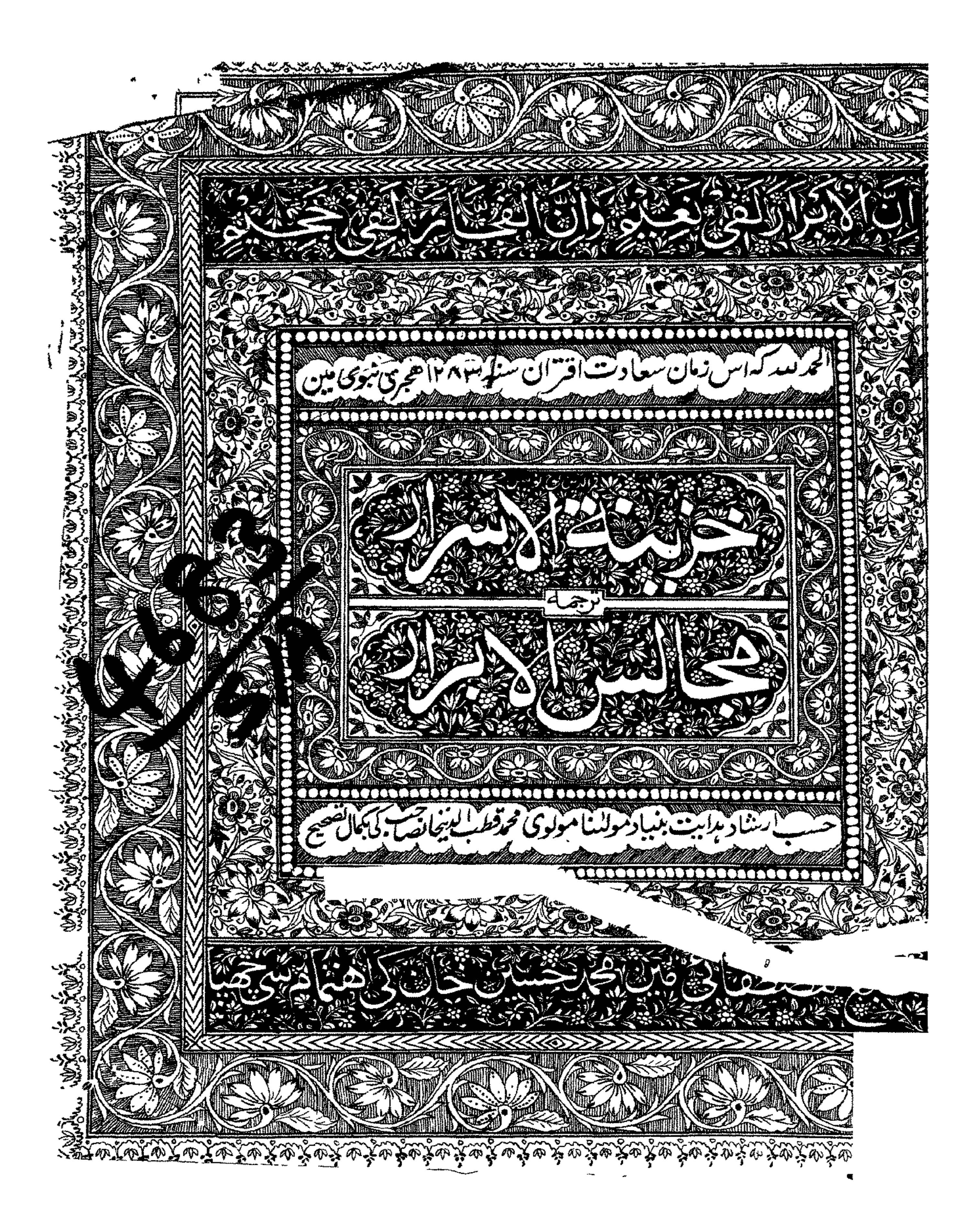


ان الابرار لفی نعیم وان الفجار لفی جحیم
الحمد للہ کہ اس زمان سعادت اقتران سنہ ۱۲۸۳ ہجری نبوی مین
خزینۃ الاسرار
ترجمہ
مجالس الابرار
حسب ارشاد ہدایت بنیاد مولنا مولوی محمد قطب الدین خانصاحب کی بکمال تصحیح
مصطفائی مین محمد حسن خان کی اهتمام سی چھپا

بسم الله الرحمن الرحیم

شروع کرتا ہون مین ساتھ نام اللہ بخشش کرنیوالی مہربان کی

الحمد لله الذی رفع اقدار العلماء بمقدار معرفة کتابه المحکم ثم هدی المحدثین بمصابیح

سب تعریف ہی اوس خدا کی لیے کہ بلند کین قدرین علماء کی موافق معرفت کتاب اپنی کی جو مضبوط ہی پہر ہدایت کیا محدثون کو ساتھ چراغون

المصابح من شبه الظلم وجعل علو الکتب کالعلم لمن تقدم من اصحاب الامم واسبغ

روشن کی ایسی حدیثون کی تاریک شبہات سی اور گردانا علم کتاب کو مانند نشان کی اونکی لیے کہ آگی گذری امتون مین اور پہنچائی

علیهم سوابغ النعم بعرفانه بمصابیح السنة والعرفان المقدم واعزهم فی الدارین

پوری نعمتین اپنی معرفت کی سنت کی چراغون اور عرفان پہلی گذری ہوئی سی اور اونکو عزت دی دونون جہان مین

واکرم واحترم علی العلمین فی سابق القدم بالقران الاحکم فقال الذین یجتنبون

اکرام کیا اور حرمت بخشی تمام عالم پر ازل مین قرآن استوار سی اور ارشاد کیا جو لوگ بچتی ہین

کبائر الاثم والفواحش الا اللمم فسبحان من یعلم الحکم فیمن اخر وقدم احمده حمد عاجز

بڑی گناہون اور بیحیائی کی کامون سی مگر کچہہ صغیرہ سو پاک ذات ہی جو سکہاتا ہی حکمتین پہلون اور پچھلون کو مین اوسکی حمد کرتا ہون عاجز کیسی

شکره اولاه من عظیم النعم واشهد ان لا اله الا الله وحده لا شریک له واشهد ان محمدا

شکر سی اسکی کہ عنایت کین اوسکو بڑی نعمتین اور گواہی دیتا ہون کہ کوئی معبود نہین سوای اللہ کی وہ اکیلا ہی اوسکا کوئی شریک نہین اور گواہی دیتا ہون کہ محمد

عبده ورسوله الاکرم المبعوث الی جمیع الامم نسئل الله ان یختم لی کتاب العمل بما اذ ختم صلی

اوسکا بندہ ہی اور اوسکا بزرگ رسول ہی بہیجا ہوا تمام امتون کی طرف ہم اللہ سی مانگتی کہ پوری کری ہماری عمل [illegible] ختم کرتا رحمت

الله تعالی علیه وعلی اله وصحبه وسلم الذین هم اولوا الفضل والحکم اما بعد فیقول احمد احقر هذا

نازل کری اللہ تعالی اوسپر اور اوسکی آل پر اور اوسکی یارون پر اور سلام کہ اہل فضل اور صاحب حکمت ہین جب اللہ کی حمد کی ہو جو محمود ہی [illegible]

المکتوب بالقلم شرح بعض اصحاب الحدیث المعظم وبعض الحسان المفخم من [illegible]

کتاب لکہی ہوئی قلم کی شرح چند صحیح حدیثون بزرگ کی اور چند حسن حدیثون بزرگ کی کتاب [illegible]

الظلم دافع الهم والالم جمعته لبعض اخوان الاخرة مع ضمه [illegible]

الظلم مین سی دور کرنیوالی ہم اور الم کی ہی جمع کی اسکو واسطی بعضی بہائیون اخروی کی اور اور مصل [illegible] مین سی ملا کر جمع کیا

من التفسیر والحدیث والفقه والکلام وتصوف الخیرة وابین ما ینبه من الاعتقادات

تفسیر اور حدیث و فقہ اور عقائد اور نیک لوگون کی تصوف کی اور بیان کردون کا اوسمین صحیح اعتقادات

الصحیحة [illegible] الاخرة واحترز ما فیه من استمداد القبور وغیره من فعل الکفرة واهل

[illegible] آخرت کی اور برائی بیان کرونگا اسمین قبرون سی مدد مانگنی کی اور سوا اوسکی افعال کفار اور اہل

لفظ اصحاب الحدیث غلط معلوم ہی [illegible] شاید کہ لفظ صحاح [illegible]

الضلالة المضلة الفجرة لما رأیت کثیرا من الناس فی هذا الزمان جعلوا بعض القبور

جوگمراہ کرنیوالی بدکار ہین جب مین نی اس زمانہ کی اکثر لوگون کو یہہ دیکہا کہ اونہون نی بعضی قبرون کو

کالاوثان یصلون عندها ویذبحون القربان ویصدر منهم افعال واقوال لا تلیق باهل

بت بنالیا ہی کہ وہان نماز پڑہتی ہین اور قربانیان ذبح کرتی ہین اور اونسی وہ افعال اور اقوال پیدا ہوتی ہین جوایمان والون کو

الایمان فاردت ان ابین ما ورد به الشرع فی هذا الشان حتی یتمیز الحق من الباطل عند

سزاوار نہین اسلیے مین نی یہہ ارادہ کیا کہ جو اس باب مین حکم شرعی ہی وہ بیان کردون تاکہ حق باطل سی جدا ہوجاوی

من یرید تصحیح الایمان والخلاص من کید الشیطان والنجاة من عذاب النیران والدخول

اوسکو کہ ارادہ درستی ایمان کا اور شیطان کی مکر سی رستگاری کا اور آگ کی عذاب سی بچنی کا اور جنت مین

فی دار الجنان والله الهادی وعلیه التکلان ولم ابال ما فیه من التکرار لما وقع فی

جانی کا ہو اور اللہ رستہ دکہانیوالا ہی اور اوسی پر بہروسا اور مکرر جو اسمین ہوگیا ہی اسکی کچہہ پرواہ نہین کی کیونکہ ایسا

نصیحة الابرار وانبه ما فیه من الاحوال الذی یسمیه الناس الخیر والشر والطیرة والفال

بزرگون کی نصیحت مین ہوتا ہی اور سب حالات بیان کرونگا جسکو لوگ خیر اور شر اور شگون اور فال کہا کرتی ہین

وسمیته مجالس الابرار ومسالك الاخیار ومحائف البدع ومقامع الاشرار ورتبته

اور اسکا نام مین نی مجالس الابرار ومسالک الاخیار ومحائف البدع ومقامع الاشرار رکہا اور مینی اسکو

علی مائة مجلس المجلس الاول فی تمثیل من یذکر ربه ومن لم یذکره بالحی والمیت وفی بیان

سو مجلسون پر مرتب کیا پہلی مجلس مثال بیان کرنی مین اوس شخص کی کہ یاد کرتا ہی اپنی رب کو اور اوسکی کہ نہین یاد کرتا ساتہہ زندہ اور مردی کی اور بیان

معرفة ذکر الله تعالی المجلس الثانی فی بیان فضیلة الذکر من کل اعمال البر وبیان اقسامه

معرفت ذکر خدا تعالی کی دوسری مجلس بیان مین افضلیت ذکر کی جملہ اعمال حسنہ سی اور اوسکی اقسام کی بیان مین

المجلس الثالث فی بیان فضیلة الایمان والمؤمن المجلس الرابع فی لزوم محبة النبی صلی

تیسری مجلس بیان مین فضیلت ایمان کی اور مؤمن کی چوتہی مجلس بیچ لازم کرنی محبت نبی صلی

الله علیه وسلم زیادة من والده وولده والناس اجمعین المجلس الخامس فی لزوم الایمان

اللہ علیہ وسلم کی زیادہ اپنی ماباپ اور فرزند اور سب لوگونسی پانچوین مجلس بیچ لازم ہونی ایمان کی

[illegible] النبی صلی الله علیه وسلم ولا یجوز المخالفة فیه المجلس السادس فی بیان من

رضی بالله ربا وبالاسلام دینا وبمحمد صلی الله علیه وسلم نبیا ذاق طعم الایمان المجلس

کہ راضی ہوا اسکی رب ہونی پر اور اسلام کی دین ہونی پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبی ہونی پر اوسنی چکہا مزہ ایمان کا ساتوین مجلس

السابع فی بیان مؤمن به وبیان لزوم الایمان به اجمالا علی الاصح وتفصیلا عند البعض

بیچ بیان اون چیزون کی کہ ایمان لایا جاوی اونپر اور بیچ بیان لازم ہونی ایمان کی ساتہہ اونکی بطریق اجمال کی بحسب صحیح روایت کی اور بطریق تفصیل کی نزدیک

المجلس الثامن فی بیان من یدخل الجنة ومن لا یدخلها من المطیع للرسول علیه السلام والمخالف له

مجلس اٹہوین بیچ بیان اوسکی کہ داخل ہوگا جنت مین اور اوسکی کہ نہین داخل ہوگا اوسمین یعنی فرمان بردار رسول علیہ السلام کا اور اونکا مخالف

المجلس التاسع فی لزوم الاتباع للنبی صلی الله علیه وسلم فیما جاء به وفیه تحقیق المجلس العاشر

نوین مجلس بیچ لازم ہونی اتباع نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیچ اوس چیز کی کہ لای حضرت اوسکو اور اسمین کچہہ تحقیق لکہی ہی مجلس دسوین

[سه] صلوة رغائب رجب کی پہلی تاریخ کی شب مین بعضی پڑھتی ہین جماعت سی وہ بدعت ہی ۱۲ منہ

[عه] خواہ نفل ہو خواہ فرض ہو ۱۲ منہ

فی

فيه وفي اي موضع يجوز المجلس السادس والسبعون في بيان حقوق المماليك
اورکس مقام پر جایز ہی مجلس چہتر دین بیان مین حقوق غلامون کی

على المولى وغيره من الاحكام المجلس السابع والسبعون في بيان حرمة اللواطة
مالک پر اور سواء اسکی جو احکام ہین مجلس ستترواں بیان مین حرام ہونی لواطت کی

وعقوبتها وغيرها المجلس الثامن والسبعون في بيان حرمة الخمر وبيان عقوبتها
اور اوسکی عذاب کی اور سواء اسکی مجلس اٹھتر دین شراب کی حرمت اور اوسکی عذاب

وسائر المنكرات المجلس التاسع والسبعون في بيان حرمة الغلول ووجوب القسمة
اور جملہ ممنوعات کی بیان مین مجلس اناسی غلول کی حرام ہونی کی بیان مین اور یہہ کہ تقسیم کرنا

بين الغانمين المجلس الثمانون في بيان ظهور الفتن وما يخالف الشرع وكيف يعمل حينئذ
غنیمت کرنیوالون مین ضرور ہی مجلس اسی فتنون کی ظہور کی بیان مین اور جو مخالف شرع ہی اور کسطرح کیا جاوی اوس وقت

المجلس الحادي والثمانون في بيان احكام القضاء واخذه بالرشوة وحكومته
مجلس اکاسی بیان مین احکام قضا یعنی قاضی ہونی کی اور اوسکو لینا رشوت دیکر اور حکم کرنا

بشهادة الزور المجلس الثاني والثمانون في بيان من يجوز له الوعظ للناس ومن لا يجوز
جھوٹی گواہی سی مجلس بیاسی بیان مین اوس شخص کی جسکو وعظ کرنا جایز ہی اور جسکو نہین جایز

وما يتفرع عليه المجلس الثالث والثمانون في بيان ان الله تعالى يبعث لهذه الامة
اور اوسکی تفریعات مجلس تراسی بیان مین اس بات کی کہ اللہ تعالی اوٹہاتا ہی اس امت کی لیی

على راس كل سنة من يجدد الدين المجلس الرابع والثمانون
ہر سو برس کی شروع پر اوس شخصکو کہ تازہ کری دینکو مجلس چوراسی

في بيان كيفية السلام وافضلية من بدأ به المجلس الخامس والثمانون
بیان مین کیفیت سلام کی اور بڑائی پہلی سلام کرنیوالی کی مجلس پچاسی

في بيان هجران اخيه المسلم فوق ثلثة ايام المجلس السادس والثمانون
بیان مین ترک کرنی کسی مسلمان بھائی کی تین روز سی زیادہ مجلس چھیاسی

في بيان التحذير من سوء الظن وهي التجسس المجلس السابع والثمانون
ڈرانی کی بیان مین بدگمانی سی اور وہ غیر کی حال کی تلاش مجلس ستاسی

في بيان النهي عن المصاحبة والمواكلة مع الفاسق المجلس الثامن والثمانون
اس بیان مین کہ ممنوع ہی مصاحبت اور کہانا فاسق کی ساتھہ مجلس اٹھاسی

في بيان افضل الاعمال الحب في الله والبغض في الله
اس بیان مین کہ افضل اعمال ہی محبت خدا کی راہ مین اور بغض خدا کی راہ مین

المجلس التاسع والثمانون في بيان لزوم متابعة
مجلس نواسی اس بیان مین کہ لازم ہی متابعت

الرسول عليه السلام في الامر والنهي ولا يجوز المخالفة المجلس التسعون
رسول علیہ السلام کی امر ونہی مین اور نہین جایز ہی مخالفت مجلس نوی

في

فی بیان سبق رحمة الله وغلبتها علی غضبه وماهیتهما المجلس الحادی والتسعون فی بیان
رحمت الٰہی کی سبقت اور غلبہ کی بیان مین غضب پر اور دونو کی حقیقت مجلس اکانوین اس بیان مین

ان الشیطان یجری من الانسان مجری الدم المجلس الثانی والتسعون فی بیان عدم المواخذة
کہ شیطان پہرتا ہی انسان مین بجای خون کی مجلس بانوین اس بیان مین کہ وسوسہ کا مواخذہ

بالوسوسة مالم تعمل بها او تتکلم المجلس الثالث والتسعون فی بیان ان للشیطان لمة
نہین جبتک اوسپر عمل نکری یا موسنہ سی نکہی مجلس ترانوین اس بیان مین کہ شیطان کو قرب ہوتا ہی

بابن ادم وللملک لمة له المجلس الرابع والتسعون فی بیان ظهور الاسلام غریبا وسیعود
بنی آدم کی ساتھہ اور فرشتہ کو قرب ہوتا ہی مجلس چورانوین اس بیان مین کہ اسلام پیدا ہوا تہا غریب اور پہر ہوجائیگا

غریبا کما ظهر المجلس الخامس والتسعون فی بیان نعمة الصحة والفراغ وبیان مغبونیة
غریب جیسا ظاہر ہوا تہا مجلس پچانوین بیان مین نعمت تندرستی اور فراغت کی اور غبن مین ہونی

صاحبهما المجلس السادس والتسعون فی بیان نهی من اکل ما فیه رائحة کریهة من دخول المسجد
صحیح وفارغ کی مجلس چہیانوین اس بیان مین کہ جو شخص کہاوی ایسی چیز جس مین بدبو ہووی تو مسجد مین نہ جاوی

المجلس السابع والتسعون فی بیان لزوم ترک ما لا یعنیه من القول والفعل المجلس الثامن
مجلس ستانوین اس بیان مین کہ لازم ہی ترک بیفائدہ قول اور فعل کا مجلس اٹھانوین

والتسعون فی بیان الوصیة فی حق النساء حال المعاشرة بهن المجلس التاسع والتسعون
بیچ بیان وصیت کی عورتون کی حق مین اور اونکی ساتھہ گذران کی حالت مجلس ننانوین

فی بیان تحقیق قوله علیه السلام استوصوا بالنساء خیرا الی اخره المجلس المائة فی بیان لزوم
حضرت صلی الله علیه وسلم کی قول کی تحقیق مین کہ استوصوا الخ مجلس سوین اس بیان مین کہ لازم ہی

رعایة حق الزوج علی زوجته وبیان الوعید عند عدمها المجلس الاول فی بیان تمثیل من
حق شناسی اپنی خاوند کی بی بی کو اور بیان سزا کا جب کہ یہہ نہووی پہلی مجلس بیچ مثال بیان کرنی اوس شخص کی

یذکر ربه ومن لم یذکره بالحی والمیت وفی بیان معرفة ذکر الله تعالی قال رسول
کہ اپنی رب کی یاد کرتا ہی اور جو اوسکی یاد نہین کرتا ساتھہ زندہ اور مردہ کی اور بیان مین ذکر الله کی فرمایا رسول

الله صلی الله علیه وسلم مثل الذی یذکر ربه والذی لا یذکر ربه کمثل الحی والمیت هذا الحدیث
خدا صلی الله علیه وسلم نی حال اوس شخص کا کہ ربکی یاد کرتا ہی اور اوس شخص کا جو اپنی رب کی یاد نہین کرتا جیسی زندہ اور مردہ یہہ حدیث

من صحاح المصابیح رواه ابو موسی الاشعری فانه علیه السلام جعل فیه الذاکر مثل الحی مع
مصابیح کی صحاح مین ہی ابو موسی اشعری کی روایت سی سو پیغمبر صلی الله علیه وسلم اسمین یاد کرنیوالی کو مانند زندہ کی ٹہرایا باوجودیکہ

کونه حیا لان المراد بالحی من له حیوة حقیقیة ابدیة وهی انما تحصل بذکر الله تعالی لان
وہ زندہ ہی ہوتا ہی اسلئی کہ زندہ سی وہ مراد ہی جسکو حقیقی اور دائمی زندگی حاصل ہی اور ایسی زندگی بجز یاد الٰہی کی حاصل نہین ہوتی کیونکہ یاد

الذکر یحیی قلوب الذاکرین ویوجب لهم الاستعداد لمعرفة رب العالمین والوصول الی الحیوة الابدیة
ذکر ذاکرین کا دلون کو زندہ کردیتا ہی اور بالضرور اونکی لئی سامان رب العالمین کی معرفت کا تیار کرتا ہی اور بہشت کی حیات ابدی کی لائق بنادیتا ہی

فی دار النعیم ومن کان خالیا عن الذکر فهو بمنزلة المیت لکونه خالیا عما یحیی قلبه وعما یوجب
اور جو شخص یاد الٰہی نہین کرتا وہ مردہ کی مانند ہی کیونکہ وہ اوس بات سی خالی ہی جس سی دل زندہ ہو وئی اور خدا کی

له المعرفة والحيوة الابدية لان شرف الانسان وفضيلته التى بها فاق جميع اصناف الخلق
معرفت اوردائمی زندگی پیدا ہو کیونکہ انسان کی شرافت اور فضیلت جسی تمام اقسام مخلوقات پر فائق ہورہا ہی

ليس الا باستعداده لمعرفة الله تعالى وانما يستعد لمعرفة الله تعالى بقلبه لا بجارحة من
بجز استعداد معرفت الٰہی کی نہین ہی اور استعداد معرفت الٰہی کی دل ہی سی علاقہ رکہتی ہی ہاتہہ پانو وغیرہ

جوارحه بل الجوارح له اتباع وخدم يستخدمها استخدام الملك للرعايا ويستعملها استعمال
اعضا سی کچہہ علاقہ نہین بلکہ تمام اعضاء دل کی تابع اور خدمت گذار ہین اور ان اعضا سی اسطور کار لیتا ہی جیسی پادشاہ رعیت سی اور ایسی برتتا ہی

السيد للعبيد وهو انما يطمئن بذكر الله تعالى كما قال الله تعالى الا بذكر الله تطمئن
جیسی مولی غلامون کو اور دل کو طمانینت صرف یاد الٰہی سی ہوتی ہی چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی یادرہی اللہ ہی کی یاد سی دل چین پاتی ہین

القلوب وافضل الذكر على ما ورد فى الحديث لا اله الا الله فلا بد للعبد المكلف ان يشتغل
اور سبہی بہتر ذکر موافق مضمون حدیث کی لا الہ الا اللہ ہی اب بندہ عاقل بالغ کو ضرور ہی کہ اس ذکر مین

بهذا الذكر حتى يطمئن قلبه ويستعد لمعرفة الله تعالى لكن قبل اشتغاله به يجب عليه
مشغول رہی تا کہ اوسکا دل اطمینان پکڑی اور معرفت الٰہی کی استعداد حاصل کری لیکن اس شغل سی پہلی اوسپر واجب ہی

ان يحصل من علم الكلام ما يصح به اعتقاده على مذهب اهل السنة والجماعة وما يحترز
کہ اتنا علم عقاید سیکہی جس سی اسکا اعتقاد موافق اہل سنت وجماعت کی ٹہیک ہوجاوی اور

به عن شبه المبتدعة لان القلب ما دام مكدرا بظلمة البدعة الاعتقادية لا يبصر انوار
اہل بدعات کی شبہات سی بچ جاوی کیونکہ جبتک دل اعتقادی بدعت کی تاریکی مین مکدر رہتا ہی تو اوسمین طاعت کی روشنی نہین چمکتی

الطاعات ويجب عليه ايضا ان يحصل من علم الفقه ما يصح به اعماله على وفق الشريعة المطهرة
اور اوسپر یہہ بہی واجب ہی کہ اتنا علم فقہ بہی سیکہہ لی جس سی اوسکی اعمال موافق شریعت پاک کی صحیح اور

والا فالتقدم لمعالى الامور قبل اتقان وصولها وضبط طرقها عجلة شيطانية وشهوة نفسانية
اورنہین تو بڑی کام کر بیٹہنا بغیر محکم کرنی اصول کی اور ٹہیک دریافت کرنی طریقون کی شیطانی جہپٹ اور نفسانی شہوت مین

توجب لصاحبها الفضيحة فى الدنيا والاخرة اذ قد يغتر صاحبها بالتخيلات النفسانية
داخل ہی جو ایسی شخصکو دنیا اور اخرت دونو مین ذلیل کر چہوڑتی ہی اس لئی کہ ایسا جاہل کبہی فریب مین اگر نادانی سی خیالات نفسانی

والتلبيسات الشيطانية ويظنها كرامات وهى فى الحقيقة استدراج وزيادة له فى انواع
اور شبہات شیطانی کو کرامت تصور کر لیتا ہی اور اصل مین وہ استدراج ہوتا ہی اور اوسکی حق مین طرح طرح کی

الضلالات لان من اشتغل بالذكر والرياضة قبل ان يحصل من علم الكلام ما يصح به الاعتقاد
گمراہی زیادہ ہوتی ہی کیونکہ جو شخص مشغول ذکر اور ریاضت کا اختیار کرتا ہی بدون سیکہی علم عقاید کی کہ جتنی مین اوسکا اعتقاد

على مذهب اهل السنة والجماعة وما يحترز به عن شبه المبتدعة ومن علم الفقه ما يصح
اہل سنت وجماعت کی مذہب پر صحیح ہوجاوی اور بدعتیون کی شبہات سی بچ جاوی اور بدون سیکہی علم فقہ کی جتنی مین

به اعماله على وفق الشريعة المطهرة لا يبعد ان يقع له كشف حتى لبعض الاشياء او امر خارق
اوسکی اعمال مطابق شریعت پاک کا صحیح اور درست ہوجاوین توکیا بعید ہی کہ اوسکو بعضی محسوسات کا کشف ہونی لگی یا کوئی بات کرامت کی سی

من خوارق العادات بمقتضى الرياضة او اراءة الشيطان كما حكى كثير من ذلك عن بعض الكفرة
خلاف عادات مین سی ریاضت کی موافق یا شیطانی دیکہی سی ہوجاوی چنانچہ ایسی بہت کہانیان بعضی کفار

للمرتاضین فیظن انه ولایة وکرامة وهو فی الحقیقة مکر واستدراج لا کرامة ولا ولایة
ریاضت منش کی مشہور ہین پہر یہہ نادان خیال کرتا ہی کہ یہہ ولایت اور کرامت ہی اور اصل مین وہ مکر اور استدراج ہوتا ہی نہ کرامت ہی اور نہ ولایت

اذ قد یحصل الکشف والامر الخارق لبعض الرهبان وغیرهم ممن یعتنون بزیادة الریاضات
اسلئی کہ کشف اور امر خارق کبہی کبہی بعضی ایسی راہب وغیرہ کی بہی ہوجاتا ہی جو بڑی ریاضت اختیار کرتی ہین

مع فساد العمل والاعتقاد ولا اعتداد به لانه تعالی قد جعل الریاضة سببا لتصفیة
باوجودیکہ اونکی عمل اور اعتقاد فاسد ہوتی ہین پہر اسکا کیا اعتبار ہی اسلئی کہ اللہ تعالی بیشک ریاضت سی اون کو ایسا صاف کردیتا ہی

القلوب بحیث یوصل بها الی الکشف ونحوه من الخوارق ولا یدل ذلک علی رضائه تعالی
کہ جس سی کشف اور کشف کی مانند اور خوارق ہونی لگتی ہین اور اس سی اللہ تعالی کی یقینی رضامندی

بذلک السبب البتة ومن المعلوم قطعا ان الخوارق لیست مختصة بالمعجزة والکرامة
اوس سبب پر معلوم نہین ہوتی اور یہہ بات یقینی معلوم ہی کہ خوارق کو کچہہ معجزہ اور کرامت ہی سی خصوصیت نہین ہی

بل قد تکون استدراجا ایضا فمتی صدرت ممن فیه خلل عملی واعتقادی یحکم بکونها
بلکہ بعضی وقت استدراج بہی ہوتا ہی پہر اگر یہہ امر خارق ایسی شخص سی پیدا ہووی جسکا عمل یا اعتقاد باطل ہی تو وہ

استدراجا لا کرامة لان الکرامة ظهور امر خارق للعادة علی ید عبد صالح ظاهر صلاحه
استدراج ہی سمجہا جاویگا کرامت نہین ہوگی کیونکہ کرامت تو وہ ہی کہ امر عادت کی خلاف ایسی صالح آدمی کی ہاتہہ سی ہو جسکی نیک کرداری ظاہر ہورہی ہو

وهذا القید الاخیر للاحتراز عن الاستدراج وهو ظهور امر خارق للعادة علی ید الاشقیاء
اور یہہ پچہلی قید استدراج سی احتراز کی لئی ہی کیونکہ استدراج وہ ہوتا ہی کہ امر خارق عادت اشقیا کی ہاتہہ پر پیدا ہو

کالدجال وفرعون والجهلة الضالین المضلین فان الخوارق کما تظهر علی ید الاتقیاء تظهر
جیسی دجال اور فرعون اور گمراہ جہال اور گمراہ کرنیوالی کیونکہ خوارق جیسی پرہیزگاروں کی ہاتہہ پر ہوتی ہین

علی ید الاشقیاء ایضا فما یظهر من ذلک علی ید من کان تحت سیاسة الشرع یصیر
اشقیا کی بہی ہاتہہ پر ہوجاتی ہین سو جو امر خارق ایسی شخص کی ہاتہہ پر ظاہر ہو جو شرعی حکومت کا مطیع ہی تو

سببا لمزید مجاهدته فی عبادته وما یظهر من ذلک علی ید من لم یکن تحت سیاسة الشرع
اوسکی مجاہدہ عبادت کو زیادہ بڑہادیگا اور جو امر خارق ایسی شخص کی ہاتہہ پر پیدا ہو جو شرعی حکومت کا مطیع نہین

یصیر سببا لمزید بعده وغروره ولا یزال الشیطان یغویه حتی یخلع ربقة الاسلام
تو اوسکو اور بہی دوری اور غرور بڑہیگا اور شیطان ہمیشہ اوسکو بہکاتا رہیگا آخرکو اسلام کی رسّی اوسکی گردن مین سی نکال کر

من عنقه بانکار الحدود والاحکام والحلال والحرام فعلی هذا یجب علی العبد الذاکر
حدود اور احکام اور حلال اور حرام کا منکر بنادیگا اسلئی بندہ ذاکر کو یہہ واجب ہی

ان یجعل جمیع اعماله موافقا لاحکام الشرع مادام حیا عاقلا ولا یجوز له ان یعمل عملا مخالفا
کہ اپنی تمام اعمال جبتک ہوش حواس مین ہی احکام شرعی کی موافق رکہی اور اوسکو یہہ جایز نہین ہی کہ کبہی بہی کسی وقت کوئی عمل

للاحکام الشرع فی وقت من الاوقات واحکام الشرع علی قسمین قسم یتعلق بالظاهر وهو البدن
احکام شرعی کی مخالف عمل میں لاوی اور شرع کی احکام دو قسم پر ہین ایک وہ قسم جو ظاہر یعنی بدن سی علاقہ رکہتی ہین

وقسم یتعلق بالباطن وهو القلب وکل واحد من القسمین علی نوعین احدهما یجب فیه الفعل
اور ایک قسم وہ جو باطن یعنی دل سی علاقہ رکہتی ہین اور یہہ دونو قسمین دو طرح کی ہین ایک وہ جسکا کرنا واجب ہی

والاخر يجب فيه الترك فجملة احكام الشرع اربعة فمن النوع الذى يتعلق بالظاهر ويجب
دوسری وہ جسکا ترک واجب ہی پس تمام احکام شرعی چار طرح کی ہوئی پہر وہ قسم جو بدن سی متعلق اور اوسکا عمل مین لانا واجب ہی

فيه الفعل التكلم بكلمتى الشهادة واقامة الصلوة وايتاء الزكوة وصوم رمضان وحج
دونو کلمی شہادت کی پڑہنی اور نماز قایم رکہنی اور زکوۃ اداکرنی اور رمضان کی روزی اور

البيت وجهاد الكفار والامر بالمعروف والنهى عن المنكر وغير ذلك من الفرائض والواجبات
کعبہ کا حج اور کفار پر جہاد اور نیک بات بیان کرنی اور بدی سی روکنا اور سوا اسکی اور فرائض اور واجبات

ومن النوع الذى يتعلق بالظاهر ويجب الترك القتل والزنا واللواطة والسرقة وشرب الخمر
اور وہ قسم جو بدن سی متعلق اور اوسکا ترک واجب ہی خون ریزی اور بدکاری اور اغلام اور چوری اور شراب خواری

والغيبة والنميمة والكذب والنظر الى ما حرم نظره واستماع ما حرم استماعه وغير ذلك من
اور غیبت اور سخن چینی اور جہوٹہ بولنا اور دیکہنا ایسی چیز کا جسکا دیکہنا حرام ہی اور ایسی آواز سنی جسکا سننا حرام ہی اور سوا اسکی

المحرمات والمكروهات ومن النوع الذى يتعلق بالباطن ويجب فيه الفعل التوبة والاخلاص
اور محرمات اور مکروہات اور وہ قسم جو دل سی متعلق اور عمل کرنا واجب ہی توبہ اور اخلاص

والتوكل والصبر والشكر والخوف والرجاء وغير ذلك من الاخلاق الحميدة والخصال الجميلة
اور توکل اور صبر اور شکر اور خوف اور امیدواری اور سوا اسکی اور نیک عادتین اور پسندیدہ خصلتین

ومن النوع الذى يتعلق بالباطن ويجب فيه الترك الكبر والعجب والرياء والحسد وغير ذلك
اور وہ قسم جو دل سی متعلق اور ترک واجب ہی تکبر اور خود پسندی اور ریا یعنی دکہلاوا اور حسد اور سوا اسکی

من الاخلاق الذميمة والخصال القبيحة فمن خالف حكما واحدا من هذه الاحكام الاربعة
اور بدخوئیاں اور قبیح خصلتین سو جو شخص خلاف کری کسی ایک حکم کا ان چاروں حکموں میں سی

عصى الله تعالى واستحق عذابه فلا يكون من اهل الولاية والكرامة وبعض الناس فى هذا
وہ خدا کا نافرمان ہی اور اوسکی عذاب کا سزاوار وہ ولی اور کرامت والا کب ہوسکتا ہی اور بعضی لوگ اس

الزمان يدخلون الخلوة ثلثة ايام او اكثر ثم يخرجون منها واذا فعلوا ذلك مرة او مرتين
زمانی میں تین دن کا یا زیادہ کا چلہ کہینچ کر پہر فارغ ہوجاتی ہین اور جب ایک یا دو بار چلہ کرچکی

يدعون نيل الاحوال والوصول الى مقامات الرجال مع انهم يرتكبون ما يخالف الشرع الشريف
تو دعوی کرنی لگی کہ ہمکو سب حالات کہل گئی اور عمدہ لوگوں کا درجہ پالیا باوجودیکہ شرع شریف کی مخالفت کئی جاتی ہین

واذا انكر عليهم ما ارتكبوه يقولون حرمة ذلك فى العلم الظاهر وانا اصحاب العلم الباطن وانه
اور جب اونسی اونکی اعمال کی برائی بیان کرو تو کہنی لگتی ہین میاں یہہ علم ظاہر میں حرام ہی اور ہم تو باطنی علم والی ہین سو یہہ امر

حلال فيه وان الوصول الى الله تعالى لا يكون الا برفض العلم الظاهر وانكم تاخذون من
اوس علم میں حلال ہی اور قربت الہی بدون چہوڑنی علم ظاہری کی نہیں ملتی تم

الكتاب والسنة وانا بالخلوة وهمة الشيخ نصل الى الله تعالى فينكشف لنا العلوم فلا نحتاج
قرآن اور حدیث سی فائدہ لیتی ہو اور ہم چلہ اور پیر کی مدت سی خدا کی درگاہ میں جاتی ہین پہر ہمپر سب علوم کہل جاتی ہین ہمکو

الى مطالعة الكتاب والقراءة على الاستاذ واذا صدر منا مكروه او حرام ننهى عنه فى المنام
کتابوں کی مطالعہ کی اور استاد سی پڑہنی کی کچہہ حاجت نہیں ہی اور ہم سی جب کوئی مکروہ یا حرام عمل میں آجاتا ہی تو خواب میں ہمکو ممانعت ہوجاتی ہی

فنزون

فنعرف الحلال والحرام وما قلتم انه حرام لم ننه عنه في المنام فعلمنا انه ليس بحرام
سو ہم حلال اور حرام کو سمجھ لیتی ہین اب جسکو تم حرام بتاتی ہو ہمکو اوسی خواب مین منع نہین کیا سو ہمنی جان لیا کہ یہہ حرام نہین ہی

ونحو ذلك من الترهات التي كلها الحاد وضلال اذ فيه ازدراء للملة الحنيفية والشريعة
اور اسیطرح کی خرافات باتین جو سراسر الحاد اور گمراہی کی باتین ہین کیونکہ اسمین ملت حنفی اور شریعت نبوی

النبوية وعدم الاعتماد على الكتاب والسنة واجماع الامة فالواجب على كل من سمع
کی حقارت ہی اور بی اعتمادی قرآن وحدیث اور اجماع امت کی سو واجب ہی اوسپر جو ایسی باطل گفتگو سنی

امثال تلك الاقاويل الباطلة الانكار على قائله والجزم ببطلان كلامه بلا شك ولا تردد
کہ بلاشک اور بی تردد اور بغیر توقف . قائل کی اس کلام کو بیہودہ واہیات سمجھی

ولا توقف والا فهو يكون من جملتهم ويحكم عليه بالزندقة فانهم لما كانوا في الاعتقاد
اور نہین تو وہ بھی اوسی گروہ مین داخل ہی اور اوسپر حکم کفر کا ہوگا کیونکہ ان لوگونکا اعتقاد جب

بهذه المرتبة كان بينهم وبين الشيطان مناسبة فيريهم في بعض الازمان اشياء
اس نوبت کو پہنچا تو انمین اور شیطان مین ایک رابطہ پیدا ہوگیا پھر وہ شیطان اونکو بعضی دفعہ کچھہ تجلی وغیرہ دکھاتا ہی

من الانوار وغيرها فيغترون بها ويظنون انهم محسنون وعند الله مكرمون ولا يعلمون
پس یہہ قوم دھوکہا کہا کر یہہ خیال کرتی ہین کہ ہم کیا خوب عمل کرتی ہین اور خدا کی نزدیک ہم عزت والی ہین اور یہہ خبر نہین

ان الشيطان لا يزال يحسن لاهل الخلوة وارباب الرياضة ان يعملوا بخواجسهم ورؤياهم
کہ شیطان ہمیشہ اہل خلوت اور ریاضت کی نظر مین یون پکا دیتا ہی کہ اپنی توہمات اور خوابون کی موافق

من غير تحكيم الشرع فيها فيقولون القلب اذا كان محفوظا مع الله تعالى يكون خواطره
بدون موافقت شرع کی عمل کیا کرین پھر یہہ کہتی ہین کہ دل جب الله کی طرف سی محفوظ ہوتا ہی تو اوسکی سب خطرات خطا سی

معصومة عن الخطاء وهذا من اعظم كيد العدو فيهم لان الخواطر ثلثة انواع رحمانية
بچی ہوئی ہوتی ہین اور یہہ اونکی حق مین دشمن کا بڑا ہی دھوکہا ہی کیونکہ خطرات تین طرح کی ہوتی ہین رحمانی

وشيطانية ونفسانية فلو بلغ الانسان ما بلغ من الرياضة والمجاهدة فمعه شيطانه
اور شیطانی اور نفسانی پھر انسان کیسی ہی ریاضت اور مجاہدہ کیا کری یہ شیطان

ونفسه لا يفارقانه الى الموت والشيطان يجري منه مجرى الدم والعصمة ليست
اور نفس اوسکی ساتھہ ہی رہتی ہین مرتی دم تک جدا نہین ہوتی اور شیطان اوسمین ایسی پھرتا ہی جیسی بدنمین خون اور عصمت صرف

الا للرسل الذين هم وسائط بين الله تعالى وبين خلقه في تبليغ امره ونهيه ووعده
انبیا صلوات الله علیہم کا خاصہ ہی جو کہ درمیان پاک پروردگار اور اوسکی خلقت کی واسطہ ہین واسطی پہنچادینی امر اور نہی اور جزا

ووعيده ومن عداهم ليس بمعصوم ومن ظن انه يستغني عما جاء به الرسول بما يلقى
اور سزا اور سوا انبیاء کی کوئی معصوم نہین ہی اب جو شخص یہہ خیال کری کہ مجھکو احکام نبوی کی کچھہ حاجت نہین مجھکو وہ ہی کافی ہی

في قلبه من الخواطر فهو من اعظم الناس كفرا لان ما يلقى في القلب يحتمل ان يكون من
جو دلمین خطرات آتی ہین سو وہ بڑا ہی کافر ہی اسلئی کہ دلمین جو خطرہ آتا ہی تو شاید کہ

القاء النفس والشيطان فلا عبرة به ولا التفات اليه حتى يعرض على ما جاء به الرسول
وہ نفس یا شیطان کی طرف سی آیا ہو پھر اوسکا کیا اعتبار ہی اور نہ اودھر توجہ کہ احکام نبوی کی مقابل ہوسکی

ويشهد له بالموافقة اذ ليس كل ما يراه الانسان في النوم واليقظة صحيحا بل قد تكون بعضه
اور اوسکی لئی موافقت کا شاہد چاہئی کیونکہ آدمی جو جو خواب یا بیداری مین معلوم کرتا ہی وہ سب درست نہین ہو اکرتا بلکہ بعضی

من الخواطر النفسانية وبعضه من الوساوس الشيطانية وبعضه من الله تعالى بالهام
خطرات نفسانی وبعضی وسوسہ شیطانی ہوتی ہین اور بعضی اللہ کی طرف سی بواسطہ

ملك الرؤيا فلابد من التميز بين هذه الثلثة ليعلم ان ما يراه من اي نوع هو فاذا تعين
فرشتہ خواب کی بہی ہوتی ہین پہر ان تینون مین تمیز کرنی ضرور چاہئی جس سی معلوم ہو کہ یہہ خطرہ کس قسم کا ہی جب یہہ ثابت ہو جاویگا

انه من الله تعالى فلابد من عالم يعلم المراد منه فان المراد منه ان كان ظاهرا لايحتاج
کہ اللہ کی طرف سی ہی تب ایسا عالم چاہئی کہ اوسکی مراد کو سمجہی کیونکہ اوسکی مراد اگر ظاہر ہی تو

الى التاويل بل انما يحتاج الى التنبيه وان كان غير ظاهر يحتاج الى التاويل فياول بتاويل
تاویل کی کچہہ حاجت نہین بلکہ صرف تنبیہ کی حاجت ہی اور اگر مراد ظاہر نہین ہی تو تاویل کی حاجت ہی پہر صحیح تاویل کرنی چاہئی

صحيح كما ان الكتاب والسنة لاشبهة في كونهما من الله تعالى ورسوله لكن المراد منهما
چنانچہ قرآن اور حدیث بلاشبہہ اللہ اور رسول کی کلام ہین پر اونکی مراد

قد يكون ظاهرا فلا يحتاج الى التاويل وقد يكون غير ظاهر فيحتاج الى التاويل وقد صرح
بعضی جگہہ ایسی ظاہر ہوتی ہی کہ تاویل کی کچہہ حاجت نہین ہوتی اور بعضی جگہہ مراد ظاہر نہین ہوتی تو وہان تاویل کی حاجت پڑتی ہی اور

العلماء بان الهام وكذلك الرؤيا في المنام ليس شيء منهما من اسباب المعرفة بالاحكام
علماء صاف کہہ چکی ہین کہ الہام اور ایسی ہی نیند کی خواب ان دونو سی معرفت احکام کی حاصل نہین ہوتی

خصوصا اذا خالف كل منهما كتاب الله وسنة رسوله عليه الصلوة والسلام فان عمر
علی الخصوص جبکہ یہہ دونو کتاب اللہ اور سنت رسول سی برخلاف ہون حضرت عمر

بن الخطاب رضي الله عنه مع كونه سيد الملهمين والمحدثين كان اذا وقع في قلبه الخواطر لايلتفت
بن الخطاب رضی اللہ عنہ باوجودیکہ اہل الہام اور محدثین کی پیشوا تہی تو بہی جب اونکی دل پر کوئی خطرہ آتا تو اوسپر توجہ

اليها ولايحكم بها ولا يعمل بها حتى يعرضها على الكتاب والسنة فهؤلاء الجهلة قد يرى
نکرتی اور نہ اوسپر یقین کرتی اور نہ اوسکی موافق عمل کرتی جب تک اوسکو کتاب اور سنت کی مطابق نکرلیتی اور یہہ جاہل جب

احدهما ادنى شيء فيحكم فيه خواطره على الكتاب والسنة ولايلتفت اليهما والمحققون من
کوئی ادنی بات معلوم کرتی ہین تو اوسہی پر اپنی خطرات کو پکا لیتی ہین اور کتاب اور سنت کیطرف کچہہ توجہ نہین کرتی اور طریقت کی محقق

علماء الطريقة قد تمسكوا بالكتاب والسنة ووزنوا بهما افعالهم ومجاهداتهم ومكاشفاتهم
علماء کتاب اور سنت ہی سی سند لیتی تہی اور اپنی افعال اور مجاہدہ اور مکاشفات کو انسی تول کر پورا کرتی تہی

فما وجدوه غير موزون بهذين الميزانين وغير ثابت بهذين الشاهدين لم يعتبروه ولم يلتفتوا
پہر جس عمل کو ان دونو ترازو یعنی کتاب سنت مین کم وزن پایا اور ان دونو شاہد عدل کی گواہی سی ثابت نہوا تو اوسکا اعتبار نہین

اليه قال ابو سليمان الداراني ربما يقع في قلبي نكتة من نكتة القوم فلا اقبلها الا بشاهدين عدلين
ابو سلیمان دارانی فرماتی ہین ایک نکتہ اس قوم کی نکات مین سی اکثر میری دل مین آتا ہی سو مین اوسکو بدون گواہی دو شاہد عدل

من الكتاب والسنة وقال ابو سعيد الخراز كل باطن يخالفه الظاهر فهو باطل وقال ابو حفص
کتاب اور سنت کی نہین مانتا اور ابو سعید خراز کہتی ہین جو الہام ظاہر شرع کی برخلاف ہو سو وہ باطل ہی اور ابو حفص کبیر فرماتی ہین

الكبير من لم يزن افعاله واقواله واحواله بميزان الكتاب والسنة ولم يتهم خواطره فلا تعدوه
جو شخص اپنی افعال اور اقوال اور احوال کو کتاب اور سنت کی ترازو مین نہ تولی اور اپنی دلکی خطروں کو بیجا نہ جانی تو اوسکو
فی دیوان الرجال وقال ابو یزید البسطامی لو نظرتم الی رجل اعطی انواعا من الکرامات حتی ترتفع
مردون مین شمار مت کرو اور ابو یزید بسطامی فرماتی ہین اگر تم ایک شخص کی طرح طرح کی کرامتین دیکھو اسقدر کہ وہ ادہر مین
فی الھواء او مشی علی الماء فلا تغتروا به حتی تنظروا کیف تجدونه عند الامر والنھی وحفظ
پالتھی مارے بیٹھا ہو یا پانی پر پہرتا ہو تو بہی اوسکی فریب مین نہ آؤ جبتک یہہ نہ جانچ لو امر اور نہی اور حفظ
الحدود واداء احکام الشریعة وقال الجنید البغدادی الطرق الی الله تعالی بعدد انفاس
حدود اور احکام شرعی مین کیسا ہی اور جنید بغدادی فرماتی ہین الله کی ان کی رستی اتنی ہین جتنی نفوس
الخلائق وکلها مسدودة علی الخلق الا علی من اقتفی اثر الرسول وحکی انه افتی بقتل الحلاج
خلقت کی اور وہ سب خلقت پر بند ہین بجز اوسکی جو رسول الله صلی الله علیہ وسلم کی پیروی کری اور کہتی ہین کہ جنید نی حلاج کی قتل
لاجل ما صدر عنه من قوله انا الحق فانظر ایها العاقل الطالب للحق ان ھؤلاء الکرام مع
فتوی انا الحق کی کہنی پر دیا تہا اب ای ہوشیار حق کی طالب دیکہہ تو کہ ان تمام بزرگون نی با
کونهم عظماء مشائخ الطریقة وکبراء ارباب الحقیقة قد تمسکوا بالشریعة ولم یخالفوها
وجودیکہ طریقت کی بڑی بڑی مشایخ اور حقیقت کی بڑی بڑی بزرگ لوگ ہین کیسا شریعت سی تمسک کیا اور کسی بات مین
فی شئ اصلا فعلی ھذا یجب علی العبد المشتغل بالذکر ان یتمسک بالشریعة فی جمیع اقواله
اصلا مخالفت نہین کی بارین لحاظ شخص ذاکر شاغل پر واجب ہی کہ اپنی تمام اقوال اور افعال اور احوال مین شریعت سی تمسک
وافعاله واحواله ولا یخالفها فی شئ اصلا لکن ینبغی ان یعلم ان الموثر النافع من الذکر ھو الذکر
کیا کرین اور شریعت کی اصلا مخالفت نکیا کرین لیکن یہہ بہی سمجہہ لینا چاہئی کہ ذکر موثر اور مفید وہ ہی جو
علی الدوام مع حضور القلب فاما الذکر مع ذھول القلب فھو قلیل الجدوی لان للذکر
ہمیشہ اور دائمی دلکی توجہ سی ہو اور جو ذکر دلکی غفلت کی ساتہہ ہوتا ہی وہ فائدہ خوب نہین دیتا کیونکہ ذکر کا
اولا واخرا اوله یوجب الانس والحب واخره یوجبه الانس والحب والمطلوب ذلک الانس
ایک ابتدا ہی اور ایک انتہا ابتدا مین ذکر سی محبت اور انس ہوتا ہی اور انتہا مین ذکر کو انس اور محبت پیدا ہوجاتی ہی اور مقصود یہہ ہی انس
والحب لان الذاکر فی ابتداء امره یکون متکلفا فی صرف قلبه عن الوساوس الی ذکر الله تعالی
اور محبت ہوتی ہی کیونکہ ذاکر اول حال مین تو اپنی دل کو بزور و تکلف وسوسون سی ہٹا کر ذکر کی طرف لگاتا ہی
فان وفق للمداومة انس به وانغرس فی قلبه حب المذکور وصار مضطرا الی کثرة ذکره
پہر اگر اوسکو مداومت کی توفیق ہوئی تو اوسی مانوس ہوجاتا ہی اور اوسکی دلمین وہ محبت جڑ پکڑ لیتی ہی اور کثرت ذکر کی طرف بیقرار ہوجاتا ہی
بحیث لا یصبر عنه لان من احب شیئا اکثر ذکره ومن اکثر ذکر شئ ولو تکلفا یقع فی
ایسا کہ ذرہ صبر نہین آتا کیونکہ جو شخص کسی شئ کو محبوب رکہتا ہی تو اوسکا ذکر بہت کیا کرتا ہی اور جو شخص کسی شئ کا ذکر بہت کرتا ہی اگرچہ تکلف سی ہو
قلبه حبه والحاصل ان اول الذکر یکون بالتکلف الی ان یثمر الانس بالمذکور والحب له ثم
اوسکی دلمین محبوب ہوجاتی ہی حاصل یہہ ہی کہ ابتدا مین ذکر تکلیف سی ہوتا ہی آخر کو ایسا مانوس اور محبوب ہوجاتا ہی کہ
یمتنع الصبر عنه فیصیر الموجب موجبا والثمر مثمرا ثم اذا حصل للذاکر الانس بذکر الله تعالی
اوس سی صبر دشوار ہوجاتا ہی پہر تو بالعکس یعنی عاشق معشوق ہوجاتا ہی اور طالب مطلوب پہر جب ذاکر کو یاد الہی سی محبت ہوجاتی ہی

ينقطع عن غير الله ويجد كمال فائدته بعد الموت لانه يفارق ماسوى الله تعالى عند الموت

توغیر اللہ سی الگ ہوجاتا ہی اور اوسکا کامل فائدہ موت کی بعد حاصل ہوتا ہی کیونکہ مرتی دم تمام ماسوی اللہ سی الگ ہوجاتا ہی

ولا يبقى معه فى القبر اهل ولا مال وانما يبقى معه فيه ذكر الله تعالى فان كان قد انس به

اور اوسکی ساتہہ گور مین نہ اہل ہوتاہی اور نہ مال وہان صرف وہ ذکر ہی باقی رہ جاتا ہی سو اگر یہہ ذاکر اوسی مانوس تہا

يتمتع به ويتلذذ بانقطاع العوائق الصارفة عنه لان ضرورات الحاجات كانت تصده

تو فائدہ دیکہیگا اور مزہ پاویگا کہ وہ تعلقات جو ذکر اللہ سی باز رکہتی تہی جاتی رہی کیونکہ ضروری کاروبار بیشک ذکر اللہ سی باز رکہتی تہی

عن ذكر الله تعالى ولا يبقى بعد الموت عائق فكانه خلى بينه وبين محبوبه وتخلص من

اور موت کی بعد کوئی روکنی والا باقی نہین رہتا اب گویا اوسکو محبوب کی ساتہہ خلوت ملی اور ایسی

السجن الذى كان فيه ممنوعا عما به انسه وبهذا الانس يتلذذ العبد بعد الموت الى ان

قید سی چہوٹ گیا جسمین اپنی محبوب سی روکا جاتا تہا اور اس انس سی موت کی بعد آدمی مزا اوٹہاکر آخر

ينزل فى جوار الله تعالى ويترقى من الذكر الى اللقاء اذ لا مقصود له بقوله لا اله الا الله

جوار الٰہی مین جا پہنچتا ہی اور ذکر سی مرتبہ بڑہ کر نوبت دیدار کی ملجاتی ہی کیونکہ غرض تو اوسکو لا اله الا الله کی ذکر سی

سوى الله تعالى اذ كل مقصود معبود وكل معبود اله وبالملازمة على ذكر لا اله الا الله

سوائی اللہ تعالی کی اور کچہہ نہین تہی کیونکہ جو مقصود ہوتا ہی وہ معبود ہی اور جو معبود ہی وہ الہ ہی اور لا اله الا الله کی دائمی ذکر سی

ينتفى جميع المعبودات الباطلة ولذلك فضل على سائر الاذكار وذكر المطلق فى بعض

تمام باطل معبود جاتی رہتی ہین اسہی واسطی اس ذکر کو تمام اذکار پر فضیلت ہی اور بعضی روایت مین مطلق ذکر مذکور ہی

المواضع وفى بعضها مقيد بالصدق والاخلاص كما روى عن زيد بن ارقم انه عليه الصلوة و

اور بعضی روایت مین صدق اور اخلاص کی قید ہی چنانچہ زید بن ارقم روایت کرتی ہین کہ نبی صلی اللہ علیہ و

السلام قال من قال لا اله الا الله مخلصا دخل الجنة ومعنى الاخلاص مساعدة الحال

سلم نی فرمایا جسنی لا اله الا الله اخلاص سی کہا وہ بہشت مین داخل ہوا اور اخلاص کی معنی مطابق ہونا حال کا

للمقال فمن قال لا اله الا الله بلسانه ولم يساعد حاله لمقاله لا يكون فيه شئ من

قول سی پہر جسنی لا اله الا الله زبانسی تو کہا اور اسکا حال مطابق قول کی نہوا تو اوسمین ذرہ بہی

الاخلاص فيكون امره فى مشية الله تعالى ولا يؤمن فى حقه الخطر

اخلاص نہین ہی اوسکا معاملہ مشیت الٰہی مین ہی اندیشہ سی صاف نہین ہی

## المجلس الثانى

دوسری مجلس

فى بيان فضيلة الذكر من كل اعمال البر وبيان اقسامه قال رسول

ذکر کی فضیلت مین تمام نیک اعمال سی اور اقسام کی بیان مین فرمایا رسول

الله صلى الله عليه وسلم الا انبئكم بخير اعمالكم وازكاها عند مليككم وارفعها فى درجاتكم

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی کہو تو بتادون تمکو ایک بڑا نیک عمل اور مالک کی حضور مین بہت پاکیزہ اور تمہاری درجات کا بلند کرنیوالا

وخير لكم من انفاق الذهب والورق وخير لكم من ان تلقوا عدوكم تضربوا اعناقهم

اور تمہاری حق مین بہتر سونا چاندی للہ بانٹنی سی اور تمہاری حق مین بہتر جہاد سی کہ دشمن سی مقابلہ کرکی تم اونکی سر کاٹو

ويضربوا اعناقكم قالوا بلى يا رسول الله قال ذكر الله هذا الحديث من حسان المصابيح

اور وہ تمہاری سر کاٹین عرض کیا ہان یا رسول اللہ فرمایا اللہ کا ذکر یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثون مین ہی

رواه

رواہ ابو الدرداء وانما کان ذکر اللہ تعالی من سائر العبادات ارفع وخیرا من انفاق الذہب

ابو الدرداء کی روایت سے اور ذکر اللہ تمام عبادات سے بہتر اور سونا

والفضۃ وملاقات العدو والمقاتلۃ معہم لان سائر العبادات وسیلۃ الی ذکر اللہ تعالی

چاندی بانٹنے اور جہاد سے خوشتر اسلئے ہے کہ تمام عبادات ذکر اللہ کا وسیلہ ہیں اور اصل میں

وذکر اللہ تعالی ہو المطلوب الاعلی والمقصود الاقصی الا انہ ینقسم الی قسمین احدہما

اعلی مطلوب اور عمدہ مقصود ذکر اللہ ہی ہے لیکن اسکی دو قسم ہیں ایک تو

ذکر باللسان والآخر ذکر بالجنان اما الذکر باللسان فہو ذکر ملفوظ باللسان مسموع بالاذان

ذکر زبانی اور دوسرا ذکر دل سے پہر زبانی ذکر تو صرف زبانی الفاظ ہوتی ہیں کانوں سے سنی جاتی ہیں

یحصل بالحروف والصوت واما الذکر بالجنان فہو غیر ملفوظ باللسان ولا مسموع بالاذان

حروف اور آواز سے مرکب ہوتی ہیں اور دلی ذکر نہ تو زبان پر الفاظ آتی ہیں اور نہ کانوں سے سنا جاتا ہے

بل ہو فکر وملاحظۃ القلب وہو اعلی مراتب الذکر ولا یبعد ان یکون المراد بالذکر ہہنا ہذا

بلکہ وہ فکر اور دل کی سوچ ہے اور یہہ ہی ذکر اعلی مرتبہ کا ہے اور کیا بعید ہے کہ مراد ذکر سے اس حدیث میں یہہ ہی

الذکر القلبی الفکری لانہ ہو الذی لہ ہذہ الفضیلۃ الزائدۃ علی بذل المال والنفس لما

دل کا ذکر اور فکر ہو کیونکہ جان اور مال دینے پر یہہ ہی ذکر فایق ہے اسواسطے

جاء فی الخبر تفکر ساعۃ خیر من عبادۃ سبعین سنۃ وہو لا یحصل الا بمداومۃ العبد

کہ حدیث میں آیا ہے کہ ایک ساعت کا تفکر ستر برس کی عبادت سے بہتر ہے اور ذکر کا یہہ رتبہ جب حاصل ہوتا ہے

علی الذکر باللسان مع حضور القلب حتی یتمکن الذکر فی قلبہ ویستولی علیہ بحیث یحتاج

کہ ذاکر لسانی ذکر حضور دل سے بلا ناغہ کرتا رہے تاکہ ذکر اوسکی دل میں جگہہ پکڑ جاوے اور اوسپر اتنا غالب ہوجاوے کہ دلکو ذکر سے اور طرح کی

فی صرفہ عنہ الی غیرہ الی تکلف کما کان فی ابتدائہ یحتاج فی قرارہ فیہ الی تکلف لکن حصولہ

طرف پہیرنے میں تکلف کرنا پڑے جیسا کہ ابتداء حال میں ذکر کی طرف دل لگانے کیواسطے تکلف کرنا پڑتا تہا لیکن ذکر دل میں

فیہ بہذا الوجہ موقوف علی معرفۃ اللہ تعالی لان من لا یعرف اللہ تعالی کیف یمکن

ایسا قرار پکڑنا معرفت الٰہی پر موقوف ہے کیونکہ جو شخص اللہ ہی کو نہیں پہچانتا تو اوسکا ذکر

ذکرہ بقلبہ ولسانہ وطریق معرفۃ اللہ تعالی من وجہین احدہما طریق اہل النظر

دل اور زبان سے کب کریگا اور طریق معرفت الٰہی کا دو وجہ پر ہے ایک طریق مناظرہ

والاستدلال وثانیہما طریق اہل الریاضۃ والمجاہدۃ فالسالکون طریق اہل النظر و

اور برہان کا اور دوسرا طریق اہل ریاضت اور مجاہدہ کا پہر وہ مناظرہ اور

الاستدلال ان التزموا ملۃ من ملل الانبیاء فہم المتکلمون والا فہم الحکماء المشاؤون

برہان والے اگر کسی دین کی سماوی دینوں میں سے معتقد ہیں تو وہ متکلم کہلاتے ہیں اور نہیں تو حکماء مشائی ہیں

وہم قوم من الفلاسفۃ اختاروا طریق ارسطو وما لہ من البحث والبرہان ولم یکونوا

یہہ مشائی فلاسفہ میں سے ایک قوم ہے جنہوں نے ارسطو کی وضع پر بحث و برہان اختیار کر رکہی ہے یہہ لوگ

من اہل الایمان والسالکون طریق اہل الریاضۃ والمجاہدۃ ان وافقوا فی ریاضتہم

صاحب ایمان نہیں ہیں اور ریاضت اور مجاہدہ والے اگر موافق احکام شریعت کی ریاضت

ويجاهدون نهم احكام الشريعة فهم الصوفية المتشرعون والا فهم الحكماء الاشراقيون وهم

اور مجاهده کرتی هین تو وه صوفی باشرع هین نهین تو حکماء اشراقی هین اشراقی هی

قوم من الفلاسفة اختاروا طريق افلاطون وماله من الكشف والعيان ولم يكونوا من

ایک قوم فلاسفه کی هی جنهون نی طریق افلاطون کشف اور عیان کا اختیار کیا هی یهه لوگ بهی

اهل الايمان فعلى هذا يكون لكل طريق طائفتان فيكون المؤمنون العارفون بالله قسمين

صاحب ایمان نهین هین اس بیان کی موافق هریک طریقه مین دو طرح کی لوگ هین سو مؤمن عارف بالله دو قسم کی هوئی

احدهما اهل الاستدلال والبرهان وثانيهما اهل المشاهدة والعيان لان عرفانهم به تعالى

ایک استدلال اور برهان والی اور دوسری مشاهده اور عیان والی اسلئی که معرفت الهی

ان كان بالاستدلال بالدلائل العقلية والنقلية فهم من اهل العلم الظاهر والبرهان

اگر دلائل عقلی اور نقلی کی واسطه سی حاصل کی هی تو وه علم ظاهر اور برهان والی هین

وان كان عرفانهم به تعالى بالمشاهدة بعين البصيرة فهم من اهل العلم الباطن والعيان

اور اگر معرفت الهی چشم بصیرت کی مشاهده سی حاصل کی هی تو وه علم باطنی اور عیان والی هین

وحاصل الطريق الاول الاستكمال بالقوة النظرية والترقي في مراتبها ومحصول الطريق الثاني الاستكمال بالقوة

اور طریق اول کا فائده تو قوت نظری کی امداد سی کمال کا حاصل کرنا اور اوسکی درجات مین ترقی کرنی اور حاصل دوسری طریق کا قوت عملی کی زور سی کامل هونا

العملية والترقي في درجاتها فهذه هي الكرامة الحقيقية التي تظهر من اولياء الله تعالى اذ غاية الكرامة

اور اوسکی درجات مین ترقی کرنی اور کرامت حقیقی یهه هی هوتی هی جو اولیاء الله سی ظاهر هوا کرتی هی کیونکه انجام کرامت کا تو

حصول الاستقامة والوصول الى كمالها والله تعالى لم يعط العبد من الكرامة مثل ان يعينه

یهه هی راستی کا حاصل هونا اور کمال پورا کرنا هی اور الله تعالی نی کسی بنده کو اس سی بهتر کرامت نهین دی که تقوی

على ما يحبه ويرضاه من التقوى والاستقامة واما الكرامة بمعنى ظهور امر خارق للعادة فلا عبرة

اور استقامت پر اپنی مرضی اور خواهش کی موافق اعانت فرماوی اور رهی وه کرامت که امور خلاف عادت ظاهر هوجایا کرین سو

به عند المحققين من اولياء الله تعالى لظهوره من الكفرة المرتاضين وغيرهم من اهل الرياضة

محقق اولیاء الله کی نزدیک اسکا کچهه اعتبار نهین هی کیونکه ایسی امور تو کفار ریاضت کیش وغیره سی جو ریاضت کیا کرتی هین هوجاتی هین جنکی نه عمل ٹهیک هوتی

مع فساد العمل والاعتقاد وسبب ذلك على ما ذكره بعض المدققين انه تعالى قد وضع اسبابا واناط بها

نه اعتقاد درست هوتا هی اور اسکا سبب موافق بیان بعضی مدققین کی یهه هی که الله تعالی اسباب پیدا کرکی اونکی ساتهه

مسبباتها واجرى عادته ان لا يتخلف مسبب عن سببه كالاحتراق عند النار ومن جملة

مسببات متعلق کردیتی هین اور عادت یون جاری رکهی هی که کوئی مسبب اپنی سبب سی جدا نهووی ساتهه هی رهی جیسی جلانا آگ کی ساتهه هی

الرياضة فانه تعالى جعلها سببا لتصفية القلوب واناطها بها بحيث يوصل بها الى

ریاضت ایک سبب هی که اوسکو الله تعالی نی صفاء قلب کا سبب بنایا هی اور اسی پر متعلق کردیا هی

ن ونحوه من الخوارق ولا يدل ذلك على رضائه تعالى بذلك السبب الذي هو الرياضة

وغیره خوارق پیدا هوجایا کرین پر اس کشف وغیره سی رضامندی الله تعالی کی اس ریاضت پر ثابت نهین هوتی

معلوم قطعا ان الخوارق ليست مقتصرة على المعجزة والكرامة بل قد تكون استدراجا

معلوم هی که خوارق کو معجزه اور کرامت سی کچهه خصوصیت نهین هی بلکه بعضی اوقات استدراج بهی هوتا هی

ايضا

ایضا فمتی صدرت ممن ادخلل فی عمله واعتقاده یحکم بکونه استدراجا لان الکرامة ظهور امر خارق

پھر اگر ایسی شخص سی پیدا ہووی کہ جسکی عمل اور اعتقاد مین خلل ہی تو استدراج ہی کہلاویگا کیونکہ کرامت تو ایسی مرد صالح کی ہاتھہ پر

للعادة علی ید عبد صالح ظاهر صلاحه وبهذا القید الاخیر یخرج الاستدراج لانه ظهور امر خارق

پیدا ہوتی ہی جسکا تقوی ظاہر ہوگا اور اس پچھلی قید سی استدراج الگ ہوگیا کیونکہ استدراج وہ خارق

للعادة علی ید الاشقیاء کالدجال وفرعون والجهلة الضالین المضلین فان الخوارق کما تقع من الاتقیاء

عادت ہوتا ہی جو اشقیا کی ہاتھہ پر ہووی جیسی دجال اور فرعون اور گمراہ جہال اور گمراہ کرنیوالی بیشک خوارق جیسی اتقیا سی ہوتی ہین

تقع من الاشقیاء فما یظهر من ذلک علی ید من کان تحت سیاسة الشرع یعتبر سببا لمزید مجاهدة فی عبادته

اشقیا سی بھی ہوتی ہین پھر جو خوارق ایسی شخص سی ہون جو شرع کا مطیع ہی تو باعث زیادت عبادت اور مجاہدہ کا ہوگا

وما یظهر من ذلک علی ید من لم یکن تحت سیاسة الشرع یصیر سببا لمزید بعده

اور جو خوارق ایسی شخص سی ہون جو شرع کا مطیع نہین ہی تو شرع سی اور دور ہوتا جاویگا

ولا یزال الشیطان یغویه حتی یخلع ربقة الاسلام من عنقه بانکار الحدود والاحکام

اور شیطان اوسکو بہکاتا رہیگا آخر اسلام کی رسی اوسکی گردن مین سی نکال کر حدود اور احکام

والحلال والحرام ولهذا قال ابو یزید البسطامی لو ان رجلا مشی علی الماء او تربع فی الهواء فلا

اور حلال اور حرام کا منکر کر چھوڑیگا اور اسیلئی ابو یزید بسطامی فرماتی ہین اگر کوئی شخص پانی پر رستہ چلی یا ہوا مین چارزانو بیٹھی تو

تغتروا به حتی تنظروا کیف تجدونه فی الامر والنهی ومراعات الشریعة وقیل له فلان

بھی اوسکی فریب مین نہ آو جبتک اوسکو امر و نہی اور رعایت شرعی مین نہ جانچ لو کسی نی اونسی عرض کیا فلانا

یمر فی لیلة الی مکة فقال الشیطان یمر فی لحظة من المشرق الی المغرب وهو فی لعنة الله تعالی

ایک رات مین مکہ چلا جاتا ہی آپ نی فرمایا شیطان لحظہ بہر مین مشرق سی مغرب تک چلا جاتا ہی پھر بھی وہ ملعون ہی

فعلی هذا کل من یظهر فیه شئ من الخوارق لا یجوز ان یظن انه من اولیاء الله تعالی لانه

اس بیان کی موافق جس شخص سی کچھہ خوارق ظاہر ہوا کرین تو اوسکو اولیاء اللہ مین سی تصور کرلینا نہین چاہئی کیونکہ

لما یجوز ان یکون من اولیاء الله تعالی یجوز ان یکون من اعداء الله تعالی لاحتمال کون ظهورها

خوارق تو جیسی اولیا سی ہوتی ہین ویسی ہی کفار دشمنان خدا سی بھی ہوتی ہین شاید کہ یہہ

فیه بمقتضی الریاضة او اراءة الشیطان فان الشیطان یخیل للانسان الامور بخلاف ما هی

بباعث ریاضت اور شیطانی دہوکی کی ہوا ہو کیونکہ شیطان امور غیر واقعی انسان کو دکہا دیتا ہی

علیه ویریه الاشیاء الباطلة فی صورة الحق فمنهم من یاتیهم بعض الاشخاص فیخاطبهم

اور امر باطل کو حق کی صورت مین بتادیتا ہی یعنی ایسی شخص ہین کہ اونکی پاس انسان کی صورت بن کر باتین کرتا ہی

ویتمثل لهم ویظنونها ملائکة وهی الجن والشیاطین وکان اول من ظهر له من هؤلاء

وہ اوسکو فرشتہ خیال کرتی ہین اور حقیقت مین وہ جن یا شیطان ہوتی ہین پہلی پہل اسلام مین ایسا شخص

فی الاسلام المختار ابن ابی عبد الله الثقفی الذی اخبر به النبی علیه الصلوة والسلام فی الحدیث

مختار ابن عبد اللہ ثقفی ہوا ہی جسکی خبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سی صحیح حدیث مین

الصحیح وقال سیکون فی ثقیف کذاب وقیل لابن عمر وابن عباس ان المختار یزعم

ثابت ہوئی ہی آپ نی فرمایا ہی نزدیک ہی کہ ثقیف مین ایک جھوٹا پیدا ہوگا کسی نی ابن عمر اور ابن عباس سی عرض کیا کہ مختار یہہ کہتا ہی

انه ينزل عليه فقال لا صدق قال الله تعالى ان الشيطين ليوحون الى اوليئهم ليجادلوكم

کہ مجھہ پر وحی آتی ہی جواب دیا جھوٹا ہی اللہ تعالی فرماتا ہی اور شیطان دلمین ڈالتی ہین اپنی دوستون کی کہ تمسی جھگڑا کرین

وقال الله تعالى هل انبئكم على من تنزل الشيطين تنزل على كل افاك اثيم وكثير ممن ينسب

اور فرمایا اللہ تعالی نی مین بتاؤن تمکو کسپر اوترتی ہین شیاطین اوترتی ہین ہر جھوٹی گنہگار پر اور بہت لوگ

الى الاسلام فى الظاهر وهو برئ منه فى الباطن يكون له نصيب من هذه الاحوال الشيطانية

ظاہر کی مسلمان اور باطن مین اسلام سی بی بہرہ ہین کہ اونکو ایسی ایسی شیطانی حالات مین سی

بحسب مولاته للشيطان ومعاداته للرحمن ويصير فتنة بين الانام وبعضهم وان كانوا

موافق اختلاط شیطانی اور عداوت رحمانی کی حصہ ملا ہی اور خلقت کو فتنہ مین مبتلا کرتی ہین اور بعضی شخص اگرچہ

صادقين فى معاملتهم وكان لهم عبادة واجتهاد فى العمل لكنهم لقلة علمهم بحقائق الايمان

اپنی معاملہ مین سچی ہین اور عبادت اور مجاہدہ عمل بجا کرتی ہین لیکن چونکہ حقایق ایمانی سی کم واقف ہین

وعدم تميزهم ما هو من احوال الشيطان وامور الرحمن يلتبس عليهم الامر ويقعون فى شبكة

اور حالات شیطانی اور امور رحمانی مین فرق نہین کرسکتی لاچار اونپر وہ لطیفہ پوشیدہ رہ جاتا ہی اور شیطان کی جال مین پہنسکر

الشيطان ويدعون كشفا يناقض العقل والشرع ويقولون قد ثبت عندنا فى الكشف

ایسی کشف کا دعوی کرنی لگتی ہین جو نہ عقل مین آوی اور شرع کی برخلاف ہو اور کہتی ہین کہ ہمکو کشف مین وہ امر ثابت ہوا ہی

ما يناقض صريح العقل والشرع وهم قوم لا يتعمدون الكذب لكن يخيل اليهم اشياء يتفق

جو عقل اور شرع سی صاف مخالف ہی یہہ وہ لوگ ہین جو عمدًا جھوٹھہ نہین بولتی پر اونکی خیالات مین وہ چیزین آتی ہین

وجودها فى الخارج ويظنونها من كرامات الصالحين ولا يعرفون انها من تلبيسات الشياطين

جو خارج مین نادر الوجود مین گاہی گاہی ہوتی ہین اوسکو صلحاء کی کرامات سمجھہ لیتی ہین اور یہہ نہین سمجھتی کہ یہہ شیطانون کی دغابازیان ہین

فان كثيرا من الناس يظنون انهم من اولياء الله تعالى وهم ليسوا من اولياء الله تعالى بل هم

بیشک اکثر لوگ یون گمان کرلیتی ہین کہ وہ اولیاء اللہ ہین اور وہ اولیاء اللہ نہین ہوتی بلکہ

من اولياء الشيطن فان اولياء الله تعالى هم الذين وصفهم الله تعالى فى كتابه وقال الا ان

شیطان کی دوست ہوتی کیونکہ اولیاء اللہ تو وہ لوگ ہوتی ہین جنکی اللہ تعالی نی اپنی کتاب مین یہہ تعریف کی ہی فرمایا ہی جو لوگ

اولياء الله لا خوف عليهم ولا هم يحزنون الذين امنوا وكانوا يتقون وقال فى اية اخرى ان

اللہ کی دوست ہوتی ہین نہ ڈر ہی اونپر نہ وہ غم کہاوین جو لوگ ایمان لائی اور پرہیزگاری کرتی رہی اور ایک اور آیت مین فرمایا نہین ہین

اولياءه الا المتقون فبين سبحانه وتعالى فى هاتين الايتين ان اولياءه هم المتقون وليس

دوست اوسکی سوای پرہیزگارون کی سو اللہ سبحانہ تعالی نی ان دونو آیتون مین بیان فرما دیا کہ اوسکی اولیاء پرہیزگار ہوتی ہین اور

لهم فى الظاهر من الامور المباحة شئ يتميزون به عن الناس فلا يتميزون بلباس دون لباس

ظاہر مین مباح چیزون مین سی کوئی ایسا نشان نہین ہی جس سی فرق کرکر اور لوگون سی الگ پہچان لین نہ کوئی ایسا خاص لباس ہی جب کہ سب لباس

اذا كان كل منهما مباحا بل يوجدون فى جميع اصناف امة محمد اذا لم يكونوا من اهل البدعة

مباح ہووین بلکہ وہ لوگ یعنی اولیا امت محمدی کی تمام اقسام مین ہوتی ہین اگر بدعتی

واهل الفجور وليس من شرط الولى ان يكون معصوما بحيث لا يغلط ولا يخطأ وهذا لا يجوز

اور بدکار نہون اور ولی کی شرط کچھہ معصومیت نہین ہی کہ اوسی کہین نہ غلطی ہو نہ خطا • اور اسیلئی اوسکو یہہ جائز نہین ہی کہ

له ان یعتمد علی ما یلقی الیه فی قلبه ولا علی ما یقع له مما یراه الهاما او خطابا من الحق بل یجب
کہ جو اوسکی دل پر خطرہ گذری یا جو اوسکو بطور الہام کی معلوم ہو یا حق کی طرف سی خطاب ہو اوسپر عتماد کرلیا کریگا بلکہ

علیه ان یعرض ذلک کله علی ما جاء به النبی علیه الصلوة والسلام فان وافقه یقبله
واجب ہی کہ اوس تمام کو احکام شرعی سی مطابق کری پہر جو موافق نکلی اوسکو تسلیم کری

وان خالفه لا یقبله وان لم یعلم انه موافق او مخالف یتوقف فیه والناس فی هذا الباب
اور جو مخالف ہو اوسکو رد کری اور اگر موافق اور مخالف کچہہ معلوم نہو تو اوسمین توقف کری اکثر آدمی اس باب مین اکثر لوگ غلطی کہا جاتی ہین

یغلطون کثیرا ویظنون فی شخص انه ولی ویعتقدون ان الولی یقبل منه کل ما یقول
بعضی شخصکو ولی قرار دی کر یہہ اعتقاد کرلیتی ہین کہ ولی کا کہا سنا سب مقبول ہی اور کیا کرایا سب

یُسلم الیه فی کل ما یفعل وان خالف الکتاب والسنة ویوافقون ذلک الشخص ویخالفون من
مسلم ہی اگرچہ قرآن وحدیث سی مخالف ہوا کری پہر اوس شخصکی تو مطیع ہوجاتی ہین اور

بعث الله به رسوله الذی فرض علی جمیع الخلق تصدیقه فیما اخبر وطاعته فیما امر فیجرهم
رسول کی ارشادات سی خلاف کرتی ہین جسکی خبر کی تصدیق اور حکم کی اطاعت تمام عالم پر فرض ہوچکی ہی پہر اوسکو

مخالفتهم للرسول وموافقتهم لذلک الشخص اولا الی البدعة والعصیان وآخرا الی الکفر والطغیان
رسول کی مخالفت اور اوس ولی موہوم کی موافقت پہلی تو بدعت اور نافرمانی کی طرف کہینچ لیجاتی ہی اور آخرکو نوبت کفر اور سرکشی کی ہوتی ہی

ویکونون من الذین قال الله تعالی فیهم ویوم یعض الظالم علی یدیه یقول یلیتنی اتخذت مع
پہر وہی لوگ ہوجاتی ہین جنکی حق مین اللہ تعالی یہہ ارشاد فرماتا ہی اور جسدن کاٹ کاٹ کہاویگا گنہگار اپنی ہاتہہ کہیگا کسیطرح مین نی پکڑی ہوتی

الرسول سبیلا یویلتی لیتنی لم اتخذ فلانا خلیلا لقد اضلنی عن الذکر بعد اذ جاءنی وکان
رسول کی ساتہہ راہ ای خرابی میری کہین نہ پکڑی ہوتی مین نی فلانی کی دوستی بہکا دیا مجکو نصیحت سی جب کہ مجہہ تک آچکی اور ہی

الشیطن للانسان خذولا بل یکونون مشابهین للنصاری الذین قال الله تعالی فیهم اتخذوا
شیطان آدمی کو دغا دینی والا بلکہ وہ لوگ نصاری کی مثال ہین جنکی حق مین اللہ تعالی فرماتا ہی ٹہرایا

احبارهم ورهبانهم اربابا من دون الله قال عدی بن حاتم للنبی علیه الصلوة والسلام ما عبدوهم
اپنی عالمون اور درویشون کو خدا سواء اللہ کی عدی بن حاتم نی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سی عرض کیا نصاری عبادت تو نہین کرتی

فقال النبی علیه الصلوة والسلام اطاعوهم فمن اطاع احدا فیما لم یاذن به الله تعالی فقد عبده
سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی جواب مین فرمایا نصاری نی اونکی اطاعت کی اور جس شخص نی برخلاف حکم الہی کی کسیکی اطاعت کی اوسنی اوسکی عبادت کی

واتخذه ربا فاذن کل من خالف شیئا مما جاء به الرسول مقلدا فی ذلک لمن یظن انه ولی وان الولی
اور اوسکو اپنا رب بنایا سو اب جسنی شرع نبی کا کچہہ بہی خلاف کیا کسیکی پیروی کی لحاظ سی ولی جان کر اس وہم سی کہ ولی کی کہی اور کی کا

لا یخالف فی شیء مما یصدر عنه من الاقوال والافعال فهو ضال وعمدة هؤلاء فی ذلک انهم یرون
خلاف نہین ہوسکتا سو وہ بڑا گمراہ ہی اور بڑا تعجب یہہ ہی کہ یہہ لوگ بعضی اوقات

قد یقع من شخص مکاشفة فی بعض الحالات او شیء من خوارق العادات مثل ان یطیر فی الهواء او یمشی
کسی شخص سی بعضی حالات مکاشفہ یا کوئی خارق عادت دیکہتی ہین جیسی ہوا مین اوڑنا یا

علی الماء ویخبرهم بحال غائبهم او بما سرق لهم وغیر ذلک ویستدلون بهذه الامور علی ولایته
پانی پر چلنا یا غیب کی خبر بتانی یا چور کا بتا دینا اور اور سوا اسکی اور ایسی باتون سی اونکو ولی سمجہہ کر

ولا یجوّزون مخالفته مع ان تلك الامور وامثالها قد توجد فی شخص لا یطهر الطهارة الشرعیة
اونکی مخالفت جایز نہین جانتی باوجودیکہ ایسی ایسی باتین کبھی ایسی شخص سی ہوجاتی ہین جسکو استنجا کرنیکا شعور نہین ہوتا

ولا ینظف النظافة الدینیة وقد روی انه علیه السلام قال ان الله نظیف یحب النظافة
اور نہ موافق دین مذہب کی پاک ہوتا ہی اورحال یہہ ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سی یہہ روایت ہی کہ اللہ پاکیزہ ہی دوست رکھتا ہی پاکیزگی کو

وفی حدیث اخر انه علیه الصلوة والسلام قال ان الله طیب لا یقبل الا طیبا وذلك الشخص
اور دوسری روایت مین ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ نی فرمایا اللہ پاک ہی سوای پاکی کی قبول نہین کرتا اور وہ شخص ولی موہوم

لا یغتسل ولا یتوضا ولا یصلی الصلوة المکتوبة بل یکون ملابسا للنجاسات ومعاشر للکلاب
نہ نہاتی اور نہ کبھی منہہ دہوتی اور نہ کبھی فرض نماز ادا کری بلکہ نجاست مین لتہڑا ہوا اور کتون مین ملاجلا

ویاوی المزابل والمواضع النجسة التی یحبها الجن والشیاطین فکیف یکون ولیا فان الولی علی ما
اور کوڑی وغیرہ نجس مکانات مین پڑا ہوا جسی سوای جن اور شیاطین کی کوئی پسند نہ کری بہلا وہ شخص کیونکر ولی ہوسکتا ہی ولی تو موافق

ذکر فی الکتب الکلامیة هو العارف بالله وصفاته المواظب علی الطاعات المجتنب عن المعاصی
مضمون کتب عقائد کی وہ ہی جو خدا کو اور اوسکی صفات کو جانی مدامی عبادت کری اور گناہوں

والمحرمات المعرض عن الانهماك فی اللذات والشهوات لا الملابس للنجاسات ولا المعاشر للکلاب
اور محرمات سی بچتا رہی لذات اور شہوات سی نفرت کری ولی وہ نہین ہی جو نجاسات مین بہرا کتون مین ملا جلا رہی

ولا التارك للصلوة وسائر العبادات ولا المجنون المعدوم العقل المکشوف العورة العاری عن
اور بی نماز اور بی عبادت اور نہ سڑی بیہوش بی ستر ننگ دہڑنگ بدن پر کپڑا

الثیاب وبسبب عدم التمیز بین اولیاء الله تعالی والمتشبهین بهم من اولیاء الشیطن وقع
نہ لتا اور چونکہ اولیاء اللہ اور اولیاء شیطان مین تمیز اور فرق نہین کرتی اسلئی ایک عالم

الناس فی البلاء فحسبوا کل خارق کرامة وولایة ولم یفرقوا بین کرامات الاولیاء وما یشبهها من
اس بلا مین مبتلا ہی کہ ہر خارق کو کرامت اور ولایت سمجہ لیا ہی اور اولیاء کی کرامت اور اوسکی مثل

الاحوال الشیطانیة ولا بد من فرق بینهما لئلا یقع الناس فی البلاء وهو ان کرامات الاولیاء
شیطانی احوال مین فرق نہین سمجہا اور ان دونو مین امتیاز اور فرق کرنا ضرور ہی تاکہ خلق بلا مین نہ آوی اور فرق یہہ ہی کہ اولیاء کی کرامت

سببها الایمان والتقوی علی ما فهم من قوله تعالی الا ان اولیاء الله لا خوف علیهم ولا هم یحزنون
ایمان اور پرہیزگاری سی ظاہر ہوتی ہی چنانچہ اس آیت سی معلوم ہوتا ہی دیکہو جو لوگ اللہ کی دوست ہین نہ ڈر ہی اونپر اور نہ وہ غم کہاوین

الذین امنوا وکانوا یتقون واما احوال الشیطانیة فسببها ارتکاب ما نهی الله تعالی ورسوله
جو لوگ ایمان لائی اور پرہیز کرتی رہی اور شیطانی احوال بسبب اختیار کرنی خلاف خدا اور رسول کی ہوتی ہین

فان الخوارق اذا کانت لا تحصل الا بما یحبه الشیطان من امور التی فیها الشرك او الظلم او فعل
کیونکہ خوارق جب بدون عمل امور محبوبہ شیطانی کی جسمین شرک اور ظلم اور

الفواحش فهی من الاحوال الشیطانیة لا من الکرامات الرحمانیة فان اولیاء الله تعالی هم المؤمنون
فحش ہوتا ہی نہوسکی تو وہ بیشک حالات شیطانی ہین کرامات رحمانی نہین ہی اسلئی کہ اولیاء تو مؤمن

المتقون العارفون بالله المقتدون برسوله فیفعلون ما امر وینتهون عما زجر ولهم کرامات و
متقی عارف باللہ رسول مقبول کی امر کی تابع اور نہی سی بیزار ہوتی ہین اونہین ہی کرامت ہوتی ہی اور

کراماتهم حجة فی الدین حیث یکون حصولها ببرکة اتباع رسول رب العلمین وهی فی الحقیقة

یہہ ہی کرامت دین کی حجت ہی کیونکہ رسول رب العالمین کی اتباع کی برکت سی حاصل ہوتی ہی اور یہہ ہی کرامت حقیقت مین

یکون من معجزاته علیه الصلوة والسلام بخلاف احوال الشیطانیة فانها انما تحصل باتباع

رسول صلی الله علیه وسلم کا معجزه ہی برخلاف شیطانی حالات کی سو یہہ جن اور شیاطین کی اتباع سی

الجن والشیاطین کما حصلت لکثیر ممن حکیت عنهم هذه الاحوال منهم عبد الله بن صیاد

ہوتی ہین چنانچہ یہہ حالات بہت شخصون سی ظاہر ہوئی ہین انہین سی ایک عبد الله بن صیاد ہی

الذی ظهر فی زمن النبی صلی الله علیه وسلم وظن بعض الصحابة انه الدجال وتوقف النبی

جو نبی صلی الله علیه کی زمانہ مین تہا بعضی صحابہ نی اوسکو دجال خیال کیا تہا اور نبی

علیه الصلوة والسلام فی امره حتی تبین له انه لیس الدجال وانما هو من جنس الکهان والکهان یکون

صلی الله علیه وسلم نی اوسکی حال مین توقف فرمایا آخر معلوم ہوا کہ دجال نہین ہی کاہن ہی اور کاہنون مین سی

لاحدهم قرین من الجن یخبره بکثیر من المغیبات مما یسترقه من السمع مع خلط الصدق بالکذب

کسیکا یار جن ہوتا ہی اکثر چوری چوری سنکر کچہہ سچ کچہہ جہوٹ ملا کر غیب کی خبرین بتایا کرتا ہی

ومنهم الاسود بن العنسی الذی ادعی النبوة وکان له من الجن من یخبره ببعض الامور الغائبة فلما

اور ایک اسود بن العنسی جسنی نبوت کا دعوی کیا اوسکی پاس بہی ایک جن تہا بعضی خبرین غیب کی اوسکو دیتا تہا جب

قابله المسلمون لیقتلوه خافوا من الشیاطین ان یخبروه بما یقولون فیه حتی اعانت علیه امراته

مسلمان اوسکی قتل کی لئی مقابلہ پر گئی تو شیاطین سی یہہ خوف ہوا کہ یہان کی گفتگو سی اوسکو مطلع نہ کردین آخر اوسکی جورو کو

حین تبین لها کفره فقتلوه ومنهم مسیلمة الکذاب الذی کان معه من الجن من یخبره من

جب معلوم ہوا کہ یہہ کافر ہی تو اوسنی مدد کی تب اوسکو قتل کیا اور ایک مسیلمة الکذاب ہی اسکی پاس بہی ایک جن تہا جو پوشیدہ باتین اوسکو

المخفیات ویعینه علی بعض الحاجات ومنهم الحارث الدمشقی الذی خرج بالشام فی زمن عبد الملک

جتا دیتا تہا اور اوسکی بعضی حاجات روا کر دیتا تہا اور ایک حارث دمشقی جو شام کی ملک مین عبد الملک بن مروان کی عہد مین ظاہر ہوکر

بن مروان وادعی النبوة وکان شیطانه یخرج رجله من القید ویمنع السلاح ان ینفذ فیه وکا

نبوت کا دعوی کیا اسکا یار شیطان پانو مین سی زنجیر الگ کر دیتا تہا اور کوئی ہتیار اوسکی بدن پر اثر نکرتا تہا اور

یری الناس اشخاصا رکبانا فی الهواء ویقول هی الملئکة وانما هی الجن والشیاطین فلما امسکه

ہوا مین سوار دکہا کر کہتا یہہ فرشتی ہین اور حقیقت مین وہ جن اور شیاطین ہوتی تہی جب اوسکو

المسلمون لیقتلوه طعنه رجل بالرمح ولم ینفذ فیه الرمح فقال له عبد الملک انک لم تسم الله تعالی

مسلمانون نی قتل کی لئی گرفتار کیا تو ایک شخص نی اوسکی برچہی ماری ذرہ بہی اثر نکیا تب عبد الملک نی کہا تو نی بسم الله پڑہ کر نہ ماری

فسمی الله تعالی فطعنه فقتله ومن غیر هؤلاء المذکورین من یحمله شیطانه عشیة عرفة الی

پہر اوسنی بسم الله پڑہ کر ماری تو ایک کوچہ مین مار ڈالا اور ان طائفہ مذکور کی سوا ایک اور شخص تہا کہ شیطان اوسکو شب عرفہ کو

عرفات ولا یحج الحج الشرعی الذی امر الله ورسوله به حیث لا یحرم عند المیقات ولا یلبی فیها

عرفات پر پہنچا دیتا تہا پہر وہ شخص موافق شرع کی جسطور خدا اور رسول کا حکم ادا نہین کرتا تہا کیونکہ نہ تو میقات پر سی احرام باندہتا اور نہ لبیک پکارتا

ولا یقف بمزدلفة ولا یطوف بالبیت ولا یسعی بین الصفا والمروة ولا یرمی الجمار بل یقف بثیابه ثم

اور نہ مزدلفہ پر وقوف کرتا نہ بیت الله کا طواف کرتا اور نہ صفا مروہ کی بیچ مین سعی کرتا اور نہ رمی جمار کرتا بلکہ تہوڑا سا توقف کرکر

يرجع من ليلته وهو بصير كمن يحضر الجمعة ويصلي بلا وضوء ومنهم من يستغيث بالمخلوق
اوسیھی شب مین ہہکر چلا آتا اوسکا حال ایسا تہا جیسے کوئی جمعہ مین توجاوی پر نماز بے وضو پڑہی اور بعضی وہ لوگ ہین جو مخلوق سی
سواء كان المخلوق حيا او ميتا او مسلما او غير مسلم ويتصور الشيطان بصورته ويقضي
زندہ ہو یا مردہ مسلمان ہو یا کافر مدد مانگتی ہین پہر شیطان اوسکی صورت بنکر مستغیث کا کام پورا کردیتا ہی
حاجة من يستغيث به فيظن تلك المسلمين انه من استغاثه به وليس كما ظن بل انما هو
اب مسلمانونکو اس شبہ مین ڈالتا ہی کہ یہہ وہ شخص ہی جس سی مین نی حاجت چاہی تہی اوسکا یہہ خیال باطل ہوتا ہی بلکہ وہ
الشيطان اضله لما اشرك بالله فان الشيطان يضل بني ادم بحسب قدرته فانه اذا اعانهم
شیطان گمراہ کرنیوالا ہی جب اوسنی اللہ کا شریک پیدا کیا کیونکہ شیطان تو بنی آدم کو جہان تک بن آوی راہ سی بہکاتا ہی پہر شیطان جب اونکی
على مقاصدهم فهو يضرهم اضعاف ما ينفعهم فان من كان منتسبا الى الاسلام اذا استغاث
مقصد پوری کرتا ہی تو اوسی زیادہ تر نقصان پہنچا دیتا ہی پہر جو شخص مسلمان ہوکر
بمن يحسن به الظن من شيوخ المسلمين يجئ اليه الشيطان في صورة ذلك الشيخ فان الشيطان
اپنی پیر مسلّم معتقد فیہ سی فریاد کرتا ہی تو شیطان اوس پیر کی صورت بدل کر اوسکی پاس آتا ہی کیونکہ شیطان تو
كثيرا ما يجئ على صورة الصالحين ولا يقدر ان يتمثل بصورة رسول رب العلمين ثم ان ذلك
اکثر صلحاء کی صورت بدل لیتا ہی ہان پر یہہ قدرت نہین ہی کہ رسول رب العالمین کی صورت بدل سکی پہر وہ
الشيخ المستغاث به ان كان ممن له علم لا يخبره الشيطان باقوال اصحابه المستغيثين به
پیر جسکی فریاد کی تہی اگر صاحب علم ہوتا ہی تو شیطان اوسی مرید فریاد کرنیوالی کا حال بیان نہین کرتا
وان كان ممن لا علم له يخبره باقوالهم وينقل اليهم كلامه فيظن اولئك الجهلة ان الشيخ سمع
اور اگر بی علم ہوتا ہی تو اونکی حال کہدیتا ہی اور بعینہ کلام نقل کردیتا ہی وہ جہال مریدیون سمجہتی ہین کہ ہماری پیر نی اتنی دور سی
اصواتهم واجابهم مع بعد المسافة وليس كذلك بل انما هو بتوسط الشيطان وقد روي عن
ہماری بات سنکر جواب دیا اور حقیقت مین یہہ سب غلط ہی بلکہ یہہ بواسطہ شیطان کی ہی چنانچہ
بعض المشائخ الذين قد جرى لهم مثل ذلك بصورة المكاشفة والمخاطبة انه قال يري لي شئ براق
بعضی مشائخ سی کہ اونکو ایسا معاملہ مکاشفہ اور مخاطبہ کی صورت مین پیش آیا روایت ہی وہ کہتی ہین کہ مجکو کوئی چمکتی چیز
مثل الماء والزجاج ويمثل لي فيه ما يطلب مني من الاخبار فاخبر الناس به وبهذا الوجه
جیسی پانی یا شیشہ نظر آتا ہی اوسکی اندر جو چیز مجہی مطلوب ہوتی ہی منقش ہوجاتی ہی سو مین لوگون کو بتا دیتا ہون اور اسی طور
يصل الي كلام من يستغيث بي من اصحابي فاجيبه فيصل اليه جوابي وكثير من هذه
مرید مستغیث کی بات مجہہ تک آجاتی ہی اور مین جو جواب دیتا ہون تو اوس مرید کو معلوم ہوجاتا ہی ایسی ایسی
الخوارق يحصل لكثير من الشيوخ الذين لا يعلمون الكتاب والسنة ولا يعملون بهما فان
خوارق اکثر مشائخ کو جو کتاب سنت سی ناواقف ہوتی ہین اور نہ اون پر عمل کرتی ہین بس ایسی کیونکہ تو
الشيطان كثيرا ما يلعب بالناس ويريهم الاشياء الباطلة في صورة الحق فمن كان بصير الحقائق
شیطان بنی آدم سی اکثر ایسی ہی کہلا سیان کرتا ہی اور باطل کو حق کی صورت مین بنا کر دکہا دیتا ہی پہر جو شخص حقایق ایمان سی
الايمان وخبير ابشرائع الاسلام يعلم انه من مكر الشيطان ويستعيذ بالله تعالى عنه
واقف اور اسلامی احکام سی آگاہ ہوتا ہی وہ جانتا ہی کہ یہہ سب شیطان کا مکر ہی اور خدا سی پناہ مانگتا ہی

ومن لم يكن من اهل المعرفة واليقين يغتر به ويكون من الهالكين واعظم ما يقوى به

اور جو شخص صاحب معرفت اور اہل یقین نہیں ہی تو بہک کر ہلاک ہوتا ہی اور جس بات سی یہہ شیطانی حالات مضبوط اور

الاحوال الشيطانية سماع الغناء اذ هو سماع المشركين الذين قال الله تعالى في حقهم وما

راسخ ہو جاتی ہین وہ غنا کا مشغلہ ہی کیونکہ سماع اون مشرکین کا کام ہی جنکی حق مین اللہ تعالی فرماتا ہی اور

كان صلاتهم عند البيت الا مكاء وتصدية قال ابن عباس وغيره من السلف التصدية

اونکی نماز کچھہ نہ تھی کعبہ کی پاس مگر سیٹیان اور تالی بجانی ابن عباس وغیرہ متقدم فرماتی ہین تصدیہ کی معنی

التصفيق باليد والمكاء الصفير وكان هذا مما اتخذه المشركون عبادة فمن يؤثر سماع

تالی بجانی ہاتھہ سی اور مکاء کی معنی سیٹی مشرکوں نی یہہ عبادت مقرر کر رکھی تھی پس جسنی راگ سننا اختیار کیا

الغناء فهذا من علامة كونه من اولياء الشيطان لا من اولياء الرحمن اذ لم يجمع النبي

تو یہہ نشانی اولیاء شیطان کی ہی اولیاء رحمان کی نہین کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ

عليه السلام واصحابه على استماع الغناء قط بل جميع الصحابة والتابعين وسائر اكابر ائمة

وسلم کو اور صحابہ کو کبھی غنا سننی کا اتفاق نہین ہوا بلکہ تمام صحابہ اور تابعین اور تمام اکابر ائمہ

الدين لم يجعلوا هذا طريقا الى الله تعالى ولم يعدوه من القرب والطاعات بل عدوه من

دین مین سی کسینی غنا کو طریق اللہ کا نہین ٹھرایا اور اسکو تقرب اور عبادت مین شمار نہین کیا بلکہ

البدعة والمنكرات حتى قال ابن مسعود الغناء ينبت النفاق في القلب كما ينبت الماء البقل فمن

بدعت اور گناہون مین داخل کیا ہی چنانچہ ابن مسعود نی فرمایا ہی کہ غنا نفاق کو دلکی اندر ایسا اگاتا ہی جیسی پانی ترکاری کو پہر جو شخص

كان من اهل المعرفة التي هي كمال الولاية يعرف ان للشيطان فيه نصيبا وافرا ومن كان من

اہل معرفت کامل ولایت والا ہی وہ جانتا ہی کہ اسمین شیطان کا بڑا حصہ ہی اور جو شخص

المعرفة ابعد يكون فيه نصيب الشيطان اكثر فانه بمنزلة الخمر يؤثر في النفوس اكثر من

معرفت سی دور ہی اوسمین اور بہی بڑا حصہ ہی کیونکہ غنا بمنزلہ شراب کی ہی نفوس کی لئی شراب سی زیادہ

تاثير الخمر ولهذا اذا قوى سكر اهله ينزل اليهم الشيطان ويتكلم على السنة بعضهم ويحمل

تاثیر کرتا ہی اسیلئی غنا سکر جب لوگ مین مست ہو جاتی ہین تو ونپر شیطان اتر پڑتا ہی بعضی کی زبانسی بولنی لگتا ہی اور کسیکو

بعضهم في الهواء ويظن الجهال ان هذا من كرامات الاولياء وليس كذلك بل انما هو من

ادہر مین اوٹھائی پہرتا ہی جاہل سمجھتی ہین کہ یہہ اولیاء کی کرامت ہی یون نہین بلکہ شیطانی

الاحوال الشيطانية ولذلك اذا قرئ هناك ما يطرد الشيطان مثل آية الكرسي وغيرها

حالات ہین اسیلئی اگر اوسوقت وہان وہ پڑہو جسی شیطان بہاگ جاتا ہی جیسی آیۃ الکرسی وغیرہ

ينصرف عنه فيسقط كما جرى ذلك لغير واحد فان التوحيد يطرد الشيطان حتى حكى ان بعضهم

تو شیطان بہاگ جاتا ہی اور وہ شخص گر پڑتا ہی چنانچہ بہت لوگوں کو ایسا اتفاق ہوا ہی کیونکہ توحید شیطان کو بہکا دیتی ہی کہتی ہین کہ ایک شخص کو

حمل في الهواء فقال لا اله الا الله فسقط فلما كان الخوارق كثيرا ما ينقص بها درجة الرجل كان

ادہر مین اوٹھا لیا اوسکی زبان سی لا الہ الا اللہ نکلا وہ تڑت گر پڑا اور چونکہ ایسی خوارق سی اکثر درجہ آدمی کا پست ہو جاتا ہی

كثير من الصالحين يفر منها ويستغفر الله ويتوب اليه كما يستغفر من الذنوب ويتوب

تو اکثر صلحاء اس سی گریز اور اللہ سی ایسی استغفار اور توبہ کرتی ہین جیسی کوئی گناہوں سی توبہ اور استغفار کرتا ہی

عنها وقد كان تعرض على بعضهم فيسال زوالها والمشائخ كلهم كانوا ينفرون المريدين السالكين

اور بعضون کو جو ایسی حالت پیش آئی تو اونسی دعا کی کہ یہہ امر موقوف ہوجاوی اور تمام مشایخ اپنی مریدون کو ان خوارق سی

غاية التنفير من الميل اليها فان السالك القاصد لروية الاشياء وحصول الخوارق واقع في

کمال نفرت دلاتی رہی ہین کیونکہ جو سالک ارادہ غیب دانی وغیرہ خوارق کا رکہتا ہی وہ

شبكة الشيطان فاللازم له ان يخلص نفسه من الميل اليها اذ لا طائل تحتها بل اذا وقعت

شیطان کی جال مین پہنستا ہی پس لازم ہی کہ اس آرزو سی اپنی دلکو بچاوی کیونکہ اسمین کوئی فائدہ نہین ہی بلکہ اوسکو اگر یہہ حالت

له بلا طلب منه يخاف عليه الاستدراج ولهذا قال بعض الكبار اذا دخل سالك في بستان

بلا طلب پیش آوی تو استدراج کا اندیشہ ہی اور اسیلئی بعضی بزرگون نی فرمایا ہی جب کوئی سالک باغ مین جاوی

وقالت طيور اشجار ذلك البستان بالسنة فصيحة السلام عليك يا ولي الله فان لم يتفطن

اور اوس باغ کی درختون پرسی جانور صاف زبان سی یہہ کہین السلام علیک یا ولی الله پہر وہ اوسکو مکر نہ سمجہی

انه مكر به فقد مكر و هو لم يشعر وهذا التنفير من المشائخ عند ظنهم انها كرامات فكيف اذا تعين كونها من

تو بی خبر فریب مین آگیا اور مشایخ کی یہہ روک ٹوک تب ہی کہ اسکو کرامات جانتی ہون اور اگر یہہ ثابت ہووی

الجن والشياطين وكثير من الناس لا يعرفون انها من الجن والشياطين بل يظنون انها من كرامات الصالحين فيفتنون بها ويكونون

کہ جن اور شیاطین کی طرف سی ہی پہر تو کیسی روک ٹوک ہوگی اور بہت لوگ یہہ نہین جانتی ہین کہ جن اور شیطان کی طرف سی ہی بلکہ اوسکو صلحاء کی کرامت جان کر فتنہ مین پہنستی ہین اور

من الخاسرين ولا يعلمون ان الكرامة الحقيقية انما هو حصول الاستقامة والوصول الى كمالها

وبال اوٹہاتی ہین اور حقیقی کرامت سی واقف نہین ہوتی کہ وہ استقامت کا حاصل کرنا اور کمال کا پیدا کرنا ہی

ومرجعها الى امرين صحة الايمان بالله تعالى واتباع ما جاء به من رسول ظاهرا وباطنا فالواجب

اور اوسکی بنا دو چیز پر ہی ایک تو صحت ایمان کی الله پر دوسری رسول کا اتباع ظاہر در باطن سی سو آدمی کو لازم ہی

على العبد ان لا يحرص الا عليهما ولا يكون له همة الا في الوصول اليهما واما الكرامة بمعنى ظهور امر

کہ سوای ان دو چیز کی اور کچہہ خواہش نکری اور اپنی ہمت صرف انہین کی پیدا کرنی مین صرف کری رہی کرامت یعنی خرق عادت

خارق للعادة فلا عبرة لها بل هي حيض الرجال وليس من لا يحصل له شئ منها اقل مرتبة ممن يحصل له شئ منها

سو اوسکا کچہہ اعتبار نہین ہی بلکہ وہ مردون کا حیض ہی اور جسکو ذرہ بہر بہی امر خارق حاصل نہو وہ ہرگز مرتبہ مین کمتر نہین ہو جسکو

بل هو افضل واولى اذ لا يحتاج اليها الا من كان ضعيف اليقين فانه اذا حصل له شئ منها يقوى يقينه واما من كان

بلکہ وہی شخص افضل در اولی ہوتا ہی اس لئی کہ امور خارق کا وہی شخص آرزو مند ہوتا ہی جسکو یقین کامل نہین ہوتا تاکہ اس وسیلہ سی اوسکا یقین قوی ہوجاوی اور جو شخص

كامل اليقين فلا يلتفت اليها لاستغنائه عنها ولذلك كانت الخوارق في التابعين اكثر مما كانت

کامل یقین والی ہین اونکو ادہر توجہ نہین ہوتی اونکو کیا حاجت ہی اسیلئی طبقہ تابعین مین بہ نسبت صحابہ کی خوارق اکثر ہوتی تہی

في الصحابة

## المجلس الثالث في فضيلة الايمان ومن امن مطلقا

تیسری مجلس ایمان اور مطلق مؤمن کی فضیلت مین

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان اهل الجنة يتراءون اهل الغرف من فوقهم كما تتراءون الكوكب الدري

فرمایا رسول الله صلی الله علیہ وسلم نی بیشک اہل جنت کو نظر آویگی غرفہ والی اوپر سی جیسا چمکتا ستارہ

الغابر في الافق من المشرق او المغرب لتفاضل ما بينهم قالوا يا رسول الله تلك منازل الانبياء لا يبلغها

انتہا کنارہ مشرق یا انتہا کنارہ مغرب مین تاکہ فضیلت معلوم ہو جاوی جواونمین ہی عرض کیا یا رسول الله یہہ درجی سوای انبیا کی اور کون پاسکتا ہی

غیرہم قال بلی والذی نفسی بیدہ رجال امنوا باللہ وصدقوا المرسلین ہذا الحدیث من صحاح
فرمایا کیون نہین قسم ہی اوس ذات کی جسکی قبضہ مین میری جان ہی وہ لوگ ہین جو اللہ پر ایمان لائی اور رسولون کی تصدیق کی یہہ حدیث مصابیح کی صحیح

المصابیح رواہ ابوسعید ومعناہ ان اہل الجنۃ ینظرون الی اصحاب المنازل الرفیعۃ العالیۃ من
حدیثون مین ہی ابوسعید کی روایت سی مراد یہہ ہی کہ اہل جنت دیکہین گی بلند مرتبہ والون کو

فوقہم کما تنظرون انتم الی الکواکب المضیئۃ الباقی فی الافق من جہۃ المشرق او المغرب بعد انتشار
اوپر سی جیسی تم دیکہتی ہو چمکتا ستارہ انتہا کنارہ مشرق یا مغرب مین جب صبح کہل جاتی ہی

الصبح لتزاید درجاتہم علی غیرہم فانہ علیہ الصلوۃ والسلام لما بین مراتبہم بہذا الوجہ قال
بسبب بلندی مرتبہ کی غیرون پر جب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نی اونکا ایسا مرتبہ بیان فرمایا

الحاضرون من الصحابۃ یا رسول اللہ تلک الغرف منازل الانبیاء لا یبلغہا غیرہم فاجاب بان
تو صحابہ نی جو وہان موجود تہی عرض کیا یا رسول اللہ یہہ مراتب انبیاؤن کی ہون گی جنکو اور کوئی نہین پا سکتا سو جواب دیا

تلک المنازل یبلغہا رجال امنوا باللہ وصدقوا المرسلین لان بلی لایجاب النفی وانما قرن
یہہ اون لوگون کی مراتب ہین جو اللہ پر ایمان لائی اور رسولون کی تصدیق کی کیونکہ لفظ بلی نفی کو مثبت کر دیتا ہی اور قسم اوسکی

بالقسم لاستبعاد السامعین وصول المؤمنین منازل الانبیاء وفیہ اشارۃ الی ان الواصلین
یاد فرمائی کہ وہ لوگ بہت بعید جانتی تہی کہ مؤمنون کو انبیا کا مرتبہ میسر ہو اور اسمین یہہ اشارہ ہی کہ

الی منازل الانبیاء ہم المؤمنون من ہذہ الامۃ لان تصدیق جمیع الرسل انما وقع منہم لا من
انبیا کا درجہ وہ لوگ پاوینگی جو اس امت کی مؤمن ہین کیونکہ تمام انبیاء کی تصدیق اسی امت مین پائی جاتی ہی جو

المضی قبلہم وعلم من ہذا ان الایمان باللہ الذی اتصف بہ المؤمنون من ہذہ الامۃ مرکب من
پہلی گذر گئی اونسی نہین ہوئی اس سی معلوم ہوا کہ اللہ پر ایمان جو اس امت کی مؤمنین کی صفت ہی

جزئین الاول الایمان باللہ تعالی والثانی الایمان بجمیع الرسل والمراد من الایمان باللہ تعالی العلم
دو جزسی مرکب ہی اول ایمان اللہ پر دوسری ایمان تمام انبیاء پر اور اللہ پر ایمان لانی سی یہہ مراد ہی کہ یقین کری

بوجودہ وقدمہ وکونہ واحدا متصفا بالقدرۃ والارادۃ والعلم والحیوۃ وسائر ما یلیق بہ من
اللہ موجود ہی اور قدیم اور واحد اور قدرت والا اور ارادہ والا اور علیم اور حی اور اور جو صفات اوسکو

الصفات فان العلم بوجودہ تعالی وان کان ثابتا فی فطرۃ بنی آدم من مبدا خلقتہم بمقتضی قولہ تعالی
سزاوار ہین اور علم وجود الہی کا اگرچہ بنی آدم کی طبایع مین ابتدا پیدایش سی ثابت ہوتا ہی جیسی مضمون آیت کی

فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیہا لکنہ تعالی قد ارشدہم الی وجودہ بایات منہا قولہ تعالی ان فی خلق
یہہ تراش اللہ کی جسپر تراشا لوگون کو پرتو بہی اللہ تعالی نی اپنی وجود کی طرف کئی آیتون مین راہ بتائی ہی ایک یہہ تحقیق

السموت والارض واختلاف الیل والنہار لایت وقولہ تعالی افرایتم ما تمنون ءانتم تخلقونہ ام نحن
آسمانون اور زمین کا بنانا اور رات اور دن کا بدلتی آنا البتہ نشانیان ہین اور ایک یہہ بہلا دیکہو جو پانی ٹپکاتی ہو اب تم اوسکو بناتی ہو یا ہم

الخالقون وقولہ تعالی افرءیتم ما تحرثون ءانتم تزرعونہ ام نحن الزارعون وقولہ تعالی افرءیتم
بنانیوالی ہین اور یہہ بہلا دیکہو جو بوتی ہو کیا تم اوسکو کرتی ہو کہیتی یا ہم ہین کہیتی کرنیوالی اور یہہ بہلا دیکہو تو

الماء الذی تشربون ءانتم انزلتموہ من المزن ام نحن المنزلون وقولہ تعالی افرءیتم النار التی تورون ءانتم انشاتم
پانی جو پیتی ہو کیا تمنی اوتارا اوسکو بادل سی یا ہم ہین اوتارنیوالی اور یہہ بہلا دیکہو تو جو آگ سلگاتی ہو کیا تمنی اوٹہایا

شجرتها ام نحن المنشئون وغیرها من الایات التی تدل علی وجوده تعالی فان من یتامل

اوسکا درخت یا ہم ہین اوسکا اوٹہانیوالی اور سواء انکی اور بہت آیتین ہین جو وجود الٰہی پر دلالت کرتی ہین بیشک جو شخص ان آیات کی

مضمون هذه الایات ویدبر فکره فیما ذکر فیها من خلق السموت والارض وما فیهما من عجائب المخلوقات

مضمون مین یعنی آسمان اورزمین کی پیدایش اور جو جو اوسکی اندر عجیب عجیب مخلوقات ہین غور اور تامل کری وہ خود بخود یقین کریگا

یضطر الی الحکم بان هذه الامور لا یستغنی شیء منها عن صانع یوجده ویدبره وعلی هذا الاعتقاد

کہ یہہ تمام اشیا صانع پیدا کرنیوالی اور مدبر سی بی پرواہ نہین ہین بلکہ محتاج ہین کہ پیدا کر کر اونکی اور تمام بنی آدم کیا مسلم کیا

جمیع الناس کما یدل علیه قوله تعالی ولئن سالتهم من خلق السموت والارض لیقولن الله وانما کفر

یہہ ہی اعتقاد رکہتی ہین چنانچہ اس آیت سی ثابت ہی اور جو تو پوچہی اونسی کسنی بنائی آسمان اور زمین تو کہینگی اللہ نی پہر

من کفر بالاشراك ولذلك کان شان الانبیاء دعوة الخلق الی التوحید لیقولوا لا اله الا الله لا

جو لوگ کافر ہوگئی ہین وہ شرک کی شامت سی ہین اسیلئی تمام انبیاء علیہم السلام توحید کی طرف دعوت کرتی تہی تاکہ لا الہ الا اللہ کی قائل ہون

الی ان یقول للعالم اله فاذن فی فطرة الانسان ودلالة ایات القران ما یغنی عن اقامة البرهان

یہہ نہین سکہاتی تہی کہ یہہ کہا کرو عالم کا معبود ہی اب طبیعت انسانی اور دلالت آیات قرآنی نی وجود الٰہی پر برہان قایم کرنی کی کچہہ ضرورت نہین رکہی

علی وجوده تعالی لکن العلماء بینوا لاثبات وجوده تعالی دلیلا عقلیا وقالوا الدلیل علی وجوده تعالی

لیکن علماء نی تو بہی واسطی اثبات وجود الٰہی کی عقلی دلیل بیان کی ہی کہتی ہین کہ دلیل وجود الٰہی کی یہہ ہی

حدوث العالم فبیان حدوثه انه اعیان واعراض والمراد بالاعیان الاجرام القائمة بذواتها

حدوث عالم کا ہی پہر حدوث یون معلوم ہوا کہ عالم یا اعیان ہین یا اعراض اعیان سی مراد اجسام ہین جو بذات خود قایم ہین

والمراد بالاعراض الصفات التی لا تقوم بذواتها بل تقوم بالاجرام وتلزمها ولا تنفك عنها وکل منهما

اور اعراض سی مراد صفات ہین جو اپنی ذات مین آپ قایم نہین رہ سکہتین بلکہ اجسام کی سہارہ سی اور اجسام کو لازم ہین کبہی الگ نہین ہوتی اور یہہ سب

حادث اما الاعراض فحدوث بعضها یعلم بالمشاهدة کالحرکة بعد السکون والضوء بعد الظلمة

حادث ہین اعراض مین سی بعضی کا حدوث تو مشاہدہ سی معلوم ہوتا ہی جیسی حرکت بعد سکون کی اور اوجالا بعد اندہیری کی

والسواد بعد البیاض وحدوث بعضها یعلم بالدلیل وهو طریان العدم کما فی اضداد ما ذکروا اما الاجرام

اور سیاہی بعد سفیدی کی اور بعضی کا حدوث دلیل سی معلوم ہوتا ہی یعنی عدم کا آجانا جیسی ان مذکورات کی ضدون پر اور اجسام کی

فدلیل حدوثها انها لا یخلو عن الحوادث وکل ما لا یخلو عن الحوادث فهو حادث اما عدم خلوها عن

حدوث کی یہہ دلیل ہی کہ اجسام حوادث سی کبہی خالی نہین ہوتی اور جو شی حوادث سی خالی نہووی وہ بہی حادث ہوتی ہی اور اجسام کا حوادث سی خالی ہونا

الحوادث فلانها لا تخلو عن الحرکة والسکون وهو ظاهر مدرك بالبدیهة والاضطرار فلا یحتاج فیه

یون ثابت ہی کہ اجسام حرکت اور سکون سی خالی نہین ہوتی اتنا تو ظاہر ہی خود بخود معلوم ہوتا ہی اوسمین کچہہ تکرار اور تامل کی حاجت نہین

الی تامل وافتکار فان من عقل جسما لا ساکنا ولا متحرکا کان عن نهج العقل ناکبا ولمتن الجهل راکبا

کیونکہ جو شخص ایسا جسم خیال کری کہ نہ متحرک ہو نہ ساکن تو وہ شخص عقل کی رستہ سی گمراہ ہی اور جہالت کی پشت پر سوار

والحرکة والسکون حادثان یدل علی حدوثهما تعاقبهما وانقضاء کل منهما عند وجود الاخر وذلك

اور حرکت اور سکون دونو حادث ہین انکی حدوث پر انکا آگی پیچہی پیدا ہونا دلالت کرتا ہی اور جب ایک پیدا ہوتا ہی تو دوسرا فنا ہوجاتا ہی

مشاهد فی بعض الاجرام وما لم یشاهد فیه ذلك فما من ساکن الا والعقل یقتضی بجواز حرکته وما من

یعنی حرکت سی سکون اور سکون سی حرکت فنا ہوتی ہی یہہ حال بعضی اجسام مین تو مشاہدہ ہوتا ہی اور جہان نہین ہی تو یہہ کہہ سکتی ہین کہ ہر ساکن باعتبار تجویز عقل کی متحرک ہو

متحرک الا والعقل یقتضی بجواز سکونه فالطاری منهما حادث بطریانه والسابق حادث اذ لو کان
اور ہر متحرک باعتبار تجویز عقل کی ساکن ہو سکتا ہی اب تو بیدا ہوا تو حادث ہی کیونکہ اب بیدا ہوا اور موجود سابق بہی حادث ہی کیونکہ اگر
قدیما لاستحال عدمه واما کون ما لا یخلو عن الحوادث حادثا فلانه لو لم یکن حادثا لکان قدیما
قدیم ہوتا تو اوسپر عدم ہرگز نہ آتا اور جو شی حوادث سی خالی نہو اوسکی حدث کی یہہ دلیل ہی کہ اگر وہ حادث نہو گا تو بیشک قدیم
ثابتا فی الازل فیلزم ثبوت الحادث فی الازل وهو محال اذ یلزم ان یکون قبل کل حادث حوادث مرتبة
اور ازل مین ثابت ہوگا اس سی لازم آتا ہی کہ حادث یعنی حرکت اور سکون ازل مین ثابت ہو اور یہہ امر محال ہی کیونکہ اس سی یہہ لازم آتا ہی کہ ہر حادث سی پہلی بی انتہا حوادث
لا اول لها کما یقول الفلاسفة فی حرکات الافلاک واشخاص الحیوانات وغیرها فانهم ومن تبعهم
جنکا ابتدا نہ پایا جاوی موجود ہون جیسی فلاسفہ حرکات فلک اور اشخاص حیوانات وغیرہ مین قائل ہوئی ہین تو فلاسفہ اور جو نام کی مسلمان
ممن ینسب نفسه الی الاسلام ولیس له منه نصیب قالوا ان العالم العلوی قدیم بذاته وصفاته
اونکی تابع ہین اور اسلام سی بی نصیب وہ کہتی ہین کہ عالم سماوی اپنی ذات اور صفات مین
الا الحرکات فانها حادثة باشخاصها قدیمة بانواعها فلا حرکة الا وقبلها حرکة لا الی اول واما العالم
سواء حرکات کی قدیم ہی حرکات جزئی البتہ حادث ہین اور کلی قدیم ہین یعنی ہر حرکت سی پہلی حرکت ہی بی انتہا اور عالم
السفلی الذی هو عالم الکون والفساد وهو ما تحت فلک القمر فقالوا ان هیولاه قدیمة وکل ما فیه من
سفلی کہ عالم کون اور فساد کہوتا ہی اور فلک قمر کی نیچی ہی سو اوسمین یہہ کہتی ہین کہ اسکا مادہ اور اصل قدیم ہی اور اسکی
الصور والاعراض حادثة باشخاصها قدیمة بانواعها فلا ولد الا من والد ولا بیضة الا من دجاجة
صور اور اعراض جزئی سب حادث ہین اور کلی نوعی قدیم ہین پس جو بیٹا ہی سو باپ سی ہی اور جو انڈا ہی سو مرغی سی ہی
ولا دجاجة الا من بیضة ولا زرع الا من بزر وهکذا الی غیر النهایة فیلزم علی قولهم ان یوجد حوادث
اور جو مرغی ہی سو انڈی سی ہی اور جو نبات ہی سو بیج سی ہی ایسی ہی غیر نہایت تک اب اونکی قول کی موافق یہہ لازم آتا ہی کہ ایسی حوادث موجود
لا اول لها اذ ما من حادث علی قولهم الا وقبله حادث لا الی اول وعلی تقدیر وجود حوادث لا اول لها
جنکا ابتدا نہو کیونکہ اسکی موافق ہر حادث سی پہلی حادث ہوگا جسکا ابتدا نہ ملی اور جب حوادث غیر متناہی ہوئی
یلزم ان یکون قبل کل حادث من حرکات الافلاک واشخاص الحیوانات وغیرها حوادث مرتبة
تو ہر ہر حرکت فلکی سی اور ہر ہر حیوان وغیرہ سی پہلی حوادث غیر متناہی مرتب موجود ہونگی جسکا
لا اول لها فما لم ینقض تلک الحوادث بجملتها لا تنتهی النوبة الی وجود الحادث الحاضر لان الحرکة
ابتدا نہین پھر جب وہ تمام حوادث بالکل نگذرچکین گی نوبت حادث حاضر حال کی وجود کی نہین آویگی سو اسلئی کہ حرکت
الیومیة وجودها مشروط بانقضاء ما قبلها وکذلک الحرکة التی قبلها وجودها مشروط بمثل ذلک
یومیہ مثلاً آج کی جب ہوسکتی ہی کہ اوس سی پہلی کی تمام حرکتین گذر لین اور ایسی وہ حرکت جو اوس سی پہلی کی ہی یعنی کل کی جب ہوسکتی ہی کہ اوس سی پہلی کی سب گذر لین
وهلم جرا وانقضاء ما لا اول له محال بیانه انک اذا لاحظت الحادث الحاضر ثم انتقلت الی ما قبله
اور اسطرح ہر ہر حرکت اور تمام ہوچکنا غیر متناہی کا محال ہی تفصیل یہہ ہی جب تو حادث حاضر کو غور کری پھر اوسکی ما قبل کو
ولاحظته وهلم جرا علی الترتیب لا یفضی الی نهایة حتی تجد طریقا الی وجود الحادث الحاضر فیلزم ان
لحاظ کری اور اسیطرح اوس سی پہلی کو ترتیب وار تو ایسی نہایت نہ ملیگی کہ کوئی طور حادث حاضر کی وجود کا ہووی اس سی لازم آتا ہی
یکون وجود الحادث الحاضر محالا لکن وجود الحادث الحاضر ثابت فیبطل وجود حوادث لا اول لها
کہ حادث حاضر کا وجود محال ہی لیکن حادث حاضر کا وجود تو ثابت ہی پس وجود حوادث غیر متناہی کا باطل ہی

فاذا بطل وجود حوادث لا اول لها يبطل كون ما لا يخلو عن الحوادث قديما ثابتا في الازل فاذا بطل كونه

پہر جب وجود حوادث غیر متناہی کا باطل ہوا تو اون اشیا کا جو حوادث سی خالی نہیں ہین قدیم اور ازلی ہونا بہی باطل ہی پہر جب اون اشیا کا

قديما ثابتا في الازل يثبت كونه حادثا فاذا ثبت كون العالم بجميع اجزائه من

قدیم اور ازلی ہونا باطل ہوا تو حادث ہونا ثابت ہوا پہر جب وہ حادث ہوئی تو یہہ ثابت ہوا کہ عالم کی تمام اجزا

السموت وما فيها ومن الارض وما عليها حادثا محتاجا الى محدث يخرجه من العدم الى الوجود وذلك

آسمان اور جو چیز اوسکی اندر ہی اور زمین اور جو چیز اوسکی اوپر ہی سب حادث اور پیدا کرنیوالی کی محتاج ہین کہ نیست سی موجود کری اور وہ

المحدث يلزم ان يكون قديما واحدا متصفا بالقدرة والارادة والعلم والحيوة لانه لو لم يكن قديما

پیدا کرنیوالا ضروری ہی کہ قدیم واحد قدیر صاحب ارادہ علم والا حی ہو اس لئی کہ اگر قدیم نہو وگا

بل كان حادثا لكان محتاجا الى محدث فيلزم الدور او التسلسل الذي هو وجود حوادث لا اول لها

بلکہ حادث ہو تو وہ اپنی محدث کا محتاج ہوگا پہر دور لازم آویگا یا تسلسل کہ وہ وجود حوادث غیر متناہی کا ہی

وكلاهما محالان ولو لم يكن واحدا بل كان اكثر من واحد لوقع بينهما التمانع المقتضي لعدم وجود العالم

اور یہہ دونو محال ہین اور اگر واحد نہو دی تو نہین بلکہ ایک سی زیادہ کئی ہون تو اونمین جہگڑا اور روک ٹوک واقع ہوگی جسسی وجود عالم کا معدوم ہی

ولو لم يكن متصفا بالقدرة والارادة والعلم والحيوة لكان عاجزا عن ايجاد شيء من العالم لان

اور اگر قدیر اور صاحب ارادہ اور علیم اور حی نہو تو بیشک عالم کی پیدا کرنی مین عاجز ہووگا کیونکہ

الايجاد اثر القدرة وتاثير القدرة في شيء من الاشياء يقتضي ارادة ذلك الشيء وارادة ذلك الشيء يقتضي

ایجاد قدرت کا اثر ہوتا ہی اور قدرت کا اثر کسی شی مین جب ہوتا ہی تب اوسکا ارادہ کری اور ارادہ اوس شی کا

العلم به لان القصد الى ايجاد شيء مع عدم العلم به محال والاتصاف بهذه الصفات الثلثة يقتضي

اوسکی علم پر موقوف ہی کیونکہ ایجاد کرنا کسی شی کا بغیر جانی بوجہی محال ہی اور یہہ تینون صفات بدون حیات کی نہین ہوسکتین

الحيوة لكونها شرطا فيها فعلى هذا يكون وجود العالم بل وجود كل ذرة من ذراته دليلا قاطعا على وجوده تعالى

اسلئی کہ حیات انمین شرط ہی اب اس بیان کی موافق عالم کا وجود بلکہ ہر ذرہ کا وجود یقینی دلیل ہی وجود الہی

وكونه قديما واحدا متصفا بهذه الصفات الاربع ولهذا كان بعض اهل النظر يقولون استدلالا

اور قدم اور وحدت پر کہ ان چارون صفات سی موصوف ہی اسیلئی بعضی اہل نظر اثر سی مؤثر پر استدلال جاری کر

بالاثر على المؤثر ما راينا شيئا الا ورأينا الله بعده فان كل ذرة من ذرات الكائنات من حيث حدوثها

یہہ کہتی ہین کہ ہمنی جب کسی چیز کو دیکہا فورًا اوسکی بعد اللہ کو دیکہا کیونکہ ہر ہر ذرہ کائنات کا باعتبار حدوث کی

وافتقارها الى من يوجدها لا تزال تتكلم بكلام لا حرف فيه ولا صوت ان لها موجدا قديما واحدا

موجد کا محتاج ہوکر ہمیشہ زبان حال سی جسمین نہ حرف ہی اور نہ آواز یہہ کہتا ہی کہ میرا موجد ہی قدیم واحد

متصفا بالقدرة والارادة والعلم والحيوة وسائر ما يليق به من الصفات يسمع كلامها السامعون

قدرت والا ارادہ والا علیم حی تمام سزاوار صفات والا یہہ کلام سب سماعت والی سمجہتی ہین

ولا يسمعه الذين هم عن السمع لمعزولون والمراد من السمع السمع الباطن الذي يسمع به كلام ليس بحرف ولا

اور وہ نہین سنتی جو سمجہہ سی بیکار ہین اور سماعت سی مراد باطنی سماعت ہی جسی وہ کلام سنی جاتی ہی جسمین نہ حرف ہو اور نہ

صوت ولا عربي ولا عجمي لا السمع الظاهر الذي لا يسمع غير الاصوات وتتشارك فيه البهائم الانسان

آواز عربی ہو نہ عجمی ظاہری سماعت مراد نہین ہی جسی سوا آواز کی کچہہ نہین معلوم ہوتا اور اسمین بہایم بہی انسان کی شریک ہین

اذ لا قدر شيء تشارك فيه البهائم الانسان والحاصل ان المكلف لا يعرف من صفاته تعالى بالعقل الا

اسلئی کہ اوس چیز کی کیا عزت ہی جسمیں بہایم اور انسان یکسان ہوں   حاصل یہہ ہی کہ انسان بزور عقل صفات الٰہی میں سی وہ ہی دریافت کرسکتا ہی

ما دل عليه افعاله فما لم يدل عليه افعاله كالسمع والبصر والكلام فقد يستدل على ثبوتها له تعالى

جسپر اسکی افعال دلالت کرتی ہیں اور جن صفات پر افعال دلالت نہیں کرتی جیسی سمع اور بصر اور کلام ایسی صفات

تارة بالعقل وتارة بالنقل اما وجه الاستدلال على ثبوتها له تعالى بالعقل فهو انها صفات كمال واضدادها

کبہی دلیل عقلی سی ثابت کرتی ہیں اور کبہی دلیل نقلی سی   دلیل عقلی اون صفات کی ثبوت کی تو یہہ ہی   کہ یہہ یعنی سمع اور بصر اور کلام کمال کی صفتین ہین اور انکی

صفات نقصان واتصافه تعالى بصفات الكمال وعدم اتصافه بصفات النقصان واجب فوجب

نقصان کی صفتین ہین   اور اللہ تعالی کا صفات کمال سی موصوف ہونا   اور صفات نقصان سی   بری ہونا   واجب ہی   پس

اتصافه تعالى بتلك الصفات واما وجه الاستدلال على ثبوتها له تعالى بالنقل فهو ان الشرع قد

اب موصوف ہونا اللہ تعالی کا ان صفات سی واجب ہوا   اور استدلال نقلی   انکی ثبوت پر یہہ ہی کہ   شرع یعنی کتاب وسنت

ورد بثبوتها له تعالى فوجب القطع بثبوتها له تعالى ودليل النقل في هذه المسئلة اولى من دليل العقل

انکی ثبوت پر ناطق ہی   سو اب انکا ثابت ماننا واجب ہوا   اور اس باب مین نقلی دلیل   عقلی دلیل سی بہتر ہی

لان تلك الصفات لا تتوقف عليها افعاله تعالى حتى يستدل بها على ثبوتها له تعالى وذاته تعالى

کیونکہ ان صفات پر   افعال الٰہی موقوف نہیں ہین   تاکہ افعال سی ان صفات کی ثبوت پر استدلال کیا جاوی   اور اللہ کی ذات

لم يكن معلوما لاحد حتى يعلم انها في حقه تعالى كمال يجب اتصافه بها بحيث لو لم يتصف بها يلزم

کسیکو معلوم نہین ہی   تاکہ یہہ معلوم ہووی کہ یہہ صفات اوسکی حق مین صفات کمال ہین انکا   ثبوت ضروری ہی نہین تو

ان يتصف باضدادها وما ذكر من كونها كمالا انما هو بالنسبة الينا ولا يلزم من كون الشيء بالنسبة

انکی ضدین لازم آوینگی   اور یہہ جو کہتی ہین کہ یہہ صفات کمال ہین تو کمال البتہ ہماری حق مین ہی اور ہماری حق مین کمال ہونی سی کیا ضرور کہ نسبت بہم

الينا كمالا ان يكون كمالا في حقه تعالى الا ترى ان اللذة والالم مع كونهما كمالا بالنسبة الينا ممتنعان

ذات الٰہی کی بہی کمال ہو   کیا تجکو معلوم نہین کہ لذت اور الم ہماری حق مین کمال ہین   اور اللہ تعالی کی نسبت ممتنع ہین

على الله تعالى لكونهما من عوارض الاجسام فعلى هذا يلزم في اثبات تلك الصفات له تعالى التمسك

کیونکہ یہہ اجسام کی اوصاف ہین   اس بیان کی موافق لازم ہی کہ ان صفات کی اثبات کی لئی دستاویز

بالنقل عن الانبياء الذين تثبت نبوة كل واحد منهم بالمعجزة القائمة مقام قوله تعالى صدق عبدي

انبیاء علیہم السلام سی   نقل کیجاوی جنکی نبوت ایسی معجزہ سی ثابت ہی   جو قایم مقام اس ارشاد الٰہی کی ہو   کہ میرا بندہ

في كل ما يبلغ عني سواء كان تبليغه بقوله او فعله او سكوته لان المعجزة تصديق فعلي من الله تعالى

جو میری طرف سی احکام پہنچاتا ہی سب سچے ہین برابر ہی کہ وہ تبلیغ قولی ہو یا فعلی ہو   یا سکوت سی ہو   کیونکہ معجزہ اللہ تعالی کی طرف سی

لرسوله لكونها فعلا من افعاله خارقا للعادة منزلا منزلة صريح القول في تصديق رسوله في دعوى

رسول کی حق مین فعلی تصدیق ہی اسلئی کہ معجزہ کوئی فعل عادت کی خلاف ہوتا ہی گویا صاف اور صریح   رسالت کی دعوی مین رسول کی

الرسالة فانه تعالى لما خلق امرا خارقا للعادة على يده عند ادعائه الرسالة صار كانه قال صدق

تصدیق کرتا ہی کیونکہ اللہ تعالی نی جب کوئی امر خارق   رسول کی ہاتہ پر   بر وقت دعوی رسالت کی پیدا کیا   تو یہہ ایسا ہی کہ فرمادیا

رسولي في كل ما يبلغ عني سواء كان تبليغه بقوله او فعله او سكوته قال العلماء مثال ذلك ان رجلا

میرا رسول سچا ہی میری طرفسی جو بیان کری برابر ہی کہ وہ تبلیغ قولی ہو یا فعل سی ہو یا سکوت سی ہو علماء نی اسکی یہہ مثال بیان کی ہی جیسی کوئی شخص

اذا قام فی مجلس ملک بحضور جماعة وقال انا رسول هذا الملک یعثنی الیکم بکذا وکذا من التکالیف
بادشاہ کی دربار میں ایک جماعت کی سامنی یون کہی کہ مین اس بادشاہ کا ایلچی ہون تمہاری حق مین فلانی فلانی حکم جاری کرنیکو بہیجا ہی

فطلبوا منه الحجة تدل علی صدقه فقال اٰیة صدقی انی اطلب من الملک ان یخالف عادته ویقوم
پہراس جماعت نی تصدیق کی لئی اوسی حجت طلب کی اوس شخصنی جواب دیا میری صدق کی یہہ نشانی ہی کہ مین بادشاہ سی کہتا ہون کہ اپنی خلاف عادت

من مقامه ویقعد ثلث مرات ففعل الملک ذلک بطلبه فلاریب ان ذلک الفعل من الملک
اپنی جگہہ سی تین بار کہڑا ہوجا اور بیٹہہ جا پہر بادشاہ نی اوسکی کہنی سی وہی کیا تو بیشک بادشاہ کی یہہ حرکت ایسی ہی

قائم مقام قوله صدق هذا الرجل فی کل ما یبلغ عنی ومفید للعلم الضروری بصدقه لمن شاهد
جیسی زبانسی کہدیا کہ یہہ شخص سچ کہتا ہی میری طرف سی جو جو حکم بیان کری اور بادشاہ سی جسنی یہہ کام مشاہدہ کیا تو اوسکو ایسا یقینی علم

ذلک الفعل من الملک ولمن لم یشاهده بل وصل الیه خبره بالتواتر ولاشک ان هذا المثال مطابق
حاصل ہو اکہ جسمین دلیل کی کچہہ حاجت نہین ہی جسکو دیکہنی کا تعلق نہین ہوا بلکہ اوسنی بہت آدمیون سی بالتواتر یہہ حال سنا اوسکو بہی اور بیشک یہہ مثال

لحال الرسل علیهم الصلوة والسلام فی افادة معجزتهم العلم الضروری بصدقهم لمن شاهدها ولمن
انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کی حال سی مطابق ہی کہ اونکی معجزہ سی بہی دیکہنی والون کو اور

لم یشاهدها بل وصل الیه خبرها بالتواتر اذا عرفت هذا فاعلم ان کل من اٰمن بالله وصدّق المرسلین
تواتر سی سنی والون کو علم بدیہی یقینی حاصل ہوتا ہی جب تو یہہ سمجہہ چکا تو یاد رکہہ کہ جو شخص اللہ پر ایمان لاکر اور نبیون کی تصدیق کرکر

اذا اراد ان یکون من اهل الغرف لابدله ان یشتغل بالطاعات ویحترز عن السیأت لان الایمان وحده
یہہ آرزو کری کہ اہل غرف مین داخل ہو تو اوسکو ضرور ہی کہ عبادت مین مشغول اور ممنوعات سی بچتا رہی اسلئی کہ نرا ایمان

وان کان ینجیه من العذاب المؤبد لکن لایکفیه فی الفوز بالدرجات بل لابدله من ضم العمل
اگرچہ دائمی عذاب سی نجات دیگا پر حصول درجات کی لئی کافی نہین ہی بلکہ اوسکی ساتہہ نیک اعمال بہی چاہیین

الصالح الیه کما یدل علیه اٰیات القراٰن من جملتها قوله تعالی وما اموالکم ولا اولادکم بالتی تقربکم
چنانچہ کئی آیات قرآنی سی معلوم ہوتا ہی منجملہ اونکی ایک یہہ آیت ہی اور تمہاری مال اور تمہاری اولاد ایسی نہین کہ نزدیک کردی

عندنا زلفی الا من اٰمن وعمل صالحا فاولئک لهم جزاء الضعف بما عملوا وهم فی الغرفات اٰمنون فدلت الاٰیة
ہماری پاس تمہارا درجہ پر جو کوئی یقین لایا اور بہلا کام کیا سو اونکو ہی بدلا دونا اونکی کئی پر اور وہ جہروکون مین بیٹہی ہین خاطر جمع سی اس آیت سی معلوم ہوا

علی ان العمل الصالح لکونه اقبالا علی الله تعالی واشتغالا بطاعته یقرب العبد الی الله تعالی واما الاموال
کہ عمل صالح کہ اللہ کی طرف متوجہ ہونا اور اوسکی طاعت کا شغل ہی بندہ کو اللہ تعالی سی نزدیک کردیتا ہی رہی مال

والاولاد فلکون کل منهما یشتغل الانسان عن الله تعالی لایقرب احدا الی الله تعالی الا المؤمنین
اور اولاد کہ انسان کو اللہ تعالی سی غافل کرتی ہین کسیکو خدا سی نزدیک نہین کرتی بجز صلحاء مؤمنین کی

الصالحین الذین ینفقون اموالهم فی سبیل الله ویعلمون اولادهم الخیر ویربونهم علی الصلاح فانهم
جو اپنا مال خدا کی رستہ مین خرچ کرتی ہین اور اپنی اولاد کو نیک عمل سکہاتی ہین اور نیک اطواری پر پرورش کرتی ہین ایسی لوگون کی لئی

باتصافهم بما ذکر یکون لهم جزاء الضعف بان یضاعف حسناتهم ویکون الواحدة عشرا فما فوقها وهم فی غرفات
جو ان اوصاف سی موصوف ہین دونا ثواب ہی اسطور کہ اونکی حسنات بڑہتی ہین ایک سی دس گونہ ہوتی ہین اوس سی بہی زیادہ وہی لوگ

الجنة اٰمنون من جمیع المکاره بما عملوا من الصلحٰت یسرنا الله تعالی بلطفه وکرمه المجلس الرابع
اعمال صالح کی سبب غرفات مین تمام مکروہات سی بچی رہینگی الٰہی اپنی لطف وکرم سی ہمپر آسان کر چوتہی مجلس

فی

فی لزوم محبة النبی صلی الله علیه وسلم زیادة من والده وولده

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت زیادہ تر لازم کرنیمیں باپ اور اولاد

والناس اجمعین قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیه

اور تمام لوگون سی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی مؤمن نہین ہووںگا کوئی تم مین سی جبتک ہوجاؤن مین اوسکو محبوب تر

من والده وولده والناس اجمعین هذا الحدیث من صحاح المصابیح رواه انس ولیس المراد بالحب ههنا

اوسکی باپ اور اولاد اور تمام لوگونسی یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی انس کی روایت سی اور محبت سی مراد اسجگہہ

الحب الطبیعی التابع للشهوات النفسانیة لانه خارج عن حد الاختیار فلا یؤاخذ به الانسان

محبت طبعی نہین ہی جو شہوت نفسا کی تابع ہوا کرتی ہی کیونکہ یہہ محبت اختیاری نہین ہوتی سو بی اختیاری مین انسان کی کچھ پکڑ نہین ہی

لقوله تعالی لا یکلف الله نفسا الا وسعها بل المراد به الحب العقلی الاختیاری الذی هو ایثار ما یقتضی

خدا فرماتا ہی تکلیف نہین دیتا اللہ کسیکو مگر جتنا اوس سی ہوسکی بلکہ عقلی اختیاری محبت مراد ہی یعنی اختیار کرنا اوس امر کا جسکو

العقل رجحانه ویستدعی اختیاره وان کان علی خلاف الطبع الا تری ان المریض یکره الدواء المر وینفر

عقل غالب سمجھی اور اوسکی اختیار کو پسند کری اگرچہ طبیعت کی برخلاف ہو تو جانتا نہین کہ بیمار کو کڑوی دواسی نفرت ہوتی ہی

عنه طبعه ومع ذلک یمیل الیه باختیاره ویقصد تناوله بمقتضی عقله لعلمه وظنه ان صحته

اور اوسکی طبیعت کو بری لگتی ہی پہر بہی باختیار خود اپنی عقل سی یہہ سمجھکر کہ میری صحت اسی مین ہی خواہش کر لیتا ہی

فیه وکذلک المؤمن اذا علم ان الرسول لا یأمر ولا ینهی الا بما فیه صلاحه فی الدنیا والاخرة

ایسی ہی مؤمن مسلمان جب یہہ جان لیتا ہی کہ رسول وہ ہی فرماتا ہی جسمین دین دنیا کی بہلائی ہی

یرجح جانب الرسول علی جمیع الناس فیمتثل امره ویجتنب نهیه وهذا مما لا یحصل الایمان الا به

پہر خواہ مخواہ تمام لوگون پر رسول کی جانب غالب رکہہ کر اوسکی امر کی اطاعت اور نہی سی نفرت کرتا ہی اور یہہ تو اتنا امر ہی کہ جس بغیر ایمان ثابت نہین ہوتا

لان الایمان وان کان فی اللغة بمعنی التصدیق مطلقا لکنه فی الشریعة بمعنی التصدیق مقیدا

اس لئی کہ ایمان اگرچہ لغت مین مطلق تصدیق کو کہتی ہین پر شریعت مین مطلق تصدیق نہین ہی

بامر مخصوص وهو تصدیق الرسول فی جمیع ما علم ضرورة انه من دینه علیه الصلوة والسلام

بلکہ خاص تصدیق ہی یعنی رسول کی تصدیق تمام دینی ضروریات مین

والمعتبر فی التصدیق الیقین والیقین لفظ مشترک یطلق علی المعنیین احدهما عدم الشک فکل علم

اور تصدیق مین یقین معتبر ہی اور یقین مشترک لفظ ہی اسکی دو معنی ہین ایک تو شک نہونا سو جو علم

یکن فیه شک فهو یقین وعلی هذا المعنی لا یوصف الیقین بالقوة والضعف لعدم التفاوت

مشکوک نہو وہ یقینی ہوتا ہی اس اعتبار سی یقین قوی اور ضعیف نہین ہوتا کیونکہ شک کی نفی مین کچھ تفاوت نہین

فی نفی الشک فمن کان فی قلبه مثقال ذرة من الشک فی شیء مما علم ضرورة انه من دینه علیه السلام

ہی پہر جس شخصکی دلمین ذرہ بہر بہی شک ہووی بہ نسبت دینی ضروریات کی

لا یکون مؤمنا البتة بل لا بد فیه من یقین هذا المعنی لیحصل له المحبة للنبی صلی الله علیه وسلم

وہ ہرگز مؤمن نہین بلکہ ان ضروریات کا یقین ہونا ضرور رہتا ہی تاکہ اوسکو نبی کی محبت حاصل ہووی

ویمتثل امره ویجتنب نهیه لکن قد یجعل الظن الغالب الذی لا یخطر معه احتمال النقیض

اور اوسکی امر کی اطاعت اور نہی سی نفرت کری لیکن بعضی وقت ایسی ظن غالب کو بہی جسکی ساتہہ احتمال نقیض کا دلمین نہ آوی

بالبال فی حکم الیقین فی کونه ایمانا حقیقیا فان ایمان اکثر العوام من هذا القبیل وتحقیقه علی

قایم مقام یقین کا ہو اگر حقیقی ایمان کا حکم دیتے ہیں کیونکہ اکثر عوام کا ایمان ایسا ہی ہوتا ہے اور اس مقام کی تحقیق

ما ذکره الامام الغزالی فی الاحیاء ان میل النفس الی التصدیق له اربع مقامات الاول استواء

موافق بیان امام غزالی کی احیاء میں یہہ ہے کہ نفس کا میلان تصدیق میں چار درجہ پر ہوتا ہے اول یہہ کہ

الطرفین عندك کما اذا سالت عن شخص مجهول الحال عندك هل یعاقب فی الاخرة ام لا

تیری رای میں دونو جانب برابر ہوں جیسے کسی شخص کا حال جسکو تو نہیں جانتا تجہسے پوچہیں بتا اوسکو آخرت میں عذاب ہوگا یا نہیں

فانك لا تمیل الی الحکم علیه بشیء من نفی او اثبات بل یستوی عندك امکان الامرین ویعبر

اب تو یقینے کچہہ نہیں کہہ سکتا نہ انکار مجرد نہ اثبات بلکہ تیری عندیہ میں دونو امر ممکن ہیں ایسی حالت کو

عنه بالشك والثانی رجحان احد الامرین عندك مع الشعور بامکان نقیضه امکانا لا یمنع

شک کہتے ہیں دوسرا درجہ یہہ ہے کہ تیری رای میں ایک جانب کا غلبہ ہو پر اوسکی ساتہہ دوسری جانب بہی ایسی ممکن معلوم ہوں سی جانب

ترجیح الاول کما اذا سئلت عن شخص تعرفه بالصلاح انه ان مات علی هذا الحال هل یعاقب

اول کا غلبہ فوت ہو جاوے جیسے تجہسے ایسی شخص کا حال پوچہیں جسکو تو پرہیزگار جانتا ہے کہ اگر یہہ شخص اسی حال پر موا تو بتا اسکو آخرت میں عذاب ہوگا

فی الاخرة ام لا فانك تمیل الی انه لا یعاقب اکثر من میلك الی عقابه لظهور علامات صلاحه

یا نہیں اب تیری رای ثواب کی طرف زیادہ ہوگی بہ نسبت عذاب کی کیونکہ تیری عندیہ میں صلاح کی نشانیاں ظاہر ہیں

عندك ومع هذا یجوز اختفاء امر موجب للعقاب فی باطنه وهذا التجویز غیر دافع لرجحانه و

تو بہی یہہ شبہہ ہوتا ہے کہ کوئی بات اسکی دلمیں ایسی پوشیدہ ہو جس سے عذاب ہو جاوے لیکن یہہ شبہ اوسکی غلبہ کو نہیں اوٹہاتا

یسمی جانب الراجح ظنا وجانب المرجوح وهما والثالث میلك الی الحکم بشیء بحیث یغلب علیك

ایسی وقت جانب غالب کو ظن کہتے ہیں اور جانب مغلوب کو وہم تیسرا یہہ درجہ ہے کہ تجکو کسی شی کا ایسا یقین حاصل ہو کہ اوسکی نقیض

ذلك الحکم ولا یخطر ببالك نقیضه ولو خطر لتابت عن قبوله لکن لیس ذلك الحکم عن معرفة

تیری دلمیں ہرگز نہ آوے اور اگر نقیض کا خیال آوے بہی تو اوسکو تو نہ مانے لیکن یہہ یقین معرفت حقیقی سے نہو

محققة بل عن مجرد السماع ویسمی هذا اعتقادا مقارنا للیقین وهو اعتقاد العوام فی الشرعیات

بلکہ صرف سنی سنای سے پیدا ہوا ہو اس طرح کی حالت اعتقاد مقارن للیقین کہلاتی ہے یعنی یقین سے ملا ہوا عوام کا اعتقاد تمام شرعیات میں

کلها اذا رسخ فی نفوسهم بمجرد السماع حتی ان کل احد یثق بصحة مذهبه واصابة امامه ولو

ایسا ہی ہوتا ہے جب کہ سنی سنائی اونکی دلمیں بیٹہہ جاتا ہے چنانچہ ہر یک شخص اپنی مذہب کی صحت اور اپنی امام کا صواب پر ہونا یقینی جانتا ہے اگر

ذکر له امکان خطأ امامه ینفر عن قبوله لکنه لو احسن التامل لاتسعت نفسه الی قبوله والرابع

کوئی کہے کہ امام سے بہی غلطی ہو سکتی ہے تو اوسکی بہاگ جاوے کبہی نہ مانے لیکن اگر وہ خوب سوچ بچار کریں تو البتہ انکا دل قبول کر سکتا ہے چوتہا درجہ یہہ ہے

میلك الی الحکم بشیء علی طریق الجزم الذی لا یوجد معه الشك ولا یتصور فیه التشکیك فکل

کہ تو کسی شی کا ایسا یقین بالجزم کرے کہ اصلا اوسکی ساتہہ شک باقی اور کسیکی شک دلانی کا بہی تصور نہ ہو پس جو

علم کان علی هذا الوجه یسمی یقینا لان شرط اطلاق اسم الیقین علی العلم عدم الشك فکل علم

علم اس درجہ کا ہوتا ہے اوسکو یقین کہتے ہیں کیونکہ یقینی کہنے کی یہ ہی شرط ہے کہ شک اصلا باقی نہو پس ہر علم میں

انتفی عنه الشك فهو یقین سواء حصل بالحس کالعلم بوجود الاشیاء المحسوسة او بغریزة العقل

شک نہوگا وہ ہی یقین ہے برابر ہے کہ بواسطہ حس کی حاصل ہوا ہو جیسے علم اشیاء محسوسہ کی وجود کا یا بواسطہ طبیعت عقلی کی

قائم

كالعلم باستحالة حدوث حادث بلا سبب او بالتواتر كالعلم بوجود مكة او بالتجربة كالعلم بكون
جیسی علم محال ہونا وجود حادث کا بدون محدث کی یا تواتر سی جیسی علم وجود مکہ شریف کا یا بار بار آزمایش سی جیسی علم

المطبوخ مسهلا او بالدليل كالعلم بوجود شئ قديم كما اذا قيل لك هل فی الوجود شئ قديم لا يمكنك
مطبوخ کی دست آور ہونیکا یا دلیل سی جیسی علم ایک ذات قدیم کی موجود ہونیکا چنانچہ اگر تجہسی پوچہین کیا کوئی ذات قدیم موجود ہی تو تجہسی فوراً حکم کرینا

الحكم به بداهة لان القديم ليس محسوسا كالشمس والقمر حتى يمكن الحكم بوجوده بالحس ولا ضروريا مثل
کیونکہ قدیم آفتاب مہتاب کی طرح تو محسوس نہین کہ اوسکو دیکہہ کر کہدی کہ ہان موجود ہی اور نہ ایسی بدیہی ہی جیسی

كون الواحد نصف الاثنين حتى يمكن الحكم بوجوده بالضرورة بل حق غريزة العقل ان يتوقف عن
ایک کو دو کا آدہا جانتی ہین تاکہ اس بداہت سی اوسکی وجود کا حکم کیا جاوی بلکہ حق طبیعت عقلی کا یہہ ہی ہی کہ

الحكم بوجوده بالبداهة ثم من الناس من يحكم بوجوده بالسماع حكما جزما ويستمر عليه وهذا
ازروی بداہت کی حکم کرنیمین توقف کری پہر بعضی شخص تو صرف سنکر یقین بالجزم کر لیتی ہین اور اوسہی پر قایم رہتی ہین، اوسکو

هو الاعتقاد وهو حال جميع العوام ومن الناس من يحكم بوجوده بالبرهان مثل ان يقول لو لم يكن
اعتقاد کہتی ہین اور تمام عوام کا تو حال اعتقاد مین ایسا ہی ہوتا ہی اور بعضی شخص برہان سی اوسکی وجود کا یقین کرتی ہین اسطور پر کہ اگر

فی الوجود قديم بل كانت الموجودات كلها حادثة لكان حدوثها بلا سبب وهو محال والمؤدی الی
موجودات مین کوئی ذات قدیم نہوی بلکہ تمام موجودات حادث ہون تو وہ حادث بی سبب پیدا ہونگی یہہ امر محال ہی اور جس بات سی محال

المحال محال بيانه ان الحوادث لا يتصور وجوده بنفسه بل يحتاج فی وجوده الی غيره وهو ظاهر
لازم آتاہی وہ بہی محال، خرتاہی اوسکی تفصیل یہہ ہی کہ حادث خیال مین نہین آتا کہ خود بخود پیدا ہوجاوی بلکہ غیر کا محتاج ہوتا ہی اتنی بات تو ظاہر ہی

وكذا لا يتصور ايجاده لغيره لانه فرع وجوده فلو انحصر الوجود فی الحادث يلزم ان لا يوجد شئ من
اور ایسی ہی ایک حادث کا دوسری حادث کو پیدا کرنا متصور نہین کیونکہ پہلی وہ آپ تو پیدا ہولی پس موجودات اگر سب حادث ہی ہون تو لازم آتا ہی کہ اصلا موجودات پیدا نہون

الموجودات اصلا فبالضرورة يلزم ان يحكم العقل بوجود شئ قديم موصوف بالقدرة والارادة و
اب عقل صاف یقین کرتی ہی کہ ایک ذات قدیم ہی جو صاحب قدرت اور صاحب ارادہ اور

العلم والحيوة حتى يتاتی منه احداث المحدثات كلها لانه لو لم يكن فيه تلك الصفات لكان
علیم اور حی ہی تاکہ اوسی تمام محدثات کا پیدا کرنا ہوسکی کیونکہ اوسمین اگر یہہ صفات نہونگی تو

عاجزا عن ايجاد شئ من الكائنات لان الايجاد اثر القدرة وتاثير القدرة فی شئ من الاشياء يتوقف
کائنات مین سی ایک شی بہی پیدا نہ کرسکیگا کیونکہ ایجاد تو قدرت کا اثر ہوتا ہی اور قدرت کا اثر کسی شی مین

علی ارادة ذلك الشئ وارادة ذلك الشئ يتوقف علی العلم به لان القصد الی ايجاد شئ من غير العلم به
بدون ارادہ اوس شی کی نہین ہوتا اور ارادہ کسی شی کا بدون علم اوس شی کی نہین ہوتا کیونکہ قصد کسی شی کی پیدا کرنیکا بی جانی بوجہی

محال والاتصاف بهذه الصفات الثلث يتوقف علی الحيوة لكونها شرطا فيها فعلی هذا يكون وجود العالم
محال ہی اور یہہ تینون صفتین بدون حیات کی نہین ہوسکتین کیونکہ حیات انمین شرط ہی اب اس بیان کی موافق وجود عالم کا

من السموات وما فيها ومن الارض ومن عليها دليلا قطعيا علی وجود شئ قديم موصوف بهذه الصفات
ساری آسمان اور جو اونمین ہی اور زمین اور جو اوسپر ہی یقینی دلیل ہی ایک ایسی ذات قدیم کی وجود پر جس مین یہہ

الاربع وهو الله سبحانه تعالی ولهذا كان بعض اهل اليقين يقولون استدلالا بالاثر علی المؤثر ما رأينا
چارون صفات پائی جاتی ہین وہ ہی اللہ سبحانہ تعالی اسہی لئی بعضی اہل یقین اثر سی مؤثر پر استدلال جاری کرتی ہوی کہتی ہین کہ ہمنی

شيئا الا رأينا الله بعده فان كل ذرة من ذرات العالم لكونها حادثة مفتقرة الى من يحدثها لا تزال

جب کسی چیز کو دیکھا تو فوراً اوسکے بعد اللہ کو دیکھا کیونکہ عالم کا ہر ہر ذرہ باعتبار حدوث کی اپنی موجد کا محتاج ہی ہمیشہ زبان حال سی

تنطق بكلام لا حرف فيه ولا صوت ان لها موجدا قديما واحدا متصفا بالقدرة والارادة والعلم و

یہہ کلام جسمیں نہ حرف ہی نہ آواز بولتا ہی کہ ہمارا موجد ہی قدیم یگانہ قدرت والا صاحب ارادہ علیم

الحيوة وسائر ما يليق به من الصفات يسمع كلامها السامعون ولا يسمعه الذين هم عن السمع لمعزولون

حی اور تمام سزاوار صفات والا اور اونکی یہہ کلام سمجھنی والی سب سنتی ہیں اور وہ لوگ نہیں سنتی جو سمجھہ سی بیکار ہیں

والمراد من السمع الباطن الذى يسمع به كلام ليس بحرف ولا صوت ولا عربى ولا عجمى لا السمع الظاهر

اور سماعت سی مراد باطنی سماعت ہی جس سی وہ کلام سنی جاتی ہی کہ نہ حرف ہو اور نہ آواز اور نہ عربی ہو نہ عجمی سماعت ظاہری مراد نہیں ہی

الذى لا يسمع به الا الاصوات وتشارك فيه البهائم الانسان اذ لا قدر لشئ تشارك فيه البهائم

جسی سوای آواز کی کچھہ نہیں معلوم ہوتا اور اوسمیں بہایم بھی شریک ہیں انسان کی کیونکہ اوس چیز کی کیا عزت ہی جسمیں بہایم اور انسان برابر ہوں

الانسان والحاصل ان العقل لا يعرف من صفاته تعالى الا ما يدل عليه افعاله واما ما لا يدل

حاصل یہہ ہی کہ عقل صفات الٰہی میں سی وہ ہی دریافت کر سکتی ہی جسپر اوسکی افعال دلالت کرتی ہیں اور جس صفت پر

عليه افعاله كالسمع والبصر والكلام فيستدل على ثبوتها له تعالى تارة بالعقل وتارة بالنقل اما وجه

اوسکی افعال دلالت نہیں کرتی جیسی سمع اور بصر اور کلام ایسی صفات کبھی تو عقلی دلیل سی ثابت کرتی ہیں اور کبھی نقلی دلیل سی

الاستدلال على ثبوتها له تعالى بالعقل فهو انها صفات كمال واضدادها صفات نقصان

عقلی دلیل اونکی ثبوت پر تو یہہ ہی کہ سمع اور بصر اور کلام کمال کی صفتیں ہیں اور انکی ضدیں نقصان کی صفتیں ہیں

واتصافه تعالى بصفات الكمال وعدم اتصافه بصفات النقصان واجب فوجب اتصافه تعالى

اور اللہ تعالی کا صفات کمال سی موصوف ہونا اور صفات نقصان سی بری ہونا واجب ہی اب اللہ تعالی کا

بتلك الصفات واما وجه الاستدلال على ثبوتها له تعالى بالنقل فهو ان الشرع قد صرح بثبوتها

ان صفات سی موصوف ہونا واجب ہوا اور نقلی دلیل انکی ثبوت پر یہہ ہی کہ شرع یعنی کتاب و سنت سی یہہ صفات صاف ثابت ہیں:

له تعالى فوجب القطع بثبوتها له تعالى ودليل النقل فى هذه المسئلة اولى من دليل العقل لان تلك

اب انکو ثابت ماننا واجب ہی اور اس باب میں نقلی دلیل عقلی دلیل سی بہتر ہی کیونکہ ان

الصفات لا تتوقف عليها افعاله تعالى حتى يستدل بها على ثبوتها له تعالى وذاته لم يكن معلوما

صفات پر افعال تو موقوف نہیں ہیں تاکہ افعال سی ان صفات کی ثبوت پر استدلال کیا جاوی اور ذات الٰہی کسیکو معلوم نہیں ہی

للبشر حتى يعلم انها فى حقه تعالى كمال يجب اتصافه بها بحيث لو لم يتصف بها يلزم ان يتصف

تاکہ یہہ معلوم ہووی کہ یہہ صفات اوسکی حقمیں صفات کمال ہیں انکا ثبوت واجب ہی نہیں تو انکی ضدیں لازم آوینگی

باضدادها وما ذكر من كونها كمالا انما هو بالاضافة الينا ولا يلزم من كون الشئ بالاضافة الينا

اور یہہ صفات ہماری حق میں البتہ کمال کی ہیں اور ہماری حق میں کمال ہونی سی لازم نہیں آتا

كمالا ان يكون فى حقه تعالى كمالا الا ترى ان اللذة والالم مع كونهما بالاضافة الينا كمالا ممتنعان

کہ اللہ کی واسطی بھی کمال کی ہوں کیا تجکو معلوم نہیں کہ لذت اور الم باوجود یکہ ہماری حق میں کمال ہیں

على الله تعالى لكونهما من عوارض الاجسام فعلى هذا يلزم فى اثبات تلك الصفات له تعالى

اللہ تعالی کی نسبت ممتنع ہیں کیونکہ اجسام کی صفات ہیں اس بیان کی موافق ضرور ہی کہ ان صفات کی ثبوت کی لئی

التمسك بقول الرسول الذی ثبت رسالته بالمعجزة القائمة مقام قوله تعالی صدق عبدی
دست آویز ایسی رسول کی قول سی لیجاوی جسکی رسالت معجزہ سی ثابت ہوئی ہو جو قایم مقام اس ارشاد الٰہی کی ہو میرا بندہ
فی کل ما یبلغ عنی سواء کان تبلیغه بقوله او فعله او سکوته لان المعجزة تصدیق فعلی من الله تعالی
جو میری طرف سی احکام بتاتا ہی سب سچہ ہین برابر ہی کہ وہ بتانا قول سی ہو یا فعل سی یا چپ رہنی سی کیونکہ معجزہ اللہ کی طرف سی رسول کی حق مین فعلی تصدیق
لرسوله لکونها فعلا من افعاله تعالی خارقا للعادة منزلا منزلة صریح القول فی تصدیق رسوله
ہوتی ہی اسلئی کہ معجزہ خدا کی طرف سی ایک فعل عادت کی خلاف ہوتا ہی گویا صاف وصریح رسالت کی دعوی مین رسول کی تصدیق کرتا ہی
فی دعوی الرسالة فانه تعالی لما خلق امرا خارقا للعادة علی ید رسوله عند ادعائه الرسالة
کیونکہ اللہ تعالی نی جب ایک امر خارق رسول کی ہاتھ پر بروقت دعوی رسالت کی پیدا کیا
صار کانه قال صدق رسولی فی کل ما یبلغ عنی سواء کان تبلیغه بقوله او فعله او سکوته
تو یہہ ایسا ہی کہ فرمادیا میرا رسول سچا ہی میری طرف سی جو بیان کری برابر ہی کہ وہ تبلیغ قول سی ہو یا فعل سی یا سکوت سی
قال العلماء مثال ذلك ان رجلا اذا قام فی مجلس ملك بحضر جماعة وقال انا رسول هذا الملك بعثنی
علماء نی اسکی مثال یہہ بیان کی ہی کہ کوئی شخص بادشاہ کی دربار مین ایک جماعت کی سامنی یہہ بیان کری کہ مین اس بادشاہ کا ایلچی ہون مجکو
الیکم بکذا وکذا من التکالیف فطلبوا منه حجة تدل علی صدقه فقال اٰیة صدقی انی اطلب
تمہاری حق مین فلانی فلانی حکم جاری کرنیکو بھیجا ہی اوس جماعت نی تصدیق کی لئی اوس سی حجت طلب کی اوسنی جواب دیا میری صدق کی یہہ نشانی ہی کہ مین
من الملك ان یخالف عادته ویقوم من مقامه ویقعد ثلث مرات ففعل الملك ذلك بطلبه
بادشاہ کو کہتا ہون کہ اپنی عادت کی برخلاف اپنی مقام سی تین بار کہڑا ہو جا اور بیٹھہ جا پہر بادشاہ اوسکی کہنی سی اوٹھا بیٹھا
فلا ریب ان ذلك الفعل من الملك قائم مقام قوله صدق هذا الرجل فی کل ما یبلغ عنی ومفید
اب بیشک بادشاہ کی یہہ حرکت ایسی ہی جیسی زبان سی کہدیا کہ یہہ شخص سچ کہتا ہی میری طرف سی جو جو حکم بیان کری اور بادشاہ کی
للعلم الضروری بصدقه لمن شاهد ذلك الفعل من الملك ولمن لم یشاهده بل وصل الیه خبره
جسنی یہہ حال مشاہدہ کیا اوسکو ایسا علم یقینی حاصل ہو کہ جسمین حاجت دلیل کی نہین اور جسکو دیکہنی کا اتفاق نہین ہوا بلکہ اوسنی متواتر بہت آدمیون سی
بالتواتر ولا شك ان هذا المثال موافق لحال الرسول فی افادة معجزته العلم الضروری بصدقه لمن
سنا اوسکو بہی اور بیشک یہہ مثال رسول علیہ السلام کی حال سی مطابق ہی کہ اونکی معجزہ سنی کو دیکہنی والون کو
شاهدها ولمن لم یشاهدها بل وصل الیه خبرها بالتواتر والمعنی الثانی للیقین ان لا یلتفت
اور تواتر سی سنی والون کو علم بدیہی یقینی حاصل ہوتا ہی اور یقین کی دوسری معنی یہہ ہین کہ شک کی ہونی کا کچہہ دہیان نہو
الی عدم الشك بل الی استیلائه وغلبته علی القلب بحیث یصیر هو المتصرف فیه بالتحریض والمنع و
بلکہ یقین کا غلبہ اور تصرف دل پر اتنا ہو کہ تمام دل کی لگاؤ اور ممانعت مین اوسہی کا تصرف ہو
علی هذا المعنی یوصف الیقین بالقوة والضعف حتی یقال لمن لا یستعد للموت فلان ضعیف
ان معنون کی لحاظ سی یقین قوی اور ضعیف ہو سکتا ہی ایسا کہ جو شخص موت کی سامان مین غفلت کری تو اوسکو موت کا ضعیف
الیقین بالموت مع عدم شکه فیه اذ لا ریب فی کون الناس سواء فی القطع بالموت وعدم الشك
الیقین کہتی ہین باوجودیکہ موت مین اصلا شک نہین ہی کیونکہ موت کی یقینی اور بیشک ہونی مین تمام بنی آدم برابر ہین
فیه لکن فیهم من لا یلتفت الیه ولا یستعد له کانه لا یؤمن به ومنهم من یستولی خوفه
پر بعضی اوسکی طرف کچہہ توجہ نہین کرتی اور نہ اوسکا کچہہ سامان کرتی ہین گویا وہ لوگ موت کا یقین نہین کرتی اور بعضی ایسی ہین جنکی دل پر موت کا خوف

على قلبه ويستغرق همه بالاستعداد له ولا يغادر فيه متسعا لغيره كما هو شان من يخاف عن
ایسا غالب ہوتا ہی اور اوسکی ہمت موت کی تیاری مین ایسی لگتی ہی کہ اوسکی دل مین کسی چیز کی اصلا گنجایش نہین رہتی یہہ حال اون لوگون کا ہی جو دوزخ سی

النار ويرجو الدخول في دار القرار فعلى هذا يلزم للعاقل ان يصرف العناية الى تحصيل اليقين بالمعنيين جميعا
ڈرتی ہین اور بہشت مین جانی کی آرزو کرتی ہین اس بیان کی موافق ہر عاقل کو لازم ہی کہ ہمت ادہر لگاوی کہ یقین باعتبار دونو معنون کی حاصل ہو

وهما نفي الشك عن النفس اولا ثم تسليط اليقين عليها ثانيا لكن ينبغي ان يعلم ان نفي الشك
یعنی پہلی نفس مین سی شک جاتا رہی پہر آخر کو یقین غالب آجاوی لیکن سمجہنا چاہئی کہ شک کا رفع ہونا

وتسليط اليقين لا يحصل الا بعد معرفة متعلقاته ومجاريه وهي المعلومات التي جاء بها النبي
اور یقین کا غالب آنا بدون معرفت متعلقات اور ٹہکانون کی نہین ہوتا یعنی وہ معلومات جو نبی صلی الله

عليه الصلوة والسلام من عند الله تعالى فمن صدق بها فهو مؤمن ومع هذا الايمان ان انتفى
علیہ وسلم خدا کی طرف سی لائی ہین پہر جسنی اونکی تصدیق کی وہ مؤمن ہی اور باوجود اس ایمان کی اگر

عن قلبه امكان الشك فهو موقن بالمعنى الاول وان غلب على قلبه فهو موقن بالمعنى الثاني وبه
اوسکی دل مین سی احتمال شک بہی جاتا رہی تو وہ موقن ہی یعنی پہلی معنی یقین کی حاصل ہوئی اور اگر اوسکی دل پر غلبہ ہوگیا تو موقن باعتبار دوسری معنون کی ہوا

يحصل الامتثال بالاوامر والاجتناب عن النواهي فان من غلب على قلبه ان من يعمل مثقال
اطاعت اوامر کی اور منہیات سی اجتناب اسہی سی ہوتا ہی کیونکہ جسکی دل پر یہ تو اس آیت کا چہاتا ہی سو جسنی ذرہ بہر

ذرة خيرا يره ومن يعمل مثقال ذرة شرا يره وتيقن ان نسبة الطاعات الى الثواب كنسبة الطعام
بہلائی کی وہ دیکہ لیگا اور جسنی ذرہ بہر برائی کی وہ دیکہ لیگا اور اوسکو یہہ مرتبہ یقین کا ملا کہ طاعات بہ نسبت ثواب کی ایسی ہین جیسی کہانا

الى الشبع لا شك انه كما يحرص على تحصيل الطعام للشبع ويحفظ قليله وكثيره كذلك يحرص على
واسطی شکم سیری کی تو بیشک وہ جیسی طعام کی حرص کرتا ہی پیٹ بہرنی کی واسطی اور اوسکا قلیل اور کثیر محفوظ رکہتا ہی ایسی ہی

تحصيل الطاعات للثواب ويحفظ قليلها وكثيرها ومن تحقق له ان نسبة المعاصي الى العقاب
طاعات کو واسطی ثواب کی حاصل کریگا اور قلیل اور کثیر کو نگاہ رکہیگا اور جسکو یہہ ثابت ہوا کہ نا فرمانی بہ نسبت عذاب کی ایسی ہی

كنسبة السموم الى الهلاك لا شك انه كما يجتنب عن قليل السم وكثيره خوفا عن الهلاك كذلك
جیسی زہر واسطی ہلاک کی تو بیشک وہ جیسی زہر کی قلیل اور کثیر سی موت کی ڈر کا مارا بچتا ہی ایسی ہی

يجتنب عن قليل الذنوب وكثيرها وكبيرها وصغيرها خوفا من العقاب فان سبب ارتكاب المعاصي
نا فرمانی کی قلیل اور کثیر سی اور صغیرہ اور کبیرہ سی عذاب کی ڈر کا مارا بچیگا کیونکہ باعث معاصی

والفجور ليس الا بسبب فساد العلم فان من علم ما في المعاصي من المضرة حقيقة العلم لا يؤثرها الا ترى
اور فجور کی اختیار کرنی پر سوای فساد علم کی اور کچہہ نہین ہی اسلئی کہ معاصی کی مضرت جسکو حق الیقین کی مرتبہ مین ثابت ہی وہ معاصی کو کبہی نہین اختیار

ان من علم من طعام لذيذ انه مسموم لا يقدم على تناوله فيعلم من هذا ان الايمان الحقيقي هو
کہانا کیسا ہی مزہ دار لذیذ ہو جب معلوم ہو کہ اسمین زہر ملا ہی تو کبہی نہین کہائیگا اب معلوم ہوا کہ حقیقی ایمان وہ

الايمان الذي يحمل صاحبه على فعل ما ينفعه في الاخرة وعلى ترك ما يضر فيها فاذا لم يفعل ما ينفعه
ہوتا ہی جو مؤمن کو اوس کام کی رغبت دی جسنی آخرت مین نفع ہو اور اوس کام سی روکی جو آخرت مین ضرر دی. پہر اگر ایسی نافع کو عمل مین نہ لاوی

فيها ولم يترك ما يضره فيها لا يكون ايمانه حقيقيا بل لسانيا لا قلبيا فان المؤمن بالنار حقيقة الايمان
اور ایسی مضر کو نہ چہوڑی تو وہ حقیقی مؤمن نہین ہی بلکہ صرف زبانی ہی دلی نہین ہی کیونکہ دوزخ کا ایسا حقیقی مؤمن

حتی کانه یرها لا یسلك طریقها الموصل الیها فضلا عن السعی فی تحصیل دخولها وان المؤمن بجنة حقیقة الایمان
گویا دوزخ سامنی نظر آتا ہی اوسکی رستہ کبھو دوزخ مین گرادی ۔ کبھی نہین چلیگا چہ جائی کہ اوسکی وصول مین کوشش کری ایسی ہی ایسا حقیقی مؤمن جنت کا

حتی کانه یرها لا یترك طلبها بل یسعی فی تحصیل دخولها وهذا امر یجده الانسان فی نفسه عند سعیه
گویا جنت سامنی نظر آتا ہی اوسکی طلب مین کبھی قصور نکریگا بلکہ اوسکی دخول کی کوشش کریگا اور یہہ بات ہر شخص اپنی دلمین جانتا ہی

فی امور الدنیا فی دفع مایضره وجلب ماینفعه یسرنا الله من الاعمال ما یوافق رضاه المجلس الخامس
جب امور دنیاوی مین مضر باتونسی کیسا اجتناب اور مفید باتون مین کیسی کوشش کرتا ہی اسد تعالی ہمپر وہ کام آسان کری جو اوسکی رضا کی موافق ہین پانچوین مجلس

فی لزوم الایمان بما جاء به النبی صلی الله علیه وسلم ولا یجوز
ایمان کی لازم ہونی مین اون احکام پر جو نبی صلی اسد علیہ وسلم لائی ہین اور اونکی مخالفت

المخالفة فیه قال رسول الله صلی الله علیه وسلم والذی نفس محمد بیده لا یسمع بی
جایز نہین فرمایا رسول صلی اسد علیہ وسلم نی قسم ہی اوس ذات کی جسکی قبضہ مین محمد کی جان ہی جو سنیگا میری

احد من هذه الامة یهودی ولا نصرانی ثم یموت ولم یؤمن بما ارسلت به الا کان من اصحاب
نبوت کو اس امت مین سی کوئی یہودی ہو یا نصرانی پہر وہ مری اس حال پر کہ ایمان نہ لایا ہو میری شریعت پہ وہ دوزخی ہوگا

النار هذا الحدیث من صحاح المصابیح رواه ابو هریرة ولیس المراد بالامة ههنا امة الاجابة بدلیل
یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی ابو ہریرہ کی روایت سی اور امت سی مراد اسجگہ امت اجابت یعنی اہل اسلام نہین ہی اسلئی

کون الیهودی والنصاری مذکورا فیه بل المراد بها امة الدعوة فعلی هذا یدخل فیه جمیع اهل الملل
کہ اس حدیث مین یہودی اور نصرانی کا بہی ذکر ہی بلکہ مراد تمام امت دعوت ہی اس تقریر پر اس امت مین تمام باطل مذاہب والی بہی داخل ہین

الباطلة وتخصیص الیهود والنصاری بالذکر لیعلم انهما مع کونهما اهلی کتاب وصاحبی شریعة
اور یہود اور نصاری کا خاص جو نام لیا تو اسلئی کہ یہہ دونو اہل کتاب اور صاحب شریعت ہو کر

اذا کانا من اهل النار بترك الایمان بما جاء به النبی علیه الصلوة والسلام فغیرهما ممن لم یکن له کتاب
جب شریعت نبوی صلی اسد علیہ وسلم پر ایمان نہ لانی سی دوزخی ہوی تو باقی جن کی پاس نہ کتاب ہی

ولا شریعة اولی بذلك فکانه علیه الصلوة والسلام قال اقسم بالله الذی نفسی بقدرته
اور نہ شریعت بطریق اولی دوزخی ہونگی تو گویا نبی علیہ السلام نی یہہ فرمایا کہ قسم ہی اوسکی جسکی قبضہ مین میری جان ہی

ان کل من یسمع بنبوتی ولا یؤمن بما جئت به من عند الله تعالی حتی یموت یکون من اهل النار
کہ بیشک جو جو میری نبوت کو سنیگا اور میری شریعت پر مرتی دم تک ایمان نہ لائیگا تو وہ دوزخی ہوگا

ویعلم منه ان الایمان وان کان فی اللغة بمعنی التصدیق مطلقا لکنه فی الشریعة تصدیق الرسول
اور اس سی معلوم ہوتا ہی کہ ایمان اگرچہ لغت مین مطلق تصدیق کو کہتی ہین پر شرع مین رسول اسد صلی اسد علیہ وسلم کی تصدیق کو

فی کل ما علم ضرورة انه جاء به من عند الله واشتهر کونه من دینه علیه الصلوة والسلام بحیث
کہتی ہین ہر ایک احکام مین جو صاف معلوم ہوئی ہین کہ یہہ احکام خدا کی طرف سی لائی ہین اور دین نبوی صلی اسد علیہ وسلم مین شہرہ چکی ہین ایسا کہ

یعلم کل احد من غیر افتقار فی معرفته الی الاستدلال اصلا لا بدلیل العقل ولا بدلیل النقل وان کان
ہر شخص بدون استدلال کی سمجہہ لی غایت ظہور سی نہ عقلی دلیل کی حاجت ہو نہ نقلی دلیل کی اگرچہ

فی نفسه یتوقف معرفته علی الاستدلال علیه بدلیل من دلیلی العقل والنقل کوجود الصانع
نفس الامر مین اوسکی معرفت عقلی یا نقلی دلیل پر موقوف ہو جیسی صانع کا وجود

ووجوب الصلوٰۃ وحرمۃ الخمر واحوال الاٰخرۃ فان کل واحد منها وان کان فی نفسہ یتوقف

اور نماز کا وجوب اور شراب کی حرمت اور آخرت کی احوال [illegible] طالب کی معرفت اگرچہ نفس الامر مین

معرفتہ علی الاستدلال علیہ اما بدلیل العقل کوجود الباری تعالیٰ وصفاتہ او بدلیل النقل

استدلال پر موقوف ہی یا تو عقلی دلیل پر جیسی باری تعالیٰ کا وجود اور اوسکی صفات یا نقلی دلیل پر

کوجوب الصلوٰۃ وحرمۃ الخمر واحوال الاٰخرۃ لکن کونہ من دینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام

جیسی نماز کا وجوب اور شراب کی حرمت اور آخرت کی احوال لیکن ہریک کو صاف معلوم ہی کہ یہہ دینی احکام نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہین

معلوم بالضرورۃ لکل احد من غیر احتیاج فی معرفتہ الی الاستدلال علیہ بدلیل ویکفی

اسکی معرفت مین اصلا کسی دلیل کی حاجت نہین ہی اور جو احکام

الاجمال فیما یلاحظ اجمالا ویشترط التفصیل فیما یلاحظ تفصیلا حتی ان من لم یصدق بوجوب

مجمل لحاظ کیی جاتی ہین وہان اجمال کفایت کرتا ہی اور جہان ملاحظہ تفصیلی چاہئی وہان تفصیل شرط ہی اتنا کہ سوال کی وقت جو شخص وجوب

الصلوٰۃ عند السوال عنہا وبحرمۃ الخمر عند السوال عنہا لا یکون مؤمنا بل یکون کافرا لکون

نماز اور حرمت شراب کی تصدیق نکری وہ مؤمن نہین ہی بلکہ کافر ہوویگا کیونکہ

کل منہما مما علم بالتواتر انہ من دینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام والحاصل ان من اراد ان

یہہ دونو حکم تواتر سی معلوم ہوچکی ہین کہ دین نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سی ہین اور حاصل یہہ ہی کہ جو شخص ایمان لایا چاہئی

یکون مؤمنا وقال بلسانہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ وصدق معناہ بقلبہ یکون مؤمنا

اور اپنی زبان سی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہی اور دلسی اسکی معنون کی تصدیق کری وہ مؤمن ہوجاتا ہی

وان لم یعرف الفرائض والمحرمات ثم اذا قیل لہ الصلوٰت الخمس فی کل یوم ولیلۃ فرض علیک فان

اگرچہ اوسکو فرایض اور محرمات معلوم نہون پھر اگر اوسی کہا جاوی کہ ہر رات دن مین پانچ نمازین تجھہ پر فرض ہین پھر اگر

صدقہا وقبلہا یکون ثابتا علی ایمانہ وان انکرہا ولم یقبلہا یکون خارجا عن الایمان وکذلک

اوسنی اوسکی تصدیق کی اور مان لیا تو وہ اپنی ایمان پر ثابت رہا اور اگر انکار کیا اور نہ مانا تو ایمان سی خارج ہوا اور ایسی ہی

سائر الفرائض والمحرمات الثابتۃ بدلیل قطعی من الکتاب والسنۃ واجماع الامۃ وان اشکل

اور تمام فرایض اور محرمات جو دلیل قطعی کتاب اور سنت اور اجماع امت سی ثابت ہوچکی ہین اور اگر

علیہ مسئلۃ من مسائل الایمان یجب علیہ فی الحال ان یعتقد علی الاجمال ما ہو الصواب عند اللہ تعالیٰ

کوئی مسئلہ ایمان کی مسائل مین سی اوسپر مشتبہ ہوجاوی تو اوسپر بالفعل تو یہہ واجب ہی کہ مجمل یہہ اعتقاد کری کہ جو اللہ کی نزدیک

بان یقول اعتقدت ما ہو الصواب عند اللہ تعالیٰ وہذا القدر یکفی الی ان یجد عالما یعلم مسائل

حق ہی مین نی قبول کیا اور زبان سی کہی کہ جو اللہ کی نزدیک حق ہی وہ مین نی مانا مجملا اتنا اعتقاد تجب کفایت کرتا ہی کہ کوئی عالم دینی مسائل کا اسی آگہی

الایمان فیسالہ عما اشکل علیہ ولا یجوز لہ تاخیر الطلب لقولہ تعالیٰ فسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون

اور سکہا دی پھر اوس سی وہ مسئلہ مشتبہ پوچھہ لی اور جائز نہین کہ اوسکی تلاش مین تاخیر کری کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی پوچھہ لو یاد رکھنی والون سی اگر تم نہین جانتی ہو

ولا یکون معذورا بالتوقف فیما اشکل علیہ بل یکون کافرا بالتوقف ان کان ما اشکل علیہ من ضروریات

اور اوس مسئلہ مشتبہ مین توقف کی باب مین معذور نہین ہوگا بلکہ اگر وہ مسئلہ ضروریات دینی سی ہی تو عمدا توقف کرنی سی کافر ہوجاویگا

الدین لان التوقف فی المؤمن بہ یمنع التصدیق فیکون کفرا مثلا من اشکل علیہ وحدانیۃ اللہ تعالیٰ

کیونکہ توقف کرنا ایمان کی بات مین تصدیق مین خلل پیدا کرتا ہی سو یہہ کفر ہی مثلا کسی شخصکو اللہ کی وحدانیت مین

اوقدرته علی شئ او علمه بکل شئ من الکلیات والجزئیات او حشر الاجساد او حدوث العالم

یا اوسکی قدرت مین کسی شی پر یا اوسکی علم مین تمام کلیات اور جزئیات پر یا ابدان کی پیدایش مین بعد مرنی کی یا عالم کی حادث ہونی مین

او نحو ذلک فقال اعتقدت ما هو الحق عند الله تعالی یثبت ایمانه الاجمالی لوجود التسلیم والقبول

یا ایسی ہی کسی اور بات مین شبہ واقع ہوا پہر یہہ قایل ہوا جو خدا کی نزدیک حق ہی مین نی مانا تو اوسکا اجمالی ایمان ثابت رہیگا کیونکہ اجمالی قبولیت اور تسلیم موجود ہی

اجمالا لکن ان لم یسئل عما اشکل علیه من هذه المذکورات بل انه اخر الطلب او لم یطلب اصلا

لیکن اگر اوسنی اوس مشتبہ مسئلہ کو ان مذکورات مین سی ڈال رکہا دیر مین پوچہا یا کبہی بہی نہ پوچہا تو اوسکی تسلیم

لا یبقی مؤمنا بقوله اعتقدت ما هو الحق عند الله تعالی بل یکون کافرا بترک السوال و

اجمالی سی کہ جو خدا کی نزدیک حق ہی وہ مین نی مانا مؤمن نہین رہیگا بلکہ بسبب ترک سوال اور

الطلب لان هذه المذکورات من ضروریات الدین یعلمها کل عاقل نشا بین المؤمنین والحاصل

تلاش کی کافر ہو جاویگا کیونکہ یہہ تمام مذکورات ضروریات دین سی ہین انکو ہر ایک عاقل جو مسلمانون مین پیدا ہوا ہی جانتا ہی خلاصہ یہہ ہی

ان من اشکل علیه کون اله العالم واحدا او متعددا ولم یمل قلبه الی واحد منهما یجب علیه

کہ جس شخص پر یہہ مسئلہ مشتبہ ہو جاوی کہ پروردگار عالم کا ایک ہی یا کئی ہین اور اوسکی دل مین کوئی ایک جانب راسخ نہو تو اوسپر واجب ہی

ان یقول فی الحال اعتقدت ما هو الحق عند الله تعالی ثم یجب علیه الطلب والسوال بلا توقف

کہ فورًا یہہ کہی مین نی مانا جو اللہ کی نزدیک حق ہی پہر اوسپر ترت بلا توقف تلاش اور دریافت کرنا واجب ہی

ولا تاخیر حتی لو اخر الطلب او ترکه ولو یعتقد کون اله العالم واحدا لا یکون مؤمنا بل یکون

اتنا کہ اگر اوسنی اس تلاش کو ڈال رکہا یا چہوڑ دیا اور پروردگار عالم کو واحد نہ جانا تو مؤمن نہو گا بلکہ کافر ہو گا

کافرا وکذا من توقف فی یوم القیمة او فی الجنة او فی النار او فی المیزان او فی الحساب او فی الصراط

ایسی ہی جو شخص قیامت کی دن یا بہشت یا دوزخ یا میزان یا حساب یا پل صراط

او فی الصحائف التی کتب فیها اعمال العباد او فی شفاعة الشافعین لا یکون مؤمنا بل یکون کافرا

یا نامۂ اعمال جسمین بندون کی اعمال لکہی جاتی ہین یا شفاعت شافعین مین توقف کری مؤمن نہین ہوتا بلکہ کافر ہوتا ہی

لان التوقف والتردد ینافی التصدیق المفسر به الایمان وتحقیقه ان الایمان فی اللغة التصدیق وهو

اسلئی کہ توقف اور سوچ بچار اوس تصدیق کی برخلاف ہی جسکو ایمان کہتی ہین اسکی تحقیق یہہ ہی کہ ایمان لغت مین تصدیق کو کہتی ہین اور وہ

اذعان حکم المخبر وقبوله وجعله صادقا بعد العلم بصدقه ولم ینقل فی الشرع الی معنی اخر بدلیل

یقین کر کر مان لینا مخبر کی حکم کا اور اوس مخبر کو سچا جان کر سچا ٹہرانا اور شرع مین تصدیق کو اس معنی سی اور معنی کی طرف نقل نہین کیا دلیل یہہ ہی

انه علیه الصلوة والسلام خاطب العرب به وامتثل منهم من امتثل من غیر استفسار ولا

کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نی عرب سی گفتگو مین تصدیق طلب کی اور جو اونمین سی مطیع ہوا تو اوسنی تصدیق کی نہ معنی پوچہی نہ

استفسار الی بیان الا بحسب المتعلق وهو ما یجب الایمان به فبینه علیه الصلوة والسلام وفصله

بیان طلب کیا ہان متعلق کا فرق ہوتا ہی یعنی جسپر ایمان لانا چاہیی سو رسول صلی اللہ علیہ وسلم نی اوسکو بیان فرمایا اور کچہہ تفصیل کی

بعض التفصیل حین جاءه جبرئیل علیه السلام علی صورة رجل غریب وسأله عن الایمان فقال یا محمد اخبرنی

جب کہ جبرئیل علیہ السلام نی ایک مرد مسافر کی صورت مین اکر ایمان کو دریافت کیا عرض کیا یا محمد بتاؤ

عن الایمان فقال علیه الصلوة والسلام الایمان ان تؤمن بالله وملئکته وکتبه ورسله الی اخر الحدیث

بیان کیا ہی آپ نی فرمایا ایمان یہہ ہی کہ تو یقین کری اللہ کا اور اوسکی فرشتون کا اور کتابون کا اور رسولون کا آخر حدیث تک

فانه علیه الصلوٰة والسلام بیّن فیه معنی الایمان بهذا اللفظ تعویلا علی ظهور معناه عندهم

سو رسول صلی الله علیه وسلم نے ایمان کو ان الفاظ سے بیان فرمایا اس بہروسے پر کہ اسکے معنوں کو وہ خوب جانتے ہیں

ثم قال هذا جبرئیل اتاکم یعلمکم دینکم فلو کان الایمان نقل الی معنی غیر التصدیق تبین نقله

پہر آپ نے فرمایا یہہ جبریل تہا تمکو دین سکہانے آیا تہا پس اگر ایمان کے معنی سوای تصدیق کی اور کچہہ منقول ہوتی تو وہ مشہور ہوتی

کما تبین نقل الصلوٰة والزکوٰة ونحوهما والا لکان هذا خطابا لهم بما لم یفهموه ولما صح ان یکون تعلیما لهم

جیسے منقول معنی صلوٰة اور زکوٰة وغیرہ کی مشہور ہیں اور نہیں تو یہہ ارشاد اوس امر کا ہوتا جسکو وہ نہیں سمجہتے اور یہہ تعلیم کب ہوتی

ولما صح امتثالهم من غیر استفسار فظهر ان الایمان لم یعتبر فیه شرعا الا الخصوص باعتبار

اور وہ لوگ بغیر پوچہے کیونکر مان لیتے اب ظاہر ہوگیا کہ ایمان میں باعتبار شرع کی لغوی معنوں میں یعنی تصدیق میں صرف خصوصیات

متعلقه بعد ما ارید به التصدیق بالمعنی اللغوی وهو ما یعبر عنه فی الفارسیة بگرویدن وفی الترکیة

متعلقات کی ہی معتبر ہیں جسکو فارسی میں گرویدن اور ترکی میں

بانانمق ثم التصدیق من ضرورته المعرفة والیقین فعلی هذا لا یتحقق تصدیق الرسول الا بعد

بانانمق کہتے ہیں پہر تصدیق میں معرفت اور یقین ضرور چاہیے اسکی موافق رسول کی تصدیق ثابت نہوگی

اثبات رسالته بالمعجزة الدالة علی صدقه ودلالة المعجزة علی صدقه تتوقف علی العلم بکون المعجزة

جبتک اوسکی رسالت معجزہ سے جو اوسکی صداقت پر دلالت کرتا ہو ثابت نہولی اور معجزہ کی دلالت رسولؐ کی صداقت پر اس علم پر موقوف ہے کہ معجزہ

فعلا من افعاله تعالی خارق للعادة اظهره علی ید رسوله عند ادعائه الرسالة تصدیقا له فانه تعالی

ایک فعل ہے افعال الٰہی سے عادت کی برخلاف کہ اوسکو الله تعالی رسول صلی الله علیه وسلم کی ہاتہہ پر وقت دعوی رسالت کی تصدیق کی واسطے ظاہر کرتا ہے سو الله تعالی

باظهار المعجزة علی یده صار کانه قال صدق رسولی فی کل ما یبلغ عنی سواء کان تبلیغه بقوله او فعله

یہہ معجزہ رسول کی ہاتہہ پر ظاہر کرکر گویا یہہ فرماتا ہے میرا رسول سچا ہے تمام احکام میں جو میری طرف سے پہنچاوے برابر ہے کہ وہ تبلیغ قول سے ہو یا فعل سے

او سکوته وقد مثل العلماء ذلک بشخص قام فی مجلس ملک بحضور جماعة وقال انا رسول هذا الملک بعثنی

یا سکوت سے علماء نے اسکی یہہ مثال بیان کی ہے مثلا ایک شخص بادشاہ کی دربار میں ایک جماعت کی سامنے کہڑا ہو کر کہے کہ میں اس بادشاہ کا ایلچی ہوں مجکو

الیکم بکذا وکذا من التکالیف فطلبوا منه حجة تدل علی صدقه فقال اٰیة صدقی انی اطلب من

تمہاری حق میں فلانا فلانا حکم دیا ہے پہر اوس جماعت نے اوسکی صداقت کی سند طلب کی اوسنے کہا میری صداقت کی یہہ نشانی ہے کہ میں بادشاہ سے کہتا ہوں

الملک ان یخالف عادته یقوم من مقامه ویقعد ثلث مرات ففعل الملک ذلک بطلبه فلا شک ان

کہ برخلاف اپنی عادت کی میری کہنے سے تین بار اوٹہے اور بیٹہے پہر بادشاہ نے اوسکی کہنے سے وہ ہی کیا تو بیشک

ذلک الفعل من الملک قائم مقام قوله صدق هذا الشخص فی کل ما یبلغ عنی ومفید للعلم الضروری

بادشاہ کی یہہ حرکت ایسی ہے جیسے اوسنے یہہ کہا کہ یہہ شخص جو میری طرف سے بیان کرتا ہے سب سچ ہے اسی اوسکی صداقت کا بدیہی علم حاصل ہوگا

بصدقه لمن شاهد ذلک الفعل من الملک ولمن لم یشاهده بل وصل الیه خبره بالتواتر ولا ریب ان

اونکو جنہوں نے بادشاہ سے یہہ حرکت آنکہ سے دیکہی اور جس شخص نے نہیں دیکہا اوسکو اور لوگوں سے سنتے حاصل ہوگا اور بیشک

هذا المثال مطابق لحال الرسول علیه الصلوٰة والسلام فی افادة معجزته العلم الضروری بصدقه

یہہ مثال رسول علیه الصلوٰة والسلام کی حال سے مطابق ہے کہ معجزہ دیکہنے والوں کو صداقت کا یقینی علم حاصل ہوتا ہے

لمن شاهدها ولمن لم یشاهدها بل وصل الیه خبرها بالتواتر وقد وصل الینا بالتواتر

اور جو نہ دیکہے گا اوسکو تواتر سے سنکر حاصل ہوگا اور ہمکو تواتر سے یہہ خبر آچکی ہے

انه علیه الصلوة والسلام ادعی النبوة واظهر المعجزة حتی جری ذلک مجری الشمس فی الظهور فوجب

کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کا دعویٰ کیا اور معجزہ ایسا ظاہر کیا کہ آفتاب کی مانند روشن ہے سو

علینا تصدیقه فی جمیع ما جاء به من عند الله تعالی من الاحکام التکلیفیة التی هی وجوب الواجبات

ہم پر انکی تصدیق تمام احکام تکلیفی میں جو جو خدا کی طرف سے لائے ہیں واجب ہے اور وہ احکام یہہ ہیں واجبات کا واجب ہونا

وندب المندوبات واباحة المباحات وحرمة المحرمات وکراهة المکروهات ومنه امور الاخرة التی اول

اور مندوبات کا ندب اور مباحات کی اباحت اور محرمات کی حرمت اور مکروہات کی کراہیت اور بعضی انہیں امور اخروی میں جسکی

منزل من منازلها القبر واحیاء المیت فیه وسوال منکر ونکیر ثم کونه اما روضة من ریاض الجنة

منزلوں میں سے پہلی منزل قبر ہے اور اسمیں مردہ کا جینا اور منکر نکیر کا سوال پھر وہ قبر یا چمن ہے جنت کے باغ کا

او حفرة من حفر النار ثم البعث منه یوم القیمة الی العرصات ثم اعطاء الکتب التی کتب فیها اعمال

یا گڑہا ہے دوزخ میں کا پھر وہاں سے قیامت کے دن محشر کے میدان میں جانا پھر نامہ اعمال کا دینا جسمیں تمام عمل بندوں کے لکہے ہوئے

العباد فیؤتی کتاب بعضهم بیمینه وکتاب بعضهم بشماله او من وراء ظهره ثم الحساب ثم نصب

ہونگے پھر کسیکو دہنے ہاتہہ میں دیا جاویگا اور کسیکو بائیں ہاتہہ میں یا پس پشت سے پھر حساب کا ہونا پھر

المیزان لوزن الاعمال فمن ثقلت حسناته وخفت سیاته فهو فی عیشة راضیة ومن خفت

ترازو کہڑی کرنی اعمال تولنے کے لئے پھر جسکی نیکیاں بھاری یعنی زیادہ اور گناہ ہلکے یعنی کمتر ہونگے وہ تو اچھے چین میں رہا اور جسکی نیکیاں کمتر

حسناته وثقلت سیاته فامه هاویة ثم وضع الصراط علی متن جهنم لمرور الناس علیه فیمر بعضهم

اور گناہ زیادہ ہوئے تو اوسکا ٹھکانا گڑہا ہے پھر دوزخ کے اوپر صراط کا تان دینا آدمیوں کے چلنے کے لئے پھر کوئی تو

کالبرق الخاطف وبعضهم کالریح العاصف وبعضهم کالفرس الجواد وبعضهم یعدو عدوا وبعضهم یمشی

مثال چمکتی بجلی کے اور کوئی مانند تند ہوا کے اور کوئی مثل دوڑنے گہوڑے کے اور کوئی دوڑتا ہوا اور کوئی لپکتا ہوا

مشیا وبعضهم یحبو حبوا وبعضهم یسقط الی النار ویتلقونه الزبانیة بالسلاسل والاغلال نسأل الله تعالی

اور کوئی گہسٹتا ہوا جاویگا اور کوئی دوزخ میں گر پڑیگا اور دوزخ کے موکل اوسکو ترت زنجیروں اور طوق میں قید کرینگے الہی ہمکو

ان یحفظنا من جمیع هذه الاهوال وقد تبین جمیع ما ذکر ان تصدیق الرسول علیه الصلوة والسلام لم یتحقق

ان تمام ہولوں سے محفوظ رکہیو اس تمام تقریر سے ظاہر ہوا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق

الا بعد اثبات رسالته بالمعجزة الدالة علی صدقه ودلالة المعجزة علی صدقه تتوقف علی العلم بکون تلک المعجزة

بدون ثبوت رسالت کی معجزہ سے جو اوسکی صدق پر دلالت کرتا ہو متحقق نہیں ہوتی اور معجزہ کی دلالت اوسکی صداقت پر اس علم پر موقوف ہے کہ یہہ معجزہ

فعلا من افعاله تعالی والعلم بکونها فعلا من افعاله تتوقف علی العلم بوجوده تعالی وکونه قدیما واحدا

ایک فعل ہے افعال الٰہی سے اور معجزہ کا فعل ہونا افعال الٰہی سے اس علم پر موقوف ہے کہ اللہ تعالی موجود قدیم واحد

متصفا بالقدرة والارادة والعلم والحیوة لانها لکونها فعلا من افعاله تعالی یتوقف وجودها علی وجوده

قدرت والا ارادہ والا علیم حی ہے کیونکہ معجزہ جب فعل ٹہرا افعال الٰہی سے تو بیشک اوسکا عمل میں آنا وجود الٰہی

وکونه موصوفا بهذه الصفات والعلم بوجوده تعالی لا یمکن ان یحصل بالحس لانه تعالی لیس محسوسا کالشمس

اور ان تمام صفات پر موقوف ہوگا اور علم وجود باری تعالی کا حواس کے وسیلہ سے حاصل ہونا ممکن نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالی آفتاب اور مہتاب کی طرح

والقمر حتی یعلم وجوده بالحس ولیس العلم بوجوده ضروریا کالعلم بکون الاثنین اکثر من الواحد حتی یعلم

تو محسوس نہیں ہے جو حواس کے وسیلہ سے معلوم ہو جاوے اور نہ علم وجود الٰہی کا ایسا بدیہی ہے کہ جیسا ہم دو کو ایک سے بڑہتی جانتے ہیں تاکہ بداہت سے

وجوده بالبداية بل انما يعلم وجوده بالاستدلال من المصنوع الى الصانع ومن الاثر الى المؤثر كما روي ان

معلوم ہو جاوی ۔ ثابت بجز استدلال کی مصنوع سی صانع پر اور اثر سی مؤثر پر کوئی طریق نہیں ہی چنانچہ روایت ہی

اعرابيا سئل عن الدليل الدال على وجوده تعالى فقال البعرة تدل على البعير والروث على الحمير واثار الاقدام

کہ ایک اعرابی سی ایسی دلیل پوچھی جس سی وجود الٰہی ثابت ہو جاوی اوسنی جواب دیا کہ مینگنی اونٹ پر اور لید گدہی پر اور پاؤں کا نشان

على المسير افلا تدل سماء ذات ابراج وارض ذات فجاج وبحار ذات امواج على الصانع القدير وروي ان ابا

چلنی والی پر دلالت کرتا ہی پہر کیا برجوں والا آسمان اور رستوں والی زمین اور موج مارتا دریا صانع قدیر پر دلالت نہیں کرتی اور روایت ہی کہ

حنيفة كان سيفا حادا على الدهرية وكانوا ينتهضون الفرصة ليقتلوه فبينما هو قاعد في المسجد يوما

امام ابو حنیفہ دہریوں کی حق میں مثل تیز تلوار کی تہی اور دہریہ اونکی قتل کی لئی فرصت کی تاک میں رہتی تہی ایک روز امام صاحب تنہا مسجد میں بیٹہی تہی

وحده اذ هجم عليه جماعة منهم بسيوف مسلولة فهموا بقتله فقال لهم اجيبوني عن مسئلة ثم افعلوا

ناگاہ دہریوں کا غول ننگی تلواریں کہینچکر قتل کی لئی چڑہ آیا امام صاحب نی کہا میری ایک بات کا جواب دیدو پہر جو چاہو

ما شئتم فقالوا اما مسئلتك فقال لهم ما تقولون في رجل يقول اني رايت سفينة مشحونة بالاحمال

سو کرنا بولی وہ کیا بات ہی امام نی کہا کیا کہتی ہو ایسی شخص کو جو یہہ کہتا ہی میں نی ایک کشتی مال اسباب کی بہری ہوئی دیکہی ہی

مملوة بالاثقال قد احتوشتها في لجة البحر امواج متلاطمة ورياح مختلفة وهي من بينها تجري مستوية

کہ دریا کی اندر موجوں کا طماچہ اور مختلف ہواؤں کا صدمہ اوسپر پڑتا تہا پر وہ کشتی

من غير ملاح يجريها ولا مدبر يدبر امرها هل يجوز هذا في العقل قالوا لا هذا شيء لا يقبله العقل فقال

بدون ملاح کی جو تدبیر سی اوسکی خبرداری کری برابر ہی کہنکہ چلی جاتی تہی آیا یہہ بات عقل کی نزدیک ہو سکتی ہی وہ بولی اس بات کو عقل قبول نہیں کرتی پہر

الامام ابو حنيفة يا سبحان الله اذا لم يجز في العقل ان تجري مستوية من غير ملاح

امام صاحب نی کہا سبحان اللہ جب ایک کشتی عقل کی نزدیک بدون ملاح کی

يدبر امرها في جريانها فكيف يجوز في العقل قيام هذه الدنيا على اختلاف احوالها وتقدير اعمالها

جو تدبیر سی لی چلی برابر سیدہی درست نہیں چل سکتی تو کیونکر عقل یہہ قبول کرتی ہی کہ دنیا جسکی احوال مختلف اور اعمال متفرق

وسعة اطرافها وتباين اكنافها من غير صانع يدبر امرها وحافظ يحفظ حالها فلما سمعوا كلامه

اطراف وسیع کنارے الگ الگ بغیر صانع کی جو اوسکی حال کو سنبہالی اور حفاظت کری قایم رہی یہہ کلام سنتی ہی

بكوا جميعا فقالوا صدقت واغمدوا سيوفهم وتابوا واسلموا بين يديه وروي ان بعض الزنادقة انكر الصانع

سب کی سب روئی اور بولی آپ سچ فرماتی ہیں اور اپنی تلواریں میان کرلیں اور توبہ کرکر اونکی سامنی مسلمان ہو گئی اور روایت ہی کہ کسی زندیق نی

عند جعفر الصادق فقال له جعفر هل ركبت البحر قال نعم قال هل رايت اهواله قال نعم قال هاجت

حضرت جعفر صادق کی آگی خدا کا انکار کیا حضرت جعفر نی فرمایا تو نی دریا کا سفر بہی کیا ہی بولا ہاں پہر فرمایا اوس سفر کی سختیاں بہی بہگتی ہیں بولا ہاں

يوما رياح هائلة فكسرت السفينة واغرقت الملاحين فتعلقت بلوح ثم ذهب عني ذلك

ایکروز ایسی تند آندہی چلی کہ کشتی ٹوٹ گئی اور ملاح ڈوب گئی میں ایک تختہ پر چمٹا رہ گیا پہر وہ تختہ بہی چہوٹ گیا

اللوح وانا مدفوع في تلاطم الامواج حتى وقعت الى الساحل فقال جعفر كان اعتمادك اولا على السفينة

اور میں موجوں میں غوطہ کہاتا ہوا کنارہ جا لگا حضرت جعفر نی فرمایا تجہکو پہلی تو کشتی

مع الملاح ثم على اللوح بانه ينجيك فلما ذهبت عنك تلك الاشياء هل اسلمت نفسك الى الهلاك

اور ملاح پر بہروسا تہا پہر اوس تختہ پر بہروسا کہ یہہ بچا لیگا پہر جب تیری ہاتہہ سی یہہ سب چیزیں چہوٹ گئیں تو بول کیا تو نی اپنی جان موت کی حوالہ کی تہی

ام کنت ترجو سلامة بعد قال بل رجوت السلامة قال ممن کنت ترجوها فسکت الرجل فقال جعفرؓ
یا پھر بھی نجات کی امید باقی تھی بولا نجات کی امید باقی تھی فرمایا پھر امید کس سی تھی اب وہ زندیق چپ ہو رہا پھر امام جعفر نی فرمایا

ان الصانع هو الذی ترجوه فی ذلك الوقت من غیر شعورك به وهو الذی انجاك من الغرق فلما
وہ ہی ہی خدا جس سی تو اوس وقت بہی نجات کی امید رکھتا تہا گو تجھکو معلوم نہ تہا اور اوسہی نی تجھکو ڈوبنی سی بچایا جب

سمع ذلك الرجل هذا الکلام منه قبل قلبه فاسلم بین یدیه فقد علم من هذا ان طریق معرفة
اوس شخص نی یہہ بات سنی دل سی مان اوٹہا اور اونکی سامنی مسلمان ہوگیا اس سی معلوم ہوا کہ معرفت الٰہی کا طریق

الله تعالی بالاستدلال الذی هو النظر فی الدلیل فیکون النظر واجبا لانه تعالی امر به فقال
استدلال ہی ہی یعنی دلیل مین غور کرنا سو نظر کرنا واجب ہی کیونکہ اللہ تعالی کا یہہ حکم ہی

قل انظروا ماذا فی السموت والارض فمن ترکه یکون آثما لانه تعالی اعطی الانسان نعمة العقل
تو کہہ نظر کرو کیا ہی آسمانون مین اور زمین مین پہر جو شخص استدلال نکری وہ گنہگار ہوگا کیونکہ اللہ تعالی نی انسان کو عقل کی نعمت اسہی لئی دی ہی

لیستدل به علی وجوده تعالی وقدمه ووحدته وسائر صفاته التی تدل علیها افعاله وهی القدرة و
کہ وجود الٰہی پر اور اوسکی قدم اور وحدت اور تمام اوصاف پر جو افعال الٰہی سی ثابت ہوتی ہین یعنی قدرت اور

الارادة والعلم والحیوة فاذا لم یستدل به لا یکون مؤدیا شکر نعمة العقل فیکون آثما فان لم یغفر
ارادہ اور علم اور حیات استدلال کیا کری پہر جب استدلال نہ کیا تو اوسنی عقل کی نعمت کا شکر ادا نکیا سو یہہ شخص گنہگار رہوگا اگر اوسکو اللہ نہ بخشی

الله له فانه وان کان عاقبته الجنة لکن بعد ان یعذب بقدر ذنبه فعلی هذا یجب علی کل مؤمن
تو اختیار ہی یہہ شخص اگرچہ اوسکا انجام بہشت ہی پر گناہ کی موافق عذاب بہگت کر اب اس تقریر کی موافق ہر مؤمن پر واجب ہی

ان یعتنی فی معرفة الله تعالی ومعرفة ما یجب علیه اعتقاده بالنظر والاستدلال حتی یخرج
کہ معرفت الٰہی اور تمام اعتقادی امور مین نظر اور استدلال کیا کری تاکہ اہل تقلید سی

من التقلید ویکون من اهل الیقین لان المقلد لا یقین له اصلا لانه هو الذی لم یتفکر فی خلق
نکل کر اہل یقین مین داخل ہوجاوی کیونکہ مقلد کو یقین کا مرتبہ کبہی حاصل نہین ہوتا کیونکہ مقلد تو وہ ہوتا ہی جو

السموت والارض واختلاف اللیل والنهار حتی یعرف خالقه وسائر ما یجب علیه اعتقاده بل اخبره
آسمانون اور زمین کی پیدایش اور رات دن کی اختلاف مین غور اور فکر نہین کرتا تاکہ اپنی خالق کو اور تمام اعتقادی امور کو دریافت کری بلکہ اوسکو

احد بها وصدقه فیها ففی صحة ایمانه اختلاف بین العلماء واما الذین نشأوا فی دار الاسلام وسمعوا
کسی نی کچہہ بتا دیا اوسنی تسلیم کرلیا سو ایسی شخص کی ایمان مین علماء اختلاف کرتی ہین کہ صحیح ہی یا نہین اور جو لوگ دار اسلام مین پیدا ہوی ہین اور

معجزات النبی علیه الصلوة والسلام وتفکروا فی خلق السموت والارض واختلاف اللیل والنهار فلا اختلاف
معجزات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتی ہین اور آسمانون اور زمین کی پیدایش اور رات دن کی اختلاف مین فکر کرتی ہین سو

فی صحة ایمانهم لکونهم من اهل النظر والاستدلال ولا یشترط الاقتدار علی التقریر والتحریر ومجادلة
اونکی ایمان مین اصلا اختلاف نہین ہی کیونکہ وہ لوگ نظر اور استدلال والی ہین اور تقریر اور تحریر اور

الخصوم ودفع شبهاتهم

## المجلس السادس فی بیان من رضی بالله ربا وبالاسلام

بی دین کی ساتہہ مناظرہ کرنا اور اوسکا شبہ دفع کرنا کچہہ شرط نہین ہی چہٹی مجلس اس بیان مین کہ جو خوش ہو اللہ کو رب مان کر اور اسلام کو

دینا وبمحمد صلی الله علیه وسلم نبیا ذاق طعم الایمان قال الرسول
دین جان کر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی سمجہہ کر اوسنی ایمان کا مزہ چکہا فرمایا رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذاق طعم الایمان من رضی باللہ ربا وبالاسلام دینا وبمحمد رسولا ھذا
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی ایمان کا مزہ اوس شخص نی چکھا جسنی خوشی سی مان لیا اللہ کو پروردگار اور اسلام کو دین اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول یہہ

الحدیث من صحاح المصابیح رواہ العباس بن عبد المطلب ومعناہ ان من اطمئن قلبہ بکون
حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں مین ہی عباس بن عبد المطلب کی روایت سی اسکی معنی یہہ ہین کہ جسکی دل مین طمانیت پہنچی خدا کی

اللہ تعالی ربہ ولم یطلب ربا غیرہ واکتفی بکون الاسلام دینہ ولم یطلب دینا غیرہ وقنع بکون محمد
ربوبیت پر اور سوا اوسکی دوسرا رب تلاش نکری اور اسلام کو دین کافی جان کر دوسرا دین تلاش نکری اور رسالت محمدی

صلی اللہ علیہ وسلم رسولہ ولم یطلب رسولا غیرہ یتحقق فیہ الایمان ومن لم یرض بواحد منہا لا
صلی اللہ علیہ وسلم پر قناعت کرکر دوسرا رسول تلاش نکری ایسی شخص مین ایمان متحقق ہوتا ہی اور جو شخص ان امور مین سی کسی ایک پر بہی

یوجد فیہ الایمان لان الایمان فی الشریعۃ ھو التصدیق بالمعنی اللغوی وھو اذعان حکم المخبر وقبولہ
راضی نہوگا اوسمین ایمان کا پتا نہین کیونکہ شریعت مین ایمان سی مراد تصدیق باعتبار معنی لغت کی ہی یعنی مخبر کی حکم کا یقین کرنا اور مان لینا

وجعلہ صادقا بعد العلم بصدقہ لا مجرد العلم بصدقہ اذ یلزم ان یکون کل عالم بصدق النبی علیہ
اور اوسکو سچا جان کر صادق ٹہرانا نرا علم صداقت کا مراد نہین ہی نہین توجکو علم صداقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہواکری

الصلوۃ والسلام مؤمنا ولیس کذلک لان کثیرا من الکفار لم یؤمنوا بہ مع کونہم عالمین بصدقہ
وہ مؤمن ہواکری اور یہہ امر غلط ہی اسلیئی کہ اکثر کفار جیسی یہود ایمان نہین لائی اور نبی کو سچا جانتی تہی

کما یدل علیہ قولہ تعالی فی حق بعض الکفرۃ والذین اٰتینٰہم الکتب یعرفونہ کما یعرفون ابناءھم فدل
چنانچہ اللہ تعالی کا ارشاد جو بعضی کفار کی حق مین نازل ہوا ہی اس دعوی پر دلالت کرتا ہی جنکو دی ہمنی کتاب وہ جانتی ہین اوسکو جیسی جانتی ہین اپنی بیٹون کو

النص علی ان التصدیق لیس مجرد العلم بل ھو اذعان لما علم وقبولہ لہ بترک الجحود والعناد وبناء الاعمال
اس آیت سی صاف معلوم ہوتا ہی کہ تصدیق صرف علم نہین ہی بلکہ تصدیق کیا ہی یقین کرنا احکام معلومہ کا اور مان لینا انکار اور مخالفت چہوڑکر اوسی پر اعمال

علیہ وھذا امر زائد علی العلم لا یحصل فی الغالب الا بعد العلم والعلم ھو الجزم المطابق لما فی نفس الامر
کی بنا ہی اور یہہ امر علم سی جدا ہی اکثر اوقات یہہ امر بعد حصول علم کی ہوتا ہی اور علم کیا ہی یقین کرنا نفس الامر کی مطابق

بشرط ان یحصل ذلک الجزم بسبب واما الجزم الحاصل بغیر سبب فلیس بعلم بل ھو اعتقاد وتحقیق
بشرطیکہ وہ یقین کسی دلیل سی حاصل ہوا ہو اور جو یقین کہ بی دلیل حاصل ہوتا ہی اوسکو علم نہین کہتی بلکہ وہ اعتقاد کہلاتا ہی اسکی تحقیق

ذلک علی ما ذکرہ الامام السنوسی ان الحکم الحادث ینشأ عن امور خمسۃ علم واعتقاد وظن ووھم
موافق تقریر امام سنوسی کی یہہ ہی کہ حکم یعنی کوئی چیز مبتدا کو ثابت کرنی یا خبر مبتدا سی نفی کرنی پانچ طرح پر ہوتا ہی علم اور اعتقاد اور ظن اور وہم

وشک لان الحاکم بامر علی امر ثبوتا او نفیا اما ان یجد فی نفسہ جزما بذلک الحکم اولا والاول الذی
اور شک کیونکہ حکم کرنیوالا کسی خبر کا مبتدا پر باعتبار ثبوت کی ہو یا نفی کی یا تو اوسکی دل مین اوس حکم کا یقین جزمی ہی یا نہین ہی پہلی صورت مین

ھو وجود الجزم ان کان بسبب من ضرورۃ او برھان فھو علم ویسمی معرفۃ ویقینا ایضا وان کان بغیر
یعنی اگر یقین کامل ہو اگر وہ اقسام بداہت سی حاصل ہوا ہی جیسی محسوسات کا یا دلیل سی حاصل ہوا تو ان دونو صورت مین یہہ حکم علم ہی اور اوسکو معرفت اور یقین بہی کہتی

سبب بل بتقلید محض فھو اعتقاد والثانی الذی ھو عدم وجود الجزم ان کان راجحا علی مقابلہ فھو ظن
دلیل سی حاصل نہین ہوا بلکہ صرف تقلید سی تو وہ اعتقاد کہلاتا ہی اور دوسری صورت مین یعنی اوسکی دل مین یقین کامل نہین تو وہ حکم ثبوت کا یا نفی کا اگر اپنی مقابل پر غالب ہی

وان کان مرجوحا فھو وھم وان کان مساویا فھو شک فالایمان ان حصل من الاقسام الثلثۃ الاخیرۃ
اور اگر مغلوب ہی تو وہم ہی اور اگر برابر ہی تو شک ہی اب ایمان اگر ان تین پچہلی قسم سی حاصل ہوا ہی جو سوا یقین کامل کی ہین

لغير الجزم وهي الظن والوهم والشك فالاجماع على بطلانه وان حصل من القسم الاول من قسمي الجزم فهو
یعنی ظن اور وہم اور شک تو یہہ بالاتفاق باطل ہی اور اگر پہلی قسم جزم کی دو نو قسم سی یعنی بداہت یا بدلیل حاصل ہو تو وہ

العلم والمعرفة فالاجماع على صحته فاما القسم الثاني من القسم الجزم وهو الاعتقاد فينقسم الى قسمين احدهما مطابق لما في نفس الامر ويسمى اعتقادا صحيحا كاعتقاد
علم اور معرفت ہی تو بالاتفاق صحیح ہی اور جزم کی دوسری قسم جو اعتقاد ہی اوسکی دو قسم ہین ایک تو نفس الامر کی مطابق یہہ تو اعتقاد صحیح کہلاتا ہی جیسی

عامة المؤمنين المقلدين لائمة الدين والثاني غير مطابق لما في نفس الامر ويسمى اعتقادا فاسدا وجهلا مركبا
عام مسلمانون کا اعتقاد جو ائمہ دین کی مقلد ہین اور دوسرا نفس الامر کی برخلاف اسکو اعتقاد فاسد اور جہل مرکب کہتی ہین

كاعتقاد كافة الكفرة المقلدين لائمة الكفر فالفاسد اجمعوا على كفر صاحبه وكونه مخلدا في النار
جیسی تمام کفار کا اعتقاد جو کفر کی پیشواؤن کی مقلد ہین پس فاسد اعتقاد والا بالاتفاق کافر اور قدیم کو دوزخی ہی

واختلفوا في الاعتقاد الصحيح الذي يحصل بمحض التقليد والصحيح ان صاحبه يكون مؤمنا لكنه يكون
اور اختلاف ہی صحیح اعتقاد مین جو نری تقلیدی ہی اور صحیح مذہب یہہ ہی کہ ایسی اعتقاد والا مؤمن ہوتا ہی پر وہ

عاصيا بترك النظر والاستدلال فيبقى في مشية الله تعالى ان شاء يعفو عنه ويدخله الجنة بلا عذاب
نظر اور استدلال کی ترک کرنی سی گنہگار ہوتا ہی پس یہہ اللہ تعالی کی مشیت مین ہی چاہی معاف کرکر بلا عذاب جنت مین داخل کری

وان شاء يعذبه بقدر ذنبه ثم يدخله الجنة فعلى هذا يجب على كل مؤمن ان يتعلم كل مسئلة من
اور چاہی گناہ کی موافق عذاب دی پہر جنت مین داخل کری اس بیان کی موافق ہر مؤمن پر واجب ہی کہ اعتقادی ہر ہر مسئلہ ایمان کا

مسائل عقائد الايمان بدليل واحد حتى يكون في دينه على بصيرة لان العقائد الحاصلة بالتقليد
ایک ہی دلیل سی سیکہی تا کہ اپنی دین مین صاحب بصیرت ہو کیونکہ جو عقاید تقلید سی حاصل ہوتی ہین

يخشى على صاحبها الشك عند عروض الشبهات فان التصميم على العقائد من غير تحصيلها بالدلائل
اوسمین یہہ خوف ہی کہ اگر کچہہ شبہات پیش آوین تو مقلد کو شک پیدا نہ ہو جاوی کیونکہ تصمیم عقائد کی بدون دلایل کی جب ذرہ بہر شبہ پیش آوی

لا يامن صاحبها من زوالها عند عروض ادنى شبهة وعلى تقدير ان يقابل ذلك الشك والزوال
تو یقین نہین ہی کہ زوال سی بچی اور یہہ مانا کہ شک اور زوال کی مقابلہ مین

بالتصميم اللساني فاني ينفعه والقلب الذي هو محل الايمان متحير يقول لا ادري فيدخل في زمرة
تصمیم زبانی عمل مین آوی پر کیا فائدہ جس حالین کہ دل جو ایمان کا گہر ہی حیران ہو کر یہہ کہی مین کیا جانو پہر تو منافقین کی زمرہ مین داخل

المنافقين الذين يقولون بافواههم ما ليس في قلوبهم ولذلك قيل النفاق نوعان احدهما نفاق يعرفه
جو منہہ سی ایسی باتین بنایا کرتی ہین جو انکی دلین نہین ہوتی اسیہالئی کہتی ہین کہ نفاق کی دو قسم ہین ایک تو وہ نفاق جو منافق

صاحبه من نفسه وهو نفاق الذين يظهرون الاسلام بين الناس ويضمرون الكفر في قلوبهم كنفاق الذين
ہی دلین سمجہتا ہی یہہ نفاق اون شخصون کا ہی جو ظاہر مین لوگون کی سامنی اسلام ظاہر کرتی ہین اور دلین کفر چہپا رکہتی ہین جیسی نفاق اونکا

كانوا في عهد النبي عليه الصلوة والسلام ومن في معناهم من الزنادقة والملاحدة والثاني نفاق لا يعرفه
جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عہد مین تہی اور اور زندیق اور ملحد اونکی مثل دوسرا وہ نفاق ہی کہ اوسکو

صاحبه من نفسه وهو نفاق الذين يولدون بين المؤمنين فيسمعون منهم كلمات الايمان فيقولون
منافق دلین تمیز نہین کرتا یہہ اونکا نفاق ہی جو مسلمانون مین پیدا ہوتی ہین پہر اونسی ایمان کی باتین سن سنا کر جیسی سنی

مثل ما سمعوا اتباعا وتقليدا حتى انهم لو ولدوا بين اليهود والنصرى لقالوا مثل قولهم ولفعلوا مثل
ویسی ہی تقلیدا بولنی لگی اتنا کہ اگر اتفاقا یہود یا نصاری مین پیدا ہوتی تو اونکی سی کہا کرتی اور ویسا ہی کیا کرتی

فعلهم اتباعا وتقليدا من غير ان يلاحظوا من اى شئ خلقوا ولاى شئ خلقوا ليعرفوا خالقهم وما امرهم به
یہہ لحاظ نہین ہوگا کہ ہم کہان سی پیدا ہوئی اور کس لئی پیدا ہوئی تاکہ اپنی خالق کو جانی اور اوسکی امر

وما نهاهم عنه بانزال الكتب وارسال الرسل فيكونون من الذين يقولون اذا ماتوا ووضعوا فى القبر
اور نہی کو جو بواسطہ انزال کتب اور ارسال رسل بہیجی ہین پہچانی پہر وہ اون لوگون مین ہین کہ جب مرکر قبر مین جاوینگی

وسالهم منكر ونكير لا ندرى سمعنا الناس يقولون قولا فقلناه فانهم اذا اتاهم الملكان فى القبر ينطقون
اور منکر نکیر اونسی سوال کرینگی تو جواب دینگی ہم کچہہ نہین جانتی ہم تو جو اور ونسی سنتی تہی وہ ہی ہم بہی کہتی تہی کیونکہ انکی پاس گور مین جب دو فرشتی آوینگی

بما عندهم من غير زيادة ولا نقصان لان الانسان فى ذلك المحل لا يترك كما فى الدنيا ان يتكلم بما ليس فى
تو بی کم وکاست وہی بول اوٹہین گی جو دلمین تہا اسلئی کہ انسان گور مین ایسا مختار نہوگا جیسا دنیا مین تہا کہ زبان پر کچہہ اور اور دلمین کچہہ

قلبه بل ان كان عالما بالحق ينطق به وان كان شاكا فيه غير عالم به يقول لا ادرى كما كان يقول بقلبه
بلکہ اگر حق جانتا تہا تو ویسا ہی کہیگا اور اگر اوسکو شک تہا تو کہیگا مین نہین جانتا جیسی کہ جیتی جی دلمین کہتا تہا

فى حال حيوته لا ادرى وقد روى انه عليه السلام قال اذا كان يوم القيمة ينادى مناد من كان يعبد
مین نہین جانتا اور روایت ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی قیامت کی دن منادی پکاریگا جو شخص جسکو پوجتا تہا

شيئا فليتبعه فمن عبد الشمس اتبعها ومن عبد القبر اتبعه ومن عبد الطواغيت اتبعها فيبقى هذه الامة
اب اوسکی ساتہہ رہی پہر جو آفتاب کی پوجا کرتا تہا اوسکی ساتہہ ہوگا اور جو گور پوجتا تہا گور کی ساتہہ ہوگا اور جو بتون کی پوجا کرتا تہا اونکی ساتہہ ہوگا پہر یہہ امت

وفيهم منافقوهم والمراد بالمنافقين فى هذا الحديث ليس الذين عبدوا الاصنام فى منازلهم سرا واظهروا للناس
معہ اپنی منافقون کی باقی رہجاویگی منافق سی مراد اس حدیث مین وہ لوگ نہین ہین جو اپنی گہرونکی اندر پوشیدہ بت پرستی کرتی تہی اور مسلمانون کی

الاسلام فانهم يتبعون الطواغيت بمن اتبعها لانهم كانوا يعبدونها فيذهبون فى جهنم معها بل المراد بهم
سامنی اسلام ظاہر کرتی تہی یہہ لوگ تو بتون کی ساتہہ ہونگی کیونکہ یہہ تو بتون کو پوجتی تہی سو اونکی ساتہہ دوزخ مین جاوینگی بلکہ منافق سی مراد

الذين كان الريب فى قلوبهم وهم لا يعرفون ذلك لغلبة التقليد عليهم فان اكثر العوام بل كثير ممن كان
وہ لوگ ہین جنکی دلمین تردد تہا اور تقلید کی غلبہ سی اوسکو نہ سمجہی بیشک اکثر عوام بلکہ اس زمانہ مین اکثر ایسی شخص

فى شكل العلماء فى هذا الزمان لا يعرف حال نفسه فيظن انه فى درجة المعرفة واليقين مع انه لم يتيقن ايمانه
جو علماء کی صورت مین ہین اپنی حال سی خبردار نہین ہین وہ یہہ سمجہتی ہیں کہ ہمکو مرتبہ معرفت او ریقین کا حاصل ہورہا ہی اور اصل مین ایمان بہی

ولو بدرجة التقليد بل بعض المقلدين ينطق بكلمتى الايمان من غير ان يعرف معناهما ولا ان يميز بين
اگرچہ تقلید کی درجہ کا ہو بلکہ بعضی مقلد دونو کلمی ایمان کی زبان سی تو پڑہتی ہین پر اونکی معنون سی واقف نہین ہین اور نہ اللہ مین

الله ورسوله لان اكثر الناس فى هذا الزمان ليسوا فى درجة الاعتقاد التقليدى الصحيح المطابق بل هم
اور اوسکی رسول مین تمیز کرتی ہین کیونکہ اس زمانہ کی اکثر لوگون کو درجہ تقلیدی اعتقاد کا جو صحیح اور مطابق ہوئی حاصل نہین ہی بلکہ اونکو

فى درجة الاعتقاد التقليدى الفاسد الغير المطابق لما فى نفس الامر وما ذلك الا لاندراس العلماء الراسخين
تقلیدی فاسد اعتقاد کا درجہ برخلاف نفس الامر کی حاصل ہی اور یہہ تمام خرابی اسکی ہی کہ علماء جنکا علم راسخ تہا

فى العلم وكثرة الضالين المضلين من الدجاجلة الذين ينتمون الى التصوف لقطع طريق الدين على المسلمين
ہوچکی اور خود گمراہ اور گمراہ کرنیوالی دجال صفت متصوف بن کر بہت پہیل گئی شیطانی جال بچہا کر دین کی مسلمانون پر

بنصب حبائل الشياطين لما روى عن ابى هريرة انه عليه السلام قال يكون فى اخر الزمان دجالون كذابون
رہزنی کرتی ہین چنانچہ ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا کہ آخر زمانہ مین دجال کی مانند جہوٹی پیدا ہونگی

یأتونکم من الاحادیث بما لم تسمعوا انتم ولا اٰباءکم فایاکم وایاہم لا یضلونکم ولا یفتنونکم فانہ

ایسی حدیثیں روایت کرینگی کہ نہ تمنی سنی اور نہ تمہاری باپ دادانی سو تم دور رہو اونسی اور دور کرو اونکو اپنی سی ایسا نہو کہ تمکو گمراہ اور فتنہ مین مبتلا

علیہ السلام بین فی ھذا الحدیث ان جماعۃ من اھل المکر والتلبیس یخرجون فی اخر الزمان

اس حدیث مین رسول صلی اللہ علیہ وسلم نی یہہ بیان فرمایا کہ آخر زمانہ مین جماعت مکار اور فریب باز

بزی العلماء والمشائخ ویقولون للناس نحن علماء ومشایخ نعلمکم دینکم ونرشدکم الی

علماء اور مشایخ کی وضع پر پیدا ہونگی کہینگی کہ ہم عالم اور شیخ وقت ہین ہم تمکو دین سکہاتی ہین اور راہ حق بتاتی ہین

الحق وھم کذابون یحدثونکم بالاحادیث الکاذبۃ یعلمونکم اعتقادات فاسدۃ ویبتدعون

اور اصل مین جہوٹی ہونگی اور وضعی حدیثین روایت کرینگی اور فاسد عقیدی تمکو سکہاوینگی اور نئی باطل

لکم احکاما باطلۃ فاحذروا عنہم ولا تقربوا منہم کیلا یضلونکم ولا یوقعونکم فی الفتنۃ فعلی

احکام تمہاری لئی گڑہ دینگی سو اونسی بچو اونکی پاس نجاؤ مبادا تمکو گمراہ کردین اور فتنہ مین نہ پہنسادین اس

ھذا کل من لم یجاھد نفسہ فی ھذا الزمان لتعلم علم الایمان یموت علی انواع البدع والکفریات

مضمون کی موافق جو شخص اس زمانہ مین علم دین کیواسطی جان سی کوشش نہ کریگا تو وہ بیخبر طریق بدعت اور کفریات پر مریگا

وھو لا یشعر بھا ویکون من الذین یقولون یوم القیمۃ ما حکی اللہ تعالی عنہم بقولہ یوم یقول

اور اوس زمرہ مین داخل ہوگا جنکی قول کی قیامت کی دن اللہ جل شانہ حکایت کرتا ہی جسدن کہینگی

الْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوا انْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُّوْرِکُمْ فانہم یقولون ذلک لکونہم

منافق مرد اور عورتین ایمان والون کو ٹہرو ہم بہی لیلین تمہاری روشنی سی سو یہہ لوگ یہہ ہی کہینگی کیونکہ یہہ

مشاۃ وکون المؤمنین علی رکاب تسرع بہم الی الجنۃ ونورہم بین ایدیہم وبایمانہم کما قال اللہ تعالی

پیادہ پا ہونگی اور مؤمنین گہوڑون پر سوار کہ دوڑی جنت مین لئی جاتی ہونگی اور اونکی سامنی اور داہنی روشنی ہوگی چنانچہ اللہ

یوم تری المؤمنین والمؤمنت یسعی نورہم بین ایدیہم وبایمانہم واختلف فی ذلک النور فقیل

جسدن تو دیکہی ایمان والی مرد اور عورتون کو دوڑتی چلتی ہی اونکی روشنی اونکی آگی اور اونکی داہنی اور اختلاف ہی اوس نور مین کوئی کہتا ہی

المراد بہ الضیاء الذی یستضیئون بہ علی الصراط علی ما روی عن ابن مسعود رض انہ قال یؤتون

نور سی مراد روشنی ہی جسنی صراط پر روشنی ہوجاویگی ابن مسعود سی یہہ روایت ہی یہہ کہتی ہین کہ اونکو

نورھم علی قدر اعمالھم فمنہم من یؤتی نورھم کالنخلۃ ومنہم من یؤتی نورہ کالرجل القائم وادناہم

اعمال کی موافق روشنی ملی گی بعضون کو برابر کہجور کی درخت کی اور بعضون کو بمقدار قد آدم اور کم سی کم

نورا من یکون نورہ علی ابہام رجلہ ینطفی تارۃ ویلمع اخری وقیل المراد بہ معرفۃ اللہ تعالی

نور مین وہ ہوگا کہ اوسکی پاؤن کی انگوٹہی پر روشنی ہوگی کبہی چمکتی کبہی بجہی ہوئی اور کوئی کہتا ہی نور سی مراد اللہ تعالی کی معرفت ہی

فمقادیر الانوار یوم القیمۃ علی حسب مقادیر المعارف الالھیۃ المکتسبۃ فی الدنیا فلا نور

پہر قیامت کی دن روشنی باندازہ معارف الہی کی ہوگی جسقدر دنیا مین حاصل کی ہوگی سو

فی عرصۃ القیمۃ الا نور الایمان والطاعات التی اکتسب فی الدنیا باستعمال الالات البدنیۃ والقوی

قیامت کی میدان مین سوا نور ایمان اور عبادت کی جو دنیا مین بوسیلہ اعضاء بدنی اور قوی

الجسمانیۃ من الحواس الظاھرۃ والباطنۃ لتحصیل المعارف الربانیۃ فکل احد یعطی من النور یوم

جسمانی یعنی حواس ظاہر و باطن کی معارف ربانی حاصل کی ہون گی کوئی اور نور نہین ہوگا پہر ہر ایک کو قیامت کی دن اتنا نور دیا جاویگا

القيمة مقدار ما اكتسبه في الدنيا من المعارف اليقينية ومن لم يكتسب في الدنيا شيئا من المعارف
جتنی اوسنے دنیا مین یقینی معارف حاصل کئی ہونگی اور جسنی دینی معارف مین سی کچھ حاصل نکیا ہوگا

الدينية يبقى يوم القيمة في ظلمة بلا نور على ما روى عن ابي امامة انه قال يغشى الناس يوم القيمة
تو وہ قیامت کی دن اندہیری مین بی نور رہ جاویگا چنانچہ ابوامامہ سی روایت ہی وہ کہتی ہین قیامت کی روز لوگون کو

ظلمة شديدة ثم يقسم النور بينهم فيعطى كل مؤمن نوره بقدر علمه بالله تعالى وعلمه له ويترك
تاریک اندہیرا ڈہانپ لیگا پہر اونمین نور تقسیم ہوگا سو ہر مؤمن کو بقدر معارف الہیہ کی نور ملیگا اور جو اسد کی علم مین ہوگا اور

الكافر والمنافق في ظلمة لا يعطيان شيئا من النور بل يحال بينهما وبين المؤمنين بان يضرب بينهم
کافر اور منافق تاریک اندہیری مین رہ جاوینگی کچہہ نور نہ ملیگا بلکہ اونکی اور مؤمنین کی بیچ مین

سور دون جسر جهنم وفي الآية السابقة اشارة الى ان المراد بالمنافقين المذكورين فيها هم الشاكون
ایک دیوار جسر جہنم سی وری فاصل ہوجاویگی اور پہلی آیت مین یہہ اشارہ ہی کہ منافقین سی مراد وہ لوگ ہین جو شک اور تردد مین گرفتار

المرتابون الذين يصلون في المساجد ويدخلون مع اهل الايمان في مداخل الاسلام ولذلك قال الله تعالى
اور مسجدون مین نماز ادا کرتی تہی اور ایمان والون کی ساتہہ اسلامی مکانات مین آتی جاتی تہی اسہی لئی اللہ تعالی فرماتا ہی

ينادونهم الم نكن معكم قالوا بلى ولكنكم فتنتم انفسكم وتربصتم وارتبتم وغرتكم الاماني حتى جاء
یہہ اونکو پکارینگی کیا ہم نہ تہی تمہاری ساتہہ وہ کہینگی البتہ پر تمنی بچلا دیا آپکو اور راہ دیکہتی رہی اور دہوکی مین پڑی اور بہکی امیدون پر آخر آگیا

امر الله وغركم بالله الغرور فدلت الآية على انهم لم يعبدوا صنما بل كانوا مع المؤمنين لكن لم يكونوا
حکم اللہ کا اور تمکو بہکا دیا اسکی نام سی غرور نی سو یہہ آیت دلالت کرتی ہی کہ وہ لوگ بت پرست نہین تہی بلکہ مؤمنین کی ہمراہ رہتی تہی پر انہون نی

عارفين بما وجب عليهم معرفته حتى جاءهم امر الله الذي هو الموت فقال لهم يوم القيمة فاليوم
جو اونپر واجب تہا وہ معرفت الہی حاصل نکی آخر حکم الہی یعنی موت آگئی اونکو قیامت کی دن یہہ حکم ہوگا سو آج

لا يؤخذ منكم فدية ولا من الذين كفروا ماواكم النار هي مولكم وبئس المصير فاذا كان كذلك ينبغي
تمسی نہین قبول فدیہ اور نہ کافرون سی تمہارا ٹہکانا دوزخ ہی وہی تمہارا رفیق ہی اور بری بازگشت پس جب مراد یہہ ہوئی تو

للمؤمن المقلد ان لا يفتر ويستدل بقوة تصميمه وكثرة عبادته انه على الحق لتوجه النقض عليه
مقلد مؤمن کو لایق ہی کہ ہرگز سستی نکری اور نہ اپنی تصمیم کی قوت اور کثرت عبادت سی یہہ استدلال کری کہ مین حق پر ہون کیونکہ اسپر یہہ اعتراض ہوگا

بتصميم اليهود والنصارى على اباطيلهم تقليد الابائهم الضالين المضلين فان تصميم المقلد على كون
کہ یہود اور نصاری بہی جہوٹہی باتون پر اپنی باپ دادا ضالین مضلین کی تقلید سی جم رہی ہین اس لئی کہ مقلد کی تصمیم کسی

شئ حقا وعدم رجوعه عنه ولو نشر بالمناشير لا يدل على كونه في دينه على بصيرة لان جزمه
شی کی حقیقت پر اور اوستی نہ ٹلنا اگرچہ ارہ سی چیرا جاوی یہہ دلالت نہین کرتی کہ وہ اپنی دین مین بصیرت پر ہی کیونکہ اوسکا جزم

وتصميمه على كون شئ حقا ليس من حيث معرفته بكونه حقا بل من حيث نشاته بين قوم يدينون
اور تصمیم کسی شی کی حقیقت کا باعتبار معرفت یقینی حقیت کی نہین ہی بلکہ اس سبب سی ہی کہ وہ ایسی قوم مین پیدا ہوا ہی کہ وہ اوس شی کو

به وللنشاة والمخالطة اثر عظيم في تصميم كون شئ حقا سواء كان حقا او لم يكن الا ترى ان مثل هذا
اور پیدایش اور ملاپ کو اشیا کی حقیقت مین بڑا اثر ہوتا ہی برابر ہی کہ وہ حق ہو یا ناحق دیکہو ایسی ایسی

التصميم يوجد عامة من ذوي الجهل المركب كاليهود والنصارى ولهذا قال بعض العلماء من جزم في
تصمیم تمام جہل مرکبون مین ہوتی ہی جیسی یہود اور نصاری اسہیلئی بعضی علماء کہتی ہین جو شخص

قلبه

به یکون شئ حقا ولم یدرك ذلك الجزم سببا خاصا یرجع الیه فلیس له فی دینه بصیرة

نہیں کسی شی کو حق یقین کرلی اور اوس یقین کی ایسی خاص دلیل معلوم ہو جسکی طرف رجوع کریں تو اوسکو دین کی اندر بصیرت نہیں ہی

لا ملازمة بین الجزم الاعتقادی وکون ما جزم به حقا واذا لم یکن بینهما ملازمة یجب علینا ان

کیونکہ اس اعتقادی یقین میں اور اوس شی کی حقیقت میں کوئی علاقہ نہیں ہی جب اون دونوں میں علاقہ نہوا تو پہر اوسپر واجب ہی کہ

یاتی بما یکون به بینهما ملازمة لیتمیز ما کان علیه من الدین اهو حق ام لا حتی یکون فی دینه علی

اون دونوں میں علاقہ پیدا کری تاکہ اوسکو یہہ تمیز ہو کہ آیا میرا دین حق ہی یا نہیں تاکہ اوسکو دین کی

بصیرة وانما یحصل ذلك بالنظر الصحیح بالبراهین لا بالضرورة اذ قد جرت عادة الله تعالی

بصیرت پیدا ہو اور یہہ تمیز بجز نظر صحیح اور برہان کی بداہت سی نہیں ہوتی کیونکہ عادت الہی یون جاری ہی

ان یحصل بالبرهان لا بالضرورة اذ لو کان حصوله بالضرورة لادرکه جمیع العقلاء ویکفی فی

کہ دلایل سی ہو بداہت سی نہو اگر یہہ تمیز بداہت سی حاصل ہوا کرتی تو تمام عقلا حاصل کرلیا کرتی اور مکلف کو

خروج المکلف من التقلید الدلیل الجملی الذی یحصل له به فی الجملة العلم والطمانینة بعقائد

تقلید سی پاک ہونی میں مجمل دلیل بہی کافی ہی جسی کچھ علم اور طمانیت عقاید ایمان میں حاصل ہوجاوی

الایمان بحیث لا یقول بقلبه لا ادری سمعت الناس یقولون قولا فقلته ولا یشترط القدرة علی

اتنا کہ اپنی دل میں یون نہ کہی کہ مین نہیں جانتا لوگونسی جو بات سنتا رہا وہی مین بہی کہتا رہا اور یہہ شرط نہیں ہی کہ اوس دلیل کو

ترتیبه علی الوجه الذی یرتبه العلماء ولا القدرة علی دفع الشبهة الواردة علیه من جهة المبتدعة

علماء کی طورپر موافق قواعد منطق کی مرتب کری اور نہ یہہ شرط ہی کہ بدعتیونکی شبہات دفع کرنیکی استعداد ہو

ولا القدرة علی التعبیر عنه بل اذا فهمه بحیث یخرج به عن التقلید فهو عارف وان لم یقدر ان

اور نہ یہہ شرط ہی کہ اوسکو صاف بیان کری بلکہ اگر اوسکو اتنا سمجھ لیا کہ تقلید سی پاک ہوجاوی تو پہر وہ عارف ہی اگرچہ اوس مجمل دلیل کو

یعبر عما فی ضمیره من ذلك الدلیل الجملی ولا ان یرد شبهة یوردها مبتدع علیه لان کثیرا من

دل سی زبان پر نہ لاسکی اور نہ یہہ شرط ہی کہ بدعتی جو شبہات وارد کریں رد کیا کری کیونکہ اکثر

العلماء یعجزون عن التعبیر عما فی ضمائرهم من العلوم المحققة عندهم فکیف بالعامة والحاصل

علماء اپنی حقیقی علوم کو بیان کرنی سی عاجز ہوا کرتی ہین پہر عوام کی تو کیا اصل ہی حاصل یہہ ہی

ان من اراد ان یعلم قدر نفسه من عقائد الایمان هل هو فی مرتبة المعرفة ام فی مرتبة التقلید

کہ جو شخص اپنا حال معلوم کیا چاہی کہ عقاید ایمانی مین آیا مجھکو مرتبہ معرفت کا ہی یا ابہی مرتبہ تقلید مین ہوں اور آیا مین اپنی عقاید مین

وهل هو مصیب فی عقائده ام غیر مصیب فیها یلزمه ان یسئل عن حقیقة المعرفة وعن حقیقة

صواب پر ہوں یا خطا پر تو اوسکو لازم ہی کہ معرفت کی حقیقت اور تقلید کی حقیقت

التقلید لیمیز احدهما عن الاخر ویعلم ایهما حاصل له فالمعرفة هی الجزم الموافق لما عند الله تعالی

دریافت کری تاکہ ایک کو دوسری سی تمیز کری اور جان لی کہ مجکو دونوں مین سی کیا حاصل ہی سو معرفت تو یقین کرنا موافق حکم الہی کی

بشرط ان یحصل ذلك الجزم بدلیل واما الجزم الحاصل بغیر دلیل فلا یسمی معرفة بل یسمی اعتقادا

بشرطیکہ وہ یقین دلیل سی حاصل ہوا ہو اور جو یقین بی دلیل حاصل ہوا ہو تو اوسکو معرفت نہیں کہتی بلکہ وہ اعتقاد کہلاتا ہی

سواء کان موافقا لما عند الله تعالی او لم یکن والتقلید هو الجزم بقول الغیر من غیر دلیل سواء کان

برابر ہی کہ موافق علم الہی کی ہو یا نہو اور تقلید یقین کرنا غیر کی کہنی سی بلا دلیل برابر ہی

حقا او باطلا فالمقلد لا معرفة عنده وانما عنده الجزم بقول الغير خاصة سواء كان حقا او باطلا

کہ حق ہو یا باطل برابر ہی اوسکو صرف یقین غیر کی کہنی کا ہوتا ہی سو مقلد کو معرفت کبھی نہیں ہوتی کہ حق ہو یا باطل

فمن علم هاتين الحقيقتين ثم نظر الى ضميره ايهما حاصل له فيه فانه يعرف ما هو الحاصل له منهما

اب جو شخص ان دونوں حقیقت کو سمجھی پھر اپنی دلمین سوچی تو جان لیگا کہ اوسکو دونوں میں سی کونسا مرتبہ حاصل ہی

فان كان الحاصل له منهما هو التقليد لا المعرفة يجب عليه اولا اقامة البرهان لتحصيل المعرفة

پس اگر اوسکو مرتبہ تقلید کا ہی معرفت کا مرتبہ نہیں ہی تو اوسپر واجب ہی کہ پہلی دلیل قایم کری تاکہ معرفت ایمانی

في عقائد الايمان وثانيا البحث عن العقائد الصحيحة حتى يعلم هل كان مصيبا في عقائده ام

عقائد کی حاصل ہو پہر صحیح صحیح عقاید کی بحث کری تاکہ معلوم ہو کہ اپنی عقاید مین حق پر تہا یا نہیں

لم يكن فان وجد نفسه على الصواب فيها يشكر الله تعالى على هذه النعمة العظيمة التي لا يكافيها

پہر اگر وہ اپنی آپ کو صواب پر پاوی تو اس نعمت عظیمہ پر جسکی برابر کوئی دنیا کی متاع نہیں ہی شکر اللہ تعالی کا ادا کری

من متاع الدنيا وان لم يجدها على الصواب فيها يفترض عليه ان يسعى في تصحيح اعتقاده بالبرهان

اور اگر صواب پر نہ پاوی تو اوسپر فرض ہی کہ واسطی صحت عقاید کی دلایل مین کوشش کری

حتى يحصل له النجاة من عذاب النار والدخول في دار القرار يسرنا الله تعالى بفضله المجلس السابع

تاکہ اوسکو دوزخ کی عذاب سی نجات ملی اور بہشت مین جانا میسر ہو الہی اپنی فضل سی ہمپر آسان کر ساتوین مجلس

## في بيان مؤمن به وبيان لزوم الايمان به اجمالا على الاصح وتفصيلا

اون چیزون کی بیان مین جن پر ایمان لانا چاہیئی اور اون پر ایمان مجملا لازم ہی موافق مذہب اصح کی اور تفصیلا

عند البعض قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لجبرئيل عليه السلام حين جاءه على

بعض کی نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی جبرئیل سی فرمایا جب اونکی پاس

صورة رجل غريب وسئله عن الايمان الايمان ان تؤمن بالله وملئكته وكتبه ورسله واليوم

ایک مرد مسافر کی صورت مین آئی اور پوچھا ایمان کیا ہی ایمان یہہ ہی کہ تو ایمان لاوی اللہ پر اور اوسکی فرشتون اور کتابون اور رسولون پر اور قیامت کی

الاخر وتؤمن بالقدر خيره وشره هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه عمر بن الخطاب وهو

دل پر اور تو یقین کری نیک و بد کی تقدیر کا یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں مین ہی عمر بن الخطاب کی روایت سی اس حدیث مین

جامع لاصول الدين ومما يصح الاعتقاد عليه فان الاصل في الاعتقاد معرفة المبدأ والمعاد وانما

تمام اصول دین کی اور جس جس پر اعتقاد کرنا چاہیئی سب مذکور ہین البتہ اصل تمام اعتقادیات مین مبدا اور معاد کی معرفت ہی اور

ذكرت الملئكة وما عطف عليه ليتوصل الى معرفة المعاد لان معرفة المبدأ تقتضيها العقول

ملائکہ کا جو سوء معطوفات کی ذکر ہی تو واسطی معرفت معاد کی ہی اسلئی کہ مبداء کی معرفت کو تو سلیم عقلین پا لیتی ہین

السليمة لكونها ثابتة في فطرة بني ادم من مبدأ خلقتهم بمقتضى قوله تعالى فطرة الله التي

اسلئی کہ بنی آدم کی اصل فطرت میں ابتداء پیدایش سی ثابت ہی موافق قول اللہ تعالی کی تراش اللہ کی جسپر

فطر الناس عليها واما معرفة المعاد فلا استعداد له فلا سبيل اليها الا بتوفيق من الله تعالى

کہ تراشا آدمیوں کو اور رہی معرفت معاد کی اور اوسکا سامان سو اوسکا کوئی راہ نہین ہی بجز توفیق الہی کی

بواسطة الانبياء الذين وصل اليهم علم ذلك بارسال الرسل من الملئكة بانزال الكتب فلذلك

بوسیلہ انبیا علیہم السلام کی جنکو اوسکا علم بواسطہ فرشتوں کی اور بوسیلہ کتب منزلہ کی حاصل ہوا ہی اسی لئی یہہ

دخل

دخل جميع ذلك في مفهوم الايمان وذكر كله في هذه الحديث فلا بد لطالب معناه من الاستكشاف
يہ سب ايمان كى مفہوم مين داخل ہين اوراس حديث مين سب مذكور ہين سوجواسكى معنى كا طالب ہو اوسكو ضرور ہى كہ حقيقت

عن حقيقة معنى الايمان بهذه الاشياء الستة المذكورة فيه ليكون في دينه على بصيرة
ايمان كى تہہ كو ان چہون اشياء مذكوره كى تفصيل سى دريافت كرى تاكہ دين مين بصيرت ہو

الاول مما يجب الايمان به الايمان بالله تعالى والمراد من الايمان به تعالى العلم بوجوده وقدمه وكونه
اول ايمان الله پر واجب ہى اور الله پر ايمان لانى سى يہہ مراد ہى كہ الله كو موجود اور قديم اور

واحدا ومتصفا بالقدرة والارادة والعلم والحيوة وسائر ما يليق به من الصفات لكن العلم
واحد اور صاحب قدرت اور صاحب اراده اور عليم اور حى اور تمام صفات لائقه سى موصوف جانى ليكن اوسكى

بوجوده لا يمكن ان يحصل بالحس لانه تعالى ليس محسوسا كالشمس والقمر حتى يمكن العلم بوجوده
وجود كا علم حواس سى حاصل ہونا ممكن نہين كيونكہ الله تعالى مانند آفتاب اور مہتاب كى نظر نہين آتا تاكہ اوسكا وجود حواس كى وسيلہ سى

بالحس وليس العلم بوجوده ضروريا كالعلم بكون الاثنين اكثر من الواحد حتى يعلم وجوده بالضرورة
معلوم ہوجاوى اور نہ علم اوسكى وجود كا ايسا بديہى ظاہر ہى جيسا دو كا عدد ايك سى زياده ہى تاكہ اوسكا علم بالبداہت خود بخود آجاوى

بل انما يعلم وجوده تعالى بالدليل وذلك الدليل وجود العالم فانه لكونه حادثا يحتاج الى محدث
بلكہ علم اوسكى وجود كا دليل سى حاصل ہوتا ہى اور وه دليل عالم كا وجود ہى كيونكہ عالم حادث ہونى كى سبب پيدا كرنيوالى كا محتاج ہوكر

يدل على ان له محدثا وذلك المحدث لا بد ان يكون قديما واحدا متصفا بالقدرة والارادة والعلم
دلالت كرتا ہى كہ اوسكا كوئى پيدا كرنيوالا ہى اور وه پيدا كرنيوالا بالضرور قديم واحد قدرت والا اراده والا عليم

والحيوة لانه لو لم يكن قديما بل كان حادثا لكان محتاجا الى محدث فيلزم الدور والتسلسل وكلاهما
اور حى ہونا چاہئى اسواسطى كہ اگر قديم نہو بلكہ حادث ہو تو يہہ پروه خود محدث كا محتاج ہوويگا آخرش يا دور لازم آويگا يا تسلسل اور يہہ دونو

محال ولو لم يكن واحدا بل كان اكثر من واحد لوقع بينهما التمانع المقتضى لعدم وجود العالم
محال ہين اور اگر واحد نہووى بلكہ كئى ہون تو آپسمين روک ٹوک واقع ہوگى جس سى عالم كا وجود نہوسكى

ولو لم يكن متصفا بالقدرة والارادة والحيوة والعلم لكان عاجزا عن ايجاد شئ من العالم لان
اور اگر قدير اور صاحب اراده اور حى اور عليم نہووى تو ايسا عاجز ہوگا كہ عالم مين سى كوئى شى بهى پيدا نہ كرسكى اسلئى

الايجاد اثر القدرة وتاثير القدرة في شئ من الاشياء يقتضى ارادة ذلك الشئ وارادة ذلك الشئ
كہ ايجاد قدرت كا اثر ہوتا ہى اور قدرت كى تاثير كسى شى مين بدون اراده اوس شى كى نہين ہوسكتى اور اراده اوس شى كا

يقتضى العلم به لان القصد الى ايجاد شئ مع عدم العلم به محال والاتصاف بهذه الصفات الثلث
بدون علم كى نہين ہوسكتا اسلئى كہ پيدا كرنا كسى شى كا بى جانى بوجهى محال ہى اور يہہ تينون صفتين بدون

يقتضى الحيوة لكونها شرطا فيها فعلى هذا يكون وجود العالم بل وجود كل ذرة من ذراته دليلا قطعيا
حيات كى نہين ہوسكتين اسلئى كہ حيات انمين شرط ہى اس بيان كى موافق عالم كا وجود بلكہ ہر ہر ذره كا وجود يقينى دليل ہى

على وجوده تعالى وقدمه وكونه واحدا ومتصفا بهذه الصفات الاربع اذ لا يعرف من صفاته تعالى
اوسكى وجود اور قدم اور وحدت پر اور ان چارون صفات سى موصوف ہونى پر اس لئى كہ اوسكى صفات

بالعقل الا ما يتوقف عليه افعاله واما ما لا يتوقف عليه افعاله كالسمع والبصر والكلام فيجوز ان
عقل سى وه ہى معلوم ہوسكتى ہين جن پر الله كى افعال موقوف ہين اور جن پر افعال موقوف نہين جيسى سمع اور بصر اور كلام سو جائز ہى

يستدل على ثبوتها له تعالى تارة بالعقل وتارة بالنقل اما وجه الاستدلال على ثبوتها له تعالى

کہ انکی ثبوت پر کبھی عقلی دلیل قایم کرین اور کبھی نقلی دلیل عقلی انکی ثبوت کی تو یہہ ہی

بالعقل فهو انها صفات كمال واضدادها صفات النقصان واتصافه تعالى بصفات الكمال

کہ یہہ صفتین کمال کی ہین اور انکی ضدین صفتین نقصان کی ہین اور اللہ تعالی کا موصوف ہونا صفات کمال سی

وعدم اتصافه بصفات النقصان واجب فوجب اتصافه تعالى بتلك الصفات واما وجه

اور بری ہونا صفات نقصان سی واجب ہی اس سی لازم آیا کہ اللہ تعالی ان صفات سی موصوف ہو اور

الاستدلال على ثبوتها له تعالى بالنقل فهو ان الشرع قد ورد بثبوتها له تعالى فوجب القطع بثبوتها

نقلی دلیل انکی ثبوت کی یہہ ہی کہ شرع سی ان صفات کا ثبوت ثابت ہی سو انکی ثبوت کا یقین کرنا واجب ہی

له تعالى ودليل النقل في هذه المسئلة اولى من دليل العقل لان تلك الصفات لا يتوقف عليها

اور اس مسئلہ مین نقلی دلیل عقلی دلیل سی بہتر ہی اس لئی کہ ان صفات پر افعال الہی موقوف نہین ہین

افعاله تعالى حتى يستدل بها على ثبوتها له تعالى وذاته تعالى لم يكن معلوما لاحد حتى يعلم

تاکہ اون افعال سی ان صفات کو ثابت کرین اور ذات الہی کسیکو معلوم نہین ہی جس سی یہہ معلوم ہو

انها في حقه تعالى كمال يجب اتصافه بها بحيث لو لم يتصف بها يلزم ان يتصف باضدادها

کہ یہہ صفات بنسبت ذات الہی کی کمال کی ہین اللہ کا موصوف ہونا ضرور ہی ایسا کہ اگر ان صفات سی موصوف نہوگا تو انکی اضداد پیدا ہونگی

وما ذكر من كونها كمالا انما هو بالنسبة الينا ولا يلزم من كون الشئ بالنسبة الينا كمالا ان يكون

اور ان صفات کو کمال جو کہتی ہو تو یہہ ہماری حق مین ہین اور ہماری حق مین کمال ہوتی سی لازم نہین آتا کہ

في حقه تعالى كمالا والثاني مما يجب الايمان به الايمان بالملئكة والمراد من الايمان بها العلم

اللہ کی ذات مین کمال ہون دوسری جسپر ایمان لانا چاہئی ملائکہ ہین اور ملائکہ پر ایمان لانی سی یہہ مراد ہی

بوجودها لكن لا سبيل الى اثبات وجودها بدليل العقل بل هو مما انعقد عليه الاجماع ونطق به

کہ ملائکہ کو موجود جانی پر انکا وجود عقلی دلیل سی کسی راہ ثابت نہین ہوتا بلکہ انکی وجود پر اجماع ہوچکا ہی اور

الكتاب والسنة فان ظاهر الكتاب والسنة يدل على وجودهم وكونهم اجساما لطيفة نورانية

کتاب اور سنت سی ثابت ہی بیشک ظاہر معنی کتاب اور سنت کی یہہ ہی دلالت کرتی ہین کہ فرشتی موجود ہین لطیف اور نورانی جسم

كاملة في العلم قادرة على الافعال الشاقة وعلى التشكل باشكال مختلفة ولا يوصفون بالذكورة

علم مین کامل دشوار سی دشوار کار کرسکتی ہین اور مختلف صورتین بدل سکتی ہین اور نہ نر ہین

ولا الانوثة شانهم الطاعات ومسكنهم السموات وهم رسل الله على انبيائه وامناؤه على وحيه

اور نہ مادہ شغل اونکا عبادت اور مکان اونکا آسمان اور وہ ہی اللہ کی طرف سی انبیاء کی پاس بہیجی ہوئی آتی ہین اور وحی پر امین ہین

فمن ثبت تعيينه باسمه كجبرئيل وميكائيل واسرافيل وعزرائيل يجب الايمان به تفصيلا ومن

اور جن فرشتون کی تعیین نام سی ثابت ہی جیسی جبرائیل اور میکائیل اور اسرافیل اور عزرائیل اون پر تفصیلی ایمان واجب ہی اور

لم يعرف اسمه يجب الايمان به اجمالا والثالث مما يجب الايمان به الايمان بالكتب والمراد من الايمان

جنکا نام معلوم نہین اون پر اجمالی ایمان واجب ہی اور تیسری شی جسپر ایمان واجب ہی کتابین ہین اور کتابون پر ایمان لانی سی یہہ مراد ہی

بها العلم بكونها كلام الله تعالى انزل على انبيائه وجملتها مائة واربعة كتب انزل منها على آدم عليه السلام

کہ یقین کری کہ خدا کا کلام ہی اپنی انبیاء پر نازل کیا ہی اور تمام کتابین ایک سو چار ہین اونمین سی حضرت آدم پر

عشر صحائف وعلى شيث عليه السلام خمسون صحيفة وعلى ادريس ثلثون صحيفة وعلى ابرهيم
دس صحیفہ نازل ہوئی اور حضرت شیث پر پچاس اور حضرت ادریس پر تیس اور حضرت ابراہیم پر
عليه السلام عشر صحائف وعلى موسى عليه السلام التورية وعلى داود عليه السلام الزبور وعلى
علیہ السلام پر دس اور حضرت موسی علیہ السلام پر توریت اور حضرت داؤد علیہ السلام پر زبور اور
عيسى عليه السلام الانجيل وعلى محمد عليه الصلوة والسلام القران فما ثبت تعينه باسمه يجب
حضرت عیسی علیہ السلام پر انجیل اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن اور جس کتاب کی تعیین نام سی ثابت ہی
الايمان به تفصيلا وما لم يعرف اسمه يجب الايمان به اجمالا والرابع مما يجب الايمان به الايمان
تو اوسپر تفصیلی ایمان واجب ہی اور جسکی تعیین نام سی نہیں ہی اوسپر اجمالی ایمان واجب ہی اور چوتھی جسپر ایمان لانا واجب ہی
بالرسل والمراد من الايمان بهم العلم بكونهم صادقين فيما اخبروا به عن الله فانه تعالى بعثهم
رسول ہیں اور مراد رسولوں پر ایمان لانی سی یہہ ہی کہ یقین کری کہ وہ اپنی اپنی خبروں میں جو خدا کی طرف سی لائی ہیں سچی ہیں بیشک اونکو اللہ تعالی نی
الى عباده ليبلغوهم امره ونهيه ووعده ووعيده وايدهم بالمعجزات الدالة على صدقهم اولهم
اپنی بندوں کی پاس بھیجا تاکہ اوسکا امر اور نہی اور وعدہ اور وعید پہنچا دیں اور معجزات سی اونکی مدد کی جو اونکی صداقت پر دلالت کرتی ہیں سب
ادم عليه السلام واخرهم محمد عليه الصلوة والسلام ولم يبين في القران عددهم كم هم بل المذكور
آدم علیہ السلام ہیں اور سب سی آخر محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن میں اونکی گنتی نہیں ہی کتنی ہیں بلکہ قرآن میں
فيه منهم باسمه العلم على ما ذكره بعض المفسرين ثمانية وعشرون وهم ادم وادريس ونوح وهود
نام معین لیکر بعض مفسرین کی قول کی موافق اٹھائیس کا ذکر ہی وہ یہہ ہیں آدم اور ادریس اور نوح اور ہود
وصالح وابرهيم واسمعيل واسحق ويعقوب ويوسف ولوط وموسى وهرون وشعيب وزكريا
اور صالح اور ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق اور یعقوب اور یوسف اور لوط اور موسی اور ہارون اور شعیب اور زکریا
ويحيى وعيسى وداود وسليمن والياس واليسع وذا الكفل وايوب ويونس ومحمد وذو القرنين وعزير
اور یحیی اور عیسی اور داؤد اور سلیمان اور الیاس اور الیسع اور ذوالکفل اور ایوب اور یونس اور محمد اور ذو القرنین اور عزیر
ولقمن على القول بنبوة هذه الثلثة الاخيرة صلوت الله وسلامه عليهم اجمعين قال بعض
اور لقمان بموجب قول ان تینوں کی نبوت کی جو آخر میں ہیں رحمت اللہ کی اور سلام ان سب پر بعضی
العلماء يجب على المؤمن ان يعلم صبيانه ونسائه وخدمه اسماء الانبياء الذين ذكرهم الله تعالى في
علماء کہتی ہیں کہ ہر مؤمن پر واجب ہی کہ اپنی بچوں اور عورتوں اور غلاموں کو ان انبیا کا نام جنکا ذکر اللہ تعالی نی
كتابه حتى يؤمنوا بهم ويصدقوا بجميعهم ولا يظنوا ان الواجب عليهم الايمان بمحمد عليه الصلوة والسلام
اپنی کتاب میں کیا ہی سکھا دی تاکہ وہ ان سب پر ایمان لادیں اور سب کی تصدیق کریں اور یہہ خیال نہ کریں کہ ایمان صرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا واجب ہی
فقط لا غير فان الايمان بجميع الانبياء سواء ذكر اسمه في القران اولم يذكر واجب على المكلف فمن
اور کا نہیں کیونکہ ایمان تمام انبیا پر لانا قرآن میں اونکا نام مذکور ہو یا نہو مکلف پر واجب ہی پھر جسکی
ثبت تعيينه باسمه يجب الايمان به تفصيلا ومن لم يعرف اسمه يجب الايمان به اجمالا والخامس
تعیین نام سی ہوگئی ہی اوسپر تفصیلی ایمان لانا چاہی اور جسکا نام معلوم نہیں اوسپر اجمالی ایمان لانا چاہی اور پانچویں شی
مما يجب الايمان به الايمان باليوم الاخر والمراد من الايمان به العلم بما يكون فيه من احوال
جسپر ایمان لانا واجب ہی قیامت کا دن ہی اور قیامت کی دن پر ایمان لانی سی مراد ہی یقین کرنا اون حالات

الاخرة التي اول منزل من منازلها القبر واحياء الميت فيه وسؤال منكر ونكير وهما ملكان
آخرت کا جو اوس روز گذرینگی جسکی منزلوں میں سے پہلی منزل قبر ہے اور اوسمیں زندہ کرنا مردہ کا اور سوال منکر نکیر کا اور یہہ دونو فرشتے ہیں

مهيبان يقعدان العبد في قبره ويسألانه عن ربه وعن دينه وعن نبيه ويقولان له من
ہیبت ناک صورت قبر میں مردہ کو بٹہا کر اوس سے پوچہتے ہیں پروردگار کو اور دین کو اور نبی کو اور اوس سے کہینگے کون ہے

ربك وما دينك ومن نبيك وسؤالهما اول فتنة بعد الموت فمن وفق الى الجواب يكون قبره
تیرا رب اور کیا ہے تیرا دین اور کون ہے تیرا نبی اور اونکا یہہ سوال موت کے بعد پہلا فتنہ ہے سو جسکو جواب کی توفیق ہوئی تو اوسکی گور

روضة من رياض الجنة ومن لم يوفق الى الجواب يكون قبره حفرة من حفر
ایک چمن ہے بہشت میں کا اور جسکو جواب کی توفیق نہوئی تو اوسکی گور ایک گڑہا ہوگا دوزخ میں کا

النار ثم اذا بعث الناس من قبورهم الى الموقف قاموا فيه
پہر جب بنی آدم کو قبروں میں سے اوٹہا کر موقف میں لیجاوینگے اور وہ اوسجگہہ کہڑی رہینگی

ما شاء الله حفاة عراة واذا جاء وقت الحساب يؤمر بالكتب التي كتبها الكرام الكاتبون لان
جسقدر مرضی الله کی ہوگی ننگے پانو ننگے بدن اور جب وقت حساب کا ہوگا تو حکم ہوگا اعمالنامے دینے کا جو کرام کاتبین نے لکہہ رکہے ہیں اسلیے

الناس اذا بعثوا من قبورهم لا يكونون ذاكرين لاعمالهم فيؤتون كتبهم ليقفوا على اعمالهم فمنهم من
کہ بنی آدم جب اپنی اپنی قبروں میں سے اوٹہائے جاوینگے تو اونکو اپنے اعمال کچہہ یاد نہونگے اسواسطے اونکو نامۂ اعمال دئے جاوینگے تاکہ اپنے اعمال سے خبردار ہوجاویں

يؤتى كتابه بيمينه وهو من السعداء لان اخذ الكتاب باليمين علامة دخول الجنة وعدم الخلود
نامۂ اعمال داہنے ہاتھ میں ملیگی وہ تو سعید ہونگے کیونکہ نامۂ اعمال کا داہنے ہاتھ میں لینا بہشت میں جانے کی اور دوزخ میں ہمیشہ کو

في النار ومنهم من يؤتى كتابه بشماله او من وراء ظهره وهو من الاشقياء فاذا وقف الناس
نرہنے کی نشانی ہے اور بعضوں کو نامۂ اعمال بائیں ہاتھ میں ملیگی یا پیٹہ کی طرف سے اور وہ شقی ہونگے جب بنی آدم اپنے احوال سے خبردار

على اعمالهم يحاسبون بها فاذا انقضى الحساب ينصب الميزان لوزن الاعمال اذ بالحساب
ہوجاوینگے تو پہر اونسے حساب ہوگا پہر جب حساب ہوچکیگا تو اعمال تولنے کیواسطے ترازو قایم کی جاویگی اسلیے کہ حساب سے

يعلم العبد ما هو المقبول من الاعمال الصالحة وما هو المردود منها وما هو المغفور من الاعمال
معلوم ہوگا بنی آدم کو کہ نیک عملوں میں سے کونسا مقبول ہے اور کونسا مردود ہے اور کونسا اعمال بد میں سے معاف ہوا

السيئة وما هو المؤاخذ بها وبالوزن يطلع على ما يتوجه اليه من الثواب والعقاب ويعلم مقدار
اور کونسی پر سزا ہوگی اور تولنے سے معلوم ہوگا کس عمل پر ثواب ملیگا اور کس پر عذاب ہوگا اور معلوم ہوگا اندازہ

ثواب المقبول من الاعمال الصالحة ومقدار عقاب المؤاخذ من الاعمال السيئة ولذلك يكون
ثواب کا اعمال نیک میں سے مقبول کا اور اندازہ عذاب کا اعمال بد میں سے قابل دارگیر کا اسی لئے

بعد الحساب نصب الميزان وقد ورد في الخبر ان احدى كفتيه من نور والاخرى من ظلمة فالكفة
میزان بعد حساب کی قایم ہوگی اور حدیث میں مذکور ہے کہ ترازو کا ایک پلڑا نور کا ہوگا اور دوسرا اندہیر کا یعنی سیاہ سو وہ

النيرة للحسنات والكفة المظلمة للسيئات والناس في الاخرة على ما قال علماؤنا ثلثة اصناف
روشن پلڑا واسطے نیکیوں کے ہے اور سیاہ پلڑا واسطے بدیوں کے اور بنی آدم آخرت میں موافق قول ہماری علماء کی تین قسم ہونگی

كفار ومتقون ومخلطون اما الكفار فيوضع كفرهم في الكفة المظلمة فلا يوجد لهم حسنة حتى
نری کفار ہیں اور نری متقی پرہیزگار اور ملی جلی پہر کفار کا کفر سیاہ پلڑی میں رکہا جاویگا اور کوئی عمل نیک اونکا نہوگا

توضع فی الكفة الاخرى فتبقى فارغة فترفع لفراغها وخلوها عن الخير فيامر الله تعالى بهم الى

پلڑی مین رکہا جاوی تا چار وہ خالی رہ جاویگا پہر اوپہر کہڑا ہوگا ہلکا اور عمل نیک سی خالی ہوکر تب حکم ہوگا اللہ تعالی کا

النار واما المتقون فهم الذين لا كبائر لهم فتوضع حسناتهم فی الكفة النيرة وصغائرهم ان كانت

اونکی حق مین دوزخکا اور پرہیزگار شخص جس سی گناہ کبیرہ نہین ہوئی اونکی حسنات روشن پلڑہ مین رکہی جاوینگی اور اونکی گناہ صغیرہ اگر

لهم الصغائر فی الكفة الاخرى فلا يجعل الله تعالى لتلك الصغائر وزنا وتثقل الكفة النيرة حتى

بالفرض ہون گی تو دوسری پلڑہ مین سو اللہ تعالی اون صغائر کو ہلکا ہی وزن کردیگا اور وہ روشن پلڑہ ایسا بہاری ہوجاویگا

لا تبرح من مكانه وترفع الكفة المظلمة ارتفاع الفارغ الخالى واما المخلطون وهم الذين ارتكبوا

کہ اپنی جگہہ سی نہین اُبہریگا اور سیاہ پلڑہ ایسا بلند ہوجاویگا جیسی ہلکا خالی ہو اور مؤمن گنہگار شخص جو کہ کبیرہ گناہ کرتی ہی

الكبائر ولم يتوبوا عنها فتوضع حسناتهم فی الكفة النيرة وسيئاتهم فی الكفة المظلمة فيكون

اور توبہ نکی سو اونکی حسنات تو روشن پلڑہ مین رکہی جاوینگی اور اونکی اعمال بد سیاہ پلڑی مین اوصہ

لكبائرهم ثقل فمن كانت حسناته اثقل ولو بصؤابة يدخل الجنة ومن كانت سيئاته اثقل و

اونکی کبائر مین بوجہہ ہوویگا سو جسکی حسنات بوجہل ہون گی۔ اگرچہ لیکہہ کی برابر وہ بہشت میں جاوینگی اور جسکی بدیان بوجہل ہونگی

لو بصؤابة يدخل النار الا ان يعفو الله تعالى لان مذهب اهل الحق ان العبد اذا اتى بطاعات

اگرچہ لیکہہ کی برابر وہ دوزخ مین جاویگا یا اللہ معاف فرماوی کیونکہ مذہب اہل حق کا یہہ ہی کہ بندہ اگر عبادات

كامثال الجبال ثم كانت له مخالفة واحدة فهو فی مشية الله تعالى ان شاء يعاقبه عليها ثم

پہاڑ کی برابر اداکری پہر اوسکی اعمال مین کوئی گناہ بہی ہو تو وہ مشیت الٰہی مین ہی اگر چاہی اوس گناہ پر عذاب دیکر پہر

يعطيه ثواب طاعاته وان شاء يغفرها له ولا يعاقبه عليها هذا اذا كانت الكبائر فيما بينه وبين

اوسکو ثواب عبادات کا عطا کری اور اگر چاہی معاف کردی اور کچہہ عذاب نکری یہہ کیفیت جب ہی کہ وہ کبایر حقوق الٰہی ہون

الله تعالى واما اذا كانت عليه تبعات وكانت له حسنات كثيرة فبقدر جزاء التبعات ينقص

اور اگر اوسکی ذمہ پر حقوق العباد ہون اور اوسکی حسنات کثرت سی ہون تو پہر موافق مقدار بدلہ حقوق عباد کی

من ثواب حسناته فاذا لم يبق له حسنة لكثرة ما عليه من التبعات يحمل عليه من اوزار من ظلم

ثواب حسنات کا کہٹایا جاویگا پہر جب اوسکی پاس کوئی حسنہ نبچیگا بسبب کثرت حقوق عباد کی تو اوسپر مظلوموں کا بوجہہ ڈالا جاویگا

ثم يعذب على الجميع اذ قيل لو كان لرجل ثواب سبعين نبيا وله خصم واحد بنصف دانق لا يدخل

پہر سب کی بدلہ عذاب کہینچیگا اسلئی کہ کہتی ہین اگر ایک شخص کی پاس ستر نبیون کاسا ثواب ہو اور اوسکا ایک مدعی ہو آدہی دانق کا تو وہ بہشت میں

الجنة حتى يرضى خصمه وقيل يوخذ بدانق قسط سبعمائة صلوة مقبولة فتعطى للخصم ذكر القشيرى

نہین جاسکتا بدون راضی کئی مدعی کی اور کہتی ہین لیا جاویگا بعوض ایک دانق کی ثواب ستر مقبول نمازون کا پہر اوس مدعی کو دیدینگی قشیری نی

فی التحبير اذا تقرر هذا فالصنفان الاولان هما المذكوران فی القران لانه تعالى لم يذكر فی ايات الوزن

تحبیر مین ذکر کیا جب یہہ بات ٹہرچکی تو دونو پہلی قسمین وہ ہی قرآن مین مذکور ہین اسلئی کہ اللہ تعالی نی نہین ذکر کیا وزن کی آیتون مین

الا من ثقلت موازينه ومن خفت موازينه وقطع لمن ثقلت موازينه بكونه من المفلحين

سواء اوسکی جو بوجہل ہون وزن اوسکی اور جو ہلکی ہون وزن اوسکی اور طی کردیا جسکی وزن بوجہل ہون کہ سعادت مند وہی ہی

وفی العيشة الراضية ولمن خفت موازينه بخلوده فی النار بعد ان وصفه بالكفر وبقى الذين

اور آرام پسندیدہ مین ہی اور جسکی وزن ہلکی ہون کہ ہمیشہ کو دوزخی ہی بعد اسکی کہ بیان کیا اوسکا کفر اور باقی رہی وہ لوگ

یوخذ بدانق قسط سبعمائة صلوة مقبولة

(حاشیہ: لیا جاویگا بعوض ایک دانق کی ثواب ستر مقبول نمازون کا)

خلطوا عملا صالحا واخر سیئا فبینهم النبی علیه السلام حیثما ذکرنا انفا ثم ینصب الصراط علی جهنم
جنہوں نی اعمال نیک اور بد کو ملادیا سو اونکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی بیان کیا ابہی ذکر آچکا پہر صراط کو دوزخ کی اوپر تان دینگی

قال بعض العلماء یکون طرفه الاول فی ارض القیمة وطرفه الاخر فی ارض الجنة وارض القیمة تکون
بعضی علماء یہہ کہتی ہیں کہ اوسکا پہلا سرا قیامت کی میدان میں ہوگا اور دوسرا سرا بہشت کی زمین میں ہوگا اور قیامت کا میدان

علی النار ویکون اجتماع الخلائق باسرہم علیها وتفور النار حتی تعلو من جوانبها وتحیط باهل المحشر
دوزخ کی اوپر ہوگا اور انبوہ تمام خلقت کا اوسی جگہہ ہوگا اور جوش میں آویگی آگ اتنا کہ اوبہر جاویگی ہر طرف سی اور گہیر لیگی اہل محشر کو

حتی لا یبقی للجنة طریق الا الصراط فلا یکون الذهاب الی الجنة الا علی الصراط وقد ورد فی الحدیث
اتنا کہ جنت میں جانیکا کوئی راستہ نہ بچیگا سوای صراط کی سو کوئی صورت جنت میں جانیکی نہو گی سوائی طرف پر کو اور حدیث میں آیا ہی

انه ادق من الشعر واحد من السیف ویجوزه الناس بقدر اعمالهم یجوز بعضهم کالبرق الخاطف وبعضهم
کہ صراط بال سی زیادہ باریک ہی اور تلوار سی زیادہ تیز اوسپر کو لوگ گذرینگی اپنی اپنی اعمال کی موافق بعضی ایسی گذر جاوینگی جیسی چمک بجلی کی اور بعضی

کالریح العاصف وبعضهم کالفرس الجواد وبعضهم یعدو عدوا وبعضهم یمشی مشیا حتی یکون اخر
مانند آندہی تند کی اور بعضی مانند تیز رو گہوڑی کی اور بعضی خوب دوڑتی ہوں گی اور بعضی چلتی ہوئی جاتی ہوں گی ایسا کہ سب سی پچہلا

من یجوزه یحبوحبوا فیقول یارب ابطات بی فیقول الرب تعالی لم ابطئ بك انما ابطئ بك عملك وبعضهم
جاویگا گہسٹتا ہوا یہہ عرض کریگا یارب تو نی مجکو دیر لگادی پہر اللہ تعالی فرماویگا میں نی تجہکو دیر نہیں لگائی تجہکو تیری اعمال نی دیر لگائی اور بعضی

یجر رجلاہ ویتعلق یداہ وبعضهم یسقط علی وجهه الی جهة النار ویتلقونه الزبانیة بالسلاسل
اپنی پانو کہینچتی ہوں گی دونو ہاتہوں سی پکڑی ہوی اور بعضی منہہ کی بل دوزخ کی اندر گر پڑیں گی اور دوزخ کی موکل اوسکو زنجیر

والاغلال ویقولون له اما نهیت عن کسب الاوزار اما حذرت من عذاب النار فتفکر یا مسکین اذا
اور طوق میں جکڑ لینگی اور اوسی کہینگی کیا تجکو گنہوں سی منع نہیں کیا تہا اعمال بد سی کیا تجہکو ڈرایا نہیں تہا دوزخ کی عذاب سی اب تصور کر لی او مسکین جب

نظرت الی جهنم وانت علی الصراط مع ضعف حالك وثقل اوزارك علی ظهرك والخلائق بین یدیك
تو نظر کریگا دوزخ کی طرف اور تو صراط کی اوپر ہوگا حالت تیری ناتوان اور بوجہہ گناہوں کا تیری کمر پر اور تمام خلق تیری سامنی

کیف یتزلون وینکبون فتعلو رجلهم وتسفل رؤسهم الی جهة النار ومما یکون فی الیوم الاخر من احوال الاخرة
کیونکر اوتریں گی اور گرینگی پہر پانو اوپر کو ہوجاوینگی اور سر نیچی کو دوزخ کی طرف اور منجملہ حالات اخروی کی جو قیامت کی دن پیش آویگا

الشرب من الحوض فان لکل نبی حوضا یشرب منه مع امته وحوض نبینا علیه الصلوة والسلام اکبر
حوض میں سی پانی پینا ہی ہر ہر نبی کا ایک ایک حوض ہوگا اوسمیں سی پانی پیویگا اپنی امت کی ساتہہ اور ہماری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حوض سب سی بڑا

من غیرہ متسع الجوانب والزوایا مقدار مسیرة شهر کما روی عن عبد الله عمرو بن العاص انه علیه
ہوگا کہلی ہوی کناری اور کونی بمقدار سفر ایک مہینی کی چنانچہ روایت ہی عبد اللہ بن عمرو بن عاص سی کہ فرمایا

الصلوة والسلام قال حوضی مسیرة شهر وزوایاہ سواء وماءه ابیض من اللبن واحلی من العسل و
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی میرا حوض برابر سفر ایک مہینہ کی ہی کونی اوسکی برابر یعنی قائمہ ہیں اور اوسکا پانی دودہ سی زیادہ سفید اور شہد سی زیادہ شیرین

ریحه اطیب من المسك وکیزانه کنجوم السماء من یشرب منه فلا یظمأ ابدا فقد دل هذا الحدیث
اور اوسکی خوشبو مشک سی زیادہ پاکیزہ اور اوسکی آبخورہ برابر گنتی آسمان کی ستاروں کی جسنی اوسمیں سی پیا کبہی پیاسا نہوگا یہہ حدیث دلالت کرتی ہی

علی ان من شرب منه لا یعذب بالعطش ابدا لکن یزاد عنه من بدل وغیر لما روی عن سهل بن
کہ جسنی اوسمیں سی پانی پیا اوسکو عذاب پیاس کا کبہی نہو دیگا لیکن ہٹادئی جاوینگی حوض پر سی وہ لوگ جنہوں نی دین کو بدلا او بدعت پیدا کی اسی کہ روایت ہی سہل

سعد

سعد انه علیه الصلوة والسلام قال انا فرطکم علی الحوض من مر علیّ یشرب ومن شرب لا یظمأ ابدا
سعد سی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی میں تمہارا میر منزل ہوں حوض پر جو شخص میری تک آویگا سو پیویگا اور جو شخص پیویگا کبھی پیاسا نہوگا

لیردن علیّ اقوام اعرفهم ویعرفوننی ثم یحال بینی وبینهم فاقول انهم منی فیقال لا تدری ما احدثوا
البتہ آوینگی مجھہ تک وہ قوم کہ میں اونکو پہچانونگا وہ مجھی پہچانینگی پہر میری اور اونکی بیچ میں پردہ ہوجائیگا میں کہونگا یہہ تو میری ہی ہیں جواب آویگا آپ کو خبر نہیں انہونی

بعدك فاقول سحقا سحقا لمن غیّر بعدی فانه علیه السلام انما یعرف امته فی ذلك الیوم لورودهم
بعد آپ کی پہر میں کہونگا دور دور جسنی دین کو بدلا میری بعد پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسئی پہچانینگی اپنی امت کو اوس روز کہ وہ آوینگی آپکی پاس

علیه غرا محجلین من اثر الوضوء کما روی عن حذیفة انه علیه السلام قال حوضی لهو اشد بیاضا
ہاتہہ منہہ چمکتی ہوئی وضوء کی اثر سی چنانچہ روایت ہی حذیفہ سی کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی میرا حوض البتہ بہت سفید ہی.

من الثلج واحلی من العسل وانیته اکثر من عدد النجوم وانی لاصد الناس عنه کما یصد الرجل ابل
برف سی اور بہت شیرین ہی شہد سی اور اوسکی برتن یعنی کوزہ بہت زیادہ ہیں ستارونکی گنتی سی اور میں البتہ روکونگا غیر لوگوں کو جیسی روکتا ہی کوئی شخص

الناس عن حوضه قالوا یا رسول الله انعرفنا یومئذ قال نعم لکم سیماء لیست لاحد من الامم
غیر کی اونٹ کو اپنی حوض پر سی پوچھا یا رسول اللہ کیا تم پہچانوگی ہمکو اوس روز فرمایا ہاں تمہاری چہرہ ایسی ہونگی جو کسیکی تمام امتوں میں سی نہوگی

تردون علیّ غرا محجلین من اثر الوضوء فهذه الاحادیث قد دلت علی کون الحوض یوم القیمة حقا لکن
تم میری پاس آوگی ہاتہہ منہہ چمکتی ہوئی وضو کی اثر سی ان حدیثوں سی معلوم یہہ ہوا کہ قیامت کی دن حوض حق ہی لیکن

اختلف فیه هل هو قبل الصراط او بعده وهل هو قبل المیزان او بعده فقال بعضهم انه یکون بعد الصراط
اختلاف اسمیں ہی کہ آیا وہ صراط سی پہلی ہی یا صراط کی بعد اور آیا وہ میزان سی پہلی ہی یا پیچھی سو بعضی کہتی ہیں کہ حوض صراط کی بعد ہوگی

اذ لو کان فی الموقف لما دخل النار من شرب منه لانه علیه السلام قال من شرب منه لا یظمأ ابدا وقد
کیونکہ اگر وہ موقف میں ہوتی تو دوزخ میں کبھی نہ جاتا جو اوسمیں سی پی لیتا اسواسطی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ہی جو اوسمیں سی پیویگا کبھی پیاسا نہوگا اور

ثبت ان بعضا من عصاة المؤمنین یدخلون النار ثم یخرجون منها بسبب الایمان فمتی یکون
بیشک یہہ ثابت ہی کہ بعضی گنہگار مؤمن دوزخ میں ڈالی جاوینگی پہر اوسمیں سی نکلینگی بسبب ایمان کی پہر اونکو پینا کب میسر ہوگا

شربهم منه وهذا القول لیس بصحیح بل الصحیح انه یکون فی الموقف قبل الصراط وقبل المیزان لان
اور یہہ قول صحیح نہیں ہی بلکہ صحیح یہہ ہی کہ حوض موقف میں ہوگا صراط سی پہلی اور میزان سی پہلی اسلئی

الناس یخرجون من قبورهم عطاشا فذلك یقتضی ان یکون الحوض قبلهما وقد روی البخاری عن
کہ بنی آدم قبروں میں سی پیاسی نکلینگی اسئی معلوم ہوتا ہی کہ حوض ان دونوں سی پہلی ہوگا اور بخاری نی روایت کی ہی

ابی هریرة انه علیه الصلوة والسلام قال بینا انا قائم علی الحوض اذا زمرة حتی اذا عرفتهم خرج رجل
ابو ہریرہ سی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی ایک وقت میں حوض پر کہڑا ہونگا چانچک ایک گروہ پیدا ہوگا ایسا کہ جب میں اونکو پہچانونگا تو

من بینی وبینهم فقال لهم هلم فقلت الی این قال الی النار والله قلت ما شانهم قال انهم ارتدوا بعدك
میری اور اونکی بیچمیں ایک شخص آجاویگا وہ شخص کہیگا اونسی چلو میں پوچہونگا کدہر کو کہیگا دوزخ میں قسم خدا کی میں کہونگا انکا کیا حال ہی کہیگا یہہ لوگ پہر گئی تہی بعد آپ کی

علی ادبارهم القهقری ثم اذا زمرة حتی اذا عرفتهم خرج رجل من بینی وبینهم فقال لهم هلم فقلت
پیر پشت اولٹی پاؤوں پہر چانچک ایک گروہ ہوگا ایسا کہ جب میں اونکو پہچانونگا پیدا ہوویگا ایک شخص بیچمیں میری اور اونکی وہ اونسی کہیگا چلو میں پوچہونگا

الی این قال الی النار والله قلت ما شانهم قال انهم ارتدوا علی ادبارهم فلا اری یخلص منهم الا مثل
کدہر کو وہ جواب دیگا دوزخ میں قسم اللہ کی میں کہونگا کیا حال ہی انکا وہ کہیگا یہہ پہر گئی تہی پس پشت اپنی سو معلوم نہیں ہوتا مجھی کہ بچی کوئی اونمیں سی مگر مانند

همل النعم یعنی ان من ینجو منهم قلیل قلة النعم الضالة علی ان الهمل بفتحتین جمع هامل وهو الضال
گم گشتہ اونٹ کی مراد یہہ ہی کہ جو بچین گی اونمین سی تہوڑی ہونگی جیسی اونٹ گم گشتہ کیونکہ ہمل ساتہہ زبر ہا اور میم کی ہامل کی جمع ہی اور اوسکی معنی کہوئے ہوا

من الابل قال القرطبی فی تذکرته نقلا عن شیخه هذا الحدیث مع صحته ادلُّ دلیل علی کون
اونٹ قرطبی اپنی تذکرہ مین اپنی اوستاد سی نقل کرکر کہتا ہی کہ یہہ حدیث صحیح ہی اور بڑی قوی دلیل ہی اسکی

الحوض فی الموقف قبل الصراط لان الصراط ممدود علی جهنم یجاز علیه فمن جازه یسلم من النار فلا یکون
کہ حوض موقف مین صراط سی پہلی ہوگی اسلئی کہ صراط دوزخ کی اوپر بچہایا ہوا ہوگا اوسپر کو گذر کر جاوینگی پہر جو شخص اوسپر سی گذر گیا تو دوزخ سی بچ گیا

له رجوع الیها ابدا فکیف یصح ان یدعی الیها وکذا حیاض الانبیاء تکون فی الموقف لما روی عن ابن عباس
پہر وہ کب ہٹ کر آویگا حوض پہ پہر کیونکر ہوسکتا ہی کہ اوسکو حوض پہ بُلاوین اور ایسی ہی حوضین اور نبیوں کی موقف ہی مین ہونگی اسلئی کہ ابن عباس

انه علیه الصلوة والسلام سئل عن الوقوف بین یدی الله تعالی هل فیه ماء قال والذی نفسی بیده
روایت کرتی ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی پوچہا حال وقوف کا سامنی اللہ تعالی کی آیا اوجگہہ پانی ہی فرمایا قسم اوس ذات کی جسکی قبضہ مین

ان فیه الماء وان اولیاء الله لیردون حیاض الانبیاء ویبعث الله تعالی سبعین الف ملك بایدیهم
بیشک وہان پانی ہی اور بیشک دوست خدا کی نبیوں کی حوضوں پہ پانی پیوینگی اور اللہ تعالی ستر ہزار فرشتی بہیجیگا اونکی ہاتہوں مین

عصیٌّ من النار یذودون الکفار عن حیاض الانبیاء وهذا الحدیث یدل علی کون حیاض الانبیاء فی
آگ کی لاٹہیان ہونگی کفار کو نبیوں کی حوضوں پر سی ہٹاوینگی اس حدیث سی معلوم ہوتا ہی کہ حوض تمام نبیوں کی

الموقف فیلزم منه ان یکون حوض نبینا فی الموقف ایضا وما ذکر من انه لو کان فی الموقف لما دخل
موقف مین ہونگی اسی لازم آتا ہی کہ حوض ہماری صلی اللہ علیہ وسلم کا بہی موقف مین ہو اور یہہ جو کہتی ہین کہ اگر حوض موقف مین ہوتا تو ہرگز

النار من شرب منه فالجواب عنه ان من شرب منه من اهل الکبائر ان دخل النار بمشیة الله تعالی
دوزخ مین نجاتا جو شخص اوسمین سی پانی پی چکتا تو اسکا جواب یہہ ہی بیشک جو شخص اوس حوض مین سی پیویگا اہل کبیرہ مین سی اگر وہ دوزخ مین داخل ہوگا مشیت الٰہی

لا یعذب بالعطش ولا یحرق النار جوفه واما الذین بدلوا وغیروا واحدثوا ما لیس فی شریعته علیه السلام
تو اوسکو پیاس کا عذاب نہین ہوگا اور آگ اندر سی پیٹ کو نہ جلاوی کی اور وہ لوگ جنہوں نی دین کو بدلا اور پلٹ ڈالا اور بدعتین پیدا کین جو شریعت نبوی مین نہین ہین

فان کان تبدیلهم فی الاعمال ولم یکن فی الاعتقاد فانهم قد یبعدون عن الحوض فی حال ثم یشربون منه
پس اگر وہ تبدیل صرف اعمال ہی مین ہی اور اعتقاد مین نہین ہی تو ایسی لوگ روکی جاوینگی حوض سی ایک وقت پہر پیوینگی اوس حوض سی

بعد المغفرة وان کان تبدیلهم فی الاعتقاد اختلف فی خلودهم فی النار ومن المعلوم قطعا ان المخلد فی
بعد بخشش کی اور اگر وہ تبدیل اونکی اعتقاد مین ہی تو اختلاف ہی اونکی دائمی دوزخی ہونیمین اور یقینی معلوم ہی کہ دائمی دوزخی

النار لیس الا الکافر وقد ثبت ان المطرودین عن الحوض اصناف المنافقون الذین یظهرون الایمان ویضمرون
سواء کافر کی کوئی نہین ہی اور بیشک یہہ ثابت ہوچکا ہی کہ حوض پر سی نکالی ہوئی کئی قسم کی لوگ ہونگی ایک تو منافق جو ظاہر مین ایمان جتلاتی تہی اور دلمین

الکفر واهل الکفر والبدع والاهواء والمعلنون بالکبائر والمستخفون بالمعاصی والظلمة واعوانهم علی ما
کفر چہپاتی تہی اور ظاہر کافر اور بدعتی اور ہوا ہوس پرست اور گناہ کبیرہ ظاہر کر کرنیوالی اور گناہ کو ہلکا جانتی والی اور ظلم پیشہ اور انکی مددگار اسلئی

روی عن کعب بن عجرة انه علیه الصلوة والسلام قال له یا کعب بن عجرة اعیذك بالله من امراء
کہ روایت ہی کعب بن عجرہ سی کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نی اوسکو فرمایا ای کعب بن عجرہ تجکو خدا کی پناہ اون امیروں سی

یکون من بعدی فمن غشی ابوابهم فصدقهم فی کذبهم واعانهم علی ظلمهم فلیس منی ولست منه
جو میری بعد ہونگی پس جو شخص اونکی دروازہ پر گیا اور اونکی جہوٹہی باتوں کو تصدیق کیا اور ظلم مین شامل ہو کر مددگار بنا نہ وہ میرا اور نہ مین اوسکا

ولا يرد على الحوض ومن لم يغش ابوابهم ولم يصدقهم في كذبهم ولم يعنهم على ظلمهم فهو مني وانا منه
اور نہ وہ حوض پر آسکیگا اور جو شخص اونکی دروازہ پر نگیا اور نہ اونکی جہوٹہی باتوں کی تصدیق کی اونہ ظلم پر اونکی مدد کی پس وہ شخص میرا اور میں اوسکا
ويرد على الحوض يسرنا الله تعالى الورود عليه والنجاة من النار والسادس مما يجب الايمان به الايمان
وہ ہی حوض پر آویگا الٰہی آسان کر ہمپر حوض پر جانا اور نجات دی آگ سی اور چہٹی شی جسپر ایمان لانا واجب ہی ایمان تقدیر کا ہی
بالقدر والمراد من الايمان به العلم بكون كل ما يجري في العالم من الخير والشر والنفع والضر والاسلام
اور تقدیر پر ایمان لانی سی مراد یہہ ہی کہ یقین کرنا تمام حالات کا جو عالم میں گذرتی ہیں نیک اور بد اور فائدہ اور نقصان اور اسلام
والكفر والطاعة والعصيان والربح والخسران والارادات والخطرات والحركات والسكنات بقضاء
اور کفر اور عبادات اور گناہ اور نفع اور ٹوٹا اور ارادہ اور خطرہ دل اور حرکت اور سکون یہہ سب حکم
الله تعالى وقدره فعلى هذا كان الظاهر ان يذكر الايمان بالقضاء ايضا وانما لم يذكر لكون الايمان
الٰہی سی اور اوسکی اندازہ سی ہیں اس تقریر کی موافق ایمان قضا پر بہی ذکر کرنا مناسب تہا پہر جو ذکر نہیں کیا تو اس لئی کہ ایمان
بالقدر مستلزما للايمان بالقضاء اذ القضاء وجود الموجودات في اللوح المحفوظ اجمالا والقدر
تقدیر پر بعینہ ایمان قضا پر ہی اسلئی کہ قضا تو وجود ہی تمام موجودات کا لوح محفوظ میں مجملا اور قدر
تفصيل القضاء السابق بايجاد تلك الموجودات في المواد الخارجية واحدا بعد واحد وقيل القضاء
تفصیل اسی پہلی قضا کی ہی باعتبار پیدایش اوسی موجودات کی مادہ خارجی میں ایک کی بعد ایک آگی پیچہی اور بعضی کہتی ہیں قضا نام
هو الارادة الازلية والعناية الالهية المقتضية لنظام الموجودات على ترتيب خاص والقدر تعلق
ارادہ قدیم کا اور خواہش الٰہی کا جسی سلسلہ موجودات کا خاص ترتیب سی بنا ہوا ہی اور تقدیر متعلق ہونا
تلك الارادة بالاشياء في اوقاتها الخاصة بها قال الامام فخر الدين الرازي في تفسير سورة يوسف اعلم
اوسہی ارادہ کا تمام اشیاء سی اونکی وقتوں پر جو اونکی لئی مقرر ہوچکی ہیں امام فخر الدین رازی سورۂ یوسف کی تفسیر میں کہتی ہیں سمجہ لی
ان الانسان مامور بان يراعي الاسباب في هذا العالم فانه مامور غالبا بان يحذر من الاشياء المهلكة
کہ انسان کو حکم ہی کہ اسباب ظاہری کو اس عالم میں رعایت یعنی استعمال کیا کری کیونکہ اوسکو حکم ہی اکثر جا کہ بچتا رہی مہلک چیزوں سی
والاغذية المضرة بان يسعى في تحصيل المنافع ودفع المضار بقدر الامكان ثم انه مع ذلك ينبغي له
اور ایسی غذاؤں سی جو ضرر کریں اسطرح کہ اپنی مقدور کی موافق کوشش کرکر منفعت کی اشیا حاصل اور مضر چیزوں کو دفع کری پہر تو بہی انسان کو لائق یہہ ہی
ان يكون جازما بانه لا يصل اليه الا ما قدر الله له ولا يحصل له الا ما اراده الله له فقول يعقوب
کہ یہہ یقین کری کہ مجہکو وہی ملیگا جو اللہ نی میری واسطی اندازہ کیا ہی اور مجہکو کبہی نہیں حاصل ہوگا سوا اوسکی جو اللہ نی ارادہ کیا ہی اب قول حضرت یعقوب
النبي عليه السلام لبنيه لا تدخلوا من باب واحد وادخلوا من ابواب متفرقة اشارة الى رعاية
علیہ السلام کا جو اپنی بیٹوں سی فرمایا تہا تم سب ایک دروازہ میں سی نہ جانا اور الگ الگ دروازوں سی جانا اشارہ ہی واسطی
الاسباب المعتبرة في هذا العالم وقوله وما اغني عنكم من الله من شيء اشارة الى التوحيد المحض
استعمال اسباب ظاہری کی جو اس عالم میں معتبر ہیں اور قول اونکا اور میں نہیں بچا سکتا تمکو اللہ کی کسی چیز سی اشارہ ہی طرف خالص توحید کی
وعدم الالتفات الى الاسباب وقد ذكر الامام الغزالي في كتاب الشكر من الاحياء سؤالا وهو ان الله تعالى
اور توجہ نکرنا اسباب پر اور امام غزالی نی احیا کی کتاب الشکر میں یہہ اعتراض ذکر کیا ہی کہ اللہ تعالی نی
قد امرنا ان نعمل له والا فنحن مذمومون ومعاقبون على العصيان مع كون الكل من الله تعالى
بیشک ہمکو امر فرمایا کہ اوسکی طاعت کریں اور نہیں تو ہم قابل سرزنش اور عذاب کی ہیں نافرمانی سی باوجودیکہ یہہ تمام اللہ کی حکم سی ہوسکتا ہی

وليس الينا شئ فكيف نذم وكيف نعاقب ثم اجاب بان هذا الوعيد من الله تعالى سبب لحصول
ہماری اختیار مین کچھہ بہی نہین ہی بہلا کہو ہمکو کیون سرزنش ہی اور کیون عذاب ہوتا ہی پہر اوسنی یہہ جواب دیا کہ اللہ تعالی کی اس دہمکی سی ہمکو اعتقاد حاصل ہوتا ہی

الاعتقاد فينا وحصول الاعتقاد سبب لهيجان الخوف وهيجان الخوف سبب لترك الشهوات وترك
اور اعتقاد حاصل ہونی سی دل پر خوف الہی خوب طاری ہوتا ہی اور خوف کی جوش سی شہوات نفسانی چہوٹتی ہی اور

الشهوات سبب للوصول الى جوار الله تعالى والله سبحانه وتعالى مسبب الاسباب ومرتبها
شہوات نفسانی کی چہوٹنی سی قرب الہی حاصل ہوگا اور اللہ تعالی ہی تمام اسباب کا بنانیوالا اور آراستہ کرنیوالا ہی

فمن سبق له السعادة في الازل يتيسر له هذه الاسباب حتى يقوده سلسلتها الى الخير ومن لم يسبق
پہر جسکو ازل مین سعادت نی جالیا اوسکو یہہ تمام اسباب میسر ہوجاتی ہین آخر کو وہ یہی سلسلہ اوسکو خیر کی طرف کہینچ لیجاتا ہی اور جسکو

له السعادة يكون بعيدا عن سماع كلام الله تعالى وكلام رسوله وكلام العلماء واذا لم يسمع لا يعلم
سعادت حاصل نہوئی تو وہ کلام الہی سنتی اور نہ کلام اوسکی رسول کی مانی اور نہ کلام علماء کی قبول کری اور جب سنی کچھہ نہ سنا تو بی علم رہا

واذا لم يعلم لا يخاف واذا لم يخف لا يترك الركون الى الدنيا وشهواتها واذا لم يترك الركون الى الدنيا
اور جب بی علم ہوا تو پہر کیا خوف ہوگا اور جب کچھہ خوف ہی نہوا تو دنیا کی رغبت اور اوسکی ہوا ہوس کب چہوڑیگا اور جب دنیا کی رغبت

وشهواتها يكون من حزب الشيطان وان جهنم لموعدهم اجمعين

## المجلس الثامن في بيان

اور اوسکی ہوا ہوس دلین سی نہ گئین تو شیطان کی گروہ مین داخل ہوا اور بیشک دوزخ ان سبکا ٹہکانا ہی مجلس آٹہوین بیان مین

## من يدخل الجنة ومن لا يدخلها من المطيع للرسول عليه السلام

اون لوگون کی جو بہشت مین جاوینگی اور جو شخص بہشت مین نہین جاوینگی رسول علیہ السلام کی فرمان بردارون

والمخالفة له قال رسول الله صلى الله عليه وسلم كل امتي يدخلون الجنة الا من ابى قالوا
اور مخالفون مین سی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی میری تمام امت جنت مین داخل ہوگی سوای اوس شخص کی جو منکر ہوا

ومن ابى يا رسول الله قال من اطاعني دخل الجنة ومن عصاني فقد ابى هذا الحديث من صحاح
منکر کون ہی یا رسول اللہ فرمایا جسنی میرا کہا مانا وہ جنت مین داخل ہوگا اور جسنی میرا کہا نمانا وہ بیشک منکر ہوا یہہ حدیث مصابیح کی

المصابيح رواه ابو هريرة والمراد بالامة فيه يحتمل ان تكون امة الدعوة فعلى هذا فالابى هو الكافر
صحیح حدیثون مین ہی ابوہریرہ کی روایت سی اور مراد امت سی اس حدیث مین شاید کہ امت دعوت ہو اس تقدیر پر منکر کافر ہی ہین

فيكون المعنى ان كل من امن بما جئت به من عند الله تعالى يدخل الجنة اما قبل دخول النار
پہر معنی حدیث کی یہہ ہین کہ جو شخص یقین کریگا احکام کا جو مین اسکی طرف سی لایا ہون وہ جنت مین داخل ہوگا یا تو بیدون داخل ہونی دوزخ کی

او بعد الخروج منها ومن ابى وامتنع عن الايمان بما جئت به من عند الله تعالى لا يدخل الجنة
یا دوزخ سی نکل کر اور جو شخص منکر ہوا اور باز رہا ایمان سی اون احکام پر جو مین لایا ہون اللہ کی طرف سی تو وہ جنت مین ہرگز نہین جاویگا

اصلا بل يبقى في النار ابد الاباد ويحتمل ان يكون المراد بالامة امة الاجابة فعلى هذا فالابى هو
بلکہ ہمیشہ کو دوزخ ہی مین پڑا رہیگا اور شاید مراد اس امت سی امت اجابت یعنی اہل اسلام ہون اس تقدیر پر منکر وہ ہین جو

العاصي من امته عليه الصلوة والسلام فيكون المعنى من اطاعني بعد ما آمن بي وتمسك بسنتي
گناہ مین مبتلا ہین امت نبوی سی صلی اللہ علیہ وسلم اب معنی حدیث کی یہہ ہین جسنی میرا کہا مانا یعنی مجہہ پر ایمان لاکر اور میری طریق مسنون پر عمل کیا

وعمل بشريعتي يدخل الجنة ولا يدخل النار اصلا ومن ابى بعدما امن بي وامتنع عن تمسك بسنتي
اور میری شریعت کو برتا وہ جنت مین داخل ہوگا اور دوزخ مین ہرگز نہین جاویگا اور جو منکر ہوا ایمان لاکر اور باز رہا میری سنت کی عمل سی

والمعى

والعمل بشریعتی واتبع هواه وضل عن سواء السبیل یبقی فی مشیة الله تعالی ان شاء یعفو عنه
اور میری شریعت کی برتنی سی اور پیچھی لگا اپنی ہوا ہوس کی اور بہکا سیدہی راہ سی تو وہ خدا کی مشیت مین ہی چاہی اوسکو معاف کر کی

ویدخل الجنة بلا عذاب وان شاء یدخله النار ویعذبه فیها بقدر ذنبه ثم یخرجه منها ویدخله
بلا عذاب جنت مین داخل کری اور چاہی اوسکو دوزخ مین داخل کری اور موافق گناہون کی اوسمین عذاب دیکر پہر اوسمین سی نکال کر جنت مین داخل کری

الجنة والحاصل ان من اطاع مولاه وجاهد نفسه وهواه وخالف شیطانه ودنیاه یکون
اور حاصل یہہ ہی کہ جسنی اپنی مولی کی اطاعت کی اور مجاہدہ کیا اپنی جان سی اور ہوس سی اور مخالفت کی شیطان اور دنیا سی تو

الجنة منزله ومأواه ومن تمادی فی غیه وعصیانه وارخی فی الدنیا زمام طغیانه ووافق
جنت اوسی کا گہر اور ٹہکانا ہی اور جو شخص کہپا رہا اپنی کجی اور نافرمانی مین اور ڈہیلی ڈالدی دنیا مین باگ سرکشی کی اور پیروی کرتا رہا

هواه فی لذاته وشهواته یکون النار اولی به اذ قال الله تعالی فاما من طغی واثر الحیوة الدنیا فان
اپنی خواہش کی لذت اور شہوات مین تو دوزخ اسیکی لئی سزاوار ہی اسلئی کہ الله تعالی نی فرمایا ہی سو جسنی شرارت کی اور بہتر سمجہا دنیا کا جینا سو

الجحیم هی الماوی واما من خاف مقام ربه ونهی النفس عن الهوی فان الجنة هی الماوی وروی عن
دوزخ ہی ہی ٹہکانا اور جو کوئی ڈرا اپنی رب کی پاس کہڑی ہونی سی اور روکا جی کو چاؤ سی سو بہشت ہی ٹہکانا اور روایت ہی

ابی هریرة انه علیه السلام قال لا یدخل النار الا شقی قیل ومن الشقی یا رسول الله قال من لم یعمل
ابو ہریرہ سی کہ رسول علیہ السلام نی فرمایا دوزخ مین کوئی داخل نہوگا سوای شقی کی کسیکنی پوچہا شقی کون ہوتا ہی یا رسول الله فرمایا جسنی

لله بطاعة الله ومن لم یترک له معصیته فهو شقی وروی عن شداد بن اوس انه علیه السلام
خدا کی واسطی طاعت نکی اور جسنی اوسکی خوف سی گناہ کو نچہوڑا وہ شقی ہی اور روایت ہی شداد بن اوس سی کہ رسول علیہ السلام نی فرمایا چالاک عاقل

قال الکیس من دان نفسه وعمل لما بعد الموت والعاجز من اتبع نفسه هواها وتمنی علی الله فانه
وہ ہی جسنی خدا کی واسطی اپنی جان جہکادی اور آخرت کی واسطی عمل کیا اور عاجز نادان وہ ہی جو اپنی جان سی ہوا ہوس کی پیچہی پڑا رہا اور الله سی بیجا آرزو کی

علیه الصلوة والسلام بین فی هذا الحدیث ان العاقل من بذل نفسه ویجعلها مطیعة لامر
رسول علیہ الصلوۃ والسلام نی اس حدیث مین بیان فرمایا کہ ہوشیار وہ شخص ہی جو خوار کری اپنی جان کو اور اپنی جان کو امر الٰہی کی تابع بنادی

الله تعالی ویحاسبها فی الدنیا قبل ان یحاسب فی الاخرة فان وجدها عملت خیرا یشکر الله تعالی
اور اوسکا حساب دنیا مین سمجہ لی آخرت مین حساب ہونی سی پہلی پہر اگر معلوم ہو کہ اوسی اعمال خیر عمل مین آئی تو الله کا شکر بجالادی

وان وجدها عملت شرا یستغفر الله تعالی ویتوب الیه ویتأسف علی ما ضیع من عمره ویستعد
اور اگر یہہ معلوم ہو کہ اعمال بد کئی ہین تو الله سی بخشش طلب کری اور اوسکی طرف رجوع کری اور اپنی عمر کی بربادی پر افسوس کری اور اپنی آخرت کی لئی سامان کری

لعاقبة امره بالتوجه الی صالح عمله والتنصل من سالف زلله والاشتغال بعبادة ربه فی جمیع احواله
نیک عمل کی طرف متوجہ ہو اور گذری ہوئی لغزشون سی بیزار ہو اور اپنی پروردگار کی عبادت کا ہر وقت شغل رکہی

فهذا هو الزاد لیوم المعاد والاحمق من یقصر فی امر مولاه ویسعی فی تحصیل هواه وهو مع تقصیره
یہہ ہی توشہ معاد کی دن کا اور احمق وہ ہی جو اپنی مولی کی کہا ماننی مین قصور اور ہی خواہش حاصل کرنی مین کوشش کری اور وہ تسپر بہی کہ

فی طاعة ربه واتباع شهوات نفسه یتمنی علی الله تعالی فهذا هو الغرور لانه تعالی امر ونهی ثم
اپنی رب کی طاعت مین قاصر ہی اور اپنی نفس کی خواہش مین لگا چلا جاتا ہی الله سی آرزوئین مانگتا ہی بس غرور یہہ ہی ہی کیونکہ الله تعالی نی امر ہی کیا اور نہی بہی کی پہر

قال وان لیس للانسان الا ما سعی وروی عن ابی هریرة انه علیه الصلوة والسلام قال ما من احد یموت
فرمایا اور یہہ کہ آدمی کو وہ ہی ملتا ہی جو اوسنی کمایا اور روایت ہی ابو ہریرہ سی کہ رسول صلی الله علیه وسلم نی فرمایا ایسا کوئی نہین جو مرکر

الاندم قالوا وما ندامته یارسول الله قال ان کان محسنا ندم ان لایکون ازداد وان کان

پچھتاوی نہین عرض کیا پچھتاوا کیا ہوگا یارسول اللہ فرمایا اگر وہ شخص نیکو کار ہی تو پچھتاویگا کہ مینی کیون نہین زیادہ عمل کیا اور اگر

مسیئا ندم ان لایکون نزع فیا ایها العاقل لاتضیع عمرك فی الغفلة فاجتهد فی تحصیل امتعة

بدکار ہی تو پچھتاویگا کیون نہین باز رہا پس ای شخص ہوشیار غفلت مین اپنی عمر برباد مت کر سامان آخرت کی پیدا کرنی مین کوشش کر

الاخرة قبل ان یجیء یوم لاتقدر علی تحصیلها فی ذلك الیوم فانك عن قریب تعاین ذلك الیوم فتندم

اس سی پہلی کہ وہ دن آپہنچی کہ پہر تجھکو اوس روز حاصل کرنی کی کچھہ طاقت نرہیگی تو ابہی نزدیک اوس دن کو دیکھہ لیگا پہر

علی ما فات من عمرك ولاینفعك الندم قال الامام الغزالی فی رسالته المسماة یا ایها الولد انی رایت

غفلت مین عمر برباد گئی ہوئی پرپچھتائیگا اور اس ندامت سی کچھہ فائدہ نہوگا امام غزالی اپنی رسالہ مین ایہا الولد جسکا نام ہی کہتی ہین مینی

فی الانجیل ان المیت من ساعة ان یوضع علی الجنازة الی ان یوضع الی شفیر القبر یسئله تعالی

انجیل مین دیکہا ہی کہ مردہ سی اتنی عرصہ مین کہ اوسکو جنازہ پر رکہہ کر قبر کی کنارہ پہ لیجا کر رکہین اللہ تعالی اپنی عظمت سی

بعظمته اربعین سؤالا اوله یقول عبدی طهّرت منظر الخلق سنین وما طهّرت منظری

چالیس سوال پوچہتا ہی پہلی یہہ ہی فرماتا ہی ای میری بندی پاکیزہ کیا تونی اپنی تن بدن کو برسون تک اور میری نظرگاہ کو

ساعة فانه ینظر فی قلبك کل یوم ویقول ما تصنع بغیری وانت محفوف بخیری اما انت اصم

ایکدم پاک نکیا کیونکہ اللہ تعالی ہرروز تیری دلکی طرف دیکہتا ہی اور فرماتا ہی تو کیا کیا کرتا ہی اورون کی واسطی اور تو گہرا ہوا ہی میری انعام سی کیا تو بہرا ہی

لاتسمع وقد قال ابو سلیمان الدارانی لو لم یبك العاقل فیما بقی من عمره علی فوت ما مضی منه

سنتا نہین ابو سلیمان دارانی کہتی ہین اگر عاقل افسوس سی نہ روی اپنی بقیہ عمر مین بی عبادت غفلت مین گذری ہوئی عمر پر

فی غیر الطاعة لکان خلیقا ان یحزنه ذلك الی الممات قال الامام الغزالی انما قال هذا لان

تو اوسکو لایق ہی کہ مرتی دم تک اسیہی غم مین رہی امام غزالی کہتی ہین ابو سلیمان نی یہہ بات اسلئی کہی ہی کہ

العاقل اذا ملك جوهرة نفیسة وضاعت منه فی غیر فائدة یبکی علیها لا محالة فاذا ضاعت

عاقل کو اگر کوئی نفیس جوہر ہاتہہ آجاتا ہی پہر وہ اوسکی ہاتہہ سی بی فائدہ جاتا ہی تو بیشک اوسکی غم مین روتا ہی پہر اگر وہ جوہر

منه وصار ضیاعها سببا لهلاکه یکون بکاءه اشد فکل ساعة من العمر بل کل نفس منه

بی فائدہ گم ہوکر باعث ہوا اوس شخص کی تباہی کا تو اوسہی زیادہ تر روتا رہیگا پس ہر ہر ساعت عمر کی بلکہ ہر ہر دم عمر کا

جوهرة نفیسة لاخلف لها ولا بدل لها لانها صالحة لان یوصلك الی سعادة الابد وینقذك

ایک نفیس جوہر ہی جسکا نہ کچھہ عوض ہی اور نہ بدلہ کیونکہ وہ عمر اس قابل ہی کہ تجھکو سعادت ابدی مین پہچاوی اور

من شقاوة السرمد وای جوهر انفس من هذه الجوهرة فاذا ضیعتها فی الغفلة فقد خسرت خسرانا

شقاوت دائمی سی بچاوی اور کونسا جوہر اس جوہر سی زیادہ نفیس ہوگا جب تونی اسکو غفلت مین برباد کیا تو تو صاف بڑی ہی ٹوٹی مین

مبینا فاذا صرفتها الی المعصیة فقد هلکت هلاکا مبینا فان کنت لاتبکی علی هذه المعصیة

مبتلا ہوا پہر اگر تونی اوسکو گناہون مین صرف کیا پہر تو ظاہر ہی کہ تو خوب تباہ ہوا پہر اگر تو اس خطا پر افسوس کرکی نہین روتا

فذلك لجهلك فمصیبتك لجهلك اعظم من کل مصیبة لکن الجهل مصیبة لایعرف صاحبه

تو یہہ تیری جہالت ہی تیری جہالت کی مصیبت تمام مصیبتون سی بدتر ہی لیکن جہالت ایسی مصیبت ہوتی ہی کہ جاہل اوسکو

کونه مصیبة لان نوم الغفلة یحول بینه وبین معرفته والناس نیام فاذا ماتوا انتبهوا

مصیبت نہین سمجہتا کیونکہ خواب غفلت حایل ہوکر نہین سمجہنی دیتی اور آدمی اب تو سوتی ہین جب مرینگی تو جاگینگی

نهز

فعند ذلك ينكشف لكل مفلس إفلاسه ولكل مصاب مصيبته فان الناس في الآخرة ينقسمون الى عدة

اوسوقت ہر مفلس کو اوسکا افلاس کہل جاویگا اور ہر مبتلا کو اوسکی مصیبت معلوم ہوجا ئیگی بیشک بنی آدم آخرت مین کئی قسم پر ہون گی

اقسام القسم الاول قسم الفائزين وهم الذين قال الله تعالى فيهم فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُم

پہلی قسم وہ جو اپنی مراد کو پہنچی وہی وہ لوگ ہین جنکی حق مین اللہ تعالی فرماتا ہی سو کسی جی کو معلوم نہین جو چھپا دہرا ہی انکی واسطی

مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ قال النبي عليه السلام حكاية عن الله تعالى اني اعددت لعبادي

ٹھنڈک آنکھون کی بدلہ اوسکا جو عمل کرتی تہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالی کی طرف سی بطور حکایت کی فرماتی ہین مین نی اپنی نیک کار بندون کی واسطی

الصالحين ما لا عين رأت ولا اذن سمعت ولا خطر على قلب بشر والقسم الثاني قسم الهالكين وهم

وہ سامان تیار کیا ہی جو نہ کسی آنکہ نی دیکہا اور نہ کانون نی سنا اور نہ کسی دل پر خطرہ مین گذرا اور دوسری قسم ہالکین کی ہی وہی وہ لوگ ہین

الذين كذبوا بالحق ولم يصدقوا به فان سعادة الآخرة لا تكون الا في القرب من الله تعالى والنظر اليه

جنہون نی حق کو جہٹلایا اور اوسکی تصدیق نکی بیشک سعادت آخرت کی بجز قرب الہی اور خدا کی دیدار کی نہین ہی

وذلك لا يحصل الا بالمعرفة التي يعبر عنها بالايمان والتصديق وهم لما كذبوا بالحق ولم يصدقوا به

اور یہہ مرتبہ بدون معرفت کی جسکو ایمان اور تصدیق کہتی ہین حاصل نہین ہوسکتا ان لوگون نی از بسکہ حق کو جہٹلایا اور تصدیق نکی

كانوا بعيدا عنه وهم عن ربهم يومئذ لمحجوبون وكل محجوب عن ربه يكون هالكا معذبا بنار الفراق

تو اس سعادت سی دور ہونگی اور وہ اپنی رب سی اوس روز البتہ اوٹ مین ہونگی اور جو شخص اپنی رب سی اوٹ مین رہا ہلاک ہوویگا جدائی کی آگ مین

ونار جهنم ابد الآباد والقسم الثالث فيه قسم المعذبين وهم الذين تحلوا باصل الايمان لكنهم قصروا في العمل

اور دوزخ کی آگ مین ہمیشہ کو جلتا رہیگا اور تیسری قسم اسمین وہ جو عذاب دئی جاوینگی وہ لوگ ہین جنہون نی اصل ایمان تو حاصل کیا پر عمل مین جو سزاوار

بمقتضاه فان رأس الايمان التوحيد وهو نفي الشرك وهو اعتقاد العبد ان الله تعالى واحد في ذاته وصفاته

ایمان کی تہا کوتاہی کی کیونکہ جزو اعظم ایمان کا توحید ہی یعنی نفی شرک کی اور وہ یہہ ہی کہ آدمی یہہ اعتقاد کری کہ اللہ تعالی ایک ہی اپنی ذات اور صفات

وافعاله وكل ما يظهر في العالم لا يظهر الا بعلمه وارادته وخلقه ولا يستحق العبادة الا هو فعلى هذا

اور افعال مین اور عالم مین جو گذرتا ہی ہرگز نہین پیدا ہوسکتا بدون اوسکی علم اور ارادہ اور پیدا کرنی کی اور پرستش کی سوا اوسکی اور کوئی قابل نہین ہی اس تقریر کی موافق

كل من يقول لا اله الا الله يصير كانه يقول اني اعتقدت انه تعالى واحد في ذاته وصفاته وافعاله

جو شخص زبان سی کہتا ہی لا الہ الا اللہ گویا وہ کہتا ہی مین نی یقین کیا کہ اللہ تعالی ایک ہی اپنی ذات اور صفات اور افعال مین

ولا يظهر في العالم شئ الا بعلمه وارادته وخلقه ولا يستحق العبادة الا هو واني التزمت عبادته

اور عالم مین کوئی امر پیدا نہین ہوسکتا بدون اوسکی علم اور ارادہ اور پیدا کرنی کی اور کوئی نہین سزاوار پرستش کا سواء اوسکی اور میری ذمہ ہی اوسکی عبادت

ولا اعبد الا اياه وبعد هذا الاعتراف كل من اتبع هواه فقد اتخذ الهه هواه وهو موحد بلسانه

اور مین کسیکی عبادت نکرونگا سوای اوسکی اور یہہ اقرار کرکر جو شخص اپنی ہوا ہوس کی پیچھی پڑی تو اوسنی بیشک اپنا معبود ہوا ہوس کو ٹہرالیا اب وہ شخص فقط زبانی

فقط والتوحيد لا يكمل الا بالاستقامة عليه ومن لم يستقم عليه ولو في امر يسير بل اتبع هواه

توحید کا قائل ہی اور توحید بدون استقامت کی پوری نہین ہوتی اور جو شخص توحید پر قایم نرہی اگرچہ ادنی کام مین بلکہ اپنی ہوا ہوس کی پیچھی پڑی

ولو في فعل قليل يكون خارجا عن سواء السبيل وذلك قادح في كمال التوحيد ولعدم خلو بشر عن

اگرچہ چہوٹی سی کام مین وہ سبب ہی رستہ سی بیراہ ہی اور اسی کمال توحید کو بٹا لگتا ہی اور اسلیئی کہ اکثر آدمی اکثر اوقات کمال توحید پر

ذلك في غالب الامر قال الله تعالى وَإِن مِّنكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا فيكون ورود كل احد على النار متيقنا وانما

قایم نہین رہتی اللہ تعالی فرماتا ہی ایسا کوئی نہین جو اوسپر گذری پس یقینا آگ سب کی گذرگاہ ہی

الشك فيمن ينجو منها وقد جاء في بعض الاخبار ما يدل على ان اخر من يخرج منها يخرج بعد سبعة الاف

شک اسمین ہی کہ کون کون نجات پاویگا بعضی حدیثون مین ایسا آیا ہی جسنی یہہ معلوم ہوتا ہی کہ سب سی پچہلی دوزخ مین سی نکلنی والا سات ہزار برس کی بعد نکلیگا

سنة وبعضهم يجوز منها كبرق خاطف فلا يكون له فيها لبث وبعضهم يمكث فيها لحظة وبين اللحظة

اور بعضی اوسمین سی ایسی گذر جاویگی جیسی چمکتی بجلی ایسی شخصکو دوزخ مین ذرہ بہر درنگ نہوگی اور بعضی دوزخ مین لحظہ بہر ٹہرینگی ایک لحظہ سی

وسبعة الاف سنة درجات متفاوتة من اليوم والاسبوع والشهر والسنة والسنتين وسائر العدد

سات ہزار برس کی اندر اندر بہت سی درجہ متفاوت ہین جیسی ایک دن یا ایک ہفتہ یا ایک مہینہ ایک برس دو برس اور باقی تمام گنتی

واما الاختلاف بالشدة فلا نهاية لاعلاه وادناه التعذيب بالمناقشة في الحساب فان اختلاف عذاب

اور رہا حال سختی کا اوسکی اعلی درجہ کا تو کچہہ ٹہکانا نہین اور کم سی کم عذاب حساب کی گرفت ہی سختی سی کیونکہ اختلاف آخرت کی عذاب کا

الاخرة وثوابها بحسب قوة الايمان وضعفه وكثرة الطاعات وقلتها وكثرة الذنوب وقلتها وشواهد

اور ثواب کا موافق ایمان کی قوت اور سستی کی ہی اور باعتبار زیادتی اور کوتاہی عبادت کی اور بلحاظ کثرت اور قلت گناہونکی اور گواہ

هذا في القران قوله تعالى اليوم تجزى كل نفس بما كسبت لا ظلم اليوم وقوله تعالى وان ليس للانسان الا

اسکی قرآن مین ہین قول اللہ تعالی کا آج بدلا دی جاویگی ہر جان جو جو اوسنی کیا تہا آج ظلم نہین ہی اور قول اللہ تعالی کا اور یہہ کہ آدمی کو وہ ہی ملتا ہی

ما سعى وقوله تعالى فمن يعمل مثقال ذرة خيرا يره ومن يعمل مثقال ذرة شرا يره وغير ذلك مما ورد في كتاب

جو کمایا اور قول اللہ تعالی کا جسنی ذرہ بہر بہلائی کی وہ دیکہہ لیگا اور جسنی ذرہ بہر برائی کی وہ دیکہہ لیگا اور سواء اسکی جو اور کتاب مجید مین

الله تعالى وسنة رسوله من كون الثواب والعقاب جزاء الاعمال فعلى هذا كل من احكم اصل الايمان

اور سنت رسول یعنی حدیث مین وارد ہی کہ ثواب اور عذاب دونو بدلا کمئی کا ہی بس اس بیان کی موافق جسنی اصل ایمان کو درست اور محکم کیا

واحسن جميع الفرايض التي هي الاركان الخمسة للاسلام باتيان كلمتي الشهادة واقامة الصلوة وايتاء الزكوة

اور تمام فرایض اچہی طرح ادا کئی یعنی پانچوں رکن اسلام دونو کلمی شہادت کی پڑہی اور نماز کو قایم رکہی اور زکوہ ادا کرتا رہا

وصوم رمضان وحج البيت واجتناب الكبائر ولم يصدر منه الا صغائر متفرقة من غير ان يصر عليها

اور روزی رمضان کی رکہی گیا اور حج بیت اللہ کا کیا اور کبیرہ گناہونسی بچتا رہا اور اوسی سواء متفرق صغیرہ بدون اصرار کی یعنی ڈہٹہ جانی کی کوئی عمل مین ن[illegible]

وادنى معنى ارتكاب الكبائر والاصرار على الصغائر بمعنى الاكثار فيها سواء كانت من نوع واحد ومن

اور کم سی کم کبیرہ عمل کرنی سی اور صغیرہ پر اصرار کرنیسی مراد یہہ ہی کہ اکثر اوقات اوسمین مبتلا رہی برابر ہی کہ وہ گناہ ایک ہی طرح کا ہو یا

انواع مختلفة يشبه ان يكون عذابه بالمناقشة في الحساب فاذا حوسب يرجح حسناته على سياته

کئی طرح کی ہوں تو قریب بہ یقین ہی کہ ایسی شخصکا عذاب حساب مین سخت گیری کا ہو پہر جب حساب ہوچکیگا تو اوسکی حسنات کو برائیوں پر غلبہ دیگا

اذ قد جاء في الحديث ان الصلوات الخمس والجمعة الى الجمعة ورمضان الى رمضان مكفرات لما بينهن

اسواسطی کہ حدیث مین آیا ہی کہ بیشک پانچوں نمازین اور جمعہ اگلی جمعہ تک اور رمضان اگلی رمضان تک اوتارڈالتی ہین بیچ کی صغیرہ گناہونکو

سوى الكبائر وكذا اجتناب الكبائر مكفر للصغائر بحكم نص القران وهو قوله تعالى ان تجتنبوا كبائر

سوای کبیرہ گناہوں کی اور ایسی ہی کبیرہ گناہ سی بچتی رہنا اوتار ڈالتا ہی صغیروں کو قرآن کی صاف حکم سی وہ یہہ قول اللہ تعالی کا ہی اگر تم بچتی رہوگی بڑی عملوں سی

ما تنهون عنه نكفر عنكم سياتكم واقل درجات التكفير ان يدفع العذاب اذا لم يدفع الحساب

جو تمکو منع ہوئی ہین تو ہم اوتار دینگی تمسی گناہ تمہاری اور کم سی کم درجہ معافی کا یہہ ہی کہ عذاب موقوف ہو اگر حساب موقوف نہو

وكل هذا حاله يكون ممن ثقلت موازينه فهو في عيشة راضية هذا حال من اجتنب جميع الكبائر

اور ایسی ہی لوگ ہونگی جنکی تولین بہاری ہونگی سو وہ نہایت پسندیدہ آرام مین ہین یہہ حال تو اوسکا ہی جو تمام کبایر سی بچتا رہا

دادی

وادی جمیع الفرائض واما من ارتکب بعضا من الکبائر او ترك بعضا من الفرائض فانه ان تاب توبة

اور اوسنی تمام فرایض ادا کئی اور جسنی کچہہ کچہہ کبیرہ گناہ بہی کئی اور کوئی کوئی فرض بہی ادا نکیا تو ایسی شخص نی اگر کامل توبہ کی

نصوحا قبل قرب الاجل یلتحق ممن لم یرتکب ذنبا لان التائب من الذنب کمن لا ذنب له والثوب المغسول

حالت نزع سی پہلی تو یہہ اونہیں شامل ہی جنہی کوئی گناہ نہیں کیا اسلئی کہ گناہ سی توبہ کرنیوالا ایسا ہی جیسی بی گناہ اور دہویا ہوا کپڑا ایسا ہوتا ہی

کالثوب الذی لم یتوسخ وان لم یتب بل مات قبل التوبة فامره مخطر عند الموت اذ ربما یکون موته علی

جیسی میلا نہیں ہوا اور اگر توبہ نہیں کی بلکہ توبہ سی پہلی مرگیا تو اوسکی حق مین مرتی وقت کا اندیشہ ہی اسواسطی اکثر اوقات ایسی موت

الاصرار سببا لزوال ایمانه فیختم له بسوء الخاتمة ویبقی فی جهنم ابد الاباد وان لم یختم له سوء الخاتمة

اصرار پر باعث ایمان کی زوال کی ہوجاتی ہی پہر اوسکا خاتمہ بد ہوگا اور ہمیشہ کو دوزخ مین پڑا رہیگا اور اگر اوسکا خاتمہ بد نہوا

بل مات علی الایمان فان لم یعف الله تعالی یعذب عذابا یزید علی عذاب المناقشة فی الحساب ویکون

بلکہ ایمان سی موا پہر اگر اللہ تعالی نی معاف نکیا تو اوسکو ایسا عذاب ہوگا جو حساب مین سخت گیری کی عذاب سی زیادہ ہو اور

کثرة العقاب من حیث المدة بحسب کثرة الاصرار ومن حیث الشدة بحسب شدة قبح الکبائر ومن حیث

افزایش عذاب کی درازی مدت سی باعتبار زیادتی اصرار کی ہوگی اور افزایش سختی مین باعتبار سختی گناہ کی ہوگی اور

اختلاف النوع بحسب اختلاف انواع المعاصی وعند انقضاء مدة العقاب ینزل فی درجات اصحاب

تبدیل عذاب کی باعتبار تبدیل گناہ کی یعنی جیسا گناہ ویسا ہی عذاب ہوگا اور بعد گذر جانی مدت عذاب کی وہ شخص اونکی مرتبہ مین شامل ہوویگا جنکو

الیمین وفی الخبر ان اخر من یخرج من النار یعطی مثل الدنیا کلها عشرة اضعاف ولا یخرج من النار الا موحد

اعمال نامہ داہنی ہاتہہ مین ملینگی اور حدیث مین ہی کہ سب سی پیچہی جو دوزخ سی باہر آویگا اوسکو تمام دنیا سی دس گونہ زیادہ عنایت ہوگا اور دوزخ مین سی سوا موحد کی

ولیس المراد من الموحد من یقول بلسانه لا اله الا الله فقط لان اللسان من هذا العالم الذی یعبر عنه

کوئی خلاص نہوویگا اور موحد سی مراد وہ شخص نہیں ہی جو صرف زبان سی لا اله الا الله کہا کری اسلئی کہ زبان آلہ اس عالم کا ہی جسکو

بعالم الملك والشهادة فلا ینفع النطق به الا فی هذا العالم حیث یدفع سیف المسلمین عن رقبته وایدی

عالم ملک اور شہادت کہتی ہین سو زبانی کلمہ پڑہنی سی صرف اسی عالم مین فائدہ ہوگا اسواسطی کہ تلوار مسلمانون کی اوسکی گردن سی دور رہیگی اور ہاتہہ

الغانمین عن ماله ومدة الرقبة والمال مدة الحیوة واذا لم یبق الرقبة والمال لا ینفع النطق به وانما ینفع الصدق

غنیمت کرنیوالون کا اسکی مال سی الگ رہیگا اور گردن اور مال تو زندگی بہر ہی پہر جب گردن اور مال نرہیگا یعنی بعد موت کی وہ کلمہ پڑہنا کچہہ کام نہ آویگا

فی التوحید وکمال التوحید الاستقامة علی فعل المامورات وترك المنهیات ولا یاتی ذلك الا بغلبة الیقین

توحید مین صرف تصدیق کام آویگی اور کمال توحید کا مامورات کی عمل کرنی پر اور منہیات کی ترک کرنی پر قایم رہنی سی ہی اور یہہ تو جب حاصل نہین ہوتی

علی القلب بعد نفی الشك عنه فان من غلب علی ظنه ان من یعمل مثقال ذرة خیرا یره ومن یعمل مثقال ذرة

جبتک دل پر یقین غالب نہو اور شک دل مین سی نجاتا رہی کیونکہ جسکی گمان مین یہہ بات جم گئی کہ جو ذرہ بہر بہلائی کو عمل مین لاویگا وہ دیکہیگا اور جو ذرہ بہر برائی کریگا

شرا یره لا شك ان یحرص علی تحصیل الطاعات ویحفظ قلیلها وکثیرها ویترك الذنوب والسیئات

سو دیکہیگا تو بیشک وہ شخص جہانتک بنی عبادت کو حاصل کریگا اور عبادت مین سی تمام چہوٹی اور بڑی کی حفاظت کریگا اور تمام گناہ اور برائیون کو چہوڑیگا

ویجتنب صغیرها وکبیرها وقلیلها وکثیرها وهذا هو الایمان الحقیقی والتوحید الیقینی والناس فی هذا

اور تمام صغیرہ اور کبیرہ سی اور تہوڑی اور بہت سی بچیگا اور یہہ ہی حقیقی ایمان اور یقینی توحید ہی اور آدمی اس توحید کی اندر

التوحید متفاوتون فمنهم من له توحید مثل الجبال ومنهم من له توحید مثل دینار ومنهم من له توحید

مختلف درجہ کی ہین بعضی وہ ہین جنکی توحید برابر پہاڑ کی ہی اور بعضی ایسی ہین جنکی توحید برابر دینار کی ہی اور بعضی ایسی کہ جنکی توحید

مقدار خردلة وذرة فمن فی قلبه مثقال دینار من الایمان فهو اول من یخرج من النار واخر من یخرج

برابر دانہ رائی اور ذرہ کی ہی پہر جسکی دل مین ایمان برابر دینار کی ہی وہ سب سی پہلی دوزخ کی اندر سی باہر آویگا اور سب سی پیچہی دوزخ کی

منها من فی قلبه مقدار ذرة من الایمان واکثر ما یدخل الموحدین النار مظالم العباد وقد جاء فی الاثر

اندر سی وہ نکلیگا جسکی دل مین ایمان برابر ذرہ کی ہی اور موحد آدمی اکثر دوزخ مین بسبب حق العباد کی جاوینگی اور حدیث اثر مین آیا ہی

ان العبد لیوقف بین یدی الله تعالی وله حسنات امثال الجبال لو سلمت له لکان من اهل الجنة فیقوم

کہ ایک شخص سامنی اللہ تعالی کی کہڑا ہوگا اور اوسکی حسنات پہاڑ کی برابر ہون گی اگر وہ سب اوسکی لئی بچی رہتین تو بیشک جنتی ہوتا پہر اوسکی

اصحاب المظالم فکان قد سبّ هذا وضرب هذا واستخدم هذا واخذ مال هذا فیقتصّ من حسناته

مدعی کہڑی ہونگی اوسنی اوسکو گالی دی تہی اور اوسکو مارا تہا ایک سی خدمت لی تہی کسیکا مال چہین لیا تہا اب ان سبکا بدلہ اوسکی حسنات مین سی

حتی لا یبقی له حسنة فیقول الملئکة یا ربنا قد فنیت حسناته وبقی الطالبون کثیر فیقول الله تعالی

آخر اوسکی پاس کچہہ بہی نہین بچیگا پہر فرشتی کہینگی یا الہی اوسکی حسنات تو ہولیئ اور مدعی بہت موجود ہین اللہ تعالی فرماویگا

القوا من سیّاٰتهم علی سیاٰته وصکوا له صکا الی النار وکما یهلک الظالم بسیئة غیره بطریق القصاص

اونکی گناہ اسکی ذمہ پر رکہدو اور اوسکی لئی دروازہ دوزخ کا کہول دو اور جیسی ظالم غیر ونکی گناہ سی یعنی بدلہ مین مارا جاتا ہی

فکذلک ینجو المظلوم بحسنة الظالم اذ تنقل حسنته الیه عوضا عما ظلمه به واذا تقرر هذا فالواجب

ایسی ہی مظلوم ظالم کی حسنات سی بچ جاتا ہی جب ظالم کی حسنات ظالم کی بدلہ مین مظلوم کو ملجاتی ہین جب یہہ بات ٹہری تو ہر مسلمان پر واجب ہی

علی کل مسلم البدار الی محاسبة نفسه کما روی عن عمر بن الخطاب انه قال حاسبوا انفسکم قبل ان

کہ جلد اپنی ذات کا حساب سمجہہ لی چنانچہ روایت ہی عمر بن الخطاب سی کہ فرماتی ہین اپنا حساب سمجہہ رکہو پہلی

تحاسبوا وزنوا انفسکم قبل ان توزنوا فانکم ان کنتم تحاسبون انفسکم الیوم وتزنونها للعرض الاکبر

حساب دینی سی اور اپنا کیا تول رکہو پہلی تول دینی سی کیونکہ اگر تم آج اپنا حساب سمجہہ لوگی اور بڑی وقت کی واسطی تول رکہوگی

یکون الحساب علیکم غدا اهون وتعرضون یومئذ ولا تخفی علیکم خافیة وطریق المحاسبة ان

تو کل کو حساب تم پر بہت آسان ہوگیا اوسدن سب سامنی ہوگا کوئی بات چہپی نہ رہیگی اور حساب سمجہنی کا یہہ ڈہب ہی

ینظر المرء فی احواله هل علیه شیء من حقوق الله تعالی وحقوق الناس ام لا فیقضی ما فاته من فرائض

کہ آدمی اپنی حال مین غور کری آیا مجہہ پر کوئی حق اللہ یا حق العباد باقی ہی یا نہین پہر چاہی کہ ادا کری اگر کوئی فرض

الله تعالی ویرد المظالم حبة حبة ویستحل کل من تعرض له بیده ولسانه وقلبه بان اساء له الظن

الہی رہ گیا ہو اور حق العباد کا دانہ دانہ پہیر دی اور معاف کرالی ہر ایک سی جسکو ستایا ہو ہاتہہ سی اور زبان سی اور دل سی اسطور کہ اوسکی حق مین بدگمانی کی

ویطیب قلوبهم حتی یموت ولم یبق شیء علیه من حقوق الله تعالی وحقوق العباد ویدخل الجنة بغیر

اور اونکا دل خوش کر دی آخر ایسی حال مین مری کہ اوسکی ذمہ پر کوئی حق اللہ اور حق العباد باقی نہو اور بہشت مین بی

حساب یسرنا الله بفضله

## المجلس التاسع فی لزوم الاتباع للنبی صلی الله علیه وسلم فیما جاء به وفیه تحقیق

حساب چلا جا الہی اپنی فضل سی ہمپر آسان کر دی نوین مجلس ضروری ہونی مین اتباع نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام احکام مین جو لای ہین اور اسمین تحقیق ہی

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا یؤمن احدکم

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی مؤمن نہین ہوگا کوئی تم مین سی

حتی یکون هواه تبعا لما جئت به هذا الحدیث من صحاح المصابیح رواه عبد الله بن عمرو بن العاص

جبتک ہووی خواہش اوسکی مطابق میری لائی ہوئی کی یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی عبد اللہ بن عمرو بن العاص کی روایت سی

معناه ان احدکم لا یبلغ درجة کمال الایمان حتی یخالف هواه ویتبع الحق ولا یسلط هویٰه علی الحق
اسکی معنی یہہ ہین کہ البتہ کوئی تم مین سی نہین پاویگا درجہ کمال ایمان کا یہان تک کہ اپنی ہوا ہوس کی خلاف کری اور تابع حق کا ہو اور اپنی ہوا ہوس کو حق پر غالب نکری
بل یکون الحق الذی جئت به مسلطا علی الهوی فان من یعمل بهوی نفسه لا یرید نفسهٗ شیئا الا
بلکہ حق ہی جو مین لایا ہون خواہش پر غالب رہی کیونکہ جو شخص مطابق اپنی خواہش نفسانی کی عمل کیا کری تو پہر اسکا نفس جو خواہش کریگا
یرتکبه ویخالف مولاه ویجعل هواه الها لنفسه کانه یعبده ولهذا قال النبی علیه السلام ما عُبِدَ تحت
سو عمل کریگا اور اپنی مولی کا مخالف ہوکر اپنی خواہش نفسانی کو اپنا معبود بنا دیگا گویا یہہ اوسکی پرستش کرتا ہی اسہیلئی فرمایا ہی نبی صلی اللہ علیہ نی نہین پوجا گیا آسمان کی
السماء اله ابغض الی الله تعالی من الهوی وفی روایة ان ابغض اله عُبد فی الارض عند الله تعالی
تلی کوئی معبود جو بدتر ہو نزدیک اللہ تعالی کی ہوا سی اور ایک روایت مین یہہ ہی بیشک بدتر معبود جو پوجا جاتا ہی زمین پر نزدیک اللہ کی
هو الهوی وفی الحقیقة ان من تامل یعلم ان من یعبد الصنم لا یعبد الصنم وانما یعبد هواه لکون
ہوا ہی اور حقیقت مین جو شخص غور کرکر دیکہی تو جان لی کہ جو آدمی بت کو پوجتا ہی وہ بت کو نہین پوجتا اپنی ہوا کی پرستش کرتا ہی کیونکہ اوسکا
نفسه مائلة الی دین ابایه فیتبع ذلك المیل الذی یعبر عنه بالهوی اذ من عادة اهل الهوی ان یستحسنوا
دل باپ دادون کی دین پر جہک رہا ہی سو یہہ شخص اوسہی توجہ دلی کی پیچہی لگا ہوا ہی اسہی کو ہوا کہتی ہین اسلئی کہ اہل ہوا کی یہہ عادت ہی کہ جو بات اونکی خوشی کی
کلما یوافق هواهم وان کان جالبا لکل شر ووبال وان یستقبحوا کل ما یخالف هواهم وان کان جالبا لکل خیر
موافق ہو اوسکو اچہا سمجہین اگرچہ اوسی تمام برائی اور وبال آپڑی اور جو بات اونکی خوشی کی خلاف ہو اوسکو برا سمجہین اگرچہ اوسمین تمام بہلائی
ونوال فالسعید من یخالف هویٰه ویطیع مولاه والشقی من یتبع هویٰه ویخالف مولاه ویکون هالکا
اور خوبی ہو سو نیکبخت وہ ہی جو اپنی خواہش نفسانی کی خلاف اور مولی کی اطاعت کری اور بدبخت وہ ہی جو اپنی خواہش نفسانی کی پیچہی مولی کا خلاف کرکر ہلاک
لان من یتبع هویٰه یفعل ما یضره ویهلك حالا ومالا وهو لا یشعر او یشعر لکن لخفة عقله یرجح
اسواسطی جو اپنی ہوای نفسانی کا تابع ہوگا تو وہ ہی عمل کریگا جو اوسکی حق مین مضر دنیا اور آخرت مین ہلاک کردی اور وہ خیال نہین کرتا یا خیال تو کرتا ہی پر بیوقوفی کی
اللذة الحاضرة التی لا بقاء لها علی العقوبات العظیمة التی لا نهایة لها ویظن لعمی بصیرته وغایة حماقته
حال کی لذت کو جسکو اصلا قیام نہین ہی اون بڑی بڑی عذابونسی جنکی کچہہ انتہا نہین ہی بہتر جانتا ہی اور ہیہ کا اندہا اپنی حماقت سی یہہ گمان کرتا ہی
انه ظفر بشیء من اللذائذ ولا یعلم ذلك الاحمق انه یخرج من الدنیا ویری انه لم یظفر بشیء من اللذائذ
کہ مین نی خوب عیش اوٹہائی اور احمق یہہ نہین سمجہتا کہ دنیا سی نکلتی ہی یعنی مرتی ہی دیکہہ لیگا کہ اوسکو کچہہ بہی مزہ حاصل نہوا
اصلا لا من لذائذ الدنیا ولا من لذائذ الاخرة بل اتبع هویٰه فیما لیس بشیء لان لذائذ الدنیا عنه تزول
نہ تو دنیا ہی مین مزا اوٹہایا اور نہ آخرت مین کچہہ عیش پایا بلکہ بیکار نفسانی باتون مین لگا رہا کیونکہ دنیا کا عیش تو جاتا رہیگا
ولذائذ الاخرة لیس له الیه الوصول فیبقی فی حسرة وندامة حین لا ینفعه الندم وقد قال ابن عباس
اور آخرت کا عیش کبہی میسر نہوگا اب صرف حسرت اور ندامت مین مبتلا رہیگا سو اب ندامت سی کیا ہوتا ہی ابن عباس کہتی ہین
ماذکر الله الهوی فی القران الا ذمه فانه تعالی قال بَلِ اتَّبَعَ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ بِغَیْرِ عِلْمٍ وقال وَاِنَّ
کہ اللہ تعالی نی قرآن مین جہان ہوا ہوس کا ذکر کیا ہی سب برائی سی کیا ہی اللہ تعالی نی فرمایا ہی بلکہ چلی ہین یہہ بی انصاف اپنی چاؤ پر بن سمجہی اور کہا اور بہت لوگ
کَثِیْرًا لَّیُضِلُّوْنَ بِاَهْوَآئِهِمْ بِغَیْرِ عِلْمٍ وقال وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوٰىهُ بِغَیْرِ هُدًى مِّنَ اللّٰهِ فعلم من
بہکاتی ہین اپنی خیال پر بغیر تحقیق اور کہا اور اوس سی زیادہ بہکا کون جو چلی اپنی چاؤ پر بن راہ بتائی اللہ کی
هذه الایات ان اتباع الهوی لا یکون فی الاکثر الا بغیر علم بالحق فلا بد للمؤمن ان یعرف الحق ویمیزه عن
ان آیات سی معلوم ہوا کہ ہوا ہوس مین مبتلا ہونا اکثر اوقات بسبب نادانستگی امر حق کی ہوتا ہی سو مرد مؤمن کو لازم ہی کہ امر حق کو دریافت کرکر باطل سی

ماذکر الله الهوی فی القران الا ذمه

الباطل ويعمل بالحق ويختاره على الباطل لان من لم يعرف الحق فهو ضال ومن عرفه واختار عليه
اوسکی تمیز حاصل کری پہر حق پر عمل کری اور باطل پر اوسکو پسند کری کیونکہ جو شخص حق کو نہیں پہچانتا وہ گمراہ ہوتا ہی اور جو شخص حق کو تو پہچانی پہر غیر حق کو
غيره فهو مغضوب عليه ومن عرفه واتبعه فهو منعم عليه وقد امرنا الله تعالى ان نسئله في كل يوم
پسند کری تو اوسپر خدا کا غضب ہوتا ہی اور جو حق کو پہچان کر اوسکی اطاعت کری اوسپر خدا کی رحمت ہی اور ہمکو الله کا حکم ہی کہ ہم اوس سی یہہ دعا مانگا کرین روزان
وليلة مرات عديدة ان يهدينا صراط الذين انعم عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين وبين في
رات مین کئی کئی بار کہ دکہا ہمکو رستہ اون لوگون کا جن پر تو نی رحمت کی نہ رستہ اون لوگون کا جن پر تو نی غضب فرمایا اور نہ گمراہونکا اور
ضمنه ان اهل السعادة هم الذين عرفوا الحق واتبعوه وكانوا مهتدين وان اهل الشقاوة هم الذين
اسہی کی ضمن مین بیان کیا کہ سعادتمند وہ لوگ ہوتی ہین جنہون نی حق کو پہچان کر اطاعت کی اور راہ بہت پایا اور بدبخت وہ لوگ ہین جنہون نی
لم يعرفوا الحق بل جهلوه وخرجوا منه وكانوا ضالين او عرفوه وخالفوه ولم يتبعوه بل اتبعوا غيره و
حق کو نہ پہچانا اور جہالت کی ماری حق ہی سی خارج ہوکر گمراہ ہوگئی یا حق کو پہچان کر اوسکا خلاف کیا اور اطاعت نکی بلکہ غیر حق کی اطاعت کی اور
كانوا مغضوبا عليهم وقد ثبت في الحديث ان المغضوب عليهم اليهود وان الضالين النصرى وانما
اونپر غضب نازل ہوا اور حدیث سی ثابت ہی کہ مغضوب علیہم سی مراد یہود ہین اور ضالین سی مراد نصاری ہین اور کیا وجہ ہی
سمي اليهود بالمغضوب والنصرى بالضالين مع كون كل واحد منهما ضالا ومغضوبا عليهم لكون
کہ یہود مغضوب علیہم ٹہری اور نصاری ضالین ٹہری باوجودیکہ یہہ دونو گمراہ اور سزاوار غضب کی ہین اسہی وجہ سی
كل واحد منهما مختصا بما غلب عليه من الجهل والعناد فان اليهود كانوا امة عناد فخصوا بالغضب
کہ دونو فرقون کو خصوصیت ہی غلبہ جہل اور عناد سی سو یہودیون مین تو عناد زیادہ تہا وہ تو سزاوار غضب کی ٹہری
والنصرى كانوا امة جهل فخصوا بالضلال ولهذا قال سفيان بن عيينة من فسد من علمائنا
اور نصاری مین جہالت زیادہ تہی وہ گمراہی سی مخصوص ہوئی اسہیلئی سفیان بن عیینہ کہتی ہین کہ ہم مین سی جو عالم ہوکر بگڑ جاوی
ففيه شبه من اليهود لان اليهود عرفوا الحق ولم يتبعوه بل عدلوا عنه وكانوا مغضوبا عليهم
تو وہ یہودیونسی ملتا ہی کیونکہ یہودیون نی حق کو پہچان کر اطاعت نکی بلکہ حق سی الگ ہوگئی پہر قابل غضب الہی کی ہوگئی
ومن فسد من عبادنا ففيه شبه من النصارى لان النصارى لم يعرفوا الحق بل جهلوه وكانوا
اور ہم مین سی جو عابد بگڑ جاوی تو وہ نصرانیونسی ملتا ہی کیونکہ نصرانیون نی حق کو نہیں پہچانا بلکہ نادانستہ رہی
ضالين فانه تعالى جعل العبادة سببا للثواب والمعصية سببا للعقاب فمن يرجو الثواب ويخاف
آخر گمراہ ہوئی بیشک الله نی عبادة کو واسطہ ثواب کا بنایا ہی اور گناہ کو واسطہ عذاب کا بنایا پہر جو شخص آرزو ثواب کی کری اور
العذاب لا بد له ان يعرف العبادة والمعصية ليشتغل بالاولى ويصل الى الثواب ويحترز عن الثانية
عذاب سی ڈری تو اوسکو لازم ہی کہ عبادت اور معصیت کی حقیقت دریافت کری تاکہ عبادة کی شغل سی ثواب پاوی اور گناہ سی پرہیز کرکر
وينجو من العذاب لان من لم يعرفهما ولم يفرق بينهما يضع احدهما مقام الاخرى فيكون من الخسرين
عذاب سی بچی کیونکہ جو شخص ان دونون سی خوب واقف نہوگا اور دونون مین فرق نہ کریگا ایک کو دوسری کی جگہہ برت لیگا پہر اوسکو بڑا ہی خسارہ ہوگا
وذلك لان في قلب الانسان قوتين قوة العلم وقوة الارادة وهما لا يتعطلان ابدا ولا يحصل
اور یہہ اسلئی کہ انسان کی دل مین دو قوتین ہین قوت علم کی اور قوت ارادہ کی اور یہہ دونو کبہی بیکار نہین ہوتی اور ان بدون
عمل الا بهما سواء كان خيرا او شرا لان من يفعل شيئا سواء كان خيرا او شرا لا يفعله ما لم يرد
کوئی عمل نہین ہوسکتا برابر ہی کہ نیک ہو یا بد ہو اسلئی کہ جو شخص کچہہ کام کرتا ہی برابر ہی کہ بہلا ہو یا برا ہو تو بدون ارادہ کی نہین کرسکتا

ولا یریده ما لم یعلمه فکمال الانسان وصلاحه باستعمال هاتین قوتین فیما ینفعه فی الدارین
اور ارادہ اوسکا بدون علم کی نہین ہوسکتا سو تمام خوبی اور بہلائی آدمی کی ان دونو قوتون کو دارین کی منفعت مین استعمال کرنیسی ہی

ویعینه فی نیل الدولتین فلا بد له من استعمال قوة العلم فی ادراک الحق وتمییزه عن الباطل
اوران دونو دولتون کی حصول مین مددگار بنانی سی سو آدمی کو چاہی کہ قوت علمی کو حق الامر کی دریافت کرنی مین استعمال کرکر حق کو باطل سی جدا کری

واستعمال قوة الارادة فی طلب الحق وایثاره علی الباطل لانه اذا لم یستعمل قوته العلمیة فی معرفة
اور قوت ارادی کو حق کی تلاش مین استعمال کرکر حق کو باطل پر اختیار کری کیونکہ جب یہہ شخص اپنی قوت علمی کو حق کی پہچان مین استعمال نکریگا

الحق وادراکه فلا جرم انه یستعملها فی معرفة الباطل وما یلیق به واذا لم یستعمل قوته الارادیة
تو بیشک اوسہی قوت کو باطل کی پہچان مین اور جو جو اوسکی متعلق ہین استعمال کریگا اور اگر اپنی قوت ارادی کو

فی طلب الحق والعمل به فلا شک انه یستعملها فی طلب الباطل والعمل به ثم ان الانسان مجبول
طلب حق مین اور حق کی عمل مین نہین صرف کریگا تو بیشک اوسکو باطل کی طلب اور اوسکی عمل مین صرف کریگا پہر آدمی کی خلقی عادت ہی

علی معرفة صانعه ویقتضی طبعه عبادة خالقه والتقرب الیه بحکم الفطرة التی فطر الناس
کہ اپنی پیدا کرنیوالی کو پہچانی اور اوسکی طبیعت کی خواہش ہی کہ اپنی خالق کی عبادت اور نزدیکی حاصل کری باعتبار اصل پیدایش کی جسپر آدمیون کی پیدایش ہی

علیها لکن لا عبرة بالمعرفة الجبلیة والعبادة الطبیعیة لانها تکون علی مقتضی النفس ومتابعة
پر عادت کی موافق پہچان کا کچہہ اعتبار نہین ہی اور طبیعی عبادت کی کچہہ اصل نہین کیونکہ ایسی عبادت بطور خواہش نفس اور متابعت

هواها فلا یخلو عن شوب الشرک وانما المعتبر المعرفة والعبادة علی وفق الشرع لا علی وفق الطبع
ہوا ہوس کی ہوتی ہی سو اسمین ملونی شرک کی ضرور ہوتی ہی معرفت اور عبادة وہ ہی معتبر ہی جو شرع کی موافق ہو نہ جو کہ مطابق طبع کی ہوا کری

الا تری ان ابلیس کان فی طبعه السجود لربه حتی عبد الله تعالی فیما یروی ثمانین الف سنة
کیا تجکو معلوم نہین ہی کہ ابلیس بخواہش طبع رب کو سجدہ کرتا تہا ایسا کہ موافق ایک روایت کی اسّی ہزار برس خدا کی عبادت کی

وانتظم بکثرة عبادته فی سلک الملئکة المقربین ثم لما امر بالسجود علی خلاف طبعه ابی واستکبر وکان
اور اس عبادت کی برکت سی مقرب فرشتون کی جماعت مین شامل ہوگیا تہا پہر جب اوسکو سجدہ کا حکم اوسکی خلاف طبع ہوا تو انکار کیا اور تکبر کرنی لگا اور

من الکفرین فان من یتبع طبعه وهواه فانه لا یفعل شیئا من المعروفات الا ما یوافق هواه ولا یترک
کافر ہوگیا پس جو شخص اپنی طبیعت اور ہوا نفسانی کا تابع ہوتا ہی تو وہ حسنات مین سی بہی وہ عمل کرتا ہی جو اوسکی خواہش کی موافق ہو اور

شیئا من المنکرات الا ما یخالف هواه وقد قال بعض السلف من لم یعمل من الحق الا ما یوافق هواه
منکرات مین سی بہی وہ ہی ترک کرتا ہی جو اوسکی خواہش کی خلاف ہو اور بعضی متقدمین کا قول ہی کہ جو شخص حق الامر مین سی وہ ہی عمل کری جو اوسکی مرضی کی مطابق

ولم یترک من الباطل الا ما یخالف هواه لا یصل اجر ما عمل من الحق ولا ینجو من وزر ما ترک من الباطل
اور باطل مین سی وہ ہی کام چہوڑی جو اوسکی مرضی کی مخالف ہو تو نہ اوسکو حق پر عمل کرنیکا ثواب ملی اور نہ باطل کی ترک کرنی پر گناہ سی بچی

بل یکون هذا سببا لسوء خاتمته وشوم عاقبته فان لسوء الخاتمة اسباب یجب علی المؤمن
بلکہ اوسکی یہہ عادت باعث ہوگی خاتمہ بد کا اور انجام بد کا کیونکہ خاتمہ بد کی بہت اسباب ہوتی ہین مومن آدمی پر واجب ہی

ان یحترز عنها منها الفساد فی الاعتقاد وان کان مع کمال الزهد والصلاح فان من کان له فساد
کہ اونسی بچتا رہی اونمین سی ایک اعتقاد کا فساد ہی اگرچہ اوسکی ساتہہ زہد اور صلاح بہی کامل ہوا کری کیونکہ جسکا اعتقاد فاسد ہوتا ہی

فی اعتقاده مع کونه قاطعا متیقنا به لیس یخطر له انه اخطأ فیه قد ینکشف له فی حال سکرات
باوجودیکہ وہ قطعی اور اوسکو یقینی جانتا ہی اوسکو یہہ گمان نہین ہی کہ مین اسباب مین خطا پر ہون پہر جب نزع کی وقت یہہ ظاہر ہوگا

بطلان ما اعتقده فيظن ان سائر ما اعتقده من الاعتقادات الحقة مثل هذا الاعتقاد باطل
کہ اوسکا یہہ اعتقاد باطل تہا تو اوسکو یہہ خیال ہوگا کہ اوسکی تمام اعتقادات حق ہی مانند اسہی اعتقاد کی باطل ہین

لا اصل له ان لم يكن عنده فرق بين اعتقاد واعتقاد فيكون انكشاف بطلان بعض اعتقاد
انکی کچہہ اصل بنیاد نہین ہی اگر اوسکو ہر ہر اعتقاد مین فرق حاصل نہ تہا سو اوسکو بعض اعتقاد باطل ظاہر ہوتی ہی

سببا لزوال بقية اعتقاداته فان خرج روحه في هذه الحالة قبل ان يتدارك ويعود الى اصل
سب اعتقاد زایل ہو جائینگی پہر اگر ایسی حالت مین اوسکی جان نکل گئی پہلی اسکی کہ اوسکا تدارک اور تلافی کر کر اصل

الايمان يختم له بالسوء ويخرج من الدنيا بغير ايمان فيكون من الذين قال الله تعالى فيهم
ایمان حاصل کرلی تو اوسکا خاتمہ بد ہوگا اور دنیا سی بی ایمان جاویگا پہر اون لوگون مین داخل ہوگا جنکی حق مین اللہ یہہ فرماتا ہی

وَبَدَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مَا لَمْ يَكُوْنُوْا يَحْتَسِبُوْنَ وقال في اية اخرى قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا
اور نظر آیا اونکو اللہ کی طرف سی جو خیال نہین رکہتی تہی اور فرمایا ایک اور آیت مین کہہ ہم بتا دین تمکو کن کی گئی بہت اکارت کام

اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا فان كل من اعتقد
جنکی دوڑ بہٹک رہی ہی دنیا کی زندگی مین اور وہ سمجہتی ہین کہ خوب بناتی ہین کام بیشک جو شخص کسی شی کو بر خلاف واقع

شيئا على خلاف ما هو عليه اما نظرا برايه وعقله او اخذا ممن هذا حاله فهو واقع في هذا الخطر ولا
یعنی غلط اعتقاد کرلی یا تو صرف اپنی سمجہہ بوجہہ سی یا کسی اور ایسی ہی شخص سی سن سنا کر تو اوسکی حق مین یہہ ہی اندیشہ ہی اور

يدفعه الزهد والصلاح وانما يدفعه الاعتقاد الصحيح المطابق لكتاب الله تعالى وسنة رسوله
زہد اور صلاح سی یہہ اندیشہ دفع نہین ہوسکتا اس اندیشہ کو وہ ہی اعتقاد دفع کرتا ہی جو صحیح اور کتاب اللہ اور سنت رسول کی مطابق ہو

لان العقائد الدينية لا يعتد بها الا ما اخذت منهما ومنها الاصرار على المعاصي فان له اصرار
اسواسطی کہ عقاید دینی وہ ہی معتبر ہین جو کتاب اور سنت کی مطابق ہوتی ہین اور اونہین اسباب مین سی ایک سبب ہی گناہون پر اڑ جانا بیشک جو شخص

على المعاصي يحصل في قلبه الفها وجميع ما الفه الانسان في عمره يعود ذكره عند موته فان كان
اڑ جاتا ہی تو اوسکی دل مین گناہ کی محبت پیدا ہوجاتی ہی اور انسان کی تمام محبوب چیزین زندگی بہر کی موت کی وقت یاد آتی ہین پس اگر اسکو

ميله الى الطاعات اكثر يكون اكثر ما يحضره عند الموت ذكر الطاعات وان كان ميله الى المعاصي
رغبت عبادات کی زیادہ ہوگی تو موت کی وقت عبادات بہت یاد آوینگی اور اگر اسکو رغبت گناہون کی

اكثر يكون اكثر ما يحضره عند الموت ذكر المعاصي فربما يغلب عليه حين نزول الموت به قبل التوبة
بہت ہوگی تو مرتی وقت وہ ہی گناہ بہت یاد آوینگی سو اکثر اوقات مرتی وقت توبہ سی پہلی

شهوة من الشهوات ومعصية من المعاصي فيتقيد قلبه بها ويصير حجابا بينه وبين ربه وسببا
کوئی شہوت شہوات مین سی اور کوئی گناہ گناہون مین سی اوسپر غالب ہوجاتا ہی پہر اوسکا دل اوسہی مین لگا رہ جاتا ہی وہ ہی اوسمین اور اوسکی رب مین پردہ ہو جاتا ہی

لشقاوته في اخر حيوته لقوله عليه السلام المعاصي بريد الكفر والذي لم يرتكب ذنبا اصلا
آخر دم وہ ہی اوسکی شقاوت کا سبب ہوجاتا ہی واسطی ارشاد نبی علیہ السلام کی کہ گناہ کفر کی ایلچی ہوتی ہین اور جسنی کبہی کوئی گناہ نہین کیا یا

او ارتكب وتاب فهو بعيد عن هذا الخطر واما الذي ارتكب ذنوبا كثيرة حتى كانت اكثر من طاعاته
گناہ تو کیا پر توبہ کی سو ایسا شخص اس اندیشہ سی الگ ہی اور جو شخص اکثر گناہ کرتا رہا ایسا کہ اوسکی عبادات سی زیادہ ہوگئی

ولم يتب عنها بل كان مصرا عليها فهذا الخطر في حقه عظيم جدا اذ قد يكون غلبة الالف بها
اور اونسی توبہ ہی نکی بلکہ گناہ ہی مین مبتلا رہا تو اوسکی حق مین اس خطرہ کا سخت اندیشہ ہی اسلئی کہ بعضی وقت بسبب غلبہ محبت کی

سببا لان یتمثل فی قلبه صورتها ویقع منه میل الیها ویقبض روحه علیها فیکون سبب السوء
اوسکی دلمین گناه کی صورت مجسم ہوجاتی ہی اوراس شخصکو اوسکی طرف رغبت آتی ہی اوراسہی حالت مین اوسکی جان نکل جاتی ہی یہہ ہی سبب ہوتا ہی اوسکی
خاتمته ویعرف ذلك بمثال وهو ان الانسان لاشك انه یری فی منامه من الاحوال التی الفها طول
خاتمہ بدکا یہہ بات مثال سی خوب سمجہہ مین آتی ہی مثال یہہ ہی کہ آدمی بیشک سوکر خواب مین وہ حالات دیکہا کرتا ہی جو عمر بہر محبوب ہوتی ہین
عمره حتی ان الذی قضی عمره فی العلم یری من الاحوال المتعلقة بالعلم والعلماء والذی قضی عمره
اتنا کہ جسنی اپنی عمر پڑہنی لکہنی مین صرف کی ہی تو وہ وہی حالات دیکہتا ہی جو علم اور علما سی متعلق ہین یعنی دوات قلم کتاب اور جسنی اپنی عمر
فی الخیاطة یری من الاحوال المتعلقة بالخیاطة والخیاط اذ لا یظهر فی حال النوم الا ما حصل له
درزی گری مین کہوئی تو وہ وہی حالات دیکہتا ہی جو درزیگری سی متعلق ہین یعنی گز قینچی اسلئی کہ نیند مین وہ سوجہتا ہی جو بسبب کثرت الفت کی
مناسبة مع قلبه بطول الالف والموت وان کان فوق النوم لکن سکراته وما یتقدمه من
اوسکی دلسی مناسبت رکہتا ہی اور موت اگرچہ نیند کی نسبت برتر ہی پر اوسکی سکرات اور حال جو موت سی پہلی گذرتا ہی
الغشیة قریب من النوم فطول الالف بالمعاصی یقتضی تذکرها عند الموت وعودها فی القلب
جیسی غشی یہہ نیند ہی کی مثال ہوتی ہین اور کثرت الفت کی معاصی سی یہہ ہی چاہتی ہی کہ معاصی موت کی وقت دلمین ہٹ کر یاد آئین
وتمثلها فیه ومیل النفس الیها وان قبض روحه فی تلك الحالة یختم له بالسوء ومنها العدول عن
اور دلمین صورت پکڑین اور نفس کو اودہر رغبت ہو ایسی حالت مین اگر اوسکی جان قبض ہوگئی تو اوسکا خاتمہ بد ہوگا اور اون اسباب مین سی ایک سبب یہہ ہی
الاستقامة فان من کان مستقیما فی ابتدائه ثم تغیر عن حاله وخرج مما کان علیه فی ابتدائه یکون
کہ استقامت سی تجاوز کری البتہ جو شخص پہلی تو سیدہا را پہر اپنا حال پلٹ کر وہ سیدہا راہ چہوڑ دیا جو ابتدا مین تہا یہہ ہی خاتمہ بد کا
سببا لسوء خاتمته کابلیس الذی کان فی ابتدائه رئیس الملئکة ومعلمهم واشدهم اجتهادا فی العبادة
سبب ہوتا ہی جیسی شیطان کہ پہلی تو تمام فرشتوں کا سردار اور اونکا استاد تہا اور عبادت پر بہت کوشش کیا کرتا
حتی قیل لم یبق فی سبع سموات وسبع ارضین موضع شبر الا وهو قد سجد فیه ثم لما امر بالسجود
اتنا کہ کہتی ہین کہ ساتوں آسمان اور ساتوں زمین مین ایک بالشت بہر جگہہ اسکی سجدہ سی خالی نہین تہی پہر جب اسکو حکم ہوا آدم علیہ السلام کی
لادم ابی واستکبر وکان من الکفرین وکبلعام بن باعورا الذی اتاه الله ایاته فانسلخ منها بخلوده
سجدہ کا تو انکار کیا اور تکبر کرنی لگا اور کافر ہوگیا اور جیسی بلعام بن باعورا جسکو اللہ تعالی نی اپنی نشانیاں دین پر اوسنی الگ ہوکر ہمیشگی
الی الدنیا واتباع هویه وکان من الغاوین وکبرصیصا العابد الذی قال له الشیطان اکفر فلما کفر
دنیا اور ہوا پرستی کی آرزو کی اور گمراہ ہوگیا اور جیسی برصیصا عابد جب اوسی شیطان نی کہا انکار کر پہر جب وہ منکر ہوا
قال انی بریء منك انی اخاف الله رب العلمین فان الشیطان اغراه علی الکفر فلما کفر تبرأ منه مخافة ان یشارکه فی العذاب
تو کہا مین الگ ہون تجہسی مین ڈرتا ہون اللہ سی جو رب ہی ساری جہان کا البتہ شیطان نی اوسکو کفر کی رغبت دلائی جب اوسنی کفر کیا تو اوسی الگ ہوا اس خوف سی کہ ایسا نہو کہ مین بہی اوسکی ساتہ
ولم ینفعه ذلك کما قال الله تعالی فکان عاقبتهما انهما فی النار خالدین فیها وذلك جزؤا الظلمین ومنها ضعف الایمان فان من کان
اگرچہ اسنی کچہہ اوسکو فائدہ نہوا چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی پہر آخر اون دونو کا یہہ ہی کہ وہ دونو ہین آگ مین سدا رہین اوسمین اور یہہ ہی سزا گنہگاروں کی اور اونہی اسباب مین سی ایمان کی سستی ہی جو لوگ
فی ایمانه ضعف یضعف حب الله تعالی فیه ویقوی حب الدنیا فی قلبه ویستولی علیه بحیث لا یبقی فیه موضع لحب الله تعالی
ایمان مین سستی ہوگی اوسکو محبت الہی مین سستی ہوگی اور دنیا کی محبت اوسکی دل مین قوی اور ایسی غالب ہو جائیگی کہ محبت الہی کی لئی ذرہ بہر جگہہ باقی نرہیگی
الا من حیث حدیث النفس بحیث لا یظهر له اثر فی مخالفة النفس ولا یؤثر فی الکف عن المعاصی
ہاں اگر ہووی تو مثل خیالات نفسانی کی جسکا اثر نفس کی مقابلہ مین کچہہ بہی ظاہر نہو اور نہ گناہوں سی باز رہنی مین اثر کریگا

ولا فی الحث علی الطاعات فینهمک فی الشهوات وارتکاب السیأت فیتراکم ظلمات الذنوب

اور نہ طاعات کی رغبت پر پس صرف شہوات مین کہپا رہیگا اور معاصی کرتا رہیگا پہر دل پر تیرہ سیاہی گناہون کی

علی القلب فلا تزال تطفئ ما فیه من نور الایمان مع ضعفه فاذا جاءت سکرات الموت

چڑہتی جاویگی پہر جسقدر اوسمین نور ایمان کا ہوگا ضعیف ہوکر بجہتا چلا جاویگا پہر نزع کی وقت

یزداد حب الله تعالی ضعفا فی قلبه لما یری انه یفارق الدنیا وهی محبوبة له وحبها غالب علیه

حب الٰہی مین اور بہی زیادہ دل مین سستی پیدا ہوگی کیونکہ یہہ شخص آپ جانتا ہی کہ دنیا مجہسی چہٹی اور دنیا چونکہ اوسکی پیاری اور اوسکی محبت اوسپر غالب ہی

لا یرید ترکها ویتألم من فراقها ویری ذلک من الله تعالی فیخشی ان یحصل فی باطنه بغضه تعالی

تو چہوڑی نہین جاتی اوسکی فراق سی رنجیدہ ہوتا ہی اور اس فراق کو خدا کی طرف سی جانتا ہی اب یہہ ڈر ہی کہ اوسکی دل مین بجای حب الٰہی کی بغض نہ پیدا ہو جاوی

بدل الحب وینقلب ذلک الحب الضعیف بغضا فان خرج روحه فی اللحظة التی خطرت فیها هذه

اور وہ تہوڑیسی محبت جو ہی بغض نہو جاوی اگر اوسکی جان ایسی حالت مین کہ جب یہہ خیالات پیش تہی نکل گئی

الخطرة یختم له بالسوء ویهلک هلاکا مؤبدا والسبب المفضی الی هذه الخاتمة حب الدنیا والرکون

تو اوسکا خاتمہ بد ہی ہوگا اور ہمیشہ کو جاتا رہا اور باعث اسکا جسی یہہ خاتمہ ہوا دنیا کی محبت اور دنیا کی رغبت

الیها والفرح بها مع ضعف الایمان الموجب لضعف حب الله تعالی وهو الداء العضال قد عم

اور دنیا کی خوشی ہی تسپر سستی ایمان کی جسی محبت الٰہی مین سستی آگئی اور یہہ ہی بیماری سخت ہی جو

اکثر الخلق فان من یغلب علی قلبه عند الموت امر من امور الدنیا ویتمثل ذلک الامر فی قلبه ویستغرقه

تمام خلق کو لگ رہی ہی کیونکہ جسکی دل پر مرتی دم کوئی بات دنیا کی چہا جاوی اور وہ ہی بات اوسکی دل مین تصویر کی طرح صورت پکڑ کر اوسکو ایسا

حتی لا یبقی لغیره متسع فان خرج روحه فی تلک الحالة یکون راس قلبه منکوسا الی الدنیا ووجهه

کہ غیر کی لئی کچہہ گنجایش نہ رہی پہر اگر ایسی حالت مین اوسکی جان نکل گئی تو اوسکا دل دنیا ہی کی طرف جہکا ہوا اور اوسکا منہہ دنیا ہی

مصروفا الیها ویحصل بینه وبین ربه حجاب ولا یمکنه ان یکتسب بعد الموت صفة اخری

کیطرف متوجہ رہیگا اور اوسمین اور اوسکی رب مین پردہ حایل ہوگا اب یہہ طاقت نہین کہ موت کی بعد ایسی صفت حاصل کری

تضاد صفة الغالبة علیه اذ لا تصرف فی القلوب الا باعمال الجوارح وبالموت تبطل الجوارح واعمالها

جسی وہ صفت جاتی رہی جو اوسپر غالب تہی اسواسطی کہ دل پر تصرف بدون اعضاء جسمانی کی نہین ہوسکتا اور مرنی سی اعضاء جسمانی سب باطل اور اونکی اعمال

ولا مطمع فی الرجوع الی الدنیا حتی یمکن التدارک ویبقی فی حسرة وندامة فمن اراد النجاة من هذه

اور اب یہہ بہی توقع نہین کہ دنیا مین ہٹ کر آویگی تاکہ اوسکا عوض ہوسکی اب سوا حسرت اور ندامت کی کچہہ نہین ہی پس جو شخص اس ہلاکت سی بچا چاہی

الورطة فعلیه بعد اخراج حب الدنیا من قلبه وحفظ جوارحه عن المعاصی وقلبه عن الفکر

تو اوسکو لازم ہی کہ پہلی دنیا کی محبت دلمین سی دور کری اور اپنی اعضا کو گناہو نسی اور اپنی دل کو دنیا کی فکر سی بچاوی

فیها والاحتراز عن مشاهدتها ومشاهدة اهلها لان ذلک ایضا یؤثر فی قلبه ویصرف فکره الیه

اور دنیا اور اہل دنیا کی دیکہنی سی پرہیز کری کیونکہ یہہ بہی دلمین اثر کر کر اوسکی فکر کو دنیا کی طرف لگا دیتا ہی

ان یواظب علی الطاعات لکونها ثمرة محبة الله تعالی ولا یتصور محبة الله تعالی الا بعد معرفته تعالی

پہر عباوات بر مداومت کری کیونکہ محبت الٰہی کا یہہ ہی ثمرہ ہی اور محبت الٰہی بدون معرفت الٰہی کی نہین ہوسکتی

اذ لا یحب الانسان ما لا یعرفه وانما یحب ما یعرفه فمن عرف الله تعالی وعرف ان جمیع النعم الواصلة

اس لئی کہ آدمی نا معلوم چیز کو محبوب نہین رکہتا محبوب وہ ہی ہوتی ہی جو معلوم ہو پہر جسنی الله کو پہچانا اور یقین کیا کہ تمام نعمتین جو مجہکو ملین

اليه والى غيره ليس الا منه تعالى لاجرم يحبه فاذا احبه يسعى فى تحصيل مرضاته بالاحتراز
یا اوروں کو ملین سب اللہ ہی کی عنایت ہی توخواہ مخواہ اوسکو دوست رکھیگا پہر جب اوسکو اپنا محبوب بنایا
عن الافعال القبيحة والاشتغال بالاعمال الحسنة فعلم من هذا ان المقصود من العلوم والاعمال
تو افعال بدسی پرہیز کرکر اور نیک اعمال مین مشغول ہوکر اوسکی رضامندی حاصل کریگا اسّی معلوم ہوا کہ مقصود اصلی علوم اور اعمال سی
معرفة الله تعالى حتى يثمر المعرفة المحبة اذ لا ينبغى لاحد ان يفارق الدنيا الا محبا لله تعالى و
اللہ تعالی کے معرفت ہی تاکہ معرفت سی محبت حاصل ہو کیونکہ بہتر یہہ ہی کہ جو کوئی دنیا سی جدا ہو توخدا کی محبت بن اور
محبا للقائه فان من احب لقاء الله تعالى احب الله لقاءه ومن قدم على محبوبه يعظم سروره
اوسکی ملاقات کی شوق مین جدا ہو اسلئے کہ جو شخص خدا کی ملاقات کا مشتاق ہوگا توخدا اوسکی ملاقات کا مشتاق ہوگا اور جو شخص اپنی محبوب پاس جاتا ہی
بقدر محبته لا محب الدنيا لانه يفارقها ومن يفارق محبوبه يشتد المه وعذابه فمهما كان
تو اوسکی بقدر محبت کی عزت ہوتی ہی دنیا کی محبت مین جان ندی اسلئی کہ دنیا سی توجدا ہوتا ہی اور جو شخص اپنی محبوب سی جدا ہوتا ہی تو اوسکو بڑا ہی رنج ہوتا ہی جبتک
الغالب على القلب حب الولد والمال والمسكن والعقار فهذا رجل جميع محابه فى الدنيا والدنيا
دل پر محبت اولاد اور مال اور گہر باہر کی غالب ہوتی ہی تو یہہ ایسا شخص ہی کہ اسکی تمام محبوب دنیا مین ہین اور دنیا ہی
جنته فموته خروج من الجنة وحيلولة بينه وبين محبوبه ولا يخفى الم من يحال بينه وبين
اسکی لئی بہشت ہی پس موت اسکو جنت سی نکالتی ہی اور اسکو اسکی محبوب سی دور کرتی ہی اور ظاہر ہی جسکا محبوب چہوٹتا ہی اسکو کیسا رنج والم ہوتا ہی
محبوبه واما اذا لم يكن له محبوب سوى الله تعالى فالدنيا سجنه فموته خروج من السجن ولقى
اور وہ شخص جسکا محبوب سوای ذات الٰہی کی کوئی نہو تو دنیا اسکی حق مین دوزخ ہی سو اسکی موت گویا دوزخ سی نکل کر اپنی محبوب سی
محبوبه فهذا اول ما يلقاه كل من يفارق الدنيا عقيب موته من الفرح والالم فضلا عما اعده
ملتا ہی پس یہہ پہلی خوشی اور الم ہی جو دنیا سی مرکر جانی والوں کو حاصل ہونیوالا ہی پہر آگی کیا کہنا ہی جو
الله تعالى من النعيم المقيم لعباده الصالحين ومن العذاب الاليم للذين استحبوا الحيوة الدنيا و
اللہ تعالی نی صلحا کی واسطی عیش دائمی اور دنیا کی زندگی اور تازگی پسند کرنیوالوں کی واسطی جو
رضوا بها ولم يستعدوا للقاء الله تعالى وحكى ان سليمن بن عبد الملك لما دخل
اللہ تعالی کی ملاقات کا سامان نکرتی تہی عذاب دردناک تیار کر رکہا ہی بیان کرتی ہین کہ سلیمان بن عبد الملک حج کی ارادہ
المدينة حاجا قال هل بها رجل ادرك عدة من الصحابة قالوا نعم ابو حازم فارسل اليه فلما اتاه
مدینہ شریف مین آیا تو پوچہا یہان کوئی ایسا مرد ہی جسنی کئی صحابہ کو پایا ہو جواب دیا ہان ابو حازم ہی آدمی بہیجکر اوسکو بلایا جب وہ آئی
قال يا ابا حازم ما لنا نكره الموت قال انكم عمرتم الدنيا وخربتم الاخرة فتكرهون الخروج من
تو کہا ای ابو حازم ہمکو موت کیون بری لگتی ہی جواب دیا تمنی دنیا کو آباد کیا ہی اور آخرت کو اوجاڑا ہی سو تم آباد سی اوجاڑ مین
العمران الى الخراب قال صدقت ثم قال ليت شعرى ما لنا عند الله تعالى غدا قال اعرض عملك
جانا برا سمجہتی ہو کہا تونی سچ کہا پہر پوچہا کاشکی ہمکو معلوم ہوتا کہ کل خدا کی ہان ہمارا کیا حال ہونیوالا ہی جواب دیا اپنی اعمال کو
على كتاب الله تعالى قال فاين اجده قال فى قوله تعالى ان الابرار لفى نعيم وان الفجار لفى جحيم قال
قرآن کی مطابق کرکی معلوم کرلی پوچہا کس جا مقابلہ ہوسکتا ہی جواب دیا اس آیت مین بیشک نیک لوگ عیش مین ہین اور بیشک گنہگار دوزخ مین ہین پوچہا
فاين رحمت الله قال ان رحمت الله قريب من المحسنين قال ليت شعرى كيف العرض على الله تعالى
پہر رحمت اللہ کی کہان ہوگی جواب دیا بیشک اللہ کی رحمت قریب ہی نیکی والوں سی پوچہا کاشکی معلوم ہوتا کہ کل کو کسطور اللہ کی سامنی جانا ہوگا

غدا قال اما المحسن فكالغائب الذي يقدم على اهله واما المسيئ فكالابق يقدم على مولاه فبكى
جواب دیا نیکی والا تو جیسے بچھڑا ہوا اپنی اہل کی پاس آتا ہی اور بدکار جیسے غلام بھاگا ہوا اپنی مولی کی سامنی آتا ہی پھر سلیمان

سليمن حتى علا صوته واشتد بكاؤه ثم قال اوصني قال اياك ان يراك الله حيث نهاك
روپڑا اور آواز بلند ہوئی اور بہت ہی رویا پھر کہا مجکو وصیت کر جواب دیا بچارہ کہ تجھکو اسد دیکھی ایسی جگہہ جہانسی منع کیا ہی

ويفقدك حيث امرك

## المجلس العاشر في بيان الفرق بين المؤمن والمسلم

اور نہ دیکھی جس جگہہ امر فرمایا ہی دسوین مجلس فرق کی بیان مین مؤمن اور مسلم مین

وبين المجاهد والمهاجر قال رسول الله صلى الله عليه وسلم المؤمن من امنه الناس
اور مجاہد اور مہاجر مین فرمایا رسول اسد صلی اسد علیہ وسلم نی مؤمن وہ ہی جسکی ہاتہہ سی لوگ

على دمائهم واموالهم والمسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده والمجاهد من جاهد نفسه
اپنی جانین اور مال بچالین اور مسلم وہ ہی کہ مسلمان جسکی زبان اور ہاتہہ سی سلامت بچ رہین اور مجاہد وہ ہی جسنی اپنی جان کو

في طاعة الله تعالى والمهاجر من ترك الخطايا والذنوب هذا الحديث من حسان المصابيح رواه
اسد تعالی کی فرمان برداری مین کہپایا اور مہاجر وہ ہی جو خطا اور گناہون کو ترک کری یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثون مین سی ہی

فضالة بن عبيد ومعناه ان المؤمن ليس من يدعي الايمان فقط بل المؤمن الكامل في ايمانه
فضالہ بن عبید کی روایت سی اسکی معنی یہہ ہین کہ مؤمن وہ نہین ہی جو ایمان کا صرف دعوی کیا کری بلکہ کامل مؤمن اپنی ایمان مین وہ ہی

هو الذي ظهر امانته واستقامته بحيث يكون الناس منه امينا لا يخافونه على سفك دمائهم
جسکی امانت اور استقامت ایسی ظاہر ہووی کہ خلق اسد اوسکو امین جان کر یہہ خوف نکرین کہ ہمکو ناحق مار ڈالیگا

واخذ اموالهم ظلما والمسلم ليس من يتكلم بكلمتي الشهادة فقط بل المسلم الكامل في اسلامه
یا لوٹ لیگا اور مسلم وہ نہین ہی کہ صرف دونو کلمہ شہادت کی پڑہا کری بلکہ کامل مسلمان اپنی اسلام مین

هو الذي لا يؤذي احدا من المسلمين لا بلسانه بالشتم والغيبة والنميمة والبهتان ولا بيده بالضرب
وہ ہی جو کسیکو مسلمانون مین سی ایذا نہ دی نہ تو اپنی زبانسی کالی گلوزدی کر کر اور غیبت کر کر اور سخن چینی کر کر اور تہمت لینی سی اور نہ اپنی ہاتہہ سی مار کر

والقتل واخذ ماله بغير حق وانما خص اليد واللسان بالذكر من بين سائر الاعضاء مع الايذاء
یا قتل سی اور ناحق مال چہین کر اور تمام اعضا مین سی صرف ہاتہہ اور زبان کو کس لئی خاص کر ذکر کیا ہی باوجودیکہ ایذا

كما يكون بهما يكون بغيرهما من الاعضاء كالعين والاذن والرجل اذا نظر الى بيت الغير او استمع
جیسی زبان اور ہاتہہ سی ہوتی ہی ایسی ہی اور اعضا سی بہی ہوتی ہی سوا زبان اور ہاتہہ کی جیسی آنکہہ اور کان اور پانو جب جہانکی بیگانہ گہر مین یا کان لگا

قولهما لا يرضاه او دخل ملكه بغير اذنه لان اكثر الايذاء يحصل بهما واما الجمع بينهما فلان
کسی بات پر اوسکی بی مرضی یا جا گہسی اوسکی ملک مین بی اجازت اسلئی ذکر کیا کہ اکثر ایذا انہین دونو سی ہوتی ہی اور دونو کو جمع اسلئی کیا ہی

كف اليد يحتمل ان يكون بسبب الضعف وعدم القدرة واذا ضم اليه كف اللسان يتعين
کہ ہاتہہ کا روکنا شاید کہ بسبب ناتوانی کی ہو کہ اتنی طاقت نہین ہی اور جب زبان کو اوسکی ساتہہ روکا تو یہہ مقرر ہو گیا

ان كف اليد كان للاسلام والمجاهد ليس من يقاتل الكفار فقط بل المجاهد الكامل من يقاتل
کہ ہاتہہ کا روکنا اسلام ہی کی جہت سی ہی اور مجاہد وہ نہین ہی کہ صرف کفار سی جنگ کیا کری بلکہ مجاہد کامل وہ ہی جو اپنی نفس سی جنگ کر کی

نفسه ويحملها على طاعة الله تعالى ويمنعها عن معصيته تعالى لان نفس الانسان اشد عدوا
اسد تعالی کی فرمان برداری پر لگاوی اور اسد کی نافرمانی سی اوسکو روک دی اس لئی کہ نفس انسانی انسان کا کفار کی نسبت زیادہ تر

معه من الکفار لکون الکفار فی ابعد مکان منه لا ینفق تلاحقهم به وتقاتلهم معه الا احیانا
دشمن ہوتا ہی اسلئی کہ کفار تو اوس سی دور مسافت پر ہوتی ہین اونسی اتفاقا کبھی کبھی مقابلہ اور مقاتلہ پیش آجاتا ہی

بعد حین واما نفسه فانها ابدا تلازمه وتقاتله وتمنعه عن الخیرات والطاعات وتحمله علی
رہا یہہ نفس یہہ تو ہر وقت اسکی ساتھہ لگا ہوا لڑتا رہتا ہی اور خیرات اور طاعات سی روکی جاتا ہی اور

المعاصی وانواع الفسادات ولاشك ان القتال مع العدو الملازم اهم من القتال مع العدو
گناہ اور طرح طرح کی فساد پر رغبت دئی جاتا ہی اور بیشک جنگ پاس کی دشمن کی دشوار ہوتی ہی جنگ دور کی دشمن سی

البعید یشهد لهذا قوله یایها الذین امنوا قاتلوا الذین یلونکم من الکفار فانه تعالی امر المؤمنین
یہہ قول اسکا شاہد ہی ای ایمان والو لڑتی جاؤ اپنی نزدیک کی کافروں سی کیونکہ اللہ تعالی مؤمنوں کو

ان یبتدوا بقتال الکفار الذین کانوا اقرب منهم فاذا فرغوا من الاقرب فلیقاتلوا الابعد والمهاجر
یہہ امر فرماتا ہی کہ پہلی قتال اون کفار سی کرین جو اونسی پاس ہین جب پاس کی کفار سی فارغ ہوجاوین تو دور کی کفار سی لڑین اور مہاجر

لیس من هاجر من مکة الی المدینة قبل فتح مکة فقط حتی تنقطع علی الهجرة بعد فتح مکة بل الهجرة
وہ ہی نہین ہی جو گھر چھوڑکر مکہ سی مدینہ کو چلا گیا فتح مکہ سی پہلی پہلی کہ بعد فتح مکہ کی ہجرت ہو چکی بلکہ ہجرت

باقیة الی یوم القیمة لانها انتقال من الکفر الی الایمان ومن دار الحرب الی دار الاسلام ومن
قیامت تک ہوتی رہی گی اسواسطی کہ ہجرت تو یہہ ہی کفر کو چھوڑکر ایمان حاصل کرنا اور کافروں کی ملک سی مسلمانوں کی ملک مین جانا اور

السیات الی الحسنات وهذه الاشیاء باقیة مادام التکلیف باقیا فالمهاجر الکامل هو الذی
گناہوں کو چھوڑکر حسنات پر عمل کرنا اور یہہ امور تو باقی رہینگی جبتک خطاب الہی باقی ہی پس کامل مہاجر وہ ہی جو

یترك جمیع ما نهی الله تعالی من المعاصی ویشتغل بما امر الله تعالی من محاسن الاعمال کما جاء
تمام ممنوعات شرعی کو ترک کری کوئی ہی گناہ ہو اور اللہ تعالی کی امر بجالانی مین مشغول رہی کیسا ہی نیک عمل ہو چنانچہ

فی حدیث اخر انه علیه الصلوة والسلام قال المهاجر من هجر ما نهی الله تعالی عنه فانه علیه الصلوة
ایک اور حدیث مین آیا ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا مہاجر وہ ہی جو ترک کری وہ کار جو منع کیا ہی اللہ تعالی نی پس پیغمبر صلی اللہ علیہ

والسلام بین فی هذا الحدیث ان الهجرة الکاملة التامة هی هجران الفواحش والمنکرات والجد فی
وسلم نی اسحدیث مین بیان فرمایا کہ پوری اور کامل ہجرت فواحش اور منکرات کی چھوڑنی اور

الطاعات والعبادات لکن ینبغی ان یعلم صحة الطاعات والعبادات موقوفة علی صحة الاعتقاد
طاعت اور عبادت مین کوشش کرنیسی ہوتی ہی لیکن یہہ سمجھنا ضرور چاہئی کہ طاعات اور عبادات کبھی صحیح اور درست نہین ہوتی جبتک اعتقاد درست نہو

لان الایمان اصل والعمل فرع والعبد اذا لم یعرف ما الایمان والهدایة لا یعرف ما الکفر والضلالة
اسواسطی کہ ایمان جڑ ہی اور عمل شاخ اور آدمی کو جب یہہ ہی خبر نہین کہ ایمان اور ہدایت کیا ہوتا ہی تو وہ کیا جانی کہ کفر کیا اور گمراہی کیا ہی

فتارة تجری علی لسانه کلمة التوحید علی طریق الاعتیاد لا بالعلم ولا اعتقاد وتارة یتلفظ
پہر تو کبھی اوسکی زبان پر کلمہ توحید کا آجاویگا عادت کی موافق بدون علم اور اعتقاد کی اور کبھی کلمہ

بالفاظ الکفر ویدخل فی حیز الارتداد ومن کان فی الاعتقاد بهذه المرتبة لو بقی الف سنة
کفر کا بک دیگا جسسی مرتد ہو جاوی اور جسکا اعتقاد اس درجہ کا ہو تو اگر ہزار برس تک

فی الصوم والصلوة لن ینفعه ذلك الاعتقاد یوم العرض الاکبر ومصیره الی النار ومن زعم انه مسلم
روزہ نماز کیا کریگا تو ہرگز ہرگز یہہ اعتقاد پیشی کی دن کچھہ فائدہ نہ دیگا آخر ایسی کا انجام آگ ہی اور جو یہہ گمان کری کہ وہ مسلم ہی

وتقاعد من تعلم قدر ما هو فرض عين عليه من عقائد الايمان لا يوجد فيه من الايمان الا

پھر سستی کری سیکھنی میں عقاید ایمان کی جسقدر اوسپر فرض عین ہی تو اوسمین ایمان کا صرف دعوی ہی دعوی پایا جاتا ہی

مجرد الدعوى وهذا النوع من الايمان انما يظهر فائدته في الدنيا حيث لا يوخذ منه الجزية كما

ایسی ایمان کا فائدہ صرف دنیا ہی میں ہوجاتا ہی اسلئی کہ اوسی خراج نہیں لیا جاویگا جیسی

توخذ من الكفار لكن يتعذر له الوصول في العقبى الى درجة الابرار فان العبد بمجرد الاتيان بكلمة

اور کفار سی لیا جاتا ہی لیکن اسکو درجہ صلحاء کا آخرت مین ملنا بہت دشوار ہی کیونکہ آدمی صرف کلمہ شہادت کا پڑھ کر

الشهادة وتقرير الفاظ الايمان على طريق العادة وعد نفسه من المؤمنين من غير فهم معناها

اور عادت کی موافق الفاظ ایمان کی بول کر اور اپنی آپ کو مؤمنین مین شمار کرکر بدون سمجھنی معنوں کی

لا يصير مؤمنا بينه وبين الله تعالى حتى يصدق بقلبه جميع شرائعه وينقاد في جميع احكامه

خدا کی علم مین مؤمن نہیں ہوسکتا یہانتک کہ اپنی دل سی تمام احکام شرعی کی تصدیق کری اور تمام احکام کا مطیع ہووی

ولا يتشكك ولا يتردد في شئ منها ولوجود هذا التصديق والانقياد في القلب علامات منها ان

اور کسی بات مین اصلا شک اور تردد نہ آوی اور بہت نشانیاں مین کہ جسی یہہ تصدیق اور انقیاد دل مین موجود معلوم ہو ایک یہہ ہی

لا يفرغ عن امر دينه بل يسعى في اصلاحه بتعلمه من اهله والعمل به ومنها ان لا يشق على قلبه

کہ دین کی معاملہ سی نکما ہو کر نہ ہو بیٹھی بلکہ دین کی درستی مین کوشش کرتا رہی اپنی اہل کو سکہاوی اور عمل کرتا رہی اور ایک علامت یہہ ہی کہ اوسکی دلپر دشوار نگذری

اذا اخبر عن شئ من امر دينه ولا يتهاون به ولا يتكبر عنه بل يقبله ويطيعه وان كان ذلك الامر

جب امور دینی مین سی کوئی سا حکم سنی اور اوسکو حقیر نہ سمجھی اور اوسی گردن کشی نکری بلکہ اوسکو مان لی اور اطاعت کری اگرچہ وہ حکم کیسا ہی

في غاية الصعوبة والمخبر في غاية الحقارة ومنها ان لا يكون له هواه اميرا والشرع تابعا له بان

سخت دشوار ہو اور وہ حکم سنانیوالا کیسا ہی ذلیل و خوار ہو اور ایک یہہ نشانی ہی کہ اوسکی ہوا و نفسانی حاکم نہو جاوی اور شرع اوسکی تابع نہ بنی اسطرح

لا ياخذ من الشرع شيئا الا ما يوافق هواه بل يجب ان يكون له الشرع اميرا وهواه اسيرا له فلا ياخذ

کہ شرعی احکام مین سی وہ ہی اختیار کیا کری جو اوسکی مرضی کی موافق ہو بلکہ واجب ہی کہ شرع ہی اوسکی حاکم اور اوسکی ہواو ہوس مقید ہو بہر

من هواه ومراده شيئا الا باذن الشرع وان كان فيه نقصان المال والجاه والعرض كما اخبر به النبي

اپنی خواہش مین سی بدون اجازت شرع کی کچھ اختیار نہ کرسکی اگرچہ اسمین مال اور مرتبہ کا نقصان ہوجا اور عزت بگڑ جاوی چنانچہ نبی صلی الله

عليه السلام وقال لا يؤمن احدكم حتى يكون هواه تبعا لما جئت به فاذا وجد في العبد تلك العلامات

علیہ وسلم نی خبر دی ہی فرمایا کہ کوئی تم مین سی مؤمن نہوگا جبتک کہ اوسکی مرضی تابع میری احکام کی نہو جاوی جب آدمی مین یہہ علامات موجود ہو جاوین

كان مؤمنا حقا وهذا هو الايمان المنجي من العذاب الابدي لكن بشرط التحفظ من جميع ما يهدم هذا

تو وہ بیشک مؤمن حقیقی ہی اور یہہ ہی ایمان ہی جو عذاب ابدی سی نجات دیتا ہی لیکن بشرطیکہ بچا رکھی تمام ایسی حالات سی جو اس تصدیق کو

التصديق وينافيه مما يجري على قلبه ولسانه وسائر جوارحه مما يوجب الكفر فان الايمان لا يزول الا

بگاڑ دیں اور کہو دین وہ خطرات دلی اور زبانی اور تمام اعضا کی ہن جن جن سی کفر لازم آجاوی کیونکہ ایمان بدون کفر کی نہیں گم ہوتا

بالكفر والكفر ثلثة انواع النوع الاول كفر جهلي وسببه عدم الاصغاء وعدم الالتفات وعدم التامل

اور کفر تین قسم کا ہوتا ہی پہلی قسم کفر جہلی ہوتا ہی اوسکا سبب یہہ ہی نہ سننا اور توجہ نکرنی اور غور اور فکر نہ کرنا

في الايات والدلائل مثل كفر العوام فان اكثرهم لا يعرفون ما وجب عليهم معرفته من عقائد الايمان

آیات مین اور دلائل مین جیسی کفر عام لوگون کا کیونکہ اکثر عوام یہہ بھی نہیں جانتی کہ اونپر کون کون سی عقاید ایمانی کا سمجھنا واجب ہی

بل بعضهم ینطق بکلمتی الشهادة لکن لا یعرف معناهما ولا یمیز بین الله تعالی ورسوله والنوع الثانی

بلکہ بعضی لوگ شہادت کی دونو کلمے تو پڑہتے ہین پر اونکی معنی نہین جانتے اور اللہ مین اور اوسکی رسول مین تمیز نہین کرتے دوسری قسم کفر

کفر جحودی وسببه اما الاستکبار مثل کفر فرعون وملائه او خوف زوال الریاسة وعدم الوصول

انکاری ہوتا ہی اسکا سبب یا تو خود بینی اور تکبر جیسے کفر فرعون اور اوسکی امراء کا یا خوف ریاست کی جاتی رہنے کا اور سرداری میسر نہونے کا

الیها مثل کفر هرقل او خوف الذم والتعییر مثل کفر ابی طالب والنوع الثالث کفر حکمی وهو الذی

جیسے کفر ہرقل کا یا خوف بدنامی کا اور شرم جیسے کفر ابو طالب کا اور تیسرے قسم کفر حکمے ہوتا ہی یہہ وہ کفر ہی

جعله الشرع من علامات التکذیب کشد الزنار وسجود الصنم او کان عن استخفاف ما یجب تعظیمه

جسکو شرع نے نشانی تکذیب کی مقرر کی ہی جیسے جنیئو کا گلے مین ڈالنا اور بت کو سجدہ کرنا اور حقارت کرنی اون چیزون کی جنکی شرع مین تعظیم ہی

کالقاء المصحف فی المزبلة واستهزاء العلم والعلماء وما هو من امور الدین وعن استحلال ما حرم

نعوذ باللہ جیسے مصحف کوڑی مین ڈالدینا اور علم اور علماء اور اور امور دینی کا ٹھٹھا کرنا یا حرام لعینہ کو جسکی

لعینه وثبت حرمته بدلیل قطعی کالزنا وشرب الخمر ومن فعل شیئا من ذلك یحبط جمیع اعماله

حرمت دلیل یقینی سے ثابت ہوچکی ہو حلال سمجھنا جیسے زنا اور شراب کا پینا اور جسنے اس مذکورات مین سے کوئی سا کیا اوسکی تمام عمل سوخت ہوجاتی ہین

الدینیة فیلزم تجدید النکاح وتکرار الحج ان کان قادرا بعد التوبة واما غیر تلك الذنوب صغیرة

پہر نئے سرسے نکاح کرنا چاہئے اور حج پہر ادا کرنا چاہئے اگر بعد توبہ کی مقدور رکہتا ہو اور سوای ان مذکورات کی باقی کی گناہونسے

کانت او کبیرة فلا یخرج المؤمن بفعلها من الایمان بل یکون فاسقا لکن یخاف علیه امر عظیم

صغیرہ ہون یا کبیرہ تو مرد مؤمن کسی گناہ کی شامت سے ایمان سے خارج نہین ہوتا بلکہ فاسق ہوجاتا ہی لیکن اوسپر مرتی دم بڑا اندیشہ ہی

عند النزع ان کان مصرا علیها ولم یتب عنها لما روی انه علیه السلام قال المعاصی برید الکفر

اگر وہ شخص گناہ پر جم رہا تہا اور توبہ نہین کی ہی اسلئے کہ روایت ہی کہ فرمایا رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے گناہ کفر کی ایلچی ہوتی ہین

فعلی هذا یجب علی کل مؤمن ان یتوب عن الذنوب کلها فی الحال لان التوبة عن الذنوب صغیرة کانت

اس حدیث کی موافق ہر مؤمن پر واجب ہی کہ تمام گناہونسے ابہی فی الحال توبہ کرے کیونکہ توبہ کرنا گناہونسے صغیرہ ہون

او کبیرة واجبة علی الفور اما وجوبها فلقوله تعالی وَتُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَ الْمُؤْمِنُونَ ولقوله تعالی

یا کبیرہ فی الفور ترت واجب ہی وجوب توبہ کا اس آیت سے ثابت ہی توبہ کرو اللہ کی آگے سب ملکر اے ایمان والو اور اس آیت سے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تُوبُوا إِلَى اللَّهِ تَوْبَةً نَصُوحًا فانه تعالی قد امر فی هاتین الایتین بالتوبة والامر للوجوب

اے ایمان والو توبہ کرو اللہ کی طرف صاف دل کی توبہ بیشک اللہ تعالی نے ان دونو آیتون مین توبہ کا حکم فرمایا اور امر واسطی وجوب کی ہوتا

فیکون التوبة واجبة واما وجوبها علی الفور فلئلا یلزم بالتاخیر الاصرار المحرم الذی یؤدی الی الهلاك

سو توبہ واجب ہوگئی اور توبہ کا ترت واجب ہونا اسلئے ہی تاکہ تاخیر کرنیسے اصرار حرام نہوجاوے جسکا انجام ہلاکت ہوتا ہی

لما روی عن ابن عباس انه علیه السلام قال هلك المسوفون والمسوف من یقول سوف اتوب وفی حدیث

اسلئے کہ روایت ہی ابن عباس رض سے کہ فرمایا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے ہلاک ہوئے دیر اور تاخیر کرنیوالے اور مسوف اوسکو کہتے ہین جو یہہ کہا کرے ابہی توبہ کرونگا

اخر انه علیه الصلوة والسلام قال کل بنی ادم خطاء وخیر الخطائین التوابون فلابد للمؤمن

کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمام بنی آدم بڑے ہی خطاوار ہین اور خطاوارون مین سے اچہے وہ ہین جو بہت توبہ کرتے ہین پس مؤمن کو

ان یداوم علی التوبة لیکون من التوابین فانه تعالی دعا عباده المؤمنین بعد ما اذنبوا الی التوبة

لازم ہی کہ ہمیشہ توبہ کرتا رہے تاکہ ثواب مین داخل ہووے کیونکہ اللہ تعالی نے اپنی مؤمن بندون کو بعد گناہ کرنی کی توبہ کی ہدایت کی ہی

وامرهم بها وسماهم المؤمنين ثم بين ما لهم من الكرامة والمغفرة فقال عسى ربكم ان يكفر عنكم
اور توبہ کا حکم کیا ہی اور انکو مؤمن کہکر پکارا ہی پہر بیان فرمایا جو اونکی ہی عزت اور بخشش ہوگی سو فرمایا شاید تمہارا رب اوتارے تسی تمہاری

سيئاتكم ويدخلكم جنت تجري من تحتها الانهر وقال في اية اخرى والذين اذا فعلوا فاحشة
برائیان اور داخل کری تمکو باغون مین جنکی نیچی بہتی نہرین اور فرمایا ایک اور آیت مین اور وہ لوگ جب کر بیٹھین کچہہ کہلا گناہ

او ظلموا انفسهم ذكروا الله فاستغفروا لذنوبهم ومن يغفر الذنوب الا الله ولم يصروا على ما
یا برا کرین اپنی حق مین تو یاد کرین اللہ کو اور بخشش مانگی اپنی گناہون کی اور کون ہی گناہ بخشتا سوای اللہ کی اور نہ اڑجاوین اپنی

فعلوا وهم يعلمون اولئك جزاؤهم مغفرة من ربهم وجنت تجري من تحتها الانهر خلدين
کئی پر جانتی ہوئی اونکی جزا ہی بخشش اونکی رب کی اور باغ جنکی نیچی بہتی نہرین رہ پڑی اونمین

فيها ونعم اجر العملين ثم اخبر انه يحبهم لتطهرهم بالتوبة عن انجاس الذنوب فقال ان الله يحب
اور خوب مزدوری ہی کام کرنیوالون کی پہر یہہ خبر دی کہ اوسکو پسند ہی کہ اونکو پاک کری توبہ کرا کر گناہون کی نجاست سی سو فرمایا بیشک اللہ کو خوش آتی ہین

التوابين ويحب المتطهرين فاذا كان كذلك فكيف لا يشتغل المؤمن بالتوبة وكيف ينفك عنها لكن
توبہ کرنیوالی اور خوش آتی ہین ستہرائی والی جب یہہ ٹہرا تو مؤمن ہوکر توبہ کیونکر نکریگا اور توبہ سی کیسی جدا ہوگا لیکن

لها اربعة شروط ان اختل شرط منها لا يتحقق التوبة الاول الندم بالقلب على فعل من الذنوب في
توبہ کی چار شرطین ہین اگر ایک بہی شرط جاتی رہی گی تو توبہ کا پتا نہین پہلی دل سی شرمندہ ہونا گناہون کی کرنی پر

الماضي والثاني ترك المعصية في الحال والثالث العزم على ان لا يعود الى مثلها في الاستقبال والرابع
زمانہ گذشتہ مین دوسری فورًا گناہ کو ترک کرنا تیسری عزم کرنا کہ آیندہ کو پہر کبہی ایسی حرکت نکرونگا چوتہی

ان يكون ذلك خوفا من الله تعالى لا لامر اخر فان من ندم على شرب الخمر وتركه لما فيه من الصداع
یہہ کہ تینون امر اللہ تعالی کی خوف سی ہون کسی اور سبب سی نہون کیونکہ اگر کوئی شخص شراب پی کر نادم ہوا اور اوسکو ترک کیا اسلئی کہ اوسی سر درد ہوتا ہی

وزوال العقل والخلل بالمال والعرض لا يكون تائبا شرعا ولا ينال الثواب الموعود للتائبين وكذلك
اور بہکتا ہی اور مال تلف ہوتا ہی اور عزت جاتی ہی تو شرعًا یہہ شخص تائب نہین ہی اور جو ثواب تائب کی واسطی مقرر ہی یہہ نہین پاویگا اور ایسی ہی

من قال بلسانه استغفر الله وقلبه مصر على المعصية فاستغفاره ذلك يحتاج الى استغفار مقارن
جسنی زبان سی کہا استغفر اللہ اور دل اوسکا گناہ پر اڑا رہا تو ایسی توبہ سی شرمندہ ہوکر توبہ کرنی چاہئی

بالندم لما روي ان عليا راى رجلا قد فرغ من صلاته وقال سريعا اللهم اني استغفرك واتوب اليك
کیونکہ روایت ہی کہ حضرت علی نی ایکو دیکہا کہ اوسی نماز سی فارغ ہوتی جلدی سی یہہ کہا الہی مین تجہہ سی بخشش مانگتا ہون اور تیری طرف رجوع کرتا ہون

فقال علي يا هذا ان سرعة اللسان بالاستغفار توبة الكذابين وتوبتك تحتاج الى توبة وعن الحسن
پس حضرت علی نی کہا ای شخص جلدی سی زبان توبہ پر چلانی جہوٹہون کی توبہ ہوتی ہی تیری یہہ توبہ قابل توبہ کی ہی اور حسن

البصري انه قال استغفارنا يحتاج الى استغفار قال القرطبي هذا قوله في زمانه فكيف في هذا الزمان
بصری سی روایت ہی کہ کہتی تہی ہماری توبہ قابل توبہ کرنی کی ہی قرطبی کہتی ہین یہہ قول حسن بصری کا اونکی زمانہ مین ہی پس اس زمانہ کا تو کیا حال ہی

الذي يرى الانسان فيه مكبا على الظلم حريصا عليه ولا يقلع عنه والسبحة في يده يزعم انه يستغفر
کہ ہم دیکہتی ہین انسان کو کہ حرص کا مارا ظلم پر دہکا چلا جاتا ہی اور ہرگز باز نہین آتا اور تسبیح ہاتہہ مین لی ہوئی ہی اس خیال پر کہ توبہ کریگا

منه وذلك استهزاء منه واستخفاف ولما روي انه عليه السلام قال المستغفر باللسان المصر على
اب یہہ ٹہٹہا اور حقارت ہی چنانچہ روایت ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا کہ زبانی توبہ کرنیوالا گناہ پر لگا ہوا

الذنب

الذنب کالمستهزئ بربه وانما التوبة ان یستغفر بلسانه وینوی بقلبه ان لا یعود الی الذنب اصلا

گویا اپنی رب سی ٹھٹھا کرتا ہی اور توبہ یہہ ہوتی ہی کہ زبانسی بخشش مانگی اور دل سی یہہ نیت کری کہ پہر کبھی نافرمانی نکرونگا

فاذا فعل ذلك یغفر الله ذنبه وان کان ذنبه عظیما اذ لیس ذنبا اعظم من الکفر وقد قال الله تعالی

جب ایسی توبہ کرتا ہی تو اسد تعالی اوسکی خطا معاف کردیتا ہی کیسا ہی گناہ ہو کیونکہ کفر سی بڑا کوئی گناہ نہین ہی اور اسد کافرون کی حق مین

فی حق اهل الکفر قُلْ لِّلَّذِیْنَ کَفَرُوْآ اِنْ یَّنْتَهُوْا یُغْفَرْ لَهُمْ مَّا قَدْ سَلَفَ فما ظنك فیما دونه من المعاصی

یہہ فرماتا ہی تو کہدی کافرون کو اگر باز آوین تو معاف ہوا انکو جو ہو چکا پہر تو کیا سمجھتا ہی کفر سی کمتر گناہون کو

وقد روی انه علیه السلام قال لو اخطأ احدکم حتی یملأ ما بین السماء والارض ثم تاب تاب الله علیه

اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا اگر تم مین سی کوئی شخص اتنی گناہ کری کہ بہر جاوی میدان آسمان اور زمین کا پہر وہ توبہ کری تو اسد اوسپر رحمت کرتا ہی

وفی حدیث اخر انه علیه الصلوة والسلام قال ان العبد اذا اعترف ثم تاب تاب الله علیه یعنی انه اذا

اور ایک اور حدیث مین ہی کہ نبی صلی اسد علیہ وسلم نی فرمایا کہ بندہ جب خطا کا اقرار کرتا ہی پہر توبہ کرتا ہی تو اوسپر اسد تعالی رحمت کرتا ہی مراد یہہ ہی

اقر بکونه مذنبا ثم ندم علی ما فعل من الذنوب وعلی ما اکتسب من السیات وعزم ان لا یعود الی مثله

کہ اپنی تئین خطاوار کہہ کر پہر گناہ کئی ہوئی پر اور برائی کمائی ہوئی پر شرمندہ ہووی اور آگی کو یہہ عزم کری کہ پہر ایسی حرکت نکرونگا

یقبل الله تعالی توبته ویتجاوز عن سیاته لکن ینبغی ان یعلم ان الذنب علی نوعین ذنب بینه و

تو اسد تعالی اوسکی توبہ قبول کرتا ہی اور اوسکی خطاسی درگذر فرماتا ہی لیکن یہہ سمجھنا چاہئی کہ گناہ دو قسم کی ہوتی ہین ایک تو صرف حقوق الہی

بین الله تعالی وذنب بینه وبین العباد فالذنب الذی بینه وبین الله تعالی یکفی فیه الاستغفار

دوسری حقوق العباد پہر جو گناہ صرف حقوق اسد کی ہین تو اوسمین کفایت کرتی ہی توبہ

باللسان والندم بالقلب والعزم علی ان لا یعود فاذا فعل ذلك لا یبرح من مکانه حتی یغفر له ذنبه

زبانسی اور ندامت دل سی اور یہہ عزم کرنا کہ پہر کبھی نکرونگا جب ایسی توبہ کرچکا تو فورًا اوسی جگہہ اوسکی خطا معاف ہوجاتی ہی

الا ان یکون علیه شئ من فرائض الله تعالی فان الشرع لا یکتفی فیه بمجرد التوبة بل اضاف الی ذلك

ہان اگر اوسکی ذمہ کچہہ فرائض الہی مین سی بہی ہو تو اس صورت مین شرع نی صرف توبہ پر اکتفا نہین کیا بلکہ اوس توبہ کی ساتہہ

فی البعض قضاء کالصلوة والصوم وغیرهما وفی البعض کفارة واما حقوق الادمیین فلا بد من ایصالها

بعضی فرائض کا قضا چاہی جیسی نماز اور روزہ اور بعضی مین کفارہ چاہئی رہی حق العباد اسمین ضرور ہی کہ وہ حق مستحق کی پاس

الی مستحقها فان لم یوجدوا یلزم تصدقها عنهم بنیه ان یکون ودیعة عند الله تعالی یوصلها

پہنچادی اور اگر وہ مستحق نملین تو لازم ہی کہ اونکو اونکی طرف سی خیرات کردی اس نیت سی کہ اسد تعالی یہہ امانت قیامت کی دن

الی اصحابها یوم القیمة فمن لم یجد سبیلا لخروجه عما علیه من التبعات لاعساره فعلیه ان یکثر

انکی مستحق کو پہنچادی اور جو شخص ماری تنگدستی کی کوئی راہ نپاوی حقوق العباد کی ادا کا تو اوسکو یہہ لازم ہی

من الاعمال الصالحت ویستغفر لمن ظلمه من المؤمنین والمؤمنت فی اکثر الاوقات فانه اذا فعل

کہ اعمال صالح بہت کری اور اپنی مظلومون مؤمن مرد اور مؤمن عورتون کی لئی اکثر اوقات بخشش کی دعا کیا کری جب یہہ عمل کریگا

کذلك یرجی من فضل الله تعالی ان یرضی خصماءه یوم القیمة بلطفه وکرمه المجلس الحادی عشر

تو اسد تعالی کی فضل سی امید ہی کہ قیامت کی دن اسکی مدعیون کو اپنی لطف اور کرم سی راضی کردی گیارہوین مجلس

فی بیان افضل الذکر وافضل الدعاء قال رسول الله صلی الله علیه وسلم

افضل ذکر اور افضل دعا کی بیان مین فرمایا رسول اسد صلی اسد علیہ وسلم نی

افضل الذكر لا اله الا الله وافضل الدعاء الحمد لله هذا الحديث من حسان المصابيح رواه جابر

سب ذکروں میں سے بہتر ہے لا اله الا الله اور سب دعاؤں میں سے بہتر ہے الحمد لله یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثوں میں سے ہے جابر کی روایت سے

وانما جعل فيه الحمد لله من افضل الدعاء لان الدعاء عبارة عن ذكر العبد ربه وسواله عنه فضله

اور الحمد لله سب دعاؤں سے افضل اسلئے ٹھیری کہ دعا اسکو کہتے ہیں کہ بندہ اپنے رب کو یاد کرکر اوس سے فضل کا سوال کرے

ففي الحمد لله هذا المعنى موجود اذ فيه ذكر الرب وطلب المزيد لانه راس الشكر والعمدة فيه لقوله عليه السلام الحمد لله راس الشكر ما شكر الله عبد لم يحمده

سو الحمد لله میں یہہ معنی موجود ہیں اسواسطے کہ اسمیں رب کی یاد ہے اور ترقی کی طلب ہے اسلئے کہ الحمد لله اصل ہے شکر میں اور عمدہ ہے واسطے فرمانے رسول الله صلی الله علیہ وسلم کی

والشكر يستلزم المزيد لقوله تعالى لئن شكرتم لازيدنكم فمن قال الحمد لله يصير كانه سئله عنه

اور شکر سے ترقی ہوا کرتی ہے واسطے فرمود الله تعالی کی اگر حق مانوگی تو اور دونگا تمکو پہر جسنے الحمد لله کہا گویا اوسنے الله تعالی سے

تعالى زيادة فضله بعد الثناء عليه واما كون لا اله الا الله من افضل الاذكار فلان فيه معنى لا يوجد

ثنا کرکر فضل کی ترقی طلب کی اور لا اله الا الله جو تمام ذکروں میں افضل ہے تو اسلئے کہ اسمیں وہ معنی ہیں

في ذكر غيره وبمعرفة ذلك المعنى يحصل للمكلف جميع ما يجب عليه معرفته في حقه تعالى وذلك المعنى

جو اور ذکروں میں نہیں پائی جاتی اور ان معنوں کی دریافت کرنے سے مکلف کو حاصل ہوجاتی ہیں جو جو واجب ہے دریافت کرنا بہ نسبت ذات باریتعالی کی اور وہ معنی

اثبات الالوهية له تعالى ونفيها عما عداه ويندرج في معنى الالوهية جميع ما يجب على المكلف معرفته

ربوبیت کا ثابت کرنا واسطے الله تعالی کی اور الوہیت کا سلب کرنا ماسوا الله سے اور الوہیت کی معنوں میں تمام باتیں آگئیں جنکا جاننا مکلف کو ضرور ہے

مما يجب في حقه تعالى وما يستحيل عليه وما يجوز له لان الالوهية تشتمل على معنيين احدهما

اوصاف الہی سے جو واجب ہیں اور جو محال ہیں اور جو جایز ہیں الله تعالی کی حق میں اسلئے کہ الوہیت میں دو معنی ہیں ایک تو

استغناؤه تعالى عن جميع ما سواه والثاني افتقار جميع ما عداه اليه تعالى فعلى هذا يكون معنى كلمة

الله کا بے نیاز ہونا تمام اپنے ماسوا سے اور دوسرے تمام ماسوا کا محتاج ہونا الله تعالی کی طرف اس تقریر کی موافق معنی کلمہ

التوحيد لا مستغني عن جميع ما سواه ولا مفتقر اليه جميع ما عداه الا الله تعالى اما استغناؤه تعالى

توحید کی یہہ ہیں کہ نہیں ہے کوئی بے نیاز تمام ماسوا اپنے سے اور نہیں ہے کوئی محتاج الیہ تمام ماسوا اپنے کا سواء الله تعالی کی الله تعالی کی بے نیازی

عن جميع ما سواه فيوجب له تعالى الوجود والقدم والبقاء اذ لو لم تجب له تعالى هذه الصفات

تمام ماسوا سے جو ہے اسی واجب ہوا کہ الله تعالی موجود اور قدیم اور باقی ہے اسلئے کہ یہہ صفتیں اگر الله تعالی کو بضرورت ثابت نہوجاویں

لكان محتاجا الى محدث لان انتفاء شئ عن هذه الصفات يستلزم الحدوث وكل حادث مفتقر

تو بیشبہ وہ محدث کا محتاج ہوگا اسواسطے کہ ان صفتوں میں سے جونسی نہوگی تب ہی حدوث لازم آویگا اور ہر حادث محدث کا محتاج

الى محدث وكذا يوجب له تعالى التنزه عن النقائص ويدخل في التنزه عن النقصان وجوب السمع و

ہوتا ہے اور ایسی ہی واجب ہوا الله تعالی کا بری ہونا نقصان سے اور نقصان سے بری ہونے میں آگئی واجب ہونا سمع اور

البصر والكلام اذ لو لم يجب له تعالى هذه الصفات لكان متصفا بالنقائص ومحتاجا الى من يدفع

بصر اور کلام کا اسلئے کہ الله تعالی کو اگر یہہ صفتیں واجب نہونگی تو البتہ اوسمیں نقصان کی باتیں پائی جاوینگی اور محتاج ہوگا ایسی کا جو اوس

عنه تلك النقائص وكذا يوجب له تعالى التنزه عن الاغراض في افعاله واحكامه اذ لو لم يجب

نقصان کو دور کرے اور ایسے ہی واجب ہوا پاک ہونا الله تعالی کا غرض سے افعال اور احکام میں اسلئے کہ اگر واجب نہو

له تعالى التنزه عن الاغراض لكان محتاجا الى ما يحصل به غرضه وكذا يوجب له تعالى ان لا يجب

الله کا پاک ہونا غرض سے تو بیشک محتاج ہوگا ایسی شئ کا جس سے اوسکی غرض حاصل ہو ایسی ہی ضرور ہوا الله تعالی ذمہ پر کچہہ واجب نہوتا

عليه

علیه فعل شیٔ من الممکنات ولا ترکه اذ لو وجب علیه شیٔ منهما لکان محتاجا الی ذلک الشیٔ
کسی فعل کا ممکنات مین سی کرنا اور نہ کرنا اسلئی کہ اگر واجب ہوا اوسکی ذمہ پر کچھہ ان دونون مین سی تو البتہ محتاج ہوگا اوس شیٔ کا
لیکمل به اذ لا یجب له تعالی الا ما هو کمال واما افتقار جمیع ما عداه الیه تعالی فیوجب له تعالی
تاکہ اوس شیٔ کا کامل بن جاوی اسواسطی کہ اللہ تعالی کو صفات کال ہی واجب ہوتی ہین اور تمام ممکنات ماسوی اللہ کی محتاج ہونی سی اللہ کی طرف واجب ہوا
القدرة والارادة والعلم والحیوة اذ لو لم یجب له تعالی هذه الصفات لکان عاجزا عن ایجاد شیٔ
اللہ تعالی کا قدیر اور صاحب ارادہ اور علیم اور حی ہونا اس لئی کہ یہہ چارون صفت اگر اللہ تعالی کو واجب نہون تو وہ تمام ممکنات کی پیدا کرنی سی
من الممکنات وکذا یوجب له الوحدانیة اذ لو لم یجب له تعالی الوحدانیة بل کان معه غیره فی
عاجز ہوگا اور ایسی ہی وحدانیت بھی واجب ہوتی ہی اسلئی کہ اگر وحدانیت نہو بلکہ اوسکی ساتھہ ایک اور اللہ سوای اوسکی ہو
الالوهیة لم یفتقر الیه شیٔ من الممکنات للزوم عجزهما ویوخذ من افتقار جمیع ما عداه الیه تعالی
تو پہر کوئی شیٔ ممکنات مین سی اوسکی محتاج نہوگی کیونکہ بسبب ایک کی دونو عاجز ہوجاینگی اور جب تمام ممکنات ماسوی اللہ کی
حدوث العالم باسره اذ لو کان شیٔ منه قدیما لکان مستغنیا عنه تعالی غیر مفتقر الیه ویوخذ منه
اوسکی محتاج ہوئین تو اسی معلوم ہوا کہ عالم تمام حادث ہی اسلئی کہ عالم مین سی کچھہ بھی اگر قدیم ہو تو وہ اللہ تعالی سی بی پرواہ ہوگا اوسکی طرف محتاج نہوگا اور یہہ بہی
ایضا ان لا یوثر شیٔ من المخلوقات فی اثر ما اذ لو کان فی شیٔ من المخلوقات تاثیر فی اثر ما لکان ذلک الاثر مستغنیا عنه تعالی غیر مفتقر
معلوم ہوا کہ کسی چیز کو مخلوقات مین سی کسی امر مین کچھہ اثر نہو اسلئی کہ اگر مخلوقات مین سی کسی شیٔ کو کچھہ اثر مستقل ہوتا تو البتہ وہ اثر اللہ تعالی کا محتاج نہ ہوتا
الیه فعلی هذا کل من یقول لا اله الا الله یصیر کانه یقول لا واجب الوجود الا الله تعالی ولا واجب
بلکہ بی نیاز ہوتا اس تقریر کی موافق جو شخص لا اله الا الله پڑھتا ہی گویا کہ وہ یہہ کہتا ہی کوئی واجب الوجود نہین سوای اللہ تعالی کی اور نہ کوئی واجب
القدم والبقاء الا الله ولا قادر علی ایجاد الممکنات کلها الا الله ولا عالم بما لا یتناهی من المعلومات
القدیم اور باقی سوای اللہ تعالی کی اور نہ کوئی قدرت والا تمام ممکنات کی پیدایش پر سوای اللہ تعالی کی اور نہ کوئی داننده معلومات بی انتہا کا
الا الله ولا منزه عن جمیع النقائص ولا عن الاغراض فی افعاله واحکامه الا الله ولا موثر فی شیٔ من
سوای اللہ تعالی کی اور نہ کوئی بری تمام نقصانون سی اور نہ غرض سی اپنی افعال اور احکام مین سوای اللہ تعالی کی اور نہ کوئی اثر کرنیوالا کسی شیٔ مین
المخلوقات الا الله وعلی هذا القیاس کل ما وجب فی حقه تعالی واستحال علیه وجاز له فقد
مخلوقات مین سی سوای اللہ تعالی کی اسیطرح جو جو صفات اللہ تعالی کو واجب ہین اور جو جو اوسکی حق مین محال ہین اور جو جو جایز ہین
ظهر من هذا ان فهم معنی کلمة التوحید یتوقف علی معرفة الله تعالی ومعرفة الله تعالی
اس سی ظاہر ہوا کہ کلمہ توحید کی معنون کو سمجہنا معرفت الہی پر موقوف ہی اور معرفت الہی
لیست ضروریة حتی یحصل بالبداهة کمعرفة کون الواحد نصف الاثنین بل انما تحصل
بدیہی یعنی ظاہر نہین ہی تاکہ خود بخود معلوم ہوجاوی جیسی ایک کو دو کا آدہا جانتی ہین بلکہ استدلال سی
بالاستدلال الذی هو النظر فی الدلیل فیکون النظر واجبا لانه تعالی امر به وقال انظروا ماذا
معلوم ہوسکتا ہی جسکو نظر فی الدلیل کہتی ہین پس استدلال کرنا واجب ہوا چنانچہ اللہ تعالی نی بہی ارشاد کیا ہی فرمایا دیکہو کیا کیا
فی السموت والارض فمن ترکه یکون اثما لانه اعطی الانسان نعمة العقل فیستدل به علی وجوده
موجود ہی آسمانون اور زمین مین پہر جسنی استدلال کو ترک کیا وہ گنہگار ہوگا اسلئی کہ اللہ تعالی نی آدمی کو عقل کی نعمت اسی واسطی عطا کی ہی کہ اوسکی وجود ثابت کری
وقدمه ووحدته وسائر صفاته التی تدل علیها افعاله وهی القدرة والارادة والعلم والحیوة
اللہ کا وجود اور قدم اور وحدانیت اور تمام وہ صفات جن پر اوسکی افعال دلالت کرتی ہین اور وہ صفات قدرت اور ارادہ اور علم اور حیات ہی

فاذا لم یستدل به لایکون مؤدیا شکر نعمة العقل فیکون اثما فیبقی فی مشیة الله تعالی
پہر اگر اسنی اوس عقل سی استدلال نکیا تو اوسنی عقل کی نعمت کا شکر ادا نکیا پس یہہ گنہگار ہوگا پہر مشیت الٰہی مین رہیگا

ان شاء یعفو عنه ویدخله الجنة بلا عذاب وان شاء یعذبه بقدر ذنبه ثم یدخله الجنة
چاہی اسکو معاف کرکر جنت مین بلا عذاب داخل کری اور اگر چاہی اوسکی خطا کی موافق اوسکو عذاب دیکر جنت مین داخل کری

فعلی هذا یجب علی کل مؤمن ان یعتنی فی معرفة الله تعالی حتی تیسر له فهم معنی کلمة التوحید
اب ہر مؤمن پر واجب ہی کہ معرفت الٰہی مین کوشش کیا کری تاکہ اوسکو سمجھنا کلمہ توحید کی معنوں کا سہل ہوجاوی

التی هی ثمن الجنة وسبب الخلاص من العذاب المؤبد وقد نص العلماء علی لزوم فهم معناها
جو کہ جنت کی قیمت اور دائمی عذاب سی رستگاری کا باعث ہی اور علماء صاف کہہ گذری مین کہ سمجھنا معنوں کا لازم ہی

والا لاینتفع بها متلفظها فی الانقاذ من الخلود فی النار اذ لیست فضیلتها بازاء تحریك اللسان
اور نہین تو زبانی پڑہنی سی اصلا فائدہ نہین ہی کہ دائمی آگ کی عذاب سی بچی اسواسطی کہ اوسکی فضیلت زبان ہلانی سی نہین ہوتی ہی

بها من غیر حصول معناها فی القلب بل فضیلتها بازاء حصول معناها فی القلب بسبب
جبتک کہ اوسکی معنی دلمین نہ حاصل ہون بلکہ اوسکی فضیلت یہہ ہی کہ اوسکی معنی بسبب معرفت الٰہی کی دلمین متیقن ہون

معرفة الله تعالی ولیس المراد من معرفة الله تعالی معرفة ذاته لان ذاته تعالی لیست معلومة
اور معرفت الٰہی سی مراد یہہ نہین ہی کہ اوسکی ذات کو دریافت کری اسلئی کہ اوسکی ذات تو بشر کو معلوم نہین ہوسکتی

للبشر بل المراد بها معرفة ما یجب فی حقه تعالی وما یستحیل علیه وما یجوز له لیعلم من
بلکہ معرفت سی یہہ مراد ہی کہ یہہ دریافت کری کہ الله تعالی کی حق مین کیا تو واجب ہی اور کیا محال ہی اور کیا جایز ہی تاکہ دریافت کرلی

ینطق بها ما نفی عن غیره تعالی وما اثبت له فانها مرکبة من نفی واثبات فالمنفی کل فرد من
کلمہ پڑہنی والا کیا صفت نفی کیا چاہی غیر الله سی اور کیا ثابت کیا چاہی الله تعالی کو کیونکہ کلمہ مرکب ہی نفی اور اثبات سی پس نفی کرنا تو ہر ہر فرد

افراد حقیقة الاله سوی الله تعالی والمثبت فرد واحد من تلك الحقیقة وهو الله تعالی ومعنی
معبود حقیقی کا ہی سوای ذات الٰہی کی اور مثبت ایک فرد واحد ہی معبود حقیقی مین سی کہ وہ ذات الٰہی ہی اور معنی

الاله هو الواجب الوجود المستحق للعبادة وهذا المعنی کلی یقبل بحسب مجرد ادراکه ان یصدق
اله کی یہہ ہی ہین کہ واجب الوجود ہو سزاوار عبادت کا اور یہہ معنی کلی ہین کہ صرف باعتبار ادراک کی ہوسکتا ہی کہ بہت افراد پر صادق

علی کثیرین لکن الدلیل القطعی یدل علی استحالة التعدد فیه وکونه خاصا بذات الله تعالی وذلك
آوی پہر دلیل قطعی سی معلوم ہوا کہ تعدد اسمین محال ہی اور یہہ صفت خاص ہی ذات الٰہی کو اور وہ

الدلیل وجود العالم فانه لکونه حادثا محتاجا الی محدث یدل علی ان له موجدا قدیما واحدا
دلیل عالم کا وجود ہی بیشک یہہ عالم حادث محدث کا محتاج ہوکر دلالت کرتا ہی کہ اوسکا ایک موجد ہی قدیم واحد

متصفا بالقدرة والارادة والحیوة والعلم لانه لو لم یکن قدیما بل کان حادثا لکان محتاجا الی
اور قدیر اور صاحب ارادہ اور حی اور علیم اسلئی کہ اگر قدیم نہو بلکہ حادث ہو تو البتہ محدث کا محتاج ہوگا

محدث فیلزم الدور او التسلسل وکلاهما محال ولو لم یکن واحدا بل کان اکثر من واحد لوقع بینهما
پہر دور یا تسلسل لازم آویگا اور یہہ دو محال ہین اور اگر واحد نہو بلکہ ایک سی زیادہ کئی ہون تو بیشک اونکی آپسمین

التمانع المقتضی لعدم وجود العالم ولو لم یکن متصفا بالقدرة والارادة والعلم والحیوة لکان
روک ٹوک واقع ہوگی جسی عالم موجود نہوسکی اور اگر قدرت والا اور صاحب ارادہ اور علیم اور حی نہو تو بیشک

عاجزا عن ايجاد شئ من العالم لان الايجاد اثر القدرة وتاثير القدرة في شئ من الاشياء
عالم میں سی ہر ہر ذرہ کی ایجاد سی عاجز ہوگا اسلئی کہ ایجاد کرنا قدرت کا اثر ہوتا ہی اور تاثیر قدرت کی کسی شئ میں اوس شئ کی ارادہ کرنی پر

يتوقف على ارادة ذلك الشئ وارادة ذلك الشئ يتوقف على العلم به لان القصد الى ايجاد شئ
موقوف ہی اور ارادہ اوس شئ کا بدون علم اوس شئ کی نہیں ہوسکتا اس لئی کہ ارادہ کسی شئ کی ایجاد کا

مع عدم العلم به محال والاتصاف بهذه الصفات الثلثة يتوقف على الحيوة لكونها شرطا فيها
بدون علم اوس شئ کی محال ہی اور یہہ تینوں صفتیں کب ہوسکتی ہیں بدون حیات کی کیونکہ حیات شرط ہی

فعلى هذا يكون وجود العالم بل وجود كل جزء من اجزائه دليلا قطعيا على وجوده تعالى وكونه
اس بیان کی مطابق وجود تمام عالم کا بلکہ وجود ہر ہر ذرہ کا اوسکی اجزا میں سی یقینی دلیل ہی اللہ تعالی کی وجود پر کہ وہ

قديما واحدا متصفا بهذه الصفات الاربع المذكورة وعلى استحالة اضدادها ولهذا كان
قدیم اور واحد ہی اور موصوف ہی ان چاروں صفات مذکورہ سی اور دلیل ہی اسکی کہ ان صفات کا خلاف محال ہی اسیلئی

بعض اهل التوحيد يقولون استدلالا بالاثر على المؤثر ما رأينا شيئا الا رأينا الله تعالى بعده فان
بعضی اہل توحید اثر سی مؤثر پر استدلال کرکر یہہ کہتی ہیں کہ ہمنی جب کسی شئ کو دیکھا تو اوسکی ساتھ ہی اللہ تعالی کو دیکھا بیشک

كل جزء من اجزاء العالم لكونه حادثا محتاج الى من يوجده ويربيه لا يزال يتكلم بكلام لا حرف فيه
ہر ہر ذرہ عالم کی اجزاء کا چونکہ حادث اور محتاج ہی اپنی پیدا اور پرورش کرنیوالی کا ہمیشہ ایسی کلام سی جسمیں نہ حرف ہیں

ولا صوت ان له موجدا قديما واحدا متصفا بالقدرة والارادة والعلم والحيوة يسمع كلامه
اور نہ آواز یہہ کہتا ہی کہ میرا پیدا کرنیوالا قدیم ہی واحد صاحب قدرت صاحب ارادہ صاحب علم صاحب حیات تمیز والی

السامعون ولا يسمعه الذين هم عن السمع لمعزولون والمراد من السمع السمع الباطن الذي يسمع
اوسکی کلام سنتی ہیں اور بی تمیز جنکی سمجھہ بیکار ہی نہیں سنتی اور سماعت سی مراد سماعت باطنی ہی جسی وہ کلام سنی جاتی ہی

به كلام ليس بحرف ولا صوت ولا عربي ولا عجمي لا السمع الظاهر الذي لا يسمع غير الاصوات وتشارك
جسمیں حرف اور آواز نہو اور نہ عربی ہو اور نہ عجمی یہہ سماعت ظاہری مراد نہیں ہی جسی سوا آواز کی کچھہ معلوم ہو اور چوپایہ

فيه البهائم ثم الانسان اذ لا قدر لشئ تشارك فيه البهائم الانسان والحاصل ان المكلف لا يعرف من
اور انسان اوسمیں شریک ہیں کیونکہ اوس شئ میں کیا خوبی ہی جسمیں چوپایہ اور انسان یکساں ہوں حاصل یہہ ہی کہ آدمی مکلف

صفاته تعالى بالعقل الا ما يتوقف عليه افعاله وما لا يتوقف عليه افعاله تعالى كالسمع والبصر
صفات الہی میں سی بزور عقل وہ ہی جان سکتا ہی جن صفات پر افعال موقوف ہیں اور جن صفات پر افعال موقوف نہیں ہیں جیسی سمع اور بصر

والكلام فقد يستدل على ثبوتها له تعالى تارة بالعقل وتارة بالنقل اما الاستدلال بالعقل فهو
اور کلام ان صفات کی ثبوت پر کبہی تو استدلال عقلی کرتی ہیں اور کبہی استدلال نقلی استدلال عقلی تو یہہ ہی

انها صفات كمال واضدادها صفات نقصان واتصافه تعالى بصفات الكمال وعدم اتصافه
کہ یہہ صفتیں کمال کی ہیں اور اونکی ضدیں صفتیں نقصان کی ہیں اور اللہ تعالی کا صفات کمالیہ سی موصوف ہونا اور صفات نقصان سی

بصفات النقصان واجب فوجب اتصافه بتلك الصفات واما الاستدلال بالنقل فهو ان
بری ہونا واجب ہی اس سی لازم آتا ہی کہ اللہ تعالی ان صفات سی موصوف ہو اور استدلال نقلی یہہ ہی کہ

الشرع قد صرح بثبوتها له تعالى فوجب الجزم بثبوتها له تعالى ودليل النقل في هذه المسئلة
شرع سی ان صفات کا ثبوت صاف ظاہر ہی پس یقین کرنا انکی ثبوت کا واجب ہوا اور اس مسئلہ میں دلیل نقلی

اولی من دلیل العقل لان تلك الصفات لا یتوقف علیها افعاله تعالی حتی یستدل بها علی ثبوتها

بہتری عقلی دلیل سی اسلئی کہ ان صفات پر افعال الٰہی تو موقوف ہین نہین تاکہ اون افعال سی ان صفات کی ثبوت پر استدلال کیا جا

له تعالی وذاته لم یکن معلوما لاحد حتی یعلم انها فی حقه تعالی کمال یجب اتصافه بها بحیث

اور اوسکی ذات کسیکو معلوم نہین تاکہ یہہ معلوم ہو کہ یہہ صفات بہ نسبت ذات الٰہی کی بہی کمالیہ ہین انکا ثبوت ہی چاہئی ہونا ایسا

لولم یتصف بها یلزم ان یتصف باضدادها وما ذکر من کونها کمالا انما هو بالنسبة الینا ولا یلزم

کہ اگر یہہ صفتین موجود نہون گی تو انکی اضداد موجود ہونگی اور ان صفات کا کمالیہ ہونا جو مذکور ہوا تو وہ ہماری حق مین ہی اور یہہ کچہ لازم نہین

من کون الشیٔ بالنسبة الینا کمالا ان یکون فی حقه تعالی کمالا الا تری ان اللذة والالم مع کونهما

کہ جو صفت ہماری حق مین باعث کمال کا ہو تو یہہ نسبت ذات الٰہی کی بہی کمالیہ ہو کیا تجہکو معلوم نہین ہی کہ لذت اور الم باوجودیکہ

بالنسبة الینا کمالا یمتنعان علی الله تعالی لکونهما من عوارض الاجسام فعلی هذا یلزم فی اثبات

ہماری حق مین کمال ہین اللہ تعالی پر ممتنع ہین اسواسطی کہ جسمون کی عوارض سی ہین اس بیان کی موافق لازم یہہ ہی کہ

تلك الصفات له تعالی التمسك بالنقل عن الانبیاء الذین ثبت صدق کل واحد منهم و

ان صفات کی باب مین دست آویز نقلی بیان کی جاوی انبیاء علیہم السلام سی کہ صدق ہر ہر کا اور

امانته ونبوته بالمعجزة القائمة مقام قوله تعالی صدق رسولی فی کل ما یبلغ عنی سواء

امانت اور نبوت ایسی معجزہ سی ثابت ہو چکی ہی جو قایم مقام ارشاد الٰہی کی ہی میرا رسول سچا ہی جو حکم میری طرف سی بیان کری برابر ہی

کان تبلیغه بقوله او فعله او سکوته لان المعجزة تصدیق فعلی من الله تعالی لرسوله لکونها

کہ تبلیغ بواسطہ قول کی ہو یا فعل کی یا چپ رہنی سی اسلئی کہ معجزہ اللہ تعالی کی طرف سی تصدیق فعلی ہی واسطی رسول کی کیونکہ معجزہ

فعلا من افعاله تعالی خارقا للعادة قائما مقام صریح القول فی تصدیق رسوله فی دعواه الرسالة

ایک فعل ہی افعال الٰہی سی خلاف عادت کی قایم مقام صاف ارشاد کی ہی رسول کی تصدیق کی لیئی رسالت کی دعوی مین

فانه تعالی لما خلق امرا خارقا للعادة علی یده عند ادعائه الرسالة صار کانه قال صدق رسولی

کیونکہ اللہ تعالی نی جب ایک امر خلاف عادت رسول کی ہاتہہ پر رسالت کی دعوی کرنی کی وقت پیدا کیا تو گویا یہہ ارشاد کیا میرا رسول سچا ہی

فی کل ما یبلغ عنی سواء کان تبلیغه بقوله او فعله او سکوته قال العلماء مثال ذلك ان

تمام احکام مین جو میری طرف سی ادا کری برابر ہی کہ وہ تبلیغ رسول کی قولی ہو یا فعلی ہو یا چپ رہنی سی ہو علماء نی اسکی یہہ مثال بیان کی ہی

رجلا اذا قام فی مجلس ملك بحضور جماعة وقال انا رسول هذا الملك بعثنی الیکم بکذا وکذا

ایک شخص بادشاہ کی مجلس مین ایک جماعت کی روبرو کہڑا ہو کر کہی مین اس بادشاہ کا ایلچی ہون مجہکو تمہاری پاس فلانا فلانا حکم دیکر بہیجا ہی

من التکالیف وطلبوا منه حجة تدل علی صدقه وقال آیة صدقی انی اطلب من الملك ان

اور وہ جماعت اوسی صداقت کی دلیل طلب کری تب وہ شخص کہی نشان میری صداقت کا یہہ ہی کہ مین بادشاہ سی کہتا ہون کہ

یخالف عادته ویقوم من مقامه ویقعد ثلث مرات وفعل الملك ذلك بطلبه فلا شك

اپنی خلاف عادت اپنی جگہہ سی تین دفعہ کہڑا ہو اور بیٹہہ جاوی پہر وہ بادشاہ اوسکی کہنی سی یہہ کر بیٹہی تو بیشک

ان ذلك الفعل من الملك قائم مقام قوله صدق هذا الرجل فی کل ما یبلغ عنی ومفید للعلم

یہہ کار بادشاہ کا قایم مقام اس قول کی ہی یہہ شخص سچا ہی جو جو حکم میری طرف سی بیان کری اور اسی علم

الضروری بصدقه لمن شاهد ذلك الفعل من الملك ولمن لم یشاهده بل وصل الیه خبره

بدیہی اوسکی صداقت کا حاصل ہوگا جو کوئی یہہ حرکت بادشاہ کی دیکہیگا اور جو شخص ندیکہی گا بلکہ اوسکو تواتر سی یہہ خبر پہنچیگی

بالتواتر ولا ريب ان هذا المثال مطابق لحال الرسل عليهم الصلوة والسلام في افادة معجزاتهم العلم
اور بیشک یہہ مثال رسل علیہم السلام کی حال سی خوب مطابق ہی کہ اونکی معجزہ سی اونکی

الضروري بصدقهم لمن شاهدها ولمن لم يشاهدها بل وصل اليه خبرها بالتواتر فاذا ثبت
صداقت کا علم بدیہی حاصل ہوتا ہی دیکھنی والون کو اور جنہون نی نہین دیکھا تواتر سی سنکر جب اونکا صدق ثابت ہو چکا

صدقهم بدلالة المعجزة وجب تصديقهم في كل ما جاءوا به من عند الله تعالى وافضلهم
معجزہ کی دلالت سی تو واجب ہوئی اونکی تصدیق تمام احکام مین جو اللہ تعالی کی طرف سی لای ہین اور تمام انبیا مین افضل

نبينا ومولانا محمد صلى الله عليه وسلم فانه تعالى قد بعثه الى اهل الارض كافة ليبلغهم امره ونهيه ووعده
اور برتر نبی اور صاحب ہماری محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہین بیشک اللہ تعالی نی اونکو تمام اہل روی زمین کی طرف بھیجا تاکہ اونکو اللہ کا حکم اور ممانعت اور جزا

ووعيده وايده بمعجزات كثيرة لا حصر لها ليصدقوه فوجب عليهم تصديقه في كل ما اخبر
اور سزا پہنچاوین اور اونکی تائید کی بہت معجزات سی جنکا انتہا نہین تاکہ اونکی تصدیق کرین سو واجب ہی اون سب پر تصدیق اونکی تمام خبرون مین

وطاعته في كل ما امر والانتهاء عن كل ما زجر فمن لم يصدقه فيما اخبر ولم يطعه فيما امر ولم ينته
اور واجب ہی طاعت اونکی تمام حکمون مین اور باز رہنا جس چیز سی ممانعت کرین پہر جو شخص تصدیق نکری اونکی خبرون مین اور طاعت نکری اونکی حکم کی اور باز نرہی

عما زجر يكون من الذين قال الله تعالى فيهم في القران العظيم الذي هو افضل معجزاته اولئك كالانعام
منع کئی ہوئی سی تو وہ اون لوگون مین ہی جنکی حق مین اللہ تعالی قرآن شریف مین جو اونکا سب سی بڑا معجزہ ہی فرماتا ہی وہ جیسی چوپایہ

بل هم اضل فانه تعالى شبههم بالبهائم في كون مشاعرهم متوجهة الى اسباب الدنيا ومقصورة
بلکہ اونسی زیادہ بیراہ اللہ تعالی نی انسان کو چوپایون سی مشابہت دی اسباب مین کہ انکی عقلین دنیا کی مال اسباب کی طرف متوجہ ہین اور دنیا ہی پر

عليها وعدم التفكر فيما يقرع اذانهم من الايات القرانية والاحاديث النبوية وعدم الالتفات بها
ٹہر کئین اور ہرگز تامل نہین ہی اوسمین جو سنتی ہین آیات قرآنی اور احادیث نبوی م اور اصلا اوسپر توجہ نہین ہی

بل جعلهم اضل منها لانها تدرك ما من شانها ان تدرك من المنافع والمضار وتجهد غاية جهدها
بلکہ اللہ تعالی نی انسان کو چوپایہ سی بیراہ زیادہ کہا کیونکہ چوپایہ تو اپنی حیثیت کی موافق نفع اور ضرر کو پہچان لیتی ہین اور خوب کوشش کرتی ہین

في جلب ما ينفعها وسلب ما يضرها وتنقاد لصاحبها وتميز من يحسن اليها ممن يسيء اليها وهؤلاء
اپنی منفعت کی پیدا کرنی مین اور ضرر کی دفع کرنی مین اور اپنی مالک کی اطاعت کرتی ہین اور تمیز کرتی ہین درمیان اونکی جو اونکی ساتھہ احسان کری اور ضرر پہنچاوی

ليسوا كذلك حيث لا يميزون بين المنافع والمضار ويجتهدون غاية جهدهم في جلب ما يضرهم
ایسی نہین ہین اسلئی کہ اصلا نفع اور ضرر مین فرق نہین کرتی اور ضرر رسان چیز مین مرکہپ کر کوشش کرتی ہین اور منفعت سی الگ بچتی ہین

وسلب ما ينفعهم ولا ينقادون لربهم وخالقهم ورازقهم ولا يعرفون احسانه اليهم ويقدمون على
اور اطاعت نہین کرتی اپنی پروردگار اور پیدا کرنیوالی اور روزی دینی والی کی اور نہین سمجھتی کہ اوس نی اونپر کیا کیا احسان کیا اور عذاب

العذاب الاليم ولا يقدمون على النعيم المقيم ويكونون من الذين قال تعالى فيهم يعلمون ظاهرا
درد ناک کی طرف دوڑ کر جاتی ہین اور دائمی عیش کی طرف نہین جاتی پہر وہ اون لوگون مین ہین جنکی حق مین اللہ تعالی فرماتا ہی جانتی ہین اوپر اوپر

من الحيوة الدنيا وهم عن الاخرة هم غفلون يعني انهم يعلمون ظاهرا حقيرا خسيسا من الدنيا
دنیا کا جینا اور وہ لوگ آخرت سی خبر نہین رکہتی یعنی یہہ لوگ یہہ ہی ظاہر کی نکمی اور بیکار دنیا کو خوب جانتی ہین

وهو ما يشاهدونه من زخارفها وملاذها وسائر احوالها الموافقة لشهواتهم الملائمة لاهوائهم
اور یہہ جو کہ اونکو نظر آتا ہی دنیا کی رونق اور لذات اور تمام احوال جو اونکی شہوات کی موافق اور اونکی ہوا ہوس کی مطابق ہین

وهم غفلون عن الاخرة التي هي المطلب الاعلى والمقصد الاقصى ولا يخطرون ببالهم ولا يتفكرون
اور وہ آخرت سی جو کہ بڑا مطلب ہی اور عین مدعا ہی بالکل غافل ہین اور اونکی دلین خطرہ نہین آتا اور نہین سوچتی

من احوال الدنيا ما يؤدي الى معرفتها فان العلم بامور الاخرة موقوف على العلم بوجود الباري تعالى
دنیا کی حالات کو اسطور کہ اوس سی آخرت کی معرفت حاصل ہو کیونکہ علم امورات اخروی کا علم وجود باری تعالی

وقدرته وارادته وعلمه وحيوته وذلك العلم لا يحصل الا بالنظر الى المصنوعات والتفكر فيها
اور اوسکی قدرت اور ارادہ اور علم اور حیات کی علم پر موقوف ہی اور یہہ علم نہین حاصل ہوتا بدون غور اور تامل کی مصنوعات مین

والاستدلال بتغيراتها على حدوثها واحتياجها الى موجد قديم واحد متصف بالقدرة و
اور بیدون استدلال کی کہ حالات دنیا متغیر ہونی سی حادث ہین اور محتاج ہین طرف پیدا کرنیوالی کی جو قدیم اور واحد صاحب قدرت اور

الارادة والعلم والحيوة وهم قصروا النظر على الظواهر الحسية كالبهائم ولم يتفكروا في عجائب
صاحب ارادہ اور علم اور حیات والا ہی اور بنی آدم نی اپنی نگاہ ظاہر دیکھنی پر چوپایہ کی طرح کوتاہ کی اور اوسکی عجیب صنعت کو

صنعه ليستدلوا بها على وجوده وقدمه وقدرته وارادته وعلمه وحيوته فيعلموا ان ما اخبر به
خیال نہ کیا تاکہ اوسی استدلال ہو اوسکی وجود اور قدم اور قدرت اور ارادہ اور علم اور حیات پر پہر یہہ جانتی کہ جو حدیث مین ہی

من امور الاخرة امور ممكنة يلزم وقوعها وعند وقوعها يكون المكلف فيها بحكم صلاح الاعمال
امورات آخرت مین سی سب ممکن ہین اونکا واقع ہونا ضرور ہی اور جب وہ امور واقع ہونگی تو مکلف باعتبار اعمال نیک

وفسادها فريقين فريق في الجنة وفريق في السعير نسأل الله تعالى ان يجعلنا من اهل الجنة مع
اور اعمال بد کی دو قسم ہونگی ایک قسم بہشت مین اور ایک قسم دوزخ مین ہم اللہ سی دعا مانگتی ہین کہ ہمکو جنتی کری ہمراہ

الابرار لا من اهل النار مع الاشرار المجلس الثاني عشر في بيان اسعد الناس بشفاعة
صلحاء کی دوزخی نہ کری ہمراہ بدکارون کی بارہوین مجلس اس بیان مین کہ بڑا سعادتمند آدمی

النبي صلى الله عليه وسلم قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اسعد الناس بشفاعتي
قیامت کی دن بسبب شفاعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی بڑا سعادتمند آدمی میری شفاعت سی

يوم القيمة من قال لا اله الا الله خالصا من قلبه هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه ابو هريرة
قیامت کی روز وہ ہی جسنی کہا لا الہ الا اللہ صاف دل سی یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی ابو ہریرہ کی روایت سی

وقريب منه ما روى عن زيد بن ارقم انه عليه الصلوة والسلام قال من قال لا اله الا الله مخلصا دخل الجنة فانه عليه
اور ایساہی مضمون ہی جو زید بن ارقم نی روایت کی ہی کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی جسنی کہا لا الہ الا اللہ صاف دل سی وہ داخل ہوا جنت مین بیشک

الصلوة والسلام قد شرط لنيل ما وعد في هذين الحديثين ان يكون فيمن قال لا اله الا الله الخلوص
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی شرط کیا ہی واسطی حصول جنت کی جو ان دونو حدیثون مین وعدہ کیا ہی کہ لا الہ الا اللہ کہنی والی مین خلوص

والاخلاص ومعنى الخلوص والاخلاص مساعدة الحال للمقال فمن قال لا اله الا الله ولم يساعده
اور اخلاص ہو اور معنی خلوص اور اخلاص کی یہہ ہین کہ اوسکا حال مقال کی مطابق ہو پہر جسنی لا الہ الا اللہ تو کہا اور اوسکا حال مطابق

حاله لمقاله لا يكون فيه شئ من الخلوص والاخلاص وانما يكون فيه من الخلوص والاخلاص
مقال سی نہوا تو اوسمین اخلاص اور خلوص کچہہ نہین ہی اور خلوص اور اخلاص جب ہی ہوتا ہی

اذا منعه هذا القول عن الذنوب وحمله على الطاعات وان لم يمنعه من الذنوب ولم يحمله على
کہ اوسکو یہہ قول گناہون سی باز رکہی اور طاعات کی رغبت دلاوی اور اگر اوسکو گناہون سی نہ روکا اور نہ طاعات پر رغبت دلائی

الطاعات لا یکون فیه الخلوص والاخلاص ویخاف ان یکون هذا القول فیه عاریة یسترد منه

تو اوسمین خلوص واخلاص کہان ہی اور اندیشہ یہہ ہی کہ یہہ قول اوسمین بطور عاریت کی ہو پہر چہین نجاوی

لان من لم یکن فیه الا اصل الایمان وهو مقصر فی الاعمال ومصرّ علی الذنوب قریب من ان

کیونکہ جس شخص میں سوای اصل ایمان کی کچہہ نہین ہی اور وہ نیک اعمال مین قصور کرتا رہا اور گناہوں پر اڑا رہا کیا بعید ہی کہ

ینقلع شجرة ایمانه اذا صادمته الریاح العاصفة التی هی الوساوس الشیطانیة المحرکة لها لان

درخت ایمان کا جڑ سی اوکہڑ جاوی جب اوسکو تند ہوائین صدمہ پہنچائین کہ وہ وسوسی شیطانی ہین جو اوسکو حرکت دیتی رہتی ہین کیونکہ

کلّ ایمان لم یثبت فی القلب اصله ولم ینتشر فی الاعضاء فروعه ولم یظهر فیها ثمرة لا تثبت

جسکی ایمان کی جڑ دل مین خوب نہین بیٹہی اور اوسکی ٹہنیان تمام اعضا مین نہین پہیلین اور نہ اوسکو ابہی کچہہ پہل لگا ہی

عند ظهور ملك الموت ویخاف علیه الزوال وانما یثبت فی القلب اصل الایمان وانما ینتشر فروعه

تو وہ جب ملک الموت آویگا قایم نہین رہیگا اور اندیشہ زوال کا ہی دل کی اندر ایمان کی جڑ جب خوب بیٹہتی ہی اور اوسکی ٹہنیان

فی الاعضاء وانما یظهر ثمره فیها اذا سقی بماء الطاعات علی توالی الایام والساعات حتی یرسخ

اعضا کی اندر جب پہیلتی ہین اور پہل ایمان کا جب ہی لگتا ہی کہ طاعات کی پانی سی ہمیشہ ہر وقت رات دن سیراب کرتا ہی تاکہ اوسکی جڑ محکم

ویثبت وینتشر فروعه ویظهر ثمره فهذا امر لا یظهر الا عند الخاتمة واصل ذلك علی ما ثبت

اور ثابت ہوکر اوسکی شاخین پہیلین اور اوسکو پہل لگی یہہ حال وری خاتمہ سی معلوم نہین ہو سکتا اور اصل اسکی جیسی کہ

فی العلوم العقلیة ان تکرار الافعال سبب لحصول الملکة الراسخة فی النفس فمن اصرّ علی

علوم عقلی مین ثابت ہی یہہ ہی کہ ہر فعل بار بار کرنی کرنی نفس مین خوب کامل ہو جاتا ہی پہر جو شخص گناہوں پر

الذنوب یحصل فی قلبه الفها وجمیع ما الفه الانسان فی عمره یعود ذکره عند موته فان کان

اصرار کرتا ہی اوسکی دل مین محبت گناہوں کی پیدا ہو جاتی ہی اور انسان کی تمام محبوب چیزین عمر بہر کی موت کی وقت یاد آتی ہین پہر اگر اس شخصکو

میله الی الطاعات اکثر یکون اکثر ما یحضره عند الموت ذکر الطاعات وان کان میله الی المعاصی

رغبت طاعات کی زیادہ تہی تو اکثر اسکو موت کی وقت طاعات یاد آوینگی اور اگر اسکو رغبت گناہوں کی

اکثر یکون اکثر ما یحضره عند الموت ذکر المعاصی فربما یقبض روحه عند غلبة شهوة من الشهوات

زیادہ تہی تو پہر موت کی وقت اکثر وہ ہی گناہ یاد آوینگی پس بعضی وقت نزدیک غلبہ کسی شہوت کی شہوتوں مین سی

او معصیة من المعاصی فیتقید قلبه بها وتصیر سببا لسوء خاتمته فاما الذی غلبت ذنوبه

یا کسی گناہ کی گناہوں مین سی اوسکی جان نکل جاتی ہی اور اوسکا دل اسمین گرفتار رہتا ہی یہہ ہی سبب اوسکی خاتمہ بد کا ہو جاتا ہی اور جس شخصکی گناہ بہت

وکانت اکثر من طاعاته ولم یتب عنها بل کان مصرّا علیها وقلبه فرحا بها فهذا الخطر فی حقه

اور طاعات سی زیادہ ہون اور توبہ کی نہو بلکہ گناہوں پر اڑا رہا اور اوسکا دل اسہی مین خوش رہا تو ایسی شخص کی حق مین اسکا

عظیم اذ قد یکون غلبة الالف سببا لان یتمثل صورة معصیة فی قلبه وتمیل الیها نفسه

بڑا اندیشہ ہی اسواسطی کہ بعضی وقت ماری غلبۂ محبت کی صورت گناہ کی اوسکی دل مین پیدا ہو جاتی ہی اور اوسکا دل اودہر کو مایل ہوتا ہی

ویقبض علیها روحه فذلك هو سوء الخاتمة واما الذی لم یرتکب ذنبا اصلا او ارتکب لکن

اور دمین جان نکل جاتی ہی سو خاتمہ بد یہی ہی اور جس شخص کوئی ہرگز گناہ نہین کیا یا گناہ تو کیا پہر

تاب فهو بعید عن هذا الخطر فعلی هذا یجب علی کل مسلم بعد ما قال لا اله الا الله اداء ما وجب

توبہ کر لی سو وہ اس اندیشہ سی محفوظ ہی اس بیان کی موافق ہر ہر مسلم پر جو لا اله الا الله کہتی ہین واجب ہی کہ جو طاعات

عليه من الطاعات وحفظ لسانه وسائر اعضائه من السيئات لان كثيرا من الناس يقولون
اونکی ذمہ پر واجب ہی ادا کیا کرین اور اپنی زبان کو اور تمام اعضا کو گناہون سی بچاوین اسواسطی کہ اکثر لوگ یہہ قول زبانسی کہتی ہین

هذا القول ثم ينزع عنهم في اخر اعمارهم بسبب اعمالهم الخبيثة ويخرجون من الدنيا بغير ايمان
پہر اونسی آخر عمر مین بسبب خبیث عملون کی چہوٹ جاتا ہی اور دنیا سی بی ایمان مرتی ہین

واي مصيبة اعظم من هذا ان يكون اسم الرجل في جميع عمره في الدنيا من المؤمنين ثم يموت
اب کونسی مصیبت اس سی بڑی ہوگی کہ ایک شخص کا نام دنیا مین تو عمر بہر مسلمانون مین درج رہا پہر جب موا

ويكون اسمه في الاخرة من الكفرين ليس الحسرة على الذي يخرج من الكنيسة ويدخل في جهنم وانما
تو آخرت مین اوسکا نام کافرون مین درج ہوا افسوس کچہہ اوسکی حال پر نہین ہی جو بتخانہ سی نکل کر دوزخ مین گری

الحسرة على الذي يخرج من المسجد ويطرح في جهنم بسبب اعماله الخبيثة فان الناس في الايمان
افسوس تو بڑا اوسکی حال پر ہی جو مسجد مین سی نکل کر بسبب خبیث اعمال کی جہنم مین جا دی بنی آدم باعتبار ایمان کی

على ضربين منهم من يكون له الايمان عارية يسترد منه ومنهم من يكون له الايمان عطاء
دو قسم کی ہین بعضی ایسی ہین کہ اونکا ایمان عاریت کا ہی پہر چہین جاویگا اور بعضی ایسی ہین کہ ایمان اونکو بخشا ہوا ہی

لا يسترد منه والعلامة في ذلك ان الذي يمنعه الايمان من الذنوب ويحمله على الطاعات
پہر ہرگز نہین چہینی گا اور نشان اسمین یہہ ہی کہ جسکو پاس ایمان کا گناہونسی روکتا ہی اور طاعت کی رغبت دیتا ہی

فالايمان له عطاء لا يسترد منه والذي لا يمنعه الايمان من الذنوب ولا يحمله على الطاعات
تو اوسکا ایمان بخشا ہوا ہی اوسی پہر نہین چہینا جاویگا اور جسکو پاس ایمان کا گناہونسی نہین روکتا اور نہ طاعات پر رغبت دیتا ہی

فالايمان له عارية يسترد منه لان ايمانه لو كان صحيحا خالصا لمنعه من الذنوب ولحمله على
تو اوسکا ایمان عاریت کا ہی وہ چہین جاویگا کیونکہ اگر اوسکا ایمان صحیح اور خالص ہوتا تو بیشک اوسکو گناہونسی روکتا اور طاعت کی رغبت

الطاعات فلما لم يمنعه من الذنوب ولم يحمله على الطاعات علم ان قلبه الذي هو محل الايمان
دیتا پس جب اوسکو گناہونسی روکا اور نہ طاعت پر رغبت دی تو معلوم ہوا کہ اسکا دل جو ایمان کا گہر ہی

مريض فان القلب قد يمرض ويشتد مرضه لكن لا يعرف صاحبه لغلبة الهوى عليه بل قد
بیمار ہی بیشک دل کبہی بیماری مین سخت مبتلا ہو جاتا ہی لیکن اوس شخصکو بسبب غلبہ ہوا ہوس کی معلوم نہین ہوتا بلکہ بعضی وقت

يموت قلبه وهو لا يشعر بموته وعلامة ذلك ان لا يؤلمه جراحات الذنوب فان القلب اذا كان
اوسکا دل مرجاتا ہی اور اوسکو موت کی خبر نہین ہوتی اسکا نشان یہہ ہی کہ دلمین گناہ کی زخم سی الم نہین ہوتا کیونکہ دل جبتک

فيه حيوة يتالم بقدر حيوته من جراحات الذنوب وقد يشعر بمرضه صاحبه لكن لا يتحمل
زندہ رہتا ہی تو اوسکو جتنی اسمین حیات ہوتی ہی گناہون کی زخمون سی الم پیدا ہوتا ہی اور کبہی اوس شخصکو دل کی بیماری کی خبر ہوتی ہی پر

مرارة الدواء ولا يصبر عليها فيؤثر بقاء الالم على مشقة الدواء فان دواءه في مخالفة هواه وذلك
پرہیز کی دوا کی برداشت نہین کرتا اور نہ اسپر صبر کرتا ہی پہر وہ الم رہنی دیتی دوا کی مشقت مین شکر کرتا ہی کیونکہ اوسکا علاج تو ہوا ہوس کی مخالفت ہی وہ یہہ

اصعب شئ على النفس وليس لها شئ انفع من ذلك قال سهل بن عبد الله هواك داؤك فان خالفته
نفس پر بڑا ہی دشوار ہی اور اوسکی حق مین اس سی زیادہ کچہہ مفید نہین ہی سہل بن عبد اللہ کہتی ہین تیری خواہش تیرا مرض ہی اگر تونی اسکا خلاف کیا

فذلك دواءك وقال ايضا ترك الهوى مفتاح الجنة لقوله تعالى واما من خاف مقام ربه
تو یہہ ہی تیرا علاج ہی اور یہہ بہی کہا ہی ہوا ہوس کا ترک کرنا جنت کی کنجی ہی واسطی ارشاد الٰہی کی اور جو کوئی ڈرا اپنی رب کی پاس کہڑی ہونی سی

وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَأْوٰى فالسعيد من يخالف هواه ويطيع مولاه والشقي

اور روکا جی کو چاؤ سی سو بہشت ہی ہی ٹھکانا پس نیک بخت وہ ہی ہی جو اپنی ہواہوس کی مخالفت کرکر اپنی صاحب کی اطاعت کری اور بدبخت

من يتبع هواه ويخالف مولاه فان اتباع الهوى سم قاتل من سموم الدين يفضي الى الهلاك

وہ ہی کہ اپنی ہواہوس کی پیچھی لگا ہی اور اپنی صاحب کی مخالفت کری بیشک اطاعت نفس کی زہر قاتل ہی دین کی زہروں مین سی ہمیشہ کی واسطی مار ڈالتا ہی

الابدي يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ فالخائف من الهلاك في هذه

جس دن نہ کام آوی کوئی مال نہ بیٹی مگر جو کوئی آیا اللہ پاس لیکر دل چنگا پس جو شخص ڈرتا ہی موت سی اس

الدنيا الفانية اذا كان يجب عليه في كل حال الاحتراز عن السموم وما يضره من المهلكات فالخائف

دنیا فانی مین اوسپر واجب ہی کہ ہر وقت ہمیشہ زہروں سی اور تمام مہلکات سی بچتا رہی سو جسکو ہلاک

من الهلاك الابدي اولى ان يجب عليه في كل حال الاحتراز عن المعاصي التي هي سموم الدين فان

ابدی کا خوف ہو تو اوسکو تو ضرور تر واجب ہی کہ ہر وقت گناہوں سی بچتا رہی کہ وہ دین کی حق مین زہر ہین بیشک ان زہروں سی

المخوف من هذه السموم فوات الآخرة الباقية التي ليس اضعاف اعمار الدنيا عشر عشير مدتها

یہہ ہی اندیشہ ہی کہ آخرت فوت نہو جاوی جو ہمیشہ کو باقی ہی اور کئی کئی بار دنیا کی عمرین اوسکی سوین حصہ کو نہین ملتی

اذ ليس لمدتها آخر وغاية وفيها النعيم المقيم والملك العظيم وفي فواتها نار الجحيم والعذاب الاليم

کیونکہ آخرت کی مدت کا انتہا اور آخر نہین ہی اور اوسمین نعمتین دائمی اور ملک بڑا اور اوسکی فوت ہوتی مین دوزخ کی آگ ہی اور عذاب دردناک

فالبدار البدار الى التوبة والاستغفار قبل ان يعمل سموم الذنوب في روح الايمان ولا ينفع بعده

پس جلدی کرو جلدی طرف توبہ اور استغفار کی پہلی اس سی کہ گناہوں کا زہر ایمان کی روح مین اثر کری پھر نہ تو پرہیز فائدہ کریگا

الاحتماء ولا تدابير الاطباء ولا نصح الناصحين ولا وعظ الواعظين ويحق عليه القول انه من

بعد اوسکی اور نہ علاج طبیبوں کا اور نہ نصیحت ناصحوں کی اور نہ وعظ واعظوں کا اور اوسپر یہہ ہی قول ثابت ہو جائیگا کہ یہہ

الكافرين ويدخل تحت عموم قوله تعالى اِنَّا جَعَلْنَا فِيْ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلَالًا فَهِيَ اِلَى الْاَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ

کافر ہی اور اس قول عام کی بیچ داخل ہو جائیگا ہمنی ڈالی ہین اونکی گردنوں مین طوق سو وہ ہین ٹھوڑیوں تک پھر اونکی سر الل رہی ہین

ولا يغرنك لفظ الايمان وتقول المراد به الكافرون اذ قد جاء في الحديث ان الزاني لا يزني وهو مؤمن

اور ایمان کی لفظ سی کہہ مین نہ آنا کہ تو کہنی لگی آیت مین مراد کافر ہین اسواسطی کہ حدیث مین یہہ آیا ہی نہین ہی کہ زانی زنا کری اور مؤمن بھی ہو

فانه عليه الصلوة والسلام ما اراد به نفي الايمان الذي هو العلم بالله وملئكته وكتبه ورسله

کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یہہ مراد نہین ہی کہ وہ ایمان [illegible] جو ہی اللہ تعالی کا اور اوسکی فرشتوں کا اور اوسکی کتابوں کا اور اوسکی رسولوں کا سلب ہو جاتا ہی

فان هذا الايمان لا ينافيه الزنا وسائر الذنوب بل اراد نفي الايمان الذي هو العلم بكون الزنا و

کیونکہ یہہ ایمان تو نہ منافی زنا کا ہی اور نہ منافی تمام اور گناہوں کا بلکہ مراد یہہ ہی کہ وہ ایمان کہ جسی جانتا تھا کہ زنا اور

سائر الذنوب مبعدا عن الله تعالى وموجبا لمقته فالمحجوب عن هذا الايمان الذي هو فرع

تمام گناہ اللہ تعالی کی درگاہ سی دور کرتی ہین اور باعث ہلاکی کا ہین وہ جاتا رہتا ہی سو جو شخص اس فرعی ایمان سی محجوب ہوا

سيحجب في الخاتمة عن الايمان الذي هو اصل حتى قال بعض العلماء قول العاصي للمطيع انا

تو کیا بعید ہی کہ خاتمہ کی وقت اصل ایمان سی بھی محجوب ہو جاوی بعضی علماء نی کہا ہی کہ عاصی کا یہہ کہنا مطیع سی کہ مین بھی

مؤمن كما انت مؤمن يشبه قول شجرة القرع لشجرة الصنوبر انا شجرة كما انت شجرة وما احسن

ویسا ہی مؤمن ہوں جیسا تو مؤمن ہی ایسا ہی کہ کدو کی درخت نی صنوبر سی کہا مین بھی ویسا ہی درخت ہوں جیسا تو درخت ہی پھر صنوبر نی

ما قالت شجرة الصنوبر لها في الجواب انك ستعرفين حالك اذا عصفت رياح الخريف و
کیا ہی خوب جواب دیا تو آپ ہی اپنا حال دیکھہ لیگا جب آندھیان خزان کی چلین گی اور
انقلعت اصولك وانتشرت اوراقك فعند ذلك ينكشف غرورك بمجرد مشاركتك اياي في
تیری جڑ اوکھڑ جاوی گی اور تیری پتی جھڑکر بکھر جاوینگی تب تیرا یہہ گھمنڈ کھل جاویگا کہ نام مین تو بھی میرا شریک ہی
اسم الشجر مع الغفلة عن اسباب ثبات الاشجار فكذا العاصي سيعرف حاله اذا عصفت
درخت کہلاتا ہی یہہ تجھکو خبر ہی نہین کہ درخت کیونکر قایم رہتی ہین سو ایسی ہی عاصی گنہگار جلد اپنی حال سی واقف ہوجاگا جب موت کی
رياح الاجل وظهرت سكرات الموت فعند ذلك ينكشف غروره بمجرد مشاركته للمطيع في
آندھی چلی گی اور موت کی سکرات پیدا ہونگی تب کھل جاویگا تمام غرور کہ نام کو مطیع کی طرح
اسم المؤمن مع الغفلة من اسباب ثبات الايمان وهذا امر يظهر عند الخاتمة حتى قال بعض
مؤمن کہلاتا تہا بیخبری مین کہ ایمان کن اسباب سی قایم اور ثابت رہتا ہی اور یہہ حال خاتمہ کی وقت کھل جاتا ہی اتنا کہ بعضی
العارفين اذا ظهر ملك الموت للعبد يعلم ذلك العبد انه لم يبق من عمره شئ فيبدو له حينئذ
عارف کہتی ہین جب موت کا فرشتہ آدمی کی پاس آتا ہی تو جب وہ آدمی خبردار ہوتا ہی کہ میری عمر کچھہ باقی نہین رہی اب اوسکو اسقدر
من الحسرة والندامة ما لو كانت له من الدنيا بجملتها لكان يبذلها ليضم الى عمره ساعة حتى
حسرت اور ندامت پیدا ہوتی ہی کہ اگر اوسکی قبضہ مین تمام دنیا ہوتی تو بیشک خرچ کر دیتا تاکہ اوسکی عمر مین ایک گہڑی زیادہ ہوجا
يتدارك تفريطه ولا يجد الى ذلك سبيلا فيتجرع غصة الياس عن التدارك وحسرة الندامة
کہ اپنی افراط تفریط کا عوض کر دی سو اوسکا کوئی سبیل نہو سکیگا سو خوف کی گہونٹ گلا کٹتی ہوئی تدارک سی لاچار ہوکر پیتا رہیگا
على تضييع العمر في ما يضره ولا ينفعه فيجعل روحه يتغرغر فيغلق عنه باب التوبة فيبقى في
عمر بیکار کہوکر ایسی کاروبار مین جو ضرر پہنچاوین اور کچھہ فائدہ نہ دین پہر اوسکی جان نکلنی کو گلی مین آواز کری گی اور دروازی توبہ کی بند ہوجاوینگی پہر صرف
الحسرة والندامة ولذلك قيل وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ السَّيِّئَاتِ حَتَّى إِذَا حَضَرَ أَحَدَهُمُ
حسرت اور ندامت ہی رہ جاوی گی اسیلئی کہا گیا ہی اور اونکی توبہ نہین جو کرتی جاتی ہین بری کام جبتک سامنی آئی ایسی کسیکو
الْمَوْتُ قَالَ إِنِّي تُبْتُ الْآنَ وإِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللَّهِ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ السُّوءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوبُونَ مِنْ
موت کہنی لگا مین نی اب توبہ کی توبہ قبول کرنی اللہ کو ضرور سو اونکی جو عمل کرتی ہین برا نادانی سی پہر توبہ کرتی ہین
قَرِيبٍ والمراد بالقرب قرب العهد بالمعصية بان يندم عليها ويمحو اثرها بحسنة يردفها بها قبل
شتاب سی اور مراد قرب سی نزدیک زمانہ گناہ کا ہی یعنی گناہ کرتی ہی اوسپر شرمندہ ہوکر اوسکا نشان مٹاوی نکوئی سی کہ اوسکی ساتھہ ہی عمل کری
ان يتراكم ظلمتها على القلب فلا يقبل المحو ولذلك قال النبي عليه الصلوة والسلام اتبع السيئة
اس سی پہلی کہ اوسکی تاریکی دل پر پہیل جاوی کہ پہر وہ تاریکی ہرگز نہ جاسکی اسیلئی فرمایا ہی نبی علیہ الصلوة والسلام نی برائی کی ساتھہ
الحسنة تمحها وقال لقمان لابنه يا بني لا تؤخر التوبة فان الموت تاتي بغتة فمن ترك المبادرة
نکوئی کر کہ وہ نکوئی اوسکو مٹاویگی اور لقمان نی اپنی بیٹی سی کہا ای بچہ توبہ مین دیر نکرنا کیونکہ موت اچانک آجاتی ہی سو جسنی جلدی سی توبہ نکی
الى التوبة بالتسويف قد يعاجله الموت فلا يجد مهلة للاشتغال بالمحو ولذلك ورد في الخبر
اور دیر کرتا رہا کبھی جلدی سی موت اوسکو آلیتی ہی پہر اوسکو اتنی فرصت نہین ملتی کہ توبہ کری اسیلئی حدیث مین آیا ہی
عن ابن عباس انه عليه الصلوة والسلام قال هلك المسوفون والمسوف من يقول سوف اتوب
ابن عباس کی روایت سی کہ فرمایا ہی علیہ الصلوة والسلام نی ہلاک ہوئی مسوف یعنی دیر کرنیوالی اور مسوف وہ ہوتا ہی جو یہہ کہا کری ان اب توبہ کرونگا

وهو هالك لانه بنی الامر علی البقاء الذی لم یفوض الیه ولعله لا یبقی وان بقی فانه کما لا یقدر علی ترک
اور وہ شخص ہلاک ہوتا ہی کیونکہ وہ کام کی بنیاد دبقا پر رکہتا ہی جو کہ اوسکی سپرد نہین ہی اور شاید کہ وہ باقی نہ رہی اور باقی بہی رہا تو شاید جیسی گناہ اب نہین چہوڑ سکتا
الذنب الیوم لا یقدر علی ترکه غدا لان عجزه عن الترک فی الحال لیس الا لغلبة الشهوة علیه والشهوة لا تفارق
یعنی توبہ نہین کرتا کل بہی نچہوڑ سکی کیونکہ اب غلبہ شہوت کا مارا توبہ نہین کرتا تو شہوت تو اوس سی جدا نہین ہوگی
بل تتضاعف وتتأکد بالاعتیاد فلیست الشهوة التی اکدها الانسان بالاعتیاد کالشهوة التی لم یؤکدها
بلکہ بڑہتی جاویگی اور زیادہ عادت ہوتی جاوگی سو وہ شہوت جسکی آدمی نی خوب عادت کرلی ہی ایسی نہین ہوتی جسکی عادت نہین کی
وعن هذا قیل هلك المسوفون فانهم یظنون ان بین المتماثلین فرقا ولا یدرون ان الایام متشابهة فی
اسی لئی کہتی ہین کہ دیر کرنیوالی جاتی رہی کیونکہ یہہ لوگ یہہ خیال کرتی ہین کہ دو نظیروں مین فرق ہی اور یہہ نہین سمجہتی کہ دن تمام ایکسی ہین
کون ترك الشهوات شاقا فیها ابدا فعلی العاقل ان یبادر بالتوبة اذا صدر منه شئ من المنهیات
شہوات کا ترک کرنا ہمیشہ دشوار ہی سو عاقل کو لازم ہی کہ جلد توبہ کری جب اوس سی کوئی گناہ صادر ہو
لان من عصی الله تعالی فی شئ منها ولم یتب عنه علی الفور یکون من الظلمین لقوله تعالی ومن
کیونکہ جو شخص نافرمانی کرتا ہی اللہ تعالی کی کسی بات مین اور فورا توبہ نہین کرتا تو وہ ظالم ہی واسطی ارشاد الہی کی اور جو
لم یتب فاولئك هم الظلمون والتوبة عبارة عن معنی یحصل من امور ثلثة علم وحال وقصد
توبہ نہین کرتا وہ ہی لوگ ہین ظالم اور توبہ ایک کیفیت ہی جو پیدا ہوتی ہی تین چیزوں سی علم اور حال اور قصد
اما العلم فهو معرفة عظم ضرر الذنوب وکونه حجابا بینه وبین محبوبه واما الحال فهو الندم ومعنی
علم تو یہہ یقین کرنا کہ معصیت مین بڑا ہی ضرر ہی اور محبوب سی پردہ مین روکدیتا ہی اور حال سی مراد شرمندگی ہی اور معنی
الندم تألم القلب وتحزنه عند شعوره بفوات محبوبه واما القصد فهو ارادة التدارك وله تعلق
شرمندگی کا یہہ ہی کہ دل کو نہایت الم اور حزن پیدا ہو جب یہہ سمجہی کہ میرا محبوب اب فوت ہوا اور قصد ارادہ کرنا عوض کا ہی اور توبہ متعلق
بالحال والاستقبال والماضی اما تعلقه بالحال فهو ترك کل محظور هو ملابس به واداء کل فرض
ہی زمانہ حال اور استقبال اور ماضی سی پہر توبہ کو حال سی تو یہہ لگاؤ ہی کہ ترک کری ہر گناہ کو جسمین مبتلا ہی اور ادا کری ہر فرض کو
هو متوجه علیه واما تعلقه بالاستقبال فهو دوام فعل الطاعات وترك المنهیات الی اخر
جو اوسکی ذمہ پر ہی اور زمانہ استقبال سی یہہ علاقہ ہی کہ آیندہ کو ہمیشہ تمام عمر طاعات مین مصروف ہی اور منہیات سی بچتا رہی
العمر واما تعلقه بالماضی فهو تدارکه ما فرط فیه وطریق التدارك ان ینظر الی الطاعات ما ترك
اور زمانہ ماضی سی یہہ علاقہ ہی کہ تمام قصوروں کا عوض کری جو زمانہ ماضی مین گذری ہین اور طریقہ تدارک کا یہہ ہی کہ طاعات مین غور کرکر دیکہی کیا کیا
منها والی المعاصی ما فعل منها فان کان ترك شیئا من الطاعات یتدارکه بالقضاء فاذا قضی ما علیه
ہوئین ہین اور معاصی مین تامل کری کہ کیا کیا عمل کئی ہین پہر اگر اسنی کوئی طاعت ترک کی ہی تو اوسکا تدارک قضا کرکر کردی پہر جب تمام فرایض
من الفرائض والواجبات ینظر فی معاصیه فما کان منها بینه وبین الله تعالی یکفی فیه الندم بالقلب
اور واجبات اپنی ذمہ کی ادا کرچکی تو اپنی معاصی مین غور کری معاصی مین جو جو صرف حق اللہ ہین تو اوسمین فقط دلسی ہی شرمندہ ہوتا
والاستغفار باللسان والعزم علی ان لا یعود الیه ابدا واما حقوق الخلق فما علم صاحبه یرده الیه
اور زبان سی استغفار کرنی کافی ہی اس عزم سی کہ پہر کبہی ایسی حرکت ہرگز نکرونگا اور حقوق العباد مین سی جسکا مالک معلوم ہو تو اوسکا حق اوسکو ادا کردی
ان کان من الحقوق المالیة وان کان من الحقوق الغیر المالیة یستحل منه وان لم یجعل فی حل بقی
اگر حق مالی ہو اور اگر وہ حق مالی نہو تو اوس سی معاف کرادی اور اگر وہ معاف نکریگا تو اوسپر وبال باقی رہیگا

علیہ مظلمته فعلیه ان یحسن الیه ویسعی فی مهماته حتی یستمیل به قلبه الیه ویجعله فی

اب اسکو یہہ لازم ہی کہ اوسکی ساتھہ بہلائی سی پیش آوی اور اوسکی کاروبار مین کوشش کری تاکہ اوسکا دل اوسپر نرم ہوجاوی اور معاف

حل فان الانسان عبید الاحسان وقد روی عن ابن مسعود رضی الله عنه انه علیه الصلوة والسلام قال

کردی کیونکہ انسان احسان کا بندہ ہوتا ہی اور ابن مسعود سی روایت ہی کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نی فرمایا ہی

جبلت القلوب علی حب من احسن الیها وعلی بغض من اساء الیها فکل من نفر قلبه بسیئة

عادت ہی دلوں کی کہ اپنی محسن کی دوست خیرخواہ ہوتی ہین اور اپنی آزار رسان کی بدخواہ ہوتی ہین پہر جسکا دل اوسکی بدی کی سبب سی بیزار ہوگیا ہی

یطیب قلبه بحسنة فاذا طاب قلبه بکثرة الاحسان الیه والسعی فی مهماته یؤمل ان یجعله

تو بہلائی سی خوش ہوجاتا پہر جب اوسکا دل بسبب کثرت احسان کی اور اپنی کاروبار مین ساعی دیکہکر خوش ہوگا تو امید ہی کہ اوسکو

فی حل وان ابی الا الاصرار یکون احسانه الیه وسعیه فی مهماته من جملة حسناته التی یمکن

معاف کردی اور اگر وہ نہ مانی سوای بدلا لینی کی تو اوسکی بہلائیان اوسکی ساتہہ اور اوسکی کوشش اوسکی کاربار مین یہہ بہی ایسی حسنات ہین کہ ممکن ہی

ان یجبرها جنایته یوم القیمة فینبغی ان یکون قدر سعیه فی فرحه وسرور قلبه بالاحسان الیه

کہ قیامت کی دن اوسکی خطا کا بدلہ ہوجاوین اب لایق یہہ ہی کہ اوسکی خوشی اور دل راضی کرنی مین احسان سی

والسعی فی مهماته کقدر سعیه فی ایذائه حتی اذا قاوم احدهما الاخر او زاد علیه یاخذ ذلك منه

اور کاربار مین سعی کرنی سی اتنی محنت اوٹہاوی کہ جتنی اوسی تکلیف دی تہی یہان تک کہ اگر دونو برابر کیہا دین تو اوسکی محنت برابر نکلی یا زیادہ بڑہ جاکہ وہ اپنا اوس سی

عوضا یوم القیمة وان غاب صاحب الحق او مات وعجز الظالم عن الاستحلال منه فی الحقوق الغیر

قیامت کی دن بدلہ لیلی اور اگر وہ حق والا غایب ہوا مرگیا ہو اور ظالم اوسی معاف نہین کرا سکتا حقوق غیر مالیہ کو

المالیة او کان فقیرا غیر قادر علی التصدق بمقدار ما علیه من الحقوق المالیة یجب علیه ان

یا ظالم مفلس ہو قدرت نہین ہی کہ جتنا اوسکی ذمہ پر اسکا حق مالی ہی اوسکی بدلہ خیرات کرسکی تو اب اسپر یہہ واجب ہی

یکثر ما قدر علیه من الاعمال الصالحات ویستغفر لمن ظلمه من المؤمنین والمؤمنات فی اکثر

کہ نیک اعمال بہت کیا کری اور ہر وقت مظلوم کی حق مین دعا مغفرت کی کیا کری مؤمن مرد ہو وہ مظلوم یا مؤمن عورت

الاوقات فانه اذا فعل کذلك یرجی من فضل الله تعالی وکرمه ان یرضی خصمه یوم القیمة لما روی

جب اس ظالم نی یہہ عمل کیا تو خدا تعالی کی فضل اور کرم سی امید ہی کہ اوسکی مدعی کو قیامت کی دن راضی کردی کیونکہ روایت ہی

عن ابی هریرة انه قال بینما رسول الله صلی الله علیه وسلم جالس اذ ضحك حتی بدت ثنایاه

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سی کہ ایک وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹہی ہوی تہی چنانچہ اتنا ہنسی کہ دندان مبارک نظر آنی لگی

فقیل له مم تضحك یا رسول الله قال رجلان من امتی جثیا بین یدی رب العزة فقال احدهما

کسی نی پوچہا کیون ہنستی ہو یا رسول اللہ فرمایا دو شخص میری امت کی سامنی رب العزت کی آبیٹہی ایک نی کہا

یا رب خذ لی مظلمتی من هذا فقال الله تعالی اعط اخاك مظلمته فقال یا رب لم تبق من

یا الہی میرا بدلہ اس سی لی دی اللہ تعالی نی فرمایا کہ اپنی بہائی کا حق ادا کردی اوسنی عرض کیا یا الہی میری حسنات مین سی

حسناتی شیء فقال الله تعالی ما تصنع باخیك لم تبق من حسناته شیء فقال یا رب فلیحمل

تو کچہہ نہین بچا پہر اللہ تعالی نی فرمایا اب تو کیا کریگا اپنی بہائی کی ساتہہ کہ اوسکی حسنات مین سی کچہہ باقی نہین رہا پہر عرض کیا یا الہی تو میری گناہ

عنی من اوزاری ففاضت عینا رسول الله صلی الله علیه وسلم ثم قال ان ذلك الیوم لیوم

اوسپر رکہدی پہر یہہ پڑہکر دونو آنکہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پہر فرمایا بیشک یہہ وہ دن ہی کہ وہان

يحتاج الناس فيه الى ان يحمل عنهم اوزارهم ثم قال فيقول الله تعالى للطالب حقه ارفع بصرك فانظر

یہہ حاجت ہوگی آدمیون کو کہ اونکی گناہ اونپر پڑجاوین پہر فرمایا کہ پہر اللہ تعالی یہہ فرماویگا اوسکو جو حق مانگتا تہا اپنی آنکہہ اوٹہاکر

الى الجنان فيرفع بصره فيرى من الخير والنعمة ما يعجبه فيقول لمن هذا يا رب فيقول لمن يعطي

بہشت کی طرف تو دیکہہ پہر وہ اپنی آنکہہ اوٹہاکر ایسی خیر اور نعمتین دیکہیگا کہ اوسکو بہت پسند آوینگی پوچہیگا یا رب یہہ کسکی لئی ہین اللہ فرماویگا جو شخص اسکی قیمت دی

فيقول من يملك ثمنه فيقول انت فيقول بماذا يا رب فيقول بعفوك عن اخيك فيقول قد عفوت عنه يا رب

وہ عرض کریگا اسکی ثمن کی کسکو طاقت ہی فرماویگا تجہکو پہر عرض کریگا کسطرح یا رب اللہ تعالی فرماویگا بعوض معاف کرنی کی اپنی بہائی سی پہر وہ عرض کریگا الٰہی مین نی اوسکو معاف کیا

فيقول الله تعالى خذ بيد اخيك فادخله الجنة هذا اذا لم يكن صاحب الحق كافرا واما اذا

پہر اللہ تعالی فرماویگا اپنی بہائی کا ہاتہہ پکڑکر جنت مین لیجا یہہ کیفیت جب ہی کہ مدعی کافر نہو اور اگر

كان كافرا يكون الامر مشكلا جدا لانه لعدم استحقاقه لدخول الجنة لا يوجد طريق

مدعی کافر ہوگا تو پہر بڑی مشکل کی بات ہی کیونکہ نہ تو وہ کافر قابل دخول جنت کی ہی اوسکی راضی کرنیکا کوئی طریقہ نہین ہی

لارضائه ولا لاعطاء ثواب المؤمن اليه ولا لتحميل اثم الكفر على المؤمن ولا يرجى منه العفو

اور نہ مؤمن کا ثواب اوسکو دی سکتی ہین اور نہ اوسکا کفر کا گناہ مؤمن پہ ڈال سکتی ہین اور معافی کی ہی کافر سی امید نہین ہی

فيكون خصومته اشد وكذا اذا كان الحق للبهائم بان ضربها بغير ذنب او ضرب وجهها

سو کافر کی خصومت بڑی سخت ہی اور ایسی ہی جب بہایم کا حق ہوگا کہ اوسکو بی خطا مارا ہو یا خطا ہی پر اوسکی چہرہ پر مارا ہو

بذنب او حملها فوق طاقتها او لم يتعاهد علفها وماءها تكون خصومتها يوم القيمة اشد

یا اوسکی طاقت سی زیادہ لادا ہو یا اوسکی چارہ پانی کی خبر نلی ہو تو اوسکی بہی خصومت قیامت کی دن بڑی سخت ہوگی

اذ لا ذنب لها فيحمل عنها ذنبها وليست اهلا لاخذ الحسنات فتعين العقاب المجلس

اسلئی نہ بہایم خطادار ہوتی ہین کہ اونکی گناہ اسکی ذمہ پر ڈالدین اور نہ وہ اس لایق ہی کہ حسنات اوسکو دیدین پہر عذاب ہی قایم رہا

الثالث عشر في بيان اخلاص التوحيد سبب لحرمة النار قال رسول الله

تیروین مجلس اس بیان مین کہ توحید اخلاص دل سی دوزخ کی آگ حرام کردیتی ہی فرمایا رسول اللہ

صلى الله عليه وسلم ما من احد يشهد ان لا اله الا الله وان محمدا رسول الله صدقا من قلبه

صلی اللہ علیہ وسلم نی جوکوئی یہہ گواہی دی کہ نہین کوئی معبود سوا اللہ کی اور بیشک محمد اللہ کی رسول ہین سچی دل سی

الا حرمه الله على النار هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه معاذ بن جبل وظاهره يقتضي

حرام کردیگا اللہ تعالی اوسکو آگ پر یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین سی ہی معاذ بن جبل کی روایت سی ظاہر معنی اسکی یہہ ہین

ان لا يدخل النار كل من ياتي بكلمتي الشهادة وان لم يمتثل بالاوامر ولم ينته عن النواهي وليس

کہ دوزخ مین نہ جاویگا جو شخص کلمہ شہادت کا پڑہتا ہی اگرچہ اوامر کو بجا نہ لاوی اور مناہی سی باز نرہی اور حقیقت مین

كذلك لان معناه ان كل من يشهد بوحدانية الله تعالى وبرسالة رسوله ويجري على موجب

یہہ نہین کیونکہ اسکی معنی یہہ ہین کہ جو شخص اللہ کی وحدانیت اور رسول کی رسالت کی گواہی دیتا ہی اور اپنی

شهادته بامتثال الاوامر واجتناب النواهي حرمه الله تعالى على النار يشير الى هذا المعنى

شہادت کی رستہ پر چلا جاتا ہی اوامر پر عمل کرکر اور منہیات سی اجتناب کرکر اوسکو اللہ تعالی آگ پر حرام کردیگا ان معنون کا اشارہ ہی

قوله عليه الصلوة والسلام صدقا من قلبه لان الشهادة اذا كانت عن صميم القلب

اس حدیث مین اس لفظ سی کہ سچی دل سی کیونکہ گواہی جب سچی ارادہ دل سی ہوتی ہی

يتوجه العبد الى طلب رضى مولاه بامتثال الاوامر واجتناب النواهي واذا لم يتمثل بالاوامر ولم

تو آدمی اپنی مولی کی رضا مندی تلاش کرتا ہی اوسکی حکم کو بجا لاکر اور منع سی باز رہ کر اور اگر اوسکی نہ حکم پر عمل کیا اور نہ

ينته عن النواهي يكون شهادته بمجرد اللسان لا عن قلب واعتقاد لان اللسان ترجمان القلب

روکنی سی رکا تو اوسکی وہ گواہی صرف زبانی ہی دل اور اعتقاد سی نہین ہی اسلئی کہ زبان دل کا اظہار کرنیوالی ہی

والاعضاء شهود على ما يدعيه الانسان باللسان فمن ادعى بلسانه الايمان اذا استعمل

اور ہاتھ پانو وغیرہ اعضا گواہ ہین انسان کی زبانی دعوی پر پس جو شخص اپنی زبان سی ایمان کا دعوی کری اور وہ اپنی ارکان کو

اركانه على ما يقتضيه الايمان يكون صادقا في دعواه ويثبت ما ادعاه واذا لم يستعمل اركانه

ایمان کی مطابق برتتا ہی تو وہ شخص اپنی دعوی مین سچا ہی اور اوسکا دعوی ثابت ہی اور اگر اوسنی اپنی ارکان ایمان کی

على ما يقتضيه الايمان لا يكون صادقا في دعواه ولا يثبت ما ادعاه وظهر من هذا ان ما يجرى

مطابق استعمال نکئی تو وہ اپنی دعوی مین سچا نہین ہی اور نہ اوسکا دعوی ثابت ہی اس سی معلوم ہوا کہ جو زبان سی کہا کرتی ہین

على اللسان قد لا يكون عن قلب واعتقاد وان كان صادقا في الواقع كقول المنافقين لرسول الله

بعضی وقت وہ بات دل اور اعتقاد سی نہین ہوتی اگرچہ واقع مین سچی ہو جیسی قول منافقون کا رسول اللہ

صلى الله عليه وسلم نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ فان قولهم هذا كان صدقا في الواقع بدليل قوله تعالى

صلی اللہ علیہ وسلم سی ہم گواہی دیتی ہین کہ بیشک تم اللہ کی رسول ہو تو یہہ قول اونکا واقع مین سچا ہی اس دلیل سی کہ اللہ تعالی فرماتا ہی

وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ لكن لما لم يكن عن قلب واعتقاد كذبهم الله تعالى فقال وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ

اللہ جانتا ہی کہ تو بیشک اللہ کا رسول ہی لیکن چونکہ وہ منافق اپنی دل اور اعتقاد سی نہین کہتی تھی تو اللہ تعالی نی اونکو جھٹلایا اور اللہ گواہی دیتا ہی

الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ وسبب ذلك ان الشهادة على ما ذكر في الصحاح خبر قاطع وهذا شرط في

کہ منافق بیشک جھوٹھی ہین اور اسکا سبب یہہ ہی کہ شہادت موافق قول صاحب صحاح لغت کی خبر یقینی کو کہتی ہین اسیلئی گواہون مین

الشاهد ان يشهد بشئ ثابت عنده بيقين كما قال النبي عليه الصلوة والسلام اذا علمت مثل

یہہ شرط ہی کہ گواہی تب دیا کرین جب وہ شئ اونکی عندیہ مین یقینی ثابت ہو چنانچہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نی فرمایا ہی جب تجھکو آفتاب کی مثال

الشمس فاشهد فمن شهد بشئ غير ثابت عنده بيقين يكون كذبا وان كان صدقا في الواقع

ظاہر معلوم ہو تو گواہی دہ پہر جو شخص ایسی مقدمہ کی جو اوسکی نزدیک یقینًا ثابت نہین ہی گواہی دی تو وہ جھوٹھ ہوگی اگرچہ واقع مین سچی ہو

ولذلك اعتبر في الحديث كونه صدقا ناشيا عن مركزه ومنبعه الذى هو القلب ليظهر

اسیواسطی حدیث مین یہہ اعتبار کیا ہی کہ وہ خبر سچی اپنی مرکز اور منبع سی پیدا ہوئی ہو کہ وہ دل ہی تاکہ اوسکا اثر

اثره في الاعضاء فعلى هذا كل من ينطق بكلمتي الشهادة يدعى حصول علم اليقين عنده

اعضا مین آوی اس تقریر کی موافق جو شخص کلمی شہادت کی پڑھتا ہی تو وہ دعوی کرتا ہی کہ مجھکو انکی معنی یقینًا معلوم ہین

بمعناهما واذا لم يكن عنده العلم بمعناهما لا يكون صادقا في دعواه ولا يتحقق ما ادعاه فكيف

اور اگر اوسکو اونکی معنی معلوم نہون تو وہ اپنی دعوی مین سچا نہین ہی اور نہ اوسکا دعوی ثابت ہی پہر

يكون مؤمنا فان النطق بهما من غير فهم معناهما لا يكفي في حصول حقيقة الايمان

وہ مؤمن کیونکر ہوگا اسلئی کہ زبانی پڑہنی سی بدون معلوم کرنی معنون کی حقیقت ایمان کی کبہی حاصل نہین ہوتی

بل لا بد في حصول حقيقة الايمان ان يكون النطق بهما مع فهم معناهما لان جميع ما يجب

بلکہ ضرور ہی واسطی حاصل کرنی حقیقت ایمان کی کہ دونو کلمی اونکی معنی سمجھکر زبان سی پڑہی اسلئی کہ مکلف پر جو جو عقاید

على المكلف معرفته من عقائد الايمان و في حقه تعالى وحق رسله مندرج فيهما لان الكلمة الاولى
کہ مکلف پر جو جو عقاید ایمانی میں سے بہ نسبت ذات الٰہی اور بہ نسبت رسولوں کی یقین کرنا واجب ہی تمام ان کلموں میں داخل ہی اسلئے

منهما مركبة من نفي واثبات والذي نفي عن غيره تعالى واثبت له تعالى على طريق الحصر انما هو
کہ پہلا کلمہ مرکب ہی نفی اور اثبات سے اور جو چیز کہ غیر اللہ سے سلب اور واسطے اللہ تعالیٰ کی ثابت کی گئی ہی حصر کرکر وہ الوہیت ہی

الالوهية وهي تشتمل على معنيين احدهما استغناؤه تعالى عن جميع ما سواه والثاني افتقار جميع ما عداه
اور الوہیت میں دو معنی ہیں ایک تو اللہ کی بے نیازی تمام ماسوا سے دوسری حاجتمند ہونا تمام ماسوا کا

اليه تعالى فعلى هذا يكون معنى قولنا لا اله الا الله لا مستغني عن جميع ما سواه ولا مفتقر اليه جميع
اللہ تعالیٰ کی طرف اس بیان کی موافق معنی کلمہ کی یہہ ہیں نہیں ہی کوئی بے نیاز تمام ماسوا سے اور نہ کوئی محتاج الیہ تمام

ما عداه الا الله تعالى اما استغناؤه تعالى عن جميع ما سواه فيوجب له تعالى الوجود والقدم و
ماسوا کا سوا اللہ تعالیٰ کی بے نیازی اللہ تعالیٰ کی تمام ماسوا سے واجب کر دیتی ہی واسطے اللہ تعالیٰ کی وجود اور قدم اور

البقاء اذ لو لم يجب له تعالى هذه الصفات لكان محتاجا الى محدث لان انتفاء شيء من هذه
بقا کو اسلئے کہ اگر نہ واجب ہوں واسطے اللہ تعالیٰ کی یہہ صفتیں تو پھر وہ محتاج ہوگا کسی محدث کا اسواسطے کہ گم ہونا کسی ایک صفت کا ان

الصفات يستلزم الحدوث وكل حادث يحتاج الى محدث وكذا يوجب له تعالى التنزه عن النقائص
صفات میں سے لازم کر دیتا ہی حدوث اور حادث تمام محدث کی محتاج ہوتی ہیں اور ایسی ہی واجب ہوجاتا ہی پاک ہونا اللہ تعالیٰ کا تمام نقصانوں سے

ويدخل في التنزه عن النقائص وجوب السمع والبصر والكلام اذ لو لم يجب له تعالى هذه الصفات لكان متصفا بالنقائص
اور نقصانوں سے پاک ہوتی میں یہہ بھی داخل ہی کہ بالضرور سمیع اور بصیر اور صاحب کلام ہو اسواسطے کہ اگر یہہ صفات نہوں گی تو پھر اسمیں نقصان پایا جاویگا

ومحتاجا الى من يدفع عنه تلك النقائص وكذا يوجب له تعالى التنزه عن الاغراض في افعاله واحكامه
اور حاجت مند ہوگا ایسی امر کا کہ جسنے وہ نقایص دفع ہوں اور ایسی ہی واجب ہوتا ہی واسطے اللہ تعالیٰ کی بری ہونا اللہ تعالیٰ کا غرض سے افعال اور احکام میں

اذ لو لم يجب له تعالى التنزه عن الاغراض لكان محتاجا الى ما يحصل به غرضه وكذا يوجب له تعالى
اسواسطے کہ اگر نہ واجب ہو واسطے اللہ تعالیٰ کی بری ہونا غرضوں سے تو وہ حاجت مند ہوگا ایسی امر کا جسنے وہ غرض حاصل ہو اور ایسی ہی واجب ہی واسطے اللہ تعالیٰ کی

ان لا يجب عليه فعل شيء من الممكنات ولا تركه اذ لو وجب عليه شيء منهما لكان محتاجا الى ذلك
کہ اوسکی ذمہ کوئی امر واجب نہو کرنا کسی امر ممکن کا یا نکرنا اوسکا اسواسطے کہ اگر واجب ہووی اللہ تعالیٰ پہ کوئی کار تو وہ حاجتمند ہوگا اوس کار کا

الشيء ليتكمل به اذ لا يجب له تعالى الا ما هو كمال واما افتقار جميع ما عداه اليه تعالى فيوجب له تعالى
تاکہ کامل ہو جاوی اسلئے کہ اللہ تعالیٰ کو وہ صفات واجب ہوتی ہیں جو کمال کی ہیں اور جمیع ماسوا کی محتاج الیہ ہونی سے واجب ہو جاتی ہی واسطے اللہ تعالیٰ کی

القدرة والارادة والعلم والحيوة اذ لو لم يجب له تعالى هذه الصفات لكان عاجزا عن ايجاد شيء
قدرت اور ارادہ اور علم اور حیات اسواسطے کہ اگر واجب نہوں واسطے اللہ کی یہہ صفتیں تو عاجز ہوگا کائنات میں سے ہر شئ کی

من الكائنات وكذا يوجب له تعالى الوحدانية اذ لو لم يجب له تعالى الوحدانية بل كان معه ثان
پیدا کرنی سے اور ایسی ہی واجب ہی واسطے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اسلئے کہ اگر اللہ تعالیٰ واحد نہو بلکہ اوسکی ساتھہ ایک اور دوسرا

في الالوهية لم يفتقر اليه شيء من الكائنات للزوم عجزهما ويؤخذ من افتقار جميع ما عداه اليه تعالى
الوہیت میں شریک ہو تو پھر تمام کائنات میں سے کوئی شئ اوسکی محتاج نہو گی اسلئے کہ دونو عاجز ہو جاوینگی اور ظاہر ہوتا ہی تمام ماسوا کی احتیاج سے طرف اللہ تعالیٰ کی

حدوث العالم باسره اذ لو كان شيء منه قديما لكان مستغنيا عنه تعالى غير محتاج اليه تعالى
کہ تمام عالم حادث ہی کیونکہ اگر کوئی شئ عالم میں سے قدیم ہوتی تو وہ اللہ تعالیٰ سے بے نیاز ہوتی حاجت مند اللہ کی نہوتی

ویوخذ منه ایضا ان لا یؤثر شئ من المخلوقات فی اثرما اذ لو کان فی شئ من المخلوقات تاثیر
اسیہی سی ظاہر ہوتا ہی کہ مخلوقات میں سی کسی چیز کو کسیطرح کا کچہہ اثر نہیں ہی کیونکہ مخلوقات میں سی اگر کسی چیز میں اثر ہوتا

فی اثرما لکان ذلک الاثر مستغنیا عنه تعالی غیر مفتقر الیه تعالی فعلی هذا کل من یقول لا اله
تو البتہ وہ اثر اللہ تعالی سی بی نیاز ہوتا اللہ تعالی کا حاجتمند نہوتا اس بیان کی موافق جو شخص لا الہ الا اللہ

الا الله بصیر کانه یقول لا واجب الوجود الا الله ولا واجب القدم والبقاء الا الله ولا قادر علی
کہتا ہی وہ شخص گویا یہہ کہتا ہی کوی نہیں واجب الوجود سواء اللہ کی اور نہ کوئی قدم اور بقاوالا سواء اللہ کی اور نہ کوئی تمام

ایجاد الممکنات کلها الا الله ولا عالم بما لا یتناهی من المعلومات الا الله ولا منزه عن جمیع النقائص
ممکنات کا پیدا کرنیوالا سوائی اللہ کی اور نہ کوئی دانندہ معلومات غیر متناہی کا سوای اللہ کی اور نہ کوئی پاک تمام نقصانوں سی

ولا عن الاغراض فی افعاله واحکامه الا الله ولا مؤثر فی شئ من المخلوقات الا الله وعلی هذا القیاس
اور نہ پاک غرضوں سی افعال اور احکام میں سواء اللہ کی اور نہ کوئی مخلوقات میں اثر کرنیوالا سوای اللہ کی اور اسیہی قیاس پر

کل ما وجب فی حقه تعالی واستحال علیه وجاز له فقد ظهر من هذا ان فهم معنی کلمة
جو جو صفات اللہ تعالی کی لیئ واجب ہیں یا اوسکی نسبت محال ہیں اور جایز ہیں اس سی خوب ظاہر ہوا کہ سمجہنا کلمہ توحید کی معنوں کا

التوحید یتوقف علی معرفة الله تعالی ولیس المراد من معرفة الله تعالی معرفة ذاته لان ذاته تعالی
معرفت الہی پر موقوف ہی اور معرفت الہی سی مراد یہہ نہیں ہی کہ ذات الہی کا ادراک کری اسلئی کہ ذات الہی

لیست معلومة للبشر بل المراد بها معرفة ما یجب فی حقه تعالی وما یستحیل علیه وما یجوز له
کسی بشر کو معلوم نہیں ہی بلکہ مراد معرفت اون صفات کا جو خدا کی لیئ واجب ہیں اور جو اوسپر محال ہیں اور جو جایز ہیں

لیعلم الموحد عند التکلم بها ما ینفی عن غیره تعالی وما یثبت له تعالی فالمنفی فیها کل فرد من
تاکہ موحد کو کلمہ پڑہتی ہوئی معلوم ہووی کہ کونسی صفت کو غیر اللہ سی سلب کری اور کیا کیا اللہ تعالی کو ثابت کری سو مسلوب اس کلمہ میں ہر فرد ہی

افراد حقیقة الاله سوی الله تعالی والمثبت فرد واحد من تلک الحقیقة وهو الله تعالی ومعنی
افراد حقیقۃ اوسکی سی سوی اللہ تعالی کی اور مثبت ایک فرد ہی اوس حقیقت میں سی یعنی اللہ تعالی اور معنی

الاله هو الواجب الوجود المستحق للعبادة وهذا المعنی کلی یقبل بحسب مجرد ادراکه ان یصدق
الہ کی واجب الوجود سزاوار پرستش کا اور یہہ معنی کلی ہیں باعتبار صرف تصور کی بہت افراد پر صادق آسکتی ہیں

علی کثیرین لکن الدلیل العقلی القطعی یدل علی استحالة التعدد فیه وعلی کونه خاصا بذات الله تعالی
پر دلیل عقلی یقینی دلالت کرتی ہی کہ زیادہ ایک سی محال ہی اور خاص ہی ذات پاک الہی سی

وذلک الدلیل وجود العالم فانه لکونه حادثا محتاجا الی محدث یدل علی ان له محدثا وذلک المحدث
اور وہ دلیل یہہ ہی عالم کا وجود ہی یہہ عالم حادث ہونی سی محدث کا محتاج ہوکر یہہ دلالت کرتا ہی کہ اس عالم کا کوئی محدث ہی اور وہ محدث

لا بد ان یکون قدیما واحدا متصفا بالقدرة والارادة والحیوة والعلم لانه لو لم یکن قدیما بل کان
ضرور ہی کہ قدیم اور واحد اور صاحب قدرۃ اور صاحب ارادہ اور حي اور علیم ہو اسلئی کہ اگر قدیم نہو بلکہ

حادثا لکان محتاجا الی محدث فیلزم الدور او التسلسل وکلاهما محال ولو لم یکن واحدا بل کان
حادث ہو تو خود محتاج محدث کا ہوگا پہر دور لازم آویگا یا تسلسل اور یہہ دونو محال ہیں اور اگر واحد نہو بلکہ

اکثر من واحد لوقع بینهما التمانع المقتضی لعدم وجود العالم ولو لم یکن متصفا بالقدرة والارادة
ایک سی زیادہ ہوں تو اونمیں آپسمیں روک ٹوک واقع ہوگی جسّی وجود عالم کا پیدا نہو سکی اور اگر صاحب قدرت اور ارادہ

والعلم

والعلم والحيوة لكان عاجزا عن ايجاد شئ من العالم لان الايجاد اثر القدرة وتاثير القدرة في شئ
اور علیم اور حی نہو تو سراسر عاجز ہوگا عالم میں سی کچھ شئ پیدا کرسکیگا اسلئے کہ ایجاد قدرت کا اثر ہوتا ہی اور اثر قدرت کا کسی شئ مین

من الاشياء يتوقف على ارادة ذلك الشئ وارادة ذلك الشئ تتوقف على العلم به لان القصد الى
اشیاء میں بدون ارادہ اوس شئ کی نہیں ہوسکتا اور ارادہ شئ کا بدون علم کی نہیں ہوسکتا اسلئے کہ ارادہ کسی شئ کی

ايجاد شئ مع عدم العلم به محال والاتصاف بهذه الصفات الثلث يتوقف على الحيوة لكونها
پیدا کرنیکا بی جانی بوجہی محال ہی اور یہہ تینون صفتین بغیر حیات کی نہیں ہوسکتیں کیونکہ حیات انکی شرط ہی

شرطا فيها فعلى هذا يكون وجود العالم بل وجود كل ذرة من ذراته دليلا قطعيا على وجوده تعالى
اس بیان کی موافق وجود عالم کا بلکہ وجود ہر ہر ذرہ کا عالم کی ذرات میں سی یقینی دلیل ہی وجود الٰہی

وقدمه وكونه واحدا متصفا بهذه الصفات الاربع المذكورة وعلى استحالة اضدادها ولهذا
اور قدم پر کہ وہ واحد ہی موصوف ہی ان چاروں صفات مذکورہ سی اور ان صفات کی ضدین محال ہین اسی لئے

كان بعض اهل التوحيد يقولون استدلالا بالاثر على المؤثر ما رأينا شيئا الا رأينا الله بعده فان
بعضی اہل توحید اثر سی مؤثر پر استدلال کرکر یہہ کہتی ہین یعنی جب کسی شئ کو دیکہا تو بعد اوسکی الله کو دیکہا بیشک

كل ذرة من ذرات العالم من حيث حدوثها واحتياجها الى من يوجدها لا تزال تتكلم بكلام لا حرف
ہر ذرہ عالم کی ذرات کا اس سبب سی کہ وہ حادث ہین اور اپنی موجد کی محتاج ہمیشہ زبان حال سی یہہ کلام کرتی ہین جسمین نکوئی حرف ہی

فيه ولا صوت ان لها موجدا قديما واحدا متصفا بالقدرة والارادة والعلم والحيوة يسمع
اور نہ کچہہ آواز کہ ہمارا موجد قدیم واحد صاحب قدرت صاحب ارادہ علیم حی ہی

كلامها السامعون ولا يسمعه الذين هم عن السمع لمعزولون والمراد من السمع السمع الباطن الذي
اونکی کلام کو سمجہہ والی سب سنتی ہین اور وہ لوگ نہین سنتی جنکی سماعت بیکار ہی اور سماعت سی مراد وہ سماعت باطنی ہی جسّی

يسمع به كلام ليس بحرف ولا صوت ولا عربي ولا عجمي لا السمع الظاهر الذي لا يسمع به غير الاصوات
وہ کلام سنی جاتی جسمین نکوئی حرف ہو نہ کچہہ آواز اور نہ عربی ہو نہ عجمی ہو سماعت ظاہری مراد نہین ہی جس سی صرف آواز سنی جاوی

وتشاركه فيه البهايم الانسان اذ لا قدر لشئ تتشارك فيه البهائم الانسان والحاصل ان الانسان
اور اوسمین بہایم بہی انسان کی شریک ہون کیونکہ اوس چیز مین کیا خوبی ہی جسمین آدمی اور چوپایہ یکسان ہون حاصل یہہ ہی کہ انسان

لا يعرف من صفاته تعالى بالعقل الا ما دل عليه افعاله تعالى فما لم يدل عليه افعاله تعالى
صفات الٰہی مین سی عقل کی زور سی وہ ہی جان سکتا ہی جن پر اوسکی افعال دلالت کرتی ہین اور جن صفات پر افعال دلالت نہین کرتی

كالسمع والبصر والكلام فقد يستدل على ثبوتها له تعالى تارة بالعقل وتارة بالنقل اما وجه
جیسی سمع اور بصر اور کلام تو ان صفات کی ثبوت پر واسطی اللہ تعالی کی کبہی استدلال عقلی کیا جاتا ہی اور کبہی نقلی

الاستدلال على ثبوتها له تعالى بالعقل فهو انها صفات كمال واضدادها صفات نقصان
استدلال عقلی ان صفات کی ثبوت پر واسطی اللہ تعالی کی یہہ ہی کہ یہہ صفتین کمال کی ہین اور انکی ضدین صفتین نقصان کی

واتصافه تعالى بصفات الكمال وعدم اتصافه بصفات النقصان واجب فوجب اتصافه تعالى
اور اللہ تعالی کا موصوف ہونا صفات کمالیہ سی اور بری ہونا صفات نقصان سی واجب ہی پس واجب ہوا موصوف ہونا اللہ تعالی کا

بتلك الصفات واما وجه الاستدلال على ثبوتها له تعالى بالنقل فهو ان الشرع قد صرح بثبوتها
ان صفات سی اور استدلال نقلی ان صفات کی ثبوت پر واسطی اللہ تعالی کی یہہ ہی کہ شرع سی ثبوت ان صفات کا صاف ظاہر ہی

له تعالى فوجب العلم بثبوتها له تعالى ودليل النقل في هذه المسئلة اولى من دليل العقل لان تلك

واسطی اللہ کی پس واجب ہوا یقین کرنا انکی ثبوت کا واسطی اللہ تعالی کی اور اس مسئلہ میں دلیل نقلی بہتر ہی دلیل عقلی سی اسلئی

الصفات لا يتوقف عليها افعاله تعالى حتى يستدل بها على ثبوتها له تعالى وذاته تعالى لم يكن

کہ افعال انکی ان صفات پر موقوف نہیں ہیں تاکہ ان افعال سی استدلال کیا جاوی اوپر ثبوت ان صفات کی اللہ تعالی کو اور ذات اللہ تعالی کی کسیکو

معلوما لاحد حتى يعلم انها في حقه تعالى كمال يجب اتصافه بها بحيث لو لم يتصف بها يلزم

معلوم نہیں تاکہ یہہ معلوم ہو کہ یہہ صفات اللہ تعالی کی لئی صفات کمالیہ ہیں ان صفات سی موصوف ہونا ہی ضروری ہی ایسا کہ اگر ان صفات سی موصوف نہو

ان يتصف باضدادها بل كونها كمالا انما هو بالنسبة الينا ولا يلزم من كون الشئ بالنسبة

تو انکی ضدین پائی جاوینگی بلکہ یہہ صفات ہماری حق میں کمالیہ ہیں اور ہماری حق میں کمالیہ ہونی سی یہہ لازم نہیں آتا

الينا كمالا ان يكون في حقه تعالى كمالا الا ترى ان اللذة والالم مع كونهما كمالا بالنسبة الينا

کہ اللہ تعالی کی واسطی بہی کمالیہ ہوں کیا تجھکو معلوم نہیں کہ لذت اور الم باوجودیکہ ہماری حق میں کمال ہیں اللہ تعالی کی نسبت کرکر محال ہیں

في حقه تعالى لكونهما من عوارض الاجسام فقد ظهر من هذا ان الكلمة الاولى من كلمتي الشهادة

کیونکہ یہہ دونو صفات جسمانی ہیں اس سی معلوم ہوا کہ پہلی کلمہ میں دونو شہادت کی کلموں میں سی

تضمنت الاقسام الثلثة التي يجب على المكلف معرفتها في حقه تعالى وهي ما يجب في حقه تعالى

تینوں قسمیں مندرج ہیں جنکی معرفت واسطی اللہ تعالی کی مکلف پر واجب ہی یعنی جو واجب ہی واسطی اللہ تعالی کی

وما يستحيل عليه وما يجوز له والمراد بما يجب في حقه تعالى صفاته الثبوتية وبما يستحيل

اور جو اوسپر محال ہی اور جو جایز ہی اور صفات واجبہ سی مراد صفات ثبوتیہ ہیں اور محال سی مراد

عليه صفاته السلبية وبما يجوز له صفاته الفعلية واما الكلمة الثانية فقد حكم فيها بكون

صفات سلبیہ ہیں اور جایز سی مراد صفات فعلیہ ہیں اور دوسری کلمہ میں یہہ حکم ہی کہ

محمد صلى الله عليه وسلم رسولا من عند الله ولا بد في معرفة ذلك من دليل وذلك الدليل ظهور

محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی بہیجی ہوئی ہیں اور اسکی معرفت کی واسطی کوئی دلیل ضرور چاہیی اور وہ دلیل ظاہر ہونا

المعجزة على يده عند ادعائه الرسالة فان المعجزة تصديق فعلي من الله تعالى لرسوله لانها فعل

معجزہ کا رسول کی ہاتہہ پر بروقت دعوی رسالت کی کیونکہ معجزہ اللہ کی طرف سی فعلی تصدیق ہی واسطی اپنی رسول کی اسلئی کہ وہ معجزہ ایک فعل

من افعاله تعالى خارق للعادة قائم مقام صريح القول في تصديق رسوله في دعواه الرسالة فانه

ہی اللہ تعالی کی افعال میں سی خلاف عادت کی گویا صاف ارشاد ہی واسطی تصدیق اپنی رسول کی رسالت کی دعوی میں کیونکہ اللہ تعالی نی

لما خلق امرا خارقا للعادة على يد رسوله حين ادعائه الرسالة صار كانه قال صدق رسولي في كل

جب ایک امر خلاف عادت اپنی رسول کی ہاتہہ پر رسالت کا دعوی کرتی وقت پیدا کیا تو گویا یہہ فرمایا کہ میرا رسول سچا ہی

ما يبلغ عني سواء كان تبليغه بقوله او فعله او سكوته قال العلماء مثال ذلك ان رجلا اذا قام

جو جو حکم میری طرف سی بیان کری برابر ہی کہ وہ بیان قولی ہو یا فعلی ہو یا باعتبار خاموشی کی ہو علماء کہتی ہیں اسکی مثال یہہ ہی کہ ایک شخص

في مجلس ملك بحضور جماعة وقال انا رسول هذا الملك بعثني اليكم بكذا وكذا من التكاليف فطلبوا

بادشاہ کی دربار میں ایک جماعت کی سامنی کہڑا ہو کر کہی کہ میں اس بادشاہ کا ایلچی ہوں مجھکو تمہاری پاس فلانی فلانی حکم دیکر بہیجا ہی اوس جماعت نی

منه حجة تدل على صدقه فقال آية صدقي اني اطلب من الملك ان يخالف عادته ويقوم من

اوس سی ایسی حجت طلب کی جس سی اوسکا صدق معلوم ہو اوس شخص نی کہا نشان میری صدق کا یہہ ہی کہ بادشاہ سی میں کہتا ہوں کہ اپنی عادت کی خلاف تین دفعہ کہڑا ہو کر

صفـ

مقامه ویقعد ثلث مرات ففعل الملك ذلك بطلبه فان ذلك الفعل من الملك قائم مقام قوله
اور بیٹھ جاوی پہر بادشاہ نے اوسکی کہنی سی یہہ ہی کیا پس تو بادشاہ کی یہہ حرکت قایم مقام اس قول کی ہی

صدق هذا الرجل فی کل ما یبلغ عنی ویفید للعلم الضروری بصدقه لمن شاهد ذلك الفعل من
یہہ شخص سچ کہتا ہی جو جو میری طرف سی بیان کرتا ہی اور اس سی علم ضروری اوسکی صداقت کا حاصل ہوگا جو کوئی بادشاہ کی یہہ حرکت دیکھیگا

الملك ولمن لم یشاهده بل وصل الیه خبره بالتواتر ولا شك ان هذا المثال مطابق لحال الرسول
اور اوسکو جو نہین دیکھیگا بلکہ اوسکو بطریق تواتر کی خبر پہنچیگی اور بیشک یہہ مثال مطابق ہی رسول علیہ السلام کی حال سی

علیه السلام فی افادة معجزته العلم الضروری بصدقه لمن شاهدها ولمن لم یشاهدها بل وصل
کہ معجزہ سی بدیہی علم صداقت کا حاصل ہوا کرتا ہی دیکھنی والی کو اور اوسکو جو نہین دیکھتا بلکہ

الیه خبرها بالتواتر ثم ان المعجزة لما کانت تصدیقا فعلیا من الله تعالی لرسولنا محمد صلی الله علیه
اوسکو بطور تواتر کی خبر ملتی ہی پہر جب معجزہ تصدیق فعلی ثابت ہوا اللہ تعالی کی طرف سی واسطی ہماری رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی

سلم لزم ان یکون تصدیقا فعلیا منه تعالی لغیره من الانبیاء لانهم فی معناه فیجب فی حق جمیعهم
تو لازم ہی کہ تصدیق فعلی ہو اللہ کی طرف سی واسطی اور انبیاء کی بہی کیونکہ وہ بہی نبوت مین یکسان ہین پس سبکی حق مین

الصدق والامانة وتبلیغ ما امروا تبلیغه للخلق ویستحیل فی حقهم اضداد هذه الصفات وهی الکذب
صدق اور امانت اور تبلیغ تمام احکام کی واسطی خلق کی واجب ہی اور اونکی حق مین خلاف ان صفات کا محال ہی یعنی جہوٹھ

والخیانة وکتمان شیء مما امروا تبلیغه للخلق ویجوز فی حقهم من الاعراض البشریة ما لا یؤدی الی نقص مراتبهم
اور خیانت اور چہپا لینا کسی حکم تبلیغی کا واسطی خلق کی اور جایز ہی اونکی نسبت حالات بشری جس سی مرتبہ مین کچہہ عیب نہ لگتا ہو

کالمرض ونحوه اما وجوب الصدق لهم واستحالة الکذب علیهم فلانه تعالی یصدقهم بالمعجزة القائمة
جیسی بیماری وغیرہ لیکن واجب ہونا صداقت کا اونکی لئی اور محال ہونا دروغ کا اونپر اسلئی ہی کہ اللہ تعالی اونکی تصدیق معجزہ سی کرتا ہی جو قایم

مقام صریح القول فلو لم یجب لهم الصدق بل جاز علیهم الکذب لجاز علی الله تعالی لان تصدیق
مقام صاف ارشاد کی ہی پہر اگر صدق واجب نہو بلکہ اونپر کذب جایز ہو تو پہر اللہ تعالی پر جایز ہوگا اسلئی کہ

الکاذب کذب والکذب علی الله تع محال واما وجوب الامانة لهم واستحالة الخیانة علیهم فلانهم
جہوٹی کی تصدیق بہی جہوٹھ ہی ہوتی ہی اور کذب اللہ تعالی پر محال ہی اور امانت کا واجب ہونا اونکی لئی اور خیانت کا محال ہونا اونپر اسواسطی ہی

لو خانوا بفعل شیء مما هو محرم او مکروه لانقلب ذلك الفعل طاعة لانه تعالی امر الخلق بالاقتداء
کہ اگر وہ خیانت کرین کسی کار مین کہ وہ حرام ہو یا مکروہ تو البتہ وہ کار پلٹ کر طاعت ہو جاوی اسواسطی کہ اللہ تعالی نی خلقت کو یہہ حکم فرمایا ہی

بهم فی افعالهم واقوالهم وسکوتهم والله تعالی لا یامر بما هو محرم او مکروه فلو علم منهم خیانة لما امر
کہ انبیاء کی افعال اور اقوال اور سکوت مین پیروی کرین اور اللہ تعالی حرام یا مکروہ کا حکم نہین فرماتا سو اگر علم الہی مین انبیاء سی خیانت سرزد ہوسکتی تو

الخلق بالاقتداء بهم فثبت بذلك انه تعالی عصمهم عن فعل شیء مما هو محرم او مکروه فلا یقع منهم
خلقت کو کبہی اونکی اقتدا کا حکم نہوتا اس سی ثابت ہوا کہ اللہ تعالی نی اونکو تمام محرمات اور مکروہات سی معصوم پیدا کیا ہی پس اونسی وہ ہی

الا ما هو واجب او مندوب او مباح هذا بالنظر الی نفس الفعل واما بالنظر الیهم فالحق ان افعالهم دائرة
کار عمل مین آتا ہی جو واجب ہی یا مستحب ہی یا مباح ہی یہہ حال ہی بلحاظ کیفیت اوس کار معمول کی اور اگر خیال کیجئی انبیاء کی طرف تو حق یہہ ہی کہ اونکی افعال محصور ہین

بین الوجوب والندب لا غیر لان المباح لا یقع منهم کما یقع من غیرهم بمقتضی الشهوت بل انما یقع منهم
درمیان فقط وجوب اور مستحب کی مباح بہی اونسی عمل مین نہین آتا جیسی اور عوام سی موافق شہوت کی عمل مین آتا ہی بلکہ اونسی سوای

بنیة صالحة یصیر بها طاعة واقل ذلك قصد التعلیم لغیرهم اذا ثبت هذا یجب علی کل مؤمن

نیت نیک کی عمل مین نہین آتا کہ جس سی وہ مباح طاعت ہوجاتا ہی اورکم سی کم بارادۂ تعلیم غیرون کی جب یہہ ثابت ہوچکا تو ہر مؤمن پر واجب اور لازم ہی

ان یکون علی حذر عظیم ووجل شدید علی ایمانه ان یسلب منه بان یصغی باذنه او یلتفت

کہ بہت پرہیز کرتا رہی اور خوب ڈرتا رہی اپنی ایمان پر مباداایمان اوسکا سلب ہوجاوی اس سی کہ سنی اپنی کانونسی اور توجہ کری

بعقله الی خرائف ینقلها فی حقهم حثالة المورخین ویتبعهم فی بعضها بعض الجهلة من المفسرین

اپنی عقل سی طرف بیہودہ نقلون کی جو بعضی مورخ ناکارا اونکی حال مین بیان کرتی ہین اور اونکی ساتہہ بعضی جاہل مفسر بہی ہوگئی ہین

فانهم لقلة تحصیلهم وعدم تحقیقهم ربما یفترون فی ذلك بظواهر من الکتاب والسنة ولهذا

یہہ لوگ بسبب بی علمی کی بی تحقیق بعضی وقت اس بات مین مطابق ظاہر کتاب اور سنت کی افترا کر بیٹھتی ہین اسیلئی

قیل التمسك فی معرفة الله تعالی ومعرفة رسوله بمجرد ظواهر الکتاب والسنة اصل من اصول

کہتی ہین کہ حجت کرنی معرفت الٰہی اور معرفت رسول مین صرف ظاہر کتاب اور سنت سی اصل کفر کی جڑ ہی

الکفر قال الامام السنوسی وکذلك تلقی هذا العلم من مجرد الکتب والمشائخ المصحفین والمتفقهین

امام سنوسی کہتی ہین اور ایسی ہی اس علم کا حاصل کرنا صرف کتابون اور مشایخ تصحیف کار اور فقہاء

بلا تحقیق واما وجوب التبلیغ لهم واستحالة الکتمان علیهم فلانهم لو کتموا شیئا مما امروا بتبلیغه لکان الناس

بی تحقیق سی کفر کی جڑ ہی اور واجب ہونا تبلیغ کا انبیاء پر اور محال ہونا چہپانا کسی امر کا اسلئی ہی کہ اگر انبیاء کوئی مسئلہ تبلیغی چہپالیں تو عوام بہی مامور ہونگی

مامورین بالاقتداء بهم فی کتمان بعض ما امروا تبلیغه من العلم النافع لمن اضطر الیه وکیف یتصور

اونکی پیروی کی درباب چہپالینی بعضی مسائل تبلیغی کی جیسی بہلی بات حاجتمند سی اور یہہ کب خیال مین آسکتا ہی

ذلك فان الکتمان حرام ملعون فاعله بشهادة قوله تعالی اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ

کیونکہ چہپانا حرام ہی اور چہپانیوالا مردود موافق مضمون اس آیت کی جولوگ چہپاتی ہین جو کچہہ ہمنی اوتارا

الْبَیِّنٰتِ وَالْهُدٰی مِنْ بَعْدِ مَا بَیَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِی الْکِتٰبِ اُولٰٓئِكَ یَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَیَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ

صاف حکم اور راہ کی نشان بعد اسکی کہ ہم اونکو کہول چکی لوگون کی واسطی کتاب مین اونکو لعنت دیتا ہی اللہ اور لعنت دیتی ہین سب لعنت دینی والی

واما جواز الاعراض البشریة فی حقهم فلانها لا تضر فی رسالتهم وعلو منزلتهم بل هی مما تزید فی

اور جایز ہونا حالات بشری کا انبیاء کی حق مین اسلئی ہی کہ اسمین کچہہ رسالت کا ضرر اور بلند منزلت مین کچہہ خلل نہین ہی بلکہ اسمین اور بہی مرتبہ بڑہتا ہی

مراتبهم باعتبار تعظیم اجرهم من جهة ما یقارنها من طاعة صبرهم فانه تعالی کان قادرا علی

باعتبار عظمت ثواب کی کہ اونکو حاصل ہوتا ہی طاعت صبر پر البتہ اللہ تعالی کو قدرت ہی

ایصاله الیهم ذلك الثواب العظیم بلا مشقة تلحقهم لکن بعظیم حکمته اختار ان یوصل الیهم

کہ وہ تمام ثواب عظیم اونکو بدون مشقت مرض وغیرہ کی عنایت کری پر اپنی حکمت کاملہ سی یہہ ہی پسند کیا کہ اونکو

ذلك الثواب مع تلك الاعراض رفقا بضعفاء العقول لئلا یعتقدوا فیهم الالوهیة وفیها ایضا اعظم

وہ ثواب بعد عارض ہونی اون عوارض کی عنایت کری واسطی رحمت کی ضعیف عقلون پر تاکہ ضعیف الاعتقاد انبیاء مین اعتقاد خدائیکا نکرلین اور اسمین بہی

دلیل علی صدقهم وکونهم مبعوثین من عند الله تعالی وکون ما ظهرت علی ایدیهم من الخوارق مخلوقة

اونکی صداقت پر اور مبعوث ہونی پر خدا کی طرف سی بڑی دلیل ہی اور اسپر کہ جو جو خوارق یعنی امور خلاف عادت معجزات اونکی ہاتہہ پر پیدا ہوتی ہین

لله تعالی من غیر ان یکون لهم قدرة علی اختراعها اذ لو کان لهم قدرة علی اختراعها لدفعوا عن انفسهم

وہ سب خدا کی پیدا کئی ہوتی ہین انبیاء کو کچہہ اوسمین دخل نہین ہی کہ پیدا کرلین اسلئی کہ اگر اونکو قدرت ہوتی معجزہ پیدا کرنی کی تو بیشک اپنی اوپر سی

ما هو ايسر منها من المرض والجوع والعطش والم الحر والبرد واذية الخلق ونحو ذلك وفيها ايضا فائدة

آسان کار سہل دفع کرديتي بيماري بهوکه پياس تکليف گرمي سردي کي ايذا خلق کي اور مانند اسکي اور اسمين بهي يہہ بڑا فائده ہي

عظيمة وهي تشريع الاحكام للخلق المتعلقة بها كما عرف احكام السهو في الصلوة من سهوه عليه السلام

کہ خلقت کي واسطي وه احکام جو عوارض سي متعلق ہين جاري ہوجاتي ہين جيسي نماز مين سہو کرني کي مسائل پيغمبر خدا کي سہو کرني سي معلوم ہوگئي

وكيفية اداء الصلوة في حال المرض والخوف من فعله عليه الصلوة والسلام وهيئة اكل الطعام و

اور کيفيت نماز پڑهني کي بيماري اور خوف مين پيغمبر صلي الله عليه وسلم کا ادا کرني سي معلوم ہوئي اور طريق کهانا کهانيکا اور

شرب الماء ونحوه من اكله وشربه عليه الصلوة والسلام فقد ظهر من هذا ان كلمتي الشهادة

پاني پيني کا اور مانند اسکي آپ کي کهاني پيني سي معلوم ہوا اس سي معلوم ہوا کہ دونو کلمي شہادت مين

مع اختصارهما متضمنتان لجميع ما يجب على المكلف معرفته في حقه تعالى وحق رسله من عقائد

باوجود اختصار کي جو جو مکلف پر درباب معرفت الهي اور معرفت رسل کي عقايد

الايمان ولذلك جعلهما الشرع دليلا على ما في القلب من عقائد الايمان حتى لا يقبل من احد

ايماني مين سي واجب ہي سب داخل ہي اسي واسطي شرع ني انکو دليل ٹہرائي ہي عقايد ايماني پر جو دلمين ہوتي ہين يہان تک کہ ايمان کسيکا مقبول نہين ہي

الايمان الا بهما فعلى هذا ينبغي للعاقل ان يستحضر معناهما ثم يشتغل بذكرهما صباحا ومساء حتى

بدون ان کلمون کي اسکي موافق عاقل کو لازم ہي کہ انکي معني ياد رکهي پهر انکو رات دن پڑها کري يہان تک

يمتزج معناهما بلحمه ودمه يسرنا الله المداومة على ذكرهما مع فهم معناهما ولا حول ولا قوة

کہ وه دونو معني اسکي گوشت اور خون مين ملجاوين الهي ہمپر آسان کر مداومت ذکر کي مع فهم معاني کي اور نہ پهرنا گناه سي اور نہ طاقت عبادت کي

الا بالله العلي العظيم المجلس الرابع عشر في بيان ايمان المنجي لصاحبه يوم القيمة

سوا الله تعالي برتر اور بزرگ کي چودہوين مجلس بيان مين اوس ايمان کي جو قيامت کي دن نجات ديگا ايماندار کو

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما من عبد قال لا اله الا الله ثم مات على ذلك

فرمايا رسول الله صلي الله عليه وسلم ني جو بنده لا اله الا الله کہي پهر مرجاوي اوسي اعتقاد پہ

الا دخل الجنة هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه ابوذر وظاهره يقتضي ان يدخل الجنة

داخل ہوگا جنت مين يہہ حديث مصابيح کي صحيح حديثون مين ہي ابوذر کي روايت سي اسکي ظاہر معني يہہ کہتي ہين کہ

كل من ياتي بكلمة الاولى من كلمتي الايمان وان لم يات بالكلمة الثانية منهما وليس كذلك لانه

جو شخص پہلا کلمہ دونو کلمون ايمان مين کا پڑهي وه جنت مين داخل ہو اگرچہ دوسرا کلمہ نہ پڑهي اور حقيقت مين يون نہين ہي کيونکہ رسول

عليه السلام وان لم يذكر فيه احدى كلمتي الايمان لكنها مراده لان قول من يقول لا اله الا الله لا يستلزم

صلي الله عليه وسلم ني اگرچہ اس حديث مين دوسري کلمہ ايمان کا ذکر نہين فرمايا پر وه مراد ہي اسواسطي کہ جو شخص صرف لا اله الا الله کہتا ہي کچهہ لازم نہين ہي

دخول الجنة ما لم يضم اليه قوله محمد رسول الله اذ لا يتم الايمان الا بهما ثم انه عليه الصلوة والسلام

کہ جنت مين داخل ہو جبتک اوسکي ساتهہ محمد رسول الله نہ ملاوي اسواسطي کہ ايمان بدون دونو کلمون کي پورا نہين ہوتا پهر رسول عليه السلام ني

اشار بقوله ثم مات على ذلك الى لزوم الثبات على الايمان الى الموت لان من لم يثبت على الايمان بل

اشارة اس لفظ سي پهر اوسي پر مري يہہ ارشاد فرمايا کہ مرتي دم تک بدستور ايمان پر قايم رہي اسواسطي کہ جو شخص ايمان پر ثابت نہ رہيگا بلکہ

مات على الكفر لا ينفعه ايمانه الذي كان قبل ذلك وانما ينفعه الايمان الذي يكون ثابتا الى الموت

وه کفر پر مري تو اوسکي حق مين پہلا ايمان کچهہ فائده نہ کريگا ايمان وه ہي فائده کرتا ہي جو دم مرگ تک قايم رہي

حيث يكون سببا لدخول الجنة وان كان له ذنوب كثيرة لم يتب عنها فان من مات على الايمان
وہ ہی سبب ہوتا ہی واسطی دخول جنت کی اگرچہ وہ بڑا ہی گنہگار ہو اور توبہ بھی نکی ہو کیونکہ جو شخص ایمان سی اوٹھتا ہی

مع كونه مصرا على الذنوب غير تائب عنها يكون في مشية الله تعالى ان شاء يعفو عنه ويدخله
اگرچہ وہ شخص گناہوں پر جما رہا اور گناہوں سی توبہ بھی نکی وہ خدا کی مرضی مین ہی اگر چاہی اللہ تعالی اوسکو معاف کرکر

الجنة بلا عذاب وان شاء يعذبه بقدر ذنوبه ثم يدخل الجنة ولو بعد حين لكن ينبغي ان يعلم
بلا عذاب جنت مین داخل کری اور چاہی گناہوں کی برابر سزا دیکر پہر جنت مین داخل کری اگرچہ دم بہر کی بعد اب لایق ہی یہہ سمجھنا

ان كلمتي الايمان لتضمنهما اثبات ذات الله وصفاته وافعاله واثبات رسالة الرسول لابد ان
کہ دونو کلمہ ایمان مین چونکہ اثبات ذات الہی کا ہی اور اوسکی صفات کا اور افعال کا اور اثبات رسول کی رسالت کا اسلئی ضرور ہوا

يكون النطق بهما مع معرفة معناهما لان النطق بهما من غير معرفة معناهما لا يكفي في حصول
کہ ان کلموں کا پڑہنا انکی معانی سمجھ کر ہونا چاہئی کیونکہ انکی پڑھنی سی بدون سمجھنی معانی کی واسطی حصول ایمان حقیقی کی کافی نہین ہی

حقيقة الايمان لان الايمان مبناه على هذه الاركان الاربعة فاذا لم يتحقق العلم بما تضمناه
اسواسطی کہ اصل ایمان کی ان چاروں رکن پر قایم ہی پہر اگر اوسکو علم ہی نہوا اونکی مضمون کا

لا يكون لهما طائل ولا محصول اذ ليست فضيلة هاتين الكلمتين بازاء تحريك اللسان من
پہر زبانی پڑہنی سی کچھہ فائدہ نہ حصول اسلئی کہ ان کلموں مین کچھہ زبان ہلانی کی بزرگی نہیں ہی جبتک دل مین

غير حصول معناهما في القلب بل فضيلتهما بازاء هذه المعرفة التي هي حقيقة الايمان فعلى هذا
انکی معنی نہ آوین بلکہ انکی بزرگی اسہی معرفت سی ہوتی ہی کہ وہ ایمان کی حقیقت ہی اس بیان کی موافق

يجب على كل مؤمن ان يعتني بشانهما في معرفة معناهما اذ هما ثمن الجنة وسبب الخلاص من المهالك
ہر ہر مومن پر واجب ہی کہ جہان تک بن آوی انکی معنی دریافت کرلی اسواسطی کہ قیمت جنت کی اور سبب رستگاری کا

في الدنيا والاخرة وقد نص العلماء على لزوم معرفة معناهما والا لا ينفع بهما متلفظهما في الانقاذ
دنیا اور آخرت کی آفات سی یہہ ہی ہین اور علماء صاف کہہ چکی ہین کہ سمجھنا انکی معنوں کا پر ضرور ہی نہین تو انکا زبانی پڑھنا دائمی آگ سی

من الخلود في النار فان كثيرا من الائمة قد سئلوا عن شخص ينطق بكلمتي الايمان ويصلي ويصوم
نجات دینی مین کچھہ فائدہ ندیگا کیونکہ اکثر پیشوا دین سی پوچھا گیا ایسی شخص کی حال سی جو دونو کلمہ ایمان کی پڑھتا ہی اور نماز و روزہ ادا کرتا ہی

ويفعل انواعا من العبادات لكن نطقه وعبادته ليس الا على الاتيان بمجرد صور الاقوال والافعال
اور اور عبادتین کرتا ہی پر اوسکا پڑھنا اور عبادت کرنی یہہ ہی بحسب ظاہر ہی تمام قول اور فعل

على حسب ما يرى الناس يفعلون ويقولون حتى انه ينطق بكلمتي الايمان لكن لا يفهم منهما معنى ولا
ویسی ہی عمل مین لاتا ہی جیسی اور لوگوں کو کرتی اور بولتی دیکھتا ہی اتنا کہ دونو کلمہ ایمان کی پڑھتا ہی پر اونکی معنی نہین سمجھتا اور نہ

يدري معنى الاله ولا معنى الرسول ولا ما نفى ولا ما اثبت وربما يتوهم ان الرسول نظير الاله وهل
معنی اللہ کی جانتا ہی اور نہ معنی رسول کی سمجھتا ہی اور نہ یہہ جانی کیا نفی کیا ہی اور کیا ثابت کیا کبہی اوسکو یہہ وہم ہوتا ہی کہ رسول مثل اللہ کی ہی آیا

ينتفع هذا الشخص بما صدر عنه من صور الاقوال والافعال وهل يصدق عليه حقيقة الايمان
فائدہ دیگا اس شخصکو جو جو اوسی ظاہر مین اقوال اور افعال عمل مین آتی ہین اور آیا اوسپر حقیقت ایمان کی صادق ہی

فيما بينه وبين الله تعالى ام لا فاجابوا جميعا بان مثل هذا الشخص ليس له من الاسلام نصيب
خدا کی نزدیک یا نہین سو سب نی یہہ ہی جواب دیا کہ ایسی شخصکو اسلام مین سی کچھہ نصیب نہین ہی

وان صدر عنه من صور اقوال الایمان وافعاله ماذکر قال الامام السنوسی هذا الذی ذکره

اگرچہ اوسی ظاہری قول اور فعل مذکور ایمان کی سی عمل مین آتی ہین امام سنوسی کہتی ہین یہہ جو اس شخص کی

فی حق ذلك الشخص ظاهر ای ظاهر جلی غایة الجلاء لا یمکن ان یختلف فیه احد من العلماء فعلی

حق مین ذکر کیا ہی سب ظاہر ہی یعنی بہت روشن ہی کوئی عالم اس مسئلہ مین اختلاف نہین کر سکتا

هذا یجب علی کل من یرید النجاة من العذاب المؤبد والدخول فی الجنة ان یسعی فی معرفة معناهما ثم ینطق

اس جواب کی موافق جو شخص عذاب دائمی سی بچا چاہتا اور جنت مین داخل ہونا چاہی اوسپر واجب ہی کہ پہلی کوشش کر کر انکی معنی دریافت کرکی پہر معنی سمجھکر

بهما مع فهم معناهما لیوجد فیه اقرار باللسان وتصدیق بالجنان ویحصل له حقیقة الایمان

زبان سی پڑہی تاکہ اوسمین زبانی اقرار اور دلی تصدیق پائے جاوی اور حقیقت ایمان کی اوسکو حاصل ہو

فالکلمة الاولی من هاتین الکلمتین مرکبة من نفی واثبات فالمنفی کل فرد من افراد حقیقة الاله

پس پہلا کلمہ ان دو نومین سی نفی اور اثبات سی مرکب ہی سو منفی تو ہر ہر فرد معبود حقیقی کا ہی

سوی الله تعالی والمثبت فرد واحد من تلك الحقیقة وهو الله تعالی ومعنی الاله هو الواجب الوجود

سوا ر ذات الٰہی سی اور مثبت ایک فرد واحد ہی اس حقیقت مین سی یعنی الله تعالی اور معنی الله کی واجب الوجود

المستحق للعبادة وهذا المعنی کلی یقبل بحسب مجرد ادراکه ان یصدق علی کثیرین لکن الدلیل العقلی القطعی

سزاوار عبادت کا اور یہہ معنی کلی ہین باعتبار صرف تصور کی بہت افراد پر صادق آسکتی ہین پر دلیل عقلی یقینی

یدل علی استحالة التعدد فیه وکونه خاصا بذات الله تعالی وذلك الدلیل وجود العالم فانه لکونه

دلالت کرتی ہی کہ کئی الله محال ہین اور صرف ذات الٰہی سی خاص ہی اور وہ دلیل عالم کا وجود ہی کیونکہ یہہ عالم

حادثا محتاجا الی محدث یدل علی ان له محدثا وذلك المحدث لا بد ان یکون واحدا قدیما متصفا

حادث اور موجد کا محتاج ہوکر دلالت کرتا ہی کہ اسکا ایک پیدا کرنیوالا ہی اور وہ محدث ضرور ہی کہ واحد قدیم صاحب قدرت

بالقدرة والارادة والعلم والحیوة لانه لو لم یکن واحدا بل کان اکثر من واحد لوقع بینهما التمانع المقتضی

اور صاحب ارادہ اور علیم اور حی ہو اسلئی کہ اگر واحد نہو بلکہ ایک سی زیادہ ہون تو بیشک اونکی آپسمین روک ٹوک ایسی واقع ہوگی

لعدم وجود العالم ولو لم یکن قدیما بل کان حادثا لکان مفتقرا الی محدث فیلزم الدور والتسلسل وکلاهما

جس سی وجود عالم کا پیدا نہوسکی اور اگر قدیم نہو بلکہ حادث ہو تو بیشک محدث کا محتاج ہوگا پہر دور لازم آویگا یا تسلسل اور یہہ دونو

محال ولو لم یکن متصفا بالقدرة والارادة والعلم والحیوة لکان عاجزا عن ایجاد شیء من العالم لان

محال ہین اور اگر صاحب قدرت اور صاحب ارادہ اور علیم اور حی نہو تو یہہ ایسا عاجز ہوگا کہ عالم مین سی کوئی شی نہ پیدا کر سکی اسلئی

الایجاد اثر القدرة وتاثیر القدرة فی شیء من الاشیاء یقتضی ارادة ذلك وارادة ذلك الشیء تقتضی

کہ پیدا کرنا قدرت کا اثر ہوتا ہی اور اثر قدرت کا کسی چیز مین جب ہوتا ہی کہ اوسکا ارادہ کیا جاوی اور ارادہ اوس شی کا بی جانی بوجہی

العلم به لان القصد الی ایجاد شیء مع عدم العلم به محال والاتصاف بهذه الصفات الثلث یقتضی

نہین ہوسکتا کیونکہ قصد ایسی شی کی ایجاد کا کہ اوسکو جانتا نہو محال ہی اور موصوف ہونا ان تینون صفات سی بدون

الحیوة لکونها شرطا فیها فعلی هذا یکون وجود العالم بل وجود کل ذرة من ذراته دلیلا قاطعا علی وجوده تعالی

حیات کی نہین ہوتا کیونکہ حیات انہین شرط ہی اس بیان کی موافق وجود عالم کا بلکہ وجود ہر ہر ذرہ کا یقینی دلیل ہی الله تعالی کی وجود پر

وکونه واحدا قدیما متصفا بهذه الصفات الاربع المذکورة ولهذا کان بعض اهل التوحید یقولون

اور اوسکی وحدت اور قدم پر اور موصوف ہونی پر ان چارون صفات مذکورہ سی اسی لئی بعض اہل توحید

استدلالا بالاثر على المؤثر ما رأينا شيئا الا رأينا الله بعده فان كل ذرة من ذرات العالم من حيث
اثر سے موثر پر استدلال کرکر یہہ کہتی ہین یعنی جب کسی شی کو دیکھا تو دیکھا یعنی اللہ کو بعد اسکی بیشک ہر ہر ذرہ عالم کی ذرات مین سے

حدوثها وافتقارها الى من يوجدها لا تزال تنطق بكلام لا حرف فيه ولا صوت ان لها موجدا واحدا
حادث اور موجد کا محتاج ہوکر ہمیشہ زبان حال سے یہہ کلام کرتی ہین جسمین نہ کوئی حرف ہی اور نہ آواز کہ ہمارا موجد ہی واحد

قديما متصفا بالقدرة والارادة والعلم والحيوة وساير ما يليق به من الصفات يسمع كلامها السامعون
قدیم قدرت والا ارادہ والا علم والا حیات والا اور تمام سزاوار صفتوں والا اونکی یہہ کلام سمجھہ والی سب سنتی ہین

ولا يسمعه الذين هم عن السمع لمعزولون والمراد من السمع السمع الباطن الذي يسمع به كلام ليس بحرف
وہ لوگ نہین سنتی جنکی سمجھہ بیکار ہی اور مراد سماعت سے سماعت باطنی ہی جسنی وہ کلام سنتی ہین جسمین نہ حرف ہون

ولا صوت ولا عربي ولا عجمي لا السمع الظاهر الذي لا يجاوز الاصوات وتشارك فيه البهائم الانسان الغافل
اور نہ آواز اور نہ عربی ہو اور نہ عجمی سماعت ظاہری مراد نہین ہی جو سوا آوازکی نہ سن سکی اور اوسمین چوپایہ اور انسان بیکار ہو خلاصہ یہہ

ان المكلف لا يعرف من صفاته تعالى بالعقل الا ما دل عليه افعاله فما لم يدل عليه افعاله كالسمع والبصر
کہ مرد مکلف عقل ہی صفات آلہیہ سے وہ ہی جان سکتا ہی جسپر اوسکی افعال دلالت کرتی ہین اور جن صفات پر افعال نہین دلالت کرتی جیسی سمع اور بصر

والكلام فقد يستدل على ثبوتها له تعالى بالعقل وتارة بالنقل اما وجه الاستدلال على ثبوتها له تعالى
اور کلام انکی ثبوت پر کبھی عقلا استدلال کرتی ہین اور کبھی نقلا یہہ استدلال عقلی ان صفات پر واسطی اللہ تعالی کی

بالعقل فهو انها صفات كمال واضدادها صفات نقصان واتصافه بصفات الكمال وعدم اتصافه
یہہ ہی کہ یہہ صفات کمالیہ ہین اور انکی ضدین صفات نقصان کی اور اللہ تعالی کا موصوف ہونا صفات کمالیہ سے اور بری ہونا

بصفات النقصان واجب فوجب اتصافه تعالى بتلك الصفات واما وجه الاستدلال على ثبوتها له تعالى
صفات نقصان سے واجب ہی سو موصوف ہونا اللہ تعالی کا ان صفات سے واجب ہی اور استدلال نقلی ان [illegible]

بالنقل فهو ان الشرع قد ورد بثبوتها له تعالى فوجب القطع بثبوتها له تعالى ودليل النقل في هذه المسئلة
کہ شرع سے ثبوت ان صفات کا واسطی اللہ تعالی کی ثابت ہی سو یقین کرنا انکی ثبوت کا واسطی اللہ تعالی کی واجب ہوا اور نقلی دلیل اس مسئلہ مین

اولى من دليل العقل لان تلك الصفات لا يتوقف عليها افعاله تعالى حتى يستدل بها على ثبوتها له تعالى
عقلی دلیل سے بہتر ہی اسلئی کہ افعال الہیہ ان صفات پر موقوف نہین ہین تاکہ اون افعال سے انکی ثبوت پر استدلال کیا جاوی

وذاته تعالى لم يكن معلوما للبشر حتى يعلم انها في حقه تعالى كمال يجب اتصافه بها بحيث لو لم يتصف
اور ذات اللہ تعالی کی کسی بشر کو معلوم نہین ہی جس سی معلوم ہو کہ بہ نسبت ذات باری کی صفات کمالیہ ہین ضرور موصوف ہو نا چاہیئ ایسا کہ اگر یہہ صفات نہو نگی

بها يلزم ان يتصف باضدادها بل كونها كمالا انما هو بالنسبة الينا ولا يلزم من كون الشئ بالنسبة
تو انکی ضدین موجود ہونگی بلکہ یہہ صفات ہماری حق مین کمالیہ ہین اور یہہ کچھہ لازم نہین ہی کہ جو صفت

الينا كمالا ان يكون كمالا في حقه تعالى الا ترى ان اللذة والالم مع كونهما بالنسبة الينا كمالا ممتنعان في
ہماری حق مین کمالیہ ہو وہ بہ نسبت ذات باری تعالی کی بھی کمالیہ ہو کیوں نہین سمجھتا کہ لذت اور علم باوجودیکہ ہماری حق مین کمال ہین بہ نسبت باری تعالی کی

حقه تعالى لكونهما من عوارض الاجسام هذا تحقيق الكلمة الاولى من كلمتي الايمان واما الكلمة الثانية
محال ہین کیونکہ یہہ دونو کیفیات جسمانیہ سی ہین یہہ تحقیق ایمان کی پہلی کلمہ کی ہی اور دوسرا کلمہ

من هاتين الكلمتين فقد حكم فيها بكون محمد رسولا من عند الله تعالى ولا بد في اثبات ذلك من دليل
ان دو نو کلموں مین سی اوسمین یہہ حکم ہی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم رسول ہین اللہ تعالی کی طرف سی اور اسکی بھی ثبوت کی کوئی دلیل چاہیئ

وذلك الدليل ظهور المعجزة على يده عند ادعائه الرسالة فان المعجزة تصديق فعلي من الله تعالى لرسوله

اور وہ دلیل معجزہ کا ظاہر ہونا رسول کی ہاتھ پر بروقت دعوی رسالت کی ہی کیونکہ معجزہ تصدیق فعلی ہوتی ہی اللہ تعالی کی طرف سی واسطی رسول کی

لانها فعل من افعاله تعالى خارقا للعادة نازل منزلة صريح القول في تصديق رسوله في دعواه

کیونکہ وہ معجزہ ایک فعل ہی افعال الہی سی برخلاف عادت قایم مقام صاف ارشاد کی درباب تصدیق رسول کی رسالت کی دعوی مین

الرسالة فانه تعالى لما خلق امرا خارقا للعادة على يده حين ادعائه الرسالة صار كانه قال صدق

کیونکہ اللہ تعالی نی جب ایک امر عادت کی خلاف رسول کی ہاتھ پر بروقت دعوی رسالت کی پیدا کیا تو گویا یہہ فرمایا میرا رسول سچا ہی

رسولي في كل ما يبلغ عني سواء كان تبليغه بقوله او فعله او سكوته مثال ذلك على ما ذكره العلماء ان

جو جو میری طرف سی بیان کری برابر ہی کہ اوسکی تبلیغ قولی ہو یا فعلی ہو یا باعتبار سکوت کی ہو اسکی مثال موافق بیان علماء کی یہہ ہی

رجلا اذا قام في مجلس ملك بحضور جماعة وقال انا رسول هذا الملك بعثني اليكم بكذا وكذا من التكاليف

کہ ایک شخص بادشاہ کی دربار مین کہڑا ہو کر ایک جماعت کی سامنی کہی کہ مین اس بادشاہ کا سفیر ہون مجھکو تمہاری پاس فلانی فلانی حکم دیکر بہیجا ہی

فطلبوا منه حجة تدل على صدقه فقال اية صدقي اني اطلب من الملك ان يخالف عادته ويقوم

اس جماعت نی اوسی سند طلب کی جسسی صداقت معلوم ہو اوس شخص نی جواب دیا کہ نشان میری صداقت کا یہہ ہی کہ مین بادشاہ سی عرض کرتا ہون کہ اپنی عادت کی

من سريره ويقعد ثلث مرات ففعل الملك ذلك بطلبه فلا شك ان ذلك الفعل من الملك قائم مقام

تین بار اپنی تخت پر سی کہڑا ہو جا اور بیٹہ جا وی پہر بادشاہ نی اوسکی کہنی سی وہ ہی کیا تو بیشک بادشاہ کی یہہ حرکت قایم مقام اس حکم کی ہی

قوله صدق هذا الرجل في كل ما يبلغ عني ومفيد للعلم الضروري بصدقه بلا فرق بين من شاهد ذلك

کہ یہ شخص سچ کہتا ہی جو جو حکم میری طرف سی کہتا ہی اور اس سی علم بدیہی اسکی صداقت کا حاصل ہوگا اسمین کچہہ فرق نہین کہ کسی نی بادشاہ کی اس حرکت کو

الفعل من الملك ولم يشاهده بل بلغه خبره بالتواتر ولا ريب ان هذا المثال مطابق لحال رسول الله

بچشم خود دیکھا اور کسینی نہ دیکھا بلکہ خبر متواتر سی سنا اور بیشک یہہ مثال مطابق ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حال سی اس باب مین

عليه السلام في افادة معجزته العلم الضروري بصدقه بلا فرق بين من شاهدها ومن لم يشاهدها

کہ معجزہ سی علم بدیہی صداقت کہ حاصل ہوتا ہی اسمین کچہہ فرق نہین ہی کہ کسینی اوس معجزہ کو بچشم خود دیکھا اور کسینی نہ دیکھا

بل بلغه خبرها بالتواتر فنقول هذا كل من يتكلم بكلمتي الايمان بعد معرفة معناهما بما ذكر من الدلائل يحصل

بلکہ خبر متواتر سی سنا اسی بیان کی موافق جو شخص دونو کلمہ ایمان کی دلائل مذکورہ سی معنی سمجھ کر پڑہتا ہی اوسکو حقیقت ایمان کی

له حقيقة الايمان ويجب عليه ان يحفظه مما يضره بامتثال الاوامر واجتناب النواهي لان الايمان

حاصل ہوئی اور اوسپر واجب ہی کہ ایمان کو مضرات سی بچا وی اوامر کو عمل مین لاکر اور نواہی سی پرہیز کرکر اسواسطی کہ ایمان

يشبه السراج وامتثال الاوامر واجتناب النواهي يشبه المحافظة عليه كجعله في فانوس ووساوس

چراغ کی مانند ہی اور اوامر کی اطاعت کرنی اور نواہی سی بچنا یہہ اوسکی محافظت ہی جیسی چراغ کا فانوس مین رکھدینا اور شیطانی

الشيطان تشبه الرياح العاصفة فمن اوقد سراج الايمان في قلبه ولم يحفظه ولم يجعله في فانوس

وسوسی اور توہمات ایسی ہین جیسی تند آندھیان پہر جسنی ایمان کا چراغ اپنی دل مین روشن کرکر اوسکی حفاظت نکی اور اوسکو طاعات کی فانوس مین نرکھا

الطاعات باتيان المامورات وترك المنهيات يخاف عليه انطفاء سراج ايمانه عند هبوب الرياح العاصفة

مامورات پر عمل کرکر اور منہیات سی بچکر تو اسپر اندیشہ یہہ ہی کہ اوسکی ایمان کا چراغ بروقت چلنی آندھی

التي هي الوساوس الشيطانية ولذلك قال بعض العلماء اياك والذنب فان الذنب كجرعة سم على الجنين

وسوسہ شیطانی کی بجھہ جاوی اسہیلئی بعضی علماء کہتی ہین یار بچتی رہنا گناہ سی بیشک گناہ ایسا ہی جیسی بہتر جو گویہہ مین رکھکر

فيضرب به حائط الطاعات ويحصل فيه ثلمة ويدخل منه ريح الهوى وتطفى سراج الايمان فان

طاعات کی دیوار مین مارین اور اوسی دیوار مین سوراخ پیدا ہوجاوی اوس راستہ سی ہوا ہوس کی آوے اور اندر جاکر ایمان کا چراغ بجھاوی بیشک

زوال الايمان لا يكون الا لمن كان له فساد في قلبه واصرار على المعاصي يدل على ذلك قوله عليه السلام

ایمان ایسی ہی شخص کا جاتا رہتا ہی جسکی دل مین کچھ فساد ہوتا ہی اور گناہون پر جما رہتا ہی اس مدعا پر یہہ حدیث دلالت کرتی ہی

المعاصي بريد الكفر فان الاصرار على الصغائر يفضي الى الكبائر والاستمرار عليها يؤدي الى الكفر يشير الى هذا

کہ گناہ کفر کی ایلچی ہوتی ہین کیونکہ گناہ صغیرہ پر اڑجانا کبیرہ ہوتا ہی اور کبیرہ گناہ پہ اڑی رہنا کفر تک پہنچا دیتا ہی اس آیت سی معلوم ہوتا ہی

قوله تعالى في حق اليهود وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ وَبَاءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ

جو یہود کی حق مین وارد ہی اور ڈالی اونپر ذلت اور محتاجی اور کمالائی غصہ اللہ کا یہہ اوسپر کہ وہ

كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ الْحَقِّ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ فانه

تھی نہ مانتی حکم اللہ کی اور خون کرتی نبیون کا ناحق یہہ اس سی کہ بی حکم تھی اور حد پر نہ رہتی تھی اللہ تعالی نی

تعالى بين في هذه الاية ان العصيان والعدوان جرهم الى الكفر وقتل الانبياء وحكاية مثل ذلك في

اس آیت مین یہہ بیان فرمایا کہ گناہ اور سرکشی اونکو کفر کی طرف اور قتل انبیاء کی طرف کھینچ لائی اور ایسی حکایت بیان کرنی

كتابه لطف منه بنبيه وامته ليسمعوا ويحترزوا عنه فانه عليه السلام لما كان خير الخلق وافضلهم

اپنی کتاب مین اللہ کی مہربانی ہی اپنی نبی پر اور اوسکی امت پر تا کہ سنکر ایسی حال سی بچتی رہین کیونکہ نبی علیہ السلام جو تمام بنی آدم سی بہتر اور افضل ہین

كان امته خير الامم وافضلهم فلا ينبغي لمن كان من خير الامم وانتسب الى خير الخلق ان يرضى لنفسه

تو اونکی امت بہی تمام امتونسی بہتر اور افضل ہی ہرگز لائق نہین ہی کہ کوئی شخص افضل امت مین ہوکر اور بہترین خلق کی طرف منسوب ہوکر یہہ وہ پسند کری

ان يكون من شر الناس بارتكاب المعاصي بل ينبغي له ان يسعى في اصلاح نفسه بالايمان والعمل

کہ تمام لوگون مین بدتر ہوجاوی گناہ اختیار کرکر بلکہ اوسکو یہہ لائق ہی کہ کوشش کرکر اپنی حال کو ایمان اور نیک عمل سی درست کری

الصالح حتى يكون من خير الناس كما قال الله تعالى اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ هُمْ

تا کہ اچھی لوگون مین داخل ہووی چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی وہ لوگ جو یقین لائی اور کئی بہلی کام وہ ہی لوگ

خَيْرُ الْبَرِيَّةِ وقال النبي عليه السلام خير الناس من طال عمره وحسن عمله وشر الناس من طال عمره

بہتر سب خلق کی اور فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی سب آدمیونسی اچھا وہ شخص جسکی عمر دراز ہو اور اعمال اوسکی نیک ہوں اور بد آدمی وہ ہی جسکی عمر بڑی ہو

وساء عمله وفي حديث اخر انه عليه السلام قال خيركم من يرجى خيره ويؤمن شره وشركم من لا يرجى

اور اعمال بد ہوں اور ایک اور حدیث مین ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا تم مین سی بہتر وہ ہی جس سی بہلائی کی امید ہو اور برائی کا اندیشہ نہو اور تم مین سی بدوہی

خيره ولا يؤمن شره وفي حديث اخر انه عليه السلام قال شر الناس عند الله منزلة من تركه الناس

جس سی بہلائی کی امید نہو اور برائی کا اندیشہ ہو اور ایک اور حدیث مین ہی کہ پیغمبر علیہ السلام نی فرمایا بدتر آدمیون مین اللہ کی نزدیک مرتبہ مین وہ ہی جسکو چھوڑ دین لوگ

اتقاء شره وفي رواية اتقاء فحشه وروي ان اعمال الامة تعرض على نبيها في البرزخ فليستحي العبد ان

بدی سی بچنی کو اور ایک روایت مین بدزبانی سی بچنی کو اور روایت ہی کہ ہر امت کی عمل اوسکی نبی پر عالم برزخ مین پیش ہوتی ہین سو شرم کرنی چاہی آدمی کو

يعرض على نبيه من عمله ما نهاه عنه وقيل من اذنب ذنبا فجميع الخلائق من الانس والدواب والوحوش

کہ اوسکی نبی کی سامنی اوسکا وہ عمل پیش ہو جس سی اوسکو منع کیا ہو اور کہتی ہین جب کوئی شخص گناہ کرتا ہی تو تمام خلقت انسان اور چوپایہ اور جنگل کی جانور

والطيور والذر خصماؤه يوم القيمة لانه تعالى يمنع المطر بشوم المعصية فيتضرر بذلك اهل البر و

اور پرندہ اور چیونٹیان قیامت کی روز اوسکی دشمن ہونگی اسلئی کہ اللہ تعالی مینہہ بند کردیتا ہی گناہ کی نحوست سی اس لئی تمام خشکی اور

لبحر جميعاً فعلى المؤمن ان يحترز عن جميع المعاصي يسرنا الله الاحتراز عنها المجلس الخامس

تری والوں کو نقصان ہوتا ہی پس مؤمن کو لازم ہی کہ تمام گناہوں سی پرہیز کرتا رہی آپ ہمپر آسان کری بچنا گناہوں سی پندرہویں مجلس

عشر في بيان ان كل مولود يولد على فطرة الاسلام قال رسول الله صلى الله عليه

اس بیان میں کہ ہر بچہ پیدا ہوتا ہی اسلام کی طریقہ پر فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم ما من مولود الا يولد على الفطرة فابواه يهودانه وينصرانه ويمجسانه كما ينتج البهيمة

وسلم نی جو بچہ ہی سو پیدا ہوتا ہی اوپر طریقہ اسلام کی پھر ماباپ اوسکو یہودی کر دیتی ہیں اور نصرانی کر دیتی ہیں اور مجوسی کر دیتی ہیں جیسی چوپایہ پورا بچا

بهيمة جمعاء هل تجدون فيها من جدعاء حتى تكونوا انتم تجدعونها ثم قال فطرة الله التي فطر

جنتا ہی کیا اسمیں کوئی کان ناک کٹا بھی ہوتا ہی آخر تم اوسکی کان ناک کاٹ دیتی ہو پھر فرمایا وہ ہی تراش اللہ کی

الناس عليها هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه ابو هريرة ومعناه ان كل مولود من البشر لا يولد الا

جسپر تراشا لوگونکو یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہی ابوہریرہ کی روایت سی اسکی معنی یہہ ہیں کہ ہر ایک بچہ آدمی کا سرشت نیک اور ایسی ہیئت پر

على الجبلة السليمة والهيئة المستعدة لمعرفة الله تعالى والتميز بين الحق والباطل بما ركب فيه من

پیدا ہوتا ہی کہ استعداد معرفت الہی کی اور فرق کرنیکی حق اور باطل میں رکھتا ہو بزور اوس عقل

العقل القويم والوضع المستقيم ولو لم يعترضه من الخارج آفة من فساد التربية وتقليد الابوين و

درست اور وضع راست کی جو اوسمیں پیدا کی ہی اور اگر اوسکو نہ پیش آتا اوپر سی پرورش کا فساد اور اطاعت ماباپ کی اور

الانهماك في الشهوات ونحو ذلك من الآفات لصرف فطرته الى ما نصب لمعرفة الله تعالى من الدلائل

کہپ جانا ہوا و ہوس میں اور ما نند اسکی اور آفتیں تو البتہ وہ اپنی اصلی طبیعت کو دلایل قایم کرنی میں واسطی معرفت الہی کی صرف کرتا

واستدل بها على وجوده تعالى وقدمه وكونه واحدا متصفا بالقدرة والارادة والعلم والحيوة وسائر ما

اور استدلال کرتا اللہ تعالی کی وجود اور قدم پر اور وحدت پر کہ موصوف ہی قدرت اور ارادہ اور علم اور حیات سی اور تمام اور صفات سی

يليق به من الصفات لكن يصده عن ذلك ما ذكر من الآفات كما ان البهيمة تولد سوية الاطراف سليمة من

جو اوسکو سزاوار ہیں پر اوسکو روک دیتی ہیں یہہ آفات مذکورہ جیسی چوپایہ کا بچہ ہاتھ پانوں سی سالم پیدا ہوتا ہی

الجدع الذي هو قطع الانف والاذن والشفة فلو لم يتعرض الناس لها بالكي وقطع شيء مما ذكر لبقيت سليمة

اور بچا ہوا جدع سی کہ اوسکی معنی کتر دینا ناک اور کان اور لب کا پس اگر آدمی اوس بچہ کو داغ نہ دیتی اور کچھ ناک کان لب نہ کاٹتی تو اچھا بھلا چنگا

كما كانت فانه عليه السلام شبه ولادة الطفل على الفطرة السليمة بولادة البهيمة سليمة غير ان المراد

رہتا جیسا پیدا ہوا تہا پھر علیہ السلام نی آدمی کی بچہ کی پیدایش کو اوپر طبیعت درست کی شابہ فرمایا ہی ساتھہ پیدایش پوری بچہ چوپایہ کی اتنا ہی فرق ہی کہ مراد

بالسلامة في البهيمة سلامتها عن العيوب الظاهرة وفي الطفل سلامته عن العيوب المعنوية المانعة عن

سلامتی سی چوپایہ کی بچہ میں سلامتی ظاہری عیبوں سی ہی اور آدمی کی بچہ میں مراد سلامتی معنوی عیبوں سی ہی جو معرفت الہی سی روک دیں

معرفة الله تعالى وقبول امره ونهيه ثم انه عليه السلام بعد ما بين ان الناس كلهم يولدون على الفطرة

اور امر اور نہی قبول کرنی سی باز رکہیں پھر پیغمبر خدا نی بعد اس بیان کی کہ آدمی تمام ساری درست طبیعت پر پیدا ہوتی ہیں

التي هي الاستعداد القابل لمعرفة الله تعالى والتميز بين الحق والباطل بما ركب فيهم من العقول حثهم

کہ وہ استعداد قابل معرفت الہی کی اور تمیز درمیان حق اور باطل کی ہی عقل کی زور سی جو انکی اندر رکھی گئی ہی انکو اسکی رغبت دی

عليها فقال على طريق الاقتباس فطرة الله التي فطر الناس عليها فانه في قوة ان يقال الزموا فطرة الله

سو فرمایا بطور صنعت اقتباس کی تراش اللہ کی جسپر تراشا آدمیوں کو پس یہہ قول بمنزلہ اس قول کی ہی اپنی ذمہ پر لازم پکڑو

التی هی الاستعداد القابل لمعرفة الله تعالی والتمیز بین الحق والباطل فعلی هذا کان الواجب علی کل

فطرت اللہ کی استعداد ہی قابل معرفت الٰہی کی اور تمیز کی درمیان حق اور باطل کی اس تقریر کی موافق ہو

مکلف ان لا یضیّع تلك الفطرة بل ینبغی له ان یستعملها فی تحصیل معرفة الله تعالی والتمیز بین الحق

مکلف پر واجب ہی کہ اس فطرت کو ضایع نہ کری بلکہ اوسکو لایق ہی کہ اوس فطرت کو معرفت الٰہی میں اور تمیز کرنیمیں درمیان حق

والباطل ولیس المراد بمعرفة الله تعالی معرفة ذاته تعالی لان ذاته تعالی لیست معلومة للبشر بل المراد

اور باطل کی استعمال کری اور معرفت الٰہی سی مراد معرفت ذات الٰہی کی نہیں ہی اسلیے کہ ذات الٰہی کسی بشر کو معلوم نہیں ہی بلکہ مراد

بها معرفة صفاته وصفاته نوعان سلبیة وثبوتیة اما السلبیة فتنزیهه تعالی عن جمیع ما لا یلیق

معرفت صفات الٰہی کی ہی اور صفات الٰہی دو قسم پر ہیں سلبی یعنی نفی کرنی کی اور ثبوتی صفات سلبی تو اللہ تعالی کا بری ہونا تمام ایسی صفات سی جو اوس بارگاہ کی لایق

به مما یشعر بالاحتیاج والنقصان واما الثبوتیة فهی قسمان القسم الاول الصفات التی یتوقف علیها افعا

لایق نہیں ہیں جن صفات سکی نیاز مندی اور نقصان لازم آوی اور ثبوتی کی دو قسم ہیں پہلی قسم وہ صفات جن پر افعال الٰہی موقوف ہیں یعنی قدرت

وهی القدرة والارادة والعلم والحیوة والقسم الثانی الصفات التی لا یتوقف علیها افعاله وهی السمع والبصر

اور ارادہ اور علم اور حیات اور دوسری قسم وہ صفات ہیں جن پر افعال الٰہی موقوف نہیں ہیں یعنی سمع اور بصر

والکلام وتحقیق ذلك انه تعالی لیس محسوسا کالشمس والقمر حتی یعلم وجوده بالحس ولیس العلم بوجوده

اور کلام اور تحقیق اسکی یہہ ہی کہ اللہ تعالی کی ذات محسوس نہیں ہی جیسی آفتاب اور مہتاب تاکہ اوسکا وجود دیکھہ کر معلوم کرلیں اور نہ اوسکا وجود بدیہی کا

ضروریا کالعلم بکون الواحد نصف الاثنین حتی یعلم وجوده بالضرورة بل انما یعلم وجوده بالدلیل

جیسی ہم ایک عدد کو دو کا آدہا جانتی ہیں تاکہ اوسکا وجود بداہت سی معلوم ہو بلکہ اوسکی وجود کا علم دلیل سی حاصل ہوتا ہی

وذلك الدلیل حدوث العالم وبیان حدوثه انه اعیان واعراض والمراد بالاعیان الاجرام القائمة

اور وہ دلیل عالم کا حادث ہونا ہی عالم کی حدوث کی دلیل یہہ ہی کہ عالم یا تو اعیان ہیں یا اعراض ہیں اعیان سی مراد اجسام ہیں جو اپنی اپ

بذواتها والمراد بالاعراض الصفات التی لا تقوم بذواتها بل تقوم بالاجرام وتلزمها ولا ینفك عنها وکل

ہی سہاری قایم ہیں اور اعراض سی مراد وہ صفات ہیں جو اپنی ذات میں ہی سہاری قایم نہیں ہوتی بلکہ اجسام کی ساتہہ قایم ہوتی ہیں اجسام کی ساتہہ رہتی ہیں

منهما حادث اما الاعراض فحدوث بعضها یعلم بالمشاهدة کالحرکة بعد السکون والضوء بعد الظلمة

یہہ دونو حادث ہیں اعراض میں سی بعضوں کا حدوث تو مشاہدہ سی معلوم ہوتا ہی جیسی حرکت بعد سکون کی اور روشنی بعد اندہیری کی

والسواد بعد البیاض وحدوث بعضها یعلم بالدلیل وهو طریان العدم کما فی اضدادها ذکروا اما

اور سیاہی بعد سفیدی کی اور بعضوں کا حدوث دلیل سی معلوم ہوتا ہی اور وہ آجانا عدم کا جیسی اونکی ضدوں میں اور

الاجرام فدلیل حدوثها انها لا تخلو عن الحوادث وکل ما لا یخلو عن الحوادث فهو حادث اما عدم

اجسام کی حدوث کی دلیل یہہ ہی کہ اجسام حوادث سی کبھی خالی نہیں ہوتی اور جو چیز حوادث سی خالی نہو سو وہ حادث ہوتی ہی

خلوها عن الحوادث فلانها لا تخلو عن الحرکة والسکون وهو ظاهر مدرك بالبدیهة والاضطرار

اجسام کا حوادث سی خالی نہونا تو اسلیٔ ہی کہ حرکت اور سکون سی خالی نہیں ہوتی اور یہہ ظاہر بدیہی بضرورت نظر آتا ہی

فلا یحتاج فیه الی تامل وافتکار والحرکة والسکون حادثان یدل علی حدوثهما تعاقبهما وانقضاء

اسمین کچھہ تامل اور فکر کی حاجت نہیں کا اور حرکت اور سکون دونو حادث ہیں انکا حدوث انکی آگی پیچھی پیدا ہونی سی ثابت ہی اور

کل منهما عند وجود الاخر وذلك مشاهد فی بعض الاجرام وما لم یشاهد فیه ذلك فما من ساکن الا

ایک گذر جاتا ہی جب دوسرا پیدا ہوتا ہی اور یہہ حال بعض اجسام میں تو نظر آتا ہی اور جن اجسام میں یہہ مشاہدہ نہیں ہوتا تو یہہ دلیل ہی کہ جو ساکن ہی

والعقل یقضی بجواز حرکته وما من متحرک الا والعقل یقضی بجواز سکونه فالطاری منهما حادث

عقل اوسکو متحرک تجویز کرتی ہی اور جو متحرک ہی اوسکو عقل ساکن تجویز کرتی ہی پس جو حرکت اور سکون میں سی اب پیدا ہوگا وہ حادث ہی

بطریانه والسابق حادث اذ لو کان قدیما لاستحال عدمه واما کون ما لا یخلو عن الحوادث حادثا

کہ اب پیدا ہوا اور پہلا بھی حادث ہوگا اسواسطی کہ اگر قدیم ہوتا تو اوسکا عدم محال ہوتا کبھی نہو سکتا اور جو چیز حوادث سی خالی نہو تو وہ اسلئی حادث ہوتی ہی

فلانه لو لم یکن حادثا لکان قدیما ثابتا فی الازل فیلزم ثبوت الحادث فی الازل وهو محال اذ یلزم

کہ اگر وہ حادث نہو تو بہر بیشک قدیم اور ازل میں ثابت ہوگی اس سی لازم آتا ہی ثبوت حوادث کا ازل میں اور یہہ محال ہی کیونکہ لازم آتا ہی

ان یکون قبل کل حادث حوادث مرتبة لا اول لها کما یقول الفلاسفة فی حرکات الافلاک واشخاص

کہ ہر حادث سی پہلی حوادث مرتب موجود ہوں جنکا ابتدا نہ نکلی جیسی فلاسفہ یونان حرکات افلاک اور اشخاص

الحیوانات وغیرها فانهم ومن تبعهم ممن ینسب نفسه الی الاسلام ولیس له منه نصیب قالوا ان العالم

حیوانات وغیرہ میں قائل ہیں تمام فلاسفہ اور جو اونکی تابع ہی کہ اپنی تئیں اسلام کی طرف نسبت کرتا ہی اور اوسکو اسلام سی کچھ نصیب نہیں کہتی ہیں کہ عالم

العلوی قدیم بذاته وصفاته الا الحرکات فانها حادثة باشخاصها قدیمة بانواعها فلا حرکة الا

علوی یعنی افلاک اپنی ذات اور صفات میں قدیم ہی مگر حرکات فلکی جزئیات البتہ حادث ہیں اور انواع کلیہ قدیم ہیں پس جو حرکت ہی

وقبلها حرکة لا الی اول واما العالم السفلی الذی هو عالم الکون والفساد وهو ما تحت فلک القمر فقالوا

اوس سی پہلی حرکت ہی بی انتہا اور عالم سفلی یعنی ارضی جسکو عالم کون وفساد کہتی ہیں یعنی فلک قمر کی نیچی اسمیں یہہ قول ہی

ان هیولاه قدیمة وکل ما فیه من الصور والاعراض حادثة باشخاصها قدیمة بانواعها فلا ولد الا

کہ اسکا مادہ تو قدیم ہی اور تمام صورتیں اور اعراض جو جو اوسمیں موجود ہیں جزی جزی حادث ہیں اور باعتبار اپنی نوع کی قدیم ہیں یعنی جو بچہ ہی

من والد ولا بیضة الا من دجاجة ولا دجاجة الا من بیضة ولا زرع الا من بزر وهکذا الی غیر النهایة

سو باپ سی اور جو انڈا ہی سو مرغی سی اور جو مرغی ہی سو انڈی سی اور جو کھیتی ہی سو بیج سی اسیطور غیر نہایت تک

فیلزم علی قولهم ان یوجد حوادث لا اول لها اذ ما من حادث علی قولهم الا وقبله حادث لا الی اول و

پس انکی قول پر لازم آتا ہی کہ اتنی حوادث موجود ہوں جنکا ابتدا نملی اسلئی کہ انکی قول پر جو حادث ہی اوسکی پہلی حادث ہی بی انتہا اور

علی تقدیر وجود الحادث لا اول لها یلزم ان یکون قبل کل حادث من حرکات الافلاک واشخاص الحیوانات

اوپر تقدیر حوادث غیر متناہی کی لازم آتا ہی کہ پہلی ہر ہر حادث حرکات فلکی اور اشخاص حیوانات وغیرہ کی

وغیرها حوادث مرتبة لا اول لها فما لم ینقض تلک الحوادث بجملتها لا تنتهی النوبة الی وجود الحادث

حوادث غیر متناہی مرتب موجود ہوں اور جبتک وہ سب کی سب حوادث نگذر چکین گی تو نوبت پیدا ہونی اس حادث کی جو حال مین موجود ہی نہیں

الحاضر لان الحرکة الیومیة وجودها مشروط بانقضاء ما قبلها وکذلک الحرکة التی قبلها وجودها

آویگی اسلئی کہ حرکت آج کی بدون گذر چکنی تمام پہلی حرکات کی نہیں ہو سکتی اور ایسی ہی وہ حرکت جو اس سی پہلی ہی وہ بہی بدون گذر چکنی پہلی

مشروطة بمثل ذلک وهلم جرا وانقضاء ما لا اول لها محال بیانه انک اذا لاحظت الحادث الحاضر

حرکات کی نہیں ہو سکتی اسیطور کھینچ جا اور تمام ہو چکنا غیر متناہی کا محال ہی اسکا بیان یہہ ہی کہ جب تو خیال کری حادث حاضر یعنی موجود کو

ثم انتقلت منه الی ما قبله ولاحظته وهلم جرا علی الترتیب لا تنقضی الی نهایة حتی تجد طریقا

پہر تو خیال کری اوس سی پہلی کو اور اسیطرح ترتیب سی تو کبہی تو انتہا کو نہیں پہنچیگا تا کہ طریقہ پیدائش

الی وجود الحادث الحاضر فیلزم ان یکون وجود الحادث الحاضر محالا لکن وجود الحادث الحاضر ثابت

اس حادث موجود کا ہاتہہ آوی اس سی لازم آتا ہی کہ پیدائش اس حادث موجود کی محال ہو لیکن وجود حادث موجود کا تو ظاہر ثابت ہی

فيبطل وجود حوادث لا اول لها فاذا بطل وجود حوادث لا اول لها يبطل كون ما لا يخلو عن الحوادث
پس باطل ہوا وجود حوادث غیر متناہی کا پھر جب وجود حوادث غیر متناہی کا باطل ہوا تو اون اجسام کا جو حوادث سے خالی نہیں ہیں

قديما ثابتا في الازل فاذا بطل كونه قديما ثابتا في الازل يثبت كونه حادثا فاذا ثبت كونه حادثا
قدیم اور ازل میں ثابت ہونا بھی باطل ہوا پھر جب اوسکا قدیم اور ازل میں ثابت ہونا باطل ہوا تو اوسکا حادث ہونا ثابت ہوا جب اوسکا حادث ہونا ثابت ہوا

لثبت كون العالم بجميع اجزائه من السموات وما فيها ومن الارض وما عليها حادثا محتاجا الى
تو پھر یہہ ثابت ہوا کہ عالم مع تمام اجزا کی آسمان اور جو اوسکی اندر ہی اور زمین اور جو اوسکی اوپر ہی سب حادث اور محدث یعنی پیدا کرنیوالے کا محتاج

محدث يخرجه من العدم الى الوجود وذلك المحدث يلزم ان يكون قديما واحدا متصفا بالقدرة
کہ اوسکو عدم سے پیدا کری اور وہ محدث ضرور ہی کہ قدیم اور واحد اور صاحب قدرت

والارادة والعلم والحيوة لانه لو لم يكن قديما بل كان حادثا لكان محتاجا الى محدث فيلزم الدور
اور صاحب ارادہ اور علیم اور حی ہو اسلئے کہ اگر قدیم نہیں ہوگا بلکہ حادث ہو تو بیشک محدث کا محتاج ہوگا پھر یا تو دور لازم آویگا

او التسلسل الذي هو وجود حوادث لا اول لها وكلاهما محال ولو لم يكن واحدا بل كان اكثر من واحد
یا تسلسل جسمیں وجود حوادث غیر متناہی کا ہی اور یہہ دونوں محال ہیں اور اگر واحد نہو بلکہ ایک سے زیادہ ہو

لوقع بينهما التمانع الموجب لعدم وجود العالم ولو لم يكن متصفا بالقدرة والارادة والعلم والحيوة
تو بیشک اون دونوں میں روک ٹوک واقع ہوگی جس سے وجود عالم کا پیدا نہو سکی اور اگر اوسمیں قدرت اور ارادہ اور علم اور حیات نہو

لكان عاجزا عن ايجاد شيء من العالم لان الايجاد اثر القدرة وتاثير القدرة في شيء من الاشياء
تو ایسا عاجز ہوگا کہ عالم میں سے کچھہ پیدا نکر سکی اسلئے کہ ایجاد قدرت کا اثر ہوتا ہی اور قدرت کا اثر کسی شی میں

يقتضي ارادة ذلك الشيء وارادة ذلك الشيء يقتضي العلم به لان القصد الى ايجاد شيء مع عدم العلم
بدون ارادہ اوس شی کی نہیں ہوسکتا اور ارادہ اوس شی کا بدون علم اوس شی کی نہیں ہوسکتا اسلئے کہ قصد کسی شی کی ایجاد کا بی سمجھی بوجھی

به محال والاتصاف بهذه الصفات الثلث يقتضي الحيوة لكونها شرطا فيها فعلى هذا يكون وجود
نہیں ہوسکتا اور یہہ تینوں صفتیں بدون حیات کی نہیں ہوسکتیں کیونکہ حیات انمیں شرط ہی اس بیان کی موافق وجود

العالم بل وجود كل ذرة من ذراته دليلا قطعيا على وجوده تعالى وكونه قديما واحدا متصفا
عالم کا بلکہ وجود ہر ہر ذرہ کا یقینی دلیل ہی باری تعالی کی وجود پر اور اوسکی قدامت اور وحدت

بهذه الصفات الاربع ولهذا كان بعض اهل النظر يقولون استدلالا بالاثر على المؤثر ما راينا شيئا
اور چاروں صفتوں کی اتصاف پر اسی لئی بعضی صاحب نظر اثر سے مؤثر پہ استدلال کرکر یہہ کہتی ہیں کہ ہمنی جو کوئی شی دیکھی

الا راينا الله بعده فان كل ذرة من ذرات العالم من حيث حدوثها وافتقارها الى من يوجدها
اوسکی ساتھہ ہی اللہ کو دیکھا بیشک ہر ہر ذرہ عالم میں سے باعتبار حدوث کی اپنی موجد کا محتاج ہوکر ہمیشہ زبان حال سے

لا تزال تتكلم بكلام لا حرف فيه ولا صوت ان لها موجدا قديما واحدا متصفا بالقدرة والارادة
یہہ کلام کرتا ہی جسمیں نہ کوئی حرف ہی اور نہ آواز کہ ہمارا موجد قدیم واحد صاحب قدرت اور صاحب ارادہ ہی

والعلم والحيوة وسائر ما يليق به من الصفات يسمع كلامها السامعون ولا يسمعها الذين هم عن السمع
اور علم اور حیات والا اور تمام صفات والا جو اوسکی لایق ہیں اونکی کلام سننی والی سب سنتی ہیں وہ نہیں سنتی جنکی سماعت بیکار رہی

لمعزولون والمراد من السمع السمع الباطن الذي يسمع به كلام ليس بحرف ولا صوت ولا عربي ولا عجمي
اور مراد سماعت سے سماعت باطنی ہی جس سے وہ کلام سنی جاتی ہی جسمیں نہ حرف ہو نہ آواز نہ عربی ہو نہ عجمی

لا السمع الظاهر الذی لا یسمع غیر الاصوات ونشارك فیه البهائم الانسان اذ لا تدرك الشیٔ تشارك فیہا البهائم
ظاہری مراد نہیں ہی جس سی سوا آواز کی کچہہ نہیں معلوم ہوتا اور اسمین جانور اور انسان برابر ہین اس لئی کہ اوس شئی مین کیا خوبی ہی جسمین جانور

الانسان والحاصل ان المکلف لا یعرف من صفاته تعالی بالعقل الا ما دل علیه افعاله تعالی فالذی
اور انسان یکسان ہون حاصل یہہ ہی کہ آدمی صفات الٰہی مین سی بزور عقل وہ ہی معلوم کرسکتا ہی جسپر اوسکی افعال دلالت کرتی ہین اور جن صفات پر

علیه افعاله کالسمع والبصر والکلام فقد یستدل علی ثبوتها له تعالی تارة بالعقل وتارة بالنقل
اوسکی افعال دلالت نہین کرتی جیسی سمع اور بصر اور کلام تو انکی ثبوت پر کبہی استدلال عقلی کیا جاتا ہی اور کبہی نقلی

اما وجه الاستدلال علی ثبوتها له تعالی بالعقل فهو انها صفات کمال واضدادها صفات نقصان
استدلال عقلی ان صفات کی ثبوت پر واسطی اللہ تعالی کی یہہ ہی کہ یہہ صفات کمالیہ ہین اور انکی ضدین صفات نقصان ہین

واتصافه تعالی بصفات الکمال وعدم اتصافه بصفات النقصان واجب فوجب اتصافه تعالی
اور موصوف ہونا اللہ تعالی کا صفات کمالیہ سی اور بری ہونا صفات نقصان سی واجب ہی اس سی واجب ہوا موصوف ہونا اللہ تعالی کا

بتلك الصفات واما وجه الاستدلال علی ثبوتها له بالنقل فهو ان الشرع قد ورد بثبوتها له تعالی
ان صفات سی اور استدلال نقلی ان صفات کی ثبوت پر واسطی اللہ تعالی کی یہہ ہی کہ شرع کا انکا وجود واسطی اللہ تعالی کی ثابت کیا

فوجب القطع بثبوتها له تعالی ودلیل النقل فی هذه المسئلة اقوی من دلیل العقل لان تلك الصفات
تو واجب ہوا یقین کرنا انکی ثبوت کا واسطی اللہ تعالی کی اور نقلی دلیل اس مسئلہ مین دلیل عقلی سی بہت بہتر ہی اسلئی کہ ان صفات پر

لا یتوقف علیها افعاله تعالی حتی یستدل بها علی ثبوتها له تعالی وذاته تعالی لم یکن معلوما لاحد
افعال الٰہی موقوف نہین ہین تا کہ افعال سی انکی ثبوت پر استدلال کیا جاوی اور اوسکی ذات کسیکو معلوم نہین ہی

حتی یعلم انها فی حقه تعالی کمال یجب اتصافه بها حتی لو لم یتصف بها یلزم ان یتصف باضدادها
تاکہ معلوم ہو کہ یہہ صفات اللہ تعالی کی واسطی کمالیہ ہین موصوف ہونا ضرور چاہئی اگر ان صفات سی موصوف نہ ہوگا تو انکی اضداد سی موصوف ہوگا

وما ذکر من کونها کمالا انما هو بالنسبة الینا ولا یلزم من کون الشیٔ بالنسبة الینا کمالا ان یکون
اور کمالیہ ہونا ان صفات کا البتہ ہماری حق مین ہی اور یہہ کچہہ لازم نہین ہی کہ جو شئی ہماری حق مین کمالیہ ہو

فی حقه تعالی کمالا الا تری ان اللذة والالم مع کونهما کمالا بالنسبة الینا ممتنعان علی الله تعالی
وہ بہ نسبت ذات باری کی بہی کمالیہ ہو کیا تجہی نظر نہین آتا کہ لذت اور الم ہماری حق مین کمال ہین پر بہ نسبت اللہ تعالی کی محال ہین

لکونهما من عوارض الاجسام فعلی هذا یلزم فی اثبات تلك الصفات له تعالی التمسك بالنقل
اسواسطی کہ یہہ کیفیت جسمانیہ ہین اس بیان کی موافق ان صفات کی ثبوت کیواسطی تمسک نقلی دلیل کا چاہی

عن الانبیاء الذین ثبتت نبوة کل واحد منهم بالمعجزة القائمة مقام قوله تعالی صدق عبدی فی
انبیاء سی جنکی نبوت معجزہ سی ثابت ہی جو قایم مقام ارشاد الٰہی کی ہو کہ میرا بندہ سچ کہتا ہی

کل ما یبلغ عنی سواء کان تبلیغه بقوله او فعله او سکوته لان المعجزة تصدیق فعلی من الله تعالی
جو جو میری طرف سی حکم بیان کرتا ہی برابر ہی کہ وہ تبلیغ قول سی ہو یا فعل سی ہو یا خاموشی سی ہو اسلئی کہ معجزہ اللہ تعالی کیطرف سی فعلی تصدیق ہی

لرسوله لکونها فعلا من افعاله تعالی خارقا للعادة منزلا منزلة صریح القول فی تصدیق رسوله
اپنی رسول کی کیونکہ معجزہ ایک فعل ہی افعال الٰہی سی برخلاف عادت قایم مقام صاف ارشاد کی اپنی رسول کی تصدیق کی

فی دعوی الرسالة فانه تعالی لما خلق امرا خارقا للعادة علی یده عند ادعائه الرسالة صار کانه
واسطی رسالت کی دعوی مین بیشک اللہ تعالی نی جب ایک امر خلاف عادت اسی رسول کی ہاتہہ پر رسالت کی دعوی کی وقت پیدا کیا تو گویا

قال صدق رسولی فی کل ما یبلغ عنی سواء کان تبلیغه بقوله او فعله او سکوته مثال ذلک علی ما

یہہ ارشاد کیا میرا رسول سچ کہتا ہی جو جو حکم میری طرف سی پہنچاتا ہی برابر ہی کہ وہ تبلیغ قولی ہو یا فعلی ہو یا خاموشی سی ہو اسکی مثال موافق

ذکره العلماء ان رجلا اذا قام فی مجلس ملک بحضور جماعة وقال انا رسول هذا الملک بعثنی الیکم

بیان علماء کی یہہ ہی کہ جب ایک شخص بادشاہ کی دربار میں روبرو ایک جماعت کی کہڑا ہوکر یہہ کہی کہ مین اس بادشاہ کا سفیر ہون مجھکو تمہاری پاس

بکذا وکذا من التکالیف فطلبوا منه حجة یدل علی صدقه فقال اية صدقی انی اطلب من

فلانا فلانا حکم دیکر بہیجا ہی اس جماعت نی اوس سی سند طلب کی جس سی اوسکی صداقت معلوم ہو اوس شخص نی کہا میری صداقت کا نشان یہہ ہی کہ مین بادشاہ

الملک ان یخالف عادته ویقوم من مقامه ویقعد ثلث مرات ففعل الملک ذلک بطلبه فلا ریب

کی تئین کہتا ہون کہ میری کہنی سی اپنی عادت کی خلاف تین بار کہڑا ہو اور بیٹہہ جاوی پہر بادشاہ اسکی کہنی سی وہ ہی کریگا تو بیشک

ان ذلک الفعل من الملک قائم مقام قوله صدق هذا الرجل فی کل ما یبلغ عنی ومفید للعلم الضروری

یہہ حرکت بادشاہ کی قایم مقام اس بات کی ہی کہ یہہ شخص سچ کہتا ہی جو جو حکم میری طرف سی بیان کرتا ہی اس سی علم بدیہی

بصدقه لمن شاهد ذلک الفعل من الملک ولمن لم یشاهده بل وصل الیه خبره بالتواتر ولا شک

اوسکی صداقت کا حاصل ہوگا جو جو یہہ حرکت بادشاہ کی دیکہیگا اور جسکو دیکہنا میسر نہین ہوگا بلکہ اوسکو متواتر خبر اسکی پہنچی گی اور اسمین کچھ شک نہین

ان هذا المثال مطابق لحال الرسل علیهم الصلوة والسلام فی افادة معجزتهم العلم الضروری

کہ یہہ مثال رسل علیہم السلام کی حال سی خوب مطابق ہی اس باب مین کہ اونکی معجزہ سی علم بدیہی اونکی صداقت کا حاصل ہوتا ہی جو جو کہ اونکا معجزہ

بصدقهم لمن شاهدها ولمن لم یشاهدها بل وصل الیه خبرها بالتواتر فاذا ثبت صدقهم

دیکہتی ہین اور جو نہین دیکہتی بلکہ اونکو متواتر خبر ملتی ہی جب انبیا کا صدق ثابت ہوا

یجب الایمان بهم ولا یحصل الایمان بهم الا بمعرفة ما یجب فی حقهم وما یستحیل علیهم وما یجوز

تو اونپر ایمان لانا واجب ہوا اور اونپر ایمان لانا معتبر نہین ہوتا بدون دریافت کرنی اون احوال کی جو اونکی حق مین واجب ہین اونپر محال ہی اور جو اونپر

لهم فما یجب فی حقهم الصدق والامانة وتبلیغ ما امروا بتبلیغه وما یستحیل علیهم اضداد هذه

جایز ہی سو جو اوصاف اونکی حق مین واجب ہین صدق اور امانت اور تبلیغ امر معروف کی اور جو اونپر محال ہی ضدین ان صفتون کی

الصفات وهی الکذب والخیانة وکتمان ما امروا بتبلیغه وما یجوز لهم الاعراض البشریة التی لا تؤدی

یعنی جہوٹہ اور خیانت اور چہپانا امر معروف کا اور جو اونکی حق مین جایز ہی حالات بشری جس سی اونکی بلند مرتبہ مین

الی نقص فی مراتبهم کالمرض ونحوه اما وجوب الصدق فی حقهم واستحالة الکذب علیهم فلان معجزتهم

نقصان عاید نہو جیسی بیماری اور مانند اسکی اور واجب ہونا صدق کا اونکی حق مین اور محال ہونا جہوٹہ کا اسلئی ہی کہ انکا معجزہ

قد دلت علی صدقهم فلو جاز لهم الکذب لادی الی ابطال دلالة المعجزة علی الصدق وهو محال واما

انکی صداقت کی دلیل ہی پس اگر اونکو جہوٹہ بولنا بہی جایز رہی تو اس سی دلالت معجزہ کی جو صدق پر تہی باطل ہو جاویگی اور یہہ محال ہی اور

وجود الامانة فی حقهم واستحالة الخیانة علیهم فلانهم لو خانوا بفعل شئ مما هو حرام او مکروه

اور واجب ہونا امانت کا اونکی حق مین اور محال ہونا خیانت کا اونپر اسواسطی کہ انبیاء اگر خیانت کرین کوئی امر حرام یا مکروہ عمل مین لاکر

لکنا مامورین باتباعهم فیه لانه تعالی امر الخلق باتباعهم فی افعالهم واقوالهم وسکوتهم فلو علم الله

تو ہمکو بہی اونکی اطاعت کا اوس باب مین حکم ہوتا اسلئی کہ اللہ تعالی نی تمام امت کو اونکی اتباع کا حکم دیا افعال اور اقوال اور سکوت مین پس اگر اللہ تعالی کی علم مین

منهم خیانة لما امر الخلق باتباعهم فثبت بذلک انه تعالی عصمهم من فعل شئ مما هو حرام او مکروه

اونسی خیانت ہوسکتی تو ہرگز خلق کو اونکی اتباع کا حکم نفرماتا اس سی ثابت ہوا کہ اللہ تعالی نی اونکو معصوم بنایا ہی تمام فعل حرام اور مکروہ سی

فلان

فلا يقع منهم الا ما هو واجب او مندوب او مباح هذا بالنظر الى نفس الفعل واما بالنظر اليهم فالحق
سو انسی وہ عمل ہوتا ہی جو واجب ہی یا مستحب ہی یا مباح ہی یہہ حال باعتبار ذات فعل کی ہی ورنہ بلحاظ ذات علیہم السلام کی حق یہہ ہی

ان افعالهم دائرة بين الوجوب والندب لا غير لان المباح لا يقع منهم كما يقع من غيرهم بمقتضى الشهوة
کہ افعال اونکی صرف واجب ہین یا مستحب اور کچہہ نہین اسلئی کہ انبیا سی مباح بہی نہین واقع ہوتا جیسی اور عوام سی باعتبار شہوت نفس کی

بل انما يقع منهم بنية صالحة يصير بها عبادة واقل ذلك قصد التعليم لغيرهم اذا ثبت هذا
ہوتا ہی بلکہ اونسی اگر ہوتا ہی تو نیک نیت سی ہوتا ہی تاکہ وہ عبادت ہو جاوی اور کم سی کم بارادہ تعلیم غیر کی واقع ہو جب یہہ بات ثابت ہوئی

فالواجب على كل مؤمن ان يكون على حذر عظيم ووجل شديد على ايمانه ان يسلب منه بان
تو ہر مؤمن پر واجب ہی کہ نہایت پرہیز کرتا رہی اور بہت خوف کرتا رہی اپنی ایمان پر مبادا اسلب ہو جا اس سبب سی

يصغي باذنه ويلتفت بذهنه الى خرائف ينقلها في حقهم كذبة المورخين ويتبعهم في بعضها بعض
کہ سنی کان لگا کر اور متوجہ ہو اپنی فکر سی اون خرافات کی طرف جو اونکی حقمین جہوٹی مورخ بیان کرتی ہین اور بعضی بات مین جاہل مفسر

الجهلة من المفسرين فانه لقلة تحصيلهم وعدم تحقيقهم ربما يفترون في ذلك بظواهر من الكتاب
بہی اونکی تابع ہو گئی ہین یہہ لوگ بسبب کم علمی کی بی تحقیق اکثر اوقات اسباب مین کتاب اور سنت کی ظاہر معنی کی اعتبار سی افترا کر بیٹہی ہین

والسنة ولهذا قيل التمسك في عقائد الايمان بمجرد ظواهر الكتب والسنة من غير تفصيل
اسہی لئی کہتی ہین کہ سند کرنی عقاید ایمان مین صرف ظاہر معنی کتاب اور سنت کی سی بدون تفصیل کی

بين ما يستحيل ظاهره منهما وبين ما لا يستحيل فلا خفاء في كونه اصلا من اصول الكفر
درمیان اون امور کی جو حقیقت مین وہ ظاہر معنی دونو کی محال ہین یا محال نہین ہین سو بیشک صاف کفر اور بدعت کی جڑ ہی

والبدعة قال الامام السنوسي وكذا تلقي هذا العلم من مجرد الكتب والمشائخ المصحفين والمتفقهين
امام سنوسی کہتی ہین اور ایسی ہی مان لینا اس علم کا صرف مشایخ غلط کارون کی کتابون سی اور فقہا سی بی تحقیق

بلا تحقيق واما وجوب التبليغ في حقهم واستحالة الكتمان عليهم فلانهم لو كتموا شيئا مما امروا بتبليغه
اور امر معروف کی تبلیغ اور محال ہونا چہپانی کا اسلئی واجب ہی کہ اگر انبیا علیہم السلام چہپا لیتی کچہہ بہی امر معروف مین سی

لكان الناس مامورين باتباعهم في كتمان بعض ما امروا بتبليغه من العلم النافع لمن اضطر اليه وكيف يتصور
تو امت کو بہی اونکی اتباع کی لئی حکم ہوتا واسطی چہپا لینی کی بعضی امر معروف کی یعنی جو علم کہ مفید ہو حاجت مند کو اور کب تصور مین آسکتا ہی

ذلك والكتمان حرام ملعون فاعله بشهادة قوله تعالى إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ
حال یہہ کہ چہپانا حرام ہی چہپانیوالا ملعون ہی اس آیت کی گواہی سی جو لوگ چہپاتی ہین جو کچہہ ہمنی اوتارا صاف حکم

وَالْهُدَىٰ مِنْ بَعْدِ مَا بَيَّنَّاهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتَابِ أُولَٰئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللَّهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللَّاعِنُونَ واما جواز
اور راہ کی نشان بعد اسکی کہ ہم اونکو کہول چکی لوگون کی واسطی کتاب مین اونکو لعنت دیتا ہی اللہ اور لعنت دیتی ہین سب لعنت دینی والی اور

الاعراض البشرية لهم فلانها لا تضر في رسالتهم وعلو منزلتهم بل هي مما يزيد في مراتبهم باعتبار تعظيم
حالات بشری اونکی لئی اسواسطی جایز ہین کہ اونکی رسالت اور علو مرتبہ مین اصلا مضر نہین ہین بلکہ وہ حالات اونکا مرتبہ اور بڑہاتی ہین باعتبار عظمت

اجرهم من جهة ما يقارنها من طاعة صبرهم فانه تعالى كان قادرا على ايصاله اليهم ذلك الثواب
ثواب کی جو اونکو صبر کی عبادت پر ملتا ہی بیشک اللہ تعالی قادر ہی کہ اونکو یہہ ثواب

العظيم بلا مشقة يلحقهم لكن تعظيم حكمته اختار ان يصل اليهم ذلك الثواب مع تلك الاعراض
عظیم بی مشقت پہنچائی عنایت کرتا پر اپنی حکمت عظیمہ سی یہہ ہی پسند کیا کہ اونکو یہہ ثواب بعد اوس مشقت کی عنایت ہو

رفقا بضعفاء العقول كيلا يعتقدوا فيهم الالوهية وفيها ايضا اعظم دليل على صدقهم وكونهم
واسطی نرمی کی ضعیف عقلون پر تا کہ انبیا کو معبود نہ سمجھ لین اوراسمین بہی اونکی صداقت کی بڑی دلیل ہی اوراسکی کہ وہ اللہ کی طرف سی بہیجی ہوئی
مبعوثين من عند الله تعالى وكون ما ظهرت على ايديهم من الخوارق مخلوقة لله تعالى من غير
آئی ہین اور جو جو معجزہ اون کی ہاتہہ پر ظاہر ہوئی ہین وہ اللہ تعالی کا پیدا کئی ہوئی ہین
ان يكون لهم قدرة على اختراعها اذ لو كان لهم قدرة على اختراعها لدفعوا عن انفسهم ما هو يسير
اونکو اون معجزات کی جاری کرنی مین کچہ دخل نہین ہی اسواسطی کہ اگر اونکو ان معجزات پر قدرت ہوتی تو وہ اپنی جان پرسی اوس بہی آسان کو دور کردیتی
منها من المرض والجوع والعطش والم الحر والبرد واذية الخلق ونحو ذلك وفيها ايضا فائدة عظيمة
یعنی بیماری بہوک پیاس تکلیف گرمی جاڑی کی تکلیف دہی خلق کی اور مانند اسکی اوراسمین بہی بڑا فائدہ ہی
وهي تشريع الاحكام للخلق المتعلقة بها كما عرف في شريعتنا احكام السهو في الصلوة من سهو
وہ جایز ہونا احکام کا واسطی عوام کی جو ایسی حالات سی متعلق ہین چنانچہ ہماری شریعت مین احکام سہو کی نماز مین معلوم ہوگئی
نبينا عليه السلام في الصلوة وكيفية اداء الصلوة في حال المرض والخوف من فعله عليه السلام
ہماری نبی کی سہو کرنی سی نماز مین اور کیفیت نماز ادا کرنی کی بیماری اور خوف مین نبی علیہ السلام کی فعل سی معلوم ہوئی
وهيئة اكل الطعام وشرب الماء ونحو ذلك من اكله وشربه

## المجلس السادس عشر في تحقيق السعيد والشقي وبيان اقسام الكفر وغيره

اور وضع کہانا کہانی اور پانی پینی کی اور مانند اسکی آپ کی کہانی اور پینی سی سولہوین مجلس نیکبخت اور بدبخت کی تحقیق مین اور کفر وغیرہ کی قسمیں بیان کرتی ہین

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان العبد يعمل عمل اهل النار وانه من اهل الجنة ويعمل عمل اهل الجنة وانه من اهل النار
فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی بیشک بعضا بندہ عمل کرتا ہی دوزخیون کی سی اور وہ ہوتا ہی اہل جنت سی اور عمل کرتا ہی بہشتیون کی سی اور وہ ہوتا ہی دوزخی
وانما الاعمال بالخواتيم هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه سهل بن سعد وليس فيه دلالة
اعمال خاتمہ کلپر معتبر ہوتی ہین یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین سی ہی سہل بن سعد کی روایت سی اس حدیث مین عمل
على ترك العمل بل فيه حث للعبد على مواظبة الطاعات واجتناب السيئات في كل وقت من
ترک کرنیکی دلیل نہین ہی بلکہ اس حدیث مین بندہ کو واسطی دائمی طاعات کی اور گناہون سی اجتناب پر رغبت ہی ہر ہر وقت
اوقات العمر خوفا من ان يكون ذلك الوقت اخر عمره وفيه ايضا زجر له عن العجب والفرح بالاعمال
تمام عمر اس خوف سی کہ مبادا عمر کا یہہ ہی آخری وقت ہو اوراسمین زجر بہی ہی اعمال پر تکبر اور خوش ہونی سی
لانه لا يدري ماذا يصيبه في العاقبة اذ رب شخص يعمل عمل اهل الجنة من الايمان والطاعات وفي
اسلئی کہ اسی کیا خبر ہی کہ عاقبت کو کیا حال ہوگا اسواسطی کہ بعضی شخص عمل بہشتیون کی سی کرتی ہین ایمان اور عبادات اور
تقدير الله تعالى انه من اهل النار فيتحول في اخر عمره من الايمان والطاعات الى الكفر والمعاصي فيموت
تقدیر الہی مین وہ دوزخی ہی سو آخر عمر مین وہ ایمان اور طاعات سی کفر اور معاصی کی طرف متوجہ ہو جاویگا پہر
على الكفر والمعاصي فيدخل النار ورب شخص يعمل عمل اهل النار من الكفر والمعاصي وفي تقدير الله تعالى
کفر اور معاصی پر مرکر دوزخ مین داخل ہوگا اور بعضی شخص عمل کرتی ہین دوزخیون کی سی کفر اور معاصی اور تقدیر الہی مین
انه من اهل الجنة فيتحول في اخر عمره من الكفر والمعاصي الى الايمان والطاعات فيموت على الايمان والطاعات
وہ جنتی ہی سو وہ آخر عمر مین کفر اور معاصی سی بچکر ایمان اور طاعات کی طرف متوجہ ہو جاویگا پس ایمان اور طاعات پر مرکر

فیدخل الجنة فلذلك قال النبی علیه السلام انما الاعمال بالخواتیم یعنی ان اعمال العبد

جنت مین داخل ہوگا اسی لئی فرمایا نبی علیہ السلام نی مراد یہہ ہی کہ اعمال آدمی کی کہ اعمال خاتمہ پر معتبر ہین

متعلقة فی السعادة والشقاوة باخر العمر وفی حدیث اخر انه علیه السلام قال اعملوا فکل

سعادت اور شقاوت مین آخر عمر سی متعلق ہین اور ایک اور حدیث مین ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا عمل کیا کرو ہر ایک کو وہی عمل

مُیَسَّر لما خلق له اما من کان من اهل السعادة فسَیُیَسَّر لعمل اهل السعادة واما من کان من اهل

آسان ہوگا جسکی واسطی وہ شخص پیدا ہوا ہی یعنی جو شخص سعادتمند ہی اوسکو اعمال سعادتمندون کی میسر ہونگی اور جو شخص

الشقاوة فسییسر لعمل اهل الشقاوة فانه علیه الصلوة والسلام بیّن فی هذا الحدیث ان کل احد

بدبخت ہی اوسکو بدبختون کی سی عمل آسان ہونگی پس نبی علیہ السلام نی اس حدیث مین یہہ بیان فرمایا کہ ہر ایک کا

مهیاء وموتقف للذی خلق لاجله من الخیر والشر فمن خلق وقدر انه من اهل الجنة یجری الله تعم

سامان اور ٹہکانا تیار ہی جسکی واسطی وہ پیدا کیا گیا ہی نیک اور بد پس جو پیدا ہوا ہی اس تقدیر پر کہ جنتی ہو تو اللہ تعالی

علی یدیه اعمال اهل الجنة ویسرها علیه حتی یموت ویدخل الجنة ومن خلق وقدر انه من اهل النار

اوسکی ہاتہہ پر اعمال جنتیون کی جاری کرکر اوسپر آسان کردیتا ہی آخر مر کر جنت مین چلا جاتا ہی اور جو شخص پیدا ہوا ہی اس تقدیر پر کہ وہ دوزخی ہی

یجری الله علی یدیه اعمال اهل النار ویسرها علیه حتی یموت ویدخل النار فالعمل دلیل یغلب الظن

تو اللہ اوسکی ہاتہہ پر دوزخیون سی عمل پیدا کرکر آسان کردیتا ہی آخر مر کر دوزخ مین چلا جاتا ہی پس عمل باعتبار ظن غالب کی اسکی دلیل ہی

ان الشخص من ای الصنفین یکون ومن هذا کان الواجب علی ان لایکون خالیا عن العمل الصالح

کہ آدمی دونو قسم مین سی کونسا ہی اس بیان سی واجب ہی کہ آدمی کبھی کسی وقت تمام عمر مین سی نیک عمل سی خالی نرہا کری

فی وقت من الاوقات لانه لایدری متی یاتیه الموت اذ لیس له سن ولا وقت معلوم ولا مرض معلوم قطعی

کیونکہ کیا معلوم ہی کہ اوسکو مرگ کب آجاویگی اسلئی کہ موت کا کوئی سال اور وقت معلوم نہین ہی اور نہ کوئی بیماری مقرر ہی پس خوش

لمن رزقه الله تعالی الفهم والیقضة من نوم الغفلة والتفکر فی امر الخاتمة واسال الله ان یجعلنا

شخص ہین جنکو اللہ تعالی نی فہم اور بیداری عنایت کی ہی خواب غفلت سی اور سوچ دی ہی خاتمہ کی حال کی اور دعا مانگتا ہون اللہ تعالی سی کہ موت

فی خیر مع البشارة فان المؤمن له بشارة من الله تعالی عند الموت کما قال الله تعالی انّ الّذین

اچھی وقت بشارت کی ساتہہ دی بیشک مؤمن کو اللہ کی طرف سی موت کی وقت بشارت ہوتی ہی چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی تحقیق جنہون نی

قَالُوا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِیْ كُنْتُمْ

کہا رب ہمارا اللہ ہی پہر اسی پر ٹہری رہی اون پر اوترتی ہین فرشتی کہ تم نہ ڈرو اور نہ غم کہاؤ اور خوشی سنو اوس بہشت کی جسکا تمکو

تُوْعَدُوْنَ فانه تعالی بین فی هذه الایة ان الذین اقروا بربوبیته واعترفوا بوحدانیته ثم استقاموا

وعدہ تہا اللہ تعالی نی اس آیت مین بیان فرمایا ہی کہ جس نی اوسکی ربوبیت کا اقرار کیا اور وحدانیت کو مان لیا پہر وہ اوسی اقرار

علی ذلك الاقرار والاعتراف الی الموت باتیان جمیع المامورات واجتناب جمیع المنهیات اذ لایتحقق

اور قبولیت پہ موت تک قایم رہا اسطور کہ تمام احکام بجا لاتا رہا اور تمام منہیات سی پرہیز کرتا رہا کیونکہ پوری

الاستقامة بدون ذلك بل یحصل الاعوجاج بترك شئ من المامورات وارتکاب شئ من المنهیات

استقامت بدون اسکی نہین ہوتی بلکہ استقامت مین جنبش آجاتی ہی ماموراتکی ترک اور منہیات کی عمل سی

تتنزل علیهم الملئکة من جهته تعالی عند الموت بالبشارات التی هی قولهم ان لاتخافوا ولاتحزنوا

تو ایسی لوگون پر اللہ کی طرف سی موت کی وقت فرشتی یہہ بشارت لیکر آتی ہین کہ اب مت ڈرو اور نہ غم کرو

وابشروا بالجنة التي وعدكم الله تعالى بها على لسان نبيكم وقال لاعدائه فتمنوا الموت ان كنتم صادقين
اور خبر سنو بہشت کی جو اللہ تعالی نی تمسی وعدہ کیا تھا تمہاری نبی کی زبان پر اور اپنی دشمنوں کی حق میں یہہ فرمایا تو مناؤ مرنی کو اگر تم سچی ہو

ولا يتمنونه ابدا بما قدمت ايديهم والله عليم بالظالمين فبين سبحانه وتعالى في هذه الاية
اور کبھی نہ مناوینگی مرنا اسواسطی کہ آگی بھیج چکی ہیں انکی ہاتھ اور اللہ کو خوب معلوم ہیں گنہگار اللہ تعالی نی اس آیت میں یہہ بیان فرمایا

ان الصادقين في اقرارهم لكونهم مستعدين للموت يتمنونه ولا يفرون منه لكون عملهم حسنا واما
کہ جو سچا اقرار کرنیوالی ہیں موت کی سامان جو کرتی رہی ہیں تو موت کو مناتی ہیں اور اوس سی بھاگتی نہیں اسلئی کہ اونکی عمل نیک ہیں اور

الظالمون فلعدم كونهم مستعدين للموت لا يتمنونه بل يفرون منه لكون عملهم سوءا فان العمل السوء
ظالم چونکہ سامان موت کا نہیں کرتی رہی تو موت کو نہیں مناتی بلکہ اوس سی بھاگتی ہیں کیونکہ اونکی عمل بد ہیں کیونکہ عمل بد

وان لم يخرج المؤمن عن الايمان الا انه سبب لسوء خاتمته وشوم عاقبته فان سوء الخاتمة لا يكون
اگرچہ مؤمن کو بی ایمان تو بالفعل نہیں کردیتا پر سبب ہوتا ہی خاتمہ بد کا اور عاقبت منحوس کا اسواسطی کہ بدخاتمہ اوسی کا ہوتا ہی

الا لمن كان له فساد في الاعتقاد او اصرار على المعاصي او عدول عن الاستقامة او ضعف في الايمان
جسکی اعتقاد میں فساد ہوتا ہی اور گناہوں پر اصرار رہتا ہی یا استقامت سی ٹل جاتا ہی یا اوسکا ایمان سست ہوتا ہی

اما الفساد في الاعتقاد فبان يكون في قلبه شيء من انواع الشرك فان انواع الشرك ستة احدها شرك
پہر فساد اعتقاد کا یہہ ہی کہ اوسکی دل میں کسی قسم کا شرک ہو کیونکہ شرک کی قسمیں چھہ ہیں ایک شرک

استقلال وهو اثبات الهين مستقلين كشرك الثنوية فانهم قالوا نجد في العالم خيرا كثيرا وشرا
بالاستقلال یعنی سخت وہ یہہ ہی کہ دو اللہ مستقل ثابت کری جیسی ثنویہ کرتی ہیں وہ یہہ کہتی ہیں کہ ہم عالم میں بھلائی بہت دیکھتی ہیں اور برائی بہی

كثيرا والواحد لا يكون خيرا وشريرا بالضرورة فلا بد ان يكون لكل منهما فاعل على حدة ثم انهم
بہت دیکھتی ہیں اور ظاہر ہی کہ ذات واحد سی خیر اور شر نہیں ہوسکتا پس بالضرور دونوں کا فاعل الگ الگ ہوگا پہر اس فرقہ کی

انقسموا قسمين القسم الاول المانوية والديصانية فانهم قالوا فاعل الخير النور وفاعل الشر الظلمة والقسم
دو قسم ہوگئیں پہلی قسم تو مانویہ ہی اور دیصانیہ انکا یہہ قول ہی کہ خیر کا فاعل تو نور ہی اور شر کا فاعل تاریکی ہی دوسری

الثاني المجوس فانهم قالوا فاعل الخير يزدان وفاعل الشر اهرمن يعنون به الشيطان ثم اختلفوا في ان
قسم مجوس ہیں یہہ یہی کہتی ہیں فاعل خیر کا یزدان ہی اور شر کا فاعل اہرمن ہی یعنی شیطان پہر اہرمن کی حق میں اختلاف کیا ہی

اهرمن قديم كيزدان او حادث منه والثاني من انواع الشرك شرك تبعيض وهو جعل الاله مركبا
آیا وہ یزدان کی مانند قدیم ہی یا اوسکا پیدا کیا ہوا حادث ہی اور دوسری قسم شرک کی شرک تبعیض ہی اور وہ مرکب کرنا اللہ کا

من الهة كشرك النصارى فانهم اثبتوا الاقانيم الثلثة التي هي الوجود والعلم والحيوة وحكموا
کئی اللہ سی جیسی شرک نصاری کا نصاری نی تین اصل ثابت کئی ہیں وجود اور علم اور حیات پہر ان تینوں پہ

عليها بانها الهة ثلثة واعتقدوا ان الاله جوهر فرد مركبة من هذه الثلثة وقالوا مجموع هذه الثلثة
یہہ حکم کیا ہی کہ تینوں خدا ہیں اور یہہ اعتقاد کرتی ہیں کہ اللہ جوہر فرد ان تینوں سی مرکب ہی اور کہتی ہیں کہ مجموعہ ان تینوں کا ملکر

اله واحد وجعلوا الذات الواحدة ثلث صفات وذلك غير معقول العاقل والثالث من انواع
اللہ واحد ہی ایک ذات واحد کو تین صفات ٹہرائیں اور یہہ عاقل کی نزدیک معقول نہیں ہی تیسری قسم شرک کی

الشرك شرك تقريب وهو عبادة غير الله تعالى ليقرب الى الله تعالى كشرك متقدمي عبدة الاصنام
شرک تقریب ہی اور وہ پوجنا غیر کا سوای اللہ تعالی کی تاکہ اللہ سی نزدیک کردی جیسی شرک متقدمین بت پرستوں کا

فانهم لما راوا ان عبادتهم للمولى العظيم على ما هم عليه من غاية الدناءة ونهاية الحقارة سوء
انکی خیال مین جب یہہ آیا کہ ہمارا عبادت کرنا مولی بزرگ کو اس حال مین کہ ہمکو دنائت حاصل ہی اور ہم بڑی حقیر ہین بری

ادب عظيم يتقربوا اليه بعبادة من هو اعلى منهم عنده كالملئكة والشمس والقمر والنجوم و
بی ادبی ہی اسلئی قرب الٰہی کی واسطی پوجنا اون چیزونکا شروع کیا جو اونکی خیال مین بہتر تہی جیسی فرشتی اور سورج اور چاند اور ستارہ اور

النار ونحوها ثم انهم لما راوا غيبة من اختاروا عبادته عنهم صنعوا الاصنام امثلة لما غاب
آگ اور مانند اسکی پہر انہون نی جب دیکہا کہ جنکی ہم عبادت کرتی ہین وہ ہماری سامنی سی غایب ہوجاتی ہین تو اونکی صورت کی بت بنالئی جب کوئی اونکا معبود اونکی

عنهم من معبودهم واشتغلوا بعبادتها ونيتهم في ذلك ان يتقربوا الى ما جعلوه مثالا له
غایب ہوجاتا تو اون بتون کو پوجنی لگتی اور غرض اونکی اس سی یہہ تہی کہ نزدیک ہوجاوین اوس سی جسکا بت بنایا ہی

وقصدهم من جميع ذلك ان يتقربوا الى المولى العظيم لكن تلاعب الشيطان بعقولهم واوقعهم
اور اس سب سی یہہ مراد تہی کہ مولی بزرگ سی قریب ہوجاوین پر شیطان نی اونکی عقلون کو کہلونا بناکر

في الضلال والرابع من انواع الشرك شرك تقليد وهو عبادة غير الله تعالى تقليدا للغير كشرك
گمراہ کر دیا اور چوتہی قسم شرک کی شرک تقلید ہی اور وہ پوجنا غیر اللہ کا اوروں کو دیکہہ کر جیسی شرک

متاخري عبدة الاصنام فانهم لما وجدوا اباءهم واجدادهم مشتغلين بعبادتها قلدوهم فيها
پچہلی بت پرستون کا انہون نی اپنی باپ دادون کو جو بت پوجتی دیکہا بت پرستی مین اونکی تابع ہوگئی

وقالوا انا وجدنا اباءنا على امة وانا على اثرهم مقتدون وهم كاباءهم في ضلال مبين والخامس
اور کہنی لگی ہمنی پائی اپنی باپ دادی ایک راہ پر اور ہم انہی کی قدمون پر چلتی ہین اور وہ اپنی باپ دادا کی مانند صریح گمراہی مین ہین

من انواع الشرك شرك الاسباب وهو اسناد التاثير للاسباب العادية كشرك الفلاسفة والطبائعيين
پانچوین قسم شرک کی شرک اسباب ہی اور وہ نسبت کرنا تاثیرات کا اسباب سی موافق عادت کی جیسی شرک حکماء یونان اور طبیعیون کا

ومن تبعهم على ذلك من جهة المؤمنين فانهم لما راوا ارتباط الشبع باكل الطعام وارتباط الري
اور جو اونکی ساتہ ہین اس باب مین اسلامیون مین سی انہون نی جب دیکہا کہ ربط شکم سیری کا کہانا کہانی سی اور ربط تازگی کا

بشرب الماء وارتباط ستر العورة بلبس الثياب وارتباط الضوء بالشمس ونحو ذلك مما لا ينحصر فهموا
پانی پینی سی اور ربط ستر پوشی کا کپڑا پہننی سی اور ربط روشنی کا سورج سی ہی اور مانند اسکی بی قیاس تو

بجهلهم ان تلك الاشياء هي المؤثرة فيما ارتبط وجوده معها اما بطبعها او بقوة وضعها الله فيها وهو
اپنی جہالت سی یہہ سمجہی کہ یہہی چیزین مستقل تاثیر رکہتی ہین اپنی اپنی مسببات مین یا تو اپنی طبع کی تاثیر سی یا بزور قوت کی کہ اللہ تعالی نی اونمین پیدا کی ہی اور یہہ

غلط وسبب غلطهم قياسهم ادراك الحس بادراك العقل فان الذي شاهدوه انما هو تاثر شيء
سب غلط ہی اور سبب غلط کا یہہ ہوا کہ محسوسات پر معقولات کو قیاس کرلیا ہی کیونکہ جو یہہ دیکہتی ہین تو یہہ ہی اثر لینا ایک چیز کا

عند شيء وهذا هو حظ الحس واما تاثيره فيه فلا يدرك بالحس بل انما يدرك بالعقل والسادس من
پاس کی چیز مین سی یہہ ہی محسوس ہوتا ہی اور تاثیر اصلا حواس مین ہوتی ہی سو وہ صرف عقل سی دریافت ہوسکتی ہی چہٹی قسم

انواع الشرك شرك الاغراض وهو العمل لغير الله تعالى كشرك المرائين فانهم عند عملهم المامور به
شرک کی وہ شرک اغراض ہی اور وہ عمل کرنا واسطی غیر اللہ کی جیسی شرک ریاکارون کا جب یہہ ریاکار کوئی مامور بہ

من واجب ومندوب وعند تركهم المنهي عنه من محرم او مكروه ليس مقصودهم طلب رضاء الله تعم
واجب یا مستحب ادا کرتی ہین یا کسی منہی عنہ حرام یا مکروہ سی احتراز کرتی ہین تو اونکو مقصود رضا مندی خدا تعالی کی نہین ہوتی

بل مقصودهم مجرد نیل مدح من بعض عبیده او حب منه له او ریاسة من عنده او ظفر بمال
بلکہ انکی مراد صرف تعریف کرانی بعض بندگان الٰہی سی ہوتی ہی یا محبت اپنی اونکی دلین یا بڑائی اونکی نزدیک یا اونسی کچھ مال حاصل کرنا

من قبله او صرف مذمة یخافها منه ومثله العمل لمجرد الظفر بالحور والقصور ونعیم الجنان
یا دور کرنا بدنامی کا جو اونکی طرف سی خوف ہو اور ایسا ہی ہی عمل کرنا صرف واسطی حاصل کرنی حوروں اور محلوں اور نعمتوں بہشت کی

والسلامة من النیران والسبب الحامل لهم علی ذلك نسیانهم توحیده تعالی حتی توهموا امکان
اور واسطی بچنی کی آگ سی اور یہہ سب فساد نیت اسلئی ہی کہ خدا کی توحید کو بھول جاتی ہین یہان تک کہ اونکو یہہ وہم ہوا کہ

حصول نفع او ضر من غیره تعالی وتوهموا کون الخلق قادرین علی النفع والضر حتی راعوهم
نفع اور ضرر سواء اللہ تعالی کی اوروں سی بھی ہو سکتا ہی اور یہہ وہم ہوا کہ خلقت کو نفع اور ضرر کی قدرت ہی کیونکہ

فی طاعتهم وتوهموا کون طاعتهم مؤثرة فی استجلاب نفع او دفع ضر فی الدنیا والآخرة
اپنی طاعت مین اونکی رعایت کرنی لگی اور یہہ وہم ہوا کہ ہماری عبادت کو اثر ہی نفع پیدا کرنی مین اور ضرر دفع کرنی مین دنیا اور آخرت کی

ولیس کذلك بل لو انهم احضروا فی ذهنهم انفراده تعالی بخلق جمیع الکائنات بلا واسطة
اور حقیقت مین یہہ نہین ہی بلکہ اگر یہہ لوگ وحدانیت اللہ تعالی کی اپنی ذہن مین قایم رکھتی کہ پیدا کرنیوالا تمام موجودات کا بلا واسطہ وہی ہی

وعدم تاثیر لکل ما سواه فی اثر ما ومن جملة ذلك طاعتهم لکانوا لا یقصدون بطاعتهم
اور کسی امر مین کسیکو اصلا کچھہ تاثیر نہین ہی اور اسی مین اونکی طاعت بھی داخل ہی تو کبھی اپنی طاعت سی جسکی اونکو توفیق ہوئی ہی

التی وفقوا لها الا مجرد الامتثال لامر اللہ تعالی ثم لطمعوا عندها فیما وعد به اللہ تعالی من
سواء طاعت امر الٰہی کی کچھہ غرض نرکھتی پھر بعد طاعت کی خواہش کرتی جو اللہ تعالی نی وعدہ فرمایا ہی

الخیر معها بمحض فضله من غیر وجوب ولا استحقاق وحکم الاربعة الاولی التی هی شرك
نعمت کا اونکی محض فضل سی کہ نہ اوسپر واجب ہی نہ اسکا کچھہ حق ہی اور حکم شرک کی پہلی چاروں قسم کا کہ وہ شرک

استقلال وشرك تبعیض وشرك تقریب وشرك تقلید الکفر بالاجماع وحکم السادس الذی هو
استقلال ہی اور شرک تبعیض ہی اور شرک تقریب ہی اور شرک تقلید ہی بالاتفاق کفر ہی اور حکم چھٹی قسم کا

شرك الاغراض المعصیة بالاجماع وحکم الخامس الذی هو شرك الاسباب التفصیل
جو شرک اغراض ہی بالاتفاق معصیت کا ہی اور حکم پانچوین قسم کا جو شرک اسباب کا ہی اس تفصیل پر ہی

وهو ان اهل هذا الشرك فی اعتقادهم التاثیر لتلك الاسباب مختلفون فمنهم من یعتقد ان تلك
کہ ایسی مشرک اپنی اعتقاد مین تاثیر اسباب کی اسبابات مین کئی طرح پر جانتی ہین بعضی یہہ اعتقاد رکھتی ہین کہ

الاسباب تؤثر بطبعها وحقیقتها فی الاشیاء التی تقارنها ولا خلاف فی کفر من یعتقد هذا ومنهم
تاثیر اسباب کی جن اشیا سی یہہ ملتی ہین طبعی اور حقیقی ہی ایسی اعتقاد والوں کی کفر مین کسیکو خلاف نہین ہی اور بعضی

من یعتقد ان تلك الاسباب لا تؤثر بطبعها وحقیقتها بل بقوة اودعها اللہ فیها ولو نزعها منها
یہہ اعتقاد کرتی ہین کہ یہہ اسباب باعتبار طبیعت اور حقیقت کی اثر نہین کرتی بلکہ بزور ایک قوت کی کہ اللہ تعالی نی ان اسباب مین پیدا کی ہی اور اگر اس قوت کو

لا تؤثر وقد تبعهم فی هذا الاعتقاد کثیر من عامة المؤمنین ولا خلاف فی بدعة من یعتقد هذا
تو اثر نہ کرتی ہی اس اعتقاد مین اکثر عوام مسلمان بھی اونکی شامل ہین ایسی اعتقاد والوں کی بدعتی ہونی مین خلاف نہین ہی

وانما الخلاف فی کفره فمن کان فیه شیء من هذه المذکورات ولم یسع فی ازالته عن نفسه واصلاح
خلاف ہی تو کفر مین ہی پس جس شخص مین کوئی سا اعتقاد ہو ان مذکورات مین سی اور وہ اوسکی دور کرنی مین سعی نہ کری اور اپنا اعتقاد درست نکری

ش

شانه يختم له بالسوء وان كان مع كمال الزهد والصلاح لان زهده وصلاحه انما ينفعه
تو اوسکا خاتمہ بد ہوگا اگرچہ کمال زہد اور صلاح رکھتا ہو اسواسطے کہ زہد اور صلاح اوسکو جب فائدہ دیگا

اذا كان مع الاعتقاد الصحيح الموافق لكتاب الله وسنة رسوله واما اذا لم يكن مع الاعتقاد
کہ ساتھہ اعتقاد صحیح کی موافق کتاب اللہ اور سنت رسول کی ہو اور اگر ساتھہ اعتقاد

الصحيح الموافق لهما بل كان مع الاعتقاد الفاسد المخالف لهما فلا ينفعه واما الاصرار على المعاصي
صحیح کی نہو کہ جو موافق کتاب اور سنت کی ہی بلکہ ساتھہ اعتقاد فاسد کی کتاب اور سنت سی مخالف سو کچھہ فائدہ نديگا اور معاصی پر ایسی اڑ کرنی

فبان يحصل في قلبه الفها فان جميع ما الفه الانسان في عمره يعود ذكره عند موته فان كان
کہ اوسکے دل میں معاصی کی محبت پیدا ہوجاوی تو انسان اپنی زندگی بہر میں جو جو محبوب رکہتا ہی مرتی وقت وہ یاد آتی ہیں پہر اگر

ميله الى الطاعات اكثر يكون اكثر ما يحضره عند موته ذكر الطاعات وان كان ميله الى
اسکی رغبت طاعات کی طرف زیادہ ہوگی تو مرتی وقت اکثر طاعات یاد آوینگی اور اگر اسکی رغبت

المعاصي اكثر يكون اكثر ما يحضره عند موته ذكر المعاصي فربما يغلب عليه حين نزول الموت به
معاصی کی طرف زیادہ ہوگی تو مرتی وقت معاصی یاد آوینگی پس بعضی وقت نزع کی حال میں

قبل التوبة شهوة من الشهوات او معصية من المعاصي فيتقيد قلبه بها وتصير حجابا بينه وبين
توبہ سی پہلی کوئی شہوت تمام شہوات میں سی یا کوئی گناہ گناہوں میں سی دل پر غالب آجاتا ہی پہر اوسکا دل اوسی میں الجہا رہتا ہی اور وہ اوسمیں اور اوسکی

ربه وسببا لشقاوته في آخر حياته لقوله عليه السلام المعاصي بريد الكفر واما الذي لم يرتكب
رب میں پردہ ہوکر آخر وقت میں شقی بنا دیتا ہی واسطی قول علیہ السلام کی کہ گناہ کفر کی ایلچی ہوتی ہیں اور جسنی اصلا کوئی گناہ

ذنبا اصلا او ارتكب لكن تاب فهو بعيد عن هذا الخطر واما العدول عن الاستقامة
نہیں کیا یا گناہ تو کیا پر توبہ کرلی سو وہ شخص ایسی اندیشہ سی پاک ہی اور استقامت سی ٹل جانا

فبان يظهر فيه الاعوجاج فان من كان مستقيما في ابتدائه ثم تغير عن حاله وخرج عما كان
اسطور پر کہ اوسمیں کجی پیدا ہوجاوی اگر یہہ شخص ابتدا میں مستقیم تہا پہر اپنی حال سی بدل گیا اور جن اوصاف پر

عليه في ابتدائه يكون سببا لسوء خاتمته وشوم عاقبته كابليس الذي كان في ابتدائه رئيس
ابتدا میں تہا اوس سی الگ ہوگیا تو یہہ سبب خاتمہ بد اور عاقبت منحوس کا ہی جیسی ابلیس کہ ابتدا میں فرشتوں کا سردار

الملئكة ومعلمهم واشدهم اجتهادا في العبادة حتى قيل لم يبق في سبع سموات وسبع ارضين
اور اونکا اوستاد اور عبادت میں بڑا ساعی تہا یہانتک کہ کہتی ہیں کہ ساتوں آسمان اور زمین میں

موضع شبر الا وهو قد سجد فيه ثم لما امر بالسجود لآدم النبي عليه السلام ابى واستكبر وكان من
کہیں بالشت بہر جگہ اسکی سجدہ سی خالی نہیں رہی تہی پہر جب اوسکو آدم کی لئی سجدہ کا حکم ہوا تو نمانا اور تکبر کیا اور وہ تہا

الكافرين وكبلعام بن باعور الذي اتاه الله تعالى اياته فانسلخ منها بخلوده الى الدنيا واتباع هواه و
منکروں میں کا اور جیسی بلعام باعور کا بیٹا جسکو اللہ تعالی نی اپنی نشانیاں عنایت کیں پر وہ اونسی الگ ہوکر دائمی دنیا کی طرف متوجہ ہوا اور اپنی ہوا و ہوس کی

كان من الغوين وكبرصيصا العابد الذي قال له الشيطن اكفر فلما كفر قال اني برئ منك اني اخاف
گمراہ ہوگیا اور جیسی برصیصا عابد جسکو شیطان نی کہا منکر ہوجا جب وہ منکر ہوا تو کہا میں تجہسی الگ ہوں مجکو اندیشہ ہی

الله رب العلمين فان الشيطان اغراه على الكفر فلما كفر تبرأ منه مخافة ان يشاركه في العذاب
اللہ کا جو پروردگار ہی عالم کا بیشک شیطان نی اوسکو کفر پر برانگیختہ کیا جب وہ کافر ہوا تو اوس سی الگ ہوگیا اس خوف کا مارا کہ اوسکی عذاب میں شریک ہوجاوں

ولم ينفعه ذلك كما قال الله تعالى فكان عاقبتهما انهما في النار خالدين فيها وذلك جزاء

اور اس سی شیطان کو کچہہ فائدہ نہوا چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی پہر آخر اون دونوں کا یہہ ہی کہ وہ دونوں ہین آگ مین سدا رہین اوسمین اور یہہ ہی سزا

الظلمين واما الضعف في الايمان فبان يكون حب الله تعالى في قلبه ضعيفا فان من كان في

گنہگاروں کی اور ایمان کی سستی اسطور پر کہ اللہ تعالی کی محبت اسکی دلمین ضعیف ہو جب اسکی

ايمانه ضعف يستولي على قلبه حب الدنيا بحيث لا يبقى فيه لحب الله تعالى شيء الا من حيث

ایمان مین سستی ہوتی ہی تو اوسکی دل پر دنیا کی محبت ایسقدر چہا جاتی ہی کہ اوسمین محبت الہی کی کچہہ گنجایش نہین رہتی مگر یہہ ہی کچہہ

حديث النفس على وجه لا يظهر له اثر في مخالفة الهوى ولا يؤثر في الكف عن المعاصي ولا في الحث

جیسی وہمی بات ہو ایسی کہ ہوا کی مخالفت مین اوسکا کچہہ اثر ظاہر نہین ہوتا اور نہ کچہہ اثر معاصی سی رکنی مین ہو اور نہ کچہہ اثر

على الطاعات فينهمك في الشهوات وارتكاب السيات فيتراكم ظلمات الذنوب على قلبه ولا تزال

عبادت کی رغبت مین ہو سو شہوات اور بدیوں کی کرنیمین ڈوبا رہتا ہی اور تاریکی گناہوں کی تہ بر تہ اوسکی دل پر چڑہ جاتی ہی اور ہمیشہ

تطفي ما فيه من نور الايمان مع ضعفه فاذا جاء اليه سكرات الموت وعلم انه يفارق الدنيا وهي

نور ایمان کا جو اوسمین ہوتا ہی بجہا جلا جاتا ہی باوجودیکہ ضعیف ہی جب اوسکو نزع کی حالت آتی ہی اور جانتا ہی کہ اب دنیا سی چلا اور دنیا

محبوبة له وحبها غالب عليه حتى لا يريد تركها ويتألم من فراقها يرى ذلك من الله تعالى فيخشى

اوسکی محبوبہ تہی اور اوسکی محبت اوسپر ایسی غالب تہی کہ اوسکا چہوڑنا نہین چاہتا اور اوسکی فراق سی رنج اوٹہاتا ہی سمجہتا ہی کہ یہہ فراق اللہ تعالی کی طرف سی ہی اندیشہ

عليه ان يحصل في قلبه بغضه تعالى بدل حبه فان اتفق خروج روحه في تلك اللحظة

یہہ ہی کہ اسکی دلمین خدا کی طرف سی محبت کی جگہہ کینہ پیدا ہو جاوی اگر اتفاقاً اوسی حالت مین جان نکل گئی

يختم له بالسوء ويهلك هلاكا ابديا والسبب المفضي الى هذه الورطة حب الدنيا والركون

تو اوسکا خاتمہ بد ہوگا اور ہمیشہ کو گیا گذرا ہوا اور سبب اس بلا کا یہہ ہی دنیا کی محبت اور دنیا کی طرف توجہ

اليها والفرح بها مع ضعف الايمان الموجب لضعف حب الله تعالى وهو الداء العضال الذي

اور دنیا کی خوشی باوجود سستی ایمان کی جس سی محبت الہی سست ہو جاوی اور یہہ بڑی سخت بیماری ہی جسمین

عم اكثر الخلق فمن اراد النجاة من هذه الورطة فعليه بعد اخراج حب الدنيا من قلبه وتصحيح

اکثر خلقت مبتلا ہی سو جو شخص اس بلا سی بچا چاہی اوسکو لازم ہی کہ اول دنیا کی محبت دل سی دور کری پہر اپنا عقیدہ

اعتقاده ان يحترز عن المعاصي عن مشاهدتها ومشاهدة اهلها وان يواظب على الطاعات

درست کرکر گناہوں سی پرہیز کری کہ نہ گناہوں کی طرف خیال کری اور نہ گناہگاروں کی طرف و بر طاعات دائمی اختیار کری

التي هي ثمرة محبة الله تعالى ولا يتصور محبة الله تعالى الا بعد معرفته اذ لا يحب الانسان مالا يعرف

کہ وہ محبت الہی کا پہل ہی اور محبت الہی نہین ہو سکتی بدون معرفت الہی کی اسواسطی کہ آدمی نادانستہ چیز کو محبوب نہین رکہتا

وانما يحب ما يعرفه فمن عرف الله بما يجب عليه معرفته وعرف ان جميع النعم الواصلة اليه والى

محبوب اوسہی کو رکہتا ہی جسکو جانتا ہی پس جو شخص خدا کو پہچانیگا اون اوصاف سی جو اوسکو واجب ہین اور یہہ سمجہی کہ جتنی نعمتین مجہکو اور اوروں کو حاصل ہین

غيره ليس الا منه تعالى لا جرم يحبه فاذا احبه يسعى في تحصيل رضائه ويحترز عن موجبات

سب اللہ ہی کی طرف سی ہین تو بیشک اللہ کو دوست رکہیگا پہر جب اوسکو اپنا محبوب کیا تو اوسکی رضامندی مین کوشش کریگا اور اوسکی غصہ سی بچتا رہیگا

سخطه فيكون لائقا لوصول احسانه ودخول جنانه بمقتضى وعده يسرنا الله تعالى

پہر تو یہہ اوسکی احسان کی قابل اور جنت مین جانی کی لائق اوسکی وعدہ کی موافق ہو دیگا خدا ہمکو آسان کیجو

المجلس السابع عشر فی بیان عدم جواز الصلوة عند القبور والاستمداد

سترہوین مجلس اس بیان مین کہ قبرون مین نماز ادا کرنی جایز نہین اور اہل قبور سی مدد مانگنی

من اهلها واتخاذ السروج والشموع علیها قال رسول الله صلی الله علیه وسلم

اور قبرون پر روشنی کرنی اور چراغ جلانی جایز نہین فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی

لعنة الله علی الیهود والنصری اتخذوا قبور انبیائهم مساجد هذا الحدیث من صحاح المصابیح

لعنت خدا کی یہود اور نصاری پر کہ انہون نی اپنی نبیون کی قبرین مسجدین بنالین یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین سی ہی

روته ام المؤمنین عائشة وسبب دعائه علیه الصلوة والسلام علی الیهود والنصری باللعنة انهم کانوا

ام المؤمنین عائشہ کی روایت سی اور سبب پیغمبر خدا کی لعنت کرنیکا یہود اور نصاری پر یہہ ہی کہ وہ سب

یصلون فی المواضع التی دفن فیها انبیاءهم اما نظرا منهم بان السجود لقبورهم تعظیم لهم وهذا شرک

نماز پڑہتی تہی ایسی مکانون مین جہان انکی انبیا مدفون تہی یا تو اس لحاظ سی کہ قبرون کو سجدہ کرنا انبیا کی تعظیم ہی اور یہہ تو ظاہر شرک ہی

جلی ولهذا قال النبی علیه السلام اللهم لا تجعل قبری وثنا یعبد او ظنا منهم بان التوجه الی قبورهم

اسیلئی نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ الہی میری قبر کو بت مت بنائیو کہ اوسکی پرستش ہوا کری یا اس خیال سی کہ وہ سمجہتی تہی کہ قبرون کی طرف

حالة الصلوة اعظم وقعا عند الله تعالی لاشتماله علی امرین عبادة له تعالی وتعظیم انبیائه و

متوجہ ہونا وقت ادا نماز کی اللہ کی نزدیک بڑا ثواب ہی کیونکہ اسمین دو بات ہین خدا کی بندگی اور انبیاء کی تعظیم اور

هذا شرک خفی ولهذا نهی النبی علیه السلام امته عن الصلوة فی المقابر احترازا عن مشابهتهم

یہہ شرک خفی یعنی پوشیدہ ہی اور اسیلئی پیغمبر خدا نی اپنی امت کو قبرون مین نماز پڑہنی سی منع کیا تاکہ یہود اور نصاری کی مشابہت سی بچی رہین

بهم وان کان القصدان مختلفین وقال من کان قبلکم کانوا یتخذون القبور مساجد ولا تتخذوا

اگرچہ نیت دونون کی الگ الگ ہی اور فرمایا جو امتین تمسی پہلی تہین وہ اپنی انبیا کی قبرون کو مسجدین بناتی تہین تم قبرون کو

القبور مساجد انی انهاکم عن ذلک قال بعض المحققین والصلوة فی المواضع المتبرکة من مقابر

مسجد نہ بنا لینا تمکو اس حرکت سی منع کرتا ہون بعضی محقق کہتی ہین کہ نماز پڑہنی متبرک مکان مین جہان صلحاء کی

الصالحین داخلة فی هذا النهی لاسیما اذا کان الباعث علیها تعظیم هؤلاء لما فی ذلک من الشرک

قبرین ہون اسی نہی کی بیچ داخل ہی خاصکر ایسی وقت کہ اون صلحاء کی تعظیم کی واسطی پڑہی اسلئی کہ اس نماز مین شرک

الخفی فان مبتدأ عبادة الاصنام کان فی قوم نوح النبی علیه السلام من جهة عکوفهم علی القبور

خفی ہوتا ہی کیونکہ ابتدا بت پرستی کا حضرت نوح کی امت مین سی تہا کہ وہ لوگ قبرون پر بیٹہی رہتی تہی

کما اخبر الله تعالی فی کتابه بقوله قَالَ نُوحٌ رَّبِّ اِنَّهُمْ عَصَوْنِیْ وَاتَّبَعُوْا مَنْ لَّمْ یَزِدْهُ مَالُهٗ وَوَلَدُهٗ

چنانچہ اللہ تعالی اپنی کتاب مین خبر دیتا ہی کہا نوح نی ای رب میری انہون نی میرا کہا نہ مانا اور مانا ایسی کا جسکو اوسکی مال اور اولاد نی

اِلَّا خَسَارًا وَمَکَرُوْا مَکْرًا کُبَّارًا وَقَالُوْا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَکُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا وَّلَا یَغُوْثَ وَیَعُوْقَ

اور بڑہا ٹوٹا اور داو کیا ہی بڑا داو اور بولی نہ چہوڑیو اپنی ٹہاکرون کو اور نہ چہوڑیو ود کو اور نہ سواع کو اور نہ یغوث کو اور نہ یعوق کو

وَنَسْرًا قال ابن عباس وغیره من السلف کان هؤلاء قوما صالحین فی قوم نوح النبی علیه السلام

اور نہ نسر کو ابن عباس وغیرہ متقدمین کہتی ہین کہ یہہ یعنی ود وغیرہ نیک لوگ تہی حضرت نوح علیہ السلام کی امت مین

فلما ماتوا عکف الناس علی قبورهم ثم صوروا تماثیلهم ثم طال علیهم الامد فعبدوهم وهذا هو مبتداء

جب یہہ مرگئی تو لوگ اونکی قبرون پر بیٹہی پہر رفتہ رفتہ انکی صورتون کی بت بنالئی پہر مدت گذر گئی تو اونہی کو پوجنی لگی اور یہہ ہی ابتدا

عبادة الاصنام وقال ابن القيم في اغاثته نقلا عن شيخه ان هذه العلة التى لاجلها نهى الشارع

بت پرستی کی جاری ہونیکا اور ابن قیم اپنی کتاب اغاثہ میں اپنی استادسی نقل کرتا ہی جس علت کی سبب سی شارع نی قبروں کو مسجدیں

اتخاذ القبور مساجد هى التى اوقعت كثيرا من الناس اما فى الشرك الاكبر او فيما دونه من الشرك فان الشرك

بنانی سی منع فرمایا ہی اسیلئے بہت لوگوں کو یا تو بڑی شرک میں یا کچھ کمتر شرک میں مبتلا کیا بیشک شرک

بقبر الرجل الذى يعتقد صلاحه اقرب الى النفوس من الشرك بشجر وحجر ولهذا تجد كثيرا

صالح مرد کی قبر کا دلوں میں بہت جلد آتا ہی بہ نسبت شرک کسی درخت یا پتھر کی اسیلئے ہم بہت

من الناس عند القبور يتضرعون ويخشعون ويخضعون ويعبدون بقلوبهم عبادة لا يفعلون

لوگوں کو دیکھتی ہیں کہ قبروں پر جاکر روتی ہیں اور گڑگڑاتی ہیں اور سر جھکاتی ہیں اور دلونسی ایسی عبادت کرتی ہیں

مثلها فى بيوت الله تعالى ولا فى وقت السحر ويرجون من بركة الصلوة عندها والدعاء لديها ما

کو ویسی مسجدوں میں کبھی نہیں کرتی اور نہ صبح کی وقت کرتی ہیں اور قبروں کی پاس نماز پڑھ کر اور دعا مانگکر اتنی

لا يرجون فى المساجد فلحسم مادة هذه المفسدة نهى النبى عليه الصلوة والسلام عن الصلوة فى

امید رکھتی ہیں کہ نہیں رکھتی مسجدوں میں یہہ ہی مادہ فساد کا قطع کرنیکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی مطلقا قبروں میں نماز پڑھنی سی منع فرمایا

المقبرة مطلقا وان لم يقصد المصلى بصلوته فيها بركة البقعة كما نهى عن الصلوة وقت طلوع

اگرچہ مصلی کو قبروں میں نماز پڑھنی سی برکت اوس جگہ کی مقصود نہو جیسی منع فرمایا نماز سی عین طلوع

الشمس ووقت غروبها ووقت استوائها لانها اوقات يقصد المشركون الصلوة للشمس فيها فنهى

آفتاب پر اور عین غروب اور برابر دوپہر کو کیونکہ یہہ وہ وقت ہیں کہ مشرک اسمیں آفتاب کو پوجتی ہیں سو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی

امته عن الصلوة فيها وان لم يقصدوا ما قصده المشركون واذا قصد الرجل الصلوة عند المقبرة

اپنی امت کو ان وقتوں میں نماز سی منع کیا اگرچہ انکی غرض وہ نہیں ہوتی جو مشرکوں کی نیت ہوتی ہی اور جب آدمی مقبرہ میں نماز پڑھنی سی

تبركا بالصلوة فى تلك البقعة فهذا عين المحادة لله تعالى ولرسوله والمخالفة لدينه وابتداع

برکت اوسجگہہ کی حاصل کیا چاہی تو اللہ اور اوسکی رسول کی عین مخالفت ہی اور اوسکی دین کی برخلاف نیا دین

دين لم يأذن به الله تعالى فان العبادات مبناها على الاستنان والاتباع لا على الهواء والابتداع

احداث کرنا ہی جسکا اللہ نی حکم نہیں فرمایا بیشک عبادات کی بنیاد طریق سنت اور اتباع پر ہی ہوا و ہوس اور بدعت پر نہیں

فان المسلمين اجمعوا على ما علموه من دين نبيهم ان الصلوة عند المقبرة منهى عنها لان فتنة

بیشک مسلمانوں نی بالاتفاق اپنی دین نبوی کی علم کی موافق یہہ اجماع کیا ہی کہ نماز قبروں کی پاس ممنوع ہی اسواسطی کہ فساد

الشرك بالصلوة فيها ومشابهة عبادة الاصنام اعظم كثيرا من مفسدة الصلوة حين طلوع

شرک کا بسبب نماز کی قبروں میں اور مشابہت کا بت پرستوں سی بہت زیادہ ہی فساد نماز کی سی جو وقت طلوع

الشمس وحين غروبها وحين استوائها فانه عليه السلام لما نهى عن تلك المفسدة سدا للذريعة

آفتاب کی اور وقت غروب کی اور وقت برابری کی یعنی زوال پر ہو کیونکہ نبی علیہ السلام نی جب اس فساد کی بند کرنیکی واسطی مشابہت کی وسیلہ سی منع فرمایا ہو

التشبيه التى لا تكاد تخطر ببال المصلى فكيف بهذه الذريعة التى كثيرا ما تدعو صاحبها الى الشرك

کہ جسکا خطرہ بھی مصلی کی دلمیں نہیں آتا تو اس وسیلہ سی کیونکر ممانعت نہو گی جو اکثر اوقات اس عمل والیکو شرک کی طرف پہنچا دیتا ہی

بدعاء الموتى وطلب الحوائج منهم واعتقاد ان الصلوة عند قبورهم افضل من الصلوة فى المساجد

کہ مردوں کو پکاری اور ونسی حاجتیں طلب کری اور یہہ اعتقاد کری کہ نماز انکی قبروں کی پاس مسجدوں کی نماز سی بہتر ہی

وغير ذلك مما هو محادة ظاهرة لله تعالى ولرسوله قال ابن القيم في اغاثته من جمع بين سنة

جو شخص جمع کرکر دیکھی درمیان طریق ابن قیم اپنی اغاثہ مین کہتا ہی اور اوسکی رسول کی مخالفت ہی اللہ کی اور سوا اسکی اور عقاید کہ صاف

رسول الله عليه السلام في القبور وما امر به وما نهى عنه وما كان عليه الصحابة والتابعون

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبرونکی باب مین اور جو امر فرمایا اور جو منع فرمایا اور جو طریق صحابہ اور تابعین کا تہا

وبين ما كان عليه اكثر الناس اليوم راى احدهما مضاد اللاخر ومناقضا له بحيث لا يجتمعان ابدا فانه

اور درمیان اوس طریق کی جسپر اکثر لوگ آج کل چلتی ہین تو ایک کو دوسرے کا برخلاف اور اولٹا پاویگا ایسا کہ ہرگز کبہی جمع نہین ہو سکتی کیونکہ پیغمبر

عليه السلام نهى عن الصلوة عندها وهم يخالفونه ويصلون عندها ونهى عن اتخاذ المساجد

علیہ السلام نی قبرون کی پاس نماز پڑہنی سی منع فرمایا اور یہہ لوگ خلاف کرکر قبرون کی پاس نماز پڑہتی ہین اور قبرون پر مسجدین بنانی سی منع فرمایا

عليها وهم يخالفونه ويبنون عليها مساجد ويسمونها مشاهد ونهى عن ايقاد السرج عليها وهم

اور یہہ خلاف کرکر اون پر مسجدین بناتی ہین اور اونکا نام مشاہد رکہتی ہین اور منع فرمایا قبر پر روشنی کرنی سی اور یہہ

يخالفون ويوقدون عليها القناديل والشموع بل يقفون لذلك اوقافا ونهى عن تجصيصها والبناء

خلاف اوسکی روشنی کی واسطی قندیلین اور شمعین جلاتی ہین بلکہ اوسکی واسطی وقفی خرچ مقرر کر دیتی ہین اور منع فرمایا گچ گیری سی اور عمارت بنانی

عليها وهم يخالفونه ويجصصونها ويعقدون عليها القباب ونهى عن الكتابة عليها وهم

اور یہہ خلاف کرکر قبرون پر چونہ کی عمارت بناکر برج بناتی ہین اور منع فرمایا قبرون کی اوپر لکہنی سی اور یہہ

يخالفونه ويتخذون عليها الالواح ويكتبون عليها القرآن وغيره ونهى عن الزيادة عليها غير ترابها

اوسکی برخلاف اونپر تختی لگاکر اوسپر قرآن وغیرہ دعائین شعر لکہتی ہین اور منع فرمایا کہ قبرون مین زیادہ اوپری مٹی مت ڈالو

وهم يخالفونه ويزيدونه عليها سوى التراب الاجر والاحجار والجص ونهى عن اتخاذها عيدا و

اور یہہ مخالفت کرکر سوای اصلی مٹی کی پکی اینٹین اور پتہر اور چونہ زیادہ کرتی ہین اور منع فرمایا کہ قبرون کو عید مت بناؤ

هم يخالفونه ويتخذونها عيدا ويجتمعون لها كما يجتمعون للعيد او اكثر والحاصل انهم مناقضون

اور یہہ مخالفت کرکر اونکو عید بناکر اسپر انبوہ عرس کرتی ہین جیسی عید مین جمع ہوتی ہین یا اوس سی بہی زیادہ اور حاصل یہہ ہی کہ یہہ لوگ بالکل

لما امر به النبي عليه السلام ونهى عنه ومحادون لما جاء به وقد ال الامر بهؤلاء الضالين المضلين

نبی علیہ السلام کی حکم سی اور ممانعت سی مخالف ہین اور خلاف کرتی ہین اونکی احکام سی اب یہہ حال ہوگیا ہی اس طائفہ گمراہ اور گمراہ کرنیوالی کا

الى ان شرعوا للقبور حجا ووضعوا له مناسك حتى صنف بعض غلاتهم في ذلك كتابا وسماه مناسك

کہ قبرون کا حج کرنا شروع کیا ہی اور اوسکی آداب اور طریقے مقرر کئی ہین یہان تک کہ بعضی کٹرون نی اس باب مین کتاب تصنیف کرکر اوسکا نام مناسک

حج المشاهد تشبيها منه للقبور بالبيت الحرام ولا يخفى ان هذا مفارقة لدين الاسلام ودخول

حج المشاہد رکہا ہی اوسنی قبور کو بیت الحرام کی مشابہہ ٹہرایا ہی اور ظاہر ہی کہ یہہ اعتقاد گویا دین اسلام سی الگ ہوکر بت پرستون کی

في دين عباد الاصنام فانظر الى ما بين ما شرعه النبي عليه السلام في القبور من النهي عما تقدم ذكره

دین مین داخل ہونا ہی اب دیکہہ تو سہی کہ درمیان طریقہ نبی علیہ السلام کی قبوں کی باب مین کہ منع فرمایا ہی مذکورات بالا سی

وبين ما شرعه هؤلاء وما قصدوه من التباين العظيم ولا ريب ان في ذلك من المفاسد ما يعجز

اور درمیان طریقہ اس گروہ کی اور جو یہہ ارادہ کرتی ہین کتنا بڑا فرق ہی اور بلا شبہ اسمین اتنی فساد ہین

الانسان عن حصرها منها تعظيمها الموقع في الافتتان بها ومنها تفضيلها على المساجد التي هي

کہ انسان گنتا ہوا تہکتا ہی ایک یہہ کہ قبرون کی اتنی تعظیم کرنی جس سی اور لوگ فتنہ مین پڑین ایک یہہ کہ قبرون کی فضیلت مسجدون پر دینی جو

خیر البقاع واحبها الی الله فانهم اذا قصدوا القبور یقصدونها مع التعظیم والاحترام والخضوع والخشوع
تمام مکانوں سی بہتر اور اللہ تعالی کی محبوب ہین کیونکہ یہہ لوگ جب قبروں پر جاتی ہین تو نہایت تعظیم اور حرمت اور انکسار اور خوف
ورقة القلب وغیر ذلك مما لا یفعلونه فی المساجد ولا یحصل لهم فیها نظیره ولا مثله ومنها اتخاذ
اور نرمی دل کی کرتی ہین اتنی کہ مسجدوں مین نہین کرتی اور نہین پیدا ہوتا اونکو مساجد مین ایسا نظیر اور نہ مثل اور ایک یہہ کہ قبروں پر
المساجد والسرج علیها ومنها العکوف عندها وتعلیق الستور علیها واتخاذ السدنة لها حتی
مسجدین بناتی ہین اور روشنی کرتی ہین اور ایک یہہ کہ قبروں پر چلہ کشی کرتی ہین اور قبروں پر غلاف چڑہاتی ہین اور مجاور بیٹھاتی ہین یہان تک
ان عبادها یرجحون المجاورة عندها علی المجاورة عند المسجد الحرام یرون سدانتها افضل من
کہ گور پرست قبروں کی مجاورت کو مسجد الحرام کی مجاورت سی بہتر سمجھتی ہین وہ جانتی ہین کہ قبروں پر بیٹھی رہنا مسجد کی
خدمة المساجد ومنها النذر لها ولسدنتها ومنها ازیادتها لاجل الصلوة عندها والطواف بها
خدمت کرنی سی بہتر ہی اور ایک یہہ کہ قبروں کی اور اونکی مجاوروں کی منتین مانتی ہین اور ایک یہہ کہ قبروں پر جانا واسطی نماز کی اور اونکی گرد پہر کر قربان ہونا
وتقبیلها واستلامها وتعفیر الخدود علیها واخذ ترابها ودعاء اصحابها والاستغاثة بهم
اور بوسہ دینا اور چومنا اور قبروں کی مٹی اوٹہا کر منہہ پر ملنی اور اون مردوں کو پکارنا اور اونسی مدد مانگنی
وسؤالهم النصر والرزق والعافیة والولد وقضاء الدیون وتفریج الکربات وغیر ذلك من
اور اونسی نصرت اور روزی اور صحت اور اولاد اور قرضہ کا ادا کرنا اور مصیبتوں کی کشادگی اور سوا اسکی
الحاجات التی کان عباد الاوثان یسئلونها من اوثانهم ولیس شیء منها مشروعا باتفاق ائمة
اور حاجتین طلب کرنی جو جو کہ بت پرست اپنی بتوں سی مانگتی تہی اور اسمین سی کوئی بات جایز نہین نزدیک کسی امام
المسلمین اذ لم یفعل شیئا رسول رب العالمین ولا احد من الصحابة والتابعین وسائر ائمة الدین
اہل اسلام کی اسلئی کہ اسمین سی رسول رب العالمین نی کچہہ نہین کیا اور نہ کسی نی صحابہ اور تابعین مین سی اور نہ کسی امام دین نی
ومن المحال ان یکون شیء منها مشروعا وعملا صالحا ویصرف عنه القرون الثلثة التی شهد
اور محال ہی کہ ان تمام مذکورات مین سی کوئی امر جایز اور عمل صالح ہو اور تینوں عہد اوس سی خالی گذر جاوین جن عہدوں کی صدق
فیهم النبی علیه السلام بالصدق والعدل ویظفر به الخلوف الذین شهد فیهم النبی علیه السلام
اور عدالت پر نبی علیہ السلام نی گواہی دی ہی اور اوس امر کو متاخر لوگ عمل مین لاوین جنکی لئی نبی علیہ السلام نی
بالکذب والفسق فمن کان فی شك من هذا فلینظر هل یمکن بشرا علی وجه الارض ان یاتی
کذب اور فسق کی گواہی دی ہی جسکو اسمین کچہہ شک ہو تو وہ دیکہہ لی آیا ہو سکتا ہی کہ کوئی آدمی روی زمین پر سی
عن احد منهم بنقل صحیح او ضعیف انهم کانوا اذا بدا لهم حاجة قصدوا القبور فدعوا عندها او یمسحوا
کسی ایک کی اونمین سی نقل صحیح یا ضعیف لا سکتا ہی کہ وہ لوگ ایسی تہی کہ جب اونکو کوئی کام پیش آتا تو وہ قبروں پر جا کر دعائین مانگتی اور قبروں کو چہوتی تہی
بها فضلا ان یصلوا عندها او یسئلوا حوائجهم منها کلا لا یمکنهم ذلك بل انما یمکنهم ان یاتوا بکثیر
چہ جای کہ قبروں پر وہ نماز پڑہین یا اونسی اپنی حاجتین مانگین ہرگز یہہ نہین ہو سکتا بلکہ یہہ ہو سکتا ہی کہ اکثر
من ذلك عن الخلوف التی خلفت من بعدهم ثم کلما تاخر الزمان وطال العهد کان ذلك اکثر حتی
ن امورات کی سند متاخرین سی لا سکین جو اونکی پیچہی پیدا ہوی ہین پہر جتنا زمانہ بڑہتا گیا اور مدت دراز ہوتی گئی وہ امور بہی بڑہتی گئی یہان تک
وجدت من ذلك عدة مصنفات لیس فیها عن النبی علیه السلام ولا عن خلفائه الراشدین ولا عن
ہ چند کتابین ایسی ملین کہ جنمین نہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سی اور نہ اونکی خلفاء راشدین سی اور نہ

للصحابة والتابعين حرف واحد بل فيها من خلاف ذلك كثير من الاحاديث المرفوعة التي من جملتها
اور نہ اور صحابہ سی اور تابعین سی ایک ہی حرف نہیں بلکہ اونمین اسکی برخلاف بہت حدیثیں مرفوع ہیں جنمین کی

قوله عليه السلام كنت نهيتكم عن زيارة القبور فمن اراد ان يزور فليزر ولا تقولوا هجرا اي فحشا
ایک یہہ حدیث ہی کہ میںنی تمکو منع کیا تہا قبروں کی زیارت سی اب جسکا دل زیارت کو چاہی تو زیارت کری پر فحش زبان پر مت لاؤ

واي فحش اعظم من الشرك عندها قولا وفعلا واما الآثار من الصحابة فاكثر من ان يحاط بها فمن جملتها
اور کونسا فحش بڑا ہوگا شرک کرنیسی قبروں کی پاس باعتبار قول اور فعل کی اور آثار صحابہ کی تو شمار سی زیادہ ہین منجملہ اونکی

ما في صحيح البخاري ان عمر بن الخطاب راى انس بن مالك يصلي عند قبر فقال القبر القبر قال ابن
ایک وہ جو صحیح البخاری میں ہی کہ عمر بن الخطاب نی انس بن مالک کو دیکہا کہ قبر کی پاس نماز پڑہتی ہین عمر نی کہا دیکہہ قبر ہی قبر ہی ابن

القيم في اغاثته هذا يدل على انه كان من المستقر عندهم ما نهاهم عنه نبيهم من الصلوة عند
قیم کہتا ہی اپنی کتاب اغاثہ میں اس سی معلوم ہوتا ہی کہ اونکی نزدیک وہ ہی مقرر تہا جو کہ اونکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی قبر کی پاس نماز پڑہنی سی منع فرمایا تہا

القبور وفعل انس لا يدل على اعتقاده جوازه اذ يحتمل ان لم يره او لم يعلمه انه قبر او ذهل عنه
اور انس کی نماز پڑہنیسی یہہ نہیں ثابت ہوتا کہ اونکی نزدیک جایز تہا اسواسطی شاید کہ انس نی قبر نہ دیکہی ہو یا اونکو نہ معلوم ہو کہ یہاں قبر ہی یا خیال نہ رہا ہو

فلما نبهه عمر تنبه ومنها اتخاذها عيدا كما اتخذ المشركون من اهل الكتاب قبور انبيائهم
جب عمر نی اونکو جتلایا تو خبردار ہوئی اور ایک یہہ کہ قبروں کو عید بناتی ہین جیسی اہل کتاب کی مشرکوں نی اپنی انبیاء

وصلحائهم عيدا فانهم كانوا يجتمعون لزيارتها ويشتغلون باللغو والطرب فيها فنهى النبي عليه
اور صلحاء کی قبروں کو عید بنایا تہا بیشک وہ مشرک زیارت کی واسطی جمع ہوکر لغو اور خوشی مین مشغول رہتی تہی سو نبی علیہ

السلام امته عن ذلك كما روي عن ابي هريرة انه عليه السلام قال لا تجعلوا قبري عيدا فصلوا
السلام نی اپنی امت کو اس سی منع کیا چنانچہ ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ فرمایا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی میری قبر کو عید مت بنالینا میری واسطی درود

علي فان صلوتكم تبلغني حيث كنتم فان قبره عليه السلام مع كونه سيد القبور وافضل قبر
پڑہو بیشک تمہاری درود میری پاس پہنچیگی جہانسی پڑہوگی بیشک قبر علیہ السلام کو باوجودیکہ تمام روی زمین کی قبروں سی بہتر اور افضل ہی

على وجه الارض اذا وقع النهي عن اتخاذه عيدا فقبر غيره كائنا من كان اولى بالنهي ثم انه عليه
جب ممانعت واقع ہوئی عید بنانی سی تو اور قبریں چاہی کسی کی ہو اوکری واسطی ممانعت کی لایق تری پہر پیغمبر علیہ

السلام اشار بقوله فصلوا علي فان صلوتكم تبلغني حيث كنتم الى ان ما ينال من امته من
السلام نی بطور اشارہ کی اس قول سی درود پڑہو میری اوپر پس درود تمہاری مجھکو پہنچتی ہی جہانسی پڑہوگی پہنچایا کہ امت کی طرف سی

الصلوة والسلام عليه يحصل له مع قربهم من قبره وبعدهم عنه فلا حاجة لهم الى اتخاذه
درود اور سلام آپ کو حاصل ہوتا ہی قبر سی نزدیک ہوں یا دور ہوں پہر کیا حاجت ہی کہ آپکی قبر کو

عيدا لان في اتخاذ القبور عيدا من المفاسد ما لم يعلمه الا الله تعالى فان غلاة متخذيها
عید بناویں اسواسطی کہ قبروں کو عید بنانی میں وہ فساد ہین جکو خدا کی سوا کوئی نہیں جانتا بیشک کئی گور پرست جو قبروں کو

عيدا اذا راوها من مكان بعيد ينزلون عن دوابهم ويكشفون رءوسهم ويضعون جباههم على الارض
عید بناتی ہین جب اوس قبر کو دور سی دیکہتی ہین تو سواری پرسی پیادہ ہوجاتی ہین اور ننگی سر ہوکر سجدہ مین گر پڑتی ہین

ويقبلون الارض ثم انهم اذا وصلوا اليها يصلون عندها ركعتين ثم ينشرون حول القبر
اور زمین چومتی ہین پہر جب پاس جاتی ہین تو دو رکعت نفل ادا کرتی ہین پہر قبر کی گرد قربان ہوتی ہین

طائفین به تشبیها له بالبیت الحرام الذی جعله تعالی مبارکا وهدی للانام ثم یلخذون

قبر کو بیت اللہ کی مانند سمجھکر جسکو اللہ تعالی نی برکت والا اور خلقت کی لئی ہدایت بنایا ہی پہر

فی التقبیل والاستلام کما یفعل الحجاج فی المسجد الحرام ثم یعفرون جباههم وخدودهم

بوسہ دینا اور چومنا شروع کرتی ہین جیسی حاجی مسجد الحرام مین کرتی ہین پہر رگڑتی ہین مٹی اپنی چہرون اور گالون کو لگاتی ہین

ثم یکملون مناسك حج القبر بالحلق والتقصیر ثم یقربون لذلك الوثن القرابین فلا یکون

پہر تمام اداب حج قبر کی سر منڈا کر اور لٹ کتروا کر پوری کرتی ہین پہر اوس بت پر قربانیان ذبح کرتی ہین پس

صلاتهم ونسکهم وقربانهم وما یراق هناك من العبرات ویرفع من الاصوات ویطلبه من

اونکی نماز اور اداب حج اور قربانیان اور اونکا آنسو بہانا اور چیخ کر رونا اور پکارنا اور حاجتین

الحاجات ویسئل من تفریج الکربات واغناء ذوی الفاقات ومعافات اولی العاهات والبلیات

مانگنی اور سوالات کشائش سختیون کی اور غنی کرنا فاقہ کشون کا اور درگذر کرنی صاحب مصیبت اور بلیات سی

لله تعالی بل للشیطان فان الشیطن لبنی ادم عدو مبین یصدهم بانواع مکائده عن

واسطی اللہ تعالی کی نہین ہین بلکہ واسطی شیطان کی ہین بیشک شیطان بنی آدم کا کہلا دشمن ہی طرح طرح کی مکر ونسی بنی آدم کو

الطریق المستقیم ومن اعظم مکائده ما نصبه للناس من الانصاب التی هی رجس من عمل

سیدہی راہ سی روکتا ہی اور اوسکا بڑا مکر یہہ ہی کہ واسطی بنی آدم کی بت مقرر کیا ہی جو نجس ہی کام

الشیطن وقد امر الله المؤمنین باجتنابها وعلق فلاحهم بذلك الاجتناب فقال یا ایها

شیطان کا اور اللہ تعالی نی حکم کیا ہی مؤمنین کو اوس سی بچنی کا اور مراد ملنی اوس بچنی پر متعلق کی ہی فرمایا ای

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ

ایمان والو یہہ جو ہی شراب اور جوا اور بت اور پانسی گندی کام ہین شیطان کی سو اونسی بچتی رہو

لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ فالانصاب جمع نصب بضمتین او جمع نصب بالفتح والسکون وهو کل ما نصب

شاید تمہارا بہلا ہو انصاب نصب کی جمع ہی ساتہہ پیش نون اور صاد کی یا جمع نصب کی ساتہہ زبر نون اور سکون صاد کی اوسکی معنی جو چیز کہ

وعبد من دون الله تعالی من شجر او حجر او قبر او غیر ذلك والواجب هدم ذلك کله ومحو اثره

واسطی عبادت کی سواء اللہ تعالی کی مقرر کیجاوی درخت ہو یا پہتر یا قبر یا سوا انکی اور ان سبکا مسمار کر دینا واجب ہی اور اوسکا نشان مٹا دینا

کما ان عمر لما بلغه ان الناس یتناولون الشجرة التی بویع تحتها بالنبی علیه السلام ارسل الیها

جیسی حضرت عمر نی جب سنا کہ لوگ ہر وقت آتی جاتی ہین اوس درخت پر جسکی نیچی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی بیعت کی تہی تو آدمی بہیجکر

فقطعها فاذا کان عمر فعل هذا بالشجر التی بایع الصحابة رسول الله علیه السلام تحتها و

کٹوا ڈالا پس جب حضرت عمر نی یہہ حال کیا اوس درخت کا جسکی نیچی صحابہ نی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی بیعت کی تہی اور

ذکر الله تعالی فی القران حیث قال لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ

اللہ تعالی اوسکو قرآن میں یاد کرتا ہی بیشک اللہ خوش ہوا ایمان والون سی جب اتہہ ملانی لگی تجہسی اوس درخت کی نیچی

فماذا یکون حکمه فیما عداها من هذه الانصاب التی قد عظمت الفتنة بها واشتدت البلیة

پس کیا حکم ہونا چاہئی سواء اوس درخت کی ان انصاب کا جنکی سبب سی کتنا بڑا فتنہ اور کیسی سخت بلا ہی

بسببها وابلغ من ذلك انه علیه السلام هدم مسجد الضرار ففی هذا دلیل علی هدم ما هو اعظم

اور اس سی بہی بڑہ کر یہہ بات ہی کہ پیغمبر علیہ السلام نی مسجد ضرار کو گروا دیا اسمین دلیل ہی واسطی گرا دینی ایسی کی جسکا بڑا فساد ہو

فسادًا منه كالمساجد المبنية على القبور فان حكم الاسلام فيها ان ينهدم كلها حتى يساوى بالارض
اوسکی جیسکا بڑا فساد ہو جیسی مسجدیں جو قبروں پر بنائی گئی ہیں بیشک حکم اسلام کا اس باب میں یہہ ہی کہ ان سبکو ڈھا کر زمین سی برابر کر دیں
وكذا القباب التى بنيت على القبور يجب هدمها لانها اسست على معصية الرسول ومخالفته وكل
اور ایسی ہی گنبذ اور برج کہ قبروں پر بنائی گئی ہیں سبکا ڈھا دینا واجب ہی اسواسطی کہ سبکی بنیاد رسول کی نا فرمانی اور مخالفت پر ہی اور جو
بناء اسس على معصية الرسول ومخالفته وهو بالهدم اولى من مسجد الضرار لانه عليه السلام نهى البناء
عمارت کہ بنیاد رکہی جاوی رسول کی نا فرمانی اور مخالفت پر اوسکا گرا دینا بہتر ہی مسجد ضرار کی اسواسطی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی قبروں پر عمارت بنانی سی
على القبور ولعن المتخذين عليها مساجد فيجب المبادرة والمسارعة الى هدم ما نهى عنه رسول الله صلى الله عليه وسلم
منع فرمایا ہی اور لعنت کی ہی جو قبروں پر مسجدیں بنا دیں پس واجب ہوا جلدی شتاب گرا دینا عمارت کا جس سی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی منع فرمایا ہی
ولعن فاعله وكذلك يجب ازالة كل قنديل وسراج وشمع اوقدت على القبور لان فاعل ذلك ملعون بلعنة رسول
اور اوسکی بنانیوالی کو لعنت کی ہی اور ایسی ہی واجب ہی دور کرنا قندیل اور چراغ اور شمع کا جو قبروں پر روشن کیجاویں اسواسطی کہ روشنی کرنیوالا ملعون ہی رسول اللہ
الله عليه السلام فكل ما لعن فيه رسول الله عليه السلام فهو من الكبائر ولهذا قال العلماء لا يجوز ان ينذر
علیہ السلام کی لعنت سی اور جس امر پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی لعنت کی ہی وہ گناہ کبیرہ ہی اسیواسطی علما کہتی ہیں کہ منت ماننی
للقبور شمع ولا زيت ولا غير ذلك فانه نذر معصية لا يجوز الوفاء به بل يلزم الكفارة مثل كفارة اليمين
قبروں پر روشنی کی اور تیل بتی کی اور ما سوا اسکی جایز نہیں ہی کیونکہ یہہ منت گناہ کی ہی اسکا پورا کرنا جایز نہیں بلکہ کفارہ مثل کفارہ قسم کی لازم ہی
ولا ان يوقف عليها شئ من ذلك فان هذا الوقف لا يصح ولا يحل اثباته وتنفيذه وقال الامام ابو بكر الطرطوسى
اور نہ وقف کیجاوی قبروں کی واسطی کچھ انہیں سی بیشک یہہ وقف صحیح نہیں اور نہ ثابت رکہنا حلال اور نہ جاری کرنا اور امام ابو بکر طرطوسی کہتی ہیں
انظروا رحمكم الله تعالى اينما وجدتم شجرة يقصدها الناس ويعظمونها ويرجون البرء والشفاء من
خیال کرو تمپر خدا کی رحمت ہو جسجگہہ تمکو ایسا درخت معلوم ہو کہ لوگ اوسپر تعظیم کرکی آتی ہیں اور صحت اور شفا اوسکی وسیلہ سی امید رکہتی ہیں
قبلها ويضربون بها المسامير والخرق فهى ذات انواط فاقطعوها وذات انواط شجرة للمشركين كانوا
اور اوسمیں میخیں گاڑتی ہیں اور چلہ باندہتی ہیں پس وہ ذات انواط ہی اوسکو کاٹ ڈالو اور ذات انواط مشرکوں کا درخت تہا
يعلقون عليها اسلحتهم وامتعتهم ويعكفون حولها كما روى البخارى فى صحيحه عن ابى واقد الليثى
اوسپر اپنی ہتیار اور اسباب لٹکا کر اوسکی گرد چلہ کشی کرتی تہی چنانچہ بخاری اپنی صحیح میں ابو واقد لیثی سی روایت کرتا ہی
انه قال خرجنا مع رسول الله صلى الله وسلم قبل حنين ونحن حديث عهد بالاسلام وللمشركين سدرة
کہ وہ کہتا ہی کہ ہم ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حنین کی طرف چلی اور ہم نئی نئی مسلمان تہی اور مشرکوں کا ایک درخت بیری کا تہا
يعكفون حولها وينوطون بها اسلحتهم وامتعتهم يقال لها ذات انواط فمررنا بسدرة فقلنا يا رسول الله
اوسکی گرد چلہ کیا کرتی تہی اور اوسپر اپنی ہتیار اور اسباب لٹکا دیتی تہی اوسکا نام ذات انواط تہا جب ہم اوس درخت پر گذری تو عرض کیا یا رسول اللہ
اجعل لنا ذات انواط كما لهم ذات انواط فقال النبى صلعم الله اكبر هذا كما قال بنو اسرائيل اجعل لنا الها كما لهم
ہماری واسطی بہی ذات انواط مقرر کرو جیسی اونکا ذات انواط ہی پس فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی اللہ اکبر یہہ ایسا قول ہی جیسی بنی اسرائیل نی کہا تہا ہماری واسطی معبود مقرر کرو
الهة ثم قال انكم قوم تجهلون لتركبن سنن من كان قبلكم فاذا كان اتخاذ هذه الشجرة لتعليق الاسلحة
جیسی انکی معبود ہیں پہر یہہ کہا تم جاہل قوم ہو البتہ اختیار کروگی تم دستور انکی جو پہلی گذری تمسی جب مقرر کرنا درخت کا واسطی لٹکانی ہتیاروں کی اور گرد جا بیٹھنی کی برابر ہی معبود مقرر کرنی
والعكوف حولها اتخاذ اله مع الله تعالى مع انهم لا يعبدونها ولا يسئلونها شيئا فما الظن بنحوها مما يقصده الناس
کی ساتہہ اللہ تعالے کی باوجودیکہ نہ یہہ اوس درخت کو پوجتی تہی اور نہ کچھہ حاجت مانگتی تہی پہر تو اور کا کیا خیال کرنا جسکا قصد زیارت کرتی ہیں

من شجر او حجر او قبر و یعظمونه و یرجون منه الشفاء و یقولون ان هذا الشجر او هذا الحجر او هذا القبر
درخت ہو یا پتہر یا قبر اور اوسکی تعظیم کرتی ہیں اور امید شفا کی رکہتی ہیں اور کہتی ہیں کہ یہہ درخت یا یہہ پتہر یا یہہ قبر

یقبل النذر الذی هو عبادة و قربة و یتمسحون بذلك النصب و یستلمونه ولقد انکر السلف التمسح بحجر المقام الذی
منتیں قبول کرتی ہیں کہ جو عبادت اور قربت ہیں اور اوس بت پر ہاتہہ ملتی ہیں اور اوسکو ہاتہہ یا لب سی چومتی ہیں اور منع کیا ہی سلف نی ہاتہہ ملنی سی مقام ابراہیم

امر الله تعالی ان یتخذ منه مصلی کما ذکره الازرقی عن قتادة فی قوله تعالی واتخذوا من مقام ابراهیم
کی پتہر پر جسکا اللہ تعالی یہہ حکم کرتا ہی کہ اوسکو نماز کی جگہ بنائی جاوی چنانچہ ازرقی قتادہ سی روایت کرتا ہی تفسیر میں اس آیت کی اور پکڑو مقام ابراہیم سی

مصلی قال ان الناس امروا ان یصلوا عنده ولم یؤمروا ان یمسحوه بل اتفق العلماء علی انه لا یستلم ولا یقبل الا
نماز کی جگہ کہتا ہی کہ لوگوں کو یہہ حکم ہی کہ اوسکی پاس نماز پڑہیں یہہ حکم نہیں ہی کہ اوسپر ہاتہہ ملیں بلکہ علماء کا اسپر اتفاق ہی کہ نہ ہاتہہ سی چوما جاوی اور نہ بوسہ دیا جاوی سوای

الحجر الاسود واما الرکن الیمانی فالصحیح انه یستلم ولا یقبل وهذا الشیطان فی کل حین و زمان ینصب لهم قبر رجل
حجر اسود کی اور رکن یمانی میں صحیح یہہ ہی کہ ہاتہہ سی چوما جاوی اور بوسہ نہ دیا جاوی اور یہہ شیطان دمبدم اونکی لئی کہ کسی بزرگ شخص کی قبر جسکی لوگ

معظم یعظمه الناس ثم یجعله وثنا یعبد من دون الله تعالی ثم یوحی الی اولیائه ان من نهی عن عبادته
تعظیم کرتی ہوں نصب بنا دیتا ہی پہر رفتہ رفتہ اوسکو بت بنا کر پرستش کراتا ہی سوای اللہ تعالی کی پہر گور پرستوں کی دلمیں یہہ پیدا کرتا ہی کہ جو شخص گور پرستی سی

وعن اتخاذه عیدا و عن جعله وثنا فقد تنقصه و هضم حقه فیسعی الجاهلون فی قتله و عقوبته و یکفرونه
اور گور کو عید بنانی سی اور بت بنانی سی منع کری وہ بیحرمتی کرتا ہی اور حق تلفی کرتا ہی پہر جاہل لوگ اوسکی قتل اور ایذا میں کوشش کرتی ہیں اور اوسکو کافر کہتی ہیں

وما ذنبه الا انه امر بما امر به الله تعالی و رسوله و نهی عما نهی الله تعالی و رسوله عنه والذی اوقع عباد القبور فی
اور سوا اسکی اوسکی کیا خطا ہی کہ اوسنی وہ ہی حکم کیا جو اللہ اور اوسکی رسول نی فرمایا اور اوسہی سی منع کیا جو اللہ اور اوسکی رسول نی منع فرمایا اور گور پرستوں کی فتنہ میں

الافتتان بها امور منها الجهل بحقیقة ما بعث الله تعالی به رسوله من تحقیق التوحید و قطع اسباب
پڑنی کی کئی سبب ہیں ایک تو جہالت حقیقت بعثت کی کہ اللہ تعالی نی اپنی رسول کو واسطی تحقیق توحید کی اور واسطی قطع کرنی اسباب

الشرك فالذین قل نصیبهم من ذلك اذا دعاهم الشیطان الی الفتنة بها ولم یکن لهم ما یبطل دعوته
شرک کی بہیجا ہی پہر جو لوگ کم نصیب ہیں جب اونکو شیطان پکارتا ہی گوروں کی فتنہ کی طرف اور اونکو اتنا علم نہیں جس سی شیطانی وسوسہ کو باطل کریں

استجابوا له بحسب ما عندهم من الجهل و عصموا منه بقدر ما معهم من العلم و منها احادیث مکذوبة
تو اوسکو مان لیتی ہیں اپنی اپنی جہالت کی موافق اور بچ جاتی ہیں اپنی اپنی علم کی موافق اور ایک سبب یہہ ہی کہ جہوٹہی بہت حدیثیں

وضعها علی رسول الله صلی الله علیه وسلم اشباه عباد الاصنام من المقابریة وهی تناقض ما جاء به
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بت پرستوں کی مانند گور پرستوں نی وضع کی ہیں اونکا مضمون سراسر دین سی

من دینه کحدیث اذا تحیرتم فی الامور فاستعینوا من اهل القبور و حدیث اذا اعیتکم الامور فعلیکم
خلاف ہی جیسی یہہ حدیث جب تم حیران ہو جاؤ کسی امر میں تو مدد چاہو اہل قبور سی اور یہہ حدیث جب تہک جاؤ تم کسی امر میں تو لازم پکڑو

باصحاب القبور و حدیث لو حسن احدکم ظنه بحجر نفعه و امثال هذه الاحادیث التی هی مناقضة
اصحاب قبور کو اور یہہ حدیث جو کوئی تم میں سی نیک اعتقاد کری پہتر کی ساتہہ تو فائدہ دیوی اور ایسی ہی اور حدیثیں جو دین اسلام سی سراسر خلاف ہیں

لدین الاسلام وضعها اشباه عباد الاصنام من المقابریة و راجت علی الجهال والضلال والله تعالی
یہہ سب گور پرستوں بت پرستوں کی مانند نی وضع کین ہیں اور جہال اہل ضلال کو بہت اچہی لگیں اور حال یہہ ہی کہ اللہ تعالی نی

انما بعث رسوله لقتل من حسن ظنه بالاحجار والاشجار فانه علیه السلام جنب امته من الفتنة بالقبور
بہیجی رسول کو واسطی قتل ایسی لوگوں کی بہیجا ہی جو پہتروں اور درختوں کو پوجا کریں کیونکہ علیہ السلام نی اپنی امت کو قبروں کی فتنہ سی ہر طرح سی بچایا ہی

بكل طريق ومنها حكايات حكيت عن اهل تلك القبور ان فلانا استغاث بالقبر الفلاني في شدة فخلص

اور یہہ سبب ہی کہ کہانیاں گور پرستوں کی مشہور ہیں کہ فلانی نی فلانی کی گور سی مدد مانگی سختی کی وقت سو اوس سختی سی نجات پائی

ومنها وفلان نزل به ضر فاستدعى صاحب ذلك القبر فكشف ضره وفلان دعاه في حاجة فقضيت حاجته

اور فلانی کو مصیبت پیش آئی تو اوس مصیبت زدہ نی فلانی قبر والی سی استدعا کی سو اوسنی مصیبت دفع کردی اور فلانی کو حاجت کی وقت پکارا سو اوسکی حاجت پوری کی

وعند السدنة والمقابرية بشيء من ذلك يطول ذكره وهم من اكذب خلق الله على الاحياء والاموات و

اور مجاوروں اور گور پرستوں کی پاس ایسی بہت قصی ہین جنکا ذکر دراز ہی اور تمام خلقت سی یہہ بڑی جہوٹہی ہین زندوں پر بہی اور مردوں پر بہی اور

النفوس مولعة بقضاء حوائجها وازالة ضرورتها لاسيما من كان مضطر ابتشبث بكل سبب وان كان

طبایع انسانی واسطی ادائی حاجتوں کی اور دفع مضرت کی حریص ہوتی ہین خاص کر گہبراہٹ مین تو ہر چیز کا سہارا چاہتا ہی اگرچہ

فيه كراهة ما فاذا سمع احد ان قبر فلان ترياق مجرب يميل اليه فيذهب فيه ويدعوا عنده بحرقة وذلة و

کیسا ہی مکروہ ہو جب کوئی سنتا ہی کہ فلانی کی قبر آزمودہ تریاق ہی تو اوسکی طرف متوجہ ہوگا پہر وہاں جاویگا اور اوسکو ذلت اور خواری اور

انكسار فيجيب الله تعالى دعوته لما قام بقلبه من الذلة والانكسار لا لاجل القبر فانه لو دعا كذلك في الحانة

انکسار سی پس اللہ تعالی اوسکی دعا قبول کرلیتا ہی کیونکہ اوسکی دل مین خواری اور انکسار پیدا ہوتا ہی کچہہ قبر کی جہت سی نہین قبول کرتا کیونکہ اگر یہہ شخص اسی طور دکان

والحمامة والسوق لاجابه فيظن الجاهل ان للقبر تاثيرا في اجابة تلك الدعوة ولا يعلم ان الله تعالى يجيب دعوة

یا حمام یا بازار مین دعا کرتا تو بہی قبول کرلیتا پس جاہل آدمی خیال کرتا ہی کہ قبر مین تاثیر ہی واسطی قبولیت اس دعا کی اور یہہ نہین سمجہتا کہ اللہ تعالی بیقرار کی دعا

المضطر ولو كان كافرا فليس كل من اجاب الله تعالى دعاءه يكون راضيا عنه ولا محبا له ولا راضيا لفعله

قبول ہی کرتا ہی اگرچہ وہ کافر ہو یہہ بات نہین ہی کہ اللہ تعالی جسکی دعا قبول کرتا ہی اوس سی راضی ہی ہوتا ہی بلکہ نہ اوسکا دوست ہوتا ہی اور نہ اوسکی کام سی راضی ہوتا ہی

فانه يجيب دعاء البر والفاجر والمؤمن والكافر يسرنا الله تعالى من الدعاء والعمل ما يكون موافقا لرضائه

بیشک اللہ تعالی دعا قبول کرتا ہی نیک اور بدکار کی اور مؤمن اور کافر کی خدا تعالی ہمکو آسان کری ایسی دعا اور عمل جو اوسکی رضا کی موافق ہو

بلطفه وكرمه المجلس الثامن عشر في اقسام البدع واحكامها قال رسول الله صلى الله عليه وسلم

اپنی لطف اور کرم سی اٹہارویں مجلس بدعتوں کی اقسام در اونکی احکام مین فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی

اما بعد فان خير الحديث كتاب الله وخير الهدى هدى محمد وشر الامور محدثاتها وكل محدث بدعة

پہر بعد حمد کی تحقیق تمام باتوں مین اچہی کتاب اللہ کی ہی اور اچہی ہدایت ہدایت محمد کی اور کاموں مین بدتر نو پیدا نکالی ہوئی یعنی بدعتین اور ہر محدث بدعت ہی

وكل بدعة ضلالة هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه جابر وفي حديث اخر رواه عرباض بن سارية

اور ہر بدعت گمراہی ہی یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں مین ہی جابر کی روایت سی اور ایک اور حدیث مین عرباض بن ساریہ کی روایت سی ہی

انه عليه السلام قال من يعش منكم بعدي فسيرى اختلافا كثيرا فعليكم بسنتي وسنة الخلفاء

کہ فرمایا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی جو شخص جیتا رہی گا میری بعد سو قریب ہی کہ دیکہی گا بہت اختلاف سو لازم پکڑو اپنی اوپر میری سنت اور سنت خلفاء

الراشدين المهديين من بعده تمسكوا بها وعضوا عليها بالنواجذ واياكم ومحدثات الامور فان كل محدث

راشدین مہدیین کی بعد اوسکی سند کرو اور دانتوں سی مضبوط پکڑو اور بچاؤ اپنی تئین نئی باتوں سی کیونکہ ہر محدث

بدعة وكل بدعة ضلالة والمراد بالبدعة المذكورة في هذين الحديثين البدعة السيئة التي ليس لها من

بدعت ہی اور ہر بدعت گمراہی ہی اور مراد بدعت سی جو ان دونو حدیثوں مین مذکور ہی بدعت سیئہ ہی جسکی اصل

الكتاب والسنة اصل وسند ظاهر او خفي ملفوظ او مستنبط لا البدعة الغير السيئة التي يكون على

اور سند کتاب اور سنت سی نہین نکلتی نہ ظاہر نہ خفی نہ لفظوں سی یا مضمون سی سمجہی جاوی بدعت حسنہ مراد نہین ہی جسکی

اصل وسند ظاهر او خفي فانها لا یکون ضلالة بل هي قد تکون مباحة کاستعمال المنخل والمواظبة
اصل اور سند ظاہر یا خفی نکلتی ہی کیونکہ ایسی بدعت گمراہی نہیں ہوتی بلکہ ایسی بدعت کبہی مباح ہوتی ہی جیسی استعمال چہلنی آٹی کا اور ہمیشہ بہرکر

علی اکل لب الحنطة والشبع منه وقد تکون مستحبة کبناء المنارة وتصنیف الکتب وقد تکون
روٹی گیہوں کی ہمیشہ کہانی اور کبہی مستحب ہوتی ہی جیسی منارہ کا تعمیر کرنا اور کتابین تصنیف کرنی اور کبہی واجب ہوتی ہی

واجبة کنظم الدلائل لرد شبه الملاحدة والفرق الضالة لان البدعة لها معنیان احدهما لغوي
جیسی آراستہ کرنا دلایل کا واسطی دفع کرنی شبہات ملحدون اور گمراہ فرقون کی اسلئی کہ بدعت کی دو معنی ہین ایک تو معنی لغوی عام ہین

عام وهو المحدث مطلقا سواء کان من العادات او من العبادات والثاني شرعي خاص وهو الزیادة في
یعنی محدث مطلق برابر ہی کہ عادات مین ہو یا عبادات مین ہو اور دوسری معنی شرعی خاص ہین یعنی دین مین کچہ بڑہانا

الدین او النقصان منه بعد الصحابة بغیر اذن من الشارع لا قولا ولا فعلا لا صریحا ولا اشارة
یا دین مین سی کچہ گہٹانا بعد عہد صحابہ کی بدون اجازت شرعی کی کہ نہ تو قولی ہو اور نہ فعلی اور نہ صریح اور نہ اشارہ

فانها في الحدیثین وان کانت عامة تشتمل جمیع المحدثات لکن عمومها لیس بحسب معناها اللغوي العام
پس بدعت دونو حدیثون مین اگرچہ عام ہی اور شامل تمام محدثات کو پر عموم اور شمول باعتبار لغوی معنون کی مقصود نہین ہی

بل عمومها بحسب معناها الشرعي الخاص فلا تتناول العادات اصلا بل تقتصر علی بعض الاعتقادات
بلکہ عموم باعتبار معنون شرعی خاص کی مراد ہی پہر یہہ عادات کو بالکل شامل نہین ہی بلکہ اسمین بعضی اعتقادات

وبعض صور العبادات لانه علیه السلام لم یبعث لتعلیم امر الدنیا وانما بعث لتعلیم امر الدین یدل علیه
اور بعضی صورتین عبادات کی داخل ہین کیونکہ نبی علیہ السلام واسطی تعلیم امر دنیا کی نہین آئی وہ صرف واسطی تعلیم امر دین کی آئی ہین اس حدیث سی

قوله علیه السلام انتم اعلم بامور دنیاکم اذا امرتکم بشيء من امر دینکم فخذوا به ثم البدعة في الاعتقاد
سمجہا جاتا ہی کہ تم خوب جانتی ہو اپنی دنیا کی کاروبار جب مین تمکو دین کی بات بتایا کرون تو لیلیا کرو پہر بدعتین اعتقاد کی

بعضها کفر وبعضها لیس بکفر لکنها اکبر من کل کبیرة حتی القتل والزنا ولیس فوقها الا الکفر والبدعة في
بعضی کفر ہین اور بعضی کفر نہین ہین مگر تمام کبایر سی سخت ہین یہان تک کہ قتل اور زنا سی بہی اور اوس سی زیادہ درجہ کفر ہیکا ہی اور بدعت

العبادة وان کانت دونها لکن فعلها عصیان وضلال لا سیما اذا صادمت سنة موکدة واما البدع
عبادت مین اگرچہ اوس سی کمتر ہی پر اوسکا عمل کرنا نافرمانی اور گمراہی ہی خاص کر جب کہ سنت موکدہ کی مقابل ہو اور بدعت

في العادة فلیس في فعلها عصیان وضلال بل ترك الاولی فترکها اولی اذا تقرر هذا فالمنارة عون
عادات کی اسکی کرنیمین کچہہ نافرمانی اور گمراہی نہین ہی بلکہ ترک اولی ہی سو اسکا بہی ترک اولی ہی جب یہہ ٹہر چکا تو منارہ سی مدد ہوتی ہی

لاعلام وقت الصلوة وتصنیف الکتب عون للتعلیم والتبلیغ ونظم الدلائل لرد شبهة الملاحدة
واسطی خبر دینی وقت نماز کی اور کتابون کا تصنیف کرنا مددگار ہی واسطی تعلیم اور تبلیغ امر معروف کی اور آراستہ کرنا دلائل کا واسطی دفع شبہات ملحدون

والفرق الضالة نهي عن المنکر وذب عن الدین فکل منها ماذون فیه بل مامور به لان البدعة الغیر السیئة
اور گمراہ فرقون کی باز رکہنا ہی منکر سی اور دفع کرنا ہی شبہات کا دین سی سو ہر یک انمین سی رخصت ہی بلکہ تعمیل کا حکم ہی اسلئی کہ بدعۃ حسنہ

ما لم یحتج الیه الاوائل ثم احتاج الیه الاواخر وراوه حسنا علی سبیل الاجماع بلا خلاف ولا نزاع
وہ ہی کہ متقدمین کو اوسکی حاجت نہوی پہر متاخرین کو اوسکی حاجت ہوئی اور سبکو بلا خلاف و نزاع پسند آئی و بعد

وعند الاستقراء لا توجد تلك البدعة الغیر السیئة في العبادات البدنیة المحضة کالصوم والصلوة
تلاش کی بدعت حسنہ عبادات خالص بدنیہ مین نہین پائی جاتی جیسی روزہ اور نماز

وقراءة القرآن واوظائف كل منها بل لا تكون البدعة فيها الا سيئة لان عدم وقوع الفعل في الصدر الاول
اور تلاوت قرآن کی اور وظیفے کی تمام عبادتون بدنیہ سی ہون بلکہ انہین ہمیشہ بدعت سیئہ ہی ہوتی ہی اسلئی کہ نہونا کسی کام کا قرن اول مین

ليس الا لعدم الحاجة اليه او لوجود مانع منه او لعدم التنبه له او للتكاسل عنه او لكراهة وعدم مشروعية
یا تو بسبب نہونی حاجت کی یا بسبب موجود ہونی مانع کی یا بسبب بی خبری کی یا ماری کاہلی کی یا بسبب مکروہ اور ناجایز ہونی کی ہی

والاولان منتفيان في العبادات البدنية المحضة لان الحاجة الى التقرب الى الله تعالى بالعبادة لا تنقطع
دونو پہلی سبب تو عبادات خالص بدنیہ مین نہین ہوسکتی اسلئی کہ حاجت قربت الہی کی عبادت سی منقطع نہین ہوتی

وبعد ظهور الاسلام وغلبة اهله لم يكن منها مانع وكذا عدم التنبه لها والتكاسل عنها منتف ايضا
اور بعد ظاہر ہونی اسلام او رغلبۂ اہل اسلام کی اوس سی کوئی مانع نہین تہا اور ایسی ہی بی خبری اور کاہلی بہی نہین ہوسکتی

اذ لا يجوز ان يظن ذلك للنبي عليه السلام وجميع اصحابه فلم يبق الا كونها بدعة مكروهة غير مشروعة
اسواسطی کہ کہان جایز ہی کہ نبی صلی الله علیه وسلم پہ اور اونکی تمام اصحاب پر ایسا خیال کیا جاوی پہر سوا بدعت مکروہہ اور ناجایز ہونی کی کوئی

وهذا المعنى مراد عبد الله بن مسعود لما اخبر بالجماعة الذين كانوا يجلسون بعد المغرب وفيهم رجل
اور یہہ ہی غرض ہی عبد الله بن مسعود رض کی جب اونکو خبر ہوئی ایک جماعت کی جو بعد مغرب کی بیٹہا کرتی تہی اور انہین ایک شخص

يقول كبروا الله كذا وكذا وسبحوا الله كذا وكذا واحمدوا الله كذا وكذا فيفعلون فحضرهم فلما سمع
کہتا تہا کہ الله اکبر کہو اتنی اتنی بار اور سبحان الله کہو اتنی اتنی بار اور الحمد لله کہو اتنی اتنی بار پس وہ لوگ کہتی جاتی سو عبد الله بن مسعود اونکی پاس آی کہ سنکر

ما يقولون قام فقال انا عبد الله بن مسعود فوالله الذي لا اله غيره لقد جئتم ببدعة ظلماء او لقد
جو کہتی تہی کہڑی ہوکر کہا مین عبد الله بن مسعود ہون پس قسم ہی الله کی جو نہین معبود سوا اوسکی بیشک تم بدعت کرتی ہو نہایت سیاہ یا

فقتم على اصحاب محمد عليه السلام علما يعني ان ما جئتم به اما ان يكون بدعة ظلماء او انكم تداركتم
تم فائق ہوگئی ہو محمد علیه السلام کی اصحاب پر علم مین مراد اونکی یہہ ہی تم جو یہہ کرتی ہو یا تو یہہ بدعت تاریک ہی یا تمنی ایسی بات پیدا کی

على الصحابة ما فاتهم لعدم تنبههم له او لتكاسلهم عنه فغلبتموهم من حيث العلم بطريق العبادة
جو صحابہ کی ہاتہ نہ آئی اونکی بی خبری سی یا سستی سی طریق عبادت کی علم مین تم اوسی غالب ہوگئی

والثاني منتف فتعين الاول وهو كونه بدعة ظلماء وهكذا يقال بكل من اتى في العبادة البدنية المحضة
اور دوسری بات نہین ہوسکتی تو پہلی ہی بات یعنی بدعت سیاہ ہونی مقرر رہی یہہ ہی جاری ہوسکتی ہی ہر ایک کی حق مین درباب عبادت خالص بدنیہ کی

بصفة لم تكن في زمن الصحابة اذ لو كان وصف العبادة في الفعل المبتدع يقتضي كونه بدعة حسنة
ایسی طور پر جو صحابہ کی وقت مین نہین تہا اسوسطی کہ اگر عبادت کا وصف فعل محدثہ کو بدعت حسنہ بنا دیا کری

لما وجد في العبادات ما هو بدعة مكروهة وقد وجد فيها البدعة المكروهة على ما صرح العلماء
تو عبادات مین بدعت مکروہہ کبہی نہوا کرتی اور حال یہہ ہی کہ عبادات مین بدعت مکروہہ ہوتی ہی چنانچہ علماء نی

في تصانيفهم مثل صلوة الرغائب والجماعة فيها ومثل التصلية والترضية والتامين في اثناء الخطبة
اپنی تصانیف مین صاف کہا ہی جیسی نماز رغائب کی اور اوسمین جماعت اور جیسی صلی الله کہنا اور رضی الله کہنا اور آمین کہنا خطبہ پڑہتی مین

وانواع النغمات الواقعة فيها وفي الاذان وقراءة القرآن ومثل الجهر بالذكر امام الجنازة وقدام العروس
اور اقسام ترنم جو خطبہ مین اور آذان مین اور تلاوت قرآن مین کرتی ہین اور ذکر پکار کر جنازی کی آگی اور دلہن کی آگی

في الطرقات وغير ذلك من البدع المنكرة الواقعة في العبادات وليس لاحد ان يقول انها ليست من قبل
راستہ مین اور سوا اسکی اور کئی بدعتین جو عبادات مین ہوتی ہین اور کیا طاقت ہی کسیکی کہ کہی یہہ امور بدعات سیئہ

البدعة السيئة المكروهة بل هي من قبيل البدعة الحسنة المشروعة بدليل كون بعض الاشياء المحدثة
اور مکروہ نہیں ہیں بلکہ قسم بدعت حسنہ مشروعہ سی ہی اس دلیل سی کہ بعضی چیزیں نو احداث

بعد الصحابة حسنا كبناء المدارس والربط والخانات ونحوها من انواع الخيرات التي لم تعهد في عهد الصحابة
بعد قرن صحابہ کی حسن ہیں جیسی مدرسی بنانی اور خانقاہ اور سرای اور مانند اسکی انواع خیرات کی جو صحابہ کی وقت میں اونکی رسم نہ تھی

اذ يقال له ما ثبت حسنه بالادلة الشرعية الصحيحة فهو اما ان لا يكون بدعة فيبقى عموم العام في
اسواسطی کہ جواب یہہ ہی جس کا حسن دلائل شرعیہ صحیحہ سی ثابت ہو پس وہ یا تو اصلا بدعت نہیں ہی اب عام کا عموم

الحديثين على حاله او يكون مخصوصا من هذه العام والعام الذي خص منه البعض دليل فيما عدا المخصوص
دونو حدیثوں میں اپنی حال پر باقی ہی یا مخصوص ہوگا اس عام میں سی اور جو عام کہ اوس سی بعض فرد خاص ہوجاوی وہ دلیل ہوتا ہی بجز فرد مخصوص کی

فمن ادعى ثبوت حسن العبادة المحدثة وكونها مخصوصة من هذا العام يحتاج الى دليل يصلح ان يكون
اب جو شخص عبادات نو احداث کی حسن کا دعوی کری اور اوسکو مخصوص بتاوی اس عام میں سی تو حاجت ہوگی ایسی دلیل کی جو قابل

مخصصا لان عادة اكثر البلاد وقوله كثير من الزهاد والعباد ليس مما يصلح ان يكون معارضا
تخصیص کی ہو دی اسواسطی کہ چلن اکثر شہروں کا اور اقوال زاہدوں اور عابدوں کی اس قابل نہیں ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کلام سی معارض

لكلام الرسول عليه الصلوة والسلام وكذلك الدليل المخصص هو الدليل الشرعي من الكتاب و
ہوسکیں اور ایسی ہی دلیل مخصص وہ دلیل ہوتی ہی جو موافق شرع کی اور ماخوذ کتاب اور

السنة والاجماع الذي هو مختص باهل الاجتهاد ومن ليس من اهل الاجتهاد من الزهاد والعباد فهو في حكم
سنت اور اجماع سی ہو جو خاص اجتہاد والوں سی ہو اور جو زاہد اور عابد کہ صاحب اجتہاد نہیں ہیں وہ عوام لوگوں میں

العوام لا يعتد بكلامه الا ان يكون موافقا للاصول والكتب المعتبرة وهذه قاعدة دلت عليه السنة
داخل ہیں اونکی بات کا اس باب میں اعتبار نہیں ہاں اگر اونکی کلام اصول اور کتابوں معتبرہ سی مطابق ہو تو معتبر ہی اور یہہ وہ قاعدہ ہی کہ سنت

والاجماع مع ان في كتب الله تعالى ما يدل عليها ايضا وهو انه تعالى قال ام لهم شركاء شرعوا لهم من
اور اجماع سی ثابت ہی باوجودیکہ کتاب اللہ میں بھی اسطرف اشارہ ہی وہ یہہ آیت ہی فرمایا کیا اونکی اور شریک ہیں جو راہ ڈالی ہی انہوں نی

الدين ما لم يأذن به الله فمن احدث شيئا يتقرب به الى الله تعالى من قول او فعل من غير ان يشرع
اونکی واسطی دین کی جسکا حکم نہیں دیا اللہ نی پھر جو کوئی نئی بات عبادت کی واسطی تقرب الہی کی پیدا کری قولی ہو یا فعلی بدون مقرر کرنی

الله تعالى فقد شرع في الدين ما لم يأذن به الله تعالى فمن تبعه فقد اتخذه شريكا ومعبودا كما قال
اللہ تعالی کی تو اوسنی دین میں ایسا نیا طریق نکالا کہ جسکا اللہ تعالی نی حکم نہیں دیا پھر جو اوسکا تابع ہوا اوسنی گویا شریک اور معبود پیدا کیا چنانچہ

الله تعالى في حق اهل الكتاب اتخذوا احبارهم ورهبانهم اربابا من دون الله فقال عدي بن حاتم
اللہ تعالی نی اہل کتاب کی حق میں کہا ہی ٹھہرائی ہیں اپنی عالم اور درویش خدا اللہ کو چھوڑ کر پس عدی بن حاتم نی

للنبي عليه السلام ما عبدوهم فقال عليه السلام اطاعوهم فمن اطاع احدا في دين لم يأذن به الله تعالى
نبی علیہ السلام سی عرض کیا اونہوں نی عبادت تو نہیں کی آپ نی فرمایا اونکی اطاعت کی اور جو شخص کسیکی اطاعت کری دینی امر میں بدون حکم اللہ تعالی کی

فقد عبده واتخذه ربا فعلم من هذا ان كل بدعة في العبادات البدنية المحضة لا تكون الا سيئة و
تو اوسنی گویا عبادت کی اور اوسکو اپنا رب مقرر کیا اس سی معلوم ہوا کل بدعتیں عبادات بدنیہ خالص میں سیئہ ہی ہوتی ہی اور

ربما لا يفرق كثير من الناس بين الحسنة والسيئة فيظنون ان كل ما استحسنه نفوسهم ومال اليه
بعضی وقت اکثر لوگ بدعت حسنہ اور سیئہ میں تمیز نہیں کرتی وہ یہہ سمجھ لیتی ہیں کہ جو بات دلکو پسند آوی اور طبیعت اوسکی طرف متوجہ ہو

طباعهم یکون حسنا فیعدون السیئة من الحسنة فقد خبطوا خبط الخبط عشواء لا یفرق بین الطرق
وہ ہی حسن ہی پہر وہ سیئہ کو بہی حسن تصور کرتی ہین سو وہ رستہ بجلی جیسی ہی اونٹنی کہ اپنی چلنی مین مہلک رستہ

المهلکة والجادة المنجیة فی مشیها والضابط فی هذا ان یقال الناس لا یحدثون شیئا الا انهم یرونه
اور صاف رستہ بچانی والا نہین پہچانتی اور قاعدہ اسکا یہہ ہی کہ یون کہین کہ بنی آدم نئی بات نہین کرتی جب تک اوسمین کچہہ مصلحت

مصلحة اذ لو اعتقدوا فیه مفسدة لم یحدثوه فما راه الناس مصلحة ینظر فی السبب فان کان
نہین دیکہتی کیونکہ اگر اوسمین کچہہ برائی سمجہین توکیون پیدا کرین پہر جس امر مین وہ لوگ مصلحت دیکہتی ہین اوسکی باعث مین تامل کرنا چاہئی پس اگر وہ

السبب امرا قد حدث بعد النبی صلی الله علیه وسلم فح یجوز احداث ما تدعو الحاجة الیه کنظم
سبب ایسا امر ہی کہ بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدا ہوا ہی تو اب حاجت کی موافق اوسکی اصلاح کی واسطی جو کری جایز ہی جیسی قایم کرنا

الدلائل فان السبب الداعی الیه ظهور الفرق الضالة فانهم لما لم یظهروا فی عهده علیه السلام
دلائل کا بیشک سبب باعث ان دلائل کا ظاہر ہونا گمراہ فرقون کا ہی وہ گمراہ فرقی چونکہ نبی علیہ السلام کی زمانہ مین نہین تہی

لم یحتج الیه وان کان المقتضی لفعله موجودا فی عصره علیه السلام لکن ترک لعارض زال بموته علیه السلام
تو دلائل کی بہی حاجت نہین تہی اور اگر سبب مقتضی اوس امر لو احداث کا نبی علیہ السلام کی عہد مین موجود تہا مگر کسی عارضہ کی باعث متروک تہا کہ اب وہ عارضہ بسبب موت

فکذلك یجوز احداثه کجمع القران فان المانع منه فی حیاته علیه السلام کون الوحی لا یزال ینزل
تو بہی ایسی امر کا احداث کرنا جایز ہی جیسی قران کا جمع کرنا کیونکہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی ایام حیات مین بلاناغہ وحی آتی رہتی تہی پہر اللہ تعالی

فیغیر الله تعالی ما یشاء فزال ذلك المانع بموته علیه السلام واما ما کان المقتضی لفعله فی عهده علیه السلام
جو چاہتا تہا سو بدل دیتا تہا پہر بسبب موت حضرت کی یہہ مانع جاتا رہا اور جس امر کا مقتضی یعنی باعث پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی سامنی

موجودا من غیر وجود المانع منه ومع ذلك لم یفعله علیه السلام فاحداثه تغییر لدین الله تعالی
موجود تہا اور مانع اوسکا نہین تہا اور تو بہی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی اوس امر کو نہین کیا تو ایسی امر کا کرنا اللہ کی دین کو تغیر کرنا ہی

اذ لو کان فیه مصلحة لفعله علیه السلام او حث علیه ولما لم یفعله علیه السلام ولم یحث علیه
اسواسطی کہ اگر ایسی امر مین کچہہ خوبی ہوتی تو بیشک اوسکو نبی علیہ السلام کرتی یا اوسپر رغبت دیتی اور چونکہ نہ تو اوسکو کیا اور نہ اوسپر رغبت دی

علم انه لیس فیه مصلحة بل هو بدعة قبیحة سیئة مثاله الاذان فی العیدین فانه لما احدثه
تو معلوم ہوا کہ اسمین کچہہ خوبی نہین ہی بلکہ وہ سراسر بدعت قبیحہ ہی جیسی عیدین مین اذان کا پڑہنا اس اذان کو جب

بعض السلاطین انکره العلماء وحکموا بکراهته فلو لم یکن کونه بدعة دلیلا علی کراهته لقیل
بعضی سلاطین نی مقرر کی تو اوسپر علماء نی انکار کرکر اعتراض کیا اور مکروہ ٹہرایا پہر اگر وہی اذان بدعت ہوکر کراہیت کی دلیل نہوتی تو البتہ کوئی یون جواب

هذا ذکر الله تعالی ودعاء الخلق الی عبادة الله تعالی فیقاس علی اذان الجمعة او یدخل فی العمومات
کہتا کہ صاحب یہہ تو خدا کا ذکر ہی اور اسی خلقت کو عبادت کی واسطی بلاتی ہین پہہ ایسی ہی جیسی جمعہ کی اذان یا داخل ہی تحت عام قاعدہ کی

التی من جملتها قوله تعالی وَاذْکُرُوا اللّٰهَ ذِکْرًا کَثِیْرًا وقوله تعالی وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَا اِلَی اللّٰهِ
کہ انہین سی یہہ آیت ہی اور یاد کرو اللہ کی یاد بہت اور اوس سی بہتر کسکی بات جسنی بلایا اللہ کی طرف

لکن لم یقولوا ذلك بل قالوا کما ان فعل ما فعله علیه السلام کان سنة کذلك ترك ما ترکه علیه السلام
لیکن یہہ جواب کسینی نہین دیا بلکہ یہی قایل ہوئی کہ جیسی عمل کرنا اوس کار کا جسکو پیغمبر علیہ السلام نی کیا سنت ہی ایسی ہی ترک کرنا ہی اوس کار کا جسکو پیغمبر صلی

مع وجود المقتضی وعدم المانع منه کان سنة ایضا فانه علیه السلام لما امر بالاذان فی الجمعة
اللہ علیہ وسلم نی باوجود ہونی مقتضی اور نہونی کسی مانع کی ترک کیا سنت ہی بیشک پیغمبر علیہ السلام نی جب جمعہ کو اذان کا امر فرمایا

دون العيدين كان ترك الاذان فيهما سنة وليس لاحد ان يزيده ويقول هذا زيادة العمل الصالح
اور عیدین میں پس فرمایا تو عیدین میں اذان کا ترک کرنا سنت ہوا اور کسیکو طاقت نہیں کہ اسکو زیادہ کا قائل ہوکر یہہ کہوے یہہ عمل صالح کی افزایش ہی

لا يضر زيادته اذ يقال له هكذا تغيرت اديان الرسل وتبدلت شرايعهم فان الزيادة في الدين
ایسی زیادتی کا کیا ڈر ہی اسواسطی کہ اسکا یہہ جواب ہی کہ اسیطرح رسولوں کی دین متغیر ہوگئی اور اونکی شریعتیں متبدل ہوگئیں بیشک دین میں اگر بڑھانا جایز ہوتا

لو جازت لجاز ان يصلي الفجر اربع ركعات والظهر ست ركعات ويقال هذا زيادة عمل صالح
تو البتہ جایز ہوتا کہ صبح کی فرض نماز میں چار رکعتیں ادا کیا کریں اور ظہر کی فرض میں چھہ رکعتیں پڑھا کریں اور کہا کریں یہہ عمل صالح کی زیادتی ہی

زيادته لكن ليس لاحد ان يقول ذلك لان ما يبديه المبتدع من المصلحة والفضيلة ان كان ثابتا
اسمیں کیا نقصان ہی لیکن یہہ بات کوئی نہیں کہہ سکتا اسواسطی کہ جس امر کو بدعتی نیک اور افضل جانتا ہی اگر وہ امر

في عصره عليه السلام ومع هذا لو يفعله عليه السلام فيكون ترك مثل هذا الفعل سنة مقدمة
پیغمبر علیہ السلام کی وقت میں ثابت تہا اور پہر بہی اوسکو نہیں کیا تو ایسی کام کا چھوڑنا ہی سنت ہی ہر عموم

على كل عموم وقياس فمن عمل به مع اعتقاده انه غير مشروع في الدين يكون فاسقا غير مبتدع وان
اور قیاس سی سابق ہی پس جو شخص ایسی امر کو عمل میں لاوی دین کی اندر ناجایز اعتقاد کرکر تو وہ فاسق غیر مبتدع ہی اور اگر

عمل به مع اعتقاده انه مشروع في الدين يكون فاسقا ومبتدعا لان الفسق اعم من البدعة فكل
اوسکو عمل میں لاوی دین کی اندر جایز جان کر تو وہ فاسق اور بدعتی ہوگا اسواسطی کہ فسق بدعت سی عام ہی پس جو

بدعة فسق من غير عكس وكذلك قيل البدعة شر من الفسق فان من يفعل البدعة فهو ينقص
بدعت ہی وہ فسق ہی بدون عکس کی یعنی بعضی فسق بدعت نہیں ہیں اور ایسی ہی کہتی ہیں کہ بدعت فسق سی بدتر ہی کیونکہ جو شخص بدعت کو عمل میں لاتا ہی تو وہ رسول

الرسول وان كان في زعمه انه يعظمه بالبدعة حيث يزعم انها خير من السنة واولى بالصواب
صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کو نقص کرتا ہی اگرچہ اپنی گمان میں اوس بدعت سی تعظیم سمجھتا ہی کیونکہ اونکا قول ہی کہ یہہ امر سنت سی بہتر ہی اور صواب میں اولی ہی

فيكون منافيا لله ولرسوله لاستحسانه ما كرهه الشرع ونهى عنه وهو الاحداث في الدين وانه تعالى
پس وہ مقابلہ کرتا ہی اللہ اور اوسکی رسول کا اسوسطی کہ نیک جانتا ہی جسکو شرع نی مکروہ ٹہرایا اور اوس سی منع فرمایا اور یہہ ہی دین میں بدعت نکالنا اور بیشک اللہ تعالی

قد شرع لعباده من العبادات ما فيه كفاية لهم واكمل دينهم واتم عليهم نعمته كما اخبر به في كتابه الكريم
اپنی بندوں کی واسطی ایسی عبادات مقرر کرچکا ہی جسمیں اونکی لئی کفایت ہی اور دین کامل کرچکا اور اپنی نعمت پوری دی چکا چنانچہ اسکی خبر اپنی کتاب کریم میں

وقال اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ فالزيادة على الكمال نقصان واختلال
دی ہی فرمایا آج میں پورا دی چکا تمکو دین تمہارا اور پورا کیا میں نی تمپر احسان اپنا پس کامل کی اوپر اور بڑہانا ایسا نقصان اور خلل ہوتا ہی

بمنزلة الاصبع الزائدة وقد تقرر في الاصول ان حسن الافعال وقبحها عند اهل الحق انما يعرفا بالشرع
جیسی چھٹی اونگلی اور اصول میں ثابت ہو چکا ہی کہ اہل حق کی نزدیک بہلائے اور برائی صرف شرع سی معلوم ہوتی ہی

لا بالعقل فكل فعل امر به في الشرع فهو حسن وكل فعل نهى عنه في الشرع فهو قبيح وقال الامام الغزالي في
عقل سی نہیں معلوم ہوتی پس جس کام کا شرع نی حکم فرمایا ہی وہ ہی نیک ہی اور جس کام سی شرع میں منع کیا ہی وہ ہی برا ہی امام غزالی

كتاب الاربعين في اصول الدين اياك ان تتصرف بعقلك ونقول كل ما كان خيرا ونافعا فهو افضل
کتاب اربعین فی اصول الدین میں کہتی ہیں اس سی بچتی رہنا کہ تو عقل کی پیروی کرکر کہنی لگی جو امر خیر اور نفع رسان ہی وہ ہی افضل ہی

وكل ما كان اكثر كان انفع فان عقلك لا يهتدي الى اسرار الامور الالهية وانما يتعقلها قوة النبي عليه السلام
اور جو امر اکثر ہوتا ہی وہ نفع رسان ہوتا ہی کیونکہ تیری عقل نہیں جا سکتی ہی طرف بہید امور الہی کی اوس بہید کو صرف قوت نبی علیہ السلام کی دریافت کر سکتی ہی

فعليك

فعليك بالاتباع فان خواص الامور لا تدرك بالقياس اوما ترى كيف ندبت الى الصلوة ونهيت عنها
تجھکو اتباع ہی لازم ہی بیشک خواص امور قیاس سی نہین معلوم ہوتی دیکھتا نہین کہ نماز کی باب مین کیسی ترغیب ہی با این ہمہ
فی جميع النهار وامرت بتركها بعد الصبح والعصر وعند الطلوع والغروب والزوال وذلك ينتهي الى قدر
تمام اجزا نہار مین ممانعت ہی اور تجھکو حکم ہی نماز نہ پڑہنی کا بعد صبح اور عصر کی اور وقت طلوع اور غروب اور زوال آفتاب کی اور یہہ سب ملکر تخمیناً
ثلث النهار وقال فی الاحياء فكما ان العقول تقصر عن ادراك منافع الادوية مع ان التجربة سبيل
تہائی دن ہوتا ہی اور احیاء مین کہا ہی جیسی عقل قاصر ہی منفعت دواؤن کی دریافت کرنی سی باوجودیکہ اسمین تجربہ کو دخل ہی
اليها كذلك تقصر عن ادراك ما ينفع فی الاخرة مع ان التجربة غير متطرق اليها وانما يكون ذلك لو رجع
ایسی ہی عقل قاصر ہی دریافت کرنی اون امور کی سی جو آخرت مین نافع ہون باوجودیکہ تجربہ کو ادہر کوئی راہ نہین ہی یہہ حال جب معلوم ہو سکتا ہی اگر
الينا بعض الاموات واخبرنا عن الاعمال المقربة الى الله تعالى والمبعدة عنه وذلك مما لا مطمع فيه
ہماری پاس کوئی مردہ چلا آوی وہ اگر ہمکو بتادی کونسا عمل اللہ تعالی سی نزدیک کرتا ہی اور کونسا دور کرتا ہی سو یہہ ہرگز نہین ہو سکتا
وقال صاحب مجمع البحرين فی شرحه ان رجلا يوم العيد فی الجبانة اراد ان يصلی قبل صلوة العيد
صاحب مجمع البحرین نی اوسکی شرح مین بیان کیا ہی ایک شخص نی عید کی دن مصلی مین ارادہ کیا کہ عید کی دوگانہ سی پہلی نماز پڑہی
فنهاه علی فقال الرجل يا امير المؤمنين انی اعلم ان الله تعالى لا يعذب على الصلوة فقال علی وانی اعلم ان
سو علی نی اوسکو منع کیا اوس شخص نی کہا یا امیر المؤمنین مین خوب جانتا ہون کہ اللہ تعالی نماز پڑہنی پر عذاب نہین کریگا پہر علی نی فرمایا مین جانتا ہون کہ
الله تعالى لا يثيب على فعل حتى يفعله رسول الله عليه السلام او يحث عليه فيكون صلاتك عبثا
اللہ تعالی کسی کام پر ثواب نہین دیتا جبتک اوسکو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کرلین یا اوسکا امر فرماوین اب تیری یہہ نماز عبث ہی
والعبث حرام فلعله تعالى يعذبك به بمخالفتك لنبيه وقال صاحب الهداية يكره ان يتنفل بعد
اور عبث حرام ہی پس شاید کہ اسکی بدلہ اللہ تعالی تجھکو عذاب دی بسبب مخالفت نبی علیہ السلام کی اور صاحب ہدایہ کہتی ہین مکروہ ہین نفلین پڑہنی بعد
الفجر اكثر من ركعتی الفجر لانه عليه السلام لم يزد عليهما مع حرصه على الصلوة فانظر كيف جعل عدم
طلوع صبح صادق کی سوا دو رکعت سنت فجر کی اسواسطی کہ نبی علیہ السلام دو سی زیادہ نہین پڑہین باوجود محبوب ہونی نماز کی اب دیکھہ نبی علیہ السلام کی
فعله عليه السلام فی باب العبادات دليلا على الكراهة وقال ابن الهمام ما تردد من العبادات بين الواجب
نماز نہ پڑہنی کو باب عبادات مین کیسی دلیل کراہت کی ٹہرائی ہی ابن ہمام کہتا ہی جو عبادت کہ واجب
والبدعة ياتی به احتياطا وما تردد بين البدعة والسنة يتركه لان ترك البدعة لازم واداء السنة
اور بدعت کی بیچ میں مشکوک ہو تو اوسکو احتیاطا عمل مین لاوی اور جو عبادت بدعت اور سنت کی بیچمین مشکوک ہو تو ترک کری اسواسطی کہ بدعت کا چہوڑنا
غير لازم وفی الخلاصة مسئلة تدل على ان البدعة اشد ضررا من ترك الواجب حيث قال اذا
کچہہ ضرور نہین اور خلاصہ مین ایک مسئلہ ہی جس سی معلوم ہوتا ہی کہ بدعت کا ترک واجب سی بہی بڑا ضرر ہی جس جگہہ کہا ہی اگر
شك فی صلاته هل صلاها ام لا ان كان فی الوقت فعليه ان يعيدها وان خرج الوقت ثم شك
شک واقع ہو نماز مین ایا ادا کی ہی یا نہین اگر ابہی وقت باقی ہی تو اوسپر اعادہ ہی اور اگر وقت جاتا رہا پہر شک ہوا
لا شئ فيه ولو كان الشك فی صلوة العصر يقرأ فی الركعة الاولى والثالثة ولا يقرأ فی الثانية
تو اسمین کچہہ نہین اور اگر عصر کی نماز مین شک ہو تو اعادہ مین پہلی رکعت اور تیسری رکعت مین قرات ادا کری اور دوسری رکعت اور
الرابعة فتعين الاولين للقراءة فی الفرض واجب وقد امر بتركه حذرا عن احتمال وقوع التنفل بعد العصر
چوتہی مین قرات نہ پڑہی پس پہلی دو رکعتون کا معین کرنا واسطی قرات کی فرضون مین واجب ہی سو حکم ہوا اوسکی ترک کا اسی احتیاط کی لئی مبادا بعد عصر کی نفلین

وھو بدعة مکروھة وروی عن سفیان الثوری انه کان یقول البدعة احب الی ابلیس من کل

کہ یہہ بدعت مکروہہ ہی اور سفیان ثوری سی روایت ہی کہ کہتی تہی کہ ابلیس کو بدعت تمام معاصی سی زیادہ تر محبوب ہی

المعاصی لان المعاصی یتاب عنها والبدعة لایتاب عنها وسبب ذلك ان صاحب المعاصی یعلم

اسواسطی کہ معاصی سی توتوبہ ہوسکتی ہی اور بدعت سی توبہ نہیں ہوتی اسکا سبب یہہ ہی کہ معاصی کرنیوالا توجانتا ہی

بکونه مرتکب المعاصی فیرجی له التوبة والاستغفار واما صاحب البدعة فیعتقد انه فی طاعة وعبادة

کہ میں بڑا خطاوار ہون تواوسی توبہ اور استغفار کی امید ہی اور بدعتی تو یہہ جانتا ہی کہ میں عبادت کرتا ہون اور طاعت میں ہون

ولایتوب ولا یستغفر وھذا ماحکی عن ابلیس انه قال قصمت ظهر بنی ادم بالمعاصی والاوزار وقصموا

تو یہہ شخص نہ تو توبہ کریگا نہ استغفار اور ابلیس سی حکایت ہی کہ کہتا ہی میں پشت بنی آدم کی معاصی اور گناہوں سی توڑدی اور بنی آدم نی

ظهری بالتوبة والاستغفار فاحدثت لهم ذنوبا لایستغفرون منها ولایتوبون عنها وھی البدع

میری پشت توبہ اور استغفار سی توڑدی سومیں اونکی لئی ایسی گناہ نکالی ہیں کہ اوس سی نہ استغفار کریں اور نہ توبہ کریں اور وہ بدعتیں ہیں

فی صورة العبادة فان قیل قد اعتاد کثیر من الناس ان یستدلوا علی عدم کراھة ما اعتادوه

عبادت کی لباس میں اگر کوئی کہی عادت ہی اکثر لوگوں کی کہ استدلال کرتی ہیں بدعات کی جواز پر جنکی عادت کرلی ہی

من البدعة بحدیث شایع بینهم وھو ما راه المسلمون حسنا فهو عند الله حسن وما راه المسلمون

اس حدیث سی جو اونمیں مشہور ہی یہہ کہ جسکو مسلمان نیک جانیں تو وہ اللہ کی نزدیک بھی نیک ہی اور جسکو مسلمان

قبیحا فهو عند الله قبیح وھل یصح ھذا الاستدلال منهم ام لایصح فالجواب علی ما ذکره بعض الفضلاء

برا جانیں سو وہ اللہ کی نزدیک بھی قبیح ہی آیا یہہ استدلال اونکا صحیح ہی یا صحیح نہیں پر اسکا جواب موافق بیان بعضی فضلا کی

ان ھذا الاستدلال لایصح والحدیث حجة علیهم لا لهم لانه بعض حدیث موقوف علی ابن مسعود

یہہ ہی کہ یہہ استدلال صحیح نہیں ہی اور یہہ حدیث اونکی حق میں مضر ہی مفید نہیں کیونکہ یہہ ٹکڑا ایسی حدیث کا ہی جو موقوف ہی ابن مسعود پر

رواه احمد والبزار والطبرانی والطیالسی وابونعیم ھکذا ان الله تعالی نظر فی قلوب العباد فاختار

روایت کیا اسکو احمد اور بزار اور طبرانی اور طیالسی اور ابونعیم نی اسطور پر کہ اللہ تعالی نی دیکہا اپنی بندون کی دلون کو پہر پسند کیا

محمدا فبعثه برسالته ثم نظر فی قلوب العباد فاختار له اصحابا فجعلهم انصار دینه ووزراء نبیه

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سو بہیجا اوسکو اپنی رسالت پر پہر دیکہا بندون کی دلون کو پہر پسند کئی اونکی لئی اصحاب پہر اونکو مقرر کیا دین کی مددگار اور اپنی نبی کی وزیر

فما راه المؤمنون حسنا فهو عند الله حسن وما راه المسلمون قبیحا فهو عند الله قبیح ولاشك ان

پس جس چیز کو دیکہیں مسلمان حسن پس وہ اللہ کی نزدیک حسن ہی اور جو چیز دیکہیں اوسکو مسلمان قبیح پس وہ اللہ کی نزدیک قبیح ہی اور بیشک

اللام فی المسلمین لیس لمطلق الجنس لان الحدیث ح یکون مخالفا لقوله علیه السلام ستفترق امتی

لام مسلمین کی لفظ میں مطلق جنس کی لئی نہیں ہی اسلئی کہ یہہ حدیث اب اس حدیث سی مخالف ہوجایگی قریب ہی کہ میری امت میں

علی ثلث وسبعین فرقة کلهم فی النار الا واحدة لان کلا من فرق الامة مسلم یری مذھبه حسنا فیلزم

تہتر فرقی ہوجاوینگی وہ سب دوزخی ہیں سوای ایک کی اسواسطی کہ تمام فرقی امت کی مسلم ہیں اور اپنی اپنی مذہب کو نیک جانتی ہیں اس سی یہہ لازم آتا ہی

ان لایکون فرقة منها فی النار وکذا بعض المسلمین یری شیئا حسنا وبعضهم یراه قبیحا فیلزم ان لایتمیز

کہ کوئی فرقہ بھی دوزخی نہو اور ایسی ہی بعضی مسلمان ایک بات کو نیک جانتی ہیں اور بعضی اوسکو قبیح جانتی ہیں اب یہہ لازم آتا ہی کہ

الحسن من القبیح بل ھو ما للعهد والمعهود ما ذکر فی قوله فاختار له اصحابا فیکون المراد بالمسلمین

حسن اور قبیح میں تمیز نرہی بلکہ وہ لام یا تو واسطی عہد کی ہی اور معہود اوس سی وہ لوگ ہیں جو اس قول میں مذکور ہیں پسند کئی واسطی اوسکی اصحاب اب مراد مسلمین سی

الصحابة فقط اوللاستغراق خصائص الجنس فيراد بالمسلمين اهل الاجتهاد الذين هم الكاملون في صفة

صحابہ ہیں فقط یا لام واسطی استغراق خصایص جنس کی ہی پہر مراد مسلمین کی اجتہاد والی علماء ہیں جو صفت اسلام ہیں کامل ہیں

الاسلام صرفا للمطلق الى الكامل لان المطلق عند عدم القرينة ينصرف الى الفرد الكامل وهو المجتهد

واسطی صرف مطلق کی طرف کامل کی اسلئی کہ جب مطلق قرینہ سی خالی ہوتا ہی تو اوسکو فرد کامل کی طرف لیجاتی ہیں تو فرد کامل مجتہد ہی

فيكون المعنى ما راه الصحابة اواهل الاجتهاد حسنا فهو عند الله حسن وما راه الصحابة اواهل الاجتهاد

اب یہہ معنی ہوئی جسبات کو صحابہ یا علماء مجتہد حسن جانی سووہ اللہ کی نزدیک حسن ہی اور جسبات کو صحابہ یا علماء مجتہد

قبيحا فهو عند الله قبيح ويجوز ان يكون للاستغراق الحقيقي فيكون المعنى ما راه جميع المسلمين حسنا

قبیح سمجہیں سووہ اللہ کی نزدیک قبیح ہی اور وہ لام استغراق حقیقی کا بہی ہوسکتا ہی اب یہہ معنی ہونگی جسبات کو تمام مسلمان حسن جانی

فهو عند الله حسن وما راه جميع المسلمين قبيحا فهو عند الله قبيح وما اختلف فيه فالعبرة للقرون

سووہ اللہ کی نزدیک حسن ہی اور جسبات کو تمام مسلمان قبیح جانی سووہ اللہ کی نزدیک قبیح ہی اور جسبات میں اختلاف پڑی پہر اعتبار قرون ثلثہ کا

المشهود لهم بالخير لا للقرون المشهود لهم بالكذب وعدم الاعتماد في قوله عليه السلام خير القرون قرني

جسکی حق میں شہادت خیر کی ہی باقی قرون کا اعتبار نہوگا جنکی حق میں شہادت کذب اور بی اعتباری کی ہی اس حدیث میں سب قرنوں میں بہتر میرا قرن ہی

الذي بعثت فيهم ثم الذين يلونهم ثم الذين يلونهم ثم يفشوا الكذب فلا تعتمدوا اقوالهم وافعالهم ولا ريب

جسمیں میں مبعوث ہوں پہر جو اسی متصل ہیں پہر جو اسی متصل ہیں پہر ان میں کذب پہیل جاویگا پہر نہ اونکی اقوال کا اعتماد کرنا نہ افعال کا اور بی شک

ان الصحابة والتابعين والائمة المجتهدين كانوا يرون ما جاوز قدر الضرورة من البدع قبيحا فهو عند الله

صحابہ اور تابعین اور ائمہ مجتہدین جانتی تہی کہ جو بدعت قدر ضرورت سی بڑہ جاوی وہ قبیح ہی پس وہ اللہ کی نزدیک بہی

قبيح ومثل قوله عليه السلام لا تجتمع امتي على الضلالة فان المراد بالامة في هذا الحديث اهل الاجماع

قبیح ہی اور جیسی یہہ حدیث نہیں متفق ہو گی میری امت گمراہی پر بیشک مراد امت سی اس حدیث میں وہ اہل اجماع ہیں

الذي هو بكل مجتهد ليس فيه فسق ولا بدعة اصلا لان الفسق يورث التهمة ويسقط العدالة وصاحب

جنمیں ہر ایک ایسا مجتہد ملا ہو کہ اصلا اوسمیں نہ فسق ہو نہ بدعت اسواسطی کہ فسق سی تہمت پیدا ہوتی ہی اور عدالت جاتی رہتی ہی اور

البدعة يدعو الناس الى البدعة ولا يكون من الامة على الاطلاق لان المراد بالامة المطلقة اهل

بدعتی لوگوں کو بدعت کی طرف بلاتا ہی اور مطلق امت مراد نہیں ہی اسواسطی کہ امت مطلقہ سی مراد اہل

السنة والجماعة وهم الذين طريقتهم طريق النبي عليه السلام واصحابه دون اهل البدع والضلال

سنت والجماعت ہیں وہ وہ لوگ ہیں جنکا طریقہ بعینہ طریقہ نبی علیہ السلام اور صحابہ کا ہی اہل بدعت اور اہل ضلال مراد نہیں ہیں

كما قال النبي عليه السلام امتي من استن بسنتي ويصح ان يراد بامتي جميع الامة بناء على ان الاضافة

چنانچہ نبی علیہ السلام فرماتی ہیں میری امت وہ ہی جو طریقہ پکڑی میری سنت کو اور ہوسکتا ہی کہ امت سی تمام امت مراد ہو اسواسطی کہ اضافت

كاللام قد تكون للاستغراق فيكون المعنى لا يجتمع جميع امتي في زمان من الازمنة على الضلالة كما

مانند لام کی کبہی واسطی استغراق کی ہوتی ہی اب یہہ معنی ہوجاوینگی نہیں متفق ہوگی میری تمام امت کبہی کسی زمانہ میں گمراہی پر جیسی

اذا اجتمع اليهود والنصارى بعد نبيهم على الضلالة فيكون هذا الحديث موافقا لقوله عليه السلام

یہود اور نصاری اپنی اپنی نبی کی بعد گمراہی پر متفق ہوگئی ہیں پس یہہ حدیث موافق ہوگی اس حدیث سی

لا يزال طائفة من امتي قائمين بامر الله لا يضرهم من خذلهم ولا من خالفهم حتى ياتي امر الله اذا تقرر

ہمیشہ رہیگی ایک گروہ میری امت کی قایم اوپر امر الہی کی نہ ضرر دیگا اونکو جو قطع کری اونکو اور نہ جو اونسی مخالف ہو یہاں تک کہ آجاوی قیامت کی جب یہہ ثابت ہو چکا

هذا فالواجب على كل مسلم في هذا الزمان ان يحذر من الاغترار والميل الى شئ من البدع والمحدثات
تو اس زمانہ میں ہر ہر مسلمان پر واجب ہی کہ پرہیز کرتا رہی فریب میں آنی اور توجہ سی طرف کسی بدعت اور محدثات کی

ويصون دينه عن العوائد التي استأنس بها وتربى عليها فانها سم قاتل قل من سلم من آفاتها و
اور عوارض سی اپنی دین کو بچا رکہی جن سی انس رکہتا ہی اور انہیں پرورش پائی ہی کیونکہ یہہ زہر قاتل ہی اسکی آفت سی آدمی کم بچتا ہی اور

ظهر له الحق معها الا ترى ان قريشا لاجل العوائد التي الفتها نفوسهم انكروا على النبي صلى الله عليه وسلم
اسمیں امر حق کم ظاہر ہوتا ہی کیا معلوم نہیں کہ قریش نی فوایدہی کی ماری جنمیں اونکی دل لگی ہوئی تہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی احکام سی انکار کیا

ما جاء به من الهدى والبيان وكان ذلك سببا لكفرهم وطغيانهم حتى قالوا في حقه عليه السلام
کہ جو سراسر ہدایت اور بیان تہی اسی سبب سی وہ کافر ہوی اور طاغی ٹہری یہان تک کہ نبی علیہ السلام کی حق میں کہا سو کہا

ما قالوا بسبب ما تربوا عليه ونشئوا فيه ولذلك كان ابن مسعود يقول اياكم وما يحدث من البدع
واسطی اوس امر کی جسمیں پرورش پائی تہی اور جوان ہوئی تہی اسی لئی ابن مسعود کہا کرتی تہی بچو نو احداث بدعات سی

فان الدين لا يذهب من القلوب مرة ولكن الشيطان يحدث لكم بدعا حتى يذهب الايمان
کیونکہ دین دلون کی اندر سی ایک ہی دفعہ نہیں جاتا رہیگا لیکن شیطان تمہاری لئی بدعتین پیدا کریگا یہان تک کہ ایمان

من قلوبكم فعلى هذا ينبغي للمؤمن ان لا يغتر ويستدل بقوة تصميمه على شئ وكثرة عبادته به انه
تمہاری دلونسی نکل جاویگا اس بیان کی موافق مومن کو لازم ہی کہ نہ فریب کہاوی کہ استدلال کرنی لگی قوت تصمیم سی کسی چیز پر اور کثرت عبادت سی کہ

على الحق وان تصميمه عليه وعدم رجوعه عنه ولو نشر بالمناشير لا يدل على كونه على الحق في دينه
میں حق پر ہون کیونکہ اوسکی تصمیم اور باز نہ آنا اوس چیز سی اگرچہ دفتر دفتر لکہا جاوی بر دین کی حقیت پر دلالت نہیں کرتا

لان جزمه وتصميمه عليه ليس من حيث كونه حقا بل من حيث نشأته بين قوم يدينون به و
اسواسطی کہ اسکا جزم اور تصمیم اوس چیز پر حقیت کی جہت سی نہیں ہی لیکن اس جہت سی کہ وہ ایسی قوم میں پیدا ہوا ہی کہ اوسکو دین سی جانتی ہین اور

للنشأة والمخالطة اثر عظيم في تصميم شئ حقا كان او باطلا الا ترى ان مثل هذا التصميم يوجد
ساتہ نشو اور صحبت کو اشیاء کی حقیت اور ابطال میں بڑا اثر ہوتا ہی کیا معلوم نہیں کہ ایسی تصمیم تمام

لعامة من ذوي الجهل المركب كاليهود والنصارى ومن في معناهم فالحذر الحذر من هذا السم القاتل
جہل مرکب والون میں پائی جاتی ہی جیسی یہود اور نصاری اور جو لوگ انکی طرح کی ہین بس بچو بچو اس زہر قاتل سی

وكن ما دمت في الحياة مستيقظا لخلاص مهجتك بالاتباع وترك الابتداع فان الاتباع افضل عمل يعمله
اور جب تک حیات ہی [illegible] واسطی خلاصی اپنی جان کی اتباع کی قید اور بدعت کی چھوڑنی سی بیشک اتباع سنت کا آدمی کی واسطی

المرء في هذا الزمان لشيوع العمل على خلاف السنة منذ زمان طويل فلا بد لك ان تكون شديد التوقي
اس زمانہ میں تمام اعمال سی بہتر ہی اسواسطی کہ مدت دراز سی عمل بدعت برخلاف سنت پہیل رہا ہی سو تجہکو ضرور ہی کہ بدعات اور محدثات امور سی بہت ہی

من البدع والمحدثات وان اتفق عليه الجمهور فلا يغرنك اتفاقهم على ما احدث بعد الصحابة بل ينبغي
بچتا رہی اگرچہ اوس بدعت پر بہت خلقت نی اتفاق کیا سو مت اونکی اتفاق سی بدعات پر جو بعد صحابہ کی نکلی ہین فریب نہ کہانا بلکہ تجہکو

لك ان تكون حريصا على التفتيش عن احوالهم واعمالهم فان اعلم الناس واقربهم الى الله تعالى اشبههم بهم
لائق ہی کہ اونکی حالات اور عملون کی تفتیش میں رہی کیونکہ سب میں بڑا عالم اور مقرب الہی وہ ہی جو اوس جماعہ سی مشابہت رکہتا ہی

واعرفهم بطريقهم اذ منهم اخذ الدين وهم اصول في نقل الشريعة عن صاحب الشرع وقد جاء في الحديث
[illegible] اور وہ ہی اصل ہین شریعت کی نقل میں صاحب شرع سی اور حدیث میں آیا ہی

اذا اختلف الناس فعليكم بالسواد الاعظم والمراد به لزوم الحق واتباعه وان كان المتمسك به قليلا والمخالف
کہ جب آدمیوں میں اختلاف پڑے تو لازم پکڑو انبوہ کثیر کو اور اس سے مراد لازم کر لینا حق کا اور اتباع اوسکا ہے اگرچہ متمسک بہ قلیل ہو اور مخالف

له كثيرا لان الحق ما كان عليه الجماعة الاولى وهم الصحابة ولا عبرة الى كثرة الباطل بعدهم وقد قال فضيل بن
کثیر ہوں اسواسطے کہ حق وہ ہے جس پر پہلی جماعت یعنی صحابہ ہوں اور بعد صحابہ کی انبوہ باطل کا کچھ اعتبار نہیں ہے اور فضیل بن عیاض نے

عياض ما معناه الزم طرق الهدى ولا يضرك قلة السالكين واياك وطرق الضلالة ولا تغتر بكثرة الهالكين وقال
یہ مضمون بیان کیا ہے اختیار کر طریقہ ہدایت کا اور تجھکو کچھ نقصان نہیں ہے تھوڑے سالکین سے اور بچتا رہ گمراہی کی رستے سے اور فریب میں نہ آنا ہلاک ہونیوالوں کی کثرت سے اور

بعض السلف اذا وافقت الشريعة ولاحظت الحقيقة فلا تبال وان خالف رايك جميع الخليقة وقال ابن
بعض متقدمین نے کہا ہے اگر تو شریعت کی موافق ہے اور حقیقت کو دیکھ چکا تو پھر کچھ پرواہ نہیں ہے اگرچہ تیری رائے کا تمام عالم مخالف ہو اور ابن مسعود نے

مسعود انتم في زمان خيركم المسارع في الامور وسياتي زمان بعدكم خيرهم فيه المثبت المتوقف لكثرة
کہا ہے تم ایسے زمانہ میں ہو کہ تم میں بہتر وہ ہے جو جلدی کرے کاموں میں اور تمہارے بعد زمانہ آتا ہے اوس زمانہ میں بہتر سب سے ثابت رہنے والا توقف کرنیوالا ہے بسبب کثرت

الشبهات قال الامام الغزالي ولقد صدق لان من لم يثبت في هذا الزمان ووافق الجماهير فيما هم فيه وخاض
شبہات کے امام غزالی کہتے ہیں البتہ سچ کہا ہے اسواسطے کہ جو اس زمانہ میں قایم نہ رہا اور انبوہ کے ساتھ ہو گیا جسمیں وہ لگے ہوئے تھے اور اونکی سی

فيما خاضوا فيه يهلك كما هلكوا فان اصل الدين وعمدته وقوامه ليس بكثرة العبادة والتلاوة و
باتیں بنانے لگا تو ہلاک ہوگا جیسے وہ ہلاک ہوئے کیونکہ دین کی اصل اور خوبی اور درستی عبادت اور تلاوت کی کثرت سے اور

المجاهدة بالجوع وغيره وانما هو باحرازه من الآفات والعاهات التي تاتي عليه من البدع والمحدثات
بھوک کی مشقت اوٹھانے سے نہیں ہے بلکہ دین کی خوبی آفات اور صدمات سے بچانے میں ہے جو اوسپر بدعتیں اور نئی نئی مقصات کرتی ہے

فانها لكثرتها وشيوعها صارت كانها من شعائر الدين او من الامور المفروضة علينا فياليتنا
البتہ یہ بدعتیں اس کثرت سے پھیلی ہیں کہ گویا دین کا نشان ہو گئیں یا ایسی کہ گویا ہمارے اوپر فرض ہیں کاشکے ہم

كنا نباشرها على انها بدعة اذ لو كان كذلك لرجي من التوبة والاستغفار ولكنا اخذناها طاعة
یہ بدعات بدعت ہی جان کر عمل میں لاتے اگر ایسا ہوتا تو البتہ ہمیں توبہ اور استغفار کی امید ہوتی پر ہمنے تو بدعات کو طاعت

وعبادة وجعلناها دينا لنا مقتفين في ذلك آثار من سهى او غلط او غفل من بعض من تقدمنا
اور عبادت اور اپنا دین بنا لیا ہے اسی سبب سے ہمنے پیروی متقدمین میں سے اون لوگوں کی کی ہے جنہوں نے سہو کیا یا غلطی کھائی یا غفلت کی

وجعلناه قدوة في ديننا فاذا جاء احد وانكر علينا ما ارتكبناه من تلك الامور فان كان ممن له توقير
اور ہمنے اونکو اپنی دین کا پیشوا ٹھہرالیا اب اگر کوئی آکر ہمپر ان بدعات کی کرنے پر اعتراض کرے یا برا بتادے پھر اگر وہ معترض ایسا ہے کہ جسکی ہمارے دلمیں

في قلوبنا نقول له هذا جائز ذهب الى جوازه فلان وتذكر له بعض من تقدمنا ممن سهى او غلط
عزت ہے تو اوسکو یہ جواب دینگے صاحب یہ تو جایز ہے فلانا شخص اسکی جواز کا قائل ہوا ہے اور اوسی کا نام لیہ بینگے جو ہم سے پہلے سہو کر چکا ہے یا غلطی کھا چکا ہے

او غفل وان كان ممن لا توقير له في قلوبنا يسمع منا ما لا يظنه ولا يخطر بباله كل ذلك بسبب الجهل
یا غفلت کی ہے اور اگر وہ معترض ایسا ہے کہ ہمارے دلوں میں اوسکی عزت نہیں تو ہمسے وہ دہتکار سنے گا کہ نہ اوسکے گمان میں تھی نہ دلمیں خیال تھا یہ سب بسبب ہماری جہل

المركب فينا لانا لو رابينا على انفسنا على ما هي عليه من الجهل لقبلنا جواب من ارشدنا الى الحق وما اتينا
مرکب ہونے کے ہے اسواسطے کہ ہم اگر اپنی جہل مرکب ہونے کو جانتے سو البتہ ہم جواب اوس شخص کا جسنے ہمکو راہ حق بتلایا مان لیتے اور اوس شخص کی بات کو

من سهى او غلط او غفل حجة في ديننا اذ لا يجوز ان يقلد الانسان في دينه الا من هو معصوم وهو صاحب الشريعة
جس نے سہو کیا یا غلطی کھائی یا غفلت کی اپنی دین میں حجت قایم کرتے اسواسطے کہ جایز نہیں کہ آدمی اپنی دین میں مقلد ہو سوائے معصوم کی کہ وہ صاحب شریعت کا ہے

او من شهد له صاحب الشريعة بالخير وهم القرون الثلثة الذين اقتضت حكمة الشارع ان
اسکی حق مین صاحب شریعت نی شہادت خیر کی دی ہو اور وہ تینون قرن ہین جنمین سی موافق اقتضا حکمت شارع کی

يختص كل قرن منهم بفضيلة فالقرن الاول خصهم الله بمزية لا سبيل لاحد ان يلحقهم فيها فانه
ہر ہر قرن ایک ایک فضیلت سی مخصوص ہی پس قرن اول کو اللہ تعالی نی خاص کیا ہی ایسی فضیلت سی کہ اوسمین کوئی اونکی برابری نہین کر سکتا کیونکہ اللہ

تعالى خصهم لروية نبيه وبمشاهدة نزول القران عليه والهمهم حفظه حتى لا يكون حرف واحد منه
تعالی نی انکو خاص کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سی اور نزول قرآن کی مشاہدہ سی اور انکو الہام کیا قرآن کی حفاظت کا یہان تک کہ اوسمین سی ایک حرف

ضايعا فجمعوه ويسروه لمن بعده فحفظوا احاديث نبيهم في صدورهم واثبتوها على ما ينبغي فحصل لهم
ضایع نہین ہوا اور اوسکو جمع کرکر پچھلون پر آسان کیا پھر یاد کیا فرمودہ اپنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی دلون مین اور ثابت رکھا چاہئے تھا جیسا کہ بایدو شاید سو اونکی واسطی

في اقامة هذا الدين حظ كثير لا يمكن الاحاطة به ولا يصل احد اليه فجزاهم الله تعالى عن امة نبيهم
اس دین کی قایم رکھنی مین بڑا ہی ثواب حاصل ہوا کہ احاطہ سی باہر ہی اور کوئی اونکی مرتبہ کو نہین پا سکتا اونکو اللہ تعالی امت نبی علیہ السلام کی طرف سی

خير جزاء ثم عقبهم التابعون فجمعوا ما كان من الاحاديث ومسائل الدين منفرقا وانقلوا الاحكام
اچھی جزا عنایت کری پھر اونکی بعد تابعین پیدا ہوئی اونہون نی تمام حدیثین اور دینی مسائل متفرقہ جمع کئی اور احکام دین

والتفسير من الصحابة حتى كان احدهم يرتحل في طلب الحديث الواحد والمسئلة الواحدة مسيرة
اور تفسیر صحابہ سی روایت کی یہان تک کہ بعضا واسطی تلاش ایک حدیث اور ایک مسئلہ کی

شهر او شهرين وضبطوا امر الشريعة اتم ضبط فحصل لهم في اقامة هذا الدين ايضا فضل كثير ثم عقبهم
ایک ایک دو دو مہینی کا سفر کرتا تھا اور احکام شریعت کو خوب ہی ضبط کیا انکو بھی دین کی قایم کرنی مین بڑی فضیلت حاصل ہوئی پھر اونکی بعد

تابعوا التابعين الذين ظهر فيهم الفقهاء المرجوع اليهم في النوازل فوجدوا القران مجموعا ميسرا و
تابعیون کی تابع پیدا ہوئی جنمین فقہاء ظاہر ہوئی جنکی سامنی حوادثات پیش کئی جاوین اونکو قرآن جمع کر دیا آسانی سی ہاتھ آیا اور

وجدوا الاحاديث قد احرزت وضبطت فتفقهوا في القران والاحاديث على مقتضى قواعد
احادیث جمع اور ضبط کی ہوئی پائین سو اونہون نی احکام موافق اقتضاء قواعد شریعت کی قرآن اور احادیث سی

الشريعة واستنبطوا منهما احكاما على مقتضى الاصول وعينوا وجوه الدلالات ويسروها على الناس
استنباط کئی اور اصول کی موافق بہت احکام نکالی اور دلالت کی طریقی مقرر کئی اور اونکو اور لوگون پر آسان کر دیا

وانتظم الحال واستقر دين الامة المحمدية بسببهم فحصل لهم في اقامة هذا الدين خصوصية
اور اونکی سبب سی حال منتظم اور دین امت محمدی کا درست ہو گیا ان صاحبون کو بھی اس دین کی اقامت سی ایک خصوصیت حاصل ہوئی

ايضا فلما مضوا لسبيلهم اتى من بعدهم فلم يجدوا وظيفة يقوم بها بل وجد الامر على اكمل الحالات
جب یہ لوگ بھی گذر چکی تو اونکی بعد کی خلقت پیدا ہوئی تو اونکو ایسا کوئی وظیفہ نہ ملا جسکی درستی مین لگین بلکہ انکو دین کامل تر حالات پر ملا

فلم يبق له الا ان يحفظ ما استنبطوه وبينوه ولا يحصل له خير الا باتباعهم وتقليدهم وبقائه في
انکا کام یہی کا رہی کہ جو پہلی لوگ جو احکام وغیرہ نکال گئی ہین اوسکو یاد اور محفوظ رکھین انکی حق مین بہتر یہی ہی کہ اونکی رستہ پر چلین اور انکی مقلد اور اونکی

ميزانهم فان ظهر لهم فقه غير فقههم فهو مردود عليه الا ان يكون مما لم يقع بيانه في زمانهم لا بالفعل و
وضع پر قایم رہین اگر کوئی حکم اونکی احکام کی مخالف ظاہر کرین تو سب مردود ہی ہان اگر ایسی حادثہ کا ہو کہ جسکا بیان اونکی زمانہ مین نہین ہوا نہ فعل سی اور

لا بالقول ثم ينبغي له ان ينظر فيه على مقتضى قواعدهم في الاحكام الثابت عنهم فاذا كان على مقتضى
نہ قول سی اب یہ چاہئی کہ اوس حکم مین اونکی قواعد کی موافق جو احکام ہین ثابت کر گئی ہین غور اور تامل کرین پھر اگر وہ حکم اونکی

اصولهم يقبل عنه والا فلا لان كل من اتى بعدهم يقول في بدعة انها مستحبة ثم ياتي على ذلك بدليل

قاعدہ اور اصل کی موافق ہو تو مقبول اور مستحسن ہی اور نہیں تو نہیں سو اسطی جو انکی بعد پیدا ہوتا گیا ہی بدعت کو مستحسن کہتا ہی پہر اوسپر ایک دلیل لو لگی

خارج عن اصولهم فذلك غير مقبول منه لان التقليد والاقتداء بالغير بمجرد حسن الظن انما يجوز

اصول سی مخالف قایم کردیتا ہی سو یہہ دلیل اونکی مقبول نہیں ہی اسواسطی کہ تقلید اور پیروی غیر کی صرف نیک گمان سی

لمن كان مجتهدا عدلا لا لمن كان مقلدا لكن لما انقطع الاجتهاد منذ زمان طويل انحصر طريق

مجتہد عادل ہی کی جایز ہی مقلد کی جایز نہیں ہی لیکن چونکہ اجتہاد ایک مدت درازسی نہیں ہی تو طریقہ

معرفة مذهب المجتهد في نقل كتاب معتبر متداول بين العلماء لمن كان قادرا على استخراجه

مجتہد کی مذہب دریافت کرنیکا بواسطہ نقل معتبر کتاب کی ہی جو علماء مین مستعمل ہوتی رہی ہو ایسی کی نئی جو اوسکی استخراج پر قادر ہو

او اخبار عدل موثوق به في علمه وعمله لمن لم يكن قادرا على استخراجه فلا يجوز العمل بكل كتاب

یا بواسطہ بیان عادل کی ہی جسکی علم اور عمل پر اعتماد ہو پہر ایسی کی واسطی جو قدرت استخراج کی نرکہتا ہو سو ہر کتاب پر عمل جایز نہیں ہی

اذ ظهر في هذا الزمان كتب جمعها ضعفاء الرجال من غير معرفة بحقيقة الحال ولا بقول كل عالم

اسلئی کہ اس زمانہ مین بہت کتابین ایسی ہین کہ جو ضعیف لوگون نی بدون دریافت حقیقت حال کی جمع کین ہین اور نہ ہر عالم کی کہنی پر عمل جایز ہی

اذ غلب الفسق في الناس بعد القرون الثلثة فالمستور في حكم الفاسق فلا بد من العدالة المرجحة

اسواسطی کہ بعد قرون ثلثہ کی لوگون مین فسق غالب ہوگیا ہی پس مرد مستور الحال بہی فاسق کی مثال ہی پس ضروری ہی کہ عدالت صدق کو غالب کرنیوالی

لجانب الصدق ثم ههنا قاعدة مقررة لابد من معرفتها وهي ان المسئلة الفقهية اذا نقلت

موجود ہو پہر یہان ایک قاعدہ ٹہرا ہوا ہی اوسکی دریافت کرنا ضرور ہی وہ یہہ ہی کہ کوئی مسئلہ فقہی اگر نقل کیا جاوی

ينبغي ان ينظر فيها فان كان ماخذها معلوما مشهورا من الكتاب والسنة والاجماع فلا نزاع

تو اوسمین نظر کرنی چاہئی پہر اگر اوسکا اصل اور ماخذ معلوم اور مشہور ہو کتاب اور سنت اور اجماع سی تو اوسمین کسیکو

فيها لاحد وان لم يكن ماخذها معلوما بل كانت اجتهادية فان كان ناقلها مجتهدا يلزم على من

کچہہ خلاف نہیں ہی اور اگر اوسکا ماخذ معلوم نہیں ہی بلکہ وہ مسئلہ اجتہادی ہو پہر اگر اوسکا ناقل مجتہد ہی تو مقلد پر لازم ہی

كان مقلدا ان يتبعه ولا يلزم عليه ان يطلب منه دليلا لان كلام المجتهد دليل له وان لم يكن

کہ اوسکا اتباع کری اور دلیل طلب کرنی لازم نہیں ہی اسلئی کہ مجتہد کا قول ہی اوسکی دلیل ہی اور اگر

ناقلها مجتهدا بل كان مقلدا فان نقلها من المجتهد فاثبت نقله منه يلزم الاتباع فيها ايضا

اوسکا ناقل مجتہد نہیں بلکہ مقلد ہی پہر اگر اوسنی کسی مجتہد سی نقل کیا ہی اور نقل بہی ثابت کردی تو اوسمین بہی اتباع لازم ہی

وان لم ينقلها من المجتهد بل نقلها من قبل نفسه او من مقلد اخر او اطلق فان بين فيها دليلا شرعيا

اور اگر مجتہد سی نقل نہین کیا بلکہ اپنی طرف سی نقل کیا ہی یا اور مقلد سی نقل کیا ہی یا نام کسیکا نہیں لیا پہر اگر اوسمین کوئی دلیل شرعی

فلا كلام فيها حينئذ وان لم يبين ينظر ان كان كلامه موافقا للاصول والكتب المعتبرة ولم يكن فيها خلاف

بیان کی ہی تو اوسمین اب بہی کچہہ کلام نہیں ہی اور اگر دلیل نہیں بیان کی تو اوسمین تامل کیا چاہئی اگر اوسکی کلام اصول اور کتب معتبرہ سی مطابق ہی اور اوسمین خلاف بہی نہیں ہی

يجوز العمل بها لكن ينبغي للعامل بها ان لا يقف في مقام تقليده بل يطلب منه دليلا على ما نقل وان كان

تو اوسپر بہی عمل جایز ہی لیکن عمل کرنیوالی کو چاہئی کہ صرف تقلید پر نہ رہ جاوی بلکہ اوس منقول پر اوس سی دلیل طلب کری اور اگر

كلامه مخالفا للاصول والكتب المعتبرة فلا يلتفت اليه اصلا اذ قد صرح العلماء بان ما لا يعلم

اوسکی کلام اصول اور کتب معتبرہ سی مخالف ہو تو اوس طرف کچہہ توجہ نہیں ہی اسواسطی کہ علماء صاف کہہ چکی ہین جس مسئلہ کی صحت معلوم نہو

صحته لا یصح اتباعه وان لم یعلم بطلانه فضلا عما علم بطلانه المجلس التاسع عشر فی

اسکا اتباع صحیح نہین ہی اگرچہ بطلان بہی نہ معلوم ہو چہ جائیکہ اوسکا بطلان معلوم ہو انیسوین مجلس

بیان بدعیة صلوة النوافل بالجماعة کالرغائب وغیرها قال رسول الله صلی

اس بیان مین کہ نفلین جماعت سی ادا کرنی بدعت ہی جیسی صلوة رغائب وغیرہ فرمایا رسول الله صلی

الله علیه وسلم فی خطبة یوم النحر فی حجة الوداع ان الزمان قد استدار کهیئته یوم خلق السموات

الله علیه وسلم نی یوم النحر کو حجة الوداع کی خطبہ مین بیشک زمانہ اوس ہیئت پر پہر گیا کہ جدن پیدا کیا الله نی آسمانون

والارض السنة اثنا عشر شهرا منها اربعة حرم ثلث متوالیات ذو القعدة وذو الحجة والمحرم ورجب

اور زمین کو سال بارہ مہینہ کا ہی اونمین سی چار مہینی حرام یعنی عزت کی ہین تین تو پی در پی ہین ذیقعد اور ذوالحجہ اور محرم اور رجب

مضر فرد الذی بین جمادی وشعبان هذا الحدیث من صحاح المصابیح رواه ابو بکرة ومعناه ان الزمان

مضر والا اکیلا ہی جو درمیان جمادی الثانی اور شعبان کی ہی یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی ابو بکرہ کی روایت سی اسکی معنی یہہ ہین کہ زمانہ

الذی انقسم الی الشهور والاعوام عاد الی ما کان علیه ورجعت السنة الی اصل الحساب الذی اختاره

جسکی مہینی اور برس ٹہر رکہی ہین جیسی کہ اصل مین تہا پہیر ہوگیا اور سال بہی اوسہی اصلی حساب پر ہوگیا جو الله تعالی نی اختیار کیا ہی

الله تعالی یوم خلق السموات والارض وعاد الحج الی ذی الحجة بعد ما کان اهل الجاهلیة ازالوه من محله

جدن کہ آسمانون اور زمین کو پیدا کیا تہا اور حج بہی ماہ ذیحجہ مین ہوگیا بعد ازان کہ کفار جاہلیت نی اوسکی محل سی بیکار دیا تہا

بالنسیء الذی احدثوه وهو النسیء الذی ذکره الله تعالی فی کتابه وقال انما النسیء زیادة فی الکفر

نسیٔ کا نیا طریقہ نکال کر یہہ وہ ہی نسی ہی جسکو الله تعالی اپنی کتاب مین ذکر کرتا ہی اور فرمایا یہہ جو مہینہ ہٹا دینا ہی سو بڑہانا ہی کفر مین

ومعناه تاخیر تحریم شهر الی شهر اخر فانهم فی الجاهلیة کانوا یعظمون الاشهر الحرم وراثة من ابراهیم

اسکی معنی ٹلا دینا ایک مہینی کی تحریم کا دوسری مہینی پر یہہ کفار جاہلیت مین اشہر حرام کی تعظیم ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام کی عہد سی

واسمعیل علیهما السلام وکانوا یحرمون فیها القتال حتی احدثوا النسیء فغیروا التحریم لانهم بسبب کون

کرتی چلی آتی تہی پشت در پشت اور ان مہینون مین جنگ وجدال کو حرام جانتی تہی یہان تک کہ اون کفار نی نسیٔ کا طریقہ نکالا اور تحریم کو بدل ڈالا کیونکہ اکثر گذران

عامة معاشهم من الغارة کانوا اصحاب حروب وغارات فاذا جاء شهر حرام وهم فی حرب کان یشق علیهم

اور معاش اونکی لوٹ پر تہی اس لئی بڑی لڑنی والی اور لٹیری تہی جب مہینہ حرام آجاتا اور وہ لڑائی پر ہوتی تو اونکو اوس لڑائیکا ترک کرنا دشوار ہوتا تہا

ترک الحرب فیحلونه ویحرمون مکانه شهرا اخر حتی رفضوا خصوص الاشهر واعتبروا مجرد العدد وربما

پہر اوس مہینہ کو حلال کر لیتی تہی اور اوسکی جگہہ اور مہینہ کو حرام ٹہرا دیتی تہی یہان تک کہ خصوصیت ان مہینون کی ترک کردی صرف گنتی کا اعتبار رکہا اور بعضی وقت

زادوا فی عدد شهور السنة وجعلوها ثلثة عشر واربعة عشر لیتسع لهم الوقت ولذلک ورد التنصیص

گنتی برس دن کی مہینون کی بڑہا کر ایک برس کو تیرہ مہینہ کا اور چودہ مہینہ کا ٹہرا دیتی تاکہ وقت مین گنجایش ہوجا اسہی واسطی حدیث مین کہول کر

علی العدد فی الحدیث فانه علیه السلام بین فیه ان السنة اثنا عشر شهرا وانها فی شرعه مقدرة

گنتی کو بیان کیا پس حضرت علیه السلام نی فرمایا کہ برس دن بارہ مہینہ کا ہوتا ہی اور ہماری شرع مین اندازہ

بسیر القمر لا بسیر الشمس کما یفعله اهل الکتاب ومن هذه الاشهر القمریة اربعة حرم ثلث منها متوالیة

چاند کی رفتار کا ہی آفتاب کی رفتار کا نہین جیسی اہل کتاب کرتی ہین اور انہین قمری مہینون مین سی چار مہینہ حرام ہین تین اونمین سی پی در پی ہین

وهی ذو القعدة وذو الحجة والمحرم وواحد فرد وهو رجب وانما اضیف الی مضر فی الحدیث لان قبیلة

یعنی خالی ذیقعدہ عید اور دہا اور ایک اکیلا ہی یعنی مریم روزہ اور حدیث مین اس مہینہ کو مضر کی طرف اس لئی نسبت کیا ہی کہ قبیلہ مضر

کانز

كانت تزيد في تعظيمه واحترامه ولذلك نسب اليهم وقد كان فيه لاهل الجاهلية احكام منها
اسکی تعظیم اور حرمت بہت کرتا تہا اسیلئی اونکی طرف منسوب ہوگیا اس مہینہ مین اہل جاہلیت کی بہت احکام تہی ایک یہہ حکم تہا
انهم كانوا يحرمون فيه القتال على ما سبق وكان تحريمه جاريا في ابتداء الاسلام واختلف
کہ اسمین جنگ وجدال کو حرام جانتی تہی چنانچہ اوپر گزرا اور یہہ تحریم ابتداء اسلام مین بہی جاری تہی اور اسکی قایم رہنی مین علماء کو
العلماء في بقائه فذهب الجمهور الى نسخه واستدلوا عليه بان الصحابة اشتغلوا بعد النبي عليه السلام
اختلاف ہی جمہور کی نزدیک منسوخ ہی اس دلیل سی کہ صحابہ رضی اللہ عنہ بعد نبی علیہ السلام کی فتح بلاد مین مشغول رہی
بفتح البلاد ومواصلة القتال والجهاد فلم ينقل عن احد منهم انه توقف على القتال في شيء من الاشهر
اور قتال اور جدال برابر کرتی رہی کسی سی یہہ منقول نہین ہوا کہ اشہر حرام مین سی کسی مہینی مین جنگ مین توقف کیا ہو
الحرام وهذا يدل على اجماعهم على نسخه ومنها انهم كانوا في الجاهلية يذبحون فيه ذبيحة يسمونها
یہہ دلالت کرتا ہی کہ بالاجماع تحریم منسوخ ہوئی اور ایک یہہ حکم تہا کہ کفار جاہلیت مین اسمین قربانی ذبح کرتی تہی اسکا نام عتیرہ رکہہ چہوڑا تہا
عتيرة واختلف العلماء في حكمها بعد الاسلام فالاكثرون على ان الاسلام ابطلها لما ثبت في
اوسکی حکم مین بہی بعد اسلام کی علماء نی اختلاف کیا ہی اکثر علماء کا یہہ قول ہی کہ اسلام نی اسکو باطل کردیا چنانچہ
الصحيحين عن ابي هريرة انه عليه السلام قال لا فرع ولا عتيرة والفرع بفتحتين اول ولد تلده الناقة
صحیحین مین ابوہریرہ کی روایت سی ثابت ہی کہ آپ نی فرمایا نہ فرع ہی اور نہ عتیرہ اور فرع ساتہہ زبر فا اور راء کی پہلا بچہ جو اونٹنی جنی
وكان اهل الجاهلية يذبحونه لالهتهم في الجاهلية ويتبركون به والعتيرة ذبيحة كانت تذبح
اور اہل جاہلیت اوسکو اپنی بتون کی نام پر برکت کی واسطی جاہلیت مین ذبح کیا کرتی تہی اور عتیرہ ایک قربانی تہی
في العشر الاول من رجب وتسمى رجبية وكان يتقرب بها اهل الجاهلية في الجاهلية واهل الاسلام
جو رجب کی پہلی دہی مین ذبح کرتی تہی اسکا نام رجبیہ تہا اہل جاہلیت جاہلیت مین اسکو ثواب جانتی تہی اور اہل اسلام بہی
في صدر الاسلام ثم نسخت بحديث لا فرع ولا عتيرة وقد روي عن الحسن انه قال ليس في الاسلام
ابتداء اسلام میں پہر یہہ اس حدیث سی لا فرع ولا عتیرہ منسوخ ہوگیا اور حسن سی روایت ہی کہ آپ نی فرمایا اسلام مین عتیرہ نہین ہی
عتيرة وانما كانت العتيرة في الجاهلية كان احدهم يصوم رجب ويعتر فيه وشبه الذبح فيه
عتیرہ جاہلیت ہی مین تہا بعضا اونہین سی رجب مین روزہ رکہتا اور عتیرہ ذبح کرتا اور رجب مین ذبح کرنیکو تشبیہ دی ہی
باتخاذه موسما وعيدا وروي عن طاؤس انه قال لا تتخذوا شهرا عيدا ولا يوما عيدا واصل هذا
کہ گویا موسم اور عید بنایا ہی اور طاؤس سی روایت ہی کہ آپ نی فرمایا مت بناؤ کسی مہینہ کو عید اور نہ کسی دن کو عید اور اسکی اصل یہہ ہی
ان المسلمين لا يجوز لهم ان يتخذوا وقتا من الاوقات عيدا الا ما جاءت الشريعة باتخاذه عيدا
کہ مسلمانون کو جایز نہین ہی کہ کسی وقت کو وقتون مین سی عید ٹہرالین سوا اوسکی جو شریعت مین عید ٹہر چکا ہی یعنی ہر ہفتہ مین
وهو في الاسبوع يوم الجمعة وفي العام يوم الفطر ويوم الاضحى وايام التشريق واما ما عدا ذلك
جمعہ کا دن اور ہر سال مین دن عید الفطر کا اور دن بقرہ عید کا اور ایام تشریق کی اور جو ان دنونکی سوا ہین
فاتخاذه عيدا وموسما بدعة لا اصل له في الشريعة المحمدية بل من اعياد المشركين وقد كانت لهم
سو اونکا عید اور موسم ٹہرانا بدعت ہی شریعت محمدی مین اوسکی کچہہ اصل نہین ہی بلکہ مشرکون کی عید ہی اور مشرکون کی
اعياد زمانية واعياد مكانية فلما جاء الاسلام ابطلها الله تعالى وعوض عن اعيادهم الزمانية
بہت عیدین تہین زمانی بہی اور عیدین مکانی بہی پہر جب اسلام آیا تو اللہ تعالی نی سب باطل کردی اور عوض مین اونکی زمانی عید کی

عيد الفطر وعيد النحر وايام التشريق ومن اعيادهم المكانية الكعبة وعرفات والمنى والمزدلفة
عید الفطر اور بقر عید اور ایام تشریق مقرر کردی اور انکی مکانی عید کی بدلے کعبہ اور عرفات اور منیٰ اور مزدلفہ ٹھہرادیا

وليس من هذه المواسم موسم ولا من هذه الاماكن مكان الا وفيه لله تعالى وظيفة من وظائف
اور ان موسموں میں سے کوئی موسم اور نہ ان مکانوں میں کوئی ایسا مکان کہ جسمیں وظیفہ الٰہی اور وظیفۂ طاعت مقرر نہو

طاعاته يتقرب بها اليه ولطيفة من لطائف نفحاته يصيب بها من يشاء من عباده بفضله و
کہ سبب ہو تقرب کا طرف اللہ تعالیٰ کی اور لطیفہ نہو لطایف خوشبو سے دیوی جسکو چاہی اپنی بندوں میں سے اپنی فضل اور

رحمته فالسعيد من اغتنم هذه المواسم والاماكن وتقرب فيها الى مولاه بما شرع فيها من وظائف
رحمت سے پس نیک بخت وہ شخص ہے جو غنیمت جانی ان موسموں اور مکانوں کو اور تقرب حاصل کری اپنی مولا سے بوسیلہ اون وظیفوں

الطاعات حتى يصيبه نفحة من تلك النفحات ويامن بها من عذاب النار وما فيها من اللفحات و
طاعات کی جو اون موسم اور مکانوں میں مشروع ہوئی ہیں یہاں تک کہ ایک لپٹ اوس خوشبو کی حاصل ہو اور اوسکی سبب سے آگ کی عذاب سے اور جو اوسکی اندر صدمات ہیں بچی اور

اما الصوم فيه فقد ورد فيه احاديث من جملتها ما رواه البيهقي في شعب الايمان عن انس انه عليه السلام
رجب میں روزہ کی بہت حدیثیں آئی ہیں اونہیں سے ایک وہ حدیث ہے جو بیہقی نے شعب الایمان میں انس سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا

قال في الجنة نهر يقال لها رجب اشد بياضا من اللبن واحلى من العسل من صام يوما من رجب
جنت کی اندر ایک نہر ہے اوسکا نام رجب ہے دودھ سے زیادہ سپید اور شہد سے زیادہ شیرین جو شخص ماہ رجب میں کسی دن روزہ رکھیگا

سقاه الله تعالى من ذلك النهر هذا في صيام بعضه واما صيام كله فلم يصح فيه بخصوصه شئ
اوسکو اللہ تعالیٰ اوس نہر میں سے پانی پلاویگا یہ سند ہے رجب کی تھوڑی روزوں کی اور رہا تمام کامل مہینی کی سو خاص رجب کی باب میں کوئی سند

عن النبي عليه السلام ولا عن اصحابه وانما ورد في صيام الاشهر الحرم كلها ورجب احدها افيلزم ان لا ينهى
نبی علیہ السلام سے اور اصحاب سے ثابت نہیں ہے اور سند ہے تو تمام اشہر الحرام کی اس میں ہے اور نہیں کا ایک رجب بھی ہے ابلازم نہ تھا کہ رجب کی

عن صيامه وقد روى عن ابي قلابة انه قال في الجنة قصر لصوام رجب قال البيهقي ابو قلابة من
روزوں سے منع نکیجاوی اور ابی قلابہ سے روایت ہے کہ کہتے تھے جنت میں ایک محل ہے رجب کی روزہ داروں کی لئی بیہقی کہتا ہے ابو قلابہ

كبار التابعين لا يقول مثله الا عن بلاغ عمن فوقه ممن سمع عن النبي عليه السلام نعم قد روى عن
کبار تابعین میں ہیں ایسا شخص ایسی بات بدوں سنی اپنی سے جو کہ اونسے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہو نہیں کہہ سکتا ہے ہاں ابن عباس کی روایت ہے

ابن عباس انه كره ان يصام رجب كله وكرهه امام احمد ايضا وقال يفطر منه يوما او يومين وحكى
کہ وہ مکروہ جانتے تھے کہ تمام رجب کی روزہ رکھی جاویں اور مکروہ جانتے ہیں امام احمد بھی امام احمد کہتے ہیں کہ ایک یا دو دن افطار کردے اور حکایت ہے

عن ابن عباس لكن تزول كراهة صومه بان يصوم معه شهرا آخر وقد قال الماوردي في الاقناع
ابن عباس سے لیکن جاتی رہتی ہے کراہت تمام رجب کی روزوں کی اسطور کہ اوسکی ساتھ ایک اور مہینی کی روزی رکھلی اور الماوردی اقناع میں کہتا ہے

يستحب صوم رجب وشعبان واما الصلوة فيه فلم يثبت فيه صلوة مخصوصة تختص به فعلى هذا
کہ مستحب ہے روزہ رجب اور شعبان کی اور نماز ماہ رجب کی اندر سو کوئی نماز خاص رجب ہی کی ثابت نہیں ہوئی ہے جو رجب ہی خصوصیت رکھتی ہو اس بیان کی رو

فينبغي لمن كان له ديانة واذعان ان لا يلتفت الى ما اكب عليه الناس في هذا الزمان ولا يغتر بشيوعه
سے لازم ہے اوسکو جو دیانت اور یقین رکھتا ہے کہ متوجہ نہووی اوس نماز پر کہ جھکی پڑی ہیں اوسپر تمام لوگ اس زمانہ میں اور دھوکے میں نہ آجاوی

في دار الاسلام وكثرة وقوعه في البلاد العظام من صلوة الرغائب في ليلة الجمعة الاولى منه
دار الاسلام میں مشہور ہونی سے اور بڑی بڑی شہروں کی اندر عمل کرنی سے یعنی صلوۃ الرغائب جو رجب میں پہلی جمعہ کی شب میں پڑھتی ہیں

لماوی

المروي انه عليه الصلوة والسلام قال واياكم ومحدثات الامور فان كل محدث بدعة وكل بدعة ضلالة

اسواسطی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ہی   بچتی رہو نئی نئی باتونسی   کیونکہ ہر محدث یعنی نوایجاد بدعت ہی اور ہر بدعت گمراہی ہی

وفي حديث اخر انه عليه السلام قال شر الامور محدثاتها وكل محدث بدعة وكل بدعة ضلالة فكل

اور ایک اور حدیث مین ہی کہ آپ نی فرمایا   سب کامون مین بدتر نوایجاد ہین   اور ہر محدث بدعت ہی اور ہر بدعت گمراہی ہی اب

من هذين الحديثين يدل على كون تلك الصلوة في هذه الليلة بدعة وضلالة لكونها من محدثات

یہہ دونو حدیثین   دلالت کرتی ہین کہ یہہ نماز   اس رات مین   بدعت اور گمراہی ہی   اسواسطی کہ نوایجاد ہی

الامور لعدم وقوعها في عصر الصحابة والتابعين ولا في عهد الائمة المجتهدين بل حدثت بعد

نہ صحابہ کی عہد مین تہی   اور نہ تابعین کی زمانہ مین   اور نہ ائمہ مجتہدین کی وقت مین   بلکہ ہجرت نبوی کی ن

المائة الرابعة من الهجرة النبوية ولذلك لم يعرفها المتقدمون ولم يتكلموا فيها وقد ذمها العلماء من اعيان

چوتہی صدی کی بعد   پیدا ہوئی ہی   اسیلئی متقدمین اسکو نہین جانتی تہی   اور نہ اسمین کچہہ کلام کی ہی   اور عمدہ علماء

المتاخرين وصرحوا بانه بدعة قبيحة مشتملة على منكرات وقالوا الاحاديث الواردة فيها موضوعة

متاخرین نی   اسکی برائی بیان کی اور صاف کہا ہی کہ یہہ نماز بدعت قبیحہ ہی   اسمین کئی منکرات ہین اور کہا ہی کہ تمام حدیثین اس باب کی وضعی ہین

والمتهم بوضعها ابن جهضم وبعد هذا التصريح لا اعتداد بكونها مذكورة في بعض الكتب والرسائل لانا نعرف

اور انکا واضع ابن جہضم کو کہتی ہین اور جب علماء یہہ تصریح کر چکی   تو پہر اسکا کیا اعتبار ہی   کہ بعضی کتابون اور رسالون مین مذکور ہی اسواسطی کہ ہمکو

الدين وحصول الثواب والعقاب من الشارع لعدم استقلال العقل فيه فتلك الصلوة في هذه الليلة

دین   اور حصول ثواب اور عقاب کا   شارع سی معلوم ہوا ہی کیونکہ عقل اسباب مین مستقل نہین ہی پس یہہ نماز   اس رات مین

لم يصلها النبي عليه السلام ولا احد من الصحابة ولم يحث عليها فلا يحصل فيها الثواب بل يكون فعلها

نہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی پڑہی   اور نہ کسی نی اصحاب مین سی   اور نہ کسی اور کو تعلیم کی پس اسمین ثواب نہین حاصل ہوگا بلکہ اسکا پڑہنا

عبثا يخشى منه العقاب كما قال صاحب مجمع البحرين في شرحه ان رجلا يوم العيد في الجبانة اراد

عبث ہوگا اسمین اندیشہ عقاب کا ہی چنانچہ صاحب مجمع البحرین اپنی شرح مین کہتا ہی کہ ایک شخص نی عید کی دن   عید گاہ مین

ان يصلي قبل صلوة العيد فنهاه علي فقال الرجل يا امير المؤمنين اني اعلم ان الله تعالى لا يعذب على الصلوة

دوگانہ عید الفطر سی پہلی نماز پڑہنی کا ارادہ کیا سو اسکو حضرت علی نی منع کیا اس شخص نی کہا یا امیر المؤمنین مین خوب جانتا ہون کہ اللہ تعالی نماز پڑہنی پر عذاب

فقال علي واني اعلم ان الله تعالى لا يثيب على فعل حتى يفعله رسول الله صلى الله عليه وسلم او يحث عليه

پس علی نی کہا مین یہہ خوب جانتا ہون کہ اللہ تعالی کسی کام پر ثواب نہین دیتا جبتک کہ اسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمل مین نہ لاوین   یا اور کو تعلیم کرین

فيكون صلاتك عبثا والعبث حرام فلعله تعالى يعذبك به بمخالفتك لرسوله وقال ابن همام ما

اب تیری نماز عبث ہی   اور عبث حرام ہی   شاید کہ اللہ تعالی اس نماز پر تجہکو عذاب دی اور تیری اس مخالفت پر اپنی رسول سی ابن الہمام کہتا ہی جو عبادت

تردد من العبادات بين الواجب والبدعة ياتي به احتياطا وما تردد بين السنة والبدعة يتركه لان ترك

مشکوک ہو   درمیان واجب اور بدعت کی تو اسکو واسطی   احتیاط کی ادا کری اور جو عبادت مشکوک ہو درمیان سنت اور بدعت کی تو اسکو ترک کری اسلئی کہ

البدعة لازم واداء السنة غير لازم فتلك الصلوة مما تردد بين ما دون السنة والبدعة فتعين تركها ولا

بدعت کا ترک ضروری ہی اور ادا سنت کا ضروری نہین ہی   اب یہہ نماز یعنی صلوة الرغائب ایسی ہی جو مشکوک ہی درمیان مین کمتر کی سنت اور بدعت کی تو اسکو چہوڑنا

يحل لاحد فعلها لا منفردا ولا جماعة لان الجماعة فيها بدعة ايضا اذ ادنى مرتبتها ان يكون نفلا وفي كتب معتمدة

چاہئی کسیکو اسکا پڑہنا حلال نہین ہی نہ اکیلی اور نہ جماعت سی اسواسطی کہ اسمین جماعت بہی بدعت ہی اسلئی کہ اسکا ادنی مرتبہ یہہ ہی کہ نفل ہو   اور کتب معتمدہ مین

في الكتب المعتبرة كالكافي وغيره ان الفقهاء اتفقوا على كراهة الجماعة في النوافل ما عدا التراويح والكسوف والخسوف

جیسی کافی وغیرہ صاف مذکور ہی کہ فقہاء بالاتفاق قائل ہیں کہ سوای تراویح اور صلوۃ کسوف اور خسوف

والاستسقاء اذا كان سوى الامام اربعة وقالوا ان التطوع بالجماعة انما يكره اذا كان على سبيل التداعي بان

اور استسقاء کی نفلوں کی جماعت مکروہ ہی اگر سوای امام کی چار آدمی ہوجاوین اور کہتی ہیں کہ نوافل جماعت سی جب مکروہ ہیں کہ وہ جماعت بطور اجتماع کی ہو ایسا

يجتمع جماعة فوق الثلثة ويقتدوا بواحد واما لو اقتدى واحد او اثنان بواحد لا يكره وفي الثلثة اختلاف و

کہ تین سی زیادہ جمع ہوکر ایک کو امام کرلین اور اگر ایک مقتدی ایک امام ہو یا دو مقتدی ایک امام ہو تو مکروہ نہین ہی اور تین مقتدی ہون تو اسمین اختلاف ہی

في الاربعة يكره اتفاقا وقد ثبت في الاصول ان الاداء بالجماعة فيما شرعت فيه الجماعة كالمكتوبات والجمعة و

اور چار مقتدی ہون تو بالاتفاق مکروہ ہی اور اصول مین ثابت ہوچکا ہی کہ ادا کرنا نماز کا جماعت سی جن نمازون مین جماعت جایز ہی جیسی فرائض پنجگانہ اور نماز جمعہ

العيدين والتراويح والوتر في رمضان اداء كامل وفي غيرها عيب ونقصان بمنزلة الاصبع الزائدة وتلك الصلوة

اور عیدین اور تراویح اور رمضان مین وتر یہہ ادا کامل ہی اور ایسی سوا اور نمازین جماعت سی عیبدار اور ناقص ہین جیسی چھٹی اونگلی اور یہہ نماز

ليست منها فتكون الجماعة فيها عبثا ونقصانا ولو بعد النذر لان التنفل بالجماعة مكروه ومعصية والنذر

اون نمازون مین داخل نہین ہی پس جماعت اس نماز کی عیب اور نقصان ہی اگرچہ منت مانی ہو اسلئی کہ نفلین جماعت سی مکروہ اور گناہ ہی اور منت کرنی

بالمعصية لا يجوز ولا يلزم الوفاء به لما ثبت في صحيح البخاري عن عائشة انه عليه السلام قال من نذر

گناہ کی جایز نہین ہی اور اوسکا پورا کرنا بہی لازم نہین ہی اسواسطی کہ صحیح بخاری مین حضرت عائشہ سی روایت ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا جسنی طاعت

ان يطيع الله فليطعه ومن نذر ان يعصي الله فلا يعصه فهذا الحديث يدل على ان النذر انما يجب الوفاء به اذا

الٰہی کی منت مانی تو لازم ہی کہ پوری کری اور جسنی معصیت کی منت مانی معصیت ہرگز پوری نکری تو یہہ حدیث اسپر دلالت کرتی ہی کہ نذر جب ہی پوری کرنی واجب ہوتی ہی کہ

كان في طاعة الله تعالى والمراد بطاعة الله ههنا ما ليس بواجب ولا معصية لان النذر مفهوم الشرعي ايجاب

طاعت الٰہی کی ہو اور مراد طاعت سی اسباب مین وہ ہی جو واجب نہو اور نہ معصیت ہو اسواسطی کہ شرع مین نذر کی معنی واجب کرلینا

المباح فلا ينعقد في الواجب ولا في المعصية بل ان وقع في المعصية يحرم الوفاء به ويلزم الكفارة كما في اليمين

مباح کا پس امر واجب اور گناہ مین نذر ذمہ پر نہین آتی بلکہ اگر معصیت کی نذر مانی تو اوسکا پورا کرنا حرام ہی اور کفارہ لازم ہوجاتا ہی جیسی قسم مین

لان حكمه حكم اليمين عند كثير من العلماء منهم ابو حنيفة واصحابه وحجتهم ما روي عن عايشة انه

اسواسطی کہ نذر اور قسم کا اکثر علماء کی نزدیک ایک حکم ہی امام ابوحنیفہ اور انکی یارون کا یہی مذہب ہی اور دلیل انکی وہ ہی حدیث ہی عائشہ کی روایت سی

عليه السلام قال لا نذر في معصية وكفارته كفارة يمين وفي حديث اخر رواه ابن عباس انه عليه السلام

کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا نہین ہی نذر معصیت مین اور اوسکا کفارہ مانند کفارہ قسم کی ہی اور ایک اور حدیث مین ابن عباس کی روایت سی ہی کہ آپ نی فرمایا

قال من نذر نذرا في معصية فكفارته كفارة يمين فان قيل صلوة التسبيح اصلها ثابت عن النبي عليه

جسنی کہ کوئی منت گناہ کی مانی تو اوسکا کفارہ کفارہ قسم کا سا ہی اگر کوئی پوچھی صلوۃ التسبیح کی اصل تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سی ثابت ہی

فهل يجوز اداؤها بالجماعة بعد النذر في هذه الليلة فالجواب ان الجماعة في النوافل لما كانت مكروهة كراهة تحريم

پس اسکا بہی جماعت سی ادا کرنا منت کی بعد اسی رات مین جایز ہی یا نہین اسکا جواب یہہ ہی جب نفلون مین جماعت مکروہ تحریمی ٹھہری

لكونها بدعة كان النذر بها مكروها ايضا فلا يجوز ارتكابه لاسيما مع وجود تخصيص الوقت بل يجب على الخلق

بسبب بدعت ہونی کی تو اسکی نذر بہی مکروہ ہی تو اب اسطور پر ادا کرنا جایز نہین ہی خاص ایسی حال مین کہ وقت بہی خاص کر رکہا ہو بلکہ خلق کی ذمہ

اتباع الحق وان لم يدركوا ما فيه من المصالح والاحتراز عن البدع والمحدثات وان لم يفهموا ما فيها من المفاسد

اتباع حق کا واجب ہی اگرچہ اوسکی خوبیونسی واقف نہون اور بدعت اور محدثات سی احتراز کرنا واجب ہی اگرچہ اوسکی مفاسد کو نہ سمجہتی ہون

فان

فان مفاسدها كثيرة من جملتها ان كل ما احدث من الاعمال في يوم من الايام او في ليلة من الليالي
کیونکہ اسکی مفاسد بہت ہین چنانچہ انہین سی ایک یہہ ہی کہ ہر بدعت عملی مخصوص کسی دن مین تمام ایام مین سی یا کسی رات مین تمام راتون مین سی
لابد ان يكون من يعمل به معتقدا ان ذلك اليوم افضل من سائر الايام والعمل فيه افضل من العمل في سائر
ضرور اوسکی عمل کرنیوالیکا یہہ عقیدہ ہوگا کہ یہہ دن تمام دنون مین افضل ہی اور اسدن مین عمل تمام اعمال سی جو اور دنون مین ہو افضل ہی
الايام وان تلك الليلة افضل من سائر الليالي والعمل فيها افضل من العمل في سائر الليالي اذ لولا هذا الاعتقاد في قلبه لما اقدم على تخصيص
اور یہہ رات تمام راتون مین افضل ہی اور اس رات مین عمل اور راتون کی اعمال سی افضل ہی اسواسطی کہ اگر یہہ عقیدہ اوسکی دلمین ہوتا تو کبہی روزہ اوسدن کا خاص
ذلك اليوم بصيام وتلك الليلة بقيام لان النبي نهى عن تخصيص بعض الاوقات بصلوة او صيام ورخص في ذلك اذا لم يكن على وجه التخصيص
کرتا اور کیون اوس رات کا جاگنا خاص کرتا اسلئی کہ منع کیا ہی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی خاص کرلینا بعضی وقت کا واسطی نماز کی یا روزہ کی اور اگر روزہ اور نماز کی خصوصیت کی ساتھ نہ ہو
كما روي عن ابي هريرة انه عليه الصلوة والسلام قال لا تخصوا ليلة الجمعة بقيام من بين الليالي ولا تخصوا
اسواسطی کہ روایت ہی ابوہریرہ سی کہ فرمایا نبی علیہ السلام نی کہ جمعہ کی رات کو واسطی جاگنی کی تمام راتون مین سی مت خاص کرو
يوم الجمعة بصيام من بين الايام الا ان يكون في صوم يصومه احدكم فعلم من هذا ان الفساد انما نشأ من تخصيص
روز جمعہ کو واسطی روزہ کی تمام دنون مین سی مت خاص کرو مگر یہہ کہ آجاوی دن جمعہ کی وہ روزہ جسکو رکہا کرتا ہو اس سی معلوم ہوا کہ یہہ فساد اسہی سی پیدا ہو کہ خاص کیا
ما لا اختصاص له في الشرع وهذا المعنى موجود فيما نحن فيه لان الناس انما يخصون تلك الليلة بما
ایسی وقت کو جسکی شرع مین کچہہ خصوصیت نہین ہی اور یہہ ہی خصوصیت جسمین ہم بحث کرتی ہین موجود ہی یعنی رغائب اسواسطی کہ لوگ اوس شب کو اس نماز کی واسطی
يفعلونه فيها لاعتقادهم ان فيما يفعل فيها فضيلة زائدة على ما يفعله في غيرها فلما لم يكن فيه فضيلة منعوا
اسہی اعتقاد سی خاص کرتی ہین کہ جو عبادت یا نماز اس رات مین ادا ہو اوسکو بڑی فضیلت ہی اوس عبادت پر جو اور راتون مین ادا ہو اور جب اوس مین کوئی فضیلت
عن التخصيص اذ لا ينبعث التخصيص الا عن اعتقاد الاختصاص فمن قال اعتقادي ان الصلوة في تلك
تو خصوصیت سی منع کردیا اسلئی کہ خصوصیت خصوصیت کی اعتقاد سی پیدا ہوتی ہی اب جو شخص کہی کہ میری اعتقاد مین اس رات مین نماز
الليلة والصوم في ذلك اليوم كما في غيرهما ومع ذلك اني اخصهما بالصوم والصلوة فلابد ان يكون باعثه
اور اس دنمین روزہ ایسا ہی ہی جیسی اور رات دنون مین پہر بہی مینی اون دونو رات اور دن کو واسطی روزہ و نماز کی خاص کر رکہا ہی پس ضرور ہی کہ اسکا باعث
اما موافقة اهل الدنيا لحاجته عندهم او خوف اللوم او اتباع العادة او نحو ذلك وفساد الكل ظاهر لان كل ذلك
یا اہل دنیا کی موافقت ہوگی اونسی کاربرائی کی لئی یا اندیشہ طعنہ زنی کا یا پیروی عادت کی یا ایسا ہی کوئی اور امر ہوگا اور ان سب باتون کا فساد ظاہر ہی
رياء والرياء بالعبادة حرام مع ان من يعمل بما هو بدعة مع اعتقاده انه غير مشروع في الدين يكون فاسقا
ریاء کی باتین ہین اور عبادت مین ریا کرنی حرام ہی اور یہہ ہی کہ بدعت کا عمل کرنیوالا اس اعتقاد سی کہ یہہ عبادت دین کی اندر جائز نہین ہی فاسق
غير مبتدع وان عمل به مع اعتقاده انه مشروع في الدين يكون فاسقا ومبتدعا فكثير من اهل الزمان يصلون
غیر بدعتی ہوتا ہی اور اگر عمل کری اس اعتقاد سی کہ یہہ دین کی اندر جائز ہی تو فاسق اور بدعتی ہوتا ہی پس اس زمانہ کی اکثر آدمی یہہ نماز
تلك الصلوة في هذه الليلة بجمع كثير مع اعتقادهم انها مشروعة في الدين فيلزم ان يكونوا بفعلهم هذا فساقا
اس شب مین بڑی بڑی جماعت سی ادا کرتی ہین اس اعتقاد سی کہ دین کی اندر جائز ہی اب لازم آتا ہی کہ وہ لوگ اس نماز پڑہنی سی فاسق
مبتدعين لعلمهم البدعة مع اعتقادهم انها عبادة مشروعة في الدين وقد كان من عادتهم اذا انكر عليهم
اور بدعتی ہوئی اس بدعت کی عمل کرنی پر اس اعتقاد سی کہ یہہ عبادت دین کی اندر جائز ہی اور اونکی یہہ عادت ٹہری ہوئی ہی کہ جب اونکو منع کریں
ان يقولوا هذا خير من الاشتغال بالمعاصي في مثل هذه الليلة فان هؤلاء المساكين لو تاملوا تامل الانصاف
تو کہنی لگتی ہین یہہ عبادت ایسی رات مین گناہ کرنی سی تو بہتر ہی بیشک یہہ مساکین اگر تامل کرکر انصاف کرتی

لو جد وا هذا العمل اشد ضررا من فعل المعاصی لان من یفعل المعاصی یعلم حرمة ما فعل فربما یستغفر عنه
تو جانتی کہ یہہ عمل معاصی سی ضرر میں سخت مزید اسواسطی کہ جو شخص گناہ کرتا ہی تو جانتا ہی کہ مجھسی گناہ واقع ہوا تو اکثر اس سی توبہ کرکر مغفرت مانگتا ہی

ویندم علیه ویحصل له الذلة والانکسار بخلاف هؤلاء فانهم باعتقادهم انها قربة وعبادة مشروعة
اور اوسپر شرمندہ ہوتا ہی اور اوسکو ذلت اور انکسار حاصل ہوتا ہی برخلاف اس گروہ کی یہہ گروہ اس اعتقاد کی سبب کہ یہہ ثواب اور عبادت مشروعہ ہی

فی الدین لا یستغفرون منها ولا یندمون علیها بل یحصل لهم المباهاة والافتخار وهذا ما یذکر عن ابلیس
دین میں نہ تو استغفار کرتی ہیں اور نہ اوسپر شرمندہ ہوتی ہیں بلکہ اونکو ادناز اور افتخار حاصل ہوتا ہی یہہ ہی ہی جو ابلیس سی حکایت کرتی ہیں

انه قال قصمت ظهور بنی ادم بالمعاصی والاوزار وقصموا ظهری بالتوبة والاستغفار فاحدثت لهم
کہ کہتا ہی میںنی بنی آدم کی پشت معاصی اور گناہ کی بوجہ سی توڑدی اور بنی آدم نی میری پشت توبہ اور استغفار سی توڑدی میںنی اونکی لئی

ذنوبا لا یستغفرون منها ولا یتوبون عنها وهی البدع فی صورة العبادة ولذلك قیل البدعة شر من الفسق
ایسی گناہ تجویز کرئی ہیں کہ نہ تو اونسی استغفار کریں اور نہ اونسی توبہ کریں یعنی بدعتیں ظاہر میں عبادت اسیہی لئی کہتی ہیں کہ بدعت فسق سی بدتر ہی

فان من یفعل البدعة یزعم انه فی طاعة وعبادة فیکون شاقا لله تعالی ولرسوله لاستحسانه ما کرهه
کیونکہ بدعتی اپنی تئیں طاعت اور عبادت میں مصروف جانتا ہی سو یہہ اسد تعالی پر اور اوسکی رسول پر دشوار گذرتا ہی کیونکہ یہہ نیک سمجھتا ہی جسکو

الشرع ونهی عنه وهو الاحداث فی الدین فانه تعالی قد شرع لعباده من العبادات ما فیه کفایة لهم واکمل
شرع نی برا جانا اور منع کیا یعنی بدعت دین کی باب میں بیشک اسد تعالی مقرر کرچکا ہی اپنی بندوں کی لئی اتنی عبادات جنمیں انکو کفایت ہی اور کامل کرچکا ہی

دینهم واتم علیهم نعمته کما اخبر به فی کتابه اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ فالزیادة
اونکا دین اور پوری کرچکا ہی اونپر اپنی نعمت چنانچہ اپنی کتاب میں اسکی خبر دی ہی آج کامل کیا میںنی واسطی تمہاری دین تمہارا اور پوری کی تمپر اپنی نعمت پس کامل پر

علی الکمال نقصان واختلال ولیس لاحد ان یقول تلك الصلوة وان کانت بدعة الا ان فیها الاذکار وقراءة
کچہہ زیادہ کرنا نقصان ہوتا ہی اور عیب اور نہیں ہوسکتا کہ کوئی یہہ کہی یہہ نماز اگرچہ بدعت ہی پر اس نماز میں اسد کا ذکر ہی اور قرآن کی

القرآن فیرجی الثواب فی مقابلة تلك الاذکار والقراءة اذ یقال له ان تلك الصلوة لما کانت بدعة وضلالة کان الاذکار والقراءة
تلاوت ہی پس امید ہی کہ اس ذکر اور تلاوت قرآن کا تو ثواب ہوا اسواسطی کہ جواب یہہ ہی یہہ نماز جب بدعت اور گمراہی ٹہری تو تمام ذکر اور تلاوت جو

الواقعة فیها امر بسبب خلط الطاعات بالمعصیة فهو معصیة اخری اشد استقباحا من الاولی فیجب الاحتراز عنها وکذا لیس لاحد ان یقول لا منع من تلك
اوس نماز میں ہی ایسی ہی کو یا طاعات میں معصیت ملا جلا دی اب ہر ایک اور معصیت ہی پہلی سی بہی بدتر سو اس سی احتراز ہی کرنا چاہئی ایسی ہی نہیں ہوسکتا جو کوئی یہہ کہی

الصلوة لقوله تعالی اَرَءَیْتَ الَّذِیْ یَنْهٰی عَبْدًا اِذَا صَلّٰی ولا ان یستدل علی خیریتها بما روی انه علیه السلام
اس نماز سی بنا بر اس آیت کی ممانعت نہیں تو نی دیکہا وہ جو منع کرتا ہی بندی کو جب نماز پڑہی اور نہ یہہ مجال کہ کوئی استدلال کری اسکی خوبی پر اس حدیث سی کہ آپ نی

قال الصلوة خیر موضوع اذ یقال له ما قلت انما هو فی صلوة لا یخالف الشرع بوجه من الوجوه وبلك
فرمایا نماز خوب ہی وضع کی ہوئی اسواسطی کہ یہہ جواب ہی کہ یہہ حدیث ایسی نماز کی حق میں ہی جو کسی وجہہ سی شرع کی خلاف نہو اور یہہ

الصلوة مخالفة للشرع من وجوه علی ما ذکره العلماء فی تصانیفهم منها الاعتماد علی الحدیث الموضوع
نماز شرع کی خلاف کئی وجہ سی ہی جنا نچہ علماء نی اپنی تصانیف میں ذکر کیا ہی ایک یہہ کہ وضع حدیث پر اعتماد کیا

فانه اذا ثبت کونه موضوعا یخرج من المشروعیة ویکون مستعملة من خدام الشیطان ومنها فعلها
کیونکہ جب اوسکا وضعی ہونا ثابت ہوا تو مشروعیت سی خارج ہوئی اب اوسپر عمل کرنیوالا شیطان کا خادم ہی اور ایک یہہ کہ

بالجماعة ... ان الجماعة فی النوافل مکروهة فکیف فیها ومنها تخصیصها بلیلة الجمعة وقد ورد النهی عن تخصیص
جماعت سی ادا کرتی ... جماعت مطلق نفلوں میں مکروہ ہی انمیں کیوں نہو اور ایک یہہ کہ خصوصیت شب جمعہ کی اور حال یہہ کہ نہی آئی خاص کرنی

ليلة الجمعة بقيام ويومها بصيام ومنها اسراج السرج الكثيرة لاجلها وذلك لا يجوز لكونه تبذيرا
شب جمعہ سی واسطی جاگنی کی اور خاص کرنی دن جمعہ کی سی واسطی روزہ کا اور ایک یہہ کہ اسکی لئی روشنی خوب کرتی ہین اور یہہ جایز نہین ہی کہ اسراف ہی

والتبذير حرام بنص القران ومنها اعتقاد العامة انها سنة بل كثير من العوام يعتقدون فرضا
اور اسراف حرام ہی نص قرآن سی ثابت اور ایک یہہ کہ عوام اسکو مسنون سمجھتی ہین بلکہ اکثر عوام فرض جانتی ہین

حتى انهم يتركون الفرائض ولا يتركونها بل يعدونها راس جميع الصلوة المفروضة بسبب فعلها وحضورها
یہان تک کہ وہ لوگ فرض کو تو ترک کردین اور اس نماز کو نہ چھوڑین بلکہ اسکو تمام فرض نماز وںسی افضل شمار کرتی ہین کیونکہ اسکو پڑھتی ہین اور اسمین

بعض من الاكابر ممن لا يحضر الجماعة في المكتوبات ومنها اتخاذها وظيفة من وظائف الدين وشعيرة من
وہ عمدہ لوگ حاضر ہوتی ہین جو فرایض کی جماعت مین حاضر نہین ہوتی اور ایک یہہ کہ اسکو ایک وظیفہ دین کی وظیفون مین سی اور ایک نشان

شعائر المسلمين حتى ان الحكام ينبهون الائمة والمؤذنين ان لا يغفلوا عنها في هذه الليلة بل يظهرون النداء
مسلمانی کی نشانیون مین سی مقرر کیا ہی یہان تک کہ حاکم وقت امام اور مؤذن کو خبردار کردیتی ہین کہ ایسا نہو غفلت سی اس رات مین قضا ہوجاوی بلکہ منادی کرتی ہین

بان من لا يصليها يضرب ضربا شديدا ويعزلون الامام الذين يتخلف عنها كما جرى كل ذلك في بعض
کہ جو شخص اس نماز کو نہین پڑھیگا تو خوب پٹی گا اور امام کو موقوف کردیتی ہین جو اتفاقا نہ پڑہی چنانچہ یہہ تمام حال بعضی وقتون مین

الاوقات في بعض البلاد فياليتهم فعلوا مثل ذلك في الفرائض والواجبات وهذه هي الفتنة التي قال فيها
بعضی شہرون مین گذرا ہی پس کاش کی ایسی تاکید فرایض اور واجبات مین کرتی اور یہہ وہ ہی فتنہ ہی جسکی باب مین

ابن مسعود كيف انتم اذا لبستكم فتنة يهرم فيها الكبير وينشأ فيها الصغير تجري على الناس يتخذونها سنة
ابن مسعود نی کہا ہی تمہارا کیا حال ہوگا جب تمکو فتنہ گھیر لی کہ بڑہا ہوجاوی اوسمین کبیر اور جوان ہوجاوی اوسمین صغیر عادت ہی لوگون کی کہ اوسکو سنت ٹھہرالیتی ہین

اذا غيرت قيل غيرت السنة اوهذا منكر وكان يقول ايضا اياكم وما يحدث من البدع فان الدين لا يذهب
جب تو نی بدلا تو کہین تو نی سنت کو تبدیل کیا یا یہہ بیجا ہی اور ابن مسعود یہہ بھی کہتی تہی بچتی رہو نو احداث بدعتون سی کیونکہ دین ایک بار ہی

من القلوب بمرة ولكن الشيطان يحدث لكم بدعا حتى يذهب الايمان من قلوبكم فعلى هذا يجب على
دلون مین سی نہین نکلی جاویگا لیکن شیطان تمہاری لئی بدعتین پیدا کریگا یہان تک کہ ایمان تمہاری دلون مین سی نکل جاویگا اس بیان کی موافق ہر ہر مسلمان پر

كل مسلم ان يحترز من الاغترار والميل الى شيء من البدع والمحدثات ويصون دينه عن العوائد التي استانس
واجب ہی کہ بچتا رہی فریفتگی اور غفلت اور توجہ سی طرف تمام بدعات اور محدثات کی اور اپنی دین کو عادات سی بچاوی جس مین الفت پکڑی

بها وتربي عليها فانها سم قاتل قل من سلم من افاته وظهر له الحق معها لان لها حلاوة في قلوب اهلها
اور پرورش پائی بیشک یہہ زہر قاتل ہی اسکی آفات سی کم بچتی ہین اور اسکی ساتھ حق کبھی نہین ظاہر ہوتا اسلئی کہ اسکا مزہ بدعتیون کی دل مین ایسا آیا ہی

يستحسنها طباعهم فلا يتركونها ولذلك كان هشام بن عروة يقول لا تسئل الناس عما احدثوه فانهم قد
کہ اونکی دل اسکو پسند کرتی ہین سو کبھی نہ چھوڑین گی اسی لئی ہشام بن عروہ کہتی تہی کہ لوگون سی کیا پوچھتی ہو بدعات کو اسکا تو اونہون نی

اعدوا له جوابا لكن اسئلوهم عن السنة فانهم لا يعرفونها يسر لنا الله اليوم العمل بالسنة والاحتراز عن البدعة
جواب تیار کر رکہا ہی لیکن اونسی یہہ پوچھو سنت کیا ہی یہہ سنت کو نہین جانتی اللہ تعالی ہمکو آج سنت پر عمل آسان کری اور بدعت سی بچاوی

## المجلس العشرون في بيان فضائل الحج المبرور وبيان البدعاته قال رسول الله صلى الله عليه
بیسوین مجلس بیان مین فضایل حج مبرور کی اور بیان حج کی بدعتون کا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم من حج لله فلم يرفث ولم يفسق رجع كيوم ولدته امه هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه ابو هريرة
وسلم نی جسنی حج کیا واسطی اسکی پہر نہ فحش کہا سامنی عورتون کی اور نہ بدکاری کی ایسا پاک ہوجاویگا جیسا جنا تہا اوسکی ما نی یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی

ومعناه ان من حج واجتنب جمیع ما فیه اثم من القول والفعل غفرت ذنوبه والمراد من الذنوب الصغائر
اسکی معنی یہہ ہین کہ جسنی حج کیا اور بچا تمام گناہون قولی اور فعلی سی اوسکی گناہ معاف ہوجاوینگی اور گناہون سی مراد صغیرہ گناہ ہین

لان الکبیرة لا یکفرها الا التوبة واما الصغیرة فلها مکفرات کثیرة وردبها السنة کالصلوات الخمس
اسلیئے کہ کبیرہ گناہ کا کفارہ سوای توبہ کی کچھہ نہین ہی اور گناہ صغیرہ کی چھوڑانیوالی بہت چیزین ہین یہہ حدیث مین آیا ہی جیسی نماز پنجگانہ

والجمعة وصوم رمضان وغیرها فان کل واحد من مبانی الاسلام یکفر الذنوب والخطایا فیهدمها
اور نماز جمعہ اور روزی رمضان کی اور سوا اسکی بیشک ہر ہر اصول اسلام مین سی گناہ اور خطا کا کفارہ ہی کہ سب برابر کردیتا ہی

فکلمة لا اله الا الله لا تبقی ذنبا ولا یسبقها عمل والصلوة الخمس والجمعة الی الجمعة ورمضان الی
پس کلمہ لا الہ الا اللہ کوئی گناہ باقی نہین چھوڑتا اور نہ اس سی کوئی عمل فایق ہی اور نمازین پنجگانہ اور روز جمعہ سی جمعہ تک اور رمضان سی

رمضان مکفرات لما بینهن ما اجتنب الکبائر والصدقة تطفئ الخطیئة کما یطفئ الماء النار والحج
رمضان تک کفارہ ہین درمیان کی گناہون سی جبتک کہ کبیرہ سی بچتا رہی اور صدقہ خیرات خطاؤن کو بجھا دیتا ہی جیسی پانی آگ کو بجھا دیتا ہی اور حج

الذی لا رفث فیه ولا فسق یخرج صاحبه من ذنوبه کیوم ولدته امه لما روی انه علیه السلام قال
جسمین نہ فحش ہو سامنی عورتون کی اور نہ بدکاری تو حاجی گناہون سی ایسا پاک ہوجاتا ہی جیسی اوسکی ماں نی جنا تہا کیونکہ روایت ہی کہ پیغمبر علیہ السلام نی فرمایا

من قضی نسکه وسلم المسلمون من یده ولسانه غفر ما تقدم من ذنبه وما تاخر وفی الصحیحین انه علیه السلام
کہ جسنی تمام لوازم حج کی ادا کئی اور تمام مسلمان اوسکی ہاتہہ اور زبان سی سلامت رہی تو اوسکی تمام گناہ پہلی اور پچہلی معاف ہوتی اور صحیح مسلم اور بخاری مین ہی کہ آپ نی

قال الحج المبرور لیس له جزاء الا الجنة واختلف العلماء فی کون الحج المبرور مکفر الکبائر والصحیح انه لا یکفرها
فرمایا کہ جزاء حج مبرور کی سواء جنت کی اور نہین اور علما نی اختلاف کیا ہی آیا حج مبرور کبیرہ گناہون کا کفارہ ہوتا ہی یا نہین صحیح یہہ ہی کہ کفارہ نہین ہوتا

ومن قال انه یکفرها لیس مراده انه یسقط عن مرتکبها قضاء ما لزمه من العبادات والدیون والمظالم
اور جو قایل ہی کہ کبیرہ کا کفارہ ہوتا ہی تو اوسکی مراد یہہ نہین ہی کہ مرتکب کبیرہ کی ذمہ سی قضا عبادات اور قرضون اور حقوق کی جو اوسپر لازم ہین ساقط ہوجاتی ہی

وانما مراده انه یکفر عنه تاخیر قضاء ما لزمه فانه اذا فرغ منه یطالب بفعل ما لزمه فان لم یفعل
اوسکی مراد یہہ ہی کہ جو اوسکی ذمہ ہی اوسکی تاخیر قضا کا کفارہ ہوتا ہی بیشک جب وہ اس سی فارغ ہوچکیگا تو جو اوسکی ذمہ ہی اوسکی ادا کا مطالبہ ہوگا اگر اسنی

مع قدرته علیه یکون مرتکبا للکبیرة لان والحج المبرور هو الذی لا یخالطه اثم وقیل هو المقبول وهذا
باوجود قدرت کی ادا نکیا تو مرتکب کبیرہ کا اب ہوگا اور حج مبرور وہ ہوتا ہی جسمین کوئی گناہ نہ ملی اور کہتی ہین وہ حج مقبول ہوتا ہی اور یہہ

المعنی قریب من الاول وعلامة کون الحج مبرورا ان یترك صاحبه سیئ ما کان علیه من عمله ویتوجه الی
معنی پہلی ہی سی معنی ہین اور حج مبرور ہونی کی نشانی یہہ ہی کہ حاجی تمام اعمال بد جو کرتا تہا سب ترک کردی اور اپنی رب کی طاعت مین

طاعة ربه ویسعی فی اصلاح نفسه وقیل علامة کون حج الانسان مقبولا ان یزداد بعد الحج خیرا ولا یعاود
مصروف ہو رہی اور اپنی اصلاح نفس مین سعی کرتا رہی اور کہتی ہین کہ حج کی مقبول ہونی کی علامت یہہ ہی کہ حج کی بعد نیکو کاری زیادہ ہوجاوی اور گناہ کو چھوڑ کر

المعاصی بعد الرجوع ویترك قرناء السوء فان من استلم الحجر فقد بایع الله تعالی ان یجتنب معاصیه
پھر کبھی عمل مین نہ لاوی اور بد ہمنشینون کو ترک کردی بیشک جسنی حجر اسود کو بوسہ دیا اوسی اللہ تعالی سی بیعت کی کہ اوسکی نافرمانی نہ کریگا

ویقوم بحقوقه فمن نکث فانما ینکث علی نفسه ومن اوفی بما عاهد علیه الله فسیؤتیه اجرا عظیما
اور اوسکی تمام حقوق ادا کریگا پہر جو کوئی قول توڑی سو توڑتا ہی اپنی بری کو اور جو کوئی پورا کری جسپر قرار کیا اللہ سی وہ دیگا اوسکو عوض بڑا

یشیر الی هذا ما روی عن ابن عباس انه قال الحجر الاسود یمین الله تعالی فی الارض فمن استلمه وصافحه فکانما
سی کی طرف اشارہ کرتی ہی روایت ابن عباس کی کہ فرمایا حجر اسود اللہ تعالی کا زمین مین داہنا ہاتہہ ہی جسنی اوسپر بوسہ دیا اور مصافحہ کیا گویا

صافح الله تعالى وقبل يمينه وقال عكرمة الحجر الاسود يمين الله تعالى في الارض فمن لم يدرك بيعة

الله تعالی سے مصافحہ کیا اور اوسکا ہاتہ چوما اور عکرمہ کہتا ہے حجر اسود داہنا ہاتہہ ہے الله تعالی کا زمین میں جسکو بیعت رسول الله صلی الله علیہ وسلم کی

رسول الله فمسح الركن فقد بايع الله ورسوله وورد في الحديث ان الله تعالى لما استخرج من ظهر آدم

میسر نہیں ہوئی پہر اوسنے رکن کو ہاتہ سے چہوا تو اوسنے بیشک خدا اور اوسکے رسول سے بیعت کی اور حدیث میں آیا ہے کہ الله تعالی نے جب آدم کی پشت میں سے

ذريته واخذ عليهم الميثاق كتب ذلك في رق ثم استودعه هذا الحجر الاسود وقيل فمن حج اذا استلم الحجر فانه

اوسکی اولاد کو نکالا اور اونسے عہد لیا الست بربکم کا اوسکو پوست آہو پر لکہکر اس حجر اسود میں امانت رکہدیا اور کہتے ہیں کہ حاجی جب حجر اسود کو بوسہ دیتا ہے تو گویا

يجدد البيعة ويلتزم الوفاء بالعهد المتقدم فينبغي له اذا رجع من الحجران يحافظ ما عاهد الله عليه

از سر نو بیعت کرتا ہے اور اگلے عہد کا پورا کرنا اپنے ذمہ پر لیتا ہے اب یہہ ہی لائق ہے کہ جب حجر اسود کے پاس سے جدا ہو تو الله سے جو عہد کیا ہے

عند استلام الحجر اذ يقبح هذا لمن كمل مباني الاسلام ان يشرع في نقض ما بني بالمعاصي فان علامة

بوقت بوسہ دینے حجر اسود کے اوسکی حفاظت کرے کتنا برا ہے کہ مبانی اسلام کی پورا کرکر اون مبانی کا نقض معصیت سے شروع کرے کیونکہ نشان

قبول الطاعة ان توصله بطاعة اخرى بعدها وعلامة ردها ان توصل بمعصية بعدها وما احسن

اعمال مقبول ہونیکا یہہ ہے کہ اس طاعت کے بعد اور طاعت کرکر ملاتا جاوے اور نشان مردود ہونیکا یہہ ہے کہ بعد اوسکے معصیت ہونے لگے اور کیا خوب ہے

الحسنة بعد الحسنة وما اقبح السيئة بعد الحسنة فقد قيل ذنب بعد التوبة اقبح من سبعين ذنبا

طاعت بعد طاعت کی اور کیا برا ہے بدی بعد طاعت کی کیونکہ کہتے ہیں ایک گناہ توبہ کی بعد بدتر ہے ستر گناہ سے

قبلها فان النكث صعب من المرض الاول فالحاج اذا كان حجه مبرورا يغفر له ولمن استغفر له

توبہ کی پہلے کیونکہ دوبارہ مرض کا عود کرنا اول مرض سے سخت ہوتا ہے پس حاجی کا اوسکا حج مبرور ہوتا ہے تو وہ بخشا جاتا ہے اور جسکی واسطے مغفرت مانگے

واذا رجع يرجع وذنبه مغفور ودعائه مستجاب ولذلك يستحب تلقيه والسلام عليه وطلب الاستغفار

اور جب وہ ہٹتا ہے تو اس حال میں کہ اوسکے گناہ معاف اور اوسکی دعا مقبول ہے اسی لئے مستحب ہے اوس سے ملنا اور سلام علیک کرنی اور اوس سے مغفرت کی دعا کرانا

منه لما روي عن ابن عمر انه عليه السلام قال اذا لقيت الحاج سلم عليه وصافحه ومره ان يستغفر

موافق روایت ابن عمر کی کہ پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا جب تو کسی حاجی سے ملے تو سلام علیک کر اور مصافحہ کر اور عرض کر کہ تیری لئے اپنی گہر میں جانے سے پہلے

لك قبل ان يدخل بيته فانه مغفور له وروي عن الحسن انه قال اذا خرج الحاج فشيعوهم وزودوهم الدعاء

مغفرت مانگے کیونکہ وہ بخشا ہوا ہوتا ہے اور حسن سے روایت ہے کہ کہتے تہے جب حاجی حج کی لئے روانہ ہوں تو اونکے ساتہہ جاکر رخصت کرو اور دعا

فاذا قفلوا فالقوهم وصافحوهم قبل ان يخالطوا الذنوب فان البركة في ايديهم لكن من قليل يكون حجه مبرورا

توشہ دو پہر جب وہ حج کرکر آویں تو اونسے ملو اور مصافحہ کرو پہلے اس سے کہ وہ گناہوں میں مبتلا ہوں کیونکہ اونکے ہاتہوں میں برکت ہے پر بہت کم شخص ہیں جنکا حج مبرور ہوتا ہے

قيل لابن عمر ما اكثر الحاج فقال وما اقلهم وقال ايضا الركب كثير والحاج قليل وانما قال ذلك لظهور البدع

کسی نے ابن عمر سے کہا حاجی کتنے بہت ہیں اونہے جواب دیا کہ حاجی بہت تہوڑے ہیں اور یہہ بہی کہا سوار تو بہتیرے ہیں پر حاجی تہوڑے ہیں یہہ اسی لئے کہا کہ حجاج میں بدعات

والمنكرات الكثيرة بين الحجاج فاعظمها فتنة واكبرها مصيبة واكثرها وقوعا وبلية ترك اكثرهم الصلوة

اور منکرات بہت ہوتی ہیں پس بڑا فتنہ اور بڑی معصیت اور بڑی بلا جو اکثر واقع ہوتی ہے یہہ ہے کہ اکثر حاجیوں کی نماز چہوٹتی ہے

ومن لم يتركها يضيع وقتها ويجمعها على غير الوجه الشرعي وذلك حرام بالاجماع ومن علم انه اذا خرج

اور جو نماز نہیں ترک کرتا تو وقت کو کہو دیتا ہے اور برخلاف وجہ شرعی کی جمع کرکر ادا کرتا ہے اور یہہ بالاتفاق حرام ہے اور جو جانتا ہے کہ جب وہ حج کی لئے جاویگا

الى الحج تفوته صلوة واحدة يحرم عليه الحج رجلا كان او امرأة لان من يترك صلوة واحدة لا يكفرها اقل

تو اوسکی ایک نماز فوت ہوگی تو اوسکو حج کو جانا حرام ہے مرد ہو یا عورت اسواسطے کہ جسکی ایک نماز قضا ہوتی ہے تو اوسکا عوض ستر حج سے کم میں

من سبعين حجة فيكون كمن ضيّع الف دينار في طلب درهم واحد فاذا كان كذلك فعلى الحاج ان يلازم
نہین ہوتا پہر یہہ شخص ایسا ہی کہ ایک درہم کی واسطی ہزار دینار خراب کئی جب حال یہہ ہی تو حاجیون کو ضرور ہی کہ نماز ین

الصلوة في وقتها بالجماعة عند التيسر وبالانفراد عند التعسر مع الاحتياط عن التيمم حال كفاية
وقت پر آسانی مین جماعت سی اور تنگی کو وقت تنہا ادا کیا کرین بر تیمم سی احتیاط کرین اگر پانی غلبۂ ظن مین

الماء للوضوء والشرب له ولرفيقه باعتبار غلبة الظن وعن الوضوء بماء نجس وعن الصلوة قبل وقتها
واسطی وضو اور پینی اسکی اور اسکی رفیق کی کافی ہو اور احتیاط وضوء کی ناپاک پانی سی اور احتیاط نماز کی وقت کی پہلی سی

ومع الاجتهاد في امر القبلة في موضع الاشتباه ومن منكرات الحاج تزيين الجمل بالحلي من الذهب و
اور کوشش کرین سمت قبلہ مین اشتباہ کی مقام مین اور حاجیون کی بدعات مین سی ہی اونٹ کا سونی اور چاندی کی گہنی سی

الفضة والقلائد والاساور والباس الحرير وتزيين المشاعل بذلك ايضا يفعلون ذلك عند خروجهم
اور قلادہ اور کنگن سی اور حریر پہنا کر سنگار کرنا اور ایسی ہی زیب و زینتون سی مشعلین روشن کرنی ہی اور یہہ سانگ جب اپنی شہر سی رخصت

من بلدهم ورجوعهم اليه وعند دخولهم مكة والمدينة وهم اثمون في جميع ذلك ويشاركهم في الاثم
ہوتی ہین اور جب بہشکر پہر اپنی شہر مین داخل ہوتی ہین اور جب مکہ اور مدینہ مین داخل ہوتی ہین تو کیا کرتی ہین اور وہ سب ان بدعات کی کرنی پر گنہگار ہوتی ہین

من يتطاول لروية ذلك ويستحسنه اويسكت عنه ومن منكراتهم ايضا خروج النساء عند ذهابهم
جو دیکہنی کو جاتی ہین اور اسکو نیک سمجہتی ہین یا چپ ہوکر منع نہین کرتی اور حاجیون کی بدعات مین سی یہہ بہی ہی کہ عورتین اونکی جاتی وقت

وعند مجيئهم فان الواجب على المراة قعودها في بيتها وعدم خروجها من منزلها وعلى الزوج منعها عن
اور آتی وقت ساتہہ نکلتی ہین کیونکہ عورتون پر اپنی گہر مین بیٹہی رہنا اور اپنی رہنی کی مقام سی باہر نجانا واجب ہی اور شوہر پر اونکا روکنا نکلنی سی

الخروج ولو اذن لها وخرجت كانا عاصيين والاذن قد يكون بالسكوت فهو كالقول لان النهي عن
واجب ہی اور خاوند نی اگر اسکو اجازت دی اور وہ نکلی تو دونو گنہگار ہونگی اور اجازت کبہی چپ رہنی سی بہی ہوتی ہی وہ ایسی ہی جیسی زبانی کہنا اسواسطی کہ باز رکہنا

المنكر فرض وان خرجت بغير اذن زوجها يلعنها كل ملك في السماء وكل شئ يمر عليه الا الانس والجن وقد
بدسی فرض ہی اور اگر وہ بغیر اجازت خاوند کی نکلی تو اوسپر تمام فرشتی آسمان کی اور جس جس چیز پر کو گذرتی ہی بجز انسان اور جن کی سب لعنت کرتی ہین اور

جاء في الحديث انه عليه السلام قال ما تركت بعدي فتنة اضر من النساء فخروج النساء في هذا الزمان
حدیث مین آیا ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ مینی کوئی فتنہ اپنی بعد بدتر عورتون سی نہین چہوڑا سو نکلنا عورتون کا اپنی گہرون مین سی

من بيوتهن من اكثر الفتن لاسيما الخروج المحرم كخروجهن خلف الجنازة ولزيارة القبور وعند خروج الحجاج
اس زمانہ مین بڑا ہی فتنہ ہی جسپہ حرام وجہ سی نکلنا بدتر ہی جیسا جانا عورتون کا جنازہ کی پیچہی اور قبرون کی زیارت کو اور حاجیون کی رخصت کی وقت

ومجيئهم والخبر لهن قعودهن في بيوتهن وعدم خروجهن عن منزلهن الا ترى انه تعالى امر خير نساء الدنيا و
اور اونکی آتی وقت اونکی حق مین گہرون کی اندر بیٹہی رہنا ہی اور اپنی منزل سی باہر نہونا ہی بہتر ہی کیا نہین جانتا کہ اللہ تعالی دنیا مین سی بہترین عورتون کو

هن ازواج النبي عليه السلام بعدم الخروج من بيوتهن فقال وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وهذ النظم الكريم وان نزل فيهن
کہ وہ ازواج مطہرات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہین گہرون مین سی نکلنی سی منع کرتا ہی فرمایا اور قرار پکڑو اپنی گہرون مین اور یہہ آیت بزرگ اگرچہ ازواج مطہرات کی حق مین

الا ان حكمه يعم الجميع لما تقرر ان خطابات القران تعم الموجودين وقت نزوله ومن سيوجد الى يوم القيمة
پر اسکا حکم سب کی حق مین عام ہی کیونکہ اصول مین ٹہر چکا ہی کہ احکام خطابی قرآن شریف کی تمام موجودین کو وقت نزول کی اور اونکو جو قیامت تک پیدا ہوتی ہ

ومن منكراتهم ايضا ان بعض ولا يجب عليهم الحج من الفقراء يخرجون معهم بلا زاد ويقولون نحن متوكلون
اور حاجیون کی منکرات مین سی یہہ بہی ہی کہ جن بی مقدورون پر حج فرض نہین ہی وہ بہی اونکی ساتہہ ہو جاتی ہین بی توشہ خالی ہاتہہ اور کہتی ہین کہ ہم توکل پر ہین

فیکونون کلًّا علی الناس وثقلا علیهم غیر منفکین عن ابرامهم بالسؤال والسلام وهم یرتکبون

پہر وہ لوگون پر بہاری پڑتی ہین اور دستور ہوتی ہین اونکی بہیک مانگنی ہین جہوٹ تی اورحال یہہ ہی کہ مانگنا حرام ہی اوروہ اس حرام کو امر واجبی کی

ذلك الحرام لاداء ما یجب علیهم بل یترکون کثیرا من الصلوات الخمس ویقعون فی انواع المعاصی فیکون

اداکی لئی اختیار کرتی ہین بلکہ اکثر اوقات نمازین پنجگانہ مین سی ترک کرتی ہین اور قسم قسم کی معاصی مین گرفتار ہوتی ہین پہر وہ ہی

سبب کمالهم وزیادتهم سببا لنقصانهم وخسرانهم وقد قال بعض المفسرین یاتی علی الناس زمان یحج اغنیاءهم

سبب جو اونکی خوبی اور زیادت کا ہی باعث اونکی نقصان اور خسارہ کا ہوجاتا ہی اور بعضی مفسرون نی کہا ہی لوگون پر ایسا زمانہ آویگا جسمین دولتمند تو

للتنزه واوساطهم للتجارة وقراءهم للریاء والسمعة وفقراءهم للمسئلة ولا یبعد ان یقال وسراقهم للسرقة

حج کرینگی واسطی عیش تن آسانی کی اور درمیانہ لوگ تجارت کی واسطی اور قاری واسطی ریا اور کہلاوی کی اور فقرا واسطی مانگ کہانی کی اور بعید نہین کہ یہہ بہی کہین اور چور

والحاصل ان الحج قد صار فی هذا الزمان فتنة ومحنة لکثیر من الناس حیث لا ینظرون فیما اوجبه الله تعالی

اور حاصل یہہ ہی کہ حج اس زمانہ مین بہت لوگون کی حق مین فتنہ اور محنت ہوگیا ہی اسواسطی کہ وہ بہی نگاہ نہین کرتی کہ اللہ تعالی نی اونپر کیا کیا

علیهم فیه من حقوقه وحقوق عباده فانه تعالی اوجب علیهم الحج بشرط الاستطاعة وهی تقتضی

اپنی حق اور اپنی بندون کی حق واجب کئی ہین بیشک اللہ تعالی نی اونپر حج اس شرط سی فرض کیا ہی کہ استطاعت ہو یعنی اتنی

القدرة علی ما یکفی الانسان مما یحتاج الیه مدة ذهابه ومجیئه من ماکول ومشروب ومرکوب

قدرت ہو کہ انسان کو حاجات کی لئی جانی اور آنی کی مدت مین کفایت کرجاوی کہانی کو اور پینی کو اور سواری کو

فمن الناس من یخرج الی الحج بلا زاد وراحلة لفقره فربما یهلك فی الطریق عند حاجته الی الاکل والشرب

پہر بعضی لوگ جو حج کی واسطی ناداری کی خالی ہاتہہ بی توشہ اور سواری روانہ ہوجاتی ہین تو اکثر راستہ کی اندر کہانی اور پینی

والرکوب فیموت عاصیا لان الله تعالی نهاه عن السفر علی تلك الحالة ومن خرج الی الحج من غیر ان

اور سواری کی محتاج ہوکر تباہ ہوتی ہین پہر گناہگار ہوکر مرتی ہین اسواسطی کہ اللہ تعالی نی ایسی حالت مین سفر سی منع کیا ہی اور جو شخص حج کو جاوی بدون

یملك ما یکفیه وقصد فی خروجه ان یسئل الناس ما یحتاج الیه فی وقت ضرورته من اکل وشرب ورکوب

اتنی مقدور کی کہ اوسکی واسطی کافی ہو اور ارادہ کری کہ یہان سی نکلتی ہی لوگون سی حاجت کی چیز کہانا پینا سواری ضرورت کی وقت مانگ لینی کی

فقد اساء اکبر اساءة لان الغالب من حال الحجاج ان یتزود کل واحد منهم قدر کفایته لمشقة الحمل وبعد

تو اوسنی بہت ہی برا کیا اسواسطی کہ اکثر حاجیون کا حال یہہ ہی کہ توشہ موافق کفایت اپنی باربرداری اور درازی راہ کی لیکر جاتی ہین

الطریق فمن سافر معهم بلا زاد فانه یضایقهم فی زادهم فیکون سفره هذا اذی لنفسه ولغیره واکثر من

پہر جو خالی ہاتہہ اونکی ساتہہ ہوجاوی تو اونسی اونکی توشہ مین مہمانی مانگی کا پہر اوسکا یہہ سفر وبال ہوگا اوسکو بہی اور اورونکو بہی اور اکثر ایسا کام

یفعل هذا هم الذین لا یعرفون شرائط الدین واحکام الاسلام ولا یقصدون طاعة الله تعالی وطاعة

وہ ہی کرتی ہین جو شرائط دین کی اور احکام اسلام کی نہین جانتی اور نہ اونکو طاعت الہی اور اتباع رسول سی کچہہ غرض ہوتی ہی

رسوله بل یقصدون قضاء ما تشتهیه نفوسهم من رؤیة الاماکن البعیدة الغریبة ورؤیة مکة

بلکہ اپنی دل کی ارمان نکالتی ہین دیکہنا عجیب و غریب دور کی شہرون کا اور دیکہنا مکہ

والمدینة والتفرج علی الناس فی مجامعهم اذ یأتون من کل فج عمیق وان یقال له الحاج لا همة له الا

اور مدینہ کا اور سیر کرنا لوگون کی مجلسون کا اسواسطی کہ وہان دور دور کی لوگ آتی ہین اور حاجی کہلائین اسکی اتنی ہی ہمت تہی

ذلك ومنهم من یزین له الشیطان صحبة الرکب ولا مقصود له الا اخذ اموال الناس من سرقة

اور بعضون کی دلمین شیطان ڈالدیتا ہی اونکا مقصود صرف یہہ ہی ہوتا ہی کہ لوگون کا مال چورا کر

او غصب او كيف يمكن فان الشيطان يجتهد دائما فى ايقاع بنى ادم فى الشر فيفتح له بابا من الخير ليوقعه
یا چھین کر یا جسطرح بنی بھیجی کیونکہ شیطان ہمیشہ یہہ کوشش کرتا رہتا ہی کہ بنی آدم کو برائی مین مبتلا کری پہر اونکی لئی ظاہر مین دروازہ خیر کا کہول کر

فى انواع المعاصى والمحرمات فى السر ومن منكراتهم ايضا انهم فى اكثر الاحوال يضيعون حقوق ميتهم اذ قد
درپردہ قسم قسم کی معاصی اور حرام اور برائی مین مبتلا کر دیتا ہی اور حاجیون کی منکرات مین سی یہہ بہی ہی کہ وہ اکثر حال مین اپنی مردہ کا حق تلف کر دیتی ہین

يموت واحد من رفقائهم حين كونهم نازلين فلا يغسلونه ولا يكفنونه ولا يصلون عليه بل يرتحلون
جب کوئی اونکا رفیق منزل مین اوترتی ہوئی مرجاتا ہی پہر اوسکو نہ تو نہلا دین اور نہ کفن دین اور نہ اوسپر نماز جنازہ کی پڑہین بلکہ وہانسی کوچ کرتی ہین

ويتركونه هنالك ضايعا بلا دفن ويقعون فى الآثام لان كل واحد من هذه الامور من فروض الكفاية التى
اور مردہ کو اوسی جگہہ بی دفن ڈال جاتی ہین اور گناہ مین پہنستی ہین کیونکہ یہہ سب باتین فرض کفایہ ہین اگر کوئی ایک بہی

اذا ترك واحد منها يأثم الكل وقد يموت حين كونهم ذاهبين فى الطريق فيرمونه فى مكان قفر بلا دفن ويأكله
متروک ہو تو سب گنہگار ہون اور بعضی وقت رستہ مین چلتی ہوئی مرجاتا ہی تو پہر اوسکو یونہین جنگل بیابان مین بی دفن کئی پہینک جاتی ہین اوسکو گیدڑ

السباع وسبب ارتكابهم امثال هذا الجرائم خوفهم ان يأخذ البيت المال ماله ويختارون متاع
بہیڑیی کہا جاتی ہین اور ایسی ایسی یہہ تمام گناہ صرف اس خوف کی ماری کرتی ہین کہ مبادا اوسکا مال بیت المال مین داخل ہو جا سو یہہ لوگ دنیا کی پونجی کو

الدنيا على الآخرة ويضيعون امثال هذه الفروض ويقعون فى الآثام فكيف يكون حجهم مبرورا والحاصل
آخرت کی مقابلہ مین پسند کرتی ہین اور ایسی ایسی فرض باتون کو ضایع کر کر گنہہ مین مبتلا ہوتی ہین اب کیونکر اونکا حج مبرور ہوگا حاصل یہہ ہی

ان من يريد ان يكون حجه مبرورا يلزمه ان يحج باقامة اركانه وواجباته وسننه ويحترز فى الاحرام
جو شخص چاہی کہ اوسکا حج مبرور ہووی تو اوسکو لازم ہی کہ حج مین تمام ارکان اور واجبات اور سنن ادا کری اور احرام کی مدت مین تمام

عن محظورات الاحرام وعن سائر المعاصى كلها كبائرها او صغائرها ويتوب قبل الاحرام عن الذنوب كلها
منہیات سی جو احرام مین ہین اور تمام اور معاصی کبایر اور صغایر سی احتراز کری اور احرام سی پہلی تمام گناہون سی توبہ کر کر

باداء الفروض والواجبات وارضاء الخصوم فى حقوق العباد ويكون طعامه وشرابه ولباسه ومركبه من
فرض اور واجبات ادا کری اور حقوق العباد مین مدعیون کو راضی کری اور اوسکا کہانا اور پینا اور پہرنا اور سواری

الحلال لا من الحرام اذ قد اختلف الفقهاء فيمن يحج بمال حرام هل يصح حجه ام لا فعند الامام احمد لا يصح ويجب
حلال مال مین سی ہو حرام مین سی نہو اسواسطی کہ فقہاء نی اختلاف کیا ہی کہ جو شخص حرام مال سی خرچ کر کر حج کری تو آیا اوسکا حج ادا ہو جاتا ہی یا نہین امام احمد کی نزدیک

عليه ان يحج ثانيا بمال حلال وعند الثلثة يصح حجه ويسقط عنه الفرض ولا يجب عليه الاعادة لكن
ایسا حج صحیح نہین ہوتا اوسپر واجب ہی کہ حج دوبارہ مال حلال سی کری اور تینون امامون کی نزدیک اوسکا حج تو صحیح ہی اور اوسکی ذمہ سی فرض ادا ہو گیا اور اوسپر حج دوبارہ بہی واجب نہین

لا يكون حجه مبرورا لان الشرط فى كون الحج مبرورا الاجتناب عن كل ما نهى الله عنه مع اداء الحج بشروطه
اوسکا حج مبرور نہین اسواسطی کہ حج مبرور کی لئی یہہ شرط ہی کہ اللہ کی تمام منہیات سی اجتناب کری اور حج کو تمام شرائط

واركانه وواجباته وسننه وادابه فشرائطه نوعان شرائط الاداء وشرائط الوجوب اما شرائط الاداء
اور ارکان اور واجبات اور سنن اور اداب کی ساتھہ ادا کری پس اوسکی شرطین دو قسم کی ہین ایک شرط ادا کی ہی اور ایک شرط واجب ہونی کی ہی شرط ادا کی

فهى الزمان والمكان والاحرام وشرائط الوجوب فهى العقل والبلوغ والحرية والاستطاعة وسلامة
تو وقت ہی اور مکان ہی اور احرام ہی اور شرط وجوب کی عقل اور جوانی اور آزادگی اور قدرت مالی اور صحت

البدن وامن الطريق فلكون امن الطريق من شرائط الوجوب اختلف العلماء فى وجوب الحج فى هذا الزمان
بدنی اور امن رستہ کا پس امن رستہ کا جو شرط وجوب کی ہی اسلئی علماء کو اختلاف پیدا ہوا کہ اس زمانہ مین حج فرض ہی یا نہیں

لارتفاع الامن بظهور القرامطة وغیرهم من الفساق والسراق فقال ابو القاسم الصغاری لاشك
کیونکہ امن رستہ کا جاتا رہا بسبب غلبہ قرامطہ وغیرہ فساق اور چور لٹون کی ابو القاسم صغاری کہتی ہین عورتون کی ذمہ سی

فی سقوط الحج عن النساء فی هذا الزمان وانما اشك فی سقوطه عن الرجال وقال ایضا لا اری الحج فرضا منذ عشرین
حج کی ساقط ہونی مین اس زمانہ کی اندر کچھ شک نہین ہی شک اسمین ہی کہ مردون کی ذمہ سی بہی ساقط ہی یا نہین اور یہہ بہی کہا ہی کہ مین حج کو فرض نہین جانتا

سنة منذ خرجت القرامطة والبادیة عندی دار الحرب وقال ابو بکر الاسکاف ولا اقول الحج فریضة
بیس برس کی مدت سی جب سی قرامطہ پیدا ہوئی ہین اور بادیہ میری نزدیک دار الحرب ہی اور ابو بکر اسکاف کہتی ہین مین نہین قایل ہون کہ

فی زماننا قاله فی سنة ست وعشرین وثلثمائة وافتی ابو بکر الرازی ان الحج قد سقط عن اهل بغداد
اب ہماری وقت مین حج فرض ہی یہہ گفتگو سنہ تین سو چھبیس کی ہی اور ابو بکر رازی نی یہہ فتوی دیا ہی کہ حج اس زمانہ مین اہل بغداد کی ذمہ سی

فی هذا الزمان وبه قال جماعة من المتاخرین قیل وانما قالوا ذلك لان الحاج لا یتوصل الی الحج الا بالرشوة
بیشک ساقط ہوگیا اور ایسی ہی اور متاخرین کہتی ہین اور کہتی ہین کہ عدم فرضیت کی اسواسطی قائل ہوئی ہین کہ حاجی قرامطہ وغیرہ کو رشوت دئی بغیر

الی القرامطة وغیرهم فیکون الطاعة سببا للمعصیة فمتی صارت الطاعة سببا للمعصیة یرتفع
ہرگز حج نہین کرسکتی اب طاعت سی معصیت ذمہ آئی جب طاعت معصیت کا سبب بنی تو پہر طاعت نہین رہتی

الطاعة لکن ذکر فی القنیة ان من قدر علی الحج یجب علیه الحج وان علم انه یؤخذ منه المکس اذ لو سقط
لیکن قنیہ مین یہہ مذکور ہی کہ جسکو حج کی طاقت ہو تو اوسپر حج فرض ہی اگرچہ یہہ جانتا ہو کہ اوس سی خراج لیا جاویگا اسواسطی کہ اگر اتنی خوف سی

الحج به فمتی یعمل بقوله تعالی وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ وسئل ابو الحسن الکرخی عمن لا یخرج الی الحج خوفا
حج ساقط ہوجاوی تو پہر اس آیت پر کب عمل ہوویگا اور واسطی اللہ کی ہی لوگون پر حج بیت اللہ کا ابو الحسن کرخی سی پوچھا حال اوسکا جو ماری خوف

من القرامطة فقال ما سلمت البادیة عن الآفات یعنی ان البادیة لا تخلو عن الآفات لقلة الماء وشدة
قرامطہ کی حج کو نہین جاتا اوسنی جواب دیا بادیہ آفات سی سالم نہین ہی یعنی بادیہ آفات سی کبہی خالی نہین ہی بسبب کوتاہی پانی اور شدت

الحر وهیجان الریح السموم وقال الفقیه ابو اللیث ان کان الغالب فی الطریق السلامة یجب وان کان
گرمی اور تیزی ہوا لون کی اور فقیہ ابو اللیث کہتی ہین اگر رستہ مین احتمال غالب سلامتی کا ہی تو حج فرض ہی اور اگر احتمال

الغالب خلاف ذلك لا یجب وعلیه الاعتماد وفرائضه الاحرام والوقوف بعرفة وطواف الزیارة فان فات
غالب تلف کا ہی تو واجب نہین ہی اسی قول پر اعتماد ہی اور فرایض حج کی یہہ ہین احرام اور عرفات پر ٹہرنا اور طواف الزیارة اگر ان تینون مین سی

واحد منها یبطل حجه ویجب قضائه فی العام القابل وواجباته السعی بین الصفا والمروة والوقوف
ایک بہی فوت ہوگا تو حج باطل ہوجاویگا پہر سال آیندہ مین اوسکی قضا واجب ہوگی اور واجبات حج کی یہہ ہین صفا اور مروہ کی بیچ مین دوڑنا اور

بالمزدلفة ورمی الجمار والحلق او التقصیر وطواف الصدر للآفاقی فان ترك شیئا منها یجوز حجه و
مزدلفہ مین ٹہرنا اور جمرات مین کنکر مارنی اور سر منڈانا یا بال کتروانی اور طواف الصدر سوا مکہ والون کی پس اگر کوئی واجب ان واجبات مین سی ترک کیا تو حج تو جایز

علیه الدم وما عدا ذلك سنن وآداب ووقته شوال وذو القعدة وعشر ذی الحجة ویکره الاحرام للحج
ہوگا پر اوسپر ذبح لازم ہی اور سوا ان فرایض اور واجبات کی سنن اور آداب ہین اور حج کا وقت ماہ شوال اور ماہ ذیقعدہ اور دس دن ذی الحجہ کی ہین اس مدت سی پہلی احرام حج کا باندہنا

قبل ذلك لان الاحرام یطول فربما یقع فی الحرام ولا یکون حجه مبرورا فان من احرم للحج والعمرة وارتکب
مکروہ ہی اسلئی کہ مدت احرام کی دراز ہوجاوی گی سو اکثر حرام مین واقع ہوجاتا ہی پہر اوسکا حج مبرور نہوگا کیونکہ جسنی احرام حج کا یا عمرہ کا باندہا پہر کوئی قسم کی

شیئا من محظورات الاحرام بلا عذر یخرج حجه عن ان یکون مبرورا وان تاب الی الفور لان التوبة ترفع
ممنوعات مین سی بی عذر عمل کیا تو اوسکا حج مبرور نہین رہتا اگرچہ فی الفور توبہ کری اسواسطی کہ توبہ سی گناہ معاف ہوجاتا ہی

لاثم ولا ترفع ما وقع من نقصان ثواب الحج لان الشرط فی کون الحج مبرورا ان لا یقع فی حال الاحرام ذنب
اور جو نقصان حج کی ثواب مین ہوگیا وہ نہین موقوف ہوتا اسواسطی کہ شرط حج کی مبرور ہونی کی یہہ ہی کہ احرام کی اندر
من الذنوب بلا عذر والاحرام النیة والتلبیة وهما رکنان فی الاحرام لا یصح الاحرام باحدهما دون الاخر
بلا عذر کوئی گناہ کسی طرح کا نہونی پاوی اور احرام کی دو جز ہین نیت اور تلبیہ یہہ دونو احرام کی رکن ہین احرام ایک سی بدون دوسری کی
فمن اراد الاحرام یتوضأ او یغتسل والغسل افضل وینزع المخیط ویلبس ثوبین ازارا ورداء جدیدین
صحیح نہین ہوتا جو شخص احرام باندہی پہلی وضوء کری یا نہاوی اور نہانا افضل ہی سیئین کپڑی اوتار ڈالی صرف دو کپڑی پہن لی تہمد اور چادر نئی ہون
او غسیلین والجدید افضل ویقص شاربه ویقلم اظفاره ویحلق عانته ثم یصلی رکعتین و
یا دہوئی ہوئی نئی ہون تو بہتر ہی موچہین کترواوی اور ناخون ترشواوی اور موئی نہانی مونڈی پہر دو رکعت نماز ادا کری
یقول بعد السلام اللهم انی ارید الحج فیسره لی وتقبله منی ثم یلبی ویقول برفع الصوت لبیك اللهم
پہر بعد سلام کی یہہ پڑہی الہی مین حج کیا چاہتا ہون سو تو مجہپر آسان کردی اور مجہہ سی قبول کرلی پہر یہہ تلبیہ پکار کر بلند آواز سی کہی حاضر ہوتا ہون الہی
لبیك لبیك لا شریك لك لبیك ان الحمد والنعمة لك والملك لا شریك لك ولا ینقص منها وان زاد
حاضر ہوتا ہون حاضر ہوتا ہون تیرا کوئی شریک نہین بیشک حمد اور نعمت تیری ہی اور ملک تیرا تیرا کوئی شریک نہین اس عبارت مین سی کچہہ کم نکری اگر کچہہ بڑہای
یجوز فاذا اتی بالنیة والتلبیة فقد احرم ویتقی محظورات احرامه وهی الرفث والفسوق والجدال
تو جائز ہی پہر نیت کر کر تلبیہ پکا تو احرام ثابت ہوگیا اب احرام کی ممنوعات سی پرہیز کری اور وہ باتین بیحیائی کی عورتونکی سامنی اور بدکاری اور لڑائی
وتعرض الصید بالاخذ والاشارة والدلالة والاعانة ولا یلبس المخیط قباء او قمیصا او سراویل او
اور شکار کو چہیڑنا پکڑنا یا اشارہ سی بتانا یا ظاہر بتانا یا مدد کرنی اور سیا ہوا کپڑا نہ پہنی قبا یا کرتا یا پائجامہ اور
عمامة او قلنسوة او خفا الا ان یقطع الخف اسفل من الکعبین ولا یاخذ شعرا ولا ظفرا ولا یقتل القمل
پگڑی نہ باندہی ٹوپی نہ پہنی اور موزہ ہان اگر موزہ ٹخنی کی نیچی تک کتر ڈالی تو ڈر نہین پہر نہ بال کتری نہ ناخن کتری نہ جون ماری
ولا یغطی راسه ولا وجهه ولا باس بالاستظلال بالبیت او المحمل ولا یحك راسه الا برفق حتی روی
اور نہ سر ڈہکی اور نہ مونہہ ڈہکی اور اسکا ڈر نہین کہ سایہ مین بیٹہی بیت کی یا کجاوی کی اور سر کو نہ کہجاوی مگر نرمی سی یہان تک
عن ابی حنیفة انه یحکه ببطون الاصابع کیلا یوذی شیئا من هوام راسه ویکثر التلبیة برفع
ابو حنیفہ سی روایت ہی کہ او نگلیون کی پیٹ سی کہجاوی تاکہ کوئی جانور سر مین کا جون وغیرہ ایذا نہ پاوی اور تلبیہ بار بار جب نماز پڑہی
الصوت متی صلی او علی شرفا او هبط وادیا او لقی رکبا او اسحر واذا دخل مکة یبدأ بالمسجد وحین
یا اونچی پر چڑہی یا نیچی کو اوتری کسی نالہ مین یا سوار ملین یا صبح ہو پکار کر پڑہی اور جب مکہ مین داخل ہو تو پہلی مسجد الحرام مین جاوی
رای البیت یکبر ویهلل ثم یستقبل الحجر مکبرا مهللا رافعا یدیه کما فی الصلوة ویستلمه والاستلام
اور جب بیت کو دیکہی تو اللہ اکبر کہی اور لا الہ الا اللہ پڑہی پہر حجر اسود کی سامنی تکبیر اور لا الہ الا اللہ کہتا ہوا ہاتہہ اوٹہائی ہوئی جادی جیسی نماز مین اور اوسکو چومی اور
عند الفقهاء ان یضع کفیه علی الحجر ویقبله بفمه ان قدر بلا ایذاء احد لان الاستلام سنة وترك
فقہاء کی نزدیک استلام کی یہہ وضع ہی کہ دونو ہاتہہ حجر اسود پر رکہہ کر منہہ سی چوم لی اگر کسیکو تکلیف دئی بغیر میسر ہو سکی اسواسطی کہ استلام تو سنت ہی اور
الایذاء واجب فالاتیان بالواجب اولی وان لم یقدر علی ذلك یمسه شیئا فی یده ویقبله وان عجز
ایذا نہ دینی واجب ہی اور واجب کا ادا کرنا اولی ہی اور اگر اسپر قابو نہو تو حجر اسود کو کسی چیز سی چہوئی پہر اوسکو چوم لی اور اگر یہہ دونو
عنهما یستقبله رافعا یدیه حذاء منکبیه جاعلا ظاهرهما نحو وجهه وباطنهما نحو الحجر مشیرا
امر نہو سکین تو حجر اسود کی سامنی کہڑا ہو کر دونو ہاتہہ برابر مونڈہون کی اوٹہائی ہوئی پشت ہاتہون کی اپنی مونہہ کی طرف اور اندر اونکی حجر اسود کی طرف اشارہ کرتا ہوا

بهما اليه مكبرا مهللا حامدا لله تعالى ومصليا على النبي عليه السلام ويطوف للقدوم وراء الحطيم

طرف حجر کی الله اکبر کہتا ہوا لا اله الا الله پڑہتا ہوا الله کی حمد کرتا ہو نبی علیه السلام پر درود پڑہتا ہوا پہر طواف القدوم کری حطیم کو طواف کی اندر لیکر

اخذا عن يمينه مما يلي الباب جاعلا رداءه تحت ابطيه اليمنى ملقيا طرفه على كتفه اليسرى

داہنی طرف سی شروع کرکر جسطرف باب سی متصل ہی چادر کو دہنی بغل تلی لیکر اور اسکی کونی بائین مونڈہی پر ڈال کر

سبعة اشواط يرمل في الثلثة الاول فقط من الحجر الى الحجر وكلما مر بالحجر يفعل به ما ذكر من الاستلام

سات گردشین اکڑکر صرف پہلی تین گردشون مین حجر سی حجر تک اور جب حجر کی پاس پہنچی وہی استلام کری موافق مذکور بالا کی

ويستلم الركن اليماني وهو حسن ولا يستلم غيرهما ويختم الطواف باستلام الحجر ثم يصلي ركعتين

اور استلام کری رکن یمانی کو یہہ بہتر ہی اور سوا ان دونوں کی اورکو استلام نکری اور طواف کو حجر کی استلام پر ختم کردی پہر مقام کی پاس دو رکعت نفل

عند المقام او غيره من المسجد ان منعه الزحام وهذه الصلوة واجبة بعد كل اسبوع ثم

اداکری یا مسجد مین اور جگہ اگر انبوہ کی سبب مقام مین میسر نہ آوی اور یہہ نماز واجب ہی بعد ہر یک پوری طواف یعنی سات گردش کی پہر

يعود ويستلم الحجر ويخرج من المسجد ويصعد الصفا ويستقبل البيت ويكبر ويهلل ويصلي

ہٹ کر حجر کا استلام کری اور مسجد سی باہر آکر صفا پر چڑہ جاوی اور بیت کا طرف منہہ کرکر الله اکبر کہی اور لا اله الا الله پڑہی اور نبی علیه السلام پر

على النبي عليه السلام ويرفع يديه ويدعو ما شاء ثم يمشي نحو المروة على هيئته حتى يصل بطن الوادي

درود پڑہی اور ہاتہہ اوٹہاکر جو چاہی دعا مانگی پہر مروہ کی طرف چلی اپنی چال مین یعنی بی تکلف یہان تک کہ بطن وادی پر پہنچی

ثم يسعى بين الميلين الاخضرين فاذا جاوز بطن الوادي يمشي على هيئته حتى ياتي المروة فاذا انتهى

پہر درمیان میلین اخضرین کی دوڑکر چلی جب بطن وادی سی نکل جاوی تو اپنی چال پر چلنی لگی یہان تک کہ مروہ پر جا پہنچی وہان جاکر

يصعد عليها ويفعل [illegible] فعل على الصفا ثم ينزل عنها ويتوجه الى الصفا يفعل هكذا سبعا يبدا

اوسکی پر چڑہی وہان جاکر وہی عمل کری جو صفا پر کیا تہا پہر مروہ سی اوترکر صفا کی طرف جاوی اسی طرح سات دفعہ کری صفا سی شروع کرکر

بالصفا ويختم بالمروة ثم يسكن بمكة محرما ويطوف بالبيت نفلا ما شاء فاذا صلى بمكة فجر ثامن

مروہ پر ختم کردی پہر مکہ مین احرام باندہی ہوی رہنی لگی اور بیت کا طواف نفل کیا کری جسقدر چاہی جب مکہ مین یوم ترویہ یعنی اٹہوین تاریخ

الشهر يخرج الى منى ويمكث بها الى فجر عرفة ثم يروح الى عرفات وكلها موقف الا بطن عرنة فبعد

ذالحجہ کو صبح کی نماز پڑہ چکی منی کو جاوی وہان جاکر نوین تاریخ کی فجر تک ٹہرا رہی پہر عرفات مین جاوی وہ تمام ٹہرنیکی جگہہ ہی سواء بطن عرنہ کی جب

ما صلى الظهر والعصر في وقت الظهر يذهب الى الموقف بغسل سن وبعد الغروب ياتي الى المزدلفة

نماز ظہر اور عصر کی جمع کرکر ظہر کی وقت مین پڑہ چکی تو غسل مسنون کرکر موقف کو جاوی اور دن چھپی مزدلفہ کو چلا جاوی

وكلها موقف الا وادي محسر وينزل عند جبل قزح ويصلي العشائين ههنا باذان واقامة فاذا طلع

وہ تمام ٹہرنی کی جگہہ ہی سوا وادی محسر کی اور جبل قزح کی پاس اوتری یہان مغرب اور عشا ملاکر ایک اذان اور تکبیر سی اداکری جب صبح صادق

الفجر يصلي الفجر بغلس وهو ظلمة في اخر الليل ثم يقف ويكبر ويهلل ويلبي ويصلي على النبي عليه السلام

کہل جاوی تو فجر کی نماز اندہیری مین پڑہی غلس اندہیرا ہوتا ہی آخر لیل مین پہر ٹہرکر الله اکبر کہی اور لا اله الا الله پڑہی اور تلبیہ پڑہی اور نبی علیه السلام پر درود بہیجا دی

ويدعو واذا اسفر ياتي منى ويرمي جمرة العقبة من بطن الوادي من اسفله الى اعلاه سبع حصيات

اور دعا مانگی جب خوب روشنی ہو جاتو منی مین آکر جمرة العقبہ کو رمی کری بطن وادی کی جانب اسفل سی اعلی کی طرف سات کنکرین اونگلی اور انگوٹہی

خذفا ويكبر بكل منها فيقول بسم الله والله اكبر رجما للشيطان وحزبه اللهم اجعل حجي مبرورا وسعيي

اور ہر کنکر پر الله اکبر کہتا جا اسطور بسم الله والله اکبر واسطی خاک آلودگی شیطان اور اوسکی گروہ کی الہی تو حج میرا مبرور اور کوشش میری

مشكورا وذنبي مغفورا ويقطع التلبية باولها ثم يذبح ان شاء ثم يقصر والحلق افضل ويحل له كل شيء

مشکور اور گناہ میری معاف کر اور اول رمی پر تلبیہ موقوف کری پہر قربانی کری اگر چاہی پہر بال کتروادی اور سر منڈانا افضل ہی اور اوسکو ممنوعات احرام مین سی

من محظورات الاحرام الا النساء ثم يطوف للزيارة يوما من ايام النحر سبعة اشواط بلا رمل ولا سعي

سوای جماع کی سب شی حلال ہو جاتی ہین پہر طواف زیارت کسی دن ایام نحر مین سی سات گردشین بدون اکڑ اور سعی کی کری

ان فعل الرمي والسعي قبل والا فيهما وان اخره عن ايام النحر يكره ويجب الدم ثم ياتي منى ويرمي الجمار

اگر رمل اور سعی پہلی کر چکا ہی اور نہین تو اب کری اور اگر طواف زیارت کو ایام نحر سی ٹالدی تو مکروہ ہی اور ذبح کرنا واجب ہو جاتا ہی پہر منی مین آوی اور

الثلث بعد زوال ثاني النحر يبدا بما يلي مسجد الخيف ثم بما يليه ثم بالعقبة سبعا سبعا ويكبر بكل

تینون جمرون کو بعد دن ڈہلنی دوسری دن نحر کی کنکر ماری شروع اوس جمرہ سی کری جو مسجد خیف سی نزدیک ہی پہر جو اوس سی پاس ہی پہر جمرۃ العقبہ کو سات سات ہر کنکر

حصاة ويقف بعد رمي بعده رمي ويدعو ولا يقف بعد الثالثة ولا بعد رمي يوم النحر ثم غدا كذلك

کی ساتہہ تکبیر کہتا جاوی اور ٹہری بعد اوس رمی کی کہ پیچہی اوسکی رمی ہو اور دعا مانگی اور بعد تیسری کی نہ ٹہری اور نہ بعد رمی یوم نحر کی پہر اگلی دن اسی طور

وبعد غد كذلك ان مكث ويكره ان لا يبيت بمنى ليالي الرمي واذا اراد الرجوع الى وطنه يطوف للصدر

اور بعد اوسکی اگلی دن بہی اگر ٹہری اور اگر رمی کی شبون مین منی مین شب کو نہ رہی تو مکروہ ہی اور اگر ارادہ مراجعت کا اپنی وطن کو کری تو طواف الصدر

سبعة اشواط بلا رمل ولا سعي ثم يصلي ركعتين ثم يشرب من زمزم ثم ياتي البيت ويقبل العتبة

سات گردشین بدون رمل اور سعی کی کری پہر دو رکعت نماز ادا کری پہر آب زمزم نوش کری پہر بیت کی پاس آوی اور آستانہ بوسی کری

ويضع صدره ووجهه على الملتزم وهو ما بين الحجر والباب ويتشبث بالاستار ساعة ويدعو مجتهدا

اور اپنا سینہ اور چہرہ ملتزم پر رکہی اور ملتزم حجر اور باب کی بیچ بیچ مین ہی اور ایک ساعت بہر پردہ کعبہ کا پکڑی رہی اور خوب تضرع سی دعا مانگی

ويبكي على فراق الكعبة ويرجع قهقرى حتى يخرج من المسجد والمراة كالرجل الا انها تلبس المخيط ولا

اور کعبہ کی جدائی پر روئی اور پس پشت ہٹی یہان تک کہ مسجد مین سی نکل آوی اور عورت کا حال بہی مرد کا سا ہی اتنا فرق ہی کہ عورت سلا کپڑا پہنی

تكشف راسها بل تكشف وجهها ولو اسدلت عليه شيأ وجافته عنه يصح ولا ترفع صوتها بالتلبية

اور اپنا سر نہ کہولی بلکہ منہہ کہولی رکہی اور اگر کسی کپڑی سی کہونگہٹ رکہی اور منہہ سی کپڑی کو الگ رکہی تو بہی صحیح ہی اور تلبیہ مین پکار کر آواز نہ کری

ولا تقرب الحجر الا عند كونه خاليا ولا ترمل في الطواف ولا تسعى بين الميلين بل تمشي على هيئتها ولا

اور حجر کی پاس انبوہ مین نہ جاوی اگر جای خالی ہو تو جاوی اور طواف مین رمل نہ کری اور میلین کی بیچ بیچ مین نہ دوڑی بلکہ اپنی طرح پر چلی جاوی اور سر

تحلق بل تقصر وان حاضت عند الاحرام تغتسل ويكون هذا الغسل للاحرام لا للصلوة ويفيد النظافة

نہ مونڈادی بلکہ لٹ کترواڈالی اور اگر احرام باندہتی وقت حائض ہو جاوی تو نہا دی اور یہہ غسل احرام کی لئی ہی نماز کی واسطی نہین اس سی سواء طواف کی طہارت

لغير الطواف وهو بعد الركنين اللذين هما الوقوف بعرفة وطواف الزيارة يسقط طواف الصدر ولا يجب عليها شيء

کا فائدہ ہوگا اور حیض بعد دو رکن کی کہ وہ وقوف عرفات اور طواف الزیارۃ ہی طواف الصدر کو ساقط کر دیتا ہی اور اوسکی ترک سی اوسپر کچہہ لازم

بتركه ولا بتاخير طواف الزيارة عن ايام النحر بسبب الحيض ثم ينبغي ان يعلم ان المراة شابة كانت او عجوزا

نہین آتا اور نہ طواف الزیارت کی تاخیر سی جو ایام نحر سی بسبب حیض کی ہو جا کچہہ لازم آوی پہر جاننی کی بات ہی کہ عورت جوان ہو یا بوڑہی

اذا كان بينها وبين مكة مسيرة سفر لا يثبت لها الاستطاعة الا بمحرم وهو الزوج ومن لا يجوز نكاحها

جب اوسمین اور مکہ مین مسافت سفر کی ہو تو اس عورت کو استطاعت حاصل نہین جسّی حج فرض ہوتا ہی بدون محرم کی اور وہ خاوند ہوتا ہی یا وہ جس سی

على التابيد بنسب او رضاع او صهرية وان لم يكن لها محرم لا يجب عليها ان تتزوج ليحج بها ذكره في التجنيس

کبہی کسی حال مین نکاح جایز نہین ہی بسبب کی یا دودہ کی یا سمدہانی کی اور اگر اوس عورت کی ساتہہ محرم نہین تو اوسپر یہہ واجب نہین کہ حج کی واسطی خاوند کری اور تجنیس مین مذکور ہی

ان محرمها ان كان فاسقا او مجنونا او صبيا لا يجب عليها الحج ويحرم عليها السفر معه ويشترط لها
کہ اگر اوسکا محرم فاسق ہو یا دیوانہ ہو یا بچہ نابالغ ہو تو اوس پر حج واجب نہین ہی اور ایسی محرم کی ساتھ سفر حرام ہی اور عورت کی واسطی
ان تكون خاليا عن العدة عند خروجها الى الحج حتى لو كانت في العدة لا تخرج الى الحج وكذا الوجوب
یہہ بھی شرط ہی کہ جب حج کو چلی تو عدت سی پاک ہو یہان تک کہ اگر عدت مین ہو تو حج کو نہ جاوی اور ایسی ہی اگر اوسپر
لها العدة في الطريق في مصر من الامصار وبينها وبين مكة مسيرة سفر لا تخرج عن ذلك المصر ما لم تنقض
عدت رستہ مین کسی شہر مین واجب ہوجاوی کہ اوسمین اور مکہ کی بیچمین مسافت سفر کی ہو تو اوس شہر مین سی عدت کی گذری بغیر نجاوی
عدتها يسر الله تعالى اعمالا مطابقا لرضاه بمنه وفضله

## المجلس الحادي والعشرون

الٰہی ہمپر آسان کروہ اعمال جو تیری رضا کی مطابق ہین اپنی احسان اور فضل سی — اکیسوین مجلس

## في بيان فضائل الزكوة وغوائل تركها

زکوٰۃ دینی کی فضائل اور نہ دینی کی سختیون مین

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما من
فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی نہین کوئی
صاحب ذهب ولا فضة لا يؤدي منها حقها الا اذا كان يوم القيمة صفحت له صفائح من نار
سونی چاندی والا کہ اوسمین سی اوسکا حق یعنی زکوٰۃ نہ ادا کرتا ہو مگر جب دن قیامت کا ہوگا تو اوسکی لئی تختی آگ کی بنائی جاویگی
فاحمي عليها في نار جهنم فتكوى بها جنبيه وجبينه وظهوره وكلما بردت اعيدت له في يوم
پہر اونکو دوزخ کی آگ مین گرم کرکر اوسکی دونو کروٹین اور پیشانی اور پشت داغ دی جاوی گی اور جب ٹھنڈی ہونگی پہر گرم کی جاوینگی اوس روز
كان مقداره خمسين الف سنة حتى يقضى بين العباد فيرى سبيله اما الى الجنة واما الى النار
کہ برابر پچاس ہزار برس کی ہوگا یہان تک کہ تمام خلق کا فیصلہ ہوچکی پہر دیکہی اپنا راہ یا جنت کی طرف ہو اور یا دوزخ کی طرف
هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه ابو هريرة فانه عليه السلام ذكر فيه جنسين من المال وهما
یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی ابو ہریرہ کی روایت سی اسمین نبی علیہ السلام نی مال کی دو جنس بیان فرمائین
الذهب والفضة ثم افرد الضمير الراجع اليهما فقال لا يؤدي منها حقها نظرا الى المعنى دون اللفظ
سونا اور چاندی پہر ضمیر جو اونکی طرف پہرتی ہی وہ مفرد بیان کی فرمایا کہ نہ ادا کری اوسمین سی حق اوسکا تو بلحاظ معنی کی لفظ کا لحاظ نہین کیا
لان المراد بهما دنانير ودراهم وقيل يحتمل ان يراد بهما الاموال لان الحكم عام وتخصيصهما بالذكر لفضلهما
اسواسطی کہ مراد اون دونون سی دنانیر اور دراہم ہین اور کوئی کہتا ہی کہ شاید سونی چاندی سی مراد ہر قسم کی مال ہون اسواسطی کہ حکم تو عام ہی اور خصوصیت چاندی سونی کی
على سائر الاموال من حيث انهما اصل التمول وثمن الاشياء وبمثله ورد قوله تعالى والذين يكنزون
ذکر مین واسطی فضیلت کی تمام مالون پر ہی اسلئی کہ اصل مالیت اور قیمت تمام اشیاء کی یہہ ہی دونو ہین اور ایسی ہی قرآن مین وارد ہوا ہی اور جو لوگ گاڑ رکہتی ہین
الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ يَوْمَ يُحْمَى عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ
سونا اور روپا اور خرچ نہین کرتی اللہ کی راہ مین سو اونکو خوشخبری سنا دکہ والی مار کی جسدن آگ دہکاوینگی اوسپر دوزخ کی
فَتُكْوَى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوبُهُمْ وَظُهُورُهُمْ هَذَا مَا كَنَزْتُمْ لِأَنْفُسِكُمْ فَذُوقُوا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُونَ
پس داغین گی اوس سی اونکی ماتہی اور کروٹین اور پیٹہین یہہ ہی جو تم گاڑتی تہی اپنی واسطی اب چکہو مزہ اپنی گاڑنیکا
والمراد بعدم اداء حقها وبعدم انفاقها في سبيل الله عدم اداء زكوتها فان الذين يجمعون الاموال
اور حق نہ دینی سی اور راہ الٰہی مین خرچ نہ کرنی سی نہ دینا زکوٰۃ کا مراد ہی پس جو لوگ مال جمع کرتی ہین
ويدخرونها ولا يعطون زكوتها يعذبون يوم القيمة بانواع من العذاب فمن جملتها ما ذكر في هذه الاية
اور اوسکو ذخیرہ کر رکہتی ہین اور اوسکی زکوٰۃ ادا نہین کرتی قیامت کی دن طرح طرح کی عذاب دئی جاوینگی ایک تو یہہ جو اس آیت مین

وهذا الحديث ووجه تخصيص هذه الاعضاء بذلك العذاب ان صاحب المال اذا لم يعوّد نفسه
اور اس حدیث مین مذکور ہی اور وجہ خصوصیت ان اعضا کی ساتھہ اس عذاب کی یہہ ہی کہ مال والی آدمی کو جب زکوۃ دینی کی عادت نہین ہوتی

اعطاء الزكوة بعد وجوبها بمجئ وقتها فهو اذا راى الفقير الطالب للزكوة يعبس وجهه واذا سأله يتغير
اگرچہ زکوۃ واجب ہو اور وقت بہی آپہنچی پس وہ شخص جب فقیر زکوۃ کی طالب کو دیکہتا ہی تو تیوڑی چڑہاتا ہی اور وہ اگر مانگتا ہی تو اوس سی منہ

عنه ويولي اليه جنبه واذا بالغ في السوال يقوم من مقامه ويولي اليه ظهره ويذهب ولا يعطيه
پہیر کر کروٹ موڑ لیتا ہی پہر اگر فقیر نی سوال مین زیادتی کی تو اپنی جگہہ سی اوٹہہ کر اوسکی طرف پشت کر کر چلا جاتا ہی اور زکوۃ مین سی جو

شيئا من حقه الذي هو الزكوة فتاذى الفقير بكل واحد من هذه الافعال فيعذبه الله تعالى
اوسکا حق ہی کچہہ نہین دیتا پس فقیر کو اوسکی اس ہر ہر حرکت سی ایذا ہوتی ہی سوئی اللہ تعالی اوسکو

بجعل امواله التي هي الدنانير والدراهم الواحا من نار تكوى بها تلك الاعضاء التي اذى بها الفقير
یہہ عذاب دیتا ہی کہ اوسکی تمام مال کو جو دنانیر اور درہم ہین آگ کی تختی بنا کر ان اعضا کو داغ دیگا جن سی انہی فقیر کو ایذا دی تہی

وروي عن ابن مسعود انه قال لا يوضع دينار على دينار ولا درهم على درهم ولكن يوسع جلده حتى
اور ابن مسعود سی روایت ہی کہ وہ کہتی ہین کہ دینار پر دینار اور درہم پر درہم نہین رکہا جاویگا ولیکن اوسکی کہال کو فراخ کر کر

يوضع كل دينار ودرهم موضعا على حدة كلما تم ووصل كيها من اولها الى اخرها اعيد ذلك الكي الى
ہر دینار اور درہم الگ الگ جگہہ رکہی جاوینگی جب پوری ہو کر داغ اول کا آخر سی ملجاویگا پہر وہ ہی داغ اول سی آخر تک دوہرا کرینگی

اولها حتى يصل الى اخرها هكذا يستمر هذا النوع من العذاب يوم القيمة حتى يحكم بين العباد
اسیہی طرح اس قسم کا عذاب قیامت کی روز ہوئی چلا جاگا یہان تک کہ تمام خلق کا فیصلہ ہو چکی

فيرى سبيله اما الى الجنة ان لم يكن له ذنب سواه او كان لكن الله تعالى عفى عنه واما الى النار ان كان
پہر دیکہا جاہئی کہ اوسکا راہ جنت کی طرف ہی اگر اوسکا کوئی اور گناہ نہین ہی یا گناہ تو ہی پر اللہ تعالی نی معاف کر دیا اوسکا یا دوزخ کی طرف ہی اگر اوسکا حال

على خلاف ذلك وفي حديث اخر انه عليه السلام قال من اتاه الله مالا فلم يؤد زكوته مثل له ماله
کی خلاف ہو اور ایک اور حدیث مین ہی کہ پیغمبر علیہ السلام نی فرمایا جسکو اللہ تعالی نی مال دیا اور اوسنی زکوۃ نہ ادا کی تو قیامت کی دن

يوم القيمة شجاعا اقرع له زبيبتان يطوقه ثم ياخذ بلهزمتيه فيقول انا مالك انا كنزك ثم تلا
اوسکا مال گنجا سانپ جسکی دو داغ ہون بن کر اوسکی گلی میں طوق ڈالیگا پہر اوسکی دونو جبڑی پکڑ کر کہیگا مین تیرا مال ہون مین تیرا خزانہ ہون پہر آپ نی آیت

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَبْخَلُونَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ هُوَ خَيْرًا لَهُمْ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَهُمْ سَيُطَوَّقُونَ مَا بَخِلُوا
پڑہی اور نہ سمجہین جو لوگ بخل کرتی ایک چیز پر کہ اللہ نی اونکو دی ہی اپنی فضل سی کہ یہہ بہتر ہی اونکی حق مین بلکہ یہہ برا ہی اونکی واسطی آگی طوق پڑیگا اونکو جسمین بخل کیا

بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فانه عليه السلام بين في هذا الحديث ان من اعطاه الله تعالى مالا ولم يؤد زكوة ماله
دن قیامت کی سو پیغمبر علیہ السلام نی اس حدیث مین یہہ بیان فرمایا کہ جسکو اللہ تعالی نی مال عنایت کیا اور اوسنی اپنی مال کی زکوۃ نہ ادا کی تو اللہ تعالی

يجعل ماله يوم القيمة في صورة الحية التي انحسر شعر راسها من كثرة سمها وطول عمرها ولها فوق
قیامت کی دن ایسی سانپ کی صورت بنا دیگا جسکی سر کی بال ماری زہر کی بسبب درازی عمر کی جہڑ گئی ہون اور اوسکی

عينيها نكتتان سوداوان وهي اوحش ما يكون من الحيات وتجعل في عنقه كالطوق ثم ياخذ بشدقيه
دونو آنکہون کی اوپر دو داغ سیاہ ہون یہہ قسم تمام سانپون مین بدتر ہوتی ہی اور اوسکی گردن مین طوق کی مثال ڈالا جاویگا پہر وہ اوسکی دونو کلی پکڑ کر

وتلدغه وتقول له انا مالك الذي جمعته ولم تؤد زكوته فلما كان في منع الزكوة مثل هذا التشديد بد
کاٹیگا اور کہیگا مین تیرا وہ ہی مال ہون کہ جمع کر کر زکوۃ نہین دی تہی چونکہ زکوۃ کی نہ دینی مین اتنی بڑی سختی ہی

الشديد لزم بيان وجه الحكمة في ايجابها وهو الامتحان لان التلفظ بكلمة الشهادة التزام التوحيد
تو لازم ہوا بیان کرنا کہ اسکی فرض کرنی مین کیا حکمت ہی اور وہ امتحان ہی اسواسطی کہ کلمہ شہادت کا زبانسی پڑھنا توحید کا ذمہ پر لینا ہی
وشهادة بانفراد المعبود وادعاء المحبة فان من يقول اشهد ان لا اله الا الله يصير كانه قال انی
اور گواہی ہی معبود کی یگانہ ہونی کی اور محبت کا دعوی ہی اسلئی کہ جو شخص کہتا ہی مین گواہی دیتا ہون کہ سوای اللہ کی کوئی معبود نہین ہی گویا یہہ کہتا ہی
رايت بقلبي وعلمت بعقلي ان لا معبود ولا محبوب الا الله فالتزمت عبادته ومحبته ولا اعبد ولا
مین نی دل سی دریافت کیا اور عقل سی جانا کہ نہ کوئی معبود اور نہ کوئی محبوب سوا اللہ کی سو مینی اوسکی عبادت اور اوسکی محبت اپنی ذمہ لی نہین پرستش کرونگا
احب الا اياه فيلزم الوفاء بما ادعاه من التوحيد في المحبة وتمام الوفاء ان لا يبقى للموحد محبوب
اور نہ دوست رکہونگا سوا اوسکی اب اس دعوی توحید کا پورا کرنا چاہئی یعنی محبت ایک کی اور انجام وفا کا یہہ ہی کہ موحد کی واسطی کوئی محبوب
سوى الفرد الواحد لان المحبة لا تقبل الشركة والتوحيد باللسان قليل النفع وانما يظهر درجة
سوا ایک ذات کی باقی نرہی اسواسطی کہ محبت مین شرکت نہین ہوتی اور زبانی توحید بی فائدہ ہوتی ہی اور درجہ محبت کا جب ہی کہلتا ہی
المحبة بمفارقة المحبوبات والاموال محبوبة للخلق لكونها آلة لتنعمهم وقضاء حاجاتهم في الدنيا
تب تمام محبوبات چہوٹ جاوین اور مال دولت خلق کو اسلئی محبوب ہی کہ اوس سی دنیا مین اونکی لئی عیش عشرت اور کارروائی ہوتی ہی
وبسببها يانسون بهذا العالم وينفرون من الموت مع ان فيه لقاء المحبوب فامتحنوا في صدق
اور اوسہی کی سبب سی اس عالم کی الفت پکڑکر موت سی نفرت کرتی ہین باوجودیکہ موت سی محبوب کی ملاقات ہوگی سو اس مال کی خرچ کرنی سی کہ
دعواهم في المحبة ببذل المال الذي هو معشوقهم وهم في بذله ثلثة اقسام القسم [illegible] ل هم الذين
اونکا معشوق ہی یہہ امتحان لیا گیا کہ محبت کا دعوی راست ہی یا نہین اور وہ لوگ مال خرچ کرنی مین تین قسم پر ہین پہلی قسم وہ لوگ ہین
صدقوا في التوحيد وادعاء المحبة وبذلوا جميع اموالهم ولم يدخروا لانفسهم شيئا [illegible] بوبكر الصديق
جو توحید مین اور محبت کی دعوی مین خوب سچی ہین اور اپنا تمام مال خرچ کرڈالا اور اپنی واسطی کچہہ نہ بچایا چنانچہ ابوبکر صدیق نی یہہ ہی کیا
حيث جاء بماله كله الى رسول الله عليه السلام لينفقه في سبيل الله تعالى وقال له رسول الله صلى
اسلئی کہ اپنا تمام مال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاس لی آئی تاکہ خدا کی رستہ مین خرچ کردین اور جب اونسی رسول اللہ صلی
الله عليه وسلم فماذا بقيت لنفسك فقال الله ورسوله فانه وفي بتمام الصدق فلم يبق عنده سوى
اللہ علیہ وسلم نی پوچہا اپنی واسطی کتنا رکہا تو یہہ عرض کیا اللہ اور اوسکا رسول سو ابوبکر نی اپنا صدق پورا کیا سو اونکی پاس سوا
محبوبه الذي هو الله تعالى ورسوله وهذا جائز لمن كان توكله على الله تعالى تاما كاملا ولهذا لما
محبوب کی جو اللہ ہی اور اوسکا رسول کچہہ نہین تہا یہہ بذل اوسکی لئی جایز ہی جسکا توکل اللہ تعالی پر پورا اور کامل ہو اور اسہی لئی جب
سئل رسول الله عليه السلام عن افضل الصدقة قال جهد المقل فانه عليه السلام بين في هذا
کسی نی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی پوچہا کہ بہتر صدقہ کونسا ہی تو آپ نی فرمایا کوشش مفلس کی بیشک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی اس حدیث
الحديث ان افضل الصدقة ما يتصدقه الفقير مع احتياجه اليه واما من لم يكن توكله تاما كاملا
مین بیان فرمایا کہ بہتر صدقہ وہ ہی جو فقیر اپنی حاجت روک کر دیتا ہی اور البتہ جسکا توکل پورا اور کامل نہو
فلا بد له ان يترك قوت نفسه وعياله ثم يتصدق ما فضل من ذلك لما روى عن ابي هريرة انه عليه السلام
تو ضرور ہی کہ اپنا اور اپنی عیال کا کہانا رکہہ لیا کری پہر جو اس سی بچا رہی وہ خیرات کردی کیونکہ روایت ہی ابوہریرہ سی کہ نبی علیہ السلام نی
قال خير الصدقة ما كان عن ظهر غنى ولا مخالفة بين هذا الحديث والحديث السابق لان الغنى قسمان
فرمایا اچہا صدقہ وہ ہی جو توانگری کی ساتہہ ہو دی اور اس حدیث مین اور اوپر کی حدیث مین کچہہ مخالفت نہین ہی اسلئی کہ توانگری دو طرح کی ہوتی ہی

غنی المال وغنی النفس وخیر الصدقة ما کان عن احد المغنیین اما عن غنی النفس او عن غنی المال اذ
توانگری مال کی اور توانگری دل کی اور اچھا صدقہ وہ ہی جو کسی ایک توانگری سی ہو یا دل کی توانگری سی یا مال کی توانگری سی اسواسطی

لابد للمتصدق فیما یبذله ان یستغنی عنه اما بسخاوة نفسه وقوة عزیمته ثقة بالله تعالی کما
کہ ضرور ہی کہ خیرات کرنیوالا جو دیتا ہی اوسی بی نیاز ہو یا تو اپنی دل کی سخاوت اور قوت عزیمت سی خدا تعالی پر بہروسا کر کر جیسا

فعله ابوبکر الصدیق او بماله الذی بقی فی یده بعد البذل اذ لا یجوز لاحد ان یصرف قوت عیاله
ابوبکر صدیق نی کیا یا اپنی مال کی سبب جو خرچ کر کر اسکی پاس بچا ہی اسواسطی کہ کسیکو جایز نہین ہی کہ اپنی عیال کا کہانا بہی فقرا کو

الی الفقراء ویترکهم جیاعا الا اذا رضوا به واذنوا له فیه بل لا یجوز له ان یعطی احد الامرین یفضل
بانٹ دی اور اونکو بہوکا ماری ہان اگر وہ راضی ہون اور اسکو اجازت دیدین بلکہ اسکو یہہ جایز نہین کہ سواء بچتی ہوئی کی

عن نفسه وعیاله کما جاء فی حدیث اخر انه علیه السلام قال خیر الصدقة ما ابقت غنی یعنی ان
اپنی اور اپنی عیال کی خرچ سی کسیکو دیوی چنانچہ ایک اور حدیث مین آیا ہی کہ پیغمبر علیہ السلام نی فرمایا بہتر صدقہ وہ ہی جو دینی پر بہی غنا باقی رہی یعنی

المتصدق لا بد له فیما یبذله عن احد الامرین اما ان یستغنی عنه بماله او یستغنی عنه بحاله وهذا
خیرات کرنیوالی کو چاہئی کہ جو خرچ کرتا ہی دو امر مین سی ایک پر ہو یا تو اپنی مال کی باعث سی صدقہ دیکر بی نیاز رہی یا اپنی دل سی مستغنی ہو ان دونو

افضل الیسارین لما روی فی الحدیث الصحیح انه عم قال لیس الغنی عن کثرة المال وانما الغنی غنی النفس فان الفقیر اذا
استغنا مین سی یہہ افضل ہی اسواسطی کہ حدیث صحیح مین روایت ہی کہ نبی صلی الله علیہ وسلم نی فرمایا کہ توانگری مال کی بہتایت سی نہین ہوتی توانگری وہ ہی کہ جو دل سی ہو بیشک

تصدق ما قدر علیه من قوت یومه وصبر علی الجوع یکون صدقته افضل اذ لا شك فی کون
خیرات کر دی جو اوسکو قوت ایک روز کا میسر آتا ہی اور آپ بہوک پر صبر کری تو اوسکا صدقہ بہت اچھا ہی اسواسطی کہ بیشک

الصدقة بالشیء مع الحاجة الیه افضل اذا لم یضر ذلك بدینه من ضعفه عن القیام فی الصلوة و
صدقہ ایسی چیز کا جسکی حاجت رکہتا ہو افضل ہی اگر یہہ صدقہ اوسکی دین مین نقصان نکری جیسی نماز پڑہنی سی ضعیف ہو جاوی

کشف العورة وقد مدح الله تعالی الانصار علی ذلك وقال وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ
یا ننگا رہ جاوی اور الله تعالی نی اسپر انصار کی تعریف کی ہی اور فرمایا اور اول رکہتی ہین اونکو اپنی جان سی اور اگرچہ ہو اپنی اوپر بہوک

القسم الثانی هم الذین لا یقدرون علی هذه المرتبة بل یمسکون اموالهم لمواقیت الحاجة ومواسم الخیرات
دوسری قسم وہ لوگ ہین جو اس مرتبہ تک نہین پہنچتی بلکہ اپنی مالون کو واسطی اوقات حاجت اور مواقع خیرات کی روک رکہتی ہین

ولیس قصدهم فی الامساك التنعم والتلذذ بل قصدهم فیه الانفاق بقدر الحاجة ثم صرف الفاضل الی
اور اس روکنی سی اونکی غرض عیش وعشرت اور حصول لذت نہین ہوتی بلکہ اونکی یہہ مراد ہوتی ہی کہ بقدر حاجت خرچ کر کر پہر بچتی کو اقسام

وجوه الخیرات مهما ظهرت القسم الثالث هم الذین یقتصرون علی اداء ما وجب علیهم فلا یزیدون علیه
خیرات مین جب پیش آوین تو لگا دین تیسری قسم وہ لوگ ہین کہ جو اونپر واجب ہوتا ہی سو ادا کر دیتی ہین نہ اوس سی بڑہتی دین

ولا ینقصون عنه وهذه المرتبة اقل المراتب وعلی هذه المرتبة اقتصر اکثر الناس لبخلهم بالمال ومیلهم
نہ اوس سی کچہہ کم دین اور یہہ مرتبہ سب سی کم بخل ہی اور اسیہی مرتبہ پر اکثر لوگ ماری بخل اور مال کی محبت کی

الیه وضعف حبهم للاخرة ولیس بعد هذه المرتبة شیء من المحبة بل من ینزل من هذه المرتبة ینزل فی
اور کمتر ہونی محبت آخرت کی اکتفا کرتی ہین اور اس مرتبہ کی بعد اصلا کوئی محبت نہین ہی بلکہ جو شخص اس مرتبہ سی اوتر کر ہوتا ہی

الکذب فی ادعاء المحبة ویظهر من نفسه ان ادعاه من المحبة کان من لقلقة اللسان فعلی هذا یجب
تو اوسکا دعوی محبت کا جہوٹہا ہی گویا وہ یہہ ظاہر کئی دیتا ہی کہ میرا دعوی محبت کا صرف تیز زبانی سی ہی اس بیان کی موافق واجب ہی

على من لا يقدر على المرتبة الاولى والثانية ان لا ينزل من المرتبة الثالثة بل ينبغي له ان يسعى في اداء
جو اول یا ثانی مرتبہ پر قدرت نہیں رکھتی تو تیسری مرتبہ سی تو نہ گرجاوین بلکہ اونکو لائق ہی کہ کوشش کرکر

ما وجب عليه على الفور اظهارا للرغبة في امتثال الامر وايصالا للسرور الى قلوب الفقراء واحترازا
واجب کو ترنت ادا کیا کرین تا کہ رغبت فرمان برداری کی ظاہر ہووی اور فقیرون کی دلون کو خوشی پہنچی اور مخالفت کی

عن شبهة الخلاف اذ عند بعض العلماء وجوبها فوري حتى يأثم بالتاخير ويرد شهادته وهي انما تجب اذا
شبہ سی بچ جاوین اسواسطی کہ بعضی علماء کی نزدیک وجوب زکوٰۃ کا فوری ہی یعنی ترنت چاہئی یہانتک کہ دیر کرنی سی گنہگار ہوتا ہی اور اوسکی شہادت مردود ہی اور زکوٰۃ جب

تم الحول على النصاب فلكل احد حول يخصه بحسب وقت كونه مالكا للنصاب فاذا تم حوله يجب عليه اخراج
واجب ہوتی ہی کہ نصاب پر برس پورا گذرجاوی پہر ہر کسی کا سال جدا جدا ہوتا ہی جس وقت سی وہ نصاب کا مالک ہوتا ہی جب سال پورا ہوجاوی تو اوسپر زکوٰۃ نکالنی واجب ہوجاتی ہی

زكوته في اي شهر كان وان عجل زكوته قبل حولان الحول يجوز عند جمهور العلماء سواء كان تعجيله لدخول
کوئی سا مہینہ ہو اور اگر جلدی کرکر اپنی زکوٰۃ برس بیتنی سی پہلی ادا کردی تو سب علماء کی نزدیک جائز ہی برابر ہی کہ اوسکی جلدی واسطی آجانی

الاشرف من الاوقات التي لا يوجد مثلها عند تمام الحول كشهر رمضان وما قبله من شهر رجب وشعبان
اچھی وقت کی ہو اور وقتون سی کہ ایسا وقت برس کی تمامی پر نہ ملیگا جیسی رمضان کا مہینہ اور اوس سی پہلا مریم روزہ کا اور شب برات کا مہینہ

او لوجود الافضل من المصارف بان يكون من الاتقياء المتجردين لتجارة الاخرة فانهم يستعينون بما اعطاهم
یا اوسکی جلدی واسطی موجود ہونی اچھی مصرف کی ہو کہ کوئی متقی پرہیزگار دنیا سی الگ تاجر آخرت کا موجود ہو کیونکہ ایسی مرد جو اونکو ملتا ہی اوس سی امداد

على الطاعة فيكون المعطي شريكا لهم في طاعتهم باعانته اياهم فيها وبان يكون من العلماء وان لاعطائهم
طاعت کی حاصل کرتی ہیں پس دینی والا بہی اونکی عبادت مین شریک ہوجاتا ہی کیونکہ عبادت مین اوسکا مددگار ہی یا کوئی عالم موجود ہو کیونکہ علماء کی خدمت

معاونة لهم على العلم والعلم اشرف العبادات حتى ان بعض السلف لا يصرف زكوته الا الى اهل العلم ويقول اني لا اعرف
کرنی علم کی امداد ہوتی ہی اور علم سب عبادات مین اشرف ہی یہانتک کہ بعضی اگلی بزرگ اپنی زکوٰۃ صرف علماء ہی کو دیتی تہی اور کہتی تہی کہ

بعد مقام النبوة افضل من مقام العلماء والمراد من اهل العلم هم الذين يطلبون العلم لاجل الاخرة لا لاجل الدنيا فان الذين
مین بعد مرتبہ نبوت کی کوئی مرتبہ علماء کی مرتبہ سی اچھا نہیں جانتا اور علماء سی مراد وہ عالم ہین کہ علم آخرت کی واسطی پڑہتی ہین دنیا کی واسطی نہیں پڑہتی اور جو لوگ

يطلبون العلم لاجل الدنيا لا ينبغي للمتصدق ان يعاونهم بصدقته على عصيانهم حتى لا يكون شريكا
علم کو دنیا کی واسطی پڑہتی ہین تو زکوٰۃ دینی والی کو نہیں چاہئی کہ اپنی زکوٰۃ سی اونکی گناہ کا مددگار بنی تا کہ استحقاق عذاب مین

لهم في استحقاق العقاب ومن افضل المصارف من يكون ذا عيال او مديونا او مريضا او قريبا فان الاعطاء
اونکا شریک نہو جاوی اور بہترین مصارف وہ ہی جو کنبہ والا ہو یا قرضدار ہو یا بیمار ہو یا ناتی دار ہو کیونکہ ناتی دار کو

الى القريب يكون صدقة وصلة ولا يخفى على احد ما في صلة الرحم من الثواب والاصدقاء والاخوان
دینا صدقہ اور صلہ دونو ہوتی ہین اور سب کو معلوم ہی کہ صلہ رحم کا کتنا بڑا ثواب ہی اور دوست اور دینی بہائی

في الدين يقدمون على المصارف كما يقدم الاقارب على الاجانب لكن ينبغي ان يعلم ان المتصدق
اور مصارف پر مقدم ہوتی ہین جیسی ناتی دار غیرون پر مقدم ہوتی ہین لیکن یہہ بہی سمجھنا چاہئی کہ زکوٰۃ دینی والی کو

لا بد له ان يحترز عن ابطال صدقته بالمن والاذى اذ قال الله تعالى لا تبطلوا صدقاتكم بالمن
لازم ہی کہ اپنی صدقہ کو احسان جتا کر اور تکلیف دیکر باطل نہ کردی اسواسطی کہ اللہ تعالی فرماتا ہی مت ضایع کردو اپنی خیرات احسان رکہہ

والاذى وحقيقة المن ان يرى نفسه محسنا الى الفقير فمهما راى نفسه محسنا اليه تفرع عنه
اور ستا کر اور حقیقت مین احسان کرنا یون ہوتا ہی کہ اپنی تئین فقیر کا محسن سمجہی پہر جب آدمی اپنی تئین محسن جانا تو پہر اس سی بظاہر یہی حرکات

الی ظاهره افعال ماحیة للثواب مثل التحدث به واظهاره وطلب المکافاة منه بالدعاء والثناء
صادر ہونگی جس سی ثواب جاتا رہی جیسی کہتی پہرنا اور ظاہر کرنا اور فقیر سی عوض کا طالب ہونا دعا سی اور تعریف سی
والخدمة والتوقیر والتعظیم وکان من حقه ان یری الفقیر محسنا الیه اذ جعل کفه نائبا عن
اور خدمت سی اور توقیر اور تعظیم سی اور حق یہہ تہا کہ فقیر کو اپنا محسن جانتا اسواسطی کہ اوسنی اپنا ہاتہہ واسطی قبض حق اسکی
الله فی قبضه حقه الذی به نجاته من النار اذ روی عن ابن عباس انه علیه السلام قال الصدقة
اللہ کا نائب بنانا جسمین اوسکی دوزخ سی نجات ہوتی ہی اسواسطی کہ ابن عباس سی روایت ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا کہ خیرات
تقع بید الله تعالی قبل ان تقع بید السائل فلیتحقق انه مسلم الی الله تعالی حقه والفقیر اخذ من
اللہ کی ہاتہہ میں اس سی پہلی پہنچتی ہی کہ سائل کی ہاتہہ میں پہنچی سو حقیقت میں خیرات اللہ کا حق ہی اوسکی حوالہ ہوا ہی اور فقیر نی اللہ تعالی سی اپنا رزق لیا ہی
الله تعالی رزقه واما الاذی فظاهره التوبیخ والتعییر والتخشین فی الکلام وتقطیب الوجه وهتك الستر
اور ستانا سو ظاہر میں بدمزاجی اور شرمانا اور بدزبانی گفتگو میں اور تیوری چڑہانی او چہپا کر بی آبروی کرنی
بالاظهار وفنون الاستخفاف وباطنه الذی هو منبعه امران احدهما کراهیة اخراج المال عن یده و
اور طرح طرح کی استخفاف اور باطن میں جس سی یہہ حالت پیدا ہوتی ہی دو باتیں ہیں ایک تو اپنی قبضہ میں سی مال نکالنی کا ملال اور دل پر
شدة ذلك علی نفسه والثانی رویته انه خیر من الفقیر وان الفقیر بسبب حاجته اخس منه رتبة
اسکی دشواری دوسری یہہ سمجہنا کہ میں فقیر سی بہتر ہوں اور فقیر از بسکہ حاجتمند ہی مجہسی رتبہ میں بہت کمتر ہی
ومنشأ کل منهما الجهل اما کون کراهیة تسلیم المال جهلا فلان من کره بذل درهم فی مقابلة ما یساوی
اور اصل منشا دونوں کا جہالت ہی بہر حالت مال دینی کی اسلئی جہالت کی بات ہی کہ جس شخص کو ایک روپیہ خرچ کرنا ہزار روپیہ کی واسطی دشوار گذری
الفا فهو شدید الحماقة لانه یبذل المال بطلب رضاء الله تعالی والثواب فی الدار الاخرة وهو خیر من الدنیا
اس سی زیادہ احمق جاہل کون ہی اسواسطی کہ زکوة واسطی رضامندی اللہ تعالی کی دی جاتی ہی اور آخرت میں جو اوسکا ثواب حاصل ہوگا وہ تمام دنیا سی
وما فیها واما کون رویة نفسه خیرا منه جهلا فلانه لو عرف فضل الفقر علی الغنی وعرف خطر الاغنیاء
اور جو دنیا میں ہی سب سی بہتر ہی اور اپنی تئین فقیر سی بہتر سمجہنا اسواسطی جہالت کی بات ہی کہ اگر یہہ شخص جانتا کہ فقیر کو غنی پر کتنی فضیلت ہی اور جانتا کہ غنی لوگوں کو
فی الاخرة لما استحقره بل یتبرك به وتمنی درجته لان صلحاء الاغنیاء یدخلون الجنة بعد الفقراء بخمسمائة
آخرت میں کیا کیا خوف و خطر ہی تو فقیر کو ہرگز حقیر نہ جانتا بلکہ اوس سی برکت لیتا اور اوسکی درجہ کی آرزو کرتا اسلئی کہ تونگر صلحاء فقیروں سی پانسو برس پیچہی جنت میں
عام وکیف یستحقره وقد جعل الله تعالی خادما له اذ یکتسب المال بجهده ویستکثره منه ویجتهد فی حفظه
داخل ہونگی اور کیونکر فقیر کی حقارت کرتا ہی اور حال یہہ ہی کہ اللہ تعالی نی اسکو فقیر کا خادم بنایا ہی اسواسطی کہ محنت اور کوشش کرکر مال پیدا کرتا ہی اور اوسکو بڑہاتا ہی اور اوسکی محنت سی
وقد کلف ان یسلم الی الفقیر قدر حاجته ویکف عنه الفاضل التی یضره لو سلم الیه فالغنی مستخدم
پہر اوسکو بزور حکم ہی کہ فقیر کو اوسکی حاجت کی موافق حوالہ کردی اور باقی بچتی کو جسکی دینی سی فقیر کا ضرر ہوتا اپنی پاس محفوظ رکہی پس غنی خدمت گذار ہی
للسعی فی رزق الفقیر ومتمیز عنه بالتزام مشاق الاسفار فی البراری والبحار وحراسة الفضلات من الدرهم
کیونکہ فقیر کی رزق کی واسطی سعی کرتا ہی اور فقیر سی ممتاز ہی اسمین کہ جنگلوں اور دریاؤں میں سفر کی مشقت اوٹہاتا ہی اور بچتی درہم
والدینار الی ان یموت ویاکلها الاغیار مع بقاء ما اکتسبه فی تحصیلها علیه من الاوزار یسر لنا الله تعالی
اور دینار کی عمر بہر نگاہبانی کرکر تا مرتا ہی بہر اوسکو بار لوگ کہاتی ہیں اور اوسکی حاصل کرنیمیں جو جو گناہ کئی وہ اپنی سر پر اپنی لیجاتا ہی الہی ہمکو آسان کر
الاعمال موافقا لرضائه بلطفه وکرمه ومنته

المجلس الثانی والعشرون فی بیان فضائل الصوم مطلقا

وہ اعمال جو تیری مرضی کی موافق ہوں اپنی لطف اور کرم اور احسان سی
بائیسویں مجلس مطلق روزہ کی فضیلت میں

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم احصوا هلال شعبان لرمضان هذا الحديث من حسان المصابيح

رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گنتی رکھو شعبان کی مہینہ کو رمضان کی واسطے یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثوں میں ہی

رواه ابو هريرة فان صوم رمضان لما كان ركنا من اركان الدين وفرضا لازما على المسلمين ولم يعلم مجيئه

ابو ہریرہ کی روایت سی کیونکہ روزہ رمضان کا چونکہ دین کی رکنوں میں سی ایک رکن اور مسلمانوں پر فرض لازم ہی اور اوسکا آنا بغیر ضبط کرنی

الا بضبط هلال شعبان امر النبي عليه السلام بضبطه فصار كانه قال اطلبوا هلال شعبان وعدوا ايامه

مہینہ شعبان کی معلوم نہیں ہوتا نبی علیہ السلام نی واسطی ضبط شعبان کی امر فرمایا انجام یہہ ہوا گویا فرمایا تلاش کرو شعبان کی چاند کو اور اوسکی دن گنتی رہو

لتعلموا دخول رمضان ثم ان شعبان لما كان كالمقدمة لرمضان استحب التاهب له فيه بالصوم وقراءة

تاکہ رمضان کا آنا معلوم ہو پہر ماہ شعبان جب رمضان کا مقدمہ ٹہرا تو شعبان میں رمضان کی تیاری مستحب ہی روزی رکہنی اور قرآن پڑہنی

القرآن حتى ترتاض النفس بذلك على طاعة الله تعالى قبل دخول رمضان فانه عليه السلام كان يصوم

تاکہ نفس کو طاعت الٰہی کی عادت رمضان کی آنی سی پہلی ہوجاوی کیونکہ نبی علیہ السلام شعبان میں اتنی روزی رکہتی تہی

في شعبان ما لا يصومه في غيره من الشهور على ما روي عن عائشة انها قالت ما رايت رسول الله عليه

کہ وتنی اور کسی مہینہ میں نہیں رکہتی تہی موافق روایت عائشہ کی کہ وہ کہتی ہیں نہیں دیکہا میںنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ

السلام استكمل صيام شهر قط الا رمضان وما رايته في شهر اكثر منه صياما الا شعبان وفي رواية

وسلم کو کہ کبہی پوری کئی ہوں روزی کسی مہینہ کی سوا رمضان کی اور نہیں دیکہا میںنی اونکو کسی مہینہ میں زیادہ روزی رکہتی ہوئی سوا شعبان کی اور ایک روایت

كان يصوم شعبان كله وهذه الرواية موافقة لما روي عن ام سلمة انها قالت ما رايت النبي عليه السلام

میں یہہ ہی کہ روزی رکہتی تہی تمام شعبان کی اور یہہ روایت ام سلمہ کی روایت سی موافق ہی کہ وہ کہتی ہیں نہیں دیکہا میںنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو

يصوم شهرين متتابعين الا شعبان ورمضان وبهذه الرواية اخذ الفقهاء حتى قال قاضيخان في

کہ روزہ رکہتی ہوں دو مہینی کی پی درپی سوا شعبان اور رمضان کی اور فقہا نی اسی روایت کو اخذ کیا ہی یہاں تک کہ قاضیخان نی

فتاواه من صام شعبان ووصله برمضان فهو حسن وذلك لان الصوم قد يتاكد استحبابه

اپنی فتاوی میں کہا ہی جو شخص شعبان کی روزی رکہہ کر اوسکو رمضان سی ملاوی تو یہہ بہتر ہی اور یہہ اسلئی کہ روزہ کہیں استحباب میں

في بعض الاوقات الفاضلة من الشهور والايام ويكون بابا للعبادة كما روي عن ابي الدرداء انه عم

بعضی نیک اوقات میں باعتبار مہینوں اور دنوں کی زیادہ ترقی پاتا اور دروازہ عبادت کا ہوجاتا ہی چنانچہ ابو درداء سی روایت ہی کہ پیغمبر علیہ السلام نی

قال لكل شيء باب وباب العبادة الصوم ثم انه ربع الايمان بمقتضى ما جاء في الحديثين اللذين روي احدهما

فرمایا ہر شی کا دروازہ ہوتا ہی اور دروازہ عبادت کا روزہ ہی پہر روزہ ایمان کی چوتہائی ہوتا ہی موافق مضمون اون دو حدیثوں کی جو ایک

عن ابي هريرة وهو قوله عليه السلام الصوم نصف الصبر وروى الاخر عن ابن مسعود وهو قوله عليه السلام

ابو ہریرہ سی روایت ہی یعنی قول علیہ السلام کا روزہ آدہا صبر ہی اور دوسری ابن مسعود سی روایت ہی یعنی قول علیہ السلام کا

الصبر نصف الايمان فلما كان الصوم نصف الصبر كان ثوابه متجاوزا عن قانون التقدير والحساب

صبر آدہا ایمان ہی پہر جب روزہ آدہا صبر ہوا تو اوسکا ثواب بہی اندازہ اور حساب کی قاعدہ سی زیادہ ہوگا

لقوله تعالى انما يوفى الصابرون اجرهم بغير حساب ثم انه متميز من سائر العبادات بخاصية نسبته

واسطی ارشاد الٰہی کی پورا دیا جاوی گا صبر والوں ہی کو ملتا ہی نیگ اونکا ان گنت پہر روزہ کو تمام عبادات پر بسبب خصوصیت نسبت کی

الى الله تعالى اذ قال الله تعالى فيما اخبر عنه نبيه بقوله كل حسنة بعشر امثالها الى سبعمائة ضعف الا الصوم

طرف اللہ تعالی کی ایک طرح کی شرافت ہی اسواسطی کہ اللہ تعالی فرماتا ہی جیسا کہ اوسکا نبی اوسکی خبر دیتا ہی اس قول میں ہر نیکی دس گونہ ہوتی ہی سات سو گونہ تک سوا روزہ

فانه لی وانا اجزی به والکریم اذا اخبر انه یتولی الجزاء بنفسه ولا یکله الی غیره یکون ذلک الجزاء
سو یہ روزہ میرا لئی ہی اور میں ہی اسکی جزا دونگا اور اللہ کریم جب یہہ خبر دی کہ میں آپ اوسکی جزا کا ذمہ دار ہون اور کی حوالہ نہوگا تو اس جزا کا
فی غایة العظمة ونهایة الکثرة بحیث لا یکون له حد ولا عد وقد روی عن ابی سعید الخدری
کیا انتہا ہی نہایت عظیم اور بہت کثیر ہوگی ایسا کہ نہ اوسکی کچہ حد ہی اور نہ کچہ گنتی اور روایت ہی ابو سعید خدری سی
انه علیه السلام قال من صام یوما فی سبیل الله بعد الله وجهه عن النار سبعین خریفا
کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جسنی ایک دن واسطی اللہ کی روزہ رکہا تو اللہ تعالی اوسکی منہہ کو آگ سی ستر برس دور رکہیگا اور ایک
وفی حدیث آخر رواه ابو امامة الباهلی انه علیه السلام قال من صام یوما فی سبیل الله جعل
اور حدیث میں ہی ابو امامہ باہلی کی روایت سی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جسنی ایکدن روزہ واسطی اللہ تعالی کی رکہا تو
الله بینه وبین النار خندقا کما بین السماء والارض یعنی ان من صام یوما لوجه الله ورضائه
اللہ اوسکی اور دوزخ کی بیچ میں ایسی خندق بنادیگا جیسی فرق درمیان آسمان اور زمین کی ہی یعنی بیشک جسنی ایکدن کا روزہ واسطی وجہ اللہ کی اور واسطی اوسکی
ینجیه الله من النار عبر عن التنجیة بطریق التمثیل لیکون ابلغ لان من کان بعیدا عن شئ بهذا
رضامندی کی رکہا تو اللہ تعالی اوسکو آگ سی نجات دیگا اس نجات کو بطور تمثیل کی بیان فرمایا تاکہ مبالغہ زیادہ تر ہو اسواسطی کہ جو شخص ایک شی سی
المقدار لا یصل الیه البتة وروی عن ابی هریرة انه قال علیه السلام للصائم فرحتان فرحة
اتنی دور پر ہو تو وہ شی بیشک اوس تک نہیں پہنچی گی اور ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا روزہ دار کو دو خوشیان ہوتی ہیں ایک خوشی
عند فطره وفرحة عند لقاء ربه فانه علیه السلام بین فی هذا الحدیث ان للصائم سرورا مرتین
جب روزہ کہولتا ہی اور ایک خوشی جب اپنی رب سی میلیگا بیشک نبی علیہ السلام نی اس حدیث میں بیان فرمایا کہ روزہ دار کو خوشی دو مرتبہ ہوتی ہی
احدهما عند افطاره والاخری عند موته ولقاء ربه اما سروره عند افطاره فیما بیننا وله من
ایک تو روزہ کہولتی ہوئی اور دوسری موت کی وقت اپنی رب کی ملاقات پر پہر روزہ دار کا سرور روزہ افطار کرتی وقت تو یہہ ہی کہ اوسکو کہانا
الطعام والشراب والجماع لان النفس مجبولة علی المیل الی ما یلائمها من المطعم والمشرب والمنکح فاذا
پینا جماع میسر آیا کیونکہ طبیعت انسان کی عادت ہی کہ اپنی مرغوب چیز پر جہکتی ہی کہانا ہو یا پینا ہو یا جماع ہو اور جب
منعت من ذلک فی وقت ثم اذن لها فی وقت آخر تفرح بذلک طبعا خصوصا عند اشتداد الحاجة
اوسکو ان امور سی ایک وقت ممانعت ہوی ہو پہر اوسکو دوسری وقت اجازت ملی تو اس سی خود بخود خوش ہوتا ہی خاص کر ایسی وقت کہ ماری ہوک
الیه لتاثیر الجوع والعطش فیها وتقاضیها باحد حاجتها یبین هذا المعنی ما روی عن ابن عمر انه ع م
وپیاس کی نہایت حاجتمند ہو کر اپنی خواہش کا طلبگار ہو یہہ مضمون ابن عمر کی روایت سی معلوم ہوتا ہی کہ نبی علیہ السلام
کان اذا افطر قال ذهب الظمأ وابتلت العروق وثبت الاجر ان شاء الله تعالی مع ان له عند افطاره
جب روزہ افطار کرتی تو فرماتی پیاس بجہگئی اور رگین تر و تازہ ہوگئیں اور اجر ثابت ہو چکا ان شاء اللہ تعالی باوجود یکہ روزہ دار کی افطار کی وقت
دعوة مستجابة کما جاء فی الحدیث ان للصائم عند فطره دعوة مستجابة بل یکون نومه عبادة
دعا مقبول ہوتی ہی چنانچہ حدیث میں آیا ہی کہ روزہ دار کی افطار کی وقت دعا مقبول ہوتی ہی بلکہ روزہ دار کا سونا ہی عبادت ہی
کما جاء فی الحدیث نوم الصائم عبادة قال ابو العالیة الصائم فی العبادة ما لم یغتب وان کان
چنانچہ حدیث میں آیا ہی نیند روزہ دار کی عبادت ہی ابو العالیہ کہتی ہی روزہ دار ہر وقت عبادت میں ہوتا ہی جبتک غیبت نکری اگرچہ
نائما علی فراشه فعلی هذا یکون فی لیله ونهاره علی عبادة واما سروره وفرحه عند موته ولقاء ربه
اپنی بستر پر سوتا ہی سکی موافق تمام رات اور دن عبادت ہی میں رہتا ہی اور روزہ دار کا سرور اور خوشدلی مرتی وقت اپنی رب کی ملاقات پر

فیما یجدہ مدخرا عند اللہ تعالی من ثواب صومہ فان من ترک للہ طعامہ وشرابہ وشہوتہ یعوضہ
یہہ ہی کہ اللہ کی یہان اپنی روزہ کا ثواب جمع کیا ہوا یکبار پاویگا کیونکہ جس نی واسطی خدا کی اپنا کہانا اور پینا اور شہوت موقوف کی تو اللہ اوسکو
اللہ تعالی خیرا من ذلک کما قال اللہ تعالی وما تقدموا لانفسکم من خیر تجدوہ عند اللہ ہو خیرا
عوض اوسکا اوس سی بہت اچہا عنایت کریگا چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی اور جو آگی بہیجو گی اپنی واسطی کوئی نیکی اوسکو پاؤ گی اللہ کی پاس بہتر
واعظم اجرا وجاء فی الخبر انہ علیہ السلام قال لرجل انک لن تدع شیئا اتقاء اللہ تعالی الا اتاک اللہ
اور ثواب مین زیادہ اور حدیث مین آیا ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی ایک شخصکو فرمایا بیشک تو کبہی نہین ترک کریگا کوئی چیز اللہ تعالی کی خوف سی مگر تجہکو اللہ تعالی
خیرا منہ وروی ان الصائمین یوضع لہم یوم القیمۃ مائدۃ تحت العرش یاکلون علیہا والناس فی الحساب
بہتر اوس سی دیگا اور روایت ہی کہ روزہ دارون کی واسطی قیامت کی دن عرش کی تلی دسترخوان چنا جاویگا اوسپر تناول کرینگی اور اور خلقت ابہی حساب مین مبتلا ہوگی
فیقول الناس ما ہؤلاء یاکلون ونحن فی الحساب فیقال لہم انہم کانوا یصومون وانتم تفطرون وفی الصحیحین
پہر کہینگی یہہ کیسی لوگ ہین کہ بیٹہی کہاتی ہین اور ہم حساب مین مبتلا ہین کوئی اونکو جواب دیگا یہہ لوگ روزہ رکہتی تہی اور تم روزہ خور تہی اور صحیح بخاری اور مسلم
انہ علیہ السلام قال ان فی الجنۃ بابا یقال لہ ریان لا یدخل منہ الا الصائمون والمراد بالصائمین
ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا جنت کی ایک دروازہ کا نام ریان ہی اوس دروازہ مین سی صرف روزہ دار داخل ہونگی اور روزہ دارون سی مراد یہہ ہی
ہم الذین یکثرون الصوم فانہم لما تحملوا تعب العطش خصوا بباب فیہ الری والامان من العطش قبل تمکنہم
کہ جو لوگ اکثر روزہ رکہتی تہی کیونکہ ان لوگون نی جو بہوک اور پیاس کی برداشت کی تو ایسی دروازہ سی مخصوص ہوئی جسمین تازگی اور پیاس کا بچاو
من الجنۃ ہذا کلہ اذا کان صومہم مع الاحتراز عن کل ما یحرم علیہم والا فہم یکونون من الذین
جنت کی اندر جانی سی پہلی ہی یہہ تمام باتین جب ہین کہ اونکا روزہ تمام ایسی اعمال سی جو اونپر حرام ہین محفوظ ہو اور نہین تو وہ روزہ دار ایسی ہین جنکی حق مین
قال فیہم رسول اللہ علیہ السلام فی حدیث رواہ ابو ہریرۃ کم من صائم لیس لہ من صیامہ الا الجوع
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک حدیث مین جو ابو ہریرہ سی روایت ہی فرماتی ہین بہت روزہ دار ایسی ہین کہ اونکی لئی روزہ مین سی سوای بہوک
والعطش وفی حدیث اخر رواہ ابو ہریرۃ کم من صائم لیس لہ من صیامہ الا الظمأ وکم من قائم لیس
اور پیاس کی کچہہ نہین ہی اور ایک اور حدیث مین ہی ابو ہریرہ کی روایت سی بہت روزہ دار ایسی ہین کہ اونکی لئی روزہ مین سوا پیاس کی کچہہ نہین بہت رات کی عابد ایسی ہین
من قیامہ الا السہر فان التقرب الی اللہ تعالی بترک المباحات لا یتم الا بعد التقرب الیہ بترک المحرمات
کہ اونکی لئی رات کی عبادت مین سی سوا بیداری کی کچہہ نہین کیونکہ قرب الہی مباح چیزون کی چہوڑنی سی پورا نہین ہوتا جبتک محرمات کو چہوڑکر قرب الہی نہ پیدا کری
کما روی عن ابی ہریرۃ انہ علیہ السلام قال من لم یترک الکذب والعمل بمقتضاہ فلیس للہ حاجۃ فی ان یدع طعامہ
چنانچہ ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ پیغمبر علیہ السلام نی فرمایا جو شخص کہ جہوٹہ کو اور جہوٹہ کی مناسب کاربار کو نہین ترک کرتا تو اللہ کو اوسکی کچہہ پروا نہین ہی کہ اپنا کہانا
وشرابہ فانہ علیہ السلام بین فی ہذا الحدیث ان من لا یترک الکذب والعمل بمقتضاہ لا یقبل اللہ صومہ
پینا بند کری بیشک نبی علیہ السلام نی اس حدیث مین یہہ بیان فرمایا کہ جو شخص جہوٹہ کو اور جہوٹہ کی لایق اعمال کو نہین چہوڑتا تو اللہ تعالی اوسکا روزہ
ولا ینظر الیہ لانہ امسک عما ابیح لہ ولم یمسک عما حرم علیہ والمقصود من الصوم لیس بنفس الجوع و
قبول نہین کریگا اور نہ اوسپر شفقت کریگا اسواسطی کہ وہ شخص مباحات سی تو بچا اور محرمات سی نہ بچا اور روزہ سی غرض صرف بہوک اور پیاس کا مارنا نہین ہی
العطش فقط بل المقصود منہ کسرۃ الشہوۃ وقہر النفس الامارۃ بالسوء فاذا لم یحصل شیء من ذلک
بلکہ روزہ سی غرض شہوت کا توڑنا اور نفس امارہ کا جو برائی کی طرف لیجاتا ہی مغلوب کرنا ہی جب یہہ غرض کچہہ نہ حاصل ہوئی
فای فائدۃ فی ترک الطعام والشراب فعلی ہذا اذا اراد العبد ان ینال الثواب والفضائل التی ذکرہا
تو پہر کہانا پینا بند کرنی سی کیا فائدہ اسکی موافق جب کوئی شخص یہہ چاہی کہ مجہکو وہ ثواب اور فضیلت حاصل ہو جسکا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی

النبی علیه السلام ینبغی له ان یعرف حرمة الوقت وشرفه ویحفظ فیه بطنه عن الحرام ولسانه عن
ذکر فرمایا ہی تو اوسکو لازم ہی کہ وقت کی حرمت کو پہچانی اور وقت کی خوبی کو دریافت کری اور اوسمین اپنی پیٹ کو حرام کہانی سی اور اپنی زبان کو
الکذب والغیبة وقبیح الکلام وجوارحه عن الخطایا والاثام وقلبه عن العجب والکبر وعداوة
جہوٹہ اور غیبت اور بیہودہ کلام سی اور اپنی باقی اعضا کو خطا اور گناہونسی اور اپنی دل کو خودبینی اور تکبر سی اور خلقت کی دشمنی سی
الانام ثم انه اذا فعل ذلك ینبغی له ان یکون خائفا من الله تعالی هل یقبل منه ام لا یقبل ویدعو
بچاوی پہر وہ شخص جب یہہ سب کر چکا تو اب اوسکو لائق ہی کہ اللہ تعالی سی یہہ خوف کرتا رہی کہ آیا میرا یہہ روزہ قبول کرتا ہی یا نہیں قبول کرتا اور دعا کری
ان یقبل المجلس الثالث والعشرون فی بیان فضیلة صوم شعبان کان رسول الله
کہ قبول کری تیئیسوین مجلس فضیلت روزہ ماہ شعبان کی بیان مین تہی رسول اللہ
صلی الله علیه وسلم یصوم شعبان کله الا قلیلا وفی روایة بل کان یصوم شعبان کله هذا الحدیث
صلی اللہ علیہ وسلم کہ تمام شعبان کی روزی رکہا کرتی تہی مگر کچہہ تہوڑا سا افطار کرتی اور ایک روایت مین ہی بلکہ تمام شعبان کی روزی رکہتی تہی
من صحاح المصابیح رونه ام المؤمنین عائشة وهذه الروایة الاخیرة موافقة لما روی عن ام سلمة
یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں مین ہی حضرت عائشہ ام المؤمنین کی روایت سی یہہ پچہلی روایت اوس روایت کی موافق ہی جو ام سلمہ سی روایت ہی
انها قالت ما رایت النبی علیه السلام یصوم شهرین متتابعین الا شعبان ورمضان فان قیل یلزم
کہ وہ کہتی تہین نہین دیکہا مینی نبی علیہ السلام کو کہ دو مہینی پوری پی در پی روزی رکہی ہون سوای شعبان اور رمضان کی اگر کوئی کہی
علی هذه الروایة ان یکون افضل الصیام بعد صوم رمضان صوم شعبان مع انه علیه السلام
کہ اس روایت سی لازم آتا ہی کہ بعد روزہ رمضان کی شعبان کی روزی افضل ہون اور حال یہہ ہی کہ نبی علیہ السلام نی
قال افضل الصیام بعد شهر رمضان شهر الله المحرم فالجواب ان جماعة من الناس وان اعتقدوا ان
فرمایا ہی اچہی روزی بعد ماہ رمضان کی ماہ الہی محرم کی ہین سو جواب یہہ ہی کہ بیشک ایک جماعت کا اگرچہ یہہ ہی اعتقاد ہی
صیام المحرم والاشهر الحرم افضل من صیام شعبان لکن الاظهر خلاف ذلك فان صیام شعبان
کہ محرم اور اشہر الحرم کی روزی شعبان کی روزونسی بہتر ہین لیکن اسکی خلاف ظاہر تر ہی بیشک شعبان کی روزی
افضل من صیام الاشهر الحرم یدل علی ذلك ما روی عن انس انه علیه السلام سئل ای الصیام افضل
اشہر الحرام کی روزونسی بہتر ہیں دلیل اسکی وہ ہی جو انس سی روایت ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سی کسی نی پوچہا رمضان کی بعد کونسی
بعد رمضان فقال شعبان تعظیما لرمضان وروی عن اسامة انه کان یصوم اشهر الحرم فقال
روزی افضل ہین آپ نی فرمایا شعبان کی رمضان کی تعظیم کی لئی اور اسامہ سی روایت ہی کہ اسامہ اشہر الحرم کی روزی رکہا کرتی تہی سو
له رسول الله علیه السلام صم شوالا فترك صوم اشهر الحرم فکان یصوم شوالا حتی مات فهذا نص
انکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا شوال مین روزی کہا کر پہر اسامہ نی اشہر الحرم کی روزی چہوڑ دئی پہر شوال مین روزی کہا کئی آخر مر گئی سو یہہ روایت
فی تفضیل صیام شوال علی صیام اشهر الحرم فاذا کان صوم شوال افضل من صوم الاشهر الحرم
شوال کی روزون کی فضیلت پر نص ہی اشہر الحرم کی روزونسی پہر جب شوال کی روزی اشہر الحرم کی روزون سی بہتر ہوئی
فکون صوم شعبان افضل من صیام الاشهر الحرم [illegible] لصیام النبی علیه السلام له دون شوال
تو شعبان کی روزی اشہر الحرم کی روزونسی زیادہ تر افضل ہوگی [illegible] نبی علیہ السلام روزی شعبان مین رکہتی تہی شوال مین نہین [illegible]
وانما کان کذلك لانهما یلیان من بعده ومن قبله [illegible] من هذا ان افضل التطوع من الصیام [illegible]
اور یہہ اس لئی ہی کہ یہہ دونو مہینی یعنی شعبان اور شوال متصل ہین رمضان کی بعد اور رمضانسی پہلی اس سی معلوم ہوا کہ نفل روزون مین وہ ہی افضل ہین [illegible]

قریبا من رمضان قبله وبعده فیکون منزلته من الصیام بمنزلة السنن الرواتب مع الفرائض
رمضان سی قریب ہون پہلی اور پیچھی پھر ایسی روزون کا درجہ ایسا ہی جیسی رتبہ سنتون رواتب یعنی مؤکدہ کا فریضہ نماز سی
قبلها وبعدها فان السنن الرواتب کما یلحق بالفرائض فی الفضل وتکون تکملة لنقص الفرائض فکذلك
فریضہ سی پہلی اور پیچھی بیشک سنن رواتب یعنی مؤکدہ جیسی فضیلت مین فرائض کی ساتھ ہین اور فرائض کی نقصان کو پورا کرتی ہین ایسی ہی
صیام ما قبل رمضان وما بعده فانه ملتحق فی الفضل بصیام رمضان لقربه منه ویکون قوله عم
نفل روزی رمضان سی پہلی اور پیچھی یہہ بہی فضیلت مین رمضان کی روزون کی ساتھ شامل ہین کیونکہ رمضان سی متصل ہین اب معنی اس حدیث کی
افضل الصیام بعد رمضان شهر الله المحرم محمولا علی التطوع المطلق واما ما کان قبل رمضان وبعده
کہ اچھی روزی بعد رمضان کی ماہ الٰہی محرم کی ہین مطلق نوافل پر محمول ہوگی اور جو روزی رمضان سی پہلی اور پیچھی ہین
فانه ملتحق به فی الفضل کما ان قوله علیه السلام فی تمام الحدیث وافضل الصلوة بعد المکتوبة
وہ تو فضیلت مین رمضان کی ساتھ شامل ہین جیسی یہہ قول علیه السلام کا تتمہ حدیث مین اور بہتر نماز بعد فرائض کی
قیام اللیل انما یراد به تفضیل قیام اللیل علی التطوع المطلق دون السنن الرواتب عند جمهور العلماء
رات کی نماز ہی اس سی بہی تمام علماء کی نزدیک فضیلت قیام لیل کی مطلق نوافل پر مراد ہی سنن مؤکدات پر نہین ہی
وقد ذکر فی صیام النبی علیه السلام لشعبان دون غیره من الشهور معنی حسنا وهو ما روی عن اسامة
اور در باب روزہ رکھنی نبی صلی الله علیه وسلم کی شعبان مین سوا اور مہینون کی خوب معنی ذکر کئی ہین اور وہ یہہ ہین کہ اسامہ سی روایت ہی
انه علیه السلام قال ذلك شهر یغفل الناس عنه بین رجب ورمضان فانه علیه السلام اشار الی
کہ نبی علیه السلام نی فرمایا یہہ ایسا مہینہ ہی کہ لوگ اس سی غافل ہین رجب اور رمضان کی بیچ مین پس نبی علیه السلام نی یہہ اشارہ کیا
انه لما اکتنفه شهران عظیمان الشهر الحرام وشهر الصیام اعرض الناس عنه بالاشتغال بهما فصار
کہ شعبان کو دو بڑی عظمت کی مہینون نی گہیر رکہا ہی ماہ محرم اور ماہ صیام نی تو شعبان سی لوگ پہر کر اون دونون مین مشغول ہوگئی ہین سو یہہ مہینہ
مغفولا عنه حتی ظن کثیر من الناس ان صیام رجب افضل من صیام شعبان لانه شهر حرام ولیس
بہولا بسرا ہو گیا یہان تک کہ اکثر لوگ یہہ گمان کرتی ہین کہ رجب کی روزی شعبان کی روزون سی افضل ہین اسلئی کہ رجب ماہ حرام ہی اور
کذلك لما روی عن عائشة انها قالت ذکر لرسول الله علیه السلام قوم یصومون رجبا فقال واین هم
یہہ بات نہین ہی اسواسطی کہ عائشہ سی روایت ہی کہ وہ کہتی ہین کہ رسول صلی الله علیه وسلم کی سامنی ایک قوم کا ذکر آیا کہ وہ رجب مین روزی رکھتی تہی آپ نی فرمایا
عن شعبان وفیه اشارة الی ان بعض ما اشتهر فضله من الازمان والاماکن والاشخاص قد یکون غیره
وہ لوگ شعبان کو چہوڑ کر کہان گئی اور اسمین یہہ اشارہ ہی کہ بعضی دفعہ جو کوئی وقت یا بعضا مکان یا بعضا شخص فضیلت مین مشہور ہو جاتا ہی کبہی اونکا غیر اوسی
افضل منه اما مطلقا او لخصوصیة فیه لا یتفطن بها کثیر من الناس فیشتغلون عنه بالمشهور
افضل ہوتا ہی یا تو مطلقا یا کسی خصوصیت سی جو اوسمین ہوتی ہی کہ اکثر لوگون کی خیال مین نہین آتی تو وہ اوسکو چہوڑ کر مشہور کی طرف مشغول ہو جاتی ہین
ویفوتون تحصیل فضیلة ما لیس بمشهور عندهم وفیه دلیل علی استحباب عمارة ازمان غفلة الناس
اور اوسکی فضیلت سی جو انکی نزدیک مشہور نہین ہی محروم رہجاتی ہین اور اسمین دلیل اس مطلب کی ہی کہ عبادت سی معمور کرنا ایسی وقت کا جسمین تمام لوگ غافل
بالطاعة وان ذلك محبوب لله تعالی ولذلك کان طائفة من السلف یستحبون احیاء ما بین
رہتی ہین مستحب ہی اور یہہ سی الله تعالی کو بہت پسند ہی اسی واسطی ایک جماعت متقدمین سی نماز پڑہتی رہنا درمیان
العشائین بالصلوة ویقولون هی ساعة الغفلة فانه علیه السلام لما خرج علی صحابه وهم ینتظرون
مغرب اور عشا کی بہت پسند کرتی تہی اور کہتی تہی کہ یہہ غفلت کا وقت ہی پس نبی علیه السلام جب صحابہ کی پاس آئی اور صحابہ عشا کی نماز کی انتظار مین تہی

صلوة العشاء قال ما ينتظرها احد من اهل الارض غيركم وفي هذا اشارة الى فضيلة التفرد بذكر الله
تو فرمایا اس نماز کا سواء تمہاری روی زمین پر کوئی منتظر نہین ہی اسمین اشارہ ہی کہ تنہا ذکر الٰہی مین مشغول رہنا

في وقت من الاوقات لا يوجد فيها ذاكر ولذلك فضل القيام في وسط الليل لشمول الغفلة عن الذكر فيه
تمام وقتون مین سی ایسی وقت کہ کوئی اوسوقت ذکر نہ کرتا ہو بہت افضل ہی اسیواسطی آدہی رات کی وقت جاگنا بہت افضل ہی اسواسطی کہ اوسوقت اکثر لوگ یاد الٰہی

لاكثر الناس وفي احياء الوقت المغفول عنه بالطاعة فوائد منها انه يكون اخفى واخفاء النوافل و
غافل ہوتی ہین اور غفلت کی وقت عبادت کرنی مین بہت فائدی ہین ایک یہہ کہ یہہ وقت پوشیدہ ہی اور نوافل کا چھپانا اور

اسرارها افضل لا سيما الصيام فانه سر بين العبد وربه لا يطلع عليه غيره تعالى ولهذا قيل لا يكون
پوشیدہ رکہنا افضل ہوتا ہی خاص نفل روزی کیونکہ روزہ درمیان بندہ اور پروردگار کی راز ہوتا ہی اسپر سوای اللہ تعالی کی کسیکو اطلاع نہین ہوتی اسی واسطی

فيه رياء ومنها انه يكون اشق على النفوس وافضل الاعمال اشقها على النفوس وسبب ذلك ان النفوس
کہتی ہین کہ روزہ مین ریا نہین ہوتی اور ایک یہہ کہ روزہ طبیعتون پر دشوار ہوتا ہی اور اعمال مین افضل وہ ہی ہوتا ہی جو طبیعتون پر دشوار ہو اور سبب اسکا یہہ ہی طبیعتیں

تتاسى بما شاهد من احوال ابناء الجنس فاذا كثرت يقظة الناس وطاعتهم يكثر اهل الطاعة لكثرة
ہمجنس کی حالات مین سی جو دیکہتی ہین وہ ہی عادت اختیار کر لیتی ہین پس اگر لوگون کی بیداری اور اونکی عبادت کثرت سی ہونی لگی تو اہل طاعت ہی زیادہ ہونگی

المقتدين بهم فتسهل الطاعات عليهم واذا كثرت الغفلة واهلها يتاسى بهم عموم الناس فيشق على
کیونکہ دیکہا دیکہی بہت پیرو ہونگی پہر اونپر عبادت آسان ہو جاگی اور اگر غفلت اور غفلت والی زیادہ ہونگی تو عام لوگونکی ویسی ہی عادت ہو ویگی اب جاگنی والون پر

نفوس المستيقظين طاعاتهم لقلة من يقتدون بهم فيها ولهذا قال النبي عليه السلام للعامل منهم اجر
عبادت کرنی دشوار ہوگی اسواسطی کہ اسوقت مین ہمراہی کمتر ہین اسیلئی نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ اونمین سی ایک عمل کرنیوالی کو اجر

خمسين منكم انكم تجدون على الخير اعوانا ولا يجدون وقال عليه السلام العبادة في الهرج كالهجرة
پچاس آدمیون کا تم مین سی ہی کیونکہ تمکو خیر پر بہت مددگار میسر آتی ہین اور اونکو نہین ملتی اور فرمایا علیہ السلام نی فساد کی وقت عبادت کرنی ایسی ہی جیسی

الي فانه عليه السلام بين في هذا الحديث ان ثواب العبادة في وقت الفتنة واختلاف امور الناس
میری طرف ہجرت کی بیشک پیغمبر علیہ السلام نی اسحدیث مین یہہ بیان فرمایا کہ ثواب عبادت کا بروقت آشوب اور ابتری چلن آدمیون کی اتنا ہی

كثواب الهجرة من مكة الى المدينة في زمانه عليه السلام قبل فتح مكة وسبب ذلك ان الناس في وقت الفتنة
گویا مکہ سی مدینہ کی طرف پیغمبر علیہ السلام کی عہد مین فتح مکہ سی پہلی ہجرت کی اور اسکا سبب یہہ ہی کہ آدمی فتنہ اور آشوب کی وقت

يتبعون اهواءهم ولا يتقيدون بدينهم فيكون حالهم شبيها بحال اهل الجاهلية فاذا انفرد من بينهم من
اپنی ہوا ہوس کی تابع ہو جاتی ہین اور اپنی دین کی قید مین نہین رہتی پہر اونکا حال اہل جاہلیت کا سا ہو جاتا ہی پہر اگر اونمین سی ایک شخص الگ ہو جاوی

يتمسك بدينه ويعبد ربه ويتبع امره ويجتنب نهيه يكون كمن هاجر من بين اهل الجاهلية الى رسول الله عليه السلام
کہ اپنی دین کو ہاتہہ سی نہ دی اور اپنی رب کی عبادت کری اور اوسکی امر کا تابع اور اوسکی نہی سی بچتا رہی تو وہ ایسا ہی کہ اہل جاہلیت مین سی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف

مؤمنا متبعا للاوامر مجتنبا للنواهي وقال عليه السلام بدأ الاسلام غريبا وسيعود غريبا كما بدأ
مؤمن اور اوامر کا تابع اور منہیات سی مجتنب ہوکر ہجرت کر گیا اور فرمایا علیہ السلام نی شروع ہوا ہی اسلام غریب ہوکر اور پہر غریب ہو جاویگا جیسی شروع ہوا تہا

فطوبى للغرباء يعني ان الاسلام في ابتداء ظهوره كان غريبا لم يوجد الا في احاد من الناس وقلة منهم
سو خوشی ہی غریبون کو مراد یہہ ہی کہ اسلام ابتداء ظہور مین غربت تہا نہین پایا جاتا تہا مگر کسی کسی آدمی مین بہت کمتر

ثم انتشر وشاع قويا وبعد ذلك سيلحقه نقص واختلال حتى لا يبقى الا في احاد من الناس وقلة منهم وهم
پہر پہیل گیا اور بہت قوی ہوکر منتشر ہو گیا اور بعد اسکی قریب ہی کہ اوسمین نقصان اور خلل آجاوی یہان تک کہ باقی نہین رہیگا مگر کسی کسی آدمی مین بہت کمتر یعنی

الغرباء فطوبى لهم وقد جاء تفسيرهم في حديث اخر انهم النزاع من القبائل يعني انهم الذين كانوا قليلا
غربا مین سوا انکو خوشی ہی اور غربا کی تفسیر ایک اور حدیث مین آئی ہیکہ وہ قبائل مین کوئی کوئی ہین یعنی غربا وہ ہین جو تہوڑی ہون
فلا يوجد في كل قبيلة منهم الا الواحد والاثنان بل لا يوجد احد منهم في القبائل والبلدان كما كان كذلك في
ہر ہر قبیلہ مین ایک ایک دو دو سے سوا نہونگی بلکہ قبیلون اور شہرون مین کوئی نہ ملیگا جیسیکہ ابتدا ظہور اسلام مین
ابتداء ظهور الاسلام وفي حديث اخر انهم الذين يصلحون اذا فسد الناس يعني انهم قوم صالحون عاملون
یہہ ہی حال تہا اور ایک اور حدیث مین ہی کہ غربا وہ ہین جو اصلاح پر عمل کرتی ہین اگر آدمیون مین فساد پیدا ہو مراد یہہ ہی کہ غربا قوم صالح ہی
بالسنة في زمان فساد الناس ومنها ان المنفرد بالطاعة بين اهل الغفلة والمعاصي يدفع به البلاء
فساد کی زمانہ مین سنت پر عمل کرنیوالی اور ایک فائدہ یہہ ہی کہ جو تنہا عبادت کرنیوالا ہی غفلت اور معاصی والون مین اوسکی سبب سی لوگون کی بلا دفع ہوتی ہی
عن الناس فكانه يحميهم ويدافع عنهم والاثار في هذا المعنى كثيرة جدا وقد ذكر لصومه عليه السلام لشعبان
گویا وہ شخص اونکا حامی ہی اونکی بلا کو دفع کرتا ہی اس باب مین آثار بہت آئی ہین اور واسطی روزی رکہنی پیغمبر علیہ السلام کی ماہ شعبان مین
معنى اخر وهو انه عليه السلام كان يصوم من كل شهر ثلثة ايام وربما اخر ذلك ليقضيه بصوم شعبان
ایک اور وجہ بہی بیان کرتی ہین وہ یہہ ہی کہ پیغمبر علیہ السلام ہر مہینی مین تین تین روزی رکہتی تہے اور بعضی وقت تاخیر فرما دیتی تاکہ اوسکا عوض شعبان کی روزون مین
يعني ان صومه عليه السلام ربما كان لا يبلغ ثلثة ايام في بعض الشهور فيكمل ما فاته من ذلك في شعبان اذ
کردین مراد یہہ ہی کہ روزی پیغمبر علیہ السلام کی بعضی دفعہ بعضی مہینون مین تین تین پوری نہین ہوتی تہی سو جسقدر روزی فوت ہوجاتی تہی وہ سب شعبان مین پوری کردیتی
كان اعماله عليه السلام دائمة فكان اذا دخل عليه شعبان وكان عليه بقية من صيام تطوع لم يصمه
تہی جن روزون کا رکہنا دایمی ہوتا تہا سو آپکا طریقہ یون تہا جب اونکو ماہ شعبان شروع ہوتا اور اونپر کچہہ نوافل روزی باقی ہوتی کہ نہ رکہی ہون
يقضيه في شعبان حتى يكمل نوافله بالصوم قبل دخول رمضان كما كان يقضي ما فاته من سنن الصلوة
تو وہ روزی شعبان مین قضا کردیتی تہی تاکہ تمام نوافل روزی رمضان کی آنی سی پہلی پوری ہوجائین جیساکہ نماز سنتون کو جو رہ جاتی تہی قضا کر دیتی تہی
وكما كان يقضي بالنهار ما فاته من قيام الليل وقالت عائشة ربما اردت ان اصوم فلم اطق حتى
اور جیساکہ قیام لیل مین سی جو رہ جاتا تہا وہ دنمین پورا کر دیتی تہی اور عایشہ کہتی ہین بعضی وقت مین روزہ رکہنی کا ارادہ کرتی سو نہو سکتا
اذا صام النبي عليه السلام في شعبان صمت معه فانها كانت تغتنم فتقضي ما عليها من
یہان تک جب نبی علیہ السلام ماہ شعبان مین روزی رکہتی تو مین بہی اونکی ساتہہ روزی رکہتی پس عایشہ اسوقت کو غنیمت جانکر جو جو اونکی ذمہ پر
صوم رمضان لفطرها فيه بالحيض وكان في غيره من الشهور مشتغلة بالنبي عليه السلام
رمضان کی روزی ہوتی تہی بسبب عارضہ حیض کی سب ادا کردیتی تہین اور اور باقی کی مہینون مین نبی علیہ السلام کی خدمت مین مشغول رہتی تہین
فان المراة لا تصوم وبعلها شاهد الا باذنه فمن دخل عليها شعبان وقد بقي عليه شيء من
کیونکہ عورت اپنی خاوند کی سامنی بی اجازت روزہ نہین رکہہ سکتی پس جس شخصکو ماہ شعبان آجاوی اور اوسپر کچہہ نوافل روزی باقی ہون
نوافل صيامه يستحب له قضاءه فيه حتى يكمل نوافل صيامه بين رمضان ومن كان عليه شيء
تو اوسکو مستحب ہی کہ شعبان مین ادا کردی تاکہ اوسکی نوافل روزی دونون رمضان کی بیچ مین ادا ہوجاوین اور جسپر کچہہ
من قضاء رمضان يجب عليه قضاءه قبل رمضان اخر مع القدرة عليه ولا يجوز له تاخيره
قضا رمضان کی باقی ہو تو اوسپر واجب ہی کہ دوسری رمضان سی پہلی اگر قدرت رکہتا ہو تو قضا کردی اور اوسکو یہہ جایز نہین ہی
الى ما بعد رمضان اخر لغير ضرورة وان كان تاخيره لعذر مستمر بين الرمضانين كان عليه قضاؤ
کہ بی ضرورت دوسری رمضان کی بعد تاخیر کری اور اگر یہہ تاخیر بسبب ایسی عذر کی ہو جو دونون رمضان کی بیچ برابر چلا آیا ہی ہو گئی ہو تو اوسپر

بعد رمضان الثاني ولا شيء عليه مع القضاء وان كان ذلك لغير عذر قيل يقضي ويطعم مع قضاء

بعد دوسری رمضان کی قضا لازم ہوگی اور اوسپر سوا قضا کی اور کچھہ نہین ہی اور اگر یہہ تاخیر بلا عذر ہوئی ہی تو کہتی ہین کہ قضا کری اور ہر ہر روزہ کی بدلہ

كل يوم ستين مسكينا وهو قول الشافعي ومالك واحمد اتباعا للآثار وردت بذلك وقيل يقضي ولا اطعام

ساٹھہ مسکین کو کہانا دی یہہ قول شافعی اور مالک اور احمد کا ہی موافق اون آثار کی جو اس باب مین آئی ہین اور بعضی کہتی ہین قضا کری اور اوسپر

عليه وهو قول ابي حنيفة وقيل يطعم ولا يقضي وهو ضعيف وقيل في صوم شعبان معنى آخر وهو

کہانا نہین ہی یہہ قول ابو حنیفہ کا ہی اور بعضی کہتی ہین کہانا کہلاوی اور قضا نہین ہی یہہ قول ضعیف ہی اور کہتی ہین کہ شعبان کی روزون کی ایک وجہہ یہہ ہی وہ یہہ

ان صيامه كالتمرين على صيام رمضان لئلا يدخل في صيام رمضان على مشقة وكلفة بل يكون

ہی کہ شعبان کی روزی واسطی مشاقی کہین رمضان کی روزون کی واسطی تا کہ رمضان کی روزون مین کچھہ مشقت اور کلفت نہ معلوم ہو بلکہ یہہ حال ہو

قد تمرن على الصيام واعتاده ووجد بصيام شعبان حلاوة الصيام ولذته فيدخل في صيام رمضان

کہ روزی کی عادت اور خو پکڑ چکا ہو اور شعبان کی روزونسی روزون کی حلاوت اور لذت اوٹھا چکا ہو پہر رمضان کی روزی

برغبة ونشاط يسر الله تعالى عمله بلطفه وتوفيقه المجلس الرابع والعشرون في بيان فضيلة

اچھی رغبت اور خوشی سی رکہی الہی ہمپر آسان کر یہہ عمل اپنی لطف اور توفیق سی چوبیسوین مجلس مین بیان

احياء ليلة البراءة على وجه السنة والاحتراز عن البدعة المكروهة قال رسول الله

شب برات کی جاگنی کی فضیلت کا بطور مسنون کی اور احتراز بدعت مکروہہ سی رسول الله

صلى الله عليه وسلم ان الله ينزل ليلة النصف من شعبان الى السماء الدنيا فيغفر لاكثر من عدد شعر

صلی الله علیه وسلم نی فرمایا بیشک الله تعالی ماہ شعبان کی پندرہوین شب کو طرف ورلی آسمان کی نزول فرماتا ہی پہر قبیلہ کلب کی بکریون کی بالونسی گنتی مین

غنم كلب هذا الحديث من حسان المصابيح روته ام المؤمنين عائشة رض والمراد بليلة النصف من شعبان

بہت زیادہ بخشش دیتا ہی یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثون مین سی ہی ام المؤمنین عائشہ رضی الله عنہا کی روایت ہی اور مراد شعبان کی ادہوارکی کی رات سی

ليلة البراءة وانما خص قبيلة كلب بالذكر لانهم اكثر نفرا وغنما من سائر القبائل والمعنى انه تعالى ينتقل في

شب برات ہی اور خاص قبیلہ کلب کو اسواسطی ذکر کیا ہی کہ وہ بہ نسبت اور قبیلون کی باعتبار آدمیون اور بکریون کی زیادہ ہی اور معنی یہہ ہین کہ الله تعالی

تلك الليلة من صفة الجلال المقتضية لقهر العداوة والانتقام من العصاة الى صفة الجمال المقتضية

اوس رات مین صفت جلالی سی جو سبب ہی گنہگارون کی انتقام اور عداوت کا طرف صفت جمال کی جو باعث ہی

للرحمة والمغفرة وانما حمل لفظ الحديث على هذا المعنى لان النزول والصعود والحركة والسكون لما كانت

رحمت اور بخشش کا نقل فرماتا ہی اور حدیث کی الفاظ کو ان معنون پر اسواسطی حمل کیا ہی کہ اوترنا اور چڑہنا اور حرکت اور سکون چونکہ

من صفات الاجسام المتحيزة وقد ثبت بالقواطع العقلية والنقلية انه تعالى منزه عن الجسمية والتحيز

یہہ سب صفات اجسام متحیزہ کی ہین اور براہن قطعی عقلی اور نقلی سی ثابت ہوچکا ہی کہ الله تعالی جسمیت اور تحیز وغیرہ صفات اجسام سی

امتنع عليه النزول بمعنى الانتقال من موضع اعلى الى ما هو اخفض منه فيكون المعنى ما ذكره اهل الحق وهو

پاک ہی تو اوسپر نزول بمعنی انتقال مکان بلند سی طرف مکان پست کی محال ہی پہر معنی حدیث کی وہ ہی ہین جو اہل حق نی ذکر کئی ہین یعنی

نزول رحمته ومزيد لطفه ومغفرته على عباده واجابة دعوتهم وقبول توبتهم كما هو ديدن الملوك الكرماء

رحمت کا اوترنا اور زیادت لطف اور مغفرت اپنی بندون پر فرمانا اور مان لینا اونکی دعا کا اور قبول کرنا اونکی توبہ کا جیسا کہ عادت اور رسم کریم بادشاہون

والسادة الرحماء اذا نزلوا بقرب قوم فقراء محتاجين يحسنون اليهم وهذا المعنى وان كان قد وجد في سائر

اور رحیم سردارون کی ہوتی ہی کہ جب وہ فقیر محتاجون کی پاس گذرتی ہین تو اونکی ساتہہ احسان کرتی ہین اور اس رات کا اگرچہ اور تمام راتون مین

مراد شعبان کی پندرہوین اور ادہوارکی کی رات سی شب برات ہی

الليالي

الليالي ايضا لما روي انه عليه السلام قال ينزل ربنا تبارك وتعالى كل ليلة الى السماء الدنيا حين يبقى ثلث
یہی وعدہ ہی موافق اس روایت کی کہ پیغمبر علیہ السلام نی فرمایا کہ ظہور فرماتا ہی ہمارا رب تبارک وتعالی ہر شب میں طرف ورلی آسمان کی جب پچھلی
الليل الاخير يقول من يدعوني فاستجيب له من يستغفرني فاغفر له من يسئلني فاعطيه الا ان
تہائی رات باقی رہتی ہی فرماتا ہی کوئی ہی دعا کرنیوالا کہ میں اوسکی دعا قبول کروں کوئی ہی مغفرت مانگنی والا کہ میں اوسکو بخشدوں کوئی ہی سائل کہ میں اوسکو عطا کروں پر
النزول في سائر الليالي مقيد بوقوعه حين يبقى من كل ليلة ثلثها الاخير وفي ليلة البراءة ليس هذا
اتنا فرق ہی کہ ظہور اور تمام راتوں میں اس قید سی ہی کہ جب پچھلی تہائی رات باقی رہی اور شب برات میں یہہ قید نہیں ہی
التقييد بل المقصود تخصيص هذه الليلة بمزيد الشرف والفضل لكونها ليلة شريفة عظيمة
بلکہ مقصود یہہ ہی کہ اس رات میں خصوصیت شرافت اور فضیلت کی زیادہ ہی کیونکہ یہہ شب بہت ہی شریف ہی
كما روي عن عطاء بن يسار انه قال ما من ليلة بعد ليلة القدر افضل من ليلة نصف شعبان
چنانچہ روایت ہی عطاء بن یسار سی کہ کہتی تہی بعد شب قدر کی کوئی رات شب برات سی بہتر نہیں ہی
وقد ورد في فضلها احاديث اخر متعددة وكان التابعون من اهل الشام كخالد بن معدان ومكحول
اور اس شب کی فضیلت میں اور بہی چند حدیثیں آئی ہیں اور اہل شام میں سی تابعی جیسی خالد بن معدان اور مکحول
ولقمان بن عامر وغيرهم يعظمونها ويجتهدون بالعبادة فيها فلما اشتهر ذلك عنهم في البلدان
اور لقمان بن عامر وغیرہ اس شب کی بہت تعظیم کرتی تہی اور اس شب میں عبادت میں مبالغہ کرتی تہی جب اونکا یہہ حال ملکوں میں مشہور ہوا
اختلف الناس في ذلك فمنهم من قبله منهم ووافقهم على تعظيمها لكن اكثر العلماء من اهل الحجاز
تو لوگوں میں اختلاف پیدا ہو بعضوں نی اس امر کو مان لیا اور اونکی موافق ہوکر تعظیم کرنی لگی لیکن اکثر علماء اہل حجاز
انكروا ذلك وقالوا كل ذلك بدعة والحق ان المؤمن اذا اشتغل في تلك الليلة الخاصة نفسه بانواع
اسکا انکار کرتی ہیں اور کہتی ہیں یہہ سب بدعت ہی اور حق یہہ ہی کہ مؤمن تنہا اگر اس شب میں عبادت میں مشغول ہوکر نماز پڑہی
العبادات من الصلوة والتلاوة والذكر والدعاء يجوز ولا يكره واما الاجتماع فيها في المساجد والجوامع
یا تلاوت کری اور اللہ کا نام لی اور دعا مانگی تو جایز ہی مکروہ نہیں اور اوس شب میں مسجد محلہ یا مسجد جامع میں
للصلوة النافلة بالجماعة الكثيرة كما هو المعتاد في زماننا فيكره وهذا قول الاوزاعي امام اهل الشام و
جمع ہونا اور نفلیں پڑہنی جماعت سی ادا کرنی جیسی ہماری زمانہ میں عادت ہوگئی ہی سو سب مکروہ ہی یہہ قول اوزاعی کا ہی جو اہل شام کا پیشوا اور
عالمهم وفقيههم وكذا اسراج السرج الكثيرة في المساجد وايقاد القناديل الكثيرة في الجوامع في تلك
عالم اور فقیہ ہی اور ایسی ہی مسجدوں میں روشنی کرنی اور قندیل متعدد جامع مسجد میں روشن کرنی اس شب میں
الليلة لا يجوز لما ذكر في القنية ان اسراج السرج الكثيرة ليلة البراءة في السكك والاسواق بدعة وكذا
جایز نہیں ہی اسواسطی کہ قنیہ میں یہہ مذکور ہی کہ بہت سی چراغ روشن کرنی شب برات کو کوچوں اور بازاروں میں بدعت ہی اور ایسی ہی
في المساجد ويضمن القيم بل لو ذكره الواقف وشرطه لا يعتبر ذلك الشرط شرعا وان لم يكن من مال الوقف
مسجدوں میں اور مہتمم ضامن ہوتا ہی بلکہ وقف کرنیوالا اگر صریح کر کر شرط کردی تو بہی شرعا وہ شرط معتبر نہیں ہی اور اگر مال وقفی نہیں ہی
بل تبرع به يكون ذلك تبذيرا واضاعة المال والتبذير حرام بنص القران وقد نهى النبي عليه السلام عن
بلکہ تبرع ہی تو یہہ خرچ اسراف میں داخل ہی اور مال کا ضایع کرنا ہی اور اسراف حرام ہی نص قرآن سی اور بیشک نبی علیہ السلام نی مال تلف کرنی سی
اضاعة المال واعتقاد ان ذلك قربة من اعظم البدع واقبح السيات وكذا التنفل في تلك الليلة بالجماعة
منع فرمایا ہی اور یہ اعتقاد کرنا کہ یہہ ثواب ہی بڑی ہی بدعت اور سخت برائی ہی اور ایسی ہی اس رات کو بڑی جماعت سی نفلیں پڑہنی

الکثیرة بدعة قبیحة یجب الاجتناب عنها لان الفقهاء قد اتفقوا علی کراهة الجماعة فی النوافل ما عدا التراویح
بڑی بدعت ہی اس بدعت سی بچنا چاہئی اسواسطی کہ فقہاء اسپر سب متفق ہین کہ نفلون کی جماعت سوای تراویح
والاستسقاء والکسوف اذا کان سوی الامام اربعة والصلوة التی تصلی فی تلک اللیلة بالجماعة الکثیرة و
اور صلوة استسقاء اور صلوة کسوف کی اگر سوا امام کی چار آدمی جمع ہون تو مکروہ ہی اور وہ نماز جو اوس رات کو بڑی جماعت سے پڑہتی ہیں اور
تسمی صلوة البراءة بدعة ایضا لعدم وقوعها فی عصر الصحابة والتابعین بل انما ظهرت بعد المائة
صلوة البرات اوسکا نام رکہہ چہوڑا ہی وہ بہی بدعت ہی اسواسطی کہ صحابہ اور تابعین کی عہد مین نہین تہی بلکہ ہجرت نبوی سی چار سو برس کی بعد
الرابعة من الهجرة النبویة فانها حدثت فی المسجد الاقصا سنة ثمان واربعین واربعمائة واصلها علی ما
پیدا ہوئی ہی کیونکہ یہہ نماز مسجد اقصا مین سنہ چار سو اڑتالیس مین شروع ہوئی ہی اور اسکی اصل موافق بیان
ذکره الامام الطرطوسی ان رجلا نابلسیا قدم بیت المقدس فقام یصلی لیلة النصف من شعبان فی المسجد الاقصا
امام طرطوسی کی یہہ ہی کہ ایک شخص نابلسیا بیت المقدس مین آیا اور مسجد اقصا کی اندر شب برات کو نماز نفل پڑہنی شروع کی
فاحرم خلفه واحد ثم ثان ثم ثالث ثم رابع فما ختمها الا وهم جمع کثیر ثم جاء فی العام الثانی فصلی معه خلق
پہر اوسکی پیچہی ایک مقتدی ہوگیا پہر دوسرا ہوا پہر تیسرا پہر چوتہا ابہی نماز پوری نہ کرنی پایا تہا کہ بڑی جماعت ہوگئی پہر وہ شخص اگلی برس مین آیا تب اوسکی ساتہ
کثیر ثم شاعت فی المساجد وانتشرت فی البلاد واستقرت سنة بین العباد وقد ذمها العلماء من
بہت خلق نی نماز پڑہی پہر اور مسجدون مین مشہور ہوگئی اور ملکون مین پہیل گئی اور خلقت نی طریق مسنون ٹہرالیا اور اسکی برائی عمدہ علماء متاخرین نی
اعیان المتأخرین وصرحوا بانها بدعة قبیحة مشتملة علی منکرات فعلی هذا ینبغی للعاجز عن تغییر تلك
بیان کی ہی اور صاف کہا ہی کہ یہہ نماز بڑی بدعت ہی اسمین بہت منکرات ہین اس بیان کی موافق لایق ہی کہ جو شخص ان منکرات کو دور
المنکرات ان لا یحضر الجماعة فی تلك اللیلة بل یصلی فی بیته ان لم یجد مسجدا سالما من هذه البدع
نہین کرسکتا تو اوس شب مین اس نماز مین شامل ہی نہو بلکہ تنہا اپنی کہر مین نماز پڑہ لی اگر کوئی مسجد ان بدعات سی خالی نہ میسر آوی
لان الصلوة فی المسجد بالجماعة سنة وتکثیر سواد اهل البدع منهی عنه وترك المنهی عنه واجب وفعل الواجب متعین
اسلئی کہ مسجد مین جماعت کی نماز تو سنت ہی اور بدعتیون کا انبوہ بڑہانا ممنوع ہی اور امر ممنوع کا ترک کرنا واجب ہی اور واجب پر عمل کرنا متعین ہی
لاسیما لمن کان مشهورا بین الناس بالعلم والزهد فان الواجب علیه ان لا یحضر فی مسجد یشاهد فیه
خاص ایسی شخصکو جسکی علم اور زہد کی دنیا مین شہرت ہو ایسی شخص پر یہہ ہی واجب ہی کہ جس مسجد مین یہہ بدعات منکر دیکہی تو وہان نجاوی
هذه المنکرات لان حضوره مع عدم الانکار یوهم للعامة ان هذه الافعال مباحة او مندوب
اسواسطی کہ اوسکا جانا بخوشی خاطر عام لوگون کو اس وہم مین مبتلا کریگا کہ یہہ افعال مباح ہین یا مستحب ہین
الیها فیکون حضوره شبهة عظیمة فی ظن العوام ان تلك الافعال مستحسنة شرعا فاذا ترك
اوسکا جانا ہی ایسی مقام مین عام لوگون کی گمان مین بڑا شبہہ ڈالیگا کہ یہہ افعال ازروی شرع مستحسن ہین جب وہ شخص
عادته ولم یجئ فی المسجد تلك اللیلة وانکر بقلبه لعجزه عن تغییره بیده ولسانه یسلم من الاثم
اپنی یہہ عادت چہوڑ دیگا اور اوس شب کو مسجد مین نہین آویگا اور اپنی دلسی انکار کریگا اگر ہاتہہ اور زبان سی نہین روک سکتا تو آپ گناہ سی بچیگا
ولا یغتر به غیره بل یتشعر بعض الناس من عدم حضوره ان هذه الافعال غیر مرضیة عند الله تعالی
اور دوسری کو وہم نہین ہوگا بلکہ اوسکی شامل نہونی سی بعضی لوگ یہہ سمجہین گی کہ یہہ افعال خدا تعالی کو پسند نہین ہین
بل هی بدعة لا یسوغها الشرع ولا یرضاها اهل الدین فربما یمتنع بعض الناس عن ذلك فیحصل له الثواب
بلکہ بدعت ہین نہ شرع انکو جایز رکہتی ہی اور نہ اہل دین پسند کرتی ہین پس کیا عجب ہی کہ بعضی لوگ اس سی باز آوین پہر اسکو ثواب حاصل ہو

بعض

بفعل ما يقدر عليه من الانكار بالقلب والامتناع عن الحضور والحاصل ان تلك الليلة وان ورد في
کرے جو اوس سے ہوسکتا انہا یعنی انکار قلبی اور شامل نہونا سو کرچکا خلاصہ یہہ ہی کہ اس رات کی فضیلت مین اگرچہ کئی حدیثین

فضلها احاديث متعددة لكن ليس لاحد ان يعظمها بما ذمه الشرع ونهى عنه مع ان بعض العلماء
آئی ہین پر کسیکو اختیار نہین کہ اوسکی تعظیم ایسے امور مین کرے جسکو شرع برا کہتی ہی اور اوس سی ممانعت کرتی ہی باوجودیکہ بعضے علماء

قالوا لم يثبت في قيامها شئ عن النبي عليه السلام ولا عن اصحابه فعلى هذا يجب على كل مسلم في هذا
یہہ کہتے ہین کہ اس رات کی نماز کی باب مین کچہہ ثابت نہین ہی نہ تو پیغمبر علیہ السلام سی اور نہ اونکی اصحاب سی اس بیان کی موافق اس زمانہ مین ہر مسلم پر واجب ہی

الزمان ان يحذر من الاغترار والميل الى شئ من البدع والمحدثات ويصون دينه من العوائد التي استأ
کہ بدعات کی ریجہہ سی اور محدثات کی توجہ سی پرہیز کرے اور اپنی دین کو اون اشغال سی جسمین انس پکڑ رکہا ہی

نسو بها وتربي عليها فانها سم قاتل قل من سلم من آفاتها وظهر له الحق معها لان البدعة لها حلاوة في
اور پرورش پائی ہی سالم بچاوی بیشک یہہ اشغال زہر قاتل ہین اسکی آفات سی آدمی کم بچتا ہی اور اوسکی ساتہہ حق کم ظاہر ہوتا ہی اسواسطی کہ بدعت کا مزہ

قلوب اهلها يستحسنها طباعهم فلا يتركونها وقد روى عن عكرمة وغيره من المفسرين ان الليلة
بدعتیون کی دلمین ایسا رچتا ہی کہ طبیعت اوسکو نیک جانتی ہی سو ہرگز نہین چہوڑتی اور عکرمہ وغیرہ مفسرین سی روایت ہی کہ وہ مبارک رات

المباركة الواقعة في سورة الدخان قد فسرت بليلة نصف شعبان كما ذهب اليه الاكثرون فانها ليلة
جسکا ذکر سورۂ دخان مین ہی وہ شب برات ہی چنانچہ اکثر مفسرین یہہ ہی کہتی ہین کیونکہ یہہ ایسی رات ہی

يقدر فيها كل امر يكون في تلك السنة لقوله تعالى فِيهَا يُفْرَقُ كُلُّ أَمْرٍ حَكِيمٍ قال عطاء بن يسار
کہ جو جو اوس سال مین ہونیوالا ہی سب اوس رات کو اندازہ کیا جاتا ہی اس آیت کی دلیل سی اوسمین جدا ہوتا ہی ہر کام چنانچہ عطاء بن یسار کہتا ہی

اذا كان ليلة النصف من شعبان يدفع الى ملك صحيفة فيقال له اقبض روح من في هذه الصحيفة
کہ جب شب برات ہوتی ہی فرشتہ کو نامہ دیکر کہدیتی ہین کہ جن جن کا نام اس کاغذ مین ہی اونکی روح قبض کرلینا

فكم من شخص يبني الدور ويشيد القصور ويغرس الاشجار ويحفر الانهار ويتزوج النسوان ويشتغل في
سو بہتیری شخص گہر بناتی ہین اور محلون کی گچ گیری کرتی ہین اور باغ لگاتی ہین اور نہرین کہودتی ہین اور عورتونسی نکاح کرتی ہین اور عمارت مین کہپتی

البنيان وقد كتب عليهم الموت ودفعت نسخته الى ملك الموت وهو في هواه ولا يعلم منتهاه فيا مغرور
ہین اور اونکی موت لکہی ہوئی ہوتی ہی اور وہ کاغذ ملک الموت کو مل چکتا ہی اور وہ اپنی ہوا وہوس مین بہول رہا ہی اور انجام کی خبر نہین سو ای

بطول الامل ويا مسرورا بسرور العين كن من الموت على الوجل فلا تدري متى ما يهجم عليك الاجل فكم
امیدون کی دیوانہ اور ای اعمال بد کی متوالی موت سی ڈرتا رہ تو کیا جانی کہ موت تجہکو کسوقت آگہیرے گی سو بہتیری

من مستقبل يوما لا يستكمله وكم من مومل غدا لا يدركه يسر الله تعالى التدارك الموت قبل هجومه
اپنی سمجہنی والی ایکدن کی اوسکو پورا نہین کرتی اور بہت امیدوار کل کی ہی کہ اوسکو نہین پاتی الہی ہمکو موت کا تدارک اوسکی آنی سی پہلی آسان کر

## المجلس الخامس والعشرون في لزوم طلب روية هلال رمضان قال رسول الله صلى
پچیسوین مجلس مین تلاش رمضان کی چاند کی ضرورت رسول الله صلی

الله عليه وسلم لا تصوموا حتى تروا الهلال ولا تفطروا حتى تروا الهلال فان غم عليكم فاقدروا له
الله علیہ وسلم نی فرمایا روزہ مت رکہو بدون دیکہنی ہلال کی اور نہ افطار کرو بیدون دیکہی ہلال کی اور اگر گہٹا ہو جاوی تو اوسکو اندازہ کرو

له وفي رواية فاكملوا العدة ثلثين هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه ابن عمر معناه ان السماء
اور ایک روایت مین ہی تو گنتی تیس ون پوری کرو یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی ابن عمر کی روایت سی اسکی معنی یہہ ہین

اذا كانت مصحية ولم يكن فيها علة فلا تصوموا صوم رمضان حتى تروا هلال رمضان ولا تفطروا
کہ آسمان اگر صاف ہو اور اوسمین کچہہ ابر یا غبار نہو تو روزہ رمضان کا بدون دیکہنی ہلال رمضان کی مت رکہو اور نہ عید الفطر کی دن
يوم الفطر حتى تروا هلال الفطر فان غم عليكم الهلال ولم تروه فقدروا عدد الشهر الذي كنتم فيه
بدون دیکہنی ہلال شوال کی افطار کرو پس اگر ہلال ابر مین آجاوی اور تمہاری نظر نہ آوی تو مہینہ حال کی گنتی جسمین تم موجود ہو
ثلثين يوما ثم صوموا ان كان الشهر المقدر شعبان وافطروا ان كان الشهر المقدر رمضان وذلك
تیس دن کرلو پہر روزہ رکہو اگر وہ ماہ حال جسکا اندازہ کیا ہی شعبان ہو اور افطار کرو اگر وہ ماہ حال جسکو اندازہ کیا ہی ماہ رمضان ہو اور یہہ
لان الاصل في كل ثابت بقاءه الى ان يوجد دليل على عدم بقائه والشهر كان ثابتا بيقين فوقع الشك
اسلئی کہ قاعدہ یوں ہی کہ ہر شئی ثابت باقی ہی رہتی ہی جبتک کوئی دلیل اوسکی عدم کی نہ ملی اور ماہ حال تو یقینی ثابت ہی پس شک اسمین ہی
في خروجه فلا يخرج الا برؤية الهلال او اكمال العدة ولم يوجد واحد منهما فيكون باقيا نظرا
کہ تمام ہوچکا یا نہین تو اوسکا تمام ہونا بدون دیکہنی چاند یا پوری کرنی گنتی کی نہین ہوسکتا اور دونو مین سی کچہہ نہو تو وہ ہی مہینا باقی رہی گا موافق
الى ما روى انه عليه السلام اشار باصابع يديه مكشوفة وقال الشهر هكذا وهكذا وهكذا وعقد ابهامه في
اس روایت کی کہ پیغمبر علیہ السلام نی اپنی دونو ہاتہہ کی اونگلیان کہول کر اشارہ کیا فرمایا کہ مہینا اتنا اور اتنا اور اتنا تین بار اور تیسری دفعہ
في الثالث ثم قال الشهر هكذا وهكذا وهكذا من غير عقد ابهامه فعلم منه ان الشهر قد يكون
انگوٹہا موڑلیا یعنی انتیس دن پہر فرمایا مہینا اتنا اور اتنا اور اتنا ایکی بار انگوٹہا بند نکیا یعنی تیس دن اس سی معلوم ہوا کہ مہینا کبہی
تسعة وعشرين يوما وقد يكون ثلثين فيقع الشك في دخول رمضان وخروجه وعلى تقدير عدم
انتیس دن کا ہوتا ہی اور کبہی تیس دن کا اب شبہ رہتا ہی رمضان کی آنی مین اور تمام ہونی مین اور جس صورت مین کہ رمضان
خروجه يحرم الفطر وعلى تقدير عدم دخوله يكره الصوم على قصد انه صوم رمضان اذ يلزم
تمام نہوا ہو تو افطار کرنا حرام ہی اور جس صورت مین کہ رمضان نہ آیا ہو تو روزہ رمضان کی نیت سی مکروہ ہی کیونکہ لازم آتا ہی
ان يؤدى قبل اوانه فهو حرام ولهذا قال عمار بن ياسر من صام يوم الشك فقد عصى ابا القاسم و
کہ وقت سی پہلی ادا ہوجا سو یہہ حرام ہی اسی واسطی عمار بن یاسر کہتی ہین جو شخص شک کی دن روزہ رکہی وہ ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہی اور
الشك فيه ان يستوى طرفا العلم والجهل بان يقع الغيم في التاسع والعشرين من شعبان ولا يدرى
شک اسمین یہہ ہوتا ہی کہ دونو جانب علم اور جہل کی برابر ہون اسطور کہ شعبان کی انتیسوین تاریخ مین ابر ہوجاوی اور یہہ نہ معلوم ہو
ان الغد من شعبان او من رمضان فعلى هذا ينبغي للناس ان يطلبوا هلال رمضان في التاسع
کہ کل کا دن شعبان ہی کا ہی یا رمضان کا ہی اس صورت مین لایق یہہ ہی کہ لوگ رمضان کا ہلال انتیسوین شعبان کو تلاش کرین
والعشرين من شعبان فان راوه صاموا وان لم يروه اكملوا عدد شعبان ثلثين يوما ثم صاموا
پہر اگر دیکہین تو صبح کو روزہ رکہین اور نہ دیکہین تو گنتی مین شعبان کی تیس دن پوری کردین پہر روزہ رکہین
لقوله عليه السلام صوموا لرويته وافطروا لرويته فان غم عليكم الهلال فاكملوا عدة شعبان ثلثين
موافق قول علیہ السلام کی روزہ رکہو چاند دیکہہ کر اور افطار کرو چاند دیکہہ کر پس اگر تمہاری نظر سی ہلال ابر مین ہو تو گنتی مین شعبان کی تیس دن پوری کرو
واما اليوم الذي يشك فيه انه من شعبان او من رمضان فالصحيح ان الصوم فيه غير مكروه
اور وہ دن جسمین یہہ شک ہی کہ شعبان کا ہی یا رمضان کا ہی صحیح روایت یہہ ہی کہ اوس دن کا روزہ مکروہ نہین
اذا كان تطوعا لكونه مستثنى من النهي بقوله عليه السلام لا يصام اليوم الذي يشك فيه انه
اگر نفل ہو اسلئی کہ نہی مین سی اسکو جدا کردیا ہی اس حدیث مین کہ شک کی دن مین جسمین یہہ شک ہو

من

من رمضان الا تطوعا والمراد بالنهی عن الصوم فیه الصوم بنیه صوم رمضان لانه یلزم ان یؤدی
که رمضان کا ہی یا نہین یعنی انتیسوین شعبان کی کوئی روزه نرکہی مگر نفل اور مراد روزه کی ممانعت سی وه روزه ہی جو رمضان کی نیت سی رکہین اسواسطی که یہہ لازم آتا ہی

قبل مجیء وقته وقد مر انه حرام لحدیث عمار بن یاسر مع ما فیه من التشبه باهل الکتاب فی زیادتهم
که اپنی وقت سی پہلی ادا ہوجاوی اور گذر چکا ہی که موافق حدیث عمار بن یاسر کی حرام ہی باوجودیکه اسمین اہل کتاب سی تشبیه لازم آتی ہی که وه مدت اپنی روزونکی زیاده کر لیا کرتی ہین

فی مدة صومهم فعلی هذا ینبغی للمؤمن ان یصبح فی ذلك الیوم منتظرا غیر مفطر ولا عازم علی الصوم
اسکی موافق مؤمن کو یون چاہئی که اوسدن کی صبح کو منتظر رہی نه تو کچہه کہاوی اور نه روزه کی نیت کری

فان ثبت قبل الضحوة الکبری انه من رمضان یعزم علی الصوم لان النیة الی الضحوة الکبری جائزة
پہر اگر پہر بہر دن چڑہی سی پہلی ثابت ہو که یہه دن رمضان کا ہی تو اب نیت روزه کی کر لی اسلئی که نیت پہر بہر دن چڑہی تک رمضان کی روزونمین

فی صیام رمضان وفی صیام النفل ایضا وان لم یثبت ان شاء صام تطوعا وان شاء افطر ولکن ان
اور نوافل روزون مین بہی جایز ہی اور اگر نه ثابت ہو تو پہر اختیار ہی چاہی نفل روزه رکہی اور چاہی افطار کری لیکن اگر

وافق یوما کان یصومه بان کان بصوم یوم الاثنین والخمیس والجمعة فوافق یوم الشك فالصوم افضل
وه دن شک کا وه ہی دن ہو جسمین یہه شخص روزه رکہا کرتا تہا اسطور که ہمیشه روزه پیر کا اور جمعرات اور جمعه کا رکہا کرتا تہا سو انہین سی ایکدن وه شک کا دن آپڑا تو اس

لقوله علیه السلام لا یتقدمن احدکم رمضان بصوم یوم ولا بصوم یومین الا ان یوافق صوما کان
اس حدیث کی موافق رمضان سی پہلی کوئی ہرگز روزه نرکہی نه ایک دن نه دو دن مگر اس صورت مین که موافق ہوجاوی یوم شک اوس

یصومه وکذا ان کان یصوم شعبان کله او نصفه الاخیرا وثلثة ایام من اخر کل شهر وان لم یوافق
دن سی که روزه رکہا کرتا تہا اور ایسا ہی جایز ہی اگر یہه شخص تمام شعبان کی روزی رکہا کرتا ہی یا اخیر کی آدہی شعبان کی یا ہر مہینه کی آخر مین تین دن کی اور اگر موافق نہو

یوما کان یصومه فقد قیل الفطر افضل احترازا عن ظاهر النهی وقیل الصوم افضل اقتداء بعائشة
اوسدن سی جو یہه روزه رکہا کرتا تہا تو بعضی کہتی ہین افطار افضل ہی واسطی احتراز کی ظاہر نہی سی اور بعضی کہتی ہین روزه افضل ہی واسطی متابعت عائشه

وعلی فانهما کانا یصومانه ویقولان لان نصوم یوما من شعبان احب الینا من ان یفطر یوما من رمضان
اور علی کی یہه دونو اوسدن روزه رکہا کرتی تہی اور یہه کہتی تہی شعبان کی ایکدن کا روزه ہمکو بہت محبوب ہی رمضان مین ایکدن افطار کرنی سی

والمختار ان یصوم الخواص کالمفتی والقاضی تطوعا لانهم یعرفون کیفیة النیة ولا یخلطون الکراهة فکان
اور بات پسندیده یہه ہی که خاص لوگ جیسی مفتی اور قاضی نفل روزه رکہا کرین کیونکه ان لوگون کو نیت کی کیفیت معلوم ہی یہه لوگ کراہت کو نه ملنی دینگی

اللایق بهم ان یصوموا بانفسهم ویامر العامة بالانتظار الی وقت الزوال ثم بالافطار ان لم یثبت الهلال
ان لوگون کو لایق ہی که آپ تو روزه رکہا کرین اور عوام کو حکم زوال تک انتظار کا دیا کرین پہر زوال کی بعد اگر ہلال ثابت نہو تو افطار کا حکم دیا کرین

وکل من یعرف کیفیة النیة فهو من الخواص وکیفیتها ان ینوی التطوع ولا یخطر بباله صوم رمضان او
اور جو جو شخص نیت کی کیفیت سی واقف ہون وه خواص ہین اور نیت کی کیفیت یہه ہی که نفل کی نیت کری اور اوسکی دلمین رمضان کی روزه کا یا

صوم واجب اخر ولا یتردد فیها فان النیة معرفته بقلبه انه یصوم وهی فی ذلك الیوم علی وجوه احدها
کسی اور واجب کا خطره نه آوی اور اوسمین کچہه تردد نه واقع ہو کیونکه نیت یہه ہی که دل سی جانی که مین روزه رکہتا ہون اور نیت اس دن کی اندر کئی طرح پر ہی ایک یہه

ان ینوی صوم رمضان وهو مکروه لما مر من حدیث عمار بن یاسر مع ما فیه من التشبه باهل الکتاب ثم
که رمضان کی روزه کی نیت کری یہه تو مکروه ہی چنانچه عمار بن یاسر کی حدیث مین گذرا ہی باوجودیکه اسمین اہل کتاب کی تشبیه ہی پہر

ان ظهر انه من رمضان یجزئه لانه نوی ان یکون صومه عن رمضان وکان ذلك الیوم من رمضان
اگر معلوم ہوجاوی که وه دن رمضان ہی کا ہی تو یہه ہی روزه کافی ہی اسواسطی که نیت کر چکا تہا که میرا روزه رمضان کا ہی اور وه دن بہی رمضان ہی کا تہا

صورتمین روزه رکہنا افضل ہی

فيقع عن المستحق واصل الكراهة لا يمنع الجواز بل يستلزم عدم الاستحباب بلا عكس لان المباحات
سو حق دار ہی کا ہوگا اور اصل کی کراہت جواز کو نہین منع کرتی بلکہ استحباب کو رفع کرتی ہی بدون عکس کی اسواسطی کہ مباحات

لا يتصف بهما وان ظهر انه من شعبان يكون تطوعا ولو افطر لا قضاء عليه لانه في معنى المظنون حيث
ان دونوں سی خالی ہوتی ہین اور اگر یہہ ظاہر ہو کہ وہ دن شعبان کا ہی تو نفل ہو ویگا اور اگر افطار کردی تو اوسپر قضا نہین ہی اسواسطی کہ حقیقت مین مظنون

ظن ان عليه صوما وتبين ان ليس عليه صوم والمظنون لا يقضى لان القضاء منوط بالالتزام او بالالزام
اس نی یہہ گمان کیا کہ میری ذمہ پر روزہ ہی پہر ظاہر ہوا کہ اوسپر روزہ نہین تہا اور مظنون کی قضا نہین آتی اسلئی کہ قضا یا تو اپنی ذمہ پر لیلینی سی آتی ہی یا شرع کی لازم کردینی

والثاني ان ينوي عن واجب اخر وهو مكروه ايضا للحديث السابق الا انه ادون في الكراهة لعدم التشبيه
دوسری یہہ کہ ایک اور واجب کی نیت کری اور یہہ بہی مکروہ ہی اوسہی حدیث سابق کی مضمون سی اتنا فرق ہی کہ اسکی کراہت کمتر ہی اسواسطی کہ اسمین

باهل الكتاب لان التشبه بهم انما يكون اذا صام فيه بنية صوم رمضان ثم ان ظهر انه من رمضان
اہل کتاب کی تشبیہ نہین ہی اسلئی کہ اہل کتاب سی تشبیہ تو جب ہو کہ اوسدن رمضان کی نیت سی روزہ رکہی پہر اگر معلوم ہو کہ رمضان کا دن ہی تو وہ روزہ رمضان

يقع عنه لان صوم رمضان يصح من الصحيح المقيم بمطلق النية وبنية النفل وبنية واجب اخر لكون الوقت
ہی کا ہوگا اسواسطی کہ رمضان کا روزہ صحیح اور مقیم سی مطلق روزہ کی نیت سی درست ہوجاتا ہی اور نفل کی نیت سی بہی اور اور واجب کی نیت سی بہی درست ہو

متعينا لهذا الصوم فينتفي شرعية غيره فيه والاطلاق في المتعين تعيين ونية النفل وواجب اخر لغو لان
اسی روزہ کا مقرر ہی سوا اس دن مین اور کوئی روزہ جایز نہین ہی اور متعین مین مطلق نیت بہی متعین کی ہوتی ہی اور نیت نفل کی اور اور واجب کی تمام لغو ہی اسواسطی

الوقت لا يحتملهما لعدم مشروعيتهما فيه فاذا بطل الوصف بقي نية اصل الصوم فيكون في حكم المطلق
کہ یہہ وقت ان روزون کا نہین ہی کیونکہ وہ اوس دن مین جایز نہیں ہین جب وصف باطل ہو تو اصل روزہ کی نیت باقی رہی اب وہ نیت مطلق کی حکم مین ہی

فينصرف الى المشروع في الوقت ونظيره من كان متوحدا في الدار فانه اذا نودي بيا رجل او باسم غير اسمه يراد به
سو اوس روزہ سی متعلق ہوگی جو اوس وقت مین جایز ہی اسکی نظیر یہہ ہی جو کوئی شخص اکیلا گہر مین ہو جب اوسکو کوئی یون پکارے کہ ای شخص یا کسی اور کا نام لیکر پکاری

ذلك وان ظهر انه من شعبان يكون تطوعا ولا يكون عما نوى لان الصوم فيه منهي كيوم العيد فلا يتادى
تو وہی شخص مراد ہوگا اور اگر یہہ معلوم ہو کہ دن شعبان کا ہی تو نفل ہو جاویگا اور جسکی نیت کی تہی وہ نہ ہوگا اسواسطی کہ اوس دن روزہ ممنوع ہی جیسی عید کی دن پس کیونکر

به ما وجب كاملا والصحيح انه يكون عما نوى لانه ادى في يوم يصح فيه النفل بخلاف يوم العيد وان لم يستبن
ادا ہو ویگا جو کامل واجب ہوا ہی اور روایت صحیح یہہ ہی کہ جو نیت کی ہی وہ ہی ہوتا ہی اسلئی کہ اسنی ایسی دن روزہ رکہا ہی کہ جسمین نفل جایز ہی عید کی دن کا اور حال ہی اور

لا يسقط الواجب عن ذمته لاحتمال كونه من رمضان والثالث ان يتردد في وصف النية بان ينوي
تو واجب اوسکی ذمہ سی ساقط نہین ہوگا کیونکہ احتمال ہی کہ رمضان کا ہو تیسری یہہ کہ نیت کی وصف مین تردد کری یعنی اس طور نیت کری

ان كان الغد من رمضان فانا صائم عنه وان كان من شعبان فمن واجب اخر او عن النفل وهو
اگر کل کا دن رمضان کا ہی تو میرا روزہ بہی رمضان کا ہی اور اگر کل کا دن شعبان کا ہی تو روزہ فلانی واجب سی ہی یا نفل سی یہہ نیت

مكروه ايضا اما الاول فلتردده بين الامرين المكروهين نية صوم رمضان ونية صوم واجب اخر واما
بہی مکروہ ہی پہلی صورت اسلئی کہ اسکو تردد ہی درمیان دو امرون مکروہ کی نیت رمضان کی روزہ کی اور نیت دوسری واجب روزہ کی اور

الثاني فلكونه ناويا للفرض من وجه ثم ان ظهر انه من رمضان يقع عنه لعدم التردد في اصل النية
دوسری صورت اسلئی کہ ایک وجہ سی فرض کی نیت کی ہی پہر اگر وہ دن رمضان کا ظاہر ہو تو روزہ رمضان ہی کا ہوگا اسلئی کہ اصل نیت مین تردد نہین تہا

وهو كاف وان ظهر انه من شعبان لا يكون عن واجب اخر بل يكون تطوعا في كلا الوجهين ولو افطر لا قضاء
اور اتنی ہی کافی ہی اور اگر معلوم ہو کہ وہ دن شعبان کا ہی تو اوس واجب سی نہین ہوگا بلکہ دونو صورت مین نفل ہو جاگا اور اگر افطار کر ڈالی تو اوسپر قضا

عليه

عليه اما فى الاول فلانه كالمظنون واما فى الثانى فلعدم وجود الالتزام من كل وجه والرابع ان ينوى التطوع
نہین ہی پہلی صورت مین تو اسلئی کہ مظنون سا ہی اور دوسری صورت بین اسلئی کہ ہر طرح سی التزام نہین ہی اور چوتھی یہہ کہ نفل کی نیت کری

وقد مرانه يصح بنية النفل من غير كراهة فى الصحيح ثم ان ظهر انه من رمضان يقع عنه لما مرانه يصح
اور گذر چکا ہی کہ نفل کی نیت موافق صحیح روایت کی بی کراہت صحیح ہی پہر اگر معلوم ہوا کہ وہ دن رمضان کا ہی تو روزہ رمضان ہی کا ہوگا کیونکہ گذر چکا ہی

بنية النفل وان ظهر انه من شعبان يكون تطوعا وان افطر يلزمه القضاء لانه شرع ملتزما بخلاف
نفل کی نیت سی بہی درست ہوجاتا ہی اور اگر معلوم ہوا کہ وہ دن شعبان کا ہی تو نفل ہوجاگا اور اگر افطار کریگا تو قضا لازم آدیگی اسواسطی کہ اپنی ذمہ پر لیکر شروع کیا تہا

مسئلة المظنون ثم ينبغى ان يعلم ان روية الهلال وان كان سببا لوجوب الصوم والفطر لقوله عليه السلام
بخلاف مسئلہ مظنون کی پہر سمجہنا چاہئی کہ ہلال کا دیکہنا اگرچہ روزہ کی وجوب اور افطار دونو کا سبب ہی موافق اس حدیث کی

صوموا لروبته وافطروا لرويته لكن العمل به لا يلزم الا بقضاء القاضى ولهذا يلزم المراجعة اليه ثم انه اذا
کہ روزہ رکہو ہلال دیکہہ کر اور افطار کرو ہلال دیکہہ کر پر اس حدیث پر بدون حکم قاضی کی عمل نہین ہوسکتا اسی واسطی قاضی کی سامنی پیش کرنا چاہئی پہر اگر

كان فى السماء علة سواء كانت غيما او دخانا او غبارا او بخارا او نحو ذلك يقبل فى هلال رمضان خبر عدل
آسمان مین کچہہ علت ہو برابر ہی کہ گہٹا ہو یا دہوان ہو یا غبار ہو یا بخار ہو یا ایسا ہی کچہہ اور ہو تو رمضان کی چاند مین خبر ایک عادل

مسلم عاقل بالغ حرا كان او عبدا ذكرا كان او انثى لانه مخبر بامر دينى وهو وجوب الصوم على الناس فيقبل
مسلمان کی کہ عاقل اور جوان ہو ازاد ہو یا غلام مرد ہو یا عورت مقبول ہی اسواسطی کہ امر دینی کی خبر دیتا ہی یعنی لوگون پر روزہ واجب ہی سو اوسکی خبر مقبول ہوگی

خبره لكن بشرط ان يفسر ويقول رايته خارج البلد او بين خلال السحاب واما بدون التفسير فلا يقبل لمكان
لیکن بشرطیکہ تفصیل بیان کری کہ مینی چاند شہر سی باہر ابر کی اندر دیکہا ہی اور بدون تفصیل کی معتبر نہوگی کیونکہ

التهمة والفاسق اذا ابصر هلال رمضان ينبغى له ان يشهد عند القاضى لاحتمال قبول شهادته لكن
شبہ کی جگہہ ہی اور اگر فاسق ہلال رمضان کا دیکہہ لی تو اوسکو چاہئی کہ قاضی کی روبرو جاکر گواہی دی شاید کہ اوسکی گواہی مقبول ہوجاوی لیکن

القاضى يرد شهادته لان خبر الفاسق فى الديانات مردود غير مقبول ويشترط العدالة وقال الطحاوى لا يشترط
قاضی اوسکی شہادت کو رد کردی کیونکہ فاسق کی خبر دیانات مین مردود ہوتی ہی مقبول نہین ہوتی عدالت شرط ہی اور طحاوی نی کہا ہی کہ عدالت

العدالة ومن المشائخ من قال راد به المستور ولا يشترط الدعوى ولا لفظ الشهادة ويقبل فى هلال رمضان شهادة
شرط نہین ہی اور بعضی مشائخ کہتی ہین کہ اس سی مراد مستور الحال ہی اور دعوی بہی شرط نہین ہی اور نہ لفظ شہادت کچہہ ضرور ہی اور رمضان کی ہلال مین

الواحد على شهادة الواحد ومن راى هلال رمضان فى الرستاق ولم يكن هناك وال ولا قاض فان كان
ایک شخص کی گواہی ایک شخص کی گواہی پر مقبول ہی اور جسنی رمضان کا ہلال ایسی گانو گوین مین دیکہا جہان نہ امیر ہو اور نہ قاضی تو اگر وہ

الرائى ثقة يصوم الناس بقوله ثم اذا قبل القاضى شهادة الواحد فى هلال رمضان وصام الناس ثلثين
دیکہنی والا ثقہ ہی تو سب لوگ اوسکی کہنی سی روزہ رکہین پہر اگر قاضی نی ایک آدمی کی گواہی رمضان کی ہلال کی قبول کرلی اور اوسکی موافق تیس روزی

يوما ولم يروا هلال الفطر لا يفطرون فيما روى عن ابى حنيفة وابى يوسف لان الفطر لا يثبت بشهادة الواحد
پوری ہوگئی تو بہی عید کا چاند نظر نہین آیا تو بہی افطار نکرین موافق روایت ابوحنیفہ اور ابویوسف کی اسواسطی کہ افطار ایک آدمی کی گواہی سی ثابت نہین ہوتا

وعن محمد انهم يفطرون ويثبت الفطر فى ضمن ثبوت الرمضانية بشهادة الواحد وان كان لا يثبت ابتداء
اور محمد سی روایت ہی کہ افطار کرین کیونکہ افطار ثبوت رمضان کی ضمن مین ایک ہی آدمی کی گواہی سی ثابت ہوجاتا ہی اگرچہ ابتداءً ثابت نہین ہوتا

فان فى هلال الفطر اذا كان فى السماء علة لا يقبل الا بشهادة حرين او حر وحرتين لتعلق حق العباد به لانهم
بیشک شوال کی چاند دیکہنی مین اگر آسمان مین ابر یا گرد غبار ہو تو مقبول نہین بدون گواہی دو آزاد مردون یا ایک مرد آزاد اور دو آزاد عورتون کی اسواسطی کہ اسمین حق العباد

ينتفعون به فيثبت بما يثبت به سائر حقوقهم بخلاف هلال رمضان فان المتعلق به حق الشرع

اس سی فائدہ مند ہوتی ہین سواوسہی طرز ثابت ہوگا جسطور اونکی تمام حقوق ثابت ہوتی ہین بخلاف ہلال رمضان کی کیونکہ اوس سی صرف حق شرع کا متعلق ہوتا

وهو الصوم فيكتفي بخبر الواحد واما اذا لم يكن في السماء علة فلا يقبل شهادة الواحد في هلال رمضان

یعنی روزہ سوایک آدمی کی گواہی کفایت کرتی ہی اور اگر آسمان صاف ہو تو پہر ایک آدمی کی گواہی رمضان کی ہلال مین مقبول نہین ہوگی

ولا شهادة الاثنين في هلال الفطر وانما يقبل شهادة جمع كثير يقع العلم بخبرهم واختلفوا في مقدار

اور نہ دو کی گواہی عید الفطر کی ہلال مین پہر تو اتنی بڑی جماعت چاہئی جنکی خبر سی یقین حاصل ہوجاوی اور اوس جماعت کی مقدار مین اختلاف ہی

ذلك فقيل لا بد من اهل محلة وقيل لا بد من خمسين رجلا وعن محمد لا بد ان يتواتر الخبر من كل جانب

بعضی کہتی ہین ایک محلہ کی آدمی چاہیین اور بعضی کہتی ہین پچاس آدمی ہون ، اور امام محمد سی روایت ہی ہر طرف سی پی درپی خبر کا آنا چاہئی

والصحيح انه مفوض الى راى الحاكم لان المراد بالعلم الحاصل بخبرهم هو العلم الشرعي الموجب للعمل وهو غلبة

اور صحیح یہہ ہی کہ حاکم کی رئی پر حوالہ ہی اسواسطی کہ مراد علم سی جو اونکی خبر سی حاصل ہو وہ علم شرعی ہی جس سی عمل کرنا واجب ہو جا یعنی ظن غالب

الظن لا العلم بمعنى التيقن وان جاء واحد من خارج المصر فشهد برؤية الهلال ثمه ففي ظاهر الرواية

علم بمعنی یقین نہین ہی اور اگر ایک شخص شہر کی باہر سی آکر گواہی دی کہ وہان چاند دیکہا ہی ظاہر روایت مین اوسکی گواہی مقبول نہین ہوگی

لا يقبل شهادته لقيام التهمة وذكر الطحاوي ان شهادته مقبولة لقلة المانع في خارج المصر وكذا لو شهد

کیونکہ شبہ کا مقام ہی اور طحاوی نی ذکر کیا ہی کہ اوسکی شہادت مقبول ہی اسواسطی شہر سی باہر رکاوٹ کم ہوتی ہی اور ایسی ہی اگر چاند

برؤية الهلال في المصر على مكان مرتفع ومن راى هلال رمضان وحده وشهد ولم يقبل شهادته كان عليه

دیکہنی کی شہر کی اندر اونچی مقام پر سی گواہی دی اور جسنی رمضان کا چاند تن تنہا دیکہا اور گواہی دی تو مقبول نہوئی تو بہی اوسکو لازم ہی

ان يصوم لقوله عليه السلام صوموا لرؤيته فانه قد راه فيلزمه الصوم وان افطر كان عليه القضاء دون

کہ روزہ رکہی اس حدیث کی موافق روزہ رکہو چاند دیکہہ کر کیونکہ اسنی چاند دیکہا ہی سو اسکو روزہ رکہنا لازم ہی اور اگر افطار کریگا تو اوسپر قضا لازم ہوگی

الكفارة وان افطر قبل ان ترد شهادته اختلفوا فيه والصحيح ان لا يجب عليه الكفارة والحاكم اذا راى هلال

کفارہ نہین آویگا اور اگر شہادت رد ہونی سی پہلی افطار کرڈالا تو اس صورت مین اختلاف ہی صحیح یہہ ہی کہ کفارہ واجب نہین اور اگر حاکم تن تنہا رمضان کا

رمضان وحده يصوم ولا يامر الناس بالصوم ولو ان الناس غم عليهم هلال رمضان واكملوا شعبان

چاند دیکہہ لی تو وہ آپ روزہ رکہی اوروں کو روزہ کا حکم نہ دی اور اگر لوگون کو رمضان کا چاند بسبب ابر کی نظر نہ آیا اور اونہون نی شعبان کی

ثلثين يوما ثم صاموا رمضان ثمانية وعشرين يوما ثم راوا هلال شوال فانهم ان كانوا عدوا شعبان

تیس دن پوری کرکی رمضان کی روزی اٹہائیس دن رکہی تہی پہر شوال کا چاند نظر آگیا اب اگر انہون نی گنتی شعبان کی

عن غير رؤية قضوا يومين وان كان عدوه عن رؤية قضوا يوما واحدا فيكون شهر رمضان في تلك

بی چاند دیکہی پوری کی تہی تو دو روزی قضا کرین اور اگر چاند دیکہہ کر گنتی پوری کی تہی تو ایک روزہ قضا کرین اب ماہ رمضان اوس سال مین -

السنة تسعة وعشرين يوما حتى انهم لو كانوا راوا هلال شوال بعد ما صاموا رمضان تسعة وعشرين

انتیس دن کا ہوا یہان تک کہ انہون نی اگر عید کا چاند رمضان کی انتیس روزی رکہہ کر دیکہا

يوما لا يلزمهم شيء ولو ان اهل بلدة راوا هلال رمضان فصاموا تسعة وعشرين يوما فشهد جماعة

تو اونپر کچہہ لازم نہین آتا اور اگر ایک شہر والون نی رمضان کا چاند دیکہہ کر انتیس روزی رکہی پہر ایک جماعت نی قاضی کی پاس

عند القاضي في اليوم التاسع والعشرين ان اهل بلدة كذا راوا هلال رمضان في ليلة كذا قبلكم بيوم

انتیسوین تاریخ مین یہہ گواہی دی کہ فلانی شہر والون نی رمضان کا چاند فلانی رات مین تمسی ایک دن پہلی دیکہہ کر روزی

فصاموا وهذا اليوم يوم الثلثين من رمضان واهل هذه البلدة لم يروا الهلال فى تلك الليلة

رکہی ہین اور یہہ آج رمضان کی تیسوین تاریخ ہی اور اس شہر والون نی اوس رات کو چاند نہین دیکہا

والسماء مصحية لا يباح لهم الفطر غدا ولا يترك التراويح فى تلك الليلة لان هذه الجماعة لم يشهدوا

اور آسمان صاف تہا تو اونکو اگلی دن افطار کرنا جایز نہین ہی اور نہ اوس رات مین تراویح ترک کرنی جایز اسوسطی کہ اس جماعت نی چاند دیکہنی کی گواہی

بالرؤية ولا على شهادة غيرهم وانما حكوا رؤية غيرهم واما لو كانوا شهدوا عند القاضى ان قاضى بلدة

نہین دی اور نہ غیر کی گواہی پر گواہی دی ہی انہون نی اورون کی دیکہنی کی خبر بیان کی ہی اور اگر وہ جماعت قاضی کی سامنی یہہ گواہی دیتی کہ فلانی شہر کی قاضی کی

كذا شهد عنده شاهدان برؤية الهلال فى ليلة كذا وقضى ذلك القاضى بشهادتهما جاز لهذا القاضى

سامنی دو گواہون نی فلانی رات مین چاند دیکہنی کی گواہی دی تہی اور اوس قاضی نی اونکی گواہی کی موافق حکم دیا ہی تو اب اس قاضی کو جایز ہوتا

ان يقضى بشهادتهما لان قضاء القاضى الاول حجة وهذا على قول من قال لا عبرة باختلاف المطالع

کہ انکی گواہی کی موافق حکم دیتا اسواسطی کہ حکم پہلی قاضی کا حجت ہی اور یہہ حکم اوسکی قول کی موافق ہی جو اختلاف مطالع کا اعتبار نہین کرتا

حتى اذا صام اهل بلدة ثلثين يوما للرؤية واهل بلدة اخرى تسعة وعشرين يوما للرؤية ايضا

یہان تک کہ اگر ایک شہر والون نی چاند دیکہہ کر تیس روزی رکہی اور ایک اور شہر والون نی چاند ہی دیکہہ انتیس روزی رکہی

فعلى هذا على من صام تسعة وعشرين يوما قضاء يوم ولا شبهة على ما ذكره الزيلعى ان يعتبر لان

تو اس صورت مین جنہون نی انتیس روزی رکہی اون پر ایک روزی کی قضا ہی اور موافق بیان زیلعی کی بہتر یہہ ہی کہ اختلاف مطالع معتبر ہو اسواسطی

كل قوم يخاطبون بما عندهم والدليل على اعتباره ما روى عن كريب انه قال قدمت الشام واستهل

کہ ہر قوم کو وہی حکم ہی جو اونکی پاس ہی اور یہہ دلیل اختلاف مطالع کی اعتبار کی کریب کی روایت ہی کہ وہ کہتا ہی کہ مین شام مین وارد ہوا اور مجہکو

على شهر رمضان فرايت الهلال ليلة الجمعة ثم قدمت المدينة فى اخر الشهر فسئلنى عبد الله بن عباس

ماہ رمضان کا چاند آگیا سو مینی شب جمعہ کو چاند دیکہا پہر مین مدینہ شریف مین آخر مہینی مین آیا تو مجہسی عبد اللہ بن عباس نی پوچہا

فقال متى رايتم الهلال فقلت رايناه ليلة الجمعة فقال نحن رايناه ليلة السبت فلا نزال نصوم حتى

تمنی رمضان کا چاند کب دیکہا تہا مین نی کہا ہمنی چاند شب جمعہ کو دیکہا تہا عبد اللہ بن عباس نی کہا ہمنی ہفتہ کی شب کو دیکہا سو ہم روزی رکہی جاوینگی یہان تک

نكمل ثلثين او نراه فقلت له افلا تكتفى برؤية معاوية وصيامه فقال لا هكذا امرنا رسول الله عليه السلام

کہ تیس دن پوری ہوجاوین یا چاند نظر آجاوی پہر مین نی کہا معاویہ کی دیکہنی اور روزہ رکہنی پر کیون نہین اکتفا کرتی پہر کہا نہین ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی یہہ حکم دیا ہی

وذلك لان انفصال الهلال عن شعاع الشمس يختلف باختلاف الاقطار كما ان دخول الوقت وخروجه

اور یہہ اسلئی ہی کہ الگ ہونا ہلال کا آفتاب کی شعاع سی بسبب اختلاف مسافت کی مختلف ہوجاتا ہی جیسی ایک وقت کا آنا اور نکلنا

يختلف باختلاف الاقطار فان الشمس اذا زالت فى المشرق لا يلزم منه ان تزول فى المغرب بل كلما تحركت

اختلاف مسافت سی مختلف ہوجاتا ہی کیونکہ آفتاب کو اگر مشرق مین زوال ہووی تو لازم نہین آتا کہ مغرب مین بہی زوال ہوجا بلکہ آفتاب جب کوئی درجہ

درجة فذلك طلوع لقوم وغروب لآخرين ونصف ليل لبعض وطلوع فجر لغيرهم وروى ان ابا موسى

قطع کریگا تو وہ ایک کی لئی طلوع ہی اور دوسری کی واسطی غروب ہی اور کسیکو آدہی رات ہی اور کسیکو طلوع فجر ہی اور روایت ہی کہ ابو موسی

الضرير الفقيه قدم الاسكندرية فسئل عمن صعد المنارة فراى الشمس بعد غروبها فى البلدة بزمان طويل

نابینا فقیہ اسکندریہ مین آئی اونسی کسی نی حال ایسی شخص کا پوچہا کہ اونچی مینار پر چڑہ کر آفتاب کو دیکہا اور شہر مین بہت دیر پہلی غروب ہوچکا ہی

يحل له الافطار فقال لا يحل له الافطار ويحل لاهل البلدة لان كل احد مخاطب بما عنده ومن راى هلال

کیا اسکو افطار کرنا درست ہی فقیہ نی جواب دیا اسکو افطار حلال نہین ہی اور شہر والون کو درست ہی اسلئی کہ ہر ایک کو وہی حکم ہی جو اوسکی پاس ہی اور جسنی ہلال

الفطر وقت العصر فظن انقضاء مدة الصوم وافطر قال فی المحیط اختلفوا فی وجوب الکفارة والاکثر
فطر کا عصر کی وقت دیکہا پہر اس خیال سی کہ مدت روزی کی گذر گئی افطار کر ڈالا محیط مین کہا ہی کہ علماء کو درباب وجوب کفارہ کی اختلاف ہی اکثرون کا مذہب
علی الوجوب وقد ظن بعض الناس ان النهی عن الصوم قبل رمضان بیوم او بیومین برادیه اغتنام
یہہ ہی کہ کفارہ واجب ہی اور بعضی لوگون کو یہہ گمان ہی کہ روزی کی ممانعت رمضان سی ایک یا دو دن پہلی اس لئی ہی کہ
الاکل والشرب واخذ النفوس شهواتها قبل ان تمتع منها بالصیام وهذا کله خطاء وجهل اذ قد ذکر ان
کہانا پینا اور نفوس کو اپنی شہوات سی متلذذ ہونا اس سی پہلی کہ روزون کی سبب ممانعت ہوجاوی غنیمت ہی یہہ تمام خیالات خطا اور جہالت ہی اسوسطی کہ ذکر
اصل ذلك متلقی من النصاری فانهم عند قرب صومهم یفعلون کذلك فیلزم التشبیه بهم وقد کان
کرتی ہین کہ یہہ اصل مین نصاری سی لیا ہی کیونکہ نصاری کی جب روزی نزدیک آتی تہی تو ایسا ہی کیا کرتی تہی پہر نصاری سی تشبہ لازم آتی ہی اور
النهی عن الصوم فی ذلك الوقت لمنع التشبه بالکافر فیما لا منه بد وهو مذموم شرعا لقوله علیه السلام
نہی روزہ کی اوسوقت مین صرف کفار کی مشابہت کی سبب سی تہی جس جگہہ جسمی مشابہت رفع ہوسکتی ہی اور تشبہ شرعاً مذموم ہی واسطی ارشاد رسول علیہ السلام کی
من تشبه قوما فهو منهم وربما لا یقتصر بعضهم علی الشهوات المباحة بل یتعدی الی المحرمات فمن
جو شخص مشابہ ہوا کسی قوم سی پس وہ انہی میں سی ہی اور کبہی کبہی بعضا شخص شہوات مباح پر حصر نہین کرتا بلکہ محرمات مین داخل ہوتا ہی جسکا
کان هذا حاله فالبهائم اعقل منه وله نصیب وافر من قوله تعالی وَلَقَدْ ذَرَأْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيرًا مِّنَ
ایسا حال ہو تو اوس سی ڈنگر ہوشیار ہین اوسکا اس آیت مین بڑا حصہ ہی اور ہمنی پہیلا رکہی ہین دوزخ کی واسطی بہت
الْجِنِّ وَالْإِنسِ لَهُمْ قُلُوبٌ لَّا يَفْقَهُونَ بِهَا وَلَهُمْ أَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُونَ بِهَا وَلَهُمْ آذَانٌ لَّا يَسْمَعُونَ بِهَا أُولَٰئِكَ
جن اور آدمی جنکو دل ہین اوس سی سمجہتی نہین اور آنکہین ہین اونسی دیکہتی نہین اور کان ہین اونسی سنتی نہین وہ لوگ
كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ وبعضهم لا یجتنب کبائر الذنوب الا فی رمضان فیطول علیه ویکره صیامه ویشق
جیسی چوپایی بلکہ اونسی زیادہ بیراہ ہین اور بعضی شخص گناہ کبیرہ سی سوا رمضان کی کبہی نہین باز آتی سو اونکو رمضان دوبہر ہوجاتا ہی اور روزی بہی مکروہ معلوم
علی نفسه مفارقتها کالوفاتها فیعد الایام واللیالی لیعود الی المعاصی وبعضهم لا یصلی الا فی رمضان فیستقل
اور اوسکی دل پر مفارقت کبایر کی دشوار ہو تی ہی جیسی موت ہوگئی پہر دن دن رات رات گنتا ہی تاکہ معاصی پہر حاصل کری اور بعضی سوا رمضان کی نماز نہین پڑہتی پہر
رمضان لاستثقال العبادات المشروعة فیه من الصلوة والصیام وبعضهم لا یصبر علی المعاصی فیواقعها
رمضان اون پر بہاری پڑ جاتا ہی بسبب گرانی عبادات کی جو رمضان مین ہوتی ہین نماز روزی اور بعضون کو گناہون سی صبر نہین سو پہر وہ رمضان مین
فی رمضان وهذا هو الخسران المبین

## المجلس السادس والعشرون فی بیان فضیلة رمضان

بہی مبتلا رہتا ہی اور یہہ ظاہر ٹوٹا اوٹہانا ہی چہبیسوین مجلس رمضان کی فضیلت مین
ورعایة حقه قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا دخل رمضان فتحت ابواب السماء وفی
اور اوسکی حق کی رعایت مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا جب رمضان آتا ہی تو آسمان کی دروازی کہل جاتی ہین اور ایک
روایة ابواب الجنة وغلقت ابواب جهنم وصفدت الشیاطین هذا الحدیث من صحاح المصابیح رواه
روایت مین جنت کی دروازی اور دوزخ کی دروازی بند کئی جاتی ہین اور سب شیاطین قید ہوجاتی ہین یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین سی ہی
ابو هریرة وهو ان حمل علی معناه الظاهر لا یفید زیادة فائدة لان الانسان مادام فی الدنیا لا یتیسر له الصعود
ابوہریرہ کی روایت سی اس حدیث کی اگر ظاہر معنی مراد لیوین تو کچہہ خوب بڑا فائدہ نہین ہی اس لئی کہ انسان جبتک دنیا مین ہی تو اوسکو آسمان پر جڑہنا نہین
الی السماء ولا الدخول فی احدی الدارین فای فائدة فی فتح الابواب واغلاقها الا ان یقال من مات من
ہوسکتا اور نہ بہشت اور دوزخ مین داخل ہوسکتا ہی پہر دروازون کی کہلنی اور بند ہونی سی کیا فائدہ ہوا مگر یون کہین کہ جو شخص صلحاء ایمان والون مین سی

صلحاء اهل الایمان اذا فتحت ابواب الجنة یاتیهم من روحها ونسیمها فوق ما کان یاتیهم قبل الفتح و

توجب دروازے جنت کی کہلجاتی ہین تو انکو جنت کی ہوا اور خوشبو زیادہ تر آتی ہی بہ نسبت اوسکی کہ دروازے کہلنے سے پہلی آتی تہی اور مرجاتا ہی

من مات من عصاتهم اذا غلقت ابواب جهنم لا یصیبهم من حرها وسمومها کما کان یصیبهم من حرها

جو گنہگار مرجاتا ہی تو اگر دروازے دوزخ کی بند ہوتی ہین تو اونکو اوسکی گرمی اور لپٹ اوتنی نہین آتی جتنی گرمی

وسمومها قبل التغلیق وهو بعید لانه انما ذکر لترغیب الناس فیما امروا به من صوم شهر رمضان وتحریصهم

اور لپٹ بند ہونی سی پہلی آتی تہی اور یہہ معنی بعید ہین اسواسطی کہ یہہ مضمون صرف واسطی آدمیون کی ترغیب کی ہی جو انکو حکم ہوا ہی ماہ رمضان کی روزون کا

علیه حتی یستعدوا له وتصیر ابواب الجنان کانها فتحت لهم وابواب النیران کانها اغلقت علیهم فیلزم

تا کہ روزی کی واسطی تیار ہوجاوین اور گویا جنت کی دروازے اونکی لئی کہل گئی اور دوزخ کی دروازے گویا اونکی اوپر بند ہوگئی اب کوئی تاویل

الرجوع الی التاویل بان یقال فتح ابواب السماء کنایة عن تواتر نزول الرحمة وتوالی صعود الطاعات لان الباب اذا

کرنی لازم ہی کہ یون کہین کہ کہلنا آسمان کی دروازون کا اشارہ ہی پی درپی رحمت کی آنیکا اور پی درپی عبادت کی چڑہنی کا اسواسطی کہ جب دروازہ

فتح یخرج ما فی داخله متتابعا ویدخل ما فی خارجه متوالیا ویؤید هذا التاویل ما جاء فی روایة اخری فتحت

کہلجاتا ہی تو جو اوسکی اندر ہی فورًا نکل آتا ہی اور جو باہر ہوتا ہی وہ فورًا داخل ہوجاتا ہی اور اس تاویل کی تائید وہ ہی جو ایک اور روایت مین آیا ہی کہلجاتی ہین

ابواب الرحمة وفتح ابواب الجنة کنایة عن حصول ما یؤدی الی دخولها من انواع العبادات وتغلیق

دروازے رحمت کی اور جنت کی دروازون کا کہلنا اشارہ ہی اون امور کی حاصل ہونیکا جو جنت کی اندر پہنچاوین یعنی ہر قسم کی عبادتین اور بند ہونا

ابواب جهنم کنایة عن انتفاء ما یؤدی الی دخولها من انواع السیئات لان الصائم یتنزه عن الکبائر

دوزخ کی دروازون کا اشارہ ہی دور ہونی اون امور کا جو دوزخ مین داخل کردیتی ہین یعنی ہر قسم کی گناہ اسواسطی کہ روزہ دار ایسی کبایر گناہون سی بچتا ہی

التی من جملتها الاصرار علی الصغائر فیغفر له ببرکة الصوم سائر الذنوب کما جاء فی الحدیث الصلوات الخمس

جنکی اندر اڑ کرنی صغیرہ گناہون کی بہی داخل ہی سو روزہ کی برکت سی اوسکی تمام گناہ معاف ہوجاتی ہین چنانچہ حدیث مین آیا ہی کہ پانچون نمازین

والجمعة الی الجمعة ورمضان الی رمضان مکفرات لما بینهن ان اجتنبت الکبائر وتصفید الشیاطین

اور جمعہ اگلی جمعہ تک اور رمضان اگلی رمضان تک بیچ کی گناہون کو مٹادیتی ہین اگر کبیرہ گناہون سی پرہیز کیٔ جا اور قید ہونا شیاطین کا

یحتمل ان یکون المراد به ما هو الظاهر من کون الشیاطین مقیدة تعظیما للشهر وعلامة ذلک ان اکثر المنهمکین

احتمال یہہ ہی کہ اس سی مراد وہ ہی معنی ظاہری ہون کہ شیاطین واسطی تعظیم اس مہینی کی قید ہوجاتی ہین اسکی نشانی یہہ ہی کہ اکثر لوگ گناہون مین کہپی ہوئے

فی الطغیان یجتنبون المعاصی ولا یزدادون بعد حرصهم علیها ویشرعون فی اقامة الصلوة بعد ما کانوا

گناہون اور بدی سی بچنی لگتی ہین باوجودیکہ گناہون کی بڑی حریص ہوتی ہین اور نماز پڑہنی شروع کردیتی ہین باوجودیکہ نمازمین

یتهاونون بها ویقبلون علی استماع النصیحة وتلاوة القرآن واما ما یری من بعض الفسقة انهم لا یمتنعون

کمال سستی کرتی تہی اور وعظ نصیحت سنی پر اور قرآن کی تلاوت پر متوجہ ہوجاتی ہین اور یہہ جو فاسق معلوم ہوتی ہین کہ اپنی فسق سی ذرہ باز

عن فسقهم بل ان ترکوا نوعا منه یاتون نوعا اخر فذلک من اثر ما بقی فی نفوسهم الخبیثة من تسویلات

نہین آتی بلکہ اگر ایک قسم ترک کرتی ہین تو دوسری قسم کرنی شروع کردیتی ہین سو یہہ اثر اوس خباثت کا ہی جو اونکی دلونمین وسوسہ شیطانی باقی ہین

الشیاطین وقال بعض العلماء لفظ الشیاطین وان کان عاما الا ان المراد به رؤساؤهم یؤیده ما جاء فی بعض

اور بعضی علماء کہتی ہین لفظ شیاطین کا اگرچہ عام ہی پر مراد اس سی شیطانون کی گروکہنٹال ہین اسکی تائید ہی جو اس حدیث کی بعضی

طرق هذا الحدیث وسلسلت مردة الشیاطین فیقع الفساد بتسویلات غیرهم من شیاطین الانس والجن

روایت مین واقع ہوا ہی کہ اور قید ہوجاتی ہین سرکش شیطان پہر فساد اورون کی وسوسی سی جو شیاطین جن اور انسان کی ہین واقع ہوتا ہی

وقیل هو مجاز عن امتناع نفوس الصائمین عن قبول وساوسهم وذلك لان رمضان اذا دخل یشتغل الناس بالصوم
اور کہتی ہیں کہ یہہ مجاز ہی اصل روزہ داروں کی دل شیطانی وسوسہ قبول کرنی سی باز رہتی ہیں اسواسطی کہ جب رمضان آتا ہی تو آدمی روزہ میں مشغول ہوجاتا ہی

فتنکسر قوتهم الحیوانیة التی هی مبدء الشهوة والغضب المتداعیین الی انواع الفسوق والفجور وتنبعث قواهم
سو اونکی قوت حیوانی ضعیف ہوجاتی ہی جو باعث شہوت اور غصہ کی ہوکر ہر قسم کی فسق اور فجور کی طرف لیجاتی تہی اور اونکی قوت عقلی

العقلیة داعیة الی الطاعات ناهیة عن المنکرات فتجعلهم مقبلین علی وظائف العبادات معرضین عن
پیدا ہوکر طاعات کی طرف بلاتی ہی اور منکرات سی منع کرتی ہی پہر اونکو روزمرہ کی مقرری عبادات پہ متوجہ اور ہر قسم کی منکرات سی

اصناف المنکرات فیصیرون کانهم فتحت لهم ابواب الجنان وغلقت علیهم ابواب النیران ولم یبق
بیزار کردیتی ہی پہر وہ ایسی ہوجاتی ہیں کہ اونکی لئی بہشت کی دروازی کہل گئی اور دوزخ کی دروازی اون پہ بند ہوگئی اور

علیهم للشیطان سلطان وروی عن ابی هریرة انه علیه السلام قال اذا کان اول لیلة من شهر رمضان
اون پر شیطانوں کا اصلا تسلط غلبہ باقی نرہا اور ابوہریرہ سی روایت ہی کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا جب ماہ رمضان کی پہلی رات ہوتی ہی

صفدت الشیاطین ومردة الجن وغلقت ابواب جهنم فلم یفتح منها باب وفتحت ابواب الجنة فلم
تو شیاطین اور سرکش جن قید ہوجاتی ہیں اور دوزخ کی دروازی بند ہوکر کوئی دروازہ کہلا نہیں رہتا اور دروازی بہشت کی کہل جاتی ہیں سو

یغلق منها باب فینادی منادیا باغی الخیر اقبل ویا باغی الشر اقصر ولله فیه عتقاء من النار وذلك
اونمیں سی کوئی دروازہ بند نہیں رہتا پہر منادی پکارتا ہی ای طالب خیر کی ادہر آ اور ای حد سی بڑہنی والی شر کی بس کر اور رمضان میں اللہ کی ازاد کئی آگ سی بہت ہیں اور یہہ

فی کل لیلة ومعنی هذا الحدیث علم من تاویل الحدیث السابق لکن هنا زیادة لابد من بیان معنی تلك
ہر ہر شب میں ہوتی ہی اور اس حدیث کی معنی پہلی حدیث کی تاویل سی معلوم ہوگئی لیکن اسمیں کچہہ لفظ زیادہ ہیں اونکی معنوں کا بیان کرنا بہی ضرور چاہی

الزیادة وهو ان منادیا ینادی فی لیالی رمضان ویقول یا طالب الخیر تعال اطلب الثواب فانك تعطی
وہ یہہ ہیں کہ منادی رمضان کی راتوں میں پکارتا ہی یہہ کہتا ہی ای خیر کی طالب یہاں آ ثواب لی یہہ ایسا وقت شریف ہی

ثوابا کثیرا بعمل قلیل لشرف الوقت ویا طالب الشر اترك الشر فان عذاب المعصیة فیه اکثر وتب الی الله تعالی
کہ تہوڑیسی کار پر بہت ہی بڑا ثواب عطا ہوگا اور ای شر کی طالب بدکاری سی باز آ کیونکہ رمضان میں معصیت کا عذاب بڑا سخت ہی اور اللہ تعالی کی طرف

فانه تعالی یعتق کثیرا من عبادہ الصائمین من النار ویغفر ذنوبهم الماضیة لحرمة الشهر کما جاء فی
رجوع کر کیونکہ اللہ تعالی اپنی بہت بندی روزہ دار آگ سی ازاد کرتا ہی اور اونکی پچہلی گناہ اس مہینی کی برکت سی معاف کرتا ہی چنانچہ ایک اور حدیث میں آیا ہی

حدیث آخر من صام رمضان ایمانا واحتسابا غفر له ما تقدم من ذنبه یعنی ان من صامه مصدقا
جسنی رمضان کی روزہ واسطی ایمان اور ثواب کی رکہی تو اوسکی تمام پچہلی گناہ معاف ہوئی مراد یہہ ہی کہ جسنی رمضان کی روزہ اوسکی حقیقت

بحقیته وفرضیته وطالبا رضاء الله تعالی وثوابه لا خوفا من الناس واستحیاء منهم یغفر له ذنوبه
اور فرضیت تصدیق کرکر اللہ کی مرضی اور ثواب حاصل کرنیکو رکہی نہ کسی شخص کی خوف سی اور نہ کسیکی حیا لاج سی تو اوسکی تمام پچہلی گناہ

المتقدمة وذلك النداء یکون فی کل لیلة من لیالی رمضان وروی عن ابی امامة الباهلی انه علیه السلام
معاف ہونگی اور یہہ ندا رمضان کی راتوں میں سی ہر ہر رات کو ہوتی ہی اور ابوامامہ باہلی سی روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا

قال من صام یوما فی سبیل الله جعل الله بینه وبین النار خندقا کما بین السماء والارض وفی حدیث آخر
جسنی ایک روز واسطی خدا کی روزہ رکہا تو اللہ تعالی دوزخ اور اوس شخص کی بیچ میں ایسی چوڑی خندق کردیگا جیسی بیچ آسمان اور زمین کا اور ایک اور حدیث میں

رواه ابو سعید الخدری انه علیه السلام قال من صام یوما فی سبیل الله بعد الله تعالی وجهه من النار
ابوسعید خدری سی روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا جسنی روزہ ایک دن کا واسطی اللہ کی رکہا تو اللہ اوسکی چہرہ کو آگ سی ستر برس کی راہ پہ دور کریگا

سبعين خريفا يعني ان من صام يوما في سبيل الله ورضائه ينجيه الله تعالى من النار عبر عن التنجية

مراد یہہ ہی کہ جسنی ایک دن کا روزہ واسطی اللہ کی اوسکی رضامندی کی لئی رکہا اوسکو اللہ تعالی آگ سی نجات بخشیگا دوری کو بطور تمثیل کی

بطريق التمثيل ليكون ابلغ لان من كان بعيدا عن شئ بهذا المقدار لا يصل اليه البتة والمراد بالخريف

بیان فرمایا تاکہ ابلغ ہووی اسواسطی کہ جو شخص ایک چیز سی اسقدر دور مسافت پر ہو تو وہ چیز اوس تک ہرگز نہین پہنچیگی اور خریف سی مراد

السنة ذكر الجزء واريد الكل وانما عبر عنها به دون غيره من الفصول لكونه وقت بلوغ الثمار وحصول

سال ہی جزؤ کو ذکر کیا اور کل مراد لیا اور فصول وغیرہ کو چہوڑ کر خریف کی ساتہہ اسواسطی بیان کیا کہ اس وقت مین پہل پکتی ہین اور عیش

سعة العيش وروى عن ابي هريرة انه عليه السلام قال كل ابن ادم يضاعف الحسنة بعشر امثالها الى

فراخ ہوتا ہی اور ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا تمام بنی آدم کی حسنات دس گونہ برہتی ہین اور دس سی

سبعمائة ضعف قال الله تعالى الا الصوم فانه لي وانا اجزي به يدع شهوته وطعامه وشرابه من اجلي

سات سو گونہ تک اللہ تعالی فرماتا ہی روزہ کی سوا کیونکہ روزہ میری واسطی ہی مین ہی اوسکا بدلہ ہون کیونکہ اپنی شہوت کہانا پینا میری لئی ترک کرتا ہی

يعني ان كل طاعة وخير اذا لم يكن رياء ونفاقا فاقل ما يعطى لصاحبه من الاجر عشرة لقوله تعالى مَنْ

مراد یہہ کہ ہریک عبادت اور خیر اگر بدون ریا اور نفاق کی ہو تو کم سی کم اوسکا اجر عابد کو دس گونہ عطا ہوگا اس آیت کی سند سی جو

جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ اَمْثَالِهَا وقد يزاد الى سبعمائة واكثر لقوله تعالى مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ

لاوی بہلائی اوسکی واسطی ہی اوس سی دس گونہ اور کبہی سات سو تک یا زیادہ تک نوبت بڑہ جاتی ہی اس سند سی مثال اونکی جو خرچ کرتی ہین اپنی مال

فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَاءُ

اللہ کی راہ مین جیسی ایک دانہ اوس سی اوگین سات خوشہ ہر خوشہ مین سو سو دانی اور اللہ بڑہاتا ہی جسکی واسطی چاہی

واما الصوم فثوابه بغير حساب لانه لا يتادى الا بالصبر وقد قال الله تعالى اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ

اور روزہ کی ثواب کا تو کچہہ حساب ہی نہین کیونکہ روزہ بدون صبر کی پورا نہین ہوتا اور اللہ تعالی فرماتا ہی صبر کرنیوالون کو ملتا ہی اونکا اجر

بِغَيْرِ حِسَابٍ ثم الصبر وان كان يوجد في غير الصوم من العبادات لكن وجوده فيه ليس كوجوده في غيره

بی گنت پہر صبر اگرچہ سوا روزہ کی اور عبادات مین بہی ہوتا ہی لیکن صبر روزہ کا ایسا نہین ہی جو اور عبادات مین ہوتا ہی

لانه ثلثة انواع صبر على طاعة الله تعالى وصبر على محارم الله تعالى وصبر على الالام والشدائد وكلها

کیونکہ صبر تین طرح پر ہی ایک تو صبر اللہ تعالی کی طاعت پر دوسرا صبر اللہ تعالی کی محارم پر تیسرا صبر تکالیف اور سختیون پر اور روزہ مین

يوجد في الصوم اذ فيه صبر على ما وجب على الصائم من الطاعات وصبر عما حرم عليه من الشهوات

تینون قسم کا صبر موجود ہی اسواسطی کہ روزی مین صبر ہی اوس طاعات پر جو روزہ دار پر واجب ہین اور اون شہوات پر صبر ہی جو اوسپر حرام ہین

وصبر على ما يصيبه من الم الجوع وحرارة العطش وضعف البدن لان الصائم تعرض بدنه النحول والنقصان

اور اوس الم پر صبر ہی جو بہوک لگتی ہی اور پیاس کی گرمی ہوتی ہی اور بدن ناتوان ہوتا ہی کیونکہ روزہ دار کا بدن دبلا اور کم زور ہوجاتا ہی

والمفضي الى الهلاك طلبا لرضاء الله تعالى اشير اليه حيث قيل يدع شهوته وطعامه وشرابه من اجلي

اور واسطی طلبگاری مرضی الہی کی ہلاکت مین پڑتا ہی اسی کی طرف اشارہ ہی جو مذکور ہی کہ اپنی شہوت اور کہانا پینا میری خاطر چہوڑ دیتا ہی

وايضا ان الصائم بسبب منع نفسه عن الاكل والشرب والجماع يصير متخلقا باخلاق الله تعالى لكونه تعالى

اور سبب یہی ہی کہ روزہ دار اپنی جان کو کہانی اور پینی اور جماع سی روک کر خوگیر صفات الہی کا ہوجاتا ہی کیونکہ اللہ تعالی

منزها عن هذه الاشياء فلما كان في الصوم هذه المعاني خصه الله تعالى بذاته وتولى جزاءه بنفسه

ان سب امور سی پاک وصاف ہی اور چونکہ روزہ میں یہہ خوبیان ہوتی ہین تو اللہ تعالی نی روزہ کو اپنی ذات پاک سی خاص کیا اور روزہ کی ثواب کا اپنی ذات

ولو یکله الی غیره فاعطی الصائم من عنده اجرا لیس له حد ولا عد وقیل ان الصوم سر بینه وبین العبد

ذمہ دار ہوا کسی اور پر حوالہ نکیا پہر روزہ دار کو اپنی درگاہ سی اتنا اجر عطا کیا کہ جسکی کچہہ انتہا اور شمار نہین اور بعضی یہہ کہتی ہین کہ روزہ ایک راز ہی اللہ اور بندی کی

یفعله خالصا لوجهه وطالبا لرضائه لا یطلع علیه غیره لکونه نیة وامساکا حتی قیل ان الحفظة

بیچ مین کہ اوسکو خالص واسطی اللہ کی اور واسطی اوسکی رضامندی کی ادا کرتا ہی اوسکی سوا کسیکو معلوم نہین ہوتا کیونکہ روزہ نام نیت اور امساک کا ہی یہان تک کہ کہتی ہین کہ

لا تطلع علیه ولا تکتبه بخلاف سائر الطاعات فانها مما یطلع علیه غیره تعالی فلما کان هو العالم به دون

کرام کاتبین کو بہی معلوم نہین ہوتا اور نہ وہ اوسکو لکہتی ہین بخلاف اور عبادات کی کیونکہ اور عبادات کو اور بہی سوا اللہ تعالی کی جان جاتی ہین اور چونکہ روزہ کی خبر

غیره خصه بذاته وتولی جزاءه بنفسه ولم یوکله الی غیره کانه تعالی قال الصوم لی ولا یطلع علیه

سوای اللہ تعالی کی اور کو نہین ہوتی تو اوسکو اللہ تعالی نی اپنی ذات سی خاص کر کر آپ ہی اوسکی ثواب کا ذمہ دار ہوا اور پر حوالہ نکیا گویا اللہ تعالی نی یہہ ارشاد فرمایا روزہ

غیری وحدی انا اتولی الجزاء علیه ولا اکله الی غیره والکریم اذا اخبر انه یتولی الجزاء بنفسه یقتضی ان یکون

ثواب مین ہی اوسکی ثواب کا ذمہ دار ہون اور پر حوالہ نہین کرتا اور سخی جب یہہ کہی کہ مین آپ اوسکی عوض کا ذمہ دار ہون تو لازم ہی کہ وہ

ذلك الجزاء فی غایة العظمة ونهایة الکثرة بحیث لا یکون له احصاء ولا حساب وروی عن ابی هریرة انه

عوض نہایت عظیم اور نہایت کثیر ہو ایسا کہ نہ گنتی مین آوی اور نہ حساب مین اور ابوہریرہ سی روایت ہی

قال للصائم فرحتان فرحة عند فطره وفرحة عند لقاء ربه یعنی ان الصائم له سرور مرتین علی ان الفرحة

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا روزہ دار کو دو خوشیان ہوتی ہین ایک خوشی روزہ کہولتی ہوئی اور ایک خوشی خدا کی دیدار کی وقت مراد یہہ ہی کہ روزہ دار کو دو دفعہ

مرة من الفرح وهو السرور واما سروره عند لقاء ربه فبما یجده من ثواب الصوم مدخرا عند الله تعالی

فرح سی مشتق ہوا ہی اور سرور کو کہتی ہین اور سرور پروردگار کی ملاقات پر اسبات کا ہی کہ ثواب روزہ کا دفعةً جمع کیا ہوا اللہ تعالی کی پاس پاویگا

فان من ترك طعامه وشرابه وشهوته لله تعالی یعوضه الله تعالی خیرا من ذلك کما قال الله تعالی

اس لئی کہ جسنی اپنا کہانا پینا اور شہوت خدا کی واسطی چہوڑی تو خدا تعالی اوسکا عوض اوس سی بہتر عطا کریگا چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی

وَمَا تُقَدِّمُوا لِأَنْفُسِكُمْ مِنْ خَيْرٍ تَجِدُوهُ عِنْدَ اللَّهِ هُوَ خَيْرًا وَأَعْظَمَ أَجْرًا وقال النبی علیه السلام لرجل

اور جو آگی بہیجو گی اپنی واسطی کوئی نیکی اوسکو پاؤگی اللہ کی پاس بہتر اور ثواب مین زیادہ اور فرمایا نبی علیہ السلام نی ایک شخص کو

انك لن تدع شیئا اتقاء الله الا اتاك الله خیرا منه وروی ان الصائمین یوضع لهم یوم القیمة مائدة

تو ہرگز نہین ترک کریگا کوئی گناہ خدا کی خوف سی مگر عطا کریگا تجکو اللہ تعالی بہتر اوس سی اور روایت ہی کہ روزہ دارون کی واسطی قیامت کی دن دسترخوان

تحت العرش یاکلون علیها والناس فی الحساب فیقول الناس ما هؤلاء یاکلون ونحن فی الحساب فیقال انهم کانوا

عرش کی تلی چنا جاویگا اوسپر بیٹہی کہاوینگی اور اور لوگ ابہی حساب مین مبتلا ہونگی وہ لوگ دیکہہ کر یہہ کہین گی یہہ کون لوگ ہین کہ کہانا کہاتی ہین اور ہم حساب ہی مین ہین

یصومون وانتم تفطرون وفی الصحیحین انه علیه السلام قال ان فی الجنة بابا یقال له ریان لا یدخل منه

روزی رکہتی تہی اور تم روزہ خور تہی اور صحیح بخاری اور مسلم مین ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا جنت کی ایک دروازہ کا نام ریان ہی اوس دروازہ سی

الا الصائمون والمراد بالصائمین هم الذین یکثرون الصوم فانهم تحملوا تعب العطش خصوا بباب فیه الری والامان

صرف روزہ دار ہی داخل ہونگی اور روزہ دارونسی مراد وہ لوگ ہین جو روزی بہت رکہتی ہین کیونکہ انہون نی جو بہوک پیاس کی شدت اوٹہائی تو ایسی دروازہ سی خاص ہوئی

من العطش قبل تمکنهم من الجنة واما سروره عند افطاره فبما یتناوله من الطعام والشراب والجماع لان النفس

کہ جسمین تازگی اور پیاس کا بچاؤ جنت مین داخل ہونی سی پہلی ہی اور افطار کی وقت سرور اسلئی ہوتا ہی کہ کہانا پینا جماع سب حاصل ہوتا ہی کیونکہ آدمی کا جی

مجبولة علی المیل الی ما یلائمها من المطعم والمشرب والمنکح فاذا منعت من ذلك فی وقت من الاوقات ثم اذن

بطور عادت کی اپنی مناسبات کہانی پینی جماع وغیرہ کی طرف متوجہ رہتا ہی جب اوسکو ان باتون کی کسی وقت مین روک ہو کر پہر دوسری وقت مین

لها في وقت آخر يفرح بذلك طبعا خصوصا عند اشتداد الحاجة اليه لتاثير الجوع والعطش فيها وتقاضيها

تو بهوه خود بخود خوش هوتا هي خاص کر جب اوسکو اور بهي بهت حاجت هووي کيونکه بهوک لگي هوتي هي پياس کا زور هوتا هي دل کو

بالاخذ حاجتها يشعر بهذا ما روي عن ابن عمر انه عليه السلام كان اذا افطر يقول ذهب الظمأ وابتلت

اپني حاجت کا تقاضا هوتا هي ابن عمرؓ کي روايت سي يهه معلوم هوتا هي کهٖ نبي عليه السلام افطار کي وقت فرمايا کرتي تهي پياس بجهگئي اور رگين تازه هوئين

العروق وثبت الاجر ان شاء الله تعالى فان الله تعالى وان حرم على الصائم في نهار صيامه ان يتناول هذه

اور ثواب ثابت هوگيا ان شاء الله تعالى کيونکه الله تعالى نی اگرچه روزه دار پر روزه کي دن مين يهه حرام کرديا هي کهٖ ان شهوت کو عمل مين لاوي

الشهوات لكن اذن له ان يتناولها في الليل بل احب منه تعجيل الفطر في اول الليل وتاخير السحور الى آخر الليل

ليکن اوسکو اجازت هي کهٖ رات کي وقت عمل مين لاوي بلکه رات کي آتي هي جلد بسي افطار کرنا اور سحر تاخير کرکر آخر شب مين کهاني مستحب هي

لما روي عن ابي ذر انه عليه السلام قال لا تزال امتي بخير ما اخروا السحور وعجلوا الفطر وروي ان الله تعالى

ابو ذرؓ کي روايت سي کهٖ نبي عليه السلام نی فرمايا ميري امت هميشه بهلائي پر رهي گي جبتک سحر کهاني مين تاخير اور افطار کرني مين جلدي کرين اور روايت هي کهٖ الله تعالى

وملئكته يصلون على المتسحرين وان احب عباده اليه اعجلهم فطرا والحاصل ان الصائم يترك شهواته

اور اوسکي فرشتي سحر کهاني والون پر رحمت بهيجتي هين اور بڑي محبوب بندي الله کي وه هين جو جلدي افطار کرتي هين حاصل يهه هي کهٖ روزه دار اپني شهوت

بالنهار تقربا الى الله تعالى وطاعة له ويتناولها في الليل تقربا الى الله تعالى وطاعة له فلا يتركها الا بامره ولا يعود اليها

دن کي وقت الله تعالى کي طاعت اور قربت کي لئي ترک کرتا هي اور رات کي وقت اپني شهوت کو واسطي قربت اور طاعت الهي کي عمل مين لاتا هي سو الله تعالى کي حکم هي سي

الا بامره فهو مطيع في الحالين فان المؤمن الصائم لما علم ان رضي مولاه في ترك شهواته قدم رضي مولاه على هواه فصار لذته في ترك شهوته لله تعالى

ترک کرتا هي اور اوسي کي حکم سي اختيار کرتا هي پس وه دونو حال مين الله تعالى کا فرمانبردار هي کيونکه مؤمن روزه دار ني جب ديکها کهٖ خوشنودي ميري صاحب کي شهوت

اعظم من لذته في تناولها بل يكون كراهته تناولها عنده في خلوته اشد من كراهته لالم الضرب لعلمه

ترک کرني مين هي تو خوشنودي اپني صاحب کي اپني هوا و هوس پر مقدم رکهي تو اوسکو واسطي خدا کي شهوت ترک کرني مين زياده لذت هي بنسبت لذت شهوت برتني کي بلکه اوسکو شهوت

بكراهة مولاه لفطره فيكون لذته فيما يرضي مولاه وان كان مخالفا لهواه ويكون المه فيما يكرهه مولاه وان كان

کهٖ روزه کهانا ميري صاحب کو ناپسند هي پهر اوسکو لذت اسي بات مين هوگي جسمين اوسکا صاحب خوش هو اگرچه وه بات اوسکي خواهش کي برخلاف هو اور اوسکو رنج و تکليف اوس

موافقا لهواه فاذا كان هذا فيما حرم لعارض الصوم من الطعام والشراب والجماع ينبغي ان يتاكد ذلك فيما

بات مين هوگي جسکو اوسکا مولى ناپسند کري اگرچه وه بات اوسکي مطلب کي هو جب مؤمن کا يهه حال اون محرمات مين هي جو روزه کي سبب سي ممنوع هين جيسي کهانا پينا اور جماع

حرم على الاطلاق كالزنا وشرب الخمر واخذ اموال الناس بغير حق وكسر اعراضهم فان كل ذلك مما يسخط

تو لايق هي کهٖ يهه حالت زياده تر هووي اون امور مين جو مطلقا حرام هين جيسي زنا اور شراب خوري اور کسي کا مال ناحق لينا اوسکا کي بي آبروئي کرني کيونکه يهه تمام اعمال ايسي هين کهٖ

الله تعالى في كل حين ومكان فاذا كان ايمان المرء كاملا يكره ذلك كله اشد من كراهته لالم الضرب ثم ان

الله تعالى انسي هر وقت اور هر جگه بيزار هوتا هي جب آدمي کا ايمان کامل هوتا هي تو ان سبکو چوٹ کهاني کي تکليف سي بدتر جانتا هي پهر

المؤمن في حال صومه لما علم ان له ربا يطلع عليه في خلوته وقد حرم عليه ان يتناول شهواته التي جبل

مؤمن روزه دار عين روزه مين چونکه يهه حال جانتا هي کهٖ ميرا رب ميري حال سي خلوت مين بهي خبردار هي اور ميري اوپر تمام شهوت کا عمل کرنا جنکي طرف دل کو رغبت هي

على الميل اليها اطاع ربه وامتثل امره واجتنب نهيه خوفا من عقابه وميلا الى ثوابه ولهذا كان نومه

حرام کرديا هي تو يهه اپني رب کي فرمان برداري کرتا هي اور اوسکي عذاب کي خوف سي اور ثواب کي رغبت سي حکم پر عمل کرتا هي ... اسي لئي روزه دار کا سونا بهي

عبادة كما جاء في الحديث نوم الصائم عبادة قال ابو العالية الصائم في العبادة ما لم يغتب وان كان نائما

عبادت هوتي هي چنانچه حديث مين آيا هي کهٖ روزه دار کا سونا بهي عبادت هي ابو العاليه کهتا هي روزه دار جب تک کسيکي غيبت نکري عبادت مين هي اگرچه اپني بچهوني پر

على فراشه فعلى هذا يكون في ليله ونهاره على عبادة وروى عن ابي هريرة انه عليه السلام قال لخلوف

سوتا ہو اس قول کی موافق روزہ دار رات دن عبادت ہی مین ہوتا ہی اور ابوہریرہ سی روایت ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا البتہ

فم الصائم اطيب عند الله تعالى من ريح المسك يعنى ان الخلوف وهو بضم الخاء رائحة حاصلة في

روزہ دار کی منہہ کی بو اللہ تعالی کی نزدیک مشک کی خوشبو سی پسندیدہ تر ہی مراد یہہ ہی کہ خلوف خا کی پیش سی اوس بو کو کہتی ہین جو

فم الصائم من تصاعد الابخرة لخلو المعدة من الطعام والشراب وان كانت عند الناس مستكرهة

روزہ دار کی منہہ مین معدہ مین سی بخارات چڑہکر پیدا ہو جاتی ہی جب معدہ کہانی پینی سی خالی ہوتا ہی اگرچہ وہ بو آدمیون کو ناپسند ہو

لكنها عند الله احب من ريح المسك حيث كانت ناشئة عن طاعة الله تعالى فلذلك ذهب الشافعي الى

پر اللہ تعالی کو مشک کی خوشبو سی زیادہ تر پسند ہی کیونکہ اللہ تعالی کی عبادت سی پیدا ہوئی ہی اسہی واسطی امام شافعی کی مذہب مین

استحباب استدامتها وكراهة ازالتها بالسواك بخلاف الخلوف الذى يحدث من غير الصوم حيث يلزم

اوس بو کا باقی رکہنا مستحب ہی اور مسواک سی اوسکا دور کرنا مکروہ ہی برخلاف اوس بو کی جو فاقہ مین بدون روزہ کی پیدا ہو جاوی اسواسطی کہ اوسکا

ازالته بالسواك فان من عبد الله تعالى واطاعه وطلب رضاه فنشأ من ذلك العمل آثار مستكرهة النفو

دور کرنا مسواک سی لازم ہوتا ہی بیشک جو شخص اللہ تعالی کی عبادت کری اور اطاعت بجالاوی اور اوسکی رضامندی طلب کری اسمین اگر کچہہ اثار آدمیون کی خلاف طبع

فتلك الآثار غير مستكرهة عند الله تعالى بل هى محبوبة طيبة عنده ويجعلها في الآخرة اطيب من

ناپسند پیدا ہو جاوین تو وہ آثار اللہ تعالی کو ناپسند نہین ہین بلکہ وہ اللہ تعالی کی ہان محبوب اور پاکیزہ ہین اور اللہ تعالی اون اثار کو آخرت مین مشک کی زیادہ تر

ريح المسك فان الصوم لكونه سرا بين العبد وربه في الدنيا يظهره الله تعالى في الآخرة ويكون علانية

پاکیزہ کردیگا کیونکہ روزہ جو درمیان بندہ اور پروردگار کی دنیا مین بہید تہا تو اللہ تعالی آخرت مین ظاہر کریگا پہر سب پر ظاہر ہو جائیگا اور

ويشتهر اهل الصيام بذلك بين الناس لما روى عن انس مرفوعا ان الصائمين يخرجون من قبورهم يعرفون بريح

روزہ دار اس سی تمام خلقت مین مشہور ہو جاوینگی چنانچہ انس سی مرفوعا روایت ہی کہ روزہ دار جب اپنی قبرون مین سی اوٹہین گی تو منہہ کی خوشبو سی پہچانی جاوینگی

افواههم فان ريحا افواههم اطيب من ريح المسك والحاصل انه عليه السلام لما اراد ان يبين فضل الصيام

کیونکہ اونکی منہہ کی بو مشک سی زیادہ تر خوشبو ہوگی خلاصہ یہہ ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی جو ارادہ کیا کہ روزہ کی فضیلت

ودرجة الصائم شبه ما يستكره منه في الطباع البشرية من الرائحة بالطيب ما يرام ويطلب ويستنشق من

اور روزہ دار کا مرتبہ بیان فرماوین تو جو چیز آدمیون کی طبیعت کو ناپسند ہی یعنی منہہ کی بدبو اوسکو اوس پاکیزہ تر خوشبو سی تشبیہ دی جو مقصود اور مطلوب ہوتی ہی اور

الروائح والمقصود من هذا التشبيه الثناء على الصائم وتطييب قلبه لئلا يمتنع عن المواظبة على الصوم

سونگہی جاتی ہی اور غرض اس تشبیہ سی روزہ دار کی ثنا اور اوسکا دل خوش کرنا ہی تاکہ روزہ کی مداومت سی جس سی منہہ مین بو پیدا ہوتی ہی میٹہہ نہ پہری

الجالب للخلوف وحيث فضل ما يستكره منه على اطيب ما يستلذ من جنس الطيب ليقاس عليه ما فوقه من الاثا

اور جب ایک ناپسند چیز کو پاکیزہ تر خوشبو پر فضیلت ہوئی جس سی لذت حاصل ہوتی ہی تو اب عمدہ اثار کو اوس پر قیاس کرلین باوجودیکہ افطار کی وقت

مع ان له عند الافطار دعوة مستجابة كما جاء في الحديث ان للصائم عند افطاره دعوة مستجابة

روزہ دار کی دعا قبول ہوتی ہی چنانچہ حدیث مین آیا ہی کہ افطار کی وقت روزہ دار کی دعا مقبول ہی

لكن بشرط ان يكون افطاره على حلال فان من صام عما احله الله تعالى وافطر على ما حرمه الله تعالى لا يستجاب

پر اس شرط سی کہ افطار حلال چیز سی ہو کیونکہ جو شخص حلال چیزونسی بند ہوکر روزہ رکہی اور حرام چیز سی افطار کری تو اوسکی دعا قبول نہین ہوتی

دعاؤه ولا يقبل صومه لما روى عن ابي هريرة انه عليه السلام قال من لم يدع قول الزور والعمل به فليس لله

اور نہ روزہ قبول ہوتا ہی اسواسطی کہ ابوہریرہ سی روایت ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا جو شخص جہوٹہ بولنا اور اوسپر عمل کرنا ترک نہ کری تو اللہ تعالی

حاجة

حاجة في ان يدع طعامه وشرابه يعني ان من لم يترك الكذب والعمل بمقتضاه لا يقبل الله تعالى
کیا پرواہ ہی اسکی کہ وہ اپنا کہانا اور پینا ترک کردیگا مراد یہہ ہی جو شخص جہوٹ بولنا اور باطل اعمال کو نہ چہوڑیگا تو اللہ تعالی اوسکا روزہ مقبول نہیں کرتا
صومه ولا ينظر اليه لانه امسك عما يحل له في غير حال الصوم ولم يمسك عما لا يحل له في جميع الاحوال
اور نہ اوسکی طرف توجہ کری اسلئی کہ جو چیزیں اوسکو بدون روزہ کی مباح تہیں اونسی تو باز رہا اور جو چیزیں اوسکو ہمیشہ کو حرام تہیں اونسی باز نہ آیا
لان المقصود من الصوم ليس نفس الجوع والعطش فقط بل المقصود منه ما يتبعه من كسرة الشهوة
کیونکہ روزہ سی مقصود صرف بہوک پیاس نہیں ہی بلکہ روزہ سی مقصود وہ ہی جو اوسکی بعد حاصل ہوتی ہیں یعنی شہوت کا توڑنا نفس امارہ کا مغلوب
وقهر النفس الامارة بالسوء فاذا لم يحصل شيء من ذلك فاي فائدة في ترك الطعام والشراب فعلى هذا
کرنا جب انہیں سی کچہہ بہی حاصل نہوا تو پہر کہانا پینا ترک کرنی سی کیا فائدہ ہی اس تقریر کی موافق
يكون نفي الحاجة عبارة عن عدم القبول من قبيل نفي السبب وارادة المسبب وفي حديث اخر انه عم
حاجت کی نفی سی مقبول نہونا روزہ کا مراد ہی جیسی سبب کی نفی کرکر مسبب کی نفی مراد لیتی ہیں اور ایک اور حدیث میں ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی
قال الصيام جنة فاذا كان يوم صوم احدكم فلا يرفث ولا يصخب فان سابه احد او قاتله فليقل
فرمایا روزہ ڈہال ہی جب کوئی تم میں سی کسی روز روزہ دار ہو تو فحش نہ بکی اور نہ چلاوی پہر اگر اوسکو کوئی گالی دی یا لڑائی کری تو لازم ہی کہ کہدیگا
اني امرؤ صائم يعني ان الصوم جنة وهي بضم الجيم الترس وانما جعل الصوم ترسا لان الصائم يستتر به
میں تو روزہ دار ہوں مراد یہہ ہی کہ روزہ جنۃ ہی اور جنۃ جیم کی پیش سی ڈہال کو کہتی ہیں اور روزہ کو اسلئی ڈہال ٹہرایا ہی کہ روزہ دار کو بسبب کثرت ثواب کی
عن النار لكثرة ثوابه ويتحفظ به عن المعاصي ووسوسة الشيطان لانه يطبق مجاري الدم التي هي
آگ سی بچا لیتا ہی اور روزہ دار روزہ کی سبب گناہوں اور شیطانی وسوسہ سی بچ جاتا ہی اسواسطی کہ مسامات خون کی جو شیطان کا رستہ ہوتا ہی
مجاري الشيطان فان الشيطان يجري من ابن ادم مجرى الدم فتنكسر الشهوة ويسكن الغضب لكن ينبغي
بند ہوجاتی ہیں کیونکہ شیطان ابن آدم کی اندر خون کی مثال پہرتا ہی اسواسطی شہوت ضعیف ہوجاتی ہی اور غصہ بجہہ جاتا ہی لیکن
ان يعلم ان الجنة كما لا يكمل الانتفاع بها الا اذا كانت محكمة من غير اختلال كذا الصوم لا يتحقق به
سمجہنی کی بات ہی کہ ڈہال سی جیسی کچہہ فائدہ حاصل نہیں ہوتا جبتک وہ پوری اور مضبوط اور بی خلل نہو ایسی ہی روزہ سی اوٹ حاصل نہیں ہوسکتی
التستر الاعلى حسب كونه محفوظا عن الخطاء والخلل فان وجد فيه شيء من الخلل ينتقص بمقداره
جبتک کہ وہ خطا اور خلل سی صاف محفوظ نہو اگر اوسمیں کچہہ خلل ہوگا تو ویسا ہی ثواب عمل کا کم ہوجاویگا
ثواب العمل ولهذا قال النبي عليه السلام في هذا الحديث فاذا كان يوم صوم احدكم فلا يرفث ولا يصخب
اسیلئی نبی علیہ السلام نی اس حدیث میں یہہ فرمایا ہی اگر تم میں سی کوئی کسی روز روزہ دار ہو تو فحش نہ بکی اور نہ چلاوی
والرفث الفحش من القول وما يضاهيه من التصريح مما يجب ان يكنى عنه عن الفاظ الجماع والصخب بالخاء
اور رفث کی معنی بیہودہ باتیں گالی گلوز وغیرہ اور جو اوسکی مانند ہو یعنی جماع کی لفظوں میں سی صاف کہنا اوس لفظ کا جو اشارۃً کہا جاوی اور صخب خاء
المعجمة الصياح والخصومة والمعنى ان الصائم عند الخصومة يجب عليه ان لا يتكلم بالفحش ولا يرفع
نقطہ دار سی چیخنا چلانا اور جہگڑا کرنا اور مراد یہہ ہی کہ روزہ دار کو لازم ہی کہ تکرار کی وقت کلام بیہودہ فحش نہ کہی اور نہ بیہودہ پکار کر بولی
صوته بالهذيان بل يلزمه ان يكون ممسكا عن جميع المناهي لا من الطعام والشراب فقط فان شتمه
بلکہ اوسکو لازم ہی کہ تمام مناہی سی بند رہی نہ صرف کہانی اور پینی سی پہر اگر کوئی اوسکو گالی دیگا
احد فليقل بلسانه صيانة لصيامه ويسمع شاتمه اني صائم وليجعل هذا القول جوابا له وقيل يقول
تو چاہئی کہ واسطی حفاظت روزہ کی اپنی زبان سی گالی دینی والی کو سنادی کہ میں روزہ دار ہوں اور اوسکی گالی کا یہی جواب سمجہی اور بعضی کہتی ہیں

ذلك بغلبه بان يتفكر في كونه صائما اليرتدع نفسه عن سيّء القول ويقوى على كظم الغيظ ولا يكافيه

کہ اپنی دلمین کہی اسطور کہ خیال کری کہ مین روزہ دار ہون تاکہ اوسکا نفس سخن بیہودہ سی باز رہی اور غصہ کو پی جاوی اور گالی کی بدلی گالی نہ دی

على شتمه لئلا يحبط ثواب صومه ويكون من الذين قال النبي عليه السلام فيهم كم من صائم ليس من صيامه

تاکہ روزہ کا ثواب سوخت نہوجاوی پہر اون لوگون مین ہوجاویگا جنکی حق مین نبی علیہ السلام نی فرمایا ہی بہت لوگ ایسی روزہ دار ہین کہ انکو روزہ مین سی

الا الظمأ وكم من قائم ليس من قيامه الا السهر فان التقرب الى الله تعالى بترك المباحات لا يتم الا بعد التقرب

صرف پیاس ہی ہی بہت رات کی ایسی نمازی ہین کہ انکو رات کی نماز مین کچہ صرف بیداری ہی ہی کیونکہ خدا کی قربت مباحات کی ترک سی پوری نہین ہوتی

اليه بترك المحرمات فان من امتثل امره تعالى في ترك الطعام والشراب في نهار صيامه فليمتثل امره فيما

جبتک محرمات کو چہوڑکر قربت نہ حاصل کری کیونکہ جو شخص روزہ کی دن کہانا پینا چہوڑکر خدا کا حکم بجا لایا تو اوسکو چاہئی کہ محرمات مین ہی

يحرم عليه في كل وقت ولا يحل له بحال من الاحوال فمن تعجل فيما حرم عليه قبل وفاته يعاقب في الاخرة

جو اوسپر دایمی حرام ہین اور کسی حالت مین حلال نہین ہین اوسکا حکم مانی سو جو کوئی جلدی کرکر محرمات کو زندگی مین برتی گا تو آخرت مین یہہ عقاب ہوگا کہ اوس شی سی

بحرمانه وفواته وشاهد هذا قوله عليه السلام من شرب الخمر في الدنيا لم يشربها في الاخرة ومن لبس

محروم رہیگا اس دعوی کا شاہد یہہ حدیث ہی جس نی دنیا مین شراب پی آخرت مین نہین پیویگا اور جس نی دنیا مین

الحرير في الدنيا لم يلبسه في الاخرة فاتقوا الله يا عباد الله في اقامة حدود الله اذ كثير من الناس في هذا

حریر پہنا آخرت مین نہین پہنیگا سو اَی بندگان الٰہی اللہ سی ڈرو اوسکی حدود کو قایم رکہو کیونکہ اکثر بنی آدم اس زمانہ مین

الزمان يمشي على العوائد الشايعة بين الانام لا على ما يقتضيه الايمان المجلس السابع والعشرون

اوس راہ و رسم پر چلتی ہین جو خلقت مین مشہور اور مستعمل ہین اوسپر نہین چلتی جو ایمان کی لائق ہی ستائیسوین مجلس مین

في بيان كيفية النية يستدعيه الاسلام قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من

بیان نیت کی کیفیت کا مطابق اسلام کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا جسنی

صام رمضان ايمانا واحتسابا غفر له ما تقدم من ذنبه ومن قام رمضان ايمانا واحتسابا غفر له ما

رمضان کی روزی واسطی ایمان اور ثواب کی رکہی اوسکی خطائین معاف ہونگی گذری ہوئین اور جسنی رمضان مین واسطی ایمان اور ثواب کی شب بیداری کی اوسکی خطائین

تقدم من ذنبه هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه ابو هريرة وقد ذكر فيه نوعان من العبادة اختص

گذری ہوئین معاف ہونگی یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی ابو ہریرہ کی روایت سی اس حدیث مین دو قسم کی عبادت کا ذکر ہی کہ

كل منهما بشهر رمضان احدهما صيام النهار والاخر قيام الليالي فلا بد من معرفتهما اما الصوم فهو في

دونوکو ماہ رمضان سی خصوصیت ہی ایک دن کی روزی اور دوسری راتون کا جاگنا اب ان دونو کی معرفت ضرور ہی پس صوم لغت مین

اللغة الامساك مطلقا وفي الشرع الامساك عن المفطرات المعهودة التي هي الاكل والشرب والجماع من

مطلق امساک یعنی روک کو کہتی ہین اور شرع مین کہتی ہین امساک کو مفطرات مقرری سی یعنی کہانی اور پینی اور جماع سی

الصبح الى غروب الشمس مع النية وهو ثلثة اقسام فرض وواجب ونفل اما الفرض فصوم رمضان اداء وقضاء

صبح سی لیکر آفتاب کی ڈوبنی تک نیت کی ساتہ اور روزہ کی تین قسم ہین فرض اور واجب اور نفل جسمین فرض تو رمضان کی روزی ہین ادا ہون یا قضا

وصوم الكفارة واما الواجب فالنذر معينا كان او مطلقا واما النفل فما عداها ومن شرع فيه قصدا

اور روزہ کفارہ کی اور واجب نذر کی ہوتی ہین نذر معین ہو یا مطلق نذر ہو اور نفل ان دونو کی سوا اور جسنی قصداً روزہ رکہا

يلزمه اتمامه وان افسده فعليه قضاؤه ولا يجوز افطاره بلا عذر لانه ابطال العمل وقد قال الله تعالى

تو اوسکا پورا کرنا لازم ہوجاتا ہی اگر توڑیگا تو اوسپر قضا لازم آویگی اور اوسکا افطار کرنا بلا عذر جایز نہین ہی اسواسطی کہ یہہ عمل کا باطل کرنا ہی اور اللہ تعالی فرماتا ہی

ولا تبطلوا

ولا تبطلوا اعمالکم والضیافۃ عذر فی حق الضیف والمضیف ومن ظن انہ علیہ صوم فتسحر ثم
اور نہ باطل کرو تم اپنی اعمال کو اور مہمانی بہی مہمان اور مہماندار کی حق مین ایک عذر ہوتا ہی اور جسنی یہہ خیال کیا کہ میری ذمہ پر روزہ ہی اور اس خیال سی

ثم علم عدمہ فاکل لا یلزمہ شئی لانہ ظان والمظنون لا یقضی لان القضاء منوط بالالتزام او بالالزام
روزہ رکہا پہر معلوم ہوا کہ نہیں ہی پس کہا لیا اوسپر کچہہ نہین آتا اسواسطی کہ اسکو یقین نہین تہا اور شبہ کی بدلی قضا نہین آتی اسواسطی کہ قضا یا تو لازم کرنیسی آتی ہی یا لازم

ولم یوجد واحد منہما واشترط لفرضیۃ صوم رمضان الاسلام والعقل والبلوغ ولفرضیۃ اداۓہ
سوان دونون مین سی کچہہ نہین ہی اور رمضان کی روزون کی فرض ہونی کی شرط اسلام یعنی کافر پر نہین اور عقل یعنی دیوانہ پر نہین اور بلوغ یعنی بچہ پر نہین اور ادا کی واسطی

الصحۃ والاقامۃ فان المریض والمسافر یجوز لہما الافطار ثم القضاء لکن صوم المسافر افضل ولصحۃ
شرط صحت یعنی بیمار نہو اور اقامت یعنی مسافر نہو کیونکہ بیمار اور مسافر کی لئی جایز ہی کہ افطار کرکی پہر قضا کرین لیکن مسافر کو روزہ رکہنا افضل ہی اور واسطی صحت

اداۓہ الطہارۃ عن الحیض والنفاس لا الطہارۃ عن الجنابۃ اذ یجوز صوم من اصبح جنبا او نام واحتلم
ادا کی شرط ہی پاک ہونا حیض اور نفاس سی فقط جنابت سی پاک ہونا شرط نہین ہی اسواسطی کہ اگر جنابت مین صبح ہوجاوی یا دن کو سوگیا اور احتلام ہوگیا

واما الحائض والنفساء فلا یجوز صومہا بل یلزمہا الافطار ثم القضاء لکن الحائض تفطر سرا لا جہرا وکذا کل
تو روزہ جایز ہی اور حیض اور نفاس والی عورت کا روزہ جایز نہین ہی بلکہ انکو چاہئی کہ افطار کرکر قضا کرین لیکن حیض والی عورت چہپی ہوئی افطار کری ظاہر نکری اور ایسی

من ابیح لہ الافطار لانہ اذا اکل ولم یکن العذر ظاہرا یکون متہما عند الناس بالفسق الذی ہو اکل رمضان
جس جس کو افطار کرنا مباح ہی اسواسطی کہ اگر کوئی شخص کہاوی اور اوسکا عذر ظاہر نہو تو اور لوگون کی عندیہ مین فسق مین بدنام ہوگا یعنی رمضان مین دن کو کہانا

والاحتراز عن موضع التہم واجب لما روی انہ علیہ السلام قال من کان یؤمن باللہ والیوم الاخر فلا یقفن
اور تہمت کی جگہہ سی پرہیز کرنا واجب ہی اسواسطی کہ روایت ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا جو شخص اللہ پر اور قیامت کی دن پر ایمان لاوی تو تہمت کی

مواقف التہم وقد ذکر فی البزازیۃ ان من اکل فی شہر رمضان شہرۃ عیانا متعمدا یؤمر بقتلہ لان صنعہ
مقام پر ہرگز نہ کہڑا ہو اور بزازیہ مین مذکور ہی کہ جو شخص ماہ رمضان مین تمام مہینی برملا قصدا کہایا کری تو اوسکو قتل کرین اسواسطی کہ اوسکا یہہ عمل

دلیل الاستحلالہ ویصح اداۓہ بنیۃ من اللیل الی الضحوۃ الکبری وبنیۃ مطلقۃ وبنیۃ النفل وبنیۃ واجب اخر
دلیل حلال سمجہنی کی ہی اور رمضان کی روزہ کا رات سی چاشت کی وقت تک نیت کرکر ادا کرنا صحیح ہی اور مطلق نیت سی اور نفل کی نیت سی اور دوسری واجب کی

ثم عندنا لابد من النیۃ لکل یوم والافضل التبییت وہو النیۃ من اللیل لیقع اول جزء من الصوم مع النیۃ
نیت سی بہی صحیح ہی پہر ہمارے نزدیک ہر دن کی لئی علیحدہ نیت ضرور ہی اور تبییت افضل ہی یعنی رات سی نیت کرنی تا کہ پہلا جزو روزہ کا بہی نیت سی واقع ہو

والنیۃ ان یعرف بقلبہ انہ یصوم ولا عبرۃ بالنیۃ المتقدمۃ علی الغروب وانما الاعتبار للنیۃ المتاخرۃ
اور نیت یہہ ہی کہ دل مین قصد کرلی کہ مین روزہ رکہونگا اور اوس نیت کا اعتبار نہین ہی جو غروب آفتاب سی پہلی ہو اعتبار اوسی نیت کا ہی جو آفتاب کی ڈوبنی سی

عن الغروب حتی لو نوی قبل ان تغیب الشمس ان یکون صائما غدا ثم غفل الی الزوال من الغد لا یجوز صومہ
پیچہی ہو یہان تک کہ اگر آفتاب کی ڈوبنی سی پہلی یہہ نیت کی کہ مین کل روزہ رکہونگا پہر اگلی دن دوپہر تک بہول گیا تو اوسکا روزہ جایز نہین ہی

ولو نوی بعد غروب الشمس یجوز والنذر المطلق لا یصح الا بالنیۃ من اللیل واما النذر المعین والنفل فکل
اور اگر آفتاب کی ڈوبنی کی بعد یہہ نیت کی تو روزہ جایز ہی اور نذر مطلق رات سی نیت کئی بغیر جایز نہین ہی اور نذر معین اور نفل دونو

منہما کاداء صوم رمضان یجوز بالنیۃ من اللیل الی الضحوۃ الکبری لکن النیۃ من اللیل افضل کما مر
مانند ادا روزہ رمضان کی رات سی لیکر دوپہر سی پہلی پہلی نیت کرنی سی جایز ہوجاتی ہین پر رات سی نیت کرنی افضل ہی چنانچہ گذر چکا ہی

فکل صوم لا یتادی الا بالنیۃ من اللیل اذا نواہ مع طلوع الفجر یجوز لان الواجب قران النیۃ بالصوم لا تقدمہا
پہر جو روزہ بدون رات کی نیت کی ادا نہین ہوتا اگر صبح صادق کی ساتہہ ہی نیت کرلی تو بہی جایز ہوجاتا ہی اسواسطی کہ نیت کا روزہ کی ساتہہ ہونا واجب ہی نیت کا روزہ کی

عليه ولو نوى بعد طلوع الفجر عن القضاء لا يقع عن القضاء بل يكون تطوعا حتى لو افطر يلزمه القضاء

پہلی ہونا ضرور نہیں ہے اور اگر بعد طلوع صبح صادق کی قضا کی نیت کری تو قضا کا روزہ نہیں ہوتا بلکہ نفل ہو جاتا ہے اگر اب افطار کریگا تو اسکی قضا آویگی

واذا وجب على احد قضاء يومين من رمضان واحد واراد ان يقضيهما ينبغي له ان ينوي اول يوم

اور اگر کسی شخص پر ایک رمضان کی دو روزی ذمہ پر ہوں اور وہ شخص اونکو قضا کرنا چاہے تو اوسکو چاہیے کہ پہلی نیت پہلی دن کی کری جو اوسپر اس رمضان میں سی

وجب عليه من هذا الرمضان وان لم يعين الاول يجوز وكذا لو كانا من رمضانين ينبغي له ان ينوي

واجب ہوا ہے اور اگر اول روز کو نہیں معین کریگا تو بھی جایز ہے اور اگر دو روزی دو رمضان کی ہوں تو اوسکو چاہیے کہ اول نیت

قضاء يوم الرمضان الاول وان لم يعين اختلفوا فيه والمختار انه يجوز ومن افطر عمدا في يوم من رمضان

قضا پہلی رمضان کی روزہ کی کری اور اگر یوں معین نکری تو اسمیں اختلاف ہے اس اختلاف میں سے مختار یہہ ہے کہ جایز ہے اور جسنی عمدًا رمضان کا ایک روزہ

حتى وجب عليه الكفارة وهو فقير وصام احدى وستين يوما عن القضاء والكفارة ولم يعين

کہا لیا یہاں تک کہ اوسپر کفارہ واجب ہوگیا اور مفلس تہا اور اوسنی اکسٹہ روزی بابت قضا اور کفارہ کی رکہی اور قضا کا روزہ کوئی سا معین نکیا

يوم القضاء يجوز ويصير كانه نوى القضاء في اليوم الاول وستين يوما بعده عن الكفارة وتقديم

تو جایز ہوجاتی ہیں اور یوں ہو جاتا ہے گویا اوسنی پہلی دن قضا کا روزہ رکہا اور پہر بعد اوسکی ساٹہہ روزی کفارہ کی رکہی اور کفارہ کا مقدم کرنا

الكفارة على القضاء هل يجوز ام لا قال القاضي الامام يجوز والكفارة انما يجب بافساد اداء رمضان

قضا پر آیا جایز ہے یا نہیں قاضی امام کہتی ہیں جایز ہے اور کفارہ ادا رمضان کی فاسد کرنی سی واجب ہوتا ہے

لا بافساد قضائه ولا بافساد اداء غيره او قضائه وهي اعتاق رقبة وان عجز عنه فصيام شهرين

قضا کی فاسد کرنی سی اور ادا اوسکی فاسد کرنی سی اور قضا کی فاسد کرنی سے نہیں آتا اور کفارہ یہہ ہے اول غلام آزاد کرنا اگر یہہ نہوسکی تو روزی دو مہینی کی

متتابعين وان عجز عنه فاطعام ستين مسكينا بان يعطي لكل واحد منهم نصف صاع من

پی درپی بی تخلل اور اگر یہہ بہی نہوسکی سو ساٹہہ مسکینوں کو کہانا دینا اسطور کہ ہر ہر کو اونمیں سی آدہا آدہا صاع

بر او صاعا من شعير اذا تقرر هذا فلا بد من معرفة ما يفسد الصوم وما لا يفسده وما يوجب الكفارة

گیہوں کا یا پورا پورا صاع جو کا دیوی جب یہہ بیان ہو چکا تو جان لینا چاہیے کہ روزہ کیونکر فاسد ہوجاتا ہے اور کیونکر فاسد نہیں ہوتا اور کس صورت میں کفارہ واجب

وما لا يوجبها فاعلم ان من جامع او جومع في احد السبيلين في نهار رمضان عمدا يلزمه القضاء والكفارة

ہوجاتا ہے اور کس صورت میں واجب نہیں ہوتا واضح ہو کہ جسنی جماع کیا یا جماع کیا گیا دونوں میں سی کسی رستہ میں رمضان میں دن کو قصدًا تو اوسپر قضا اور کفارہ دونو لازم ہیں

ولا يشترط الانزال في الجانبين اذا توارت الحشفة وكذا لو اكل او شرب غذاء او دواء عمدا يلزمه القضاء

دونو کی حقمیں انزال کا ہونا شرط نہیں ہے اگر سر ذکر غایب ہوجاوی اور ایسی ہی اگر کہاوی یا پیوی غذا یا دوا قصدًا تو قضا اور کفارہ دونو لازم ہیں

والكفارة اما لو اكل او شرب او جامع ناسيا لا يفسد صومه سواء كان فرضا او نفلا ولو ظن ان صومه

ہاں اگر کہاوی یا پیوی یا جماع کری بہول کر تو روزہ فاسد نہیں ہوتا برابر ہے کہ روزہ فرض ہو یا نفل اور اگر اسنی یہہ گمان کیا کہ روزہ

فسد فاكل عمدا في رمضان يلزمه القضاء دون الكفارة وكذا لو افطر مخطئا بان كان ذاكر الصوم

جاتا رہا پہر اسنی قصدًا رمضان میں کہا لیا تو اب قضا لازم ہوگی کفارہ نہیں آتا اور ایسی ہی اگر خطا سی بی اختیار افطار ہوگیا اسطور کہ روزہ تو یاد تہا

وتمضمض فوصل الماء في جوفه يفسد صومه ويلزمه القضاء دون الكفارة ولو ابتلع البزاق الذي

پر غرارہ کرتی ہوئی پانی حلق میں اُتر گیا تو روزہ جاتا رہیگا اور قضا لازم آویگی کفارہ نہیں آتا اور اگر تہوک جو اوسکی منہہ میں

اجتمع في فيه لا يفسد صومه بل يكره وكذا لو ابتلع المخاط الذي ينزل من راسه الى الفم لا يفسد صومه

جمع ہو رہا تہا نگل گیا تو روزہ نہیں جاتا بر مکروہ ہے اور ایسی ہی اگر بلغم کو جو سر کی طرف سی منہہ میں آتا ہے نگل جاوی تو روزہ نہیں جاتا

وكذا

وكذا لو بقي في فيه بعد المضمضة بلل وابتلعه بالبزاق لا يفسد صومه لتعذر الاحتراز عنه وكذا اذا خرج
اور ایسی ہی اگر منہہ کی اندر کلی کی بعد تراوت پانی کی باقی رہی اور اوسکو ہمراہ تہوک کی نگل گیا تو روزہ فاسد نہیں ہوتا کیونکہ اس سی بچا نہیں جاتا اور ایسی ہی اگر

الدم من بين اسنانه ودخل في حلقه وابتلعه ان كانت الغلبة للبزاق ولم يجد طعمه لا يفسد صومه
اوسکی دانتوں میں سی خون نکل کر حلق میں چلا گیا اور وہ شخص اوسکو نگل گیا اگر تہوک زیادہ تہا کہ مزہ خون کا نہ معلوم ہوا تو روزہ فاسد نہیں ہی

وان كانت الغلبة للدم يفسد صومه ويلزمه القضاء دون الكفارة وكذا لو استويا يفسد صومه
اور اگر خون زیادہ ہی تو روزہ جاتا رہتا ہی اور قضا لازم آتی ہی کفارہ نہیں آتا اور ایسی ہی اگر تہوک اور خون دونو برابر ہوں تو

احتياطا ولو كان بين اسنانه شيء فابتلعه لا يفسد صومه ان كان قليلا لانه تبع للريق وان كان
احتیاط کی لئی روزہ جاتا رہتا ہی اور اگر اوسکی دانتوں میں کوئی چیز رہ گئی تہی اوسکو نگل گیا تو روزہ نہیں جاتا اگر وہ چیز تہوڑی ہی اسلئی کہ تہوک میں شامل ہی اور اگر کچھہ

كثيرا يفسد صومه ويلزمه القضاء دون الكفارة وقدر الحمصة فما فوقها كثير وما دونها قليل و
زیادہ ہی تو روزہ جاتا رہتا ہی اور قضا لازم آتی ہی کفارہ نہیں آتا اور چنی کی برابر اور اس سی زیادہ بہت میں داخل ہی اور اس سی کمتر تہوڑا کہلاتا ہی یعنی تہوڑی میں شامل ہی

الدمع وعرق الوجه اذا دخل فمه وابتلعه ان كان قليلا كالقطرة والقطرتين لا يفسد صومه وان كا
اور آنسو اور چہرہ کا پسینہ اگر منہہ میں چلا جاوی اور یہہ نگل جاوی اگر وہ تہوڑا ہی ایک یا دو قطرہ تو روزہ نہیں جاتا اور اگر بہت ہو

كثيرا حتى وجد ملوحته في جميع فمه يفسد صومه ويلزمه القضاء دون الكفارة وكذا لو ادخل الابريسم
یہاں تک کہ اوسکی نمکینی تمام منہہ میں ہوگئی تو روزہ جاتا رہتا ہی اور قضا لازم ہوتی ہی کفارہ نہیں آتا اور ایسی ہی اگر ابریشم رنگین منہہ میں چلا گیا

المصبوغ في فيه فخرج لون الصبغ واختلط بالريق وابتلعه يفسد صومه ويلزمه القضاء دون الكفارة
اور اوسکا رنگ اوتر کر تہوک میں مل گیا اور اوسکو نگل گیا تو روزہ جاتا رہتا ہی اور قضا لازم آتی ہی کفارہ نہیں آتا

وكذا لو ابتلع شيئا مما لا يتغذى به ولا يتداوى به عادة كالتراب والحجر ونحوهما يفسد صومه ويلزمه
اور ایسی ہی اگر ایسی چیز نگل گیا جو عادت کی موافق نہ غذا ہوتی ہی اور نہ دوا جیسی مٹی اور کنکر اور مانند انکی تو روزہ جاتا رہتا ہی اور قضا لازم

القضاء دون الكفارة وذكر في القنية نقلا عن الفقيه ابي جعفر ان من افطر في رمضان مرة بعد
آتی ہی کفارہ نہیں آتا اور قنیہ میں فقیہہ ابو جعفر سی نقل کرکر ذکر کرتا ہی کہ جو شخص رمضان میں بار بار

اخرى بتراب او مدر لاجل المعصية فعليه الكفارة زجرا له وكتب غيره نعم والفتوى على ذلك وبه اخذ
مٹی یا کنکر سی روزہ توڑ ڈالی گناہ کی راہ سی تو اوسپر دہمکی کی راہ سی کفارہ ہی اور اوروں نی لکہا ہی کہ ہاں اور اسی پر فتوی ہی اور تمام ملک کی

ائمة الامصار وذكر فيها ايضا ان المحترف المحتاج اذا علم انه لو اشتغل بحرفته يلحقه ضرر مبيح للفطر
علماء کا یہہ ہی مذہب ہی اور اسی میں یہہ بہی مذکور ہی کہ کاریگر محتاج اگر یہہ جانی کہ اپنا پیشہ عمل کرنی سی ایسی ماندگی ہوجاوی گی جس سی افطار کرنا مباح ہی

يحرم عليه الفطر قبل ان يمرض وذكر فيها ايضا ان الخباز لا يجوز له ان يخبز خبزا يوصله الى ضعف
تو اوسپر ماندگی سی پہلی افطار کرنا حرام ہی اور یہہ بہی مذکور ہی کہ بہٹیارہ کو جایز نہیں کہ اتنی روٹیاں پکاوی جس سی ضعف ہو کر

مبيح للفطر بل يخبز نصف النهار ويستريح في النصف وذكر فيها ايضا ان من اتعب نفسه في عمل حتى
افطار مباح ہوجاوی بلکہ آدہی دن روٹی پکاوی اور آدہی دن آرام کری اور اسمیں یہہ بہی مذکور ہی جسنی اپنی جان پر کام کرنی میں اتنی محنت لی

اجهده العطش وافطر يلزمه الكفارة لانه ليس بمسافر ولا مريض بخلاف الامة فانها اذا اصابها ضعف
کہ اوسکو شدت کی پیاس لگ آئی اور افطار کرڈالا تو اوسپر کفارہ لازم ہی کیونکہ یہہ شخص نہ مسافر ہی اور نہ بیمار ہی بخلاف لونڈی کی کیونکہ لونڈی اگر مولی کا

من عمل السيد من الطبخ والخبز وغسل الثياب وغيرها وخافت على نفسها وافطرت كان عليها القضاء دون
کار بار کرتی کرتی تہک جاوی سالن روٹی پکاکر اور کپڑی دہوکر اور اور کار بار میں اور اپنی جان پر خوف کر کی روزہ افطار کردی تو اوسپر قضا آویگی

الكفارة وكذا الزوجة اذا افطرت لذلك كان عليها القضاء دون الكفارة اذ يجب عليها ديانة ان تفعل
کفارہ نہیں آتا اور ایسی ہی بی بی اگر روزہ افطار کردی ایسی ہی کام بارمین تو اوسپر قضا لازم ہی کفارہ نہیں آتا اسواسطی کہ از روی دیانت بی بی پر واجب ہی
كل خدمة في داخل البيت من الطبخ والخبز وغسل الثياب وغيرها حتى لو لم تفعل شيئا منها تكون اثمة
کہ جو کام باہر کہر کی اندر ہوتی ہین پکانا ریندہنا کپڑی دہونی اور سوا اوسکی جہاڑو وغیرہ کیا کری یہان تک کہ اگر بی بی کچہہ بہی کام نکری تو گنہگار ہوگی
وان لم يجبر عليها وكذا الرقيق او الخادم الذي ذهب بسكر النهر او لكريه او لاصلاح المرض وعليه
اگرچہ اوسپر جبر نہیں ہوسکتا ایسی ہی غلام یا خادم جو واسطی بند کرنی پانی نہر کی یا واسطی کہودنی نہر کی یا واسطی درستی فصیل شہر کی جاوی اور
موكل من جانب السلطان واشتد الحر وخاف على نفسه الهلاك فانه لو افطر كان عليه القضاء دون
سلطان کی طرف سی اوسپر تعینات ہو اور حرارت کی شدت سی جان پر ہلاکت کا خوف ہو تو اگر یہہ شخص افطار کریگا تو اوسپر قضا لازم ہی
الكفارة ومن اكل عمدا حتى لزمته الكفارة ثم مرض تسقط عنه الكفارة وكذا المراة اذا افطرت عمدا
کفارہ نہیں ہی اور جسنی قصدًا روزہ توڑ دیا ایسا کہ اوسپر کفارہ لازم آیا پہر اوسی روز بیمار ہوگیا تو اوسپر سی کفارہ ساقط ہوجاتا ہی ایسی ہی اگر عورت قصدًا
حتى لزمها الكفارة ثم حاضت يسقط عنها الكفارة لان الكفارة تسقط لعروض الحيض او المرض ومن
روزہ توڑ دالی ایسا کہ اوسپر کفارہ لازم ہوجاوی پہر اوسی دن حائضہ ہوگئی تو اوسکی ذمہ سی کفارہ جاتا رہتا ہی اسلئی کہ کفارہ حیض یا بیماری کی عارضہ سی ساقط
افطر في اول النهار عمدا حتى لزمته الكفارة ثم سافر باختياره لا تسقط عنه الكفارة وكذا لو اكرهه السلطان
ہوجاتا ہی اور جس شخص نی اول روز روزہ افطار کیا ایسا کہ اوسپر کفارہ لازم ہوا پہر اوسنی اپنی اختیار سی سفر کیا تو اوسپر سی کفارہ ساقط نہین ہوگا اور ایسی ہی اگر
على السفر لا تسقط عنه الكفارة في ظاهر الرواية ومن سافر في نهار رمضان لا يحل له ان يفطر في ذلك
بادشاہ نی زبردستی سفر پر روانہ کیا تو ظاہر روایت مین کفارہ ساقط نہوگا اور جس نی رمضان مین دن کو سفر کیا تو اوس روز اوسکو افطار کرنا حلال نہین ہی
اليوم لان الوجوب قد ثبت عليه فلا يسقط بفعل باشره باختياره ولو افطر كان عليه القضاء لا الكفارة
اسواسطی کہ وجوب اوسپر ثابت ہوچکا ہی تو اب وہ وجوب ایسی کام سی جو اپنی اختیار سی کرتا ہی ساقط نہین ہوگا اور اگر افطار کردیگا تو اوسپر قضا لازم آویگی
ولو لم يفطر حتى تذكر شيئا نسيه في منزله فرجع الى منزله فاكل شيئا ثم خرج من منزله كان عليه القضاء
کفارہ نہین ہوگا اور اگر ابہی افطار نہین کیا تہا جو اوسکو کوئی چیز کہر مین بہولی ہوئی یاد آئی یہہ ہنگر کہر مین آیا اب کچہہ کہا لیا پہر کہر سی روانہ ہوا تو اوسپر قضا
والكفارة لكونه مقيما عند الاكل حيث رفض سفره بالعود الى منزله واذا علم المسافر انه يدخل في
اور کفارہ دونو لازم ہین کیونکہ کہاتی وقت مقیم تہا اسواسطی کہ سفر کہر مین آنی سی قطع ہوگیا تہا اور اگر مسافر کو معلوم ہو کہ آج اپنی شہر مین جا پہنچونگا
يومه مصره يكره له الفطر لاجتماع حكم الاقامة والسفر في هذا اليوم فيترجح جهة الاقامة ومن
تو اوسکو افطار کرنا مکروہ ہی اسواسطی کہ اوس روز حکم سفر اور اقامت کا جمع ہوگیا ہی تو اب اقامت کی جانب غالب ہوگی اور جسکو
غلبه القيء وقاء سواء كان ملأ الفم او دونه لا يفسد صومه سواء كان فرضا او نفلا لقوله عليه السلام
خود بخود قی ہوگئی برابر ہی کہ پر دہن ہو یا کمتر ہو تو روزہ نہین جاتا برابر ہی کہ فرض ہو یا نفل ہو واسطی ارشاد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی
من قاء لا قضاء عليه وان تقيأ فان كان ملأ الفم يفسد صومه لقوله عليه السلام من تقيأ فعليه القضاء
جسنی قی کی تو قضا نہین ہی اور اگر آپ سی قی کی تو اگر پر دہن ہوگی تو روزہ جاتا رہیگا واسطی فرمود رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی جس نی آپسی قی کی تو اوسپر قضا ہی
وان لم يكن ملأ الفم يفسد صومه ايضا عند محمد لظاهر الحديث ولا يفسد عند ابي يوسف وينبغي للصائم
اور اگر قی پر دہن نہو تو امام محمد کی نزدیک روزہ جاتا رہیگا واسطی ظاہر معنی حدیث کی اور امام ابو یوسف کی نزدیک روزہ نہین جاتا اور روزہ دار کو چاہی
ان لا يبالغ في الاستنجاء ولا يتنفس ولا يقوم من مقامه حتى ينشف ذلك الموضع بخرقة لئلا يصل
کہ استنجا کرتی ہوئی مبالغہ نکری کہل کر نہ بیٹہی نہ اوپر کو دم بہری اور اپنی جگہہ سی جبتک موضع استنجا کو کپڑی سی نہ پونچہی کہڑا نہ ہوجا تاکہ پانی اندر

الماء الی باطنه فیفسد صومه فان من بالغ فی الاستنجاء حتی یبلغ موضع الحقنة یفسد صومه

منہ چلا جاوی پہر روزہ جاتا رہی گا کیونکہ جو استنجا مین مبالغہ کری یہان تک کہ حقنہ کی جگہ پہنچ جاوی تو روزہ جاتا رہی گا

لکن لا یلزم الکفارة هذا حکم الصوم

پر کفارہ نہین آتا یہہ ہین روزہ کی احکام

## المجلس الثامن والعشرون فی بیان کیفیة التراویح وفضیلتها

اٹھائیسوین مجلس تراویح کی کیفیت اور فضیلت کی بیان مین

واما القیام فی لیالی رمضان فالمراد به احیاء لیالیه واحیاء بعض من کل لیلة

اور قایم رہنا رمضان کی راتون مین اس سی تمام تمام راتون کو جاگنا یا ہر یک رات مین سی تہوڑا تہوڑا جاگنا

باداء التراویح فانه علیه السلام کان یرغب الناس فی قیام رمضان من غیر ان یامرهم فیه بعزیمة

واسطی ادا تراویح کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کو واسطی قیام رمضان کی رغبت دلاتی تہی لیکن حکم عزیمت کا نہین فرماتی تہی

فیقول من قام رمضان ایمانا واحتسابا غفر له ما تقدم من ذنبه یعنی ان من قام الی الصلوة فی

یون ارشاد کرتی جو شخص رمضان مین واسطی ایمان اور ثواب کی جاگتا ہی تو اوسکی تمام گناہ گذری ہوئی معاف ہونگی مراد یہہ ہی جو شخص رمضان کی راتون مین

لیالی رمضان تصدیقا بحقیته وسنیته وطلبا لرضاء الله تعالی وثوابه لا خوفا من مذمة الناس

اوسکو حق اور مسنون سمجہہ کر واسطی رضا مندی اللہ تعالی کی اور ثواب کی نماز پڑہتا ہی کچہہ خوف لوگون کی برا کہنی کا

واستحیاء منه یغفر له ذنوبه المتقدمة وهذان الشرطان لا ینفك عنهما عمل سواء کان فرضا او

اور لوگون کی شرم نہو تو اوسکی تمام پہلی گناہ معاف ہونگی اور یہہ دونو شرطین تمام اعمال مین معتبر ہین کوئی عمل خالی نہین برابر ہی کہ فرض ہو یا

نفلا اذ هما شرطان لقبول کل عمل والله تعالی لا یقبل عملا الا بهما وبعدهما شرط اخر لا بد منه وهو ان

نفل ہو اسواسطی کہ ہر عمل کی مقبول ہونی کی یہہ ہی شرط ہی اور اللہ تعالی کوئی عمل بدون ان شرطون کی قبول نہین کرتا اور بعد انکی ایک اور بہی شرط ضروری ہی یعنی

یکون العمل موافقا للسنة لان العمل متی کان علی خلاف السنة لا یقبله الله تعالی والسنة فیها الجماعة

عمل سنت کی مطابق ہو اسواسطی کہ عمل اگر سنت کی برخلاف ہوگا تو اوسکو اللہ تعالی قبول نہین فرماتا اور تراویح مسجد مین جماعت سی

فی المسجد لکن علی طریق الکفایة حتی لو ترکها اهل مسجد اساءوا وکانوا تارکین للسنة ولو اقامها

ادا کرنی مسنون ہی لیکن بطور فرض کفایہ کی ہی یہان تک کہ اگر کسی مسجد والی تمام جماعت ترک کرین تو سب گنہگار اور تارک سنت ہونگی اور اگر بعضون نی

البعض فی المسجد بالجماعة وتخلف البعض وصلاها فی بیته فالمتخلف یکون تارکا للفضیلة ولا یکون

مسجد مین جماعت سی ادا کی اور بعض جو نہ شامل ہوئی اپنی گہر مین پڑہلین سو جو جماعت مین شامل نہوا وہ فضیلت سی محروم رہا گنہگار

مسیئا ولا تارکا للسنة لان بعض الصحابة قد روی عنهم التخلف وعن ابی یوسف ان من قدر

اور سنت کا تارک نہین ہوگا اسلئی کہ بعضی اصحاب سی روایت ہی کہ جماعت مین شریک نہین ہوتی تہی اور ابو یوسف رح سی روایت ہی کہ جو شخص

علی ادائها بالجماعة فی بیته مع مراعاة السنة فالصلوة فی بیته افضل والصحیح ان للجماعة

تراویح کو جماعت سی اپنی گہر مین ادا کر سکتا ہی سنت کی رعایت کر کر تو اوسکو گہر مین پڑہنا افضل ہی اور صحیح یہہ ہی کہ گہر کی اندر

فی بیته فضیلة وللجماعة فی المسجد فضیلة اخری فهو حاز احدی الفضیلتین وترك الفضیلة

جماعت کرنی مین ایک فضیلت ہی اور مسجد مین جماعت کرنی مین اور ہی فضیلت ہی سو اوسنی دونو فضیلت مین سی ایک حاصل کی اور فضیلت زائدہ

الزائدة لترك الجماعة فی المسجد وقال صاحب الخلاصة وهکذا الجواب فی المکتوبات واما نفس التراویح

اسلئی نہ ملی کہ مسجد کی جماعت ترک کی اور خلاصہ والا کہتا ہی یہہ ہی جواب فرایض مین ہی اور لیکن صرف تراویح

فهو سنة مؤکدة علی الاعیان للرجال والنساء توارثها الخلف عن السلف من لدن تاریخ رسول الله علیه السلام

ہر ہر مرد اور عورت پر سنت موکدہ ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عہد سی آج تک پچہلی پہلون سی سنتی چلی آئی ہین

الی یومنا هذا فلا ینبغی ترکها والدلیل علی هذا ما روی ان النبی علیه السلام اتخذ فی المسجد حجرة
سو تراویح کا ترک کرنا سزاوار نہیں اور دلیل اسکی یہہ روایت ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی مسجد میں حصیر یعنی بوریہ کا حجرہ بنایا تہا

من حصیر لیصلی فیها السنن وکان یخرج من الحجرة ویصلی التراویح للناس بالجماعة فعل هکذا ثلث
تاکہ اوسکی اندر سنتیں پڑہا کریں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم حجرہ میں سی باہر آکر تراویح لوگوں کی ساتہہ جماعت سی پڑہا کرتی تہی تین رات تک ایسا ہی

لیال فلما کانت اللیلة الرابعة اجتمع ناس کثیر حتی عجز المسجد من اهله فلما رای رغبة الناس دخل الحجرة
اتفاق ہوا جب چوتہی رات آئی تو خلقت بہت جمع ہوگئی کہ مسجد میں تنگی سی جگہ نملی جب آپنی یہہ انبوہ دیکہا تو فرض پڑہتی ہی حجرہ میں تشریف لیگئی

بعد ما صلی الفریضة ولم یخرج الیهم فما زالوا ینتظرون خروجه وظنوا انه نام فجعل بعضهم یتنحنح لیخرج الیهم
پہر باہر نہ آئی اور یہہ لوگ تشریف لانی کی منتظر بیٹہی رہی آخر یہہ خیال کیا کہ آپ سوگئی پہر کسینی تو کہانسنا شروع کیا تاکہ جاگ کر باہر تشریف لاوین

وبعضهم یقول الصلوة فخرج الیهم فقال ما زال بکم الذی رایت من صنیعکم حتی خشیت ان یکتب
اور کوئی کہتا تہا نماز تیار ہی پہر آپ باہر تشریف لائی فرمانی لگی کہ میں تمہارا یہہ شوق ہمیشہ دیکہی جاتا ہوں یہاں تک کہ مجھکو یہہ خوف ہوا کہ تمپر فرض ہوجاوین

علیکم ولو کتب علیکم ما قمتم به فصلوا ایها الناس فی بیوتکم فان افضل صلوة المرء فی بیته الا
اور اگر تمپر فرض ہوجاویگی تو ادا نہ کروگی سو تم ای صاحبو اپنی اپنی گہر میں پڑہو کیونکہ آدمی کی نماز سوا فرایض کی گہر میں افضل ہوتی ہی

الصلوة المکتوبة فتوفی رسول الله علیه السلام والامر علی ذلک ثم کان الامر علی ذلک فی خلافة
پہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی وفات کی اور حال یہہی رہا پہر حضرت ابو بکر کی خلافت میں بہی حال یوں ہی رہا

ابی بکر وصدرا من خلافة عمر ثم ان عمر فی ایام خلافته رای الناس یصلون التراویح فی المسجد
اور ابتداء خلافت میں حضرت عمر کی بہی پہر حضرت عمر نی اپنی ایام خلافت میں لوگوں کو دیکہا کہ تراویح مسجد میں الگ الگ پڑہتی ہیں

منفردین فامرهم ان یصلوها جماعة وامر ابی بن کعب وتمیم الداری لیصلیاها بالناس امامة فصلیاها
تو اونکو یہہ حکم کیا کہ جماعت سی پڑہا کرو اور ابی بن کعب اور تمیم داری کو حکم کیا کہ امام ہوکر اور لوگوں کو نماز پڑہا دین سو اون دونوں

بالجماعة والصحابة رح متوافرون منهم عثمان وعلی وابن مسعود والعباس وابنه وطلحة والزبیر ومعاذ
جماعت کرائی اور اصحاب اوسوقت بہت موجود تہی یعنی عثمان اور علی اور ابن مسعود اور عباس اور عبد اللہ بن عباس اور طلحہ اور زبیر اور معاذ

وغیرهم من المهاجرین والانصار وما رد علیه واحد منهم بل ساعدوه ووافقوه وامروه بذلک
اور سوا انکی اور بہت مہاجر اور انصار موجود تہی سو انمیں سی کسینی کچہہ اعتراض نکیا بلکہ اونکی مددگار اور شریک ہوئی اور اسکی صلاح دی

وواظبوا علیها حتی ان علیا اثنی علیه ودعا له بالخیر وقال نور الله مضجع عمر کما نور مساجدنا
اور آپ پڑہتی رہی یہاں تک کہ حضرت علی نی عمر کی تعریف کی اور نیک دعا دی اور دعا میں فرمایا اللہ عمر کی گور روشن کری جیسی اونہی ہماری مسجدیں روشن کرین

وقد قال النبی علیه السلام علیکم بسنتی وسنة خلفاء الراشدین من بعدی وهی عشرون رکعة
اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا میری سنت اپنی ذمہ پر لازم کرلو اور میری بعد خلفاء راشدین کی سنت اور تراویح بیس رکعت ہیں

یسمی کل اربع رکعات منها ترویحة مجازا لما فی اخرها من الترویحة التی هی اسم للجلسة وانما سمی بها
ہر چار رکعت کا نام مجازًا ترویحہ ہی کیونکہ اوسکی آخر میں ترویحہ ہوتا ہی یعنی آرام کی لئی ٹہر جاتی ہیں ترویحہ نام جلسہ کا ہی اور جلسہ کو ترویحہ ن

لان الصحابة کانوا یستریحون بین کل اربع رکعات من اجل طول قیامهم فی الصلوة ولکل ترویحة تسلیمتا
اسوسطی کہتی ہیں کہ صحابہ ہر چار رکعت کی بعد بیٹہہ کر آرام کیا کرتی تہی کیونکہ نماز میں قیام بہت طویل دراز کرتی تہی اور ہر ہر ترویحہ میں دو دو سلام ہیں

فتکون التسلیمات عشرا والترویحات خمسا والامام والجماعة یاتون بالثناء فی کل تکبیرة الافتتاح ویجلسون
اس لئی سلام دس ہوئی اور ترویحہ پانچ ہوئی اور امام اور مقتدی تکبیر تحریمہ کی بعد سبحانک اللہم آخر تک پڑہا کرین اور ہر دو ترویحہ کی

بیچ

بين كل الترويحتين قدر ترويحة واحدة وكذا بين الخامسة والوتر لانه المتوارث من زمن الصحابة

بیچمین بقدر ایک ترویحہ کی بیٹہتی رہا کرین اور ایسی ہی پانچوین ترویحہ اور وترون کی بیچمین کیونکہ صحابہ کی وقت سی آج تک یہہ ہی چلا آتا ہی

الى يومنا هذا وهم فى الانتظار مخيرون ان شاؤا سبحوا وان شاؤا هللوا وان شاؤا سكتوا اى

اور مصلیون کو استراحت کی وقت مین اختیار ہی چاہین سبحان اللہ پڑہین اور چاہین لا الہ الا اللہ پڑہین اور چاہین چپکی بیٹہی رہین

ذلك فعلوا فهو حسن لقوله عليه السلام المنتظر للصلوة كانه فى الصلوة واهل مكة كانوا يطوفون

جو کرین سو ہی بہتر ہی واسطی قول علیہ السلام کی نماز کا منتظر گویا نماز مین ہی اور مکہ والی ہر دو ترویحہ کی

بالبيت بين كل ترويحتين اسبوعا ويصلون ركعتين للطواف واهل المدينة كانوا يصلون

بیچمین بیت اللہ کا طواف سات سات بار کرتی تہی اور دو رکعت طواف کی پڑہتی تہی اور مدینہ والی اوس وقت مین

فى ذلك اربع ركعات ثم الافضل فيها استيعاب اكثر الليل بالصلوة والاستراحة ويستحب

چار رکعت پڑہا کرتی تہی پہر افضل تراویح مین یہہ ہی کہ آدہی سی زیادہ رات استراحت اور نماز مین صرف کری اور نماز کی تاخیر

تاخيرها الى انتهاء ثلث الليل ثم الاصح ان وقتها بعد العشاء الى اخر الليل قبل الوتر وبعده لانها

تہائی رات کی تمامی تک مستحب ہی پہر صحیح یہہ ہی کہ وقت تراویح کا عشاء کی بعد ہی آخر رات تک وتر سی پہلی اور پیچہی کیونکہ تراویح

نوافل سنة بعد العشاء وهل يحتاج فى كل شفع ان ينوى التراويح قال بعضهم يحتاج لان كل شفع

نوافل بعد عشا کی سنت ہین اور آیا یہہ حاجت ہی کہ تراویح کی ہر ہر شفع مین جدا جدا نیت کری بعضی کہتی ہین ہان حاجت ہی کیونکہ ہر ہر شفع

صلوة علحدة والاصح انه لا يحتاج لان الكل بمنزلة صلوة واحدة فان فاتت لا تقضى اصلا

جداگانہ نماز ہی اور صحیح یہہ ہی کہ حاجت نہین ہی اسواسطی کہ سب کی سب گویا ایک نماز ہی اگر فوت ہوجاوین تو اصلا قضا نہین ہی

لا بالجماعة ولا بدونها لان القضاء من خواص الفرض ومن صلى العشاء وحده فله ان يصلى

نہ جماعت سی اور نہ بدون جماعت کی اسواسطی کہ قضا کرنا خاصہ فرض ہی کا ہی اور جسنی عشا کی نماز علحدہ پڑہی تو اوسکو جایز ہی کہ تراویح

التراويح بالامام ولو تركوا الجماعة فى الفرض لم يصلوا التراويح بالجماعة ومن لم يصل التراويح بالامام

جماعت سی پڑہ لی اور اگر سب نی فرض کی جماعت ترک کی تو پہر تراویح کی لئی جماعت نکرین اور جس نی تراویح جماعت سی نہین پڑہین

يجوز له ان يصلى الوتر به ولو اقاموا التراويح باما مين فصلى كل امام تسليمة قال بعضهم يجوز

تو اوسکو جایز ہی کہ وتر جماعت سی پڑہی اور اگر تراویح مین باری باری دو امام کہڑی ہوئی پہر ہر امام نی ایک ایک شفعہ پڑہایا تو بعضی کہتی ہین کہ جایز ہی

والصحيح انه لا يستحب والمستحب ان يصلى كل امام ترويحة فاذا جاز اقامة التراويح باما مين

اور صحیح یہہ ہی کہ مستحب نہین مستحب یہہ ہی کہ ہر ہر امام ایک ایک ترویحہ پڑہی اور جب کہ تراویح کا پڑہنا دو اماموں کی ساتہہ

على هذا الوجه يجوز ان يصلى احدهما الفرض والاخر التراويح ويكره للامام فى هذا الزمان التطويل

اسطور پر جایز ہوا تو جایز ہی کہ ایک امام فرض پڑہادی اور دوسرا امام تراویح اور امام کو اس زمانہ مین قرارت کو

الزائد عن حد اقل السنة فى القراءة والاذكار على وجه يحصل للجماعة ملل لان ذلك سبب للتنفير

ادنی حد سنت سی زیادہ دراز کرنا اور ذکر اس طور پر کرنا جس سی جماعت کو ملال پیدا ہو مکروہ ہی کیونکہ اسمین لوگ جماعت سی بہاگین گی

عن الجماعة والتنفير عن الجماعة مكروه ولكن لا ينبغى له ان ينقص عن قدر اقل السنة فى القراءة و

اور جماعت سی بہگانا مکروہ ہی لیکن یہہ بہی نچاہی کہ سنت کی ادنی مقدار سی قرارت اور

التسبيحات لمللهم لانهم غير معذورين فيه وادنى ما يحصل به السنة فى تسبيحات الركوع والسجود

تسبیحات مین اونکی ملالت کی خوف سی کوتاہی کری کیونکہ اونکو اسمین کچہہ عذر نہین ہی اور کم سی کم جسمین سنت تسبیحات رکوع اور سجود کی حاصل ہوجاوی

ثلث لقوله علیه السلام اذا رکع احدکم فلیقل ثلث مرات سبحان ربی العظیم وذلك ادناه و
تین بار ہین واسطی ارشاد علیه السلام کی جسوقت رکوع کری کوئی تمہارا تو چاہئی کہ سبحان ربی العظیم تین بار کہی اور یہہ ادنی عدد ہی اور
اذا سجد فلیقل سبحان ربی الاعلی ثلث مرات وذلك ادناه والمراد به ادنی ما یحصل به السنة
جب سجدہ کری تو چاہئی کہ سبحان ربی الاعلی تین بار کہی اور یہہ ادنی عدد ہی اور مراد اس سی ادنی مرتبہ ہی جسمین سنت حاصل ہو جاوی
ولذلك یکره النقص عن الثلث وکذا یکره للامام التعجیل علی وجه یعجز الجماعة عن اکمال اقل
اسی لئی تین بار سی کم کہنا مکروہ ہی اور ایسی ہی امام کو اتنی جلدی مکروہ ہی کہ جماعت کی لوگ کم سی کم عدد مسنون کی پورا کرنی سی رکوع
السنة فی تسبیحات الرکوع والسجود وعن اکمال قراءة التشهد بل یزید الامام علی التشهد ویاتی
اور سجود کی تسبیحات مین اور قرارت تشہد کی پورا کرنی سی عاجز ہو جاوین بلکہ امام تشہد پر کچھ زیادہ کری اور
بالصلوة علی النبی علیه السلام ان علم انها لا تثقل علی الجماعة وان علم انها تثقل علیهم لا یاتی بها
نبی علیه السلام پر درود پڑہی اگر جانی کہ جماعت کی لوگون پر اتنی دیر دشوار نہین ہی اور اگر یہہ جانی کہ یہہ اونپر دشوار ہی تو نہ پڑہی
بل یترکها لکن لا جمیعها بل یقتصر فیها علی قوله اللهم صل علی محمد وعلی آل محمد لانها وان کانت
ترک کردی لیکن بتمامہ ترک نکری بلکہ اسمین اختصار کرکر اتنا پڑہی اللهم صل علی محمد وعلی آل محمد اسواسطی کہ درود اگرچہ
سنة عندنا الا انها فرض عند الشافعی وبهذا القدر یتاتی القولان ویکره للمقتدی ان یقعد
ہماری مذہب مین سنت ہی پر شافعی کی نزدیک فرض ہی اور اتنی کلمات مین دونو قول ادا ہو جاتی ہین اور مقتدی کو مکروہ ہی کہ تراویح کی وقت بیٹہا رہی
فی التراویح حتی اذا اراد الامام ان یرکع یقوم ویقتدی لان فیه اظهار التکاسل فی الصلوة والتشبه
یہانتک کہ جب امام رکوع مین جاوی تو کہڑا ہو کر نیت کرلی کیونکہ اسمین نماز کی سستی ظاہر ہوتی ہی اور منافقون سی
بالمنافقین الذین قال الله تعالی فیهم واذا قاموا الی الصلوة قاموا کسالی یراءون الناس وکذا اذا
مشابہت آتی ہی جنکی حق مین الله تعالی فرماتا ہی اور جب کہڑی ہون نماز کو تو کہڑی ہون جی ہاری دکہانی کو لوگون کی ایسی ہی اگر
غلب النوم یکره له ان یصلی بالنوم بل ینبغی له ان ینصرف وینام ولا یصلی حتی یستیقظ لان
نیند غالب ہوجاوی تو مکروہ ہی کہ اونگہتا ہوا نماز پڑہی بلکہ اوسکو یون چاہئی کہ جاکر سو رہی اور نماز نہ پڑہی جبتک ہوشیار نہو کیونکہ
فی الصلوة مع النوم تهاونا وغفلة وترك التدبر ثم انه ان نام فی القعدة کلها فانه اذا انتبه یفرض
اونگہتی ہوئی نماز پڑہنی مین اہانت اور غفلت اور ترک تدبیر ہی پہر اگر مصلی تمام قعدہ مین سوتا رہا تو جب ہوشیار ہوا وسپر فرض ہی
علیه ان یقعد قدر التشهد وان لم یقعد تفسد صلوته لان ما حصل من افعال الصلوة حالة
کہ تشہد کی مقدار بیٹہا رہی اور اگر اتنی قدر قعود نہین کریگا تو اوسکی نماز فاسد ہو جائیگی اسواسطی کہ جتنی ارکان نماز کی نیند کی حالت مین
النوم لا تعتبر لصدورها بلا اختیار فیکون وجودها کعدمها وهذه المسئلة یکثر وقوعها لاسیما
ہوئی ہین اونکا کچھہ اعتبار نہین ہی کیونکہ بی اختیار عمل مین آئی ہین تو اونکا ہونا نہونا برابر ہی اور یہہ مسئلہ اکثر واقع ہوتا ہی خاص کر
فی لیالی الصیف والناس عنها غافلون ثم اختلف المشائخ فی مقدار القراءة فقال بعضهم یقرأ
گرمی کی راتو نمین اور لوگ اس مسئلہ سی غافل ہین پہر مشائخ مین اختلاف ہی مقدار قرارت مین سو بعضی یہہ کہتی ہین
فی کل شفع مقدار ما یقرأ فی المغرب یعنی انه یقرأ من قصار المفصل وهی من سورة لم یکن الذین کفروا
کہ ہر شفع مین اتنا پڑہی جتنا مغرب کی نماز مین پڑہتی ہین مراد یہہ ہی کہ قصار مفصل مین سی اور وہ سورہ لم یکن سی
الی آخر القرآن لان التطوع اخف من المکتوبة فیعتبر باخف المکتوبات وهی المغرب وهذا القول
آخر قرآن تک ہی اسواسطی کہ نفل فرائض کی نسبت خفیف ہوتی ہین سو اب فرائض مین سی خفیف کا اعتبار ہوگا سوئی مغرب ہی اور یہہ قول

بس

لیس بصحیح لان بهذا القدر لا یحصل الختم والختم فیها مرۃ واحدۃ سنۃ ولا یترك لکسل الجماعۃ

صحیح نہین ہی اس لئی کہ اتنی قرارت سی ختم قرآن نہین ہوسکتا اور ایک دفعہ ختم کرنا مسنون ہی جماعت والون کی کسالت کی ماری ترک نہ کرین

حتی لو قرء الامام بعض القرآن فی سائر الصلوات لئلا یمل الجماعۃ من طول القراءۃ فی التراویح یکون

یہان تک کہ اگر امام نی کچھہ کچھہ قرآن تمام نمازون مین اسلئی پڑہا کہ جماعت والی تراویح کی اندر طول قرارت سی ملول نہون

له ثواب الصلوۃ ولا یکون لهم ثواب الختم وقیل الافضل فی زماننا ان یقرء الامام علی حسب

تو اونکو نماز کا ثواب ہوگا ختم کا ثواب نہین ہوگا اور کہتی ہین کہ ہماری زمانہ مین یہہ افضل ہی کہ امام جماعت کی

حال الجماعۃ من الرغبۃ والنفرۃ فیقرء قدر ما لا یوجب التنفیر عن الجماعۃ لان تکثیر الجماعۃ

حال کی موافق رغبت اور نفرت کی لحاظ سی پڑہا کری سو اسقدر پڑہی جسمین جماعت سی نفرت نکرین اسواسطی کہ جماعت کا زیادہ ہونا

افضل من تطویل القراءۃ لکن لا یقتصر بعد الفاتحۃ علی آیۃ قصیرۃ او آیتین قصیرتین

تطویل قرارت سی بہتر ہی پہر بہی بعد فاتحہ کی ایک یا دو آیتون چھوٹی چھوٹی پر اقتصار نکری

لان قراءۃ ثلث آیات او آیۃ طویلۃ مع الفاتحۃ واجبۃ وذکر فی التجنیس ان بعض الناس اعتادوا

اسواسطی کہ تین آیت چھوٹی یا ایک آیت دراز ہمراہ فاتحہ کی پڑہنی واجب ہی اور تجنیس مین مذکور ہی کہ بعضی لوگونکی عادت ہی

قراءۃ سورۃ الفیل الی آخر القرآن مرتین وهو حسن فی هذا الزمان اذ روی عن بعض المشائخ

کہ سورۂ فیل سی آخر قرآن تک دوبار پڑہتی ہین اس زمانہ مین یہہ بہت خوب ہی اسواسطی کہ بعضی مشایخ سی روایت ہی

علی ما ذکر فی فتاوی قاضیخان ان لم یکن عارفا باهل زمانه فهو جاهل لان اکثر الناس فی هذا الزمان

چنانچہ فتاوی قاضیخان مین مذکور ہی کہ جو شخص اپنی عہد کی لوگون کا حال نہ پہچانی تو وہ جاہل ہی اسلئی کہ اس زمانہ کی اکثر لوگون کی

طبایعهم جامدۃ صعبۃ الانقیاد ان یروا سبیل الرشد لا یتخذوه سبیلا وان یروا سبیل الغی یتخذوه

طبیعتین ایسی بستہ ہین کہ مطیع ہونا دشوار ہی اگر دیکہین راہ ہدایت کی تو وہ نہ ٹہراوین راہ اور اگر دیکہین راہ الٹی ٹہراوین اوسکو

سبیلا فانهم قد جعلوا التراویح عادۃ لا عبادۃ یتقرب بها الی الله تعالی علی ما شرطه رسول الله علیه السلام

راہ سو ان لوگون نی تراویح کو عادت کرلی ہی عبادت نہین جانتی جسمین قرب الٰہی ہو جیسی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی

فیها من القراءۃ وغیرها فیتخذون صلوتها خلف امام لا یتم الرکوع والسجود والقومۃ والجلسۃ

تراویح مین قرارت وغیرہ کی شرط کی ہی سو ایسی امام کی پیچھی نماز شروع کرتی ہین جو نہ رکوع پورا کری اور نہ سجدہ پورا کری اور نہ قومہ اور نہ جلسہ

ولا یرتل القرآن کما امر الله به بل هو من غایۃ السرعۃ یقع فی اللحن الجلی بترك بعض حروف الکلمۃ او

اور نہ جیسی حکم الٰہی ہی قرآن ترتیل کی ساتھہ پڑہی بلکہ وہ جلدی کا مارا صاف راگنی مین پڑہنی لگتا ہی بعضی کلمات کی حرف یا حرکات رہ جاتی ہین

حرکاتها وقد ذکر فی البزازیۃ ان اللحن حرام بلا خلاف وذکر فی الفتاوی ان الامام اذا کان لحانا لا باس

اور بزازیہ مین مذکور ہی کہ راگنی مین قرآن کا پڑہنا بالاتفاق حرام ہی اور فتاوی مین مذکور ہی کہ امام اگر راگنی مین پڑہتا ہو تو اگر کوئی شخص

للرجل ان یترك مسجده ویحول الی مسجد آخر فانه لا یاثم بذلك لانه قصد الصلوۃ خلف تقی

اوس مسجد کو چھوڑ کر اور مسجد مین جانی لگی تو کچھہ مضائقہ نہین اس سی گنہگار نہین ہوتا اسواسطی کہ یہہ شخص پرہیزگار کی پیچھی نماز پڑہنا چاہتا ہی

وقد قال النبی علیه السلام من صلی خلف عالم تقی فکانما صلی خلف نبی من الانبیاء وفیه اشارۃ

اور نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ جسنی نماز عالم پرہیزگار کی پیچھی پڑہی تو گویا نبیون مین سی کسی نبی کی پیچھی پڑہی اسمین یہہ اشارہ ہی

الی انه لو ترك مسجده بلا عذر یکون آثما فکیف یکون حال الذین یترکون مسجدهم بلا عذر ویسرعون

کہ اگر کوئی بلا عذر اپنی مسجد مین جانا چھوڑ دی تو گنہگار ہوتا ہی اب اونکا کیا حال ہوگا جو اپنی مسجد کو بلا عذر چھوڑ دیتی ہین اور جلدی سی

الى مسجد يكون فيه انواع من الانغام والالحان ويطلبون اماما لا يتم الركوع والسجود ولا يرتل القران
ایسی مسجد میں جاتی ہیں جہاں طرح طرح کی نغمے اور راگ ہوتی ہیں اور ایسا امام تلاش کرتی ہیں جو نہ رکوع تمام کرتا اور نہ سجدہ پورا کرتا اور نہ قرآن کو ترتیل سے پڑھے
بل ربما ينكرون على من يتم الركوع والسجود ويرتل القران وينفرون عنه ويكونون من الذين اتخذوا
بلکہ بعضی وقت ایسی امام پر اعتراض کرتی ہیں جو رکوع اور سجدہ پورا کرے اور قرآن کو اچھی طرح پڑھے اور اوس سے نفرت کرتی ہیں پھر وہ اون لوگوں میں ہیں جنھوں نے اپنی
دينهم لعبا ولهوا وغرتهم الحيوة الدنيا وهم عن الاخرة غفلون فان من صلى التراويح بترك القومة
دین کو ہنسی کھیل ٹھہرایا اور فریب دیا اونکو دنیا کی زندگی کا اور وہ آخرت سے غافل ہیں بیشک جسنی تراویح ایسی طور پر پڑہیں کہ نہ قومہ پورا کیا
والجلسة والطمانينة المقدرة بمقدار تسبيحة فيهما يكون عاصيا مستحقا للعذاب بالنار لان هذه
اور نہ جلسہ کیا اور نہ اون میں کی ایک تسبیح کی برابر طمانیت کی تو گنہگار ہوتا ہی اور مستحق آگ کی عذاب کا کیونکہ یہہ
الاشياء فرض عند ابي يوسف والشافعي حتى تبطل الصلوة بتركها وواجب عند ابي حنيفة ومحمد في
سب چیزیں امام ابو یوسف اور شافعی کی نزدیک فرض ہیں انکی ترک سی نماز باطل ہوجاتی ہی اور امام ابو حنیفہ اور امام محمد کی نزدیک ایک روایت میں
رواية حتى يجب اعادة الصلوة بتركها وفي رواية اخرى سنة وعلى هذه الرواية يكون تاركها مستحقا
واجب ہیں یہاں تک کہ انکی ترک سی اعادہ نماز کا واجب ہی اور ایک اور روایت میں سنت ہیں اور اس روایت کی موافق انکا تارک عتاب کا مستحق ہوتا ہی
للعتاب وحرمان الشفاعة فيكون من الذين ضل سعيهم في الحيوة الدنيا وهم يحسبون انهم يحسنون
اور شفاعت سی محروم پھر اون لوگوں میں ہی جنکی دوڑ بہٹک رہی ہی دنیا کی زندگانی میں اور وہ سمجھتی ہیں کہ خوب بناتی ہیں
صنعا ومن الذين بدا لهم من الله ما لم يكونوا يحتسبون وهذا هو الخسران المبين والغبن العظيم ثم
کام اور اون لوگوں میں سی کہ نظر آیا اونکو الله کی طرف سی جو خیال نہ رکھتی تھی اور یہہ صاف ٹوٹا اور بڑا ہی خسارہ ہی پھر
ان ههنا نكتة لابد من التنبيه عليها حتى يتنصح من كان فيه انصاف وميل الى الحق وهي ان التراويح عشرون
یہاں ایک نکتہ ہی اوسکا بیان بہی ضروری ہی تاکہ جسمیں انصاف اور حق کی طرف رغبت ہی پند پذیر ہو وہ نکتہ یہہ ہی کہ تراویح بیس رکعتیں ہیں
ركعة وفي كل ركعة قومة وجلسة وطمانينتهما وفي ترك كل منها ذنب فلو تركت طمانينة احدهما يكون
اور ہر ہر رکعت میں ایک قومہ اور ایک جلسہ ہی اور دو اونمیں اطمینان اور دونوں میں سی ہر ایک کا ترک کرنا گناہ ہی پس اگر ایک کی طمانیت ترک ہوئی
عدد الذنوب عشرين ولو تركت طمانينتهما يصير عدد الذنوب اربعين ولو تركت انفسهما ايضا يصير
تو گنتی میں بیس گناہ ہوئی اور اگر دونو کی طمانیت ترک ہوئی تو گنتی میں چالیس گناہ ہوئی اور اگر وہ دونو خود بہی ترک ہوئی تو
مجموع الذنوب ثمانين واذا ضم اليه معصية الاظهار يصير مجموعها مائة وستين ذنبا واذا ضم
تمام گناہ اسی ہوجاوینگی اور اگر اسکی ساتہہ معصیت ظاہر کرنی کی ملائیں تو تمام گناہ ایک سو ساٹھہ ہوجاوینگی اور اگر اسکی ساتہہ
اليه عدم الاعادة الواجبة يصير المجموع مائة وثمانين ذنبا مع ان ترك هذه المذكورات يكون سببا
اعادہ نکرنا جو واجب تہا ملایا جاوی تو سب ملکر ایک سو اسی گناہ ہوجاوینگی باوجودیکہ ان مذکورات کی ترک کرنی سی جو ذکر انتقالات کی اندر
لاتيان الاذكار المشروعة في الانتقالات بعد تمام الانتقال وفي اتيان الاذكار المشروعة في الانتقالات
مشروع ہیں وہ سب ذکر بعد تمامی انتقالات کی ہوجاتی ہیں اور جو ذکر انتقالات کی اندر مشروع ہیں اونکو
بعد تمام الانتقال كراهتان تركها عن موضعها وتحصيلها في غير موضعها فيقع في كل ركعة اربع مكروهات
بعد تمامی انتقال کی لانی میں دو کراہتیں ہیں ایک تو اپنی مقام سی ٹلا دینا اور غیر جگہ رکہدینا اب ہر ہر رکعت میں چار چار مکروہ ہونگی
فيلزم منه ترك اربع سنن فان من ترك القومة والطمانينة فيها يقع سمع الله لمن حمده والتكبير حين الانخفاض
اور اس سی ترک کرنا چار سنتوں کا لازم آتا ہی کیونکہ جسنی قومہ یا قومہ کی اندر طمانینت کو ترک کیا تو سمع الله لمن حمده اور الله اکبر جہکتی ہوئی کہنی میں آوینگی

بل يقع التكبير بعد السجدة والسنة ان يقع سمع الله لمن حمده حين رفع الراس من الركوع والتكبير حين الانخفاض وكذا

بلکہ اللہ اکبر بعد سجدے کی کہنی میں آویگا اور طریق مسنون یہہ ہی کہ سمع اللہ لمن حمدہ رکوع سے سر اوٹہاتی ہوئی کہی اور اللہ اکبر سجدہ کی طرف جہکتی ہوئی کہی اور ایسی ہی

اذا ترك الجلسة او الطمانينة فيها يقع بعض التكبير الاول حين الانخفاض بل يقع بعض التكبير الثاني بعد السجود والسنة ان يأتي

اگر جلسہ کو ترک کری یا جلسہ میں طمانیت کو ترک کری تو کچہہ لفظ پہلی تکبیر کا جہکتی ہوئی کہنی میں آویگا بلکہ کچہہ لفظ دوسری تکبیر کی سجدہ کی بعد کہنی میں آویگی اور طریق مسنون یہہ ہی کہ

التكبير الاول حين الرفع والثاني حين الانخفاض فيصير عدد المكروهات في جميع الركعات ثمانين فيلزم منه ترك ثمانين سنة فاذا ضم

پہلی تکبیر سجدہ سی اوٹہتی ہوئی کہی اور دوسری تکبیر جہکتی ہوئی سو اب مکروہات کی گنتی تمام رکعتوں میں اسی ہو جاویگی اور اس سی اسی سنتیں چہوٹ جاتی ہیں اور جب ان مکروہات میں

الى ذلك اظهار كل منهما فان اظهار المكروه مكروه ايضا يصير المجموع مائة وستين مكروها ومائة وستين ترك سنة وهل يعد من العقلاء

اظہار اسمیں شامل کریں کیونکہ مکروہات کا ظاہر کرنا بہی مکروہ ہی تو تمام مکروہات بہی ایک سو ساٹہہ ہو جاویگی اور ایک سو ساٹہہ سنتیں ترک ہونگی پہر کیا وہ شخص عاقل گنا جاویگا

يفعل في كل ليلة من ليالي رمضان في اداء التراويح فقط مائة وستين مكروها ومائة وستين ترك سنة فان في ترك كل

جو رمضان کی راتوں میں سی ہر رات کو صرف تراویح کی ادا کرتی ہوئی ایک سو ساٹہہ گناہ کری اور ایک سو ساٹہہ مکروہ کری اور ایک سو ساٹہہ سنت ترک کری کیونکہ ہر سنت کی ترک

سنة عتابا وحرمان الشفاعة فهل يرضى العاقل ان يجعل نفسه محروما من شفاعة رسول رب

کرنی میں عتاب ہوتا ہی اور شفاعت سی محرومی پہر مرد عاقل کب پسند کرتا ہی کہ اپنی تئیں رسول رب العالمین کی شفاعت سی محروم کری

العالمين التي يرجوها ويطلبها كل الخلائق حتى الانبياء والاولياء والصالحين نسال الله تعالى ان لا

جسکی تمام خلق اللہ امید اور تلاش رکہتی ہی یہاں تک کہ انبیا اور اولیا اور صلحا، ہم اللہ سی چاہتی ہیں کہ ہمکو

يجعلنا من المحرومين المجلس التاسع والعشرون في بيان فضيلة تاخير السحور وتعجيل

محروم نکری — اونتیسویں مجلس میں بیان سحر کہانی میں تاخیر اور فطر میں تعجیل کی فضیلت کا

الافطار قال رسول الله صلى الله عليه وسلم تسحروا فان في السحور بركة هذا الحديث من صحاح

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا سحر کہایا کرو کیونکہ سحر میں برکت ہی یہہ حدیث مصابیح کی صحیح

المصابيح رواه انس والمحفوظ فيه عند اصحاب الحديث فتح السين في السحور وهو اسم لما يوكل في وقت

حدیثوں میں ہی انس کی روایت ہی اور اس حدیث میں محدثین کی نزدیک سحور کی لفظ میں سین کا زبر محفوظ ہی اور طعام کا نام ہی جو سحر کی وقت کہاتی ہیں

السحر الذي هو اخر الليل اي سدسه الاخير فيحتاج الى مضاف محذوف تقديره ان في اكل السحور بركة

اور سحر آخر شب یعنی چہٹا حصہ پچہلا سو اس کلام میں ایک مضاف محذوف ہی واقع میں یوں ہی کہ سحور کہانی میں برکت ہی

لان البركة ليست فيما يوكل من الطعام بل في استعمال السنة ويجوز فيه ضم السين فعلى هذا يكون مصدرا

کیونکہ برکت طعام میں جو کہایا جاتا ہی نہیں ہی بلکہ سنت کی استعمال میں ہی اور اس لفظ میں سین کا پیش بہی جایز ہی اسکی موافق سحور صیغہ مصدر کا ہی

فلا يحتاج الى تقدير المضاف والمعنى ان في الاكل وقت السحر بركة والمراد بالبركة ههنا زيادة القوة على

اب مضاف پیدا کرنی کی کچہہ حاجت نہیں اور معنی یہہ ہیں کہ سحر کی وقت کہانا کہانی میں برکت ہی اور یہاں برکت سی مراد زیادتی قوت روزہ رکہنی کی

اداء الصوم بدليل قوله عليه السلام استعينوا بقائلة النهار على قيام الليل وباكل السحور على صيام

اس دلیل سی کہ حدیث میں آیا ہی دن کی سونی سی نماز کی لئی رات کی جاگنی پر مدد لیلو اور سحر کہانی سی دن کی روزہ پر

النهار ويجوز ان يراد بها زيادة الثواب في الاخرة وقوله عليه السلام تسحروا امر واقل مرتبة الاستحباب

اور یہہ بہی جایز ہی کہ برکت سی مراد آخرت میں زیادتی ثواب کی ہو اور حدیث کا لفظ تسحروا امر کا صیغہ ہی اور کم سی کم مرتبہ اسمیں استحباب کا ہی

فيكون السحر وهو الاكل في وقت السحر مستحبا وقد روى عن عمرو بن العاص انه عليه السلام قال فصل ما بين

اب سحر یعنی سحر کی وقت طعام کہانا مستحب ہوگا اور روایت ہی عمرو بن عاص سی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا کہ ہماری روزہ میں

صيامنا وصيام اهل الكتاب اكلة السحر الاكلة بالضمة اللقمة والمعنى ان اللقمة التي تؤكل في وقت

اور اہل کتاب کی روزہ مین فرق سحر کہانی کا ہی اور اکلہ ہمزہ کی پیش سی لقمہ کو کہتی ہین اور معنی حدیث کی یہہ ہین وہ لقمہ جو سحر کی وقت کہایا جاتا ہی

السحر هو الفارق بين صيامنا وصيام اهل الكتاب لان الله تعالى اباح لنا في ليلة الصيام ما حرم عليهم

یہہ ہی فرق ہی ہماری روزی مین اور اہل کتاب کی روزہ مین کیونکہ اللہ تعالی نی ہماری لئی رمضان کی راتون مین مباح کر دیا ہی جو جو اونپر حرام کر دیا تہا

فان بني اسرائيل قبل تغير دينهم وتبدل شريعتهم كانوا ليلة صيامهم اذا ناموا كان الطعام والشراب

کیونکہ بنی اسرائیل اپنی دین کی تغیر اور اپنی شریعت کی تبدیل سی پہلی اگر روزون کی راتون مین سو جاتی تو اونپر کہانا پینا

والجماع حراما عليهم كما كان الحكم كذلك في ابتداء الاسلام ثم نسخ ذلك الحكم ورخص لنا في هذه الاشياء

جماع سب حرام ہو جاتا تہا چنانچہ ابتداء اسلام مین بہی یہہ ہی حکم تہا پہر یہہ حکم منسوخ ہو گیا اور جب تک صبح صادق نہو ان اشیا کی ہمکو اجازت ہو گئی

ما لم يطلع الفجر وكان سبب ذلك امران احدهما ما روي عن عمر رض انه جامع امراته بعد النوم ثم ندم على

اور اسکا سبب دو چیزین ہوئین ایک تو یہہ جو عمر رضی اللہ عنہ سی روایت ہی کہ انہون نی اپنی بی بی سی سونی کی بعد جماع کیا پہر اس حرکت سی نادم ہو کر

ما فعل واتى النبي عليه السلام واعتذر اليه فنزل قوله اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ اِلٰى نِسَآئِكُمْ وصارت

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین آئی اور عذر کیا پہر یہہ آیت نازل ہوئی حلال ہوا تمکو روزی کی رات مین بی پردہ ہونا اپنی عورتون سی اور اونکی لغزش

زلته رحمة في حق جميع الامة والثاني ما روي عن قيس بن حرمة انه صام ولم يجد وقت الافطار شيئا

تمام امت کی حق مین رحمت ہو گئی اور دوسری وہ جو قیس بن حرمہ سی روایت ہی کہ اونہی روزہ رکہا پہر افطار کی وقت کچہہ ایسا نہ ملا جس سی روزہ افطار

يفطر به فذهبت امراته في طلب شئ فغلب عليه النوم فنام وجاءت امراته بطعام بعد ما كان الطعام

کرتا پہر اونکی بی بی کچہہ کہانی کی تلاش مین گئی اس عرصہ مین انپر نیند کا غلبہ جو ہوا تو سو گئی اور اونکی بی بی کہانا اوس وقت لائی کہ

عليه حراما فانتبه بعد ما مضى وقت الاكل ولم ياكل شيئا فلما كان نصف النهار من الغد غشي عليه

اونپر حرام ہو چکا تہا پہر ایسی وقت جاگی کہ کہانی کا وقت گذر چکا تہا سو اونہی کچہہ نہ کہایا جب اگلی دن کا دو پہر ہوا تو اونکو غش آ گیا

فقال النبي عليه السلام مالك فقص عليه القصة فنزل قوله تعالى وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ

نبی علیہ السلام نی پوچہا تیرا کیا حال ہی اونہی تمام قصہ بیان کیا پہر یہہ آیت اوتری اور کہاؤ اور پیو جبتک کہ صاف نظر آوی تمکو دہاری

الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ فانه تعالى لما احل لنا في ليلة الصيام هذه الاشياء بعد النوم رغب النبي

سفید جدی دہاری سیاہ سی فجر کی پس اللہ تعالی نی جب یہہ چیزین رمضان کی راتون مین سونی کی بعد حلال کر دین تو نبی علیہ السلام کو

في اكل السحور فقال تسحروا فان في السحور بركة وبين انه فصل بين صيامنا وصيام اهل الكتاب وهذا

سحور کی کہانی مین رغبت ہوئی فرمایا سحر کہایا کرو کیونکہ سحور مین برکت ہی اور بیان کیا کہ ہماری روزہ مین اور اہل کتاب کی روزہ مین سحر کا فرق ہی اور اسی لئی

كان مستحبا ومن كان غير محتاج اليه يستحب له ان ياكل شيئا يسيرا ولو تمرة او تينة او شربة ماء

مستحب ہو گئی اور جسکو سحر کہانی کی حاجت نہو تو اوسکو بہی مستحب ہی کہ کچہہ تہوڑا سا کہا لیا کری اگرچہ ایک چہوارہ ہو یا ایک انجیر یا ایک گہونٹ پانی

عملا بسنة رسول الله صلى الله عليه وسلم واغتناما لبركة السحور ويستحب تاخيره ايضا لما روي انه

تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل ہو اور سحور کی برکت غنیمت ہو اور تاخیر سحور کی مستحب ہی کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی

قال ثلث من اخلاق المرسلين تعجيل الافطار وتاخير السحور والسواك فان قيل كيف يكون تاخير السحور

فرمایا کہ تین امر مرسلین کی عادات مین سی ہین افطار مین تعجیل اور سحور مین تاخیر اور مسواک اگر کوئی کہی تاخیر سحور مرسلین کی

من اخلاق المرسلين وهو مخصوص باهل ملتنا فالجواب ان المراد به الاكلة الثانية فانها كانت تجري

اخلاق مین سی کیونکر ہو سکتی ہی حال یہہ ہی کہ سحور صرف اسی امت کی واسطی ہی تو جواب یہہ ہی کہ سحور سی مراد دوبارہ کہانا ہی کیونکہ یہہ اونکی حق مین قایم

تجري

مجری السحور فی حقهم وفی حدیث اخر انه علیه السلام قال لا یزال امتی بخیر ما اخروا السحور وعجلوا
مقام سحور کی تہا اور ایک اور حدیث مین ہی کہ آپ نی فرمایا کہ میری امت ہمیشہ بہلائی پر رہیگی جبتک سحر مین تاخیر اور افطار مین

الفطر لکن ینبغی ان لا یؤخر علی وجه یقع الشك فی طلوع الفجر فان من شك فی طلوع الفجر فالافضل له
جلدی کرتی رہینگی لیکن لایق یہہ ہی کہ اتنی تاخیر نکری کہ صبح صادق کی کہلنی مین شک پیدا ہوجاوی کیونکہ جسکو صبح صادق مین شک ہو تو اوسکو یہہ ہی افضل ہی

ان یترك الاكل تحرزا عن الوقوع فی المحرم ولو اكل فصومه تام لان الاصل بقاء اللیل ولا یخرج بالشك وروی
کہ نہ کہاوی ایسا نہو کہ حرام مین واقع ہوجاوی اور اگر اس حال مین کہا لیا تو روزہ پورا ہی اسواسطی کہ اصل تو رات کا باقی رہنا ہی شک سی خارج نہین ہو

عن ابی حنیفة انه لو كان فی موضع یتبین له الفجر لا یلتفت الی الشك ولو كان فی موضع لا یتبین فیه
اور ابو حنیفہ سی روایت ہی کہ سحر کہانیوالا اگر ایسی مقام مین ہو کہ فجر منکشف ہوجاتی ہی تو شک کا کچہ اعتبار نہین اور اگر ایسی مقام مین ہی جہان فجر ظاہر

الفجر او كانت اللیلة مقمرة او متغیمة او كان ببصره علة تكون مسیئا فی الاكل مع الشك لقوله عم
نہین ہوتی یا وہ رات چاندنی ہو یا کہر ہو یا یہہ شخص کم سوجہہ ہو تو اب حالت شک مین کہانا اچہا نہین واسطی ارشاد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی

دع ما یریبك الی ما لا یریبك وان كان اكبر رأیه انه اكل والفجر طالع فالاحتیاط فیه ان یقضی ذلك
چہوڑ اوسکو جسمین شک ہی طرف اوسکی جسمین تجہکو شک نہین اور اگر اسکی رای مین احتمال غالب یہہ ہو کہ کہانا کہاتی ہوی صبح صادق ہوگئی تو احتیاط اسمین یہہ ہی

الیوم عملا بغالب الرای لان اكبر الرای كالیقین فیما یبنی علی الاحتیاط وعلی ظاهر الروایة لا قضاء علیه
غالب احتمال پر عمل کرنی کو اسواسطی کہ احتمال غالب یقین کی مانند ہوتا ہی جہان احتیاط کرنی ہوتی ہی اور ظاہر روایت پر اوسپر قضا نہین ہی

لان الیقین لا یزول الا بمثله ولا اصل بقاء اللیل ولو ظهر ان الفجر قد كان طالعا یلزمه القضاء
اسواسطی کہ یقین بدون یقین کی نہین جاتا اور اصل یہہ ہی کہ رات باقی ہو اور اگر یہہ معلوم ہوجاوی کہ فجر بیشک ہوگئی تہی تو اوسپر قضا لازم ہی

ولا كفارة علیه لانه یبنی الامر علی الاصل الذی هو بقاء اللیل هذا كله حكم التسحر واما الافطار
اور کفارہ نہین ہی اسواسطی کہ بنا اوسہی اصل پر ہی کہ رات باقی تہی یہہ سب احکام سحر کی تہی اور رہا افطار

فیستحب تعجیله قبل طلوع النجوم لما روی عن سهل بن سعد انه علیه السلام قال لا یزال الناس
سو اوسکی تعجیل مستحب ہی ایسا کہ ستاری نکلنی نہ پاوین اسواسطی کہ سہل بن سعد سی روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ہمیشہ خلقت

بخیر ما عجلوا الفطر یعنی ان الناس ما داموا یحفظون هذه الخصلة یكونون علی خیر واذا تركوها
بہلائی پر رہی گی جبتک افطار مین تعجیل کرینگی مراد یہہ ہی کہ خلقت جبتک اس طریقہ کو نگہ رکہینگی تو بہلائی پر رہینگی اور جب اسکو چہوڑینگی

ینقص خیرهم فان السنة ان یعجل الصائم الافطار قبل الصلوة اذا تحقق غروب الشمس لان اهل الكتاب
تو اونکی بہلائی مین نقصان آویگا کیونکہ طریق مسنون یہہ ہی کہ روزہ دار افطار مین جلدی کری نماز سی پہلی جبکہ آفتاب کا ڈوبنا معلوم ہوچکی اسواسطی کہ اہل کتاب

كانوا یؤخرون الافطار الی اشتباك النجوم ثم صار فی ملتنا شعار الاهل البدعة وسمة لهم وندب
افطار مین اتنی دیر کیا کرتی تہی کہ ستاری خوب روشن ہوجاوین پہر یہہ ہی ہماری امت مین بدعتیون کی عادت ہوگئی اور طریق ٹہر گیا اور افطار مین تعجیل

تعجیله مخالفة لهم وقد روی عن ابی هریرة انه علیه السلام قال قال الله تعالی احب عبادی الی اعجلهم
اونکی مخالفت کی لئی مستحب ہی اور ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا کہ اللہ تعالی فرماتا ہی مجکو محبوب تر وہ بندی ہین جو افطار مین

فطرا فان من كان اكثر تعجیلا فی الافطار فهو احب الی الله تعالی لكونه متمسكا بشریعة نبیه ومعرضا
جلدی کرتی ہین سو جو شخص افطار مین جلدی کریگا وہ ہی اللہ تعالی کا زیادہ محبوب ہوگا کیونکہ اوسکی نبی کی شریعت کو خوب پکڑا اور شریعت کی مخالفت

عما یخالفها مع انه اذا افطر قبل الصلوة یودی الصلوة عن حضور القلب وطمانینة النفس فمن كان
وجہ نکی اور یہہ بہی ہی کہ اگر نماز سی پہلی افطار کریگا تو پہر نماز خوب دلکی حضور اور طبیعت کی قرار سی ادا ہوگی پہر ایسا شخص

بهذه الصفة فهو احب الی الله تعالی ممن لم یکن کذلك ویستحب ان یفطر علی تمر او ما یقوم مقامه
الله تعالی کا محبوب کیوں نہیں ہوگا بہ نسبت ایسی شخص کی جو ایسا نہو اور لایق ہی کہ چھوہارسی افطار کری یا جو شیرینی میں اوسکی قایم

فی الحلاوة کالتین والزبیب وان لم یجده فعلی ماء لما روی عن انس انه علیه السلام کان یفطر قبل
مقام ہو جیسی انجیر یا مویز اور اگر نہ میسر آوی تو پانی اسواسطی کہ انس سی روایت ہی کہ پیغمبر صلی الله علیه وسلم نماز سی پہلی

الصلوة علی رطبات وان لم یکن فتمیرات فان لم یکن حسا حسوات من الماء وقال علیه السلام اذا
تازہ چھوہاری سی افطار کرتی اگر نہوتا تو خشک چھوہاری اگر یہہ بہی نہوتا تو کئی گھونٹ پانی اور فرمایا صلی الله علیه وسلم نی جب

افطر احدکم فلیفطر علی تمر فانه برکة فان لم یجد فلیفطر علی ماء فانه طهور ویدعوا عند الافطار
کوئی افطار کری تو تمر سی افطار کری کیونکہ یہہ برکت ہی اگر نہ پاوی تو پانی سی افطار کری کیونکہ نہایت پاک ہی اور افطار کی وقت

باهم مهماته فانه من مظان الاجابة کما جاء فی الحدیث ان للصائم عند افطاره دعوة مستجابة
اپنی بڑی سی بڑی مطلب کی دعا مانگی کیونکہ اوسوقت ظن قبولیت کا ہی چنانچہ حدیث میں آیا ہی کہ روزہ دار کی لئی افطار کی وقت دعا مقبول ہی

وروی عن ابن عباس انه علیه السلام کان اذا افطر قال اللهم لك صمت وبك امنت وعلی رزقك
اور عبد الله بن عباس سی روایت ہی کہ نبی صلی الله علیه وسلم افطار کرتی ہوئی یہہ فرماتی اللهم لک صمت الی آخره الٰہی تیری واسطی میں نی روزہ رکہا اور تیری اوپر ایمان لایا

افطرت ووقت الافطار ما روی عن عمر بن الخطاب انه علیه السلام قال اذا اقبل اللیل من ههنا
میں نی روزہ کہولا اور وقت افطار کا وہ ہی وقت ہی جو عمر بن الخطاب سی روایت ہی کہ نبی صلی الله علیه وسلم نی فرمایا جب یہانسی رات سامنی آوی

وادبر النهار من ههنا وغربت الشمس فقد افطر الصائم فانه علیه السلام اتی باسم الاشارة ههنا فی
اور یہانسی دن چلا جاوی اور آفتاب ڈوب جاوی تو روزہ دار نی افطار کری اس حدیث میں دونو جگہہ لفظ ہہنا اسم اشارہ کا بیان فرمایا ہی

الموضعین واشار بالاول الی جانب المشرق لان ظلمة اللیل تظهر اولا من ذلك الجانب واللیل عبارة
اول مقام میں اشارہ مشرق کی طرف ہی اسواسطی کہ رات کی تاریکی پہلی اوسہی طرف سی ظاہر ہوتی ہی اور رات اوس ہی

عن ظهور ظلمة اللیل من جانب المشرق واشار بالثانی الی جانب المغرب لان ضوء النهار الحاصل
تاریکی کا نام ہی جو مشرق کی طرف سی پیدا ہوتی ہی اور دوسری مقام میں مغرب کی طرف اشارہ فرمایا اسلئی کہ دن کی روشنی جو

من الشمس یذهب الی ذلك الجانب والنهار عبارة عن بقاء الشمس واذا غربت یذهب النهار وعلی
آفتاب سی ہوتی ہی اوسہی طرف کو جاتی ہی اور آفتاب کی باقی رہنی کو دن کہتی ہیں جب آفتاب ڈوب جاتا ہی تو دن جاتا رہتا ہی

هذا یکون غروب الشمس معلوما من قوله وادبر النهار لان الادبار بمعنی الذهاب ولا حاجة الی قوله
اس حال کی موافق آفتاب کا چہپ جانا تو لفظ ادبر النهار سی معلوم ہوچکا تہا اسواسطی کہ ادبار چلی جانی کو کہتی ہیں اب اس لفظ کی

وغربت الشمس لکن اتی به لبیان کمال الغروب حتی لا یظن ان بغروب بعض الشمس یجوز الافطار
وغربت الشمس کیا حاجت تہی لیکن پہر بہی یہہ لفظ واسطی بیان کمال غروب کی فرمایا کوئی یہہ خیال نکری کہ آفتاب کی آدہی تہائی ڈوبنی پر بہی افطار جایز ہی

والمعنی ان غروب الشمس اذا تم وکمل فقد دخل الصائم فی وقت الافطار فیجوز له الافطار بل یستحب
مراد یہہ ہی کہ آفتاب کا غروب جب خوب پورا ہوچکی تو روزہ دار کو وقت افطار کا آگیا پہر اوسکو افطار جایز ہی بلکہ تعجیل مستحب ہی

تعجیله لکن فی یوم الغیم لا یستحب تعجیله ولا یفطر حتی یغلب علی ظنه غروب الشمس وان اذن
لیکن ابر کی دن تعجیل مستحب نہیں ہی اور افطار ہرگز نہ کری جبتک کہ اسکی گمان غالب میں آفتاب غروب نہولی اگرچہ مغرب کی

للمغرب وان شك فی غروب الشمس لا یحل له الافطار لان الاصل بقاء النهار ولو افطر فعلیه القضاء
اذان ہوچکی اور اگر آفتاب کی غروب میں شک ہو تو افطار حلال نہیں ہی اسواسطی کہ اصل دن کا باقی رہنا ہی اور اگر افطار کریگا تو اوسپر قضا ہی

ما سبها

لاسيما اذا افطر واكبر رايه انه افطر قبل الغروب يجب عليه القضاء عملا بالاصل الذي هو بقاء
خاص ایسی وقت کہ افطار کری اور اوسکی رای مین احتمال غالب ہو کہ غروب سی پہلی افطار کیا تو اوسپر قضا واجب ہی تاکہ اصل پر ہوجاوی کہ وہ دن کا

النهار بخلاف ما تقدم في اكل السحور لان الاصل فيه بقاء الليل ولو تبين ان الشمس لم تغرب ينبغي ان
باقی رہنا ہی بخلاف گذشتہ کی جو سحور کی حال مین گذرا کیونکہ وہان اصل رات کا باقی رہنا ہی اور اگر ظاہر ہوجاوی کہ آفتاب نہین چہپا تو لایق ہی کہ

يجب الكفارة نظرا الى الاصل الذي هو بقاء النهار وكل من افطر خطأ او بنى على ظن يفسد صومه
بلحاظ اوس اصل کی جو دنکا باقی رہنا ہی کفارہ واجب ہوجاوی اور جسنی روزہ چوک کر یا گمان سی افطار کیا تو روزہ فاسد ہوجاتا ہی

ويلزمه امساك بقية يومه ويجب عليه القضاء ولا يجب عليه الكفارة ولا يأثم اما فساد صومه
اور باقی دن بہر امساک لازم ہوتا ہی اور قضا اوسپر واجب ہی اور اوسپر کفارہ نہین آتا اور نہ گنہگار ہوتا ہی روزہ تو اسلئی فاسد

فلانتفاء ركنه بغلط يمكن الاحتراز عنه واما لزوم امساك بقية يومه فلقضاء حق الوقت بالقدر
کہ غلطی سی اوسکا رکن فوت ہوا جس سی احتراز ہوسکتا تہا اور امساک باقی دن کا اسلئی لازم ہی کہ وقت کا حق جتنا ہوسکی ادا کرنا چاہئی

الممكن ولنفي التهمة عن نفسه لانه اذا اكل ولا عذر به يصير متهما عند الناس بالفسق والتحرز
اور تاکہ ذمہ پر تہمت نرہی اسلئی کہ اگر بی عذر کہاوی پیویگا تو خلقت کی نزدیک فسق کی تہمت لگی گی اور تہمت کی جگہ سی

عن مواضع التهم واجب لقوله عليه السلام من كان يؤمن بالله واليوم الاخر فلا يقفن مواقف التهم
بچتی رہنا واجب ہی واسطی ارشاد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جو شخص اللہ پر اور قیامت کی دن پر ایمان لایا ہو تو تہمت کی جگہ ہرگز نہ کہڑا ہو

واما وجوب القضاء فلانه حق مضمون بالمثل شرعا فاذا فات يجب قضاءه واما عدم وجوب الكفارة
اور قضا اسواسطی واجب ہی کہ روزہ ایک حق ہی شرع مین اوسکا بدلہ دلیا ہی چاہی اگر وہ فوت ہوا تو قضا واجب ہی اور کفارہ اسواسطی واجب نہین ہی

فلكون الجناية قاصرة غير كاملة لعدم القصد واذا لم يوجد القصد ينتفي الاثم ايضا لما روي عن
کہ خطا کمتر ہی پوری نہین کیونکہ بلا قصد صادر ہوگئی ہی اور جب قصد نہین ہوتا تو گناہ بہی نہین ہوتا اسواسطی کہ روایت ہی

عمر انه كان جالسا مع اصحابه في رحبة مسجد الكوفة عند غروب الشمس في رمضان فاتي بكاس
عمر سی کہ وہ اپنی یارون کی ہمراہ مسجد کوفہ کی صحن مین رمضان مین شام کی وقت بیٹہی تہی سو کوئی شخص

من اللبن فشرب هو واصحابه فامر المؤذن ان يؤذن فلما صعد المؤذن المئذنة رأى الشمس فقال
پیالہ دودہ کا لایا پہر عمر نی اور اونکی اصحاب نی پیا پہر مؤذن کو اذان کا حکم دیا جب مؤذن مئذنہ پر چڑہا تو دیکہتا کیا ہی کہ آفتاب موجود ہی بولا

الشمس يا امير المؤمنين فقال له عمر بعثناك داعيا لا راعيا ما تجانفنا لاثم نقضي يوما مكانه
یا امیر المؤمنین آفتاب ہی عمر نی جواب دیا تجہکو اذان پڑہنی کو بہیجا ہی یا آفتاب دیکہنی کو ہمنی گناہ کی طرف رغبت نہین کی ایکدن اسکی بدلی

فقضاء يوم علينا يسير فان هذا الحديث يدل على لزوم القضاء وعدم لزوم الكفارة والاثم
قضا کردینگی ہمپر ایکدن کی قضا آسان ہی بیشک اس حدیث سی معلوم ہوتا ہی کہ قضا لازم ہی کفارہ اور گناہ کچہہ نہین ہی

لان قوله ما تجانفنا لاثم معناه لم نمل الى الاثم وما تعمدنا في ذلك ارتكاب المعصية وكذا كل من
اسواسطی کہ اونکا قول ماتجانفنا لاثم اسکی معنی یہہ ہین کہ ہمنی گناہ کی رغبت نہین کی اور ہمنی اس افطار مین عمد معصیت کا نہین کیا اور ایسی ہی جو شخص

كان اهلا للصوم في اثناء النهار ولم يكن في اوله كذلك يلزمه امساك بقية يومه كما اذا اسلم الكافر
آخر روز مین روزہ کی اہل ہو اور اول روز مین روزہ کا اہل نہو تو اوسکو امساک باقی دن کا لازم ہی جیسی کہ آخر روز مین کافر مسلمان

وبلغ الصبي وافاق المجنون وقدم المسافر وبرئ المريض وطهرت الحائض والنفساء فان كلوا حد منهم
یا بچہ بالغ یا دیوانہ ہوشیار یا مسافر مقیم یا بیمار چنگا یا حیض نفاس والی عورت پاک ہوجاوی تو ہر ایک کو دن سی

یلزمه امساك بقیة یومه تشبها بالصائمین والاصل فی هذا ان من كان فی اثناء النهار علی صفة
باقی دن کا امساک روزہ داروں کی طرح لازم ہی اور قاعدہ اسمین یہہ ہی کہ جو شخص درمیانہ روز ایسی حالت پر ہو

لو كان علیها فی اوله یلزمه الصوم فعلیه الامساك ومن لم یكن كذلك لا یجب علیه الامساك
کہ اگر روز مین ایسا ہوتا تو اوسپر روزہ واجب ہوتا تو ایسی شخص پر امساک لازم ہی اور جو ایسا نہو تو اوسپر امساک واجب نہین ہی

كمن كان مریضا او مسافرا او حائضا او نفساء فان الامساك لا یجب علیهم لتحقق المانع عنه وهو قیام
جیسی کوئی بیمار ہو یا مسافر ہو یا عورت حیض یا نفاس والی ہو ان لوگون پر امساک واجب نہین ہی اسواسطی کہ روزہ کا مانع موجود ہی یعنی

هذه الاعذار فیهم فانها كما تمنع عن الصوم تمنع عن التشبه اما فی الحائض والنفساء فلان الصوم علیهما
اونمین یہہ عذرات باقی ہین ان لوگون پر جیسی روزہ نہین ہی ایسا ہی روزہ دارونکی مشابہت بہی نہین حایضہ اور نفاس والی عورت کو تو اسلئی کہ اونپر روزہ

حرام والتشبه بالحرام حرام واما المریض والمسافر فلان الرخصة فی حقهما باعتبار الحرج ولو الزمناهما
حرام ہی اور حرام کی ساتھہ مشابہت بہی حرام ہی اور مریض اور مسافر کو اسلئی کہ انکی حقمین باعتبار حرج کی اجازت ہی اور اگر ان پر مشابہت لازم کرین

التشبه عاد الحرج ثم الحائض تاكل سرا لا جهرا وكذا كل من ابیح له الافطار یاكل سرا لا جهرا الا ان یكون
تو وہی حرج کا حرج موجود ہی پہر حایضہ عورت پوشیدہ کہاوی ظاہر نکہاوی اور ایسی ہی جس جس کو افطار کرنا مباح ہی پوشیدہ کہاوی ظاہر نکہاوی ہان جسکا

العذر ظاهرا كالمرض والسفر والنفاس لانه اذا اكل ولم یكن العذر ظاهرا یصیر عند الناس متهما بالفسق
عذر ظاہر معلوم ہو وہ ظاہر کہاوی جیسی بیماری اور سفر اور نفاس اسواسطی کہ اگر یہہ کہاویگا اور عذر ظاہر نہین ہوگا تو خلقت کی نزدیک فسق کی تہمت

الذی هو اكل رمضان والاحتراز عن مواضع التهم واجب كما مر ثم ینبغی ان یعلم ان المریض نوعان نوع
لگی کی یعنی رمضان مین دن کو کہاتا ہی اور تہمت کی جگہ سی احتراز کرنا واجب ہی چنانچہ گذر چکا پہر جاننی کی بات ہی کہ بیمار دو طرحکا ہوتا ہی ایک تو ایسا

لا یضره الصوم بل ینفعه ونوع یضره الصوم وهذا هو الذی یبیح الافطار لان الرخصة لا تتعلق بنفس
جسکو روزہ ضرر نہین کرتا بلکہ فائدہ کرتا ہی اور ایک ایسا کہ روزہ ضرر کرتا ہی ایسی بیمار کو روزہ افطار کرنا مباح ہی اسواسطی کہ اجازت افطار کی مطلق نفس

المرض بل بوجود المشقة فلا بد من معرفته وطریق معرفته قد یكون باجتهاد المریض بان یعلم بنفسه
مرض سی نہین ہی بلکہ مشقت کا ہونا چاہئی اب مشقت کو سمجہنا چاہئی اور طریقہ اوسکی پہچان کا بعضی دفعہ بیمار کی سمجہہ پر ہی کہ وہ اپنی آپ تجربہ سی

بالتجربة انه ان صام یزداد المه ووجعه بالصوم وقد یكون باخبار طبیب حاذق مسلم عدل
جان لی کہ اگر مین روزہ رکہونگا تو روزہ رکہنی سی میرا دکہہ اور مرض بڑہ جاویگا اور بعضی دفعہ طبیب کی کہنی پر موقوف ہی لیکن طبیب دانا مسلمان عادل ہو

لا فاسق لان خبر الفاسق فی الدیانات مردود غیر مقبول بخلاف السفر فان الرخصة یتعلق بنفسه
فاسق نہو اسواسطی کہ فاسق کی خبر دیانات مین مقبول نہین ہی مردود ہی بخلاف سفر کی کیونکہ سفر مین اجازت صرف سفر ہی سی متعلق ہی

لانه لا یخلو عن المشقة فاقیم مقامها وادیر الحکم علیه **المجلس الثلثون فی بیان غائلة من افطر**
کیونکہ سفر مشقت سی کبہی خالی نہین ہوتا سو سفر کو قایم مقام مشقت کی ٹہرا کر حکم لگا دیا تیسوین مجلس سزا کی بیان مین اوس شخص کی جو ایکدن رمضان کی

**یوما من رمضان فیما یجب فیه الكفارة** قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من افطر
روزہ توڑ دی جسمین کفارہ واجب ہوتا ہی رسول الله صلی الله علیه وسلم نی فرمایا جسنی رمضان کا ایک روزہ

یوما من رمضان من غیر رخصة ولا مرض لم یقض عنه صوم الدهر كله هذا الحدیث من حسان
بی اجازت شرعی اور بدون بیماری کی توڑ ڈالا تو اوسکا عوض تمام عمر کی روزی نہین ہو سکتی یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثون مین

المصابیح رواه ابو هریرة وهو وارد علی طریق الانذار والتخویف بما یلحقه من الاثم ویفوته من الاجر
ہی ابو ہریرہ کی روایت سی اور یہہ حدیث بر سبیل ڈرانی اور خوف دلانی کی وارد ہوئی ہی کہ روزہ توڑنی مین کتنا گناہ ہی اور کتنا ثواب جاتا رہتا ہی

فانه لایجد فضیلة الصوم المفروض بصوم الدهر کله نافلة ولیس معناه انه لوصام الدهر کله بنیة قضاء

کیونکہ فضیلت فرض روزہ کی ساری عمر کی نفل روزونسی نہین حاصل ہوتی اور یہہ مراد نہین ہی کہ اگر تمام عمر رمضان کی ایک روزہ کی بدلہ

یوم من رمضان لایسقط قضاء ذلک فان الاجماع علی انه یجزیه قضاء یوم مکانه اما مع الکفارة

قضاء کی نیت سی روزی رکہا کری تو اوسکی ذمہ سی قضاء اوسدن کی ساقط نہین ہوتی کیونکہ سبکا اتفاق ہوچکاہی کہ اوسکی بدلہ ایکدن کی قضا کافی ہی یا تو ہمراہ

ان کان افطاره بما یوجب الکفارة بما هو غذاء او دواء او بغیر الکفارة ان کان افطاره بما لایوجب الکفارة

کفارہ کی اگر اوسنی افطار ایسی چیز سی کیا جسمین کفارہ واجب ہوتا ہی جیسی غذا اور دوا یا بغیر کفارہ کی اگر ایسی چیز سی افطار کیا جسمین کفارہ واجب نہین ہوتا

مما لیس غذاء ولادواء من المفسدات للصوم فعلی هذا فالدخان الذی ظهر فی هذا الزمان من قبل الکفرة

جیسی نہ غذا ہو اور نہ دوا روزہ فاسد کرنیوالی چیزونمین سی اس بیان پر دہوان یعنی حقہ جو اس زمانہ مین کفار کی طرف سی

العدوة لاهل الایمان وابتلی به کافة الانام من الخواص والعوام هل یفسد الصوم ام لا فالجواب فیه ان قول

جو اہل ایمان کی دشمن ہین پیدا ہوا ہی اور اسمین تمام خلقت خاص و عام مبتلا ہو رہی ہین آیا روزہ فاسد کرتا ہی یا نہین سو اسکا جواب یہہ ہی کہ

الفقهاء فی عامة الکتب وان کان نصا علی ان مطلق الدخان اذا دخل الحلق لایفسد الصوم لکنهم قالوا فی تعلیله

فقہاء کا صریح قول عام کتابون مین اگرچہ یہہ ہی کہ مطلق دہوان اگر حلق مین داخل ہوجاوی تو روزہ نہین ٹوٹتا لیکن اوسکی علت یہہ بیان کی ہی

لانه لایمکن الاحتراز عنه فان الصائم لایجد بدا من فتح فمه عند التکلم فیدخل الدخان حلقه والقیاس

کہ روزہ اسواسطی فاسد نہین ہوتا کہ دہوئین سی بچاؤ نہین ہوسکتا کیونکہ روزہ دار کو اسکا کیا علاج کہ بات کرنی مین منہہ کہولی اور دہوان حلق مین چلا جاوی اور قیاس

ان یفسد صومه لوصول المفطر الی جوفه بفعله وکونه مما لایتغذی لاینافی الفساد کالتراب والحصاة وهذا

مین یہہ آتا ہی کہ روزہ جاتا رہی اسواسطی کہ مفطر پیٹ مین اوسکی اختیار سی گیا اور غذا نہونا فساد کی منافی نہین ہی جیسی مٹی اور کنکر سی روزہ فاسد ہوجاتا ہی اور یہہ

التعلیل یقتضی ان یکون ذلک الدخان مفسدا للصوم لانه یصل الی جوفه بفعله ویدل علیه ما قال قاضیخان

تعلیل چاہتی ہی کہ حقہ کا دہوان روزہ توڑنیوالا ہو کیونکہ یہہ دہوان اختیار سی پیٹ مین جاتا ہی اور قول قاضیخان کا فتوی مین اسی پر دلالت کرتا ہی

فی فتاواه وان صب الماء فی اذنه اختلفوا فیه والصحیح انه هو الفساد لانه وصل الی جوفه بفعله فانظر

اور اگر اوسکی کان مین پانی ڈالیں تو اسمین اختلاف ہی صحیح یہہ ہی کہ روزہ جاتا رہتا ہی اسواسطی کہ اسکی اختیار سی اندر جاتا ہی اب دیکھہ لو

کیف اعتبر الوصول الی جوفه بفعله فی فساد صومه فانه لو اغتسل فدخل الماء فی اذنه لایفسد صومه فعلم

اختیار سی اندر جانی کا روزہ ٹوٹنی مین کیسی اعتبار کیا ہی کیونکہ اگر نہاتی ہوئی پانی کان مین چلا جاوی تو روزہ نہین ٹوٹتا اس سی معلوم ہوا

من هذا ان لفعله دخلا فی فساد صومه بل لو نظر الی ما ادعاه مستعملوه من انه دواء یلزم ان یجب الکفارة

کہ روزہ ٹوٹنی مین اختیار کو دخل ہی بلکہ اگر حقہ نوشونکی دعوی کو خیال کرو کہ حقہ دوا ہی تو لازم آتا ہی کہ کفارہ بہی واجب ہو

لان الاصل فی وجوبها وصول الغذاء او الدواء الی الجوف من المسلک المعتاد فی نهار رمضان علی وجه التعمد

اسواسطی کہ قاعدہ کفارہ واجب ہونیکا یہہ ہی کہ غذا یا دوا اندر کیطرف عادت کی راہ سی رمضان مین دن کو قصدًا داخل ہو

وهذا المعنی علی تقدیر صدق دعواهم یکون موجودا فیه ثم انه فی غیر حال الصوم حل استعماله ام لا قد کثر

اور یہہ امر اگر انکا دعوی سچا ہی تو حقہ مین موجود ہی پہر یہہ بات کہ حقہ خالی دنون مین بی روزہ آیا پیا حلال ہی یا نہین تو

فیه الاقاویل والحق الذی علیه التعویل ان الفعل الاختیاری الصادر عن المکلف ان لم یترتب علیه فائدة

اسمین بہت گفتگو ہی اور حق بات جسپر اعتماد ہی یہہ ہی کہ اختیاری کار جو مکلف کی قصد سی صادر ہو تو اگر اوسمین کوئی فائدہ دین کا

دینیة او دنیویة فهو دائر بین العبث واللعب واللهو ولم یفرق بین هذه الثلثة فی کتب اللغة ولابد من الفرق

یا دنیا کا نہو تو وہ کام یا عبث یا لعب اور لہو ہوتا ہی اور لغت کی کتابون کی اندر اسمین کچھہ فرق نہین لکھا اور فرق ضرور چاہیی

لتعطف بعضها علی بعض فی القرآن وهو علی ما ذکره بعض الفحول وکان حقیقا بالقبول ان العبث الفعل الذی
اسواسطی کہ قرآن میں ایک کو ایک پر عطف کیا ہی اور وہ فرق موافق بیان بعضی علماء کی جو لایق قبول کرنی کی ہی یہہ ہی کہ عبث وہ کار ہوتا ہی

لیس فیه لذة ولا فائدة واما الذی فیه لذة بلا فائدة فهو لعب ومثله اللهو الا ان فیه زیادة حظ النفس
جسمیں نہ کچھ لذت اور نہ کوئی فائدہ اور جس کار میں لذت ہو پر بیفائدہ وہ لعب ہوتا ہی اور ایسی ہی لہو ہی پر لہو میں حظ نفس زیادہ ہوتا ہی

بحیث یشتغل به عما یهمها والکل حرام لانها لم تذکر فی القرآن الا علی طریق الذم فلما علم حرمة اللعب واللهو
اسقدر کہ اوسکی شغل میں اور ضرورت کو بھول جاتا ہی اور یہہ سب حرام ہیں اسواسطی کہ قرآن میں جہاں انکا ذکر ہی سو ہجو کی طور پر ہی جب لعب اور لہو

والعبث علم حرمة استعمال ذلك الدخان لدخوله اما فی اللعب واللهو او فی العبث بل هو بالعبث انسب
اور عبث کی حرمت معلوم ہوئی تو حرمت حقہ پینی کی بہی معلوم ہوئی کیونکہ حقہ یا تو لعب ہوگا یا لہو ہوگا یا عبث ہوگا بلکہ حقہ کو عبث سی زیادہ مناسبت ہی

لخلوه عن اللذة التی فی اللعب واللهو اللهم الا ان یستلذه نفوس بعض المستعملین له بتسویل شیطانی فیدخل
کیونکہ لذت سی خالی ہی جو لعب اور لہو میں معتبر ہی ہاں شاید بعضی حقہ نوشوں کو شیطانی آراستگی سی لذت حاصل ہوگی سوئی اب

فی اللعب او اللهو لکن لا یکون فیه شیء من الفائدة اصلا لا من الفائدة الدینیة وهو ظاهر ولا من الفائدة
لعب اور لہو میں داخل ہوگا لیکن حقہ میں کوئی فائدہ ہرگز نہیں ہی نہ تو دین کا یہہ تو ظاہر ہی اور نہ کوئی فائدہ

الدنیویة لانه لا یصلح لشیء من الغذاء والدواء اصلا بل هو مضر لاطباق الاطباء علی ان مطلق الدخان
دنیا کا کیونکہ نہ اسمیں ہرگز امکان غذا کا ہی نہ دوا کا بلکہ وہ ضرر رسان ہی کیونکہ تمام طبیب اسپر متفق ہیں کہ مطلق دہوان

مضر قال ابن سینا لولا الدخان والقتام لعاش ابن آدم الف عام وقال جالینوس اجتنبوا ثلثة وعلیکم باربعة
ضرر کرتا ہی شیخ ابن سینا کہتا ہی اگر دہوان اور غبار نہ ہوتا تو ابن آدم ہزار برس جیا کرتا اور جالینوس کہتا ہی تین چیز سی بچنا چاہئی اور چار چیز کا استعمال چاہئی

ولا حاجة لکم الی الطبیب اجتنبوا الدخان والغبار والنتن وعلیکم بالدسم والحلوی والطیب والحمام
پہر طبیب کی کچھ حاجت نہیں بچتی رہو دہوئیں اور غبار اور بدبو سی اور استعمال کیا کرو چکنائی اور مٹھائی اور خوشبو اور حمام

وذکر فی القانون ان جمیع اصناف الدخان مجفف بجوهره الارضی وفیه ناریة یسیرة قال بعض الفضلاء
اور قانون میں مذکور ہی کہ دہوئیں کی تمام قسمیں باعتبار اپنی جوہر ارضی کی مجفف ہیں اور اسمیں کچھہ ناریت ہوتی ہی بعضی فاضل کہتی ہیں

فاذا کان مجففا یکون مجففا للرطوبات البدنیة فیؤدی الی حصول امراض کثیرة فلا یجوز استعماله لوجوب
جب دہوان مجفف ہوا تو بدن کی رطوبت کو خشک کریگا پہر اس سی بہت سی بیماریاں پیدا ہونگی تو اسکا برتنا جایز نہیں ہی اسواسطی کہ

صیانة النفس عن لحوق الضرر وقد ذکر فی نصاب الاحتساب ان استعمال المضر حرام فان قیل بعض الاطباء
ضرر سی جان کا بچانا واجب ہی اور نصاب الاحتساب میں مذکور ہی کہ مضر کا استعمال کرنا حرام ہی اگر کوئی اعتراض کری کہ بعضی دفعہ

قد یعالجون بعض الامراض ببعض اصناف الدخان ویشاهد نفعه فکیف یصح المنع عن استعمال جمیع اصنافه
طبیب بعضی بیماریوں کا علاج بعضی قسم کی دہوئیں سی کرتی ہیں پہر اوسکا فائدہ ظاہر معلوم ہوتا ہی تمام قسم کی دہوؤں سی ممانعت کرنی کیونکر صحیح ہی

فالجواب انهم یعالجون به لحظة یسیرة لا علی الدوام حتی یحصل ما ذکر من التجفیف فان قیل ما ذکر من التجفیف
تو جواب یہہ ہی کہ طبیب دہوئیں سی تہوڑی دیر کی واسطی علاج کرتی ہیں ہمیشہ کی واسطی نہیں کرتی تا کہ خشکی پیدا ہو پہر اگر کوئی یہہ اعتراض کری کہ خشکی جسم

لا یضر فی البلغمی لکثرة رطوباته وانتفاعه بتخفیفها تم وجه المنع فالجواب ان حد الانتفاع به مجهول بل لا بد
کبہی سو بلغمی مزاج کو ضرر نہیں کرتی کیونکہ بلغمی میں رطوبات بہت ہوتی ہیں اور خشکی سی بلغمی کو فائدہ ہوتا ہی پہر ممانعت کیوں ہی تو جواب یہہ ہی کہ دہوئیں سی فائدہ لینی کا نامعلوم

فی معرفة ذلك من طبیب [illegible] لعدد الذی [illegible] لا [illegible]
ب اسکی دریافت کی واسطی بڑا حاذق طبیب چاہئی جو آدمی کی مزاجوں سی واقف ہو اور اوس مقدار کو جانی جسمیں نفع ہوتا ہو [illegible] تو عمل کرنا ہرگز جایز نہیں ہی

اصلا لوقوع التردد بين السلامة وعدمها فان العدول ممن كانوا استعملوه قد اختلفوا فيه فمنهم
اسواسطی کہ سلامتی اور عدم سلامتی مین شک ہی   کیونکہ منصف عادل حقہ نوشون کو   اسمین اختلاف ہی بعضی او نہین سی

من يقول بضرره ومنهم من يقول بعدم ضرره ومنهم من يشك فيه لكن الفريق الاغلب الذي جانب الحق
ضرر کی قائل ہین اور بعضی کہتی ہین ضرر نہین ہی   اور بعضون کو ضرر مین شک ہی   لیکن اکثر اشخاص کہ حق بات اونکی طرف

اليه اقرب يقول انه في ابتدائه يحدث قوة في الجسم وحدة في البصر وهضما في الطعام ونشاطا في الاعضاء
قریب تر معلوم ہوتی ہی یہہ کہتی ہین کہ حقہ پہلی تو جسم مین قوت پیدا کرتا ہی اور نگاہ مین تیزی اور کہانی کا ہاضمہ اور اعضا مین سرور

فاذا حصلت المداومة يورث غشاوة في البصر وثقلا في الاعضاء وامساكا في الهاضمة وضعفا في البدن
پہر جب مداومت ہوجاتی ہی تو بینائی پر پردہ کرتا ہی   اور اعضا مین گرانی   اور ہاضمہ مین امساک اور بدن مین سستی

وذلك لانه كما قال الاطباء مجفف مع نوع حرارة فيفعل في ابتدائه ما ذكره اولا وفي انتهائه ما ذكره ثانيا على انه
اور یہہ اسلئی کہ جیسا طبیب کہتی ہین کہ وہ ہوا مین خشکی کرتا ہی کچہہ حرارت سی سوئی پہلی پہلی وہ ہی اثر کرتا ہی جو پہلی بیان کیا اور آخر کو وہ کرتا ہی جو پہر بیان کیا   علاوہ یہہ ہی

لو تحقق نفعه فبعد النفع يمنع من استعماله لانه حينئذ يكون دواء ولا يجوز استعمال الدواء بعد زوال المرض لانه اذا
اگر فائدہ ثابت بہی ہو تو بعد فائدہ کی استعمال کی ممانعت اسلئی ہی کہ حقہ اب دوا ہوا اور دوا کا استعمال بیماری جانی کی بعد جایز نہین ہی کیونکہ دوا

لم يجد مرضا يزيله ياخذ من البدن فيؤدي الى الضرر وما يؤدي الى الضرر يمنع من استعماله وان كان فيه
اگر بیماری کو نہین پاتی کہ جسکو دفع کری   تو پہر بدن مین اثر کرتی ہی یہہ اوس سی ضرر ہوتا ہی اور جس چیز مین ضرر ہوتا ہو اوسکا استعمال کرنا منع ہی اگرچہ اوسمین

نفع الا ترى ان الخمر المحرمة بالنص قد خبر القرآن بنفعها كما قال الله تعالى يَسْئَلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ
فائدہ بہی ہو کیا معلوم نہین کہ شراب جو صریح آیت سی حرام ہی قرآن مین اوسکی فائدہ کی خبر مذکور ہی   چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی تجہسی پوچہتی ہین حکم شراب و جوئی کا

قُلْ فِيهِمَا إِثْمٌ كَبِيرٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ لكن جانب النفع اذا قابله جانب الضرر يحمي جانب الضرر حتى قال الفقهاء
تو کہہ اسمین گناہ بڑا ہی اور فائدی بہی ہین لوگون کو   لیکن نفع کی جانب سی اگر ضرر کی جانب مقابل ہوجاتی ہی تو ضرر کی جانب ملحوظ ہوتی ہی یہان تک کہ فقہا کہتی ہین

لو كان في شئ وجوه شتى توجب الحل والجواز ووجه واحد يوجب الحرمة وعدم الجواز يرجح جانب الحرمة
اگر ایک چیز مین کئی وجوہ ہون جس سی حلت اور جواز   لازم آتا ہو اور ایک وجہ ایسی ہو جس سی حرمت اور عدم جواز لازم آتا ہو تو واسطی احتیاط کی

احتياطا فان قيل ان المستعملين له يدعون انهم يجدون عقيب استعماله خفة في البدن فكيف يصح القول
حرمت کی جانب کو غالب کہینگی   اگر کوئی اعتراض کری کہ حقہ نوش دعوی کرتی ہین کہ حقہ پینی کی بعد بدن مین خفت پیدا ہوتی ہی پہر کیونکر کہتی ہو

بعدم النفع فيه فالجواب على ما ذكره بعض المتناولين لتجربة نفعه وضرره ان المستعملين له يحصل لهم
اسمین فائدہ نہین ہی پس جواب موافق بیان بعضی حقہ نوشون کی جنہون نی اوسکی نفع ضرر کا تجربہ کیا ہی یہہ ہی کہ حقہ نوشون کو حقہ پینی ہوئی

حال استعماله الم شديد فعند فراغهم عنه ينجون من ذلك الالم ويحصل لهم راحة فيظن هؤلاء المساكين
ایک سخت الم ہوتا ہی   جب وہ پی چکتی ہین تو تب اوس الم سی نجات ہوتی ہی   اور ایک طرح کی راحت ملتی ہی   سو یہہ بیچاری یہہ جانتی ہین

ان تلك الراحة حصلت من استعماله ولا يدرون انها انما حصلت من خلاصهم عن استعماله ثم ان
کہ یہہ راحت حقہ پینی سی حاصل ہوئی ہی یہہ نہین سمجہتی کہ یہہ راحت حقہ موقوف کرنی سی ہوئی ہی   پہر

انی معرفة حرمة الاشياء واباحتها وجها حسنا يرجع الى الاصول وهو ان الحق في الاشياء قبل البعثة
ری پاس واسطی دریافت اشیا کی حرمت اور اباحت کی   ایک خوب وجہ ہی اصول سی متعلق ہی وہ یہہ ہی کہ حق یون ہی کہ بعثت سی پہلی

ن لا يكون فيها حكم وبعد البعثة اختلف العلماء فيها على ثلثة اقوال الاول انها متصفة بالحرمة الا
شیا مین کوئی حکم حلت اور حرمت کا نہین تہا اور بعثت کی بعد علما کی تین قول اختلافی ہین   اول یہہ کہ تمام اشیاء حرام   مگر

مادل دلیل الشرع علی اباحته والثانی انها متصفة بالاباحة الا مادل دلیل الشرع علی حرمته والثالث
جسکو دلیل شرعی نی مباح کردیا اور دوسرا قول تمام اشیاء مباح مگر جسکو دلیل شرعی نی حرام کردیا اور تیسرا قول

وهو الصحیح ان یکون فیها تفصیل وهو ان المضار متصفة بالحرمة بمعنی ان الاصل فیها الحرمة وان المنافع
جو صحیح ہی کہ اشیاء مین تفصیل ہی کہ تمام اشیاء ضرر رسان تو حرام یعنی اصل اونمین حرمت ہی اور اشیاء نفع مند

متصفة بالاباحة لقوله تعالی هُوَ الَّذِی خَلَقَ لَکُم مَّا فِی الْأَرْضِ جَمِیعًا فانه تعالی ذکره فی معرض الامتنان
مباح ہین واسطی اس آیت کی وہی ہی جسنی بنایا تمہاری واسطی جو کچھہ زمین مین ہی سب کیونکہ اللہ تعالی نی یہہ آیت منت دہی کی جگہ پر نازل فرمائی ہی

ولا یکون الامتنان الا بالمنافع المباح فکانه قیل هو الذی خلق لاجل نفعکم جمیع ما فی الارض من المنافع لتنتفعوا
اور منت دہی بدون منفعت مباح کی نہین ہوسکتی گویا یہہ مطلب ہوا کہ اللہ تعالی وہ ہی جسنی تمہاری فائدہ کی واسطی تمام منفعت کی چیزین جو زمین مین ہین پیدا کین

بها وعلی هذا القول الثالث الصحیح یخرج حکم هذا الدخان ایضا فانه لو کان نافعا لکان الاصل فیه الاباحة
تاکہ اوس سی منفعت لو اسی تیسری قول سی جو صحیح ہی حقہ کا حکم بہی نکلتا ہی بیشک حقہ اگر مفید ہوتا تو البتہ اصل مین مباح ہوتا

لکن قد ثبت باخبار الحذاق من الاطباء انه مضر ولو فی الآجل فیکون الاصل فیه الحرمة بل لو وقع فیه الشك
لیکن حاذق طبیبون کی خبر دینی سی ثابت ہوچکا ہی کہ حقہ مضر ہوتا ہی اگرچہ انجام مین پہر اصل حقہ مین حرمت ہی بلکہ اگر ضرر کرنی مین شک ہوتا

لغلب جانب الحرمة کما هو القاعدة الشرعیة فانه علیه السلام قال الحلال بیّن والحرام بیّن وبینهما مشتبهات
تو بہی حرمت کی جانب غالب ہوتی چنانچہہ یہی قاعدہ شرعی ہی کیونکہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا حلال ظاہر ہی اور حرام ظاہر ہی ان دونوں کی بیچمین مشتبہات ہین

لا یعلمهن کثیر من الناس فمن اتقی الشبهات فقد استبرأ لدینه وعرضه ومن وقع فی الشبهات وقع
جنکو اکثر آدمی نہین جانتی پہر جو شخص شبہات سی بچتا رہا تو اوسنی اپنا دین اور آبرو بچالی اور جو شبہات مین گہس گیا تو حرام مین واقع ہوا

فی الحرام کالراعی یرعی حول الحمی یوشك ان یقع فیه واختلف العلماء فی حکم هذه الشبهات فذهب بعضهم
جیسی چوپایہ بیڑ کی گرد چرتا چرتا بیڑ کی اندر گہس جاتا ہی اور علماء نی اختلاف کیا ہی ان مشتبہات کی حکم مین بعضی تو

الی حرمتها لانه علیه السلام قد اخبر فی هذا الحدیث بان من ترك ما اشتبه علیه حکمه ولم ینکشف
اوسکی حرمت کی قائل ہوئی ہین اسواسطی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی اس حدیث مین فرمایا ہی جس شخص نی ترک کیا ایسی چیز کو جسکا حکم اوسکو معلوم نہوا اور اوسکا حال

امره یکون دینه سالما مما یفسده اوینقصه ونفسه ناجیا مما یعیبه ویلام علیه ومن لم یترکه بل فعل یقع
نکہلا ہو تو اوسکا دین مفسدات اور نقصان سی بچا اور اوسکی جان عیب سی اور ملامت سی بچی اور جس نی ترک نکیا بلکہ عمل مین لایا

فی الحرام وهذا الدخان مما اشتبه علیه حکمه ولم ینکشف حقیقة امره فمن ترکه ولم یستعمله یکون دینه
تو حرام مین پہنسا اور حقہ کا بہی حکم صاف معلوم نہین ہی اور اوسکا حال کہلا ہوا نہین ہی پہر جسنی اوسکو ترک کیا نہ پیا تو اوسکا دین

سالما من الفساد والنقصان ناجیا من العیب واللوم بین الانام ومن لم یترکه بل استعمله یقع فی الحرام وذهب
فساد اور نقصان سی بچا ہوا ہی خلقت کی طرف سی نہ اوسکو کچھہ عیب ہی نہ ملامت اور جسنی ترک نکیا بلکہ پیا حرام مین پہنسا اور

بعضهم الی کراهتها لما جاء فی حدیث آخر انه علیه السلام قال الامور ثلثة امر تبین لك رشده فاتبعه وامر تبین
بعضی علماء مشتبہات کی کراہت کی قائل ہوئی ہین اسواسطی کہ اور حدیث مین آیا ہی کہ آپ نی فرمایا تین چیزین ہین ایک وہ جسکی خوبی تجہکو معلوم ہوگئی اوسکی پیروی کر

لك غیه فاجتنبه وامر اختلف فیه فدع ما یریبك الی ما لا یریبك ولا شك ان امر الدخان مما اراب واوقع فی الاضطراب
عیب تجہکو معلوم ہوگیا تو اوس سی پرہیز کر ایک وہ ہی جسمین اختلاف ہی سو اب چہوڑ مشکوک کو طرف غیر مشکوک کی اور شک نہین کہ حقہ کا حال ایسا ہی جسمین شک اور اضطراب واقع

واقل مراتبه الکراهة ولا یظن انه ینتهی الی درجة الاباحة بتعلل کثیر ممن یتعاطاه انه نافع لکل داء وانهم
اوسکا مرتبہ کم سی کم کراہت کا ہی یہہ خیال مین نہین آتا کہ اباحت کی درجہ کو پہنچ جاوی اکثر حقہ نوشون نی علت بیان کرلی سی کہ حقہ ہر مرض کی دوا ہی

وجدوا فی استعماله دواء لامراضهم لان ذلک من تلبیس ابلیس علیهم وتزیینه لهم حتی یتولد من نکاثفه فی
ہمنی اوسکو پی کر اپنی بیماریون سی شفا پائی اسواسطی کہ اونپر یہہ شیطانی دہوکہا اور ابلیس کی آراستگی دی ہوئی ہی تاکہ دہوان جمتی جمتی آخر کو
عاقبة امرہ داء لا دواء فان تکرارہ یسود ما یقابله فیتولد منه الحرارة فیکون فی عاقبة امرہ داء لا دواء ثم یلزم
ایسی بیماری پیدا ہو جسکی کچہہ دوا نہین ہی کیونکہ حقہ کا بار بار پینا سامنی کی جگہ کو سیاہ کر دیتا ہی پہر اوس سی گرمی پیدا ہوتی ہی پہر آخر کو ایسا مرض ہوجاتا ہی
علی دعوٰهم ان یکون الناس کلهم مرضی وان یکون مرضهم فی جمیع الفصول الاربعة من نوع واحد وان یکون
جسکی دوا نہین ہی پہر انکی دعوی کی موافق یہہ لازم آتا ہی کہ تمام آدمی بیمار ہون اور اونکی بیماری تمام سال چارون فصلون مین ایک ہی قسم کی ہو اور
معالجتهم فیها بشئ واحد علی کیفیة واحدة وبطلانه غیر خفی علی احد من العقلاء ثم فیه اضاعة المال
اونکا علاج بہی ایک ہی دوا سی ایک ہی طریقہ پر ہو اور اوسکا بطلان ہر ایک عاقل پر ظاہر ہی پہر اسمین مال کا تلف کرنا ہی
لانه یشتری بثمن غال فیدخل فی الاسراف المحرم مع نتن ریحه واذیته بشامة الذین لا یستعملونه وقد
کیونکہ مہنگی دام سی خریدتا ہی اب اسراف مین جو حرام ہی داخل ہوا اور اوسمین بدبو کہ اون لوگون کی دماغ کو جو نہین پیتی ہین بہت تکلیف دیتی ہی اور
روی انه علیه السلام قال کل موذ فی النار وقال الکناسی الرائحة المنتنة تحرق الخیاشیم وتصل الی الدماغ
روایت ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ایذا دینی والی سب دوزخ مین ہین اور کناسی کہتا ہی بدبو ناک کی نتہنون کو جلا دیتی ہی اور دماغ مین جاکر
وتؤذی الانسان ولذلک قال النبی صلی الله علیه وسلم من اکل من هذه الشجرة فلا یقرب مسجدنا یؤذینا بریحه والمراد من هذه
آدمی کو ایذا دیتی ہی اسی واسطی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا جس نی اس درخت مین سی کہایا ہو تو ہماری مسجد کی پاس نہ آوی کہ ہمکو اوسکی بو سی ایذا دیوی اور درخت
الشجرة کل ما له رائحة کریهة یتاذی منها الانسان بدلیل تعلیله علیه السلام والمعنی ان من اکل شیئا ما له
علت بیان فرمانی سی ثابت ہی کہ مراد اس درخت سی وہ ہی جسمین ایسی بدبو موجود ہو کہ اوس سی انسان کو تکلیف ہو اور مراد یہہ ہی کہ جو شخص ایسی چیز کہاوی
رائحة کریهة یتاذی منها الانسان فلا یقربن مسجدنا لانه یؤذینا برائحة الکریهة وقد ثبت فی صحیح مسلم
جسمین بدبو ہو کہ انسان کو اوس سی ایذا ہوتی ہو تو ہماری مسجد کی پاس ہرگز نہ آوی اسلئی کہ ہمکو بدبو سی ایذا دیگا اور صحیح مسلم مین ثابت ہو چکا ہی
انه علیه السلام کان اذا وجد من رجل فی المسجد ریح البصل والثوم امر به فاخرج الی البقیع ولهذا قال الفقهاء
کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اگر کسی شخص مین مسجد کی اندر بو پیاز یا لہسن کی پاتی تو بقیع کی طرف نکلوا دیتی اسی واسطی فقہا کہتی ہین
کل من وجد فیه رائحة کریهة یتاذی بها الانسان یلزم اخراجه من المسجد ولو بجرہ من یدہ ورجله دون
جسمین ایسی بدبو آتی ہو کہ اوس سی انسان کو تکلیف ہووی تو اوسکا مسجد سی نکالدینا لازم ہی اگرچہ ہاتھہ سی اور پانو سی کہینچکر
لحیته وشعر راسه فعلی هذا یلزم اخراج کثیر من الائمة والمؤذنین من المسجد فی هذا الزمان لوجود رائحة
ڈاڑہی اور سر کی بال پکڑکر نہین اس روایت کی موافق اس زمانہ مین اکثر اماموں اور موذنون کا مسجد مین سی نکالدینا لازم آتا ہی کیونکہ اونمین یہہ ہی
الکریهة فیهم بسبب مداومتهم علی استعمال الدخان الکریهة الرائحة بل هم قد یستعملونه فی داخل المسجد الجامع
بدبو موجود ہوتی ہی کیونکہ ہمیشہ حقہ بودار پیئی جاتی ہین بلکہ بعضی دفعہ جامع مسجد کی اندر پیتی ہین
فیکون الکراهة فی حقهم اشد واکثر وقد کتب بعض المالکیة فی الدیار الحجازیة جوابا عن سوال یتعلق بالدخان
انکی حق مین کراہت بہت سخت اور بدتر ہی اور بعضی علماء مالکی مذہب نی ملک حجاز مین ایک سوال کا جو حقہ کی باب مین تہا یہہ جواب لکہا ہی
وهو ان استعمال الدخان حرام کاصله لان اصله الخشبة والنار لکونه اجزاء من الخشب ممزوجة باجزاء
کہ دہوئین کو استعمال کرنا حرام ہی جیسی اوسکی اصل اسواسطی کہ اوسکی اصل لکڑی ہی اور آگ کیونکہ دہوان لکڑی کا جز ہوتا ہی کچہہ آگ ملی ہوئی سو دہوان
من النار فهو من حیث اجزائه الناریة التی فیه یحرم استعماله لقوله تعالی اِنَّ الَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ اَمْوَالَ الْیَتٰمٰی
اسلئی کہ اوسمین کچہہ آگ ہوتی ہی استعمال کرنا حرام ہی واسطی قول اللہ تعالی کی جو لوگ کہاتی ہین مال یتیمون کی

انما يأكلون في بطونهم نارا فذلك النص على حرمة النار فيحرم الدخان الحاصل منها وايضا انه تعالى جعله
ناحق وہ یہی کہاتی ہیں اپنی پیٹ مین آگ. یہہ آیت آگ کی حرمت پر دلالت کرتی ہی سو دہوان بھی جو اس سی پیدا ہوتا ہی حرام ہی اور یہہ بھی ہی کہ اللہ تعالی نی
مما يهدد به حيث قال في حق قوم يونس النبي عليه السلام لما آمنوا كشفنا عنهم عذاب الخزي في الحيوة الدنيا
دہوئین کو عذاب کی چیزون مین مقرر کیا ہی چنانچہ قوم یونس کی حق مین فرماتا ہی جب یقین لائی کہول دیا ہمنی اونپر سی ذلت کا عذاب دنیا کی جیتی
فالعذاب المكشوف عنهم كان دخانا وقال في اية اخرى فارتقب يوم تاتي السماء بدخان مبين يغشى الناس
سو عذاب جو اونسی موقوف ہوا تہا دہوان ہی تہا اور ایک اور آیت مین فرماتا ہی سو تو راہ دیکہہ جسدن کہ لاوی آسمان دہوان صریح جو گہیر لی لوگون کو
هذا عذاب اليم والمراد بالدخان المذكور في هذه الاية معناه الحقيقي على قول وعلى هذا القول يكون النظم
یہہ ہی دکہہ کی مار اور مراد دخان سی اس آیت مین ایک قول کی موافق حقیقی معنی ہین اور اس قول کی موافق آیت کی عبارت سی
الكريم صريحا في كون الدخان عذابا اليما وما به التعذيب يحرم استعماله فان الفقهاء قد اتفقوا على وجوب
صاف معلوم ہوتا ہی کہ دہوان دردناک عذاب ہی اور جس چیز سی عذاب واقع ہوتا ہو اوسکا استعمال حرام ہی کیونکہ تمام فقہاء کا اتفاق ہی کہ
الفرار من محل العذاب كبطن محسر فانه على لفظه اسم الفاعل من التحسير اسم واد اهلك الله تعالى فيه
جس جگہ کسی امت کو عذاب ہوا ہو اوس جگہ سی بہاگنا واجب ہی جیسی بطن محسر کیونکہ اسم فاعل کی وزن پر تحسیر مین سی نام ایک وادی کا ہی جہان اللہ تعالی نی
اصحاب الفيل فاذا وجب الفرار من محل العذاب فوجوب الفرار مما به العذاب اولى ثم ان المستعملين له ترى بهم
اصحاب فیل کو ہلاک کیا تہا پہر جب عذاب کی جگہ سی بہاگنا واجب ہوا تو عذاب کی چیز سی بہاگنا بہت ضرور ہی پہر حقہ پینی والون کو تو دیکہتا ہی
انه يخرج من حلوقهم وانوفهم وفيه تشبيه باهل النار وبالذي يهلكون في اخر الزمان من الاشرار كما جاء في الحديث
کہ دہوان اونکی حلق میں سی اور ناک میں سی نکلتا ہی اور اس حال مین دوزخیون کی موافق اور اونکی برابر ہین جو آخر زمانہ مین شریر لوگ ہلاک ہونگی چنانچہ حدیث مین آیا ہی
انه يكون في اخر الزمان دخان يملأ الارض يقيم على الناس اربعين يوما اما المؤمن فيصيبه كهيئة الزكام واما
کہ آخر زمانہ مین ایسا دہوان پیدا ہوگا کہ تمام روی زمین کو ڈہانپ لیگا چالیس دن تک قایم رہیگا پہر مومن شخصون کو تو ایسا ہوگا جیسی زکام ہوتا ہی اور
الكافر فيخرج من منخريه واذنيه وعينيه حتى يصير راس احدهم كالراس الحنيذ اي المشوي فلا ينبغي للمؤمن
کافر کی دونو نتہنون مین سی اور دونو کانون مین سی اور دونو آنکہون مین سی دہوان نکلیگا ایسا کہ ہر ایک کا سر ایسا ہو جائیگا جیسی سر بہنا ہوا یعنی سوختہ سو ایمان والون کو
ان يتشبه باهل العذاب ولا ان يستعمل ما هو من نوع العذاب ولا ما هو من ملابسات اهل العذاب وقد كره جميع
نہین چاہیی کہ عذاب والون کا سا حال بنالین اور نہ یہہ چاہی کہ عذاب کی چیزون کو استعمال کرین اور نہ عذاب والون کی سی صورت بنا دین اور تمام علماء نی
من العلماء التختم بالحديد والنحاس لما ثبت في الحديث انهما حلية اهل النار وصح على ما ذكره الهلالي في مختصر الاحياء
لوہی اور تانبی کی انگوٹہی برتنی کو مکروہ کیا ہی کیونکہ حدیث سی ثابت ہو چکا ہی کہ لوہا اور تانبا زیور دوزخیون کا ہی اور موافق بیان ہلالی کی مختصر الاحیاء مین
انه عليه السلام كان يكره الطعام السخن ويقول ان الله تعالى لم يطعمنا نارا فهذا الدخان اولى بالكراهة لانه مختلط
صحیح ہوا ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم گرم کہانی کو مکروہ جانتی اور فرماتی کہ اللہ تعالی نی ہمکو آگ کہانی کو نہین دی سو اب یہہ دہوان کراہت مین زیادہ تر ہی اسواسطی کہ اسمین
باجزاء نارية كما مر فلو لم يكن في استعماله الا تسويد الثياب والابدان وكراهة الرائحة والانتان يكفي زاجرا للعاقل عن
اجزاء ناری ملی ہوئی ہین چنانچہ گذر چکا ہی پہر اگر حقہ پینی مین سوای سیاہی کپڑون اور جسم اور بدبو اور تعفن کی کچہہ نہوتا تو بہی عاقل کی واسطی پینی سی روکنی کو کافی تہا
استعماله بل لو لم يكن في استعماله الا احياء سنة الكفار الذين اخرجوه واظهروه في بلاد الاسلام توصلا الى اضرار اهل
بلکہ اگر اسکی پینی مین کچہہ نہوتا سوای رواج دینی طریق کفار کی جنہون نی اسکو نکال کر بلاد اسلام مین پہیلایا ہی اہل اسلام کی ضرر رسانی کی لئی
الاسلام لكان باعثا للعاقل على اجتنابه ومانعا عن ارتكابه لكن اكثر اهل الزمان طبايعهم خامدة صعبة
تو بہی عاقل کی لئی باعث اجتناب کا تہا اور اسکی اختیار کرنی سی مانع آتا لیکن اس زمانہ کی لوگون کی طبیعتین ایسی بجہی ہوئی ہین کہ صلا مطیع نہین ہوتین

لا ينقاد

الانقیاد مائلة دائما الی ما لا یعنیهم ان نصحوا لم یقبلوا وان علموا لم یتعلموا وان فهموا لم یتفهموا

ہمیشہ بیفائدہ امور کی طرف جھکی رہتی ہیں اگر نصیحت کرو تو نہیں مانتی اگر سکہاؤ تو نہیں سیکہتی اگر سمجہاؤ نہیں سمجہتی

وان فهموا ترکوا ما فهموا وهم من الذین ان یروا سبیل الرشد لا یتخذوه سبیلا وان یروا سبیل الغی

اور اگر سمجہیں تو سمجہہ کر ترک کریں اور وہ ایسی لوگ ہیں کہ اگر دیکہیں راہ سنوار کی تو نہ ٹہراویں راہ اور اگر دیکہیں راہ اولٹی

یتخذوه سبیلا نسئل الله تعالی ان یوفقنا سبیل الرشد ویبعدنا عن سبیل الغی المجلس الحادی والثلثون

اوسکو ٹہراویں راہ ہم اللہ تعالی سی سوال کرتی ہیں کہ ہمکو نیک رستہ کی توفیق دی اور ہمکو کجی کی راہ سی دور رکہی اکتیسویں مجلس

فی بیان سنة الاعتکاف وطلب لیلة القدر فیه وفضیلته قال رسول الله صلی الله علیه وسلم

بیان میں سنت ہونی اعتکاف کی اور لیلة القدر کی تلاش اور اوسکی فضیلت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا

انی اعتکفت العشر الاول بطلب هذه اللیلة ثم اعتکفت العشر الاوسط ثم اتیت فقیل لی التمسها فی العشر

میں نی رمضان کی پہلی دہہ میں لیلة القدر کی تلاش میں اعتکاف کیا پہر بعد اوسکی بیچ کی دہہ میں اعتکاف کیا پہر میں تیار ہوا یا تو مجہسی کہا کہ لیلة القدر کو پچہلی عشرہ

الاواخر فمن کان اعتکف معی فلیعتکف فی العشر الاواخر فقد اریت هذه اللیلة ثم انسیتها هذا الحدیث من صحاح

میں تلاش کرو جسنی میری ساتہہ اعتکاف کیا ہو تو وہ پچہلی عشرہ میں پہر اعتکاف کری میں نی لیلة القدر کو بیشک دیکہا پہر میری تئیں بہلا دی یہہ حدیث مصابیح کی

المصابیح رواه ابو سعید الخدری واصله علی ما فی الصحیحین انه علیه السلام اعتکف العشر الاول من

صحیح حدیثوں میں ہی ابو سعید خدری کی روایت سی اور اصل اس حدیث کی جیسی کہ صحیح بخاری اور مسلم میں ہی یوں ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی رمضان کی پہلی عشرہ میں

رمضان ثم اعتکف العشر الاوسط فی قبة ترکیة ثم اطلع راسه فقال انی اعتکفت العشر الاول لطلب

اعتکاف کیا پہر بیچ کی دہہ میں ترکی خیمہ کی اندر اعتکاف کیا پہر سر مبارک باہر نکال کر فرمایا کہ میں نی پہلی دہہ میں اس شب کی تلاش میں اعتکاف کیا

هذه اللیلة الی آخر الحدیث وفیه دلیل علی ان المقصود من شرعیة الاعتکاف طلب لیلة القدر فانها

آخر حدیث تک اور اسمیں یہہ دلیل ہی کہ مقصود اعتکاف کی مشروع ہونی سی شب قدر کی تلاش ہی کیونکہ یہہ شب موافق مضمون نص

لکونها خیرا من الف شهر بالنص یلزم احیاءها باشرف الاعمال اذ فیه تفریغ القلب عن امور الدنیا وتسلیم

کی ہزار مہینوں سی بہتر ہی تو اوس شب میں نیک اعمال کی شغل میں جاگتی رہنا لازم ہی کیونکہ اسمیں امور دنیا سی دل کا خالی رکہنا ہی

النفس الی المولی والتحصن بحصن حصین وملازمة بیت رب العالمین فیکون کمن احتاج الی عظیم

مولی کو جان کا حوالہ کرنا اور پناہ لینی قلعہ مضبوط سی اور ملازمت پروردگار عالم کی گہر کی ہی پہر یہہ ایسا ہی جیسی کوئی ایک تو انگر محتاج ہو کر

فلازمه حتی قضی ماربه فان قیل اذا کان شرعیة الاعتکاف لطلب لیلة القدر فلم لم یختص باللیل فانه

دروازی پر یہاں تک پڑا رہی کہ اوسکا مطلب روا کر دی اگر کوئی اعتراض کری جب شروعیت اعتکاف کی واسطی تلاش لیلة القدر کی ہی تو پہر اعتکاف شب ہی سی خاص کیوں

ان الشافعی قد نص علی کون الاجتهاد فی یومها کالاجتهاد فی لیلتها فی الاستحباب ذکره النووی فی الاذکار

کہ امام شافعی نی صاف کہا ہی کہ اسی دن کی اندر ایسی ہی مستحب ہی جیسی رات کو مستحب ہی یہہ نووی نی اذکار میں بیان کیا ہی

وهذا الحدیث یقتضیه ایضا لانه علیه السلام اعتکف العشر الاول من رمضان لطلب تلک اللیلة

اور اس حدیث سی بہی یہہ ہی لازم آتا ہی اسواسطی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی رمضان کی پہلی عشرہ میں لیلة القدر کی تلاش کی لئی اعتکاف کیا

ثم اعتکف العشر الاوسط فلما اتمه اتی آت من الملئکة فقال انها فی العشر الاواخر فی العشر الاول ولا فی

پہر بیچ کی عشرہ میں اعتکاف کیا پہر جب اوسکو پورا کر چکی تو ایک فرشتہ نی آکر کہا کہ لیلة القدر پچہلی عشرہ میں ہی نہ تو پہلی عشرہ میں ہی اور نہ

العشر الاوسط فعزم علیه السلام علی الاعتکاف فی العشر الاواخر وحث علی اعتکافها فانه علیه السلام کان

بیچ کی عشرہ میں تب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی پچہلی عشرہ میں اعتکاف کا عزم کیا اور اور لوگوں کو رغبت دی سو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم

یعتکف العشر الاواخر من رمضان حتی یتوفاه الله تعالی ثم اعتکف ازواجه من بعده قال الزهری
رمضان کی پچھلی عشرہ مین ہمیشہ اعتکاف کرتی رہی یہان تک کہ اللہ تعالی نی اونکو وفات دی پھر اونکی بعد ازواج مطہرات کرتی رہین زہری کہتا ہی عجب

عجبا من الناس کیف یترکون الاعتکاف ورسول الله علیه السلام کان یفعل الشئ ویترکه ولم یترك الاعتکاف
لوگونسی تعجب آتا ہی کہ اعتکاف کیسا چھوڑ رکہا ہی اور حال یہہ ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی کام کرتی ہی اور چھوڑ بھی دیتی اور اعتکاف کو

حتی قبض ثم الاعتکاف فی اللغة الاقامة علی الشئ وحبس النفس علیه وفی الشریعة الاقامة فی المسجد واللبث
اخیر دم تک نہین چھوڑا پھر اعتکاف کی معنی لغت مین ایک شی پر قایم رہنا اور اوس شی پر نفس کو روکنا اور شریعت مین نیت کی ساتھ مسجد مین دیر تک ٹہری

فیه مع النیة اما اللبث فرکنه واما المسجد والنیة فشرطه والمعنی اللغوی موجود فیه مع زیادة وصف
رہنا درنگ کرنی یعنی ٹہری رہنا تو اعتکاف کا رکن ہی اور مسجد اور نیت اعتکاف کی شرطین اور لغوی معنی بہی شرعی مضمون مین زیادتی وصف کی ساتھ

وهو سنة مؤکدة فی العشر الاخیر من رمضان لانه علیه السلام واظب علیه بعد ما قدم المدینة الی
پائی جاتی ہین اور اعتکاف سنت مؤکدہ ہی رمضان کی پچھلی عشرہ مین اسواسطی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب سی مدینہ شریف مین تشریف لائی تو اعتکاف ہمیشہ کرتی رہی

ان توفاه الله تعالی فان قیل المواظبة من غیر ترك دلیل الوجوب فلم لم یجب الاعتکاف فالجواب انه علیه السلام
یہان تک کہ اللہ نی اونکو وفات دی اگر کوئی اعتراض کری ہمیشگی ایک عمل کی بدون ترک کی وجوب کی دلیل ہوتی ہی پھر اعتکاف واجب کیون نہین ہوا تو جواب یہ ہی

کان فی حق الواجب بعد المواظبة علیه ینکر علی تارکه ولم ینکر علی من ترك الاعتکاف فعلم انه لیس بواجب
کہ نبی علیه السلام عمل واجب کی باب مین بعد مواظبت کی اوس عمل کی تارک کو برا جانتی تہی اور اعتکاف کی تارک پر کبہی انکار نہین کیا اس سی معلوم ہوا کہ اعتکاف

بل هو سنة مؤکدة علی طریق الکفایة فی العشر الاخیر من رمضان وفی غیره من الازمنة نفل وانما یجب
واجب نہین ہی بلکہ سنت مؤکدہ رمضان کی پچھلی عشرہ مین بطور کفایہ کی ہی اور رمضان کی پچھلی عشرہ کی سوا اور وقتون مین نفل ہی اور واجب تب ہوتا ہی

بالنذر والتعلیق بالشرط واما ما کان بالشروع فهو تطوع ثم ان اقل الواجب یوم حتی لو نذر اعتکاف یوم
کہ نذر مانو یا کسی شرط سی متعلق کرو لیکن جو اعتکاف شروع کرنی سی لازم ہوجاتا ہی سو وہ تطوع ہی پھر کم سی کم مدت اعتکاف واجب کی ایکدن ہی یہان تک کہ اگر اعتکاف

یدخل المسجد قبل طلوع الفجر ولا تخرج الا بعد غروب الشمس فان قطعه قبل ذلك او افسده یقضیه
ایکدن کا نذر مانا تو مسجد مین صبح صادق سی پہلی داخل ہو اور بعد غروب آفتاب کی مسجد سی نکلی سو اگر غروب آفتاب سی پہلی اعتکاف کو قطع کیا یا فاسد کر دیا تو اوسکو

ولو نذر اعتکاف یومین او اکثر یدخل المسجد فی ابتداء شروعه قبل غروب الشمس
اور اگر دو دن یا کئی دن کی اعتکاف کی نذر کری تو اعتکاف شروع کرنیکو مسجد مین غروب آفتاب سی پہلی داخل ہو

ولا یخرج عند تمامه الا بعد غروبها ولو مات قبل ان یعتکف یلزمه ان یوصی بان یطعم
اور پورا ہونی کی بعد مسجد سی بعد غروب آفتاب کی نکلی اور اگر اعتکاف کرنی سی پہلی مرجاوی تو لازم ہی کہ وصیت کر دی

عنه لکل یوم نصف صاع من الحنطة ولا یصح ما وجب من الاعتکاف الا بالصوم
کہ ہر ہر دن کی بدلہ آدہ آدہ صاع گیہون کا مساکین کو دیدین اور اعتکاف واجب بدون روزہ کی ادا نہین ہوتا

حتی لو نذر اعتکاف یوم قد اکل فیه لا یصح نذره ولا یلزمه شئ وکذا
یہان تک کہ اگر کسی نی ایکدن کا اعتکاف نذر مانا کہ اوسمین کہا چکا تہا تو اوسکی نذر صحیح نہین ہی اور اوسکی ذمہ کچھہ لازم نہین ہی اور ایسی ہی

لو نذر اعتکاف لیلة لا یصح لان اللیل لیس محلا للصوم واما النفل فالصوم
اگر رات کی اعتکاف کی نذر کی تو صحیح نہین ہی اسلئی کہ رات کو روزہ نہین ہوتا اور اعتکاف نفلی مین ظاہر روایت کی موافق روزہ

لیس شرطا فیه فی ظاهر الروایة وهو قولهما ایضا فعلی هذه الروایة لیس لاقله تقدیر حتی ان من
شرط نہین ہی اور صاحبین کا بہی یہی قول ہی اب اس روایت کی موافق کم سی کم مدت اعتکاف کی مقرر نہین ہی یہان تک کہ جو شخص

دخل المسجد ونوى الاعتكاف الى ان يخرج يكون معتكفا مادام فيه ويحصل له ثواب المعتكفين فاذا خرج
مسجد مین آوی اور نکلنی تک کی وقت مین اعتکاف کی نیت کری تو معتکف ہوجاویگا جبتک مسجد مین رہیگا اور اوسکو اعتکاف والون کا سا ثواب ملیگا اور جب
منه ينتهي اعتكافه وروى الحسن عن ابي حنيفة ان الصوم شرط الصحة فعلى هذه الرواية اقله يوم ثم الاعتكاف
مسجد سی نکلیگا تو اوسکا اعتکاف پورا ہوجاویگا اور حسن امام ابوحنیفہ سی روایت کرتا ہی کہ روزہ صحت اعتکاف کی شرط ہی اس روایت کی موافق کم سی کم مدت ایکدن
لا يصح الا في مسجد الجماعة له امام ومؤذن يصلي فيه الصلوات الخمس بالجماعة لانه عبادة انتظار الصلوة
سوا مسجد جماعت کی جسکا امام اور مؤذن معین ہو اور اوسمین پانچون نمازین جماعت سی ہوتی ہون درست نہین ہوتا اسواسطی کہ نماز کی انتظاری عبادت ہی
فيختص بمكان يصلي فيه ذلك والمرأة تعتكف في مسجد بيتها اي في موضع صلوتها في بيتها ولا يخرج منه
سواسی جگہ ہونا چاہئی جہان وہ نمازین ہوتی ہون اور عورت اپنی گہر کی مسجد مین اعتکاف کری یعنی جس جگہ اپنی گہر مین نماز پڑہتی ہی پہر اوس جگہ سی
اذا اعتكفت فيه وليس لها ان تعتكف في غير موضع صلوتها في بيتها وان لم يكن في بيتها موضع الصلوة
اگر اعتکاف کیا تو نہ ٹلی اور عورت کو جایز نہین ہی کہ اپنی گہر مین سوا نماز کی جگہ کی اور کہین اعتکاف کری اور اگر اوسکی گہر مین نماز کی جگہ کوئی معین ہو
لا يجوز لها الاعتكاف فيه ولا يخرج المعتكف من المسجد الا لحاجة شرعية كالجمعة او طبيعية كالبول و
تو اوسکو گہر مین اعتکاف کرنا جایز نہین ہی اور معتکف مسجد سی بدون حاجت شرعی کی باہر نہ نکلی جیسی نماز جمعہ یا بدون حاجت طبیعی کی جیسی پیشاب اور
الغائط واذا خرج لبول او غائط لا يمكث في منزله بعد الفراغ من الطهور ويخرج الى الجمعة حين زوال الشمس
پاخانہ اور اگر واسطی پیشاب یا پاخانہ کی مسجد سی باہر آیا تو طہارت سی فارغ ہوکر گہر مین دیر نہ لگاوی اور نماز جمعہ کی واسطی آفتاب ڈہلنی کی وقت روانہ ہو
ان كان معتكفا قريبا من الجامع بحيث لو انتظر زوال الشمس لا يفوته الخطبة وان كان تفوته الخطبة
اگر مسجد جامع سی نزدیک معتکف ہو ایسا کہ اگر آفتاب ڈہلنی کا انتظار کری تو خطبہ نہ فوت ہوجاوی اور اگر جانی کہ خطبہ ہوچکیگا
لا ينتظر زوال الشمس بل يخرج في وقت يمكنه ان ياتي الجامع ويصلي اربع ركعات قبل الاذان الذي بين يدي
تو آفتاب ڈہلنی کا انتظار نکری بلکہ ایسی وقت روانہ ہوکی مسجد جامع مین جاکر چار رکعتین نماز کی اوس اذان سی پہلی پڑہ لی جو منبر کی سامنی ہوتی ہی
المنبر وفي رواية ست ركعات ركعتان تحية المسجد واربع سنة وبعد الجمعة يمكث بقدر ما يصلي اربع
اور ایک روایت مین یہی کہ چہہ رکعتین پڑہ لی دو رکعت تحیۃ المسجد کی اور چار سنتین اور بعد نماز جمعہ کی اتنا ٹہری کہ چار رکعتین
ركعات او ست ركعات على حسب اختلاف الاخبار الواردة في النافلة بعد الجمعة ولا يمكث اكثر من ذلك
یا چہہ رکعتین پڑہ لی موافق اختلاف حدیثون کی کہ جمعہ کی بعد کی نفلون مین وارد ہوئی ہین اور اسقدر سی زیادہ دیر نہ لگاوی
وان مكث لا يضره ولو يوما وليلة لكن لا يستحب له ذلك ولا يخرج لعيادة المريض ولا لصلوة الجنازة ولا
اور اگر دیر لگاویگا تو کچہہ نقصان نہین ہی اگرچہ ایکدن رات تک لیکن یہہ خلاف مستحب ہی اور بیمار پرسی کی واسطی نہ جاوی اور نہ واسطی نماز جنازہ کی جاوی اور نہ
لاداء الشهادة وهذا كله قول ابي حنيفة لان الخروج من المسجد بلا عذر ولو ساعة يفسد الاعتكاف عنده
گواہی دینی جاوی یہہ تمام قول امام ابوحنیفہ کا ہی اسواسطی کہ مسجد مین سی بلا عذر نکلنا اگرچہ ایک ساعت کی لئی ہو اونکی نزدیک اعتکاف کو فاسد کردیتا ہی
وهو القياس لان الخروج ينافي اللبث وما ينافي في الشئ يستوي فيه القليل والكثير كالاكل في الصوم والحدث
اور یہہ ہی قابل قیاس کی ہی اسواسطی کہ باہر نکلنا اندر ٹہرنی کی خلاف ہی اور جو شی کسی شی کی خلاف ہوتی ہی اسمین تہوڑا بہت سب برابر ہی جیسی روزہ مین کہانا
في الطهارة وكذا اذا خرج ساعة بعذر المرض يبطل لان الخروج بعذر المرض من حيث انه لا يغلب وقوعه لم يكن
اور وضوء مین حدث اور ایسی ہی اگر ایک ساعت کی واسطی بیماری کی عذر سی نکلی تو اعتکاف باطل ہوجاتا ہی اسواسطی کہ بیماری کی عذر سی نکلنا باین اعتبار کہ نادر الوقوع ہی
مستثنى عن الايجاب فصار كانه خرج من غير عذر الا انه لا ياثم بالخروج بعذر المرض وكذا اذا خرج بغير عذر
کبہی کبہی ہوتی ہی ایجاب سی مستثنی نہین ہوا ہی سو اب گویا بلا عذر باہر نکل آیا ہان اتنا ہی کہ بیماری کی عذر سی نکلنی مین گنہگار نہین ہوتا اور ایسی ہی اگر بلا عذر

ناسيا يبطل اعتكافه وكذا اذا انهدم المسجد وانتقل الى مسجد اخر او اخرجه السلطان كرها او اخرجه

بھولکر نکل آوی تو اعتکاف باطل ہوتا ہی اور ایسی ہی اگر مسجد ڈہ جاوی اور معتکف دوسری مسجد چلا جاوی یا اوسکو حاکم زبردستی نکال دی یا قرض خواہ نکالدی

الغريم او خرج هو وجلسه الغريم ساعة يبطل اعتكافه وقالا لا يفسد ما لم يخرج اكثر من نصف يوم وهو

یا وہ آپ نکلی اور قرض خواہ ایک ساعت بہر پکڑ رکہی اعتکاف باطل ہوجاتا ہی اور صاحبین کہتی ہیں اعتکاف باطل نہیں ہوتا جبتک آدہی دن سی زیادہ نکلا نرہی

اوسع للناس اذ لا بد لهم من الخروج لاقامة حوائجهم فلو لم يبح القليل منه لوقعوا في الحرج ولا حرج في الكثير

اس قول میں لوگوں کو بہت گنجایش ہی کیونکہ واسطی اپنی کاربار ضروریکی نکلنا پڑتا ہی پس اگر تہوڑی مدت مباح نہووی تو البتہ حرج ہووےگا اور اس زیادہ سے یعنی آدہی

الذي هو اكثر من نصف يوم ويجوز للمعتكف ان ياكل ويشرب وينام ويبيع ويشتري في المسجد من غير

دن سی زیادہ میں کچہہ حرج نہیں ہی اور معتکف کو جایز ہی کہ مسجد کی اندر کہاوی اور پیوی اور سووی اور بیچی اور خریدے بغیر لانے اسباب مسجد میں

احضار السلعة فيه قال بعض العلماء المراد به ما لا بد منه كالطعام ونحوه واما اذا اراد ان يتخذه متجرا

نہ لاوے کہ بعض علماء کہتی ہیں کہ اس سی مراد ضروری کار ہیں جیسی کہانا وغیرہ اور اگر معتکف چاہی کہ مسجد کو دکان تجارت کی بنالی

يكره له ذلك قال الزيلعي وهذا صحيح لانه منقطع الى الله تعالى فلا ينبغي له ان يشتغل فيه بامور

تو یہہ مکروہ ہی زیلعی کہتا ہی کہ یہہ قول صحیح ہی کیونکہ خدا کی واسطی الگ ہو بیٹہا ہی تو اب اچہا نہیں ہی کہ مسجد میں امور دنیا میں مشغول ہو

الدنيا ويكره له الصمت والمراد صمت يعتقده عبادة وهو منهي عنه لكونه شريعة منسوخة ويلازم

اور معتکف کو مکروہ ہی چپکی رہنا اور مراد چپکی رہنا عبادت سمجہہ کر اور یہہ ممنوع ہی اسواسطی کہ یہہ طریق منسوخ ہی قرآن کی تلاوت

قراءة القران والحديث وعلم الدين وسير النبي وقصص الانبياء وحكايات الصالحين وكتابة امور الدين و

کیا جاوی اور حدیث اور علم دین فقہ وغیرہ اور تاریخ نبی اور احوال انبیا کی اور حکایات صالحین کی پڑہا کری امور دینی لکہا کری اور رہی

اما التكلم بما ليس بخير فانه مكروه لغير المعتكف في غير المسجد فما ظنك للمعتكف في المسجد ويحرم عليه

گفتگو بیجا بیہودہ تو بدون اعتکاف کی مسجد سی باہر بہی مکروہ ہی پہر معتکف کی واسطی مسجد کی اندر تجہکو کیا خیال ہی اور معتکف پر

الوطي بقوله تعالى ولا تباشروهن وانتم عاكفون في المساجد وكذا دواعيه كاللمس والقبلة ويبطل الاعتكاف

وطی حرام ہی موافق اس آیت کی اور نہ لگو اونسی جب اعتکاف بیٹہی ہو مسجدوں میں اور ایسی ہی وطی کی سامان جیسی چہونا اور بوسہ لینا اور وطی سی مطلقا اعتکاف

بالوطي مطلقا وبالدواعي ان انزل والا فلا ولو اراد ايجاب الاعتكاف على نفسه ينبغي ان يذكر بلسانه ولا

باطل ہوجاتا ہی اور وطی کی سامان سی اگر انزال ہوگیا تو باطل ہوجاتا ہی اور نہیں تو نہیں باطل ہوتا اور اگر کسی نی اپنی اوپر اعتکاف واجب کرنیکا ارادہ کیا تو چاہئی کہ زبان سی کہی

يكتفي بنية القلب لان النذر عمل اللسان فلا يكون الا به بخلاف النية فانها عمل القلب ولو اعتكف رجل

صرف دل کی نیت پر اکتفا نہ کری اسواسطی کہ نذر کرنا زبان کا کام ہی سو زبان ہی سی پورا ہوتا ہی بخلاف نیت کی کیونکہ یہہ دل ہی کا کام ہی اور اگر کسی شخص نی

من غير ان يوجبه على نفسه ثم خرج لا شيء عليه في ظاهر الرواية المجلس الثاني والثلثون في بيان

بلا وجوب اعتکاف شروع کیا پہر اعتکاف سی خارج ہوا تو ظاہر روایت میں اوسپر کچہہ نہیں آتا بتیسوین مجلس

صدقة الفطر واحكام العيدين وبيان البدع فيه فرض رسول الله صلى الله عليه وسلم

صدقة الفطر کی بیان اور دو نو عیدکی احکام میں اور بیان عید کی بدعتوں کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی زکوۃ فطر کو

زكوة الفطر طهرة للصائم من اللهو واللغو ايضا فعلي هذا للمساكين هذا الحديث من حسان المصابيح

فرض کردی ہی روزہ دار کی طہارت کی واسطی لہو اور لغو اور [illegible] یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثوں میں ہی

رواه ابن عباس وهو يدل على وجوب صدقة الفطر لان الفرض في اللغة بمعنى التقدير وفي الشرع بمعنى

ابن عباس کی روایت سی اس حدیث سی صدقہ فطر کا واجب معلوم ہوتا ہی اسواسطی کہ لغت میں معنی فرض کی اندازہ کرنیکی ہیں اور شرع میں ایجاب کی

الایجاب ولفظ الشارع اذا دار بین المعنی الشرعی والمعنی اللغوی یتعین حمله علی المعنی الشرعی ما امکن لان

معنی ہین اور شارع کی کلام اگر درمیان معنون شرعی اور معنون لغوی کی دایر ہوتی ہی تو وہ معنی جہان تک ہوسکی شرعی معنون پر حمل کئی جاتی ہین اسواسطی

الغالب من حال النبی علیه السلام تعریف الاحکام دون اللغات فعلی هذا یکون المعنی ان وجوب صدقة الفطر

کہ اکثر اوقات نبی صلی اللہ علیہ وسلم احکام شرعی کو بیان فرماتی تہی لغات نہین بیان کرتی تہی اس تقریر کی موافق معنی حدیث کی یہہ ہوئی کہ صدقۂ فطر کا

علی الانسان لفائدتین احدیهما کونها کفارة لخطایاه وتطهیر اله مما صدر عنه فی حال الصوم من اللهو واللغو

انسان پہ دو فائدہ کی واسطی واجب ہوا ہی ایک تو کفارہ ہی اوسکی خطاؤن کا اور اوسکی پاکیزگی ہی اوس بیجا عمل سی جو روزہ کی حالت مین ہوا ہو لہو اور لغو

الذی لیس فی واحد منهما فائدة دینیة او دنیویة ومن الرفث الذی هو الکلام القبیح ومایضاهیه من الفاظ الجماع

جنمین کوئی فائدہ نہین ہی نہ تو فائدہ دین کا اور نہ فائدہ دنیا کا اور طہارت ہی رفث سی یعنی کلام بد اور جو اوسکی مانند ہی الفاظ جماع کی

لان الحسنات یذهبن السیئات والثانیة کونها قوتا للمساکین حتی یکون الفقیر فی هذا الیوم کالغنی فی

البتہ نیکیان دور کرتی ہین برائیون کو اور دوسرا فائدہ مساکین کی روزی ہی یہان تک کہ فقیر اوس روز قوت حاصل کرکر غنی کی مانند ہوجاتا ہی

وجدان القوة وعدم الاحتیاج الی السوال لانه علیه السلام قال اغنوهم عن المسئلة فی مثل هذا الیوم واشار

اور حاجت سوال کی نہین رہتی اسواسطی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا انکو سوال کرنی سی آج کی روز غنی کردو اور یہہ اشارہ ہو

الی ان هذا الیوم انما یکون عید للفقراء اذا استغنوا فیه عن السوال بوصول صدقة الاغنیاء الیهم

کہ یہہ دن فقیرون کی حق مین عید جب ہی کہ توانگرون سی صدقہ لیکر سوال کرنی کی حاجت نہ ہی

لان الاغنیاء مکلفون بانفاق المال فی سبیل الخیر وسر ذلك التکلیف ان المال محبوب الخلق وهم مامورون

اسواسطی کہ توانگرون کو حکم ہی کہ راہ خیر مین مال خرچ کرین اس حکم مین بہید یہہ ہی کہ مال تمام خلقت کو محبوب ہوتا ہی اور اونکو محبت الہی کا حکم ہی

بحب الله تعالی وقد ادعوا ذلك بنفس الایمان لان قولهم لا اله الا الله معناه انا قد علمنا واعتقدنا ان

اور وہ یہی صرف ایمان کی راہ سی محبت کا دعوی کرتی ہین اسلئی کہ اونکا قول لا اله الا الله اسکی یہہ معنی ہین ہمنی جان لیا اور اعتقاد کیا کہ

لا معبود ولا محبوب الا الله فالتزمنا عبادته ومحبته ولا نعبد ولا نحب الا ایاه فجعل بذل المال معیارا

نہ کوئی معبود ہی اور نہ کوئی محبوب ہی سوا اسکی سو ہمنی اوسکی عبادت اور محبت اپنی ذمہ پر لی نہ ہم اوسکی سوای کیسیکی عبادت کرین نہ کسیکو محبوب رکہین سو مال کا خرچ کرنا

لحبهم ومصدقا لصدقهم من حیث ان جمیع المحبوبات تبذل فی سبیل المحبوب الذی غلب حبه فی قلبه

اونکی محبت کا نشان مقرر ہوا ہی اور اونکی سچی دعوی کی تصدیق ہی اس لحاظ سی کہ تمام محبوب چیزین ایسی محبوب کی واسطی کہ اوسکی محبت دل مین زیادہ تر ہو خرچ کرڈالی ہین

فمن یبذل فهو من الذین صدقوا ما عاهدوا الله علیه ومن لم یبذل یکون من الذین یقولون بافواههم

سو جسنی مال خرچ کیا وہ اون لوگون مین ہی کہ اللہ سی جو عہد کیا تہا وہ سچ کر دیکہایا اور جسنی مال نہ خرچ کیا وہ اون لوگون مین ہی جو زبانی وہ باتین بناتی ہین

ما لیس فی قلوبهم بل ممن اتبع هوٰه وجعله الها لنفسه حتی کانه یعبده فان من یعمل بهوی نفسه لا

جو اونکی دلمین نہین ہین بلکہ یہ وہ ہین جو اپنی ہوا کی تابع ہین اور ہوا کو اپنا معبود بنایا ہی گویا اوسی کی عبادت کرتا ہی کیونکہ جو ہوائے نفسانی پر عمل کرتا ہی

یهوی نفسه شیئا الا یرتکبه ویخالف مولاه ولهذا قال النبی علیه السلام ابغض اله عبد فی الارض عند

تو پہر اوسکا نفس جو تمنا کرتا ہی سو ہی کرتا ہی اور مولی کی مخالفت کرتا ہی اسی واسطی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا بدتر معبود کہ زمین کی اوپر پوجا گیا ہی

الله تعالی هو الهوی فعلی هذا یجب علی المکلف فی ... بدایة الاشیاء الاول ترك المعاصی فان المعصیة

خدا کی نزدیک ہوا ہوس ہی اسکی موافق مکلف پر ... دل معاصی کا ترک کرنا کیونکہ معصیۃ کا ترک کرنا

وان کان ترکها لا ... بعض الازمان الزم واوجب لقوله تعالی ان علی

اگرچہ ہمیشہ ... اور اوجب ہوتا ہی اس دلیل سی مہینون کی گنتی

اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ مِنْهَا اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ذٰلِكَ الدِّيْنُ

اللہ کی پاس بارہ مہینے ہین اللہ کی حکم مین جسدن پیدا کئی آسمان وزمین اونمین چار ہین ادب کی یہہ ہی سیدہا

الْقَيِّمُ فَلَا تَظْلِمُوْا فِيْهِنَّ اَنْفُسَكُمْ يعني ان عدة الشهور القمرية التي عليها يدور كثير من الاحكام الشرعية

دین سو اونمین ظلم نکرو اپنی اوپر یعنی گنتی قمری مہینون کی جس سی بہت سی احکام شرعی موافق حکم الٰہی کی متعلق ہورہی ہین

في حكمه تعالى اثنا عشر شهرا مثبتا في اللوح المحفوظ منذ خلق السموٰت والارض من تلك الشهور الاثني عشر

وہ تمام بارہ مہینی ہین لوح محفوظ مین ثابت جب سی اللہ تعالی نی آسمان وزمین کو پیدا کیا ہی اون بارہ مہینون مین سی

اربعة حرم وهي ذو القعدة وذو الحجة والمحرم ورجب وكون هذه الشهور الاربعة المعينة حرما هو الدين

چار معزز ہین یعنی ذیقعدہ خالی اور ذالحج بقرعید اور محرم ؟؟ اور رجب مریم روزہ اور یہہ چارون معین مہینی جو معزز اور حرم ٹہری ہین یہہ طریق

المستقيم دين ابراهيم واسمعيل عليهما السلام فلا تظلموا فيهن انفسكم بهتك حرمتها وارتكاب المعاصي

راست دین ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام کا ہی سو تم لوگ ان مہینون کی حرمت توڑکر اور انکی اندر عمل بد کرکر اپنی جان پر ظلم مت اتارو

فيها فان العمل الصالح كما انها اعظم اجرا فيهن كذلك المعصية فيهن اعظم وزرا من المعصية في غيرهن

کیونکہ نیک کار جیسی ان مہینون کی اندر ثواب مین زیادہ ہوتا ہی ایسی ہی گناہ ان مہینون کی اندر سزا مین بہ نسبت اور مہینون کی سخت ہوتا ہی

وكذا المعصية في شهر رمضان ويوم الجمعة ويوم عرفة ولياليها وليلة القدر وايام العيدين ولياليهما

اور ایسی ہی گناہ ماہ رمضان مین اور جمعہ کی دن اور عرفہ کی روز اور انکی راتون مین اور شب قدر مین اور دونو عیدکی دن اور انکی راتون مین

اكثر وزرا لانه تعالى فضل هذه الازمنة بما خصها من العبادات التي تفعل فيها وجعل ثواب العبادات ونزول

سزا مین زیادہ ہی اسواسطی کہ اللہ تعالی نی ان اوقات کو یہہ فضیلت بخشی ہی کہ ان وقتون مین خاص خاص عبادتین مقرر فرمائین جو انمین عمل مین آتی ہین اور ثواب عبادات کا

الرحمة ووصول المغفرة فيها اكثر من غيرها رحمة لهذه الامة فمن لم يعرف هذه النعمة التي كانت عليه فيها

اور رحمت کا نازل کرنا اور مغفرت کا دینا ان وقتون مین بہ نسبت اور وقت کی واسطی رحمت اس امت کی زیادہ مقرر فرمایا ہی پہر جو شخص اس نعمت کی قدر نسمجہی جو اسکو ان اوقات مین

بل هتك حرمتها بارتكاب انواع الذنوب فيها فقد استحق ان يكون عذابه اشد وعقابه اعظم فعلى

حاصل ہی بلکہ ان مہینون کی حرمت طرح طرح کی گناہ عمل کرکر خراب کری تو بیشک وہ شخص سخت تر عذاب کا مستحق ہی اور اوسکا عذاب زیادہ تر ہی سو

المؤمن ان يعرف ما انعم عليه ويعظم ما عظمه الله تعالى حتى يكون عند الله عظيما وتعظيم هذه الاوقات

مؤمن کو لازم ہی کہ جو اوسکو اللہ نی انعام دیا ہی اوسکو پہچانی اور جسکو اللہ نی عظمت دی ہی اوسکی تعظیم کری تاکہ اللہ کی نزدیک اوسکو بہی عظمت ملی اور ان اوقات کی تعظیم

انما يكون بزيادة الاعمال الصالحات فيها فمن عجز عنها فاقل حاله في التعظيم ان يحترز عما يحرم عليه ويكره له

یہی ہی کہ ان وقتون مین صالح اعمال زیادہ تر کیا کری جس سی یہہ ہو نسکی تو پہر کم سی کم تعظیم اسکی حق مین یہہ ہی کہ محرمات اور مکروہ [illegible] کیا کری سو تمام بدعات

[illegible] ات وكثير من الناس في [illegible] هذه الازمان فقد

[illegible] ان امور کی [illegible] کرلیا ہی

اخذ واصل هذا المعنى حيد [illegible] له فيها من المهي [illegible] ب وغيرها من انواع

اور منکرات اور جو جو یہہ [illegible]

سيات بعضهم بالمباشرة وبعضهم

چنانچہ ایام عیدین مین راتہ [illegible]

[illegible]

هو عدوه وعدو الله تعالى والثالث بعده من الجنة والرابع قربه من جهنم والخامس جفاء من
جو اسکا بھی اور خدا کا دشمن ہی تیسری جنت سی دوری چوتھی دوزخ سی نزدیکی پانچوین اپنی جان پر ظلم کرنا

هو احب اليه وهو نفسه والسادس تنجيس نفسه التي جعلها الله تعالى طاهرة والسابع ايذاء الحفظة
جسکو سب سی زیادہ محبوب رکھتا ہی چھٹی اپنی جان کا ناپاک کرنا جسکو اللہ تعالی نی پاک پیدا کیا ہی ساتوین کرام کاتبین کو ایذا دینی

الذين لا يؤذونه والثامن احزان النبي عليه السلام في قبره والتاسع اشهاد الارض والليل والنهار على نفسه
جو کہ اسکو نہین ستاتی آٹھوین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو قبر شریف کی اندر غمگین کرنا نوین زمین اور رات دن کو اپنی برائی پر گواہ کرنا

والعاشر خيانته لجميع الخلائق لان المطر يقل بالذنب فاذا كان حال من فعل سيئة واحدة هذا فماذا
دسوین تمام عالم کی بدخواہی اسواسطی کہ گناہون کی شامت سی مینہ برسنا بند ہوجاتا ہی جب ایک گناہ مین یہہ حال ہو تو پہر دیکھو

يكون حال من يفعل فنونا من السيئات لا سيما في هذه الايام المباركات مع ان الخطباء ينادون على
اوس شخص کا جو طرح طرح کی گناہ کرتا ہی کیا حال ہوگا خاص کر ان مبارک دنون مین باوجودیکہ وعاظ نصیحت کرنیوالی منبرون پر پکار پکار کر

المنابر ويقولون ليس العيد لمن لبس الجديد انما العيد لمن امن الوعيد ليس العيد لمن تبخر بالعود انما
کہی جاتی ہین کہ عید اوسکی لئی نہین ہی جو نئی کپڑی پہن لی عید اوسی کی ہی جو وعید سی پناہ مین رہی عید اوسکی لئی نہین ہی جو خوشبو مین بسی

العيد للتائب الذي لا يعود ليس العيد لمن تزين بزينة الدنيا انما العيد لمن تزود بزاد التقوى ليس العيد
عید اوسی کی ہی کہ توبہ کرکر پہر نہ پہنسی عید اوسکی نہین ہی جو دنیا کی زینت سی ارایش کری عید اوسی کی ہی جو توشہ تقوی سی آسایش کری عید اوسکی نہین ہی

لمن ركب المطايا انما العيد لمن ترك الخطايا ليس العيد لمن بسط البساط انما العيد لمن جاوز الصراط وقال
جو اونٹنیون پر سوار ہو عید اوسی کی ہی جو خطا سی بیزار ہو عید اوسکی نہین ہی جو فرش فروش بچھاوی عید اوسی کی ہی جو صراط پر سی سلامت گذر جاوی اور

النبي عليه السلام استماع الملاهي معصية والجلوس عليها فسق والتلذذ بها كفر وروى انه عليه السلام
نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرما چکی ہین کہ ملاہی کا سننا تو معصیت ہی اور اوسکی عادت کرنا فسق ہی اور اوس سی مزہ لینا کفر ہی اور روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی

ادخل اصبعيه في اذنيه عند سماعه وهم يسمعون امثال تلك الكلمات ولا يلتفتون اليها بل يدعون
ملاہی کی آواز سنکر کانون مین اونگلیان دیلین تہین اب یہہ لوگ ایسی ایسی کلمات کو سنتی ہین اور اوس روایت کی طرف توجہ نہین کرتی بلکہ لتپر اسلام کا دعوی

الاسلام ومحبة الله ورسوله ومع ذلك يخالفونهما في الاوامر والنواهي فيكون الحال مشكلا والحكام
کرتی ہین اور اللہ اور رسول کی محبت جتلاتی ہین اور تمام امر ونہی مین اللہ رسول کی مخالفت کئی جاتی ہین اب کیا مشکل کی بات ہی کہ حاکم وقت

يشاهدون امثال تلك المنهيات ولا يمنعون شيئا منها بل يساعدون فيها فمن كان باكيا فليبك على
ان تمام منہیات کو دیکہتی ہین اور اسمین سی ذرہ منع نہین کرتی بلکہ اوسمین اور مدد دیتی ہین ابجو کوئی روئی تو چاہئی کہ اسلام کی

الاسلام وغربته اذ قد عاد الاسلام غريبا كما بدأ غريبا نعم ان هذه الايام ايام فرح وسرور لكن ينبغي ان
غربت پر روئی کیونکہ اسلام اب ویساہی غریب ہوگیا جیسی غریب شروع ہوا تہا ہان یہہ دن فرح اور سرور کی ہین پر یون چاہئی

يكون اظهار الفرح والسرور فيها بما كان مباحا او مستحبا كالاغتسال والتطيب ولبس احسن الثياب
کہ خوشی اور سرور ایسی اسباب سامان سی ظاہر کری جو مباح یا مستحب ہووی جیسی نہانا اور خوشبو لگانی اور اچھی اچھی مباح کپڑی پہنی

المباحة التي تكون جديدة او غسيلة على ما سيجيء لا بما كان حراما كلبس الحرير والخوض في الباطل لان العيد
کہ وہ یا نئی ہون یا دہوئی ہوئی ہون چنانچہ آگی آتا ہی حرام سامان سی نہ کری جیسی حریر کا پہننا اور باطل باتون مین گہسنا کیونکہ عید کو

انما سمي عيدا لانه تعالى يعود فيه [illegible] المؤمنين بالمغفرة والاحسان فيجب عليهم ان يجتنبوا المعصية والطغيان
اسی لئی عید کہتی ہین کہ اللہ تعالی مومنون پر ... مغفرت اور احسان کرتا ہی پہر اون پر بہی واجب ہی کہ معصیت اور سرکشی سی کنارہ کرین

حتى يكونوا من اهل السعادة والرضوان لا من اهل الشقاوة والخذلان وقد حكى عن بعض العارفين انه
تاکہ سعادت مند اور لایق رضا مندی خدا کی ہوں بدبخت اور ٹوٹی والوں میں نہوں اور بعضی عارفوں سی حکایت کرتی ہیں کہ وہ

مر بيوم العيد بقوم يلعبون ويضحكون فقال ان كان قد تقبل من هؤلاء لزمهم ان يشكروا وليس هذا
عید کی دن ایک قوم پر پہنچی کہ کہیل رہی تہی اور ہنستی تہی فرمایا اگر ان لوگوں کی عید مقبول ہوئی ہی تو اونکو لازم ہی کہ شکر کریں اور یہہ شکرگذاروں کی

فعل الشاكرين وان كان لم تقبل منهم لزمهم ان يخافوا وليس هذا فعل الخائفين ثم ينبغي ان يعلم ان بعض
کام نہیں ہیں اور اگر مقبول نہیں ہوئی تو لازم ہی کہ خدا کا خوف کریں اور یہہ ڈرنیوالوں کی کام نہیں ہیں پہر سمجہنی کی بات ہی کہ بعضی لوگ

الناس قد زعموا ان ضرب الدف والغناء يوم العيد جائز لما روى عن عائشة ان ابابكر رض دخل عليها بيوم
کہتی ہیں کہ دف دائرہ بجانا اور گانا عید کی دن جایز ہی اسلئی کہ روایت ہی حضرت عائشہ رض سی کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ اونکی یہاں عید کی

العيد وعندها جاريتان تغنيان بالدف ورسول الله عليه السلام متغش بثوبه فزجرهما ابوبكر فكشف النبي ع م
دن آئی اسوقت اونکی پاس دو لڑکیاں گاتی تہیں اور دف بجاتی تہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کپڑا اوڑہی ہوئی تہی اون لڑکیوں کو ابوبکر نی منع کیا تو نبی صلی اللہ علیہ

وجهه فقال دعهما يا ابابكر فان لكل قوم عيدا فهذا عيدنا فان هذا الحديث وان كان يدل على ما زعموا
وسلم نی منہہ کہولکر فرمایا ابوبکر جانی دی کیونکہ ہر ہر قوم کی عید ہوتی ہی آج ہماری عید ہی اب یہہ حدیث اگرچہ اونکی قول پر جو جایز بتاتی ہیں دلالت کرتی ہی

لكن ليس كما زعموا اذ قد ذكر في نصاب الاحتساب ان هذا الحديث متروك غير معمول به لقوله تعالى ومن الناس
پر یوں نہیں ہی جو وہ کہتی ہیں کیونکہ نصاب الاحتساب میں مذکور ہی کہ یہہ حدیث متروک ہی اس حدیث پر عمل نہیں ہی واسطی اس آیت کی ایک لوگ ہیں

مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ فان المراد من لهو الحديث على ما ذكر في معالم التنزيل عن ابن مسعود وابن عباس
کہ خریدار ہیں کہیل کی باتوں کی کیونکہ مراد لہو الحدیث سی جو آیت میں ہی موافق بیان معالم التنزیل کی ابن مسعود اور ابن عباس

وعكرمة وسعيد بن جبير الغناء وما في معناه من المعازف والمزامير والمراد من اشتراه اختياره والمعنى ان بعضا
اور عکرمہ اور سعید بن جبیر سی غنا ہی اور جو اسکی مثل ہی گانا اور مزمار بجانا اور اشترا سی مراد ہی پسند کرنا یعنی بعضی ایسی لوگ ہیں

من الناس يختار الغناء وما في معناه من المعازف والمزامير لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّيَتَّخِذَهَا هُزُوًا
جو غنا کو پسند کرتی ہیں اور اوسکی مثل کو سرود اور مزمار تا بچلاویں اللہ کی راہ سی بن سمجہی اور ٹہراویں اوسکو ہنسی

اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ فدلت الاية على تحريم الغناء وما في معناه من الملاهي ويدل على هذا ايضا ان عائشة
وہ جو ہیں اونکو ذلت کی مار ہی یہہ آیت غنا کی حرمت پر دلالت کرتی ہی اور جو اوسکی مثل لہو کی چیزیں ہیں اور حرمت اس سی بہی معلوم ہوتی ہی کہ

بعد بلوغها لم ينقل عنها الا ذم الغناء والمعازف والثاني مما يجب على المكلف في هذا العيد صدقة الفطر
حضرت عائشہ رض سی بالغ ہوکر غنا اور معازف کی سوای برائی کی کچہہ منقول نہیں ہی اور دوسری جو اس عید میں انسان مکلف پر واجب ہی صدقۃ الفطر ہی

فانها تجب على كل مسلم حر غني والغنى الذي هو شرط لوجوبها ان يملك نصابا او ما يكون قيمته نصابا فاضلا
صدقۃ الفطر ہر ہر مسلم آزاد توانگر پر واجب ہی اور مقدور جو واسطی وجوب صدقہ فطر کی چاہیئی اتنی ہی ہی کہ نصاب کا مالک ہو یا ایسی شی کا مالک کہ اوسکی قیمت نصاب کی

عن حاجته الاصلية ولا يعتبر فيه وصف النماء فمن كانت له دار لا يسكنها فيواجرها او لا يواجرها تعتبر قيمتها
برابر ہو حاجت اصلی سی زیادہ ہو اور نامی ہونا یعنی بڑہنی والی چیز ہونا کچہہ ضرور نہیں یہہ زکوۃ میں معتبر ہی سو جسکی پاس ایک گہر ہو کہ جسمیں وہ نہیں رہتا پہر کرایہ دیتا ہو

في الغنى وكذا اذا سكنها وفضل عن سكناه شيء يعتبر قيمة الفاضل في الغنى لان ما كان من حاجته الاصلية
اوسکی قیمت معتبر ہوگی اور ایسی ہی اگر اوسمیں رہتا ہو اور رہنی سی کوئی طبقہ فاضل ہو تو اب اوس فاضل کی قیمت اس غنا میں معتبر ہوگی کیونکہ جتنا اوسکی حاجت میں ہی

لا بد ان يكون مشغولا بها لا بما سيحتاج اليه اذ ما من مال الا وقد يقع الحاجة اليه في وقت من الاوقات حتى
چاہیئی کہ اب اوسکی برتاو میں ہو وہ نہیں ہی جسکی آگی کو حاجت پیدا ہوگی اسواسطی کہ جو مال ہوتا ہی سو اوسکی حاجت کبہی نہ کبہی آہی لگتی ہی یہاں تک

نو

لو كان في دار بكراء فاشترى قطعة ارض بمائتي درهم وبنى فيها دارا ليسكنها فهو غني بها لانها فاضلة
که اگر کرایه کی گهر مین رہتا ہو اور ایک قطعه زمین کا دو سو درم کو مول لیکر رہنی کی لئی گهر بنایا تو اب اس گهر کی ملکیت سی غنی ہو ویگا اسلئی که یہه گهر اسوقت اوسکی حاجت

عن حاجته الحالية وانما يحتاج اليها في المستقبل ومن كان له دار فيها بيتان صيفي وشتوي
فاضل ہی اگر حاجت ہوگی تو زمانه آینده مین ہوگی اور جسکی مکان مین دو مقام ہون گرمی کا اور جاڑی کا

لا يكون بها غنيا ولو كانت فيها ثلثة بيوت يعتبر قيمة الثالث في الغنى وصاحب الثياب لا يكون
تو اس سی غنی نہین ہوتا اور اگر اوس مکان مین تین مقام ہون تو تیسری مقام کی قیمت غنا کی لئی اعتبار کی جائیگی اور کپڑون کا مالک

غنيا بثلث دستجات احدها للبذلة والثانية للمهنة والثالثة للجمع والاعياد وكذا بالفراشين
تین جوڑی کپڑی سی غنی نہین ہوتا ایک روزمره کی پہننی کا اور دوسرا کار کاج وقت کا تیسرا جمعه اور عید کی دنون کا اور ایسی ہی دو بچھونون سی غنی نہین

وما زاد على الدستجات الثلث من الثياب وعلى الفراشين يعتبر قيمته في الغنى والغازي بفرسين
اور جسقدر تین جوڑه اور دو بچھونون سی زیاده ہوگا تو غنی ہونی مین اوسکی قیمت حساب مین لیجاوی گی اور غازی کا مجاہد دو گهوڑون سی

لا يكون غنيا وان كان له ثلثة افراس يعتبر قيمة احدها في الغنى وما زاد على الواحد من الدواب
غنی نہین ہوتا اور اگر تین گهوڑی ہونگی تو ایک گهوڑی کی قیمت غنی ہونی مین حساب کیجاوی گی اور جسقدر ایک چوپایه سی زیاده ہوگا

لغير الغازي فرسا كان او حمار الدهقان او غيره او الخادم الواحد يعتبر قيمته في الغنى وكذا كتب
سوای غازی کی اور شخص کی پاس گهوڑا ہو یا گدہا رئیس گانو کی لئی یا اور کسیکی یا ایک خادم سی زیاده تو غنی ہونی کی لئی اوس زاید کی قیمت حساب مین لیجاویگی اور ایسی ہی

التفسير والحديث والفقه لاهله ما زاد على نسخة واحدة من رواية واحدة يعتبر قيمته في الغنى
تفسیر حدیث فقه کی کتابین علماء کی لئی جو ایک ایک نسخه سی زیاده ہونگی تو ایک روایت مین غنی ہونیکی لئی قیمت اوسکی حساب لیجاویگی

وكذا ما زاد على الواحد من المصاحف لمن يحسن القراءة يعتبر قيمته في الغنى والمزارع بثورين والة الحراثة
اور ایسی ہی جو ایک قرآن سی زیاده قاری کی پاس ہو تو غنا کی باب مین اوسکی قیمت معتبر ہی اور کسان دو بیلون سی اور کهیتی کی اوزار جیسی ہل پاتہی کا

لا يكون غنيا وان كان له ثلثة ثيران يعتبر قيمة احدها في الغنى والبقرة الواحدة يعتبر قيمته في الغنى
غنی نہین ہوتا اور اگر تین بیل ہونگی تو ایک کی قیمت غنا مین معتبر ہوگی اور ایک ہی بیل ہو تو غنا مین اوسکی قیمت لیجاویگی

وللخباز اذا كان له حنطة او ملح يعتبر قيمتها في الغنى وكذا القصار اذا كان له اشنان او صابون يعتبر
اور نان پز کی پاس اگر گیہون اور نمک ہو تو انکی قیمت واسطی غنا کی معتبر ہوگی اور ایسی ہی دہوبی اگر اوسکی پاس اشنان یا صابون ہوگا تو غنا کی لئی

قيمته في الغنى ومن كان له قوت سنة يساوي نصابا ففيه كلام والظاهر انه لا يعد من الغنى ذكره قاضيخان
قیمت انکی لیجاوی گی اور جسکی پاس ایک سال کا کہانا جسکی قیمت نصاب کی برابر ہو تو اسمین اختلاف ہی اور ظاہر یہه ہی که وه غنی نہین شمار کیا جاتا یہه قول قاضیخان نی

في فتاواه والمرأة اذا كانت لها جواهر ولآلي تلبسها في الاعياد وتتزين بها للزوج يعتبر قيمتها في الغنى وكذا
اپنی فتاوی مین ذکر کیا ہی اور جس عورت کی پاس جواہر اور موتی ہون که عید کی روز پہنتی ہو اور خاوند کی لبہانی کو سنگار کرتی ہو تو غنا کی بابت اسکی قیمت معتبر ہوگی اور

ان كانت لها دار تسكن فيها مع زوجها يعتبر قيمتها في الغنى ان قدر الزوج على الاسكان ويتعلق بهذا النصاب
ایسی ہی اگر عورت کی ملک مین گهر ہو جسمین خاوند کی ساتهه رہتی ہی تو اس گهر کی قیمت غنا مین معتبر ہوگی پر اس شرط پر که اوسکا خاوند گهر دینی کا مقدور رکہتا ہو اور اسی نصاب سی

حرمة اخذ الزكوة ووجوب صدقة الفطر والاضحية لان الغنى على ثلث مراتب غني يحرم عليه السوال
زکوة لینی حرام ہوتی ہی اور صدقه فطر اور قربانی واجب ہوجاتی ہین کیونکه غنی تین قسم پر ہوتی ہین ایک ایسا غنی ہوتا ہی جسکو سوال کرنا

واخذ الصدقة ويجب عليه صدقة الفطر والاضحية والزكوة وهو من يملك نصابا كاملا ناميا وغني
اور صدقه لینا حرام ہوتا ہی اور اوسپر صدقه فطر اور قربانی اور زکوة واجب ہوتی ہی ایسا غنی وه ہی جسکی ملک مین پورا نصاب کامل نامی بڑہتا ہو اور

يحرم عليه السوال واخذ الصدقة ويجب عليه صدقة الفطر والاضحية دون الزكوة وهو من
ایسا ہوتا ہی جسکو سوال کرنا اور صدقہ لینا حرام ہوتا ہی اور صدقہ فطر اور قربانی واجب ہوتی ہی اور زکوٰۃ واجب نہین ہوتی وہ ایسا شخص ہی
يملك ما قيمته نصاب من غير ان يكون فيه نماء وغني يحرم عليه السوال لا اخذ الصدقة ولا يجب
جسکی پاس ایسی چیز ہو جسکی قیمت نصاب کی برابر ہو پر وہ چیز نامی نہو اور ایک ایسا غنی ہوتا ہی جسکو سوال کرنا حرام اور صدقہ لینا جایز اور
عليه شئ مما ذكر من صدقة الفطر والاضحية والزكوة وهو من يملك قوت يومه وما يستر عورته ثم
اوسپر جو جو اوپر مذکور ہوا کچھ واجب نہین ہوتا نہ تو صدقہ فطر اور نہ قربانی اور نہ زکوٰۃ وہ ایسا شخص ہوتا ہی جسکی پاس ایک دنکا کہانا ہو اور بدن ڈہکنی کو کپڑا ہو
الواجب عندنا نصف صاع من بر او صاع من تمر او شعير والصاع ما يسع فيه الف واربعون درهما
پہر ہماری نزدیک گیہون کا آدہا صاع واجب ہوتا ہی اور پورا صاع چہوارہی اور جو کا اور صاع وہ ہوتا ہی جسمین ایک ہزار چالیس درہم آجاوین
وهو صاع عمر رضه وكان قد فقد واخرجه الحجاج ولذلك سمي حجاجيا والظاهر انه كان صاع رسول الله صلى الله عليه وسلم
یہہ صاع حضرت عمر والا ہی پہر یہہ گم ہوگیا تہا اور حجاج نی نکالا اسیلئی صاع حجاجی کہلاتا ہی اور ظاہر یون ہی کہ یہہ صاع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تہا
اذ كان عمر لا يخالفه في شئ هذا اذا اعطى صدقة الفطر بالصاع ولو اعطاها بالوزن يجوز ايضا
اسلئی کہ حضرت عمر کسی باب مین اصلا مخالفت نہین کرتی تہی یہہ صاع جب چاہی کہ صدقہ فطر صاع سی ناپ کر ادا کری اور اگر صدقہ فطر تول کر دی تو بہی جایز ہی
لان تقدير الصاع لما كان بالوزن جاز الاعطاء بالوزن والزبيب عند ابي حنيفة كالبر وعندهما كالشعير
اسلئی کہ اندازہ کرنا صاع کا جب وزن سی جایز ہوا تو ادا کرنا بہی وزن سی جایز ہی اور موئز امام ابو حنیفہ کی نزدیک گیہون مین داخل ہین یعنی آدہا صاع دینا چاہی اور
وذكر في الجامع الصغير ان دقيق البر وسويقه كالبر الا ان العلماء قالوا الاولى ان يراعي فيهما القدر والقيمة
اور جامع صغیر مین مذکور ہی کہ گیہون کا آٹا اور گیہون کا ستو گیہون کی مثال ہی یعنی آدہا صاع دینا چاہی پر علما یون کہتی ہین کہ بہتر یہہ ہی کہ آٹی اور ستو مین احتیاط
احتياطا لضعف الاثار الواردة فيهما والمعتبر في الخبز القيمة ولا يراعي فيه القدر اذ لم يرد فيه اثر والاصل
دونو کا لحاظ کرنا چاہی کیونکہ جو آثار انکی باب مین آئی ہین سب ضعیف ہین اور روٹی مین قیمت ہی کا اعتبار ہی اسمین اندازہ کی رعایت نہین ہی اسواسطی کہ اسمین کوئی اثر نہین آیا ہی اور اصل
في هذا الباب ان ما هو منصوص عليه لا يعتبر فيه القيمة وانما يعتبر فيه القدر حتى لو ادى مكان نصف
صدقہ فطر مین وہ ہی جو منصوص علیہ ہی یعنی جسکا صاف ذکر ہی اوسمین قیمت کا اصلا اعتبار نہین ہی اوسمین صرف اندازہ ہی کا اعتبار ہی یہان تک کہ اگر کسی نی گیہون کی آدہی
صاع من بر نصف صاع من تمر لا يجوز وان كان قيمة التمر اكثر من قيمة البر واما ما ليس بمنصوص عليه فانما
صاع کی جگہ آدہا صاع چہوارہ کا ادا کر دیا تو جایز نہین ہی اگرچہ چہوارون کی قیمت گیہون سی بہت زیادہ ہی اور جو اناج صاف مذکور نہین ہین تو وہ
يلحق بالمنصوص عليه باعتبار القيمة لا بالقدر وعن ابي يوسف ان الدقيق اولى من البر لكونه اقرب الى
اوسمین جنکا ذکر آیا ہی قیمت کر کر ملا دیتی ہین اندازہ کی روسی نہین ملاتی اور ابو یوسف سی روایت ہی کہ آٹا گیہون سی بہتر ہی کیونکہ کہانی مین جلد آسکتا ہی
المقصود والدراهم اولى من الكل لكونها ادفع للحاجة وعلى المكلف الغني ان يودي ما ذكر من القدر او القيمة
اور نقد سب سی بہتر ہی کیونکہ نقد سی بہت خوب حاجتین پوری ہوتی ہین اور مکلف غنی پر لازم ہی کہ فطرہ باعتبار اندازہ یا قیمت کی
عن نفسه وعن ولده الصغير ذكرا كان او انثى ان لم يكن للصغير مال حتى لو كان للصغير مال يؤدي
اپنی طرف سی اور اپنی اولاد نابالغ کی طرف سی لڑکا ہو یا لڑکی جس صورت مین نابالغ کی ملک مین مال نہو ادا کری یہانتک کہ اگر صغیر نابالغ کی پاس مال ہو تو اوسکا
عنه ابوه او وصيه من ماله ولا يجب عليه صدقة ولده الكبير وان كان في عياله ولا صدقة زوجته
باپ یا وصی اوسکی مال مین سی ادا کر دی اور اولاد بالغ کی طرف سی صدقہ فطر باپ پر واجب نہین ہوتا اگرچہ اوسکی عیال مین داخل ہی اور نہ صدقہ جورو کا واجب ہی
ولو ادى عنهما بغير امرهما يجوز استحسانا لانه ماذون فيه عادة ويعطي عن مملوكه للخدمة ولو مدبرا
اور اگر اونکی طرف سی اونکی بی کہی ادا کر دی تو استحسانا جایز ہی کیونکہ عادت کی موافق اسمین اجازت ہوتی ہی اور اپنی غلام کی طرف سی بہی ادا کری جو خدمت کی واسطی ہی

او ام ولد او كافرا ولا يعطي عن عبده للتجارة وعن مملوكه الابق فان عاد مملوكه عن الاباق بعد ما مضى

یا ام ولد ہو یا کافر ہو اور سوداگری کی غلام کی طرف سی دینا لازم نہیں ہی اور نہ بہاگی ہوئی غلام کی طرف سی پہر اگر غلام بہاگا ہوا ایسی وقت حاضر ہوکہ روز فطر کا گذر گیا

يوم الفطر حتى ان من مات من مماليكه واولاده قبله لا يجب صدقته وكذا لو ولد له ولد او ملك عبدا

یہان تک کہ اگر کوئی غلاموں میں سی یا اولاد میں سی صبح صادق سی پہلی مرجاوی تو اوسکا صدقہ واجب نہیں رہتا اور ایسی ہی اگر بعد صبح صادق کی بچہ پیدا ہوا

بعده لا يجب عليه صدقته ولو ولد له او ملك عبدا قبله كان عليه صدقته وكذا لو صار غنيا قبله

یا کسی غلام کا مالک ہوگیا تو صدقہ واجب نہیں ہوتا اور اگر صبح صادق سی پہلی بچہ پیدا ہوا یا غلام کا مالک ہوا تو اوسکا صدقہ واجب ہوگا اور ایسی ہی اگر پہلی غنی ہوگیا

وبعده لا والمستحب اداءها قبل صلوة العيد ولا تسقط بتاخيرها وان افتقر وطال المدة لانها

تو واجب ہی اور بعد ہوا تو نہیں اور صدقہ عید کی نماز سی پہلی ادا کرنا مستحب ہی اور دیر کرنی سی ساقط نہیں ہوتا اگرچہ فقیر ہوجاوی اور اسپر مدت دراز گذر جاوی

متعلقة بالذمة دون المال ويجوز تقديمها عن وقت وجوبها بلا تفصيل فيه بين مدة ومدة في الصحيح

کیونکہ صدقہ فطر ذمہ پر لازم ہوتا ہی کچھ مال پر نہیں ہی اور صدقہ فطر وقت وجوب سی پہلی دیدینا صحیح مذہب میں جایز ہی کچھ مدت کم زیادہ کا فرق نہیں ہی

ويجب دفع فطرة كل شخص الى فقير واحد حتى لو فرقت الى فقيرين لا يجوز لان المنصوص عليه الاغناء

اور ایک شخص کا فطرہ ایک ہی فقیر کو دینا واجب ہی یعنی گیہون کی آدہی صاع سی کم نہ دی اگر دو فقیروں کو پاو پاو صاع تقسیم کردیگا تو جایز نہیں ہی اسواسطی کہ حدیث کا مضمون

لقوله عليه السلام اغنوهم عن المسئلة في مثل هذا اليوم ولا يستغني بما دون ذلك وقيل يجوز دفعها

غنی کر دینا ہی اس حدیث میں کہ ان فقیروں کو سوال کرنی سی آج کی دن غنی کردو اور اس سی کمتر میں غنی نہیں ہوتا اور بعضی کہتی ہیں ایک فطرہ

الى فقيرين لكن الاول اولى ويجوز دفع ما وجب على جماعة الى فقير لكن الاولى ان يكون الدفع بدفعات

دو فقیروں کو بہی دینا جایز ہی پر اول مذہب بہتر ہی اور کئی شخصوں کا فطرہ ایک فقیر کو دینا جایز ہی پر اولی یہہ ہی کہ کئی بار ایک ایک فطرہ علیحدہ کر کی دی

لا دفعة واحدة لان نصف الصاع من ادنى المقادير يمنع النقصان لا الزيادة فاذا وقع التفريق في

ایک دفعہ ہی نہ دیوی اسواسطی کہ آدہ صاع کم سی کم مقدار ہی سو کمتی سی روکتا ہی زیادت سی نہیں منع کرتا سو جب دینی میں علیحدہ علیحدہ کردیا

الدفع يكون الفقير في الدفعة الثانية في حكم مسكين اخر ولا يجوز دفعها الى اصوله وفروعه ومماليكه

تو گویا وہ ہی فقیر دوسری دفعہ میں نیا اور مسکین ہی اور صدقہ فطر کا دینا اپنی اصل یعنی ماباپ وغیرہ کو اور اپنی فروع کو یعنی بیٹا بیٹی کو اور اپنی غلاموں وغیرہ کو

وغيرهم ممن لا يجوز دفع الزكوة اليهم ويجوز صرفها الى فقراء اهل الذمة لكن يكره بخلاف الزكوة حيث لا يجوز

دینا جایز نہیں ہی جن جن کو زکوة کا دینا جایز نہیں ہی اور صدقہ فطر ذمی فقیروں کو دینا جایز ہی پر مکروہ برخلاف زکوة کی کیونکہ زکوة کا دینا

دفع الزكوة اليهم الثالث مما يجب على المكلف في هذا العيد الصلوة وقبل الصلوة يستحب للرجل السواك

ذمیون کو ہرگز جایز نہیں ہی تیسرا اس عید میں جو مکلف پر واجب ہی نماز ہی اور نماز سی پہلی مرد کو مستحب ہی مسواک کرنی

والاغتسال والتطيب ولبس احسن الثياب المباحة بان يكون جديدا وغسيلا لا حريرا فانه حرام

اور نہانا اور خوشبو لگانی اور اچھی کپڑی پہنی جو مباح ہوں یعنی نئی ہوں یا دہوئی ہوئی ہوں حریر نہو کیونکہ حریر

على الرجال حتى الصبيان لكن لا اثم على من البسهم والافطار بالحلو واداء صدقة الفطر وصلوة الغداة

مردوں پر بچوں تک حرام ہی پر گناہ اونپر ہی جو اونکو پہنادیں فقط اور میٹھا کہانا اور صدقہ فطر ادا کرنا اور فجر کی

في مسجد حية والتبكير وهو سرعة الانتباه والابتكار وهو المسارعة الى المصلى والتوجه اليه ماشيا

محلہ کی مسجد میں اور تبکیر یعنی جلد تیار ہونا اور ابتکار کی معنی یہان عیدگاہ کی طرف جلد روانہ ہونا اور پیادہ پا جانا

والرجوع من طريق اخر ثم الخروج الى الجبانة سنة وان وسعهم الجامع لكن يستخلف الامام من

اور دوسری رستہ سی آنا پہر جنگل میں جانا مسنون ہی اگرچہ مسجد جامع میں تمام نمازی آسکتی ہوں لیکن امام کسیکو اپنا خلیفہ کردی

كان عليه صدقتها مضى وقت وجوبها طلوع الفجر من يوم الفطر

يصلي في المصر بالضعفاء والمرضى بناء على ان صلوة العيد في الموضعين جائزة بالاتفاق بخلاف
جو شہر کی اندر ناتوانوں اور بیماروں کو نماز پڑہادی کیونکہ عید کی نماز ایک شہر میں دو جگہ بالاتفاق جائز ہی بخلاف
الجمعة فانها جامعة للجماعات والتفرق ينافيه ويستحب التكبير في طريق المصلى لكن عند ابي حنيفة لا يجهر به
جمعہ کی جو دو جگہ جائز نہیں ہی کیونکہ جمعہ جماعتوں کو جمع کردیتا ہی اور تفرقہ اسکی خلاف ہی اور عیدگاہ کی رستہ میں تکبیر پڑہتی ہوئی جانا مستحب ہی یعنی اللہ اکبر اللہ اکبر
في هذا العيد وعندهما يجهر به وهو رواية عنه ايضا وعن ابي جعفر انه قال لا ينبغي ان يمنع
عید الفطر میں آہستہ آہستہ پڑہی اور صاحبین کی نزدیک پکار کر یہہ بہی امام ابو حنیفہ سی روایت ہی اور ابو جعفر سی روایت ہی کہ عام کو تکبیر سی منع کرنا
العامة عن ذلك لقلة رغبتهم في الخيرات فعلى هذا كان الاولى بهم ان يكبروا لكن لا على هيئة
اچہا نہیں ہی کیونکہ خیرات کی طرف پہلی ہی اونکو توجہ کمتر ہی اس روایت کی موافق یہہ ہی بہتر ہی کہ تکبیر پڑہا کریں پر سبکو ملکر
الاجماع والاتفاق في الصوت ومراعات الانغام فان ذلك كله حرام بل يكبر كل واحد بنفسه واذا
اور ایک آواز بناکر راگنی کی تال سم پر نہیں چاہی کیونکہ یہہ تمام طریقی حرام ہیں بلکہ ہر ایک جدا جدا تکبیر پڑہی اور جب
بلغ المصلى قطع التكبير وروى عن ابي موسى الرضا انه يكبر في كل عشر خطوات مرة حتى بلغ الجبانة
عیدگاہ میں جا پہنچی تو تکبیر موقوف کری اور ابو موسی رضا سی روایت ہی کہ دس دس قدم کی فاصلہ پر ایک بار تکبیر پڑہتی ہوئی عیدگاہ تک پہنچ جاتی تہی
ولو توجه الرستاقي الى المصلى ليلا من فرسخ ونحوه يبدأ بالتكبير اذا طلع الفجر ثم اذا دخل وقت الصلوة
اور اگر کوئی گرد نواح کا رہنی والا رات کو عیدگاہ میں کوس بہر یا کم زیادہ فاصلہ سی آجاوی تو صبح صادق ہوتی ہی تکبیر پڑہنی شروع کری پہر جب نماز کا وقت
وخرج وقت الكراهة بارتفاع الشمس يصلي الامام بالناس ركعتين بلا اذان ولا اقامة يكبر اولا للافتتاح
آجاوی اور وقت مکروہ آفتاب بلند ہونی سی گذر جاوی تو امام لوگوں کی ساتہہ دو رکعت بدون اذان اور تکبیر کی پڑہی پہلی تکبیر تحریمہ کہی
ثم يضع يديه تحت سرته ثم يثني ثم يكبر ثلث تكبيرات يفصل بين كل تكبيرة بقدر ثلث تسبيحات
پہر دونو ہاتہہ ناف کی نیچی باندہ لی پہر سبحانک اللہم پڑہی پہر تین دفعہ تکبیر کہی ہر ہر تکبیر کی بیچ میں بقدر تین تین تسبیح کی فرق رکہی
لانها تقام بجمع عظيم وبالموالاة يشتبه على من كان بعيدا ويرفع يديه عند كل واحدة من ثلث
اسواسطی کہ بڑی انبوہ میں اتفاق ہوتا ہی پی در پی یا فاصلہ کہنی میں دور کی آدمیوں کو شاید سنائی ندی اور اپنی دونو ہاتہہ ہر ہر تکبیر کی ساتہہ
التكبيرات الثلث ويرسلهما في اثنائهن ثم يضعهما تحت سرته بعد الثالثة ويتعوذ ويسمي ثم يقرأ
تینوں دفعہ کان تک اوٹہادی اور بیچ میں دونو ہاتہہ چہوڑ رکہی پہر بعد تین بار کی ناف کی تلی دستور کی موافق باندہ لی اور اعوذ باللہ آخر تک پڑہی اور بسم اللہ پڑہ کر
الفاتحة وسورة ثم يكبر ويركع فاذا قام الى الركعة الثانية يبدأ بالقراءة ثم يكبر بعدها ثلثا يفصل
سورہ فاتحہ اور ایک اور کوئی سورۃ پڑہی پہر اللہ اکبر کہہ کر رکوع کرے پہر جب دوسری رکعت کی واسطی کہڑا ہو تو قراءت قرآن کی شروع کری پہر بعد قراءت کی تین بار تکبیر کہی
بينهن بقدر ما ذكرنا ويرفع يديه ويرسلهما عند كل تكبيرة وليس هنا وضع ثم يكبر ويركع فيكون
اونکی بیچ میں بہی اسیقدر فاصلہ رکہی جو اب ذکر کیا گیا اور دونو ہاتہہ اوٹہادی اور ہر تکبیر پر چہوڑ رکہی اسوقت میں ہاتہہ کا باندہنا ثابت نہیں پہر تکبیر کہکر رکوع کری
الركعتين تسعا ثلث منها اصليات تكبيرة الافتتاح وتكبيرتان للركوع وستة منها زوائد ثلث في الركعة
اب تکبیریں دونو رکعت کی نو ہو گئیں تین ان میں سی اصلی ہیں یعنی تکبیر تحریمہ اور دو تکبیریں دونو رکوع کی اور چہہ تکبیریں زاید ہیں تین پہلی رکعت میں
الاولى قبل القراءة وثلث في الثانية بعد القراءة ولو نسي التكبير في الركعة الاولى حتى قرأ بعض
قراءت سی پہلی اور تین دوسری میں قراءت کی پیچہی اور اگر پہلی رکعت میں تکبیر کہنی بہول گیا اتنا کہ تہوڑی سی
الفاتحة او كلها ثم تذكر يكبر ويعيد الفاتحة وان تذكر بعد قراءة الفاتحة والسورة يكبر ولا يعيد القراءة
یا ساری سورہ فاتحہ پڑہ لی پہر تب یاد آئی تو اب تکبیر کہہ کر فاتحہ کو دوبارہ پڑہی اور فاتحہ اور دوسری سورۃ پڑہ کر یاد آئی تو صرف تکبیر ہی کہی قراءت کو دوبارہ

لانها

لانها تمت وبعد التمام لا يقبل النقض بالاعادة بخلاف الاول والثاني فانها لم تتم فيهما فصار كانه لم يشرع

اسواسطی کہ قرارت پوری ہوگئی اور پوری ہونی کی بعد ہٹانی سی نقض نہیں ہوسکتا برخلاف پہلی صورت اور دوسری صورت کی کیونکہ قرارت دونو صورتون مین پوری نہین

فيها فيعيدها رعاية للترتيب ثم يخطب بعد الصلوة خطبتين يبدأ فيهما بالتكبير ويفصل بينهما

شروع نہین کی سو قرارت کو ترتیب کی واسطی ہٹادی پہر امام نماز کی بعد دو خطبہ پڑہی دونو خطبہ تکبیر سی شروع کری اور دونو خطبون مین اتنی دیر

بجلسة خفيفة مقدارها ان يستقر كل عضو منه في موضعه ويسن فيهما ما يسن في خطبة الجمعة

جلسہ خفیف کری کہ جوڑ توڑ بدن کی اپنی اپنی جگہ درست ہوجاوین اور اس خطبہ مین وہ ہی امر مسنون ہی جو جمعہ کی خطبہ مین مسنون ہی

ويكره فيها ما يكره فيها وفي هذه العيد يعلم فيها احكام صدقة الفطر ومن لم يدرك صلوة العيد مع الامام

اور وہ ہی امر مکروہ ہی جو جمعہ کی خطبہ مین مکروہ ہی اور اس عید یعنی عید الفطر مین خطبہ کی اندر فطرہ کی احکام لوگون کو سناوی اور جسکو عید کی نماز امام کی ساتھ

لا يقضيها ومن ادرك الامام في الركوع كبر للافتتاح قائما لان تكبيرة الافتتاح شرع في القيام المحض ثم

نہ آوی تو اوسپر قضا نہیں ہی اور جسنی امام کو رکوع مین پایا تو اول حالت قیام مین تکبیر تحریمہ کہی اسواسطی کہ تکبیر تحریمہ صرف حالت قیام ہی مین جایز ہوئی ہی

للعيد ان ظن انه يدرك الامام في الركوع لان المحل الاصلي لتكبيرات العيد القيام المحض وان خاف فوت

پہر عید کی تکبیرین کہی اگر یہہ معلوم ہو کہ تکبیرین عید کی کہہ کر بہی رکوع مین امام کی ساتھ شامل ہوجاویگا اسلئی کہ اصلی جگہ عید کی تکبیرون کی صرف قیام ہی ہی اور اگر خوف

الركوع مع الامام يكبر للركوع ويركع ثم يكبر تكبيرات العيد في الركوع لانها واجبة والاشتغال بها اولى

رکوع کا امام کی ساتھ رکوع ہاتھ نہیں آویگا تو بعد تکبیر تحریمہ کی تکبیر رکوع کی کہہ کر رکوع مین چلا جاوی پہر رکوع مین جاکر تکبیرین عید کی ادا کری اسلئی کہ عید کی

ويترك تسبيحات الركوع لكونها سنة ولا يرفع يديه في الركوع لان الرفع سنة ووضع الكف على الركبة سنة

اور تسبیحات رکوع کی ترک کردی اسواسطی کہ سنت ہین اور رکوع مین رفع یدین بہی موقوف رکہی اسواسطی کہ رفع یدین سنت ہی اور ہاتہون کا گہٹنون پر رکہنا بہی سنت

ايضا ولا وجه لاشتغال سنة فيه ترك سنة اخرى واذا رفع الامام راسه فيسقط عنه ما بقي من التكبيرات

ہی اسکی کوئی وجہ نہین کہ ایک سنت کو اپنی موقع سی چہوڑ کر دوسری سنت ادا کری اور جب امام کہڑا ہوجاوی تو پہر اوسکی ذمہ سی جو تکبیر عید کی رہ گئی ہو ساقط ہوجاتی

فلا يتمها في الركوع ولا في القومة بل يسارع في متابعة الامام لانها فرض فلا يترك للواجب ولو ادرك الامام

اب اوس تکبیر کو نہ تو رکوع مین پوری کری اور نہ قومہ مین بلکہ امام کی متابعت کی لئی جلد رکوع سی کہڑا ہوجاوی کیونکہ متابعت فرض ہی واجب کی واسطی ترک نہین ہوسکتی اور اگر

في القومة لا يكبر فيها لانه يقضي تلك الركعة مع التكبيرات ومن فاتته ركعة اذا قام الى قضاء ما سبق يبدأ

امام کو قومہ مین پایا تو قومہ مین تکبیر عید کی نہ کہی کیونکہ اس رکعت کو مع تکبیرات قضا کریگا اور جسکی ایک رکعت فوت ہوجاوی تو جب فائتہ کو قضا کرنی کو کہڑا ہو تو اول قرات

بالقراءة ثم يكبر بعدها تكبيرات العيد ويركع ولو ادرك الامام في التشهد او بعد السلام في سجدة السهو فانه يقوم

شروع کری پہر بعد قرارت کی تکبیرین عید کی ادا کری پہر رکوع مین جاوی اور اگر امام کو التحیات مین پایا یا سلام کی بعد سہو کی سجدہ مین پایا تو اب یہہ کہڑا ہو کر

ويصلي باتيان التكبير في محلها ويستحب تاخير الصلوة في هذا العيد وتعجيلها في عيد الاضحى وفي

نماز پڑہی اور تکبیرین عید کی اپنی ٹہکانی سر کہی اور اس عید کی نماز مین کچہہ تاخیر کرنی مستحب ہی اور عید الاضحی مین شتابی کرنی مستحب ہی اور

القنية تقدم صلوة العيد على صلوة الجنازة اذا اجتمعا وصلوة الجنازة على الخطبة وفي البزازية اذا اجتمع

قنیہ مین ہی کہ جنازہ اور عید کی نماز اگر جمع ہوجاوین تو عید کی نماز پہلی پڑہین پہر جنازہ کی پڑہین پہر خطبہ عید کا پڑہین اور بزازیہ مین ہی اگر عید

العيد والكسوف يقدم العيد لانه واجب كما يقدم على الجنازة لكون وجوبه عينا ووجوب الجنازة كفاية

اور نماز کسوف جمع ہوجاوین تو عید کی نماز پہلی پڑہین کیونکہ عید کی نماز واجب ہی چنانچہ جنازہ کی نماز پر مقدم ہی اسواسطی کہ عید کی نماز واجب عینی ہی اور جنازہ کی نماز

ويكره التنفل في المصلى قبل صلوة العيد وبعدها للامام وغيره وان غم هلال الفطر وشهد الشهود بعد الزوال

واجب کفایہ ہی اور عیدگاہ مین جاکر عید کی نماز سی پہلی نفلین پڑہنی مکروہ ہین اور بعد نماز عید کی امام وغیرہ خواص کو مکروہ ہین اور اگر انتیسوین کو چاند چہپ جاوی اور گواہ آکر

عند الامام برؤية الهلال فانه يصلي بالناس صلوة العيد من الغد لان هذا تاخير بعذر وقد روی
امام کی پاس چاند کی گواہی دین تو اب امام عید کی نماز لوگون کو اگلی دن یعنی دوسری تاریخ پڑہاوی کیونکہ لاچاری مین تاخیر ہوئی اور روایت ہی
ان قوما شهدوا عند رسول الله صلی الله علیه وسلم بعد الزوال برؤية الهلال فامر النبي عليه السلام
کہ ایک قوم نی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین آکر دوپہر ڈہلی چاند کی گواہی دی تہی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی حکم فرمایا تہا
بالخروج الى المصلى من الغد واما التاخير بغير عذر فلا يجوز وان حدث عذر يمنع من الصلوة بعد
کہ کل یعنی دوسری تاریخ عیدگاہ مین چلین اور بی عذر تاخیر کرنی جایز نہین ہی اور اگر ایسا عذر پیش آوی کہ جسمین اگلی دن بہی نماز نہو سکی
الغد لا يصلي بعده لان الاصل فيها ان لا يصلي في اليوم الثاني ايضا لكون يوم الفطر واحدا لكن قد ورد
تو پہر نماز نہین ہی کیونکہ اصل اسمین یہہ ہی ہی کہ اگلی روز بہی نماز نہ پڑہین کیونکہ یوم فطر ایک ہی ہی لیکن حدیث شریف مین
الحديث بالتاخير الى اليوم الثاني عند العذر فبقي ما وراءه على قضية القياس ثم ينبغي ان يعلم
اگلی دن تک کی تاخیر عذر کی حالت مین آگئی ہی سو اوسکی بعد قیاس کی مطابق ممنوع ہی پہر سمجہنی کی بات ہی
ان رؤية الهلال وان كان سببا لوجوب الصوم والفطر لقوله عليه السلام صوموا لرؤيته وافطروا
کہ چاند کی دیکہنی سی اگرچہ روزہ رکہنا ہی اور روزہ افطار کرنا ہی واجب ہوجاتا ہی کیونکہ نبی علیہ السلام نی فرمایا ہی روزہ رکہو چاند دیکہ کر اور افطار
لرؤيته لكن العمل به لا يلزم الا بعد قضاء القاضي ولهذا يلزم المراجعة اليه ثم انه اذا كان في السماء
کرو چاند دیکہ کر پر عمل اس حدیث کی موافق بدون حکم قاضی کی نہین ہوتا اسہیواسطی قاضی کی پاس مراجعت کرنی چاہی پہر اگر آسمان مین کچہہ
علة سواء كان غيما او دخانا او بخارا او غبارا او نحو ذلك لا يقبل في هلال الفطر الا شهادة رجلين
رکاوٹ ہو برابر ہی کہ ابر ہو یا دہوان ہو یا بخار ہو یا گرد غبار ہو یا مانند اسکی تو ہلال فطر مین گواہی مقبول نہین ہوگی بدون دو مردون
او رجل وامراتين وكما يشترط فيه العدد يشترط الحرية والعدالة ولفظ الشهادة لتعلق حق العباد به لانهم
یا ایک مرد اور دو عورتون کی اور جیسی یہہ عدد شرط ہی ایسی ہی یہہ شرط ہی کہ گواہ ازاد عادل ہون اور لفظ شہادت کا ہو کیونکہ اس سی حق العباد متعلق ہین
ينتفعون به فيثبت بما يثبت به سائر حقوقهم بخلاف هلال رمضان فانه المتعلق به حق الشرع وهو
اسلئی کہ اونکا اسمین نفع ہی سو عید کا چاند اسی طور پر ثابت ہوگا جسطور اونکی تمام حقوق ثابت ہوتی ہین برخلاف چاند رمضان کی کیونکہ اس چاند سی صرف حق شرع کا متعلق ہی
الصوم فيكتفى فيه بخبر الواحد العدل حرا كان او عبدا ذكرا كان او انثى واما اذا لم يكن في السماء علة فلا يقبل
یعنی روزہ سو اسمین ایک شخص عادل کی خبر بہی کافی ہی ازاد ہو یا غلام مرد ہو یا عورت ہان اگر آسمان صاف ہو کچہہ روک نہو تو اب
شهادة الواحد في هلال رمضان ولا شهادة الاثنين في هلال الفطر وانما تقبل شهادة جمع كثير يقع العلم بخبرهم
گواہی ایک شخص کی رمضان کی چاند مین اور گواہی دو شخصون کی عید الفطر کی چاند مین مقبول نہین ہوگی اب گواہی بہت انبوہ کی مقبول ہوگی جنکی خبر سی یقین آجاوی
واختلفوا في مقدار ذلك فقيل لا بد من اهل محلة وقيل لا بد من خمسين رجلا وعن محمد لا بد ان يتواتر
اور اس انبوہ کی مقدار مین اختلاف ہی بعضی کہتی ہین ایک محلہ والی چاہییں اور بعضی کہتی ہین پچاس مرد چاہییں اور امام محمد سی روایت ہی کہ ہر طرف سی
الخبر من كل جانب والصحيح انه مفوض الى راى الحاكم لان المراد بالعلم الحاصل بخبرهم العلم الشرعي الموجب
خبر کا پی در پی آنا چاہی اور صحیح مذہب یہہ ہی کہ حاکم کی رای پر حوالہ ہی اسواسطی کہ جو علم اونکی خبر سی حاصل ہوتا ہی تو اوس سی علم شرعی مراد ہی جس سی عمل
للعمل وهو غلبة الظن لا العلم بمعنى التيقن ومن راى هلال الفطر وحده وشهد عند القاضي ولم يقبل
کرنا واجب ہوجاوی یعنی ظن غالب ہوجاوی علم یقین کی درجہ کا مراد نہین ہی اور اگر کسی نی عید کا چاند اکیلی نی دیکہا اور قاضی کی روبرو جاکر گواہی دی پر اوسکی گواہی
شهادته فانه يصوم ولا يفطر وان افطر يقضي ولا كفارة عليه ولو راى الامام هلال الفطر وحده لا يفطر
مقبول نہوئی تو اسکو چاہی کہ روزہ رکہی افطار نکری اور اگر افطار کیا تو قضا کری اور اوسپر کفارہ نہین ہی اور اکیلی امام نی اگر عید کا چاند دیکہا تو افطار نکری

ولا يخرج لصلوة العيد ومن رأى هلال الفطر وقت العصر فظن بانقضاء مدة الصوم وافطر قال في المحيط اختلفوا
اور عید کی نماز کو بھی نجاوی اور اگر کسی نی عید کا چاند عصر کی وقت دیکہہ کر اس خیال سی کہ مدت روزون کی تمام ہوئی روزہ افطار کر ڈالا محیط مین کہتا ہی

في وجوب الكفارة والاكثر على الوجوب ولو ان اهل بلدة راوا هلال رمضان صاموا تسعة وعشرين
کہ بابت وجوب کفارہ کی اختلاف ہی اکثر فقیہ کفارہ واجب بتاتی ہین اور اگر ایک شہر والون نی رمضان کا چاند دیکہہ کر انتیس روزی رکہی تہی

يوما فشهد جماعة عند القاضي في اليوم التاسع والعشرين ان اهل بلدة كذا راوا هلال رمضان في
کہ اسمین ایک گروہ نی قاضی کی پاس انتیسوین تاریخ آکر گواہی دی کہ فلانی شہر والون نی رمضان کا چاند فلانی شب مین تمسی ایک دن پہلی

ليلة كذا قبلكم بيوم فصاموا وهذا اليوم يوم الثلثين من رمضان واهل هذه البلدة لم يروا الهلال
دیکہہ کر روزی رکہی ہین اور آج رمضان کی تیسوین تاریخ ہی فقط اور حال یہہ ہی کہ اس شہر والون کو اوس شب مین چاند نہین نظر آیا تہا

في تلك الليلة والسماء مصحية لا يباح لهم الفطر غدا ولا يترك التراويح لان هذه الجماعة لم يشهدوا بالروية
باوجودیکہ آسمان صاف تہا تواب ان لوگون کو اگلی دن افطار کرنا مباح نہین اور نہ تراویح ترک کرین اسلیئی کہ اس گروہ نی نہ چاند دیکہنی کی گواہی دی ہی

ولا على شهادة غيرهم وانما حكوا روية غيرهم واما لو كان شهدوا عند القاضي ان قاضي بلدة كذا
اور نہ اورونکی گواہی پر گواہی دی ہی صرف اورون کی روئیت کا حال بیان کیا ہی ان اگر قاضی کی سامنی یہہ گواہی دیتی کہ فلانی شہر کی قاضی کی سامنی

شهد عنده شاهدان برؤية الهلال في ليلة كذا وقضى ذلك القاضي بشادتهما جاز لهذا القاضي ان
دو گواہون نی فلانی شب مین چاند دیکہنی کی گواہی دی تہی اور اوس قاضی نی اونکی گواہی کی موافق حکم جاری کیا تو اب اس قاضی کو بہی جایز ہوتا کہ انکی گواہی کی موافق

يقضي بشهادتهم لان قضاء القاضي الاول حجة فيجوز العمل به يسرنا الله تعالى عملا موافقا لرضائه بلطفه
حکم کر دیتا اسواسطی کہ پہلی قاضی کا حکم حجت ہی اوسپر عمل کرنا جایز ہی آلہی ہمپر آسان کر اعمال اپنی موافق رضا کی اپنی لطف اور

وكرمه امين يا معين

## المجلس الثالث والثلثون في بيان فضيلة صوم شوال

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
کرم سی قبول کر یا مددگار تینتیسوین مجلس مین بیان روزہ ماہ شوال کی فضیلت کا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی

من صام رمضان ثم اتبعه ستا من شوال كان كصيام الدهر هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه
جس نی رمضان کی روزہ رکہی پہر اوسکی پیچہی چہہ روزہ شوال کی رکہی تو ایسا ہی جیسی تمام سال کی روزی یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی ابو ہریرہ اور

ابو هريرة وابو ايوب الانصاري وانما كان ذلك كصيام الدهر لان الحسنة تضاعف بعشر امثالها
ابو ایوب انصاری کی روایت سی اور یہہ روزی مانند روزون سال کی اسلیئی ہین کہ حسنات دس گونہ زیادہ ہوتی ہین

فمن صام رمضان يصير كانه صام عشرة اشهر ثم اذا صام بعده ستة ايام من شوال يصير
پہر جسنی رمضان کی روزی رکہی تو گویا دس مہینی کی روزی رکہی پہر اگر بعد اوسکی شوال مین چہہ روزی رکہی تو

كانه صام شهرين فيكون المجموع كاثني عشر شهرا فان قيل يفهم من هذا الكلام ان المراد من الدهر
گویا دو مہینی کی روزی رکہی پہر سب ملکر گویا بارہ مہینی کی روزی ہوئی اگر اعتراض کرین کہ اس کلام سی یہہ سمجہا جاتا ہی کہ دہر سی مراد

السنة لكن استعمال الدهر بمعنى السنة غير متعارف في كلامهم بل هو عند اهل اللغة يطلق على الابد
ایک سال ہی پر دہر کا استعمال سال کی معنون مین عرب کی کلام مین پایا نہین جاتا بلکہ دہر کی لفظ کو لغت والی زمانہ ابدی پر بولتی ہین

وقد اتفق ابو حنيفة وصاحباه على ان الدهر المعرف باللام يكون للعمر فالظاهر ان يحمل على مدة العمر
اور امام ابو حنیفہ اور صاحبین اس بات پر متفق ہین کہ دہر کا لفظ الف لام کی ساتہہ یعنی الدہر تمام عمر کی معنون مین ہی تو اب ظاہر یون معلوم ہوتا ہی کہ تمام عمر

ولا وجه لحمله على السنة فالجواب ان الحمل على السنة هو الحمل على مدة العمر لان المكلف لا بد له ان يصوم
معنی مین ایک سال کی معنون کی کوئی وجہ نہین ہی تو جواب یہہ ہی کہ سال کی معنی لینی یہہی معنی مدت عمر کی ہین اسواسطی کہ مکلف آدمی کو ضرور ہی کہ رمضان کی روزی

رمضان ثم اذا اعتاد ان يصوم بعده ستة ايام من شوال يكون كمن صام مدة عمره فان قيل
رکہی پہر جب یہہ عادت ہوئی کہ بعد اوسکی شوال مین چہہ روزی رکہا کری تو ایسا ہی کہ اپنی تمام عمر روزی رکہی اگر کوئی اعتراض کری
من صام شهرا كاملا اي شهر كان ثم صام بعده ستة ايام يكون كصيام سنة بمقتضى قوله تعالى
جب کوئی کسی ایک پوری مہینی کی روزی رکہی پہر اوسکی بعد چہہ روزی اور رکہی تو یہہ بہی برابر ایک سال کی ہونگی موافق مضمون اس آیت کی
مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا فما وجه تخصيص رمضان وشوال بالذكر فالجواب ان شهر
جو کوئی لایا نیکی اوسکو ہی اوس سی دس گونہ پہر خاص رمضان اور شوال کی ذکر کرنی کی کیا وجہ ہی تو جواب یہہ ہی کہ رمضان کا
رمضان متعين للصوم وشهر شوال لوقوعه عقيبه كان صيامه كصيامه في الفضل وملحقا به في الشرف
مہینہ روزون کی لئی متعین چلا آتا ہی اور شوال کا مہینا چونکہ اوسکی بعد اوس سی متصل ہی تو شوال کی روزی بہی فضیلت مین رمضان کی مانند مین اور شرافت مین
حتى قيل صيام ستة ايام من شوال يلتحق بصيام رمضان ويكون لمن صامها مع رمضان كصيام
اوسکی ساتہہ ملی ہوئی ہین یہان تک کہ کہتی ہین چہہ روزی عید کی چاند کی رمضان کی روزون مین داخل ہین اور جو کوئی شوال کی چہہ روزی ہمراہ رمضان کی ادا کری اوسکو ایسا ثواب
الدهر فرضا فلذلك خص ايامها بالذكر من بين سائر الشهور ثم الافضل ان يكون صومها بعد يوم الفطر
ہی گویا تمام سال کی فرض روزی ادا کئی اس لئی خاص ان دونو مہینون کا تمام مہینون مین سی ذکر کیا پہر افضل یہہ ہی کہ روزی شوال مین بعد عید الفطر کی
متوالية وحكي عن بعض العلماء كراهة صومها متصلا به حزرا عن التشبيه باهل الكتاب في زيادتهم
پی در پی ہون اور بعضی علما سی مذکور ہی کہ متصلا روزی مکروہ ہین تا کہ اہل کتاب کی مشابہت سی بچی اس باب مین کہ ادنہون نی فرض پر بڑہالئی ہین
على الفرض لكن لا كراهة فيه في المختار لان الكراهة انما تكون فيما لا يؤمن ان يعد ذلك من رمضان
لیکن مختار مذہب مین کچہہ کراہت نہین ہی کیونکہ کراہت تب ہی کہ یہہ خوف ہو کہ یہہ روزی رمضان مین شمار کئی جائیگی
ويكون تشبيها بالنصارى في زيادتهم على الفرض وقد زال هذا المعنى لانتفاء الاتصال بفصل يوم
اور مشابہت نصاری کی فرض پہ بڑہالینی مین ہو جائیگی اور یہہ بات کہان رہی جب کہ عید کا روز بیچمین آجانی سی اتصال جاتا رہا
الفطر مع ان كلامهم يشير الى ان الكراهة في حق العوام لا في حق اهل العلم وروي عن ابي حنيفة انه
باوجودیکہ فقہا کی کلام مین یہہ اشارہ ہی کہ عوام کی حق مین مکروہ ہی اہل علم کی حق مین مکروہ نہین ہی اور روایت ہی ابو حنیفہ سی کہ
كرهه متتابعا ومتفرقا والمتاخرون من علماء مذهبه لم يروا به باسا لكنهم اختلفوا في ان الافضل
مکروہ جانتی تہی پی در پی کو اور جدا جدا کو اور متاخر علماء حنفی مذہب اسمین کچہہ باک نہین جانتی پر اسمین اختلاف کرتی ہین کہ آیا افضل پی در پی ہین
التتابع او التفرق فان فرقها او اخرها عن اوائل الشهر يحصل له فضيلة الاتباع ويكون ابعد من شبهة
یا جدا جدا اگر جدا جدا رکہی یا اول ماہ سی گذر کر آخر مہینی مین رکہی تو اوسکو فضیلت اتباع کی ملجاتی ہی اور اختلاف کی شبہ سی بہی الگ رہتا ہی
الاختلاف واما ما قيل هذا شيء وضعه الجهال وكل حديث يروى فيه فهو موضوع فلا ينبغي ان يسمع هذا
اور یہہ جو کہتی ہین کہ یہہ بات جاہلون کی گہڑت ہی اور جو جو حدیث اس باب مین مروی ہی وہ سب موضوع ہین تو یہہ طعن سننی کی لایق
الطعن لان هذا الحديث ثابت في صحيح مسلم وكل حديث ثبت في احدى الصحيحين لا يسمع طعن الوضع فيه
نہین ہی کیونکہ یہہ حدیث صحیح مسلم مین موجود ہی اور جو حدیث صحیح مسلم یا صحیح بخاری مین موجود ہو اوسمین عیب وضعی ہونیکا مسموع نہین ہی
ثم ينبغي ان يعلم ان بعض الناس كانوا لا يرون يمنا في التزوج في شوال ويتطيرون به وهذا من امر الجاهلية
پہر سمجہنی کی بات ہی کہ بعضی آدمی شوال مین نکاح کرنیکو مبارک نہین جانتی اسمین بدفالی لیتی ہین سو یہہ بات جاہلیت کی ہی
فانهم كانوا يتشاءمون بشوال من النكاح فيه وسبب ذلك على ما قيل ان طاعونا وقع في شوال في سنة
جاہلیت والی شوال مین نکاح کرنیکو نحس جانتی تہی اسکا سبب یہہ کہتی ہین کہ ایک سال مین ماہ شوال کی اندر وباء طاعون پیدا ہوئی تہی

من السنين ومات فيه كثير من العرايس فتشام به اهل الجاهلية وقد ورد فى الشرع بابطاله
اوسمین بہت نئی دلہنین مرگئی تہین سواہل جاہلیت نے اسکو نحس ٹہرالیا اور شرع مین اسکا بطلان ظاہر موجود ہی

كما روى عن عائشة انها قالت تزوجنى رسول الله صلى الله وسلم فى شوال وبنى بى فى شوال فاىّ
چنانچہ عائشہ سی روایت ہی کہ وہ کہتی ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجہسی ماہ شوال مین نکاح کیا اورماہ شوال مین مجہسی مجامعت کی پہرکونسی

نساء رسول الله صلى الله عليه وسلم كان احظى عنده منى قال النووى انها قصدت بهذا ردما كان عليه
بی بی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجہ سی زیادہ بہرہ مند تہی نووی کہتا ہی کہ عائشہ کا مقصود اس بیان سی رد کرنا اعتقاد

اهل الجاهلية من تطير التزوج فى شوال فانهم كانوا تتشامون بشهر شوال فى النكاح فيه خاصة كما كانوا يتشمون
اہل جاہلیت کا ہی یعنی ماہ شوال مین نکاح کرنیکی بدشگونی کیونکہ اہل جاہلیت ماہ شوال مین صرف نکاح کرنیکو نحس جانتی تہی جیسی ماہ صفرکو

بشهر صفر مطلقا ويقولون انه شهر مشئوم وكثير من الناس فى هذا الزمان يوافقونهم ويتشامون
مطلق سب باب مین منحوس جانتی تہی اور کہتی تہی کہ یہہ مہینہ منحوس ہی اور بہت لوگ اس زمانہ مین بہی ادنکی ساتہی بنکر ماہ صفر کو منحوس سمجہتی ہین

بشهر صفر ويمتنعون فيه عن السفر والتزوج وغيرهما فان تخصيص الشوم بزمان دون زمان كشهر شوال
اوراس مہینی مین سفر اور نکاح وغیرہ نہین کرتی بیشک خصوصیت نحوست کی کہ کسی وقت ہو اور کسی وقت نہو جیسی ماہ شوال

وغيره غير صحيح فان الزمان كله من خلق الله تعالى ويقع فيه افعال العباد فكل زمان شغله العبد بطاعة
وغیرہ مین صحیح نہین ہی کیونکہ تمام زمانہ اللہ تعالی کا پیدا کیا ہوا ہی جسمین تمام عباد اللہ کاربار کرتی ہین سو جس زمانہ کو آدمی عبادت مین صرف کری

فهو زمان مبارك عليه وكل زمان شغله العبد بمعصية فهو زمان مشئوم عليه والشوم واليمن
وہ زمانہ اوسپر مبارک ہی اور جس زمانہ کو آدمی معصیت مین صرف کری وہ زمانہ اوسکی حق مین نحس ہی اور نحس اور مبارک

فى الحقيقة هو المعصية والطاعة كما قال عدى بن حاتم يمن المرء وشومه بين لحييه يعنى لسانه
حقیقت مین معصیت اورطاعت ہی چنانچہ عدی ابن حاتم کہتا ہی آدمی کی برکت اور نحوست دونو جبڑون مین ہی مراد زبان ہی

وقال ابن مسعود ان كان الشوم فى الشئ ففيما بين اللحيين يعنى اللسان وما شئ احوج الى طول السجن
اورابن مسعود کہتی ہین اگر کسی چیز مین نحوست ہوا کرتی تو اسمین ہوتی جو دونو کلون مین ہی یعنی زبان اور کوئی چیز سوا زبان کی ایسی نہین جو قید کی زیادہ محتاج

من اللسان وروى عن عائشة انه عليه السلام قال الشوم سوء الخلق فلا شوم فى الحقيقة الا المعاصى و
ہو اور حضرت عائشہ سی روایت ہی کہ پیغمبر علیہ السلام نی فرمایا نحوست بدخلقی ہوتی ہی سواب حقیقت مین نحوست سوای معاصی اور

الذنوب فانه تسخط الله تعالى فانه تعالى اذا سخط على عبد يكون ذلك شقيا فى الدنيا والاخرة واذا
گناہون کی کوئی چیز نہین ہی کیونکہ گناہ سی اللہ تعالی بیزار ہوتا ہی اور اللہ تعالی اگر کسی بندہ سی بیزار ہو تو وہ بندہ دنیا اور آخرت مین بدبخت ہی اور اگر

رضى عن عبد يكون ذلك العبد سعيدا فى الدنيا والاخرة وبعض الصالحين قد شكى اليه عن
کسی بندہ سی راضی ہو تو وہ بندہ دنیا اور آخرت مین نیکبخت ہی اور بعضی صلحاء کی پاس عام مصیبت کی جسمین

بلاء وقع الناس فيه فقال ما ارى ما انتم فيه من البلاء الا بشوم الذنوب فعلى هذا يكون
تمام خلق گرفتار تہی شکایت کی جواب دیا جس بلا مین تم گرفتار ہو مجہکو سوا نحوست گناہونکی معلوم نہین ہوتی اس حکایت کی موافق

المعاصى مشوما على نفسه وعلى غيره فانه لا يؤمن ان ينزل عليه عذاب فيعم الناس
نافرمان بندہ آپ اپنی جان پر اور سب پر منحوس ہی کیا بعید ہی کہ اوسپر عذاب نازل ہو پہر سبکو پکڑلی

خصوصا من لم ينكر عمله فالبعد عنه لازم وكذلك الاماكن التى يفعل فيها المعاصى
خاص اون لوگون کو جو اوسکی عمل سی انکار نہین کرتی سو اوس سی دور رہنا لازم ہی ایسی ہی اون مکانون سی جہان معاصی عمل مین آتی ہین

يلزم البعد عنها والهرب منها خشية نزول العذاب على من كان فيها كما قال النبي صلى الله عليه وسلم لاصحابه
دور رہنا اور بھاگنا چاہئی اس خوف کی مارے کہ مبادا جو جو اوس مکان میں ہین سب پر عذاب نازل ہو چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی اپنی یارون کو
حين مر على ديار ثمود بالحجر لا تدخلوا اماكن هؤلاء المعتدين الا ان تكونوا باكين خشية ان يصيبكم ما اصابهم
منع فرمایا جب وہ حجر مین دیار قوم ثمود پر گذری کہ ان لوگون حد سی بڑہی ہوونکی مکانون مین داخل نہونا مگر روتی ہوئی اس خوف کی مارے مبادا تمپر بہی وہ عذاب
فان هجران اهل العصيان من جملة الهجرة المامور بها التي سبب لمغفرة الذنوب والخطايا الا ترى ان الذي
جو اونپر آیا تہا آجاوی بیشک اہل عصیان سی ملاپ ترک کرنا ہجرت مین داخل ہی جسکا حکم ہی اور باعث بخشش ذنوب اور خطا کا ہی کیا تجکو معلوم نہین کہ جسنی
قتل مائة نفس من بني اسرائيل سئل عالما من علمائهم هل له توبة فقال له العالم نعم وامره ان ينتقل من
سو آدمی بنی اسرائیل کی قتل کرکر اپنی عالمون مین سی ایک سی پوچہا کیا میری کوئی توبہ ہی عالم نی اوسکو جواب دیا ہان اور اوسکو بتایا کہ مفسد
قرية الفساد الى قرية الصلاح وادركه الموت بينهما واختصم فيه ملئكة الرحمة وملئكة العذاب واوحى
گانوں مین سی صالح گانوں مین چلا جا پہر وہ دو نو گانوں کی بیچمین جاتا ہوا مر گیا اب رحمت اور عذاب کی فرشتون مین جہگڑا ہوا کہ دو نون سی اسکو کون لی
الله اليهم ان قيسوا بينهما والى ايهما كان اقرب الحقوه بها فوجدوه الى القرية الصالحة اقرب برمية الحجر فالحقوه
پہر اللہ تعالیٰ نی اونکو وحی بہیجی کہ پیمایش کرکر دیکہو جدہر نزدیک ہو ادہر ملا دو پہرا دسکو صالح گانوں کی طرف اتنا نزدیک پایا جتنا ڈہیلا پہینکتی ہین
بها برحمة الله تعالى ومغفرته المجلس الرابع والثلثون في بيان فضيلة العشر الاول من ذي
سو اللہ کی رحمت اور مغفرت سی ادہر ہی ملا دیا چونتیسوین مجلس ماہ ذی الحجہ کی پہلی عشرہ کی فضیلت کی بیان مین
الحجة قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما من ايام العمل الصالح فيهن احب الى الله تعالى من هذه الايام
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا کوئی دن ایسی نہین ہین جنمین عبادت اللہ تعالیٰ کو محبوب تر ہو بہ نسبت ان دنون کی
هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه ابن عباس والمراد من هذه الايام العشر الاول من ذي الحجة بدليل قوله عم
یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی ابن عباس کی روایت سی اور مراد ہذہ الایام سی ذالحجہ کا پہلا دہا ہی اسواسطی کہ اور حدیث مین ارشاد ہی
في حديث اخر ما من ايام احب الى الله تعالى ان يتعبد له فيها من عشر ذي الحجة يعدل صيام كل يوم منها
کوئی دن نہین ہین کہ اللہ تعالیٰ کو اپنی عبادت اونمین محبوب تر ہو بہ نسبت عشرہ ذالحجہ کی کہ اسمین سی ہر روز کا روزہ برس دن کی روزون کی برابر
بصيام سنة وقيام كل ليلة منها بقيام ليلة القدر وانما كان العمل الصالح في هذه الايام افضل لانها ايام
اور ہر شب کا قیام قیام لیلة القدر کی برابر ہوتا ہی اور ان دنون مین عمل صالح اسلئی افضل ہی کہ یہہ دن بیت اللہ
زيارة بيت الله تعالى والمسجد الحرام والبلد الحرام والوقت اذا كان افضل يكون العمل الصالح فيه افضل
اور مسجد حرام اور مکہ کی زیارت کی ہین اور وقت جب افضل ہوتا ہی تو اسمین عمل صالح بہی افضل ہوتا ہی
وروي عن ابي الدرداء انه قال عليكم بصوم ايام العشر واكثار الدعاء والاستغفار والصدقة فيها فاني
اور ابو درداء سی روایت ہی کہ کہتی تہی اپنی اوپر روزی ان دس دن کی اور بہت دعا اور استغفار اور خیرات لازم کرلو کیونکہ مینی
سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم الويل لمن حرم خير ايام العشر وعليكم بصوم اليوم التاسع خاصة فان فيه
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی سنا ہی افسوس ہی اوس شخص پر جو ان دس دن کی خوبی سی محروم رہا اور اپنی اوپر خاص کر نوین تاریخ کا روزہ لازم کرلو کیونکہ اسمین
من الخيرات اكثر من ان يحصيها العادون وروي انه عليه السلام قال يوم عرفة احتسب على الله تعالى ان يكفر السنة
اسقدر خوبی ہی کہ شمار کرنیوالون کی اندازہ سی بڑہتی ہی اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا مین ایسا گمان کرتا ہون کہ عرفہ کا دن ایک سال گذشتہ
التي قبلها والسنة التي بعدها يعني ان من صام يوم عرفة ارجو من الله تعالى ان يغفر ذنوبه الصغائر
اور ایک سال آیندہ کا کفارہ ہو جاوی مراد یہہ ہی کہ جسنی نوین تاریخ ذی الحجہ کو روزہ رکہا تو امید ہی اللہ تعالیٰ سی کہ اوسکی تمام صغیرہ گناہ

الواقعة في السنة الماضية ويكون في حفظ الله تعالى وكنفه من اقتراف الذنوب في السنة بيان فضيلة

جو سال گذشتہ میں ہوئی ہیں معاف ہوجاوین اور سال آیندہ میں اللہ تعالی کی حفاظت میں رہی کہ گناہ اوس سی تمام سال

في فتاواه ولا باس بصوم يوم عرفة سواء كان في الحضر والسفر اذا كان يقوى عليه ويكره صوم عرفة بعرفات وصوم

بی فتاوی میں کہتا ہی عرفہ کی دن کی روزہ میں کچھ مضائقہ نہیں ہی برابر ہی مقیم ہو یا مسافر ہو اگر روزہ رکھنی کی طاقت رکھتا ہی اور عرفات میں عرفہ کی دن ر کا

يوم التروية لانه يعجز عن اداء افعال الحج فاذا اراد العبد ان ينال الثواب والفضائل التي ذكرها النبي عليه السلام فيها

ذی الحجہ کی آٹھوین تاریخ کا روزہ اسلیئی کہ ارکان حج کی ادا کرنی سی تھک رہی گا اگر آدمی یہہ آرزو کری کہ وہ ثواب اور فضیلت جو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی ذکر فرمائی ہی حاصل ہو گی

ينبغي له ان يعرف حرمة الوقت وشرفه ويحفظ فيه لسانه عن الكذب والغيبة وقبيح الكلام وجوارحه عن الخطأ

تو یون چاہیں کہ وقت کی عزت اور شرافت کا لحاظ رکھی اوسمین اپنی زبان کو جھوٹھ اور غیبت اور بیہودہ کلام سی بند رکھی اور اپنی اعضا آنکھہ ہاتھ وغیرہ کو خطا سی بچاوی

والاثام وقلبه عن العجب والكبر وعداوة الانام هذا ما بينه النبي عليه السلام من العبادة في يوم عرفة واما الاجتماع

اور اپنی دل کو غرور اور تکبر اور خلقت کی دشمنی سی نگاہ رکھی عرفہ کی دن میں یہہ عبادت ہی جو نبی علیہ السلام نی فرمائی ہی اور اوس دن میں جمع ہوکر

في ذلك اليوم في الجامع او في مكان خارج المصر تشبيها بالواقفين فليس بشيء لان الوقوف عبادة مخصوصة بعرفات

مسجد جامع میں یا جنگل میں کسی مکان کی اندر انبوہ کرنا عرفات والوں کی مشابہت کی لئی صرف بی اصل ہی اسواسطی کہ وقوف بعرفات عبادت مخصوصہ عرفات پر ہی

فلا يكون عبادة في غيرها كسائر المناسك حتى ان احدا طاف حول المسجد سوى الكعبة يخشى عليه الكفر وروى عن

سو وہ اور کسی جگہ عبادت نہیں ہو سکتی جیسی حج کی اور احکام یہان تک کہ اگر کوئی شخص کسی مسجد کی گرد طواف کری سوای کعبہ کی تو کفر کا خوف ہی اور ام سلمہ سی

ام سلمة انه عليه السلام قال اذا دخل العشر واراد ان يضحي فلا يمس من شعره وبشرته شيئا وفي رواية من راى هلال

روایت ہی کہ پیغمبر علیہ السلام نی فرمایا جب عشرہ ذی الحجہ کا شروع ہوئی اور قربانی کرنیکا ارادہ ہو تو اپنی بال اور بدن کو کچھ نہ چھوئی اور ایک روایت میں یون ہی جسنی ذی الحجہ کا چاند دیکھا

ذي الحجة واراد ان يضحي فلا ياخذ من شعره واظفاره قال في شرح السنة اختلف العلماء في العمل بظاهر هذا الحديث

اور قربانی کرنیکا ارادہ ہوا تو بال اور ناخن نہ تراشی شرح السنہ میں مذکور ہی علما اس حدیث کی ظاہر پر عمل کرنی میں اختلاف کرتی ہین

فذهب قوم الى ان من يريد التضحية لا يجوز له بعد دخول العشر ان ياخذ من شعره وظفره ما لم يذبح وقالوا النهي

سو ایک گروہ کا یہہ مذہب ہی کہ جو شخص قربانی کا ارادہ کری تو اوسکو ماہ ذی الحجہ شروع ہونی کی بعد قربانی ذبح کرنی سی پہلی اپنی بال یا ناخن تراشنی جائز نہیں ہین اور کہتی ہین کہ ممانعت

فيه للتحريم وكان ابو حنيفة ومالك والشافعي يرون ذلك على الندب والاستحباب قال في شرح المنية يندب لمن

واسطی حرمت کی ہی اور امام ابو حنیفہ اور امام مالک اور امام شافعی اسکو مندوب اور مستحب سمجھتی تھی منیہ کی شرح میں کہتا ہی قربانی کرنیوالی کو مستحب ہی

اراد ان يضحي تاخير تقليم الاظفار وحلق الراس الى ان يضحي ولا يجب وان استلزم التاخير الكراهة لا يؤخروهما

کہ قربانی ذبح کرنی تک ناخن تراشنی اور سر مونڈانی میں تاخیر کری اور واجب نہیں ہی اور اتنی تاخیر کرنی میں اگر کراہت لازم آتی ہو تو تاخیر نہ کری اور کراہت یہہ

زاد على الاربعين اذ قد ذكر في القنية ان الافضل للعبد ان يقلم اظفاره ويقص شاربه ويحلق عانته وينظف بدنه

کہ چالیس دن سی زیادہ ہوجاوی اسلئی کہ قنیہ میں مذکور ہی کہ آدمی کو افضل یہہ ہی کہ ہر ہفتہ میں ناخن تراشتی اور لبین کترواوی اور زیر ناف مونڈی اور نہا دھو کر بدن کو

بالاغتسال في كل اسبوع فان لم يفعل ففي كل خمسة عشر يوما ولا عذر في تركه وراء الاربعين فالاسبوع هو الافضل

پاک صاف کری پھر اگر ہر ہفتہ میں نہو سکی تو ہر پندرہ دن کی بعد اور چالیس دن کی بعد دیر کرنی میں کوئی عذر نہیں ہی پس ہفتہ تو افضل مدت ہی

والخمسة عشر الاوسط والاربعون الابعد ولا عذر له فيما وراء الاربعين ويستحق الوعيد ثم ان النهي ليس للتشبيه

اور پندرہ دن مدت درمیانہ ہی اور چالیس دن انتہا کی مدت ہی پھر چالیس دن کی بعد کوئی عذر نہیں ہی پھر سزاوار وعید کا ہی پھر یہہ ممانعت بال مونڈانی کی اس لئی نہین ہی

بالحجاج المحرمين كما ذهب اليه بعض العلماء اذ لو كان للتشبيه لشاع في سائر محظورات الاحرام ولم يختص بالاخذ من اجزاء

کہ حجاج احرام والوں سی مشابہت پیدا ہو چنانچہ بعضی علما کا یہہ مذہب ہی کیونکہ اگر ممانعت مشابہت کی لئی ہوتی تو احرام کی تمام ممنوعات میں یہہ جاری ہوتی جیسی شکار قتل حیوان وغیرہ

البدن بل علۃ النـ ... ـلٰهی علی ما ذکرہ التورپشتی ان المضحی یجعل ضحیتہ فدیۃ یفتدی بھا نفسہ من عذاب

خاص نہوتی بلکہ نہی کی عا ... ـت ملوفق بیان تورپشتی کی یہہ ہی کہ قربانی کرنیوالا اپنی قربانی کو قیامت کی عذاب سی اپنی جان کا عوض دیتا ہی اور اس سی قربت الٰہی

یوم القیٰمۃ ویزداد بھا قربۃ الی اللہ تعالی فکان بما اکتسب من السیّئات وبما اتی بہ فی حقوق اللہ تعالی من

زیادہ حاصل ہوتی ہی سوگویا کہ برائیاں کرکر اور حقوق اللہ میں کوتاہی برت کر

التقصیرات رای نفسہ مستوجبۃ لاعظم العقوبات وھو القتل غیر انہ احجم عن الاقدام علیہ لانہ لم یاذن

اپنی جان کو بڑی سی بڑی عذاب یعنی قتل کا سزاوار جانتا ہی پر اپنی جان کی قتل کرنی سی باز رہا کہ شرع میں اسکی اجازت نہیں ہی

لہ فیہ فیجعل قربانہ فداء لنفسہ فصار کل جزء من قربانہ فداء لکل جزء من بدنہ فعمت برکۃ القربان

اب قربانی کو اپنی جان کا بدلہ دیا سو ہر ہر جز قربانی کا اسکی بدن کی ہر ہر جز کا بدلہ ہی اب قربانی کی برکت تمام اجزاء بدن کو شامل ہوجاتی ہی

جمیع اجزاء البدن فلم یخل منھا ذرۃ ولم یحرم منھا شعرہ فلما کانت ھذہ الفضیلۃ ملحقۃ بالاجزاء المتصلۃ

کوئی ذرہ بدن کا خالی اور کوئی بال تمام بدن میں سی محروم نہیں رہتا اور یہہ فضیلت جبکہ انہیں اجزا سی خاص تھی جو قربانی کرنیوالی کی بدن سی متصل ہیں

بالمضحی دون المنفصلۃ عنہ رای النبی علیہ السلام ان لا یمس شیئا من شعرہ وبشرتہ لئلا یفقد من ذلک

اجزاء منفصل سی نہیں ہوتی تو پیغمبر علیہ السلام نی فرمایا کہ اپنی بال اور بدن کو نہ چھوئی تاکہ کوئی فضیلت بوقت اوترنی رحمت

شیٔ ما عند نزول الرحمۃ وفیضان النور الالٰھی فیتم لہ الفضائل وینزع عنہ النقائص فعلی ھذا ینبغی

اور فیضان نور الٰہی کی گم نہو پھر فضائل تمام پوری ہوں اور نقصان کچھہ باقی نرہی اب لوگوں کو چاہئی

للناس ان یطلبوا ھلال ذی الحجۃ ویعدّوا ایامہ لیعلموا وقت ذبح الاضحیۃ ویستعدوا لھا لکن ثبوت

کہ ماہ ذی حجہ کا چاند تلاش کیا کریں اور اسکی دن گنتی رہیں تاکہ قربانی کی ذبح کا وقت ٹھیک معلوم ہو اور اسکی تیاری کریں لیکن تقرر

رویۃ الھلال لما توقف علی حکم القاضی لزم المراجعۃ الیہ ثم انہ اذا کان فی السماء علۃ سواء کان غیما

چاند کا قاضی کی حکم پر جو موقوف ہی تو قاضی کی پاس رجوع کرنا لازم ہی پھر اگر آسمان میں کچھہ رکاوٹ ہو برابر ہی کہ ابر ہو

اودخانا او بخارا اوغبارا او نحو ذلک لا یقبل الا شہادۃ رجلین اورجل وامراتین فی ظاھر الروایۃ وھو الاصح

یا دھواں یا بخار یا غبار یا ایسا ہی اور کچھہ تو ظاہر روایت میں گواہی جب قبول ہوگی کہ دو مرد ہوں یا ایک مرد دو عورتیں اور یہہ ہی صحیح ہی

لتعلق حق العباد بہ بالتوسعۃ بلحوم الاضاحی ویثبت بما یثبت بہ سائر حقوقھم وکما یشترط فیہ العدد

کیونکہ اسمیں حق العباد علاقہ رکھتی ہیں قربانیوں کی گوشت کی فراخی ہوتی ہی تو چاند اسی طور پر ثابت ہوگا جسطور تمام حقوق ثابت ہوتی ہیں اور جیسی اسمیں عدد کی شرط ہی

یشترط الحریۃ والعدالۃ ولفظ الشہادۃ وان لم یکن فی السماء علۃ لا یقبل الا شہادۃ جمع کثیر یقع العلم بخبرھم

ویسی ہی ازادگی اور عدالت اور شہادت کا لفظ چاہئی اور اگر آسمان میں کوئی روک نہو تو پھر اتنی انبوہ کثیر کی گواہی مقبول ہوگی جنکی خبر دینی سی یقین آجاوی

واختلفوا فی مقدار ذلک فقیل لا بد من اھل محلۃ وقیل لا بد من خمسین رجلا وعن محمد لا بد ان یتواتر الخبر

اور اوس انبوہ کی مقدار میں اختلاف ہی بعضی کہتی ہیں ایک محلہ کی لوگ چاہئیں اور بعضی کہتی ہیں پچاس مرد چاہئیں اور امام محمد سی روایت ہی کہ پی در پی ہر طرف سی

من کل جانب والصحیح انہ مفوض الی رای الحاکم لان المراد بالعلم الحاصل بخبرھم العلم الشرعی الموجب للعمل وھو غلبۃ

خبر کا آنا چاہئی اور صحیح یہہ بات ہی کہ حاکم کی رای پر حوالہ ہی اسلئی کہ مراد اس علم سی جو انکی خبر سی حاصل ہوتا ہی وہ علم شرعی ہی جس سی عمل واجب ہوجاوی یعنی ظن غالب

الظن لا العلم بمعنی التیقن ولو وقع الشک ان ھذا الیوم کان من عاشر ذی الحجۃ او تاسع ذی الحجۃ فالاحوط

علم یقینی کی معنوں میں نہیں ہی اور اگر یہہ شبہ پڑجاوی کہ آجکا دن ذی الحجہ کی دسویں تاریخ ہی یا نویں تاریخ ہی تو اب احتیاط اسمیں ہی

ان یضحی فی الغد بعد الزوال ولا یؤخر الذبح بعدہ الی یوم الثالث لاحتمال ان یقع فی غیر وقتہ وان اخر کان

کہ قربانی اگلی روز دوپہر ڈہلی ذبح کری اور اسکی بعد ذبح میں تیسری دن تک تاخیر نہ کری کیونکہ شاید کہ بی وقت ذبح ہوجاوی اور اگر تیسری دن تک تاخیر کری

المستحب ان يتصدق بجميع لحمه ولا ياكل منه **المجلس الخامس والثلثون في بيان فضيلة**

تو بہر حال مستحب ہی کہ گوشت سارا صدقہ کر کر بانٹ دی اسمیں سی کہاوی نہیں پینتیسویں مجلس بیچ بیان فضیلت قربانی ذبح کرنیکا

**هراقة دم القربان في ايام النحر ونوعه وكيفيته** قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما عمل

ایام نحر میں اور اوسکی اقسام اور کیفیت رسول الله صلی الله علیہ وسلم نی فرمایا کوئی عمل ابن آدم کا

ابن ادم من عمل يوم النحر احب الى الله تعالى من هراقة الدم وانه لياتي يوم القيمة بقرونها واشعارها واظلافها

یوم نحر میں ایسا نہیں ہی کہ الله تعالی کو محبوب تر ہو بجز ریختہ کرنی خون کی اور وہ قربانی قیامت کی روز صحیح سالم مع سینگوں اور بالوں اور سموں کی موجود ہوگی

وان الدم ليقع من الله تعالى بمكان قبل ان يقع على الارض فطيبوا بها نفسا هذا الحديث من حسان المصابيح

اور البتہ وہ خون اس سی پہلی کہ زمین پر گری الله تعالی کی ہان قبول ہو جاتا ہی سو اس سی بدل خوش رہو یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثوں میں ہی

رواه ام المؤمنين عائشة رض ومعناه ان افضل العبادات يوم النحر اراقة دم القربان وانه ليأتي يوم القيمة

حضرت ام المؤمنین عائشہ کی روایت سی اسکی یہہ معنی ہین کہ عمدہ سی عمدہ عبادت یوم نحر میں قربانی کا ذبح کرنا ہی اور وہ قربانی البتہ قیامت کی دن

كما كان في الدنيا من غير ان ينقص منه شئ ليكون لكل عضو منه اجر ويصير مركبه على الصراط وكل وقت تختص

جیسی دنیا میں تہی بعینہ موجود ہوگی کچھ اسمیں سی کم نہوگا تاکہ اوسکی ہر ہر عضو کی بدلی اجر حاصل ہو اور پلصراط پہ سواری بن جاوی اور ہر ہر وقت میں ایک ایک

بعبادة وهذا اليوم اختص بعبادة فعلها ابرهيم النبي عليه السلام ولو كان شئ افضل منه لما فدى به اسمعيل النبي عم

عبادت ہوتی ہی اور اس دن میں خاص وہ عبادت ہی جسکو ابراہیم نبی علیہ السلام نی کی تہی اور اگر اس سی کوئی اور عبادت افضل ہوتی تو حضرت اسماعیل نبی علیہ السلام کو بدلی اوسکی دیتی

ولهذا قال صاحب الخلاصة شراء الاضحية بعشرة وذبحها افضل من التصدق بالف لان القربة التي تحصل

اسی واسطی صاحب خلاصہ کہتا ہی قربانی دس درہم کو خرید کر ذبح کرنا ہزار درہم خیرات کرنی سی بہتر ہی کیونکہ جو ثواب خون بہانی سی حاصل ہوتا ہی

باراقة الدم لا تحصل بالصدقة لكن ينبغي ان يعلم ان اراقة الدم في هذا اليوم وان كانت افضل العبادات

وہ صدقہ دینی سی نہیں حاصل ہوتا لیکن سمجہنا چاہئی کہ خون کا بہانا اس دن میں اگرچہ سب عبادات سی افضل ہی

الا ان قوله تعالى لَن يَنَالَ اللّٰهَ لُحُومُهَا وَلَا دِمَاؤُهَا وَلٰكِن يَنَالُهُ التَّقْوٰى مِنكُمْ يشير الى ان المعتبر ليس مجرد اراقة

پر اس آیت میں الله کو نہیں پہنچتی اونکی گوشت نہ لہو ہو لیکن اوسکو پہنچتا ہی تمہاری دل کا ادب یہہ اشارہ ہی کہ صرف خون کا بہانا

الدم واطعام اللحوم بل المعتبر تحصيل التقوى التي هي شرط لقبول الطاعات كلها كما قال الله تعالى اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ

اور گوشت کا کہلانا معتبر نہیں ہی بلکہ اصل معتبر تقوی ہی جو تمام عبادات کی مقبول ہونی کی شرط ہی چنانچہ الله تعالی فرماتا ہی الله قبول کرتا ہی

مِنَ الْمُتَّقِيْنَ والتقوى لا تحصل الا بالاجتناب عن جميع المنهيات والاتيان بجميع المامورات واذا لم يحصل ذلك لا يغني

ادب والوں سی اور تقوی جبہی حاصل ہوتا ہی کہ تمام منہیات سی بچی اور تمام مامورات کو بجا لاوی اور اگر یہہ بات نہیں ہی

عنهم اراقة الدم والتصدق باللحم وان كثر منهم ذلك فعلى هذا يجب على المكلف في هذا العيد عدة اشياء الاول

تو خون بہانا اور گوشت کا خیرات کرنا کچہہ کام نہ آویگا کتنا ہی بہت کیا کرو سو اس بیان کی موافق اس عید میں مکلف پر کئی چیزیں واجب ہیں اول

ترك المعاصي فان المعصية وان كانت قبيحة في جميع الازمنة الا انها في بعض الازمان يكون اكثر قبحا واكثر جرما

معاصی ترک کرنا کیونکہ گناہ کرنا اگرچہ ہر وقت میں بد ہی پر بعضی وقت زیادہ تر بد اور سخت تر جرم ہوتا ہی

لشرف الزمان فيكون تركها الزم واوجب لقوله تعالى اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ يَوْمَ

واسطی شرافت اوس وقت کی اوس وقت میں گناہ کا ترک کرنا بہت لازم اور واجب تر ہی اس لیی سی مہینوں کی گنتی الله کی پاس سی بارہ مہینی ہیں الله کی حکم میں جس دن

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ مِنْهَا اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ فَلَا تَظْلِمُوْا فِيْهِنَّ اَنْفُسَكُمْ يعني ان عدد الشهور القمرية

پیدا کئی آسمان و زمین اونمیں چار ہیں ادب کی یہی ہی سیدہا دین سو اونمیں ظلم نہ کرو اپنی اوپر یعنی قمری مہینوں کی گنتی

التي عليها يدور كثير من الاحكام الشرعية في حكمه تعالى اثنا عشر مثبتا في اللوح المحفوظ منذ خلق السموات

جن پر اکثر شرعی احکام کا مدار ہی حکم الٰہی مین بارہ مہینی ہین لوح محفوظ مین ثابت جب سی اللہ تعالیٰ نی آسمان

والارض من تلك الشهور الاثنی عشر اربعة حرم هي ذو القعدة وذو الحجة والمحرم ورجب وكون هذه الاشهر

اور زمین پیدا کئی اون بارہ مین سی چار اداب اور عزت کی ہین ذیقعد اور ذی الحجہ اور محرم اور رجب یعنی خالی بقرعید اور رمضان روزہ اور ان چارون

الاربعة المعينة حرما هو الدين المستقيم دين ابراهيم النبي عليه السلام فلا تظلموا فيهن انفسكم بهتك

معین کا ادب عزت والا ہونا یہہ ہی دین درست دین ابراہیم علیہ السلام کا سو انہین تم اپنی جانون پر ان اوقات کی حرمت کہو کر

حرمها وارتكاب المعاصي فيها فان العمل الصالح كما انه اعظم اجرا فيهن كذلك المعصية فيهن اعظم من

اور انہین معاصی اختیار کرکر ظلم مت اوتارو کیونکہ نیک عمل کا ان مہینون مین جیسی ثواب زیادہ ہوتا ہی ایسی ہی معصیت ان مہینون مین

المعصية في غيرهن وكذلك المعصية في شهر رمضان ويوم الجمعة ويوم عرفة ولياليها وليلة القدر

اور وقت کی معصیت سی بدتر ہی اور ایسی ہی معصیت ماہ رمضان مین اور جمعہ کی دن اور عرفہ کی روز اور انکی راتون مین اور شب قدر مین

وايام العيدين وليا ليها اكثر وزرا لانه تعالى فضل هذه الازمنة بما خصها من العبادات التي تفعل

اور دونو عید کی دن اور انکی راتون مین سزا مین زیادہ تر ہی اسلئی کہ اللہ تعالیٰ نی ان اوقات کو خاص خاص عبادات سی جو ان اوقات مین عمل کی جاتی ہین فضیلت دی ہی

فيها وجعل ثواب العبادات ونزول الرحمة ووصول المغفرة فيها اكثر من غيرها رحمة لهذه الامة

اور عبادات کا ثواب اور رحمت کا نازل فرمانا اور مغفرت کرنی ان اوقات مین بہ نسبت اور اوقات کی زیادہ تر مقرر فرمایا ہی صرف واسطی رحمت کی

المرحومة فمن لم يعرف النعمة التي كانت عليه فيها بل هتك حرمتها بارتكاب انواع الذنوب فيها فقد

مرحومہ پر اب جو شخص اس نعمت کی قدر جو اسوقت مین اسپر مبذول ہوتی ہی نجانی بلکہ اسوقت کی حرمت اوٹھا کر کہی طرح طرح کی گناہ عمل کرکر تو بیشک

استحق ان يكون عذابه اشد وعقابه اعظم فعلى المسلم ان يعرف النعمة التي كانت عليه ويعظم ما

یہہ شخص سزاوار ہی کہ اسکو سخت عذاب اور بڑا ہی عقاب ہو سو مسلمان کو لازم ہی کہ اس نعمت کی قدر جو اسپر مبذول ہی سمجھی اور جسکو اللہ نی

عظمه الله حتى يكون عند الله تعالى عظيما وتعظيم هذه الازمنة انما يكون بزيادة الاعمال الصالحات

عظمت دی ہی اوسکی تعظیم کری تاکہ اللہ کی نزدیک عزت پاوی اور تعظیم ان اوقات کی یہہ ہی صالح اعمال کی کثرت سی ہوتی ہی

فيها فمن عجز عن ذلك فاقل احواله في التعظيم ان يجتنب عما يحرم عليه ويكره له فيترك البدع والمنكرات

پہر جو شخص اعمال صالح سی عاجز ہو تو کم سی کم اوسکی تعظیم یہہ ہی کہ ان اوقات مین تمام محرمات اور مکروہات سی کنارہ کری پہر تمام بدعات اور منکرات

وما لا ينبغي له فيها من المنهيات وكثير من الناس في بعض هذه الازمنة قد ارتكبوا ضد هذا المعنى حيث

اور جو بیہودہ کار اور ممنوع ہین ترک کری اور بعضی لوگ کبہی کبہی ان اوقات مین اسکی خلاف کر بیٹھتی ہین چنانچہ ایام

كانوا يسارعون في ايام العيدين وليا ليهما الى اللهو واللعب وغيرهما من انواع السيات بعضهم بالمباشرة وبعضهم

عیدین مین شب و روز لہو و لعب وغیرہ اقسام منہیات مین مصروف رہتی ہین بعضی خود عمل کرتی ہین اور بعضی

بالمشاهدة مع ان للسيئة الواحدة عشرة من الضرر على ما ذكره الفقيه ابو الليث في تنبيه الغافلين الاول اسخاط

تماشا دیکہتی ہین باوجودیکہ ایک گناہ مین موافق بیان فقیہ ابو اللیث کی کتاب تنبیہ الغافلین مین دس ضرر مقرر ہین اول اپنی خالق کو

خالقه عليه بمخالفة امره والثاني تفريح ابليس الذي هو عدوه وعدو الله تعالى والثالث بعده من الجنة والرابع

اپنی حال پر اوسکی حکم کی مخالفت کرکر آزردہ کرنا دوسری ابلیس کا خوش کرنا کہ وہ اسکا اور اللہ کا بہی دشمن ہی تیسری جنت سی دوری چوتہی

قربه من جهنم والخامس جفاء من هو احب اليه وهو نفسه والسادس تنجيس نفسه التي قد خلقها الله تعالى

دوزخ سی نزدیکی پانچوین اپنی جان پہ جفا کرنا جو سب سی زیادہ محبوب ہی چہٹی اپنی جان کو ناپاک کرنا جسکو اللہ تعالیٰ نی پاکیزہ پیدا کیا ہی

طاهرة

طاهرة والسابع ایذاء الحفظة الذین لا یؤذونه والثامن احزان النبی علیه السلام فی قبره والتاسع اشهاد الارض

ساتوین کرام کاتبین کو ستانا اور وہ اسکو نہین ستاتی آٹھوین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو قبر شریف کی اندر غمناک کرنا نوین زمین

واللیل والنهار علی نفسه والعاشر خیانة لجمیع الخلائق لان المطر یقل بالذنب فاذا کان حال من فعل سیئة واحدة

اور رات اور دن کو اپنی گناہ پر گواہ مقرر کرنا دسوین تمام خلق اللہ کی بدخواہی کیونکہ گناہون کی شامت سے مینہہ کم برستا ہی یہ حال اوسکا ہی جسنی ایک گناہ کیا

هذا فما ذا یکون حال من یفعل فنونا من السیئات سیما فی هذه الایام المبارکات مع ان الخطباء ینادون علی المنابر

اب قیاس کیا چاہیے اوسکا حال جو قسم قسم کی گناہ کرتا ہی خاص ایسی مبارک ایام مین کیا ہوگا باوجودیکہ نصیحت گر منبرون پر پکار پکار کہتی ہین

ویقولون لیس العید لمن لبس الجدید انما العید لمن امن الوعید لیس العید لمن تبخر بالعود انما العید للتائب الذی

کہ عید اوسکی نہین ہی جو نئی کپڑی پہن لی عید اوسہی کی ہی جو وعید سی محفوظ رہی عید اوسکی نہین جو خوشبو مین بس جاوی عید اوسہی کی ہی جو توبہ کرکر

لا یعود لیس العید لمن تزین بزینة الدنیا انما العید لمن تزود بزاد التقوی لیس العید لمن رکب المطایا انما العید لمن

پہر نہ پہری عید اوسکی نہین ہی جو دنیا کی زیب وزینت کری عید اوسہی کی ہی جو تقوی کا توشہ پیدا کری عید اوسکی نہین جو اونٹنی پر سوار ہو عید اوسہی کی ہی

ترک الخطایا لیس العید لمن جلس علی البساط انما العید لمن جاوز الصراط وقال النبی علیه السلام استماع الملاهی معصیة

جو خطا سی باز رہی عید اوسکی نہین جو فرش پر بیٹھی عید اوسہی کی ہی جو صراط پر کو سلامت گذر جاوی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ہی ملاہی سنا تو معصیت ہی

والجلوس علیها فسق والتلذذ بها کفر وروی انه علیه السلام ادخل اصبعیه فی اذنیه عند سماعه وهم یسمعون

اور وہان پر بیٹھی رہنا یا پیشہ کرنا فسق ہی اور اوس سی مزا اوٹہانا کفر ہی اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی سماع کی آواز سی اپنی دونون کانون مین او نگلیان دے لین تہین اور یہہ لوگ ایسی ایسی

امثال تلک الکلمات ولا یلتفتون الیها بل یدعون الاسلام ومحبة الله تعالی ورسوله ومع هذا یخالفونهما

کلمات سنتی ہین اور اودہر اصلا توجہ نہین کرتی بلکہ اسلام کا اور خدا اور رسول کی محبت کا دعوی کرتی ہین اور پہر بہی اوامر اور نواہی مین

فی الاوامر والنواهی فیکون الحال مشکلا والحکام یشاهدون امثال تلک المنهیات ولا یمنعون شیئا منها بل

خدا رسول کی مخالفت کئی جاتی ہین اب کیا مشکل کی بات ہی کہ حاکم وقت بہی ایسی ایسی حرکات ممنوعہ کو دیکہتی ہین اور ذرہ منع نہین کرتی بلکہ

یساعدون فیها فمن کان باکیا فلیبک علی الاسلام وغربته اذ قد عاد الاسلام غریبا کما بدأ غریبا نعم ان هذا

اسمین اور امداد کرتی ہین اب جو روتی تو چاہیے کہ اسلام اور اوسکی غربت پر روتی کیونکہ اب اسلام غریب ہو گیا ہی جیسی کہ شروع ہوا تہا ہان یہہ دن

الایام ایام فرح وسرور لکن ینبغی ان یکون الفرح والسرور فیها بما کان مستحبا او مباحا کالاغتسال والتطیب

خوشیان کرنی کی دن ہین پر یون چاہیے کہ خوشیان ایسی وقت مین یا مستحب ہون یا مباح جیسی نہانا خوشبو لگانی

ولبس احسن الثیاب التی تکون جدیدة او غسیلة لا بما کان حراما او مکروها کلبس الحریر والخوض فی الباطل

اچہی کپڑی بدلنی یعنی نئی ہون یا دہوئی ہوئی ہون حرام یا مکروہ نہون جیسی حریر کا پہنا اور باطل امور مین گہسنا

لان العید انما سمی عیدا لان الله تعالی یعود فیه علی المؤمنین بالمغفرة والاحسان فیجب علیهم ان یجتنبوا المعصیة

کیونکہ عید کو اسہی لئی عید کہتی ہین کہ اللہ تعالی مؤمنین پر دوبارہ مغفرت اور احسان فرماتا ہی سو مؤمنین پر واجب ہی کہ معصیت اور سرکشی سی

والطغیان حتی یکونوا من اهل السعادة والرضوان لا من اهل الشقاوة والخذلان ثم ینبغی ان یعلم ان بعض الناس

اجتناب کرین تا کہ سعادتمند اور اہل رضوان ہو جاوین بدبخت نہون اور نہ او ٹہاوین پہر سمجہنی کی بات ہی کہ بعضی لوگ کہتی ہین

قد زعموا ان ضرب الدف والغناء به فی یوم العید جائز لما روی عن عائشة ان ابا بکر دخل علیها یوم العید وعندها

کہ دف کا بجانا اور گانا عید کی روز جایز ہی کیونکہ عائشہ سی روایت ہی کہ ابو بکر عید کی روز اونکی ہان آئی اونکی پاس

جاریتان تغنیان بالدف ورسول الله صلی الله علیه وسلم متغش بثوبه فزجرهما ابو بکر فکشف النبی علیه السلام وجهه

دو لڑکیان دف لئی گاتی بجاتی تہین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کپڑا اوڑہی ہوئی تہی سو لون لڑکیون کو ابو بکر نی ڈانٹا پہر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی منہہ کہول کر

فقال دعهما يا ابا بكر فان لكل قوم عيد فهذا عيدنا فان هذا الحديث وان كان يدل على مازعموا لكن ليس كما زعموا

فرمایا ابوبکر جانی دی ہر قوم کی لئی عید ہوتی ہی سو یہہ ہماری عید ہی کیونکہ یہہ حدیث اگرچہ اونکی مطلب پر دلالت کرتی ہی لیکن ویسی نہیں ہی جو وہ کہتی ہین

اذ قد ذکر في نصاب الاحتساب ان هذا الحديث متروك غير معمول به لقوله تعالى وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِي لَهْوَ

اسواسطی کہ نصاب الاحتساب مین مذکور ہی کہ یہہ حدیث متروک العمل ہی اسپر عمل نہین کرتی اس آیت کی موافق اور ایک لوگ ہین کہ خریدار ہین کہیل کی

الْحَدِيثِ فان المراد من لهو الحديث على ما ذكر في معالم التنزيل عن ابن مسعود وابن عباس وعكرمة وسعيد بن

کیونکہ موافق بیان معالم التنزیل کی ابن مسعود اور ابن عباس اور عکرمہ اور سعید بن جبیر سی لہو الحدیث سی غنا اور جو اوسکی مثل ہی معازف

جبير الغناء وما في معناه من المعازف والمزامير والمراد من اشتراءه اختياره والمعنى ان بعضا من الناس يختار

اور مزامیر وغیرہ مراد ہی اور اشترا سی مراد اختیار اور پسند کرنا اور معنی آیت کی یہہ ہین کہ بعضی لوگ

الغناء وما في معناه من المعازف والمزامير لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّيَتَّخِذَهَا هُزُوًا اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ

غناکو پسند کرتی ہین اور جو اوسکی مثل ہی معازف اور مزامیر وغیرہ تاکہ بچلادین اللہ کی راہ سی بن سمجھی اور ٹہراوین اوسکو ہنسی وہ جو ہین اونکو ذلت کی مار ہی

فدلت الاية على تحريم الغناء وما في معناه من الملاهي ويدل على هذا ايضا ان عائشة بعد بلوغها لم ينقل عنها الا

سو یہہ آیت غنا کی اور اوسکی مثل ملاہی وغیرہ کی حرمت پر دلالت کرتی ہی اور حرمت اسکی اس سی بہی ثابت ہوتی ہی کہ حضرت عائشہ سی بعد بلوغ کی غنا

ذم الغناء والمعازف والثاني مما يجب على المكلف في هذا العيد الاضحية فانها تجب على مسلم حر مقيم موسر

اور معازف مین سوا برائی کی اور کچہہ منقول نہین ہی دوسرا امر جو اس عید مین مکلف پر واجب ہی قربانی ہی سو قربانی مسلم آزاد مقیم تونگر پر واجب ہی

واليسار فيها ان يملك نصابا او ما يكون قيمته نصابا فاضلا عن حاجته الاصلية ولا يعتبر فيه وصف النماء فمن

اسمین مقدور اتنا ہی چاہیئی کہ نصاب کا مالک ہو یا ایسی چیز کا کہ اوسکی قیمت حاجت اصلی سی بڑہتی برابر نصاب کی ہو اسمین نامی ہونا کچہہ ضرور نہین ہی جسکی ملک مین

كانت له دار لا يسكنها فيواجرها يعتبر قيمتها في الغنى وكذا اذا سكنها وفضل عن سكناه شيء يعتبر قيمة الفاضل

ایک گہر ہو جسمین رہتا نہین کرایہ دیتا ہی تو مقدور کی لئی اوسکی قیمت کا اعتبار کیا جاویگا اور ایسی ہی اگر اوسمین رہتی لگی لیکن اوسکی رہنی سی کچہہ باقی رہجاوی تو اوس باقی کی قیمت

في الغنى لان ما كان من حاجته الاصلية لا بد ان يكون مشغولا بها لا بما يحتاج اليه ادعا من مال الا ويقع الحاجة

مقدور کی باب مین لیجاویگی اسواسطی کہ جسقدر اوسکی حاجت اصلی کی لئی ہی تو ضرور ہی کہ اب اوسکی برتاو مین ہو یہہ نہین کہ آیندہ کو برتاو مین آویگا اسواسطی کہ ایسا مال کوئی نہین ہوتا جسکی

اليه في وقت من الاوقات حتى لو كان في دار بكراء فاشترى قطعة ارض بمائتي درهم فبنى فيها دارا يسكنها فهو غني لا

کبہی نہ کبہی حاجت پیش نہ آجاوی یہان تک کہ اگر ایک شخص کرایہ کی گہر مین رہتا ہو پہر ایک قطعہ زمین کا دو سو درہم کو خریدکر رہنی کی لئی گہر تیار کیا تو اب یہہ شخص اس گہر کی سبب غنی ہی

لانها فاضلة عن حاجته الحالية وانما يحتاج اليها فيما سيجيء ومن كان له دار فيها بيتان صيفي وشتوي لا يكون

کیونکہ بالفعل اوسکی حاجت سی فاضل ہی اگر حاجت ہوگی تو پہر کبہی ہوگی اور جسکی پاس ایک مکان ہو اور اسکی اندر دو گہر گرمی اور جاڑی کی ہون تو غنی

غنيا وان كان فيها ثلث بيوت يعتبر قيمة الثالث في الغنى وصاحب الثياب لا يكون غنيا بثلثة دستجات

نہین ہی اور اگر اوس مکان مین تیسرا گہر ہو تو اوس تیسری گہر کی قیمت غنا کی لئی لی جاویگی اور کپڑون کا مالک تین جوڑی کپڑی سی غنی نہین ہوتا

احدها للبذلة والثانية للمهنة والثالثة للجمعة والاعياد وكذا بالفراشين وما زاد على الدستجات الثلث

ایک روزمرہ کی پہنی کا دوسرا کار کرنی کی دفت کا تیسرا جمعہ کی دن اور عیدین کا اور ایسی دو بچہونی سی غنی نہین ہوتا اور جسقدر تین جوڑی کپڑی

من الثياب وعلى الفراشين يعتبر قيمته في الغنى والغازي لا يكون غنيا بفرسين وان كان له ثلثة افراس يعتبر

اور دو بچہونی سی زیادہ ہوگا تو غنی ہونی کی لئی اوسکی قیمت حساب مین لیجاویگی اور مجاہد دو گہوڑونسی غنی نہین ہوتا اور اگر تین گہوڑی ہونگی تو ایک

قيمة احدها في الغنى وما زاد [illegible] فيه ساكان وحمار للدهقان وغيره وعلى الخادم

گہوڑی کی قیمت غنی ہونی مین حساب کیجاویگی [illegible] ایک چوپایہ سی زیادہ ہو [illegible] پاس گہوڑا ہو یا گدہا [illegible] اوسکی لئی ایک خادم سی زیادہ

الواحد یعتبر قیمته فی الغنی وکذا کتب التفسیر والحدیث لاهله ما زاد علی نسخة واحدة من روایة واحدة
ہو تو غنی ہونیکی لئی اوسکی قیمت حساب مین لیجاوی گی اور ایسی ہی تفسیر حدیث فقه کی کتابین علماء کی لئی جو ایک ایک نسخه سی زیادہ ہونگی ایک روایت سی
یعتبر قیمته فی الغنی وکذا ما زاد علی الواحد من المصاحف لمن یحسن القراءة یعتبر قیمته فی الغنی والزارع لا یکون
غنا کی بابت اوسکی قیمت حساب مین لیجاویگی اور ایسی ہی جو ایک قرآن سی زیادہ قاری کی پاس ہو تو غنا کی باب مین اوسکی قیمت معتبر ہوگی اور کسان دو بیلون
غنیا بثورین وآلة الحراثین وان کان له ثلث ثیران یعتبر قیمة احدهما فی الغنی والبقرة الواحدة یعتبر قیمتها فی
اور کہیتی کی راچہ ہل پاتہی سی غنی نہین ہوتا اور اگر تین بیل ہونگی تو ایک بیل کی قیمت غنا مین معتبر ہوگی اور ایک ہی بیل ہو تو غنا مین اوسکی قیمت لیجاویگی
الغنی ومن کان له قوت سنة یساوی نصابا ففیه کلام والظاهر انه لا یعد من الغنی ذکره قاضیخان فی فتاوٰه
اور جسکی پاس ایک سال کا کہانا برابر قیمت نصاب کی ہو تو اوسمین اختلاف ہی اور ظاہر یہہ ہی کہ وہ غنی نہین ہی یہہ قول قاضیخان نی اپنی فتاوی مین ذکر کیا ہی
والمرءة ان کانت له جواهر ولآلی تلبسها للاعیاد وتتزین للزوج یعتبر قیمتها فی الغنی وکذا اذا کان لها دار تسکن فیها
اور جس عورت کی پاس جواہر اور موتی ہون کہ عید کی روز پہنتی ہو اور خاوند کی واسطی سنگار کرتی ہو تو غنا کی بابت اسکی قیمت معتبر ہوگی اور ایسی ہی اگر عورت کی ملک مین
مع زوجها یعتبر قیمتها فی الغنی اذا کان الزوج قادرا علی الاسکان ویتعلق بهذا النصاب حرمة اخذ الزکوٰة ووجوب
گہر ہو جسمین خاوند کی ساتہہ رہتی ہی تو اس گہر کی قیمت غنا کی لئی معتبر ہوگی پر اس شرط پر کہ اوسکا خاوند گہر دینی کی مقدور رکہتا ہو اور اسی نصاب کی زکوٰۃ لینی حرام ہوتی ہی اور
صدقة الفطر والاضحیة لان الغنی علی ثلث مراتب غنی یحرم علیه السوال واخذ الصدقة ویجب علیه
صدقہ فطر اور قربانی واجب ہوجاتی ہی اسواسطی کہ غنا کی تین درجہ ہین ایک وہ غنی ہی جسکو سوال کرنا اور صدقہ لینا حرام ہوتا ہی اور اوسپر صدقہ
صدقة الفطر والاضحیة والزکوٰة وهو من یملک نصابا کاملا نامیا وغنی یحرم علیه السوال واخذ الصدقة
فطر اور قربانی اور زکوٰۃ واجب ہوتی ہی یہہ وہ غنی ہی جسکی ملک مین نصاب کامل نامی یعنی بڑہتا ہوا ہو ایک ایسا غنی ہوتا ہی جسکو سوال کرنا اور صدقہ لینا
ویجب علیه صدقة الفطر والاضحیة دون الزکوٰة وهو من یملک ما قیمته نصاب من غیر ان یکون فیه نماء
اور اوسپر صدقہ فطر اور قربانی واجب ہوتی ہی اور زکوٰۃ واجب نہین ہوتی وہ ایسا شخص ہی جسکی ملک مین ایسی شی ہو کہ اوسکی قیمت نصاب کی برابر ہو پر وہ چیز
وغنی یحرم علیه السوال لا اخذ الصدقة ولا یجب علیه شیء مما ذکر من صدقة الفطر والاضحیة والزکوٰة
اور ایک غنی ایسا ہوتا ہی جسکو سوال کرنا حرام اور صدقہ لینا جایز اور اوسپر جو جو چیز مذکور ہوا کچھہ واجب نہین ہوتا نہ صدقہ فطر نہ قربانی نہ زکوٰۃ
وهو من یملک قوت یومه وما یستر عورته ثم المعتبر فی الفقر والغنی اخر ایام النحر فاذا جاء یوم النحر ولا مال له
وہ ایسا شخص ہوتا ہی جسکی پاس ایک دن کا کہانا ہو اور بدن ڈہکنی کو کپڑا ہو پہر مفلسی اور تونگری مین آخر ایام نحر یعنی بارہوین تاریخ کا اعتبار ہی جب ایام نحر پیش آوین
ثم استفاد قدر النصاب قبل مضی ایام النحر ولا دین علیه تجب علیه الاضحیة وان جاء یوم النحر وهو غنی فهلک
ہی پہر اسکو نصاب کی برابر فائدہ ہوگیا اور ابہی ایام نحر تمام نہین ہوی اور اوسکی ذمہ کچہہ قرض بہی نہین ہی تو اوسپر قربانی واجب ہی اور اگر ایام نحر تونگری کی حالت مین آگئی پہر اسکا
ماله او نقص من النصاب قبل مضی ایام النحر لا تجب علیه الاضحیة ومن کان له علی الناس دیون مؤجلة ولم یکن
مال بالکل جاتا رہا یا نصاب سی کمتی رہ گیا اور ایام نحر ابہی باقی ہین تو اسپر قربانی واجب نہین ہی اور جسکا قرض لوگون پر کبہی کی وعدہ پر آتا ہو اور
فی یده ایام الاضحیة ما یشتری به الاضحیة لا یجب علیه الاضحیة وکذا لو کان له دین علی مفلس مقر لا یجب
ایام نحر مین اوسکی ہاتہہ مین اتنا نہو کہ قربانی خریدلی تو اوسپر قربانی واجب نہین ہی اور ایسی ہی اگر اسکا قرض کسی مفلس پر آتا ہو اگرچہ وہ اقرار کرتا ہو تو قربانی
علیه الاضحیة ما لم یصل الیه الدین وکذا لو کان له دین علی مقر ملی ولیس فی یده ما یمکنه شری الاضحیة لا یلزمه
واجب نہین ہی جبتک وہ قرض وصول نہو جاوی اور ایسی ہی اگر اسکا قرض [illegible] کرتا ہی اور اسکی ہاتہہ مین اتنا نہین کہ قربانی خریدلی تو اسکو ضرور نہین
ان یستقرض فیضحی ولا قیمتها اذا وجد [illegible] الدین لکن [illegible] ان یشتری [illegible]
کہ قرض لیکر قربانی کری اور نہ قیمت قربانی کی [illegible]

يعطيه ولو كان له مال كثير غائب في يد شريكه او مضاربه ومعه ما يشتري به الاضحية من الحجرين

دیدیگا اور اگر بہت سا مال اسکی قبضہ سی باہر ہو شریک یا مضارب کی قبضہ مین اور اسکی قبضہ مین سونا یا چاندی اتنی ہی کہ قربانی خرید کرلی

او متاع البيت يلزمه الاضحية واول وقتها بعد طلوع الفجر من يوم النحر لكن يشترط تقديم صلوة

یا گہر کا اسباب ہی تو ایسی حال مین قربانی واجب ہی اور اول وقت قربانیکا دسوین تاریخ جسکو یوم نحر کہتی ہین بعد طلوع فجر کی ہی لیکن شہر کی رہنی والونکی حق مین

العيد عليها في حق اهل الامصار حتى لا يجوز الذبح لمن كان في المصر الا بعد فراغ الامام من الصلوة ولو

عید کا ادا کرلین یہان تک کہ شہر مین رہنی والی کو قربانی ذبح کرنی جایز نہین ہی جبتک امام دوگانہ سی فارغ نہولی اور اگر امام کی نماز سی پہلی ذبح کردی تو درست نہین

ضحى قبل صلوة الامام لا يصح ولو خرج الامام بطائفة الى الجبانة وامر رجلا ان يصلي بالضعفاء في

یعنی قربانی اوسکی ذمہ رہتی ہی اور اگر امام بہت جماعت کی عیدگاہ کی طرف روانہ ہوا اور کسی شخص کو نایب کیا کہ ناتوانون کو شہر مین نماز پڑہاوی گا

المصر وضحى البعض بعد ما صلى احد الفريقين يجوز استحسانا وان كانت بلدة لا يصلى فيها صلوة

اور بعضی جلد بازون نی قربانی ذبح کردی بعد فراغت نماز ایک شخص امام یا نایب کی تو استحسانا جایز ہی اور اگر ایسا شہر ہی کہ اوسمین عید کی نماز نہین ہوتی

العيد اما لعدم الامام او لغلبة اهل الفتنة يجوز التضحية في اليوم الاول بعد الزوال وفي اليوم الثاني و

یا تو اسلئی کہ امام نہین ہی یا اہل فتنہ کی غلبہ سی تو قربانی پہلی دن یعنی دسوین تاریخ دوپہر ڈہلی جایز ہی اور گیارہوین اور

الثالث يجوز قبل الزوال وبعده وقال بعضهم في ذلك المكان يجوز التضحية في اي وقت كان لوقوع الياس

بارہوین مین دوپہر ڈہلنی سی پہلی بہی اور بعد دوپہر کی بہی جایز ہی اور بعضی کہتی ہین کہ ایسی جگہہ قربانی جسوقت کردی ہر وقت جایز ہی کیونکہ نماز کی توقع تو ہی نہین

عن الصلوة وان اخر الامام الصلوة يوم العيد ينبغي للناس ان يؤخروا التضحية الى وقت الزوال ولو خرج

اور اگر امام عید کی روز نماز مین دیر لگاوی تو لوگون کو بہی چاہیی کہ قربانی مین دوپہر ڈہلی تک تاخیر کرین اور اگر امام نماز کی لئی

الامام الى الصلوة في الغد او بعد الغد وقد ضحى بعض الناس قبل ان يصلي الامام يجوز لانه فات وقت الصلوة

اگلی دن یا اگلی سی اگلی دن روانہ ہوا اور بعضی لوگون نی امام کی نماز سی پہلی قربانی ذبح کردی تو جایز ہی اسواسطی کہ مسنون وقت نماز کا

على وجه السنة ثم المعتبر مكان المذبوح لا مكان المالك حتى لو كانت الاضحية في المصر وصاحبها في السواد

تو جاتا رہا پہر جواز ذبح مین قربانی کی مکان کا اعتبار ہی مالک کی مکان کا اعتبار نہین ہی یہان تک کہ اگر قربانی شہر مین ہو اور اوسکا مالک شہر سی دور ہو

فامر رجلا بالذبح فذبح الوكيل قبل الصلوة لا يجوز ولو كانت الاضحية في السواد وصاحبها في المصر وامر

پہر اوس مالک نی کسی شخص کو کہدیا کہ میری قربانی ذبح کردینا اوس شخص نی نماز سی پہلی ذبح کردی تو جایز نہوگی اور اگر قربانی شہر سی دور ہو اور مالک شہر مین ہو اور اوسنی

اهله بالذبح فذبح الاهل قبل الصلوة يجوز وكذا لو كان رجل في مصر واهله في مصر آخر وكتب اليهم ان يضحوا عنه

اپنی اہل کو کہدیا کہ ذبح کردینا اور اوسکی اہل نی نماز سی پہلی ذبح کرادی تو جایز ہی اور ایسی ہی اگر ایک شخص ایک شہر مین ہو اور اوسکی اہل اور شہر مین ہون اور اوس شخص نی اپنی اہل کو لکہا

يلزمهم ان يذبحوا عنه بعد صلوة الامام في البلد الذي هم فيه اعتبارا لمكان الذبيحة ومن اراد ان يتعجل

تو اونکی ذمہ پر لازم ہی کہ اوسکی طرف سی وہانکی امام کی نماز کی بعد جسمین وہ آپ رہتی ہین ذبح کرین کیونکہ اعتبار قربانی کی مکان کا ہی اور جسنی جلد سی گوشت کہانا چاہا

له اللحم واخرج اضحيته من المصر فذبحها قبل الصلوة قالوا ان اخرجها مقدار ما يباح للمسافر قصر الصلوة

اور قربانی کو شہر سی باہر لیجا کر نماز سی پہلی ذبح کرلی تو علماء کہتی ہین اگر اوسنی قربانی کو اتنی دور لیجا کر ذبح کی جس مسافت پر مسافر کو قصر نماز مباح

فيه يجوز والا فلا وهذا كله في حق اهل الامصار واما اهل السواد والقرى فيجوز لهم الذبح بعد الفجر الثاني من

تو جایز ہی اور نہین تو جایز نہین ہی یہہ سب بیان شہر والون کا تہا اور گرد نواح اور گانو کی لوگون کو دسوین تاریخ ذی الحجہ کی صبح صادق کی بعد

اليوم العاشر من ذي الحجة واما اهل البوادي وهم لا يذبحون الا بعد صلوة اقرب الائمة اليهم واخر وقتها

ذبح کرنا جایز ہی اور جنگل کی رہنی والی بدون فراغت نماز اپنی سی نزدیک سی نزدیک امام کی ذبح نکرین اور آخر وقت قربانی کا

فی حق الکل قبیل غروب الشمس من الیوم الثالث من ایام النحر وافضل اوقات التضحیۃ الیوم الاول وادونہا

سب کی حق میں آفتاب ڈوبنی سی کچھ پہلی تک تیسری دن ایام نحر سی یعنی بارہوین کی اخیر عصر تک ہی اور قربانی کا افضل وقت پہلا روز ہی یعنی دسوین تاریخ اور کمتر وقت

الیوم الاخر ویکرہ الذبح لیلا وان جاز لاحتمال الغلط فی ظلمۃ اللیل ولو وقع الشک ان ھذا الیوم کان من

سب سی پچھلا دن اور رات کو ذبح کرنا مکروہ ہی اگرچہ جایز ہی شاید کہ رات کی اندہیری میں ٹھیک جگہ ذبح نہو اگر یہہ شبہ آپڑی کہ آج ذیحجہ کی

عاشر ذی الحجۃ او تاسع ذی الحجۃ فالاحوط ان یضحی فی الغد بعد الزوال قال قاضیخان فی فتاواہ فی کتاب

دسوین تاریخ ہی یا ذیحجہ کی نوین ہی تو اب احتیاط یون ہی کہ اگلی دن دوپہر ڈہلی ذبح کری قاضیخان اپنی فتاوی کی کتاب الصوم مین کہتا ہی

الصوم شہر رمضان اذا جاء یوم الخمیس ویوم عرفۃ جاء یوم الخمیس ایضا کان ذلک الیوم یوم عرفۃ لا

کہ ماہ رمضان کا چاند اگر جمعرات کی دن ہووی پہر عرفہ بہی جمعرات کی روز کا آپڑی تو وہ روز بیشک عرفہ کا ہی یوم النحر یعنی دسوین تاریخ

یوم النحر حتی لا یجوز التضحیۃ فی ھذا الیوم اعتمادا علی قول علی رض یوم نحرکم یوم صومکم لان ذلک محتمل

نہین ہی اوسدن قربانی ذبح کرنی جایز نہین ہی کیونکہ قول حضرت علی کا اسمین معتمد نہی دسوین ذیحجہ کی پہلی رمضان کی انتی اسواسطی احتیاط کرنی چاہئی

یحتمل انہ اراد بہ ذلک العام دون الابد ثم الاضحیۃ انما تجوز من اربعۃ اصناف من الحیوان الابل والبقر

کہ اس قول مین یہہ بہی احتمال ہی کہ آپنی اوسہی سال کا حال ارشاد کیا ہو ہمیشہ کی لئی قاعدہ نفرمایا ہو پہر قربانی چار قسم کی حیوان کی جایز ہی اونٹ اور گای

والغنم والمعز ذکورھا واناثہا الا ان الانثی من الابل والبقر افضل والذکر من الغنم والمعز افضل ثم المعتبر من

اور بکری اور دنبہ نر اور مادہ دونون پر اتنا ہی کہ اونٹنی اور گای کا مادہ افضل ہی اور بکری اور دنبہ سی نر افضل ہی پہر معتبر

ھذہ الاصناف الاربعۃ الثنی وھو من الغنم والمعز ما تمت لہ سنۃ وطعن فی الثانیۃ ومن البقر ما تمت لہ سنتان

ان چارون قسم مین ثنیہ ہی یعنی نوجوان اور نوجوان بکری اور دنبہ مین وہ ہی جسکو ایک سال پورا ہوکر دوسرا سال شروع ہوا ہو اور گای مین وہ ہی جسکو دو برس

وطعن فی الثالثۃ ومن الابل ما تمت لہ خمس سنین وطعن فی السادسۃ ولا یجوز ما دون ذلک من ھذہ الاصناف

پوری ہوکر تیسرا سال شروع ہوا ہو اور اونٹ مین وہ ہی جسکو پانچ برس پوری ہوکر چہٹا شروع ہوا ہو اور اس عمر سی چہوٹا ان قسمون مین سی کوئی جایز نہین ہی

الا الجذع من الضأن اذا کان عظیما بحیث لو اختلط بالثنیات لم یتمیز من بعید وھو ما کان لہ الیۃ وانی

مگر جذع مینڈہی کا اگر کلان راس ہو ایسا کہ اگر ایک برس کی عمر والون مین ملجاوی تو دور سی پہچانا نجاوی اور جذع وہ ہوتا ہی کہ جسکی چکتی ظاہر ہو نور

علیہ ستۃ اشہر وشیئ من الشہر السابع وذکر فی الخلاصۃ ان التضحیۃ بالدیک والدجاجۃ فی ایام النحر ممن

چہہ مہینی پوری ہوکر کچہہ دن ساتوین مہینہ کی گذری ہون اور خلاصہ مین مذکور ہی کہ مرغ اور مرغی کی ایام نحر مین قربانی کرنی جسکو

لا اضحیۃ علیہ بعسارہ تشبہا بالمضحین مکروہ لانہ من رسوم المجوس ولو اشتری فقیر شاۃ الاضحیۃ

افلاس کی سبب سی قربانی واجب نہین ہی قربانی کرنیوالون کی مشابہت حاصل کرنیکو مکروہ ہی اسواسطی کہ یہہ مجوسیون کی رسم ہی اور اگر کسی فقیر نی قربانی کی واسطی بکری مول لی

ولم یضح حتی مضت ایام النحر کان علیہ ان یتصدق بتلک الشاۃ حیۃ او بقیمتہا ولو انہ ذبحہا بعد ایام

پہر ذبح نکی یہان تک کہ ایام نحر نکل گئی اب اوسپر لازم ہی کہ وہ بکری جیتی خیرات کردی یا اوسکی قیمت دیدی اور اگر بعد ایام نحر کی ذبح کرکر

النحر وتصدق بلحمہا یجوز لکن ان کان قیمتہا حیۃ اکثر یلزمہ ان یتصدق بالفضل فان اکل منہا یغرم

گوشت خیرات کردیا تو بہی جایز ہی لیکن اگر جیتی کی قیمت گوشت سی زیادہ ہو تو جتنی بڑہتی قیمت بہی خیرات کری اور اگر اوسمین سی آپ کہالی

قیمتہ وان لم یفعل شیئا من ذلک حتی جاء یوم النحر من القابل فضحی بہا عن العام الاول لا یجوز لان کون اراقۃ

تو اوسی کی قیمت ادا کری اور اگر اسی ان امور مین سی کچہہ بہی نکیا یہان تک کہ اگلی سال کا یوم نحر آگیا اب اوسنی پہلی سال کی قضا کی نیت سی ذبح کی تو جایز نہین ہی

الدم قربۃ عرف اداء لا قضاء ویجوز الابل والبقر من احد الی سبعۃ اذا اراد کلہم القربۃ اتفقت جہۃ القربۃ او

جو عبادت ہی تو ادا یعنی اپنی وقت پر عبادت ہی بطور قضا نہین ہی اور اونٹ اور گای ایک ہی لیکر سات آدمیون تک جایز ہی اگر اون سبکا ارادہ قربت کا ہو ایک ہی طرح کی عبادت ہو یا

اون

اختلفت كالاضحية والقران والمتعة والعقيقة والتقدير بالسبعة يمنع الزيادة لا النقصان حتى يجوز
کئی طرح کی ہو جیسی قربانی اور قران اور متعہ اور عقیقہ اور سات تک کی حد باندہنی سی زیادہ کی ممانعت ہوگئی ہی کمتی کی ممانعت نہین ہی یہان تک

عن ستة وخمسة واربعة وثلثة واثنين ان لم يكن لاحدهم اقل من السبع كما اذا مات رجل وترك ابنا وامرأة
کہ چہہ یا پانچ یا چار یا تین یا دو آدمیون کی طرفسی بہی جایز ہی اگر کسیکا حصہ ساتوین حصہ سی کمتر نہو جیسی ایک شخص مرا اور وارثون مین ایک بیٹا اور بیوی

وبقرة وضحيا بها لا يجوز وكذا لو اشترى ثلثة نفر ودفع احدهم اربعة دنانير والاخر ثلثة دنانير والثالث
اور ایک گای ترکہ مین چہوڑی اونہون نی وہ گای قربانی کی تو جایز نہین اور ایسی ہی اگر تین آدمیون نی ملکر قربانی خریدی ایک نی چار دینار دئی اور دوسری نی تین دینار اور تیسری نی

دينارا واشتروا بقرة على ان يكون البقرة بينهم بقدر اموالهم وضحوا بها لا يجوز ولو اشترك سبعة في بقرة
ایک دینار دیا پہر گای مول لی اسطور پر کہ دینارون کی حساب پر شرکت ہی اور ذبح کی تو قربانی جایز نہین ہی اور اگر سات آدمی ایک گای مین شریک ہوی

ونوى بعض الشركاء التطوع وبعضهم الاضحية لهذه السنة وبعضهم قضاء عن السنة الماضية يجوز
اور کسی نی نیت نفل کی کی اور کسی نی اوسہی سال کی قربانی کی نیت کی اور کسینی پچہلی سال کی قضا کی نیت کی تو سب جایز ہی

الكل لكن يكون تطوعا عمن نوى القضاء عن السنة الماضية فلا يقع عن قضاءه بل يلزمه ان يتصدق
لیکن جسنی پچہلی سال کی قربانی سی قضا کی نیت کی تہی اوسکی نفل ہو جائی گی اوسکی قضا ذمہ سی ساقط نہوگی بلکہ اوسکو لازم ہی کہ قیمت درمیانہ

بقيمة شاة وسط لما مضى ولو مات احد السبعة وقال ورثته اذبحوها عنه وعنكم يجوز استحسانا
بکری کی بعوض سال گذشتہ کی خیرات کردی اور اگر ساتون شریک مین سی ایک مر گیا اور اوسکی وارثون نی کہا کہ اوسکی طرفسی اور اپنی طرف سی ذبح کر لو تو استحسانا جایز ہی

ولو اشترك سبعة وضحوا بقرة واقتسموا اللحم وزنا يجوز ولو اقتسموه جزافا لا يجوز الا ان يضم الى اللحم شئ
اور اگر سات آدمیون نی ملکر گای قربانی کی اور گوشت تول کر بانٹا تو جایز ہی اور اگر انکل سی بانٹا تو جایز نہین ہی ہان اگر گوشت کی ساتہہ کچہہ کچہہ

من الاكارع او الجلد سواء كان في كل جانب شئ من اللحم وشئ من الاكارع او كان في كل جانب شئ من اللحم و
پایہ یا چمڑا ملالین تو جایز ہی برابر ہی کہ ہر حصہ پر کچہہ گوشت اور کچہہ پایہ یا ہر حصہ پر کچہہ گوشت اور

شئ من الجلد او كان في جانب لحم واكارع وفي اخر لحم وجلد وانما يجوز جزافا للجنس الى خلاف الجنس ولو
کچہہ چمڑا یا ایک حصہ پر گوشت اور پایہ اور دوسری حصہ پر گوشت اور چمڑا اس صورت مین انکل کی تقسیم اسلئی جایز ہی کہ ہر جنس کا خلاف جنس سی

لم يضموا الى اللحم شيئا وحلل كل واحد منهم لصاحبه الفضل لا يجوز لان تحليل الفضل هبة وهبة المشاع
گوشت کی ساتہہ بدون ملانی پایہ یا چمڑی کی تقسیم کرکی ہر ایک شخص دوسری کو کمتی بڑہتی کی اجازت دی کر حلال کردی تو جایز نہین اسلئی کہ بڑہتی کا حلال کرنا ہبہ ہوتا ہی اور ہبہ مشاع

فيما يحتمل القسمة لا يجوز وان اقتسموا اللحم وزنا وتصدقوا بالجلد على فقير او وهبوا الغني يجوز ولو جعلوا
تقسیم ہونیوالی چیز مین جایز نہین ہی اور اگر گوشت تول کر بانٹ لیا اور چمڑا سب نی ملکر ایک فقیر کو دیدیا یا کسی غنی کو بخشدیا تو جایز ہی اور اگر

اللحم والشحم سبعة اسهم وقسموه بينهم جزافا يجوز ويجوز الخصي والجماء التي لا قرن لها والثولاء اي المجنونة
گوشت اور چربی کی سات حصہ یعنی ملا کر کئی آپسمین انکل سی تقسیم کرلیا تو جایز ہی اور بدہیا اور منڈا جسکی سینگہہ پیدایشی نہون اور باولی جایز ہی

ولا يجوز العمياء التي ليس لها عينان ولا العوراء التي ليس لها عين واحد ولا العجفاء التي لا مخ في عظمها
اور اندہی جسکی دونو انکہین نہون اور کانی جسکی ایک انکہہ نہو اور ایسی دبلی جسکی ہڈی کی اندر مغز باقی نہو

ولا العرجاء التي تمشي بثلث قوائم ويجاف الرابعة عن الارض وان كانت تضع الرابعة على الارض وضعا
اور لنگڑی جو تین پاؤن پر چلتی ہو اور چوتہی پاؤن کو زمین پر نہ لگاتی ہو جایز نہین ہی اور اگر چوتہا پانو بہی زمین پر ہولی سی رکہہ کر

خفيفا وتستعين بها الا انها تتمايل عند المشي يجوز ولا يجوز ما ذهب اكثر من ثلث اذنها واليتها وعينها
مدد لیتی ہی پر اتنا ہی کہ چلتی وقت جہکتی ہی تو جایز ہی اور جسکا تہائی سی زیادہ کان یا خصیہ یا آنکہہ جاتی رہی ہو تو جایز نہین ہی

وطريق

وطریق معرفة ذهاب الثلث من العین ان یشد عینها المفقوءة بعد کونها جائعة فیقرب الیها العلف

اور طریقه دریافت تہائی آ نکہ جاتی رہنی کا یہہ ہی کہ اول پہوٹی ہوئی آنکہہ بند کر کر بحالت بہوک کی حالت میں اوسکو گہاس دکہاویں

فینظر من ای مکان تری العلف ثم یشد عینها الصحیحة ویقرب الیها العلف فینظر من ای مکان تری العلف

پہر خیال رکہیں کتنی دور سی کہ اوس دیکہہ لیتی ہی پہر اچہی آنکہہ بند کر کر گہاس دکہاویں اب یہہ خیال کریں کہ کتنی دور سی گہاس دیکہہ لیتی ہی

ثم ینظر تفاوت ما بین المکانین فان کان نصفا فالذاهب نصف وان کان ثلثا فالذاهب ثلث وهکذا

اب دونو مکان میں فرق دیکہیں کتنا ہی اگر آدہوں آدہ کا فرق ہی تو آدہی آنکہہ نہیں ہی اور اگر تہائی ہی تو تہائی آنکہہ نہیں ہی اور ایسی ہی حساب پر

وشق الاذن والکی لا یمنع جواز الاضحیة وکذا کسر القرن الا اذا بلغ المخ ولو ذهب عینها او کسرت رجلها فی

اور چری ہوئی کان اور داغدار ہونی سی قربانی منع نہیں ہوتی اور ایسی ہی سینگ ٹوٹنی سی ان اگر مغز تک جا پہنچی تو جایز نہیں اور اگر ذبح کرنیکی لئی پچہاڑتی ہوئی آنکہ

معالجة الذبح فانه ان لم یرسلها یجوز وان ارسلها وضحی بها فی وقت اخر فی ذلک الیوم او فی یوم اخر

اگر اوسکو نہ چہوڑا اوسیوقت ذبح کردیا تو جایز ہی اور اگر اوسوقت چہوڑ دیا اور اور وقت اسیہی دن میں یا ایام نحر کی روز اور دن میں

من ایام النحر اختلفوا فیه وعن ابی یوسف انه یجوز وبه اخذ الزعفرانی ولو ولدت الاضحیة کان

ذبح کیا تو اسمیں اختلاف ہی امام ابو یوسف کی نزدیک جایز ہی اور یہہ ہی مذہب زعفرانی کا ہی اور اگر قربانی بیا پڑی تو

علیه ان یذبح الولد ایضا وان لم یذبحه حتی مضت ایام النحر فعلیه ان یتصدق به حیا والافضل ان

لازم ہی کہ بچہ کو بہی ذبح کردی اور اگر بچہ کو ذبح نکیا اور ایام نحر گذر گئی تو لازم ہی کہ وہ بچہ جیتا خیرات کردی اور افضل یہہ ہی

یذبح اضحیته بیده ان قدر لانه عبادة فالاولی ان یفعلها بنفسه وان لم یقدر یامر غیره ولا یامر

کہ اپنی قربانی اگر ہو سکی تو اپنی ہاتہہ سی ذبح کری کیونکہ ذبح کرنا عبادت ہی تو اولی یہہ ہی کہ اپنی ذات سی ادا کری اور اگر نہیں ہو سکتا تو اور کو کہدی اور

الکتابی لانه قربة وهو لیس من اهلها ولو امره فذبح یجوز لانه من اهل الذکوة والقربة یحصل باتیانه و

کتابی شخص کو نہ کہی اسواسطی کہ عبادت ہی اور وہ اس کام کا نہیں ہی اور اگر کتابی ہی کو کہدیا اور اوسنی ذبح کردی تو جایز ہی اسلئی کہ ذبیحہ کتابی کا درست ہی اور عبادت

نیته لکن یکره ویستحب احداد شفرته قبل الاضجاع ویکره بعده لما روی انه علیه السلام مر علی رجل

ہو جائیگی پر مکروہ ہی اور چہری کا تیز کرنا پچہاڑنی سی پہلی مستحب ہی اور بعد پچہاڑنی کی مکروہ ہی اسواسطی کہ روایت ہی کہ پیغمبر علیه السلام ایک شخص کی پاس جا پہنچی

اضجع شاته وهو یحد شفرته وهی تلحظ الیه ببصرها فقال اترید ان تمیتها موتات هلا احددت

کہ وہ بکری پچہاڑ کر چہری تیز کرتا تہا اور بکری اپنی آنکہوں سی اودہر دیکہتی تہی سو آپ نی فرمایا تو چاہتا ہی اسکو کئی موت سی مارے پچہاڑنی سی پہلی چہری کا تیز

شفرتک قبل ان تضجعها ویکره جرها برجلها الی المذبح وترک التوجه الی القبلة ویکره النخع وهو الذبح

کیوں نہ کرلی اور قربانی کو ٹانگ پکڑ کر مذبح تک کہینچتی ہوئی لی جانا اور قبلہ کی طرف منہہ نکرنا مکروہ ہی اور نخع بہی مکروہ ہی یعنی ایسا سخت ذبح کرنا

الشدید حتی یبلغ النخاع ویکره السلخ قبل ان یسکن عن الاضطراب ویستحب ان یحضر الانسان اضحیته

کہ نخاع تک نوبت جا پہنچی اور چمڑا چہیلنا ٹہنڈی ہونی سی پہلی مکروہ ہی اور مستحب ہی کہ آدمی اپنی قربانی کی ذبح ہوتی ہوئی

عند الذبح ولو وضع صاحب الشاة یده مع ید القصاب فی المذبح حتی یکون ذا الجامع القصاب قال الشیخ الامام

پاس حاضر رہی اور اگر قربانی کی مالک نی بہی اپنا ہاتہہ قصائی کی ساتہہ چہری پر رکہہ لیا تاکہ قصائی کی ہمراہ ذبح میں شریک ہو جاوی تو شیخ امام محمد

محمد بن الفضل تجب علی کل واحد منهما التسمیة حتی لو ترک احدهما لا یحل المذبوح لان شرط حلة التسمیة علیه

بن الفضل کہتی ہیں کہ اون دونو پر تکبیر ذبح کی کہنی واجب ہی یہاں تک کہ اگر دونو میں سی کوئی ایک تکبیر ترک کریگا تو مذبوح مردار ہوگا اسواسطی کہ شرط حلال ہونی کی

لقوله تعالی وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللهِ عَلَيْهِ فالذابح اذا ترکها عمدا یکون الذبیحة میتة لا یحل اکلها ولو

موافق اس آیت کی اور اوسمیں سی نہ کہاؤ جسپر نام نہ لیا اللہ کا پہر ذبح کرنیوالا اگر تکبیر عمدًا ترک کریگا تو ذبیحہ مردار ہی اوسکا کہانا حلال نہیں ہی اور اگر

ذکر مع اسم الله تعالی غیره ان کان بالعطف مثل ان یقول بسم الله ومحمد رسول الله یحرم وان کان بغیر
الله تعالی کی نام کی ساتھہ اورکچھہ بھی کہدیا اگر عطف کی ساتھہ کہا اسطور کہا کہ بسم الله ومحمد رسول الله توذبیحہ مردار ہی اور اگر بغیر

العطف لا یحرم بل یکره ویکره ایضا ان یدعو بشیء بعد التسمیة قبل الذبح مثل ان یقول بسم الله اللهم
عطف کی کہا توحرام نہین ہی بلکہ مکروہ ہی اور یہہ مکروہ ہی کہ تسمیہ کی بعد ذبح سی پہلی کچھہ اور بات زبان پر لاوی مثلا یون کہی کہ بسم الله الٰہی

تقبل منی او من فلان واما بعد الذبح فلا باس به لما روی انه علیه السلام قال بعد الذبح اللهم تقبل هذه
مجھسی اور فلانی سی قبول کرلی پھر ذبح کری ان ذبح کی بعد اسکا کچھہ مضائقہ نہین کیونکہ روایت ہی کہ پیغمبر علیہ السلام نی بعد ذبح کی فرمایا الٰہی یہہ قربانی قبول کرلی

عن امة محمد ممن شهد لك بالوحدانیة ولی بالبلاغ وما تداولته الالسن عند الذبح بسم الله والله اکبر
محمد کی تمام امت کی طرف سی جو جو تیری وحدانیت کی اور میری تبلیغ کی گواہی دیتی ہین اور ذبح کرتی ہوئی جو زبانون پر حسب رواج آتا ہی بسم الله والله اکبر

لکن ذکر فی القنیة ان المستحب ان یقول بسم الله الله اکبر بدون الواو ومع الواو یکره ولو ذبح رجل ضحیة
قنیہ مین مذکور ہی کہ مستحب یہہ ہی کہ بسم الله الله اکبر بدون واو کی کہی اور واو کی ساتھہ مکروہ ہی اور اگر کسی شخص نی غیر کی قربانی

غیره بغیر اذنه یجوز استحسانا ولو کان بین الاثنین شاتان فذبحهما عن نسکهما یجوز ویاکل من لحمها
بی اجازت ذبح کردی تو استحسانا جایز ہی اور اگر دو آدمیون مین دو بکریان مشترک ہون پھر دونون نی بلا تعین اپنی اپنی طرف سی ذبح کردین تو جایز ہی اور اوسکا

ویوکل غیره من الاغنیاء والفقراء ویهب لمن یشاء ولا یعطی اجر الجزار منها وندب التصدق بثلثها وندب ترك
اور اور کو کہلاوی غنی ہو یا فقیر اور جسکو چاہی عطا کری اور مزدوری مین قصائی کو اوسمین سی ندکا اور تہائی کا خیرات کردینا مستحب ہی اور

التصدق ایضا لذی عیال توسعة علیهم ویجوز الانتفاع بجلدها بان یتخذه جرابا او غربالا او بساطا او
صاحب عیال کنبہ والی کو خیرات نکرنا بھی مستحب ہی تاکہ عیال پر فراغت ہوجاوی اور اوسکی چمڑی سی فائدہ اوٹھانا جایز ہی کہ تہلا یا توبرہ یا ڈول یا بچھونا

غیرها وله ان یبدله بما ینتفع به مع بقاء عینه کالخف ونحوه لا بما ینتفع به الا باستهلاك عینه کالخل
وغیرہ بنالی اور اوسکو جایز ہی کہ اوسکی بدلہ مین ایسی چیز لیلی جس سی نفع ہووی پر ذات باقی رہی جیسی موزہ اور مانند اسکی ایسی چیز بدلہ مین نلیوی جسی بدون ہلاک ذات کی فائدہ

ونحوه ولا باس ببیعه بالدراهم لیتصدق بها علی الفقراء ولیس له ان یبیعه بالدراهم لینفقها علی نفسه وعیاله
وغیرہ اور اسکا ڈر نہین کہ چمڑہ بیچ کر فقیرون کو خیرات دیدی اور یہہ جایز نہین کہ چمڑا بدلہ دراہم کی بیچ کر اپنی اوپر یا اپنی عیال پر خرچ کری

وان فعل ذلك یتصدق بثمنه ولو اراد ان یبیع لحمها لیتصدق بثمنه لیس له فی اللحم الا الاکل والاطعام و
اور اگر ایسا کیا تو اوسکا ثمن خیرات کردی اور اگر چاہی کہ گوشت بیچ کر اوسکا ثمن خیرات کردی تو اوسکو گوشت مین اتنا ہی تصرف ہی کہ کہالی اور کسیکو دیدی

لیس علی الرجل ان یضحی عن ولده الصغیر فی ظاهر الروایة وان کان للصغیر مال قال بعض مشائخنا یضحی عنه
اور ظاہر روایت مین کسیکا یہہ ذمہ نہین ہی کہ نابالغ اولاد کی طرف سی قربانی کری اگرچہ نابالغ اولاد مالدار ہو ہماری بعضی علماء صدقہ فطر پر قیاس کرکہتی ہین

ابوه او وصیه من مال الصغیر عند ابی حنیفة قیاسا علی صدقة الفطر وقال الامام السرخسی زعم بعض المشائخ
کہ بچہ کا باپ یا وصی صغیر کی مال مین سی امام ابو حنیفہ کی نزدیک قربانی کری اور امام سرخسی کہتی ہین کہ بعضی مشایخ یہہ کہتی ہین

ان علی الاب والوصی ان یضحی من مال الصغیر عند ابی حنیفة علی قیاس صدقة الفطر والاصح انه لیس له
کہ باپ یا وصی کا ذمہ ہی کہ صغیر کی مال مین سی امام ابو حنیفہ کی نزدیک قربانی کری جیسی صدقہ فطر کا حال ہی اور صحیح مذہب یہہ ہی کہ اوسکو

ان یفعل ذلك وان فعل اخذا بقول بعض المشائخ لا یتصدق بشیء منه بل یاکل منه الصغیر وما بقی یبدل
قربانی کرنیکا اختیار نہین ہی اور اگر موافق قول بعضی مشایخ کی قربانی کردی تو اوسمین سی کچھہ خیرات نکری بلکہ اوسمین سی وہ ہی صغیر کہاوی اور بچتی کی بدلہ مین

بما ینتفع به الصغیر مع بقاء عینه کالثوب ونحوه لا بما لا ینتفع به الصغیر الا باستهلاك عینه کالخبز
صغیر کی واسطی ایسی چیز نفع رسان لیدی کہ جسکی ذات باقی رہی جیسی کپڑا وغیرہ ایسی چیز نہ لیدی جسی صغیر کو بدون ہلاک ذات کی فائدہ حاصل نہو جیسی روٹی

ونحوه وذلك لان الواجب اراقة الدم واما التصدق فتبرع ومال الصبی لا یحتمل التبرع وانما جاز التبدیل قیاسا

وغیرہ اسلئی کہ واجب تو صرف ذبح کرنا ہی سو خیرات کرنا سو وہ احسان ہی اور صغیر کا مال قابل احسان کی نہین ہی اور تبدیل اسلئی جایز ہی کہ چمڑہ کو آخر تبدیل کرنا درست ہی

علی الجلد فان الجلد یجوز ان ینتفع به وان یبدل بما ینتفع به مع بقاء عینه لان البدل یکون فی حکم المبدل فیکون

کیونکہ چمڑی سی فائدہ لینا بھی جایز ہی اور بدل لینا نفع رسان چیز کا بھی جایز ہی پر اوسکی ذات باقی رہی کیونکہ بدلہ کی چیز لوس اصل مبدل کی حکم مین ہی ایسا ہی

کالانتفاع بعینه فلما کان الحکم فی الجلد هذا قاسوا علیه اللحم اذا کان للصبی ضرورة والثالث مما یجب علی المکلف

گویا اصل ہی سی نفع پایا چمڑہ کا جو یہہ حکم تہا اسی پر گوشت کو قیاس کرلیا ہی اگر صغیر کو کچھ ضرورت ہو اور تیسری شی جو مکلف پر

فی هذا العید تکبیر التشریق فانه عند ابی حنیفة یجب علی الاحرار المقیمین فی الامصار عقیب کل فریضة اذیت

اس عید مین واجب ہی وہ تکبیرات تشریق ہین سو یہہ تکبیرین امام ابو حنیفہ کی نزدیک آزادون شہر مین موجود ہونیوالون پر یعنی جو مسافر نہون پیچھی ہر فرض نماز کی جو

بالجماعة فلا یجب علی اهل القری ولا علی المسافر ولا علی العبد ولا علی المنفرد ولا علی المراة الا اذا اقتدی هؤلاء بمن یجب

جماعت سی ادا ہو واجب ہین گانو کون والون پر واجب نہین اور نہ مسافر پر اور نہ غلام پر اور نہ منفرد پر جو اکیلا نماز پڑھی اور نہ عورت پر ان اگر یہہ لوگ جنکی ذمہ پر

علیه التکبیر فیکبرون معه تبعا له الا ان المراة لا ترفع صوتها لان صوتها عورة وغیرها یجهرون به لان

تکبیرین واجب نہین ہین مقتدی ہو جاوین جسپر واجب ہین تو اب اوسکی ساتھ تکبیر کہین امام کی تبعیت مین مگر عورت پکار کر نہ کہی اوسکو آواز کا بھی چھپانا چاہئی اور دوسرا

السنة فیه الجهر ولا مانع ولا یجب عقیب صلوة العید ولا عقیب الوتر ولا عقیب النوافل لان تلك الصلوات لیست بفریضة ویجب

کو اسمین آواز کا بلند کرنا مسنون ہی اور کوئی مانع ہی نہین اور عید کی نماز کی پیچھی واجب نہین ہی اور نہ پیچھی وتر کی اور نہ پیچھی نفلون کی کیونکہ یہہ سب نمازین فرض نہین ہین اور نماز

عقیب صلوة الجمعة لانها فریضة وعندهما یجب علی کل من یصلی المکتوبة ولو کان قرویا او مسافرا او عبدا او منفردا

جمعہ کی پیچھی واجب ہی کیونکہ جمعہ کی نماز فرض ہی اور صاحبین کی نزدیک ہر شخص پر جو نماز فرض ادا کری واجب ہی اگرچہ گانو مین ہو یا مسافر ہو یا غلام ہو یا اکیلا پڑہتا ہو

او امراة وابتداؤه من فجر یوم عرفة الی عصر یوم النحر عند ابی حنیفة فیکون التکبیر عقیب ثمان صلوات

یا عورت ہو اور امام ابو حنیفہ کی نزدیک شروع تکبیر نوین تاریخ کی فجر سی ہی دسوین کی عصر تک سو تمام تکبیرین آٹھ نمازون کی بعد ہوئین

وعندهما الی عصر اخر ایام التشریق وهو الثالث عشر من ذی الحجة فیکون التکبیر عقیب ثلثة وعشرین

اور صاحبین کی نزدیک آخر ایام تشریق کی عصر تک واجب ہین یعنی ذی الحجہ کی تیرہوین تاریخ تک اب تکبیرین تیئیس نمازون کی بعد ہوئین

صلوة والعمل فی هذا الزمان علی قولهما احتیاطا فی باب العبادات وکیفیته ان یقول مرة واحدة بعد السلام

اس زمانہ مین واسطی احتیاط کی باب عبادات مین صاحبین کی قول پر عمل ہی اور اوسکی کیفیت یہہ ہی کہ ایک دفعہ سلام کی بعد

قبل الکلام الله اکبر الله اکبر لا اله الا الله والله اکبر الله اکبر ولله الحمد واصله ان ابرهیم النبی علیه السلام

بولنی سی پہلی کہی اور اسکی اصل یون ہی کہ ابراہیم نبی علیہ السلام نی

لما اضجع ولده اسمعیل النبی علیه السلام للذبح امر الله تعالی جبریل علیه السلام ان یذهب بالفداء فلما جاء

جب اسماعیل نبی علیہ السلام کو واسطی ذبح کرنی کی لٹایا تو اللہ تعالی نی جبریل علیہ السلام کو حکم فرمایا کہ فدیہ لیجا جب جبریل علیہ السلام

جبریل علیه السلام بالقربان خاف ان یعجل ابرهیم علیه السلام فقال الله اکبر الله اکبر فلما سمع ابرهیم النبی عم

قربانی لیکر آئی تو خوف کیا ایسا نہو کہ ابراہیم علیہ السلام ذبح مین جلدی کر بیٹھین تو جبریل نی اللہ اکبر اللہ اکبر کہا جب ابراہیم علیہ السلام نی

صوت جبرئیل علیه السلام وقع فی قلبه انه یاتیه بالبشارة فهلل وذکر الله تعالی بالوحدانیة والکبریاء فقال

جبریل کی آواز سنی تو اونکی دل مین یہہ خیال آیا کہ جبریل کوئی خوشخبری لاتی ہین سو انہون نی لا اله الا الله پڑہا اور اللہ کو وحدانیت اور بڑائی سی یاد کیا یہہ

لا اله الا الله والله اکبر فلما سمع اسمعیل النبی علیه السلام کلامهما اذفطن بالفداء فحمد الله تعالی وشکره فقال

کلمات کہی لا اله الا الله والله اکبر جب اسماعیل علیہ السلام نی دونون کی کلام سنی تو سمجھہ گئی کہ فدیہ آیا سو اللہ تعالی کی حمد کی اور شکر بجالائی اور کہا

الله اکبر ولله الحمد فصار ذلك منهم میراثا لنا فی هذه الایام وان نسی الامام التکبیر وقام وذهب فما لم یخرج

الله اکبر ولله الحمد اب یہ تکبیر انکی میراث ہمارے واسطے آج تک چلی آتی ہی اور اگر امام تکبیر کہنی بہول کر کہڑا ہوکر روانہ ہو تو جبتک مسجد مین سی باہر نہین نکلا

من المسجد یعود ویکبر وان خرج لا یعود ولا یکبر بل یکبر القوم وحدهم ومن ترك صلوة فی هذه الایام وقضاها

تو ہٹ کر تکبیر کہی اور اگر مسجد سی باہر ہوگیا تو نہ ہٹی اور نہ تکبیر کہی بلکہ مقتدی تنہا کہلین اور اگر کوئی شخص ان دنون مین نماز ترک کرکی پہر انہین دنونمین قضا

فیها یکبر ولو ترکها فی غیرها وقضاها فیها او ترکها فیها وقضاها فی غیرها لا یکبر وکذا لو ترکها فیها وقضاها فیها فی

تو تکبیر کہی اور اگر کبہی کی نماز رہی ہوئی ان دنونمین قضا کری یا ان دنون کی نماز رہی ہوئی اور دنون مین قضا کری تو تکبیر نہ کہی اور ایسی ہی اگر ان دنون کی نماز رہی ہوئی اگلی سال کی

عام اخر لا یکبر ومن احدث عمدا یسقط عنه التکبیر ومن سبقه الحدث یکبر بلا وضوء ولو اجتمع سجود

ایام تشریق مین قضا کری تو تکبیر نہ کہی اور جسنی قصدًا وضو توڑ دیا تو تکبیر اوسپر نہین رہتی اور جسکا وضو بی اختیار ٹوٹ گیا تو وہ بی وضو تکبیر کہی اور اگر سجدہ سہو کا

السهو والتکبیر والتلبیة یبدا بسجود السهو لانه یودی فی تحریمة الصلوة ثم بالتکبیر لانه یؤدی بعد الصلوة

اور تکبیر تشریق اور تلبیہ جمع ہوجاوین تو پہلی سجدہ سہو کا ادا کری کیونکہ سجدہ سہو نماز کی اندر ادا ہوتا ہی پہر تکبیر کہی کیونکہ تکبیر نماز کی بعد متصلا ادا ہوتی ہی

متصلا بها ثم بالتلبیة لانها یؤدی خارج الصلوة من کل وجه ولو قدم التکبیر یسجد لانه لا ینافی الصلوة ولو

پہر تلبیہ کہی کیونکہ تلبیہ بہر صورت نماز سی باہر ادا ہوتا ہی اور اگر اسنی تکبیر پہلی ادا کردی تو سجدہ کرلی کیونکہ تکبیر نماز کی منافی نہین ہی اور اگر

قدم التلبیة یسقط التکبیر والسجود لانها کلام فیقطع الوصل والمسبوق یکبر عقیب قضاء مافاته لا مع الامام

تلبیہ مقدم کیا تو تکبیر اور سجدہ دونو ساقط ہوجاتی ہین کیونکہ تلبیہ کلام ہی نماز تمام ہوجاتی ہی وصل کو قطع کردیتا ہی اور مسبوق اپنی نماز فوت کی ہوئی پوری کرکر تکبیر کہی امام کی ساتھ

فانه وان کان یتابع الامام فی سجود السهو الا انه لا یتابعه فی التکبیر والمتطوع اذا اقتدی بالمفترض فی ایام

کیونکہ مسبوق اگرچہ سجدہ سہو مین امام کا تابع ہی پر تکبیر مین امام کا تابع نہین ہی اور نفلین پڑہنی والا اگر تکبیر کی دنونمین فرض پڑہنی والی کا مقتدی ہوجاوی

التکبیر یکبر معه تبعا له والرابع ما یجب علی المکلف فی هذا العید الصلوة وقبل الصلوة یستحب للرجل السواك

تو امام کا تابع ہوکر تکبیر کہی چوتہی جو امر اس عید مین مکلف پر واجب ہی وہ نماز دوگانہ ہی اور نماز سی پہلی مرد کو مستحب ہی مسواک کرنی

والاغتسال والتطیب ولبس حسن الثیاب المباحة بان یکون جدیدا او غسیلا لا حریرا فانه حرام علی الرجال

نہانا خوشبو لگانی اچہی کپڑی مباح پہنی نئی ہون یا دہوئی ہوئی ہون حریر نہو کیونکہ حریر مردون کو

حتی الصبیان الا ان الاثم علی من البسهم وصلوة الغداة فی مسجد حیه والتبکیر وهو سرعة الانتباه والابتکار

بچون تک حرام ہی پر گناہ اوسکو ہوتا ہی جو بچون کو حریر پہنادی اور اشراق کی نماز محلہ کی مسجد مین اور تبکیر یعنی صبحدم جلد تیار ہوجانا اور معنی ابتکار کی

وهو المسارعة الی المصلی والتوجه الیه ماشیا والرجوع من طریق اخر ثم الخروج الی المصلی سنة وان وسعهم

جلدہی عید گاہ کی طرف متوجہ ہوکر پیادہ پا جانا اور دوسری رستہ سی پہرکر آنا پہر عیدگاہ مین جانا مسنون ہی اگرچہ جامع مسجد مین

الجامع لکن الامام یستخلف من یصلی فی المصر بالضعفاء والمرضی بناء علی ان صلوة العید فی الموضعین جائزة

اتنی گنجایش ہو لیکن امام کسیکو اپنا خلیفہ کردی جو شہر کی اندر ناتوانون اور بیمارون کو نماز پڑہادی اسلئی کہ عید کی نماز دو جگہ بالاتفاق جایز ہی

بالاتفاق بخلاف الجمعة فانها جامعة للجماعات والتفرق ینافیه ویستحب فی هذا العید تاخیر الاکل حتی

برخلاف جمعہ کی کیونکہ جمعہ جماعات کو جمع کرتا ہی اور تفریق اسکی منافی ہی اور اس عید مین کہانی مین اتنی تاخیر کرنی کہ عید کی نماز پڑہ لین

یصلی صلوة العید قیل هذا فی حق من یضحی لیاکل من اضحیته اولا لان السنة ان یاکل من کبدها اولا واما

مستحب ہی بعضی کہتی ہین یہہ تاخیر قربانی کرنیوالی کی لئی ہی تاکہ پہلی اپنی قربانی مین سی کہادی کیونکہ مسنون ہی کہ پہلی قربانی کی کلیجی کہاوی اور اورون کی

فی حق غیره فلا والاول اصح لما روی ان الصحابة کانوا یمنعون صبیانهم عن الاکل والاطفال عن الرضاع الی الصلوة

حق مین نہین ہی لیکن اول روایت صحیح ہی کیونکہ روایت ہی کہ صحابہ اپنی بچون کو کہانی سی منع کیا کرتی تہی اور چہوٹی بچون کو نماز ادا کرنی تک دودہ پینی سی روکتی

ویستحب

ویستحب فی ھذا العید ایضا التکبیر جھرا فی طریق المصلی بالاتفاق لا علی ھیئۃ الاجتماع والاتفاق فی الصوت
اور اس عید مین یہہ بہی بالاتفاق مستحب ہی کہ عیدگاہ کی رستہ مین تکبیر بلند آواز سی کہتا جاوی پر سبکو ملکر اور ایک آواز بنا کر راگنی کی

ومراعاۃ الانغام فان ذلک کلہ حرام بل یکبر کل احد بنفسہ واذا بلغ الی المصلی یقطع التکبیر وروی عن ابی
تال سم پہ نہین چاہیی کیونکہ یہہ سب حرام ہی بلکہ ہر ایک جدا جدا تکبیر پڑہی اور جب عیدگاہ مین جا پہنچی تو تکبیر موقوف کری اور ابوموسی

موسی الرضا انہ کان یکبر فی کل عشر خطوات مرۃ حتی یبلغ الجبانۃ ولو توجہ الرستاقی الی المصلی لیلا
رضا سی روایت ہی کہ وہ دس دس قدم کی فاصلہ پر ایکبار تکبیر پڑہتی ہوئی عیدگاہ تک چلی جاتی تہی اور اگر کوئی گرد نواح کا رہنی والا رات کو

من فرسخ ونحوہ یبدأ بالتکبیر اذا طلع الفجر ثم اذا دخل وقت الصلوۃ وخرج وقت الکراھۃ بارتفاع الشمس
کوس بہر کی فاصلہ سی عیدگاہ مین آجاوی تو صبح ہوتی ہی تکبیر پڑہنی شروع کری پہر جب نماز کا وقت آجاوی اور آفتاب بلند ہونی سی وقت مکروہ گذرجاوی

یصلی الامام بالناس رکعتین بلا اذان ولا اقامۃ یکبر اولا للافتتاح ثم یضع یدیہ تحت سرتہ ویثنی ثم یکبر
تو امام لوگون کی ساتہہ دو رکعت بدون اذان اور اقامت کی پڑہی پہلی تکبیر تحریمہ کہی پہر دونو ہاتہہ ناف کی نیچی باندہ لی پہر سبحانک اللہم پڑہی پہر تین بار

ثلث تکبیرات یفصل بین کل تکبیرتین بقدر ثلث تسبیحات لانہا تقام بجمع عظیم بالموالاۃ یشتبہ علی من کان
تکبیر کہی ہر ہر تکبیر کی بیچمین بقدر تین تین تسبیح کی فرق رکہی اسواسطی کہ بڑی انبوہ مین اتفاق ہوتا ہی پی درپی بی فاصلہ کہنی مین دور کی آدمیون کو شاید سنائی

بعیدا ویرفع یدیہ عند کل واحدۃ من تلک التکبیرات الثلث ویرسلھما فی اثنائھن ثم یضعھما تحت سرتہ
ندی اور اپنی دونو ہاتہہ ہر ہر تکبیر کی ساتہہ تینون دفعہ کان تک اوٹہاوی اور بیچمین دونو ہاتہہ چہوڑی رکہی پہر دونو ہاتہہ بعد تین بار کی ناف کی نیچی

بعد الثالثۃ ویتعوذ ویسمی ثم یقرأ الفاتحۃ وسورۃ ثم یکبر ویرکع واذا قام الی الرکعۃ الثانیۃ یبدأ بالقراءۃ ثم
اور اعوذ باللہ پڑہی اور بسم اللہ پڑہ کر سورہ فاتحہ اور ایک اور کوئی سورۃ پڑہی پہر اللہ اکبر کہہ کر رکوع کری پہر جب دوسری رکعت کی واسطی کہڑا ہو تو قرارت قران

یکبر بعدھا ثلثا یفصل بینھن بقدر ما ذکر انفا ویرفع یدیہ ویرسلھما عند کل تکبیرۃ ولیس ھناک وضع ثم
بعد قرارت کی تین بار تکبیر کہی اور اونکی بیچمین اوسیقدر فاصلہ رکہی جو ابہی ذکر کیا ہی اور دونو ہاتہہ اوٹہاوی اور ہر تکبیر پہ چہوڑی رکہی اسوقت ہاتہہ کا باندہنا ثابت نہین ہی پہر

یکبر ویرکع فیکون تکبیرات الرکعتین تسعا ثلث منھا اصلیات تکبیرۃ الافتتاح والتکبیرتان للرکوع وست
تکبیر کہہ کر رکوع کری اب تکبیرین دونو رکعت کی نو ہوگئین تین تو اونمین سی اصلی ہین یعنی تکبیر تحریمہ اور دونو تکبیرین دونو رکوع کی اور چہہ تکبیرین زاید ہین

زوائد ثلث فی الرکعۃ الاولی قبل القراءۃ وثلث فی الرکعۃ الثانیۃ بعد القراءۃ ولو نسیت التکبیر فی الرکعۃ
تین پہلی رکعت مین قرارت سی پہلی اور تین دوسری رکعت مین قرارت کی پیچہی اور اگر پہلی رکعت مین تکبیر کہنی بہول گیا اتنا کہ

الاولی حتی قرأ بعض الفاتحۃ او کلھا ثم یکبر ویعید الفاتحۃ وان تذکر بعد قراءۃ الفاتحۃ والسورۃ
تہوڑی سی یا تمام سورہ فاتحہ پڑہ لی تو اب تکبیر کہہ کر سورہ فاتحہ کو دوبارہ پڑہی اور سورہ فاتحہ اور دوسری سورۃ پڑہ کر یاد آوی تو صرف تکبیر کہی

یکبر ولا یعید القراءۃ لانہا تمت وبعد التمام لا تقبل النقض بالاعادۃ بخلاف الوجہ الاول والثانی فانہا لم تتم
قرارت کو نہ ہٹاوی اسواسطی کہ قرارت پوری ہوگئی اور پوری ہونی کی بعد ہٹانی سی نقض نہین ہوسکتا برخلاف پہلی صورت اور دوسری صورت کی کیونکہ قرارت

فیہا فصار کانہ لم یشرع فیہا فیعیدھا رعایۃ للترتیب ثم یخطب بعد الصلوۃ خطبتین یبدأ فیہما بالتکبیر ویفصل
سو یہہ ایسا ہی گویا قرارت ابہی شروع نہین ہوئی اب واسطی رعایت ترتیب کی قرارت کو ہٹاوی پہر امام نماز کی بعد دو خطبہ پڑہی دونو خطبہ تکبیر سی شروع کری اور دونو

بینھما بجلسۃ خفیفۃ مقدارھا ان یستقر کل عضو منہ فی موضعہ والخطبۃ فی العیدین سنۃ ویسن
خطبون مین اتنی دیر جلسہ خفیف کری کہ تمام جوڑ توڑ بدن کی اپنی اپنی جگہ درست ہوجاوین اور خطبہ دونو عیدون مین سنت ہی اور اس خطبہ مین

فیہا ما یسن فی خطبۃ الجمعۃ ویکرہ فیہا ما یکرہ فیہا ویعلم فی ھذا العید احکام الاضحیۃ وتکبیر التشریق ومن
وہ ہی امر مسنون ہی جو جمعہ کی خطبہ مین مسنون ہی اور اسمین وہ ہی امر مکروہ ہی جو جمعہ کی خطبہ مین مکروہ ہی اوس عید مین احکام اور مسائل قربانی اور تکبیرات تشریق کی

لا يدرك صلوة العيد مع الامام لا يقضيها ومن ادرك الامام في الركوع يكبر للافتتاح قائما لان تكبيرة الافتتاح

عید کی نماز امام کی ساتھ ہاتھہ نہ آوی تو اوسپر قضا نہین ہی اور جسنی امام کو رکوع مین پایا تو اول کہڑی ہوی تکبیر تحریمہ کہی اسواسطی کہ تکبیر تحریمہ

شرع في القيام المحض ثم للعيد ان ظن انه يدرك الامام في الركوع لان المحل الاصلي لتكبيرات العيد القيام

صرف حالت قیام مین جایز ہی پہر عید کی تکبیرین کہی اگر یہہ معلوم ہوتا ہو کہ تکبیرین عید کی کہہ کر امام کو رکوع مین جا لونگا اسلئی کہ اصلی جگہہ عید کی تکبیرون کی صرف

المحض وان خاف فوت الركوع يكبر للركوع ويركع ثم يكبر تكبيرات العيد في الركوع لانها واجبة والاشتغال

قیام ہی ہی اور اگر یہہ خوف ہو کہ تکبیرین کہنی مین رکوع امام کی ساتھہ فوت ہوگا تو بعد تکبیر تحریمہ کی تکبیر رکوع کی کہہ کر رکوع مین چلا جاوی پہر رکوع مین تکبیرین عید کی ادا کری

بها اولى ويترك تسبيحات الركوع لكونها سنة ولا يرفع يديه في الركوع لان الرفع سنة ووضع الكف على الركبة

اولی ہی اور تسبیحات رکوع کی ترک کردی اسواسطی کہ سنت ہین اور رکوع مین رفع یدین بہی موقوف رکہی اسواسطی کہ رفع یدین سنت ہی اور ہاتہون کا گہٹنون پر رکہنا ہی

سنة ايضا ولا وجه لاتيان سنة فيه ترك سنة اخرى واذا رفع الامام راسه يسقط ما بقي من التكبيرات

سنت ہی اسکی کوئی وجہ نہین کہ ایک سنت کو اپنی موقع سی چہوڑ کر دوسری سنت ادا کری اور جب امام رکوع سی سر اوٹہاوی تو پہر اوسکی ذمہ سی جو تکبیر عید کی باقی ہو ساقط

فلا يتمها في الركوع ولا في القومة بل يسارع في متابعة الامام لانها فرض فلا يترك للواجب ولو ادرك الامام

اب اوس تکبیر کو نہ رکوع مین پوری کری اور نہ قومہ مین بلکہ امام کی متابعت مین جلد رکوع سی کہڑا ہو جاوی کیونکہ متابعت فرض ہی سو واجب کی واسطی ترک نہین ہو سکتی اور امام کو

في القومة لا يكبر فيها لانه يقضي تلك الركعة مع التكبيرات ومن فاتته ركعة واحدة اذا قام الى قضاء

قومہ مین پایا تو قومہ مین تکبیر عید کی نہ کہی کیونکہ رکعت معہ تکبیرات قضا کرنی ذمہ پہ ہی اور جسکی ایک رکعت فوت ہو جاوی تو جب فائتہ کو قضا کرنی کہڑا ہو

ما سبق يبدأ بالقراءة ثم يكبر بعدها تكبيرات العيد ويركع ولو ادرك الامام في التشهد او بعد السلام في

تو اول قراءت شروع کری پہر بعد قراءت کی تکبیرین عید کی ادا کری پہر رکوع کری اور اگر امام کو التحیات مین پایا یا سلام کی بعد

سجود السهو فانه يقوم ويصلي ويأتي بالتكبيرات في محلها ويستحب تعجيل الصلوة في هذا العيد وتاخيرها

سہو کی سجدہ مین پایا تو اب یہہ کہڑا ہو کر نماز بدستور پڑہی اور تکبیرین عید کی اپنی ٹہکانی سر کہی اور اس عید مین نماز کی تعجیل اور عید الفطر مین تاخیر مستحب ہی

في عيد الفطر وفي القنية تقدم صلوة العيد على صلوة الجنازة اذا اجتمعتا وصلوة الجنازة على الخطبة

اور قنیہ مین ہی کہ عید کی نماز جنازہ کی نماز سی پہلی ادا کرین اگر دونو جمع ہو جاوین اور نماز جنازہ خطبہ سی پہلی ادا کرین

وفي البزازية ان اجتمع العيد والكسوف يقدم العيد لانه واجب كما تقدم على الجنازة لكون وجوبه

اور بزازیہ مین ہی اگر نماز عید اور نماز کسوف جمع ہو جاوین تو عید کی نماز پہلی پڑہین کیونکہ واجب ہی جیسی نماز جنازہ پر مقدم ہی اسواسطی کہ عید کی نماز واجب

عينا ووجوب الجنازة كفاية ويكره التنفل في المصلى قبل صلوة العيد وبعدها للامام وغيره وان وقع

عینی ہی اور جنازہ کی نماز واجب کفایہ ہی اور عیدگاہ مین جاکر عید کی نماز سی پہلی نفلین پڑہنی مکروہ ہین اور بعد نماز عید کی امام وغیرہ خواص کو مکروہ ہی اور اگر

في هذا العيد عذر يمنع من صلوة العيد تصلي من الغد وبعد الغد ولا تصلي بعد ذلك لانها موقتة

اس عید مین کوئی عذر عید کی نماز سی روک دی تو اگلی دن گیارہوین کو پڑہین اور اوس دن سی اگلی دن بارہوین کو پہر بارہوین کی بعد نہ پڑہین کیونکہ اسکا وقت

بوقت الاضحية فتجوز ما دام وقتها باقيا ولا تجوز بعد خروج وقتها ثم العذر ههنا ليس لنفي الجواز بل لنفي الكراهة

وہ ہی اضحیہ کا وقت ہی سو جب تک ہی جایز ہی کہ قربانی کا وقت باقی ہو پہر قربانیکا وقت نکلی پیچہی جایز نہین پہر اس عید مین عذر کا ہونا واسطی نفی جواز کی نہین ہی بلکہ واسطی

حتى لو كان تاخيرها الى الغد او بعد الغد بغير عذر يجوز الصلوة لكن يلزم الاساءة بخلاف الفطر فان العذر

یہانتک کہ اگر تاخیر اگلی دن تک اور اگلی سی اگلی دن تک بی عذر ہو تو بہی جایز ہی لیکن برائی لازم آتی ہی برخلاف عید الفطر کی کیونکہ اوسمین عذر

فيه لنفي الجواز حتى لو كان تاخيرها الى الغد بغير عذر لا يصح يسر نا الله تعالى عملا موافقا لرضائه بلطفه و

واسطی نفی جواز کی ہی یہانتک کہ اگر اس نماز مین تاخیر اگلی دن تک [illegible] صحیح نہین ہی آسان کری اعمال موافق اپنی رضا کی اپنی لطف اور

کرم

## وكرمه المجلس السادس والثلثون في بيان فضيلة شهر الله المحرم وصوم يوم عاشوراء

اور کرم سے چھتیسویں مجلس ماہ الٰہی محرم اور صوم عاشوراء کی روزہ کی فضیلت میں

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم افضل الصيام بعد رمضان شهر الله المحرم هذا الحديث من صحاح المصابيح

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا افضل روزے بعد ماہ رمضان کی ماہ الٰہی محرم کی ہیں یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں سے ہے

رواه ابو هريرة واضاف الشهر الى الله تعالى لتعظيم شان الشهر والمضاف محذوف وتقديره ان افضل الصيام بعد صيام رمضان صيام

ابو ہریرہ کی روایت سے اور شہر کی اضافت اللہ کی طرف واسطے تعظیم مرتبہ مہینے کی ہے اور مضاف محذوف ہے اصل میں عبارت یوں ہے افضل روزے بعد روزوں رمضان

شهر الله المحرم وهو صريح في ان افضل ما تطوع به من الصيام بعد رمضان شهر الله المحرم لكن يحتمل ان يراد به انه افضل

کی روزے ماہ الٰہی محرم کی ہیں اس عبارت سے صاف یہہ معلوم ہوتا ہے کہ افضل نوافل روزے بعد رمضان کی ماہ الٰہی محرم کی ہیں لیکن یہہ بھی احتمال ہے کہ اس سے یہہ مراد ہو افضل

شهر تطوع بصيامه كاملا بعد رمضان واما التطوع ببعض الشهر فقد يكون غيره افضل منه كصيام يوم عرفة او عشر

مہینا جسکی پورے روزے رکہے جاویں بعد رمضان کی محرم ہے اور نفل روزے تہوڑے تہوڑے بعضی اور مہینے کی محرم سے افضل ہوتی ہیں جیسے روزہ روز عرفہ کا یا دس روزے

ذي الحجة او ستة شوال ونحو ذلك ويشهد لهذا ما روى عن علي ان رجلا اتى النبي صلى الله عليه وسلم فقال يا رسول

ذی الحجہ کی یا چہہ روزے شوال کی اور مانند اسکی اور اسکی سند وہ روایت علی رضی سے ہے کہ ایک شخص نے نبی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوکر پوچھا یا رسول اللہ

اخبرني بشهر اصومه بعد رمضان فقال له النبي عليه السلام ان كنت صائما شهرا بعد رمضان فصم المحرم فانه

بتلائے بعد رمضان کی کس مہینہ میں روزے رکہوں آپ نے فرمایا اگر تم تمام مہینے کی روزے کا بعد رمضان کی رکہا چاہتا ہے تو محرم میں رکہہ کیونکہ

شهر الله وفيه يوم تاب الله فيه على قوم ويتوب على آخرين لكن قد كان النبي عليه السلام يصوم شهر شعبان

مہینا اللہ کا ہے اور اس مہینے میں ایک ایسا دن ہے جس میں اللہ تعالی نے ایک قوم کی خطا معاف کی اور اوروں کی خطا معاف کریگا لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم ماہ شعبان میں روزے رکہتے تہے

ولم ينقل عنه انه كان يصوم المحرم وانما كان يصوم منه يوم عاشوراء وقوله عليه السلام في حديث ابن عباس

اور یہہ کسی نے بیان نہیں کیا کہ محرم میں روزے رکہتے تہے محرم میں صرف یوم عاشوراء کا روزہ رکہتے تہے اور آپ کا ارشاد ابن عباس کی حدیث میں

ان بقيت الى قابل لاصومن التاسع يدل على انه عليه السلام كان لا يصوم التاسع لكن روى انه عليه السلام امر

اگر میں اگلے سال تک جیتا رہا تو البتہ نویں تاریخ روزہ رکہونگا اس سے یہہ ثابت ہے کہ نویں تاریخ میں روزہ نہیں رکہتے تہے لیکن روایت ہے کہ آپ نے ایک شخص کو فرمایا

رجلا ان يصوم الاشهر الحرم وافضل صيام الاشهر الحرم صيام شهر الله المحرم وافضل شهر الله المحرم عشرة الاول

کہ اشہر حرم میں روزے رکہے اور اشہر حرم میں کے افضل روزے ماہ الٰہی محرم کی ہیں اور ماہ الٰہی محرم میں سے افضل روزوں کا پہلی دہے کی ہیں

فلما كان هذا الشهر من بين الشهور مضافا الى الله تعالى ناسب ان يختص بعمل مضاف الى الله تعالى وهو الصوم

اور یہہ مہینا تمام مہینوں میں سے جو اللہ کی طرف مضاف ہے تو مناسب یوں ہے کہ اس مہینہ میں عمل بہی ایسا ہو جو اللہ کی طرف مضاف ہو سو وہ عمل روزہ ہے

فان الصوم سر بين العبد وربه يفعله خالصا لوجهه طالبا لرضائه ولا يطلع عليه غيره لكونه نية وامساكا

کیونکہ روزہ بندے کا بین اور اوسکی رب میں بہید ہوتا ہے کہ صرف واسطے خدا کی اسکی رضامندی کی لئے رکہتا ہے اور سوا اللہ تعالی کی کوئی اوس سے خبر نہیں ہوتا کیونکہ روزہ نیت اور امساک ہے

حتى قيل ان الحفظة لا يطلع عليه ولا تكتبه بخلاف سائر العبادات فانها مما يطلع عليه غيره تعالى فلكونه هو العالم به

یہاں تک کہتے ہیں کراما کاتبین کو خبر نہیں ہوتی اور نہ وہ لکہتے ہیں برخلاف تمام اور عبادات کی کہ وہ سوائے اللہ تعالی اوروں کو بہی معلوم ہوتی ہیں اور اس لئے کہ روزہ کا اللہ کو علم ہوتا

دون غيره خصه بذاته وتولى جزاءه بنفسه ولم يكله الى غيره كما روى عن ابي هريرة انه عليه السلام قال كل عمل ابن

اور کو نہیں ہوتا تو اللہ تعالی نے اوسکو اپنی ذات سے خاص کیا اور روزہ داروں کی ثواب کا بذات خود ہوا اور پر حوالہ نکیا چنانچہ ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابن آدم کا

آدم يضاعف الحسنة بعشر امثالها الى سبعمائة ضعف قال الله تعالى الا الصوم فانه لي وانا اجزي به

ہر ایک عمل کا ثواب دس گونہ بڑہتا ہے سات سو گونہ تک اللہ تعالی فرماتا ہے سوا روزہ کی کہ روزہ میری لئے ہی میں ہی اوسکی جزا دونگا

يدع شهوته وطعامه وشرابه من اجلی والمعنى ان كل طاعة وخير اذا لم يكن رياء فاقل ما يعطى لصاحبه من الاجر
میری لئے اپنی شہوت کہانا پینا سب چہوڑ دیتا ہی یعنی ہر طاعت اور نیک عمل جسمین ریا نہو تو کم سی کم عابد کو اوسکا ثواب دس گونہ ہی

عشرة لقوله تعالى مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا وقد يزاد الى سبعمائة واكثر لقوله تعالى مَثَلُ الَّذِينَ
واسطی فرمانی اسد تعالی کی جو کوئی لایا نیکی اوسکو ہی اوسکی دس برابر اور کبہی سات سو گونہ اور اس سی زیادہ ہو جاتا ہی واسطی قول اسد تعالی کی مثال اونکی

يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ أَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِي كُلِّ سُنْبُلَةٍ مِائَةُ حَبَّةٍ وَاللَّهُ يُضَاعِفُ
جو خرچ کرتی ہین اپنی مال اسد کی راہ مین جیسی ایک دانہ ادس سی اوگین سات بالین ہر بال مین سو سو دانہ اور اسد بڑہاتا ہی

لِمَنْ يَشَاءُ واما الصوم فثوابه بغير حساب لانه لا يتاتى الا بالصبر وقد قال الله تعالى إِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُونَ أَجْرَهُمْ
جسکی واسطی چاہی اور روزہ کا ثواب تو بی حساب ہی کیونکہ بدون صبر کی ادا نہین ہو سکتا اور اسد تعالی فرماتا ہی صبر کرنیوالون ہی کو ملتا ہی اونکا نیگ

بِغَيْرِ حِسَابٍ ثم الصبر وان كان يوجد فی غير الصوم من العبادات لكن وجوده فی غيره ليس كوجوده فيه لانه ثلثة
آن گنت پہر صبر اگرچہ سوا روزہ کی تمام عبادات مین بہی ہوتا ہی پر صبر اور عبادات مین اتنا نہین ہوتا جتنا روزہ مین ہوتا ہی

انواع صبر على طاعة الله تعالى وصبر عن محارم الله تعالى وصبر على الآلام والشدائد وكلها يوجد فی الصوم اذ
قسم پر ہوتا ہی صبر طاعت الہی پر اور صبر اسد تعالی کی محرمات سی اور صبر رنج اور سختیون پر اور یہہ تینون صبر روزہ مین موجود ہوتی ہین

فيه صبر على ما وجب على الصائم من الطاعات وصبر عما حرم عليه من الشهوات وصبر عما يصيبه من الم الجوع
کیونکہ روزہ مین طاعت پر صبر ہی جو روزہ دار پر واجب ہوتی ہی اور شہوات سی صبر ہی جو روزہ دار پر حرام ہو گئی ہین اور بہوک کی تکلیف پر

وحرارة العطش وضعف البدن فانه يعرض بدنه النحول والنقصان الذی يفضی الی الهلاك طلبا لرضائه ثم
اور پیاس کی گرمی پر صبر ہی اور بدن کی سستی پر کیونکہ روزہ دار کی بدن مین لاغری اور نقصان ایسا آجاتا ہی کہ جسمین ہلاک ہو جاوی یہہ سبب اسد تعالی کی رضامندی کی واسطی

اشير اليه حيث قيل يدع شهوته وطعامه وشرابه لاجلی بخلاف سائر الطاعات ثم انه بسبب منع نفسه عن
اسی طرف اشارہ ہی یہہ جو کہا ہی کہ روزہ دار اپنی شہوت کہانا پینا میری لئی چہوڑ دیتا ہی برخلاف اور طاعات کی پہر روزہ دار اپنی نفس کو کہانی

الاكل والشرب والجماع يصير متخلقا باخلاق الله تعالى لكونه منزها عن هذه الاشياء فلما كان فی الصوم
اور پینی اور جماع سی بند کر کر گویا صفات الہی پیدا کر لیتا ہی کیونکہ اسد تعالی ہی ان تمام صفات سی پاک وصاف ہی یہہ ہی اوصاف جو روزی مین ہوتی

هذه المعانی خصه الله تعالى بذاته وتولى جزاءه بنفسه ولم يكله الى غيره والكريم اذا اخبر انه يتولى الجزاء
اسی نظر سی اسد تعالی نی روزہ دار کو اپنی ذات پاک سی خاص کیا اور ذمہ دار اوسکی ثواب کا آپ ہوا اور حوالہ نہین کیا اور ذات کریم جو یہہ خبر دی کہ مین آپ اوسکی عوض کا

بنفسه يقتضی ان يكون ذلك الجزاء فی غاية العظمة ونهاية الكثرة بحيث لا يكون له حد ولا عد وقد روی
تو ضرور ہی کہ وہ عوض بہت ہی بڑا ہو اور اتنی کثرت سی ہو کہ اوسکی نہ کچہہ حد ہو اور نہ کچہہ شمار اور

عن ابی امامة الباهلی انه عليه السلام قال من صام يوما فی سبيل الله جعل الله بينه وبين النار خندقا كما بين السماء
ابو امامہ باہلی سی روایت ہی کہ پیغمبر علیہ السلام نی فرمایا جسنی ایکروز روزہ واسطی اسد کی رکہا تو اسد تعالی درمیان اوسکی اور دوزخ کی ایک خندق اس فاصلہ پر بنادیگا

والارض وفی حديث اخر رواه ابو سعيد الخدری انه عليه السلام قال من صام يوما فی سبيل الله بعد الله وجهه
اور زمین کی ہی اور ایک اور حدیث مین ہی ابو سعید خدری کی روایت کی ہی کہ پیغمبر علیہ السلام نی فرمایا جسنی ایکروز واسطی اسد کی روزہ رکہا تو اسد تعالی اوسکا منہہ

عن النار سبعين خريفا ومعنى الحديث ان من صام يوما لوجهه ورضائه ينجيه الله تعالى من النار عبر عن التنجية
دوزخ سی ستر خریف دور رکہیگا اور معنی حدیث کی یہہ ہین کہ جسنی ایکروز صرف واسطی رضامندی الہی کی روزہ رکہا تو اسد تعالی اوسکو دوزخ سی نجات دیگا نجات کو

بطريق التمثيل ليكون ابلغ لان من كان بعيدا عن شئ بهذا المقدار لا يصل اليه البتة والمراد بالخريف السنة
بطور تمثیل واسطی مبالغہ کی اس عبارت مین بیان کیا اسواسطی کہ جو شخص کسی شی سی اتنی دور ہو جاوی تو وہ شی اوس تک ہرگز نہ پہنچی گی اور خریف سی مراد سال ہی

ذکر الجزء وارید الکل وانما عبر بہ عنہا دون غیرہ من الفصول لکونہ وقت بلوغ الثمار وسعۃ العیش وروی عن

جز کا ذکر کرکی کل مراد لیا ہی اور خریف خاص کرکی بدون اور فصول کی اسواسطی ذکر کیا کہ یہ وقت میوون کی پختگی اور عیش کی فراخی کا ہی اور ابو ہریرہ

ابی ہریرۃ انہ علیہ السلام قال للصائم فرحتان فرحۃ عند فطرہ وفرحۃ عند لقاء ربہ ومعنی ہذا الحدیث

سی روایت ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا روزہ دار کو دو خوشیاں ہوتی ہین ایک خوشی روزہ افطار کرنی کی ہوئی اور ایک خوشی رب کی ملاقات کی وقت اور اس حدیث کی معنی یہ ہیں

ان للصائم سرورا مرتین علی ان الفرحۃ مرۃ من الفرح وہو السرور والمسرور عند لقاء ربہ فیما یجدہ من ثواب الصوم

کہ روزہ دار کو دو بار سرور ہوتا ہی اسواسطی کہ فرحۃ کا لفظ مرت کی واسطی فرح سی مشتق ہوا ہی اور فرح کی معنی سرور کی ہیں یہ سرور روزہ دار کا رب کی ملاقات کی وقت یعنی ثواب روزہ کا

مدخرا عند اللہ تعالی فان من ترک للہ تعالی طعامہ وشرابہ وشہوتہ یعوضہ اللہ تعالی خیرا من ذلک کما قال اللہ تعالی

اللہ تعالی کی ہان یکبار ذخیرہ کیا ہوا پاویگا کیونکہ جو شخص اللہ کی واسطی اپنا کہانا پینا شہوت بند رکھیگا تو اللہ تعالی اوسکو عوض اوس سی بہتر عطا فرماویگا چنانچہ حق تعالی فرماتا ہی

وَمَا تُقَدِّمُوا لِأَنفُسِكُم مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوهُ عِندَ اللَّهِ هُوَ خَيْرًا وَأَعْظَمَ أَجْرًا وقال النبی علیہ السلام لرجل انک

اور جو آگی بہیجوگی اپنی واسطی کوئی نیکی اوسکو پاؤگی اللہ کی پاس بہتر اور ثواب مین زیادہ اور نبی علیہ السلام نی کسی شخص سی فرمایا

لن تدع شیئا اتقاء للہ تعالی الا اتاک اللہ خیرا منہ وروی ان الصائمین یوضع لہم یوم القیمۃ مائدۃ تحت العرش

تو جب کسی منکر کو خدا کی خوف کا مارا ترک کریگا تب ہی اللہ تعالی تجہکو اوس سی بہتر دیگا اور روایت ہی کہ روزہ داروں کی واسطی قیامت کی روز عرش کی سایہ مین

یاکلون علیہا والناس فی الحساب فیقول الناس ما ہؤلاء یاکلون ونحن فی الحساب فیقال لہم انہم کانوا یصومون وانتم تفطرون

اوسپر بیٹہی کہا دینگی باقی لوگ ابہی حساب مین ہونگی سو وہ لوگ کہینگی یہہ کون لوگ ہین کہ بیٹہی کہاتی ہین اور ہم حساب مین گرفتار ہین سو جواب ملیگا یہہ لوگ روزہ رکہتی تہی اور تم روزہ خور تہی

وفی الصحیحین انہ علیہ السلام قال ان فی الجنۃ بابا یقال لہ ریان لا یدخل منہ الا الصائمون والمراد بالصائمین

اور صحیح بخاری اور مسلم مین ہی کہ پیغمبر علیہ السلام نی فرمایا کہ جنت کا ایک دروازہ ہی اوسکو ریان کہتی ہین اوسمین سی صرف روزہ دار داخل ہونگی اور مراد روزہ داروں سی

ہم الذین یکثرون الصوم فانہم لما تحملوا تعب العطش خصوا بباب فیہ الری والامان من العطش قبل تمکنہم من الجنۃ

وہ لوگ ہین جو اکثر روزہ دار رہتی ہین کیونکہ ان لوگون نی جو پیاس کی شدت اوٹہائی تو انکی لئی ایسا دروازہ خاص کیا گیا جسمین جنت میں جانی سی پہلی سیرابی اور پیاس کی بچاؤ ہو

واما سرورہ عند افطارہ فیما یتناولہ من الطعام والشراب لان النفس مجبولۃ علی المیل الی ما یلائمہا من المطعم والمشرب

اور روزی کہولتی وقت اسواسطی خوشی ہوتی ہی کہ کہانا اور پینی کا احتیاج ملتا ہی سو اسواسطی کہ نفس کی عادت ہی کہ اپنی لایق شئیا کہاتی اور پینی

والمنکح فاذا منعت من ذلک فی وقت من الاوقات ثم اذن لہا فی وقت آخر تفرح بذلک طبعا خصوصا عند اشتداد

اور نکاح کی طرف متوجہ ہوتا ہی نفس کو اگر کسی وقت ممانعت ہووی پہر اوسکو اور وقت مین اجازت ہوجاوی تو خود بخود خوش ہوتا ہی خاص ایسی وقت کہ وہ سکو ماری بہوک

الحاجۃ الیہ لتاثیر الجوع والعطش فیہا وتقاضیہا باخذ حاجتہا یشعر ہذا ما روی عن ابن عمر انہ علیہ السلام

اور پیاس کی نہایت حاجتمند ہو اور اپنی حاجت کا تقاضا لگ رہا ہو ابن عمر کی روایت سی یہہ مضمون ثابت ہوتا ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم

کان اذا افطر یقول ذہب الظما وابتلت العروق وثبت الاجر ان شاء اللہ تعالی مع ان لہ عند افطارہ دعوۃ

افطار کی وقت یہہ فرمایا کرتی تہی بجہگئی پیاس اور تر ہوگئی رگین اور ثابت ہوگیا ثواب ان شاء اللہ تعالی یہہ بہی ہی کہ افطار کی وقت دعا

مستجابۃ کما جاء فی الحدیث ان للصائم عند افطارہ دعوۃ مستجابۃ بل یکون نومہ عبادۃ قال ابو العالیۃ

مقبول ہوتی ہی چنانچہ حدیث مین آیا ہی کہ روزہ دار کی لئی افطار کی وقت دعا مقبول ہوتی ہی بلکہ اوسکی خواب بہی عبادت ہی ابو العالیہ کہتا ہی

الصائم فی العبادۃ ما لم یغتب وان کان نائما علی فراشہ فعلی ہذا یکون فی لیلہ ونہارہ علی العبادۃ ثم فی صوم المحرم

کہ روزہ دار ہر وقت عبادت مین ہی جبتک غیبت نکری اگرچہ اپنی بستر پر سوتا رہی اس قول کی موافق روزہ دار شب و روز عبادت مین ہی پہر ماہ محرم کی روزہ مین

معنی آخر وہو ان الاشہر الحرم لما کانت افضل الشہور بعد رمضان وکان صوم کلہا مندوبا لامر النبی علیہ السلام

ایک اور بات ہی یعنی اشہر الحرم چونکہ بعد رمضان کی تمام مہینوں مین افضل ہین اور ان سب مہینوں کی روزی مستحب ہین موافق ارشاد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی

به وکان بعضها ختام السنة الهلالیة وبعضها مفتاحها لزم ان یکون من صام ذی الحجة سوی ایام المحرم فیها
اور اونمین سی بعضا مہینا قمری سال کی تمامی ہی اور بعضا مہینا قمری سال کا ابتدا ہی تو لازم ہی کہ جسنی ذی الحجہ مین سوا ر چار دن کی جنمین روزی حرام ہین
الصیام وصام المحرم قد ختم السنة بالطاعة وافتتحها بالطاعة فیرجی ان یکتب سنة کلها طاعة وعبادة یسر الله تعالی
روزی رکہی پہر محرم کی روزی رکہی تو اوسنی سال عبادت ہی مین تمام کیا اور عبادت ہی مین شروع کیا اب امید یہہ ہی کہ سارا سال کا سال عبادت اور طاعت مین لکہا جاوی الہی
علیه بلطفه وکرمه

## المجلس السابع والثلثون فی بیان فضیلة یوم عاشوراء وبیان ما یفعل فیه

اعمال اپنی لطف اور کرم سی آسان کری سینتیسوین مجلس یوم عاشوراء کی فضیلت مین اور اس روز کیا کیا عمل مین آوی
قال رسول الله صلی الله علیه وسلم صیام یوم عاشوراء احتسب علی الله تعالی ان یکفر السنة التی قبلها هذا الحدیث من
رسول الله صلی الله علیه وسلم نی فرمایا یوم عاشوراء کی روزی گمان غالب ہی کہ الله تعالی ایک سال گذشتہ کا کفارہ کردی یہہ حدیث مصابیح کی
صحاح المصابیح رواه ابو قتادة ومعناه ان من صام یوم عاشوراء ارجو من الله تعالی ان یغفر ذنوبه التی وقعت فی
صحیح حدیثوں مین ہی ابو قتادہ کی روایت سی اور معنی اس حدیث کی یہہ ہین جسنی یوم عاشوراء مین روزہ رکہا تو مین الله تعالی سی امید کرتا ہون کہ اسکی گناہ جو کہ
السنة الماضیة والمراد من الذنوب الصغائر لان الکبیرة لا یکفرها الا التوبة وفی حدیث اخر رواه ابو هریرة انه علیه السلام
سال گذشتہ مین ہوئی ہون معاف کردی اور گناہون سی مراد صغیرہ گناہ ہین اسواسطی کہ گناہ کبیرہ بدون توبہ کی معاف نہین ہوتی اور ایک اور حدیث مین ابو ہریرہ کی روایت سی
قال افضل الصیام بعد رمضان شهر الله المحرم یعنی ان افضل الصیام بعد رمضان صیام شهر الله المحرم وهو و
کہ پیغمبر صلی الله علیه وسلم نی فرمایا افضل روزی بعد ماہ رمضان کی ماہ الہی محرم کی ہین مراد یہہ ہی کہ افضل روزی بعد رمضان کی روزی ماہ الہی محرم کی ہین اور یہہ حدیث
ان کان ظاهرا فی فضیلة صیام شهر الله المحرم بعد صیام رمضان لکن قیل المراد به صیام یوم عاشوراء وانما کان صیام
اگرچہ بظاہر تمام ماہ الہی محرم کی روزون کی فضیلت مین ہی بعد روزون ماہ رمضان کی لیکن کہتی ہین کہ مراد اس سی روزہ یوم عاشوراء کا ہی اور اوس دن کا روزہ
ذلک الیوم افضل لکونه فرضا فی اوائل الاسلام ثم نسخت فرضیته بوجوب صوم رمضان والعبادة التی نسخت
اسلئی افضل ہی کہ اوائل اسلام مین فرض تہا پہر جب رمضان کی روزی فرض ہوئی تو اوسکی فرضیت منسوخ ہوگئی اور جس عبادت کی فرضیت منسوخ
فرضیتها افضل من العبادة التی لم تکن فرضا اصلا فان قیل قد ذکر فی الاصول ان الجواز یزول بنسخ الوجوب فکیف
ہو جاتی ہی تو وہ ایسی عبادت سی جو کبہی فرض نہ ہوئی ہو افضل ہوتی ہی اگر کوئی کہی کہ اصول مین مذکور ہی کہ وجوب کی نسخ سی جواز بہی زائل ہو جاتا ہی پہر
یکون الصیام فیه افضل فالجواب ان ذلک الیوم لما نسخ وجوب الصیام فیه صار کسائر الایام فی جواز الصیام فیه
یہہ روزی اوس دن کی افضل کیونکر ہو سکتی ہین سو جواب یہہ ہی کہ اس دن کی اندر وجوب صیام جب منسوخ ہوا تو وہ اور روزون کی واسطی ایسا ہوگیا جیسی اور ساری دن ہین
فیکون افضل قال ابن عباس ما رایت رسول الله صلی الله علیه وسلم یتحری صیام یوم فضله علی غیره الا هذا
سو افضل ہی ہوگا ابن عباس کہتی ہین مینی رسول الله صلی الله علیه وسلم کو نہین دیکہا کہ تلاش کرتی ہون روزہ کسی روز کا جسکو اوپر فضیلت دی ہو سوا اس
الیوم یعنی عاشوراء فانه علیه الصلوة والسلام کان یبالغ فی تفضیل صومه ما لم یبالغ فی تفضیل صوم غیره وقال ابن
دن یعنی یوم عاشوراء کی کیونکہ پیغمبر علیه السلام یوم عاشوراء کی فضیلت مین جتنا مبالغہ فرماتی تہی جو اور روزی کی فضیلت مین نہین فرماتی تہی اور ابن
عباس ایضا حین صام رسول الله علیه السلام یوم عاشوراء و امر بصیامه قالوا یا رسول الله انه یوم یعظمه الیهود والنصاری
عباس یہہ بہی کہتی تہی کہ جب رسول الله صلی الله علیه وسلم نی یوم عاشوراء کا روزہ رکہا اور اور صحابہ کو اوس روزہ کا ارشاد کیا تو عرض کیا یا رسول الله یہہ دن ہی کہ اسکی یہود اور نصاری
فقال النبی علیه السلام ان بقیت الی قابل لاصومن التاسع قیل انما اراد ان یضم الیها یوما اخر لیکون هدیه مخالفا
سو نبی صلی الله علیه وسلم نی فرمایا اگر مین اگلی سال تک جیتا رہا تو بالضرور نوین تاریخ کا بہی روزہ رکہونگا کہتی ہین عاشوراء کی ساتہہ ایک اور دن کی ملانی کا اسلئی ارادہ کیا تہا تاکہ
لهدی اهل الکتاب فلم یات العام القابل لا توفی رسول الله علیه السلام فعلم من هذه الاخبار ان یوم عاشوراء
اہل کتاب کی طریق سی الگ ہی رہی سو اگلا سال نہ پایا جو رسول الله صلی الله علیه وسلم کی وفات ہوگئی اب ان حدیثوں سی معلوم ہوا کہ یوم عاشوراء

یوم

یوم مبارک ینبغی للمؤمن ان یصومه لکن المستحب ان یصوم معه التاسع او الحادی عشر مخالفة للیهود والنصری

روز مبارک ہی مؤمن کو چاہئی کہ اوس روز روزہ رکہا کری پر مستحب یہہ ہی کہ اوسکی ساتہہ یہود و نصاری کی مخالفت کی لئی نوین تاریخ یا گیارہوین تاریخ کا بہی روزہ رکہی

ویتصدق علی الفقراء بما قدر واما الصلوة فی هذا الیوم لارضاء الخصوم علی ما وقع فی بعض الکتب فقد ذکر فی البزازیة

اور اپنی مقدور کی موافق فقرا کو خیرات دی اور اوس روز کی نماز مدعیون کی پرجانی کی لئی جو بعضی کتابون مین آئی ہی تو بزازیہ مین مذکور ہی

انها لا تفید لان خصمه ان کان عافیا فهو لا یؤاخذ بما علیه یوم القیمة فما الفائدة ح وان کان لم یعف یاخذ من

کہ اس نماز کا کچہہ فائدہ نہین ہی اسواسطی کہ مدعی اگر معاف کر چکا ہی تو اوس سی قیامت کی دن کچہہ مواخذہ نکریگا پہر اب کیا فائدہ ہوا اور اگر معاف نہین کیا

حسناته یوم القیمة ان کان له حسنات وان لم یکن له حسنات یوخذ من سیات خصمه ویحمل علیه ثم یطرح

تو قیامت کی دن اوسکی حسنات لیلیگا اگر اوسکی پاس حسنات ہونگی اور اگر اوسکی پاس حسنات نہونگی تو اوس مدعی کی گناہ لیکر اوسکی سر رکہدینگی پہر آگ مین پہینک دینگی

فی النار کما جاء فی حدیث رواه ابو هریرة انه علیه السلام قال اتدرون من المفلس قالوا المفلس فینا من لا درهم معه

چنانچہ حدیث مین ابو ہریرہ کی روایت سی آیا ہی کہ پیغمبر علیہ السلام نی پوچہا تم جانتی ہو مفلس کون ہوتا ہی عرض کیا ہم مین مفلس وہ ہی جسکی پاس نہ درہم ہو

ولا متاع قال المفلس من امتی من یاتی یوم القیمة بصلوة وزکوة وصیام ویاتی قد شتم هذا وقذف هذا وضرب

اور نہ کچہہ اسباب ہو آپ نی فرمایا مفلس میری امت مین وہ ہی جو قیامت کی دن معہ نماز اور زکوة اور روزون کی آویگا اور آیگا کہ اوسکو گالی دی تہی اور اسکو تہمت لگائی تہی اور اسکو مارا تہا

هذا واکل مال هذا فیعطی هذا من حسناته وهذا من حسناته فان فنیت حسناته قبل ان یقضی ما علیه

اور اسکا مال کہالیا تہا پہر اوسکی کچہہ حسنات اسکو دی جاوینگی اور کچہہ حسنات اوسکو دی جاوینگی پہر اگر اوسکی حسنات اس سی پہلی کہ حقوق ادا ہون ہو چکی تو اونکی گناہ لیکر

اخذ من خطایاهم فطرحت علیه ثم طرح فی النار وفی حدیث اخر رواه ابو هریرة ایضا انه علیه السلام قال من

اسکی ذمہ رکہہ کر آگ مین ڈالا جاویگا اور ایک اور حدیث مین بہی ابو ہریرہ ہی کی روایت سی ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا جسکی

کانت عنده مظلمة لاخیه من عرض او مال فلیتحلل منه الیوم قبل ان یوخذ منه یوم لا دینار فیه ولا درهم ان

ذمہ کوئی حق کسی بندہ کا ہو آبرو کا یا مال کا تو آج اوس سی معاف کرالی اس سی پہلی کہ وہ ایسی روز مواخذہ کری کہ وہان نہ دینار ہوگا اور نہ درہم اگر

کان له عمل صالح اخذ منه بقدر مظلمته وان لم یکن له حسنات یوخذ من سیات صاحبه فحمل علیه قیل توخذ

اسکی پاس عمل صالح ہوگا تو اوس حق کی موافق لیلیا جاویگا اور اگر حسنات کچہہ نہون گی تو اوس مدعی کی گناہ اسکی ذمہ رکہی جاوینگی کہتی ہین

بقدر دانق وهو سدس درهم سبعمائة صلوة مقبولة ادیت بجماعة فیعطی للخصم واما خلط الجوائح فی هذا الیوم فقد

کہ ایک دانق کی بدلہ کہ چہٹا حصہ درہم کا ہوتا ہی سات سو نماز ین مقبول جو جماعت سی ادا کین ہون لیکر مدعی کو دیدینگی اور کرنا سختیون کا یعنی غمگین ہونا اس دن مین

ذکر فی القنیة انه لم یرد فیه اثر قوی لکن لا باس به بل ربما یثاب علیه وکان الاکتحال فیه سنة لکن لما صار علامة

سو قنیہ مین مذکور ہی کہ اس باب مین کوئی روایت قوی وارد نہین ہی پر اسکا کچہہ مضائقہ نہین بلکہ کبہی اسپر ثواب ہوتا ہی اور سرمہ لگانا اس دن مین سنت تہا لیکن جب سی یہہ نشانی

لمبغضی اهل البیت وجب ترکه وکره فعله حتی قیل لبعض السلف اهو سنة من غیر ذلک یوم عاشوراء فقال انه

دشمنان اہل بیت کی ٹہر گئی ہی تو اسکا ترک واجب ہی اور اسکا کرنا مکروہ ہی یہان تک کہ کسی نی اہل سلف سی پوچہا کیا سرمہ لگانا بغیر بغض اہل بیت کی روز عاشورا مین سنت ہی

سنة المخنثین واما اتخاذه ماتما لاجل قتل الحسین بن علی رض کما یفعله الروافض فهو من عمل الذین ضل سعیهم

یہہ سنت زنانون کی ہی اور اس دن مین ماتم کرنا واسطی شہادت امام حسین بن علی رض کی جیسی رافضی کرتی ہین سو یہہ اون لوگون کا عمل ہی جنکی جاتی رہی کمائی

فی الحیوة الدنیا وهم یحسبون انهم یحسنون صنعا اذ لم یامر الله ولا رسوله باتخاذ ایام مصائب الانبیاء وموتهم

دنیا کی زندگی مین اور وہ سمجہتی ہین کہ خوب بناتی ہین کام اسواسطی کہ نہ اللہ نی امر کیا اور نہ اوسکی رسول نی کہ انبیاء علیہم السلام کی ایام مصیبت اور ایام موت کو

ماتما فکیف بمادونهم والقاص الذی یذکر الناس قصة القتل یوم عاشوراء ویخرق ثوبه ویکشف راسه ویامرهم

ماتم کیا کرو پہر جو انبیاء سی کمتر ہی اوسکا تو ماتم کہان اور قصہ خوان جو لوگون کی سامنی قصہ شہادت کا یوم عاشوراء مین سناتی ہین اور اپنی کپڑی پہاڑتی ہین اور ننگی سر ہوتی ہین

بالقيام والتسبيح تأسفا على المصيبة يجب على ولاة الدين ان يمنعوهم والمستمعون لا يعذرون في الاستماع

کھڑا کر کر تاسف کی حالت میں مصیبت پر کلمات بیہودہ بکتی ہیں دین کی حاکموں پر واجب ہی کہ انکو منع کریں اور سننی والی بہی معذور نہیں ہیں کہ سنا کریں

قال الامام الغزالي وغيره يحرم على الواعظ وغيره رواية مقتل حسين وحكاية ما جرى بين الصحابيين

امام غزالی وغیرہ فرماتی ہیں کہ واعظوں پر حرام ہی بیان کرنا امام حسین کی شہادت کا اور بیان کرنا اون حالات کا جو صحابہ رضی اللہ عنہم میں

من التشاجر والتخاصم فانه مهيج على بغض الصحابة والطعن فيهم وهم اعلام الدين تلقى ائمة الدين عنهم وتلقينا

جھگڑا اور خصومت واقع ہوئیں کیونکہ ایسی کہنا بنو لسی صحابہ کا بغض پیدا ہوتا ہی اور اون پر طعنہ ہوتی لگتا ہی اور حال یہ ہی کہ صحابہ دین کی پیشوا ہیں بزرگان دین نی

من الائمة فالطاعن فيه طاعن في نفسه ودينه وقال الشافعي وغيره من السلف تلك دماء طهر الله تعالى عنها

اون بزرگوں سی سیکھا سو جو اونکی عیب جوئی کری وہ اپنی آپ اور اپنی دین کو عیب لگاتا ہی اور امام شافعی اور سوا اونکی اور بزرگ سلف کی کہتی ہیں کہ اس خون سی اللہ تعالی نی ہماری ہاتہہ پاک کئی

ايدينا فلنطهر عنها السنتنا وقد روى عن عبد الله بن مغفل انه عليه السلام قال الله الله في اصحابي لا تتخذوهم غرضا

تو چاہیئی کہ ہم اپنی زبان بہی پاک رکہیں اور عبد اللہ بن مغفل سی روایت ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا خدا سی ڈرو میری یاروں کی حق میں میری بعد اونکو

من بعدي ومن احبهم فبحبي احبهم ومن ابغضهم فببغضي ابغضهم ومن اذاهم فقد اذاني ومن اذاني فقد اذى

نشانہ نہ بناؤ اور جو شخص اونکو محبوب رکہیگا سو میری محبت سی محبوب رکہیگا اور جو انکو دشمن رکہیگا سو میری بغض کا مارا دشمن رکہیگا اور جسنی اونکو ستایا تو اوسنی مجھکو ستایا اور جسنی مجھکو

الله تعالى ومن اذى الله تعالى فيوشك ان ياخذه وفي حديث آخر رواه ابو سعيد الخدري انه عليه السلام قال لا تسبوا

اللہ کو ستایا اور جسنی اللہ کو ستایا تو قریب ہی کہ اللہ اوسکو پکڑلی اور ایک اور حدیث میں آیا ہی ابو سعید خدری کی روایت سی کہ آپ نی فرمایا میری یاروں کو برا مت کہو اگر

اصحابي فلو ان احدكم لو انفق مثل احد ذهبا ما بلغ مد احدهم ولا نصيفه فعلى هذا يجب على المؤمن تعظيمهم وذكرهم

کوئی تم میں سی کوہ احد کی برابر سونا خرچ کری تو صحابہ میں سی کسیکی مد کی برابر نہوگا اور نہ آدہی مد کی برابر اب موافق اس حدیث کی ہر مؤمن پر اونکی تعظیم اور خوبی کی

بالخير وكف اللسان عن الطعن فيهم اذ بسبب قتل عثمان وقتل حسين جرت فتن كبيرة واكاذيب كثيرة وظهرت

یاد کرنا اور اون پر طعن وطنز سی زبان بند رکہنا واجب ہی اس واسطی کہ بسبب شہادت حضرت عثمان اور شہادت امام حسین کی بڑی بڑی فتنہ کہڑی ہوگئی اور بہت جہوٹی باتیں مشہور ہوگئیں

اهواء وبدع وقع فيها طوائف من المتقدمين والمتاخرين وصارت الاكاذيب والاهواء والبدع لا تزال تزداد حتى

اور بہت مذاہب باطل اور بدعتیں پیدا ہوگئیں جنمیں بہتیری متقدم اور بہتیری متاخر مبتلا ہوگئی اور صدہا جہوٹی قصی اور باطل مذہب اور بدعتیں بڑہتی چلی جاتی ہیں یہاں تک

حدثت امور يطول شرحها فمن جملتها ما ابتدعه كثير من الناس يوم عاشوراء فجعلوه ماتما يظهرون فيه النياحة

کہ ایسی امور پیدا ہوگئی ہیں جنکا بیان دراز ہی چنانچہ اونمیں سی ایک یہ بدعت ہی جو بہت لوگوں نی یوم عاشورا کو ماتم ٹہرا رکہا ہی اوس روز نوحہ کرتی ہیں

والجزع وتعذيب النفوس وسب من مات من اولياء الله تعالى والكذب على اهل البيت وغير ذلك من المنكرات المنهي عنها

اور رونا پیٹنا اور تکلیف اوٹہانی اور اولیاء اللہ کو جو مرچکی ہیں برا کہنا اور اہل بیت پر جہوٹ بولنا اور سوا اسکی بہت منکرات جو موافق

بكتاب الله تعالى وسنة رسوله واتفاق المسلمين فان الحسين قد اكرمه الله تعالى بالشهادة في ذلك اليوم وهو واخوه الحسن سيدا

کتاب اللہ اور سنت رسول کی ممنوع اور باتفاق مسلمانوں کی ناجائز ہیں بیشک حضرت امام حسین کو اوس روز اللہ تعالی نی شہادت سی مشرف فرمایا وہ اور اونکی بہائی حسن سردار

شباب اهل الجنة وقتلهما وان كانت مصيبة عظيمة الا انه تعالى شرع للمسلمين عند المصيبة الاسترجاع

جوانان بہشت کی ہیں اور اونکا قتل اگرچہ بڑی مصیبت تہی پر اللہ تعالی نی مسلمانوں کی لئی مصیبت کی وقت انا للہ وانا الیہ راجعون کہنا مشروع کیا ہی

بقوله تعالى وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ الَّذِيْنَ اِذَا اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالُوْا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ

اور خوشی سنا ثابت رہنی والوں کو کہ جب اونکو پہنچی کچھ مصیبت کہیں ہم اللہ کا مال ہیں اور ہمکو اوسکی طرف پہر جانا ایسی لوگ ہیں جن پر شاباشیاں ہیں اپنی رب کی

وَرَحْمَةٌ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ وروى عن سعيد بن جبير انه قال لم يعط الاسترجاع لامة من الامم الا لهذه الامة ولو اعطى

اور مہربانی اور وہی ہیں راہ پر اور سعید بن جبیر سی روایت ہی کہ کہتی ہیں کہ استرجاع تمام امتوں میں سی سوا اس امت کی کسیکو عطا نہیں ہوا ہی اگر عطا ہوتا

یعقوب

يعقوب المنقول الاترى انه قال في مقام الاسترجاع يا اسفى وفي الصحيحين انه عليه السلام قال ما من مسلم يصاب بمصيبة

تو حضرت یعقوب علیہ السلام کو عطا ہوتا کیا تو نہیں جانتا کہ حضرت یعقوب نے مقام استرجاع میں یا اسفی یا افسوس کہا اور صحیحین میں ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں ہی کوئی

فيقول انا لله وانا اليه راجعون اللهم اجرني في مصيبتي واخلف لي خيرا منها الا اجره الله في مصيبته واخلف له خيرا منها وفي رواية

پس وہ کہی ہم ملک اللہ کی ہیں اور ہم طرف اوسکی جانیوالی ہیں الٰہی مجھکو میری مصیبت کا اجر دی اور اوس سی بہتر بدلا دی مگر اللہ تعالیٰ اوسکی مصیبت کا اجر اور اوسکا اوس سی بہتر بدلا دیتا ہی اور

الامام احمد وابن ماجة عن فاطمة بنت الحسين عن ابيها الحسين انه عليه السلام قال ما من مسلم يصاب بمصيبة فيذكرها وان

امام احمد اور ابن ماجہ فاطمہ بنت حسین سی روایت کرتی ہیں وہ اپنی باپ حسین سی کہ فرمایا پیغمبر علیہ السلام نی جس مسلمان کو کچھ مصیبت پہونچی پہر وہ اوس مصیبت کو اگرچہ بعد مدت

قدم عهدها فيحدث لها الاسترجاع الا كتب الله له من الاجر مثلها يوم اصيب وهذا الحديث رواه عن النبي عليه السلام

دراز کی یاد کرکر انا لله وانا اليه راجعون پڑہی تو اللہ تعالیٰ اوسکی واسطی وتنا ہی اجر لکہتا ہی کہ جتنا مصیبت کی دن دیتہا اور یہہ حدیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم سی

الحسين وعنه بنته فاطمة التي شهدت مصرعه وقد ثبت في علم الله تعالى ان المصيبة بالحسين يذكر مع تقادم

امام حسین رض نی روایت کی ہی اور اونسی اونکی بیٹی فاطمہ نی جو کہ اونکی مقتل میں ہمراہ موجود تہیں روایت کی ہی اور علم الٰہی میں ثابت ہوچکا تہا کہ مصیبت حسین کی ہمیشہ کو مدتون تک یاد رہیگی

العهد فكان من محاسن الاسلام ان يجري هذه السنة كلما ذكرت تلك المصيبة بان يسترجع لها فيكون للانسان

سو یہہ اسلام کی خوبیون میں سی ہی کہ یہہ طریقہ جاری رہیگا کہ جب وہ مصیبت یاد آوی تو اوسکی لئی انا لله وانا اليه راجعون کہا جاوی تو انسان کو اب بہی

من الاجر الذي كان لمن استرجع يوم اصيب المسلمون بها واما من يفعل من تقادم العهد بها ما نهى عنه النبي عن حدثان

وتنا ہی اجر ملی جتنا اوسکو ملا تہا جسنی انا لله وانا اليه راجعون کہا تہا جب وہ مصیبت مسلمانون پر پڑی تہی اب جو شخص سی مدت دراز تک وہ منکرات کرتا ہی جو کہ پیغمبر علیہ السلام نی ک

العهد بها فعقوبته اشد مثل لطم الخدود وشق الجيوب ودعوى بدعوى الجاهلية فكيف اذا انضم الى ذلك ظلم المؤمنين

عہد میں سو اوسکی لئی عقوبت بہت سخت ہی جیسی منہہ پیٹنا اور گریبان پہاڑنا اور جاہلیت کی عہد کی طرح پکارنا پہر کیا حال ہوگا اگر اوسپر یہہ و سنزیادہ کردی مؤمنین کا ظلم

ولعنهم وسبهم واعانة اهل الشقاق والالحاد على ما يقصدونه للدين من الفساد وغير ذلك مما لا يحصيه الا الله تعالى

اور مؤمنین کو لعنت کرنا اور برا کہنا اور اہل شقاق اور ملحدون کی جو دین میں فساد کا قصد کرتی ہیں مدد کرنی اور سوا اوسکی اور منکرات جنکو اللہ تعالیٰ ہی خوب جانتا ہی

فالواجب على كل مسلم ان يجتنب عن حضور هذه المواضع التي يفعل فيها امثال هذه المعاصي والمحرمات والانكار على مرتكبيها

سو ہر مسلمان پر واجب ہی کہ ایسی مقام میں جہان ایسی ایسی معاصی اور محرمات عمل میں آتی ہون جانی سی کنارہ کری اور

بقدر الاستطاعة يسر الله تعالى الاجتناب عنها **المجلس الثامن والثلثون في بيان عدم سراية**

بقدر طاقت کی اس اعمال و افعال کو منع کری اللہ تعالیٰ ہمپر ان معاصی سی بچنا آسان کری اڑتیسوین مجلس بیچ بیان اثر نکرنی ایک کی

**المرض وعدم جواز الطيرة** قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا عدوى ولا صفر ولا غول هذا الحديث

بیماری کی دوسری میں اور نہ جائز ہونی شگون کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا سرایت بیماری کی نہیں ہی اور صفر کی نحوست اور نہ غول ہی یہہ حدیث

من صحاح المصابيح رواه جابر والمراد بالعدوى سراية العلة من صاحبها الى من يقارنه من الاصحاء واختلف العلماء ان المنفي

مصابیح کی صحیح حدیثون میں ہی جابر کی روایت سی اور عدوی سی بیماری کا بیمار میں سی بہلی چنگی ہمنشینوں میں اثر کرنا مراد ہی اور علماء کو اختلاف ہی کہ منفی آیا

هل هو عين السراية او اضافتها الى العلة فذهب بعضهم الى ان المنفي نفس السراية فانه عليه السلام اراد نفيها وابطالها

عین سرایت ہی یا سرایت بیماری کی ہی سو بعضون کا یہہ مذہب ہی کہ منفی عین سرایت ہی کیونکہ پیغمبر علیہ السلام نی سرایت کی نفی کی اور باطل کیا

لتخلفها وجودا وعدما اما تخلفها وجودا فلان كثيرا ما يقارن الشخص ممن هو مجذوم او اجرب ولا يتعدى اليه مرضه كما اشير

واسطی نہونی اثر کی وجود میں اور عدم میں وجود میں اثر نکرنا تو اس سی ثابت ہی کہ اکثر اوقات کوئی شخص جذامی یا خارشتی سی نزدیک ہوتا ہی یعنی ملکر کہاتا ہی اور وہ مرض اوسمیں

اليه فيما روي عن جابر انه عليه السلام اخذ بيد مجذوم فوضعها معه في القصعة واما تخلفها عدما فلان كثيرا ما

جابر کی روایت میں یہہ اشارہ ہی کہ پیغمبر علیہ السلام نی ایک مجذوم کا ہاتہہ پکڑکر اپنی ساتہہ پیالہ میں رکہدیا اور اوسکا اثر نکرنا عدم میں اس سی ثابت ہی کہ اکثر اوقات

يمرض هذه الامراض فيما لا احتمال فيه للسراية كما اشير اليه فيما روي عن ابي هريرة ان اعرابيا قال للنبي عليه السلام
یہہ بیماریان ایسی جگہہ پیدا ہو جاتی ہین جہان اصلا احتمال سرایت کا نہین ہی چنانچہ ابی ہریرہ کی روایت مین یہہ ہی اشارہ ہی کہ ایک اعرابی نی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت

ما بال الابل تكون في الرمل كانها الظبا فيخالطها البعير الاجرب فيجربها فقال النبي عم فمن اعدى الاول فانه عم اشار بهذا
کیا حال ہی اونٹ کا کہ دوڑتا ہی جیسی ہرن پہر اوس مین خارشتی اونٹ ملجاتا ہی اوسکو بہی خارشتی کردیتا ہی نبی علیہ السلام نی فرمایا پہلی اونٹ کو کسنی خارشتی کردیا پس نبی علیہ السلام نی

القول الى ان الجرب في البعير الاول ان حصل من بعير اخر اجرب يلزم التسلسل الى ما لا نهاية له وهو محال وان لم
فرمایا کہ اگر پہلی اونٹ مین بہی خارش دوسری خارشتی اونٹ سی ہوئی ہی تو تسلسل لازم آویگا جو کہین جاکر نہ ٹوٹی یہہ تو محال ہی اور اگر

يحصل عنه بل بسبب اخر فالذي اوصله الى البعير الاول هو الذي يوصل الى غيره من الاصحاء وهو الله الخالق
دوسری خارشتی اونٹ سی نہین ہوئی بلکہ کسی اور سبب سی ہوئی تو پہر جسنی پہلی اونٹ مین پیدا کردی ہی وہ ہی پہلی چنگی اچہی اچہی اونٹون مین پیدا کرسکتا ہی وہ اللہ ہر شی کا پیدا کرنیوالا

لكل شئ القادر على كل شئ وذهب بعضهم الى ان المنفي ليس نفس السراية لما روي انه عليه السلام قال لا يورد ممرض
اور تمام اشیا پر قدرت رکہنی والا ہی اور بعضون کا یہہ مذہب ہی کہ منفی عین سرایت نہین ہی کیونکہ روایت ہی کہ پیغمبر علیہ السلام نی فرمایا بیمار اونٹون والا اپنی اونٹ اچہی اچہی

على مصح والممرض صاحب الابل المريضة والمصح صاحب الابل الصحيحة والمراد النهي عن ايراد الابل المريضة على الصحيحة
اونٹون مین نہ گہساوی اور ممرض کہتی ہین بیمار اونٹون والی کو اور مصح کہتی ہین پہلی چنگی اونٹون والی کو اور مقصود بیمار اونٹون کو اچہی اچہی اونٹون مین ملانی سی منع کرنا ہی

وفي حديث اخر انه عليه السلام قال فر من المجذوم فرارك عن الاسد فعلم من هذين الحديثين ان المنفي ليس نفس
اور ایک اور حدیث مین ہی کہ پیغمبر علیہ السلام نی فرمایا بہاگ مجذوم سی جیسی تو شیر سی بہاگتا ہی اب ان دونو حدیثون سی معلوم ہوا کہ منفی عین سرایت نہین ہی

السراية بل المنفي اضافتها الى العلة وهذا القول الثاني اولى لما فيه من التوفيق بين الاحاديث الواردة فيه مع ما فيه
بلکہ منفی سرایت بنسبت بیماری کی ہی اور یہہ دوسرا مذہب اولی ہی کیونکہ اسمین تمام حدیثین جو اسباب مین وارد ہین موافق ہو جاتی ہین

من صيانة الاصول الطبية عن التعطيل بخلاف القول الاول فانه يفضي الى تعطيلها ولم يرد الشرع بتعطيلها بل ورد
اور طبی قاعدی بہی بیکار ہونی سی بچ جاتی ہین برخلاف پہلی مذہب کی کہ اسمین قاعدی طبی بیکار ہوئی جاتی ہین اور شرع نی طب کو بیکار نہین ٹہرایا بلکہ

باثباتها واعتبارها على وجه لا يناقض اصول التوحيد فانه عليه السلام اراد ابطال ما كان اهل الجاهلية يعتقدونه
قواعد طبی کو ایسی طرح پر ثابت کرکر اعتبار کیا ہی کہ اصول توحید کی برخلاف نہو سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی غرض اہل جاہلیت کی عقاید کا باطل کرنا ہی وہ یون جانتی تہی

من ان العلة تسري بطبعها فقال لا عدوى وبين بقوله هذا ان الامر ليس كما زعموا بل العلة تحصل بقضاء الله تعالى
کہ بیماری خود بخود اثر کرجاتی ہی سو آپ نی فرمایا کہ عدوی نہین ہی اور شرح کردی کہ یون نہین ہی جیسی اہل جاہلیت کہتی ہین بلکہ بیماری حکم الہی سی اور اوسکی تقدیر سی ہوتی ہی

وقدره لكن قد تكون المداناة من الاسباب المقدرة لحصول العلة بالنسبة الى بعض الاشخاص ولذلك نهى النبي
پر کبہی نزدیک ہونا یعنی ملنا ہی بیماری پیدا ہونی کی لئی بعضی شخصون مین سبب تقدیری ہوجاتا ہی اور اسہی لئی نبی علیہ السلام نی

عن ايراد ممرض على مصح وامر بالفرار عن المجذوم فان ذلك من باب الاجتناب عن الاسباب التي خلقها الله تعالى و
بیمار اونٹون کو اچہی اونٹون مین ملانی سی منع کردیا اور مجذوم سی دور رہنی کو امر فرمایا کیونکہ اسمین اون اسباب سی جو کہ اللہ تعالی نی پیدا کرکر سبب بلا کا مقرر کیا ہی بچاوی اور

جعلها اسبابا للبلايا والعبد المامور بالاجتناب عن اسباب البلايا اذا كان في عافية منها فانه كما يؤمر بعدم
بندہ کو حکم ہی کہ بلا کی اسباب سی جب کہ وہ بندہ اوس بلا سی آرام مین ہی بچا کری جیسی کہ یہہ حکم ہی

القاء نفسه في الماء او في النار وبعدم دخوله تحت الهدم ونحوه مما هو من اسباب الهلاك كذلك يؤمر
کہ ڈوب کر نہ مرو یا آگ مین مت جلو یا گرتی ہوئی مکان تلی مت گہسو اور ایسی اور امر جو موت کا سبب ہوسکی ایسی ہی یہہ حکم ہی

بالاجتناب عن مقاربة الاجرب والمجذوم ونحوهما مما هو من العلل المتعدية باذن الله تعالى فان هذه الاسباب
کہ خارشتی اور مجذوم سی اور مانند اسکی اور بیماریون سی جو اللہ تعالی کی حکم سی دوسری مین اثر کرجاتی ہین الگ ہو کیونکہ یہہ امور

اسباب للمرض والتلف والله تعالى يخلق المسببات عندها لا بها فانه تعالى هو خالق الاسباب ومسبباتها لا خالق

اور ہلاک کی اسباب ہیں اور اللہ تعالی ایسی وقت پر مرض کو جو سبب ہی پیدا کردیتا ہی کچھ اوسکی سبب سی نہیں ہوتا کیونکہ اللہ تعالی ہی اسباب اور مسبب دونوکا خالق ہی

سواه لكن الاسباب نوعان النوع الاول اسباب الخير فان النعم لا تضاف الى الاسباب بل انما تضاف الى مسببها و

اوسکی سوا کوئی خالق نہیں ہی لیکن اسباب دو قسم پر ہیں پہلی قسم تو اسباب خیر کی ہیں سو نعیم کو اسباب سی کچھ علاقہ نہیں ہی بلکہ نعیم صرف مسبب اور مقدر کی عنایت ہی

مقدرها فما ظهر منها ينبغي ان يفرح بها ويستبشر عند ظهورها ولا يسكن اليها بل الى خالقها ومسببها كما قال الله تعالى

سو جو بہتری پیش آوی تو لائق ہی کہ اوس سی خوش ہو اور دل بشاشت حاصل کری اور اوسکی طرف متوجہ نہ ہو بلکہ خالق اور مسبب کی طرف متوجہ ہو جنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی

في امداد المؤمنين بالملئكة وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى وَلِتَطْمَئِنَّ بِهٖ قُلُوْبُكُمْ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ واكثر الناس

جب فرشتوں سی مؤمنین کی امداد کی اور یہہ تو دی اللہ نی فقط خوشخبری اور تا چین پکڑیں دل تمہاری اور مدد نہیں مگر اللہ سی اور اس زمانہ کی اکثر لوگ

في هذا الزمان يركنون بقلوبهم الى الاسباب وينسون مسببها فمن اضاف شيئا من النعم الى غير الله تعالى ان كان مع

اسباب کی طرف تو بدل متوجہ ہوتی ہیں اور اصل مسبب کو بہول جاتی ہیں سو جو شخص نعیم کو سوای اللہ کی اور جہت سی سمجہی اگر یہہ بہی

اعتقاده انه ليس من الله تعالى فهو شرك حقيقي وان كان مع اعتقاده انه من الله تعالى فهو نوع من شرك خفي والنوع

اعتقاد ہی کہ اللہ تعالی کی طرف سی نہیں ہی تو یہہ حقیقی شرک ہی اور اگر اسباب کو لحاظ کرتا ہی بما اعتقاد یہہ ہی کہ اللہ تعالی کی طرف سی ہی تو یہہ ایک قسم شرک خفی ہی اور دوسری

الثاني اسباب الشر فان المصائب لا تضاف الا الى الذنوب كما قال الله تعالى وَمَا اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ

قسم اسباب شر سو مصائب صرف گناہوں ہی سی علاقہ رکہتی ہیں جنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی اور جو پڑی تم پر کوئی سختی سو بدلا اوسکا جو کمایا تمہارے ہاتہوں نی

وما ظهر منها ينبغي ان يتقى عنها بقدر ما ورد به الشرع مثل اتقاء مقاربة الاجرب والمجذوم والقدوم على مكان الطاعون

اور جو اسباب یا مصائب ظاہر ہیں تو اوس سی اتنا پرہیز کرنا چاہی کہ جتنا شرع نی اجازت دی ہی جیسی خارشتی اور مجذوم کی ہمنشینی سی اور وبا کی مکان میں داخل ہونی سی

واما ما خفي منها فلا يشرع اتقاؤها واجتنابها لان ذلك من الطيرة المنهي عنها التي من اعمال الشرك والكفر كما حكاها

اور جو اسباب یا مصائب پوشیدہ ہیں تو اوس سی پرہیز کرنا شرع میں نہیں آیا کیونکہ یہہ بدشگونی میں داخل ہی جو نہایت ممنوع اور شرک اور کفر کا عمل ہی جنانچہ

الله تعالى عنهم في مواضع من كتابه فانهم كانوا يتطيرون ويتشاءمون بالرسل واتباعهم وسبب تشاؤمهم بهم

اللہ تعالی اسکو اپنی کتاب میں کئی جگہہ بیان فرماتا ہی کیونکہ وہ لوگ رسل علیہم السلام اور اونکی اصحاب سی بدشگونی کرکر نحوست سمجہا کرتی تہی اور سبب منحوس سمجہنی کا یہہ تہا

ان الرسل لما دعوهم الى دين غير مالوفهم استغربوه واستقبحوه ونفرت عنه طباعهم اذ من عادة العوام ان

کہ رسل علیہم السلام نی جب اول لوگوں کو نئی دین کی دعوت کی تو وہ لوگ عجیب سمجہہ کر قبیح سمجہنی لگی اور اونکی طبیعتیں نفرت کرنی لگیں کیونکہ عوام کی یہہ عادت ہی

يتيمنوا بكل ما يوافق هواهم وان كان جالبا لكل شر ووبال وان يتشاءموا بكل ما يخالف هواهم وان كان جازنا بكل خير

کہ اپنی ہوس کی موافق آرزو کیا کرتی ہیں اگرچہ اوسمیں سراسر بدی اور وبال ہو اور جو اونکی مرضی کی مخالف ہو اوسکو نحس جانتی ہیں اگرچہ اوسمیں سراسر خیر اور برکت ہو

ونوال وقد ثبت انه عليه السلام قال لا طيرة وفي حديث اخر انه عليه السلام قال الطيرة من الشرك والبحث عن

اور ثابت ہوچکا ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا بدشگونی بالکل نہیں ہی اور ایک اور حدیث میں ہی کہ آپ نی فرمایا بدشگونی شرک ہی اور گفتگو کرنی

اسباب الستر بالرمل والنظر في النجوم وضرب الحصى والشعير وغير ذلك هو الطيرة المنهي عنها والباحثون عنها لا

غیب کی باتوں میں بوسیلہ رمل کی اور ستاروں کی تاثیر دیکہہ کر اور کنکر یوں سی اور جو کی دانہ وغیرہ سی یہہ ہی طیرہ ہی جسکی ممانعت ہوئی ہی اور اوسمیں گفتگو کرنیوالی

يشتغلون لما يدفع البلاء من الطاعات بل يشتغلون بلزوم البيت وعدم الحركة وهذا لا يمنع نزول القضاء والقدر

وہ کام نہیں کرتی جس سی بلا دفع ہو یعنی عبادات بلکہ گہر میں گہسکر بیٹہہ رہتی ہیں اور چلنا پہرنا موقوف کردیتی ہیں اس سی قضا اور قدر بند نہیں ہوتی

ومنهم من يشتغل بالمعاصي وهذا مما يقوي وقوع البلاء ونفوذه والذي جاءت به الشريعة هو ترك البحث عن

اور بعضی لوگ گناہوں میں مشغول ہوجاتی ہیں یہہ ایسا کام ہی جسمیں خواہ مخواہ بلا آوی اور اثر کری جو علاج واسطی دفع بلا کی شرع میں آیا ہی وہ یہہ ہی کہ اسمیں کچہہ گفتگو

ذلك والاعراض عنه والاشتغال بما يدفع البلاء من الدعاء والذكر والصدقة والتوكل على الله تعالى والايمان
اور نہ اودھر توجہ کری اور وہ شغل اختیار کری جسمین بلا دفع ہو یعنی دعا اور یاد الٰہی اور خیرات اور خدا تعالی پر بھروسہ اور قضا
بقضائه وقدره فانه عليه السلام عند ظهور اسباب العقوبات السماوية المخوفة كالكسوف والخسوف كان يأمر
اور قدر کو تسلیم کرنا کیونکہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بروقت ظاہر ہونی سامان خوفناک عذاب آسمانی کی جیسی سورج گہن اور چاند گہن اورون کو یہ حکم فرماتی
بالاشتغال باعمال البر من الصلوة والدعاء حتى ينكشف ذلك عن الناس وهذا كله مما يدل على ان اسباب العذاب اذا
اور اچھی نیک اعمال مین معروف ہوتی جیسی نماز نفل اور دعا یہان تک کہ وہ سامان لوگون پر سی دور ہوجاتا ان تمام روایات سی یہہ معلوم ہوتاہی کہ جب عذاب کی سامان
ظهرت فالمشروع الاشتغال بما يرجى ان يدفع به العذاب المخوف من اعمال البر والتقوى فان هذه الاشياء
ظاہر ہون تو موافق شرع کی ایسی عبادت مین مشغول ہو جسمین امید ہی کہ عذاب خوفناک موقوف ہوجاوی یعنی اعمال نیک اور پرہیزگاری بیشک یہہ تمام اشیاء
كلها من اعظم ما يستدفع به البلاء فانه تعالى يخلق اسبابا للعذاب واسبابا للرحمة اما اسباب العذاب فيخوف
بلا کی دفع کرنی مین بڑی ہی تاثیر رکہتی ہین بیشک اللہ تعالی سامان عذاب کا اور رحمت کا دونو پیدا کرتاہی عذاب کی سامان سی تو اللہ تعالی اپنی بندون کو ڈراتاہی
الله تعالى بها عباده ليتوبوا اليه ويتضرعوا اليه كالريح الشديدة فان الريح من روح الله تعالى تاتي بالرحمة
تاکہ اوسکی طرف رجوع لاوین اور خوار ہوکر رووین جیسی تند اندہیان بیشک ہوا اللہ تعالی کا فیض ہی کبہی رحمت لاتی ہی
وتاتي بالعذاب وعند اشتدادها امر النبي عليه السلام ان يسئل الله تعالى خيرها وخير ما ارسلت به ويستعيذ
اور کبہی عذاب اور تندی کی وقت نبی علیہ السلام کا حکم ہی کہ اللہ تعالی سی خیر کی دعا کرین اور جو اوس سی آوی اوسکی خیر مانگین اور اوسکی
به تعالى من شرها وشر ما ارسلت به فانه عليه السلام قد كان اذا رأى ريحا او غيما تغير وجهه واقبل وادبر فاذا
شر سی اور اوسکی شر سی جو وہ لاتی ہی پناہ مانگین پس پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم جب آندہی یا ابر دیکہتی تو چہرہ کی حالت بدل جاتی اور کبہی آتی اور کبہی جاتی پہر اگر
امطرت سري عنه ويقول قد عذب قوم بالريح ورأى قوم السحاب فقالوا هذا عارض ممطرنا فنزل منه العذاب واما اسباب
مینہہ برس جاتا تو خوش ہوجاتی اور فرماتی کہ ایک قوم کو عذاب آندہی سی ہواتہا اور ایک قوم ابر کو دیکہہ کر کہنی لگی یہہ ابر ہی ہمپر برسیگا سو اوسہی سی عذاب نازل ہوا اور رحمت کی
الرحمة فيرجي الله تعالى بها عباده كالريح الطيبة والمطر المعتاد عند الحاجة اليه ولهذا يقال عند نزوله اللهم
سامان سی اللہ تعالی اپنی بندون کو امیدوار کرتاہی جیسی ہوا نرم ٹہنڈی اور مینہہ عادت کی موافق حاجت کی وقت اور اسہی واسطی مینہہ برستی وقت یہ دعا کرتی ہین الٰہی
سقي رحمة لا سقي عذاب واما من اتقى عن اسباب الضرر بعد ظهورها بالاسباب المنهي عنها فلا ينفعه بل
پلانا رحمت کا نہ پلانا عذاب کا اور جو شخص اسباب ضرر سی بعد ظاہر ہونی کی بطور ممنوع کی بچنا چاہی تو اوسکو کچہہ فائدہ نہین بلکہ
كثيرا ما يقع فيما يخاف منها واما قوله عليه السلام ولا صفر فقد اختلف في تفسيره والقول الاشبه ان المراد به شهر
اکثر اوقات خوفناک بلا مین آجاتاہی اور یہہ ارشاد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ صفر نہین ہی سو اسکی تفصیل مین اختلاف ہی ظاہر حق یون معلوم ہوتاہی کہ مراد ماہ صفر ہی
صفر فان اهل الجاهلية كانوا يتشاءمون ويقولون انه شهر مشؤم فابطل النبي عليه السلام ذلك وكثير من الناس
کیونکہ ایام جاہلیت مین اسکو منحوس جانتی تہی اور یون کہا کرتی تہی کہ صفر بڑا منحوس ہی سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی اسکو باطل کردیا اور بہتیری لوگ
في هذا الزمان يتشاءمون به وربما يمتنعون فيه من السفر والتزوج وغيرهما والتشاؤم به من جنس الطيرة المنهي عنها وكذلك
اب بہی اوسکو منحوس بتاتی ہین اور بعضی دفعہ اس مہینہ مین سفر نہین کرتی اور نہ بیاہ کرین اور نہ اور کوئی کام اسکی نحوست ماننی بہی بد شگونی کی قسم ہی جسکی ممانعت ہوچکی ہی اور
التشاؤم بيوم من الايام فان تخصيص الشؤم بزمان دون زمان كشهر صفر وغيره غير صحيح لان الزمان عبارة عن مدة
نحوست کسی اور دن کی تمام ایام مین سی بد شگونی ہی کیونکہ نحوست کی خصوصیت کسی خاص وقت کی جیسی ماہ صفر وغیرہ کی جائز نہین ہی اسواسطی کہ زمانہ تو ایک مدت دراز کا نام ہی
ممتدة يعرف مقدارها بحركة الافلاك والكواكب وهو في ذاته امر واحد متشابه الاجزاء لا يحصل الا بخلق الله تعالى
جسکا اندازہ افلاک کی حرکت اور ستارون سی معلوم ہوتاہی اور وہ اپنی ذات مین ایک متصل چیز ہی اوسکی سب اجزاء ایک سی ہین صرف خدا تعالی کی پیدائش ہی

ویقع فیه افعال العباد فلا یکون فیه یمن ولا شوم الا باعتبار افعال العباد فکل زمان شغله العبد بالطاعة فهو
ادسہی کی اندر افعال عباد ہوتی ہین سوا وسمین نہ برکت نہ کچھ نحوست ہان باعتبار کاروبار بندون کی ہی سو جس زمانہ کو انسان نی عبادت مین مشغول رکہا تو وہ
زمان مبارک علیه وکل زمان شغله العبد بالمعصیة فهو زمان مشوم علیه والیمن والشوم فی الحقیقة هو الطاعة
زمانہ اوسپر مبارک ہی اور جس زمانہ کو انسان نی گناہون مین لگا دیا تو وہ زمانہ اوسپر منحوس ہی حقیقت مین مبارک اور منحوس عبادت
والمعصیة کما قال عدی بن حاتم یمن المرء وشومه بین لحییه یعنی لسانه وقال ابن مسعود ان کان الشوم فی شیء
اور معصیت ہوتی ہی چنانچہ عدی بن حاتم کہتا ہی ادمی کی برکت اور نحوست دونو جبڑون مین ہی مراد اوسکی زبان ہی اور ابن مسعود کہتی ہین اگر بالفرض کسی شی مین نحوست ہوتی
ففیما بین اللحیین یعنی اللسان وقال ایضا ما شیء احوج الی طول السجن من اللسان وروی عن عائشة انه علیه السلام
تو دونو جبڑون مین یعنی زبان مین ہوتی اور یہہ بہی کہا زبان سی زیادہ کوئی شی نہین جو قید کی زیادہ حاجتمند ہو اور حضرت عائشہ سی روایت ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی
قال الشوم سوء الخلق فعلی هذا لا الشوم الا المعاصی والذنوب فانها تسخط الله تعالی فانه اذا سخط علی عبد یکون ذلک
فرمایا نحوست بدخلقی ہی اس روایت کی موافق بجز معاصی اور ذنوب کی نحوست کچہہ اور نہین ہی کیونکہ اسہی سی اللہ تعالی بیزار ہوتا ہی سو جس بندی سی اللہ بیزار ہوا تو وہی بندہ
العبد شقیا فی الدنیا والاخرة واذا رضی عن عبد یکون ذلک العبد سعیدا فی الدنیا والاخرة وبعض الصالحین قد شکی الیه
دنیا اور آخرت مین بدبخت ہی اور جس بندی سی اللہ تعالی راضی ہوا وہی بندہ دنیا اور آخرت مین نیکبخت ہی کسی صالح مرد کی سامنی ایسی مصیبت کا شکوہ ہوا
عن بلاء وقع الناس فیه فقال ما اری ما انتم فیه من البلاء الا بشوم الذنوب فالعاصی مشوم علی نفسه وعلی غیره اذ لا
جسمین تمام خلق مبتلا تہی سو اونہون نی کہا مجکو تمہارا یہہ مصیبت بجز نحوست ذنوب کی معلوم نہین ہوتی تو گنہگار آدمی اپنی حق مین ہی اور غیر کی حق مین ہی منحوس ہوتا ہی اسلئی
یؤمن ان ینزل علیه العذاب فیعم الناس خصوصا من لم ینکر علیه والبعد عنه لازم وکذلک الاماکن التی یفعل فیها المعاصی
کہ اگر اوسپر عذاب نازل ہووی پہر سب خلق پر پہیل جاوی تو کہان بچ سکتی ہین خاص کر اون لوگون پر جو اوسکی عمل کو برا نجانتی ہون اور اوس سی دور رہنا ضرور ہی اور ایسی ہی اون مکانات
یلزم البعد عنها والهرب منها خشیة نزول العذاب علی من یوجد فیها کما روی انه علیه السلام حین مر علی دیار ثمود بالحجر
بہاگ کر دور رہنا چاہئی اس خوف سی کہ مبادا جو جو وہان موجود رہتا سب پر عذاب نازل ہوجاوی چنانچہ روایت ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم جبوقت یامہ مین دیار ثمود پر پہنچی
قال لاصحابه لا تدخلوا اماکن هؤلاء المعذبین الا ان تکونوا باکین خشیة ان یصیبکم ما اصابهم فان هجران اهل
تو اپنی اصحاب سی فرمایا اس دم عذاب کی مارے ہوونکی مکانات مین نجانا مگر روتی ہوئی اس خوف سی مبادا کہ تمپر بہی آجاوی جو عذاب اونپر آیا تہا بیشک ترک کرنا اہل
العصیان واماکنهم من جملة الهجرة المامور بها بل العدوی عند التحقیق فی مخالطة من ترتکب المعاصی ویحسنها ویزینها
عصیان اور اونکی مکانات کا ہجرت مین داخل ہی جو کہ مامور بہ ہی بلکہ عدوی یعنی دوسری کا لگنا حقیقت مین اوس شخص کی ملاپ مین ہی جو معاصی مین مبتلا ہی اور معاصی کو خوبی کی ساتہہ
ویدعو الیها من شیاطین الانس الذین هم اضر من شیاطین الجن فان شیاطین الجن یستعاذ منه بالله تعالی فینصرف
اور لوگون کو رجہاتا ہی یعنی آدمی کی صورت کا شیطان کہ وہ جنی شیطانون سی زیادہ ترضرر کرتا ہی کیونکہ جنی شیاطین تو اللہ تعالی کی پناہ لینی سی دور ہوجاتی ہین
واما شیاطین الانس فلا یبرح حتی یوقعک فی المعصیة وقد جاء فی الحدیث انه علیه السلام قال یحشر المرء علی دین خلیله
اور آدمی کی صورت کی شیاطین کبہی نہین جاتی آخر تجکو معصیت مین گرفتار کر چہوڑتی ہین اور حدیث مین آیا ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ہی آدمی اپنی اپنی دوستون کی دین پر اوٹہینگی
فلینظر احدکم من یخالل وفی الحدیث الاخر انه علیه السلام قال لا تصحب الا مؤمنا ولا یاکل طعامک الا تقی واما الغول بالضم
اب تمکو خیال کرنا چاہئی کس کی دوستی کرتی ہو اور ایک اور حدیث مین ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ نی فرمایا ہی مؤمن کی سوا کسیکا ہمنشین مت ہو اور سوا پرہیزگار کی کسیکو کہانا مت کہلا اور غول
فهو من زعمات الجاهلیة فانهم کانوا یقولون انه نوع من الجن یترای للناس فی الفلوات باشکال مختلفة ویضلهم
جاہلیت کی اقوال مین اہل جاہلیت کہا کرتی تہی کہ غول ایک قسم جن کی ہی آدمیون کو جنگل مین طرح طرح کی شکلین بنا کر دکہایا کرتی ہین اور رستی سی بہٹکا کر
عن الطریق ویهلکهم وقوله علیه السلام لا غول یحتمل ان یکون المراد منه نفی وجوده کما هو ظاهر من لفظه لان المتبادر
ہلاک کر دیتی ہین اور یہہ ارشاد نبی علیہ السلام کا کہ غول نہین ہی اسمین یہہ بہی احتمال ہی کہ اس سی مراد نفی اوسکی وجود کی ہو چنانچہ لفظون سی یہہ ہی ظاہر ہی کیونکہ

زینت دیکر

من نفي الشيء نفي وجوده لكن قال بعض العلماء ليس المراد به نفي وجوده بل المراد به نفي ما كان يعتقده اهل الجاهلية
کسی شی کی نفی سی یہہ ہی معلوم ہوتا ہی کہ وہ چیز موجود نہیں ہی لیکن بعضی علما یہہ کہتی ہین کہ نفی اوسکی وجود کی مراد نہیں ہی بلکہ اہل جاہلیت کا ان اعتقاد اسکی نفی مراد ہی

من التشكل باشكال مختلفة والاضلال عن الطريق والاهلاك فيكون المعنى انه لا يستطيع ان يضل احدا عن الطريق
کہ وہ طرح طرح کی شکل بناتی ہین اور رستی سی بہکاتی ہین اور ہلاک کردیتی ہین اب حدیث کی یہہ معنی ہوئی کہ غول کسیکو رستی سی نہین بہکا سکتی

ولا ان يفعل شيئا مما ذكر وهذا الوجه اولى الوجهين لورود اخبار تدل على وجوده من جملتها ما روى انه عليه السلام
اور نہ کچہہ اور اون مذکورات مین سی کرسکتی ہین یہہ معنی دونوں معنی مین اولی ہین کیونکہ ایسی حدیثین بہی آئی ہین جو غول کی وجود پر دلالت کرتی ہین اونمین سی ایک یہہ روایت ہی کہ پیغمبر علیہ السلام

قال اذا تغولت الغيلان فبادروا بالاذان فانه عليه السلام بين ان شرها يدفع بذكر الله تعالى فعلى المؤمن ان يشتغل
فرمایا جسوقت غیلان شرارت کرین تو جلدی اذان کہو سو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی بیان کردیا کہ انکی شرارت ذکر الٰہی سی دفع ہوجاتی ہی سو مؤمن کو لازم ہی کہ اللہ تعالی کی عبادت مین مشغول

بطاعة الله تعالى ويتوكل عليه ويترك كل ما شاع بين الانام مما كان مخالفا لدين الاسلام ونهى عنه النبي عليه السلام
اور اوسی پر بہروسا کری اور جو خلقت مین خلاف شرع پہیل رہا ہی سب ترک کری یعنی جو دین کی مخالف ہو اور نبی علیہ السلام نی منع فرمایا ہو

يسر الله تعالى عملا موافقا لرضائه بلطفه وكرمه **المجلس التاسع والثلثون في ذم الطيرة والفال**
الٰہی ہمپر آسان کر عمل اپنی رضا کی موافق اپنی لطف اور کرم سی انتالیسوین مجلس شگون بد اور فال بد کی برائی مین

**المذموم ومدح فال المسنون وانواعه** قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا طيرة وخيرها
اور مسنون فال کی مدح اور اوسکی اقسام مین فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی طیرہ کی کچہہ اصل نہین ہی اوسمین سی بہتر

الفال قالوا وما الفال يا رسول الله قال الكلمة الصالحة يسمعها احدكم هذا الحديث من صحاح المصابيح
فال ہی پوچھا یا رسول اللہ فال کیا ہوتی ہی فرمایا اچہی بات جو کوئی سن لی یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی

رواه ابو هريرة ومعناه ان الطيرة لا يجوز العمل بها لعدم الخير فيها وانما الخير في الفال الذي هو الكلمة الصالحة
ابو ہریرہ کی روایت سی اسکی یہہ معنی ہین کہ بد سگونی پر عمل کرنا جایز نہین ہی کیونکہ اسمین خیر نہین ہوتی خیر صرف فال ہی مین ہی جو کہ نیک بات ہوتی ہی جو

يسمعها احدكم وليس معناه ان في الطيرة خيرا والفال خير منها اذ لا خير في الطيرة اصلا وهي مصدر بمعنى
کوئی سن پاوی اور یہہ معنی نہین ہین کہ بد شگونی مین خیر ہی پر فال اوس سی بہتر ہی اسوسطی کہ بدشگونی مین اصلا خیر نہین ہی اور طیرہ مصدر ہی

التطير ماخوذة من الطير لان العرب في الجاهلية كانوا يتبركون بالسنوح اي بمرورها من مياسرك الى ميامنك
تطیر کی معنون مین طیر سی مشتق ہوا ہی اسلئی کہ عرب کی لوگ جاہلیت مین سنوح کو مبارک جانتی تہی یعنی جو کہ بائین ہاتہہ کی طرف سی داہنی طرف چلا جاوی

ويتشاءمون بالبروح اي بمرورها من ميامنك الى مياسرك اذ كان من عادتهم اذا خرجوا لحاجة فان راوا الطير
اور بروح کو منحوس سمجہتی تہی یعنی جو کہ داہنی ہاتہہ کی طرف سی بائین طرف چلا جاوی کیونکہ عرب کی یہہ عادت تہی جب کسی کار کو نکلتی پہر اگر کسی پرندہ

او الوحش يمر بيمينه يتبركون به ويذهبون في حاجتهم وان راوا الطير او الوحش يمر بيسرة يتشاءمون به ويرجعون
یا وحشی کو دیکہہ لیتی کہ داہنی طرف کو گیا تو اوسی مبارک جان کر اپنی کار کو چلی جاتی اور اگر دیکہتی کہ پرندہ یا وحشی جانور بائین طرف کو گیا تو منحوس جانکر راہ مین سی اپنی گہر ہٹ آتی

الى بيوتهم وربما كانوا ينفرون الطيور والوحوش فينظرون انها ان اخذت ذات اليمين يتبركون به ويمضون في سفرهم
اور بعضی دفعہ پرندہ کو اوڑا کر اور وحشی کو بہکا کر دیکہتی کہ کدہر کو جاتا ہی اگر وہ داہنی طرف کو گیا تو مبارک جان کر سفر کار بار کو چلی جاتی

وحاجتهم وان اخذت ذات الشمال يتشاءمون بها ويرجعون عن سفرهم وحاجتهم والحاصل انهم كانوا يتبركون
اور اگر اوسنی بائین طرف لی تو اوسکو منحوس سمجہکر اپنی سفر سی اور کار بار سی ہٹ آتی حاصل یہہ ہی کہ سوانح کو

بالسوانح ويتشاءمون بالبوارح والسانح ما يمر من الطير والوحش بين يديك من جهة يسارك الى يمينك والعرب
نیک برکت والا جانتی اور بوارح کو منحوس سمجہتی سانح وہ پرندہ جانور یا وحشی ہوتا ہی جو سامنی سی بائین طرف سی داہنی طرف کو چلا جاوی عرب کی لوگ

کانوا

کانوا یتیمنون به لامکان رمیه وصیده من غیر الانحراف والبارح طایر من الطیر او الوحش من جهة یمینك
اسکو مبارک جانتی تہی کیونکہ اوسکو تیر مارنا اور شکار کرنا بدون گردش کی سہل ہوتا ہی اور بارح وہ پرندہ جانور یا وحشی ہوتا ہی کہ دا ہنی طرف سی
الی یسارك والعرب کانوا یتشاءمون به لعدم امکان رمیه وصیده من غیر الانحراف فنفی النبی علیه السلام ذلك
بائین طرف چلا جاوی عرب کی لوگ اوسکو منحوس جانتی ہین کیونکہ اسکا تیر مارنا اور شکار کرنا بدون گردش کی ممکن نہین ہوتا سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی اسکو منع کیا
وابطل واخبرانه لیس له تاثیر ینفع ولا ضر فهذا معنی قوله لا طیرة فان الطیرة علی وزن مصدر بمعنی التطیر واصل
اور مٹا دیا اور خبر سنائی کہ اسمین نہ کچہہ نیک تاثیر فائدہ مندی اور نہ کچہہ ضرر ہی سو معنی حدیث لا طیرة کی یہہ ہین کیونکہ طیرة چنانچہ گذر چکا ہی مصدر تطیر کی معنون میں ہی
التطیر التفاؤل بالطیر ثم استعمل فی کل ما یتفاول به ویعد شوما سواء کان طیرا او غیره وقد روی انه علیه السلام
تطیر طیر سی فال لینی کو کہتی ہین پہر اسکی استعمال ہر ایک مین جو منحوس سمجہی گئی برابر ہی کہ طیر سی ہو یا سوا اسکی اور کچہہ ہو اور روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی
قال الطیرة من الشرك یعنی انها من اعمال اهل الشرك والکفر کما حکاها الله تعالی عنهم فی مواضع من کتابه فانهم کانوا
فرمایا بدشکونی شرک ہی مراد یہہ ہی کہ طیرہ مشرکون اور کفار کا اعمال مین سی ہی چنانچہ اللہ تعالی نی اونکی حال کئی جگہہ اپنی کتاب مین حکایت کی ہی کیونکہ وہ کفار
یتشاءمون بالرسل واتباعهم وسبب تشاؤمهم بهم ان الرسل لما دعوهم الی دین غیر مالوف لهم استغربوه واستعجبوه
رسولون اور اونکی ساتہیون کو منحوس سمجہتی تہی اور اونکی منحوس سمجہنی کا سبب یہہ تہا کہ رسول جو اونکو نیا دین خلاف طبع سکہاتی تہی تو اوسکو عجیب و غریب جانتی تہی
ونفرت عنهم طباعهم اذ من عادة الجهلة ان یتیمنوا بکل ما یوافق هواهم وان کان جالبا لکل شر ووبال وان یتشاءموا
اور اونسی کفار کو بالطبع نفرت تہی کیونکہ جاہلون کی یہہ عادت ہی کہ جو اونکی دل لگتی بات مرضی کی موافق ہو اوسکو مبارک سمجہین اگرچہ اوسمین تمام خرابیان موجود ہون اور جو بات
ما یخالف هواهم وان کان جاذبا بکل خیر ونوال ومن عادتهم ایضا التشاءم ببعض الایام والشهر کشهر صفر فان کثیر
اونکی مرضی کی خلاف ہو تو اوسکو منحوس سمجہین اگرچہ اوسمین ہرطرح کی خیر اور خوبی حاصل ہو اور اونکی یہہ بہی عادت ہی کہ بعضی تاریخون اور بعضی مہینون کو منحوس جانتی ہین جیسی صفر کا
من الناس فی هذا الزمان یتشاءمون به وربما یمتنعون فیه من السفر والتزوج ونحوهما والتشاؤم به من جنس الطیرة
لوگ اس زمانہ کی بہی اوسکو منحوس گنتی ہین اکثر اوقات اس مہینہ مین سفر اور بیاہ وغیرہ نہین کرتی یہہ بدشکونی بہی ایسی ہی ممنوع ہی جیسی طیرہ
المنهی عنها فان تخصیص الشوم بزمان دون زمان غیر صحیح لان الزمان عبارة عن مدة ممتدة یعرف مقدارها
کیونکہ نحوست کی خصوصیت بعضی بعضی وقت سی ہرگز نہین ہو سکتی اسلئی کہ زمانہ ایک مدت متصل دراز کو کہتی ہین جسکی مقدار افلاک
بحرکة الافلاك والنجوم وهو فی ذاته امر واحد متشابه الاجزاء یحصل بخلق الله تعالی ویقع فیه افعال العباد فلا یکون
اور ستارون کی حرکت سی معلوم ہوتی ہی اور زمانہ اصل مین ایک چیز اوسکی ایک طرح کی اجزا ہین خدا کی پیدایش سی موجود ہی بندون کی افعال اوسمین واقع ہوتی ہین
فیه یمن ولا شوم الا باعتبار افعال العباد فکل زمان شغله العبد بالعبادة فهو زمان مبارك علیه وکل زمان
سو اوسمین نہ کچہہ برکت ہی نہ کوئی نحوست مگر باعتبار کردار بندون کی سو جس وقت کو بندہ نی عبادت مین صرف کیا وہ زمانہ اوسکی حق مین مبارک ہی اور جو وقت
شغله العبد بالمعصیة فهو زمان مشوم علیه وفی الحقیقة الیمن هو الطاعة والشوم هو المعصیة کما قال عدی
معصیت مین صرف ہوا وہ زمانہ اوسکی حق مین منحوس ہی اور حقیقت مین برکت عبادت مین ہی اور نحوست گناہ مین چنانچہ عدی
بن حاتم یمن المرء وشومه بین لحییه یعنی لسانه وقال ابن مسعود ان کان الشوم فی شیء ففیما بین اللحیین یعنی
بن حاتم کہتی ہین کہ انسان کی برکت اور نحوست دونو جبڑون مین ہی یعنی زبان مین اور ابن مسعود کہتی ہین اگر کسی چیز مین نحوست ہو تو اوسمین ہی جو دونو جبڑون مین ہی
اللسان وروی عن عائشة رضی الله عنها انه علیه السلام قال الشوم سوء الخلق فعلی هذا لیس الشوم الا المعاصی
یعنی زبان مین اور حضرت عائشہ سی روایت ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا نحوست بدخلقی ہی سو اس حدیث کی موافق منحوس صرف معاصی اور ذنوب ہوتی ہین
والذنوب فانها تسخط الله تعالی فانه تعالی اذا سخط علی عبد یکون ذلك العبد
یہہ ہی خدا تعالی کو غصہ دلاتی ہین کیونکہ جب اللہ تعالی کسی بندہ پر غضبناک ہوا تو وہ شخص

اور اصل میں

مہینا بات

شقیا فی الدنیا والاخرة واذا رضی عن عبد یکون ذلک العبد سعیدا فی الدنیا والاخرة وبعض الصالحین

دنیا اور آخرت میں شقی بدبخت ہوا اور جس بندہ سی اللہ تعالی راضی ہوا تو وہ شخص دنیا اور آخرت میں نیک بخت ہوا کسی نیک بخت کی پاس

قد شکی الیه عن بلاء وقع فیه الناس فقال ما اری ما انتم فیه من البلاء الا بشوم الذنوب والمعاصی فالعاصی مشوم

لوگون نی ایک بلا مین مبتلا ہوکر شکایت کی اونہون نی جواب دیا کہ مجھکو یہہ ہی معلوم ہوتا ہی کہ تمپر یہہ بلا صرف گناہ اور معاصی کی نحوست سی نازل ہوئی ہی گنہگار

علی نفسه وعلی غیره اذ لا یؤمن ان ینزل علیه العذاب فیعم الناس خصوصا من لم ینکر عمله فالبعد عنه لازم و

اوسپر اور غیرون پر بہی ہوتی ہی اسواسطی کہ کہان پناہ ہی کہ اوس گنہگار پر عذاب نازل ہو پہر سب خلق پر پہیل جاوی خاص اون لوگون پر جو اوسکی عمل کو برا نہین جانتی

کذا الاماکن التی یفعل فیها المعاصی یلزم البعد عنها والهرب منها خشیة نزول العذاب علی من یوجد فیها فان

ایسی ہی اون مکانات سی الگ دور رہنا ضرور ہی جہان معاصی عمل مین آتی ہون اس ڈر سی کہ مبادا عذاب اون سب پر نازل ہو جو جو وہان موجود ہون کیونکہ

هجران اهل العصیان واماکنهم من جملة الهجرة المامور بها ومن عادتهم ایضا البحث عن اسباب الشر بالرمل وضرب

ترک کرنا نافرمانون کا اور اونکی مکانات کا ہجرت مین داخل ہی جسکا حکم ہی اور اونکی عادت مین یہہ بہی ہی کہ بوسیلۂ رمل اور

الحصی والشعیر والنظر فی النجوم وغیر ذلک وذلک کله من قبیل الطیرة المنهی عنها ومن قبیل الاستقسام بالازلام

کنکریون اور دانہ جو کی اور ستارون مین نظر کرکی اور سوا اسکی غیب کی حالات مین بحث کرتی ہین یہہ تمام بدشگونی مین داخل ہی جسکی ممانعت ہوئی ہی اور استقسام بالازلام

ومعنی الاستقسام طلب معرفة ما قسم مما لم یقسم والازلام القداح التی کان اهل الجاهلیة یکتبون علیها الامر و

اور معنی استقسام کی یہہ ہین کہ طلب کرنا علم شدنی اور ناشدنی کا اور ازلام تیرون کو کہتی ہین جن پر اہل جاہلیت امر اور نہی یعنی ہان یا نہین لکہتی تہی

والنهی یکتبون علی بعضها افعل او امرنی ربی وعلی بعضها لا تفعل او نهانی ربی ویضعونها فی وعاء فاذا اراد احدهم امرا

بعضی پر افعل یعنی کر یا امرنی ربی یعنی اسکا حکم آیا ہی لکہتی تہی اور بعضی پر لا تفعل یعنی مت کر یا نہانی ربی یعنی اللہ کا حکم نہین لکہتی پہر اونکو ایک باسن مین رکہتی پہر جب کوئی

ادخل یده فی ذلک الوعاء واخرج قدحا فان خرج ما فیه الامر مضی لما قصده وان خرج ما فیه النهی کف عما قصده وقال

تو اوس برتن مین ہاتہہ ڈالکر ایک تیر نکال لیتا اگر ایسا تیر نکلا جسمین حکم تہا تو وہ اپنی کار کو چلا جاتا اور اگر ایسا تیر نکلتا کہ جسمین ممانعت تہی تو اپنا کار موقوف کرتا اور

سعید بن جبیر کان لاهل الجاهلیة حصیات قدام اصنامهم اذا اراد احدهم امرا من السفر وغیره استقسم بها ای

سعید بن جبیر کہتی ہین کہ اہل جاہلیت بتون کی سامنی کنکر رکہتی تہی جب کوئی سفر وغیرہ کا ارادہ کرتا تو استقسام کرتا یعنی علم شدنی اور ناشدنی کا حاصل کرتا کہ یہہ کار کرون

طلب بها علم ما قسم له من الاقدام والاحجام وقال ابو اسحق الزجاج وغیره الاستقسام بالازلام حرام لانه دخول فی

یا نہ کرون اور ابو اسحاق زجاج وغیرہ کہتی ہین استقسام بالازلام حرام ہی اسلیٔ کہ یہہ علم الہی مین

علمه تعالی وهو غیب عنا ویدخل فیه ما یفعل فی زماننا ویسمونه فال القران وفال دانیال ونحوهما فانها لیست من

مداخلت ہوتی ہی حالانکہ وہ ہمسی پوشیدہ ہی اور اسہی مین داخل ہی جو اس زمانہ مین کرتی ہین اور اوسکا نام قرآن کی فال اور دانیال کی فال اور مانند اسکی رکہہ چہوڑا ہی کیونکہ یہہ

الفال المحمود فی الشرع بل هی من قبیل الاستقسام بالازلام فلا یجوز استعمالها ولا اعتقادها حقا لان فیها الخبر عن

طریقہ وہ فال نہین ہی جو شرع مین محمود ہو بلکہ یہہ بہی استقسام بالازلام کی جنس سی ہی سو اسکا عمل کرنا اور حق اعتقاد کرنا جایز نہین ہی کیونکہ اسمین غیب کی خبر

الغیب والتطیر بالقران العظیم وانما الفال المحمود فی الشرع التیمن والتبرک بالکلمة الموافقة للمراد کالراشد والنجیح علی ما

اور قرآن کی ساتہہ تطیر ہی اور فال جو شرع مین محمود ہی وہ یہہ ہی کہ یمن اور برکت کسی کلمہ سی لینی جو مراد کی موافق ہو جیسی راشد یعنی راہ پانیدہ اور نجیح

روی عن انس انه علیه السلام کان یعجبه اذا خرج لحاجة ان یسمع یا راشد یا نجیح وفی حدیث اخر انه علیه السلام

چنانچہ انس کی روایت ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش آتا تہا کسی کار کو جاتی ہوئی کہ سن پاوین یا راشد یا یا نجیح اور ایک اور حدیث مین ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم

کان یتفاول ولا یتطیر وفی حدیث اخر انه علیه السلام کان یحب الفال ویکره الطیرة قال العلماء انما کان النبی علیه الصلوة والسلام

فال لیا کرتی تہی اور تطیر نہین کیا کرتی تہی اور ایک حدیث مین ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فال کو محبوب رکہتی تہی اور تطیر کو مکروہ جانتی تہی علما کہتی ہین کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

يحب التفاول ويكره الطيرة لان الطيرة فيها الحكم على الغيب وسوء الظن بالله تعالى وتوقع البلاء واما الفال فليس فيه الحكم

فال کو محبوب اور تطیر کو مکروہ جانتی تہی کہ تطیر مین غیب کی خبر اور الله تعالى کی جناب مین بدگمانی اور توقع بلا کی ہوتی ہی یہی فال سو اوسمین غیب کی

على الغيب بل فيه مجرد طلب الخير وحسن الظن بالله تعالى ورجاء حصول المراد فان الانسان عند ظهور سبب اذا رجی و

خبر نہین ہوتی بلکہ اوسمین خیر کی طلب اور الله تعالى کی جناب مین نیک گمانی اور امیدواری حصول مراد کی ہی بیشک انسان بروقت ظہور کسی سبب قوی یا ضعیف کی اگر الله سی امید

امل من الله تعالى خيرا ونعمة عند سبب قوی وضعيف فهو خير له واذا قطع رجاءه وامله من الله تعالى فهو شر له لقوله تعالى

خیر کی اور آرزو نعمت کی کری تو اوسکی حق مین بہتر ہی اور اگر الله تعالى سی اپنی امید منقطع کری تو اوسکی حق مین برا ہی کیونکہ الله تعالى فرماتا ہی

إِنَّهُ لَا يَايْئَسُ مِنْ رَّوْحِ اللَّهِ إِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ وقد ذكر فی نصاب الاحتساب ان الرجل اذا خرج الى السفر فصاح العقعق

ناامید نہین ہوتا الله کی فیض سی مگر قوم منکر اور نصاب الاحتساب مین مذکور ہی کہ آدمی جب سفر کی لئی روانہ ہو اور کوا بول پڑا

ورجع من سفره يكفر عند بعض المشائخ وذكر فی المحيط ان الهامة اذا صاحت فقال رجل يموت المريض يكفر القائل

اور یہہ شخص سفر موقوف رکہی تو بعضی مشایخ کی نزدیک کافر ہوجاتا ہی اور محیط مین مذکور ہی کہ چغد کی آواز پر اگر کوئی شخص کہی بیمار مرجاویگا تو وہ شخص

عند بعض المشائخ ومثال التفاول ان يكون له حاجة فيسمع من يقول يا واجد فيقع فی قلبه رجاء الوجدان او يكون

بعضی مشایخ کی نزدیک کافر ہوجاتا ہی اور فال کی یہہ مثال ہی کہ کسی شخصکو کچہہ مطلب پیش آوی وہ یہہ سنی کہ کوئی کہتا ہی یا واجد یعنی ای پانیوالی پہر اسکی دلمین توقع اوس مطلب

له مرض فيسمع من يقول يا سالم فيقع فی قلبه رجاء السلامة والفرق بين الفال والطيرة مع كون كل واحد منهما

شخص کچہہ بیمار ہو اور سنی کہ کوئی کہتا ہی یا سالم یعنی ای سلامت رہنی والی اب اوسکی دلمین امید سلامتی کی پیدا ہو اور فرق فال اور طیرہ مین باوجودیکہ دونون مین

استدلالا بالعلامة على عاقبة الامر ومآله ان الكلمة الحسنة التی تجری على لسان الانسان لدلالتها على المعنى الموافق

کار کی انجام اور مآل پر نشانیون سی استدلال کرتی ہین یہہ ہی کہ نیک کلمہ جو انسان کی زبان پر گذرتا ہی اسلئی کہ مراد کی موافق معنون پر دلالت کرتا ہی تو اوسکی مراد پر

للمراد يمكن الاستدلال بها على المراد بخلاف طيران الطير وحركات البهائم واصواتها فانها لعدم دلالتها على معنى لا يمكن

استدلال کرنا ہوسکتا ہی یہہ بات جانور کی پروازمین اور وحشیون کی حرکات اور آوازمین نہین ہی وہ کسی معنی پر دلالت نہین کرتی تو اوس سی

الاستدلال بها على شئ وان كان اهل الجاهلية جعلوا العبرة فيها تارة بحركاتها وتارة باصواتها وتارة بالوانها وتارة

کسی بات پر استدلال نہین ہوسکتا اگرچہ اہل جاہلیت نی اوسمین کئی اعتبار ٹہرائی ہین کبہی اونکی حرکات سی اور کبہی آوازون سی اور کبہی رنگون سی اور کبہی

باسمائها ويتشاؤمون ببعضها ويتيمنون ببعضها فانهم كانوا يتشاؤمون بالعقاب على العقوبة وبالغراب على الغربة ويتيمنون بالهدهد على الهدى وكذلك كانوا يتبركون

نامون سی اور بعضی کو منحوس لیتی ہین اور بعضی کو برکت سمجہتی ہین اہل جاہلیت عقاب سی عقوبت یعنی عذاب کی نحوست لیتی تہی اور غراب سی غربت یعنی مسافری کی اور ہدہد سی ہدایت کی برکت لیتی تہی اور

بالسانح ويتشاؤمون بالبارح والسانح ما يمر من الطير او الوحش من جهة يسارك الى جهة يمينك والعرب كانوا يتيمنون به لامكان رميه وصيده

اور بارح سی نحوست لیتی تہی اور سانح وہ پرندہ یا وحشی ہی کہ بائین طرف سی داہنی طرف کو چلا جاوی عرب کی لوگ ایسی جانور کو مبارک سمجہتی تہی کیونکہ اوسکی تیر مارنا اور شکار کرنا

من غير انحراف والبارح ما يمر من الطير او الوحش من جهة يمينك الى جهة يسارك والعرب كانوا يتشاءمون لعدم

بدون گردش کی ممکن ہی اور بارح وہ پرندہ یا وحشی ہوتا ہی جو داہنی طرف سی بائین طرف چلا جاوی عرب کی لوگ اسکو نحس جانتی تہی

امكان رميه وصيده من غير الانحراف اذ كان من عادتهم انهم اذا خرجوا للحاجة وراوا الطير او الوحش يمر بميمنة

کیونکہ اسکو تیر مارنا یا شکار کرنا بدون گردش کی نہین ہوسکتا قدیم عرب کی یہہ عادت تہی کہ جب وہ کسی کار کی لئی باہر نکلتی اور کسی پرندہ یا وحشی کو دیکہتی کہ داہنی طرف کو

يتبركون به ويذهبون فی حاجتهم وان راوا الطير او الوحش يمر بيسرة يتشاؤمون به ويرجعون الى بيوتهم وربما كانوا

چلا گیا تو اوسکو مبارک جان کر اپنی کام کو چلی جاتی اور اگر کسی پرندہ یا وحشی کو دیکہتی کہ بائین طرف چلا گیا تو اوسکو منحوس جان کر اپنی گہر پہر آتی اور بعضی وقت

ينفرون الطيور والوحوش فينظرون انها ان اخذت ذات اليمين يتبركون بها ويذهبون فی حاجتهم وان اخذت ذات الشمال

پرندہ کو اوڑا کر اور وحشی کو بہکا کر دیکہتی رہتی کہ اگر وہ داہنی طرف کو چلا گیا تو اوسکو مبارک سمجہکر اپنی کار و بار کو چلی جاتی اور اگر بائین طرف کو چلا گیا

يتشاءمون بها ويرجعون عن حاجتهم فنهى النبي عليه الصلوة والسلام عن ذلك بقوله اقروا الطير على وكناتها

تو منحوس جانکر کاروبار سی نکمی بیٹہا تی سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی اس عادت سی رد کردیا فرمایا جانور کو کہونسلی میں بیٹہا رہنی دو

وروی عن معاوية بن حکم انه قال قلت یارسول الله کنا نتطیر قال ذلك شئ یجده احدکم فی نفسه فلا یصدنکم

اور معاویہ بن حکم سی روایت ہی کہتا ہی کہ مینی عرض کیا یارسول اللہ ہم تطیر کیا کرتی تہی آپ نی فرمایا یہہ تمہاری دل کی وہمی اعتقاد ہین سو اسکی اپنی کاروبار بند کرو

یعنی ان ذلك شئ یوجد فی النفوس من قبل الظنون التی تعتریکم بحکم البشریة من غیر ان یکون له تاثیر فی شئ

مراد یہہ ہی کہ یہہ ایسی بات جو دلون میں آتی ہی تو وہمی بشریت کی جہت سی پیدا ہوتی ہی صرف بی تاثیر ہی اسمین نہ کچہہ

من النفع والضر فلا یصدنکم عما تتوجهون الیه من مقاصدکم وقد جاء فی حدیث اخر انه علیه السلام قال

نفع نہ کبہی ضرر سو یہہ تمکو کار بار مقصود کی آمد رفت سی نہ روک دی اور ایک اور حدیث مین آیا ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا

من ردته الطیرة عن حاجته فقد اشرك فقیل وما کفارته یارسول الله فقال ان یقول اللهم لا طیر الا طیرك

جسکو کہ رسی بد شگونی روک رکہی وہ مشرک ہی کسی نی پوچہا یارسول اللہ اسکا کفارہ کیا ہی آپ نی فرمایا یہہ کہنا چاہئی اللہم الی آخرہ نہین کوئی فال بجز تیری

ولا خیر الا خیرك ولا اله غیرك ثم یمضی الی حاجته یعنی ان کل ما یصیب الانسان من الخیر والشر والنفع والضر

فال کی اور کسکو ئی خیر سوای تیری خیر کی اور نہین کوئی معبود سوا تیری پہر اپنی کام کو چلا جاوی مراد یہہ ہی کہ انسان کو جو بہلائی اور برائی اور نفع اور ضرر

والیمن والشوم لا یصیبه الا بقضائك وتقدیرك وحکمك ومشیتك وفی حدیث اخر رواه ابن مسعود انه علیه السلام

اور برکت اور نحوست پیش آتی ہی بدون تیری قضا اور تقدیر اور تیری حکم اور مرضی کی نہین ہی اور ایک اور حدیث مین ابن مسعود کی روایت سی ہی کہ نبی علیہ السلام

الطیرة شرك الطیرة شرك قال ثلثا وما منا الا ولکن الله تعالی یذهبه بالتوکل وقیل قول وما منا الا لیس من کلام النبی

قال بد شگونی شرک ہی تین بار فرمایا اور کوئی ایسا نہین جو دل مین خیال نہ لاوی لیکن اللہ تعالی اوسکو توکل کی برکت سی دفع کردیتا ہی اور کہتی ہین کہ اتنا کلمہ وما منا الا نبی صلی اللہ علیہ وسلم

بل هو من کلام ابن مسعود وفیه حذف اختصار ومعناه لیس منا الا من یقع فی قلبه عند ذلك شئ من ذلك علی ما جرت

بلکہ یہہ کلمہ ابن مسعود کا کلام ہی اسمین ہی واسطی اختصار کی حذف ہوا ہی اسکی یہہ معنی ہین کہ آدمیون سی جو ہی سو اوسکی دل مین اوسوقت کچہہ نہ کچہہ اس قسم کا خیال آجاتا ہی

به العادة لکن لا یستقر فیه بل یحسن اعتقاده بان لا مؤثر الا الله فیسأله الخیر ویستعیذ به من الشر ویمضی علی

چنانچہ یہہ عادت جاری ہی پر وہ خیال جم نہین جاتا بلکہ اوسکا اعتقاد درست ہوتا ہی کہ سوای اللہ تعالی کی کوئی موثر نہین سو اوسی بہلائی طلب کرتا ہی اور بدی سی پناہ مانگتا ہی

مقصوده متوکلا علیه یسر الله تعالی علما موافقا لرضائه بلطفه وفضله وکرمه المجلس الاربعون فی

اور اوسپر بہروسا کر اپنی مقصود کی لئی چلا جاتا ہی اللہ تعالی اپنی لطف اور فضل اور کرم سی ایسا عمل آسان کردی جو اوسکی رضی کی موافق ہی چالیسوین مجلس بیچ

بیان استحسان التانی فی عمل الدنیا دون الاخرة قال رسول الله صلی الله علیه وسلم التؤدة

بیان خوبی درنگ کی دنیا کی کار بار مین سوای اعمال آخرت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا درنگ

فی کل شئ الا فی عمل الاخرة هذا الحدیث من حسان المصابیح رواه مصعب بن سعد عن ابیه ومعناه ان

ہر شی میں چاہئی مگر آخرت کی عمل مین یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثون مین ہی مصعب بن سعد اپنی باپ سی روایت کرتا ہی اور اوسکی معنی یہہ ہین کہ

التانی مستحسن فی جمیع الامور الا فی عمل الاخرة فان التانی فیه غیر مستحسن اذ لا شك فی کونه خیرا فلا خیر فی تاخیره

درنگ اور تامل تمام امور مین بہتر ہی سوای اعمال آخرت کی سو اسمین درنگ اور تامل خوب نہین ہی اسلئی کہ اسکی خوبی مین شک نہین ہی سو اسکی تاخیر مین خوبی نہین

بل المستحسن فیه المسارعة الیه بقوله تعالی وَسَارِعُوا إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ أُعِدَّتْ

بلکہ اسمین جلدی خوب ہوتی ہی اس آیت سی اور دوڑو بخشش پر اپنی رب کی اور جنت پر جسکا پہیلاو ہی آسمان اور زمین طیار ہوئی ہی

لِلْمُتَّقِينَ واما امور الدنیا فلا یعلم انها خیر فیعمل بها او شر فیحترز عنها فلذلك شرعت المسارعة فیها فان هم بامر

واسطی پرہیزگارون کی اور رہی دنیا کی کاروبار سو یہہ معلوم نہین ہوتا کہ نیک ہی کیا چاہئی یا برا ہی اس سی بچا چاہئی سو اسلئی اوسمین جلدی شروع ہوئی پہر اگر کسی کام

بسبح

یستحب له ان یشاور فیه لما روی انه علیه السلام کان یشاور اصحابه فی جمیع الامور حتی حوایج بیته وروی

تو مستحب ہی کہ اوسمین مشورہ کرلی باعتبار اس روایت کی کہ نبی علیہ السلام اپنی اصحاب سی تمام کاروبار مین مشورہ کیا کرتی یہان تک کہ گہر کی کاروبار مین اور نقل ہی

علی انه قال ما هلك امرء عن المشاورة وقیل لو شاور ادم علیه السلام الملئكة فی اكله من الشجرة المنهیة لما وقع فیما

روایت ہی کہ آپ نی فرمایا مشورہ کرنی سی کوئی خراب نہین ہوا اور کہتی ہین کہ اگر آدم علیہ السلام فرشتون سی مشورہ کر لیتی گیہون کہانی مین تو اونپر یہ مصیبت نہ آتی

وقع وقیل افراد الانسان ثلثة اقسام رجل ونصف رجل ولاشیء فالرجل من له رای صائب ویشاور ونصف الرجل

جو آئی اور کہتی ہین بنی آدم تین قسم کی ہین پورا مرد اور آدہا مرد اور نکما سو پورا مرد وہ ہی جو خود دانا ہو پہر مشورہ کرے اور آدہا مرد وہ ہی

من له رای صائب لكن لا یشاور او یشاور لكن لیس له رای صائب ولاشیء من لیس له رای صائب ولا یشاور فباجتماع

جو دانا تو ہو پر مشورہ نکری یا مشورہ تو کری پر خود دانا نہو اور نکما وہ ہی جو نہ خود دانا ہو اور نہ مشورہ کری پس دونو بات کی

الامرین الرجل تام وبانتصافهما نصف وبانتفائهما لاشیء والاحادیث الصحیحة الواردة فی المشاورة كثیرة

جمع ہونی سی مرد پورا ہوتا ہی اور ایک بات سی آدہا ہوتا ہی اور جب دونو بات کم ہون تو نکما ہی اور صحیح حدیثین جو مشورہ کی باب مین آئی ہین بہت ہین اون سبکی

ویغنی عن جمیعها وشاورهم فی الامر فانه علیه السلام مع كونه اكمل الخلق ولم یكن احد افطن منه امر

بدلی یہہ آیت کافی ہی اور مشورہ لی اونسی سو نبی علیہ السلام کو باوجودیکہ سب سی زیادہ کامل اور اونکی برابر کوئی فہمیدہ نہین ہی جب مشورہ کرنی کا حکم ہی

بالمشاورة فی هذه الایة فما الظن لغیره لكن من یرید المشاورة لامر یستحب له ان یشاور فیه جماعة من اهل

اس آیت مین تو اورون پر تیرا کیا خیال ہی لیکن جو شخص کسی کام مین مشورہ کا ارادہ کری تو اوسکو مستحب ہی کہ مشورہ ایک جماعت اہل بصیرت دانا سی کری

البصیرة یكون اقلهم عشرة ویعلم من حالهم النصیحة والشفقة ویثق بدینهم وصدقهم وورعهم وعلمهم

کم سی کم دس تو ہون اور اونکی حال عادت سی خیر خواہی اور شفقت معلوم ہوتی ہو اور اونکی دین اور راستی اور پرہیزگاری اور علم پر اعتماد ہو

ویعرفهم مقصوده من ذلك الامر ویبین لهم ما فیه من المصلحة والمفسدة ان علم شیئا من ذلك وان

اور اوس کام مین سی اپنا مقصود اونکو جتلا دی اور جو جو اوسمین خوبی اور برائی ہو اگر کچہ جانتا ہو تو سب اونکی سامنی بیان کردی اور اگر

لم یجد منهم الا واحدا یشاور ذلك الواحد عشر مرات وان لم یجد واحدا یرجع الی امراته والی امرأة اخری یجوز

سوا ایک شخص کی کہ جس سی مشورہ کری کوئی نہ ملی تو اوس ایک شخص ہی سی دس مرتبہ مشورہ کرلی اور اگر ایک بہی نہ میسر ہو تو اپنی بی بی سی رجوع کری یا کسی اور عورت سی

مكالمته ویشاورها وبعد المشاورة یخالفها وفی مخالفتها خیر وبركة وقد روی انه علیه السلام قال

جس سی بات چیت کرنی جایز ہو اور بعد مشورہ کی اوسکا خلاف کری اوسکی خلاف مین خیر اور برکت ہوتی ہی اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا

شاورهن وخالفهن وحكی ان واحدا من اهل الشام شاور امراته فی ایام فتنة یزید ان یطرح نفسه من

کہ عورتون سی مشورہ کر اور خلاف کر اور حکایت ہی کہ اہل شام مین سی کسی نی اپنی بی بی سی جن دنون یزید کا فتنہ برپا تہا یہہ مشورہ کیا کہ مین چہت پر سی نیچی گر پڑون

السطح فقالت لا تطرح فخالفها وطرح نفسه من السطح فانكسر رجله فلما اصبح جاء اعوان یزید لیرسلوه

سو بی بی کہا مت گرنا پر وہ شخص اوسکا خلاف کرکر چہت پر سی نیچی گر پڑا اور اوسکی ٹانگ ٹوٹ گئی جب صبح ہوئی تو یزید کی نوکر چاکر آئی تاکہ اوسکو

الی محاربة الحسین فلما راوا حاله تركوه فنجی من شقاوة الدنیا والاخرة ببركة عمله بالحدیث لان من اكره

حضرت حسین رض کی مقابلہ پر روانہ کرین جب اوسکا یہہ حال دیکہا تو معاف کیا سو وہ شخص دنیا اور دین کی بدبختی سی بچ گیا اس برکت سی کہ حدیث پر عمل کیا تہا کیونکہ جس پر

بقتل او قطع عضو علی قتل مسلم لا یجوز له ان یقتله بل یلزمه ان یصبر حتی یقتل فان قتله یكون اثما [illegible]

قتل کی یا قطع اعضا کی زبردستی کیجاوی واسطی قتل مسلم کی تو اوسکو جایز نہیں کہ مسلم کو قتل کری [illegible] کہ صبر کری [illegible] جان دی اور اگر اوس مسلم کو قتل کریگا تو [illegible]

لا یستباح قتل مسلم بضرورة ما ثم یجب علی المستشار [illegible] وعمل [illegible] فی النصیحة وترك [illegible]

کہ ضرورت مین بہی قتل مسلم کا مباح نہیں ہی پس مشورہ دینی والی پر واجب ہی [illegible] خیر خواہی کا فکر کری اور مشورہ مین ہرگز خیانت نکری

للمشاورة لما روي عن ابي هريرة انه عليه السلام قال المستشار مؤتمن وفي حديث اخر انه عليه السلام
كيونكہ ابوہریرہ رضہ سی روایت ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا کہ مشورہ دینی والا امین ہوتا ہی اور ایک اور حدیث مین ہی

قال لا يؤمن احدكم حتى يحب لاخيه ما يحب لنفسه وفي حديث اخر قال من اشار الى اخيه بامر يعلم ان
کہ آپ نی فرمایا مؤمن نہین ہوتا کوئی تم مین سی جب تک نہ بہتر سمجھی اپنی بہائی کی لئی جو بہتر جانتا ہی اپنی لئی اور ایک اور حدیث مین ہی کہ فرمایا جسنی کسی بہائی کو ایک کار بتایا

الرشد في غيره فقد خانه فانه عليه السلام بين في هذا الحديث ان من استشار اخاه المسلم في امر فقال المستشا
یہہ جان کر کہ خوبی دوسری کار مین ہی سو اوسنی اوسکی خیانت کی پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی اس حدیث مین صاف فرمایا کہ جسنی کسی بہائی مسلمان سی کسی باب مین مشورہ کیا اور مشورہ دینی والی نی

ان المصلحة في فعله وهو يعلم او يظن ان المصلحة في عدم فعله فقد خانه واذا اشار وظهر كونه مصلحة
کہا اسکا عمل بہتر ہی پر وہ یقین جانتا ہی یا گمان غالب کرتا ہی کہ خوبی اسکی نہ کرنی مین ہی تو اوسنی خیانت کی اور جب اوسنی مشورہ کیا اور اوسکی خوبی معلوم ہوئی

يلزمه ان يقبل ذلك من المستشار لكن بعد ان يستخير الله تعالى في ذلك بالاستخارة التي رواه البخاري في صحيحه
تو لازم ہی کہ مشورہ دینی والی کا مشورہ مان لی پر اول اس باب مین اللہ تعالی سی استخارہ کری جو کہ امام بخاری نی اپنی صحیح مین

عن جابر انه قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يعلمنا الاستخارة في الامور كلها كما يعلمنا السورة من القران فيقول
جابر سی روایت کیا ہی کہتی ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمکو تمام امور مین استخارہ سکہاتی تہی جیسی قرآن کی سورت سکہاتی تہی فرماتی تہی

اذا هم احدكم بالامر فليركع ركعتين من غير الفريضة ثم ليقل اللهم اني استخيرك بعلمك واستقدرك بقدرتك و
کہ جب کوئی کسی کا رکا ارادہ کری تو دو رکعت نفل پڑہی پہر یہہ دعا پڑہی الٰہی مین تجہسی خیر طلب کرتا ہون موافق تیری علم کی اور قدرت طلب کرتا ہون تیری قدرت سی اور

اسألك من فضلك العظيم فانك تقدر ولا اقدر وتعلم ولا اعلم وانت علام الغيوب اللهم ان كنت
تجہسی مانگتا ہون تیرا فضل بڑا کیونکہ تو قدرت والا ہی اور مین ناتوان ہون اور تو جانتا ہی اور مین بیخبر ہون اور تو تمام غیب سی آگاہ ہی الٰہی اگر

تعلم ان هذا الامر خير لي في ديني ومعاشي وعاقبة امري وعاجله واجله فاقدره لي ويسره لي ثم
تیری علم مین یہہ کام میری حق مین بہتر ہی میری دین مین اور دنیا مین اور انجام کار مین اب بہی اور آگی کو تو اس کار کو میری لئی ہادی اور آسان کر دی پہر

بارك لي فيه وان كنت تعلم ان هذا الامر شر لي في ديني ومعاشي وعاقبة امري وعاجله واجله فاصرفه
اوسمین مجکو برکت دی اور اگر تو جانتا ہی کہ یہہ کار میری حق مین بد ہی میری دین مین اور دنیا مین اور انجام کار مین اب بہی اور آگی کو تو پہیر دی

عني واصرفني عنه واقدر لي الخير حيث كان ثم ارضني به قال العلماء يستحب الاستخارة بالصلوة
اوسکو مجہسی اور مجکو اوس سی اور خیر پیدا کر میری لئی جہان ہو اور اوس پر مجہکو راضی کر دی علما کہتی ہین کہ استخارہ نماز

والدعاء المذكور في جميع الامور كما صرح به في الحديث المذكور ويكون الصلوة ركعتين من النافلة والظاهر انها
اور دعا مذکور سی تمام امور مین مستحب ہی چنانچہ حدیث مذکور مین تصریح ہی اور نماز نفل کی دو رکعت ہین اور ظاہر یون ہی

تحصل بركعتين من السنن الرواتب وتحية المسجد وغيرها من النوافل ولو تعذرت الصلوة يستخير بالدعاء المذكور
کہ سنت رواتب کی دو رکعت اور تحیۃ المسجد وغیرہ نوافل مین سی بہی کافی ہین اور اگر نماز متعذر ہو تو صرف دعا مذکور سی استخارہ کری

واذا استخار يستخير سبع مرات ثم يمضي بعدها لما ينشرح له صدره لما روي عن انس انه عليه السلام قال له
اور اگر استخارہ کری تو سات مرتبہ کری پہر بعد اوسکی وہ ہی عمل مین لاوی جو اوسکی دل کو پسند آوی کیونکہ انس سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی اونسی فرمایا

يا انس اذا هممت بامر فاستخر ربك فيه سبع مرات ثم انظر الى الذي سبق الى قلبك فانه الخير فيه هكذا يكون فعل
ای انس جب تو کسی کار کا قصد کری تو اوسمین اپنی رب سی سات مرتبہ استخارہ کر پہر خیال کر جو تیری دل مین آٹہرا ہی اس اوس ہی مین خیر ہی

عباد الله المؤمنين اذا عرض لهم امر من امور الدين والدنيا فيكون الاستخارة في امور الدين كالحج والجهاد وسائر
اللہ کی مؤمن بندون کی عمل جب انکو کوئی کار دین یا دنیا کا پیش آتا ہی تو ایسی ہوتا ہین سو استخارہ امور دینی مین سی جیسی حج اور جہاد اور تمام

الخیرات علی تعیین الوقت لا علی نفس الفعل وفی امور الدنیا علی نفس الفعل واما الجهلة والفسقة الذین

خیرات واسطی ٹہرانی وقت کی ہوتا ہی نفس فعل کی لئی نہین ہوتا اور امور دنیاوی مین صرف فعل پر ہوتا ہی یعنی کرون یا نکرون اور وقت کا ٹہرانا الگ ہی اور جاہل اور فاسق

ضلوا عن طریق الحق وخرجوا عن سواء السبیل اذا عزم احدهم علی امر یذهب الی صاحب الرمل والحصی والشعیر

جو راہ حق سی بہکی ہین اور سیدہی راہ سی خارج ہین جب وہ کسی کار بار کا عزم کرتی ہین تو رمال اور کنکریون والی اور جو والی

والباقلاء فیلعبون بعقله ویزداد بسوالهم جهلا وخسارة بصدقهم فیما یقولون له ویعطیهم علی ذلک اجرة

اور باقلا والی پاس جاتا ہی سو وہ لوگ اوسکو بازی بناتی ہین اور اونسی پوچہ کر اور بہی جہل اور خسارت زیادہ ہو جاتی ہی کیونکہ اونکی قول کی تصدیق کرتا ہی اور اوسپر اونکو مزدوری دیتا ہی

ولا یعلم ذلک المسکین انه بذلک ینهدم دینه ودنیاه لما ذکر فی شرح العقائد ان تصدیق الکاهن بما یخبره

اور بیچارہ کو یہہ خبر ہی نہین کہ اسمین دین اور دنیا سب تباہ ہوئی اسلئی کہ شرح عقاید مین مذکور ہی کہ غیب کی خبرون مین کاہن کو سچا سمجہنا کفر ہی

عن الغیب کفر لقوله علیه السلام من اتی کاهنا فصدقه بما یقول فقد کفر بما انزل علی محمد والکاهن هو المخبر

کیونکہ حدیث مین آیا ہی کہ جو شخص کاہن کی پاس آکر اوسکی قول کو سچا مانی بیشک کافر ہوا اون آیات سی جو محمدؐ پر نازل ہوئی ہین اور کاہن وہ ہی ہوتا ہی جو غیب کی

عن الغیب سواء کان بالرمل او الحصی او الشعیر او غیر ذلک فذلک کله حرام لکونه من قبیل الطیرة المنهی عنها ومن قبیل

خبر بتاتا ہی برابر ہی کہ رمل سی ہو یا کنکریون سی یا جو سی یا سوا اسکی اور سی یہہ سب حرام ہی کیونکہ یہہ طیرہ کی طرح کا ہی جسکی نہی ہو گئی ہی اور

الاستقسام بالازلام والطیرة مصدر بمعنی التطیر واصل التطیر التفاؤل بالطیر ثم استعمل فی کل ما یتفاول به ویعد

استقسام بالازلام کی مانند ہی اور طیرہ مصدر ہی تطیر کی معنون مین اصل مین تطیر کی معنی ہین طیر سی فال لینی پہر ہر ایک فال مین جو منحوس ہوتی ہو مستعمل ہو گیا

شوما سواء کان طیرا او غیره وقد روی انه علیه السلام قال الطیرة شرک یعنی انها من اعمال الشرک کما حکاها

برابر ہی کہ طیر ہو یا کچہہ اور ہو اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا طیرہ شرک ہی مراد یہہ ہی کہ طیرہ شرک کی اعمال مین داخل ہی چنانچہ اللہ تعالی

الله تعالی عنهم فی مواضع من کتابه فانهم کانوا یتشاءمون بالانبیاء واتباعهم وسبب تشاؤمهم بهم ان الانبیاء

اونکی طرف سی اپنی کتاب مین کئی جگہہ حکایت کرتا ہی وہ لوگ انبیاء علیہم السلام اور اونکی اتباع کو منحوس سمجہتی تہی اور سبب منحوس سمجہنی کا یہہ تہا کہ انبیا جو اونکو

لما دعوا الی دین غیر مالوفهم استغربوه واستقبحوه ونفرت عنه طباعهم اذ من عادة الجهلة والفسقة

نیا دین سکہاتی تہی تو اوسکو غریب دیکہہ کر قبیح جانتی تہی اور اونکی طبیعت اوس سی نفرت کرتی تہی کیونکہ جاہلون اور فاسقون کی یہہ عادت ہوتی ہی کہ جو اونکی خواہش کی

ان یتیمنوا بکل ما یوافق هواهم وان کان جالبا لکل شر ووبال وان یتشاءموا بکل ما یخالف هواهم وان کان

موافق ہو اوسکو مبارک جانتی ہین اگرچہ سراسر بد اور وبال ہو اور جو اونکی خواہش کی خلاف ہو اوسکو منحوس سمجہتی ہین اگرچہ

جاذبا لکل خیر ونوال والاستقسام طلب معرفة ما قسم مما لم یقسم والازلام القداح التی کان اهل الجاهلیة

سراسر خیر و برکت ہو اور استقسام کی معنی طلب کاری معلوم کرنی مقسوم کی غیر مقسوم مین سی اور ازلام قمار کی تیر ہوتی ہین جن پر جاہلیت کی لوگ

یکتبون علیها الامر والنهی او یکتبون علی بعضها افعل او امرنی ربی وعلی بعضها لا تفعل او نهانی ربی ویضعونها فی وعاء

امر اور نہی لکہہ دیتی تہی اور کسی پر افعل یعنی کر یا امرنی ربی یعنی یہہ حکم رب کا ہی اور کسی پر لا تفعل یعنی مت کر یا نہانی ربی یعنی حکم رب کا نہین لکہدیتی تہی

فاذا اراد احدهم امرا ادخل یده فی ذلک الوعاء واخرج قدحا فان خرج ما فیه الامر مضی لما قصد وان خرج ما فیه

اور لکہہ کر اونکو ایک برتن مین رکہدیتی تہی پہر جب کوئی کچہہ کام کرنیکو ہوتا تو اوس برتن مین ہاتہہ ڈالکر ایک تیر نکالتا اگر ایسا تیر نکلتا جسپر اجازت تہی تو اپنا کار شروع کرتا اور اگر ایسا نکلتا

النهی کف عما قصده وقال سعید بن جبیر کان لاهل الجاهلیة حصیات قدام اصنامهم اذا اراد احدهم امرا من السفر

جسمین ممانعت تہی تو اپنی کار سی بند رہتا اور سعید بن جبیر کہتی ہین اہل جاہلیت بتون کی سامنی کنکرین رکہا کرتی تہی جب کوئی شخص سفر وغیرہ کسی کار کا ارادہ کرتا

وغیره استقسم بها ای طلب بها علم ما قسم له من الاقدام والاحجام وقال ابو اسحق الزجاج وغیره الاستقسام

تو استقسام کرتا یعنی اوس سی اپنی قسمت کا لکہا خیر اور شر اوس کار کی کرنی اور نکرنی مین دریافت کرتا اور ابو اسحاق زجاج وغیرہ کہتی ہین کہ ازلام سی

بالازلام حرام لانه دخول فی علمه تعالی وهو غیب عنا ویدخل فیه ما یفعل فی زماننا ویسمونه فال دانیال ونحوها

خیر اور شر دریافت کرنا حرام ہی کیونکہ علم الٰہی مین مداخلت ہوتی ہی اور وہ ہمسی پوشیدہ ہی اور اسہی مین داخل ہی جو اب ہماری زمانہ مین کرتی ہین اور اوسکا نام فال دانیال رکہہ چہوڑا ہی

فانها لیست من الفال المحمود فی الشرع بل هی من قبیل الاستقسام بالازلام فلا یجوز استعمالها ولا اعتقادها

اور لاسکی مانند تو ایسی فال شرع مین محمود نہین ہی بلکہ یہہ ایسی ہی ہی جیسی تیر ولن سی قسمت کا دریافت کرنا سو نہ اسکا استعمال جائز ہی اور نہ اسکی حقیت کا اعتقاد

حقا لان فیها الخبر عن الغیب والتطیر بالقرآن العظیم وانما الفال المحمود فی الشرع التیمن والتبرک بالکلمة

کیونکہ اسمین غیب کی خبر بتاتی ہین اور قرآن عظیم سی تطیر کرتی ہین شرع مین فال محمود وہ ہی ہی جو خیر اور برکت کسی کلمہ سی لیوی کہ مراد کی موافق ہو

الموافقة للمراد کالراشد والنجیح علی ما روی عن انس انه علیه السلام کان یعجبه اذا خرج لحاجة ان یسمع یا راشد

جیسی راشد اور نجیح موافق روایت انس کی کہ نبی علیہ السلام کو پسند آتا تہا جب کسی کار کو تشریف لیجاتی سننا یا راشد یا نجیح کا

یا نجیح وفی حدیث آخر انه علیه السلام کان یتفاءل ولا یتطیر وفی حدیث آخر انه علیه السلام کان یحب الفال

اور ایک اور حدیث مین ہی کہ نبی علیہ السلام فال لیا کرتی تہی اور تطیر نہین کرتی تہی اور ایک اور حدیث مین ہی کہ نبی علیہ السلام فال کو محبوب رکہتی تہی

ویکره الطیرة قال العلماء انما کان النبی علیه السلام یحب التفاؤل ویکره الطیرة لان الطیرة فیها الحکم علی الغیب

اور تطیر کو مکروہ علماء کہتی ہین کہ نبی علیہ السلام اسلئی فال کو محبوب اور طیرہ کو مکروہ جانتی تہی کہ طیرہ مین غیب پر حکم ہوتا ہی

وسوء الظن بالله وتوقع البلاء واما الفال فلیس فیه الحکم علی الغیب بل فیه مجرد طلب الخیر وحسن الظن بالله تعالی

اور اللہ کی نسبت بدگمانی اور مصیبت کی توقع ہوتی ہی اور فال مین غیب پر حکم نہین ہوتا بلکہ فال مین صرف خیر کی طلب اور اللہ تعالی کی نسبت گمان نیک

ورجاء حصول المراد فان الانسان عند ظهور سبب اذا رجی وامل من الله تعالی خیرا ونعمة فهو خیر له واذا

اور مراد حاصل ہونی کی آرزو ہوتی ہی پس انسان کسی سبب سی اگر اللہ تعالی سی خیر اور نعمت کی آرزو کری اور امیدوار ہو تو یہہ اسکی حق مین بہتر ہی اور اگر

قطع رجاءه وامله من الله تعالی فهو شر له لقوله تعالی وَلَا يَايْئَسُ مِن رَّوْحِ اللّٰهِ إِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ وقد

اللہ تعالی سی اپنی امید قطع کی اور نا امید ہوا تو یہہ برا ہی بدلیل اس آیت کی نا امید نہین ہوتا اللہ کی فیض سی مگر قوم منکر اور

ذکر فی نصاب الاحتساب ان الرجل اذا خرج الی سفر فصاح العقعق ورجع من سفره یکفر عند بعض المشائخ وذکر

نصاب الاحتساب مین مذکور ہی کہ کوئی شخص اگر سفر کی لئی روانہ ہوا اسمین ناگاہ کوا بول پڑا اور اوسنی سفر موقوف کیا تو بعض مشائخ کی نزدیک کافر ہوجاتا ہی اور

فی المحیط ان الهامة اذا صاحت فقال رجل یموت المریض یکفر القائل عند بعض المشائخ ومثال التفاؤل ان

محیط مین مذکور ہی کہ چغد یا بوم کی بولنی پر اگر کوئی کہی بیمار مر جاویگا تو یہہ کہنی والا بعض مشائخ کی نزدیک کافر ہوجاتا ہی اور فال کی یہہ مثال ہی

یکون له حاجة فیسمع من یقول یا واجد فیقع فی قلبه رجاء الوجدان او یکون له مرض فیسمع من یقول

کسیکو کچھہ کار درپیش ہو تو وہ اتفاقاً یہہ سنی کہ کوئی کہتا ہی یا واجد اسی اوسکی دلمین توقع اسلوبی کار کی پیدا ہوجاوی یا کوئی بیمار ہو وہ یہہ سنی کوئی کہتا ہی

یا سالم فیقع فی قلبه رجاء السلامة والفرق بین الفال والطیرة مع کون کل واحد منهما استدلالا بالعلامة

یا سالم اب اوسکی دلمین توقع صحت سلامتی کی پیدا ہوجاوی اور فرق فال اور طیرہ مین باوجودیکہ دونو مین علامت اور نشانی سی

علی عاقبة الامر وماله ان الکلمة الحسنة التی تجری علی لسان الانسان لدلالتها علی المعنی الموافق للمراد یمکن

انجام اور مآل کار پر استدلال کرتی ہین یہہ ہی کہ نیک کلمہ جو انسان کی زبان پر آجاتا ہی چونکہ وہ مراد کی موافق معنون پر دلالت کرتا ہی تو اوس سی مراد پر

الاستدلال بها علی المراد بخلاف طیران الطیر وحرکات البهائم واصواتها فانها لعدم دلالتها علی معنی لا یمکن

استدلال ہوسکتا ہی برخلاف جانور کی پرواز اور چارپایون کی حرکات اور آوازون کی کیونکہ اسمین کسیطرح کی دلالت نہین ہی تو اس سی کسی شی پر

الاستدلال بها علی شیء وان کان اهل الجاهلیة جعلوا العبرة فیها تارة بحرکاتها وتارة باصواتها وتارة بالوانها

استدلال نہین ہوسکتا اگرچہ اہل جاہلیت نی اسمین سی معنی مقرر کر رکہی ہین کبہی حرکات سی کبہی آوازونسی کبہی رنگون سی

وتارة باسمائها ويتشاءمون ببعضها ويتيمنون ببعضها فانهم كانوا يتشاءمون بالغراب على الغربة وبالعقاب

کبھی ناموں سے اور بعضوں کو منحوس جانتے ہیں اور بعضوں کو مبارک سمجھتے ہیں جاہلیت والے غراب سے غربت کی نحوست مانتے تھے اور عقاب سے

على العقوبة ويتيمنون بالهدهد على الهدى وكذلك كانوا يتبركون بالسانح ويتشاءمون بالبارح والسانح

عقوبت کی نحوست سمجھتے تھے اور ہدہد سے ہدایت کی برکت کے قائل تھے اور ایسے ہی سانح کو مبارک اور بارح کو منحوس جانتے تھے اور سانح

مايمر من الطير او الوحش من جهة يسارك الى جهة يمينك والعرب كانوا يتيمنون به لامكان رميه

وہ پرندہ جانور یا وحشی ہوتا ہے جو تیری بائیں طرف سے داہنی طرف کو چلا جاوے اور عرب اسکو بہت مبارک مانتے تھے کیونکہ اسکا شکار

وصيده من غير انحراف والبارح مايمر من الطير او الوحش من جهة يمينك الى جهة يسارك والعرب كانوا يتشاءمون

تیر سے بغیر گردش کی ہوسکتا ہے اور بارح وہ جانور اور وحشی ہوتا ہے جو تیری داہنی طرف سے بائیں طرف کو چلا جاوے اور عرب ایسے کو منحوس شمار کرتی تھی

به لعدم امكان رميه وصيده من غير الانحراف اذ كان من عادتهم انهم كانوا اذا خرجوا لحاجة ورأوا الطير

کیونکہ اسکا شکار تیر سے بدون گردش کی ممکن نہیں ہے کیونکہ اونکی یہہ عادت تھی کہ جب وہ کسی کام کو نکلتے اور دیکھتے کہ پرندہ

او الوحش يمر بيمينه يتبركون به ويذهبون في حاجتهم وان رأوا الطير او الوحش يمر بيسره يتشاءمون به ويرجعون

یا چوپایہ دہنی طرف کو جاتا ہے تو اوسکو مبارک جانتے اور اپنے کام کو چلے جاتے اور اگر دیکھتے کہ پرندہ یا وحشی بائیں طرف کو جاتا ہے اوسکو منحوس مانتے اور الٹے اپنے

الى بيوتهم وربما كانوا ينفرون الطيور والوحوش فينظرون انها ان اخذت ذات اليمين فيتبركون بها ويذهبون في

گہر چلی آتی اور بعضے وقت جانوروں کو اوڑا کر اور چارپایوں کو بہکا کر دیکہتے کہ وہ اگر داہنی طرف کو چلا تو اوسکو مبارک سمجھ کر اپنے کار بار کو لگتے

حاجتهم وان اخذت ذات الشمال يتشاءمون بها ويرجعون عن حاجتهم فنهى النبي عليه السلام عن ذلك بقوله

اور اگر وہ بائیں طرف کو روانہ ہوا تو منحوس مانکر اپنے کار سے الٹے چل آتے سو نبی علیہ السلام نے اس سے منع فرمایا

اقروا الطير على وكناتها وروى عن معاوية بن حكم انه قال قلت يارسول الله كنا نتطير قال ذلك شئ يجده احدكم

کہ جانوروں کو کہونسلے میں بیٹھا رہنے دو اور معاویہ بن حکم سے روایت ہے کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ہم تطیر کیا کرتے تھے آپ نے فرمایا یہہ ایک بات ہے جو تمہارے

في نفسه فلا يصدنكم يعني ان ذلك شئ يوجد في النفوس من قبل الظنون التي تقربكم بحكم البشرية من غير

دل میں پیدا ہوتی ہے سو یہہ تمکو کار سے اٹکا نہ دے مراد یہہ ہے کہ یہہ وہمی بات ہے دلمیں پیدا ہوتی ہے جیسے خیالات بشریت کی جہت سے آجاتی ہیں کسی باب میں

ان يكون له تاثير في شئ من النفع والضرر فلا يصدنكم عما تتوجهون اليه من مقاصدكم وقد جاء في حديث

نفع ضرر کی اسمیں اصلا تاثیر نہیں ہے سو اس خیال کی مارے اپنی مقصود کی توجہ سے بند ہونا چاہئے اور ایک اور حدیث میں آیا ہے

اخر انه عليه السلام قال من ردته الطيرة عن حاجته فقد اشرك فقيل ما كفارته يارسول الله قال ان يقول اللهم

کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جو شخص طیرہ کو مان کر اپنے کار بار سے باز رہے سو وہ مشرک ہے کسی نے عرض کیا یارسول اللہ اسکا کفارہ کیا ہے فرمایا یہہ دعا آلہی

لا طير الا طيرك ولا خير الا خيرك ولا اله غيرك ثم يمضي الى حاجته يعني ان كل ما يصيب الانسان من الخير و

نہیں کوئی طیر بجز تیری طیر کے اور نہیں کچہہ خیر سوای تیری خیر کے، اور نہیں کوئی معبود سوائی تیرے یہہ پڑہ کر اپنے کار چلا جاوے مراد یہہ ہے کہ انسان کو جو پیش آتا ہے خیر اور

الشر والنفع والضرر واليمن والشوم لا يصيبه الا بقضائك وتقديرك وحكمك ومشيتك وفي حديث

شر اور نفع اور نقصان اور برکت اور نحوست وہ بدون تیری قضا اور تیری تقدیر اور تیری حکم اور تیری مرضی کی نہیں اور ایک اور حدیث

اخر رواه ابن مسعود انه عليه السلام قال الطيرة شرك قاله ثلثا وما منا الا ولكن الله

میں ابن مسعود کی روایت سے ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا طیرہ شرک ہے طیرہ شرک ہے اسکو تین بار فرمایا اور ہم میں کوئی ایسا نہیں جو خیال نکرے پر اللہ تعالی

يذهبه بالتوكل وقيل قوله وما منا الا ليس من كلام النبي صلى الله تعالى عليه وسلم بل هو من كلام ابن مسعود

اسکو توکل سے دفع کرتا ہے اور کہتے ہیں کہ یہہ لفظ وما منا الا حدیث میں کا نہیں ہے بلکہ یہہ کلام ابن مسعود کا ہے اسمیں سے

حذف واختصار ومعناه لیس منا الا من یقع فی قلبه عند ذلك شیٔ من ذلك علی ما جرت به العادة

کچھ محذوف اور مختصر ہی اسکی یہہ معنی ہین کہ ہم مین کا ایسا کوئی نہین کہ اوسوقت اوسکی دلمین کچھ وہم وخطرہ نہ آوی کیونکہ یہہ ہی عادت پڑی ہوئی ہی

لکن لا یستقر فیه بل یحسن اعتقاده بان لا موثر الا الله فیسال الله الخیر ویستعیذ به من الشر ویمضی

پہر وہ دلمین نہین ٹہرتا بلکہ اعتقاد درست ہوجاتا ہی کہ سوای اللہ تعالی کی کوئی کچھہ اثر نہین کرتا پہر وہ اللہ سے خدا سے خیر مانگتا ہی اور برائی سی پناہ

علی مقصوده متوکلا علیه یسر لنا الله تعالی عملا موافقا لرضائه بلطفه وکرمه وفضله المجلس

اور خدا پر بہروسا کر کر اپنی کار لگتا ہی الہی عمل اپنی مرضی کی موافق اپنی لطف اور کرم اور فضل سی ہم پر آسان کر دی

الحادی والاربعون فی سبب نزول البلیات وسبب دفعها من التوبة والدعوات

اکتالیسوین مجلس ہی نزول بلا کی اسباب کا اور اوسکی دفع کی سبب کا بیان جو توبہ اور استغفار ہی اور دعا

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا فعلت امتی خمس عشرة خصلة حل بها البلاء هذا الحدیث

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا جب میری امت پندرہ عادتین اختیار کر لیگی تو اوسپر بلا نازل ہوگی یہہ حدیث

من صحاح المصابیح رواه علی بن ابی طالب وعد هذه الخصال وقال اذا اتخذ الفیٔ دولا والامانة مغنما

مصابیح کی صحیح حدیثون مین سی ہی علی بن ابی طالب کی روایت سی اور وہ عادتین گن دین اور فرمایا جب فیٔ یعنی غنیمت کو دولت سمجہ لین اور امانت کو لوٹ

والزکوة مغرما واطاع الرجل امراته وعق امه وبر صدیقه وجفا اباه وظهر الاصوات فی المسجد وساد

اور زکوة کو ڈنڈہ اور مرد جورو کا فرمانبردار ہو جاوی اور ماسی سرکشی کری اور دوست سی احسان کری اور باپ پر جفا کری اور مسجد مین پکار کر بولین اور قوم کا سردار

القبیلة فاسقهم وکان زعیم القوم ارذلهم واکرم الرجل مخافة شره وظهرت المغنیات والمعازف و

اون مین سی بدکار ہو اور رئیس قوم کا اونمین کا ذلیل تر ہو اور مرد کی عزت اوسکی بدی کی خوف سی کرین اور گانی والیان اور ستار طنبورہ غیرہ ظاہر ہو جاوین

شرب الخمر ولبس الحریر ولعن اخر هذه الامة اولها فعند ذلك یکون الناس مستحقین لنزول البلاء علیهم فعلی

اور شراب پینی لگیں اور حریر پہننا شروع کرین اور پچہلی امت پہلی امت پر لعنت کرنی لگی تو اب یہہ لوگ سزاوار ہونگی کہ اونپر بلا نازل ہووی

هذا ما توجه علی قوم من البلاء فلیس ذلك البلاء الا بسبب ذنوبهم کما قال الله تعالی وما اصابکم من مصیبة

اس حدیث کی موافق جو جو بلا ومصیبت کسی قوم پر آتی ہی سو صرف وبال اونکی گناہون کا ہی چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی اور جب پڑی تمپر کوئی سختی

فبما کسبت ایدیکم وفی ایة اخری انه تعالی قال وما کنا مهلکی القری الا واهلها ظالمون فیلزمهم ان یترکوا ما

سو بدلا اوسکا جو کمایا تمہاری ہاتھون نی اور ایک آیت مین ہی کہ اللہ تعالی نی فرمایا اور ہم نہین کسانیوالی بستیون کو مگر جبکہ وہان کی لوگ گنہگار ہون اب اونکو لازم ہی کہ جو گناہ اختیار کر رکہی

ارتکبوه من الاوزار ویشتغلوا بالتوبة والاستغفار لیرفع عنهم ما توجه علیهم من البلاء لما روی عن عبد الله

ہین وہ سب ترک کرین اور توبہ اور استغفار مین مشغول ہون تاکہ اونکی سر سی وہ بلا جو اونپر متوجہ ہوئی ہی رفع ہو جاوی اسلئی کہ عبداللہ

بن عمر انه علیه السلام قال من لزم الاستغفار جعل الله له من کل ضیق مخرجا ومن کل هم فرجا ورزقه من حیث لا

بن عمر سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ جو شخص استغفار کو اپنا خاصہ بنالی تو اللہ اوسکی واسطی ہر تنگی سی چہٹکارہ اور ہر غم سی کشائش پیدا کردیگا اور اوسکو رزق دیگا

یحتسب بل یلزمهم ان یقوموا الی الصلوة فی الاوقات الاسحار التی هی اوقات استجابة الدعاء لما روی انه علیه السلام

جہان سی گمان نہو بلکہ اونکو یہہ لازم ہی کہ ہر صبح اوٹہہ کر نماز پڑہا کرین کہ وہ وقت دعا کی قبولیت کا ہی اس لئی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام کو

کان اذا حزنه امر فزع الی الصلوة ثم اشتغل بالدعاء لما روی عن عبد الله بن عمر انه علیه السلام قال الدعاء ینفع

اگر کسی کار سی غم پیش آتا تو نماز شروع کر دیتی پہر دعا مین مشغول ہوتی اسلئی کہ عبداللہ بن عمر سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ دعا بچا دیتی ہی

مما نزل ومما لم ینزل فعلیکم عباد الله تعالی بالدعاء فانه علیه السلام بین فی هذا الحدیث ان الدعاء یرفع

اوس بلا سی جو نازل ہو چکی اور جو ابہی نازل نہین ہوئی سو تم اللہ کی بندو اپنی اوپر دعا لازم کر لو کیونکہ اس حدیث مین بیان ہو چکا کہ دعا اوس بلا کو رفع کرتی ہی

البلاء النازل ويدفع البلاء الذى فى صدد النزول فداوموا يا عباد الله بالدعاء فلا تتركوه فان البلاء ينزل فيلقاه

جو نازل ہوچکی اور اوس بلا کو دفع کرتی ہی جو نازل ہونی کو ہی سوای بندو اللہ کی ہمیشہ دعا کرتی رہو دعا کو ہرگز نچھوڑو کیونکہ بلا جب نازل ہوتی ہی تو او سکا

الدعاء فيعتلجان الى يوم القيمة كما جاء فى الحديث ان الدعاء والبلاء ليلتقيان بين السماء والارض فيعتلجان الى يوم

دعا ملتی ہی پہر قیامت تک دونو لڑتی جاتی ہین چنانچہ حدیث مین آیا ہی کہ دعا اور بلا زمین اور آسمان کی وسط مین ملجاتی ہین پہر قیامت تک دونو لڑتی جاتی ہین

القيمة وفى حديث اخر رواه سلمان الفارسى انه عم قال لا يرد القضاء الا الدعاء فان القضاء وان كان لا مرد له ولكن

اور ایک اور حدیث مین سلمان فارسی کی روایت سی آیا ہی کہ قضا کو سوا دعا کی کوئی نہین رد کرسکتا بیشک قضا کا اگرچہ کوئی ہٹ ہنیوالا نہین ہی پہر بہی

من جملة القضاء رد البلاء بالدعاء فكل بلاء قدر ان يندفع بالدعاء يكون الدعاء سببا لرد ذلك البلاء كالترس الذى

حکم قضا کا ہی کہ دعا سی بلا رد ہوجاتی ہی پہر جو بلا بالفرض دعا سی دفع ہوسکتی ہی تو دعا اوس بلا کی رد ہونیکا سبب ہی جیسی ڈہال کہ

يكون سببا لرد السهم فكما ان الترس يدفع السهم كذلك الدعاء يدفع البلاء وكذا الصدقة تدفع البلاء لما روى عن

واسطی رک جانی تیر کی سبب ہوتی ہی پہر جیسی ڈہال تیر کو روک دیتی ہی اسیطرح دعا بلا کو دفع کردیتی ہی اور ایسی ہی خیرات کرنا بلا کو دفع کرتا ہی اوسواسطی کہ

على انه عليه السلام قال باكروا بالصدقة فان البلاء لا يتخطاها وفى حديث اخر انه عليه السلام قال لكل يوم نحس

علی رضی اللہ عنہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا صبح ہوتی ہی صدقہ دو پس بلا اوس سی آگی قدم نہین بڑہاتی اور ایک اور حدیث مین ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا ہر دن مین نحوست ہوتی ہی

فادفعوا نحس ذلك اليوم بالصدقة فان الصدقة تمنع وقوع البلاء بعد انعقاد اسبابه وكذا التسبيح يمنع وقوع البلاء

سو نحوست اوس دن کی صدقہ سی دور کردو بیشک صدقہ آتی بلا کو بعد تیار ہوجانی اسباب کی روک دیتا ہی اور ایسی ہی تسبیح بلا کو بند کردیتی ہی

لما روى عن كعب انه قال سبحان الله يمنع العذاب ويدل عليه قوله تعالى فى حق يونس النبى عليه السلام فلولا

اسلئی کہ کعب سی روایت ہی کہ کہا سبحان اللہ عذاب کو روک دیتا ہی اور قول اللہ تعالی کا یونس نبی علیہ السلام کی حق مین بہہ ہی دلالت کرتا کہ پہر اگر نہ

انه كان من المسبحين للبث فى بطنه الى يوم يبعثون وكان تسبيحه ما حكاه الله تعالى بقوله فنادى فى الظلمت ان لا اله الا

ہوتا کہ وہ تہا یاد کرتا پاک ذات کو تو رہتا اوسکی پیٹ مین جسدن تک مردی جیوین اور تسبیح یونس کی یہہ ہی جسکو اللہ تعالی بیان فرماتا ہی اس آیت مین پہر پکارا اون اندہیروں مین کہ کوئی

انت سبحنك انى كنت من الظلمين ثم انه تعالى عقيب ذلك قال فاستجبنا له ونجينه من الغم وكذلك

سوا تیری تو بی عیب ہی مین تہا گنہگاروں مین سی پہر اللہ تعالی نی اوسکی بعد یہہ فرمایا پہر سن لی ہمنی اوسکی پکار اور بچا دیا اوسکو گہٹنی سی اور یونہی ہم

ننجى المؤمنين وروى انه عليه السلام قال ما من مكروب يدعو بهذا الدعاء الا استجيب له وفى رواية اخرى انه عم

بچا دیتی ہین ایمان والوں کو اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جو مصیبت زدہ یہہ پڑہ کر دعا مانگی تو قبول ہی ہوتی ہی اور ایک اور روایت مین ہی کہ نبی علیہ السلام نی

قال الا اخبركم بشئ اذا نزل باحدكم كرب او بلاء فدعا به فرج الله عنه قيل بلى يا رسول الله قال دعاء ذى النون

فرمایا کہ تمکو ایک دعا بتادوں اگر کسی پر تم مین کچہہ سختی یا بلا نازل ہووی پہر اوسکی وسیلہ سی دعا مانگی تو اوسکو اللہ دفع کرے عرض کیا ہان یا رسول اللہ آپ نی فرمایا وہ دعا ذی النون

لا اله الا انت سبحنك انى كنت من الظلمين وذكر عن بعض الصالحين ان من اعظم الاشياء الدافعة للبلاء كثرة

کی ہی نہین کوئی حاکم سوا تیری تو بی عیب ہی مین تہا گنہگاروں مین سی اور بعضی صلحا ذکر کرتی ہین کہ تمام اشیا مین سی بلا کی بڑی دفع کرنیوالی درود کی کثرت ہی

الصلوة على النبى عليه السلام فان كثرة الصلوة على النبى عليه السلام من الوسائل للامن من المخوفات والفوز باعلى الدرجات يدل على ذلك حديث ابى

نبی علیہ الصلوة والسلام پر بیشک درود کی کثرت نبی علیہ السلام پر واسطی امن کی خوفناک چیزوں سی اور واسطی ترقی بلند درجوں کی ایک بڑا وسیلہ ہی اس مطلب پر حدیث ابی

بن كعب ان رجلا التزم ان يجعل صلوته كلها للنبى عليه السلام فقال له النبى عليه السلام اذا تكفى همك ويغفر ذنوبك والحاصل ان البلاء

بن کعب کی دلالت کرتی ہی کہ ایک شخص نی عہد کیا تہا کہ اپنی تمام وظیفی صرف نبی علیہ السلام پر درود مقرر کرلی سو نبی علیہ السلام نی اوسکو فرمایا کہ تب تیری اندوہ کو کافی ہی اور تیری گناہ بخشی جاوینگی حاصل کہ

اذا توجه فالمشروع الاشتغال بالتوبة والاستغفار وبما يرجى ان يدفع به البلاء من اعمال البر والتقوى كالصدقة

کہ جب کوئی بلا سامنی آوی تو مشروع یہہ ہی کہ توبہ اور استغفار مین مشغول ہو اور اون اعمال نیک مین جن سی امید ہی کہ بلا دفع ہو جاوی گی یعنی نیک کام اور پرہیزگاری واسطی انتشار کی

وَمَن يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَل لَّهُ مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ فانه تعالى بين في هذه الاية ان من يتق الله تعالى

اور جو کوئی ڈرتا رہی اللہ سی وہ کردیگا اوسکا گذارا اور روزی دیگا اوسکو جہاں سی اوسکو نہ خیال ہو اب اللہ تعالی نی اس آیت میں بیان فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالی سی ڈرتا رہیگا

في كل ما ياتي ويذر يجعل الله تعالى له مخرجا ومخلصا من غموم الدنيا والاخرة وروى انه عليه السلام قال

ہر کام کی کرنی اور چھوڑنی میں تو اللہ تعالی اوسکو گذر کی راہ اور رستگاری دنیا اور آخرت کی غموں سی دیگا اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا

اني لاعلم اية لو اخذ الناس بها لكفتهم ومن يتق الله فما زال يقرأها ويعيدها وروى ان عوف بن مالك الاشجعي

مجکو البتہ ایسی آیت معلوم ہی اگر خلقت اوسکو اپنا وسیلہ کرلیں تو وہ اونکو کافی ہی ومن یتق اللہ پہر دیر تک اوسکو پڑہتی رہی اور روایت ہی کہ عوف بن مالک اشجعی کا بیٹا

اسر المشركون ابنا له يقال له سالم فاتى النبي عم فقال اسر ابني يا رسول الله وشكى اليه الفاقة فقال له النبي عليه السلام

سالم نام مشرکوں نی گرفتار کرلیا سو آپ نبی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ میرا بیٹا پکڑا گیا اور فاقہ کی شکایت کی سو نبی علیہ السلام نی اوسکو فرمایا

اتق الله واكثر لا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم ففعل فبينا هو في بيته اذ قرع ابنه الباب ومعه مائة من الابل

خدا سی ڈرتا رہ اور لا حول ولا قوة آخر تک کثرت سی پڑہا کر سو اوسنی یہی کیا ایکدن وہ اپنی گہر میں تہا کہ ناگاہ اوسکی بیٹی نی دروازہ کہٹکہٹایا اور اوسکی ساتھ سو اونٹ تہی

غفل عنها العدو فاستاقها وعلم من هذا كله ان كل خير وطاعة من اعظم ما يستدفع به البلاء واما الاشتغال

کہ دشمن اونسی غافل ہوگیا تہا تب اونکو یہہ لڑکا ہانک لایا اور تمام حالات سی صاف معلوم ہوا کہ تمام خیر اور طاعت بلا کی بڑی دفع کرنیوالی ہیں اور گناہوں

بالمعاصي والمناهي فلا يمنع نزول البلاء بل يقوي وقوعه لما روي انه عليه السلام قال لا يصيب العبد نكبة فما فوقها

اور منہیات میں مصروف ہونی سی آنی بد ہرگز نہیں ٹلتی بلکہ بلا کا آنا زور پکڑ جاتا ہی اسواسطی نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ جو درد انسان کو حاصل ہوتا ہی بہت یا

وما دونها الا بذنب وما يعفو الله عنه اكثر ثم قرأ قوله تعالى وَمَا أَصَابَكُم مِّن مُّصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُو عَن

تہوڑا سو وہ گناہ کی بغیر نہیں ہوتا اور جو اللہ تعالی معاف کردیتا ہی وہ بہت ہی پہر آپ نی یہہ آیت پڑہی اور جو پڑی تمپر کوئی سختی سو بدلہ اوسکا جو کمایا تمہارے ہاتہوں نی اور معاف کردیتا

كَثِيرٍ فانه عليه السلام بين في هذا الحديث ان العبد لا يصيبه مشقة في الدنيا الا بسبب ذنب صدر عنه وتكون تلك المصيبة

بہت کو پس نبی علیہ السلام نی اس حدیث میں بیان فرمایا کہ انسان کو دنیا میں کوئی مشقت بدون گناہ کی پیش نہیں آتی جو وہ انسان کر بیٹہتا ہی اور وہ مصیبت

التي لحقته في الدنيا كفارة لذنبه والذي يعفو الله تعالى عنه من الذنوب من غير ان يجازيه في الدنيا ولا في الاخرة اكثر

جو اوسکو دنیا میں پیش آتی ہی اوسکی گناہ کا عوض ہوجاتا ہی اور وہ گناہ جو اللہ تعالی اونسی درگذر فرماتا ہی بدون سزا کی نہ دنیا میں اور نہ آخرت میں اوس سی زیادہ

من ذلك وقال علي كرم الله وجهه للمؤمن عند الله خمس عقوبات اولها المرض ثم المصائب وان كانت ذنوبه اكثر من ذلك يعذب في قبره فان كان

ترہیں اور علی کرم اللہ وجہہ کہتی ہیں مومن کی واسطی اللہ کی ہاں پانچ قسم کی عقوبت ہی پہلی تو بیماری پہر مصیبتیں پہر اگر اوسکی گناہ اوس سی بہی زیادہ ہیں تو گور میں عذاب دیا جائیگا پہر اگر

اكثر من ذلك يحبس على الصراط فان كانت اكثر من ذلك يعذب في جهنم على قدر ذنوبه ثم يخرج منها بالتوحيد ان كان

زیادہ ہیں تو صراط پر روکا جاویگا پہر اگر اس سی بہی زیادہ ہیں تو بقدر گناہوں کی دوزخ میں عذاب دیا جاویگا پہر اوسمیں سی توحید کی برکت سی نکلیگا اگر

توحيده صحيحا وان لم يكن توحيده صحيحا لا يخرج منها بل يبقى فيها ابدا لان الناس في الاخرة ينقسم الى عدة

اوسکی توحید صحیح اور درست ہوگی اور اگر اوسکی توحید صحیح نہیں ہی تو دوزخ سی نہیں نکلیگا بلکہ ہمیشہ کو اوسی میں رہیگا اسواسطی کہ آدمیوں کی آخرت میں کئی قسمیں ہونگی

اقسام القسم الاول قسم الفائزين وهم الذين قال الله تعالى فيهم فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُم مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ

پہلی قسم تو قسم کامیاب ہوگی وہی وہ لوگ ہیں جنکی حق میں اللہ تعالی فرماتا ہی سو کسی جیکو معلوم نہیں جو چہپا دہرا ہی اونکی واسطی جو ٹہنڈک ہی آنکہوں کی

جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ وقال النبي عليه السلام اخبارا عن الله تعالى اني اعددت لعبادي الصالحين ما لا عين رأت

بدلہ اوسکا جو کرتی تہی اور نبی علیہ السلام اللہ تعالی کی طرف سی خبر دیتی ہیں یعنی اپنی نیک کار بندوں کی واسطی تیار کی ہی وہ راحت کہ نہ کسی آنکہ نی دیکہی

ولا اذن سمعت ولا خطر على قلب بشر والقسم الثاني قسم الهالكين وهم الذين كذبوا بالحق ولم يصدقوا به فان

اور نہ کسی کان نی سنی اور نہ گذری کسی بشر کی دل پر اور دوسری قسم تباہ کاروں کی قسم ہی وہی وہ لوگ ہیں جنہوں نی حق کی تکذیب کی اور اوسکو سچ سمانا بیشک

سعادة الاخرة لا تکون الا فی القرب من الله تعالی والنظر الی وجهه الکریم وذلك لا یحصل الا بالمعرفة التی یعبر عنها

آخرت کی سعادت بدون قرب آلہی اور مشاہدہ وجہ کریم کی کبھی نہیں ہوتی اور یہہ قرب اور مشاہدہ بدون معرفت کی حاصل نہین ہوتا

بالایمان والتصدیق وهم لما کذبوا بالحق ولم یصدقوا به کانوا بعیدا عنه وَهُمْ عَنْ رَبِّهِمْ یَوْمَئِذٍ لَمَحْجُوبُونَ وکل محجوب

جسکا نام ایمان اور تصدیق ہی اور ان لوگون نی جو حق کی تکذیب کی اور اوسکو کچہہ نہ مانا تو اوسسی دور ہو گئی وہ اپنی رب سی اوسدن روکی جاوینگی اور جو شخص اپنی

عن ربه یکون هالکا محترقا بنار الفراق ونار جهنم ابد الاباد والقسم الثالث قسم المعذبین وهم الذین نحلوا باصل

رب سی محجوب ہوا وہ ہلاک ہوا فراق اور دوزخ کی آگ مین قدیم کو جلتا رہیگا اور تیسری قسم عذاب کی لوگ ہین یہی لوگ ہین جنمین اصل ایمان تو موجود ہی

الایمان لکنهم قصروا فی العمل بمقتضاه فان راس الایمان هو التوحید والتوحید نفی الشرك باعتقاد العبد ان الله تعالی

پر انہون نی مطابق ایمان کی اعمال مین قصور کیا کیونکہ اصل ایمان تو توحید ہی اور توحید دور کرنا شرک کا ہی جب آدمی یہہ اعتقاد کری کہ اللہ تعالی

واحد فی ذاته وصفاته وافعاله فما یظهر شئ فی العالم الا بعلمه وارادته وخلقه ولا یستحق العبادة الا هو

ایک ہی اپنی ذات اور صفات اور افعال مین اور کوئی شی عالم کی اندر بدون اوسکی علم اور ارادہ اور پیدا ایش کی پیدا نہین ہوسکتی اور نہ کوئی سزاوار عبادت کا ہی

فعلی هذا کل من یقول لا اله الا الله یصیر کانه یقول انی اعتقد ان الله تعالی واحد فی ذاته وصفاته وافعاله

سو اوسکی اس اعتقاد کی موافق جو شخص یہہ اقرار کرتا ہی کہ نہین کوئی معبود سوا اللہ کی تو ایسا ہی کریون کہتا ہی مجھکو یقین ہی کہ اللہ تعالی ایک ہی اپنی ذات اور صفات اور افعال مین

ولا یظهر فی العالم شئ الا بعلمه وارادته وخلقه ولا یستحق العبادة الا هو فانی التزمت عبادته ولا اعبد الا ایاه

اور عالم مین کوئی شی بدون اوسکی علم اور ارادہ اور پیدا ایش کی پیدا نہین ہوسکتی اور سوا اوسکی کوئی سزاوار پرستش کا نہین سو مین اوسکی عبادت اپنی ذمہ لیچکا ہون اور سوا اوسکی

وبعد هذا الاعتراف کل من اتبع هواه فقد اتخذ الهه هواه فهو موحد بلسانه فقط والتوحید لا یکمل الا بالاستقامة

کسیکی عبادت نکرونگا اور بعد اس اقرار کی جو شخص اپنی ہوا ہوس کا تابع ہوا تو اوسنی اپنی ہوا ہوس کو معبود بنالیا پس وہ شخص صرف زبانی موحد ہی اور توحید بر جبتک قایم نرہی کامل نہین ہوتی

علیه ومن لم یستقم علیه ولو فی امر یسیر بل اتبع هواه ولو فی فعل قلیل یکون خارجا عن سواء السبیل وذلك قادح

اور جو شخص توحید پر قایم نرہا اگرچہ ادنی بات مین بلکہ اپنی ہوس کا تابع ہوا اگرچہ چہوٹی سی کار مین تو وہ سیدہی راہ سی الگ ہی اور اس سی کمال توحید مین

فی کمال التوحید ولعدم خلو البشر عن ذلك قال الله تعالی وَإِنْ مِّنكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا فیکون الورود علی النار لکل احد

نقصان آتا ہی اور چونکہ اس سی کوئی بشر خالی نہین ہی اسواسطی اللہ تعالی فرماتا ہی اور کوئی نہین تم مین جو نہ پہنچیگا اوسپر پس ہر ایک کا گذر یقینا آگ پر ہوگا

متیقنا وانما الشك فیمن ینجو منها وفی ای وقت یخرج منها وقد جاء فی بعض الاخبار ما یدل علی ان اخر من یخرج بعد

شک اونہی مین ہی جو اوس سی نجات پاوینگی اور کس وقت اوسمین سی باہر آوینگی اور بیشک بعضی احادیث کی مضمون سی معلوم ہوتا ہی کہ سب سی آخر نکلنا بعد سات ہزار برس کی

سبعة الاف سنة وبعضهم یجوز عنها کبرق خاطف ولا یوجد له فیها لبث نرجو الله تعالی ان یجعلنا منهم بلطفه

نکلیگا اور بعضی اوسپر سی چمکتی بجلی کی طرح جلد تیر جاوینگی اونکی لئی اوسمین ذرا درنگ نہوگی ہمکو امید ہی کہ اللہ تعالی اپنی لطف اور فضل

وفضله وکرمه المجلس الثانی والاربعون فی بیان دفع الدعاء البلاء حین نزول البلاء

اور کرم سی ہمکو اونہی گروہ مین داخل کری بیالیسوین مجلس اس بیان مین کہ دعا اوترتی بلا کو اور اوترنی ہوئی بلا کو دفع کردیتی ہی

وبعد النزول قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان الدعاء ینفع مما نزل ومما لم ینزل فعلیکم عباد الله بالدعاء

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا بیشک دعا نفع کرتی ہی اون بلا کو جو اوتر چکی اور جو نہین اوتری سو اپنی اوپر لازم کرلو اللہ کی بندو دعا کو

هذا الحدیث من حسان المصابیح رواه عبد الله بن عمر ومعناه ان الدعاء یدفع البلاء النازل ویدفع البلاء الذی

یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثون مین سی ہی عبد اللہ بن عمر کی روایت سی اسکی معنی یہہ ہین کہ دعا آئی ہوئی بلا کو دفع کردیتی ہی اور اوس بلا کو بھی

کان فی صدد النزول فداوموا یا عباد الله بالدعاء ولا تترکوه فان البلاء ینزل فیستقبله الدعاء فیعتلجان الی یوم القیامة

جو نازل ہونی کو تیار ہو دفع کردیتی ہی سو تم اے بندو اللہ کی ہمیشہ دعا کرتی رہا کرو اوسکو چہوڑا مت کرو بیشک بلا آتی ہی اور دعا اوس سی ملتی ہی پہر قیامت تک دونو لڑتی رہتی ہین

كما جاء في الحديث ان الدعاء والبلاء يلتقيان بين السماء والارض فيعتلجان الى يوم القيمة وقد روى عن سلمان الفارسي
چنانچہ حدیث میں آیا ہی کہ دعا اور بلا آسمان اور زمین کی بیچ میں ملتی ہیں پہر قیامت تک لڑتی جاتی ہیں اور سلمان فارسی سی روایت ہی

انه عليه السلام قال لا يرد القضاء الا الدعاء فان القضاء وان كان مما لا مرد له لكن من جملة القضاء رد البلاء
کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا قضا کو دعا کی سوا کوئی نہیں رد کرتا کیونکہ قضا کا اگرچہ کوئی ہٹانی والا نہیں پر یہہ بہی حکم قضا کا ہی کہ دعا سی بلا رد ہو جاوی

بالدعاء فكل بلاء قدر ان يندفع بالدعاء يكون الدعاء سببا لرد ذلك البلاء كالترس الذى يكون سببا لرد السهم فكما
پہر جو بلا بالفرض دعا سی دفع ہو جاوی تو دعا اسکی دفع ہونی اوس بلا کی سبب ہوویگی مانند ڈہال کی سو جیسی ڈہال

ان الترس يدفع السهم كذلك الدعاء يدفع البلاء وقد روى عن ابن مسعود انه عليه السلام قال سلوا الله من فضله
تیر کو روک دیتی ہی ایسی ہی دعا بلا کو دفع کر دیتی ہی اور ابن مسعود سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا اللہ سی اللہ کا فضل مانگا کرو
وتیر کی بچانی کا سبب ہی

فان الله يحب ان يسال يعني ان الله تعالى كريم قادر على قضاء الحوائج يحب ان يطلب منه قضاء الحوائج فاطلبوا
کیونکہ اللہ تعالی سوال کرنیکو محبوب رکہتا ہی مراد یہہ ہی کہ اللہ تعالی کریم ہی اور حاجات روا کرنی پر قادر ہی یہہ محبوب رکہتا ہی کہ مجہسی حاجات طلب کیا کریں سوای ایمان والو

منه قضاء حوائجكم ايها المؤمنون وفي حديث اخر رواه ابو هريرة انه عليه السلام قال من لم يسال الله يغضب عليه
اوس ہی اپنی اپنی حاجتیں طلب کرو اور ایک اور حدیث میں ہی ابو ہریرہ کی روایت سی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جو شخص اللہ سی سوال نہیں کرتا تو اللہ اوسپر غصہ کرتا ہی

لان من لم يطلب منه تعالى حاجة يكون في صورة الاستغناء عنه تعالى ولا يجوز للعبد ان لا يعرض حاجة على الله تعالى
اسلئی کہ جو اللہ تعالی سی حاجت طلب نہیں کرتا تو وہ ظاہر میں اللہ تعالی سی بی نیاز ہوتا ہی اور بندہ کو یہہ جایز نہیں ہی کہ اللہ تعالی سی کوئی حاجت پیش نکری بلکہ چاہیی ہی کہ اپنی تمام حاجتیں

ليكون هذا اعترافا بعبوديته وفقره وعجزه واحتياجه الى الله تعالى في قضاء حوائجه فان احب العباد الى الله تعالى
تاکہ یہہ ہی اپنی عبودیت کا اور فقر کا اور عجز کا اور اللہ تعالی کی طرف حاجتمندی کا تمام حاجات کی روا کرنی میں اقرار ہو جاوی کیونکہ محبوب تر بندہ اللہ تعالی کا

من يساله وابغض العباد اليه من يستغني عنه واحب العباد الى الناس من يستغني عنهم ولا يسالهم شيئا وابغض
وہ ہی جو اوس سی مانگتا رہی اور بدتر بندہ اللہ کا وہ ہی جو اوس سی بی پروائی کری اور محبوب یعنی پسندیدہ آدمی انسیں وہ ہوتا ہی جو اونسی بی پروا رہی اور اونسی کچھ نہ مانگی اور ناکارہ

العباد اليهم من يسالهم وقد روى عن ابي هريرة انه عليه السلام قال ليس شئ اكرم على الله تعالى من الدعاء يعني ان اكرم
آدمی انمیں وہ ہی جو اونسی سوال کیا کری اور ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کوئی شی اللہ تعالی پر دعا سی زیادہ تر مکرم نہیں مراد یہہ ہی

العبادات على الله تعالى الدعاء بل جاء في حديث اخر انه عليه السلام قال الدعاء هو العبادة ثم قرأ قوله تعالى ادعوني
کہ عبادات میں بڑی معزز اللہ تعالی پر دعا ہی بلکہ ایک اور حدیث میں آیا ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا دعا ہی عبادت ہی پہر آیت پڑہی مجکو پکارو

استجب لكم فانه عليه السلام لما حكم في هذا الحديث ان الدعاء هو العبادة استدل عليه بالاية لان في الاية
کہ میں سنونگا تمہاری پکار سو نبی علیہ السلام نی جب اس حدیث میں یہہ ارشاد کیا کہ دعا ہی عبادت ہی تو اوسپر اس آیت سی استدلال کیا اسلئی کہ آیت میں دعا کرنیکا

امر بالدعاء وامتثال الامر عبادة يحصل للداعي في مقابلتها ثواب وان لم يحصل مراده لكن ظاهر عبارته عليه السلام
امر ہوا ہی اور فرمان برداری امر کی عبادت ہوتی ہی اسکی مقابلہ میں دعا کرنی والی کو ثواب ملتا ہی اگرچہ اوسکا مطلب نہ ملی لیکن حدیث کی ظاہر عبارت سی یہہ

يدل على ان لا عبادة الا الدعاء وليس كذلك بل معنى الحديث ان الدعاء معظم العبادة لان في الدعاء اظهار العجز والاعتراف
معلوم ہوتا ہی کہ سوای دعا کی اور کچھہ عبادت ہی نہیں اور واقع میں یوں نہیں ہی بلکہ حدیث کی معنی یہہ ہیں کہ دعا عمدہ عبادت ہی اسلئی کہ دعا میں عجز کا اظہار اور فقر کا اقرار ہوتا ہی

بالفقر والاقبال على الله تعالى والرجاء منه والاعراض عما سواه وهذه الاشياء عين العبادة ويقرب من هذا المعنى
اور اللہ تعالی کی طرف توجہ اور اسہی سی امیدواری اور ما سوا سی بیزاری ہوتی ہی اور یہہ سب باتیں عبادت کی ہیں اور اسہی مضمون سی ملتا ہوا ہی

ما روى عن انس انه عليه السلام قال الدعاء مخ العبادة فان مخ الشئ خالصه وروى عن ابي هريرة انه عليه السلام
جو انس روایت کرتی ہیں کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا دعا عبادت کا مغز ہی کیونکہ مغز ہر شی میں سی خالص ہوتا ہی اور ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا

قال من سره ان يستجيب الله دعاءه عند الشدائد فليكثر الدعاء عند الرخاء فعلى هذا ينبغي للعبد ان يواظب على

فرمایا جسکو یہہ بات پسند ہو کہ اللہ تعالی اوسکی دعا سختی مصیبت مین قبول کری تو چاہیے کہ عیش اور آسانی مین خوب دعا کیا کری اس بیان کی موافق بندہ کو لایق ہی کہ ہمیشہ بلا ناغہ

الدعاء ويكثره في حالة النعمة والرخاء لينال النجاح في حال الضيق والبلاء فان من يداوم على الدعاء في الرخاء يصير

اور نعمت اور عیش کی حالت مین زیادہ تر دعا کیا کری تاکہ تنگی اور بلا کی وقت مخلصی حاصل ہو بیشک جو شخص عیش مین دعا کی مداومت کریگا تو وہ

من حزب الله تعالى ومن عادة العظماء ان ينصروا حزبهم عند الشدائد ثم انه اذا دعى ينبغي له ان يكون موقنا

اللہ والون مین داخل ہوجاویگا اور عظماء کی عادت ہی کہ سختی مین اپنی وابستون کی مدد کرتی ہین پہر جب یہہ دعا مانگی تو اوسکو لایق ہی کہ قبولیت کا یقین کری اسواسطی

بالاجابة لانه تعالى وعد بالاجابة قال ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ وروى عن ابي هريرة رض انه عليه السلام قال ادعوا الله وانتم

کہ اللہ تعالی قبول کرنی کا وعدہ کرچکا ہی فرمایا مجکو پکارو کہ پہنچون تمہاری پکار اور ابوہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا اللہ تعالی سی قبولیت کا یقین کرکی

موقنون بالاجابة فان الداعي اذا لم يكن موقنا بالاجابة لايكون مستحقا في الرجاء فلايكون رجاؤه صادقا ولادعاؤه

دعا مانگو اسلئی کہ دعا مانگنی والا اگر قبولیت کا یقین نہین کرتا تو مستحق امید برای کا نہین ہوتا پہر اوسکی امید صادق نہین ہوتی اور نہ اوسکی دعا

خالصا لان الرجاء هو الباعث على الطلب فاذا لم يتحقق الرجاء لايتحقق الطلب فان قيل كيف يمكن للداعي ان يكون موقنا

خالص ہوتی ہی اسواسطی کہ امیدواری ہی طلب کی باعث ہوتی ہی پہر جب امیدواری ہی نہین تو طلب ہی نہین ہوگی اگر کوئی ایسا اعتراض کری کیونکر ہوسکتا ہی کہ دعا مانگنی والا اپنی

باجابة دعائه مع وقوع التخلف في الاجابة حيث يرى ان بعض الدعاء يستجاب وبعضه لايستجاب فالجواب ان الداعي

دعا کی قبولیت کا یقین کرلی باوجودیکہ قبولیت مین خلاف واقع ہوتا ہی اسلئی کہ یہہ دیکہتا ہی کہ کوئی دعا تو قبول ہوجاتی ہی اور کوئی دعا قبول نہین ہوتی تو اسکا یہہ جواب ہی کہ دعا

لايكون محروما عن الاجابة البتة فان الاجابة المطلقة حاصلة له حيث ما ورد الوعد الصدق لكن امرها الى الله تعالى

مانگنی والا ہرگز قبولیت سی محروم نہین رہتا مطلق اجابت اوسکی لئی بیشک حاصل ہوتی ہی اسواسطی کہ سچا وعدہ ہوچکا ہی لیکن اوسکا حال قبضہ الٰہی مین ہی۔

ان يجعلها ما يشاء في اي وقت شاء فان ما سال الداعي ان كان حصوله مقدرا في الحال يحصل في الحال وان كان

اوسکو جو چاہی اور جسوقت چاہی کردی کیونکہ سوال دعا مانگنی والی کا اگر تقدیر مین ابہی ہونیوالا ہی تو فورًا ہوجاتا ہی اور اگر اوس سوال کا ہونا

حصوله مقدرا في وقت اخر يحصل في ذلك وان لم يكن مقدرا يدفع عنه من البلاء مثل ما سأله عوضا عما سال او

اور وقت پر منحصر ہی تو اوسوقت ہوویگا اور اگر مقدر یعنی ہونیوالا ہی نہین تو اوسپر سی کوئی بلا اوسکی بدلہ مین سوال کی برابر دفع ہوجاتی ہی یا اوسکو آخرت مین اوس سوال کا بدلہ

يحصل له في الاخرة من الثواب عوض ما سال لان الدعاء عبادة والعبادة لايكون فاعلها محروما من الثواب وقد

ثواب ملیگا اسلئی کہ دعا تو عبادت ہی اور عبادت کرنیوالا یعنی عابد ثواب سی محروم نہین ہوتا

روى عن يزيد الرقاشي انه قال اذا كان يوم القيمة عرض الله تعالى للعبد دعوات دعى بها في الدنيا ولم يستجب له فيقول

اور یزید رقاشی سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالی بندہ کو اوسکی دعائین دنیا مین مانگی ہوئی جو قبول نہین ہوئی تہی دکہاویگا فرماویگا

عبدي دعوتني يوم كذا وكذا فامسكت عليك دعاءك فخذ مكان دعائك وما ادخرت لك من الثواب فلايزال العبد

ای بندہ تونی مجہسی فلانی فلانی دن یہہ دعا مانگی تہی سو مینی تیری لئی وہ دعائین جمع کر رکہی ہین اب تو اپنی دعا کا عوض یہہ لی لی جو مینی تیری لئی ثواب جمع کر رکہا ہی پہر

يعطى من الثواب حتى يتمنى ليته تعالى لم يقض له حاجة قط فاذا كان كذلك يلزم للداعي ان يكون موقنا في اجابة ما

اوسکو ثواب ملی جائیگا آخر کو یہہ آرزو کریگا کاشکی اللہ تعالی میری کوئی حاجت کبہی نہ روا کرتا جب دعا کا یہہ حال ہی تو دعا مانگنی والی کو لازم ہی کہ بعینہ دعا کی قبولیت کا یقین کری

ادعى به او بعوضه اما في الدنيا او في الاخرة لما روى انه عليه السلام قال ما من مسلم يدعو بدعوة ليس فيها اثم ولا

یا اوسکی بدلہ کا یا دنیا مین یا آخرت مین کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا نہین کوئی مسلم جو ایسی دعائین مانگی جسمین نہ کچہہ گناہ ہو اور نہ

قطيعة رحم الا اعطاه الله بها احدى ثلث اما ان يعجل له دعوته واما ان يؤخرها في الاخرة واما ان يصرف عنه من السوء

قطع رحم مگر عطا فرماویگا اوسکو اللہ تعالی ایک بات تین مین سی یا تو اوسکی دعا بعینہ فورًا ہوگی یا اوسکو پہیر رکہیگا آخرت مین اور یا اوس سی کوئی مصیبت اوسکی برابر دفع کردیگا

مثلها وفي لفظ آخر اما ان يكفر عنه من ذنوبه بقدر ما دعاه وفي حديث آخر انه عليه السلام قال ما من مسلم
اور دوسری عبارت میں اوس سی دعا کی برابر گناہ معاف ہوجاوینگی   اور ایک اور حدیث میں ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا   نہیں کوئی مسلم
يدعو بدعاء الا اعطاه الله ما سال او كف عنه من السوء مثله ما لم يدع باثم او قطيعة رحم فالدعاء بالاثم مثل
جو کچھ دعا مانگی مگر اوسکو اللہ تعالی جو طلب کری عطا فرماتا ہی یا اوس سی کوئی مصیبت اوسکی برابر دفع کرتا ہی جبتک کہ گناہ کی یا قطع رحم کی دعا نہ کری پہر گناہ کی دعا ایسی ہی
ان يقول اللهم ارزقني شرب الخمر او قتل انسان او وطي غلام او غير ذلك مما يحرم عليه فعله والدعاء بقطيعة الرحم
ہی مثلا کہی الہی مجکو پینا شراب کا   یا قتل انسان کا یا وطی غلام کی میسر کر   یا اور کچھ سوا اسکی جسکا عمل اوسپر حرام ہی اور دعا قطع رحم کی مثلا
مثل ان يقول اللهم باعد بيني وبين ابي وامي او اخي او غير ذلك فان الدعاء بهذين الوجهين لا يقبل ثم انه اذا اراد
یوں کہی کہ الہی دور رکہہ مجکو   اور میری باپ کو اور ماں کو   یا بہائی کو یا اور سوا اوسکی   بیشک یہہ دونو طرح کی دعا   قبول نہیں ہوتی پہر یہہ شخص جب دعا مانگنی کا قصد کری
ان يدعو ينبغي له ان يتوب اولا عن خطاياه والآثام ويرد المظالم وحقوق الانام ثم يتوضأ ويستقبل القبلة ويجثو على
تو لائق ہی کہ پہلی اپنی گناہوں   اور معصیت سی توبہ کری   اور مظالم   اور خلقت کی حقوق ادا کری پہر وضو کرکی قبلہ کی طرف متوجہ ہوکر دو زانو بیٹھی
ركبتيه ثم يرفع يديه ويدعو بالخضوع والخشوع ويساله ما دعا به ثلثا لما روي عن ابن مسعود انه عليه السلام
پہر دونو ہاتہہ اوٹہاکر نہایت انکسار   اور فروتنی سی دعا مانگی   اور جو کچہہ تین تین بار سوال کری اسلیے کہ ابن مسعود سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام
كان اذا دعى دعا ثلثا واذا سال سال ثلاثا ويختار في الدعاء الجوامع والمراد بالجوامع ما كان لفظه قليلا ومعناه كثيرا
جب دعا مانگتی تو تین تین بار مانگتی اور جب سوال کرتی تین بار سوال کرتی   اور دعا میں عبارت جوامع کو پسند فرماتی اور مراد جوامع سی وہ عبارت ہی جسمیں لفظ تہوڑی ہوں
قد جمع بين خير الدنيا والآخرة كما في قوله تعالى ربنا آتنا في الدنيا حسنة وفي الآخرة حسنة وقنا عذاب النار ويجتنب
اور معانی بہت ہوں جسمیں تمام خوبی دنیا اور آخرت کی آجاوی چنانچہ اس آیت میں ہی ای رب ہماری دی ہمکو دنیا میں خوبی اور آخرت میں خوبی اور بچا ہمکو دوزخ کی عذاب سی اور دعا میں
الاعتداء فيه والتجاوز عن الحد المشروع فالاولى ان لا يتجاوز الدعوات الماثورة كيلا [illegible]
تعدی سی بچی [illegible] کہ شرع کی حد سی باہر ہوجاوی اب اولی یہہ ہی کہ دعوات ماثورہ سی جو حدیثوں میں ہیں نہ تجاوز کری [illegible]
اذ ليس كل احد يحسن الدعاء وقيل ان العلماء كانوا لا يزيدون في الدعاء على سبع كلمات ويشهد هذا آخر سورة البقرة فانه تعالى
اسلیے کہ ہر ایک شخص اچھی دعا نہیں جان سکتا اور کہتی ہیں اگلی علماء دعا کی اندر سات کلمات سی زیادہ نہیں بڑہاتی تہی اور اسکا گواہ آخر سورہ بقرہ کا ہی سو اللہ تعالی نی
لم يخبر في موضع من ادعية عباده اكثر من ذلك حيث بين فيه انهم قالوا ربنا لا تؤاخذنا ان نسينا او اخطانا ربنا
کسی مقام میں بندوں کی دعاؤں میں اس سی زیادہ نہیں بڑہایا   جہاں یہہ بیان فرمایا ہی کہ انہوں نی یہہ کہا ای رب ہماری نہ پکڑ ہمکو اگر ہم بہولیں یا چوکیں ای رب ہماری
ولا تحمل علينا اصرا كما حملته على الذين من قبلنا ربنا ولا تحملنا ما لا طاقة لنا به واعف عنا واغفر لنا وارحمنا
اور نہ رکہہ ہمپر بوجہہ جیسا رکہا تہا ہمسی اگلوں پر   ای رب ہماری اور نہ اوٹہوا ہمسی جسکی طاقت نہیں ہمکو   اور درگذر کر ہمسی   اور بخش ہمکو اور رحم کر ہمپر
انت مولانا فانصرنا على القوم الكافرين يسرنا الله تعالى عملا موافقا لرضائه بلطفه

## المجلس الثالث والاربعون

تو ہمارا صاحب ہی تو مدد کر ہماری قوم کافر پر   ہمپر آسان کری اللہ تعالی عمل اپنی رضا کی موافق اپنی لطف سی   تینتالیسوین مجلس

### في بيان مسنونية الصلوة عند ظهور الآية المخوفة

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا
بیان نماز مسنون ہونیکا وقت ظاہر ہونی   نشان خوفناک کی   رسول اللہ صلی اللہ علیہ نی فرمایا جب تم کوئی
رايتم آية فاسجدوا هذا الحديث من حسان المصابيح رواه ابن عباس والمراد بالآية العلامة التي يخوف الله تعالى
خوفناک نشان دیکہو تو نماز پڑہو یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثوں میں ہی ابن عباس کی روایت ہی اور مراد آیت سی وہ علامت ہی جسمیں اللہ تعالی اپنی بندوں کو
بها عباده والمراد بالسجود الصلوة كانه عليه السلام قال ايها الناس اذا رايتم علامة من العلامات التي يخوف الله بها
ڈراتا ہی اور سجود سی مراد نماز ہی   گویا نبی علیہ السلام نی فرمایا   ای لوگو   جب تم کوئی سی علامت دیکہو علامات میں سی جسسی اللہ تعالی اپنی بندوں کو ڈراتا ہی

بها عباده فقوموا الى الصلوة فعلى هذا اذا ظهر علامة من العلامات المخوفة كالكسوف والخسوف والزلازل والصواعق

اپنی بندون کو ڈراتا ہی توتم نماز مین مصروف ہو جاؤ اس مضمون کی موافق جب کوئی علامت خوفناک پیدا ہووی جیسی سورج گہن اور چاند گہن اور بہونچال اور بجلی کا گرنا

والامطار الدائمة والريح الشديدة والظلمة الهائلة بالنهار والضوء الهائل بالليل وعموم الامراض والخوف الغالب

اور متصل بارش اور سخت اندہیان اور دن مین اندہیرا ہولناک اور رات کو روشنی ہولناک اور وبائی بیماریان اور دشمن کا قوی

من العدو ونحو ذلك من الاهوال والافزاع ينبغي للناس ان يقوموا الى الصلوة ويصلون ان شاؤا ركعتين

خوف اور مانند اسکی اور ہول اور خوف تو لوگون کو یہہ چاہی کہ نماز مین مشغول ہوجاوین اور چاہین تو دو رکعت پڑہین

وان شاؤا اربعا لان كل ذلك من الآيات المخوفة التي يخوف الله تعالى به عباده كما قال تعالى وَمَا نُرْسِلُ

اور چاہین چار رکعت پڑہین کیونکہ یہہ تمام نشان خوفناک ہین جن سی اللہ تعالی اپنی بندون کو ڈراتا ہی چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی اور نشانیان جو ہم

بِالْآيٰتِ اِلَّا تَخْوِيفًا وقد روى انه عليه السلام قال اذا رايتم شيئا من هذه الافزاع فافزعوا الى الصلوة فانه

بہیجتی ہین سو ڈرانی کو اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جب تم انمین سی کوئی شئ خوفناک کی دیکہو تو نماز پڑہنی لگو اسلئی کہ

عليه السلام كان اذا حزنه امر فزع الى الصلوة وعند ظهور علامة من علامات العقوبات كان يامر

نبی علیہ السلام کو جب کسی باب مین حزن پیدا ہوتا تو نماز شروع کردیتی اور ہر وقت پیدا ہونی کسی نشان کی عذاب کی نشانیون مین سی نماز کی بہی

بالصلوة والدعاء والاستغفار ويشتغل بها حتى ينكشف ذلك عن الناس لانه تعالى قد يرسل علامة من علامات

اور دعا مانگنی اور توبہ کرنیکا امر فرماتی اور آپ بہی اوسمین مشغول رہتی یہان تک کہ لوگون کی سر پر سی وہ نشان ٹل جاتا اسواسطی کہ اللہ تعالی بعضی دفعہ علامات عذاب مین سی

العذاب ويخوف بها عباده ليتوبوا اليه ويتضرعوا اليه وعلم من هذا كله ان علامة من علامات العذاب اذا

کوئی نشانی پیدا کرتا ہی اور اپنی بندون کو اوس سی ڈراتا ہی تاکہ اوسکی طرف رجوع کرکر انکسار کرین اس تمام بیان سی معلوم ہوا کہ علامات عذاب مین سی جب کوئی علامت پیدا ہووی

ظهرت فالمشروع الاشتغال بالتوبة والاستغفار وبما يرجى ان يرفع به العذاب المخوف من اعمال البر والتقوى

تو توبہ اور استغفار مین اور ان اعمال مین مشغول ہونا مشروع ہی جسمین توقع عذاب ہولناک کی رفع ہونیکی ہو یعنی اعمال نیک اور پرہیزگاری

فان كل ذلك من اعظم ما يستدفع به البلاء واما الاشتغال بالمعاصي والملاهي فلا يمنع زوال البلاء بل

بیشک یہہ تمام واسطی دفع کرنی بلا کی بڑا ہی علاج ہی اور اشتغال معاصی اور لہو لعب کا سو اس سی بلا ہرگز نہین ٹلتی بلکہ بلا کی

يقوى وقوعه كما يدل عليه قوله تعالى وَمَا اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيكُمْ وقد روى ان بعض

آمدنی اور زور پکڑتی ہی چنانچہ اس آیت سی ثابت ہی اور جو پڑی تمپر کوئی مصیبت سو بدلہ اوسکا جو کمایا تمہاری ہاتہون نی اور روایت ہی کہ ایک

الصالحين قد شكى اليه عن بلاء وقع فيه الناس فقال ما ارى ما انتم فيه من البلاء الا بشوم المعاصي فالعاصي

صالح مرد کی پاس عام بلا کی شکایت گذری جسمین تمام خلقت مبتلا تہی سو اوس صالح مرد نی فرمایا مین اس بلا کو بجز نحوست تمہاری گناہون کی نہین جانتا پس گنہگار آدمی

مشوم على نفسه وعلى غيره اذ لا يؤمن ان ينزل عليه العذاب فيعم الناس خصوصا من لم ينكر عمله لان النهي

منحوس ہوتا ہی اپنی جان پر اور غیرون پر اسلئی کہ یہہ بچاؤ کہان ہی کہ اوسپر عذاب نازل ہوکر سب خلقت پر پہیل جاوی خاص اون لوگون پر جو اوسکی عمل کو ناپسند نہین کرتی

عن المنكر واجب فاذا تركه الناس يكون جميعهم مستحقين للعذاب كما روى عن جرير بن عبد الله رض انه عليه السلام

اسواسطی کہ بدباتوں کی ممانعت واجب ہی جب اس وجوب کو لوگون نی ترک کیا تو سب ہی سزاوار عذاب کی ہونگی چنانچہ جریر بن عبد اللہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی

قال ما من رجل يكون في قوم يعمل فيهم بالمعاصي وهم يقدرون على ان يغيروا عليه ولا يغيرون الا اصابهم

فرمایا نہین کوئی شخص کہ ایک قوم مین رہکر معاصی کیا کری اور حال یہہ ہی کہ اونکو یہہ قدرت ہی کہ منع کردین پر منع نہین کرتی مگر او ان سب پر

منه بعقاب قبل ان يموتوا وفي حديث اخر انه عليه السلام قال ان الله تعالى لا يعذب العامة بذنوب الخاصة

جیتی جی عذاب آویگا اور ایک اور حدیث مین ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا بیشک اللہ تعالی بعض بعض کی گناہون سی تمام خلقت کو عذاب نہین کرتا

حتى يروا المنكر بين اظهرهم وهم قادرون على ان ينكروه فلا ينكرونه فاذا فعلوا ذلك عذب الله العامة

جبتک وہ خلقت امر بد کو اپنے سامنے دیکھیں اور وہ یہہ قدرت رکھتے ہیں کہ منع کریں پہر منع نکریں جب وہ ایسا کرتے ہیں تو پہر اللہ تعالی عوام

والخاصة فان المنكر اذا ظهر بين الناس يجب على كل من يراه ان يغيروه فان لم يغيروا فكلهم عاص بعضهم

و خواص کو عذاب کرتا ہے اسلئے کہ کار بد جب سب کے سامنے ہونے لگے تو جو دیکھے سب پر واجب ہے کہ منع کرے اگر منع نکرینگے تو پہر سب کے سب گنہگار ہیں

بفعله وبعضهم برضاه وقد جعل الله تعالى بحكمه وحكمته الراضي بمنزلة العاصي ولهذا قال الله تعالى واتقوا

بعضے تو عمل کرکر اور بعضے پسند کرکر اور اللہ تعالی نے اپنی حکم اور حکمت سے پسند کرنیوالیکو برابر گنہگار کے ٹھہرایا ہے اسیلئے اللہ تعالی نے فرمایا ہے اور بچتے رہو

فتنة لا تصيبن الذين ظلموا منكم خاصة قال ابن عباس رض في تفسير هذه الاية قد امر الله المؤمنين ان لا يقروا

اوس فساد سے کہ نہ پڑیگا تم میں سے ظالموں پر چنکر ابن عباس اس آیت کی تفسیر میں کہتے ہیں بیشک اللہ تعالی مؤمنوں کو امر کرتا ہے کہ امر منکر کو

منكرا بين اظهرهم فيعمهم العذاب فانظر ايها العاقل ان عاقر الناقة كان واحدا من قوم صالح النبي عليه السلام

اپنے سامنے نہ ہونے دیں پہر سب پر عذاب آویگا سواے عقلمند دیکہہ تو حضرت صالح پیغمبر علیہ السلام کی اونٹنی کا کاٹنیوالا تمام قوم میں سے ایک ہی تہا

كما اخبر الله به حيث قال فنادوا صاحبهم فتعاطى فعقر فتبعه ثمانية فكانوا تسعة كما بينه الله حيث قال

چنانچہ اللہ تعالی اوسکی خبر اس آیت میں دیتا ہے پہر پکاری اپنے رفیق کو پہر اوسنے چلایا اور کاٹا پہر اوسکے ساتہہ آٹہہ آدمی ہوگئے تو وہ کل نو ہوگئے چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہے

وكان في المدينة تسعة رهط يفسدون في الارض ولا يصلحون فانزل الله تعالى العذاب على قوم صالح النبي عليه السلام

اور تہے اوس شہر میں نو شخص خرابی کرتے ملک میں اور سنوار نکرتے پہر اللہ تعالی نے حضرت صالح نبی علیہ السلام کی قوم پر عذاب اوتار کر

واهلكهم وشمل الاصاغر والبهائم من العذاب شمل الاكابر حين لم ينهوا عاقر الناقة عن عقرها وكذلك سائر الامم

ہلاک کیا اور بچوں اور جانوروں پر وہ ہی عذاب آیا جو بڑوں پر آیا تہا جب اونہوں نے اونٹنی کی قاتل کو قتل سے منع نکیا اور ایسی ہی تمام امتیں معذب

المهلك شمل العذاب صغارهم وكبارهم ونساءهم وحيواناتهم ولهذا كان الله تعالى يامر الانبياء عليهم السلام ان يخرجوا

کرا دنکی بچوں اور بڑوں اور عورتوں اور جانوروں پر عذاب آگیا اور اسیلئے اللہ تعالی انبیاء علیہم السلام کو امر فرماتا ہے کہ مسلمانوں کو ساتہہ لیکر

مع المؤمنين من بين قومهم قبل نزول العذاب مع كون القدرة صالحة لانجائهم وان قعدوا في اماكنهم لكن لا تبدل

اپنی قوم میں سے عذاب کے آنی سے پہلے باہر چلے جاویں باوجودیکہ اونکے بچالینے کی قدرت ہے اگرچہ وہ اپنے مکانوں میں بیٹھے ہیں پر عادات الٰہی میں تبدیل نہیں ہوتی

لسنة الله تعالى وقد كان من قاعدة العذاب انه اذا نزل بقوم يعم المستحق وغيرهم ثم يبعثون على نياتهم كما جاء

اور قاعدہ عذاب کا یوں ہی جاری تہا کہ جب کسی قوم پر نازل ہوتا تو مستحق وغیرہ سب پر عام ہوتا تہا پہر اپنی اپنی نیت پر اوٹہینگے چنانچہ

في الصحيحين عن عبد الله بن عمر رض انه عليه السلام قال اذا انزل الله بقوم عذابا اصاب من كان فيهم ثم يبعثون

صحیح بخاری اور مسلم میں عبد اللہ بن عمر رض کی روایت سے آیا ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جب اللہ تعالی کسی قوم پر عذاب بہیجتا ہے تو جو اونمیں ہوتے ہیں

على نياتهم وروي عن مالك بن دينار رح انه قرأ هذه الاية وكان في المدينة تسعة رهط يفسدون في الارض

سب پر آتا ہے پہر اپنی اپنی نیتوں پر اوٹہائے جاتے ہیں اور مالک بن دینار سے روایت ہے کہ اونہوں نے یہہ آیت پڑہی اور تہے اوس شہر میں نو شخص خرابی کرتے ملک میں

ولا يصلحون قال فكم اليوم في كل محلة وكل جماعة من يفسد في الارض ولا يصلح مع انه تعالى فليحذر الذين يخالفون

اور اصلاح نکرتے فرمایا آج ہر ہر محلہ اور ہر ہر جماعت میں کتنے ہیں جو ملک میں خرابی کرتے ہیں اور اصلاح نہیں کرتے باوجودیکہ اللہ تعالی فرماتا ہے پس ڈرتے

عن امره ان تصيبهم فتنة او يصيبهم عذاب اليم وقد روي عن ام سلمة رض انها قالت سمعت رسول الله صلى

رہیں جو لوگ خلاف کرتے ہیں اوسکے حکم کا کہ پڑے اونپر کچہہ خرابی یا پہنچے اونکو دکہہ کی مار اور ام سلمہ رض سے روایت ہے کہ وہ کہتی ہیں کہ سنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ

الله عليه وسلم يقول اذا ظهرت المعاصي في امتي عمهم الله بعذاب من عنده فقلت يا رسول الله اما فيهم

وسلم سے سنا کہ فرماتے تہے جب میری امت میں معاصی ظاہر ہونے لگے تو اللہ تعالی کے پاس سے سب پر عذاب آویگا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا اوس امت میں

اناس صالحون قال بلى قلت كيف يصنع اولئك قال يصيبهم ما اصاب الناس ثم يصيرون الى

نیک کار بھی ہوں گے فرمایا ہاں میں نے عرض کیا انکا کیا حال ہوگا فرمایا اونپر وہ ہی مصیبت ہوگی جو سب لوگوں پر پھر انجام ان کا خدا کی بخشش

مغفرة الله ورضوانه فالظاهر من هذا الحديث ان المؤمن اذا انكر بقدر استطاعته ولم يعمل

اور رضامندی ہے اب اس حدیث سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مومن اگر تا بمقدور برا جانے اور منکر کو نہ کرے

المنكر يعمه العقاب في الدنيا دون الآخرة ويدل عليه ايضا ما روي عن عائشة رض انها قالت يا رسول الله

تو اوسکو عذاب دنیا میں عام ہوگا آخرت میں نہ ہوگا اور یہ ہی مضمون عائشہ رض کی روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ انہوں نے عرض کیا یا رسول الله

ان الله تعالى اذا انزل سطوته باهل الارض وفيهم صالحون فيهلكون بهلاكهم فقال يا عائشة ان

الله تعالى جب اپنا قہر زمین کے باشندوں پر نازل کرتا ہے اور ان میں نیکوکار بھی ہوتے ہیں کیا وہ بھی اونکے ساتھ ہلاک ہوتے ہیں فرمایا اے عائشہ

الله تعالى اذا انزل سطوته باهل نقمته وفيهم صالحون فيصيبون معهم ثم يبعثون على نياتهم والمرء

الله تعالى جب اپنا قہر عذاب والوں پر نازل کرتا ہے اور ان میں صالح بھی ہوتے ہیں تو وہ بھی اونکے ساتھ مصیبت میں آتے ہیں پھر اپنی اپنی نیتوں پر اٹھیں گے اور آدمی

لا يسمى صالحا الا اذا انكر بمقدار وسعه واما من داهن ولم ينكر مع استطاعته فانه يصير من الفاسقين

صالح جب ہی ہوتا ہے کہ اپنی مقدور تک برائی سے منع کرے اور جس نے سستی کی اور باوجود طاقت منع نہ کیا تو وہ فاسقوں میں داخل ہوتا ہے

لا من الصالحين وقد ضرب رسول الله صلى الله عليه وسلم للمداهن في حدود الله والواقع فيها مثلا

صلحاء میں نہیں ہے اور رسول الله صلى الله عليه وسلم نے ایک مثال بیان فرمائی ہے حدود الہی میں سستی کرنیوالے کی اور جو حدود الہی میں مبتلا ہے

فقال عليه السلام مثل المداهن في حدود الله تعالى والواقع فيها مثل قوم استهموا سفينة فصار بعضهم

سو فرمایا مثال حدود الہی میں سستی کرنیوالے کی اور جو حدود میں مبتلا ہے ایسی ہے گویا ایک قوم نے کشتی حصہ وار لی پھر کوئی تو

في اسفلها وصار بعضهم في اعلاها فكان الذي في اسفلها يمر بالماء على الذين في اعلاها فتاذوا به فاخذ فاسا

نیچے کے درجہ میں آیا اور کوئی اوپر کے درجہ میں آیا اور جو کہ نیچے کے درجہ میں تھا وہ اوپر والوں کے پاس پانی لینے آتا جاتا اونکو اس سے ایذا ہوئی اب اوس نے کلہاڑا لیکر

فجعل ينقر السفينة فاتوه فقالوا ما لك فقال تاذيتم بي ولا بد لي من الماء فان اخذوا على يديه انجوه ونجوا انفسهم

کشتی میں چھید کرنا شروع کیا او پر والے اوسکے پاس آکر پوچھا تو کیا کرتا ہے کہا تمکو مجھسے ایذا ہوتی ہے اور مجھکو پانی کی ضرورت ہے اب اگر اونہوں نے اوسکا ہاتھ پکڑ لیا تو اوسکو بچا لیا اور اپنی

وان تركوه اهلكوه واهلكوا انفسهم فانه عليه السلام قد ادرج في تمثيله هذا جملة من الفوائد منها ان الدين

جانوں کو بھی بچا لیا اور اگر اوسکو چھوڑ دیا تو اوسکو مارا اور آپ بھی مرے بیشک نبی علیہ السلام نے اس تمثیل میں بہت فائدے درج کئے ہیں ایک یہ ہے کہ دین

كالسفينة فانه كما تكون سبب النجاة في الدنيا كذلك الدين يكون سبب النجاة في الآخرة ومنها ان

مثل جہاز کی ہے سو جہاز جیسے دنیا میں ڈوبنے سے بچاتا ہے ایسی ہی دین آخرت میں بچاتا ہے اور ایک یہ ہے

سكوت اهل السفينة عمن يريد ان ينقرها يكون سبب هلاكهم في الدنيا كذلك سكوت المسلمين عن العاصي

کہ کشتی والوں کا چپ رہنا اوسکی حال سے جو کشتی میں چھید کیا چاہتا ہے جیسے دنیا میں اونکی ہلاکت کا سبب ہے ایسی ہی چپ رہنا مسلمانوں کا فاسق کی حال سے

وعدم الانكار عليه يكون سبب هلاكهم في الدنيا والآخرة ومنها ان قول الناقر انما انقر فيما يختص بي لا ينجي

اور اوسپر انکار نہ کرنا دنیا اور آخرت میں اونکی ہلاکت کا سبب ہے اور ایک یہ ہے کہ سوراخ کرنیوالے کا یہ کہنا کہ میں تو اپنے حصہ میں چھید کرتا ہوں جیسے

من كان في السفينة من الهلاك كذلك لا ينجي المؤمنين من الاثم والعقوبة قول الجاني انما اجني على ديني لا على

اون کو جو کشتی میں تھے ہلاکت سے نہیں بچاتا ایسی ہی مومنوں کو گنہگار کا یہ کہنا گناہ اور عقوبت سے نہیں بچاتا کہ میں اپنے دین پر گناہ کرتا ہوں تمہارے دین پر نہیں

دينكم عليكم انفسكم ما تريدون مني لي عملي ولكم عملكم كل شاة تعلق بعرقوبها ونحو هذه الكلمات التي تجري

کرتا تم اپنا سنبھالو تمہیں مجھسے کیا غرض میرا کیا میرے لئے تمہارا کیا تمہارے لئے ہر ایک بکری اپنی پانو سے لٹکتی ہے اور ایسی ایسی باتیں جو عوام

على السنة العوام الذين لا يعلمون ان شوم فعله وسوء عاقبته فساده يشمل الجميع ومنها ان قيام اهل السفينة

کی زبان پر گذرتی ہیں جو یہہ نہیں جانتی کہ نحوست اونکی عمل کی اور انجام بد اونکی فساد کا سب پر آتا ہی اور ایک یہہ ہی کہ اہل سفینہ کا کہڑی ہوکر

ومنع من يريد خرقها كما يكون سببا لنجاة جميع اهل السفينة من الغرق كذلك قيام اهل الدين ومنع المنكر

کشتی توڑنیوالی کو منع کرنا جیسا تمام اہل سفینہ کو ڈوبنی سی بچاتا ہی ایسی ہی دینداروں کا مستعد ہوکر کہڑا ہونا اور منکر سی روکنا

يكون سببا لنجاة جميع المسلمين من الاثم والعقوبة ومنها ان خرق السفينة كما لا يقدم عليه الا من هو احمق

گناہ اور عقوبت سی تمام مسلمانوں کی نجات کا سبب ہوتا ہی اور ایک یہہ ہی کہ کشتی کا توڑنا جیسی وہ ہی شخص اختیار کرتا ہی جو اسا احمق ہو

يستحسن ما هو قبيح في الحقيقة ولا يعلم هلاكه كذلك لا يقدم على المعصية الا من يستحسنها ولا يعلم ما فيها

کہ اچہا بد امور کو نیک سمجہی اور ڈوبنی سی واقف نہو ایسی ہی معصیت کو وہ ہی شخص اختیار کرتا ہی جو اوسکو نیک سمجہی اور یہہ نجانی کہ اسمین

من عظيم الاثم واليم العقاب اذ لو علم يقينا انه بمعصيته يفعل في دينه من الضرر ما يفعله خارق السفينة لما

کتنا بڑا گناہ اور کیسا سخت عذاب ہی کیونکہ اگر یقینا یہہ جانتا کہ معصیت میری دین کو ایسا نقصان کرتی ہی جیسی کشتی کا توڑنیوالا کرتا ہی تو معصیت کو کبہی

اقدم عليها ابدا ومنها ان واحدا من اهل السفينة اذا انكر على الذي يريد خرقها واعترض عليه واحد منهم

اختیار نکرتا اور ایک یہہ ہی کہ کوئی اہل سفینہ میں سی جب اوس کشتی توڑنیوالیکو تنبیہ کری اب اگر کوئی اور شخص اونمین سی اسپر یہہ اعتراض کری کہ تجہی کیا کام

فان ذلك المعترض كما ينسب الى الحمق وقلة العقل وعدم العلم بعاقبة هذا الفعل من جهة كون المانع من

تو بیشک یہہ اعتراض کرنیوالا جیسی احمق اور بیوقوف اور اس حرکت کی انجام سی نادان کہلاویگا اسواسطی کہ روکنی والا

الخرق ساعيا في نجاة المعترض وغيره من الهلاك كذلك من يعترض على من يغير المنكر لا يعترض عليه الا

کشتی کی توڑنی سی معترض وغیرہ کو ہلاک ہونی سی بچاتا ہی ایسی ہی جو شخص اوسپر اعتراض کری جو منکرات سی منع کرتا ہی تو وہ اعتراض

من عظيم حمقه وقلة عقله وعدم علمه بعاقبة المعصية وشومها فان من يغير المنكر يكون قائما باسقاط الفرض

بڑی حماقت اور بی وقوفی اور معصیت کی انجام اور نحوست کی نادانی سی ہی بیشک جو شخص منکرات کو روکتا ہی تو وہ واسطی اداکرنی فرض کی

المتوجه على المعترض وغيره وساعيا في نجاتهم من الاثم وخلاصهم من العقوبة ومنها ان اهل السفينة اذا سكتوا

جو معترض وغیرہ پر آئی کو ہی کوشش کرتا ہی اور اونکو خطا سی بچانی اور عقاب سی چہوڑانی میں سعی کرتا ہی اور ایک یہہ ہی کہ کشتی والی اگر توڑنیوالی سی

عمن يريد خرقها ولم يمنعوه فانهم كما يكونون سواء في الهلاك معه ولا يميز الخارق من غيره ولا الصالح من الطالح كذلك

چشم پوشی کرینگی اور اوسکو منع نکرینگی تو یہہ سب جس حال میں ہونگی اوسکی ساتہہ ڈوبنی میں برابر ہونگی اور یہہ نہ معلوم ہوگا انہیں توڑنیوالا کونسا ہی اور نہ نیکو کار کونسا

اهل الاسلام اذا سكتوا عن تغيير المنكر يعمهم العذاب ولا يميز بين مرتكبه الاثم وغيره ولا بين الصالح منهم وغيره

ہی اور بدکار کونسا ایسی ہی اہل اسلام جب منکرات کی روکنی میں چشم پوشی کرینگی تو سب پر عذاب آویگا یہہ پہچان ہوگی منکر کا عمل کرنیوالا کونسا ہی او صاف کونسا ہی اور نہ

ولذلك قال النبي عليه السلام لا تزال لا اله الا الله ينفع من قالها وترد عنهم العذاب والنقمة ما لم يستخفوا بحقها

پہچان نیکو کا اور بدکار کی اسہی واسطی نبی علیہ السلام نی فرمایا کلمہ لا الہ الا اللہ جو اسی پڑہیگا ہمیشہ فائدہ دیتا رہیگا اور اوسپر سی عذاب اور قہر کو ہٹاتا رہیگا جبتک اوسکی حق کو ضعیف نکری

قالوا يا رسول الله وما الاستخفاف بحقها قال يظهر العمل بمعاصي الله تعالى فلا ينكر ولا يغير فانه عليه الصلوة والسلام

عرض کیا یا رسول اللہ اوسکا حق کیونکر ضعیف ہوتا ہی فرمایا جب اعمال بد ظاہر ہونی لگیں پہر نہ کوئی اوسکو ناپسند کری اور نہ کوئی بند کری بیشک نبی علیہ السلام نی

اخبر في هذا الحديث ان ترك الانكار والتغيير يكون استخفافا بكلمة التوحيد فلا يرد العذاب عن الناطقين بها

اس حدیث میں ارشاد فرمایا کہ انکار اور تغیر کی ترک کرنی میں کلمہ توحید کی خفت ہوتی ہی سو کلمہ پڑہنی والوں پر سی عذاب کو دفع نہیں کریگا

لكن ينبغي ان يعلم ان الفعل الذي يجب انكاره يشترط ان يكون منكرا سواء كان من الصغائر او من الكبائر لان وجوب

پر یہہ بہی یاد رکہنا چاہئی کہ جس کام سی انکار کرنا واجب ہی اوسمین شرط یہہ ہی کہ وہ مذموم ہو پہر برابر ہی صغیرہ ہو یا کبیرہ اسواسطی کہ وجوب

الانكار

الانكار لا يختص بالكبائر بل يعم الصغائر ايضا ولا يشترط في كونه منكرا ان يكون معصية فان من رای صبيا او
انکار کا کچھ کبایر ہی سی خاص نہین ہی بلکہ صغایر سی بہی چاہیئی اور منکر ہونی مین یہہ شرط نہین ہی کہ معصیت ہو اگری کیونکہ جو شخص نابالغ لڑکی یا
مجنونا يشرب الخمر فعليه ان يريق خمره ويمنعه من الشرب وكذا لو رای واحدا منهما يفعل شيئا من المنكرات
باولی کو شراب پیتا دیکہی تو اوسکو لازم ہی کہ شراب کبینڈاوی اور پینی سی منع کردی اور ایسی ہی اگر کسیکو اونمین سی کوئی اور منکر عمل کرتی ہوئی دیکہی
يجب عليه ان يمنعه وليس هذا المنع لكون فعلهما معصية اذ لا يسمى فعلهما معصية بل لكونه منكرا وممّا
تو اوسکو واجب ہی کہ منع کری اور یہہ ممانعت اسلئی نہین ہی کہ وہ اونکی حق مین معصیت ہی اسواسطی کہ نابالغ اور باولی کی اعمال معصیت نہین ہوتی بلکہ اسلئی کہ منکر ہی اور
ينبغي ان يعلم ايضا ان تغيير المنكر لا يختص بالحاكم ولا يتوقف على اذنهم بل يجب على كل احد بحسب استطاعته
یہہ بہی یاد رکہنی کی بات ہی کہ منہیات سی روکنا صرف حاکمون سی خصوصیت نہین رکہتا اور نہ اونکی اجازت پر موقوف ہی بلکہ ہر ایک پر اوسکی طاقت کی موافق واجب ہی
وان لم ماذونا من جهتهم سواء كان رجلا او امراة او حرا وعبدا كما عليه الاجماع لما روى عن ابي سعيد الخدري رض
اگرچہ حاکمون کی طرف سی مامور نہو برابر ہی کہ مرد ہو یا عورت آزاد ہو یا غلام چنانچہ اسی پر امت کا اجماع ہوا ہی اسواسطی کہ ابو سعید خدری سی روایت ہی
انه عليه السلام قال من رای منكم منكرا فليغيره بيده وان لم يستطع فبلسانه وان لم يستطع فبقلبه
کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جو کوئی تم مین سی منکر کو دیکہی تو چاہیئی کہ ہاتہہ سی روک دی اور اگر یہہ طاقت نہو تو زبان سی روکی اور اگر یہہ بہی طاقت نہو تو دل سی بیزار رہی
وذلك اضعف الايمان فقوله عليه السلام فليغيره امر ايجاب بالاجماع وقوله من رای منكم عام يشمل الوجوب
اور یہہ ادنی ایمان ہی پس ارشاد علیہ السلام کا چاہیئی کہ روک دی بالاجماع امر ایجاب کی لئی ہی اور آپ کا قول جو کوئی تم مین سی دیکہی عام ہی تمام امت پر واجب ہوتا ہی
جميع الامة لكن قوله تعالى وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ يدل على
پر یہہ آیت اور چاہیئی کہ رہی تم مین ایک جماعت بلاتی نیک کام پر اور حکم کرتی پسند بات کو اور منع کرتی ناپسند کو یہہ دلالت کرتی ہی کہ
انه فرض كفاية وفرض الكفاية اهم من فرض العين والاشتغال به افضل من الاشتغال بفرض العين لان
فرض کفایہ ہی اور فرض کفایہ کا اہتمام فرض عین سی زیادہ ہوتا ہی اور فرض کفایہ مین مشغول رہنا فرض عین کی شغل سی افضل ہوتا ہی اسواسطی
من يترك فرض العين يختص هو بالاثم ومن يفعله يختص هو باسقاط الفرض عن نفسه واما فرض الكفاية
کہ جو شخص فرض عین کو ترک کریگا تو وہی ایک گنہگار ہوگا اور جو شخص فرض عین کو ادا کریگا تو وہ صرف اپنی ذمہ کا فرض ادا کریگا اور فرض کفایہ
فلو ترك ياثم الجميع ولو فعل يسقط الاثم عن الجميع ففاعله ساع في صيانة جميع الامة عن الاثم ولا شك ان من قام
اگر ترک کریگا تو تمام امت گنہگار رہوگی اور اگر فرض کفایہ ادا کریگا تو تمام امت گناہ سی بچیگی پس فرض کفایہ بجا لانیوالا تمام امت کو گناہ سی بچانی مین سعی کرتا ہی اور بیشک جو شخص
مقام جميع المسلمين في اقامة مهم من مهمات الدين يكون افضل ولذلك قال النبي عليه السلام من امر بالمعروف
ضروری امر دینی کی قایم کرنی مین تمام مسلمانون کا قایم مقام ہو دی وہ بہت بہتر ہی اسی واسطی نبی علیہ السلام نی فرمایا جو شخص نیک کار سکہادی اور
ونهى عن المنكر فهو خليفة الله تعالى في ارضه وخليفة كتابه ورسوله وانما كان كذلك لان الانبياء ما بعثوا
بد کار سی روکی بس وہ زمین مین اللہ تعالی کا اور اوسکی کتاب اور رسول کا خلیفہ ہی اور یہہ خلافت اسلئی ہی کہ انبیاء علیہم السلام اسی واسطی مبعوث ہوئی ہین
الا للامر بالمعروف والنهي عن المنكر وذلك وظيفتهم التي جاءوا بها فمن تبعهم فيها وامر ونهى يكون نائبا عنهم في هذا
کہ نیک کار سکہادین اور بد کار سی روکین اور یہہ ہی اونکا وظیفہ ہی جو لائی ہین اس باب مین جو اونکا پیرو ہو کر نیک کار سکہادی اور بد کار سی روکی وہ ہی
الامر العظيم وتلي منزلته منزلتهم في هذا الخطب الجسيم سواء كان حاكما او ماذونا من جهته او غير ماذون نعم من
اس امر عظیم مین اونکا نائب ہوویگا اور اسکا مرتبہ اس کار معظم مین اونکی مرتبہ سی نزدیک جا ملیگا برابر ہی کہ وہ حاکم ہو یا حاکم کی طرف سی متعین ہو یا غیر متعین ہان جو شخص
كان حاكما او ماذونا من جهته يتعين عليه ذلك ويكون له من اقامة الحدود والتعزير ما ليس لغيره من المسلمين
حاکم ہو یا حاکم کی طرف سی متعین ہو تو اوسکا یہہ ذمہ ہی اور اوسکو بسبب انتظام حدود اور تعزیر کی اتنا ثواب ہوگا جو اور کسی مسلم کو نہوگا

واذا اهمل فعلى كل مسلم ان يامر بالمعروف وينهى عن المنكر بقدر طاقته ثم ان كان الوالى راضيا به فبها وان لم

اورجب وہ سستی کری تو پہر ہریک مسلمان کو لازم ہی کہ امر بالمعروف اور منکر سی ممانعت اپنی مقدور موافق کیا کری پہر اگر حاکم اسپر خوش ہو تو کیا بات ہی اور اگر

يكن راضيا بل كان ساخطا فسخطه منكر يجب الانكار عليه لان العلماء قد فهموا من العمومات الواردة فى الامر

راضی نہو بلکہ ناخوش ہو تو اوسکی ناخوشی بہی منکر ہی اس سی بہی انکار چاہی اسواسطی کہ علماء اون عمومات سی جو درباب امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی وارد ہین

بالمعروف والنهى عن المنكر دخول الامراء والسلاطين تحت تلك العمومات فكيف يحتاج الى اذنهم فى الانكار عليهم

یہہ ہی سمجہتی ہین کہ امراء اور سلاطین ان عمومات کی تلی داخل ہین پہر اونکی اجازت اونکی عمل بند کرنی کی کیا حاجت ہی اور سلف کی عادت ہین

وقد كان من عادات السلف الانكار على الامراء والسلاطين كما روى ان المامون بن هارون الرشيد بلغه ان رجلا

تنبیہ کرنا امراء اور سلاطین کا مقرر تہا چنانچہ روایت ہی کہ مامون بن ہارون رشید نی یہہ سنا کہ ایک شخص

يمشى فى الناس ويامرهم بالمعروف وينههم عن المنكر ولم يكن مامورا بذلك من عنده فامر ان يدخل عليه فلما قام بين

لوگون مین امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتا پہرتا ہی اور مامون کی طرف سی اوسکو یہہ حکم نتہا سو مامون نی اوسکو طلب کیا جب وہ سامنی آکر کہڑا ہوا

يديه قال بلغنى انك رايت نفسك اهلا للامر بالمعروف والنهى عن المنكر وكان المامون جالسا على كرسيه ينظر

تو مامون نی کہا مینی سنا ہی تو اپنی تئین لایق امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی سمجہتا ہی اور مامون کرسی پر بیٹہا ہوا کتاب کا مطالعہ کرتا تہا

فى كتاب فغفل فوقع منه الكتاب وصار تحت قدمه من حيث لا يشعر فقال له الرجل ارفع قدمك عن اسماء الله ثم

سو ایسا بیحواس ہوا کہ کتاب اوسکی ہاتہہ سی گرکر پاؤن کی تلی آگئی ایسا کہ مطلق اوسکو خبر نہوئی تو اوس شخص نی کہا الله کی نام پرسی اپنا پاؤن تو اوٹہالی پہر

قل ما شئت ولم يفهم المامون مراده فقال ماذا تقول حتى اعاده ثلثا ولم يفهم فقال هل ترفع ام تاذن لى حتى ارفع

جو چاہی سو کہنا مامون اوسکی مراد کو نہ سمجہا کہا تو کیا کہتا ہی آخر اوس شخص نی تین بار یہہ ہی کہا پر وہ نہ سمجہا پہر اوس شخص نی کہا اگر کیا تو اوٹہاتا ہی یا مجہی اجازت دیتا ہی کہ مین

فقال اذنت فلما توجه الرجل الى الرفع نظر المامون فراى الكتاب تحت قدمه واخذه وقبله ثم عاد وقال لم تامر بالمعروف

اوٹہادون مامون نی کہا مینی اجازت دی جب وہ شخص اوٹہانی کو جہکا تو مامون نی دیکہا کہ کتاب پاؤن تلی آگئی ہی پہر اوسی اوٹہا کر چوم لی پہر وہی کہنی لگا تو کیون امر بالمعروف

وتنهى عن المنكر وقد جعل الله ذلك الينا ونحن من الذين قال الله تعالى فيهم الَّذِينَ إِنْ مَكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلٰوةَ

اور نہی عن المنکر کرتا ہی یہہ کار تو الله تعالى نی ہمکو دیا ہی اور ہم لوگ ہین جنکی حق مین الله تعالى فرماتا ہی وہ کہ اگر ہم اونکو مقدور دین ملک مین کہڑی کرین نماز

وَآتَوُا الزَّكٰوةَ وَأَمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ فقال رجل صدقت يا امير انت كما وصفت نفسك من السلطان والتمكن

اور دین زکوۃ اور حکم کرین بہلی کام کا اور منع کرین بری سی تب اوس شخص نی کہا امیر المؤمنین تو سچا ہی جیسا اپنا وصف بیان کرتا ہی صاحب سلطنت اور صاحب مکنت پر

غير انا اعوانك واولياءك فيه لا ينكر ذلك الا من لا يعرف كتاب الله تعالى وسنة رسوله اما الكتاب فقوله تعالى

ہم تمہاری اس باب مین مددگار اور ساتہی ہین اس امر کا وہ ہی انکار کرتا ہی جو الله تعالى کی کتاب اور اوسکی رسول کی حدیث کو نہین جانتا قرآن مین یہہ آیت ہی

وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ واما السنة فقوله عليه السلام

اور ایمان والی مرد اور عورتین ایک دوسری کی مددگار ہین سکہاتی ہین نیک بات اور منع کرتی ہین بری سی اور حدیث علیہ السلام کا یہہ ارشاد ہی

المؤمن كالبنيان يشد بعضه بعضا وهذا كتاب الله وسنة رسوله فان انقدت لهما شكرت لمن اعانك بجزء منهما

مسلمان ملکر مثال عمارت کی ایک دوسری مین گتہی ہوئی ہین یہہ سی کتاب الله کی اور حدیث الله کی رسول کی پس اگر تو ان دونو کا مطیع ہی تو اپنی مددگار کا شکر گذار ہو گا انہین سی جتنی

وان لم تنقد لهما لزمك منهما فان الذى اليه امرك وبيده عزك قد شرط ان لا يضيع اجر من احسن عملا فقل الآن ما

اور اگر تو ان دونوں کا مطیع نہین ہی تو ان دونون کا وبال تیری سر ہی بیشک جسکی طرف تیرا مآل ہی اور جسکی ہاتہہ مین تیری عزت ہی اوسنی شرط کی ہی کہ نیکو کار کا اجر ضایع نہین کرتا اب جو

شئت فتعجب المامون من كلامه وسر به وقال مثلك يليق ان يامر بالمعروف وينهى عن المنكر فامض على ما كنت عليه

چاہو سو کہو پہر مامون کو اوسکی کلام سی تعجب آیا اور اوس سی خوش ہو کر کہا تجہسی شخص کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر لائق ہی جا اپنا وہی کام کئی جا

فاسمع

فاستمر الرجل علی ذلك وقد جری کثیر من ذلك الجماعة من السلف وقالوا لیس من مقتضی رحمة اهل المعاصی ترك

سو وہ شخص اوسی حال پر رہا اور ایسی بہت لوگ سلف مین گذری ہین وہ یہہ کہتی ہین گنہگارون پر رحمت کا مقتضی یہہ نہین کہ اونکو منع نہ کری

الانکار علیهم وعدم التعرض لهم بل من کمال الرحمة لهم الانکار علیهم وردهم الی منهج القویم والصراط المستقیم فان المؤمن

اور اونکی حال سی متعرض نہو بلکہ اونکی حال پر بڑی رحمت یہی ہی کہ اونکو منع کرتا رہی اور اونکو روککر شاہ راہ استوار اور طریق راست پر لادی کیونکہ ایمان والا

اذا سمع باسیر من اسارٰی المسلمین فی ارض العدو یرحمه ویبذل ماله ونفسه فی تخلیصه فکیف لا یجتهد فی تخلیص

جب سنتا ہی کہ کوئی شخص مسلمان دشمن کی ملک مین قید ہو گیا ہی تو اوسپر رحمت کرتا ہی اور اپنا مال اور جان اوسکی چھڑانی مین لگاتا ہی پھر اپنی بھائی مسلمان کی چھڑانی اور بچانی مین

اخیه المسلم وانقاذه اذا راٰه اسیر نفسه وشیطانه وهما اعدی عدوه فان اعرض عنه وترك اسیرهما

کیونکر سعی نہ کریگا جب اوسکو نفس اور شیطان کا قیدی دیکھتا ہی اور یہہ دونو سب سی بڑی دشمن ہین اب جو اس سی بی پروائی کری اور مسلم کو نفس اور شیطان کی قید مین

فذلك من جهله فان المؤمن یا انقاذ اسیر من ید عدوه الاصغر یکون ثوابه ما ذکره الله تعالی فی کتابه بقوله

قید رہنی دی یہہ اوسکی جہالت ہی کیونکہ مؤمن کو چھوٹی سی دشمن کی ہاتہ سی قیدی کی چھڑانی مین تو یہہ ثواب ہوتا ہی جسکا الله تعالی اپنی کتاب مین یہہ ذکر کرتا ہی

وَمَنْ اَحْیَاهَا فَكَاَنَّمَا اَحْیَا النَّاسَ جَمِیْعًا فما ظنك بمن انقذ اسیر المعاصی من ید عدوه الاکبر وقد اقام العلماء

اور جسنی جلائی ایک جان تو گویا جلایا سب لوگون کو پھر تیرا خیال کہ ہر ہی اوسکی حق مین جو معاصی کی قیدی کو بڑی دشمن کی ہاتہ سی خلاصی دی اور بیشک علمانی

الامر بالمعروف والنهی عن المنکر مقام جهاد لان منع المسلمین من المعاصی التی تفضی الی دخول النار افضل

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو قایم مقام جہاد کا ٹہرایا ہی اسواسطی کہ مسلمانون کا معاصی سی روکنا جو دوزخ مین کھینچ لیجاوی کفار کی قتال سی

من قتال الکفار فکما لا یجوز فی الجهاد ان یفر واحد من اثنین کذلك فی الامر بالمعروف والنهی عن المنکر من رای

بہت بہتر ہی اب جیسی جہاد مین یہہ جایز نہین کہ ایک شخص دو کی مقابلہ سی بہاگ جاوی ایسی ہی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر مین جو کوئی دو شخصون کو

رجلین علی منکر لا یجوز له ان یترکهما علی منکر بل یجب علیه ان یامر وینهی وان کانوا اکثر وخاف علی نفسه

کسی کام منکر پر دیکھی تو اوسکو جایز نہین کہ اونکو منکر پر متوجہ رہنی دی بلکہ اوسکو واجب ہی کہ مواخذہ کری اور اگر زیادہ ہون اور یہہ اپنی جان کا خوف کری

فهو فی سعة من ترکهم لکن الانکار اولی وافضل اذ قد قیل من قدر علی انکار المعاصی مع الخوف علی نفسه کان

تو اوسکو گنجایش ہی کہ چپ ہو رہی پر منع کرنا تو بہی اولی اور افضل ہی اسواسطی کہ کہتی ہین جسکو معاصی کی بند کرنیکی طاقت ہو پر جان کا خوف ہو

انکارها مندوبا الیه ومحثوثا علیه لان المخاطرة بالنفوس فی اعزاز الدین مامور بها کما فی قتل الکفار والبغاة

تو اوسکی ممانعت ہی محبوب ہی اور نہایت مرغوب کیونکہ واسطی عزت دین کی جان کو خطرہ مین ڈالنا بہی فرمان برداری ہی جیسی کفار اور باغیون کی قتل مین

وقد روی ان رجلا سال النبی علیه السلام ای الجهاد افضل فقال کلمة حق عند سلطان جابر فانه علیه السلام

اور روایت ہی کہ کسی شخص نی نبی علیہ السلام سی پوچھا کونسا جہاد افضل ہی فرمایا حق بات زبردست حاکم کی سامنی بیشک نبی علیہ السلام نی

جعل کلمة حق عند سلطان جابر افضل الجهاد لان قائلها یجود نفسه لاعلاء کلمة الحق ونصرة الدین مع کف

حق بات کو زبردست حاکم کی سامنی جہاد سی افضل ٹہرایا اسواسطی کہ حق بیان کرنیوالا واسطی بلندی کلمہ حق اور امداد دین کی اپنی جان تک دریغ نہین کرتا باوجود دیکہ روکنا

یده عنه بخلاف من یلاقی عدوه فی القتال فانه یبسط یده الیه ویرجوان یغلبه ویقتله فلا یکون بذله

ہاتہ ہی برخلاف اوسکی جو صف جنگ مین دشمن کا مقابلہ کرتا ہی کیونکہ یہہ تو دشمن پر ہاتہ چلاتا ہی اور امید کرتا ہی کہ غالب ہو کر اوسکو مار ڈالی سو اس حالت مین

لنفسه مع رجاء سلامتها کمن یبذلها مع یاسه من سلامتها لکن ینبغی ان یراعی فیه التدریج فیبدا فی الانکار

جان کا آگی کر دینا باوجود امید سلامتی کی اوسکی برابر نہین ہو جو باوجود خوف سلامتی کی جان آگی کر دیتا ہی لیکن لایق یون ہی کہ اس باب مین آہستگی اور سہولت کی رعایت رکہی پہلی پہل

اولا بالاسهل والارفق فانه یبدا اولا بالوعظ والنصیحة والتخویف بالله تعالی وینظر الی العاصی بنظر الرحمة

ممانعت بطور سہل نرمی کی ساتہہ شروع کری پہلی وعظ اور نصیحت کرنی شروع کری اور الله تعالی سی ڈراوی اور عاصی کی حق مین رحمت کی نظر کری

ويرى اقدامه على المعصية مصيبة على نفسه لكون المسلمين كنفس واحدة فان امرته بالمعروف ونهيته عن المنكر
اور معصیت میں اوسکا مبتلا ہونا اپنی مصیبت سمجھی کیونکہ مسلمان تمام مانند ایک جان کی ہیں اب جسکو تو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتا ہی

فهو على شفير جهنم فاياك ان تدفعه فترمى به في قعر جهنم اذ قد يتعلق بك فتقع معه فيها وذلك انك ان امرته
لیس وہ دوزخ کی کنارہ پر لگا ہوا ہی سو بیچارہ ایسا نہو کہ اوسکو دھکا دیکر دوزخ کی تہ میں پہینکے دی اسواسطی کہ شاید تجھسی لپٹ جاوی پہر تو بہی اوسکی ساتہہ جاوی یہہ اسلئی

بالغلظة والعنف اول مرة فلعله يتعدى عليك بالاذى باليد واللسان فتكون قد زدته شرا على شره فتهلكه
کہ اگر تو نی پہلی ہی اوسکو سختی اور شدت سی کہا تو شاید وہ تجہہ پر جور کری ہاتہہ سی اور زبان سی ایذا دی اب تو نی خرابی پر خرابی زیادہ کی اب تو نی اپنی جان ہلاک کر کر

بعد اهلاك نفسك واما اذا لم يرجع بالوعظ والنصيحة وعلم منه الاصرار على المعصية فلابد ان يغلظ له
اوسکو ہلاک کیا ان اگر وعظ اور نصیحت سی باز نہ آوی اور معلوم ہو کہ معصیت پر جم رہا ہی اب لاچار ضروری ہی کہ سختی سی کہا جاوی

الكلام ويسب من غير فحش مثل ان يقال يا فاسق يا جاهل يا احمق يا ظالم نفسه يا من لا يخاف الله تعالى و
اور آشنا برا کہی جسمیں فحش نہو مثلا یہہ الفاظ کہی ای فاسق ای جاہل ای بیوقوف ای اپنی جان کی دشمن ای وہ شخص جو خدا سی نہیں ڈرتا

نحو هذا الكلام ويراعي فيه الصدق فان مثل هذا الكلام صدق في الحقيقة اذ كل من يرتكب المنكر فاسق جاهل
ایسی ہی اور لفظ اور اسمیں سچ کی رعایت کرتا رہی بیشک یہہ الفاظ حقیقت میں سچی ہیں اسواسطی کہ جو شخص گناہ کو اختیار کرتا ہی فاسق جاہل

احمق لان الاحمق من اتبع نفسه هواها وتمنى على الله تعالى كما ورد في الحديث وليحترز من استرسال الغضب
احمق ہوتا ہی کیونکہ احمق وہ ہی جو اپنی جان کو ہوا کی تابع کردی اور خدا سی آرزوئیں مانگی چنانچہ حدیث میں آیا ہی اور لازم ہی کہ غصہ کی ماری کلام ناجایز نہ کہنی لگی

وخروج الكلام الى ما لا يجوز مما هو كذب صريح وفحش قبيح ومن لم يتمكن من ازالة المنكر الا بضرب مرتكبه
جو کہ صاف جہوٹہہ ہو اور فحش قبیح اور جس سی دور کرنا منکر کا بدون زد و کوب گنہگار کی نہیں ہو سکتا

فليضرب بيده ورجله ونحو ذلك فاذا اندفع المنكر يجب ان يكف وليحذر مما يفعل كثير من الناس من الاسترسال
تو چاہئی کہ مکہ لات وغیرہ ماری پہر جب وہ منکر چہوٹ جاوی تو واجب ہی کہ باز رہی اور اس سی بچتا رہی جو اکثر لوگ بعد دور ہونی منکر کی مار پیٹ میں

في الضرب بعد زوال المنكر فان ذلك ليس الا للحاكم ومن لم يستطع ان يغير المنكر بيده ولا بلسانه يكره له تحريما
زیادتی کرتی ہیں یہہ مرتبہ حاکم کا ہی اور جو شخص منکر کو دور نہیں کر سکتا نہ ہاتہہ سی اور نہ زبان سی تو اوسکو مکروہ تحریمی ہی

ان يذكر مساوي اخيه المسلم لاحد سوى اهل القوة يقدر على منعه لانه اذا لم يطع الله تعالى بازالة المنكر فلا يعصيه
کہ اپنی بہائی مسلمان کی عیوب کسیکی سامنی کہتا پہری سوای ایسی صاحب طاقت کی جو اوسکی روکنی کی طاقت رکہتا ہو اسلئی کہ جب الله تعالی کی فرمانبرداری منکر کی دور کر نہیں

بغيبة المسلم
ہوسکی تو مسلمان کی غیبت کر کر نافرمانی بہی نہ کری

## المجلس الرابع والاربعون في بيان صلوة الكسوف والخسوف في ظهور الامور المخوفة
چوالیسویں مجلس سورج گہن اور چاند گہن کی نماز کا بیان بر وقت ظاہر ہونی امور ہولناک کی

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الشمس والقمر ايتان من ايت الله تعالى لا ينخسفان بموت احد
رسول الله صلی الله علیہ وسلم نی فرمایا بیشک سورج اور چاند الله تعالی کی دو نشانیاں ہیں نشانیوں میں سی کسیکی موت

ولا لحيوته فاذا رايتم ذلك فاذكروا الله تعالى هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه عبد الله بن عباس
اور حیات کی سبب سی نہیں گہنتی جب تم ایسا نشان دیکھو تو الله کی یاد کرو یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں سی ہی عبد الله بن عباس کی روایت سی

وسبب وروده على ما جاء في حديث اخر رواه ابو مسعود الانصاري ان الشمس انكسفت يوم مات ابراهيم ابن رسول
اور سبب ارشاد اس حکم کا موافق اوس مضمون کی جو اور حدیث میں ابو مسعود انصاری کی روایت سی آیا ہی یہہ ہی کہ جس روز ابراہیم ابن رسول الله موا سورج گہن ہوا

الله صلعم فقال الناس انكسفت لموته فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الشمس والقمر ايتان فمن ايات الله تعالى
سو لوگ کہنی لگی ابراہیم کی موت سی سورج گہن ہوا ہی تب رسول الله صلی الله علیہ وسلم نی فرمایا بیشک آفتاب اور مہتاب الله تعالی کی نشانیوں میں سی دو نشانیاں ہیں

لا ینکسفان لموت احد ولا لحیوته فاذا رایتم شیئا من هذه الافزاع فافزعوا الی الصلوٰة فانه علیه
کسیکی موت اور حیات پر نہین گہنتی جب تم کچہہ ایسی ہول اور خوف دیکہو تو نماز پڑہنی شروع کرو پس نبی علیہ السلام نی

السلام قد امر فی هذا الحدیث بالصلوٰة عند ظهور شیء من هذه الاهوال التی من جملتها کسوف الشمس
اس حدیث مین بروقت ظاہر ہونی ایسی ایسی اہوال کی جنمین سورج گہن بہی داخل ہی نماز کا حکم فرمایا

وعلم من هذا ان المراد من الامر بذکر الله تعالی فی الحدیث السابق الامر بالصلوٰة فانه علیه السلام
اور اس سی یہہ معلوم ہوا کہ مراد یاد الٰہی سی جو پہلی حدیث مین مذکور ہی نماز کا حکم ہی کیونکہ نبی علیہ السلام نی

قد صلاها بالجماعة وکان القیاس ان تکون صلوٰة الکسوف واجبة کما ذهب الیه بعض العلماء
صلوٰة کسوف جماعت سی پڑہی ہی اور قیاس بہی آتا ہی کہ صلوٰة کسوف واجب ہو چنانچہ بعضی علماء کا یہی مذہب ہی

واختاره صاحب الاسرار لکون الامر للوجوب لکن الجمهور قالوا انها سنة لانها لیست من شعائر
اور صاحب اسرار نی بہی اختیار کیا ہی اسواسطی کہ امر وجوب کی لئی ہوتا ہی پر جمہور علماء سنت کہتی ہین کیونکہ یہہ نماز اسلام کی نشانیون مین سی نہین ہی

الاسلام وانما توجد بعروض الکسوف الا انه علیه السلام لما صلاها بالجماعة کانت سنة مشروعة
بلکہ جب ہی ہوتی ہی کہ عارضہ گہن کا ہو مگر ان نبی علیہ السلام نی جو یہہ نماز جماعت سی پڑہی ہی تو سنت ہی جماعت سی بلا کراہت

بالجماعة من غیر کراهة وحملوا الامر علی الندب فعلی هذا ینبغی لامام الجمعة اذا انکسفت الشمس ان یصلی
درست ہی اور علماء نی اس امر کو استحباب کی لئی رکہا اس بیان کی موافق امام جمعہ کو لازم ہی کہ جب سورج گہن ہووی تو ہمراہ لوگون کی

بالناس فی الجامع او فی المصلی رکعتین کل رکعة برکوع واحد کهیئة النافلة بلا اذان ولا اقامة ولا
مسجد جامع مین یا عیدگاہ مین دو رکعت پڑہی ہر یک رکعت مین ایک ایک رکوع کری جیسی نفلین ہوتی ہین نہ اذان پڑہی اور نہ تکبیر کہی اور نہ

خطبة ویقرأ فیهما ما شاء من القرآن ویخفی القراءة عند ابی حنیفة وعندهما یجهر والافضل تطویل
خطبہ اور ان دونو رکعت مین جتنا چاہی قرآن پڑہی اور امام ابو حنیفہ کی نزدیک قرارت چپکی سی پڑہی اور صاحبین کی نزدیک پکار کر پڑہی اور دونو رکعت مین

القراءة فیهما لان فیه متابعة النبی علیه السلام اذ قد ثبت ان قیامه علیه السلام کان فی الرکعة الاولی
تطویل قرارت افضل ہی اسلئی کہ اسمین نبی علیہ السلام کی متابعت ہی اسواسطی کہ ثابت ہو چکا ہی کہ نبی علیہ السلام کا قیام پہلی رکعت مین

بقدر قراءة سورة البقرة وفی الثانیة بقدر سورة آل عمران ویجوز تخفیفها لان السنة استیعاب
بقدر قرارت سورۂ بقرہ کی تہا اور دوسری رکعت مین بقدر قرارت سورۂ آل عمران کی تہا اور اسمین تخفیف بہی جایز ہی اسلئی کہ مسنون نماز

الوقت بالصلوٰة والدعاء لما روی عن مغیرة بن شعبة انه علیه السلام قال ان الشمس والقمر آیتان
اور دعا مین وقت کا پورا کر دینا ہی اسواسطی کہ مغیرہ بن شعبہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ سورج اور چاند الله تعالی کی نشانیون مین سی

من آیات الله تعالی لا ینکسفان لموت احد ولا لحیوته فاذا رایتموها فادعوا الله تعالی وصلوا حتی
دو نشانیان ہین نہ کسیکی موت پر گہنتی ہین اور نہ کسیکی حیات پر جب تم اسکو دیکہو تو الله تعالی سی دعا مانگو اور اتنی نماز پڑہو

تنجلی الشمس وهذا الحدیث یفید استیعاب الوقت بالصلوٰة والدعاء فان خفف احدهما یطول الآخر
کہ سورج صاف ہوجاوی اس حدیث سی معلوم ہوتا ہی کہ نماز اور دعا مین وقت کا پورا کرنا چاہئی اگر ایک رکعت چہوٹی کر دی تو دوسری کو بڑہا دی

وبعد الصلوٰة یدعو حتی تنجلی الشمس لان السنة فی الادعیة تاخیرها عن الصلوٰة ثم هو فی الدعاء
اور نماز کی بعد اتنی دعا مانگی کہ سورج صاف ہوجاوی اسواسطی کہ طریق مسنون دعاؤن مین دعا نماز کی پیچہی ہی پہر امام کو دعا مانگنی مین

مخیر ان شاء دعا جالسا مستقبل القبلة وان شاء دعا قائما مستقبل الناس بوجهه او مستقبل القبلة
اختیار ہی چاہی بیٹہ کر رو بقبلہ دعا مانگی اور چاہی کہڑا ہو کر لوگون کی طرف منہ کر کر یا رو بقبلہ ہو کر دعا مانگی

والناس قاعدون مستقبلوا القبلة علی كل حال وان لم يوجد امام الجمعة يصلی الناس فرادی ان شاؤا

اور لوگ بہرحال روبقبلہ بیٹھی رہین　اور اگر امام جمعہ موجود نہو　تو سب لوگ علیحدہ علیحدہ نماز پڑہین چاہین دو رکعت

ركعتين وان شاء واربعا لان هذه الصلوٰة تطوع والاصل فی التطوعات ذلك وكذا فی خسوف القمر

اور چاہین چار رکعت کیونکہ یہہ نماز نفل ہی　اور نوافل مین یہی قاعدہ ہی　اور ایسی ہی چاند گہن مین

يصلی الناس فرادی وليس فيه جماعة لتعذر الاجتماع بالليل وربما يكون سببا للفتنة بل يصلی كل واحد

تمام لوگ جدا جدا نماز پڑہین چاندگہن کی نماز مین جماعت نہین ہی اسلئی کہ رات کی وقت　آدمیون کا جمع ہونا دشوار ہی اور بعضی وقت بہین فساد ہوتا ہی

بنفسه وكذلك فی انتثار الكواكب والضوء الهائل بالليل والظلمة الهائلة بالنهار والرياح الشديدة والامطار

بلکہ ہر ایک اپنی اپنی نماز پڑہ لی اور ایسی ہی ستارہ ٹوٹتی ہین اور خوفناک روشنی مین رات کو پیدا ہو جاوی اور خوفناک اندہیر مین دن کو ہووی اور تند آندہیون مین

الدائمة والصواعق والزلازل وعموم الامراض والخوف الغالب من العدو ونحو ذلك من الافزاع و

اور متصل بارش مین اور بجلی گرنیمین اور بہونچال مین اور وبائی بیماریون اور دشمن کی سخت خوف مین اور سوا اسکی اور ہولناک امور اور

الاهوال يصلی كل واحد بنفسه لعموم قوله عليه السلام فاذا رايتم شيئا من هذه الافزاع فافزعوا

خوفناک اوقات مین ہر ایک اپنی اپنی نماز پڑہ لی واسطی عموم ارشاد نبی علیہ السلام کی　جب تم دیکھو ایسا خوفناک امر تو دوڑ کر نماز شروع کرو

الی الصلوٰة فان كل ذلك من الايات المخوفة التی يخوف الله تعالی بها عباده كما قال الله تعالی وما نرسل بالايات

کیونکہ یہہ سب نشانیان خوف کی طرح جس سی اللہ تعالی اپنی بندون کو ڈراتا ہی　چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی　اور نشانیان جو ہم بہیجتی ہین

الا تخويفا وجاء فی الحديث انه عليه السلام قال هذه الايات التی يرسل الله تعالی بها لا تكون لموت

سو ڈرانی کو　اور حدیث مین آیا ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا　یہہ وہ نشانیان ہین جو اللہ تعالی پیدا کرتا ہی　یہہ کسیکی موت

احد ولا لحيوته ولكن يخوف بها عباده فاذا رايتم شيئا من ذلك فافزعوا الی ذكر الله تعالی ودعائه

یا کسیکی حیات پر نہین ہی بلکہ اللہ تعالی اپنی بندون کو ڈراتا ہی جب تم انمین سی کوئی بات دیکہو تو دوڑ کر خدا کی یاد اور دعا اور استغفار کرو

واستغفاره وفی حديث اخر انه عليه الصلوٰة والسلام قال ان الشمس والقمر ايتان من ايات الله تعالی

اور ایک اور حدیث مین ہی کہ نبی علیہ الصلوٰة والسلام نی فرمایا　بیشک سورج اور چاند اللہ تعالی کی نشانیون مین سی دو نشانیان ہین

لا يكسفان لموت احد ولا لحيوته فاذا رايتم ذلك فادعوا الله وكبروا وصلوا وتصدقوا فان كل خير

کسیکی موت اور کسیکی حیات سی نہین گہنتی　جب تم یہہ حال دیکہو　تو اللہ سی دعا مانگو اور بڑائی سی یاد کرو اور نماز پڑہو اور خیرات کرو کیونکہ ہر طرح کی خیر خیرات

فی مثل هذه الاهوال والافزاع مامور به لكون الخيرات دافعة للبليات [illegible] عن ابن عمر انه عليه السلام

ایسی خوف اور ہول کی وقت [illegible] حکم ہی　اسلئی کہ خیرات بلیات کو دفع کرتی ہی　اور ابن عمر سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام

[illegible] يقول اللهم لا تقتلنا بغضبك ولا تهلكنا بعذابك وعافنا قبل ذلك

[illegible] الٰہی ہمکو اپنی غضب سی مت قتل کر　اور اپنی عذاب سی مت ہلاک کر اور ہمکو اسسی پہلی معاف کر

[illegible] ابصر سحابا ترك عمله واستقبله وقال اللهم انی نعوذ بك من

اور [illegible] روایت ہی کہ نبی علیہ السلام　جب ابر دیکہتی تو کام چہوڑ کر　اوسکی طرف متوجہ ہوتی　اور یہہ کہتی　الٰہی مین تیری پناہ لیتا ہون

[illegible] فان [illegible] الله تعالی وان مطر قال اللهم سقيا نافعا وروی عن عائشة انه

[illegible] اسی جو اس ابر مین ہی پہر اگر [illegible] اوسکو کہول دیتا تو اللہ کی حمد کرتی اور اگر برستا تو یہہ کہتی الٰہی بارش فائدہ مند　اور حضرت عائشہ سی یہہ روایت ہی

[illegible] عليه السلام كان [illegible] الريح قال اللهم انی اسئلك خيرها وخير ما فيها وخير ما ارسلت به واعوذ

کہ [illegible] ہوا چلتی تو [illegible] لیتی　الٰہی مین تجہسی اسکی بہلائی مانگتا ہون　اور اوسکی بہلائی جو اسکی اندر ہی اور اوس کی بہلائی جو اسکی ساتھ بہیجی گئی

بك من شرها وشر ما فيها وشر ما ارسلت به وروى عن ابن عباس ان رجلا لعن الريح عند النبي عليه السلام
اور اوسکی برائی سی تیری پناہ لیتا ہوں اور اوسکی برائی سی جو اسکی اندر ہی اور اوسکی برائی سی جو اوسکی ساتھہ تو نی بہیجا ہی اور ابن عباس سی روایت ہی کہ ایک شخص نی نبی علیہ السلام کی
فقال له النبي عليه السلام لا تلعن الريح فانها مامورة وانه من لعن شيئا ليس له باهل رجعت اللعنة عليه
سامنی ہوا پر لعنت کی تب نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ لعنت مت کر یہہ تو ماموری اور حال یہہ ہی کہ جو شخص کسی شی پر لعنت کری کہ وہ قابل لعنت کی نہو تو وہ لعنت اوسی پر پڑتی ہی
وروى عن ابي هريرة انه قال الريح من روح الله تاتي بالرحمة والعذاب فلا تسبوها واسئلوا الله خيرها
اور ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا ہوا ایک حکم الہی ہی کبہی رحمت لاتی ہی اور کبہی عذاب سو اسکو برا نکہو اور خدا تعالی سی اسکی بہلائی مانگو
وعوذوا من شرها يعني ان الريح من الاشياء التي تجيء من عند الله تعالى كالمطر والبرودة والحرارة وغير
اور اسکی شر سی خدا کی پناہ لو مراد یہہ ہی کہ ہوا وہ شی ہی جو خدا کی طرف سی آتی ہی جیسی مینہہ اور سردی اور گرمی اور سوای
ذلك تجيء تارة للرحمة وتارة للعذاب فاذا كان مجيئها بامر الله تعالى فلا يجوز سبها بحصول ضرر منها
اسکی کبہی رحمت کی واسطی اور کبہی عذاب کی واسطی جب اسکا آنا خدا تعالی کی حکم سی ہوا تو اسکو برا کہنا جائز نہیں اگرچہ اوسی ضرر حاصل ہو
بل سبيل العباد فيما يتوهم منها الالتجاء الى الله والاعتصام بحبله والاستعاذة به من شرها ومن شر
بلکہ بندہ کو جب اسمین کچہہ وہم پیدا ہو تو لازم ہی اللہ تعالی کی طرف التجا کرنا اور اوسکی رسی کو مضبوط پکڑنا اور اوسکی شر سی اور جو اوسکی اندر ہی اوسکی شر سی
ما فيها كما روى عن ابي بن كعب انه عليه السلام قال لا تسبوا الريح فاذا رايتم ما تكرهون فقولوا اللهم
پناہ لینی چنانچہ ابی بن کعب سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا ہوا کو برا مت کہو جب تمکو کچہہ مکروہ معلوم ہو تو یہہ کہا کرو الہی
انا نسالك خير هذه الريح وخير ما فيها وخير ما امرت به ونعوذ بك من هذه الريح وشر ما فيها وشر
ہم تجہسی اس ہوا کی خوبی مانگتی ہیں اور خوبی اوسکی جو اوسکی اندر ہی اور خوبی اوسکی جو تو نی اوسکو حکم دیا اور اس ہوا سی تیری پناہ لیتی ہیں اور برائی سی جو اسکی اندر ہی اور برائی
ما امرت به وكذا من نزل منزلا يستعيذ بالله تعالى لما روى انه عليه السلام قال من نزل منزلا فقال
جو تو نی اوسکو حکم دیا اور ایسا ہی جو کوئی کسی مکان مین داخل ہو اللہ سی پناہ لی اسواسطی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جو شخص مکان کی اندر جا کر یہہ پڑہی
اعوذ بكلمات الله التامات من شر ما خلق لم يضره شيء حتى يرتحل منه منزله وروى عن ابن عباس انه عليه السلام
کہ پناہ لیتا ہوں بوسیلہ اللہ تعالی کی کلمات پوری کی مخلوق کی برائی سی تو اوسکو کوئی ضرر نہین ہوتا جبتک کہ وہ اوسی دوسرا مکان نہ بدلی اور ابن عباس کی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام
كان يقول عند الكرب لا اله الا الله العظيم الحليم لا اله الا الله رب العرش العظيم لا اله الا الله رب
سختی کی وقت فرمایا کرتی تہی نہین کوئی معبود سوا اللہ عظیم بردبار کی نہین کوئی معبود سوای اللہ رب عرش بزرگ کی نہین کوئی معبود سوای اللہ پروردگار
السموات السبع ورب الارض ورب العرش الكريم وفهم من هذا الحديث ان ذكر الله تعالى واوصافه العظام
ساتون آسمان کی اور پروردگار زمین اور پروردگار عرش بزرگ کی اس حدیث سی معلوم ہوا کہ اللہ تعالی کا اور اوسکی بزرگ اوصاف کا یاد کرنا
سبب لزوال النقم وقد روى انه عليه السلام قال الا اخبركم بشيء اذا نزل بكم كرب او بلاء فدعا به فرج الله عنه
عقوبت کو دور کرتا ہی اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا سنو مین تمکو ایسی دعا بتاؤن کہ جب تم پر کوئی سختی یا بلا آوی پہر وہ دعا پڑہو تو اللہ تعالی اوسکی
قيل بلى يا رسول الله قال دعاء ذي النون لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ فَاسْتَجَبْنَا لَهُ وَ
کشایش دیوی کسی نی عرض کیا ہان یا رسول اللہ فرمایا دعا یونس ذی النون کی کوئی حاکم نہین سوای تیری تو بی عیب ہی مین تہا گنہگار پہر سن لی ہمنی اسکی پکار اور
نَجَّيْنَاهُ مِنَ الْغَمِّ وَكَذٰلِكَ نُنْجِي الْمُؤْمِنِينَ وروى انه عليه السلام قال ما من مكروب يدعو بهذا الدعاء
بچا دیا اوس گہنتی سی اور یون ہین ہم بچا دیتی ہین ایمان والون کو اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا نہین کوئی مصیبت والا کہ یہہ دعا پڑہی
الا استجيب له يسر لنا الله تعالى دعوة مستجابة بلطفه وكرمه

## المجلس الخامس والاربعون

مگر قبول ہی ہوگی الہی ہمپر دعا مستجاب اپنی لطف اور کرم سی سہل کیجو پینتالیسوین مجلس مین

فی بیان مسنونیۃ صلوٰۃ الاستسقاء عند امساک المطر قال رسول اللہ صلی اللہ
بیان مسنون ہونی نماز استسقا کا بوقت خشکی بارش کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی
علیہ وسلم لیست السنۃ بان لا یمطروا ولکن السنۃ ان تمطروا ولا تنبت الارض شیئا ھذا الحدیث من صحاح
فرمایا کال اس سی نہین پڑتا کہ مینہہ نہ برسی بلکہ کال اس سی پڑتا ہی کہ مینہہ تو برسی پر زمین سی کچھ پیدا نہو یہہ حدیث مصابیح کی
المصابیح رواہا ابو ھریرۃ ومعناہ ان القحط لیس بان لا ینزل علیکم المطر بل القحط ان ینزل علیکم المطر
صحیح حدیثون مین سی ہی ابو ہریرہ کی روایت سی اور اسکی معنی یہہ ہین کہ کال یون نہین ہوتا کہ تمپر مینہہ نہ برسی بلکہ کال یون پڑتا ہی کہ تمپر مینہہ تو برسی
لکن لا ینبت من الارض شیئا او ینبت ولکن یھلک ولا یدخل فی ایدیکم شیء فان وقوع الشدۃ بعد توقع
پر زمین مین سی کچھ نہ پیدا ہو یا اوگی تو سہی پر ایسا تباہ ہو جاوی کہ تمہارے ہاتھ کچھ نہ آوی بیشک سختی کا آنا بعد امید فراخی
السعۃ وحصول اسبابھا اقطع مما کان الیاس حاصلا من اول الامر ولیس ھذا نھی عن الاستمطار و
اور حاصل ہونی اسباب فراخی کی بہت ناگوار ہوتا ہی بہ نسبت نا امیدی کی جو پہلی ہی سی حاصل ہو اور یہہ ممانعت نہین ہی کہ مینہہ نہ مانگو اور
الاستسقاء بل ھو نھی عن اعتقاد حصول الرزق بالمطر وعدم حصولہ بعدم المطر فاللازم علی العبد ان
استسقا کی دعا نکرو بلکہ اس اعتقاد کی ممانعت ہی کہ رزق کا ملنا مینہہ پر موقوف ہی اور رزق نہ ملنا مینہہ نہ برسنی پر ہی اب بندہ کو لازم یہہ ہی
یسلم نفسہ الی مولاہ ویعتقد ان الخیرۃ فی جمیع ما یجئ الیہ من مولاہ وان کان مخالف المرادہ وھواہ فعلی
کہ اپنی جان اپنی صاحب کی حوالہ کردی اور یہہ جانی کہ جو کچھ پر گذرتا ہی مولا کی طرف سی ہی سو سب بہتر اور خیر ہی اگرچہ مراد اور خواہش کی موافق نہو اب اس مضمون کی
ھذا ینبغی للعبد ان یستمطر ویستسقی ویعلم ان الرزق من اللہ تعالی فان الاستمطار والاستسقاء سنۃ
موافق آدمی کو چاہئی کہ مینہہ کی دعا مانگی اور استسقا کی دعا کری اور یہہ سمجھی کہ رزق اللہ کا دیا ملتا ہی اسلئی کہ مینہہ مانگنا اور استسقا کی دعا کرنی مسنون ہی
لورود الاخبار والآثار الکثیرۃ فیہ فیستحب للحاکم ان یامر الناس اولا بصیام ثلثۃ ایام ثم یخرج بھم فی الیوم
کیونکہ اس باب مین خبرین اور آثار بہت وارد ہین سو حاکم کو مستحب ہی کہ پہلی تمام لوگون سی تین دن کی روزی رکہوادی پہر چوتہی روز سبکو جنگل مین لیجاوی
الرابع الی الصحراء قیل ینبغی لھم ان یخرجوا ثلثۃ ایام متوالیات لانھا مدۃ ضربت لارباب الاعذار ولم ینقل
کہتی ہین کہ بہتر یون ہی کہ تین روز برابر پی در پی استسقا کی لئی جاوین اسواسطی کہ عذر والون کی لئی یہہ ہی مدت مقرر ہی اس سی زیادہ
اکثر من ذالک ویخرجون مشاۃ فی ثیاب البذلۃ التی تلبس کل یوم لا بثیاب الزینۃ کالعید بل یخرجون
مدت منقول نہین ہی اور پیادہ پا پہنی پرانی میلی کچیلی پڑی جو روزمرہ پہنتی ہون پہن کر جاوین عزت کی کپڑی عید کی دن کی سی پہن کر نہ جاوین
متذللین متواضعین خاشعین للہ تعالی ناکسین رءوسھم ویقدمون الصدقۃ فی کل یوم قبل خروجھم
بلکہ ذلیل حالت انکسار کرتی ہوئی خدا کا خوف مانی ہوئی سر جہکائی ہوئی جاوین اور ہر روز عید گاہ کی طرف چلنی سی پہلی خیرات کیا کرین
الی المصلی فان کل خیر فی مثل ھذہ الاوقات مامور بہ لکون الخیرات دافعۃ للعقوبات ویردون المظالم
کیونکہ ایسی ایسی وقتون مین خیرات کرنیکا حکم ہی اسواسطی کہ خیرات کرنا عقوبات کو دفع کرتا ہی اور حق حقوق لوگون کی ادا کرین
ویجددون التوبۃ فان ذالک ھو السبب القریب فی الاجابۃ ادم روی عن کعب الاحبار انہ قال اصاب
اور از سر نو خطاسی توبہ کرین کیونکہ بڑا سبب دعا کی جلد قبولیت کا یہہ ہی اسلئی کہ کعب احبار سی روایت ہی وہ کہتی ہین کہ حضرت موسی نبی
الناس قحط شدید علی عھد موسی النبی علیہ السلام فخرج موسی النبی علیہ السلام ببنی اسرائیل الی الاستسقا
علیہ السلام کی عہد مین لوگون پر بڑا ہی سخت کال پڑا پس موسی علیہ السلام استسقا کی واسطی بنی اسرائیل کو لیکر
ثلثۃ ایام فلم یسقوا فاوحی اللہ تعالی الی موسی النبی علیہ السلام انی لا استجیب لکم وفیکم نمام فقال موسی
تین دن تک گئی پر مینہہ نہ برسا پہر اللہ تعالی نی موسی نبی کو وحی بہیجی کہ مین تمہاری دعا اسلئی قبول نہین کرتا کہ تم مین ایک چغل خور ہی پہر موسی

النبی علیه السلام یا رب من هو حتی نخرجه من بیننا فاوحی الله تعالی یموسی انی انهاکم عن النمیمة فاکون

یا الٰہی وہ کون ہی تاکہ ہم اوسکو اپنی مین سی نکال دین پہر اللہ تعالی نی یہہ وحی بہیجی ای موسی مین تمکو چغلخوری سی منع کرتا ہون پہر مین خود

نماماً فقال موسی النبی علیه السلام لبنی اسرائیل توبوا باجمعکم من النمیمة فتابوا فارسل الله تعالی علیهم

چغلخوری کرنی لگون پہر موسی علیه السلام نی بنی اسرائیل سی فرمایا تم سب نمیمہ سی توبہ کرو سو اونہون نی توبہ کی پہر اللہ تعالی نی اونپر

الغیث وروی عن سفیان انه قال بلغنی ان بنی اسرائیل قحطوا سبع سنین حتی اکلوا الجیف والاطفال

مینہہ برسایا اور سفیان سی روایت ہی کہ وہ کہتی ہین مین نی سنا ہی کہ بنی اسرائیل پر سات برس کا قحط پڑا یہان تک کہ مردار اور بچون کو کہا گئی

وکانوا یخرجون الی الجبال ویتضرعون الی الله تعالی فاوحی الله الی انبیائهم انی لا اجیب لکم داعیاً ولا ارحم

اور وہ پہاڑون مین جا کر نہایت انکسار سی دعا کیا کرتی پہر اللہ تعالی نی اونکی نبیون پر وحی بہیجی مین نہ تمہاری دعا قبول کرون اور نہ

لکم باکیاً حتی تردوا المظالم الی اهلها ففعلوا فمطروا وروی ان عیسی النبی علیه السلام خرج مع قومه

تمہاری رونی پر رحم کرون جبتک کہ تم حق دارون کی حقوق نہ ادا کرو سو اونہون نی حق ادا کئی تو پہر مینہہ برسا اور روایت ہی کہ عیسی نبی علیه السلام اپنی قوم کو لیکر

لیستسقی فلما ضجروا قال لهم عیسی النبی علیه السلام من اصاب منکم ذنب فلیرجع فرجعوا کلهم

دعا استسقا کی لئی باہر گئی جب مینہہ نہ برسا تو اونسی عیسی علیه السلام نی کہا تم مین سی جو گنہگار ہو وہ ہٹ جاوی تب سب کی سب ہٹ گئی

ولم یبق معه الا رجل واحد فقال له عیسی النبی علیه السلام امالک ذنب فقال والله لا اعلم لی ذنب

اونکی ساتہہ سوای ایک شخص کی کوئی باقی نہ رہا پہر عیسی علیه السلام نی اوس سی پوچہا تو نی کوئی گناہ نہین کیا کہا اللہ کی قسم مجکو اپنا کوئی گناہ معلوم نہین

غیر انی کنت ذات یوم اصلی فمرت بی امراة فنظرت الیها بعینی هذه فلما جاوزت ادخلت اصبعی

سوای اسکی کہ مین ایکدن نماز پڑہتا تہا میری پاس کو ایک عورت آگئی سو مینی اوسکی طرف اس آنکہہ سی دیکہا جب وہ چلی گئی تو مین نی اپنی اونگلی آنکہہ

فی عینی فانتزعتها فاتبعت المراة بها فقال له عیسی علیه السلام فادع حتی اومن علی دعائک فدعا

مین ڈال کر آنکہہ نکال لی اور اوس عورت کی پیچہی پہینک دی پہر اوس سی عیسی علیه السلام نی کہا تو دعا مانگ او مین تیری دعا پر آمین کہون پہر اوسنی دعا کی

فتجللت السماء سحاباً فسقوا وروی عن عطاء السلمی انه قال منعنا الغیث فخرجنا نستسقی

پہر تو آسمان مین گہٹا گہر گئی اور مینہہ برسا اور عطاء سلمی سی روایت ہی کہتا ہی کہ ہمپر مینہہ برسنا بند ہو گیا سو ہم استسقا کی واسطی نکلی

فاذا نحن بسعدون المجنون فی المقابر فنظر الی فقال یا عطاء هذا یوم النشور او بعث من فی القبور

ناگاہ گورستان مین سعدون دیوانہ مل گیا میری طرف دیکہہ کر کہنی لگا ای عطا یہہ دن نشر کا ہی یا قبرون سی مردون کی اوٹہنی کا

فقلت لا لکنا منعنا الغیث فخرجنا نستسقی فقال یا عطاء بقلوب سماویة ام بقلوب

مین نی کہا نہین تو پہ ہم پر سی مینہہ برسنا بند ہو گیا اسلئی استسقا کی واسطی باہر آئی ہین پہر کہا ای عطا آسمانی دل لیکر آئی ہو یا زمینی دل

ارضیة فقلت بل بقلوب سماویة فقال هیهات یا عطاء قل للمبهرجین لا یبهرجوا فان الناقد

مینی کہا نہین بلکہ آسمانی دل لیکر آئی ہین پہر کہا افسوس ہی ای عطا کہوٹی شخصون سی کہدی کہوٹی نہ بنین کیونکہ پرکہنی والا

بصیر ثم نظر الی السماء فقال الهی وسیدی لا تهلک بلادک بذنوب عبادک ولکن بالمکنون

بینا ہی پہر آسمان کی طرف دیکہہ کر کہا الٰہی وسیدی اپنی شہرون کو گنہگار بندون کی بدی مین ہلاک مت کر لیکن اپنی پوشیدہ

من اسمائک وما وارت الحجب من آلائک اسقنا ماء غدقاً تحیی به البلاد وتروی به العباد یا من هو علی

نامون کی برکت سی اور جو کہ تیری نعمتین پس پردہ ہین ہمکو پانی بی انتہا پلا جسمین تمام شہر زندہ اور بندی سیراب ہو جاوین ای وہ

کل شیء قدیر قال العطاء فما استتم الکلام حتی ارعدت السماء وابرقت وجاءت بمطر کافواه القرب

جو ہر شی پر قدرت رکہتا ہی عطا بیان کرتا ہی کہ اوسنی ابہی دعا پوری نکی تہی کہ آسمان گرجا اور بجلی چمکی اور مینہہ برسنی لگا جیسی مشک منہہ کہل جاتا ہی

وروی عن ابن المبارك انه قال قدمت المدینة فی عام شدید القحط فخرج الناس یستسقون وخرجت
اور ابن مبارک سی روایت ہی وہ کہتا ہی کہ مین مدینہ مین ایسی سال مین آیا کہ بڑا سخت کال پڑہ رہا تہا سو تمام لوگ واسطی دعاء استسقا کی نکلی اور مین بہی

معهم اذ اقبل غلام اسود علیه قطعتی الخیش قد اتزر باحدهما والقی الاخری علی عاتقه فجلس الی جنبی فسمعته
انکی ساتہہ چلا ناگاہ ایک حبشی لڑکا موٹی کملی کی چیتہڑی لئی ہوئی کہ ایک کا اوسمین سی تہبند کر رکہا تہا اور دوسرا اپنی مونڈہی پر ڈال رکہا تہا آکر میری برابر بیٹہہ گیا پس مینی سنا

یقول الهی اخلقت الوجوه عند کثرة الذنوب ومساوی الاعمال وقد حبست عنا غیث السماء
کہ وہ کہتا تہا الہی گناہون کی کثرت اور اعمال کی برائی سی چہری بگڑ گئی اور مینہ آسمان سی مینہہ برسنا موقوف ہوا

لتودب بذلك عبادك فاسئلك یا حلیما ذا اناة یا من لا یعرف عباده عنه الا الجمیل ان یسقیهم
تاکہ تیری بندی ادب پذیر ہون سو مین تجہسی سوال کرتا ہون ای حلیم سخاوت والی ای وہ ذات جسکی بندہ سوای رحمت کی کچہہ نہین جانتی تو اونکو ابہی سیراب

الساعة فلم یزل یقول الساعة الساعة حتی اکتسب السماء بالغمام واقبل المطر من کل مکان
کردی پہر وہ یہہ ہی کہی جاتا تہا ابہی ابہی یہان تک کہ آسمان مین گہٹا گہر گئی اور ہر طرف سی مینہہ برسنا شروع ہوا

فعلی هذا ینبغی للحاکم ان یستسقی بصلحاء الناس وضعفائهم وفقرائهم لاجل الدواب الهائمة
اس بیان کی موافق حاکم کو لازم ہی کہ استسقا کی دعا صلحاء اور ضعیفون اور فقیرون سی واسطی پیاسی چوپاؤن

والانعام السائمة والاطفال المجلة لما روی انه علیه السلام قال لولا صبیان رضع وبهائم رتع
اور چرندہ مویشی اور بچون جلد بازی بہانپنی والون کی واسطی کرای اسواسطی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا اگر دودہ پیتی بچی اور چرتی ہوئی جانور

وعباد رکع لصب علیکم العذاب صبا ویقول فی دعائه کما قال النبی علیه السلام اللهم اسق عبادك
اور عابد بندی نہوتی تو تم پر عذاب ٹوٹ پڑتا اور دعا ویسی طرح کری جیسی نبی علیہ السلام نی کی ہی الہی پانی دی اپنی بندون کو

وبهائمك وانشر رحمتك واحی بلدك المیت ویستقبل القبلة بالدعاء قائما والناس قاعدون
و اپنی بہایم کو پانی پلا اور اپنی رحمت پہنچا اور اپنی مردہ شہر زندہ کر اور رو بقبلہ کہڑا ہو کر دعا مانگی اور باقی لوگ رو بقبلہ بیٹہی رہین

مستقبلین القبلة لما روی انه علیه السلام استقبل القبلة ودعا فاذا دعی یوقن بالاجابة
سو اسطی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی روبقبلہ ہو کر دعا کی تہی اور جب دعا مانگی تو قبولیت کا یقین کری

ویصدق رجاءه لما روی انه علیه السلام قال ادعوا الله وانتم موقنون بالاجابة وقد قال الله تعالی
اور اپنی امید قوی ہوئی جانی اسواسطی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا اللہ سی قبولیت کا یقین کرکی دعا مانگو اور اللہ تعالی بہی فرماتا ہی

اُدْعُونِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ وقال فی آیة اخری وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ اُجِیْبُ دَعْوَةَ
مجہکو پکارو کہ پہنچون تمہاری پکار کو اور ایک اور آیت مین فرمایا ہی اور جب تجہسی پوچہین بندی میری مجہکو تو مین نزدیک ہون پہنچتا ہون پکارتی کی پکار کو

الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ویجتهد فی الدعاء سرا ویقول اللهم انك امرتنا بدعائك ووعدتنا اجابتك
جسوقت مجہکو پکارتا ہی اور دعا مین خوب مبالغہ کری پوشیدہ یون کہی الہی تو نی ہمکو اپنی سی دعا کرنیکا حکم کیا اور قبولیت کا وعدہ کیا

فقد دعوناك کما امرتنا فاجبنا کما وعدتنا اللهم فامنن علینا بمغفرة ما قارفنا واجابتك فی سقیانا
سو ہمنی تو تیری حکم کی موافق دعا مانگی اب تو اپنی وعدہ کی موافق قبول کر الہی ہماری زیادتیان بخش کر اور اپنی قبولیت سی پانی برسا کر

وسعة رزقنا ویستحب للناس اذا کان فیهم رجل مشهود بالصلاح ان یستسقوا به ویقولوا
اور فراخی رزق کی دی کر ہمپر منت کر اور لوگون کو مستحب ہی کہ اگر کوئی شخص ونمین نیکبخت مشہور ہو تو اوس سی استسقا کی دعا کرائین اور یون کہین

اللهم انا نستسقی ونستشفع الیك بعبدك فلان اذ روی فی صحیح البخاری ان عمر بن الخطاب کان
الہی ہم تجہسی مینہہ مانگتی ہین اور تیرا سامنی تیری فلانی بندہ سی شفاعت کراتی ہین اسلئی کہ صحیح بخاری مین روایت ہی کہ عمر بن الخطاب

اذا قحطوا یستسقی بالعباس ویقول اللهم انا کنا نتوسل الیک بنبینا محمد علیه السلام فتسقینا وانا

جب قحط پڑتا تو حضرت عباس کی وسیلہ سی دعا استسقا کرتی یون کہتی الٰہی ہم تیری سامنی اپنی نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ کیا کرتی تہی سو تو مینہ برساتا تہا اب ہم

نتوسل الیک بعم نبینا محمد علیه السلام فاسقنا فیسقون ولیس فی الاستسقاء عند ابی حنیفة رح

تیری سامنی اپنی نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی چچا کو وسیلہ کرتی ہین سو ہمکو پانی دی پس مینہ برستا تہا اور استسقاء مین امام ابو حنیفہ کی نزدیک کوئی

صلوة مسنونة بالجماعة فان صلی الناس وحدانا جاز وانما الاستسقاء عنده دعاء واستغفار

نماز مسنون جماعت سی ثابت نہین ہی اگر لوگ جدا جدا نماز پڑہ لین تو جایز ہی امام کی نزدیک استسقا صرف دعا او استغفار ہی

لقوله تعالی فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ إِنَّهُ كَانَ غَفَّارًا يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِدْرَارًا وَيُمْدِدْكُمْ بِأَمْوَالٍ

اس دلیل سی تو مینی کہا گناہ بخشواؤ اپنی رب سی بیشک وہ ہی بخشنی والا چہوڑ دی آسمان کی تمپر دہاریں اور بڑہتی دی تمکو مال اور

وَبَنِينَ وَيَجْعَلْ لَكُمْ جَنَّاتٍ وَيَجْعَلْ لَكُمْ أَنْهَارًا فهذه الایة وان کانت حکایة لما قال نوح النبی علیه السلام لقومه

بیٹون سی اور بنادی تمکو باغ اور بنادی تمکو نہرین پس یہہ آیت اگرچہ نوح نبی علیہ السلام کی قول کی حکایت ہی جو اپنی قوم کو فرمایا تہا

لکن یصح الاستدلال بها لان شریعة من قبلنا شریعة لنا اذا قصها الله تعالی فی کتابه ولم ینکرها ولم یرد

پر اس آیت سی استدلال صحیح ہی اس لئی کہ ہم سی پہلی شریعتین بہی ہماری لئی شریعتہ ہین جب اوسکو اللہ تعالی اپنی کتاب مین بیان فرماوی اور اوسکا انکار نکری اور نہ

فیها النسخ کما فی هذه الایة فانه تعالی بین فیها ان الاستغفار سبب لارسال السماء وهو المطر اذ روی ان

اوسکا نسخ وارد ہو جیسی اس آیت مین ہی پس اللہ تعالی نی اس آیت مین یہہ بیان فرمایا کہ استغفار کی سبب سی مینہ برستا ہی اسواسطی کہ روایت ہی

نوح النبی علیه السلام کذبه قومه بعد تکریر الدعوة دهرا طویلا فحبس الله تعالی علیهم المطر واعقم

کہ نوح نبی علیہ السلام کو اوسکی قوم نی بعد تکرار دعوت کی مدت دراز تک تکذیب کی سو اللہ تعالی نی چالیس برس تک اور بعضی کہتی ہین

ارحام نسائهم اربعین سنة وقیل سبعین سنة فوعدهم نوح النبی علیه السلام انهم ان استغفروا من

ستر برس تک اونپر مینہ برسانا بند کیا اور عورتون کو بانجہ کر دیا پہر نوح نبی علیہ السلام نی ونسی وعدہ کیا کہ اگر وہ اپنی گناہون سی توبہ کرین تو آخر بکو

ذنوبهم رزقهم الله تعالی الخصب ویرفع عنهم ماکانوا فیه فعلم منه ان المسنون فی الاستسقاء الدعاء والاستغفار

اللہ تعالی نازگی اور رزق کی فراخی دی اور جس مصیبت مین مبتلا ہین وہ دور کردی اس سی معلوم ہوا کہ استسقاء مین دعا اور استغفار ہی مسنون ہی

وروی عن انس ان رجلا دخل المسجد یوم الجمعة ورسول الله صلی الله علیه وسلم یخطب فقال یا رسول

اور انس سی روایت ہی کہ ایک شخص جمعہ کی دن مسجد مین آیا اوسوقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ فرماتی تہی اوسنی عرض کیا یا رسول اللہ

الله صلی الله علیه وسلم هلک المواشی وخشینا الهلاک علی انفسنا فادع الله تعالی ان یسقینا ورفع رسول

صلی اللہ علیہ وسلم مواشی تو مرگئی اب ہمکو اپنی جانون کا خوف ہی سو تم اللہ تعالی سی دعا کرو کہ ہمکو پانی عنایت کری پہر رسول

الله صلی الله علیه وسلم یدیه قال اللهم اسقنا غیثا مغیثا مریئا غدقا مغدقا عاجلا غیر اجل قال الراوی

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی دونو ہاتہہ اوٹہا کر دعا کی الٰہی ہمپر مینہ برسا اچہا مینہ تازہ کرنیوالا بہت فائدہ مند اب ہی دیر نہو راوی کہتا ہی

فما کان فی السماء قزعة فارتفع السحاب من ههنا وههنا حتی صار رکاما ثم مطرت سبعا من الجمعة الی الجمعة

کہ آسمان مین کچہہ ابر نہ تہا پہر ادہر اودہر سی ابر نمودار ہونی لگا یہانتک کہ گہٹا گہر گئی پہر سات دن تک اوس جمعہ سی اگلی جمعہ تک برس گیا

ودخل ذلک الرجل المسجد فی الجمعة القابلة ورسول الله علیه السلام یخطب والسماء تسکب فقال یا رسول

پہر وہی شخص اگلی جمعہ کو مسجد مین آیا اوسوقت بہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ فرماتی تہی اور مینہ برستا تہا عرض کیا یا رسول

الله تهدم البنیان وانقطعت السبل فادع الله تعالی ان یمسکه فتبسم رسول الله صلی الله علیه وسلم

اللہ گہر کی گہر ڈہہ گئی اور رستی بند ہوگئی سو دعا کرو کہ اللہ تعالی مینہ کہول دی پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی

بملالة بنی ادم ثم رفع یدیه فقال اللهم حوالینا لا علینا اللهم علی الاکام والظراب وبطون الاودیة ومنابت
بنی آدم کی ملالت سی تبسم کیا پہر دونو ہاتہہ اوٹہا کر یہہ دعا کی الٰہی ہماری گرد نواح پر ہمپر نہین الٰہی ٹیلون اور زمین کی پشتون پر اور پہاڑون پر اور نالون کی اندر اور جہان

الشجر قال الراوی فما کان فی السماء خرقا فانجابت السحاب عن المدینة حتی صارت حولها کالاکلیل فالراوی
درخت پیدا ہوتی ہون راوی کہتا ہی آسمان مین کہین ذرہ کہلا ہوا نہ تہا سو مدینہ کی اوپر سی ابر کہل گیا یہان تلک کہ اوسکی گرد تاج کی مثال ہوگیا پس راوی نی اس خبر مین

لم یذکر فی هذا الخبر غیر الدعاء فعلم منه ان الصلوة فی الاستسقاء غیر مسنونة وقد ثبت ان عمر
سوا دعا کی اور کچہہ بیان نہین کیا اس سی معلوم ہوا کہ استسقاء مین نماز مسنون نہین ہی اور بیشک ثابت ہوا ہی کہ عمر رضی اللہ عنہ نی

استسقی ولم یصل ولو کانت الصلوة سنة لما ترکها لانه کان اشد الناس اتباعا لسنة رسول الله علیه السلام
استسقاء کی دعا کی اور نماز نہین پڑہی اور اگر نماز مسنون ہوتی تو عمر رضی اللہ عنہ ہرگز نچہوڑتی اسلئی کہ عمر کی برابر سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا تابع کوئی نہین تہا

صلی فیه رکعتین کصلوة العید فذلك انما یدل علی الجواز ولیس الکلام فیه بل الکلام فی کونها سنة والسنة
استسقاء مین دو رکعت عید کی سی نماز پڑہی سو اس سی جواز معلوم ہوتا ہی اور اسمین کلام نہین ہی بلکہ کلام مسنون ہونی مین ہی اور سنت ہونا ایسی حکایات سی

لا تثبت بمثله بل انما تثبت بالمواظبة ولم یوجد المواظبة لانه علیه السلام فعلها مرة وترکها اخری ولم یکن
ثابت نہین ہوتا سنت ہونا مواظبت سی ثابت ہوتا ہی اور مواظبت نہین پائی جاتی اسلئی کہ نبی علیہ السلام نی کبہی اسکو کیا اور کبہی ترک کیا اور عمل کرنا

فعله اکثر من ترکه حتی یکون مواظبة وقالا یصلی الامام بالناس رکعتین کصلوة العید بلا اذان ولا اقامة
ترک کرنی سی زیادہ نہین تہا جسکو مواظبت کہہ سکین اور صاحبین کہتی ہین کہ امام لوگون کو ہمراہ لیکر عید کی طرح دو رکعت بدون اذان اور تکبیر کی پڑہی

مع التکبیرات الزوائد والجهر بالقراءة ثم یخطب خطبتین یفصل بینهما بجلسة خفیفة ویکون الاستغفار
اور تکبیرات زوایداداکری اور قراءت پکار کر پڑہی پہر دو خطبہ پڑہی دونو کی بیچمین ہلکا سا جلسہ کری اور استغفار دونو خطبون کا عمدہ مضمون ہو

معظم الخطبتین فاذا فرغ من الخطبة یستقبل القبلة ویحول رداءه فی هذه الساعة تفؤلا بتحویل الحال
جب خطبہ پڑہ چکی تو رو بقبلہ ہوکر اب چادر کو واسطی تفاول بدل جانی حالت کی اولٹی

فیجعل ما علی الیمین علی الشمال وما علی الشمال علی الیمین ثم یدعو ویقول فی دعائه اللهم اسق عبادك وبهائمك
پس داہنی طرف کا پلہ بائین طرف کری اور بائین طرف کا پلہ داہنی طرف کری پہر دعا مانگی اور دعا کی اندر یہہ مضمون اداکری الٰہی اپنی بندون اور اپنی حیوانات کو پانی دی

وانشر رحمتك واحی بلادك المیت اللهم انك امرتنا بدعائك ووعدتنا اجابتك فقد دعوناك کما امرتنا
اور اپنی رحمت کو وسیع کر اور اپنی مردہ شہر زندہ کر الٰہی تو نی ہمکو دعا کرنیکا حکم دیا اور قبول کرنیکا وعدہ فرمایا سو ہم تو بیشک تیری حکم کی موافق دعا مانگ چکی

فاجبنا کما وعدتنا اللهم فامنن علینا بمغفرة ما فرطنا واجابتك فی سقیانا وسعة رزقنا اللهم لا تهلك بلادك بذنوب
اب تو اپنی وعدی کی موافق قبول کر الٰہی ہماری زیادتیان بخش کر اور اپنی قبولیت سی ہمکو پانی دیکر اور رزق کی فراخی کرکر ہمپر منت کر الٰہی گنہگار بندون کی بدلے اپنی شہرون کو

عبادك ولکن برحمتك الشاملة ونعمتك الکاملة اسقنا ماء غدقا یحیی به البلاد وترتوی به العباد انك
ولیکن اپنی رحمت شامل اور نعمت کامل سی ہمکو اتنا بہت پانی دی جس سی شہر زندہ اور تمام بندی سیراب ہوجاوین تو بیشک

علی کل شیء قدیر رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ المجلس السادس
ہر شی پر قادر ہی الٰہی رب ہماری ہمکو دنیا مین خوبی اور آخرت مین خوبی دی اور ہمکو دوزخ کی عذاب سی بچا چہیالیسوین

## والاربعون فی بیان وجوب تعلیم الفرائض والقرآن ولحن الخفی والجلی

مجلس مین بیان وجوب تعلیم فرایض کا اور قرآن کا اور لحن پوشیدہ اور ظاہر کا

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم تعلموا الفرائض والقرآن فانی مقبوض هذا الحدیث من حسان
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا سیکہہ لو فرایض اور قرآن کو کیونکہ مین قبض ہونیوالا ہون یہہ حدیث مصابیح کی

المصابیح

المصابيح رواہ ابو هريرة وفيه تحريض للامة على تعلم النوعين من العلم لانهما لا ينلقفان التلقف بمعنى

حسن حدیثوں میں ہی ابو ہریرہ کی روایت سی اور اسمیں امت کی لئی واسطی سیکھنی دو قسم علم کی ترغیب ہی کیونکہ یہہ دونو سوای نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اور سی

الاخذ الا منه عليه السلام فانه عليه السلام اذا قبض لا يحصل للناس منهما شئ بعده الا ما تعلموا منه

نہیں حاصل ہوتی تلقف کا معنی لینی کی ہین کیونکہ نبی علیہ السلام نی جب وفات کی تو پہر بعد اوکی لوگون کو دونو مین سی کوئی علم نہین حاصل ہوسکتا مگر وہ تنا ہی جو سیکہہ چکی

وهما الفرائض والقرآن اما الفرائض فقد ذهب بعض الناس الى ان المراد بها قسمة المواريث ولا دليل له

اور وہ دونو علم فرائض اور قرآن ہی جسمین فرائض سی مراد تو بعضی لوگ وراثت کا تقسیم کرنا بتاتی ہین اور موافق ذکر تورپشتی کی اس خصوصیت کی دلیل نہین معلوم ہوتی

في هذا التخصيص على ما ذكره التوربشتي بل الصحيح ان المراد بها الفرائض التي فرضها الله تعالى على عباده

بلکہ صحیح یہہ ہی کہ مراد اس سی وہ امور ضروری ہین جو اللہ تعالی نی اپنی بندون پر فرض کردی ہین

واما القرآن على ما ذكر في الاصول فهو ما كان منقولا بالتواتر كالقراءة السبع المعروفة التي اختارها الائمة

اور رہا قرآن علم اصول کی مضمون کی موافق وہ ہی جو تواتر سی منقول ہی جیسی ساتون قرائتین مشہور جسکو قراوت کی ساتون اماموں نی اختیار کر رکہا ہی

السبعة من القراء لا ما كان منقولا بلا تواتر فانه ليس بقرآن بل هو من القراءة الشاذة سواء نقلت بطريق الشهرة

وہ نہیں ہی جو بلا تواتر منقول ہی سو یہہ قرآن کی احکام مین داخل نہین ہی بلکہ وہ قرارت شاذہ ہی برابر ہی کہ بطریق شہرت منقول ہو

او بطريق الاحاد والنقل بالتواتر شرط في كون المنقول قرآنا سواء كان في جوهر اللفظ او في هيئته والمراد من

یا بطریق آحاد اور نقل بالتواتر منقول کی لئی قرآن ہونیمین شرط ہی برابر ہی کہ جوہر لفظ مین ہو یا اوسکی صورت مین اور جوہر لفظ سی یہہ مراد ہی

جوهر اللفظ ان يختلف خطوط المصاحف في القرات السبع نحو مالك يوم الدين وملك يوم الدين والمراد من

کہ خطوط مصاحف کی قرارت سبعہ مین بدل جاوین جیسی مالک یوم الدین اور ملک یوم الدین اور مراد لفظ کی

هيئة اللفظ ان لا يختلف خطوط المصاحف في القراءة السبع كالتفخيم والامالة ونحوها فاذا كان

ہیئت سی یہہ ہی کہ مصاحف کی خطوط قرارت سبعہ مین نہ بدلین جیسی امالہ نہ کرنا اور امالہ کرنا اور مانند اسکی اور جب

النقل بالتواتر شرطا في كون المنقول قرآنا ظهر ان الشاذ سواء نقل بطريق الشهرة او بطريق الاحاد لا يكون له

نقل بالتواتر منقول کی قرآن ہونی مین شرط ہوئی تو ظاہر ہوا کہ قرارت شاذ برابر ہی کہ نقل بطریق مشہور ہو یا بطریق احاد ہو اسکو

حكم القرآن حتى لا يجوز قراءته في الصلوة والحاصل ان المشهورين من ائمة القراء هم السبعة المذكورون في

حکم قرآن کا نہیں ہوگا یہان تک کہ اوسکو نماز کی اندر پڑہنا جایز نہین خلاصہ یہہ ہی کہ قرارت کی مشہور امام وہ ہی ساتون ہین جو

التيسير والشاطبي وهم عاصم وحمزة والكسائي هذه الثلثة من الكوفة وابن كثير من مكة ونافع من المدينة

تیسیر اور شاطبی مین مذکور ہین اور وہ یہہ ہین عاصم اور حمزہ اور کسائی یہہ تینون تو کوفہ کی ہین اور ابن کثیر مکہ کا اور نافع مدینہ کا

وابو عمرو من البصرة وابن عامر من الشام وقد ثبت شيوخ ثلثة آخرون وهم يعقوب بن اسحق ويزيد بن

اور ابو عمرو بصرہ کا اور ابن عامر شام کا اور تین شیخ اور بہی ثابت ہین وہ یہہ ہین یعقوب بن اسحاق اور یزید بن

القعقاع وخلف بن هشام والصحيح ان احكام القرآن من جواز الصلوة وغيره جارية في هذه الثلثة ايضا

قعقاع اور خلف بن ہشام اور صحیح یہہ ہی کہ احکام قرآن کی یعنی نماز کا جایز ہونا اور سوا اسکی ان تینوں مین بہی

كالسبعة واما ما وراءها من القراءة الشاذة مشهورا كان او غير مشهور فلا خلاف في عدم جواز قراءته في

اون ساتون کی مانند جاری ہیں اور جو سوا اونکی اور شاذ قراتین مشہور ہون یا غیر مشہور اسمین خلاف نہیں ہی کہ وہ نماز مین پڑہنی جایز نہیں ہین

الصلوة وانما الخلاف في فسادها قال الاصفهاني ما لم يتواتر من القرات الشاذة فحكمها في الصلوة حكم كلام البشر

اور خلاف یہی ہی کہ نماز کی فاسد کرتی ہین یا نہیں اصفہانی کہتا ہی کہ قرارت شاذہ جبتک متواتر نہو تو اوسکا حکم نماز کی اندر حکم آدمی کی کلام کا سا ہی

واذا لم یکن الشاذ فیه حکم القرآن ولم یجز قراءته فی الصلوٰة فما ظنک بالقراءة التی لیست من القراءات المتواترة

اور جب قرارت شاذ میں حکم قرآن کا نہیں ہی اور نہ اوسکا نماز میں پڑھنا جایز ہی تو پھر تیرا کیا خیال ہی اوس قرارت میں جو نہ قرارت متواترہ سی ہی

ولا من القراءة الشاذة بل هی لحن محض هل یکون له حکم القرآن وهل یجوز قراءته فی الصلوٰة التی هی فرض علی الناس

اور نہ قرارت شاذہ سی بلکہ وہ صرف ترنم ہی تو کیا اوسکو حکم قرآن کا ہو سکتا ہی اور کیا اوسکا پڑھنا نماز میں جایز ہو سکتا ہی جو کہ لوگوں کی ذمہ پر

بعد الایمان واحد ارکانها قراءة القرآن الذی انزل بافصح اللغات فلا بد ان یقرأ بافصح اللغات ولا یتحقق ذلک

بعد ایمان کی فرض ہی اور اوسکی ارکان میں سی قرارت قرآن کی ہی جو بڑی فصیح زبان میں نازل ہوا ہی اب ضروری کہ اوسکو فصیح زبان سی پڑھیں اور فصاحت

الا بالتجوید فعلی هذا یکون العمل بالتجوید فرضا لازما لانه تعالی انزل القرآن بالتجوید حیث قال وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا

بدون تجوید کی نہیں ہو سکتی اس بیان کی موافق تجوید فرض لازم ہوئی اس لئی کہ اللہ تعالی نی قرآن کو تجوید کی ساتھ اوتارا ہی اسلئی کہ کہتا ہی اور پڑھ سا با ہمی اوسکو ٹھہر ٹھہر کر

فقال الترتیل تجوید الحروف ومعرفة الوقوف ولیس المراد بالتجوید قراءة تمضیغ اللسان وتعصیر الفم وتعویج الفک

سو علی رضی نی فرمایا ترتیل حروف کی تجوید ہی اور وقفوں کا معلوم کرنا اور تجوید سی مراد ایسی قرارت نہیں ہی کہ زبان کو چباوی اور منہہ کو دباوی اور جبڑی کو خم دی

وتردید الصوت اذ هی قراءة تنفر عنها الطباع ولا یقبلها القلوب والاسماع بل هو قراءة سهلة لطیفة لا مضغ

اور آواز کو گردش دی اسواسطی کہ ایسی قرارت سی طبیعتوں کو نفرت آتی ہی اور نہ دل اور کان پسند کرتی ہیں بلکہ تجوید ایسی قرارت سہل لطیف ہی نہ اوسمیں زبان کا

فیها ولا تعسف ولا تکلف فاذا کان التجوید فرضا یکون ما ینافیه حراما لان القرآن انما کان معجزا بفصاحته

چبانا ہی اور نہ بی راہی آواز کی ہی اور نہ کچھ تکلف ہی جب تجوید فرض ہوئی تو اوسکی برخلاف حرام ہوا اسلئی کہ قرآن تو اپنی فصاحت الفاظ اور بلاغت معنی سی معجز ہی

ونظمه وبلاغته ... بالتجوید فقراءته بالفصاحة واذا لم یقرأ بالفصاحة یکون لحنا واللحن

سواء سکا تجوید ... پڑھنا صحیح ہی اور جب فصاحت کی ساتھ نہ پڑھا تو پھر لحن ہو جاتا ہی اور لحن

فی لغة العرب یجیء علی معان والمراد به ههنا الخطاء والمیل عن الصواب وهو جلی وخفی اما الجلی فهو خطاء یطرأ

لغت عرب میں کئی معنوں میں آتا ہی اور لحن سی مراد یہاں خطا اور راہ صواب سی الگ ہو جانا ہی اور لحن ایک جلی ہی اور ایک خفی لحن جلی جو الفاظ پر آتا ہی

الالفاظ ویخل بالمعنی فی بعض المواضع فیفسد الصلوٰة وهذا اللحن یشترک فی معرفته علماء القراءة وغیرهم

تو صرف خطا ہی اور بعضی جگہ معنی بگاڑ دیتا ہی پھر نماز بھی فاسد ہو جاتی ہی یہ لحن سب علماء کو معلوم ہوتا ہی یعنی علماء قرارت اور اور علماء سب پہچانتی ہیں

اذ هو قد یکون بتغییر الحرکات والسکنات الاعرابیة والبنائیة وقد یکون بنقص حرف وزیادته وابداله الی حرف

اسواسطی کہ یہہ لحن کبھی تو حرکات اور سکنات اعرابی اور بنائی کی بدلنی سی ہوتا ہی اور کبھی حرف کی کم وبیشی اور ایک حرف سی دوسرا حرف بدلنی سی ہوتا ہی

اخر واما الخفی فهو خلل یطرأ الالفاظ لکن لا یخل بالمعنی ولا یفسد الصلوٰة بل یخل بالفصاحة ویورث القباحة

اور لحن خفی سو وہ الفاظ کو بگاڑتا ہی پر معنی نہیں بگاڑتا اور نماز بھی نہیں جاتی بلکہ فصاحت میں خلل اور قباحت پیدا کرتا ہی

ولذا حرم فی القرآن کما ذکر فی البزازیة ان اللحن فیه حرام بلا خلاف اذ قال الله تعالی قُرْاٰنًا عَرَبِیًّا غَیْرَ ذِیْ عِوَجٍ

اسی لئی قرآن کی اندر حرام ہی چنانچہ بزازیہ میں مذکور ہی کہ قرآن میں لحن بلا خلاف حرام ہی اسواسطی کہ اللہ تعالی فرماتا ہی قرآن ہی عربی زبان کا جسمیں کجی نہیں

وهذا اللحن یختص بمعرفة علماء القراءة اذ هو انما یکون بتکریر الراءات وتطنین النونات وتغلیظ اللامات وتشقیق

اس لحن کو صرف علماء قرارت ہی پہچانتی ہیں اسلئی کہ یہہ لحن یہہ ہی حرف را کی بڑھانی سی اور نون کی گنگناہٹ سی اور لام کی پر کرنی سی اور غنہ کو ناک میں

الغنة وغیر ذلک من ترک الادغام فی محل الادغام وترک الاخفاء فی محل الاخفاء وترک الاظهار فی محل الاظهار وترک الاقلاب

پھیلانی سی ہوتا ہی اور سوا اسکی جیسی ادغام کی جگہہ فک ادغام اور اخفا کی جگہ ترک اخفا اور اظہار کی مقام پر ترک اظہار اور ترک کرنا بدلنی کا

فی محل الاقلاب وترک التفخیم فی محل التفخیم وترک الترقیق فی محل الترقیق فان ذلک کله وان لم یخل بالمعنی

جگہ بدلنی کی اور ترک کرنا پر کرنیکو جگہ پر کرنیکی اور ترک کرنا باریک کرنیکا جگہ باریک کرنیکی بیشک یہ تمام باتیں اگرچہ معنی نہیں بگاڑتی

والمراد بالترتیل التجوید بدلیل ان علیا رضی اللہ عنہ سئل عن قوله تعالی ورتل القرآن ترتیلا ۱۲ منہ
(حاشیہ: ... ترتیل ... تجوید ... ۱۲)

بل انما يخل باللفظ لفساد رونقه وذهاب حسنه لكن يخل بالفصاحة ولا قائل من اهل الايمان
بلکہ لفظ بگڑ جاتا ہی کیونکہ لفظ کی رونق اور حسن جاتا رہتا ہی — پر فصاحت مین خلل پڑتا ہی — اور اہل ایمان مین سی یہہ کوئی قایل نہین ہی

بعدم فصاحة القرآن ولذلك حرمت هذه التغييرات كلها فى الصلوٰة وغيرها بيان ذلك ان القرآن
کہ قرآن فصیح نہین ہی — اور اسی لئی ایسی ایسی تمام تغیرات نماز کی اندر — اور سوا نماز کی حرام ہین — اسکا بیان یہہ ہی

انما انزل بافصح اللغات التى هى لغة العرب العرباء وهى لغة قريش وهذيل وهوازن وطى وثقيف واليمن وبنو تميم
کہ قرآن افصح لغات مین نازل ہوا ہی جو خالص عربون کی بولی ہی — اور وہ بولی قریش — اور ہذیل — اور ہوازن — اور طی اور ثقیف — اور یمن اور بنو تمیم کی

فلا بد ان يراعى فيه قواعد لغتهم من اخراج الحروف من مخارجها ومحافظة صفاتها من ترقيق المرقق وتفخيم
اب ضرور ہی کہ انکی بولی کی قاعدی رعایت کئی جاوین یعنی حرفون کو اونکی مخرج سی نکالنا — اور نگہبانی اونکی صفات کی نرمی کی جگہ نرمی — پر کی جگہ

المفخم ومد الممدود وقصر المقصور وادغام المدغم واظهار المظهر واخفاء المخفى وغير ذلك مما هو لازم فى كلامهم
پر — مد کی جگہ مد — قصر کی جگہ قصر — ادغام کی جگہ ادغام — اور اظہار کی جگہ اظہار — اور اخفا کی جگہ اخفا — اور سوا اسکی جو جو اونکی کلام مین ضروری ہی

الذى هو سليقتهم لا يحسنون غيره فالقارى اذا لم يراع ذلك يصير كانه قرء القرآن بغير لغة العرب وهو
اور جو اونکا طریقہ ہی کہ سوائی اوسکی پسند نہین کرتی پس قاری اگر ان تمام امور کی رعایت نکری تو اوسنی قرآن کو گویا سوا عربی کی اور زبان مین پڑھا اور وہ

ان كان قارئا صورة لكنه ليس بقارئ حقيقة بل هو هازئ وعدم قراءته اولى من قراءته لانه بهذه القراءة
اگرچہ ظاہر مین قاری ہی پر وہ حقیقت مین قاری نہین ہو بلکہ وہ ٹھٹھہ باز ہی ایسی قرارت سی نہ پڑہنا ہی بہتر ہی اسلئی کہ ایسی قرارت سی

يصير من الذين ضل سعيهم فى الحيوة الدنيا وهم يحسبون انهم يحسنون صنعا ولهذا قال الامام ابن الجوزى
اون لوگون مین داخل ہوگا جنکی دوڑ بہٹک رہی دنیا کی زندگی مین اور وہ سمجھتی ہین کہ خوب بناتی ہین کام — اسی لئی امام ابن الجوزی

فى كتابه المسمى بالنشر لا شك ان الامة كما هم متعبدون بتصحيح الفاظه واقامة حروفه على الصفة المتلقية
اپنی کتاب مین جسکا نام نشر ہی کہتی ہین بیشک امت کو جیسی کہ قرآن کی فہم معانی کا حکم اور صحت الفاظ اور حروف کی قایم رکہنی کا حکم ہی اسطور پر جو قرارت کی

من ائمة القراءة المتصلة بالحضرة النبوية الافصحية العربية التى لا تجوز مخالفتها ولا العدول عنها الى
اماموں سی منقول اور حضرت نبوی سی فصیح عربیہ کی وضع پر متصل ہوا ہی جسکی مخالفت جایز نہین — اور نہ اوسکو چہوڑکر اور وضع اختیار کرنی

غيرها والناس فى ذلك بين محسن ماجور ومسيئ اثم ومعذور فمن قدر على تصحيح كلام الله تعالى باللفظ
اور اسی بابت مین لوگ کئی وضع کی ہین بعض محسن قابل ثواب کی اور بعضی ناکارہ گنہگار اور بعضی معذور لاچار اب جس سی یہہ ہوسکتا ہی کہ کلام اللہ کو صحت الفاظ

الصحيح العربى الفصيح وعدل عنه الى اللفظ الفاسد العجمى القبيح فانه مقصر بلا شك واثم بلا ريب و
اور فصاحت عربیہ کی وضع پر درست کرسکتا ہو پہر اوس وضع کو چہوڑکر لفظ فاسد عجمی قبیح اختیار کری تو بیشک قصوروار اور بی شبہ گنہگار ہی اور

اما من كان لا يطاوعه لسانه او لا يجد من يرشده الى الصواب فان الله تعالى قال لا يكلف الله نفسا الا
جس شخص کی زبان قابو مین نہین ہی یا کوئی تجوید سکہانیوالا نہین ملتا — تو اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہی — اللہ تکلیف نہین دیتا کسی شخص کو مگر

وسعها لكن يجب عليه ان يجتهد جهده لعل الله يحدث بعد ذلك امرا وقد ذكر فى فتاوى قاضيخان ان
جو اوسکی گنجایش ہی لیکن ایسی شخصکو واجب ہی کہ خوب محنت کئی جای شاید کہ اللہ تعالیٰ بعد اسکی قدرت عنایت کری اور فتاوی قاضیخان مین مذکور ہی

الرجل اذا كان لا يحسن بعض الحروف ينبغى له ان يجتهد ولا يعذر فى ذلك وان كان لا ينطلق لسانه فى
کہ ایسا شخص کہ بعضی حروف کو ٹھیک طور نہین پڑہسکتا ہی تو اوسکو لازم ہی کہ خوب محنت کری — سمین وہ معذور نہین ہی اور اگر اوسکی زبان بعضی حروف مین چل سکتی

تلك الحروف ان وجد اية ليس فيها تلك الحروف قراها فى صلوته تجوز عند الكل وان قرا الاية التى فيها
تو اگر ایسی آیت پاوی جسمین وہ حروف نہین ہین اور پڑہی اپنی نماز مین تو بالاتفاق جایز ہی — اور اگر ایسی آیت پڑہی جسمین وہ حروف

تلك الحروف تجوز صلوته لكن لا يؤم غيره وكذا اذا كان الرجل لا يقف موضع الوقف او كان يتنحنح عند القراءة

موجود ہین تو اوسکی نماز تو جایز ہی پر اور کی امامت نکری اور ایسی ہی جو شخص وقف کی جگہ وقف نکری یا قرارت مین کہنکہار کری

لا يؤم غيره **المجلس السابع والاربعون في جواز التغني في القرآن وما لا يجوز فيه**

تو اوسکو امامت نکری سینتالیسوین مجلس قرآن مین تغنی وغیرہ جایز ہونی اور نہ جایز ہونی مین

وغيره قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ليس منا من لم يتغن بالقرآن هذا الحديث من صحاح

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ہم مین سی نہین ہی جو قرآن مین تغنی نکری یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون

المصابيح رواه سعد بن ابي وقاص والمراد بالتغني المذكور فيه ليس هو المشهور المعروف بوجوه الاول

مین سی ہی سعد بن ابی وقاص کی روایت سی اور تغنی سی مراد جو اس حدیث مین مذکور ہی وہ تغنی مشہور و معروف نہین ہی کئی وجہ سی پہلی وجہ یہہ ہی

ان اول الحديث وهو قوله عليه السلام ليس منا يمنع عنه لكون معناه ليس من اهل ملتنا ومن يتبعنا

کہ اول حدیث قول علیہ السلام کا لیس منا اس مراد سی روکتا ہی اسواسطی کہ اسکی معنی یہہ ہین کہ ہماری دین مین اور ہماری فرمان برداروں مین نہین ہی

في امرنا وهو من قبيل الوعيد ولا خلاف بين الامة ان قارئ القرآن من غير التغني يثاب ومأجور فكيف يستحق

اور ایک وعید ہی اور تمام امت مین کسیکو خلاف نہین ہی کہ بغیر تغنی قرآن پڑہنی والا ثواب دیا جاتا ہی اور ماجور ہی پہر وہ کیونکر سزاوار

الوعيد والثاني ان الفقهاء صرحوا بكون قراءة القرآن بالتغني معصية ويكون التالي والسامع اثمان

وعید کا ہوا دوسری وجہ یہہ ہی کہ فقہا نی صاف کہدیا ہی کہ تغنی کی ساتہہ قرآن کا پڑہنا گناہ کا اور پڑہنی والا اور سننی والا دونو گنہگار ہوتی ہین

بل يكون المستحل كافرا وذلك لان التغني حرام في جميع الاديان وكذا اللحن حرام بالاجماع قال البزازي

بلکہ اوسکو حلال سمجہنی والا کافر ہوتا ہی اور یہہ اسلئی کہ تغنی تمام دینون مین حرام ہی اور ایسی ہی لحن بالاتفاق حرام ہی بزازی کہتا ہی

اللحن حرام بلا خلاف وذكر ابو البركات في شرح النافع ان التغني حرام في جميع الاديان وحكى عن ظهير الدين

لحن بالاتفاق بلا خلاف حرام ہی اور ابو البرکات نی نافع کی شرح مین یہہ ذکر کیا ہی کہ تغنی تمام دینوں مین حرام ہی اور ظہیر الدین مرغینانی سی

المرغيناني ان من قال لمقرئ زماننا عند قراءته احسنت يكفر ووجه كون التحسين كفرا ان قراء هذا

حکایت کرتی ہین کہ جسنی ہماری وقت کی قاری کو قرارت پڑہتی ہوئی کہا احسنت واہ کیا خوب کافر ہوجاتا ہی اور اچہا کہنا کفر اسلئی ہی کہ قرارت اس

الزمان قلما يخلو قراءتهم في المجالس والمحافل عن التغني والتغني للناس لما كان حراما بالاجماع كان قطعيا

زمانی کی قاریوں کی مجلسوں اور محفلون مین تغنی سی خالی نہین ہی اور تغنی لوگون کی حق مین جو بالاتفاق حرام ہی تو قطعی ہوئی

ولذلك سماه صاحب الذخيرة كبيرة وكذا صاحب الهداية حيث قال فيها ولا يقبل شهادة من يغني للناس

اور اسیلئی صاحب ذخیرہ اسکو کبیرہ نام لیتا ہی اور ایسی ہی صاحب ہدایہ جس جگہ تغنی کی باب مین کہا ہی کہ اوسکی گواہی مقبول نہین جو لوگون کی لئی تغنی کری

لانه يجمعهم على ارتكاب كبيرة فدل كلامه هذا على ان استماع التغني كبيرة فاذا كان استماع التغني كبيرة

اسواسطی کہ اونکو گناہ کبیرہ پر جمع کرتا ہی اس تقریر سی معلوم ہوا کہ تغنی کا سننا گناہ کبیرہ ہی پس جب تغنی کا سننا گناہ کبیرہ ہوا

فكون التغني كبيرة اولى فالمغني مرتكب هذه الكبيرة فتحسينه تحليل للحرام القطعي وهو كفر فظهر من هذا

تو تغنی بطریق اولی کبیرہ ہوگی پس مغنی اس کبیرہ کو اختیار کرتا ہی اب اوسکا اچہا کہنا حرام قطعی کو حلال کرنا ہی یہہ کفر ہی اب اس سی معلوم ہوا

ان من يحضر الجمعة والجماعة في هذا الزمان قلما ينجو عن ارتكاب كبيرة لان كثيرا من الخطباء والقراء

کہ جو شخص جمعہ اور جماعت مین آتی ہین اس زمانہ مین ارتکاب کبیرہ سی بہت کم خالی ہوتی ہیں اسلئی کہ اکثر خطیب اور قاریون کی خطبی

قلما يخلو خطبتهم وقراءتهم عن التغني بل هم ياخذون في الخطبة والقرآن ماخذهم في الشعر والغزل

اور قراءت تغنی سی بہت کم خالی ہین بلکہ وہ خطبہ اور قرآن مین شعر اور غزل کا ردیہ برتتی ہین

حتى

حتی لا یکاد یفهم ما یقولون وما یقرؤون من کثرة النغمات والتقطیعات وکذا حال المؤذنین فی التصلیة والترضیة
یہاں تک کہ لمبا اوقات کثرۃ نغمات اور تقطیعات سی سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کہتی ہیں اور کیا پڑھتی ہیں اور ایسی ہی صلی اللہ علیہ وسلم اور رضی اللہ عنہ
والتامین وتکبیرات الانتقالات والسامعون الحاضرون مرتکبون لهذه الکبیرة وربما یستحسنه بعضهم
اور آمین کہنی میں اور تکبیرات انتقالات میں موذنوں کا حال ہی اور سننی والی جو موجود ہوتی ہیں یہہ کبیرہ اختیار کرتی ہیں اور بعضی وقت کوئی کوئی اچھا ہی کہنی لگتا ہی
بل هو الاکثر فی اکثرهم لغلبة الهوی وعدم مبالاتهم فی امر الدین فیلزم ان یکفروا علی ما حکی عن ظهیر الدین المرغینانی
بلکہ اکثر اشخاص میں اکثر یہہ ہی ہوتا ہی کیونکہ ہوای نفسانی کا غلبہ اور امر دینی میں بی پروائی بہت ہوگئی ہی سو لازم یہہ آتا ہی کہ موافق حکایت ظہیر الدین مرغینانی کی
وکذا من یحضر التراویح فی لیالی رمضان لاستماع تسبیحات المؤذنین فی الجوامع والمساجد فان اسماء الله
کافر ہوجاویں اور ایسی ہی جو تراویح میں ماہ رمضان کی راتوں کو جوامع اور مساجد میں موذنوں کی تسبیحات سننی کی واسطی جمع ہوتی ہیں کیونکہ خلق
الواقعة فیها مثل یا حنان یا منان یا ذا الجود والاحسان ونحو سبحان ذی الملک والملکوت سبحان ذی
نامون میں جو تسبیحات کی اندر آتی ہیں جیسی یا حنان یا منان یا ذا الجود والاحسان اور جیسی سبحان ذی الملک والملکوت سبحان ذی
العزة والجبروت وغیر ذلک من الاسماء الحسنی والصفات العلیا بکثرة الابغاء والالحان یغیرونها ویحرفونها و
العزت والجبروت اور اور سوا اسکی اسماء حسنی اور صفات علیا انہیں کثرت سی نغمی اور الحان کرکر اسقدر تبدیل اور تغیر اور تحریف اور اخفا کردیتی ہیں
یخفونها الی مرتبة لا یمکن تمیزها وتشخیصها مثل قولهم سوبحان المالیکی الحانان سوبحان المالوکی المانان
کہ ممکن نہیں کہ ذرہ تمیز اور تعیین ہوسکی چنانچہ سبحان الملک الحنان کو یوں پڑھتی ہیں سوبحان امالیکی الحانان سوبحان المالیکی المانان
بافراط المد فی ضمة السین وفتحة النون والمیم وفی کسرة اللام والکاف وغیر ذلک وکذا الحان الصوفیة مثل
سین کی ضمہ میں اور نون اور میم کی فتحہ میں اور لام اور کاف کی کسرہ میں خوب مد کھینچ کر اور سوا اسکی اور ایسا ہی صوفیوں کا الحان ہی جیسی
قولهم عقب الطعام بزعم الشکر الحمد ولیله الشکر ولیله بمد الدال والراء واللام ونحوها فینبغی للمسلم ان یحترز
کھانا کھاکر شکر کی خیال پر کہا کرتی ہیں الحمد ولیلہ والشکر ولیلہ دال اور راء اور لام کو خوب کھینچکر اور مانند اسکی سو مسلم کو لائق ہی کہ ایسی مجلس میں
عن حضورها وسماعها ویطلب مسجدا خالیا عنها اذ صورتها عبادة وحقیقتها معصیة وکبیرة فلعله
نہ جاوی اور ایسی کلمات نہ سنی اور مسجد جو ان مفاسد سی خالی ہو تلاش کرلی سو اسطی کہ یہہ ظاہر میں تو عبادت ہی اور حقیقت میں معصیت کبیرہ ہی ایسا نہو
یستحسنها وینهدم دینه وهو لا یشعر والحال ان الجهل لا یکون عذرا ولا یظن احد ان المراد بالتغنی للناس قراءة
کہ اسکو اچھا کہنی لگی تو اوسکا دین بی خبری میں برباد ہوجاوی اور حال یوں ہی کہ نادانی کوئی عذر نہیں ہی اور کوئی یہہ خیال نہ کری کہ تغنی لوگوں کی سامنی یہہ ہی
الابیات والاشعار بالاصوات الموزونة دون قراءة القرآن والاذکار فانه ظن فاسد بل هو یعم التغنی بالقرآن
کہ بیتیں اور شعر آواز موزوں بناکر سنادی قرآن اور ذکر میں تغنی نہیں ہوتی یہہ خیال فاسد ہی بلکہ تغنی قرآن وغیرہ سب میں ہوتی ہی
وغیره لان الفقهاء صرحوا بکون قراءة القرآن بالالحان معصیة وبکون التالی والسامع اثمین قال البزازی
اسلئی کہ فقہاء نی صاف کہا ہی کہ قرآن کو الحان سی پڑھنا گناہ ہی اور پڑھنی والا اور سننی والا دونوں گنہگار ہوتی ہیں بزازی کہتا ہی
القرآن بالالحان معصیة والتالی والسامع اثمان والوجه الثالث من تلک الوجوه المذکورة ان الحدیث المذکور
قرآن الحان سی پڑھنا گناہ ہی اور پڑھنی والا اور سننی والا دونوں گنہگار ہوتی ہیں اور تیسری وجہ وجوہات مذکورہ میں سی یہہ ہی کہ یہہ حدیث مذکور
یکون معارضا لما اخرجه الترمذی عن حذیفة انه علیه السلام قال اقرؤا القرآن بلحون العرب واصواتها وایاکم
اوس حدیث سی معارض ہی جو ترمذی نی حذیفہ سی روایت کی ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ قرآن کو عرب کی لہجہ اور آواز پہ پڑھا کرو اور فسقوں کی
ولحون اهل الفسق ولحون اهل الکتابین فانه سیجیء بعدی قوم یرجعون القرآن فی ترجیع الغناء والرهبانیة والنوح
لحن سی اور یہود اور نصاری کی لحن سی بچو البتہ قریب ہی میری بعد ایک قوم ہوگی کہ قرآن میں مانند ترجیع غنا اور رہبانیت اور نوحہ گرکہ ترجیع کرینگی

ولا یجاوز حناجرهم مفتونة قلوبهم وقلوب من یعجبهم شأنهم ذکر هذا الحدیث الامام الجعبری

اور قرآن اونکی گلونسی نیچی نہ اوتریگا اونکی دل اور اونکی دل جو اونکی وضع پسند کرتی ہین فتنہ مین ہین اس حدیث کو امام جعبری نی

فی شرح الشاطبی وهو اصل عظیم فی هذا الباب الذی هو جواز التغنی بالقرآن وعدم جوازه وعلیه

شاطبی کی شرح مین ذکر کیا ہی اس باب مین یہہ بڑی اصل ہی یعنی قرآن مین تغنی جایز ہونی کی اور نہ جایز ہونی کی اور

یتفرع مسائل هذا الباب ومن لم یقف علی هذا الاصل یغلط کثیرا اذ جعل بعضهم التغنی حراما

اس باب کی مسائل اسی پر مبنی ہین اور جو شخص اس اصل سی واقف نہین ہی بہت غلطی کرتا ہی اسواسطی کہ بعضی تغنی کو جمیع

فی جمیع الادیان فیلزم اکفار مستحله وبعضهم اجازه فی الشریعة المحمدیة وکذا اللحن فتحیر

ادیان مین حرام کہتی ہین اب لازم آتا ہی کہ حلال سمجھنی والا کافر ہووی اور بعضون نی شریعت محمدیہ مین جایز رکہا ہی اور ایسی ہی لحن کا حال ہی

الناظر الی هذه الاقوال فلابد من معرفة معنی التغنی واللحن وما هو المراد منهما عند القائلین

سو جو کہ ان اقوال کو دیکہتا ہی حیران ہوتا ہی اب تغنی اور لحن کی معنون کا سمجہنا ضرور ہی اور جو ان دونون سی مراد ہی اونکی جو جواز کی قائل ہین

بالجواز والقائلین بعدم الجواز حتی یتخلص من ورطة التحیر والهلاك اما التغنی فهو اما من الغنی بالکسر

اور اونکی جو ناجایز بتاتی ہین تاکہ وہ حیرانی اور ہلاکت کی بہنور سی خلاص ہووی اب تغنی یا تو مشتق ہی غنی سی جو غین کی زیر سی ہی

والقصر او من الغناء بالکسر والمد فان کان من الاول فهو بمعنی الاستغناء وان کان من الثانی فهو

بدون مد کی اور یا غنا سی مشتق ہی غین کی زیر اور مد سی پہر اگر تغنی اول سی مشتق ہی تو اوسکی معنی استغنا بی نیازی کی ہین اور اگر دوسری سی مشتق ہی تو

بمعنی الترنم والترجیع والتطریب اذ الغناء هو الصوت الموزون الرقیق الحزین والتغنی والترنم والترجیع

اوسکی معنی سرود اور آواز کا بلند اور پست کرنا اور رجہانا اسواسطی کہ غنا یہہ ہی آواز موزون بنی ہووی نرم دلین چبہتی ہووی کو کہتی ہین اور تغنی اور ترنم اور ترجیع

والتطریب استعمال ذلك الصوت الموزون وتردیده فی الحلق بادخاله داخل الحلق مرة واخراجه

اور تطریب اوس آواز موزون کا برتنا اور استعمال کرنا اور اوسکا حلق مین پہرانا کا ایک بار حلق کی اندر لیجانا اور پہر اوسکا باہر لانا

اخری علی الطریقة المستفادة من الموسیقی وهذا هو المشهور المعروف المراد بالتغنی المحرم فی جمیع

اوس طرز پر جو گویئی کرتی ہین اور یہہ ہی مشہور معروف تغنی سی مراد ہی جو کہ تمام دینون مین حرام ہی

الادیان سواء اقترن بالقرآن او بالاذان او بالخطبة او بالاذکار او بالاشعار او لم یقترن بشیء منها

برابر ہی کہ قرآن مین جاری ہو یا اذان مین یا خطبہ مین یا ذکرون مین یا شعرون مین یا انہین سی کسی مین بہی نہو

ولذلك لما بین صاحب مجمع الفتاوی ان استماع صوت الملاهی کالضرب بالقصب وغیر ذلك

اور اسہی لئی چونکہ صاحب مجمع الفتاوی نی بیان کیا کہ بیشک ملاہی کی آواز کا سننا جیسی ڈنکی وغیرہ سی بجانا

هی حرام ومعصیة لقوله استماع الملاهی معصیة والجلوس علیها فسق والتلذذ بها من الکفر ومن سمع

یہہ سب حرام اور معصیت ہی واسطی ارشاد نبی علیہ السلام کی کہ سننا ملاہی کا معصیت ہی اور اوسکو پیشہ کرنا فسق ہی اور اوسی مزہ اوٹہانا کفر ہی اور جسکی کان مین

بغتة فلا اثم علیه لکن یجب ان یجتهد کل الجهد حتی لا یسمع لما روی انه علیه السلام ادخل اصبعیه

ناگاہ آواز آگئی تو اوسپر گناہ نہین لیکن واجب ہی کہ تمام تر کوشش کری کہ وہ آواز کان مین نہ آوی کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی آواز سنکر اپنی کانون مین

فی اذنیه عند سماعه قال دلت المسئلة علی ان مجرد الغناء والاستماع الیه معصیة وان لم یقترن

اونگلیان دی لین نہین کہا ہی کہ اس مسئلہ سی معلوم ہوتا ہی کہ مطلق غنا اور اوسکا سننا معصیت ہی اگرچہ کسی شئی مین

بشیء من القرآن وغیره ووجه الدلالة ان الحاصل من الملاهی مجرد الصوت الموزون لا غیر فیکون مجرد

قرآن وغیرہ سی جاری نہو اور وجہ دلالت کی یہہ ہی کہ حاصل ملاہی سی نری آواز موزون ہوتی ہی اور کچہہ نہین ہوتا تو اب صرف

رفع الصوت الموزون وخفضه وترديده فی الحلق من غير اقتران بشیٔ من القران وغيره كما يفعله المشتغلون معصية

آواز موزون کا بلند کرنا اور پست کرنا اور حلق کی اندر پھرانا بدون اسکی کہ قرآن وغیرہ میں جاری ہو جیسی کہ خوشخوان پڑھتی ہیں سب گناہ ہی

ولكن اذا اقترن بالقران او الاذان او الخطبة او غيرها من الاذكار بل هو اسوء واشنع لانه خلط المعصية بالعبادة

اور ایسی ہی جب قرآن اور اذان اور خطبہ اور اور اذکار میں جاری ہو بلکہ یہہ بدتر اور شنیع تر ہی اسلئی کہ معصیت کو عبادت میں ملا دیا

وتلعّب بالدين وان اعتقد هذا الصنيع الشنيع عبادة فهو معصية اخرى اشد استقباحا من الاولى واما اللحن

اور دین میں کھیل شروع کیا اور اگر اعتقاد کرتا ہی کہ یہہ عمل بد عبادت ہی تو یہہ الگ بڑا ہی گناہ پہلی گناہ سی سخت تر ہی اور رہا لحن

فهو على ما فهم من كلام صدر الشريعة فی باب الاذان انه قد يكون بتحريف الكلمات بان ينقص حرفا من

سو وہ موافق اوس مضمون کی جو صدر الشریعۃ کی کلام سی باب اذان میں معلوم ہوتا ہی یہہ ہی کہ لحن کبھی کلمات کی تغیر سی ہوتا ہی اسطور کہ کوئی حرف اونکی حرفون

حروفها سواء كان حرف مد او غيره او بان يزيد فيها حرفا من حروف المد وغيرها وقد يكون بتغيير صفات

میں سی کم کردی برابر ہی کہ حرف مد ہو یا کوئی اور ہو یا اسطور ہوتا ہی کہ اوسمین کوئی حرف حروف مد وغیرہ میں سی بڑھا دی اور کبھی حرفون کی صفات کی بدلنی سی

حروفها بان ينقص شيئا من كيفيات الحروف او يزيد كالحركات والسكنات والمدات وغير ذلك من الادغام والاخفاء

ہوتا ہی اسطور کہ کچھ کیفیات حروف کی کم کردی یا زیادہ کردی جیسی حرکات اور سکنات اور مدات اور سوا اسکی ادغام اور خفی کرنا

واشباع الحركات وتوفير الغنات ونحوها مما يطول تعدادها على ما ذكر فی كتب التجويد وقد يستعمل اللحن بمعنى التغنى

اور حرکت کا بڑھانا اور غنہ کا پورا کرنا اور مانند اسکی جنکی گنتی بہت ہی چنانچہ کتب تجوید میں مذکور ہی اور کبھی لحن کو تغنی کی معنون میں لیتی ہیں

وقد يطلق كل من هذه الالفاظ ويراد به مجرد حسن الصوت من غير تغيير لفظ فعلى هذا متى قيل يجوز قراءة القران

اور کبھی ان تمام لفظون سی نری خوش آوازی بدون تغیر لفظ کی مراد ہوتی ہی پس اس اختلاف کی موافق جب کوئی یون کہی کہ قرآن کا

بالالحان يراد به حسن الصوت ولحون العرب كما فی قوله عم اقرؤا القران بلحون العرب والمراد بلحون العرب صوتهم الطبيعية التى

پڑھنا الحان سی جایز ہی تو خوش آوازی اور عرب کا لہجہ مراد ہوگا چنانچہ اس حدیث میں ہی قرآن کو عرب کی لہجہ پر پڑھو اور مراد عرب کی لہجہ سی عربون کی اصلی طبیعی

هی مد الممدود وقصر المقصور وترقيق المرقق وتفخيم المفخم وادغام المدغم واظهار المظهر واخفاء المخفى وغير ذلك مما هو لازم فی

آوازیں ہیں یعنی دراز کرنا ممدود کا اور قصر کرنا مقصور کا اور ہلکا کرنا ہلکی کا اور پر کرنا پر کا اور ادغام کرنا قابل ادغام کا اور ظاہر کرنا قابل اظہار کا اور خفی کرنا قابل خفا کا اور سوا اسکی جو جو عربون

كلامهم الذى هو سليقة لهم لا يحسنون غيره ومتى قيل قراءة القران بالالحان حرام يراد به لحون اهل الفسق كما فی قوله عم اياكم ولحون

کی کلام میں لوازمات ہیں جو اونکا اصل طریقہ ہی کہ اسکی خلاف کو اچھا نہیں سمجھتی اور جب کوئی یہہ کہی کہ قرآن کا پڑھنا الحان سی حرام ہی تو اب لحن فاسقون کی مراد ہیں جیسی اس حدیث میں ہی

اهل الفسق والمراد بلحون اهل الفسق الانغام المستفادة من الموسيقى اذ من يفعلها يكون من اهل الفسق لارتكابه كبيرة

فاسقون کی لحن سی بچتی رہو اور فاسقون کی لحن سی وہ نغمات مراد ہیں جو گویون کی طرز پر ہوتی ہیں اسلئی کہ جو شخص یہہ تغنی کرتا ہی وہ فاسق ہی کیونکہ کبیرہ اختیار کرتا ہی

الا ترى ان ابا حنيفة وغيره من المشائخ يبيحون قراءة القران بالالحان على ما ذكر فی بعض الفتاوى وعلى تقدير كون المراد بها الانغام

دیکھتا نہیں کہ امام ابو حنیفہ وغیرہ مشائخ الحان سی قرآن کا پڑھنا مباح کہتی ہیں چنانچہ بعضی فتاودون میں مذکور ہی اور جس صورت میں کہ مراد اوس سی وہ نغمات ہوں

المستفادة من الموسيقى كيف يبيحونها مع صريح النهى عنها بقوله عليه السلام اياكم ولحون اهل الفسق وعلى تقدير كون المراد بها حسن

جو علم موسیقی کی طرز پر ہوتی ہیں تو کیونکر مباح کہہ سکتی باوجودیکہ اس حدیث میں صاف منع فرمایا ہی فاسقون کی لحن سی بچتی رہو اور اگر مراد اوس سی خوش آوازی

الصوت ولحون العرب كيف لا يبيحونها وقد امر بها النبى عم بقوله اقرؤا القران بلحون العرب وقد يقع الغلط على افهام بعض الناس فيظنون المراد بحسن الصوت المطلوب

اور لہجہ عرب کا ہو تو کیونکر منع کر سکتی باوجودیکہ نبی علیہ السلام نی اس حدیث میں ارشاد کیا ہی قرآن کو عرب کی لہجہ پر پڑھا کرو اور بیشک بعضی لوگون کی سمجھ پر غلطی پڑتی ہی کہ وہ یہہ

فی قراءة القران فی الخطبة والاذان هى التغنى المعروف المشهور بينهم ها هيهات لما يزعمون كلا انهم عن هذا المعنى لمعزولون ثم انهم لا يكتفون بما ارتكبوا

جو قرآن کی پڑھنی اور خطبہ اور اذان میں درکار ہی وہ ہی تغنی مشہور و معروف ہی افسوس افسوس اونکی سمجھ پر حق تو یہہ ہی کہ وہ ان معنونسی بہت دور ہیں پھر یہہ بھی تو نہیں کہ جو اختیار کر رکھا ہی

بل يقولون في طعن السلف الصالحين وينسبون اليهم الفعل المحرم في جميع الاديان حيث يعتقدون ان الغناء
بلکہ علما سلف کو طعنہ دیتے ہیں اور وہ انہیں ایسے فعل کی جو تمام مذہبوں میں حرام ہے تہمت لیتے ہیں اس واسطے کہ یہہ اعتقاد کرتے ہیں کہ بیشک یہہ غنا

الذي يفعلونه اليوم هذا الذي كان السلف يفعلونه ومعاذ الله ان يظن بهم هذا ومن وقع له ذلك يتعين
کہ جو اب عمل میں آتی ہے یہہ وہی غنا ہے جو سلف بزرگ استعمال کرتے تھے خدا کی پناہ انکی طرف ایسی گمان سے اور جسکی خیال میں یہہ وسوسہ گذرا ہو

عليه ان يتوب بعينه ويرجع الى الله تعالى والا فهو من الهالكين الا ترى ان حسن الصوت في الاذان مندوب
تو اوسکو یہہ ہی چاہیے کہ اس عقیدہ سے توبہ کرے اور خدا کی طرف رجوع کرے نہیں تو وہ ہلاک ہوا دیکھتا نہیں کہ حسن صوت اذان میں مستحب

ومطلوب مع ان التغني فيه حرام ومكروه منصوص كراهته في عامة الكتب من المتون والشروح والفتاوى
اور مقصود ہے باوجودیکہ تغنی اذان میں حرام اور مکروہ ہے اوسکی کراہت صاف مذکور ہے تمام متنوں اور شرحوں اور فتاووں میں

مع ضرب من التاكيد والتهديد وقد صدر الانكار على فاعله عن النبي عليه السلام وعن الصحابة والتابعين وغيرهم
بتاکید اور تہدید مذکور ہے اور بیشک برائی تغنی کرنیوالی کی نبی علیہ السلام سے اور صحابہ اور تابعین وغیرہ

من السلف والخلف اذ روى عن ابن عباس رض انه عليه السلام كان له مؤذن يطرب ونهاه عن ذلك وروى ان
اگلی اور پچھلوں سے ثابت ہوتی ہے اس واسطے کہ ابن عباس رض سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام کی ہاں ایک موذن مطرب تہا اوس موذن کو اس سے باز رکہا اور روایت ہے

رجلا قال لابن عمر اني احبك في الله فقال له ابن عمر اني ابغضك في الله لانك تتغنى في اذانك فظهر من
کہ ایک شخص نے ابن عمر سے کہا میں تمکو اللہ کے واسطے محبوب رکھتا ہوں پس ابن عمر نے جواب دیا میں تجھکو خدا کے واسطے برا جانتا ہوں اسلیے کہ تو اذان میں تغنی کرتا ہے

هذه الوجوه كلها ان المراد بالتغني في الحديث المذكور سابقا ليس ما هو المعروف والمشهور بل المراد به الاعلان
اب ان تمام وجوہات سے ظاہر ہوتا ہے کہ تغنی سے جو پہلی حدیث میں آیا ہے وہ یہی تغنی معروف ومشہور مراد نہیں ہے بلکہ تغنی سے قرآن کا ظاہر پڑہنا

بالقرآن والافصاح به كانه عليه السلام جعل الجهر به تبعا للاقرار بتوحيد الله تعالى ونبوة انبياءه في كونه
اور فصیح زبان سے پڑہنا مراد ہے گویا نبی علیہ السلام نے قرآن بلند آواز سے پڑہنے کو بمنزلہ اقرار کے ٹہرایا ہے واسطے توحید اللہ تعالی کی اور انبیاء کی نبوت کی اس باب میں

من شعائر الاسلام كالاعلام بالشهادتين في صحة الايمان او المراد به الاستغناء بالقرآن عن الاشعار و
کہ نشان اسلام کا ہے جیسے دونوں کلمے شہادت کا ظاہر کرنا واسطے درستی ایمان کی نشان ہے یا تغنی سے مراد بسبب قرآن کی شعروں سے اور

احاديث الناس فقد ورد التغني بهذا المعنى وان كان مجيء تفعل بمعنى استفعل قليلا لكن قلة الاستعمال لا يمنع
لوگوں کی باتوں سے بے نیاز ہونا بیشک تغنی کی یہہ بہی معنی میں اگرچہ وزن تفعل کا استفعل کی معنوں میں کمتر آتا ہے لیکن قلت استعمال سے احتمال

صحة الارادة والمراد التغني بالترتيل فانه زين للقرآن لا سيما مع حسن الصوت فان التغني بمعنى حسن
ارادہ کا نہیں موقوف ہوتا اور مراد اس سے تجوید یا ترتیل ہے کیونکہ اس سے قرآن کو زینت ہوتی ہے خاص کر خوش آوازی سے تو بیشک تغنی بمعنی خوش آوازی

الصوت مندوب على ما ذكر في التاتارخانية ان التغني بالقرآن ان لم يغير الكلمة عن وضعها بل يحسنه تحسين
مستحب ہے چنانچہ تاتارخانیہ میں یہہ مذکور ہے کہ تغنی قرآن میں اگر کلمات کو اپنی وضع سے نہ بدل دے بلکہ اوسکو آراستہ کر دے

الصوت وتزيين القراءة فذلك مستحب عندنا في الصلوة وخارجها وان كان يغير الكلمة عن وضعها يوجب
اور قرائت کو زینت دے تو یہہ تغنی ہماری نزدیک نماز میں اور نماز سے باہر بھی مستحب ہے اور اگر تغنی کلمات کو اپنی وضع سے بدل ڈالی تو نماز کو

فساد الصلوة لان ذلك منهي عنه وقال التوربشتي القراءة على الوجه الذي يهيج الوجد في قلوب السامعين
بگاڑ دیتی ہے اس لیے کہ یہہ تغنی ممنوع ہے اور تورپشتی کہتا ہے کہ اس وضع کی قرائت جو سننے والوں کی دلوں میں شور محبت بھڑکا دے

ويورث الحزن ويجلب الدموع مستحبة ما لم يخرجه التغني عن التجويد ولم يصرفه عن مراعات النظم في الكلمات
اور اندوہ پیدا کرے اور آنسو بہا دے مستحب ہے جبتک کہ تغنی تجوید سے نہ نکالدے اور اوس نظم سے جو کلمات اور حروف میں رعایت کی جاتی ہے دور نہ کر دے

بالحروف

والحرف فاذا انتهی الی ذلک عاد الاستحباب کراهة اذا تقرر هذا ینبغی ان نعلم ان الفقهاء لما صرحوا بکون التغنی
پھر اگر اس نوبت کو پہنچی تو مستحب نہیں مکروہ ہی جب یہہ معلوم ہو چکا تو یہہ بات بھی لایق سمجھنی کی ہی کہ فقہاء جب تغنی کو

فی القرآن حراما وشددوا فیه مع ظواهر بعض الاحادیث الذی توهم جوازه فیه فکونه حراما فی غیر القرآن من الاذان
قرآن میں فسق حرام کہہ چکی اور اسباب میں تشدد کر چکی باوجودیکہ بعض احادیث کی ظاہر معنوں سی جواز کا وہم پڑتا ہی پہر ایسی تغنی سوا قرآن کی اذان

والخطبة والاذکار وغیرها مع عدم ورود شیء مما یوهم جوازه فیها اصلا من ظواهر الاحادیث واقوال العلماء اولی
اور خطبہ اور اذکار وغیرہ میں باوجودیکہ ہرگز کوئی ایسی روایت بھی نہیں جس سی جواز تغنی کا اذان وغیرہ میں وہم پڑتی ہی نہ کوئی ظاہر حدیث نہ قول کسی عالم کا بطریق اولی حرام ہی

لانه بقی علی الخطر الاصلی المستفاد من قولهم التغنی حرام فی جمیع الادیان المجلس الثامن والاربعون
اسواسطی کہ وہ خطر اصلی پر باقی ہی جو اونکی اس قول سی مفہوم ہوتا ہی کہ تغنی تمام دینوں میں حرام ہی اڑتالیسوین مجلس مین

فی بیان فضیلة المؤذن وبیان سبب وضع الاذان قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا یسمع
بیان مؤذن کی فضیلت کا اور بیان سبب اذان کی مقرر ہونیکا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا نہیں سنیگا

مدی صوت المؤذن جن ولا انس ولا شیء الا شهد له یوم القیمة هذا الحدیث من صحاح المصابیح رواه ابو سعید
انتہا آواز مؤذن کی جن اور نہ انسان اور نہ کوئی اور شی مگر واسطی مؤذن کی قیامت کی روز گواہی دیگا یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہی ابو سعید کی روایت

الخدری وفیه حث علی استفراغ الجهد فی رفع الصوت بالاذان لیکثر شهوده من الجن والانس وغیرهما من
سی اور اسمین یہہ ترغیب ہی کہ جہانتک ہو سکی بتمام قوت اذان میں آواز بلند کری تاکہ گواہ جن وانس وغیرہ حیوانات

الحیوانات والجمادات یوم القیمة فان المؤذن کلما جعل صوته اجهر یکون شهوده یوم القیمة اکثر وانما
اور جمادات قیامت کی روز زیادہ ہو جاوین کیونکہ مؤذن جتنی آواز بلند کریگا وتنی ہی اوسکی گواہ قیامت کی دن زیادہ ہونگی اور نہین سنیگا

قال لا یسمع صوته لان مدی الصوت غایته وغایة الصوت تکون اخفی لا محالة فاذا شهد له من بعد عنه
آواز اوسکی اس لئی فرمایا کہ مدی صوت انتہا آواز کا ہوتا ہی اور انتہا آواز کا بالضرور بہت خفی ہو جاتا ہی پہر جبکہ اوسکی گواہی وہ چیزین دیوین جو اوس سی اوسکی دور

ووصل الیه همس صوته فاولی ان یشهد له من قرب منه وسمع مبادی صوته والمراد من شهادة الشهود له
اور اوسکی کسمساہٹ ہی سنی ہو تو جو پاس کی چیزین ہین اور اول آواز سنتی ہین بطریق اولی گواہی دیگی اور اوسکی حق میں قیامت کی دن گواہوں کی گواہی سی مراد یہہ ہی کہ اوس روز اہل محشر کی سامنی

یوم القیمة اشهاده فی ذلک الیوم فیما بین اهل المحشر بالفضل وعلو الدرجة فانه تعالی کما یهین قوما
بزرگی اور بلند مرتبہ کی گواہی ہوگی بیشک اللہ تعالی جیسی کسی قوم کو قیامت کی دن اوسکی حق میں گواہ ہونکی بری گواہی سنکر ذلیل کرتا ہی تاکہ سب کی سامنی خوار و ذلیل

یوم القیمة بشهادة الشهود علیهم تحقیقا لفضوحهم علی رءوس الاشهاد وتسوید الوجوههم فکذلک یکرم
اور کالا منہہ ہووی سوا ایسا ہی بعضی قوم کو

قوما فی ذلک الیوم بشهادة الشهود لهم تکمیلا لسرورهم تطییبا لقلوبهم ثم انهم بکثرة شهادة الشهود لهم یزداد
اوس روز گواہوں کی اچھی گواہی اونکی خوشی پوری اور دل خوش کرینگی لئی عزت کرتا ہی پہر اوس قوم کی فرح اور سرور بسبب بہتایت اچھی گواہوں کی بڑہتی جاتی ہی

سرورهم وفرحهم فان قیل الاذان ذکر والاصل فی الاذکار الاخفاء لقوله تعالی وَاذْكُرْ رَبَّكَ فِي نَفْسِكَ تَضَرُّعًا
پہر اگر کوئی یہہ کہی کہ اذان تو ذکر ہی اور تمام ذکروں میں اصل اخفا ہی یعنی چپکی سی بدلیل اس آیت کی اور یاد کرتا رہ اپنی رب کو دل میں گڑگڑاتا

وَخِيفَةً وَدُونَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ ولقوله علیه السلام للذی رفع صوته بالذکر لن تدعوا اصم ولا غائبا
اور ڈرتا اور پکار سی کم آواز بولنی میں اور اس لئی کہ نبی علیہ السلام نی اوس شخص کو جو پکار کر ذکر کرتا تہا فرمایا تو ہرگز نہیں پکارتا بہری کو اور غائب کو

فما وجه الجهر فیه فالجواب ان الاذان وان کان ذکرا وکان الاصل فی الاذکار الاخفاء الا ان فیه معنی زاید
پہر اذان میں پکارنی کی کیا وجہ ہی تو جواب یہہ ہی کہ اذان اگرچہ ذکر ہی اور اصل ہی ذکروں میں اخفا ہی پر اذان میں ایک امر بلت بڑھتی ہی

یوجب الجهر علی خلاف الاصل وهو کونه اعلاما لاوقات الصلوة وهذا المعنی الزائد اوجب فیه حکما عارضا علی
جس سی پکار کر کہنا اصل کی برخلاف ثابت ہوگیا اور وہ بات یہی کہ نماز کی وقتوں کی خبر دیتی ہیں اس ہی بڑہتی بات نی اوسمین ایک حکم عارضی اصل سی الگ واجب کردیا ہی

الاصل وهو الجهر لانه لا یصلح ان یکون اعلاما الا بصفة الجهر بیان ان الاذان وان کان ذکرا یوجب الاخفاء
یعنی پکار کر کہنا اسواسطی کہ اذان سی بدون پکار کر کہنی کی اعلام نہیں ہوسکتا اسکا بیان یہہ ہی کہ اذان اگرچہ ذکر ہی جسمین اخفا واجب ہی

الا ان الاخفاء ممتنع فیه لمانع قوی هو کونه اعلاما لان الاعلام لا یمکن حصوله الا بصفة الجهر ووجود
پر بیشک اسمین اخفا ایک قوی مانع کی سبب سی ممنوع ہی وہ مانع یہہ ہی کہ وہ اعلام ہی اسواسطی کہ اعلام بدون پکار کر کہنی کی حاصل ہونا ممکن نہیں ہی اور ایک

علة توجب حکما علی وجه لا یمنع وجود علة اخری توجب حکما اخر مخالفا للاول بل اسمه ایضا یدل علی
علت سی اوسکا حکم اس طور پر واجب ہوتا ہی کہ اوس سی دوسری ایسی علت کا پیدا ہونا ممنوع نہیں ہوتا جس سی دوسرا حکم اول کی برخلاف واجب ہوجاوی بلکہ اوسکا نام ہی یعنی اذان دلالت

وجوب الجهر فیه لانه فی اللغة الاعلام مطلقا وفی الشریعة اعلام مخصوص علی وجه مخصوص بالفاظ
کرتا ہی کہ اسمین جہر واجب ہی اسلئی کہ اذان کی معنی مطلق اعلام کی ہیں اور شریعت مین خاص اعلام کو کہتی ہیں بطور خاص الفاظ مخصوص سی

مخصوصة وقد سبق ان الاعلام یمتنع حصوله بدون الجهر بل سببه ایضا یدل علی لزوم الجهر فیه وهو انه
اور یہہ پہلی گذرچکا ہی کہ اعلام بدون جہر کی ہرگز نہیں ہوسکتا بلکہ اذان کی ایجاد کا سبب بہی دلالت کرتا ہی کہ اوسمین جہر لازم ہی وہ سبب یہہ ہی

علیه السلام لما قدم المدینة وبنی المسجد شاور اصحابه فیما یجعل علامة لمعرفة وقت الصلوة وحضور الجماعة
کہ نبی علیہ السلام جب مدینہ مین تشریف لای اور مسجد تیار کی تو صحابہ سی مشورہ کیا کہ اوقات نماز کی پہچان اور جماعت مین آنی کی لئی کیا علامت مقرر کرین

فذکر له ضرب الناقوس فقال هو من شعائر النصاری فذکر له النفخ فی القرن فقال هو من شعائر الیهود فذکر
کسینی ناقوس کا بجانا ذکر کیا تو آپ نی فرمایا وہ طریقہ نصاری کا ہی پہر صور پہونکنی کا ذکر کیا پہر آپ نی فرمایا یہہ یہود کا طریق ہی پہر کسینی

له ایقاد النار فقال هو من شعائر المجوس فتفرقوا من غیر ان یتفقوا علی شیء وکان فیهم عبد الله بن زید الانصاری
آگ جلانی کا ذکر کیا پہر آپ نی فرمایا یہہ طریقہ مجوسیوں کا ہی پہر یہہ ہی اختلاف رہا کسی ایک بات پر متفق نہوئی اور اوس مجمع مین عبد اللہ بن زید انصاری بہی تہی

فاهتم هما شدیدا لهم رسول الله علیه السلام فلم یاکل الطعام تلک اللیلة فبات مهتما فلما اصبح اتی رسول
سو اونکو بسبب فکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑا سخت فکر لگا کہ اوسنی اوس رات کو کہانا نہ کہایا اسی فکر مین سوگیا جب صبح ہوئی تو رسول اللہ

الله صلی الله علیه وسلم فقال یا رسول الله انی کنت بین النوم والیقظة اذ رایت نازلا من السماء علیه
صلی اللہ علیہ وسلم کی پاس حاضر ہوکر عرض کیا یا رسول اللہ مین کچہ سوتا کچہ جاگتا تہا ناگاہ مجہکو ایک شخص آسمان سی اوترتا نظر آیا

بردان اخضران فقام علی جرم حائط واستقبل القبلة وقال الله اکبر الله اکبر الی تمام کلمات الاذان فقال
دو چادر سبز اوڑہی ہوئی پہر وہ کہڑی دیوار پر روبقبلہ کہڑا ہوکر کہنی لگا اللہ اکبر اللہ اکبر اذان کی آخر عبارت تک پس رسول

رسول الله صلی الله علیه وسلم هذا الرؤیا حق فالق ما رایته علی بلال فانه امد منک صوتا فالقینه
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا یہہ خواب حق ہی سو جو تونی دیکہا ہی بلال کو سکہاوی کیونکہ بلال تجہسی بلند آواز ہی سو مینی اوسکو سکہادی

علیه فقام علی رفیع سطح فاذن فسمعه عمر بن الخطاب وکان فی بیته فخرج یجر رداءه حتی اتی رسول الله
پہر بلال نی ایک اونچی جگہہ پر کہڑی ہوکر اذان پڑہی پس وہ اذان عمر بن الخطاب نی اپنی گہر مین سنی سو چادر کہینچتی ہوئی گہر سی نکل کر رسول اللہ

صلی الله علیه وسلم فقال یا رسول الله والذی بعثک بالحق لقد رایت مثل ما قال فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم
صلی اللہ علیہ وسلم کی پاس آکر عرض کیا یا رسول اللہ قسم ہی اوس اللہ کی جسنی تمکو برحق بہیجا ہی مین نی بہی دیکہا ہی جیسی بلال کہتا ہی تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی

فلله الحمد وروی انه رای فی المنام تلک اللیلة احد عشر رجلا من الصحابة ما رواه عبد الله بن زید فلما
فرمایا اللہ الحمد اور روایت ہی کہ اوس رات کو گیارہ مرد صحابیوں نی خواب مین یہہ ہی دیکہا تہا جو عبد اللہ بن زید نی روایت کی پہر جب

ثمن

ثبت شرعیة الاذان بهذه الرویة التی شهد بحقیتها النبی علیه السلام کان من شعائر الاسلام حتی لو
اذان کا مشروع ہونا اوس خواب سی ثابت ہوچکا جسکی حقیت مین نبی علیہ السلام نی گواہی دی تو اذان نشان اسلام کا مقرر ہوئی یہان تک کہ اگر
اصر علی ترکه اهل مصر او اهل قریة او اهل محلة اجبرهم الامام علی الاتیان به وان لم
کسی شہر یا گانو والی یا اہل محلہ والی اذان سراسر چھوڑ دین تو امام وقت اوس پر زور دیکر پڑھاوی اور اگر
یفعلوا قاتلهم لانه لما کان من اعلام الدین کان الاصرار علی ترکه استخفافا بالدین فیلزم القتال وقد
مانین تو اون پر جہاد کری اسواسطی کہ جب اذان اعلام دین سی ہوئی تو اوسکا سراسر ترک کر دینا دین کا استخفاف ہی اسلئی جہاد کرنا لازم ہوا اور
روی عن انس انه علیه السلام کان اذا طلع الفجر وکان یسمع الاذان فان سمع الاذان امسك والا اغار
انس سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام کا سفر جہاد مین یہہ رویہ تہا جب صبح ہوتی تو اذان کی طرف کان لگاتی اگر اذان کی آواز سنتی تو رک جاتی اور نہین تو غارت کرتی
یعنی انه علیه السلام اذا اراد ان یغیر الکفار کان من عادته ان یسیر باللیل فاذا وصل الی بلدة لا یعرف
مراد یہہ ہی کہ نبی علیہ السلام کفار پر غارت گری کا ارادہ کرتی تو یہہ عادت تہی کہ رات کو روانہ ہوتی جب کسی ایسی شہر پہ پہنچتی کہ اوسکا حال معلوم نہوتا
حالها ینتظر الصبح ویستمع الاذان لیعلم ان تلك البلدة بلدة المسلمین او بلدة الکفار فان سمع الاذان امسك
تو صبح تک منتظر رہتی اور اذان کی طرف کان لگاتی تاکہ یہہ امر معلوم ہوجاوی کہ یہہ شہر مسلمانو کا ہی یا شہر کفار کا ہی پہر اگر اذان سن پاتی تو غارت گری کی
عن الاغارة وترکها وان لم یسمع الاذان اغار فهذا الحدیث دل علی کون الاذان من اعلام الدین ومع هذا
باز رہتی اور اوس شہر کو چہوڑ دیتی اور اگر اذان نسنتی تو غارت کرتی پس یہہ حدیث دلالت کرتی ہی کہ اذان اعلام دین سی ہی اور باوجود اسکی
یفهم منه کونه واجبا لکن عند عامة المشائخ وهو الصحیح انه سنة مؤکدة وکذا الاقامة سنة مؤکدة للصلوات
اسہی سی معلوم ہوتا ہی کہ اذان واجب ہی پہر عام مشائخ کی نزدیک اذان سنت مؤکدہ ہی اور یہہ ہی صحیح اور ایسی ہی تکبیر پانچون نماز کی واسطی سنت مؤکدہ ہی
الخمس اذا صلیت بالجماعة ادا ووقضاء وللجمعة لانها فرض لا للواجبات کصلوة الوتر والعیدین ولا للسنن
بشرطیکہ باجماعت ہون وقت پر ادا ہون یا قضا اور جمعہ کی لئی ہی اسواسطی کہ جمعہ فرض ہی اور نماز واجب کی واسطی نہین ہی جیسی نماز وتر اور دونو عید اور نہ سنتون کی واسطی
کالتراویح ولا للنوافل کصلوة الکسوف والاستسقاء اذا صلیت بالجماعة کل واحد من تلك الصلوات ویزید المؤذن
جیسی تراویح اور نہ نفلون کی واسطی جیسی نماز سورج گہن اور استسقا کی اگرچہ یہہ سب نمازین باجماعت پڑہین اور مؤذن فجر کی اذان مین
بعد فلاح الاذان فی الفجر قوله الصلوة خیر من النوم مرتین لما روی ان بلالا جاء الی النبی صلی الله علیه وسلم
بعد حی علی الفلاح کی الصلوة خیر من النوم دوبار زیادہ کہی اسواسطی روایت ہی کہ بلال نبی علیہ السلام کی پاس آیا
فوجده نائما فقال الصلوة خیر من النوم فقال النبی علیه السلام ما احسن هذا اجعله فی اذانك وانما خص
تو آپکو سوتی پایا پس بلال نی کہا الصلوة خیر من النوم پس نبی علیہ السلام نی فرمایا کیا خوب بات ہی اسکو تو اپنی اذان مین داخل کرلی اور خصوصیت
الفجر به لانه وقت نوم وغفلة فاحتیج الی زیادة الاعلام والاقامة مثل الاذان الا انه یزید بعد فلاحها قوله
فجر کی اسلئی ہی کہ نیند اور غفلت کا وقت ہوتا ہی سواسطی وقت تنبیہ کی حاجت زیادہ تہی اور تکبیر مانند اذان کی ہی پر اتنا فرق ہی کہ تکبیر مین بعد حی علی الفلاح کی اتنا لفظ
قد قامت الصلوة مرتین ویترسل فی الاذان ویحدر فی الاقامة لما روی انه علیه السلام قال لبلال اذا اذنت
قد قامت الصلوة یعنی قایم ہوئی نماز دو بار کہی اور اذان مین ٹہر ٹہر کر کہی اور تکبیر مین شتاب شتاب کہی کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی بلال سی فرمایا جب تو اذان پڑہی
فترسل واذا اقمت فاحدر والترسیل ان یفصل بین کلمات الاذان بسکتة والحدر ان یوصل بین کلمات
تو ٹہر ٹہر کر اور جب تو تکبیر کہی تو جلدی کر اور ترسیل یہہ ہی کہ اذان کی کلمات مین ایک ایک سکتہ کا فرق کرتا جاوی اور حدر یہہ ہی کہ تکبیر کی کلمات کو جلد جلد ملاتا جاوی
الاقامة بسرعة ویترك الاعراب فیهما لما روی عن ابرهیم النخعی انه قال شیئان مجزومان کانوا لا یعربونهما الاذان
اور اعراب یعنی حرکات کو دونو مین ترک کری اسواسطی کہ ابراہیم نخعی سی روایت ہی کہ کہتا تہا دو چیزین جزم سی ہین پہلی لوگ انکو اعراب نہین دیتی تہی اذان

والاقامة قال الزیلعی یعنی علی الوقف لکن فی الاذان حقیقة وفی الاقامة ینوی الوقف قاله المروی وعوام الناس

اور تکبیر زیلعی کہتا ہی یعنی وقف پر لیکن اذان مین وقف حقیقی ہی اور تکبیر مین وقف کی نیت کری یہہ قول ہروی کا ہی اور عوام لوگ یون

یقولون الله اکبر الله اکبر بضم الراء الاولی وکان ابو العباس المبرد یفتحها بنقل فتحة همزة اسم الله تعالی الیها

کہتی ہین الله اکبر الله اکبر پہلی راء کی ضمہ سی اور ابو العباس مبرد اوس راء پر زبر پڑھتا ہی الله کی الف کا زبر نقل کرکر اوس راء کو دیتا ہی

لالتقاء الساکنین کما یفتح المیم فی قوله تعالی الٓمٓ الله لا اله الا هو مع ان الاصل فی الحروف المقطعة الاسکان ویترتب بین

واسطی جمع ہونی دو ساکن کی جیسی میم اس آیت مین مفتوح ہوجاتا ہی باوجودیکہ اصل حروف مقطعات مین سکون ہی اور اوسکی کلمات کو ویسی ہی مرتب کہی

کلماتها کما شرع حتی لو قدم بعضا واخر بعضا فالافضل الاعادة مراعاة للترتیب ولا یتکلم فیهما ویستقبل بهما

جیسی مشروع ہوئی ہین یہان تک کہ اگر کسیکو آگی اور کسیکو پیچہی کردی تو واسطی رعایت ترتیب کی دوہرانا بہتر ہی اور دونو کو پڑہتی ہوئی بیچ مین نہ بولی اور دونو کو روبقبلہ ہوکر

القبلة ویلتفت فی الاذان مع ثبات قدمیه فی مکانه یمینا عند قوله حی علی الصلوة وشمالا عند قوله حی

پڑہی اور اذان مین دونو پاؤن جمائی ہوئی اپنی جگہ مین حی علی الصلاح کہتی ہوئی دہنی طرف منہہ پہیری اور حی علی الفلاح کہتی ہوئی بائین طرف

علی الفلاح لان طرفی الاذان مناجاة ووسطه مناداة ففی المناجات یستقبل القبلة لان احسن احوال

اسواسطی کہ اذان کی اول اور آخر مین مناجات ہی اور اوسکی بیچ مین منادات یعنی لوگون کو پکارنا ہی سو مناجات مین روبقبلہ رہی اسواسطی کہ بہتر حال

الذاکرین استقبال القبلة وفی المنادات یلتفت الی من ینادیهم لانه خطابهم فیتوجه الیهم واذا کان فی

یاد الٰہی کرنیوالون کا روبقبلہ رہنا ہی اور پکارتی وقت اوس طرف منہہ پہیری جسکو پکارتا ہی اسلئی کہ اب اونہی کو خطاب ہی سو اودہری کو منہہ پہیری اور اگر مؤذن

المنارة ولم یحصل تمام الفائدة بتحویل وجهه مع ثبات قدمیه فی مکانه یستدیر فیها ویجعل اصبعیه فی اذنیه

منارہ کی اندر ہووی اور منہہ پہرانی سی دونو پانو اپنی جگہہ پر جمی ہوئی مین پورا فائدہ نہو تو اوسکی اندر گردش کری اور اپنی دونو اونگلیان اپنی کانون مین کرلی

لما روی انه علیه السلام قال لبلال اجعل اصبعیک فی اذنیک فانه ارفع لصوتک وان لم یجعل اصبعیه

اسواسطی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی بلال کو فرمایا اپنی دونو کانون مین اونگلیان دی لی اس سی تیری آواز بلند ہووی گی اور اگر وہ اونگلیان کانون مین نہ دی

فی اذنیه بل جعل یدیه علی اذنیه فحسن لما روی ان ابا محذورة ضم اصابعه

بلکہ دونو ہاتہہ کانون پر رکہہ لی تو بہی بہتر ہی اسواسطی کہ روایت ہی کہ ابو محذورہ نی اپنی چارون اونگلیان ملاکر

الاربع ووضعها علی اذنیه وعن ابی حنیفة انه قال ان جعل احدی یدیه علی اذنه فحسن ولا یؤذن لصلوة

کانون پر رکہہ لین تہین اور ابو حنیفہ سی روایت ہی کہ فرمایا اگر کوئی سا ایک ہاتہہ اپنی کان پر رکہہ لی تو بہی اچہا ہی اور کسی نماز کی واسطی

قبل دخول وقتها ویعید فی الوقت ان اذن قبله لان الاذان للاعلام بدخول الوقت فالاذان قبله یکون تجهیلا

وقت آنی سی پہلی اذان نکہی اور وقت ہونی کی بعد دہرائی جاوی اگر اذان پہلی کہدی ہو اسواسطی کہ اذان وقت کی آنی کی خبر دینی کی واسطی ہی پس اذان وقت سی پہلی بہلا وا دینا ہی

لا اعلاما وعند ابی یوسف وهو قول الشافعی یجوز للفجر فی النصف الاخیر من اللیل لتوارث اهل الحرمین اهل مکة و

اعلام نہین ہی اور ابو یوسف کی نزدیک اور یہی قول شافعی کا ہی فجر کی لئی آدہی رات گذرنی کی بعد اذان جایز ہی بسبب عمل درآمد اہل حرمین اہل مکہ اور

اهل المدینة والحجة علی الکل قوله علیه السلام لبلال لا تؤذن حتی یستبین لک الفجر هکذا ومد یده عرضا و

اہل مدینہ کی اور سب کی دلیل یہہ حدیث ہی جو آپ نی بلال سی فرمایا اذان مت دیا جبتک تجہکو فجر اسطور پر ظاہر نہوجاوی پہر اپنا ہاتہہ عرض مین کہینچا اور

لظهور التوانی فی الامور الدینیة استحسن المتاخرون التثویب بین الاذان والاقامة فی الصلوات کلها سوی المغرب

امور دینی مین سستی جو ظاہر ہونی لگی ہی تو متاخرین علماء نی تثویب کو درمیان اذان اور تکبیر کی بجز مغرب کی تمام نمازون مین پسند کیا ہی

وهو العود الی الاعلام بعد الاعلام بحسب ما تعارفه کل قوم لانه مبالغة فی الاعلام فلا یحصل ذلک الا بما یتعارفونه

اور تثویب دوبارہ آگاہ کرنا ایک دفعہ آگاہ کرکی موافق تعارف ہریک قوم کی اسواسطی کہ تثویب اعلام مین مبالغہ ہوتا ہی بیغیر تعارف قوم کی نہین ہوسکتا

وابو یوسف خص به من له زیادة اشتغال بامور المسلمین کالامیر والقاضی والمفتی لانهم لا یعرفون وقت

اور امام ابو یوسف تثویب کو خاص کرتی ہین اوس شخص کی واسطی جسکو مشغول کار بار مسلمانون کا لگا رہتا ہو جیسی امیر حاکم اور قاضی اور مفتی اسلئی کہ ان حضرات کو وقت

الحضور ولو حضروا کما سمعوا الاذان ولم یحضر الجماعة یحتاجون الی انتظار فیتعطل مصالح المسلمین وینبغی

حضور کا دہیان نہین ہوتا اور اگر یہہ لوگ اذان سنتی ہی چلی آیا کرین اور جماعت جمع نہو تو انتظار کرنا پڑیگا پہر مسلمانون کی کار بار معطل ملتوی رہینگی اور مؤذن کو یون چاہئی

للمؤذن ان یفصل بین الاذان والاقامة ویکره وصلهما لان المقصود من الاذان اعلام الناس بدخول

کہ اذان اور اقامت کی بیچین کچھ دیرنگ کیا کری دونون کا متصل بدون فاصلہ کی کہنا مکروہ ہی اسلئی کہ غرض تو اذان سی لوگون کا آگاہ کرنا ہی کہ وقت نماز کا آگیا ہی

وقت الصلوة لیتهیؤا لها بالطهارة فیحضروا المسجد لاقامتها وبالوصل ینتفی هذا المقصود وطریق الفصل

تاکہ وہ نماز کی تیاری کرین وضوء غسل کرکر مسجد مین نماز کی لئی آئین اور دونو کی ملادینی مین یہہ غرض فوت ہوتی ہی اور طریق فاصلہ کا یہہ ہی

ان الصلوة ان کانت مما یتطوع قبلها یفصل بینهما بصلوة سنة کانت او غیرها لما روی عن عبد الله

کہ اگر نماز ایسی ہی کہ اوس سی پہلی نفلین پڑہی جاتی ہین تو انکی بیچ مین نماز پڑہنی لگی خواہ سنت ہو خواہ اور کچہ اسلئی کہ روایت ہی عبد الله

بن مغفل انه علیه السلام قال بین کل اذانین صلوة ثم قال فی الثالثة لمن شاء والمراد

بن مغفل سی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا ہر وقت درمیان دونو اذان کی نماز ہی پہر تیسری دفعہ مین فرمایا جو شخص پڑہا چاہی اور مراد

بالاذانین الاذان والاقامة علی طریق التغلیب والمراد بالصلوة التطوع سواء کان سنة او غیرها من النوافل

دو اذان سی اذان اور تکبیر ہی بطور تغلیب کی اور نماز سی مراد نماز نفل ہی برابر ہی خواہ سنت ہو یا اور کوئی نفل

لا الفرض بدلیل تخییره علیه السلام فی المرة الثالثة بقوله لمن شاء وهو حث علی التنفل بین الاذان

فرض مراد نہین ہی اس دلیل سی کہ نبی علیہ السلام نی تیسری بار مین اختیار دیدیا اس لفظ سی لمن شاء اور اسمین اذان اور تکبیر کی بیچین نفل پڑہنی کی ترغیب ہی

والاقامة لان الدعاء لا یرد بینهما علی ما روی عن انس انه علیه السلام قال لا یرد الدعاء بین الاذان والاقامة

اسوسطی کہ دعا اذان اور تکبیر کی بیچ کی رد نہین ہوتی موافق روایت انس کی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ دعا درمیان اذان اور تکبیر کی رد نہین ہی

فاذا کان الدعاء غیر مردود بینهما یکون العبادة بینهما افضل وان لم یفصل بینهما بصلوة یفصل

جب اذان اور تکبیر کی بیچین دعا مردود نہین ہوتی تو عبادت ادکی بیچ مین افضل ہی اور اگر انکی بیچ مین نماز پڑہ کر درنگ نکری تو اتنی دیرنگ

بینهما بجلسة مقدارها ما یتمکن فیه قراءة عشرین اٰیة او مقدار ما یصلی اربع رکعات لحصول المقصود

بیٹہا ہی رہی جتنی دیر مین بیس آیتین پڑہ سکی یا اتنی دیرنگ جسمین چار رکعت نماز پڑہ سکی کیونکہ اسمین مقصود پورا ہوتا ہی

وان کانت الصلوة مما لا یتطوع قبلها کصلوة المغرب فعند ابی حنیفة یفصل بینهما قائما بسکتة

اور اگر وہ نماز ایسی ہی جسمین اوس سی پہلی نفلین نہین ہین جیسی مغرب کی نماز سو امام ابو حنیفہ کی نزدیک اذان اور تکبیر مین اتنی دیر چپکا کہڑا رہی

مقدار ما یتمکن فیه من قراءة ثلث اٰیات قصار او اٰیة طویلة وفی روایة عنه مقدار ما یخطو ثلث

جسمین تین آیتین چہوٹی یا ایک آیت طویل پڑہ سکی اور ایک روایت مین امام سی اتنی دیر جسمین تین قدم پہر لی

خطوات ثم یقیم لان التعجیل مامور به والتاخیر مکروه فیکتفی بادنی الفصل لیکون اقرب الی التعجیل

پہر تکبیر کہی اسوسطی کہ تعجیل کا حکم ہی اور دیر لگانی مکروہ ہی سو ادنی فاصلہ کفایت کرتا ہی تاکہ تعجیل سی قریب رہی

وعندهما یفصل بینهما بجلسة خفیفة لان الفصل مکروه ولا یحصل الفصل بالسکتة لوجودها

اور صاحبین کی نزدیک اون دونو مین تہوڑی سی نشست کا فاصلہ کری اسلئی کہ ملا دینا مکروہ ہی اور سکتہ کا کچہہ فاصلہ نہین ہی کیونکہ سکتہ تو

بین کلمات الاذان فیجلس مقدار ما یجلس الخطیب فی الخطبتین وتقضی الفائتة باذان واقامة لانهما

اذان کی کلمات مین بہی موجود ہی سو اتنی دیر بیٹہ جاوی جتنی دیر خطیب دونو خطبون مین بیٹہتا ہی اور نماز فائتہ کی قضا کی لئی اذان اور اقامت دونو چاہیین اسلئی

من سنن الصلوة لا من سنن الوقت فان كانت الفائتة واحدة تقضى بهما ليكون القضاء على

کیونکہ وہ دونو نماز کی سنتیں ہیں کچھ وقت کی سنتیں نہیں ہیں پھر اگر نماز فائتہ ایک ہی ہو تو اذان اور تکبیر دونو چاہئیں تاکہ قضا ادا کی وضع پر

سنن الاداء وقد روى انه عليه السلام قضى صلوة الفجر غداة ليلة التعريس مع الجماعة باذان واقامة

ہوجاوی اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی لیلۃ التعریس کی صبح کو فجر کی نماز جماعت کی ساتھ اذان اور تکبیر سی قضا کی

وان كانت متعددة واريد قضاؤها متوالية يؤذن ويقيم للاولى منها ويكون مخيرا في الباقي ان شاء

اور اگر وہ نمازیں کئی ہوں اور ایک دفعہ ہی پی درپی قضا کیا چاہی تو پہلی نماز کی لئی اذان اور تکبیر دونو کہی اور باقی نمازوں میں مختار رہی چاہی

اذن واقام ليكون القضاء على حسب الاداء وان شاء اقتصر على الاقامة لما روى انه عليه السلام شغله

اذان اور تکبیر دونو کہی تاکہ قضا ادا کی صورت پر ہوجاوی اور اگر چاہی اقامت ہی پر اکتفا کری اسلئی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام کو مشرکون نی

المشركون يوم الخندق عن اربع صلوات سوى الفجر فقضى الاولى مع الجماعة باذان واقامة وما سواها باقامة

جنگ خندق میں سوا نماز فجر کی چار نمازوں کی فرصت نہ دی سو آپ نی پہلی نماز مع الجماعت اذان اور تکبیر سی قضا کی اور باقی نری تکبیر ہی سی

فقط واهل السفر في المفازة يصلون بهما ويكره لهم تركهما لانهما من سنن الجماعة والسفر لا يسقط الجماعة ولا يسقط

اور مسافر جنگل میں اذان اور تکبیر دونو سی نماز پڑہا کریں اور انکو دونو کا ترک کرنا مکروہ ہی اسلئی کہ اذان اور تکبیر متعلقات جماعت سی ہی اور سفر سی جماعت

ما هو من سننها ولو اكتفوا بالاقامة وتركوا الاذان لا يكره لان الاذان للاعلام بدخول الوقت ليحضر الغائبون

نہیں ساقط ہوتی اور نہ وہ جو جماعت سی متعلق ہی اور اگر مسافر نری تکبیر ہی پر اکتفا کریں اور اذان نہ پڑہا کریں تو مکروہ نہیں ہی اسلئی کہ اذان وقت کی آجانی کی خبر دینی کی واسطی ہی تاکہ جو لوگ

والذين هم في اشغالهم متفرقون والرفقة حاضرون وفي محل نزولهم مجتمعون ولا حاجة الى جمعهم واحضارهم

غائب ہیں اور جو اپنی کاروبار میں جابجا لگی ہوئی ہیں وہ سب آجاویں اور رفیق سفر کی حاضر رہتی ہیں اور اپنی فرودگاہ میں جمع ہوتی ہیں تو انکی جمع کرنی کی حاجت اور بلانی کی ضرورت نہیں ہی

واما الاقامة فهي للاعلام بالشروع في الصلوة وهم اليه محتاجون ويكره اداء المكتوبة مع الجماعة في

رہی تکبیر سو وہ اس خبر کی واسطی ہی کہ نماز شروع ہوگئی اور انکو اسکی حاجت ہوتی ہی اور فرضوں کا جماعت سی مسجد میں ادا کرنا

المسجد بغير اذان واقامة ولا يكره في البيوت والكروم وضياع القرية لان ما كان في المصر والقرية من الاذان

بدون اذان اور تکبیر کی مکروہ ہی اور گہروں کی اندر اور باغوں میں اور باہر متصل قریہ سی مکروہ نہیں ہی اسلئی کہ شہر اور قریہ کی اذان اور تکبیر انکو کافی ہی

والاقامة يكفيهم والمقيم في المصر اذا صلى في بيته وحده ينبغي له ان يصلي باذان واقامة ليكون الاداء

اور مقیم شہر کی اندر اگر تنہا اپنی گہر میں نماز پڑہی تو بہتر اسکو یہ ہی کہ اذان اور تکبیر کہہ لی تاکہ نماز جماعت کی وضع پر ادا ہوجاوی

على هيئة الجماعة وان تركهما معا لا يكره ان وجدا في مسجد محلته لانه وان كان مصليا بغير اذان واقامة

اور اگر اوسنی دونو کو ترک کیا تو مکروہ نہیں ہی جس صورت میں کہ محلہ کی مسجد میں ہوتی ہوں اسواسطی کہ یہ مصلی اگرچہ حقیقت میں بدون اذان اور تکبیر

حقيقة لكنه مصل بهما حكما لان المؤذن في المحلة نائب عن اهل المحلة في الاذان والاقامة لنصبهم اياه

کی نماز پڑہتا ہی پر وہ حکما اذان اور تکبیر سی پڑہتا ہی کیونکہ محلہ کا مؤذن اذان اور تکبیر میں اہل محلہ کا نائب ہوتا ہی کیونکہ اہل محلہ نی اوسکو اسی لئی مقرر کیا ہی

لذلك فيكون اذانه واقامته كاذان الكل واقامتهم ولهذا حين اراد ابن مسعود ان يصلي في بيته بعلقمة

تو اوسکی اذان اور تکبیر ایسی ہی جیسی سب کی اذان اور تکبیر اسی واسطی جب ابن مسعود نی اپنی گہر میں نماز پڑہنی کا ارادہ کیا تہا ہمراہ علقمہ

والاسود فقيل له الا تؤذن وتقيم قال اذان الحي يكفينا واما المسافر اذا صلى في المفازة وحده بغير اذان و

اور اسود کی تو کسی نی اونسی کہا اذان اور تکبیر کیوں نہیں کہتی تو ابن مسعود نی جواب دیا محلہ کی اذان ہمارے لئی کافی ہی اور مسافر اگر جنگل میں اکیلا بدون اذان اور

اقامة يكره له ذلك لكونه مصليا بغير اذان واقامة حقيقة وحكما لان المكان الذي هو فيه ليس فيه

تکبیر کی نماز پڑہی تو اوسکو مکروہ ہی اسواسطی کہ وہ حقیقۃ اور حکما بدون اذان اور تکبیر کی نماز پڑہتا ہی اسلئی کہ اوس جگہہ جہاں وہ ہی ہرگز کوئی اور نہیں ہی

احد یؤذن ویقیم لتلک الصلوٰة اصلا والمصلی فی المسجد ان صلی جماعة یصلی باذان واقامة ویکره له

جس نی ماسن نماز کی لئی اذان اور اقامت کہی ہو اور مصلی مسجد مین اگر جماعت سی نماز پڑہتا ہی تو اذان اور تکبیر کہکر نماز پڑہی اور اوسکو

ترک کل منهما وان صلی منفردا فحکمه حکم المصلی فی بیته واما القری فان کان فیها مسجد وکان فی ذلک

دونو کا ترک کرنا مکروہ ہی اور اگر تنہا نماز پڑہتا ہی تو اوسکا حال ایسا ہی جیسی اپنی گہر مین نماز پڑہتا ہی اور گانوؤن اگر اونمین مسجد ہی اور اوس مسجد مین

المسجد اذان واقامة فحکم من یصلی فیه او فی بیته کما مر وان لم یکن فیها مسجد کذلک فحکم المصلی فیها

اذان اور تکبیر بہی ہوتی ہی تو اوسکا حال ویسا ہی ہی جو مسجد مین نماز پڑہی یا اپنی گہر مین چنانچہ گذرچکا اور اگر اوسمین ایسی مسجد نہین ہی تو اوسکا حال ایسا ہی

حکم المسافر ثم ینبغی ان یعلم ان السنة فی الاذان ان یکون بلا لحن ولا تغن لان المقصود منه دعوة الخلق

جیسی حال مسافر کا پہر سمجہنا چاہئی کہ طریق مسنون اذان مین یون ہی کہ بدون لحن اور تغنی کی ہوا کری اسلئی کہ غرض اذان سی نماز کی لئی خلقت کا بلانا ہی

الی الصلوٰة باعلام دخول وقتها فلا بد ان یکون علی وجه یفهم السامع الفاظه حتی یظهر فائدة معنی قوله

یہہ خبر جتلا کر کہ وقت ہوگیا ہی اب ضروری ہی کہ اس وضع پر ہووی کہ الفاظ کا سننی والا سمجہ لی تاکہ اس قول کی معنون کا فائدہ ظاہر ہووی کہ

حی علی الصلوٰة حی علی الفلاح فان معناهما اسرعوا الی الصلوٰة اسرعوا الی ما فیه نجاتکم من النار وبقاؤکم فی الجنة

حی علی الصلوٰة حی علی الفلاح کیونکہ معنی انکی یہہ ہین جلد آؤ واسطی نماز کی جلد آؤ ادہر جسمین آگ سی تمہاری نجات ہی اور جنت مین ہمیشہ کو رہنا ہی

لکن قد غیرت هذه السنة فی هذا الزمان فی اکثر البلدان لان اهلها یؤذنون بانواع النغمات والالحان بحیث

لیکن اس طریق مسنون کو اس زمانہ مین اکثر شہرون مین بدل ڈالا ہی کیونکہ اکثر شہری اذان ایسی ایسی نغمات اور الحان سی پڑہتی ہین کہ

لا یفهم ما یقولون من الفاظ الاذان ولا یسمع منهم الا اصوات ترفع وتنخفض کصوت المزمار وهی علی ما ذکر فی المدخل

سمجہ مین نہین آتا کہ الفاظ اذان مین سی کیا کہتی ہین اور کچہ سننی مین نہین آتا سوای آواز کی کہ کبہی بلند ہوتی ہی اور کبہی پست جیسی آواز مزمار کی اور یہہ طرز موافق بیان مدخل کی

بدعة قبیحة احدثها بعض الامراء فی مدرسته بناها ثم سری ذلک منها الی غیرها ثم انهم لحرصهم علی التغنی لم یکتفوا

بدعت قبیحہ ہی اسکو بعضی امیرون نی اپنی مدرسہ مین جاری کی تہی پہر یہہ دہانسی ساری مین پہیل گئی پہر اونہون نی تغنی کی حرص کی مارے اذان کی الفاظ پر بس نکیا

بکلمات الاذان بل زادوا علیها بعض الکلمات من الصلوٰة والتسلیم علی النبی علیه السلام فان الصلوٰة والتسلیم

بلکہ اذان پہر اونہون نی بعضی اور کلمات درود اور تسلیم نبی علیہ السلام کی بڑہا لئی بیشک درود اور تسلیم کا

وان کان مشروعا بنص الکتاب والسنة وکان من اکبر العبادات واجلها لکن اتخاذها عادة فی الاذان علی المنارة

مشروع ہونا اگرچہ صاف کتاب اور حدیث سی ثابت ہی اور بڑی اور بہتر عبادت مین سی ہی پر اسکا اذان کی اندر منارہ کی اوپر عادت کرنا

لم یکن مشروعا اذ لم یفعلها احد من الصحابة والتابعین ولا غیرهم من ائمة الدین ولیس لاحد ان یضع العبادات

مشروع نہین ہی اسواسطی کہ یہہ کسینی نہین کیا نہ صحابہ نی اور نہ تابعین نی اور نہ کسی اور پیشوایان دین نی اور کسیکو یہہ اختیار نہین ہی کہ عبادات کو اور جگہہ رکہی

الا فی مواضعها التی وضعها فیها الشرع ومضی علیها السلف الا تری ان قراءة القرآن مع کونها من اعظم العبادات

سوا اوس مواضع کی جہان اوسکو شرع نی وضع کیا ہی اور بزرگ متقدم اوسکو کرتی چلی آئی ہین کیا نظر نہین آتا کہ تلاوت قرآن کی باوجودیکہ عمدہ ترین عبادات ہی

لا یجوز للمکلف ان یقراها فی الرکوع ولا فی السجود ولا فی القعدة لان کلا منها لیس محلا للتلاوة ثم انظر الی هذه

مکلف کو جایز نہین کہ رکوع مین قرآن پڑہا کری اور نہ قعدہ مین اور نہ سجدہ مین اسواسطی کہ یہہ تینون مقام تلاوت کی محل نہین ہین پہر اس بدعت کو دیکہہ تو

البدعة التی احدثوها فی الاذان من النغمات والالحان کیف تعدت الی محرم اخر وهو انهم جعلوها فی الصلوٰة

جوان لوگون نی اذان کی اندر نغمات اور الحان پیدا کئی ہین ایک اور حرام کی طرف کیسی بڑہ گئی وہ یہہ ہی کہ ان لوگون نی نغمات کو نماز کی اندر تکبیرات انتقالات مین

حال التبلیغ فی الانتقالات وذلک کلام فی الصلوٰة علی طریق العمد فیبطل صلوتهم فاذا بطلت صلوتهم یسری

داخل کیا ہی اور یہہ طرز نماز کی اندر گویا عمدہ کلام ہی سو اونکی نماز باطل ہوجاتی ہی اور جب اونکی نماز باطل ہوئی تو اب یہہ فساد

ذلک الفساد الی من یقتدی الامام بتسمیعهم التکبیر فی الافتتاح والانتقالات لان المأموم لا یجوز له الاقتداء

اونسی یہہ مقتدیوں میں آیا جو انکی تکبیر سنکر یعنی آواز تکبیر انتقالات سنکر اقتدا کرتی ہیں اسواسطی کہ مقتدی کا اقتدا بدون کسی ایک کی

الا باحد اربعة اشیاء فان لم یوجد لا یوجد الاقتداء فی تلک الصلوٰة اولها وهو اعلاها ان یری افعال

چار چیزوں میں سی صحیح نہیں ہی سو اگر اونمیں سی کوئی نہو گی تو اوس نماز میں اقتدا ہی نہوگا اول سب سی افضل یہہ ہی کہ مقتدی امام کی افعال کو دیکھتا ہو

الامام فان تعذر فسماع اقواله فان تعذر فرؤیة افعال المأموم فان تعذر فسماع اقواله فهؤلاء لبطلان

پھر اگر یہہ میسر نہو تو اوسکی آواز سنتا ہو پھر اگر یہہ بھی دشوار ہو تو افعال اور مقتدیوں کی دیکھتا ہو پھر اگر یہہ بھی نہو تو مقتدی کی آواز سنتا ہو سو یہہ لوگ جو انکی

صلاتهم بالنغمات والالحان لا یکونوا من المأمومین وانتقال المأموم من رکن الی رکن بسماع اصواتهم من غیر

نماز بسبب نغمات اور الحان کی باطل ہوگئی ہی تو مقتدی نہیں ہیں اور انتقال کرنا مقتدی کا ایک رکن سی دوسری رکن پر انکی آواز سنکر بدون

رؤیة افعال الامام وسماع اقواله لا یصح صلوته وههنا مفسدة اخری وهی ان الامام اذا کبر للصلوٰة ودخل

دیکھنی افعال اور سنی اقوال امام کی اوسکی نماز کو فاسد کرتا ہی اور یہاں ایک اور مفسدہ ہی وہ یہہ ہی کہ امام جب تکبیر کہہ کر نماز میں داخل ہو جاتا ہی

فیها یکبرون خلفه قبل ان یدخلوا فی الصلوٰة لیسمع الناس تکبیرهم ویدخلوا فی الصلوٰة فمن احرم من الناس بتکبیرهم

تو امام کی پیچھی تکبیر کہہ دیتی ہیں اس سی پہلی کہ آپ نماز میں داخل ہوں تا کہ اور لوگ اونکی تکبیر سنکر نماز میں داخل ہو جاویں پھر جو کوئی انکی تکبیر سنکر بدون

من غیر سماع تکبیر الامام یدخل فی صلوته خلل من هذه الوجه ایضا لما تقدم ان الاقتداء لا یصح الا باحد

سنی امام کی تکبیر کی تکبیر تحریمہ کہیگا اوسکی نماز میں یہہ بھی خلل داخل ہیگا اسواسطی کہ اوپر گذر چکا ہی کہ اقتدا بدون ایک کی

اربعة اشیاء وهذا لیس بواحدة منها یسرنا الله تعالی العمل بالسنة والاجتناب عن البدعة المجلس

چار چیزوں کی صحیح نہیں ہوتا اور یہہ اون چاروں میں سی کچھہ بھی نہیں ہی آسان کرے ہمپر اللہ تعالی سنت پر عمل کرنا اور بدعت سی اجتناب کرنا انچاسواں مجلس

## التاسع والاربعون فی بیان فضیلة الجمعة وفی تفضیل یومها علی سائر الایام

میں بیان جمعہ کی فضیلت کا اور جمعہ کی روز کی تفضیل تمام ایام پر

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم خیر یوم طلعت علیه الشمس یوم الجمعة فیه خلق آدم وفیه ادخل

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا بہت اچھا دن جسپر آفتاب چمکتا ہی جمعہ کا دن ہی اسی میں آدم پیدا ہوا اور اسی دن میں

الجنة وفیه اخرج منها ولا تقوم الساعة الا فی یوم الجمعة هذا الحدیث من صحاح المصابیح رواه ابو هریرة

جنت میں داخل ہوا اور اسی روز میں جنت سی نکلا اور قیامت نہ قائم ہوگی مگر دن جمعہ کی یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہی ابو ہریرہ کی روایت سی

وقد بین فیه ان یوم الجمعة خیر الایام اذ فیه خلق آدم النبی علیه السلام وفیه ادخل الجنة وفیه اخرج

بیشک اسمیں یہہ بیان فرمایا کہ جمعہ کا دن سب دنوں سی بہتر ہی اسواسطی کہ اسی میں آدم نبی علیہ السلام پیدا ہوئی اور اسی میں جنت میں داخل ہوئی اور اسی میں جنت سی نکلی

منها فان قیل دخول آدم النبی علیه السلام الجنة خیر وحسن لکن خروجه منها کیف یکون خیرا وحسنا

پھر اگر کوئی کہی آدم نبی علیہ السلام کا جنت میں داخل ہونا تو بہتر ہی اور نیک بھی ہی پر اونکا جنت میں سی نکلنا کیا اچھا اور خوب ہی

فالجواب ان خروجه منها المتضمنة للفوائد الکثیرة والمصالح یکون خیرا وحسنا لانه بواسطة خروجه

تو جواب یہہ ہی کہ اونکا جنت میں سی نکلنا جسمیں بہت سی فائدی اور خوبیاں ہونی کو تہیں بہت خوب اور بہہ بہتر ہی اسواسطی کہ وہ جنت میں سی نکلی

منها حصل منه علیه السلام اولاد کثیرة وتناسلوا وبعث الله تعالی من نسله علی ذریته الانبیاء وانزل فیهم

تو اونسی بہت سی اولاد پیدا ہوئی اور آگی کو نسل چلی اور اللہ تعالی نی اونکی نسل میں سی اونکی اولاد پر نبی بھیجی اور کتابیں اتاریں

الکتب وجعل منهم الاخیار والابرار وظهر منهم عبادات مرضیة وطاعات مرغیة وهذا کله خیر

اور اونمیں سی صلحاء اور ابرار پیدا کئی اور اونسی عبادات پسندیدہ اور طاعات مرغوب عمل میں آئیں یہہ تمام خیر ہی خیر ہی

بالنسبة الی خروجه من الجنة فعلی هذا یکون یوم الجمعة خیر الایام وقد عظم الله تعالی به دین الاسلام
جو بہشت کی نکلنی سی ہوئین اس بیان کی موافق جمعہ کا دن سب دنون مین بہتر ہی اور بیشک اللہ تعالی نی اس دن سی دین اسلام کو عظمت دی

وخصه بالمسلمین من بین الانام لما روی عن ابی هریرة انه علیه الصلوة والسلام قال هذا یومهم الذی
اور تمام خلق مین سی مسلمانون کی ہی خاص کیا کیونکہ ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیه الصلوة والسلام نی فرمایا یہہ وہ دن ہی

فرض علیهم واختلفوا فیه فهدانا الله له والناس لنا تبع الیهود غدا والنصری بعد غد یعنی انه تعالی
جو اللہ تعالی نی اونپر فرض کیا تہا اور انہون نی اسمین اختلاف کیا سو اللہ تعالی نی اسکی ہمکو ہدایت کی اور اور لوگ ہمارے پیرو ہین یہود تو اگلی دن اور نصاری اوس سی اگلی ان مراد یہہ کہ

امر عباده ان یجتمعوا فی یوم الجمعة ویعظموه بالطاعة ولم یعینه لهم بل امرهم ان یعینوه باجتهادهم
کہ اللہ تعالی نی اپنی بندون کو یہہ امر فرمایا کہ جمعہ کی دن جمع ہوا کرین اور طاعت سی اوسکی تعظیم کرین اور دن نہین مقرر کر دیا تہا بلکہ یون حکم تہا کہ آپ اپنی اٹکل سی معین کرلین

فاختلفوا فیه فقالت الیهود هو یوم السبت لانه تعالی فرغ فی هذا الیوم من خلق المخلوقات ونحن نفرغ
سو اونہون نی اسمین اختلاف کیا یہود تو کہنی لگی وہ شنبہ کا روز ہی اسواسطی کہ اللہ تعالی شنبہ کی روز تمام مخلوقات کو پیدا کر چکا ہم بہی

فیه من الاشغال الدنیویة ونشتغل بالعبادة وقالت النصری هو یوم الاحد لانه تعالی ابتدأ فی
اس روز مین دنیا کی کاروبار چہوڑکر عبادت مین مشغول رہین اور نصاری کہنی لگی وہ یکشنبہ کا دن ہی اسواسطی کہ اللہ تعالی نی اس دن مین

هذا الیوم بخلق المخلوقات فهو اولی بالتعظیم فهدی الله تعالی هذه الامة ووفقهم باصابة حتی
مخلوقات کا پیدا کرنا شروع کیا تہا تو اسہی دن کی تعظیم اولی ہی آخر اللہ تعالی نی اس امت کو ہدایت کیا اور توفیق صواب کی دی یہان تک

عینوه وقالوا ان الله تعالی اوجد فی سائر الایام ما ینتفع به الانسان وفی یوم الجمعة اوجد نفس الانسان
کہ جمعہ مقرر کرلیا اس دلیل سی کہ اللہ تعالی نی تمام ایام مین تو وہ چیزین پیدا کین جسمین انسان کی منفعت ہی اور جمعہ کی دن مین انسان کی ذات کو پیدا کیا

والشکر علی نعمة الوجود اهم واقدم وقد بین الله تعالی کیفیة الشکر فی هذا الیوم فقال اذا نودی للصلوة
اور شکرگذاری نعمت وجود کی بہت ضرور اور بہت مقدم ہی اور اللہ تعالی نی اس دن مین شکر کی کیفیت یون بیان کی فرمایا جب اذان ہو

من یوم الجمعة فاسعوا الی ذکر الله وذروا البیع فانه تعالی امر اولا بالسعی الی الجمعة ثم امر بترک الاشتغال
دن جمعہ کی تو دوڑو اللہ کی یاد کو اور چہوڑو بیچنا سو اللہ تعالی نی اول واسطی سعی کی طرف جمعہ کی امر فرمایا پہر واسطی ترک شغل کاروبار

بالامور الدنیویة الصارفة عن السعی الی الجمعة وقد روی عن عبد الله بن عمر انه علیه السلام
دنیا کی جو جمعہ کی طرف جانی سی روکتی ہون امر کیا اور عبد اللہ بن عمر سی روایت ہی کہ نبی علیه السلام نی فرمایا

قال لینتهین اقوام عن ترکهم الجمعة او لیختمن الله علی قلوبهم ثم لیکونن من الغفلین فانه علیه السلام
البتہ باز آوین لوگ جمعہ ترک کرنی سی یا بیشک اللہ تعالی اونکی دلون پر مہر لگاویگا پہر وہ سراسر غافل ہو جاوینگی اب نبی علیه السلام نی

بین فی هذا الحدیث ان احد الامرین کائن لا محالة اما الانتهاء عن ترکهم الجمعة او ختم الله علی قلوبهم
اس حدیث مین بیان فرمایا کہ دونو بات مین سی ایک بالضرور ہونیوالی ہی یا باز آنا جمعہ ترک کرنی سی یا اونکی دلون پر اللہ کا مہر لگانا

ثم لیکونن من الغفلین لان العبد اذا ترک امرا من اوامر الله تعالی مرة یحصل فی قلبه نکتة سوداء
پہر ہو جاوینگی وہ غفلت والی اسواسطی کہ آدمی جب کوئی حکم اللہ کی حکمون مین سی ایک بار ترک کرتا ہی تو اوسکی دل مین ایک داغ سیاہ پیدا ہو جاتا ہی

واذا ترک مرة اخری یحصل فی قلبه نکتة سوداء اخری ثم کذلک حتی یسود قلبه فاذا اسود قلبه یغلب
اور جب اوسنی دوبارہ ترک کیا تو اوسمین دوسرا داغ سیاہ بڑہ جاتا ہی پہر اسی طور آخر سارا دل سیاہ ہو جاتا ہی پہر جب دل تمام سیاہ ہوگیا

علیه الغفلة وینسی الموت وکونه من اهل القبور ویتهمک فی الفسوق والفجور فان تاب وانتهی عن ترک
تو اوسپر غفلت چہاجاتی ہی اور موت کو بہول جاتا ہی اور گور مین جانا یاد نہین رہتا اور فسق وفجور مین کہب رہتا ہی پہر اگر اوسنی توبہ کی اور فرمان ترک کرنی سی باز آیا

ما امر به تزول تلك النكتة عن قلبه نكتة نكتة فيعرض عن ارتكاب المنهيات ويشتغل باداء المامورات

تو وہ داغ اوسکی دل پر سی ایک ایک دور ہوتی گناہ سی پہر گناہ کرنی سی پرہیز کرتا ہی اور ادا ر ماموارت مین مشغول ہوتا ہی

التي من جملتها صلوة الجمعة فانها فرض ثبت فرضيتها بالكتاب والسنة واجماع الامة اما الكتاب

جنمین جمعہ کی نماز بہی داخل ہی بیشک یہہ فرض ہی اسکی فرضیت قرآن اور حدیث اور اجماع امت سی ثابت ہی قرآن تو

فقوله تعالى يا ايها الذين امنوا اذا نودي للصلوة من يوم الجمعة فاسعوا الى ذكر الله فانه تعالى

یہہ آیت ہی ای ایمان والو جب اذان ہو نماز کی دن جمعہ کی تو دوڑو الله کی یادکو بیشک الله تعالی نی

امر في هذه الاية بالسعي الى ذكر الله تعالى والامر للوجوب والمراد بذكر الله تعالى الخطبة وهي شرط لجواز

اس آیت مین یہہ امر کیا کہ طرف ذکر الہی کی جلد جاؤ اور امر واسطی وجوب کی ہوتا ہی اور ذکر الہی سی مراد خطبہ ہی اور خطبہ نماز جمعہ کی لئی

صلوة الجمعة فاذا كان السعي الى الخطبة التي هي شرط لجواز صلوة الجمعة واجبا فيكون السعي الى ما هو

صحت کی شرط ہی پہر جب سی خطبہ کی لئی جو نماز جمعہ کی صحت کی واسطی شرط ہی واجب ہوئی تو سعی واسطی مقصود اصلی کی

المقصود الاصلي وهو صلوة اولى واحرى ثم انه تعالى لتاكيد هذا الجواز امر بترك البيع المباح فقال

کہ وہ نماز جمعہ ہی بطریق اولی واجب اور سزاوار تر ہوگی پہر الله تعالی نی واسطی تاکید اس جواز کی واسطی ترک بیع مباح کی امر کیا فرمایا

وذروا البيع لان ذلك لا يكون الا لامر واجب واما السنة فقوله عليه الصلوة والسلام اعلموا ان الله تعالى

اور ترک کرو بیع کو اسواسطی کہ ایسا حکم بدون امر واجب کی نہین ہوسکتا اور حدیث یہہ ہی قول علیہ الصلوة والسلام کا جان لو کہ الله تعالی نی

كتب عليكم الجمعة في يومي هذا في شهري هذا في مقامي هذا فمن تركها تهاونا بها واستخفافا

تمپر جمعہ فرض کیا ہی آج اس مہینہ مین اس مقام مین پہر جسنی اسکو ترک کیا حقیر جان کر اور اوسکا حق ہلکا سمجہ کر

بحقها وله امام جائر او عادل الا فلا جمع الله شمله الا فلا صلوة له الا فلا زكوة له الا فلا صوم له الا

اور حال یہہ ہی کہ اوسکا امام بہی جائر یا عادل ہو خبردار جمع نہ کری الله اوسکی پریشانی خبردار نہین ہی اوسکی نماز خبردار نہین ہی اوسکی زکوة خبردار نہین ہی اوسکا روزہ الا

ان يتوب فمن تاب تاب الله عليه واما الاجماع فلان الامة قد اجتمعت من لدن رسول الله صلى الله عليه وسلم

اگر توبہ کرلی پہر جسنی توبہ کی الله تعالی اوسکی توبہ قبول کرتا ہی اور اجماع امت یہہ ہی کہ تمام امت رسول الله صلی الله علیہ وسلم کی عہد سی

الى يومنا هذا على فرضيتها ولم يختلفوا فيها وانما اختلفوا في اصل الفرض هل هو الظهر او الجمعة وايا ما

آج تک جمعہ کی فرضیت پر متفق ہی کسیکو اسمین اختلاف نہین ہی اور اختلاف ہی تو اصل فرض مین ہی کہ آیا ظہر ہی یا جمعہ ہی اور بہر صورت

كان يسقط الفرض باداء احدهما ولها شروط زائدة على شروط سائر الصلوات وهي اثنا عشر شرطا ستة منها

دونو مین سی ہر ایک کی ادا کرنی سی فرض ذمہ سی ساقط ہوجاتا ہی اور اوسکی لئی شرطین تمام نمازون کی شرطون سی زیادہ ہین اور وہ بارہ شرطین ہین چہہ اونمین سی

في المصلي وهي شروط لوجوب صلوة الجمعة لا لادائها ولا لصحتها الاول الذكورة فلا تجب على المراة والثاني

مصلی مین ہین یہہ شرطین تو نماز جمعہ کی وجوب کی ہین یہہ شرطین ادا اور صحت کی نہین ہین پہلی مصلی کا مرد ہونا سو عورت پر واجب نہین ہی دوسری

الاقامة فلا تجب على المسافر وكل من وجد يوم الجمعة خارج المصر فهو في حكم المسافر والثالث الحرية

مقیم ہونا پس مسافر پر واجب نہین ہی اور جسکو جمعہ کا دن مصر سی باہر ہوجاوی پس وہ مسافر کی حکم مین ہی تیسری آزادی

فلا تجب على العبد اتفاقا واختلف في المكاتب والماذون والعبد الذي حضر باب الجامع يحفظ دابة مولاه

سو غلام پر کسیکی نزدیک واجب نہین ہی اور مکاتب اور ماذون کی باب مین اور اوس غلام کی حق مین جو جامع مسجد کی دروازہ پر میان کا گہوڑا پکڑی کہڑا ہو اختلاف

والرابع الصحة فلا تجب على المريض اذا خاف زيادة المرض او بطوء البرء بالذهاب اليها ومثله الشيخ الكبير

چوتھی صحیح وسالم ہونا پس بیمار پر واجب نہین اگر جمعہ مین جانی سی بیماری کی بڑہنیکا یا دیر مین چہا ہونیکا خوف ہو اور ایسی ہی بہیر فرتوت

الضعيف

الضعيف عن السعي والخامس سلامة العينين فلا تجب على الاعمى عند ابي حنيفة وعندهما تجب ان وجد

چلنی مین ناتوان پانچوین آنکہون والا ہونا پس اندہی پر امام ابوحنیفہ کی نزدیک واجب نہین اور صاحبین کی نزدیک واجب ہی اگر

قائدا والسادس سلامة الرجلين فلا تجب على المقعد وان وجد من يحمله الى الجمعة والممرض كالمريض على الاصح

البتہ پکڑنیوالا میسر آوی چہٹی دونو پانو کی سلامتی پس لنگڑی پر واجب نہین اگرچہ ایسا شخص میسر آوی کہ جو اوسی چڑہا کر جمعہ مین لیجاوی اور بیمار دار اصح قول پر مانند بیمار کی ہی

ان بقي المريض ضايعا والتمريض من جملة الاعذار المبيحة للتخلف عن الجمعة وكذا الخوف من ظالم ونحوه و

اگر مریض حیران رہ جاوی اور بیمار داری اون عذرات مین ہی جس سی جمعہ مین نجانا مباح ہوجاتا ہی ایسی ہی ظالم وغیرہ کا خوف اور

المطر والثلج والوحل ونحوها فهؤلاء الذين لم يستكملوا الشرائط لا تجب عليهم الجمعة لكنهم لو حضروها

بارش اور اولی اور کیچڑ وغیرہ پس یہہ لوگ جنمین یہہ شرطین پوری نہین ہین ان پر جمعہ واجب نہین ہی لیکن یہہ لوگ اگر جمعہ مین چلی جاوین

وصلوها يجزيهم عن فرض الوقت وستة منها في غير المصلي وهي شروط لادائها وصحتها الاول

اور پڑہ لین تو وقتی فرض نماز سی بدلا ہو جاتا ہی اور چہہ شرطین سوای مصلی کی ہین اور یہہ شرطین ادا کی اور صحت کی ہین پہلی

المصر فلا يجوز ادائها في المفازة والقرى لكن ان صليت في القرية وكنت فيها يلزمك ان تحضرها وتعمل بقول

شہر کا ہونا پس جمعہ کا ادا کرنا جنگل اور گانوؤن مین جایز نہین ہی لیکن اگر گانو کی اندر جمعہ پڑہی گئین اور تو وہان موجود ہو تو تجہکو جمعہ مین جانا اور علی رض کی

علي اياك وما يسبق الى القلوب انكاره وان كان عندك اعتذاره فليس كل سامع تكس تطيق ان تسمعه عذرا و

قول پر عمل کرنا لازم ہی بچتا رہ ایسی بات سی جسمین لوگون کی دلون مین شبہ انکار کا پیدا ہو اگرچہ تجہکو عذر حاصل ہو کیونکہ ہریک سامع منکر ایسا نہین ہی کہ تو اوسکو اپنا عذر سنا سکی

قد جاء في الحديث انه عليه السلام قال من كان يؤمن بالله واليوم الاخر فلا يقعد مواقع التهم واختلفوا

اور ضرور حدیث مین آیا ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جو شخص اللہ پر اور قیامت کی دن پر ایمان لایا ہی وہ تہمت کی جگہہ نہ بیٹہا کری اور مصر کی

في تفسير المصر والصحيح انه الموضع الذي يكون فيه بيوت وسكك واسواق وامير وقاض ينفذ الاحكام

تعریف مین اختلاف ہی اور صحیح یہہ ہی کہ مصر ایسا موضع ہی جسمین گہر ہون اور کوچی اور بازار ہین اور حاکم اور قاضی جو احکام جاری

ويقيم الحدود وليس من شرط ادائها المسجد الجامع لجواز ادائها في فناء المصر وهو ما اتصل به معدا لمصالحه

اور حدود قایم کری اور شروط ادا مین مسجد جامع کا ہونا داخل نہین ہی اسواسطی کہ فناء مصر مین بہی جمعہ جایز ہی اور فناوہ ہی جو میدان مصر کی قریب مصالح کی

كربض الخيل وجمع العسكر ودفن الموتى وصلوة الجنازة ونحوها ويجوز للخليفة وامير الحجاج اقامتها بمنى

دکہہ چہوڑا ہو جیسی گہوڑونکا باندہنا اور لشکر کا جمع کرنا اور مردون کا دابنا اور جنازہ کی نماز پڑہنی اور مانند اسکی اور خلیفہ اور امیر حاج کو جمعہ قایم کرنا منی مین موسم کی

في الموسم لانها تكون مصرا في ايام الموسم لاجتماع شرائط المصر فيها من الامير والقاضي والابنية والاسواق

دنون مین جایز ہی اسلئی کہ منی موسم کی دنونمین بمنزلہ مصر کی ہو جاتی ہی اسواسطی کہ تمام شرطین مصر کی اوسمین جمع ہو جاتی ہین امیر قاضی اور مکانات اور بازار ہین

الا انها لا تبقى مصرا بعد انقضاء الموسم وبقاءها مصرا ليس بشرط ولا يجوز اقامتها بعرفات لانها ليست

الا اتنا ہی کہ موسم کی گذرنی کی بعد مصر باقی نہین رہتی اور باقی رہنا مصر کا کچہہ شرط نہین ہی اور عرفات مین جمعہ قایم کرنا جایز نہین اسواسطی کہ عرفات نہ تو

بمصر ولا من فنائه بل هو فضاء ومفازة وفي ظاهر الرواية عن ابي حنيفة لا يجوز اقامتها في المصر الا في موضع

مصر ہی اور نہ فناء مصر بلکہ وہ ایک میدان اور جنگل ہی اور ظاہر روایت مین امام ابوحنیفہ سی ہی کہ جمعہ قایم کرنا مصر مین سوا ایک مسجد کی

واحد فان اديت في موضعين او اكثر فالجمعة للاولين تحريمة وقيل فراغا وقيل فيهما جميعا وان لم يعلم

جایز نہین ہی پہر اگر دو جگہہ یا دو جگہہ سی زیادہ مین پڑہا جاوی تو جمعہ اونکا ہی جنہون نی پہلی نیت باندہی اور بعضی کہتی ہین جو پہلی پڑہ چکی اور بعضی کہتی ہین دونون مین اور اگر یہہ نہ

ايهما الاول تبطل صلوة الكل وفي رواية عنه وهو قول محمد يجوز اقامته في مواضع متعددة وفي رواية

معلوم ہو اول کون ہین تو سب کی نماز باطل ہی اور ایک روایت مین ابوحنیفہ سی اور یہہ ہی قول امام محمد کا ہی کہ قایم کرنا جمعہ کا کئی جگہہ جایز ہی اور ابو یوسف کی روایت

ابی یوسف لا یجوز اقامتها فی موضعین الا اذا کان بینهما نهر عظیم کدجلة فی بغداد وفی روایة عنه لا یجوز

مین قایم کرنا جمعه کا دو جگہ جایز نہین مگر ایسی دو جگہ شہر کی بیچ مین بڑی نہر حایل ہو جیسی بغداد مین دجلہ اور ایک روایت مین ابو یوسف سی

اقامتها اذا کان علیه جسر حتی روی عنه انه کان یامر یوم الجمعة برفع الجسر وقت الصلوة لیکون

قایم کرنا جمعه کا یعنی دو جگہ جایز نہین اگر اوس نہر پر پل ہو یہان تک کہ روایت ہی کہ امام ابو یوسف جمعه کی دن نماز کی وقت پل اٹہوا دیتی تہی تاکہ وہ جگہ

کمصرین وفی کل موضع وقع الاشتباه فی صحة الجمعة لتعددها او لوقوع الشك فی المصر اذا قام اهله ببعضهم

مثل دو شہرون کی ہو جاوی اور جس جگہ صحت جمعه مین بسبب تعدد کی یا بسبب مصر کی مشکوک ہونی کی یہہ شبہہ پڑی کہ ادا ہوا یا نہین تو جب وہان کی لوگ جمعه پڑہ چکین

ان یصلوا بعدها اداء اربع رکعات قائلا کل واحد منهم نویت ان اصلی آخر ظهر ادرکت وقته ولم اصله

تو اونکو سزاوار ہی کہ بعد اوسکی چار رکعت اور الگ الگ پڑہ لین ہر یک نیت کی وقت یہہ کہی نیت کرتا ہون کہ ادا کرون پچہلی ظہر جسکا مین نی وقت پایا پر اب تک پڑہی

بعد واصل هذا علی ما ذکر فی القنیة ان اهل مرو لما ابتلوا باقامة الجمعتین فیها مع اختلاف العلماء فی

نہین اور اسکی اصل موافق بیان قنیہ کی یہہ ہی کہ مرو کی لوگ جب مرو مین دو جگہ جمعه پڑہنی لگی باوجودیکہ علماء مین دو جمعه کی جواز مین اختلاف تہا

جوازهما امرهم ائمتهم باداء کل واحد منهم اربع رکعات بهذه النیة حتما احتیاطا لان الجمعة التی صلاها

تو اونکو اونکی پیشواؤن نی فتوی دیا کہ ہر یک احتیاط کی واسطی چار چار رکعت اس نیت سی ضرور پڑہا کری کیونکہ یہہ جمعه جو اوسنی ادا کیا

ان لم تجز یخرج عن عهدة فرض الوقت بیقین وان جازت فان کان علیه ظهر فائت یسقط عنه ذلك

اگر جایز نہین ہوا تو فرض وقتی کی ذمہ سی یقینا پاک ہو جاویگا اور اگر جمعه جایز ہوگیا تو پہر اگر اوسکی ذمہ کوئی ظہر فائتہ ہو گی تو اب وہ فائتہ ادا ہو جاویگی

الفائت وان لم یکن علیه ظهر فائت تکون تلك الاربع نفلا ولاحتمال کونها نفلا لابد ان یقرأ فی الاخریین

اور اگر اوسکی ذمہ ظہر فائتہ نہین ہی تو یہہ چارون رکعت نفل ہو جاوینگی سو اس احتمال کی لئی کہ شاید نفل ہون ضرور ہی کہ پچہلی دو دو رکعت مین

بعد الفاتحة سورة لانها ان وقعت فرضا فقراءة السورة لا تضر وان وقعت نفلا فقراءة السورة واجبة والثانی

بعد سورہ فاتحہ کی کوئی سورة پڑہی اسواسطی کہ اگر وہ فرض ہوئین تو سورة کی پڑہنی مین کچہ نقصان نہین ہی اور اگر وہ رکعتین نفل ہوئین تو سورة کا پڑہنا واجب ہی اور دوسری

من الشروط التی فی غیر المصلی السلطان او نائبه والمتغلب الذی لا منشور له من السلطان یجوز له اقامة

شرط جو غیر مصلی مین ہو سلطان کا یا اوسکی نائب کا ہونا اور جو متغلب کہ سند سلطانی نہین رکہتا اوسکو قایم کرنا جمعه کا جایز ہی

الجمعة اذا کان سیرته فی رعیته سیرة الامراء وکان یحکم بینهم بحکم الولایة اذ بذلك یثبت السلطنة

اگر اوسکا معاملہ رعیت سی بطور امراء کی ہو اور رعیت پر حکومت حاکمون کی طور پر کرتا ہو اسواسطی کہ اس ہی سلطنت ثابت ہو جاتی ہی

فیتحقق الشرط وللمامور بالجمعة ان یستخلف وان لم یؤذن له فی الاستخلاف ولا فرق فی ذلك بین وجود

پہر شرط موجود ہو جاتی ہی اور جو شخص جمعه کی لئی مامور ہین جیسی قاضی وغیرہ اختیار رکہتی ہین کہ اپنا خلیفہ کر دین اگرچہ اونکو خلیفہ کرنی کی اجازت نہو اور اس بات مین کچہ فرق

العذر وعدم وجوده ولا بین الخطبة والصلوة والاذن فی الخطبة اذن فی الصلوة وبالعکس ولیس

نہین خواہ کچہ عذر ہو یا عذر نہو اور نہ کچہ فرق خطبہ کا ہی اور نہ نماز کا اور خطبہ کی اذان بعینہ نماز کی اذان ہی اور بالعکس اور

للقاضی ان یصلی الجمعة بالناس اذا لم یؤمر بها وکذا صاحب الشرطة لیس له ان یصلیها بهم فان مات

قاضی کو اختیار نہین کہ لوگون کو جمعه پڑہاوی اگر اوسکو سلطان کا حکم نہین ہی اور ایسا ہی محتسب کو جایز نہین کہ لوگون کو جمعه پڑہاوی اور اگر حاکم شہر کا مرجاوی

والی المصر فقبل اتیان وال آخر لو صلی بهم خلیفة او القاضی او صاحب الشرط یجوز لان امر العامة فوض

تو دوسری حاکم کی مقرر ہونی سی پہلی اگر لوگون کو خلیفہ یعنی نائب یا قاضی یا محتسب جمعه پڑہاوی تو جایز ہی اسلئی کہ انتظام عوام کا اونکو سپرد ہی

الیهم وان لم یکن احد من هؤلاء فاجتمع الناس علی احد فصلی بهم یجوز ومع وجود احد منهم لا یجوز

اور اگر انہین سی کوئی موجود نہو اور لوگون نی جمع ہوکر ایک کو امام کرلیا اور اوسنی جمعه پڑہا دیا تو بہی جایز ہی اور اگر انہین سی کوئی موجود ہو تو بدون اوسکی

الا باذنه ولو شرع المامور بها فیها ثم حضر اٰخر کانه مضی علیها ولو حضر قبل شروعه لا یصح شروعه
بدون اوسکی اذن کی جایز نہین اور اگر قاضی وغیرہ جسکو جمعہ پڑہانیکی اجازت تہی نماز شروع کر چکا سو پہر اوسکی جگہہ پر دوسرا مقرر ہو کر آگیا تو نماز کو توڑنی نہین اور اگر پہلا شروع کرنی سی
والثالث من تلك الشروط الوقت وهو وقت الظهر فلا یجوز قبل الزوال ولا بعد دخول وقت العصر ولو
پہلی آگیا تو شروع کرنا صحیح نہین اور تیسری شرط اون شرطون مین سی وقت کا ہونا اور وہ وقت ظہر کا ہی سو دوپہر ڈہلنی سی پہلی جایز نہین اور نہ بعد جانی وقت عصر کی اور اگر
خرج الوقت وهو فیها یستانف الظهر ولا یبنیه علیها لاختلافهما کمیة وشروطا والرابع من تلك
نمازہی کی اندر وقت ہو چکا تو از سر نو ظہر کو پڑہی اوسیکو بڑہا کر ظہر نہ کر لی کیونکہ جمعہ اور ظہر مقدار اور شرطون مین مختلف ہین اور چوتہی شرط اون
الشروط الخطبة ولها شرط ورکن وواجب وسنة اما شرطها فکونها فی الوقت حتی لو خطب
شرطون مین سی خطبہ ہی اور خطبہ کی ہی شرط اور رکن اور واجب اور سنت ہین خطبہ کی شرط تو یہہ ہی کہ وقت کی اندر ہو دی یہان تک کہ اگر پیش از وقت
قبله لا تصح وکونها بحضرة الجماعة حتی لو خطب وحده ثم حضر الجماعة لا تصح وکونها جهرا
خطبہ پڑہیگا تو صحیح نہین اور جماعت کی سامنی چاہی یہان تک کہ اگر خطبہ تنہا پڑہیگا اور پہر جماعت جمع ہوگی تو صحیح نہین ہی اور اتنا پکار کر پڑہنا چاہی
بحیث یسمعها من یکون عنده اذا لم یکن مانع واما رکنها فمطلق ذکر الله تعالی بنیتها حتی لو قال
کہ جو اوسکی پاس موجود ہون سب سنلین اگر کچہہ مانع نہو اور خطبہ کا رکن مطلق ذکر اللہ تعالی کا خطبہ کی نیت سی ہی یہان تک کہ اگر خطیب نی
الحمد لله او سبحان الله او لا اله الا الله علی قصد الخطبة یجزئ عند ابی حنیفة اما لو قال لعطاس
الحمد للہ یا سبحان اللہ یا لا الہ الا اللہ خطبہ کی نیت سی کہا تو امام ابو حنیفہ کی نزدیک کافی ہی ہان اگر چہینک کر
او تعجب فلا یجزئ وعندهما لا بد من ذکر طویل یسمی خطبة وهو مقدار ثلث ایات وقیل مقدار التشهد
یا تعجب سی کہیگا تو کافی نہین ہی اور صاحبین کی نزدیک اتنا ذکر دراز ضرور ہی جسکو خطبہ کہہ سکین اور وہ تین آیتون کی برابر ہو اور کوئی کہتا ہی کہ تشہد کی برابر ہو
من قوله التحیات لله الی قوله عبده ورسوله لان الخطبة واجبة بالاجماع والتحمیدة الواحدة
لفظ التحیات للہ سی عبدہ ورسولہ تک اسواسطی کہ خطبہ متفق علیہ واجب ہی اور الحمد للہ ایکبار
والتسبیحة الواحدة والتهلیلة الواحدة لا تسمی خطبة واما واجبها فالطهارة والقیام وستر
اور سبحان اللہ ایک بار اور لا الہ الا اللہ ایک بار خطبہ نہین کہلاتا اور خطبہ کی واجبات باوضو ہونا اور کہڑی رہنا اور عورت کا
العورة واما سننها فکونها خطبتین بجلسة بینهما یشتمل کل منهما علی الحمد والتشهد والصلوة علی
ڈہانپنا اور خطبہ کی سنت دو خطبون کا ہونا بیچ مین ایک جلسہ کی فرق سی ۔ اور دونو مین حمد اور تشہد اور درود
النبی صلی الله علیه وسلم والاولی علی تلاوة اية والوعظ والثانیة علی الدعاء للمؤمنین والمؤمنات
نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ہو اور پہلی خطبہ مین تلاوت آیت کی اور پند ہو اور دوسری مین مسلمان مرد اور عورتون کی حق مین
بدل الوعظ والخامس من تلك الشروط الجماعة واقلهم ثلثة سوی الامام ویشترط کونهم رجالا عاقلین
بدلہ پند کی دعا ہو پانچوین شرط اون شرطون مین سی جماعت ہی کم سی کم تین آدمی سوا امام کی ہون بشرطیکہ تینون مرد عاقل بالغ ہون
بالغین فلا ینعقد بالنساء والصبیان والمجانین ولا یشترط کونهم احرارا ومقیمین فتنعقد بالعبید
پس جماعت نری عورتون اور بچون اور دیوانون سی نہین ہوگی اور یہہ شرط نہین ہی کہ ازاد یا مقیم ہون پس جماعت نری غلامون
والمسافرین ویشترط بقاؤهم الی السجدة الاولی عند ابی حنیفة فلو نفروا قبلها او نقصوا عن ثلث ثم
اور مسافرون سی ہو جاویگی اور امام ابو حنیفہ کی نزدیک یہہ شرط ہی کہ پہلی سجدہ تک سب موجود رہین پس اگر پہلی سجدہ سی پہلی بہاگ گئی یا تین سی کم رہ گئی
یستقبل الظهر وعندهما لو نفروا بعد التحریمة یتم الجمعة والسادس من تلك الشروط الاذن العام
تو ظہر ادا کری اور صاحبین کی نزدیک اگر بعد تکبیر تحریمہ کی چلی جاوین تو جمعہ پورا کر لی اور چہٹی شرط اون شرطون مین سی اذن عام ہی

وهو ان يفتح باب الجامع ويؤذن للناس حتى لو اجتمع في الجامع واغلقوا بابه وصلوا فيه الجمعة لا
اسطور پر کہ مسجد جامع کا دروازہ کہل جاوی اور لوگوں کو آنی کی اجازت ملی یہان تک کہ اگر مسجد مین جمع ہوکر پہر دروازہ اوسکا بند کردین اور جمعہ کی نماز مسجد مین پڑہلین
يجوز وكذا السلطان لو اغلق باب قصره وصلى فيه بحشمه لا يجوز لانها من شعائر الاسلام وخصائص
توجایز نہین ہی اور ایسی ہی سلطان اگر اپنی محل کا دروازہ بند کرکر اپنی فوج کی ہمراہ جمعہ کی نماز پڑہ لی تو جایز نہین ہی اسواسطی کہ جمعہ اسلام کی نشانیوں اور دین کی خاص
الدين فلابد من اقامتها على طريق الاشتهار وان فتح باب قصره واذن للناس بالدخول فيه يجوز سواء
امرون مین سی ہی سو اسکو خواہ مخواہ بطور اشتہار کی قایم کرنا چاہیئے اور اگر بادشاہ اپنی محل کا دروازہ کہول کر لوگون کو اجازت آنی کی دیدیوی تو جایز ہی پہر برابر ہی
دخلوا او لا لكن يكره لعدم قضاء حق المسجد الجامع فاذا وجدت هذه الشروط كلها يجب السعي و
کہ کوئی جاوی یا نہ جاوی پر مکروہ ہی اسواسطی کہ مسجد جامع کا حق ادا نہوا اور جب یہہ تمام شرطین پوری پائی جاوین تو اصح قول پر سعی اور
ترك البيع بالاذان الاول وهو الذي يكون على المنارة بعد دخول الوقت في الاصح لانه المعتبر في
بیع کا ترک کرنا پہلی اذان پر واجب ہی یعنی وہ اذان جو منارہ پر وقت ہوجانی کی بعد ہوتی ہی موافق اصح قول کی اسواسطی کہ یہی اذان
هذا الزمان وان كان حادثا غير واقع في عهد النبي صلى الله عليه وسلم لما روى انه عليه السلام
اس زمانہ مین معتبر ہی اگرچہ نو احداث ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عہد مین نہ تہی کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام
والامامين بعده كانوا يصعدون المنبر بعد الزوال قبل النداء فيؤذن المؤذن بين ايديهم فلما كان زمن
اور بعد حضرت کی دو امام زوال کی بعد اذان سی پہلی منبر پر جاتی تہی پہر مؤذن اونکی سامنی اذان پڑہتا تہا پہر جب زمانہ
خلافة عثمان وكثر الناس راى ان يؤذن المؤذن قبل صعود الامام المنبر لينتهي الصوت اليهم فيحضروا
عثمان کی خلافت کا آیا اور لوگون کی کثرت ہوگئی تو اونکی رای مین یہہ آیا کہ مؤذن امام کی منبر پر جانی سی پہلی اذان کہا کری تاکہ اونکو آواز جاوی اور سنکر آجاوین
وزاد اذانا ثانيا على دار في سوق المدينة بقرب المسجد يقال له زوراء وكان هذا الاذان سنة ايضا
اور دوسری اذان بڑہا دی ایک گہر پر جو مدینہ کی بازار مین مسجد کی پاس تہا اوسکا نام زوراء ہی اور یہہ اذان بہی مسنون ہی
لقوله عليه السلام عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين من بعدي واما النداء الذي يكون في وقت
اس حدیث کی موافق لازم کرلو اپنی اوپر میری سنت اور میری بعد خلفاء راشدین کی سنت اور وہ اذان جو چاشت کی وقت ہوتی ہی
الضحى للتنبيه على ان هذا اليوم يوم الجمعة فبدعة احدثه الحجاج كذا ذكر في مجمع الفوائد والحاصل ان كل
اطلاع دینی کو کہ یہہ دن جمعہ کا ہی سو یہہ بدعت ہی اسکو حجاج نی جاری کیا تہا کتاب مجمع الفوائد مین یہہ ذکر کیا ہی مطلب یہہ ہی کہ جو
اذان يكون قبل الزوال فهو غير معتبر بل المعتبر الاذان الاول الذي يكون بعد الزوال اذ به يحصل الاعلام
اذان دوپہر ڈہلی سی پہلی ہووی سو اوسکا کچہہ اعتبار نہین ہی بلکہ معتبر پہلی اذان ہی جو دوپہر ڈہلی کی بعد ہوتی ہی اسلئی کہ اس سی اعلام حاصل ہوتا ہی
فان كل من يجب عليه الجمعة اذا اذن هذا الاذان يلزمه السعي الى الجمعة فاذا حضر المسجد الجامع يصلي
بیشک جسپر جمعہ واجب ہی جب یہہ اذان ہوگی اوسکو جلد جمعہ مین دوڑ جانا چاہیئ پہر جب وہ مسجد جامع مین پہنچی تو بیٹہنی سی پہلی
قبل القعود ركعتين تحية المسجد ثم اربع ركعات سنة الجمعة واذا توجه الامام الى صعود المنبر يحرم
دو رکعت تحیۃ المسجد کی پہر چار رکعت سنتین جمعہ کی پڑہی پہر جب امام منبر پر جانی کو متوجہ ہو تو امام ابوحنیفہ کی نزدیک
الصلوة والكلام عند ابي حنيفة حتى يتم الخطبة وعندهما لا باس بالكلام قبل الشروع في الخطبة واذا
نماز اور بات جیت سب حرام ہی جبتک خطبہ تمام ہوجاوی اور صاحبین کی نزدیک خطبہ شروع کرنی سی پہلی بولنی کا کچہہ مضائقہ نہین اور جب
جلس على المنبر يؤذن المؤذن بين يديه الاذان الثاني واذا تم الاذان يقوم ويخطب خطبتين يفصل بينهما بجلسة
امام منبر پر جا بیٹہی تو موذن اوسکی سامنی دوسری اذان پڑہی اور جب یہہ اذان ہوچکی تو امام کہڑا ہوکر دو خطبی پڑہی دونون کی بیچمین

حنيفة رحمه الله ان يستقر كل عضو منه في موضعه ويستحب للقوم ان يستقبلوا الامام عند

بلکی ہی جلسہ کا فاصلہ کری اسقدر کہ ہیات کا ہر ہر جوڑ اپنی اپنی جگہہ پر راست ہو جاوی اور قوم کو مستحب یوں ہی کہ خطبہ کی وقت امام کی طرف منہہ کریں

الخطبة لكن الرسم الآن انهم يستقبلون القبلة للحرج في تسوية الصفوف لكثرة الزحام كذا ذكر في

پر اب رسم یہہ ہو رہا ہی کہ رو بقبلہ بیٹہی رہتی ہیں اسواسطی کہ صفین سیدہی کرنی میں بسبب کثرت انبوہ کی حرج ہوتا ہی ہدایہ کی شرح میں یہہ ہی مذکور ہی

شرح الهداية للسروجي واذا فرغ من الخطبة وشرع المؤذن في الاقامة ينزل من المنبر ويصلي

جو سروجی کی ہی اور جب خطبہ پڑہ چکی اور مؤذن تکبیر کہنی لگی تو امام منبر پر سی اوتر کر قوم کو دو رکعت نماز جمعہ کی پڑہائی

بالناس ركعتين صلوة الجمعة ولو وقع الاشتباه في صحتها بتعددها او وقوع الشك في المصر

اور اگر جمعہ کی صحت میں کچہہ شبہہ پیدا ہووی کئی جگہہ ہونی کی سبب یا مصر مشکوک ہونی سی

يصلي بعدها كل واحد منهم فرادى اربع ركعات اخر ظهر كما سبق ثم اربع ركعات بنية السنة

تو ہر ایک بعد اوسکی الگ الگ چار رکعت پچہلی ظہر کی پڑہیں جیسی کہ اوپر مذکور ہو چکا پہر چار چار رکعت سنتوں کی نیت سی

عند ابي حنيفة وعندهما ست ركعات ومن ادرك الامام فيها ولو في التشهد او في سجود السهو يصلي

امام ابوحنیفہ کی نزدیک اور پڑہیں اور صاحبین کی موافق چہہ رکعت پڑہیں اور جسنی امام کو نماز جمعہ میں پایا اگرچہ تشہد میں یا سجدہ سہو میں تو امام کی ساتہہ

معه ما ادرك ويبني عليه الجمعة وقال محمد ان ادرك في الركوع في الركعة الثانية يبني عليه الجمعة

پڑہ لی جو اوسکی ہاتہہ آوی اور نماز جمعہ پوری کرلی اور امام محمد کہتی ہیں اگر دوسری رکعت کی رکوع میں جاملا تو نماز جمعہ کی پوری کرلی

وان ادرك بعدما رفع راسه من الركوع في الركعة الثانية يبني عليه الظهر ومن لا عذر له اذا صلى

اور اگر بعد اسکی ملا کہ امام دوسری رکعت کا رکوع پورا کرکر کہڑا ہو گیا تو اب ظہر کی نماز پوری کرلی اور جسکو کوئی عذر نہیں ہی اگر وہ ظہر

الظهر قبل ان يصلي الامام الجمعة يصح ظهره لكن يكون عاصيا لترك الجمعة ويكره للمعذورين

پہلی اس سی پڑہ لی کہ امام نماز جمعہ کی پڑہ چکی تو اوسکی ظہر صحیح ہی پر گنہگار ہوگا کیونکہ اوسنی جمعہ ترک کیا اور معذور لوگوں کو

والمسجونين اداء الظهر في المصر بالجماعة سواء كان قبل فراغ الامام من الجمعة او بعده لان الجمعة

اور قیدیوں کو مصر میں ظہر کی نماز جماعت سی پڑہنی مکروہ ہی برابر ہی کہ امام نماز جمعہ سی فارغ نہو ہو یا فارغ ہو لیا ہو اسواسطی کہ جمعہ جمع کرنیوالا

للجماعات وفي اداء الظهر بالجماعة تفريق الجماعة عن الجمعة وتقليلها فيها بخلاف اهل القرى اذ لا جمعة

جماعتوں کا ہی اور ظہر کو جماعت سی پڑہنی میں جمعہ کی جماعت کی تفریق ہوتی ہی اور اوسمیں کمی پڑتی ہی برخلاف گاؤں والوں کی اسواسطی کہ اونپر

عليهم ولا يفضي اداء الظهر بالجماعة الى تفريق الجمعة وتقليلها فيكون ذلك في حقهم كسائر الايام

جمعہ نہیں ہی وہاں ظہر کو جماعت سی پڑہنی میں نہ تفریق جماعت جمعہ کی ہوتی ہی اور نہ کمی پڑتی ہی سو جمعہ کا دن بلا کراہت ظہر جماعت سی پڑہنی کو اونکی حق میں ایسا ہی

في جواز اداء الظهر بالجماعة من غير كراهة ويستحب للمريض ان لا يصلي الظهر قبل فراغ الامام من الجمعة

جیسی تمام اور دن ہیں اور بیمار کو مستحب ہی کہ جبتک امام نماز جمعہ سی فارغ نہو ظہر نہ پڑہی

لرجاء البرء في كل ساعة ومن جاء الى الجمعة ووجد المسجد ملآن واراد ان يتخطى الناس ان كان يؤذيهم

اسواسطی کہ ہر ہر آن میں صحت کی امید ہی اور جو شخص جمعہ میں جاکر دیکہی کہ مسجد بہر چکی اور اوسنی ارادہ کیا کہ صفوں میں کو گذر جاوی اگر اس طور پر جانی سی ایذا ہو لوگوں

بالتخطي لا يتخطى وان كان لا يؤذي احدا بان لا يطأ ثوبا ولا جسدا لا باس بان يتخطى ويدنو من الامام

تو نہ جاوی اور اگر کسیکو کچہہ ایذا نہیں ہونی اسطور کہ نہ پاؤں تلی کسیکا کپڑا دبائی اور نہ کسیکا کچہہ بدن تو چلی جانی کا کچہہ مضائقہ نہیں کہ امام سی نزدیک ہی جاکر

وذكر الفقيه ابو جعفر عن اصحابنا ان التخطي لا باس به ما لم ياخذ الامام في الخطبة ويكره اذا اخذ

اور فقیہہ ابو جعفر ہمارے اصحاب سی نقل کرتا ہی کہ تخطی کا کچہہ مضائقہ نہیں جب تک امام نی خطبہ نہیں شروع کیا اور اگر خطبہ شروع کرلیا تو مکروہ ہی

فعلی هذا یکون جواز التخطی مشروطا بشرطین احدهما ان لا یؤذی احدا والثانی ان لا یکون الامام فی
اس روایت کی موافق تخطی جایز ہونی کی لئی دو شرطین ہین ایک تو یہہ کہ کسیکو ایذا نہو اور دوسری یہہ کہ امام خطبہ نہ پڑھتا ہو
الخطبة یسر لنا الله تعالی عملا موافقا لرضائه بلطفه وکرمه

# المجلس الخمسون فی بیان المصافحة وبیان کیفیتها وفوائدها وبدعیتها فی غیر محلها

الہی ہمکو آسان کر موافق اپنی رضا کی عمل کرنا اپنی لطف اور کرم سی پچاسوین مجلس مصافحہ کی بیان مین اور اوسکی کیفیت اور طرز اور فائدی اور اوسکا بدعت ہونا بی محل

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم
رسول اللہ صلی اللہ علیہ نی فرمایا
ما من مسلمین یلتقیان فیتصافحان الا غفر لهما قبل ان یتفرقا وفی روایة اذا التقی المسلمان
نہین کوئی دو مسلمان کہ ملین اور مصافحہ کرین مگر دو نو جدا ہونی سی پہلی بخشی جائینگی اور ایک روایت مین ہی جب دو مسلمان ملین
فتصافحا وحمدا الله واستغفرا الله غفر لهما هذا الحدیث من حسان المصابیح رواه البراء بن عازب
اور مصافحہ کرین اور اللہ تعالی کی حمد کرین اور اللہ تعالی سی مغفرت مانگین تو اللہ اون دونون کو بخش دیگا یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثون مین ہی براء بن عازب کی روایت سی
والفاء فیه لفظ خاص للتعقیب موجبه تعقیب التصافح الالتقاء والتصافح علی ما ذکر فی صحاح الجوهری
اور فا اسمین لفظ خاص تعقیب کی واسطی ہی جس سی مصافحہ ملاقات سی پیچھی واجب ہوتا ہی اور تصافح موافق مضمون صحاح جوہری کی مصافحہ ہی
المصافحة فیثبت شرعیة المصافحة عند لقاء المسلم لاخیه وتکون من تمام التحیة بینهما لما
سو مصافحہ کا شروع ہونا بر وقت ملاقات ایک مسلم کی بھائی مسلمان سی ثابت ہوتا ہی اور اون دونو مین سلام کی تمامی ہی اسواسطی کہ
روی عن ابی امامة انه علیه الصلوة والسلام قال تمام تحیاتکم بینکم المصافحة وهذا الحدیث ایضا
ابو امامہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ الصلوة والسلام نی فرمایا تمامی تمہاری آپکی سلامون کی مصافحہ ہی یہہ حدیث بہی اسپر دلالت کرتی ہی
یدل علی کون شرعیة المصافحة عند الملاقاة لانه علیه السلام جعلها من تمام التحیات والتحیات
کہ مصافحہ ملاقات کی وقت مشروع ہی اسواسطی کہ نبی علیہ السلام نی مصافحہ کو تمامی تحیات کا ٹہرایا اور تحیات
جمع التحیة وهی السلام والسلام انما یکون عند الملاقات وکذا ما هو من تمامه فینبغی ان توضع
جمع تحیہ کی ہی سلام کو کہتی ہین اور سلام سواء وقت ملاقات کی نہین ہوتا اور ایسی ہی جو چیز سلام کی تمامی ہی اب سزاوار یہہ ہی کہ
حیث وضعها الشرع ویراعی سننها والسنة فیها ان تکون بکلتا الیدین واما فی غیر حال الملاقات
مصافحہ اوسی جگہ ہو اگر جہان اوسکو شرع نی قایم کیا ہی اور اوسکی طریقہ مسنون کی رعایت ہو اور مسنون اسطور پر ہی کہ دونو ہاتہو نسی ہو اور بدون وقت ملاقات کی
مثل کونها عقیب صلوة الجمعة والعیدین کما هو العادة فی زماننا فالحدیث ساکت عنه فیبقی
جیسی بعد نماز جمعہ اور عیدین کی جو اس زمانہ مین عادت جاری ہی سو حدیث سی ثابت نہین ہی پس یہہ
بلا دلیل وقد تقرر فی موضعه ان ما لا دلیل علیه فهو مردود ولا یجوز التقلید فیه بل یرده ما روی عن
بلا دلیل ہی اور اپنی جگہہ مین یہہ ثابت ہی کہ جس امر کی کچھہ دلیل نہین ہوتی تو وہ مردود ہوتا ہی اوسمین تقلید جایز نہین بلکہ یہہ عایشہ رض کی روایت سی رد ہوتا ہی
عائشة انه علیه السلام قال من احدث فی امرنا هذا ما لیس منه فهو رد ای مردود فان الاقتداء
کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جسنی کچھہ نیا پیدا کیا ہماری اس دین مین جو دین مین سی نہین ہی سو وہ سب رد ہی یعنی مردود ہی کیونکہ پیروی
لا یکون الا بالنبی علیه السلام اذ قال الله تعالی وَمَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰکُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا
سواء نبی علیہ السلام کی کسیکی نہین ہی اسواسطی کہ اللہ تعالی فرماتا ہی اور جو دی تمکو رسول سو لی لو اور جس سی منع کری سو چھوڑ دو
وقال فی اٰیة اخری فَلْیَحْذَرِ الَّذِیْنَ یُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِیْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ یُصِیْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ
اور ایک اور آیت مین فرمایا سو ڈرتی رہین جو لوگ خلاف کرتی ہین اوسکی حکم کا کہ پڑی اون پر کچھہ خرابی یا پہنچی اونکو دکھ کی مار

صلی

علی ان الفقهاء من الحنفية والشافعية والمالكية صرحوا بكراهتها وكونها بدعة قال فی الملتقط يكره المصافحة

علاوہ یہہ ہی کہ فقہاء حنفی اور شافعی اور مالکی مذہبون نی اس مصافحہ کو صاف مکروہ کہا ہی اور بدعت بتایا ہی ملتقط مین کہتا ہی مصافحہ بہرحال

بعد الصلوة بكل حال لان الصحابة ما صافحوا بعد الصلوة ولانها من سنن الروافض وقال ابن حجر من الشافعية ما

بعد نماز کی مکروہ ہی اسواسطی کہ صحابہ رض نی بعد نماز کی مصافحہ نہین کیا اور اسلئی کہ یہہ طریقہ رافضیون کا ہی اور ابن حجر شافعی مذہب کہتا ہی یہہ

يفعله الناس من المصافحة عقيب الصلوات الخمس بدعة مكروهة لا اصل لها فی الشريعة المحمدية بينية فاعلها اولا

جو لوگ پنجگانہ نمازون کی پیچھی مصافحہ کیا کرتی ہین بدعت مکروہہ ہی شریعت محمدی مین اسکی کچھہ اصل نہین مصافحہ کرنیوالی کو پہلی جتلانا چاہیی

بانها بدعة مكروهة ويعزر ثانيا ان فعلها وقال ابن الحاج من المالكية فی المدخل ينبغی ان يمنع الامام ما احدثوه

کہ یہہ بدعت مکروہہ ہی اور اگر ترک نکرین تو پہر تعزیر دینی چاہیی اور ابن الحاج مالکی مذہب مدخل مین کہتا ہی امام کو لازم ہی کہ مصافحہ سی جو بعد نماز صبح کی

من المصافحة بعد صلوة الصبح وبعد صلوة الجمعة وبعد صلوة العصر بل زاد بعضهم فعل ذلك بعد الصلوات الخمس

اور بعد نماز جمعہ کی اور بعد نماز عصر کی نیا نکال کر شروع کیا ہی منع کر دی بلکہ بعضی بڑہا کر پنجگانہ نماز کی بعد کرنی لگی ہین

وذلك كله من البدع وموضع المصافحة فی الشرع انما هو عند لقاء المسلم لاخيه لا فی ادبار الصلوات فحيث وضعها الشرع

یہہ تمام بدعت ہی اور شرع مین مقام مصافحہ کا صرف وقت ملاقات مسلم کا ہی بہائی مسلمان سی نمازون کی بعد نہین ہی پہر جسجگہہ شرع نی مقرر کیا ہی

يضعها وينهی عنها ويزجر فاعلها لما اتی من خلاف السنة وهذا التصريح منهم يشعر بالاجماع فلا يجوز المخالفة بل يلزم الاتباع

وہی جگہہ قایم رکہنا چاہیی اور مصافحہ سی منع کرنا چاہیی اور مصافحہ کرنیوالیکو زجر کرنا چاہیی جبکہ خلاف سنت کرنی لگی اور اونکی اس تصریح سی اجماع معلوم ہوتا ہی سو مخالفت جایز نہین ہی بلکہ اتباع

لقوله تعالى وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّى وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ

لازم ہی واسطی قول اللہ تعالی کی اور جکوئی مخالفت کری رسول کی جب کہل چکی اوسپر راہ کی بات اور چلی خلاف سب مسلمانون کی راہ سی سو ہم اوسکو حوالہ کرین جو اوسنی پکڑی اور ڈالین اوسکو

وَسَاءَتْ مَصِيرًا وما ذكره النووی فی الاذكار وان كان مشعرا باباحة المصافحة بعد صلوة الصبح والعصر الا انه يفصح عن

دوزخ مین اور بہت بری جگہہ پہنچا اور وہ جو نووی نی اذکار مین ذکر کیا ہی اگرچہ اوس سی اباحت مصافحہ کی بعد نماز صبح اور عصر کی معلوم ہوتی ہی پر اوس سی مصافحہ کا

عدم مشروعيتها لانه بعد بيان كون المصافحة سنة ومستحبة عند الملاقاة قال واما ما اعتاده الناس من المصافحة

غیر مشروع ہونا نکلتا ہی اسلئی کہ مصافحہ کو وقت ملاقات کی سنت اور مستحب بیان کر کر پہر یہہ کہتا ہی اور وہ جو لوگون نی بعد نماز صبح اور

بعد صلوة الصبح والعصر فلا اصل له فی الشرع علی هذا الوجه لكن لا باس به فانظر كيف اعترف بان لا اصل له فی الشرع وبعد

عصر کی مصافحہ کی عادت کرلی ہی سو شرع مین اس طور پر اسکی کچھہ اصل نہین ہی لیکن اسکا کچھہ مضائقہ نہین اب دیکھہ تو کیسی اقرار کیا کہ شرع مین اسکی کچھہ اصل نہین ہی

هذه الاعتراف لا يفيده ما ذكر بعده من قوله ولكن لا باس به الی اخر ما قال ولو لم يصرح الفقهاء بكراهتها بل كانت مباحة

پہر اس اقرار کی بعد کیا فائدہ کرتا ہی آگی جا کر یہہ کہنا پر اسکا کچھہ مضائقہ نہین ہی آخر تک جو کہا ہی اور اگر فقہاء اس مصافحہ کو صاف مکروہ نہ کہتی بلکہ فی نفسہ مباح

فی نفسها لحكمنا فی هذا الزمان بكراهتها اذ واظب عليها الناس واعتقدوها سنة لازمة بحيث لا يجيزون تركها حتی وصل

ہوتا تو بہی ہم اس زمانہ مین کراہت کا حکم کرتی اسلئی کہ لوگ اسپر جم گئی ہین اور ایسی سنت لازم جانتی ہین کہ اسکا ترک کرنا جایز نہین رکہتی یہان تک کہ ہمکو

الينا من بعض من اشتهر بالعلم انه قال هی من شعائر الاسلام فكيف يتركها من كان من اهل الايمان فانظروا يا اهل الانصاف

یہہ خبر پہنچی ہی ایک شخص سی جو صاحب علم مشہور ہی کہ وہ کہتا ہی یہہ مصافحہ اسلام کی نشانیون مین سی ہی جو ایمان والا ہی اسکو کیونکر چہوڑ سکتا ہی اب ای انصاف والو دیکہو تو

اذا كان اعتقاد الخواص هكذا فاعتقاد العوام ماذا يكون وكل مباح ادی الی هذا فهو مكروه حتی افتی بعض الفقهاء حين

جب خواص کا یہہ اعتقاد ہو تو عوام کا اعتقاد کیا ہوگا اور جو امر مباح اس نوبت کو پہنچ جاوی پہر وہ بہی مکروہ ہی یہان تک کہ بعضی فقہاء نی جب

شاع صوم ايام البيض فی زمانه بكراهيته لئلا يؤدی الی اعتقاد الواجب مع ان صوم ايام البيض مستحب وردفيه اخبار

اوسکی زمانہ مین ایام بیض کی روزون کا دستور پڑ گیا تو فتوی دیا ہی کہ مکروہ ہی تا کہ ہوتی ہوتی واجب نہ سمجہہ لین باوجودیکہ روزی ایام بیض کی مستحب ہین اسمین بہت حدیثین

كثيرة فما ظنك بالمباح وما ظنك بالمكروه وليس هذا الا الفتنة التى قال فيها عبد الله بن مسعود كيف انتم اذا البستكم فتنة

رہتی ہیں اب تیرا کیا خیال ہے مباح میں اور کیا گمان ہے مکروہ میں اور یہہ وہی فتنہ ہے جسمیں عبد اللہ بن مسعود کہتے ہیں تمہارا کیا حال ہوگا جب تمپر ایسا فتنہ آویگا

يهرم فيها الكبير وينشأ فيها الصغير تجرى على الناس بدعة يتخذونها سنة اذا غيرت قيل غيرت السنة او هذا منكر

جسمیں بڈھا اور صغیر جوان ہوجاویگا لوگوں میں ایسی بدعت پہیل جاویگی کہ اوسکو سنت سمجھ لینگی اگر تغیر دی جاوی وہ بدعت تو کہیں سنت بدلڈالی یا کہیں یہہ برا ہو

قال ابن القيم فى اغاثته هذا يدل على ان العمل اذا جرى على خلاف السنة فلا اعتبار به ولا التفات اليه وقد جرى العمل على

ابن القیم اپنی کتاب اغاثہ میں کہتا ہی اس سی معلوم ہوتا ہی کہ عمل جب خلاف سنت ہونی لگتا ہی تو اوسکا کچھ اعتبار نہیں اور نہ اوسکی طرف کچھ التفات ہی اور بیشک عمل

خلاف السنة منذ زمن طويل فاذن لابد لك ان تكون شديد التوقى من محدثات الامور وان اتفق عليه الجمهور

برخلاف سنت مدت درازسی جاری ہورہا ہی سواب تجھکو ضرور ہی کہ محدثات یعنی نئی نئی باتونسی بہت ہی ڈرتا رہی اگرچہ اوسپر جمہور متفق ہوگئی ہوں

فلا يغرنك اطباقهم على ما احدث بعد الصحابة بل ينبغى لك ان تكون حريصا على التفتيش عن احوالهم واعمالهم فان اعلم

سو تجھکو اونکا اتفاق نئی امور پر جو بعد صحابہ کی ہوگئی ہیں فریب نہ دیوی بلکہ تجھکو یہہ لایق ہی کہ بحرص تمام اونکی احوال اور اعمال کو ڈہونڈتا رہی کیونکہ تمام

الناس واقربهم الى الله تعالى اشبههم بهم واعرفهم بطريقهم اذ منهم اخذ الدين وهم اصول فى نقل الشريعة عن صاحب الشرع

لوگوں میں بڑا عالم اور مقرب خدا تعالی کا وہ ہی جو صحابہ سی بہت مشابہہ اور اونکی طریقہ سی خوب واقف ہی کیونکہ دین اون ہی سی حاصل ہوا ہی اور نقل شریعت میں

ينبغى للشان لا تكترث بما لفتك لاهل عصرك فى موافقتك لاهل عصر النبى عليه الصلوة والسلام اذ قد جاء فى الحديث

وہ ہی اصل ہیں سو تجھکو لایق ہی کہ اسکی کچھہ پروا نکری کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی موافقت کرنیمیں اپنی زمانہ کی لوگوں سی مخالفت ہوگا اسواسطی کہ حدیث میں آیا ہی

اذا اختلف الناس فعليكم بالسواد الاعظم قال عبد الرحمن ابن اسمعيل المعروف بابى شامة وحيث جاء الامر بلزوم الجماعة

جب لوگوں میں اختلاف پڑجاوی تو بڑی گروہ کی ساتھہ رہو عبد الرحمن بن اسماعیل جو ابو شامہ مشہور ہیں کہتی ہیں جسجگہہ لزوم جماعت کا حکم ہی

فالمراد به لزوم الحق واتباعه وان كان المتمسك به قليلا والمخالف له كثيرا لان الحق ما كان عليه الجماعة الاولى وهم الصحابة

تو مراد یہہ ہی کہ حق کا اتباع لزوما کرو اگرچہ بجانب حق تہوڑی لوگ ہوں اور مخالف حق کی بہت ہوں اسلوسطی کہ حق وہ ہی جسپر پہلی جماعت یعنی صحابہ رضی اللہ عنہم تہی

ولا عبرة الى كثرة اهل الباطل بعدهم وقد قال الفضل بن عياض ما معناه الزم طرق الهدى ولا يضرك قلة السالكين واياك

اور اونکی بعد اہل باطل کی کثرت کا کچھہ اعتبار نہیں ہی اور فضل بن عیاض نی کہا ہی جسکی یہہ معنی ہیں ہدایت کی جانب لی رہ اور کمی سالکین کی تجھکو کچھہ ضرر نکریگی اور

وطرق الضلالة ولا تغتر بكثرة الهالكين وقال ابن مسعود انتم فى زمان خيركم فيه المسارع فى الامور وسياتى زمان

گمراہی کی راہ سی بچتا رہ اور ہالکین کی کثرت سی دہوکا نکہانا اور ابن مسعود کہتی ہیں تم ایسی زمانہ میں ہو کہ تم میں بہتر وہ ہی جو کاموں میں جلدی کرنیوالا ہی اور اب قریب

بعدكم خيرهم فيه المثبت المتوقف لكثرة الشبهات قال الامام الغزالى لقد صدق لان من لم يثبت فى هذا الزمان ووافق الجماهير

تمہاری پیچہی زمانہ آتا ہی اون میں بہتر وہ ہوگا جو ثابت رہی اور توقف کری بسبب کثرت شبہات کی امام غزالی کہتی ہیں یہہ قول سچا ہی اسلوسطی کہ جو شخص اس زمانہ میں ثابت نرہی اور

فيما هم فيه وخاض فيما خاضوا فيه فيهلك كما هلكوا فان اصل الدين وعمدته وقوامه ليس بكثرة العبادة والتلاوة والمجاهدة

بلا میں مبتلا ہوجاوی اور اونکی سی بحث کرنی لگی تو ہلاک ہوجاویگا جیسی وہ ہلاک ہوئی ہیں کیونکہ دین کی اصل اور اوسکی خوبی اور ثبات عبادت کی کثرت اور تلاوت کی زیادت اور

بالجوع وغيره وانما هو بالاحترازه من الافات والعاهات التى تاتى عليه من البدع والمحدثات التى تؤدى الى تبدله وتغيره فانها

بہوک وغیرہ کی مشقت سی نہیں ہی بلکہ یہہ جب ہی کہ دین کو اون تمام آفات اور صدمات سی بچاوی کہ دین پر بدعتیں اور نئی نئی اختراع آتی ہیں جس سی دین میں تبدل اور تغیر

لكثرتها وشيوعها صارت كانها من شعائر الدين او من الامور المفروضة علينا فيا ليتنا كنا نباشرها على انها بدعة اذ لو كان

پیدا ہوتا ہی کیونکہ یہہ بدعات اسقدر کثرت سی پہیل گئی ہیں گویا دین کی نشانیاں ہیں یا ہماری اوپر انکا عمل فرض ہی سو کاشکی ہم اون بدعات کو بدعات ہی جانکر عمل میں لاتی

كذلك يرجى من التوبة والاستغفار ولكنا اخذناها طاعة وعبادة وجعلناها دينا مقتفين فى ذلك اثار من سلف او

اسواسطی کہ اگر ایسا ہوتا تو توبہ اور استغفار کی امید رہتی پر ہمنی تو اون بدعات کو طاعت اور عبادت مان لی ہی اور دین ٹہرالیا ہی اسمیں ہمنی پیروی اسلاف میں سی ایسی شخص کی کی ہی

غفل او غلط من بعض من تقدمنا وجعلناه قدوة فی دیننا فاذا جاء احد وانکر علینا ما ارتکبنا من تلک الامور
جس سی سہو ہوا یا اوسنی غفلت کی یا غلطی کی اور ہمنی اوسکو اپنی دین کا پیشوا ٹہرا لیا ہی پہر اگر کوئی آگر ہمکو اوس بدعت سی جو ہمنی اختیار کر رکہی ہی منع کری اور روکی

فان کان له توقیر فی قلوبنا نقول له هذا جائز ذهب الی جوازه فلان ونذکر بعض من تقدمنا ممن سهی او غفل او
تو وہ شخص مانع ہماری دلمیں عزت والا ہی تو ہم اتنا ہی جواب دینگی کہ صاحب یہہ تو جایز ہی فلانا اسکا قائل ہی اور اوسکی روبرو ہم اوسی سہو یا غفلت یا

غلط وان کان ممن لا نوقر له فی قلوبنا یسمع منا من الکلمات المنکرة ما لا یظنه ولا یخطر بباله کل ذلک بسبب جهل المرکب
غلطی کرنیوالی کا نام بیان کر دینگی اور اگر وہ مانع ایسا ہی کہ ہماری دلمیں اوسکی کچھ عزت نہیں تو ہم سی ایسی دہشکار سنیگا کہ اوسکو نہ گمان ہوگا اور نہ اوسکی دلمیں گذرا ہوگا یہہ تمام ہمارے جہل

فینا لانا لو راینا انفسنا علی ما هی علیه من الجهل لقبلنا جواب من ارشدنا الی الحق وما اقمنا من سهی او غلط حجة فی دیننا
مرکب ہونی کی خرابی ہی کیونکہ اگر ہم اپنی لین اپنی جہالت کا خیال کرتی تو اوسکا جواب جو حق کا راستہ بتاتا ہی بیشک مانتی اور اوس سہو اور غفلت اور غلطی کرنیوالی کو اپنی دین کی حجت

اذ لا یجوز ان یقلد الانسان فی دینه الا من هو صاحب الشریعة او من شهد له صاحب الشریعة بالخیر لا من شهد له بالکذب
نہ قایم کرتی اسواسطی کہ انسان کو اپنی دین میں صرف صاحب شریعت کی یا اوسکی جسکی حق میں صاحب شریعت نی بہلائی کی گواہی دی ہی پیروی چاہئی اوسکی پیروی نہیں ہی

وهی عن لا اعتماد له بقوله علیه السلام خیر القرون قرنی الذین بعثت فیهم ثم الذین یلونهم ثم الذین یلونهم ثم یفشو الکذب
جسکی حق میں صاحب شریعت نی کذب کی گواہی دی ہی اور جسپر بہروسا کرنی سی منع کیا اسحدیث میں بہتر لوگ میری عہد کی ہیں جنمیں میں مبعوث ہوا ہوں پہر وہ لوگ جو اونسی متصل ہیں

فلا تعتمدوا اقوالهم وافعالهم فان کل من اتی بعدهم یقول فی بدعة انها مستحبة ثم یاتی علی ذلک بدلیل خارج عن اصولهم
سو بہروسہ نکرو نہ اونکی کہی پر نہ کئی پر کیونکہ بعد اونکی جو آیا ہی بدعت کو یہہ ہی کہتا ہی یہہ مستحب ہی پہر اوسپر ایک دلیل اونکی اصول سی مخالف قایم کر دیتا ہی

فذلک غیر مقبول منه لان التقلید والاقتداء بالغیر بمجرد حسن الظن انما یجوز لمن کان مجتهدا عدلا لا لمن کان مقلدا
سو اسکو کون مانتا ہی اسواسطی کہ غیر کی تقلید اور پیروی صرف حسن ظن سی اوسہی کی جایز ہی جو مجتہد اور عادل ہو اوسکی نہیں ہی جو خود مقلد ہو

لکن لما انقطع الاجتهاد منذ زمان طویل انحصر طریق معرفة مذهب المجتهد فی نقل کتاب معتبر متداول بین العلماء واخبار
لیکن مدت دراز ہوئی کہ اجتہاد منقطع ہوگیا طریقہ مذہب مجتہد کی معرفت کا صرف یہہ ہی ہی کہ ایسی کتاب معتبر سی منقول ہو جو علماء کی درس میں رہتی ہو

عدل موثوق به فی علمه وعمله فلا یجوز العمل بکل کتاب اذ ظهر فی هذا الزمان کتب جمعها ضعفاء الرجال ولا بقول کل عالم
اور ایسی عادل کی خبر سی جسکی علم اور عمل کا اعتبار ہو سو ہر کتاب پر عمل کرنا جایز نہیں اسواسطی کہ اس زمانہ میں ایسی کتابیں بہت مشہور ہو رہی ہیں جنکو ضعیف لوگوں نی جمع کیا

اذ غلب الفسق فی الناس بعد القرون الثلثة والمستور فی حکم الفاسق فلا بد من العدالة المرجحة لجانب الصدق حتی
اور نہ ہر عالم کی قول پر عمل جایز ہی اسواسطی کہ لوگوں میں بعد قرون ثلثہ کی فسق غالب ہوگیا ہی اور شخص مستور فاسق کی حکم میں ہوتا ہی سو ایسی عدالت کا ہونا ضرور چاہئی جس سی صدق کا

یقبل قوله فی الدیانات یسر الله تعالی عملا موافقا لرضائه بلطفه وکرمه

## المجلس الحادی والخمسون فی بیان

غلبہ ہووی تا کہ اوسکا قول دیانات میں مقبول ہو اللہ تعالی ہمپر عمل موافق اپنی رضا کی اپنی لطف اور کرم سی آسان کری مجلس اکیاون بیان میں

## فرضیة الصلوة بالکتاب والسنة واجماع الامة والوعید فی حق تارکها

قال رسول الله
فرضیت نماز کی کتاب اور حدیث اور اجماع امت سی اور وعید تارک الصلوة کی حق میں رسول الله

صلی الله علیه وسلم بین العبد والکفر ترک الصلوة هذا الحدیث من صحاح المصابیح رواه جابر بن عبد الله ومعناه
صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا فرق درمیان بندہ اور کفر کی نماز چہوڑنی کا ہی یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں سی ہی جابر بن عبد اللہ کی روایت سی اسکی یہہ معنی

ان بین العبد وبین ان یصل الی الکفر ان یترک الصلوة وعلم من هذا ان الصلوة اهم ارکان الاسلام واقوی الذرائع فی
ہیں کہ فرق درمیان بندہ کی اور اسمیں کہ وہ کافر ہو جاوی یہہ ہی کہ نماز کو ترک کر دی اس سی معلوم ہوا کہ نماز بڑا ضروری رکن اسلام کا اور بڑا قوی ذریعہ

دخول دار السلام وهی فریضة علی کل مسلم عاقل بالغ سواء کان رجلا وامرأة لا علی کافر ولا علی مجنون ولا علی صبی الا
بہشت میں جانی کا ہی اور وہ نماز ہر یک مسلمان صاحب عقل جوان پر فرض ہی برابر ہی کہ مرد ہو یا عورت کافر پر نہیں اور نہ دیوانہ پر اور نہ بچی پر لیکن

ان الصبی اذا بلغ سبع سنین یؤمر بها واذا بلغ عشر سنین ولم یصلها یضرب علیها لما روی انه علیه السلام قال

بچہ جب سات برس کا ہوجاوی تو اوسکو نماز پڑھنی سکہاوین اور جب دس برس کا ہوکر نماز نہ پڑھی تو مار کر پڑھانا چاہیئی اسلئی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا

مروا اولادکم بالصلوٰة وهم ابناء سبع سنین واضربوهم علیها وهم ابناء عشر سنین فانهم وان لم یکن الصلوٰة فرضا

کہا کرو اپنی اولاد کو واسطی نماز کی جب سات برس کی ہون اور اونکو مار کر نماز پڑھاؤ جب وہ دس برس کی ہون کیونکہ اس عمر مین اگرچہ اونپر نماز فرض نہین ہی

علیهم الا انهم عند بلوغهم عشر سنین یستحقون بترکها عقوبة الشرع فی الدنیا لیعتادوها ویستانسوا بها فی صغرهم

پر جب وہ دس برس کی ہوئین تو نماز چھوڑنی پر دنیا مین سزا اور شرعی سزا کی ہین تاکہ نماز کی خوگر ہوجاوین اور لڑکپن مین اوس سی دل لگا رہی

حتی لا یترکوها فی کبرهم وقد ثبت فرضیتها بالکتاب والسنة واجماع الامة اما الکتاب فقوله تعالی ان الصلوٰة کانت علی

تاکہ پہر جوان ہوکر ترک نکرین اور بیشک فرضیت نماز کی قرآن اور حدیث اور اجماع امت سی ثابت ہی قرآن تو یہہ آیت ہی یہہ نماز ہی مسلمانون پر

المؤمنین کتابا موقوتا ای فرضا موقتا فدل النص علی ان الصلوٰة فرض موقت محدود باوقات لا یجوز اخراجها عنها

وقت باندہا حکم ای فرض وقت بندہا ہوئی سو یہہ آیت دلالت کرتی ہی کہ نماز فرض وقت بندہی ہوئی حد مقرر کی ہوئی وقتون کی ہی بلا عذر وقت سی ادہر اودہر کرنا

بلا عذر لما روی انه علیه السلام قال من ترک الصلوٰة حتی مضی وقتها ثم قضی عذب فی النار حقبا والحقب ثمانون سنة

ہرگز جایز نہین اسواسطی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ جس نی نماز نہ پڑہی اتنی کہ اوسکا وقت نکل گیا پہر قضا کی تو دوزخ مین ایک حقبہ عذاب کیا جاویگا اور حقبہ اسی برس کا ہوتا ہی

والسنة ثلثمائة وستون یوما کل یوم کان مقداره الف سنة والعذر الشرعی المبیح لتاخیر الصلوٰة عن وقتها ستة

اور برس تین سو ساٹھہ دنکا ہر ہر دن کی مقدار ہزار ہزار برس کی اور عذر شرعی جس سی نماز کی وقت کا ٹلانا مباح ہوتا ہی چھہ

اشیاء احدها النسیان والثانی النوم والثالث الاغماء والرابع الجنون والخامس الحیض والسادس النفاس وفیما عدا هذه الاعذار

چیزین ہین ایک تو بہول جانا دوسری سوجانا تیسری بیہوش ہوجانا چوتہی دیوانگی پانچوین حیض چھٹی نفاس اور سوای ان عذرات

المذکورة لا یجوز تاخیرها عن وقتها حتی ذکر فی الذخیرة ان امرأة اذا خرج راس ولدها وخافت وقت الصلوٰة تتوضأ

مذکورہ کی نماز مین وقت سی دیر کرنی جایز نہین ہی یہان تک کہ ذخیرہ مین یہہ مذکور ہی کہ حاملہ عورت اگر جنتی ہوئی بچہ کا سر نکل چکا ہو اوس وقت نماز کا وقت گذرنی لگی

ان قدرت والا تتیمم وتجعل راس ولدها فی قدر او حفرة وتصلی قاعدة برکوع وسجود فان لم تستطعهما تومی ایماء یعنی

تو وضو کری اگر کرسکی نہین تو تیمم کری اور اوس بچہ کا سر ہنڈیا مین یا گڑہی مین رکہدی اور نماز بیٹھکر رکوع اور سجدہ سی ادا کری اور اگر یہہ نہوسکی تو اشارہ سی مراد یہہ ہی

انها تصلی بحسب طاقتها ولا تترک الصلوٰة لان الصلوٰة لا تسقط عنها ما لم تصر نفساء وذلک بخروج اکثر الولد والدم وکذا

کہ اوس وقت بہی عورت اپنی قدرت کی موافق نماز ادا کری اور نماز کو نہ چھوڑی اسواسطی کہ نماز اوسکی ذمہ سی ساقط نہین ہوتی جبتک وہ صاحب نفاس نہین ہوتی اور نفاس جب ہوتا ہی

من وقع فی البحر علی لوح وخاف خروج وقت الصلوٰة یدخل اعضاء الوضوء فی الماء بنیة الوضوء ثم یصلی بالایماء ولا یترک

جو دریا کی اندر تختہ پر بیٹہا رہ جاوی اور نماز کا وقت جانی لگی تو اعضاء وضو کی وضو کی نیت سی پانی مین داخل کری پہر اشارہ سی نماز پڑہ لی اور نماز کو ترک

الصلوٰة وکذا من شلت یداه ولم یکن معه احد یوضیه او یتیممه یمسح وجهه وذراعیه علی الحائط بنیة التیمم

نہ کری اور ایسی ہی جسکی دونو ہاتہہ سن رہ جاوین اور اوسکی ساتہہ کوئی ایسا نہو جو وضو یا تیمم کرا دی تو اپنا مونہہ اور ہاتہہ کہنیون تک تیمم کی نیت سی دیوار پر مل لی

ویصلی ولا یجوز له ترک الصلوٰة ولا تاخیرها عن وقتها فانظر ایها العاقل وتامل فی هذه المسائل التی بینها الفقهاء هل

اور نماز پڑہ لی اور اوسکو نماز کا ترک کرنا جایز نہین اور نہ درنگ کرنا وقت سی جایز ہی اب دیکہہ تو ای عاقل اور سوچ تو ان مسائل مین جو فقہاء نی بیان کئی ہین کیا

تجد فیها عذرا غیر العجز التام لتاخیر الصلوٰة عن وقتها فضلا عن ترکها والحاصل ان المکلف لا وسعة له فی ترک الصلوٰة

تجہکو تاخیر نماز کا بہی وقت سی سوا عجز تمام کی کوئی عذر ملتا ہی چہ جای کہ ترک کرنا نماز کا حاصل یہہ ہی مکلف کو نماز ترک کرنی کی اور نہ وقت سی

ولا فی تاخیرها عن وقتها مع امکان ادائها فی وقتها بای وجه کان هذا بیان کونها فرضا موقتا واما کونها خمسا فلقوله تعالی

تاخیر کرنی کی با وجود طاقت ادا کی ہرگز گنجایش نہین ہی کوئی ہی عذر ہو اگرچہ یہہ تو استدلال فرض موقت ہونی کا ہی اور رہا پنجگانہ ہونا سو اس آیت سی ثابت ہی

حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وهذه الاية قاطعة الدلالة على كون الصلوات المفروضات خمسا

خبردار رہو نمازوں سی اور بیچ والی نماز سی اور یہہ آیت قطعی دلیل ہی اسکی کہ نماز مفروضہ پانچ ہین

لانه تعالى فرض جمعا من الصلوة التي معها وسطى واقل جمع صحيح معه وسطى هو الاربع لا الثلث فكان الامر

اسواسطی کہ اللہ تعالی نی نماز کا ایسا مجموعہ فرض کیا ہی جسکی ساتھہ نماز درمیانہ ہو اور کم سی کم جمع سالم جسکی ساتھہ درمیانہ ہو چار ہین تین نہین ہی سو امر

بمحافظة الصلوة التي معها وسطى امرا بالصلوات الخمس ضرورة وقد قال الله تعالى فَسُبْحَانَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ

واسطی محافظت نمازون کی جسکی ساتھہ درمیانہ بہی ہو درحقیقت امر ہی پانچ نماز کا بالضرور اور بیشک اللہ تعالی فرماتا ہی سو پاک اللہ کی یاد ہی جب شام کرو

وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِيًّا وَّحِيْنَ تُظْهِرُوْنَ والمراد من الامر بالتسبيح في هذه

اور جب صبح کرو اور اسیکی خوبی ہی آسمان و زمین مین اور پچھلی وقت اور جب دوپہر ہو اور مراد تسبیح سی جو ان

الاوقات الامر بالصلوة فيها على طريق ذكر الجزء وارادة الكل كانه قيل صلوا لله في هذه الاوقات وروى عن

اوقات مین حکم ہوا ہی ان اوقات کی نمازین ہین جیسی جزو کو ذکر کر کی کل مراد لیتی ہین گویا یہہ امر ہوا خدا کی نماز ان اوقات مین ادا کرو اور ابن عباس رض

ابن عباس رض انه قيل له هل تجد ذكر الصلوات الخمس في القران قال نعم وتلا هذه الاية فالمراد بقوله تعالى

سی روایت ہی کہ اونسی کسیني پوچھا تمکو معلوم ہی ذکر پانچون نماز کا قرآن مین جواب دیا ہان اور یہہ آیت پڑہی سو مراد آیت مین

حِيْنَ تُمْسُوْنَ صلوة المغرب والعشاء وبقوله حِيْنَ تُصْبِحُوْنَ صلوة الفجر وبقوله عَشِيًّا صلوة العصر وبقوله

حین تمسون سی نماز مغرب اور عشا کی ہی اور حین تصبحون سی نماز فجر کی اور عشیا سی نماز عصر کی ہی اور

حِيْنَ تُظْهِرُوْنَ صلوة الظهر واما السنة فقوله عليه السلام ان الله تعالى فرض على كل مسلم ومسلمة في كل يوم

حین تظہرون سی نماز ظہر کی ہی اور حدیث مین پنجگانہ ہونا نماز کا اس سی ثابت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا بیشک اللہ تعالی نی ہر مسلم اور

وليلة خمس صلوات وهذا الحديث من جملة الاحاديث المشهورة التي ثبت بها الاحكام واما اجماع الامة فقد

پانچ نمازین فرض کی ہین اور یہہ حدیث احادیث مشہورہ مین سی ہی جس سی احکام فقہی ثابت ہوا کرتی ہین اور اجماع سی یون ثابت ہی کہ

اجتمع الامة من لدن رسول الله صلى الله عليه وسلم الى يومنا هذا على فرضية الصلوات الخمس فاذا ثبت

تمام امت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عہد سی آج کی دن تک پنجگانہ نماز کی فرضیت پر بلا خلاف متفق ہی جب فرضیت

فرضيتها بهذه الادلة القطعية لا يجوز تركها وقد وردت وعيدات شديدة وتهديدات غليظة لتاركها من جملتها

نماز کی ان دلایل قطعیہ سی ثابت ہوچکی تو اب اوسکا ترک جایز نہین ہی اور بیشک وعید سخت اور دہمکیان غلیظ بی نماز کی حق مین آئی ہین ایک یہہ

ما روى انه عليه السلام قال من ترك الصلوة متعمدا فقد كفر جهارا وفي حديث اخر انه عليه الصلوة والسلام قال

روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جس شخص نی نماز قصدا ترک کی تو وہ ظاہر کافر ہی اور ایک اور حدیث مین ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا

لا تتركوا الصلوة متعمدا فمن تركها فقد خرج من الملة وفي حديث اخر انه عليه السلام قال الصلوة عماد الدين فمن

قصدا نماز نہ چھوڑو سو جسنی نماز ترک کی تو وہ دین سی باہر ہوا اور ایک اور حدیث مین ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا نماز دین کا ستون ہی جس نی

اقامها فقد اقام الدين ومن تركها فقد هدم الدين فلورود امثال هذه الوعيدات اختلف العلماء في كفر تاركها

نماز قایم رکھی تو دین کو قایم رکھا اور جس نی نماز کو ترک کیا تو دین کو گرا دیا ایسی ایسی وعید جو وارد ہوئی ہین اسی لئی علما مین اختلاف ہی قصدا بی نماز کی تکفیر

عمدا فذهب جماعة من الصحابة ومن بعدهم الى الكفر اما الصحابة فمنهم عمر وعبد الله بن مسعود وعبد الله

مین سو ایک جماعت صحابہ رضی اور انکی بعد کی لوگ کفر کی قایل ہوئی ہین صحابہ مین سی یہہ لوگ ہین عمر اور عبد اللہ بن مسعود اور عبد اللہ

بن عباس ومعاذ بن جبل وجابر بن عبد الله وابو الدرداء وابو هريرة وعبد الرحمن بن عوف واما غير الصحابة فمنهم

بن عباس اور معاذ بن جبل اور جابر بن عبد اللہ اور ابو الدرداء اور ابو ہریرہ اور عبد الرحمن بن عوف اور سوای صحابہ کی یہہ ہین

احمد بن حنبل واسحق بن راهويه وعبد الله بن المبارك والنخعي والحكم بن عتبة وابو ايوب السختياني وابو داود
احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ اور عبد اللہ بن المبارک اور نخعی اور حکم بن عتبہ اور ابو ایوب سختیانی اور ابو داود
الطيالسي وابو بكر بن ابي شيبة وغيرهم وذهب آخرون الى انه لا يكفر وحملوا الاحاديث التي تدل على كفر تاركها
طیالسی اور ابو بکر بن ابی شیبہ اور سوا انکی اور اور لوگ یہہ کہتے ہیں کہ کافر نہیں ہوتا اور ان احادیث کی جو بے نماز کی کفر پر دلالت کرتی ہیں یہہ تاویل
على تركها جاحدا او على الزجر والوعيد بمعنى ان المؤمن لا يتركها ومن ادلتهم على عدم كفره قوله عليه الصلوة والسلام
کرتی ہیں کہ بطور انکار کی ترک کری یا زجر اور وعید پر حمل کرتی ہیں یعنی مؤمن شخص نماز نہیں ترک کرتا اور انکی دلیلوں میں سی ایک دلیل بی نماز کی کافر نہونی پر یہہ قول نبی علیہ السلام
خمس صلوات افترضهن الله تعالى من احسن وضوءهن وصلاهن لوقتهن واتم ركوعهن وسجودهن وخشوعهن
کا ہی پانچ نمازیں اللہ تعالی نی فرض کی ہیں جسنی خوب طرح وضو کیا اور وقت پر ادا کیں اور رکوع اور سجود پوری پوری کی اور خوب انکسار کیا
كان له على الله عهد ان يغفر له ومن لم يفعل فليس له على الله عهد ان شاء غفر له وان شاء عذبه فقوله
تو اوسکا یہہ ذمہ ہی اللہ پر کہ اوسکو بخشیگا اور جسنی یہہ نکیا تو اوسکا اللہ پر کچھہ ذمہ نہیں چاہی اوسکو بخشدی اور چاہی عذاب کری سو اب یہہ قول
عليه السلام ان شاء غفر له دليل على عدم كفره للاجماع على ان الكافر لا مغفرة له وقد قال الله تعالى ان الله لا
حضرت کا اگر چاہی اوسکو بخشی کافر نہونی کی دلیل ہی کیونکہ اسپر متفق ہیں کہ کافر کی مغفرت نہیں ہی اور اللہ تعالی نی فرمایا ہی البتہ اللہ نہیں
يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَاۤءُ وايضا قد اختلف الفقهاء في حد تاركها عمدا بلا عذر فقال حماد
بخشتا کہ اوسکا شریک ٹھہرائی اور اوس سی نیچی بخشتا ہی جسکو چاہی اور یہہ بہی کہ فقہاء نی اختلاف کیا ہی بی نماز کی سزا میں جو عمدًا بلا عذر ترک کری سو حماد
بن زيد ومكحول والشافعي ومالك واحمد بن حنبل تاركها عمدا بلا عذر يقتل الا انه عند احمد يقتل كفرا وعند غيره
بن زید اور مکحول اور شافعی اور مالک اور احمد بن حنبل کہتی ہیں کہ بی نماز عمدًا بلا عذر کو قتل کریں اتنا فرق ہی کہ احمد کی نزدیک کافر سمجھہ کر قتل کریں اور اوروں کی
من هؤلاء يقتل حدا لا كفرا وحملوا الاحاديث الدالة على كفر تاركها على استحقاق جزاء الكفر وليس للكفر في الدنيا
نزدیک حد میں قتل کریں کفر کی سبب سی نہیں اور اول احادیث کو جو بی نماز کی کفر پر دلالت کرتی ہیں حمل کیا ہی ان معنوں پر کہ وہ مستحق کفر کی سزا کا ہی اور کفر کا بدلہ دنیا
جزاء غير القتل وعند ابي حنيفة لا يكفر ولا يقتل بل يحبس ابدا وقيل يضرب ضربا شديدا حتى يسيل منه الدم مبالغة
میں سوا قتل کی اور کچھہ نہیں ہی اور امام ابو حنیفہ کی نزدیک کافر نہیں ہوتا اور نہ اوسکو قتل کریں بلکہ دایم الحبس کیا جاوی اور کوئی کہتا ہی اوسکو اتنا ماریں کہ خون بہنی لگی تا کہ خوب
في الزجر وقيل يضرب ضربا حتى يصلي او يموت وقيل يعزر باخذ المال لو راي الحاكم فيه مصلحة لا طمعا اذ قيل في كيفية
زجر ہو وی اور کوئی کہتا ہی اوسکو ماری جاویں آخر یا نماز پڑھی یا مر جاوی بعضی کہتی ہیں مال کا ڈنڈ ڈالیں اگر حاکم کو اسمیں مصلحت معلوم ہو کچھہ طمع کی راہ سی نہیں اسلیے کہ کیفیت
انه ياخذه فيمسكه حتى يتوب فاذا تاب يرد عليه كما في اموال البغاة وان ايس من توبته يصرفه الى ما يرى فعلى هذا
اسکی یہہ بیان کرتی ہیں کہ اوسکا مال لیکر دبا رکہی یہاں تک کہ وہ توبہ کری تو وہ مال پہیر دی جیسی باغیوں کا مال پہیر دیتی ہیں اور اگر توبہ کی امید منقطع ہو تو مناسب جگہہ خرچ کردی
يجب على المؤمن ان يحافظ على اداء الصلوات الخمس فيصليها كما امر باحسان وضوئها ورعاية وقتها واتمام ركوعها
اب اس بیان کی موافق مؤمن پر واجب ہی کہ پانچوں نماز کی محافظت رکہی پہر اونکو اوسیطرح ادا کری جیسی حکم فرمایا اچھی طرح وضو کری اور وقتوں کی رعایت رکہی رکوع
وسجودها وخشوعها وان غفل عن شيء منها فليجتهد في سننه ونوافله ولا تساهل فيها حتى يكمل بها فرضه
اور سجود پوری پوری کری نہایت فروتنی سی اور اگر اسمیں سی کسیطرح کی غفلت ہو جاوی تو چاہی کہ اوسکی سنن اور نوافل میں خوب کوشش کری سستی نکری تا کہ اوسکی فرض کامل ہو جاویں
لما روي انه عليه السلام قال اول ما يحاسب به العبد يوم القيمة صلوته فان وجدت تامة كتبت تامة
اسواسطی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا پہلی پہل کہ بندہ سی قیامت کی دن حساب لیا جاویگا تو نماز کا اور اگر وہ پوری نکلی تو پوری لکہی جاویگی
وان نقص منها شيء قال الله تعالى انظروا هل لعبدي من تطوع فان كان له تطوع يكمل له ما ضيع من فرضه
اور اگر اوسمیں کچھہ نقصان نکلا تو اللہ فرماویگا دیکہو تو اس بندی کی نفلیں بہی ہیں پہر اگر اوسکی نفلیں ہونگی تو اوسکی فرض میں جو نقصان تہا

من تطوعہ یعنی ان من صلی صلوتہ المفروضۃ ووقع فیہا نقصان یکمل ذلک النقصان بالتطوع ان کان تطوعہ ولکن من
نفلون سی پورا ہوجائیگا مراد یہہ ہی کہ جسنی فرض نماز پڑہی اور اوس مین کچہہ نقصان ہوگیا تو وہ نقصان نفلون سی عوض ہوکر کمل جاویگا اگر نفلین ہونگی پرحال تو یہہ ہی جو

لایحسن الفرض کیف یحسن النفل بل ہو فی النقصان اشد لخفۃ النفل عند الناس وعدم مبالاتہم لہ اذ یشاہد کثیر ممن یظن
شخص فرضون کو درست نہین کرتا وہ نفلون کو کب درست کریگا بلکہ وہ زیادہ تر خراب ہونگی کیونکہ نفلین لوگون کی نظرون مین بہت خفیف ہوتی ہین انکی کچہہ پروا نہین کرتی اور بیشک اکثر دیکہنی

بہ العلم انہ فی نفلہ بل فی فرضہ یترک تعدیل الارکان وینقر نقر الدیک فکیف العوام الذین ہم کالہوام لا یعلمون الدین ولا الاسلام
پڑہی لکہی ہین کہ وہ نفلون بلکہ فرضون مین ارکان کی تعدیل نہین کرتی اور مرغ کی سی ٹہونک ماردیتی ہین اب عوام کا جو جانور کی مثال ہین نہ دین کو جانتی ہین نہ اسلام کو کیا حال ہوگا

فان تعدیل الارکان عند ابی یوسف والشافعی فرض یبطل الصلوۃ بترکہ وعند ابی حنیفۃ ومحمد واجب وفی روایۃ الکرخی
بیشک تعدیل ارکان کی ابو یوسف اور شافعی کی نزدیک فرض ہی تعدیل ترک کرنی سی نماز باطل ہوجاتی ہی اور امام ابو حنیفہ اور محمد کی نزدیک واجب ہی اور امام کرخی کی

لا یبطل الصلوۃ بترکہ بل ان ترک سہوا یلزم سجدۃ السہو وان ترک عمدا یلزم الاثم ویجب الاعادۃ کما ہو الحکم فی کل صلوۃ
روایت مین ہی کہ تعدیل ترک کرنی سی نماز باطل نہین ہوتی بلکہ اگر سہواً ترک کیا تو سجدہ سہو کا لازم آتا ہی اور اگر عمداً ترک کیا تو گنہگار ہوتا ہی اور اعادہ واجب ہی جیسا حکم تمام نمازون

ادیت مع الکراہۃ التحریمیۃ وسنۃ فی روایۃ الجرجانی فعلی ہذہ الروایۃ لا یلزم سجدۃ السہو بترکہ سہوا ولا یجب الاعادۃ
کا ہی جو مکروہ تحریمی ہوجاتی ہین اور تعدیل جرجانی کی روایت مین سنت ہی پس اس روایت کی موافق نہ سجدہ سہو کا لازم آتا ہی سہواً چہوڑنی سی اور نہ اعادہ لازم آتا ہی

بترکہ عمدا بل یستحب مع استحقاق العتاب وحرمان الشفاعۃ فاذا کان کذلک فمن یصلی النوافل بغیر تعدیل الارکان
عمداً ترک سی بلکہ مستحب ہی لیکن سزاوار عتاب اور محرومی شفاعت کا ہی پس جب حال یہہ ہی تو جو شخص نفلین بدون تعدیل ارکان کی پڑہتا ہی

فعلی روایۃ الوجوب یکون عاصیا مستحقا للعذاب بالنار ویجب علیہ اعادتہا وان لم یعدہا یکون معصیۃ اخری مثل
تو موافق روایت وجوب اعادہ کی گنہگار مستحق عذاب دوزخ کا ہی اور اوسپر اعادہ واجب ہوتا ہی اور اگر اعادہ نکریگا تو یہہ دوسرا گناہ ہوویگا جیسا

الاولی ولو تنزلنا الی السنۃ یکون مستحقا للعتاب وحرمان الشفاعۃ فاذا کان الحال ہذا فکیف یکمل امثال ہذہ
پہلا ہوا ہی اور اگر ہمنی مانا کہ تعدیل سنت ہی تو بہی مستحق عتاب اور محرومی شفاعت کا ہی پہر جب نفلون کا یہہ حال ہی تو ایسی نفلین فرضون کی نقصان کو کیا پورا

النوافل ما نقص من الفرض ہیہات ہیہات بل لو لم یصل تلک النوافل لم یکن مستحقا للعذاب ولا للعتاب ولا الحرمان
کرینگی ہی ہای بلکہ اگر ایسی نفلین نہ پڑہتا تو نہ مستحق عذاب کا ہوتا اور نہ عتاب کا اور نہ شفاعت سی

الشفاعۃ وقد روی انہ علیہ الصلوۃ والسلام رای رجلا یصلی وہو لا یتم رکوعہ وینقر فی سجودہ فقال لو مات ہذا
محروم ہوتا اور روایت ہی کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نی ایک شخص کو نماز پڑہتی ہوئی دیکہا کہ وہ رکوع پورا نکرتا تہا اور سجدہ مین ٹہونگ سی مار دیتا تہا سو آپ نی فرمایا اگر یہہ شخص

علی حالتہ ہذہ مات علی غیر ملۃ محمد وقد اغتر بعض الغافلین بکلمۃ الجواز الواقع فی کتب الائمۃ لمن ترک القومۃ والجلسۃ
اس حالت مین مرجاتا تو برخلاف ملت محمدی کی مرتا اور بعضی غافل لوگ بہول رہی ہین جواز کی لفظ پر جو ائمہ کی کتابون مین واقع ہوا ہی اوسکی حق مین جو قومہ اور جلسہ

والطمانینۃ فیہما ولم یعرف ما ذکر فی اصول الفقہ من ان الجواز فی العبادات بمعنی سقوط فرضیۃ القضاء لا انہ یحل ولا
اور اونکی بیچمین طمانینت کو ترک کری اور یہہ نہین خبر کہ اصول فقہ مین کیا مذکور ہی یعنی عبادات مین جواز سی یہہ مقصود ہی کہ فرضیت قضا کی ذمہ سی ساقط ہوجاتی ہی یہہ مراد نہین ہی

یحصل الاثم کیف وقد صرحوا بکراہۃ ترک القومۃ والجلسۃ والطمانینۃ فیہما وقال القرطبی فی تذکرتہ نقلا عن شیخہ
گناہ نہین ہوتا بہلا یہہ کب ہوسکتا ہی حالانکہ صاف کہہ رکہا ہی کہ قومہ اور جلسہ اور اوسکی بیچ کی طمانینت ترک کرنی مکروہ ہی اور قرطبی تذکرہ مین اپنی اوستاد سی نقل کرتا ہی

فلا اعتبار بقول من قال الواجب من ارکان الصلوۃ اقل ما یطلق علیہ الاسم لان من اقتصر علی ذلک یصدق علیہ ان
کہ کوئی کہی اس قول کا کچہہ اعتبار نہین ہی کہ ارکان نماز مین کم سی کم اتنا واجب ہی کہ اوسکو رکن کہہ سکین فقط اسواسطی کہ جو نماز اتنی ہی پر اکتفا کریگا تو اوسکو کہہ سکتی ہین کہ

ینقر فی الصلوۃ ویدخل فی الذم المرتب علی ذلک بقولہ علیہ السلام تلک صلوۃ المنافق یجلس یرقب الشمس حتی اذا کانت بین
نماز مین ٹہونک مارتا ہی اور اوس گناہ مین جو اس فعل پر اس حدیث مین ثابت ہوا ہی داخل ہوگا یہہ نماز منافق کی ہی کہ بیٹہا ہوا آفتاب کا منتظر رہتا ہی یہانتک کہ جب وہ

قرنی الشیطان قام فنقر فاذا کانت الصلوة بهذه الصفة یدخل صاحبها تحت قوله تعالی فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ

شیطان کی سینگون مین جا پہنچا اوٹھا پہر ٹھونگ مارلی جب نماز کا یہہ حال ہی تو نمازی اس آیت کی مضمون مین داخل ہی پہر اونکی جگہہ ناخلف آئی جنہون نی

اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا فان جماعة من العلماء قالوا لیس المراد باضاعة الصلوة ترکها

گنوائی نماز اور پیچہی پڑی مزون کی سو آگی ملیگی گمراہی بیشک بہت سی علماء کا یہہ قول ہی کہ نماز ضایع کرلی سی یہہ مراد نہین ہی کہ نماز ترک کردی

بل هو ان لا یقیم حدودها بعدم رعایة وقتها وطهارتها وعدم اتمام رکوعها وسجودها ونحوها وقد روی عن ابن مسعود

بلکہ یہہ مراد ہی کہ نماز کی حدود کو قایم نرکہی یعنی نہ رعایت وقت اور طہارت کی کری اور نہ رکوع اور سجود وغیرہ کو پورا پورا کری اور ابن مسعود انصاری سی

الانصاری انه علیه السلام قال لا تجزئ صلوة لا یقیم الرجل فیها صلبه فی الرکوع والسجود والاخبار فی هذا المعنی کثیرة

روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا وہ نماز کافی نہین ہی جسمین نمازی رکوع اور سجود مین کمر سیدہی نہ کری اور اس باب مین ایسی بہت حدیثین آئی ہین

وهی تبین المراد من قوله تعالی وَاَضَاعُوا الصَّلٰوةَ فان من لم یحافظ علی اوقات الصلوة وطهارتها ورکوعها وسجودها

کہ وہ اس آیت سی واضاعوا الصلوة معنی مراد کی تفسیر کرتی ہین کیونکہ جو شخص نماز کی اوقات اور وضوء اور رکوع اور سجود کی محافظت نہین

لا یحافظ علیها ومن لم یحافظ فقد ضیعها فهو لما سواها اضیع وقد روی انه علیه السلام قال اذا حسن الرجل الصلوة

کرتا تو وہ نماز کی محافظت نہین کرتا اور جسنی حدود کی محافظت نکی تو بیشک نماز کو ضایع کیا سو اورکو زیادہ ترکہونی والا ہی اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی

فاتم رکوعها وسجودها قالت الصلوة حفظك الله کما حفظتنی فترفع واذا اساء الصلوة فلم یتم رکوعها وسجودها

اوسکا رکوع اور سجود پورا کرتا ہی تو نماز یہہ دعا دیتی ہی خدا تیری حفاظت کری جیسی تو نی میری حفاظت کی پہر نماز مقبول ہوتی ہی اور اگر نماز بری طرح پڑہی رکوع اور سجود پورا نہ کیا

قالت الصلوة ضیعك الله کما ضیعتنی فتلف کما یلف الثوب الخلق فیضرب بها وجهه وروی عن ابی هریرة انه علیه السلام

تو نماز کہتی ہی اللہ تجہکو ضایع کری جیسا تو نی مجہکو ضایع کیا پہر اوس نماز کو پرانی کپڑی کی طرح لپیٹ کر اوسکی منہہ پر مارتی ہین اور ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا

قال ان الرجل لیصلی ستین سنة ولا یقبل له صلوة لعله یتم الرکوع ولا یتم السجود او یتم السجود ولا یتم الرکوع فمن اراد

کہ بعضا آدمی ساٹہہ برس تک نماز پڑہی جاتا ہی اور اوسکی نماز ایک ہی مقبول نہین ہوتی اسلئی کہ کبہی رکوع پورا کرتا ہی تو سجدہ پورا نہین کرتا اور جو سجدہ پورا کرتا ہی تو رکوع پورا نہین

ان یعرف صلوته مقبولة ام لا فلینظر الی قوله تعالی اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ فانه ان کان یصلی الصلوات

معلوم کیا چاہی کہ اوسکی نمازین مقبول مین یا نہین تو اس آیت مین غور کری بیشک نماز روکتی ہی بےحیائی سی اور بری بات سی کیونکہ یہہ شخص اگرچہ پنجگانہ نماز پڑہتا ہی

الخمس ولم یکن بعد ذلك حسن حال مع ربه بل یقع منه بعض من الفواحش والمنکرات فلیعلم ان صلوته غیر

اور پہر بہی اوسکا حال رب کی ساتہہ درست نہین ہی بلکہ اوس سی کچہہ کچہہ فواحش اور منکرات عمل مین آتی ہین تو جاننا چاہیی کہ اوسکی نمازین

مقبولة بل هی وبال علیه وبعد من الله تعالی کما قال ابن مسعود وابن عباس من لم تامره صلوته بالمعروف ولم تنهه

مقبول نہین ہین بلکہ وہ نمازین اوسپر وبال ہین اور خدا سی دور کرتی ہین چنانچہ ابن مسعود اور ابن عباس کہتی ہین کہ جسکو نماز بالمعروف پر شوق ندلا اور منکرات سی

عن المنکر لم یزدد بصلوته من الله الا بعدا وقال الحسن وقتادة من لم تنهه صلوته عن الفحشاء والمنکر فصلوته وبال

منع نکری وہ نماز اللہ سی سوا دوری کی کچہہ نہ بڑہاوی گی اور حسن اور قتادہ کہتی ہین جسکو نماز فحش اور منکر سی منع نکری تو وہ نماز اوسپر وبال ہی

علیه فان من یصلی الصلوات برعایة شرائطها وارکانها وواجباتها وسننها وادابها یعصمه الله تعالی عن الفحشاء والمنکر

بیشک جو شخص تمام نمازین شرایط اور ارکان اور واجبات اور سنن اور اداب کی رعایت کر کی پڑہی گا تو اللہ اوسکو فحش اور منکرات سی محفوظ رکہیگا

کما روی عن انس انه قال کان شاب من الانصار یصلی الصلوات الخمس مع رسول الله صلی الله علیه وسلم ثم لم یدع شیئا

چنانچہ انس رضی سی روایت ہی کہ ایک جوان انصاری پنجگانہ نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ساتہہ ادا کرتا تہا پہر بہی جو فواحش ہوتا تہا

من الفواحش الا رکبه فوصف ذلك لرسول الله صلی الله علیه وسلم فقال علیه السلام ان صلوته تنهاه یوما فلم یلبث

سو کر بیٹہتا تہا پہر کسی نی یہہ حال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی بیان کیا آپ نی فرمایا بیشک اوسکی نماز کسی دن اوسکو روک دیگی پہر کچہہ دیر نلگی

حتی تاب وحسن حاله اللهم حول حالنا الی حسن المآل المجلس الثانی والخمسون فی بیان فرضیة

کہ اوسنی توبہ کی اور اوسکا حال سنور گیا الٰہی ہمارا حال نیک انجام کا بدل دی مجلس باونوین بیان فرضیت نماز

الصلوٰة المفروضة وارکانها تفصیلا قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ما من امرء مسلم یحضره

مفروضہ کا اور اوسکی ارکان کی تفصیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا نہین کوئی شخص مسلمان جو آوی اوسکے وقت

صلوٰة مکتوبة فیحسن وضوءها وخشوعها ورکوعها الا کانت کفارة لما قبلها من الذنوب ما لم یات

نماز مفروضہ کا پہر وہ اوسکی وضو اور خشوع اور رکوع کو خوب پورا کری مگر وہ پہلی گناہون کا بدلہ ہوجاویگی جب تک

کبیرة وذلك الدهر کله هذا الحدیث من صحاح المصابیح رواه عثمان بن عفان وقد بین فیه ان من یصلی الصلوٰة

کبیرہ گناہ نکیا ہوگا اور یہہ کفارہ ہمیشہ کو ہی یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی عثمان بن عفان کی روایت سی اس حدیث مین یہہ بیان کیا کہ جو شخص

المفروضة عند دخول وقتها باحسان وضوءها وخشوعها ورکوعها وسائر ارکانها تکون کفارة لذنوبه

فرض نمازین اول وقت پر اچھی طرح وضو کر کی اور اوسکا خشوع اور رکوع اور تمام ارکان پوری پوری کر کی ادا کریگا تو وہ نماز گذشتہ گناہون کا

الماضیة ما لم یعمل بکبیرة وذلك التکفیر یکون فی جمیع الزمان وانما اکتفی بذکر الرکوع دون سائر الارکان لان

کفارہ ہوجاویگی جبتک کبیرہ گناہ نکیا ہو اور یہہ کفارہ ہمیشہ کو تمام زمانہ مین ہوتا رہیگا اور اکتفا صرف رکوع کی ذکر پر بدون ذکر تمام اور ارکان کی اسلئی ہی

الشارع اذا امر باحسان رکن واحد من ارکان الصلوٰة یفهم منه احسان سائر ارکانها فانها وان وقعت

کہ شارع نی جب واسطی درستی کسی ایک رکن کی نماز کی تمام ارکان مین سی امر کیا تو اوسی تمام ارکان کی درستی سمجھی جاتی ہی کیونکہ تمام ارکان اگرچہ قرآن مین

فی کتاب الله تعالی متفرقة حیث تثبت فرضیة تکبیرة الافتتاح بقوله تعالی فی سورة المدثر وربك فکبر

متفرق جگہہ مذکور ہین اسواسطی کہ فرضیت تکبیر تحریمہ کی سورہ مدثر کی اس آیت سی ثابت ہی اور اپنی رب کی بڑائی بول

وفرضیة القیام بقوله تعالی فی سورة البقرة وقوموا لله قانتین وفرضیة القراءة بقوله تعالی فی سورة المزمل فاقرءوا ما تیسر

اور فرضیت قیام کی سورہ بقرہ مین اس آیت سی اور کہڑی رہو اللہ کی آگی ادب سی اور فرضیت قرأت کی سورہ مزمل مین اس آیت سی سو پڑہو جتنا

من القرآن وفرضیة الرکوع والسجود بقوله تعالی فی سورة الحج یا ایها الذین آمنوا ارکعوا واسجدوا لکن علم الترتیب

آسان ہو قرآن سی اور فرضیت رکوع اور سجود کی سورہ حج مین اس آیت سی ای ایمان والو رکوع کرو اور سجدہ کرو پر ترتیب ارکان کی

بتعلیم النبی علیه الصلوٰة والسلام تارة بفعله وتارة بقوله علی ما بینه العلماء فی کتبهم فعلی هذا ینبغی للمؤمن ان

نبی علیہ السلام کی تعلیم سی معلوم ہوئی کبہی فعل سی اور کبہی ارشاد کرنی سی چنانچہ اسکو علماء نی اپنی اپنی کتابون مین بیان کیا ہی اب اس بیان کی موافق مؤمن کو

یداوم علیها فی اوقاتها باتمام جمیع فرائضها وهو ست الاولی تکبیرة الافتتاح ولا دخول فی الصلوٰة الا بها وهی ان

چاہیی کہ نماز کو ہمیشہ وقت پر تمام فرائض پوری کر کر ادا کرتا رہی اور فرائض چہہ ہین اول تکبیر تحریمہ جسکو تکبیر افتتاح بہی کہتی ہین اور بدون اسکی نماز شروع نہین ہوتی اور وہ

یقول من یرید الدخول فی الصلوٰة الله اکبر بلا ادخال مد فی همزة الله وهمزة اکبر وبائه اذ لو حصل المد فی

اس طور پر ہی کہ جو شخص نماز شروع کری تو کہی اللہ اکبر اللہ کی ہمزہ پر اور اکبر کی ہمزہ پر اور با پر مد نکری اسواسطی کہ اگر دونو ہمزہ مین سی

احدی الهمزتین لا یصیر داخلا فی الصلوٰة بل تفسد لو وقع فی اثنائها ولو تعمده یکفر لانه یصیر استفهاما ومقتضاه

کسی پر مد واقع ہوگا تو نماز مین داخل نہوگا بلکہ نماز فاسد ہوجاویگی اگر مد نماز مین بیچکی تکبیرون مین آجاویگا اور اگر قصداً مد کہیگا تو کافر ہوگا اسواسطی کہ ابہی معنی

الشك فی کبریاء الله وقال محمد بن مقاتل ان کان لا یمیز بین المد وعدمه یکون داخلا فی الصلوٰة ولا تفسد لو وقع

شک ہی ہوتا ہی اللہ کی بڑائی مین اور محمد بن مقاتل کہتا ہی اگر وہ شخص مد اور بی مد مین کچہہ تمیز نہین کرتا تو نماز مین داخل ہوجاتا ہی اور نماز بہی فاسد نہین ہوتی اگر مد

فی اثنائها والاستفهام یحتمل ان یکون للتقریر والاول اصح لان مثل هذا الجهل لا یصلح ان یکون عذرا والتقریر المستفاد

نماز مین بیچ کی تکبیرون مین آجاوی اور استفہام مین یہہ احتمال ہی کہ واسطی تقریر کی ہو اور روایت اول صحیح تر ہی اسلئی کہ ایسی جہالت قابل عذر کی نہین ہی اور استفہام جو تقریر کی

من الاستفهام معناه حمل المخاطب علی الاقرار بما یعرف والانسان لا یصلح ان یحمل نفسه علی الاقرار بان الله تعالی

تو اس سے یہہ مراد ہے کہ مخاطب کو اپنی معلومات کا مقر کردے ۔ اور انسان اس کام کا نہیں ہے کہ اپنی آپ کو اس اقرار پر برانگیختہ کرے کہ اللہ

اکبر ولو وقع المد فی باء اکبر بان یقول اکبار بزیادة الالف الممال بین الباء والراء لا یصیر داخلا فی الصلوٰة وتفسد

بڑا ہے اور اگر مد اکبر کی باء پر واقع ہو یعنی لفظ اکبار بار اور راء کی بیچ میں الف بڑھا کر کہے تو نماز میں داخل نہیں ہوتا اور نماز فاسد ہوجاتی ہے

لو وقع فی اثنائها اذ قیل انه اسم من اسماء الشیطان وقیل لانه جمع کبر بفتحتین وهو الطبل وقیل یصیر داخلا فی

اگر مد نماز میں بیچ تکبیروں کی آجاوے اسواسطے کہ کہتے ہیں کہ یہہ نام شیطان کی ناموں میں سے ہے اور کوئی کہتا ہے اسلئے کہ اکبار جمع کبر کی ہے دو زبر سے طبل کو کہتے ہیں اور بعضی کہتے ہیں

الصلوٰة ولا تفسد لو وقع فی اثنائها لانه اشباع والاول اصح لان الاشباع انما یکون فی الاخر لا الوسط ومحل التکبیر

نماز میں داخل ہوجاتا ہے اور نماز فاسد نہیں ہوتی اگر مد نماز کی بیچ آجاوے اسواسطے کہ یہہ اشباع ہے اور روایت اول صحیح تر ہے اسواسطے کہ اشباع آخر میں ہوتا ہے بیچ میں نہیں ہوتا اور موقع تکبیر کا

القیام المحض حتی لو ادرک الامام فی الرکوع وکبر حال الانحطاط لا یصیر داخلا فی الصلوٰة لان شرط الدخول فیها وقوع

صرف قیام ہے یہاں تک کہ اگر امام کو رکوع میں پایا اور جھکتی ہوئی تکبیر کہتا ہوا رکوع میں شامل ہوگیا تو نماز میں داخل نہیں ہوتا اسواسطے کہ نماز میں داخل ہونے کی شرط یہہ ہے

التکبیر فی محض القیام ولو قال فی القیام الله وفی الرکوع اکبر لا یصیر داخلا فیها ایضا والثانیة من فرائض الصلوٰة القیام

کہ تکبیر خالص قیام میں واقع ہو اور اگر قیام میں اللہ کہا اور رکوع میں اکبر تو بھی نماز میں داخل نہیں ہوتا اور دوسرا فرض نماز کا قیام ہے

وهو رکن فی الفرض والواجب دون النفل ومطلق عن التقدیر نظرا الی الدلیل وهو قوله تعالی وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِیْنَ حتی لو کبر

اور قیام فرض اور واجب میں رکن ہے نفل میں نہیں اور اسکی مقدار باعتبار دلیل کی کچھہ معین نہیں ہے دلیل یہہ ہے اور کھڑے رہو اللہ کی آگے ادب سے یہاں تک کہ اگر تکبیر کھڑے

قائما ولم یقف یصیر مودیا فرضی التکبیر والقیام جمیعا ولا یلزمه التوقف بعده قائما لان قدر ما وجد من القیام یکفیه

ہوئے کہی اور پھر توقف نکیا تو فرض تکبیر اور قیام دونو ادا کرچکا اوسپر بعد اوسکی توقف کرنا قیام میں کچھہ ضرور نہیں ہے اسلئے کہ جسقدر اس سے قیام عمل میں آیا سو کافی ہے

ویظهر نفعه فی الامی والاخرس ومدرک الامام فی الرکوع الا ان المتعارف فی حق القاری تقدیره فی الاولیین بالقراءة

اور اسکا فائدہ ناخواندہ اور گونگے میں اور جو شخص کہ امام کو رکوع میں پاوے ظاہر ہوتا ہے اتنا ہے کہ قاری کی حق میں مقدار قیام کی پہلی دو رکعت میں برابر قرارت کی ٹھہری ہے اور

وفی الاخریین قول المتقدمین ان شاء قرأ وان شاء سبح وان شاء سکت یشیر الی عدم التقدیر فیهما

پچھلی دو رکعت میں متقدمین کا جو یہہ قول ہے چاہے کچھہ قرآن پڑھے چاہے سبحان اللہ کہے اور چاہے چپکا رہے اشارہ ہے کہ ان دونوں میں بھی اندازہ قیام کا

ایضا لکن ذکر فی القنیة انه مقدر بمقدار ثلث تسبیحات سواء سبح او سکت هذا کله عند القدرة علی القیام فان

مقرر نہیں ہے لیکن قنیہ میں یوں مذکور ہے کہ قیام کم سے کم برابر تین تسبیحات کی ہے برابر ہے کہ تسبیح کہے یا چپ رہے یہہ تمام جب ہے کہ قیام پر قادر ہو کیونکہ

المریض اذا قدر علی القیام لو صلی قاعدا لا یجوز ولو قدر علی بعض قیامه دون کله یلزمه ذلک حتی لو قدر علی التکبیر

بیمار اگر باوجود طاقت قیام کی بیٹھہ کر نماز پڑھ لی تو جائز نہیں ہے اور اگر کچھہ تھوڑا کھڑے ہونے کی طاقت ہو پوری قیام کی نہو تو وتنا ہی اوسپر لازم ہے یہاں تک کہ اگر کھڑے

یکبر قائما ثم یقعد واما المریض الذی عجز عن القیام حقیقة بحیث لو قام لسقط او خاف زیادة مرضه او بطوء برئه

ہوکر تکبیر کہنے کی طاقت ہو تو تکبیر کھڑا ہوکر کہے پھر بیٹھہ جاوے اور وہ بیمار جو حقیقت میں قیام سے عاجز ہو ایسا کہ اگر کھڑا ہووے تو گر پڑے یا خوف مرض کی بڑھنے کا یا دیر تک رہنے کا ہو

او کان یجد المًا شدیدا فان استطاع القعود یقعد کما یقعد فی التشهد وهو قول زفر وعلیه الفتوی بانه المعهود فی

یا سخت تکلیف ہوتی ہو پھر اگر بیٹھنے کی طاقت ہو تو بیٹھہ جاوے جیسے تشہد میں بیٹھتے ہیں یہہ ہی قول زفر کا ہے اور اسی پر فتویٰ ہے کہ نماز میں یہہ طور ٹھہرا ہوا ہے

الصلوٰة وفی روایة محمد عن ابی حنیفة یقعد کما یشاء من التربع وغیره وقیل یقعد فیما عدا التشهد کما یشاء وفی التشهد

اور امام محمد کی روایت میں ابو حنیفہ سے یہہ ہے کہ بیٹھہ جاوے جیسے چاہے مربع وغیرہ سے اور بعضی کہتے ہیں کہ سوا تشہد کی تو جسطرح چاہے بیٹھا رہے اور تشہد میں

کسائر الصلوٰت والظاهر هو الاول عند الاستطاعة وعند عدم الاستطاعة یقعد بحسب قدرته ویصلی قاعدا

موافق تمام نمازوں کی بیٹھے اور طاقت ہوتی ہوئی ظاہر اول روایت ہے اور جب طاقت نہو تو پھر جیسے بن آوے ۔۔ نماز بیٹھہ کر پڑھنا ہو

برکوع وسجود لان الطاعة بحسب الطاقة لقوله تعالى لا يكلف الله نفسا الا وسعها وان لم يستطع الركوع والسجود
رکوع کری اور سجدہ کری اسوسطی کہ طاعت طاقت کی موافق ہی اس دلیل سی اللہ تکلیف نہین دیتا کسی شخصکو مگر جو اوسکی گنجایش ہی اور اگر رکوع اور سجدہ کی طاقت نہین
يومى برأسه قاعدا ويجعل سجوده اخفض من ركوعه ليتحقق الفرق بينهما ولا يرفع اليه شئ ليسجد عليه اذ لو رفع اليه
تو بیٹھا ہوا سر سی اشارہ کری اور سجدہ کو رکوع کی بہ نسبت زیادہ پست کری تاکہ دونو مین فرق ہو جاوی اور یہہ نہین چاہئی کہ کوئی چیز اونچی کردین تاکہ اوسپر سجدہ کری اسوسطی کہ اگر
فسجد عليه ان كان خفض راسه يصح ويكون صلاته بالايماء والا فلا وان لم يستطع القعود يستلقى على ظهره و
اور اوسپر سجدہ کیا پہر اگر اوسنی سر کو نیچا کیا ہی تو درست ہی اوسکی نماز اشارہ سی ہوگئی اور نہین تو نہین ہوئی اور اگر طاقت بیٹھنی کی نہین تو چت لٹا یا جاوی اور
يجعل رجليه نحو القبلة ويومى براسه للركوع والسجود لكن ينبغى ان يوضع تحت راسه وسادة ليمكنه الايماء بالراس
اوسکی پانو قبلہ کی طرف کردین اور وہ رکوع اور سجود کی لئی سر سی اشارہ کری پر یہہ چاہئی کہ اوسکی سر تلی تکیہ رکہہ دین تاکہ اوسی سی سر کا اشارہ ہو سکی
لان حقيقة الاستلقاء يمنع الايماء للصحيح فكيف للمريض وان لم يستطع الايماء بالراس لا يومى بعينه ولا بحاجبه
اسلئی کہ حقیقت مین چت پڑی ہوئی اچھی بہلی سی بہی اشارہ نہین ہو سکتا پہر بیمار سی تو کہان اور اگر سر سی اشارہ کرنی کی بہی طاقت نہین تو آنکہہ کا اشارہ یا ابرو کا
ولا بقلبه بل ان كان يعقل الصلوٰة فى تلك الحالة توخر عنه الى زمان القدرة ولا تسقط هو الصحيح على ما ذكر فى الهداية لانه
یا دل کا اشارہ نکری بلکہ اگر نماز کی سمجہہ باقی ہی اوس حالت مین تو قدرت کی وقت تک ملتوی رکہی جاوی گی اور ذمہ سی ساقط نہین ہی موافق بیان ہدایہ کی یہہ ہی صحیح ہی
يفهم مضمون الخطاب وان كان لا يعقلها اكثر من يوم وليلة تسقط ان لم يفق فى المدة وان افاق وكان للافاقة وقت
کہ مضمون حکم کا سمجہتا ہی اور اگر ایک رات دن سی زیادہ غفلت مین رہا تو نماز ساقط ہو جاتی ہی اگر اس مدت کی اندر افاقہ نہوا اور اگر افاقہ ہوا اور کسی ایک وقت
معلوم مثل ان يفيق عند الصبح قليلا ثم يعود الاغماء فهو افاقة معتبرة فى بطلان حكم ما قبلها من الاغماء وان لم يكن
معین پر جیسی مثلا صبح کی وقت کچہہ افاقہ ہو کر پہر بیہوش ہو جاتا ہی تو اتنا افاقہ ہی واسطی باطل کرنی حکم پہلی بیہوشی کی معتبر ہی اور اگر افاقہ کسی وقت معین پر
للافاقة وقت معلوم بل يفيق بغتة ثم يعود الاغماء فلا اعتبار لهذه الافاقة ومن كان فى السفينة الجارية اذا
نہین ہوتا بلکہ ناگاہ کبہی افاقہ ہو کر پہر بیہوش ہو جاتا ہی تو ایسی افاقہ کا اعتبار نہین ہی اور جو شخص چلتی کشتی مین ہو اگر
صلى الفرض قاعدا بركوع وسجود مع القدرة على القيام لا يجوز عندهما لان القيام ركن فلا يسقط الا بعذر محقق وعند
فرض نماز بیٹھ کر رکوع اور سجود کی ساتہہ باوجود طاقت قیام کی پڑہلی تو صاحبین کی نزدیک جایز نہین ہی اسلئی کہ قیام نماز کا رکن ہی سو یہہ بدون عذر واقعی کی ساقط
ابى حنيفة يجوز لان دوران الراس فيها غالب والغالب كالمحقق لكن الافضل القيام واما فى المربوطة فى الشط فلا يجوز
اور امام ابو حنیفہ کی نزدیک جایز ہی اسلئی کہ اسمین دوران سر اکثر ہوتا ہی اور اکثری بات بہی مانند ثابت کی ہی لیکن افضل قیام ہی ہی اور رہی کشتی کنارہ پر بندہی ہوئی سو اوسمین
بالاجماع والثالثة من فرائض الصلوٰة القراءة وهى فرض فى جميع ركعات النفل والوتر والفرض من ذوات الركعتين وليست
بالاجماع جایز نہین اور تیسرا فرض نماز کی فرایض مین سی قرارت ہی اور قرارت تمام رکعات نفل اور وتر مین اور فرض دوگانہ مین فرض ہی اور اون
بفرض فى جميع ركعات الفرض من ذوات الاربع والثلث بل فى الركعتين من غير تعيين وانما عينت فى الاوليين لقوله عليه الصلوٰة
فرضون کی تمام رکعات مین فرض نہین ہی جو چار رکعت یا تین رکعت کی ہین بلکہ دو دو رکعت مین بلا تعیین فرض ہی اور پہلی دو رکعت مین اسلئی معین ہوگئی کہ نبی علیہ الصلوٰة
والسلام القراءة فى الاوليين قراءة فى الاخريين وادنى ما يجزى منها عند ابى حنيفة اية وان كانت من الفاتحة او كانت
والسلام نی فرمایا پہلی دو رکعت مین قرارت بعینہ پچہلی دو رکعت مین ہی اور کم سی کم قرارت جو کافی ہی تو ابو حنیفہ کی نزدیک ایک آیت ہی اگرچہ سورہ فاتحہ کی ہو یا
قصيرة مركبة من كلمتين كقوله تعالى ثم نظر او من كلمات كقوله تعالى فقتل كيف قدر والمكتفى بها مسيء لان قراءة
چہوٹی دو کلمونسی مرکب ہو جیسی یہہ آیت ثم نظر یا کئی کلمات سی جیسی یہہ آیت فقتل کیف قدر لیکن اسیقدر ہو اکتفا کرنا اچہا نہین ہو اسطی کہ
الفاتحة وضم سورة او ثلث ايات اليها واجب وفى الاكتفاء بها ترك الواجب واما لو كانت كلمة واحدة كمدهامتان او حرفا دا
الحمد کا پڑہنا اور کسی اور سورة کا یا تین آیت کا اوسکی ساتہہ ملانا واجب ہی اور اوسپر اکتفا کرنی مین ترک واجب ہوتا ہی اور جو آیت ایک کلمہ کی ہی جیسی مدہامتان یا ایک حرف کی ہی

كص وق ون فقد اختلف فيه والاصح انه لا يجوز عنده ولو قرأ نصف اية طويلة كاية الكرسي واية المداينة
جیسی ص اور ق اور ن سو اسمین اختلاف ہی اصح یہ ہی کہ ابو حنیفہ کی نزدیک جایز نہین اور اگر بڑی آیت مین سی جیسی آیۃ الکرسی اور آیۃ مداینہ

في ركعة ونصفها في ركعة اخرى اختلفوا فيه قال بعضهم لا تجوز لانه لم يقرأ اية تامة في كل ركعة وقال عامتهم
آدہی ایک رکعت مین پڑہی اور آدہی دوسری رکعت مین تو اسمین اختلاف ہی بعضی کہتی ہین جایز نہین اسواسطی کہ اسنی ہر رکعت مین پوری آیت نہین پڑہی اور عام فقہاء

تجوز لان بعض هذه الايات يزيد على ثلث ايات قصار او تعدلها فلا تكون ادنى من اية وعندهما ادنى ما يجزي
کہتی ہین جایز ہی اسواسطی کہ ان آیتون کا ٹکڑا تین چہوٹی آیت سی بڑہتی ہی یا برابر ہی بہرصورت ایک سی کم نہین ہی اور صاحبین کی نزدیک کم سی کم قراءت جو کافی ہو

منها ثلث ايات قصار او اية طويلة تقوم مقامها لان القران معجز وادنى ما يقع به الاعجاز سورة لقوله تعالى
تین آیتین چہوٹی یا ایک آیت بڑی جو انکی برابر ہو اسواسطی کہ قرآن معجز ہی اور کم سی کم جسمین اعجاز واقع ہو وہ سورۃ ہی واسطی قول اللہ تعالی کی

فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّن مِّثْلِهِ واقل السورة سورة الكوثر وهي ثلث ايات ومن كان اميا ولم يطاوعه لسانه على تعلم
لاؤ کوئی سورۃ ایسی اور سورتون مین سب سی چہوٹی سورۃ کوثر ہی سو اسکی تین آیتین ہین اور جو شخص امی ہو کہ اوسکی زبان قرآن سیکہنی مین قابو مین نہو

القران ان كان يجتهد اناء الليل واطراف النهار تجوز صلوته وفي اوان ترك الاجتهاد لا تجوز صلوته فعلى هذا
اگر وہ رات دن قرآن پر محنت کرتا ہی تو اوسکی نماز جایز ہی اور جو وہ محنت چہوڑ دیگا نماز جایز نہوگی اس روایت کی موافق

كل من كان في دار الاسلام وترك التعلم وبقي اميا واعتاد ان يصلي صلوة امي لا تجوز صلوته لان الامي انما تجوز
جو شخص دار الاسلام مین ہو کر قرآن نہ سیکہی اور امی رہجاوی اور امیون کیسی نماز کی عادت کرلی تو اوسکی نماز جایز نہین ہی اسواسطی کہ امی کی نماز جب ہی جایز ہی

صلوته اذا بلغ او زال جنونه او اسلم وهجم الوقت ولم يتمكن من التعلم واما اذا تمكن من التعلم ولم يتقيد به
کہ جب وہ بالغ ہو یا جنون سی ہوش مین آوی یا مسلمان ہو اور ترت وقت نماز کا آجاوی اور فرصت قرآن سیکہنی کی نملی اور جس صورت مین سیکہنی کی فرصت ہو اور محنت نہ کی

فلا تجوز صلوته والرابع من فرائض الصلوة الركوع وهو طأطأة الراس مع انحناء الظهر فمن طأطأ راسه مع
تو اوسکی نماز جایز نہین اور چوتہا فرض نماز کی فرضون مین سی رکوع ہی اور وہ سر جہکانا کمر ٹیڑہی کر کر پہر جسنی سر کو جہکایا

انحناء الظهر قليلا ان كان الى الركوع اقرب تجوز وان كان الى القيام اقرب بان يوجد طأطأة راسه مع
اور کچہ تہوڑی کمر ٹیڑہی کی اور وہ رکوع کی طرف قریب ہی تو جایز ہی اور اگر قیام سی قریب ہی اسطور کہ سر جہکایا کچہ مونڈہون کی میلان سی

الميلان في منكبيه ولا يوجد انحناء ظهره لا تجوز لانه يعد قائما لا راكعا ومن كان احدب وبلغت حدوبته
پر کمر ٹیڑہی نہین ہوئی تو جایز نہین ہی اسلئی کہ اسکو قایم کہتی ہین راکع نہین کہلاتا اور جو شخص کبڑا ہووی اور اوسکا کوب رکوع کی

حد الركوع يخفض راسه في الركوع تحقيقا للانتقال من القيام الى الركوع والخامسة من فرائض الصلوة
نوبت کو جا پہنچی تو وہ رکوع مین سر کو جہکا دی تا کہ قیام سی رکوع کی طرف انتقال پایا جاوی پانچوان نماز کی فرایض مین سی

السجدة وهي وضع الجبهة على الارض او ما يتصل بها والكمال فيها وضع الجبهة والانف واليدين والركبتين
سجدہ ہی اور وہ رکہنا پیشانی کا زمین پر یا جو زمین کی قایم مقام ہو اور کامل سجدہ مین رکہنا پیشانی کا اور ناک کا اور دونو ہاتہون کا اور دونو گہٹنون کا

واطراف القدمين لقوله عليه السلام امرت ان اسجد على سبعة عظام على الجبهة واليدين والركبتين واطراف
اور دونو پانو کی انگلیون کا واسطی قول علیہ السلام کی مجہکو حکم ہی کہ سات ہڈیون پر سجدہ کرون پیشانی پر اور دونو ہاتہون پر اور دونو گہٹنون پر اور دونو

القدمين والانف داخل في الجبهة لكون عظمها واحدا ولو وضع جبهته دون انفه يجوز لكن يكره ان كان من
پانو کی انگلیون پر اور ناک پیشانی مین آگئی اسلئی کہ ہڈی دونو کی ایک ہی اور اگر پیشانی تو رکہدی اور ناک نہ رکہی تو جایز ہی پر مکروہ اگر بی عذر ہی

غير عذر وكذلك لو وضع انفه دون جبهته يجوز عند ابي حنيفة لكن يكره ان كان من غير عذر وعندهما
اور ایسی ہی اگر ناک رکہدی اور پیشانی نہ رکہی تو ابو حنیفہ کی نزدیک جایز ہی پر مکروہ اگر بی عذر ہی اور صاحبین کی نزدیک

لا يجوز

لا یجوز الا ان یکون فی جبهته عذر یمنع السجود بها ووضع الیدین والرکبتین لیس بفرض بل هو سنة واما وضع
جایز نہین مگر اوس صورت مین کہ اوسکی پیشانی مین ایسا عذر ہو کہ سجدہ نکرسکی اور دونو ہاتھ اور دونو گھٹنون کا رکہنا فرض نہین ہی بلکہ سنت ہی اور رہا دونو
القدمین فقد ذکر القدوری والکرخی والخصاف انه فرض حتی لو سجد ولم یضع قدمیه او احدهما علی الارض بل
قدم کا رکہنا سو قدوری اور کرخی اور خصاف کہتی ہین کہ فرض ہی یہان تک کہ اگر سجدہ کیا اور دونو پانو یا ایک پانو زمین پر نہ رکہا بلکہ
رفعهما عن الارض لا یجوز سجوده ولو وضع احدهما یجوز ولکن یکره وذکر التمرتاشی ان وضع الیدین والقدمین
دونوزمین سی اوٹہالئی تو اوسکا سجدہ جایز نہین ہی اور اگر ایک پانو ہی لگا دیا تو جایز ہی پر مکروہ اور تمرتاشی کہتا ہی کہ ٹکانا دونو ہاتھون اور دونو پانو کا
سواء فی عدم الفرضیة وقال اکمل الدین فی شرح الهدایة انه الحق وذکر فی شرح المنیة انه بعید عن الحق والمراد بوضع
عدم فرضیت مین برابر ہی اور اکمل الدین شرح ہدایہ مین کہتا ہی کہ حق یہہ ہی ہی اور شرح منیہ مین یون مذکور ہی کہ یہہ حق سی بعید ہی اور مراد دونو پانو کی
القدمین علی ما ذکر فی الخلاصة وضع اصابعهما والمراد بوضع الاصابع توجیهها نحو القبلة لیکون الاعتماد علیها
رکہنی سی موافق اوس بیان کی جو خلاصہ مین ہی دونو پانو کی اونگلیون کا رکہنا ہی اور اونگلیون کی لگانی سی اونکا قبلہ کی طرف متوجہ کرنا مراد ہی تاکہ اونہی پر زور پڑی
حتی لو وضع ظهر القدمین ولم یوجه اصابعهما او اصابع احدهما نحو القبلة لا یصح سجوده وهذا مما یجب حفظه
یہان تک کہ اگر دونو پانو کی پشت رکہدی اور دونو پانو کی یا ایک پانو کی ہی اونگلیان قبلہ کی طرف متوجہ نکری تو سجدہ درست نہین ہی اور اسکا لحاظ واجب ہی
واکثر الناس عنه غافلون ولو کان موضع السجود ارفع من موضع القدمین مقدار نصف ذراع یجوز وان کان اکثر منه
اور اکثر لوگ اس سی غافل ہین اور اگر سجدہ کی جگہ پانو کی جگہہ سی آدہ ہاتہ اونچی ہو تو سجدہ جایز ہی اور اگر اس سی زیادہ بلند ہو
لا یجوز ولو سجد علی کور عمامة ان کان کورها متصلا بالجبهة ولم یکن غلیظا بحیث یوجد حجم الارض یجوز لکن یکره
تو جایز نہین ہی اور اگر پگڑی کی پیچ پر سجدہ کیا تو اگر وہ پیچ پیشانی سی متصل ہی اور موٹا نہین ہی ایسا کہ زمین کی سختی معلوم ہوتی ہی تو جایز ہی پر مکروہ
ولو لم یکن متصلا بالجبهة بل کان فوق الجبهة او کان غلیظا لا یوجد حجم الارض لا یجوز وکذلک لا یجوز السجدة علی
اور اگر پیشانی سی متصل نہین ہی بلکہ پیشانی سی اوپر ہو یا ایسا موٹا ہو کہ سختی زمین کی معلوم نہین ہوتی تو جایز نہین ہی اور ایسی ہی سجدہ
کل شیء لا یوجد فیه حجم الارض کالقطن المحلوج والثلج والدخن ونحو ذلک لعدم استقرار الجبهة علی الارض او ما
ایسی شئ پر جایز نہین ہی جسمین سختی زمین کی معلوم نہووی جیسی دہنی ہوئی روئی اور برف اور چینا وغیرہ اسواسطی کہ پیشانی زمین پر قایم
یتصل بها ولو سجد علی فاضل ثوبه او بسط خرقة علی الارض وسجد علیها فلا کلام فی الجواز وانما الکلام فی الکراهة
یا جو مقام زمین کی ہی نہین ٹہرتی اور اگر لٹکتی کپڑی پر سجدہ کیا یا زمین پر گدڑی بچہا کر اوسپر سجدہ کیا تو اوسکی جواز مین کوئی تکرار نہین ہی اور اگر تکرار ہی تو کراہت مین
والصحیح عدم الکراهة لما روی عن ابی حنیفة انه صلی فی المسجد الحرام وسجد علی خرقة فقال له رجل لا یجوز هذا
اور صحیح یہہ ہی کہ مکروہ نہین ہی اسلئی کہ ابو حنیفہ سی روایت ہی کہ اونہون نی کعبہ مین نماز پڑہی اور سجدہ خرقہ پر کیا کسی شخص نی کہا یہہ جایز نہین ہی
فقال له الامام من این انت فقال من خوارزم فقال جاء التکبیر من وراء یعنی انکم تتعلمون منا ثم تعلموننا اهل
امام نی پوچہا تو کہان کا رہنی والا ہی اوسنی کہا خوارزم کا پہر امام نی کہا پیچہی تکبیر ہوئی یعنی مقتدی تکبیر کہنی لگی مراد یہہ ہی کہ تم ہم سی سیکہہ کر پہر ہمکو سکہاتی ہو کیون تم
تصلون علی البردی فی دیارکم قال نعم فقال تجوزون الصلوة علی الحشیش ولا تجوزونها علی الخرقة والسادس من
اپنی ملک مین بردی گہاس پر نماز پڑہتی ہو کہا ہان پہر امام نی کہا تم گہاس پر نماز جایز رکہتی ہو اور خرقہ پر جایز نہین رکہتی اور چہٹا فرض
فرائض الصلوة القعدة الاخیرة سواء تقدمها قعدة اخری او لم تتقدم کما فی الثنائیة وقدر الفرض فیها مقدار
نماز کی فرایض مین سی قعدہ اخیرہ ہی برابر ہی کہ اوس سی پہلی بہی قعدہ ہو جیسی رباعی نماز مین یا نہو جیسی ثنائی نماز مین اور اسمین مقدار فرض کی اتنی ہی
ما یتمکن فیه من قراءة التشهد الی قوله عبده ورسوله لقوله علیه الصلوة والسلام لابن مسعود حین علمه
جسمین عبدہ ورسولہ تک تشہد پڑہ لی اسواسطی کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نی ابن مسعود سی

التشهد اذا قلت هذا اوفعلت هذا فقد تمت صلوتك فانه عليه الصلوٰة والسلام علق التمام بالفعل قرأ اولم

تشہد سکہاتی ہوئی یہہ فرمایا جب تو یہہ پڑہ چکا یا یہہ کرچکا تو نماز تیری بیشک پوری ہوگئی کیونکہ نبی علیہ الصلوٰة والسلام نی تمامی نماز کو فعل پر موقوف رکہا تشہد پڑہی یا نہ

یقرأ لان معنی قوله اذا قلت هذا ای قرأت التشهد وانت قاعد اذلم یشرع قراءة التشهد الا فی القعود ومعنی قوله

پڑہی اسواسطی کہ معنی اذا قلت ہذا کی یہہ ہین پڑہا تو نی تشہد کو بیٹہکر اسلئی کہ تشہد کا پڑہنا بجز قعود کی مشروع نہین ہی اور معنی

اوفعلت هذا ای قعدت ولم تقرأ شیئا فصار التخییر فی القول لا الفعل لان الفعل ثابت فی الحالین والمعلق بالشرط

اوفعلت ہذا کی یہہ ہین کہ تو بیٹہ گیا اور پڑہا کچہہ نہین پس اب اختیار قول مین ہی فعل مین نہین ہی اسواسطی کہ فعل دونو حالتون مین ثابت ہی اور جو امر شرط پر موقوف

لا یوجد قبل وجود الشرط ووجه اخران الصلوٰة متناهیة والتناهی لا یکون الا بالتمام والتمام لا یکون الا بالاتمام

وہ شرط سی پہلی موجود نہین ہوتا اور ایک اور وجہ ہی کہ نماز متناہی ہی اور تناہی بدون تمامی کی نہین ہوتی اور تمامی تمام کئی بدون نہین ہوتی

والاتمام لا یعلم مالم ینبه الشارع فقد نبه به فیکون فرضا فان قیل الفرضیة لا تثبت بخبر الواحد فما وجه ثبوتها

اور تمام کرنا بدون بتانی شارع کی معلوم نہین ہوتا سو شارع نی قعدہ بتادیا سو فرض ہوگیا اگر کوئی کہی فرضیت خبر واحد سی ثابت نہین ہوتی پہر یہان خبر واحد سی ثبوت

به ههنا فالجواب عدم ثبوتها به لیس علی الطلاقه بل اذا ثبت به ابتداء واما اذا لم یثبت به ابتداء بل بین به المجمل فتثبت

کی کیا وجہ ہی سو جواب یہہ ہی کہ عدم ثبوت فرضیت کا خبر واحد سی یون نہین ہی کہ فرضیت کبہی نہین ثابت ہوتی بلکہ جب خبر واحد سی ابتدا ثابت کرین اور وہ صورت جو ابتدا ثابت

بیانه ان نفس الصلوٰة ثابتة بالکتاب وتمامها منها فیلزم کون تمامها ثابتا به ایضا وهذا الخبر بین کیفیته

اسکی تفصیل یہہ ہی کہ عین نماز تو قرآن سی ثابت ہی اور تمامی نماز کی آمین داخل ہی پس اتمام کا بہی ثبوت قرآن سی لازم آیا اور اس خبر نی کیفیت اتمام کی بیان کردی

فیکون فرضا ویظهر ثمرة کونها فرضا فی مسائل الاولی من تلك المسائل ان من صلی الظهر او نحوها خمسا بان قید

سوئی فرض ہوا اور قعدہ کی فرضیت کا فائدہ کئی مسائل مین ظاہر ہوتا ہی اول اون مسائل مین سی یہہ ہی کہ جسنی ظہر کی نماز مین پانچ رکعت پڑہین اور پانچوین رکعت کا سجدہ

الخامسة بالسجدة ولم یقعد علی راس الرابعة تبطل فرضیة صلوته وتتحول نفلا عند ابی حنیفة وابی یوسف و

کرلیا اور چوتہی رکعت پر قعدہ نکیا تو اوسکی نماز فرضیت باطل ہوکر امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کی نزدیک نفل ہوجاتی ہی

عند محمد تبطل فرضیتها وتخرج من کونها صلوٰة وکذا لو لم یقعد علی ثالثة المغرب او ثانیة الفجر والثانیة من

امام محمد کی نزدیک فرضیت باطل ہوکر نماز ہی نرہی اور ایسی ہی اگر نماز مغرب مین تیسری رکعت پر یا فجر کی دوسری رکعت پر قعدہ نکری اور دوسرا اون مسائل

تلك المسائل ان المسافر اذا اقتدی بمقیم فی فائتة غیر ثنائیة لا یصح اقتداؤه لان القعدة الاولی فرض فی حق المسافر

مین سی یہہ ہی کہ مسافر اگر مقیم کا مقتدی بنی قضا نماز مین تو اوسکا اقتدا صحیح نہین ہی اسواسطی کہ بیچکا قعدہ مسافر کی حق مین تو فرض ہی اور

دون المقیم فیکون اقتداؤه به من قبیل اقتداء المفترض بالمتنفل وهو غیر جائز عندنا وانما یجوز اقتداؤه به فی الوقتیة

مقیم کی حق مین فرض نہین اب اوسکا اقتدا ایسا ہوگیا جیسی فرض پڑہنی والا نفل پڑہنی والیکا مقتدی ہوجاوی اور یہہ اقتدا ہماری مذہب مین جایز نہین ہی مسافر کو

لان صلوته یصیر اربعا باقتدائه به فی الوقت لا بعده والثالثة من تلك المسائل ان المصلی بعد القعود قدر التشهد

اسلئی کہ مسافر کی نماز ہی بسبب اقتدا کی وقت مین رباعی ہوجاتی ہی وقت بعد نہین ہوتی تیسرا اون مسائل مین سی یہہ ہی کہ مصلی کو بعد قعدہ بقدر تشہد کی

فی اخر الصلوٰة لو تذکر سجدة التلاوة وسجدها ترتفع القعدة حتی لو لم یقعد قدر التشهد بعد ما سجد سجدة التلاوة

آخر نماز مین اگر سجدہ تلاوت کا یاد آیا اور اوسنی وہ سجدہ کیا تو وہ قعدہ باطل ہوگیا یہان تک کہ اگر بعد سجدہ تلاوت کی بقدر تشہد قعدہ نکریگا

تفسد صلوته لفوات ما هو فرض منها وهو القعدة الاخیرة والرابعة من تلك المسائل ان المصلی اذا نام فی القعدة

تو اوسکی نماز بسبب فوت ہونی ایک رکن نماز یعنی قعدہ اخیرہ کی فاسد ہوجاویگی اور چوتہا اون مسائل مین سی یہہ ہی کہ اگر مصلی تمام قعدۂ اخیر مین سوتا رہا

الاخیرة کلها فحین انتباهه یفرض علیه ان یقعد قدر التشهد وان لم یقعد تفسد صلوته لان ما حصل من

تو جب وہ جاگی اوسپر فرض ہی کہ بقدر تشہد کی قعدہ کری اگر نہین کریگا تو نماز فاسد ہوجاویگی اسواسطی کہ جو

الافعال في الصلوة حالة النوم لا تعتبر لصدورها من غير اختيار فيكون وجودها كعدمها وهذه المسئلة يكثر

افعال نماز مین سوتی ہوئی ادا ہوئی ہین اونکا اعتبار نہین ہی کیونکہ وہ بلا اختیار ہوئی ہین اونکا ہونا نہونا برابر ہی　　اور یہہ مسئلہ اکثر واقع ہوتا ہی خاص کر

وقوعها لاسيما في التراويح وخصوصا في ليالي الصيف لكن الناس عنها غافلون يسر نا الله تعالى عملا موافقا لرضائه

تراویح مین اور وہ بہی علی الخصوص جو گرمیوں کی شب مین ہوتی ہین لیکن لوگ اس سی غافل ہین آلہی ہمپر آسان کر عمل اپنی رضا مندی کی موافق

بلطفه وكرمه

## المجلس الثالث والخمسون في بيان فضيلة الصلوة الخمس وكونها كفارة للذنوب

اپنی لطف اور کرم سی　　ترپن مجلس　　پنجگانہ نماز کی فضیلت مین اور نماز کا کفارہ ہونا واسطی گناہون کی

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ارايتم لو ان نهرا بباب احدكم يغتسل فيه كل يوم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا　　بتاؤ تو اگر تم مین سی کسیکی دروازہ آگی نہر بہتی ہو وہ ہر روز اوسمین

خمسا هل يبقى من درنه شئ قالوا لا قال فذلك مثل الصلوات الخمس يمحو الله بهذه الخطايا هذا الحديث من

پانچ دفعہ نہایا کری　　کیا اوسپر کچہہ میل باقی رہی گا عرض کیا نہین آپ نی فرمایا پس نہر مثل پنجگانہ نمازون کی ہی اللہ تعالی ان نمازون سی خطایا کو مٹا دیتا ہی یہہ حدیث

صحاح المصابيح رواه ابو هريرة وقد بين فيه ان من صلى الصلوات الخمس يغفر الله تعالى ذنوبه ببركات تلك الصلوات

مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی ابو ہریرہ کی روایت سی اور اسمین یہہ بیان ہی جسنی پنجگانہ نمازین پڑہین تو اللہ تعالی اوسکی تمام گناہ ان نمازون کی برکت سی بخشدیتا ہی

فلا بد للمؤمن ان يداوم عليها في اوقاتها باتمام ركوعها وسجودها وسائر ما يفعل فيها فانه تعالى وان امر

سو مؤمن کو لازم ہی کہ نمازون کو وقتون پر رکوع اور سجود کو اور تمام ارکان کو جو نماز کی اندر ہین پورا پورا اگر کر مداومت رکہی کیونکہ اللہ تعالی نی اپنی کتاب مین اگرچہ نماز کا

بها في مواضع من كتابه لكن ذكر اركانها فيها متفرقة حيث بين فرضية تكبيرة الافتتاح بقوله تعالى في سورة المدثر

کئی جگہ امر فرمایا　　پر اوسکی ارکان کو متفرق ذکر کیا ہی چنانچہ تکبیر تحریمہ کی فرضیت سورہ مدثر کی اس آیت مین

وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ وفرضية القيام بقوله تعالى في سورة البقرة وَقُومُوا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ وفرضية القراءة بقوله تعالى في

اور اپنی رب کی بڑائی بول اور قیام کی فرضیت سورہ بقرہ کی اس آیت مین　　اور کہڑی رہو اللہ کی آگی ادب سی اور قرأت کی فرضیت سورہ

سورة المزمل فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ وفرضية الركوع والسجود بقوله تعالى في سورة الحج يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا

مزمل کی اس آیت مین پس پڑہو جتنا آسان ہو قرآن سی　　اور رکوع اور سجود کی فرضیت سورہ حج کی اس آیت مین ہی　　ای ایمان والو

ارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا وانما عرف الترتيب بتعليم النبي عليه السلام تارة بفعله وتارة بقوله على ما بينه العلماء

رکوع کرو اور سجدہ کرو　　اور ترتیب　　صرف نبی علیہ السلام　　کی تعلیم سی معلوم ہوئی ہی کبہی تو آپ کی کرنی سی اور کبہی آپ کی بتانی سی چنانچہ علماء نی

في كتبهم وقالوا من يريد الدخول في الصلوة يكبر ويقول الله اكبر من غير ادخال المد في همزة الله وهمزة اكبر

اپنی اپنی کتابون مین بیان کیا ہی اور علماء کہتی ہین جو شخص نماز شروع کیا چاہی تکبیر اس طور کہی الله اکبر　　اللہ کی ہمزہ پر اور اکبر کی ہمزہ اور بار پر مد نہ کہینچی

وبائه اذ لو حصل المد في احدى الهمزتين لا يصير شارعا في الصلوة بل لو وقع في اثنائها تفسد صلوته ولو تعمده

اسواسطی کہ اگر دونو ہمزون مین سی کسی پر مد پیدا ہو گا تو نماز شروع نہو گی　　بلکہ اگر مد نماز کی بیچ کسی تکبیر پر آجاویگا تو نماز فاسد ہو جاوی گی اور اگر جان

يكفر لانه يصير استفهاما ومقتضاه الشك في كبرياء الله تعالى وقيل ان كان لا يميز بين المد وغيره يكون شارعا

تو کافر ہو جاویگا اسواسطی کہ کلام استفہامی ہو جاوی گی اور اسکا مضمون اللہ تعالی کی بڑائی مین شک　　پیدا کریگا اور کوئی کہتا ہی اگر اوسکو مد اور بی مد مین تمیز نہین ہی تو نماز شروع ہو جاتی ہی

في الصلوة ولا تفسد ولو وقع في اثنائها والاستفهام يحتمل ان يكون للتقرير لكن الاول اصح لان مثل هذا الجهل لا يصح

اور فاسد نہین ہوتی اگرچہ بیچ مین آجاوی　　اور استفہام مین احتمال ہی کہ تقریر کی واسطی ہو　　لیکن روایت اول اصح ہی اسواسطی کہ ایسی جہالت کا عذر ہونا صحیح نہین

ان يكون عذرا والتقرير المستفاد من الاستفهام معناه حمل المخاطب على الاقرار بما يعرفه والانسان لا يصلح ان يحمل

ہی اور تقریر جو استفہام سی حاصل ہوتی ہی اوس سی یہہ مراد ہی کہ مخاطب کو اپنی معلوم کی اقرار پر برانگیختہ کری اور انسان مین یہہ صلاحیت نہین کہ

نفسه على الاقرار بان الله تعالى اكبر ولو وقع المد في باء اكبر بان يقول اكبار بزيادة الالف الممال بين الباء والراء

اپنی ذات کو اس اقرار پر برانگیختہ کری کہ الله بڑا ہی اور اگر مد اکبر کی باء پر پیدا ہوگا کہ وہ اکبار کہدی الف کو امالہ کرکر درمیان باء اور راء کی بڑھاکر

لا يصير شارعا في الصلوة ايضا ولو وقع في اثنائها تفسد اذ قيل انه اسم من اسماء الشيطن وقيل انه جمع كبر

تو بھی نماز شروع نہوگی اور اگر بیچمین آجاویگا تو نماز فاسد ہو جائیگی اسلئے کہ بعضی کہتی ہین کہ یہہ نام شیطان کی نامون مین سی ہی اور کوئی کہتا ہی کہ یہہ جمع کبر کی ہی

بفتحتين وهو الطبل وقيل يصير شارعا في الصلوة ولا تفسد لو وقع في اثنائها لانه اشباع والاول اصح لان

دو زبرسی نقارہ کو کہتی ہین اور بعضی کہتی ہین نماز شروع ہو جاتی ہی اور فاسد نہین ہوتی اگرچہ بیچ مین آجاوی اسواسطی کہ یہہ اشباع ہی اور روایت اول اصح ہی

الاشباع انما يكون في الاخر لا في الوسط ومحل التكبير القيام المحض حتى لو ادرك الامام في الركوع وكبر حال الانحطاط

اسواسطی کہ اشباع آخر کلمہ مین ہوتا ہی بیچمین نہین ہوتا اور تکبیر کہنی کا محل خالص قیام ہی یہان تک کہ اگر امام کو رکوع مین پایا اور جھکتی ہوئی الله اکبر کہتا ہوا رکوع مین چلا گیا

لا يصير شارعا في الصلوة لان شرط الشروع فيها وقوع التكبير في محض القيام ولو قال في القيام الله وفي الركوع

تو نماز شروع نہوگی اسواسطی کہ شرط نماز شروع ہونی کی یہہ ہی کہ تکبیر خالص قیام مین واقع ہو اور اگر کھڑی ہوئی تو الله کہا اور رکوع مین اکبر کہا

اكبر لا يصير شارعا ايضا ورفع اليدين عند التكبير سنة حتى لو ترك رفعهما دائما من غير عذر ياثم ولا ياثم

تو بھی نماز شروع نہوگی اور تکبیر کی وقت دونو ہاتھ اوٹھانی سنت ہین یہان تک کہ اگر ہاتھ اوٹھانی بلا عذر ہمیشہ کو چھوڑدی تو گنہگار ہوگا اور گاہی گاہی

ان تركه احيانا فعلى هذا ينبغي لمن يريد الشروع في الصلوة ان يرفع يديه حتى يحاذي بابهاميه شحمتي

ترک کری تو گنہگار نہین ہوتا اس بیان کی موافق لائق ہی کہ جو نماز شروع کری اپنی دونو ہاتھ اتنی اوٹھاوی کہ دونو انگوٹھی کانون کی لو کی برابر ہو جاوین

اذنيه بلا ضم اصابعه ولا تفريجها بل تركها على حالها قال قاضيخان ويمس بطرفي ابهاميه شحمتي اذنيه

اور انگلیان کو آپسمین نہ ملاوی اور نہ کشادہ کری بلکہ اپنی حال پر چھوڑدی قاضیخان کہتا ہی کہ سری انگوٹھون کی کانون کی لو سی لگادی

ويجعل بطن كفيه نحو القبلة كمالا للاقبال عليها وقال بعضهم يجعل بطن كل كف الى الكف الاخرى ثم يكبر وهو

اور ہتھیلیان دونو ہاتھ کی قبلہ کی طرف رکھی تا مواجہ قبلہ کا خوب پورا ہو اور بعضی کہتی ہین کہ ہتھیلی ہر ایک ہاتھ کی دوسری ہتھیلی کی طرف رکھی پھر الله اکبر کہی اور یہہ

الاصح لان في فعله معنى النفي وفي قوله الله اكبر معنى الاثبات وهو بفعله الذي هو رفع اليدين ينفي الكبرياء

اصح ہی اسواسطی کہ اسکی عمل مین معنی نفی کی ہین اور اسکی قول مین الله اکبر معنی اثبات کی ہین سو مصلی اپنی عمل سی یعنی ہاتھ اوٹھانی سی غیر الله سی بڑائی کی نفی کرتا ہی

عن غيره تعالى وبقوله اكبر يثبتها له تعالى والنفي مقدم على الاثبات كما في كلمة التوحيد ولو كبر ولم يرفع يديه

اور الله اکبر کہہ کر الله کی واسطی بڑائی ثابت کرتا ہی اور نفی اثبات پر مقدم ہوتی ہی چنانچہ کلمہ توحید مین اور اگر الله اکبر کہا اور ہاتھ نہ اوٹھائی

حتى فرغ من التكبير لا يرفعهما لفوات محله وان ذكره في اثناء التكبير يرفعهما لعدم فوت محله وان لم يمكنه رفعهما

اتنی کہ تکبیر کہہ چکا تو پھر نہ اوٹھاوی اسواسطی کہ اوسکا محل ہو چکا اور اگر اثناء مین تکبیر کہتی ہوئی یاد آگیا تو اوٹھاوی اسواسطی کہ محل باقی ہی اور اگر موضع مسنون تک نہ اوٹھا سکی

الى الموضع المسنون يرفعهما قدر ما يمكنه وان امكنه رفع احدهما دون الاخرى يرفعها وحدها لما روي انه عليه السلام

تو جہان تک ہو سکی اوٹھاوی اور اگر ایک ہاتھ اوٹھا سکتا ہی دوسرا نہین اوٹھا سکتا تو ایک ہی کو اوٹھاوی اسلئی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا

قال اذا امرتكم بامر فأتوا منه ما استطعتم وان لم يمكنه رفعهما الا بالزيادة على المسنون يرفعهما لانه يأتي بالمسنون

جب میں تمکو کوئی کام کہون تو اوسکو اپنی مقدور بھر بجالاؤ اور اگر اوس سی دونو ہاتھ نہین اوٹھ سکتی بدون زیادت کی مقدار مسنون پر تو بھی اوٹھاوی اسواسطی کہ سنت پر عمل

ولا يستطيع ان يمتنع عن الزيادة والمرأة ترفعهما الى منكبيها هو الصحيح لكونه استر لها واذا فرغ من التكبير يضع

کرتا ہی اور یہہ طاقت نہین کہ زیادت سی رک رہی اور عورت اپنی دونو ہاتھ مونڈھون تک اوٹھاوی یہہ ہی صحیح ہی اسواسطی کہ عورت کی واسطی یہہ ہی حال زیادہ پردہ پوش ہی

بطن كفه اليمنى على ظاهر كفه اليسرى ويحلق بالخنصر والابهام على الرسغ تحت سرته وهذا الوضع سنة في كل

تو پھر دہنی ہتھیلی بائین ہاتھ کی پشت پر رکھ کر چھنگلی اور انگوٹھی سی پہنچی پر ناف سی نیچی حلقہ باندھ لی اور یہہ ہی وضع مسنون ہی جس جس

قيام فيه ذكر مسنون وأما الذي ليس كذلك فالسنة فيه الارسال كما في قومة الركوع وتكبيرات العيدين و
قیام میں کہ ذکر مسنون ہوتا ہی اور جو قیام ایسا نہیں ہی سو اوسمین ہاتھ چھوڑ دینا مسنون ہی جیسی کہ رکوع کی بعد قومہ میں اور عیدین کی تکبیرات میں اور

المرأة تضعهما على صدرها لانه استر لها ثم يقول سبحانك اللهم وبحمدك وتبارك اسمك وتعالى جدك ولا اله
عورت دونوں ہاتھ اپنی سینہ پر رکھی کیونکہ یہہ بہت پردہ پوش ہی پھر یہہ پڑھی پاکی یاد کرتا ہوں تیری یا الٰہی اور تیری حمد کرتا ہوں بابرکت ہی تیرا نام اور برتر ہی تیری بڑائی اور نہیں کوئی معبود

غيرك ولا يقول وجل ثناءك لانه لم يذكر في الاحاديث المشهورة وذكر في الكافي انه لو سكت عنه لا يؤمر به
سوا تیری اور نہ کہی جل ثناءک اسواسطی کہ احادیث مشہورہ میں وارد نہیں ہوا اور کافی میں یہہ مذکور ہی کہ اس کو اگر نہ کہی تو امر نہ کریں

ولو اتى به لا يمنع عنه ثم يقول اعوذ بالله من الشيطن الرجيم وهو تبع للقراءة دون الثناء عند ابي حنيفة ومحمد
اور اگر کہی تو منع بھی نہ کریں پھر یہہ پڑھی پناہ مانگتا ہوں اللہ کی شیطان راندہ سی اور یہہ عبارت ہمراہ قرارت کی ہی ثنا کی ساتھہ نہیں ہی نزدیک ابو حنیفہ اور محمد کی

حتى يأتي به المسبوق دون الموتم ثم يقول بسم الله الرحمن الرحيم وهو سنة في اول كل ركعة في رواية ابي يوسف عن ابي حنيفة
یہاں تک کہ مسبوق تو پڑھی موتم نہ پڑھی پھر بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھی اور بسم اللہ ہر ایک رکعت کی اول میں مسنون ہی ابو یوسف کی روایت میں

ثم يقرء الفاتحة ويقول في اخرها امين ثم يضم اليها سورة او ثلث ايات من اى سورة شاء فان قرأ معها اية قصيرة
ابو حنیفہ سی اور اوسکو مقتدی نہ پڑھی پھر سورۂ فاتحہ پڑھی اور اوسکی آخر میں آمین کہی پھر اوسکی ساتھہ کوئی سورہ ضم کری یا تین آیتیں جس سورت میں سی چاہی پس اگر سورۂ فاتحہ کی ساتھہ

او ايتين قصيرتين لا يخرج عن الكراهة التحريمية لتركه الواجب لان الواجب في الركعتين الاوليين بعد قراءة
ایک آیت چھوٹی یا دو آیتیں چھوٹی پڑھی تو کراہت تحریمی سی خالی نہیں ہی اسلئی کہ واجب ترک کیا اسواسطی کہ واجب دونو پہلی رکعت میں بعد پڑھنی

الفاتحة ان يضم اليها سورة او ثلث ايات قصار او اية طويلة تعدل ثلث ايات قصار فهذا خرج عن الكراهة
سورۂ فاتحہ کی یہہ ہی کہ اوسکی ساتھہ کوئی سورۃ یا تین آیتیں چھوٹی یا ایک آیت اتنی بڑی جو چھوٹی تین آیت کی برابر ہو ملادی سو اتنی مقدار پڑھی کراہت تحریمی سی تو

التحريمية لكن لا يدخل في حد السنة بل يدخل في الكراهة التنزيهية لانه لا يخلو اما ان يكون في السفر او الحضر
بچ جاتا ہی پر حد مسنون پر نہیں پہنچتا بلکہ کراہت تنزیہی میں آجاتا ہی اسلئی کہ اس حال سی باہر نہیں کہ وہ مسافر ہوگا یا مقیم

فان كان في السفر ففي حال الضرورة من خوف او عجلة يقرء بفاتحة الكتاب واى سورة شاء او مقدار سورة
اگر مسافر ہی تو ضرورت کی وقت خوف سی یا شتابی سی سورۂ فاتحہ پڑھی اور ایک اور سورۃ جونسی چاہی یا برابر کسی سورۃ کی

من اى محل تيسر وفي حال الاختيار وعدم الضرورة يقرأ في صلوة الفجر مع الفاتحة سورة البروج ونحوها وفي الظهر
جس جگہ سی آسان ہو اور اختیار کی وقت جب ضرورت نہو تو فجر کی نماز میں بعد سورۂ فاتحہ کی سورۂ بروج اور اسکی مانند اور ظہر میں بھی

كذلك وفي العصر والعشاء دون ذلك وفي المغرب يقرأ بالقصار جدا كالعصر والكوثر وان كان في الحضر وخاف
ایسی ہی اور عصر اور عشاء میں اس سی کچھہ کم اور مغرب میں بہت چھوٹی سورتیں جیسی سورۂ عصر اور کوثر پڑھی اور اگر مقیم ہی اور وقت کی

فوت الوقت يقرأ قدر ما لا يفوته الصلوة وان لم يخف فوت الوقت يقرأ في صلوة الفجر في الركعتين اربعين اية
گذر جانی کا خوف ہو تو اتنا پڑھی کہ اوسکی نماز فوت نہو جاوی اور اگر وقت کی جانی کا خوف نہیں تو فجر کی نماز کی دونو رکعت میں چالیس آیتیں پڑھی

وهو ادنى السنة او ستين اية وهو اوسطها او مائة وهو اعلاها لما روى انه عليه الصلوة والسلام كان يقرأ
اور یہہ ادنی درجہ سنت کا ہی یا ساٹھہ آیتیں اور یہہ بیچکا درجہ سنت کا ہی یا سو آیتیں اور یہہ اعلی درجہ سنت کا ہی کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام

في صلوة الفجر اربعين اية او ستين اية او مائة اية واحيانا كان يقرأ والصفت واحيانا كان يقرء سورة
فجر کی نماز میں چالیس آیتیں یا ساٹھہ آیتیں یا سو آیتیں پڑھا کرتی تھی اور بعضی دفعہ سورۂ والصافات اور بعضی دفعہ سورۂ ق پڑھتی

ق وقد كان ابن عمر قال كان النبي صلى الله عليه وسلم يامرنا بالتخفيف ويؤمنا بالصافات فعلم من هذا ان
اور ثابت ہوچکا ہی کہ ابن عمر کہتی تھی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمکو قرارت میں تخفیف کی امر فرماتی اور امامت کی وقت والصافات پڑھتی تو اس سی معلوم ہوا

قرأة الصافات من باب التخفیف فاذا فرغ من القراءة یکبر للرکوع مع الانحطاط فلو لم یکبر حال الانحطاط

کہ والصافات کا پڑھنا تخفیف مین داخل ہی پہر جب مصلی قرأت سی فارغ ہوچکا تو رکوع کی لئی جھکتی ہوئی تکبیر کہی اگر جھکتی ہوئی تکبیر رہ گئی

لا یکبر فی الرکوع لفوات محله وقد ذکر فی المنیة ان فی اتیان اذکار المشروعة فی الانتقالات بعد تمام الانتقال

تو رکوع مین جاکر تکبیر نہ کہی اسواسطی کہ اوسکا محل فوت ہوگیا اور منیہ مین مذکور ہی کہ جو اذکار انتقالات کی اندر مشروع ہین اونکو بعد انتقالات کی ادا کرنی مین

کراهتین ترکها عن موضعها وتحصیلها فی غیر موضعها وبعد التکبیر یضع یدیه علی رکبتیه مع تفریج اصابعه

دو کراہت ہین ایک تو اونکو اپنی جگہہ سی ٹلا دینا اور دوسری بیجگہہ ادا کرنا اور تکبیر کی بعد دونو ہاتہہ دونو گھٹنون پر اونگلیان کشادہ کرکی رکہی

ولا یندب تفریج الاصابع الا فی هذه الحالة ویبسط ظهره بحیث لو وضع علی ظهره قدح مملو بالماء لاستقر

اور اونگلیون کا کشادہ کرنا سوا اس جگہ کی کہین مستحب نہین ہی اور کمر کو ایسی ہموار کردی کہ اگر اوسکی پیٹہہ پر پیالہ پانی کا بہرا ہوا رکہدین تو ٹہرا رکہا رہی

ویستوی راسه بظهره ولا یرفعه کالحیة ولا ینکسه کالخنزیر ویقول فی رکوعه سبحان ربی العظیم ثلث

اور سر کو کمر کی برابر کردی نہ اونچا کری سانپ کی مانند اور نہ تلی جہکادی سور کی مثال اور رکوع کی اندر سبحان ربی العظیم تین بار کہی

مرات وذلک ادنی کمال السنة ویکره ان ینقص منها وان زاد علیها فهو افضل ان کان منفردا وکان

اور یہہ کمال سنت کا ادنی درجہ ہی اس سی کم کرنا مکروہ ہی اور اگر تین بار سی زیادہ کہی تو افضل ہی اگر منفرد یعنی تنہا پڑہتا ہو اور

اتمامه علی وتر ثم یرفع راسه قائلا سمع الله لمن حمده واذا استوی قائما یقول فی القیام ربنا لک الحمد

عدد طاق پہ پورا کری پہر سمع الله لمن حمده کہتا ہوا سر اوٹہادی اور جب سیدہا کہڑا ہوجاوی تو قیام مین ربنا لک الحمد کہی

ان کان منفردا ثم یکبر للسجود مع الانحطاط وان لم یکبر حال الانحطاط لا یکبر فی السجدة لفوات محله ثم

اگر مصلی منفرد ہو پہر سجدہ کی لئی جہکتا ہوا تکبیر کہی اور اگر اتفاقا جہکتی وقت تکبیر رہ گئی تو سجدہ مین جاکر نہ کہی اسواسطی کہ اوسکا محل ہولیا پہر

یضع یدیه علی الارض مع ضم اصابعه ولا یندب ضم الاصابع الا فی هذه الحالة ثم یضع وجهه بین کفیه

اپنی دونو ہاتہہ اونگلیان ملاکر زمین پر رکہی اور اونگلیون کا ملانا سوا اس محل کی کہین مستحب نہین ہی پہر اپنی پیشانی دونو ہاتہون کی بیچ مین

بحیث یکون ابهاماه حذاء اذنیه ویبدی ضبعیه الا فی الازدحام ویجافی بطنه عن فخذیه ویوجه اصابع

اسطور پر رکہی کہ اوسکی دونو انگوٹہی کانون کی برابر رہین اور دونو پہلو کو ظاہر کردی اگر انبوہ نہو اور اپنی پیٹ کو دونو ران سی الگ رکہی اور پانو کی اونگلیان

رجلیه نحو القبلة ویقول فی سجوده سبحان ربی الاعلی ثلث مرات وذلک ادنی کمال السنة حتی یکره

قبلہ کی طرف رکہی اور سجدہ کی اندر سبحان ربی الاعلی تین مرتبہ کہی اور یہہ کمال سنت کا ادنی درجہ ہی یہان تک کہ اس سی کم کرنا مکروہ ہی

ان ینقص منها وان زاد علیها فهو افضل ان کان منفردا وکان اتمامه علی وتر والمرأة فی السجود کالرجل الا انها

اور اگر اس سی زیادہ کہی تو افضل ہی اگر مصلی منفرد ہو اور اتمام اسکا عدد طاق پر ہو اور عورت سجدہ کرنی مین مثل مرد کی ہی پر اتنا فرق ہی

لا تبدی ضبعیها ولا تجافی بطنها عن فخذیها بل تلزق بطنها بفخذیها لکونه استر لها وتمام السجدة یکون

کہ عورت اپنی پہلو ظاہر نکری اور نہ پیٹ کو ران سی جدا رکہی بلکہ اپنی پیٹ کو ران سی ملا رکہی کیونکہ یہہ زیادہ پردہ پوش ہی اور پورا ہونا سجدہ کا

بوضع الجبهة والانف ویکره باحدهما وکذا یکره السجود علی کور عمامته ان کان کورها متصلا بالجبهة

پیشانی اور ناک دونو کی ٹکانی پر ہی ایک پر مکروہ ہی اور ایسا ہی سجدہ پگڑی کی پیچ پر مکروہ ہی اگر پیچ پگڑی کا پیشانی پر آیا ہوا ہو

ولم یکن غلیظا بحیث یوجد حجم الارض ولو لم یکن متصلا بجبهته بل کان فوق الجبهة او کان غلیظا لا یوجد

اور موٹا نہو ایسا کہ زمین کی سختی محسوس ہوتی ہو اور اگر وہ پیچ پیشانی پر نہو بلکہ پیشانی سی اوپر ہو یا اتنا موٹا ہو کہ زمین کی

فیه حجم الارض لا یجوز وکذا لا یجوز السجود علی کل شیء لا یوجد فیه حجم الارض کالقطن المحلوج والثلج والدخن

سختی اسمین معلوم نہوتی ہو تو سجدہ جائز نہین ہی اور ایسی ہی سجدہ ایسی ہر شی پر جائز نہین ہی جسمین سختی زمین کی محسوس نہو جیسی دہنی ہوئی روئی اور برف اور چینا

ونحو ذلك لعدم استقرار الجبهة على الارض او مايتصل بها ووضع اليدين والركبتين على الارض فى السجدة ليس

اور مانند اسکی کیونکہ پیشانی زمین پر یا جو زمین کی مثل ہی نہیں ٹہیرتی اور دونو ہاتہہ اور دونو گہٹنوں کا زمین پہ رکہنا سجدہ مین فرض نہین

بفرض بل هو سنة واما وضع القدمين فقد ذكر القدورى والكرخى والخصاف انه فرض حتى لو سجد ولم يضع قدميه

ہی بلکہ سنت ہی اور رہا دونو پانو کا رکہنا سو قدوری اور کرخی اور خصاف کہتی ہین کہ فرض ہی یہان تک کہ اگر سجدہ تو کیا اور دونو پانو

او احدهما على الارض بل رفعهما عن الارض لا يجوز ولو وضع احدهما يجوز لكن يكره وذكر التمرتاشى ان وضع اليدين

یا ایک پانو زمین پہ نہ لگایا بلکہ دونو کو زمین سی اوٹہائی رہا تو جایز نہین ہی اور اگر ایک پانو بہی لگائی رکہا تو جایز ہی پر مکروہ اور تمرتاشی کہتا ہی رکہنا دونو ہاتہہ کا

والقدمين سواء فى عدم الفرضية وقال اكمل الدين فى شرح الهداية هو الحق وذكر فى شرح المنية انه بعيد عن الحق

اور دونو پانو کا فرض نہونی مین برابر ہین اور اکمل الدین شرح ہدایہ مین کہتا ہی یہہ ہی حق ہی اور شرح منیہ مین یون مذکور ہی کہ یہہ حق سی بعید ہی

والمراد بوضع القدمين على ما ذكر فى الخلاصة وضع اصابعهما والمراد بوضع الاصابع توجيههما نحو القبلة ليكون الاعتماد

اور دونو پانو رکہنی سی موافق بیان خلاصہ کی پانو کی اونگلیون کا لگانا مراد ہی اور مراد اونگلیون کی رکہنی سی اونگلیون کا متوجہ رکہنا قبلہ کی طرف ہی تاکہ اونپر زور رہی

عليها حتى لو وضع ظهر القدمين ولم يوجّه اصابعهما او احدهما نحو القبلة لا يصح سجوده وهذا مما يجب حفظه

یہان تک کہ اگر پشت دونو پانو کی زمین پر رکہی اور اونگلیان دونو پانو کی یا ایک پانو کی قبلہ کی طرف نہ رکہی تو اوسکا سجدہ صحیح نہین ہی اسکا لحاظ واجب ہی

واكثر الناس عنه غافلون ثم يرفع راسه مكبرا ويقعد ويضع يديه على فخذيه فاذا اطمأن جالسا وسكن

اور اکثر لوگ اس امر سی غفلت کرتی ہین پہر تکبیر کہتی ہوئی سر اوٹہا کر بیٹہہ جاوی اور دونو ہاتہہ رانون پر رکہی جب بیٹہی ہوئی اطمینان ہو جاوی اور حرکت اعضا کی

اضطراب اعضاءه بان يمكث مقدار تسبيحة يكبر ويسجد سجدة ثانية كالسجدة الاولى واختلفوا فى مقدار

باقی نرہی اسطور کہ باندازہ ایک تسبیح کی زمانہ گذرجاوی تو تکبیر کہہ کر دوسرا سجدہ پہلی سجدہ کی طرح پر کری اور اسمین اختلاف ہی

الرفع من السجدة الاولى للسجدة الثانية والاصح على ما ذكر فى الهداية ان كان الى السجدة اقرب لا يجوز لانه لا يُعدّ

کہ پہلی سجدہ سی دوسری سجدہ کی واسطی کتنا اونہی اور اصح روایت موافق بیان ہدایہ کی یہہ ہی کہ اگر سجدہ سی قریب ہی تو سجدہ ثانی جایز نہین ہی اسلئی کہ جالس

جالسا فلا يتحقق السجدة الثانية بل يصير كانه سجد سجدة واحدة وان كان الى الجلوس اقرب يجوز لانه يُعدّ

نہین شمار کیا جاتا سو سجدہ دوسرا ثابت نہین ہوتا بلکہ ایسا ہی گویا ایک ہی سجدہ کیا ہی اور اگر جلوس سی قریب ہی تو جایز ہی اسلئی کہ اب بیٹہا ہوا

جالسا فيتحقق السجدة الثانية وقيل اذا رفع راسه مقدار ما يمر الريح بين جبهته والارض يجوز لكن الاقتصار عليه

شمار کیا جاتا ہی سو دوسرا سجدہ ثابت ہوجاتا ہی اور کوئی کہتا ہی اگر مصلی نی اتنا سر اوبہارا کہ ہوا اوسکی پیشانی اور زمین کی بیچمین کو گذر جاوی تو جایز ہی پر اسہی پر کفایت کرلینا

يكره اشد الكراهة لمخالفته ما واظب النبى عليه الصلوة والسلام مدة حيوته واذا فرغ من السجدة الثانية يكبر

سخت مکروہ ہی اسواسطی کہ ایسی امر کی مخالفت ہی جسکو نبی علیہ الصلوة والسلام زندگی بہر کرتی رہی اور جب دوسری سجدہ سی فارغ ہو چکی تو تکبیر کہی

ويقوم مستويا ولا يعتمد بيديه على الارض من غير عذر بل يعتمد على ركبتيه ويفعل فى الركعة الثانية كما فعل فى

اور سیدہا کہڑا ہو جاوی اور بدون عذر کی اپنی ہاتہون کا زمین پر سہارا نہ دی بلکہ اپنی گہٹنون پہ سہارا کرکر کہڑا ہو جاوی اور دوسری رکعت مین وہ ہی عمل کری جو اول

الركعة الاولى الا انه لا يفتتح ولا يتعوذ ولا يرفع يديه فاذا اتمها ورفع راسه من سجدتها الثانية يفترش رجله اليسرى

رکعت مین کر چکا ہی اتنا فرق ہی کہ تکبیر تحریمہ نکہی اور اعوذ باللہ نہ پڑہی اور نہ ہاتہہ اوٹہاوی جب دوسری رکعت پوری کر چکی اور اوسکی دوسری سجدہ سی اوٹہی تو بائیان پانو بچہاکر

ويجلس عليها وينصب رجله اليمنى ويوجه اصابعه نحو القبلة ويضع يديه على فخذيه ويبسط اصابعه ويوجهها

اوسپر بیٹہہ جاوی اور داہنا پانو کہڑا رکہی اور اسکی اونگلیان قبلہ کی طرف رکہی اور دونو ہاتہہ رانون پر رکہدی اور ہاتہون کی اونگلیون کو پہیلا کر قبلہ کی طرف کردی

نحو القبلة لان السنة توجيه الاعضاء الى القبلة ما استطاع والمراة تتورك بان تخرج رجليها من جانب الايمن

اسلئی کہ تمام اعضا کا قبلہ کی طرف جہان تک ہو سکی متوجہ کرنا طریق مسنون ہی اور عورت سرین پہ اسطور بیٹہی کہ دونو پانو داہنی طرف کو نکال کر

وتجلس على اليتها اليسرى لانه استر لها ثم يتشهد ويقول التحيات لله والصلوت والطيبت السلام عليك ايها

بائیں سرین پر بیٹھ جاوے کیونکہ اوسکی لئے اسمین خوب پردہ ہے پہر تشہد پڑہے یہہ کہے سلام ہے واسطے اللہ کی اور رحمت اور پاکیزگی اور سلام تجپر اے

النبي ورحمة الله وبركته السلام علينا وعلى عباد الله الصالحين اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان

نبی اور رحمت اللہ کی اور برکتین اوسکی اور سلام ہمپر اور صلحاء بندگان الہی پر مین گواہی دیتا ہون کہ نہین کوئی معبود سواء اللہ کی اور گواہی دیتا ہون

محمدا عبده ورسوله ثم ان كان ما يصلي فرضا زائدا على الركعتين لا يزيد على هذا القدر من التشهد

کہ محمد بندہ اوسکا ہے اور رسول اوسکا پہر اگر وہ نماز فرض دو رکعت سے بڑہتی ہے تو اتنی تشہد سے زیادہ قعدۂ اولی مین کچھہ نہ پڑہے

في القعدة الاولى بل يكبر ويقوم الى الركعة الثالثة بلا اعتماد بيديه على الارض ان لم يكن له عذر ثم

بلکہ تکبیر کہہ کر تیسری رکعت کی لئے کہڑا ہو جاوے بے عذر ہاتہہ کا سہارا زمین پر نہ کرے پہر

انه في ما بعد الاوليين متخير ان شاء قرء الفاتحة فقط وهو افضل لكون قراءتها فيما بعد الاوليين

اسکو پچھلی رکعتون مین اختیار ہے اگر چاہے فقط سورۂ فاتحہ پڑہے یہہ تو افضل ہے اسواسطے کہ سورۂ فاتحہ کا پڑہنا پچھلی رکعتون مین

سنة في ظاهر الرواية حتى لو تركها او ضم اليها سورة سهوا لا يلزمه سجود السهو وان شاء سبح ثلث

سنت ہے ظاہر الروایت مین یہان تک اگر سورۂ فاتحہ کو ترک کرے یا اوسکی ساتہہ سہو سے کوئی سورت ملادے تو سجدہ سہو کا نہین آتا اور اگر چاہے تین بار تسبیح کہے

مرات وان شاء سكت مقدارها الا انه ان سكت عمدا يكون مسيئا لترك السنة وان لم يكن ما يصلي

اور اگر چاہے اتنی دیر چپکا کہڑا رہے پر اتنا ہے کہ اگر عمدا چپکا کہڑا رہے گا تو اچھا نہین اسلئے کہ ترک سنت ہوتا ہے اور اگر وہ نماز فرض نہین ہے

فرضا بل كان نفلا او سنة مؤكدة مثل سنة الظهر والجمعة لا يكون مخيرا بين هذه الثلثة بل يتعين عليه

بلکہ نفل ہو یا سنت مؤکدہ ہو جیسے ظہر کی اور جمعہ کی سنتین تو اب ان تینون امر مین اختیار نہین ہے بلکہ اوسپر پڑہنا

قراءة الفاتحة مع ضم سورة اليها لكون القراءة فرضا في جميع ركعات النفل والسنة ثم انه في النفل يزيد على

سورۂ فاتحہ کا معہ ملانے کسی سورت کی مقرر ہے اسلئے کہ نفل اور سنتون کی تمام رکعتون مین قرارت فرض ہے پہر مصلی نفلون کی قعدۂ اولی مین تشہد پہ

التشهد ان يصلي على النبي صلى الله عليه وسلم في القعدة الاولى ويأتي بالثناء والتعوذ اذا قام الى الثالثة لكون

درود زیادہ کردے اور سبحانک اللہم اور اعوذ باللہ بہی پڑہے جب تیسری رکعت پر کہڑا ہو اسواسطے

كل شفع صلوة على حدة واما سنة الظهر والجمعة فلكون كل منهما صلوة على حدة لا يأتي فيها بالثناء والتعوذ

کہ ہر دو دو رکعت الگ الگ نماز ہے اور ظہر اور جمعہ کی سنتین اسلئے کہ دونو نماز علیحدہ مستقل ہین تو سبحانک اللہم اور اعوذ باللہ

اذا قام الى الثالثة ولا يزيد على التشهد في القعدة الاولى حتى ذكر في القنية انه لو صلى على النبي صلى الله عليه وسلم

جب تیسری رکعت پر کہڑا ہو تو نہ پڑہے اور پہلی قعدہ مین تشہد پہ کچھہ زیادہ نہ کرے یہان تک کہ قنیہ مین مذکور ہے کہ مصلی ظہر کی سنتون کی پہلی

في القعدة الاولى من سنة الظهر ففي وجوب سجود السهو قولان ثم انه يقعد في القعدة الاخيرة كما يقعد في القعدة

قعدہ مین اگر درود پڑہ دے تو سجدہ سہو کی واجب ہونے مین دو قول ہین پہر مصلی قعدۂ اخیرہ مین اسطرح بیٹہہ جاوے جیسے پہلی قعدہ مین

الاولى ويتشهد وبعد التشهد يصلي على النبي عليه الصلوة والسلام يقول اللهم صل على محمد وعلى ال محمد كما صليت

بیٹہا تہا اور تشہد پڑہے اور بعد تشہد کی درود پڑہے اسطور اللہم صل آخر تک الہی رحمت نازل کر اوپر محمد اور آل محمد کی جیسے رحمت نازل کی

على ابرهيم وعلى ال ابرهيم انك حميد مجيد ثم يستغفر لنفسه ولوالديه ان كانا مؤمنين ولجميع المؤمنين والمؤمنت

اوپر ابراہیم اور آل ابراہیم کی بیشک تو صاحب حمد اور بزرگی ہے پہر استغفار کرے اپنی اور اپنی ماں باپ کی واسطی اگر وہ دونو مؤمن ہون اور تمام مؤمن مرد اور مؤمن عورتون کی

يقول اللهم اغفر لي ولوالدي ولجميع المؤمنين والمؤمنت يوم يقوم الحساب ويدعو بالدعوات الماثورة عن

واسطی اور یون کہے الہی بخشدے مجکو اور میری ماں باپ کو اور تمام مؤمن مردون اور مؤمن عورتون کو جس روز حساب قائم ہو اور وہ دعائین پڑہے جو حضرت علیہ السلام سے

النبی علیه الصلوة والسلام ومایشبه الفاظ القران مثل ان یقول ربنا اتنا فی الدنیا حسنة وفی الاخرة
مروی ہین اورجوکہ قرآن کی الفاظ سی ملتی ہون جیسی یہہ دعا ای رب ہماری دی ہمکو دنیا مین خوبی اور آخرت مین

حسنة وقنا عذاب النار ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ هدیتنا وهب لنا من لدنك رحمة انك انت
خوبی اور بچا ہمکو دوزخکی عذاب سی ای رب ہماری دل نہ پہیر جب ہمکو ہدایت دی چکا اور دی ہمکو اپنی ان سی مہربانی توہی سب دینی والا

الوهاب ونحو ذلك فانه اذا قصد بها الدعاء لا القراءة تكون الفاظا مشبهة بالفاظ القران ولا یکون
اور مانند اسکی کیونکہ مصلی اگر ان آیات کو دعا کی نیت سی پڑہیگا اور قرارت کا ارادہ نہو تو یہہ الفاظ مشابہ قرآن کی ہونگی قرآن نہونگی

قرانا حتی یجوز الدعاء بها مع الجنابة والحیض ولا یدعو بما یشبه کلام الناس وهو ما لا یستحیل طلبه منهم
یہان تک کہ ان الفاظ سی جنابت اور حیض مین دعا مانگنی درست ہی اور ایسی دعا نہ مانگی جو آدمیون کی گفتگو سی ملتی ہو یعنی جسکا طلب کرنا آدمیو نسی محال نہو

مثل ان یقول اللهم اعطنی مالا اللهم ارزقنی جاریة اللهم زوجنی امرأة فانه اذا دعی بها تکون صلوته ناقصة
جیسی یہہ کہنی لگی الہی مجکو مال دی الہی مجکو لونڈی دی الہی عورت سی میرا بیاہ کردی پس مصلی اگر ایسی دعا مانگیگا تو اوسکی نماز ناقص ہوگی

لخروجه منها بدون السلام الذی هو واجب فاذا فرغ من الادعیة التی بعد التشهد یسلم اولا عن یمینه وثانیا عن
اسلئی کہ نماز سی بدون سلام کی جوکہ واجب تہا باہر آیا پہر جب اون دعاؤنسی جو تشہد کی بعد ہین فارغ ہوا تو سلام پہیری پہلی داہنی طرف اور دوسری بار

یساره ویقول فی کل واحد منهما السلام علیکم ورحمة الله ولا یقول فی واحد منهما وبرکاته فانه من عادة الجهال
بائین طرف اور ہریک مین یہہ کہی السلام علیکم ورحمة الله اور برکاتہ دونون مین سی کسی مین نہ کہی کیونکہ یہہ جاہلون کی عادت ہی

ولو سلم عن یساره اولا یسلم عن یمینه ما لم یتکلم ولا یعید السلام عن یساره ولو سلم تلقاء وجهه یسلم عن یساره
اور اگر بائین طرف پہلی سلام پہیردیا تو داہنی طرف بولنی سی پہلی سلام پہیری اور بائین طرف دوبارہ نہ پہیری اور اگر سلام سامنی چہرہ کی کیا تو فقط بائین طرف پہیری

وهو مروی عن علی کما ذکره الزیلعی فی شرح الکنز وینوی المنفرد فی خطاب علیکم جمیع من معه من الملئکة ولا
یہہ روایت حضرت علی سی ہی زیلعی نی شرح کنز مین مذکور کیا ہی اور منفرد مصلی علیکم کی خطاب مین اپنی ساتہہ کی تمام فرشتون کی نیت کرلی اور

ینوی عددا محصورا فیهم لاختلاف الاخبار فی عددهم فقیل مع کل مؤمن خمسة من الملئکة وقیل ستون
کسی عدد معین کی نیت نہ کری اسلئی کہ فرشتون کی عدد مین مختلف خبرین آئی ہین کوئی کہتا ہی ہر مؤمن کی ساتہہ پانچ فرشتی ہین کوئی کہتا ہی ساٹہہ ہین

وقیل مائة وستون وقیل اثنان وقیل غیر ذلك واصح الاقاویل انهم خمسة واحد عن یمینه یکتب الحسنات
اور کوئی کہتا ہی ایک سو ساٹہہ ہین کوئی کہتا ہی دو ہین کوئی کچہہ اور کہتا ہی سب مین صحیح قول یہہ ہی کہ پانچ ہین ایک داہنی طرف جو حسنات لکہتا ہی

وواحد عن یساره یکتب السیئات وواحد امامه یلقنه الخیرات وواحد وراءه یرفع عنه المکاره وواحد عند
اور ایک بائین طرف جو برائیان لکہتا ہی ایک سامنی جو خیرات کی تلقین کرتا ہی اور ایک پیچھی جو بلائکو دور کرتا ہی اور ایک

ناصیته یکتب ما یصلی علی النبی صلی الله علیه وسلم ویبلغه ومما ینبغی للمصلی بطریق الادب ان یکون نظره فی حال
پیشانی کی پاس جو درود کو لکہتا ہی اور نبی علیه السلام کی روبرو پہنچاتا ہی اور مصلی کو بطریق آداب کی لایق یہہ ہی کہ قیام کی حالت مین اپنی نگاہ

قیامه الی موضع سجوده وفی رکوعه الی ظهر قدمیه وفی حال سجوده الی ارنبة انفه وفی حالة قعوده الی حجره وهو
سجدہ کی جگہہ پر رکہی اور رکوع کی حالت مین پانو کی پشت پر اور سجدہ کی اندر ناک کی نتہنو پر اور حالت قعود مین اپنی گود پر جہان

ما یکون علی مجمع فخذیه من ثوبه وعند التسلیمة الاولی الی منکبه الایمن وعند التسلیمة الثانیة الی منکبه
دونون زانو کی جوڑ پر کپڑا رہتا ہی اور پہلا سلام پہیرتی ہوئی داہنی مونڈہی پر اور دوسرا سلام پہیرتی ہوئی بائین مونڈہی پر

الایسر لان المقصود الخشوع وترك التکلف وذلك کله مقتضی الخشوع لان المصلی اذا ترك التکلف یقع بصره فی هذه
اسلئی کہ غرض انکسار ہی اور تکلف کا ترک کرنا اور یہہ تمام باتین انکسار کی ہین اسواسطی کہ مصلی جب تکلف کو دور کرتا ہی تو اوسکی نگاہ ایسی ہی جگہہ

المواضع سواء قصدا ولم یقصد ومما ینبغی له ایضا ان یکون ما بین قدمیه فی حال القیام قدر اربع اصابع مضمومة
پڑتی ہی برابر ہی قصد کری یا نہ کری اور مصلی کو یہہ بہی چاہئی کہ دونو پانو کی بیچبین قیام کی وقت برابر چار ملی ہوئی انگلیون کی فرق رکہی
ویکره له التمایل علی یمیناه مرة وعلی یسراه اخری لانه من العبث المنافی للخشوع یسرنا الله عمل الخاشعین
اور مکروہ ہی کہ کبہی داہنی پانو پر جہکجاوی اور کبہی بائین پر اسواسطی کہ یہہ سبب عبث انکسار کی خلاف ہی الہی ہمپر آسان کر عمل خاشعین کا سا

## المجلس الرابع والخمسون فی بیان فضیلة الجماعة وذکر الوعید فی ترکها

مجلس چوّن جماعت کی فضیلت مین اور جماعت ترک کرنی کی وعید مین

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم صلوة الجماعة تفضل صلوة الفذ بسبع وعشرین درجة هذا الحدیث من صحاح
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا جماعت کی نماز منفرد کی نماز پر ستائیس درجہ بڑہتی ہی یہہ حدیث مصابیح کی
المصابیح رواه ابن عمر ومعناه ان الصلوة مع الجماعة تزید فی الثواب علی صلوة المنفرد بسبع وعشرین درجة
صحیح حدیثون مین ہی ابن عمر کی روایت سی اسکی یہہ معنی ہین کہ جماعت کی نماز ثواب مین منفرد کی نماز پر ستائیس درجہ زیادہ ہوتی ہی
فعلی هذا ینبغی للمؤمن ان یداوم علی اداء الصلوات الخمس بالجماعة لینال الثواب الموعود فان الجماعة فیها
اس روایت کی موافق مؤمن کو لازم ہی کہ ہمیشہ پانچون نمازین جماعت کی ساتہہ ادا کیا کری تاکہ ثواب وعدہ کیا ہوا پاوی کیونکہ نماز مین جماعت
سنة مؤکدة غایة التاکید فی قوة الواجب حتی لو ترکها اهل بلدة یجب قتالهم بالسلاح لکونها من شعایر
سنت مؤکدہ بہت تاکید سی قریب واجب کی ہی یہان تک کہ اگر کسی شہر والی جماعت چھوڑ دین تو انکو ہتیار سی قتل کرنا واجب ہی اسواسطی کہ جماعت اسلام کی
الاسلام وخصائصه التی لم تکن فی سائر الادیان وان ترکها بعض منهم بغیر عذر یجب تعزیره ولا یقبل
نشانی اور ایسی خاص عبادت ہی کہ تمام دینون مین نہین ہی اور اگر جماعت کو کوئی شخص بلا عذر ترک کردی تو اوسکو تعزیر دینی واجب ہی اور اوسکی گواہی
شهادته ویاثم الجیران بالسکوت عنه والمطر والطین والبرد الشدید والظلمة الشدیدة عذر وتکرار الفقه
معتبر نہین اور اوسکی ہمسایہ گنہگار ہوتی ہین اگر چپ کر رہین اور مینہہ اور کیچڑ کی کثرت اور جاڑی کی شدت اور اندہیری کی زیادت عذر ہی اور فقہ کی بحث
ومطالعة کتبه لیس بعذر وقیل عذر اذا لم یکن عن تکاسل وقلة مبالاة بها ولم یواظب علی ترکها واختلف العلماء
اور فقہ کی کتابون کا مطالعہ عذر نہین ہی اور کوئی کہتا ہی عذر ہی اگر سستی کی ماری اور جماعت کی بی پروائی سی نہو اور ترک جماعت کی عادت نکرلی اور علماء گہر کی
فی اقامتها فی البیت والاصح انها کاقامتها فی المسجد الا فی الفضیلة ومن فاتته فی مسجده لا یجب علیه الطلب
اندر جماعت کرنی مین اختلاف کرتی ہین اصح مذہب یہہ ہی کہ گہر کی اندر جماعت تو ایسی ہی جیسی مسجد مین پر وتنی فضیلت نہین ہی اور جسکو جماعت اوسکی مسجد مین ہاتہہ نلگی تو اوسپر واجب نہین کہ
فی مسجد اخر بل ان جاء الی مسجد اخر وصلی مع الجماعة فهو حسن وان صلی فی مسجده فهو حسن وان دخل منزله
اور مسجد مین تلاش کری بلکہ اگر اور مسجد مین گیا اور جماعت کی نماز پڑہی تو بہتر ہی اور اگر اپنی مسجد مین پڑہ لی تو بہی بہتر ہی اور اگر اپنی گہر مین جا کر اپنی
وصلی فیه باهله جماعة فهو حسن واولی الناس بالامامة اعلمهم باحکام الصلوة وان تساووا فی العلم فاقرءهم
اہل کی ساتہہ جماعت سی پڑہی تو بہتر ہی اور امامت کی واسطی وہ شخص اولی ہی جو مسایل نماز کی زیادہ جانتا ہو اور اگر علم مسائل مین سب برابر ہون تو اچہا قاری
وان تساووا فی العلم والقراءة فاورعهم وان تساووا فی هذه الاوصاف الثلثة فاکبرهم سنا وان تساووا فی هذه الاربعة
اور اگر علم اور قرارت مین برابر ہون تو بڑا پرہیزگار اور اگر ان تینون اوصاف مین برابر ہون تو جو عمر مین بڑا ہو اور اگر ان چارون اوصاف مین برابر ہون
فاحسنهم خلقا وان تساووا فی هذه الخمسة فاحسنهم وجها وان تساووا فی هذه الستة فاشرفهم نسبا وان
تو جسکا خلق نیک ہو اور اگر ان پانچون مین برابر ہون تو جو خوب صورت ہو اور اگر ان چہون وصف مین برابر ہون تو جو نسب مین شریف ہو اور اگر
تساووا فی هذه السبعة فانظفهم ثوبا وان تساووا فی هذه الصفات کلها یقرع او یکون الخیار الی الجماعة ویکره تقدیم
ان ساتون وصف مین برابر ہون تو جسکی پوشاک اچہی ہو اور اگر ان تمام اوصاف مین برابر ہون تو قرعہ ڈالین یا جماعت والون کو اختیار ہی اور فاسق کو امام کرنا

الفاسق

الفاسق کراهة تحریم لانه لایهتم لامر دینه مع ان تقدیمه للامامة تعظیم له وقد وجب اهانته شرعا وکذا
مکروہ تحریمی ہی کیونکہ وہ اپنی دین کا اہتمام نہین کرتا باوجودیکہ اوسکا آگی بڑہانا امامت کی لیٔ اسمین اوسکی تعظیم ہوتی ہی اورشرع مین اوسکی اہانت واجب ہی ایسا ہی
یکرہ تقدیم المبتدع وهذا اذا لم یؤد بدعته الی حد الکفر واما اذا ادت الیه فلا کلام فی عدم جواز تقدیمه
بدعتی کا امام کرنا مکروہ ہی یہہ جبتک ہی کہ اوسکی بدعت حد کفر تک نہ پہنچی ہو اور اگر کفر تک پہنچی تو پہر اوسکی امامت کی ناجایز ہونی مین کچہہ کلام نہین ہی
ومن دخل المسجد ورای ان الجماعة قد قامت فانه یقوم بانقص الجانبین من الصف حتی یصیر الامام بحذاء وسط
اور جو شخص مسجد مین آیا دیکہا کہ جماعت کہڑی ہوگئی تو پہر یہہ شخص صف میں اودہر جا کہڑا ہو جدہر آدمی کم ہوں تا کہ امام صف کی بیچون بیچ ہوجاوی
الصف فان استویا یقوم فی الجانب الایمن والقیام فی الصف الاول افضل من الثانی وفی الثانی افضل من الثالث
اور اگر دونو جانب برابر ہوں تو دہنی طرف جا کہڑا ہو اور پہلی صف مین کہڑا ہونا دوسری صف سی افضل ہی اور دوسری مین تیسری صف سی
هکذا الی اخر الصفوف لما روی فی الاخبار ان الله تعالی اذا انزل الرحمة علی الجماعة ینزلها اولا علی الامام ثم یتجاوز عنه
ایسی ہی آخر صفوف تک اسواسطی کہ حدیثوں مین روایت ہی کہ اللہ تعالی جب جماعت پر رحمت نازل کرتا ہی تو پہلی امام پر پہر اوسی بڑہ کر اوسپر
الی من بحذائه فی الصف الاول ثم الی الیامن ثم الی الیاسر ثم الی الصف الثانی وروی انه علیه الصلوة والسلام قال یکتب
جو اوسکی سیدہ پر پہلی صف مین ہی پہر اوسکی دہنی طرف پہر بائین طرف پہر دوسری صف پر اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا اوسکی واسطی
للذی خلف الامام بحذائه مائة صلوة وللذی فی الجانب الایمن خمس وسبعون وللذی فی الجانب الایسر خمسون وللذی
جو امام کی پیچہی سیدہ پر ہوتا ہی سو نمازین لکہی جاتی ہین اور اوسکی لیٔ جو دہنی طرف ہوتا ہی پچہتر نمازین اور اوسکی لیٔ جو بائین طرف ہی پچاس نمازین اور اوسکی لیٔ
فی سائر الصفوف خمس وعشرون ومن دخل المسجد ورای ان الصف الاول قد تکامل فانه لایزاحم فیه لانه ایذاء والقیام
جو اور تمام صفون مین ہی پچیس نمازین اور جو شخص مسجد مین آیا دیکہا کہ پہلی صف پوری ہو چکی تو یہہ شخص اوسمین نہ دہسی کیونکہ ایذا رسانی ہی اور
فی الصف الثانی خیر من الایذاء وان وجد فی الصف الاول فرجة دون الثانی یخرق الثانی اذ لا حرمة لهم لتقصیرهم وارتکابهم
دوسری صف مین کہڑا ہونا ایذا دینی سی بہتر ہی اور اگر پہلی صف مین جگہ باقی پاوی اور دوسری مین نہین تو دوسری کو چیر کر چلا جاوی اسواسطی کہ اب اونکی کچہہ عزت نہین
الاثم حیث لم یسدوا الصف الاول فان السنة اتمام الصف الاول ثم الذی یلیه فما کان من نقص فلیکن فی الصف
ختیار کیا کہ صف اول کو پوری نکی کیونکہ طریق مسنون یہہ ہی کہ پہلی صف اول کو پوری بہر لین پہر اوسکی پاس کیکو پہر اگر کچہہ نقصان رہی تو سب سی پچہلی
الاخیر لما روی انه علیه السلام قال اتموا الصف المقدم ثم الذی یلیه فما کان من نقص فلیکن فی الصف المؤخر وروی
صف مین ہو اسواسطی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا پوری کرو اگلی صف کو پہر اوسکی پاس کیکو پہر اگر نقصان باقی رہی تو چاہی پچہلی صف مین ہو اور
عن عائشة انه علیه الصلوة والسلام قال لایزال قوم یتاخرون عن الصف الاول حتی یوخرهم الله فی النار یعنی ان
عایشہ رض سی روایت ہی کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نی فرمایا ہمیشہ آدمی صف اول سی پیچہی ہٹتی جاتی ہین یہان تک کہ اونکو ہٹا کر اللہ آگ مین ڈالدیتا ہی مراد یہہ ہی
التاخر عن الصف الاول تاخر عن الخیر والثواب فمن تاخر عن الخیر والثواب یتاخر عن رحمة الله تعالی وعن دخول
کہ صف اول سی ہٹ رہنا خیر اور ثواب سی ہٹ رہنا ہی پہر جو شخص خیر اور ثواب سی ہٹ رہا وہ رحمت آلہی اور دخول جنت سی
الجنة فیلزم دخوله فی النار الا ان یغفر الله تعالی له والسنة ایضا تسویة الصفوف والتراص فیها والمقاربة بینها
ہٹ رہا اب اوسکا دوزخ مین داخل ہونا لازم آیا یا اللہ اوسکو بخشدی اور صفون کا سیدہا کرنا اور استوار کرنا اور خوب ملکر کہڑا ہونا طریق مسنون ہی
لما روی عن انس انه علیه الصلوة والسلام قال سووا صفوفکم فان تسویة الصفوف من تمام الصلوة وفی روایة
اسواسطی کہ انس سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا برابر کرو اپنی صفون کو بیشک صفون کا سیدہا کرنا تمامی نماز سی ہی اور ایک روایت مین
من اقامة الصلوة وعن النعمان بن بشیر انه قال کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یسوی صفوفنا حتی کانما یسوی
ہی نماز کی درستی مین سی ہی اور نعمان بن بشیر سی روایت ہی کہ کہتا تہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری صفون کو سیدہا کیا کرتی تہی یہان تک کہ جیسی

القداح فرای رجلا باديا صدره من الصف فقال عباد الله لتسوّنّ صفوفكم او ليخالفن الله بين وجوهكم قيل المراد

تیر سیدھا کرتی ہین پہر ایک شخص کو دیکہا کہ سینہ صف سی باہر نکالی ہوئی تہا فرمایا ای بندگان الٰہی اپنی صفین سیدھی کرو نہین تو اللہ تعالیٰ تمہاری چہری بگاڑ دیگا بعضی کہتی

بالوجوه القلوب بدليل قوله عليه السلام في حديث اخر لا تختلفوا فتختلف قلوبكم فان اختلاف القلوب يفضي

چہرون سی مراد دل ہین اس دلیل سی کہ ایک اور حدیث مین آیا ہی آگی پیچھی نہو نا پہر تمہاری دل مختلف ہوجاوینگی بیشک دلون کی اختلاف سی

الى اختلاف الوجوه باعراض بعضهم عن بعض لان تقدم الخارج عن الصف تفوق على الداخل فيه وتاخر الخارج عنه

چہری مختلف ہوجاتی ہین کیونکہ ہر ایک دوسری سی منہ پہیرتا ہی اسواسطی کہ صف سی آگی بڑھنی والا صف کی برابر والی سی باہر ہوجاتا ہی اور پیچھی کو ہٹنی والا

ايذاء لمن خلفه وكلاهما سبب للبغض والعداوة فكانه عليه الصلوة والسلام قال ان لم تتفقوا في الظاهر عند اقامة

اپنی سی پیچھلی کو ایذا دیتا ہی اور یہہ دونو باتین باعث بغض اور عداوت کی ہین پس گویا نبی علیہ الصلوۃ والسلام نی یہہ ارشاد کیا اگر تم ظاہر مین بروقت قایم ہونی

الصلوة بالجماعة ولم تطيعوا امر الله تعالى ورسوله فيما يقع بينكم العداوة والبغضاء وروى عن انس انه عليه الصلوة

جماعت نماز کی اتفاق نکروگی اور اسمین اللہ اور رسول کی حکم کی اطاعت نکروگی تو تمہاری بیچمین عداوت اور دشمنی پیدا ہوجاینگی اور انس سی روایت ہی کہ نبی علیہ الصلوۃ

والسلام قال رصّوا صفوفكم وقاربوا بينها وحاذوا بالاعناق فو الذي نفسي بيده اني لارى الشيطان يدخل في خلل الصف

فرمایا اپنی صفین استوار کرو اور مل کر کہڑا ہوا کرو اور گردنین برابر رکہا کرو قسم ہی اوسکی جسکی قبضہ مین میری جان ہی بیشک شیطان کو مین دیکہتا ہون کہ وہ صف کی چہداؤ مین گہس جاتا ہی

كانها الحذف والحذف بفتحة الحاء المهملة والذال المعجمة غنم سود صغار من غنم الحجاز فكان الشيطن تبصر ليدخل

گویا سیاہ بکری کا بچہ ہی اور حذف حا بی نقطہ اور ذال بالنقطہ کی زبر سی سیاہ بکریان چہوٹی چہوٹی حجاز کی بکریون مین سی گویا شیطان یہہ تاکتا رہتا ہی کہ صف کی

في خلل الصف ويشوش على المصلين ويقطع عليهم صلوتهم ومن اتى الجماعة يكره له القيام خلف الصف وحده متى وجد

چہداؤ مین گہسکر نمازیون کی دل پریشان اور اونکی نماز خراب کردی اور جو شخص جماعت مین ملی تو اوسکو صف کی پیچھی اکیلا کہڑا ہونا مکروہ ہی جبتک صف مین

في الصف فرجة وان لم يوجد في الصف فرجة ينتظر الى الركوع فان جاء واحد يقوم احدهما في جنب الاخر بحذاء الامام

جگہہ ملی اور اگر صف مین جگہ نہ ملی تو رکوع تک منتظر کہڑا رہی اگر کوئی اور آگیا تو دونو برابر برابر امام کی سیدہ پر کہڑی ہوجاوین

ولا يجذب واحدا من الصف الى نفسه فيقف في جنبه لكن الاولى في زماننا القيام وحده بحذاء الامام لغلبة الجهل

اور نہین تو صف مین سی ایک کو اپنی پاس کہینچکر اوسکی برابر کہڑا ہوجاوی پر اس زمانہ مین اولی یہہ ہی کہ تنہا امام کی سیدہ پر کہڑا ہوجاوی کیونکہ لوگون پر جہالت غالب ہی

على الناس فلو جر احدا يفسد الصلوة ومن يصلي مع واحد يقيمه عن يمينه ولا يجوز للمقتدي ان يتقدم على الامام

اگر کسیکو پیچھی کہینچیگا تو وہ نماز فاسد کردیگا اور جو شخص ایک کی ساتہہ نماز پڑہی تو اوسکو اپنی داہنی طرف کہڑا کری اور مقتدی کو جایز نہین ہی کہ امام سی آگی بڑہ کر کہڑا ہو

والمعتبر موضع القدم حتى لو كان المقتدي اطول من امامه بحيث يقع سجوده قدام الامام لكن قدمه غير متقدمة

اور اسمین اعتبار قدم کی جگہہ کا ہی یہان تک کہ اگر مقتدی امام سی اتنا لنبا ہووی کہ اوسکا سجدہ امام سی آگی واقع ہوتا ہو پر اوسکا قدم امام کی قدم سی آگی بڑہا ہوا نہین ہی

على قدم الامام يجوز والمعتبر في القدم العقب حتى لو كان عقب المقتدي غير متقدم على عقب الامام لكن قدمه

تو جایز ہی اور قدم مین ایڑی کا اعتبار ہی یہان تک کہ اگر مقتدی کی ایڑی امام کی ایڑی سی آگی بڑہی ہوئی نہووی پر قدم مقتدی کا

اطول من قدم الامام بحيث يقع اصابعه قدام اصابع الامام يجوز وعن محمد يجعل المقتدي الواحد اصابعه

امام کی قدم سی اتنا دراز ہو کہ اوسکی اونگلیان امام کی اونگلیون سی بڑہ جاتی ہین تو جایز ہی اور امام محمد سی روایت ہی کہ اکیلا مقتدی اپنی اونگلیان

عند عقب الامام ومن يصلي مع الاثنين يتقدم عليهما وعن ابي يوسف انه يتوسطهما فلو اقام الواحد خلفه او عن

امام کی ایڑی کی پاس رکہی اور جو شخص دو مقتدیون کی ساتہہ نماز پڑہی تو اون سی آگی بڑہ کر کہڑا ہو اور ابو یوسف سی روایت ہی کہ دونو کی بیچ مین کہڑا ہو پس اگر ایک مقتدی کو پیچھی یا

يساره يكره ولو توسط الاثنين لا يكره ولو توسط الاكثر يكره ومن دخل المسجد ووجد الامام في الجهر بالقراءة يقتدي

بائین طرف تو مکروہ ہی اور امام دو کی بیچمین کہڑا ہوجاوی تو مکروہ نہین ہی اور اگر دو سی زیادہ کی بیچمین کہڑا ہو تو مکروہ ہی اور جو شخص مسجد مین آکر امام کو قراءت جہری پڑہتا پاوی تو جماعت

به ولا یاتی بالثناء بل یسمع وینصت وان وجده فی الرکوع یکبر للافتتاح قائما ثم یرکع لکن ان وقع رکوعه مع رفع الامام
اور سبحانک اللهم نه پڑہی بلکه چپ رہ کر سنا کری اور اگر امام کو رکوع میں پاوی تو تکبیر تحریمه کہڑی ہوئی کہه کر پہر رکوع میں جہکی پر رکوع اگر امام کی سر اوٹہاتی ہوئی واقع ہوگا
راسه لا یکون مدرکا لتلك الرکعة بل یکون مسبوقا لان ادراك الرکعة انما یتحقق اذا وجد المشارکة مع الامام
تو اوسکو وہ رکعت حاصل نہوگی بلکہ باعتبار اس رکعت کی مسبوق ہوگا اسواسطی کہ رکعت کا حاصل ہونا جب ہی ہوتا ہی کہ امام کی ساتہہ ساری رکوع میں
فی الرکوع کله او فی مقدار تسبیحة ولم توجد وان کبر حال کونه الی الرکوع اقرب لا یصیر شارعا فی الصلوة لان الشرط وقوع
یا برابر ایک بار سبحان ربی العظیم کی شرکت پائی جاوی اور شرکت پائی نہیں گئی اور اگر اسنی تکبیر تحریمه ایسی حال میں کہی کہ رکوع سی نزدیک تہا تو اس صورت میں نماز ہی میں شامل
تکبیرة الافتتاح فی محض القیام ولم یوجد ومن اتی المسجد ووجد الامام فی السجدة او القعدة یلزم ان یکبر للافتتاح
یہہ ہی کہ تکبیر تحریمه خالص قیام میں ہو سو ہوئی نہیں اور جو شخص مسجد میں آیا دیکہا کہ امام سجدہ میں ہی یا قعدہ میں ہی تو لازم ہی کہ تکبیر تحریمه قیام خالص میں کہه کر
قائما ثم یبادر الی متابعة الامام فی السجدة او القعدة وان لم یکن تلك السجدة وتلك القعدة محسوبة من صلاته
پہر جلدی ہی واسطی متابعت امام کی سجدہ میں یا قعدہ میں شریک ہوجاوی اگرچہ وہ سجدہ اور وہ قعدہ اسکی نماز میں مجرا نہوگا
لکن یلزمه ان یکبر للافتتاح قائما ثم بادر الی متابعة الامام فی السجدة والقعدة وکثیر من الناس لا یفعلون کذلك
پر اسکو لازم یہہ ہی کہ تکبیر تحریمه قیام میں کہه کر جلدی سی سجدہ میں اور قعدہ میں امام کی متابعت کری اور اکثر لوگ ایسا نہیں کرتی
بل یجیٔ احدهم المسجد ویجد الامام فی السجدة او فی القعدة فیقف منتظرا اباه حتی یفرغ من السجدة او القعدة ویعود
بلکہ بعضا شخص مسجد میں آکر امام کو سجدہ یا قعدہ میں پاتا ہی تو اتنی دیر امام کا منتظر کہڑا رہتا ہی کہ سجدہ یا قعدہ سی فارغ ہوکر کہڑا ہو
الی القیام ثم یقتدی به فمن یفعل کذلك فانه یضیع علی نفسه اجرا کبیرا وثوابا کثیرا فاللازم له ان یکبر للافتتاح
پہر اوسکا اقتدا کرتا ہی سو جو شخص ایسا کرتا ہی تو اپنا بڑا ہی ثواب اور اجر عظیم کہوتا ہی اوسکو لازم یہہ ہی کہ کہڑی ہوئی تکبیر تحریمه کہه کر
قائما ثم یسارع الی متابعة الامام فی ای حال کان لما روی عن ابی هریرة انه علیه السلام قال اذا جئتم الی الصلوة
جلدی سی امام کی متابعت کری امام کسی ہی حال میں ہو اسواسطی کہ ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیه السلام نی فرمایا کہ جب تم نماز کی لئی آؤ
ونحن سجود فاسجدوا ولا تعدوها شیئا وروی عن ابن مسعود انه قال فی المسبوق المذکور لعله لا یرفع راسه حتی یغفر
اور ہم سجدہ میں ہوں تم ہی سجدہ کرو اور اوسکو کچہہ مجرا نہ سمجہو اور ابن مسعود سی روایت ہی کہ ایسی مسبوق کی حق میں کہتی تہی شاید کہ ابہی سر نہ اوٹہاویگا جو اسکو بخشدیگا
له ویکره للمقتدی ان یسارع الی الرکوع والسجود قبل الامام وان یرفع راسه من الرکوع والسجود قبل الامام لما روی عن
اور مقتدی کو مکروہ ہی کہ امام سی پہلی رکوع اور سجدہ میں جلد ہی چلا جاوی اور امام سی پہلی رکوع اور سجدہ میں سی سر اوٹہالی اسلئی کہ ابو ہریرہ سی
ابی هریرة انه علیه الصلوة والسلام قال انما جعل الامام لیؤتم به فلا تختلفوا علیه فاذا رکع فارکعوا واذا قال سمع الله لمن حمده
روایت ہی کہ نبی علیه الصلوة والسلام نی فرمایا امام اسہی واسطی مقرر ہوا ہی کہ اوسکی اطاعت کریں سو اوسکی خلاف نہ کرو جب وہ رکوع کری تو تم رکوع کرو اور جب وہ سمع الله لمن حمده کہی
فقولوا ربنا لك الحمد واذا سجد فاسجدوا وفی حدیث اخر انه علیه الصلوة والسلام قال ما یومن احدکم اذا رفع راسه
تو تم ربنا لک الحمد کہو اور جب وہ سجدہ کری تو تم سجدہ کرو اور ایک اور حدیث میں ہی کہ نبی علیه الصلوة والسلام نی فرمایا اگر کوئی تم میں سی امام سی پہلی رکوع اور سجدہ میں سی
من الرکوع والسجود قبل الامام ان یجعل الله راسه راس حمار ویجعل صورته صورة حمار وفی هذین الحدیثین وعید شدید
سر اوٹہالی تو اس عذاب سی اوسکو کیا بچاؤ ہی کہ الله تعالی اوسکا سر گدہی کا سا بنا دی اور اوسکی صورت گدہی کیسی پلٹ دی اور ان دو حدیثوں میں موافق بیان کرمانی کی
علی ما ذکره الکرمانی لان المسخ عقوبة لا تشبه سائر العقوبات فلذلك ضرب بها المثل لیتقی هذا الصنع ویحذر من
بڑا سخت وعید ہی اسلئی کہ صورت کا بدل دینا تمام عقوبات سی بڑہ کر ہی سو اسہیلئی اسکو ضرب المثل کیا تاکہ اس کردار سی بچیں اور باز رہیں اور جو شخص
دخل المسجد ووجد القوم قد شرعوا فی الصلوة یکره له ان یدخل فی خلال الصف ویصلی السنة مخالطا للصف فیخالفهم
مسجد میں آکر دیکہی کہ جماعت قوم کی شروع ہوگئی ہی اب اسکو مکروہ ہی کہ صف کی اندر کہسکر صف میں ملی ہوئی سنتیں پڑہنی لگی

في القيام والقعود والركوع والسجود بل السنة ان يصلي السنة في بيته وهو افضل او في خارج المسجد او خلف اسطوانة
پڑہی
بعد قیام اور قعود اور رکوع اور سجود مین اونکی مخالفت کئی جا بلکہ طریق مسنون یہی ہی کہ سنتین اپنی گہر میں پڑہی یہہ تو سب سی بہتر ہی یا مسجد سی باہر پڑہی یا ستونوں کی اوٹ مین

او ما اشبه ذلك في كونه حائلا لان الاتيان بها خلف الصف من غير حائل مكروه و في خلال الصف اشد كراهة و يكره
یا اسکی مانند کسی اور چیز کی اوٹ مین پڑہی اسلئی کہ سنتوں کا پڑہنا صف کی پیچہی بدون حایل ہونی کسی چیز کی مکروہ ہی اور صف کی اندر ملکر تو بہت ہی مکروہ ہی اور امام کو مکروہ ہی

للامام ان يثقل على القوم بالتطويل الزائد عن حد اقل السنة في القراءة والاذكار على وجه يحصل الملل للقوم لان
کہ قوم پر قرارت اور اذکار مین کم درجہ مسنون سی زیادہ بڑہاکر اتنا بوجہ ڈالی کہ قوم کو ملالت آنی لگی اسواسطی کہ اس صورت مین جماعت سی نفرت کرنی لگین گی

ذلك سبب للتنفير عن الجماعة والتنفير عن الجماعة يؤدي الى الحرمان لثواب الزائد على صلوة الفرد بسبع وعشرين درجة و
اور جماعت سی نفرت کرنی مین اوس ثواب سی محروم ہو جاوینگی جو اکیلی کی نماز پر ستائیس درجہ زیادہ ہوتا ہی اور

يكون مكروها لكن لا ينبغي ان ينقص عن قدر اقل السنة في القراءة والتسبيحات اللهم لانهم غير معذورين فيه وسنة القراءة
مکروہ ہوویگا لیکن یہہ نہین چاہئی کہ قرارت اور تسبیحات مین کم درجہ مسنون سی کہٹا دی یا الہی شاید اسواسطی کہ اونکو اسمین کوئی عذر نہین ہی اور فجر کی

في صلوة الفجر في الركعتين ادناها بعد الفاتحة اربعون اية واوسطها ستون اية واعلاها مائة اية لما روي انه عليه
نماز مین دونو رکعت کی اندر قرارت مسنون ادنی درجہ بعد سورۂ فاتحہ کی چالیس آیتین اور بیچکا درجہ ساٹہہ آیتین اور اعلی درجہ سو آیتین ہین اسواسطی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ

كان يقرأ في صلوة الصبح بعد الفاتحة مقدار اربعين اية او ستين اية او مائة اية واحيانا كان يقرأ سورة ق واحيانا
صبح کی نماز مین بعد سورہ فاتحہ کی تخمینا چالیس آیتین یا ساٹہہ آیتین یا سو آیتین پڑہا کرتی تہی اور بعضی دفعہ سورۂ ق پڑہتی تہی اور کبہی

كان يقرأ سورة الروم وقد ثبت على ما ذكر في سفر السعادة ان ابن عمر قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يامرنا بالتخفيف
سورۂ روم پڑہتی تہی اور ثابت ہو چکا ہی چنانچہ سفر السعادت مین مذکور ہی کہ ابن عمر کہتا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمکو تخفیف کی لئی فرمایا کرتی تہی

ويؤمنا بالصافات ويعلم من هذا ان قراءة والصافات من باب التخفيف الذي امر به النبي صلى الله عليه وسلم وادنى ما
اور آپ امامت مین والصافات پڑہتی اس سی معلوم ہوتا ہی کہ والصافات کا پڑہنا تخفیف مین داخل ہی جسکی لئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتی ہی اور رکوع

يحصل به السنة في تسبيحات الركوع والسجود ثلث لما روي انه عليه الصلوة والسلام قال اذا ركع احدكم فليقل
اور سجود کی تسبیحات مین ادنی درجہ سنت کا تین بار ہی اسواسطی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فرماتی تہی جب کوئی رکوع کری

ثلث مرات سبحان ربي العظيم وذلك ادناه واذا سجد فليقل سبحان ربي الاعلى ثلث مرات وذلك ادناه والمراد ادنى ما
تو تین بار سبحان ربی العظیم کہی اور یہہ ادنی مرتبہ ہی اور جب سجدہ کری تو تین بار سبحان ربی الاعلی کہی اور یہہ ادنی مرتبہ ہی اور مراد یہہ ہی کہ ادنی درجہ

يحصل به السنة ولذلك يكره النقص عن الثلث وان زاد على الثلث فهو افضل لان الثلث اذا كان الادنى فلا شك
جسمین سنت ادا ہو جاوی اور اسہی لئی تین بار سی کم کہنا مکروہ ہی اور اگر تین بار سی زیادہ کہی تو افضل ہی اسلئی کہ تین مرتبہ جب ادنی درجہ ٹہرا تو بیشک

ان الزيادة على الادنى تكون افضل لكن الامام لا يزيد على الثلث الا برضى الجماعة فاذا زاد برضاهم فالسنة ان يختم
ادنی مرتبہ پر زیادہ کہنا افضل ہوویگا پر امام تین بار سی زیادہ بدون مرضی جماعت کی نہ بڑہاوی پہر جب اونکی مرضی سی زیادہ بڑہا دی تو پہر مسنون یہہ ہی کہ طاق پر

على وتر وهو اما خمس او سبع لان الثلث لما كان الادنى وكان المستحب الايثار ناسب ان يكون الاوسط خمسا والاكمل
ختم کری اور وہ یا تو پانچ ہی یا سات اسلئی کہ تین مرتبہ جب ادنی ٹہرا اور ایثار بہرحال مستحب ہی تو مناسب ہوا کہ بیچکا درجہ پانچ دفعہ ہو اور کامل مرتبہ

سبعا ويكره للامام ان يعجلهم عن اكمال اقل السنة في تسبيحات الركوع والسجود وقراءة التشهد لكن لو رفع الامام راسه
سات دفعہ اور امام کو مکروہ ہی کہ جلدی کرکر قوم کو ادنی مرتبہ سنت کا رکوع اور سجود کی تسبیحات مین اور تشہد کی پڑہنی مین پورا نکرنی دی لیکن اگر امام رکوع اور سجود مین سی

من الركوع والسجود قبل ان يسبح المقتدي ثلثا فانه يتابع واما لو قام الامام من القعدة الاولى الى الركعة الثالثة قبل ان
اس سی پہلی سر اوٹہاوی کہ مقتدی تین بار تسبیح کہی تو مقتدی متابعت ہی کری ہان اگر امام قعدۂ اولی سی تیسری رکعت کی لئی اس سی پہلی کہڑا ہو جاوی

یتم

یتم المقتدی التشهد فانه یتمه ثم یقوم وان قام قبل ان یتمه یجوز وکذا لو سلم الامام فی القعدة الاخیرة قبل ان
کہ مقتدی تشہد پورا کری تو اب مقتدی تشہد پورا کری پھر کھڑا ہو اور اگر پورا کرنی سی پہلی کھڑا ہوجاوی تو بھی جایز ہی اور ایسی ہی اگر امام قعدۂ اخیرہ مین اس سی پہلی

یتم المقتدی التشهد فانه یتمه ثم یسلم وان سلم قبل ان یتمه یجوز ولو سلم الامام قبل اتیان المقتدی بالصلوة
سلام پھیر دی کہ مقتدی تشہد پڑھ کری تو اب مقتدی تشہد پورا کری پھر سلام پھیری اور اگر تشہد پورا کرنی سی پہلی سلام پھیر دی تو بھی جایز ہی اور اگر امام نی سلام اس سی پہلی پھیرا

والدعاء یتابعه لانها سنة بخلاف التشهد فانه واجب المجلس الخامس والخمسون فی بیان صلوة
اور دعا پڑھی تو اب امام کی متابعت ہی کری اسواسطی کہ یہہ سنت ہی برخلاف تشہد کی کہ یہہ واجب ہی مجلس پچپن نماز جنازہ

الجنازة وکیفیتها قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا صلیتم علی المیت فاخلصوا له الدعاء هذا الحدیث من حسان
اور اوسکی کیفیت کی بیان مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا جب تم مردہ پر نماز پڑھو تو اوسکی لئی خالص دعا کرو یہہ حدیث مصابیح کی حسن

المصابیح رواه ابو هریرة وقد ذکر فیه الصلوة علی المیت مع اخلاص الدعاء له فیها فلابد من معرفتها وهی فرض کفایة لقوله تعالی
حدیثون مین سی ہی ابوہریرہ کی روایت سی اور بیشک اسمین نماز جنازہ کا ذکر ہی کہ اوسمین مردہ کی واسطی خالص دعا ہو سو اوسکی معرفت ضروری ہی اور وہ بدلیل اس آیت کی فرض کفایہ ہی

وَصَلِّ عَلَيْهِمْ إِنَّ صَلَاتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ فانه تعالی امر بها فی هذه الایة فتکون فرضا وانما کانت فرضیتها علی الکفایة
اور نماز پڑھ اون پر بیشک تیری نماز اونکی لئی آسودگی ہی کیونکہ اللہ تعالی نی اوس نماز کا اس آیت مین امر فرمایا تو فرض ہوگئی اور اوسکی فرضیت علی الکفایہ اس لئی ہی

لان فی ایجابها علی الجمیع استحالة او حرجا فاکتفی بالبعض ولو کان واحدا لکن الافضل ان تکون بالجماعة ویقصد
کہ تمام خلق پر واجب کرنی مین تو بہت دشواری اور حرج ہی لاچار بعض پر اکتفا کیا گیا اگرچہ ایک ہی شخص ہو پر افضل یہہ ہی کہ نماز جنازہ جماعت سی ہو اور جتنی

کثرتهم لما روی عن ابن عباس انه علیه الصلوة والسلام قال ما من رجل یموت فیقوم علی جنازته اربعون رجلا
زیادہ ہو سو بہتر اسواسطی کہ ابن عباس کی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جو شخص مرجاوی پھر اوسکی جنازہ پر چالیس مرد مؤمن جو

لا یشرکون بالله شیئا الا شفعهم الله فیه وفی حدیث اخر روایة ام المؤمنین عائشة انه علیه الصلوة والسلام
کچھہ شرک نہین کرتی مین کھڑی ہون پھر اللہ اونکی شفاعت اوسکی حق مین مان ہی لیتا ہی اور ایک اور حدیث مین ام المؤمنین عائشہ کی روایت سی ہی کہ نبی علیہ الصلوة والسلام نی

قال ما من میت یصلی علیه امة من المسلمین یبلغون مائة کلهم یشفعون له الا شفعهم الله فیه وسبب
فرمایا جو مردہ کہ اوسپر ایک جماعت مسلمانون کی جو سو تک پہنچ جاوی نماز پڑھی وہ سب اوسکی شفاعت کرین تو اونکی شفاعت اوسکی حق مین اللہ قبول کرتا ہی اور وجوب

وجوبها للمیت لاضافتها الیه اذ یقال صلوة الجنازة وشرط صحتها شرائط الصلوة واسلام المیت وطهارته
اس نماز کا میت کی لئی اسواسطی ہی کہ میت کی طرف منسوب ہی کیونکہ صلوة الجنازہ کہلاتی ہی اور اسکی صحت کی لئی نماز کی سی شرطین ہین اور مردہ کا مسلمان اور پاک

وکونه امام المصلی ورکنها القیام عند عدم العذر واربع تکبیرات والدعاء الا ان الامام یتحمله عن المسبوق
اور نمازیون کی سامنی ہونا اور اس نماز کا رکن قیام ہی اگر کوئی عذر نہو اور چار تکبیرین اور دعا اتنا ہی کہ امام مسبوق کی طرف سی کافی ہوجاتا ہی

فانه اذا خشی ان ترفع الجنازة یترک الدعاء ویکتفی بالتکبیرات ولو ترک واحدة من هذه التکبیرات لا یجوز
یعنی جب یہہ خوف ہو کہ جنازہ اوٹھالینگی تو دعا موقوف رکھی اور تکبیرات ہی پر اکتفا کری اور اگر کوئی ان چارون تکبیرات مین سی ایک کو بھی ترک کردیگا تو اوسکی نماز

صلوته لکون کل تکبیرة منها قائمة مقام رکعة ولهذا قیل اربع کاربع الظهر ومحل الدعاء ینبغی ان یکون بعد
جایز نہوگی اسواسطی کہ اسمین ہر ایک تکبیر قایم مقام ایک ایک رکعت کی ہی اور اسیلئی کہا کرتی ہین یہہ چارون جیسی ظہر کی چارون اور دعا کا محل مناسب یہہ ہی کہ تین تکبیرون

ثلث تکبیرات لکون البدایة بالثناء علی الله تعالی ثم بالصلوة علی النبی صلی الله علیه وسلم سنة الدعاء وارجی
کی بعد ہو اسواسطی کہ اول اللہ تعالی کی ثنا پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود دعا کا طریقہ اور بڑا بھروسا

للقبول فیلزم ان یکون بعد التکبیرة الاولی الثناء علی الله تعالی کما فی سائر الصلوات وبعد التکبیرة الثانیة الصلوة
قبولیت کا ہی اس لئی لازم یہہ ہی کہ پہلی تکبیر کی بعد اللہ کی ثنا ہووی چنانچہ تمام نمازون مین ہوتی ہی اور دوسری تکبیر کی بعد نبی صلی اللہ علیہ پر

على النبي صلى الله عليه وسلم كما في ما بعد التشهد وبعد التكبيرة الثالثة الدعاء لنفسه وللميت ولسائر المؤمنين

درود ہووی جیسی تشہد کی بعد پڑھتی ہین اور تیسری تکبیر کی بعد دعا اپنی حق مین اور مردہ کی لئی اور تمام مؤمنین کی واسطی

وبعد التكبيرة الرابعة التسليم وليس بعدها دعاء سوى السلام لانه اوان التحلل وذلك بالسلام لا غير وينوي

اور چوتھی تکبیر کی بعد سلام اور اسکی بعد سوا سلام کی کوئی دعا نہین ہی اسلئی کہ اب وقت نماز سی فارغ ہونیکا ہی سوئی فقط سلام سی فارغ ہوتی ہین اور

به الميت مع القوم وصفة الدعاء ان يقول اللهم اغفر لحينا وميتنا وشاهدنا وغائبنا وصغيرنا وكبيرنا

سلام مین قوم سمیت مردہ کی نیت کری اور دعا یہہ پڑہی الہی بخشدی ہماری جیتی کو اور مردہ کو اور ہماری حاضر اور غائب کو اور چھوٹی اور بڑی کو

وذكرنا وانثانا اللهم من احييته منا فاحيه على الاسلام ومن توفيته منا فتوفه على الايمان وخص هذا

اور مرد اور عورت کو الہی ہم مین سی جسکو تو زندہ رکھی تو اوسکو اسلام پر زندہ رکھہ اور ہم مین سی جسکو تو موت دیوی تو اوسکو ایمان پر موت دی اور اس مردہ کو

الميت بالروح والراحة والرضوان اللهم ان كان محسنا فزد في احسانه وان كان مسيئا فتجاوز عنه

ساتہہ آرام اور راحت اور پسندیدگی کی خاص کر الہی اگر یہہ نیکوکار ہی تو اسکی بھلائی زیادہ کردی اور اگر گنہگار ہی تو اسکو معاف کر

ولقنه الامن والبشرى والكرامة والزلفى برحمتك يا ارحم الراحمين ويجوز غيره من الادعية اذ ليس له دعاء

اور اسکو امن اور بشارت اور بزرگی اور قربت اپنی رحمت سی عنایت کر ای سب سی زیادہ مہربان اور سوا اس دعا کی اور بہی دعائین جایز ہین اسلئی کہ اسمین کوئی دعا

معين وان كان الميت صبيا او مجنونا لا يستغفر لهما اذ لا ذنب لهما بل يقول بعد قوله ومن توفيته منا

معین نہین ہی اور اگر وہ میت بچہ ہو یا دیوانہ ہو تو انکی لئی آمرزش کی دعا نہین چاہئی اسواسطی کہ انکی حق مین کوئی گناہ نہین ہی بلکہ اس قول کی بعد من توفیته منا

فتوفه على الايمان اللهم اجعله لنا فرطا اللهم اجعله لنا اجرا وذخرا اللهم اجعله لنا شافعا ومشفعا برحمتك

فتوفه على الايمان یہہ دعا پڑہی الہی اسکو ہماری لئی میر منزل بنادی الہی ہماری لئی محنت کا پہل اور سامان بنادی الہی اسکو ہماری لئی سفارشی اور سفارش قبول کیا ہوا بنادی اپنی

يا ارحم الراحمين ومن جاء بعد ما كبر الامام للافتتاح لا يكبر بل يمكث حتى يكبر الامام الثانية فيكبر معه ويكون

رحمت سی ای سب سی زیادہ مہربان اور جو شخص ایسی وقت آوی کہ امام تکبیر تحریمہ کہہ چکا ہو تو یہہ ابہی تکبیر شروع کری بلکہ اتنی ٹہرا رہی کہ امام دوسری تکبیر کہی پس امام کی ساتہہ تکبیر کہی

هذا التكبير في حقه تكبيرة الافتتاح فيصير مسبوقا بتكبيرة فاذا سلم الامام يقضيها قبل ان ترفع الجنازة و

اور یہہ تکبیر اسکی حق مین بجای تکبیر تحریمہ کی ہوگی سو یہہ شخص بلحاظ اس تکبیر کی مسبوق ہوگا جب امام سلام پہیری تو اوسکو جنازہ کی اوٹہنی سی پہلی قضا کرلی اور

ان جاء بعد ما كبر الامام تكبيرتين لا يكبر حتى يكبر الامام الثالثة فيكبر معه فيصير مسبوقا بتكبيرتين فاذا سلم

اگر ایسی وقت آیا کہ امام دو تکبیر کہہ چکا ہی تو بہی اتنی تکبیر نہ کہی کہ امام تیسری تکبیر کہی اب اوسکی ساتہہ تکبیر کہی اب دو تکبیروں کا مسبوق ہووےگا پہر جب امام سلام پہیری

الامام يقضيهما قبل ان ترفع الجنازة وان جاء بعد ما كبر الامام ثلثا لا يكبر حتى كبر الامام الرابعة فيكبر معه فيصير

تو دونو تکبیرین جنازہ کی اوٹہنی سی پہلی قضا کرلی اور اگر ایسی وقت آیا کہ امام تین تکبیر سی فارغ ہو چکا تو بہی تکبیر نہ کہی اتنی کہ امام اونکی تکبیر کہی اب اوسکی ساتہہ تکبیر کہی سو یہہ شخص

مسبوقا بثلث تكبيرت فاذا سلم الامام يقضيهن متوالية بلا دعاء قبل ان ترفع الجنازة اذ لو رفعت قبل

تین تکبیروں کا مسبوق ہوگا پہر جب امام سلام پہیری تو تکبیرین پی درپی بغیر دعا کی جنازہ کی اوٹہنی سی پہلی قضا کرلی اسواسطی کہ اگر جنازہ تکبیرین پوری ہونی سی پہلی

تمامهن تبطل صلاته وان جاء بعد ما كبر الامام الرابعة فقد فاته صلوة الجنازة بخلاف من كان حاضر

اوٹہالین گی تو اوسکی نماز باطل ہوجاوےگی اور اگر ایسی وقت آیا کہ امام چوتہی تکبیر کہہ چکا تو اوسکی لئی جنازہ کی نماز فوت ہوئی برخلاف اوسکی جو حاضر صف مین

قائما بالصف ولم يكبر مع الامام لغفلته او لكونه مشغولا بالنية فانه يكبر ولا ينتظر تكبير الامام لانه

کہڑا ہو اور امام کی ساتہہ بسبب غفلت کی یا نیت کی مشغولی سی تکبیر نہ کہنی پایا سو یہہ شخص تکبیر کہی امام کی تکبیر کہنی کا منتظر نہ رہی کیونکہ یہہ شخص

بمنزلة المدرك لتلك التكبيرة اذ لا يمكنه ان يكبر معه الا بحرج وان لم يكبر الاولى حتى يكبر الامام الثانية

گویا اس تکبیر کا مدرک ہی اسواسطی کہ یہہ امام کی ساتہہ بدون حرج کی تکبیر نہین کہہ سکتا اور اگر اسنی تکبیر اولی نہ کہی اتنی کہ امام نی دوسری تکبیر کہدی

یکبر مع الامام ولا یکبر للاولی حتی یسلم الامام لانه لو کبر للاولی یکون قضاء والمسبوق لا یشتغل بقضاء ما قد سبق
تو اب امام کی شامل تکبیر کہی اور تکبیر اولی نہ کہی جبتک کہ امام سلام پہیری اسلئی کہ اگر اب تکبیر اولی کہیگا تو قضا ہو وی گی اور مسبوق کو گذشتہ کی قضا میں امام کی فراغت سی

قبل فراغ الامام وان لم یکبر حتی یکبر الامام اربعا یکبر هو للافتتاح قبل ان یسلم الامام واذا سلم الامام یکبر ثلاثا
پہلی نہ لگنا چاہیی اور اگر تکبیر اولی نہ کہی اتنی کہ امام نی چاروں پوری کردیں تو اب یہہ شخص امام کی سلام سی پہلی تکبیر افتتاح کہی اور جب امام سلام پہیری تو تینوں تکبیریں

متتابعا بلا دعاء قبل ان ترفع الجنازة وان کبر مع الامام التکبیرة الاولی ولم یکبر الثانیة والثالثة یکبرهما ثم یکبر
پی در پی بدون دعا کی جنازہ کی اوٹہنی سی پہلی کہوی اور اگر امام کی ساتہہ تکبیر اولی تو کہی دوسری اور تیسری تکبیر نہ کہی تو پہلی یہہ دو تکبیریں کہی پہر امام کی ساتہہ

مع الامام الرابعة وقال ابو یوسف من جاء بعد ما کبر الامام تکبیرة الافتتاح یکبر کما جاء ولا ینتظر التکبیرة الثانیة
چوتہی تکبیر کہی اور امام ابو یوسف کہتی ہیں جو شخص ایسی وقت آیا کہ امام تکبیر تحریمہ کہہ چکا تو آتی ہی تکبیر کہہ کر شامل ہو جاوی دوسری تکبیر کا منتظر نرہی

قال ابرهیم الحلبی فی شرح المنیة ویقوله ناخذ وان جاء بعد ما کبر الامام الرابعة یکبر للافتتاح قبل ان یسلم
ابراہیم حلبی منیہ کی شرح میں کہتا ہی اور ہمنی انکا ہی قول لیا ہی اور اگر ایسی وقت آیا کہ امام چوتہی تکبیر کہہ چکا تو امام کی سلام سی پہلی تکبیر افتتاح کہی

الامام واذا سلم یقضی ثلث تکبیرات عنده قال ابرهیم الحلبی وعلیه الفتوی ومن دفن قبل ان یصلی علیه یصلی
اور جب امام سلام پہیری تو تینوں تکبیریں قضا کری امام ابو یوسف کی نزدیک ابراہیم حلبی کہتا ہی اور اسی پر فتوی ہی اور جو مردہ نماز جنازہ سی پہلی دفن ہوگیا ہو تو اوسکی

علی قبره ما لم یتفسخ اقامة للواجب بقدر الامکان والمعتبر فی معرفة عدم تفسخه اکبر الرای علی الصحیح لانه
قبر پر نماز پڑہیں جبتک بکسا نہو تاکہ بقدر امکان واجب ادا ہو جاوی اور بکسنی اور نہ بکسنی کی باب میں صحیح مذہب پر غالب رای معتبر ہی اسلئی کہ یہہ حالت

یختلف باختلاف الازمان من الحر والبرد وباختلاف حال المیت من السمن والهزال واولی الناس بالامامة فی الصلوة
باعتبار اختلاف زمانہ گرمی اور جاڑی کی اور باعتبار اختلاف حال مردہ کی موٹاپی اور دبلی پن میں یکساں نہیں ہوتی اور نماز جنازہ کی امامت کی

علیه السلطان ان حضر ثم القاضی ثم امام الحی ثم الولی علی ترتیب العصبات فی الارث فان سبب العصوبة فیه
سلطان ہی اگر بروقت موجود ہو پہر قاضی پہر امام قوم کا پہر ولی ترتیب عصبات وراثت کی اعتبار سی بیشک سبب عصوبت کا ارث میں

اولا البنوة ثم الابوة ثم الاخوة ثم العمومة واذا انتهی الحق الیه یجوز له ان یاذن لغیره ان یصلی علیه ولیس لغیره
اول بنوت ہی پہر ابوت پہر اخوت پہر عمومت اور جب امامت کسیکا حق ٹہر چکی تو اوسکو اختیار ہی کہ امامت کی لئی اور کسیکو اجازت دیدی اور اور کسیکو

ان یصلی بغیر اذنه وان صلی غیره بغیر اذنه فله ان یعید ان شاء ولا یعید ما صلی علیه هو او من کان مقدما علیه من
یہہ اختیار نہیں ہی کہ اوسکی بی اجازت نماز پڑہا وی اور اگر غیر شخص نی بی اجازت نماز پڑہادی تو ولی کو اختیار ہی اگر چاہی تو آپ پہر پڑہ لی اور اگر ولی یا جو ولی سی

السلطان او غیره لا یصلی علیه غیره اذ بصلوة من هو اولی یتادی حق المیت ویسقط فرض صلوة الجنازة فلو صلی علیه غیره
سلطان وغیرہ نماز پڑہ چکا ہو تو اب کسیکو اختیار اعادہ کا باقی نہیں ہی اسواسطی کہ بسبب نماز پڑہنی ایسی کی جو واسطی ادا حق میت کی اولی ہی فرضیت نماز جنازہ کی ادا ہو چکی اب جو

بعده یکون نفلا والتنفل بها غیر مشروع ولهذا من صلی علیه مرة قبل اذن الولی لا یصلی علیه مرة اخری مع الولی ولو
بعد اوسکی اور کوئی نماز پڑہیگا تو نفل ہوگی اور نفل نماز جنازہ کی شرع سی ثابت نہیں ہی اور اسی لئی جو شخص ایک بار بدون اجازت ولی کی نماز جنازہ پڑہ چکا ہو تو دوسری دفعہ ولی کی

اوصی بان یصلی علیه فلان فالوصیة باطلة ولیس له ان یصلی علیه الا برضی ولیه وان لم یکن له ولی فالجیران اولی
اور اگر مردہ نی وصیت کی ہو کہ میری نماز جنازہ فلانا شخص پڑہادی تو یہہ وصیت باطل ہی اوس فلانی کو بدون رضامندی ولی کی اختیار نہیں ہی اور اگر میت کا کوئی ولی نہیں ہی تو ہمسایہ اولی ہیں

ویقوم الامام بحذاء صدر المیت ذکرا کان المیت او انثی لان الصدر اشرف الاعضاء فی البدن لکونه معدن القلب الذی
اور امام میت کی سینہ کی مقابل کہڑا ہو مردہ مرد ہو یا عورت ہو اسلئی کہ سینہ بدن میں سب اعضا سی اشرف ہی اسواسطی کہ سینہ میں دل ہی

فیه نور الایمان فیکون القیام بازائه اشارة الی ان الشفاعة له انما یکون لاجل ایمانه لیعفو ربه عن عصیانه
جسمیں ایمان کا نور ہوتا ہی اب اوسکی مقابل کہڑی ہونی میں یہہ اشارہ ہی کہ شفاعت اس مردہ کی اس ایمان کی واسطی ہی تاکہ اوسکی خطاؤں سی پروردگار درگذر کری

ولو وضعوا راس الميت مقابل يسار الامام يجوز لكن لو تعمدوه يكونون مسيئين ويستحب ان يصفوا ثلثة صفوف
اور اگر قوم نے میت کا سر امام کی بائیں ہاتھ کی متصل کر دیا تو جائز ہے پر اگر سب نے قصدا ایسا کیا تو سب خطاوار ہیں اور مستحب ہے کہ تین صفیں بناویں

حتی لو كانوا سبعة يتقدم احدهم للامامة ويقف ثلثة وراءه واثنان وراءهم وواحد وراءهما وافضل
یہانتک کہ اگر ہمراہی لوگ سات ہوں تو ایک شخص امامت کے لیے آگے بڑھے اور تین آدمی اوسکے پیچھے کھڑے ہوں اور دو اونکے پیچھے اور ایک ان دو کے پیچھے اور

الصفوف في صلوة الجنازة اخرها وفي سائر الصلوات اولها ولو جهز الميت صبيحة يوم الجمعة يكره تاخيره الى
نماز جنازہ کی تمام صفوں میں افضل پچھلی صف ہوتی ہے اور اور تمام نمازوں میں اول صف افضل ہے اور اگر جنازہ جمعہ کے دن صبح کے وقت تیار ہو گیا تو پھر جمعہ کے وقت تک تاخیر کرنے

وقت الجمعة ليصلي عليه جمع عظيم بعد الجمعة ولا يجوز الصلوة عليه عند طلوع الشمس وعند استوائها
تاکہ اوسپر جمعہ کے بعد انبوہ کثیر نماز پڑھے مکروہ ہے اور نماز جنازہ طلوع آفتاب کے وقت اور زوال کے وقت

وعند غروبها ان حضر قبل هذه الاوقات وان حضر فيها يجوز من غير كراهة لانها تودی كما وجبت لان
اور غروب کے وقت جائز نہیں ہے اگر جنازہ ان اوقات سے پہلے موجود ہو چکا ہو اور اگر انہی اوقات میں آیا ہو تو بلا کراہت جائز ہے اسلئے کہ جیسی واجب ہوئی ویسی ہے ادا ہوئے اسواسطے

الوجوب بالحضور وهو افضل والتاخير مكروه لقوله عليه السلام لا تؤخرن وذكر منها الجنازة ولو حضر بعد
کہ جنازہ کی موجود ہونے سے نماز واجب ہوتی ہے یہ افضل ہے اور تاخیر مکروہ ہے واسطے ارشاد نبی علیہ السلام کی دیر کر نکرنا اور انمیں جنازہ کو ذکر فرمایا اور اگر جنازہ بعد

غروب الشمس يبدأ بالمغرب ثم بصلوة الجنازة ثم بسنة المغرب وقيل يقدم سنة المغرب ايضا ويكره الصلوة على
غروب آفتاب کی موجود ہوا تو پہلی مغرب کے فرض پڑھیں پھر جنازہ کی نماز پڑھیں پھر مغرب کی سنتیں پڑھیں اور کوئی کہتا ہے مغرب کی سنتیں بھی پہلی پڑھیں اور جنازہ کی نماز مسجد میں

الجنازة في المسجد ان كانت الجنازة فيه وان كانت الجنازة والامام وبعض القوم خارج المسجد والباقي فيه
مکروہ ہے اگر جنازہ مسجد کے اندر ہو اور اگر جنازہ اور امام اور کچھ لوگ مسجد سے باہر ہوں اور باقی مسجد میں ہوں

لا يكره ولو كان الامام على غير طهارة والقوم على طهارة تعاد الصلوة لعدم صحتها واما لو كان الامام على طهارة
تو مکروہ نہیں ہے اور اگر امام بے وضو ہو اور تمام قوم باوضو ہو تو نماز دوبارہ پھر پڑھیں اسلئے کہ وہ نماز صحیح نہیں ہوئے اور اگر امام باوضو ہو

والقوم على غير طهارة فلا تعاد لان صلوة الامام صحيحة وبها يتم حق الميت ويسقط فرض صلوة الجنازة لعدم
اور قوم تمام بے وضو ہوں تو اعادہ نہیں ہے اسلئے کہ امام کی نماز صحیح ہو گئی ہے اور اسمیں میت کا حق ادا ہو گیا اور فرضیت نماز جنازہ کی ذمہ سے ساقط ہو گئی

كون الجماعة شرطا فيها وان لم يوجد من يصلي عليه من الرجال وصلت عليه النساء وحدهن جماعة يجوز
کیونکہ اس نماز میں جماعت شرط نہیں ہے اور اگر مردوں میں سے کوئی نماز پڑھنے والا میسر نہوا اور نری عورتوں نے جماعت کر کر نماز پڑھی تو جائز ہے

وان امت المرأة الرجال فيها لا تعاد لان صلوة الرجال وان كانت فاسدة لكن صلوتها صحيحة وبها يتم حق الميت
اور اگر عورت نے نماز جنازہ میں مردوں کی امامت کی تو اعادہ نہیں ہے اسواسطے کہ مردوں کی نماز اگرچہ فاسد ہوئی پر اوس عورت کی نماز تو صحیح ہوئی اور اسمیں میت کا حق پورا ہو گیا

ويتادى فرض صلوة الجنازة فلا تعاد لان تكرارها غير مشروع عندنا ومن ولد وظهر منه عند ولادته
اور نماز جنازہ کی فرضیت ادا ہو گئے پھر اعادہ نہوگا اسلئے کہ اسکا تکرار شرع میں ہماری نزدیک ثابت نہیں ہے اور جو بچہ پیدا ہووے اور پیدا ہوتے ہوئے

ما يدل على حيوته من رفع صوت او تحريك عضو يسمى ويغسل ويصلي عليه وان لم يظهر منه عند ولادته
کوئی نشان زندگی کا معلوم ہووے جیسے رونیکی آواز یا کسی عضو کا ہلانا تو اوسکا نام مقرر کرینگے اور نہلاوینگے اور نماز جنازہ پڑھینگے اور اگر پیدا ہوتے ہوئے

ما يدل على حيوته لا يصلي عليه واختلف في تسميته وغسله والمختار انه يسمى ويغسل ويدرج في خرقة
کوئی نشان زندگی کا ظاہر نہوا تو اوسپر نماز جنازہ نہ پڑھینگے اور اوسکی نام معین کرنیمیں اور نہلانے میں اختلاف ہے اور مختار یہ ہے کہ نام رکھیں اور نہلاویں اور کپڑے میں لپیٹ کر

ويدفن تكريما لبني ادم ولو سبي صبي ومات ان لم يسب معه احد ابويه يصلي عليه لكونه تبعا للسابي
واسطے تعظیم بنی آدم کی دفن کریں اور اگر لوٹ میں بچہ پکڑا آوے اور مر جاوے تو اگر اوسکے ساتھ اوسکا ماں باپ کوئی پکڑا نہیں آیا تو اوسپر نماز پڑھیں کیونکہ اب وہ گرفتار کرنیوالے کا

والدار وان سبى مع احد ابويه لا يصلى عليه لكونه كافرا تبعا لمن سبى معه من احد ابويه الا ان يقر هو بالاسلام وهو
یا ملک کا تابع ہے اور اگر وہ کسی ماں یا باپ کے ساتھ گرفتار ہوا ہے تو نماز نہ پڑھیں کیونکہ وہ ماں باپ میں سے جس کے ساتھ گرفتار ہوا ہے اوسکی تبعیت میں کافر ہے ہاں اگر وہ بچہ اسلام کا اقرار کرتا ہو اور
يعقل صفته المذكورة في قوله عليه الصلوة والسلام لجبريل عليه السلام حين ساله عن الايمان ان تؤمن بالله وملئكته وكتبه و
اسلام کی صفت جو اس حدیث میں مذکور ہے جانتا ہو کہ نبی علیہ السلام نے جبریل علیہ السلام سے جب اونہوں نے نبی علیہ السلام سے صفت ایمان کی پوچھی تو فرمایا کہ یقین کرے تو اللہ کا اور اوسکی
رسله واليوم الآخر وبالقدر خيره وشره او يسلم من سبى معه من احد ابويه فحينئذ يصلى عليه اذ قد جاء فيه الخبر ان الولد
رسولوں کا اور قیامت کے دن کا اور نیک و بد کی اندازہ کرنیکا یا اوسکا ماں یا باپ جسکے ساتھ وہ گرفتار ہوا ہے مسلمان ہو جاوے تو اوسپر نماز پڑھیں اسلئے کہ اس باب میں حدیث ہے کہ بچہ
يتبع خير الابوين دينا وان مات في دار الاسلام بعد موت ابيه فيها لا يصلى عليه لتقرب التبعية بموت ابيه ومن مات في السفينة
ماں باپ میں سے باعتبار دین کے اچھے کا تابع ہوتا ہے اور اگر وہ بچہ دار الاسلام میں بعد مرنے اپنے باپ کے دار الاسلام میں مر گیا تو اوسپر نماز نہ پڑھیں کیونکہ باپ کی موت سے ایسی تبعیت قریب ہے اور جو شخص جہاز میں مر جاوے
ولم يكن في قربها ارض يغسل ويكفن ويصلى عليه ويلقى في البحر ومن قتل في حد او قصاص يغسل ويصلى عليه لما روى ان ماعزا
اور کہیں قریب جوار میں زمین نہ ملے تو غسل دیکر اور کفنا کر اور نماز پڑھ کر دریا میں ڈالدیں اور جو شخص حد یا قصاص میں مارا جاوے تو اوسکو نہلا دیں اور اوسپر نماز پڑھیں کیونکہ روایت ہے کہ ماعز کو
لما رجم جاء عمه الى النبي صلى الله عليه وسلم فقال يا رسول الله قتل ماعز كما يقتل الكلاب فما تامرني اصنع به فقال النبي عليه الصلوة
جب رجم کیا تو اوسکے چچا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر پوچھا کہا یا رسول اللہ ماعز کتّی کی موت مارا گیا اب جو حکم ہو سو کروں پس نبی علیہ الصلوۃ
والسلام لا تقل هذا لانه تاب توبة لو قسمت على اهل الارض لوسعتهم اذهب فاغسله وكفنه وصل عليه ومن يقتل من
والسلام نے فرمایا یہہ مت کہہ کیونکہ اوسنے تو ایسی توبہ کی ہے اگر تمام روی زمین کی باشندوں پر تقسیم کریں تو سب کو کافی ہو جا اوسکو نہلا اور کفن دے اور نماز پڑھ اور جو شخص
البغاة وقطاع الطريق لا يغسل ولا يصلى عليه لما روى ان عليا رضي الله عنه لم يغسل البغاة ولم يصل عليهم فقيل له اهم
باغیوں میں سے یا رہزنوں میں سے مارا جاوے تو نہ غسل دیں اور نہ اوسپر نماز پڑھیں کیونکہ روایت ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے نہ باغیوں کو غسل دیا اور نہ نماز پڑھی پھر کسی نے اون سے پوچھا کیا
كفار فقال لا بل هم بغوا علينا اشار الى انه انما ترك غسلهم والصلوة عليهم لبغيهم ليكون عقوبة لهم وزجرا لغيرهم قيل هذا
یہہ لوگ کافر ہیں جواب دیا نہیں بلکہ یہہ ہم سے باغی ہیں یہہ اشارہ ہے کہ انکا غسل اور نماز بغاوت کے لیے ترک ہوئی ہے تاکہ انکو سزا اور اوروں کو خوف ہو کوئی کہتا ہے کہ
في حق من يقتل في حال المحاربة قبل ان تضع الحرب اوزارها الا لمن يقتل بعد ثبوت يد الامام عليه فانه يغسل ويصلى عليه قال
یہہ سزا اوس باغی کی حق میں ہے جو عین جنگ میں لڑائی موقوف ہونے سے پہلے مارا جاوے اوسکی سزا نہیں ہے جو بعد قابض ہونے امام کے مارا جاوے ایسی کو غسل بھی دیں اور نماز بھی پڑھیں زیلعی
الزيلعي هذا التفصيل حسن اخذ به الكبار من المشائخ ومشائخنا جعلوا حكم المقتولين بالمعصية حكم اهل البغي وكذلك حكم
کہتا ہے یہہ فرق خوب ہے اسکو بڑی بڑی مشائخ نے اختیار کیا ہے اور ہماری مشائخ نے معصیت کے مقتولوں کو ف باغیوں میں داخل کیا ہے اور ایسے جو شخص
الواقفين الناظرين اليهم اذا اصابهم حجر او سهم وماتوا في تلك الحالة لا يصلى عليهم وان ماتوا بعد تفرقهم يصلى عليهم ومن يقتل
کھڑے ہو کر باغیوں کا تماشا دیکھے اگر اوسکی پتھر یا تیر جا لگی اور اسی حالت میں مر جاوے تو اسپر بھی نماز نہ پڑھیں اور اگر بعد چلے جانیکے مری تو اوسپر نماز پڑھیں اور جو شخص اپنے
نفسه عمدا يصلى عليه عند ابي حنيفة ومحمد وهو الاصح لانه وان كان باغيا على نفسه الا انه غير ساع في الارض بالفساد
تئیں عمداً آپ قتل کرے طرفین کی نزدیک اوسپر نماز پڑھیں اور یہی صحیح ہے اس واسطے کہ اگرچہ یہہ شخص اپنی جان پر باغی ہے پر اوسنے ملک میں کچھ فساد نہیں پھیلایا
بل هو فاسق كسائر فساق المسلمين ومن يقتله السبع او يحترق بالنار او يتردى من الجبل او يموت تحت هدم يغسل ويصلى عليه
بلکہ فاسق ہے جیسے اور مسلمان فاسق ہوتے ہیں اور جسکو درندہ پھاڑ ڈالے یا آگ میں جل جاوے یا پہاڑ پر سے گر کر ہلاک ہووے یا مکان تلے دب مرے تو اوسکو نہلا دیں اور نماز پڑھیں
ومن يقتله اهل الحرب او اهل البغي او قطاع الطريق ولم يكن جنبا لا يغسل لكونه شهيدا بل يصلى عليه ويدفن بدمه وثيابه التي
اور جسکو حربی لوگ یا باغی یا رہزن مار ڈالیں اور وہ جنب نہو تو اوسکو غسل نہ دیں اسلئے کہ وہ شہید ہے بلکہ اوسکو نماز پڑھکر خون آلودہ دفن کریں اور کپڑوں میں سے جو کفن کی جنس
قتل فيها الا ما ليس من جنس الكفن كالفرو والحشو والخف والقلنسوة فان كان ما عليه من الثياب ناقصا عن كفن السنة يزاد عليه
جنہیں قتل ہوا ہے بجز اوسکے جو کفن کی قسم کا نہو جیسے پوستین اور رُوئی بھرا کپڑا اور موزہ اور ٹوپے اور اگر اوسکے بدن کی کپڑے مقدار کفن مسنون سے کمتر ہوں تو زیادہ کردیں

وان کان زائدا ینقص منه مراعاة للسنة ولا یصلی علی عضو الا اذا کان فی حکم الکل بان یوجد اکثر المیت او

اور اگر بڑھتی ہو تو واسطی رعایت سنت کی کم کردین اور مقتول کی عضو پر نماز نہین ہی مگر جب ہی کہ وہ عضو کل کی حکم مین ہو اسطور کہ آدہی سی زیادہ ہو یا

نصفه مع راسه بخلاف ما لو وجد رٲسه او نصفه مشقوقا بالطول فانه لا یغسل ولا یصلی علیه والمصلوب

سر سمیت آدہا ہو برخلاف اوس مقتول کی جسکا فقط سر ہی ہاتھ آوی یا آدہا طول کی جانب سی چرا ہوا ایسیکی لئی نہ غسل ہی اور نہ نماز اور سولی دیا ہوا

یترك علی خشبته ثلثة ایام عقوبة له وزجرا لغیره ثم لما تم له ثلثة ایام یخلی بینه وبین اهله لیدفنوه ولو

تین دن تک سولی پر لٹکا رہی اوسکی یہی سزا ہی اور اوروں کی لئی خوف پہر جب تین دن پوری ہو جاوین تو اوسکی وارثون کو اجازت دین تاکہ اوسکو دفن کرین اور اگر

مات کافر ولم یکن له ولی من الکفار وله قریب مسلم یغسله القریب المسلم ویدفنه لما روی ان علیا لما مات ابوه

کوئی کافر مر جاوی اور اوسکا کوئی کافر وارث نہو اور اوسکا سگا مسلمان ہو تو وہی مسلمان اوسکو غسل دی کر دبا دی کیونکہ روایت ہی کہ علی جب اونکا باپ مرگیا

جاء الی النبی صلی الله علیه وسلم فقال یا رسول الله ان عمك الضال قد مات فقال له النبی صلی الله علیه وسلم

تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پاس آئی عرض کیا یا رسول اللہ آپکا چچا گمراہ مرگیا آپ نی فرمایا

اذهب فاغسله وکفنه وواره لکن لا یغسل کغسل المسلم بل یصب علیه الماء ویغسل غسل الثوب النجس من

جا اوسکو نہلا اور کفنا کر داب دی پر اوسکو مسلمانون کی طرح نہ نہلا وین بلکہ اوسپر پانی بہا دین جیسی گندہ کپڑی کو دہوتی ہین

غیر وضوء ولا بدایة من التیامن ویلف فی خرقة من غیر مراعاة سنة الکفن ویحفر حفرة من غیر لحد ویلقی فیها

نہ تو وضو کرائین اور نہ دہنی طرف سی شروع کرین پہر کپڑی مین لپیٹین کفن مین کچھ رعایت سنت کی نہ کرین اور گڑہا بدون لحد کی کہود کر ڈالین

ولا یوضع ویجوز دفعه الی اهل دینه وان کان له ولی من الکفار لا ینبغی للمسلم ان یتولی امره بل یخلی بینه وبینهم

اور مردہ کی طرح نہ اوتارین اور جایز ہی کہ اوسکا لاشہ اوسکی ملت والون کو حوالہ کردین اور اگر کفار میں سی کوئی اوسکا وارث ہو تو اب مسلمان کو نہین چاہی کہ اوسکی کاروبار کا ذمہ دار ہو

لیصنعوا به ما یصنعون بموتاهم هذا اذا لم یکن کفره بالارتداد واما اذا کان کفره بالارتداد فلا یدفع الی اهل

وہ جسطور ایسی مردون کو کرتی ہون سو اوسکو کرین یہہ جب ہی کہ اوسکا کفر ارتداد کا نہو اور اگر وہ مرتد ہو کر کافر ہوا ہی تو اوسکی ملت والون کو جنکی دین میں

الدین الذی انتقل الیه بل یلقی فی حفرة کالکلب بلا غسل ولا کفن یسرنا الله تعالی النجاة من زوال الایمان بلطفه وکرمه

ملگیا ہی نہ دیوین بلکہ کتی کی مثال بی غسل اور بی کفن کہڑی مین ڈالدین الٰہی ہمکو زوال ایمان سی بچا اپنی لطف وکرم سی آسان کر

## المجلس السادس والخمسون فی بیان قوله علیه السلام من کان اخر کلامه

مجلس چھپن اس حدیث کی بیان مین جسکی آخر کلام

## لا اله الا الله دخل الجنة

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من کان اخر کلامه لا اله الا الله

لا اله الا اللہ ہی وہ جنتی ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا جسکا پچھلا بول لا اله الا الله ہو

دخل الجنة هذا الحدیث من حسان المصابیح رواه معاذ بن جبل ومعناه ان کل من کان اخر کلامه عند الموت

وہ جنتی ہی یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثون مین ہی معاذ بن جبل کی روایت سی اور معنی یہہ ہین کہ جسکا آخر کلام مرتی وقت کلمہ توحید ہو

کلمة التوحید یدخل الجنة اما قبل ان یعذب بعفو ذنوبه او بعد ان یعذب بقدر ذنوبه فعلی هذا کل من

وہ جنت مین داخل ہوگا یا تو بی عذاب اگر خطائین معاف ہوئین یا گناہون کی برابر عذاب بہگت کر اس بیان کی موافق

یئس من حیاته ینبغی له ان یکثر الاستغفار ویتوب عن ذنوبه ویستحضر فی ذهنه ان هذا اخر اوقاته

جسکو توقع زیست کی نرہی تو اوسکو چاہی کہ استغفار بہت کیا کری اور اپنی گناہوں سی توبہ کری اور اپنی دل مین یہی خیال رکہی کہ دنیا مین سی میرا یہہ ہی وقت آخر ہی

من الدنیا ویجتهد ان یختمها بخیر ویسارع فی قضاء دینه لئلا یبقی فی قبره مرتهنا بدینه کما اخبر به النبی علیه الصلوة والسلام

اور یہہ ہمت کری کہ اوسوقت کو خیر پر تمام کری اور جلدی سی اپنا قرض ادا کری تاکہ قبر کی اندر قرض مین الجہا نہ پڑا رہی چنانچہ حدیث مین آیا ہی

وقال نفس المؤمن معلقة بدینه حتی یرضی عنه ویبادر فی اداء سائر الحقوق الی اهلها من رد المظالم والودایع والعواری
فرمایا مؤمن کی جان قرض مین الجھی رہتی ہی جبتک قرض خواہ راضی ہووی اور جلدی سی تمام حقداروں کی حق ادا کردی ناحق لیا ہوا پھیردی اور امانتین اور مانگی ہوئی چیزین
واستحلال اهله من زوجته ووالدیه واولاده وغلمانه وجیرانه واصدقائه وکل من کان معه معاملة او صحبة
اور اپنی اہل سی یعنی اپنی بیوی اور ماں باپ اور اولاد اور غلاموں اور ہمسایوں اور دوستوں سی اور جسکی ساتھ کچھ معاملہ ہوتا ہو یا ہمنشینی ہو حق معاف کرالی
ویوصی بما لا یتمکن من ادائه فی الحال حتی لو کان علیه حق من حقوق الله تعالی کالصلوة والزکوة والصوم والحج
اور جو حق کہ بالفعل ادا نہین ہو سکتا اوسکی وصیت کردی یہانتک کہ اگر اوسکی ذمہ حقوق اللہ ہوں جیسی نماز اور زکوٰۃ اور روزی اور حج وغیرہ
وغیرها یجب علیه ان یوصی لهذه الحقوق بثلث ماله ان احتیج الیه وان لم یکن علیه حق من هذه الحقوق لا
تو اوسپر واجب ہی کہ واسطی ادا ان حقوق کی تہائی مال مین سی وصیت کردی اگر مال کی حاجت ہووی اور اگر اوسکی ذمہ ایسی حقوق نہین ہین تو اوسپر اور کوئی
یجب علیه الوصیة بل ینبغی له ان ینظر الی حال الورثة فانهم ان کانوا صغارا فالافضل له ترک الوصیة وکذلک
کوئی وصیت واجب نہین ہی بلکہ اوسکو یہہ چاہئی کہ ورثہ کی حال کو لحاظ کری کیونکہ اگر ورثہ بچی ہین تو افضل یہہ ہی کہ وصیت نکری اور ایسی ہی
لو کانوا کبارا وهم فقراء ولا یستغنون بحصتهم من الترکة کان ترک الوصیة افضل له وان کانوا اغنیاء او یستغنون
اگر بالغ ہوں لیکن ایسی محتاج کہ ترکہ مین سی اپنا اپنا حصہ لیکر بھی غنی نہو دین تو بھی وصیت نکرنی افضل ہی اور اگر غنی ہوں یا ترکہ مین سی
بحصتهم من الترکة فالافضل له ان یوصی باقل من الثلث فیما هو طاعة لا معصیة فیه فیبدأ بمن لیس بوارث من اهل قرابته
اپنا اپنا حصہ لیکر غنی ہو جاوین تو اب افضل یہہ ہی کہ تہائی مال سی کم کی ایسی وصیت کری جو طاعت ہو اوسمین کوئی معصیت نہو پھر اپنی قرابتیوں مین سی ایسی سی شروع کری
ان کانوا فقراء وان لم یکونوا فقراء بل کانوا اغنیاء فبالجیران وقدر الاستغناء عند ابی حنیفة علی ما ذکر فی قضایا الخلاصة والبزازیة اربعة
اگر وہ محتاج ہوں اور اگر وہ محتاج نہوں بلکہ غنی ہوں تو ہمسایوں سی شروع کری اور مقدار استغنا کی امام ابو حنیفہ کی نزدیک موافق اوسکی جو خلاصہ اور بزازیہ کی وصایا مین مذکور ہی
لکل وارث بعد الوصیة اربعة الاف وعن الفضلی عشرة الاف وبعد الوصیة ینبغی له ان یحسن
کہ وصیت ادا کرکر چارہزار ہر یک وارث کی لئی بچ رہین اور فضلی سی یہہ روایت ہی کہ دس ہزار بچتی رہین اور وصیت کرنی کی بعد چاہئی کہ اپنا گمان
ظنه بالله تعالی بانه یرحمه ویغفر ذنوبه ویستحضر فی ذهنه انه حقیر فی مخلوقاته تعالی
جناب الہی مین درست کری کہ مجھ پر اللہ رحمت ہی کریگا اور میری گناہ معاف ہی کریگا اور اپنی دل مین یہہ خیال کری کہ اوسکی مخلوقات مین سب سی کمینہ ہوں
وانه تعالی غنی عن عذابه وطاعته وینبغی له ان یکون مشغولا بقراءة ایات من القران العظیم فی الرجاء
اور اللہ تعالی کو میری عذاب اور طاعت کی کچھ پروا نہین ہی اور چاہئی کہ قرآن شریف کی وہ آیات جنمین رجا اور امیدواری ہی پڑہی
او یقرأها غیره عنده وهو یسمع وکذلک یستقرئ احادیث الرجاء او یقرأ غیرها عنده و
یا اوسکی پاس اور لوگ پڑہین یہہ سنتا رہی اور ایسی ہی رجا کی حدیثین پڑہی یا اور لوگ اوسکی پاس پڑہین اور
هو یسمع وحکایات الصالحین واثارهم عند الموت وینبغی له ان یحافظ علی الصلوات الخمس و
یہہ سنتا رہی اور صلحاء کی قصی اور اونکی مرتی دم کی حالات سنی اور اوسکو چاہئی کہ پنجگانہ نماز کی اور
غیرها من وظائف الدین بقدر طاقته فانه اذا عجز عن القیام فی الصلوة یصلی
سوائی اوسکی اور وظائف دین کی طاقت کی موافق محافظت کئی جاوی بیشک اگر وہ نماز مین قیام سی تنگ رہی
قاعدا برکوع وسجود وان لم یقدر علی الرکوع والسجود یصلی بالایماء قاعدا ویجعل سجوده
تو بیٹھکر رکوع اور سجود کی ساتھ پڑہی اور اگر رکوع اور سجود کی قدرت نہو تو بیٹھکر اشارہ سی پڑہی اب سجدہ کو بہ نسبت رکوع کی
اخفض من رکوعه لیحصل الفرق بینهما وان لم یقدر علی القعود یصلی بالایماء
پست کری تاکہ دونوں مین فرق رہی اور اگر بیٹھنی کی قدرت نہو تو کروٹ پر پڑا ہوا اشارہ سی پڑہی

مضطجعا او مستلقيا لان الطاعة بحسب الطاقة لقوله تعالى لا يكلف الله نفسا الا وسعها ويجتنب النجاسات ما استطاع
پاچت لیٹکر اسلئی کہ طاعت بقدر طاقت ہوتی ہی اس آیت سی تکلیف نہیں دیتا اللہ کسی کو مگر جو اوسکی گنجایش ہے اور گندگی سی جہانتک ہو سکی بچی

حتى اذا عجز عن استعمال الماء يصلي بالتيمم واذا كان على بدنه او ثوبه او موضع صلوته نجاسة وعجز عن ازالتها يصلي معها
یہانتک کہ اگر پانی استعمال نکر سکے تو تیمم سی نماز پڑہی اور اگر اوسکی بدن پر یا کپڑی پر یا نماز کی جگہہ پر گندگے ہو اور پاک نکر سکے تو ویسی ہی نماز پڑہ لے

ولا يترك الصلوة ولا يؤخرها عن وقتها ما دام عقله ثابتا خوفا من حضور اجل بغتة وقد حصل منه التقصير في اتيان
نہ تو نماز کو بالکل قضا کری اور نہ وقت سی تاخیر کری جب تک کہ اوسکی عقل قایم ہو کیونکہ یہہ خوف ہی کہ ناگاہ موت ایسی وقت نہ آجاوی کہ بقدر طاقت

ما وجب عليه بقدر استطاعته وليحذر من التساهل في ذلك اذ من اقبح القبائح ان يكون اخر عهده من الدنيا التي
واجبات کی ادا کرنی سی قاصر ہو اور اسوقت مین سستی سی بچا کری کیونکہ یہہ بڑی قباحت ہی کہ دنیا مین جو

هي مزرعة الاخرة التفريط فيما وجب عليه او ندب اليه وليجتهد في ختم عمره باكمل الحالات ويوصي اهله واصحابه
آخرت کا کہیت ہی اسکی آخری وقت مین واجبات یا مستحبات کی ادا کی کوتاہی پائی جاوی اور چاہیئے کہ اپنی عمر کو اچہی سی اچہی حالت پر تمام کری اور اپنی اہل اور اصحاب کو

بالصبر والاحتمال على ما يصدر منه في مرضه ويوصيهم بالصبر وترك البكاء عليه ويقول لهم قد صح انه عليه الصلوة
اوس چیز کا تسہار جو اوس سی بیماری مین واقع ہوں صبر و تحمل کی وصیت کرے اور وصیت کری کہ صبر کرنا رونا پیٹنا نہیں اور اسطور پند کری کہ صحیح روایت ہی کہ نبی علیہ السلام

والسلام قال الميت يعذب ببكاء اهله عليه فاياكم يا احبائي والسعي في اسباب عذابي ويوصيهم ايضا باجتناب
نی فرمایا ہی میت کو اوسکی اہل کی رونی سی عذاب ہوتا ہی سو یارو میری عذاب مین سعی کرنی سی بچیو اور یہہ وصیت کری کہ ماتم مین

ما جرت به العادة من البدع في الجنائز ويؤكد عليهم ذلك وينبغي له ان يقول في وقت بعد وقت متى رايتم مني تقصيرا
جو جو بدعات رسم ہو رہی ہین ہرگز نکرنی چاہیین اور خوب تاکید کردی اور چاہیئے کہ دم بہ دم یہہ سمجہاتا رہی جب تمکو میرا کوئی قصور

في شيء فنبهوني عليه برفق فاني معرض للغفلة والكسل والاهمال واذا قصرت فنشطوني وعاونوني على اهبة سفري
معلوم ہو تو مجہکو نرمی سی جتادیا کرو کیونکہ مین اب غفلت اور کاہلی اور سستی مین مبتلا ہون اور جب مجہسی کوئی قصور ہو تو مجہکو بچاؤ اور اس سفر کی سامان پر تیار کرو

هذا فاذا حضر الموت يوجه نحو القبلة على شقه الايمن قال الزيلعي والمختار في زماننا ان يلقى على قفاه وقدماه
پہر جب دم نکلنے لگے تو داہنے کروٹ پر اوسکا مونہہ قبلہ کی طرف پہیر دین زیلعی کہتا ہی مختار اس زمانہ مین یہہ ہی کہ چت لٹا کر اوسکے پانو

الى القبلة ويرفع راسه قليلا ليكون وجهه الى القبلة دون السماء وانما اختير ذلك وان كان الاول سنة لكونه
قبلہ کی طرف کرکر کچہہ تہوڑا سا اوسکا سر اوبہار دین تاکہ اوسکا مونہہ قبلہ کیطرف ہو جاوی آسمان کی طرف نرہی یہہ اسلئی مختار ٹہیرا ہے اگرچہ صورت اول مسنون ہی کہ

ايسر لخروج الروح ويلقن الشهادة لانه موضع يتعرض الشيطان فيه لافساد اعتقاده فيحتاج الى مذكر ومنبه على
واسطی نزع روح کی آسان ہی اور کلمہ شہادت تلقین کرین کیونکہ اس وقت شیطان اوسکا اعتقاد خراب کرنیکو لپٹا رہتا ہے سو اب توحید یاد دلانی والی کے

التوحيد وكيفية التلقين ان يذكر عنده كلمة التوحيد ولا يؤمر بها مخافة ان يضجر ويردها لكون الحال صعبا
حاجت ہی اور تلقین کا طریقہ یہہ ہے کہ اوسکو سنا کر کلمہ توحید پڑہین اور اوسکو نہ کہین کہ کلمہ پڑہ یہہ خوف ہی کہ دل تنگ ہو کر رد کردی کیونکہ اوسپر سختی کا

عليه واذا قالها مرة لا تعاد عليه الا ان يتكلم بكلام اخر فحينئذ يلقن مرة اخرى حتى يكون اخر كلامه كلمة التوحيد
وقت ہی اور جب وہ ایک بار بہی پڑہ لی تو پہر اوسپر اعادہ نکرین ہان اگر اوسکی بعد اور بات چیت کی ہو تو اب دوبارہ تلقین کرین تاکہ اوسکے آخر کلام کلمہ توحید ہو

واما التلقين بعد الموت فقد اختلفوا فيه فقيل يلقن لظاهر ما روى عن ابي سعيد الخدري انه عليه الصلوة والسلام
اور بعد موت کی جو تلقین کرتی ہین اوسمین اختلاف ہی کوئی کہتا ہی تلقین کرنا چاہیئی باعتبار ظاہر مضمون اس حدیث کی کہ ابوسعید خدری کہتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے

قال لقنوا موتاكم لا اله الا الله وقيل لا يلقن لعدم الفائدة فيه بعد الموت لانه ان مات مؤمنا لا يحتاج الى التلقين
فرمایا اپنی موتا کو لا اله الا الله تلقین کیا کرو اور کوئی کہتا ہی تلقین نکرین کیونکہ بعد موت کی اس مین کچہہ فائدہ نہین اسلئی کہ اگر وہ ایمان سمیت مرا تو اب تلقین کیا حاجت ہے

وان

وان مات کافرا لا یفید التلقین وما ذکر من الحدیث فالجواب عنه ان المراد بالموتی هم الذین حضرهم الموت وقرب
اور اگر کافر مرا ہی تو اوسکو تلقین سی کیا فایدہ اور یہہ حدیث جو مذکور ہوئی تو اوسکا جواب یہہ ہی کہ موتا سی مراد وہ آدمی ہین جو نزع کی حالت مین ہین اور کوئی

موته ولا ینهی عنه واذا مات یغمض عیناه ویشد لحیاه بعصابة عریضة من فوق راسه لان فیه تحسین اذ لو ترک علی
ایسا ہی نہ تو تلقین کرنیکو امر کرین اور نہ منع کرین اور جب مر جاوے تو دونون آنکھین اوسکی بند کردین اور دونو جبڑے جو ڑطی پٹی سر سے باندہ دین کیونکہ اسمین خوبصورتی ہی اسلئے کہ اگر اوسکو

الحال یبقی فظیع المنظر ولا یؤمن من دخول الهوام فی جوفه والماء عند غسله ویلین اطرافه ویوضع علی بطنه حدید
اسی حال پر چھوڑ دین تو بدصورت ہونیکا اور کیڑے مکوڑے اوسکے پیٹ مین گھس جاوینگے اور نہلاتے ہوئے پانی بہر جاوے اور اوسکے ہاتہہ پانو کو سیدہے کردین اور پیٹ پر لوہا رکہدین

لئلا ینتفخ ویقول مغمضه بسم الله وعلی ملة رسول الله اللهم یسر علیه امره وسهل علیه ما بعده واسعده بلقائک واجعل
تاکہ پہول نجاوے اور آنکہین بند کرنیوالا یہہ پڑہے بسم الله وعلی ملة رسول الله یعنی اللہ کے نام اور رسول کے دین پر الٰہی اسپر اسکا حال آسان کر اور اسپر اسکا مابعد سہل کر اور اسکو اپنی دیدار سے سعادتمند کردے اور اسکے

ما خرج الیه خیرا مما خرج عنه ویکره قراءة القران عنده حتی یغسل ثم ان غسله شریعة قدیمة لما روی ان ادم النبی علیه
لئے وہ منزل جہان جاتا ہے اوس سے بہتر کر جہان سے نکلتا ہے اور اوسکے پاس قرآن پڑہنا مکروہ ہے جبتک نہلا چکین پہر نہلانا قدیمی طریقہ ہے اسواسطے کہ روایت ہے کہ آدم نبی

الصلوة والسلام لما قبض نزل جبریل علیه السلام بالملئکة وغسلوه وقالوا لولده هذا سنة موتاکم والمراد بالسنة المذکورة
علیه السلام جب موے تو جبریل علیه السلام فرشتون کو لیکر آیا اور اونکو نہلا کر اونکی بیٹی سے کہا یہہ تمہاری موتا کی سنت ہے اور سنت سے اسجگہہ

ههنا الطریقة لان غسله واجب عملا بکلمة علی فی قوله علیه الصلوة والسلام للمسلم علی المسلم ستة حقوق ومن
طریقہ مراد ہی نہین تو میت کا غسل واجب ہے بلحاظ حرف علی کے جو اس حدیث مین واقع ہوا ہے مسلمان کی حقوق مسلمان پر چھہ ہین اونمین سے

جملتها ان یغسله بعد موته لکن اذا قام به البعض سقط عن الباقین لحصول المقصود فاذا ارید غسله یوضع علی سریر
ایک یہہ ہی کہ اوسکو مرنی کی پیچھی نہلاوے پر اس مین جب کوئی لگجاتا ہی تو باقی کی ذمہ سے ساقط ہوجاتا ہے کیونکہ مقصود جو تہا سو ہو چکا پہر جب اوسکے نہلانی کا ارادہ کرین تو تختہ پر

لینصب عنه الماء ویجمر سریره وترا تعظیما للمیت وازالة للرائحة الکریهة عنه وکیفیة التجمیر ان یدار المجمر حول السریر
لٹادین تاکہ اوسپر سے پانی بہہ جاوے اور اوس تختہ کو طاق یعنی تین بار یا پانچ بار خوشبو دہونی دین اسمین میت کی تعظیم ہے اور بدبو دور ہوجاتی ہی اور دہونی کا یہہ طریقہ ہی کہ مجمر کو دہونی کے ساتھہ

بالبخور مرة او ثلثا او خمسا قال الزیلعی ولا یزاد علیها ویخلع ثیابه ویستر عورته لان سترها واجب والنظر الیها حرام لقوله عم
تختہ کی گرد ایکبار یا تین بار یا پانچ بار گردش دین زیلعی کہتا ہی اس سی زیادہ نہ پہرادین پہر اوسکی کپڑے اوتار دین اور عورت ڈہانپ دین کیونکہ ستر عورت واجب ہے اور اوسکا دیکہنا حرام ہے اسواسطے کہ

لعلی لا تنظر الی فخذ حی ومیت ویوضأ بلا مضمضة ولا استنشاق لان الوضوء سنة الغسل لکن فی المیت یترک المضمضة
علی کو فرمایا کہ زندہ اور مردہ کی ران پر نگاہ مت کرنا پہر وضو کرادین بدون کلی اور ناک کے پانی کے اسواسطے کہ وضو غسل مین مسنون ہے لیکن میت کے غسل مین کلی

والاستنشاق لتعذر اخراج الماء منه فیبدأ بغسل وجهه لا بغسل یدیه ولا یؤخر غسل قدمیه واختلف فی استنجاءه و
اور ناک کا پانی متروک ہے اسلئے کہ پہر پانی کا نکالنا دشوار ہی پہر پہلی پہل مونہہ دہوین پہلی ہاتہہ نہ دہوین اور پانو کا دہونا پیچہے نہ رکہین اور میت کے استنجا اور

مسح راسه والصحیح انه یستنجی ویمسح راسه لکن الغاسل لا یمس عورته لان مس العورة حرام بل
سر کی مسح مین اختلاف ہے صحیح یہہ ہے کہ استنجا اور سر کا مسح بہی کرین پر نہلانی والا اوسکی عورت کو نہ چہووے اسلئے کہ عورت کا چہونا حرام ہے بلکہ

یلف خرقة علی یده ویغسل المخرج حتی یطهر ثم یفاض علیه الماء مغلی بسدر او حرض وان لم یوجد ماء
اپنی ہاتہہ پر کپڑا لپیٹ کر مخرج کو اتنا دہووے کہ پاک ہوجاوے پہر اوسپر بیری کی پتہ کا یا اشنان کا جوش دیا ہوا پانی بہادین اور اگر ایسا پانی نہ ملے

کذلک یغسل بالماء القراح وهو الخالص لان المقصود الذی هو الطهارة یحصل به واما اذا وجد فالترتیب
تو خالص پانی سی نہلادین کیونکہ اصل مقصود یعنی طہارت اس مین سے بہی حاصل ہے ہان اگر میسر آوی تو پہر ترتیب موافق

علی ما ذکر فی مبسوط شیخ الاسلام وهو مروی عن ابن مسعود رض ان یبدأ بالماء القراح حتی یبتل ما علی
بیان شیخ الاسلام کے جو مبسوط مین ہی اور وہ روایت ہی ابن مسعود سے یون ہے کہ اول غسل خالص پانی سی تاکہ جو کچھہ بدن پر

البدن من الدرن والنجاسة ثم بماء السدر او الحرض لیزول ما علی البدن لکونه ابلغ فی التنظیف ثم بماء فیه
میل کچیل نجاست ہی سو بہیگ کر پہول جاوی پہر بیری یا اشنان کی جوش دی ہوئی پانی سی تاکہ جو بدن پر ہی سو چہوٹ جاوی کیونکہ اسمین نظافت خوب ہوتی ہی پہر کافور

کافور ان وجد تطییبا لبدن المیت ثم یغسل راسه ولحیته بالخطمی لانه ابلغ فی استخراج الوسخ لکونه مثل الصابون فی التنظیف
ملی ہوئی پانی سی اگر میسر تاکہ میت کا بدن خوشبو ہو جاوی پہر اوسکا سر اور ڈاڑہی گل خیرو سی دہو دین کیونکہ اسمین میل خوب چہوٹتا ہی اسلئی کہ خطمی صابون کی مانند صاف کرتا ہی

وان لم یوجد فبالصابون ثم یضجع علی یساره ویغسل حتی یصل الماء الی ما یلی التخت منه ولا یکب علی وجهه لیغسل ظهره
اور اگر یہہ نہ ملی تو صرف صابون سی پہر بائین کروٹ پر لٹا کر اتنا نہلا دین کہ پانی نیچی کی طرف تختہ تک بہہ جاوی اور پیٹہہ دہونی کی لئی منہہ کی بل اوندہا نہ کر دین

ثم یجلسه الغاسل ویسنده الیه ویمسح بطنه برفق وان خرج منه شیء یغسله ولا یعید غسله ولا وضوءه لان غسله
پہر اوسکو نہلانیوالا اپنی سہارے سی بیٹہا کر نرم نرم پیٹ کو ملدی اور اگر پیٹ مین سی کچہہ نکلی تو دہوئی اسکی نہ غسل کا اعادہ ہی اور نہ وضو کا اسواسطی کہ اوسکا غسل

عرف بالنص وهو قوله علیه الصلوة والسلام للمسلم علی المسلم ستة حقوق وذکر منها غسله بعد موته وقد حصل مرة فلا یعاد
جو نص سی اس حدیث مین ثابت ہوا ہی واسطی مسلمان کی مسلمان پر چہہ حق ہین اونہین غسل میت کو بہی ذکر فرمایا سو ئی ایکبار ہو لیا پہر اعادہ نہین ہی

ثم ینشف بثوب لئلا یبتل اکفانه ویجعل علی راسه ولحیته الحنوط وهو عطر مرکب من اشیاء طیبة ولا باس بسائر انواع الطیب
پہر کپڑی سی پونچہ دین تاکہ کفن تر نہو جاوی اور اوسکی سر اور ڈاڑہی پر اور کچہہ خوشبو مرکب لگا دین حنوط خوشبو ہی کئی خوشبو چیزون سی مرکب ہوتی ہی اور سب قسم کی خوشبوؤنکا

غیر الزعفران والورس فانهما یکرهان فی حق الرجال دون النساء ویجعل الکافور علی مساجده وهی جبهته وانفه ویداه
سوا زعفران اور ورس کی کچہہ ڈر نہین ہی یہہ دونو مردون کی حق مین مکروہ مین عورتون کی لئی مکروہ نہین اور مساجد پر کافور لگا دین اور مساجد اوسکی پیشانی ہی اور ناک اور دونو ہاتہہ

رکبتاه وقدماه لانه کان یسجد بهذه الاعضاء فکانت اولی بزیادة الکرامة ولا یسرح شعره ولحیته ولا یقص ظفره
اور دونو گہٹنی اور دونو قدم اسلئی کہ ان اعضاء پر سجدہ کرتا تہا اسواسطی زیادتی تعظیم کی یہہ ہی اعضاء لائق تر ہین اور بالون مین اور ڈاڑہی مین کنگہی نہ کرین اور نہ ناخن تراشین

وشعره لان هذه الاشیاء انما تفعل للزینة وقد استغنی عنها وما روی انه علیه الصلوة والسلام قال اصنعوا بموتاکم
اور نہ بال کترین کیونکہ یہہ سامان زینت کی ہین سو اسکی کچہہ حاجت نہین رہی اور یہہ جو روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا سنگار بناؤ اپنی موتا کا

کما تصنعون بعروسکم محمول علی التطییب والتطهر لا علی التنقیص وازالة الجزء لکون ذلک غیر مسنون فی المیت وروی
جیسی سنگار کرتی ہو اپنی دلہنون کو سو محمول ہی خوشبو اور طہارت پر ناقص کرنی پر اور جزکی دور کرنی پر نہین کیونکہ یہہ امور میت کی حق مین غیر مسنون ہین اور

عن ابی حنیفة وابی یوسف ان الظفر ان کان منکسرا فلا باس باخذه ومن مات ولم یوجد ماء لیغسل یتیمم ویصلی علیه ثم
ابو حنیفہ اور ابو یوسف سی روایت ہی کہ ناخن اگر ٹوٹا ہو تو اوسکی کترنیکا کچہہ مضائقہ نہین اور اگر کوئی شخص مر جاوی اور پانی غسل کو نہ ہاتہہ آئی تو اوسکو تیمم کرا وین اور نماز پڑہین پہر

ان وجد ماء یغسل وتعاد صلوته وقیل لا تعاد وان جری الماء علی المیت او اصابه مطر عن ابی یوسف انه لا ینوب عن الغسل
اگر پانی ملجاوی تو نہلا دین اور نماز دوبارہ پڑہین اور کوئی کہتا ہی کہ پہر نہ پڑہین اور اگر میت پر خود بخود پانی بہہ گیا یا مینہہ مین بہیگ گیا تو ابو یوسف سی روایت ہی کہ قایم مقام غسل کا نہین

لانا امرنا بالغسل وجریان الماء واصابة المطر لیس بغسل والغریق یغسل ثلاثا فی قول ابی یوسف وعند محمد فی روایة ان
ہوتا کیونکہ ہمکو حکم غسل دینی کا ہی اور پانیکا بہنا اور مینہہ مین بہیگنا کچہہ غسل نہین ہی اور ڈوبا ہوئی کو ابو یوسف کی قول پر تین بار غسل دین اور محمد کی قول کی موافق ایک روایت مین اگر

نوی الغسل عند الاخراج من الماء یغسل مرتین وان لم ینو یغسل ثلاثا وفی روایة عنه یغسل مرة واحدة وغاسل المیت
پانی مین سی نکالتی ہوئی غسل کی نیت کی ہو تو پہر دو بار نہلا دین اور اگر نیت غسل کی نہین کی تو تین بار نہلا دین اور ایک روایت مین اونسی کہ ایک ہی دفعہ نہلا دین اور میت کا نہلانیوالا

ینبغی ان یکون علی طهارة وان یکون اقرب الناس الیه وان لم یوجد فاهل الورع والصلاح واذا تم غسله یکفن ولکل واحد
چاہئی کہ باوضو ہو اور میت کا سب سی زیادہ تر قریب ہو اور اگر ایسا شخص موجود نہو تو کوئی خدا ترس اور پرہیزگار ہو اور جب نہلا چکین تو کفن پہنا دین اور ہر ایک

من الرجل والمرأة کفن السنة وکفن الکفایة وکفن الضرورة فی حقهما ما یوجد وکفن السنة للرجل قمیص وازار ولفافة
کی لئی عورت ہو یا مرد ایک تو کفن سنت ہی اور ایک کفن کفایت ہی اور تیسرا ضرورت کا دونو کی لئی وہ ہی جو میسر آ جاوی اور کفن سنت مرد کا قمیص یعنی کفنی اور تہبند اور چادر لپیٹ کی

۰۱۵

فالقمیص من المنکبین الی القدمین بلا دخریص ولا جیب ولا کمین وکل واحد من الازار واللفافة من الفرق الی

پس قمیص دونو مونڈھون سی پانوون تک بی کلی اور گریبان اور بی آستینون کے اور ہر دو نو یعنے تہبند اور پوٹ کی چادر سر سے

القدم فاذا ارید تکفینه ینبسط اللفافة اولا ثم الازار ثم القمیص ثم یوضع المیت فیه ویقمص ثم یعطف

پانو تک ہیں جب کفن پہناوین تو پہلی پوٹ کی چادر بچھاوین پہر اوسکی اوپر تہبند پہر اوسکے اوپر قمیص پہر اوسکے اوپر میت کو لٹا کر قمیص پہلے کفنی پہناوین پہر تہبند

الازار من جهة الیسار ثم من جهة الیمین ثم اللفافة کذلك وان خیف انتشار الکفن یعقد صیانة عن

پہلی بائین طرف سی لپیٹین پہر داہنی طرف سی پہر پوٹ کی چادر اسہی طور پر اور اگر کفن کے اوڑنی کا خوف ہو تو گرہ لگادین مبادا

الکشف وکفن الکفایة له ازار ولفافة ویکره اقل من ذلك الا عند الضرورة وکفن السنة للمرأة درع وخمار

کہل جاوی اور کفن کفایت مرد کے واسطی تہبند اور پوٹ کے چادر اتنی کم تر مکروہ ہے مگر لاچاری کو اور کفن سنت عورت کی لئی پیراہن اور اوڑھنے

وازار ولفافة وخرقة تربط علی ثدییها فانها تلبس الدرع اولا ثم یجعل شعرها ضفیرتین علی صدرها فوق الدرع

اور تہبند اور پوٹ کے چادر اور دامنی جس مین اوسکی پستان چہپادین پس عورت کو پہلی پیراہن پہناوین پہر اوسکی بالونکی دو لٹین کر کر پیراہن کی اوپر دونو طرف سینہ

ثم یوضع الخمار علی راسها منشورة کالمقنعة فوق ذلك ثم یعطف الازار واللفافة کما ذکر فی حق الرجال ثم تربط الخرقة

پہر اوڑہنے اوسکے سر پر مقنع کی طور پر درع کی اوپر پہیلا کر اوڑہادین پہر ازار اور لفافہ کو اوسہی طور پر جو مردونکی حق مین مذکور ہوا لپیٹین پہر دامنی سینہ

فوق الاکفان وعرضها ما بین الثدی الی السرة وکفن الکفایة لها ازار ولفافة وخمار ویکره اقل من ذلك الا عند

سب کفنون کی اوپر لپیٹ دین اسکا عرض پستان سی ناف تک چاہیے اور کفن کفایت عورت کا تہبند اور پوٹ کی چادر اور اوڑھنے اس سی کمتر مکروہ ہے مگر

الضرورة ویجمر الاکفان قبل ان یدرج فیها المیت وترا ولا یزاد علی خمس علی ما ذکره الزیلعی وقال المرغینانی علی ما ذکر

لاچاری کو اور کفنونکو میت کی داخل کرنی سی پہلی خوشبو کی دہونی دین طاق اور پانچ بار سی زیادہ موافق بیان زیلعی کی نہین اور مرغینانی موافق اوسکے جو منیہ کے

فی شرح المنیة ان کان فی المال کثرة وفی الورثة قلة فکفن السنة اولی والا فکفن الکفایة اولی مع جواز کفن

شرح مین مذکور ہی کہتا ہی اگر ترکہ بہت ہو اور وارث کم ہون تو کفن سنت اولی ہی اور نہین تو کفن کفایت اولی ہے اگرچہ کفن سنت تو بہی

السنة والمراهق فی الکفن بمنزلة البالغ والطفل الذی لم یبلغ حد الشهوة فالاحسن ان یکفن فیما یکفن البالغ وان

جائز ہی اور مراہق کفن کی باب مین بجای بالغ کی ہی اور وہ لڑکا جو ابہی حد شہوت کو نہین پہونچا تو بہتر یہ ہے کہ اوسکو کفن بالغ کا دیوین اور اگر

کفن فی ثوب واحد یجوز وبعد تکفینه یصلی علیه والصلوة علیه فرض کفایة ان اداها البعض ولو رجلا واحدا

اوسکو ایک ہی کپڑے کا کفن دیوین تو بہی جائز ہی اور کفنا کر اوسپر نماز پڑہین اور نماز جنازہ فرض کفایہ ہی اگر کوئی بہی ادا کر دی اگرچہ ایک ہی مرد یا

او امرأة واحدة تسقط عن الباقین والا یاثم الکل واذا حمل علی سریره فالسنة ان یحمله اربعة نفر من جوانبه الاربعة

ایک ہی عورت ہو تو سب کے ذمہ سی ساقط ہو جاتی ہی اور نہین تو سب گنہگار ہوتی ہین اور جب اوسکو جنازہ پر اوٹہالی چلین تو مسنون یہ ہے کہ چار آدمی چارون طرف سی اوٹہاوین

اذ فیه تخفیف للحاملین وصیانة للمیت عن السقوط والانقلاب وتکثیر الجماعة حتی لو لم یتبعه احد یکون هؤلاء

کیونکہ اس مین اوٹہانی والونکو تخفیف ہی اور میت کی گرنی سی اور اولٹی پلٹنی سی حفاظت ہی اور جماعت کثیر ہو جاتی ہے یہانتک کے اگر اور کوئی ساتھہ نہ چلے تو یہی

جماعة ویسرعون به فی المشی بلا خبب وعند کثرة الناس وتناوبهم فی حمله یستحب لکل من یحمله ان یحمله من کل جانب

جماعت ہے اور چلنی مین جلدی کرین دوڑین نہین اور کثرت انبوہ مین اگر باری باری اوسکو لی چلین تو ہر ایک کو چارون طرف سی

عشر خطوات لقوله علیه الصلوة والسلام من حمل جنازة اربعین خطوة کفرت عنه اربعین کبیرة وکیفیة حمله

دس دس قدم لی چلنا مستحب ہے واسطے ارشاد نبی علیہ السلام کی جو کوئی جنازہ چالیس قدم لی چلتا ہے تو اوسکے چالیس کبیرہ گناہ معاف ہو جاتی ہین اور لی چلنی کی کیفیت

ان یبتدی بالمقدم الایمن ویضعه علی عاتقه الایمن ثم بالمؤخر الایمن ویضعه علی عاتقه الایمن ثم بالمقدم الایسر

یہہ ہی کہ پہلی اگلی داہنی جانب اوٹہا کر اپنی داہنے مونڈھے پر رکہی پہر پچھلے داہنے جانب اپنی داہنی مونڈھی پر رکہی پہر اگلی بائین جانب اپنی

ويضعه على عاتقه الايسر ثم بالمؤخر الايسر ويضعه على عاتقه الايسر فالافضل لبقية الناس مشيهم خلفه لانه ابلغ
بائین مونڈہی پر رکہی پہر پچہلی بائین جانب اپنی بائین مونڈہی پر رکہی اور باقی لوگونکو یہہ افضل ہی کہ جنازہ کی پیچہے پیچہے چلین کیونکہ عبرت پذیری

فی الاتعاظ واذا بلغوا قبره يكره لهم الجلوس قبل وضعه على الارض ولا يكره بعد وضعه هذا فی حق من يمشی مع الجنازة
کی لئی بہت خوب ہی اور جب قبر کی پاس پہنچین تو اونکو مکروہ ہی کہ جنازہ زمین پر اوتارنے سے پہلے بیٹہہ جاوین اور جب زمین پر اوتار لین تو مکروہ نہین یہہ اونکی حق مین ہی جو جنازہ کی ساتہہ چلتی ہین

واما الذهب قوم الی المصلی وجلسوا ينتظرونها فجی بها فالصحيح انهم لا يقومون قبل الوضع وكذا من كان قاعدا علی
اور اگر ایک قوم آگی جاکر نمازگاہ مین اوسکی منتظر بیٹہے ہون پہر اوس جنازہ کو وہان لیکر آوین تو صحیح یہہ ہی کہ یہہ قوم جنازہ زمین پر رکہنی سے پہلے کہڑی نہو اور ایسے ہی جو شخص رستہ پر بیٹہا ہو

الطريق فمرت به الجنازة الا اذا اراد ان يتبعها وما ورد فی الاحاديث من القيام لها منسوخ ولا ينبغی لمن يتبعها
اور وہان کو جنازہ آجاوی ہان اگر جنازہ کی ساتہہ جانیکا ارادہ کرے تو کہڑا ہو جاوی اور وہ جو حدیثون مین جنازہ کی لئی کہڑا ہونا آیا ہی سو منسوخ ہے اور ساتہہ جانیوالونکو نہین چاہئے

ان يرجع قبل ان يصلی عليها وبعد ان يصلی عليها قالوا لا يرجع الا باذن اهلها وذكر فی المحيط ان الرفيق يسعه الرجوع
کہ نماز جنازہ سی پہلی پہرکر چلی آوین اور بعد نماز کے بہی کہتی ہین کہ بدون اجازت ولی جنازہ کے نجاوین اور محیط مین ذکر ہے کہ غلام کو مضایقہ نہین کہ بی اجازت

بغير اذنهم وهو الاوجه والاولى علی ما ذكر فی شرح المنية ويحفر القبر واختلف فی مقدار عمقه فقيل قدر نصف القامة
ولی میت کی چلا جاوی اور موافق مذکور شرح منیہ کے یہہ ہی ٹہیک اور اولی ہے اور قبر کہودین اور اوسکے گہراو مین اختلاف ہے کوئی کہتا ہی بقدر نیم قد آدم

وقيل الی الصدر وان زادوا الی القامة فهو افضل واحسن ثم الافضل فيه اللحد وهو ان يحفر فی جانب القبلة منه
اور کوئی کہتا ہی سینہ تک اور اگر برابر قد آدم گہری کرین تو افضل اور حسن ہے پہر اوس مین اگر لحد یعنی بغلی بناوین تو بہت افضل ہے لحد یہہ ہوتا ہی کہ قبر کی اندر قبلہ کی طرف گڑہا

حفيرة ويوضع الميت فيها وان كانت الارض رخوة فلا باس بالشق وهو ان يحفر فی وسط الارض حفيرة كالنهر ويبنی جانباها
کہود کر اوسکی اندر مردہ کو رکہدین اور اگر زمین پہس پہسی کمزور ہو تو شق کا کچہہ مضایقہ نہین شق یہہ ہی کہ قبر کی بیچون بیچ نہر کی وضع پر گڑہا کہودین اور اوسکی دونو پہلو

باللبن ويوضع الميت فيها وتسقف باللبن ولا يمس السقف الميت والسنة ان يوضع الميت فی قبره من جانب القبلة
کچی اینٹ سی چن کر اوسکی اندر مردہ کو رکہین اور کچی اینٹ سی چہا دین اور چہت میت سی چہو ورے اور طریق مسنون یہہ ہے کہ میت کو قبر مین قبلہ کی طرف سی اوتارین

ولا تعيين فی عدد الواضعين بل المعتبر حصول الكفاية وتراكانوا او شفعا ويقول جميعهم عند الوضع بسم الله و
اور اوتارنی والونکی گنتی مقرر نہین ہی بلکہ یہی معتبر ہی کہ جسقدر کفایت کرین طاق ہون یا جفت اور اوتارتی وقت سب یہہ پڑہین بسم الله و

على ملة رسول الله ويوجه الی القبلة ولا يلقی علی ظهره وتحل العقدة لانها كانت لخوف انتشار الكفن وقد حصل
علی ملة رسول الله اور میت کا منہہ قبلہ کیطرف پہیر دین چت نہ پڑا دین اور گرہ کہول دین کیونکہ گرہ تو اسلئی تہی کہ کفن نہ کہل جاوی سو ئی

الامن منه ويسوی اللبن والقصب علی اللحد ويكره الاجر والخشب لانهما لاحكام البناء والقبر موضع البلاء والفناء وذو
اس سی بحفاظت ہوئے اور لحد پر کچی اینٹ یا بانس بچہا دین اور پکی اینٹ اور لکڑیان مکروہ ہین کیونکہ یہہ دونو چیزین مضبوطی کے واسطے ہین اور قبر کہنگی اور فنا کی جگہہ ہے اور

الرحم المحرم اولی بوضع المرأة فان لم يكن فاهل الصلاح من الاجانب ويسجی قبرها بثوب حال الوضع حتی يجعل اللبن
عورت کو اوتارنی کی لئی محرم شخص اولی ہی اگر موجود نہو تو اجنبی پرہیزگار اور عورتکی قبر پر اوتارتی ہوی جب تک لحد کو چہاپ چکین کپڑہ تنی

ونحوه علی اللحد لان مبنی حالهن علی الستر ولا يسجی قبر الرجل لان مبنی حالهم علی الكشف ثم يهال عليه التراب ويسنم القبر
پردہ کوئی رہین اسلئی کہ عورتون کی حال کی بنا پردہ ہی ہے اور مرد کی قبر پر پردہ نہین چاہئے اسلئی کہ مردونکے حال بنائی ظہور مناسب ہے پہر اوسپر مٹی دہکیلین اور قبر کو بالشت بہر اونچی

قدر شبر ولا يسطح ولا يزاد علی التراب الذی خرج عن القبر ولا باس برش الماء عليه كيلا ينتشر التراب بالريح ويكره ان يبنی
اوسکی پشت بناوین اور چپٹی نکرین اور نہ اوپر مٹی سوائی قبر کی کہدی ہوی کی ملاوین اور اوسپر پانی چہڑکنی کا کچہہ مضایقہ نہین تاکہ مٹی ہوا سی نہ اوڑ جاوی اور مکروہ ہے کہ قبر کی اوپر مکان

عليه بيت او قبة او نحو ذلك وكذا يكره وطؤه والجلوس عليه والنوم لديه والصلوة اليه لما روی عن مرثد الغنوی
یا گنبج وغیرہ بناوین اور ایسی ہی پامال کرنا اوسپر بیٹہنا اور اوسکے پاس سونا اور اوسکے طرفکو نماز پڑہنے مکروہ ہے کیونکہ واثلہ ہی مرثد غنوی سے

انه عليه الصلوة والسلام قال لا تجلسوا على القبور ولا تصلوا اليها ويكره الذبح عنده لما روى عن انس انه عليه الصلوة
کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ قبر پر مت بیٹھو اور نہ اسکے طرف کو نماز پڑھو اور قبر کے پاس ذبح کرنا مکروہ ہے کیونکہ انس سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے

والسلام قال لا عقر في الاسلام وهو الذي كان يعقر عند القبر بقرة او شاة ويكره اتخاذ الضيافة من اهل الميت لكن
فرمایا کہ اسلام میں عقر نہیں ہے اور عقر وہ گائی یا بکری ہے جو قبر پر لیجا کر ذبح کرتی تھی اور میت کی اہل سے مہمانی کا لینا مکروہ ہے لکن

يستحب لجيران الميت واقربائه الاباعد تهيئة الطعام لهم والحاحهم في الاكل لما روى عن ابن مسعود انه عم
میت کی ہمسایوں اور دور کی ناتہ داروں کو کھانا تیار کرنا اہل میت کیواسطے اور انکو بہت کہلانا مستحب ہے اسواسطے کہ ابن مسعود سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے

لما جاءه نعي جعفر بن ابي طالب قال اصنعوا لآل جعفر طعاما فقد اتاهم ما يشغلهم ويستحب التعزية لما روى عن ابن مسعود
جب خبر مرگ جعفر بن ابی طالب کے سنے تو فرمایا واسطے عیال جعفر کے کھانا تیار کرو کہ انکو ایسے خبر آئی ہے جس میں مشغول ہیں اور تعزیت مستحب ہے اسلئے کہ ابن مسعود سے روایت ہے

انه عليه الصلوة والسلام قال من عزى مصابا فله مثل اجره وكيفية التعزية ان يقال لمن مات له قريب اعظم الله
کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جسنے مصیبت زدہ کی تعزیت کیے تو اسکو ویسا ہی اجر ہے اور کیفیت تعزیت کے یہہ ہے کہ اوس سے جسکا قریب گیا ہو کہے خدا تجکو اجر عظیم

اجرك واحسن عزاك وغفر لميتك ان كان الميت مكلفا والا لا يقول وغفر لميتك ومن مات ولم يدفن اياما بان وضع
عنایت کری اور تیری عزا نیک کرے اور تیری میت کو بخشے یہہ جبکہ اگر میت مکلف ہو اور نہیں تو یہہ نکہے تیری میت کو بخشے اور جو شخص مرجاوے اور چند روز مدفون نہو اسطور کہ

في التابوت ليحمل من مصر الى مصر آخر فما لم يدفن لا يسئل لان السوال لا يكون الا فيما يستقر فيه الميت حتى لو اكله
تابوت میں رکھا رہا تا کہ ایک شہر سی دوسری شہر میں لیجاویں سو جبتک دفن نہو گا سوال منکر نکیر کا بھی نہوگا اسواسطے کہ سوال اون مقام ہی میں ہوتا ہے جہاں میت قرار پکڑے یہانتک کہ اگر اوسکو

السبع يكون السوال في بطنه وهو لكل ذي روح من بني آدم حتى الرضيع فانه يسئل فيلهمه الله الجواب وهل للانبياء
درندہ کہا جاوی تو سوال اوسکے پیٹ میں ہوگا اور سوال بنی آدم میں سی ہر ایک جاندار سی ہوتا ہے یہانتک کہ دودھ پیتے بچہ سے بھی ہوتا ہے سو اللہ تعالی اوسکو جواب الہام کرتا ہے اور آیا انبیا علیہم

في القبر سؤال قد ذكر في الظهيرية ان الزاهد الصفار قال ليس في هذا نص ولا خبر ودليل نفي ذلك عنهم اوضح نسأل
قبر میں سوال ہوا ہی سو ظہیریہ میں مذکور ہے کہ زاہد صفار کہتا ہے کہ اس باب میں نہ کوئی نص ہی اور نہ کوئی خبر اور اسکے نفی کی دلیل ظاہر ہے الہی ہمکو

الله تعالى حسن الخاتمة عند الممات
مرتی وقت خاتمہ بالخیر آسان کر

## المجلس السابع والخمسون في بيان جواز زيارة القبور وعدم جوازها
ستاون مجلس زیارت قبور کے جواز اور عدم جواز کے بیان میں

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم نهيتكم عن زيارة القبور فزوروها هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه بريدة
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تمکو قبروں پر جانی سی منع کیا تہا سو اب قبروں کی زیارت کیا کرو یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں سی ہے بریدہ کی روایت ہے

وفيه تصريح بوقوع النهي في اوائل الاسلام عن زيارة القبور لكونها مبدأ عبادة الاصنام وكان ابتداء ذلك
اور اسمیں تصریح ہے کہ اوایل اسلام میں زیارت قبور سے ممانعت ہوئی تھی اسلئے کہ یہہ ہی سبب بت پرستی کا ہے کہ پہلے پہل یہہ سخت مرض

الداء العضال في قوم نوح النبي عليه السلام كما اخبر الله تعالى في كتابه وقال نوح رب انهم عصوني واتبعوا من
نوح نبی علیہ السلام کے امت میں پیدا ہوا تہا چنانچہ اللہ تعالی اپنی کتاب میں خبر دیتا ہی کہا نوح نے ای رب میرے انہوں میرا کہا نمانا اور مانا ایسے کا

لم يزده ماله وولده الا خسارا ومكروا مكرا كبارا وقالوا لا تذرن آلهتكم ولا تذرن ودا ولا سواعا ولا يغوث
جسکو اوسکے مال اور اولاد نے اور بڑھا ٹوٹا اور داو کیا ہی بڑا داو اور بولے نہ چھوڑیو اپنے ٹہاکروں کو اور نہ چھوڑیو ود کو اور نہ سواع کو اور نہ یغوث

ويعوق ونسرا قال ابن عباس وغيره من السلف كان هؤلاء قوما صالحين في قوم نوح النبي عليه السلام فلما ماتوا عكفوا
اور یعوق اور نسر کو ابن عباس وغیرہ سلف کہتے ہیں کہ یہہ لوگ نوح نبی علیہ السلام کی امت میں صلحا رہتی جب یہہ مرگئے تو

الناس على قبورهم ثم صوروا تماثيلهم ثم طال عليهم الامد فعبدوهم فلما كان منشاء عبادة الاصنام من جهة القبور
لوگوں نی انکی قبر پر بیٹھنا اختیار کیا پہر انکی صورتوں کی تصویریں بنائیں پہر ایک مدت گذر گئی پہر تو انکو پوجنے لگے جبکہ منشا بت پرستی کا قبروں سے پیدا ہوا ہے

نهی النبی علیه الصلوة والسلام اصحابه فی اوائل الاسلام عن زیارة القبور سدًّا لذریعة الشرك لکونهم حدیث العهد
تو نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنے یاروں کو اوائل اسلام میں زیارت قبور سے منع کر دیا تاکہ شرک کا وسیلہ بند ہو جاوے کیونکہ اونکو کفر چھوڑے تھوڑی مدت ہوئی تھی

بالکفر ثم لما تمکن التوحید فی قلوبهم اذن لهم فی زیارتها وعلمهم کیفیتها تارة بفعله وتارة بقوله وذلك فی الاحادیث
تھوڑا گذرا تھا پھر جب توحید اونکے دلوں میں جم گئی تو اونکو زیارت قبور کی اجازت دی اور اوسکی کیفیت سکھائی کبھی کہا کر کبھی سنا کر اور یہ مضمون بہت حدیثوں میں

الکثیرة بعضها فی الاذن وبعضها فی التعلیم وفی ضمنها بیان الفائدة اما التی فی الاذن فمنها ماروی عن ابی سعید
ہے بعضی در باب اذن ہیں اور بعضی در باب تعلیم اور اوسکے ضمن میں فوائد کا بیان تھا پھر جو کہ در باب اذن ہیں اون میں سے ایک یہ ہے ابو سعید سے مروی ہے

انه علیه الصلوة والسلام قال انی کنت نهیتکم عن زیارة القبور فزوروها فان فیها عبرة ومنها ماروی عن علی بن
کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا میں نے تمکو زیارت قبور سے منع کیا تھا سو تم زیارت کیا کرو کیونکہ اسمیں عبرت پیدا ہوتی ہے اور ایک یہ ہے علی ابن ابی طالب سے

ابی طالب انه علیه الصلوة والسلام قال انی کنت نهیتکم عن زیارة القبور فزوروها فانها تذکرکم الاخرة ومنها ماروی
روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا میں نے تمکو زیارت قبور سے منع کیا تھا سو تم زیارت کیا کرو کیونکہ تمکو آخرت یاد دلاتی ہے اور ایک یہ ہے

عن ابن مسعود انه علیه الصلوة والسلام قال کنت نهیتکم عن زیارة القبور فزوروها فانها تزهد فی الدنیا ومنها
ابن مسعود کے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا میں نے تمکو زیارت قبور سے منع کیا تھا سو تم زیارت کیا کرو کیونکہ یہ دنیا چھڑاتی ہے اور ایک یہ ہے

ماروی عن ابی هریرة انه علیه الصلوة والسلام قال زوروا القبور فانها تذکر الموت ومنها ماروی عن بریدة انه علیه السلام
ابی ہریرہ کی روایت ہے کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا قبور کی زیارت کیا کرو کیونکہ موت یاد دلاتی ہے اور ایک یہ ہے بریدہ کے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا

قال کنت نهیتکم عن زیارة القبور فمن اراد ان یزور فلیزر ولا تقولوا هجرا واما التی فی التعلیم فمنها ماروی عن بریدة
میں نے تمکو زیارت قبور سے منع کیا تھا اب جو شخص زیارت قبور کا ارادہ کرے تو زیارت کرے اور بیہودہ نکہا کرو اور وہ حدیثیں جو تعلیم کے باب میں ہیں سو ایک تو یہ ہے بریدہ کی روایت ہے

انه علیه الصلوة والسلام کان یعلمهم اذا خرجوا الی المقابر ان یقولوا السلام علیکم یا اهل الدیار من المؤمنین والمسلمین
کہ نبی علیہ السلام سکھاتے تھے جب کوئی مقابر پر جاتا کہ کہو السلام علیکم اے اہل قبور مومنین اور مسلمین

وانا ان شاء الله بکم لاحقون انتم لنا سلف ونحن لکم تبع نسئل الله لنا ولکم العافیة ومنها ماروی عن ام المؤمنین
اور ہم ان شاء اللہ تمہارے پاس آتے ہیں تم ہمارے پیشوا ہو اور ہم تمہارے تابع ہیں مانگتے ہیں ہم اللہ سے اپنی اور تمہاری عافیت اور ایک یہ ہے ام المومنین

عائشة انها قالت لرسول الله صلی الله علیه وسلم کیف اقول یا رسول الله فی زیارة القبور قال قولی السلام علی
عائشہ کے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یا رسول اللہ میں زیارت قبور میں کیا کہا کروں آپ نے فرمایا کہہ سلام

اهل الدیار من المؤمنین والمسلمین ویرحم الله المستقدمین منا ومنکم والمستاخرین وانا ان شاء الله بکم لاحقون ومنها
اہل دیار پر مومنین اور مسلمین میں سے اور اللہ رحمت کرے اگلوں پر ہم میں اور تم میں سے اور پچھلوں پر اور ہم ان شاء اللہ تمہارے پاس آتے ہیں اور ایک یہ ہے

ماروی عن ابی هریرة انه علیه الصلوة والسلام خرج الی المقبرة فقال السلام علیکم دار قوم مؤمنین وانا ان شاء الله
ابو ہریرہ کی روایت ہے کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام مقبرہ کو تشریف لے گئے سو آپ نے فرمایا سلام تمپر اے دار قوم مومنین اور ہم ان شاء اللہ

عن قریب منکم لاحقون ومنها ماروی عن ابن عباس رض انه علیه الصلوة والسلام مر بقبور المدینة فاقبل علیهم فقال
جلد تم سے ملنے والے ہیں اور ایک یہ ہے ابن عباس کی روایت ہے کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام مدینہ شریف کے مقابر پر کو آگئے سو اودہر متوجہ ہو کر فرمایا

السلام علیکم یا اهل القبور یغفر الله لنا ولکم انتم سلفنا ونحن بالاثر فانه علیه الصلوة والسلام بین فی هذه الاحادیث
سلام تمپر اے اہل قبور بخشے خدا ہمکو اور تمکو تم ہمارے اگلے ہو اور ہم تمہارے پیچھے ہیں بے شک نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے ان حادیث میں

فائدة زیارة القبور وهی احسان الزائر الی نفسه والی اهل القبور اما احسانه الی نفسه فتذکر الموت والاخرة والزهد
زیارت قبور کا فائدہ بیان فرمایا اور وہ زیارت کرنیوالے کی حق میں اور اہل قبور کی حق میں بھلائی ہے اپنے حق میں تو یہ بھلائی ہے موت کا اور آخرت کا یاد کرنا اور دنیا کے ترک

فی الدنیا والانعاظ والاعتبار واما احسانه الی اهل القبور فالسلام علیهم والدعاء لهم بالرحمة والمغفرة وسؤال العافیة

دنیا کی اور پندپذیری اور عبرت اور اہل قبور کی حق مین بھلائی یہہ ہی اونپر سلام بھیجنا اور اونکی لئی رحمت اور مغفرت کی دعا کرنا اور عافیت کا سوال کرنا

قال عامة العلماء هذا فی حق الرجال واما النساء فلا یحل لهن ان یخرجن الی المقابر لما روی عن ابی هریرة انه علیه الصلوة والسلام

عام علما کہتی ہین یہہ مردونکی حق مین ہی اور رہی عورتین سو اونکو حلال نہین کہ مقابر مین جایا کرین اسلئی کہ ابوہریرہ سی روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے

لعن زوارات القبور وذکر فی نصاب الاحتساب ان القاضی سئل عن جواز خروج المراة الی المقابر فقال لا تسئل

قبرون مین جانے والی عورتون پر لعنت کی ہی اور نصاب الاحتساب مین ذکر کی ہی کہ قاضی سی کسی نی پوچھا کہ آیا عورتون کو مقابر مین جانا جائز ہے قاضی نی جواب دیا اسمین کہ

عن الجواز فی مثل هذا وانما تسئله عن مقدار ما یلحقها من اللعن فانها لما نوت الخروج کانت فی لعنة الله تعالی

جواز کو کیا پوچھتا ہی یہہ پوچھہ کہ عورتون پر کتنی لعنت برستی ہے بیشک جب عورت جانی کی نیت کرتی ہی تو اللہ تعالی اور اوسکے

وملئکته واذا خرجت لحقتها الشیاطین واذا اتت القبر یلعنها روح المیت واذا رجعت تکون فی لعنة الله تعالی

فرشتونکی لعنت مین داخل ہوتی ہی اور جب چلتی ہی تو شیاطین اوسکی ساتھ ہوجاتی ہین اور جب قبر پر جا پہنچتی ہی تو میت کی روح لعنت کرتی ہے اور جب وہان سی پھرتی ہی تو خدا اور فرشتونکی لعنت مین

وملئکته حتی تعود الی منزلها وقد روی فی الخبر ایما امراة خرجت الی مقبرة یلعنها ملئکة السموت السبع والارضین

رہتی ہی جب تک اپنی گہر مین آوی اور روایت ہی حدیث مین جو عورت مقبرہ کو جاتی ہے تو اوس پر ساتون آسمان اور ساتون زمین کی فرشتے لعنت

السبع وایما امراة دعت للمیت بخیر ولم تخرج من بیتها یعطیها الله تعالی ثواب حجة وعمرة وروی عن سلمان وابی هریرة

کرتی ہین اور جو عورت میت کی لئی گہر مین بیٹھی ہی دعاء خیر کرتی ہے اوسکو اللہ تعالی ثواب ایک حج اور عمرہ کا دیتا ہے اور سلمان اور ابوہریرہ سی مروی ہے

انه علیه الصلوة والسلام ذات یوم خرج من المسجد فوقف علی باب دارة فاتت ابنته فاطمة رض فقال لها من

کہ نبی علیہ الصلوة والسلام ایک روز مسجد سے باہر آکر اپنی گہر کے دروازہ پر ٹہر گئے اس مین حضرت کی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا آگئین آپ نی پوچھا کہان سے

این جئت فقالت خرجت الی منزل فلانة التی ماتت فقال هل ذهبت قبرها فقالت معاذ الله ان افعل شیئا بعد

آتی ہی عرض کیا فلانی عورت کی گہر گئے تہے وہ جو مرگئی ہے فرمایا کیا اوسکے قبر پر گئی تہی عرض کیا خدا پناہ مین رکہی اس سے کہ مین ایسا کام کرون بعد

ما سمعت منک ما سمعت فقال لو ذهبت قبرها لم ترحی رائحة الجنة فعلی هذا کل من یرید ان یزور القبور من الرجال

اسکی کہ مین سُن چکی ہون آپ سے جو سُنا ہے آپ نی فرمایا اگر تو قبر پر جاتی تو جنت کے خوشبو نسونگہتی اس بیان کی مطابق جو شخص زیارت قبور کا ارادہ کریگا

ینبغی ان لا یکون حظه من زیارته لها الطواف علیها کالبهائم بل ینبغی له اذا جاءها ان یسلم علی اهلها ویخاطبهم

تو اوسکو چاہئے کہ اپنا حصہ زیارت قبور مین سی بہایم کی طرح قبر کا طواف ہی نہہ ہو بلکہ یہہ چاہئی کہ جب قبر پر آوی تو مقبور پر سلام بہیجی اور حاضرون کے طرح

خطاب الحاضرین ویسال لهم الرحمة والمغفرة والعافیة کما تقدم فی الاحادیث ثم یعتبر بمن کان تحت التراب وانقطع

خطاب کری اور اونکی لئی خدا سی رحمت اور مغفرت اور عافیت مانگی جیسا کہ اوپر احادیث مین آچکا ہی پہر اوسکی حال سی جو مٹی تلی دب کر اہل و احباب سے

عن الاهل والاحباب وانه حین دخل القبر وابتلی بالسؤال هل اصاب فی الجواب وکان قبره روضة من ریاض الجنة

جدا ہوگیا ہے عبرت پکڑی کہ یہہ جو قبر مین داخل ہوکر سوال جواب مین گرفتار رہا آیا اچھا جواب پایا کہ اوسکی قبر بہشت کی باغ کا ایک چمن ہوگئی ہو

او اخطأ فی الجواب وکان قبره حفرة من حفر النار ثم یجعل نفسه کانه مات ودخل القبر وذهب عنه ماله واهله و

یا جواب مین چوک گیا کہ اوسکی قبر ایک گڑہا دوزخ کی گڑہون مین سے ہوگئی ہو پہر اپنی آپ کو یہہ تصور کری کہ گویا مین مرگیا اور قبر مین داخل ہوا اور تمام مال اور اہل اور

ولده ومعارفه وبقی وحیدا فریدا وهو الان یسئل فماذا یجیب وماذا یکون حاله ویکون مشغولا بهذا الاعتبار ما دام

اولاد اور دوست چھوٹ گئی اور مین اکیلا تنہا رہگیا اور اب مجھسے سوال ہو رہا ہی اب کیا جواب دون اور میرا کیا حال ہوگا اسہی عبرت مین مشغول رہی جب تک

هناک ویتعلق بمولاه فی الخلاص من هذه الامور الخطیرة العظیمة ویلجأ الیه واما قراءة القران هناک فجوزها بعض

وہان رہی اور اپنی مولی سی ان امور نہایت خوفناک سے نجات کی واسطی اللہ ہی کی طرف رجوع کرے اور اوسی سے التجا کرے اور قبر پر قرآن پڑہنا بعضے علما جائز بتاتی ہین

العلماء ومنعها البعض الآخر وقالوا لابد للزائر ان یکون مشغولا بالاعتبار وقراءة القرآن یحتاج صاحبها الی التدبر
اور بعضی منع کرتی ہیں رہی کہتی ہیں زائر کو چاہیئے کہ عبرت میں لگا رہے اور قرآن پڑھنے والے کو اوس میں غور اور
واحضار الفکر فیما یتعلق والاعتبار والفکر لا یجتمعان فی قلب واحد فی زمان واحد فان قال قائل انی اعتبر فی وقت
فکر لگانا چاہیئے جو پڑھتا ہی اور عبرت اور فکر دونو ایک دل کی اندر ایک وقت خاص میں جمع نہیں ہوتے اگر کوئی معترض کہے کہ مجکو ایک وقت عبرت ہوتی ہے
واقرأ فی وقت آخر والقرآن اذا قرئ ینزل الرحمة فیرجی ان یلحق باهل القبور من تلک الرحمة شیء ینفعهم فالجواب عنه
اور دوسرے وقت قرآن پڑھتا ہوں اور حال یہ ہے کہ قرآن پڑھتی وقت اللہ کے رحمت اترتی ہی اب امید ہی کہ اوس رحمت میں سی کچھ اہل قبور کو پہنچکر فائدہ بخشی تو اسکے جواب کئے
من وجوه الاول ان قراءة القرآن وان کانت عبادة لکن کون الزائر مشغولا بما تقدم عن الفکر والاعتبار فی الموت وسوال
ہیں اول یہہ کہ قرآن کا پڑھنا اگرچہ عبادت ہی پر زائر کا اوس وقت سچ میں اور موت کی خوف میں اور منکر نکیر کے سوال وغیرہ میں
الملکین وغیر ذلک عبادة ایضا والوقت لیس محلا الا لهذه العبادة فقط فلا یخرج من عبادة الی عبادة اخری لاسیما
مشغول رہنا بھی عبادت ہی اور یہہ وقت صرف اس ہی عبادت کا ہے سو ایک عبادت کو چھوڑ کر دوسری اختیار نکرنی چاہیئے خاص کر
لاجل الغیر والثانی انه لو قرأ فی بیته واهدی ثوابها الیهم بان قال بلسانه بعد فراغه من قراءته اللهم اجعل ثواب ما
دوسری کی واسطے دوسرا جواب یہہ ہے کہ زائر اگر اپنی گھر میں قرآن پڑھکر ثواب اہل قبور کو بہیجکر دے اسطور کہ قرآن پڑھنے سے فارغ ہوکر زبان سے کہے الٰہی اس قرأت کا ثواب
قراته لاهل القبور لوصل الیهم ان هذا دعاء بوصول الثواب الیهم والدعاء یصل بلا خلاف فلا یحتاج ان یقرأ علی قبورهم
اہل قبور کو پہونچا دی تو البتہ یہہ ثواب انکو ملیگا کیونکہ اہل قبور کو ثواب ملنی کی دعا ہی اور دعا بلا خلاف پہونچتی ہے سو پہر کیا حاجت ہی کہ قرآن قبروں پر پڑھا جاوی
والثالث ان قراءته علی قبورهم قد یکون سبب العذاب بعضهم اذ کلما مرت آیة لم یعمل بها یقال له اما قرأتها اما سمعتها
تیسرا جواب یہہ ہی کہ قبروں پر قرآن پڑھنی سی کبھی کسی مردہ کو عذاب بھی ہونی لگتا ہے اسواسطے کہ جب ایسی آیت آویگی کہ اوسپر عمل نہیں کیا تو اوسکو کہیں گے کیا یہہ آیت تو نے
فکیف خالفتها ولم تعمل بها فیعذب لاجل مخالفته بها والرابع ان السنة لم ترد بها وکفی بها منعا فاذا کان کذلک فاللائق
پڑھی اسکا خلاف کیوں کیا اور اسپر عمل کیوں نکیا سو اس مخالفت کی باعث عذاب ہوتا ہے اور چوتھا جواب یہہ ہے کہ حدیث میں نہیں آیا اور منع کرنیکو یہی کافی ہے جب یہہ بات ہوئے تو زائر کو یہی
بالزائر ان یتبع السنة ویقف عند ما شرع له ولا یتعداه لیکون محسنا الی نفسه والی اهل القبور لان زیارة القبور
لائق ہی کہ سنت کا تابع رہی اور شروع پر توقف کری تجاوز نکری تاکہ اپنا اور اہل قبور کا محسن ہو وی اسلئی کہ زیارت قبور کے
نوعان زیارة شرعیة وزیارة بدعیة اما الزیارة الشرعیة التی اذن فیها رسول الله صلی الله علیه وسلم فالمقصود
دو طرح ہیں زیارت شرعی اور زیارت بدعی زیارت شرعی تو وہ ہی جسمیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نی اجازت دی ہی پس مقصود
منها شیئان احدهما راجع الی الزائر وهو الاتعاظ والاعتبار والثانی راجع الی اهل القبور وهو ان یسلم علیهم الزائر ویدعو
اوس سی دو باتیں ہیں ایک تو فائدہ زائر کا ہے یعنی پند پذیری اور عبرت اور دوسرے فائدہ اہل قبور کا یعنی زائر اونکو سلام پہونچا وی اور اونکی لئی دعای خیر
لهم واما الزیارة البدعیة فهی زیارة القبور لاجل الصلوة عندها والطواف بها وتقبیلها واستلامها وتعفیر الخدود
کری اور زیارت بدعی یہہ ہے کہ قبروں میں نماز پڑھنے کو جاوی اور اونکی طواف کرنیکو اور قبروں کی بوسہ اور چومنی کو اور منہہ قبروں پر
علیها واخذ ترابها ودعاء اصحابها والاستغاثة بهم وسوالهم النصر والرزق والعافیة والولد وقضاء الدین وتفریج
ملنی کو اور وہاں کی مٹی لینی کو اور اہل قبور کو پکار کر اون سی مدد مانگنی کو اور اونسی یاری اور رزق اور عافیت اور اولاد اور ادای قرض اور کھلنا
الکربات واغاثة اللهفان وغیر ذلک من الحاجات التی کان عباد الاصنام یسألون من اصنامهم فان اصل
سختیوں کا اور امداد بیچاروں کے اور سوای اسکے اور اور حاجتیں جو بت پرست اپنی بتوں سی مانگتی ہیں بیشک اصل اس
هذه الزیارة البدعیة الشرکیة ماخوذ منهم ولیس بشیء من ذلک مشروعا باتفاق علماء المسلمین اذ لم یفعله رسول رب
زیارت بدعی شرک کی بت پرستوں سی لی ہوئی ہی اور کوئی ان میں سی باتفاق تمام علماء مسلمین کے جائز نہیں ہے اسواسطے کہ نہ تو یہہ رسول رب

العلماء

العلمين ولا احد من الصحابة والتابعين وسائر ائمة الدين بل قد انكر الصحابة ما هو دون ذلك بكثير كما روى عن

عالمین نے کیا اور نہ کسی نے صحابہ اور تابعین میں سے اور نہ کسی نے تمام ائمہ دین میں سے بلکہ صحابہ نے اکثر اس سے کمتر باتوں میں انکار کیا ہے چنانچہ

المعرور بن سويد ان عمر صلى صلوة الصبح في طريق مكة ثم راى الناس يذهبون مذهبا فقال اين يذهب هؤلاء

معرور بن سوید سے روایت ہے کہ عمر نے صبح کی نماز مکہ کی رستہ میں پڑھی پھر لوگوں کو دیکھا کہ ایک طرف کو جاتے ہیں پوچھا یہ لوگ کہاں جاتے ہیں

فقيل مسجدا صلى فيه رسول الله صلى الله عليه وسلم فهم يصلون فيه فقال انما هلك من كان قبلكم بمثل

کسی نے جواب دیا اوس مسجد میں جہاں رسول اللہ صلعم نے نماز پڑھی تھی سو یہ لوگ بھی وہاں نماز پڑھتے ہیں فرمایا پہلے اسی ہی باتوں سے ہلاک ہوئے

هذا كانوا يتبعون آثار انبيائهم ويتخذونها كنائس وبيعا فمن ادركته الصلوة في هذه المساجد فليصل فيها ومن

ہیں کہ اپنی انبیا کی آثار پر لگے رہتے تھے اور اسی کو کنیسے اور گرجا بنالیتے تھے پس جسکو وقت نماز کا ان مسجدوں میں ہو جاوے اوسی جگہ پڑھ لے اور جسکو

لا فليمض ولا يتعمدها وكذلك لما بلغه ان الناس ينتابون الشجرة التي بويع تحتها النبي عليه الصلوة والسلام ارسل اليها فقطعها

وقت نہ ہو چلا جاوے اور خواہ مخواہ ارادہ نکرے اور ایسے ہی جب عمر نے سنا کہ لوگ اوس درخت پر جاتے ہیں جسکے تلے نبی علیہ السلام کی بیعت لی تھی آدمی بھیجکر اوسکو کٹوا دیا

فاذا كان عمر فعل هذا بالشجرة التي بايع الصحابة تحتها رسول الله صلى الله عليه وسلم وذكرها الله تعالى في القران حيث

پس جب عمر نے اوس درخت کا یہ حال کیا جسکے تلے صحابہ نے رسول صلے اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی اور اللہ تعالی نے اوسکا ذکر قرآن میں کیا ہے چنانچہ

قال لقد رضي الله عن المؤمنين اذ يبايعونك تحت الشجرة فماذا يكون حكمه فيما عداها ولقد جرد السلف الصالح

کہا ہے اللہ خوش ہوا ایمان والوں سے جب بیعت کرنے لگے تجھسے اوس درخت کے نیچے اب اور کی تو کیا اصل ہے اور بیشک سلف صالح نے توحید کو خوب

التوحيد وحموا جانبه حتى كانت الصحابة والتابعون حيث كانت الحجرة النبوية منفصلة عن المسجد الى زمن الوليد

صاف کیا ہے اور توحید کی جانب کو حمایت کرتے ہیں یہانتک کہ صحابہ اور تابعین اسواسطے کہ حجرہ نبوی علیہ السلام مسجد سے الگ تھا ولید بن عبد الملک کے عہد تک

بن عبد الملك لا يدخل فيها احد لا لصلوة ولا لدعاء ولا لشيء آخر مما هو من جنس العبادة بل كانوا يفعلون جميع

کوئی اوس حجرہ میں نہیں گھستا تھا نہ تو واسطے نماز کے اور نہ واسطے دعا کی اور نہ کسی اور کام کو جو عبادت کی جنس کا ہو بلکہ وہ لوگ یہ تمام عبادت

ذلك في المسجد وكان احدهم اذا سلم على النبي عليه السلام واراد الدعاء استقبل القبلة وجعل ظهره الى جدار القبر

مسجد میں کیا کرتے تھے اور ہر ایک کا یہ حال تھا کہ جب نبی علیہ السلام پر درود پڑھکر دعا مانگتا تو قبلہ کیطرف متوجہ ہوتا اور اپنی پشت قبر شریف کی دیوار کیطرف کر لیتا

ثم دعا وهذا مما لا نزاع فيه بين العلماء وانما نزاعهم في وقت السلام عليه قال ابو حنيفة يستقبل القبلة عند السلام

تو دعا مانگتا اور یہ تو وہ مقدمہ ہے کہ اس میں علما کو کچھ بحث نہیں ہے بحث اس میں ہے کہ درود پڑھتے ہوئے کیا کرے امام ابو حنیفہ کہتے ہیں ہر وقت درود کی بھی قبلہ کیطرف متوجہ

ايضا ولا يستقبل القبر وقال غيره لا يستقبل القبر عند الدعاء بل قالوا انه يستقبل القبلة وقت الدعاء ولا يستقبل

چاہیے اور قبر کی طرف توجہ نہیں چاہیے اور اور کہتے ہیں دعا میں استقبال قبر کا نکرے بلکہ کہتے ہیں دعا میں قبلہ کیطرف متوجہ ہونا چاہیے اور قبر کی طرف

القبر حتى لا يكون الدعاء عند القبر فان الدعاء عبادة كما ثبت بالحديث المرفوع ان الدعاء هو العبادة والسلف الصالح

مونہہ کر کر کھڑا ہو تا کہ دعا قبر کی طرف نہ واقع ہو کیونکہ دعا عبادت ہوتی ہے چنانچہ حدیث مرفوع سے ثابت ہے کہ دعا عبادت سے ہے اور سلف صالح

من الصحابة والتابعين جعلوا العبادة خالصة لله تعالى ولم يفعلوا عند القبور شيئا منها الا ما اذن فيه النبي عليه

یعنی صحابہ اور تابعین نے عبادت کو خاص واسطے اللہ کے ٹھیرا لیا ہے اور اونہوں نے عبادات میں سے قبروں پر جاکر کچھ نہیں کیا مگر وہ ہی جسکی نبی علیہ السلام

الصلوة والسلام من السلام على اصحابها وسؤال الرحمة والمغفرة والعافية من الله لهم وسبب ذلك ان الميت قد انقطع

نے اجازت دی ہے یعنی اہل قبور پر سلام اور اللہ سے اونکی لئے رحمت و مغفرت اور آرام مانگنا اور سبب اسکا یہ ہے کہ میت کے اعمال تو منقطع

عمله وهو يحتاج الى من يدعو له ويشفع لاجله ولهذا شرع في الصلوة عليه من الدعاء له وجوبا او ندبا ما لم يشرع

ہوچکے ہیں ثواب وسکو یہ حاجت ہے کہ کوئی اوسکے لئے دعا مانگے اور شفاعت کرے اور اسی لئے میت کے واسطے وہ دعا وجوبا یا ندبا ثابت ہیں کہ اوس قسم کے

مثله فی الدعاء للحی فانا لما کنا اذا قمنا الی جنازة ندعو له ونشفع لاجله فبعد الدفن اولی ان ندعو له ونشفع لانه
دعا زندہ کی واسطی جائز نہیں سو ہم لوگ جب اوسکے جنازہ پر کہڑی ہو کر اوسکے واسطی دعا مانگتی ہیں اور اوسکی شفاعت کرتی ہوں تو دفن کے بعد بہت خوب ہے کہ اوسکے لئے دعا مانگیں اور شفاعت
فی قبره بعد الدفن اشد احتیاجا الی الدعاء له منه علی نعشه لانه حینئذ معرض للسوال وغیره علی ما روی عن عثمان
قبر کی اندر بعد دفن کے دعا کا بہت ہی محتاج ہے کہ اتنا نعش پر نہیں تہا کیونکہ اب اوسکو سوال وغیرہ درپیش ہوتی ہین موافق روایت عثمان
بن عفان انه علیه الصلوٰة والسلام کان اذا فرغ من دفن المیت وقف علیه وقال استغفروا لاخیکم واسألوا له
بن عفان کی کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم جب میت کو دفنا کر فارغ ہوتی تو اوسہی جگہ توقف کرکر فرماتے مغفرت مانگو اپنی بہائی کی لئے یہہ دعا کرو
التثبیت فانه الان یسئل وروی عن سفیان الثوری انه قال اذا سئل المیت من ربك یتراءی له الشیطان فی صورة
کہ وہ ثابت رہی کیونکہ اب اوس سے سوال ہوگا، اور سفیان ثوری سی روایت ہی کہ وہ کہتا تہا جب میت سی یہہ سوال ہوتا ہی تیرا رب کون ہے تو اوسکو شیطان صورۃ بناکر
ویشیر الی نفسه انی انا ربك قال الترمذی هذا فتنة عظیمة ولذلك کان النبی علیه الصلوٰة والسلام یدعو بالثبات
نظر آتا ہی اور اپنی طرف اشارہ کرتا ہی کہ تیرا رب مین ہون ترمذی کہتا ہی یہہ بڑا فتنہ ہی اسہی لئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم ثبات کی دعا مانگا کرتی تہی کہ
اللهم ثبت عند المسئلة منطقه وافتح ابواب السماء لروحه وکان یستحبون اذا وضع المیت فی اللحد ان یقال اللهم
الٰہی سوال کی وقت اوسکی بات کو ثابت رکہیو اور اوسکی روح پر آسمان کی دروازہ کہول دی اور بہت نیک جانتی تہی کہ میت کو لحد کی اندر رکہہ کر یہہ دعا مانگیں الٰہی
اعذه من الشیطان الرجیم فهذه سنة رسول الله صلی الله علیه وسلم فی اهل القبور بضعا وعشرین سنة
اوسکو شیطان راندہ سی بچا بس یہہ ہی طریق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا اہل قبور کی حق مین کئی اوپر بیس سال رہا
وهذه سنة الخلفاء الراشدین وطریقة جمیع الصحابة والتابعین فبدل اهل البدع والضلال قولا غیر الذی قیل
اور یہہ ہی سنت خلفاء راشدین اور طریقہ تمام صحابہ اور تابعین کا ہی پہر گمراہ بدعتیوں نی وہ بات جو اون سی کہی گئی تہی بدل ڈالی
لهم فانهم قصدوا بالزیارة التی شرعها رسول الله صلی الله علیه وسلم احسانا الی المیت والی الزائر سوالهم بالمیت و
انکی مراد زیارت سی جسکو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نی میت اور زائر کی حق مین نیک سمجہہ کر جائز رکہا ہے یہہ ہے کہ میت سے سوال
الاستعانة به ولیس هذا الا الفتنة التی قال فیها عبد الله بن مسعود رض کیف اذا لبستکم فتنة یهرم فیها الکبیر
اور استعانت کرنا اور یہہ وہی فتنہ ہی جسمین عبد اللہ بن مسعود نی کہا ہے کیا حال ہوگا جب تمکو فتنہ ڈہانپ لیگا جسمین بڑا بڈہا ہو جاوے
وینشأ فیه الصغیر تجری علی الناس یتخذونها سنة اذا غیرت قیل غیرت السنة قال ابن القیم فی اغاثته هذا یدل
اور بچہ جوان ہو جاوی لوگون پر جو گذری گا اوسکو سنت ٹہرا لینگے اگر اوسکو بدلین تو یہہ کہین سنت بدل ڈالی ابن قیم اغاثہ مین کہتا ہے ابن مسعود کی
علی ان العمل اذا جری علی خلاف السنة فلا اعتبار ولا التفات الیه وقد جری العمل علی خلاف السنة منذ زمن طویل
اس قول سی معلوم ہوتا ہے کہ جب عمل طریق سنت کے خلاف ہونی لگی تو اوسکا کچہ اعتبار نہین اور نا اوسطرف کچہہ توجہ ہے اور مدت دراز سے عمل برخلاف سنت ہو رہا ہے،
فاذن لا بد ان تکون شدید التوقی من محدثات الامور وان اتفق علیه الجمهور فلا یغرنك اطباقهم علی ما حدث
سو اب خواہ مخواہ محدثات امور یعنی بدعات سی بہت ہی بچا چاہیئے اگرچہ اوسپر جمہور متفق ہوں اونکی اتفاق پر مت بہولنا کہ بدعات پر جو
بعد الصحابة بل ینبغی لك ان تکون حریصا علی التفتیش عن احوالهم واعمالهم فان اعلم الناس واقربهم الی الله اشبههم بهم
بعد صحابی کی پیدا ہوئی ہین کر رکہا ہے بلکہ تجکو لایق ہی کہ اونکی احوال اور اعمال کی خوب تفتیش کرتا رہے کیونکہ سب مین بڑا عالم اور اللہ تعالے کا بڑا مقرب وہی ہی جو اونکی ساتہہ
واعلمهم بطریقتهم اذ منهم اخذ الدین وهم اصول فی نقل الشریعة من صاحب الشرع فلا بد لك ان لا تکترث بمخالفتك
خوب ملتا ہو اونکی طریقے سے خوب واقف ہو اسواسطی کہ دین اونہی سی حاصل ہوا ہی اور وہی صاحب شرع سی شریعت نقل کرنی مین اصل ہین سو تجکو لازم ہی کہ اپنی اہل عصر کی مخالفت کا
لاهل عصرك فی موافقتك لاهل عصر النبی علیه السلام اذ قد جاء فی الحدیث اذا اختلف الناس فعلیکم بالسواد الاعظم
صحابہ کی موافقت مین کچہہ فکر نکری کیونکہ حدیث مین آیا ہے کہ جب آدمیون مین دو راہ ہو جاوین تو بڑی انبوہ کو لو

قال

قال عبد الرحمن بن اسمعیل المعروف بابی شامة حیث جاء الامر بلزوم الجماعة فالمراد به لزوم الحق واتباعه وان کان

عبد الرحمن بن اسمعیل جو ابو شامہ مشہور ہی کہتا ہی جس جگہہ لزوم جماعت کا حکم ہے تو مراد اوس سے لزوم حق کی جانب کا اور حق کا اتباع ہی اگرچہ

المتمسك قلیلا والمخالف له کثیرا الا ان الحق ما کان علیه الجماعة الاولی وهم الصحابة ولا عبرة الی کثرة الباطل

حق والی تہوڑی اور اوسکی مخالف بہت ہوں یاد رہی حق وہ ہی جسپر جماعت اولی رہی ہے یعنے صحابہ اور اونکی بعد جو باطل بہت پہیل گیا اوسکا

بعدهم وقد قال الفضیل بن عیاض ما معناه الزم طرق الهدی ولا یضرك قلة السالکین وایاك وطرق الضلالة

کچہہ اعتبار نہین اور فضیل بن عیاض نی ایسی بات کہی ہی کہ معنی اوسکی یہہ ہین راہ ہدایت پر لگا رہ اوسکی چلنی والون کی کمی سی تجہکو کچہہ خلل نہوگا اور گمراہی کی رستون سی بچا رہ

ولا تغتر بکثرة الهالکین وقال ابن مسعود انتم فی زمان خیرکم فیه المتسارع فی الامور وسیاتی زمان بعدکم

اور ہالکین کے کثرت سی دہوکہ مین نہ آنا اور ابن مسعود کہتا ہی تم ایسے زمانہ مین ہو جسمین بہتر وہ شخص ہے جو عمل مین جلدی کری اور تمہارے بعد ایسی زمانہ آتا ہی

خیرکم فیه المثبت المتوقف لکثرة الشبهات قال الامام الغزالی لقد صدق لان من لم یثبت فی هذا الزمان بل

کہ بہتر اوسمین وہ شخص ہوگا جو ثابت رہے اور توقف کری بسبب کثرت شبہات کے امام غزالی کہتی ہین کہ بیشک سچ کہا ہے اسلئے کہ جو شخص اس زمانہ مین ثابت نہ رہے بلکہ

وافق الجماهیر فیما هم فیه وخاض فیما خاضوا فیه یهلك کما هلکوا فان اصل الدین وعمدته وقوامه لیس بکثرة

جمہور کا ساتہہ دی جو وہ کر رہی ہین اور انکی فکرات مین غور کرنے لگی تو ہلاک ہو ویگا جیسے وہ ہلاک ہو کیونکہ دین کی اصل اور عمدگی اور استواری

العبادة والتلاوة والمجاهدة بالجوع وغیره وانما هو باحترازه من الافات والعاهات التی یاتی علیه من البدع و

عبادت اور تلاوت کی کثرت سی اور بہوکہے پیاسی رہ کر مجاہدہ کرنے سی نہین ہے دین کی استواری صرف اون آفات اور صدمات کے بچنی سی ہے جو اوسپر بدعتین اور

المحدثات التی یؤدی الی تبدله وتغیره کما تبدل وتغیر ادیان الرسل علیهم السلام من قبل بسبب ذلك فعلی هذا

نئی نئی باتین گذرتی ہین جسمین دین تمام بدل سدل جاتا ہی جیسے پہلی رسل علیہم السلام کی دین اسہی سبب سے بدل گئے ہین اس بنا کی موافق

ینبغی للمؤمن ان لا یغتر ویستدل بقوة تصمیمه علی شیٔ وکثرة عبادته انه علی الحق فان تصمیمه علیه وعدم رجوعه عنه

مومن شخص کو چاہئی کہ فریب مین آکر اپنی قوت تصمیم سے کسی شئی پر اور اپنی کثرت عبادت سی یہہ استدلال نکری کہ وہ حق پر ہے کیونکہ اوسکا تصمیم کسی بات پر اور اوس سے رجوع نکرنا

ولو نشر بالمناشیر لا یدل علی کونه علی الحق فیه لان جزمه وتصمیمه علیه لیس من حیث کونه حقا بل من حیث

اگرچہ دفترون مین پہیل جاوے پر یہہ دلالت نہین کرتا کہ اس باب مین حق پر ہی کیونکہ اوسکا جزم او تصمیم اوس پر اسلئے نہین ہے کہ وہ حق ہی بلکہ اس جہت سی ہے

نشاته بین قوم یدینون به وللنشاة والمخالطة اثر عظیم فی تصمیم شیٔ حقا کان او باطلا الا تری ان مثل هذا

کہ وہ ایسی قوم مین پیدا ہوا ہی کہ وہ اوس امر کو دینیات سے جانتی ہین اور پیدائش اور رلنی ملنی اور صحبت کو ہر شئی کی تصمیم مین حق ہو یا باطل بڑا ہی اثر ہوتا ہی کیا دیکہتا نہین کہ ایسی ہی

التصمیم یوجد عامة من ذوی الجهل المرکب کالیهود والنصاری ومن فی معناهم وان کان کذلك فالواجب علی کل

تصمیم تمام عام لوگ جہل مرکبون مین جیسے یہود اور نصاری اور جو انکی مثال ہین سب مین موجود ہی جب یہہ حال ہے تو ہر ہر مسلم پر اس زمانہ مین

مسلم فی هذا الزمان ان یحترز عن الاغترار والمیل الی شیٔ من البدع والمحدثات ویصون دینه من العوائد التی

واجب ہی کہ ایسے شبہات اور بدعات اور محدثات کی رغبت سے بچتا رہے اور اپنی دین کو عادات سے جن سے

استانس بها وتربی علیها فانها سم قاتل قل من سلم من افاتها وظهر له الحق معها الا تری ان قریشا لاجل العوائد التی الفتها

مالوف ہو رہا ہی اور اسہی مین پرورش پایا فتنہ سی بچا وی کیونکہ یہہ زہر قاتل ہی اسکی آفت سی کم بچتی ہین اور رحال مین حق کم ظاہر ہوتا ہی کیا دیکہتا نہین کہ قریش نے انہین عادات کے مارے جنکی الفت

نفوسهم انکروا علی النبی صلی الله علیه وسلم ما جاء به من الهدی والبیان وکان ذلك سببا لکفرهم وطغیانهم ولذلك

اونکی جان لگی ہوئی تہی نبی علیہ الصلوة والسلام اور اونکی ہدایت اور بیان کو نمانا اور اسہی سبب سے کافر ہو گئے اور سرکشی کی اور اسہی لئے

کان ابن مسعود یقول ایاکم وما یحدث من البدع فان الدین لا یذهب بمرة من القلوب بل الشیطن یحدث لکم

ابن مسعود کہا کرتے تہے نئی بدعات سے بچو کیونکہ دین ایکبارگی دلون مین سے نہین جاویگا بلکہ شیطان تمہاری لئے بدعتین نکالتا جاویگا

بدعا حتی یذهب الایمان من قلوبکم نسئل الله تعالی ان یُرینا الحق حقا ویرزقنا اتباعه ویُرینا الباطل باطلا و

آخر ہوتی ہوتی تمہارے دلونمین سی ایمان نکل جاویگا ہم خداسی چاہتی ہین کہ ہمپر حق کو حق ظاہر کردی اور اوسکا اتباع نصیب کری اور ہم پر باطل کو

یرزقنا اجتنابه المجلس الثامن والخمسون فی بیان ذکر الموت ولزوم الاستعداد له قال رسول

باطل ظاہر کردی اور اوسی اجتناب نصیب کری اٹھاونی مجلس موت کی یادگاری اور اوسکی تیاری کی لزوم مین رسول اللہ

الله صلی الله علیه وسلم اکثروا ذکر هاذم اللذات الموت هذا الحدیث من حسان المصابیح رواه ابو هریرة

صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہت کیا کرو یادگاری شی لذت شکن کی یعنی موت کی یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثونمین سے ہے ابوہریرہ کی روایت

ومعناه ان الموت یکسر کل لذة فاکثروا ذکره حتی تستعدوا له فان قوله علیه الصلوة والسلام اکثروا ذکر

سی اسکی یہہ معنے ہین کہ موت ہر لذت کو توڑدیتی ہی سو اسکو ہر وقت یاد رکہو تاکہ اوسکی سامان مین لگو بیشک قول علیہ السلام کا کہ اکثر ذکر رکہو

هاذم اللذات کلام وجیز مختصر لکن جمع فیها جمیع المواعظ فان من ذکر الموت حقیقة ینقص علیه لذة الحاضرة

لذات توڑنی والیکا کلام نہایت مختصر ہے پر اسمین تمام مواعظ بہردی ہین کیونکہ جو شخص حقیقت مین موت کو یاد رکہیگا تو اوسپر لذت حالیہ

ویمنعه من تمنیها فی المستقبل ویزهده فیما کان یؤمله منها لکن النفوس الراکدة والقلوب الغافلة تحتاج الی تکثیر

کمتر ہوجاویگی اور اوسکو آئندہ کی آرزو سی بند کردیگی اور جو امیدین پکاتا ہوگا سب چہوڑادیگی پر نفوس سست اور غافل دلونکو یہہ حاجت ہے

اللفظ وتطویل الوعظ والا ففی قوله علیه الصلوة والسلام اکثروا ذکر هاذم اللذات الموت مع قوله تعالی کل نفس ذائقة

کہ عبارت دراز اور وعظ طویل ہو نہیں تو حدیث کی اس جملہ مین زیادہ کرو یادگاری لذات توڑنی والیکے جو موت ہی ہمراہ اس آیت کے

الموت ما یکفی السامع له والناظر فیه لان ذکر الموت یورث استشعار الانزعاج عن هذه الدار الفانیة والتوجه فی کل

ہر جان چہکنی والی ہی موت کو اسقدر مضمون ہی کہ سمجہنے والیکو اور غور کرنی والی کو کافی ہے اسلئے کہ موت کی یاد کرنیمین اس دار فانی سی اکہڑ جانیکے اور ہر

لحظة الی الدار الباقیة اذ قد قال العلماء الموت لیس بعدم محض وفناء صرف وانما هو انقطاع تعلق الروح بالبدن ومفارقته

ہر لحظہ دار باقی کیطرف متوجہ رہنی کی عقل پیدا ہوتی ہی اسواسطے کہ علما کہتے ہین کہ موت نرا عدم اور صرف فنا ہی نہین ہی بلکہ موت کیا ہی

عنه وتبدل من حال الی حال وانتقال من دار الی دار وهو من اعظم المصائب وقد سماه الله تعالی مصیبة حیث قال

تعلق روح کا بدن سی چہوٹ جانا اور روح کا بدن سے جدا ہونا اور ایک حال کا دوسری حال پر بدل جانا اور ایک گہر سی دوسری گہر مین چلا جانا اور موت سب سے

فاصابتکم مصیبة الموت فالموت هو المصیبة العظمی واعظم منه الغفلة عنه وعدم ذکره وقلة التفکر فیه مع

بڑی مصیبت ہی اور اللہ تعالی نی بہی اسکا نام مصیبت رکہا ہی جہان فرمایا پہر آوی تمپر مصیبت موت کی پس موت ہی بڑی مصیبت ہی اور اوس سی بڑہ کر موت سی غفلت کے

ان فیه وحده لعبرة لمن اعتبر وقد قال القرطبی فی تذکرته ان الامة اجمعت علی ان الموت لیس له سن معلوم ولا زمن

یاد نکرنا اور اوسمین فکر نہ لگانا باوجودیکہ صرف اوسمین عبرت پانی والیکو بڑی عبرت ہے اور قرطبی نی اپنی تذکرہ مین کہا ہی کہ تمام امت بالاتفاق جانتی ہی کہ موت کا کوئی سال معین نہین اور نہ

معلوم ولا مرض معلوم وانما کان کذلك لیکون المرء علی هیبة منه مستعدا له لکن من غلب علیه حب الدنیا والانهماك

زمانہ معلوم اور نہ کوئی مرض مقرر اور یہہ اسلئے ہی تاکہ آدمی ہر دم اوس سے ڈرتا اور سامان کرتا رہی لیکن جسپر دنیا کی محبت غالب ہوگئی اور اوسکی لذتونمین

فی لذائذ ها لا محالة یغفل عن ذکره ولا یذکره بل اذا ذکر عنده یکرهه وینفر عنه طبعه لان غلبة حب الدنیا فی قلبه

کہپ گیا ہی بیشک اوسکی یاد سی غافل ہے کبہی یاد نہین کرتا بلکہ اوسکی پاس اگر موت کا ذکر آئی تو ناخوش ہوتا ہی اور اوسکی طبیعت کو نفرت ہوتی ہی اسلئے کہ اوسکی دل مین دنیا کی

ورسوخ علائقها فیه یمنع عن التفکر فی الموت الذی هو سبب مفارقتها ولا یحب ذکره وان ذکره یذکره للتاسف علی الدنیا

محبت کا غلبہ اور دنیا کی مضبوط علاقی موت کی فکر سے روک دیتی ہین جو کہ سبب دنیا کی مفارقت کا ہی اور اوسکا ذکر اچہا نہین لگتا اور اگر موت کو یاد بہی کرتا ہی تو دنیا کی تاسف پر

ویشتغل بذمه ویزید ذکره بعدا من الله تعالی اذ قد ورد فی الحدیث ان من کره لقاء الله تعالی کره الله لقاءه ومع هذا

موت کی برائیان کرتا ہی اور موت کا ایسا ذکر اللہ تعالی سی اور بہی دور کردیتا ہی سواسطے کہ حدیث مین آیا ہی کہ جو کوئی اللہ تعالی کی ملاقات کو مکروہ جانتا اللہ تعالی اوسکے صورت دیکہنی

فتذكره للموت خير له لان تذكر الموت ينقص عليه نعيمه ويكدر عليه صفوة لذته وكل ما يكدر على الانسان لذته وينقص

نگرو کہتا ہی تب بہتر ہی موت کا یاد کرنا بہتر ہی اسلئی کہ موت کو یاد رکہنی ہی دنیا کا عیش ناقص اور صفا لذت مکدر ہو جاتی ہی بہر جو چیز انسان کی لذت کو مکدر . اور شہوت کو ناقص

عليه شهوته فهو من اسباب سعادته ولذا قال النبي عليه الصلوة والسلام اكثروا ذكر هازم اللذات لان الانسان لا ينفك

کروے وہ ہی اسباب سعادت مین سی ہی اسیلئے نبی علیہ السلام نی فرمایا ہی بہت یاد کرو توڑنی والی لذت کو اسلئے کہ انسان دو حالت سے خالی

عن حالتين اما في ضيق ومحنة او في سعة ونعمة فان كان في ضيق ومحنة فذكر الموت يسهل عليه ما هو فيه بانه

نہین ہوتا یا تنگی اور محنت مین یا فراخی اور نعمت مین پس اگر شخص تنگی اور محنت مین ہی تو موت کا یاد کرنا اسپر تنگی اور محنت کو آسان کرتا ہی

يزول ولا يدوم والموت اصعب منه وان كان في سعة ونعمة فذكر الموت يمنعه عن الاغترار بها والسكون اليها كما

کہ یہ سب فنا ہونیوالا ہی ہمیشہ کو نہیں ہے اور موت اوس سے سخت ہی اور اگر فراخی اور نعمت مین ہے تو موت کا یاد کرنا اوسکو دنیا کی فریفتگی سی اور دل لگانی سی باز رکہتا ہی چنانچہ

روى انه عليه الصلوة والسلام قال كفى بالموت واعظا وقال اللفاف من اكثر ذكر الموت اكرم بثلثة اشياء تعجيل

روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا موت نصیحت کرنیکو کفایت کرتی ہی لفاف کہتا ہی جو شخص موت کو بہت یاد رکہیگا تو اوسکو تین باتین حاصل ہونگی جلدی

التوبة وقناعة القلب ونشاط العبادة ومن نسي الموت عوقب بثلثة اشياء تسويف التوبة والحرص على الدنيا

توبہ اور دل مین قناعت اور عبادت مین سرور اور جو موت کو بہولا رہیگا تو وہ تین باتوں مین مبتلا رہیگا توبہ کی تاخیر دنیا کا لالچ

والتكاسل في العبادة وقالت ام المؤمنين عائشة رض يا رسول الله هل يحشر مع الشهداء احد قال نعم من يذكر الموت

عبادت مین سستی ام المؤمنین عائشہ رض نے پوچھا یا رسول اللہ کوئی شہدا کے ساتھ بہی اوٹہیگا فرمایا ہان جو ہر روز

في اليوم والليلة عشرين مرة وسبب النيل الى هذه الفضيلة ان ذكر الموت يوجب التجافي عن الدنيا والاستعداد

رات دن مین موت کو بیس دفعہ یاد کرلی اور سبب حصول اس درجہ کا یہ ہے کہ موت کی یادگاری دنیاسی الگ کردیتی ہی اور آخرت کے سامان مین لگاتی ہے

للاخرة والغفلة عنه تدعو الى الانهماك في شهوات الدنيا ولذاتها ونسيان الاخرة وقد قال النبي عليه الصلوة و

اور موت کی غفلت دنیا کی شہوات اور لذات مین ڈبو دیتی ہے اور آخرت کو بہلا دیتی ہے اور بیشک نبی علیہ السلام نے

السلام لابن عمر كن في الدنيا كانك غريب او عابر سبيل فكانه عليه الصلوة والسلام قال له انك مسافر ستسافر الى

ابن عمر کو فرمایا دنیا مین ایسا رہ جیسی مسافر یا رستہ چلتا پس گویا نبی علیہ السلام نے اوس سے یہہ کہا تو مسافر ہی تو جلد آخرت کا

الاخرة فلا تتخذ الدنيا وطنا ولا تميل الى حظوظها وحطامها واغتنم صحتك واصرفها في طاعة الله تعالى و

سفر کرتا ہی سو دنیا کو وطن مت بنا اور دنیا کی لذات اور مال واسباب پر رغبت مت کر اور اپنے صحت کو غنیمت سمجہکر اللہ تعالی کی طاعت مین صرف کر

اجتهد ان تقدم في حياتك ما تقربه عينك يوم الجزاء وذلك انما يحصل بذكر الموت فلذلك كان ذكر الموت

اور کوشش کر کی اپنی زندگی مین پہلے ایسے اعمال کرلی جسین قیامت کی دن تیری آنکہ ٹہنڈی رہی اور یہ بات بدون یادگاری موت کی حاصل نہین ہوتی اسلئی موت کا یاد کرنا

افضل وانفع وغفلة الناس عنه لقلة فكرهم فيه وعدم ذكرهم له ومن يذكره لا يذكره بقلب فارغ بل بقلب

بہت افضل اور نافع ہی اور لوگون کی غفلت صرف کوتاہی فکر اور موت کو یاد نکرنی سی ہے اور جو یاد کرتا ہی تو صفائی دل سی یاد نہین کرتا بلکہ دل مین

مشغول باشغال الدنيا فلا ينفع ذكره في قلبه مع ان الواجب على العبد ان يفرغ قلبه عن كل شيء الا عن ذكر الموت

دنیا کی خیالات بہری ہوتی ہین سو ولیکن موت کا ایسا یاد کرنا فائدہ نہین کرتا باوجود یکہ انسان پر واجب ہی کہ اپنی دلکو سب خیالات سی سوای ذکر موت کے

الذي هو بين يديه فانه اذا ذكره بقلب فارغ يوشك ان يؤثر فيه وعند ذلك يقل فرحه وسروره بالدنيا وينكسر قلبه

جو سامنی کہڑی ہی خالی کردی بیشک انسان اگر فارغ دل ہوکر موت کو یاد کریگا تو دل مین تاثیر جلد معلوم ہوگی اور اب دنیا کی فرحت اور سرور کمتی ہوتا جاویگا اور دل ٹوٹ جاویگا

فان من كان اسير النفس مصرا على الذنوب يجب عليه ان يجتهد في اصلاح نفسه بمداواة قلبه فان مداواة

پس جو شخص نفس کا مقید گناہون پر ڈٹا ہوا ہی اوسکو واجب ہے کہ اپنی دل کی علاج کی واسطی اصلاح نفس کے مشقت اٹہائی کرہی کیونکہ دلون کی دوا کرنے واجب ہے

القلوب واجبة لاسيما اذا كان قاسية فعلاجها باربعة اشياء اذ قد قال العلماء اذا كانت القلوب قاسية
کیونکہ دلون کی دواگری واجب ہے خاص ایسے وقت مین کہ وہ سخت ہو جاوین پہر اوسکا علاج چار چیزون سے ہی اسلئے کہ علما کہتے ہین کہ جب دل سخت ہو جاوین تو ایسی
فعلى اصحابها ان يلتزموا باربعة الاول حضور مجالس العلم التي يكثر فيها دعوة الخلق من الدنيا الى الآخرة ومن
لوگون کو چاہئے کہ چار چیزونکو لازم کرلین اول علم کی ایسی مجلسون مین حاضر ہونا جسمین خلق کی رہنمائی دنیاسی آخرت کے طرف اور
المعصية الى الطاعة فان ذلك مما تلين القلوب ويخشع فيها والثاني ذكر الموت الذي هو هازم اللذات ومفرق
معصیت سی طاعت کی طرف بہت ہوتی ہو کیونکہ اس سے دلون مین نرمی اور درد پیدا ہوتا ہی اور دوسرے موت کا یاد رکہنا جو کہ لذتون کو توڑتے ہی اور
للجماعات وموتم للبنين والبنات والثالث مشاهدة المحتضرين فان النظر الى المحتضر ومشاهدة سكراته ونزعاته
جماعات کو پراگندہ کرتی ہی اور بیٹیا بیٹے کو چہوڑا دیتی ہی اور تیسری مرتی ہوؤنکا حالت نزع مین دیکہنا کیونکہ مشاہدہ سسکتے کا اور دیکہنا اوسکے ہچکیون اور نزع کا
وتامل صورته بعد موته يقطع عن النفوس لذاتها وعن القلوب مسراتها ويمنع الاجفان من النوم والابدان
اور غور کرنا اوسکی صورت کا بعد موت کے نفوس کو لذات سی اور قلوب کو مسرات سی اور پلکون کو نیند سے اور بدن کو
من الراحة ويبعث على الطاعات فهذه ثلثة امور ينبغي لمن كان قاسي القلب واسير النفس مصرا على الذنوب
آرام سی الگ کردیتا ہی اور طاعات پر ابہارتا ہی سو یہ تین طریقہ ہین چاہئے کہ سخت دل آدمی نفس کا مغلوب گناہون پر لگا ہوا ان سی
ان يستعين بها على دوائه فان انتفع بها فذاك وان عظم عليه رين القلوب واستحكمت دواعي الذنوب
اپنے دل کا علاج کرے پہر اگر نفع ہوا تو بس اور کیا چاہئے اور اگر دل کے عیب جم گئے اور اسباب گناہونکی جڑ پکڑ گئے
فزيارة القبور يؤثر في ذلك ما لم يؤثر الاول والثاني ولذلك قال النبي عليه الصلوة والسلام زوروا القبور
تو پہر اسمین قبور کی زیارت ایسا اثر کرتی ہی جو کہ اول اور ثانی اثر نہین کرتا اور اسیلئے نبی علیہ الصلوة والسلام نے فرمایا قبرونکی زیارت کیا کرو
فانها تذكر الموت والآخرة وتزهد في الدنيا فان الاول سماع بالاذن والثاني اخبار بالقلب بما اليه المصير و
کیونکہ اس سے موت اور آخرت یاد آتے ہی اور دنیا چہوٹتی ہے کیونکہ اول طریقہ کانونسی سننے کا ہی اور دوسرا طریقہ دل سی انجام کی سمجہ کا ہی اور
في مشاهدة من احتضر وزيارة من قبر معاينة ولذلك كانا ابلغ من الاول والثاني وقد قال النبي صلى الله عليه وسلم
سسکتی کو دیکہنے مین اور قبر کے زیارت مین انجام کا معاینہ ہوتا ہی اور اسیلئے یہہ دونو اول اور ثانی سی بہت نافع ہین چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
ليس الخبر كالمعاينة لكن الاعتبار والاتعاظ بحال المحتضر غير ممكن في كل وقت من الاوقات ولا يتفق لمن يريد علاج
سنا ہوا دیکہی ہوئی کی برابر نہین ہوتا پر عبرت اور پند پذیری سسکتے کی حال سی ہر وقت میسر ہونا ممکن نہین ہے اور جو اپنی دل کا علاج
قلبه في ساعة من الساعات واما زيارة القبور فوجودها اسرع والانتفاع بها اوسع لكن ينبغي لمن يقصد زيارة
کیا چاہی تو گہری گہری اوسکو نہین ملتا ہی زیارت قبور کی تو اسکا ہاتھ آنا جلد ہو سکتا ہی اور منفعت اسکی بہت ہے پر لایق یون ہی کہ قبور کی زیارت کری
القبور ان يحترز من الزيارة البدعية التي يقصدها اكثر الناس في هذا الزمان وهي زيارة قبور بعض المتبركين
تو زیارت بدعی سی پرہیز رکہی جو کہ اس زمانہ مین اکثر لوگون کو مقصود ہی یعنے متبرک لوگون کی قبر پر جاکر
لاجل الصلوة عندها والطواف بها وتقبيلها واستلامها وتعفير الخدود عليها واخذ ترابها ودعاء اصحابها
نماز پڑہنا اور قبرون پر طواف کرنا اور چومنا اور بوسہ دینا اور اوسپر گال ملنے اور وہان کی مٹی لینی اور مردونسی دعا مانگنی
والاستغاثة بهم وسوالهم النصر والرزق والولد والعافية وقضاء الديون وتفريج الكربات واغاثة اللهفان وغير
اور اونپر بہروسہ کرنا اور اون سی امداد اور رزق اور اولاد اور آرام اور قرضونکا ادا اور سختیونکی کشایش اور ناتوانون کی مدد مانگنے اور
ذلك من الحاجات التي كان عباد الاوثان يسئلونها من اوثانهم اذ ليس شئ منها مشروعا باتفاق علماء المسلمين
سوا اسکی اور حاجتین جو بت پرست لوگ سابق بتونسی مانگا کرتے ہین اسواسطی کہ اسمین سے کوئی بات بہی تمام علماء اہل اسلام کی نزدیک جایز نہین ہے

اذ

اذ لم یفعله رسول رب العلمین ولا احد من الصحابة والتابعین وسائر ائمة الدین بل یتادب بادابها ویکون حاضر
کیونکہ یہ تو نہ رسول رب العالمین نے کیا اور نہ کسی صحابہ اور تابعین نے اور نہ کسی ایمہ دین سے بلکہ طریقے زیارت قبور کی سیکہہ کر حضور دل سے
القلب فی اتیانها ولا یکون حظه منها الطواف علیها فقط لانه حالة تشارکه فیها البهائم بل یقصد بزیارته وجه الله تعالی
ادا کرے ایسا ہو کہ زیارت قبور سے اسکا حصہ صرف طواف ہی ہو کیونکہ یہہ بات تو چوپائے کو بھی ہے بلکہ زیارت سے صرف مقصود وہ اسطرح خدا تعالی کا ہو
واصلاح نفسه ودواء قلبه ویجتنب المشی علی المقابر والجلوس علیها ویخلع نعلیه ان دخلها کما جاء فی الحدیث
اور درستی اپنی حال کی اور علاج اپنی دل کا اور قبروں کی اوپر پہرا نکرے اور نہ اونپر بیٹھے اور قبروں میں جاتی ہوئی جوتی اوتار لے چنانچہ حدیث میں آیا ہے
ویسلم علی اهلها ویخاطبهم خطاب الحاضرین ویقول السلام علیکم دار قوم مؤمنین فانه علیه الصلوة والسلام
اور مردوں پر سلام بہیجے اور اون سے مخاطب ہوکر کلام کرے یہہ کہے سلام تمپر اے دار قوم مومنین کے کیونکہ نبے علیہ الصلوۃ والسلام
کان یقول کذلك واذا وصل الی میت ینبغی له ان یاتیه من تلقاء وجهه ویسلم علیه ایضا لکن اذا اراد ان یدعو
یہہ ہی کہا کرتے تہے اور جب کسی مردہ کی پاس جاوے تو چاہیئے کہ اوسکی منہہ کی سامنے سے جاوے اور اوسپر بہی سلام علیک کرے لیکن اگر دعا مانگنے کا قصد کرے
یدعو قائما مستقبل القبلة وکذلك الکلام فی زیارة النبی علیه الصلوة والسلام ثم یعتبر بمن کان تحت التراب
تو رو بقبلہ کہڑا ہوکر مانگے اور ایسی ہی گفتگو نبے علیہ السلام کے زیارت میں ہے پہر اوسکی حال سے جو مٹی تلی دب گیا
وانقطع عن الاهل والاحباب بعد ان نافس الاصحاب والعشائر وجمع الاموال والذخائر وجاءه الموت فی وقت لم یحتسبه
اور اہل عیال اور یاروں سے جدا ہو گیا عبرت پذیر ہو ایک دن تہا کہ یاروں اور کنبے میں ملا جلا تہا اور مال اور ذخیرہ جمع کرتا تہا اور اوسکو ایسی وقت موت آگئی جو کہ گمان نہ تہا
وفی حال لم یرتقبه فانه حین دخل القبر وابتلی بالسوال هل اصاب فی الجواب وکان قبره روضة من ریاض الجنة
اور ایسی حال میں جو توقع نکرتا تہا پہر یہہ جب قبر میں گیا اور سوال میں مبتلا ہوا تو خدا جانے جواب میں پورا اترا کہ اوسکی قبر بہشت کا چمن ہو گئی ہو
او اخطأ فی الجواب وکان قبره حفرة من حفر النیران ثم یجعل نفسه کانه مات ودخل القبر وذهب عنه اهله وولده
یا جواب میں پورا نہ اترا کہ اوسکی قبر ایک گڑہا دوزخ کا ہو گیا ہو پہر اپنی آپ کو تصور کرے گویا مرگیا اور گور میں داخل ہوا اور اہل اور اولاد
ومعارفه وبقی وحیدا فریدا وهو الان یسال فماذا یجیب وماذا یکون حاله ثم یتامل حال من مضی من اخوانه واقرانه
اور جان پہچان جدا ہو گئی اکیلا تن تنہا رہ گیا اب مجھسے سوال ہو رہا ہے اب کیا جواب دوں اور میرا کیا انجام ہوگا پہر اپنی گذشتہ بہائی بندوں اور ہمسروں کی حال میں تامل کرے
الذین املوا الامال وجمعوا الاموال کیف انقطعت امالهم ولم تغن عنهم اموالهم وغیر التراب محاسن وجوههم وافترقت فی
جو کہ بڑی بڑی امیدیں رکہتی تہی اور خوب مال جمع کیا تہا کیونکر اونکی امیدیں ٹوٹ گئیں اور مال متاع نے کچہہ فائدہ نہ دیا اور مٹی نے اونکی اچہی اچہی چہرے بگاڑ دیے اور
القبور اجزاؤهم وارملت بعدهم نساؤهم وشمل الیتیم اولادهم واقتسم غیرهم اموالهم ولیعلم ان میله الی الدنیا کمیلهم
گور میں اونکی اجزا بکہر گئے اور اونکی جوروئیں رانڈ ہو گئیں اور اونکی اولاد میں یتیمی پہیل گئی اور اونکا مال اوروں نے بانٹ لیا اور یوں یقین کرے کہ میری رغبت دنیا میں ایسی ہی ہے جیسی اونکی رغبت
وغفلته کغفلتهم وانه لاشك صائر الی مصیرهم ولیتحقق ان حاله کحالهم وان الموت لفظیع والهلاك السریع بین یدیه
اور جیسی غفلت اونکی ویسی غفلت میں بیشک اوسہی جگہ جاونگا جہاں وہ گئی ہیں اور میرا حال بہی اونکا سا حال ہونے والا ہے اور موت ناگوار اور ہلاک سریع سامنے موجود ہے
وعند هذه التذکر والاعتبار یلین قلبه ویخشع جوارحه ویزول عنه جمع الاعتبار الدنیویة ویقبل علی الاعمال الاخرویة
اسطرح کی یاد اور اعتبار سے البتہ دل نرم ہو جاویگا اور ہاتہہ پاؤں کانپ جاوینگے اور دنیا کی تمام رابطے جاتی رہینگے اور اعمال آخرت پر متوجہ ہووے گا
ویترك هواه ویتوجه الی طاعة مولاه ثم ینبغی له فی کل حین وزمان ان یکثر ذکر اقرانه وامثاله الذین مضوا قبله فیتذکر
اور ہوا ہوس ترک کرکر مولی کی طاعت اختیار کریگا پہر اسکو چاہئے کہ دم بدم اپنے اقران اور امثال کا جو کہ اس سے پہلے مر گئے ہیں ذکر کیا کرے
سرورهم ونشاطهم وعیشهم وعشرتهم وطول املهم واعتمادهم الی القوة والشباب ومیلهم الی الضحك والتلعاب
اور اونکی سرور اور نشاط اور اونکی عیش اور عشرت اور بڑی بڑی امیدیں اور اونکا بہروسہ قوت اور جوانی کا اور رغبت ہنسی اور کہیل کی یاد کیا کرے

ثم یتامل کیف کانت حالهم وخلت منهم مجالستهم ودیارهم وانقطعت اثارهم وضاعت اموالهم ثم ینظر فی نفسه فانه

پھر یہہ سوچی کیسا اونکا حال تہا اور اونکی مجلس اور گہر بار اونسی خالی رہ گئی اور اون کا نشان مٹ گیا اور اونکے مال تباہ ہوگئے پھر اپنی طرف خیال کری کہ میرا بہی

سیکون عاقبة امره کعاقبة امرهم فیسعی فی اصلاح نفسه باسقاط ما فی ذمته من الفرائض والواجبات والاجتناب

انجام یہہ ہی ہونے والا ہی جو اونکا ہوا پھر اپنے حال کو درست کری جو جو اسکی ذمہ پر فرایض اور واجبات باقی نکلتی ہین ادا کری

عن المحرمات والمکروهات والتوبة عن الذنوب والسیئات یسر نا الله التوبة والاستغفار اناء اللیل واطراف النهار

اور حرام اور مکروہات سی بچے اور گناہون اور بری کار سے توبہ کرے آپ ہمکو رات کو اور صبح شام ہر ادر استغفار کی توفیق دے ٭

## المجلس التاسع والخمسون فی بیان ماهیة الطاعون وعدم التقدم علیه وعدم الفرار منه

اونسٹہوین مجلس وبا کی حقیقت مین اور نہ اوسکے اندر جانا اور نہ وہان سے بہاگنا

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم الطاعون رجز ارسل علی طائفة من بنی اسرائیل فاذا سمعتم به بارض فلا

رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا طاعون یعنی وبا عذاب ہی جو بنی اسرائیل کے ایک گروہ پر نازل ہوا تہا جب تم کسی سرزمین مین وبا سنو تو

تقدموا علیه واذا وقع وانتم فیه فلا تخرجوا منها فرارا منه هذا الحدیث من صحاح المصابیح رواه اسامة بن زید

اوسمین نجاؤ اور جب وبا آجاوی اور تم وہان ہو تو وہانسی وبا کی ڈر کی ماری مت نکلو یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین سی ہی اسامہ بن زید کی روایت سے

والمراد بالطائفة المذکورة هم الذین امرهم الله تعالی ان یدخلوا الباب سجدا ویقولوا حطة فدخلوا الباب قائلین

اور مراد گروہ مذکورہ سی وہ قوم ہے جسکو اللہ تعالی کا حکم ہوا تہا کہ دروازہ مین سجدہ کرتے ہوئی اور حطہ یعنی معاف کہتی ہوئی چلی جاؤ سو وہ لوگ دروازہ مین

حنطة فخالفوا امر الله تعالی فارسل الله تعالی علیهم الطاعون فمات منهم فی ساعة واحدة اربعة وعشرون الفا من

حنطہ کہتی ہوئی داخل ہوئی اونہون نی امر الہی کی جو خلاف کیا تو اللہ تعالی نی اون پر وبا بہیجی سو اون مین سی گہڑی بہر کی عرصہ مین چوبیس ہزار

شیوخهم وکبرائهم فدل الحدیث علی ان سبب ظهور الطاعون هو المخالفة لامر الله تعالی وقد وقع فیه النهی عن

بڑی بڑے آدمی مرگئی اب اس حدیث سی معلوم ہوا کہ سبب طاعون وبا پڑنیکا وہ امر الہی کی مخالفت تہے اور اس حدیث مین وہان یعنی وبا کی جگہہ مین جانی کی ممانعت ہے

القدوم علیه وعن الفرار عنه فالنهی الاول لبیان لزوم الحذر عن التعرض للتلف اذ لا یجوز للعبد ان یلقی نفسه الی

اور وہان سی بہاگنی کی بہلی ممانعت ہی تو اس بیان کے لئی ہی کہ تلف مین پڑنی سی بچو اسلئے کہ بندہ کو جایز نہین ہے کہ اپنی جان کو ہلاکت مین ڈالی

التهلکة لقوله تعالی وَلَا تُلْقُوا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّهْلُکَةِ والنهی الثانی لبیان لزوم التوکل والرضاء بقضاء الله تعالی وقدره

اس آیت سی اور نہ ڈالو اپنی جان کو ہلاکت مین اور دوسری ممانعت واسطے بیان لزوم توکل کی ہی اور تقدیر الہی پر رضا

ولبیان ان العذاب الواقع بسبب المعصیة لا یدفعه الفرار وانما یدفعه التوبة والاستغفار واختلف فی هذا النهی

اور اس بیان کی واسطے کہ جو عذاب بسبب گناہونکی نازل ہوتا ہی وہ بہاگنے سے نہین دفع ہوتا اوسکو تو فقط توبہ اور استغفار ہی دفع کرتی ہی اور اس نہی مین اختلاف ہے

فقال القاضی تاج الدین السبکی مذهبنا هو الذی علیه الاکثرون ان النهی عن الفرار منه للتحریم وقال بعض العلماء

سو قاضی تاج الدین سبکی کہتا ہی ہمارا مذہب وہ ہی ہی جس پر اکثر علماء ہین کہ وہان سے بہاگنی کی نہی تحریمی ہی اور بعض علماء کہتے ہین

هو للتنزیه واتفقوا علی جواز الخروج لشغل عرض غیر الفرار لقوله علیه السلام فی اخر الحدیث ولا تخرجوا منها فرارا منه

کہ نہی تنزیہی ہی اور بالاتفاق کہتی ہین کہ وہانسی چلا جانا واسطی کسی کار کی سوائی بہاگنی کے جایز ہی اس دلیل سی کہ نبی علیہ السلام آخر حدیث مین فرماتی ہین کہ وہانسی نکلو

ویدل علی التحریم ما روی عن ام المؤمنین عائشة رضی الله عنها انه علیه السلام قال الفار من الطاعون کالفار من الزحف واخرج

اور حضرت ام المؤمنین عائشہ کی روایت سے ثابت ہوتی ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ وباسی بہاگنی والا ایسا ہی جیسے لڑائی سی بہاگنی والا اور

ابن خزیمة فی صحیحه ان الفرار منه من الکبائر والله تعالی یعاقب علیه ان لم یعف واختلف العلماء فی حکمة ذلک النهی

ابن خزیمہ نی اپنی صحیح مین نقل کیا ہی کہ وباسی بہاگنا گناہ کبیرہ ہی اور اللہ تعالی اسپر عذاب کریگا اگر نہ معاف کیا اور علماء کو اس ممانعت کی حکمت مین اختلاف ہے

فقيل هو تعبدي لا يعقل معناه لان الفرار من المهالك مامور به وقد وقع النهي عنه وفيه سر لا يعلمه الا الله تعالى

کوئی کہتا ہے اسمین بندگی ہی کچھ معنی سمجھ مین نہین آتی اسلئے کہ ہلاکت کے مقام سی بہاگ جانیکا حکم ہی اور اسمین ممانعت آئی ہی تو اسمین کوئی ایسی پوشیدہ بات ہے کہ اللہ کے سوا

وقيل هو معلل بان الطاعون اذا وقع في بلاد يعم من كان فيه بمداخلة سببه فلا يفيد الفرار منه بل ان كان اجله حضر

اور کوئی کہتا ہی اوسکی یہہ علت ہے کہ وبا جب کسی ملک مین پڑتی ہی تو جو وہان ہوتا ہی سب پر پہیل جاتی ہی کیونکہ سبب کے دخل ہوتا ہی پہر وہان سے بہاگنی مین کچھ فائدہ نہین بلکہ اگر

فالطاعون سبب موته سواء اقام او رحل فلما تعين المفسدة ولا انفكاك عنها تعين الاقامة لما في الخروج من العبث

اوسکی موت آئی ہی تو وبا ہی اوسکی موتکا سبب ہے برابر کہ وہ شخص وہان رہے یا چلا جاوے پہر جب فساد یقینی ٹہرا اور اس سے خلاصی ممکن نہین ہے تو پہر اقامت ہی یقینی ہی اسلئے کہ چلے جانے مین بیہودہ حرکت ہے

الذي لا يليق بالعقلاء مع ان فيه الفرار من حكم قدره الله تعالى وامر بالصبر عليه وجعل لمن يموت به اجر الشهيد بل

جو عقلا کی حال سی مناسب نہین ہے باوجود یکہ اسمین تقدیر الٰہی سی بہاگنا ہی حال یہہ ہے کہ اسپر صبر کرنے کا حکم ہی اور اوسمین مرنے والی کی واسطے اجر شہید کا مقرر ہے بلکہ

جعل للمقيم فيه صابرا اجر الشهيد ولو لم يمت بالطاعون والفرار من مثل هذا الاجر خسارة عظيمة مع انه لا يعلم

اسمین صبر سی قایم رہنی والی کی واسطے اجر شہید کا ہی اگرچہ وبا مین جیتا رہی اور بہاگنا ایسے اجر سے بڑی ہی ٹوٹی کی بات ہی باوجودیکہ یہہ خبر نہین

ان الموت الذي فر منه هل يسلم منه ام لا ونقل ابو الحسن المدائني عن ابيه قال قلما فر احد من الطاعون فسلم قال

کہ جس موت سی بہاگتا ہون اسسی سلامت بچونگا یا نہین اور ابو الحسن مدائنی اپنی باپ سے نقل کرتا ہی کہ وبا سے بہاگنے والا کم بچتا ہے

تاج الدين السبكي والذي حكاه مجرب وليس ببعيد ان يجعل الله الفرار منه سببا لقصر العمر وقد جاء في الكتاب الكريم

تاج الدین سبکی کہتا ہی یہہ بات آزمودہ ہی اور کیا بعید ہے کہ اللہ تعالی اس بہاگنی کی باعث سی اوسکی عمر کوتاہ کردی چنانچہ کتاب کریم مین یہہ مضمون حاصل ہوتا ہی

ما يوخذ منه ان الفرار من الجهاد سبب لقصر العمر وهو قوله تعالى قُلْ لَنْ يَنْفَعَكُمُ الْفِرَارُ إِنْ فَرَرْتُمْ مِنَ الْمَوْتِ أَوِ الْقَتْلِ

کہ جہاد مین سی بہاگنا عمر کو کوتاہ کردیتا ہے اور وہ یہہ آیت ہی تو کہہ ہرگز نہ فائدہ دیویگا تمکو بہاگنا اگر بہاگی تم مرنے سے یا مارے جانے سے

وَإِذًا لَا تُمَتَّعُونَ إِلَّا قَلِيلًا وحكى ان والده استنبط ذلك من هذه الاية وقال اهل التفسير في قوله تعالى أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ خَرَجُوا

اور اب نہ پہل پاؤ گے مگر تہوڑے دنون اور نقل کرتا ہی کہ میرے باپ نے یہہ مضمون اسی آیت سے نکالا ہی اور مفسرین اس آیت مین تو نے نہ دیکہی وہ لوگ جو نکلے

مِنْ دِيَارِهِمْ وَهُمْ أُلُوفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ ان اهل قرية وقع فيهم فخرجوا منها هاربين فاماتهم الله تعالى ثم احياهم ليعتبروا ويعلموا

اپنے گہرون سی اور وہ ہزارون تہی موت کی ڈر سی یہہ کہتی ہین کہ ایک قریہ مین وبا پڑی سو وہ لوگ وہانسے بہاگی پہر اللہ تعالی نی اونکو مار دیا پہر زندہ کیا تاکہ عبرت پذیر ہوں اور جانلین

ان لا ينفر من قضاء الله تعالى وقدره وقد ورد في الحديث انه وخز اعدائنا من الجن على ما روي عن ابي موسى الاشعري

کہ تقدیر الٰہی سی نہین بہاگا جاتا اور حدیث مین آیا ہی کہ وبا ہماری دشمنون جنات کی نیزہ زنی ہی موافق روایت ابو موسے اشعری کے

انه عليه السلام قال فناء امتي بالطعن والطاعون قيل يا رسول الله هذا الطعن قد عرفناه فما الطاعون قال وخز اعدائكم

کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا میری امت کی موت طعن اور طاعون سی ہی کسی نی عرض کیا یا رسول اللہ اس طعن کو تو ہم جانتی ہین پر طاعون کیا ہی فرمایا نیزہ زنی ہی تمہارے دشمن

يعني الجن وفي كل منهما شهادة قال ابن القيم في كون الطاعون وخز اعدائنا من الجن حكمة بالغة وهي ان اعدائنا منهم

یعنے جن کی اور ان دونون مین شہادت ہی ابن القیم کہتا ہی کہ طاعون جو ہمارے دشمنون جنات کی نیزہ زنی ہی اسمین بڑی حکمت ہی وہ یہہ ہے کہ انمین سے شیاطین ہمارے دشمن ہین

شياطينهم واما اهل الطاعة منهم فهم اخواننا في الدين وقد امرنا الله تعالى معاداة اعدائنا من الجن والانس وان

اور جو انمین اہل طاعت ہین سو وہ ہمارے دینی بہائی ہین اور ہمکو حکم الٰہی ہے کہ اپنے دشمنونکی انسان ہون یا جن دشمنی کرین اور

نحاربهم طلبا لمرضاته وابى اكثر الناس الا مسالمتهم وموالاتهم فسلطهم الله تعالى عليهم عقوبة لهم لانهم لما استجابوا لهم حين اخذوهم

واسطے طلب رضا مندی اللہ کے لڑین اور اکثر لوگ اس حکم سی پہر کر اونکی محبت کے طلبگار رہ گئے سوئی اونکو اللہ تعالی نی اونپر عقوبت کی لئے غالب کردیا کیونکہ اونہون نے جب اونکو

وامروهم بالفسق والفجور واطاعوهم في الفساد والشرور اقتضت الحكمة الالهية ان يسلطوا عليهم بالطعن فيهم

فسق و فجور کہلے پکڑا تو مان گئے اور فساد اور شرور مین مطیع ہو گئی تو حکمت الٰہی نی چاہا کہ یہہ بہی اونپر غالب آکر اون مین طعن قایم کرین

كما يسلط عليهم اعداءهم من الانس حين افسدوا في الارض ونبذوا كتاب الله تعالى وراءهم فهذه المحاربة ملحمة من

جیسے کہ اونپر اونکی دشمن انسان غالب ہو جاتی ہین جب وہ ملک مین فساد برپا کرتے ہین اور کتاب اللہ کو پس پشت ڈالتے ہین پس یہہ محاربت صف جنگ

الانس والطاعون ملحمة من الجن وكل منهما يسلط عليهم بتقدير العزيز الحكيم عقوبة لهم لمن يستحق العقوبة وشهادة

انسانکی ہی اور طاعون صف جنگ جنات کی ہی اور یہہ دونوا اونپر اللہ عزیز حکمت والی کی تقدیر سے واسطی عذاب مستحق عذاب کے اور واسطی شہادت مستحق

لمن هو اهل لها فهذه سنة الله تعالى في العقوبات التي يقع عامة فيكون طهر المتقين وعذاب الفاجرين وقد ثبت

شہادت کے مسلط ہوجاتی ہین پس ایسی عقوبات مین جو عام نازل ہوتی ہین عادت الٰہی یہہ ہی جاری ہی سو متقیون کی واسطی طہارت اور بدکارونکی لئی عذاب ہی اور حدیث

في الحديث ان سبب وقوع الطاعون ظهور الفاحشة واعلان المنكرات على ما روى عن ابن عمر انه عليه السلام قال لم يظهر

مین ثابت ہوچکا ہی کہ وبا پڑنیکا سبب ہے فاحشہ کا ظاہر ہونا اور منکرات کا برملا عمل مین آنا موافق روایت ابن عمر کے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا یہہ کبھی ظاہر

الفاحشة في قوم قط حتى يعلنوها الا فشى فيهم الطاعون واخرج مالك عن ابن عباس موقوفا والطبراني مرفوعا ما فشا

کہ کسی قوم مین فاحشہ تو ایسا ظاہر ہو کہ برملا ہونی لگی اور وبا نہ پڑی اور مالک نے ابن عباس سے موقوفا اور طبرانی نی مرفوعا نقل کیا ہی نہین ظاہر ہوا

الزنا في قوم قط الا كثر فيهم الموت قال ابن حجر الحكمة في ذلك ان حد الزنا في المحصن ازهاق الروح بصفة مخصوصة وهي

زنا کبھی کسی قوم مین مگر اونمین موت کی کثرت ہوئی ہے ابن حجر کہتا ہی حکمت اسمین یہہ ہے کہ زنا کی حد محصن کے حق مین جان کا نکالنا ہی بطور خاص یعنی

الرجم فاذا لم يقم فيه الحد يسلط عليهم الجن ليقتلوهم قال السيوطي ومن تتمة ذلك ان الزنا لما كان في غالب الاحوال

سنگسار کرکر پھر جب اوسمین یہہ حد قایم نہ ہوئی تو جن اونپر تعینات ہوئے تاکہ اونکو قتل کرین سیوطی کہتا ہی اسکا بقیہ یہہ ہے کہ زنا چونکہ اکثر اوقات

يقع سرا يسلط الله عليهم عدوا يقتلهم سرا من حيث لا يرونه وقاعدة العذاب انه اذا نزل بقوم يعم المستحق وغيره

پوشیدہ واقع ہوتا ہی تو اللہ تعالیٰ بھی اونپر ایسا دشمن تعینات کرتا ہی کہ پوشیدہ مار ڈالی ایسا کہ کسیکو معلوم نہوا اور عذاب کا قاعدہ یہہ ہے کہ جب کسی قوم پر نازل ہوتا ہی تو پہلی سب کو

ثم يبعثون على نياتهم كما روى عن عبد الله بن عمر انه عليه السلام قال اذا انزل الله بقوم عذابا اصاب العذاب من كان فيهم

پھر وہ اپنی اپنی نیتون کی موافق مبعوث ہوتی ہین چنانچہ عبد اللہ بن عمر سی روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی قوم پر عذاب اوتارتا ہی تو جو وہان ہوتا ہی سب پہ پہنچتا ہی

ثم يبعثون على نياتهم قال العلماء انما يصيب العذاب جميع الناس لظهور المنكرات والاعلان بها لان انكارها وتغيرها

پھر وہ اپنی اپنی نیت پر مبعوث ہوتی ہین علما کہتی ہین کہ تمام لوگونکو عذاب اسلئے پہنچتا ہی کہ منکرات ظاہر اور برملا عمل مین آتی ہین اور منکرات کا بند کرنا اور بدلنا

يصير واجبا عليهم فمن رأى ولم ينكر صار كمن فعل في استحقاق العقوبة كما روى عن ابن عباس انه قيل يا رسول الله

اونپر واجب ہو جاتا ہی پھر جو دیکھی اور اونکو ممانعت نکری تو وہ استحقاق عقوبت مین ایسا ہے گویا کہ عمل کرتا ہی چنانچہ روایت ہے ابن عباس سے کہ کسی نی عرض کیا یا رسول اللہ

انهلك القرية وفيها الصالحون قال نعم قيل بم يا رسول الله قال بتهاونهم وسكوتهم عن معاصي الله تعالى ثم ان

کیا تمام گاؤن ہلاک ہو جاتا ہی اور اوسمین صلحا ہوتی ہین فرمایا ہان عرض کیا کس خطا پر یا رسول اللہ فرمایا خدا کی نافرمانی پر اونکی سستی اور چپ رہنی سے پھر بیشک وہ

الطاعون وان كان يقع عذابا لهم بسبب سكوتهم عن المنكرات عند ظهورها لكن لما جعل لهم كفارة وطهرة كان لهم

وبا اگرچہ اونکی واسطی منکرات کی ظہور پر چپ رہنی کی سزا مین عذاب آتا ہی پر چونکہ اونکی لئی کفارہ اور طہارت ہے تو اونکی حق مین

رحمة كما روى عن ام المؤمنين عائشة رض انه عليه الصلوة والسلام قال اذا كثرت ذنوب العبد ولم يكن له ما يكفرها ابتلاه

رحمت ہے چنانچہ ام المؤمنین عائشہ سے روایت ہی کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا جب بندہ کی گناہ بہت ہوتی ہین اور کفارہ اوسکا کچھ نہین ہوتا

الله تعالى بالحزن ليكفرها ويجوز ان يكون في حق من لم يقصر فيما وجب عليه من الامر بالمعروف والنهي عن المنكر لزيادة

تو اللہ تعالیٰ کفارہ کی واسطی اوسکو غم مین مبتلا کردیتا ہی اور احتمال ہی کہ اوسکی حق مین جو تمام واجبات یعنی امر بالمعروف و نہی عن المنکر مین قصور نکری واسطی افزایش

حسناته كما جاء في الحديث ان الرجل لتكون له عند الله تعالى منزلة فما يبلغها بعمله فما يزال الله يبتليه بما يكرهه

حسنات کے ہو چنانچہ حدیث مین آیا ہی کوئی شخص تقدیر الٰہی مین ایک مرتبہ کی لائق ہوتا ہی کہ اوسکو عمل کی برکت سی نہین حاصل کرسکتا تو اللہ تعالیٰ اوسکو ہمیشہ مکروہات مین مبتلا کرتا

حتى يبلغه اياه وقد ورد في الحديث ان الطاعون شهادة للمؤمنين ورحمة لهم وزجر على الكفرين وهو صريح في ان

آخروہ اوس مرتبہ پر پہنچا دیتا ہی اور بیشک حدیث مین آیا ہی کہ وبا مومنین کی حق مین شہادت اور رحمت ہی اور کفار کی لئی عذاب ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ

كونه شهادة ورحمة خاصة بالمؤمنين واذا وقع في الكافر فانما هو عذاب عجل عليه في الدنيا وله في الاخرة اشد

وبا صرف مومنین کی لئی شہادت اور رحمت ہے اور جب کافر پر پڑتے ہے تو وہ عذاب ہے کہ اوس پر جلدی سے دنیا مین آگیا اور آخرت مین اوسکے لئے

العذاب واما العاصي المرتكب الكبيرة من هذه الامة اذا كان مصرا عليها ولم يتب عنها فكون الطاعون شهادة

اور بہی سخت عذاب ہی اور رہا گنہگار کبیرہ کرنیوالا اس امت مین سے اگر وہ کبائر پر اڑا ہوا ہی اور تائب نہین ہوا تو وبا اوسکی حق مین شہادت ہی یہ نہین

له محل نظر اذ يحتمل ان يقال انه لا ينال درجة الشهادة لشؤم ما كان متلوثا به من الذنوب وقد قال الله تعالى

اسمین تامل ہی اسواسطے کہ ہوسکتا ہی کہ کوئی کہے یہ شخص ان گناہون کی وبال سے جنمین مبتلا تہا شہادت کا درجہ نہین پا سکتا اور بیشک اللہ تعالی فرماتا ہی

أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ اجْتَرَحُوا السَّيِّئَاتِ أَنْ نَجْعَلَهُمْ كَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وايضا قد سبق ان الطاعون

کیا خیال رکہتے ہین جنہوں نے کمائی ہین برائیان کہ ہم کر دینگے انکو برابر اونکی جو یقین لائے ہین اور کئی بہلے کام اور یہ بہی گذر چکا ہے کہ وبا

ينشأ عن ظهور الفاحشة ويقع عقوبة بسبب المعصية فكيف يكون شهادة ويحتمل ان يقال انه ينال درجة الشهادة لعموم الاخبار الواردة

فاحشہ کی ظاہر ہونے سی پڑتی ہی اور گناہ کے سبب سی عقوبت ہوتی ہی پہر شہادت کیونکر ہوسکتی ہی اور یہ بہی احتمال ہی کہ کہئے کہ شہادت کا درجہ پاویگا

فيها لاسيما الحديث الوارد عن انس انه عليه الصلوة والسلام قال الطاعون شهادة لكل مسلم فانه صريح في العموم وبالقياس

اسواسطے کہ حدیثون مین حکم عام ہے خاص کر اس حدیث مین جو انس روایت کرتا ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا وبا ہر مسلم کی لئی شہادت ہے اب یہ مضمون صاف علی العموم ہے

على شهيد المعركة ان يحكم له بالشهادة ولو كان له ذنوب كثيرة لم يتب عنها الا التبعات الادميين للحديث الوارد

اور معرکہ جنگ کے شہید پر قیاس کرکر حکم شہادت کا کرسکتی ہین اگرچہ سوا حق العباد کی اوسکی سر پر کتنی ہی گناہ ہی تو بہ نہ کی ہو بدلیل اس حدیث کی کہ

ان الشهيد يغفر له كل ذنب الا الدين وسائر التبعات في معنى الدين ولا يلزم من حصول درجة الشهادة لمن اكتسب السيئات

شہید کی تمام گناہ بجز قرض کے معاف ہوجاتی ہین اور تمام حقوق بمنزلہ قرض کے ہین اور یہ لازم نہین آتا کہ ایک شخص جو گناہ کرتا ہو شہادت کا درجہ پاکر

ان ساوى المؤمن الكامل في المنزلة لان درجات الشهداء متفاوتة نعم يستفاد من الحديث ان الشهادة لا تكفر

مومن کامل سے درجہ مین برابر ہوجاوی اسیواسطے کہ شہیدونکی مرتبے کتنی بڑہتی ہوتے ہین البتہ اس حدیث سی یہ معلوم ہوتا ہے کہ شہادت سی حقوق

التبعات لكن التبعات لا تمنع الشهادة اذ ليس للشهادة معنى الا انها اذا حصلت لشخص يثيبه الله تعالى ثوابا مخصوصا

نہین معاف ہوتی ہین لیکن حقوق باقی رہنی سے کچھ شہادت میں فرق نہین آتا اسواسطے کہ شہادت کی یہی معنی ہین کہ جب خدا کسیکے نصیب کرتا ہی تو اوسکو اللہ تعالی کی پاس سے

ويغفر له ذنوبه غير التبعات ثم ان كان له اعمال صالحة فهي تنفعه في موازنة ما عليه من التبعات وتبقى له درجة الشهادة

ایک خاص ثواب ملتا ہی اور اوسکی تمام گناہ سوائی حقوق کی معاف ہوجاتی ہین پہر اگر اوسکی کچہ اعمال صالحہ ہین تو وہ اون حقوق کی مقابلہ مین فائدہ کرینگی اور درجہ شہادت کا اوسکے لئی بچا رہیگا

وان لم يكن له اعمال صالحة فالشهادة تكفر اعماله السيئة غير التبعات وهو في حق التبعات يبقى في مشية الله تعالى

اور اگر کچہ اعمال صالحہ نہین تو شہادت اوسکی گناہون کو سوائی حقوق کی محو کردیگی اور رہا بابت حقوق کے اللہ تعالی کی مشیت مین رہے گا

فانه تعالى اذا اراد ان لا يعذب به يرضي عليه خصمه كما روي انه عليه الصلوة والسلام بينما هو جالس اذ ضحك حتى

بیشک اللہ تعالی اگر چاہے کہ اوسپر عذاب نہو تو مدعی کو اوس سے راضی کردیگا جیسا کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام ایک وقت بیٹھی ہوئی ایسے ہنسی

بدت ثناياه فقيل له لم تضحك يا رسول الله قال رجلان من امتي جثيا بين يدي رب العزة فيقول احدهما يا رب خذ

کہ دندان مبارک پیشین نظر آنے لگے پہر کسی نے پوچہا یا رسول اللہ آپ کیون ہنستے ہین فرمایا میری امت کے دو شخص رب العزت کی سامنے آئی ایک کہتا ہی ای رب میری میرا حق

لي مظلمتي من هذا الاخ فيقول الله تعالى اعط اخاك مظلمته فيقول يا رب لم يبق من حسناتي شيء فيقول الله تعالى

اس بہائی سی دلا دی پہر اللہ تعالی فرماتا ہے اپنے بہائی کا حق ادا کردی وہ جواب دیتا ہے الہی میری پاس تو کوئی بہلائی باقی نہین رہی پہر اللہ تعالی اوس سی کہتا ہے

للطالب ما تصنع باخيك لم يبق من حسناته شيء فيقول يا رب فليحمل عني اوزاري ففاضت عينا رسول الله

طالب مدعی سی کہیگا اب تو اپنی بھائی سی کیا معاملہ کریگا اوسکی پاس تو کوئی حسنہ باقی نہیں رہا پھر وہ کہیگا یا رب پھر وہ میرا بوجھ یعنی گناہ اوٹھالی بس دونوں آنکھیں رسول الله

صلى الله عليه وسلم قال ان ذلك اليوم ليوم عظيم يحتاج الناس فيه ان يحمل عنهم اوزارهم ثم قال فيقول الله تعالى

صلے الله علیہ وسلم کی اشک بہرین اور فرمایا بیشک وہ دن بڑا سخت دن ہی لوگوں کو اوس روز یہہ حاجت ہوگی کہ اونکی گناہ اوروں پر پڑ جاوین پھر آپنے فرمایا پھر الله تعالی

للطالب حقه ارفع بصرك فانظر الى الجنان فيرفع بصره فيرى مدائن من فضة وقصورا من ذهب مكللة باللؤلؤ فيقول

مدعی سی فرماویگا نگہہ اوٹہاکر جنت کی طرف تو دیکہہ پھر وہ آنکہہ اوٹہاکر دیکہتا ہی شہر کی شہر چاندی کی اور محل کے محل سونے کی تمام موتی جڑی ہوئی پھر عرض کریگا

لمن هذا يا رب فيقول الله تعالى هذا لمن يعطي ثمنه فيقول فمن يملك ثمنه يا رب فيقول الله تعالى انت تملكه فيقول

الٰہی یہہ کسکی ہین پھر الله تعالی فرماویگا جو کوئی انکی قیمت اداکری پھر عرض کریگا اسکی قیمت کسکی پاس ہے پھر الله تعالی فرماویگا اسکی قیمت تیری پاس ہے پھر عرض کریگا

بماذا يا رب فيقول الله تعالى بعفوك عن اخيك فيقول يا رب قد عفوت عنه فيقول الله تعالى خذ بيد اخيك وادخله

کس چیز کی بدلہ پھر الله تعالی فرماویگا تیری اس بہائی کی معافی کی بدلہ پھر عرض کریگا الٰہی مین نے بیشک اوسکو معاف کیا پھر الله تعالی فرماویگا اپنی بہائی کا ہاتہہ پکڑ اور جنت مین لیجا

الجنة ثم قال رسول الله صلى الله عليه وسلم فاتقوا الله واصلحوا ذات بينكم فان الله تعالى يصلح بين المؤمنين

پھر رسول الله صلی الله علیہ وسلم نے فرمایا الله سی ڈرو اور آپسمین ملاپ رکہو کیونکہ الله تعالی قیامت کے روز مومنون مین

يوم القيمة قال القرطبي نقلا عن شيخه هذا لبعض الناس ممن اراد الله تعالى ان لا يعذبه وكذا ما روي عنه عليه الصلوة

ملاپ کرویگا قرطبی اپنی اوستاد سی نقل کرتا ہی یہہ حال کسی کسی کا ہی جسکو الله تعالی عذاب سی بچانا چاہے اور ایسی ہی وہ جو نبی علیہ الصلوة والسلام

والسلام ان مناديا ينادي يوم القيمة من تحت العرش يا امة محمد اما ما كان لي قبلكم فقد وهبته لكم فبقيت التبعات

سے روایت ہی کہ ایک منادی قیامت کی دن عرش کے تلی سی آواز دیگا ای امت محمد کی جو میرا حق تمہاری ذمہ تہا مین نے تمکو بخشدیا اب حقوق عباد باقی ہین

فتواهبوا فادخلوا الجنة برحمتي فهذا ايضا لبعض الناس اذ لو كان في جميعهم لما دخل احد النار وقد ورد اخبار صحيحة

سو ہر ایک دوسرے کو معاف کرکی میری رحمت سے جنت مین چلی جاو یہہ بہی کسی کسی کی واسطی ہی کیونکہ اگر سب کے لئی یہہ ہے ہو تو کوئی بہی دوزخ مین نہ جاوی اور بیشک صحیح حدیثین

نقلها ثقات ولا بد من الايمان بها ان من كان من اهل الايمان لا يبقى في النار بسبب العصيان بل يخرج منها ولو بعد حين

جو ثقات کی روایت سے آئی ہین اونپر بہی ایمان لانا ضروری ہی کہ کوئی ایماندار گناہ ہونکے سبب سے دوزخ مین نہین پڑا رہیگا بلکہ دوزخ سی نکلیگا اگرچہ بعد زمانہ قلیل

وزمان والخروج منها لا يكون الا بعد الدخول فيها عصمنا الله تعالى عن الدخول فيها المجلس الستون في بيان فضيلة الصبر في

یا زمانہ دراز کی اور دوزخ سے باہر آنا بدون داخل ہوئی نہین ہوسکتا الٰہی ہمکو دوزخ مین جانے سی بچاجی ساٹہوین مجلس مین صبر کی فضیلت کا بیان

موضع الطاعون وعدم جواز الدعاء لرفعه قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ليس من احد يقع الطاعون فيمكث

موضع طاعون مین اور اوسکی رفع کے لئے دعا کا نہ جایز ہونا رسول الله صلے الله علیہ وسلم نے فرمایا ایسا کوئے نہین کہ طاعون واقع ہو وہ پہر اپنے

في بلده صابرا محتسبا يعلم انه لا يصيبه الا ما كتب الله له الا كان له مثل اجر الشهيد هذا الحديث من صحاح المصابيح

اوس شہر مین صبر کرکر ثواب کے لئے یہہ سمجہکر ٹہرا رہی کہ مجہکو وہ ہی پہنچیگا جو الله تعالی لکہہ چکا ہی مگر اوسکی واسطی برابر اجر شہید کے ہوگا یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون میں ہے

روته ام المؤمنين عائشة رض قال ابن الحجر مقتضى هذا الحديث ان اجر الشهيد يكون لمن لا يخرج من البلد الذي

ام المومنین عائشہ کی روایت سی ابن حجر کہتا ہی مقتضی اس حدیث کا یہہ ہی کہ شہید کا اجر اوسکو ہوتا ہی جو اوس شہر مین سی جہان

وقع فيه الطاعون ويكون في حال اقامته قاصدا ثواب الله تعالى راجيا موعده عارفا بان ما يقع له فهو بتقدير الله تعالى

طاعون واقع ہوا ہی چلا نجاوی اور وہان ٹہرا ہوا الله سی ثواب کا ارادہ کرے اور اوسکے وعدہ کا امیدوار رہی یہہ سمجہکر کہ مجہپر جو گذریگا سو تقدیر الٰہی سی ہے

وما يصرف عنه فهو بتقدير الله تعالى غير متضجر بوقوعه معتمدا على ربه في كل حال فمن اتصف بهذه الصفات فمات

اور جو ٹل جاویگا سو تقدیر الٰہی سی ہے اور اوسکی واقع ہونی سے دل تنگ نہو اپنی رب پر ہر حال مین بہروسہ کرے رہی جس شخص مین یہہ صفات موجود ہون پہر وہ

بغير الطاعون فظاهر الحديث ان اجر الشهيد يحصل له ويؤيده رواية من مات في الطاعون فهو شهيد الحديث حيث لم يقل بالطاعون

طاعون میں غیری تو یہہ ہے موافق ظاہر حدیث کی اوسکو شہید کا ثواب ملتا ہی اور اوسکی تائید یہہ روایت کرتی ہی جو شخص طاعون میں مر جاوے وہ شہید ہے آنحضرت صلعم نے یہ نہیں فرمایا کہ طاعون سے مرے

ثم قال لو وجدت في شخص هذه الصفات ثم مات بعد انقضاء زمن الطاعون فظاهر الحديث انه يكون شهيدا و

پہر کہا جس شخص میں یہہ صفتیں موجود ہوں پہر وہ بعد گذرنے موسم طاعون کی مری تو ظاہر حدیث کے معلوم ہوتا ہی کہ وہ شہید ہے اور

نية المؤمن خير من عمله ثم قال ومما يستفاد من هذا الحديث ان الصابر في الطاعون المتصف بالصفات المذكورة

مومن کی نیت عمل سے بہتر ہوتی ہی پہر کہا اور اس حدیث سی نکلتا ہے کہ طاعون میں صبر کرنے والا جو ان صفات مذکورہ سے موصوف ہو

يامن فتنة القبر لانه نظير المرابط في سبيل الله تعالى وقد صح ذلك في المرابط كما في حديث مسلم وغيره ثم

قبر کے فتنہ سے محفوظ رہیگا اسلئے کہ گویا گہوڑا الگی ہوئی جہاد میں تیار ہی اور یہہ ثواب مرابط کے حق میں ثابت ہو چکا ہی چنانچہ حدیث مسلم وغیرہ میں موجود ہے

قال واما من لم يتصف بالصفات المذكورة تراه يشتد تضجره ويشتغل بوجوه من الحيل في دفعه بانواع الاشياء

اور جس شخص میں صفات مذکورہ موجود نہوں تو دیکہو کتنا دل تنگ ہوتا ہی اور دفع کرنیکو قسم قسم کی حیلے طرح طرح کی باتیں جو وبا کی دور کرنیوالے

التي يقال انها تدفعه كالرقى والخواتم والتعويذات التي تعلق في الرؤس وتكتب على الابواب ويتشام بانواع الطيرة

مشہور ہیں کئے جاتے ہے جیسے منتر اور نقوش اور تعویذ جو گلے میں ڈالتے ہیں اور دروازوں پر لکہتے ہیں اور شگون لینا قسم قسم کی فال سے

التي نهى الشارع عنها ويحيل امره على الهوى والماء من غير نظر الى سببه الحقيقي الذي هو ظهور الفاحشة واعلان المنكرات

جو شرع میں ممنوع ہیں اور حوالہ کرنا اسکے حال کا آب وہوا پر اور حقیقی سبب کا کچہہ لحاظ نہیں جو ظاہر ہونا فواحش کا اور سر ملا ہونا منکرات کا ہے

ويجتنب عن عيادة المرضى وحضور الجنائز التي ترقق القلوب وتستجلب الدموع وتورث الخشية والخشوع واكثرهم

اور بیماروں کی عیادت اور جنازہ پر جانا سب چہوڑ دیتا ہی جسسے دل نرم ہوتی ہیں اور آنسو ٹپکتے ہیں اور خوف اور انکسار پیدا ہوتا ہی اور ایسی لوگ اکثر

يموتون في زمن الطاعون بالطاعون وغيره فتفوتهم درجة الشهادة بسبب عدم امتثالهم بالامر بالصبر عليه

طاعون کی موسم میں طاعون وغیرہ سی مرجاتے ہیں سو اونکو درجہ شہادت کا نہیں ملیگا کیونکہ سوا تعمیل حکم کے طاعون پر صبر نکیا

عند وقوعه وقد يموت بعض منهم فيزعمون انه يقوم بعد موته ويخرج من قبره ليلا ويدور بيوت الناس و

اور ان میں کوئی مرجاتا ہی تو یہہ کہتے ہیں کہ موت کی بعد یہہ اوٹہتا ہی اور رات کو قبر میں سے نکل کر لوگوں کے گہروں میں پہرتا ہوا

يدعو بعض اصحابها ويموت من دعاه وبهذا الزعم ينبشون قبره ويبين بجوزه بل ربما يخرجونه ويحرقونه كما يفعله

اپنی یاروں میں کا کسی کسی کو پکارتا ہی پہر جسکو وہ پکارتا ہی وہی مرجاتا ہی اور اسی گمان پر اوسکی قبر اوکہیڑ کر اوسکو ... دیتی ہیں بلکہ بعضے دفعہ اوسکو نکال کر ... جیسا کہ ہنود

كفار الهند مع كون هذه الافعال كلها مما ورد النهي عنها في الشرع المحمدي وانما يرتكبونها لنفرتهم عن الطاعون وكراهتهم

کفار یہہ ہی کرتے ہیں باوجودیکہ یہہ تمام حرکات دین محمدی میں سراسر ممنوع ہیں اور یہہ حرکات اسلیئی کرتے ہیں کہ طاعون سے گہبراتے ہیں اور اوسکو برا سمجہتے ہیں

له وقد ثبت انه عليه السلام دعا به امته وقال اللهم اجعل فناء امتي بالطعن والطاعون وبعضهم وان استشكل

اور بیشک ثابت ہو چکا ہے کہ نبی علیہ السلام نے اپنی امت کے لئی اسکی دعا کی ہی فرمایا ہی الہی میری امت کی موت طعن اور طاعون سے کیجئے اور بعضوں نی اگرچہ اس حدیث پر

هذا الحديث بان اكثر الامة يموتون بغيرهما لكن اجيب بانهما الغالب على فناء الامة وهو صحيح بلا شك اذ لو استقرئ

یہہ اعتراض کیا ہی کہ موت اکثر امت کی تو بغیر طعن اور طاعون کی ہوتی ہی لیکن جواب یہہ ہے کہ اکثر یہہ ہی دونو امت کے موت کے لئی ہوتی ہیں اور یہہ بات بیشک صحیح ہی کیونکہ اگر تحقیق

الامر لوجد العدد الذي مات في الطاعون اكثر من العدد الذي مات فيما بينه وبين الطاعون الذي قبله فكيف اذا انضم

تلاش کرو تو البتہ گنتی طاعون کے مردوں کی اون مردوں سی زیادہ ہوگی جو درمیان میں اس طاعون کے اور پہلی طاعون کے مرے ہیں پہر اسپر اگر مقتولین کو شامل

اليه القتل الحاصل في الجهاد وفي الفتن فان قيل كيف دعا على امته بالهلاك فالجواب ان المقصود من هذا الدعاء ليس

کریں جو جہاد یا فتنہ میں قتل ہوئی ہیں تو کیونکر نہ زیادہ ہونگی پہر اگر کوئی یہہ کہے کہ اپنی امت کی ہلاک کی کیوں دعا کی تو جواب یہہ ہے کہ اس دعا سی ہلاک کا کوسنا مقصود نہیں ہے

دعاء علیہم بالهلاك وان كان من لوازمه الهلاك بل المراد منه حصول الشهادة لهم بكل من الامرين لان الموت

اگرچہ ہلاکت اوسکی لوازم سے ہی ہلکہ ان دعاسے بوسیلہ ان دونو اسباب کے اونکے لئے شہادت مطلوب ہی کیونکہ موت تو اسیلئے پیچہے لگے ہوئی ہے

امر لازم لاخلاص منه فكان محط الدعاء على جعل كل منهما سببا للموت الذى قدره الله تعالى ولا مفر منه حتى

کہ وس سے اصلا مخلصی نہیں ہے پس مطلب دعا کا یہہ ہی کہ طعن اور طاعون سی موت آیا کرے جو اللہ تعالیٰ مقرر کے ہی اور اوس سی کوئی بچاؤ نہیں ہے

يحصل بكل منهما الشهادة اما حصولها بالطعن الذى هو القتل الحاصل فى الجهاد والفتن فظاهر واما حصولها

تاکہ ان دو وجہ سے شہادت ہوا کرے پہر حصول شہادت طعن سی جو عین جہاد میں یا فتنہ میں مارے جاتے ہین ظاہر ہے رہا حصول شہادتکا

بالطاعون فلما ثبت بالحديث انه وخز اعدائنا من الجن فيكون شهادة بلا ريب ولهذا كان الدعاء برفعه غير

طاعون سے سو اسلئے کہ حدیث سی ثابت ہوا ہی کہ طاعون کو چبا ہماری دشمنون جنات کا ہے پس بیشک شہادت ہے اور اسی لئے اوسکے رفع کی دعا جایز نہین ہے

مشروع قال المنبجى يكره لان معاذا امتنع منه واعتل بان الطاعون شهادة ورحمة ودعوة نبينا محمد عليه السلام

منبجی کہتا ہی مکروہ ہی اسلئے کہ معاذ رضہ نے دعا نکی اور یہہ حجت کی کہ طاعون شہادت اور رحمت ہے اور ہمارے نبی محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی دعا ہے

على ما روى عن عبد الله بن رافع ان ابا عبيدة بن الجراح لما اصيب فى طاعون عمواس استخلف معاذا واشتد الامر

موافق بروایت عبد اللہ بن رافع کے کہ ابو عبیدہ ابن جراح جب طاعون عمواس مین مبتلا ہوکر موئے معاذ رضے اللہ عنہ کو اپنا نائب کیا اور اسی شدت ہوئی

فقال الناس لمعاذ ادع الله برفع هذا الرجز فقال انه ليس برجز ولكنه دعوة نبيكم وموت صالحين قبلكم وشهادة

لوگون نے معاذ سے کہا کہ اللہ سی دعا مانگو کہ یہہ عذاب دور ہو جاوے معاذ نے کہا یہہ عذاب نہین ہے بلکہ یہہ تمہارے نبی کی دعا ہی اور اگلے صلحا کی موت اور شہادت ہی

يخص الله تعالى بها من شاء منكم اللهم ات آل معاذ نصيبهم الاوفر من هذه الرحمة فهذا القول من معاذ صريح بان

تم مین سی جسکو چاہے اللہ عطا فرماوے الٰہی معاذ کی اہل کو بڑا حصہ اس رحمت مین سی عطا کر اور معاذ کی یہہ تقریر صریح ہے کہ

الدعاء برفعه غير مشروع وقد صح ان معاذا اعلم الامة بالحلال والحرام وانه امام الفقهاء يوم القيمة فلو كان مشروعا

اسکے دور ہونیکے دعا جایز نہین ہی اور تحقیق ہو چکا ہے کہ معاذ تمام امت مین حلال اور حرام کو خوب جانتا تہا اور قیامت کی روز تمام فقہا کا پیشوا ہوگا اگر یہہ دعا

لما احوجهم ان يسئلوه بل كان يفعل من تلقاء نفسه بل لو كان مباحا لبادر بفعله عند سؤال الرعية عنه ما ظنوا

جایز ہوتی تو لوگون کی کہنے کی کیا حاجت تہی بلکہ وہ خود بخود دعا کرتا بلکہ اگر دعا مباح ہوتی تو فورا کرتا جب لوگون نی اوس سے عرض کیا تہا اس خیال سی کہ جاری حق مین

انه مصلحة لهم وقد صرح الحنابلة المسئلة وقال صاحب الفروع منهم لا يقنت له لانه لم يثبت القنوت فى طاعون

بہتر ہے اور حنبلون نے اس مسئلہ کو صراحت سی بیان کیا ہی اور صاحب فروع اونہین سی کہتا ہی اسکی دعا نکرین اسلئے کہ طاعون عمواس وغیرہ مین دعا ثابت نہین ہوئی

عمواس وغيره وابن حجر وان مال الى مشروعيته فرادى الا انه منع الاجتماع له وقال واما الاجتماع للدعاء برفعه كما فى

اور ابن حجر اگرچہ پسند کرتا ہی کہ الگ الگ جایز ہی پر اجتماع کو وہ بہی منع کرتا ہے اور کہتا ہی کہ جماعت کرنی رفع کی دعا کی لئے جیسے

الاستسقاء فبدعة حدثت بدمشق فى الطاعون الكبير سنة تسع واربعين وسبعمائة ولم يفد شيئا بل ازداد الامر

نماز استسقا مین ہوتی ہی سو بدعت ہی دمشق مین جاری ہوئی تہی بڑے طاعون ٧٤٩ سات سو انچاس مین اور کچہ فائدہ بہی نہوا ہوا ایک حال اور بہی

شدة ثم قال ولو انه كان مشروعا لم يخف على السلف ولا على فقهاء الامصار واتباعهم فى الاعصار الماضية فلم يبلغنا

تباہ ہو گیا پہر کہا اور اگر دعا جایز ہوتی تو سلف پر پوشیدہ نرہتے اور نہ ملک کی فقہا پر اور نہ اونکی تلامذہ پر زمانہ گذشتہ مین سو اس باب مین ہمکو نہ کوئی روایت ملی ہے

فى ذلك خبر ولا اثر عن المحدثين ولا فرع مسطور عن احد من الفقهاء وائمة الدين وقد تمسك قوم على مشروعيته بقول

اور نہ محدثین سی کوئی اثر اور نہ کوئے جزی کسی فقیہ اور دین کی امام کی لکہی ہوئی ہے اور ایک قوم نی جواز دعا پر بعضے فقہا کے

بعض الفقهاء ان القنوت فى الصلوات كلها مشروع عند النوازل وان الاجتماع والدعاء لعموم الامراض جائز وقالوا ان تضرع

اس قول سی تمسک کیا ہی کہ دعا قنوت تمام نمازون مین بر وقت نزول حوادث کی مشروع ہے اور جماعت کرنی اور دعا مانگنی عموم امراض کی واسطے جایز ہے اور قوم تضرع

بالمرض العام بمنزلة التصريح بالوباء الذى يشمل الطاعون وهو ايضا من اشد النوازل والجواب ان كلا من الوباء والنوازل

عموم امراض کا نام لینا بمنزلہ نام لینے وبا کی ہی جسمیں طاعون بھی داخل ہے اور یہہ بھی بڑا حادثہ ہے اور جواب یہہ ہے کہ تمام وبا اور حوادث

وان كان عاما يشمل الطاعون وغيره الا ان الطاعون اختص بكونه شهادة ورحمة ودعوة نبينا محمد عليه الصلوٰة والسلام بخلاف

اگرچہ عام ہیں کہ طاعون وغیرہ بھی اپنے مین داخل ہین پر طاعون مین خاص کر شہادت ہوتی ہی اور رحمت ہی اور ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا ہے برخلاف

الوباء والنوازل ولهذا شرع الدعاء برفعهما ولم يشرع برفع الطاعون ويؤيد ذلك ورود النهى عن الفرار منه دون الوباء و

وبا اور حوادث کی اور اسیواسطی وبا اور نوازل کی رفع کی دعا جایز ہی اور طاعون کے رفع کی دعا جایز نہین اور اسیکی تائید کرتی ہی طاعون سے بھاگنی کی ممانعت سوا وبا اور

سائر النوازل فانه قد وقع فى القرن الاول مرات متعددة والصحابة يومئذ متوافرون واكابرهم موجودون ولم ينقل عن

اور تمام حوادث کے کیونکہ طاعون قرن اول مین کئی بار نازل ہوا ہی اور صحابہ اوسوقت بہت اور بڑے بڑے موجود تھے اور کسی سے یہہ ثابت نہین ہے

واحد منهم انه فعل شيئا من ذلك او امر به والمراد من قول معاذ دعوة نبيكم حديث اللهم اجعل فناء امتى بالطعن و

کہ کسی نے یہہ کیا ہو یا کسیکو بتایا ہو اور معاذ کا قول دعوۃ نبیکم اس سے مراد یہہ حدیث ہی الٰہی کردی نیستی میری امت کے طعن اور

الطاعون والمراد بالصالحين قبلكم وقد تكلم عليه الكلاباذى فقال يجوز ان يكون المراد بهم بنى اسرائيل فان الطاعون

طاعون سے اور صالحین سے جو قد مار مراد ہین اوسمین کلاباذی گفتگو کرتا ہی اوسکی رای یہہ ہی کہ اون لوگون سی بنی اسرائیل مراد ہوسکتی ہین کیونکہ طاعون

وان كان قد وقع عذابا لهم بسبب سكوتهم عن المنكرات عند ظهورها الا انه قد جعل كفارة لهم وطهرة لما كان منهم

اگرچہ اونپر عذاب آیا تہا وقت ظہور اور برملا ہونے منکرات کے جو دم کہا رہے منع نکیا پر اونکی حق مین اونکی دم کہا رہنی کی گناہ کا کفارہ اور طہارت تھے

من السكوت كما كان قتل بعضهم بعضا كفارة لمن كان منهم عبد العجل فانهم تائبون صالحون مستسلمون وقد علم من

جیسی آپسمین ایک دوسرے کے ہاتہ سے واسطے کفارہ گوسالہ پرستی کی سب قتل ہوے کیونکہ یہہ سب تائب اور صلحا اور مطیع تھے اور اس سے معلوم ہوا

هذا ان الواجب على كل مسلم ان يسعى فى اصلاح نفسه باسقاط ما فى ذمته من الفرائض والواجبات والاجتناب عن

کہ مسلم پر واجب یہہ ہی کہ اپنی ذات کی صفائی اور اصلاح مین کوشش کری اسطور کہ جو اوسکے ذمہ فرایض اور واجبات ہین ادا کری

المحرمات والمكروهات والتوبة عن الذنوب والسيئات والمبادرة الى رد المظالم والتخلص من التبعات وهو مطلوب فى كل

اور محرمات اور مکروہات سی بچے اور گناہون اور برائیون سی توبہ کری اور جور اور جفا کی معافی اور حقوق سی رستگاری مین جلدی کری اور اتنی سعی تو ہر وقت

وقت ويتاكد ذلك عند وقوع الوباء عموما ولمن وقع به الطاعون خصوصا لا سيما الوصية من غير ان يقع فيها حيف لقوله عليه السلام

درکار ہی اور اسمین وبا کی موسم مین عموما تاکید ہے اور جو طاعون مین مبتلا ہوا اوسکو زیادہ تر علی الخصوص وصیت مین کہ بلا قصور کم وکاست ہو واسطی ارشاد نبی علیہ السلام کے

ما حق امرأ مسلم له شئ يوصى فيه يبيت ليلتين الا ووصيته مكتوبة عنده فان معناه اذا كان لامرء مسلم شئ يريد ان يوصى فيه

نہین اچہا کرتا شخص مسلمان مالک کسی چیز کا قابل وصیت کی کہ دو شب بسر کرے مگر وصیت اوسکی لکہی ہوئی اوسکی پاس ہو کہ اسکی یہہ معنی ہین جب کسی مرد مسلمان پاس ایسی چیز ہو کہ اوسمین وصیت کیا چاہے

فحقه ليس الا ان يكون وصيته مكتوبة عنده لانه لا يدرى متى يوافيه منية ويحول بينه وبين ما يريده وقيد ليلتين

تو اوسکا حق اور نہین ہے مگر اوسکی وصیت لکہی ہوئی اوسکی پاس ہو کیونکہ کیا جانتا ہی اوسکی موت کب بیچ مین آکر اوسکی ارادہ کو روک لے اور دو شب کی قید

غير مقصود بل هو تنبيه على انه لا ينبغى ان يمضى عليه زمان وان كان قليلا الا ووصيته مكتوبة عنده لا سيما اذا كان عليه

کچہہ مقصود نہین ہی بلکہ یہہ تاکید ہے کہ ایسا نہین چاہئی کہ اوسپر کچہہ زمانہ گذری اگرچہ قلیل ہو مگر اوسکی وصیت لکہی ہوئی اوسکی پاس ہو خاص اوسوقت کہ اوسکی ذمہ

دين او وديعة او غير ذلك من الحقوق فى يلزمه الوصية ويستحب تعجيلها لانه لا يامن ان يشتد مرضه فيعتقل لسانه

قرض ہو یا امانت یا کوئی اور حق ہو پس اوسپر وصیت ضروری ہی اور اسمین جلدی اسلئے مستحب ہے کیا خبر ہی کہ مرض بڑہ کر زبان بند ہو جاوے

فيموت بغير وصية فيكون اثما بترك ما وجب عليه ان كانت الوصية واجبة عليه بان كان عليه حق من حقوق الله تعالیٰ

پہر بے وصیت مرجاوے اب اپنی ذمہ کا واجب ترک کرنی سی گنہگار رہویگا اگر اوسپر وصیت اس لحاظ واجب تہی کہ اوسکی ذمہ کوئی حق اللہ

وحقوق الناس وان لم یکن علیه من هذین الحقین بشیء لایجب علیه الوصیة بل یستحب ومحلها لمن کان له مال ولم یکن له

یا کوئی حق العباد باقی ہو اور اگر اوسکی ذمہ انمین سی کچھہ نہین ہی تو وصیت واجب نہین ہوتی بلکہ مستحب ہے اور محل وصیت کا اسکی حق مین جسکی پاس مال ہو اور

وارث جمیع المال وان کان له وارث فثلث المال ویستوفیه فی الوصیة الواجبة ان احتیج الیه وینقص منه فی الوصیة

پر وارث نہین تمام مال ہی اور اگر وارث ہی تو پہر تہائی مال اور تہائی مال میں واجب مین اگر حاجت پڑی تو پورا کردی اور وصیت مستحب مین تہائی سی کم

المستحبة وطریقها ان یذکرها بلسانه عند عدلین ویبین قدرها وجنسها وصفتها وان کتبها وقرأها علیهما واشهدهما

اور طریقہ وصیت کا یہہ ہی کہ اپنی زبان سی دو عادل کی سامنی ذکر کری اور اوسکی مقدار اور جنس اور صفت بیان کری اور اگر وصیت لکہہ کر دونو کو پڑہ سنا کر اونکو گواہ

علیها کان اولی لکن ینبغی له ان یحترز غایة الحذر ان یخص وارثا من ورثته بشیء علی وجه التملیك والاقرار فیکون خاتمة

گواہ کردی تو بہت بہتر ہی لیکن چاہئی کہ ایسا ہرگز نکری کہ خاص ایک وارث کیلئی کوئی چیز معین کرکی مالک اوسکی لئی اقرار کردی پہر اوسکی خاتمہ کا

شرا لاخاتمة خیرا لان الله تعالی تولی قسمة المواریث بنفسه واعطی کل ذی حق حقه وعینه له فی کتابه الذی انزل علی

برا انجام ہی اچھا نہین اسلئی کہ الله تعالی نے بذات خود قسمت مواریث کا ذمہ دار ہوا ہی اور ہر ایک حقدار کی لئی اپنی کتاب مین جو اپنی رسول پر نازل کی ہی

رسوله وتوعد من عصاه وبدل حکمه بدخول النار والخلود فیها فقال فی اخر ایات المواریث ومن یعص الله ورسوله ویتعد

حصہ معین کر چکا ہی اور نافرمان کی حق مین جو اوسکی حکم کو تبدیل کرے دوزخ مین جانی کا ہمیشہ کی واسطی وعید فرمایا ہی چنانچہ مواریث کی اخیر ایات مین کہا اور جو کوئی بی حکمی کری الله کی اور رسول کی

حدوده یدخله نارا خالدا فیها وله عذاب مهین وروی عن ابی هریرة رض انه علیه الصلوة والسلام قال ان الرجل والمرأة

اور بڑہے اوسکی حدون سے اوسکو داخل کری آگ مین رہ پڑے ہمیشہ اوسمین اور اوسکو ذلت کی مار ہی اور ابو ہریرہ رض سے روایت ہے کہ نبی علیه الصلوة والسلام نے فرمایا بیشک بعضی مرد اور عورت

لیعمل بطاعة الله ستین سنة ثم یحضرهما الموت فیضاران فی الوصیة فتجب لهما النار ثم قرأ ابو هریرة قوله تعالی من بعد وصیة

ساٹھہ برس تک الله کی عبادت کرتی رہتی ہین پہر جب اونکی موت آتی ہی تو وصیت مین بی اعتدالی کرتے ہین آخر اونکی لئی دوزخ واجب ہوجاتا ہی پہر ابو ہریرہ نی یہہ آیت پڑہی بعد وصیت کے

یوصی بها او دین غیر مضار الی اخر الایة یسر الله تعالی من الاعمال ما یوافق رضاه المجلس الحادی والستون فی بیان

جو ہو چکے ہے یا قرض کی جب وہ اونکا نقصان نکیا ہو آخر تک آیت ہمہ اعمال وافق اپنی رضا کی آسان کر اکسٹھواں مجلس صبر کی بزرگی مین

فضیلة الصبر عند البلاء والمصائب وفضیلة الاسترجاع عندها قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لایزال البلاء بالمؤمن

بلیات اور مصائب پر اور اوسوقت انا لله وانا الیه راجعون کی پڑہنی کی فضیلت مین رسول الله صلی الله علیه وسلم نے فرمایا ہمیشہ بلا مومن مرد

والمؤمنة فی نفسه وماله وولده حتی یلقی الله تعالی وما علیه من خطیئة هذا الحدیث من حسان المصابیح رواه ابو

اور عورت کی جان اور مال اور اولاد پر اوترتی رہتی ہی آخر ایسا صاف ہوکر مرتا ہی کہ اوسپر کوئی گناہ نہین ہوتا یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثون مین ہی ابو ہریرہ کی روایت سے

هریرة ومعناه ان البلاء لایزال یلحق بالمؤمن فی نفسه وماله وولده حتی یموت ولایبقی له ذنب بل یکون ذنوبه

اسکے معنی یہہ ہین کہ بلا ہمیشہ مومن کی جان اور مال اور اولاد پر آتی رہتی ہی آخر وہ مرجاتا ہی اور اوسکی ذمہ کوئی گناہ نہین رہتا بلکہ اوسکی تمام گناہ

کلها زائلة عنه بسبب ما اصابه من البلایا والمحن وقد روی عن ام المؤمنین عائشة انه علیه الصلوة والسلام

اسلئے محو ہو جاتی ہین کہ بلا اور محنتین اوٹھاتا ہے اور ام المومنین عائشہ رض سے روایت ہی کہ نبی علیه الصلوة والسلام نے

قال اذا کثر ذنوب العبد ولم یکن له ما یکفرها ابتلاه الله تعالی بالحزن لیکفرها وروی عن ابی موسی الاشعری انه علیه

فرمایا جب کسی بندہ کی گناہ بہت ہو جاتی ہین اور اونکا کچھہ کفارہ نہین ہوتا تو الله تعالی اوسکو غم مین مبتلا کردیتا ہی تاکہ کفارہ ہو جاوی اور ابو موسی اشعری سی روایت ہے

الصلوة والسلام قال لایصیب العبد نکبة فما فوقها او دونها الا بذنب وما یعفو الله تعالی عنه اکثر وقرأ قوله تعالی

کہ نبی علیه السلام نے فرمایا بندہ پر کوئی گزند بہت یا تہوڑا بدون گناہ کی نہین آتا اور الله جو معاف کردیتا ہے سو بہت ہین اور یہہ آیت پڑہے

وما اصابکم من مصیبة فبما کسبت ایدیکم ویعفو عن کثیر یعنی ان ما اصابکم من مصیبة ای مصیبة کانت

جو پڑی تمپر کوئی سختی سو بدلا اوسکا جو کمایا تمہاری ہاتہون نے اور معاف کرتا ہی بہت یعنی تمپر جو مصیبت آتی ہی کیسی ہی ہوئے

فی

فهي بسبب معاصيكم التي اكتسبتموها والله تعالى يعفو عن كثير من الذنوب فلا يعاقب عليها في الدنيا وقال علي المؤمن

سو وہ تمہاری نافرمانی کی شامت سے ہے جو تم کرچکے ہو اور اللہ تعالیٰ بہتیری گناہ معاف کر دیتا ہی اور انکی سزا دنیا میں نہیں دیتا اور علی رض کہتی ہین مؤمن کی

عند الله تعالى خمس نقمات فاولها المرض ثم المصائب فان كان ذنوبه اكثر يعذب في قبره فان كانت اكثر من ذلك

اللہ تعالیٰ کی یہاں پانچ عقوبتیں ہیں پہلی بیماری پہر مصیبتیں پہر اگر اوسکی گناہ بڑہتی ہوتی ہین تو قبر میں عذاب ہوتا ہی پہر اگر اس سے بہی زیادہ ہوتی ہین

يحبس على الصراط وان كانت اكثر من ذلك يعذب في جهنم على قدر ذنوبه ثم يخرج منها وهذا كله مختص بالمجرمين واما

تو صراط پر رکتا ہی اور اگر اس سے بہی بڑہتی ہوتی ہین توگناہوں کی موافق دوزخ میں عذاب ہوتا ہی پہر اوس میں سے نکلیگا یہہ تمام حال گنہگاروں کا ہے اور رہے

غير المجرمين من المؤمنين فانما يصيبهم المصائب في الدنيا ليرفع درجاتهم في العقبى كما جاء في الحديث ان الرجل لتكون

بے گناہ مومن اونپر مصایب دنیاوی اسیلئے آتی ہے کہ اونکے درجات عقبے میں بلند ہوجاوین چنانچہ حدیث میں آیا ہی کہ بعضے شخص کا ایک مرتبہ

له عند الله منزلة فما يبلغها بعمله فما يزال الله تعالى يبتليه بما يكرهه حتى يبلغه اياها والاحاديث في هذا المعنى

اللہ کے نزدیک مقرر ہوتا ہی سو وہ عمل کی برکت سے حاصل نہیں کرسکتا پس اللہ تعالیٰ اوسکو مکروہات میں مبتلا رکہتا ہی کہ وہ مرتبہ پالیتا ہی اور اس معنی میں حدیثین

كثيرة لكن ينبغي ان يعلم ان الثواب الوارد لاهل البلاء في هذه الاحاديث وغيرها منوط بالصبر لا على نفس المصيبة

بہت ہین لیکن سمجہنی کی بات ہی کہ ثواب اہل بلا کا جو ان حدیثوں میں اور اور جگہہ آیا ہی اوسکا مدار صبر پر ہے نہ مصیبت پر

على ما روي عن سفيان الثوري انه قال انما الاجر على قدر الصبر والصبر خلق كسبي يتخلق به الانسان ويختص به ولا

موافق روایت سفیان ثوری کی وہ کہتا ہی کہ اجر برابر صبر کے ہوتا ہی اور صبر ایسی سیرت کسبی ہی جسکو صرف انسان ہی حاصل کرسکتا ہی اور انسان ہی سے خاص ہے

يتصور في الملئكة والبهائم وهو ثبات القلب على احكام القدر والشرع وحبس النفس عن الجزع واللسان عن الشكوى

فرشتے اور جانوروں میں نہیں ہوسکتا یعنی تقدیر اور شرع کی احکام پر دل کا قایم رکہنا اور نفس کو بیصبری سے اور زبان کو شکوہ شکایت سے

والجوارح عن فعل ما لا ينبغي قال الشيخ الامام عز الدين بن عبد السلام قد ظن بعض الناس ان المصاب ماجور على مصيبة

اور اعضا کو بیہودہ کاروبار سے بند رکہنا شیخ امام عزالدین بن عبدالسلام کہتا ہی بعضے لوگوں کا یہہ گمان ہی کہ شخص مصیبت زدہ مصیبت پر ماجور ہوتا ہی

وهذا خطاء لان المصائب ليس من كسبه اصلا لا مباشرة ولا تسببا وقد قال الله تعالى انما تجزون ما كنتم تعملون

اور یہہ گمان غلط ہی اسلئے کہ مصیبت انسان کی اختیاری ہرگز نہین نہ باعتبار عمل کے اور نہ باعتبار سبب کے اور بیشک اللہ تعالیٰ فرماتا ہی وہی بدلہ پاؤگی جو کرتے تہے

فمن مات ولده وتلف ماله واصيب ببلاء في بدنه فهذه المصائب ليست من كسبه ولا من تسببه حتى يوجر

پس جسکا بیٹا مرجاوے اور مال لٹ جاوے اور بدن پر آفت آجاوی تو یہہ مصیبتیں اوسکی اختیار سے نہیں ہین اور نہ اسکے سبب پیدا کرنے سے تاکہ اسپر ثواب ملے

عليها بل ان صبر عليها يكون له اجر الصابرين وان رضي بها يكون له اجر الراضين لكن قد ورد في الحديث انما الصبر

بلکہ اگر اسپر صبر کریگا تو اوسکو صابرین کا سا ثواب ملیگا اور اگر اسپر رضامند ہوا تو رضامندوں کا اجر ملیگا لیکن حدیث میں بیشک یہہ آیا ہی کہ صبر

عند الصدمة الاولى كما روي عن انس انه عليه السلام مر بامرأة تبكي عند قبر فقال لها اتقي الله واصبري فقالت اليك

پہلے صدمہ پر ہوا کرتا ہی چنانچہ انس سے روایت ہی کہ نبی علیہ السلام ایک عورت کے پاس کو قبر پر روتی تہی گئی آپنے فرمایا ای عورت خدا سے ڈر اور صبر کر جواب دیا الگ رہ تجہپر

عني فانك لم تصب بمصيبتي ولم تعرفه فقيل لها انه النبي عليه السلام فاتت النبي عليه السلام فقالت لم اعرفك يا رسول

ایسی مصیبت نہیں پڑی ہی اور آپکو اوسنی نہ پہچانا کسی نے کہدیا کہ یہہ نبی علیہ السلام ہین پہر وہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں آئی اور عرض کیا میں نے تمکو یا رسول اللہ

الله فقال النبي عليه السلام انما الصبر عند الصدمة الاولى وانما قال كذلك اذ بعد ما مضى عليه زمان يحصل الصبر

پہچانا نہیں تہا پہر نبی علیہ السلام نے فرمایا صبر پہلے صدمہ پر ہوتا ہی اور یہہ اسلئے فرمایا کہ جب دو سہ گہڑی دیر گذر جاتے ہی تو ہر مصیبت زدہ کو خود بخود صبر آجاتا ہی

لكل مصاب شاء ام ابى وقال ابن مبارك المصيبة واحدة فان جزع صاحبها صارت اثنتين احدهما المصيبة نفسها

چاہے یا نچاہے اور ابن المبارک کہتا ہی پہلے مصیبت ایک ہوتی ہی پہر اگر وہ بیصبری کرتا ہی تو دو مصیبتیں ہوجاتی ہین ایک تو وہی مصیبت

والاخری ذهاب اجرها وهو اعظم من المصیبة نفسها فان الجزع لا یرد ما فات ولا یرفع الحزن بل یبطل ثواب المصیبة

دوسرے ثواب کا فوت ہو جانا اور یہ اوس پہلی یعنی مصیبت سی سخت ہی کیونکہ بیصبری گذشتہ بات کو نہیں پہیر لاتی اور نہ غم کو دور کرتی ہی بلکہ مصیبت کا ثواب باطل کر دیتی ہے

لان من یجزع علی المصیبة فهو انما یشکو ربه ویرید ان یرد قضاؤه وقد ورد فی الحدیث ان المیت لیعذب ببکاء

اسلیے کہ مصیبت پر بیصبری کرنیوالا اپنے پروردگار کی شکایت کرتا ہی چاہتا ہی کہ قضا پہر جاوے اور بیشک حدیث مین آیا ہی کہ میت کو بیشک اہل وعیال کے رونی سی

اهله علیه وذلك اذا كان علی طریق النوح وكان المیت راضیا به قبل موته واما اذا لم یكن كذلك فلا باس بالبكاء

عذاب ہوتا ہی لیکن یہ عذاب جب ہی کہ بطور نوحہ کی ہو اور میت بہی زندگی مین پسند کرتا ہو اور اگر یہہ دونو امر نہون تو پہر اوسپر

علیه رحمة له وشفقة علیه لما هو فیه من السوال المحتوم والعقاب الموهوم فان النبی علیه السلام حین مات

بطور رحمت اور شفقت کی رونے کا کیا ڈر اسپر کہ وہ سوال جواب ایسے اور عقوبت موہوم مین مبتلا ہوتا ہی کیونکہ نبی علیہ السلام جب آپ کا

ابنه ابراهیم بكی وقال له عبد الرحمن بن عوف وانت تبكی یا رسول الله فقال النبی علیه السلام یا ابن عوف انها رحمة

بیٹا ابراہیم مرگیا تہا تو روتی تہی اور عبد الرحمن بن عوف نے عرض کیا آپ روتی ہین یا رسول اللہ تب نبی علیہ السلام نے فرمایا ای ابن عوف یہہ رحمت ہے

جعلها الله تعالی فی قلوب عباده فانما یرحم الله من عباده الرحماء وفی حدیث اخر انه علیه السلام قال القلب یحزن

کہ اللہ تعالی نے اپنی بندون کی دلون مین رکھدی ہے اور اللہ اپنی رحیم بندون پر رحمت کرتا ہی اور ایک اور حدیث مین ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا دل غمگین ہوتا ہے

والعین تدمع ولا نقول ما یسخط الرب فی روایة ولا نقول الا ما یرضی ربنا وفی حدیث اخر انه علیه السلام قال ان

اور آنکہین روتی ہین اور ہم وہ کلمہ نہین کہتی کہ پروردگار ناخوش ہو اور ایک روایت مین ہے ہم وہ کہتی ہین جس سی پروردگار راضی ہو اور ایک اور حدیث مین ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ

الله لا یعذب بدمع العین ولا بحزن القلب ولكن یعذب بهذا واشار الی لسانه وفی حدیث اخر انه علیه السلام

اللہ تعالی آنکہ کے آنسو سے عذاب نہین کرتا ہی اور نہ دل کی غم سی پر اس سے عذاب کرتا ہی اور زبان کی طرف اشارہ کیا اور ایک حدیث مین ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا

قال لیس منا من ضرب الخدود وشق الجیوب ودعی بدعوی الجاهلیة والمراد بدعوی الجاهلیة قولهم واویلاه واثبوراه واكاسیاه وانا صراه

ہمارا ساتہی نہین ہی جو شخص منہہ کو پیٹی اور گریبان چیری اور جاہلیت کیسی باتین بکی اور جاہلیت کی باتون سی یہہ قول مراد ہین ہائی ہائی مرنیوالی ہائی پوشاک والی ہائی مددگار

ونحو ذلك وروی انه علیه السلام قال الضرب علی الفخذ عند المصیبة یحبط الاجر ولهذا ندبت التعزیة وهی الحمل

اور مانند اسکی اور روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا ران کا پیٹنا مصیبت کی وقت ثواب کو کہو دیتا ہی اور اسیلیے تعزیت مستحب ہو گئی ہی یعنے

علی العزاء وهو الصبر بوعد الاجر والدعاء للمیت والمصاب بالمغفرة قال الزیلعی لا باس بتعزیة اهل المیت وترغیبهم

صبر کا تسلیم کرنا واسطے ثواب موعود کے اور دعا خیر واسطے مردہ کی اور دعا مغفرت واسطے پسماندہ کی زیلعی کہتا ہی اہل بیت کی تعزیت مین اور صبر کے رغبت دلانی مین

فی الصبر لقوله علیه السلام من عزی مصابا فله مثل اجره وكیفیة التعزیة ان یقال لمن اصابته المصیبة

کچہہ ڈر نہین واسطی ارشاد نبی علیہ السلام کی جسنے مصیبت رسیدہ کی تعزیت کی تو اوسکی لئی برابر کا ثواب ہے اور طریقہ تعزیت کا یہہ ہے کہ مصیبت رسیدہ کو کہی

عظم الله اجرك واحسن عزاك وغفر لمیتك وقال الفقیه ابو اللیث ان العبد لا یدرك منزلة الاخیار الا بالصبر

خدا تجہکو بڑا اجر عنایت کری اور تیرا صبر نیک کری اور تیری مردہ کو بخشدی اور فقیہ ابو اللیث کہتا ہی کہ انسان کو درجہ اخیار کا نہین ملتا جب تک سختی اور

علی الشدة والاذی وقد امر الله تعالی نبیه بالصبر فقال فاصبر كما صبر اولو العزم من الرسل فالامر للنبی امر لامته

تکلیف پر صبر نکرے اور اللہ تعالی اپنی نبی سے صبر کو فرماتا ہے چنانچہ یہہ کہا سو تو ٹہہرا رہ جیسے ٹہرے رہی ہین ہمت والی رسول پس نبی سی کہنا گویا امت سے کہنا ہی

فیجب علی من كان من الامة ان یقتدی بنبیه ویصبر علی ما یصیبه من الالم ویعلم ان ما دفعه الله تعالی عنه

سو جو امت مین داخل ہی اوسپر واجب ہے کہ اپنی نبی کی پیروی کرکر مصیبت الم وغیرہ پر صبر کری اور یقین کری کہ جو جو بلا اللہ تعالی نی بندہ پرسی دفع کی ہین

من البلاء اكثر مما اصابه ویحمد الله تعالی علی ذلك اذ روی انه علیه السلام قال اذا مات ولد العبد یقول الله تعالی

وہ زیادہ ہین اون سی جو اوسکو پہنچتی ہین اور اوسپر اللہ تعالی کا شکر بجا لانا چاہئی کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جب بندہ کا بچہ مرتا ہی تو اللہ تعالی

للملئكة اقبضتم ولد عبدى فيقولون نعم فيقول اقبضتم ثمرة قلبه فيقولون نعم فيقول ماذا قال عبدى
فرشتون سی پوچھتا ہی کیا تمنی میری بندہ کی بچہ کی جان نکال لی وہ عرض کرتی ہین ہان پھر فرماتا ہی کیا جان لی اوسکی دلی کی ٹکری کی وہ عرض کرتی ہین ہان پھر پوچھتا ہی میری بندہ نی کیا کہا
حمدك واسترجع فيقول الله تعالى ابنوا لعبدى بيتا فى الجنة وسموه بيت الحمد وقد ذكر ان اهل الاعمال
پھر وہ عرض کرتی ہین تیری حمد کی اور انا لله وانا اليه راجعون کہا پھر الله تعالی فرماتا ہی میری بندہ کی لئی جنت مین گھر بناکر بیت الحمد نام رکھدو اور مذکور ہے کہ نمازے
من الصلوة والزكوة والصوم والحج يؤتى بهم يوم القيمة فيوفى اليهم اجورهم بالميزان ثم يؤتى باهل البلاء فلا ينصب
اور زکوة دینی والے اور روزہ دار اور حاجی جب قیامت کے دن حاضر کئے جاوینگے تو اونکا ثواب میزان سی تول کر پورا کیا جاویگا پھر مصیبت رسیدہ لوگ
لهم الميزان ولا ينشر لهم الديوان بل يصب عليهم الاجر صبا فيود اهل العافية لو ان جلودهم كانت قرضت فى الدنيا
بلائی جاوینگی سو انکی لئی نہ ترازو کھری ہونگی اور نہ کچہ دفتر موجود ہوگا بلکہ انکا اجر بے اندازہ برسایا جاویگا پھر عافیت والی آرزو کرینگے کاشکی دنیا مین ہماری کہال قینچیون سی کتری
بالمقاريض يرون ما يعطى لاهل البلاء من الثواب بغير حساب فذلك قوله تعالى انما يوفى الصابرون اجرهم بغير
جاتی کیونکہ دیکھینگے کہ اہل بلا کو کتنا بے حساب ثواب عطا ہوا یہہ قول الله تعالی کا ٹھرنی والون ہی کو ملتا ہی اونکا نیگ
حساب ولهذا كان السلف الصالح يفرحون بالبلاء فى الدنيا لما تحققوا ان فى الصبر عليه اجرا جزيلا لا نهاية فان
ان گنت اور اسیہی لئی متقدمین صلحاء دنیا مین بلا پر خوش ہوتی تھی کیونکہ اونکو یقین تہا کہ بلا پر صبر کرنی مین بڑا ہی ثواب جیدہی اگر کوئی
قيل ان كان المراد بالصبر على البلاء الرضى به وعدم الكراهة فلا قدرة للادمى عليه وان كان المراد به الفرح بوجوده
اعتراض کری کہ بلا پر صبر کرنے سے اگر یہہ مراد ہی کہ بلا پر راضی ہو اور ناخوش نہ ہو تو یہہ آدمی کی اختیار مین نہین ہے اور اگر اوس سے یہہ مراد ہی کہ بلا پر خوش ہو
فهو ابعد من الاول فالجواب ان الشارع لم ينه عن شئ لا يدخل تحت الوسع وانما نهى عن المكتسب كشق الجيوب وضرب
تو یہہ اوس سے بھی بعید تر معلوم ہوتا ہی تو جواب یہہ ہے کہ شارع نی ایسی شی ہی کہین منع نہین جو اوسکی اختیار مین نہو ممانعت اوس سے ہی جسکو کر سکتا ہی جیسی گریبان چیرنا
الخدود والقول باللسان كالندب والنياحة واما ما ذكر من فرح الصالحين به فذلك فرح شرعى مكتسب من قوة الايمان
گلے پیٹنے اور زبان سے بکنا جیسے چیخنا اور نوحہ کرنا اور وہ جو مذکور ہے یعنی بلا پر صلحا کی فرحت سو یہہ فرح شرعی ہی ایمان اور یقین کے قوت سے
واليقين مثاله مثال رجل قال له الملك كلما اضربك سوطا اعطيك مائة دينار فان ذلك الرجل كما يفرح بكثرة ضرب
حاصل ہوتی ہی اوسکی مثال ایسی ہی کہ کسی شخص کو بادشاہ کہی مین تیری جب کوڑا مارون تو ہر کوڑہ کی بدلہ سو اشرفی دونگا سو یہہ شخص باوجود الم کی جیسا
الملك له مع وجود الم الضرب لما يرجوا من جزيل العطاء فكذلك الصالحون لما سمعوا قوله تعالى انما يوفى الصبرون اجرهم
بادشاہ کی کثرت ضرب سے خوش ہوتا ہی کیونکہ بڑی بخشش کا امیدوار ہی تو ایسی نے جب یہہ آیت سنے ٹھرنے والون ہی کو ملتا ہی اونکا نیگ
بغير حساب وقوله تعالى وجزيهم بما صبروا جنة وحريرا وتيقنوا بحصول جزيل الثواب هان عليهم ما اصابهم فى
ان گنت اور بدلہ دیا اونکو اسپر کہ وہ ٹھری رہے باغ اور پوشاک ریشمی اور یقین لائی بڑی ثواب ملنی کا تو اونپر دنیا مین جو
الدنيا من المصائب كما حكى عن بعض النساء الصالحات انها عثرت يوما فانقطع ظفرها فضحكت فقيل لها اما تجدين
مصیبت گذری سب آسان ہوگئی چنانچہ کسی صالحہ عورت کا قصہ ہے کہ ایک روز پہسلکر گر پڑی تو اوسکا ناخن ٹوٹ گیا تو وہ ہنسنی لگی کسی نی کہا کیا تجکو
مرارة الوجع فقالت ان لذة الثواب الحاصل من الله تعالى بالصبر والرضى ازالت عنى مرارة الوجع قال العلماء حقيقة الرضى
اسمین دکھہ نہین ہوتا جواب دیا ثواب کی لذت نے جو الله تعالی سے صبر اور رضا پر ملیگا دکھہ کی تلخی کو میری لئی دور کردیا ہی علما کہتی ہین حقیقت رضا کی
ما علمنه الله تعالى ان نقوله عند المصيبة انا لله وانا اليه رجعون وهذا استرجاع باللسان ولا بد للعاقل عند اتيانه
وہ ہی جو الله تعالی نے ہمکو تعلیم کی ہی کہ مصیبت کی وقت پر کہا کرین ہم مال الله کا ہین اور ہمکو اوسکی طرف پھر جانا اور یہہ تو استرجاع زبانی ہوا پھر عاقل کو لازم ہی کہ اسکو زبان پر کہنی ہوئے
به ان يتفكر فى ثواب المصيبة ليسهل عليه المصيبة فان ثواب المصيبة اذا استقبله يوم القيمة يود لو ان جميع اولاده
مصیبت کی ثواب کا تصور کری تاکہ اوسپر مصیبت آسان ہوجاوی بیشک مصیبت کا ثواب جب قیامت کی روز سامنی آویگا تو یہہ آرزو کریگا کاشکی میری ساری اولاد

واثر بانه ما تواقبله في الدنيا لينال ثواب مصيبتهم وقد وعد الله تعالى في المصيبة ثوابا عظيما حيث قال ولنبلونكم
اور تمام ناآنے والی دنیا میں ہے اسی واسطے جو ہوتا کہ اونکی مصیبت کا ثواب ملتا اور بیشک اللہ تعالی نے مصیبت میں بڑی ثواب کا وعدہ فرمایا ہے جیسا کہ کہا ہے اور البتہ ہم آزماوینگے تمکو
بشئ من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرت وبشر الصبرين الذين اذا اصابتهم مصيبة قالوا انا لله و
کچھ ایک ڈر سے اور بھوک سے اور نقصان سے مالوں کی اور جانوں کے اور میووں کی اور خوشی سنا ثابت رہنے والوں کو کہ جب پہنچے اونکو کچھ مصیبت کہیں ہم اللہ کا مال ہیں اور
انا اليه رجعون اولئك عليهم صلوت من ربهم ورحمة واولئك هم المهتدون يعني ان كل من اصابه مصيبة في ماله او ولده
ہمکو اوسیکے طرف پھر جانا ایسے لوگ اونہیں پر شاباشیں ہیں رب کے اور مہربانی اور وہی ہیں راہ پر مراد یہ ہی کہ جسکو کچھ مصیبت پہنچی مال میں یا اولاد میں
او نفسه او عرضه كالكلمة القبيحة التي يسمعها في حقه والهم الذي يهمه والغم الذي يغمه من ضيق معيشته او
یا جان میں یا آبرو میں جیسے عیب کی بات اپنی حق میں سن پاوے یا ایسا اندوہ پہنچے جو سوچ لگا دے یا غم پہنچے جسنے فکر میں ڈال رکھا ہو تنگی معیشت کا
قلة قوته او تعذر كسبه او عدم نبات ذرعه او غير ذلك فانه اذا صبر واحتسب ثواب مصيبته التي اصيب بها يعطيه
یا قلت روزی کا یا پیشہ چلنے کا یا کھیتی ماری جاویگا یا کچھ اور سوا اسکے اسپر جو صبر کریگا اور مصیبت کی ثواب کا جو اسپر گذری ہی امیدوار ہوویگا تو اللہ تعالی
الله تعالى ما وعده في كتابه من الصلوة والرحمة والهداية لانه تعالى لا يخلف الميعاد وروى عن عكرمة انه عليه السلام
وہی عطا کریگا جو اوسکی لئے اپنی کتاب میں وعدہ کیا ہی شاباش اور رحمت اور ہدایت کیونکہ اللہ تعالی وعدہ کے خلاف نہیں کرتا اور عکرمہ سے روایت ہی کہ نبی علیہ السلام کا
طفي سراجه فقال انا لله وانا اليه رجعون فقيل له امصيبة هي يا رسول الله فقال نعم كل شئ يؤذي المؤمن فهو له
چراغ بجھگیا تھا سو آپ نے فرمایا ہم اللہ کا مال ہیں اور ہمکو اوسکی طرف پھر جانا کسے نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا یہ مصیبت ہی بس فرمایا ہاں جس شئ سے مومن کو ایذا ہو وہی اوسکی
مصيبة وفي حديث اخر انه عليه السلام قال اذا انقطع شسع احدكم فليسترجع فانها من المصائب وروى عن ام سلمة
مصیبت ہی اور ایک حدیث میں ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جب کسیکی جوتی کا تسمہ ٹوٹ جاوے تو انا لله پڑھے کیونکہ یہ بھی مصیبت ہی اور ام سلمہ سے روایت ہے
انه عليه السلام قال ما من مسلم يصيبه مصيبة فيقول انا لله وانا اليه رجعون اللهم اجرني في مصيبتي واخلف لي
کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جس مسلم پر کچھ مصیبت گذری پھر وہ کہے ہم اللہ کا مال ہیں اور ہمکو اوسیکے طرف پھر جانا الہی مجھکو میرے مصیبت کا اجر دے اور مجھکو اوس سے
خيرا منها الا اجره الله في مصيبته واخلف له خيرا منها وروى عن ابن عباس انه عليه السلام قال من استرجع عند المصيبة
بہتر عوض دے تو اللہ تعالی اوسکو اوسکی مصیبت کا اجر اور اس سے بہتر عوض دیگا اور ابن عباس سے روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جسنے مصیبت پر انا لله پڑھا
جبر الله مصيبته واحسن عقباه وجعل له خلفا صالحا يرضاه وروى عن الحسين انه عليه السلام قال ما من مسلم يصاب
تو اللہ تعالی اوسکی مصیبت کو رفع اور اوسکا انجام نیک کریگا اور اوسکا اچھا بدلہ اوسکی پسند کا دیگا اور حسین علیہ السلام سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا نہیں کوئی مسلم کہ اوسپر
بمصيبة فيذكرها وان قدم عهدها فيحدث لها استرجاعا الا كتب الله له مثلها من الاجر يعني انه تعالى يعطيه من الاجر
مصیبت گذری پھر وہ اوسکو یاد کرے اگرچہ مدت گذر گئی ہو پھر وہ از سر نو انا لله پڑھے مگر اللہ تعالی اوسکی لئے اجر مقرر کریگا مراد یہ ہی کہ اللہ تعالی اوسکو اجر
مثل الاجر الذي اعطاه يوم اصيبها وروى عن سعيد بن جبير ان الاسترجاع لم يعط الامة من الامم الا لهذه الامة ولو اعطي
برابر اوس اجر کے جو مصیبت کے روز عطا کیا تھا عنایت کریگا اور سعید ابن جبیر سے روایت ہی کہ استرجاع سوا اس امت کی اور کسی امت کو عطا نہیں ہوا اگر کسیکو ملتا
لاحد لاعطي يعقوب النبي عليه السلام الا ترى انه حين اصابه لم يسترجع بل قال يا اسفى على يوسف وروى عن ابن عباس
تو البتہ یعقوب علیہ السلام کو ملتا کیا دیکھتا نہیں کہ یعقوب علیہ السلام نے مصیبت کے وقت انا لله نہیں پڑھا بلکہ یہ کہا کہ ای افسوس یوسف پر اور ابن عباس سے روایت ہے
انه نعي اليه ابنة له وهو في السفر فاسترجع ثم نزل فصلى ركعتين ثم قال قد صنعنا ما امرنا الله تعالى فانه تعالى قال استعينوا
کہ اونکو سفر میں بیٹی کی سناونی آئی تو انا لله پڑھا پھر اوتر کر دو رکعت پڑھیں پھر کہا ہمکو اللہ کا حکم تھا سو کر چکے کیونکہ اللہ تعالی نے فرمایا ہی قوت پکڑو
بالصبر والصلوة فينبغي للمؤمن ان يفعل كذلك فانه عليه السلام كان اذا احزنه امر فزع الى الصلوة لكونها ام العبادات
ثابت رہنی سے اور نماز سے اب مومن کو لازم ہی کہ یہ ہی کیا کرے کیونکہ نبی علیہ السلام اگر کسے بات سے غمگین ہوتے تو نماز شروع کرتے اسلئے کہ نماز سب عبادات کی اصل

معراج

ومعراج المؤمنين ومناجات رب العلمين قال عليه السلام ان اعظم الجزاء مع عظم البلاء وان الله تعالى اذا

اور مومنین کی معراج اور پروردگار کی سرگوشی ہے سے علیہ السلام نے فرمایا بیشک بڑا ثواب بڑی بلا پر ہوتا ہی اور بیشک الله تعالی جب

احب قوما ابتلاهم فمن رضي فله الرضى ومن سخط فله السخط يعني ان كثرة الثواب تحصل بحصول كثرة

کسی قوم کو محبوب کرتا ہی اونپر بلا نازل کرتا ہی پھر جو کہ اوسپر راضی ہوا تو اوسکے لئے رضا مندی ہو اور جو بیزار ہوا تو اوسکے لئے بیزاری ہی یعنی ثواب کی کثرت بلا کی کثرت سے

البلاء فمن رضي به وصبر عليه يحصل له رضاء الله تعالى ومن كره البلاء وجزع ولم يرض بحكمه تعالى يحصل

حاصل ہوتی ہی پھر جو راضی ہوا اور اوسپر صبر کیا تو اوسکے لئے الله کی رضا مندی کا ہی اور جسنے بلا کو مکروہ جانا اور واویلا کیا اور الله کے حکم پر راضی ہوا تو اوسکے لئے

له سخط الله وغضبه لكن ينبغي ان يعلم ان الرضى والسخط محلهما القلب وهما يتعلقان به لا باللسان فلهذا ترى

الله کی بیزاری اور غضب ہے لیکن سمجھنا چاہئے کہ رضا مندی اور بیزاری کا ٹھکانا دل ہے یہہ دونو دل سے علاقہ رکھتی ہیں زبان سے علاقہ نہیں رکھتی ہی لئے

كثيرا من الناس يكون له انين من وجع او شدة المرض مع ان في قلبه الرضى والتسليم بالله تعالى فعلى هذا كل من

اکثر لوگوں کو دیکھتی ہو کہ درد کی مار سے یا بیماری کی شدت سے آہ اف تو کرتے ہیں مگر اونکی دلمیں الله تعالی کی رضا اور تسلیم ہوتی ہی اس بیان کی موافق جس کسی کو آہ اف

يسمع منه انين لا يجوز ان يقال في حقه انه غير صابر وغير راض بحكم الله تعالى فلا يطلع احد على قلب احد

سننے میں آتی ہیں اسکو یہہ نہیں کہا چاہئی کہ صبر نہیں کرتا اور الله کی حکم پر راضی نہیں ہی اسلئے کہ کسیکو کسیکی دل کی کیا خبر ہے

وروي عن عامر الرامي انه عليه السلام قال ان المؤمن اذا اصابه السقم ثم عافاه الله تعالى كان كفارة لما مضى من

اور عامر رامی سے روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ مومن اگر بیمار ہو جاتا ہی پھر اوسکو الله تعالی عافیت دیتا ہی تو گذشتہ گناہوں کا کفارہ

ذنوبه وموعظة له فيما يستقبل وان المنافق اذا مرض ثم اعفى كان كالبعير الذي عقله اهله ثم ارسلوه فلم يعلم

اور آیندہ کی واسطے پند ہی اور بیشک منافق اگر بیمار ہو کر صحت پاتا ہی تو ایسا ہی جیسے اونٹ کہ پہلے اوسکو مالکوں نے باندھ دیا پھر اوسکو چھوڑ دیا

لم عقلوه ولم ارسلوه فعلم من هذا انه تعالى انما يبتلي عبده المؤمن لمحو سيأته او لرفع درجاته التي لم يبلغها

تو اوسکو خبر نہیں ہوتی کیوں باندھا تھا اور کیوں چھوڑ دیا اب اس سے معلوم ہوا کہ الله تعالی اپنی مومن بندہ کو اسلئے مبتلا کرتا ہی کہ اوسکی گناہ محو ہوں اور وہ درجات کہ بدون مصائب کے نہیں

الا بانواع البلايا فانه تعالى يرسل عليه في الدنيا شدائدها ومحنها حمية له عن الافتتان بها وتزهيدا له عنها

لے سکتا تھا بلند ہو جاویں سو الله تعالی اوسپر دنیا میں سختیاں اور محنتیں دنیا کی فتنہ سے بچانے کو اور دنیا سے چھوڑانے کو ڈالدیتا ہی

لئلا يطمئن اليها ويالف بحبها فيقطعه ذلك عن منازل الاخرة لانه متى ابتلي يضعف سورة نفسه ويذهب

تاکہ دنیا پر اطمینان کر کر اوسکے الفت میں نہ پہنسجاوی پھر اوسکی نحوست سے اخروی مراتب سے محروم نہ رہ جاوی کیونکہ جب بلا میں اوسکی نفس کے تندی سست اور بشری

صفات بشريته وينقطع عنه مواد الهوى ولذة الدنيا فيتوجه في كل حال في السراء والضراء الى مولاه ويالف الاقبال عليه

عادات جاتی رہینگے اور ہوا ہوس اور دنیا کی لذت اوسکی دلسے دور ہو پھر ہر حال راحت اور رنج میں اپنے مولی کے طرف متوجہ رہے گا اور ادہر لگاؤ سے

ويستوطن بالصبر والرضى بين يديه الى ان يرفعه الى درجات الاحباب والاولياء وهذا معنى ما روى عن انس انه عليه السلام

الفت پکڑیگا اور صبر اور رضا کو اپنی سامنے قایم رکھیگا آخر اوسکو مرتبہ دوستوں اور اولیا کا حاصل ہو جاویگا اور انس سے جو کی روایت ہے یہہ ہی معنی ہیں کہ نبی علیہ السلام

قال ان الله تعالى اذا اراد بعبد خيرا واراد ان يصافيه صب عليه البلاء صبا ومن جملة ما يصب عليه من البلاء

فرمایا کہ بیشک الله تعالی جب کسیکی خیر اور اوسکو پاک کیا چاہتا ہی تو اوسپر بہت بلا ڈال دیتا ہی اور بعضے بلائیں اس قسم کی ہیں کہ

انه تعالى يقيض له ويسلط عليه من بعض خلقه من يقصده بالاذى حتى لو اختفى في جحر ضب او فارة يقيض الله تعالى

که الله تعالی اپنی مخلوق میں سے ایسی کو اوسپر تعین کر کر غالب کر دیتا ہی کہ اوسکو ہر وقت ستاتا رہی یہاں تک کہ اگر گوہ یا چوہی کی بل میں جا کر دبکی تو الله تعالی

له من يؤذيه كما روي عن علي انه عليه السلام قال لو كان المؤمن في جحر ضب ليقيض الله تعالى له فيه من يؤذيه وروي

اوسہی جگہ ایذا رسان کو بھیجتا ہی چنانچہ علی رضی سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر مومن گوہ کی بل میں لگا ہو تا ہی تو اوسہی بل میں ستانیوالا موجود ہوتا ہی اور ایسی ہے

مثله عن انس بلفظ لو ان المؤمن كان في جحر فارة لقيض له فيه من يؤذيه والحكمة في ذلك ان البلاء يسبك صفات

انس سے بھی روایت ہی اگر مومن چوہی کی بھٹ میں ہووے تو وہاں بھی جگہہ اسکا موذی جا موجود ہوتا ہی اور اسمین حکمت ہی کہ بلا صفات بشری کو گلا کر صاف کر دیتی ہی

العبد فكانه تعالى يسبك نفس عبده المؤمن بنار المحنة والبلاء ليصفيه من كدورات اخلاق البشرية ليصلح لولايته

گویا اللہ تعالی اپنی مومن بندہ کی نفس کو محنت اور بلا کی آگ مین گلا کر صاف کرتا ہی تاکہ اخلاقات بشری کی کدورت سی صاف ہو کر ولایت اور محبت کے لایق ہو جاوے

ومحبته

## المجلس الثالث والستون في بيان تحقيق قوله عليه السلام اغتنم خمسا قبل خمس الحديث وما يتفرع عليه

باستہون مجلس اس حدیث کے تحقیق مین کہ غنیمت جان پانچ کو پہلے پانچ سے آخر حدیث تک اور جو اس سے متعلق ہے

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لرجل يعظه اغتنم خمسا قبل خمس شبابك

رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے پند دیتی ہوی فرمایا غنیمت جان پانچ کو پہلے پانچ کی جوانی کو

قبل هرمك وصحتك قبل سقمك وغناك قبل فقرك وفراغك قبل شغلك وحياتك قبل موتك هذا الحديث

پہلے بڑہاپی سے اور صحت کو پہلے بیماری کی اور توانگری کو پہلے فقر سے اور فرصت کو پہلے دہندے کی اور زندگی کو پہلے موت سی یہہ حدیث

من حسان المصابيح رواه ميمون بن مهران فانه عليه السلام بين فيه ان الانسان في حال شبابه يقدر على

مصابیح کی حسن حدیثون مین سی ہے میمون بن مہران کی روایت سی بیشک نبی علیہ السلام نی اس حدیث مین یہہ فرمایا کہ آدمی اپنی جوانی مین وہ کام کر سکتا ہے

الاعمال التي لا يقدر عليها في حال هرمه فلابد له ان يغتنم الفرصة ويشتغل بالطاعات في حال شبابه قبل هرمه لانه

جو حالت پیری مین نہین کر سکتا سو اوسکو لازم ہی کہ فرصت کو غنیمت جانے اور عہد جوانی مین پیری سے پہلے عبادت مین مشغول رہی کیونکہ

في حال شبابه ان ترك العمل واتبع هواه وتعود بالمعصية لا يقدر على تركها في حال هرمه فينبغي له ان يترك

جوانی مین اگر عمل خیر ترک کر کر ہوا ہوس مین پہنسا اور معصیت کی عادت کرلے تو پہر کیا طاقت ہی کہ بڑہاپی مین چہوڑ دی تو لایق یہہ ہی کہ معاصی کو

المعاصي في حال شبابه ويعود نفسه باعمال الخير حتى يسهل عليه في حال هرمه وبين ايضا انه في حال صحته يقدر

جوانی مین ترک کری اور اعمال خیر کی عادت ڈالی تاکہ پیری مین جاکر آسانی رہی اور یہہ بہی بیان فرمایا کہ انسان اپنی صحت مین اپنی

على كسب الخيرات بماله وبدنه فينبغي له ان يغتنم صحته ويجتهد في كسب الخيرات بماله وبدنه لانه اذا مرض يضعف

مال اور بدن سی ثواب حاصل کر سکتا ہی پہر اوسکو لازم ہی کہ اپنی صحت کو غنیمت جانکر اپنے مال اور بدن سی کسب خیرات مین کوشش کری کیونکہ بیمار ہوکر بدن ناتوان ہوجاتا ہی

بدنه فلا يقدر على الطاعات ببدنه ويقصر يده عن ماله فيما زاد على الثلث فلا يقدر على التصرف في ماله الا في مقدار

پہر بدن مین طاعات کی طاقت کہان رہتی ہی اور ہاتہ بہی تہائی مال کی زیادہ سی تنگ ہو جاتا ہی پہر یہہ قدرت نہین کہ تہائی مال سی زیادہ خرچ کرے

ثلثه وبين ايضا انه في حال غناه وفي حال فراغه يقدر على الطاعات بلا مانع فاذا بدل الغنى بالفقر والفراغ بالشغل

اور یہہ بہی بیان فرمایا کہ آدمی توانگری اور فرصت مین بلا موانع طاعات کر سکتا ہی اور جب توانگری کی بدل فقر آیا اور فرصت کی جگہہ دہندا لگا

يظهر الموانع فلا يقدر على الطاعات بل يكون مشتغلا بامر المعاش فينبغي له ان يغتنم غناه وفراغه في تحصيل الاعمال

تو پہر موانع پیدا ہوجاتے ہیں پہر طاعات کی قوت کہان بلکہ اپنی معاش کی فکر مین لگا رہتا ہے سو لایق یہہ ہی کہ توانگری اور فرصت کو صالح اعمال کی لئی غنیمت سمجہے

الصالحات لان الغنى يعقبه الفقر والفراغ يعقبه الشغل وبين ايضا انه في حال حيوته يقدر على العمل فاذا مات

اسلئے کہ غنا کے پیچہے فقر اور فرصت کی پیچہے دہندا لگا ہوا ہے اور یہہ بہی بیان فرمایا کہ آدمی اپنی زندگی مین عمل کر سکتا ہی اور جب موا

ينقطع عن العمل فينبغي له ان يغتنم حياته ولا يضيع عمره فيما لا يعنيه فان كل نفس من انفاس العمر جوهرة نفيسة لا

تو عمل تمام ہوئے پس لازم یہہ ہی کہ اپنی زندگی کو غنیمت جانکر نکمی باتون مین عمر نکہوی کیونکہ عمر کا ایک ایک دم ایک نفیس بےبہا جوہر ہے

قيمة لها اذ يمكن ان يشتري بها كنز من كنوز الجنة التي لا يتناهى نعيمها ابد الاباد فاضاعة تلك الانفاس واشتراء صاحبها

اسلئے کہ اسکے بدلا ایک خزانہ جنت کی خزانون مین سی ہاتہ آسکتا ہی جسکی نعمتین کبہی تمام نہونگے پہر ایسی انفاس کو ضایع کہونا اور ایسی چیز کا خریدنا

بها ما يكون سببا لهلاكه باتباع هواه غاية الخسران ونهاية الخذلان فان من يتبع هواه يفعل ما يضره ويهلكه
کہ ہوا ہوس میں پھنسا کر ہلاک کر ڈالے بڑا ہی زیان اور نہایت نقصان ہی سو جو شخص ہوا ہوس میں لگا ہوا ہی تو وہ ہی کام کرتا ہی جسمیں
حالا ومآلا وهو لا يشعر او يشعر لكن لخفة عقله يرجح اللذة الحاضرة التى لا بقاء لها على العقوبات الاخروية
حال اور مآل کا ضرر اور تباہی ہو پر وہ بیخبر ہی یا جانتا ہی پر بے وقوفی سی حال کی ناپائدار لذت کو اخروی عقوبات سے جنکی
التى لا نهاية لها ويظن لعمى بصيرته وتناهى حماقته انه ظفر بشئ من اللذائذ ولا يعلم ذلك لاحمقانه
کچھہ انتہا نہیں ہے بہتر سمجھتا ہی اور اندہا ہوکر کمال بیوقوفی سے خیال کرتا ہی کہ کچھہ عیش اوڑایا اور احمق یہہ نہیں سمجھتا کہ دنیا سے
يخرج من الدنيا ويرى انه لم يظفر بشئ من اللذائذ اصلا لا من لذائذ الدنيا لانها عنه تزول ولا من لذائذ
ابہی نکلکر دیکھہ لیگا کہ کچھہ بھی عیش نکیا نہ تو دنیا کی عیش ولذت کیونکہ سب ہو چکینگی اور نہ
الاخرة اذ ليس له اليها الوصول فيبقى فى حسرة وندامة حين لا ينفعه الندم وقد روى انه عليه السلام قال
آخرت کی عیش کی لذت کیونکہ وہ کہاں تک ہاتھہ آسکتے ہیں پھر حسرت اور ندامت میں ہو گی اوسوقت ندامت سی کچھہ فائدہ نہوگا اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فرمایا
ما من احد يموت الا ندم قالوا وما ندامته يا رسول الله قال ان كان محسنا ندم ان لا يكون ازداد وان كان
جب کوئی مرتاہی سو نادم ہوتاہی عرض کیا یا رسول اللہ ندامت کیوں ہوتی ہی فرمایا اگر نیکوکار ہوتاہی تو یہہ ندامت ہوتی ہی کہ عمل زیادہ کیوں نکئی اور اگر
مسيئا ندم ان لا يكون نزع فيا ايها العاقل لا تضيع عمرك فى الغفلة واجتهد فى تحصيل متعة الاخرة قبل
بدکار ہوتاہی تو یہہ ندامت کیوں نہ باز آیا سو دانا ہوکر اپنے عمر غفلت میں کیوں کھوتا ہے آخروی سامان حاصل کرنیمیں کوشش اس سے پہلے کر
ان يجئ يوم لا تقدر على تحصيلها فى ذلك اليوم فانك عن قريب تعاين ذلك اليوم فتندم على
کہ ایسا دن آجاوی کہ اوس روز تو ہرگز حاصل نہ کرسکے بیشک تو اوس دن کو جلد دیکھہ لیگا پھر تو گذشتہ عمر پر
ما فات من عمرك فى غير طاعة ربك ولا ينفعك الندم فان العبد اذا كان فى شغل من اشغال الدنيا و
بدون عبادت پروردگار کی نادم ہوگا اور ندامت سی کچھہ فائدہ نہوگا کیونکہ آدمی جب تک دنیا کے کاروبار میں لگا رہتا ہے
كان شغله يمنعه من العمل احال تاخير العمل على فراغه وقال اذا فرغت عملت فذلك من حماقته من
اور وہ شغل اوسکو عمل نیک سی باز رکھتاہی تو اوس عمل نیک کو فرصت کی وقت پہ ٹال رکھتاہی کہتاہے فرصت ملیگی تو کرونگا سو یہہ صرف بیوقوفی ہی
وجهين احدهما ايثار الدنيا على الاخرة وليس هذا من شان العاقل وقد قال الله تعالى بل تؤثرون
دو وجہ سی ایک تو دنیا کو آخرت پر پسند کرنا اور یہہ عاقل کا کام نہیں ہے اور بیشک اللہ تعالی فرماتاہی بلکہ تم پسند
الحيوة الدنيا والاخرة خير وابقى والثانى تسويفه العمل الى وان فراغه فانه قد لا يجد مهلة بل يختطفه
رکہتی ہو دنیا کا جینا اور بھلا گھر بہتر ہے اور رہنے والا اور دوسری وجہ عمل کو فرصت کی وقت پر ڈال رکھنا کیونکہ بعضے دفعہ مہلت نہیں ملتی بلکہ
الموت قبل فراغه او يزداد شغله لان اشغال الدنيا يستلزم بعضها بعضا فيبقى بلا زاد ليوم المعاد فالواجب
موت فرصت کی وقت سی پہلی آپکڑتی ہی یا وہ دنیا کا دہندا بڑہتا چلا جاتاہی کیونکہ دنیا کی کام کا سلسلہ ایک سی ایک لگا ہوا ہی پھر آخرت کی توشہ سی خالی رہجاتاہی
على العبد ان يبادر الى الاعمال الصالحات على اى حال كان قبل وصول الموت وحصول الفوت لقوله
سو آدمی پر یہہ واجب ہے کہ جلدی سی اعمال صالح کو کسے حال میں ہو موت سی پہلی اور فوت سی پیشتر اختیار کری اس آیت کی
تعالى سارعوا الى مغفرة من ربكم وجنة عرضها السموات والارض اعدت للمتقين فان من تعلق قلبه
مطابق اور دوڑو بخشش پر اپنی رب کی اور جنت پر جسکا پھیلاو ہی آسمان اور زمین تیار ہوئی ہی واسطی پرہیزگاروں کی بیشک جسکا دل
بالدنيا واخذ منها القدر الزائد على حاجته من الطعام والشراب واللباس يكون مضرة عليه الا ان يستعين
دنیا پر لگا ہوا ہی اور دنیا میں سی کچھہ مقدار حاجت سی بڑہکی کہانا اور پینا اور پوشاک حاصل کرتاہی تو اوسکی حق میں مضر ہی ہاں اگر اوس سی طاعت الہی میں مدد لیجے

على طاعة الله تعالى لان كل ما احبه الانسان وظفر به لابد ان يفارقه فان كان احبه لغير الله يعذب به

اسلئے کہ آدمی جس چیز کو محبت کی راہ سے پیدا کرتا ہی تو بالضرور اوس سے جدا ہوویگا پہر اگر اوسکی محبت واسطے غیر اللہ کے تہی تو اوسکی جدائی سے

بفواته ان يحصل له من الالم قدر ما تعلق به قلبه ولهذا قال بعض السلف من احب الدنيا فليوطن نفسه على

دل دکہیگا اور اتنا ہی الم پیدا ہوویگا جسقدر اوس سے دل متعلق تہا اسی لئے بعض متقدمین کا قول ہی کہ جو شخص دنیا کی محبت کرے چاہیے کہ اپنی جان کو

تحمل المصائب فان محبها لا ينفك عن ثلث مصائب هم لازم وتعب دائم وحسرة لا تنقضي فلو لم يكن لمحبها

مصیبت کا گہر بنالے کیونکہ دنیا کے محبت میں مصیبت سے خالی نہیں ہوتی فکر دائمی اور رنج ہمیشہ کا اور ارمان بے انتہا اور اگر دنیا دار کو ترت کوئی

العذاب العاجل الا هذا لكفى له مصيبة فكيف اذا حيل بينه وبين محبوباته ولذاته كلها بالموت وصار

عذاب سوا اسکے نہو تو یہہ مصیبت بہی اوسکی لئے کفایت کرتی ہی پہر تو کیا حال ہوگا جب موت اوسمیں اور اوسکی محبوبات اور لذات کی بیچ میں آجاوے اور اوہی کے

معذبا بنفس ما كان متلذذا به على قدر لذته التي شغلته عن سعيه في طلب زاده ليوم معاده اذ لو كان

عذاب میں رہ جاوے جس سے مزے اور مزا تا تہا موافق اوس لذت کے جسکے بارے قیامت کی زاد راہ کی کچہہ سعی نکی اسلئے اگر کسیکی

لاحد الف محبوب يزل به عند الموت في وقت واحد الف مصيبة لانه كان يحب جميعها ويسلب

ہزار محبوب ہوں تو موت کے آتے ہی اوسپر ہزار مصیبت ایکبارگی پڑ جاتے ہیں اسلئے کہ اسکو سب سے محبت تہی اور وہ سب کی سب

عنه في لحظة واحدة كلها ويبقى بحسرة وندامة بعد موته وهذا اول ما يلقاه عقيب موته من الالم فضلا

ایکدم بہر میں جاتی رہتی ہیں اور مرتے ہی حسرت اور ندامت میں رہ جاتا ہے اور یہہ تو پہلا الم ہے جو مرتے ہی پیش آوے گا

عما اعده الله تعالى للذين استحبوا الحيوة الدنيا ورضوا بها من عذاب الآخرة والحاصل ان من احب

اوسکو تو کیا کہیے جو اللہ نے انکے لئے جو دنیا کو محبت سے آخرت کی عذاب پر پسند کرتے ہیں آخرت کا عذاب تیار کر رکہا ہی اور حاصل یہہ ہے کہ جو شخص

شيئا سوى الله تعالى ولم يكن محبته له لله تعالى ولا لكونه معينا على طاعة الله تعالى يحصل له به

سوا اللہ کے اور چیز کی محبت پیدا کرلی اور وہ محبت نہ خدا کے واسطے ہو اور نہ طاعت الہی پر مددگار ہو تو اوسکے حق میں

الضرر سواء ظفر به او لم يظفر فانه ان لم يظفر به يعيش بغصته ولا يستريح من التعب وان ظفر به يكون

مضر ہی برابر ہے کہ وہ شی اوسکو حاصل ہو یا نہو کیونکہ اگر نہ حاصل ہوئی تو اوسکے غم میں لگا رہتا ہی رنج سی آرام نہیں پاتا اور اگر حاصل ہوئی تو وہ الم

ما حصل له من الالم قبل حصوله ومن الحسرة عليه بعد فواته اضعاف اضعاف ما حصل له من اللذة

کہ حصول سی پہلی دیکہا وہ کا وہ اور اوسپر فوت ہونے کے بعد چند در چند اوس لذت سے زیادہ دل کے حسرت

ولو نال العبد كل حظ من حظوظ الدنيا وكل لذة من لذاتها ومضى عمره عليها ولم يسع في تحصيل

اور اگر آدمی کو دنیا کے تمام عیش اور آرام اور ساری لذتیں عمر بہر حاصل رہیں اور اوسنے آخرت کی سعادت میں

السعادة في الآخرة يصير عند الموت كانه لم يظفر بشيء من حظوظها ولذاتها وتعود تلك الحظوظ

کچہہ سعی نکی تو وہ مرتے ہی ایسا ہوگا کہ دنیا میں کچہہ بہی مزا اور آرام نہ پایا اور وہ ہی عیش اور آرام

واللذة عذابا له ويصير معذبا بنفس ما كان متنعما به من جهتين من جهة فوته مع شدة تعلق

اوسکے حق میں عذاب ہو جاوینگی اور وہ ہی عیش کی چیزیں دو وجہ سی عذاب کا سبب ہو جاوینگے ایک تو اونکا چہوٹنا اور

قلبه به ومن جهة عدم حصول ما هو له انفع وادوم فالمحبوب الحاصل يفوت عنه والمحبوب الاعظم

دل اونہیں لگا ہوا ہوگا دوسرے حاصل نہونا جو اوسکے لئے ہمیشہ کو مفید ہوتا اب حال کا محبوب تو ہاتہہ سے جاتا رہیگا اور محبوب اعظم

لا يحصل له وهذا اول ما يلحقه من العذاب قبل عذاب النار اذ قد قال العلماء ليس الموت بعدم محض

اوسکو میسر نہوگا اور یہہ تو وہ عذاب ہی جو دوزخ کے عذاب سی پہلے اسپر گذریگا اسواسطے کہ علما کہتے ہیں کہ موت عدم محض

ولا فناء

ولا فناء صرف وانما هو انقطاع تعلق الروح بالبدن ومفارقته عنه وتبدل من حال الى حال وانتقال من

اور نری فنا ہی نہیں ہی بلکہ موت کیا ہی روح کا علاقہ بدن سی چہوٹ جانا اور بدن سی الگ ہونا اور ایک حال سی دوسرا حال بدل جانا اور ایک جگہ سی

دار الى دار وهو اعظم المصائب وقد سماه الله تعالى مصيبة حيث قال فاصابتكم مصيبة الموت

دوسری جگہ نقل کرنا اور یہہ بڑی مصیبت ہی اور بیشک اللہ تعالی نی موت کا نام مصیبت رکہا ہی چنانچہ فرمایا ہے پہر پہنچے تم پر مصیبت موت کی

فالموت هو المصيبة العظمى واعظم منه الغفلة عنه وعدم ذكره وقلة التفكر فيه وترك العمل له واتباع

سو موت ہی بڑی مصیبت ہی اور اوس سی بڑہ کر غافل رہنا کہ نہ اوسکو یاد رکہی اور نہ اوسکا کچہہ فکر کری اور نہ اوسکی لئی کچہہ عمل کرے اور

الهوى فان اتباع الهوى سم من سموم الدين يفضي الى الهلاك يوم الدين مع ان المومن بنفس الايمان

ہوا وہوس میں پڑا رہی بیشک ہوا وہوس کی اطاعت دین کی حق میں ایسا زہر ہے کہ قیامت کی روز ہلاک کر ڈالیگا باوجودیکہ مومن صرف ہو اسطہ ایمان کی

قد عاهد الله تعالى ان لا يعصيه وذلك لان الايمان قبول والتزام فمن يقول لا اله الا الله يصير كانه

اللہ تعالی سی یہہ عہد کر لیتا ہی کہ نافرمانی نکرونگا اور یہہ اسلئی کہ ایمان قبول اور مان لینے کو کہتے ہین پہر جو شخص لا الہ الا اللہ کہتا ہے گویا وہ یہہ کہتا ہی

يقول اني علمت واعتقدت انه تعالى احد في ذاته وصفاته وافعاله ولا يظهر في العالم شئ الا

کہ مین نی یقین کیا اور اعتقاد لایا کہ اللہ تعالی اپنی ذات اور صفات اور افعال مین یگانہ ہی اور عالم مین کوئی شئ اوسکی علم اور ارادہ اور

بعلمه وارادته وخلقه ولا يستحق العبادة الا هو واني التزمت عبادته ولا اعبد الا اياه فبعد هذه

پیدایش کی بدون ظاہر نہین ہو سکتی اور کوئی سوا اوسکی مستحق بندگی کا نہین اور مین نی اوسکی بندگی اپنی ذمہ لی اوسکی سوا کسیکی عبادت نکرونگا اس

المعاهدة يحرم عليه ان يعصيه في شئ من اوامره ونواهيه حتى اذا دعته نفسه الى نقض عهد مولاه

عہد کے بعد اوسکو نافرمانی کرنی حرام ہے کوئی بات ہو حکم یا ممانعت یہانتک کہ اگر اوسکی جی مین مولی کی عہد توڑنے کا خیال آوی

يلزمه ان يقول لها كما قال يوسف النبي عليه السلام لامراة العزيز حين دعته الى نفسها معاذ الله

تو اوسکو لازم ہے کہ جی مین یہہ کہی جیسے یوسف نبی علیہ السلام نے عزیز کے جورو سے کہا تہا جب اوسنی اپنی طرف طلب کیا خدا کی پناہ

انه ربي احسن مثواي انه لا يفلح الظالمون فان من اشتد ميل نفسه الى ما يشتهيه وتركه مع قدرته عليه

وہ عزیز مالک ہے میرا اچہی طرح رکہا ہی مجہکو البتہ بہلا نہین پاتی جو لوگ بے انصاف ہین بیشک جسکا دل شہوتون پر ٹوٹ پڑی ہی اور شہوت کو قدرت ہوتی ہو سکے

في موضع لا يطلع عليه الا الله تعالى يكون دليلا على صحة معاهدته مع ربه في ايمانه فان المؤمن اذا علم

ایسے مقام مین کہ سوا اللہ تعالی کی کوئی مطلع نہو سکے ترک کرے تو یہہ دلیل ہے کہ اسنے اپنی ایمانی عہد کو رب کے ساتہہ پورا کیا بیشک مومن جب یہہ سمجہتا ہے

ان رضى مولاه في ترك هواه يقدم رضى مولاه على هواه ويكون لذته وصفاه فيما يرضى مولاه وان كان مخالفا

کہ مولی کے خوشی ہوا وہوس کے ترک مین ہی تو اپنی مولی کی خوشی اپنے خواہش پر مقدم رکہتا ہی اور اوسکی لذت اور صفائی مولی کی رضامندی مین ہوتی ہی اگرچہ خواہش کی مخالف

هواه ويكون المه وجفاه فيما لا يرضى مولاه وان كان موافقا لهواه بل يكون لذته في ترك شهواته لله تعالى

اور اوسکا الم اور جفا مولی کی ناخوشی مین ہوتا ہی اگرچہ خواہش کے موافق ہو بلکہ اوسکو ترک شہوات مین لذت اس سی زیادہ ہوتے ہی کہ اس لذت کو

اعظم من لذته في تناولها بل يكون كراهته تناولها عنده في خلوته اشد من كراهته لالم الضرب و

حاصل کرے بلکہ اوسپر لذت کی بیزاری خلوت مین مار اور قید کے الم سے زیادہ ہوتے ہے

الحبس الا ترى ان يوسف النبي عليه السلام حين قالت امراة العزيز في حقه وان لم يفعل ما آمره ليسجنن

کیا معلوم نہین کہ یوسف نبی علیہ السلام کے لئے جب زلیخا عزیز کی بیوی سنے یہہ کہا اور اگر نکریگا جو اوسکو مین کہتی ہون البتہ قید پڑیگا

وليكونن من الصاغرين كيف قال رب السجن احب الي مما يدعونني اليه فان امراة العزيز لما كان قلبها

اور ہوگا بے عزت تو یوسف علیہ السلام نے کیسے یہہ ہی کہا اے رب مجہکو قید پسند ہی اس بات سی جسطرف مجہکو بلاتیان ہین کیونکہ زلیخا عزیز کی بیوی کا دل

خاليا عن الايمان مالت الى السوء والفحشاء مع كونها ذات زوج ويوسف النبي عليه السلام لما كان

چونکہ ایمان سے خالی تہا تو بدی اور فحش کی طرف جہکی باوجودیکہ شوہرا گن تہی اور یوسف نبی علیہ السلام کے

قلبه غالبا بالايمان اعرض عما ارادت منه مع كونه شابا عزبا فان من يعمل بمقتضى الايمان يكون له

دل پر چونکہ ایمان غالب تہا تو اوسکا کہا نمانا باوجودیکہ جوان اور مجرد تہے بیشک جو شخص ایمان کی مطابق عمل کرتا ہے تو اوسکو

قوة الصبر عما يميل اليه نفسه اذا كان فيه سخط الله تعالى ويتقيد بمحاسبة نفسه ليكون الحساب عليه

نفس کی آرزو پر اگر اوسمین غصہ خدا کا ہوتا ہے تو صبر مین آتا ہے اور اپنی ذات کے حساب مین لگا رہتا ہی تاکہ کل کو اوسپر حساب

اهون غدا وطريق المحاسبة ان ينظر في احواله هل لله من حقوق الله تعالى وحقوق الناس شئ

آسان ہو جاوے اور طریق حساب لینی کا یہہ ہی کہ اپنی حال کو دیکہتا رہی کہ اوسپر کوئی حق الله تعالى یا حقوق عباد مین سے کچہہ باقی ہے

ام لا فيتدارك ما فاته من فرايض الله تعالى فيقضيها ويرد المظالم حبة حبة ويستحل كل من تعرض له

یا نہین پہر اگر فرایض الٰہی سے کچہہ قضا ہوا ہو تو اوسکو ادا کر کے عوض کر دے اور دانہ دانہ دعوی کا ہلکا کر دیوی اور جسکو

بيده ولسانه ويطيب قلوبهم بالاحسان اليهم حتى اذا مات لا يبقى عليه فريضة ولا مظلمة و

ہاتہہ یا زبان سے ستایا ہو تو معاف کرائی اور احسان کر کر او نکا دل خوش کر دی آخر جب مری تو اوسپر کوئی فریضہ اور دعوی باقی نہو اور

يدخل الجنة بغير حساب لانه ان مات قبل رد المظالم يحيط به خصماؤه ويتشبثون فيه مخالبهم فهذا

بے حساب و کتاب بہشت مین چلا جاوی کیونکہ اگر حقوق ادا کئے بغیر مر گیا تو اوسکے مدعی گہیر کر نوچینگے یہہ

يقول ضربتني وهذا يقول شتمتني وهذا يقول استخدمني وهذا يقول اخذت مالي وهذا يقول وجدتني

کہیگا تونی مجہکو مارا تہا وہ کہیگا مجہکو گالی دی تہی کوئی کہیگا مجہسے کام لیا تہا کوئی کہیگا میرا مال چہین لیا تہا کوئی کہیگا تونے مجہکو

مظلوما وكنت قادرا على دفع الظلم فما دفعت عني الظلم وهذا يقول رايتني على منكر فما نهيتني

مظلوم پایا اور تجہکو یہہ قدرت تہی کہ ظلم سے بچا دیتا پہر تونی مجہکو نہ بچایا اور کوئی کہیگا تونے مجہکو گناہ مین مبتلا دیکہا اور مجہکو منع نکیا

عنه فبينما هو كذلك مبهوت متحير من كثرة الخصماء وقد ضعف عن مقاومتهم ومد عنق الرجا الى

اب وہ اس حال مین مدعیون کی کثرت سے بحواس اور حیران ہو کر اونکی جواب دہے اور مقابلہ سے تنگ کر

المولى الغفار لعله ينجيه من ايديهم اذ يقرع سمعه نداء الجبار اليوم تجزى كل نفس بما كسبت لا ظلم

مولی غفار کی طرف امیدوار ہوویگا شاید کہ انکی ہاتہہ سے بچالیوی ناگاہ اوسکی کانمین آواز آویگی آج بدلا پاویگا ہر جی جیسا کمایا ظلم نہین

اليوم فعند ذلك ينخلع قلبه ويوقن بهلاك نفسه فتفكر ايها الغافل ما انزل الله تعالى في كتابه

آج اب اوسکا دل چہوٹ جاویگا اور یقین کریگا کہ مر لیا اب سوچ تو او غافل الله تعالى نے اپنی کتاب مین کیا نازل کیا ہے

حيث قال ولا تحسبن الله غافلا عما يعمل الظالمون ولا تتبع وسوسة الشيطان لانه عدو

جہان فرمایا ہی اور مت خیال کر کہ الله بے خبر ہے ان کاموسے جو کرتے ہین بے انصاف اور شیطان کی وسوسہ کی پیروی مت کر کیونکہ شیطان تو بنی آدم کا

لبني ادم يريد اضلالهم ليجرهم مع نفسه الى النار فيجب على المومن ان يدفع وسوسته ويتخذه

دشمن ہے راہ سے بہکاتا ہے تاکہ اپنے ساتہہ دوزخ مین کہینچ لیجاوی اب مومن پر واجب ہی کہ اوسکا خیال دور کرے اور اوسکو دشمن سمجہے

عدوا كما قال الله تعالى ان الشيطان لكم عدو فاتخذوه عدوا وذكر الفقيه ابو الليث في التنبيه

چنانچہ الله تعالى فرماتا ہی تحقیق شیطان تمہارا دشمن ہے سو تم سمجہہ رکہو اوسکو دشمن اور فقیہ ابو اللیث نے تنبیہ مین کہا ہے

ان لك اربعة من الاعداء يحتاج ان تجاهد مع كل واحد منهم احدهم الدنيا وهي غدارة مكارة

کہ تیرے چار دشمن ہین اون مین سے ہر ایک کے ساتہہ لڑنا ضرور ہی ایک تو دنیا کہ عہد شکن اور فریب باز ہے

فلہ الدنیا

فلذلك قال الله تعالى فلا تغرنكم الحيوة الدنيا والثاني نفسك وهي شر الاعداء لما روى عن ابن عباس انه عليه السلام

اسی لئی اللہ تعالی فرماتا ہی سو تمکو نہ بہکاوی دنیا کا جینا اور دوسرا دشمن تیرا نفس ہی یہہ سب سی بدتر ہی موافق روایت ابن عباس کی کہ نبی علیہ السلام

قال اعدى عدوك نفسك التي بين جنبيك وقد اخبر الله تعالى انها بذاتها امارة بالسوء حيث قال ان

نی فرمایا سب سی بڑا دشمن تیرا نفس ہی جو تیری دونو پہلوون میں ہی اور بیشک اللہ تعالی خبر دیتا ہی کہ نفس خود بخود برائی کی بات بتاتا ہی جہان فرمایا ہی بیشک

النفس لامارة بالسوء والامر بالسوء دابها وعادتها لانها خلقت ظالمة جاهلة والعلم والعدل طارئ عليها

جی تو سکہاتا ہی برائی اور برائی کا حکم دینا اوسکا طریق اور عادت ہی اسلئی کہ اصل میں بیراہ اور جاہل پیدا ہوئی ہی اور علم اور عدل عارضی ہوتا ہی

وان لم يدركها رحمة الله تعالى وفضله تبقى على جهلها وظلمها وتكون من حزب الشيطان وتجر من اطاعها

اور اگر اوسپر اللہ کی رحمت اور فضل نہووی تو جاہل کا جاہل اور ظالم کا ظالم ہی رہی اور شیطان کی جماعت میں بہرتی ہو اور اپنی فرمان بردار کو

الى العصيان ومخالفة الرحمن لانها تجري بطبعها في ميدان المخالفة والعبد بجهده يمنعها عن سوء المطالبة

گناہون میں اور رحمان کی مخالفت پر لگادیوی کیونکہ نفس بالطبع مخالفت کی میدان میں چلتا ہی اور آدمی اوسکو روک کر مواخذہ کی خوف سی منع کرتا ہی

فمن اطلق عنانها فهو شريكها في فسادها والثالث شيطان الجن فاستعذ بالله تعالى منه والرابع شيطان

پہر جسنی اوسکی باگ ڈہیلی چہوردی تو فساد میں اوسکا شریک ہی اور تیسرا دشمن شیطان جنی ہی سو اوس سی خدا کی پناہ مانگتا رہ اور چوتہا دشمن

الانس فاحذره فانه اشد عليك من شيطان الجن لان شيطان الجن يكون اغواءه بالوسوسة واما شيطان

شیطان انسی ہی سو اس سی بچنا یہہ شیطان جنی شیطان سی ہی تیری لئی سخت تر ہی اسلئی کہ جنی شیطان کا تو اغوا صرف خیالات سی ہوتا ہی اور انسی شیطان

الانس فهو رفيقك السوء يكون اغواءه بالمعاينة والمواجهة لا يزال يطلب عليك وجها يزيلك عما كنت عليه

تیرا رفیق بد ہوتا ہی اسکا اغوا ظاہر کہلم کہلا آمنا سامنی ہوتا ہی ہر دم یہی تلاش رکہتا ہی کہ کسیطرح تجہکو تیری وضع سی ڈگادی

كما قال بعض السلف انك تستعيذ بالله من الشيطان الرجيم فينصرف واما شيطان الانس فلا يبرح حتى يوقعك في

چنانچہ بعضی متقدمین کا قول ہی کہ جب تو شیطان رجیم سی اللہ کی پناہ لیتا ہی تو وہ ٹلجاتا ہی اور رہا شیطان انسی سو معصیت میں ڈالی بغیر کبہی نہین ٹلتا

المعصية ولهذا قال النبي عليه السلام لا تصحب الا مؤمنا ولا ياكل طعامك الا تقي فانه عليه السلام حذر في هذا

اسی لئی نبی علیہ السلام نی فرمایا سوای مومن کی کسیکی پاس مت بیٹہہ اور تیرا کہانا سوای پرہیزگار کی کوئی اور نہ کہانی پائی بیشک نبی علیہ السلام نی اس حدیث میں

الحديث عن مصاحبة من ليس بتقي وعن مخالطته لان الصحبة والمخالطة توقع الالفة والمحبة في القلب فيلزم

بدکار کی ہمنشینی اور ملنی جلنی سی اسلئی ڈرایا ہی کہ ہمنشینی اور ملنی جلنی سی دل میں الفت اور محبت پیدا ہوجاتی ہی پہر ضرور ہی کہ موافق

ان يكون كما قال النبي عليه السلام يحشر المرء على دين خليله فلينظر احدكم من يخالل وقد قال الله تعالى الاخلاء

ارشاد نبی علیہ السلام کی آدمی اپنی دوست کی دین پر اوٹہی اب ہریک کو غور کرنا چاہئی کیسی سی دوستی کرتا ہی اور اللہ تعالی فرما چکا ہی جتنی دوست ہین

يومئذ بعضهم لبعض عدو الا المتقين فان كل واحد من الاخلاء غير المتقين يقول يوم القيمة يا ويلتي ليتني لم

اوسدن دشمن ہونگی مگر جو ہین ڈروالی بیشک جو دوست پرہیزگار نہین ہین وہ قیامت کی روز یہہ کہینگی ای خرابی میری کہین نہ

اتخذ فلانا خليلا ليت بيني وبينك بعد المشرقين فخليل الانسان ومحبه من يسعى في عمارة اخرته وان كان فيه

پکڑی ہوتی مینی فلانی کی دوستی کسیطرح مجہہ میں اور تجہہ میں فرق ہو مشرق مغرب کا سو انسان کا دوست اور محب وہ ہی ہی کہ آخرت کی بہلائی میں سعی کری اگرچہ اوسمین

ضر لدنياه وعدوه من يسعى في خسارة اخرته وان كان فيه نفع لدنياه فعلى هذا ينبغي للمؤمن ان لا يتخذ

دنیا کا ضرر ہوجاوی اور دشمن وہ ہی جو آخرت کو خراب کری اگرچہ اوسمین دنیا کا فائدہ ہو اس بیان کی مطابق مومن کو لازم ہی کہ دوستی ایسی ہی کری

خليلا الا من يثق بدينه وامانته ويعرف صلاحه وتقواه لان المرء يكون يوم القيمة مع من احب لما روي انه عليه السلام

جسکی دین اور امانت پر اعتماد ہو اور اوسکی صلاحیت اور تقوی معلوم ہو اسلئی کہ آدمی قیامت کی روز محبوب کی ساتہہ ہوویگا اس روایت کی موافق

قال المرء مع من احب قال الحسن البصري لا يغرنكم ظاهر قوله عليه السلام المرء مع من احب فانكم لم تلحقوا
کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا آدمی ساتھ محبوب کی ہوویگا حسن بصری کہتی ہین اس حدیث کی ظاہر پر مغرور نہ ہولنا کہ آدمی ساتھہ محبوب کی ہوویگا بیشک تم بدون اعمال کی
الابرار الا باعمالكم فان اليهود والنصرى يحبون انبياءهم ولا يكونون معهم يوم القيمة وهذا القول منه
ابرار سی نہین مل سکتی کیونکہ یہود اور نصاری اپنی انبیاء کو محبوب رکہتی ہین اور قیامت کی دن اونکی ساتہہ نہونگی اونکی اسبات مین یہہ
يشير الى ان مجرد المحبة من غير الموافقة في العمل لا ينفع فان تعظيم الانبياء والعلماء والصلحاء ومحبتهم انما
اشارہ ہی کہ نری محبت بدون موافقت اعمال کی مفید نہین ہی کیونکہ انبیاء اور علماء اور صلحاء کی تعظیم اور محبت تو جب ہوتی ہی
يكون باتباعهم فيما دعوا اليه من العلم النافع والعمل الصالح واقتفاء اثارهم وسلوك طريقتهم لان من اتبعهم
کہ اونکی اطاعت کری جدہر وہ بلاتی ہین یعنی طرف علم نافع اور عمل صالح کی اور اونکی پیروی کری اور اونکا سا طریق اختیار کری اسلئی کہ جو شخص
اقتفى اثارهم فيكون سببا لتكثير اجورهم بمقتضى قوله عليه السلام من دعى الى هدى كان له من الاجر مثل اجور
اونکی اطاعت اور پیروی کریگا تو باعث اونکی زیادتی ثواب کا موافق ارشاد علیہ السلام کی جو شخص ہدایت کری تو اوسکو برابر ہدایت ہونی والونکی ثواب ہوویگا
من تبعه لا ينقص ذلك من اجورهم شيئا واما من لم يتبعهم ولم يقتف اثارهم بل خالفهم في العمل واشتغل بتقبيل
اور اوسکی ثواب مین سی کچہہ کم نہوویگا اور جسنی اطاعت نکی اور نہ اونکی پیروی کی بلکہ عمل مین تو اونسی مخالف اور اونکی ہاتہہ پانو چومتا
ايديهم وتقبيل نعالهم والتملق بين ايديهم والقيام عند رؤيتهم فليس ذلك من التعظيم والمحبة لانه جعلهم
اور جوتیان سیدہی کرتا اور سامنی خوشامد اور دیکہہ کی تعظیم کی لئی کہڑا ہوتا رہا تو یہہ کچہہ تعظیم اور محبت نہین ہی کیونکہ اپنی ساتہہ
مع نفسه محروما من الاجر فاي تعظيم ومحبة في ذلك

## المجلس الثالث والستون في بيان محاسبة العبد يوم القيمة والمناقشة في الحساب

اونکو بہی ثواب سی محروم رکہا پہر اسمین کیا تعظیم اور محبت ہوئی ترسیٹہوین مجلس بندہ کی محاسبہ کی بیان مین قیامت کی دن اور حساب کی مناقشہ مین

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تزول
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا نہین ہل سکتی دونو
قدما عبد يوم القيمة حتى يسئل عن اربع خصال عن عمره فيما افناه وعن جسده فيما ابلاه وعن
پانو کسی آدمی کی قیامت کی روز جب تک پوچہا جاوی چار چیز کو کسی عمر سی کیونکر کہوئی اور بدن سی کیونکر پرانا کیا اور
ماله من اين اكتسبه وفيما انفقه وعن علمه ما عمل فيه هذا الحديث من حسان المصابيح رواه ابن
مال سی کہانسی کمایا اور کہان خرچ کیا اور علم سی اوسپر کیا عمل کیا یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثون مین ہی ابن مسعود کی
مسعود والعبد المذكور فيه وان كان عاما لكونه نكرة في سياق النفي لكنه مخصوص بقوله عليه السلام
روایت سی اور عبد جو اس حدیث مین آیا ہی اگرچہ عام ہی کہ نکرہ نیچی نفی کی پڑا ہی پر بیان خاص ہی بدلیل اس حدیث کی
يدخل الجنة من امتي سبعون الفا بغير حساب فعلى هذا يكون السؤال المذكور فيه لغير هؤلاء السبعين
میری امت مین سی ستر ہزار بی حساب جنت مین جاویگی اس حدیث کی موافق یہہ چارون سوال سواء ان ستر ہزار کی اورون سی ہونگی
الفا فلا بد لكل من يؤمن بالله واليوم الاخر ان يعلم انه يسئل يوم القيمة ويناقش في الحساب ويطالب
سب ہر ایک کو جو اللہ اور قیامت کی دن پر ایمان لایا ہی ضرور ہی کہ جان رکہی کہ قیامت کی دن سوال ہوگا اور حساب مین جہگڑا پہیلیگا اور ذرہ ذرہ
بمثاقيل الذر من الخطرات واللحظات ويتحقق انه لا ينجيه من هذه الاخطار الا لزوم محاسبة النفس
سی خطرہ اور نگاہ کا مواخذہ ہوویگا اور ثابت ہی کہ ان خطرات سی بدون لازم کرنی حساب نفس کی نجات نہین ہو سکتی
في تجاراتها الاخروية ومطالبتها في انفاسها ولحظاتها وحركاتها وسكناتها فان من حاسب نفسه قبل ان
اوسکی تجارت کا حساب آخرت کی واسطی اور اوسکا مطالبہ حرکات اور سکنات مین دم دم اور گہڑی گہڑی کا بیشک جسنی حساب دینی سی پہلی اپنا حساب

يحاسب

يحاسب يخف عليه يوم القيمة حسابه ويحضره عند السؤال جوابه ويحسن منقلبه ومآبه ومن لم

درست کیا تو اوسپر روز قیامت کو حساب دینا سہل ہوویگا اور سوال ہوتی ہی جواب پیدا ہو جاویگا اور اوسکا مآل اور انجام نیک ہوویگا اور جسنی حساب

يحاسبها يدوم حسراتها ويطول في عرصات القيمة وقفاته ويعود الى الخزي والمقت سياته فاذن

درست نکیا تو ہمیشہ کو ارمان رہیگا اور مدت دراز تک قیامت کی میدان مین کھڑا رہیگا اور اوسکی تمام گناہون کا انجام رسوائی اور ہلاکت ہی سو اب

لابد للمؤمن ان لا يغفل في تجارته لاخرته عن مراقبة نفسه في حركاتها وسكناتها ولحظاتها وخطراتها

مؤمن کو ضرور ہی کہ آخرت کی تجارت مین اپنی نفس کی نگہبانی سی غفلت نکری اوسکی حرکات اور سکنات اور لحاظات اور خطرات کو دیکھتا رہی

لان هذه التجارة ربحها الفردوس الاعلى وبلوغ سدرة المنتهى مع النبيين والصديقين والشهداء فتدقيق

کیونکہ اس تجارت کا فائدہ فردوس اعلی اور مقام سدرة المنتہی انبیاء اور صدیقین اور شہداء کی ساتھ ہی سو اس تجارت کی

الحساب في هذه التجارة اهم من تدقيقه في تجارة الدنيا لان ارباح تجارة الدنيا بالقياس الى النعيم المقيم في

حساب کی صفائی بہ نسبت دنیا کی تجارت کی بہت ضرور ہی اسلئی کہ دنیا کی تجارت کا فائدہ بہ نسبت دائمی نعمتون اخروی کی کمتر ناپائدار ہی

العقبى قليلة سريعة الزوال ولا خير في خير لا يدوم بل شر لا يدوم خير من خير لا يدوم لان الشر الذي لا يدوم اذا

اور عیش ناپائدار مین کچھ خوبی نہین ہی بلکہ تکلیف ناپائدار عیش ناپائدار سی بہتر ہی اسلئی کہ تکلیف ناپائدار جب ہو چکی

زال يبقى الفرح دائما والخير الذي لا يدوم اذا زال يبقى الاسف دائما فعلى هذا ينبغي للمؤمن اذا صبح وفرغ

تو پہر دائمی فرحت رہی گی اور عیش ناپائدار جب ہو چکا تو ہمیشہ کو افسوس باقی رہیگا اس بیان کی موافق مؤمن کو لازم ہی کہ صبح ہوتی ہی

من فريضة الصبح ان يفرغ قلبه ساعة فيقول لنفسه يا نفس ليس لي بضاعة الا عمري فاذا فني فقد فني

فجر کی نماز سی فارغ ہوکر ایک دم اپنی دل کو خالی کرکر اپنی نفس سی یہہ کہی ای نفس میری پاس سوای عمر کی کوئی سرمایہ نہین ہی جب یہہ ہی ہو چکی تو

راس المال ويقع الياس عن التجارة وطلب الربح وهذا اليوم يوم جديد قد امهلني الله تعالى فيه و

راس مال ہو چکا پہر تجارت اور حصول منفعت کی امید نہین ہی اور آجکا دن نیا دن ہی کہ اللہ تعالی نی مجھکو اسمین مہلت عطا کی ہی اور

اخر في اجلي ولو كان توفاني لكنت اتمنى ان يرجعني الى الدنيا يوما واحدا حتى اعمل فيه صالحا فاحسب

اجل مین تاخیر کردی ہی اگر وفات دیدیتا تو یہی آرزو کرتا رہتا کہ ایکدن کی لئی مجھکو پہر دنیا مین بہیجدی تاکہ اوسدن نیک عمل کرلون ای نفس تو یہی سمجھ لی

يا نفس انك توفيت ثم رددت الى الدنيا فاياك ثم اياك ان تضيع هذا اليوم فان كل ساعة من ساعات العمر بل

کہ مرکر پہر دنیا مین آیا ہی سو چوکس رہ پہر چوکس رہ یہہ دن ضایع نہو جاوی بیشک عمر کی ایک ایک ساعت بلکہ عمر کا

كل نفس من انفاسه جوهرة نفيسة لا بدل لها يمكن ان يشتري بها كنز من كنوز الجنة لا يتناهى نعيمها ابد

ایک ایک دم ایسا جوہر نفیس بی نظیر ہی کہ اوسکی بدلی جنت کا ایک خزانہ مول سکتی ہی جسکی نعمتین کبہی تمام نہون گی سو ایسی انفاس کا

الاباد فانقضاء هذه الانفاس ضائعة او مصروفة الى المعاصي غاية الخسران ونهاية الخذلان فان عمر الانسان

بیکار گذرنا ـ یا معاصی مین لگا رہنا بڑا ہی خسارہ اور نہایت بی ہمتی ہی کیونکہ انسان کی زندگی

زمان لاعماله الصالحة المقربة له الى الله تعالى والموجبة له جزيل الثواب في يوم الحساب وهذه هي

اعمال صالحہ کی واسطی ہی جس سی اللہ تعالی کا قرب حاصل ہو اور قیامت کی دن بڑا ہی ثواب ملی اور یہہ ہی

السعادة التي ينبغي للانسان ان يسعى في تحصيلها اذ ليس له منها الا ما سعى كما قال الله تعالى وان ليس

سعادت ہی جسکی لئی انسان کو ضرور سعی کرنی چاہئی اسواسطی کہ انسان کو وہ ہی ملیگا جو آپ کر جائیگا چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی اور یہہ

للانسان الا ما سعى فكل جزء يفوت من العمر خاليا من عمل صالح يفوت من سعادة الاخرة بقدره وهذا

کہ آدمی کو وہی ملتا ہی جو کمایا پہر عمر کا جو دم عمل صالح سی خالی کٹتا ہی وتنی ہی سعادت اخروی گھٹتی ہی اور اسہی لئی

عظمت مراعاة السلف لانفاسهم ولحظاتهم وبادروا الى اغتنام ساعاتهم واوقاتهم ولم يضيعوا اعمارهم في

متقدمین اپنی انفاس اور لحظہ لحظہ کی بہت ہی خبرداری کرتی تہی اور ہر دم اپنی ساعات اور اوقات کو غنیمت سمجھتی تہی اور اپنی عمر

البطالة والتقصير قال الحسن البصري ادركت قوما كانوا على ساعاتهم اشفق منكم على دنانيركم ودراهمكم

بیکار اور تقصیر میں نہ کہوتی تہی حسن بصری کہتی ہیں میں نی ایک قوم کو دیکہا ہی کہ وہ اپنی ساعات کو اس سی زیادہ سنبہالتی تہی کہ تم اپنی اشرفی روپیہ کو سنبہالتی ہو

فان واحدا منكم كما لا يحب ان يخرج منه درهم واحد الا فيما يعود اليه نفعه وهم كذلك كانوا لا يحبون

کیونکہ جیسی تم میں سی کوئی خوش نہیں ہوتا کہ روپیہ ایسی کار میں خرچ ہو جاوی کہ کچھہ فائدہ نہو وہ لوگ بہی ایسی ہی خوش نہوتی تہی کہ انکی عمر میں سی ایک ساعت

ان يخرج من اعمارهم ساعة الا فيما يعود اليهم نفعه فان اليوم والليلة اربع وعشرون ساعة وقد ورد

بیفائدہ گذر جاوی بیشک دن رات چوبیس ساعت کا ہوتا ہی اور حدیث میں آیا ہی چنانچہ امام غزالی احیاء میں بیان کرتی ہیں کہ

في الخبر على ما ذكره الامام الغزالي في الاحياء ان العبد يعرض عليه يوم القيمة لكل يوم وليلة اربع وعشرون

آدمی کو قیامت کی دن ہر ہر دن رات کی چوبیس چوبیس

خزانة مصفوفة فيفتح له منها خزانة فيراها مملوة نورا من حسناته التي عملها في تلك الساعة فيناله

خزانی کی قطار پیش آویگی پہر اوسکی لئی اونمیں سی ایک خزانہ کہولیگی تو دیکہیگا کہ حسنات کی نور سی بہری جو جو اوس ساعت میں کیا تہا پہر اوسکو

من الفرح والسرور ما لو وزع على اهل النار لادهشهم ذلك الفرح والسرور عن احساس الم النار ويفتح له

اتنا فرحت اور سرور حاصل ہوگا کہ اگر وہ دوزخیوں پر تقسیم کردیں تو بی حواس سی دوزخ کی الم کا ادراک نہ کرسکیں پہر اوسکی لئی اور خزانہ کہلیگا

خزانة اخرى فيراها سوداء مظلمة يفوح نتنها ويغشاه ظلمتها وهي الساعة التي عصى الله تعالى فيها

اوسکو سیاہ تاریک دیکہیگا کہ بدبو پہیل رہی ہی اور اندہیرا چہا رہا ہی یہہ وہ ساعت ہوگی جسمیں اللہ تعالی کی نافرمانی کی ہی

فيناله من الحزن والغم ما لو قسم على اهل الجنة لنغص عليهم نعيمها ويفتح له خزانة اخرى فيراها فارغة

پہر اوسکو اتنا غم اور ملال پیدا ہوگا کہ اگر جنتیوں پر تقسیم کردیں تو وہ نہر جنت کی تمام نعمتیں بی مزہ تلخ ہوجاویں پہر ایک اور خزانہ کہلیگا اوسکو خالی پاویگا

ليس فيها ما يسره وما يسوءه وهي الساعة التي نام فيها او اشتغل بشيء من مباحات الدنيا فيتحسر على خلوها

نہ اوسمیں کچھہ خوشی ہی اور نہ کوئی غم یہہ وہ ساعت ہوگی جسمیں سو رہا یا دنیا کی کسی مباح چیز میں مشغول ہوگیا پہر اسکی خالی ہونی پر

ويناله من الالم ما ينال من قدر على الربح الكثير والملك الكبير واهمله وتساهل فيه حتى فاته وهكذا يعرض

اتنا ارمان کرکر اوٹہاویگا جیسی کسیکو بڑی ہی فائدہ اور بڑا ملک ہاتہ آسکتا تہا مگر اوسنی سستی اور دیر کی کہ وہ ہاتہ سی جاتا رہا اسی طرح خزانی

عليه خزائن اوقاته طول عمره فينبغي له ان يجتهد في تعميرها ولا يدعها فارغة عن الكنوز التي هي اسباب

عمر کی ساعات کی پیش آتی جاوینگی اب اوسکو سزاوار ہی کہ اوقات عمر کو آباد کری اور خزانوں کو خالی نچہوڑی جو کہ باعث اوسکی سعادت اور ملک کا ہیں

سعادته وملكه ويسعى في حفظ جوارحه السبعة التي هي العين والاذن واللسان والبطن والفرج واليد

اور ساتوں اعضاء کی حفاظت کری کہ وہ آنکہہ ہی اور کان اور زبان اور پیٹ اور شرمگاہ اور ہاتہہ

والرجل لانه ان فعل بواحد منها معصية يكون كافر النعمة الله تعالى في جميع الاسباب التي لا بد له منها

اور پاؤں کیونکہ انمیں سی اگر کسی سی بہی گناہ کریگا تو اللہ کی نعمتوں کا تمام اسباب میں منکر ٹہریگا جن جن اسباب کی عمل کرنیمیں ضرورت ہوتی ہی آدمی

في اقدامه على العمل لان المراد من خلق الدنيا وما فيها ان يستعين الانسان على الوصول الى طاعة الله تعالى

کو مقصود دنیا اور دنیا کی سامان کی پیدائش سی یہی ہی کہ انسان اللہ تعالی کی طاعت پر مدد حاصل کری

ولا يمكن الوصول الى طاعة الله تعالى الا بدوام البدن ولا يبقى البدن الا بالغذاء ولا يحصل الغذاء الا بالماء

اور طاعت الہی کا میسر ہونا بدون قیام بدن کی ممکن نہیں ہی اور بدن بدون غذا کی قایم نہیں رہتا اور غذا بدون پانی

والهواء ولا يتم ذلك الا بخلق الارض والسماء فمن استعمل شيئا من اعضائه في غير طاعة الله تعالى يكون كافرا
اور ہوا کی پیدا نہیں ہوتی اور یہہ سب بدون پیدایش زمین آسمان کی پورا نہین ہوتا پھر جسنی کوئی سا عضو سوای عبادت کی کسی کام مین لگائی رکہا تو وہ اللہ کی ان تمام
لنعمة الله تعالى في جميع ذلك فلا بد من حفظ الجوارح لان حفظها هو راس المال والربح بعد ذلك فمن لم يكن له راس
نعمتون سی منکر ہی اب حفاظت اعضا کی ضرور ہی کیونکہ انکی حفاظت بجای اصل مال کی ہی اور فائدہ اسکی بعد ہوویگا پھر جسکی پاس اصل مال ہی نہین
المال كيف يحصل له الربح وهذه الجوارح السبع آلة للهلاك والنجاة فمن يهلك يهلك باهمالها وعدم حفظها
تو وہ فائدہ کیونکر اوٹھا سکتا ہی اور ان ساتون اعضا سی آدمی ہلاک ہوتا ہی اور نجات بھی پاتا ہی پس جو ہلاک ہوتا ہی تو اونکی چھوڑ دینی اور حفاظت نکرنی سی
ومن ينجو ينجو بحفظها وعدم ارسالها فحفظها اساس كل خير واهمالها اساس كل شر ولجهنم سبعة ابواب
اور جو نجات پاتا ہی تو اونکی حفاظت اور نہ چھوڑنی سی اب اعضا کی حفاظت تمام خوبی کی جڑ ہی اور چھوڑ دینا تمام بدی کی جڑ ہی اور دوزخ کی سات دروازی ہین
وانما يتعين تلك الابواب لمن عصى الله تعالى بتلك الجوارح فيلزم حفظها عن معاصيها اما العين فيحفظها
اور وہ دروازی نافرمانون کی واسطی اون اعضا کی نام سی مقرر ہین تو تمام اعضا کا معاصی سی بچانا ضرور ہی پھر آنکھ کو حرام کی طرف نگاہ کرنی سی
عن النظر الى ما يحرم نظره بل عن كل فضول مستغن عنه لان الله تعالى يسئل العبد عن فضول النظر كما يسئله عن
بچاوی بلکہ ہر زاید بیکار سی کیونکہ اللہ تعالی بندی سی فضول نگاہ کا بھی مواخذہ کریگا جیسی بیہودہ کلام سی مواخذہ کریگا
فضول الكلام فاذا حفظها عنه لا يقنع به بل يصرفها الى ما خلقت له من النظر الى عجائب صنع الله تعالى ليستدل
اور جب نگاہ کو گناہ سی محفوظ رکہا تو اسی پر نہ بیٹھہ رہی بلکہ نظر سی نظر کا کام لی یعنی عجائب صنایع الہی کو دیکھہ کر اوسکی
به على وجوده وقدمه ووحدته وقدرته وارادته وعلمه وحيوته والنظر في كتابه وسنة رسوله وسائر
وجود اور دوام اور وحدت اور قدرت اور ارادہ اور علم اور حیات پر استدلال کری اور اوسکی کتاب اور اوسکی رسول کی سنت اور تمام
كتب الدين ليتعلم امور دينه ويتعظ وهكذا يفعل في كل عضو لا سيما فيما هو رئيس الاعضاء وهو القلب الذي يلزم
کتب دین کو دیکھی تاکہ امور دینی سیکھی اور پند پذیر ہووی اور اسی طرح ہر ہر عضو کو کام مین لاوی خصوصا تمام اعضا کی رئیس کو یعنی دل جسکا
تطهيره من الاخلاق الذميمة وتزيينه بالاخلاق الحميدة وتكميله بالعلم المقرون بالعمل فان من تعلم مسئلة
عادات بد سی پاک رکھنا اور نیک سیرت سی آراستہ کرنا اور علم باعمل سی کامل بنانا ضرور ہی کیونکہ جو کوئی
من مسائل الدين ينبغي له ان يكون عاملا بها والا يسئل يوم القيمة عنها يدل عليه قوله عليه السلام وعن علمه ما
مسائل دینی مین سی کوئی مسئلہ سیکھی تو چاہئی کہ اوسپر عمل کری اور نہین تو قیامت کی دن اسکا مواخذہ ہوویگا اس حدیث سی معلوم ہوتا ہی اور اوسکی علم سی پوچھینگی
عمل فيه فانه مخوف لانه عليه السلام لم يقل ما قال فيه فلينظر العبد فيما علم هل عمل به وكان من الصادقين الذين اثنى
کہ اوسپر کیا عمل کیا بیشک یہہ خوف کی جگہہ ہی اسلی کہ نبی علیہ السلام نی یہہ نہین فرمایا اوسمین کیا بحث کی اب انسان کو غور کرنا چاہئی اپنی علم مین آیا اوسپر عمل کیا تاکہ صادقین
الله تعالى عليهم بقوله اولئك الذين صدقوا او خالف علمه بفعله ودخل في قوله عليه السلام اشد الناس عذابا
مین داخل ہو جنکی اللہ تعالی یہہ ثنا کرتا ہی یہہ وہ قوم ہی جنہون نی سچ مانا یا عمل اپنی علم کی برخلاف کری اس حدیث کی مضمون مین داخل ہوا سخت تر عذاب
يوم القيمة عالم لم ينفعه الله بعلمه وروى عن ابن مسعود انه قال ما منكم من احد الا سيخلو الله به كما يخلو احدكم
قیامت کی دن عالم کو ہی جسکی علم سی اللہ تعالی نی نفع ندیا اور ابن مسعود سی روایت ہی کہ کہتی تہی جو ہی تم مین سی سو اکیلا دیکھیگا اللہ کو جیسی دیکھتی ہو تم اکیلی
بالقمر ليلة البدر ثم يقول ما غرك بي يا ابن ادم ما عملت بما علمت يا ابن ادم ماذا اجبت المرسلين يا ابن ادم الم اكن رقيبا
چودہوین رات کی چاند کو پھر فرماویگا تو نی ای شخص میری حق مین کیا دہوکا کہایا ای شخص تو نی موافق علم کی عمل کیا ای شخص تو نی مرسلین کا کہنا کیا مانا ای شخص کیا مین تیری
على عينك وانت تنظر بها الى ما لا يحل لك الم اكن رقيبا على اذنك وهكذا على سائر الاعضاء فتفكر يا مسكين في عظيم
آنکھ کا نگہبان نتہا اور تو آنکھ سی حرام کی طرف نظر کرتا تہا کیا مین تیری کان کا نگہبان نہین تہا اسی طرح تمام اعضا پر اب سوچ تو ای مسکین تیری کتنی بڑی خطا ہی

خیاناتك اذا ذکرك الله تعالی ذنوبك شفاها اذ یقول لك یا عبدی اما استحییت منی فبادرتنی بالقبیح

جب اللہ تعالی تیری خطاؤن کو منہہ درمنہہ یاد دلاویگا جب فرماویگا ای شخص کیا تونی مجہسی حیا نکی جلدیسی خطاکر بیٹہا

واستحییت من خلقی واظهرت لهم الجمیل اکنت اهون علیك من سائر عبادی استخففت بنظری

اور میری خلقت سی حیا کرکر اونکی سامنی اپنی نیکو کاری ظاہر کی کیا مین تیری نظرون مین تمام مخلوقات سی ہلکا تہا میری نگہبانی کو ہلکا سمجہ کر تجہپروا نکی

الیك ولم تکترث به واستعظمت نظر غیری فکیف یکون حالك وخجالتك اذا عدّ علیك

اور اورون کی نظر کو بہت بڑا سمجہا اوسوقت تیرا کیا حال ہوگا اور کیسی شرمساری ہوگی جب تجہپر یاد دلاویگی

نعماءه ومعاصیك والاءه ومساویك فان انکرت شیئا یشهد علیك جوارحك فتفتضح علی ملأ

نعمتین اور تیری گناہ اور اوسکی خوبیان اور تیری خطا شمار ہونگی پہر اگر تو کچہہ انکار کریگا تو تیری اعضا تجہپر گواہی دینگی پہر تو تمام خلق اللہ کی سامنی

الخلائق بشهادة الاعضاء الا ان الله تعالی وعد المؤمن ان یستر علیه ذنبه ولا یطلع علیه غیره

اعضاء کی گواہی کا رسوا ہوویگا ہان بیشک اللہ تعالی نی مومن سی وعدہ کیا ہی کہ اوسکی خطا چہپادی اور غیر کو اوسپر خبردار نکری

کما روی عن ابی هریرة رضه انه علیه السلام قال یدنی الله العبد منه یوم القیمة ویضع علیه کنفه

جیسا کہ ابوہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا اللہ تعالی قیامت کی دن بندہ کو پاس بلاویگا اور اوسپر پردہ ڈالکر

ویستره من الخلائق کلها ویدفع الیه کتابه فی ذلك الستر فیقول له اقرأ کتابك فیمر بالحسنة فیبیض لها

تمام خلایق سی چہپالیگا پہر اوس پردہ کی اندر اوسکو نامۂ اعمال دیکر فرماویگا اسکو پڑہ تو سہی پہر یہہ حسنات کو دیکہہ کر خوشی سی کہل جاویگا

وجهه ویمر بالسیئة فیسود بها وجهه فیقول الله له اتعرف یا عبدی فیقول نعم یا رب اعرف فیقول انی اعرف

اور گناہون کو دیکہہ کر چہرہ سیاہ ہوجاویگا پہر اللہ تعالی فرماویگا کچہہ جانتا بہی ہی عرض کریگا ہان ای پروردگار مین تو جانتا ہون

بها منك قد غفرتها لك فلا یزال بین حسنة تقبل فیسجد وسیئة تغفر فیسجد فلا یری الخلائق منه

پہر اللہ فرماویگا مین تجہسی زیادہ جانتا ہون کہ تجہکو معاف کرچکا ہون پہر یہی حال رہیگا کہ حسنات کو مقبول دیکہیگا پس سجدہ کریگا اور خطاکو معاف پاویگا پہر سجدہ کریگا خلق کو

الا ذلك حتی ینادی الخلائق بعضها بعضا طوبی لهذا العبد الذی لم یعص قط ولا یدرون ما جری بینه

اسکا یہی حال نظر آویگا یہان تک کہ آپسمین ایکدوسری سی کہیگا یہہ شخص کیا خوش نصیب ہی اسنی گناہ کبہی نہین کیا اور یہہ معلوم نہین کہ اللہ تعالی مین

وبین الله تعالی فیما وقفه علیه والاخبار بهذا المعنی کثیرة وذلك بفضل منه فانه یخاطبه خطاب

اور اوسمین وہان کیا کیا معاملہ گذر گیا اور اس مضمون کی حدیثین بہت ہین اور یہہ اوسکا فضل ہی کہ اوسکو نرمی سی مخاطب ہوکر فرماویگا

الملاطفة فیقول له هل تعرف عبدی فیقول اعرف یا ربی ویقول ممتنا علیه ومظهرا فضله لدیه

ای شخص جانتا بہی ہی عرض کریگا پروردگار مین جانتا ہون پہر منت رکہکر اور اوسپر اپنا فضل ظاہر کرکر فرماویگا

فانی سترتها علیك فی الدنیا ولم افضحك بها وانا اغفرها لك الیوم قیل هذه ذنوب تاب عنها کما ذکر ابو نعیم

مینی دنیا مین تیری پردہ پوشی کی اور عزت رکہی آج بہی تجہکو معاف کرتا ہون بعضی کہتی ہین یہہ گناہ توبہ کی ہوئی ہونگی چنانچہ ابو نعیم

عن الاوزاعی عن هلال بن سعد ان الله تعالی یغفر الذنوب لکن لا یمحوها عن الصحیفة حتی یوقفه علیها یوم

اوزاعی سی اور وہ ہلال بن سعد سی روایت کرتا ہی کہ اللہ تعالی گناہ تو معاف کردیتا ہی پر نامۂ اعمال سی نہین مٹاتا تاکہ قیامت کی روز اوس سی آگاہ کردی

القیمة وان تاب منها قال القرطبی فی تذکرته نقلا عن شیخه ولا یعارض هذا ما فی التنزیل والحدیث من

اگرچہ توبہ کرچکا ہو قرطبی اپنی تذکرہ مین اپنی اوستاد سی نقل کرتا ہی اور یہہ روایت قرآن اور حدیث کی مضمون سی مخالف نہین ہی

ان السیئات تبدل بالتوبة حسنات فلعل ذلك بعدما یوقفه علیها ویدل علی هذا ما روی عن ابن مسعود

یعنی خطائین بعد توبہ کی حسنات ہوجاتی ہین شاید کہ تبدیل آگاہ کرینکی بعد ہوتی ہو اور ابن مسعود کی روایت سی ایسا ہی معلوم ہوتا ہی

انه قال ینظر الانسان یوم القیمة فی کتابه فیری فی اوله المعاصی وفی اخرها حسنات فلما رجع فی اوله

کروہ کہتی ہیں کہ انسان قیامت کی دن اپنی نامہ اعمال میں نگاہ کریگا تو اول معاصی نظر آوینگی اور آخر میں حسنات پہر جب ابتداء نامہ پڑہیگا

رای کل حسنات وروی عن ابن عباس انه قال اذا تاب العبد تاب الله علیه وانسی الحفظة ما کانوا علموا من مساوی

تو کیا دیکہتا ہی کہ سراسر حسنات ہیں اور ابن عباس روایت ہی کہ کہتی ہیں جب بندہ توبہ کرتا ہی تو اللہ بہی اوسپر رحمت کرتا ہی اور کراماً کاتبین کو بہلا دیتا ہی جو اوسکی گناہ

عمله وانسی جوارحه ما عملت من الخطایا وانسی مقامه من الارض وابه من السماء لیجیء یوم القیمة ولیس

دیکہہ چکی تہی اور اوسکی اعضا کو بہلا دیتا ہی جو جو خطا کی تہی اور زمین پر کا ٹہور ٹہکانا اور آسمان کی تلی کس جگہہ سب بہلا دیگا آخر قیامت کی دن ایسا صاف

من المخلوقات شیء یشهد علیه قیل هی ذنوب کانت بینه وبین الله تعالی واما ما کان بینه وبین العباد فلا

آویگا کہ مخلوقات میں سی کوئی اوسکا برا کہنی والا نہوگا بعضی کہتی ہیں یہہ وہ گناہ ہیں جو صرف حقوق اللہ میں تہی وہ گناہ جو حقوق العباد میں سوا انمیں ضرور ہی

فیها من القصاص بالحسنات ثم روی عن ابی هریرة انه علیه السلام قال من کانت عنده مظلمة لاخیه من

کہ حسنات میں سی بدلہ ہووی چنانچہ ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جسکی ذمہ کوئی حق کسیکا ہو آبرو کا

عرض او مال فلیتحلل منه الیوم قبل ان یوخذ منه یوم لا دینار فیه ولا درهم ان کان له عمل صالح اخذ

یا مال کا تو لازم ہی کہ آج اوس روز کی مواخذہ سی پہلی کہ نہ دینار ہوگا اور نہ درہم معاف کرالی اگر اوسکی پاس عمل صالح ہونگی

منه بقدر مظلمته وان لم یکن له حسنات اخذ من سیات صاحبه فحمله علیه وروی عن ابی هریرة رض

تو بقدر حقوق کی لیلینگی اور اگر اوسکی پاس حسنات نہوئی تو مدعی کی گناہ لیکر اسپر ڈالی جاوینگی اور ابو ہریرہ سی بہی روایت ہی

ایضا انه علیه السلام قال اتدرون من المفلس قالوا المفلس فینا من لا درهم معه ولا متاع قال ان المفلس من

کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جانتی ہو مفلس کون ہوتا ہی عرض کیا مفلس ہم میں وہ ہوتا ہی جسکی پاس نہ درہم ہو اور نہ کچہہ سامان فرمایا مفلس میری امت میں

امتی من یاتی یوم القیمة بصلوة وزکوة ویاتی قد شتم هذا وقذف هذا وضرب هذا واکل مال هذا فیعطی

وہ ہوگا جو قیامت کی روز نماز اور زکوۃ لاویگا پہر کوئی آویگا کہ اوسکو برا کہا تہا اور اوسکو گالی دی تہی اور اوسکو مارا تہا اور اوسکا مال کہا گیا تہا

هذا من حسناته وهذا من حسناته فان فنیت حسناته قبل ان یقضی ما علیه اخذ من خطایاهم

پہر نیکیاں کچہہ اسکو دی جاوینگی اور کچہہ اوسکو پس اگر اوسکی حسنات ادا حقوق سی پہلی ہو چکیں تو اونکی گناہ لیکر اسکی ذمہ پڑینگی

فطرحت علیه ثم طرح فی النار فاذا تقرر هذا یجب علی کل مسلم البدار الی تدارک حاله فینظر هل علیه من

پہر اسکو دوزخ میں پہینکدینگی جب یہہ ثابت ہوا تو ہر ایک مسلمان پر واجب ہی کہ جلد سی اپنی حال کا تدارک کری غور کری کہ میری ذمہ حق اللہ

حقوق الله تعالی وحقوق الناس شیء ام لا فیتدارک ما فاته من فرائض الله تعالی فیقضیها ویرد المظالم

یا حق العباد کچہہ ہی یا نہیں پہر اوسکا عوض کردی جو فرائض الٰہی میں سی فوت ہوا ہو ادا کردی اور تمام حقوق دانہ دانہ واپس کری

حبة حبة ویستحل من تعرض له بیده ولسانه وسائر جوارحه وبطیب قلوبهم حتی یموت ولم یبق علیه

اور جسکو ہاتہہ سی یا زبان سی یا اور اعضا سی ستایا ہو اوسی معاف کرالی اور اونکا دل خوش رکہی آخر کو تو ایسا کہ اوسکی ذمہ نہ کوئی

فریضة ولا مظلمة ویدخل الجنة بغیر حساب لانه ان مات قبل رد المظالم یحیط به خصماؤه ویتشبثون

فریضہ ہو اور نہ کوئی حق اور بہشت میں بی حساب چلا جاوی اسلئی کہ اگر حقوق ادا کرنی سی پہلی مر گیا تو مدعی گہیر کر ناخن سی نوچینگی

فیه مخالبهم فهذا یقول ضربتنی وهذا یقول استخدمتنی وهذا یقول شتمتنی وهذا یقول استهزأتنی

ایک کہیگا مجکو مارا تہا کوئی کہیگا مجہسی خدمت لی تہی یہہ کہیگا مجہکو گالی دی تہی وہ کہیگا مجہسے چہل کی تہی

وهذا یقول اغتبتنی وهذا یقول اخذت مالی وهذا یقول بایعتنی واخفیت عنی عیب متاعک وهذا

کوئی کہیگا میری غیبت کی تہی کوئی کہیگا تو نی میرا مال چہینا تہا کوئی کہیگا تو نی میری ہاتہہ مال بیچا اور اوسکا عیب ظاہر نکیا کوئی

يقول كذبت في سعر متاعك وهذا يقول وجدتني مظلوما وكنت قادرا على دفع الظلم فما دفعت عني الظلم
کہیگا مال کی بہاؤ مین تونی مجہسی جہوٹ بولا اور کوئی کہیگا تونی مجہپر ظلم ہوتی دیکہا اور تو دفع کرسکتا تہا پر تونی مجہکو ظلم سی نہ بچایا

وهذا يقول رأيتني على منكر فما نهيتني عنه فبينما هو كذلك وهو مبهوت متحير من كثرة الخصماء اذ لم يبق في عمره
اور کوئی کہیگا مجہکو تونی گناہ مین مبتلا دیکہا پر مجہکو منع نکیا پس وہ اوسی حالت مین مدعیون کی کثرت سی حیران پریشان ہوگا اسواسطی کہ کوئی باقی نرہیگا

احد ممن عامله بدرهم او جالسه في مجلس الا وقد استحق عليه مظلمة بغيبة او استهزاء او خيانة او نظر
تمام عمر مین جس سی کچہہ معاملہ کیا ہو درہم سی یا بیٹہا ہو مجلس مین مگر وہ مستحق ہوگا اوسپر کسی دعوی کا غیبت کا یا خوش طبعی کا یا خیانت کا یا

بعين حقارة وقد عجز عن مقاومتهم ومد عنق الرجاء الى المولى الغفار لعله ينجيه من ايديهم اذ يقرع
حقارت سی دیکہنی کا اور بیشک اونکی مقابلہ سی تہک رہیگا اور مولی غفار کی طرف امیدوار ہوکر سر اوٹہاویگا کہ شاید دم ہی انکی ہاتہ سی بچادی کہ اسکی

سمعه نداء الجبار اليوم تجزى كل نفس بما كسبت لا ظلم اليوم فعند ذلك ينخلع قلبه ويوقن بهلاكه فتذكر
کان مین یہہ آواز آویگی آج بدلا پاویگا ہر جی جیسا کمایا ظلم نہین آج اسسنتی ہی دل چہوٹ جاویگا اور یقین کریگا کہ مرلیا سو ای غافل

ايها الغافل ما انذرك الله به في كتابه حيث قال ولا تحسبن الله غافلا عما يعمل الظلمون فما اشد فرحك
یادکر جو اللہ تعالی نی اپنی کتاب مین ڈرایا ہی کہ فرمایا اور مت خیال کر کہ اللہ بیخبر ہی ان کامون سی جو کرتی ہین بی انصاف سو اب تو لوگون کی

اليوم بكسر اعراض الناس وتناول اموالهم وما اشد حسرتك في ذلك اليوم اذا وقفت على بساط العدل وشوفهت
آبرو بگاڑکر اور اونکا مال چہین کر کیسا خوش ہوتا ہی اور تجہکو اوس روز کسقدر حسرت ہوگی جب تو عدالت کی فرش پر کہڑا ہوگا اور سیاست کا

بخطاب السياسة وانت مفلس فقير عاجز لا تقدر ان ترد حقا او تظهر عذرا فعند ذلك تؤخذ حسناتك
حکم سنیگا اور تو مفلس فقیر ہوگا طاقت ہوگی حق ادا کرنی کی یا عذر پیش لانی کی سو اوسوقت تیری حسنات تمام عمر بہر کی لیکر

التي صرفت فيها عمرك وتعطى الى خصمائك عوضا عن حقوقهم كما ورد في الاحاديث فانظر الى مصيبتك
حقوق کی بدلی مین تیری مدعیون کو دیئی جاوینگی چنانچہ حدیثون مین آیا ہی سو اپنی مصیبت کو

في مثل ذلك اليوم اذ قلما يوجد لك حسنة سلمت من آفات الرياء ومكائد الشيطان وان سلمت حسنة
ایسی دن مین غور کر اسلئی کہ بہت کم ہوگا نیک عمل کہ ریا کی آفت اور شیطان کی مکر سی سلامت بچا ہو اور اگر مدت دراز مین

واحدة في مدة طويلة يبتدرها خصمائك ويأخذونها وقد قيل لو كان لرجل ثواب سبعين نبيا وكان له خصم واحد
کوئی ایک آدہ بچا ہی تو مدعی تڑت چہین جہپٹ لینگی اور کہتی ہین اگر کسی شخص کی پاس ثواب ستر نبیون کی برابر ہووی اور اوسکا ایک ہی مدعی

بنصف دانق لا يدخل الجنة حتى يرضى خصمه وقيل يؤخذ بدانق قسط سبعمائة صلوة مقبولة فتعطى
نیم دانگ کا ہو تو بی رضامندی مدعی کی جنت مین نہین جاسکتا اور کہتی ہین کہ ایک دانگ کی بدلی سات سو نمازون کا ثواب لیکر مدعی کو دیا جاویگا

للخصم ذكره القشيري في التحبير وقال الامام الغزالي في الاحياء ولعلك حاسبت نفسك وانت مواظب على قيام
یہہ بیان قشیری کا ہی تحبیر مین اور امام غزالی احیاء مین کہتی ہین اور کاشکی تو اپنی ذات کا حساب کیا کری اور رات کی قیام

الليل وصيام النهار لعلمت انه لا ينقضي عليك يوم الا ويجري على لسانك من غيبة المسلمين ما يستوفي جميع
اور دن کی صیام پر مداومت کرتا رہی تب تو بیشک معلوم کرلیگا کہ تجہہ پر کوئی دن ایسا نہین گذرتا کہ تیری زبان پر مسلمان کی غیبت نہ آتی ہو جو کہ تمام

حسناتك فكيف ببقية السيئات من اكل الحرام والشبهات والتقصير في العبادات وكيف الخلاص من المظالم
حسنات کو پورا کرلیتی ہی پہر باقی گناہون سی کیونکر بچی گی کہ مال حرام یا مشتبہ کہایا ہو اور عبادت مین کوتاہی کی ہو اور حقوق سی کیونکر رستگاری ہوگی

يوم يقتص فيه للجماء من القرناء ويقول الكافر يليتني كنت ترابا فاتق الله ايها المسكين في مظالم العباد فان
جس روز منڈلی جانور کا سینگ والی سی بدلا لیا جاویگا اور کہیگا کافر کسیطرح مین مٹی ہوتا سو ای مسکین حقوق العباد مین خدا کا خوف کر کیونکہ

ما كان بينك وبين الله تعالى خاصة فالمغفرة اليه اسرع واما ما كان عليك من حقوق العباد فلا بد من
جو کہ صرف حقوق الٰہی ہیں تو اونکی مغفرت جلد ہو سکتی ہی اور جو تجہپر حقوق العباد ہیں تو اونمین مالکو نسی ضرور

استحلال اربابها فمن عسر عليه الاستحلال فعليه ان يكثر ما قدر عليه من الاعمال الصلحت ويستغفر
معاف کرانا چاہئی اور جسکو معاف کرانا دشوار ہو تو حسب طاقت اعمال صالح زیادہ اور اپنی مظلوم مؤمن کی لئی تمام اوقات

لمن ظلمه من المؤمنين والمؤمنت في عامة الاوقات فانه اذا فعل كذلك يرجى من فضل الله تعالى وكرمه
مغفرت کیا کری بیشک اگر یہہ تدبیر کریگا تو اللہ کی فضل وکرم سی امید ہی

ان يرضى خصمه يوم القيمة لما روي عن ابي هريرة انه عليه السلام بينما هو جالس اذ ضحك حتى بدت
کہ قیامت کی دن اوسکی مدعی کو راضی کردی کیونکہ ابوہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام ایکوقت بیٹھی ہوئی ناگاہ اتنا ہنسی کہ دندان مبارک

ثناياه فقيل له مم تضحك يا رسول الله فقال رجلان من امتي جثيا بين يدي رب العزة فيقول احدهما
ظاہر ہوگئی کسی پوچہا یا رسول اللہ آپ کیوں ہنستی ہیں فرمایا میری امت کی دو شخص رب العزت کی سامنی حاضر ہوئی پہر ایک کہنی لگا

يا رب خذ مظلمتي من هذا الاخ فيقول الله تعالى اعط اخاك مظلمته فيقول يا رب ما بقي من حسناتي
یا الٰہی میرا حق اس بہائی سی دلادی اللہ تعالی نی فرمایا اپنی بہائی کا حق ادا کردی عرض کیا الٰہی میری پاس کوئی حسنہ باقی نہیں ہی

شيء فيقول الله تعالى ما تصنع باخيك لم يبق من حسناته شيء فيقول يا رب فليحمل عني من اوزاري
پہر اللہ تعالی نی فرمایا اب تو اپنی بہائی سی کیا معاملہ کریگا اسکی پاس تو کوئی حسنہ باقی نہیں ہی عرض کیا یہہ میری گناہ ہی او سپر رکہی جاوین

ففاضت عينا رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم قال ان ذلك اليوم ليوم يحتاج الناس فيه ان يحمل عنهم
پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رو پڑی پہر فرمایا وہ ایسا دن ہوگا کہ لوگوں کو یہہ حاجت ہوگی کہ ہماری گناہ اوروں پر پڑ جاوین

من اوزارهم ثم قال فيقول الله تعالى للطالب حقه ارفع بصرك الى الجنان فيرفع بصره فيرى ما اعجبه
پہر فرمایا پہر اللہ تعالی نی حق دار سی کہا دیکہہ تو جنت کی طرف وہ آنکہ اوٹہاتی ہی کیا دیکہتا ہی کہ عجب طرح کی خیر اور نعمت

من الخير والنعمة فيقول لمن هذا يا رب فيقول الله تعالى هذا لمن يعطيني ثمنه فيقول ومن يملك ثمنه
موجود ہی پوچہا الٰہی یہہ کسکا ہی اللہ فرماویگا یہہ اوسکا جو اسکی قیمت ادا کری عرض کیا الٰہی اسکی قیمت کون دی سکتا ہی

يا رب فيقول انت فيقول بماذا يا رب فيقول بعفوك عن اخيك فيقول قد عفوت عنه يا رب فيقول
اللہ فرماویگا تو دی سکتا ہی عرض کریگا الٰہی کہانسی اللہ فرماویگا اپنی بہائی کو معاف کر دی عرض کیا الٰہی مین نی اوسکو معاف کیا پہر اللہ تعالی

الله تعالى خذ بيد اخيك وادخل الجنة ثم قال رسول الله عليه السلام فاتقوا الله واصلحوا ذات بينكم
فرماویگا اپنی بہائی کا ہاتہ پکڑ کر جنت مین لیجا پہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا اب تم اللہ سی ڈرو اور آپسمین صلح رکہو

فان الله تعالى يصلح بين المؤمنين يوم القيمة قال القرطبي في تذكرته نقلا عن شيخه هذا لبعض الناس
بیشک اللہ تعالی قیامت کی روز مسلمانوں مین صلح کراویگا قرطبی اپنی تذکرہ مین شیخ سی نقل کرتا ہی ایسی وہ لوگ ہین

ممن اراد الله تعالى ان لا يعذبه بل اراد ان يعفو عنه ويغفر له ويرضي خصمه وكذلك ما روي عنه عليه السلام
جنکو اللہ تعالی کو عذاب کرنا منظور نہین ہی بلکہ یہہ مرضی ہی کہ اونکو معاف کر کر بخشدی اور مدعی کو راضی کردی اور ایسی ہی یہہ حدیث

ان مناديا ينادي من تحت العرش يوم القيمة يا امة محمد اما ما كان لي قبلكم فقد وهبته لكم فبقيت التبعات
کہ منادی قیامت کی دن عرش کی تلی سی آواز دیگا ای امت محمد کی میرا حق جو تمہاری ذمہ پر باقی تہا سو مینی معاف کیا اب حقوق عباد باقی ہین

فتواهبوا وادخلوا الجنة برحمتي فانه ايضا لبعض الناس لا لكل احد اذ لو كان ذلك لكل احد لما دخل احد النار
سو تم معاف کر کر میری رحمت سی جنت مین چلی جاؤ یہہ بہی بعضی شخصوں کی لئی ہی ہر ایک کی لئی نہیں ہی کیونکہ اگر ہر یک کی لئی ہوتا تو کوئی بہی دوزخ مین نہ جاتا

وقد ورد اخبار صحيحة نقلها ثقات ولابد من الايمان بها ان من كان من اهل الايمان لا يبقى في النار
اور بیشک صحیح حدیثین ثقات نے نقل کی ہین اون پر ایمان لانا ضرور ہی کہ جو ایمان والا ہوگا سو گنا ہون کی شامت سی دوزخ مین نہین رہیگا

بكسب الاوزار بل يخرج منها والخروج منها لا يكون الا بعد الدخول فيها قال القرطبي في تذكرته وقد ظن بعض
بلکہ دوزخ سی نکلیگا اور دوزخ مین سی نکلنا بدون داخل ہوئی نہین ہوسکتا قرطبی اپنی تذکرہ مین کہتی ہین بعض علماء یہہ گمان کرتی ہین

العلماء ان الصيام يختص بعامله موفرا له اجره ولا يؤخذ منه شئ لمظلمة ظلمها متمسكا بما قال الله تعالى
کہ روزہ صرف روزہ دار کی کام آئیگا اوسکا ثواب کو بڑا دیگا اسمین سی کسیکی حق کی بدلہ مین کچھہ نہ لیا جاویگا اس دلیل سی کہ اللہ تعالی نی

في الحديث القدسي الصوم لي وانا اجزي به لكن احاديث القصاص ترد هذا الظن فان الحقوق تؤخذ
حدیث قدسی مین فرمایا ہی کہ روزہ میری لئی ہی اور مین ہی اوسکی جزا دونگا لیکن بدلہ لینی کی حدیثین اس گمان کو غلط کرتی ہین کیونکہ حقوق تمام

من جميع الاعمال صوما كان او غيره وقيل الصوم سر بين العبد وربه لا يطلع عليه احد سواه لكون نيته وترك
اعمال مین سی اونکی جاوینگی روزہ ہو یا کچھہ اور ہو اور کوئی کہتا ہی روزہ درمیان بندہ اور پروردگار کی بہید ہی اوسپر سوای اوسکی کوئی مطلع نہین ہوتا کیونکہ روزہ

المفطرات والملئكة الكتبة لا يطلعون على ما لا علم لهم فيه فاذا لم يكن معلوما لاحد ولا مكتوبا في الصحيفة
نیت اور مفطرات سی بچنا ہی اور فرشتی کرام کاتبین وہی جانا کرتی ہین جسکا اونکو علم ہو پہر جب روزہ کسیکو معلوم نہوا اور نہ اعمال نامہ مین مندرج ہوا

يستره الله تعالى ويخبوه حتى يكون له جنة من النار فانهم يطرحون عليه سيأتهم فتذهب عنهم فلا
تو اللہ تعالی اوسکو چھپا رکہتا ہی تاکہ اوسکی لئی دوزخ کی ڈہال بنجاوی بیشک مدعی اسپر اپنی گناہ ڈالینگی سو اون سی اوتر جاویگی پہر

نضرهم لزوالها عنهم ولا يضره ايضا لكون الصوم جنة له قال القاضي ابو بكر بن العربي في سراج المريدين
ضرر نکرینگی کیونکہ اونکی ذمہ سی موقوف ہوچکی اور اسکو بہی ضرر نہ کرینگی اسلئی کہ روزہ اسکی لئی ڈہال موجود ہی قاضی ابو بکر بن عربی سراج المریدین مین کہتی ہین

هذا تاويل حسن ان شاء الله تعالى ولا تعارض والحمد لله المجلس الرابع والستون في بيان لزوم
یہہ خوب تاویل ہی ان شاء اللہ تعالی اسکی مقابلہ پر کچھہ نہین ہی اور حمد اللہ کی ہی چوسٹہوین مجلس اس بیان مین

محاسبة العبد نفسه قبل ان يحاسب ويناقش فيهلك قال رسول الله صلى الله
کہ بندہ کو محاسبہ کرنا اپنی ذات کا پہلی حساب دینی سی ضرور ہی کہ مناقشہ مین ہلاک نہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی

عليه وسلم ليس احد يحاسب يوم القيمة الا هلك هذا الحديث في صحاح المصابيح روته ام المؤمنين عائشة
فرمایا نہین کوئی جسی قیامت کی دن حساب طلب ہووی مگر ہلاک ہوویگا یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی ام المؤمنین عائشہ کی روایت

فانها لما سمعته قالت وليس يقول الله تعالى فسوف يحاسب حسابا يسيرا فقال النبي عليه السلام فذلك العرض
سی عائشہ رضی نی یہہ سنتی ہی عرض کیا اللہ تعالی یہہ نہین فرماتا تو اوسی حساب لینا ہی آسان حساب پس نبی علیہ السلام نی فرمایا یہہ پیشی ہی

ولكن من نوقش في الحساب يهلك والمناقشة في الحساب ان يستقصى فيه بحيث لا يترك قليل ولا كثير ولا
ولیکن جسکی حساب مین مناقشہ ہوا وہ ہلاک ہوا اور حساب مین مناقشہ یہہ ہوتا ہی کہ حساب پورا کیا جاوی کوئی بات تہوڑی نہ بہت

صغير ولا كبير الا يسئل عنه واما العرض فهو ان يعرض على العبد عمله ولا يستقصى في حسابه والحديث يحتمل
چہوٹی نہ بڑی باقی نرہی کہ اوس سی سوال نہو اور عرض اتنا ہی ہوتا ہی کہ بندہ کی سامنی اوسکی اعمال کردین اور پورا پورا حساب نہو اور اس حدیث کی دو معنی ہوسکتی ہین

معنيين احدهما ان يكون نفس المناقشة هلاكا لما فيها من التوبيخ وثانيهما ان تفضي الى الهلاك فاذا ثبت
ایک یہہ کہ عین مناقشہ ہی ہلاکت ہووی کیونکہ اوسمین زجر و توبیخ ہوتی ہی اور دوسری یہہ کہ انجام کو ہلاکت پر پہنچادی جب یہہ امر ثابت ہوا

ان العبد يسئل يوم القيمة عن كل شئ حتى عن سمعه وبصره وفواده كما قال الله تعالى ان السمع والبصر
کہ آدمی سی قیامت کی دن ہر شی کا سوال ہوگا یہان تک کہ کان اور آنکھہ اور دل سی چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی بیشک کان اور آنکھہ

والفؤاد كل اولئك كان عنه مسئولا فيجب عليه ان يحاسب نفسه قبل ان يناقش في الحساب لانه هو تاجر
اور دل یہہ سب پوچھی جاوینگی آب آدمی پر واجب ہی کہ اپنی حال کو حساب کی مناقشہ سی پہلی پڑتالتا رہی کیونکہ آدمی آخرت کی

في طريق الاخرة وبضاعته عمره وربحه صرف عمره في الطاعات والعبادات وخسرانه صرفه في المعاصي والسيآت ونفسه
رستہ کا سوداگر ہوتا ہی اور اسکا مال عمر ہی اور عمر کو طاعات اور عبادات مین صرف کرنا اوس تجارت کا فائدہ ہی اور عمر کا معاصی اور سیآت مین تلف کرنا

شريكه في هذه التجارة هي وان كانت تصلح للخير والشر لكنها للمعاصي اقبل والى الشهوات اميل فلا بد له من مراقبتها ومحاسبتها
خسارہ ہی اور اس تجارت مین نفس اوسکا ساجھی ہی اور نفس مین اگرچہ صلاحیت نیکی بدی دونو کی ہی پر وہ معاصی کیطرف بہت متوجہ اور شہوات کی طرف بہت جھکتا ہی

لانه ان اهملها لحظة تسرع في الخيانة وان تمادى في الاهمال تمادى في الخيانة حتى يذهب راس المال كله
سو آدمی کو لازم ہی کہ اوسکی حفاظت اور محاسبہ کرتا رہی کیونکہ اگر دم بہر بہی حفاظت نکریگا تو وہ ترت خیانت کریگا اور اگر مدت دراز تک چہوڑی رکہا تو ہمیشہ خیانت کیا کریگا

واما من لم يهملها بل راقبها وحاسبها يتبين له الربح والخسران والزيادة والنقصان
آخر وہ اصل مال تمام ہوچکیگا اور جسنی غفلت نکی بلکہ دیکہتا رہا اور حساب لیتا رہا تو اوسکو نفع نقصان اور گہٹنا بڑہنا معلوم ہوتا رہیگا

ودليل وجوب محاسبتها قوله تعالى يا ايها الذين امنوا اتقوا الله ولتنظر نفس ما
اور محاسبہ واجب ہونیکی دلیل یہہ آیت ہی ای ایمان والو ڈرتی رہو اللہ سی اور چاہی دیکہلی ہر جی کیا

قدمت لغد ففي هذه الاية اشارة الى لزوم محاسبة النفس على ما مضى من الاعمال فكانه تعالى قال لينظر احدكم
بہیجا ہی کل کیواسطی سو اس آیت مین یہہ اشارہ ہی کہ گذری ہوئی اعمال پر نفس کا محاسبہ لازم ہی گویا اللہ تعالی یہہ فرماتا ہی کہ ہر ایک تم مین سی یہہ نگاہ کرتا رہی

ما قدم ليوم القيمة من الاعمال اهي من الصالحات التي تنجيه ام من الطالحات التي ترديه فان الحسنات يوم القيمة
کہ قیامت کی دن کی لئی کیا عمل کر رکہا ہی آیا وہ عمل نیک ہی جس سی نجات ہووی یا وہ عمل بد ہی کہ ہلاک کر ڈالی بیشک قیامت کی دن حساب

انما يخف على من يحاسب نفسه في الدنيا وانما يشق على من يهملها ولا يحاسبها فان من يحاسب نفسه في الرخاء
اوسہی شخص پر آسان ہووی گا جو اپنی نفس کا حساب دنیا مین لیتا رہتا ہی اور اوسپر دشوار ہوگا جسنی نفس کو چہوڑ رکہا ہی اور حساب نہین لیتا کیونکہ جو شخص اپنی نفس کا حساب آرام کی

قبل حساب الشدة يعود امره الى الرضاء والغبطة ومن يهملها ولا يحاسبها يعود امره الى الندامة والحسرة فان
سختی کی حساب سی پہلی لیتا ہی تو اوسکا انجام رضامندی اور آرزومندی کیطرف ہی اور جو چہوڑی رکہتا ہی اور اوسکا حساب نہین لیتا تو اوسکا انجام ندامت اور حسرت کی

الانسان اذا مات ينكشف له بالموت ما لم يكن له مكشوفا في حيوته كما ينكشف للمستيقظ ما لم يكن مكشوفا في نومه
طرف بیشک انسان کو مرتی ہی موت کی سبب وہ سب باتین معلوم ہوجاتی ہین جو زندگی مین معلوم نہین تہین جیسی نیند کی جاگتی ہی وہ معلوم ہونی لگتا ہی جو سوتی مین

والناس نيام فاذا ماتوا انتبهوا فينكشف له اولا ما ينفعه من حسناته وما يضره من سيأته فلا ينظر الى سيئة الا
معلوم نتہا اور آدمی اب سوتی ہین مرینگی تو جاگینگی پہر اوسکو پہلی پہل حسنات نفع رسان اور بدیان ضرر رسان معلوم ہونگی پہر بدیوں کی طرف کمال حسرت سی

يتحسر عليها تحسرا يختار ان يخوض غمرة النار للخلاص منها فانه ما دام في الدنيا كان يشغله شواغل الدنيا عن
دیکہہ کر یہہ پسند کریگا کہ آگ کی دریا مین ڈوبوں کسیطرح مخلصی ہو کیونکہ جبتک دنیا مین رہا تو دنیا کی کاروبار مین اسکی خبر نہ لی

الاطلاع عليها فبالموت ينقطع الشواغل وينكشف له جميع اعماله عند انقطاع النفس قبل الدفن وتشتعل فيه
اب موت سی وہ کاروبار چہوٹی تو اوسپر تمام اعمال نفس کی منقطع ہوتی ہی دفن سی پہلی ظاہر ہونگی اور جدائیکی آگ دنیا فانی کی لذتوں سی

نار الفرقة عما كان يطمئن اليه من لذائذ الدنيا الفانية وهذا نوع من العذاب يهجم عليه قبل الدفن وبعد
جن پر جی لگائی بیٹہا تہا یکبارگی بہڑک اوٹہی گی اور یہہ بہی ایک طرح کا عذاب ہی جو دفن سی پہلی ہجوم کریگا اور دفن کی بعد

الدفن يرد روحه الى جسده لنوع اخر من العذاب ويكون حاله كحال من تنعم زمانا في دار ملك من الملوك
[illegible] اوسکی بدن [illegible] ڈالی جاویگی اور اوسکا حال ایسا ہوگا جیسی کوئی تہوڑی دیر کو ایک بادشاہ کی گہر مین

عند غيبته اعتمادا على ان الملك يتساهل فی امره اولا يدرى ما يتعاطاه من قبيح افعاله فاخذه الملك بوما بغتة

اوسکی پیچہی اس بہروسہ پر عیش اوڑانی لگا کہ بادشاہ اس باب مین درگذر کریگا یا یہہ نہین سمجہتا کہ کیا بد معاملہ کر رہا ہی پہر اوسکو بادشاہ نی ایک روز جا چکے

وعرض عليه جريدة قد دونت فيها جميع فواحشه وخياناته ذرة ذرة وخطوة خطوة والملك قاهر غيور

گرفتار کرکی اوسکی عمل کی فرد پیش کی جسمین اوسکی تمام بدیان اور چوریان ذرہ ذرہ اور قدم قدم کی لکہی ہوئی تہین اور بادشاہ بڑا زبردست اور صاحب غیرت ہی

على حرمه منتقم من الجناة على ملكه غير ملتفت الى من يتشفع اليه من العصاة عليه فتفكر في امر هذا الشخص

اپنی سلطنت میں خطاوار کا سزا دینی والا اور گنہگار سفارشی پر توجہ نہین کرتا اب خیال تو کر اس شخص کی حق مین کہ بادشاہ کی عذاب کرنی سی پہلی

ما يكون له حاله قبل وقوع عذاب الملك عليه من الخوف والخجالة والالم والندامة وهكذا يكون حال الميت

مدی خوف اور خجالت اور الم اور ندامت کی کیا کیا گذرتا ہوگا یہہ ہی حال میت کا ہو جو دنیا کی لذتوں پر

المغتر بلذائذ الدنيا المطمئن اليها قبل نزول عذاب القبر عند موته واما من حترز عن شهوات الدنيا واشتغل

اطمینان سی بہولا ہوا تہا عذاب قبر سی پہلی موت کی وقت ہوگا اور جو شخص دنیا کی شہوات سی الگ اور طاعات مین مصروف رہتا تہا

بالطاعات ولم يكن له انس الا بذكر الله تعالى فيكون حاله كحال من كان محبوسا في مكان ضيق مظلم ففتح له

اور اوسکو سوا یاد الہی کی کوئی انس نہ تہا سو اوسکا حال ایسا ہوگا جیسی کوئی تنگ تاریک مکان مین قید ہو پہر اوسکی لئی ایک دروازہ کہل جاوی

باب يخرج منه الى بستان واسع لا يرى منتهاه وفيه انواع الاشجار والازهار والطيور والثمار والحياض

اوسمین سی ایک بڑی وسیع باغ مین چلا جاوی جسکی کچہہ اوڑ نظر نہ آتی ہو اور اوسمین قسم قسم کی درخت اور پہول اور پرند اور میوی اور حوضین

والانهار فعلى هذا ينبغي للعاقل ان يقبل على نفسه ويقول لها يا نفس اما تعرفي ان بين يديك الجنة والنار

اور نہرین ہون اس صورت مین عاقل کو لازم ہی کہ متوجہ ہوکر نفس سی کہی ای نفس کیا تجہکو خبر نہین کہ تیری آگی بہشت ہی اور دوزخ

وانت ذاهب الى احدهما عن قريب فما لك لا تستعد للموت وهو اقرب اليك من كل قريب فانك وان تراه

اور تو انمین سی کسی ایک مین جلدی جانیوالا ہی پہر تجہکو کیا ہوا کہ موت کا سامان نہین کرتا اور وہ ہر نزدیک شئی سی نزدیک تر ہی اور تو اوسکو گنتا ہی

بعيدا لكن الله تعالى يرئه قريبا اذ قال ان الموت الذي تفرون منه فانه ملاقيكم وعساه ان يختطفك

دور سمجہہ پر اللہ کی علم مین بہت پاس ہی کیونکہ فرماتا ہی بیشک موت جس سی تم بہاگتی ہو سو وہ تمسی ملنی ہی اور شاید تجہکو آج آدباوی یا کل

اليوم او غدا فانه اذا جاء يجيئ بغتة من غير تقديم رسول اذ ليس لمجيئه سن معين ولا وقت معلوم لا في

سو یہہ جب آئیگی ناگاہ آئیگی پہلی کوئی ایلچی نہ بہیجیگا کیونکہ اوسکی آمد کا نہ کوئی سال مقرر ہی اور نہ کوئی وقت معلوم ہی اور نہ موسم گرمی کا

الصيف ولا في الشتاء ولا في الليل ولا في النهار ولا في الصبي ولا في الشاب بل كل نفس من انفاسك يمكن ان يجيئ الموت

جاڑی کا اور نہ رات اور نہ دن اور نہ لڑکپن اور نہ جوانی بلکہ ہر وقت تیری اوقات مین سی ممکن ہی کہ ناگاہ

فيه فجاءة ولو لم يجئ الموت فيه فجاءة فهو يفضي الى الموت فما اعجب غفلتك عنه اما تتامل قوله تعالى اقترب للناس

موت آجاوی اور اگر موت ناگاہ نہ آوی تو مرض ناگاہ پیدا ہو جاوی وہ ہی تو موت تک لیجاوی اسمین تجہکو عجب غفلت ہی کیا تو اس آیت مین غور نہین کرتا نزدیک

حسابهم وهم في غفلة معرضون وما اعجب حالك انك تدعي الايمان بلسانك واثر النفاق ظاهر عليك فان

آلگا ہی لوگون کو حساب کا وقت اور وہ بی خبر ہو رہی ہین اور تیرا عجب حال ہی کہ زبانی تو ایمان کا دعوی کرتا ہی اور نفاق کا نشان تیری حال سی ظاہر ہی کیونکہ تیرا

سيدك ومولاك قد تكفل لك في امر الدنيا حيث قال وما من دابة في الارض الا على الله رزقها وانت تكذبه

سید اور مولی دنیا کی خرچ برچ کا ذمہ دار ہو چکا ہی کیونکہ فرماتا ہی اور کوئی نہین پانو چلنی والا زمین پر مگر اللہ پر ہی اوسکی روزی اور تو اوسکو

بافعالك وتتكالب عليه تكالب المدهوش المستهتر ووكل امر الاخرة الى سعيك حيث قال وان ليس للانسان الا ما سعى

اپنی حرکات سی جہٹلاتا ہی اور اوسپر دیوانہ بنا جاتا ہی جیسی مدہوش چہل بلا اور اوسی آخرت کی معاملہ کو تیری سعی پر حوالہ کیا ہی کیونکہ فرماتا ہی اور یہہ کہ آدمی کو ہی

جاء سعي وانت تعرض عنها اعراض المغرور المستحقر وليس هذا من علامات الايمان فلو كان الايمان باللسان
جو کا پایا اور تو اسمین ایسی بی پروائی کرتا ہی جیسی مغرور حقارت کرنیوالا اس سی منہہ پہیر تا ہی اور زبانی دعوی ایمان کی علامت نہیں ہی پس اگر ایمان کا زبانی دعوی
يكفي فلماذا يكون المنافقون في الدرك الاسفل من النار فما اجرأك على معصية الله تعالى ان كان مع اعتقاد
کفایت کرتا تو منافق لوگ دوزخ کی تہہ میں کیوں جاتی پس خدا تعالی کی معصیت پر تیری کیا ہی جرات ہی اگر تو یہہ اعتقاد کرتا ہی
انه تعالى لا يراك فما اعظم كفرك وان كان مع علمك بانه تعالى يراك فما اشنع قباحتك وما اشد حماقتك
کہ اللہ تعالی تجھکو نہیں دیکھتا تو تیرا کتنا بڑا کفر ہی اور اگر تو یہہ جانتا ہی کہ اللہ تعالی دیکھتا ہی تو تیری کیا ہی بڑی قباحت ہی اور کیسی سخت حماقت ہی
فبای جسارة تتعرض لمقته وغضبه وشديد عقابه واليم عذابه افتظن انك تطيق عذابه وعقابه
پس تو کس دلیری پر خدا کی بغض اور غضب اور عقاب شدید اور دردناک عذاب کی سامنی آتا ہی کیا تو یوں جانتا ہی کہ اوسکی عذاب اور عقاب کو
هيهات هيهات كانك لا تؤمن بيوم الحساب فان يهوديا لو اخبرك في الذ طعامك انه يضرك في مرضك
سہیگا افسوس افسوس تو تو گویا قیامت کی دن پر ایمان ہی نہیں لایا کیونکہ ایک یہودی اگر تجھی مرغوب سی مرغوب طعام کو کہدیگا اس مرض میں یہہ تجھکو نقصان
لصبرت عنه وتركته افكان قول الله تعالى في كتبه المنزلة وقول الانبياء المؤيدين بالمعجزة اقل عندك
دیگا تو البتہ اوسپر صبر کری اور کہانا چہوڑدی پس گویا اللہ تعالی کا فرمودہ منزل کتابوں میں اور انبیا کا ارشاد جنکو معجزہ سی تائید ہوئی ہی تیری نزدیک
تاثيرا من قول يهودي يخبرك عن ظن وتخمين مع نقصان عقل ودين بل لو اخبرك طفل من الاطفال بان
یہودی کی قول سی جو گمان اور اٹکل سی کہتا ہی تاثیر میں کمتر ہی باوجودیکہ نہ اوسکی عقل درست ہی اور نہ دین بلکہ اگر تجھسی ایک بچہ یہہ کہدیگا کہ
في ثوبك عقربا لرميت ثوبك في الحال من غير توقف ولا سؤال افكان قول الانبياء والعلماء اقل عندك من
تیری کپڑی میں بچھو ہی تو تو ترت بی تامل اپنی کپڑی پہینکدی نہ سوچی نہ پوچھی اب انبیا اور علما کا قول تیری نزدیک بچہ کی قول سی کمتر ہی
قول صبي وصار نار جهنم واغلالها وافاعيها وعقاربها احقر عندك من عقرب لا تحس بالمه الا يوما
یا دوزخ کی آگ اور زنجیرین اور سانپ اور بچہو تیری نزدیک ایسی بچہو سی جنکی لہر غایت ایک دن
واقل منه فان كنت تعرف جميع ذلك وتؤمن به فما بالك تشتغل بالشهوات وتسوف العمل والموت لك بالمرصاد
یا کمتر ہوتی ہی نہایت کمتر ہین اب اگر تو یہہ تمام باتین جانتا ہی اور یقین کرتا ہی پہر تجھکو کیا ہوا کہ شہوت میں مشغول رہتا ہی اور نیک عمل میں تاخیر کرتا ہی اور موت تیری
فلعله يختطفك من غير مهل فبماذا امنت من استعجاله فكم من مستقبل يوما لم يستكمله وكم من مؤمل غدا لم
داؤ میں سی شاید کہ وہ تجھکو ابہی اچک لی پہر تجھکو اوسکی جلد سی کیا بچاؤ ہی سو اکثر صبح کرنیوالی دن پورا نہیں کرنی پاتی اور اکثر اگلی دن کی امیدوار وہ
يبلغه وعلى تقدير انك وعدت بالامهال مائة سنة واخرت العمل الى اخرها فما ظنك ان من لم يطعم الدابة
دن نہیں پکڑ سکتی اور یا تاکہ تجھکو سو برس کی عمر کا وعدہ دیا ہی اور تو آخر تک عمل میں تاخیر کرتا رہا اب تو کیا کہتا ہی کہ جو شخص اپنی ٹٹو کو کہانا دانہ
الا في حضيض العقبة هل تقدر على قطع العقبة بها وهل المانع عن المبادرة والباعث على التسويف سبب غير
کبہی نہ دیوی سوای دامن کوہ کی کیا وہ اپنی طاقت رکہتا ہی کہ اوس ٹٹو پر پہاڑ پر چڑہ جاوی اور نیک عمل کرنی سی باز رہنی کا اور آج کل کرتی رہنی گا اور کیا سبب ہی سوا اسکی
عجزك عن مخالفة هواك فما في ذلك من التعب والمشقة وهل تجد يوما يأتيك ولا يعسر فيه مخالفة الهوى هذا يوم
کہ تو اپنی خواہش کی خلاف نہیں کر سکتا کیونکہ اسمین دشواری اور مشقت ہوتی ہی کیا تجھکو کوئی ایسا دن معلوم ہی جسمین ہوا وہوس کی مخالفت دشوار نہوگی ایسا دن تو
لم يخلقه الله تعالى ولا يخلقه الا في الجنة والجنة محفوفة بالمكاره والمكاره لا تكون خفيفة على النفوس
اللہ تعالی نی کوئی نہیں پیدا کیا اور نہ پیدا کریگا سوای جنت کی اور جنت کی چارطرف مکارہ ہین اور مکارہ نفس کو کبہی خوش نہین آتی
قط هذا محال وجوده فان كنت لا تفهم هذه الامور الجلية وتركن الى التسويف فاي حماقة تزيد على هذه
یہہ محال ہی ہرگز نہین ہو سکتا پہر اگر تو ایسی ظاہر مقدمات کو نہین سمجہتا اور عمل میں درنگ کی جاتا ہی اب کونسی نادانی اس نادانی سی زیادہ ہوگی وراگر

الحماقة وان كنت تعتمد على كرم الله تعالى وفضله فما بالك لا تعتمد على كرمه وفضله في امور دنياك اما

تجکو اسد کی کرم اور فضل پہ بہروسہ ہی تو کیا وجہ ہی کہ دنیا کی کاروبار مین اسد تعالی کی کرم اور فضل پر بہروسا نہین کرتا بہلا

تستعد للشتاء بقدر طول مدته فتجمع له القوت والحطب والكسوة وغيرها من اللوازم ولا تتكل على فضل الله و

کیا تو جاڑی کی لئی بقدر موسم کی تیاری نہین کرتا کہانا اور ایندہن اور پوشاک وغیرہ ضروریات جمع کرتا ہی اور اسد تعالی کی کرم اور فضل پر بہروسہ

كرمه حتى يدفع عنك برد الشتاء من غير جبة ونحوها فانه قادر على ذلك افتظن ان برد زمهرير جهنم

نہین کرتا تاکہ اسد تعالی یونہی جاڑی کی سردی بغیر جبہ وغیرہ کی دفع کردی کیونکہ اسد تعالی کو یہہ بہی قدرت ہی کیا تجکو یہہ خیال ہی کہ خشکی زمہریر کی جاڑی کی

اخف بردا واقل مدة من برد زمهرير الشتاء ام تظن انك تنجو منهما من غير سعي هيهات هيهات فان برد الشتاء

ٹہر سی ہلکی ہی اور تہوڑی دنون ہوگی یا تجکو یہہ خیال ہی کہ اوس ہی بی محنت بچ رہیگا کبہی نہین کبہی نہین بیشک جاڑی کی ٹہر

كما لا يندفع عنك الا بالجبة والحطب وسائر اللوازم كذا لا يندفع عنك حر نار جهنم وبرد زمهريرها الا بالتحصن

جیسی بدون جبہ اور ایندہن وغیرہ لوازم کی دفع نہین ہوتی ایسی ہی دوزخ کی گرمی اور زمہریر کی ٹہر ہرگز نہین جاتی بدون پناہ لینی

بحصن الطاعات والعبادات مع ترك المنكرات وانما كرم الله تعالى وفضله في ان يعرفك طريق التحصين لا في ان يدفع

طاعات اور عبادات کی منکرات کو چہوڑ کر اور اسد تعالی کا کرم اور فضل یہہ ہی کہ تجکو طریقہ پناہ کا بتادیا یہہ نہین ہی کہ اوسکی تکلیف

عنك العذاب بدون التحصن فان كرم الله تعالى وفضله في دفع برد الشتاء عنك ان يخلق لك النار و

بدون پناہ کی دور کردی بیشک اسد تعالی کا کرم اور فضل جاڑا دفع کرنی کی باب مین یہہ ہی کہ تیری لئی آگ پیدا کردی اور

يهديك طريق استخراجه من بين الحجر والحديد حتى تدفع عن نفسك برد الشتاء فكما ان شرى الجبة والحطب

اوسکو چقماق سی نکالنی کا طریقہ ہدایت کردیا کہ اپنی جان سی خشکی جاڑی کی دفع کری پر جیسی جبہ اور ایندہن

وسائر اللوازم مما يستغني عنه خالقك ومولاك وانما تشتريه لنفسك اذ جعله سببا لاستراحتك كذلك

اور اور تمام لوازم کی تیری خالق اور مولی کو کچہہ پرواہ اور نیازمندی نہین ہی صرف تو ہی اپنی جان کی فائدہ کو خرید لیتا ہی کیونکہ اسمین تیرا آرام ہی ایسی ہی

طاعتك ومجاهدتك مما يستغني عنها خالقك ومولاك وانما هي طريق نجاتك من عذاب اليم ووصولك

تیری طاعت اور عبادت کی تیری خالق اور مولی کو پروا نہین ہی عذاب الیم سی نجات کا یہہ ہی طریقہ ہی اور عیش دائمی کا وسیلہ

الى النعيم المقيم فمن احسن فلنفسه ومن اساء فعليها والله غني عن العلمين ولعلك تقول لا يمنعني

جسنی بہلائی کی سو اپنی جان کی لئی اور جسنی برا کیا سو اپنی نقصان کو اور اسد بی پرواہی عالمین سی اور شاید تو کہیگی مجکو راہ راست سی

عن الاستقامة الا حرصي على لذة الشهوات وقلة صبري على الآلام والمشقات فان كنت صادقا في ذلك

بجز حرص مزہ داری شہوات کی اور سوای بی صبری الم اور مشقت کی اور کوئی نہین روکتا اب اگر تو اسمین سچا ہی تو تیری کتنی بڑی

فما اشد حمقك وما اقبح عذرك فان شهوات الدنيا فانية سريعة الزوال غير خالية عن الكدرات في

نادانی ہی اور کیسا برا عذر ہی کیونکہ دنیا کی شہوات تو فانی ہی ابہی ہوچکین گی اور کبہی کسی وقت مین کدورت سی خالی نہین ہین

حال من الاحوال فما بالك لا تطلب الدخول في الجنة للتنعم فيها بالشهوات الباقية الدائمة الصافية عن

اب تیرا کیا عجب حال ہی کہ جنت مین جانا طلب نہین کرتا تاکہ اوسمین عیش کیا کری شہوات باقیہ دائمی ہر طرح کی کدورت سی ہمیشہ کو صاف

الكدرات في جميع الاحوال فان الآخرة خير وابقى فاستعد للآخرة على قدر بقائك فيها فان بضاعتك

کیونکہ آخرت بہتر اور رہنی والی ہی اب تو آخرت کا سامان جبتک کا کہ تو وہان رہی تیار کر بیشک تیرا سرمایہ

ايام عمرك وقد ضيعت اكثرها وما بقي منها الا ايام معدودة فلن اتجرت فيما بقي ربحت وان ضيعت الباقية

زندگی کی دن ہین سو تو اکثر کہو چکا ہی اوسمین سی چند روز باقی رہ گئی ہین پہر اوس بقیہ مین اگر تجارت کریگا تو فائدہ ہوگا اور اگر باقی کو بہی کہو دیا

واستعد

واستمررت على عادتك القديم خسرت خسرانا مبينا فانتبه يا مسكين من نوم الغفلة فان الموت موعدك
اور اپنی قدیم عادت پر چلتا رہا تو خوب ظاہر ٹوٹا ہوویگا پس ای مسکین غفلت کی نیند سی آنکھیں کھول بیشک موت تیرا وعدہ ہی
والقبر بيتك والتراب فراشك والفزع الاكبر امامك وعسكر الموتى في خارج البلد ينتظرونك وكلهم
اور گور تیرا گھر ہی اور مٹی تیرا بچھونا ہی اور بڑا خوف تیری سامنی ہی اور مردون کا لشکر شہر سی باہر تیرا منتظر ہی وہ سب
الوا بالايمان المغلظة ان لا يرجعوا من مكانهم حتى ياخذوك ويضموك الى انفسهم اما تعلم انهم يتمنون
سخت سخت قسمیں کہائی ہوئی ہین کہ تجھکو بی بغیر اپنی جگہہ سی نہ ٹلینگی اور تجھکو اپنی ساتہہ ملاوینگی کیا تجھی خبر نہین کہ وہ ایک دن کیواسطی دنیا مین آنیکی آرزو کرتی ہین
الرجعة الى الدنيا يوما ليشتغلوا فيه بتدارك ما فرط منهم وانت تضيع ايامك وتظن انهم دعوا الى الاخرة
تاکہ اپنی تعدی کا عوض لاسکین اور تو اپنی اوقات ضایع کرتاہی تو یہہ خیال کرتا ہی کہ وہ تو آخرت مین بلائی گئی ہین
وانت من المخلدين هيهات هيهات فانك في هدم عمرك منذ خرجت من بطن امك تبني على ظهر الارض
اور تو ہمیشہ یہان رہیگا کبہی نہین کبہی نہین کیونکہ تو اپنی عمر جب سی ماکی پیٹ سی پیدا ہوا ہی برباد کئی جاتا ہی زمین پر محل چنواتا ہی
قصرك وعن قريب يكون بطنها قبرك تفرح كل يوم بزيادة مالك ولا تحزن بنقصان عمرك تعرض عن الاخرة
اور عنقریب زمین کا گڑہا تیری قبر ہونیکو ہی ہر روز مال بڑہنی سی خوش ہوتا ہی اور عمر گہٹنی کا تجھکو کچہہ غم نہین ہی آخرت سی منہہ پہیرتا ہی
وهي مقبلة عليك وتقبل على الدنيا وهي معرضة عنك فما اعجب حالك انك مع كونك مرتكبا لانواع
اور وہ سامنی چلی آتی ہی اور تو دنیا پر متوجہ ہوتا ہی اور وہ تجھسی الگ ہوتی جاتی ہی تیرا ہی عجیب حال ہی باوجودیکہ سب قسم کی گناہ کئی جاتا ہی
الخطايا لا تجتهد في عمارة اخرتك بل تشتغل بعمارة دنياك كانك غير مرتحل عنها فاحذر يا مسكين
آخرت کی درستی مین ذرہ کوشش نہین ہی بلکہ دنیا کی درستی مین ایسا لگا ہوا ہی گویا کبہی نہین مریگا سو ڈر اپنی جان پر ای مسکین
يوما الى الله تعالى على نفسه ان لا يترك فيه عبدا امره في الدنيا ونهاه فيها حتى يسئله عن عمله قليله و
اوس دن سی کہ جاویگا تو خدا کی طرف کہ وہ اوس دن مین کسی آدم مکلف کو باقی نچہوڑیگا یہان تک کہ اوسکی تمام اعمال کی پرسش کریگا تہوڑا ہو
كثيره دقيقه وجليله خفيه وجليه فانظر ايها الغافل باي قلب تقف بين يديه وباي لسان تجيب
یا بہت ادنی ہو یا اعلی پوشیدہ ہو یا ظاہر سو دیکہہ تو او غافل کیا منہہ لیکر سامنی کہڑا ہوگا اور کس زبان سی اوسکی سوال کا
عن سواله واعد للسوال جوابا وللجواب صوابا واصرف بقية عمرك الى العمل الصالح في ايام قصار لايام
جواب دیگا سوال کا جواب تیار کر رکہہ جواب باصواب اور بچی عمر چہوٹی چہوٹی دنون مین بڑی بڑی دنون کی
طوال في دار الفناء لدار البقاء فان قلت ان نفسي لا تطاوعني على المجاهدة والمواظبة على الطاعات فما سبيل
واسطی دار فنا مین دار بقا کی واسطی اچھی نیک کام مین صرف کر اگر تو یہہ کہی کہ میرا نفس مجاہدہ کو اور دائمی طاعات کو نہین مانتا پہر اوسکا
علاجها فاعلم ان انفع اسباب علاجها على ما ذكره الامام الغزالي في الاحياء ان تختار صحبة عبد يجاهد
کیا علاج تو سمجہہ لی کہ اوسکا بڑا مفید علاج تو موافق بیان امام غزالی کی احیاء العلوم مین یہہ ہی کہ تو صحبت ایسی شخص کی اختیار کری جو طاعت الٰہی مین مجاہدہ
في طاعة الله تعالى وتلاحظ احواله وتقتدي به لكن هذا العلاج متعذر في هذا الزمان لفقد من يجتهد
کرتا ہو اور اوسکی حالات کو ملاحظہ کر کر اوسکی پیروی کری پر یہہ علاج اس زمانہ مین دشوار ہی کیونکہ ایسا شخص
في العبادة اجتهاد الاولين فلا علاج انفع لك في هذا الزمان من سماع احوالهم ومطالعة اخبارهم وما كانوا
جو متقدمین کی وضع پر عبادت مین مجاہدہ کرتا ہو نہین ملتا سو اب تیری لئی مفید علاج اس زمانہ مین اونکی حالات سننی کی برابر اور اخبار دریافت کرنی کی برابر کوئی نہین ہی
فيه من الجهد الجهيد وقد انقضى تعبهم وبقي ثوابهم ونعيمهم لا ينقطع ابد الاباد وما اشد حسرة من لا يقتدي
کہ وہ کیا کیا دشوار مجاہدہ کرتی تہی اور بیشک اونکی محنت تو ہو چکی اور ثواب اور عیش باقی رہگیا جو کبہی تمام نہوگا اور کتنی بڑی حسرت اوٹہاویگا جو اونکی پیروی نہین کرتا

ثم فيمنع نفسه اياما قلائل شهوات مكدرة ثم ياتيه الموت ويحال بينه وبين ما يشتهيه فعليك ان تطالع
اپنی نفس کو چند روز مکدر شہوات سی باز رکہی پہر اوسکو موت شہوات سی روک دیگی سو تجہکو صحابہ
احوال الصحابة والتابعين ومن بعدهم من المجاهدين وبالوقوف على احوالهم يستبين لك بعدك وبعد
اور تابعین اور اونکی بعد کی مجاہدین کی احوال کا مطالعہ پر ضرور رہی اور انکا حال دیکہہ کر تجہہ پر یہہ کہل جاویگا کہ تو اور تیری زمانہ کی لوگ
اهل عصرك عن اهل الدين فان حدثتك نفسك وقالت انما يتيسر الخير في ذلك الزمان لكثرة الاعوان
دینداروں سی کتنا الگ ہین پہر تیرا نفس اگر وسوسہ سی یہہ کہی کہ خیر اور عبادت اوسہی زمانہ مین ہوسکتی تہی کیونکہ اسباب بہت تہا
واما في هذا الزمان فان خالفت اهل عصرك يسخرون بك ويقولون انه مجنون فوافقهم فيما هم فيه فلا
اور رہا یہہ زمانہ اب اگر تو اہل عصر کی خلاف کریگا تو وہ مسخرہ بناکر باؤلا کہدینگی سو اونکی موافق جو وہ کرتی ہین کئی جا
يجري عليك الا ما يجري عليهم والبلية اذا عمت طابت فاياك ان تتدلى بحبل غرورها وتنخدع
جو اونکا حال سو تیرا حال مرگ بانبوہ جشن ہوتا ہی سو تو بچتی رہنا مبادا اوسکی حیلہ اور فریب اور مکر اور زد مین آجاوی
بتدويرها وقل لها ارايت لو هجم سيل يغرق كل من صادفه وثبت اهل البلد على مكانهم ولم ياخذوا حذرهم
تو اوسکو یہہ جواب دی کہ اگر پانی کی ایسی رو چڑہ آوی کہ جو سامنی آوی سو ڈبولی اور ایک گانو والی اپنی جگہہ پر ٹہری رہین اور اپنا بچاؤ نکرین
وانت تقدر على ان تفارقهم وتركب سفينة وتخلص بها من الغرق فهل يختلج في قلبك ان المصيبة
اور تجہکو اتنی قدرت ہووی کہ اونسی الگ ہوکر کشتی پر سوار ہوکر ڈوبنی سی بچ جاوی اب بہی تیری دلمین یہہ خدشہ آویگا کہ مرگ بانبوہ جشن ہوتا ہی
اذا عمت طابت ام تترك موافقتهم وتستجهلهم في صنيعهم وتاخذ حذرك مما دهاك فاذا كنت لا تترك موافقتهم خوفا
یا اونکا ساتہہ چہوڑ کر اس حرکت سی اونکو نادان بتاویگا اور اوس رو سی اپنا بچاؤ کرلیگا پہر اگر تو ڈوبنی کا مارا اونکا ساتہہ چہوڑتا ہی
من الغرق ومن الم الغرق لا يتمادى الا ساعة من ليل او نهار فكيف لا تهرب من عذاب الابد وانت متعرض له في كل
اور حال یہہ ہی کہ ڈوبنی کی تکلیف رات یا دن مین بجز ایک ساعت کی زیادہ نہین ہوتی پہر دائمی عذاب سی کیون نہین بچتا اور تو ہر وقت اوسکی سامنی چلا آتا ہی
حال ومن اين تطيب المصيبة اذا عمت فان الكفار لم يهلكوا الا بموافقة اهل زمانهم حيث قالوا
اور مرگ بانبوہ کیسی جشن ہوتا ہی بیشک کفار اہل زمانہ کی موافقت ہی سی ہلاک ہوئی ہین کیونکہ یہی کہتی تہی
انا وجدنا آباءنا على امة وانا على آثارهم مقتدون فاياك ثم اياك ان تنظر الى اهل عصرك ومن مضى
ہمنی اپنی باپ دادی ایک راہ پر پایا ہی اور ہم اونہین کی قدمون پر چلتی ہین سو بچنا پہر بچنا اہل زمانہ پر اور جو پہلی گذر گئی ہین نگاہ نکرنا
قبلك فانك ان تطع اكثر من في الارض يضلوك عن سبيل الله نسال الله ان يعصمنا من الضلال
بیشک اگر تو اکثر زمین کی باشندون کی اطاعت کریگا تو اللہ کی راہ سی بہکاوینگی خدا سی دعا ہی کہ ہمکو گمراہی سی بچاوی

## المجلس الخامس والستون في بيان حث الامة على التوبة ووجوبها على الفور وتحقيقها

پینسٹہوین مجلس امت کو توبہ پر رغبت دلانی مین اور واجب ہونا توبہ کا فی الفور اور توبہ کی تحقیق

بالمعاني الثلثة قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا ايها الناس توبوا الى الله فاني اتوب اليه
باعتبار تینون معانی کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ای لوگو اللہ کیطرف توبہ کرو کیونکہ مین طرف اللہ کی
في اليوم مائة مرة هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه الاغر المزني وفيه حث الامة على التوبة لانه عليه السلام
ہر روز سو بار توبہ کرتا ہوں یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی اغر مزنی کی روایت سی اور اسمین امت کو توبہ پر ترغیب ہی اسلئی کہ نبی علیہ السلام
اذا كان يتوب في اليوم مائة مرة مع عظم شانه وكونه معصوما فكيف لا يشتغل بالتوبة ليلا ونهارا
ہر روز سو بار توبہ کرتی تہی باوجود اس شوکت کی معصوم ہوکر پہر کیونکر رات دن توبہ نکرتا رہی

من

من یدنس جریدة اعماله بالذنب مرة بعد اخری لکن ینبغی ان یعلم ان التوبة لا یتحقق الا بثلثة امور
جسکا نامۂ اعمال پے درپے گناہوں سے سیاہ ہوتا رہتا ہے لیکن سمجھنے کی بات ہے کہ توبہ بدون ان تین امور مرتبہ کی نہیں ہوسکتی ہے
مرتبة علم وحال وعمل فالعلم اول والحال ثان والعمل ثالث وذلک لان العبد اذا عرف عظم ضرر الذنوب
علم اور حال اور عمل اول مرتبہ علم ہے دوسرا مرتبہ حال ہے تیسرا مرتبہ عمل ہے اور یہہ اسلیے کہ آدمی جب یہہ معلوم کرتا ہے کہ گناہ سے بڑا سخت
وکونها حجابا بینه وبین محبوبه فی الآخرة یحصل من هذه المعرفة فی قلبه تألم ویسمی تألمه هذا ندما
نقصان ہوتا ہے اور گناہ آخرت میں میری اور محبوب کی بیچمیں مثال پردہ کی ہوجاویگا تو اس معرفت سے اوسکے دلمیں الم پیدا ہوتا ہے اور اس الم کو ندامت کہتے ہیں
فالمعرفة علم والندم حال حصل من العلم فاذا غلب هذا الندم علی القلب یحصل منه فیه قصد الی فعل له
پس یہہ معرفت تو علم ہے اور یہہ ندامت حال ہے کہ اس معرفت سے پیدا ہوتا ہے پھر یہہ ندامت جب دلپر غالب ہوجاتی ہے تو دلمیں ایسے کام کا ارادہ آتا ہے
تعلق بالحال والاستقبال والماضی اما تعلقه بالحال فبترک الذنوب واما تعلقه بالاستقبال فبالعزم
جسکو زمانہ حال اور استقبال اور گذشتہ سے لگاؤ ہوتا ہے پھر زمانہ حال سے یہہ علاقہ ہوتا ہے کہ گناہ سے باز رہتا ہے اور استقبال سے یہہ علاقہ ہے کہ عزم کرتا ہے
علی ترکها الی آخر العمر واما تعلقه بالماضی فبتدارک ما فات بالجبر والقضاء ان کان قابلا للجبر والقضاء
کہ عمر بھر پھر گناہ نکرونگا اور زمانہ ماضی سے یہہ علاقہ ہے کہ جو بات فوت ہوگئی ہے اوسکا عوض اور قضا کرے اگر قابل عوض اور قضا کی ہو
وهذا الفعل عمل حصل من الندم الحاصل من العلم والمراد من العلم ههنا الایمان والیقین بان الذنوب سموم
اوسکا یہہ فعل عمل ہے جو ندامت سے حاصل ہوا اور وہ ندامت علم سے پیدا ہوئی تھی اور یہاں علم سے مراد ایمان اور یقین ہے کہ گناہ آخرت میں زہر قاتل ہوتی ہیں
مهلکة فی الآخرة ونور هذا الایمان اذا اشرق علی القلب یثمر نار الندم لانه یبصر باشراق نور الایمان علیه انه
اور اس ایمان کا نور جب دل پر چمکتا ہے تو ندامت کی آگ بھڑک اوٹھتی ہے کیونکہ ایمان کی نور سے جو اوسپر چمکتا ہے ظاہر دیکھتا ہے کہ اپنی محبوب سے الگ رہ گیا
صار محجوبا عن محبوبه فیشتعل نار المحبة فیه فینبعث بتلک النار ارادة وقصد الی الفعل المتعلق بما ذکر
اب محبت کی حرارت شعلہ زن ہوتی ہے اوس حرارت کی زور سے اس فعل کا ارادہ پیدا ہوتا ہے جو اوقات مذکورہ حال اور استقبال اور ماضی سے
من الحال والاستقبال والماضی فالعلم والندم والقصد الی الفعل المذکور ثلثة معان یطلق اسم التوبة علی مجموعها
متعلق ہے سو علم اور ندامت اور ارادہ فعل مذکور کا یہہ تین امور ہیں اس مجموعہ کو توبہ کہتے ہیں
فاذا تحققت هذه المعانی الثلثة یتحقق التوبة وکثیرا ما یطلق اسم التوبة علی الندم وحده ویجعل العلم کالمقدمة
جب یہہ تینوں امر موجود ہوتی ہیں تو توبہ بیشک ہوتی ہے اور اکثر اوقات توبہ صرف ندامت کو کہدیتے ہیں اور علم کو اوسکا مقدمہ ٹھہراتے ہیں
والفعل المذکور کالثمرة وبهذا الاعتبار قال النبی علیه السلام الندم توبة اذ لا یخلو الندم عن علم یوجبه ویثمره
اور فعل مذکور کو ثمرہ جانتے ہیں اور اسی اعتبار سے نبی علیہ السلام نے فرمایا ہے ندامت ہی توبہ ہے اسلیے کہ ندامت بدون علم کی کہ باعث اور موجد ہے اور
وعن عزم یتبعه ویتلوه فیکون الندم محفوفا بطرفیه احدهما ثمرته والآخر مثمره ثم ان التوبة واجبة علی جمیع
بغیر عزم کی کہ اوسکے پیچھے لازم ہوتا ہے نہیں ہوتی سو اب ندامت دونو طرف سے گھری ہوتی ہے ایک طرف ثمرہ اور دوسری طرف باعث اور موجد ہوتا ہے پھر بیشک توبہ تمام
المؤمنین علی الفور اما وجوبها علی الجمیع فلقوله تعالی وتوبوا الی الله جمیعا ایها المؤمنون ولقوله تعالی یا ایها الذین
مسلمانوں پر فی الفور واجب ہے وجوب تو سبکے اوپر اس آیت سے ثابت ہے اور توبہ کرو اللہ کی طرف سب ملکر اے ایمان والو اور اس آیت سے کہ اے ایمان والو
آمنوا توبوا الی الله توبة نصوحا وظاهرها ان الآیتین یدل علی ان التوبة واجبة علی کل احد من المؤمنین
توبہ کرو آگے اللہ کی صاف دل کی توبہ اور ظاہر معنی ان دونوں آیتوں کی یہہ ہی دلالت کرتی ہیں کہ توبہ ہر ہر شخص مؤمن پر واجب ہے
لورود الامر فیهما علی العموم ونور البصیرة ایضا یرشد الی ذلک لان معنی التوبة الرجوع عما لا یرضاه الله تعالی
کیونکہ امر ان دونوں آیتوں میں سبکو عام ہے اور دل کی روشنی بھی یہہ ہی گواہی دیتی ہے اسواسطے کہ توبہ کی معنی اللہ تعالی کی ناراضامندی سے

الى مايرضاه وذلك لا يتصور الا من العاقل والعقل لا يكمل الا بعد كمال الشهوة والغضب وسائر الصفات المذمومة

رضامندی کی طرف رجوع کرنا اور یہہ امر صرف عاقل ہی سی ہوسکتا ہی اور عقل کامل نہین ہوتی بدون کامل ہونی قوی شہوانی اور غضبی اور تمام اوصاف بد کی

التي هي وسائل الشيطان الى اغواء الانسان فان الشهوة من جنود الشيطان والعقل من جنود الملئكة وليس

جو جو واسطی بہکانی انسان کی شیطان کی وسیلی ہین کیونکہ شہوت شیطان کا لشکر ہی اور عقل فرشتون کا لشکر ہی اور ایسا

في الوجود انسان الا وشهوته التي هي عدة الشيطان متقدمة على عقله الذي هو عدة الملئكة فيكون الرجوع

انسان کوئی نہین ہی جسکی شہوت جو شیطانی سامان ہی عقل پر کہ فرشتون کا سامان ہی مقدم نہو سو اب امور سابقہ سی جو شہوات کی

عما سبق من مساعدة الشهوات ضروريا في كل انسان بعد البلوغ لان من بلغ كافرا جاهلا الدين الاسلام يجب

مددگار ہین باز رہنا ہر انسان کو بلاغت کی دنونمین ضروری ہی اسلئی کہ جو شخص حالت کفر مین اسلام سی ناواقف بالغ ہوگیا تو اوسپر

عليه التوبة عن كفره وجهله بتعلم ما يحصل به الاسلام ومن بلغ مسلما تبعا لابويه غافلا عن حقيقة الاسلام

توبہ اپنی کفر اور جہالت سی واجب ہی کہ وہ باتین سیکہی جن سی اسلام حاصل ہووی اور جو شخص ماباپ کی ساتہہ حالت اسلام مین بالغ ہوا بی خبر اسلام کی حقیقت سی

يجب عليه التوبة عن غفلته بفهم معنى الاسلام اذ بعد البلوغ لا يفيده اسلام ابويه شيئا مالم يسلم بنفسه

تو اوسپر توبہ اس غفلت سی واجب ہی کہ اسلام کی معنی خوب سمجہی اسلئی کہ بالغ ہوکر ماباپ کا اسلام اسکی حق مین کچہہ مفید نہین ہی جبتک خود مسلمان نہووی

فاذا فهم معنى الاسلام بعد البلوغ يجب عليه الرجوع عن عادته والفه بالاسترسال في الشهوات والعادات وهو اشق

پہر جب بالغ ہوکر معنی اسلام کی سمجہہ چکا تو اوسپر باز آنا اپنی عادات اور الفت سی کہ شہوات وغیرہ عادات مین بی مہار ہورہا ہی واجب ہی اور اس قسم کی توبہ

ابواب التوبة وفيه هلك اكثر الخلق لعجزهم عنه لان الشهوة تكمل في الصبي قبل البلوغ وكمال العقل فيكون

سب قسمون کی نسبت دشوار ہی اسمین اکثر خلقت عاجز ہوکر ہلاک ہوگئی ہی اسلئی کہ شہوت لڑکپن مین بلاغت اور کمال عقل سی پہلی مستحکم ہوجاتی ہی سو

جند الشيطان في الابتداء مستوليا على مملكة القلب ويقع للقلب انس والف بمقتضيات الشهوات والعادات

شیطانی لشکر پہلی ہی دلکی ولایت کو مغلوب کرلیتا ہی اور دل کی اندر شہوات اور عادات کی محبت اور الفت پیدا ہوکر غالب آجاتی ہی

ويغلب فيه ذلك ويعسر عليه النزوع عنه ثم يلوح العقل الذي هو من حزب الله تعالى وجنده فان كان كاملا

اور اوس حالت سی اوسکو نکلنا دشوار ہوتا ہی پہر عقل کہ اللہ تعالی کا جتہا اور لشکر ہی ظاہر ہوتی ہی پہر اگر وہ کامل

قويا ينتهض لانقاذ عباد الله تعالى من يدي اعدائه شيئا فشيئا على التدريج فيكون اول شغله قمع جنود

اور قوی ہی تو واسطی چہوڑانی عباد الہی کی دشمنون کی ہاتہون سی آہستہ آہستہ بتدریج تیار ہوتی ہی پہر شیطانی لشکر کا اوکہاڑنا شہوتون کو توڑکر

الشيطان بكسر الشهوات ومفارقة العادات ورد الطبع على سبيل القهر الى العبادات ولا معنى للتوبة الا هذا وان لم يكن

اور عادات کو چہوڑانا اور طبیعت کو بزور ہٹاکر عبادات پر لگانا اوسکا اول شغل ہی اور توبہ کی معنی سوا اسکی اور کچہہ نہین ہین اور اگر وہ عقل کامل

كاملا قويا تسلم مملكة القلب للشيطان وينجز اللعين وعده حيث قال لئن اخرتن الى يوم القيامة لاحتنكن ذريته

اور قوی نہووی تو دلکی مملکت شیطان کی حوالہ کردیتی ہی اور وہ ملعون اپنا وعدہ پورا کرتا ہی جنانچہ کہتا ہی اگر تو مجکو ڈہیل دی قیامت کی دن تک تو اوسکی اولاد کو ڈاہنٹی دونگا

الا قليلا والمعنى انك ان اخرتني حيا الى يوم القيامة لاقودنهم حيث ماشئت

مگر تہوڑی سی اور مراد یہہ ہی کہ اگر تو مجکو جیتا چہوڑیگا قیامت تک تو بیشک اونکو جدہر چاہونگا کہینچ لیجاؤنگا

ولاستولين عليهم استيلاء قويا الا قليلا منهم وهم المخلصون من عباد الله الصالحين

اور بیشک اونپر غالب رہونگا مگر اونمین سی بعضون پر کہ وہ مخلص بندی اللہ کی اور صلحا ہین

وهذا كقول اللعين لازينن لهم في الارض ولاغوينهم اجمعين وانما عرف اللعين حصول ذلك المطلب له مع انه لا

اور یہہ جنانچہ وہ ملعون کہتا ہی البتہ مین اونکو بہاری دکہاؤنگا زمین مین اور راہ سی کہو دونگا سبکو اور وہ لعین حصول اس مطلب کا باوجودیکہ غیب دان نہین ہی

يعلم الغيب استدلالا بما راى فيهم من كون مبدء الشر متعددا ومبدء الخير واحدا اذ في نفس الانسان قوة بهيمية
اس دلیل سی سمجھ گیا کہ اوسنی دیکھا کہ آدمیون کی اندر بدی کی اسباب تو بہت ہین اور بہلائی کا سبب ایک ہی ہی کیونکہ انسان کی ذات مین قوت بہیمیہ

شهوانية وقوة سبعية غضبية وقوة وهمية شيطانية وهذه الثلثة مستولية عليه من اول الخلقة داعية
شہوانی اور قوت سبعی غضبی اور قوت وہمیہ شیطانی ہی اور تینون قوتین ابتداء پیدایش سی اسپر غالب ہیں اور آتی ہین شر کی طرف

له الى الشر وبعد هذه الثلثة فيه قوة عقلية ملكية وهي وان كانت داعية الى الخير لكنها انما تكمل بعد استيلاء
متوجہ رکہتی ہین اور ان تین قوتون کی بعد اوسمین قوت عقلی ملکی ہوتی ہی اور یہہ اگرچہ آدمیکو خیر کی طرف بلاتی ہی پر یہہ قوت جب کامل ہوتی ہی کہ

الثلثة الاول على القلب فلما راى اللعين فيه ذلك علم ان ما يريده يمكن حصوله فعلى هذا يكون التوبة فرض عين
وہ پہلی تینون قوتین دل پر غالب ہوجاوین جب شیطان ملعون نی انسان مین یہہ قوتین دیکہین توجان گیا کہ میرا ارادہ ہوسکتا ہی اب اس بیان کی موافق ہر ہر شخص پر توبہ

على كل شخص ولا يتصور ان يستغني عنها احد من افراد البشر واما وجوبها على الفور فلما في تاخيرها من الاصرار
فرض عین ہی اور معلوم نہین ہوتا کہ افراد انسان مین سی کوئی بہی اسکا حاجتمند نہو اور رہا توبہ کا ترت فی الحال واجب ہونا سو اسلئی کہ تاخیر کرنی مین اصرار

المحرم الذي يتضاعف الذنوب به اذ يلزم بتاخيرها لحظة ذنب اخر واجب التوبة حتى قالوا يلزم بتاخير التوبة
حرام لازم آتا ہی یعنی ہٹ کرنا کہ جس سی گناہ درگناہ بڑہتی چلی جاتی ہین کیونکہ توبہ سی ایکدم بہر تاخیر کرنی مین ایک اور گناہ واجب التوبہ پیدا ہوجاتا ہی

عن كبيرة زمانا واحدا كبيرتان الاولى وترك التوبة عنها وزمانين اربع كبائر الاوليان وترك التوبة عن كل منهما
اتنا کہتی ہین کہ گناہ کبیرہ کی توبہ سی ایکدم بہر تاخیر کرنیمین دو کبیرہ ہوجاتی ہین ایک تو وہی پہلا اور اوسکا توبہ نکرنی اور دودم مین چار کبیرہ ہوجاتی ہین دو تو وہی پہلی اور دونو سی توبہ نکرنی

وثلثة ازمنة ثماني كبائر واربعة ازمنة ستة عشر كبيرة وخمسة ازمنة اثنان وثلثون كبيرة وهكذا
اور تین دم مین آٹھ کبیرہ ہوتی ہین اور چاردم مین سولہ کبیرہ ہوتی ہین اور پانچ دم مین بتیس کبیرہ ہوتی ہین اسطرح گناہ بڑہتی جاوینگی

يتضاعف الذنوب مهما ازداد التاخير وقد ذكر فيما سبق ان العلم بكون الذنوب سموما مهلكة من نفس الايمان فاذا ثبت
جسقدر تاخیر ہوتی جاویگی اور اوپر مذکور ہوچکا ہی کہ گناہ کو زہر قاتل سمجہنا عین ایمان ہی جب یہہ ثابت ہوا

ان هذا العلم من نفس الايمان يلزم ان يكون الايمان باعثا على ترك الذنوب فمن لم يتركها فهو فاقد لهذا الجزء من الايمان
کہ یہہ علم عین ایمان ہی تو لازم آتا ہی کہ ایمان واسطی ترک ذنوب کی باعث ہوا کری پہر جو شخص گناہ کو ترک نہین کرتا تو اوسمین ایمان کا یہہ جزو نہین ہی

ولهذا قال النبي عليه السلام لا يزني الزاني حين يزني وهو مؤمن فانه عليه السلام ما اراد به نفي الايمان الذي هو العلم
اور اسی لئی نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ زانی زنا نہین کرتا کہ زنا کرتا ہو اور وہ مسلمان ہی ہو بیشک نبی علیہ السلام کی یہہ مراد نہین ہی کہ وہ ایمان جو خدا کا پہچاننا

بالله وملئكته وكتبه ورسله فان ذلك الايمان لا ينافيه الزنى وسائر الذنوب بل اراد به نفي الايمان الذي هو العلم
اور اوسکی فرشتون کا اور کتابون اور انبیا کا ہی جاتا رہا کیونکہ زنا اس ایمان کا منافی نہین ہی اور نہ اور تمام گناہ بلکہ اس سی یہہ مراد ہی کہ وہ ایمان جسمین یہہ سمجہنا تہا

بكون الزنى مبعدا من الله تعالى وموجبا للمقتة فعلى هذا لا يكون المصر على المعاصي كاملا في ايمانه بل يكون ناقصا فيه
کہ زنا خدا سی دور کردیتا ہی اور ہلاک کر ڈالتا ہی باقی نہین رہتا اس بیان کی موافق جو شخص معاصی پر جما ہوا ہی ایمان کامل نہین رکہتا بلکہ ایمان کی باب مین ناقص ہوتا ہی

وذلك لان ترك الذنوب لا يتصور الا بالصبر والصبر لا يتيسر الا بالخوف والخوف لا يتحقق الا بالعلم بعظم ضرر الذنوب
اسلئی کہ ترک ذنوب بدون صبر کی خیال مین نہین آتا اور صبر بدون خوف کی میسر نہین ہوتا اور خوف پیدا نہین ہوتا جبتک گناہون کا بڑا ہی ضرر یقین نکری

والعلم بعظم ضرر الذنوب لا يحصل الا بتصديق الله تعالى ورسوله فمن لم يترك الذنوب واصر عليها [illegible]
اور گناہون کی ضرر کہ یقین بدون تصدیق خدا اور رسول کی نہین ہوتا پہر جو شخص گناہون سی باز نہ آوی گناہون پر جما ہی رہی گویا [illegible] خدا اور رسول

الله تعالى ورسوله فيخاف عليه امر عظيم عند الموت اذ ربما يكون موته على الاصرار سببا لزوال [illegible]
نہین کی تو اوسپر مرتی دم بڑا ہی خوف ہی اسلئی کہ ہوسکتا ہی کہ اوسکی موت اسی پیچ پر ایمان کو ڈگاوی [illegible] بد انجام

الخاتمة ويبقى في جهنم أبد الآباد وإن لم يختم له بسوء الخاتمة بل مات على الإيمان يكون في مشيئة الله تعالى إن
خاتمہ بد پر ہووی اور ہمیشہ کو دوزخ میں پڑا رہی اور اگر انجام خاتمہ بد پر نہوا بلکہ ایمان پہ مرا تو اب تابع مرضی الٰہی کا ہی چاہی اوسکو دوزخ میں ڈالکر

شاء يدخله جهنم ويعذبه فيها بقدر ذنوبه ثم يخرجه منها ويدخله الجنة ولو بعد حين وإن شاء يعفو عنه
بمقدار معاصی کی عذاب دیکر پہر دوزخ میں سی نکال کر جنت میں داخل کری اگرچہ بعد عرصہ کی ہو اور چاہی اوسکو معاف کری

ويدخله الجنة بلا عذاب إذ لا يستحيل أن يشمله عموم العفو بسبب خفي حتى لا يطلع عليه أحد غير الله تعالى
اور بلا عذاب جنت میں داخل کردی اسلئی کہ کیا محال ہی کہ اوسکی عنایت عام اوسپر بہی ہوجاوی کسی پوشیدہ سبب سی جسکو بجز اللہ تعالیٰ کی کوئی نہ جانتا ہو

كما لا يستحيل أن يدخل أحد خربا لطلب كنز فاتفق أن يجده لكن من خرب بيته وضيع ماله وترك نفسه وعياله
جیسی ممکن ہی کہ کوئی اجاڑ کی اندر خزانہ کی تلاش میں جاوی پہر اتفاقاً خزانہ پالیوی لیکن جسنی اپنا گہر خراب کردیا اور مال تلف کرکر اپنی جان کو اور اولاد کو

جياعا يزعم أنه ينتظر من فضل الله تعالى أن يرزقه كنزا تحت الأرض في بيته فإنه كما يعد من الحمقى المغرورين وإن
بہوکا مارا کہی کہ میں اللہ کی اس فضل کا منتظر ہوں کہ میری گہر کی اندر زمین میں سی خزانہ عنایت کری سو یہہ شخص جیسی احمق بیوقوف سمجہا جاویگا اگرچہ اوسکی خواہش

كان ما ينتظره غير مستحيل في قدرة الله تعالى وفضله كذلك من ينتظر المغفرة من فضل الله تعالى مع كونه مصرا
بلحاظ قدرت اور فضل الٰہی کی کچہہ محال نہیں ہی ہوسکتی ہی ایسی ہی جو شخص بخشش کا امیدوار ہی اللہ تعالیٰ کی فضل سی باوجودیکہ

على الذنوب غير سالك طريق المغفرة يعد من المعتوهين فبعض من هؤلاء الحمقى المغرورين يروج حماقته بكلام حسن
گناہوں پر جم رہا ہی اور بخشش کی راہ نہیں چلتا بیوقوف کہلاویگا پہر بعضی انہیں سی احمق بہولی اپنی حماقت کی ساتہہ اس خوبی سی کلام کرتی ہیں

ويقول إن الله كريم لا تضيق جنته عن مثلي ولا تضره معصيتي ثم ترى ذلك الأحمق يركب البحار ويختار مشاق الأسفار
اللہ تعالیٰ بیشک کریم ہی اوسکی جنت مجہہ سوال سی تنگ نہیں ہوجاویگی اور میری معصیت سی اوسکا کیا ضرر ہی پہر تم اوس احمق کو دیکہتی ہو کہ دریا کا سفر کرتا ہی اور

في طلب الدرهم والدينار وإذا قيل له إن الله تعالى كريم وخزائن دراهمه ودنانيره لا يقصر عن مثلك ولا يضره كسالك
واسطی طلب روپیہ اشرفی کی سفر کی مشقت کہینچتا ہی اور اگر یہہ کہی کہ اللہ تعالیٰ بیشک کریم ہی اور اوسکی خزانی میں روپیہ اشرفی کی تجہہ سوال کی لئی کچہہ کمی نہیں ہی اور تجارت میں تیری

بترك التجارة فاجلس في بيتك عساه أن يرزقك من حيث لا تحتسب فإنه يستحمق من يقول هكذا ويستهزئ
سستی سی اوسکا کیا نقصان سو تو اپنی گہر بیٹہہ رہی تجہکو روزی دیویگا جہاں سی تیرا گمان نہو اب اس تقریر والی کو احمق بتاتا ہی اور چہل کی راہ سی کہتا ہی

به ويقول ما هذا الهوس فإن السماء لا تمطر ذهبا ولا فضة وإنما يحصل ذلك بالكسب هكذا جرت عادة
یہہ کیا واہیات ہی آسمان سی اشرفی روپیہ کبہی نہیں برستا یہہ تو بدون محنت کسی کو حاصل نہیں ہوتا اسیطرح اللہ کی عادت

الله تعالى وسنته ولا تبديل لسنة الله ولا يعلم هذا الأحمق أن رب الدنيا والآخرة واحد ولا تبديل
اور قاعدہ جاری ہی اللہ کی ہاں قاعدی نہیں بدلتی اب یہہ احمق نہیں سمجہتا کہ پروردگار دین دنیا کا تو ایک ہی سو اوسکی قاعدی دونو

لسنته فيهما جميعا وقد أخبرنا ليس للإنسان إلا ما سعى فكيف يعتقد بكونه كريما في الآخرة ولا يعتقد بكونه
جہانوں میں نہیں بدلتی اور بیشک یہہ فرمایا ہی اور نہیں ہی واسطی انسان کی مگر جو کمایا اب کیونکر اوسکو آخرت کی لئی تو کریم جانتا ہی اور دنیا کی باب میں

كريما في الدنيا فإن من يخاف من الهلاك في هذه الدنيا الفانية إذا كان يجب عليه الاحتراز عن السموم وما
کریم نہیں سمجہتا بیشک جو شخص اس دار فانی میں ہلاکت سی ڈرتا ہو جب اوسپر یہہ واجب ہی کہ زہر وغیرہ مضر اور مہلک اشیا سی

يضره من المهلكات في كل حال فالخائف من الهلاك الأبدي أولى أن يجب عليه الاحتراز عن المعاصي التي هي سموم
ہر وقت احتراز کیا کری پس جو شخص ہلاک ابدی کا اندیشہ کرتا ہو اوسپر اولیٰ تر واجب ہی کہ جملہ معاصی سی جو دین کی حق میں زہر ہیں احتراز کرتا رہی

الدين فإن المخوف من هذه السموم فوات الآخرة الباقية التي ليست أضعاف أعمار الدنيا عشر عشير لها إذ
کیونکہ اس زہر سی خوف آخرت باقیہ کی فوت کا ہی جسکی برابر دنیا کی چند در چند عمریں سوویں حصہ کو نہیں پہنچتی کیونکہ

ليس لنعيمها غاية ولا نهاية وفيها النعيم المقيم والملك العظيم وفي فوتها نار الجحيم والعذاب الاليم المجلس السادس
آخرت کی عشرت کا نہ کچھ اوتھی اور نہ کچھ انتہا اور اوسمیں عیش دائمی اور سلطنت بڑی اور اوسکی فوت میں دوزخ کی آگ ہی اور عذاب دردناک چھاسٹھویں مجلس

والستون في بيان قوله عم ان الله يقبل توبة العبد ما لم يغرغر عن رسول الله صلعم ان الله يقبل توبة العبد
اس حدیث کی بیان میں بیشک الله تعالی بندہ کی توبہ قبول کرتا ہی جبتک جان اسکی گلہ میں نہ اٹکی یعنی نزع تک رسول الله صلی الله علیہ وسلم نے فرمایا بیشک الله تعالی بندہ کی توبہ

ما لم يغرغر هذا الحديث من حسان المصابيح رواه ابن عمر الغرغرة تردد الشيء في الحلق وتستعمل في تردد الروح
جبتک جان گلہ میں آوی یہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثوں میں ہی ابن عمر کی روایت سی اور اصل میں غرغرہ کسی چیز کا حلق میں اندر آنا جانا اور حلق میں روح کی آمد و رفت

وهو المراد ههنا والمعنى ان توبة المذنب مقبولة ما لم يبلغ الروح الحلقوم اذ عند الغرغرة وبلوغ الروح الحلقوم
میں استعمال کیا جاتا ہی اور یہاں یہی مراد ہی اور معنی یہ ہیں کہ گنہگار کی توبہ مقبول ہوتی ہی جبتک روح گلہ میں نہ آجاوی اسلئے کہ غرغرہ کی وقت جب روح حلق میں آ گئی

يعاين ما يصير اليه من رحمة او هوان ولا ينفعه حينئذ توبة ولا ايمان كما قال الله تعالى فيما انزله من القرآن
تو اپنی انجام کو ظاہر دیکھتا ہی رحمت یا خواری اب اوسکو نہ توبہ کچھ فائدہ کری اور نہ ایمان چنانچہ الله تعالی قرآن منزل میں فرماتا ہی

فلم يك ينفعهم ايمانهم لما رأوا بأسنا وقال في اية اخرى وليست التوبة للذين يعملون السيئات حتى اذا حضر
پھر نہ ہوا کہ کام آوی اونکو یقین لانا اونکا جب دیکھ چکی ہمارا عذاب اور ایک اور آیت میں فرمایا اور اونکی توبہ نہیں جو کرتی جاتی ہیں برے کام اور جب سامنی آوی

احدهم الموت قال اني تبت الآن لان من شرط التوبة العزم على ترك الذنب الذي تاب عنه وعدم المعاودة
ایسی کسیکو موت کہنی لگا میں نی اب توبہ کی اسواسطی کہ توبہ میں عزم کرنا ترک گناہ کا جس سی توبہ کی ہی اور اوسکو کبھی عمل میں نہ لانا شرط ہی اور یہ عزم

عليه وذلك انما يتحقق اذا تمكن التائب منه وبقي اوان الاختيار فما لم يبلغ الروح الحلقوم لا ينقطع الرجاء فيصح
جبھی ہو سکتا ہی کہ تایب کو قدرت ہو اور اختیار کا وقت باقی ہو سو جبتک روح حلق میں نہیں آتی تو امید منقطع نہیں ہوتی پس تائب سی

منه الندم والعزم على ترك الذنب فعلم من هذا ان التوبة مبسوطة للعبد حتى يعاين قابض الارواح وذلك
ندامت اور عزم ترک گناہ کا سب صحیح ہی اس سی معلوم ہوتا ہی کہ بندہ کی لئی توبہ کا وقت فراخ ہی جبتک کہ قابض الارواح کو دیکھی اور یہ جب ہی

عند الغرغرة وبلوغ الروح الحلقوم فعلى هذا يجب على العبد ان يتوب عما كان عليه من المعاصي قبل المعاينة
کہ دم اٹکنی لگی اور روح حلق میں آجاوی پس اس بیان کی موافق بندہ پر واجب ہی کہ اپنی تمام معاصی سی معاینہ اور غرغرہ سی پہلی توبہ کری

والغرغرة ولا ييأس من رحمة الله تعالى لانه تعالى قال لا ييأس من روح الله الا القوم الكفرون وقال في اية اخرى
اور الله تعالی کی رحمت سی ناامید نہو اسلئی کہ الله تعالی فرماتا ہی ناامید نہیں اسکی فیض سی مگر وہی لوگ جو منکر ہیں اور ایک اور آیت میں فرمایا

وهو الذي يقبل التوبة عن عباده ويعفوا عن السيأت فينبغي للعاقل ان يتوب في كل وقت ولا يكون مصرا على
اور وہ ہی جو قبول کرتا ہی توبہ اپنی بندوں سی اور معاف کرتا ہی برائیاں سو عاقل کو لازم ہی کہ ہر وقت توبہ کیا کری اور گناہ پر نہ اڑ جاوی

الذنب فان التائب من الذنب لا يكون مصرا وان عاد في اليوم سبعين مرة وقد جاء في الحديث انه عليه السلام
کیونکہ گناہ سی توبہ کرنیوالا گناہ کا مصر نہیں ہوتا اگرچہ دن بھر میں پھر پھر کر ستر مرتبہ کری اور بیشک حدیث میں آیا ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا

قال من لزم الاستغفار جعل الله له من كل ضيق مخرجا ومن كل هم فرجا ورزقه من حيث لا يحتسب و
کہ جو شخص استغفار کو لازم کر لی تو الله تعالی اوسکو ہر تنگی سی رستگاری دیتا ہی اور ہر غم سی کشادگی اور رزق دیتا ہی جہاں سی گمان نہو اور

في حديث اخر انه عليه السلام قال كل بني ادم خطاء وخير الخطائين التوابون وروى انه عليه السلام قال والله
ایک اور حدیث میں ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا تمام بنی آدم خطادار ہیں اور اچھی خطاداروں میں جو توبہ کرتی ہیں اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا قسم ہی الله کی

اني لاستغفر الله واتوب اليه في اليوم اكثر من سبعين مرة وفي حديث اخر انه عليه السلام قال يا ايها الناس
کہ میں ہر روز استغفار اور توبہ ستر مرتبہ سی زیادہ کرتا ہوں اور ایک اور حدیث میں ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا ای لوگو

توبوا الى الله فاني اتوب اليه في اليوم مائة مرة فانظروا يا اهل الانصاف اذا كان النبي عليه السلام يستغفر و

اللہ کی آگے توبہ کرو بیشک میں اوسکی آگے ہر روز سو بار توبہ کرتا ہوں سو خیال کرو ای انصاف والو جب نبی علیہ السلام استغفار اور

يتوب وقد غفر الله له ما تقدم من ذنبه وما تأخر فالذي لم يظهر حاله اغفر له ام لا كيف لا يتوب الى الله

توبہ کرتے ہوں باوجود یکہ اللہ تعالی انکی تمام گناہ اگلی اور پچھلی سب معاف کرچکا ہی پہر جسکا حال کچھ معلوم نہیں کہ معاف ہوئی یا نہیں وہ اللہ کی سامنی

في كل وقت وكيف لا يجعل لسانه ابدا مشغولا بالاستغفار وقد روي عن ابن عباس انه عليه السلام قال هلك

ہروقت کیونکر توبہ نکی عادی اور کیونکر ہمیشہ اپنی زبان کو استغفار مین مشغول نہ رکہی اور بیشک روایت ہی ابن عباس سی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا ماری گئی

المسوفون والمسوف من يقول سوف اتوب وهو هالك لانه يبني الامر على البقاء الذي ليس مفوضا اليه فلعله لا يبقى

درنگ کرنیوالی اور مسوف وہ ہوتا ہی جو کہی اب توبہ کرونگا اور وہ ہلاک ہوا جاتا ہی اسلیئے کہ بقا پر بہروسہ رکہتا ہی جو کہ اسکی حوالہ نہین ہی پہر شاید کہ جیتا نہ بچی

فان بقي فانه كما لا يقدر على ترك الذنب اليوم لا يقدر على تركه غدا لان عجزه عن الترك في الحال ليس الا

اور اگر بچا بہی تو جیسی اب گناہ نہیں چہوڑ سکتا آگی کو بہی چہوڑ سکی کیونکہ بالفعل اسکا مانع ترک معصیت سی بجز غلبہ شہوت کی کوئی نہین

لغلبة الشهوة عليه والشهوة لا تفارقه غدا بل تتضاعف وتتأكد بالاعتياد فليست الشهوة التي اكدها

اور شہوت تو آگلی روز بہی ساتہ ہی بلکہ باعتبار عادت کی پہلی سی زیادہ اور مضبوط سو جس شہوت کو آدمی نی عادت کرکر

الانسان بالاعتياد كالتي لم يؤكدها وعن هذا هلك المسوفون فانهم يظنون ان بين المتماثلين فرقا ولا يدرون

قوت بخشی ہی وہ ایسی ضعیف نہیں ہوتی جسکی عادت نہیں کی اسیہی میں درنگ کرنیوالی ماری گئی کیونکہ وہ یہہ خیال کرتی ہیں کہ دو متماثل میں فرق ہوتا ہی یہہ نہیں جانتی

ان الايام متشابهة في كون ترك الشهوة شاقا فيها وليس مثال المسوف الا مثال من يحتاج الى قلع شجرة فيراها

کہ دن سب ایکسی ہیں ترک شہوت ہمیشہ دشوار ہی اور مسوف یعنی توبہ میں دیر لگانیوالی کی مثال ایسی ہی کہ کسیکو ضرورت درخت اوکہاڑنی کی لگی سو اوسکو دیکہا

قوية لا تنقطع الا بمشقة شديدة فيقول اخرها سنة ثم اعود اليها فاقلعها ومن المعلوم قطعا ان الشجر

تو مضبوط پایا کہ بی مشقت شدید کی نہیں اوکہڑ سکتا اب وہ کہی کہ ایک برس بہر اور کہڑا رہنی دوں پہر آکر اسکو اکہاڑوں گا اور یہہ بات یقینی معلوم ہی کہ درخت

كلما بقيت في الارض ازداد رسوخها فلا حماقة في الدنيا اعظم من حماقته لانه عجز عن قلعها قبل ازدياد

جسقدر زمین میں کہڑا رہیگا مضبوط اور زور ہوتا جاویگا اب دنیا میں اس سی بڑا احمق کوئی نہیں ہی کیونکہ اس سی اب تو اکہڑ نہیں سکتا کہ ابہی خوب زور نہیں ہوا

رسوخها ثم اخذ ينتظر القدرة على قلعها بعد ازدياد رسوخها اذا تحقق هذا فلا بد للمؤمن ان لا يفرغ من التوبة

پہر یہہ ایسی قوت کا منتظر ہی کہ بعد خوب مضبوط ہونیکی اکہاڑ ڈالی جب یہہ بات ثابت ہوچکی تو مؤمن کو ضرور ہی کہ توبہ سی کبہی کسیوقت فارغ نہ رہی

في وقت من الاوقات حتى يأتيه الموت وهو تائب فان التوبة فرض على جميع المؤمنين باتفاق المسلمين لقوله تعالى

اتنا کہ اگر موت آوی تو یہہ شخص تائب بنا ہو بیشک توبہ تمام مؤمنوں پر فرض ہی سب مسلمانوں کی اتفاق سی بدلیل اس آیت کی

وتوبوا الى الله جميعا ايها المؤمنون وقوله تعالى يا ايها الذين امنوا توبوا الى الله توبة نصوحا فانظر الى رحمة الله تعالى

اور توبہ کرو اللہ کی آگی سب ملکر ای ایمان والو اور بدلیل اس آیت کی ای ایمان والو توبہ کرو آگی اللہ کی صاف دل کی توبہ اب تو اللہ تعالی کی رحمت

ورأفته على عباده كيف دلهم الى التوبة وامرهم بها وسماهم مؤمنين بعد ما اذنبوا ثم بين ما لهم من الكرامة في التوبة فقال

اور مہر بندوں کی حال پر دیکہہ تو کسطور اونکو توبہ تعلیم کی اور توبہ کا ارشاد کیا اور اونکا نام گناہ کرنیکی بعد بہی مومن رکہا پہر توبہ سی جو اونکو عزت ہوگی بیان کیا فرمایا

عسى ربكم ان يكفر عنكم سيئاتكم ويدخلكم جنات تجري من تحتها الانهار واخبر انه غفار لذنوبهم وقال و

شاید تمہارا رب اوتاری تمسی تمہاری برائیاں اور داخل کری تمکو باغوں میں جنکی نیچی بہتی ہیں نہریں اور جتادیا کہ میں گناہ کا بڑا بخشنی والا ہوں اور فرمایا اور

الذين اذا فعلوا فاحشة او ظلموا انفسهم ذكروا الله فاستغفروا لذنوبهم ومن يغفر الذنوب الا الله ولم يصروا

وہ لوگ جب کر بیٹہیں کہلا گناہ یا برا کریں اپنی حق میں تو یاد کریں اللہ کو اور بخشش مانگیں اپنی گناہوں کی اور کون ہی گناہ بخشتا سوا اللہ کی اور نہ اڑتی ہیں

على ما فعلوا وهم يعلمون اولئك جزاؤهم مغفرة من ربهم وجنت تجري من تحتها الانهر خلدين فيها ونعم اجر
اپنی کئی پر جانتے ہوئی انکی جزا ہی بخشش انکی رب کی اور باغ جنکی نیچی نہری تیرتی رہ پڑی ویں ہمیشہ اور خوب مزدوری ہی

العملين ونص على انه يحبهم بعد التوبة فقال ان الله يحب التوابين ويحب المتطهرين واشار الى ان التوبة طهارة
کام کرنیوالون کی اور کہول کر فرمایا کہ بعد توبہ کی انکو محبوب رکہتا ہوں سو فرمایا اللہ کو خوش آتی ہیں توبہ کرنیوالی اور خوش آتی ہیں ستہرے رہنی والی اور یہ اشارہ فرمایا کہ توبہ انکو

لهم عن نجاس الاوزار فلابد للمؤمن من التوبة لكن لها اربعة شروط ان اختل شرط منها لا يتحقق التوبة الاول الندم
پاک کرتی ہی گناہوں کی نجاست سی اب مومن کو توبہ کرنی ضرور چاہیی لیکن توبہ کی واسطی چار شرطین ہیں اگر ان میں سی ایک بہی کم ہو دیگی تو توبہ ٹہیک نہوگی اول ندامت گذشتہ کی

بالقلب على ما فعل من الذنوب في الماضي ونعني بالندم تحزن وتوجع على ما فعل وتمني كونه لم يفعل والثاني ترك
گناہ پر دل سی نادم ہونا اور ندامت سی مراد ہی اپنی کئی ہوئی پر غمگین اور دردمند ہونا اور آرزو کرنا کہ ایسا نکرتا اور دوسری شرط معصیت کا

المعصية في الحال والثالث العزم على ان لا يعود الى مثلها في الاستقبال والرابع ان يكون ذلك خوفا من الله تعالى
فی الفور ترک کرنا تیسری شرط نیت کرنی کہ ایسا کار آیندہ کو پہر کبہی نکروں گا اور چوتہی شرط یہ ہی اللہ تعالی خوف سی ہوویں کرنی

لا لامر اخر فان من ندم على شرب الخمر وتركه لما فيه من الصداع وزوال العقل والخلل بالمال والعرض لا يكون تائبا
اور وجہ نہو بیشک جو شخص شراب پینی پر نادم ہو کر اسکو چہوڑدی کہ اوسمین دردسر ہوتا ہی اور بہکتا ہی اور مال خرچ ہوتا ہی اور آبرو بگڑتی ہی تو ایسا شخص موافق شرع کی

شرعا وكذلك من قال بلسانه استغفر الله وقلبه مصر على المعصية فاستغفاره ذلك يحتاج الى استغفار
تائب نہیں ہی اور ایسی ہی جو شخص زبان سی تو استغفر اللہ کہا کری اور اسکا دل معصیت پر جما ہوا ہو تو ایسی توبہ سی بہی توبہ کرنی چاہیی جو ندامت کی ساتہ ہو

مقارن بالندم لما روي عن علي انه راى رجلا قد فرغ من صلاته وقال اللهم اني استغفرك واتوب اليك سريعا فقال
کیونکہ حضرت علی سی روایت ہی کہ اونہوں نی ایک شخص کو دیکہا کہ نماز سی سلام پہیرتی ہی جلدی سی کہنی لگا الہی میں تجہسی مغفرت مانگتا ہوں تیری آگی توبہ کرتا ہوں حضرت

علي يا هذا ان سرعة اللسان بالاستغفار توبة الكذابين فتوبتك تحتاج الى توبة وعن الحسن البصري انه قال
علی نی کہا ای شخص زبانی جلدی سی استغفار کرنی جہوٹہونکی توبہ ہوتی ہی تیری یہہ توبہ قابل توبہ کی ہی اور حسن بصری سی روایت ہی کہ وہ کہتی تہی

استغفارنا يحتاج الى استغفار قال القرطبي هذا قوله في زمانه فكيف في زماننا هذا الذي يرى فيه الانسان مكبا
ہماری توبہ قابل توبہ کی ہی قرطبی کہتی ہیں حسن بصری کا یہہ قول اونکی زمانہ میں ہی ہماری زمانہ کا تو کیا حال ہی جسمین تمام انسان ظلم پر اوندہی پڑی ہوئی ہیں

على الظلم حريصا عليه لا ينقلع عنه والسبحة في يده يزعم انه يستغفر منه وذلك استهزاء منه واستخفاف لما روي
ایسی حریص کہ ذرہ نہیں بچتی اور ہاتہونسی تسبیح بہاتی ہیں بایں خیال کہ ہم توبہ کرتی ہیں اور یہہ اسکی ٹہٹہا بازی اور استخفاف ہی کیونکہ روایت ہی

انه عليه السلام قال المستغفر باللسان المصر على الذنب كالمستهزئ بربه وانما التوبة ان يستغفر بلسانه وينوي
کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا زبانی توبہ کرنیوالا دل سی گناہ پر اڑا ہوا گویا اپنی رب کا ٹہٹہول کرتا ہی توبہ وہ ہی جو زبان سی استغفار کر کر دل سی یہہ نیت کری

بقلبه ان لا يعود الى الذنب اصلا فاذا فعل ذلك يغفر الله له ذنبه وان كان عظيما اذ ليس ذنب اعظم من الكفر
کہ پہر ہرگز گناہ نکرونگا جب ایسا کرتا ہی تو اللہ اوسکی گناہ معاف کردیتا ہی کتنا ہی بڑا ہو کیونکہ کفر سی بڑا کوئی گناہ نہیں ہی

وقد قال الله تعالى لنبيه في حق اهل الكفر قل للذين كفروا ان ينتهوا يغفر لهم ما قد سلف فما ظنك فيما دونه من المعاصي
اور اللہ تعالی اپنی نبی سی کفار کی حق میں فرماتا ہی تو کہدی کافرونکو اگر باز آویں تو معاف ہوا اونکو جو ہو چکا پہر تجہکو معاصی کی نسبت کفر سی کمتر میں کیا خیال ہی

وقد روي انه عليه السلام قال لو اخطا احدكم حتى ملا ما بين السماء والارض ثم تاب تاب الله عليه وفي حديث
اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا اگر کوئی تم میں سی اتنی خطائیں کری کہ آسمان اور زمین کی بیچ بہر جاوی پہر وہ توبہ کری تو اللہ اوسکی توبہ قبول کرتا ہی اور ایک حدیث میں

اخر انه عليه السلام قال ان العبد اذا اعترف ثم تاب تاب الله عليه يعني انه اذا اقر بكونه مذنبا ثم تاب وندم
مروی ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ آدمی جب اپنی گناہ کا اقرار کر کر توبہ کرتا ہی تو اللہ بہی اوسکی توبہ قبول کرتا ہی مراد یہہ ہی کہ جب وہ اپنی خطاوار ہونیکا اقرار کرکی پہر توبہ کر کر

على ما فعل من الذنوب واكتسب من السيئات وعزم ان لا يعود الى مثله يقبل الله تعالى توبته ويتجاوز عن
کئی ہوئی گناہ اور کمائی ہوئی برائیونسی نادم ہو اور نیت کری کہ ایسا کام پہر نکرونگا تو اللہ تعالی اوسکی توبہ قبول کرتا ہی اور اوسکی گناہونسی درگذر فرماتا ہی

سيئاته لكن ينبغي ان يعلم ان الذنوب على نوعين ذنب فيما بينك وبين الله تعالى وذنب فيما بينك وبين العباد
لیکن سمجہنی کی بات ہی کہ گناہ بہی دو قسم کی ہین ایک گناہ تیری اور خدا کی بیچمین یعنی حق اللہ ہی اور ایک گناہ تیری اور بندی کی درمیان مین یعنی حق العباد ہی

فالذنب الذي بينك وبين الله تعالى يكفي فيه الاستغفار باللسان والندم بالقلب والعزم على ان لا يعود
پہر جو گناہ صرف حق اللہ ہی تو اسمین صرف زبانسی استغفار اور دلسی ندامت اور پہر نکرنی کی نیت کافی ہی

فاذا فعل ذلك لا يبرح من مكانه حتى يغفر له ذنبه الا ان يكون شيئا من الفرائض فان الشرع لا يكتفي فيه
جب یہہ حال بنایا تو ابہی اپنی جگہہ سی نہین ٹلنی پاتا کہ اوسکی گناہ معاف ہوجاتی ہین ان اگر کوئی فریضہ ترک ہوا ہو کیونکہ شرع نی اسباب مین توبہ پر اکتفا نہین کیا

بمجرد التوبة بل اضاف الى ذلك في البعض قضاء كالصلوة والصوم وغيرهما وفي البعض كفارة ايضا واما حقوق
بلکہ اوس توبہ کی ساتہہ بعضی جگہہ قضا لگا رکہی ہی جیسی نماز اور روزہ وغیرہ اور بعضی جگہہ کفارہ بہی لگا رکہا ہی اور رہی حقوق

الآدميين فلابد من ايصالها الى مستحقيها فان لم يوجدوا يلزم تصدقها عنهم بنية ان تكون وديعة
العباد پس پہنچانا حقوق کا مالکون کی پاس ضرور ہی پہر اگر وہ لوگ نہ ملین تو دینا اونکی طرف سی اس نیت سی خیرات کردی کہ اللہ تعالی کی یہان ودیعت

عند الله تعالى يوصلها الى اصحابها يوم القيمة فمن لم يجد السبيل لخروجه عما عليه من التبعات لاعساره
رہی قیامت کی روز مالکون کی حوالہ کری پہر جسکو ماری مفلسی کی حقوق ادا کرنیکی کوئی راہ نہ ملی تو اوسکو

فعليه ان يكثر من الاعمال الصالحات ويستغفر لمن ظلمه من المؤمنين والمؤمنات في اكثر الاوقات فانه اذا فعل
یہہ لازم ہی کہ اعمال صالحہ بہت کیا کری اور اپنی مؤمن مظلومون کی حق مین اکثر اوقات استغفار کیا کری بیشک جب یہہ عمل کریگا

كذلك يرجى من فضل الله تعالى ان يرضى خصماءه يوم القيمة قيل لبعض العلماء هل للتائب من علامة يعرف بها
تو اللہ تعالی کی فضل سی امید ہی کہ قیامت کی دن اسکی مدعیون کو راضی کردی کسی ایک عالم سی پوچہا آیا تائب کی واسطی کوئی ایسی علامت ہی جس سی معلوم ہو

قبول توبته قال نعم علامته اربعة اشياء الاول ان ينقطع عن اصحاب السوء والثاني ان يكون معرضا عن
کہ توبہ قبول ہوئی کہا ہان اسکی چار علامتین ہین اول یہہ کہ بدکارونسی بیزار ہوجائی اور دوسری یہہ کہ ہر گناہ سی نفرت کری

كل ذنب مقبلا على الطاعات والثالث ان يذهب من قلبه فرح الدنيا ويرى حزن الآخرة دائما في قلبه والرابع
اور طاعات کی طرف متوجہ ہووی اور تیسری یہہ کہ اوسکی دلمین دنیا کی فرحت نرہی اور آخرت کا فکر دلمین ہمیشہ لگا رہی اور چوتہی یہہ

ان يرى نفسه فارغا عما ضمن الله له من امر الرزق ويكون مشغولا بما امر به فاذا وجد فيه هذه العلامات
کہ اپنی جان کو ایسی چیزون کی فکر سی جسکا اللہ تعالی ذمہ دار ہوچکا ہی فارغ پاوی جیسی رزق اور احکام الہی کی بجا آوری مین مشغول رہی جب اوسمین یہہ علامتین موجود ہوتی ہین

يكرمه الله تعالى باربع كرامات احدها ان يخرجه من الذنوب كانه لم يذنب قط والثاني ان يحبه والثالث
تو اوسکو اللہ تعالی چار کرامتین عنایت کرتا ہی ایک یہہ کہ گناہونسی ایسا صاف کردیتا ہی گویا کبہی بہی گناہ نہین کیا اور دوسری یہہ کہ اوسکو دوست رکہتا ہی تیسری یہہ

ان يحفظه من الشيطان ولا يسلطه عليه والرابع ان يؤمنه من الخوف قبل ان يخرج من الدنيا لانه تعالى قال
کہ اوسکو شیطان سی محفوظ رکہتا ہی شیطان کو اوسپر تسلط نہین دیتا چوتہی یہہ کہ خوف سی مامون رہتا ہی اس سی پہلی کہ دنیا مین سی روانہ ہو کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہی

تتنزل عليهم الملئكة الا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنة التي كنتم توعدون ويجب له على الناس اربعة اشياء
اون پر اوترتی ہین فرشتی کہ تم نہ ڈرو اور نہ غم کہاؤ اور خوشی سنو اوس بہشت کی جسکا تمکو وعدہ تہا اور اور لوگون پر اوسکا چار حق واجب ہوجاتی ہین

اولها ان يحبوه لانه تعالى قد احبه والثاني ان يدعوا له بالثبات على التوبة لان الثبات على التوبة اشد من
اول یہہ کہ اوس سی محبت کیا کرین کیونکہ اللہ تعالی اوس سی محبت کرتا ہی دوسری یہہ کہ اوسکی حق مین توبہ پر قایم رہنی کی دعا کیا کرین اسلئی کہ توبہ پر قایم رہنا توبہ کرنیسی

التوبة

التوبة والثالث ان یجالسوه ویذاکروه ویعاونوه والرابع ان لا یعیروه بما سلف عن ذنوبه لانه تعالی قال حکایة

دشوار تر ہی تیسری یہہ کہ اوسکی پاس بیٹھکر یاد الٰہی اور امداد کیا کرین چوتھی یہہ کہ باعتبار پہلی گناہون کی طعنہ زنی نکیا کرین اسلیٔ کہ اللہ تعالی حضرت یوسف

عن یوسف علیه السلام لا تثریب علیکم الیوم قال الفقیه ابو اللیث وذلك ان المؤمن لیس من شانه ان یقع فی الذنب

علیہ السلام کی طرف سی حکایت کرتا ہی کچھہ الزام نہین تمپر آج فقیہ ابو اللیث کہتی ہین یہہ اسلیٔ ہی کہ مؤمن کی شان سی نہین ہی کہ گناہ مین مبتلا ہووی

ولا یتعمده کما یدل علیه قوله تعالی وکره الیکم الکفر والفسوق والعصیان فانه تعالی قد اخبر انه ابغض علی المؤمنین

اور عمدا کیا کری چنانچہ اس آیت سی معلوم ہوتا ہی اور برا لگایا تمکو کفر اور گناہ اور حکمی کیونکہ اللہ تعالی نی خبر دی ہی کہ ہمنی مؤمنون پر معصیت کوناپسند

المعصیة فلا یقع المؤمن فیها اذا کان ایمانه حقیقیا لا لسانیا الا فی حال الغفلة فاذا تاب عنها لا یجوز ان یعیر بها قال

کردیا ہی سو مؤمن گناہ مین نہین پڑتا اگر اوسکا ایمان حقیقی ہو صرف زبانی ہی نہو مگر غفلت مین پہر جب اوسنی گناہ سی توبہ کی تو جائز نہین ہی کہ طعنہ زنی کرین

رسول الله صلی الله علیه وسلم الکیس من دان نفسه وعمل لما بعد الموت والعاجز من اتبع نفسه هواها وتمنی علی الله

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ہوشیار وہ ہی کہ اپنی جان کو ذلیل رکہی اور آخرت کی واسطی عمل کیا کری اور احمق وہ ہی کہ اپنی جان کو ہوا ہوس کی پیچھی لگاوی اور اللہ سی آرزوئین

هذا الحدیث من حسان المصابیح رواه شداد بن اوس ومعناه ان العاقل من غلب علی نفسه وقهرها وحاسبها

طلب کری یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثون مین ہی شداد ابن اوس کی روایت سی اسکی یہہ معنی ہین کہ عاقل وہ ہی جو نفس پر غالب آکر اوسکو دبالی اور محاسبہ لیکر

ونظر ما عملت لآخرتها فان وجدها عملت خیرا حمد الله تعالی ویسعی فی الازدیاد فیه وان وجدها عملت شرا اشتغل

دیکہی کہ آخرت کی لیٔ کیا عمل کیا ہی اگر جانی کہ نیک عمل کیا ہی تو خدا کا شکر کرکر اسمین اور زیادہ کوشش کری اور اگر جانی کہ برا کام کیا ہی تو توبہ اور استغفار کرکر

التوبة والاستغفار واصلاح الحال بالتوجه الی الطاعات المنجیة عن العقبات فی العرصات والموصلة الی الدرجات

حال کو درست بناوی طاعات کی طرف متوجہ ہو جو قیامت کی عذاب سی نجات دی اور موت کی بعد بلند درجون پر پہنچاوی

بعد الممات والعاجز من غلبت علیه نفسه وصار تابعا لها واعطاها ما ارادت من المحرمات والمنهیات

اور بیوقوف وہ ہی جسپر نفس غالب آگر اوسکو اپنا تابع کرلی اور جو چاہی سو محرمات اور منہیات مین سی اوسکو دیوی

وتمنی علی الله ان یغفر له ویدخل الجنة من غیر التوبة والاستغفار واصلاح الحال وهذا هو الغرور والغرور علی

اور اللہ سی یہہ تمنا کری کہ خدا بخشدی اور بی توبہ اور بی استغفار اور بلا درستی حال جنت مین داخل کردی اور یہہ ہی غرور کہلاتا ہی اور غرور جیسی

ما ذکره الامام الغزالی فی الاحیاء هو سکون النفس الی ما یوافق الهوی ویمیل الیه الطبع عن شبهة وخدعة من

امام غزالی نی احیاء العلوم مین ذکر کیا ہی نفس کا اطمینان اور موافق ہوا ہوس کی طبع کا میلان بسبب شبہ اور شیطانی مکر کی ہی

الشیطن فمن اعتقد انه علی خیر اما فی العاجل او فی الآجل عن شبهة فاسدة فهو مغرور واکثر الناس یظنون فی

سو جو شخص اپنی حالت کو بالفعل یا آخر کو شبہ فاسد کی راہ سی بہتر سمجھتا ہی پس وہ دہوکہ مین گرفتار ہی اور اکثر لوگ اپنی دلمین اپنی حال کو

انفسهم خیرا مع کونهم مخطئین آثمین فهو اذن مغرورون وان اختلفت اصناف غرورهم وتفاوتت درجاتهم حتی

بہتر سمجھتی ہین باوجودیکہ خطاوار اور گنہگار ہوتی ہین اب وہ دہوکہ مین ہین اگرچہ جہات اور طریقی دہوکی کی مختلف اور اونکی درجی کم و زیادہ ہون یہان تک

کان غرور بعضهم اظهر واکثر من بعض فمنهم من غرتهم الحیوة الدنیا ومنهم من غرهم بالله الغرور اما الذین غرتهم

کہ ہر ایک کا دہوکہ ایک سی فاحش اور بہت بڑہتی ہو پہر بعضی تو دنیا کی زندگی کی دہوکہ مین ہین اور بعضی اللہ کی ساتہہ دہوکہ مین ہین پہر جو شخص دنیا کی

الحیوة الدنیا فهم الذین قالوا النقد خیر من النسیئة والدنیا نقد والآخرة نسیئة فاذن الدنیا خیر فلا بد من ایثارها

زندگی کی دہوکہ مین ہین سو وی شخص ہین جو کہتی ہین نقد اودہار سی بہتر ہی اور دنیا تو نقد ہی اور آخرت اودہار ہی سو اب دنیا بہتر ہی پس دنیا کا اختیار کرنا ضرور ہی

وهذا القیاس فاسد یشبه قیاس ابلیس حیث قال فی حق آدم النبی علیه السلام انا خیر منه خلقتنی من نار

اور یہہ استدلال فاسد ابلیس کا سا قیاس ہی کہ اوسی آدم علیہ السلام کی حق مین کہا تہا مین اوس سی بہتر ہون مجکو تونی بنایا آگ سی

وخلقته من طين والى هؤلاء الاشارة بقوله تعالى الذين اشتروا الحيوة الدنيا بالاخرة فلا يخفف عنهم العذاب
اور اوسکو بنایا خاک سی اور انہی طرف اشارہ ہی اس آیت مین جنہون نی خرید کی دنیا کی زندگی آخرت دیکر سو نہ ہلکا ہوگا اونپر عذاب

ولا هم ينصرون وعلاج هذا الغرور اما التصديق بمجرد الايمان والتصديق بالبرهان اما التصديق بمجرد الايمان
اور نہ اونکو مدد پہنچی گی اور اس دہوکہ کا علاج یا تصدیق نری ایمانی سی ہی یا تصدیق برہانی سی پہر نری تصدیق ایمان کی

فهو ان يصدق الايات الواقعة في القران من جملتها قوله تعالى ما عندكم ينفد وما عند الله باق وقوله تعالى
تو یہہ ہی کہ آیات کی جو کہ قرآن میں آئی ہین تصدیق کری جنہین سی ایک یہہ آیت ہی جو تم پاس ہی ختم ہو جاویگا اور جو اللہ پاس ہی سو رہتا ہی اور ایک یہہ آیت

والاخرة خير وابقى وقوله تعالى وما الحيوة الدنيا الا متاع الغرور فانه عليه السلام قد اخبر بذلك طوائف
اور پچہلا گہر بہتر ہی اور رہنی والا اور یہہ آیت اور دنیا کا جینا یہی ہی جنس دغا کی بیشک نبی علیہ السلام نی بہت کفار کو اسکی خبر سنائی

من الكفار فصدقوه وامنوا به ولم يطالبوه بالبرهان وهذا ايمان يخرج العامة من الغرور واما التصديق
پس اونہوں نی سچ مانا اور اوسپر ایمان لائی اور کوئی برہان آپ سی طلب نکی یہہ ایسا ایمان ہی کہ عوام لوگ دہوکہ سی بچ جاتی ہین اور تصدیق برہانی

بالبرهان فهو ان يعرف وجه فساد هذا القياس الذي نظمه ابليس في قلبه فان كل مغرور فلغروره سبب و
یہہ ہی کہ اس قیاس کی فساد کو معلوم کری جو کہ ابلیس نی اپنی دلمین مرتب کیا تہا کیونکہ جو شخص دہوکہ مین آتا ہی تو اوسکا کوئی سبب ہوتا ہی اور

ذلك السبب هو دليله وكل دليل نوع قياس يقع في القلب ويورث السكون اليه وان كان صاحبه لا يشعر به
وہی سبب اوسکی دلیل ہوتی ہی اور ہر دلیل ایک طرحکا قیاس ہوتا ہی جو دلمین پیدا ہوکر دلکو تسکین دیتا ہی اگرچہ قیاس والی کو اسکی خبر نہو

ولا يقدر على نظمه بالفاظ العلماء فالقياس الذي نظمه الشيطان في قلب المغرور مركب من اصلين احدهما
اور نہ اتنی استعداد ہو کہ علماء کی طور پر عبارت مرتب کر لی پس وہ قیاس جو شیطان نی بہکی ہوئی کی دلمین مرتب کیا تہا دو اصل سی مرکب ہی ایک تو یہہ

الدنيا نقد والاخرة نسيئة وهذا صحيح والثاني النقد خير من النسيئة وهذا محل التلبيس اذ ليس الامر كذلك مطلق
کہ دنیا نقد ہی اور آخرت ادہار ہی یہہ تو صحیح ہی اور دوسرا یہہ کہ نقد بہتر ہوتا ہی ادہار سی یہہ جگہ دہوکہ کی ہی کیونکہ کلیہ یوں نہیں ہی

بل اذا كان النقد مثل النسيئة في المقدار والمقصود فهو خير منها واما اذا كان اقل من النسيئة فالنسيئة خير منه
بلکہ نقد اور ادہار دونو اگر مقدار اور مقصود مین برابر ہون تو جب تو نقد بہتر ہی اور اگر نقد مقدار مین ادہار سی کمتر ہو تو پہر نقد سی ادہار بہتر ہوتا ہی

فان هذا المغرور يبذل في تجارته درهما نقدا لياخذ عشرة نسيئة ولا يقول النقد خير من النسيئة وكذا اذا
کیونکہ یہہ مغرور ہی اپنی تجارت مین ایک روپیہ نقد خرچ کرتا ہی تا کہ دس روپیہ ادہار یعنی انجام کو حاصل کری اب نہین کہتا کہ نقد بہتر ہی ادہار سی اور ایسی ہی اگر

حذره الطبيب من الفواكه ولذائذ الاطعمة يترك ذلك في الحال خوفا من الم المرض في الاستقبال والتجار كلهم
طبیب میوی اور لذیذ کہانوں سی منع کردی تو آیندہ کو مرض کی خوف کا مارا فورًا چہوڑ دیتا ہی اور تمام تجارت پیشہ

يركبون البحار ويختارون مشاق الاسفار في الحال لاجل الربح والراحة واللذة في الاستقبال فاذا كانت العشرة في
دریا کا سفر اور سفر کی مشقتین بالفعل گوارا کر لیتی ہین آیندہ کی منفعت اور آرام اور لذت کی واسطی پہر جب آیندہ کی دس

الاستقبال خيرا من الواحد في الحال وكذا اذا كان الربح والراحة واللذة في الاستقبال خيرا من الالم والمشقة في
حال کی ایک سی اور ایسی ہی آیندہ کی منفعت اور راحت اور لذت حال کی الم اور مشقت سی بہتر ہوئی تو

الحال فقس لذة الدنيا وراحتها من حيث مدتها بالنسبة الى مدة الاخرة فان اقصى عمر الانسان مائة سنة
پس دنیا کی لذت اور راحت کو باعتبار دنیا کی مدت کی آخرت کی مدت کی نسبت قیاس کر لی کیونکہ انسان کی بڑی سی بڑی عمر سو برس کی ہوتی ہی

قلما يتجاوز عنها وهو ليس عشر عشير من جزء من الف جزء من مدة الاخرة فكانه ترك واحدا لياخذ الف الف
اس سی بہت کم بڑہنی پاتا ہی سو یہہ سوان حصہ بہی نہین ہی ہزار وین حصہ مین کا آخرت کی مدت مین سی گویا اسی ایک کو دس لاکہہ لینی کی واسطی ترک کیا

بل لیاخذ مالانهایة له هذا من حیث المدة واما من حیث النوع فلذات الدنیا مکدرة مشوبة بانواع الالام
بلکہ بے نہایت کی واسطے یہہ فرایش تو باعتبار مدت کی ہی اور باعتبار خوبی قسم کی سو دنیا کی لذتین طرح طرح کی الم سی مکدر اور سختیوں سی آلودہ ہین

والشدائد ولذات الاخرة صافیة غیر مکدرة فاذن یظهر غلطه فی قوله النقد خیر من النسیئة وعند ذلك
اور آخرت کی لذتین صاف اور مصفا اب اوسکی غلطی صاف ظاہر ہوتی ہی کہ نقد بہتر ہوتا ہی اودہار سی اور اوسوقت

یرجع الشیطان الی قیاس اخر وهو ان الیقین خیر من الشك والدنیا یقین والاخرة شك فلا یترك الیقین وهذا
شیطان ایک اور قیاس منتظم کرتا ہی اور وہ یہہ ہی یقین بہتر ہوتا ہی شک سی اور دنیا تو یقینی ہی اور آخرت مین شک ہی سو یقین کو ترک نہین کرسکتی اور یہہ

القیاس اکثر فسادا من الاول لکون کل من اصلیه باطلا لان کون الیقین خیرا لیس الا اذا کان مثله لا مطلقا
قیاس پہلی قیاس سی خراب تر ہی کیونکہ اسکی دونوا اصل غلط ہین اسلئی کہ یقین جب ہی بہتر ہوتا ہی کہ شک کی مثل ہووی کچہہ کلیہ نہین ہی

الا تری ان التاجر فی تعبه علی یقین وفی حصول ربحه علی شك وکذا المریض یشرب الدواء البشیع الکریه وهو فی
کیا تو نہین دیکہتا کہ سوداگر اپنی مشقت کو یقینی جانتا ہی اور فائدہ ہونی مین شک پر ہی اور ایسی ہی بیمار کڑوی بدمزہ دوا پیتا ہی تلخی دوا کی تو یقینی ہی

مرارة الدواء علی یقین وفی حصول الشفاء علی شك لکن یقول الم مرارة الدواء قلیل بالنسبة الی الم امتداد المرض الی
اور صحت ہونی مین شک ہی پر وہ یہہ کہتا ہی کہ الم کڑوی دوا کا بنسبت الم زیادتی مرض کی کمتر ہی جس مین

الهلاك فمن کان علی شك فی امر الاخرة یجب علیه ان یقول الصبر فی ایام قلائل وهو منتهی العمر قلیل بالنسبة
مر ہی جاتی ہین پہر جسکو آخرت کی باب مین شک ہو تو اوسپر یہہ تصور واجب ہی کہ صبر کرنا چند روز کا یعنی آخر حیات تک بہ نسبت

الی ما یقابله من امر الاخرة فان کان ما یقال فیه کذبا فما یفوتنی الا التنعم ایام حیاتی وقد کنت فی العدم من الازل
اپنی مقابل یعنی آخرت کی کمتر ہی کیونکہ آخرت کا حال جو مشہور ہی اگر جہوٹ نکلا تو میرا اسوا عیش زندگانی کی کیا جاتا رہیگا اور بیشک مین ازل سی

الی الان واحسب انی بقیت فی العدم ولم اتنعم وان کان ما یقال فیه صدقا ابقی فی النار دهرا طویلا وهذا مما
اب تک نابود ہی تہا سو مین سمجہونگا معدوم ہی رہا عیش حاصل نہوا اور اگر یہہ مشہور سچ ہوا تو مین زمانہ دراز تک آگ مین جلونگا اس مصیبت کی طاقت

لا یطاق به وکذلك قال علی لبعض الملحدین المنکرین للاخرة ان کان ما قلتم حقا تخلصتم وتخلصنا وان کان
ہرگز نہین ہی ایسا ہی علی رضی اللہ عنہ نی ایک ملحد سی جو آخرت کا منکر تہا جواب مین یہہ فرمایا جو تو کہتا ہی اگر سچ ہوا تو تم بہی بچی اور ہم بہی بچی اور اگر

ما قلنا حقا تخلصنا وهلکتم ولیس هذا القول منه علی شك فی الاخرة بل کلم الملحد علی قدر عقله وبین له
ہمارا قول حق ہوا تو ہم بچی اور تم ماری گئی اور یہہ قول علی کا آخرت مین کچہہ شک کی راہ سی نہ تہا بلکہ ملحد سی اوسکی عقل کی موافق کلام کیا اور اوسکو ظاہر کردیا

انه وان لم یکن متیقنا فهو مغرور واما الاصل الثانی الذی هو ان الاخرة شك فهو باطل ایضا لان ذلك یقین
کہ بلاشبہ اگر وہ نہین یقین رکہتا تو وہ دہوکہ مین ہی اور اس قیاس کی دوسری اصل یعنی آخرت مشکوک ہی یہہ بہی باطل ہی اس لئی کہ مؤمن کی نزدیک

عند المؤمن وایمانه یدفع غرور الشیطان الا انه اذا ترك اوامر الله تعالی وضیع الاعمال الصالحة ولابس المعاصی
یقینی بات ہی اور اوسکا ایمان شیطان کی فریب کو دفع کردیتا ہی پر اتنا ہی کہ اسنی جب احکام الٰہی کو ترک اور اعمال صالحہ کو ضایع کیا اور معاصی

والمنکرات یکون مشارکا للکفار فی هذا الغرور لانه وان کان معترفا بکون الاخرة خیرا من الدنیا لکنه مال
اور منکرات مین مبتلا ہوا تو اس دہوکہ مین کفار کا شریک ہوگیا اسواسطی کہ اگرچہ آخرت کو دنیا سی بہتر جانتا ہی اور اقرار کرتا ہی پر دنیا کی طرف راغب ہوکر

الی الدنیا واثرها علی الاخرة واستحق ان یکون من اهل النار کالکفار الا ان امره یکون اخف لان اصل الایمان
دنیا کو آخرت پر پسند کرلیا ہی اور سزاوار ہی کہ کفار کی طرح ناری ہووی لیکن اسکا حال بہ نسبت کفار کی خفیف تر ہی کیونکہ اصل ایمان

ینجیه من العذاب الابدی ویخرجه من النار ولو بعد حین وهذا هو فائدة مجرد الایمان وحده واما
ابدی عذاب سی بچاکر دوزخ مین سی نکال دیگا اگرچہ کچہہ مدت کی بعد اتنا تو فائدہ نری ایمان کا ہی اور رہا

الفوز بالمقصود فلا يكفي له مجرد الايمان وحده بل لابد من ضم العمل الصالح اليه كما يدل عليه آيات القرآن
حاصل کرنا درکار ہی مقصود کا سو اسمیں صرف ایمان کافی نہیں ہی بلکہ اوسکی ساتھہ عمل صالح بھی چاہیئی چنانچہ قرآن کی آیات سی معلوم ہوتا ہی

من جملتها قوله تعالى وَإِنِّي لَغَفَّارٌ لِمَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدَى وقوله تعالى إِنَّ رَحْمَتَ اللَّهِ قَرِيبٌ
اونہیں سی ایک یہہ آیت ہی اور میری بخشش ہی اوسپر جو توبہ کری اور یقین لاوی اور کری بہلا کام پہر راہ پر رہی اور یہہ آیت بیشک مہر اللہ کی نزدیک ہی نیکی والوں سی

وقوله تعالى وَالْعَصْرِ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِي خُسْرٍ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فوعد المغفرة في كتاب الله تعالى منوط
اور یہہ آیت قسم اوتری دن کی مقرر انسان ہی ٹوٹی میں ہی مگر جو یقین لائی اور کی بہلی کام پس کتاب اللہ میں بخشش کا وعدہ ایمان

بالايمان والعمل الصالح جميعا لا بالايمان وحده فمن اقر بلسانه ان الآخرة خير وابقى ثم ترك العمل واشتغل بالمعاصي
اور عمل صالح دونو پر موقوف ہی نری ایمان پر نہیں پہر جسنی زبانسی یہہ اقرار کیا کہ آخرت بہتر اور رہنی والی ہی پہر عمل خیر ترک کر کر معاصی مین مشغول ہوا

فهو من المغرورين بالدنيا والمسرورين بها والمحبين لها والكارهين للموت خيفة فوات لذاتها لا خيفة فوات لذات
تو وہ دنیا کی دہوکہ میں آیا ہوا ہی دنیا پر خوش ہوتا ہی اور اوسکی محبت مین موت سی ڈرتا ہی مبادا دنیا کی لذت فوت ہو جاوی یہہ خوف نہیں ہی کہ آخرت کی لذت

الآخرة وحصول عقابها فهؤلاء هم الذين غرتهم الحيوة الدنيا وهم عن الآخرة هم غافلون والذين غرهم بالله الغرور
فوت ہوکر عذاب ہونی لگی سو یہہ وہ لوگ ہیں جنکو دہوکہ دیا دنیا کی زندگی نی اور وہ آخرت سی بیخبر ہیں اور جنکو دہوکہ میں ڈالا اللہ کی نام سی غرور نی

فهم الذين يهملون الاعمال ويشتغلون بالمنكرات ويقولون ان الله كريم رحيم نرجو رحمته ومغفرته وهذا
وہ وہی لوگ ہیں جو اعمال میں سستی کرتی ہیں اور منکرات مین مشغول رہتی ہیں اور کہتی ہیں کہ اللہ کریم اور رحیم ہی اوسکی رحمت اور مغفرت کی امید ہی یہہ

الكلام وان كان صحيحا في نفسه مقبولا في القلوب الا ان الشيطان لا يغوي الانسان الا بكلام مقبول الظاهر
بات اگرچہ حقیقت مین راست ہی دل مانتی ہیں پر انسان کو شیطان ایسی ہی بات سی بہکاتا ہی جو ظاہر مین مقبول ہو

مردود الباطن ولولا حسن ظاهره لما انخدعت به القلوب لكن النبي عليه السلام كشف عن ذلك بقوله الكيس
اور باطن میں مردود اور اگر ظاہر میں پسندیدہ نہووی تو اوسکی بات پر دل ہرگز فریب نکہاوین لیکن نبی علیہ السلام نی اسکو ظاہر کر دیا یہہ فرمایا کہ ہوشیار

من دان نفسه وعمل لما بعد الموت والعاجز من اتبع نفسه هواها وتمنى على الله وهذا التمني هو الغرور الذي غير
وہ ہی کہ اپنی آپ کو حقیر سمجہی اور آخرت کی لئی عمل کری اور احمق وہ ہی کہ ہوا و ہوس کی پیچہی لگا ہی اور اللہ پر آرزوئیں کری یہہ آرزو لگانی ہی دہوکا ہی جسکا شیطان نی بدلکر

الشيطان اسمه وسماه رجاء حتى خدع به كثيرا من الناس وقد شرح الله الرجاء بقوله الذين آمنوا وهاجروا
رجا نام رکہا ہی یہانتک کہ بہت لوگوں کو اس فریب مین لی لیا ہی اور رجا کی شرح اللہ تعالی نی اس آیت مین آپ کردی ہی جو لوگ ایمان لائی اور ہجرت کی

وجاهدوا في سبيل الله اولئك يرجون رحمت الله وقيل للحسن قوم يقولون نرجو الله ويضيعون العمل فقال
اور لڑی اللہ کی راہ میں وہ امیدوار ہیں اللہ کی مہر کی کسینی حسن سی کہا ایک لوگ یہہ کہتی ہیں اللہ سی ہمکو امید ہی اور عمل خیر ضایع کرتی ہیں حسن نی کہا

هيهات هيهات تلك امانيهم يترددون فيها من رجا شيئا طلبه ومن خاف شيئا هرب منه وكما لا ينبت في الدنيا
افسوس افسوس یہہ آرزوئیں ہیں انکی فکر میں پڑی ہیں جو شخص کسیکی آرزو کرتا ہی تو اوسکو طلب کرتا ہی اور جو کسی بات سی ڈرتا ہی تو اوس سی بہاگتا ہی اور جیسی دنیا مین

زرع الا بالحراثة كذلك لا يحصل في الآخرة اجر وثواب الا بالايمان والعمل وكما كان معتوها من رجا ولدا ولم ينكح
کہیتی بدون بوئی نہیں اگتی ایسی ہی آخرت مین اجر اور ثواب بدون ایمان اور عمل کی نہیں ملتا اور جیسی نادان کہلاتا ہی جو شخص اولاد کی آرزو کری اور نکاح نکری

او نكح ولم يجامع او جامع ولم ينزل كذلك يكون معتوها من رجا رحمة الله تعالى ولم يؤمن او آمن ولم يعمل
یا نکاح کو کری پر صحبت نکری یا جماع بہی کری پر منزل نہوا ایسی ہی نادان کہلاتا ہی جو شخص رحمت الہی کی امید رکہی اور ایمان نہ لاوی یا ایمان لاوی پر عمل صالح

الصالحات او عمل الصالحات ولم يترك السيئات وكما ان من نكح وجامع وانزل ينبغي له ان يرجو حصول الولد
نکری یا اعمال صالح بہی کری پر برائیاں نچہوڑی اور جیسی جو شخص نکاح کری پہر جماع کری اور منزل ہووی تو اوسکو لائق ہی کہ اولاد کی آرزو کری

وان یخاف عدم حصوله کذلک ان من امن وعمل الصلحت وترک السیات ینبغی له ان یرجو حصول
اور اولاد نہونی کا بھی خوف کری ایسی ہی جو شخص ایمان لایا اعمال نیک کئی اور برائیاں چھوڑ دین تو اوسکو لایق ہی کہ اجر اور ثواب کا

الاجر والثواب وان یخاف عدم حصوله فالواجب علی المؤمن ان یتوب عن السیات ویدیم علی الطاعات
متوقع ہووی اور محرومی سی ڈرتا رہی پس مؤمن پر یہ واجب ہی کہ برائیون سی توبہ کری اور ہمیشہ طاعات کرتا رہی

ثم یکون بین الخوف والرجا ولا یقنط من رحمة الله تعالی ولا یامن من عذاب الله تعالی فان المنہمک فی المعاصی
پھر خوف اور رجا دونو رکہی اور اللہ کی رحمت سی نا امید اور عذاب الہی سی بیخوف نہو بیشک جو شخص گناہون مین مبتلا ہی

قد یخطر له التوبة فیقول له الشیطن انی یقبل توبتک مع ارتکابک امثال تلک الذنوب فیجب عند
اوسکی دل مین کبھی توبہ کا خیال آتا ہی پر اوسکو شیطان یون بہکاتا ہی تیری توبہ کب قبول ہوتی ہی تو ایسی ایسی گناہون مین گرفتار ہی پس ایسی حالت مین واجب ہی

ذلک قمع القنوط بالرجا ویقول ان الله کریم رحیم یغفر ذنوب التائبین لانه تعالی قال وانی لغفار لمن
کہ نا امیدی کو دفع کرکر امیدوار رہا چاہئی اور کہی کہ بیشک اللہ کریم اور رحیم ہی توبہ کرنیوالون کی گناہ معاف کرتا ہی اسلئی کہ اللہ تعالی فرماتا ہی البتہ بخشدیتا ہون جو

تاب ووعد قبول التوبة وقال وهو الذی یقبل التوبة عن عبادہ فان التوبة طاعة تکفر الذنوب کلها
توبہ کری اور توبہ قبول کرنیکا وعدہ کیا فرمایا اور وہ ہی ہی جو قبول کرتا ہی توبہ اپنی بندون سی بیشک توبہ ایسی عبادت ہی کہ گناہ صغیرہ ہون یا کبیرہ سب اوتار

صغیرها وکبیرها حتی الکفر بخلاف سائر الطاعات فانها لا تکفر الا الصغائر فمن توقع المغفرة مع التوبة فهو
دیتی ہی یہان تک کہ کفر کو بخلاف تمام اور عبادات کی سوا اور عبادات صرف گناہ صغیرہ کو اوتار دیتی ہین پھر جو شخص توبہ کرکر بخشش کا امیدوار ہو تو وہ

راج ومتوقع المغفرة مع الاصرار فهو مغرور وکل توقع یورث التوبة والتشمر علی العبادة فهو رجاء وکل توقع
راجی ہی اور گناہ پر اڑا ہوا بخشش کی توقع کری تو وہ مغرور ہی جس توقع مین توبہ اور عبادت کا عزم حاصل ہووی وہ ہی رجا ہی اور جس توقع مین

یوجب الفتور فی العبادة والرکون الی البطالة فهو غرور فان من خطر له ان یترک الذنوب ویشتغل بالعبادة
عبادت مین قصور اور بیہودگی کی طرف رغبت آوی وہ ہی غرور ہی کیونکہ جسکی دل مین یہ خیال آوی کہ گناہ سی بچون اور عبادت کرون

یقول الشیطان له مالک تؤذی نفسک وتعذبها ولک رب کریم غفور رحیم فیفتر بذلک عن التوبة والعبادة
تو شیطان اوسکو یہ وسوسہ دیتا ہی تجکو کیا ہوا اپنی جان کو تکلیف اور عذاب دیتا ہی تیرا پروردگار تو کریم اور غفور اور رحیم ہی سو اس فریب مین آکر توبہ اور عبادت سی باز رہتا ہی

فهذا غرور وعند ذلک یجب علی العبد ان یستعمل الخوف ویخوف نفسه بغضب الله تعالی وعظیم عقابه
سو یہ ہی غرور ہی ایسی حالت مین ضرور ہی کہ آدمی خوف کری اور اپنی نفس کو غضب الہی اور اوسکی بڑی عذاب سی ڈراوی اوسکو یہ سمجہاوی

ویقول لها ان الله تعالی کما کان غافر الذنوب وقابل التوبة فهو شدید العقاب ایضا وانه مع کونه کریما
کہ اللہ تعالی جیسی گناہ معاف اور توبہ قبول کرتا ہی پس وہ عذاب بھی بہت بڑا کرتا ہی اور کریم اور رحیم ہوکر

رحیما خلد الکفار فی النار ابد الاباد مع ان کفرهم لا یضره بل بسلط العذاب والمحن والامراض والعلل والفقر
کفار کو دوزخ مین قدیم کی لئی ڈال رکھا ہی باوجودیکہ اونکی کفر سی اوسکا کیا ضرر تہا ملکہ دنیا کی اندر اپنی بندون پر عذاب محنت اور دکھہ اور بیماری اور فقیری

والجوع علی عبادہ فی الدنیا مع کونه کریما رحیما قادرا علی ازالتها فمن کان سنته فی عبادہ کذلک کیف یغتر به
اور بہوکہ تعینات کردیتا ہی حال یہ کہ کریم ، اور رحیم ہی قدرت والا سب تکلیفین دور کرسکتا ہی پھر جسکا بندون کی حق مین یہ طرز ہو تو آدمی کب فریفتہ

العبد ولا یخافه وقد خوفه عقابه ورجاء اکثر الخلق فی هذا الزمان هو سبب فتورهم عن العمل واقبالهم علی الدنیا
ہوسکتا ہی کہ اوسکا خوف اوٹہا رکہی اور وہ بیشک اپنی عقاب سی ڈرا چکا ہی اور اس زمانہ مین اکثر خلق کو رجا ہی کہ عمل مین سست دنیا پر متوجہ

واعراضهم عن طاعة الله تعالی واهمالهم السعی للآخرة وهم لا یعلمون انه غرور ولیس برجاء وقد اخبر النبی علیه السلام
طاعت الہی سی بی پرواہ آخرت کی سعی مین چست کو ضعیف کردیتی ہی اور وہ نہین سمجہتی کہ یہ شیطانی دہوکہ ہی رجا نہین ہی اور بیشک نبی علیہ السلام خبردی

ان الغرور سیغلب علی اخر هذه الامة قال الامام الغزالی قد کان ما اخبر به النبی علیه السلام فان الناس فی الزمان

چکی ہین کہ غرور آخر کو اس امت کی جلد زور پکڑ جاویگا امام غزالی کہتی ہین کہ نبی علیہ السلام نی جو خبر دی تہی وہ ہو گئی کیونکہ اول زمانہ مین لوگ ہمیشہ

الاول کانوا یواظبون علی الطاعات والعبادات ویبالغون فی الاحتراز عن الشبهات والشهوات ومع ذلك کانوا

طاعت اور عبادت مین مشغول رہتی تہی اور شبہات اور شہوات سی خوب بچتی تہی اور پہر بہی اپنی حال پہ

یخافون علی انفسهم ویبکون فی الخلوات واما الان فتری الخلق آمنین فرحین غیر خائفین مع اصرارهم علی

ڈرتی رہتی تہی اور تنہائی مین رویا کرتی تہی اور اب اس زمانہ مین دیکہتی ہو کہ خلقت امن کی اندر خوش وخرم بی خوف وہراس معاصی پر اڑی ہوئی

المعاصی وانهماکهم فی الدنیا واعراضهم عن طاعة الله تعالی ویزعمون انهم واثقون بکرم الله تعالی وفضله و

اور دنیا مین کہپی ہوئی طاعت الٰہی سی بی پرواہی اور کہتی ہین ہمکو اللہ کی کرم اور فضل پر بڑا بہروسہ ہی اور اوسکی

راجون لعفوه ومغفرته ویقولون ان نعمته واسعة ورحمته شاملة واین معاصی العباد فی بحار مغفرته ویسمون

درگذر اور بخشش کی امید ہی اور کہتی ہین کہ اوسکی نعمت فراخ ہی اور رحمت عام اور بندون کی معاصی کی اوسکی دریای مغفرت مین کیا اصل ہی اور اس تمنی

تمنیهم واغترارهم رجاء ویقولون ان الرجاء مقام محمود فی الدین فکانهم یزعمون انهم عرفوا من کرم الله تعالی و

اور اغترار کا نام رجا رکہہ چہوڑا ہی اور کہتی ہین کہ رجا دین مین پسندیدہ مقام ہی سو گویا یہہ کہتی ہین کہ ہم اللہ کا کرم اور فضل

فضله ما لم یعرفه الانبیاء والصحابة والسلف الصالح المجلس الثامن والستون فی بیان فضیلة التقوی

ایسا جانتی ہین کہ انبیا اور صحابہ اور صلحاء پیشین نہین جانتی تہی اٹہسٹہوین مجلس تقوی اور حسن خلق کی فضیلت مین اور بیان دونو کی حقیقت کا

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اتدرون ما اکثر ما یدخل الناس الجنة تقوی الله وحسن الخلق هذا الحدیث

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا تم جانتی ہو کیا چیز ہی جو جنت مین لوگون کو زیادہ لیجاویگی پرہیزگاری اور عادت نیک یہہ حدیث

من حسان المصابیح رواه ابو هریرة ومعناه ان اکثر اسباب السعادة الابدیة انما یحصل بالجمع بین هاتین الخصلتین

مصابیح کی حسن حدیثون مین ہی ابوہریرہ کی روایت سی اسکی معنی یہہ ہین کہ اکثر سبب سعادت ابدی کا بدون جمع کرنی ان دونو خصلتون کی حاصل نہین ہو سکتا

فان التقوی اشارة الی حسن المعاملة مع الخالق وحسن الخلق اشارة الی حسن المعاملة مع الخلق فعلی هذا ینبغی

کیونکہ تقوی سی اشارہ طرف نیک معاملہ کی ہی ساتہہ خالق کی اور حسن خلق اشارہ طرف نیک معاملہ کی خلقت سی اسکی موافق لایق ہی

لمن علم ان سعادة الدنیا فانیة وان سعادة الاخرة باقیة ان یختار سعادة الاخرة علی سعادة الدنیا وسعادة

اوسکو جو یہہ جانتا ہی کہ سعادت دنیوی فنا ہونیوالی ہی اور سعادت اخروی رہنی والی کہ سعادت اخروی کو سعادت دنیوی پر پسند کری اور سعادت

الاخرة لا تحصل الا بتقوی الله تعالی لان حسن الخلق وان ذکر معها اهتماما بشانه الا انه داخل فیها لانها عبارة عن

اخروی بدون تقوی الٰہی کی حاصل نہین ہوتی کیونکہ حسن خلق اگرچہ اوسکی ساتہہ عظمت شان کی لئی مذکور ہی پر وہ تقوی ہی مین داخل ہی اسلئی کہ تقوی کہتی ہین

اجتناب المنکرات والمنهی عنها واتیان المعروفات والمامور بها وبها تحصل خیرات الدنیا والاخرة اما الخیرات الدنیویة

منکرات اور ممنوعات سی بچنا اور امور حسنہ اور خدا کی فرمود کو بجالانا اور اسہی مین دنیا اور آخرت کی خوبیان موجود ہین پہر خوبیان دنیا کی

فمنها الحفظ والحراسة کما قال الله تعالی وان تصبروا وتتقوا لا یضرکم کیدهم شیئا ومنها النجاة من الشدائد والرزق من

ایک اونمین سی حفاظت اور نگہبانی ہی چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی اور اگر تم ٹہری رہو اور بچتی رہو کچہہ نہ بگڑیگا تمہارا اونکی فریب سی اور انہین سی سختیون سی نجات پانی اور حلال روزی

الحلال کما قال الله تعالی ومن یتق الله یجعل له مخرجا ویرزقه من حیث لا یحتسب واما الخیرات الاخرویة

چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی اور جو کوئی ڈرتا ہی اللہ سی وہ کر دی اوسکا گذارہ اور روزی دی اوسکو جہان سی اوسکو خیال نہو اور آخرت کی خوبیون مین سی یہہ ہی

فمنها اصلاح العمل کما قال الله تعالی یا ایها الذین امنوا اتقوا الله وقولوا قولا سدیدا یصلح لکم اعمالکم ومنها

درستی عمل کی چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی ای ایمان والو ڈرتی رہو اللہ سی اور کہو بات سیدہی کہ سنوار دی تمکو تمہاری کام اور انہین سی

قبول العمل كما قال الله تعالى انما يتقبل الله من المتقين ومنها الاكرام والاعزاز كما قال الله تعالى ان اكرمكم

قبولیت عمل کی چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی اللہ قبول کرتا ہی سواادب والون سی اور انہین سی اکرام اور عزت چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی بیشک عزت اللہ کی ہان

عند الله اتقكم ومنها البشارة كما قال الله تعالى الذين امنوا وكانوا يتقون لهم البشرى في الحيوة الدنيا

اوسی کو بڑی جسکو ادب بڑا اور انہین سی مژدہ چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی جو لوگ یقین لائی اور رہی پرہیزگاری کرتی اونکو ہی خوشخبری دنیا کی جیتی

وفي الاخرة ومنها النجاة من النار كما قال الله تعالى ثم ننجي الذين اتقوا ونذر الظلمين فيها جثيا ومنها الخلود

اور آخرت مین اور انہین سی دوزخ سی نجات چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی پہر بچا لینگی ہم اونکو جو ڈرتی رہی اور چہوڑ دینگی گنہگارون کو اوسمین اوندہی پڑی اور انہین سی جنت

في الجنة كما قال الله تعالى لكن الذين اتقوا ربهم لهم جنت تجري من تحتها الانهر خالدين فيها ومنها الدرجة

مین ہمیشہ کو رہنا چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی لیکن جو لوگ ڈرتی رہی اپنی رب سی اونکو باغ ہین جنکی نیچی بہتی ندیان رہ پڑی اوسمین اور انہین سی درجہ بلند

العليا والمرتبة القصوى التي هي محبة الله تعالى كما قال الله تعالى ان الله يحب المتقين ولو لم يكن في

اور انتہا کا مرتبہ یعنی محبت الہی چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی اللہ کو خوش آتی ہین احتیاط والی اور اگر تقوی مین

التقوى سوى هذه الخصلة لكفت فكيف لا يسعى العبد في تحصيلها مع ان لها فضائل كثيرة سواها و

سوای اسکی کوئی خصلت نہوتی تو یہی کافی تہی پہر آدمی کیونکر نہ سعی کرکر اوسکو حاصل کری باوجودیکہ اوسمین اسکی سوای بہت فضیلتین ہین اور

القران مملوء بذكر فضائلها فانه تعالى قال في اية الله ولي المتقين وقال في اية اخرى والعاقبة للمتقين

قرآن اسکی فضائل سی پر ہی بیشک اللہ تعالی ایک آیت مین فرماتا ہی اللہ رفیق ہی ڈرنیوالون کا اور دوسری آیت مین فرمایا اور آخر بھلا ہی ڈروالون کا

وقال في اية اخرى وازلفت الجنة للمتقين وغيرها الايات الدالة على فضيلة التقوى فانه تعالى قد وصى

اور ایک اور آیت مین فرمایا اور نزدیک لائی گئی بہشت ڈروالون کی اور سوا اسکی اور آیتین جو تقوی کی فضیلت پر دلالت کرتی ہین اور اللہ تعالی نی بیشک

بها الاولين والاخرين من حيث قال ولقد وصينا الذين اوتوا الكتب من قبلكم واياكم ان اتقوا الله والحاصل

پہلون اور پچھلون کو وصیت کی ہی چنانچہ فرماتا ہی اور ہمنی کہہ رکہا ہی پہلی کتاب والون کو اور تمکو کہ ڈرتی رہو اللہ سی حاصل یہہ ہی

انها اجماع كل خير وهي في اللغة فرط الصيانة وفي عرف الشرع عبارة عن التوقي عما يضره في الاخرة من فعل او

کہ اسمین تمام خوبیان جمع ہین اور تقوی لغت مین خوب احتیاط کرنی اور عرف شرع مین ایسی اعمال سی بچنی کو کہتی ہین جو کرنی سی چہوڑنی سی آخرت مین ضرر

ترك فيلزم اجتناب الكبائر بالاتفاق في تحصيلها وعند البعض يلزم اجتناب الصغائر ايضا

پہنچاوی تو واسطی حصول تقوی کی کبایر سی بچتی رہنا بالاتفاق لازم ہی اور بعضون کی نزدیک تقوی کی لئی صغایر سی بہی بچنا ضرور ہی

في تحصيلها وهو الحق وقيل لا يلزم اجتنابها لانها مكفرة عن مجتنب الكبائر

اور یہی قول حق ہی اور کوئی کہتا ہی صغائر سی اجتناب ضروری نہین کیونکہ صغائر اوسکی اوتر جاتی ہین جو کبایر سی بچتا ہی

فلا يستحق العبد بها العقوبة لقوله تعالى ان تجتنبوا كبائر ما تنهون عنه نكفر عنكم سيئاتكم لكن هذا خطأ

سو بندہ صغایر کی بدلہ سزاوار عقوبت کا نہین ہوتا اس آیت سی اگر تم بچتی رہو گی بڑی چیزون سی جو تمکو منع ہوئین تو ہم اوتار دینگی تم سی تقصیرین تمہاری لیکن یہہ رای

مخالف لقواعد اهل السنة لان العقاب على الصغيرة جائز عندهم ولو مع اجتناب الكبائر لان بعض المفسرين

خطا اور اہل سنت کی قواعد سی خلاف ہی کیونکہ اہل سنت کی نزدیک صغیرہ پر بہی عذاب کرنا جایز ہی اگرچہ کبایر سی بچتا ہی کہ بعض مفسرین نی اس آیت مین کبایر سی مراد

حملوا الكبائر في الاية على انواع الشرك كشرك اليهود والنصارى والمجوس وغيرهم لان المطلق عند عدم القرينة

اقسام شرک لئی ہین جیسی یہود اور نصاری اور مجوس وغیرہ کا شرک کیونکہ مطلق سی بدون قرینہ کی فرد کامل مراد ہوتا ہی اور

ينصرف الى الكامل وهو الشرك وباجتنابه لا يتعين تكفير غيره بل يبقى في مشية الله تعالى ان الله لا يغفر ان

فرد کامل شرک ہی اور شرک سی بچنی مین اور گناہ کا اوترنا مقرر نہین ہوتا بلکہ مشیت الہی مین رہتا ہی اس آیت سی بیشک اللہ یہہ نہین بخشتا

يُشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ مع ان الاصرار على الصغائر كبيرة فلا يكون مكفرة بل لابد من اجتنابها

کہ اوسکا شریک ٹہراوی اور اوس سی نیچی بخشتا ہی جسکو چاہی باوجودیکہ صغایر پر جمی رہنا کبیرہ ہوتا ہی پہر کفارہ کب ہوسکیگا بلکہ اوسی بہی اجتناب ضروری ہی

وقد روی عن عطية انه عليه السلام قال لا يبلغ العبد ان يكون من المتقين حتى يدع ما لا باس به حذرا

اور عطیہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا آدمی درجہ تقوی کا نہین پاتا جبتک لاباس کو نچہوڑی بخوف ابتلا ادنی ز لتکی

عما به باس فهذا الحديث نص فی لزوم اجتناب الصغائر فی تحصیل التقوی لانها علی تقدیر کونها مکفرة عن مجتنب

اس حدیث سی صاف ظاہر ہی کہ اجتناب صغائر سی واسطی حصول درجہ تقوی کی ضروری ہی کیونکہ صغائر کو مانا کہ کبایر کی بچنی والی سی اوترجاتی ہین

الكبائر يكون مما لا باس به فيلزم اجتنابها مع ان المعنى اللغوی الذی هو فرط الصيانة يقتضی اجتناب الكبائر و

پہر لاباس بہ مین تو داخل ہین پس صغائر سی اجتناب لازم ہی باوجودیکہ لغوی معنی کی رعایت یعنی خوب احتیاط کرنی تقاضا یہہ ہی کہ کبائر سی اور

الشبهات ايضا لكن الاحتراز عن جميع الشبهات لا يمكن فی هذا الزمان كما قال قاضيخان فی فتاوله ليس زماننا زمان

شبہات سی بہی بچی لیکن اس زمانہ مین تمامی شبہات سی احتراز نہین ہوسکتا چنانچہ قاضیخان اپنی فتاوی مین کہتی ہین ہمارا زمانہ شبہات کا زمانہ نہین ہی

الشبهات وعلى المسلم ان يتقی الحرام العائن وكذا قال صاحب الهداية فی التجنيس وزمانهما قبل ستمائة سنة وقد بلغ

مسلم کا یہی ذمہ ہی کہ حرام ظاہر سی پرہیز رکہی اور ایسا ہی ہدایہ والا تجنیس مین کہتا ہی اور ان دونو کا زمانہ چہہ سو برس سی پہلی ہی اور اب تو

التاريخ الان ما بلغ ولا شك ان الفساد والتغير يزيدان بزيادة بعد الزمان عن عهد النبوة والسبب فی عدم امكان

زمانہ کا حال ہی سو ہی اور اسمین کچہہ شک نہین ہی کہ عہد نبوت سی زمانہ جتنا دور ہوتا جاتا ہی فساد اور تغیر بڑہتی جاتی ہین اور اس زمانہ مین شبہات سی

الاحتراز عن الشبهات فی هذا الزمان عدة امور الاول ان قوام البدن انتظام المعاش ليس الا بالنقود والحبوب ونحوها

احتراز نہوسکنی کی کئی سبب ہین اوّل یہہ کہ بدن کی تندرستی اور گذران کا انتظام بدون نقود اور دانہ وغیرہ کی

مما يخرج من الارض والغالب المستعمل فی النقود والفسوخ ليس الا الدراهم وقد صغروها بحيث لا يعلم كم منها يبلغ قدر

جو زمین سی پیدا ہوتا ہی نہین ہوتا اور اکثر معاملات کی کرنی اور توڑنی مین چلن سوای دراہم کی نہین ہی سو انکو اتنا کم کرڈالا ہی کہ اصلا معلوم نہین ہوتا کہ انہین سی کی

وزن درهم واحد شرعی بل الطامعون من اخساء الفسقة والكفرة لا يزالون يقطعونها حتى صار المقطوع فی الدراهم

درہم برابر ایک درہم شرعی کی ہوسکتی ہین بلکہ لالچی فرومایہ فاسق اور کفار ہمیشہ دراہم کو کترتی جاتی ہین یہان تک کہ کترا ہوا بچی سی گہٹتی

غالبا على غيره وسبب ذلك تركوا وزنها وجعلوها من المعدودات فی التبائع والاستقراض والفضة وزنية ابدا

ہوگیا ہی اسکا باعث یہہ ہوا ہی کہ دراہم کو تولنا چہوڑ دیا ہی اور انکو بیوع اور قرض وغیرہ مین معدود ٹہرا رکہا ہی اور چاندی ہمیشہ کی لئی وزنی ہی

لنص الشارع عليه فلا يتبدل بالعرف لان شرط اعتباره عدم النص وهذا مذهب ابی حنيفة ومحمد ورواية ظاهرة

شارع اوسکو صاف فرما چکا ہی سو عرف کی برتاؤ سی بدل نہین سکتی اسلئی کہ عرف وہان معتبر ہوتا ہی جہان نص موجود نہو اور یہہ ہی مذہب ہی ابوحنیفہ اور محمد کا اور یہہ ہی ہی

عن ابی یوسف وفی رواية ضعيفة عنه يعتبر العرف مطلقا فاذا كانت الفضة وزنية ابدا يلزم بيان وزنها فی

ظاہر روایت ابویوسف سی اور ایک ضعیف روایت ابویوسف سی یہہ ہی کہ عرف مطلق معتبر ہوتا ہی پہر جب چاندی ہمیشہ کو وزنی ہی تو اوسکا وزن بیان کردینا بیوع

التبايع والاستقراض لان بيان مقدار الثمن شرط صحة البيع ونحوه ومقدار الوزن لا يعلم بالعد كما لا يعلم

اور قرض مین ضرور ہوا اسلئی کہ ثمن کی مقدار بیان کرنی بیوع وغیرہ کی صحت کی لئی شرط ہی اور وزن کی مقدار گننی سی معلوم نہین ہوتی جیسی تولنی سی

مقدار العددی بالوزن فاذا لم يبين وزنه يفسد البيع والاجارة والقرض ونحوها فيكون ما اشتری بالبيع الفاسد

گنتی معلوم نہین ہوتی پہر جب اسکا وزن معلوم نہوا تو بیع اور اجارہ اور قرض وغیرہ سب فاسد ہوئی پس جو جو بوسیلہ بیع فاسد کی خریدا

من الطعام والجارية مليكا للمشتری بعد القبض لكن لا يحل له اكل الطعام ولا وطء الجارية ولا مخلص منه و

کہانا یا لونڈی یہہ سب بعد قبض کی خریدار کی ملک ہونگی پر اوسکو نہ تناول کہانی کا حلال ہی اور نہ صحبت لونڈی کی اور اس سی کوئی مخلصی نہین ہی

لاحد

ای المعنی الشرعی [illegible] فالمعنی [illegible] فرط الصیانة

شرعی معنی [illegible] اور خوب احتیاط

ولا حیلة فیه الا التمسك بالروایة الضعیفة عن ابی یوسف لتعسر الجمع بین العدد والوزن خصوصا

اور نہ اسمین کوئی حیلہ بجز تمسک اوسی ضعیف روایت کی جو ابو یوسف سے ہی کیونکہ گنتی اور تول کا جمع کرنا بہت دشوار ہی خاص کر

فی حق الفقراء وقد تقرر ان الضرورات تبیح المحظورات والثانی غلبة الطمع علی الناس بحیث تری کثیرا

فقراء کی حق مین اور بیشک ٹہر چکا ہی کہ ضرورت مین ممنوع چیز مباح ہو جاتی ہی اور دوسرا سبب لوگون پر طمع کا غالب ہو جانا چنانچہ تو اکثر لوگون کو دیکہتا ہی

منهم لا یرضون بحقوقهم ولا یقنعون بحظوظهم بل یتجاوزون الی الحرام والثالث غلبة الظلم بین الخلق

کہ اپنی اپنی حق پر راضی نہین ہوتی اور اپنی اپنی حصہ پر قناعت نہین کرتی بلکہ حرام تک بڑہ جاتی ہین اور تیسری خلقت مین ظلم کا پہیلنا

من الغصب والسرقة والخیانة والتزویر ونحوها والرابع غلبة الجهل علی التجار والصناع والاجراء والشرکاء

چہین لینا چورلینا خیانت کرنی دغا کرنی اور مانند اسکی چوتہی اصل یا سبب مین جہالت کا غلبہ سوداگرون اور کاریگرون اور مزدورون اور شرکا پر

فی الاصل والعلة فلا یراعون شرائط الشرع فی معاملاتهم فاذن معاملاتهم لا تخلو اما ان تبطل فیکون

سو یہہ لوگ شرعی شرطون کی رعایت اپنی کاروبار معاملہ مین نہین کرتی پس اب اونکی معاملات اس سی خالی نہین یا باطل ہونگی پہر تو

مکسوبهم حراما او تفسد فتکره فتکون مکسوبهم خبیثا والحرام لا یکون ملکا بالقبض بل ان امکن الرد

اونکی کمائی حرام ہوگی یا فاسد اور مکروہ ہون کی اب اونکی کمائی خبیث مشکوک ہوگی اور حرام چیز قبضہ کرنی سی ملک نہین ہوجاتی بلکہ اگر اوسکی مالک تک

الی صاحبه یجب الرد الیه ویحصل الاثم بغیره ولا یجوز لاحد اخذه بشراء او اجارة او هبة او صدقة او

پہٹا دینا ممکن ہو تو پہٹا دینا واجب ہوتا ہی اور بدون اسکی گنہگار رہتا ہی اور کسیکو اوسکا لینا جایز نہین خریدکر یا اجارہ سی یا ہبہ سی یا صدقہ سی یا

نحوها اذ لا یصیر بها حلالا وان تعذر الرد الی صاحبه فسبیله التصدق لا غیر والخبیث وان کان ملکا

کسی اور وجہ سی مانند اسکی کیونکہ کوئی وجہ حلت کی نہین ہی اور اگر مالک تک پہنچانا دشوار ہو تو اوسکی راہ بجز صدقہ دینی کی کوئی نہین اور خبیث مشکوک اگرچہ قبضہ کرنی سی ملک

بالقبض لکن یجب علی مالکه التصدق ویاثم بغیره ولا یجوز لاحد اخذه الا ان یتصدق علیه وهو فقیر فاذا

تو ہوجاتی ہی پر مالک کو واجب ہی کہ صدقہ دیدی اور سوا صدقہ کی گنہگار ہوتا ہی اور کسیکو اوسکا لینا جایز نہین ہی الا جسکو صدقہ دیدی اور وہ فقیر ہو جب

کان کذلك فکیف یمکن المعاملة بالناس فی هذا الزمان مع الاحتراز عن الشبهات فان کثیرا ما فی ایدیهم

حال یہہ ہی تو اس زمانہ مین لوگون سی شبہات سی بچکر معاملہ کرنا کیونکر ممکن ہوسکتا ہی کیونکہ اکثر مال جو اونکی قبضہ مین ہین

من الاموال اما حرام او خبیث بسبب ظلم بعضهم بعضا بالغصب والسرقة والخیانة والتزویر ونحوها

یا حرام ہین یا خبیث مشکوک آپکی ظلم سی بسبب غصب یا چوری یا خیانت یا دغا بازی وغیرہ کی

او بسبب عدم مراعاة شرائط الشرع فی معاملاتهم فالاخذ بالقول الاحوط والاحتراز عن الشبهات فی هذا

یا اپنی معاملات مین شرعی شرایط کی رعایت نکرنی سی پس محتاط قول کو لینا اور شبہات سی بچنا اس

الزمان یستدعی ان لا یعامل مع الناس ویقتضی العزلة عنهم والفرار الی الجبال وسکنی المغارات وبطون الاودیة

زمانہ مین یہہ چاہتا ہی کہ لوگون کی ساتہہ کوئی معاملہ نکیجئی اور اونسی سراسر الگ ہوکر پہاڑون مین بہاگ جائی اور غارون اور نالون کی اندر رہا کری

ویرتع العشب والکلاء وفی هذا حرج عظیم وتکلیف بما لا یطاق وکلاهما منفیان فی الشرع بالنص لان الانسان

اور گہانس پہونس کہا لیا کری اور اسمین بڑا ہی حرج اور طاقت سی زیادہ تکلیف ہی اور شرع کی اندر یہہ دونو بدلالت نص نہین ہین کیونکہ انسان کی طبیعت

مدنی بالطبع لا یمکنه ان یعیش وحده بل لا بد له ان یعیش مع الناس فیتعین فی هذا الزمان لا محالة الاخذ

ملنسار ہی یہہ کب ہوسکتا ہی کہ اکیلا گذران کری بلکہ بالضرور اوسکی گذران آدمیون مین ہوگی پس اس زمانہ مین بالضرور امداد اوسی روایت سی لینی چاہی

بما قال محمد ومن تبعه من المشائخ من جواز اخذ مال الغیر باذنه ورضائه بعوض وبغیر عوض ما لم یعلم کونه

جو امام محمد کہتی ہین اور اونکی تلمیذ بعضی مشایخ کہ غیر کا مال اوسکی اجازت اور خوشی سی لینا بدلہ مین اور بی بدلہ جب تک صاف طور معلوم نہو

حراما بعينه تمسكا باصول مقررة في الشرع من ان اليد دليل الملك وان الاصل في الاشياء الاباحة وان

جایز بتاتی ہین قواعد مقررہ شرعی سی تمسک کرکر کہ قبضہ دلیل ملک ہوتا ہی اور اصل اشیا مین اباحت ہی اور

اليقين لا يزول بالشك وانما يزول بيقين مثله وان الثمن في العقود والفسوخ اذا كان من النقود لا يتعين

یقین شک سی دفع نہین ہوتا یقین جب ہی جاتا ہی تب ویسا ہی یقین ہو اور ثمن عقود اور فسوخ مین اگر نقد روپیہ ہوتا ہی تو تعین کرنی سی

بالتعيين بل يثبت بالذمة حتى لو اشير الى الثمن النقد ودفع غيره يجوز بخلاف المبيع فانه يتعين بالعقد حتى

متعین نہین ہوتا بلکہ ذمہ پر لازم ہوتا ہی یہان تک اگر ثمن نقد کو اشارہ سی متعین کری اور وہ اور روپیہ دیدی تو جایز ہی برخلاف مبیع کی پس مبیع عقد کرنی سی متعین ہو جاتا ہی

لا يجوز استبداله باخر واقامته مقامه الا بالفسخ وتكرار العقد وبما قال الكرخي وقد صرحوا بكون الفتوى عليه

یہانتک کہ اوسکو اور مبیع سی بدل دینا اور بدلہ کو اوسکی جگہہ ٹہرا دینا جایز نہین ہی جبتک پہلا عقد فسخ اور دوبارہ عقد نکیا جاوی اور تمسک کرکے امام کرخی کی قول سی کہ صاف کہہ چکی ہین

في هذا الزمان ان المشتري بحرام بعينه حلال طيب الا ان يشار اليه حين العقد ثم سلم فح يكون ملكا خبيثا

کہ اس زمانہ مین فتوی اسی پر ہی کہ شی خریدی ہوئی ثمن معین حرام سی حلال پاکیزہ ہوتی ہی مگر اوس صورت مین کہ عقد کرتی ہوئی اوس ثمن حرام کی طرف اشارہ کرین پہر وہ ہی دیدین

واجب التصدق وبما ذهب اليه ابو حنيفة من ان الخلط الرافع للتميز استهلاك موجب للتملك والضمان وبما روى

اب وہ شی ملک خبیث ہوگی اوسکا تصدق کر دینا واجب ہی اور تمسک کرنا امام ابو حنیفہ کی مذہب سی کہ ملا دینا دو چیز کا جسمین امتیاز باقی نرہی ہلاک کر دینا ہی اسمین ملک حاصل ہو جاتی ہی اور ضمان

عنه ان سبب الطيب وجوب الضمان لا اداؤه نعم ما لا يدرك كله لا يترك كله فان الاحتراز عن جميع الشبهات لما

اور تمسک کرنا جو اونسی مروی ہی کہ سبب حلت کا وہ ہی ضمان کا لازم آنا ہی اوسکا ادا کرنا نہین ہان جو چیز سراسر میسر نہ آوی تو سراسر چہوڑنا نہ چاہئی بیشک احتراز تمام شبہات سی چونکہ

لم يكن ممكنا في هذا الزمان لزم الاحتراز عن الشبهات التي يمكن الاحتراز عنها في تحقق التقوى لان الطاعة

اس زمانہ مین ممکن نہین ہی تو احتراز کرنا ایسی شبہات سی جو کہ سہل ہین واسطی ثبوت تقوی کی لازم ہی اسواسطی کہ اطاعت موافق طاقت کی ہوتی ہی

بحسب الطاقة فمن اتقى عما في وسعه من الشبهات يرجى من فضل الله تعالى ان يعفو عنه ما ليس في وسعه

پہر جو شخص اپنی مقدور بہر شبہات سی بچتا رہی تو اللہ کی فضل سی امید ہی کہ اوسکو وہ معاف کردی جو اوسکی طاقت سی باہر ہی

ويجعل له ثواب المتقين واما طعام اهل الوظائف من الاوقاف او بيت المال فهو كسائر المكاسب فان الكسب

اور اوسکو ثواب متقیون کا عنایت کری اور رہا کہانا وظیفہ دارون کا اوقاف مین سی یا بیت المال مین سی سو وہ ایسا ہی جیسی اور تمام کمائی کیونکہ فایدہ لینا

بالبيع والاجارة ونحوهما اذا روعي فيها شرائط الشرع كما يكون حلالا طيبا كذلك الوقف اذا صح وروعي فيه شرائط

بیع اور اجارہ وغیرہ سی اگر اوسمین شرطین شرعی رعایت کی جاوین جیسی حلال طیب ہوتا ہی ایسی ہی وقف اگر صحیح ہو اور شرطین وقف کی اوسمین

الواقف يكون حلالا طيبا وكذا بيت المال يحل لمن كان مصرفا له واخذه بقدر الكفاية وتفصيل الكفاية على ما

رعایت کی جاوین تو حلال طیب ہوتا ہی اور ایسی ہی بیت المال حلال ہوتا ہی اگر اوسکی قابل ہو اور بقدر کفایت لیا کری اور تفصیل کفایت کی موافق بیان

في الاحياء وغيره من الكتب في السلوك ولا فرق بين الوقف وبين بيت المال وبين غيرهما من المكاسب في كون

احیاء وغیرہ کتب کی سلوک مین اور درمیان وقف اور بیت المال وغیرہ آمدنیون کی اس باب مین کچہ فرق نہین ہی

كل منها حلالا طيبا اذا روعي فيه شرائط الشرع وفي عدم كونه حلالا اذا لم يراع فيه شرائط الشرع وذكر في الواقعات

کہ یہ سب حلال طیب ہین اگر انمین شرایط شرعی رعایت کیجاوین اور مردار خبیث ہوتی ہین اگر انمین شرایط شرعی رعایت نہوین اور واقعات مین مذکور ہی

ان الذين يقضون ويفتون ويشتغلون بالتعليم وياكلون من بيت المال فانهم ليسوا عاملين بالاجرة بل هم عاملون

کہ جو لوگ حکم کرتی ہین اور فتوی دیتی ہین اور درس تدریس مین مصروف رہتی ہین اور بیت المال مین سی کہاتی ہین سو یہ لوگ یعنی قاضی مفتی مدرس مزدور نہین ہین

لله تعالى واجرهم على الله تعالى وكذلك ما يعطيه الامراء والسلاطين من اموالهم الى رجل حلال ما لم يعلم انه حرام

بلکہ یہ کار بار کرتی ہین اور انکا اجر خدا پر ہی اور ایسی ہی جو کہ امرا اور سلاطین اپنی مال مین سی کسیکو کچہہ دیتی ہین سب حلال ہی جبتک معلوم نہو کہ شی خاص حرام ہی

بعینه نعم درجات الحلال کثیرة عالیة بعضها اعلی من بعض لکن فی زماننا لا یمکن الاخذ بالقول الاحوط فی
ان مرتبہ حلال کی بہت ہیں ایک سی ایک بالا پر ہماری زمانہ میں تقوی کی باب میں احتیاط کامل پر عمل کرنا ممکن نہیں ہی

التقوی لان الاستقصاء البالغ فی الحلال علی قانون الورع الاعلی فی زماننا مما یفضی الی الحرج وهو مدفوع فی الدین
کیونکہ حلال کی باب میں نہایت درجہ کا مبالغہ کرنی سی موافق قواعد اعلی رتبہ کی پرہیز کی ہمارے زمانہ میں بڑا حرج ہوتا ہی اور دین کی اندر حرج نہیں ہی

بل الشرع هو المیزان المستقیم فما لا یذمه الشرع فهو حلال رحمة من الله تعالی علی عباده فاذا تمسك احد بالشریعة
بلکہ شرع سیدھی ترازو ہی جسکو شرع ابرا نہ کہی وہ سب حلال ہی یہہ اسد کی طرف سی بندوں کی حال پر کمال رحمت ہی اور جب کوئی شریعت سی سند لاوی

فلیس لاحد ان ینکر علیه لان الانکار علیه استخفاف بالشریعة ومن استخف بالشریعة یخاف علیه زوال الایمان
پھر یہہ کسکا مقدور ہی کہ اوسی انکار کری کیونکہ اسپر انکار کرنا شریعت کی تحقیر ہی اور جو شخص شرع کی تحقیر کری اوسپر کفر کا خوف ہی

اذا تحقق هذا فالورع والتقوی فی هذا الزمان ان یجعل ما فی ید کل انسان ملکا له ما لم یتیقن انه بعینه مغصوب
جب یہہ امر ثابت ہوا تو ورع اور تقوی اس زمانہ میں یہہ ہی کہ جو چیز جس شخص کی قبضہ میں ہی اوسہی کی ملک مانی جاوی جبتک یقینی معلوم نہو کہ یہہ خاص چیز چھینی ہوئی

او مسروق وان علم یقینا ان فی ماله حراما اذ قد قال قاضیخان فی فتاواه رجل دخل علی سلطان فقدم الیه شیء
یا چرائی ہوئی ہی اگرچہ یہہ بات یقینی معلوم ہو کہ اسکی مال میں حرام ہی ملا ہی اسلئی کہ قاضیخان اپنی فتاوی میں کہتا ہی کہ ایک شخص حاکم کی پاس گیا حاکم نی اوسی کوئی چیز

من الماکولات ان لم یعلم انه بعینه غصب یحل له ان یاکل لانه لم یعلم بالحرمة والاصل فی الاشیاء الاباحة
کہانیکو دی اگر یہہ معلوم ہو کہ یہہ ہی خاص غصب کی ہوئی ہی تو اوسکو کہا لینا حلال ہی اسلئی کہ اوسکی حرمت معلوم نہیں ہی اور اصل اشیا میں اباحت ہی

وان علم انه بعینه حرام لا یحل له ان یاکل منه لانه علم بالحرمة وسئل ابو بکر البلخی عن الفقیر انه لو اخذ
اور اگر معلوم ہو کہ یہہ خاص چیز حرام ہی تو کہانا حلال نہیں ہی کیونکہ حرمت معلوم ہوگئی کسینی ابوبکر بلخی سی فقیر کا حال پوچھا کہ اوسنی اگر

جائزة السلطان مع علمه ان السلطان اخذها غصبا ایحل له ذلك قال ان السلطان ان خلط الدراهم
عطیہ سلطان کا مغصوب جان بوجھ کر لیلیا تو کیا اوسکو یہہ حلال ہی جواب دیا اگر سلطان نی دراہم ایک قسم کی دوسری

بعضها ببعض فلا باس باخذه وان دفع الیه عین الغصب من غیر خلط لا یجوز له اخذه قال الفقیه ابو اللیث
قسم میں ملا دئی تو لینی میں کچھ خوف نہیں ہی اور اگر اوسکو مغصوب درہم دی کہ وہ ہی بدون ملانی کی دیدئی تو لینا جایز نہیں ہی فقیہ ابو اللیث کہتی ہیں

هذا الجواب یستقیم علی قول ابی حنیفة اذ عنده من غصب الدراهم من قوم وخلط بعضها ببعض یملکها الغاصب
یہہ جواب ابوحنیفہ کی قول پر درست ہوتا ہی اسلئی کہ امام کی نزدیک اگر کسینی دراہم کسی سی چہین کر ایک کو دوسری میں ملا دئی تو غاصب مالک

ویکون مدیونا لهم وذکر فی بستان العارفین ان الناس اختلفوا فی اخذ جائزة السلطان قال بعضهم یجوز ما
اور اوسکا قرضدار ہو جاتا ہی اور بستان العارفین میں مذکور ہی کہ فقہا میں درباب قبول کرنی عطیہ سلطان کی اختلاف ہی کوئی کہتا ہی جایز ہی

لم یعلم انه یعطیه من الحرام وقال بعضهم لا یجوز اما من اجازه فقد ذهب الی ما روی عن علی بن ابی طالب
جبتک نہ معلوم ہو کہ یہہ حرام کا مال دیا ہی اور کوئی کہتا ہی جایز نہیں ہی پہر جو شخص جایز کہتا ہی تو اوسنی وہ اختیار کیا ہی جو علی بن ابی طالب سی روایت ہی

انه قال السلطان یصیب من الحلال والحرام فما یعطیك فخذه فانما یعطیك من الحلال وروی عن عمر انه علیه السلام
کہ فرمایا سلطان کی پاس حلال اور حرام سب آتا ہی پہر جو تجکو دیتا ہی سو لیلی کیونکہ تجکو حلال ہی دیتا ہی اور عمر سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی

قال من اعطی شیئا من غیر مسئلة فلیاخذه فانما هو رزق رزقه الله تعالی وروی عن حبیب بن ابی ثابت انه قال
فرمایا جسکو کوئی شخص بی مانگی کچھ دیوی تو لی لینا چاہیی کیونکہ وہ اسد تعالی نی رزق بہیجا ہی اور حبیب بن ابی ثابت سی روایت ہی کہ کہتا ہی

رایت ابن عمر وابن عباس یاتیهما هدایا المختار فیقبلانها مع کونه مشهورا بالظلم وروی محمد بن الحسن عن ابی حنیفة
کہ میںنی ابن عمر اور ابن عباس دونوکو دیکہا ہی کہ اونکی پاس ہدیہ مختار کا آتا اور وہ دونو لیلیتی باوجودیکہ مختار ظالم مشہور تہا اور محمد بن الحسن ابوحنیفہ سی اور وہ حماد سی

عن حماد ان ابرھیم النخعی خرج الی زھیر ابن عبد اللہ الازدی وکان عاملا علی حلوان یطلب جائزتہ ھو وابو زرد
روایت کرتی ہین کہ ابراہیم نخعی زہیر بن عبد اللہ ازدی کی پاس جب وہ حلوان کا عامل تہا اپنا جائزہ لینی گئی وہ اور ابو زرد ہمدانی دونو

الھمدانی قال محمد وبہ ناخذ مالم تعرف شیئا من عطائہ حراما بعینہ وھذا قول ابی حنیفۃ

## المجلس التاسع والستون

محمد کہتا ہی ہماری یہہ ہی سند ہی جبتک نہ معلوم ہو کہ کوئی شی عطیہ مین بعینہ حرام ہی اور یہہ ہی قول ابو حنیفہ کا ہی

اونہترہوین مجلس

## فی بیان لزوم طلب کسب الحلال وای اطیب من المکاسب واقبح منہا

بیان مین تلاش حلال کمائی کی اور کونسی کمائی پاک ہی اور کونسی بری ہی

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اطیب ما اکلتم من کسبکم وان اولادکم من کسبکم ھذا الحدیث من حسان المصابیح روتہ ام المؤمنین
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا بیشک پاکیزہ تر تمہارا کہانا تمہاری کمائی کا ہی اور تمہاری اولاد بہی تمہاری کمائی ہی یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثون مین سی ہی ام المؤمنین عائشہ کی

عائشۃ وفیہ تحریض علی الکسب الحلال لان المراد بالطیب ھہنا الحلال ومعنی الکسب الطلب والسعی فی تحصیل
روایت سی اسمین کسب حلال کی ترغیب ہی اسلئی کہ طیب سی مراد یہان حلال ہی اور کسب کی معنی تلاش اور کوشش رزق کی واسطی

الرزق وانما جعل الولد کسبا لان الوالد یطلبہ ویسعی فی تحصیلہ فیکون من جملۃ اکسابہ فیجوز لہ ان یاکل
اور اولاد کو کمائی اسواسطی ٹہرایا کہ اولاد کی طلب ہوتی ہی اور اوسکی لئی سعی کرتی ہین پس تو اولاد اوسکی کمائی مین داخل ہی اب اوسکو جایز ہی کہ اگر

من کسبہ اذا کان محتاجا والا فلا الا ان یطیب بہ نفسہ قال الفقیہ ابو اللیث فی بستان العارفین کرہ
محتاج ہووی تو اولاد کی کمائی مین سی کہالی اور نہین تو نہ کہاوی ہان اگر وہ دل سی خوش ہوتا ہو فقیہ ابو اللیث بستان العارفین مین کہتا ہی بعضی لوگ

بعض الناس الاشتغال بالکسب وقالوا الواجب علی کل انسان الاشتغال بعبادۃ اللہ والتوکل علیہ وحجتہم
کسب اختیار کرنیکو مکروہ کہتی ہین وہ لوگ یہہ کہتی ہین کہ ہر شخص پہ شغل عبادت الہی کا اور اوسپر بہروسا کرنا واجب ہی اور اونکی دلیل

قولہ تعالی وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون وقال النبی علیہ السلام ما اوحی الی ان اجمع المال واکن من التاجرین
یہہ آیت ہی اور مینی جو بنائی جن اور آدمی سو اپنی بندگی کو اور یہہ حدیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا مجہپر یہہ وحی نہین آئی کہ مال جمع کر کر تجارت کیا کرون

ولکن اوحی الی ان سبح بحمد ربک وکن من الساجدین واعبد ربک حتی یاتیک الیقین وقال عامۃ اھل العلم الکسب
لیکن یہہ وحی آئی ہی کہ تو یاد کر خوبیان اپنی رب کی اور رہ سجدہ کرنیوالونمین اور بندگی کر اپنی رب کی جب تک پہنچی تجہکو موت اور عام اہل علم کہتی ہین کہ اتنی مزدوری

بمقدار ما یکفیہ ولعیالہ واجب فان زاد علی ذلک فھو مباح ولا یکون الاشتغال بطلب الزیادۃ حراما اذا لم یرد
کہ اوسکو اور اوسکی عیال کو کافی ہو واجب ہی اگر اس سی زیادہ ہووی تو مباح ہی اور زیادہ کی تلاش اگر فخر اور ریا منظور نہو تو حرام نہین ہی

بہ الفخر والریا وحجتہم انہ تعالی قد فرض الفرائض ولا یتاتی اداؤھا الا بستر العورۃ وقوۃ البدن ولا یحصل ستر العورۃ
ان لوگون کی یہہ دلیل ہی کہ اللہ تعالی نی بیشک فرائض ذمہ پر مقرر کئی ہین اور وہ فرائض بدون ستر عورت اور قوت بدن کی ادا نہین ہو سکتی اور ستر عورت

الا باللباس ولا قوۃ البدن الا بالقوت اذ قال اللہ تعالی وما جعلنہم جسدا لا یاکلون الطعام وتحصیل القوۃ واللباس
بدون پوشاک کی اور بدن کی قوت بغیر کہانی پینی نہین ہو سکتی کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہی اور ایسی بدن نہ بنائی تہی کہ کہانا نہ کہاوین اور میسر آنا قوت اور لباس کا

لا یکون فی الغالب الا بالکسب وما ذکر فی انکار ذلک من الحجۃ فالجواب عنہ ان یقال ان التجارۃ اما ان یکون
اکثر اوقات بدون کسب کی نہین ہوتا اور جو دلیل اسکی انکار مین مذکور ہوئی ہی تو اوسکا یہہ جواب ہی کہ کہین تجارت یا تو واسطی طلب کفایت کی ہوتی ہی

لطلب الکفایۃ او لطلب الزیادۃ علی الکفایۃ فان کانت لطلب الکفایۃ فھی واجبۃ ماجور فاعلہا فیکون الاشتغال
یا واسطی طلب زیادت کی قدر کفایت پر پہر اگر واسطی طلب کفایت کی ہی تو واجب ہی ایسا شخص ثواب دیا جاتا ہی پہر تو یہہ دہندا

بہا اشتغالا بالعبادۃ وان کانت لطلب الزیادۃ فان کان طلب تلک الزیادۃ لاستکثار المال وادخارہ لا للصرف
بجای خود عبادت ہی اور اگر تجارت واسطی طلب زیادت کی ہی پہر اگر وہ زیادت واسطی کثرت مال اور خزانہ کی ہو کہ خیرات اور حسنات مین کام نہ آوی

الی

الی الخیرات والحسنات فهو اقبال علی الدنیا التی حبها راس کل خطیئة فلا یکون الاشتغال بها اشتغالا بالعبادة
تو یہہ توجہ دنیا کی ہی جسکی محبت تمام گناہونکی سردار ہی پس یہہ دہندا شغل عبادت کا نہین ہی
بل ان وجد فیها تلبیس وخیانة یکون فسقا وظلما وان کان طلبها لیواسی بها الفقراء والضعفاء فهی افضل
بلکہ اسمین اگر کچہہ فریب اور خیانت ہوویگی تو فسق اور ظلم ہی اور اگر یہہ طلب اسلئی ہی کہ اس مال سی فقرا اور ضعفا کی ساتہہ مروت عمل مین لاوی
من الاشتغال بالنوافل من العبادات البدنیة فکیف لا یکون الاشتغال بها اشتغالا بالعبادة وقد ذکر فی الاخبار
تو یہہ شغل عبادت بدنیہ مین سی نفلون کی پڑہنی سی افضل ہی پہر یہہ شغل کیونکر عبادت کا شغل نہوویگا حال آنکہ بیشک اخبار مین مذکور ہی
ان الرسل علیهم السلام کانوا یکتسبون ویاکلون من کسبهم فادم النبی علیه السلام زرع الحنطة وسقها وحصدها
کہ رسول علیہم السلام اپنی ہاتہہ کا کام کرکر اپنی کمائی سی کہاتی ہی پس آدم نبی علیہ السلام نی گیہون بوئی پہر کو پانی دیا پہر کاٹی
وداسها وطحنها وعجنها وخبزها واکلها ونوح النبی علیه السلام کان نجارا وابرهیم علیه السلام کان بزازا وداود
پہر گاہا پہر پیسا پہر خمیر بنایا اور پکا کر کہایا اور نوح نبی علیہ السلام کہاتی کا پیشہ کرتی تہی اور ابراہیم نبی علیہ السلام بزازی کرتی تہی اور داود
النبی علیه السلام کان یصنع الدرع وسلیمن النبی علیه السلام کان یصنع المکتل من الخوص ونبینا محمد علیه السلام
نبی علیہ السلام درعہ بنایا کرتی تہی اور سلیمان نبی علیہ السلام برگ خرما کی زنبیل بنایا کرتی تہی اور ہماری نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نی
رعی الغنم وذکر فی الاحیاء ان اصحاب رسول الله علیه السلام کانوا یتجرون فی البر والبحر ویعملون فی نخیلهم
بکریان چرائی ہین اور احیاء العلوم مین مذکور ہی کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خشکی اور دریا مین تجارت اور اپنی باغون کی اندر کام کیا کرتی تہی
وهم القدوة فیلزم الاقتداء بهم ولا یلتفت الی جماعة انکروا ذلك وقعدوا فی المساجد وعیونهم طامحة الی ما
اور یہہ لوگ پیشوا ہین انکی پیروی ضرور چاہئی اور کیا اعتبار ہی اون لوگون کا جو اسی احتراز کرکر مسجدون مین جا بیٹہی ہین اور اونکی آنکہین لوگون کی مال کو تک رہی ہین
فی ایدی الناس فیسمون انفسهم متوکلین ولیسوا کذلك بل خرجوا عن حدود الشرع فانهم قد تمسکوا بقوله تعالی
اور اپنا نام متوکل رکہہ چہوڑا ہی اور حقیقت مین متوکل نہین ہین بلکہ یہہ ہی لوگ حد شرع سی باہر نکل گئی ہین انکی سند یہہ آیت ہی
وفی السماء رزقکم وما توعدون لکنهم بمعناه وتاویله جاهلون فان المراد به المطر الذی هو سبب انبات
اور آسمان مین ہی روزی تمہاری اور جو کچہہ تمسی وعدہ کیا پر اونکو اس آیت کی معنی اور تاویل معلوم نہین ہی کیونکہ اس سی مراد مینہہ ہی جس سی رزق پیدا ہوتا ہی
الرزق فلو کان الرزق ینزل من السماء بغیر کسب لما امرنا بالاکتساب والسعی فی الاسباب وقد قال الله تعالی فاذا
اور اگر رزق ہمپر آسمان پرسی بی محنت اوترا کرتا تو ہمکو کسب اور سعی کرنیکا حکم ہرگز نہوتا اور اللہ فرماتا ہی پہر جب
قضیت الصلوة فانتشروا فی الارض وابتغوا من فضل الله وقال فی آیة اخری لیس علیکم جناح ان تبتغوا فضلا
تمام ہو چکی نماز تو پہیل پڑو زمین مین اور ڈہونڈہو فضل اللہ کا اور ایک اور آیت مین ہی کچہہ گناہ نہین تمپر کہ تلاش کرو فضل
من ربکم وروی عن ابی هریرة انه علیه السلام قال من الذنوب ذنوب لا یکفرها الا الهم فی طلب المعیشة وسئل
اپنی رب کا اور ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا گناہون مین سی بعضی گناہ ہین کہ اونکا کچہہ اور کفارہ نہین سوای مشقت طلب معیشت کی اور ابراہیم سی
ابرهیم عن التاجر الصدوق اهو احب الیك ام المتفرغ للعبادة فقال التاجر الصدوق احب الی لانه فی جهاد
کسینی حال سچی تاجر کا پوچہا آیا وہ تمکو محبوب ہی یا نرا عابد جواب دیا مجکو سچا تاجر محبوب ہی اسلئی کہ وہ جہاد کرتا ہی
یاتیه الشیطان من طریق الکیل والمیزان ومن قبل الاخذ والاعطاء فیجاهده وقال ابو قلابة لرجل لان اراك
اوسکی پاس شیطان وسوسہ کو آتا ہی پیمانہ اور ترازو کی راہ سی اور لینی اور دینی کی طرف سی سو یہہ تاجر اوسپر جہاد کرتا ہی اور ابو قلابہ نی ایک شخص کو کہا اگر
تطلب معاشك احب الی من ان اراك فی زاویة المسجد لکن لا ینبغی للتاجر ان یشغله معاشه عن معاده فیکون عمره
مین تجہکو معاش کی طلب مین دیکہون تو بہت بہتر ہی کہ تجہکو مسجد کی کونہ مین دیکہون پر تاجر کو یہہ نہین چاہئی کہ معاش کی دہندی مین معاد کو بہول جاوی پہر تو اوسکی عمر

ضائعا وصفقته خاسرة لان ما یفوته من الربح فی الاخرة لا یفی به ما یناله فی الدنیا فیکون ممن اشتری
برباد ہوئی اور تجارت میں ٹوٹا آیا کیونکہ جتنا اخروی فائدہ اسکا تلف ہوگا اوسکا عوض جو دنیا میں پیدا کیا نہیں ہوسکتا پس او نمیں سی ہوگا کہ دنیا کی

الحیوٰة الدنیا بالاخرة بل ینبغی له ان یشفق علی نفسه فی تجارته ولا ینسی نصیبه من الدنیا للاخرة کما
زندگی کی بعوض آخرت کی مول لی بلکہ اوسکو یون چاہئی کہ تجارت میں اپنی جان کی غمخواری کری اور نہ بہولی اپنا حصہ دنیا میں کا آخرت کی لئی جیسا

قال الله تعالی ولا تنس نصیبک من الدنیا فان الدنیا مزرعة الاخرة وفیها تکتسب الحسنات والمسجد
کہ فرمایا اللہ تعالی نی اور نہ بہول اپنا حصہ دنیا میں سی ف کیونکہ دنیا آخرت کی کہیتی ہی اسہی میں حسنات حاصل ہوسکتی ہین اور مسجد

ف کہ وہ تینوں کہ پہلی کہ کفن کی نہیں ۱۲

والبیت والسوق له حکم واحد وانما النجاة بالتقوی وهی تتحقق فی جمیع الاحوال وقد روی عن ابی ذر انه علیه السلام
اور گہر اور بازار سب کا حال ایک سا ہی اور نجات تقوی ہی سی ہوتی ہی اور تقوی ہر حال میں متحقق ہوتا ہی اور ابوذر سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا

قال اتق الله حیث ما کنت فان وظیفة التقوی لا تنقطع عن المجردین للدین کیف ما تقلبت بهم الاحوال
اللہ سی ڈر تا رہ جہاں رہی بیشک لوازم تقوی کی دین کی عزلت نشینوں سی کبہی دور نہیں ہوتی اونکا حال کیسا ہی بدلتا رہی

اذ فیها یرون نجاتهم وربحهم وبها یکون حیاتهم وعیشهم وانما یتم شفقته علی نفسه فی تجارته بمراعاة
کیونکہ وہ لوگ اوسہی میں اپنی نجات اور فائدہ دیکہتی ہین اور اوسہی میں اونکی زندگی اور آرام ہی اور تجارت کی اندر غمخواری اپنی جان کی کئی امور کی لحاظ سی پوری ہوتی ہی

عدة امور الاول ان ینوی بما اکتسبه الاستعفاف عن السؤال وکف الطمع عن الناس واستعانة علی
اول یہہ کہ اس نیت سی تجارت کری کہ مانگنی تانگنی سی بچتا رہی اور لوگوں کی طرف طمع نہ آوی اور دین کی مدد کری

الدین وقیاما بکفایة عیاله لیکون من المجاهدین لما روی عن ابی هریرة انه علیه السلام قال من سعی
اور اپنی عیال کی ذمہ داری بجالاوی تاکہ مجاہدوں میں داخل ہووی کیونکہ ابوہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جو شخص اپنی عیال کی

علی عیاله من حله فهو کالمجاهد فی سبیل الله فاذا اضمر فی قلبه هذه النیات یکون عاملا فی طریق الاخرة
خبر حلال مال سی لی پس وہ ایسا ہی جیسی اللہ کی راہ میں مجاہد جب اپنی دلمیں یہہ نیتین کریگا تو آخرت کی راہ کا عامل ہوویگا

فان استفاد مالا فقد ربحه فی الدنیا والاخرة وان لم یستفد مالا ربح فی الاخرة والثانی ان یقصد فی صنعته
پہر اگر اوسکو مال ہاتہہ آیا تو اسنی فائدہ دنیا اور آخرت دونوں کا پیدا کیا اور اگر مال حاصل نہ ہوا تو آخرت ہی کا فائدہ ہوا دوسرا یہہ کہ اپنی پیشی

وتجارته القیام بفرض من الفروض الکفایات اذ لو ترکت الصناعات والتجارات کلها لبطلت المعائش وهلك
اور تجارت سی یہہ قصد کری کہ فرض کفایہ ادا کرتا ہی اسلئی کہ اگر تمام پیشی اور تجارت کردیں تو گذران مشکل پڑجاوی اور خلقت

الخلق لان انتظام امر الکل بتعاون الکل وتکفل کل فریق بعمل اذ لو اقبل کلهم علی صنعة واحدة لتعطلت البواقی
مرجاوی کیونکہ سب کی حال کی درستی سب کی امداد سی ہوتی ہی اور ہر فریق کی ذمہ داری سی جدی جدی عمل پر اسلئی کہ اگر سب انسان ایک ہی پیشہ کرنی لگیں تو باقی کل پیشی بیکار

وهلکوا لکن الصناعات منها ما هو مهم ومنها ما هو مستغنی عنه لرجوعها الی طلب التنعم والتزین فی الدنیا فینبغی
ہوجاوین اور مر رہیں لیکن بعضی پیشی تو بہت ضرور ہوتی ہین اور بعضوں کی چنداں ضرورت نہیں ہوتی اونکا مآل عیش طلبی ہی اور دنیا کا سنگار اور آرایش ہی لائق

له ان یشتغل بصناعة مهمة لیکون فی قیامه بها کافیا عن المسلمین فی مهم فی الدین ولا یشتغل بصناعة
ہی کہ ضروری پیشہ کو اختیار کری تاکہ اوس پیشہ سی ضروریات دین میں سب مسلمانوں کی حاجت روا ہو اور نقاشی اور زرگری وغیرہ

النقش والصیاغة وجمیع ما تزخرف به الدنیا وذکر فی الاختیار ان افضل اسباب الکسب التجارة ثم الزراعة
اور تمام او ن پیشوں جنمیں دنیا کی زیب وزینت ہی اختیار نکری اور اختیار میں مذکور ہی کہ عمدہ اسباب کا ئی کا تجارت ہی پہر کہیتی

ثم الصناعة لما روی انه علیه السلام قال الحرفة امان من الفقر وبعضهم من فضل الزراعة علی التجارة لکونها
پہر دستکاری کری کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ حرفہ فقیری سی بچاتا ہی اور بعضی تجارت سی کہیتی کو بہتر کہتی ہین کیونکہ اسکا

اعم نفعا اذ قد روی انه علیه السلام قال ما زرع مسلم زرعا وما غرس شجرة فتناول منها انسان او دابة

نفع عام ہوتا ہی اسلئی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جو مسلمان کہیتی کرتا ہی اور درخت لگاتا ہی پہر اوسمین سی کوئی انسان یا چوپایہ

او طیر الا کانت له صدقة والثالث ان لا یمنعه سوق الدنیا عن سوق الاخرة وهو المسجد فینبغی له ان

یا پرندہ کہاوی تو اوسکی لئی صدقہ ہوگا اور تیسری یہہ کہ اوسکو دنیا کا بازار آخرت کی بازار سی نہ روک رکہی کہ وہ مسجد ہی سو یون چاہئی کہ

یجعل اول النهار الی وقت دخول السوق لآخرته فیلازم المسجد فی ذلك الوقت ویواظب علی الاذکار والاوراد

اول روز یعنی صبح کی وقت جبتک کہ دکانین کہل کر بازار جاری ہو آخرت کی لئی مقرر کری اوس وقت مین مسجد کی بیٹہا ہوا ذکر اور وظیفہ مین مشغول رہی

لیکون من الذین قال الله تعالی فیهم فی بیوت اذن الله ان ترفع ویذکر فیها اسمه یسبح له فیها بالغدو و

تاکہ اوس زمرہ مین داخل ہو جنکی حق مین الله تعالی فرماتا ہی اون گہرون مین کہ الله نی حکم دیا اونکو بلند کرنیکا اور وہان اوسکا نام پڑہنی کا یاد کرتی ہین اوسکی وہان صبح اور

الاصال رجال لا تلهیهم تجارة ولا بیع عن ذکر الله ثم انه مهما سمع الاذان للظهر والعصر ینبغی له ان یفرغ

شام وہ مرد کہ نہین غافل ہوتی سوداگری مین نہ بیچنی مین اسکی یاد سی پہر جب وہ ظہر اور عصر کی اذان سنا کری تو لایق ہی کہ دہندہی سی فارغ ہوکر

عن شغله ویزعج من مکانه ویدع کل ما کان فیه لان ما یفوته من فضیلة التکبیر مع الامام فی اول الوقت

اپنی جگہہ سی کہڑا ہوجاوی اور سب کار بار چہوڑ دیوی اسلئی کہ اول وقت مین امام کی ساتہہ تکبیر اولی کا ثواب جو فوت ہوجاویگا

لا یوازیه الدنیا بما فیها وقد جاء فی تفسیر قوله تعالی رجال لا تلهیهم تجارة ولا بیع عن ذکر الله انهم کانوا

اوسکی برابر دنیا اور جو دنیا مین ہی کچہہ نہین ہوسکتا اور اس آیت کی تفسیر مین آیا ہی وہ مرد غافل نہین ہوتی سوداگری مین نہ بیچنی مین الله کی یاد سی کہ وہ لوگ

حدادین وخرازین وکان احدهم اذا رفع المطرقة او غرز الاشفی فسمع الاذان لم یخرج الاشفی ولم یوقع المطرقة

لوہار اور موچی تہی اور ہریک کا یہہ حال تہا کہ اگر ہتوڑا اوٹہایا یا ستاری گڑوئی پہر اذان سن پائی تو یہہ درفش نہ نکالتا اور وہ ہتوڑا نہ مارتا

بل رمی بها وقام الی الصلوة وهکذا یکون تجارة من یتجر لطلب الکفایة لا للتنعم فی الدنیا فان مثله یتجر فی الدنیا

بلکہ سب پہینک پہانک کر نماز کو چلی جاتی جو لوگ کفایت کی طالب ہوتی ہین اور عیش دنیا کا مقصود نہین رکہتی اونکی یہی تجارت ہوتی ہی کیونکہ ایسی لوگ دنیا کی تجارت کرتی ہین

ولا یضیع دینه فی تجارته لعلمه بان ربح الاخرة اولی بالطلب من ربح الدنیا فان من یطلب الدنیا للاستعانة

اور اس تجارت مین دین ضایع نہین ہوتا اسلئی کہ جانتی ہین کہ آخرت کا فائدہ طلب کرنا دنیا کی فائدہ سی بہتر ہی بیشک جو شخص دنیا آخرت کی امداد کی واسطی حاصل کرتا ہی

بها علی الاخرة کیف یدع ربح الاخرة بل ینبغی له ان لا یکون شدید الحرص علی السوق والتجارة بان یکون اول داخل

وہ آخرت کا فائدہ کیونکر چہوڑ دیگا بلکہ اوسکو یون لازم ہی کہ بازار اور تجارت پر بہت لالچ نکری کہ بازار مین سب سی پہلی جایا کری

فیها واخر خارج منها اذ روی عن معاذ بن جبل وعبد الله بن عمر ان ابلیس یقول لولده زلنبور سر بکتائبك فائت

اور سب سی پیچہی آیا کری کیونکہ معاذ بن جبل اور عبد الله بن عمر سی روایت ہی کہ ابلیس اپنی بچی زلنبور سی کہا کرتا ہی اپنی کتاب بازار مین لیجا

الاسواق وزین لهم الحلف والکذب والخدیعة والمکر والخیانة وکن مع اول من یدخل فیها واخر من یخرج منها

اور اونکو بہلا بنا کر دکہا حلف اور جہوٹہہ اور فریب اور مکر اور چوری اور اوسکی ساتہہ رہ جو بازار مین سب سی پہلی آوی اور سب سی پیچہی جاوی

وفی الخبر ان شر البقاع الاسواق وشر اهلها اولهم دخولا واخرهم خروجا وطریق الاحتراز عنه ان یراقب

اور حدیث مین ہی کہ سب سی بری جگہ بازار ہین اور سب سی برا وہ بازاری جو پہلی آوی اور پیچہی جاوی اور طریقہ احتراز کا یہہ ہی کہ اپنی کفایت کی وقت کو دیکہتا رہی

وقت کفایته فاذا حصل له کفایة وقته ینصرف ویشتغل بتجارة الاخرة هکذا کان یفعل صلحاء السلف

اتنہ لگ جاوی تو چلا آوی اور آخرت کی تجارت مین لگی صلحاء پہلی زمانہ کی ایسا ہی کیا کرتی تہی

فمنهم کان ینصرف بعد الظهر ومنهم من کان ینصرف بعد العصر ومنهم من کان لا یعمل فی الاسبوع الا

اونمین سی بعضی ایسی تہی کہ ظہر کی بعد چلی آتی تہی اور کوئی ایسا تہا کہ عصر کی بعد چلا آتا تہا اور کوئی ایسا تہا کہ ہفتہ بہر مین

يوما ويومين وكانوا يكتفون بذلك ثم ينبغي للمكتسب ان يراعي في معاملته العدل ويجتنب الظلم لان
ایک روز یا دو روز کام کرتا اور سب اوسیہی پر اکتفا کرتی پہر پیشہ ور کو لازم ہی کہ اپنی معاملہ میں عدالت برتی اور ظلم سی بچتا رہی اسلئی

المعاملة قد تجري على وجه يحكم المفتي بصحتها وانعقادها لكنها تشتمل على ظلم يتعرض به العامل لسخط
کہ بعضی وقت معاملہ ایسی طور پر ہوسکت جاتا ہی کہ مفتی اوسکو جایز بتا دی اور عقد کو ٹھیک کہی پر اوسمین ایسا ظلم ہوجاتا ہی جس سی اہل معاملہ پر غضب

الله تعالى اذ ليس كل نهي مقتضيا لفساد العقد والمراد من الظلم ما يستضر به الغير فكل ما يستضر به الغير
الہی آجاوی کیونکہ ہر نہی ایسی نہین ہوتی کہ عقد کو فاسد کر دیا کری اور مراد ظلم سی یہہ ہی کہ جسمین غیر کا نقصان ہوجاوی پہر جسمین غیر کا نقصان ہوتا ہو

فهو ظلم وانما العدل ان لا يصدر عنه ضرر لاحد والضابط فيه ان لا يحب لاحد الا ما يحب لنفسه فكل ما
وہ ہی ظلم ہی اور عدل وہ ہی ہی جسمین کسیکا کچہہ نقصان نہو اور قاعدہ کلیہ اسمین یہہ ہی کہ ہر یک کی لئی وہ ہی بات پسند کری جو اپنی لئی پسند کرتا ہی پہر جو

عومل به لو كان يشق عليه ويثقل على قلبه ينبغي له ان لا يعامل به غيره بل ينبغي له ان يستوي عنده درهم
معاملہ اسپر دشوار اور اوسکی دل پر بہاری گذرتا ہو تو چاہیئی کہ ویسا معاملہ غیر سی نکری بلکہ یون لازم ہی کہ اسکی نزدیک اپنا اور پرایا روپیہ یکسان ہووی

ودرهم غيره هذا هو الاجمال واما التفصيل ففي عدة امور الاول ان لا يثني على السلعة فانه ان وصفها
یہہ تو قاعدہ مجمل ہی اور یہی تفصیل سو کئی باتون مین ہی اول یہہ کہ بکری کی چیز کی تعریف نکیا کری کیونکہ اگر ایسی تعریف کی

بما ليس فيها فان لم يقبله منه فهو كذب محض وان قبل منه فهو مع كونه كذبا تلبيس وظلم وان وصفها
جو اوسمین نہین ہی اگر خریدار نمانی پس وہ نرا جہوٹہہ ہی اور اگر خریدار اسنی مان لیا تو اب وہ جہوٹ کا جہوٹ اور دہوکا اور ظلم ہی اور اگر اوسکی ایسی تعریف

بما فيها فان علم به المشتري فهو هذيان وتكلم بما لا يعنيه ويحاسب عليه لان كل كلمة تصدر عن الانسان
کی جو اوسمین ہی یعنی سچی پہر اگر خریدار کو معلوم ہی تو یہہ تعریف بیہودہ بک ہی اور نکمی بات اور اوسکا حساب لیا جاویگا اسلئی کہ جو بات انسان کی منہہ سی نکلتی ہی

فانه يحاسب عليها لقوله تعالى ما يلفظ من قول الا لديه رقيب عتيد وان لم يعلم به المشتري ما لم يذكر
اوسپر محاسبہ ہونیوالا ہی اس دلیل سی نہین بولتا ایک بات جو نہین اوس پاس راہ دیکہتا تیار اور اگر خریدار کو وصف معلوم نہو جبتک بہہ ذکر نکری

فلا باس بذكر القدر الموجود فيه من غير مبالغة واطناب ويكون قصده منه ان يعرفه اخوه المسلم
تو جتنا ہو وتنا کہنی مین کچہہ ڈر نہین ہی مبالغہ نکری بات نہ پہیلاوی اور اس بیان سی غرض یہہ ہو کہ برادر مسلمان کو معلوم ہوجاوی تو رغبت سی خریدی

فيرغب فيه ويحصل حاجته ولا ينبغي له ان يحلف عليه البتة لانه ان كان كاذبا فقد اتى باليمين الغموس
اور اوسکا کام بن جاوی اور ہرگز لایق نہین ہی کہ اوسپر قسم کہاوی اسلئی کہ اگر جہوٹ ہوا تو اسنی یمین غموس کہائی

وهي من الكبائر التي تذر الديار بلاقع وان كان صادقا فقد جعل اسم الله تعالى عرضة لايمانه واساء فيه
وہ ایسا کبیرہ گناہ ہی کہ ملک کو اوجاڑ دیتی ہی اور اگر سچا ہی تو اسنی اللہ تعالی کی نام کو اپنی قسمون کا نشانہ بنایا اور برا کیا

لان الدنيا اخس من ان يقصد ترويجها بذكر اسم الله تعالى من غير ضرورة والثاني ان لا يكتم من عيوبها وخفايا
اسلئی کہ دنیا اس مرتبہ سی کمتر ہی کہ بی ضرورت اللہ تعالی کا نام لیکر اوسکو رونق دی جاوی دوسری یہہ ہی کہ نہ اوسکی عیوب پوشیدہ کری اور نہ

صفاتها شيئا اصلا بل يجب عليه ان يظهر جميع عيوبها خفيها وجليها لانه ان اخفى شيئا منها يكون ظالما غاشا
ہرگز کوئی اور بات چہپی ہوئی چہپاوی بلکہ اوسپر یہہ واجب ہی کہ اوسکی تمام عیب چہپی اور ظاہر بیان کر دی کیونکہ اگر کوئی عیب اوسمین سی چہپا دیگا تو ظالم اور خائن ٹہریگا

تاركا للنصح والغش حرام والنصح واجب ومهما اظهر احسن وجهي الثوب واخفى الوجه الاخر يكون غاشا وكذلك
خیرخواہ نہوگا اور خیانت کرنی حرام ہی اور خیرخواہی واجب اور اگر تہان کا اچہا پلا دکہلا دیا اور دوسرا پلا چہپا لیوی تو خائن ہوتا ہی اور ایسی

اذا عرض احسن فردي الخف او النعل وامثاله وكذلك اذا عرض المتاع في موضع مظلم والحاصل ان الغش
اگر موزہ کا اچہا فرد پیش کر دی اور جوتی کی اچہی پوائی اور مانند اسکی اور ایسی ہی اگر اسباب کو اندہیری مین سامنی کری حاصل یہہ ہی کہ دغا

حرام في البيوع والصنائع جميعا فلا ينبغي للصانع ان يتهاون بعمله على وجه لو عامله به غيره لا يرتضيه بل ينبغي له

تمام بیوع اور صناعت میں حرام ہی سو کاریگر کو نہیں چاہیے کہ اپنی کار میں ایسی سستی برتے کہ اگر کوئی اور اوسکی ساتھہ ویسا معاملہ کرے تو کبھی پسند نکرے بلکہ لائق یہہ ہی

ان يحسن الصنعة ويحكمها وان وقع فيها عيب يبين حينها وبه يتخلص من الغش الحرام ومن كونه ظالما للنا

کہ اپنا کار بہت درست اور مضبوط بناوے اور اگر اتفاق عیب دار ہوجاوے تو عیب بیان کردے اسمیں دغا سے جو حرام ہی اور خلق پر ظلم کرنے سے بچ جاتا ہی

ومن هذا القبيل ما روى عن امام احمد انه سئل عن الرفو بحيث لا يتبين فقال لا يجوز لمن يبيعه ويخفيه و

اور اسی قسم کی امام احمد سے یہہ روایت ہی کہ اونسے کسی نے ایسی رفو کا مسئلہ پوچھا کہ ہرگز معلوم نہو پس جواب دیا بیچنے والی کو جایز نہیں ہی کہ کپڑا بیچدے اور رفو چھپا

انما يحل اذا علم انه يظهره ولا يخفيه او لا يريد بيعه ويدل على تحريم الغش انه عليه السلام مر برجل يبيع الطعام

اور حلال جب ہوتا ہی کہ معلوم ہوجاوے کہ یہہ بیان کردیگا چھپانیکا نہیں یا بیچیگا نہیں اور دغا کی حرمت پر یہہ روایت دلیل ہی کہ نبی علیہ السلام ایک شخص کی پاس آگئے کہ وہ گیہوں بیچتا تھا

فاعجبه فادخل يده فنالت اصابعه بللا فقال ما هذا يا صاحب الطعام فقال اصابته السماء يا رسول

سو آپکو پسند آئے پہر آپ نے اونکی اندر ہاتھہ ڈالا تو اونگلیاں بھیگ گئیں فرمایا یہہ کیا ای گیہوں والی عرض کیا یا رسول اللہ بوندیں پڑگئیں ہیں

الله فقال النبي صلى الله عليه وسلم هلا جعلته فوق الطعام حتى يراه الناس من غشنا فليس منا ويدل

پہر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسکو اوپر کی طرح کیوں نکردیا تاکہ اسکو سب لوگ دیکھتے جو کوئی ہمکو دغا دیوے سو ہم میں سے نہیں اور خیرخواہی

على وجوب النصح باظهار العيوب انه عليه السلام لما بايع جريرا على الاسلام واراد ان ينصرف جذبه و

کی وجوب پر عیوب کی اظہار سے یہہ دلیل ہی کہ نبی علیہ السلام نے جب جریر سے اسلام پر بیعت لی اور اونسے روانگی کا ارادہ کیا آپنے اوسکو کہینچکر

اشترط عليه النصح لكل مسلم وكان جرير اذا قام الى السلعة ليبيعها بصر عيوبها ثم خير مشتريها ويقول له

یہہ شرط کی کہ مسلمانوں کی خیرخواہی کرتے رہنا اور جریر کا یہہ حال تھا جب اسباب بیچنے کھڑا ہوتا تو اوسکا عیب دکھا دیتا اور خریدار کو خبر کر دیتا پہر خریدار سے یہہ کہدیتا

ان شئت فخذ وان شئت فاترك وكان واثلة بن الاسقع واقفا فباع رجل ناقة له بثلثمائة درهم وغفل

چاہو لو اور چاہو مت لو اور واثلہ بن الاسقع کھڑے تھے کہ ایک شخص نے اپنی اونٹنی تین سو درہم کو بیچڈالی اور واثلہ کو خبر نہ

واثلة وذهب المشتري بالناقة فسعى وراءه وصاح به قال يا هذا اشتريتها للظهر او للحم فقال بل للظهر فقال ان

خریدار اونٹنی لیکر چلتا ہوا پہر واثلہ نے پیچھے سے دوڑکر پکار کر کہا ای شخص یہہ اونٹنی تونے سواری کی لی ہی یا ذبح کرنیکو جواب دیا سواری کی واسطے پہر واثلہ نے کہا

بخفها نقبا قد رايته وانها لا تتابع السير فعاد فردها فنقصها البايع مائة درهم وقال لواثلة رحمك الله قد

اسکی تلوی میں زخم ہی میں نے دیکھا ہی یہہ خوب نہیں چل سکتی پس وہ پہرکر پہیرنی لگا پہر بایع نے سو درہم قیمت کی کم کردئے اور واثلہ سے کہا اللہ تجہپر رحم کرے تونے

افسدت على بيعي فقال واثلة انا بايعنا رسول الله صلعم على النصح لكل مسلم وسمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم

میری بیع بگاڑدی واثلہ نے کہا ہمنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہر مسلم کی خیرخواہی پر بیعت کی ہی اور مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہی

يقول لا يحل لاحد ان يبيع بيعا الا بين ما فيه ولا لمن يعلم ذلك الا بينه وقد تبين من هذا انهم قد فهموا ان النصح

کہ فرماتے تھے حلال نہیں ہی کسیکو کہ کوئی شی بیچے مگر بیان کردے جو اوسمیں ہی اور عیب کی جاننے والی کو حلال نہیں ہی مگر کہ بیان کردے اور بیشک اس سے ظاہر ہوا کہ وہ لوگ یہہ سمجہے ہی

من الشروط الداخلة تحت بيعتهم له عليه السلام على الاسلام وهو ان لا يرضى لاخيه المسلم الا ما يرضى لنفسه

وہ شرط ہی کہ اونکی بیعت اسلام میں داخل ہی کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوئی اور نصح یہہ ہی کہ پسند نکرے اپنی برادر مسلم کیواسطے مگر وہ بات جو اپنی لئے پسند کرتا ہی

وهذا امر يشق على اكثر الخلق ولن يتيسر على احد الا بان يعتقد امرين احدهما ان يعلم ان تلبيسه العيوب و

اور یہہ بات اکثر خلق پر دشوار گذرتی ہی اور بدون اعتقاد دو بات کی کسیکو میسر نہیں ہو سکتی ایک تو یقین کرے کہ عیب کو چھپانا اور

ترويجه السلع لا يزيد في رزقه بل يمحقه ويذهب بركته وما يجمعه من متفرقات التلبيسات يهلكه الله تعالى

اسباب کو رونق دینا رزق نہیں بڑہاتا بلکہ اوسکو نیست نابود کردیتا ہی اور برکت کہو دیتا ہی اور جو مال طرح طرح کی دغا بازیوں سے جمع کرتا ہی اوسکو اللہ تعالی ایکبار ہی

دفعة واحدة اما بالاحراق او بالاغراق او باخذ اللصوص والظلمة والكفرة والثاني ان يعلم ان ربح الاخرة خير

تلف کر دیتا ہی یا جلا دیتا ہی یا ڈبو دیتا ہی یا چور لیجاتے ہیں یا ظالم اور کفار چھین لیتے ہیں اور دوسرا یہہ یقین کری کہ آخرت کا فائدہ

من ربح الدنیا وان فوائد اموال الدنیا ینقضی بانقضاء العمر ویبقی مظالمها واوزارها فکیف یختار العاقل ان یستبدل

دنیا کی فائدہ سی بہتر ہی اور مال کی دنیاوی فائدی جب عمر ہو لیتی ہی سب ہو چکتی ہیں اور اسکا وبال اور بوجھہ سر پر رہ جاتا ہی پھر عاقل آدمی کو کب پسند آتا ہی کہ ادنی چیز کو

الذی هو ادنی بالذی هو خیر فان قیل مهما وجب علی التاجران یذکر عیوب متاعه لا یتم له المعاملة فما الطریق فیها

اعلی شئی سی بدل لیوی اگر کوئی کہی جسوقت بیچنی والی پر یہہ واجب ہوا کہ مبیع کی عیب کہدیا کری تو معاملہ کبہی پورا نہوگا پھر اسمیں کونسی راہ ہی

فالجواب انه اذا التزم ان لا یشتری الا الجید بحیث لو امسك لنفسه یرتضیه فانه اذا باعه وقنع بربح یسیر

تو جواب یہہ ہی کہ تاجر جب یہہ عہد کرلی کہ سوای عمدہ شئی کی مول نلیا کری ایسی کہ اپنی لئی اگر بچا رکہی تو مقبول پسندیدہ ہووی سو تاجر جب اوسکو بیچی اور تہوڑی سی نفع پر قناعت

یبارك له فیه لا یحتاج الی تلبیس فمن تعود هذا لا یشتری المعیب فان وقع فی یده نادرا یذکر عیبه ویقنع

کری تو اوسمیں برکت ہووےگی دغا فریب کی کچہہ حاجت نہیں ہی پھر جسکی یہہ عادت ہو جاویگی تو عیب دار چیز مول نلیگا پھر اگر اتفاقا عیب دار اوسکی ہاتہہ آجاوی تو اوسکا عیب ظاہر

بقیمته وانما یتعذر هذا علی التجار لانهم لا یقنعون بربح یسیر بل یطلبون بربح کثیر ولا یحصل ذلك الا بالتلبیس

کردی اور اوسکی قیمت ہی پر قناعت کری اور یہہ بات تجار پر اسلئی دشوار گذرتی ہی کہ وہ تہوڑی نفع پر قناعت نہیں کرتی بلکہ بڑی فائدہ کی طالب ہوتی ہیں یہہ حیلہ سے آتا ہی

واما من یقنع بربح یسیر فیسهل له ذلك وقد حکی عن السلف الصالح کثیر من ذلك من جملتها ان ابن سیرین باع

اور جو تہوڑی نفع پر قناعت کرتا ہی اوسپر آسان ہی اور متقدمین صلحاء کی ایسی باتیں بہت مشہور ہیں اونمیں سی ایک یہہ ہی کہ ابن سیرین نی ایک بکری

شاة وقال للمشتری ابین لك ما فیها من العیب انها تقلب العلف برجلها وباع الحسن بن صالح جاریة وقال

بیچی اور خریدار سی کہا میں اسکا عیب تجہسی بیان کردوں یہہ بکری گہاس کو پاؤں سی روندہ کر خراب کر دیتی ہی اور حسن بن صالح نی لونڈی بیچی اور

للمشتری انها تنخمت عندنا مرة دما وهکذا ینبغی ان یکون اهل الدین فمن لا یقدر علیه فلیترك المعاملة او

خریدار سی کہا کہ اسنی ہماری پاس ایکدفعہ ہوڑا لاتہا اور دیندار ہوں تو ایسی ہوں جس سی اتنا نہو سکی تو وہ معاملہ چہوڑدی یا

لیوطن نفسه علی عذاب النار والثالث ان لا یجوز فی المقدار وذلك بتعدیل المکیال والمیزان والاحتیاط فیهما

دوزخ کی اندر اپنا گہر بناوی اور تیسری یہہ کہ مقدار میں کمی بیشی نکری یہہ امر پیمانہ اور ترازو کی درستی سی ہوتا ہی اور دونوں میں احتیاط سی

اذ قال الله تعالی ویل للمطففین الذین اذا اکتالوا علی الناس یستوفون واذا کالوهم او وزنوهم یخسرون ولا

کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہی خرابی ہی گہٹانیوالوں کی وہ کہ جب ناپ لیں لوگوں سی پورا بہر لیں اور جب ماپ دیں اونکو یا تول دیں تو گہٹا کر دیں

یخلص من هذا الا بان یزید اذا اعطی وینقص اذا اخذ لان العدل الحقیقی قلما یتصور فان من یستقصی فی

اسکا بچاؤ جب ہی کہ دیتی ہوئی کچہہ بڑہا دیوی اور لیتی ہوئی کچہہ کم لی اسلئی کہ ٹہیک پورا پورا بہت کم ہوتا ہی بیشک جو شخص اپنا حق خوب پورا لیوی

اخذ حقه بکماله یوشك ان یتعداه ولذلك اذا اشتری رسول الله صلی الله علیه وسلم شیئا قال للذی یزن

تو عجب نہیں کہ حق سی بڑہ جاوی اور اسیلئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی شئی خریدتی تو ثمن ادا کرنیوالی سی فرماتی

الثمن زن وارجح وکان بعض السلف یقول لا اشتری الویل بحبة فکان اذا اخذ نقص حبة واذا اعطی زاد حبة

ثمن تول دی اور کچہہ زیادہ دی اور بعضی متقدمین کہا کرتی تہی ہم ویل کو بعوض دانہ کی نہیں خریدتی پہر اگر کچہہ آپ لیتی تو بمقدار دانہ کی کم لیتی اور اگر اور کو دیتی تو بمقدار

وکان یقول ویل لمن یبیع بحبة جنة عرضها السموت والارض فکل من خلط بالبر ترابا او تبنا ثم کاله یکون

اور کہتی افسوس ہی جو جنت کو بعوض دانہ کی دیدی جسکا پہیلاؤ ہی آسمان اور زمین پس جو شخص گیہوں میں مٹی یا تنکی ملا کر ناپ دیوی تو وہ

من المطففین فی الکیل وکل قصاب وزن مع اللحم عظما او شیئا لم تجر به العادة یکون من المطففین فی الوزن

پیمانہ کا گہٹانیوالا ہی اور جو قصائی گوشت کی ساتہہ ہڈی یا اور کچہہ خلاف رسم چہیچڑا وغیرہ تول دی تو وہ وزن کہٹانیوالا ہی

وقس على هذا سائر التقديرات حتى في الذراع الذي يتعاطاه البزاز فانه في وقت البيع ان ارسل الثوب ولم يمده
اور اسی پر تمام تقدیرات یعنی اندازہ کی چیزیں قیاس کرلو یہان تک کہ گز گت جس سی بزاز لین دین کرتا ہی پس بیشک بزاز گز گت کرتی ہوئی اگر کپڑا ڈہیلا کردی اور

واذا اشتراه ومده ولم يرسله اذا باعه فكل ذلك يكون من التطفيف الذي يعرض صاحبه للويل والرابع ان يصدق
جب آپ خریدی او کہینچی اور ڈہیلا نکری جب بیچی تو یہہ سب وہ ہی تطفیف ہی جس سی ویل پیش آویگا اور چوتہی ہر وقت بہاؤ کو سچ سچ

في سعر الوقت اذ لا يجوز لاحد ان يلبس على البايع او المشتري سعر الوقت ويغتنم الفرصة ويخفي من البايع غلاء السعر
کہا کری اسلئی کہ کسیکو یہہ جایز نہین ہی کہ بایع سی یا خریدار سی بہاؤ وقت کا چہپا لیوی اور فرصت کو غنیمت سمجہکر بایع سی بہاؤ کی گرانی

او من المشتري انحطاطه فان من يفعل هذا يكون من الظلمين التاركين للنصح الواجب وقد امر الله تعالى بالعدل و
یا خریدار سی ارزانی پوشیدہ کرلی بیشک جو ایسا کریگا وہ ظالم ہی نصح واجب کا تارک اور بیشک اللہ تعالی کا حکم ہی واسطی عدل اور

الاحسان حيث قال إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ والعدل سبب للنجاة فقط وهو يجري مجرى سلامة راس
احسان کی چنانچہ یہہ فرماتا ہی بیشک اللہ تعالی حکم کرتا ہی انصاف کو اور بہلائی کو اور عدل سبب نجات کا ہوتا ہی فقط اور قایم ہی مقام سلامت یعنی اصل

المال والاحسان سبب الفوز ونيل السعادة وهو يجري مجرى الربح فكما لا يعد من العقلاء من يقنع في معاملات
مال کی اور احسان سبب مراد پانی اور حصول سعادت کا ہی اور قایم ہی مقام منفعت کی پہر جیسی کہ عاقل نہین شمار کیا جاتا جو شخص معاملات دنیا مین

الدنيا براس ماله كذلك في معاملات الاخرة فلا ينبغي للمؤمن ان يقتصر على العدل ويدع باب الاحسان مع انه تعالى
اپنی اصل مال پر قناعت کرتا ہی ایسی ہی معاملات اخروی مین سو مومن کو لایق نہین ہی کہ صرف عدل پر اکتفا کرکر احسان کا باب بند کردی باوجودیکہ اللہ تعالی

قال وَأَحْسِنْ كَمَا أَحْسَنَ اللَّهُ إِلَيْكَ وقال في اية اخرى إِنَّ رَحْمَتَ اللَّهِ قَرِيبٌ مِنَ الْمُحْسِنِينَ والمراد من الاحسان فيما
فرماتا ہی اور بہلائی کر جیسی بہلائی کی اللہ نی تجہسی اور ایک اور آیت مین فرماتا ہی بیشک مہر اللہ کی نزدیک ہی نیکی والون سی اور احسان سی مراد یہان یہہ ہی

نحن فيه ما ينتفع به في المعاملة وهو غير واجب بل هو تفضل وانما الواجب العدل وترك الظلم وينال العامل رتبة الاحسان
کہ معاملہ مین جس بات سی منفعت ہوا کری یہہ واجب تو نہین پر خوبی کی بات ہی واجب صرف عدل ہی ہی اور ظلم کا نکرنا اور احسان کا رتبہ پاتا ہی

بواحد من عدة امور الاول في الغبن فينبغي له ان لا يغبن صاحبه بما لا يتغابن به في العادة حتى لو بذل المشتري
جو کوئی ان چند امور مین سی کوئی سا عمل مین لاوی پہلی غبن مین یون لازم ہی کہ مالک کو اتنا نقصان نہ دیوی کہ عادت کی موافق وتنا نہ دیتی ہون یہان تک کہ اگر مشتری

زيادة على الربح المعتاد لشدة حاجته ينبغي للبايع ان يمتنع عن قبوله لان اخذ الزيادة اذا لم يكن فيه تلبيس
اپنی ضرورت کا مارا فایدہ مروج سی زیادہ دینی لگی تو بایع کو چاہئی کہ نہ لیوی اس لئی کہ بڑہتی لینی مین اگر بدون دغا بازی کی ہووی

وان لم يكن ظلما لكنه ترك للاحسان مع ان من يقنع بربح قليل يكثر معاملاته ويستفيد من تكررها ربحا
اگرچہ ظلم نہین ہی پر احسان ترک ہوتا ہی باوجودیکہ جو کوئی تہوڑی نفع پر قناعت کرتا ہی تو اوسکی بکری بہت ہوتی لگتی ہی اور اسطرح کی بکری مین بہت فائدہ ہو

كثيرا وبه يظهر البركة والثاني في احتمال الغبن فان من يشتري طعاما او متاعا من فقير ويحتمل الغبن ويتساهل
رہتا ہی اور اسی مین برکت ہوتی ہی اور دوسری نقصان اوٹہانی مین بیشک جو شخص غلہ یا اور مال فقیر سی خریدی اور نقصان اوٹہالی اور سیر آسانی کرکر

فيه فانه يكون محسنا داخلا في قوله عليه السلام رحم الله امرأ سهل البيع والشراء واما من يشتري من غني
تو وہ محسن ہوتا ہی اس روایت مین داخل کہ رحم کری اللہ اوسپر جو آسان کری بیع اور شرا کو اور جو شخص ایسی تونگر سوداگر سی خریدی

تاجر يطلب زيادة على الربح المعتاد فاحتمال الغبن منه ليس بمحمود بل هو تضييع المال من غير فائدة في الدنيا
جو فائدہ مروج سی زیادہ طلب کرتا ہو پس ایسی موقع پر نقصان اوٹہانا قابل تعریف کی نہین ہی بلکہ بی فائدہ مال کا ضایع کرنا ہی نہ فائدہ دنیا کا نہ آخرت کا

والاخرة وقد ورد في الحديث ان المغبون لا محمود ولا ماجور والكمال ان لا يغبن ولا يغبن وقد كان خيار السلف
اور بیشک حدیث مین آیا ہی کہ مغبون کی نہ تعریف ہی اور نہ ثواب کمال کی بات یہہ ہی کہ نہ کسیکو نقصان دی اور نہ آپ نقصان اوٹہاوی اور عمدہ لوگ

يستقصون في الشراء ثم يتسهلون كثيرا من المال فقيل لبعضهم تستقصي في شرائك على اليسير ثم تهب الكثير

خریدنے میں خوب پورا حق لیا کرتے تھے پھر اکثر مال بخش دیتے تھے کسی نے کسی سے پوچھا خریدنے کے وقت تھوڑی چیز کو خوب پورا کرتے ہو پھر اکثر بخش دیتے ہو

فقال ان الواهب يعطي فضله والمغبون يضيع عقله والثالث في استيفاء الثمن وسائر الديون

تو جواب دیا بخشنے والا اپنا فضل عطا کرتا ہے اور مغبون اپنی عقل ضایع کرتا ہے اور تیسری ثمن اور قرض پورا لینی میں

والاحسان فيه يكون تارة بالمسامحة وتارة بالامهال والتاخير وتارة بالمساهلة في طلب جودة النقد وكل

اسمیں احسان کبھی تو درگذر کرنی میں ہے اور کبھی درنگ اور مہلت کرنیمیں اور کبھی سہولت برتنی میں کہرا روپیہ لینی سے اور یہہ تمام امور

ذلك مندوب اليه محثوث عليه لقوله عليه السلام رحم الله امرأ سهل البيع سهل القضاء سهل الاقتضاء

محبوب اور مرغوب ہیں دلیل اس حدیث کی رحم کرے اللہ اوس شخص پہ جو آسانی برتے بیع میں آسانی برتے ادا میں آسانی برتے تقاضا میں

فينبغي له ان يغتنم دعاء رسول الله صلى الله عليه وسلم وفي حديث اخر انه عليه السلام قال اسمح يسمح لك

اوسکو چاہیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کو غنیمت سمجھے اور ایک اور حدیث میں ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا درگذر کر درگذر ہوگی تجھسے

وفي حديث انه عليه السلام قال من انظر معسرا او ترك له حاسبه الله حسابا يسيرا وفي لفظ اخر اظله

اور ایک حدیث میں ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جسنے مہلت دی مفلس کو یا اوسکو معاف کیا تو اوسسے اللہ تعالی آسانی سے حساب لیگا اور ایک روایت میں ہے اوسکو

الله تحت ظل عرشه يوم لا ظل الا ظله فهذا هي طرق التجارات في السلف فقد اندرست فمن قام بها في هذا

اللہ تعالی اپنے عرش کا سایہ دیگا اوس روز کہ سوا اوسکے کوئی سایہ نہوگا سلف میں تجارت کا یہہ ہی طریق تہا جو اب پرانا ہوگیا جو شخص اس زمانہ میں

الزمان يكون ممن احيى هذه السنة ويرجى له من فضل الله تعالى جزيل الرحمة

اوسکو پھر قایم کرے تو اونسے یہہ سنت زندہ کی اسکے لئے فضل الہی سے رحمت کی بڑی امید ہے

## المجلس السبعون

ستر دین مجلس میں

## في بيان حرمة الاحتكار وسائر ما يتعلق به من الاحكام الشرعية

بیان احتکار کی حرمت کا اور تمام احکام شرعی جو اس سے متعلق ہیں

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من احتكر فهو خاطئ هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه عمر بن عبد الله ومعناه

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسنے احتکار کیا پس وہ خطاوار ہے یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں سے ہے عمر بن عبد اللہ کی روایت سے اسکی

ان من يجمع الطعام الذي يجلب الى البلد ويحبسه ليبيعه وقت الغلاء فهو اثم لتعلق حق العامة به و

جو شخص غلہ جمع کرلے جو کہ شہر کی طرف رسد آتی ہے اور اسکو روک رکھے اسلئے کہ گران کرکر بیچے تو وہ گنہگار ہے کیونکہ اوسمیں سب عوام کا حق ہے اور

هو بالحبس والامتناع عن البيع يريد ابطال حقهم وتضييق الامر عليهم وهو ظلم عام وصاحبه ملعون لما

محتکر اوسکو روک کر بیچنے سے بند کرکر اونکا حق باطل اور اونکا حال تنگ کیا چاہتا ہے اور یہہ ظلم عام ہے اور ایسا شخص ملعون ہے کیونکہ

روى انه عليه السلام قال الجالب مرزوق والمحتكر ملعون فانه عليه السلام بين في هذا الحديث ان الذي

روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا غلہ لانیوالا رزق دیا جاتا ہے اور محتکر پہ لعنت ہے بیشک نبی علیہ السلام نے اس حدیث میں فرمایا کہ جو شخص

يجلب الامتعة والاقوات ويبيعها لتحصيل الربح يحصل له الربح ولا اثم عليه لان الناس ينتفعون به فيناله بركة

اسباب اور قوت لا لاکر واسطے تحصیل فائدہ کے بیچتا ہے تو اوسکو نفع ہو رہتا ہے اور کچھ اوسپر گناہ نہیں ہے اسلئے کہ سب خلقت اوس سے فائدہ لیتی ہے

دعائهم والذي يشتري الطعام الذي يجيء الى البلد ويحبسه ليبيعه وقت الغلاء فهو ملعون بعيد عن رحمة

پہونچتا اونکی دعا سے فائدہ ہوتا ہے اور جو شخص تمام غلہ شہر کی رسد کا خرید کر روک رکھتا ہے تاکہ مہنگا کرکر بیچے سو وہ ملعون اور اللہ کی رحمت سے دور

الله تعالى ولا يحصل له البركة ما دام في ذلك الفعل فاذا رفع امره الى القاضي يامره القاضي ببيع ما يفضل

ہوتا ہے اور اوسکو کبھی برکت نہیں ہوتی جبتک یہہ کار کرتا رہے پھر اگر اوسکی فریاد قاضی تک جاوے تو اوسکو قاضی وتنی غلہ کی بیچا اوسکی اوسکی

من

من قوته وقوت عياله على السعة بمثل القيمة بان يقول له بعه كما يبيع الناس ولا يسعر لقوله عليه السلام
عیال کی فراغت کی ساتھ کہانی سی بڑہی قیمت برابر سی بیچنی کا حکم ہی اسطور کہدی کہ اسکو بیچ ڈال جیسی لوگ بیچتی ہیں اور بہاؤ نہ ٹہراوی بدلیل اسحدیث کی

لا تسعروا فان الله هو المسعر القابض الباسط الرازق وفي هذا الحديث مبالغة في النهي عن التسعير
تم بہاؤ نہ ٹہراؤ بیشک بہاؤ اسیہی مقرر کرتا ہی جو تنگ کرتا ہی اور فراخ اور رزق دیتا ہی اور اسحدیث میں بہاؤ ٹہرانی کی بڑی ممانعت ہی

اذ بين فيه ان التسعير مما يتولاه الله تعالى بنفسه ولم يكله الى غيره من عباده فليس لهم ان يتكلفوا فيه
اسلئی اسمیں یہہ بیان ہی کہ بہاؤ کا متولی اللہ تعالی بذات خود ہی اسکو کسی اور پر اپنی بندوں میں سی حوالہ نہیں کیا سو انکو نہیں چاہئی کہ اسمیں تکلف کریں

وان فعلوا لا يحصل لهم الا الضيق وشدة عقوبة لهم على معارضتهم له تعالى في قضاياه فعلى هذا ينبغي للقاضي
اور اگر کرینگی تو انکی لئی بجز تنگی اور سختی عذاب کی کچھہ نہوگا کیونکہ مقابلہ کرتی ہیں احکام الٰہی میں اس بیان کی موافق قاضی کو چاہئی

ان يتعرض لحقه الا اذا كان فيه ضرر للعامة بان يتعدى ارباب الاموال عن قيمتها تعديا فاحشا بان
کہ اوسکی حق میں دخل دیوی ہان اگر عوام کا ضرر ہوتا ہو اسطور کہ مال والی اوسکی قیمت میں تعدی فاحش کرتی ہوں

يبيعوها بضعف قيمتها فح يسعر القاضي بمشورة اهل الرأي والبصيرة صيانة لحقوق الناس ثم ان من
کہ دو چند قیمت کو بیچنی لگیں پس اب قاضی اہل رائی اور بصیرت کی صلاح سی عوام کا حق بچانیکی لئی بہاؤ مقرر کردی پہر اگر کسینی

باع منهم بما قدره القاضي وان صح بيعه لكونه غير مكره على البيع لكن ان كان اذا نقص يخاف ان يضربه
اونمیں سی قاضی کی بہاؤ پر بیچا اگرچہ بیع جائز ہی کیونکہ بیع پر زبردستی نہیں ہوئی ہی لیکن اگر ایسا حال ہو کہ اگر اوس بہاؤ سی کم کری تو خوف قاضی کی

القاضي لا يحل للمشتري ما باعه البائع لانه في معنى المكره فيلزم للمشتري ان يقول له عند الشراء بعني ما تحب
مار کا ہی تو مشتری کو بائع کا بیچا ہوا حلال نہیں ہی کیونکہ یہہ بہی گویا زبردستی کی بیع ہی پس اب مشتری کو یوں چاہئی کہ خریدتی وقت یہہ لفظ کہدی میری ہاتہہ

فح باي شيء يبيعه يحل فعلى هذا يلزم للقاضي اذا رفع اليه امر المحتكر ان لا يعجل بالعقوبة ولا التسعير بل ينهاه
اپنی مرضی کی موافق بیچدی اسوقت جتنی کو بیچیگا حلال ہو دیگا اسصورت میں قاضی کو لازم ہی کہ جب اوسکی پاس محتکر کی فریاد آوی تو نہ عقوبت میں جلدی کری اور نہ بہاؤ مقرر کرے

عن الاحتكار ويزجره عنه ويامره بالبيع وان لم يمتثل يعظه ويهدده وان امتنع ولو بيع يحبسه ويعزره
منع اور ملامت کردی اور کہدی کہ بیچ ڈال اور اگر نہ مانی تو سمجہاوی اور دہمکاوی اور اگر پہر بہی نہ مانی اور نہ بیچی تو اوسکو قید کری اور تعزیر دی

حتى يمتنع عن سوء عمله لانه بارتكاب ما لا يحل له استحق العقوبة وليس فيه حد مقدر فيعزر دفعا للضرر
یہان تک کہ اپنی فعل قبیح سی باز آوی کیونکہ ممنوع بات اختیار کرکر عقوبت کا سزاوار ہو گیا ہی اور اسمین کوئی حد تو مقرر نہیں ہی لاچار واسطی دفع ضرر عوام کی تعزیر

عن الناس بل الصحيح انه ان امتنع عن البيع يبيعه القاضي اتفاقا وهذا فيما يضر حبسه عند الحاجة اليه
دیلجاوی بلکہ صحیح یہہ ہی کہ اگر وہ آپ نہ بیچی تو سب فقہا کی نزدیک قاضی بیچ ڈالی یہہ حکم اوس مبیع کا ہی جسکا بند کر رکہنا حاجت کی وقت ضرر کرتا ہو

مما هو قوت البشر والبهائم كالبر والشعير والتمر والتين والزبيب وقال ابو يوسف كل ما يضر بالناس حبسه سواء
جیسی قوت آدمیوں کا اور جانوروں کا جیسی گیہوں اور جو اور چہوارے اور انجیر اور مویز اور امام ابو یوسف کہتی ہیں جس چیز کا روک رکہنا عوام کو ضرر کری برابر ہی

كان ماكولا او غير ماكول فهو احتكار لا يجوز حبسه وان كان ثوبا او ذهبا او فضة ومدة الحبس قيل اربعون
کہ خوردنی ہو یا نہ خوردنی وہ سب احتکار ہوتا ہی اوسکا روکنا جائز نہیں ہی اگرچہ کپڑا ہو یا سونا یا چاندی اور مدت روک رکہنی کی یعنی احتکار کی کوئی کہتا ہی

يوما لما روى انه عليه السلام قال من احتكر اربعين يوما فقد برئ من الله وبرئ الله منه وفي حديث
چالیس دن ہیں کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جسنی احتکار کیا چالیس دن بیشک بیزار ہوا اللہ سی اور اللہ بیزار ہوا اوسی اور ایک اور حدیث میں ہی

اخر انه عليه السلام قال من احتكر اربعين يوما ثم تصدق به لم تكن صدقته كفارة لاحتكاره وقيل شهر
کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جسنی چالیس روز احتکار کیا پہر اوسنی وہ شی صدقہ کردی تو یہہ صدقہ کفارہ احتکار کا نہیں ہو سکتا اور کوئی کہتا ہی ایک مہینہ ہی

وهذا في حق المعاقبة في الدنيا واما الاثم فهو حاصل وان قلّت المدة ومن حبس غلة ارضه لا يكون محتكرا لانه
اور یہہ مدت واسطی سزاء دنیاوی کی ہی اور گناہ وہ بہرصورت ہوتا ہی اگرچہ مدت کمتر ہو اور جس شخص نی اپنی زمین کا غلہ جمع کر رکہا تو محتکر نہیں ہوتا اسواسطی

خالص حقه لم يتعلق به حق العامة لكن لو كان للناس اليه حاجة فالافضل له ان يبيعه ولو امتنع عن
کہ یہہ اوسکا خالص حق ہی اس سی حق عوام کا متعلق نہیں ہی لیکن اگر عوام کو اوسکی حاجت ہووی تو پہر افضل یہہ ہی کہ بیچ ڈالی اور اگر نہ بیچی

البيع يكون مسيئا لسوء نيته وقلة شفقته على المسلمين واما ما جلبه من بلد اخر ففيه اختلاف والاحتياط
تو برا کرتا ہی کیونکہ اوسکی نیت بری اور مسلمانوں پر شفقت نہیں ہی اور جو غلہ وغیرہ پہر کہو دوسرے شہر سی لاوی سواوسمین اختلاف ہی احتیاط اسمین ہی

في بيعه بسعر يومه حتى ينال الثواب الموعود بقوله عليه السلام من جلب طعاما فباعه بسعر يومه فكانما
کہ اوسی روز کی بہاؤ سی بیچ ڈالی تاکہ وہ ثواب پاوی جسکا اس حدیث میں وعدہ ہی جو طعام لیجاوی اور اوسی روز کی بہاؤ سی بیچ ڈالی تو گویا

تصدق به وفي لفظ اخر فكانما اعتق رقبة وقد حكي عن بعض السلف انه كان بواسط فجهز سفينة حنطة
اوسنی وہ تمام صدقہ کر دیا اور ایک اور روایت میں ہی گویا اوسنی غلام آزاد کر دیا کسی بزرگ کی حکایت ہی کہ واسط میں تہا اوسنی ایک کشتی گیہون کی بصرہ کو روانہ کی

الى البصرة وكتب الى وكيله بع هذا الطعام يوم يدخل البصرة ولا تؤخره الى غد فوافق سعة في السعر فقال له
اور گماشتہ کو لکہہ بہیجا اس غلہ کو بصرہ میں پہنچتی ہی بیچ دینا اگلی دن تک نہ رکہنا پہر کشتی پہنچی تو بہاؤ ارزان ہو گیا تاجرون نی

التجار ان اخرته جمعة ربحت فيه اضعافه فاخره جمعة فربح امثاله فكتب الى صاحبه بذلك فكتب اليه صاحبه
کہا اگر جمعہ تک اسے تہام لو تو کئی گونہ فائدہ ہو جاوی اوسنی جمعہ تک تہام لیا تو خوب فائدہ ہوا اور مالک کو اوسکی خبر لکہہ بہیجی مالک نی گماشتہ کو پہر لکہا

يا هذا انا كنا قد قنعنا بربح يسير مع سلامة ديننا وانك قد خالفت فاذا وصل اليك كتابي هذا فخذ المال كله فتصدق
ای شخص ہمنی تو تہوڑی سی نفع پر دین کی سلامتی کی لئی قناعت کی تہی اور تو نی اوسکی خلاف کیا اس خط کی پڑہتی ہی وہ سب کا سب بصرہ کی فقرا کو صدقہ دیدینا

به على فقراء البصرة لعلي انجو من اثم الاحتكار راسا براس فقد علم من هذا ان الاحتكار لا يخلو عن الكراهة
کاشکی مجہکو احتکار کی گناہ سی نجات ملی برابر برابر اس سی معلوم ہوتا ہی کہ احتکار کراہت سی خالی نہیں ہی

وان اتسعت الاطعمة وكثرت الاقوات واستغنى الناس عنها ولم يرغبوا فيها وذلك لان المحتكر ينتظر مبادي
اگرچہ غلہ بہت موجود ہو اور کہانا کثرت سی ملتا ہو اور عوام کو اوسکی نہ پروا ہو اور نہ اوسمین کچہہ رغبت ہو اور یہہ اسلئی کہ محتکر کو اسباب ضرر رسانی پر

الاضرار التي هي ارتفاع الاسعار وانتظار مبادي الاضرار محظور كانتظار عينه لكنه دونه والحاصل ان التجارة في
نظر رہتی ہی کہ وہ گران ہونا بہاؤ کا ہی اور اسباب ضرر پر نگاہ رکہنی ایسی ممنوع ہی جیسی نظر رکہنی عین ضرر پر گو وہ اس سی کمتر ہی حاصل یہہ ہی کہ تجارت

الاطعمة والاقوات لطلب الربح مما لا يستحب بل ينبغي طلب الربح في شئ اخر وفي حكم الاحتكار على هذا التفصيل تلقي
غلہ وغیرہ قوت کی منفعت کی واسطی اچہی نہیں ہی بلکہ منفعت اور شی میں حاصل چاہئی اور احتکار ہی میں داخل ہی اسیہی تفصیل پر بڑہ کر

الجلب وهو بفتحتين ما يجلب من بلد الى بلد فانه اذا قرب الى البلد يكره استقباله واشتراؤه ثمه لتعلق حق
جا لینا جلب کا اور جلب جیم اور لام کی زبر سی بہرتی یعنی رسد ایک شہر سی اور شہر کی طرف سو وہ رسد جب شہر کی پاس آپہنچی تو پہر آگی بڑہ کر وہان جا خریدنا مکروہ ہی کیونکہ اوس سی

العامة به والمتلقي يريد ابطاله حقهم وتضييق الامر عليهم وقد نهى النبي عليه السلام عن تلقي الجلب وقال لا تلقوا
عوام کا حق متعلق ہو جاتا ہی اور آگی بڑہ کی لینی والا اونکا حق باطل اور اونکو تنگ کیا چاہتا ہی اور بیشک نبی علیہ السلام نی تلقی جلب سی منع فرمایا ہی رسد کو آگی بڑہکر

الجلب وفي حديث اخر انه عليه السلام قال لا تلقوا السلع حتى يهبط بها الى السوق وهذا اذا لم يلبس السعر على الواردين
مت خریدو اور ایک اور حدیث میں ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا نہ جاؤ خرید اسباب کو جبتک بازار میں نہ اوتری اور یہہ حکم جب ہی کہ بہاؤ بہرتی والون کو معلوم ہو

واما اذا لبس عليهم السعر واشترى منهم متاعهم باقل من قيمته فيتعدد الكراهة ويتاكد الحرمة لان هذا الصنع
اور اگر اونکو بہاؤ معلوم نہو اور اونکی متاع اوسکی قیمت کہٹا کر جا خریدی تو اب کئی کراہت جمع ہونگی اور حرمت سخت ہو جائیگی اسلئی کہ یہہ عمل

من الغش الحرام المضاد للنصح الواجب المفسر بان لا يرضى لاخيه ما لا يرضى لنفسه بل هو من الظلم لان كل ما يتضرر

غش خیانت حرام مین داخل ہی اور نصح واجب کی جرخلاف جسکی یہہ تفسیر ہی کہ پسند نکرے اپنی بہائی کی واسطی جو اپنی واسطی پسند نکری بلکہ یہہ ظلم ہی اسواسطی کہ جس چیز سی

به المسلم فهو ظلم وانما العدل ان لا يضر احدا لاخيه المسلم ولا يحب له الا ما يحب لنفسه لما روي انه عليه السلام

مسلم کا نقصان ہوتا ہو وہ سب ظلم ہی اور عدل وہ ہی کہ کوئی اپنی برادر مسلم کو نقصان ندی اور پسند نکری اوسکی حق مین سوا اوسکی کہ پسند کری اپنی واسطی کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام

قال لا يؤمن احدكم حتى يحب لاخيه ما يحب لنفسه قال بعض العلماء من باع شيئا بدرهم فانه لو كان لا يشتريه

فرمایا مؤمن نہین ہوتا کوئی تم مین سی یہان تک کہ محبوب جانی واسطی اپنی بہائی کی جو محبوب رکہی واسطی اپنی بعض علما کہتی ہین جس شخص کو کوئی شی ایک درہم کو بیچی اور اگر وہ شی اوسکی

الا بنصف درهم فهو يكون ممن ترك النصح المامور به ولم يحب لاخيه ما احب لنفسه وقد حكي ان يونس بن

ہوتی تو آپ آدہی سی زیادہ کو ہرگز نہ لیتا پس وہ شخص نصح مامور بہکا تارک ہی اور اسنی اپنی بہائی کی لئی وہ بات پسند نکی جو اپنی لئی پسند کرتا ہی حکایت کرتی ہین کہ یونس بن

عبيد الله انه كان عنده حلل مختلفة الاثمان قيمة بعضها اربعمائة وقيمة بعضها مائتان فذهب الى الصلوة

عبید اللہ کی پاس چادرین مختلف قیمت کی تہین کوئی چارسو کی تہی اور کوئی دوسو کی پہر یونس اپنی بہتیجی کو

وترك ابن اخيه في الدكان فجاء اعرابي وطلب حلة باربعمائة فعرض عليه من حلل المائتين فاستحسنها واشتراها

دکان مین بٹہاکر نماز کو چلا گیا پہر ایک اعرابی نی آکر چادر چارسو درہم کی مانگی اوس لڑکی نی دوسو والی اوسکی سامنی کردی اوسنی پسند کرکی چارسو کو خرید کر

منه باربعمائة وذهب فاستقبله يونس وراى حلته في يده وعرفها فقال بكم اشتريتها فقال باربعمائة

چلا تو اوسکی سامنی سی یونس آگیا وہ چادر اوسکی ہاتہ مین دیکہہ کر پہچان لی پوچہا کتنی کو لی جواب دیا چارسو کو

فقال لا تساوي اكثر من مائتين فارجع حتى تردها قال هذه تساوي ببلدنا خمسمائة درهم وانا ارتضيها ولا

یونس نی کہا یہہ چادر دوسو سی زیادہ کی نہین ہی چل پہیر دی اوسنی جواب دیا یہہ چادر ہماری شہر مین پانسو روپیہ کی ہی مینی پسند کرلی ہی مین

اردها فقال له يونس انك وان رضيتها لكن النصح في الدين خير من الدنيا بما فيها فرده الى الدكان ورد عليه

نہین پہیرتا پہر یونس نی کہا اگرچہ تونی اوسکو پسند کرلی ہی لیکن دین کی خیر خواہی بہتر ہی دنیا اور ما فیہا کی خیر خواہی سی پہر اوسکو دکان پر ہٹا لایا اور سو روپیہ پہیر دئی

مائة درهم ثم توجه الى ابن اخيه وقال له اما خشيت الله تعالى حتى ربحت مثل الثمن وتركت النصح

پہر بہتیجی کی طرف متوجہ ہو کر کہا تجہکو خدا کا خوف نہ آیا کہ ثمن کی برابر تونی نفع لیا اور مسلمانون کی خیر خواہی ترک کردی

للمسلمين فقال له ابن اخيه والله ما اخذها الا ورضي بها قال فهلا رضيت له ما ترضى لنفسك وابلغ من

بہتیجی نی جواب دیا خدا کی قسم اسنی تو خوب پسند کرکری تہی یونس نی کہا پہر تونی اوسکی لئی وہ کیون نکیا جو اپنی لئی پسند کرتا ہی اور اس کی بڑہ کر

ذلك ما حكي عن رجل من التابعين انه كان بالبصرة وله غلام بالسوس يجهز اليه السكر فكتب اليه غلامه

ایک شخص تابعی کی حکایت ہی کہ وہ بصرہ مین تہا اور اوسکا غلام سوس مین تہا اوسکی پاس شکر بہیجا کرتا تہا پہر اوسکی غلام نی لکہا

ان قصب السكر قد اصابه آفة في هذه السنة فاشتر السكر فانه يربح كثيرا فاشترى من رجل سكرا كثيرا

کہ اس سال مین اوکہہ ماری گئی ہین شکر خرید لینا اسمین خوب نفع ہو ویگا سو اوسنی ایک شخص سی بہت سی شکر خرید لی

فلما جاء وقته باعه وربح فيه ثلثين الف درهم فانصرف الى بيته فتفكر ليلته فقال ربحت ثلثين الفا و

پہر جب وقت آیا تو وہ بیچی اور تیس ہزار درہم نفع ہوا پس وہ اپنی گہر چلا گیا پہر تمام شب دل مین سوچا رہا کہ مینی تیس ہزار درہم نفع لیا اور

تركت نصح رجل من المسلمين فلما اصبح غدا اليه فدفع اليه ثلثين الفا فقال بارك الله لك فيها فقال و

خیر خواہی ایک مرد مسلمان کی ترک کی جب فجر ہوئی تو صبح دم اوسکی پاس جاکر تیس ہزار درہم اوسکو دی دئی اور کہا تیری لئی خدا اسمین برکت دی اوسنی کہا

من اين صارت هذه لي فقال اني كتمتك حقيقة الحال وكان السكر قد غلا في ذلك الوقت فقال رحمك

یہہ درہم میری کیونکر ہوگئی جواب دیا مینی تجہسی اصل حال چہپا لیا تہا شکر اوسوقت مہنگی ہوگئی تہی اوسنی کہا خدا تجہہ پر رحم کری

قد اعلمتنی الآن وقد طیبتها لك فرجع الی بیته فتفکر وقال ما نصحته لعله استحیی منه فترکها لی فبکر الیه
مجکو اب جتا دیا میں تجہی کو حلال کئی وہ پہر اپنی گہر چلا آیا پہر سوچ کر کہا یہہ خیر خواہی نہوئی شاید اوسنی شرم کی ماری مجکو دیدی ہون پہر صبح دم اوکی پاس

فقال عفاك الله خذ مالك فهو اطیب لقلبی فاخذ منه ثلثین الفا وعلم من هذا ان لیس لاحد ان
گیا کہا خدا تجکو معاف کری اپنا مال لی میری دل کو یہہ ہی پسند آتا ہی پہر اوسنی تیس ہزار درہم لی لئی اس سی معلوم ہوتا ہی کہ کسیکو یون نچاہیی

ینتهز الفرصة ویخفی من البایع غلاء السعر ومن المشتری انحطاطه فان من یفعل ذلك یکون ظالما
کہ فرصت کو غنیمت سمجہکر بایع سی گرانی بہاؤ کی اور خریدار سی ارزانی چہپا لیا کری بیشک جو ایسا عمل کریگا وہ ظالم اور خائن

غاشا تارکا للنصح الواجب فان المعاملة قد تجری علی وجه یفتی المفتی بصحتها وانعقادها لکنها تشتمل علی ظلم
اور نصح واجب کا تارک ہی کیونکہ معاملہ بعضی وقت ایسی طور سی ہہکت جاتا ہی کہ مفتی اوسکو درست اور منعقد بتادیوی پر اوسمین ایسا ظلم ہوجاتا ہی

یتعرض به العامل لسخط الله تعالی اذ لیس کل نهی مقتضیا لفساد العقد کالبیع عند الاذان الاول للجمعة فانه
کہ اوسکا کرنیوالا نشانہ غضب الٰہی کا ہوجاوی اسلئی کہ ہر نہی تو عقد کو فاسد نہین کردیتی جیسی بیع جمعہ کی روز پہلی اذان کی ہوتی ہوی یہہ بیع

وان کان جائزا لکنه مکروه لان فیه اخلالا بواجب السعی هذا اذا قعدا او وقفا فتبایعا اذ قد قال الله تعالی اذا
اگرچہ جایز ہی پر مکروہ ہی اسلئی کہ اسمین سعی واجب مین دیر ہوتی ہی یہہ اوس صورت مین کہ بایع اور مشتری بیٹہ جاوین یا کہڑی رہکر بیع کرین کیونکہ اللہ تعالی فرماتی

نودی للصلوة من یوم الجمعة فاسعوا الی ذکر الله وذروا البیع واما اذا تبایعا حال مشیهما فلا کراهة فیه
جب اذان ہو نماز کی دن جمعہ کی تو دوڑو اللہ کی یاد کو اور چہوڑو بیچنا ان اگر وہ دونو چلتی چلتی بیع کرلیں تو اسمین کچہہ کراہت نہین ہی

وکذا یکره النجش وهو ان یزید فی الثمن من لا یرید الشراء بعد ما بلغت السلعة قیمتها لیرغب غیره فیها وانما
اور ایسی ہی نجش مکروہ ہوتا ہی نجش یہہ ہی کہ قیمت مبیع کی ایسا شخص بڑہاوی جسکو خریداری منظور نہو جبکہ وہ سودا اپنی قیمت پر آچکا ہو تاکہ غیر کو اسمین رغبت پیدا ہووی

کره ذلك لانه تغریر للمسلم وظلم له مع انه علیه السلام نهی عن النجش وقال لا تناجشوا هذا اذا بلغت السلعة
اور مکروہ اسلئی ہی کہ اسمین ایک مسلم کی ساتہہ دہوکہ اور ظلم ہوتا ہی باوجودیکہ نبی علیہ السلام نی نجش سی منع فرمایا ہی کہ نجش مت کرو یہہ اس صورت مین کہ مبیع

قیمتها واما اذا لم تبلغ قیمتها وزاد فی الثمن من لا یرید الشراء الی ان تبلغ السلعة تمام قیمتها لا یکره وکذا یکره
اپنی قیمت پر آچکی ہو اور اگر ابہی قیمت پر نہین آئی اور کسیی ثمن بدون ارادہ خریداری کی بڑہا دیا تاکہ مبیع کی قیمت پوری ہوجاوی تو مکروہ نہین ہی اور ایسا ہی مکروہ ہی

السوم علی سوم غیره بعد رضائهما بثمن لقوله علیه السلام لا یسوم الرجل علی سوم اخیه وهو نهی بصیغة
ثمن بڑہانا یا ارادہ خرید کی دوسری کی خریداری پر جب کہ وہ دونو رضامند ہوچکی ہون اسلئی کہ نبی علیہ السلام کا ارشاد ہی اپنی بہائی کی خرید پر کوئی اپنی خرید کا ارادہ نکری اور

النفی فیکون ابلغ واما اذا لم یرکن احدهما الی الآخر فلا باس للغیر ان یساومه ویشتریه لانه بیع من یزید ولا
لا یسوم نہی ہی صورت نفی پر سو اسمین بڑا مبالغہ ہی ان اگر ابہی ایک دوسری کی طرف مایل نہین ہی تو غیر کو کچہہ مضائقہ نہین کہ قیمت بڑہا کر خرید لی کیونکہ یہہ بیع من یزید ہی

کراهة فیه لورود الاثر فیه وهو ما روی عن انس انه علیه السلام باع قدحا وحلسا ببیع من یزید وکذا یکره
اسمین کچہہ کراہت نہین ہی کیونکہ اسمین آثار آئی ہین ایک یہہ کہ انس سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی ایک پیالہ اور ٹاٹ بطور بیع من یزید کی بیچا اور ایسی ہی

بیع الحاضر للبادی لقوله علیه السلام لا یبیع الحاضر للبادی وهذا اذا کان اهل البلد فی قحط وهو یبیع من
بیع شہر والی کی صحرا نشین سی مکروہ ہی واسطی ارشاد نبی علیہ السلام کی شہر والا جنگلی کی ہاتہہ نہ بیچا کری یہہ اس صورت میں ہی کہ شہر کی اندر قحط ہو اور بایع گران قیمت کی لالچ سی

اهل البدو طمعا للثمن الغالی لما فیه من الاضرار بهم واما اذا لم یکن کذلك فلا باس به لانعدام الضرر وقیل
صحرا نشین لوگون کی ہاتہہ بیچی کیونکہ اسمین شہر والون کو ضرر ہوتا ہی اور ایسا حال یعنی قحط نہو تو کچہہ مضائقہ نہین کیونکہ کوئی ضرر نہین ہی اور بعضی

صورته ان یجیء البادی بسلعة الی مصر فیقول له الحاضر دع سلعتك عندی لابیعها لك بثمن غال ویحبسه
کہتی ہین اسکی صورت یون ہی کہ کوئی صحرا نشین شہر مین سودا لیکر آوی سو ایک شہری اوسکو کہی اپنا مال میری پاس چہوڑ جا مین گران قیمت سی بیچ رکہونگا پہر اپنی پاس اوسکو

یعنی جو ان کی اور نیلام کی

عنده الى ان يغالي في الثمن وهذا مكروه في ايام العسرة ثم ينبغي ان يعلم ان البيع عند الحنفية كما ينعقد بالقول و

اتنی دنوں رکہہ چھوڑی کہ مہنگا ہوجاوی اور ایسا معاملہ تنگی کی دنوں میں مکروہ ہی پہر سمجہنی کی بات ہی کہ بیع حنفیہ کی نزدیک جیسی تلفظ یعنی بولنی سی ہوجاتی ہی اور

ركنه الايجاب والقبول كذلك ينعقد بالفعل وركنه التعاطي فلا بد فيه من الاعطاء من الجانبين عند

اوسکا رکن ایجاب وقبول ہی ایسی ہاتہ کی حرکت سی پوریکا ہوجاتی ہی اور اسکا رکن لین دین ہی اس بیع مین بایع اور مشتری دونو کی طرف سی ثمن اور مبیع حوالہ کرنا

البعض وعند البعض يكفي الاعطاء من احد الجانبين اذا بين الثمن او كان معلوما كما لو قال رجل لمن يبيع الحنطة

ضرور ہی اور بعضون کی نزدیک صرف ایکطرف سی حوالہ کردینا کفایت کرتا ہی اگر ثمن مقرر ہوچکا ہو یا کسی طور سی معلوم ہو جیسی کوئی شخص گیہون بیچنی والی سی پوچہی

كيف تبيع الحنطة فقال قفيز بدرهم فقال كل لي خمسة اقفزة وكال فذهب بها فهذا بيع وعليه خمسة دراهم

تو گیہون کیا بہاؤ بیچتا ہی وہ کہی بارہ صاع ایک درہم کی پہر وہ ہی خریدار کہی پانچ قفیز میری لئی ناپ دی اور اوسنی ناپ دی اور وہ لی گیا سو یہہ بیع پوری ہی اور اوسکی

وكذا لو قال البايع للمشتري بعت هذا منك بدرهم فقبضه المشتري ولم يقل شيئا ينعقد البيع وعليه درهم

اور ایسی ہی اگر بایع مشتری سی کہی مین نی یہہ سودا تیری ہاتہہ ایک درہم کو بیچا پہر مشتری اوس شی کو قبضہ کرلی اور کچہہ نہ بولی تو یہہ بیع ہی پوری ہی اور اوسکی ذمہ ایک درہم

وكذا لو اشترى وقرا من الحطب بثمانية ثم قال ائت بوقر اخر والقه ههنا ففعل يكون ذلك بيعا وليطلب

اور ایسی ہی اگر ایک گٹہہ لکڑی کا آٹہہ پیسی کو مول لیا پہر کہا ایک گٹہہ اور لاکر یہان ڈالدی اور اوسنی لاڈالا تو یہہ بیع پوری ہی اور وہ آٹہہ پیسی

الثمانية وكذا لو كان لرجل على اخر الف درهم وقال المديون لدائنه اعطيك لدينك دنانير ولم يقع بينهما بيع

مانگ لی اور ایسی ہی اگر ایک شخص کی دوسری کی ذمہ ہزار درہم قرض آتی ہون اور مدیون یعنی قرضدار قرض خواہ سی کہی مین تیری قرضہ کی بابت اشرفیان لاکی دیتا

بل فارقه ثم اتى بالدنانير ودفعها اليه يكون في تلك الساعة بيعا بالتعاطي واما لو اشترى رجل من اخر وسائد

بلکہ وہ چلا گیا پہر اشرفیان لاکر اوسکی حوالہ کردین تو اب اسوقت تعاطی سی بیع پوری ہوجاوی گی اور اگر ایک شخص نی دوسری سی تکیی اور فرش

وطنافس وهي غير منسوجة بعد ولم يضرب اجلا حتى يصير سلما فلا يجوز ولو نسج الوسائد والطنافس وسلمها اليه لا يجوز

خریدی اور وہ بنی ہوئی ابہی تیار نہون اور مدت بہی نہ ٹہرا دین تاکہ بیع سلم ہی ہوجاوی تو یہہ بیع جایز نہین ہی اور اگر تکیی اور فرش تیار کرکر اوسکو حوالہ کردی تو بہی بیع

ايضا لان التعاطي انما يكون بيعا اذا لم يكن مبنيا على بيع فاسد او باطل واما اذا كان مبنيا عليه فلا فعلى هذا

جایز نہین ہی اسلئی کہ طرفین سی لین دین کی بیع جب جایز ہوتی ہی کہ اوسکی بنیاد بیع فاسد یا باطل پر نہو اور اگر اوسکی بنیاد بیع فاسد یا باطل پر ہوگی تو جایز نہین ہوتی اس

ما يفعله اكثر الناس في هذا الزمان من اخذ ما ارادوا من صاحبه من الماكولات وغيرها من غير عقد صحيح

زمانہ مین جو اکثر لوگونکا عمل ہی کہ جو چاہتی ہین سودوکان دار سی کہانی پینی کا سامان اور سوا اوسکی بدون عقد صحیح کی لیلیتی ہین

ولا معاطاة ولا بيان الثمن الى وقت المحاسبة فذلك حرام وكل من ياكل منه او ينتفع به مع العلم به فهو متعمد

اور نہ ترتیب طرفین سی لین دین کرتی ہین اور نہ حساب کی وقت تک ثمن بیان کرتی ہین سو یہہ سب حرام ہی اور جو شخص اوسمین سی کہاتا ہی یا جانبوجہہ کر فائدہ لیتا ہی سو وہ عمدًا

لاكل الحرام والانتفاع به ومرتكب للانواذ فيما سوى الخبز واللحم لا بد من بيان الثمن ليكون بيعا بالتعاطي ثم

حرام خوری کرتا ہی اور نفع حرام لیتا ہی اور گناہ اختیار کرتا ہی اسلئی کہ بجز روٹی اور گوشت کی سب سودی مین ثمن مقرر کرنا ضرور ہی تاکہ بیع تعاطی کی ہوجاوی پہر

ينبغي ان يعلم ان البيع الذي لا يجوز ثلثة انواع فاسد وباطل وموقوف اما الفاسد فهو منعقد لكن لا يفيد الملك

یاد رکہنا چاہئی کہ بیع جو جایز نہین ہوتی تین قسم پر ہی فاسد اور باطل اور موقوف بیع فاسد منعقد تو ہوجاتی ہی پر صرف عقد سی ملک کا فائدہ نہین دیتی

بمجرد العقد بل انما يفيد بعد قبض المشتري المبيع باذن البايع صريحا او دلالة فانه اذا قبضه في مجلس العقد

بلکہ مفید جب ہوتی ہی کہ خریدار بایع کی صاف اجازت سی یا قرینہ سی مبیع پر قبضہ کرلی پس جب خریدار مجلس عقد مین بایع کی سامنی مبیع پر قبضہ کرلی

بحضرة البايع ولم ينهه البايع يملكه ملكا خبيثا ولهذا قيل لا يحل له ان يتصرف فيه بتمليك وانتفاع حتى لو

اور بایع اوسکو منع نکری تو خریدار ملک مردار سی اوسکا مالک ہوجاتا ہی اسی لئی کہتی ہین کہ خریدار کو اوسمین تصرف کرنا حلال نہین ہی کسیکو مالک کرنیکا یا برتنی کا یہان

كان طعاما لا يحل له اكله ولو كان جارية لا يحل له وطئها بل يجب على كل واحد من البائع والمشتري فسخ العقد
طعام ہو تو اوسکا کہانا حلال نہیں ہی اور اگر لونڈی ہی تو اوس سی صحبت حلال نہیں بلکہ ہر ایک بایع اور مشتری کا پر واسطی دفع فساد کی عقد کا فسخ کرنا

دفعا للفساد وان لم يفسخاه بل باع المشتري ما قبضه بالشراء الفاسد بعقد صحيح ينفذ بيعه لانه لما ملكه ملك
واجب ہی اور اگر دونو نی فسخ عقد نکیا بلکہ مشتری نی شراء فاسد سی قبضہ کرکر بطور عقد صحیح کی اور کی ہاتھ بیچ ڈالا تو اوسکی بیع پوری ہو جاوی گی کیونکہ

تمليكه لغيره بالبيع وغيره فلا يتصور بعده الفسخ لتعلق حق العبد به ووجوب الفسخ سابقا كان لحق الشرع
جب مبیع کا مالک ہوا تو اوسکی تملیک کا بھی بطور بیع وغیرہ کی مالک ہی پہر بعد اوسکی فسخ نہیں ہو سکتا کیونکہ اب اوسی حق عبد متعلق ہو گیا اور پہلی درجہ مین فسخ عقد جو واجب

واذا اجتمع حق الشرع وحق العبد يقدم حق العبد لحاجته ثم كان الاولى للمشتري الثاني ان يتنزه عن شرائه
تہا وہ بلحاظ حق شرع کی تہا اور جب حق شرع اور حق عبد جمع ہو جاتی ہین تو حق عبد کو مقدم رکہتی ہین اسلئی کہ عبد حاجتمند ہی ان مشتری ثانی کی حق مین بہتر یہ تہا کہ اوسکی

اذ قيل من غلب على ظنه ان اكثر معاملات اهل السوق على الفساد ينبغي له ان يتنزه عن شراء شيء منهم ومع هذا لو
کیونکہ کہتی ہین جسکو یون معلوم ہو کہ اکثر معاملات اس بازار والون کی فساد سی خالی نہیں ہین تو اوسکو چاہی کہ اون سی کوئی شی مول نہ لیوی اور پہر بہی اگر اونسی

اشترى منهم شيئا يحل له الانتفاع به اذا كان العقد الاخير صحيحا ومما ينبغي ان يعلم ان من اشترى متاعا بالف درهم
کوئی شی مول لیلیویگا تو اوسکو برتنا حلال ہی اگر پچہلا عقد صحیح واقع ہوا ہو اور معلوم رکہنا چاہی کہ اگر کسینی ہزار روپیہ کا مال شراء فاسد سی مول لیکر قبضہ کر لیا

شراء فاسدا وقبضه ثم باعه وربح فيه لا يحل له الربح بل يجب عليه ان يتصدق به ومن باع متاعا بالف درهم
پہر اوسکو فائدہ سی بیچ ڈالا تو اوسکو وہ فائدہ حلال نہیں ہی بلکہ اوسپر واجب ہی کہ خیرات کر دی اور اگر کسینی ہزار روپیہ کا مال بیع

بيعا فاسدا وقبض الثمن ثم اشترى به شيئا وباعه وربح فيه يحل له الربح ولا يجب عليه ان يتصدق به والفرق
فاسد سی بیچا اور قیمت لی لی پہر اوس روپیہ سی اور مال مول لیا اور اوسکو فائدہ سی بیچا تو اوسکو یہہ فائدہ حلال ہی اوسپر خیرات کرنا واجب نہیں ہی اور فرق

بينهما على ما ذكر في الهداية ان المتاع مما يتعين بالتعيين فيتعلق العقد به فيتمكن الخبث في الربح والدراهم والدنانير
ان دونو صورتون مین موافق بیان صاحب ہدایہ کی یہہ ہی کہ اسباب تعیین کرنی سی متعین ہو جاتا ہی سو عقد اسباب معین ہی سی متعلق ہو جاتا ہی پس خباثت فائدہ مین اثر کر جاتی

لا تتعينان في العقود والفسوخ بل يثبت الثمن في ذمة المشتري فلا يتعلق العقد الثاني بعينها فلا يتمكن
عقود اور فسوخ مین متعین نہیں ہوتی بلکہ مشتری کی ذمہ مطلق ثمن ثابت ہو جاتا ہی سو دوسرا عقد اوس دراہم اور دنانیر خاص سی متعلق نہیں ہوتا

الخبث في الربح الا ان يشير اليها وينقد منها فيتعلق سلامة الشرى بها لوقوعها ثمنا فيكون ملكا خبيثا واجب التصدق
اسلئی خباثت فائدہ مین اثر نہیں کرتی ہان اگر اوسہی کی طرف اشارہ کری پہر اوسہی مین سی پرکہد لیوی تو اب خریداری اوسہی سی متعلق ہوگی کیونکہ وہ ثمن ٹہرا اب ملک مردار ہوگی خیرات کرنا

واما الباطل فهو غير منعقد فلا يفيد الملك اصلا ولهذا قيل من غلب على ظنه ان اكثر معاملات اهل السوق على
اور بیع باطل سری سی منعقد نہیں ہوتی سو کوئی فائدہ ملک کا ہرگز نہیں دیتی اسیلئی کہتی ہین کہ جسکو یون معلوم ہو کہ اکثر معاملات اس بازار والون کی باطل ہوتی ہین

البطلان ليس له ان يشتري منهم شيئا ولا يحل له ما اشتراه منهم واما الموقوف فهو بيع مال الغير بغير اذنه فانه
تو اوسکو کوئی چیز اونسی مول لینی جایز نہیں ہی اور اونسی جو مول لیگا حلال نہیں ہوگا اور بیع موقوف غیر کی مال کا بلا اجازت بیچ ڈالنا یہہ بیع اگرچہ منعقد ہو جاتی ہی

وان كان منعقدا ومفيدا للملك على سبيل التوقف على اجازة مالكه لكن لا يفيد تمام الملك لتعلق حق الغير به
اور فائدہ ملک کا بطور موقوف دیتی ہی یعنی اگر مالک جایز رکہہ لی لیکن اجازت بغیر ملک پوری نہیں ہوتی اسلئی کہ غیر کا حق اوسمین باقی ہی

وجميع المعاملات الجارية في جميع المغصوبات والغارات الواقعة في هذا الزمان من هذا القبيل ولهذا قال
اور تمام معاملات جو اس زمانہ مین تمام چہینے اور لوٹے ہوئی اشیا مین جاری ہین سب اسی طرح کی ہین اور اسیلئی

صاحب البزازية في ايام غارة المسلمين لا يشترى من العسكر شيء لانه حرام ملك الغير ثم ينبغي للتاجر ان
صاحب بزازیہ کہتا ہی مسلمانون کی غارت گری کی عہد مین لشکریون سی کوئی شی مول نہ لیجاوی اسلئی کہ حرام غیر کی ملک ہی پہر تاجر کو لایق یون ہی

يراعي في معاملته العدل ويجتنب الظلم والمراد بالظلم ما يتضرر به الغير فكل ما يتضرر به الغير فهو ظلم وانما

کہ اپنی معاملہ مین عدل کا لحاظ رکہے اور ظلم سے بچے اور ظلم سے مراد یہہ ہی کہ جسمین غیر کو نقصان پہونچے سو جسمین غیر کا نقصان ہووے تو ظلم ہی

العدل ان لا يتضرر منه احد بشيء ولا يتصور ذلك الا بالاحتراز عن عدة امور احدها ان لا يحيف في

عدل وہی ہی کہ جسمین کسیکا کچہہ نقصان نہووے اور یہہ امر خیال مین نہین آتا جبتک کئی باتون سے احتراز نکرے ایک یہہ کہ [illegible] تفاوت

المقدار وذلك بتعديل المكيال والميزان والاحتياط لانه تعالى قال ويل للمطففين الذين اذا اكتالوا

نکرے اور یہہ پیمانہ اور ترازو پوری پوری اور احتیاط رکہنے سے ہوتا ہی کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہی خرابی ہی گھٹا دینے والون کی وہ کہ جب ناپ لیوین

على الناس يستوفون واذا كالوهم او وزنوهم يخسرون ولا ينجو من هذا الامر الا بان يزيد اذا اعطى وينقص اذا

لوگون سی پورا بہر لین اور جب ناپ دین اونکو یا تول کر دین تو گھٹا کر دین اور اس سے وہ ہی بچتا ہی جو دیتی وقت کچہہ زیادہ دیوے اور لیتی وقت کچہہ کم لیوے

اخذ لان العدل الحقيقي قلما يتصور فان من يستقصي في اخذ حقه بكماله يوشك ان يتعداه ولذلك

اسلیئے کہ عدل حقیقی بہت ہی کم خیال مین آتا ہی بیشک جو شخص اپنا حق پورا پورا لیا چاہی تو غالب ہی کہ اوسپر تعدی کر بیٹہی اور اسیواسطی

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا اشترى شيئا يقول للوزان زن وارجح وكان بعض السلف يقول

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کچہہ مول لیتی تو قیمت ادا کرنیوالی سی فرماتی تول دی اور کچہہ زیادہ دی اور بعضی متقدم کہتی تہی

لا اشتري الويل بحبة وكان اذا اخذ نقص حبة واذا اعطى زاد حبة ويقول ويل لمن يبيع بحبة جنة عرضها

کہ ہم ایک دانہ کی بدلہ عذاب نہین لیتی اور اگر کچہہ مول لیتی تو کچہہ دانہ کم لیتی اور اگر دیتی تو کچہہ دانہ زیادہ دیتی اور کہتی افسوس ہی جو دانہ کی بدلہ جنت دیڈالی جسکا پہیلاؤ

السموات والارض والثاني مما يجب الاحتراز عنها ان لا يمدح السلعة فانه ان وصفها بما ليس فيها فان لم

آسمان اور زمین ہی اور دوسرا امر جس سے احتراز چاہیئی یہہ ہی کہ مال کی تعریف نکیا کری کیونکہ اگر ایسی تعریف کی جو اوسمین نہین ہی پہر خریدار نی اسکا قول اگر

يقبل قوله فهو كذب محض وان قبل فهو مع كونه كذبا تلبيس وظلم وان وصفها بما فيها فان علم به المشتري

نہ مانا تو یہہ صرف جہوٹ ہی جہوٹ ہی اور اگر مان لیا تو جہوٹ کا جہوٹ اور دغابازی اور ظلم ہی اور اگر سچی تعریف کی تو پہر اگر خریدار بہی جانتا ہی

فهو هذيان وتكلم بما لا يعنيه فيحاسب عليه لان كل كلمة تصدر عن الانسان فانه يحاسب عليها لقوله تعالى

تو وہ بیہودہ بک ہی اور کلام بی فائدہ اس پر بہی حساب ہوویگا کیونکہ انسان کی زبان سی جو کلمہ نکلتا ہی اوسی پر حساب ہوویگا بدلیل اس آیت کی

ما يلفظ من قول الا لديه رقيب عتيد وان لم يعرف المشتري ما فيها ما لم يذكر فلا باس بذكر القدر الموجود فيها من

نہین بولتا ایک بات جو نہین اوس پاس راہ دیکہتا تیار اور اگر خریدار نہین جانتا جبتک بیان نکرے تو پہر جتنا ہی اوتنی ہی بیان کرین

غير مبالغة واطناب ولا يحلف البتة لانه ان كان كذبا يكون يمينه غموسا وهو من الكبائر التي تذر الديار

بدون مبالغہ اور تطویل کی کچہہ مضائقہ نہین اور قسم ہرگز نہ کہاوی اسلیئے کہ اگر جہوٹہی ہی تو یمین غموس ہو گی اور یہہ قسم ایسی کبیرہ ہی کہ ملک کو اجاڑ دیتی ہی

بلاقع وان كان صادقا فقد جعل اسم الله تعالى عرضة لايمانه واساء فيه لان الدنيا اخس من ان يقصد

اور اگر سچی ہی تو بیشک اللہ کی نام کو اپنی قسمون کا نشانہ بنایا اور اسمین برا کیا اسلیئے کہ دنیا اتنی درجہ کی نہین ہی کہ اوسکو بلا ضرورت

ترويجها بذكر اسم الله تعالى من غير ضرورة حتى قال الفقهاء يكره للتاجر ان يذكر اسم الله تعالى او يصلي على النبي صلى

اللہ کی نام سی رونق دیجاوی یہانتک کہ فقہا کہتی ہین تاجر کو مکروہ ہی کہ اپنا مال کہولتی ہوئی ترویج کی نیت سی بسم اللہ یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود

الله عليه وسلم عند فتح متاعه على قصد ترويجه بان يقول اللهم صل على محمد ما اجود هذا والثالث مما

پڑہا کری اس طور پر کہ کہی سبحان اللہ کیا مال ہی یا اللہم صل علی محمد کیا خوب مال ہی اور تیسرا امر جس کی احتراز کرنا چاہیئی

يجب الاحتراز عنها ان يكتم شيئا من عيوب السلعة بل يجب عليه ان يظهر جميع عيوبها خفيها وجليها لانه

یہہ ہی کہ مال کا کوئی عیب چہپا رکہی بلکہ بائع پر واجب ہی کہ اوسکی تمام عیب ظاہر و باطن جتلا دیوی کیونکہ

اذا اخفی شیئا منها یکون خائنا تارکا للنصح الواجب فمن اظهر احسن وجهی الثوب او عرضه فی الموضع المظلم

اگر کچھ بھی عیب چھپا رکھی گا تو خیانت پیشہ نصح واجب کا تارک ہوگا پھر جس نی تہان کا اچھا پلہ دیکھا دیا یا اندھیری کی اندر سامنی کیا

او عرض احسن فردی الخف او النعل ونحوهما یکون خائنا والغش حرام فی البیوع والصنایع جمیعا فلا ینبغی للصانع

یا موزہ یا جوتی کی اچھی پوائی دیکھادی تو یہہ شخص خائن ہی اور تمام بیوع اور کاریگریوں مین خیانت کرنی حرام ہی سو کاریگر کو لایق نہیں کہ

ان یتهاون بعمله علی وجه لو عامله به غیره لا یرتضیه بل ینبغی له ان یحسن الصنعة ویحکمها ثم یبین عیبها

اپنی کار مین ایسی سستی کیا کری کہ اگر اوسکی ساتہہ کوئی اور کری تو پسند نکری بلکہ یون چاہیی کہ کار خوبصورت اور مضبوط بنایا کری پہر اوسکا عیب بیان کردی

ان وقع فیها عیب فان قیل اذا وجب علی التاجران یذکر عیوب متاعه لا یتم له المعاملة فما الطریق فیها فاعلم ان

اگر اتفاقا عیب واقع ہوگیا ہو اور اگر کوئی یہہ اعتراض کری کہ جب تاجر پر مال کا عیب بیان کرنا واجب ہوا تو اوسکا معاملہ کبہی پورا نہ ہوویگا پہر اسکا کونسا راہ ہی تو سمجھ لی

التاجر اذا شرط علی نفسه ان لا یشتری للبیع الا الجید وقنع بربح یسیر یبارک له فیه ولا یحتاج الی تلبیس فمن

کہ تاجر جب اپنی اوپر یہہ شرط کرلی کہ بیچنی کیلئی سوا مال جید کی کبہی نہ لونگا اور تہوڑیسی نفع پر قناعت کری تو اوسہی مین برکت ہوویگی دغابازی کی کچھہ حاجت نہیں ہی

تعود هذا لا یشتری معیبا فان وقع فی یده نادرا یذکر عیبه ویقنع بقیمته وانما یتعسر هذا علی التجار لانهم

پہر جسکی یہہ عادت پڑجاتی ہی تو عیب دار مال نہیں لیتا پہر اگر اتفاقا اوسکی ہاتہہ آبہی جاوی تو اوسکا عیب بیان کردی اور اوسکی اصل قیمت پر قناعت کری اور تجاروں پر اسلئی

لا یقنعون بربح یسیر بل یطلبون ربحا کثیرا ولا یحصل ذلك الا بالتلبیس والتلبیس حرام فلا یجوز للبایع ولا للمشتری

دشوار ہوتا ہی کہ تہوڑی نفع پر قناعت نہیں کرتی بلکہ بڑی فائدہ کی طالب ہوتی ہین اور بڑا فائدہ بدون دغابازی کی نہیں ہوتا اور دغابازی حرام ہی سو جایز نہیں ہی نہ

ان یلبس احدهما الاخر لان من یفعل هذا یکون ظالما تارکا للنصح علی المسلمین وقد روی انه علیه السلام قال

کہ ایک دوسری سی فریب کیا کری اسلئی کہ جو ایسا کرنگا وہ ظالم ہی اونی مسلمانون کی خیرخواہی ترک کی اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا

البیعان اذا صدقا ونصحا بورك لهما فی بیعهما واذا کذبا وکتما نزعت برکة بیعهما ومن لم یعرف الزیادة والنقصان

بائع اور مشتری دونو اگر سچ بولیں اور خیرخواہی کرین تو اونکی لئی بیع مین برکت ہوویگی اور اگر جہوٹ بولین اور عیب چہپالین تو بیع کی برکت نکل جاویگی اور جو شخص بڑہتی گہٹتی

الا بالمکیال والمیزان لا یصدق هذا الحدیث ولا یعرف ان الدرهم الواحد قد یبارك فیه ویکون سببا لسعادته

بدون پیمانہ اور ترازو کی نہیں جانتا تو اس حدیث کی تصدیق نہیں کرتا اور وہ یہہ نہیں جانتا کہ ایک درہم مین کبہی ایسی برکت ہوتی ہی جسمین سعادت دینی اور دنیا کی حاصل ہوجاوی

فی الدین والدنیا بان یصرفه فیما یجب علیه من امر دینه او دنیاه وان الالاف المؤلفة قد ینزع عنها البرکة وتکون

اسطورکہ اوسکو اپنی واجبات دینی اور دنیوی مین صرف کری اور بیشک ہزارون جمع کی ہوئی مین سی کبہی برکت نکل جاتی ہی وہ ہی اوسکو

سببا لهلاکه فی الدنیا والاخرة اما فی الدنیا فکما یشاهد فی هذا الزمان من تسلط الظلمة علیه واخذ ماله بانواع

دین اور دنیا مین لی ڈوبتا ہی چنانچہ اس زمانہ مین دیکھتی ہین کہ ظالم لوگ غالب ہوکر اوسکی تمام مال متاع طرح طرح کی عذاب دیکر

العقوبات واما فی الاخرة فبان یصرفها فی المحرمات والمنکرات لا سیما فی الرشوة التی یکون بها کل واحد من الراشی و

چہین لیتی ہین اور رہا آخرت مین سو اس وضع سی کہ مال کو حرام اور ممنوعات مین خرچ کرتا ہی خاص کر رشوت مین جسکی باعث سی ہر ایک یعنی رشوت دینی والا

المرتشی والساعی بینهما ملعونا بلعن رسول الله صلی الله علیه وسلم فمن اراد ان یتیسر علیه النصح للمسلمین فلا بد له

اور رشوت لینی والا اور بیچکا دلال ملعون ہوجاتا ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوسپر لعنت پڑتی ہی اب جسکا یہہ ارادہ ہووی کہ اوسکو نصیحت اہل اسلام کی

من امرین احدهما ان یعلم ویعتقد ان تلبیسه لا یزید فی رزقه بل یمحقه ویذهب برکته فان ما یجمعه من

میسر ہووی تو اوسکو دو باتین لازم ہین ایک تو یہہ سمجھی اور یقین کری کہ فریب اور مکر سی روزی نہیں بڑہتی بلکہ تلف ہوجاتی ہی اور برکت جاتی رہتی ہی بیشک جتنا مال

متفرقات التلبیسات قد یهلکه الله تعالی دفعة واحدة اما بالاغراق او بالاحراق او باخذ اللصوص والظلمة

طرح طرح کی فریبون سی جمع کرتا ہی اوسکو بعضی دفعہ تو اللہ تعالی ایک بارہی تلف کردیتا ہی یا ڈبوکر یا جلاکر یا چور چرا لیتی ہین یا ظالم

الكدورة والتلون ان يعلم ويعتقد ان منافع الاخرة خير من منافع الدنيا وان فوائد اموال الدنيا تنقطع بانقضاء
اوسکا فرق که جسمین لتی ہین اور دوسری عیب سمجھیں اور یقین کریں کہ آخرت کا فائدہ دنیا کی فائدہ سی بہتر ہی اور بیشک دنیا کی فائدہ ہو چکتی ہین جب زندگی ہو چکتی ہی
العمر وتبقى مظالمها واوزارها فكيف يرضى العاقل ان يستبدل الذي هو ادنى بالذي هو خير والخير كله في
اور اوسکا وبال اور بوجھ سر پر رہتا ہی عاقل آدمی کب پسند کرتا ہی کہ ادنی چیز کو اعلی چیز سی بدل لیوی اور خوبی سراسر
سلامة الدين يسر الله سلامة الدين

## المجلس الحادي والسبعون في بيان اي تاجر يحشر

دین کی سلامتی میں ہی الہی ہمکو دین کی سلامتی نصیب کر اکہترویں مجلس اس بیان میں کہ کونسا تاجر قیامت کی دن فاجر ہو کر اوٹھیگا
يوم القيمة فاجرا واي صادقا قال رسول الله صلى الله عليه وسلم التجار يحشرون يوم القيمة فجارا
اور کونسا صادق ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا تاجر لوگ قیامت کی دن فاجر ہو کر اوٹھینگی
الا من اتقى وبر وصدق هذا الحديث من حسان المصابيح رواه عبيد بن رفاعة عن ابيه والاصل في الفجور الميل
مگر جو کہ متقی ہی اور نیکوکار اور سچا یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثون میں ہی عبید بن رفاعہ اپنی باپ سی روایت کرتا ہی اور اصل مین فجور میل جانا
عن القصد ومنه يقال للكاذب فاجر وعلى هذا المعنى سمي التجار في الحديث فجارا اذ من عادتهم في تجارتهم
راستی اور میانہ روی سی اسی جگہ سی جھوٹی کو فاجر کہتی ہین اور اسی اعتبار سی سوداگروں کو حدیث شریف مین فجار نام کیا کیونکہ تجارت مین
غالبا التدليس والتهالك على ترويج السلع بما تيسر لهم من الايمان الكاذبة ونحوها وهذا حكم عليهم في الحديث
عیب کا چھپا لینا اور اسباب کی رواج دینی پر کہپ جانا اکثر اونکی عادت ہوتی ہی جسطور ہوسکی جھوٹی قسمون سی یا مانند اوسکی اسی لئی حدیث مین اونکی حق مین حکم ہوا
بانهم يحشرون يوم القيمة في زمرة الكذابين الذين كثر منهم الكذب الا من اتقى الكذب وبر في يمينه وصدق
کہ تاجر قیامت کی دن ایسی جھوٹون مین داخل ہونگی جنکا جھوٹ کثرت سی ہی مگر وہ تاجر جو جھوٹ سی بچتا رہا اور قسم مین پاک اور بات مین سچا رہا
في حديثه فانه لا يحشر معهم بل يحشر مع الابرار كما روى عن ابي سعيد انه قال التاجر الصدوق الامين يحشر
سو ایسا تاجر جھوٹون مین داخل نہین ہوویگا بلکہ ابرار کی ساتھ اوٹھیگا چنانچہ ابو سعید خدری سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا سچا اور امانت دار تاجر
مع النبيين والصديقين والشهداء فعلم من هذا ان اللازم للتاجر في معاملته ان يستعمل الصدق والامانة
نبیون اور صدیقون اور شہیدوں کی ہمراہ ہوویگا اس سی معلوم ہوا کہ تاجر کو لازم ہی کہ اپنی معاملہ مین صداقت اور امانت سی کیا کری
ويجتنب الكذب والخيانة حتى يحشر مع الابرار ولا يحشر مع الفجار بل الواجب عليه ان يراعي في تجارته
اور جھوٹ اور خیانت سی بچتا رہی تاکہ ابرار مین داخل ہووی اور فجار مین نہ مل جاوی بلکہ تاجر پر یہہ واجب ہی کہ تجارت مین عدل اور انصاف کا
العدل والانصاف ويجانب الظلم والاعتساف لان المعاملة قد تجري على وجه يحكم المفتي بصحتها وانعقادها
لحاظ رکہی اور ظلم اور بی راہی بچی اسلئی کہ معاملہ بعضی دفعہ ایسی طور پر ہیکت جاتا ہی کہ مفتی اوسکو درست اور منعقد بتادی
لكنها تشتمل على ظلم يتعرض به المعامل لسخط الله تعالى اذ ليس كل نهي مقتضيا لفساد العقد والمراد من الظلم ما
پر اوسمین ایسا ظلم ہوجاتا ہی جس سی وہ شخص ناشانہ غضب الہی کا بن جاتا ہی کیونکہ ہر ہر نہی سی عقد فاسد نہین ہوجاتا اور ظلم سی مراد وہ عمل ہی جسمین
يتضرر به الغير فكل ما يتضرر به الغير فهو ظلم وانما العدل ان لا يتضرر منه احد بشيء ولا يتصور ذلك الا بالاحتراز
غیر کا نقصان ہوجاوی سو جس عمل مین غیر کا نقصان ہوتا ہو وہ ہی ظلم ہی اور عدل وہی ہی کہ جسمین کسیکا کچھ نقصان نہووی اور عدل جب ہوسکتا ہی کہ چند باتون سی
عن عدة امور الاول ترويج الزيوف من النقود فانه ظلم عام يتضرر به الناس لان من يروج شيئا منها الى غيره
احتراز کری اول کہوٹی نقود کی برتاوی بیشک یہہ ظلم عام ہی اسمین سبکا نقصان ہی اسلئی کہ جو شخص کوئی کہوٹا نقد اورکو دیویگا
فذلك الغير ان لم يعرف انه زيف فهو يتضرر به وان عرف انه زيف فهو يروجه الى غيره وغيره الى غيره وهكذا
پھر اوسنی اگر نہ پہچانا کہ وہ کہوٹا ہی تو وہ نقصان پاویگا اور اگر پہچانا کہ یہہ کہوٹا ہی تو وہ اور کو دیویگا اور وہ اور کو دیوی گا اور اسیطرح

لا يزال يتردد في أيدي الناس فيعظم ضرره ويشيع فساده ويكون وبال الكل من حين ترويجه إلى وقت انقراضه راجعا

لوگوں کی ہاتھوں میں پھرتا رہیگا اور سب کا نقصان ہوتا رہیگا اور فساد پھیلتا جاوی گا اور سبکا وبال جب سی اسنی دیا تہا اوسکی کھپنی تک کا اسکی سر پڑیگا

إليه بمقتضى قوله عليه السلام من سن سنة سيئة فعمل بها من بعده كان عليه وزرها ووزر من عمل بها لا

بدلیل اس حدیث کی جسنی طریقہ بد نکالا پھر اوسپر اوروں نی بعد اوسکی عمل کیا تو اوسکا اور جو جو کہ اسپر عمل کرینگی سب کا بوجہ اسپر ہوویگا

ينقص من أوزارهم شيء ولهذا قال بعض السلف إنفاق درهم واحد من الزيوف أشد من سرقة مائة درهم

اونکی گناہ سی کچہ کم نہ کرینگی اسیلئی بعضی متقدمین کا قول ہی کہ کہوٹی ایکدرہم کا چلانا چوری سو درہم کی جو اچھی ہو بد تر ہی

من الجياد لأن سرقة المائة معصية واحدة منقضية وأما إنفاق زيف فهو معصية مستمرة يعمل بها ما دام

اسلئی کہ چرانا سو درہم کا ایک گناہ ہی کہ ہو چکا اور کہوٹی روپیہ کا گناہ جاری ہی عمل میں آتی جاتاہی جبتک وہ کہوٹا

ذلك الزيف يتردد في أيدي الناس فيكون عليه في حياته وبعد مماته إثم ما فسد ونقص من أموال الناس بسببه

روپیہ لوگوں کی ہاتھ میں پھرتا رہتاہی سو اوسکی زندگی بھر اور بعد موت کی گناہ باقی رہی گا جسقدر لوگوں کا مال اوسکی سبب سی خراب اور تلف ہوویگا

إلى آخر فناء ذلك الزيف وانقراضه فطوبى لمن يموت ويموت معه ذنوبه وويل لمن يموت ويبقى بعده ذنوبه

جبتک وہ کہوٹا روپیہ کہکر فنا نہو جاوی سو مژدہ ہی اوسکو جو مرجاوی اور اوسکی تمام گناہ ہوچکیں اور افسوس ہی اوسکی لئی جو مرجاوی اور بعد اوسکی گناہ قایم رہیں

وقد قيل إنفاق الدرهم الردي على من يعلمه أكبر ذنبا من إنفاقه على من لا يعلمه لأن الأول متعمد والثاني

اور کوئی کہتاہی کہ جان کار کو کہوٹی روپیہ کا دیدینا بڑا گناہ ہی ان جان کو دینی سی اسلئی کہ وہ اول تو متعمد ہی اور دوسرا خطاوار ہی لیکن خطا یعنی آن جان پنی کا گناہ بندوں کی حق میں

مخطي لكن الخطاء في حق العباد غير موضوع فعلى هذا يجب على التاجر أن يتعلم أحوال النقود ليميز الزيف من غيره

معتبر نہیں ہوتا اسکی موافق تاجر کو واجب ہی کہ روپیہ کا پرکہنا بہی سیکہی تاکہ کہوٹا کہرا پہچان لیا کری

لا ليستقصي لنفسه بل لئلا يسلمه إلى غيره بعدم علمه فيكون آثما لتقصيره في تعلم ما يلزمه في معاملته فكل

اس نیت سی نہیں کہ اپنا حق پورا کیا کری بلکہ اس نیت سی کہ انجان پنی سی غیر کو نہ دی بیٹھی پھر گنہگار ہوگا اسلئی کہ معاملات کی لوازم سی سیکھنی میں جو قصور کیا کیونکہ ہر

عمل علم يجب تحصيله لمن يباشره كيلا يقع في الإثم ولهذا كان السلف يتعلمون أحوال النقود نظرا لدينهم لا لدنياهم

کار بار کی لئی علم ہوتاہی کہ اوس کار روائی کو اوسکا سیکہنا واجب ہوتاہی تاکہ گناہ میں نہ پہنچ جاوی اور اسی واسطی متقدمین نقود کا پرکہنا واسطی لحاظ دین کی سیکہا کرتی تہی دنیا کی

فإن من يقع في يده شيء من الزيوف ينبغي له أن يجتهد في إعدامه وإفنائه ومحو آثاره ولا يسعى في ترويجه لأنه

بیشک جسکی ہاتھ کوئی کہوٹا روپیہ بہی آجاوی تو اوسکو لایق ہی کہ اوسکی کہو نی اور فنا کرنی میں اور اوسکا نشان مٹانی میں کوشش کری اور اوسکی چلانی میں سعی نکری کیونکہ

إن روجه إلى من لا يعرفه يكون إنما لإيصاله إليه الضرر وإن روجه إلى من يعرفه يكون إنما لإيصاله إلى من

اگر انجان کو دیدیا تو اسلئی گنہگار ہوگا کہ اوسکا نقصان کیا اور اگر جان کار کی حوالہ کیا تو تو بہی گنہگار ہوگا اسلئی

يأخذه لا يأخذه غالبا إلا ليروجه إلى غيره إذ لو لم يكن قصده ذلك لكان لا يرغب في أخذه أصلا فيكون

کہ لینی والا اکثر اسی لئی لیلیتاہی کہ اور کو دیدی کیونکہ اگر اوسکی ایسی نیت نہوتی تو ہرگز بہی نہ لیتا تو اسکو اسکی

تسليمه إليه تسليطا له على الفساد وإعانة له على الشر ومشاركة معه في الإثم وأما من يأخذه ليكون من الذين

کہوٹا روپیہ دیکر اوسکو فساد پر قایم کیا اور بدی پر امداد کی اور گناہ میں شریک ہوا اور رہا وہ شخص جو اسواسطی لیتاہی کہ اوس زمرہ میں

دعا لهم رسول الله صلى الله عليه وسلم بقوله رحم الله امرأ سهل البيع سهل الشراء سهل القضاء سهل الاقتضاء فلا بأس

داخل ہووی جنکی حق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی دعا خیر فرمائی ہی اسی حدیث میں رحم کری اللہ اوس شخص پر جو آسانی سی بیچی آسانی سی خریدی آسانی سی ادا کری آسانی

له أن يأخذه على قصد إعدامه وإفنائه ومحو آثاره لا على قصد ترويجه في معاملته إذ لو كان قصده كذلك

اوسکو ضرور ہی کہ اس نیت سی لیوی کہ اوسکو کہوی اور فنا کردی اور نشان مٹادی نہ اس نیت سی کہ اوسکو معاملات میں جاری کری اگر اوسکی یہہ نیت ہی

یکون

يكون داخلا في شر روجه الشيطان اليه في معرض الخير والمراد بالزيف من الدراهم والدنانير ما ليس فيه فضة
تو وه اوس برائی مین داخل ہی جسکو شیطان نی خوب صورت بناکر دکہایا ہی اور کہوٹی سی مراد ہی درہم اور دینار سی وه جسمین نہ کچہ چاندی ہو

ولا ذهب اصلا بل هو مطموه واما ما فيه فضة او ذهب فالعبرة فيه للغالب ان كان الغالب على الدراهم
اور نہ سونا بلکہ صرف ملمع ہو اور جسمین چاندی اور سونا ہو تو اوسمین اکثر کا اعتبار ہی اگر درہم مین چاندی زیادہ ہووی

الفضة فهي فضة وان كان الغالب على الدنانير الذهب فهي ذهب لان النقود لا تخلو عن قليل غش
تو وه چاندی ہی اور دینار مین اگر سونا زیاده ہووی تو وه سونا ہی کیونکہ نقود ایسی کم ہوتی ہین جسمین کچہ نہ کچہ کہوٹ نہ ہو

اما خلقة كما في الردي من الفضة او الذهب او عادة بسبب انهما تتفتتان ولا تنطبع بدون الغش وانما
یا اصلی ہوتی ہی جیسی نرسی چاندی اور کم قدر کا سونا یا عادت کی موافق اس سبب سی کہ اوسکو کوٹتی ہین او بدون ملونی کی گہڑا نہین جاتا

تنطبع بخلط الغش بها فعلى هذا يعتبر الغالب لان المغلوب في مقابلة الغالب كالمعدوم فاذا كان الغالب
گہڑا جب ہی جاتا ہی کہ اوسمین ملاتی ہین پس اس حال کی موافق اکثر کا اعتبار ہوتا ہی کیونکہ غالب کی سامنی مغلوب کی کچہ ہستی نہین ہوتی بس تو اگر دراہم مین چاندی

على الدراهم الفضة وعلى الدنانير الذهب فهما في حكم الفضة والذهب وان كان الغالب عليهما الغش فان كانا
غالب ہو اور دنانیر مین سونا پہر وه دونو چاندی اور سونی مین داخل ہین اور اگر اونکی اندر میل بڑہتی ہو تو پہر اگر اونکا

نقد البلد فما دام رواجهما باقيا فهما ثمن لا يتعلق العقد بعينهما بل انما يتعلق بجنسهما وان ارتفع رواجهما
چلن جاری ہی تو جب تک اونکا چلن باقی رہیگا تب تک وه ثمن یعنی نقد ہین عقد اونکی تعیین سی متعلق نہین ہوتا بلکہ اوس سکہ کی دراہم اور دنانیر سی متعلق ہوگا وه ہون یا اور

فهما سلعتان يتعلق العقد بعينهما ان علم المتعاقدان حالهما وعلم كل واحد منهما ان صاحبه يعلم حالهما وان لم يعلما
تو پہر وه رقمت اور چیز بست مین داخل ہین عقد مین متعین ہوجائینگی اگر اونکا حال بایع اور مشتری کو معلوم ہو اور دنو یہ بہی جانتی ہون کہ ہر ایک کو ان دراہم دنانیر کا حال معلوم ہی

او لم يعلم احدهما او علما لكن لم يعلم كل واحد منهما ان صاحبه يعلم فالعقد لا يتعلق بهما بل انما يتعلق بالرائج
دونون کو معلوم نہین یا ایک کو معلوم نہین یا دونو کو معلوم تو ہی پر دونو کو یہ خبر نہین کہ وه دوسرا بہی جانتا ہی تو اب عقد ایسی دراہم و دنانیر سی علاقہ نہین رکہتا بلکہ چلن بازاری

في البلد وان لم يرتفع رواجهما بالكلية بل كانتا بحيث يقبلهما البعض دون البعض فهما كالزيوف لا يتعلق العقد
علاقہ رکہتا ہی اور اگر اونکا رواج چلن سی اسپر نہین گیا بلکہ ایسا ہی کوئی تو لیتا ہی اور کوئی نہین لیتا تو اب وه دراہم و دنانیر کہوٹون مین داخل ہین عقد کا انکی

بعينهما بل انما يتعلق بجنسهما من الزيوف ان كان البايع يعلم حالهما لثبوت الرضى منه بجنس الزيوف وان كان
متعین نہین ہونگی بلکہ عقد مین اوس سکہ کی کہوٹی دراہم اور دنانیر دینی ہونگی اگر بایع کو انکا حال معلوم تہا کیونکہ بایع اوس سکہ کی کہوٹون پر راضی ہوچکا ہی اور اگر

البايع لا يعلم حالهما لا يتعلق العقد الا بجنسهما من الجياد لعدم ثبوت الرضى منه بجنس الزيوف والثاني مما
بایع کو انکی حال کی اطلاع نہین تہی تو پہر عقد مین اوس سکہ کی کہری دینی ہونگی کیونکہ بایع کی رضا اوس قسم کی کہوٹون پر ثابت نہین ہی اور دوسرا امر جس سی

يجب الاحتراز عنه مدح السلعة فان من يصفها بما ليس فيها ولم يقبل قوله فهو كذب وان قبل قوله فهو
احتراز کرنا واجب ہی اسباب کی تعریف کرنی بیشک جو شخص اسباب کی ایسی تعریف کری جو اوسمین موجود نہین ہی اور وه مان بہی نہین لیا تو وه صرف جہوٹ ہی اور اگر اوسکا

مع كونه كذبا تلبيس وظلم وان وصفها بما فيها فان كان المشتري يعلم به فهو هذيان وتكلم بما لا يعنيه ويحاسب
کہا مان لیا تو وه جہوٹ کا جہوٹ اور دغابازی اور ظلم ہی اور اگر ایسی تعریف کی جو اوسمین ہی یعنی سچی پہر اگر مشتری کو وه معلوم ہی تو مفت کی بک بک اور بیفائده کلام ہی اسپر محاسبه ہوگا

عليه اذ ما من كلمة تصدر عن الانسان الا يحاسب عليها لقوله تعالى ما يلفظ من قول الا لديه رقيب
کیونکہ جو بات انسان کی زبان سی نکلتی ہی سو ہی محاسبه طلب ہی بدلیل اس آیت کی نہین بولتا ایک بات جو نہین اوس پاس ایک راه دیکہتا

عتيد وان كان المشتري لا يعلم ما فيها فلا باس بذكر القدر الموجود فيها من غير مبالغة وافراط ويكون
تیار اور اگر مشتری کو معلوم نہین ہی تو وسکا نقد نہین ہی کہ جتنی بات اوسمین واقعی ہو بی مبالغہ بی کم وکاست کہدی مس نیت سی

قصده منه ان يعرفه اخوه المسلم ويرغب فيه ويحصل مقصوده ولا يحلف البتة لانه ان كان كاذبا يكون

کہ اپنی بہائی مسلمان کو جتلا کر ترغیب دی کہ اوسکا مقصود حاصل ہوجاوی اور قسم ہرگز نہ کہا دی کیونکہ اگر جہوٹی ہی

يمينه غموسا وهي من الكبائر التي تذر الديار بلاقع وان كان صادقا فقد جعل اسم الله تعالى عرضة لايمانه

تو یہ یمین غموس ایسی کبیرہ ہی کہ ملک کو اوجاڑ دیتی ہی اور اگر سچی ہی، تو بیشک اللہ تعالی کی نام کو اپنی قسمونکا نشانہ بنایا

واساء فيه لان الدنيا اخس من ان يقصد ترويجها بذكر اسم الله تعالى من غير ضرورة حتى قال الفقهاء يكره

اور برا کیا کیونکہ دنیا کا اتنا درجہ کہان ہی کہ بلا ضرورت خدا کا نام لیکر اوسکو رونق دیجئی یہان تک کہ فقہا کہتی ہین تاجر کو

للتاجر ان يذكر الله تعالى او يصلي على النبي عليه السلام عند فتح متاعه على قصد ترويجه بان يقول اللهم

مکروہ ہی کہ اسباب کہولتی ہوئی ترویج کی نیت سی بسم اللہ کہا کری یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑہا کری اسطور کہ کہا کری اللهم

صل على محمد ما اجود هذا والثالث مما يجب الاحتراز عنه كتم عيوب السلعة فان من يكتم شيئا منها يكون

صل علی محمد کیا خوب مال ہی اور تیسرا امر جس سی احتراز واجب ہی مال کا عیب چہپا لینا بیشک جو شخص کوئی عیب چہپا لیتا ہی تو وہ

ظالما تاركا للنصح الواجب مرتكبا للغش الحرام فالواجب عليه ان يظهر جميع عيوبها خفيها وجليها وهذا امر

ظالم اور خیرخواہی کا تارک جو اوسپر واجب تہی اور اختیار کرنیوالا دغا حرام کا ہوتا ہی پس تاجر پر واجب ہی کہ مبیع کی تمام عیوب ظاہر و باطن بیان کردیا کری اور یہ بات

يشق على اكثر الخلق فمن لا يقدر عليه فليترك التجارة او ليوطن نفسه على عذاب النار والرابع مما يجب الاحتراز

اکثر لوگون پر دشوار گذرتی ہی پہر جس سی یہہ بات نہوسکی تو اوسکو لازم ہی کہ تجارت موقوف کری یا اپنی جان کی واسطی دوزخ مین ٹہکانا بنا دی اور چوتہا امر جس سی احتراز کرنا

عنه الخيانة فان من يخون لا يخلو اما ان يكون خيانته في المقدار او في السعر او في المرابحة والتولية فاما

واجب ہی خیانت کرنی بیشک جو شخص خیانت کرتا ہی تو اس سی خالی نہین کہ یا تو مقدار مین خیانت کرتا ہی یا بہاؤ مین یا نفع لینی مین یا ارزانی بیچنی مین پہر

من يكون خيانته في المقدار فهو يدخل تحت قوله تعالى ويل للمطففين الذين اذا اكتالوا على الناس يستوفون

جو شخص مقدار مین خیانت کرتا ہی تو وہ اس آیت کی مضمون مین داخل ہی خرابی ہی کہٹا دینیوالون کی وہ کہ جب ماپ لین لوگونسی پورا بہر لین

واذا كالوهم او وزنوهم يخسرون ولا يخلص من هذا الا من يزيد اذا اعطى وينقص اذا اخذ لان العدل الحقيقي

اور جب دین اونکو ماپ کر یا تول کر دین تو کہٹا کر دین اور اس وبال سی وہ ہی بچتا ہی جو دینی مین کچہہ زیادہ دیدی اور لینی مین کچہہ کم لیلی اسلئی کہ حقیقی عدل تو

قلما يتصور فان من يستقصي في اخذ حقه بكماله يوشك ان يتجاوزه ولذلك كان النبي عليه السلام اذا

بہت کم خیال مین آتا ہی بیشک جو کوئی اپنا حق پورا پورا لیا چاہی تو کیا بعید ہی کہ حد سی بڑہ جاوی اور اسی واسطی نبی علیہ السلام جب

اشترى شيئا يقول للذي يزن الثمن زن وارجح وكان بعض السلف يقول لا اشترى الويل بحبة وكان اذا اخذ

کوئی شی مول لیتی تو ثمن دینی والی سی فرمادیتی کہ ثمن تول دی اور کچہہ زیادہ دی اور بعضی متقدمین کا قول ہی ہم بعوض ایک دانہ کی دوزخ نہین خریدتی اور اونکا یہہ حال تہا

نقص حبة واذا اعطى زاد حبة وكان يقول ويل لمن يبيع بحبة جنة عرضها السموات والارض واما من يكون

کہ جب لیتی تو کچہہ کم لیتی اور جب دیتی تو کچہہ بڑہا دیتی اور یہہ کہتی افسوس اوسکی حق مین جو دانہ کی بدلہ ایسا جنت بیچ ڈالی جسکا پہیلاؤ آسمان اور زمین ہی اور جو شخص

خيانته في السعر فهو من الظلمين التاركين للنصح الواجب اذ ليس لاحد ان يلبس على البايع او المشتري سعر الوقت

بہاؤ مین خیانت کرتا ہی سو وہ ایسا ظالم ہی کہ نصیحت جو اوسپر واجب تہی ترک کی کیونکہ کسیکو جایز نہین ہی کہ بایع یا مشتری پر بہاؤ اوسوقت کا دہلا دیوی

وينتهض الفرصة ويخفي من البايع غلاء السعر ومن المشتري انحطاطه فان من يفعل ذلك يكون من الذين لا يحب

اور فرصت کو غنیمت سمجہی بایع سی تو گرانی بہاؤ کی چہپالی اور مشتری سی ارزانی بیشک جو ایسا کام کرتا ہی وہ اون لوگون میں داخل ہی کہ نہین پسند کرتا

احدهم لاخيه المسلم ما يحب لنفسه وقد روي انه عليه السلام قال لا يؤمن احدكم حتى يحب لاخيه ما يحب

اپنی بہائی مسلم کی واسطی جو اپنی واسطی پسند کرتا ہی اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا مؤمن نہین ہوتا کوئی تم مین سی جبتک نہ پسند کری اپنی بہائی کی

لنفسه

لنفسه واما من یکون خیانته فی المرابحة والتولیة فلابد له من معرفتهما حتی یمکن له الاحتراز عنهما
حق مین جو اپنی حق مین پسند کرتا ہی اور جو شخص نفع پر دیتی ہین اور دام کی دام دینی مین خیانت کرتا ہی تو اسکو پہلی ان دونو نکا سمجہنا چاہئی تاکہ ان سی بچ سکی
اما المرابحة فهی بیع ما ملکه بمثل ما قام علیه بزیادة ربحه واما التولیة فهو بیع ما ملکه بمثل ما قام علیه
مرابحت تو بیچنا مال کا جتنی کو اسکو پڑا ہو اور کچہہ نفع لیکر اور تولیہ بیچنا مالکا جتنی کو اسکو پڑا ہو
بدون زیادة ربح وکل منهما انما یصح اذا کان راس المال مثلیا لان مبناهما علی الامانة والاحتراز
بدون نفع لئی یعنی دام کی دام کو اور یہہ دونو بیع جب صحیح ہوتی ہین کہ راس المال مثلی یعنی ذوات الامثال سی ہو کیونکہ ان دونونکی بنیاد امانت اور خیانت سی
عن الخیانة وشبهتها فان الغبی الذی لا یهتدی فی التجارة یعتمد علی الفعل الذکر الذی یهتدی فیهما و
اور خیانت کی شبہ سی احتراز پر ہی بیشک بہولا بچارہ جو تجارت کی ڈہنگ نہین جانتا وہ بہروسہ کیا کرتا ہی ایسی شخص کی ذکر کرنی پر جو تجارت کا مشاق ہو اور
یطیب نفسه بمثل ما اشتراه بزیادة ربح فی المرابحة وبدونها فی التولیة وان لم یکن راس المال مثلیا
اپنی جی مین خوش ہوتا ہی خریدہ کی خرید سی فائدہ بڑہتی دیکر مرابحہ مین اور بدون فائدہ کی تولیہ مین اور اگر راس المال ذوات الامثال سی نہو
بل کان قیمیا یکون قدره مجهولا لا یعلم الا بالظن والتخمین فیتمکن شبهة الخیانة فلا یتحقق المرابحة
بلکہ ذوات القیم سی ہو تو اوسکی مقدار مجہول ہو دیگی اگر معلوم ہو تو گمان اور اٹکل سی ہو پہر اسمین خیانت کا شبہ قایم ہو جاتا ہی پہر مرابحہ اور تولیہ دونو ثابت
والتولیة الا ان یکون المشتری مرابحة وتولیة ممن ملک ذلک البدل بوجه من الوجوه فح یمکن للبایع ان
نہین ہوتی آزراہ بیع مرابحہ اور تولیہ کی او نمین سی کہ مالک ہو گیا ہو اسی بدل یعنی ثمن کا کسیطرح پر پس اسوقت روا ہی بایع کو یعنی پہلی جو مشتری
یبیع منه ما اشتراه بذلک البدل وربح معلوم فی المرابحة اوبدونه فی التولیة ومن اشتری متاعا
بیچنا مالک بدل کی ہاتہہ او چیز کو کہ خریدہ تہا مشتری اول نی عوض اس بدل کی مع نفع معلوم کی بیع مرابحہ مین یا بدون نفع کی بیع تولیہ مین اور جس شخصنی کچہہ مال
بالنقود یجوز له ان یضم الی الثمن اجرة القصار والصباغ والحمال وغیر ذلک مما یزید فی عین المبیع او
نقدون خریدا تو اوسکو جایز ہی کہ ثمن مین مزدوری دہوبی اور رنگ ریز اور پلہ دار وغیرہ کی جس سی کہ عین مبیع یا
قیمته کسوق الغنم فانه یزید فی قیمتها کما یزید المحمل فی قیمة المتاع لان القیمة تختلف باختلاف المکان ویقول
قیمت مبیع بڑہ جاوی جیسی بکریان ہکالیجانا اس سی بہی بکری کی قیمت بڑہتی ہی جیسی پلہ داری سی قیمت مال کی بڑہتی ہی اسواسطی کہ مکان بدلنی سی قیمت بدل جاتی ہی اور یون بیان
قام علی بکذا ولا یقول اشتریت بکذا تحرزا عن الکذب وان فعل شیئا من هذه المذکورات بنفسه لا یضمه
کہ مجکو اتنی مین پڑی ہی یہہ نہ کہی مینی اتنی کو خریدی ہی تاکہ جہوٹ سی بچ جاوی اور اگر کوئی کام ان مذکورہ سابقہ سی بذات خود سرانجام کر لیا ہو تو اوسکی مزدوری ثمن
وکذا لا یضم نفقة نفسه ولا جعل الابق ولا کراء بیت الحفظ ولا اجر الطبیب والمعلم والراعی والدلال لان
اور ایسی ہی اپنی ذات کا خرچ اور نہ انعام بہاگی ہوئی غلام کا اور نہ کرایہ حفاظت کی مکان کا اور نہ نذرانہ طبیب اور اوستاد کا اور نہ اجرت چرواہی اور دلال کی کیونکہ
هذه المذکورات لا تزید فی المبیع شیئا ومن اشتری ثوبا بعشرین وقبضه ثم باعه مرابحة بثلثین وتقابضا
ان اخراجات سی مبیع مین کچہہ نہین بڑہتا اور اگر کسینی ایک تہان پارچہ کا بیس روپیہ کو لیکر قبضہ کر لیا پہر اوسکو بطور مرابحہ تیس روپیہ کو بیچکر دونونی اپنی اپنی مال پر
ثم اشتراه من مشتریه بعشرین واراد ان یبیعه مرابحة یطرح الربح ویبیعه علی عشرة ویقول قام علی
پہر یعنی دوبارہ وہ ہی تہان اپنی خریدار سی بیس روپیہ کو خرید لیا اب اگر اوس تہان کو بطور مرابحہ بیچی تو اول کا نفع کم کر کی دس روپیہ پر نفع لی اور یون بیان کری کہ یہہ تہان
بعشرة ولو کان اشتراه بعشرین وباع باربعین ثم اشتراه بعشرین لا یبیعه مرابحة اصلا لانه قبل شرائه
دس روپیہ کو پڑا ہی اور اگر اول دفعہ مین بیس روپیہ کو لیکر چالیس کو بیچا ہو پہر اوسکو دوبارہ بیس کو لیا ہو تو اس صورت مین ہرگز مرابحہ سی نہ بیچی اسلئی کہ دوبارہ خریدنی سی پہلی
ثانیا یحتمل ان یرد علیه بعیب ویسقط الربح الذی ربحه فلما اشتراه ثانیا تاکد ذلک الربح الذی کان
شاید کہ وہ تہان بواسطہ عیب کی پہر جاتا تو جسقدر اس نی نفع لیا ہی یعنی بیس روپیہ وہ جاتا رہتا جب اسنی دوبارہ خرید لیا تو وہ نفع جو ساقط ہونیکو تہا قایم

على شرف السقوط فيصير الشراء الثاني شبهة حصول الربح به وللتاكيد حكم الايجاب ففي المسألة الاولى يصير
اوثابت ہوگیا اب دوبارہ خریدنے میں یہ شبہ ہوتا ہی کہ اوس خرید کی سبب سی نفع ملا اور تاکید کی لئی حکم ایجاب کا ہوتا ہی سو پہلی صورت کا انجام یہہ ہی

كانه اشترى ثوبا وعشرة دراهم بعشرين فيقابل العشرة بالعشرة فيبقى الثوب بعشرة فلا يبيعه مرابحة
گویا اس نی ایک تہان اور دس روپیہ بیس روپیہ کو لئی پہر دس روپیہ تو دس روپیہ کی برابر ہوگئی اور تہان دس مین پڑگیا سو اسکو بطور مرابحہ

او تولية الا على عشرة وفي المسألة الثانية يصير كانه اشترى ثوبا وعشرين درهما بعشرين فيقابل العشرون
اور تولیہ کی بیچی تو دس روپیہ ہی پر بیچی اور دوسری صورت کا انجام یون ہی کہ گویا ایک تہان اور بیس روپیہ بیس روپیہ کو لئی پہر بیس روپیہ تو بیس روپیہ کی برابر ہوی

بالعشرين فيبقى الثوب مجانا فلا يبيعه مرابحة ولا تولية احترازا عن شبهة الخيانة لانها كحقيقتها فيهما
اور وہ تہان مفت پڑگیا سو مرابحہ اور تولیہ سی نہ بیچی تا کہ شبہ خیانت کا نرہی کیونکہ مرابحہ اور تولیہ مین خیانت کا شبہہ بہی

احتياطا وهذا لو كان لرجل على آخر عشرة دراهم فصالحه منها على ثوب لا يبيع ذلك الثوب مرابحة ولا تولية
احتیاطا اصل خیانت کی برابر ہی اسیطرح اگر کسیکا دوسری پر دس روپیہ قرض آتی ہون قرضدار نی اوس سی ایک تہان پر صلح کرلی تو اوس تہان کو بطور مرابحہ اور تولیہ کی

على عشرة لان مبنى الصلح على الحط والاسقاط بخلاف ما اذا تخلل ثالث لان التاكيد يحصل بغيره ومن اشترى
دس روپیہ پر نہ بیچی اسواسطی کہ بنیاد صلح کی کمی اور معافی پر ہوتی ہی برخلاف اوس صورت کی کہ بیچ مین تیسرا شخص آجاوی اسلئی کہ اب تقرر غیر سی حاصل ہوا ہی اور جس شخص نی

اشياء صفقة واحدة بثمن واحد ليس له ان يبيع بعضها مرابحة على حصتها من الثمن لان ذلك لا يكون
کئی چیزین مجتمعہ ایک عقد مین سبکا ایک ثمن ٹہرا کر مول لین تو اوسکو جایز نہین ہی کہ اونمین سی بعض کو بطور مرابحہ کی ثمن مین کا حصہ ٹہرا کر بیچی کیونکہ حصہ ثمن مین سی

الا باعتبار القيمة وتقسيمها لا يخلو عن شبهة الغلط ومن اشترى جارية سليمة فاعورت بآفة سماوية او وطيها
ٹہرانا بدون اعتبار قیمت کی نہین ہوسکتا اور تقسیم کرنی مین غلطی کا شبہ باقی رہتا ہی اور اگر کسینی ایک لونڈی اچہی چنگی خریدی پہر آفت سماوی یعنی بی اختیار کسی کانی ہوگئی یا اوس سی

وهي ثيبة ولم ينقصها الوطي يجوز له ان يبيعها مرابحة او تولية لكن يجب عليه بيان عيبها ولا يجب عليه بيان
صحبت کی یعنی شوہر رسیدہ تہی صحبت نی اوسکو کچہہ نہ بگاڑا تو اوسکو جایز ہی کہ لونڈی کو بطور مرابحہ یا تولیہ کی بیچ ڈالی لیکن اوسپر اتنا واجب ہی کہ عیب بیان کردی اور یہہ واجب نہین ہی

حدوث العيب عنده ما لم يسأله المشتري ولا بيان وطئه اذ لم يحتبس عنده شيء يقابل الثمن لان الاوصاف
کہ کہی یہہ عیب میری پاس پیدا ہوا ہی جبتک خریدار نہ پوچہی اور نہ صحبت کا بیان کرنا واجب ہی اسلئی کہ اسنی کوئی ایسی شی نہین رکہہ لی جو ثمن کی مقابلہ ہو کیونکہ اوصاف کی

لا يقابلها شيء من الثمن وكذا منافع البضع اذا لم ينقصها الوطي لا يقابلها شيء من الثمن واما اذا فقأ المشتري
مقابلہ مین ثمن کچہہ نہین ہوتا اور ایسی ہی بضع کی منافع اگر اونکو وطی سی کچہہ نقصان نہ آیا ہو تو ثمن اونکی مقابلہ مین کچہہ نہین ہوتا ہان اگر خود مشتری ہی نی

عينها او فقأها اجنبي واخذ المشتري ارشها او وطيها المشتري وهي بكر فلا يبيعها الا بالبيان لانه حبس بعض المبيع
اوسکی آنکہہ پہوڑدی یا کوئی غیر شخص اوسکی آنکہہ پہوڑدی اور مشتری دیت لیلوی یا مشتری اوس سی صحبت کری اور وہ باکرہ تہی تو اوسکو بدون بیان نہ بیچی کیونکہ اب مبیع مین سی گویا کچہہ حق

لكون ما فات منه كالمسلم له معنى باخذ بدله اذا جنى غيره وكذا اذا جنى نفسه اذ لو لم يكن ملكه لكان
لیکہا ہی اسلئی کہ جو اوسمین سی خراب ہوا ہی وہ گویا اوسکی پاس ہی عوض لینی سی اگر خطا غیر کی ہو اور ایسی ہی اگر آپ بذات خود خیانت کی ہو اسواسطی کہ اگر لونڈی اوسکی ملک نہوتی

مضمونا عليه فصار سقوط الضمان عنه كاخذ البدل فلا يمكنه بيع الباقي مرابحة وتولية بكل الثمن بلا
تو بیشک ضمان اوسکی ذمہ پڑتا بس تو اب ضمان کا ذمہ پر نہ آنا بمنزلہ عوض لینی کی ہی سو اسکو بطور مرابحہ یا تولیہ کی پوری اصلی ثمن سی باقی کا بیچنا بدون بیان کی روا

بيان لان الاوصاف اذا صارت مقصودة بالاتلاف يصير لها حصة من الثمن وكذا العذرة يصير لها
نہین ہی اسلئی کہ جب اوصاف تلف کرنی سی مقصود ہوجاتی ہین تو اونکی مقابلہ مین حصہ رسد ثمن ہوا کرتا ہی اور ایسی ہی بکارت کی مقابلہ حصہ ثمن کا

حصة من الثمن لكونها جزء من العين وقد حبسها فلا بد من البيان ومن اشترى ثوبا فاصابه قرض فارة
ہوتا ہی کیونکہ بکارت اصل کا جزء ہوتا ہی سو اوسکو اوسنی روک رکہا تو اب بیان کرنا ضرور چاہی اور جس نی تہان خریدا پہر اوسکو چوہی نی کتر دیا

او حرق نار يجوز له ان يبيعه مرابحة او تولية بلا بيان جرح ثبت العيب عنده اذ قلما يخلو عن قليل العيب او تلف بالعيبة

يا کچھ جل گیا تو اوسکا بیچنا بطور مرابحہ یا تولیہ کی بغیر جتلائی جایز ہی مشتری علی کرا گی کہ بیچنی میں کوئی عیب ظاہر نہ ہوا

لا يقابلها شيء من الثمن وان تكسر بنشره وطيه لا يجوز له ان يبيعه مرابحة او تولية بلا بيان لانه صار

ہیں اونکی مقابلہ میں ثمن کچھ نہیں ہوتا اور اگر پھیلاتی اور تہہ کرتی پھٹ گیا تو اب جایز نہیں کہ بطور مرابحہ یا تولیہ کی بلا اظہار بیچ ڈالی اسلئے کہ وصف تلف کرنی

مقصودا بالاتلاف ومن اشترى دارا او دابة واصاب من غلتها شيئا يجوز له ان يبيعها مرابحة او تولية بلا

سی مقصود ہوگیا اور جس نی کوئی گھر یا جانور چوپایہ خریدا اور اونکی کرایہ سی کچھ نفع پیدا کیا تو اوسکو جایز ہی کہ دونو کو بطور مرابحہ یا تولیہ کی بیچ لی

بيان لان الغلة ليست متولدة من العين بل هي استيفاء منفعة واستيفاء المنفعة لا يمنع بيع المرابحة او التولية

اظہار بیچ ڈالی اسلئے کہ کرایہ اصل میں سی نہیں پیدا ہوتا بلکہ کرایہ منفعت کا پورا کرنا ہی اور منفعت کا پورا کرنا بیع مرابحہ یا تولیہ سی منع نہیں کرتا

بخلاف ما لو اشترى شاة واصاب من لبنها وصوفها فانه اذا باعها مرابحة او تولية يطرح من راس المال قدر

برخلاف اوس صورت کی کہ اگر بکری مول لیوی اور اوسکا دودھ پیوی اور اُون کترلی تو یہہ شخص اگر بکری کو بطور مرابحہ یا تولیہ کی بیچی تو اصل قیمت میں سی جتنا

ما اصاب منها ولو اشترى جارية او شاة او نخيلا فولدت الجارية او الشاة او اثمر النخيل يبيع الاصل مع الزيادة

فائدہ لیا ہی کم کردی اور اگر لونڈی مول لی یا بکری یا میوہ دار درخت پہر لونڈی جنی یا بکری بیاہی یا درخت پہل لایا تو اب اصل کو مع افزایش یعنی بچہ اور

مرابحة او تولية ولو استهلك الزيادة لا يبيع الاصل مرابحة او تولية حتى يبين ما استهلك منها ولو اشترى شيئا

بطور مرابحہ یا تولیہ کی بیچی اور اگر وہ افزایش یعنی بچہ اور پہل تلف ہوجاوی تو اصل کو بطور مرابحہ یا تولیہ کی نہ بیچی جبتک بیان نکری جسقدر اوسمیں سی تلف ہوا ہی اور اگر کوئی شی

بثمن ثم زاد في الثمن او حط البايع عنه او زاد في المبيع يلتحق كل من الزيادة والحط باصل العقد ويظهر حكم الالتحاق

ثمن معین کر کر مول لی پہر ثمن پر مشتری نی کچھ بڑہا دیا تو یہہ تمام کمتی بڑہتی اصل عقد میں ملجاوی کی اور حکم اس کمی زیادتی کا مراجہ اور تولیہ میں جاکر ظاہر ہوگا

في المرابحة والتولية حتى اذا اراد ان يبيع ذلك الشيء مرابحة او تولية لا يبيعه الا بما بقي من الثمن بعد الحط في صورة

یہان تک کہ اگر اوس شی کو بطور مرابحہ یا تولیہ کی بیچا چاہی تو کمی کی صورت میں اوس ثمن پر بیچی جو کم کرنی کی بعد باقی رہا تہا

الحط او بما زاد على اصل الثمن او على اصل المبيع في صورة الزيادة ومن اشترى متاعا بالف درهم نسيئة وباعه بربح

اور بڑہتی کی صورت اوس ثمن پر جو اصل ثمن پر یا اصل مبیع پر بعد بڑہائی کی ہوگیا ہی اور جس شخص نی کچھ مال ہزار روپیہ کو ادہار مول لیا اور اوسکو سو روپیہ نفع

مائة ولم يبين للمشتري ذلك فعلمه المشتري فهو مخير ان شاء رده وان شاء قبله بالف ومائة لان للاجل شبها بالمبيع

گیارہ سو کو بیچا اور مشتری سی حال ادہار کا بیان نکیا پہر مشتری کو وہ معلوم ہوگیا تو مشتری کو اختیار ہی چاہی وہ مال ہٹادی اور چاہی گیارہ سو کو رکہ لی اسلئے کہ مدت ہی

ان يزاد في الثمن لاجل الاجل والشبهة في هذا الباب ملحقة بالحقيقة فصار كانه اشترى شيئين وباع احدهما

مدت کی سبب سی ثمن بڑہ جایا کرتا ہی اور شبہہ خیانت کا اس باب یعنی مراجہ میں بعینہ خیانت ہوتی ہی تو انجام یہہ ہوا کہ گویا اس نی دو چیزین مول لیں اور ایک چیز

بثمنيهما مرابحة والمرابحة توجب الاحتراز عن مثل هذه الخيانة يسر نا الله تعالى الاحتراز عن جميع الشبهات والخيانات

کل ثمن کو بطور مرابحہ کی بیچدی اور مراجہ میں ایسی ایسی خیانت سی احتراز واجب ہی آہی تمام شبہات اور خیانات سی احتراز کرنا ہمپر آسان کر

## المجلس الثاني والسبعون في تحريض التاجر على ملازمة الصدق والامانة في جميع اقواله

بہتروین مجلس تاجر کو رغبت دلانی میں صدق اور امانت کی تمام اقوال اور افعال میں اوپر اختیار کرنی

وافعاله قال رسول الله صلى الله عليه وسلم التاجر الصدوق الامين مع النبيين والصديقين والشهداء هذا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا بڑا سچا اور امانت دار تاجر نبیوں اور صدیقوں اور شہداء کی ہمراہ ہوگا یہہ

الحديث من حسان المصابيح رواه ابو سعيد وفيه تحريض التاجر على ملازمة الصدق والامانة في جميع اقواله

حدیث مصابیح کی حسن حدیثوں میں ہی ابو سعید کی روایت کی ہوئی اسمیں تاجر کو رغبت دلانی ہی سچ اور امانت اختیار کرنی پر تمام اقوال

وافعاله لاسیما فی بیعه وشرائه کما هو مقتضی صیغة المبالغة فی الصدوق والامین فان رب الارباب ومسبب

اور افعال مین خاص کر بیع اور شرا مین جیسی کہ مطلب مبالغہ کی صیغہ کا ہی لفظ صدوق اور امین مین بیشک پروردگار عالم اور مسبب

الاسباب جعل الاخرة دار الثواب والعقاب وجعل الدنیا دار التشمر والاکتساب لکن لیس التشمر فی الدنیا مقصورا

الاسباب نی آخرت کو ثواب اور عذاب کا گہر بنایا ہی اور دنیا کو محنت کشی اور تحصیل کا گہر مقرر کیا لیکن دنیا مین صرف آخرت کی لئی محنت کشی

علی الاخرة بدون للمعیشة بل المعیشة ذریعة الی الاخرة ولا یکون المعیشة ذریعة الی الاخرة مالم یتادب المتشمر فی

بدون معیشت کی نہین ہی بلکہ معیشت آخرت کا وسیلہ ہی اور معیشت آخرت کا وسیلہ نہین ہوسکتی جب تک دنیا کا طالب طریقہ شرعی

طلبها باداب الشرع فان الشرع اعتبر فی طلبها ارکانا وشروطا یجب علیه رعایتها عند مباشرته فی طلبها حتی یکون

اختیار نکری کیونکہ شرع نی دنیا کی طلب کیواسطی ارکان اور شرطین ٹہرائی ہین جب دنیا کی طلب کری تو اونکی رعایت واجب ہوتی ہی تاکہ

کسبه صحیحا خالیا عن البطلان والفساد خالصا عن شائبة الحرمة والکراهة اذ لو ترك رعایتها لایکون کسبه

اوسکی کمائی درست بطلان اور فساد سی خالی اور حرمت اور کراہت کی لونی سی صاف ہو کیونکہ اگر اون قواعد شرعی کی رعایت نکریگا تو اوسکی کمائی

صحیحا بل تارة یکون باطلا وتارة یکون فاسدا فلا یکون خالیا عن الحرمة والکراهة فعلی هذا لابد له من معرفة

درست نہو گی بلکہ بعضی دفعہ باطل اور بعضی دفعہ فاسد ہوگی پہر حرمت اور کراہت سی کبہی پاک نہو گی اس بیان کی موافق اوسکو بیع اور شرا

البیع والشراء وکیفیة انعقادها حتی یتمیز عنده الباطل من الفاسد والفاسد من الصحیح ویتخلص من الحرمة والکراهة

اور کیفیت انعقاد کی معرفت پیدا کرنی ضرور چاہئی تاکہ باطل کو فاسد سی اور فاسد کو صحیح سی الگ الگ کرسکی اور حرمت اور کراہت سی بچ جاوی

ویتیسر له الصدق والامانة فیهما فالبیع مبادلة المال بالمال و ینعقد بالایجاب والقبول والمراد بالایجاب الکلام الصادر

اور بیع اور شرا مین صدق اور امانت میسر ہوسکی تو اب بیع بدلنا مال کا مال سی ہی اور ایجاب اور قبول سی پوری ہوتی ہی اور مراد ایجاب سی کلام اول کی ہی

من احد العاقدین اولا بایعا کان او مشتریا والمراد بالقبول الکلام الصادر من الاخر ثانیا بایعا کان او مشتریا

جو دونو مین کسی ایک سی صادر ہو بایع ہو یا مشتری اور قبول سی مراد کلام دوسری کی ہی جو دوسری سی صادر ہو بایع ہو یا مشتری

وانما ینعقد بهما اذا کانا بلفظی الماضی مثل ان یقول البایع للمشتری بعت منك هذا بکذا فیقول المشتری اشتریت

اور بیع ایجاب اور قبول سی جب ہوتی ہی کہ وہ دونو ماضی کی لفظ ہون جیسی بایع مشتری سی کہی یہہ مال مین تیری ہاتہہ اتنی کو بیچ چکا پہر مشتری کہی مین لی چکا

او یقول المشتری للبایع اشتریت منك هذا بکذا فیقول البایع بعت لان البیع انشاء تصرف شرعی والانشاء اثبات ما

یا پہلی مشتری بایع سی کہی مین تجہسی یہہ چیز اتنی کو مول لی چکا پہر بایع کہی مین بیچ چکا اس لئی کہ بیع انشا یعنی نیا تصرف شرعی ہوتا ہی اور انشا مین قایم کرنا

لم یکن ثابتا وهو لا یعرف الا بالشرع لان واضع اللغة لم یضع له لفظا خاصا والشرع قد استعمل فیه اللفظ الموضوع

معدوم کا ہوتا ہی اوسکا علم بدون شرع کی نہین ہوتا اسواسطی کہ لغت بنانیوالی نی اسکی لئی کوئی خاص لفظ نہین وضع کیا اور شرع نی اسمین ایسا لفظ

للاخبار المستعمل فی الماضی الذی یدل علی الوجود حتی یدل علی ان هذا التصرف مما یراد وجوده فینعقد به البیع و

جو ماضی مین خبر کی واسطی مستعمل ہوتا ہی استعمال کیا ہی جسمین وجود پر دلالت ہوتی ہی تاکہ یہہ معلوم ہو کہ یہہ ہی تصرف مقصود ہی پہر اوس سی بیع منعقد ہوجاتی ہی

لا ینعقد بلفظین احدهما امر بل لابد فیه من ثلثة الفاظ کما اذا قال المشتری للبایع بع منی هذا بکذا وقال البایع

اور ایسی لفظون سی منعقد نہین ہوتی جو ایک امر ہو بلکہ اسمین تین لفظون کی ضرورت پڑتی ہی جیسی اگر مشتری بایع سی کہی یہہ مال میری ہاتہہ اتنی کو بیچدی اور بایع کہی

بعت فما لم یقل المشتری ثانیا اشتریت لا ینعقد البیع وکذا اذا قال البایع للمشتری اشتر منی هذا بکذا وقال المشتری

مین بیچا پہر جبتک مشتری دوبارہ یون نکہیگا کہ مینی خریدا تو بیع منعقد نہو گی اور ایسی ہی اگر بایع مشتری سی کہی مجہسی یہہ اتنی کو خرید لی اور مشتری کہی

اشتریت فما لم یقل البایع ثانیا بعت لا ینعقد البیع واما اذا کان احد اللفظین او کلاهما مضارعا فینعقد البیع اذا

مین نی خریدا پہر جبتک بایع دوبارہ یون نکہیگا کہ مین نی بیچا تو بیع منعقد ہو گی اور اگر دونو مین سی ایک کلام یا دونو کلام مضارع ہون تو بہی بیع منعقد ہوجاتی ہی

النية ويحمل لفظ المضارع على الحال وكذا ينعقد البيع بكل لفظ يدل على معنى بعت واشتريت كما اذا قال البايع

نیت ہوا اور اوس لفظ مضارع سے حال کی معنی لینگے اور ایسے ہی بیع ہر لفظ سے جسمیں بعت کی معنی ہوں منعقد ہوجاتی ہے جیسے بایع مشتری سے کہے

للمشتري بعت منك هذا بكذا وقال المشتري قبلت او قال للمشتري البايع اشتريت منك هذا بكذا وقال البايع

میں نے یہہ شئ تیری ہاتھ اتنے کو بیچی اور مشتری کہے میں نے قبول کی یا مشتری بایع سے کہے میں نے تجھسے فلانی چیز اتنے کو مول لی اور بایع کہے

خذه ينعقد البيع في كلتا الصورتين اما في الصورة الاولى فظاهر واما في الصورة الثانية فلانه لما امره ان

لیلے تو بیع دونو صورتوں میں منعقد ہوجاوے گی پہلی صورت میں تو ظاہر ہے اور رہی دوسری صورت سو اسلیے کہ جب بایع نے اوسکو

ياخذه بالبدل وهو لا يكون الا بالبيع صار كانه قال بعته منك به فخذه فيقدر البيع اقتضاء فيثبت العقد

عوض بدل کی لیلینے کی اجازت دی تو یہہ بدلہ بدون بیع کی نہیں ہوتا تو انجام اسکا یہہ ہوا گویا بایع نے کہا میں نے تیری ہاتھ اتنے کو بیچی سو تو لیلے پس بیع

باعتباره لا بلفظين احدهما امر حتى ينافي ما سبق لان المعنى هو المعتبر في هذه العقود وهذا ينعقد البيع بالتعاطي

باعتبار اقتضاء کی مقدر ہوگی پس انعقاد بیع کا اس اعتبار سے ہوگا اور بیع منعقد نہیں ہوتی ایسے دو لفظ سے کہ انمیں سے ایک امر ہو کہ منافی بیان سابق کی ہو اسلیے کہ ان عقود

في الخسيس والنفيس هو الصحيح لتحقق المرضيات لكن لا بد فيه من الاعطاء من الجانبين عند البعض وعند البعض

مبیع کم بہا ہو یا بیش بہا یہی مذہب صحیح ہے کیونکہ رضامندی ہوجاتی ہے لیکن اس صورت میں بعضوں کی نزدیک ضرور ہے کہ دونو طرف سے ثمن اور مبیع دیدیں اور بعضوں کی نزدیک

يكفي الاعطاء من جانب واحد فان محمدا اشار في الجامع الصغير الى ان تسليم المبيع يكفي في تحقق البيع هذا

ایک طرف سے ادا کرنا ہی کفایت کرتا ہے کیونکہ امام محمد رح نے جامع صغیر میں یہہ اشارہ کیا ہے کہ مبیع کا حوالہ کردینا واسطے ثبوت بیع کے کافی ہے یہہ اس صورت میں

اذا بين الثمن او كان معلوما كما اذا قال رجل لبايع الحنطة بكم تبيع الحنطة فقال قفيز بدرهم فقال كل لي

ہے کہ ثمن بیان کردیں یا کسیطرح سے معلوم ہو جیسے کوئی گیہوں بیچنے والے سے پوچھے گیہوں کیا بہاؤ بیچتا ہے اوسنے کہا فی روپیہ ایک پیمانہ پھر اوسنے کہا مجھکو پانچ

خمسة اقفزة فكاله فذهب بها فهذا بيع فعلية خمسة دراهم وكذا لو اشترى وقرا من الحطب بثمانية ثم

قفیز ناپ دے پھر اوسنے ناپ دیے پھر وہ لیکر چلا گیا یہہ بیع پوری ہے اور اوسکے ذمہ پانچ روپیہ ہیں اور ایسے ہی اگر ایک بہار لکڑی کا آٹھ پیسے کو خریدا پھر

قال ائت بوقر اخر والقه هٰهنا ففعل فهذا بيع وله ان يطلب الثمانية ولو قال لبايع الحطب بكم تبيع هذا الوقر

کہا ایک بہار اور لاکر یہاں ڈالدے اوسنے لا ڈالا تو یہہ بیع پوری ہے اور اوسکو مطالبہ آٹھ پیسے کا پہنچتا ہے اور اگر لکڑہارے سے کہا یہہ گٹھا لکڑی کا کتنے کو

من الحطب فقال بثمانية فقال سق الحمار فساقه اختلفوا فيه قال بعضهم لا يكون بيعا ما لم يتسلم الحطب ولم ينقد

بیچتا ہے اوسنے کہا آٹھ پیسے کو پھر اوسنے کہا گدہا ہانک لا پھر وہ ہانک لیگیا اسمیں اختلاف کرتے ہیں بعضے کہتے ہیں بیع پوری نہیں ہوتی جبتک لکڑیاں حوالہ نکردے

الثمن وقال بعضهم يكون بيعا لانهما تراضيا على التمليك والتملك والتراضي هو المعتبر في الباب الا انه لما كان

اور پیسے نہ لیلے اور بعضے کہتے ہیں بیع ہوگئی کیونکہ دونو لینے دینے پر راضی ہیں اور تملیک اور دونو کی رضامندی ہی بیوع میں معتبر ہے اتنا ہے کہ دل کی رضامندی

باطنا اقيم الايجاب والقبول مقامه لدلالتهما عليه فاذا اوجب احد العاقدين بايعا كان او مشتريا كما اذا قال البايع

امر مخفی ہے ایجاب قبول کو اوسکی جگہ ٹھہرادیا ہے اس سے رضا معلوم ہوتی ہے پھر جب ایک نے ایجاب کیا بایع ہو یا مشتری جیسے کہ بایع مشتری سے کہے

للمشتري بعت منك هذا بكذا او قال المشتري للبايع اشتريت منك هذا بكذا فالاخر بالخيار ان شاء قبل

میں نے تیرے ہاتھ فلانی شئ اتنے کو بیچی یا مشتری بایع سے کہے میں نے تجھسے اتنے کو مول لی اب دوسرے کو اختیار ہے چاہے اوس مجلس میں عقد کو قبول کرے

العقد في المجلس وان شاء رده وهذا الخيار يسمى خيار القبول ويمتد الى اخر المجلس ولا يبطل بالتاخير اليه و

اور چاہے رد کرے اور اس اختیار کو خیار قبول کہتے ہیں اور یہہ اختیار آخر مجلس تک باقی رہتا ہے مجلس تک تاخیر سے باطل نہیں ہوتا

ان طال ما لم يظهر ما يبطله اذ يحتاج اليه المرء للتروي وليس له ان يقبل العقد في البعض دون البعض اذ فيه

اگرچہ مجلس دراز ہوجاوے جبتک ایسی حرکت ظاہر نہو جس سے خیار باطل ہوجاوے کیونکہ آدمی کو مہلت کی حاجت رد کرنیکی لیے ہوتی ہے اور اوسکو یہہ اختیار نہیں ہے کہ مبیع کو

تفريق الصفقة فيتضرر به احد العاقدين لان المبيعان كان واحدا يلزمه ضرر الشركة وان كان متعددا فالعادة

صفقہ یعنی عقد پورا نہیں رہتا پھر دونوں میں سے کسی ایک کا نقصان ہوگا کیونکہ مبیع اگر ایک شی ہی تو نقصان شرکت کا لازم آتا ہی اور اگر کئی ہیں تو عادت یوں پڑی گئی ہی

ضم الجيد الى الردى ونقص ثمن الجيد لترويج الردى فلو ثبت له خيار القبول في البعض يقبل الجيد ويترك

کہ عمدہ کو ناقص کی ساتھ ملا کر ناقص کی نکاسی کی لئی عمدہ کی قیمت کچھ کم کر دیتی ہیں اب اگر اوسکو یہہ اختیار ہو دی کہ جو نسی چاہی چھانٹ لی تو وہ عمدہ کو لیلیو یگا اور

الردى فيزول الجيد عن يد البايع باقل من ثمنه وفيه ضرر له الا اذا كرر العقد وبين ثمن كل واحد بان

ناقص کو نہ لیگا تو بایع کی ہاتھ سی عمدہ مبیع کم قیمت کو جاتی رہی گی اور اسمین بایع کا بڑا ضرر ہی ہاں اگر دوبارہ عقد کری اور ہر ایک کا ثمن جدا جدا بیان کر دی

قال بعت هذا بكذا وهذا بكذا فحينئذ ينتفي الضرر عنه فالم يحصل القبول يبطل الايجاب بقيام واحد منهما

اسطور کہ میں نی یہہ اتنی کو اور یہہ اتنی کو بیچا اب اوسکا کچھہ ضرر نہیں ہی پھر جبتک قبول نہو دی تو ایجاب دونوں میں سی ایک کی کھڑی ہو جانی

ايهما كان ولا يبقى لواحد منهما ولاية القبول بعده لان القيام دليل الرجوع وكذا لو قال البايع للمشتري بعت

کو بھی ہی کھڑا ہو جاوی پھر دونوں میں سی کسیکو اختیار قبول کا باقی نہیں رہتا کیونکہ کھڑا ہو جانا رجوع کی دلیل ہی اور ایسی ہی اگر بایع نی مشتری سی کہا میں نی تیری ہاتھ مبیع

منك هذا بكذا ولم يقل المشتري شيئا حتى كلم البايع انسانا في حاجة لم يبطل الايجاب واذا حصل الايجاب

اتنی کو بیچا ابھی مشتری نی کچھ جواب نہیں دیا کہ بایع اور شخص سی کچھ بات چیت کرنی لگا تو ایجاب باطل نہیں ہوگا اور جب ایجاب قبول دونو ہو گئی

والقبول يتم العقد ولا يكون لواحد منهما خيار اصلا لا في المجلس ولا بعده الا من عيب او عدم رؤية

ہیں تو عقد پورا ہو جاتا ہی اب دونوں میں سی ہرگز کسیکو کچھہ اختیار پھیرنی پھیر سکا نہیں ہی نہ مجلس میں نہ بعد مجلس کی مگر بسبب عیب کی یا نہ دیکھنی کی

وفي العوض المشار اليه مبيعا كان او ثمنا يكفي الاشارة في صحة البيع بلا علم بقدره ووصفه وفي غير

اور عوض میں جو سامنی موجود ہو مبیع ہو یا ثمن واسطی صحت بیع کی بدون دریافت مقدار اور وصف کی اشارہ کفایت کرتا ہی اور جو سامنی نہو

المشار اليه لا بد من علم بقدره ووصفه لان التسليم واجب بالعقد ويمتنع حصوله بالجهالة المفضية

تو اوسکی مقدار اور وصف کا علم ضرور چاہئی اسلئی کہ بعد عقد کی تسلیم واجب ہو دیگی اور بسبب جہالت کی جس سی جھگڑا پیدا ہوتا ہی ہرگز نہیں ہو سکتی

الى النزاع ويصح البيع بثمن حال وثمن مؤجل لاطلاق قوله تعالى واحل الله البيع ولما روي انه عليه السلام

اور بیع ثمن حالی یعنی نقد اور ثمن مؤجل یعنی ادہار دونو صحیح ہو جاتی ہی کیونکہ آیت میں کوئی قید نہیں ہی اور حلال کی اللہ نی بیع کو اور اسلئی کہ روایت ہی

اشترى من يهودي طعاما الى اجل ورهن درعه لكن لا بد ان يكون الاجل معلوما اذ لو لم يكن معلوما بل

ایک یہودی سی ایک مدت پر ادہار غلہ مول لیا اور زرہ گروی رکھہ دی لیکن مدت کا معلوم ہونا ضرور چاہئی اسواسطی کہ اگر مدت معلوم نہو گی بلکہ

كان مجهولا كالبيع الى قدوم الحاج او الى الحصاد او الى الدياس او الى القطاف او الى الجزاز لكانت جهالته مانعة من

مجہول ہوگی جیسی بیچنا بشرط ادہار ثمن حاجیوں کی آنی پر یا کھیتی کٹنی پر یا پیر اوٹھنی پر یا انگور ٹوٹنی پر یا اون کترنی پر تو یہہ جہالت بیشک تسلیم ثمن سی

التسليم الواجب بالعقد لان هذه الاوقات تتقدم تارة وتتاخر اخرى فربما يطالبه البايع في قريب المدة و

مانع ہوگی جو عقد سی واجب ہو گئی ہی اسلئی کہ یہہ اوقات کہیں اگیتی ہوتی ہیں اور کہیں پچھیتی سو کبھی بایع اول وقت میں مطالبہ کریگا اور

المشتري يؤخره الى بعيدها ويقع بينهما التنازع الموجب لفساد العقد ولو انهما تبايعا الى هذه الاجال ثم تراضيا

مشتری پچھیتی وقت تک ٹال دیگا پھر اون دونو میں جھگڑا پڑیگا جس سی عقد فاسد ہو جاتا ہی اور اگر دونو نی بیع انہی اوقات مذکورہ پر کی پھر دونو نی راضی ہو کر

باسقاط الاجل قبل قدوم الحاج وشروع الناس في الحصاد والدياس وغيرهما ينقلب البيع صحيحا لارتفاع المفسد

حاجیوں کی آنی سی اور کھیتی کی کاٹنی سی اور پیر کی دہانی وغیرہ سی پہلی مدت موقوف کی تو وہ ہی بیع صحیح ہو جاویگی کیونکہ مفسد تھی پہلی

قبل تقرره ولو وقع بينهما البيع مطلقا ثم اجل الثمن الى هذه الاوقات يجوز لان هذا تاجيل الدين والجهالة

جاتا رہا اور اگر دونو میں بیع بلا شرط واقع ہوئی پھر بعد اسکی ثمن کی یہہ ہی اوقات مقرر کر دی تو جایز ہی اسلئی کہ یہہ دین کی مدت ہی اور تھوڑی سی

اليسيرة متحملة فيه لان كل دين له تاجيله صاحبه الى اجل معلوم او الى اجل مجهول جهالة يسيرة كالاوقات
جہالت کی اسمین گنجایش ہو سکتی ہی کیونکہ جس دین میں بموجب قرض خواہ اوسکی مدت معین معلوم یا مجہول تھوڑی جہالت سے مقرر کر دیتا ہی جیسی مدت
الى هذه الاوقات يصير ذلك الدين مؤجلا ويكون تاجيله لازما الا القرض فان تاجيله لا يكون لازما
ان اوقات مذکورہ کی تو وہ دین مؤجل ہو جاتا ہی اور اوسکی مدت لازم ہو جاتی ہی سوا قرض نقد کی بیشک اوسکی مدت لازم نہین ہوتی
بل يجوز ابطاله لكونه من التبرعات ولا جبر فيها كما في الاعارة ولو اريد ان يكون تاجيله لازما فطريقه ان يحيل
بلکہ اوسکا ابطال جایز ہی کیونکہ یہہ قرض صرف احسان ہوتا ہی اسمین کوئی زبردستی نہین چلتی جیسی عاریت مین اور اگر چاہو کہ قرض نقد کی مدت لازم ہو جاوی تو یون طریقہ ہی
المستقرض المقرض على رجل بدينه فيؤجل المقرض ذلك الرجل مدة معلومة فحينئذ يكون التاجيل لازما
کہ قرضدار قرض خواہ کو اپنی دین کا حوالہ اور شخص پر کر دی پھر قرض خواہ اوس شخص کی لئی مدت معلومہ مقرر کر دی پس اب مدت لازم ہو جاویگی
حتى لو اراد المقرض ان يطالبه قبل تلك المدة ليس له ذلك ومن اشترى شيئا مما ينقل لا يجوز له ان يبيعه حتى
یہانتک کہ اگر قرض خواہ اوس مدت سی پہلی طلب کرنا چاہی تو اوسکو اختیار نہین ہی اور جسنی کوئی شی منقول مول لی تو اوسکو قبضہ کر لینی سی پہلی بیچ ڈالنا جایز نہین ہی
يقبضه لما روى انه عليه الصلوة والسلام نهى عن بيع ما لم يقبض لما فيه من غرر انفساخ العقد على تقدير
اسواسطی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نی منع فرمایا ہی بلا قبضہ کی ہوئی بیع سی کیونکہ اسمین احتمال عقد ٹوٹنی کا ہوتا ہی اگر مبیع
هلاكه فانه لو هلك قبل قبضه ينفسخ العقد ويعود الى قديم ملك البايع فيكون المشتري بايعا ملك غيره
تلف ہو جاوی بیشک اگر مبیع قبض سی پہلی ہلاک ہو جاوی تو عقد ٹوٹ جاتا ہی اور مبیع بایع کی اصلی ملک مین داخل ہو جاتا ہی تو اب مشتری گویا غیر کا مال
واما اذا قبضه فحينئذ يتم البيع فيكون بايعا ملك نفسه فلما كان قبل القبض لا يدرى ان البيع يتم فيكون
بیچتا ہی اور اگر مشتری قبضہ کر چکا تو اب بیع پوری ہو چکی اب اپنا مال بیچتا ہی اور چونکہ قبضی سی پہلی نہین معلوم کہ آیا بیع پوری ہو گی کہ اپنا مال بیچتا ہی
بايعا ملك نفسه او ينفسخ فيكون بايعا ملك غيره حكم بعدم الجواز بخلاف بيع العقار قبل قبضه فانه يجوز
یا ٹوٹ جاویگی کہ بیگانہ مال بیچتا ہی تو اسلئی حکم عدم جواز کا ہی برخلاف بیع زمین وغیرہ کی قبضہ سی پہلی کہ یہہ بیع جایز ہی
لعدم المانع فيه وهو غرر انفساخ العقد على تقدير الهلاك لان الهلاك في العقار نادر ويجوز التصرف في الثمن
کیونکہ اسمین وہ مانع یعنی شبہ عقد ٹوٹ جانیکا بشرط ہلاک مبیع کی نہین ہی اسلئی کہ زمین کم ہلاک ہوتی ہی اور ثمن مین قبضہ سی پہلی تصرف جایز
قبل قبضه سواء كان مما لا يتعين كالنقود او مما يتعين كالمكيل والموزون حتى لو باع متاعا بدراهم او بكر حنطة
ہی برابر ہی کہ غیر معین ہو جیسی نقود یا متعین ہو جیسی مکیل اور موزون یہانتک کہ اگر کچھ مال بعوض دراہم یا گون گیہون کی
يجوز له ان يأخذ بدلهما شيئا اخر لوجود المجوز وهو الملك وانتفاء المانع وهو غرر الانفساخ بالهلاك لان الثمن
بیچا تو بایع کو جایز ہی کہ اونکی بدلہ کوئی اور چیز مشتری سی لیلیوی کیونکہ جایز کرنیوالی یعنی ملک موجود ہی اور مانع نہین ہی یعنی شبہ عقد ٹوٹنی کا ہلاک ہونی سی کیونکہ ثمن
يثبت في الذمة ولا يتعين بالتعيين والمكيل والموزون وان كان مبيعا من وجه لكنه ثمن من وجه فلا ينفسخ
ذمہ پر ثابت ہو جاتا ہی اور تعین کرنی سی معین نہین ہوتا اور مکیل اور موزون اگرچہ ایک وجہ سی مبیع ہین پر ایک وجہ سی ثمن ہین سو بیع انکی ہلاک ہونی سی
البيع بهلاكه والمراد بجواز التصرف في الثمن قبل قبضه جواز تمليكه ممن عليه الدين ولو بعوض لا جواز تمليكه من
نہین ٹوٹیگی اور ثمن مین تصرف قبل قبض جو جایز ہی اس سی یہہ مراد ہی کہ جسکی ذمہ پر ثمن ہوتا ہی اوسکو مالک کر دی تو جایز ہی اگرچہ بدلہ مین یہہ مراد نہین ہی
غير من عليه الدين لان تمليك الدين من غير من عليه الدين ليس بمشروع ويجوز بيع الحنطة وغيرها من
کہ سوا اوسکی یعنی ذمہ دار کی اور کو مالک کرنا جایز ہی اسلئی کہ دین کا مالک کرنا اور کو سوا دین دار کی جایز نہین ہی اور بیچنا گیہون وغیرہ دانہ کا
الحبوب مكايلة ومجازفة وباناء لا يعرف قدره ولا ينكبس بالكبس واما اذا كان ينكبس بالكبس كالزنبيل ونحوه فلا يجوز
پیمانہ سی اور تخمین سی یعنی ڈھیری اور ایک ایسی پیمانہ سی ناپ کر جسکی مقدار معلوم نہو اور کھینچنی سی نہ بڑھتا ہو جایز ہی اور ان اگر کھینچنی سی بڑھتا ہو جیسی زنبیل وغیرہ

فمن اشترى كيليا مجازفة يجوز له ان يبيعه او ياكله قبل ان يكيله لان البيع يقع على المشار اليه لا على مقدار
اور جس نی کیلی شی کی ڈھیری اٹکل سی مول لی تو اوسکو جایز ہی کہ بغیر کیل کی بیچ ڈالی یا کھالیوی اسواسطی کہ اس صورت مین بیع موجود کی ہوتی ہی مقدار معین کی نہین ہوتی
معين فيكون الكل له وان اشتراه بشرط الكيل لا يبيعه ولا ياكله حتى يكيله لاحتمال ان يزيد على المشروط
وہ سبکا سب اوسہی کا ہی اور اگر ڈھیری بشرط کیل کی مول لی تو بغیر کیل کی نہ بیچی اور نہ کہاوی اسواسطی کہ شاید مقدار مشروط سی کچھ بڑھ جاوی
وهو للبايع والتصرف في مال الغير حرام يجب الاحتراز عنه ويكفي كيل البايع بعد بيعه بحضرة المشتري في الصحيح لان
اور وہ بایع کا مال ہوگا اور غیر کی مال مین تصرف حرام ہی اس سی بچنا ضرور چاہیی اور بیچنی کی بعد مشتری کی سامنی بایع کا کیل کرنا صحیح مذہب مین کفایت کرتا ہی کیونکہ
المبيع يصير به معلوما ويتحقق معنى التسليم ولا اعتبار بكيله قبل البيع ولو بحضرة المشتري لان الشرط كيل
مبیع اس سی ہی معلوم ہوجاتا ہی اور تسلیم ثابت ہوجاتی ہی اور بیچنی سی پہلی بایع کی کیل کا کچھ اعتبار نہین ہی اگرچہ مشتری کی سامنی ہو اسلئی کہ شرط کیل
البايع او المشتري وهو ليس بواحد منهما ولا بكيل بعد البيع بغيبة المشتري لان الكيل من باب التسليم اذ به يصير
بایع کا ہی یا مشتری کا اور قبل البیع وہ کوئی بھی نہین ہی نہ بایع بایع ہی اور نہ مشتری مشتری اور نہ بعد بیع کی کیل کا کچھ اعتبار مشتری کی بس غیبت ہلی کہ کیل قسم تسلیم
المبيع معلوما ولا تسليم الا بحضرته وكذا لو اشترى ما يوزن او يعد بشرط الوزن او العد لا يبيعه ولا ياكله حتى
مبیع معلوم ہوتا ہی اور تسلیم مشتری کی موجود ہوئی بغیر نہین ہوتی اور ایسی ہی اگر تول کی شی یا گنتی کی شی بشرط وزن یا شمار کی مول لی تو بیدون تولی یا گنی نہ بیچی اور نہ کہاوی
يزنه او يعده الا ان البايع لو وزنه او عده بعد البيع بحضرة المشتري يكفي ولو اشترى ما يذرع بشرط الذرع
جبتک تول یا گن نہ لی مگر بایع بیع کی بعد مشتری کی سامنی تول دی یا گن دی تو کفایت کرتا ہی اور اگر گز گز کی شی بشرط گز گت کی مول لی
يجوز له ان يبيعه قبل الذرع لان الذراع وصف لا يقابله شيء من الثمن فيكون الكل له قال الزيلعي هذا اذا لم يسم
تو جایز ہی کہ ناپنی سی پہلی بیچ ڈالی اسلئی کہ گز گت ایسا وصف ہی کہ اوسکی مقابلہ مین ثمن کچھ نہین ہوتا وہ سب اوسیکا ہی زیلعی کہتا ہی یہہ اوس صورت مین ہی
البايع لكل ذراع ثمنا واما اذا سمى وقال كل ذراع بكذا فلا يحل للمشتري ان يتصرف فيه حتى يذرعه ومن باع
کہ بایع فی ذرع ثمن نہ ٹہراوی اور اگر فی درع ثمن معین کردی مثلا چار آنہ گز تو مشتری کو حلال نہین ہی کہ گز گت کئی بغیر اوسمین تصرف کری اور اگر کسینی
صبرة كل قفيز بكذا ولم يذكر عدد قفزانها لا يجوز البيع عند ابي حنيفة الا في قفيز واحد لتعذر صرف العقد الى
اناج کا ڈھیر بیچا ہر پیمانہ اتنی کو اور بیان نکیا کتنی پیمانہ ہی تو امام ابی حنیفہ کی نزدیک بیع جایز نہین ہی بجز ایک پیمانہ کی کیونکہ عقد تمام ڈھیر پر نہین پڑتا
الكل لجهالة المبيع والثمن جهالة تفضي الى النزاع لان البايع يطلب الثمن اولا بموجب العقد والمشتري لا يدفعه
اسلئی کہ مبیع اور ثمن دونو ایسی مجہول ہین جسمین جھگڑا کھڑا ہوجاوی اسواسطی کہ بایع موافق تقاضاء عقد کی ثمن پہلی طلب کریگا اور مشتری نہین دیویگا
لكونه غير معلوم لكون المبيع غير معلوم واذا تعذر صرفه الى الكل يصرف الى الواحد وهو معلوم ولو زالت
کیونکہ ثمن کی مقدار معلوم نہین ہی اسلئی کہ مبیع معلوم نہین ہی اور جبکہ عقد کو تمام مبیع پر صرف نہین کرسکتی تو ایک پیمانہ پر لگاویگی اور ایک تو معلوم ہی اور اگر
الجهالة في المجلس بالكيل او بذكر جميع القفزان يجوز البيع في جميعها لكن يكون المشتري مخيرا وهكذا الحكم
مجلس کی اندر جہالت دفع ہوجاوی کیل کرنی سی یا تمام پیمانہ بیان کردینی سی تو بیع تمام ڈھیر کی جایز ہوجاویگی لیکن مشتری کو لینی نہ لینی کا اختیار رہیگا اور تمام
في جميع الموزونات والمعدودات المتقاربة ولو باع قطيع غنم كل شاة بكذا ولم يذكر عددها لا يجوز البيع في جميعها
موزونات اور معدودات مین جو ایک سی ہون ایسا ہی حکم ہی اور اگر ریوڑ بکریون کا اسطور بیچا کہ ہر ایک راس اتنی کو اور اونکی گنتی بیان نکی تو امام ابو حنیفہ کی نزدیک
عند ابي حنيفة كما ذكر ان العقد يصرف الى الواحد وهو متفاوت لكون افراد الشاة متفاوتة وتفاوت الافراد
بیع سراسر جایز نہین ہی چنانچہ ذکر ہوچکا ہی کہ عقد ایک عدد پر مصروف ہوتا ہی اور وہ متفاوت ہی اسلئی کہ راس بکریون کی ایک سی نہین ہوتی اور تفاوت افراد کا
يقتضي الجهالة المفضية الى النزاع وكذا الحكم في كل معدود متفاوت اذا باع عدل ثوب كل ثوب بكذا ولم يذكر
ایسی جہالت ہوتی ہی کہ جسمین جھگڑا کھڑا ہوجاوی اور ہر ایک معدود متفاوت کا ایسا ہی حکم ہی اگر گٹھڑی تہان کی اسطور بیچی کہ ہر ایک تہان اتنی کو اور گنتی بیان

عددها لا يجوز البيع في جميعها للجهالة المفضية الى النزاع وعندهما يجوز البيع في جميعها وقد ذكر في

گنتی تو بیع سراسر جایز نہوگی بسبب جہالت کی جو جھگڑا کھڑا کردیتی ہی اور صاحبین کی نزدیک بیع تمام کی جایز ہی اور فتاوی قاضیخان مین

فتاوى قاضيخان ان الفتوى على قولهما تيسيرا على الناس ولو ذكر عددها وقال المشتري بعت منك هذا

مذکور ہی کہ لوگون پر آسانی کی واسطی صاحبین کی قول پر فتوی ہی اور اگر بایع نی گنتی بیان کر کر مشتری سی کہا مین نی تیری ہاتھ یہہ ریوڑ

القطيع على انه مائة شاة او هذا العدل على انه مائة ثوب بكذا يصح البيع لكون كل من المبيع والثمن معلوما

کہ سو بکریان ہین اور یہہ گٹھڑی کہ سو تہان ہین اتنی کو بیچا تو بیع صحیح ہی اسواسطی کہ مبیع اور ثمن نام لینی سی دونو معلوم ہوگئی ہین

بالتسمية لكن ان وجده المشتري اقل او اكثر يفسد البيع اما فساده اذا وجده اكثر فلعدم دخول الزوائد

لیکن اگر مشتری نی کم یا زیادہ پائی تو بیع فاسد ہوجاویگی پہر فساد بیع کا زیادتی کی صورت مین اسواسطی ہی کہ فرد زائد عقد کی

تحت العقد فيجب رده وهو مجهول لكون افراد الشاة او الثوب متفاوتة واما فساده اذا وجده اقل فلوجوب

تلی نہین آیا تو اوسکا ہٹا دینا واجب ہی اور وہ معلوم نہین کونسا ہی اسلئی کہ راس بکریون کی یا تہان کپڑی کی ایک سی نہین ہین اور فساد بیع کا کمی کی حالت مین اسلئی ہی کہ

سقوط حصة الناقص من الثمن عن ذمته وهي مجهولة اذ لا يدري ان الناقص كان جيدا او وسطا او رديا ولو

مقدار قیمت کمتی فرد کی منجملہ ثمن کی اوسکی ذمہ سی کم کرنی چاہی اور وہ معلوم نہین کیا معلوم ہی کہ کمی کا تہان یا راس عمدہ ہی یا درمیانہ ہی یا کم کثیل ہی اور اگر

بين لكل منها ثمنا وقال كل شاة او كل ثوب بكذا يصح البيع في الاقل لكن يكون المشتري مخيرا ان شاء اخذ الموجود

بایع نی ہر ایک کا ثمن بیان کردیا کہ ہر یک راس اور ہر یک تہان اتنی کو تو بیع کمی کی صورت مین صحیح ہی لیکن مشتری کو اختیار ہی چاہی موجود کو حصہ رسد

بحصته من الثمن لكونه معلوما وان شاء تركه ويفسد في الاكثر لجهالة المبيع ومن قال لغيره بعت منك كرا من

ثمن مین سی مول لیلی کیونکہ معلوم ہی اور چاہی نہ لیوی اور بیشی کی صورت مین فاسد ہی کیونکہ مبیع مجہول ہی اور جس نی دوسری سی کہا مین نی تیری ہاتھ یہہ پیمانہ

الحنطة التي في هذا الانبار او من هذا الكدس ثم اعطاه حنطة من موضع اخر لا يجوز لان ما سوى النقود يتعين

گیہون کا اس ڈہیر مین سی یا اس خرمن مین سی بیچا پہر اوسکو گیہون اور جگہ سی حوالہ کئی تو جایز نہین ہی اسلئی کہ سب شی سوای نقود کی تعین کرنی ہی

بالتعيين فلا يجوز استبداله واقامة الآخر مقامه الا بالفسخ وتكرار العقد ومن باع شيئا وقال المشتري بعته منك

معین ہوجاتی ہی پس اوسکا بدلنا اور اور کا اوسکی جگہ قایم کرنا جایز نہین ہی الا وہ عقد توڑ کر دوبارہ عقد کری تو جایز ہی اور جس نی کوئی شی بیچی اور مشتری سی کہا یہہ شی تیری ہاتہہ

بغير ثمن يكون البيع باطلا لان الثمن اذا انتفى ينتفي ركن البيع فلا يكون بيعا ولو باعه وسكت عن ثمنه لا يبطل البيع

بغیر ثمن کی بیچی تو یہہ بیع باطل ہی کیونکہ جب ثمن نہین ہوتا تو بیع کا رکن نہین ہوتا تو بیع کب ہوگی اور اگر کوئی شی بیچی اور ثمن سی چپ کر رہا تو بیع باطل نہین ہوتی

بل يفسد لان مطلق البيع يقتضي المعاوضة واذا سكت عن الثمن يكون غرضه القيمة ويصير كانه باعه

بلکہ فاسد ہوتی ہی اسلئی کہ مطلق بیع معاوضہ کو چاہتی ہی اور جب اوسنی ثمن بیان نکیا تو اوسکی غرض قیمت لینیکی ہی اسکا انجام یہہ ہی کہ گویا قیمت کو بیچا

بقيمته وبيع الشيء بقيمته فاسد لا باطل والحاصل ان البيع اذا لم يكن صحيحا فهو قد يكون باطلا وقد يكون

اور شی کو قیمت سی بیچنا فاسد ہوتا ہی باطل نہین ہوتا اور حاصل یہہ ہی کہ بیع اگر صحیح نہین ہوتی تو پہر وہ بعضی دفعہ باطل ہوتی ہی اور کبہی

فاسدا فلا بد من بيان كل منهما ليمكن الاحتراز عنهما فالبيع الباطل ما لا يصح باصله ووصفه ولا يفيد الملك اصلا

فاسد اب ہر یک کا بیان کرنا ضرور ہوا تا کہ ان دونو سی بچ سکین سو بیع باطل تو وہ ہی کہ اپنی اصل اور وصف مین صحیح نہو اور ہرگز فائدہ ملک کا نہین دیتی

ولهذا قيل من غلب على ظنه ان اكثر معاملة اهل السوق على البطلان ليس له ان يشتري منهم شيئا ولا يحل له ما

اسہی لئی کہتی ہین جسکو گمان غالب یون ہو کہ اکثر معاملات ان بازار والون کی باطل ہوتی ہین تو اوسکو جایز نہین ہی کہ اونسی کوئی چیز مول لی اور جو مال اونسی لیگا

اشتراه منهم والبيع الفاسد ما يصح باصله لا بوصفه ويفيد الملك في المبيع بعد قبض المشتري اياه لكن لا على

حلال نہوگا اور بیع فاسد وہ ہی جو اصل مین صحیح ہو وصف مین غیر صحیح اور مبیع پر جب مشتری قبضہ کر لیتا ہی تو فائدہ ملک کا دیتی ہی لیکن پاکیزگی کی

وجه الطيب بل على وجه الخبث ولهذا قيل لا يحل له ان يتصرف فيه بتمليك او انتفاع حتى لو كان طعاما
راہ سے نہین بلکہ خباثت کی راہ سے اسیواسطے کہتے ہین کہ ایسی مبیع مین تصرف یعنی کسیکو مالک کرنا یا نفع لینا حلال نہین ہی یہان تک کہ اگر طعام ہو

لا يحل له اكله ولو كان جارية لا يحل له وطيها بل يجب على كل واحد من البايع والمشتري فسخ العقد رفعا للفساد
تو کہانا حلال نہین ہی اور اگر لونڈی ہی تو صحبت حلال نہین ہی بلکہ ہر ایک بایع اور مشتری پر واسطے اوٹہانی فساد کی عقد کا توڑنا واجب ہی

وان لم يفسخا بل باع المشتري ما قبضه بالشراء الفاسد بعقد صحيح ينفذ بيعه لانه لما ملكه ملك تمليكه لغيره
اور اگر دونون عقد بیع نہ توڑی بلکہ مشتری نی وہی مبیع بیع فاسد کا قبضہ مین لیکر اور کی ہاتہہ عقد صحیح سی بیچڈالا تو اوسکی بیع قایم رہیگی کیونکہ جب مبیع کا مالک ہوا تو

بالبيع وغيره ولا يتصور بعده الفسخ لتعلق حق العبد به لان وجوب الفسخ سابقا كان لحق الشرع واذا اجتمع
بطور بیع یا ہبہ کی دیڈالنی کا بہی مالک ہوا اب بعد اوسکی فسخ نہین ہوسکتا کیونکہ اب بندہ کا حق متعلق ہوگیا اسلئی کہ پہلی تو واسطی حق شرع کی فسخ واجب تہا اور جب حق عبد اور حق شرع

حق العبد مع حق الشرع يقدم حق العبد لحاجته نعم كان الاولى للمشتري ان يتنزه عن شرائه اذ قيل من ظن
جمع ہوجاتی ہین تو حق عبد کا مقدم رکہتی ہین کیونکہ عبد حاجتمند ہی ہان مشتری کو اولی یہہ تہا کہ اوسکو مول نہ لیتا کیونکہ کہتی ہین جسکو یون معلوم ہو

ان اكثر معاملات اهل السوق على الفساد ينبغي له ان يتنزه عن شراء شيء منهم ومع هذا لو اشترى منهم شيئا
کہ اکثر معاملات اس بازار والون کی فاسد ہوتی ہین تو بہتر یہہ ہی کہ اونسی کوئی چیز مول نہ لیوی اور تو بہی اگر اونسی کوئی چیز مول لیلیگا

يحل له الانتفاع به اذا كان العقد الاخير صحيحا وذلك لان البيع ركنه مبادلة المال بالمال فكل بيع يوجد خلل
تو اوسی نفع اوٹہانا حلال ہوگا اگر یہہ عقد اخیر کا صحیح ہی اسلئی کہ بیع کا رکن یہہ ہی بدلنا مال کا بعوض مال کی ہی پہر جس بیع کی رکن مین

في ركنه فهو باطل وكل بيع لا يوجد خلل في ركنه بل في غيره كالتسليم والتسلم الواجبين به والانتفاع المقصود منه
خلل ہوتا ہی تو وہ باطل ہوتی ہی اور جس بیع کی رکن مین خلل نہین ہوتا بلکہ وصف مین ہو وی جیسی تسلیم اور تسلم جو عقد سی واجب ہوتی ہین اور انتفاع جو مبیع سی

وغير ذلك فهو فاسد فحينئذ البيع بالدم والميتة التي ماتت حتف انفها ونحوهما باطل لانه لا يصح باصله ووصفه
مقصود ہوتا ہی اور سوا اسکی تو وہ بیع فاسد ہوتی ہی پس اب بیع بعوض لہو ہوا اور مردار یعنی خود بخود مری ہوئی جانور کی اور مانند انکی باطل ہی اسلئی کہ اپنی اصل اور وصف دونو مین

لعدم وجود ركنه الذي هو مبادلة المال بالمال لان صفة المالية للشيء انما تثبت بتمول كل الناس او بعضهم
صحیح نہین ہی کیونکہ اسکا رکن یعنی بدلنا مال کا مال سی موجود نہین ہی اسواسطی کہ شی مین وصف مالیت کا جب ہوتا ہی کہ تمام لوگ یا بعضی لوگ اوسکو مال سمجہین

اياه وهذه الاشياء لا تعد مالا عند احد ممن له دين سماوي والبيع بالخمر والخنزير ونحوهما يكون فاسدا لانه يصح
اور یہہ چیزین یعنی لہو اور مردار کوئی شخص دین سماوی والا مال نہین سمجہتا اور بیع بعوض شراب اور سور کی اور مانند انکی فاسد ہوتی ہی اسلئی کہ اصل مین

باصله لوجود ركنه الذي هو مبادلة المال بالمال لان هذه الاشياء تعد مالا عند بعض اهل الكفر ولا يصح بوصفه
صحیح ہی اوسکا رکن موجود ہی یعنی مبادلہ مال کا مال سی اسلئی کہ یہہ چیزین بعضی کفار کی نزدیک مال ہوتی ہین اور وصف مین صحیح نہین ہی

لعدم تقومها لان التقوم للشيء انما يثبت باباحة الانتفاع به شرعا والشرع قد ابطل الانتفاع بهما في حق المسلمين
اسلئی کہ یہہ چیزین قیمتی نہین ہین کیونکہ کوئی شی صاحب قیمت جب ہوتی ہی کہ شرع مین اوسکا برتنا مباح ہووی اور شرع ان دونو کا برتنا مسلمانون کی حق مین باطل

ومن باع كرا من الحنطة ولم يكن في ملكه حنطة فيبطل البيع لعدم وجود ركنه الذي هو مبادلة المال بالمال
اور جس نی ایک پیمانہ گیہون کا بیچا جبکہ اوسکی ملک مین گیہون نہین ہین تو بیع باطل ہوگی کیونکہ اوسکا رکن موجود نہین ہی یعنی مبادلہ مال کا مال سی

لان المال موجود يميل اليه الطبع ويجري فيه البذل والمنع والمعدوم ليس بمال ولو كانت في ملكه حنطة لكن كانت اقل
اسلئی کہ مال شی موجود ہوتا ہی کہ اوسکی طرف طبیعت راغب ہو اور اوسکو چاہی خرچ کری چاہی روک رکہی اور شی معدوم مال نہین ہوتی اور اگر اسکی ملک مین گیہون تو ہوتی پر مقدار

مما سماه يبطل البيع في المعدوم ويفسد في الموجود ولا يجوز بيع زيت على ان يوزن بظرفه ويطرح عنه بازاء الظرف
مقرری مبیع سی کمتی تو معدوم مین بیع باطل اور موجود مین بیع فاسد ہوتی اور جایز نہین ہی بیچنا تیل کا باین شرط کہ برتن سمیت تول کر بعوض وزن برتن کی

كذا رطلا لانه شرط لا يقتضيه العقد وانما مقتضاه ان يطرح عنه وزن الظرف [illegible]

اتنی رطل تیل کہٹا دیں اسلئے کہ یہہ شرط عقد سی خارج اور الگ ہی عقد کا مقتضا تو یہہ ہی کہ برتن کا جتنا وزن ہووی وتنا کہٹا دیں اور جب

كذا رطلا لا يكون شرطا مخالفا لمقتضى العقد بجواز ان يكون وزن الظرف اقل من ذلك او اكثر فيؤدى الى جهالة

کتنی کریں تو یہہ شرط مقتضا عقد سی مخالف ہوئی کیونکہ شاید کہ وزن برتن کا اوس مقدار سی کمتی یا بڑہتی ہووی اس لئے تو مبیع مجہول ہو جاتا ہی

المبيع وقوع بعض الزيت بغير ثمن او بعض الثمن بمقابلة ما لم يكن موجودا من الزيت وان شرط ان يطرح عنه

دوسری یا کچھہ تیل مفت جاتا ہی یا کچھہ ثمن بدون تیل کی مفت دینا پڑتا ہی اور اگر یہہ شرط کریں کہ جتنا فلان برتن کا ہووی

وزن الظرف يجوز لانه يوافق مقتضى العقد وما يوافق مقتضى العقد لا يفسد العقد بل يؤكده وكذا لا يجوز بيع

وتنا کم کریں تو جایز ہی اسلئے کہ مقتضاء عقد کی موافق ہی اور جو شرط موافق مقتضاء عقد کی ہو عقد کو فاسد نہیں کرتی بلکہ عقد مقرر کردیتی ہی اور ایسی ہی دریامیں

السمك في الماء لانه قبل الاصطياد به غير مملوك فيكون عدم الجواز بمعنى البطلان وبعد الاصطياد له والقائه

تیرتی مچھلی کی بیع جایز نہیں ہی کیونکہ شکار کئی بغیر مملوک نہیں ہوتی پس یہہ عدم جواز بطلان کی معنوں میں ہی اور شکار کرکر جو اوسکو حوض میں

في الحظيرة ان كانت الحظيرة كبيرة لا يمكن اخذه منها الا بتكلف واحتيال فهو غير مقدور التسليم فيكون عدم

چہوڑ دیں اگر وہ حوض اتنا بڑا ہووی کہ وہ مچھلی بدون تکلف اور حیلہ یعنی جال وغیرہ کی ہاتھہ نہیں آتی تو اوسکی تسلیم قابو میں نہیں ہی اب عدم

الجواز بمعنى الفساد وان كانت الحظيرة صغيرة يمكن اخذه منها بلا تكلف واحتيال يجوز بيعه لانه مقدور التسليم

جواز بیع سی فساد مراد ہوویگا اور اگر حوض اتنا چہوٹا ہی کہ بلا تکلف اور بی حیلہ مچھلی ہاتھہ آسکتی ہی تو اس صورت میں بیع جایز ہی کیونکہ حوالہ کرسکتا ہی

لكن اذا سلم الى المشتري فله خيار الرؤية وان رآه قبل ذلك في الماء لان السمك يتفاوت خارج الماء وكذا لا يجوز

لیکن جب مشتری کو دی چکا تو مشتری کو خیار رویت حاصل ہی اگرچہ پہلی پانی کی اندر دیکہہ چکا ہو اسلئے کہ مچھلی پانی سی باہر آکر متفاوت ہو جاتی ہی اور ایسی ہی

بيع الطير في الهواء لانه قبل الاخذ به غير مملوك فيكون عدم الجواز بمعنى البطلان وبعد الاخذ به وارساله

بیع اوڑتی ہوئی جانور کی جایز نہیں ہی اسلئے کہ پکڑنی سی پہلی مملوک نہیں ہوتا تو اب عدم جواز باطل کی معنوں میں ہی اور جب اوسکو پکڑ کر ہاتہہ سی پہر چہوڑ دیا

من يده ان كان لا يرجع اليه فهو غير مقدور التسليم فيكون عدم الجواز بمعنى الفساد وان كان يرجع اليه كالحمام

اگر اسکی بلانی سی نہیں آتا تو تسلیم کرنا اوسکی قابو میں نہیں ہی پس اب عدم جواز سی فاسد مراد ہی اور اگر اسکی پاس چلا آتا ہی جیسی کبوتر

يجوز بيعه لانه مقدور التسليم وكذا لا يجوز بيع اللبن في الضرع لانه مشكوك الوجود لاحتمال كونه انتفاخا فلا يكون

تو اسکی بیع جایز ہی اسلئے کہ تسلیم کرسکتا ہی اور ایسی ہی دودہ کا تہنوں کی اندر ہی دوہی بیچنا جایز نہیں ہی اسواسطی کہ اوسمیں شک ہوتا ہی شاید کہ باکہہ پہول رہا ہو پہر تو

مالا فعلى هذا يبطل البيع او لانه يزداد شيئا فشيئا والبيع لا يتناول الزيادة لعدم وجودها عند العقد فيختلط المبيع

وہ کچھہ مال نہوگا پس اب بیع باطل ہوویگی یا اسلئے کہ دودہ تہوڑا تہوڑا بڑہتا جاتا ہی اور عقد بیع میں بڑہتی مال داخل نہیں ہوتا کیونکہ وہ عقد کی وقت موجود نہیں ہوتا ابس بیع

بغيره على وجه يتعذر تمييزه فعلى هذا يفسد البيع وكذا لا يجوز بيع الصوف على ظهر الغنم لوجهين احدهما انه متصل بالحيوان

میں بیگانہ شی ایسی رل مل گئی کہ تمیز نہیں ہوسکتی سو اب یہہ بیع فاسد ہوویگی اور ایسی ہی اون کی بیع بکری کی کمر پر یعنی بغیر کترے جایز نہیں ہی دو وجہ سی ایک تو یہہ کہ اون حیوان ہی

فهو له وصف محض بخلاف ما هو متصل بالشجر فانه عين مال مقصود من وجه فيجوز بيعه والوجه الثاني انه ينمو من

جبتک ملی ہوئی تو وہ حیوان کا نرا وصف ہی وصف ہی برخلاف اوسکی جو درخت میں لگا رہتا ہی بیشک ایک وجہ سی عین مال مقصود ہوتا ہی سو اوسکی بیع جایز ہی دوسری وجہ یہہ کہ

اسفله فيختلط المبيع بغيره بخلاف القوائم المتصلة بالشجر فانها تزداد من اعلاها فلا يختلط المبيع بغيره ويعلم ذلك

اون نیچی کیطرف سی بڑہتی ہی سو مبیع غیر کی مال میں ملجاتی ہی برخلاف ٹہنیوں کی جو درخت سی ملی ہوتی ہی کیونکہ یہہ اوپر کی جانب سی بڑہتی ہی سو مبیع غیر کی ساتہہ نہیں ملتی اور یہہ

ان الصوف على ظهر الغنم اذا خضب يبقى المخضوب بعد ايام على راسه لا في اصله واما القوائم فلو ربط خيط في اعلاها

اسطرح معلوم ہوا کہ اون کو بکری کی پیٹہہ پر اگر رنگ دیویں تو بعد چندروز کی رنگی ہوئی اوپر کی طرف ہو جاتی ہی جڑ میں نہیں رہتی اور رہی قوایم اگر اوسمیں سر کی او بردہ لگا

يبقى ذلك الخيط بعد ايام اسفل مما هو راسها الآن والاصل ملك للمشتري وما يحدث من الزيادة يحدث في ملكه و

بعد چند روز کی سرسی جو اب بہی نیچی کی طرف رہ جاتا ہی اور اوپر کی جانب ملک خریدار کی ہی اور بہر کو جو بڑہتا جاویگا سو اوسکی ملک میں بڑہیگا اور

كذا لا يجوز بيع جلد الميتة قبل ان يدبغ لكونه غير منتفع به لنجاسته وقد قال النبي عليه السلام لا تنتفعوا من

ایسی ہی مردار کی کہال کا بیچنا بدون دباغت کی جایز نہیں ہی کیونکہ ناپاکی کی سبب اوس سی نفع نہیں لی سکتی اور بیشک نبی علیہ السلام نی فرمایا ہی مردار کی چمڑی کو مت برتو

الميتة باهاب وهو اسم لغير المدبوغ وبعد الدباغ يجوز بيعه والانتفاع به لطهارته بالدباغ فان قيل نجاسته

اور اہاب ایسی چمڑی کو کہتی ہیں جو دباغت نہوا ہو اور دباغت کر کر بیچنا اور برتنا سب جایز ہی اسلیے کہ دباغت سی پاک ہو جاتا ہی پہر اگر کوئی اعتراض کری کہ

باتصال الدسومات به وذلك لا يمنع جواز البيع كالثوب النجس فالجواب ان الدسومات في الجلد خلقية فما لم تزل بالدباغ

نجاست تو چکنائی کی ملی سی ہوتی ہی اس سی بیع ممتنع نہیں ہوتی جیسی ناپاک کپڑا تو جواب یہہ ہی کہ جلد میں چکنائی پیدایشی ہوتی ہی جب تک اوسکو دباغت سی دور

تكون كعين الجلد وبهذا الاعتبار يكون الجلد محرم العين بخلاف النجاسة في الثوب فانها ليست خلقية بل جاورته

تو گویا عین جلد ہی اور اسی اعتبار سی چمڑی کی ذات حرام ہوتی ہی برخلاف ناپاک کپڑی کی سو یہہ پیدایشی نہیں ہوتی بلکہ کپڑی سی لگ جاتی ہی

بعد ما لم تكن متصلة به فلا يتغير حكمه من جواز بيعه والانتفاع به فكما يجوز بيع جلد الميتة والانتفاع به بعد

بعد اسکی کہ وہ پاک ہوتا ہی سو اسکا حکم جواز بیع اور برتنی کا بدل نہیں سکتا پہر جیسی کہ دباغت کی بعد مردار کا چمڑا بیچنا اور برتنا جایز ہی

الدباغ كذلك يجوز بيع عظمها وقرنها وعصبها وصوفها وشعرها ووبرها والانتفاع بها اذا لم تكن عليها دسومة

ایسی ہی مردار کی ہڈیان اور سینگ اور پٹہی اور گوسپند کی پشم اور بال اور اونٹ کی اون بیچنی اور برتنی جایز ہی جبکہ ان پر چربی نہووی

لانها طاهرة لا يحلها الموت لعدم الحيوة فيها بل فيها النمو كالنبات واما اذا كانت عليها دسومة فهو نجسة لا يجوز بيعها

کیونکہ یہہ سب پاک ہوتی ہیں انمیں موت کا اثر نہیں ہوتا اسلیے کہ انمیں جان نہیں ہوتی بلکہ انمیں صرف بڑہنا ہوتا ہی جیسی کہ گہانس پہونس ہان اگر ان پر چربی ہوگی تو ناپاک ہوگی

ولا الانتفاع بها وكذا لا يجوز بيع الجذع في السقف والذراع في الثوب اذ لا يمكن تسليمه الا بضرر لا يوجبه العقد

اور نہ استعمال اور ایسی بیچنا شہتیر چہت میں چڑہی ہوئیکا اور ایک گز کا کپڑی میں سی جایز نہیں اسلیے کہ بی نقصان اوٹہائی تسلیم نہیں کر سکتا اور عقد ضرر کو نہیں

لو قلع البايع الجذع او قطع الذراع قبل ان يفسخ المشتري العقد يعود البيع صحيحا لزوال المفسد الذي هو الضرر

اور اگر بایع نی شہتیر کو اوکہاڑ لیا اور گز بہر کپڑا پہاڑ دیا کہ ابہی مشتری نی عقد کو نہیں توڑا تو یہہ بیع صحیح ہو جاویگی کیونکہ مفسد یعنی ضرر تقرر سی پہلی دفع ہو گیا

قبل تقرره هذا اذا كان الجذع معينا والثوب مما يضره التبعيض كالقميص ونحوه اذ لو لم يكن الثوب مما يضره التبعيض

یہہ اوس صورت میں ہی کہ شہتیر معین ہو اور کپڑا ایسا ہو جسکی پہاڑنی کی نقصان ہوتا ہو جیسی کرتہ وغیرہ اسواسطی کہ اگر کپڑا ایسا نہو جسکی پہاڑنی سی نقصان ہوتا ہو

كالكرباس يجوز البيع ولو لم يكن الجذع معينا لا يعود البيع صحيحا للجهالة فان قيل اذا باع جلد الشاة المعينة قبل

جیسی گہان تو بیع جایز ہی اور اگر شہتیر معین نہوگا تو بہی بیع جہالت کی سبب درست نہیں ہی اگر کوئی یہہ اعتراض کری اگر ایک بکری کا چمڑا ذبح کرنی سی پہلی

الذبح لا يجوز ولو ذبح الشاة وسلخ جلدها وسلمه الى المشتري لا ينقلب البيع صحيحا وان كان الجلد عينا موجودا كالجذع

بیچ ڈالی تو جایز نہیں ہی پہر اگر بکری کو ذبح کر کر اور چمڑا اودہیڑ کر مشتری کی حوالہ کری تو بیع درست نہیں ہو جاتی اگرچہ چمڑا معین موجود ہی جیسی شہتیر

في السقف وكذا لو باع كرشها او اكارعها ثم ذبحها وسلم ما باع منها فالجواب ان الجلد وان كانت عينا موجودا لكنه

چہت کی اندر موجود ہی اور ایسی ہی اگر بکری کا پیٹا اور پایہ بیچدی پہر ذبح کر کر جو بیچا تہا حوالہ کر دی تو جواب یہہ ہی کہ چمڑا اگرچہ عین موجود ہی پر وہ غیر مبیع کی ساتہہ

متصل بغير المبيع خلقة فيكون تابعا له فيكون العجز عن التسليم معنى اصليا لا حكميا بخلاف الجذع فانه

پیدایشی متصل ہی سو اسہی کا تابع ہی پہر تسلیم میں عجز اصلی ثابت ہی کچہہ عجز حکمی نہیں ہی برخلاف شہتیر کی کہ وہ

عين مال في نفسه وانما ثبت الاتصال بينه وبين غيره بعارض فعل العباد والعجز عن التسليم حكمي

بذات خود جداگانہ مال ہی اور غیر کی ساتہہ عارضی متصل ہو گیا ہی تو یہہ آدمیوں کا کام ہی یہان تسلیم میں حکمی عجز ہی

لاف

لما فيه من افساد بناء غير مستحق بالعقد فاذا قلعوا التزم الضرر بزوال المانع فيجوز ومن باع جارية ثم
کیونکہ اسمین ایک مکان خراب ہوتا ہی جسکو عقد نہین چاہتا جب اوسنی اوکھاڑ کر اپنا ضرر قبول کیا تو مانع جاتا رہا پس بیع جایز ہو گئی اور جو شخص لونڈی کو بیچکر
انكر بيعها لا يحل له وطيها ما لم يترك المشتري الخصومة فاذا تركها وسمع البايع انه تركها يحل له وطيها ومن
مکر جاوی تو اوس سی صحبت کرنی حلال نہین ہی جبتک مشتری دعوی چھوڑی جب مشتری دعوی چھوڑدی اور بایع سن لی کہ دعوی ترک کیا تب صحبت حلال ہوگی اور جو شخص
اشترى جارية ثم انكر شراءها لا يحل للبايع ان يطاها ما لم يعزم على ترك الخصومة لان البيع لا ينفسخ بجحود
لونڈی خرید کر مکر جاوی تو بھی بایع کو صحبت کرنی حلال نہین ہی جبتک پکا قصد ترک خصومت کا نکری اسلئی کہ بیع مشتری کی انکار کرنی ہی نہین
المشتري ما لم يعزم البايع على ترك الخصومة فاذا عزم على تركها يتم الفسخ بتراضيهما فيحل له وطيها كما
ٹوٹ جاتی جبتک بایع دعوی نہ ترک کری پھر جب بایع نی مخاصمت ترک کی تو دونون کی رضامندی سی فسخ کامل ہوگیا پھر صحبت حلال ہی جیسی
اذا اشترى جارية على انه بالخيار ثلثة ايام وقبضها ثم رد على البايع في ايام الخيار جارية وقال هي
کہ کسینی ایک لونڈی تین دن تک کی اختیار پر خرید کر قبضہ کرلیا پھر خیار کی مدت کی اندر اندر لونڈی بایع کو پھیر دی اور بیان کیا یہہ وہی لونڈی ہی
التي اشتريتها وقبضتها كان القول قوله لانه انكر قبض غيرها فان رضي البايع بها يحل له وطيها لان المشتري
جو مین مول لی گیا تہا تو اب اسی کا قول معتبر ہوگا اسلئی کہ دوسری لونڈی کی قبضہ کا انکار کرتا ہی پھر اگر بایع اسپر راضی ہوگیا تو اوسکو اوس سی صحبت حلال ہی اسلئی کہ
لما رد غير ما اشتراها فقد رضي بتملك البايع اياها بالاولى فاذا رضي البايع بها يتم البيع بينهما بطريق التعاطي
جب اوس نی لونڈی پھیر کردی تو بایع کی ملکیت پر لونڈی کی حق مین پہلی کی بدلہ راضی ہوا پھر اگر بایع بھی اوس لونڈی پر راضی ہوا تو اون دونون مین تعاطی کی بیع ہوگئی
وكذا القصار اذا رد على صاحب الثوب ثوبا غير ثوبه ورضي به صاحب الثوب ومن اشترى شيئا مما يتسارع اليه
اور ایسی ہی دھوبی اگر کپڑی کی مالک کو بدل کر اور کپڑا اپنی ملک کا دیدیوی اور وہ راضی ہو کر لیلیوی اور اگر کسینی ایسی چیز جو جلد بگڑ کر بس لیا جاتی ہو
الفساد كاللحم والسمك ونحوهما ولم يقبضه بل ذهب الى بيته ليجيء بالثمن وطال مكثه وخاف البايع ان يفسد
جیسی گوشت اور مچھلی یا ایسی اور شی مول لی اور قبضہ نکیا بلکہ اپنی گہر چلا گیا تاکہ ثمن لادیوی اسمین دیر لگ گئی اور بایع کو یہہ خوف ہوا کہ مبیع
ذلك الشيء يجوز له ان يبيعه من غيره استحسانا وللمشتري الثاني ان يشتريه منه وان كان يعلم بذلك
بگڑ نجاوی تو بایع کو استحسانا جایز ہی کہ اوسکو اور کی ہاتہہ بیچڈالی اور اس دوسری مشتری کو بھی خریدنا جایز ہی اگرچہ پہلی بیع کو جانتا ہو
لان البايع رضي بالفسخ وكذا المشتري الاول ظاهرا ثم ان كان الثمن الثاني اكثر الاول كان عليه ان يتصدق
اسلئی کہ بایع اور ایسی پہلا مشتری بظاہر حال فسخ پر راضی ہی پہر اگر دوسری دفعہ ثمن پہلی دفعہ سی زیادہ ہاتہہ آیا تو اوسکو لازم ہی کہ دتی کو خیرات کردی
بالزيادة وان كان اقل كان النقصان عليه لا على المشتري الاول ولو جاء صبي الى القامي بفلس او خبز وطلب
اور اگر کمتر ہی تو یہہ نقصان بایع کا ہی مشتری اول پر نہین پڑیگا اور اگر کوئی لڑکا نابالغ پیسا یا روٹی لیکر کسی دکاندار پاس آیا اور کوئی ایسی چیز
منه شيئا مما ينتفع به في البيت كالملح والاشنان ونحوهما يجوز له ان يبيعه منه وان طلب منه جوزا او فستقا
مانگی جو گھر دن مین کام آتی ہی جیسی نمک اور اشنان یا اونکی مانند تو جایز ہی کہ اوسکی ہاتہہ بیچی اور اگر جوز یا پستہ
او نحو ذلك مما يشتريه الصبي لنفسه لا يبيعه منه لانه في الوجه الاول ماذون ظاهرا وفي الوجه الثاني لا ومن دفع
یا انکی مثل مانگی جو لڑکی اپنی واسطی لیا کرتی ہین تو اوسکی ہاتہہ نہ بیچی اسلئی کہ پہلی صورت مین وہ لڑکا بظاہر حال ماذون ہی اور دوسری صورت مین ماذون نہین ہی اور اگر کسینی
الى خباز دراهم وقال له اشتريت منك هذه الدراهم كذا منا من الخبز وجعل ياخذ كل يوم منه خمسة امناء
نان بائی کو دراہم حوالہ کئی اور کہا مین نی تجہسی اس نقد کی بدلہ اتنی سیر روٹی خریدی اور ہر روز بعوض ایک ایک درہم کی پانچ سیر روٹیان لینی شروع کی
بدرهم فالبيع فاسد وما ياكله ياكله بعقد فاسد فهو مكروه واما لو اعطاه دراهم ولم يقل اشتريت منك
تو بیع فاسد ہی اور جو کہاتا ہی عقد فاسد سی کہاتا ہی سو وہ مکروہ ہی ہان اگر اوسکو دراہم حوالہ کئی اور یہہ نکہا کہ مین تجہسی

كذا منا من الخبز وجعل يأخذ كل يوم منه خمسة امناء بدرهم فالبيع جائز وما يأكله حلال وان كان نيته
اتنے سیر روٹیاں مول لی تھیں اور ہر روز اوس سے پانچ سیر روٹیاں ایک ایک درہم کی لینی شروع کین تو بیع جایز ہی اور جو کہاتا ہی حلال ہی اگرچہ دراہم دیتی ہوئی
عند الدفع الشراء اذ المجرد النية لا ينعقد البيع وانما ينعقد عند الاخذ وعند الاخذ كل من المبيع والثمن معلوم
خریداری کی نیت ہو وی اسواسطے کہ نری نیت سے بیع نہین ہو جاتی بیع جب ہی ہوتی ہی جب لیوی اور لیتی وقت مبیع اور ثمن دونو معلوم ہین
ويصح بيع الثمر على الشجر سواء بدء صلاحه اولم يبد لانه مال متقوم لكونه منتفعا به في الحال او في المآل و
اور بیع پہل درخت پر لگی ہوئی کی جایز ہی برابر ہی کہ کام کی لایق ہوا ہو یا نہین اسلئے کہ وہ مال قیمت دار ہی اوس سی اب یا آگی کو فایدہ ہو سکتا ہی
على المشتري قطعه في الحال تفريغا لملك البايع وهذا اذا اشتراه مطلقا او بشرط القطع واما اذا اشتراه بشرط
لیکن مشتری کو لازم ہی کہ تزت توڑ کر بایع کا درخت خالی کردی اور یہہ اوس صورت مین ہی کہ مطلقا خرید کیا ہو یا توڑ لینیکی شرط کرلی ہو اور اگر درخت پر چہوڑنی کی
تركه على الشجر فيفسد البيع لانه شرط لا يقتضيه العقد وفيه نفع لاحد المتعاقدين اذ يحصل فيه للمشتري زيادة
شرط کرلی ہو تو بیع فاسد ہی اسلئے کہ یہہ شرط عقد سی خارج ہی اور اسمین مشتری کا فایدہ ہی اسواسطے کہ مشتری کا پہل اب خوب تیار
جودة وطراوة ولو اشتراه مطلقا وتركه على الشجر باذن البايع يطيب له الفضل وان تركه بغير اذنه يتصدق
اور تروتازہ ہوویگا اور اگر پہل کو مطلق خرید کر بایع کی اجازت سی درخت پر لگی رہنی دیا تو فضل یعنی فایدہ حلال ہی اور اگر بی اجازت درخت پر رکہا
بما زاد في ذاته لحصوله بجهة محظورة وهي حصوله بقوة الارض المغصوبة وهذا اذا تركه قبل ان يتناهى
تو جتنا فایدہ پہل کی اندر پیدا ہوا ہی وہ خیرات کردی کیونکہ بطور ممنوع حاصل ہوا ہی یعنی زمین مغصوب کی زور سی اور یہہ اس صورت مین ہی کہ پہل جتنا بڑہتا ہی اوس سی
عظمه واما اذا تركه بعد ان يتناهى عظمه فلا يتصدق بشيء منه لان هذا تغير حال من النئ الى النضج لا
پہلی خرید کر درخت پر رکہی اور اگر جتنا بڑہنا تہا بڑہ لیا پہر بی اجازت درخت پر رکہا تو اسمین سی کچہہ خیرات کرنا لازم نہین ہی کیونکہ اب صرف تغیر حال کا ہی کچا تہا پک گیا
زيادة في جسمه فان الثمر اذا بلغ ذلك المبلغ لا يزيد فيه شيء من ملك البايع بل يكون نضجه من الشمس ولونه
کچہہ مادہ جسم کا نہین بڑہتا کیونکہ پہل جب اپنی مقدار کو پہنچ جاتا ہی تو پہر اوسمین بایع کی ملک مین سی کچہہ نہین بڑہتا بلکہ آفتاب کی گرمی سی پکتا ہی اور چاند کی
من القمر وطعمه من الكواكب فلا يوجد فيه الا عمل الشمس والقمر والكواكب وذلك بتقدير العزيز الحكيم المجلس
تاثیر سی رنگت پکڑتا ہی تارون کی اثر سی مزہ دار ہوتا ہی پہر اوسمین بجز تاثیر سورج اور چاند اور تارون کی کچہہ نہین ہی یہہ تقدیر عزیز حکیم کی ہی

## الثالث والسبعون في بيان حقيقة الربوا واحكام غوائله

تہتروین مجلس ربو کی حقیقت اور اوسکی انجام بد کی بیان مین

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ليأتين على الناس زمان لا يبقى منهم احد الا اكل الربوا فان لم يأكله اصابه من غباره وفي رواية
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا البتہ لوگون پر ایک ایسا زمانہ آویگا کہ کوئی نہین بچیگا جو سود نہ کہائی اگر سود نہ کہاویگا تو اوسکو سود کا غبار ہی پہنچی گا اور ایک روایت مین
من بخاره هذا الحديث من حسان المصابيح رواه ابو هريرة وقد بين فيه ان الناس ليأتي عليهم زمان يكثر
اوسکا بخار یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثون مین سی ہی ابو ہریرہ کی روایت سی اسمین یہہ بیان ہی کہ لوگون پر ایسا وقت آویگا جسمین سود کی کثرت ہوگی
فيه الربوا ولا يبقى فيه منهم احد لا يأكله فان لم يأكله يصيبه من غباره او بخاره والبخار ما يرتفع من الماء
او سوقت اونمین سی کوئی سود کہائی بغیر نہ رہیگا اگر صاف نہ کہاویگا تو اوسکو سود کا غبار یا بہاپ پہنچی گی اور بخار وہ ہی جو پانی مین سی جوش کہاتی ہوئی
عند غليانه كالدخان والماء لا يغلي الا بالنار التي توقد تحته والربو لكونه يوم القيمة نارا يغلي منه دماغ آكله
دہوین کی مثال اوٹہتا ہی اور پانی کو بدون آگ کی جو اوسکی تلی دہکائی جاوی جوش نہین آتا اور سود قیامت کی دن جو آگ بن جاویگا کہانی والی کا دماغ اوسکی
ويخرج منه بخار ناسب ان ينسب البخار اليه وكذا الغبار اذا ارتفع ينتشر في الجو فيصيب كل من كان بقرب
جوش کریگا اور اوسمین سی بہاپ نکلیگی اس مناسبت سی سود کی طرف بخار کو نسبت دی اور ایسی ہی غبار اڑکر زمین آسمانکی درمیان مین پہیلتا ہی پہر جو نزدیک ہوتا ہی سب پر پڑتا ہی

منه فعلى هذا يكون معنى الحديث على ما ذكره التوربشتي ان الربوا يكثر تعاطيه فينتقل عند التعامل من يد
اسکی موافق معنی حدیث کی مطابق بیانات توربشتی کی یہہ ہین کہ سود کا لین دین بہت پہیل جاویگا پہر جب ایک ہاتہہ سی دوسری مین گیا تو منتقل ہوکر

الى يد فيختلط باموال الناس فياكلونه من غير قصد فيه فلا يسلم احد من اثمه وضرره وان سلم من تناوله
تمام لوگون کی مال مین مل جاویگا پہر سب اوسکو لاچار بی ارادہ کہا وینگی پہر کوئی بہی اوسکی گناہ اور ضرر سی سلامت نرہیگا اگرچہ ظاہر مین لین دین سی سلامت رہی

وتعاطيه وسببه لذلك شيوع الجهل وعدم العلم باحكام البيع والشرى اذ قلما يوجد من يخبر بما اخبر به النبي عليه السلام
اور اسکا سبب یہہ ہی جہالت کا پہیلنا اور بیع اور شراء کی احکام کی بی علمی ہی اسلئی کہ ایسا شخص بہت کم ملتا ہی کہ حدیث کی معنی بتادی

ويعمل به فنجد المسلمين ياكل الربوا وهو لا يعلم انه ربوا فيكون اثما لتقصيره في امر دينه فان من يبيع ويشتري من غير
اور اوسپر عمل کری پہر تو تو دیکہیگا کہ دیندار آدمی بی خبر سود کہار ہاہی اور نہین جانتا کہ یہہ سود ہی سو وہ اسیلئی گنہگار ہوتا ہی کہ دین کی باب مین تقصیر کی بیشک جو شخص مسائل

ان يتعلم احكام البيع والشرى ياكل الربوا شاء ام ابى ولهذا كان عمر يطوف في السوق ويضرب التجار بالدرة ويقول لا يبيع في
اور احکام بیع اور شراء کی سیکہی بدون تجارت کرنی لگی تو وہ سود کہا دیگا دل چاہی یا انکار کری اور اسیلئی عمر رض بازار مین پہرتی اور سوداگرون کو کوڑی مارتی اور کہتی ہماری

سوقنا من لم يتفقه في الدين والا ياكل الربوا شاء ام ابى فعلى هذا يجب على المؤمن ان يتعلم احكام البيع والشرى حتى يمكن
بازار مین جو شخص مسائل دینی نہ جانتا ہو سودا نکیا کری نہین تو وہ سود کہاویگا دل چاہی یا انکار کری اس بیان کی موافق مؤمن پر واجب ہی کہ بیع شراء کی مسایل سیکہا کری

له الاحتراز عن الربوا لان الربوا حرام حرمه الله تعالى في كتابه وشدد الامر فيه بايات من جملتها قوله تعالى الذين
تاکہ سود سی بچ سکی کیونکہ سود حرام ہی سود کو اللہ تعالی نی اپنی کتاب مین حرام کرکر کئی آیات مین تشدد کیاہی اونمین سی ایک یہہ آیت ہی جو لوگ

يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِيْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ فانه تعالى قد اخبر في هذه الاية ان الذين
کہاتی ہین سود نہ اوٹہینگی قیامت کو مگر جسطرح اوٹہتا ہی جسکی حواس کہو دئی جن نی لپٹ کر بیشک اللہ تعالی نی اس آیت مین یہہ خبر دی ہی کہ جو لوگ

ياكلون الربوا لا يقومون من قبورهم اذا بعثوا الا كقيام المصروع من الجنون الذي يكون فيهم بسبب اكلهم الربوا
سود کہاتی ہین وہ قبرون مین سی جو نکالی جاوینگی تو ایسی نکلینگی جیسی مرگی مارا ہوا سڑین سی جو اونکی اندر سود کہانی سی پیدا ہوگی

فيكون قيامهم وسقوطهم كالمصروع لكن لا لاختلال عقولهم بل لان الله تعالى يربي في بطونهم ما اكلوه من الربوا
پہر اونکا اوٹہنا اور گرنا مرگی والی کاسا ہوویگا پر اسلئی نہین کہ اونکی عقل مین فتور ہووی بلکہ اسواسطی کہ اللہ تعالی اونکی پیٹ مین سود کو پرورش کریگا اوسکی

فيثقلهم يصيرون كالحبالى يقومون تارة ويسقطون اخرى وهذه العقوبة تشملهم يوم القيمة يعرفون بها عند
بوجہہ کی ماری حاملہ کیطرح کبہی اوٹہینگی اور کبہی گرینگی اور یہہ عذاب قیامت کی دن اونکو ایسا پکڑیگا کہ اسہی سی اہل محشر کو معلوم ہوجاویگی

اهل المحشر فان كل احد من اهل الموقف يعرف انهم اكلة الربوا وقد روى انه عليه السلام قال ليلة اسري بي اتيت قوما
بیشک ہر ہر شخص اہل موقف مین سمجہہ جاویگا کہ یہہ بیاج خور ہین اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ معراج کی شب کو مین ایک قوم پر پہنچا

بطونهم كالبيوت فيها حيات وعقارب ترى من ظاهر بطونهم فقلت يا جبرئيل من هؤلاء فقال اكلة الربوا فعلى هذا
کہ اونکی پیٹ اتنی فراخ تہی جیسی گہر اونکی اندر بہت سانپ اور بچہو باہر سی نظر آتی تہی مین نی پوچہا ای جبرئیل یہہ کون لوگ ہین جواب دیا بیاج خور اس بیان کی موافق

ينبغي لمن يتجر ان يتعلم من العلم مقدار ما يحتاج اليه في تجارته ليسلم من اكل الربوا فان الربوا من الكبائر وهو في
تاجر کو لازم ہی کہ اتنی مسائل جنکی تجارت کی اندر حاجت پڑتی ہی ضرور سیکہہ لی تاکہ سود کہانی سی بچی کیونکہ سود لینا کبیرہ گناہ ہی اور سود

اللغة مطلق الفضل وفي الشريعة فضل خال عن عوض شرط في احد البدلين وهو نوعان ربوا الفضل وربوا
اصل لغت مین مطلق زیادت کو کہتی ہین اور اصطلاح شرعی مین وہ زیادت جسکا بدلہ احد البدلین مین مشروط نہو اور سود کی دو قسم ہین ایک سود زیادت کا

النسئة اما ربوا الفضل فشرطه ان يكون العوضان من جنس واحد وان يكونا من جنس المكيل او الموزون وان يكونا
اور ایک سود ادہار کا سو زیادت مین تو یہہ شرط ہی کہ دونو عوض ایک جنس کی ہون اور یہہ شرط کہ دونو جنس مکیل سی ہون یا جنس موزون سی اور یہہ شرط کہ دونو

مما یدخل تحت المعیار الشرعی وهو الکیل فی المکیلات والوزن فی الموزونات ویعبر عنهما بالقدر فعلی هذا فضل

ایسی ہون کہ مقدار شرعی کی تلی داخل ہون کہ وہ مکیلات مین کیل ہی اور موزونات مین وزن ہی اوران دونو کو قدر کہتی ہین اب اس بیان کی موافق زیادت

قفیز شعیر علی قفیز بر لا یکون ربوا لعدم کونهما من جنس واحد وفضل ذرع علی ذرع کفضل ذراعی

دو پیمانہ جو کی ایک پیمانہ گیہون پر سود نہووینگا کیونکہ دونو ایک جنس نہین ہین اور زیادت گز گت کی گز گت پر جیسی زیادت دو گز کپڑی کی

ثوب علی ذراع منه وفضل معدود کفضل بیضتین علی بیضة لا یکون ربوا لعدم کونهما من جنس المکیل

ایک گز کپڑی پر اور زیادت معدود کی جیسی زیادت دو انڈون کی ایک انڈی پر سود نہین ہی کیونکہ یہہ دونو نہ جنس کیل مین

او الموزون وفضل حفنتی حنطة علی حفنة منها لا یکون ربوا لعدم دخولهما تحت المعیار الشرعی لان

اور نہ جنس موزون اور زیادت دو مٹھی گیہون کی ایک مٹھی گیہون پر سود نہین ہی اسلئی کہ یہہ دونو قدر شرعی کی تلی داخل نہین ہی

المعتبر فی تقدیر المکیلات فی الشرع نصف الصاع لا مادونه وفضل کری بر وکری شعیر علی کر بر وکر

ہو اسطی کہ شرع مین تقدیر مکیلات مین معتبر آدہا صاع ہی اس سی کمتی نہین اور زیادت دو پیمانہ گیہون اور دو پیمانہ جو کی اوپر ایک پیمانہ گیہون اور ایک

شعیر لا یکون ربوا لان الاول وان کان فاضلا علی الثانی الا انه غیر خال عن العوض بصرف الجنس الی خلاف

جو کی سود نہین ہی اسلئی کہ اول اگرچہ دوسری سی بڑہتی ہی لیکن بدلہ سی خالی نہین ہی بسبب لگا دینی ایک جنس کی بدلہ خلاف جنس کی

الجنس فان الجنس اذا قوبل بالجنس یقابل کل جزء من احدهما بکل جزء من الآخر فان وجد فی احدهما فضل یصیر

کیونکہ جب ایک جنس اپنی جنس کی ساتہہ مقابل ہوتی ہی تو ہر ہر جزء ایک کا دوسری کی ہر ہر جزء کی مقابلہ ہوتا ہی پہر اگر ایک جنس مین زیادت ہوتی ہی تو وہ زیادت

ذلك الفضل تاویا علی مالکه فلصیانة اموال الناس عن التوی اوجب الشارع فیها المماثلة بالقدر واذا قابل

مالک سی مفت جاتی ہی سو لوگون کا مال تلف ہونی سی بچانی کو شارع نی اوسمین مماثلت قدر کی واجب کردی ہی اور جب ایک جنس خلاف

الجنس بغیر الجنس لا یتصور مقابلة جزء بجزء حتی یتحقق التوی لان التوی انما یتحقق عند مقابلة الجنس

جنس کی مقابلہ ہووی تو یہہ مقابلہ جزء کا جزء سی متصور نہین تا کہ مفت جانا ثابت ہووی اسلئی کہ مفت جانا جب ہی ثابت ہوتا ہی کہ جنس کا مقابلہ

بالجنس مع وجود الفضل فی احدهما واما ربوا النسیئة فشرطه ان یکون الجنس او القدر متحدا فی العوضین

جنس سی ہو اور ایک بڑہتی ہو اور رہا سود اودہار کا سو اوسمین یہہ شرط ہی کہ دونو عوض مین جنس یا قدر ایک ہی ہووی

لان علة الربوا عند العلماء الحنفیة الکیل مع الجنس والوزن مع الجنس فاذا وجد الوصفان ای الجنس والمعنی

اسلئی کہ علت سود کی علماء حنفیہ کی نزدیک کیل مع الجنس یا وزن مع الجنس ہی پس جب دونو وصف یعنی جنس اور اوسکی ساتہہ لی ہوئی معنی یعنی کیل

المضموم الیه من الکیل والوزن یحرم الفضل والنساء لوجود العلة المحرمة لهما واذا عدما یحل الفضل والنساء

اور وزن موجود ہون تو زیادت اور اودہار دونو حرام ہوتی ہین اسلئی کہ علت دونون کی حرام کرنیوالی موجود ہی اور جب یہہ دونو وصف نہون تو زیادت اور اودہار

لعدم العلة المحرمة لهما واذا وجد احدهما وعدم الآخر یحل الفضل ویحرم النساء لان جزء العلة وان

دونو حلال ہین کیونکہ علت دونون کی حرام کرنیوالی نہین ہی اور جب ایک وصف ہو اور دوسرا نہو تو زیادت حلال ہی اور اودہار حرام اسلئی کہ علت کا جزء اگرچہ

کان لا یوجد الحکم لکنه یورث الشبهة وهی فی باب الربوا ملحقة بالحقیقة وان کانت ادنی منها فلا بد من

حکم کو پیدا نہین کرسکتا پر شبہ کو پیدا کرسکتا ہی اور سود کی باب مین شبہہ حقیقت کی ساتہہ شمار ہوا ہی اگرچہ شبہہ حقیقت سی کم رتبہ ہی پس

اعتبار الطرفین ففی النسیئة احد البدلین معدوم وبیع المعدوم لا یجوز فیصیر هذا المعنی مرجحا لتلك

اعتبار دونو طرف کا ضرور ہی سو اودہار مین احد البدلین معدوم ہوتا ہی اور بیع معدوم کی جایز نہین ہی پہر یہہ ہی بات شبہہ کو قوی کردیتی ہی

الشبهة وفی غیر النسیئة هذه الشبهة لا تعتبر لکونها ادنی من الحقیقة والحاصل ان حرمة الفضل بوجود الوصفین

اور بدون اودہار کی اس شبہہ کا کچہہ اعتبار نہین ہی کیونکہ شبہہ حقیقت کی سامنی پی حقیقت ہوتا ہی خلاصہ یہہ ہی کہ حرمت زیادت کی دونو وصف کی ہونی پر ہی

وحرمة النساء بوجود احدهما اما القدر او الجنس فعلی هذا لزم بیان ما کان من جنس واحد وما لم یکن من جنس واحد

اور حرمت ادھار کی ایک وصف پر یا قدر ہو یا جنس ہو اسکی موافق لازم ہوا بیان کرنا ایک جنس کا اور جو ایک جنس نہیں ہیں

فالعنب جنس واحد وان اختلفت الوانه واسماؤه وکذا الزبیب حتی لا یجوز بیع بعضها بالبعض الا متساویا وکذا

سو انگور سب ایک جنس ہیں اگرچہ اونکی رنگ اور نام جدی جدی ہوں اور ایسی ہی مویز یہان تک کہ ایک قسم کی بیع دوسری قسم سی جایز نہیں مگر برابر برابر اور ایسی ہی

ثمار النخل کلها جنس واحد وان اختلفت انواعها حتی لا یجوز بیع بعضها بالبعض الا متساویا وکذا کل نوع من

چھواری تمام ایک جنس ہیں اگرچہ اونکی قسمیں مختلف ہیں یہان تک کہ ایک قسم کی بیع دوسری قسم سی سوا برابر کی جایز نہیں اور ایسی ہی پہل ہر ایک

الثمر کالکمثری وغیره جنس واحد لا یجوز بیع نوع منه بنوع آخر الا متساویا وکذا البقر والجوامیش جنس واحد لا یجوز

درخت کا جیسی امرود وغیره ایک ہی جنس ہی ایک قسم کی بیع دوسری نوع سی کمتی بڑھتی جایز نہیں اور ایسی ہی گای اور بہیس ایک جنس ہی ایک کا گوشت

بیع لحم احدهما بلحم الآخر الا متساویا وکذا الابل عرابها وبخاتیها جنس واحد لا یجوز بیع لحم احدهما بلحم الآخر الا متساویا

دوسری کی گوشت سی کم وزیادہ بیچنا جایز نہیں اور ایسی ہی اونٹ عربی ہو یا بختی ایک جنس ہیں ایک کا گوشت دوسری کی گوشت سی کم وزیادہ بیچنا جایز نہیں

وکذا الغنم ضأنها ومعزها جنس واحد لا یجوز بیع لحم احدهما بلحم الآخر الا متساویا ولحم الابل والبقر والغنم والبانها اجناس

اور ایسی ہی گوسپند میں بہیڑ اور بکری ایک جنس ہیں ایک کا گوشت دوسری کی گوشت سی کم وزیادہ بیچنا جایز نہیں اور اونٹ اور گای اور بکری کا گوشت اور انکا دودھ

مختلفة وکذا الالیة واللحم وشحم البطن اجناس مختلفة وکذا الحدید والرصاص والنحاس والصفر اجناس مختلفة حتی

مختلف جنسین ہیں اور ایسی ہی چکتی اور گوشت اور پیٹ کی چربی مختلف چیزین ہیں اور ایسی ہی لوہا اور رانگ اور تانبا اور کانسی مختلف جنسین ہیں یہان تک

یجوز بیع بعض هذه الاجناس ببعض الآخر متساویا ومتفاضلا لا نسیئة لوجود احد جزئی العلة وهو الوزن فی

کہ بیع ہر ایک کی انہین سی دوسری جنس سی برابر برابر اور کمتی بڑھتی دونو طرح جایز ہی اور ادہار نہین جایز ہوگی کہ ان سب مین علت کا ایک جزو موجود ہی یعنی وزن

جمیعها والاصل فیه قوله علیه السلام الذهب بالذهب والفضة بالفضة والبر بالبر والشعیر بالشعیر والتمر

اور اصل اسمین یہہ حدیث ہی سونا بدلہ سونی کی اور چاندی بدلہ چاندی کی اور گیہون بدلہ گیہون کی اور جو بدلہ جو کی اور چھوہارا

بالتمر والملح بالملح مثلا بمثل یدا بید فمن زاد واستزاد فقد اربی الآخذ والمعطی سواء وهو حدیث مشهور تلقاه

بدلہ چھوہاری کی اور نمک بدلہ نمک کی برابر برابر دست بدست اس ہاتھ دی اس ہاتھ لی پھر جسنی زیادہ دیا اور زیادہ لیا بیشک سود لیا لینی والا اور دینی والا دونو برابر ہیں اور یہہ حدیث مشہور ہی

بالقبول واتفقوا علی ان الحکم لیس مقصورا علی هذه الاشیاء الستة بل النص معلول وعلته عند الحنفیة فی الذهب

اسکو علما نی قبول کر کر اسپر متفق ہوئی ہیں کہ حکم انہی چہون اشیاء پر حصر نہین ہی بلکہ یہہ نص معلول ہی اور اسکی علت علماء حنفیہ کی نزدیک سونی

والفضة الوزن مع الجنس فیتعدی الی کل موزون کالحدید ونحوه وفی الاربعة الباقیة الکیل مع الجنس فیتعدی

اور چاندی مین وزن مع الجنس ہی سو اسکا اثر ہر ایک موزون مین پہنچتا ہی جیسی لوہا وغیره اور باقی کی چارون مین کیل مع الجنس ہی اسکا اثر

الی کل مکیل کالجص ونحوه لان المراد بالمثل المذکور فی الحدیث الکیل فی المکیلات والوزن فی الموزونات لما جاء

ہر مکیل مین پہنچتا ہی جیسی چونہ وغیره اسلئی کہ مراد لفظ مثل سی جو حدیث مین آیا ہی مکیلات مین کیل اور موزونات مین وزن ہی چنانچہ

فی روایة اخری وزنا بوزن وکیلا بکیل مکان قوله مثلا بمثل وروی الحدیث بروایتین بالنصب والرفع اما النصب

ایک اور روایت مین وزنا بوزن وکیلا بکیل آیا ہی یعنی وزن اور کیل مین برابر بجای مثلا بمثل کی اور اس حدیث کی دو روایت ہین زبر اور پیش زبر کی صورت مین

فتقدیره بیعوا الذهب بالذهب فیکون الکلام امرا واما الرفع فتقدیره یباع الذهب بالذهب فیکون الکلام

تقدیر کلام کی یہہ ہی بیچو تم سونی کو سونی سی تو یہہ امر ہوا اور رہا پیش اس صورت مین تقدیر کلام یہہ ہی بیچا جاوی سونا سونی سی اب یہہ

خبرا وخبر الرسول امر فلما کان الامر للوجوب مع کون البیع مباحا صرف الوجوب الی رعایة المماثلة والمراد بالمماثلة

خبر ہوئی اور خبر رسول کی بجای امر کی ہوتی ہی اور چونکہ امر وجوب کی لئی ہوتا ہی اور بیع اصل مین مباح ہی تو اس وجوب کو رعایت مماثلت پر لگا دیا اور مراد مماثلت سی

المماثلة فی القدر لا فی الوصف المروی عن عبادة بن الصامت انه علیه الصلوة والسلام قال جیدها
قدر کی مماثلت ہی وصف کی مماثلت نہین ہی کیونکہ عبادہ بن الصامت سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا عمدہ
وردیہا سواء وکلام الرسول یفسر بعضہ بعضا فکل ما ورد فیہ النص من الشارع انہ یباع بالکیل کالبر والشعیر
اور ناقص برابر ہین اور ایک حدیث دوسری حدیث کی تفسیر کیا کرتی ہی پہر جس جس چیز مین شارع کی طرف سی یہہ نص آئی ہی کہ کیل سی بیچی جاوی جیسی گیہون اور جو
والتمر والملح فہو کیلی ابدا وان ترک الناس فیہ الکیل وکل ما ورد فیہ النص من الشارع انہ یباع بالوزن کالذہب
اور چہوارے اور نمک سو وہ ہمیشہ کو کیلی ہی اگرچہ لوگ اوسمین کیل کو ترک کردین اور جس چیز مین شارع سی یہہ نص آئی ہی وزن سی بیچی جاوی جیسی سونا
والفضة فہو وزنی ابدا وان ترک الناس فیہ الوزن وکل ما لم یرد فیہ النص من الشارع انہ یباع بالکیل
اور چاندی سو وہ ہمیشہ کو وزنی ہی اگرچہ آدمی اوسمین وزن کرنا چہوڑ دین اور جس چیز مین شارع کی طرف سی کچہہ نص نہین ہی کہ اوسکو کیل سی بیچو
او الوزن فہو محمول علی عرف الناس وعاداتہم فلو بیع الحنطة بجنسہا متساویا فی الوزن او بیع الذہب بجنسہ
یا وزن سی تو اوسکو لوگون کی رسم اور عادت پر قیاس کرینگی پہر اگر گیہون گیہون سی وزن مین برابر کرکر اور سونا سونی سی کیل مین برابر کرکر
متساویا فی الکیل لا یجوز لتوہم الفضل علی ما ہو المعیار الشرعی فی کل واحد منہما وہو الکیل فی الحنطة والوزن
بیچا جاوی تو جایز نہین ہی اسلئی شاید معیار شرعی مین جو دونون کی باب مین مقرر ہی کمی زیادتی ہو اور وہ کیل ہی گیہون مین اور وزن ہی
فی الذہب وکذا لو بیع الحنطة بجنسہا والذہب بجنسہ مجازفة لا یجوز اذا لم یعرف العاقدان القدر فی
سونی مین اور ایسی ہی اگر گیہون کو گیہون سی یا سونی کو سونی سی انکل سی بیچین تو جایز نہین ہی اگر بایع اور مشتری کو مقدار
الحنطة والذہب وان کانت فی الواقع الحنطة متساویة بجنسہا فی الکیل والذہب متساویا بجنسہ فی الوزن
گیہون اور سونی کی معلوم نہو اگرچہ واقع مین گیہون گیہون سی کیل مین اور سونا سونی سی وزن مین برابر ہی ہو
لان العلم بالتساوی وقت العقد شرط لصحة العقد حتی لو تبایعا الحنطة بالحنطة والذہب بالذہب مجازفة وتقابضا
اسواسطی کہ برابری کا معلوم ہونا وقت عقد کی واسطی صحت عقد کی شرط ہی یہان تک کہ اگر دونو نی گیہون گیہون سی اور سونا سونی سی انکل کرکر بیچا اور قبضہ بہی کرلیا
ثم علما التساوی بکیل الحنطة ووزن الذہب لا ینقلب العقد جائزا فعلی ہذا یکون معنی الحدیث اذا بیع شئ من
پہر گیہون کیل کرنی سی اور سونا تولنی سی معلوم ہوا کہ برابر ہین تو عقد صحیح نہین ہو جاویگا اس بیان کی موافق حدیث کی معنی یہہ ہین اگر کوئی شی
الموزونات او المکیلات بجنسہ یجب ان یباع وزنا بوزن وکیلا بکیل فان بیع متفاضلا یکون حراما لانہ
وزنی یا کیلی ہم جنس سی بیچی جاوی تو واجب ہی کہ وزن مین اور کیل مین برابر ہو اور اگر کم و زیادہ بیچین تو حرام ہی اسواسطی کہ نبی
علیہ الصلوة والسلام اخبر فی ہذا الحدیث ان من اعطی الزیادة او اخذہا فانہ یدخل فی الربوا والمعطی والاخذ
علیہ الصلوة والسلام نی اس حدیث مین فرمایا ہی کہ جسنی زیادہ دیا یا زیادہ لیا وہ سب سود ہی اور دینی والا اور لینی والا
سواء فی الاثم واللعن الذی جاء فی حدیث رواہ جابر انہ علیہ الصلوة والسلام لعن آکل الربوا وموکلہ وکذا یجب
گناہ اور لعنت مین دونو برابر ہین جو کہ جابر کی حدیث مین وارد ہی کہ نبی علیہ الصلوة والسلام نی سود کہانیوالی پر اور کہلانی والی پر لعنت کی ہی اور ایسی ہی واجب ہی
ان یباع یدا بید لکن المعتبر فی غیر الصرف مما یجری فیہ الربوا تعیین البدلین فی مجلس العقد لا تقابضہما فیہ حتی لو
کہ ہاتہہ بہ ہاتہہ ہو لیکن سوا بیع صرف کی جن اشیاء مین سود ہو سکتا ہی اونمین بدلین کا مجلس عقد مین متعین کرنا معتبر ہی طرفین کا قبضہ ضروری نہین ہی یہان تک
باع حنطة بحنطة بعینہا وتفرقا قبل القبض یجوز البیع لان المراد من قولہ علیہ الصلوة والسلام یدا بید عینا بعین
کہ اگر گیہون بدلہ گیہون کی متعین کرکر بیچی پہر وہ دونو قبضہ سی پہلی جدی ہو گئی تو بیع جایز ہی اسلئی کہ لفظ یدًا بیدٍ سی جو حدیث مین ہی مراد عینًا بعینٍ ہی یعنی دونو متعین
بدلیل ان عبادة بن الصامت رواہ ہکذا عینا بعین بخلاف الصرف فانہ نوع من البیع یکون کل واحد من عوضیہ من
اس دلیل سی کہ عبادہ بن الصامت یون روایت کرتی ہین کہ عینًا بعینٍ برخلاف بیع صرف کی کیونکہ یہہ اس قسم کی بیع ہی کہ اسمین دونو عوض

حد

جنس الاثمان وهی النقود فاذا بیع منها الجنس بجنسه کما اذا بیع الذهب بالذهب او الفضة بالفضة

جنس ثمن سی ہوتی ہین یعنی نقود اسمین اگر ایک جنس کو اپنی جنس سی بیچین جیسی سونا سونی سی یا چاندی چاندی سی تو وزن مین برابر ہونا

بشرط التساوی فی الوزن والتقابض قبل الافتراق بالابدان واذا بیع منها الجنس بغیر جنسه کما اذا بیع الذهب

شرط ہی اور افتراق جسمانی سی پہلی قبضہ بہی شرط ہی اور اگر ایک جنس دوسری جنس سی بیچین جیسی سونا

بالفضة او الفضة بالذهب لا یشترط التساوی فی الوزن بل یجوز التفاضل والمجازفة لکن یشترط التقابض

چاندی سی یا چاندی سونی سی تو وزن مین برابر ہونا شرط نہین بلکہ کمتی بڑہتی اور اٹکل سی بہی جایز ہی لیکن قبضہ طرفین کا

قبل الافتراق بالابدان لقوله علیه الصلوة والسلام الفضة بالفضة هاء وهاء وفی حدیث اخر انه علیه الصلوة

افتراق جسمانی سی پہلی شرط ہی واسطی ارشاد نبی علیه السلام کی چاندی بعوض چاندی کی ادہر لی ادہر دی اور ایک اور حدیث مین ہی کہ نبی علیه الصلوة

والسلام قال الذهب بالورق هاء وهاء وهو بالمد وفتح الهمزة صوت بمعنی خذ والمراد به التقابض قبل الافتراق

والسلام نی فرمایا سونا بعوض چاندی کی ادہر لی ادہر دی اور ہا مد اور ہمزہ کی زبر سی آواز ہی بمعنی لی اس سی مراد ہی دونو کا قبضہ جسمانی افتراق سی

بالابدان لان المعنی ان کل واحد من المتعاقدین یقول لصاحبه هاء فیتقابضان قبل الافتراق بالابدان وان

پہلی کیونکہ معنی یہہ ہین کہ بایع اور مشتری ہر ایک دوسری سی کہوی لی تا کہ دونو کا قبضہ افتراق بدنی سی پہلی ہو جاوی اور اگر

کانا یمشیان معا فی جهة واحدة حتی لو مشیا فرسخا ثم تقابضا قبل الافتراق یصح لقول ابن عمر رضی الله عنه

وہ دونو ایک طرف کو ہمراہ چلی جاتی ہون یہان تک کہ اگر کوس بہر جاکر پہر قبضہ کرین افتراق سی پہلی تو درست ہی کیونکہ ابن عمر رضی الله عنه کا قول ہی

وان وثب من سطح فثب معه ولیس المراد من هذا الکلام الامر بالوثبة المهلکة بل المراد منه المبالغة فی ترک

اگر وہ چہت سی کود پڑی تو یہہ بہی اوسکی ساتہہ کود دی اور اس کلام سی مراد کود پڑنی کا حکم نہین ہی جو ہلاک کر دیتا ہی بلکہ مراد مبالغہ ہی کہ قبضہ سی پہلی ساتہہ ہرگز

الافتراق قبل القبض ولا یشترط وجود العوضین فی ملکهما وقت العقد حتی لو باع احدهما من الاخر دینارا

نچہوڑی اور یہہ شرط نہین ہی کہ عقد کی وقت دونو عوض طرفین کی ملک مین ہون یہان تک کہ اگر ایک نی دوسری کی ہاتہہ ایک دینار

بعشرة دراهم ولم یکن فی ملکهما شیء من العوضین واستقرض کل منهما ما وجب علیه اداؤه من الدین

بعوض دس درہم کی بیچا اور نہ ایک پاس دینار ہی اور نہ دوسری پاس دراہم پہر دونو نی اپنا اپنا دین واجب الادا ایک نی دینار اور دوسری نی دراہم

ودفعه الی صاحبه قبل الافتراق یجوز فعلی هذا یکون من الربوا ما یفعله کثیر من الناس فی هذا الزمان

قرض لیکر افتراق سی پہلی ادا کر دیا تو جایز ہی اس بیان کی موافق جو اکثر لوگ اس زمانہ مین عمل کرتی ہین سب سود مین داخل ہی

وهو ان احدهم یذهب الی واحد من اهل السوق فیعطیه دینارا او قرشا فیقول له اعطنی به دراهم فیعطیه

یعنی ایک شخص بازار مین دکاندار پاس جاکر ایک دینار یا قرش اوسکو دیکر کہتا ہی اسکی مجہی دراہم دیدی پہر وہ اوسکو

بعضا من الدراهم او لا یعطیه شیئا بل یقول له لیس عندی دراهم فات بعد ساعة فاعطیک دراهمک فیذهب

کبہی تو تہوڑی سی دراہم دیدیتا ہی اور بعضی دفعہ کچہہ بہی نہین دیتا بلکہ اوس سی کہتا ہی اب تو دراہم میری پاس نہین ہین پہر کبڑی بہر کی بعد آجانا تمہاری دراہم حوالہ کرونگا

من غیر قبض جمیع الدراهم وهذا باطل داخل فی الربوا لوجود الافتراق قبل القبض الواجب فی الصرف وعلی تقدیر

پہر وہ دراہم لئی بغیر چلا جاتا ہی یہہ سب باطل سود مین داخل ہی کیونکہ افتراق قبضہ سی پہلی جو صرف مین واجب ہی ہو جاتا ہی اور بالفرض تمام دراہم پر

قبض الدراهم کلها قبل الافتراق یقبض بالعدد لا بالوزن وهو وان کان جائزا فی الدینار لعدم وجوب الوزن عند اختلاف

قبل الافتراق قبضہ بہی کرتی ہین تو گنکر قبضہ کرتی ہین وزن کرکر نہین کرتی ایسا قبضہ اگرچہ دینار مین جایز ہی کیونکہ جب جنس بدل جاتی ہی تو وزن واجب نہین

الجنس لکن لا یجوز فی القرش لوجوب الوزن عند اتحاد الجنس حتی یعلم التساوی فی الوزن والظاهر ان القرش

ہوتا لیکن قرش مین جایز نہین ہی اسلئی کہ جب جنس متحد ہو وی تو وزن واجب ہوتا ہی تا کہ برابری وزن مین معلوم ہو جاوی اور ظاہر یہہ ہی کہ قرش

اكثر وزنا من الدراهم المعدودة فيكون ربوا وطريق الخلاص من الربوا اذا بيع بلا وزن الفضة الكثيرة بالفضة

دراہم معدودسی وزن مین زیادہ ہوتا ہی پہر سود ہی ہوویگا اور حیلہ سود سی بچنی کا اگر بی وزن بڑہتی چاندی تہوڑی چاندی سی بیچیں تو یہہ ہی

القليلة ان يجعل في اقلهما وزنا شئ من خلاف الجنس مما له قيمة اذ لو لم يكن له قيمة كحفنة من التراب لا يصح البيع

ہی کہ وزن مین تہوڑی چاندی کی ساتہہ کچہہ چیز قیمت دار خلاف جنس دین اسلئی کہ اگر بی قیمت شی ہو گی جیسی ایک مٹہی مٹی تو بیع جایز نہو گی

واقل ما يكون قيمته مشروطة لجواز البيع فلس ثم قيمة الخلاف ان كانت مثل قيمة الزيادة يجوز البيع ولا يكره

اور کم سی کم قیمت دار شی جنسین بیع درست ہو جاوی پیسا ہی پہر اگر قیمت اوس شی مخالف کی برابر اودہر کی بڑہتی چاندی کی ہو تو بلا کراہت بیع جایز ہی

وان كانت شيئا قليلا يجوز البيع لكن يكره كذا روي عن محمد فقيل له كيف تجده في قلبك قال مثل الجبل ولو

اور اگر وہ تہوڑی ہووی تو بیع جایز ہی پر مکروہ امام محمد سی یہہ ہی روایت ہی کسی نی اونسی پوچہا تمہاری دلین کیسی معلوم ہوتی ہی کہا جیسا پہاڑ اور اگر

بعث رجل الى الصيرفي مع الرسول دينارا ليصرف له لا يصح لوجوب التقابض قبل الافتراق بالابدان وقبض الرسول وتسليمه

کسی شخص صراف کی پاس رسول کی ہاتہہ دینار بہیجا تا کہ بہنا لاوی تو جایز نہین ہی کیونکہ قبضہ افتراق جسمانی سی پہلی واجب ہی اور رسول کی قبضہ اور تسلیم کا

لا يعتبر فينبغي ان يوكله لان الوكيل يقوم مقام الموكل فيعتبر قبضه وتسليمه فيوجد التقابض قبل الافتراق

کچہہ اعتبار نہین ہی اب یون لازم ہی کہ اوسکو وکیل کر دی اسلئی کہ وکیل موکل کی جگہہ ہوتا ہی اوسکا دیا لیا سب معتبر ہی اب طرفین کا قبضہ افتراق جسمانی سی پہلی

بالابدان ولا يجوز التصرف في ثمن الصرف قبل قبضه فان من باع دينارا بعشرة دراهم ولم يقبض الدراهم بل

ہو جاویگا اور بیع صرف مین قبضہ سی پہلی ثمن مین تصرف جایز نہین ہی بیشک اگر کسینی ایک دینار دس دراہم کو بیچا اور دراہم پر ابہی قبضہ نہین کیا کہ دراہم کا

اشترى بها ثوبا يفسد البيع في الثوب لفوات القبض الواجب بالعقد حقا لله تعالى والقياس كان يقتضي جوازه

ایک تہان مول لیلیا تو کپڑی کی بیع فاسد ہی کیونکہ قبضہ جو بسبب عقد کی حق اللہ واجب ہوا تہا فوت ہو گیا اور قیاس چاہتا ہی کہ جایز ہووی

لان الدراهم والدنانير لا تتعين فينصرف العقد الى مطلقها وانما لم يجز لان الصرف بيع ولا بد فيه من مبيع وليس

اسلئی کہ دراہم اور دنانیر متعین نہین ہوتی تو یہہ عقد مطلق ثمن کی طرف لگجاوی اور جایز اسواسطی نہین کہ صرف بیع ہی اسمین مبیع کا ہونا ضرور ہی اور

فيه سوى الثمنين وليس احدهما اولى بكونه مبيعا من الاخر فيجعل كل واحد منهما مبيعا من وجه وثمنا من

اسمین بجز دونو ثمن کی کچہہ نہین ہوتا اور ایک کو دوسری پر کچہہ فوقیت نہین ہی جو مبیع ٹہرایا جاوی اب لاچار ہر یک ایک وجہ سی مبیع ہی اور ایک وجہ سی ثمن

وجه وان كانا ثمنين خلقة والثمن في باب الصرف مبيع من وجه وبيع المبيع قبل القبض لا يجوز وليس من ضرورة

ہی اگرچہ خلقی یعنی اصل مین دونو ثمن ہین اور ثمن بابہ صرف مین ایک وجہ سی مبیع ہوتا ہی اور مبیع کی بیع قبضہ سی پہلی جایز نہین ہی اور مبیع ہونی سی یہہ ضرور

كونه مبيعا ان يكون متعينا فان المسلم فيه ليس بمتعين مع كونه مبيعا في السلم يسرنا الله تعالى عملا موافقا

نہین ہی کہ متعین بہی ہو جاوی کیونکہ سلم مین مسلم فیہ یعنی بدہنی کی چیز مبیع ہو کر متعین نہین ہوتی الٰہی ہمپر اعمال موافق اپنی رضامندی کی

لرضائه المجلس الرابع والسبعون في بيان حقيقة السلم واحكامه وغيره من انواع

آسان کری جو ہترون مجلس حقیقت بیع سلم کی بیان مین اور اوسکی احکام اور سوا اوسکی اور اقسام

العقود قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من سلف في شئ فليسلف في كيل معلوم ووزن معلوم

عقود کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا جو شخص کسی شی مین بدہنی بدہی تو چاہئی کہ کیل معلوم ہون اور وزن معلوم ہو

الى اجل معلوم هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه ابن عباس مع ذكر سببه وهو انه عليه الصلوة والسلام

اور مدت معلوم ہو یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی ابن عباس کی روایت سی اسکی ساتہہ سبب بہی بیان کیا وہ یہہ ہی کہ نبی علیہ السلام

قدم المدينة وهم يسلفون في الثمار السنة والسنتين والثلث اي يعطون الثمن في الحال ويشترون الثمار

مدینہ مین تشریف لائی تو وہانکی لوگ ثمر درخت مین بدہنی کیا کرتی تہی ایک سال کی اور دو سال کی اور تین سال کی یعنی ثمن اب دیدیتی اور پہل ایکسال کا یا زیادہ کا خرید

الی سنة او اکثر فقال النبی صلی الله علیه وسلم من اسلف فی شیء فلیسلف فی کیل معلوم ووزن معلوم
لیتی تب نبی صلی الله علیه وسلم نے فرمایا جو شخص پہلے کسی شی میں کری تو چاہیے کہ پہلے کیل معلوم اور وزن معلوم میں مدت معلوم تک

الی اجل معلوم فانه علیه الصلوة والسلام امرهم ان یبینوا قدر الکیلی بالکیل وقدر الوزنی بالوزن
کری پس نبی علیه الصلوة والسلام نے اونکو فرمادیا کہ کیلی کی مقدار کیل سے کہول لیا کریں اور وزن کی مقدار وزن سے کہول لیا کریں

اذا اشتروا شیئا منها بطریق السلف وهو بفتحتین وان کان له معنیان احدهما القرض والاخر السلم
جب ان دونوں میں سے کسی چیز میں پہلے بدھیں اور سلف کے معنی دونوں زبر سے اگرچہ دو ہیں ایک قرض اور دوسری بیع سلم

الا ان المراد به ههنا السلم الذی هو نوع من البیع ویکون البیع فیه دینا علی البایع ویسمی المبیع مسلما فیه
پر یہاں مراد سلم ہی ہے کہ وہ ایک قسم کی بیع ہے اور اسمیں مبیع بایع کے ذمہ پر دین ہوا کرتا ہے اور مبیع کو مسلم فیه کہتی ہیں

والبایع مسلما الیه والثمن راس المال والمشتری رب السلم ویجوز فی کل ما یعلم قدره ووصفه کالمکیلات
اور بایع کو مسلم الیه اور ثمن کو راس المال اور مشتری کو رب السلم اور ہر ایک شی میں جسکی مقدار اور وصف معلوم ہو سکتا ہو جایز ہے جیسے اشیاء کیلی

والموزونات والمذروعات والمعدودات المتقاربة التی لا یتفاوت احادها تفاوتا فاحشا کالجوز والبیض فان
اور وزنی اور گزگت اور گنتی کی جو ایک سی ہوں اور اوسکی احاد میں فرق ظاہر نہوتا ہو جیسے جوز اور انڈے کیونکہ

الکبیر والصغیر منهما سواء لاصطلاح الناس علی اهدار التفاوت فیهما اذ لا یباع جوز بفلس واخر بفلسین و
انمیں بڑا اور چھوٹا برابر ہوتا ہے اسلئے کہ اس تفاوت کی چھوڑنے پر سب لوگ متفق ہیں یہ نہیں کہ ایک جوز ایک پیسے کو بکی اور دوسرا دو پیسے کو اور

کذلک البیض بخلاف البطیخ والرمان فان احادهما متفاوتة تفاوتا فاحشا وبتفاوت احادهما فی المالیة
ایسے ہی انڈے بخلاف خربزہ اور انار کی بیشک انکی احاد میں ظاہر فرق ہوتا ہے اور انکی احاد کی مالیت مختلف ہوتی ہے

یعرف کونهما من العددی المتفاوت لا من العددی المتقارب لان الضابط فی معرفتهما تفاوت احادهما فی المالیة
معلوم ہوتا ہے کہ یہ عددی متفاوت ہیں عددی متقارب نہیں ہیں کیونکہ انکی پہچان کا یہی قاعدہ ہے کہ انکی احاد مالیت میں الگ الگ ہوں

وهذا هو المروی عن ابی یوسف ویؤیده ما روی عن ابی حنیفة ان السلم لا یجوز فی بیض النعامة لتفاوت احادهم
یہ تقریر امام ابو یوسف سے روایت ہے اور اسکی تائید ہے جو کہ روایت امام ابو حنیفہ سے ہے کہ بیع سلم شترمرغ کی انڈوں میں جایز نہیں ہے اوسکی احاد مالیت میں

فی المالیة ثم انه فی المعدودات المتقاربة کما یجوز عددا یجوز کیلا لان المقدار یعرف بالعدد تارة وبالکیل اخری
مختلف ہوتی ہیں پھر بیع سلم معدودات متقاربہ میں جیسے گنتی کر کر جایز ہے کیل سے بھی جایز ہے اسلئے کہ مقدار کبھی گنتی سے معلوم ہوتی ہے اور کبھی کیل سے

ولا یجوز فی کل ما لا یعلم قدره ووصفه کالحیوانات واطرافها ولحومها وجلودها وکذا لا یجوز فیما لا یوجد من
اور جسکی مقدار اور وصف معلوم نہوتی ہو اوسمیں سلم جایز نہیں ہے جیسے حیوانات اور اوسکی اطراف اور گوشت اور چمڑے اور ایسے ہی اوس شی میں جو عقد کی وقت سے

حین العقد الی حلول الاجل بان ینقطع عند العقد او عند حلول الاجل او فیما بینهما وحد الانقطاع ان لا یوجد
آخر مدت مقرری تک موجود نرہے جایز نہیں ایسا کہ یا عقد کی وقت نہو یا مدت گذرنے پر باقی نرہے یا ان دونوں کی بیچ میں ہو چکی اور انقطاع کی حد یہ ہے کہ بازار میں جہاں وہ

فی السوق الذی یباع فیه ولا عبرة بوجوده فی البیوت لعدم امکان تحصیله بالاکتساب وتسلیمه الی صاحبه وکذا
شی بکتی ہے نملے اور گھروں میں اگر ہووے تو اسکا اعتبار نہیں ہے کیونکہ ممکن نہیں کہ کسی سبب سے پیدا کر کر رب السلم کی حوالہ کردے اور ایسے ہی

لا یجوز فی طعام قریة بعینها وثمرة نخلة بعینها لاحتمال الانقطاع بعروض الافة فینتفی القدرة علی التسلیم وکذا
کسی خاص گانو کی غلہ میں اور کسی خاص درخت کی پہل میں جایز نہیں ہے شاید کہ وہ کسی آفت سے فنا ہو جاوے پھر کہاں سے دے سکیگا اور ایسے ہی

لا یجوز بمکیال رجل بعینه او ذراع رجل بعینه اذا لم تعلم مقداره لان التسلیم یتاخر فیه فیحتمل ان یضیع ذلک
ایک شخص خاص کی پیمانہ سے یا کسی شخص کی گز سے جایز نہیں ہے اگر اوسکی مقدار معلوم نہو کیونکہ اس صورت میں تسلیم کو دیر لگی کی سو اس مدت میں شاید کہ وہ پیمانہ

[illegible] وذلك الدراهم فيفضي الى المنازعة والحاصل ان السلم لا يصح عند ابي حنيفة الا بسبع شرائط
یا وہ ذراع جاتا رہا [illegible] تو جھگڑا پیدا ہوگا ۔ خلاصہ یہ ہے کہ بیع سلم امام ابو حنیفہ کے نزدیک بدون سات شرطوں کے جائز نہیں ہے ایک تو
بيان جنسه كبر او شعير وبيان نوعه كسقي او خريفي وبيان وصفه كجيد او ردي وبيان قدره كعشرين
بیان جنس جیسے گیہوں یا جو اور بیان نوع جیسے سیحی یا خریفی اور بیان وصف جیسے عمدہ یا گھٹیل اور بیان مقدار جیسے بیس
كرا وثلثين رطلا وبيان اجله واقله شهر في الاصح وبيان راس ماله ان كان كيليا او وزنيا او عدديا وبيان
پیمانہ یا تیس رطل اور بیان مدت اور اوسکی کم سے کم مدت صحیح مذہب میں ایک مہینہ ہے اور بیان راس المال کا اگر وہ کیلی ہو یا وزنی ہو یا عددی ہو اور بیان
مكان ايفائه ان كان لحمله مؤنة يحتاج الى ظهر واجرة وان لم يكن لحمله مؤنة كالمسك والعنبر يوفيه حيث
مکان کا جہاں سلم کی شے ادا کی جاوے اگر اوسکے اوٹھانے میں ایسا خرچ ہوتا ہو کہ حاجت بار برداری اور مزدوری کی پڑتی ہو اور اگر اوسکے پہنچانے میں کچھ خرچ نہ ہوتا ہو جیسے مشک اور عنبر
يشاء واما قبض راس المال قبل الافتراق بالابدان فليس بشرط لصحته بل هو شرط لبقائه على الصحة فانه ينعقد
تو جہاں چاہے ادا کر دے اور رہا راس المال کا قبضہ افتراق جسمانی سے پہلے سو یہ صحت عقد کی شرط نہیں ہے بلکہ یہ شرط ہے واسطے باقی رہنے عقد کی صحت پر بیشک یہ عقد
صحيحا ثم يبطل بالافتراق قبل القبض وحد الافتراق ان يتوارى كل واحد منهما عن عين صاحبه حتى لو اسلم
صحیح ہوا کرتا ہے پھر افتراق قبل قبض سے باطل ہوتا ہے اور افتراق کی حد یہ ہے کہ ہر ایک ایک دوسرے کی نظر سے چھپ جاوے یہاں تک کہ اگر کسی نے بیس درہم کا
رجل عشرين دراهم في كر بر ولم يكن عنده الدراهم ودخل بيته ليخرج الدراهم وتوارى عن عين صاحبه
گیہوں کی ایک پیمانہ میں عقد سلم کیا اور اوسکے پاس دراہم نہیں تھے وہ دراہم لانیکے واسطے گھر میں گیا اور مسلم الیہ کی نظر سے غائب ہوگیا
يبطل السلم وان لم يتوار لا يبطل بل يبقى على الصحة وكذا لو سارا ميلا او اكثر ولم يفترقا الا بعد القبض لا يبطل
تو سلم باطل ہو جاویگی اور اگر غائب نہوا تو باطل نہوگی بلکہ درست رہیگی اور ایسی ہی اگر دو کوس پھر یا زیادہ چلے گئے اور بدون قبض کئے جدا نہوئے تو سلم باطل نہیں ہوتی
السلم بل يبقى على الصحة ومن اسلم الى رجل دينا له عليه وافترقا قبل النقد لا يجوز وان نقد قبل الافتراق يجوز
بلکہ درست رہتی ہے اور اگر کسی نے ایک شخص سے قرض کے بدلہ جو اوسکے ذمہ آتا تھا بیع سلم کی اور پھر نقد دینے سے پہلے جدا ہوگئے تو جائز نہیں ہے اور اگر افتراق سے پہلے پھر کر دے
ولا يجوز التصرف في راس المال والمسلم فيه قبل القبض اما عدم جواز التصرف في راس المال فلان فيه تفويت القبض
تو جائز ہے اور راس المال اور مسلم فیہ میں قبضہ سے پہلے تصرف جائز نہیں ہے راس المال میں تو تصرف اسواسطے جائز نہیں ہے کہ اوس میں قبضہ فوت ہوتا ہے جو
الواجب بالعقد واما عدم جواز التصرف في المسلم فيه فلانه مبيع والتصرف فيه قبل القبض لا يجوز وكذا لا يجوز فيه
عقد سے واجب ہوا تھا اور مسلم فیہ میں تصرف اسواسطے جائز نہیں ہے کہ وہ مبیع ہے اور مبیع میں تصرف قبضہ سے پہلے جائز نہیں ہے اور ایسی ہی مسلم فیہ میں
قبل القبض الشركة والتولية ونحوهما لانه تصرف فيه قبل القبض فصورة الشركة ان يقول رب السلم لرجل اعطني نصف
قبضہ سے پہلے نہ شرکت جائز ہے اور نہ تولیہ وغیرہ کیونکہ یہ سب قبل القبض تصرف ہیں پس شرکت کی صورت یہ ہے کہ رب السلم کسی سے یہ کہے مجھکو آدھا راس المال
راس المال ليكون نصف المسلم فيه لك وصورة التولية ان يقول رب السلم لرجل اعطني جميع راس المال ليكون
دیدے آدھا مسلم فیہ تیرا ہوگا اور تولیہ کی صورت یہ ہے کہ رب السلم کسیکو کہے تمام راس المال مجھکو دیدے تمام مسلم فیہ تیرا ہوگا
جميع المسلم فيه لك ومن اسلم في كر بر فلما حل الاجل اشترى المسلم اليه من رجل كر بر وامر رب السلم ان يقبضه
اور اگر کسی نے گیہوں کی پیمانہ میں سلم کی پھر جب مدت گذر چکی تو مسلم الیہ نے کسی شخص سے پیمانہ گیہوں کا مول لیکر رب السلم سے کہا کہ اوس سے گیہوں اپنے حق کی
قضاء لحقه وقبضه لا يكون قضاء لحقه حتى لو هلك المقبوض في يد رب السلم يهلك من مال المسلم اليه ولو
لیلے اور اوسنے لیلی تو اوسکا حق یعنی مسلم فیہ ادا نہوگا یہانتک کہ اگر وہ مقبوض رب السلم کے قبضہ میں تلف ہو جاوے تو مسلم الیہ کا جاویگا اور اگر اوسکو
امره ان يقبضه له ثم لنفسه فاكتاله له ثم لنفسه يجوز لاجتماع الصفقتين بشرط الكيل فلا بد من الكيل مرتين
یوں کہے کہ وہ گیہوں پہلے میرے لئے قبضہ کر پھر اپنے لئے پھر اوسنے پہلے اوسکے لئے کیل کئے پھر اپنے لئے کیل کئے تو جائز ہے بسبب جمع ہونے دو عقد کی بشرط کیل کی سو دو دفعہ کیل کرنا ضرور ہے

لنهي النبي عليه الصلوٰة والسلام عن بيع الطعام حتى يجري فيه صاعان ومن اسلم ... لاجل

کیونکہ نبی علیہ السلام نی غلہ کی بیچنی سی منع کیا ہی جبتک اوسمین دو بار پیمانہ جاری نہو ... اور اگر کسی نی گیہون کی پیمانہ مین سلم کی ...

الی المسلم اليه غرائر وامره ان يكيل المسلم فيه فيها ففعل وهو غائب ولم يكن في الغرائر من جنس المسلم فيه شئ لا يكون

تو اوسنی مسلم الیہ کو گون یا تہیلہ دیکر کہا کہ مسلم فیہ یعنی مبیع اسمین ناپ دینا مسلم الیہ نی اوسکی بیچی کیل کرکر بہر دئی اور رب السلم حاضر نہی اور حال یہہ ہی کہ اون گون مین مسلم فیہ کی جنس کا کچہہ نہین تہا

قضاء حتى لو هلك يهلك من مال المسلم اليه لان امره لم يصادف ملكه لكون حقه في الدين لا في العين ويصير

تو بدلہ ادا نہوگا یہان تک کہ اگر تلف ہوجاوین تو مسلم الیہ کا مال تلف ہوگا اسلئی کہ اوسکا امر اوسکی ملک سی متصل نہین ہوا کیونکہ اوسکا حق تو ابہی دین مین ہی عین مین نہین ہی اور صورت

المسلم اليه كانه استعار الغرائر وجعل ملكه فيها ولو اجتمع الدين والعين بان اسلم رجل في كر بر فلما حل

یون ہوجاتی ہی کہ گویا مسلم الیہ نی تہیلہ عاریت مانگ کر اپنا مال اوسمین بہر دیا اور اگر دین اور عین جمع ہوجاوین اسطور کہ کسی شخص نی ایک پیمانہ گیہون مین بیع سلم کی جب تمام ہوئی

الاجل اشترى من المسلم اليه كرا اخر معينا ودفع اليه غرائر ليجعل فيها الكر العين والكر الدين فانه ان جعل العين

رب السلم نی مسلم الیہ سی ایک پیمانہ گیہون کا خرید کر اوسکو تہیلہ دیدیا کہ اوسمین یہہ گیہون حال کی خرید اور گیہون مسلم فیہ بہر دیوی اب مسلم الیہ نی اگر گیہون خرید حال کی

فيها اولا يصير المشتري قابضا لهما جميعا اما العين فلصحة امره فيه لمصادفته ملكه لانه ملكه بالشراء فيكون

اوسمین پہلی بہر دئی تو مشتری یعنی رب السلم دونو کا قابض ایکدم سی ہوگیا عین کا تو اسلئی کہ اسمین اوسکا حکم درست ہی کہ اوسکی ملک مین واقع ہوا ہی کیونکہ خرید کر مالک ہوچکا ہی

فعل المامور كفعل الامر واما الدين فلاتصاله بملكه برضاه وبالاتصال بالملك بالرضى يثبت القبض وان جعل

عمل مامور کا بجای عمل آمر کی ہی اور رہا دین یعنی مسلم فیہ سو اسی قابض ہوا کہ رضا سی اوسکی ملک مین مل گیا اور رضامندی کی ساتہہ ملک مین ملجانی سی قبضہ ثابت ہوجاتا ہی اور اگر

الدين فيها اولا لا يصير المشتري قابضا لشئ منهما اما الدين فلعدم صحة امره فيه لعدم مصادفته ملكه لان حقه

مسلم الیہ نی مسلم فیہ کو پہلی بہر دیا تو مشتری یعنی رب السلم دونو کا قابض نہین ہوویگا دین یعنی مسلم فیہ کا اسلئی کہ اسمین اوسکا کہنا درست نہین ہی کیونکہ اوسکی ملک پر نہین ہی اسلئی کہ اوسکا

في الدين لا في العين وهذا عين فيكون المامور بجعله في الغرائر متصرفا في ملك نفسه فلا يكون فعله كفعل الامر

حق دین مین ہی عین مین نہین ہی اور یہہ عین ہی اب مامور یعنی مسلم الیہ نی جو گیہون گون مین بہر دئی ہین تو اپنی ملک مین تصرف کیا ہی سو اوسکا کیا مانند آمر کی کئی کی نہین ہی

واما العين فلانه خلطه بملكه قبل التسليم وهو استهلاك عند ابي حنيفة فينفسخ البيع وههنا نوع اخر من البيع

اور رہا عین سو اسلئی کہ بایع نی تسلیم سی پہلی اپنی ملک مین ملائی ہین اور یہہ امام ابوحنیفہ کی نزدیک ہلاک کردینا ہی سو بیع فسخ ہوجاویگی اور یہان ایک اور قسم کی بیع کی

يسمى استصناعا وهو ان يقول رجل لصانع اصنع لي من مالك شيئا صورته كذا وقدره كذا بكذا درهما بلا ذكر

اوسکو استصناع کہتی ہین وہ یہہ ہی کہ ایک شخص کاریگر سی کہی میری لئی اپنی مال مین سی فلانی چیز اس صورت کی اور اتنی بڑی اتنی قیمت کو بنادی مدت کا کچہہ ذکر نہین کیا

اجل معلوم فان كان ذلك الشئ مما جرى فيه التعامل كالخف والطشت والقمقمة ونحوها يصح استحسانا

پہر اگر وہ ایسی شئ بنوائی جسمین لوگون کا عمل درآمد رواج پڑ رہا ہی جیسی موزہ اور لگن اور قمقمہ وغیرہ تو استحسانا درست ہی

للاجماع الثابت بالتعامل من زمن النبي عليه السلام الى يومنا هذا ويكون بيعا لا عدة حتى يجبر الصانع على تحصيله

کیونکہ رواج کی سبب نبی علیہ السلام کی عہد سی آج تک اجماع چلا آتا ہی اور یہہ بیع ہی ہوتی ہی کچہہ وعدہ نہین ہی یہان تک کہ کاریگر پر بنانی کی لئی زور کیا جاویگا

ولا يرجع الامر عنه ولو كان عدة لكان للامر الرجوع ولم يكن على الصانع الجبر والمبيع هو العين لا عمل حتى لو جاء بما

اور بنوانی والا پہر نہین سکتا اگر وعدہ ہی ہوتا تو بنوانی والا پہر جاسکتا اور کاریگر پر زور نہ چلتا اور مبیع وہ شئ یعنی موزہ وغیرہ ہوتی ہی عمل نہین ہوتا یہان تک کہ اگر وہ

صنعه قبل العقد او صنعه غيره يصح ولو كان المبيع عمله لما صح ولا يتعين المبيع للامر بلا اختياره حتى يصح

عقد سی پہلی کا بنا ہوا یا اور کاریگر کی ہاتہہ کا دیوی تو جایز ہی اور اگر مبیع عمل ہی ہوتا تو کبہی جایز نہوتا اور مبیع بغیر پسند آمر کی نہین ہوجاتی یہان تک کہ

للصانع بيعه قبل رؤية الامر ولو تعين له لما صح بيعه وللامر الخيار عند الرؤية لانه اشترى ما لم يره فيكون له خيار

کاریگر کو اختیار ہی کہ آمر کی دیکہنی سی پہلی چاہی تو بیچدی اور اگر اوسکی ہوچکتی تو بیع ہرگز نہ جایز ہوتی اور بنوانی والی کو دیکہنی پر اختیار ہی اسلئی کہ اوسنی بن دیکہی خریدا ہی

جاویگا

[illegible]

الرؤية وان لم يكن ذلك الشيء ماجرى فيه التعامل كالثياب ونحوها لا يصح الا اذا ذكر فيه اجل معلوم وبينت

درست حاصل ہی اور اگر وہ شی ایسی نہیں ہی جسمیں لوگوں کا عمل درآمد اور رواج ہو جیسی کپڑا وغیرہ تو جایز نہیں ہی جبتک کہ اوسمیں مدت نہ ٹہری اور ساتوں شرطیں سلم کی

شرائط السلم فحينئذ يصح بطريق السلم لا بطريق الاستصناع ثم لما كان احد معنى السلف القرض ناسب بيانه

نہ بیان ہوں سواسی بطور بیع سلم کی جایز ہوگی بطور استصناع کی نہیں پہر چونکہ ایک معنی سلف کی قرض کی تہی تو بیان اسکا بہی یہاں مناسب معلوم ہوا

ههنا وان لم يكن مرادا به لان الشرع قد اذن فيه واجمع الامة على جوازه وهو ما تعطيه غيرك من المال لتقضاه

اگرچہ مراد نہیں ہی کیونکہ شرع نی اسمیں اجازت دی ہی اور اسکی جواز پر امت کا اجماع ہی اور قرض یہہ ہی کہ تو اپنا مال غیر کو دیوی تا کہ وہ اوسکو پہر ادا کری

ويجري في كل كيلي ووزني وعددي متقارب لا فيما كان متفاوتا كالحيوان والثوب والخشب والاصل فيه ان

اور قرض ہر ایک کیلی اور وزنی اور عددی متقارب میں جایز ہی عددی متفاوت میں جایز نہیں ہی جیسی حیوان اور کپڑا اور لکڑی اور قاعدہ کلیہ یہہ ہی

كل ما كان من ذوات الامثال ويكون عند الاستهلاك مضمونا بالمثل لا بالقيمة يجوز استقراضه وكل ما لم يكن

کہ جو شی ذوات الامثال سی ہی اور ہلاک ہونی پر اوسکا ضمان بالمثل ہوتا ہی ضمان بالقیمت نہیں ہوتا تو اوسکا قرض لینا جایز ہی اور جو شی

من ذوات الامثال ولا يكون عند الاستهلاك مضمونا بالمثل بل بالقيمة لا يجوز استقراضه حتى لو استقرض

ذوات الامثال سی نہیں ہی اور ہلاک ہونی پر ضمان بالمثل نہیں آتا بلکہ ضمان بالقیمۃ آتا ہی تو اوسکا قرض لینا جایز نہیں ہی یہاں تک کہ اگر کسی شخص نی

رجل من اخر عبدا او حيوانا اخر فقضى به دينه يضمن قيمته لان قرض الحيوان فاسد والقرض الفاسد

دوسری سی غلام یا اور حیوان اودہار لیکر اپنا قرض ادا کیا تو اوسکی قیمت کا ضامن ہوگا اسواسطی کہ حیوان کا قرض لینا فاسد ہی اور قرض فاسد قبضہ کی بعد

يفيد الملك بالقبض ويكون عند الاستهلاك مضمونا بالقيمة كالبيع الفاسد ومن دفع الى غيره مالا و

ملک میں آجاتا ہی اور ہلاک ہونی پر اوسکی قیمت ذمہ پر آجاتی ہی جیسی بیع فاسد میں اور اگر کسینی دوسری کو مال دیکر

قال له خذ هذا المال واصرفه الى حوايجك يكون ذلك المال قرضا لا هبة لان هذا القول وان كان

کہا یہہ مال لی اور اپنی کاروبار میں لگالی تو یہہ مال قرض ہو دیگا ہبہ نہیں ہو دیگا اسلئی کہ اس قول میں اگرچہ

يحتملها الا ان الثابت به لا يكون هبة بل يكون قرضا لكونه ادناها ولو دفع اليه ثوبا وقال له اكتس به

دونو احتمال ہو سکتی ہیں پر اس سی ہبہ بالخصوص ثابت نہیں ہوتا بلکہ قرض ثابت ہوتا ہی کیونکہ قرض دونوں میں کمتر ہی اور اگر کپڑا دیکر کہا کہ لی اس ہی کو اوڑہا اوڑہایا کر

لا يكون قرضا لكون قرض الثوب فاسدا بل يكون هبة تصحيحا التصرفه ومن اخذ من القصاب لحما

تو قرض نہیں ہوگا کیونکہ کپڑیکا اودہار فاسد ہی بلکہ ہبہ ہو دیگا تا کہ اوسکا تصرف درست رہی اور اگر کسینی قصائی سی گوشت لیا

ولم يذكر انه قرض او شراء يكون قرضا فاسدا يملكه بالقبض ولا يحل له اكله وذكر في المنتقى ان اللحم

اور یہہ نہ کہا کہ اودہار لیتا ہوں یا مول تو یہہ قرض فاسد ہوگا قبضہ کی بعد ملک ہو جاویگا اور کہانا حلال نہوگا اور منتقی میں مذکور ہی کہ گوشت کا

يجوز استقراضه وزنا عند اصحابنا وذلك لانه على ما ذكر في نوادر ابن رستم عن محمد مثلي يضمن بالمثل

قرض لینا وزنا ہماری اصحاب کی نزدیک جایز ہی اسلئی کہ گوشت موافق بیان نوادر ابن رستم کی امام محمد سی مثلی ہی اسکا ضمان بالمثل ہی

وذكر في الجامع الكبير انه يضمن بالقيمة وقال الاسبيجابي هذا محمول على ما اذا انقطع عن ايدي الناس

اور جامع کبیر میں مذکور ہی کہ گوشت کا ضمان بالقیمۃ آتا ہی اور اسبیجابی کہتا ہی کہ ضمان بالقیمۃ اسصورت میں ہی کہ لوگوں کی قابو میں نرہی

وفي شرح الطحاوي ان كل موزون مثلي وهذا يقتضي ان يكون اللحم مثليا وكذا يقتضي ان يكون العنب والغزل

اور شرح طحاوی میں ہی کہ وزنی چیزیں سب مثلی ہیں اس سی لازم آتا ہی کہ گوشت مثلی ہووی اور ایسی ہی لازم آتا ہی کہ انگور اور سوت

مثليا ويجوز استقراض الكاغذ عددا لانه عددي متقارب ومن اتلف دبسا غيره يضمن قيمته لان

مثلی ہووی اور اودہار کرنا کاغذ کا گنکر جایز ہی اسلئی کہ عددی متقارب ہی اور اگر کسینی بیگانی شیرۂ خرما وغیرہ تلف کردیا تو قیمت دیویگا اسلئی

ماكان من صنع العباد لايمكنهم مراعات المماثلة فيه لتفاوتهم في الحذاقة فعلى هذا كان ينبغي ان لا يجوز

کہ جو چیز آدمیوں کی بنائی ہوئی ہوتی ہی اوسمیں مماثلت ممکن نہیں ہی کیونکہ کاریگری میں سب مختلف ہوتی ہیں اس تقریر کی موافق چاہیئی کہ کاغذ کا

استقراضه لكن قيل يجوز استقراضه لكونه مثليا على قولهما والعصير مثلي لكن اذا صار دبسا بغير نار

قرض لینا جایز نہووی لیکن کہتی ہیں کہ قرض لینا جایز ہی کیونکہ صاحبین کی قول پر مثلی ہی اور شیرہ انگور کا مثلی ہی اور ایسی ہی بغیر آگ کی شراب ہوجاوی

والدقيق والخبز قيمي فعلى هذا كان ينبغي ان لا يجوز استقراضهما لكن ذكر في فتاوى قاضيخان ان استقراض الدقيق

اور آٹا اور روٹی قیمتی ہی اسکی موافق یون چاہیئی تہا کہ انکا اودہار لینا جایز نہوتا پر فتاوی قاضیخان مین مذکور ہی کہ اودہار لینا آٹی کا

يجوز وزنا وكيلا وكذا يجوز استقراض الخبز وزنا وعددا عند محمد وعند ابي يوسف يجوز وزنا لا عددا وعليه

وزن یا کیل کرکر جایز ہی اور ایسی ہی اودہار لینا روٹی کا وزن سی یا گنکر امام محمد کی نزدیک جایز ہی اور امام ابو یوسف کی نزدیک وزن کرکر تو جایز ہی گنکر

الفتوى ولو استقرض جماعة من رجل دراهم وامروه ان يدفعها الى واحد منهم ودفعها اليه ليس له ان يطلب منه

اور اسیہی پہ فتوی ہی اور اگر ایک جماعت نی ملکر ایک شخص سی دراہم قرض مانگی اور سب نی کہا کہ ہم مین سی فلانی شخص کو دیدینا اور دینی اوسکی حوالہ کئی اب اوسکو اختیار نہین

الا حصته فقط والتوكيل بقبض القرض صحيح كما اذا قال رجل لاخر اقرضني كذا درهما ثم وكل رجلا بقبضه يصح

کہ اوس فلانی سی سوا اوسکی حصہ کی طلب کری اور وکالت واسطی قبضہ قرض کی درست ہی جیسی کوئی شخص کسی سی کہی مجھکو اتنی درہم قرض دیدی پہر کسیکو اوسکی قبضہ کی لئی وکیل کری

ولا يصح التوكيل بالاستقراض حتى لا يثبت الملك للموكل فيما استقرض له لانه تفويض التصرف في الملك للغير

اور قرض نکلوانی مین وکیل کرنا صحیح نہین ہی یہان تک کہ وہ جو قرض اوسکی لئی نکلوایگا اوسمین موکل کی ملک ثابت نہوگی اسواسطی کہ غیر کی ملک مین تصرف کا حوالہ کرنا ہی

فلا يجوز بخلاف الرسالة فانها صحيحة اذ ليس فيها تفويض التصرف لكون الرسول سفيرا محضا لانه يقول ارسلني

سو جایز نہین ہی برخلاف رسالت کی رسالت صحیح ہی کیونکہ اسمین حوالہ کرنا تصرف کا غیر کی ملک مین نہین ہی اسلئی کہ رسول صرف واسطہ ہوتا ہی کیونکہ جاکر یہہ ہی کہیگا

اليك فلان ويستقرض منك كذا فحينئذ يثبت الملك للمرسل والتوكيل بالاقراض صحيح لانه تفويض التصرف في

مجہکو فلانی نی تیری پاس بہیجا ہی اتنی درہم مجہسی قرض مانگتا ہی اب ملک بہیجنی والی کی ثابت ہوگی اور وکالت قرض دینی مین درست ہی اسواسطی کہ اپنی ملک مین تصرف

ملك نفسه ومن كان له على اخر حنطة وباعها منه بدراهم الى اجل لا يجوز لانه بيع الدين بالدين وقد نهى

اوسکی حوالہ کرتا ہی اور اگر کسیکی گیہون دوسری کی ذمہ آتی ہون اور وہ اوسکی ہاتہہ ایکمدت پر بیچڈالی تو جایز نہین ہی کیونکہ یہہ بیع دین کی دین سی ہی اور اس سی بیشک

النبي عليه السلام وطريق الجواز ان يشتري بها منه ثوبا ويقبضه ثم يبيعه منه بدراهم الى اجل وهذا

نبی علیہ السلام نی منع کیا ہی اور حیلہ جواز کا یون ہی کہ اوس سی بعوض گیہون کی کپڑا خرید کر قبضہ کرلی پہر وہ کپڑا اوسکی ہاتہہ بعوض درہم کی مدت پر بیچڈالی اور

مما يجب حفظه في هذا الزمان لان بعض الناس يستقرض حنطة او شعيرا وغير ذلك مما يجوز استقراضه

اس زمانہ مین اسکی حفاظت واجب ہی اس لئی کہ بعضی آدمی گیہون یا جو وغیرہ جو جو بطور استقراض کی لینا درست ہی قرض لیکر کہا بیجاتی ہین

ويتلفها ثم يطالبه المالك بها ويعجز عن ادائها ويشتريها منه بدراهم الى اجل وهو فاسد لا يجوز ثم ينبغي ان يعلم

پہر مالک مانگتا ہی تو ادا نہین کرسکتی اور اوسکو مدت پر بدلہ دراہم کی خرید لیتا ہی یہہ بیع فاسد ہی جایز نہین ہی اور یاد رکہنی کی بات ہی

ان كل دين حال اذا اجله صاحبه يصير ذلك الدين مؤجلا ويكون تاجيله لازما الا القرض فان تاجيله

جو دین بلا مدت ہووی اگر مالک اوسمین مدت ٹہرادی تو وہ دین مؤجل ہی اور مدت لازم ہوجاتی ہی بجز قرض کی کہ اسمین مدت

لا يكون لازما بل يجوز للمقرض طلبه متى شاء لانه في الابتداء اعارة وبهذا الاعتبار لا يلزم فيه التاجيل لكونه

لازم نہین ہوجاتی بلکہ قرض خواہ کو جایز ہی جب چاہی مانگ لی کیونکہ قرض ابتدا مین عاریت ہوتی ہی اس اعتبار سی اسمین مدت نہین ہوتی اسکی

من التبرعات ولا جبر فيها كما في الاعارة وفي الانتهاء معاوضة وبهذا الاعتبار لا يصح فيه التاجيل لكونه

کرم واحسان ہی احسان پر کچہہ زور نہین ہی جیسی عاریت مین اور آخر کو ادلا بدلا ہوجاتا ہی اور اس اعتبار سی اسمین مدت درست نہین ہی اسواسطی

بيع الدراهم بالدراهم نسيئة وهو ربوا وهذا يقتضي ان لا يجوز القرض وانما جوز نظرا الى ابتدائه لكن بلا
کیونکہ بیع درہم کی درہم سی ادھار دی ہی اور یہہ سود ہوتا ہی اور اس سی لازم آتا ہی کہ قرض ہی جایز نہو سو جایز صرف بلحاظ ابتدا کی ہی لیکن

لزوم الاجل فيه ولو اراد ان يكون الاجل لازما فيه فطريقه ان يحيل المستقرض المقرض على رجل بدين عليه فيؤجل
اسمین مدت لازم نہین ہی اور اگر اسمین مدت کی ضرورت پڑھی تو یون کری کہ قرضدار قرضخواہ کو کسی اور پر حوالہ کردی اب قرضخواہ

المقرض ذلك الرجل مدة معلومة فحينئذ يكون الاجل لازما حتى لا يكون للمقرض ان يطالب ذلك الرجل قبل تمام
اوسکو ایک مدت معین مقرر کردی اب مدت لازم ہوجائیگی یہان تک کہ قرضخواہ کو اختیار نہین کہ اوس شخص سی تمام مدت سی

تلك المدة

## المجلس الخامس والسبعون في بيان السؤال الحرام والوعيد فيه وفي اي موضع

پہلی مانگی — پچہترویں مجلس سوال حرام کی بیان مین اور اسمین کیا وعید ہی اور کس موقع پر

يجوز قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما يزال الرجل يسئل الناس حتى ياتي يوم القيمة ليس في وجهه
جایز ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا آدمی ہمیشہ سوال کرتا رہتا ہی آخر قیامت کو آویگا اوسکی چہری پر گوشت

مزعة لحم هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه ابن عمر والمزعة بضم الميم وسكون الزاء المعجمة وبالعين المهملة
نہین ہوگا یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین سی ہی ابن عمر کی روایت سی اور مزعہ میم کی پیش اور زاء نقطہ دار کی سکون اور عین بی نقطہ سی

قطعة لحم والمراد بعدمها يوم القيمة في وجه السائل ما يلحقه في الاخرة من الفضاحة والهوان لان السوال
گوشت کی تکڑا کو کہتی ہین اور قیامت کی دن سائل کی منہہ پر گوشت نہونی سی یہہ مراد ہی کہ آخرت مین وہ نہایت فضیحت اور خوار ہوویگا اسلیی کہ سوال اصل مین

حرام في الاصل ولا يباح الا عند الضرورة وانما كان الاصل فيه الحرمة لانه لا ينفك عن عدة امور محرمة
حرام ہی اور بدون ضرورت کی مباح نہین ہی اور سوال اصل مین حرام اسواسطی ہی کہ سوال بدون کئی حرام باتون کی نہین ہوسکتا

الاول اظهار الشكوى من الله تعالى فكما ان العبد المملوك اذا سئل يكون سواله شنيعا على مولاه فكذلك
اول یہہ کہ اللہ تعالی کی شکایت ظاہر کرنی سو جیسی غلام مملوک اگر بھیک مانگنی لگی تو اوسکا مانگنا مولی پر دشوار گذرتا ہی ایسی ہی

سوال العبد يكون شنيعا على الله تعالى وهذا يقتضي ان يحرم السوال ولا يحل الا عند الضرورة والثاني اذلال
بندہ کا سوال اللہ کو برا لگتا ہی اس سی لازم آتا ہی کہ سوال حرام ہو اور بلا ضرورت کبھی حلال نہووی جیسی مردار کہانا بلا ضرورت حلال نہین دوسرا اور

في نفسه لغير الله تعالى وليس للمؤمن ان يذل نفسه لغير الله تعالى بل الواجب عليه ان يذل نفسه لله تعالى
اپنی تئین سوا اللہ تعالی کی اور کی سامنی خوار کرنا اور مومن کو نہین چاہیی کہ آپ کو غیر اللہ کی سامنی ذلیل کری بلکہ واجب یہہ ہی کہ اپنی جان کو خدا کی سامنی خوار کری

اذ فيه عزه وشرفه في الدنيا والاخرة والثالث ايذاء المسئول غالبا لانه ربما لا يسمح نفسه بالبذل ويستحيي
کیونکہ اسمین دنیا اور آخرت کی عزت اور شرافت ہی اور تیسری مسئول کو اکثر حال مین ستانا اسلیی کہ بعضی اوقات دینی کو دل نہین چاہتا اور حیا آتی ہی

ان يرى بالمنع في صورة البخلاء ففي البذل نقصان ماله وفي المنع نقصان جاهه وبكل منهما يحصل له الايذاء
کہ ندینی سی بخیل کی صورت بنتا ہی سو دینی مین تو مال کا نقصان ہی اور ندینی مین عزت کا نقصان اور دونو بات سی رنجیدہ ہوتا ہی اور ایذا اوٹہاتا ہی

والايذاء حرام لا يحل الا عند الضرورة ثم انه ان بذل لا يبذل الا حياء او رياء فيحرم على الاخذ اخذه اذا
اور تکلیف دینی حرام ہی بلا ضرورت حلال نہین ہی پہر اگر وہ دیگا بھی تو شرم کا مارا یا ریا کی واسطی دیگا سو ایسا دیا لینی والی پر بہی لینا حرام ہی جب

فهمت هذه المحظورات فهمت قوله عليه السلام مسئلة الناس من الفواحش ما احل من الفواحش
تو نی یہہ خرابیان سمجہ لین تو حدیث کی معنی بھی تجہکو آ گئی سوال کرنا آدمیون سی فواحش سی ہی فواحش مین سی سوا اسکی کوئی حلال نہین ہی

غيرها فانظر كيف سماها فاحشة ولا خفاء ان الفاحشة لا تباح الا عند الضرورة واختلف العلماء في ان
دیکہہ تو کیسی اسکا نام فاحشہ رکہا ہی اور ظاہر ہی کہ فاحشہ بلا ضرورت کبھی مباح نہین ہوتا اور علما کو اسمین اختلاف ہی کہ سوال کس

وقت

وقت يحل السؤال فقال بعضهم من وجد غداء يومه وعشاء ليلته لا يحل له السؤال وقال بعضهم من قدر

وقت حلال ہوتا ہی بعضی کہتی ہیں جسکی پاس ایک دن رات کا کہانا موجود ہی اوسکو سوال کرنا حلال نہیں ہی اور بعضی کہتی ہیں جو شخص کما سکتا ہو اوسکو

على الكسب ليس له ان يسأل الا اذا استغرق اوقاته لطلب العلم وقال بعضهم ليس لنا وضع المقادير بل نستدرك

سوال کرنا نہ چاہیی اوسوقت کہ اوسکا سارا وقت علم کی تحصیل میں مشغول ہو اور بعضی کہتی ہیں ہمکو اختیار نہیں کہ اندازہ ٹہرادیں بلکہ اسکا علم

ذلك بالتوقيف وقد ورد في الحديث انه عليه السلام قال استغنوا بغناء الله تعالى قالوا وما هو يا رسول الله

نقل پر موقوف ہی اور بیشک حدیث میں آیا ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا غنی رہو اللہ کی غنا سی صحابہ نی پوچہا وہ کیا ہی یا رسول اللہ

قال غداء يوم وعشاء ليلة وفي حديث اخر انه عليه الصلوة والسلام قال من سئل وله خمسون درهما

فرمایا کہانا صبح کا اور کہانا رات کا اور ایک اور حدیث میں ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جو شخص مانگی اور اوسکی پاس پچاس درہم

او عدلها من الذهب فقد سئل الحافا وفي لفظ اخر اربعون درهما فمهما اختلفت الروايات في التقديرات يلزم

یا اتنا اور مال سونی کا ہو تو اوسکا سوال لجاجت کا ہی اور ایک روایت میں چالیس درہم آئی ہیں اور جب تقدیرات کی روایتین مختلف ہوئیں تو لازم ہی

ان تحمل على احوال مختلفة فما يحتاج اليه السائل في الحال من طعام يومه وليلته ولباس يلبسه ومأوى يسكنه

کہ اختلاف احوال پر قیاس کیجاویں پہر جس چیز کا سائل فی الحال محتاج ہووی مثلاً دن اور رات کی کہانیکا اور کپڑی کی پہننی کا اور رہنی کی گہر کا

فلا شك فيه واما سواله للمستقبل فله فيه ثلث درجات احدها ما يحتاج اليه غدا والثانية ما يحتاج اليه

تو اوسکی جواز میں کچہ شک نہیں ہی اور سوال کرنا آیندہ کی لیے اسمین سائل تین درجہ پر ہوتا ہی ایک درجہ یہہ ہی کہ اگلی دن اوسکا حاجتمند ہووی اور دوسرا یہہ کہ

بعد اربعين يوما او خمسين يوما والثالثة ما يحتاج اليه في السنة فنقطع ان من معه ما يكفيه ولعياله سنة

بعد چالیس یا پچاس دن کی اوسکا محتاج ہووی تیسرا یہہ کہ سال بہر میں محتاج ہو سو ہمکو یقین ہی کہ جسکی پاس اتنا کچہ ہو کہ اوسکو اور اوسکی عیال کو سال بہر

فسواله حرام لان ذلك غاية الغناء فان كان يحتاج اليه قبل السنة لكن يقدر على السوال في ذلك الوقت ولا

کفایت کری تو اوسکو مانگنا حرام ہی کیونکہ یہہ بڑی ہی غنا ہی پہر اگر سال تمام ہونی سی پہلی حاجتمند ہووی لیکن اوسوقت حاجت پر بہی سوال کر سکتا ہی

يفوت فرصة السوال لا يحل له السوال لانه مستغن عن السوال في الحال وربما لا يعيش الى الغد فيكون قد

فرصت سوال کی ہاتہ سی نہیں جاتی تو اوسکو اب سوال کرنا حلال نہیں کیونکہ بالفعل سوال کی حاجت نہیں ہی اور بعضی وقت اگلی روز تک جیتا نہیں رہتا

سئل ما لا يحتاج اليه اذ وجد عنده ما يكفيه من غداء يومه وليلته وان كان يفوته فرصة السوال ولا

تو اس صورت میں ناحق سوال کیا اسلیے کہ اوسکی پاس اتنا تہا جو صبح اور شام کی کہانی کو کفایت کری اور اگر ایسا حال ہی کہ فرصت ہاتہ سی جاتی ہی

يجد من يعطيه لو اخرت السوال يباح له السوال لان البقاء الى السنة غير بعيد وهو بتاخير السوال يخاف ان

اگر سوال پہیر پر رکہیں تو دینی والا نملیگا تو اب سوال کرنا مباح ہی کیونکہ برس بہر جینا کچہ بعید نہیں ہی اور سوال پہیر پر رکہنی میں خوف یہہ ہی

يبقى مضطرا عاجزا عما يغنيه والمدة التي يحتاج فيها الى السوال لا يقبل الضبط وهو منوطة باجتهاده ونظره

کہ مبادا عاجز لاچار رہ جاوی اور مقرر کرنا اس مدت کا جسمین حاجت سوال کی پڑجاوی قابل ضبط کی نہیں ہی وہ صرف اسکی قیاس پر

لنفسه فيستفتي قلبه ويعمل به ولا يصغي الى تخويف الشيطان لانه يعد الفقر ويامر بالفحشاء التي يحث الضرورة

اور جان کی خیرخواہی پر موقوف ہی سو یہہ شخص اپنی دل سی فتوی لیوی اور اوسپر عمل کری اور شیطان کی ڈرانی پر کان نہ دہری وہ تو فقر کا وعدہ اور فحشا کا امر کیا کرتا ہی

فان من عجز عن الكسب واشتد جوعه وخاف على نفسه يلزمه السوال لان السوال نوع اكتساب لما روى انه

بیشک جو شخص کمائی سی لاچار ہو اور بہوک مارنی لگی اور جان کا خوف ہو تو اوسکو سوال کرنا چاہیی کیونکہ سوال بہی ایک طرح کمائی ہی اسلیی کہ روایت ہی کہ نبی

عليه الصلوة والسلام قال السوال اخر الكسب فان ترك السوال في تلك الحالة حتى مات باثم لانه القى نفسه

علیہ السلام نی فرمایا ہی کہ سوال لاچاری کی کمائی ہی پہر اگر ایسی حالت میں سوال نکیا آخر مر گیا تو گنہگار ہوگا کیونکہ اپنی جان کو ہلاک کیا

الی التهلکة اذ کان السوال یوصله الی ما یقوم به نفسه فی تلك الحالة کالکسب ولا ذل فی السوال فی تلك

اسواسطی کہ سوال پہنچا دیتا ہی وہ چیز میسر ہوتی ہی جس سی اسکی جان ایسی حالت مین بچ جاتی جیسی کمانی سی اور ایسی حالت مین سوال سی کچہ ذلت نہین ہوتی

الحالة وانما الذل اذا سال من غیر حاجة فان من له قوت یومه لا یحل له السوال لانه یذل نفسه من

ذلت تو جبہی ہی کہ بلا ضرورت مانگی بیشک جسکی پاس ایکدن کا کہانا ہووی اوسکو سوال کرنا حلال نہین ہی اسلئی کہ اپنی تئین بی ضرورت

غیر ضرورة وهو حرام لما روی انه علیه السلام قال لا یحل للمسلم ان یذل نفسه وان عجز عن طلب القوت

ذلیل کرتا ہی یہہ حرام ہی کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ مسلم کو حلال نہین ہی کہ اپنی تئین ذلیل کری اور اگر وہ اپنی کہانی اور کمانی سی عاجز ہو

لنفسه یفترض علی کل من علم حاله ان یطعمه او یدل علیه من یطعمه صونا له عن الهلاك وان امتنعوا

تو جو واقف حال ہو ہیہ فرض ہی کہ اسکو کہانا دیوی یا ایسی کو جتلا دی کہ وہ اوسکو کہانا دیوی تا کہ وہ مرنی سی بچی اور اگر انہین سی کسیتی ندیا

من ذلك حتی مات یشترکون فی الاثم وان اطعمه واحد یسقط الاثم عن الباقین قال الحسن البصری وابو

آخر وہ مرگیا تو گنہ مین سب شریک ہین اور اگر کسی ایک نی بہی کہلا دیا تو سب سی گنہ جاتا رہا حسن بصری اور ابو عبید

عبید من کان له اربعین درهما فهو غنی وذهب الثوری وابن المبارك وابن احمد بن حنبل وطائفة من

کہتی ہین جسکی پاس چالیس درہم ہون تو وہ غنی ہی اور ثوری اور ابن مبارک اور احمد بن حنبل اور ایک جماعت علماء کا یہہ مذہب ہی

العلماء الی ان من کان له خمسون درهما او قیمتها من الذهب لا یدفع الیه شیء من الزکوة وقالت الحنفیة

جسکی پاس پچاس درہم ہون یا اوس قیمت کا سونا تو ایسی کو زکوۃ نہ دینی چاہئی اور علماء حنفیہ کہتی ہین

یجوز دفع الزکوة الی من یملك دون النصاب وان کان صحیحا مکتسبا مع قولهم من کان له قوت یومه

ایسی شخص کو زکوۃ دینی درست ہی جو مالک پوری نصاب کا نہو اگرچہ بہلا چنگا کہاؤ کماؤ ہو باوجودیکہ یہہ بہی کہتی ہین جسکی پاس ایک روز کا قوت ہووی

لا یحل له السوال وذکر فی الخانیة القدرة علی الغداء والعشاء یحرم سؤال الغداء والعشاء ویجوز معها سوال

اسکو سوال حلال نہین ہی اور خانیہ مین مذکور ہی کہ صبح شام کی کہانی کی قدرت صبح شام کا کہانا مانگنا حرام کر دیتی ہی تسپر مانگنا کرتہ

الجبة والکساء وقال الزیلعی وکذا الفقیر القوی یحرم علیه السوال وروی ان عمر سمع سائلا یسئل بعد

اور چادر کا جائز ہی اور زیلعی کہتا ہی اور ایسی ہی ہٹی کٹی فقیر کو سوال کرنا حرام ہی اور روایت ہی کہ عمر رض نی سائل کو بعد مغرب کی مانگتی ہوئی سنا

المغرب فقال لواحد من خدامه عش الرجل فقام وعشاه ثم سمعه ثانیا یسئل فقال لخادمه الم اقل لك

سو اپنی ایک خادم سی کہا شام کی خوراک اس سائل کو دیدی وہ اوٹہا اور دیدی پہر اوسکو دوبارہ سنا کہ مانگتا ہی پہر خادم سی کہا مینی تجہسی کہا نہین تہا

عش الرجل فقال قد عشیته یا امیر المؤمنین فنظر عمر فاذا تحت ابطه مخلاة مملوة خبزا فقال انك لست

کہ اسکو شام کی خوراک دیدی عرض کیا یا امیر المؤمنین مین نی دیدی پہر عمر کیا دیکہتی ہین کہ اوسکی بغل مین تہیلا روٹیون سی بہرا ہوا ہی فرمایا تو ہرگز سائل نہین ہی

بسائل بل انك تاجر ثم اخذ مخلاته ونثر ما فیها بین یدی ابل الصدقة وضرب بالدرة فلو لم یکن سواله

بلکہ تو سوداگر ہی پہر اوسکا تہیلا لیکر جو اوسمین تہا خیرات کی اونٹون کی آگی بکہیر دیا اور اوسکو کوڑا بہی تعزیر دی اب اسکو اگر سوال کرنا حرام نہوتا

حراما لما ضربه ولما اخذ مخلاته ونثر ما فیها بین یدی الابل اما ضربه فکان للتادیب فیجوز تادیب السائل

تو اوسکو کیون مارتی اور اسکا تہیلا لیکر اونٹون کی آگی کیون ڈالدیتی البتہ اوسکا مارنا تادیب کی لئی تہا سو سائل کی تادیب اور اوسکا

وزجره اذا کان سؤاله علی غیر وجه الشرع واما اخذ ماله فانه راه مستغنیا عن السؤال وعلم ان ما اعطاه

دہمکانا جب سوال برخلاف شرع کرتا ہو تو جائز ہی اور رہا اوسکی مال کا لیلینا سو اسلئی کہ اوسکو سوال سی غنی دیکہا اور جانا کہ جسنی اسکو دیا ہی

انما اعطاه علی اعتقاد انه محتاج وقد کان کاذبا فی اظهار الحاجة ولم یدخل فی ملکه باخذه مع التلبیس

محتاج سمجہہ کر دیا ہی اور یہہ سائل بیشک حاجتمندی ظاہر کرنی مین جہوٹہا تہا سو اسکی ملک مین نہین آیا مگر سی جو لیا ہی

دعمر

وعن تمييزه ورده الى اصحابه ان يعيروا اصحابه باعيانهم يبقى عليه [illegible]
اور سب اوسکی تمیز دشوار ہی کہ اوسکی مالک پہر بعد کیا [illegible] خاص خاص کیا معلوم ہی کسکا [illegible] مصالح مسلمین [illegible]
المسلمين وابل الصدقة وعلمتها من مصالح المسلمين فصرفه اليها فعلم من فعل عمران السائل اذا تجاوز حد
واجب ہی اور صدقہ کی اونٹ اور اونکا کہانا مصالح مسلمین سی ہی سوادنکی آگی ڈالدیا حضرت عمر کی اس فعل سی معلوم ہوا کہ سائل اگر حد شرعی سی تجاوز کری
الشرع يجوز زجره وتاديبه واما قوله تعالى واما السائل فلا تنهر فهذا في حق السائل المحتاج فان من كان
تو اوسکو زجر اور تادیب جایز ہی اور رہی یہہ آیت اور جو مانگتا ہو اوسکو نہ جہڑک سو یہہ حاجتمند سائل کی حق میں ہی بیشک جو شخص
يسئل لفاقة وحاجة وكان سواله على وجه الشرع يكون زجره معصية لكونه يريد الاخرة على ما قال ابرهيم النخعي
فاقہ اور حاجت کا مارا مانگتا ہو اور اوسکا سوال موافق شریع کی ہو تو ایسی کا زجر گناہ ہی کیونکہ وہ آخرت کا طالب ہی موافق قول ابراہیم نخعی کی
ان السائل يريد الاخرة الى باب احدكم اتبعثون شيئا الى اهليكم وقال ابرهيم بن ادهم نعم القوم السؤال يحملون
کہ بیشک سائل آخرت کا طالب ہوتا ہی جو تمہاری دروازی پر آکر کہتا ہی کیا دیتی ہو کچہہ اپنی اہل کو اور ابراہیم بن ادہم کہتی ہین کیا خوب لوگ ہین مانگنی والی ہمارا
زادنا الى الاخرة فاذا كان كذلك لا ينبغي ان يرد محروما بل ينبغي ان يعطى له شيئا ولو كان قليلا خيفة ان يكون
توشہ آخرت مین اوٹہا لیجاتی ہین جب حال یہہ ہی تو لایق نہین ہی کہ سائل محروم چلا جاوی بلکہ اوسکو کچہہ نہ کچہہ دیا چاہئی اگرچہ تہوڑا سا ہو ڈر ہی یا ہین خوف شاید کہ
صادقا في اظهار الحاجة فيهلك من يرده محروما اذا قدر على اعطائه شيئا واما اذا لم يقدر على اعطائه شيئا فينبغي
کہ اپنی حاجت سچ بیان کرتا ہو پہر اوسکی خرابی ہی جو محروم ہٹا دیوی اگر کچہہ دی سکتا ہی اگر کچہہ دینی کا مقدور ہی نہین تو لایق یون ہی کہ اچہی نرم بات کہہ کر
له ان يرده برد جميل من القول ولا يزجره ولا يغلظ له القول الا اذا الح عليه فحينئذ يجوز زجره وتغليظ القول
ہٹا دی نہ جہڑکی اور نہ سخت بات کہی ہان اگر وہ الحاح کئی جاوی تو جہڑکنا اور سخت کہنا جایز ہی
عليه كما قال بعض العلماء اذا سئل فقير من انسان شيئا فرده برد جميل من القول ثم الح عليه الفقير يجوز ان
چنانچہ بعضی علماء کہتی ہین جب فقیر کسی شخص سی کچہہ مانگی پہر وہ اوسکو اچہی بات سی ٹالدی پہر فقیر وہین گڑ گڑا ہی جاوی تو جہڑک دینا
يزجره ويغلظ عليه القول بان يقول له ما هذا الالحاح خف الله تعالى ولا تؤذ الناس بالحاحك فان الالحاح
اور سخت کہنا جایز ہی کہ اسطور کہی یہہ کیا الحاح ہی خدا سی ڈر اپنی الحاح سی لوگون کو کیون ستاتا ہی بیشک الحاح
ممنوع وكذا السائل الذي يسئل في المسجد ويؤذي الناس بتخطي رقابهم لا ينبغي ان يتصدق عليه لانه اعانة
ممنوع ہی اور ایسی ہی جو سائل مسجد مین مانگتا ہو اور نمازیون کو ستا کر گردنون پر کوا چکتا ہو تو ایسی کو دینا اچہا نہین اسلئی کہ یہہ مسجد مین گناہ کی
له على الاثم في المسجد كما قال قاضيخان في فتاواه لا ينبغي ان يتصدق على السائل في المسجد الجامع لان ذلك
امداد ہی چنانچہ قاضیخان اپنی فتاوی مین کہتا ہی بہتر نہین کہ مسجد جامع کی سائل کو خیرات دیجاوی کیون کہ نمازیون کی ستانی کی
اعانة له على اذى الناس وعن ابي نصر العياضي انه قال من اخرج السؤال من الجامع ارجوان يغفر الله له
امداد ہی اور ابی نصر عیاضی سی روایت ہی کہ کہتا ہی جو شخص سائل کو مسجد جامع سی باہر کردی مجہکو امید ہی کہ خدا اوسکو بخشدی
باخراجهم من المسجد وعن خلف بن ايوب انه قال لو كنت قاضيا لم اقبل شهادة من يتصدق على السائل في
اونکو جو مسجد مین سی نکالدیا اور خلف بن ایوب سی روایت ہی کہ کہتا تہا اگر مین قاضی ہوتا تو مسجد کی سائل کو خیرات دینی والی کی گواہی قبول نکرتا
المسجد وعن ابي بكر ابن اسمعيل انه قال هذا فلس واحد يحتاج الى سبعين فلسا ليكون تلك السبعون كفارة لذلك
اور ابی بکر بن اسماعیل سی روایت ہی کہ کہتا تہا یہہ ایک پیسہ ہی اس ایک پیسی کی واسطی ستر پیسی چاہئین تاکہ وہ ستر اس ایک پیسی کی کفارہ ہون
الفلس الواحد وعن ابي مطيع البلخي انه قال لا يحل للرجل ان يعطي سؤال المساجد لما فيه من الوعيد فان كان
اور ابو مطیع بلخی سی روایت ہی کہ کہتا تہا کہ مسجدون کی سائلون کو دینا کسیکو حلال نہین ہی کیونکہ اسمین وعید آئی ہی پس اگر سائل

الناس [illegible] ويمر بين يدي المصلي ويسئل [illegible] منه ولا يسئل [illegible] بالسوال التصدق

لوگون کی گردنون [illegible] نمازیون کی سامنی کو پہرتا ہو اور لحاف کرتا ہو [illegible] سوال کرتا ہو الحاح کیساتہ ہو تو [illegible] ایسی کو دینا [illegible]

عليه [illegible] ان السوال كانوا يسئلون على عهد رسول الله عليه الصلوة والسلام في المسجد حتى روي ان عليا

[illegible] ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عہد میں بہی منگتی مسجد مین مانگا کرتی تہی یہان تک کہ روایت ہی کہ علی رضی

تصدق بخاتمه وهو في الركوع فمدحه الله تعالى بقوله ويؤتون الزكوة وهم راكعون وذكر في نصاب الاحتساب

عین رکوع کی اندر اپنی انگوٹہی دیدی اور اللہ تعالی اس آیت مین اونکی مدح کرتا ہی الذین یؤتون زکوۃ اور وہ رکوع مین ہین اور نصاب الاحتساب مین مذکور ہی

ان القاضي سئل عن التصدق على سوال المسجد الجامع في وقت الخطبة وقبلها هل يجوز ام لا فقال اما في الخطبة

کہ قاضی [illegible] حال صدقہ کا پوچہا مسجد جامع کی مانگنی والون پر عین خطبہ کی وقت اور خطبہ سی پہلی آیا جائز ہی یا نہین قاضی نی جواب دیا

[illegible] التصدق بحال من الاحوال وان خيف الهلاك على السائل لان في وقت الخطبة لا يجوز الصلوة التي هي

خطبہ کی وقت تصدق کسی حالت مین جائز نہین ہی اگرچہ سائل مرتی لگی اسلئی کہ خطبہ کی وقت نماز بہی جائز نہین ہی جو تمام عبادات مین

راس العبادات واساسها ولا التسبيح والتهليل وقراءة القران فضلا عن التصدق واما قبل الخطبة فهي على

عمدہ اور عبادات کی بنیاد ہی اور نہ سبحان اللہ پڑہنا اور نہ لا الہ الا اللہ پڑہنا اور نہ تلاوت قرآن صدقہ کی تو کیا اصل ہی اور وہ خطبہ سی پہلی اسکی

وجهين ان كان السائل يلزم مكانه ولا يدور من صف الى صف ولا يتخطى رقاب الناس فالتصدق عليه يجوز

دو حال ہین اگر سائل اپنی جگہ بیٹہا ہوا ہی صفون کو چیرتا نہین پہرتا اور نہ نمازیون کی گردنون پر کوجاتا ہی تو ایسی کو دینا جائز ہی

ويثاب عليه واما اذا كان يتخطى رقاب الناس فالتصدق عليه حرام ومن تصدق عليه يشاركه في وزره

اور ثواب ہی اور جو وہ سائل جو نمازیون کی گردنون پر کو جاوی سو ایسی کو دینا حرام ہی اور جو شخص ایسی کو دیگا تو اوس سائل کی گناہ مین

الذي يعتريه من المرور بين يدي المصلي وتشوش في القراءة وتخطي رقاب الناس وروي انه عليه الصلوة والسلام

جو اوسپر مصلیون کی سامنی پہرنیسی اور قرارت مین خیال ہٹانی سی اور نمازیون کی گردنون پر کو چلنی سی گناہ ہوتا ہی اوسمین شریک ہوگا اور روایت ہی کہ نبی

قال اذا كان يوم القيمة ينادي مناد الا ليقم اعداء الله فلا يقوم الا سوال المساجد لان المساجد انما بنيت

فرمایا جب قیامت کا روز ہوگا تو منادی آواز دیگا سو خدا کی دشمن کہڑی ہو جاؤ سو بجز مسجد کی منگتون کی کوئی نہ کہڑا ہوگا کیونکہ مسجدین صرف نماز

للصلوة والذكر لا للسب والشكاية من الله تعالى فان الانسان اذا جاء دار ملك وهو جالس مع اصدقائه

اور یاد الہی کی واسطی بنی ہین کہانی اور اللہ تعالی کی شکوہ شکایت کی واسطی نہین ہین بیشک کوئی انسان جب بادشاہ کی دربار مین جاوی کہ وہ اپنی دوستون مین بیٹہا ہو

فشكى منه بين يدي اصدقائه فانه يغضب عليه لا محالة فكذلك ههنا فعلى هذا كان القياس ان لا يجوز

پہر اوسکی شکایت اوسکی دوستون کی سامنی کرنی لگی تو وہ بادشاہ بیشک اوسپر غصہ کریگا ایسی ہی یہان اسکی موافق قیاس مین یون آتا ہی کہ مسجد کی

التصدق على سوال المساجد اصلا لما ذكرنا من المنقول والمعقول لكن استحسن في السائل الذي يسئل لحاجة

منگتون کو صدقہ دینا ہرگز جائز نہو ان دلائل عقلی اور نقلی سی جو مذکور ہو چکی ہین لیکن ایسی سائل کی لئی جو حاجتمند ہووی

ولا يتخطى رقاب الناس ولا يسئل الحافا بالنصوص العامة في التصدق وفي حق السائل والحاصل ان السوال

اور نمازیون کی گردنون پر کو نہ جاتا ہو اور لپٹ کر سوال نہ کرتا ہو استحسانا جائز ہی کیونکہ نصوص صدقہ دینی مین اور سائل کی حق مین عام ہین خلاصہ یہ ہی کہ سوال مین

قد ورد فيه ما يدل على جوازه وما يدل على عدم جوازه فيكون قسمين احدهما جائز فيجوز الاعطاء لاجله

دونو طرح کی روایات ہین بعضی سی جواز معلوم ہوتا ہی اور بعضی سی عدم جواز سو سوال دو قسم کا ہوا ایک تو جائز سو اوسمین دینا بہی جائز ہی

والاخر غير جائز فلا يجوز الاعطاء لاجله واذا لم يعلم حال السائل هل يسئل عن حاجة

اور دوسرا ممنوع اوسمین دینا بہی جائز نہین اور اگر سائل کا حال معلوم نہو کہ آیا حاجتمند ہی

او عیره حاجت [illegible] منه [illegible] یردہ

یعنی [illegible] اور کسی کو حرکت اور [illegible] تو مومن کو لازم ہی

محروما او اقل منها بان اعطائه شيئا لا يحتمل ان يكون محتاجا فلا يبعد من شيء يرديه

پہالی دی اگر کچہ اوسی بہی مقدور رکہتا ہی [illegible] محتاج ہو [illegible] کہنا اچہا نہیں ہی

محروما اذا قدر على اعطائه شيئا وقد حكي عن بعض الفقراء انه ضعف من الجوع فقيل له لم لا تسئل والسوال

اگر کچہ دینی کی مقدور رکہتا ہو اور کسی فقیر کی حکایت ہی کہ وہ ماری بہوک کی ناتوان ہوگیا کسینی کہا تو مانگ کیوں نہیں لیتا مجہکو

حلال عليك الان فقال اخاف ان اسئل الناس فيردوني محروما مع قدرتهم على الاعطاء فيهلكهم الله تعالى

تو اس حالت میں سوال کرنا حلال ہی تو اوسنی کہا مجہکو یہہ ڈر ہی کہ میں لوگونسی مانگوں پہر وہ مجہکو باوجود مقدور کی محروم رکہیں اور اسپر اونکو اللہ تعالی ہلاک کر ڈالی

ثم ينبغي ان يعلم ان العلماء اذا سئلوا في مجلس علمهم شيئا عن الناس لا يحل لهم ذلك لكون ذلك اكتسابا بالعلم

یہہ سمجہنی کی بات ہی کہ اگر علما درس تدریس کی مجلس میں لوگونسی کوئی شی طلب کریں تو یہہ اونکو حلال نہیں ہی کیونکہ علم اور طاعت سی کمانی ہی

والطاعة سواء سئلوا لانفسهم او لغيرهم ومن السوال المذموم اهداء قليل لاخذ كثير كما يفعل في دعوة العرس

برابر ہی کہ اپنی لئی طلب کریں یا غیر کی واسطی اور ایک بری ڈہنگ کا سوال یہہ ہی کہ تہوڑا تحفہ دیکر بہت سا لینا چنانچہ عرس اور ختنوں کی دعوت

والختان واتخاذ الغنم لاجل النسل اذ قيل فيه نزل قوله تعالى ولا تمنن تستكثر ثم ينبغي ان يعلم ايضا انه عليه السلام

میں ہوتا ہی اور لی لینا غنم کا واسطی حصول نسل کی کیونکہ کہتی ہیں کہ یہہ آیت اسی باب میں نازل ہوئی ہی اور نہ کر احسان کہ وہ زیادہ دی پہر یہہ بہی یاد رکہنا چاہئے کہ نبی علیہ السلام نی

قال لابي بكر وابي ذر وثوبان لا تسئلوا احدا شيئا وان سقط سوطك وكان ابو بكر وثوبان ينزلان عن سقوط

ابو بکر اور ابو ذر اور ثوبان سی فرمایا کسی سی کچہہ نہ مانگنا اگر چہ کوڑا گر پڑی اور ابو بکر اور ثوبان کا یہہ حال تہا کہ اگر انکا کوڑا لوگوں کی

سوطهما في اجمع ما يكون من الناس ولا يقولان للشاة عندهما ناولونيه فدل هذا على ان حرمة السوال لا تقتصر

مجمع میں ہاتہہ سی گر پڑتا تو اتر کر اوٹہا لی کسی پاس کی پیادہ پاسی نہ کہتی ذرا کوڑا پکڑا دینا اس سی معلوم ہوا کہ سوال کی حرمت کچہ مال پر منحصر نہیں ہی

على سوال المال بل تعم الاستخدام وسوال النفقة عمن لا حق له فيه خصوصا ان كان صبيا او مملوكا الغير

بلکہ خدمت لینی کو بہی شامل ہی اور سوال نفقہ کو بہی ایسی شخص سی کہ اوسمیں حقدار نہیں خاص کر اگر بچہ نابالغ ہو یا غیر کا غلام ہو

اما صبي نفسه فيجوز استخدامه لتهذيبه وتاديبه وكذلك يجوز استخدام مملوكه واجيره وزوجته في مصالح

ہاں اگر اپنا بچہ ہو تو اوس سی خدمت لینی واسطی تہذیب اور تادیب کی درست ہی اور ایسی ہی اپنی غلام سی اور مزدور سی خدمت لینی جایز ہی اور اپنی بی بی سی

داخل بيته وتلميذه باذنه ان كان بالغا وباذن وليه ان كان صبيا يسر نا الله تعالى عملا موافقا لرضائه

گہر کی اندر کی کاروبار میں اور اپنی شاگرد سی بشرط اجازت اگر بالغ ہو اور باجازت ولی کی اگر نابالغ ہو آسان کر ہم پر عمل موافق اپنی رضا کی

## المجلس السادس والسبعون في بيان حقوق المماليك على المولى وغيره من

چہترویں مجلس غلاموں کی حقوق ہیں مولی پر اور سوا اوسکی

الاحكام قال رسول الله صلى الله عليه وسلم للمملوك طعامه وكسوته ولا يكلف من العمل الا ما يطيق

اور احکام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا واسطی غلام کی ہی اوسکا کہانا اور پہننا اور طاقت سی زیادہ کام کی تکلیف نہ دیا جاوی

هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه ابو هريرة ومعناه ان المملوك عبدا كان او امة يجب على مولاه من

یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہی ابو ہریرہ کی روایت سی اسکی معنی یہہ ہیں کہ مملوک کی لئی غلام ہو یا لونڈی خرچ بقدر کفایت

نفقته قدر ما يكفيه وكسوته قدر ما يحتاج اليه وليس له ان يكلفه من العمل الا ما يطيقونه كما قال في كتابه

اور کپڑا موافق حاجت کی مولی پر واجب ہی اور مولی کو نہیں چاہئے کہ کار بار میں ایسی تکلیف دی جو طاقت نہ رکہتا ہو اسواسطی کہ

الكريم ولا يكلف الله نفسا الا وسعها روي عن علي بن ابي طالب انه عليه السلام قال في خطبته يا ايها الناس

اپنی کتاب بزرگ میں فرماتا ہی اور اللہ کسی جی کو تکلیف نہیں دیتا مگر جسقدر اوسکی گنجائش ہی اور بیشک علی بن ابی طالب سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی خطبہ میں فرمایا ای لوگو

اتقوا الله الله فيما ملكت ايمانكم فاطعموهم مما تاكلون والبسوهم مما تلبسون ولا تكلفوهم ما لا يطيقون فانهم لحم ودم

ڈرو اللہ سی اللہ سی غلام لونڈیوں کی حق میں اونکو کہلاؤ جو تم کہاتی ہو اور اونکو پہناؤ جو تم پہنتی ہو اور وہ تکلیف نہ دو جو اونسی نہو سکی کیونکہ وہ بہی گوشت اور خون ہین

وخلق امثالكم فمن ظلمهم فانا خصمهم يوم القيمة والله حاكمهم وفي حديث اخر انه عليه السلام قال اخوانكم

تمہاری مثل پیدا ہوئی ہین پہر جو اونپر ظلم کریگا تو قیامت کو میں اونکا دشمن ہونگا اور اللہ اونکا حاکم ہوگا اور ایک اور حدیث میں ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا تمہاری

جعلهم الله تعالى تحت ايديكم فمن جعل الله تعالى اخاه تحت يديه فليطعمه مما ياكل وليلبسه مما يلبس ولا

خدا نی اونکو تمہاری ہاتہہ تلی کردیا ہی سو اللہ تعالی نی جسکی ہاتہہ تلی یعنی فرمان بردار بہائی کو کردیا ہی تو اوسکو وہ ہی کہانا دیوی جو آپ کہاتا ہی اور وہ ہی پہناوی جو آپ

يكلفه من العمل ما يغلبه فان كلفه ما يغلبه فليعنه عليه فانه عليه السلام بين في هذا الحديث ان المماليك

اور کام اتنی تکلیف کا نہ دیوی جو اوسپر غالب آجاوی اور اگر ایسی ہی تکلیف دی تو اوسکی مدد کری بیشک نبی علیہ السلام نی اس حدیث میں بیان فرمایا کہ مملوک

من العبيد والاماء اخوان لملاكهم اما من جهة كونهم من بني ادم او من جهة كونهم مسلمين فمن كان

غلام لونڈیاں اپنی مالکوں کی بہائی ہیں یا اس جہت سی کہ سب بنی آدم ہین یا اس جہت سی کہ مسلمان ہین پہر جسکی ہاتہہ تلی اوسکا بہائی ہووی

اخوه تحت يده يجب عليه ان يطعمه مما ياكل ويلبسه مما يلبس ولا يكلفه من العمل الا ما يتمكن ان يخرج

تو اوسپر واجب ہی کہ اوسکو وہ ہی کہانا دیوی جو آپ کہاتا ہی اور وہ ہی پہناوی جو آپ پہنتا ہی اور وہ ہی کام کہی جسکو وہ بہگتا سکی

من عهدته ويطيق ان يدوم عليه لا على ما يطيق عليه يوما او يومين او اكثر ثم يعجز عنه بل ان كلفه امرا

اور اوسکو ہمیشہ کرلیا کری ایسا کام نہ کہی کہ ایک دو دن یا کچہہ زیادہ کرکر پہر تہک رہی بلکہ اگر کوئی کار دشوار کہی

صعبا يعينه عليه ولا يجمع عليه عملين او اكثر مثل ان يامره بالخبز والطبخ والغسل لما روي ان رجلا دخل

تو اوسکی مدد کری اور دو کام یا زیادہ اوسپر نہ ڈالی مثلا اوسکو حکم کری روٹی پکا اور سالن پکا اور نہلا کیونکہ روایت ہی کہ ایک شخص سلمان کی

على سلمان وهو يعجن فقال يا ابا عبد الله ما هذا فقال بعثت الخادم في شغل فكرهت ان اجمع عليه

پاس آیا وہ آٹا گوندتی تہی اوسنی تعجب سی کہا یا ابا عبد اللہ یہہ کیا ہی جواب دیا میں نی غلام کو ایک کام بہیجا ہی مجہکو پسند نہین آتا کہ اوسپر دو کام

عملين وقد جاء في الحديث انه عليه السلام قال لا يدخل الجنة سيء الملكة والمراد بسيء الملكة من يسيء

ڈالدون اور حدیث میں آیا ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا برا مالک جنت میں نہین جاویگا اور مراد بری مالک سی وہ شخص ہی کہ اپنی غلام کی

مملوكه وذكر في كتب الفقه ان المولى يجب عليه نفقة مملوكه فان ابى عن الانفاق عليه فان كان المملوك

ساتہہ برائی کری اور فقہ کی کتابوں میں مذکور ہی کہ غلام کا خرچ مولی کی ذمہ واجب ہی پہر اگر مولی اوسکی خرچ سی انکار کری تو وہ غلام اگر

قادرا على الكسب يؤمر المولى ببيعه لما روي عن ابي ذر انه عليه السلام قال من لائمكم من مملوكيكم فاطعموهم

کما سکتا ہی تو قاضی مولی سی کہی کہ اوسکو بیچ ڈال کیونکہ ابو ذر سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جو غلام تمہاری موافق ہو تو اوسکو اپنی کہانی میں سی

مما تاكلون واكسوهم مما تكسون ومن لا يلائمكم منهم فبيعوهم فلا تعذبوا خلق الله تعالى يعني ان من كان من

کہلاؤ اور اپنی کپڑوں میں سی کپڑا پہناؤ اور جو موافق نہو اوسکو بیچ ڈالو اللہ کی بندوں پر عذاب مت کرو مراد یہہ ہی کہ جونسا

مملوكيكم موافقا لكم فاحسنوا اليهم ومن لم يكن منهم موافقا لكم فبيعوهم ولا تعذبوهم وذكر الفقيه ابو الليث

غلام تمہاری موافق ہووی تو اوسکی ساتہہ سلوک کرو اور جو تمہاری موافق نہین ہی تو اوسکو بیچ ڈالو اونکو عذاب مت کرو اور فقیہ ابو اللیث

في التنبيه عن عطاء بن يسار ان ابا ذر ضرب وجه غلام له فاستعدى عليه النبي عليه السلام قال لا تضربوا

تنبیہ الغافلین میں عطا ابن یسار سی روایت کرتی ہین کہ ابو ذر نی اپنی غلام کی منہہ پر مارا سو نبی علیہ السلام نی اوسکی فریاد رسی کی فرمایا مسلمانوں کی منہہ پر مت مارو

وجوع المسلمين واطعموهم مما تأكلون والبسوهم مما تلبسون قال ابو بكر [illegible]

اونکو کہلاو جو تم کہاتی ہو [illegible] اور پہناؤ جو تم پہنتی ہو [illegible]

انه قال كنت اضرب غلاما لي فسمعت من خلفي صوتا اعلم ابا مسعود لله اقدر عليك منك عليه

کہ وہ کہتی ہیں کہ میں اپنی غلام کو مارتا تہا تو میں نی اپنی پیچہی سی یہہ آواز سنی سمجہہ لی ای ابو مسعود اللہ تجہپر بہت قادر ہی بہ نسبت تیری اس غلام پر

فالتفت فاذا هو رسول الله عليه السلام فقلت هو حر لوجه الله تعالى فقال عليه السلام لو لم تفعل للفحتك

میں نی جو ادہر دیکہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تہی میں نی عرض کیا یہہ واسطی خدا کی آزاد ہی پہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا اگر تو یون نکرتا تو البتہ تجہکو

النار او لمستك النار وفي حديث آخر رواه ابن عمر انه عليه الصلوة والسلام قال من ضرب غلاما له حدا

آگ پہونکتی یا یہہ فرمایا بیشک تجہکو آگ لگتی اور ایک اور حدیث میں ہی ابن عمر کی روایت سی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جسنی اپنی غلام کو ناحق حد ماری

لم ياته او لطمه فان كفارته ان يعتقه يعني ان من ضرب غلامه على ذنب لم يفعله او لطمه فاثر ذلك

یا طمانچہ مارا تو اوسکا کفارہ یہہ ہی کہ اوسکو آزاد کردی مراد یہہ ہی کہ جسنی اپنی غلام کو خطا کی بہانہ سی مارا جو اوس سی نہیں ہوئی یا طمانچہ مارا تو اوس مار کا وبال

الضرب لا يزول الا باعتاقه هذا اذا لم يصدر عنه ذنب واما اذا صدر عنه ذنب فقد رخص النبي عليه السلام

بدون آزاد کئی نہیں جاتا یہہ اوس صورت میں ہی کہ اوس سی خطا نہوئی ہو اور اگر اوس نی خطا کی ہو تو بیشک نبی علیہ السلام نی اجازت دی ہی

في تاديبه بقدر ذنبه فان العقوبة بالضرب على وجه التعزير ينبغي ان لا يبلغ حد اقل الحد واقله اربعون

کہ بقدر گناہ کی ادب دینا چاہیی کیونکہ بطور تعزیر کی مار کر سزا دینی بہتر یہہ ہی کہ کم سی کم حد کی نہو جاوی اور حد کی کم سی کم چالیس درّہ ہیں۔

سوطا وهو حد العبيد والاماء في القذف والشرب فينبغي ان يكون التعزير عند ابي حنيفة اقل من ذلك

اور یہہ حد غلام لونڈیون کی ہی گالی دینی اور شراب خواری میں اب سزاوار یہہ ہی کہ امام ابو حنیفہ کی نزدیک تعزیر اس مقدار سی کم ہو

بان يكون اكثره تسعة وثلثون سوطا واقله ثلثة وانما كان اقله ثلثة اذ باقل منها لا يقع الزجر فيضربه

یعنی زیادہ سی زیادہ انتالیس درّہ ہون اور کم سی کم تین درّہ اور کم سی کم تین اسلیی ہیں کہ اس سی کمتر میں کچہہ دہمکی نہیں ہوتی پہر تین سی لیکر

منها الى تسعة وثلثين قدر ما يرى انه ينزجر منه لكن لا يضربه عند غضبه بل يضربه بعد انتفاء غضبه

انتالیس تک اختیار ہی جتنی میں دیکہی کہ اب مان گیا لیکن اوسکو غصہ کی وقت نماری بلکہ جب غصہ جاتا رہی تو ماری

اذ قد يضربه بالغضب زيادة على قدر ذنبه فيوخذ بقدر الزيادة يوم القيمة بل ينبغي له عند غضبه عليه

اسواسطی کہ غصہ میں شاید کہ گناہ سی زیادہ مار بیٹہی پہر اوس بڑہتی کی بدلہ قیامت کی دن مواخذہ ہووی بلکہ یون چاہیی کہ جب غلام پر کسی

بجرم وخيانة ان يتفكر في معاصيه وجناياته على الله تعالى وتقصيره في طاعة الله تعالى ويرى تقصير مملوكه

جرم اور خیانت سی غصہ آوی تو فکر کری کہ میں نی اللہ تعالی کی گناہ کتنی کئی ہیں اور طاعت الہی میں کیا کیا قصور کیا ہی پہر مملوک کی تقصیر

في خدمته ناشيا من تقصيره في خدمة خالقه ويعفو عنه في اليوم والليلة سبعين مرة لما روي عن عبد الله

اپنی خدمت میں دیکہہ کر خیال کری کہ یہہ خدمت خالق کی تقصیر کا وبال ہی اور رات دن میں اوسکی ستر خطائیں معاف کردیا کری اسواسطی کہ عبد اللہ

بن عمرو ان رجلا جاء الى النبي عليه السلام فقال يا رسول الله كم نعفو عن الخادم فسكت ثم اعاد الكلام فصمت

بن عمرو سی روایت ہی کہ ایک شخص نی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سی آکر پوچہا یا رسول اللہ ہم خادم کو کئی بار معاف کردیا کریں آپ چپ ہو رہی اوس نی دوبارہ عرض کیا آپ پہر چپ رہی

فلما كانت الثالثة قال اعفوا في كل يوم سبعين مرة وفي حديث آخر انه عليه الصلوة والسلام قال اذا ضرب

پہر جب تیسری بار عرض کیا تو فرمایا ہر روز ستر بار معاف کیا کرو اور ایک اور حدیث میں ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جب تم میں سی کوئی

احدكم خادمه فذكر الله تعالى فليمسك اي ينحي عنه بالعفو ويتذكر قصاص يوم القيمة ولا يضربه على زلته

اپنی غلام کو ماری اور وہ اللہ کا نام لیوی تو چاہیی کہ باز رہی یعنی معاف کر کی الگ ہو جاوی اور قیامت کی دن کا قصاص یاد کری اور اوسکو اوس کی لغزش

يغضبان ولا على كسر الاناء لما روي عن كعب بن عجرة انه عليه السلام قال لا تضربوا اماءكم على كسر انائكم
اور بہول پر نہ مارے اور نہ برتن ٹوٹنے پر کیونکہ کعب بن عجرہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا اپنی لونڈیوں کو برتن توڑنے پر مت مارا کرو
فان لها اجالا كاجال الناس وفي حديث اخر رواه الصعق انه عليه السلام قال لا تغضبوا ولا تسخطوا في
کیونکہ برتنوں کی بھی عمر ہوتی ہے جیسے آدمیوں کی اور ایک اور حدیث میں آیا ہے صعق کی روایت سے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا برتن ٹوٹنے پر غصہ مت کرو اور مت جھنجھلاؤ
كسر الآنية فان لها اجالا كاجال الانس وقد حكي ان ميمون بن مهران كان عنده ضيف فاستعجل على جاريته بالعشاء
بیشک برتنوں کی عمریں ہیں انسانوں کی سی اور حکایت ہے کہ میمون ابن مہران کے پاس مہمان آگیا اونہی جلدی اپنی لونڈی کے ہاتھ شام کا کھانا منگوایا
فجاءت مسرعة وفي يدها قصعة مملوة بطعام حار فعثرت واراقتها على راس سيدها قال سيدها احرقتني يا جارية
وہ بھاگی آئی اور اوسکے ہاتھ میں پیالہ گرم گرم کھانے کا بھرا ہوا تھا سو پھسل کر گر پڑی اور وہ کھانا مولی کے سر پر گر گیا مولی نے کہا اے لونڈی تونے مجھکو جلا دیا
فقالت الجارية يا معلم الخير ويا مؤدب الناس ارجع الى ما يقول الله تعالى قال وما يقول الله تعالى قالت يقول
وہ لونڈی بولی اے معلم الخیر اور اے مؤدب الناس خیال تو کر اللہ تعالی کیا فرماتا ہے مولی نے کہا اللہ تعالی کیا کہتا ہے بولی فرماتا ہے
والكاظمين الغيظ فقال كظمت غيظي قال زد فان الله تعالى يقول والعافين عن الناس قال قد عفوت
اور دبا لیتے ہیں غصہ میمون نے کہا میں نے اپنا غصہ دبا لیا لونڈی بولی زیادہ کر اللہ تعالی فرماتا ہے اور معاف کرتے ہیں لوگوں کو میمون نے کہا میں نے تجھکو معاف کیا
عنك قالت ان الله تعالى يقول والله يحب المحسنين قال انت حرة لوجه الله تعالى وقيل للاحنف
لونڈی نے کہا اللہ تعالی فرماتا ہے اور اللہ چاہتا ہے نیکی والوں کو میمون نے کہا جا تو واسطے خدا کے آزاد ہے اور احنف بن قیس سے
بن قيس ممن تعلمت الحلم قال من قيس بن عاصم انه كان في داره جالسا اذ اتت جارية بسفود عليه شواء فسقط
کسی نے پوچھا تو نے حلم کس سے سیکھا ہے کہا قیس بن عاصم سے وہ اپنے گھر میں بیٹھا تھا اچانک اوسکی لونڈی کباب کی جلتی ہوئی سیخ لئے ہوئی آئی سو وہ سیخ اوسکے ہاتھ سے
من يدها السفود على ابن له فعقره فمات فدهشت الجارية فقال لا يسكن روع هذه الجارية الا العتق فقال
چھوٹ کر قیس کی بیٹے پر گر پڑی اوسکو زخمی کر دیا پھر وہ مر گیا اسمیں وہ لونڈی ہوچکارہ گئی پھر قیس نے کہا اس لونڈی کا خوف بدون آزاد ہوئے نہیں جاویگا پھر کہا
انت حرة لوجه الله تعالى يا جارية لا باس عليك وروي عن ابي امامة انه عليه الصلوة والسلام وهب لعلي
اے جاریہ تو واسطے خدا کے آزاد ہے ڈر کا مت اور ابو امامہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے حضرت علی کو ایک غلام دیا
غلاما فقال له لا تضربه فاني نهيت عن ضرب اهل الصلوة وقد رايته يصلي فانه عليه السلام اشار في
اور فرمایا اسکو مارنا مت کیونکہ مجھکو نمازیوں کی مار ڈالنے سے ممانعت ہوئی ہے اور میں نے اسکو نماز پڑھتے دیکھا ہے بیشک نبی علیہ السلام نے اس حدیث میں اشارے
هذا الحديث ان المصلي لا ياتي غالبا بما يستحق الضرب لان الصلوة تنهى عن الفحشاء والمنكر وروي عن الحسن البصري
فرمایا کہ نمازی اکثر ایسی خطا نہیں کرتا جسمیں مار کہاوے اسلئے کہ نماز فحشاء اور منکرات سے بچا رکھتی ہے اور حسن بصری سے روایت ہے
انه سئل عن مملوك يرسله مولاه في حاجة وتحضره صلوة الجماعة او الجمعة بايء ذلك يبدأ قال بحاجة مولاه
کہ اونسے کسی نے حال غلام کا پوچھا کہ اوسکو مولی کسی کام کو بھیجے اور اوسکو جماعت کی یا جمعہ کی نماز پیش آجاوے تو اب کیا کرے جواب دیا مولی کا کام
قال الفقيه ابو الليث هذا اذا كان في الوقت سعة ولا يخاف فوت الصلوة واما اذا خاف فوتها فلا يجوز له
فقیہ ابو اللیث کہتے ہیں یہہ جب ہے کہ وقت میں گنجایش ہو اور نماز کی فوت کا خوف نہو اور اگر فوت کا خوف ہو تو پھر نماز کی وقت سے تاخیر
تاخيرها عن وقتها لما روي انه عليه السلام قال لا طاعة لمخلوق في معصية الخالق وذكر في المظهر ان السيد
جایز نہیں ہے کیونکہ روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا خدا کی گناہ میں بندہ کی تابعداری نہیں ہے اور مظہر میں مذکور ہے کہ مولی کو
لا يجوز له ان يمنع عبده عن اداء فرائض الله تعالى لاجل خدمته واذا ادى العبد فرائض الله تعالى لا يجوز
جایز نہیں ہے کہ غلام کو اپنی خدمت کی نظر سے فرایض الہی ادا نکرنے دے اور غلام جب فرایض الہی ادا کرچکے تو اوسکو جایز نہیں ہے

له ان يترك خدمة سيده ويشتغل بعبادة غير واجبة عليه الا ان ياذن له [illegible] حتى لو احرم

کہ مولی کی خدمت چھوڑ کر عبادت غیر واجبی کرنی لگی البتہ اگر اوسکا مولی اجازت دیوی تو مضائقہ نہیں یہان تک کہ اگر [illegible]

للحج بغير اذن سيده يجوز للسيد ان يخرجه من الاحرام ويمنعه عن اتمام الحج ولو حج وفات عنه خدمة

نی احرام باندھا تو مولی کو جایز ہی کہ اوسکو احرام مین سی نکال لی حج پورا نہ کرنی دی اور اگر غلام نی حج کیا اور اوسمین خدمت مولی کی فوت ہوگئی

سيده يكون اثما وكذا يجوز لسيده ان يمنعه عن صلوة النفل وصوم النفل ولا يجوز له ان يمنعه

تو گنہگار ہوگا اور ایسی ہی مولی کو جایز ہی کہ غلام کو نماز نفل اور روزہ نفل سی روکدی اور مولی کو یہہ جایز نہین ہی کہ تشہد اور الحمد

عن تعلم التشهد والفاتحة وعدة سور من القران وفرائض الصلوة والصوم لان هذه الاشياء واجبة

اور چند سورتین قرآن کی اور فرایض نماز روزہ کی نہ سیکھنی دی اسلئی کہ یہہ سب واجب ہین

لا يجوز اهمالها بخلاف غيرها وينبغي للعبد ان يغتنم ايام رقه لما روي انه عليه السلام قال اذا نصح العبد لسيده

انکا ترک جایز نہین ہی اس ہی علاوہ کا ترک مضائقہ نہین اور غلام کو چاہیی کہ اپنی غلامی کا زمانہ غنیمت سمجھی کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جب غلام نی

واحسن عبادة ربه كان له الاجر مرتين وفي حديث اخر انه عليه السلام قال نعما للمملوك ان يتوفاه الله تعالى

اور عبادت اپنی رب کی اچھی ادا کرتا ہی تو اوسکو دوہرا ثواب ہوتا ہی اور ایک اور حدیث مین ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کیا اچھا غلام ہی جسکو اللہ تعالی وفات دی

يحسن عبادة ربه وطاعة سيده نعماله وقد روي انه عليه السلام قال في وعيد الابق من مولاه اذا

کہ رب کی عبادت اور مولی کی اطاعت اچھی کر گیا اوسکو نعمت ہی اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی غلام کی حق مین جو مولی سی بھاگ جاوی فرمایا جب غلام بھاگ جاتا ہی

ابق العبد لم يقبل له صلوة وفي حديث اخر انه عليه السلام قال ايما عبد ابق برئت منه الذمة وينبغي

تو اوسکی نماز قبول نہین ہوتی اور ایک اور حدیث مین ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جو غلام بھاگ جاتا ہی اوس ہی ذمہ خالی ہی اور مولی کو

للمولى اذا طالت مدة مملوكه في خدمته ان يعتقه لعله ينجو به مما بقي عليه من حقوقه ومظالمه راسا

لازم ہی کہ جب غلام کو خدمت کرتی ہوئی مدت دراز ہوجاوی تو اوسکو ازاد کردی کیا بعید ہی کہ اسکی سبب باقی حقوق اور مظالم سی برابر برابر بچ جاوی

براس ولعل الله تعالى يعتق بكل عضو منه عضوا منه لما روي عن ابي هريرة انه عليه السلام قال

شاید کہ اللہ تعالی غلام کی ہر عضو کی بدلہ اسکی اعضا کو ازاد کردی کیونکہ ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا

من اعتق رقبة مسلمة اعتق الله تعالى بكل عضو منه عضوا من النار حتى فرجه بفرجه وفيه اشارة

جسنی غلام مسلمان ازاد کیا تو اللہ تعالی اوسکی ہر عضو کی بدلہ اسکی اعضا آگ سی آزاد کریگا یہان تک کہ اسکی شرمگاہ اوسکی شرمگاہ کی بدلہ اسمین اشارہ ہی

الى استحباب اعتاق كامل الاعضاء بان لا يكون مجبوبا او خصيا اتماما للمقابلة اذ فهم منه انه تعالى

کہ ازاد کرنیکا حق یہہ ہی کہ اعضا کامل ہون ایسا کہ ذکر بریدہ یا خوجہ نہو تاکہ پورا مقابلہ ہوجاوی اسلئی کہ اس حدیث سی یون معلوم ہوتا ہی

يعتق فرج المعتق من النار بمقابلة اعتاق فرج مملوكه من الرق ولذلك قيل المستحب ان يعتق الرجل

کہ اللہ تعالی معتق کی شرمگاہ آگ سی ازاد کردیتا ہی بدلہ مین ازادگی شرمگاہ غلام کی غلامی سی اسیلئی کہتی ہین کہ مستحب یہہ ہی کہ مرد تو غلام ازاد کیا کری

عبدا والمراة امة تحقيقا للمقابلة وكذا ينبغي للسيد اذا اتى مملوكه بطعام قد اصلحه ان يقعده معه

اور عورت لونڈی تاکہ مقابلہ ثابت ہوجاوی اور ایسی ہی سید کو لازم ہی کہ جب غلام کہانا پکا کر لاوی تو اوسکو اپنی ساتھ دسترخوان پہ بٹھالی

على الخوان وان لم يقعده يعطيه لقمة ويقول له كل هذه لما روي عن ابي هريرة انه عليه السلام

اور اگر نہ بٹھاوی تو ایک لقمہ ہی دیدی اور کہدی لی کہالی کیونکہ ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا

قال اذا صنع لاحدكم خادمه طعامه ثم جاء به وقد ولي حره ودخانه فليقعده معه فلياكل وان

جب تمہاری لئی غلام کہانا پکاوی پہر لیکر آوی اور بیشک اوسنی گرمی اوٹھائی اور دہوان کہایا تو چاہیی کہ اوسکو کہانی کو ساتھ بٹھالی اور اگر

كان الطعام مستغوها قليلا فليقعده فی يده منه اكلة او اكلتين وفی الفتاوی رجل لا ينفق على عبده

کہانا تہوڑا ہو اوسکے ہاتہہ پر ایک یا دو لقمے رکہدے اور فتاوی میں ہی کہ ایک شخص غلام کا خرچ نہیں اوٹہاتا

ان كان العبد قادرا على الكسب لا ياكل من مال مولاه بلا رضاه وان لم يكن قادرا على الكسب او منعه

اگر وہ غلام کما سکتا ہی تو مولی کی مال میں سی اوسکی بلا رضا نہ کہاوے اور اگر کما نہیں سکتا یا مولی کمانی نہیں

مولاه عن الكسب يجوز له ان ياكل من مال مولاه بلا رضاه والامة تاكل مطلقا روی عن ام سلمة رض

دیتا تو سب جائز ہی کہ مولی کی مال میں سی بلا اجازت کہالی اور لونڈی بہرحال کہایا کری ام سلمہ سی روایت ہی

انه عليه السلام كان يقول فی مرضه الصلوة وما ملكت ايمانكم فانه عليه السلام قرن المماليك بالصلوة

کہ نبی علیہ السلام مرض کی حالت میں فرماتی تہی نماز کی اور مملوک کی حفاظت کرو بیشک نبی علیہ السلام نی ممالیک کو نماز کی ساتہہ ملا کر

وامر بحفظهم كما امر بحفظها ليعلم ان القيام بمقدار حاجتهم من الطعام واللباس وتعلم الدين واجب

انکی حفاظت کا حکم دیا جیسی نماز کی حفاظت کا تاکہ معلوم ہو کہ ممالیک کی خدمت بقدر حاجت کہانی پہنی اور دین سیکہنی کی مالکون کی ذمہ

على من يملكهم كما يجب الصلوة عليهم فان المسلم كما يجب عليه نفقة عبيده واماته قدر ما يكفيهم كذلك

ایسی واجب ہی جیسی اونپر نماز واجب ہی بیشک مسلمان پر جیسی خرچ غلاموں اور لونڈیوں کا بقدر کفایت واجب ہی ایسی ہی

يجب عليه ان يعلمهم ما فرض الله تعالى عليهم وما نهاهم عنه فان هذا امر قد اهمل اكثر العلماء فی هذا

اوسپر یہہ واجب ہی کہ سیکہادی اللہ تعالی نی کیا کیا اونپر فرض کیا ہی اور کیا کیا منع کیا ہی بیشک یہہ ایسا کام ہی کہ اس زمانہ میں اکثر علماء نی چہوڑ دیا ہی

الزمان فضلا عن العوام فان العبيد والاماء فی هذا الزمان لا يقصدون بالتعليم اصلا بل انما يقصدون

عوام کو کیا روئیں بیشک غلام لونڈیاں اس زمانہ میں دین سیکہنی کا ارادہ ہرگز نہیں کرتی بلکہ بجز مقاصد

لقضاء المآرب الدنيوية فقط كانهم عند ملاكهم حيوان بهيمی لا تكليف عليهم فان كثيرا ممن يدعی

دنیوی کی کچہہ ارادہ نہیں کرتی گویا وہ اپنی مالکون کی پاس بیل ڈنگر ہیں اونکی ذمہ احکام شرعی نہیں ہیں بیشک اس زمانہ میں اکثر شخص جو اسلام کا

الاسلام فی هذا الزمان يكون عنده عبيد واماء فلا يامرهم بواجب ولا ينهاهم عن حرام بل يكون العبد و

دعوی کرتی ہیں اونکی پاس غلام لونڈیاں ہیں پہر اونکو نہ کسی واجب کا حکم کرتی ہیں اور نہ حرام ہی سی روکتی ہیں بلکہ غلام لونڈیوں کو

الجارية فی ملكه عدة سنين لا يصليان الصلوة المفروضة ويرتكبان امورا كثيرة من المناهی والمنكرات

اونکی ملک میں کئی کئی برس گذر جاتی ہیں کہ فرض نماز نہیں پڑہتی اور بہتیری اعمال مناہی اور منکرات کی جاتی ہیں

وهو يراهما ويتغافل عنهما ويظن ان اثمهما عليهما لا عليه ولا يعلم ذلك المسكين انه مؤاخذ بما صدر عنهما

اور میاں دیکہا کرتی ہیں اور کچہہ نہیں کہتی اس خیال میں ہیں کہ اونکا گناہ اونپر ہی مجہپر نہیں ہی اور بیچارہ کو یہہ خبر نہیں کہ جو گناہ اونسی ہوگا وہ پکڑا جاویگا

ومسئول عنه ومعاقب عليه يوم القيمة لما روی عن عمر بن الخطاب انه عليه السلام قال كلكم راع

اور اوسی پوچہہ ہوگی اور قیامت کی دن اوسپر عذاب ہوگا کیونکہ عمر بن الخطاب سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا تم سب نگہبان ہو

وكلكم مسئول عن رعيته فاذا علم الانسان ان يسئل عن عبيده وامائه يوم القيمة لا يتركهم كالبهائم

اور نگہبانی کی سب سی پوچہہ ہوگی جب آدمی کو یہہ معلوم ہو کہ قیامت کو غلام لونڈیوں کی مجہسی پوچہہ ہوگی تو اونکو شتر بی مہار

المرسلة بلا ضابط دينی ولا زاجر شرعی بل يشدهم بزمام الشريعة ويقيدهم بالاحكام الدينية ويصونهم

بی ضابطہ دینی اور بغیر زاجر شرعی کی کہول چہوڑی بلکہ اونکو شریعت کی رسی میں باندہی اور احکام دینی میں گہیری اور عذاب اخروی کی

عن موجبات العقوبات الاخروية اذ قال الله تعالى يا ايها الذين امنوا قوا انفسكم واهليكم نارا فان الاهل

اسباب سی بچاوی اللہ تعالی فرماتا ہی ای ایمان والو بچاؤ اپنی جانوں کو اور اپنی گہر والوں کو اس آگ سی بیشک لفظ اہل کا

وان كان الاصل فيه ان يطلق على القرابة لكن يطلق على الاتباع ايضا ولا يبعد ان يكون المراد بها هٰهنا

اگرچہ اصل میں قرابت دار پر بولتے ہیں لیکن اتباع کو بھی کہتے ہیں اور کیا بعید ہے کہ یہاں عموم کی جہت سے

المعنى لعمومه فعلى هذا يجب على المؤمن ان يعلم عبيده واماءه من احكام الاسلام قدر ما يجب عليهم

یہی معنی مراد ہوں اس تقریر کی موافق مؤمن پر واجب ہی کہ اپنی غلام لونڈیوں کو احکام دین جسقدر اونپر واجب ہیں سکھا دیوی

ثم يامرهم باداء الفرائض والواجبات وينهاهم عن ارتكاب المعاصي والمحرمات بالرفق اولا فان ابوا

پہر اونسے فرائض اور واجبات ادا کرائے اور معاصی اور محرمات پر چلنے سے منع کردے پہلی تو نرمی سے پہر اگر نہ مانیں

يغلظ الكلام عليهم فان ابوا يضربهم فمن لم يدخل منهم طريق الصلاح بعد ذلك يبيعه لانه مادام

تو سختی سے دہمکاکر پہر بہی اگر باز نہ آوین تو مارکر پہر بہی اگر کوئی اونمیں سے طریقہ خوبی کا نہ لے تو اوسکو بیچ ڈالے اسلئے کہ جب تک اسکی ملک

في ملكه يجب عليه حفظه كما قال قاضيخان في فتاويه رجل له عبد مريض لا يقدر على الوضوء عن

میں رہیگا اوسکی حفاظت کا ذمہ دار ہے چنانچہ قاضیخان اپنی فتاوی میں کہتے ہیں ایک شخص کی پاس غلام بیمار ہے وضو نہیں کرسکتا

محمد يجب على المولى ان يوضيه لانه مادام في ملكه كان عليه تعاهده لكن ينبغي ان يعلم ان المولى و

امام محمد سے ہے کہ مولی پر وضو کرانا واجب ہے اسلئے کہ جبتک اسکی ملک میں ہے تب تک اوسکا ذمہ دار ہے لیکن سمجھنا چاہیے کہ مولی کو اگرچہ غلام کا مارنا

ان جاز له ان يضرب عبده اذا اتى بما لا يوجب الحد لكن اذا اتى بما يوجب الحد فليس له ان يقيم عليه

جایز ہے اگر وہ ایسی خطا کرے کہ جسمیں حد نہ آتی ہو لیکن اگر ایسا کام کریگا جسمیں حد آتی ہو تو مولی کو اختیار نہیں ہے کہ مقدمہ پیش کرے پہر جبتک حاکم

الحد الا باذن الحاكم بعد المرافعة اليه وثبوته عنده فاذا اقام عليه الحد ولم ينزجر يبيعه ولو بثمن بخس

ثابت کرکر حکم نہ دے اسپر حد جاری کرے پہر جب اوسپر حد جاری ہوچکی تو بہی نہ باز آوے تو بیچ ڈالے اگرچہ کم دام لگیں سستا

لما روي عن ابي هريرة رض انه قال اذا زنت امة احدكم فتبين زناها فليجلدها بحد ولا يثرب عليها ثم ان

اسواسطے کہ ابوہریرہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جب کسیکی لونڈی زنا کرے اور وہ ظاہر ہوجاوے تو اوسکو حد مارنی چاہیے اور اوسکو کچہہ سرزنش نہ کرے پہر اگر

زنت فليجلدها بحد ولا يثرب عليها ثم ان زنت الثالثة فليبعها ولو بحبل من شعر وفي ذكر الامة على الاطلاق

دوبارہ زنا کرے تو پہر حد مارنی چاہیے اور کچہہ سرزنش نہ کرے پہر اگر تیسرے دفعہ زنا کرے تو اوسکو بیچ ڈالے اگرچہ بدلے بال کی رسی کی اور مطلق لونڈی کی ذکر کرنے میں

اشعار بان حدها منكوحة كانت او غيرها الجلد لا انه نصف جلد الحرائر لقوله تعالى فان اتين بفاحشة

یہ اشارہ ہے کہ لونڈی کی حد منکوحہ ہو یا غیر منکوحہ درّہ ہیں اتنا ہے کہ آزاد عورت سے آدہے ہیں بدلیل اس آیت کی پہر اگر کریں بیحیائی کا کام

فعليهن نصف ما على المحصنات من العذاب والمراد بالفاحشة في الاية الزنا وبالمحصنات الحرائر وبالعذاب

تو اونپر ہے آدہی مار جو بی بیوں پر مقرر ہے اور مراد لفظ فاحشہ سے اس آیت میں زنا ہے اور محصنات سے مراد آزاد عورتیں ہیں اور عذاب سے مراد

الجلد لا الرجم لانه لا ينتصف واستدل الشافعي بهذا الحديث على ان للمولى اقامة الحد على مملوكه وقال

درّہ ہیں سنگسار کرنا نہیں ہے کیونکہ رجم کا آدہا نہیں ہے اور امام شافعی نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ مولی کو اپنی غلام پر حد جاری کرنیکا اختیار ہے اور

الحنفيون ليس له ذلك الا باذن الامام لقوله عليه السلام اربع الى الولاة وذكر منها الحدود والولاة جمع الوالي

حنفی کہتے ہیں کہ بدون اذن امام کی مولی کو اختیار نہیں ہے بدلیل اس حدیث کی کہ چار باتیں والیوں کی اختیار میں ہیں اونہی میں حدود کو ذکر کیا اور ولاۃ جمع والی کی

وهو اذا اطلق ينصرف الى من له ولاية عامة وهو السلطان او نائبه واما التصريح بالنهي عن التثريب

اور اسکو جب بولتے ہیں تو وہ حاکم مراد ہوتا ہے جسکو حکومت عام ہو یعنی بادشاہ یا اوسکا نائب اور صریح ممانعت سرزنش سے لونڈیوں کو

عليها بعد الامر بجلدها فلان عقوبة الزنا قبل ان يشرع الجلد كان التثريب وهو التوبيخ والتعيير

بعد حکم دینے درّہ زنی کی اسواسطے ہے کہ زنا کی عقوبت درّہ مقرر ہونے سے پہلے تثریب تہی یعنی جہڑکنا اور شرم دلانی

فیکون معنی الحدیث لا یقتصر علی تعییرها بل یقیم علیها الحد وقیل معناه لا تثریب علیها بعد اقامة الحد
تو معنی حدیث کی یہہ ہوئی کہ سرزنش پر اکتفا نکرین بلکہ اوسپر حد جاری کیجاوی اور بعضی کہتی ہین اسکی معنی یہہ ہین کہ جب حد جاری ہوچکی تو اب سرزنش نہین ہی

علیها واما الامر ببیعها فی الثالثة فلما فیه من ترک المخالطة مع الفساق واهل المعاصی فان قیل کیف یکره
اور بیچ ڈالنیکا حکم تیسری دفعہ مین اسلئی ہی کہ اسمین فساق اور فجار کا ملاپ اور صحبت چھوٹتی ہی پہر اگر کوئی اعتراض کری یہہ کیونکر ہی

شیئا لنفسه ویرتضیه لاخیه المسلم مع انه علیه السلام قال لا یؤمن احدکم حتی یحب لاخیه ما یحب
کہ ایک شی کو اپنی لئی برا سمجھی اور بہائی مسلمان کی لئی پسند کری باوجودیکہ نبی علیہ السلام نی فرمایا ہی مؤمن نہوگا کوئی تم مین سی جبتک کہ پسند کری واسطی بہائی

لنفسه فالجواب انه یبیعها علی قصد ان تستعف عند مشتریها بضبطها او بالاحسان الیها والتوسعة علیها
مسلمان کی جو پسند کری اپنی لئی تو اسکا جواب یہہ ہی کہ اس نیت سی بیچی کہ مشتری کی پاس جاکر اوسکی ضبط یا احسان کرنی سی اور فراخی برتنی سی عفیفہ ہوجاوی

وذکر فی نصاب الاحتساب ان من اعتاد ان یشتم ممالیکه کل یوم وکل ساعة لا یقبل شهادته وان کان
اور نصاب الاحتساب مین مذکور ہی جسکی یہہ عادت پڑجاوی کہ غلامون کو ہر روز اور ہر وقت گالیان دیا کری تو اوسکی گواہی مردود ہی اور اگر کبھی کبھی گالی دیتا ہو

احیانا تقبل ان لم یکن قذفا وان کان قذفا یسقط العدالة ویوجب الجلد لکن لا یضرب فی الدنیا لان المولی
تو گواہی اوس صورت مین قبول ہوگی کہ وہ گالی قذف نہووی اور اگر قذف ہو تو وہ عادل نہین رہتا اور درّہ مارنی آتی ہین لیکن دنیا مین نہین اسلئی کہ مولی پہ

لا یعاقب فی الدنیا بسبب عبده بل یضرب فی الاخرة لما روی عن ابی هریرة انه علیه السلام قال من قذف
دنیا مین غلام کی جہت سی معاقب نہین ہوتا بلکہ آخرت مین لگینگی کیونکہ ابوہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جو شخص اپنی غلام کو

مملوکه وهو بریء مما قال جلد یوم القیمة الا ان یکون کما قال وذکر الفقیه ابو اللیث فی التنبیه عن عامر الشعبی
گالی دیوی اور وہ اوسکی گالی سی پاک ہی تو قیامت کی دن درّہ لگینگی الا اگر اوسکی کہنی کی موافق ہو تو خیر اور فقیہ ابو اللیث تنبیہ مین عامر شعبی سی روایت کرتا ہی

انه قال استسقی رجل من اصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم من اهل بیت فدعت المرأة خادمتها فابطأت
کہ ایک شخص نی اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین سی ایک اہل بیت سی پانی مانگا سو بی بی گہروالی نی لونڈی کو بلایا اوسنی دیر کی

فقذفتها فقال ذلک الرجل اما انک تستحدین لها یوم القیمة او تقیمن اربعة انها کما قلت فاعتقها
پہر بی بی نی اوسکو گالی دی پہر اوس شخص نی کہا کہ بیشک قیامت کی دن تجہپر حد لگیگی یا چار گواہ لاؤ کہ یہہ لونڈی ایسی ہی جو تو نی کہی تہا پہر بی بی نی اوسکو آزاد کرد

قال عسی ان یکفر هذا عنک هذا الحدیث وان دل علی ان قذف المملوک یوجب الحد لکن لا
اوس شخص نی کہا امید ہی کہ تیرا یہہ عوض ہوجاوی اس حدیث سی اگرچہ معلوم ہوتا ہی کہ غلام کو گالی دینی سی حد لازم آتی ہی لیکن حد

یوجبه لعدم الاحصان فیه لان شرط الاحصان فی حد القذف خمسة الحریة والاسلام والعقل و
واجب نہین ہوتی اسلئی کہ محصن نہین ہی اسلئی کہ حد قذف مین احصان کی شرطین پانچ ہین آزادگی اور اسلام اور عقل اور

البلوغ والعفة عن الزنا فمن لم یوجد فیه واحد من هذه الشروط الخمسة لا یکون محصنا فقذفه
بلوغ اور پاک ہونا زنا سی پہر جسمین ان پانچ شرطون مین سی کوئی سی ایک بہی موجود نہو گی تو وہ محصن نہین ہوگا ایسی کی قذف سی حد نہین آتی

لا یوجب الحد بل یوجب التعزیر البالغ غایته وهو تسعة وثلثون سوطا عند ابی حنیفة وعند ابی یوسف فی
بلکہ بڑی سی بڑی تعزیر آتی ہی اور وہ نزدیک امام ابو حنیفہ کی انتالیس درّہ ہین اور امام ابو یوسف کی نزدیک ایک

روایة خمسة وخمسون وفی روایة تسعة وسبعون فان لم یضرب فی الدنیا یضرب فی الاخرة بسیاط
روایت مین پچپن درّہ ہین اور ایک روایت مین اناسی درّہ ہین سو دنیا مین اگر نہ لگینگی تو آخرت مین سب کی سامنی آگ کی درّہ لگین گی

من النار علی رؤس الاشهاد ومن یوجد فیه هذه الشروط الخمسة کلها یکون محصنا ویوجب قذفه الحد
اور جسمین یہہ پانچون شرطین تمام موجود ہون تو وہ محصن ہی اوسکی قذف سی حد لازم آتی ہی

وهو ثمانون سوطا للحر ونصفها للعبد مع عدم قبول شهادتهما ولو بعد التوبة لقوله تعالى والذين يرمون
یعنی اسی درہ ازاد کی لئی اور آدہی غلام کی لئی اور گواہی بہی مقبول نہو گی گرچہ توبہ کرین بدلیل اس آیت کی اور جو لوگ عیب لگاتی ہین

المحصنت ثم لم ياتوا باربعة شهداء فاجلدوهم ثمانين جلدة ولا تقبلوا لهم شهادة ابدا واولئك هم
قیدوالیوں کو پہر نہ لائی چار شاہد تو مارو اونکو اسی چوٹ قمچی کی اور نہ مانو اونکی کوئی گواہی کبہی اور وہ ہی لوگ ہین

الفسقون الا الذين تابوا من بعد ذلك واصلحوا فانه تعالى قد بين في هذه الاية ان الذين يرمون المحصنت
بی حکم مگر جنہون نی توبہ کی اس پیچہی اور سنوار پکڑی بیشک اللہ تعالی نی اس آیت مین بیان فرمایا ہی کہ جو لوگ تہمت زنا کی کرتی ہین پاکدامن عورتون کو

بالزنا ثم لم ياتوا باربعة شهداء يتوجه عليهم ثلثة احكام وجوب جلدهم ورد شهادتهم وكونهم فاسقين الا
پہر نہین لاتی چار گواہ تو اونپر تین حکم جاری ہونگی بالضرور درہ مارنی اور گواہی مردود اور وہ فاسق ہین پر اتنا ہی

انهم ان تابوا واقروا بالكذب ببراءة المقذوف واستحلوا منه واصلحوا ما افسدوا من كسر العرض وهتك الستر
کہ اگر وہ توبہ کرین اور اپنی جہوٹ اور مقذوف کی برأت کی قائل ہون اور اوس سی معاف کرائین اور جو خرابی کی تہی اوسکو درست کرین یعنی بی آبروئی اور پردہ دری

يرتفع عنهم الفسق بالاستثناء الواقع في الاية ولا يرتفع عنهم الجلد ولا رد الشهادة عند العلماء الحنفية والحاصل
تو فسق دور ہو جائیگا الاکی کہ آیت مین استثناء واقع ہی اور درہ معاف نہین ہوسکتی اور نہ گواہی مقبول ہوسکی نزدیک علماء حنفیہ کی اور حاصل یہہ ہی

ان في الاية تصريحا بترتيب الاحكام الثلثة عليهم بمجرد العجز عن اقامة البينة بلا اشتراط الكذب في الحقيقة
کہ آیت مین صاف تینون حکم اونپر مرتب کر دئی ہین گواہ گذارنی سی عاجز ہوتی ہی لازم ہین اور کچہہ شرط نہین ہی کہ حقیقت اور نفس الامر مین

ونفس الامر لان القذف خبر يحتمل الصدق والكذب الا انهم يهتك ستر العفة بلا فائدة حيث عجزوا عن الاثبات
جہوٹ ہووی اسلئی کہ قذف خبر ہی احتمال صدق اور کذب دونو کا رکہتی ہی لیکن وہ عفت کی پردہ دری بلا فائدہ کرکر کہ ثابت نکر سکی

كانوا فاسقين مستحقين للعقوبة التي هي الجلد ورد الشهادة وان كانوا صادقين في نفس الامر اذ قال الله تعالى
فاسق ہو گئی اور سزاوار اس عذاب کی ہوئی یعنی درہ اور رد شہادت اگرچہ واقع مین سچی ہی ہون اسلئی کہ اللہ تعالی فرماتا ہی

لولا جاءوا عليه باربعة شهداء فاذ لم ياتوا بالشهداء فاولئك عند الله هم الكذبون فعلم من هذا ان ما لا حجة
کیون نہ لائی وہ اس بات پر چار شاہد پہر جب نہ لائی شاہد تو اللہ کی ہان وہ ہی ہین جہوٹی اس سی معلوم ہوا کہ جس بات پر حجت نہوگی

عليه فهو في حكمه تعالى كذب ولذلك رتب عليه الحد لعدم الفائدة في الاخبار به من الحسبة
وہ حکم الہی مین جہوٹ ہی اسی لئی اوسپر حد قایم ہوئی کیونکہ اس خبر مین کوئی سا فائدہ نہین ہی نہ تنبیہ

والزجر والسياسة بل هو مجرد هتك الستر وكسر العرض وهذا اذا كانوا صادقين فكيف اذا كانوا
اور نہ توجر اور نہ سیاست بلکہ یہہ صرف پردہ دری اور بی آبروئی ہی یہہ اس صورت مین ہی اگر سچی ہون پہر کیا کہون اگر

كذبين وهم يحسبونه هينا وهو عند الله عظيم ولهم في الاخرة عذاب اليم ثم من راى رجلا يزني
جہوٹی ہون اور وہ لوگ سہل سمجہتی ہین اور وہ اللہ کی ہان بڑی ہی اور اونکی لئی ہی آخرت مین دکہہ کی مار ہی ان جو شخص کسیکو زنا کرتی دیکہی

يحل له ان يقتله وانما لا يقتله لانه لا يصدق انه قتله لانه راه يزني
تو اوسکو اوسکا قتل کرنا حلال ہی اور قتل اسلئی نہین کرتا کہ ثابت نکر سکیگا کہ مین نی زنا کرتا دیکہہ کر قتل کیا ہے

## المجلس السابع والسبعون
ستترون مجلس

## في بيان حرمة اللواطة وعقوبتها وغيرها
اغلام کی حرمت کی بیان مین اور اوسکی سزا وغیرہ

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان اخوف ما
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا مجہکو بڑی سی بڑا خوف

اخاف على امتي عمل قوم لوط هذا الحديث من حسان المصابيح رواه جابر وفيه تنبيه عظيم على كون عملهم
اپنی امت پر عمل قوم لوط کا ہی یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثون مین ہی جابر کی روایت سی اور اسمین بڑی تنبیہ ہی کہ اونکا یہہ عمل

[illegible] الذنوب فعاقبهم الله تعالى بما لم يعاقب به امة من الامم وجمع عليهم من انواع العذاب ما لم
[illegible] اسی واسطی اللہ تعالی نی انکو ایسا عذاب دیا کہ تمام امتوں میں سی کسیکو نہیں دیا اور اونپر کئی قسم کی عذاب جمع کر دئی جو اور کسی

يجمعه على غيرهم من الامم وذمهم وكرر قصتهم في عدة سور من كتابه الكريم حتى يرتدع من علمهم الذين يؤمنون
پر جمع نہیں کئی اور اونکی برائی بیان کی اور بار بار اونکا قصہ اپنی کتاب کریم کی کئی سورتوں میں بیان کیا تاکہ جو لوگ خدا اور قیامت کی

بالله واليوم الاخر اشد الارتداع ويحترزوا عنه وعن مباديه كالنظر والمصاحبة واللمس والقبلة اشد
دن پر ایمان لائی ہیں اس سی خوب باز آویں اور اوس سی اور اوسکی اسباب سی - جیسا دیکھنا اور پاس بیٹھنا اور ہاتھ لگانا اور منہ چومنا

الاحتراز [illegible] ولا يقربوا منه ولا يحوموا حوله فضلا عن ان يفعلوه اذ قد روى ان طباع جميع الحيوانات
[illegible] اوسکی پاس نہ پھٹکیں اور اوسکی گرد نجاویں کرنیکا تو کیا ذکر ہی اسواسطی کہ روایت ہی کہ تمام حیوانات کی طبیعتیں بجز سور اور بندر کی امر عرفی

[illegible] الا الخنازير والقردة وفي رواية الا الخنزير والحمار فمن يميل طبعه اليه يكون في الدناءة والخساسة
نفرت کرتی ہیں اور ایک روایت میں ہی سوای سور اور گدہی کی پہر جسکی طبیعت اوسپر مایل ہو وہ دنائت اور خساست

والخباثة مثل الخنزير والقرد والحمار بل هو ادنى منها حالا لما روى انه عليه السلام قال الخنازير والقردة
اور خباثت میں سور اور بندر اور گدہی کی برابر ہی بلکہ اونسی بھی بدتر اسواسطی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا سور اور بندر

اعقل عند الله تعالى ممن يرتكب المعاصي وذلك لان من يرتكب المعاصي على الاستمرار من غير التوبة والاستغفار
اللہ کی نزدیک اوس سی زیادہ ہوشیار ہیں جو معاصی اختیار کرتا ہی اسلئی کہ جو شخص معاصی میں ہمیشہ گرفتار رہتا ہی بی توبہ اور استغفار کی

يكون من الذين قال الله تعالى فيهم اولئك كالانعام بل هم اضل فانه تعالى شبههم بالبهائم في كون مشاعرهم
وہ اون لوگوں میں ہی جنکو اللہ تعالی فرماتا ہی وہ جیسی چوپائی بلکہ اونسی زیادہ بی راہ کیونکہ اللہ تعالی انکو بہایم سی تشبیہ دی کہ انکی دل و دماغ

متوجهة الى اسباب الدنيا ومقصورة عليها وعدم التفكر فيما يقرع اذانهم من الايات وعدم الانتفاع بها بل
اسباب دنیوی کی طرف متوجہ ہو کر اوسی کی ہو رہی اور اونکا کچھ فکر نہیں ہی جو آیات سنتی ہیں اور اونسی نہ کچھ نفع لیتی ہیں بلکہ ایسی لوگوں کو

جعلهم اضل منها لانها تدرك ما من شانها ان تدركه من المنافع والمضار وتجتهد غاية جهدها في جلب
اونسی بھی گمراہ تر ٹہرایا کیونکہ ڈھگر تو وہ سمجھتی ہیں جو اونکی سمجھ کی لایق ہی فائدہ اور نقصان کو منفعت کی وصول میں اور مضرت کی دفع میں خوب کوشش کرتی ہیں

ما ينفعها وسلب ما يضرها وتنقاد لصاحبها وتميز من يحسن اليها ممن يسيء اليها وهؤلاء ليسوا كذلك حيث لا يميزون
اور اپنی مالک کی مطیع رہتی ہیں اور اپنی محسن اور ایذا رسان میں تمیز کرتی ہیں اور یہہ لوگ بدکار ایسی نہیں ہیں کیونکہ یہہ منفعت

بين المنافع والمضار ويجتهدون غاية جهدهم في جلب ما يضرهم وسلب ما ينفعهم ولا ينقادون لربهم ولا يعرفون
اور مضرت میں فرق نہیں کرتی اور مضرت حاصل کرنیکو اور منفعت کھونی پر ٹوٹے پڑتی ہیں اور اپنی پروردگار کی فرمان برداری نہیں کرتی اور نہ اوسکی احسان

احسانه اليهم من اساءة الشيطان الذي هو عدو عدوهم ويقدمون على العذاب الاليم ولا يقدمون على
کی تمیز کرتی ہیں شیطان کی بدی سی جو کہ اونکا بڑا ہی دشمن ہی اور سخت عذاب پر دوڑتی ہیں اور عیش دائمی

النعيم المقيم ويكونون من الذين قال الله تعالى فيهم يعلمون ظاهرا من الحيوة الدنيا وهم عن الاخرة هم
کی طرف متوجہ نہیں ہوتی اور اون لوگوں میں داخل ہیں جنکو اللہ تعالی فرماتا ہی جانتی ہیں اوپر اوپر دنیا کا جینا اور وہی لوگ آخرت سی

غفلون يعني انهم يعلمون ظاهرا حقيرا خسيسا من الدنيا وهو ما يشاهدونه من زخارفها وملاذها وسائر
خبر نہیں رکہتی یعنی وہ لوگ دنیا میں سی بیہدی حقیر بی حقیقت کو سمجھ رہی ہیں اور وہ ہی جو دیکھتی ہیں دنیا کی زیب و زینت اور لذتیں اور تمام

احوالها الموافقة لشهواتهم الملائمة لاهوائهم وهم عن الاخرة التي هي مطلب الاعلى والمقصد الاقصى غافلون
حالات جو اونکی شہوات کی موافق ہیں اور ہوا ہوس کی مناسب اور یہہ لوگ آخرت سی جو بڑا مطلب اور غایت درجہ کا مقصد ہی غفلت میں ہیں

لا یخطرونها ببالهم ولا یدرکون من احوال الدنیا ما یؤدی الی معرفتها ولا یتفکرون فیها حتی یحصل لهم علم بها
اسکا خیال دلمیں نہیں لاتی اور دنیا کی حالات میں سی اوسپر نظر نہیں ڈالتی جس سی آخرت کی سمجھ آوی اور نہ اوسمیں فکر کرتی ہیں تا کہ اونکو آخرت کا علم آوی

فان العلم بامور الاخرة موقوف علی العلم بوجود الباری تعالی وقدرته وارادته وعلمه وحیوته وذلک العلم لا یحصل
کیونکہ علم اخروی امور کا وجود باری تعالی اور اوسکی قدرت اور ارادہ اور علم اور حیات کی علم پر موقوف ہی اور یہہ علم بدون نگاہ

الا بالنظر الی المصنوعات والتفکر فی احوالها المتغیرة وهم قصروا النظر علی الظاهر الخسیسة کالبهائم ولم یتفکروا فی
کرنیکی مصنوعات میں اور بغیر فکر کرنیکی بدلتی حالات میں حاصل نہیں ہوسکتا اور اونہوں نی ڈنگروں کی طرح صرف ظاہر بی حقیقت پر نگاہ کررکہی ہی

عجائب صنعه تعالی لیستدلوا بها علی وجوده وصفاته التی یتوقف علیها وجود الممکنات فیعلموا ان ما اخبر به من امور
اور عجائبات صنع الہی میں فکر نہیں کرتی تا کہ اوسکی وسیلہ سی اوسکی وجود اور صفات پر استدلال کرسکیں جسپر وجود ممکنات کا موقوف ہی اور معلوم کریں کہ امور اخروی جنکی خبر

الاخرة امور ممکنة یلزم ثبوتها وکون المکلفین فیها فریقین فریق فی الجنة وفریق فی السعیر بحکم صلاح الاعمال
آئی ہی امور ممکنہ ہیں انکا ثبوت لازم ہی اور مکلف لوگ اسمیں دو قسم پر ہیں اعمال کی خوبی اور بدی کی لحاظ سی ایک قسم جنت میں اور ایک قسم دوزخ میں پھر بیشک سبب

وفسادها ثم ان سبب محبة العبد المعاصی والفجور فساد العلم او فساد القصد او فسادهما جمیعا بل قد قیل فساد
آدمی کی محبت کا معاصی اور فجور سی یا نرا علم کا فساد ہی یا نرا قصد کا فساد یا ملکر دونو کا فساد بلکہ بعضی کہتی ہیں

القصد من فساد العلم فان من علم ما فی المضار من المضرة حقیقة العلم لا یمیل الیه الا تری ان من علم
قصد کا فساد بہی علم کی فساد میں سی ہی اسلئی کہ جسکو خوب معلوم ہووی کہ مضر چیز میں نقصان ہی تو ادہر رغبت نہیں کرتا تو دیکہتا نہیں کہ جسکو یقینی معلوم ہو

من طعام لذیذ انه مسموم لا یقدم علیه فعلی هذا ان الایمان الحقیقی هو الذی یحمل صاحبه علی فعل
کہ فلانی لذیذ کہانی میں زہر ملا ہی تو اسمیں ہاتھہ نہیں ڈالتا اس بیان کی موافق بیشک حقیقی ایمان وہ ہی کہ جس سی آدمی منفعت اخروی کو اختیار کری

ما ینفعه فی الاخرة وترک ما یضره فیها فاذا لم یفعل ما ینفعه فی الاخرة ولم یترک ما یضره فیها لا یکون ایمانه حقیقیا
اور مضرات اخروی کو چھوڑی پھر اگر آدمی نہ تو منفعت اخروی پر عمل کری اور نہ مضرات اخروی کو چھوڑی تو اسکا ایمان حقیقی نہیں ہی

بل لسانیا لا قلبیا فان المؤمن بالنار حقیقة الایمان حتی کانه یراها لا یسلک طریقها الموصلة الیها فضلا
بلکہ زبانی ہی دلی نہیں کیونکہ جو شخص دوزخ پر ایسا حقیقی ایمان لایا گویا اوسکو دیکہہ رہا ہی تو ایسا راہ نہیں چلیگا جو اودہر لیجاوی اور سعی کرکر

عن ان یسعی فی دخولها والمؤمن بالجنة حقیقة الایمان حتی کانه یراها لا یمهل عن طلبها بل یسعی فی دخولها
داخل ہونیکا تو کہاں مرتبہ اور جو جنت پر ایسا حقیقی ایمان لایا ہی گویا کہ اوسکی نظر کی سامنی ہی اوسکی طلب میں سستی نہیں کریگا بلکہ سعی کرکر داخل ہوگا

وهذا امر یجده الانسان فی نفسه عند سعیه فی امور الدنیا من دفع ما یضره وجلب ما ینفعه فعلی هذا کل من اعتاد
اور یہہ تو ایسی بات ہی کہ آدمی جب دنیاوی کاروبار میں لگتا ہی تو اپنی دلمیں سوچ لی کہ نقصان سی حتی المقدور بچتا ہی اور منفعت کو حاصل کرتا ہی اس بیان کی موافق

ان یعمل عمل قوم لوط لا یکون ایمانه حقیقیا بل لسانیا لان جرمه لا یشبه سائر الجرائم ولهذا اختلف العلماء
جسکی عادت عمل قوم لوط کی پڑجاوی تو اوسکا ایمان حقیقی نہیں ہی بلکہ زبانی ہی کیونکہ اسکی خطا اور خطاؤنسی نہیں ملتی اسی لئی اسکی حد میں علماء کو اختلاف ہی

فی حده فذهب قوم الی ان الفاعل یحد حد الزنا فانه ان کان محصنا یرجم وان لم یکن محصنا یجلد مائة جلدة
ایک گروہ کا یہہ مذہب ہی کہ فاعل پر حد زنا کی جاری ہو پھر اگر فاعل محصن ہی تو سنگسار کریں اور اگر محصن نہیں تو سو درّہ ماریں

وهو قول الشافعی وابی یوسف ومحمد بن الحسن والحسن البصری وعطاء والنخعی وقتادة والاوزاعی وذهب قوم
اور یہہ ہی قول شافعی اور ابو یوسف اور محمد بن الحسن اور حسن بصری اور عطاء اور نخعی اور قتادہ اور اوزاعی کا ہی اور ایک قوم کا یہہ مذہب ہی

الی انه یرجم محصنا کان او غیر محصن وکذا المفعول به وهو قول مالک واحمد واستدلوا علی ذلک بان الله تعالی
کہ سنگسار کریں محصن ہو یا غیر محصن اور ایسی ہی مفعول بہ کو اور قول مالک اور احمد کا یہہ ہی اسپر انکا استدلال یہہ ہی کہ اللہ تعالی

اهلك قوم لوط بالرجم کما قال فی محکم تنزیله وامطرنا علیهم حجارة من سجیل وجه الاستدلال ان شریعة
نی قوم لوط کو پتھر او سی ہلاک کیا چنانچہ اپنی کتاب مین فرمایا ہی اور برسائی ہمنی او نپر پتھر بان کہنگر کی وجہ استدلال کی یہہ ہی کہ پہلی شریعتین
من قبلنا شریعة لنا اذا قصته بلا انکار ولم یظهر نسخها وقد حکیت بلا انکار ولم یظهر نسخها بل روی انه علیه السلام
جبتک ہماری شریعت ہی اگر اونکا بیان بلا انکار چلا آوی اور اونکا نسخ ظاہر نہووی اور اسکی حکایت بلا انکار ہی اور اسکا نسخ بہی ظاہر نہین ہی بلکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی
قال من وجدتموه یعمل عمل قوم لوط فاقتلوا الفاعل والمفعول به واتفق علیه الصحابة وان اختلفوا فی کیفیته فان
فرمایا جسکو دیکہو کہ عمل قوم لوط کا کرتا ہی تو فاعل اور مفعول بہ دونو کو قتل کرو اور صحابہ تمام اسپر متفق ہین اگرچہ طریقہ قتل مین مختلف ہین کیونکہ
اربعة من الخلفاء احرقوه وهم ابوبکر وعلی وعبد الله بن زبیر وهشام بن عبد الملك ویروی عن ابی بکر انه قال هدم
چار خلفا نی اوسکو جلا دیا ہی یعنی ابوبکر اور علی اور عبد اللہ بن زبیر اور ہشام بن عبد الملک نی اور ابوبکر سی یہہ بہی روایت ہی کہ کہتا تہا اوسکی اوپر
علیه البیت وقال ابن عباس ینظر اعلی بناء فیرمی منه منکوسا ثم یتبع بالحجارة لان قوم لوط اهلکوا کذلك حیث
گہر کو گرا دین اور ابن عباس کہتی ہین ایک بلند مکان تجویز کر کی اوسپر سی سر کی بل گرا دین پہر ترت پیچہ پتہر مارین اسلئی کہ قوم لوط اسیطرح ہلاک کیا گیا ہی کیونکہ
حملت قریتهم ونکست بهم ولا شك فی اتباع الهدم بهم حال نزولهم وذکر صدر الشریعة فی درر الاحکام ان الصحابة
اونکی گانو کو اوٹہا کر اوندہا ڈالدیا تہا اور بیشک جب وہ گری ترت اونکی اوپر مکان گری اور صدر الشریعہ نی درر الاحکام مین ذکر کیا کہ صحابہ
اختلفوا فی موجبه من الاحراق بالنار وهدم الجدار والتنکیس من محل مرتفع واتباع الاحجار وعند ابی حنیفة یعزر
اسکی سزا مین یعنی آگ مین جلانا اور اونپر دیوار گرانا اور اونچی مکان سی اوندہا گرا ترت پتہر مارنی اختلاف کرتی ہین اور امام ابو حنیفہ کی نزدیک کو ہی ایسی
بامثال هذه الامور وهذا هو المناسب فی هذا المحل لغلظ الجنایة ووجود الموافقة للصحابة فان التعزیر بهذا الوجه و
تعزیر دین اور اس محل مین یہہ ہی مناسب ہی کیونکہ گناہ بہت سخت ہی اور صحابہ کی رائی سی اتفاق ہی بیشک اسطرح کی تعزیر
ان کان فوق الحد لکن یجوز علی طریق السیاسة حتی لا یبقی للوطی رخصة فی المیل الی اللواطة فان عدم لزوم الحد
اگرچہ حد سی زیادہ ہی لیکن سیاست کی واسطی جایز ہی تاکہ لوطی کی واسطی لواطت کی طرف سہارا رغبت کا باقی نرہی اور حد کا لازم نہونا
فیها عند ابی حنیفة لیس لخفة امرها فان حرمتها عنده وعند جمیع العلماء اعظم من حرمة الزنا بل لکون خبثها
اس گناہ مین امام ابو حنیفہ کی نزدیک اسلئی نہین ہی کہ یہہ گناہ ہلکا ہی کیونکہ اسکی حرمت تو اونکی اور تمام علماء کی نزدیک زنا کی حرمت سی بڑتر ہی بلکہ اسکی خباثت
مرکوزا فی الطباع لان المحل مستقذر لا یمیل الیها من له طبع سلیم ولا نستدعی زاجرا للامتناع عنها بل اکتفی فیها
جو دلون مین گڑی ہوئی ہی کیونکہ یہہ جگہہ نجس ناپاک ہی جسکی طبیعت سلیم ہی ادہر کبہی خیال نہین کرتا نا اوسکو کسی زاجر مانع کی حاجت ہی بلکہ یہہ ہی نفرت طبعی
بالمانع الطبعی کما اکتفی به فی اکل الرجیع وشرب البول لکن لما کان فی النفوس الخبیثة المتعدیة لحدود الله تعالی اقوی الداعی
روکنی کو کافی ہی جیسی کہ نفرت طبیعی گوہ کہانی اور موت پینی مین کافی ہی لیکن چونکہ خبیث نفسون کو جو حدود الٰہی سی تجاوز کرتی ہین اور بڑا اشتیاق ہی تو خوب سختی سی
الیها وجب الزجر عنها بابلغ وجه فانها فی هذا الزمان قد شاعت فی هذه الامة المحمدیة وانتشرت بین عربها وعجمها وعالمها و
روکنا واجب ہوا کیونکہ لواطت اس زمانہ مین درمیان امت محمدی کی بہت پہیل گئی ہی اور درمیان عرب اور عجم کی اور عالم اور
جاهلها وخواصها وعوامها وبلغت مبلغا کانوا یفتخرون بها ویلومون من لا امرد له ویطعنون فیه ویقولون انه
جاہل اور خاص وعام مین منتشر ہو کر یہہ نوبت ہوگئی ہی کہ اسمین فخر کرتی ہین اور جسکی پاس امرد نہووی اوسکو ملامت اور طعن کرتی ہین کہتی ہین یہہ
لیس بادمی ولا مذاق له ویفتخرون بقیام الامرد بین ایدیهم ویلبسونه احسن الثیاب من المحرمات لیری علی احسن
کیا آدمی ہی اوسکو کچہہ مذاق نہین ہی اور ناز کرتی ہین کہ اونکی سامنی امرد موجود ہی اور اوسکو اچہی اچہی حرام کپڑی پہناتی ہین تاکہ اچہی صورت نظر آوی
الهیئة وقد روی انه علیه السلام قال من سره ان یتمثل له الرجال قیاما فلیتبوأ مقعده من النار فان هذا الوعید
اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جسکو پسند آوی کہ مرد اوسکی آگی تصویر کی طرح کہڑی رہین تو وہ اپنی بیٹہک دوزخ مین بناوی بیشک یہہ وعید

فی قیام الرجال فکیف فی قیام المرد الذین لا یجوز النظر الیهم حلو ما ذکر فی النوازل ان الغلام اذا کان صبیحا لا یجوز
مردوں کی قیام پر بہی پہر امرد کی قیام پر جنکی طرف دیکہنا بہی جایز نہیں دیکہنی کیا بہتر ہی چنانچہ نوازل میں مذکور ہی کہ لڑکا کا خوبصورت ہو تو اوسکی طرف دیکہنا جایز نہیں ہی

النظر الیه لما روی انه علیه السلام قال وایاکم ومجالسة اولاد الاغنیاء فان لهم صورة العروسة وفتنتهم اشد من
کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا بچو اولاد اغنیا کی ہمنشینی سی کیونکہ انکی صورت عورت کی سی ہوتی ہی اور انکا فتنہ عورتوں کی

فتنة النساء وذکر فی ملتقط الناصری ان الغلام اذا بلغ مبلغ الرجال ولم یکن صبیحا فحکمه حکم الرجال وان کان
فتنہ سی بدتر ہی اور ملتقط ناصری میں مذکور ہی کہ لڑکا جب مردوں کی حد کو پہنچی اور خوب صورت نہووی تو اوسکا حکم مردوں کا سا ہی اور اگر

صبیحا فحکمه حکم النساء وهو عورة من قرنه الی قدمه لا یحل النظر الیه عن شهوة واما السلام والنظر لا عن شهوة
خوب صورت ہووی تو اوسکا حکم عورتوں کا سا ہی اور وہ عورت ہی سر سی پاوں تک بنظر شہوت اوسکو دیکہنا حلال نہیں اور سلام کرنی اور بی شہوت دیکہنی میں

فلا باس به ولهذا لم یؤمر بالنقاب وقد جاء فی الاخبار ان عبد الله بن عمر کان جالسا فی باب داره مع بعض اصحابه
کچہہ مضائقہ نہیں اور اسی لئی اوسکو نقاب ڈالنی کا حکم نہیں ہی اور اخبار میں آیا ہی کہ عبد اللہ بن عمر اپنی گہر کی دروازہ میں اپنی یاروں کی ساتہہ بیٹہی تہی سو اونہوں نی

فرای غلاما صبیحا اقبل من السکة فقام ودخل داره فلما قالوا ذهب خرج من الدار فقیل له هذا من عندك
ایک لڑکا کا خوبصورت دیکہا کہ کوچہ میں سی سامنی آگیا تو کہڑی ہو کر گہر میں گہس گئی جب یاروں نی کہا وہ چلا گیا تب گہر میں سی نکلی کسینی پوچہا یہ اپنی طرف سی احتیاط ہی

یا ابا عبد الرحمن ام سمعت شیئا من رسول الله علیه الصلوة والسلام فقال سمعت رسول الله علیه السلام یقول النظر
یا ابو عبد الرحمن یا کچہہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی سنا ہی جواب دیا میں نی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی سنا ہی کہ فرماتی تہی کہ لڑکوں کی طرف

الیهم حرام والکلام معهم حرام ومجالستهم حرام وقال القاضی سمعت الامام یقول ان مع کل امرأة شیطانین ومع
دیکہنا حرام ہی اور بولنا حرام ہی اور ہمنشینی حرام ہی اور قاضی کہتا ہی میں نی امام سی سنا ہی کہتی تہی بیشک ہر عورت کی ساتہہ دو شیطان ہوتی ہیں اور ہر

کل غلام صبیح ثمانیة عشر شیطانا وکان محمد بن الحسن صبیحا وکان ابو حنیفة یجلسه خلفه او خلف ساریة المسجد
خوبصورت لڑکی کی ساتہہ اٹہارہ شیطان ہوتی ہیں اور محمد بن الحسن خوبصورت تہی امام ابو حنیفہ باوجود کمال تقوی کی اونکو اپنی پشت بٹہایا کرتی تہی یا مسجد کی ستون پیچہی

حتی لا یقع علیه بصره مخافة خیانة العین مع کمال تقواه وقال سفیان یکون فی هذه الامة ثلثة اصناف من
تاکہ اوسپر نگاہ نپڑی مبادا آنکہہ سی خیانت ہوئی اور سفیان کا قول ہی کہ اس امت میں تین قسم کی لوطی ہونگی

اللوطیین صنف ینظرون وصنف یصافحون وصنف یعملون والشر فی الصبیان اکثر من النساء لان من مال قلبه الی
ایک قسم بہانپنی والی نظرباز اور ایک قسم دست بوسی کرنیوالی اور ایک قسم عمل کرنیوالی اور لڑکوں میں بہ نسبت عورتوں کی بڑا فتنہ ہی اسلئی کہ اگر کسیکا دل عورت پہ

امرأة یمکن استباحتها بالنکاح والنظر الی وجه الصبی یورث الحب فلا یمکن استباحة اللواطة بوجه من الوجوه
مبتلا ہو تو اوسکا مباح کرنا بوسیلہ نکاح کی ممکن ہی اور لڑکوں کو دیکہنا جو عشق پیدا کرتا ہی تو لواطة کا مباح ہونا ہرگز کسی صورت میں ممکن نہیں ہی

فاذا غلب علیه حبه یرتکب الفعل القبیح ویکون من الهالکین المستهزءین بایات الله تعالی ودینه اذ قد یشتد بینهما
پہر جب اوسکا عشق غالب ہو ویگا تو فعل بد کریگا اور ہلاک ہو کر آیات اور دین الہی سی چہل کرنیوالوں میں ٹہریگا کیونکہ بعضی دفعہ دونوں میں

الاتصال ویحصل فیهما من الاقتران والمخالطة مثل ما یحصل بین الزوجین حتی ان فجار الفسقة یسمونهما زوجین
نہایت محبت ہو جاتی ہی اور ہر دم کی ملاقات اور رلنا ملنا ایسا ہوتا ہی جیسی میاں بی بی میں یہاں تک کہ فاسق بدکار اونکو خصم جورو نام رکہتی ہیں

ویقولون تزوج فلان بفلان والحاضرون یسمعون قولهم ویرون حالهم ولا یمنعونهم بل یضحکون ویعجبهم مثل ذلك
اور کہتی ہیں فلانی نی فلانی کو جورو بنایا ہی اور پاس بیٹہنی والی اونکی یہ باتیں سنا کرتی ہیں اور اونکا حال دیکہا کرتی ہیں اور منع نہیں کرتی بلکہ ہنسا کرتی ہیں اور ایسی چہیڑ چہاڑ انکو بہت

المزاح ولا یبالون بخروج الایمان والاسلام عنهم وقد قال قاضیخان فی فتاواه یکره بیع الغلام الامرد من رجل فاسق
پسند آتی ہی اور ایمان اور اسلام جاتی رہنی کا کچہہ خیال نہیں کرتی اور قاضیخان نی اپنی فتاوی میں کہا ہی امرد غلام کا مرد فاسق کی ہاتہہ بیچنا مکروہ ہی

يعلم انه يعصي الله تعالى به لانه اعانة على المعصية واتفق العلماء من السلف والخلف على كون اللواطة حراما
جبکہ جانتا ہو کہ اس سے اللہ کا نافرمان ہوا ہے کیونکہ اسمیں معصیت کی امداد ہے اور تمام علماء متقدمین و متاخرین لواطت کو حرام کہتے ہیں

لانه تعالى خلق الخلق ذكرا وانثى وخلق لكل منهما اعضاء ليصرف كل منهما كل واحد من تلك الاعضاء الى ما خلق
کیونکہ اللہ تعالی نے خلق کو نر اور مادہ پیدا کیا ہے اور ہر ایک کو اعضا الگ الگ دئے تاکہ ہر ایک نر و مادہ اپنے تمام اعضا کو اوسی مصرف میں صرف کرے جس واسطے بنے ہیں

له وجعل الانثى محلا للحرث كما اخبر به في كتابه وقال نساؤكم حرث لكم فأتوا حرثكم انى شئتم فهل يليق العاقل
اور عورت کو محل پیدائش کا بنایا چنانچہ اپنی کتاب میں خبر دی ہے عورتیں تمہاری کھیتی ہیں تمہاری سو جاؤ اپنی کھیتی میں جہاں سے چاہو پھر عاقل کو کیا

ان يصرف عضوا من اعضائه الى غير ما خلق له وهل يمكن له الحرث فيما ليس محلا للحرث فان قيل سلمنا ان الغلام
کہ اپنی کسی عضو کو تمام اعضا میں سے خلق کی ہوئی چیز کے سوا غیر محل میں صرف کرے بھلا کھیتی کب ممکن ہے ایسی جگہ جو محل کھیتی کا نہیں پھر اگر کوئی کہے ہم نے مانا کہ لڑکا

ليس محلا للحرث لكنه محل لقضاء الشهوة واستيفاء اللذة فاذا كان مملوكا له لا يجوز لصاحبه ان يتصرف فيه
کھیتی کا محل نہیں ہے لیکن محل قضاء شہوت کا اور استیفاء لذت کا تو ہے پھر اگر وہ مملوک ہووے تو مالک کو اوس میں ویسا تصرف کیوں نہیں جائز ہے

كما يتصرف في سائر املاكه من الماكولات والملبوسات فالجواب ان الانسان وان كان له ان يتصرف في ماله لكنه
جیسے اور تمام املاک میں تصرف کرتا ہے کھانے اور پہننے میں تو جواب یہ ہے کہ بیشک آدمی کو اگرچہ اوسکی مال میں ہر طرح کا تصرف حاصل ہے پر اوسکو

محجور عن التصرف التام فيه لان ما في يده من المال ليس له في الحقيقة بل هو في يده عارية اذن له في الشرع ان يتصرف
غلام میں پوری تصرف سے ممانعت ہے اسلئے کہ جو مال اسکی قبضہ میں ہے حقیقت میں اسکا نہیں ہے بلکہ اسکی قبضہ میں مستعار ہے شرع سے ایسا اجازت ہے کہ اوسمیں

فيه بوجه ومنع عن التصرف فيه بوجه آخر ولم ياذن له الشرع ان يتصرف في هذا المحل المكروه لغاية خباثته ونهاية
ایکطرح کا تصرف کرے اور ممانعت ہے کہ ایک دوسری طرح سے تصرف نکرے اور شرع نے اجازت نہیں دی کہ اس محل مکروہ میں تصرف کرے کیونکہ غایت درجہ کی خباثت اور نہایت مرتبہ کی

قذارته الا ترى ان وطي الزوجة في القبل مع كونه حلالا قد وقع المنع عنه حال الحيض لاجل الاذى بقوله تعالى
نجاست ہے کیا معلوم نہیں کہ جماع بی بی کا قبل میں باوجودیکہ حلال ہے کبھی اوس سے بھی ممانعت ہے جیسے حیض میں گندگی کی سبب سے واسطے ارشاد الہی کی

ويسئلونك عن المحيض قل هو اذى فاعتزلوا النساء في المحيض وهي ايام يسيرة من الشهر فكيف لا يمنع عن موضع
اور پوچھتے ہیں تجھسے حکم حیض کا تو کہہ وہ گندگی ہے سو تم پرے رہو عورتوں سے حیض کی وقت اور وہ تمام مہینے میں چندروز ہوتا ہے پھر کیونکر نہ ممانعت ہووے ایسی جگہ

لا يفارق النجاسة التي اشد من دم الحيض اصلا فعلم من هذا ان مجرد الملك لا يقتضي التصرف فيما لم ياذن فيه
جہاں سے نجاست اصلا نہیں دور ہوتی جو کہ حیض کی خون سے زیادہ تر نجس ہے اس سے معلوم ہوا کہ صرف ملکیت سے یہ نہیں ہو سکتا کہ بدون اذن شرع کی سب تصرف کیا کرے

الشرع الا ترى ان الامة المجوسية او الوثنية مع كونها محلا للحرث لا يجوز لصاحبها ان يتصرف فيها بالتقبيل والتفخيذ
دیکھتا نہیں کہ لونڈی مجوسیہ آتش پرست یا وثنیہ بت پرست باوجودیکہ محل کھیتی کا ہے لیکن اوسکی مالک کو جائز نہیں کہ اوس میں کچھ تصرف کرے بوسہ لینا یا تفخیذ وغیرہ

وغيرها من دواعي الجماع فضلا عن الجماع وكذا البهيمة مع كونها محلا لقضاء الشهوة لا يجوز لمالكها قضاء الشهوة فيها
جو جماع کی لوازم ہیں جماع کی تو کہاں نوبت ہے اور ایسی ہی چوپایہ باوجودیکہ اوس سے بھی قضاء شہوت ہو سکتی ہے پر مالک کو چوپایہ سے قضاء شہوت جائز نہیں ہے جب یہ بات مسلم ہوئی

اذا تقرر هذا فالواجب على كل مسلم ان يحترز عن هذا الفعل القبيح لما روي انه عليه السلام قال من عمل قوم لوط
تو ہر مسلم پر واجب ہے کہ ایسی فعل بد سے کنارہ کرے کیونکہ روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جسنے قوم لوط کا سا عمل کیا

يعذب في النار منكوسا وروي ايضا انه عليه السلام قال اذا علا الذكر الذكر اهتز العرش وتقول السموات مرنا
دوزخ میں اوندھا پھینکا جاویگا اور روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ جب نر پر نر چڑھتا ہے تو عرش کانپ اٹھتا ہے اور افلاک کہتے ہیں کہ اے رب ہمکو

يا رب باهلاكه وتقول الارض يا رب مرنا ان نبتلعه فيقول الله تعالى دعوه فان طريقه علي ووقوفه بين يدي
حکم دے کہ اوسکو ہلاک کر ڈالیں اور زمین کہتی ہے کہ اے رب ہمکو حکم ہو تو اسکو نگل جاویں اللہ تعالی فرماتا ہے تم جانے دو اسکا رستہ میری طرف ہے آخر میری سامنے کھڑا ہونا ہے

وروي ايضا انه عليه السلام قال لو اغتسل اللوطي بماء البحر السبع لنجيء يوم القيمة لا جنبا وذكر في الفتاوى

اور یہہ بھی روایت ہی کہ حضرت علیہ السلام نے فرمایا لوطی اگرچہ ساتون دریا مین نہاوی پر قیامت کی دن ناپاک ہی ہوگا اور فتاوی

الصوفية عن سفيان ان اللواطة لا تكون في الجنة لان الله تعالى يستبعدها ويستقبحها وقال اسبقكم بها

صوفیہ مین سفیان سی نقل ہی کہ لواطت جنت مین نہین ہوگی کیونکہ اللہ تعالی اسکو بہت مستبعد اور بدتر ٹھراتا ہی اور فرمایا تم سی پہلی نہین کی

من احد من العلمين وسماها خبيثة حيث قال ونجيناه من القرية التي كانت تعمل الخبائث والجنة منزهة

یہہ کسی نی جہان مین اور اسکا نام خبیثہ رکھا جہان کہ بیان کیا ہی اور بچایا ہم نی اوسکو اوس آبادی سی جو کرتی تہی گندہ کام اور جنت مین

عن الخبائث قيل قد يعلم من هذا ان الجنة لكونها طيبة لطيفة في غاية اللطافة اذا كانت لا تقبل اللواطة

خباثت کا کیا کام ہی کسیکی یہہ تقریر ہی اس سی معلوم ہوتا ہی کہ جنت چونکہ طیب اور غایت درجہ پاکیزہ ہی جب اوسمین لواطت نہین ہوسکتی

لكونها فعلا خبيثا يلزم ان لا يقبل من يفعلها في الدنيا لكونه خبيثا خسيسا في غاية الخباثة والخساسة لان

کیونکہ فعل خبیث ہی تو لازم آتا ہی کہ گنجایش نہواوسکی جو دنیا مین لواطت کرتا ہی کیونکہ غایت درجہ کا خبیث اور خسیس ہی اسلیئی کہ

المتصف بالخبث خبيث الا ان يتداركه الله بالتوبة النصوح الماحية لجميع الذنوب المجلس الثامن

جو خباثت کا کام کری وہ ہی خبیث ہوتا ہی مگر اس صورت مین کہ اللہ تعالی توبہ خالص ہی اسکا بدلا کردی جسی تمام گناہ دور ہوجاتی ہین اٹہترون مجلس

والسبعون في بيان حرمة شرب الخمر وبيان عقوبتها وسائر المنكرات قال رسول الله صلى الله

مین بیان شراب کی حرمت اور اوسکی عقوبت کا اور تمام منکرات کا رسول اللہ صلی اللہ

عليه وسلم من شرب الخمر في الدنيا فمات وهو يدمنها ولم يتب منها لم يشربها في الاخرة هذا الحديث

علیہ وسلم نی فرمایا جسنی دنیا مین شراب پی پہر مرگیا اور ہمیشہ پیتا رہا اور توبہ نکی تو قیامت مین اوسکو نہ پی سکیگا یہہ حدیث

من صحاح المصابيح رواه ابن عمر ومعناه ان من داوم على شرب الخمر فمات ولم يتب منها لا يدخل الجنة

مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی ابن عمر کی روایت سی اسکی یہہ معنی ہین جو ہمیشہ شراب پیتا رہا پہر مرگیا اور توبہ نہین کی تو جنت مین نہین جاویگا

ولا يشرب من خمرها لان نوعا من شرابها الخمر لقوله تعالى وانهر من خمر لذة للشاربين يعني ان في

اور نہ وہانکی شراب نصیب ہوگی اسلیئی کہ ایک قسم وہانکی شراب خمر ہی بدلیل اس آیت کی اور نہرین ہین شراب کی جسمین مزہ ہی پینی والون کا مراد یہہ ہی کہ

الجنة انهارا من خمر لذيذة ليس فيها كراهة الطعم والريح ولا غائلة السكر والخمار وانما هي تلذذ محض

جنت مین مزہ دار شرابون کی نہرین ہین نہ اونکا مزہ اور بو مکروہ ہی اور نہ رنج نشہ اور خمار کا وہ نرا مزہ ہی مزہ ہی

يتلذذ بها الشاربون فمن يدخل الجنة لا بد ان يشرب منها ولا يكون محروما عنها فيكون عدم شربه

پینی والی مزہ اوٹہاوینگی پہر جو جنت مین جاویگا وہ بالضرور پیویگا اوسی محروم ہرگز نہوگا اب نہ ملنا شراب کا

منها كناية عن عدم دخوله فيها بسبب شرب الخمر في الدنيا لان خمر الدنيا حرام نجس نجاسة غليظة لا يحل

اشارہ ہی کہ دنیا کی شراب پیی سی جنت مین نہ جاویگا کیونکہ دنیا کی شراب حرام ناپاک مغلظ ہی اوسکا پینا حلال نہین

شربها ومن شرب منها طائعا ولو قطرة يقام عليه الحد وهو ثمانون جلدة للحر ونصفها للعبد فان لم يضرب

ہی اور جو شخص بہ طیب خاطر اگرچہ ایک قطرہ پیوی اوسپر حد جاری کیجاویگی یعنی اسی درہ آزاد کی اور چالیس درہ غلام کی اگر دنیا مین نہ لگینگی

في الدنيا يضرب في الاخرة بسياط من النار على رؤس الاشهاد ويكفر مستحلها ويحرم بيعها وشراؤها واكل

تو آخرت مین آگ کی درہ سبکی سامنی لگین کی اور جو شخص حلال سمجھی وہ کافر ہی اور اوسکا بیچنا اور خریدنا اور اوسکی قیمت

ثمنها ويمنع اهل الذمة من اظهار شربها وبيعها وقد ذكر في كتب الفقه ان اجارة بيت بالامصار وبقرانا

کہانی سب حرام ہی اور ذمی لوگ برملا پینی اور بیچنی نہ پاوین اور فقہ کی کتابون مین مذکور ہی کہ گہر دلکا کرایہ دینا شہرون مین اور ہماری قریون مین شراب

ممن يبيع فيه الخمر مسلما كان او كافرا لا يجوز لانه اعانة على المعصية وقد قال الله تعالى تعاونوا على البر
فروش کو مسلم ہو یا کافر جایز نہین ہی اسواسطی کہ معصیت کی امداد ہی اور اللہ تعالی کا یہہ حکم ہی اور آپسمین مدد کرو نیک کام پر اور

التقوى ولا تعاونوا على الاثم والعدوان وما نقل عن ابى حنيفة انه جوز ذلك فى السواد فمراده بالسواد على
پرہیزگاری پر اور مدد نکرو گناہ پر اور ظلم و زیادتی پر اور وہ روایت جو ابو حنیفہ سی منقول ہی کہ سواد مین بیچنا یا کرایہ دینا جایز ہی سواد کی مراد سواد کی

ما صرح به العلماء سواد الكوفة لان غالب اهلها كان اهل الذمة واما سواد بلادنا فاعلام الاسلام فيها
موافق تصریح علماء کی گردہ کوفہ کا ہی اسلئی کہ اکثر باشندہ وہانکی ذمی تہی اور ہمارے گردہ ہماری شہرونکا سو اسلام کی نیزہ یہان

ظاهرة فلا يمكنون فيها كما لا يمكنون فى الامصار وهو الصحيح وقد ذكر فى نصاب الاحتساب ان المحتسب لو احرق بيت
غالب ہین یہان اونکی لئی اتنی قدرت کہان جیسی شہرون مین قدرت نہین یہہ صحیح ہی اور نصاب الاحتساب مین مذکور ہی کہ محتسب اگر ایسا مکان جو

الخمار المشهور لا يضمن اذا علم انه لا ينزجر بدونه لتعينه طريقا للحسبة ثم ان اصحابنا لم يرو عنهم فى
شراب خانہ مشہور ہو پہونک دی تو ضمان نہین آتا اگر یہ سمجہی کہ بدون اسکی نہ باز آویگا کیونکہ یہہ ہی طریقہ احتساب کا ہی ان ہماری علماء سی درباب جلا دینی کلال خانہ کی

احراق البيت شئ وانما ورد عنهم هدم البيت وكسر الدنان لكن ذكر فى الفصل الثامن من كتاب الصلوة من
کوئی روایت نہین ہی اونسی یہہ ہی روایتین ہین کہ کلال خانہ کو گرادی اور مٹکی پہوڑ دی لیکن محیط کی آٹہوین فصل مین کتاب الصلوۃ سی مذکور ہی

المحيط انه عليه السلام قال لقد هممت ان آمر رجلا يصلى بالناس وانظر الى قوم يتخلفون عن الجماعة فاحرق
کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا میں نی ارادہ کیا تہا کہ ایک شخص واسطی امامت نماز جماعت کی مقرر کرون اور مین اون لوگون کو دیکہون جو جماعت سی پیچہی رہ جاتی ہین پہر اونکی گہر

بيوتهم وهذا الخبر يدل على جواز احراق بيت من يتخلف عن الجماعة لان الهم على المعصية لا يجوز من الرسول لانه
پہونک دون اس حدیث سی معلوم ہوتا ہی کہ تارک جماعت کا گہر پہونک دینا جایز ہی اسواسطی کہ عزم معصیت کا رسول سی نہین ہو سکتا کیونکہ یہہ بہی

معصية فاذا علم جواز احراق البيت على ترك السنة المؤكدة فما ظنك فى احراق البيت على ترك الواجب
معصیت ہی پہر جب گہر کا پہونک دینا سنت موکدہ کی ترک سی جایز ہو تو اب گہر جلانی مین ترک واجب اور فرض پہ تیرا خیال کیا ہی

الفرض وقد ذكر فى الباب الثلثين من شرح ادب القاضى للخصاف ان عمر خطب الناس يوما فقال بلغنى ان فى بيت
اور خصاف کی شرح ادب القاضی کی تیسوین باب مین مذکور ہی کہ عمر رضی اللہ عنہ نی ایکروز لوگون کو خطبہ سنایا کہا مینی سنا ہی کہ

فلان وفلان مسكرا فانى آتى بيوتهما فان كان حقا احرق بيوتهما وهما رجلان رجل من قريش ورجل من
فلانی اور فلانی کی گہر مین شراب ہی مین اونکی تلاشی لونگا اگر سچ نکلا تو اونکی گہر پہونک دونگا اور وہ شخص ایک تو قریش مین سی تہا اور ایک

ثقيف فسمع القريشى بذلك فى فوره اخرج ما فى بيته من المسكر واراقه ولم يفعل الثقفى وكان اسمه مرشد فاتى
ثقیف مین سی سو قریشی نی یہہ بات سن پائی ذرا اور جو اوسکی گہر مین نشہ تہا سب پہینکدیا اور ثقفی نی کچہہ پروا نکی اور اوسکا نام مرشد تہا پہر

عمر بيت القريشى فلم يجد فيه شيئا من المسكر واتى بيت الثقفى فوجد فيه خمرا فاحرق بيته وقال انت
عمر نی قریشی کی گہر کی تلاشی لی تو نشہ کچہہ نہ پایا پہر ثقفی کی گہر گئی تو وہان نشہ اسب موجود تہی سو اوسکا گہر پہونکدیا اور فرمایا تو مرشد

بمرشد [illegible] لان المحتسب اذا بلغه خبر من المنكرات ينبغى له ان يعلنه ويهدد عليه [illegible]
[illegible] کیونکہ عمر نی

[illegible]

[illegible] تو خطبہ اور [illegible] مین ظاہر کیا [illegible] پہونک اپنی سی دہمکایا اور قریشی نی تو نصیحت مانی اوسکا کہر بچا

[illegible]

اور [illegible] دہمکی دی تہی پہر [illegible] کہ دہمکی تو دیدی اور اوسپر عمل نہ کیا اور [illegible] شام

اهل الشام شربوا الخمر وقالوا هي لنا حلال لانه تعالى قال ليس على الذين امنوا وعملوا الصلحت جناح فيما طعموا

مین سے چند آدمیون نے شراب پی اور کہنے لگے ہمکو حلال ہے اسلئے کہ اللہ تعالی فرماتا ہے جو لوگ ایمان لائے اور کام نیک کئے اونپر نہین گناہ جو کچہہ پہلے کہا چکے

فكتب فيهم الى عمر بذلك وكتب عمر ان ابعثوا بهم الي فلما قدموا اجمع لهم عمر رض اصحاب رسول الله عليه السلام

سو یہہ بات عمر کے پاس لکہی آئی عمر نے جواب لکہا کہ اونکو یہان بہیجدو جب وہ آئے تو عمر رض نے اونکی لئے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جمع کرکر

وشاورهم فيهم فقالوا يا امير المؤمنين انهم افتروا على الله تعالى وشرعوا في دينه مالم ياذن به فاضرب اعناقهم

مشورہ کیا سب نے کہا یا امیر المؤمنین ان لوگون نے اللہ پر افترا کیا اور اوسکی دین مین نیا راہ نکالا جسکی اجازت نہین ہے سو انکو قتل کر

وعلي في القوم ساكت فقال له عمر ما ترى فيهم يا علي فقال ارى ان تستتيبهم فان تابوا فاضرب كل واحد منهم

اور علی رض سب میں چپ تہے عمر رض نے اونسے پوچہا یا علی انکی باب مین آپکی کیا رائے ہے کہا میری نزدیک انسے توبہ کراؤ اگر توبہ کرین تو ہر ایک کا

ثمانين جلدة وان لم يتوبوا فاضرب اعناقهم فاستتابهم فتابوا وضرب كل واحد منهم ثمانين جلدة والجواب

اسی اسی درہ مارو اور اگر توبہ نکرین تو انکو قتل کردو سو اونسے توبہ کرائی تو انہون نے توبہ کی اور ہر ایک کی اسی اسی درہ مارکا اور جواب

عن الاية التي استدلوا بها على اباحة الخمر ما روى عن ابن عباس انه قال لما نزل تحريم الخمر قالوا يا رسول الله كيف

اوس آیت کا جس سے اونہون نے اباحت خمر پر حجت کی تہی یہہ ہے جو روایت ہے ابن عباس سے کہ جب شراب کی حرمت قرآن مین آئی تو لوگون نے عرض کیا یا رسول اللہ

باخواننا الذين ماتوا وهم يشربون الخمر فنزل قوله تعالى ليس على الذين امنوا وعملوا الصلحت جناح فيما طعموا

ہماری بہائیون کا کیا حال ہوگا جو مر گئے اور شراب پیتے تہے تب یہہ آیت اوتری جو لوگ ایمان لائے اور کام نیک کئے اونپر نہین گناہ جو کچہہ پہلے کہا چکے

يعني ان الذين شربوا الخمر قبل تحريمها لا اثم عليهم انما الاثم على الذين يشربونها بعد تحريمها فان قيل تحريم

مراد یہہ ہے کہ جنہون نے حرام ہونے سے پہلے شراب پی وہ گنہگار نہین ہین گنہگار وہ ہی ہین جو بعد حرمت کے پیتے ہین اگر کوئی کہے کہ حرمت

شرب ما يزيل العقل الذي هو ملاك معرفة الله تعالى وشكر نعمه حسن لا شبهة فيه فلم كان حلالا للامم

ایسی چیز کی پینے کی جو عقل کو کہو دیوے کہ وہ معرفت الہی اور نعمتون کی شکر کی جڑ ہے بہت خوب ہے اسمین کچہہ شبہہ نہین ہے پر پہلی امتون کی واسطے کیون حلال تہی

السالفة مع احتياجهم الى ذلك فالجواب ان العقل لا يزول بشرب القليل منه وانما يزول بالسكر والسكر حرام

اسکی وہ بہی تو حاجتمند تہے سو جواب یہہ ہے کہ تہوڑے پینے مین عقل گم نہین ہوتی عقل جب ہی جاتی ہے کہ نشہ چڑہے اور نشہ

في جميع الاديان لكن القليل من الخمر قد حرمت على هذه الامة المشهود لهم بالخيرية كرامة لهم من الله تعالى

تمام دینون مین حرام رہا لیکن اس امت کی حق مین جسکی بہتری کی گواہی گذر چکی ہے تہوڑی بہی شراب بہی حرام ہوگئی ہے یہہ اللہ تعالی کی طرف سے کرامت ہے

لئلا يقعوا في المحظور الذي هو السكر لان قليلها يدعو الى كثيرها وهذا من خواصها وهو ان يزداد لذة شاربها

اکہ نشہ مین جو کہ ممنوع ہے مبتلا نہو جاوین کیونکہ تہوڑی شراب بہت کا مزہ لگا دیتی ہے یہہ ہی اسکا خاصہ ہے اسہی لئے شرابی کا مزہ شراب بڑہاتی ہے

بالاستكثار منها بخلاف سائر المشروبات فان قيل الداعي للذكر كان موجودا فيها فلم لم تحرم ابتداء ولم حرمت

زیادہ پیتا جاتا ہے برخلاف تمام اور شربتون کی اگر کوئی کہے کہ داعیہ پینے کا جسکا مادہ ہے وہ اونمین ہمیشہ موجود تہا پہر پہلی ہی ابتداء اسلام مین کیون نہ حرام ہوئی

بالتدريج [illegible] الجواب ان الشهادة بالخيرية لم تكن اذ [illegible] الطاري [illegible] النفرة [illegible] الاسلام فانهم في

[illegible] تو جواب یہہ ہے [illegible] اسلام کی نفرت [illegible]

[illegible] بكونهم [illegible] تعالى بفضله وحسانه [illegible]

[illegible] اللہ تعالی نے [illegible]

[illegible] في [illegible] التحريم الخمر والاعتاب [illegible]

[illegible]

منه سكرا ورزقا حسنا والمراد من السكر الخمر فقال كبراء الصحابة لو كان فيها خير لم تميز من الرزق الحسن

اوس سے نشہ اور روزی عمدہ اور سکر سے شراب مراد ہے پس بڑے بڑے صحابہ نے کہا اگر شراب میں کچھ بہتری ہوتی تو رزق حسن سے الگ نہ ہوتی

فتركها جماعة ولم يتركها غيرهم لان وصف المعطوف بالحسن لا يخلو عن الدلالة على ان في المعطوف عليه قبحا فلم يتركوها

پھر ایک جماعت نے اوسکو ترک کیا اور لوگوں نے نہ چھوڑا کیونکہ معطوف کی توصیف حسن سے [illegible] دلالت کرتی ہے کہ معطوف علیہ میں کچھ برائی ہے سو انہوں نے نہ چھوڑی

ثم ان عمر ومعاذا ونفرا من الصحابة قالوا يا رسول الله افتنا في الخمر والميسر فان احدهما مذهبة للعقل والاخر

پھر عمر اور معاذ اور کئی اور صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ہمکو شراب اور جوئے کا حکم بتائیے کیونکہ ایک تو عقل کو دور کرتی ہے اور دوسرا مال تلف

متلفة للمال فنزل قوله تعالى يسئلونك عن الخمر والميسر قل فيهما اثم كبير ومنافع للناس واثمهما اكبر من نفعهما

کرتا ہے تب یہ آیت آئی تجھسے پوچھتے ہیں حکم شراب اور جوئے کا تو کہہ ان میں گناہ بڑا ہے اور فائدے بھی ہیں لوگوں کو اور انکا گناہ فائدے سے بڑا ہے اس آیت میں

فانه تعالى لم يحرمهما بل ذمهما ونبه بذلك على ان اجتنابهما اولى من قربهما لان الحكم في الامور للغالب فامتنع كثير

بیشک اللہ تعالی نے شراب حرام تو نہیں کی بلکہ اسکی ہجو کی اور اس سے آگاہ کیا کہ شراب سے کنارہ کرنا نسبت برتنے کی اولی ہے کیونکہ ہر کام میں حکم غالب پر ہوتا ہے پھر بہت لوگ

منهم عنهما فقالوا لا حاجة لنا فيما فيه اثم كبير وقال بعضهم ناخذ نفعهما ونترك اثمهما فلم يمتنعوا عنهما ثم ان عبد

اوس سے باز آئے کہا ہمکو اوسکی کچھ حاجت نہیں جسمیں بڑا گناہ ہوتا ہو اور بعضے لوگ کہنے لگے ہم انکا فائدہ حاصل کرتے ہیں اور گناہ ترک کرتے ہیں سو وہ نہ باز آئے پھر عبد الرحمن

الرحمن بن عوف صنع طعاما فدعا جماعة من الصحابة واتاهم بخمر فشربوا وسكروا وحضرت صلوة المغرب فقدموا

بن عوف نے ضیافت کا کھانا پکا کر ایک جماعت صحابہ کو طلب کیا اور شراب پیش کی پھر سب نے پی اور مست ہوگئے اور درمیان میں مغرب کا وقت ہوگیا تو انہوں نے ایک کو

احدهم فقرأ قل يا ايها الكفرون اعبد ما تعبدون [illegible] الى اخر السورة بحذف لا فنزل قوله تعالى يا ايها الذين امنوا

امام کیا اوسنے اسطور پڑھا قل یا ایہا الکافرون اعبد ما تعبدون آخر سورۃ تک اسی طرح لفظ لا کا نہ پڑھا پھر یہ آیت اوتری ای ایمان والو

لا تقربوا الصلوة وانتم سكرى فهذه الاية اشد من الاولى لانه تعالى حرم فيها السكر في مواقيت الصلوة لان مرجع

نزدیک نہ ہو نماز کی جب تم مست ہو یہ آیت پہلی آیت سے تیز ہے اسلئے کہ اللہ تعالی نے اس آیت میں اوقات نماز میں نشہ حرام کردیا اسلئے کہ کل

النهي ليس هو المقيد مع بقاء القيد مرخصا بحاله بل مرجع النهي انما هو القيد مع بقاء المقيد لازما بحاله

نہی کا مقید نہیں ہے اگر قید جوں کی توں مرخص رہے بلکہ کل نہی کا وہ قید ہے مقید بحیثیت لازم بحال

لان الصلوة كانت على المؤمنين كتابا موقوتا فكانه تعالى قال يا ايها الذين امنوا لا تسكروا في اوقات الصلوة فترك

کیونکہ نماز مسلمانوں پر فرض وقت بندھی ہوئی ہے تو گویا اللہ تعالی نے فرمایا ای ایمان والو نماز کی وقت نشہ مت کہاؤ پھر اکثر لوگوں نے

اكثرهم شربها فشربها اقلهم في غير اوقات الصلوة فمنهم من كان يشربها بعد صلوة العشاء فيصبح وقد زال عنه

شراب پینا ترک کیا اور کچھ لوگ سوای اوقات نماز کی پیتے رہے پھر بعضے ایسے تھے کہ نماز عشا کی بعد پیتے صبح ہوتے تک نشہ اوتر جاتا

السكر ومنهم من كان يشربها بعد صلوة الصبح فيصحو عند مجيء وقت الظهر فحل الاكثر اوقاتهم عن الشرب فثقل

اور بعضے صبح کی نماز کی بعد پیتے تو وہ ظہر کی وقت تک ہوشیار ہوجاتے سو انکا اکثر وقت شراب سے صاف جاتا تھا اسمیں دشواری

نقلهم الى التحريم المطلق ثم ان عتبان بن مالك دعا رجالا من المسلمين وشوى لهم راس بعير فاكلوا وشربوا الخمر

حرمت مطلقہ کی او نپر سہل ہوگئی پھر عتبان بن مالک نے کئی شخص مسلمان بلاکر اونکی لئے اونٹ کی سری بہونی پھر انہوں نے کہانا کھایا اور شراب پی

فلما سكروا تفاخروا وتناشدوا الاشعار وكان فيهم سعد بن ابي وقاص فانشد شعرا فيه هجاء الانصار فاخذ رجل

جب مست ہوئے اپنی اپنی شیخی کرنے لگے اور شعر پڑھنے شروع کئے اس جماعت میں سعد بن ابی وقاص بھی تھے انہوں نے انصار کی ہجو کے شعر پڑھنے شروع کئے پھر ایک شخص نے

منهم لحى البعير فضرب به راس سعد فشجه موضحة فانطلق سعد الى رسول الله عليه السلام فشكى اليه وكان

انہیں سے اونٹ کا جبڑا لیکر سعد کے سر پر مارا کہ سر کہل گیا پھر سعد نے رسول اللہ صلی اللہ کی پاس آکر فریاد کی اور

عمر حاضر فقال اللهم بين لنا في الخمر بيانا شافيا فانزل الله تعالى يا ايها الذين آمنوا انما الخمر والميسر
[illegible]
والانصاب والازلام رجس من عمل الشيطان فاجتنبوه لعلكم تفلحون انما يريد الشيطان ان يوقع بينكم العداوة والبغضاء
[illegible]
في الخمر والميسر ويصدكم عن ذكر الله وعن الصلوة فهل انتم منتهون فقال عمر انتهينا يا رب فدلت هذه الآية
شراب سی اور جوئی سی اور روکی تمکو اللہ کی یاد سی اور نماز سی پہر اب تم باز ہوگی عمر نی کہا ہم باز آئی اس آیت نی
على تحريم الخمر قطعا من عشرة اوجه احدها انه تعالى قرنها بالميسر الذي هو القمار وهو حرام بالاتفاق وكذا ما
شراب کی قطعی حرمت دس وجہ سی معلوم ہوتی ہی ایک یہہ کہ اللہ تعالی نی شراب کو میسر کی ساتھ ذکر کیا میسر جو قمار ہی اور وہ بالاتفاق حرام ہی اور ایسی کی جو
قرن به والثاني انه تعالى قرنها بالانصاب وهي في الحرمة كذلك والثالث انه تعالى قرنها بالازلام وهي في الحرمة
اوسکی ساتھ ہو دوسری یہہ کہ اللہ تعالی نی اوسکو انصاب کی ساتھ ملایا انصاب بھی حرمت مین ویسی ہی تیسری یہہ کہ اللہ تعالی نی ازلام کی ساتھ ملایا وہ بھی حرمت
كذلك والرابع انه تعالى سماها رجسا وهو اسم الحرام النجس العين والخامس انه تعالى جعلها من عمل الشيطان
ویسی ہی ہین اور چوتہی یہہ کہ اللہ تعالی نی اوسکا نام رجس رکہا اور رجس حرام نجس کو کہتی ہین اور پانچوین یہہ کہ اللہ تعالی نی اوسکو عمل شیطان کا فرمایا
وعلق تعاطيها شر بحت والسادس انه تعالى امر باجتنابها والامر للوجوب فيلزم الامتثال والسابع انه تعالى وعلق
اور ملتی کا اسکا برتنا شر محض ہی اور چہٹی یہہ کہ اللہ تعالی نی ہمکو اوس سی کنارہ کرنیکا ارشاد کیا اور امر جو ہی واجب ہوجاتا ہی اوسکا ضروری اور ساتوین یہہ کہ اللہ تعالی نی
الفلاح على ذلك الاجتناب والفلاح لا يحصل الا باجتناب المحرم والثامن انه تعالى قال انما يريد الشيطان ان يوقع
اوس کنارہ کشی پر فلاح کا وعدہ فرمایا اور فلاح حرام سی کنارہ کئی بغیر حاصل نہین ہوسکتی آٹہوین یہہ کہ اللہ تعالی نی فرمایا شیطان یہہ ہی چاہتا ہی کہ تمہاری درمیان مین
بينكم العداوة والبغضاء وما يؤدي الى ذلك فهو حرام والتاسع انه تعالى بين ان مراد الشيطان ان يصدهم
دشمنی اور بیر پیدا کردی اور جس سی دشمنی وغیرہ پیدا ہو وہ حرام ہی نوین یہہ کہ اللہ تعالی نی بیان کیا کہ شیطان کی یہہ غرض ہی کہ یاد الہی
عن ذكر الله وعن الصلوة وذلك حرام والعاشر انه تعالى امر بالانتهاء عنها والانتهاء لا يجب الا عما هو حرام
اور نماز سی روکدی اور یہہ سب حرام ہی دسوین یہہ کہ اللہ تعالی نی فرمایا اس سی باز آو اور باز آنا اوس سی واجب ہوتا ہی جو حرام ہوئی
فثبت بهذه الوجوه حرمة الخمر قطعا فتركوا شربها جميعا حتى روي عن انس انه قال كنت مع جماعة من الصحابة
اب ان وجوہات سی حرمت شراب کی قطعی ثابت ہوئی پہر سب نی اوسکا پینا ترک کیا یہان تک کہ انس سی روایت ہی کہ وہ کہتا ہی کہ مین صحابہ کی جماعت کی ساتہ
في دار ابي طلحة الانصاري وهم يشربون الخمر وانا ساقيهم اذ مر علينا رجل فقال ان الخمر قد حرمت فوالله
ابو طلحہ انصاری کی گہر مین تہا اور دور شراب کا چل رہا تہا اور مین اونکو پلاتا تہا ناگاہ وہان ایک شخص آگیا کہا شراب تو بیشک حرام ہوگئی پہر خدا کی قسم
ما توقفوا وما سئلوا عنها حتى قالوا اهرق ما في انائك يا انس فاهرقته وما عادوا فيها ابدا حتى لقوا الله تعالى وروي
ذرہ دیر نکی اور نہ کچہہ کہا یہی کہا انس جتنی تیری برتن مین ہی گرادی سو مینی گرادی اور کبہی پہر کبہی نہ پی یہان تک کہ مرگئی اور
عن علي انه قال لو وقعت قطرة منها في البير فبنيت مكانها منارة لم اؤذن عليها ولو وقعت قطرة منها
علیؓ سی روایت ہی کہ کہتی تہی کہ اگر شراب کی ایک بوند کوئی مین گرجاوی پہر کوئی کی جگہ مینار بناوین تو مین اوسپر اذان نہ پڑہون اور اگر شراب کی ایک بوند
في البحر ثم جف فنبتت فيه الكلاء لم ارعه وروي عن عثمان انه قال اجتنبوا الخمر فانها ام الخبائث
دریا مین گرپڑی پہر وہ خشک ہوکر گہاس جم آوی تو مین نہ چراؤن اور عثمانؓ سی روایت ہی کہ وہ کہتی تہی کنارہ کرو شراب سی بیشک یہہ تمام خباثت کی ماں ہی
فوالله لا يجتمع الايمان والخمر في قلب رجل الا يوشك ان يذهب احدهما بالآخر
قسم ہی اللہ کی کہ کسی شخص کی دل مین ایمان اور شراب دونو جمع نہین ہوتی مگر قریب ہی کہ انمین سی کوئی ایک دوسری کو کہودی

[illegible] إذا شرب الخمر [illegible] على لسانه كلمة الكفر فانه وان لم يعتبر ايمانه في حال السكر [illegible]
[illegible] اسکا اعتبار نہیں ہے

ولا [illegible] لسانه ذلك [illegible] عند الموت [illegible] على لسانه كلمة الكفر ويخرج من الدنيا على
[illegible]

الكفر لان اكثر ما ينزع الايمان من العبد عند الموت لاجل الاسباب ذنوبه التي يفعلها في حياته فيخلد في النار
[illegible] پھر ہمیشہ کو دوزخ میں پڑا رہیگا

ابدا وقد روي ان اهل النار يساقون الى النار فاذا دنوا منها يستقبلهم الملئكة بمقامع من حديد فاذا
[illegible] لوہی کی گرز لیکر آتی ہیں جب

ضربوها لا يبقى منهم عضو الا يلزمه عذاب اما حية تنهشه واما عقرب تلسعه او نار تسفعه او ملك
[illegible] یا آگ جلا کر کوئلا کر دیتی ہی یا فرشتہ

يضربه بمقمع فاذا ضربه الملك ضربة يهوي في النار مقدار اربعين عاما لا يبلغ قعرها وقعرها ثم يرفعه
[illegible] اوسکی تہ کو نہیں پہنچا اور آگ کی لپٹ

اللهب فاذا بلغ راسه يضربه الملك ضربة اخرى فيهوي فيها فيعذب فيها ما شاء الله تعالى ان يعذبوا ثم
پھر وہ اچھال دیتی ہی اور جہاں اوسکا سر نکلتا ہی کہ فرشتہ دوسری چوٹ لگاتا ہی پھر آگ میں اوتر جاتا ہی پھر یہی عذاب ہوتا رہیگا جبتک مرضی الٰہی عذاب دینی کی ہوگی

يدعون خزنة جهنم قالين لهم ادعوا ربكم يخفف عنا يوما من العذاب فلا يجيبونهم ثم يدعون مالكا فلا
پھر دوزخ کی نگہبانوں کو پکار کر یہ کہینگی انکو اپنی رب سی کہ پھر ہلکا کری ایکدن تہوڑا عذاب سو وہ کچھ جواب نہ دینگی پھر وہ مالک کو پکارینگی وہ بہی

يجيبهم فيقولون قد دعونا الخزنة ودعونا المالك فلم يجيبونا هلموا فلنجزع فلا يغني عنهم ثم يقولون هلموا
جواب نہ دیگا پھر کہینگی ہم نگہبانوں کو پکار چکی اور مالک کو پکار چکی سوکوئی جواب نہیں دیتا آؤ ہم بی قرار ہوکر روئیں سو کچھ فائدہ نہوگا پھر کہینگی آؤ

فنصبر فيصبرون ولا يغني عنهم فيقولون سواء علينا اجزعنا ام صبرنا ما لنا من محيص فهذا العذاب و
صبر کریں پھر صبر کرینگی اور کچھ فائدہ نہوگا پھر کہینگی برابر ہی ہماری حق میں ہم بیقراری کریں یا صبر کریں ہمکو خلاصی نہیں پس یہ عذاب

ان كان للكفار لكن المسلم اذا شرب الخمر يجري على لسانه كلمة الكفر ويتعود لسانه ان يتكلم بكلمة الكفر
اگرچہ کفار کی لئی ہی لیکن مسلم بہی اگر شراب پیتا ہی تو اوسکی زبان سی کلمہ کفر کا نکلتا ہی اور اوسکی زبان کو عادت پڑجاتی ہی کہ کلمہ کفر کا بکا کری

فينزع عنه الايمان فيصير من جملة الكفار فيبقى ابدا في عذاب النار فينبغي للمؤمن ان يمتنع عن شربها و
سو اوسکا ایمان جاتا رہتا ہی اور کفار میں داخل ہوجاتا ہی پہر ہمیشہ کو دوزخ میں پڑا رہیگا اب مؤمن کو چاہئی کہ شراب پینی سی باز رہی اور

ينقطع عمن يشربها ويتفكر في هول يوم القيمة فان من يتفكر في هوله لا يميل قلبه الى شربها والى صحبة من
شرابی کی پاس نہ بیٹہی اور قیامت کی ہول کا خیال رکہی کیونکہ جو شخص قیامت کی ہول کا خیال رکہتا ہی اوسکا دل نہ شراب پینی کو چاہی نہ شرابی کی صحبت کو

يشربها لكن لا بد من معرفة حقيقتها وهي النيّ من ماء العنب اذا غلا واشتد وقذف بالزبد واذا لم يقذف بالزبد
لیکن شراب کی حقیقت بہی دریافت کرنی چاہئی شراب وہ ہی جو انگور کی شیرہ کی ہوتی ہی جب خوب جوش کہا کر کف گرانی لگی اور جبتک کف نہ گرانی لگین

لا يصير خمرا عند ابي حنيفة وعندهما اذا اشتد يصير خمرا وان لم يقذف بالزبد واما المثلث وهو ما طبخ
امام ابو حنیفہ کی نزدیک خمر نہیں ہوتی اور صاحبین کی نزدیک جب خوب جوش کہا جاوی خمر ہوجاتی ہی اگرچہ کف نہ گراوین اور مثلث وہ ہوتی ہی کہ انگور کا شیرہ

من عصير العنب حتى ذهب ثلثاه وبقي ثلثه ثم غلا واشتد وصار مسكرا فعند محمد واكثر الفقهاء قليله وكثيره
پکتی پکتی دو تہائی جل کر ایک تہائی رہ جاوی پہر خوب جوش کہا کر مسکر ہو جاوی سو امام محمد اور اکثر فقہاء کی نزدیک اسمیں سی تہوڑی اور بہت

حرام وکذا کل ما هو مسکر من کل شراب سواء کان مما یتخذ من الحبوب کالحنطة والشعیر والذرة او من الفواکه
سب حرام ہی اور ایسی ہی ہر ایک شراب مینے کی جو مسکر ہو برابر ہی کہ دانوں سے بنتی ہو جیسی گیہوں اور جو اور جوار یا دودھ

والعسل والتین وعند ابی حنیفة وابی یوسف یحل شربه ما لم یسکر واذا اسکر الشارب لا یحل شربه حتی قال ابو
اور شہد اور انجیر سے اور امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کی نزدیک جب تک نشہ نہ لاوے پینا حلال ہی اور جب پینے والے کو مست کر دیا تو پینا حلال نہیں

اللیث فی التنبیه الشارب المطبوخ اعظم ذنبا واثما من شارب الخمر لان شارب الخمر مقر بانه شرب الخمر الحرام فیصیر
اللیث تنبیہ میں کہتا ہی کہ مطبوخ کا پینے والا بڑا گنہگار ہی شراب پینے والے سے اسلئے کہ شراب پینے والا قائل ہی کہ میں نے شراب حرام پی سو وہ فاسق

فاسقا وشارب المطبوخ یشرب المسکر ویراه حلالا وقد اجمع المسلمون علی ان شرب المسکر حرام واذا استحل ما هو
ہوتا ہی اور مطبوخ پینے والا مسکر پیتا ہی اور حلال جانتا ہی اور مسلمان اسپر سب متفق ہیں کہ مسکر کا پینا حرام ہی اور جب حرام بالاجماع کو حلال سمجھے تو

حرام بالاجماع یصیر کافرا وشرب المطبوخ ما لم یسکر انما یحل اذا لم یقصد به اللهو والطرب واما اذا قصد به اللهو و
کافر ہو جاتا ہی اور مطبوخ غیر مسکر کا پینا جبھی تک حلال ہی کہ اوس سے لہو اور طرب مقصود نہو اور اگر بہ نیت لہو اور

الطرب فلا یحل شربه حتی سئل عنه ابو حفص الکبیر فقال لا یحل شربه فقیل له خالفت الشیخین فقال لا انهما
طرب کی پیوین تو حلال نہیں ہی یہان تک کہ ابو حفص کبیر سے پوچھا تو کہا اوسکا پینا حلال نہیں ہی کسی نے کہا شیخین کی خلاف کہتی ہو جواب دیا نہیں اسلئے کہ وہ دونو

کانا یحلانه لاستمراء الطعام والناس فی زماننا یشربونه للفجور والتلهی فعلم من هذا ان الخلاف فیما قصد به التقوی
ہضم طعام کی لئی حلال کہتی تھی اور اس زمانہ کی لوگ فجور اور لہو کی لئی پیتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ خلاف اوس صورت میں ہی کہ مقصود عبادت کی قوت ہو

علی العبادة واما اذا قصد به التلهی فلا یحل اتفاقا بل اذا شرب الماء وغیره من المباحات بلهو وطرب علی هیئة
اور اگر صرف لہو مقصود ہو تو اتفاقا حلال نہیں بلکہ اگر پانی وغیرہ مباحات لہو اور طرب سے فاسقوں کی وضع پر پیوی

الفسقة حرمت ایضا المجلس التاسع والسبعون فی بیان حرمة الغلول ووجوب التقسیم بین
تو یہہ بھی حرام ہی اناسی مجلس میں بیان غنیمت کی چوری کی حرمت کا اور تقسیم واجب ہونیکا غانمین میں

الغانمین کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول ادوا الخیاط والمخیط وایاکم والغلول فانه عار علی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتی تھی ادا کر دیا کرو سوئی اور دھاگا اور بچو غنیمت کی چوری سے قیامت کی دن

اهله یوم القیمة هذا الحدیث من حسان المصابیح رواه عبادة بن الصامت والمراد من الغلول الخیانة فی
غلول کرنیوالون پر بڑی شرم ہوگی یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثوں میں ہی عبادة بن الصامت کی روایت سے اور مراد غلول سے غنیمت کی

الغنیمة والغنیمة ما اخذ من الکفار عنوة وهی لم تکن حلالا للامم السالفة لکن الله تعالی تفضل لهذه الامة فجعلها
خیانت ہی اور غنیمت وہ مال ہی جو غالب ہو کر کفار سے چھین لیں اور غنیمت پہلی امتوں کو حلال نہ تھی لیکن اللہ تعالی نے اس امت پر اپنا فضل کر کر انکو غنیمت

حلالا لهم حیث قال فکلوا مما غنمتم حلالا طیبا وحکمها بعد اخراجها الی دار الاسلام ان یجمع ما فی ایدی الغزاة
حلال کر دی ہی چنانچہ فرمایا ہی سو کہاو جو غنیمت لاو حلال ستہری اور غنیمت کا حکم جب دار الاسلام میں لی آوین تو یہہ ہی کہ جو غازیوں کی پاس ہووی سب یکجا

حتی ما فضل من ماکلهم ومعالفهم سوی النفل وسیاتی بیانه ثم یخرج منها الخمس للیتمی والمسکین وابن السبیل ثم
جمع کریں یہان تک کہ جو کہا کر اور دواب کی کہاس سے بچ رہی بجز نفل یعنی عطاء زاید کی جسکا بیان اب آتا ہی پہر اوسمیں سے پانچواں حصہ واسطے یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کی

یقسم باقیها بین الغانمین فیعطی للراجل سهم وللفارس سهمان عند ابی حنیفة وعند غیره یعطی للفارس ثلثة
نکال کر پہر باقی غانمین میں یعنی لشکر پر بانٹ دیں اب امام ابو حنیفہ کی نزدیک پیادہ کو ایک حصہ اور سوار کو دوہرا حصہ اور سوا انکی اور کہتی ہیں کہ سوار کو تہرہ حصہ ہی

اسهم ولیس للامام علی ما ذکر فی فتاوی قاضیخان ان یقسم الغنائم فی دار الحرب قبل اخراجها الی دار الاسلام الا
اور موافق مذکور فتاوی قاضیخان کی امام کو یہہ اختیار نہیں ہی کہ غنایم کو دار الحرب کی اندر دار الاسلام میں لانی سے پہلی تقسیم کر دی ہان

[illegible] بلدة من بلاد اهل الحرب ويقسم الغنائم فيها ثم يجوز قسمته لانه لما فتحها صار تلك البقعة ثمر
[illegible] كا فتح كركر اوسمين غنايم تقسيم كردي تواب تقسيم جايز ہی کیونکہ جب امام نی شہر فتح کرلیا تو وہ جگہہ دار الاسلام کی ہوگئی
[illegible] يجوز قسمة الغنائم فيها هذا حكم الشرع في الغنيمة لكن في هذا الزمان قد ترك هذا الحكم
[illegible] غنایم کی جایز ہی غنیمت مین شرع کا تو یہہ حکم ہی لیکن اس زمانہ مین یہہ حکم چہوٹ چہٹ کر ایسا ہو گیا ہی
[illegible] كالشريعة المنسوخة حيث لا يقسم الغنائم بين الغانمين ولا يخرج خمسها لان العادة في هذا الزمان
جیسے [illegible] کیونکہ نہ تو غنایم لشکر پہ بٹتی ہین اور نہ اوسمین سی خمس نکلتا ہی کیونکہ اس زمانہ مین یہہ عادت ہی
ان [illegible] اذا دخلوا دار الحرب وغلبوا على الكفار ينهبون اموالهم فياخذ بعضهم شيئا كثيرا وبعضهم
[illegible] مین جاکر کفار پر غالب آتا ہی اور اونکا مال لوٹتی ہین تو کوئی تو بہت کچھہ لیلیتا ہی اور کوئی تہوڑا
شيئا قليلا وبعضهم لا ياخذ شيئا بل يبقى محروما ثم يتفرقون على تلك الحالة بلا قسمة بينهم ولا اخراج الخمس
اور کسیکو کچھہ نہین ملتا بلکہ محروم رہ جاتا ہی پہر ایسی ہی ادہر اودہر ہو جاتی ہین اور اونمین قسمت نہین ہوتی اور نہ خمس نکلتا ہی
وهذا هو الغلول الذي ورد من الشارع وعيدات شديدة في احاديث كثيرة منها ما روي عن ابي هريرة ان
اور یہہ ہی غلول ہی جسمین شارع نی بہت حدیثون مین سخت سخت وعید فرمائی ہین ایک یہہ ہی جو ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ
رجلا اهدى لرسول الله صلى الله عليه وسلم غلاما يقال له مدعم فبينما هو يحط رحلا لرسول الله صلى الله
ایک شخص نی غلام واسطی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدیہ بہیجا اسکا نام مدعم تہا جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کجاوہ اوتار رہا تہا
عليه وسلم اذ اصابه سهم من عدو فقتله فقال الناس هنيئا له الجنة فقال رسول الله عليه السلام كلا
ناگاہ دشمن کی طرف سی اوسکی تیر آ لگا اور اوسکو مار ڈالا سو لوگ بولی اسکو جنت مبارک ہو پہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ہرگز نہین
والذي نفسي بيده ان الشملة التي اخذها يوم خيبر من المغانم لم يصبها المقاسم لتشتعل عليه نارا فلما
قسم ہی اوس ذات کی کہ میری جان اوسکی قبضہ مین ہی وہ کملی جو خیبر کی دن تقسیم سی پہلی غنیمت مین سی لیلی تہی آگ کا شعلہ بہڑکا رہی ہی جب
سمع الناس ذلك فزعوا فجاء رجل بشراك او شراكين فقال اصبت هذا يوم خيبر فقال رسول الله صلى
یہہ لوگون نی سنا تو کانپ اوٹہی پہر ایک شخص ایک تسمہ پاپوش کا یا دو تسمی لایا عرض کیا یہہ خیبر کی دن مینی لی تہی پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی
الله عليه وسلم من نار شراك او شراكان من نار ومنها ما روي عن زيد بن خالد ان رجلا من اصحاب النبي عليه السلام
فرمایا آگ کا ایک تسمہ ہی یا دو تسمی آگ کی ہین اور اون حدیثون مین سی ایک یہہ ہی جو زید بن خالد سی روایت ہی کہ ایک صحابی نی
توفي يوم خيبر فذكروا ذلك لرسول الله عليه السلام فقال صلوا على صاحبكم فتغير وجوه الناس فقال ان
خیبر کی روز وفات پائی سو یہہ خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی بیان کی آپ نی فرمایا اپنی یار پر تم ہی نماز پڑہو یہہ سنکر لوگون کی چہرہ بدل گئی پہر فرمایا
صاحبكم قد غل في سبيل الله ففتشنا متاعه فوجدنا خرزا من خرز يهود لا يساوي درهمين ومنها ما روي
تمہاری یار نی غنیمت مین خیانت کی ہی سو ہمنی اوسکی اسباب مین ڈہونڈہا تو ایک مہرہ یہود کی مہرون مین سی پایا دو درم کا بہی نہین تہا اور ایک یہہ ہی
عن عبد الله بن عمرو انه عليه السلام كان اذا اصاب غنيمة امر بلالا فينادي في الناس فيجيئون بغنائمهم فيخمس
جو عبد اللہ بن عمرو سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام بروقت حصول غنیمت کی بلال کو فرماتی وہ لوگون مین پکار دیتا وہ اپنی اپنی غنیمت لاکر جمع کر دیتی پہر آپ خمس نکالکر
ويقسم فجاء رجل بعد ذلك بزمام من شعر فقال هذا فيما اصبناه من الغنيمة فقال النبي عليه السلام اسمعت
تقسیم کر دیتی پہر ایک شخص بعد تقسیم کی ایک مہار بالون کی رسی لیکر آیا اور عرض کیا غنیمت مین سی یہہ لی تہی پس نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ تو نی بلال کو
بلالا ينادي ثلثا قال نعم قال فما منعك ان تجئ به فاعتذر فقال كن انت الذي تجئ به يوم القيمة فلن اقبل عنك
آواز دیتی سنا تہا عرض کیا ہان فرمایا پہر تو کیون نہ لایا اوسنی کچھہ عذر کیا پہر فرمایا تو ہی رکہہ قیامت کی روز لیکر آنا مین تجہسی نہین لیتا ۔

[illegible] الجارية المشتركة [illegible] لان النبي عليه السلام [illegible] لانه كان فيه جميع الغانمين مشتركة [illegible]
اور نبی علیہ السلام [illegible] تمام لشکر کی شرکت تھی [illegible] اور ہر ایک کا

نصيب كل واحد منهم من ذلك [illegible] الى صاحبه [illegible] لانه هو [illegible]
حصہ ان کا [illegible] حصہ دار کو پہنچانا ممکن نہین تھا اور [illegible] کی پاس سے [illegible] کیونکہ وہ [illegible] صاحب تھا

فعلى هذا ما ياخذه غزاة زماننا من الغنائم بلا قسمة ولا اخراج الخمس [illegible] ان [illegible] منها لان
ان روایات کی موافق ہماری زمانہ کی غازی جو غنایم بلا قسمت لیلیتی ہین اور خمس بہی نہین نکالتی [illegible] کہانا حلال نہین ہی کیونکہ

اخذهم لم يكن على طريق الشرع ومع هذا نسمع كثيرا منهم يقولون لقد وصلنا من اهل الحرب مال هو حلال
اونکا قبضہ شرع کی موافق نہین ہی تسپر سننی مین آتا ہی کہ اکثر یون کہتی ہین ہمنی کفار کا ایسا حلال مال حاصل کیا ہی

لنا من المال الموروث من آبائنا وامهاتنا ولا يعرف هؤلاء المغرورون انهم اخذوه على غير طريق الشرع فلا يكون حلالا
کہ ویسا ماباپ کی میراث کا بہی نہین ہوتا اور ان مغرور لوگون کو یہہ خبر نہین ہی کہ انہون نی خلاف شرع لیلیا ہی پہر حلال کیونکر ہوگا

ان فيه حق الفريقين من المستحقين احدهما اليتمى والمساكين وابن السبيل لان الخمس حقهم وهو باق فيه والثاني
کیونکہ اسمین حق دونو فریق مستحق کا ہی ایک فریق تو یتیم اور مساکین اور مسافر ہین اسلئی کہ خمس انہین کا حق ہی کہ وہ اوسمین باقی ہی اور دوسرا فریق

الغزاة الذين كانوا معهم لان الباقي بعد الخمس حقهم وهو باق فيه لم يقسم بينهم على طريق الشرع فكيف يكون حلالا
وہ غازی ہین جو اونکی ہمراہ تہی اسلئی کہ خمس نکالکر جو بچا اسمین اونکا بہی حق ہی وہ اوسمین باقی ہی کہ بطور شرع انہین تقسیم نہین ہوا پہر حلال کیونکر ہوگا

بل لو كان الماخوذ جارية لا يجوز للآخذ على هذا الوجه ان يتصرف فيها لكونها مشتركة مستحقة البعض ولو
بلکہ اسطرح کی لی ہوئی اگر لونڈی ہووی تو لینی والیکو اصلا تصرف جایز نہین ہوگا کیونکہ وہ مشترک ہی کچہہ اسکا حق ہی اگرچہ

بعد اخراج خمسها لبقاء حق باقي الغزاة فيها ولا خلاف ان الجارية المشتركة يحرم وطؤها على جميع الشركاء ولا فرق
خمس نکل چکا ہو کیونکہ حق لشکر کا اسمین باقی رہتا ہی اور اسمین کسیکو خلاف نہین ہی کہ مشترک لونڈی ہی تمام شرکا کو وطی حرام ہی اور حرمت مین

في الحرمة بين من قل نصيبه او كثر وقد اتفقوا على ان احدا من الغانمين لا يجوز له ان يطأ جارية من السبي قبل القسمة
اسکی کچہہ فرق نہین ہوتا کہ حصہ تہوڑا ہو یا بہت اور اسپر سب متفق ہین کہ لشکر مین سی کسیکو جایز نہین ہی کہ قیدیون مین سی لونڈی کو قسمت سی پہلی وطی کری

واختلفوا فيما يجب عليه اذا وطئها فقال مالك يحد لانه زان وقال ابو حنيفة لا حد عليه بل عليه عقوبة
اور اسمین اختلاف ہی کہ واطی پہر کیا لازم آتا ہی اگر وطی کری سو امام مالک کہتی ہین حد آتی ہی کیونکہ وہ زانی ہی اور ابو حنیفہ کہتی ہین اوسپر حد نہین ہی بلکہ اوسپر عذاب ہی

وان حصل منها ولد فهو مملوك يرد الى الغنيمة فاذا كان الامر كذلك يخاف على من يقتل الكافر لكفره
اور اگر بچہ جنی تو وہ غلام ہی غنیمت مین شامل کیا جاوی جب حال یہہ ہی تو خوف ہی اوسپر جو کافر کو کفر کی سبب قتل کرتا ہی ایسا نہو

ان يكفر هو بنفسه باستحلال الغنائم الغير المقسومة والفروج المشتركة ثم يسري
کہ وہ آپ کافر ہو جاوی غنایم بلا تقسیم کو اور فروج مشترکہ کو حلال سمجہہ کر پہر یہ فساد

هذا الفساد الى كل من يتملك منهم الجواري وغيرها وهذا داء عضال عسير الزوال لان
آگی کو چلیگا جو جو شخص کہ لونڈیان وغیرہ اونسی خریدیگا یہہ بڑا سخت مرض ہی اسکا جانا دشوار ہی کیونکہ

اكثر الاجناد في هذا الزمان نبذوا احكام الاسلام وراء ظهورهم كانهم
اس زمانہ کی اکثر لشکریون نی احکام اسلامی پس پشت ڈالدئی ہین گویا کہ اونکو

لم يكلفوا بها فلا يبالون بما فعلوا فكيف يمكن العلاج بجمع ما في ايديهم من الغنائم
کچہہ حکم ہوا ہی نہین سو جو کرتی ہین اوسکی کچہہ پروا نہین ہی پہر اسکا کیا علاج کہ جو جو غنایم اونکی قبضہ مین ہی کہان سی جمع کرین

[illegible] القسمة الى الشرع [illegible]

اور کیونکہ تقسیم کرنی اس صورت میں [illegible]

فمن كان فقيرا يجوز له ان يصرف فيه ومن كان غنيا لا ينبغي له ان يتصرف فيه بل يلزمه ان يتصدق

پھر جو شخص فقیر ہو [illegible] اور جو شخص غنی ہو اوسکو جائز نہیں ہے کہ اوسمیں تصرف کرے بلکہ غنی کو لازم ہے کہ کسی فقیر پر خیرات کر دے

به على فقير فان اراد ان يتملكه من ذلك الفقير اما بالاستيهاب او بالشراء هذا اذا كان ما في يده ماخوذا من غير تنفيل

پھر اگر چاہے کہ اوس فقیر سے لیکر مالک ہو جاوے تو یا بطور ہبہ کے یا خرید کر یہہ سب اوس صورت میں ہے کہ جو کچھ اوسکے قبضہ میں ہے بلا تنفیل [illegible]

واما اذا كان اخذه بطريق التنفيل فهو له خاصة لا يشاركه فيه احد لكن لا يملكه الا بعد اخراجه الى دار الاسلام

اور جس صورت میں کہ بطور تنفیل یعنی انعام کے لیا ہو تو وہ خاص اوسکی ملک ہے اوسمیں کوئی شریک نہیں ہے لیکن اوسکا مالک نہیں ہوتا جبتک دار الاسلام میں نہ لے آوے

حتى لو قال الامام او امير العسكر من اصاب جارية فهي له فاصاب احد من الغزاة جارية واستبراها لا يحل له

یہانتک کہ اگر امام نے یا سالار لشکر نے حکم دیا کہ جسکی لونڈی ہاتھ آوے وہ اوسی کی ہے پھر کسی غازی کو لونڈی ہاتھ آ جاوے اور حیض سے رحم پاک بھی کر لی تو بھی اوسکو وطی

وطيها ولا بيعها قبل اخراجها الى دار الاسلام والمراد من التنفيل التحريض على القتال باعطاء شيء زايد على سهم الغنيمة

حلال ہے اور نہ اوسکی بیع جبتک دار الاسلام میں نہ لے آوے اور مراد تنفیل سے لڑائی کی رغبت دلانی ہے کچھ حصہ غنیمت سے زیادہ دیکر

وهو مندوب لقوله تعالى يا ايها النبي حرض المؤمنين على القتال فينبغي للامام او لامير العسكر ان يتنفل بان يقول

اور رغبت دلانی مستحب ہے بدلیل اس آیت کی ای نبی شوق دلا مسلمانوں کو لڑائی کا سو امام کو یا سالار لشکر کو چاہیے کہ عطاء زاید دیوے اسطور کہ کہے

من قتل قتيلا فله سلبه او يقول لسرية ما اصبتم فهو لكم او ربعه او ثلثه او نحو ذلك ولا ينفل بكل الماخوذ

جسنے مارا کسی کافر کو تو اوسی کا ہے سامان اوسکا یا چھوٹی لشکر کو حکم دے لوٹ سب تمہاری ہے یا اوسکا چوتھائی یا تہائی یا مانند اوسکی اور تمام لوٹ کو معاف نہ کر دے

اذ فيه ابطال حق الكل وان فعل ذلك مع سرية يجوز اذ قد يكون المصلحة فيه كذا ذكر في الهداية وذكر في شرح المجمع

کیونکہ اسمیں سبکا حق تلف ہوتا ہے اگر ایسا حکم سریہ کو دے تو جایز ہے اسلئے کہ بعضی وقت اسی میں مصلحت ہوتی ہے ہدایہ میں یہہ ہی مذکور ہے اور شرح مجمع میں مذکور ہے

ان الامام لا ينفل بكل الماخوذ اذ فيه ابطال القسمة المشروعة في الغنيمة وذكر في السير الكبير ان الامام اذا قال للعسكر

کہ امام تمام لوٹ کو نفل نہ کر دے کیونکہ اسمیں قسمت جو غنیمت میں شرعا چاہیے باطل ہوتی ہے اور سیر الکبیر میں مذکور ہے کہ امام اگر تمام لشکر کو حکم دے کہ

جميعا ما اصبتم فهو لكم بعد الخمس لا يجوز لان المقصود من التنفيل التحريض على القتال وانما يحصل ذلك بتخصيص

لوٹ تمہاری ہے خمس نکالکر تو جایز نہیں ہے اسلئے کہ غرض تنفیل سے لڑائی پر ابھارنا ہوتا ہے یہہ جب ہوتی ہے کہ کسی کسی کو خاص کر

البعض بشيء وفي التعميم ابطال تفضيل الفارس على الراجل وكذا اذا قال ما اصبتم فهو لكم ولم يقل بعد الخمس اذ فيه

کچھہ مقرر کر دیں اور تعمیم میں سوار کی فضیلت جو پیادے پر ہے باطل ہوتی ہے اور ایسے ہی جایز نہیں اگر حکم دے جو لوٹ ہے سب تمہاری اور بعد الخمس نکہے اسلئے کہ اسمیں

ابطال الخمس الذي اوجبه الله تعالى في الغنيمة فعلى هذا ما ذكر في فتاوى قاضيخان ان الامام اذا قال من اصاب شيئا

خمس جو اللہ تعالی نے غنیمت میں واجب کیا ہے باطل ہوتا ہے اس بیان کی موافق جو فتاوی قاضی میں مذکور ہے کہ امام حکم دے کہ جسکو جو شی ہاتھ لگی

فهو له فاصاب واحد منهم شيئا في دار الحرب يكون له خاصة ولا يجب فيه الخمس ولا يشاركه فيه غيره وان

وہ اوسی کی ہے پھر کسیکو کوئی شی دار الحرب میں ہاتھ لگی تو خاص اوسی کی ہو جاوے گی نہ اسمیں خمس واجب ہے اور نہ کوئی اور اسمیں شریک ہے اور اگر

مات في دار الحرب فما اصابه يكون ميراثا عنه وكذا ما ذكر في منية المفتي ان الامام اذا قال من اصاب شيئا فهو له

دار الحرب میں وہ مر جاوے تو وہ شی اوسکی میراث ہوویگی اور ایسی ہی جو کہ منیۃ المفتی میں مذکور ہے کہ امام اگر حکم دے جسکو جو ہاتھ آوے وہ اوسی کا ہے

يدخل الامام في التنفيل ينبغي ان يحمل على كون قول الامام مقولا لسرية لا لكل العسكر لئلا يفهم منه المخالفة لساير

تو امام بھی تنفیل میں داخل ہوتا ہے یہہ دونوں روایت قاضیخان اور منیۃ المفتی کی چاہیے کہ محمول اس حال پر ہوں کہ امام نے یہہ حکم سریہ کو دیا تمام لشکر کو نہیں تاکہ یہہ مطلب تمام کتابوں کی مخالف

[illegible]

الحنفي يجيئ على الحكم والحاصل ان من اخذ شيا في دار الحرب بغير التنفيل لا يكون له بل يكون غنيمة يجب فيه الخمس

اور حاصل یہہ ہی کہ جسنے کوئی چیز دار الحرب میں بلا تنفیل لی تو وہ اوسکی نہوگی بلکہ غنیمت ہو ویگی اوسمین خمس واجب ہوگا

على ما ذكر في فتاوى قاضيخان ان سرية اذا خرجوا بغير تنفيل الامام وخرجوا لطلب العلف فما اصابوا يكون غنيمة فيها

موافق روایت فتاوی قاضیخان کی کہ سریہ اگر بغیر تنفیل امام کی لڑائی کو جاوی یا گہاس وغیرہ کی تلاش مین جاوی تو جو اونکی ہاتہ آویگا غنیمت ہوویگا اوسمین

الخمس ولا يختص به السرية وكذا لو قتلوا كافرا يكون سلبه غنيمة ولا يختص به القاتل وذكر فيها ايضا ان الغازي اذا اخذ

خمس واجب ہی اور سریہ کی اوسمین کچہہ خصوصیت نہین ہی اور ایسی ہی اگر کافر کو قتل کرین تو اوسکا اسباب غنیمت ہوگا اوسی قاتل کو کچہہ خصوصیت نہین اور اسیمین یہہ بہی مذکور ہی

في دار الحرب شيا من المباحات التي لا تكون في يد احد ان كان له قيمة كالطير والسمك والحطب والكنز يكون ذلك

کہ غازی اگر دار الحرب مین کوئی ایسی چیز مباحات مین سی لیوی جو کسی کی نہین ہوتی اگر اوسکی کچہہ قیمت ہی جیسی پرند یا مچہلی یا لکڑی یا خزانہ تو یہہ سب

الشيء غنيمة يجب فيها الخمس وان لم يكن له قيمة فهو لمن اخذه ولا خمس فيه لانه بمنزلة الماء والكلاء ثم ذكر فيها

غنیمت ہوگی اوسمین خمس واجب ہی اور اگر اوسکی کچہہ قیمت نہین تو اوس سپاہی کی ہی اوسمین خمس نہین ہی کیونکہ پانی اور گہاس کی برابر ہی پہر یہہ بہی

ايضا ان الغازي اذا ذبح غنم الغنيمة او بقرها للاكل عند الحاجة رد جلدها الى الغنيمة لان الجلد ليس بماكول ولا

اوسی مین مذکور ہی کہ غازی اگر غنیمت کی بکری یا گائی کہانی کی لئی حاجت کی وقت ذبح کر ڈالی تو اوسکا چمڑا غنیمت مین شامل کر دی کیونکہ چمڑا نہ کہانی کی چیز ہی اور نہ

من العلف وذكر في الهداية ان المسلمين اذا خرجوا من دار الحرب لا يجوز لهم ان يعلفوا دوابهم من الغنيمة ولا ان

گہاس ہی اور ہدایہ مین مذکور ہی کہ مسلمان جب دار الحرب سی باہر نکل آوین تو اونکو جایز نہین کہ اپنی جانورون کو غنیمت مین کا چارہ دیوین یا آپ

ياكلوا منها لان الضرورة قد ارتفعت والاباحة باعتبارها ومن فضل معه علف او طعام رده الى الغنيمة قبل القسمة

اوسمین سی کہاوین کیونکہ ضرورت کا وقت گذر گیا اور اباحت ضرورت کی واسطی تہی اور جسکی پاس گہاس یا کہانا بچا رہگیا تو قسمت سی پہلی غنیمت مین شامل کر دی

وان انتفع به رد قيمته الى المغنم وبعد القسمة ان كان غنيا تصدق به وان انتفع به تصدق بقيمته وان كان

اور اگر اوسکو برت لیا تو اوسکی قیمت غنیمت مین شامل کر دی اور قسمت کی بعد اگر غنی ہی تو خیرات کر دی اور اگر اوس سی نفع اوٹہا لیا تو اوسکی قیمت خیرات کر دی اور اگر

من المحاويج انتفع به لانه صار في حكم اللقطة لتعذر الرد على الغانمين فاذا كان الحكم في الغنيمة كذلك مع ان

محتاج ہی تو برت لی کیونکہ اب حکم پائی چیز کا سا ہی اب غانمین پر تقسیم کرنا دشوار ہی اور جب غنیمت مین یہہ حکم ہی باوجودیکہ

للغانمين فيها حقا لكونهم شركاء فيها فما ظنك في مكاسب الظلم من الغصب والغارات التي شاعت في بلاد الاسلام

غانمین کا اوسمین حق ہوتا ہی کیونکہ اوسمین سب شریک ہین پہر تیرا کیا خیال ہی ظلم کی کمائی مین غصب اور لوٹ سی جو ان دنون بلاد اسلام مین پہیل رہی ہی

في هذه الايام لا سيما عند تحصيل بيت المال فان الذين نصبوا لتحصيله ياخذون اموال الناس ظلما في البنادر و

خاص کر بروقت تحصیل بیت المال کی بیشک جو لوگ اوسکی تحصیل پر متعین ہوتی ہین وہ لوگون کا مال ظلم سی بندرون مین اور

الاسواق وغيرها باسم العشر والزكوة ويشددون على اصحابها تشديدا عظيما وقد كان النبي عليه السلام اذا بعث

بازارون وغیرہ مین عشر اور زکوۃ کی بہانہ چہین لیتی ہین اور مالکون پر بڑی ہی سختی کرتی ہین اور نبی علیہ السلام کا یہہ حال تہا کہ جب

من اصحابه احدا لبعض امره يقول بشروا ولا تنفروا ويسروا ولا تعسروا اي بشروا الناس بالاجر على الطاعات وانواع الخيرات

کسی اصحاب کو کسی کام کو بہیجتی تو فرما دیتی مژدہ دینا گہبرا نہ دینا آسانی کرنا تنگ نہ کرنا یعنی لوگون کو طاعات اور انواع خیرات پر ثواب کا مژدہ سنانا

التي يجب عليها اعطاء ... من المشر والزكوٰة ولا تقنطوهم من رحمة الله تعالى ... المنكرات و

کہ جنہیں ... عشر اور زکوٰۃ ... ثواب کی بشارت دینا اور انکو رحمت الٰہی سے مایوس نہ کرنا اگر اونسی کچھ عمل برے ہوجاوے

مباشرتهم المحرمات ... الى التوبة والطاعات وطيبوا انفسهم بقبولها وسهلوا عليهم الامور باخذ ما يجب عليهم

اور حرام ... اور عبادت پر رغبت دلانا اور اونکی دل ایسی باتوں کی قبول کرنے پر خوش کرو اور انپر آسانی رکھنا اونکی واجبات

من العشر والخراج وزكوة السوائم واموال التجارة بسهولة ولطف ولا تشددوا عليهم باخذ ما لا يجب عليهم او باخذ اكثر

اور خراج اور چارپایہ چرندہ اور تجارت کی مال کی زکوٰۃ لینی میں سہولت اور لطف برتنا اور انپر سختی نکرنا کہ جو انپر واجب نہیں ہی وہ یا کچھ زیادہ

مما يجب عليهم اذ روى انه عليه السلام قال لا يدخل الجنة صاحب مكس وفي حديث اخر انه عليه السلام قال صاحب

سی زیادہ لیا کرو ... نبی علیہ السلام نے فرمایا جنت میں نہیں جاویگا صاحب مکس اور ایک اور حدیث میں ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا صاحب

المكس في النار قال البغوي اراد بصاحب المكس من يأخذ من التجار مكسا باسم العشر اذا مروا عليهم وقال الحافظ و

مکس دوزخ میں ہی بغوی کہتا ہی کہ صاحب مکس سے مراد وہ شخص ہی جو سوداگروں سے عشر کا نام رکھ کر محصول لیلیتا ہی جب اونکی پاس کو گذرتیں اور حافظ کہتا ہی اور

اما الان فانهم يأخذون مكسا باسم العشر ومكوسا اخر ليس لها اسم بل كل ما يأخذونه حرام وسحت وقد قال الله تعالى

اب تو وہ لوگ ... کہ ایک خراج تو عشر کی نام سے لیلیتی ہیں اور کتنی ہی اور خراج لیتی ہیں کہ انکا کچھ بھی نام نہیں ہی بلکہ جو وہ لیتی ہیں سب حرام اور نہایت مرداری اور اللہ تعالیٰ

ويل للمطففين الاية فاذا كان حال المطفف هكذا مع ان اخذه شئ قليل من راس الكيل او الوزن فما ذا يكون

خرابی ہی کہٹانیوالوں کی جب حال کم تولنی والیکا یہہ ہی باوجودیکہ وہ کیل یا وزن میں سے تہوڑا سا رکھ لیتا ہی پہر اون لوگوں کا کیا حال ہوگا

حال الملتزمين الذين يأخذون اموال الناس بلا كيل ولا وزن ويقولون هو حق السلطان او حق فلان ويخرجون

جو خواہ مخواہ مال لوگوں کا لیلیتی ہیں نہ ناپیں اور نہ تولیں اور بیان کرتی ہیں یہہ سلطان کا حق ہی یا فلانی کا حق ہی اور ایمان سے باہر

عن الايمان اذ قد ذكر في كثير من كتب الفتاوى ان من قال لبيت المال هذا مال السلطان يكفر فكيف لغيره بل انهم

ہو جاتی ہیں اسلئی کہ اکثر فتاوٰں میں مذکور ہی کہ جو شخص بیت المال کو کہی یہہ سلطان کا مال ہی وہ کافر ہو جاتا ہی پہر کیونکر نہو جب اوروں کا بتاوی

يخونون في بيت المال ايضا وقد روى انه عليه السلام بين في هذا الحديث او يتصرفون فيه بغير امر الله تعالى

بلکہ وہ لوگ بیت المال میں بہی خیانت کرتی ہیں اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی اس حدیث میں بیان فرمایا جو لوگ بیت المال میں راہ نکالتی ہیں اور اوسمیں بی حکم

ورسوله فلهم النار يوم القيمة فان بيت المال على ما ذكر في البزازية وغيرها اربعة انواع الاول الصدقات وما

خدا اور رسول کی تصرف کرتی ہیں سو اونکی لئی قیامت کی دن آگ ہی کیونکہ بیت المال موافق بیان بزازیہ وغیرہ کی چار قسم کی ہیں اول تو صدقات اور جو

في معناها كالعشر فيصرف الى المصارف التي ذكرت في قوله تعالى انما الصدقت للفقراء والمسكين والعاملين عليها والمؤلفة

اسکی مثل ہی جیسی عشر سو خرچ ہوگا ان مصارف پر جو اس آیت میں مذکور ہیں زکوٰۃ جو ہی سو حق ہی مفلسوں کا اور محتاجوں کا اور اوس کام پر جانیوالوں کا اور

قلوبهم وفي الرقاب والغارمين وفي سبيل الله وابن السبيل فهم ثمانية اصناف لكن سقط منهم مؤلفة القلوب وبقي

جنکا دل پرچانا ہی اور گردن چہڑانی میں اور جو تاوان بہریں اور اسکی راہ میں اور راہ کی مسافر کو پس یہہ آٹہ قسم کی لوگ ہیں پر انمیں سی مؤلفۃ القلوب اب باقی نہیں رہی اور

سبعة اصناف وهم الفقراء والمسكين والعاملون والمكاتبون والمديونون ومنقطع الغزاة وابناء السبيل والثاني

یہہ سات قسم باقی رہیں فقیر اور مسکین اور اوگاہی کرنیوالی اور مکاتب غلام اور قرضدار لوگ اور مفلس غازی اور مسافر اور دوسرا

خمس الغنائم والمعادن والركاز فيصرف الى ما ذكر في قوله تعالى واعلموا انما غنمتم من شئ فان لله خمسه وللرسول

بیت المال غنیمتوں کا خمس اور کہان کی آمد اور دبا خزانہ اسکا مصرف اس آیت میں مذکور ہی اور جان رکہو کہ جو غنیمت لاؤ کچھہ چیز سو اللہ کی واسطی اوسمیں سی پانچواں حصہ

ولذي القربى واليتمى والمسكين وابن السبيل وهم ستة اصناف لكن ذكر الله تعالى للتبرك وسهم الرسول وذوي القربى

اور قرابت والی کی اور یتیم کی اور محتاج کی اور مسافر کی یہہ چہہ قسم کی لوگ ہیں لیکن اللہ کا نام تو برکت کی واسطی ہی اور حصہ رسول کا اور ذوی القربی کا

ساقط فبقي ثلثة اصناف وهم اليتمى والمسكين وابن السبيل الا ان فقراء ذوي القربى يدخلون فيهم
اب نہیں ہی اب تین قسم باقی رہین یتیم بچی اور مساکین اور مسافر اتنا ہی کہ ذوی القربی مین سی فقرا ونہین داخل

ويقدمون عليهم دون اغنياءهم والثالث ما يوخذ من خراج الارض وجزية الرؤس وما اهدى الى الامام
اور اونپر مقدم ہین غنی لوگ داخل نہین ہین اور تیسرا بیت المال وہ ہی جو زمینون کا محصول حاصل ہوتا ہی اور جزیہ آدمی سری کا اور امام کو جو اہل حرب نذرانہ

من اهل الحرب وما ياخذه العاشر من اهل الذمة والمستامن فيصرف الى مصالح المسلمين من سد الثغور
دیوین اور جو کہ عاشر ذمی اور مستامن تاجرونسی لیوی یہہ سب مسلمانون کی مصالح مین خرچ مین آویگا یعنی راہ آمد کی کا روکنا

وعمارة الرباطات والجسور وحفر انهار العامة وارزاق العلماء النافعين والقضاة العادلين والغزاة
اور خانقاہون کی تیاری اور پل بنانی اور عام نہرین کہدوانی اور علماء نفع رسان اور عادل قاضیون کی اور غازیون

والمحتسبين والرابع اللقطة وتركة الميت الذي لا وارث له فيصرف الى معالجة المرضى وادويتهم واطعمتهم
اور محتسبون کی مشاہرہ اور چوتہا بیت المال پایا ہوا مال اور لاوارث میت کا ترکہ یہہ خرچ ہوگا بیمارون کی علاج اور ادویات اور کہانی مین

واكفان الموتى ونفقة اللقيط ومن هو عاجز عن الكسب فعلى الامام ان ينظر في هذه الاموال ويضعها مواضعها
اور مردون کی کفنون مین اور لاوارث بچون اور کمائی سی عاجزون کی نفقہ مین سو امام کو لازم ہی کہ ان تمام مالون کو غور کرکر الگ الگ انکی سر رکہی

فان الشارع قدر لها المصارف وجعل لكل مال قوما فان تعدى فيه وصرفه الى شهواته ولذاته يكون من
کیونکہ شارع انکا مصرف مقرر کر چکا ہی اور ہر ایک مال کی لئی حق دار ٹہرا دیا ہی پہر جو کوئی اسمین تعدی کرکی اپنی ہوا اور ہوس اور لذت مین صرف کر ڈالی

الخاسرين لانه تعالى لم يوله على المسلمين ليكون رئيسا اكلا شاربا مستريحا بل لينصر الدين ويرفع فساد المفسدين
وہ ٹہرا ٹوٹی والا ہی کیونکہ اوسکو اللہ تعالی نی والی مسلمانون کا اسلئی نہین کیا کہ سردار ہوکر کہاوی پیوی چین اوڑاوی بلکہ اسلئی کہ دین کی مدد اور مفسدونکا فساد دفع کری

وينظر الى العلماء والفقراء وسائر المستحقين ويتزلهم منازلهم ويعطيهم كفايتهم من بيت المال الذي هو امانة
اور صلحاء اور فقراء اور تمام حق دارون پر شفقت رکہی اور اونکی مراتب مین فرق نکری اور اونکو بقدر کفایت بیت المال مین سی جو اوسکی پاس امانت ہی عطا کیا کری

عنده الميس له فيه الا كواحد منهم اذ قد ذكر في التجنيس ان الواجب على الائمة والسلاطين والولاة ان يصرفوا هذه
اور امام کا اوسمین بہی اتنا ہی حق ہی جتنا کسی ایک کا اونمین سی اسواسطی کہ تجنیس مین مذکور ہی کہ امامون اور سلاطین اور والیون پر یہہ واجب ہی کہ یہہ حقوق

الحقوق الى اربابها ولا يحبسوها عنهم وان قصروا فيه فوباله عليهم يسئلون عنه يوم القيمة وذكر في المجمع
حق دارون کو پہنچاوین اونسی روک نہ رکہین اور اگر اسمین کچہہ قصور کرین تو اوسکا وبال اونکی اوپر ہی قیامت کی دن انکی پوچہہ ہوگی اور شرح مجمع مین مذکور ہی

ان الواجب على الامراء ان يجعلوا لكل نوع من تلك الاموال بيتا على حدة ويصرفوا كلا منها الى مصرفه ولو اخذوا منها لانفسهم
کہ امراء پر واجب ہی کہ ہر ہر قسم کی بیت المال کی لئی مکان جدا جدا بنالی اور ہر قسم کی خزانہ کو اوسکی مصرف پر خرچ کری اور اگر امرا اوسمین سی کچہہ اپنی لئی

اكثر مما يكفيهم او خلطوها او صرفوها الى غير المصارف ولم يراعوها يكونون من الظالمين وقال الزيلعي وعلى الامام ان
قدر کفایت سی زیادہ لیلین یا اوسکو ملا جلا کر بی محل صرف کردین اور رعایت نکرین تو وہ ظالم ہونگی اور زیلعی کہتا ہی اور امام کو لازم ہی

يجعل لكل نوع من هذه الانواع بيتا يخصه ولا يخلط بعضه ببعض لان لكل نوع حكما يختص به وان لم يكن في بعضها
کہ ہر ہر قسم کی خزانہ کی واسطی خاص خاص مکان تیار کری اور ایک کو دوسری مین نہ ملاوی کیونکہ ہر خزانہ کا جدا خاص حکم ہی اور اگر اتفاقا کسی ایک خزانہ مین

شئ فللامام ان يستقرض عليه من النوع الاخر ويصرفه الى اهل ذلك النوع ثم اذا حصل من ذلك النوع شئ يرده
کچہہ باقی نرہی تو امام کو اختیار ہی کہ اوس خزانہ پر دوسری خزانہ سی قرض لیکر مقروض خزانہ کی حق دارون پر صرف کردی پہر جب اوس خزانہ مین مال آجاوی تو اوس

في المستقرض منه الا ان يكون المصروف من الصدقات او من خمس الغنائم على اهل الخراج وهم فقراء فانه لا يرد فيه
خزانہ مستقرض منہ مین ادا کردی مگر اوس صورت مین کہ مصروف صدقات سی یا خمس غنایم سی اہل خراج پر ہووی اور وہ لوگ فقیر ہون تو اب کچہہ پہیرنا کر نہین

شیئا لانهم یستحقون بالفقر وکذا فی غیره اذا صرفه الی المستحق ویجب علی الامام ان یتقی الله تعالی ویصرف الی

اسواسطی کہ فقر کی جہت سی وہ حق دار نہیں اور ایسی ہی اور خزانہ میں اگر حق دار پر خرچ ہوا ہو اور امام پر واجب ہی کہ اللہ سی ڈری اور ہر ہر مستحق کو

کل مستحق قدر حاجته من غیر زیادة وان قصر فی ذلک کان الله تعالی علیه حسیبا وذکر فی المحیط ان الامام ان

بقدر حاجت دیدیا کری زیادہ نہ دیوی اور اگر اسمیں قصور کریگا تو اللہ اوسپر حساب لینی والا ہی اور محیط میں مذکور ہی کہ امام اگر بیت المال

استقرض علی مال بیت الصدقات من بیت مال الخراج وصرفه الی الفقراء لا یصیر قرضا علیهم لان الخراج له حکم

صدقات پر بیت المال خراج سی قرض لیکر فقراء پر صرف کردی تو قرض نہیں ہوتا اسلئی کہ خراج کو حکم

الفیء والغنیمة وللفقراء فیه حظ وانما لا یعطی لهم لاستغنائهم بالصدقات فاذا احتاجوا الیه یصرف الیهم فعلی الامام

فی اور غنیمت کا ہی اور فقراء کا اسمیں حصہ ہوتا ہی اور انکو دیتی اسلئی نہیں کہ صدقات کی جہت سی مستغنی ہوتی ہیں جب انکو ادہر احتیاج ہوئی تو دینا چاہیے سو امام کو

ان یتقی الله فی صرف هذه الاموال الی مصارفها وفی ایصال هذه الحقوق الی اربابها علی ما یری من تفضیل وتسویة

لازم ہی کہ اللہ سی ڈرکہ ان اموال کو اسکی حق داروں پر صرف کری اور یہہ حقوق حق داروں کو پہنچاوی جیسا نیک سمجھی کم وزیادہ یا برابر برابر

من غیر ان یمیل فی ذلک الی الهوی ولا یحبسها عنهم ولا یجعل لهم الا قدر ما یکفیهم ویکفی اعوانهم بالمعروف وان قصر

اسمیں اپنی خواہش کی طرف داری نکری اور اوسکو حق داروں سی روک نرکہی اور اونکا اتنا ہی مقرر کری جو اونکو اور اونکی مددگاروں کو دستور کی موافق کفایت کرجای اور اگر

فی ذلک وقعد عنهم کان الله علیه حسیبا فقد ظهر من هذا ان السلطان لیس ما فی یده من بیت المال ملکا له بل

اسمیں قصور کرکی بیٹھ رہیگا تو اللہ تعالی اوسپر حساب لینی والا ہی اس سی معلوم ہوا کہ جو سلطان کی قبضہ میں ہوتا ہی خزانہ بیت المال کا اوسکی ملک نہیں ہوتا بلکہ

هو لامانة عنده یجب علیه ان یصرفه الی مصارفه لکن لما کان هو ایضا من المصارف جاز له ان یاخذ من مال الخراج

اوسکی پاس امانت ہوتا ہی اوسپر واجب ہی کہ اوسکو مصارف مقرری پر خرچ کری لیکن چونکہ سلطان بہی مصارف میں داخل ہی تو اوسکو جایز ہی کہ خراج کی مال میں سی فقط

قدر کفایته فقط لا غیر ولو اخذ اکثر من قدر کفایته وصرفه الی ممالک اصطفاها وزینها بانواع الملابس المحرمة

بقدر کفایت لیلی زیادہ نہیں اور اگر قدر کفایت سی زیادہ لیکر اپنی محبوب غلاموں پر صرف کری اور اونکو اچھی اچھی کپڑی جو پہنی حرام ہیں پہنا اوسجاکر

وافتخر بقیامها بین یدیه یکون من الخائنین وقد روی انه علیه السلام قال من سره ان یتمثل له الرجال قیاما

عزت کی واسطی سامنی کہڑا رکہی خیانت والوں میں ہی اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جسکو پسند آوی کہ اوسکی آگی آدمی تصویر کی طرح کہڑی رہیں

فلیتبوأ مقعده من النار ثم ینبغی ان یعلم ان من له عطاء من بیت المال ان کان من المصارف یجوز له ان یصرفه

تو اپنا ٹہکانا دوزخ میں کرلی پہر جان رکہو کہ جسکی لئی بیت المال میں سی روزینہ مقرر ہو اگر وہ شخص مصارف میں داخل ہی تو اوسکو جایز ہی کہ اپنی کام میں لاوی

الی مصالحه وان لم یکن من المصارف لا یجوز له ان یصرفه الی مصالحه بل یلزمه ان یتصدق به الی الفقراء واذا

اور اگر مصارف میں نہیں ہی تو اوسکو جایز نہیں ہی کہ وہ روزینہ اپنی کام میں لگاوی بلکہ اوسکو لازم ہی کہ فقراء کو خیرات دیدی اور اگر

مات لا یورث عنه بل یصیر حلولا فللسلطان او نائبه ان یقرر فیه من کان من المصارف وان قرر فیه من

چہوڑ مریگا تو وہ وراثت میں نہیں آویگا بلکہ فقراء کو حلال ہوگا سو سلطان یا اوسکی نائب کو لازم ہی کہ اوسکی جگہہ ایسی کو مقرر کردی جو مصارف میں داخل ہو اور اگر اتفاقا

لیس من المصارف یجب علیه ان یخرجه ویقرر فیه من هو من المصارف وان لم یفعل یکون آثما بوجهین کما ذکر فی البزازیة

ایسی کو مقرر کردی جو مصارف میں نہیں ہی تو اوسپر واجب ہی کہ اوسکو موقوف کری اور ایسی کو قایم کری جو مصارف میں داخل ہو اور اگر نہیں کریگا تو دو وجہ سی گنہگار ہوگا چنانچہ بزازیہ میں مذکور ہی

ان من له عطاء فی الدیوان ان مات عن ابنین فاصطلحا ان یکتب فی الدیوان اسم احدهما ویاخذ العطاء ولا یکون

کہ جسکی لئی روزینہ کچہری میں مقرر ہووی اگر وہ دو بیٹی چہوڑکر مرجاوی اور وہ دونو صلح کرلیں کہ دفتر میں ایک کی نام پر لکہا رہی وہ ہی روزینہ لیا کری اور

للآخر شیء من العطاء وبذل له من کان له العطاء مالا معلوما فالصلح باطل ویرد بدل الصلح والعطاء للذی جعل الامام

دوسرا روزینہ سی محروم اور وہ روزینہ لینی والا کچہہ مال متعین اوسکو دیدیا کری تو یہہ صلح باطل ہی اور بدل صلح کا یعنی وہ مال ہٹادیا جاویگا اور وہ روزینہ اسی کا ہوگا

العطاء

ماله لان الاستحقاق للعطاء باثبات الامام لادخل فیه برضی الغیر ومصلحه غیر ان المستحق

ہی امام تجویز کری اسلئی کہ حقیقت ہوزینہ کی امام کی تجویز پر ہی کسیکی رضامندی اور تقرر کرنیکو بہین کچھ دخل نہین ہی سوا اسکی کہ مستحق

فی الظلم مرتین فی قضیة واحدة حرمان المستحق واثبات غیر المستحق مقامه بیسرنا الله عملا موافقا

توایک مقدمہ مین دوہرا گناہ ہوگا مستحق کا محروم کرنا اور غیر مستحق کا اوسکی جگہ قایم کرنا آسان کری اللہ ہمپر عمل مطابق اپنی رضامندی کی

## المجلس الثمانون فی بیان ظہور الفتن وما یخالف الشرع وکیف یعمل حینئذ قال رسول الله

اسی مجلس مین بیان فتنون اور مخالف شرع کی ظہور کا کہ اسوقت کسطرح عمل کیا جاوی رسول اللہ

صلی الله علیه وسلم بادروا بالاعمال فتنا کقطع اللیل المظلم یصبح الرجل مؤمنا ویمسی کافرا ویمسی مؤمنا ویصبح

صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا جلدی کرلو اعمال فتنون سی پہلی جیسی ٹکڑی اندہیری رات کی صبح کو شخص مؤمن ہوگا اور شام کو کافر یا شام کو مؤمن ہوگا اور صبح کو

کافرا یبیع دینه بعرض من الدنیا هذا الحدیث من صحاح المصابیح رواه ابو هریرة فانه علیه السلام اشار فیه الی

کافر اپنا دین بعوض سامان دنیا کی بیچ دیگا یہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین سی ہی ابو ہریرہ کی روایت سی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی اشارہ فرمایا طرف

ظہور الفتن المتکاثرة المتراکمة کتراکم ظلام اللیل المظلم لا یعرف احد طریق الخلاص منها وامر بالمسارعة الی الاعمال

ظہور بہت فتنون کی تہ بر تہ جیسی اندہیرا تاریک شب کا تہ بر تہ ہوتا ہی کسیکو رستہ مخلصی کا معلوم نہین ہوگا اور حکم کیا جلدی اعمال صالحہ کی کرنی

الصالحة قبل مجیئها اذ عند مجیئها یشتد الامر ولا یقدر احد فیها علی الاشتغال بالاعمال الصالحة بل یصبح الرجل

کا پہلی اسکی آنی سی اسلئی کہ جب فتنہ پیدا ہوجائیگا تو بڑی مشکل پڑیگی پہر نیک عمل کرنیکی کسیکو طاقت نرہیگی بلکہ آدمی صبح کو

مؤمنا ویمسی کافرا ویمسی مؤمنا ویصبح کافرا وسبب وقوع المسلم فی الکفر عند ظہور الفتن یحتمل ان یکون بوقوع

مؤمن ہوگا تو شام کو کافر یا شام کو مؤمن تو صبح کو کافر اور فتنون کی ظہور پر مسلمان کفر مین شاید کہ اسلئی مبتلا ہونگی کہ اونہین لڑائیان

القتال بینهم فیستحل کل واحد منهم دم الآخر وماله فیکفر کل واحد منهم باستحلال دم الآخر وماله ویحتمل ان یکون

ہونگی سو ہر یک طرفین سی ایک دوسری کا خون اور مال حلال سمجہی گا سو ہر یک دوسری کا خون اور مال حلال سمجہ کر کافر ہوجائیگا اور شاید کہ اس سبب سی کہ

بوقوع الاختلاف بینهم فیغلب الکفار علی بلادهم فیدعونهم الی دینهم فیرتد بعضهم لطلب الجاه والمال منهم

آپسمین مختلف ہوجاوین سو کفار اونکی ملک پر غالب ہو جاوینگی پہر وہ اپنی دین کی دعوت کرینگی پہر کوئی رجاہ اور مال کی ہوس مین مرتد ہوجاویگا

کما اشیر الیه فی آخر الحدیث حیث قیل یبیع دینه بعرض من الدنیا فان العرض بفتح الراء متاع الدنیا وحطامها

چنانچہ آخر حدیث مین یہہ ہی اشارہ ہی چنانچہ فرمایا کہ اپنا دین بعوض سامان دنیا کی بیچدیگا بیشک عرض راکی زبر سی دنیا کی سامان اور نفع کو کہتی ہین

ویحتمل ان یکون بغلبة الظلم والفساد علیهم فلا یراعون الشرع فی حکومتهم بل یخرجون منه الی انواع الظلم و

اور شاید کہ بسبب کثرت ظلم اور فساد کی کہ فیصلون مین شرع کی رعایت نہین کرینگی بلکہ شرع سی نکل کر قسم قسم کی ظلم اور

السیاسات ویسفکون الدماء ویاخذون الاموال بغیر حق ویعتقدون انهم علی الحق فی ارتکابهم تلک الآثام

سیاستون مین مبتلا ہونگی اور خون ریزی کرینگی اور ناحق لوگون کی مال چہین لینگی اور اپنی تئین ان گناہون کی عمل کرنی مین حق پر سمجہینگی

ولا یدرون انهم بذلک الاعتقاد یخرجون من الاسلام وربما یصلبون السارق ویقتلونه باعتقاد جوازه

اور یہہ نہین سمجہینگی کہ ہم اس اعتقاد مین اسلام سی باہر ہوئی اور بعضی دفعہ چور کو صولی دینگی اور قتل کرڈالینگی اس اعتقاد سی کہ چور کو

صلبه وقتله فیکفرون بذلک الاعتقاد لان حد السارق لیس صلبه وقتله بل حده قطع یده لقوله تعالی

سولی دینا اور قتل کرنا جایز ہی سو اسی اعتقاد سی کافر ہوجاوینگی اسلئی کہ چور کی حد سولی اور قتل نہین ہی بلکہ اوسکی حد ہاتہ کاٹنا ہی بدلیل اس آیت کی

السارق والسارقة فاقطعوا ایدیهما وربما یغضب ملکهم علی واحد منهم فیامرهم بقتله من غیر سبب یوجب قتله

اور جو کوئی چور ہو مرد یا عورت تو کاٹ ڈالو اونکی ہاتہ اور بعضی دفعہ بادشاہ کسی پر غصہ کہا کر اسکی قتل کا حکم دیتا ہی اور کوئی وجہ اوسکی قتل کی نہین ہوتی

فيقتلونه باعتقاد كون امره حقا واجبا عليهم فيكفرون بذلك الاعتقاد اذ لا طاعة للمخلوق فی معصية

سو وہ لوگ اوسکو قتل کرتے ہیں یہہ سمجھ کر کہ حکم بادشاہی حق ہی ہمپر واجب ہی سو اسی اعتقاد سی کافر ہو جاتی ہیں اسلئی کہ خدا کی

الخالق على ما ورد فی الحديث فان قيل مجرد الامر من السلطان بلا تهديد ولا وعيد اكراه فاذا كان اكراها فهل

نافرمانی میں مخلوق کی اطاعت نہیں ہی چنانچہ حدیث میں ہی اگر کوئی کہی کہ صرف حکم بادشاہ کا بغیر دہمکی اور وعید کی اکراہ ہوتا ہی پہر جب اکراہ ہوا تو آیا

يرخص لهم قتله فالجواب ان قتل المسلم بغير حق لا يحل لضرورة على ما ذكر فی اكراه شرح الهداية ان من اكره بقتل على

اونکو اوسکی قتل کی اجازت ہی تو جواب یہہ ہی کہ ناحق قتل مسلم کا کسی ضرورت میں بہی حلال نہیں ہی موافق بیان ہدایہ کی باب اکراہ میں اگر کسیکو قتل سی

قتل غيره بغير حق لا يسعه ان يقدم عليه بل يصبر حتى يقتل فان قتله يكون اثما لان قتل المسلم بغير حق مما

اکراہ کیا کسیکو ناحق قتل پر تو اوسکو گنجائش نہیں ہی کہ اسپر پیش دستی کری بلکہ صبر کری یہان تک کہ جان دی اور اگر اوسکو قتل کریگا تو گنہگار ہوگا اسلئی کہ ناحق

لا يستباح لضرورة ما فكذا بالاكراه وذكر فی الاصول ان دليل الرخصة خوف الهلاك والقاتل والمقتول

قتل مسلم کا کسی ضرورت میں بہی مباح نہیں ہی ایسی ہی اکراہ میں اور اصول میں مذکور ہی کہ رخصت کی دلیل خوف ہلاک کا ہی اور قاتل اور مقتول آپس میں

فيه سواء فاذا استويا لا يحل للفاعل قتل غيره لتخليص نفسه لان الله تعالى عظم امر قتل المسلم حيث قال و

دونو برابر ہیں پہر جب دونو برابر ہوئی تو فاعل کو غیر کا قتل اپنی جان بچانی کو جائز نہیں ہی اسواسطی کہ اللہ تعالی نی قتل مسلم کو بڑا ہی گناہ ٹہرایا ہی چنانچہ فرمایا اور

من يقتل مؤمنا متعمدا فجزاؤه جهنم خالدا فيها فاذا كان كذلك ينبغی ان يعلم ان كثيرا من ولاة زماننا وقضاة

جوکوئی مار ڈالی مسلمان کو قصد کرکر تو اوسکی سزا دوزخ ہی پڑا رہی اوسمیں جب یہہ ٹہرا تو یہہ سمجہو کہ ہماری زمانہ کی اکثر والیان ملک اور ہماری عہد کی اکثر قاضیون نی

عصرنا قد هجروا الشرع المحمدی واخذوا طريقا غير مرضی وسموه عرفا وشاع بينهم العمل به حتى كادان يرفض الشرع

شرع محمدی کو چہوڑ دیا ہی اور نیا رستہ ناپسندیدہ نکالکر اوسکا نام عرف رکہا ہی اور سب اوسی پر عمل کرتی ہیں یہان تک کہ اب یہہ حال ہی کہ شرع بالکل ترک

به لانهم كانوا لا يفصلون قضية بمحض الشرع بلا خلط العرف لكنهم كانوا يفصلون قضايا كثيرة بمحض العرف بلا خلط

ہو جاوی کیونکہ وہ کوئی مقدمہ صرف شرع سی بدون عرف کی ملائی فیصل نہیں کرتی لیکن بہتیری قضیہ صرف عرف سی بدون لحاظ شرع کی فیصل کرتی ہیں

الشرع ويعتقدون ان بمحض الشرع لا يتم النظام ولا يستقيم حال الانام ويقولون ذلك جهرا ولا يعدونه نكرا فتامل

اور یہہ سمجہی ہوئی ہیں کہ نری شرع سی نظام پورا نہیں ہوتا اور خلقت کا حال درست نہیں رہتا اور یہہ بات علی الاعلان کہتی ہیں اور کچہہ برا نہیں جانتی اب سوچ تو

ايها المنصف هل لهذا القول ولهذا الاعتقاد محمل غير القول بنسخ الشريعة المحمدية بما ابتدعوه باراءهم الفاسدة من

ای منصف آیا کچہہ اس قول اور اس اعتقاد کی بہی معنی ہیں بجز اسکی کہ شریعت محمدی کو بسبب سیاسات بد اور تعذیبات سخت کی جو اپنی فاسد عقلون سی نکال کر

السياسات الشنيعة والتعذيبات الشديدة وما حملهم على ذلك الاعتقاد وما جراهم على ذلك الفساد الا ما يرونه من

ٹہری کی ہیں منسوخ کہتی ہیں اور اونکا یہہ اعتقاد اور یہہ جرئت اس فساد پر اسلئی ہوئی ہی کہ دیکہتی ہیں

ظهور السارق والقاتل احيانا بتهديداتهم البليغة وتشديداتهم لا البتة نعم قد يظهر السارق والقاتل احيانا بتهديداتهم

کہ بعضی دفعہ چور اور قاتل اونکی غایت درجہ کی دہمکیون اور سخت گیری سی ہاتہہ آجاتی ہیں ہان سچ کبہی چور اور قاتل تو اونکی دہمکی

وتشديداتهم لكن الى ان يظهر ظالم واحد يظلم خلقا كثيرا فی انفسهم واعراضهم بل يهلك بعضهم بانواع العقوبات

اور سختی سی پیدا ہو جاتا ہی پر جب تک ایک ظالم ہاتہہ لگی اتنی بہتیری خلقت کی جان اور ابرو پر ظلم گذر جاتا ہی بلکہ بعضی لوگ طرح طرح کی عقوبت

واصناف التعذيبات ويتعطل اعضاء بعضهم واما اخذ اموالهم واهلاكها فلا يعدونها شيئا بل يعدونها ويستحلونها

اور قسم قسم کی عذاب میں ہلاک اور بعضون کی اعضاء بیکار ہو جاتی ہیں اور مال لیلینا یا تلف کر دینا یہہ تو کچہہ شمار نہیں ہی بلکہ یہہ تو مباح اور حلال جانتی

فاذا كان السعی فی رفع ظلم ظالم واحد متضمنا لمظالم كثيرة غير منحصرة فتفكر ايها العاقل هل يليق مثله

پہر جب ایک ظالم کا ظلم دفع کرنی کی سعی میں بہت سی ظلم غیر منحصر عمل میں آئین اب فکر کی بات ہی ای عاقل کیا اہل ایمان کو ایسا ہی عمل لایق ہی

لاهل الايمان وهل يجوز فعلها فى دار الاسلام ... تحقق ... الشرع ... ان
اور دار الاسلام میں ایسا کام کہاں جائز ہی ... ثابت ہی کہ شرع ... حکمت کی ...
الحكمة وظهور غلبة مضارها على منفعتها فان الحكيم لا يحكم ... المنفعة العامة التى ... ما
اور اسکا نقصان بہ نسبت فائدہ کی زیادہ معلوم ہو چکا ہی بیشک حکیم وہی حکم دیتا ہی جسمیں منفعت ... جسمیں فائدہ
يغلب منفعته على مضرته لا بما يغلب مضرته على منفعته الا ترى ان الخمر والميسر لم يحرمهما الله تعالى فى
نقصان سی زیادہ ہو وہ حکم نہیں دیتا جسکی مضرت منفعت سی زیادہ ہو جبتک معلوم نہیں کہ شراب اور جوئی کو اللہ تعالی نی قرآن میں
القران بعد ما نص فيه بنفعهما حيث قال يسئلونك عن الخمر والميسر قل فيهما اثم كبير ومنافع للناس واثمهما اكبر من نفعهما
کیسی حرام کیا بعد اسکی کہ انکی فائدہ بھی کہہ چکا چنانچہ فرمایا تجسی پوچھتی ہیں حکم شراب اور جوئی کا تو کہہ انمیں گناہ بڑا ہی اور فائدہ بھی ہیں لوگون کو اور انکا
لان جانب النفع اذا غلب عليه جانب الضرر يحمى جانب الضرر فان اهل العرف فى هذا الزمان كثيرا ما يظلمون اهل بلدة و
کیونکہ نفع کی جانب جب ضرر کی جانب غالب ہو جاتی ہی تو ضرر کی جانب کا لحاظ ہوتا ہی بیشک اہل عرف اس زمانہ میں ایک ظالم کی واسطی شہر کی شہر اور
اهل قرية بانواع المظالم بسبب ظالم واحد ومع هذا لا يظفرون بذلك الظالم فيكون مظالمهم اشد بالف مرتبة
گانوں کی گانوں ہر قسم قسم کی اکثر ظلم کر ڈالتی ہیں اور تسپر بھی وہ ظالم ہاتھ نہیں آتا اب انکا ظلم اوس ظالم کی ظلم سی ہزار گونہ ہو جاتا ہی
من ظلم ذلك الظالم مع بقاء ظلمه فليس مثلهم الا كمثل من يقصد احراق حشيش نبت خلال زرعه فيوقد النار
اور وہ کا وہ باقی رہتا ہی انکی مثال ایسی ہی جیسی کوئی گہاس جلانی کا ارادہ کری جو کہیت کی اندر اوگتا ہی پہر اوس کہیت کی اندر آگ جلادی
وسط زرعه فيحترق الزرع واما الحشيش الذى قصد احراقه فربما يحترق وربما لا يحترق فلعمر الله ليس هذا
اور تمام کہیت پہک جادی اور وہ گہاس جسکا جلانا منظور تہا کبہی جلجاتا ہی اور بعضی دفعہ قایم رہتا ہی سو اللہ کی قسم ہی کہ یہہ
من الاصلاح بل هو من الافساد فلو كان فى هذا العرف خير لكان القرون التى يستعمل هذا العرف فيها خيرا من
انتظام نہیں ہی بلکہ کہنڈت ہی اگر اس عرف میں کچہہ خوبی ہوتی تو بیشک یہہ زمانہ جسمین یہہ عرف خوب برتا جاتا ہی اون عہدسی
القرون التى لم يستعمل فيها هذا العرف كقرون النبى عليه السلام والخلفاء الراشدين والتابعين ولا شك ان خير
جنمیں یہہ عرف نہیں برتا گیا بہتر ہوتا جیسی عہد نبی علیہ السلام کا اور عہد خلفاء راشدین کا اور تابعین کا اور اسمین شک نہیں کہ
القرون قرن النبى عليه السلام ثم الذين يلونهم ثم الذين يلونهم ثم فشا الكذب والفساد الى قرننا الذى هو شر
سب سی بہتر زمانہ نبی علیہ السلام کا ہی پہر اونکا جو انسی متصل ہیں پہر اونکا جو انسی متصل ہیں پہر جہوٹ اور فساد پہیل گیا ہماری زمانہ تک جو سب سی بدتر ہی
القرون يشهد بذلك الاحاديث المشهورة بل المتواترة ولو بالقدر المشترك فان قيل تلك القرون لكونها قرون
مشہور حدیثیں بلکہ متواتر اسکی گواہ ہیں اگرچہ ملتی جلتی مضمون سی پہر اگر کوئی کہی وی زمانہ چونکہ رشد
الرشد والصلاح وعهود الصدق والفلاح كان الامر يتم بسهولة الشرع ولا يحتاج الى صعوبة العرف واما هذه
اور صلاح کی اور عہد صدق اور فلاح کی تہی تو انتظام شرع کی سہولت سی ہو جاتا تہا عرف کی اس صعوبت کی حاجت نہیں ہوتی تہی اور رہا یہہ
القرون فلما كان الغالب فيها الفسق والفساد والكذب والعناد اضطر العقلاء الى اجراء العرف الشديد لما راوا
زمانہ اسمین فسق اور فساد اور جہوٹ اور عناد جو غالب ہوگیا ہی تو عقلا نی لاچار ہو کر یہہ عرف سخت جاری کیا کیونکہ دیکہتی تہی
من عدم انزجار اهلها بالشرع السديد فالجواب ان هذا السؤال لا يبقى له مورد بعد ما عد فى اجراء العرف من
کہ اس زمانہ کی لوگ صرف شرع محکم سی باز نہیں آتی سو جواب یہہ ہی کہ اس سوال کا ٹہکانا نہیں ہی جب عرف کی جاری کرنی میں مفاسد
المفاسد وما فى الشرع من كفايته فى جميع الاعصار لجميع المقاصد ثم ان ما ذكر من كون القرون السابقة قرون
مان لی اور شرع کی کفایت تمام عہدون میں تمام مطالب کی لئی تسلیم کرلی پہر وہ جو مذکور ہوا کہ وہ زمانی رشد

الرشد والصلاح وهذه القرون قرون الفسق والفساد ليس الا ببركة اجراء الشرع الشريف في تلك القرون وشآمة احداث
اور صلاح کی تہی اور یہہ زمانہ فسق اور فساد کا ہی تو یہہ نہیں ہی مگر بسبب برکت اجراء شرع شریف کی اوس عہد میں اور بسبب نحوست پیدا کرنی

العرف السخيف في هذه القرون اذ في هذه القرون كثر اولاد الزنا بسبب اكراه اهل العرف اهل كل بلدة واهل كل قرية
کی عرف کی اسی زمانہ میں کیونکہ اس زمانہ میں حرام کی اولاد بہت ہوگئی ہی اسلیئی کہ اہل عرف ہریک شہر پہ اور ہریک گانو پہ

في كل سنة بل في كل شهر مرارا على الحلف بالطلاق في انواع القضايا فيلزم الحنث بالضرورة وبهذا السبب كثر
ہرسال بلکہ ہرماہ کئی کئی بار زور اور ظلم سی ہریک قضیہ میں طلاق کی قسمیں دلاتی رہی پہر قسم کا ٹوٹنا بالضرور لازم آجاتا ہی اس سبب سی

اولاد الزنا في هذا الزمان واشتغلوا بالتزويرات والتلبيسات وانواع الفساد اذ لا يصدر من الذوات الخبيثة
اس زمانہ میں حرام کی اولاد بہت ہوگئی اور مکر اور فریب اور طرح طرح کی فساد کرنی لگی کیونکہ بدذات آدمی سی سوا بدذاتی کی

الا الافعال الخبيثة فان قيل العقوبة المتجاوزة عما عينه الشرع قد صدرت عن السلف وذكر في الكتب المعتبرة
اور کیا ہوتا ہی پہر اگر کوئی کہی کہ ایسی عقوبت جو مقرر شرع کی حد معین سی بڑہ جاوی بیشک سلف سی بہی عمل میں آئی ہی اور معتبر کتابوں میں مذکور ہی

انها محمولة على السياسة فلم لا يجوز ان يكون العرف المذكور محمولا على السياسة ايضا فالجواب ان السياسة على
کہ وہ عقوبت سیاست پر محمول ہی پہر کیوں نہیں جائز کہ یہہ عرف مذکور بہی سیاست پر محمول ہووی سو اسکا جواب یہہ ہی کہ سیاست

ما ذكر في معين الحكام نوعان احدهما ظالمة والاخرى عادلة اما الظالمة فالشرع يحرمها ويحكم بعدم جوازها
موافق مضمون معین الحکام کی دو قسم کی ہی ایک تو ظالمہ ہی اور دوسری عادلہ ظالمہ کو تو شرع نی حرام اور مطلق ناجائز رکہا ہی

والعرف المذكور عينها وبسببها ينفتح ابواب المظالم الشنيعة ويؤخذ الاموال ويسفك الدماء بغير الشريعة واما
اور یہہ عرف مذکور بعینہ وہی ہی اور اسہی کی سبب سی ظلم شنیع کی دروازی کہل جاتی ہیں اور مال چہنتی ہیں اور خلاف شرع خونریزی ہوتی ہی اور رہی

العادلة فالشرع يوجب المصير اليها والاعتماد عليها وهي ما ذكر في العناية تغليظ جناية لها حكم شرعي حسما لمادة
عادلہ سو شرع سی اوسکی طرف توجہ اور اوسپر اعتماد کرنا واجب ہی اور وہ ہی سیاست عادلہ وہ ہی جو کتاب عنایہ میں مذکور ہی خطا بحکم شرعی سی فساد کی جڑ

الفساد وقيل هي الشريعة مغلظة وبسببها يخرج الحق من الظالم ويدفع كثير من المظالم ويرتدع اهل الفساد من
کاٹنی کی واسطی تنگ پکڑنا اور کوئی کہتا ہی کہ وہ بہی شریعت بہاری ہی اور اوسکی سبب سی حق ظالم کی قبضہ سی نکل آتا ہی اور اور بہت مظالم بند ہوجاتی ہیں اور مفسد لوگ

الفساد وباهمالها يضيع الحقوق ويتعطل الحدود فلا بد من اعتبارها لكن بعد معرفة طريق اجرائها لئلا يتجاوز
فساد کرنا چہوڑ دیتی ہیں اگر اسکو چہوڑ دیجی تو حقوق تلف ہوتی ہیں اور حدود بیکار سو اسکا اعتبار ضرور ہی لیکن پہلی اوسکی اجرا کو سمجہہ لینا چاہیئی تاکہ اوس سی بڑہ کر

منها الى غيرها اذ لا يمكن رفع الفساد من وجه الارض الا بعقوبة المتهمين بالاجرام المشهورين بها بعقوبات الشرع
اور کچہہ نہ کر بیٹہی اسواسطی کہ روئی زمین سی فساد دور نہیں ہوسکتا جب تک مفسدوں کو عقوبت شرعی نہو جنکی نام پر جرم لگی ہوئی ہیں اور اوس باب میں

بقدر تهمتهم وشهرتهم بها اما بالحبس كما ذكر في حدود فتاوى قاضيخان ان من يتهم بالقتل والسرقة وضرب الناس يحبس
مشہور ہیں جسقدر اونپر تہمت اور جتنا اونکا شہرہ ہو یا تو قید کر کر چنانچہ حدود فتاوی قاضی خان میں کہ جنکی نام پر خون اور چوری اور ایذا رسانی لوگوں کی تہمت ہووی

ويخلد في السجن الى ان يظهر توبته وذكر في باب الحبس من قضاء الخلاصة والبزازية ان الدعار وهم الذين يقصدون اتلاف
اوسکو قید کریں اور قید خانہ میں اتنی پڑا رکہیں کہ وہ توبہ کری اور خلاصہ کی قضا کی باب الحبس میں اور بزازیہ میں مذکور ہی کہ دعار یعنی وہ لوگ جو لوگوں کا مال اور

اموال الناس وانفسهم يحبسون حتى يعرف توبتهم بظهور شعار الصالحين في سيماهم او بالضرب كما ذكر في اكراه البزازية
جان تلف کیا چاہتی ہیں قید کئی جاویں جبتک کہ اونکی توبہ معلوم ہو کہ اونکی چہروں پر اطوار صلحا کی سی ظاہر ہو جاویں یا مار کر چنانچہ بزازیہ کی اکراہ میں مذکور ہی

ان حسن بن زياد سئل عن المتهم بالسرقة ايحل ضربه حتى يقر قال ما لم يقطع اللحم ولم يظهر العظم يعني ان ضربه
کہ حسن بن زیاد سی پوچہا گیا چور کو چوری کی تہمت میں مارنا جائز ہی تاکہ اقرار کری کہا جبتک کہ گوشت نہ کٹیں اور ہڈی نہ نکل آوی مراد یہہ ہی کہ ایسا مارین

ينبغي ان لا يخرج عن صفة ضرب الحدود ولا يعاقب بغير عفو بعد الشروع [illegible]
کو حدکی وضع سی مخالف نہو جاوی اور کوئی اور عقوبت سوای عقوبات شرعی کی [illegible]

بالقتل كما ذكر في سير البزازية ان عطاء بن حمزة سئل عن قتل الاعونة الظلمة والسعاة في ايام الفترة فقال [illegible]
قتل کرکر چنانچہ سیر بزازیہ مین مذکور ہی کہ عطاء بن حمزہ سی پوچہا کہ ایام فترۃ مین باغیون اور ظالمون کی چوکاتی ہین انکو قتل کیا چاہیی جواب دیا

قتلهم لانهم ساعون في الارض بالفساد وقيل له انهم يمتنعون عن السعي في الفساد ايام ويتوارون قال ذلك امتناع
انکا قتل مباح ہی کیونکہ وہ ملک مین فساد کرنیکو دوڑتی ہین کسی نی کہا اب تو وہ اوس فعل بی باز آتی ہین اور چہپ گئی ہین کہا لاچاری کو باز آتی ہین

ضرورة ولو ردوا لعادوا لما نهوا عنه وكذلك قال الامام السيد ابو شجاع وزاد بان قال يثاب قاتلهم قال لان من
اور اگر پہر وہ ہی حال ہو تو پہر وہ ہی کرین جو انکو منع ہوا تہا اور ایسی ہی امام سید ابو شجاع نی کہا ہی اور اتنا زیادہ کہا کہ اونکی قاتل کو ثواب ہوگا کیونکہ کہا کہ ثواب

شرط الاسلام الشفقة على الخلق والفرح بفرحهم والحزن بحزنهم وهم على عكس ذلك وذكر في كراهية البزازية انه كان
کیب ہوگا کہا اسلی کہ اسلام کی شرط ہی کہ خلق پر شفقت کری اور انکی خوشی سی خوش ہو اور انکی غم سی غمگین اور وہ لوگ اسکی برخلاف ہین اور بزازیہ کی کراہیۃ مین مذکور ہی

يفتي بكفرهم واختيار المشايخ ان لا يفتى بكفرهم وجواز القتل لا يدل على الكفر قال الله تعالى انما جزاء الذين يحاربون
کہ اونکی کفر پر فتوی تہا اور مشایخ کا مختار یون ہی کہ کفر پر فتوی نہ دیوین اور قتل جایز ہونی سی کفر نہین ثابت ہوتا اللہ تعالی فرماتا ہی یہی ہی سزا اونکی جو لڑائی کرتی ہین

الله ورسوله ويسعون في الارض فسادا ان يقتلوا والاعونة من المحاربين الله ورسوله وذكر في باب السعاية من
اللہ سی اور اوسکی رسول سی اور دوڑتی ہین ملک مین فساد کرنیکو کہ اونکو قتل کریں یا سولی چڑہاوی اور مددگار بہی اللہ اور رسول سی لڑنیوالی ہین اور باب السعایہ مین

جنايات البزازية ان المشايخ لفساد الملك بسبب السعاية افتوا بان قتل الاعونة والسعاة في زمان الفترة جائز والقيد
جنایات بزازیہ سی مذکور ہی کہ مشایخ نی اسلی کہ بسبب سعایۃ کی ملک مین فساد پہیل گیا تہا فتوی دیا تہا کہ قتل باغی کی مددگار کا زمانہ فترۃ مین جایز ہی اور قید سی

لكونهم في مثل ذلك الزمان اشد ضررا فيلحقون بالذين يحاربون الله ورسوله ويسعون في الارض فسادا فعلى هذا
کیونکہ اونسی ایسی زمانہ مین بڑا ضرر ہوویگا پہر وہ اون لوگون مین مل جاوینگی جو اللہ اور رسول سی لڑتی ہین اور ملک مین فساد کرتی پہرتی ہین اس راۓ کی موافق

يجوز قتلهم لكن باسهل الطرق واقلها عذابا كالصلب وضرب العنق لا باصعبها واكثرها عقابا كالسياسات الجارية
اونکا قتل جایز ہی پر آسانی سی جسمین تکلیف نہووی جیسی سولی اور سر اوڑا دینا سخت عذاب سی نہین جسمین تکلیف زیادہ ہو جیسی سیاسات اس زمانہ مین

في هذا الزمان لما روي انه عليه السلام قال اذا قتلتم فاحسنوا القتلة فعلم من هذا النقول ان اجراء هذه العقوبات
مروج ہین کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا اگر قتل کرو تو اچہی طرح قتل کرو ان نقلون سی معلوم ہوا کہ ان عقوبات کا جاری کرنا

انما يجوز اذا كان المدعى عليه متهما بالجرائم مشهورا بها وانكر ما ادعى عليه واما اذا لم يكن متهما بها بل كان رجلا صالحا
جب جایز ہی کہ مدعی علیہ جرم مین بدنام اور خطاواری مین مشہور ہو اور وہ دعوی ہی منکر ہو اور اگر اوسپر کچہہ تہمت نہو بلکہ مرد نیک خوبی سی مشہور ہو

مشهورا بالصلاح فلا يجوز عقوبته اصلا بل يحلف ويخلى سبيله ان لم يقم عليه بينة وان كان مجهول الحال لا يعرف ببر
تو ایسی کی عقوبت ہرگز جایز نہین ہی بلکہ قسم لیکر چہوڑ دین اگر گواہ نہون اور اگر مجہول الحال ہو یعنی نہ تو نیکو کار مشہور ہی اور نہ بدکار تو ایسی کو

ولا فجور يجوز حبسه يوما او يومين حتى يتبين حاله بالبينة او بالاقرار وان لم يظهر شيء منها يحلف ويخلى سبيله ولا
ایک یا دو دن قید کرنا جایز ہی یہان تک کہ اوسکا حال یا گواہ سی یا اقرار سی ظاہر ہو جاوی اور اگر کچہہ بہی ظاہر نہو تو قسم لیکر چہوڑ دین اور

يجوز ضربه كما ذكر في سرقة الخلاصة والبزازية ان عصام بن يوسف دخل على الامير فاتي بسارق فانكر السرقة فقال الامير
مارنا جایز نہین ہی چنانچہ خلاصہ اور بزازیہ کی باب السرقہ مین مذکور ہی کہ عصام بن یوسف امیر کی پاس گیا وہین ایک چور پکڑا آیا سو اوسنی چوری سی انکار کیا امیر نی

لعصام بن يوسف ايش يجب عليه فقال عصام عليه اليمين وعلى المدعي البينة فقال الامير هاتوا بالسوط والعقابين
عصام بن یوسف سی پوچہا اسپر کیا واجب ہی عصام نی کہا اسپر قسم ہی اور مدعی پر گواہ امیر نی کہا کوڑا اور دو سیان تو لاؤ

فما ضربه عشرا حتى اقر واتى بما سرقه فقال عصام سبحان الله ما رايت ظلما اشبه بالعدل من هذا فانظر كيف
پہر دس کوڑی نہین لگائی تہی کہ اوسنی اقرار کیا اور چوری کا مال لا دیا عصام نی کہا سبحان الله مین نی اس ظلم سی زیادہ عدل سی ملتا ہوا کوئی ظلم نہین دیکہا اب دیکہہ تو کہ کیونکر

سماه ظلما مع ظهور الحق ولم يجعله عدلا بل جعله شبيها به لعدم وجود علامة ظاهرة موجبة لذلك الضرب
اسکا نام ظلم لیا باوجودیکہ حق ظاہر ہوگیا تہا اوسکو عدل نہین ٹہرایا بلکہ عدل کا مشابہ کیونکہ کوئی ظاہر دلیل جس سی ضرب واجب ہو جاوی نہین تہی

لانه وان ظهر به الحق في هذه المرة لكن كثيرا ما لا يظهر فيكون ظلما محضا بخلاف المتهم بالجرايم فان ضربه
اسواسطی کہ اگرچہ اوسوقت تو حق ظاہر ہوگیا لیکن اکثر حق ظاہر نہین ہوا کرتا پہر نرا ظلم ہی ظلم ہوتا ہی برخلاف اوسکی جو جرایم سی بدنام ہو رہا ہو بیشک ن

ليس لمجرد استخراج الحق بل ليمتنع عن افعاله المذمومة سواء ظهر الحق ولم يظهر فافترقا وكل ما ذكر الى هنا من جواز
اوسکا مارنا صرف حق پیدا کرنی کی لئی نہین ہی بلکہ اس لئی کہ اپنی افعال بد سی باز آوی برابر ہی کہ حق ظاہر ہو یا نہ ظاہر ہو سو ان دونون مین فرق ہی اور یہان تک جو مذکور ہوا

اجراء العقوبة على المتهمين بالجرايم انما هو قبل ثبوتها بالبينة والاقرار واما بعد ثبوتها باحدهما فيقام عليهما ما
یعنی اجراء عقوبت کا جایز ہونا جرایم کی بدنامون پر ثبوت سی پہلی پہلی ہی گواہی سی ہو یا اقرار سی اور اگر جرم ثابت ہو جاوی کسی ایک وجہ اقرار یا بینہ سی تو پہر اونپر

عين لهم في الشرع من الحد والتعزير يسر الله تعالى عملا موافقا لرضائه

## المجلس الحادي والثمانون في بيان احكام القضاء

وہ ہی قایم ہوویگا جو شرع نی مقرر کیا ہی حد اور تعزیر الٰہی ہمپر اعمال موافق اپنی رضا کی آسان کر اکیاسی مجلس احکام قضا کی بیان مین

واخذه بالرشوة وحكومته بشهادة الزور قال رسول الله صلى الله عليه وسلم انما انا
اور عہدہ قضا کو رشوت سی لینی مین اور جہوٹی گواہی پر حکم کرنی مین رسول الله صلی الله علیه وسلم نی فرمایا مین تو

بشر وانكم تختصمون الي ولعل بعضكم يكون الحن بحجته من بعض واقضي له على نحو ما اسمع منه فمن
خدا کا بندہ ہون اور تم میری پاس فیصلی لاتی ہو اور شاید کہ بعضا تم مین سی حجت مین ہوشیار ہو بعضی سی اور جیسا اوس سی سنونگا مین فیصلہ کردونگا پہر

قضيت له بشيء من حق اخيه فلا ياخذنه فانما اقطع له قطعة من النار هذا الحديث من صحاح المصابيح
مین جسکو دوسری کی حق مین سی دلا دون تو وہ ہرگز نہ لیوی یہہ ہی ہی کہ اوسکی واسطی ٹکڑا آگ کا جدا کئی دیتا ہون یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی

رواه ام المؤمنين ام سلمة ومعناه انكم تختصمون الي وربما يكون بعضكم مبطلا في دعواه ولا اعرف
ام المؤمنین ام سلمہ کی روایت سی اسکی معنی یہہ ہی کہ تم اپنی فیصلہ میری پاس لاتی ہو اور بعضی وقت کوئی اپنی دعوی مین جہوٹا ہوتا ہی اور مجکو وہ اپنی

كونه مبطلا في دعواه الا انه افطن بحجته واقدر على تقريرها بحيث اظنه صادقا في دعواه اقضي له
دعوی مین جہوٹا معلوم نہین ہوتا لیکن چونکہ وہ حجت مین ایسا قوی اور تقریر مین اتنا چسپ ہوتا ہی کہ مین اوسکی دعوی کو سچا گمان کرکر اوسکی دعوی کی

على وفق دعواه فيكون ما قضيته له من حق اخيه قطعة من النار لكونه حراما يسوقه الى النار فانه عليه السلام
موافق دلا دیتا ہون پہر وہ جو مین اوسکو دلاتا ہون بہائی کی حق مین سی آگ کا ٹکڑا ہوتا ہی کیونکہ وہ حرام ہی دوزخ مین کہینچ لیجاویگا بیشک نبی علیہ السلام نی

صدر كلامه في هذا الحديث بقوله انما انا بشر تنبيها على جواز عدم مطابقة حكمه لما في نفس الامر لكونه بشرا لا
اپنی کلام اس حدیث مین اس لفظ سی شروع کی کہ مین آدمی ہون اس تنبیہ کی واسطی کہ حکم نفس الامر سی غیر مطابق ہو سکتا ہی کہ وہ بشر ہین

يعلم من الغيب ولا يطلع على الضماير الا ما يوحى اليه ولا يلزم منه ان يكون حكمه خطاء اذ ليس هذا من قبيل الخطاء
غیب دان نہین ہین دل کی بہید پر جب ہی خبر ہوتی ہی کہ وحی آوی اور اس سی یہہ ثابت نہین ہوتا کہ وہ حکم بیجا ہی اسواسطی کہ یہہ حکم مین غلطی نہین ہی

في الحكم لان الحاكم مامور مكلف بان يحكم بين الخصمين بالظاهر على حسب ما يسمعه من كلامهما وعلى ما يقتضيه
کیونکہ حاکم کی ذمہ یہہ ہی ہی کہ دونو مدعی مدعی علیہ مین ظاہر کی موافق جیساکہ اونکی کلام سنکر معلوم ہو اور جو اونکی حجت سی ثابت ہو حکم کردی

حجتهما لا بما في نفس الامر حتى ان من كان مبطلا في دعواه اذا اتى بشاهدي الزور ولم يعلم القاضي بكذبهما وقضى
یہہ نہین ہی کہ نفس الامر کی حکم ہو یہان تک کہ جسکا دعوی جہوٹا ہو اور وہ جہوٹی دو گواہ گذار دی اور قاضی کو اونکا جہوٹ معلوم نہو اور وہ اونکی گواہی کی

بشہادتہما بعد تعدیلہما فہو محق فی الحکم وان لم یکن ما حکم بہ ثابتا فی نفس الامر فعلم من ہذا ان حکم القاضی

موافق تعدیل کی بعد حکم کردی تو قاضی کا حکم حق پر ہی اگرچہ وہ مدعا نفس الامر میں ثابت نہو اس سی معلوم ہوا کہ قاضی کا حکم

بشہادۃ الزور لا یحل ما کان حراما ولا یحرم ما کان حلالا ولا ینفذ قضاؤہ الا ظاہرا وہذا متفق علیہ

جہوٹی گواہی سی حرام کو حلال نہین کردیتا اور نہ حلال کو حرام اور اوسکا حکم ظاہر ہی مین جاری ہوتا ہی یہہ بات املاک مرسلہ

فی الاملاک المرسلۃ التی لم یذکر فیہا سبب معین من اسباب الملك واما فی العقود کالبیع والشراء والنکاح

کہ جنمین کوئی خاص سبب ملک کا بیان نہو متفق علیہ ہی اور رہی عقود جیسی بیع اور شرا اور نکاح

والاجارۃ ونحوہا وفی الفسوخ کالاقالۃ والطلاق ونحوہما فعند ابی حنیفۃ ینفذ ظاہرا وباطنا وعند غیرہ

اور اجارہ اور مانند انکی اور فسوخ عقد جیسی اقالہ اور طلاق اور مانند انکی سو امام ابو حنیفہ کی نزدیک حکم قاضی کا ظاہر اور باطن مین جاری ہوتی اور اورون کی

انما ینفذ ظاہرا لا باطنا لہم ان القضاء اظہار ما کان ثابتا لا اثبات ما لم یکن ثابتا وادعی من العقود والفسوخ لم یکن

نزدیک فقط ظاہر مین جاری ہوتا ہی باطن مین نہین ہوتا انکی یہہ دلیل ہی کہ قضا ظاہر کرنا ثابت کا ہی غیر ثابت کا ثابت کرنا نہین ہی اور دعوی عقود مین اور فسوخ مین ثابت

ثابتا عند کون الدعوی باطلۃ والشہود کاذبۃ فلا ینفذ القضاء فیہ الا ظاہرا واما باطنا فلا لان القضاء انما

نہین ہوتا جس صورت مین کہ دعوی جہوٹا ہوا ور گواہ بہی جہوٹی ہون تو اب قضا صرف ظاہر مین نافذ ہوگی باطن مین نہین ہوگی اسلئی کہ قضا حجت کی

ینفذ بقدر الحجۃ والحجۃ باطلۃ فی الباطن لکون شہادۃ الزور حجۃ فی الظاہر لا فی الباطن والمشہود لہ

موافق نافذ ہوتی ہی اور یہہ حجت تو باطن مین غلط ہی کیونکہ گواہ جہوٹی ہین ظاہر مین حجت ہی باطن مین نہین اور گواہون والا

یعلم ذلك والقاضی لا یعلمہ فینفذ قضاؤہ ظاہرا لا باطنا کما فی الاملاك المرسلۃ ولہ ان القاضی اذا قیمت عندہ

اسکو جانتا ہی اور قاضی نہین جانتا سو قضا ظاہر مین نافذ ہوگی باطن مین نہین ہوگی جیسی املاک مرسلہ مین اور امام صاحب کی یہہ دلیل ہی کہ قاضی کی پاس

البینۃ وعدلت یکون علیہ القضاء واجبا حتی لو امتنع عن القضاء اواخرہ یکون اثما لکن لما کان القضاء اظہار

جب گواہ آئی اور تعدیل ہوچکی تو اوسپر حکم دینا واجب ہی یہان تک کہ اگر کچہہ حکم نہ دیوی یا درنگ کری تو گنہگار رہتا ہی لیکن چونکہ قضا ظاہر کرنا

ما کان ثابتا ولم یکن ما ادعی من العقود والفسوخ ثابتا عند کون الدعوی باطلۃ والشہود کاذبۃ وجب اثباتہ

ثابت کا ہوتا ہی اور مدعا عقود اور فسوخ جو ثابت نہین ہوتا جس صورت مین کہ دعوی باطل اور گواہ جہوٹی ہون تو اب بطور اقتضا کی

اقتضاء لئلا یلزم ان یکون القاضی مکلفا بما لیس فی وسعہ فان قضاء القاضی فیما یحتمل الانشاء ولم یکن فی المحل

مدعا ثابت کرنا ضرور ہوا تاکہ قاضی کی تکلیف طاقت سی زیادہ لازم نہ آوی بیشک حکم قاضی ایسی محل مین ہی کہ احتمال نئی سری ہونیکا ہی اور اس محل مین

مانع وکانت الشہود کاذبۃ یکون انشاء لانہ مامور بالقضاء بالحق ولا یکون قضاؤہ بالحق فیما یحتمل الانشاء ولم

کوئی مانع نہین ہی اور گواہ جو جہوٹی تہی تو انشا یعنی از سر نو اب ہوجائیگا کیونکہ قاضی قضا بر حق کا مامور ہی اور اوسکی قضا برحق ایسی محل مین کہ احتمال انشا کا ہووی اور

یکن فی المحل مانع وکانت الشہود کاذبۃ الا بالحمل علی الانشاء والعقود والفسوخ مما یحتمل الانشاء وللقاضی ولایۃ الانشاء

وہان مانع بہی نہو اور گواہ بہی جہوٹی ہون نہین ہوسکتی بدون حمل کئی انشا پر اور عقود اور فسوخ مین انشا یعنی از سر نو کا احتمال ہی اور قاضی از سر نو کر دیگا

فی الجملۃ فیجعل قضاؤہ انشاء بطریق الاقتضاء فیصیر کانہ قال فی دعوی عقد النکاح لہ زوجتك ایاہ وحکمت

فی الجملہ مختار ہی سو اوسکی قضا بطریق اقتضا انشا از سر نو ہوگی اسکا انجام یہہ ہی گویا قاضی عقد نکاح کی دعوی مین یہہ کہتا ہی مینی تیرا نکاح اوسکی ساتہہ کردیا

بینکما بالنکاح وفی دعوی فسخ النکاح یصیر کانہ قال فرقتك عنہ وحکمت بینکما بالطلاق وکذا فی غیر ذلك

اور مین نی تم دونو مین نکاح کا حکم دیا اور فسخ نکاح کی دعوی مین یہہ انجام ہوتا ہی گویا قاضی کہتا ہی مین نی تجکو اوس سی اب جدا کیا اور تم دونو مین طلاق کا حکم دیا اور ایسی ہی اور

مما ادعی من العقود والفسوخ بخلاف الاملاك المرسلۃ فان القضاء فیہا بشہادۃ الزور لا ینفذ الا ظاہرا لان

دعوون مین جو جو دعوی عقود اور فسوخ کی ہون برخلاف املاک مرسلہ یعنی بی قید کی بیشک اونمین قضا جہوٹی گواہی سی صرف ظاہر مین نافذ ہوگی کیونکہ

الملك لابد له من سبب في الاسباب كثرة ومزاحمة ولا يمكن للقاضي ان يعين شيئا منها بدون الحجة اذ ليس بعضها
ہر ملک کی واسطے کوئی سبب چاہئے اور سبب بہت ہیں ایک دوسری کا مخالف قاضی سے یہہ نہیں ہو سکتا کہ اونمیں سے کسی ایک کو بدون حجت کی مقرر کرلی کیونکہ ایک کو
اولى من البعض فحينئذ لا يمكن اثبات شيء منها سابقا على القضاء بطريق الاقتضاء لان الملك ليس مما يحتمل الانشاء
ایک پر کچھ فوقیت نہیں ہی سو اب بطریق اقتضاء قضا سے پہلے کچھ بہی ثابت نہیں ہو سکتا اسلئے کہ ملک میں احتمال انشا کا یعنی از سرنو کا نہیں ہی
والقاضي ليس مامورا بالقضاء بالملك بل هو مامور بالقضاء بقصر يد المدعى عليه عن المدعى فهذا هو النافذ منه
اور قاضی کو یہہ حکم نہیں کہ ملک کا حکم دیا کری بلکہ اوسکو یہہ حکم ہی کہ مدعی علیہ کا ہاتھ مدعی سے کوتاہ کردی سو یہہ ہی کہ ظاہر میں نافذ ہوتی ہی
ظاهرا لا غير بيانه ان رجلا اذا ادعى على رجل بيعا او شراء في جارية او طعام واقام شاهدي الزور فقضى القاضي
فقط اسکی تفصیل یہہ ہی کہ ایک شخص نی ایک شخص پر ایک لونڈی یا طعام کی بیع کا یا شرا کا دعوی کیا اور دو جہوٹی گواہ گذاردی اور قاضی نی
بينهما بالبيع او الشراء ينفذ قضاؤه ظاهرا وباطنا حتى يحل لمن حكم له بالجارية او الطعام ان يطأ الجارية بعد الاستبراء
اون دونوں میں بیع یا شرا کا حکم دیا تو یہہ حکم ظاہر اور باطن میں نافذ ہو جائیگا یہانتک کہ جسکو وہ لونڈی یا طعام دلایا گیا ہی حلال ہی کہ لونڈی سے بعد رحم صاف کرنی کی
ويأكل الطعام لثبوت الملك له بالثمن الذي وقع الشهادة به واما اذا ادعى رجل على رجل ملكا مطلقا في جارية او
وطی کری اور کہانا کہا لیوی کیونکہ اوسکی ملک ثمن سے ثابت ہوگئی جسکی گواہ گذر چکی ہیں اور رہی وہ صورت کہ ایک شخص ایک شخص پر لونڈی یا طعام کی مطلق ملکیت کا دعوی
طعام من غير تعيين سبب من اسباب الملك واقام شاهدي الزور وقضى القاضي بينهما بالملك لا ينفذ قضاؤه الا
کری اور کوئی سبب خاص ملک کا بیان نکری اور دو جہوٹی گواہ گذاردی اور قاضی دونوں میں حکم ملکیت کا دیدیوی تو اب اوسکا حکم فقط ظاہر میں نافذ ہوگا
ظاهرا حتى لا يحل لمن حكم له الجارية او الطعام ان يطأ الجارية او يأكل الطعام لعدم ثبوت الملك له فيما بينه وبين
یہانتک کہ جسکو لونڈی یا طعام دلادی حلال نہیں ہی کہ لونڈی سے صحبت کری یا طعام کو کہا لیوی کیونکہ اوسکی ملک فیما بینہ وبین اللہ یعنی واقع میں ثابت
الله تعالى ومن امثلة العقود ان احدا من الرجال او النساء اذا ادعى على اخر نكاحا واقام شاهدي الزور وقضى
نہیں ہی اور ایک مثال عقد کی یہہ ہی کہ کوئی مرد ہو یا عورت اگر دوسری پر نکاح کا دعوی کرکر دو جہوٹی گواہ گذاردی اور قاضی
القاضي بينهما بالنكاح ينفذ قضاؤه ظاهرا وباطنا حتى يحل للرجل الوطي وللمراة التمكين هذا اذا لم يكن المراة في
اونمیں حکم نکاح کا کردی تو اب قضا ظاہر اور باطن میں نافذ ہو جائیگی یہانتک مرد کو وطی اور عورت کو اپنی اوپر قبضہ دینا حلال ہی یہہ اوس صورت میں ہی کہ وہ عورت
نكاح الغير او عدته فاما اذا كان في نكاح الغير او عدته فالقضاء انما ينفذ ظاهرا فقط لا باطنا ومن امثلة الفسخ
اور کی نکاح میں یا عدت میں نہو اور اگر اور کسیکی نکاح یا عدت میں ہوگی تو قضا صرف ظاہر میں نافذ ہوگی باطن میں نہوگی اور مثال فسخ کی یہہ ہی
ان احد الزوجين اذا ادعى على اخر فسخ النكاح واقام شاهدي الزور وقضى القاضي بينهما بالفرقة ينفذ قضاؤه ظاهرا و
کہ خاوند جورو میں سے کسی نی دوسری پر فسخ نکاح کا دعوی کرکر دو جہوٹی گواہ گذاردی اور قاضی نی اونمیں جدائی کا حکم دیدیا تو یہہ حکم ظاہر وباطن میں نافذ ہوگا
باطنا حتى يحرم للرجل الوطي وللمراة التمكين ويجوز لها ان تتزوج بزوج اخر ويجوز للزوج الاخر وطئها وان علم ان الزوج
یہانتک کہ اوس خاوند کو اب وطی اور جورو کو اپنی اوپر قبضہ دینا حرام ہی اور عورت کو جائز ہی کہ اور خصم کرلی اور اوس دوسری خاوند کو اوسکی وطی جائز ہی اگرچہ معلوم ہو کہ پہلی
الاول لم يطلقها بان كان احد شاهدي الزور وهذا كله قد كان ظاهرا معلوما مما ذكر لكن ينبغي ان يعلم ايضا ان
خاوند نی اسکو طلاق نہیں دی ہی اسطور کہ اون دو جہوٹی گواہوں میں کا ایک یہہ ہی ہو اور یہہ تمام مذکور سابق سے ظاہر اور معلوم ہی پر یہہ بہی سمجھ لو کہ
قضاء القاضي في العقود والفسوخ بشهادة الزور وان كان نافذا ظاهرا وباطنا ومفيدا للحل عند ابي حنيفة لكونه
قاضی کا حکم عقود اور فسوخ میں جہوٹی گواہی سے اگرچہ ظاہر وباطن میں نافذ اور امام کی نزدیک حلت کا فائدہ بہی دیتا ہی کیونکہ عقد یا فسخ
انشاء بطريق الاقتضاء الا ان المدعي والشهود لا يخلو من ان يتعرضوا لسخط الله تعالى وعقابه حيث ارتكبوا ما نهى الله
بطور اقتضاء کی از سرنو ہو جاتا ہی اتنا ہی کہ مدعی اور گواہ دونو غضب الہی اور عقاب سے نہ بچینگی کیونکہ اونہوں نی وہ عمل کیا ہی جو اللہ

ورسوله وسعوا فی ابطال حق الغیر وظلمه لاسیما اذا لم یکن الثمن الذی شهدوا به مساویا للقیمة اما المدعی فانه ارتکب
اور اوسکی رسول نے منع کیا ہے اور غیر کی حق تلفی اور ظلم مین سعی کی ہے خاص کر اوس صورت مین کہ ثمن جسکی گواہی دی ہے قیمت کی برابر نہو مدعی نے تو جہوٹ بولا
الکذب وادعی ما لیس له وقد روی انه علیه السلام قال من ادعی ما لیس له فلیس منا فلیتبوا مقعده من النار واما الشهود
اور ایسا دعوی کیا جو اوسکا حق نہین ہے اور روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جسنے دعوی کیا جو اوسکا حق نہین ہے وہ ہم مین سے نہین ہے چاہئے کہ اپنا ٹھکانا دوزخ مین تیار کرے
فانهم ارتکبوا الکبیرة التی شابهت الشرك وهی شهادة الزور لکن المدعی حیث رضی بها وقد روی انه علیه السلام
اور یہی گواہ سو اونہون نے وہ گناہ کبیرہ اختیار کیا کہ شرک کی مانند ہے یعنی جہوٹی گواہی ایسی ہی مدعی کہ اوسپر رضا مند ہوا اور روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے
قال عدلت شهادة الزور بالاشراك بالله تعالی ثلث مرات ثم قرا قوله تعالی فاجتنبوا الرجس من الاوثان واجتنبوا قول الزور فانه
تین بار فرمایا جہوٹی گواہی اشراک باللہ کی برابر ہے پہر یہہ آیت پڑہی سو بچتے رہو بتون کی گندگی سے اور بچتے رہو جہوٹی بات سے بیشک نبی علیہ السلام
بین فی هذا الحدیث ان شهادة الزور کانت مساویة للشرك فی حصول الاثم الموجب لدخول النار الا ان الشرك موجب للخلود
نے اس حدیث مین بیان فرمایا کہ جہوٹی گواہی گناہ مین شرک کی برابر ہے جس سے بالضرور دوزخ مین داخل ہوتا ہے اتنا ہے کہ شرک سے دوام کو دوزخ ہے
فیها وشهادة الزور غیر موجبة له ومما ینبغی ان یعلم ایضا ان قضاء القاضی بشهادة الزور فی العقود والفسوخ انما ینفذ ویفید
اور جہوٹی گواہی سے دوام نہین ہے اور یہہ بہی سمجہنے کی بات ہے کہ قاضی کا حکم جہوٹی گواہی سے عقود اور فسوخ مین جب نافذ ہوتا ہے حلت کا فائدہ
الحل اذا اخذ القاضی القضاء بغیر رشوة واما اذا اخذ القضاء بالرشوة فلا یکون قاضیا ولا ینفذ حکمه علی ما ذکر فی عامة
دیتا ہے کہ قاضی کو عہدہ قضا بغیر رشوت ملا ہو اور اگر قضا رشوت دیکر لی ہے تو نہ وہ قاضی ہے اور نہ اوسکا حکم نافذ ہے چنانچہ تمام کتابون مین مذکور ہے
الکتب فعلی هذا لا یوجد فی هذا الزمان قاض ینفذ حکمه اذ قلما یوجد قاض باخذ القضاء بلا الرشوة فان القضاة فی هذا
اس روایت کی موافق اب اس زمانہ مین ایسا کوئی قاضی نہین ہے جسکا حکم نافذ ہو کیونکہ بہت کمتر قاضی ہین جنکو قضا بدون رشوت کی ملا ہو بیشک اس زمانہ کی قاضی
الزمان یسعون فی اخذ القضاء بالرشوة سعیا بلیغا ویبذلون فی تحصیله مالا کثیرا سموه باسماء غیر الرشوة مع کونه کله
رشوت دیکر قضا لینے مین نہایت درجہ کی سعی کرتے ہین اور قضا کی لئے خوب مال خرچ کرتے ہین اوسکا نام سواے رشوت کی کچہہ اور رکہہ چہوڑا ہے باوجودیکہ سب
رشوة فکیف یوجد فیهم قاض ینفذ حکمه فانهم باخذهم القضاء بالرشوة یکونون سببا لابطال کثیر من الاحکام الشرعیة
رشوت ہے پہر کہان ہے ایسا قاضی جسکا حکم نافذ ہووے کیونکہ قاضی تو رشوتون سے قضا لیکر بہتیری احکام شرعی باطل کرتے ہین
لان کثیرا من امور المسلمین مفوض الی رایهم وموقوف علی حکمهم وهم اذا اخذوا القضاء بالرشوة لا ینفذ حکمهم فی شیء
سلئے کہ اکثر امور مسلمانون کی اونکی رای پر مفوض اور اونکی حکم پر موقوف ہین اور اونہون نے جب قضا رشوت دیکر لی تو اونکا حکم کسی فیصلہ شرعی مین نافذ نہین ہوتا
من المحکومات الشرعیة فیلزم بطلان کثیر من امور المسلمین لاسیما النکاح الذی یکون مفوضا الیهم فان القاضی الذی اخذ
تو اب مسلمانون کی بہتیری امور باطل ہوتی ہین خاص کر نکاح جو اونکی طرف مفوض ہے بیشک جس قاضی نے رشوت دیکر
القضاء بالرشوة اذا عقد النکاح الذی فوض الیه یکون ذلك النکاح باطلا فیلزم ان یکون الزوج والزوجة زانیین ما داما
قضا حاصل کی ہے جب وہ کسیکا عقد نکاح کریگا جو اوسکی طرف مفوض ہے تو وہ نکاح باطل ہوگا اب یہہ لازم آتا ہے کہ دونو خاوند جورو زانی ہون جب تک
تحت ذلك النکاح ولیس هذا الا لکثرة محبتهم الدنیا وقلة مبالاتهم فی الدین فانهم لغلبة غفلتهم عن الاخرة یاخذون القضاء
اوس نکاح مین رہین اور یہہ حال اسیلئے ہے کہ دنیا کی محبت بہت ہے اور دین کی پروا کمتر ہے کیونکہ یہہ قاضی آخرت سے خوب غافل ہوکر قضا کو رشوت سے
بالرشوة ولا یبالون بکونهم ملعونین بلعن رسول الله علیه السلام بل یفتخرون به مع ان کثیرا من السلف امتنعوا عن قبوله
حاصل کرتے ہین اور اوسکی کچہہ پروا نہین کہ اونپر رسول علیہ السلام کی لعنت پڑتی ہے بلکہ اوسپر فخر کرتے ہین باوجودیکہ سلف مین اکثر لوگون نے باوجود ہزار کراہت کی ہے
حتی اکرهوا اکراها بلیغا علی قبوله فلم یقبلوه فضلا عن بذل المال فی حصوله الا تری ان ابا حنیفة دعی الی القضاء ثلث مرات
قبول نہین کیا اور اوسکی لئے مال خرچ کرنیکا تو کیا ذکر ہے رہین نہین کہ امام ابوحنیفہ کو قضا کی لئے تین دفعہ بلایا

فابی حتی حبس وضرب فی کل مرة ثلثین سوطا فلما خاف علی نفسه قال حتی استشاور اصحابی فشاورهم فقال ابو یوسف

پر انکار ہی کیا آخر کو قید ہوئی اور ہر بار تیس تیس کوڑی کہائی پہر جب جان کا خوف ہوا تو کہا میں اپنی یارون سی مشورہ لیلون پہر مشورہ کیا تو ابو یوسف نی کہا

لو تقلدت لانتفعت الناس فنظر الیه ابو حنیفة نظر الغضب وقال لو امرت ان اعبر البحر سباحة لکنت اقدر علیه

اگر قضا لیلو تو لوگون کا بڑا فائدہ ہی پہر ابو حنیفہ نی اونکی طرف غصہ سی گہور کر کہا اگر مجھکو یہہ حکم ہوتا کہ دریا کو تیر کر اوتر جاؤن تو البتہ مجھکو قدرت تہی

فکانی بك قاضیا فاعرض ولم ینظر الیه بعد ذلك وکذلك دعی محمد الی القضاء فابی حتی قید وحبس نیفا وخمسین یوما

میری جگہہ تو ہی قاضی ہی پہر منہہ پہیر لیا اور اونکی طرف پہیچ نظر نکیا اور اسیطور امام محمد کو قضا کی واسطی بلایا سو انکار کیا یہان تک کہ قید ہوئی اور پچاس اوپر کئی دن مجبور

واضطر فتقلده وانما امتنع هؤلاء الکرام عن تقلده لما روی عن ابی هریرة انه علیه السلام قال من جعل قاضیا

ہوی اور لاچار ہو کر قضا لیلی اور اس جماعت بزرگ نی اسپہ لئی نہ مانا کہ ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جو شخص لوگون پر قاضی ہوا

بین الناس فقد ذبح بغیر سکین والمراد من الذبح فی هذا الحدیث القتل فان القتل بغیر سکین کسقی السم مثلا لا یؤثر

بیشک بی چہری کا ذبح ہوا اور ذبح سی مراد اس حدیث مین قتل ہی بیشک قتل بغیر چہری کی جیسی زہر پلا دینا مثلا ظاہر مین کچہہ اثر نہین کرتا

فی الظاهر وانما یؤثر فی الباطن بازهاق الروح کذا القضاء لا یؤثر فی الظاهر لانه فی الظاهر رفعة وعظمة وانما یؤثر

اور باطن مین ایسا اثر کرتا ہی کہ جان نکل جاتی ہی ایسی ہی قضا ظاہر مین کچہہ اثر نہین کرتی کیونکہ ظاہر مین تو رفعت اور عظمت ہی باطن مین ایسا اثر کرتی ہی

فی الباطن باهلاك الدین لان القاضی قلما یعدل بین الخصمین بل ربما یمیل فی الحکم الی الاصدقاء والاقرباء او الی من

کہ دین ہلاک کر دیتی ہی اسلئی کہ قاضی خصمین مین بہت ہی کم عدل کرتی ہین بلکہ اکثر حکم مین دوست کی اور اقربا کی طرفداری کر جاتی ہین یا کسی منصب والی کی

له منصب یتوقع نواله او یخاف بلاءه وربما یوسوس له نفسه علی قبول الرشوة فمن کان حاله کذلك فالموت خیر

جس سی کچہہ وصول کی توقع . یا اوسکی بلا کا خوف ہو اور بعضی وقت دلمین رشوت لینی کا خطرہ گذرتا ہی پہر جسکا ایسا حال ہووی تو ایسی قضا سی موت بہتر ہی

من القضاء لان الموت یقطعه عن المعاصی والقضاء یوقعه فی المعاصی فان قیل القضاء بالحق من اقوی الفرائض

کیونکہ موت تو معاصی سی الگ کر دیتی ہی اور قضا معاصی مین مبتلا کر دیتی ہی پہر اگر کوئی کہی حکم حق پہ دینا عمدہ فرائض سی

واشرف العبادات لکونه امرا بالمعروف ونهیا عن المنکر وقد امر الله به النبیین کما قال فی کتابه انا انزلنا التورية

اور عبادات مین اشرف ہی اسلئی کہ امر بالمعروف اور بند کرنا بدی سی ہی اور اللہ نی انبیاء کو یہہ حکم کیا ہی چنانچہ قرآن مین فرماتا ہی ہمنی اوتاری توریت

فیها هدی ونور یحکم بها النبیون وقال لنبینا علیه السلام انا انزلنا الیك الکتب بالحق لتحکم بین الناس فما وجه

اسمین ہدایت اور روشنی اوسپر حکم کرتی پیغمبر اور ہماری نبی علیہ السلام کو فرمایا ہمنی اوتاری تجہکو کتاب سچی کہ تو انصاف کری لوگون مین پہر اس سی

الامتناع عنه فالجواب انه وان کان من اقوی الفرائض واشرف العبادات لکن ذکر فی کتب الفقه ان من کان

رکنی کی کیا وجہ ہی جواب یہہ ہی کہ قضا اگرچہ بڑا فریضہ اور عبادات مین اشرف ہی پر فقہ کی کتابون مین مذکور ہی کہ جو شخص

صالحا له ینبغی له ان لا یطلبه بقلبه ولا یسئله بلسانه فان دعی الیه بلا طلبه فقال بعض العلماء یکره له الدخول فیه

قضا کی لایق ہو اوسکو لازم ہی کہ دل سی اوسکا طالب نہووی اور نہ زبان سی اوسکا سوال کری پہر اگر بلا طلب اوسکی لئی مقرر کرین تو بعضی علماء کہتی ہین کہ اختیار کرنی قضا مین

مختار المار دی عن انس انه علیه السلام قال من ابتغی القضاء وسئله وکل الی نفسه ومن اکره علیه انزل الله تعالی

پہنسنا مکروہ ہی اسلئی کہ انس سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جسنی قضا تلاش کی اور سوال کیا تو اپنی ذات پر حوالہ کیا جاتا ہی اور جو زبردستی قاضی کیا گیا تو اللہ تعالی

علیه ملکا یسدده فانه علیه السلام اشار فی هذا الحدیث الی ان من یطلب القضاء بقلبه ویسئله بلسانه یفوض امره

اوسپر فرشتہ تعین کر دیتا ہی وہ اوسکو راستی پر رکہتا ہی سو نبی علیہ السلام نی اس حدیث مین یہہ اشارہ کیا کہ جو شخص قضا کو بدل تلاش اور زبان سی سوال کرتا ہی تو وہ اوسکی

الی نفسه ومن یفوض امره الی نفسه لا یهدی الی الصواب لان النفس امارة بالسوء تجر صاحبها الی المخالفة وسوء المطالبة

ذات پر حوالہ ہی اور جسکا امر اوسکی ذات پر حوالہ رہا صواب کا راہ نہین پاتا اسلئی کہ نفس برائی ہی بتاتا ہی اپنی یار کو مخالفت اور بری مطلب کی طرف کہینچتا ہی

فلا يسلم من الوقوع في الظلم والمعصية وايضا من يطلب القضاء ويسئله يعتمد على علمه وورعه فيكون صاحب عجب
نہیں بچتا ہی سو ظلم اور معصیت سی سلامت نہیں رہتا اور یہہ بہی ہی کہ جو قضا کی طلب اور سوال کرتا ہی تو اپنی علم اور پرہیز پر بہروسہ کرتا ہی اسواسطی تکبر آویگا
فيحرم التوفيق واما من يكره عليه فانه يصير منكسر القلب بالاكراه فيعتصم بحبل الله تعالى ويتوكل على الله
اور توفیق سی محروم ہو گا اور جسپر قضا کی لئی زور ہوتا ہی تو اکراہ سی آزردہ دل ہو کر اللہ کی رسی سی سہارا لیتا ہی اور اللہ پر توکل کرتا ہی
ومن يعتصم بالله فقد هدى الى صراط مستقيم ومن يتوكل على الله فهو حسبه فيلهمه الرشد ويوفقه
اور جو اللہ کا سہارا پکڑتا ہی بیشک سیدہی راہ پاتا ہی اور جو شخص اللہ پر توکل کری وہ اوسکا ذمہ وار ہی پہر اوسکی ذہن رشد پیدا کر دیتا ہی اور
الصواب يسر نا الله تعالى عملا مطابقا لرضائه بلطفه وكرمه المجلس الثاني والثمانون في بيان
صواب میں پہنچاتا ہی الٰہی ہمپر عمل مطابق اپنی رضا کی اپنی لطف اور کرم سی آسان کر بیاسی مجلس اوس شخص کی بیان میں

من يجوز له الوعظ للناس ومن لا يجوز وما يتفرع عليه قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
جسکو لوگوں کی لئی وعظ کہنا جایز ہی اور جسکو نہیں جایز اور اسپر کیا پیدا ہوتا ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا
لا يقص الا امير او مامور او مختال هذا الحديث من حسان المصابيح رواه عوف بن مالك ومثله ما رواه ايضا انه
وعظ نہیں بیان کرتا مگر امیر یا مامور یا شیخی خورا یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثوں میں ہی عوف ابن مالک کی روایت سی اور ایسی ہی مضمون کی وہ حدیث ہی
قال القصاص ثلثة امير ومامور ومختال والقص التكلم بالقصص ويستعمل في الوعظ وهو المراد ههنا والمعنى ان الذين
علیہ السلام نی فرمایا وعظ کہنی والی تین ہیں امیر اور مامور اور شیخی خورا اور قصہ کی معنی ہیں قصہ بیان کرنا اور قص وعظ میں برتا جاتا ہی اور یہاں وعظ ہی مرادہی اور معنی یہہ ہیں
يعظون الناس ثلثة احدهم الامير وهو الحاكم فان الحكام في الزمان الاول كانوا يعظون الناس ويقصون عليهم اخبار
جو شخص لوگوں کو وعظ کہتی ہیں تین ہیں ایک تو امیر یعنی حاکم بیشک پہلی زمانہ میں حاکم ہی لوگوں کو وعظ کیا کرتی تہی اور گذری ہوئی خبریں انکو سناتی تہی
الماضية ليعتبروا وثانيهم المامور وهو الذي امره الامير بالوعظ واذن له فيه وثالثهم المختال وهو الذي ليس بامير
تاکہ عبرت پذیر ہوں اور دوسرا مامور یعنی جسکو امیر نی واسطی وعظ کی مقرر کیا اور اجازت دی ہی اور تیسرا مختال یعنی نہ وہ امیر ہی
ولا مامور من جهته بل هو فضولي يفعل ذلك تكبرا على الناس وطلبا للرياسة بينهم ويرائيهم بقوله وفعله وفيه
اور نہ امیر کی طرف سی مامور بلکہ وہ شخص زاید ہی یہہ پیشہ لوگوں پہ بزرگ ہونی کو اور اونمیں ریاست لینی کو اختیار کرتا ہی اور اونکو اپنا قول اور فعل دکہلاتا ہی اور اسمیں
زجر للواعظ عن الوعظ بغير اذن الامام وانما كان كذلك لان الامام يجب عليه ان يقوم بمصالح الرعية ويرتب
واعظ کو کہ بدون اذن امام کی وعظ کہی ممانعت ہی اور ممانعت اسلئی ہی کہ امام پر واجب ہی کہ واسطی مصلحت رعیت کی مستعد رہی اور ہر ہر گانوں میں
في كل قرية وفي كل محلة عالما متدينا يعلم الناس دينهم فينظر في العلماء فمن يرى فيه علما وديانة وحسن عقيدة
اور ہر ہر محلہ میں ایک ایک عالم دیندار تعین کری کہ وہ لوگوں کو دین تعلیم کیا کری پہر علماء میں غور کری جسمیں علم اور دیانت اور نیک عقیدہ دیکہی
ياذن له ان يعظ الناس ومن لا يرى فيه هذه الصفات لا ياذن له في الوعظ لئلا يوقع الناس في البدعة والضلالة
اوسکو اجازت دی کہ لوگوں کو وعظ کیا کری اور جسمیں یہہ صفات نہ پاوی تو اوسکو وعظ کی اجازت نہ دی تاکہ لوگوں کو بدعت اور بی راہی میں نہ پہنسا دی
كما هو واقع في هذا الزمان وذلك لان الخلق لا يولدون بالعلم وانما يولدون بالجهل والجهل مرض من امراض القلوب
جیسا اس زمانہ میں ہو رہا ہی اور یہہ اسواسطی ضرور ہی کہ خلق عالم نہیں پیدا ہوتی یہہ ہی جہالت میں پیدا ہوتی ہی اور جہالت دلکی بیماریوں میں سی ایک مرض ہی
فلا بد له من طبيب حاذق يعالجهم ويزيل مرضهم بتعليم احكام الدين في اصله وفرعه ومن لم يكن حاذقا
سو اس مرض کی لئی کوئی پکا طبیب چاہئی کہ علاج کر کر دین کی اصلی اور فرعی احکام سکہا کر اونکا دلی مرض کہو دی اور جو پکا طبیب نہیں ہی
لا يزيل مرضهم بل يزيدهم مرضا فيهلكهم وقد ذكر في الاحياء ان الدنيا دار المرض اذ ليس في بطن الارض الا ميت
تو اونکا دکہہ نہیں کہو دیگا بلکہ اور دکہہ بڑہا کر ہلاک کر دیگا اور احیاء میں مذکور ہی کہ دنیا بیماری کا گہر ہی کیونکہ جو زمین کی اندر ہی سو مردہ ہی

ولا على ظهرها الا سقيم ومرض القلوب اكثر من مرض الابدان وانما صار كذلك لثلث علل احدها ان من كان
اور جو اوسکی پیٹھ پر ہی سو بیمار ہی اور دلکی دکہہ جسمانی بیماریسی زیادہ ہین اور یہہ حال تین سببسی ہوگیا ہی ایک تو یہہ کہ جو

مريض القلب لا يدري كونه مريضا والثانية ان عاقبة مرض القلب لا يشاهد قبل الموت بخلاف مرض البدن
دلکا دکہیا ہی وہ اپنی تئین دکہیا نہین سمجہتا اور دوسرا سبب یہہ ہی کہ دلکی بیماریکا انجام موت سی پہلی ظاہر نظر نہین آتا برخلاف مرض بدنی کی

فان عاقبته موت مشاهد تنفر عنه الطباع ولكون ما بعد الموت غير مشاهد قلت النفرة عن الذنوب
کہ اوسکا انجام موت نظر آتی ہی سو اوس سی طبیعتین نفرت کرتی ہین اور موت کی بعد کا حال جو ظاہر نہین نظر آتا اسلئی گناہونسی نفرت کم ہوگئی ہی

ويتكل مرتكبها على فضل الله تعالى ولا يشتغل بعلاج مرض قلبه بل يشتغل بعلاج مرض بدنه من غير اتكال
اور گنہگار اسد تعالی کی فضل پر تکیہ کرلیتا ہی اور اپنی دلکی دکہہ کا علاج نہین کرتا بلکہ بدنی مرض کا علاج فضل الہی پر بی تکیہ کئی کرتا ہی

على فضل الله تعالى مع كون فضل الله تعالى عاما في الدنيا والاخرة والثالثة وهي الداء العضال فقد الطبيب
باوجودیکہ اسد تعالی کا فضل دنیا اور آخرت دونو مین برابر ہی اور تیسرا سبب یہہ ہی اور یہہ بڑا سخت دکہہ ہی یعنی طبیب کا نہونا

فان الاطباء هم العلماء وهم في هذا الزمان قد مرضوا مرضا شديدا حتى عجزوا عن علاج انفسهم فضلا عن
کیونکہ اسکی طبیب تو علماء ہین سو اس زمانہ مین وہ خود ہی سخت بیمار ہین یہان تک کہ اپنا ہی علاج نہین کرسکتی غیر کی تو کیا گنتی ہی اس سبب سی یہہ دکہہ

علاج غيرهم وبهذا السبب عم الداء وانقطع الدواء وهلك الخلق بل اشتغل الاطباء بفنون الاغواء فليتهم
اور بہی زیادہ پہیل گیا اور علاج جاتا رہا اور خلق مرگئی بلکہ طبیب طرح طرح کی اغوا مین مشغول ہین کاشکی وہ طبیب

اذ لم يصلحوا لم يفسدوا وليتهم سكتوا ولم ينطقوا فانهم اذا تكلموا لا يقصدون في مواعظهم الا استمالة قلوب العوام
اگر علاج نکرتی تو دکہہ بہی نہ بڑہاتی اور کاشکی وہ خاموش رہتی کچہہ نہ بولتی بیشک جب وہ بولتی ہین تو اوس وعظ سی سوا بہلانی قلوب عوام کی کچہہ اور غرض نہین

ولا يتوصلون اليها الا بذكر الرجاء والرحمة لكون ذلك الذ في الاسماع واخف على الطباع فينصرف الخلق عن مجلس
ہوتی اور اسکا وسیلہ یہہ ہی امید اور رحمت کا ذکر بڑا رکہا ہی کیونکہ یہہ ہی کانون مین لذیذ اور طبیعتون پر ہلکا ہی پہر خلقت مجلس وعظسی جب اوٹہتی ہی

وعظهم وقد استفادوا مزيد جرأة على المعاصي ومهما كان الطبيب كذلك يهلك المريض بالدواء حيث يضعه
تو اونکو گناہوں پر اور بہی جرءت پیدا ہوجاتی ہی اور جب طبیب ہی ایسا ہووی تو دکہیا دواہی سی مریگا کیونکہ طبیب بی محل دوا

في غير موضعه فان الخوف والرجاء دواءان لكن لشخصين متضادي العلة فالذي غلب عليه الخوف حتى هجر
دیتا ہی بیشک خوف اور رجا دونو دوا تو ہین پر ایسی دو شخص کی جو ایک سی بیمار نہوں پہر جسپر خوف اتنا غالب آیا کہ دنیا بالکل ترک کی

الدنيا بالكلية وكلف نفسه ما لا يطيق وضيق عليه العيش يكسر سورة خوفه بذكر اسباب الرجاء وسعة رحمة
اور اپنی جان طاقت سی زیادہ تکلیف مین ڈالی اور عیش تنگ کرلیا تو اوسکی خوف کی شدت کو اسباب رجا کی اور فراخی رحمت الہی کا ذکر کرکی

الله تعالى ليعود الى الاعتدال وكذا المصر على الذنوب المشتهي للتوبة الممتنع عنها بحكم القنوط واليأس استعظاما
گہٹادی تاکہ وہ اعتدال پر آجاوی اور ایسی ہی جو گناہ پر اڑا ہوا توبہ کا آرزومند کہ بسبب ناامیدی اور یاس کی اپنی گناہوں کو سخت سمجہہ کر

لذنوبه التي سبقت يعالج ايضا بذكر اسباب الرجاء وسعة رحمة الله تعالى حتى يطمع في قبول توبته فيتوب
جو اوس سی عمل مین آئی ہین توبہ نکرتا ہو ایسی کا علاج بہی یہہ ہی ذکر کرنا اسباب رجا کا اور فراخی رحمت الہی کا تاکہ اوسکو توقع قبول توبہ کی پیدا ہو پہر وہ توبہ کری

فاما معالجة المغرور المسترسل في المعاصي بذكر اسباب الرجاء وسعة رحمة الله تعالى فيضاهي معالجة المحموم
اور رہا دہوکی مین پڑا ہوا معاصی مین بی قید اسکا علاج ذکر اسباب رجاسی اور بیان فراخی رحمت الہی سی ایسا ہی جیسی تپ چڑہی کو

بالعسل وذكر في موضع اخر من الاحياء ان هذا الزمان زمان لا ينبغي ان يذكر فيه للخلق اسباب الرجاء وسعة
شہد پلادیا اور احیاء کی ایک اور جگہ مین مذکور ہی کہ یہہ ایسا زمانہ ہی کہ اسمین خلقت کی سامنی ذکر اسباب رجا کا اور بیان فراخی

رحمة الله تعالى لان ذكرها يهلكهم بالكلية لكنها لما كانت اخف على النفوس والذ في القلوب ولم يكن غرض
رحمت الٰہی کا اچھا نہیں کیونکہ یہہ دونو ذکر خلقت کو سراسر کمروی دیتی ہیں لیکن یہہ ذکر لوگون پر جو ہلکا ہی اور لوگون کی دلون میں لذت پیدا کرتا ہی اور واعظون کی

الوعاظ الا استمالة القلوب واستنطاق الخلق بالثناء عليهم كيفما كانوا مالوا الى الارجاء حتى ازداد الفساق فسادا
غرض بہی دلونکی بہلانی اور خلقت سی اپنی تعریف کرانی کی سوا کچہہ اور نہیں ہی خلق کا حال کچہہ ہی ہوا کرو تو واعظ خواہ مخواہ رجا کی طرف متوجہ ہوتی ہین یہانتک کہ فاسقون

والمنهمكون في طغيانهم تماديا وذكر في موضع اخر ان الخلق الموجودين في هذا الزمان كان الاصلح لهم غلبة الخوف بشرط
اور بہی فساد بڑہگیا اور طغیانی مین پہسی ہوئی لوگ اور بہی ڈوب گئی اور ایک اور جگہہ مین مذکور ہی کہ اس زمانہ کی خلقت کی لئی اصلح یہہ ہی کہ اونپر خوف غالب کیا جاوی پر اتنا

ان لا يخرجهم الى الياس وترك العمل وقطع الطمع من المغفرة فيكون ذلك سببا للتكاسل عن العمل وداعيا الى الانهماك
کہ وہ ناامید ہوکر عمل ترک نکردین اور مغفرت کی طمع نجاتی رہی کیونکہ اب عمل مین سست اور لاچار معاصی مین کہپ جاوینگی سو یہہ درجہ یاس کا ہی

في المعاصي فان ذلك قنوط وليس بخوف بل الخوف هو الذي يحث على العمل ويكدر جميع الشهوات ويزعج القلب
خوف کا نہین ہی بلکہ خوف یہہ ہوتا ہی کہ عمل کی رغبت ہو اور تمام شہوات بی مزہ ہو جاوین اور دل دنیا کی رغبت سی بیزار ہوکر

عن الركون الى دار الغرور ويدعوه الى الميل الى دار السرور وهذا هو الخوف المحمود لا الياس الموجب للقنوط فاذا كان
اوکتا جاوی اور آخرت کی رغبت ہونی لگی اور یہہ حالت اچہی خوف کی ہی یاس کا درجہ نہین جسمین ناامید ہوجاوی جب حال ایسا ہی

الامر كذلك فالطريق الذي ينبغي ان يسلكه الواعظ في وعظه مع الخلق في هذا الزمان اذا كان مامورا من
تو وہ رستہ جو واعظون کو وعظ مین اس زمانہ کی خلقت کی ساتہہ چلنا چاہئی جب کہ واعظ امام کی طرف سی مامور ہو تو یہہ ہی کہ

جهة الامام ان يذكر ما في القران من الايات المخوفة للمذنبين وما ورد في الاخبار والاثار في ذم المجرمين ومدح التائبين
کہ قرآن مین سی وہ آیات بیان کری جنمین گنہگارون کی واسطی خوف ہی اور وہ احادیث اور آثار جنمین گنہگارون کی ہجو اور توبہ کرکر اطاعت کرنیوالون کی مدح ہی

المطيعين ويستكثر منها ان كان وارث رسول رب العالمين فانه عليه السلام ما خلف دينارا ولا درهما وانما
اور اسی قسم کی کثرت رکہی اگر رسول رب العالمین کا وارث ہی بیشک نبی علیہ السلام نی نہ دینار چہوڑا ہی اور نہ درہم یہہ ہی

خلف العلم والحكمة وورثه كل عالم بقدر ما اصابه ثم ينبغي له ان يقرر عندهم ان تعجيل العقوبة على الذنب متوقع
علم اور حکمت چہوڑ گئی ہین اور ہر عالم اوسکا وارث ہوا جتنا اوسکی نصیب مین تہا پہر یون چاہئی کہ اونکی سامنی تقریر کری کہ گناہ کی وبال سی دنیا مین اسی عقوبت ہوجانی

في الدنيا ويبين لهم ان كل ما يصيب الانسان من المصائب في الدنيا فهو بسبب ذنبه كما قال الله تعالى وما اصابكم
ممکن ہی اور بیان کری کہ انسان پر دنیا مین جو مصیبت پڑ جاتی ہی سو وہ سب گناہون کی وبال سی ہی چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی اور جو پڑتی تمپر

من مصيبة فبما كسبت ايديكم فينبغي له ان يخوفهم بذلك لان بعض الناس يخاف من العقوبة في الدنيا ويتساهل
کوئی سختی سو بدلہ اوسکا جو کمایا تمہاری ہاتہون نی اب لازم ہی کہ اونکو یہہ ہی خوف دلاوی اسلئی کہ بعضی آدمی دنیا ہی کی عقوبت سی ڈرتی ہین اور آخرت کی

في امر الاخرة لفرط جهله فيلزمه ان يبين له ان الذنوب كلها يتعجل في الدنيا شومها في غالب الامر ويضيق عليه رزقه
بات مین جہالت کی ماری سہولت برتتی ہین تو اب واعظ کو لازم ہی کہ اوسکی سامنی یہہ ہی بیان کری کہ گناہون کی شامت اکثر دنیا مین جلد آجاتی ہی اور اسکی سبب سی روزی تنگ

بسببها لما روي انه عليه السلام قال ان العبد ليحرم الرزق بسبب ذنب يصيبه ثم ينبغي له ان يفخم امر الوعظ ويرفع
ہوجاتی ہی کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ آدمی گناہ کی سبب رزق سی محروم ہوجاتا ہی پہر اوسکو چاہئی کہ وعظ عظمت سی اور پکار کر کہی

صوته ويكون منه في وعظه ما يشعر بالحال الذي هو فيه من الترغيب والترهيب لما روي عن جابر انه عليه السلام
اور وعظ مین جو بیان کرتا ہو ویسا ہی حال بنالی کہ صورت سی ترغیب اور خوف معلوم ہو کیونکہ جابر سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام کا

كان اذا خطب احمرت عيناه وعلا صوته كانه منذر جيش وكذا ينبغي له اذا تكلم بكلام ان يكرره ثلث مرات
یہہ حال تہا کہ جب وعظ فرماتی تو آنکہین سرخ اور آواز بلند ہوجاتی گویا فوج سی ڈراتی ہین اور ایسی ہی لازم ہی کہ جب کوئی بات کہی تو تین بار کہی

ليفهمها سامعوه ويتمكن في قلوبهم ويحفظوه لما روي عن انس انه عليه السلام كان اذا تكلم بكلمة اعادها ثلثا

تاکہ سننے والے سمجھ لیں اور اونکے دلوں میں بیٹھ جاوے اور یاد رکھیں کیونکہ انس سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام اگر کوئی بات فرماتے تو تین بار کہتے

حتى تفهم عنه لكن يجب عليه ان يحترز عن خلط كلامه البدعة لما ذكر في الاحياء ان الواعظ مهما مزج كلامه البدعة

تاکہ خوب سمجھ لیں لیکن واعظ پر واجب ہے کہ اپنے کلام میں بدعت کی باتیں نہ ملاوے کیونکہ احیاء میں مذکور ہے کہ واعظ اگر بدعت بیان کرنے لگے

يجب منعه ولا يجوز حضور مجلسه الا على قصد الرد عليه ان قدر وان لم يقدر لا يحضر مجلسه وكذا مهما كان كلامه

تو اوسکا روکنا واجب ہے اور اوسکی مجلس میں جانا جائز نہیں مگر بارادہ رد کے جاوے تو جاوے اگر قدرت رکہتا ہو اور اگر قدرت نہو تو اوسکی مجلس میں نجاوے اور ایسے ہی اگر اوسکی کلام

مائلا الى الارجاء وتجرية الناس على المعاصي وزاد بسببه رجاء الخلق على خوفهم فهو منكر يجب منعه لكون

ارجا کی طرف جہکتی ہو اور لوگوں کو معاصی پر جرءت ہوتی ہو اور اس باعث سے خلق کو رجا خوف سے زیادہ بڑہ جاوے اب وہ واعظ نہیں منکر ہے اوسکا روکنا چاہئے

فساده عظيما بل الاقرب ولا يليق بطباع الخلق ان يرجح خوفهم على رجائهم لانهم الى الخوف احوج وذكر في الرسالة

اسکا بڑا فساد ہے بلکہ خلقت کی حال کی مطابق یہہ ہے کہ اونپر رجا سے خوف غالب رہے کیونکہ خوف کی زیادہ تر محتاج ہیں اور امام غزالی کی رسالہ میں

المسماة بايها الولد للامام الغزالي ان الواعظ ينبغي له ان يكون عزمه وهمته ان يدعو الناس من الدنيا الى

جسکا نام یا ایہا الولد ہے مذکور ہے کہ واعظ کو چاہئے کہ اوسکا قصد اور ہمت یہہ ہی ہووے کہ لوگوں کو دنیا سے آخرت کی طرف بلاوے اور معصیت سے طاعت کی طرف

الاخرة ومن المعصية الى الطاعة ومن الحرص الى القناعة ويحبب اليهم الاخرة ويبغض عليهم الدنيا ويعلمهم

طلب کرے اور حرص سے قناعت کی طرف اشارہ کرے اور اونکو آخرت کی محبت اور دنیا کا بغض دلاوے اور اونکو عبادت

العبادة والتقوى لان الغالب في طباعهم الزيغ عن منهج الشرع والسعي فيما لا يرضى الله تعالى فيلقي في قلوبهم

اور پرہیزگاری تعلیم کرے اسلئے کہ اونکی طبیعتوں میں اکثر شرع کی راہ سے کجی اور برخلاف رضامندی اللہ تعالی کی سعی ہوتی ہے سو اونکی دلوں میں خدا کا خوف

الرعب ويخوفهم عما يستقبلهم من المخاوف لعل صفات باطنهم تتغير ومعاملة ظاهرهم تتبدل ويظهر

ڈالے اور اونکو سامنے آتی ہوئی خوفناک چیزوں سے ڈراوے شاید کہ اونکی صفات باطنی بدل جاویں اور ظاہر کا معاملہ پلٹ جاوے اور اونسے طاعت کی حرص

الى الطاعة والرجوع عن المعصية وهذا هو طريق الوعظ والنصيحة وكل واعظ لا يكون وعظه هكذا فوعظه وبال

اور معصیت سے رجوع ظاہر ہونے لگے اور یہہ ہی طریقہ وعظ اور نصیحت کا اور جس واعظ کا وعظ ایسا نہووے تو اوسکا وعظ کہنے

على القائل والسامع بل قيل انه شيطان في صورة الانسان يخرج الخلق عن طريق الحق ويهلكهم فيجب عليهم ان يفروا

اور سننے دونوں پر وبال ہے بلکہ بعضے کہتے ہیں کہ وہ انسان کی صورت میں شیطان ہے کہ خلقت کو طریق حق سے بچلا کر ہلاک کرتا ہے سو خلق پر واجب ہے کہ اوس سے ایسا بہاگیں

منه فرارهم من الاسد لان ما يفسده هذا الواعظ من دينهم لا يستطيع ان يفسد بمثله الشيطان ومن كان له يد و

جیسے شیر سے بہاگتے ہیں کیونکہ یہہ واعظ جتنا انکا دین برباد کریگا شیطان کی قدرت نہیں کہ اتنا برباد کرے اور جسکو قابو اور قوت ہووے

قدرة يجب عليه ان ينزله من منابر المسلمين ويمنعه عما باشره لانه من جملة الامر بالمعروف والنهي عن المنكر وكذا الوعاظ

واجب ہے کہ اوسکو مسلمانوں کی منبر سے اوتار دے اور وعظ کہنے سے منع کردے کیونکہ امر ہے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں داخل ہے اور ایسے ہی وہ واعظ

الذين يشتغلون بالقصص التي يتطرق اليها الزيادة والنقصان والكذب والبهتان قد ورد نهي السلف عن الجلوس في

کہ کہانیاں بیان کرتے ہیں جسمیں زیادتی کمتی اور جہوٹ اور بہتان ملا ہوا ہے متقدمین انکی مجلس میں جانے سے منع کر گئے ہیں

مجلسهم لان القصص منها ما ينفع سماعه ومنها ما يضر سماعه وان كان صدقا فمن فتح على نفسه ذلك الباب يختلط

اسلئے کہ بعضے قصوں کا سننا مفید ہوتا ہے اور بعضے قصوں کا سننا ضرر کرتا ہے اگرچہ سچا ہووے پہر جو شخص اپنے اوپر یہہ دروازہ کہول لیگا تو اوسپر

عليه الصدق بالكذب والنافع بالضار وقال احمد بن حنبل القصة ان كانت من قصص الانبياء والصالحين

سچ جہوٹ میں اور نافع مضر میں ملا ہی گا تمیز نہوگی اور احمد بن حنبل کہتے ہیں کہ قصہ اگر انبیا اور صلحاء کا ہو

فيما

فيما يتعلق بامور الدين وكانت صحيحة الرواية فلا ارى به باسا فليحذر الكذب وحكاية احوال تومئ الى هفوات

جو امور دینی سے متعلق ہیں اور روایت بھی صحیح ہو تو اوس میں کچھ مضائقہ نہیں معلوم ہوتا سو جھوٹ سے اور ایسے احوال بیان کرنے سے پرہیز کرے جسمیں خطا

ومساهلات يقصر فهم العوام عن درك معانيها فان العامي يتمسك بذلك في مساهلاته وهفواته ويمهد لنفسه

اور سہل انگاری ہو اور عوام کا فہم اوسکی معانی سمجھنے سے قاصر ہو کیونکہ عام لوگ اوس حکایت سے اپنی سہل انگاری اور خطا کی سند پکڑ کر اپنی لئے ایک عذر بنا کر

عذرا فيها ويقول قد صدر عن بعض المشائخ وبعض الاكابر كيت وكيت وكلنا بصدد المعاصي فلا غرو

پکڑ لیتے ہیں اور کہنی لگتے ہیں بیشک بعضے بعضے مشائخ اور بزرگوں سے ایسی ایسی باتیں ہوگئیں ہیں اور ہماری تو کیا شمار ہے ہم تو سراسر گنہگار ہیں

ان صدر مني ذنب فقد صدر عمن هو اكبر مني ويفيده ذلك جرءة على الله تعالى من حيث لا يدري وبعد الاحتراز

اگر ہم سے کوئی گناہ ہوگیا تو کیا تعجب ہے جب ہم سے بڑے بزرگوں سے اونسے ہوگیا ہے اور اسمیں عوام کو خدا پر ایسی جرأت پیدا ہوتی ہے کہ اونکو خبر نہیں ہوتی اور

عن هذين فلا باس به وعند ذلك يرجع القصص المحمودة الى ما اشتمل عليه القرآن وصح في الكتب الصحيحة من الاخبار

یہہ دو نقصان اگر نہوں تو پھر کچھ خوف نہیں ہے اب وہ اچھی اچھی سچی حکایات مطابق ہوتی ہیں جو قرآن میں آئی ہیں اور تاریخ کی معتبر کتابوں میں صحیح صحیح مذکور ہیں

واما ما يوجد في بعض الكتب التي يذكر فيها من قصص الانبياء ما لا يليق بحالهم فيجب تنزيههم عنها كقصة داود النبي

اور یہی وہ قصے جو بعضی کتابوں میں ملتے ہیں جنمیں انبیاء علیہم السلام کی قصے ایسی مذکور ہیں کہ انبیاء کی حال سے نامناسب ہیں ایسے قصوں سے اونکو بچانا واجب ہے

فانها على ما يرويها القصاص من انه عليه السلام دخل ذات يوم محرابه واغلق بابه وجعل يصلي ويقرأ الزبور

جیسے قصہ داود نبی علیہ السلام کا سو یہہ قصہ موافق روایت قصاصوں کی کہ داود علیہ السلام نے ایکروز اپنی محراب میں داخل ہوکر دروازہ بند کرلیا اور نماز اور زبور کی تلاوت میں مشغول ہوئے

فبينما هو كذلك اذ جاء الشيطان في صورة حمامة من ذهب فمد يده لياخذها لابن له صغير فطارت فامتد

وہ اسی حال میں تھے کہ ناگاہ شیطان سونے کا کبوتر بنکر آگیا سو داود علیہ السلام نے چھوٹے بیٹے کی کھیلنے کی واسطے اوسکی پکڑنے کو ہاتھ لپکایا وہ اوڑ گیا پھر ہاتھ لپکایا

اليها فطارت فوقعت في كوة فتبعها فابصر امرأة جميلة قد نقضت شعرها فغطى بدنها وهي كانت امرأة رجل

تو وہ اوڑکر تابدان میں گر پڑا اوسکی پیچھی گئے تو ایک عورت خوبصورت کہ اوسنے اپنی بال کھول کر بدن ڈھک لیا نظر پڑ گئی اور وہ ایک شخص کی جورو تھی

يقال له اوريا وكان من غزاة البلقاء فكتب الى صاحب بعث البلقاء وهو ايوب بن صوريا ان ابعث

نام اوسکا اوریا اور بلقا کی غازیوں میں تھا پھر داود نے بلقا کی سردار لشکر یعنی ایوب بن صوریا کو یہہ لکھا کہ میں اوریا کو بھیجتا ہوں

اوريا فقدمه على التابوت وكان من يتقدم على التابوت لا يحل له ان يرجع حتى يفتح الله تعالى على يديه او يستشهد

سو تو اوسکو تابوت پہ پیش کر دینا اور قاعدہ یوں تھا کہ جو شخص تابوت پر پیش ہوتا تھا اوسکو حلال نہیں تھا کہ بدون فتح کی ہوئی چلا آوی یا شہید ہو جاوی

ففتح الله تعالى على يده وسلم وامره ان يرده مرة اخرى وثالثة حتى قتل واتاه خبر قتله ولم يحزن كما يحزن على

سو اللہ تعالی نے اوسکی ہاتھ پر فتح دی اور وہ سلامت بچا پھر اوسکو حکم دیا کہ اوریا کو دوبارہ اور سہ بارہ روانہ کرے آخر وہ مارا گیا اور داود علیہ السلام کو خبر اوسکی قتل کی آئی تو

الشهداء فتزوج امرأته فهذا وامثاله افك مبتدع تمجه الاسماع ومنكر مخترع تنفر عنه الطباع ناش من عدم

شہدا پر جیسا غم ہوتا تھا ویسا نہ ہوا پھر اوسکی بی بی سے نکاح کرلیا سو یہہ قصہ اور ایسی ایسی اور قصے جھوٹ جو کان کو بری لگتی ہیں کان سنے سے انکار کرتی ہیں اور بیجا بنائی ہوئی ہیں طبیعتوں کو انسے نفرت ہوتی ہے

العلم بما يجب وما يستحيل وما يجوز في حق الانبياء فويل لمن ابتدعه واشاعه وتبا لمن اخترعه واذاعه اذ يقبح

اسکا باعث یہہ جہالت ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی حق میں کیا واجب ہے اور کیا محال ہے اور کیا جایز ہے سو افسوس ہے جسنے اسکو گھڑا اور مشہور کیا اور ہلاکت ہو جسنے بنایا اور پھیلایا کیونکہ

ان يحدث به عن بعض المتسمين بالصلاح من افراد المسلمين فضلا عن بعض اعلام الانبياء والمرسلين ولذلك

قبیح ہے کہ ایسی بات مسلمانوں میں سے کسی صالح سے منقول ہو چہ جائیکہ بزرگ انبیاء اور مرسلین سے اسی لئے علی کرم اللہ وجہہ نے کہا ہے

قال علي كرم الله وجهه من حدث بحديث داود النبي عليه السلام على ما يرويه القصاص جلدته مائة وستين

کہ جو شخص داود علیہ السلام کی بات موافق روایت قصاص کی بیان کریگا تو میں اوسکو ایک سو ساٹھہ کوڑی ماروں گا

وهذا هو الفرية على الانبياء وروي ان عمر بن عبد العزيز حُدِّث بذلك وكان عنده رجل من اهل الحق فكذب

اور تہمت لگانی یہہ ہی حد ہی اور روایت ہی کہ عمر بن عبد العزیز کی سامنی یہہ ہی بیان ہوا اور اونکی پاس ایک شخص حقانی موجود تہا سو اوسنی

المحدث به وقال ان القصة ان كانت على ما في كتاب الله تعالى فما ينبغي ان يلتمس خلافها بان يقال غير ذلك

اوس قصہ گو کو جہٹلایا اور کہا کہ قصہ داود کا اگر کتاب اللہ کی موافق ہی تو کیا سبب ہی کہ اوسکی خلاف تلاش کرین کہ اوسکی سوائی اور کچہہ بیان ہو

وان كانت على ما ذكرت فقد كف الله تعالى عنها سترا على نبيه فما ينبغي اظهارها عليه فقال عمر بن عبد العزيز

اور اگر تیری اظہار کی موافق ہو تو بیشک اللہ تعالی نی اسکا اپنی نبی پر پردہ رکہا تو اوسکا بیان کرنا لایق نہین ہی عمر بن عبد العزیز نی کہا

لسماع هذا الكلام احب الي مما طلعت عليه الشمس وانما قال ذلك لانها قصة زل فيها كثير من الناس وقالوا

یہہ بات مجہکو سب باتون سی محبوب تر ہی جن پر آفتاب چمکتا ہی اور یہہ اسلئی کہا کہ یہہ ایسا قصہ ہی کہ اسمین بہت لوگ پہسل پڑی ہین اور داود

في نبي الله داود عليه السلام ما لا يليق بحال الانبياء فان اصل القصة على ما ذكر في بعض التفاسير ان داود النبي ع

نبی علیہ السلام کو ایسا کہنی لگی ہین کہ انبیا کی حال ہی مناسب نہین ہی اور اصل قصہ موافق بعضی تفسیرون کی یون ہی کہ داود نبی کی نظر اوریا کی

راى امراة رجل يقال له اوريا فمال قلبه اليها فساله ان يطلقها فاستحيى ان يرده ففعل فتزوجها وهي ام سليمان

جورو پر پڑ گئی تو اوسپر اونکا دل آگیا سو داود ع نی اوریا کو کہا کہ اوسکو طلاق دیدی اوسنی حیا کی ماری سوال رد نکیا جب اوسنی طلاق دیدی اونہون نی نکاح کر لیا

النبي ع وكان ذلك جائزا في شريعته معتادا بين امته غير مخل بالمروة حيث كان يسئل بعضهم بعضا ان ينزل له

اور وہ عورت سلیمان علیہ السلام کی ماں ہی اور یہہ طریقہ اونکی شریعت مین جائز اور امت مین مروج تہا اور خلاف مروت نتہا کیونکہ جب کسیکی بی بی کسیکو پسند آتی تہی تو اوس سی سوال کرتا تہا

عن امراته فيتزوجها اذا اعجبته وكان الانصار في صدر الاسلام يواسون المهاجرين بمثل ذلك من غير نكير خلا انه عليه السلام

کہ اپنی بی بی میری لئی چہوڑدی پہر وہ نکاح کر لیتا اور انصار ابتدا اسلام مین اسیطرح بی طعن و طنز مہاجرین کی ساتہہ طریق مروت برتتی تہی ہان داود علیہ السلام کو

لعظم منزلته وارتفاع مرتبته وعلو شانه لم يكن ينبغي له ان يتعاطى ما يتعاطاه احاد امته ويسال رجلا ليس له

بسبب عظمت منزلت اور رفعت قربت اور علو شان کی مناسب نتہا کہ ایسا معاملہ کرین جو کہ اونکی امت کی ادنی آدمی کرتی تہی اور وہ بہی ایسی شخص سی سوال کرین کہ اوسکی

الا امراة واحدة ان ينزل له عنها فيتزوجها مع كثرة نسائه بل كان ينبغي له ان يغالب هواه ويقهر نفسه ويصبر

پاس ایک ہی بی بی تہی کہ میری لئی چہوڑدی پہر اوس سی نکاح کر لین باوجودیکہ انکی پاس بی بیان بہت تہین بلکہ انکو یون لازم تہا کہ ہوا کو مغلوب کرتی اور نفس کو دبا لیتی

على ما امتحن به فعلى هذا القول لا يلزم في حق داود ع الا ترك الاولى لان وقوع بصره عليها كان من غير قصده

اور اس امتحان پر صبر کرتی اس بیان کی موافق حضرت داود کی حق مین یہہ ہی لازم آتا ہی کہ ترک اولی ہوا کیونکہ اوس عورت پر نظر تو بلا قصد پڑ گئی تہی

فلا يكون ذنبا وكذا ميل قلبه اليها عقيب النظر لا يكون ذنبا لان الاحتراز عنه غير مقدور للبشر وانما عوتب كل

سو کچہہ گناہ نہین ہی اور ایسا ہی دیکہنی کی بعد دل کا آجانا کچہہ گناہ نہین ہی کیونکہ یہہ امر آدمی کی بس مین نہین ہی اور یہہ تمام عتاب الہی

هذا العتاب حتى بعث الملئكة بالخصومة عنده تمثيلا لحاله وتقريرا لذلك لديه لان الانبياء يواخذون بادنى شيء

کہ انکی پاس فرشتی جہگڑتی ہوئی اونکی حال کی صورت اور تقریر لیکر آئی تو اسلئی ہوا کہ انبیا علیہم السلام سی مواخذہ ایسی ذرہ بات پر ہوجاتا ہی

كان منهم مما لا يؤخذ بذلك غيرهم بل يعد ذلك من غيرهم من ارفع الاعمال واجلها الا ترى ان يونس النبي ع لما دعى

کہ اور دوسری اوسپر مواخذہ نہین ہوتا بلکہ وہ بات اورون کی حق مین بڑا عمل اور نیک تر ہوتا ہی کیا معلوم نہین کہ یونس نبی علیہ السلام نی جب اپنی قوم کو

قومه الى الايمان وابوا عن قبوله واصروا على الكفر والعصيان وبالغوا في العناد والطغيان حتى عيل صبره ولم

ایمان پر بلایا اور اونہون نی تسلیم سی انکار کیا اور کفر اور عصیان پر اڑ گئی اور عناد اور سرکشی حد کو پہنچادی یہان تک کہ اونکو صبر دشوار ہوگیا اور

يطق على المصابرة معهم خرج من بينهم غضبا لله تعالى وبغضا للكفر وهذا وان كان يعد من ارفع الاعمال

طاقت صبر کی نرہی تو اونمین سی خدا کی واسطی غصہ ہو کر کفر کی دشمنی کی ماری چلی گئی یہہ بات اگرچہ اور مومن کی حق مین عمدہ اور نیک تر عمل

واجلها بالنسبة الى غيره من احاد المؤمنين لكن لما كان خروجه من بينهم بلا اذن من الله تعالى وكان عليه

شمار مین آتا ہی پر حضرت یونس کا اونمین سی چلا جانا جو بدون حکم اللہ تعالی کی تہا اور اونکو لازم یہہ تہا

ان يصبر وينتظر الاذن من الله تعالى عوتب وحبس في بطن الحوت مقدار ما شاء الله تعالى والحاصل

کہ صبر ہی کرتی اور اللہ تعالی کی حکم کی منتظر رہتی تو عتاب ہوا اور مچہلی کی پیٹ مین بمقدار مشیت الٰہی قید رہی حاصل یہہ ہی

ان الانبياء في زمان نبوتهم معصومون عن الكبائر مطلقا وعن الصغائر عمدا لكن يجوز صدور الصغائر عنهم

کہ انبیاء نبوت کی زمانہ مین کبایر سی تو مطلقا معصوم ہوتی ہین اور عمدا صغایر سی بہی لیکن اونسی صغیرہ کا ہو جانا

سهوا او على سبيل النسيان او على سبيل الخطاء في التاويل وتسمى ذلك زلة وهي الصغيرة التي يفعل من غير قصد

از روی سہو یا بہول کر یا تاویل مین چوک کر جایز ہی اور اوسکو زلہ کہتی ہین یعنی صغیرہ جو بی ارادہ ہو جاوی

اليها كما قال الامام السرخسي اما الزلة فلا يوجد فيها القصد الى عينها وانما يوجد فيها القصد الى اصل الفعل

چنانچہ امام سرخسی کہتا ہی کہ زلہ مین وہ فعل خاص مقصود نہین ہوتا اوسمین وہ اصل فعل مراد ہوتا ہی

لانها ماخوذة من قولهم زل الرجل في الطين اذا لم يوجد منه القصد الى الوقوع ولا الى الثبات بعد الوقوع

کیونکہ لفظ زلہ کا اوسکی اس محاورہ سی لیا ہی آدمی کیچڑ مین پہسل پڑا جب اوسکا ارادہ گرنیکا نہین ہوتا اور نہ ثبات کا بعد گرنیکی

وان وجد منه القصد الى المشي في الطريق وانما يؤاخذ الانبياء عليها لانها لا تخلو عن نوع تقصير يمكن المكلف

اگرچہ اوس سی راہ مین قصد چلنی کا پایا گیا اور انبیاء سی اتنی بات پر اسلئی مواخذہ ہوتا ہی کہ اسمین بہی کچہہ تو تقصیر ہی کہ مرد مکلف اگر ثابت رہی

الاحتراز عنه عند التثبت واما المعصية حقيقة فهي فعل حرام يقصد اليه مع العلم بحرمته فيستحيل صدوره

تو بچ سکتا ہی اور رہی معصیت حقیقی سو وہ فعل حرام ہی کہ اوسکی حرمت جان کر اوسکی طرف قصد کری سو ایسی بات انبیاء سی ہونی محال ہی

عنهم وما يوجد ما يوهم صدور الذنب عنهم في زمان نبوتهم من قصصهم الواقعة في القران والاحاديث والاثار فالجواب

اور یہہ جو زمانہ نبوت مین گناہ ہونیکا وہم اونکی قصون سی پیدا ہوتا ہی جو قرآن اور حدیث اور آثار مین آئی ہین تو ان قصون کا

عن تلك القصص اجمالا ان ما كان منها منقولا بالاحاد يجب رده لان نسبة الخطاء الى الرواة اهون من نسبة

مجمل جواب یہہ ہی کہ جو قصی احادسی منقول ہین اونکا رد کرنا واجب ہی کیونکہ راوی کی طرف خطا کا لگا دینا انبیاء کی طرف خطا لگانی سی آسان ہی

المعاصي الى الانبياء وما كان منها منقولا بالتواتر فما دام له محمل اخر يحمل عليه ويصرف عن ظاهره لدلائل العصمة

اور جو قصی بالتواتر منقول ہین پہر جبتک اوسکی اور معنی بن سکین تو ظاہر سی پہیر کر اوسپر حمل کرین کیونکہ دلایل عصمت کی موجود ہین

وما لا يوجد له محيص يحمل على انه كان من قبيل ترك الاولى او من الصغائر الصادرة عنهم سهوا ونسيانا ...

اور جسمین کوئی مخلصی نہین ہی تو اوسکو یہہ قیاس کرین کہ ترک اولی ہوا یا صغیرہ ہی کہ اونسی سہوا یا بہول کر ہو گیا اور ترک اولی ہونا

بنا في تسميته ذنبا كما في قوله تعالى ليغفر لك الله ما تقدم من ذنبك وما تاخر ولا الاستغفار عنهم كما في قصة

یا صغیرہ کا سہوا یا بہول کر ہونا اسکی منافی نہین ہی کہ اوسکا نام گناہ ہووی چنانچہ اس آیت مین تاکہ معاف کری اللہ جو آگی ہوئی تیری گناہ اور جو پیچہی رہی اور انبیاء سی استغفار

داود النبي ع ولا الاعتراف بكونه ظلما كما في قصة ادم النبي ع لانه وان كان حسنة بالنسبة الى غيرهم لكن

داود نبی علیہ السلام کی قصہ مین اور نہ اقرار اوسکی ظلم ہونیکا جیسی کہ آدم نبی علیہ السلام کی قصہ مین کیونکہ وہ اگرچہ اورون کی حق مین حسنہ ہی لیکن بنسبت انبیاء کی گناہ ہی

بالنسبة اليهم يعد ذنبا ويستغفرون عنه ويعترفون بكونه ظلما لكون حسنات الابرار سيات المقربين ولهذا

انبیاء اوس سی استغفار اور اوسکی ظلم ہونیکا اقرار کرتی ہین کیونکہ حسنات ابرار کی مقربون کی حق مین بمنزلہ سیآت کی ہوتی ہین اور اسیہی لئی

قال اهل العرفان من كان في مقام القرب مع الله تعالى وتحركت همته بالتصرف في نهاره لتدبر ما يفطر في ليلة

اہل عرفان کہتی ہین کہ جو شخص اللہ تعالی سی قرب رکہتا ہو اور دن مین اوسکی ہمت صرف ہو تاکہ آنا پیدا کری کہ رات کو روزہ افطار کری

تكتب له خطيئة لان ذلك من قلة الوثوق بفضل الله تعالى وقلة اليقين برزقه الموعود وهذه مرتبة الانبياء
تو اوسکی حق میں خطا لکھی جاتی ہی کیونکہ اسمین فضل الٰہی پر بھروسہ کامل اور روزی موعود پر یقین نہیں ہی اور یہہ رتبہ انبیاء

والصديقين والاولياء المقربين المجلس الثالث والثمانون في بيان ان الله يبعث لهذه الامة
اور صدیقین اور اولیاء مقربین کا ہی تراسی مجلس اس بیان میں کہ اللہ تعالی اس امت کی لیے

على راس كل مائة سنة من يجدد الدين قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله يبعث
ہر صدی کی سری پر ایسا شخص پیدا کرتا ہی کہ دین از سر نو قایم کردی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا بیشک اللہ تعالی

لهذه الامة على راس كل مائة سنة من يجدد لها دينها هذا الحديث من حسان المصابيح رواه ابو هريرة والمراد
اس امت کی واسطی ہر صدی کی سری پر ایسا شخص پیدا کرتا ہی کہ دین کو از سر نو قایم کری یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثوں میں ہی ابوہریرہ کی روایت سی ہی اور مراد

من راس كل مائة سنة اولها من الهجرة النبوية والمراد من تجديد الدين للامة احياء ما اندرس من العمل بالكتاب
ہر صدی کی سری سی صدی کا ابتدا ہی ہجرت نبوی سی اور دین نیا کرنیسی امت کی لئی زندہ کردینا پرانی اعمال کا موافق کتاب اور سنت کی

والسنة والامر بمقتضاهما فان المبعوث على راس المائة والمجدد للدين قيل يلزم ان يكون رجلا مشهورا بالعلم
اور اونکی موافق امر کرنا مراد ہی پس صدی کی سری پر دین کا مجدد جو مبعوث ہو تو کہتی ہیں کہ ضرور ہی کہ وہ شخص علم میں مشہور اور فضیلت میں

معروفا بالفضل مشارا اليه في الدين وان ينقضي المائة وهو حي ولا يعلم ذلك المجدد الا بغلبة الظن ممن
معروف اور دین میں مشار الیہ ہو اور ساری صدی میں زندہ رہی اور وہ مجدد لیکن ہم عصر علماء میں سی گمان غالب سی

عاصره من العلماء بقرائن احواله والانتفاع بعلمه اذ المجدد للدين لابد ان يكون عالما بالعلوم الدينية الظاهرة
بوسیلہ قراین احوال اور افادہ علم کی معلوم ہوتا ہی کیونکہ دین کا مجدد ضرور ہی کہ تمام علوم دینی ظاہری اور باطنی کا عالم

والباطنة ناصرا للسنة قامعا للبدعة وان يعم علمه اهل زمانه وانما كان التجديد على راس كل مائة سنة
اور سنت کا حامی بدعت کا اوکھاڑنیوالا اور اوسکا علم تمام اہل زمانہ پر عام ہو اور ہر ہر صدی کی سری پر تجدید دین کی اسلئی ہوتی ہی

لانخرام العلماء فيه غالبا واندراس السنن وظهور البدع فيحتاج حينئذ الى تجديد الدين فياتي الله تعالى من
کہ اس مدت میں اکثر علماء کم ہوجاتی ہیں اور سنتیں پرانی اور بدعتیں ظاہر ہوجاتی ہیں سو اب تجدید دین کی ضرورت پڑتی ہی سو اللہ تعالی خلق میں سی

الخلق بعوض من السلف اما واحدا او متعددا فكان عند المائة الاولى عمر بن عبد العزيز وعند المائة الثانية
بعوض متقدمین کی کسیکو موجود کردیتا ہی یا ایک یا کئی سو پہلی صدی کی سری پر تو عمر بن عبد العزیز تہی اور دوسری صدی پر

الامام الشافعي وعند المائة الثالثة ابن سريج والاشعري وعند المائة الرابعة الباقلاني وعند المائة الخامسة
امام شافعی اور تیسری صدی پر ابن سریج اور اشعری اور چوتہی صدی پر باقلانی اور پانچوین صدی پر

الامام الغزالي وعند المائة السادسة الامام فخر الدين الرازي والرافعي وعند المائة السابعة ابن دقيق العيد
امام غزالی اور چہٹی صدی پر امام فخر الدین رازی اور رافعی اور ساتوین صدی پر ابن دقیق العید

وعند المائة الثامنة الحبر البلقيني والحافظ زين الدين وعند المائة التاسعة الامام السيوطي وعند المائة
اور اٹھوین صدی پر حبر بلقینی اور حافظ زین الدین اور نوین صدی پر امام سیوطی اور دسوین

العاشرة لم يتبين من هو قال السيوطي ونظير هذا الحديث ما ورد ان راس كل مائة سنة يكون عندها
صدی پر معلوم نہین کون ہی سیوطی کہتا ہی اسحدیث کی نظیر وہ ہی جو وارد ہوا کہ ہر صدی کی سر پر ایک امیر ہوتا ہی

امير فكان عند المائة الاولى الحجاج الذي عم ظلمه وفساده فجدد الله تعالى بعمر بن عبد العزيز وكان عند
سو پہلی صدی پر تو حجاج تہا جسکا ظلم اور فساد عام ہوگیا سو اللہ تعالی نی دین کی تجدید عمر بن عبد العزیز سی کی اور دوسری

المائة

المائة الثانية فتنة المامون الذی خالطه المعتزلة فحسنوا له القول بخلق القرآن وغير ذلك

اور دوسری صدی پر مامون کا فتنہ ہوا کہ معتزلوں نی مخالطت بہم پہنچا کر اوسکو حدوث قرآن کا اور سوای اسکی

من البدع الاعتقادية حتى امتحن العلماء بذلك امتحانا عاما فی الاقطار ومن لم يجب فبعضهم

اور بدعات اعتقادی کا قایل کر دیا یہانتک کہ اوسنی اس مسئلہ میں عام علماء روی زمین کا امتحان لیا اور جسنی نمانا پہر بعضوں کو

ضرب وبعضهم قيد وحبس وبعضهم قتل وهذه من اعظم الفتن فی هذه الامة ولم يدع خليفة قبله الى

مارا اور کسیکو قید اور حبس کیا اور کسیکو جان سی مارا اس امت میں اسکی برابر کوئی فتنہ نہیں ہوا اور اس سی پہلی کسی خلیفہ نی بدعت کو اتنا رواج

شیء من البدع فقيض الله تعالى عند هذه المائة الشافعی فطبق الارض بعلومه وهو اول من افتى

نہیں دیا سو الله تعالی نی اس صدی پر شافعی کو پیدا کیا پس اوسنی اپنی علم سی زمین کو پر کر دیا اور اونہوں نی سب سی پہلی

بقتل من قال بخلق القرآن وتكفيره وكان عند المائة الثالثة فتنة القرامطة فی كثير من البلاد

واسطی قتل اور کفر ایسی شخص کی جو حدوث قرآن کا قائل ہو فتوی دیا اور تیسری صدی پر قرامطہ کا فتنہ اکثر شہروں میں پہیلا

حتى دخلوا مكة وقتلوا الحجيج فی المسجد الحرام قتلا ذريعا وطرحوا القتلى فی بئر زمزم وضربوا الحجر الاسود

یہانتک کہ مکہ میں جاکر حاجیوں کو مسجد حرام میں بہت قتل کیا اور لاشیں چاہ زمزم میں ڈالدیں اور حجر اسود کو

بالدبوس فكسروه ثم قلعوه وحملوه الى بلادهم وبقی عندهم اكثر من عشرين سنة ثم اشتری منهم

گرز مار کر توڑ ڈالا پہر اوکھاڑ کر اپنی ملک کو لیگئی اور بیس برس سی زیادہ اونکی پاس رہا پہر اوسکی تیس ہزار دینار کو خرید کر

بثلثين الف دينار واعيد الى مكة فی محله وكان عند المائة الرابعة فتنة الحاكم بامر الله وناهيك ما فعل

مکہ میں لائی اور اوسی جگہہ پر رکہا اور چوتہی صدی پر فتنہ حاکم بامر الله کا ہوا اور کچہہ حد نہیں جو فساد

من الفساد بل هو اعظم شرا من كان قبله بكثير فانه امر الناس بالسجود له اذا ذكر اسمه فی الخطبة و

کہ اوسنی کیا بلکہ اسکا فساد پہلی کی نسبت کئی درجہ بدتر تہا کیونکہ اسنی لوگوں کو یہہ حکم دیا کہ جب خطبہ میں میرا نام آوی تو سجدہ کرو اور

من كان قبله لم يامر احدا بالسجود له اذا ذكر اسمه فی الخطبة وكان عند المائة الخامسة استيلاء

جو مفسد اس سی پہلی تہی کسینی اپنی لئی سجدہ کا حکم نہیں دیا تہا کہ جب خطبہ میں میرا نام آوی تو سجدہ کرو اور پانچویں صدی پر اکثر شام کی شہروں پر

الفرنج على كثير من البلاد الشامية حتى دخلوا بيت المقدس وقتلوا فيه وحده اكثر من سبعين الفا

فرنگیوں کا غلبہ ہو گیا یہانتک کہ اونہوں نی بیت المقدس میں جاکر صرف وہاں ستر ہزار آدمیوں سی زیادہ قتل کر ڈالی

وذهب الناس هاربين من الشام الى العراق مستغيثين على الفرنج وبقی بيت المقدس فی ايديهم احدی

اور خلقت فرنگیوں کی فریادی شام سی عراق کو بہاگ گئی اور بیت المقدس تین مہینی ایک روز انکی قبضہ میں رہا

وتسعين يوما الى ان خلصه الله تعالى عنهم بيد السلطان صلاح الدين بن ايوب وكان عند المائة

آخر الله تعالی انکی قبضہ میں سی سلطان صلاح الدین بن ایوب کی ہاتہہ پر چھوڑا یا اور چھٹی صدی پر

السادسة خروج التتار وعموم الفساد حتى ان العلماء حكموا بكفرهم واختلفوا فی البلاد التی استولوا عليها

قوم تتار نی غلبہ کرکر فساد عام کر دیا یہانتک کہ علماء نی اونکی کفر کا فتوی دیا اور اون شہروں میں جن پر غالب ہو گئی تہی اختلاف ہی

هل هی من بلاد الاسلام اولا وقالوا البلاد التی فی ايديهم اليوم لا شك انها من بلاد الاسلام لعدم اتصالها

آیا وہ شہر دار الاسلام ہیں یا نہیں اور کہتی ہیں کہ جو شہر آج اونکی قبضہ میں ہیں بیشک وہ دار الاسلام ہیں کیونکہ دار الحرب سی متصل نہیں ہیں

ببلاد الحرب ولم يظهروا فيها احكام الكفر بل البلاد التی عليها وال مسلم من جهتهم يجوز فيها اقامة الجمعة و

اور نہ اونمیں احکام کفر کی جاری کئی ہیں بلکہ جس شہر میں اونکی طرف سی مسلمان حاکم ہی اوسمیں نمازیں جمعہ اور

الاعیاد واخذ الخراج وتقلید القضاة وتزویج الیتمٰی لاستیلاء المسلم علیها وطاعة الکفرة اما موادعة
عید کی پڑہنی اور خراج کا لینا اور قاضیوں کا منصوب ہونا اور یتیموں کا نکاح کر دینا جایز ہی کیونکہ ان شہروں پر مسلم کا غلبہ ہی اور وہ کفار کا جو مطیع ہی یا تو بطور مصالحت

او مخادعة واما البلاد التی علیها ولاة کفار فیجوز فیها ایضا اقامة الجمعة والعیدین والقاضی قاض برا
یا فریب کی ہی اور جن شہروں پہ کفار حاکم ہیں سوا ونہیں بہی جمعہ اور عیدین کا قایم کرنا جایز ہی اور قاضی بہی قاضی ہوگا مسلمانوں کی رضی

المسلمین اذ قد تقرر ان بقاء شئ من العلة یبقی الحکم وقد حکمنا بلا خلاف بان هذه الدیار قبل استیلاء
سی اسلیے کہ یہہ بات ٹہری ہوئی ہی کہ جبتک کچہہ علت باقی ہی حکم باقی رہتا ہی اور بیشک بلا خلاف ہم یہہ یقین کر چکی ہیں کہ یہہ شہر قوم تتار کی غلبہ سی

التتار من دیار الاسلام وبعد استیلائهم اعلان الاذان والجمع والجماعات والحکم بمقتضی الشرع والفتوی شائع
پہلی دیار اسلام تہی اور اونکی غلبہ کی بعد برملا ہونا اذان اور جمعہ اور جماعات کا اور حکم مطابق شرع اور فتوی کی جاری ہی

بلا نکیر من ملوکهم فالحکم بانها من بلاد الحرب لا جهة له واعلان بیع الخمر واخذ الضرائب والمکوس برسم التتار
اونکی بادشاہ کو اونہیں کچہہ تکرار نہیں پہر حکم کرنا کہ دار الحرب ہی اسکی کوئی وجہ نہیں ہی اور ظاہر شراب کا بکنا اور چنگی اور خراج کا لینا موافق رسم تتار کی ایسا ہی

کاعلان بنی قریظة فی المدینة بالیهود وطلب الحکم من الطاغوت فی مقابلة رسول الله علیه السلام ومع ذلک کانت المدینة
جیسی بنی قریظہ مدینہ میں یہودیت ظاہر کرتی تہی اور بتوں سی رسول الله صلی الله علیه وسلم کی مقابلہ میں حکم لیتی تہی پہر بہی مدینہ بلا شبہہ

بلدة الاسلام بلا ریب ثم ان من قال منهم انا مسلم وشهد بکلمتی الشهادة یحکم باسلامه لکن فی الخلاصة مسئلة یجب التنبیه
دار الاسلام تہا پہر بیشک جو شخص اونہیں سی کہی میں مسلم ہوں اور دونو کلمہ شہادت کی گواہی دی تو اوسکی اسلام کا حکم ہوویگا لیکن خلاصہ میں ایک مسئلہ ہی اسکی

علیها وهی ان اهل بلدة اذا کانوا یدعون الاسلام ویصلون ویصومون ویقرءون القران ومع ذلک یعبدون الاوثان
اطلاع دینی چاہیی یعنی اگر ایک شہر والی دعوی اسلام کا کرتی ہوں اور نماز پڑہتی ہوں اور روزہ رکہتی ہوں اور قرآن کی تلاوت کرتی ہوں اور تسپر بت پرستی کرتی ہوں

فاغار علیهم المسلمون وسبوهم واراد انسان ان یشتری من تلک السبایا ان کانوا یقرون بالعبودیة لملکهم جاز الشراء
پہر مسلمان اونپر غارت کر کر گرفتار کر لاویں اور کوئی شخص اون قیدیوں میں سی کسیکی خریداری کا ارادہ کری تو اب اگر اپنی پادشاہ کی عبودیت کا اقرار کرتی ہیں تو خریدنا

وان لم یکونوا مقرین بالعبودیة لملکهم جاز شراء النساء والصبیان دون الکبار قال قاضیخان فی فتاواه
اور اگر اقرار اپنی پادشاہ کی عبودیت کا نہیں کرتی تو خرید لینا عورتوں اور بچوں کا جایز ہی بڑی مردوں کا جایز نہیں قاضی خان اپنی فتاوی میں کہتا ہی

لانهم لما اقروا بالاسلام ثم عبدوا الاوثان کانوا مرتدین فیجوز استرقاق نسائهم وصغارهم ولا یجوز استرقاق کبارهم
اسلئے کہ جب اونہوں نی اسلام کا اقرار کیا اور پہر بت پرستی کی تو وہ مرتد ہوئی تو اونکی عورتوں اور بچوں کا غلام کر لینا جایز ہی اور بالغ مردوں کا غلام کر لینا جایز نہیں

الا ان یکونوا مقرین بالعبودیة لملکهم فیجوز استرقاقهم فاذا ملکهم السابی یجوز له بیعهم وکان عند المائة
ان اگر اپنی پادشاہ کی عبودیت کی قائل ہوں تو اب اونکا بہی غلام کر لینا جایز ہی جب قید کرنیوالا اونکا مالک ہوا تو اونکی بیع بہی جایز ہی اور ساتویں

السابعة غلاء وفناء عظیمان فی دیار مصر والشام بحیث اکلت الحمر والبغال والکلاب وکان عند المائة الثامنة فتنة
صدی پہ قحط گرانی اور وبا دیار مصر اور شام میں اسقدر ہوئی کہ گدہی اور خچر اور کتی کہائی اور آٹہویں صدی پہ فتنہ

تمرلنک واما المائة التاسعة فقد قال العلامة الناصری لا شک ولا ارتاب ان فتنة المائة التاسعة هی فتنة السلطان
تیمور لنگ کا ہوا اور نویں صدی پہ علامہ ناصری کہتا ہی کہ اسمیں مجہکو کچہہ شک اور شبہہ نہیں ہی کہ فتنہ نویں صدی کا وہ فتنہ سلطان سلیم خان کا ہی

سلیم خان وحروبه مع اخوته وقتله ایاهم واولادهم ثم حروبه مع صاحب الشرف وکسره وقتله واخذ بلاده ثم اجتماعه
اور اوسکی لڑائیاں بہائیوں سی اور اونکی اولاد کا قتل کرنا پہر اوسکی جنگ وجدال صاحب الشرف سی اور اوسکا توڑنا اور مار ڈالنا اور ملک چہین لینا پہر

بعسکر مصر وقتل سلطانها واکابر امرائها ثم دخوله مصر وفعله فیها مع اهلها ما فعل وفی المائة العاشرة ظهرت فتن
مصر کی لشکر کی ساتہہ جمع ہونا اور وہاں کی سلطان کو اور بڑی بڑی امیروں کو قتل کرنا پہر مصر میں جا کر وہاں کی باشندوں کی ساتہہ جو کچہہ کیا اور دسویں صدی میں بہت سی

كثيرة متوالية غير منقطعة الى الان حتى كان اهل الاسلام يتعامل بعضهم مع البعض معاملة الكفار فى قتل بعضهم
پیاپی پیدا ہوئی جو آج تک چلی آتی ہیں یہاں تک کہ اہل اسلام ایک دوسری کی ساتھہ کفار کا سا معاملہ کرتا ہی کوئی کسیکو مار ڈالتا ہی

بعضا وقد روى عن جرير انه عليه السلام قال فى حجة الوداع لا ترجعن بعدى كفارا يضرب بعضكم رقاب بعض
اور جریر سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی حجۃ الوداع میں فرمایا تم میری بعد کافر مت ہو جانا کہ ایک دوسری کو قتل کرنا شروع کری

يعنى ان شان الكفار ان يقتل بعضهم بعضا فلا تتشبهوا بهم ايها المؤمنون فى قتل بعضكم بعضا ولا يكن افعالكم شبيهة
مراد یہہ ہی کہ یہہ کفار کا چلن ہی کہ کوئی کسیکو مار ڈالی سو تم مؤمن ہوکر آپکی خون ریزی میں اونکی مثل نہو جانا اور تمہارا چلن مسلمانوں کی

بافعالهم فى ضرب رقاب المسلمين وروى عن ابى بكرة انه عليه السلام قال اذا التقى المسلمان فحمل احدهما السلاح على
قتل میں اونکی افعال سی نہ ملنی لگی اور ابو بکرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جب دو مسلمان مقابل ہوتی ہیں پھر کوئی اپنی بھائی پر ہتیار اوٹھاتا

اخيه فهما فى جرف جهنم فاذا قتل احدهما صاحبه دخلاها جميعا فان القاتل يدخلها بفعله والمقتول يدخلها بسعيه
تو وہ دونو دوزخ کی بیچ میں ہیں جب ایک اپنی یار کو قتل کر دیتا ہی تو دونو دوزخ میں جاتی ہیں قاتل تو اوسکو مار کر دوزخ میں جاتا ہی اور مقتول اپنی بھائی کی قتل کی سعی کی

فى قتل اخيه كما اجاب به النبى عليه السلام فى حديث اخر رواه ابو بكرة ايضا انه عليه السلام قال اذا التقى المسلمان
دوزخ میں جاتا ہی چنانچہ اسکا جواب نبی علیہ السلام نی ایک حدیث میں دیا ہی وہ بھی ابو بکرہ ہی روایت کرتا ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جب دو مسلمان تلوار لیکر

بسيفهما فالقاتل والمقتول فى النار قال ابو بكرة قلت يا رسول الله هذا القاتل فما بال المقتول قال انه كان حريصا
مقابل ہوتی ہیں تو قاتل اور مقتول دونو جہنمی ہیں ابو بکرہ کہتا ہی میںنی عرض کیا یا رسول اللہ یہہ تو قاتل ہی مقتول کا کیا قصور ہی فرمایا یہہ بھی اپنی بھائی کی

على قتل اخيه وروى عن ابى هريرة انه عليه السلام قال بادروا بالاعمال فتنا كقطع الليل المظلم يصبح الرجل مؤمنا ويمسى
قتل پر حریص تہا اور ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جلدی کرو اعمال کی فتنوں سی جیسی ٹکڑی اندہیری رات کی صبح کو آدمی مسلمان ہوگا اور شام کو

كافرا ويمسى مؤمنا ويصبح كافرا يبيع دينه بعرض من الدنيا فكانه عليه السلام قال سياتى فتن كالليل المظلم لا يعرف احد
کافر اور شام کو مسلمان ہوگا اور صبح کو کافر اپنا دین بعوض اسباب دنیا کی بیچ دیگا سو گویا نبی علیہ السلام نی فرمایا اب نزدیک ایسی فتنی آوینگی جیسی اندہیری رات

طريق الخلاص منها ولا يقدر صاحب الورد على محافظة الوظائف والاوقات فيها فاسرعوا بالاعمال الصالحات قبل ان ياتيكم الفتن
کسیکو مخلصی کا رستہ نہ ملیگا اور اوسمیں صاحب ورد کو قدرت محافظۃ وظائف اور اوقات کی نرہیگی سو جلدی کرو صالح اعمال میں اس سی پہلی کہ تمپر فتنی آجاویں

اذ عند مجيئها لا يخلوا اما ان يقتتل طائفتان من المؤمنين ويستحل كل منهما دم الاخرى وماله فيكفر بهذا الاعتقاد واما
کیونکہ جب فتنی آوینگی تو کوئی دو جماعت مؤمنین کی نہ باقی رہینگی ہر یک دوسریکا خون اور مال حلال سمجھیگا سو اس عقیدہ سی کافر ہو ویگا اور

ان يغلب الفسقة ويريقون دماء المسلمين ويأخذون اموالهم بغير حق ويزنون ويشربون الخمر ويلبسون الحرير ويعتقدون
یا فساق غالب ہوکر مسلمانوں کی خونریزی کرینگی اور ناحق اونکی مال چہین لینگی اور زنا کرینگی اور شراب پیوینگی اور حریر پہنینگی اور اعتقاد کرینگی

انهم على الحق ويفتيهم بعض علماء السوء بجواز افعالهم وربما يقتلون السارق ويصلبونه باعتقاد جواز قتله
کہ ہم حق پر ہیں اور بعضی علماء بد اونکو فتوی دینگی کہ یہہ افعال جایز ہیں اور بعضی وقت جایز سمجھکر چورکو قتل کرینگی اور سولی چڑہاوینگی

وصلبه ويكفرون بذلك الاعتقاد لان حد السارق ليس القتل والصلب بل حده قطع يده لقوله تعالى والسارق و
اور اسی اعتقاد سی کافر ہو جاوینگی اسلئی کہ چور کی حد قتل اور سولی نہیں ہی بلکہ چور کی حد ہاتہہ کاٹنا ہی بدلیل اس آیت کی اور جو کوئی چور ہو مرد

السارقة فاقطعوا ايديهما وليس ذلك الا وقوع ما روى عن عبد الله بن عمرو بن العاص انه عليه السلام قال ان
یا عورت تو کاٹ ڈالو اونکی ہاتہہ اور یہہ اوس روایت کا ظہور ہی جو عبد اللہ بن عمرو بن العاص سی ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا بیشک

الله تعالى لا يقبض العلم انتزاعا ينتزعه عن العباد ولكن يقبض العلم بقبض العلماء حتى اذا لم يبق عالما اتخذ الناس
اللہ علم یوں نہیں اوٹہا لیگا کہ آدمیوں کی دلوں سی نکال لی لیکن علماء کو قبض کرکر اوٹہا لیگا یہاں تک کہ جب کوئی عالم باقی نرہیگا تو لوگ جاہلوں کو سردار بنالینگی

رءوسا جهالا فسئلوا فافتوا بغير علم فضلوا واضلوا فانه عليه السلام بين فى هذا الحديث ان الله تعالى لا يقبض
جب اونسی پوچہین گی تو وہ جہالت سی فتوی دینگی پہر آپ ہی گمراہ ہونگی اور اونکو گمراہ کرینگی بیشک نبی علیہ السلام نی اس حدیث مین بیان فرمایا کہ اللہ تعالی علم کو
العلم من بين الناس على طريق محوه من صدور العلماء ورفعه من بينهم الى السماء فان ذلك وان كان جائزا فى قدرة
لوگون مین سی یون نہین قبض کریگا کہ علماء کی ذہنین سی بہلا دیوی اور اونکی اندر سی آسمان پر لیجاوی کیونکہ اسطرح بہی اگرچہ باعتبار قدرت الہی کی ہوسکتا ہی
الله تعالى الا ان هذا الحديث يدل على عدم وقوعه بل الواقع انه تعالى يقبض العلم بقبض ارواح العلماء فانه تعالى
پر یہہ حدیث دلالت کرتی ہی کہ یون نہوگا بلکہ یون قبض ہوگا کہ اللہ تعالی علماء کی روحین قبض کرکر علم کو اوٹہا لیگا اور جب اللہ تعالی
اذا قبض ارواح العلماء ولم يترك عالما يبقى الجهال فيتخذهم الناس لكونهم فى زى العلماء قضاة ومفتين فيقضى قاضيهم
علماء کی روح قبض کرلیگا اور کوئی عالم نچہوڑیگا تو جاہل باقی رہ جاوینگی سو لوگ اونکی سند پکڑینگی کیونکہ وہ جاہل علماء اور قاضی اور مفتیون کی صورت ہونگی پہر اونمین کی
بغير علم ويفتى مفتيهم بغير علم فيكونون ضالين ومضلين قال الدميرى هذا الحديث مبين ان المراد بقبض العلم فى الاحاديث
قاضی بدون علم کی حکم جاری کریگا اور مفتی بدون علم کی فتوی دیگا سو آپ بہی گمراہ ہونگی اور اونکو گمراہ کرینگی دمیری کہتا ہی یہہ حدیث بیان کرتی ہی کہ علم کی اوٹہ جانی سی مراد احادیث
المطلقة ليس محوه من صدور حفاظه بل معناه انه يموت حملته ويتخذ الناس رءوسا جهالا يحكمون بجهالتهم ويفتون بجهالتهم
مطلقہ مین یہہ نہین ہی کہ حافظون کی سینہ مین سی محو ہو جاویگا بلکہ یہہ مراد ہی کہ حافظ سب مرجاوینگی پہر لوگ جہال کو سردار بنالین گی وہ اپنی جہالت سی حکم دینگی اور اپنی جہالت
فيضلون ويضلون قال القرطبى معنى الحديث ان الله تعالى يقبض العلماء ويبقى الجهال الذين يتعاطون مناصب العلماء
تو آپ بہی گمراہ ہونگی اور اونکو گمراہ کرینگی قرطبی کہتا ہی حدیث کی یہہ معنی ہین کہ اللہ تعالی علماء کو اوٹہا لیگا اور ایسی جہال باقی رہ جاوینگی کہ علماء کی مناصب فتوی
فى الفتوى والتعليم فيفتون بغير علم ويعلمون من غير علم وينتشر الجهل وقد ظهر ذلك ووجد ما اخبر النبى عليه السلام فكان
اور تعلیم آپ لیلینگی پہر بغیر علم کی فتوی دینگی اور بغیر علم کی سکہلاوینگی اور جہل پہیل جاویگا اور بیشک ظاہر ہوچکا ہی اور نبی علیہ السلام نی جو خبر دی تہی سو پائی گئی
دليلا من ادلة نبوته خصوصا فى هذه الازمنة غيره جاء فى الترمذى عن ابى الدرداء ما يدل على ان الذى يرفع هو العمل
سو یہہ بہی دلائل نبوت مین سی ایک دلیل ہی خاص کر اس زمانہ مین اتنا ہی کہ ترمذی مین ابو الدرداء سی روایت آئی ہی اوس سی معلوم ہوتا ہی کہ عمل اوٹہ جاویگا
حيث قال كنا مع رسول الله عليه السلام فشخص ببصره الى السماء ثم قال هذا اوان يختلس فيه العلم من الناس حتى لا يقدروا
چنانچہ کہتا ہی کہ ہم رسول اللہ علیہ السلام کی ساتہہ تہی اور آپ نی آسمان کی طرف دیکہا پہر فرمایا یہہ وقت ہی کہ اسمین لوگون سی علم اوچک لینگی اتنا کہ کچہہ قدرت باقی نرہیگی
فيه على شئ فقال زياد بن لبيد الانصارى كيف يختلس العلم منا وقد قرأنا القرآن ولنقرأنه نساءنا وابناءنا فقال النبى
زیاد بن لبید انصاری نی عرض کیا ہم سی علم کیونکر اوچک لینگی اور ہم قرآن پڑہ چکی ہین اور بالضرور اپنی عورتون کو اور بچون کو پڑہاوینگی نبی علیہ السلام نی فرمایا
ثكلتك امك يا زياد هذه التورية والانجيل عند اليهود والنصارى فماذا تغنى عنهم وظاهر هذا الحديث يدل على ان الذى
ای زیاد تجہکو تیری ماں روئی یہہ توریت اور انجیل یہود اور نصاری کی پاس ہی پہر اونکو کیا فائدہ ہوتا ہی اور ظاہر معنی اس حدیث کی یون دلالت کرتی ہین
يرفع هو العمل لا نفس العلم بخلاف ما ظهر من الحديث السابق فانه صريح فى رفع العلم وقيل لا تنافى بينهما فان العلم اذا
کہ عمل اوٹہ جاویگا خود علم نہین جاویگا برخلاف اول معنونکی جو پہلی حدیث سی معلوم ہوتی ہین بیشک اوس سی علم کا اوٹہنا صریح معلوم ہوتا ہی اور بعضی کہتی ہین ان دونو مین کچہہ
ذهب بموت العلماء يخلفهم الجهال ويفتون بالجهل ويعمل به فيذهب العلم والعمل وان كانت المصاحف والكتب بايدى
مخالفت نہین جب علماء کی مرنی سی علم جاتا رہا اونکی بعد جہال رہینگی اور جہالت سی فتوی دینگی اوسی پر عمل ہوویگا پہر علم اور عمل دونو گئی اگرچہ قرآن اور کتابین لوگون کی سامنی دہری رہین
الناس كما كان كذلك اهل الكتابين ولذلك قال النبى عليه السلام لزياد ثكلتك امك يا زياد هذه التورية والانجيل
جیسی حال دونو کتابون والون کا ہی اور اسی لئی نبی علیہ السلام نی زیاد کو فرمایا تجہکو تیری ماں روئی یہہ توریت اور انجیل یہود اور
عند اليهود والنصارى فماذا تغنى عنهم فان علماءهم لما انقرضوا خلفهم جهالهم وخالفوا الكتاب وحرفوه فجهلوا معناه
نصاری کی پاس ہین پہر کیا فائدہ ہی کیونکہ اونکی علماء جب گذر گئی تو اونکی پیچہی جہال رہ گئی اور کتاب کی برخلاف ہوگئی اور کتاب کو بدل ڈالا پہر معنی

فعملوا بالجهل وافتوا بغير علم فارتفع العلم والعمل وبقيت اشخاص الكتب عندهم لا تغني عنهم شيئا يسرنا

اور جہل پر عمل کیا اور بغیر علم کی فتوی دیا پہر علم اور عمل دونو جاتی رہی اور کتابین اونکی پاس بیفائدہ دہری رہ گئین آسان کرے ہمپر

الله تعالى عملا موافقا لرضائه

اللہ تعالی عمل موافق اپنی رضا کی سہل کر

## المجلس الرابع والثمانون في بيان كيفية السلام وافضلية من بدايه

مجلس چوراسی طرز سلام کی بیان مین اور افضلیت سلام پہلی کرنیوالی کی

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان اولى الناس بالله تعالى من بدا بالسلام هذا الحديث من

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا بیشک لوگون مین سی اولی نزدیک اللہ تعالی کی وہ ہی جو سلام پہلی کری یہہ حدیث

حسان المصابيح رواه ابو امامة ومعناه ان احق الناس برحمة الله تعالى واقربهم اليها من بدا بالسلام

مصابیح کی حسن حدیثون مین ہی ابو امامہ کی روایت سی اسکی معنی یہہ ہین کہ لوگون مین سی بڑا مستحق رحمت الہی کا اور رحمت سی بہت نزدیک وہ ہی جو سلام پہلی کرے

وظاهره يدل على كون السلام افضل من الرد وقد ذهب اليه بعض العلماء وقال بعضهم الرد افضل لانه فرض

ظاہر اس حدیث سی یہہ معلوم ہوتا ہی کہ سلام رد سلام سی افضل ہی اور بیشک بعضی علماء کا یہہ ہی مذہب ہی اور بعضی کہتی ہین رد سلام افضل ہی کیونکہ جواب

والسلام سنة فاجر الفرض اكثر من السنة ودليل فرضيته قوله تعالى واذا حييتم بتحية فحيوا باحسن

سلام کا فرض ہی اور سلام سنت ہی سو ثواب فرض کا سنت سی زیادہ ہوتا ہی اور دلیل فرضیت کی یہہ آیت ہی اور جب تمکو دعا دیوی کوئی تم بہی دعا دو اوس سی بہتر

منها او ردوها فان كل واحد من قوله تعالى فحيوا او ردوا امر وظاهره الوجوب فيكون رد السلام واجبا لكن

یا وہ ہی کہو اولٹ کر اس آیت مین دونو لفظ فحیوا اور ردوا امر ہین اور ظاہر امر کا وجوب ہوتا ہی پہر رد سلام واجب ہو ویگا پر

على وجه التخيير الزيادة على السلام بذكر الرحمة والبركات وبين تركها فان من سلم على الغير فقال السلام عليك

سلام پر زیادہ بڑہانی مین اختیار ہی ذکر رحمت اور برکت کا زیادہ کری یا نہ کری پہر جسنی دوسری کو سلام کرتی ہوئی کہا السلام علیک

يكون ذلك الغير مخيرا في الرد بين ان يقول وعليك السلام ورحمة الله بزيادة الرحمة والبركات معا او يقول

تو دوسرا رد سلام مین مختار ہی اسمین کہ علیک السلام ورحمۃ اللہ رحمت اور برکت دونو بڑہا کر جواب دی یا اتنا ہی کہی

وعليك السلام بغير زيادة شئ منهما وهذا القدر فرض والزيادة فضل وليس المراد من الرد ان يقول رددت

وعلیک السلام دونو مین سی کچہہ بہی نہ بڑہاوی اتنا تو فرض ہی اور زیادہ کرنا افضل ہی اور رد سلام سی یہہ مراد نہین ہی کہ رددت

عليك سلامك بل المراد به كون الجواب قدر السلام فان اقل ما يتادى به سنة السلام اذا سلم على واحد ان

علیک السلام کہدی بلکہ مراد یہہ ہی کہ جواب برابر سلام کی ہو بیشک کم سی کم حسن سی سلام کی سنت ادا ہو جاوی جب کسیکو سلام کری تو یہہ ہی

يقول السلام عليك بحرف التعريف ولو قال سلام عليك بغير حرف التعريف بل بالتنوين يصح لان احدهما يقوم

کہ السلام علیک کہی حرف تعریف یعنی الف لام سی اور اگر یون کہی سلام علیک بدون الف لام کی بلکہ میم کی تنوین کی ساتہہ تو بہی درست ہی کیونکہ ایک دوسری کی

مقام الآخر وبدونهما لا يصح ولا يكون سلاما والاولى ان يقول في السلام على الواحد السلام عليكم بحرف التعريف

جگہ ہو جاتا ہی اور بدون دونو یعنی تنوین اور لام کی درست نہین ہی اور سلام نہین ہوتا اور بہتر یون ہی کہ ایک شخص پر سلام کرتی ہوئی کہی السلام علیکم ساتہہ تعریف کی

او سلام عليكم بغير حرف التعريف بل بالتنوين مع ضمير الجمع فيهما ليكون سلاما عليه وعلى ملئكته لان المسلم لا يكون

یا سلام علیکم بدون حرف تعریف کی بلکہ میم کی تنوین سی دونو صورت مین ضمیر جمع کی تاکہ اوسپر اور اوسکی فرشتون پر سلام ہو جاوی اسلئی کہ مسلمان اکیلا کبہی نہین

وحده بل يكون معه على اصح الاقاويل خمس من الملئكة واحد عن يمينه يكتب الحسنات وواحد عن يساره

ہوتا بلکہ اوسکی ساتہہ موافق اصح قول کی پانچ فرشتی ہوتی ہین ایک تو داہنی طرف جو نیکیان لکہتا ہی اور ایک بائین طرف

يكتب السيئات وواحد امامه يلقنه الخيرات وواحد وراءه يدفع عنه المكاره وواحد عند ناصيته يكتب ما

جو برائیان لکہتا ہی اور ایک سامنی جو خیرات کی ہدایت کرتا ہی اور ایک پیچہی جو مکروہات سی بچاتا ہی اور ایک پیشانی کی پاس جو درود کو

يصلي على النبي عليه السلام ويبلغه اياه فينبغي ان نخالفهم في السلام ومن يدخل بيته يستحب له ان يسلم على اهله لانهم
کلہتا ہی جو نبی علیہ السلام پر جتنی ایہہ پہونچی اور اوسکو پہونچاتا ہی سو لایق ہی کہ اونکو بہی سلام مین شامل کرین اور جو شخص اپنی گہر مین جاوی تو مستحب ہی کہ اپنی اہل پر سلام کرے
احق بالسلام من غيرهم وقد روي عن انس انه عليه السلام قال يا بني اذا دخلت على اهلك فسلم عليهم يكون
کیونکہ وہ اورون کی نسبت سلام کی زیادہ مستحق ہین اور انس سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا ای بچی جب تو اپنی اہل پاس جاوی تو اونپر سلام کر وہ
بركة عليك وعلى اهل بيتك وذكر في فتاوى قاضيخان ان من اتى باب دار انسان يجب عليه ان يستاذن قبل
تجہہ پر اور تیری اہل پر برکت ہووی گی اور فتاوی قاضیخان مین مذکور ہی جب کوئی کسی شخص کی دروازہ پر آوی تو اوسپر واجب ہی کہ پہلی سلام کر کر اجازت
السلام ثم اذا دخل يسلم اولا ثم يتكلم وان كان في الفضاء يسلم اولا ثم يتكلم وحكي عن بعض الصلحين على ما ذكر
طلب کری پہر جب اندر جاوی تو پہلی سلام کری پہر بات چیت کری اور اگر میدان مین ہو تو پہلی سلام کری پہر بات کری اور بعضی صلحار کی حکایت ہی چنانچہ
في بستان العارفين ان واحدا من اصدقائه استقبله وقال كيف اصبحت فقال له الرجل الصالح ويحك ما هذا
بستان العارفین مین مذکور ہی کہ اوسکا ایک دوست سامنی سی آگیا کہنی لگا مزاج اچہا ہی اوس مرد صالح نی کہا افسوس تجہکو یہہ کیا کہا
فهلا قلت السلام عليكم فيكون لك عشر حسنات وارد عليك فيكون لي عشر حسنات فاذا اجتمع عشرون
اول یہہ کیون نہ کہا السلام علیکم کہ تیری لئی دس نیکیان ہوتین پہر مین جواب دیتا تو میری لئی دس نیکیان ہوتین اور جب بیس نیکیان جمع ہوجاتین
حسنة يرجى عند ذلك نزول الرحمة وحصول المغفرة واما الانحناء فمكروه في كل حال لكل احد لما روي عن انس ان
تو پہر نزول رحمت اور حصول مغفرت کی امید ہوتی اور رہا جہکنا سو ہر حال ہر ایک کو مکروہ ہی کیونکہ انس سی روایت ہی
رجلا قال يا رسول الله الرجل منا يلتقي اخاه اينحني له قال لا قال النووي هذا الحديث صحيح لم يات له معارض
کہ ایک شخص نی عرض کیا یا رسول اللہ کوئی شخص ہم مین سی جب اپنی بہائی سی ملتا ہی تو اوسکی لئی جہکی فرمایا نہین نووی کہتا ہی یہہ حدیث صحیح ہی اسکی معارض کوئی
ولا مصير الى مخالفته ولا ينبغي ان يغتر بكثرة من يفعله ممن ينتسب الى علم وصلاح فان الاقتداء لا يكون الا
حدیث نہین ہی اور نہ ٹہکانا اسکی مخالفت کا اور سزاوار نہین ہی کہ بہت سی علم اور صلاح والون کو جہکتا دیکہہ کر دہوکا کہا جاوین کیونکہ پیروی تو نبی علیہ السلام ہی کی ہی
بالنبي عليه السلام لانه تعالى قال وما اتكم الرسول فخذوه وما نهكم عنه فانتهوا وقال في اية اخرى فليحذر الذين
اسلئی کہ اللہ تعالی فرماتا ہی اور جو دی تمکو رسول سو لیلو اور جس سی منع کری سو چہوڑدو اور ایک اور آیت مین فرمایا سو ڈرتی رہین جو لوگ
يخالفون عن امره ان تصيبهم فتنة او يصيبهم عذاب اليم وقد قال الفضيل بن عياض كلاما معناه اتبع طرق
خلاف کرتی ہین اوسکی حکم کا کہ پڑی اونپر کچہہ خرابی یا پہنچی اونکو دکہہ کی مار اور فضیل بن عیاض نی ایک بات کہی ہی اوسکی یہہ معنی ہین ہدایت کا رستہ
الهدى ولا يضرك قلة السالكين واياك وطرق الضلالة ولا تغتر بكثرة الهالكين واما المصافحة فسنة عند التلا
اختیار کر اور کمتر چلنی والونسی کچہہ ضرر نہین ہی اور گمراہی کی رستہ سی بچتا رہ اور ہالکین کی کثرت سی دہوکہ مین نہ آ اور رہا مصافحہ سو ملتی وقت سنت ہی
لما روي عن البراء انه عليه السلام قال ما من مسلمين يلتقيان فيتصافحان الا غفر لهما قبل ان يفترقا ويستحب
کیونکہ براء سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا نہین کوئی دو مسلمان کہ ملین اور مصافحہ کرین مگر جدا ہونی سی پہلی بخشی جاتی ہین اور مستحب ہی
ان يكون معها بشاشة بالوجه ودعاء بالمغفرة لما روي عن البراء ايضا انه عليه السلام قال ان المسلمين اذا التقيا
کہ مصافحہ کی ساتہہ چہری پر خوشی کی آثار ہون اور مغفرت کی دعا کیونکہ براء سی یہہ بہی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا بیشک دو مسلمان جب ملکر
فتصافحا وتحابا بود ونصيحة تناثرت خطاياهما بينهما وفي رواية انه عليه السلام قال اذا التقى مسلمان فتصافحا و
مصافحہ کرتی ہین اور محبت اور خیر خواہی جمع ہوتی ہین تو اونکی گناہ دونو کی بیچ مین جہڑ پڑتی ہین اور ایک روایت مین ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جب دو مسلمان ملکر مصافحہ اور
حمد الله تعالى واستغفراه غفر الله لهما وفي حديث اخر رواه انس انه عليه السلام قال ما من عبدين متحابين
اللہ کی حمد کرتی ہین اور مغفرت مانگتی ہین تو اللہ دونو کو بخشدیتا ہی اور ایک اور حدیث مین انس کی روایت سی ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا نہین کوئی دو شخص اللہ ہی دوست

فی الله یستقبل احدهما الاخر فیتصافحه فیصلیان علیّ الا لم یفترقا حتی یغفر الله من ذنوبهما ما تقدم
کہ دونو آمنی سامنی ہوکر مصافحہ کوین پہر درود بہیجین مجہپر مگر اتنی جدا نہین ہوتی کہ اللہ تعالی اونکی گناہ جو ہو چکی ہین

منها وما تاخر وهذه المصافحة یکون من تمام السلام بینهما لما روی انه علیه السلام قال تمام تحیاتکم بینکم المصافحة
اور جو ہونگی سب بخشدیتا ہی اور یہہ مصافحہ ادنمین سلام کی تمامی ہوتی ہی اسلئی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا تمامی تمہاری آپس کی سلام کی مصافحہ ہی

والمراد من التحیة السلام والاصل فی السلام قوله تعالی یا ایها الذین امنوا لا تدخلوا بیوتا غیر بیوتکم حتی تستانسوا
اور تحیہ سی سلام مراد ہی اور اصل دلیل سلام کی یہہ آیت ہی ای ایمان والو مت جایا کرو کسیکی گہرون مین اپنی گہرون کی سوا جبتک نہ پوچہ

وتسلموا علی اهلها ذلکم خیر لکم ان الاستیذان والتسلیم خیر لکم من ان تدخلوا بغتة وتحیة الجاهلیة کان
لو اور سلام دیلو اوس گہر والون پر یہہ بہتر ہی تمہاری حق مین یعنی اجازت لینی اور سلام کرنا تمہاری حق مین اس سی بہتر ہی کہ ناگہان گہس جاؤ اور جاہلیت کا سلام یون تہا

الرجل منهم اذا دخل بیتا غیر بیته قال حییتم صباحا وحییتم مساء ودخل فربما اصاب الرجل مع امراته فی لحاف
جبکوئی شخص سوائی اپنی گہر کی اور کی گہر جاتا تو کہتا مین نی تحیہ کیا تمہر صبح کو اور تحیہ کیا شام کو رگہس جاتا سو اکثر گہر والیکو جورو کی ساتہہ ایک لحاف مین

وروی ان رجلا قال للنبی علیه السلام استاذن علی امی قال نعم قال انها لا خادم لها غیری استاذن کلما دخلت
اور روایت ہی کہ ایک شخص نی نبی علیہ السلام سی پوچہا کیا ماں سی بہی اجازت لیا کرون فرمایا ہان عرض کیا اوسکی پاس کوئی خدمتگار بجز میری نہین ہی پہر کیا جب

قال اتحب ان تراها عریانة قال لا قال فاستاذن لعلکم تذکرون متعلق بمحذوف ای انزل علیکم او قیل لکم هذا
جایا کرون اجازت لیا کرون فرمایا کیا تجہکو پسند آتا ہی کہ اوسکو ننگی دیکہی عرض کیا نہین فرمایا تو پس اجازت لیا کر لعلکم تذکرون یہہ کلمہ عبارت محذوف یعنی انزل علیکم سی متعلق ہی

ارادة ان تذکروا وتعلموا ما احیی لکم فان لم تجدوا فیها احدا یاذن لکم فلا تدخلوها حتی یؤذن لکم حتی یاتی من
یعنی تمسی بیان کیا اس غرض سی کہ پند پذیر ہو اگرچہ جاؤ تم وہ چیز کہ محتاج ہو اوسکی پہر اگر اوسمین کوئی نہو کہ تمکو اجازت دیوی تو مت گہسو اوسمین جبتک کہ تمکو اجازت نہو یہانتک کہ

یاذن لکم فان المانع من الدخول لیس الاطلاع علی العورة فقط بل وعلی ما یخفیه الناس عادة من ان التصرف فی ملک الغیر بغیر
اجازت دینی والا آجاوی کیونکہ روک اندر کی جانی سی کچہہ یہہ ہی نہین ہی اطلاع عورت پر فقط بلکہ اطلاع اوسکی جو لوگ عادت کی موافق چہپاتی ہین یعنی تصرف کرنا غیر کی چیز مین بغیر

اذنه حرام واستثنی ما عرض من حرق وغرق او کان فیه منکر ونحوها فان قیل لکم ارجعوا فارجعوا هو
اجازت کی حرام ہی اور استثنا کی گئی ہی ضرورت جو پیش آوی قسم جلنی یا ڈوبنی سی یا اوسمین کوئی بات خلاف شرع ہو مانند نکی اور اگر تمکو کہی کہ پہر جاؤ تو پہر جاؤ

ازکی لکم ای الرجوع اطهر لکم وانفع لدینکم فان من یدخل بیتا ینبغی له ان یسلم علی من کان فیه فان لم یکن
اسیمین خوب ستہرائی ہی تمہاری یعنی ہٹ جانا تمہاری لئی طہارت اور دین مین مفید ہی بیشک جو شخص کسیکی گہر مین جاوی تو اوسکو لائق ہی کہ گہر والون پر سلام بہیجی اور اگر وہان

فیه احد یسلم علی نفسه بان یقول السلام علینا وعلی عباد الله الصالحین لانه تعالی قال فاذا دخلتم بیوتا فسلموا
کوئی نہو تو اپنی اوپر سلام بہیجی اسطور کہی سلام ہمپر اور خدا کی صالح بندون پر کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہی پہر جب جانی لگو کبہی گہرون مین تو

علی انفسکم فالایة تقتضی هذین الامرین جمیعا وهما التسلیم علی الاهل عند وجودهم وعلی نفسه عند عدم
سلام کہو اپنی اوپر پس آیت سی دونو امر لازم ہین یعنی سلام کرنا اپنی نہ پر اگر وہان موجود ہون اور اپنی اوپر اگر وہان کوئی نہو

وجود احد منهم وادنی ما یتادی به الرد ان یقال وعلیك السلام بواو العطف حتی لو ترك الواو لا یصیر ردا
اور کم سی کم جسمین سلام کا جواب ادا ہو جاوی اتنا ہی وعلیک السلام ساتہہ واو عاطفہ کی یہان تک کہ اگر واو کو ترک کریگا تو جواب نہو دیگا

لان الوارد فی الشرع الرد مع الواو فاذا ترك لا یعتد به ولا یسقط الفرض بدونه وکمال السلام ان یقال السلام
اسلئی کہ شرع مین جواب واو کی ساتہہ آیا ہی جب اوسکو ترک کیا تو عبارت کا کچہہ اعتبار نہین ہی اور نہ بدون اوسکی فرض ادا ہوتا ہی اور کمال سلام کا یہہ ہی کہ لوگ کہی

علیکم ورحمة الله وبرکاته لما روی انه علیه السلام قال من قال السلام علیکم کتب له عشر حسنات ومن قال
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جو شخص کہی السلام علیکم اوسکی لئی دس نیکیان لکہی جاتی ہین اور جسنی کہا

السلام علیکم ورحمۃ الله کتب له عشرون حسنۃ ومن قال السلام علیکم ورحمۃ الله وبرکاته کتب له ثلثون
السلام علیکم ورحمۃ الله اوسکی لئی بیس نیکیاں لکھی جاتی ہین اور جسین نی السلام علیکم ورحمۃ الله وبرکاته کہا اوسکی لئی تیس نیکیاں لکھی جاتی ہین
حسنۃ فانه علیه السلام قد بین فی هذا الحدیث ان فی السلام عشر حسنات وفی ضم الرحمۃ الیه عشرون حسنۃ
اس لئی کہ نبی علیہ السلام نی اس حدیث مین فرمایا ہی کہ سلام مین دس نیکیاں ہین اور اوسپر رحمۃ کی ملانی مین بیس نیکیاں ہین
وفی ضم البرکات الیهما ثلثین حسنۃ وهی النهایۃ لانتظامها بجمیع فنون المطالب التی هی السلامۃ عن المضار ونیل المنافع
اور اوسپر برکات ملانی مین تیس نیکیاں ہین اور یہہ انتہا کا درجہ ہی اسمین تمام اقسام مطالب آگئی یعنی سلامتی اسباب ضرر سی اور حصول منفعت کا
ودوامها ونماؤها ولا ینبغی ان یزاد علی ذلک لما روی عن ابن عباس انه قال لکل شیء منتهی ومنتهی السلام البرکات
ہمیشہ کو اور اونکا افزایش اور سزاوار نہین ہی کہ اس سی زیادہ بڑہادی اسلئی کہ روایت ہی کہ ابن عباس نی کہا ہی ہر شی کا انتہا ہوتا ہی اور سلام کا انتہا برکات ہی
ثم ینبغی ان یعلم ان من یسلم علی احد انما یصیر مؤدیا حق السنۃ اذا رفع صوته مقدار ما یحصل به الاسماع
پہر سمجہا چاہئی کہ جو شخص کسی پر سلام بہیجتا ہی اوس سی حق سنت جب ادا ہوتا ہی کہ اتنی بلند آواز سی کہی کہ وہ سن لی
فان لم یحصل به الاسماع لا یصیر مؤدیا حق السلام فلا یجب الرد لان الشرط فی ثبوت الحکم للشیء العلم به فاذا
اور اگر وہ نہ سنی تو اوس سی حق سلام کا ادا نہین ہوتا اور جواب بہی واجب نہین ہوتا اسواسطی کہ کسی شی کی حکم ثابت ہونی مین اوس شی کا علم شرط ہی جب
لم یحصل العلم بالسلام لا یکون الرد فرضا وکذا من یرد السلام انما یکون مؤدیا فرض الرد اذا رفع صوته مقدار
سلام کی خبر نہو ئی تو جواب بہی فرض نہین ہوتا ایسیہی جو سلام کا جواب دیتا ہی اوس سی فرضیت جواب کی جب ادا ہوتی ہی کہ آواز اتنی بلند کری
ما یحصل به الاسماع فان لم یحصل به الاسماع لا یسقط فرض الرد فان من یسلم علی واحد یکون الرد فرضا علیه
کہ وہ سن لی اگر وہ جواب مسموع نہوا تو فرضیت جواب کی ساقط نہو گی پس جو شخص کسیکو سلام کرتا ہی تو اوسپر جواب فرض ہوجاتا ہی
حتی لو لم یرد یکون اثما ومن سلم علی جماعۃ یکون الرد فرضا علیهم حتی لو ترکه کلهم یکونون اثمین وان رده
یہانتک کہ اگر جواب نہ دیگا تو گنہگار ہوگا اور اگر کسینی ایک جماعت کو سلام کیا تو جواب اون سب پر فرض ہوجاتا ہی یہانتک کہ اگر کوئی بہی جواب نہ دیگا تو سب گنہگار ہونگی
بعضهم یسقط الفرض عن الباقین لکن الافضل ان یرده کلهم ولو کان فیهم صبی ولم یرده الا الصبی لا یسقط
اور اگر کسی ایک نی بہی جواب دیدیا تو سب کی ذمہ سی فرض ساقط ہوجاتا ہی پر افضل یہہ ہی کہ سب جواب دیوین اور اگر اوس جماعت مین بچہ نابالغ ہو اور اونمین سی سوائی بچہ کی
عنهم الفرض لان الصبی لیس من اهل الفرض ویشترط فی الرد ان یکون علی الفور حتی لو اخر لا یعد ردا ویجب
کوئی جواب نہ دیوی تو اونکی ذمہ سی فرض ساقط نہین ہوتا اسلئی کہ بچہ کی ذمہ پر کچہہ فرض نہین ہوتا اور جواب کی یہہ شرط ہی کہ ترت جواب دیوی اگر دیر کی بعد جواب دیگا تو جواب نہین
لمن سلم علی واحد واسمعه سلامه وتوجه علیه الرد بشروطه فلو لم یرد ان یجعله فی حل منه فیقول ابرأته من حقی
گنا جاتا اور جو شخص کسیکو سلام کری اور اوسکو سلام سنادی اور جواب اوسکی ذمہ پر سلام کی شرط سی لازم آجاوی پہر وہ جواب نہ دیوی تو مستحب ہی کہ سلام کرنیوالا اپنی طرف سی معاف
فی رد سلامی وجعلته فی حل منه او نحو ذلک فاذا قال هذا یسقط به حقه واذا دخل جماعۃ علی قوم یسن لجمیعهم
کردی یہہ کہدی کہ مینی اپنا حق سلام کی جواب کا معاف کیا یا مینی اپنی طرف سی اوسکو معاف کیا یا مانند اسکی جب اتنا کہدیگا تو اوسکا حق ساقط ہوجائیگا اور اگر ایک جماعت جمع ہوکر
ان یسلموا ویکره لهم ترک السلام فان سلم بعضهم یسقط الکراهۃ عن الباقین لان السلام سنۃ علی الکفایۃ
ایک قوم کی پاس آوی تو سبکو مستحب ہی کہ سلام علیک کرین اور سلام کا ترک کرنا اونکو مکروہ ہی پہر اگر بعضون نی سلام علیک کر لی تو کراہت سبکی ذمہ سی اوتر گئی کیونکہ سلام سنت کفایہ ہی کا
کما ان الرد فرض علی الکفایۃ علی ما روی عن زید بن وهب انه علیه السلام قال اذا مر قوم بقوم فسلم واحد
جیسی سلام کا جواب فرض کفایہ ہی چنانچہ زید بن وہب سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جب ایک جماعت ایک جماعت پر گذری اور ایک شخص
منهم اجزاهم واذا رد واحد منهم اجزا عنهم واذا دخل واحد علی جماعۃ قلیلۃ یعمهم سلام واحد یکفی سلام واحد
اونمین سی سلام علیک کری تو سبکو کافی ہی اور اگر ایک شخص جواب دیدی تو اونکی طرف سی کافی ہی اور اگر ایک شخص چہوٹی جماعت کی پاس آوی تو سبکو ایک سلام کری سب پر

علی جمیعہم وما زاد من تخصیص بعضہم فہو ادب ویکفی فی الرد ان یرد واحد منہم فمن زاد جمیعہم فہو ادب
اور جو زیادہ کری کسی خاص کو تو یہہ ادب ہی اور جواب یہی کافی ہی اگر ایک شخص جواب دیدی پہر اگر اونمین سی کسی اور نی جواب دیا تو یہہ
وان کان جمعا عظیما لا ینتشر فیہم سلام واحد کالجامع والمسجد العظیم فالسنة ان یسلم علیہم اذا شاہدہم
ادب ہی اور اگر بڑی جماعت ہو تو ایک سلام کہان پہیلتا پہریگا جیسی مسجد جامع اور بڑی مسجد تو سنت یہہ ہی کہ انکو سلام کرتا جاوی جس سی ملتا جاوی
ویکون مؤدیا حق السلام فی جمیع من سمعہ فان اراد ان یجلس فیہم یسقط عنہ سنة السلام فیمن لم یسمع سلامہ
اور حق اونکی سلام کا ادا کر چکیگا جو جو سن لینگی پہر یہہ شخص اگر انمین بیٹھنا چاہی تو اسکی ذمہ سی سنت سلام کی ساقط ہوئی بہ نسبت باقیون کی
من الباقین وان اراد ان یجلس فیمن لم یسمع سلامہ ففیہ وجہان احدہما ان سنة السلام علیہم حصلت بالسلام
جنہون نی سلام نہین سنا اور اگر اوس قوم مین بیٹھنا چاہی جنہون نی سلام نہین سنا تو اسمین دو وجہ ہین ایک یہہ کہ اب سنت سلام اونکی حق کی پہلون پر سلام کرنی سی
علی اوائلہم لکونہم جمعا واحدا فلو اعاد السلام علیہم یکون ادبا والوجہ الثانی کون سنة السلام باقیة فی حق
ادا ہو چکی کیونکہ یہہ سب ایک ہی جماعت ہی پہر اگر اسنی انکو بہی سلام کیا تو ادب ہی اور دوسری یہہ وجہ ہی کہ سنت سلام انکی حق کی جنکو اسکا سلام
من لم یبلغہم سلامہ والسنة ان یسلم الراکب علی الماشی والماشی علی القاعد والصغیر علی الکبیر والقلیل
نہین پہنچا باقی ہی اور مسنون یہہ ہی کہ سوار پیادہ کو سلام کری اور چلتا ہوا بیٹہی کو اور چہوٹا بڑی کو اور چہوٹی جماعت
علی الکثیر ولو خالفوا وسلم الماشی علی الراکب والکثیر علی القلیل والکبیر علی الصغیر لا یکرہ بل یکون تارکا لما
بڑی جماعت کو اور اگر اسکی خلاف کیا یعنی پیادہ نی سوار کو سلام کیا یا بڑی جماعت نی چہوٹی جماعت کو اور بڑی نی چہوٹی کو تو مکروہ نہین ہی بلکہ اپنا حق ترک کیا
یستحقہ من سلام غیرہ علیہ ومن مر علی قاری القران لا ینبغی ان یسلم علیہ کیلا یشغلہ عن القراءة فان
کہ دوسرا اسکو سلام کرتا اور جو شخص قرآن کی تلاوت کرتی پاس جا پہنچا تو اوسکو سلام کرنا نہین چاہیئی تاکہ تلاوت سی نہ روکدی پہر اگر اسنی
سلم علیہ قال بعضہم لا یجب علیہ الرد وقال بعضہم یجب وہو اختیار فقیہ ابی اللیث ومن مر علی من اتی
سلام کیا تو بعضی کہتی ہین اوسپر جواب واجب نہین ہی اور بعضی کہتی ہین واجب ہی فقیہ ابو اللیث نی یہہ ہی اختیار کیا ہی اور جو شخص ایسی پاس پہنچا
الخلاء وہو یتغوط او یبول ینبغی لہ ان لا یسلم علیہ فی ہذہ الحالة فان سلم علیہ قال ابو حنیفة رض یرد علیہ بقلبہ
جو بیت الخلا مین پاخانہ پہرتا ہی یا پیشاب کرتا ہی تو چاہیئی کہ اس حالت مین اوس سی سلام علیک نکری پہر اگر اوسپر سلام علیک کی تو ابو حنیفہ کہتی ہین کہ دل سی جواب
لا بلسانہ وقال ابو یوسف لا یرد علیہ بقلبہ ولا بلسانہ ولا بعد الفراغ ایضا وقال محمد یرد علیہ بعد الفراغ و
دی زبان سی نہ بولی اور ابو یوسف کہتی ہین نہ دل سی جواب دی نہ زبان سی اور نہ بعد فراغت کی اور امام محمد کہتی ہین فارغ ہوکر جواب دی اور
لا یسلم علی احد وقت الخطبة فان سلم والخطیب فی الخطبة لا یجب الرد علی السامع ومن کان جالسا مع قوم
خطبہ کی وقت کسی سی سلام علیک نکری پہر اگر سلام کیا اور خطیب خطبہ مین ہو تو سننی والی پر جواب واجب نہین ہی اور جو شخص ایک جماعت مین بیٹھا ہوا تہا
ثم قام للذہاب فالسنة ان یسلم علیہم لما روی عن ابی ہریرة انہ علیہ السلام قال اذا انتہی احدکم الی المجلس فلیسلم
پہر جانی لگا تو سنت یہہ ہی کہ وہ بہی اونکو سلام کری کیونکہ ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جب کوئی مجلس مین آوی تو سلام کری
فاذا اراد ان یقوم فلیسلم فلیست الاولی باحق من الاخری قال الامام النووی ظاہر ہذا الحدیث یقتضی ان یجب علی
پہر اگر کہڑا ہووی تو سلام کری سو پہلی جماعت بڑی حقدار نہین ہی دوسری سی امام نووی کہتی ہین ظاہر اس حدیث کا یون چاہتا ہی کہ جماعت کی
الجماعة رد السلام علی ہذا الذی سلم علیہم وفارقہم وقال بعض العلماء جرت عادة بعض الناس بالسلام عند
ذمہ جواب سلام کا اس شخص پر واجب ہی جسنی سلام کیا تہا اور جدا ہوا ہی اور بعضی علماء کہتی ہین بعضی لوگون کو سلام کرنیکی عادت پڑی ہوئی ہی
مفارقة القوم وذلک دعاء یستحب لہ الجواب لان السلام انما یکون عند اللقاء لا عند الانصراف وانکر ہذا القول
جب جماعت سی جدا ہون اور یہہ دعا ہی اوسکی لئی جواب مستحب ہی اسلئی کہ سلام ملاقات کی وقت ہوتا ہی جدا ہوئی نہین ہوتا اور امام ابو بکر شافعی

الامام ابو بكر الشافعي وقال هذا القول فاسد لان السلام كما كان سنة عند اللقاء كذلك هو سنة عند الانصراف
اس بات سی انکار کرتی ہین اور کہتی ہین کہ یہہ بات غلط ہی اسواسطی کہ سلام جیسی ملتی وقت سنت ہی ایسی ہی جدا ہوتی ہوئی سنت ہی

على ما دل عليه الحديث السابق ومن كتب كتابا وكتب فيه سلاما على احد او ارسل اليه سلاما بالرسول فبلغه
چنانچہ اسپر حدیث سابق دلالت کرتی ہی اور اگر کسینی خط لکہا اور اوسمین کسیکو سلام لکہدیا یا کسیکو سلام زبانی رسول کی کہلا بہیجا پہر اوسکی پاس

الكتاب او الرسالة يجب عليه الرد على الفور لان السلام على الغائب لا يكون الا بالرسالة او بالكتاب فعليه ان يرد بمثله
خط یا زبانی سلام پہنچا تو اوسپر فورًا جواب واجب ہی اسلئی کہ سلام غائب پر نہین ہوسکتا مگر زبانی رسول کی یا خط مین سو اوسپر لازم ہی کہ ویسا ہی جواب دی

او باحسن منه لكن ينبغي ان يعلم ان من بلغ الغير سلام احد ينبغي لذلك الغير ان يرد عليهما ويقول عليك
یا اوس سی بہتر لیکن سمجہا چاہئی کہ جسنی کسی غیر کو کسیکا سلام پہنچایا تو اوس غیر کو لازم ہی کہ سلام کا جواب دونو کو دی اسطور علیک

وعليه السلام لما روي ان رجلا قال للنبي عليه السلام ان ابي يقرئك السلام فقال النبي عليه السلام عليك
وعلیہ السلام اسلئی کہ روایت ہی کہ ایک شخص نی نبی علیہ السلام سی عرض کیا کہ میرا باپ آپکو سلام کہتا ہی سو نبی علیہ السلام نی فرمایا تجہہ پر

وعلى ابيك السلام ومن سلم على احد ثم لقيه ثانيا او رآه ثانيا يستحب له ان يسلم عليه ثانيا لما روي انه عليه السلام
اور تیری باپ پر سلام اور اگر کسینی کسیکو سلام کیا پہر اوس سی دوبارہ ملگیا یا دوبارہ دیکہا تو مستحب ہی کہ اوسکو دوبارہ سلام کری کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام

كان اذا دخل المسجد يسلم على اصحابه ثم اذا صعد المنبر واقبل عليهم يسلم عليهم ثانيا وروي عن ابي هريرة انه عليه السلام
جب مسجد مین آتی تو اپنی اصحاب سی سلام علیک کرتی پہر جب منبر پہ چڑہ کر اونکی آمنا سامنی ہوتی تو دوبارہ سلام علیک کرتی اور ابوہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام

قال اذا لقي احدكم اخاه فليسلم عليه فان حالت بينهما شجرة او جدار او حجر ثم لقيه فليسلم عليه وكان اصحاب رسول
نی فرمایا جب کوئی تم مین سی اپنی بہائی سی ملی تو سلام کری پہر اون دونون کی بیچین اگر درخت یا دیوار یا پتہر آجاوی اور پہر ملی تو سلام کری اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ

الله عليه السلام اذا ساروا في طريق فاستقبلهم شجرة فاجتازوها يسلم بعضهم على بعض واذا التقى الاثنان
وسلم کی اصحاب جب رستہ چلتی اور اونکی سامنی درخت آجاتا تو اوس سی بڑہ کر آپسمین سلام کیا کرتی اور جب دو شخص ملین

وقال كل واحد منهما للاخر دفعة او على الترتيب السلام عليكم قيل يصير كل واحد منهما مسلما على الاخر ولا يقوم ذلك
اور ہر ایک دونون مین سی دفعتًا یا بترتیب سلام علیک کری کہتی ہین کہ دونو کی طرف سی سلام علیک ہوجاتی ہی اور یہہ سلام جواب کی جگہ

مقام الرد بل يجب على كل واحد منهما الرد والصواب على ما ذكره النووي ان سلام احدهما ان كان بعد سلام الاخر
نہین ہوگا بلکہ دونو پر جواب واجب ہی اور صواب موافق ذکر نووی کی یہہ ہی کہ ایک کا سلام اگر بعد دوسری کی سلام کی ہی

يكون ردا لكون هذا اللفظ صالحا للرد والا فلا ومن لقي احدا فقال له ابتداء عليكم السلام لا يكون ذلك مسلما
تو جواب ہوجاتا ہی کیونکہ یہہ لفظ قابل جواب کی ہی اور نہین تو نہین اور اگر کوئی کسی سی ملا اور پہلی ہی کہا علیکم السلام تو یہہ عبارت سلام نہین ہوتا

حتى لا يستحق الرد لان هذه الصيغة مشروعة للرد لا للابتداء فلا تقوم مقام السلام على الاحياء بل هي تحية
یہانتک کہ وہ مستحق جواب کا نہین کیونکہ یہہ عبارت شرع مین جواب کی واسطی مقرر ہی ابتداء کی واسطی نہین ہی سو زندون پر سلام کی قایم مقام نہو گی بلکہ یہہ سلام

الموتى على ما روي ان رجلا اتى النبي صلى الله عليه وسلم فقال عليك السلام يا رسول الله فقال النبي عليه السلام لا تقل
موتی کا ہی موافق اس روایت کی کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پاس آکر کہا علیک السلام یا رسول اللہ سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا علیک السلام

عليك السلام عليك السلام تحية الموتى فانه عليه السلام قد بين في هذا الحديث ان هذه الصيغة ليست
مت کہا کر علیک السلام موتی کا سلام ہی بیشک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی اس حدیث مین بیان کردیا کہ یہہ عبارت اسلئی نہین ہی

مما يسلم بها على الاحياء بل انما يسلم بها على الاموات لان الاحياء وضع لهم في الشرع عند السلام صيغة وعند الرد
کہ زندون پر سلام کیجئی بلکہ اس عبارت سی مردون پر سلام کرتی ہین کیونکہ شرع مین زندون کی واسطی سلام کی اور عبارت ہی اور جواب کی واسطی

صيغة فلا يحسن ان يوضع ما وضع للرد موضع السلام واما الاموات فلا يرد عليهم فيستوى فى حقهم السلام
اور عبارت سوال چاہتے نہیں ہی کہ جو عبارت جواب کی لی ہی وہ سلام جگہ استعمال کریں اور مردوں پر تو جواب نہیں ہوتا پہر اونکی حق میں سلام

عليهم بالصيغتين لما روى انه عليه السلام كان يسلم على اهل القبور بقوله السلام عليكم دار قوم مؤمنين
علیک دونو عبارت سی برابر ہی کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام اہل قبور پر سلام علیک اس عبارت سی کرتی تہی السلام علیکم ملک قوم مؤمنین کی

ومن سلم على اصم يستحب له ان يتكلم السلام بلسانه لقدرته عليه ويشير بيده حتى يحصل الافهام فيستحق
اور جو شخص بہری کو سلام کری تو مستحب ہی کہ سلام زبانسی کہی کیونکہ اسکو قدرت ہی اور ہاتہہ سی اشارہ کردی تاکہ وہ سمجہہ جاوی اور یہہ مستحق جواب کا ہو

الرد ولو لم يجمع بينهما لا يستحق الرد ولو سلم عليه اصم واراد ان يرد عليه يلزمه ان يتكلم الرد بلسانه لقدرته
اور اگر دونو بات نکریگا تو مستحق جواب کا نہیں ہی اور اگر بہرہ اسکو سلام کری اور یہہ جواب دیا چاہی تو لازم ہی کہ جواب زبانسی دی کیونکہ اسپر قادر ہی

عليه ويشير بيده ليحصل الافهام ويسقط عنه الرد ولو سلم على اخرس فاشار الاخرس بيده يسقط عنه الفرض
اور ہاتہہ سی اشارہ کردی تاکہ وہ سمجہہ جاوی اور اسکی ذمہ سی جواب ادا ہو جاوی اور گر گنگی کو سلام کیا اور گنگی نی ہاتہہ سی اشارہ کردیا تو اوسکی ذمہ سی فرض ادا ہوجاتا ہی

لان اشارته قائمة مقام العبارة ولو سلم عليه الاخرس بالاشارة يستحق الرد والنساء بعضهن مع بعض فى
کیونکہ اوسکا اشارہ قایم مقام بولنی کی ہی اور گنگی نی اشارہ سی اسکو سلام کیا تو وہ مستحق جواب کا ہی اور عورتیں عورتیں آپسمیں سلام علیک کی باب میں

حكم السلام كالرجال واما الرجل اذا سلم على امرأة فان كانت زوجته او جاريته او كانت من محارمه فعليها الرد
مانند مردوں کی ہیں اور اگر مرد عورت کو سلام کری اگر وہ عورت اوسکی بی بی ہی یا لونڈی ہی یا اوسکی کوئی محرم ہی تو اوسپر جواب دینا لازم ہی

وان كانت اجنبية شابة لا يجوز لها الرد ويكون الرجل مفرطا فى السلام عليها وكذا المرأة ان سلمت على رجل فاذا
اور اگر کوئی غیر جوان ہی تو اوسکو جواب دینا جایز نہیں اور وہ مرد اس سلام میں بیجا پر ہی اور ایسی ہی عورت اگر مرد کو سلام کری پہر اگر

كانت زوجته او جاريته او كانت من محارمه او كانت عجوزا لا يخاف منها الفتنة فعليه الرد وان كانت شابة يميل
وہ اوسکی جورو یا لونڈی یا اوسکی کوئی محرم ہی یا ایسی بڑہیا ہی کہ اوسپر کچہہ خوف فتنہ کا نہیں تو مرد کی ذمہ جواب لازم ہی اور اگر ایسی جوان ہی کہ

اليها النفس يكره له الرد وتكون المرأة مفرطة فى السلام عليه واما الصبيان فالسنة ان يسلم عليهم لما روى عن
نفس کو اوسکی طرف رغبت ہوئی تو جواب دینا مکروہ ہی اور عورت اس سلام میں بیجا پر ہی اور نابالغ بچوں کو سلام کرنا مسنون ہی اسلئی کہ انس سی روایت ہی

انس انه مر على صبيان فسلم عليهم وقال كان النبى عليه السلام يفعله وفى رواية انه عليه السلام مر على غلمان
کہ وہ لڑکوں پر گذری تو اونکو سلام کیا اور کہا نبی علیہ السلام یہی کیا کرتی تہی اور ایک روایت میں ہی کہ نبی علیہ السلام لڑکوں کی پاس آگئی

فسلم عليهم ولو سلم صبى على بالغ فالصحيح وجوب رد سلامه لقوله تعالى واذا حييتم بتحية فحيوا باحسن منها واما
تو اونکو سلام کیا اور اگر نابالغ لڑکا بالغ کو سلام کری تو صحیح یوں ہی کہ جواب دینا واجب ہی بدلیل اس آیت کی اور جب تمکو دعا دیوی کوئی تو تم بہی دعا دو اوس سی بہتر

المبتدعة ومن اقترف ذنبا عظيما ولم يتب منه فينبغى ان لا يسلم عليهم ولا يرد سلامهم قال البزازى يسلم على لاعب
اور بدعتی لوگ اور جو جو بڑی گناہ کرتی ہیں اور اوس گناہ سی توبہ نہیں کرتی تو سزاوار ہی کہ انکو سلام نکری اور نہ انکی سلام کا جواب دی بزازی کہتا ہی کہ امام کی

الشطرنج عند الامام ليشغله عن ساعة الرد لا عندهما لان المجاهر بالفسق فى معتقده ولو مجتهدا لا يستحق الاكرام
نزدیک شطرنج باز کو سلام کرلی تاکہ دم بہر جواب دیتا ہوا شطرنج سی باز رہی صاحبین کی نزدیک سلام نکری اسلئی کہ فاسق علی الاعلان اپنی معتقد میں اگرچہ اجتہاد

وقال النووى فمن اضطر الى السلام على الظلمة اذا دخل عليهم وخاف ان يترتب عليه فى دينه ودنياه ضرر ان لم يسلم
ہو سزاوار عزت کا نہیں ہی اور نووی کہتا ہی جو شخص ظالموں کو سلام کر نہیں لاچار ہو جب اونکی پاس جاوی اور یہہ ڈر ہو کہ اگر انکو سلام نہیں کرتا تو دین کا یا دنیا کا

عليهم يسلم عليهم وينوى ان السلام اسم من اسماء الله تعالى ليكون المعنى ان الله عليكم رقيب فيجازيكم بما
تو اونکو سلام کرلی اور یہہ نیت کرلی کہ سلام الله کا نام ہی تاکہ یہہ معنی ہو جاوین کہ الله تمہاری اوپر نگہبان ہی سو تمکو تمہاری لایق سزا دیویگا

تستحقون واما اهل الذمة فيكره للمسلم ان يسلم عليهم ابتداء لما روي عن ابي هريرة انه عليه السلام

اور جو ذمی لوگ ہیں مسلم کو مکروہ ہی کہ اونکو پہلی سلام کری کیونکہ ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا

قال لا تبدء واليهود والنصارى بالسلام قال قاضيخان في فتاواه هذا اذا لم يكن للمسلم حاجة اليه واما

کہ یہود اور نصاری کو پہلی سلام مت کرو قاضیخان اپنی فتاوی مین کہتا ہی یہہ اوس صورت مین ہی کہ مسلمان کی کوئی غرض نہ اوسکی ہو

اذا كانت فلا باس ان يسلم عليه ومن سلم على من لم يعرفه فبان انه ذمي يستحب له ان يسترد سلامه فيقول

اور اگر کوئی غرض ہی تو سلام کرنیمین کچھہ ڈر نہین ہی اور اگر کسینی کسی ناواقف کو سلام کیا پھر معلوم ہوا کہ وہ ذمی ہی تو اوسکو مستحب ہی کہ اپنا سلام پہنا لیوی یون کہی

رد على سلامي لما روي ان عبد الله بن عمر سلم على رجل فقيل له انه يهودي فتبعه فقال له رد على سلامي

پہٹا دی میرا سلام کیونکہ روایت ہی کہ عبد اللہ بن عمر نی ایک شخص کو سلام کیا پھر کسی نی کہا یہہ تو یہودی ہی پہر عبد اللہ نی اوسکی پیچھی جاکر کہا میرا سلام پہٹا دی

واذا سلم ذمي على مسلم ينبغي للمسلم ان لا يزيد في الرد عليه على قوله عليك لما روي عن انس انه عليه السلام

اور اگر ذمی مسلمان کو سلام کریگا تو مسلمان کو چاہئی کہ جواب مین اس سی کچھ زیادہ نہ کہی اتنا ہی کہی علیک کیونکہ انس سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا

قال اذا سلم عليكم اهل الكتاب فقولوا وعليكم قال الخطابي هكذا يرويه عامة المحدثين وعليكم بالواو وكان

جب اہل کتاب تمکو سلام کرین تو کہو وعلیکم خطابی کہتا ہی کہ عام محدث یہہ ہی روایت کرتی ہین وعلیکم واو سمیت اور

سفيان بن عيينة يرويه عليكم بغير الواو وهو الصواب اذ بغير الواو يصير ما قالوه بعينه مردودا عليهم وبالواو

سفیان بن عیینہ علیکم روایت کرتا ہی بدون واو کی اور حق یہہ ہی ہی اسواسطی کہ بدون واو کی جو اہل کتاب کہتی ہین بعینہ وہ ہی اونپر مردود ہوگا اور واو

يقع الاشتراك معهم والدخول فيما قالوه لان الواو حرف عطف يجمع بين الشيئين وقال النووي اتفقوا على لزوم الرد

سی اونکی ساتھہ شرکت اور جو اونہون نی کہا ہی اسمین شامل ہونا ہو ویگا اسلئی کہ واو حرف عطف کا ہی دو شی کو جمع کر دیتا ہی اور نووی کہتا ہی سب علما متفق ہین

على اهل الكتاب لكن لا يذكر السلام بل بدونه بان يقال وعليكم بالواو وعليكم بدونها اذ قد جاءت الاحاديث

کہ اہل کتاب کا جواب دینا لازم ہی لیکن سلام کو ذکر نہ کری بلکہ بدون سلام کی اسطور کہی وعلیکم واو سی اور علیکم بدون واو کی اسلئی کہ حدیثین واو کی ساتھہ بہی

باثبات الواو وحذفها واثباتها اكثر فعلى هذا يكون في معناها وجهان احدهما كونها للعطف والتشريك لانهم

آئی ہین او بدون واو کی بہی اور واو کی ساتھہ زیادہ ہین اب اسکی معنی دو طرح پہرین ایک تو یہہ کہ واو عاطفہ ہو اور شرکت کی لئی کیونکہ

كانوا يقولون للمسلمين السام عليكم وقد فسر السام بالموت فيكون المعنى نحن وانتم فيه سواء كلنا نموت والثاني كونها

وہ لوگ مسلمانون کو یہہ کہا کرتی تہی السام علیکم اور سام کی معنی موت ہی اب یہہ مراد ہوئی ہم اور تم موت مین برابر ہین ہم سب مرجاوینگی اور دوسری یہہ

للاستيناف لا للعطف والتشريك فيكون المعنى ونحن نقول عليكم ما قلتم وتستحقونه او ما تريدون بنا وقيل اذا

کہ واو استیناف کا ہو واو عطف اور شرکت کا نہو اب یہہ مراد ہوگی اور ہم ہی کہتی ہین تمپر ہی جو تم کہتی ہو جسکی تم لایق ہو یا جو تم ہماری ساتھہ ارادہ کرتی ہو اور کوئی

لم يكن منهم تعريض بالدعاء علينا يكون اثبات الواو في الرد عليهم دعاءهم بالاسلام لكونه مدار السلامة في الدارين

کہتا ہی اگر وہ نیت مین ہمپر بد دعا نکرتی ہون تو جواب مین واو کی ہونی سی اونکی لئی اسلام کی دعا ہو گی کیونکہ دارین مین یہہ ہی سبب سلامتی کا ہی

## المجلس الخامس والثمانون في بيان هجران اخيه المسلم فوق ثلثة ايام قال رسول الله صلى الله عليه

پچاسی مجلس بیان مین برادر مسلمان کو چہوڑ دینی مین زیادہ تین روز سی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا

وسلم لا يحل لرجل ان يهجر اخاه فوق ثلث ليال يلتقيان فيعرض هذا ويعرض هذا وخيرهما الذي يبدا بالسلام

حلال نہین ہی کسیکو کہ اپنی بہائی کو زیادہ تین رات سی چہوڑ رکہی جب ملین تو یہہ ادہر کو ہوجاوی اور وہ ادہر کو اور دونمین اچہا وہ ہی جو پہلی سلام کری

هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه سعد بن ابي وقاص وهو بمنطوقه يدل على حرمة هجران المسلم اكثر من

یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی سعد بن ابی وقاص کی روایت سی اسکا منطوق دلالت کرتا ہی کہ چہوڑ دینا مسلم کا زیادہ

ثلثة

ثلاثة أيام وما جوز هجرانه ثلاثة أيام فإنما يدل عليه بمفهومه لا بمنطوقه فمن التزم حجية المفهوم جاز له
تین روز سی زیادہ حرام ہی اور تین دن تک چھوڑ دینا کا جواز اسکی مفہوم سی معلوم ہوتا ہی منطوق سی نہین معلوم ہوتا پھر جو شخص مفہوم کو حجت مانتا ہی اوسکو
أن يقول أن الآدمي مجبول على الغضب وسوء الخلق فرخص له في الثلث لقلتها حتى يذهب عنه ذلك الغضب
جایز ہی کہ کہی بیشک آدمی کو غضب خلقی عادت ہی سو آپ نی تین دن کی اجازت دی کیونکہ مدت قلیل ہی تاکہ اوسکا غصہ اوتر جاوی
ولم يرخص له فيما فوق ذلك لكثرته فقوله عليه السلام يلتقيان فيعرض هذا ويعرض هذا بيان كيفية هجرانهما
اور اس سی زیادہ کی اجازت نہین دی پہر مدت زیادہ ہی اب یہہ جملہ حدیث کا کہ ملتی ہین پہر یہہ ادہر ہو جاتا ہی اور وہ اودہر یہہ چھوڑ دینی کی کیفیت کا بیان ہی
وقوله وخيرهما الذي يبدأ بالسلام حث على ترك الهجران فإنه يزول بالسلام على ما ذهب إليه الجمهور وتخصيص
اور یہہ جملہ دونون مین اچھا وہ ہی جو پہلی سلام کری رغبت ہی جدائی کی ترک پر کیونکہ موافق مذہب جمہور کی جدائی سلام سی جاتی رہتی ہی اور خاص
الأخ بالذكر يشعر بالغلبة والمراد به الأخ في الدين دون القرابة بدليل قوله عليه السلام في حديث آخر لا يحل
اخ کو ذکر کرنا تغلیبا معلوم ہوتا ہی اور اس سی مراد دینی برادری ہی قرابت کا مراد نہین بدلیل ارشاد نبی علیہ السلام کی ایک اور حدیث مین کہ مسلم کو
لمسلم أن يهجر مسلما فوق ثلث ليال فإنهما ناكبان عن الحق ما داما على صرامهما وأولهما فيئا يكون سبقه بالفيء كفارة له
حلال نہین ہی کہ مسلم کو زیادہ تین رات سی چھوڑ رکہی بیشک یہہ دونو جبتک لڑتی رہین حق سی کہرہ ہین اور اونہین سی پہلی بازآنی والی کو اوسکی سبقت ہی کفارہ ہی
وروي عن أبي هريرة أنه عليه السلام قال تفتح أبواب الجنة يوم الاثنين ويوم الخميس فيغفر لكل عبد لا يشرك بالله
اور ابوہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا پیر کو اور جمعرات کو جنت کی دروازی کہلتی ہین پہر ہر ایک بندہ کہ اللہ کی ساتہہ کچہہ شریک نکرتا ہو بخشا
شيئا إلا رجل كانت بينه وبين أخيه شحناء فيقال انظروا هذين حتى يصطلحا وفي رواية أنه عليه السلام قال تعرض
جاتا ہی سوای اوس شخص کی کہ اوسمین اور اوسکی بہائی مین کینہ ہو پہر حکم ہوتا ہی ان دونو کو رہنی دو جبتک آپسمین صلح کرین اور ایک روایت مین ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا
أعمال الناس في كل جمعة مرتين يوم الاثنين ويوم الخميس فيغفر لكل عبد مؤمن إلا عبدا بينه وبين أخيه شحناء
کہ ہر ہفتہ مین لوگون کی اعمال دوبار پیش ہوتی ہین پیر کی دن اور جمعرات کی دن سو ہر ایک بندہ مؤمن بخشا جاتا ہی مگر وہ بندہ کہ اوسمین اور اوسکی بہائی مین کینہ ہو
فيقال اتركوا هذين حتى يفيئا والمراد بالجمعة أيام الأسبوع بدليل أنه عليه السلام بينها بقوله يوم الاثنين
حکم ہوتا ہی انکو رہنی دو جبتک ملاقات کرلین اور مراد جمعہ سی ہفتہ کی ایام ہین اس دلیل سی کہ نبی علیہ السلام نی اسکو پیر کی دن اور
ويوم الخميس على طريق التعبير عن الشيء بآخر جزئه والشحناء العداوة والمعنى اتركوا مغفرتهما حتى يرجعا من
جمعرات کی دن سی تعبیر کیا جسطور ایک شی کا اخیر جزء بیان کرتی ہین اور شحناء کی معنی دشمنی کی ہین اور معنی [illegible]
العداوة إلى الصداقة لأن الأخوة الدينية تقتضي الصداقة وتنافي العداوة فإن المؤمنين إخوة من حيث إنهم
دونو دشمنی سی دوستی کیطرف آوین اوسطی کہ دینی برادری دوستی کا تقاضا کرتی ہی اور عداوت کی برخلاف ہی کیونکہ تمام مؤمن بہائی بہائی ہوتی ہین اوسطی کہ
ينتسبون إلى أصل واحد هو الإيمان الموجب للحيوة الباقية كما أن الأخوة من النسب ينتسبان إلى أصل [illegible] هو
سب ایک اصل کی نسبت رکہتی ہین یعنی ایمان سی جس سی دائمی زندگی ہوتی ہی جیسی نسبی برادر ایک اصل سی منسوب ہوتی ہین یعنی
الأب الموجب للحيوة الفانية فالأخوة الدينية أقوى من الأخوة النسبية لأن الأخوة النسبية إذا خلت [illegible] خوة
باپ سی جس سی حیات فانیہ ہوتی ہی سو دینی برادری نسبی برادری سی بہت قوی ہوتی ہی اسلئی کہ نسبی برادری جب دینی برادری [illegible]
الدينية لا تعتبر ألا ترى أن المسلم إذا مات وكان له أخ كافر يكون ماله للمسلمين لا لأخيه الكافر فعلى هذا يجب
سی تو اسکا کچہہ اعتبار نہین ہوتا دیکہتا نہین کہ مسلمان اگر مرجاوی اور اوسکا بہائی کافر موجود ہو تو اوس مسلم کا مال مسلمانون کو ملیگا کافر بہائی کو نہین [illegible]
على المسلم أن يترك ما ينافي الأخوة الدينية الموجبة للصداقة والمزيلة للعداوة لما روي عن أبي هريرة عنه عليه السلام
کی موافق مسلمان پر واجب ہی کہ مخالفات دینی برادری کو ترک کری جو دوستی کو واجب اور دشمنی دور کرتی ہی کیونکہ ابوہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام [illegible]

قال لا يحل لمسلم ان يهجر اخاه فوق ثلث فمن هجر فوق ثلث فمات دخل النار يعني انه استحق ان يدخل النار لانه
فرمایا مسلم کو حلال نہیں ہی کہ اپنے بہائی کو تین روز سی زیادہ چھوڑ دی اور جسنی تین دن سی زیادہ چھوڑ دیا رکہا پہر وہ مرگیا تو دوزخ میں جاویگا مراد یہہ ہی کہ اس
مات عاصيا غير تائب وذلك يستدعي ان يكون من اهل النار هذا اذا كان الهجران لامر دنيوي كالتقصير في
کیونکہ گنہگار بلی توبہ مرا ہی اس سی لازم آتا ہی کہ دوزخی ہووی یہہ اوس صورت میں ہی کہ یہہ ترک ملاقات دنیاوی سبب سی ہو
حقوق الصحبة والعشرة واما اذا كان في حق الدين لفسق ومعصية فالزيادة على الثلث مشروع فان هجران
جیسی حقوق صحبت اور عشرت کی اداکرنیکا قصور اور اگر بسبب حق دینی کی ہو جیسی فسق اور معصیت تو تین دن سی زیادہ بہی جایز ہی کیونکہ بدکاروں کا
اهل العصيان يجوز الى ان يزول عنهم ذلك العصيان ويظهر توبتهم لانه من قبيل الامر بالمعروف والنهي عن المنكر و
ترک کرنا جایز ہی جبتک کہ وہ بدکاری ترک کریں اور اونکی توبہ ظاہر ہووی کیونکہ یہہ عمل امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں داخل ہی اور
قد قال الله تعالى لا تجد قوما يؤمنون بالله واليوم الاخر يوادون من حاد الله ورسوله ولو كانوا اباءهم
اللہ تعالی فرماتا ہی تو نہ دیکہیگا کوئی لوگ جو یقین رکہتی ہوں اللہ پہ اور پچہلی دن پہ پہر دوستی کریں ایسوں سی جو مخالف ہوئی اللہ کی اور اوسکی رسول کی پڑی ہو وہ
او ابناءهم او اخوانهم او عشيرتهم فدلت هذه الاية على ان من يرتكب المعاصي والمنكرات يجب هجره
اپنی ماباپ یا اپنی بیٹی یا اپنی بہائی یا اپنی گہرانی والی تو اس آیت سی معلوم ہوتا ہی کہ معاصی اور منکرات پر عمل کرنیوالی کی ترک ملاقات واجب ہی
وان كان من الاقرباء لاسيما في حق من ظلم الغير وعصى الله تعالى به فان عدم الاعراض عنه احسان
اگرچہ سگا سودہرا ہو خاص کر ایسی کی ملاقات جو غیر پر ظلم اور خدا کی نافرمانی کرتا ہو کیونکہ ایسی شخص سی اعراض نہ کرنا گویا اوسپر احسان ہی
اليه فلا يحسن الاحسان اليه لان الاحسان اليه اساءة للمظلوم وحق المظلوم اولى بالمراعاة وتقوية
سو ایسی پر احسان کرنا اچہا نہیں ہی کیونکہ احسان مظلوم کی ساتہہ بدی ہی اور رعایت مظلوم کی حق کی اولی ہوتی ہی اور مظلوم کا دل
قلبه بالاعراض عن الظالم احب الى الله تعالى من تقوية قلب الظالم وقد هجر النبي عليه السلام الثلثة الذين
قوی کرنا ظالم سی منہہ پہیر کر اللہ کو بہت محبوب ہی ظالم کا دل قوی کرنی سی اور بیشک نبی علیہ السلام نی تین شخصوں کو جو
تخلفوا عن غزوة تبوك ولم يكلمهم خمسين يوما وامر الناس بهجرهم حتى انزل الله تعالى توبتهم وروي انه
جنگ تبوک سی بیٹہہ رہی تہی چہوڑ دیا تہا اور پچاس روز تک اونسی نہیں بولی تہی اور لوگوں سی فرمایا تہا کہ انکو چہوڑ دو یہاں تک کہ اللہ تعالی نی اونکی توبہ قبول کی
عليه السلام لما اعتل بعير صفية قال لزينب اعطيها بعيرا وكان عندها فضل بعير فقالت انا اعطي تلك
اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی جب صفیہ کا اونٹ بیمار ہوگیا تہا تو زینب سی کہا تو اوسکو اونٹ دیدی اور اوسکی پاس بڑہتی اونٹ تہا سو زینب نی عرض کیا
اليهودية فغضب النبي عليه السلام فهجرها ذا الحجة والمحرم وبعض صفر قيل لم يوجد في السنة مدة الهجر اكثر
میں اوس یہودیہ کو دونگی پہر نبی علیہ السلام غضبناک ہوی اور اونکو تمام ذالحجہ اور تمام محرم اور چند روز صفر کی چھوڑ رکہا کہتی ہیں کہ اس سی زیادہ مدت ترک کی سنت میں
من ذلك لكن قد وجد من السلف من هجر اخاه المسلم في امر مكروه من امور الدين السنة والسنتين ومنهم من
نہیں ملتی لیکن بعضی متقدمین ایسی گذری ہیں کہ اپنی بہائی مسلمان کو بسبب امر مکروہ دینی کی ایک برس اور دو برس چھوڑ رکہا ہی اور بعضی ایسی ہیں
هجر صاحبه في ذلك مدة عمره ورأوا انفسهم في فسحة من ذلك ما لم يرجع المهجور عما ارتكب وكان الامام احمد ممن
کہ اپنی صاحب یعنی مسلم کو اسی بابت تمام عمر چہوڑ رکہا ہی اور اپنی تئیں اس باب میں بی قصور جانتی تہی جبتک کہ وہ مہجور اوس عمل سی نباز آیا اور امام احمد بہی اہل معاصی
هجر اهل المعاصي ومن يقارن الافعال الردية فانه هجر بعض اصحابه ممن كان يتعلم منه وكان يتردد اليه ولا
کو اور جو کہ افعال ناکارہ کرتا چہوڑ دیا کرتی تہی بیشک انہوں نی ایک شاگرد کو جو اونسی پڑہتا تہا چہوڑ دیا تہا وہ آتا جاتا تہا پر
يكلمه فلم يزل يسئله عن تغير حاله ولا يذكره حتى قال له يوما بلغني انك طينت حائط دارك من جانب الشارع
بات نکرتی تہی وہ ہمیشہ پوچہتا رہتا کہ آپ کیوں بیزار ہیں اور وہ کچہہ نہ کہتی آخر ایک روز یہہ کہا میں نی سنا ہی کہ تو نی اپنی گہر کی دیوار شارع عام کی

فقد اخذت قدر سمك الطين من شارع المسلمين فلا تصلح لتعلم العلم وهجر ابن عمر ابناله الى ان مات فى اصل
طرف سی لیپی ہی سو تو فی برابر دل لگا کی کی مسلمانوں کی شارع عام مین سی لیلیا تو اس علم سیکھنا لائق نہین ہی اور ابن عمر نی اپنی بیٹی کو مرتی دم تک چھوڑ رکہا اور
ذلك ان من وقف على منكر ولم يستطع ان ينكره بيده ولسانه وامكنه ان يظهر دلائل الانكار يلزمه ذلك
اصل سکی یہہ ہی کہ جسکو کوئی امر بد معلوم ہو اور ہاتہہ اور زبانسی منع نہین کر سکتا اور یہہ ہو سکتا ہی کہ بیزاری کی علامات ظاہر کری تو اوسکو یہہ ہی لازم ہی
اذ لا ينبغي للمؤمن ان يترك احدا على منكر لقرابته او لصداقته ومودته فان صداقته ومودته يوجب له ان
اسلئی کہ مؤمن کو یہہ اچھا نہین ہی کہ کسیکو امر منکر پر بسبب لحاظ قرابت یا صداقت اور مودت کی رہنی دی کیونکہ صداقت اور مودت کا تو حق یہہ ہی کہ اوسکو
ينظر اليه بنظر الرحمة ويرى اقدامه على المنكر مصيبة على نفسه ويكون مغتما حزينا من تعرضه لعقاب
نظر رحمت سی دیکہی اور اوسکی منکر مین مبتلا ہونی کو اپنی حال پر مصیبت سمجہی اور غمگین اور حزین ہووی کہ یہہ اب عتاب الٰہی مین
الله تعالى ويقصد تخليصه منه بالانكار عليه اذ ليس من مقتضى الرحمة له ترك الانكار عليه وعدم التعرض
گرفتار ہوا اور بیزار ہوکر اوسکی بچانی کا قصد کری مقتضی رحمت کا یہہ نہین ہی کہ اوس سی بیزار نہو اور اوسکو منع نکری
له بل من كمال الرحمة له الانكار عليه ورده الى المنهج القويم والصراط المستقيم والا انقلب صداقته
بلکہ یہہ بیزاری اور طریق درست اور راہ راست پر لانا اوسکی حق مین کمال رحمت ہی اور نہین تو قیامت کی دن یہہ ہی دوستی
عداوة يوم القيمة كما اخبر الله تعالى عن ذلك وقال الاخلاء يومئذ بعضهم لبعض عدو الا المتقين فان كل
دشمنی ہو جاویگی چنانچہ الله تعالی اسکی خبر دیتا ہی فرماتا ہی جتنی دوست ہین اوسدن دشمن ہونگی مگر جو ہین ڈرنیوالی بیشک ہر
واحد من الاخلاء الغير المتقين يقول فى ذلك اليوم يا ويلتى ليتنى لم اتخذ فلانا خليلا ليت بينى وبينه بعد المشرقين
یک دوست ناپرہیزگار اوس روز کہیگا خرابی میری کاشکی مین فلانی کو دوست نکرتا کاشکی میری اور اوسکی بیچمین مسافت مشرقین کی
فصديق الانسان من يسعى فى عمارة آخرته وان كان فيه ضرر الدنيا وعدوه من يسعى فى خسارة آخرته وان
ہوتی پس آدمی کا دوست وہ ہی ہی جو آخرت کی درستی مین کوشش کری اگرچہ اسمین دنیا کا نقصان ہووی اور دشمن وہ ہی جو آخرت کو خراب کردی اگرچہ
كان فيه نفع لدنياه وقد قال الله تعالى وتعاونوا على البر والتقوى ولا تعاونوا على الاثم والعدوان ولا شك ان من
اوسمین دنیا کا فائدہ ہو اور الله تعالی فرماتا ہی مدد کرو نیک کام پر اور پرہیزگاری پر اور مدد نکرو گناہ پر اور زیادتی پر اور بیشک جسنی
رأى اخاه المسلم على منكر ولم ينهه عنه فقد اعانه عليه بالتخلية بينه وبين ذلك المنكر وعدم الاعتراض عليه
کسی برادر مسلمان کو بری کار پر متوجہ دیکہا اور منع نکیا تو بیشک اوسکی امداد کی کہ اوسکو منکر پر قایم رکہا اور اعتراض نکیا
وروى عن ابى هريرة ان رجلا يتعلق برجل يوم القيمة وهو لا يعرفه فيقول له مالك تتعلق بى وما رأيتك فيقول
اور ابوہریرہ سی روایت ہی کہ ایک شخص کا قیامت کی روز دامنگیر ہوگا اور وہ اوسکو پہچانتا نہو گا وہ کہیگا تو کون ہی مجکو پکڑتا ہی مین نی تجکو
بلى قد رأيتنى يوما على منكر فلم تغيره وروى عن ابن عمر ان رجلا يؤمر به الى النار ويؤمر بجلسائه ايضا فيقولون
کبہی نہین دیکہا وہ کہیگا ہان تو نی بیشک مجکو ایکروز منکر پر دیکہا اور منع نکیا اور ابن عمر سی روایت ہی کہ ایک کو دوزخکا حکم ہوگا اور اسکی ہمنشینونکو بہی سو وہ عرض کرینگی
ما لنا فيقال لهم اكنتم تأمرونه اكنتم تنهونه فيقولون لا فيقال اذهبوا به الى النار وهذا امر خطر قلما يقع السلامة
ہماری کیا خطا ہی جواب ہوگا کیا تم اوسکو امر کرتی تہی کیا تم اوسکو منع کرتی تہی وہ کہینگی نہین پہر حکم ہوگا کہ اوسکی ساتہہ ہمنشینون کو دوزخ مین لیجاؤ یہہ بات بڑی مشکل ہی
عنه لان كثيرا من المنكرات تظهر فى كل زمان فلا تغير بل يقع السكوت عنها لاستيناس النفوس بها ولذلك قال النبى عم
اس سی کم بچا جاتا ہی اسلئی کہ ہر زمانہ مین منکرات کی کثرت ہی اور ممانعت نہین ہوتی بلکہ چپ ہو رہتی ہین کیونکہ نفسونکو منکرات کی محبت ہی اسی لئی نبی علیہ السلام
فى حديث رواه ابو سعيد لا تصاحب الا مؤمنا ولا يأكل طعامك الا تقى فانه عليه السلام حذر المؤمن فى هذا الحديث
نی فرمایا ایک حدیث مین کہ ابو سعید کی روایت سی ہی پاس مت بیٹہہ سوا مؤمن کی اور کہانا مت دی کسو کو سوا پرہیزگار کی بیشک نبی علیہ السلام اس حدیث مین مؤمن کو

عن مصاحبة من ليس بتقي وعن مخالطته لان الصحبة والمخالطة توقع الالفة والمحبة في القلب فيلزم ان يكون
ناپرہیزگار کی پاس بیٹھنے اور ملنی جلنی سی منع کیا ہی کیونکہ پاس بیٹھنی اور ملنی جلنی سی دلمین الفت اور محبت پیدا ہوجاتی ہی پھر ضرور ہی کہ وہی ہو
كما قال النبي عليه السلام في حديث رواه ابو هريرة يحشر المرء على دين خليله فلينظر احدكم من يخالل يعني ان من
جونبی علیہ السلام نی فرمایا اوس حدیث مین جو ابوہریرہ روایت کرتی ہین آدمی دوست کی دین پر اوٹھیگا اب سب خیال کرلین کسکو دوست بناتا ہی یعنی جو
يريد ان يعرف حال نفسه فلينظر الى صديقه فان كان صديقه صالحا فهو من الصلحين وان كان صديقه
جوکوئی اپنا حال دریافت کیا چاہی تو اپنی دوست کو دیکھ لی پھر اگر اوسکا دوست صالح ہی تو وہ بھی صالح ہی اور اگر اوسکا دوست
فاسقا فهو من الفاسقين لكون الطباع مجبولة على التشبيه والاقتداء والطبع يسرق من الطبع من حيث لا يدري
فاسق ہی تو وہ بھی فاسق ہی کیونکہ طبیعت کو مشابہت اور پیروی کی عادت ہوتی ہی اور طبیعت طبیعت سی ایسا چرالیتی ہی کہ آدمی کو خبر نہین ہوتی
الانسان ومشاهدة المنكر يهون امر المعصية في القلب ويذهب نفرته عنها فلا يوجد فيه اضعف الايمان المذكور
اور منکر کو دیکھتی دیکھتی گناہ دل پر آسان ہوجاتا ہی اور اوسکی نفرت دل ہی جاتی رہتی ہی پھر اوسمین ضعیف ایمان بھی نہین رہتا جو حدیث مین مذکور ہی
فيما روي عن ابي سعيد انه عليه السلام قال من راى منكم منكرا فليغيره بيده فان لم يستطع فبلسانه فان
ابوسعید سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جو شخص منکر کو دیکھی تو ہاتھ سی منع کری اور اگر طاقت نہو تو زبان سی اور اگر
لم يستطع فبقلبه وذلك اضعف الايمان فاذا لم يوجد فيه اضعف الايمان فما ذا يرجى ان يوجد فيه المجلس
طاقت نہو تو دل سی بیزار ہو اور یہہ بہت ضعیف ایمان ہی پھر اگر اوسمین ضعیف ایمان بھی نہو تو پھر کیا توقع ہی کہ اسمین ایمان ہوگا چھیاسی
السادس والثمانون في بيان التحذير من سوء الظن وهي التجسس قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
مجلس ڈرانی کی بیان مین بدگمانی سی کہ وہ تلاش ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا
اياكم والظن فان الظن اكذب الحديث ولا تجسسوا هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه ابو هريرة وفيه تحذير
بچتی رہو بدگمانی سی بیشک بدگمانی بڑی جھوٹ بات ہی اور تلاش نکیا کرو یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی ابوہریرہ کی روایت سی اور اسمین
من الظن ونهي عن التجسس اما الظن فهو في الشريعة قسمان محمود ومذموم والمراد به ههنا ما هو المذموم المسئ الذي
ظن سی ڈرا دی اور تلاش سی ممانعت شریعت مین ظن کی دو قسم ہین ایک محمود دوسرا مذموم اور یہان مراد وہ ہی جو مذموم برہی
هو عقد القلب وحكمه على شخص بالسوء من غير علامة ظاهرة تقتضي ذلك واما الخواطر وحديث النفس التي لا يمكن
یعنی دل مین ایک شخص پر برائی کا گمان بدون ظاہر علامت کی جس سی ثابت ہوجاوی ٹھان لینا اور یقین کرلینا اور رہی خطرات اور نفس کی خیالات جو دفع
دفعها فانها اذا لم تستقر ولم تستمر فيعفو عنها لان العبد انما يكلف بما في وسعه لا بما ليس في وسعه وحد الظن
نہین ہوسکتی تو وہ اگر جم نہ جاوین اور مستمر نہووین تو معاف ہین کیونکہ بندہ کو وہ ہی تکلیف دی جاتی ہی جو اوس سی ہوسکی وہ نہین ہوتی جو نہو سکی اور بدگمانی کی
السيئ حمل فعل المؤمن على وجه فاسد مع امكان حمله على وجه حسن وهذا ينقسم الى قسمين الاول هو الذي يكون
حد یہہ ہی کہ مومن کی عمل کو وجہ فاسد پر قیاس کرنا باوجودیکہ اچھی وجہ پر بھی قیاس ہوسکتا ہی اور اسکی دو قسم ہین پہلی قسم وہ ہی جسکا باعث اوسکی
منشاؤه سوء اعتقادك فيه حتى لو صدر منه فعل له وجهان يحملك سوء اعتقادك فيه على حمله على الوجه
حق مین تیری بد اعتقادی ہو یہان تک کہ اگر اوس سی کوئی کام ذو جہتین ہووی تو تو اپنی بد اعتقادی ہی اوسکی برائی پر قیاس کری
الاردى من غير علامة تخصصه به وهذا جناية عليه بالقلب وهو حرام في حق كل مؤمن القسم الثاني هو
بدون ایسی علامت کی جو برائی سی خاص کردی اور یہہ اوسکی ایسی خطا ہی جو دل سی ہوئی اور یہہ خطا ہر مومن کی حق مین حرام ہی دوسری قسم وہ ہی
الذي يستند الى علامة فانها تحرك الظن تحريكا ضروريا لا يقدر الانسان على دفعه والذي يميز الظنون
جسکی کچھ علامت موجود ہو بیشک وہ علامت گمان کو ایسی حرکت دیتی ہی کہ آدمی اوسکو دفع نہین کرسکتا اور جس سی ظنون واجب الاجتناب

التی یجب اجتنابها عما عداها ان کل ظن لم یظهر له علامة صحیحة ولم یعرف له سبب ظاهر فانه حرام
دوسری قسم سی الگ ہو جاوین یہہ ہی کہ جس گمان کی لیے کوئی علامت صحیح ظاہر نہو اور نہ اوسکا کچھہ سبب ظاہر معلوم ہو تو ایسا گمان حرام
واجب الاجتناب وذلک اذا کان المظنون به ممن شوهد منه الخیر والصلاح فی الظاهر فظن الشر والفساد به
واجب الاجتناب ہی اور یہہ جب ہی کہ جسکی حق مین گمان بد کیا ہی وہ ایسا شخص ہو کہ ظاہر مین اوس سی خیر اور صلاح دیکھنی مین آتی ہون اُن
حرام بخلاف من اشتهر بین الناس بتعاطی الریبة والمجاهرة بالمعاصی فان حسن الظن به لا یجوز اذ للظن حالتان
گمان شر اور فساد کا اوسکی حق مین حرام ہی بخلاف ایسی شخص کی جو لوگون مین فریب باز مشہور ہو اور گناہون مین ظاہر مبتلا ہو ایسیکی حق مین نیک گمان جایز نہین ہی کیونکہ
الاولی ان یقع فی القلب شیٔ ویعرف ویقوی بوجه من وجوه الامارات فیجوز الحکم به لان اکثر احکام الشرع مبنیة
گمان کی دو حالتین ہین پہلی یہہ کہ دل مین کچھہ خیال آوی اور معلوم ہو اور کسیطرح کی نشانی سی قوی ہو جاوی تو اوسپر حکم کرنا جایز ہی اسلیے کہ اکثر شرعی احکام غلبہ ظن پر
علی غلبة الظن کالقیاس وخبر الواحد وغیر ذلک من قیم المتلفات واروش الجنایا والحالة الثانیة ان یقع فی النفس
مبنی ہین جیسی قیاس اور خبر واحد اور سوا اسکی جیسی قیمت تلف کی ہوئی چیزون کی اور خطاؤن کا تاوان اور دوسری حالت یہہ ہی کہ نفس کی اندر
شیٔ من غیر دلالة علی کون ذلک الشیٔ اولی من ضده فلا یجوز الحکم به بل هو منهی عنه لقوله تعالی یا ایها الذین امنوا
کوئی خطرہ آوی بدون ایسی دلالت کی کہ اسکی یہہ ہی جانب ضد سی اولی ہو تو اوسپر حکم جایز نہین ہی بلکہ یہہ ممنوع ہی اس آیت سی ای ایمان والو
اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم ولا تجسسوا ولا یغتب بعضکم بعضا فانه تعالی قد نهی فی هذه الایة عن
بچتی رہو بہت تہمتین کرنی سی مقرر بعضی تہمت گناہ ہی اور بہید نہ ٹٹولو کسیکا اور بدنہ کہو پیٹھہ پیچھی ایک دوسرے کو بیشک اللہ تعالی نی اس آیت مین بدگمانی
الظن السیٔ ثم عن التجسس ثم عن الغیبة لان اول ما یقع فی قلب الانسان الظن السیٔ ثم یحتاج الی التجسس ثم یشرع
سی ممانعت کی پہر تجسس سی پہر غیبت سی منع کیا کیونکہ پہلی جو انسان کی دلمین آتا ہی تو بدگمانی پہر اوسکو تلاش کی حاجت پڑتی ہی پہر غیبت
فی الغیبة وسبب تحریم ظن السیٔ ان اسرار الانسان لا یعلمها الا الله تعالی ولیس لاحد ان یعتقد فی غیره سوءا الا اذا
کرنی شروع کرتا ہی اور بدگمانی کی حرمت کا یہہ سبب ہی کہ آدمی کی دل کی بات خدا ہی جانتا ہی اور کسیکو جایز نہین ہی کہ اور کسیکی حق مین اعتقاد بد کیا کری الا اگر
انکشف له حاله بوجه لا یحتمل التاویل فعند ذلک لا یمکنه ان لا یعتقد فیه ما علمه منه بامارة ومشاهدة بعینه
اوسکا حال ایسی وجہ سی ظاہر ہو جاوی کہ تاویل کی گنجایش نرہی اب اس سی نہین ہو سکتا کہ اوسکا اعتقاد نہ کری جو کہ علامت سی معلوم کیا اور آنکہون سی دیکہا
وسمعه باذنه واما ما لم یعلمه بامارة ولم یشاهده بعینه ولم یسمعه باذنه بل وقع فی قلبه من غیر سبب ظاهر فهو شیٔ
اور کانون سی سنا اور جبتک نشان سی معلوم نہین ہوا اور نہ آنکہون سی دیکہا اور نہ کانون سی سنا بلکہ بی سبب ظاہر خود بخود دلمین خیال آگیا تو یہہ ایسا خطرہ ہی
القاه الشیطان فی قلبه فینبغی له ان یکذبه لانه افسق الفاسقین وقد قال الله تعالی یا ایها الذین امنوا ان جاءکم
کہ شیطان نی دلمین ڈالا ہی تو چاہیی کہ اسکو جہوٹہہ مانی کیونکہ شیطان بڑا ہی فاسق ہی اور اللہ تعالی فرماتا ہی ای ایمان والو اگر آوی تم پاس
فاسق بنبا فتبینوا ان تصیبوا قوما بجهالة فتصبحوا علی ما فعلتم ندمین روی فی سبب نزول هذه الایة انه علیه الصلوة
ایک گنہگار خبر لیکر تو تحقیق کرو کہین جا نہ پڑو کسی قوم پر نادانی سی پہر کل کو لگو اپنی کئی پر پچتانی شان نزول اس آیت کی یون مروی ہی کہ نبی علیہ السلام نی
والسلام بعث ولید بن عقبة مصدقا الی بنی المصطلق فلما سمعوا به استقبلوه فحسب انهم مقاتلوه اذ کان
ولید بن عقبہ کو صدقات کی اوگہائی کو بنی المصطلق پاس بہیجا تہا جب اونہون نی یہہ سنا تو اوسکی پیشوائی کو نکلی اوسنی جانا لڑنی آتی ہین کیونکہ
بینه وبینهم عداوة فرجع وقال لرسول الله علیه السلام انهم ارتدوا ومنعوا الزکوة فهم رسول الله علیه السلام
اوسمین اور اونمین دشمنی چلی آتی تہی سو اوسنی آکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی عرض کیا کہ وہ تو سب مرتد ہوگئی اور زکوۃ ندی پہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی
بقتالهم فنزلت هذه الایة لبیان وجوب الاحتراز عن الاعتماد علی قول الفاسق لان من لا یتحامی الفسق لا یتحامی الکذب
اونپر جہاد کا اہتمام کیا تب یہہ آیت اوتری اس بیان کی لیے کہ فاسق کی بات پر بہروسہ کرنی سی احتراز واجب ہی کیونکہ جو فسق سی پرہیز نہین کرتا جہوٹ کی

الذي نوع منه بل يريد القاء الفتنة بين الناس وفيها دلالة على ان من يفعل شيئا بجهالة من غير ان يتعرف حقيقة
کہ وہ بھی ایک قسم کا فسق ہی بلکہ لوگون مین فتنہ پھیلایا چاہتا ہی اور اسمین یہہ دلالت ہی کہ جو شخص کوئی عمل جہالت سی بدون سمجھی حقیقت حال کی
الحال يصير نادما البتة ولو بعد زمان والندم هم دائم على ما وقع مع تمني انه لم يقع وقال بعض العلماء المراد بالظن
کر بیٹھتا ہی بالضرور وہ شرمسار ہوتا ہی اگرچہ کچھ مدت کی بعد اور شرمساری ایک دائمی غم ہی گذری ہوئی بات پر اس امید مین کہ کاشکی یہہ بات نہوتی اور بعضی علما کہتی
الواقع في الاية والحديث التهمة كمن يتهم بالفاحشة او بشرب الخمر او نحو ذلك ولم يظهر عليه ما يقتضي ذلك فان
ہین مراد ظن سی جو آیت اور حدیث مین ہی تہمت لینی ہی جیسی کوئی فاحشہ کی یا شرابخوری کی یا مثل اسکی بدون ظہور علامات مثبت کی تہمت لگاوی بیشک
من حكم بالظن على غيره بشر بعثه الشيطان على ان يطول فيه اللسان بالغيبة والبهتان او يقصر في القيام
جو شخص گمان سی غیر پر برائی کا یقین کرتا ہی تو اوسکو شیطان ابہارتا ہی کہ اوسکی غیبت اور بہتان مین زبان درازی کری اوسکی اداء حقوق مین قصور اور عزت مین فتور کری
بحقوقه او يتوانى في اكرامه ان ينظر اليه بعين الاحتقار ويرى نفسه خيرا منه وكل ذلك من المهلكات ولذلك منع
کہ حقارت کی آنکہہ سی دیکھی اور اپنی آپ کو اوس سی کا بہتر سمجھی یہہ تمام اطوار مہلک ہین اور اسیہی لئی نبی علیہ السلام نی تہمت کی جگہ جانی سی منع کیا ہی
النبي عليه السلام من التعرض لمواضع التهم فقالوا اتقوا مواضع التهم حتى انه عليه السلام احترز من ذلك اذ روي
فرمایا ہی بچتی رہو تہمت کی جگہہ سی یہان تک کہ نبی علیہ السلام نی اس سی خود احتراز فرمایا ہی کیونکہ
عن علي بن الحسين ان صفية بنت حيي قالت ان النبي عليه السلام كان معتكفا فاتيته فتحدثت عنده فلما انصرفت
علی بن الحسین سی روایت ہی کہ صفیہ بنت حیی کہتی ہی کہ نبی علیہ السلام معتکف تہی مین اونکی پاس آکر باتین کرنی لگی جب مین واپس چلی تو پیغمبر علیہ السلام
قام ومشى معي فمر رجلان من الانصار فسلما ثم مضيا فدعاهما النبي عليه السلام فقال انها صفية بنت حيي فقالا
میری ساتہہ چلی آمین دو شخص انصاری آگئی اور سلام کر کر چلی پہر نبی علیہ السلام نی اونکو بلاکر فرمایا یہہ صفیہ بنت حیی ہی ان دونون نی عرض کیا
يا رسول الله ما نظن بك الا خيرا قال ان الشيطان يجري من ابن ادم مجرى الدم واني خشيت ان يدخل عليكما فانظر
یا رسول اللہ ہمکو آپ پر سوای خیر کی کچھہ گمان نہین ہی آپ نی فرمایا شیطان آدمی کی اندر ایسا پہرتا ہی جیسی لوہو اور مجکو خوف آیا مبادا تمپر دخل کر جاوی اب دیکہہ
انه عليه السلام كيف اشفق عليهما بل على جميع الامة وعلمهم طريق الاجتناب عن التهمة حتى لا يتسا اهل العالم المعروف
کہ نبی علیہ السلام نی اونپر کیا شفقت فرمائی بلکہ تمام امت پر اور اونکو تہمت سی بچاو کا طریقہ سکہا دیا تاکہ کوئی عالم جو صالح مشہور ہو
بالصلاح في احواله ويقول لا يظن بمثلي الا الخير عجبا بنفسه فان من كان من المؤمنين اورع الناس واتقاهم واعلمهم
اپنی احوال مین سہل انگاری نکری کہ اپنی عجب مین یہہ کہنی لگی کہ مجہہ سی شخص مین سوای خیر کی کب بدگمانی ہوسکتی ہی اسلئی کہ کوئی کیسا ہی مؤمن سب سی بڑا پرہیزگار
لا ينظر اليه الناس كلهم بعين واحدة بل ينظر اليه بعضهم بعين الرضى وبعضهم بعين السخط فعلى هذا يجب على المؤمن
اور بڑا متقی اور بڑا عالم ہو تو بہی تمام خلقت اوکو ایک نظر سی نہین دیکہتی بلکہ بعضی اوکو اعتقاد کی نگاہ سی دیکہتی ہین اور بعضی غصہ سی اس بیان کی موافق مؤمن پر
الاحتراز عن مواضع التهم لئلا يتهم الناس بالمنكرات ودليل كون الظن بمعنى التهمة في الاية والحديث ورود النهي
واجب ہی کہ تہمت کی مقام سی احتراز کری تاکہ لوگ منکرات سی بدنام نکرین اور اسکی دلیل کہ ظن جو آیت اور حدیث مین ہی تہمت کی معنون مین ہی وارد ہونا نہی کا ہی
بعده عن التجسس فان الانسان قد يقع له خاطر التهمة ابتداء فيريد ان يتجسس ليتحقق ما وقع له من خاطر
بعد اوسکی تجسس سی کیونکہ آدمی کی جی مین بعضی وقت پہلی تہمت کا خطرہ آتا ہی پہر اوسکی تلاش پڑتی ہی تاکہ جو خطرہ تہمت کا واقع ہوا ہی ثابت ہو جاوی
تلك التهمة لان التجسس من ثمرات سوء الظن فان من وقع في قلبه خاطر لا يقنع بالظن بل يطلب التحقيق
کیونکہ تجسس بدگمانی کا پہل ہوتا ہی بیشک جسکی دلمین کچھہ خطرہ آتا ہی تو اوسپر اکتفا نہین کیا کرتا بلکہ تحقیق کی لئی
فيشتغل بالتجسس فنهى الله تعالى ورسوله عن التجسس وهو البحث عن عيوب الناس وطلب الامارات المعرفة لها
تجسس مین لگ جاتا ہی سو اللہ تعالی اور اوسکی رسول نی تجسس کی ممانعت کی اور تجسس لوگون عیوب بیان کرنی اور ایسی نشانیان تلاش کرنی جسی یقین ہو جاوی

فان حصلت امارة من امارات المعرفة بلا تجسس او وردت معرفة جاز العمل بمقتضاها فاما طلبها فلا رخصة
پہر اگر کوئی علامت یقینی یونہی بے تلاش حاصل ہو جاوی اور اوس سی یقین ہو جاوی تو اوسپر عمل جایز ہی اور بڑی ہی اوسکی تلاش سو اوسکی ہرگز

فيه اصلا وقد روى عن عبد الله بن المبارك انه قال لغلي والد سهيل ا راض انت عن سهيل فقال له سهيل
رخصت نہین ہی اور عبد اللہ ابن مبارک سی روایت ہی کہ اونہی علی سہیل کی باپ سی کہا کیا تو سہیل سی خوش ہی سہیل نی اوس سی کہا کیا تجکو

اليس قد نهاك الله عن التجسس فصاغرت الى عبد الله نفسه فكل امر اذا فتشت منه ثقل على صاحبك
اللہ تعالی نی تجسس سی منع نہین کیا پس عبد اللہ اپنی دلین شرمندہ ہو گئی سو جو بات کہ تو اوسکی تلاش کری اور تیری یار پر اوسکی آگاہی دشوار گذری

مطالعتك اياه واسره منك فهو تجسس قال ابن الجوزي لا ينبغي لاحد ان يسترق السمع على دار غيره ليسمع
اور وہ تجہسی اوسکو چہپا وی پس وہ ہی تجسس ہی ابن الجوزی کہتا ہی کسیکو نہین چاہی کہ غیر کی گہر پر کان لگاوی تاکہ باجون کی آواز سنی

صوت الاوتار ولا ان يتعرض للشم ليدرك رائحة الخمر ولا ان يمس ما ستر بثوبه ليعرف ماهو ولا ان يستخبر الجيران
اور نہ سونگہنی کا قصد کری تاکہ شراب کی بو پاوی اور نہ ٹٹولی جو کپڑی تلی ڈہکا ہو کہ دیکہی کیا ہی اور نہ پڑوس کی خبر لیتا پہری

بما جرى فان فعل شيئا من ذلك يدخل في مذمة التجسس ومذمة قوله تعالى والذين يؤذون المؤمنين و
جو نہین کیا گذرا اگر اسمین سی کچہہ بہی کریگا تو وہ تجسس کی مذمت مین داخل ہوگا اور اس آیت کی مذمت مین اور جو لوگ تہمت لگاتی ہین مسلمان مردون کو اور

المؤمنت بغير ما اكتسبوا فقد احتملوا بهتانا واثما مبينا وروى عن ابن عمر انه عليه السلام صعد المنبر فنادى
عورتون کو بن کئی کام کی تو اوٹہایا اونہون نی بوجہہ جہوٹ کا اور صریح گناہ کا اور ابن عمر سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام منبر پر تشریف لی گئی پہر بلند آواز کی

بصوت رفيع فقال يا معشر من اسلم بلسانه ولم يفض الايمان الى قلبه لا تؤذوا المسلمين ولا تعيروهم ولا تتبعوا
پکار کر فرمایا ای وہ جماعت جو زبانی مسلمان ہو اور دلون مین ایمان کا اثر نہین ہی مسلمانون کو مت ستاؤ اور نہ عار دلاؤ اور نہ اونکی

عوراتهم فان من تتبع عورة اخيه تتبع الله عورته ومن تتبع الله عورته يفضحه ولو في جوف بيته
پوشیدہ عیب ڈہونڈو بیشک جو شخص اپنی بہائی کی چہپی عیب تلاش کرتا ہی اللہ تعالی اوسکی چہپی عیب ظاہر کرتا ہی اور جسکی چہپی عیب اللہ ظاہر کرتا ہی تو خوار کر دیتا ہی اگرچہ

وقال بعض السلف من اراد ان يسلم من الغيبة فليسد على نفسه باب الظنون فان من سلم من الظن سلم من
اور بعضی متقدمین کا قول ہی جو شخص چاہی کہ غیبت کرنی سی سلامت بچی تو لازم ہی کہ اپنی اوپر بد گمانیون کا دروازہ بند کردی کیونکہ جو شخص بد گمانی سی بچ رہتا ہی ان

التجسس ومن سلم من التجسس سلم من الغيبة ومن سلم من الغيبة سلم من الزور ومن سلم من الزور سلم من البهتان
تجسس سی بچ رہتا ہی اور جو تجسس سی بچا غیبت سی بچا اور جو غیبت سی بچا جہوٹ سی بچا اور جو جہوٹ سی بچا وہ بہتان سی بچا

فلو ظهر من مسلم علامة تدل على فساده لا يجوز عقد القلب عليها واساءة الظن بالمسلم بها لما روى انه عليه السلام
پہر اگر کسی مسلمان سی ایسی علامت ظاہر ہو جاوی کہ فساد پر دلالت کرتی ہو تو اوسکو دلین بٹہا لینا اور اوسکی سبب مسلم پر بد گمانی جایز نہین ہی اسلئی کہ نبی علیہ السلام

قال ان الله تعالى حرم من المسلم دمه وماله وعرضه وان يظن به ظن السوء فلا يستباح ظن السوء الا بما يستباح
نی فرمایا بیشک اللہ تعالی نی مسلمان کا خون اور مال اور عزت اور اوسکی حق مین بد گمانیان کرنی حرام کردی ہین پہر بد گمانی اوسی طرح سی مباح ہوتی ہی جسطرح

به المال وهو يقين عن مشاهدة او بينة عادلة وان خطر لك سوء الظن ولم يكن لك يقين ينبغي لك ان
اوسکا مال مباح ہوتا ہی یعنی یقین سی مشاہدہ ہو یا عادل گواہ ہون اور اگر دلمین بد گمانی آئی اور تجہکو اوسپر یقین نہین ہی تو تجہکو لازم ہی کہ

تدفعه عن نفسك وتقرر عليها ان حاله مستور عندك فما رايته منه من العلامة يحتمل الخير والشر فكيف
اوس خطرہ کو دلین سی دور کردی اور اوسکو یون ٹہراوی کہ اوسکا حال مجہسی پوشیدہ ہی اور جو علامت نظر آتی ہی وہ نیک اور بد دونو احتمال رکہتی ہی

تحكم عليه بالشر واما اذا اخبرك به عدل ومال قلبك الى تصديقه كنت معذورا لانك لو كذبته تكون
پہر بدی ہی کا کیون یقین کرتا ہی اور اگر اوسکی خبر کوئی عادل تجہکو سنادی اور تیرا دل اوسکی تصدیق پر مایل ہو تو اب تو معذور ہی اسی کہ اگر تو اسکو جہوٹا کہی

جانیا علیه حیث ظننت به الکذب وهذا من سوء الظن ایضا فلا ینبغی لك ان تحسن الظن باحد و
تو اسکا گنہگار ہوتا ہی اسواسطی کہ اسکی حق مین گمان جھوٹا کیا یہہ بہی ایک بدگمانی ہی سو تجھکو لایق نہین ہی کہ ایک کی حق مین گمان اچہا اور

تسیء بالاخر بل ینبغی لك ان تبحث عن حالهما هل بینهما عداوة ومحاسدة وتعنت املا فان کان بینهما
دوسری کی حق مین برا کری بلکہ تجھکو یہہ چاہئی کہ ان دونو کا حال دریافت کری کہ آیا ان دونو مین دشمنی اور حسد اور سرکشی ہی یا نہین پہر اگر ان دونون مین

شیء منها یتطرق التهمة والشرع قد رد شهادة الاب العدل للتهمة فلك ان تتوقف عند ذلك ولا تحکم
کچہہ حسد وغیرہ ہو تو اب تہمت کی راہ پائی اور شرع نی تو عادل باپ کی گواہی کو بہی تہمت کی وجہ سی نہین مانا اب تجھکو چاہئی کہ کچہہ یقین نکری نہ جہوٹ اور نہ سچ

علیه بکذب ولا بصدق وتقول ما ذکر من حاله کان فی ستر الله تعالی عندی وکان امره محجوبا عنی وقد بقی کما
اور اوسکی حال مذکور کو کہنا چاہئی کہ وہ مجھسی اللہ تعالی کی پردہ پوشی مین ہی اور اوسکا حال مجھسی پوشیدہ ہی اور وہ ویسا ہی ہی جیسی کہ تہا

کان لم ینکشف لی من امره شیء هذا اذا اخبرك عدل واحد واما اذا اخبرك عدلان فلا مجال لك من عدم تصدیق
تہا مجھکو اوسکا حال کچہہ معلوم نہین یہہ اوس صورت مین ہی کہ ایک عادل بیان کری اور اگر تجھکو دو عادل خبر دیوین تو اب تصدیق کرنی سی تجھکو کوئی علاج نہین

لانهما حجة فی الشرع لکن ینبغی ان یعلم ان الانسان لعدم کونه خالیا عن الخطاء والنقصان لا یوجد احد
کیونکہ یہہ دونو شرعی حجت ہین لیکن جاننا چاہئی کہ کوئی آدمی از بسکہ خطا اور نقصان سی خالی نہین ہوتا تو جو مؤمن ہوگا

من المؤمنین الا وله محاسن ومساوی فمن غلبت محاسنه علی مساویه فهو یعد من الصالحین ولذلك قال
اوسکی حسنات بہی ہونگی اور جرایم بہی پہر جسکی خوبیان برائیونسی زیادہ ہون وہ صلحاء مین شمار کیا جاتا ہی اسیلئی

الامام الشافعی ما احد من المسلمین یطیع الله تعالی ولا یعصیه ولا احد من المؤمنین یعصی الله ولا یطیعه
امام شافعی نی کہا ہی کوئی مسلمان ایسا نہین ہی کہ سراسر اللہ کا مطیع ہو اور نافرمانی نکرتا ہو اور نہ کوئی ایسا مؤمن جو سراسر گناہ کرتا ہو اور کچہہ طاعت نکرتا ہو

فمن کان طاعاته اکثر من معاصیه فهو عدل فی حکم الشرع فاذا کان مثل هذا عدلا فی حق الله تعالی فکونه
پہر جسکی طاعات معاصی سی زیادہ ہون تو وہ شرع مین عادل ہی جب ایسا شخص حق اللہ مین عادل ہووی تو تیری نظرون مین

عدلا عندك اولی واحری وروی ان رجلا اثنی علی رجل عند النبی علیه السلام فلما کان من الغد ذمه فقال
اولی اور سزاوار تر ہی کہ عادل ہو اور روایت ہی کہ ایک شخص نی نبی علیہ السلام کی سامنی ایک کی ثنا اور تعریف کی جب اگلا دن ہوا تو اوسکو برا

والله لقد صدقت علیه بالامس وما کذبت علیه الیوم فانه ارضانی بالامس فقلت فی حقه احسن ما علمت فیه
کہنی لگا اور کہا قسم خدا کی بیشک مین نی کل سچ عرض کیا تہا اور نہ آج جہوٹ کہتا ہون کل تو اوسنی مجھکو خوش کیا تہا سو مین نی اوسکی حق مین جو نیک معلوم تہا

واغضبنی الیوم فقلت فی حقه اقبح ما علمت فیه فقال النبی علیه السلام ان من البیان سحرا فکانه علیه السلام
کہدیا تہا اور آج اوسنی ناخوش کیا تو مجھکو جو برائی معلوم تہی وہ کہدی پہر نبی علیہ السلام نی فرمایا بیشک بعضی تقریر جادو ہی گویا نبی علیہ السلام کو

کره ذلك وشبهه بالسحر اذ ما من شخص الا ویمکن تحسین حاله وتقبیحها بما یوجد فیه من الخصال المحمودة والمذمومة
مکروہ معلوم ہوا اور جادو سی مشابہت دی کیونکہ ایسا کوئی نہین کہ اوسکی حال پر بلحاظ عادات نیک و بد کی تحسین یا تقبیح نہو سکی

## المجلس السابع والثمانون فی بیان النهی عن المصاحبة والماکلة مع الفاسق

ستاسی مجلس فاسق کی صحبت اور ساتہہ کہانی سی ممانعت کی بیان مین

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا تصحب الا مؤمنا ولا یاکل طعامك الا تقی هذا الحدیث من حسان المصابیح
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا مت ساتہہ ہو سوا مؤمن کی اور مت کہانا دی سواء پرہیزگار کی یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثون مین ہی

رواه ابو سعید والمراد بالمؤمن المذکور فیه المؤمن الخاص الذی یقابله الفاسق کما فی قوله تعالی افمن
ابو سعید کی روایت سی اور مؤمن سی مراد اس حدیث مین وہ مؤمن خاص ہی جسکی مقابل مین فاسق ہوتا ہی جیسی اس آیت مین بہلا ایک جو

كان مؤمنا كمن كان فاسقا لا يستوون فكانه عليه السلام قال لا تصاحب الا صالحا ولا تخالل الا تقيا فانه
جو کہ ایمان پر ہی برابر اوسکی جو بی حکم ہی نہیں برابر ہوتی گویا نبی علیہ السلام نی فرمایا مت ساتھہ ہو سوا صالح کی اور دوستی مت کر سوا پرہیزگار کی بیشک
علیه السلام قد حذر المؤمن في هذا الحديث عن مصاحبة من ليس بتقي وزجره عن مخالطته ومواكلته
نبی علیہ السلام نی اس حدیث میں مؤمن کو ناپرہیزگار کی صحبت سی ڈرایا ہی اور اسکی ملنی جلنی اور ساتھہ کہانی سی منع کیا
لان الصحبة والمخالطة توقع الالفة والمحبة في القلب فيلزم ان يكون كما قال النبي عليه السلام في حديث رواه
اسلی کہ ہمنشینی اور ملاقات سی دلمین الفت اور محبت پیدا ہو جاتی ہی پہر یہہ ہی ہو کر رہیگا جیسا نبی علیہ السلام نی حدیث میں ابو ہریرہ کی روایت
ابو هريرة يحشر المرء على دين خليله فلينظر احدكم من يخالل يعني ان من كان صديقه صالحا يكون صالحا
سی فرمایا ہر شخص اپنی دوست کی دین پر اوٹہیگا اب ہر ایک خیال کر لی کسکو دوست بناتا ہی مراد یہہ ہی جسکا دوست صالح ہوگا وہ بہی صالح ہوگا
ومن كان صديقه فاسقا يكون فاسقا فيدخل في عموم قوله تعالى الاخلاء يومئذ بعضهم لبعض عدو الا المتقين
اور جسکا دوست فاسق ہوگا وہ بہی فاسق ہوگا پہر اس آیت کی عام مضمون میں داخل ہوگا جتنی دوست ہین اوسدن دشمن ہونگی آپسمین مگر جو ڈر والی
فان كل واحد من الاخلاء الغير المتقين يقول يوم القيمة يا ويلتي ليتني لم اتخذ فلانا خليلا يا ليت بيني وبينه بعد
بیشک ہر ایک دوست ناپرہیزگار قیامت کی دن یہہ ہی کہیگا ای خرابی میری کہین نہ پکڑی ہوتی مینی فلانی کی دوستی کسیطرح مجہہ مین اور اوسمین فرق ہو
المشرقين فعلى هذا ينبغي للمؤمن ان لا يتخذ خليلا الا من يثق بدينه وامانته ويعرف صلاحه وتقواه اذ لا يصلح
مشرق اور مغرب کا سا اس بیان کی موافق مؤمن کو لازم ہی کہ دوست اوسی کو پکڑی جسکی دین اور امانت پر اعتماد کلی ہو اور اوسکی خوبی اور تقوی معلوم ہو کیونکہ ہر
للصداقة كل احد بل لا بد ان يكون فيمن يؤثر صداقته عدة خصال الاولى العقل اذ لا خير في صداقة الاحمق لان
شخص دوستی کی قابل نہین ہوتا بلکہ ضرور ہی کہ جسکی دوستی پسند کرتا ہی اوسمین کئی خصلتین ہون اول عقل اسواسطی کہ احمق کی دوستی مین کچہہ خوبی نہین ہی
احسن احواله ان يضرك وهو يريد نفعك وترجع الى القطيعة والوحشة عاقبتها وان طالت مدتها ولذلك
اوسکا اچہی سی اچہا حال یہہ ہوتا ہی کہ بہلائی کرنی مین نقصان کردی اور اسکا انجام ترک ملاقات اور وحشت ہوگی اگرچہ دوستی پر مدت گذر جاوی اسی لئی
قيل العدو العاقل خير من الصديق الاحمق والمراد من العاقل من يفهم الامور على ما هي عليه اما بنفسه او بتعليمه
کسیکا قول ہی دانا دشمن نادان دوست سی بہتر ہی اور عاقل سی مراد وہ ہی کہ امور کی حقیقت اور اصل کو سمجہتا ہو یا خود بخود یا سیکہہ سمجہہ کر
وتفهيمه وقد روي عن الحسن انه قال هجران الاحمق قربان الى الله تعالى وقال عيسى النبي عليه السلام اني
اور حسن سی روایت ہی کہ وہ کہتا ہی احمق سی الگ رہنا اللہ تعالی کی قربت ہی اور عیسی نبی علیہ السلام کہتی ہین مین
ما عجزت من احياء الموتى وقد عجزت عن معالجة الاحمق والثانية حسن الخلق اذ لا خير في صداقة من لا يملك
مردی کو زندہ کرتا ہوا عاجز نہین ہوا پر احمق کی علاج سی لاچار ہو گیا ہون دوسری حسن خلق اسلئی کہ جو غصہ اور شہوت کیوقت اپنی قابو مین نہ رہی
نفسه عند الغضب والشهوة فان العاقل وان كان يدرك الاشياء على ما هي عليه لكن اذا غلبه الغضب والشهوة
تو اوسکی دوستی مین کیا خوبی ہی بیشک عاقل اگرچہ اشیاء کی اصل سی واقف ہوتا ہی پر جب اوسپر غصہ اور شہوت غلبہ کریگی تو اپنا طرفدار
يطيع نفسه ويفعل ما يقتضيه هواه والثالثة الصلاح اذ لا خير في صداقة الفاسق لان من يرتكب الكبيرة لا يخاف الله تعالى
ہوویگا اور وہ ہی کام کریگا جو اوسکی خواہش ہی اور تیسری صلاح اسواسطی کہ فاسق کی دوستی مین کچہہ خیر نہین ہی کیونکہ جو شخص گناہ کبیرہ کرتا ہی تو خدا سی نہین ڈرتا
ومن لا يخاف الله تعالى لا يؤمن غائلته ولا يوثق بصداقته والرابعة الصدق اذ لا خير في صداقة الكذاب لان
اور جو خدا سی نہ ڈرتا ہو تو اوسکی بدی سی نہین بچا جاتا اور نہ اوسکی دوستی پر بہروسہ اور چوتہی صدق کیونکہ جہوٹی کی دوستی مین کوئی بہلائی نہین ہی کیونکہ
مثله مثل السراب يقرب اليك البعيد ويبعد منك القريب وتكون منه دائما على الغرور والخامسة الشجاعة اذ لا
اوسکی مثال ایسی ہی جیسی دہوکہا جیسی دور کو نزدیک کر دیتا ہی اور نزدیک کو دور اور ہمیشہ فریب دیتا رہیگا پانچوین مردانگی اسواسطی کہ ڈرپوک کی

في صداقة الجبان لانه يترك نصرتك واعانتك عند الشدة ويخونك بل يختفي ويغيب عنك والسادسة الوفاء اذ

دوستی مین کچہہ فائدہ نہین ہی کیونکہ خوف اور سختی کی وقت تیری نصرت اور اعانت سی بیٹہہ رہیگا اور تجہکو ڈرا دیگا بلکہ چہپ کر غائب ہو جاویگا چہٹی وفا اسواسطی

لاخير في صداقة من لاوفاء له ومعنى الوفاء الثبات على المحبة والدوام عليها والمحبة الدائمة هي التي تكون في الله لان

بیوفا کی دوستی مین کچہہ فائدہ نہین ہی اور معنی وفا کی محبت پر قایم اور دایم رہنا اور دائمی محبت وہ ہی ہوتی ہی جو خدا کی واسطی ہو اسلئی

ما يكون لغرض من الاغراض يزول بزوال ذلك الغرض فلا يتحقق الوفاء لان ماينافي الوفاء لايكون من الوفاء فمن الوفاء في

کہ جو محبت کسی غرض کی واسطی ہوتی ہی تو جب غرض نکلجاتی ہی محبت بہی ہو لیتی ہی پہر وفا کہان کیونکہ جو وفا کی برخلاف ہو وہ وفا مین داخل نہین ہی ایک وفا

حق صديقه مراعاة جميع اصدقائه واقاربه والمتعلقين به لان مراعاتهم اوقع في قلبه من مراعاة نفسه فيكون

داری دوست کی یہہ ہی کہ اوسکی تمام دوستون اور سگی سودہرون اور علاقہ دارون کی رعایت کری کیونکہ ان لوگون کی رعایت اوسکی دلین بہت جگہ کرتی ہی بہ نسبت

فرحه بتفقد من يتعلق به اكثر لانه على تعدي المحبة الى من يتعلق به حتى قالوا ان الكلب الذي يكون في باب دار صديقه

اپنی رعایت کی پہر اوسکی خوشی اوسکی متعلقون پر عنایت کرنی سی زیادہ تر ہو گی کیونکہ اس سی معلوم ہوتا ہی کہ اوسکی محبت بڑہ کی متعلقون تک جا پہنچی ہی یہانتک کہتی ہین کہ جو کتا دوست کی

ينبغي ان يتميز في قلبه عن سائر الكلاب ومن الوفاء ان لايصادق عدو صديقه اذ قال الامام الشافعي اذا اطاع صديقك عدوك

دروازی پر ہو چاہی کہ دلین وہ بہی بہ نسبت اور کتون کی متمیز ہو اور ایک وفاداری یہہ ہی کہ دوست کی دشمن سی دوستی نکری کیونکہ امام شافعی کہتی ہین جب تیرا دوست تیری دشمن کا

فقد اشتركا في عداوتك ومن الوفاء ان لايتغير حاله في التواضع مع صديقه وان ارتفع شانه واتسعت ولايته وعظم جاهه

فرمان بردار ہو تو دونو تیری دشمنی مین شریک ہین اور ایک وفاداری یہہ ہی کہ دوستکی تواضع کرنیمین حال نہ بدل جاوی اگرچہ شان بلند اور ولایت فراخ اور مرتبہ عظیم ہو جاوی

ومن الوفاء ان يتورع عما يوجب الفرقة بينهما اذ من تمام الوفاء ان يكون شديد الجزع من المفارقة ولذلك قال بعض من السلف

اور ایک وفاداری یہہ ہی کہ اسباب فرقت سی خوفناک رہی اسلئی کہ پوری دوستی یہہ ہی کہ مفارقت سی بہت ڈرتا ہو اور اسیلئی بعضی متقدمین نی کہا ہی

وجدت جميع مصيبات الزمان هينة سوى مفارقة الاحباب وقال ابن المبارك الذ الاشياء مجالسة الاحباب ومن الوفاء الموافقة

مین زمانہ کی تمام مصیبتون کو سہل پاتا ہون بجز جدائی دوستون کی اور ابن مبارک کہتی ہین بڑی مزہ دار چیز دوستون کی ہمنشینی ہی اور ایک وفاداری یہہ ہی کہ

فيما لايخالف الحق واما فيما يخالف الحق في امر يتعلق بالدين فليس من الوفاء الموافقة فيه بل من الوفاء المخالفة فيه والتنبيه على ماهو الحق كما

جو حق کی برخلاف نہو اوسمین ساتہہ دی اور رہی وہ بات جو دینیات مین حق کی برخلاف ہو تو اوسمین رفاقت کرنی وفاداری نہین ہی بلکہ اب مخالفت مین اور حق کی جتلانی مین وفا

حكي عن الامام الشافعي انه يواخي محمد بن الحكم وكان يبره ويقبل عليه ويقول مايقيمني بمصر غيره فلما راى الناس صدق

داری ہی چنانچہ امام شافعی سی حکایت کرتی ہین کہ وہ محمد بن الحکم سی الفت برادرانہ رکہتی تہی اور اوسکو پاس بٹہاتی اور اوسکی پاس جایا کرتی اور کہتی تہی کہ مجہکو مصر مین اسکی سوا کوئی نہین

مودتهما ظنوا انه يفوض اليه امر مجلسه بعد وفاته فقالوا له في مرضه الذي توفي فيه الى من تفوض امر مجلسك بعدك

جب لوگون نی صدق مودت اسقدر دیکہا تو خیال کیا کہ اپنی وفات کی بعد اپنی مجلس کا خلیفہ اسی کو کرینگی سو لوگون نی اون سی مرض الموت مین پوچہا اپنی بعد خلافت مجلس کی کسکو تفویض کرینگا

وكان محمد بن الحكم عند راسه واستشرف ليومي اليه فقال الشافعي سبحان الله يجلس مجلسي ابو يعقوب البويطي ومال اصحاب الشافعي

اور اوسوقت محمد بن الحکم ہی سرانی کہڑی تہی سوسامنی ہوئی تاکہ اوسکی طرف اشارہ کر دین تب امام شافعی نی کہا پاک ہی اللہ میری جگہہ ابو یعقوب البویطی بیٹہی اور شافعی کی تمام شاگرد

الى البويطي فانكر له محمد بن الحكم مع انه كان حمل عنه مذهبه كله الا ان البويطي كان افضل واقرب الى الزهد والورع فان بعض

بویطی کی طرف متوجہ ہوگئی سو محمد بن الحکم کو یہہ بات بری لگی باوجودیکہ اونسی تمام مذہب سیکہا تہا مگر بویطی افضل اور بڑا زاہد اور متورع تہا بیشک بعضا شخص

من يشتهر بالعلم والفضل بين الخلق قد يكون غيره افضل منه اما مطلقا او بخصوصية فيه لكن لاينفطن ذلك كثير من الناس

جو خلقت کی اندر علم اور فضل مین مشہور ہو جاتا ہی بعضی وقت اور شخص اوس سی افضل ہوا کرتا ہی یا ہر باب مین یا کسی خاص امر مین لیکن اس بات کو اکثر لوگ سمجہ نہین کرتی

فيعرضون عن غير المشهور ويشتغلون بالمشهور عندهم فيفوتهم تحصيل فضيلة من ليس بمشهور عندهم فنصح الامام الشافعي

تو اسے غیر مشہور کو چہوڑ کر جو اونہین مشہور ہوتا ہی اوس مین مشغول ہو جاتی ہین سو اونسی اوس غیر مشہور کی فضیلت فوت ہو جاتی ہی سو امام شافعی نی واسطی اللہ کی اور مسلمانون کی

لله تعالى والمسلمين واختار الافضل وترك المداهنة ولم يؤثر رضى الخلق على رضاء الله تعالى فلما توفى الامام
منفعت کی لیے خیر خواہی کی اور افضل کو پسند اور غلطی کو ترک کیا اور خلقت کی رضا مندی اللہ کی رضا مندی پر اختیار نکی پہر جب امام شافعی نی وفات کی

الشافعی انقلب محمد بن الحکم عن مذهبه ورجع الى مذهب ابيه ودرس كتب مالك واما البويطى فآثر الزهد و
تو محمد بن الحکم اونکی مذہب سی پہر کر اپنی باپ کی مذہب پر ہوگیا اور امام مالک کی کتابونکا درس شروع کیا اور بویطی زہد اور خلوت لیکر عبادت مین

الخمول واشتغل بالعبادة ولم يعجبه الجمع والجلوس فى الحلقة فظهر من هذا كله ان الصالح للصداقة من يجتمع فيه
مشغول ہوا اور اوسکو جماعت کا ہونا اور حلقہ مین بیٹھنا پسند نہ آیا اس تمام بیان سی ظاہر ہوا کہ دوستی کی لایق وہ ہی ہی جسمین یہہ خصلتین جمع ہون

هذه الخصال فان لم يجتمع فيه هذه الخصال فعليك باعتزال الناس جملة وملازمة بيتك اذ ليس للعاقل فى
پہر اگر اوسمین یہہ خصال جمع نہون تو پہر تمام خلقت سی الگ ہوکر اپنی گہر کے اندر بیٹھا رہ اسلئی کہ عاقل کو اس زمانہ مین

هذا الزمان الا التحصن بالسكوت وملازمة البيوت وقد قال ابو سليمان الخطابى دع الراغبين فى صحبتك والتعلم منك
سوائی خاموشی کی اور گہر مین بیٹھہ رہنی کی کوئی پناہ نہین ہی اور ابو سلیمان خطابی کہہ چکی ہین چہوڑ اپنی ہمنشینون اور شاگردون کو

فليس لك منهم صديق ولا رفيق اخوان العلانية واعداء السر اذا لقوك مدحوك واذا غبت عنهم اغتابوك من ياتيك
کہ انمین نہ تیرا کوئی دوست ہی اور نہ رفیق ظاہر کی بہائی ہین باطن مین دشمن جب ملین تعریف کرین اور جب تو اونسی غایب ہووی تو غیبت کرین برا کہین

منهم كان عليك رقيبا واذا خرج من عندك كان عليك خطيبا فلا تغتر بالجمع لديك وتملقهم بين يديك
اونمین سی جو تیری پاس آتا ہی تو تیرا رقیب ہوتا ہی اور جب تیری پاس سی چلا جاتا ہی تو تیری بدگوئی کرتا ہی سو یہہ فریب نکہانا کہ تیری پاس جمع ہوتی ہین اور تیری سامنی

فما غرضهم العلم بل غرضهم ان يتخذوك سلما الى اوطارهم وحمارا فى حاجاتهم وان قصرت فى غرض من اغراضهم
خوشامد کرتی ہین سو اونکی غرض علم نہین ہی بلکہ اونکی غرض یہہ ہی کہ تجہکو اپنی حاجات کا زینہ اور اپنی بوجہہ کا گدہا بار بردار بنالین اور اگر تو نی اونکی کسی غرض مین ذرہ قصور کیا

يكونون اشد اعدائك ويعدون ترددهم اليك منة عليك ويرونه حقا واجبا لديك ويعرضون عليك ان تبذل
تو پہر وہ تیری بڑی ہی دشمن ہین اور اپنی آمدرفت کو تیری اوپر احسان جتلاوین اور اوسکو تیری اوپر حق واجب سمجہین اور خواہش کرین کہ تو اپنی

لهم عرضك ودينك وتكون لهم تابعا خسيسا بعد ان كنت متبوعا رئيسا وقد روى عن ابن عمر انه عليه السلام قال
آبرو اور دین اونکی لیے کہودی اور اونکا ادنی فرمان بردار بن کر رہی بعد اسکی کہ تو حاکم اور سردار تہا اور ابن عمر سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا

الشيخ فى قومه كالنبى فى امته وانما يكون الشيخ فى قومه كذلك لانه يعلمهم دينهم كما علم كل نبى امته دينهم ومن حق
کہ شیخ اپنی قوم مین ایسا ہی کہ نبی اپنی امت مین اور شیخ اپنی قوم مین اس مرتبہ پر اسلئی ہوتا ہی کہ اونکو دین سکہاتا ہی جیسی نبی اپنی امت کو دین سکہاتی تہی اور شاگرد پر استاد کا حق

المتعلم فى حق من علمه خيرا ولو حرفا واحدا ان يحترمه ظاهرا وباطنا لكونه مثل ابيه بل هو اولى لما روى عن ابى هريرة انه
کہ خیر سکہائی ہو اگرچہ ایک حرف بتایا ہو یہہ ہی کہ ظاہر و باطن سی اوسکی عزت کری کیونکہ بجای باپ کی ہی بلکہ بہتر اسلئی کہ ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی

عليه السلام قال انما انا لكم مثل الوالد لولده وفى حديث اخر انه عليه السلام قال خير الاباء من علمك وسبب ذلك
علیہ السلام نی فرمایا مین تمہاری لیے ایسا ہون جیسی کہ بیٹی کی لیے باپ اور ایک اور حدیث مین ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا اچہا باپ وہ جو تجہکو علم سکہادی وجہ اسکی یہہ ہی

ان المعلم يقصد الانقاذ من نار الاخرة وهو اهم من انقاذ الابوين لولدهما من نار الدنيا ولذلك كان حق المعلم اعظم
کہ استاد آخرت کی آگ سی بچاتا ہی اور یہہ مقصود بہتر ہی اس سی کہ ماں باپ اپنی اولاد کو دنیا کی آگ سی بچاتی ہین اور ایسی ہی اوستاد کا حق بہی ماں باپ کی حق سی

من حق الوالدين فانهما وان كانا سببين للوجود والحيوة الفانية لكن لولا المعلم وافادته ما هو سبب للحيوة الاخروية
بڑا ہی کیونکہ ماں باپ اگرچہ سبب وجود اور حیات فانی کی ہین لیکن اگر استاد اور اوسکی فائدہ رسانی نہوتی جس سی حیات اخروی دائمی حاصل ہوتی ہی

الدائمة لساق ما حصل من جهتهما الى الهلاك الدائم ثم انه لما كان مثل الاب يلزمه ان يجرى المتعلم مجرى ابنه ويشفق
تو بیشک جو ماں باپ کی جہت سی حاصل ہوا ہی ہمیشہ کو ہلاک کر دیتا پہر جب اوستاد بجای باپ کی ہوا تو اوسکو لازم ہی کہ شاگرد کو بجای بیٹی کی سمجہی اوسپر شفقت کری

عليه ويمنعه عن تجاوز مرتبته الى مرتبة لم يستحقها ولم يجئ اوانها ويبين له ان المقصود من العلم تحصيل سعادة
اور ایسا مرتبہ لینی سی جسکا وہ ابھی مستحق نہیں ہی اور اوسکا ابھی وقت نہیں آیا منع کری اور اوس سی بیان کردی کہ علم سی سعادت اخروی مطلوب ہوتی ہی
الآخرة لا طلب الرياسة والمفاخرة كما حكي ان ابا يوسف لما عقد مجلسا للتدريس من غير اعلام ابي حنيفة ارسل
ریاست اور عزت مطلوب نہیں ہوتی چنانچہ حکایت ہی کہ ابو یوسف نی جب مدرسہ بدون اطلاع امام ابو حنیفہ کی تجویز کیا تو امام نی اونکی پاس آدمی بھیجا
اليه ابو حنيفة رجلا ليسأله عن عدة مسائل من جملتها انه سأله عن قصار جحد الثوب ثم جاء به مقصورا اهل يستحق
تاکہ اونسی چند مسئلہ پوچھ آدمی اونمین ایک یہہ مسئلہ پوچھا ایک دھوبی ہی کپڑی سی منکر ہو گیا پھر دھو کر لی آیا تو آیا وہ اجرت کا مستحق ہی
الاجر ام لا فقال ابو يوسف يستحق فقال الرجل اخطأت فقال لا يستحق فقال اخطأت فتحير ابو يوسف فقال الرجل ان كانت
یا نہیں ابو یوسف نی کہا مستحق ہی اوس شخص نی کہا غلط پھر کہا مستحق نہیں پھر اوس شخص نی کہا غلط پھر ابو یوسف حیران ہوئی تو اوس شخص نی کہا
القصارة قبل الجحود يستحق والا فلا وهكذا اخطأه في كل ما اجاب من سائر المسائل فعلم ابو يوسف قصوره فعاد الى
اگر انکار کرنی سی پہلی دھو چکا ہی تو اجرت کا مستحق ہی اور نہیں تو نہیں اسیطرح تمام مسائل کی جواب مین غلطی پکڑی اب ابو یوسف اپنا قصور پا گئی پھر امام کی پاس
ابي حنيفة فحين جاء قال له ابو حنيفة ما جاء بك الا مسئلة القصار فانك زببت قبل ان تحصرم سبحان الله
حاضر ہوئی اور جب وہ آئی تو ابو حنیفہ نی کہا تجکو صرف دھوبی کا مسئلہ لایا ہی بیشک تو نی انگور کچی سی پہلی توڑا سبحان اللہ
من رجل يعقد مجلسا ويتكلم في دين الله ولا يحسن مسئلة في الاجارة ثم قال من ظن انه استغنى عن التعلم فليبك
ایک شخص مجلس بنا کر اللہ کی دین مین گفتگو کری اور اجارہ کا مسئلہ بھی ٹھیک نہین آتا پھر فرمایا جسکو یہہ خیال ہو کہ علم سیکھنی کی مجکو حاجت نہیں تو وہ
على نفسه وكان سبب تفرده على ما ذكر في مناقب الكردري انه مرض مرضا شديدا فعاده الامام فقال لقد كنت
اپنی جان کو رووی اور سبب ابو یوسف کی جدا ہونیکا موافق مذکور مناقب کردری کی یہہ ہی کہ وہ سخت بیمار ہوئی امام اونکی عیادت کو گئی اور فرمایا مجکو تجھ سی امید تھی
اؤملك بعدي للمسلمين ولئن اصبت ليموتن علم كثير فلما برأ اعجب بنفسه وعقد مجلس الامالي ولم يتفطن ان في قول
کہ میری بعد مسلمانون کا رئیس اور پیشوا ہوتا اور اگر تو مر گیا تو بہت علم مر جاوینگی پھر جب وہ اچھی ہو گئی تو اپنی دل مین خوش ہوئی اور مدرسہ تیار کیا اور یہہ نہ سمجھی کہ امام کا
الامام لقد كنت اؤملك بعدي للمسلمين اشارة الى ان المتعلم لا ينبغي له ان يستبد بنفسه في زمن استاذه بلا اذن
مجکو امید تھی کہ میری بعد مسلمانونکا بیشک رئیس اور پیشوا ہوتا اشارہ ہی کہ شاگرد کو نہیں چاہئی کہ اپنی آپ اوستاد کی سامنی بی اذن مستقل ہو جاوی
منه ثم لما علم قصوره ترك مجلسه وعاد الى ابي حنيفة واشتغل بالتعلم منه قال ابن المبارك لا يزال المرء عالما ما
پھر اونکو جب اپنا قصور ثابت ہوا تو وہ مجلس تو تیار چھوڑی اور امام ابو حنیفہ کی پاس آ کر پڑھنا شروع کیا ابن المبارک کہتی ہین کہ آدمی ہمیشہ عالم رہتا ہی
طلب العلم فاذا ظن انه علم فقد جهل قال الامام الغزالي في الاحياء كل متعلم استبقى لنفسه رأيا واختيارا وراء اختيار
جبتک علم طلب کرتا ہی پھر جب یہہ خیال بندہ کہ مین سیکھ چکا تو اب جاہل ہوا اور امام غزالی احیاء مین کہتی ہین جو شاگرد اپنی کوئی رای تجویز کر کر علاوہ رای
المعلم فاحكم عليه بالخسران

## المجلس الثامن والثمانون في بيان افضل الاعمال الحب في الله والبغض

اوستاد کی رای کی پسند کری تو اوسکو خاسر سمجھ لو — اٹھاسی مجلس افضل اعمال کی بیان مین کہ محبت برای خدا اور بغض برای خدا ہی

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم افضل الاعمال الحب في الله والبغض في الله هذا الحديث من حسان المص
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا اچھی سی اچھا عمل سہ دوستی اور سہ دشمنی ہی یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثون مین
رواه ابو ذر وفيه اشارة الى ان المؤمن لا بد له ان يكون له اصدقاء يحبهم في الله تعالى واعداء يبغضهم في الله
ابو ذر کی روایت سی اور اسمین یہہ اشارہ ہی کہ مؤمن کی تئین بالضرور بعضی دوست ہوا کرین کہ برای خدا اونکو محبوب رکھا کری اور بعضی دشمن کہ برای خدا
فانه اذا احب احدا لكونه مطيعا لله تعالى فلا بد له ان يبغضه عند كونه عاصيا لله تعالى لان من يكون محبوبا بسبب
اونکو مبغوض رکھا کری بیشک اگر کسیکو اللہ کا فرمان بردار دیکھ کر محبوب رکھیگا تو پھر بالضرور اوسکو مبغوض رکھیگا جب وہ اللہ کی نافرمانی کریگا اسلئی کہ جو شخص کسی سبب سے

فبالضرورة يكون مبغوضا لضده وهو مطرد في الحب والبغض لكن كل واحد منهما دفين في القلب انما يترشح

محبوب ہوجاتا ہی تو بالضرور اوسکا خلاف کرنیسے مبغوض ہوجاویگا اور آدمی محبت اور بغض مین یکسان ہوتا ہی لیکن حب اور بغض دونو دل مین گڑی ہوتی

عند الغلبة اذ عند غلبة الحب يظهر افعال المحبين من المقاربة والموافقة ويسمى موالاة وعند غلبة البغض

اور غلبہ کی حالت مین ظاہر ہوجاتی ہین اسلئی کہ محبت کی غلبہ مین دوستون کی سی حرکات افعال ہونی لگتی ہین مقاربت اور موافقت اسی کو دوستی کہتی ہین اور بغض کی حالت مین

يظهر افعال المبغضين من المباعدة والمخالفة ويسمى معاداة فان قيل باي طريق يمكن اظهار البغض فالجواب

عداوت کی سی افعال ہونی لگتی ہین دوری اور مخالفت اسکا نام دشمنی ہی اگر کوئی پوچھی بغض کو کسطرح پر ظاہر کری تو جواب یہ ہی

ان اظهاره لا يخلو اما ان يكون في القول او في الفعل اما في القول فيكون تارة بكف اللسان عن مكالمته ومحادثته

کہ بغض کا اظہار دو حال سی خالی نہین یا تو گفتگو مین ہوگا یا کاروبار مین گفتگو مین تو بعضی وقت اوسکی ساتھ بولنی اور باتچیت سی رکنا

وتارة بتغليظ القول عليه واما في الفعل فيكون تارة بقطع السعي في اعانته وتارة بالسعي في اساءته وافساد اربه

اور کبھی سخت بولنا اور کاروبار مین کبھی تو اوسکی امداد مین تندہی نکرنی اور کبھی اوسکی بگاڑ کی اور اوسکا مقصد خراب کرنی کی سعی

فيما يفسد عليه طريق المعصية لا فيما لا يؤثر فيه وهذا اذا صدر عنه المعصية على طريق القصد كبيرة كانت او

اسطرح کہ اوسکی لئی طریقہ معصیت کا باقی نرہی نہ ایسا افساد کہ طریق معصیت مین اثر نکری اور یہ اوس صورت مین ہی کہ معصیت قصداً کرتا ہو کبیرہ ہو یا

صغيرة واما اجرى مجرى الهفوة التي يعلم انه نادم عليها غير مصر عليها فالاولى فيه الاغماض والستر لا سيما اذا كانت

صغیرہ اور جو گناہ کہ قایم مقام لغزش کی ہو کہ معلوم ہوتا ہو وہ اسپر شرمندہ ہی اصرار نہین کرتا تو اسمین اولی یہ ہی کہ چشم پوشی اور پردہ پوشی کری خاص کر اوس

معصية بالجناية على حقك او حق من يتعلق بك فعدم الاعتراض حسن لان العفو عمن ظلمك واساء اليك

کہ وہ معصیت تیری حق مین یا تیری کسی متعلق کی حق مین ظلم ہو تو اب اوسکی بازپرس نکرنی اچھی ہی کیونکہ درگذر کرنا ایسی سی جو تجھپر ظلم کری اور تیری ساتھ برائی

من اخلاق الصديقين واما من ظلم غيرك وعصى الله تعالى به فعدم الاعتراض عنه احسان اليه فلا يحسن الاحسان

کری صدیقین کی عادت ہی اور جو شخص اوروں پر ظلم کری اور اللہ کی نافرمانی کری تو بازپرس نکرنا اوسپر احسان ہی سو ایسی پر احسان کرنا اچھا نہین ہی

اليه لان الاحسان اليه اساءة الى المظلوم وحق المظلوم اولى بالمراعاة وتقوية قلبه بالاعراض عن الظالم احب

کیونکہ اسپر احسان کرنا مظلوم کی حق مین برا ہی اور رعایت مظلوم کی حق کی اولی ہوتی ہی اور مظلوم کا دل ظالم سی اعراض کرکر قوی کرنا

الى الله تعالى من تقوية قلب الظالم وقد اتفق السلف على اظهار البغض والعداوة للظلمة والمبتدعة وكل من عصى الله

اللہ تعالی کو ظالم کی تقویت سی زیادہ تر محبوب ہی اور متقدمین سب متفق ہین کہ ظالم اور بدعتیون کی ساتھہ اور جو کوئی خدا کی ایسی نافرمانی کرتا ہو

بمعصية متعدية منه الى غيره واما من عصى الله تعالى في حق نفسه فقد اختلفوا فيه فمنهم من نظر اليه بنظر

کہ اوسکا اثر غیر تک پہنچی اوسکی ساتھہ بغض اور عداوت ظاہر کیا کری اور رہا وہ شخص کہ گناہ کا وبال صرف اپنی جان پر لیتا ہی تو اسمین اختلاف ہی سو بعضی تو اوسکی طرف بنظر

الرحمة ولم يعرض عنه ومنهم من شدد الانكار عليه واختار المهاجرة عنه لقوله تعالى لا تجد قوما يؤمنون بالله

رحمت دیکھتی ہین بیزار نہین ہوتی اور بعضی اوسپر بہت تشدد کرکر اوس سی مہاجرت اختیار کرتی ہین بدلیل اس آیت کی تو نہ دیکھیگا کوئی لوگ جو یقین رکھتی ہون اللہ

واليوم الاخر يوادون من حاد الله ورسوله ولو كانوا اباءهم او ابناءهم او اخوانهم او عشيرتهم فدلت الاية على ان

اور پچھلی دن پر پھر دوستی کرین ایسون سی جو مخالف ہوئی اللہ کی اور اوسکی رسول کی اور پڑی وہ اپنی باپ ہون یا اپنی بیٹی یا اپنی بھائی یا اپنی گھرانی کی سو یہ آیت دلالت کرتی ہی

من يرتكب المعاصي والمنكرات يجب هجره ولو كان من الاقرباء ويكون هذا الهجر على وجه العقوبة والتاديب

کہ جو شخص معاصی اور منکرات پر عمل کرتا ہی اوسی الگ رہنا واجب ہی اگرچہ سگا سو دھرا ہووی اور یہ چھوٹ چھٹاؤ بطور سزا اور تادیب کی

بمنزلة التعزير واما النظر اليه بنظر الرحمة فيفضي الى المداهنة لان اكثر البواعث على الاعضاد على المعاصي المداهنة

بجای تعزیر کی ہوتی ہی اور اوسکی طرف نظر رحمت سی دیکھنا دین مین سستی پیدا کرتا ہی اسلئی کہ اکثر اسباب گناہ کی امداد کی یہی ہی مداہنت

ومراعاة القلوب والخوف من نفرتها ووحشتها فيظن الغبي الاحمق انه ينظر اليه بنظر الرحمة ومحك ذلك انه ان
اور دلداری کرنی اور نفرت اور وحشت سے خوف کرنا اب احمق نافہم یہہ خیال کرتا ہے کہ میری طرف نظر رحمت سے دیکھتا ہے اور اسکا امتحان یہہ ہے کہ اگر
كان يترحم عليه عند جناية على حقه ويقول هذا شئ قد قدر له فكيف لا يفعله والقدر لا ينفع منه الحذر
یہہ حال ہوتا کہ اوسپر اپنی حق مین تعدی کرنی سے رحمت کرکے یہہ کہتا کہ تقدیر سے یون ہی ہونا تہا یہہ کیونکر نہ کرتا اور تقدیر سے نہین بہاگا جاتا
يصلح ان يترحم عليه عند جناية على حق الله تعالى وان كان يغتاظ عليه عند جنايته على حقه ويترحم عليه
تو مضائقہ نہین کہ اوسپر حقوق الٰہی مین تعدی کرنی پر رحم کرے اور اگر اپنی حق تلفی پر غیظ وغضب کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی گناہ پر
عند جنايته على حق الله تعالى فهو مداهن مغرور بكيد الشيطان فان قيل العصاة والفساق على مراتب
رحمت کرتا ہے تو یہہ ضعیف الایمان شیطان کی مکر مین پہنسا ہوا ہے اور اگر کوئی پوچہے گنہگار اور فاسق مختلف
مختلفة فهل يسلك في جميعهم مسلكا واحدا ام لا فالجواب ان المخالف لامر الله تعالى لا يخلو اما ان يكون في اعتقاده
درجہ کی ہوتی ہین پہر کیا سب کی ساتہہ ایک ہی طریقہ برتے یا نہین تو جواب یہہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حکم کا مخالف دو حال سے خالی نہین ہے یا تو اعتقاد مین ہے
او في عمله والمخالف في الاعتقاد ثلثة اقسام الاول الكافر وهو ان كان حربيا يستحق القتل والاسترقاق وان كان
یا عمل مین ہے اور جو اعتقاد مین مخالف ہے تین قسم پر ہے اول تو کافر اور کافر اگر حربی ہے تو لایق قتل اور غلام بنانی کی ہے اور اگر
ذميا لا يجوز ايذاؤه الا بالاعراض عنه والكف عن مخالطته ومعاملته ويكره كراهة شديدة تكاد تنتهي الى
ذمی ہے تو اوسکا ستانا جایز نہین ہے مگر کم توجہی سے اور مخالطت اور معاملہ ترک کرنی سے اور سخت مکروہ ہے بلکہ قریب حرام کی ذمی کی
التحريم الانبساط معه والاسترسال اليه كالاسترسال الى الاصدقاء والثاني المبتدع الذي يدعو الى بدعته فان
ساتہہ خوشیان منانی اور تحفہ بہیجنا جیسے دوستون کو بہیجا کرتی ہین اور دوسرا بدعتی جو اور کو بدعت سکہاوی بیشک
بدعته ان كانت بحيث يكفر بها فامره اشد من الذمي لانه لا يقر بجزية ولا يسامح بعقد الذمة وان كانت مما
اوسکی بدعت اگر ایسی ہے کہ اوس سے کافر ہو جاتا ہے تو اوسکا حال ذمی سے بدتر ہے اسلئے کہ بدعتی نہ اقرار جزیہ کا کرتا ہے اور نہ پروا ذمی ہونی کی کرتا ہے اور اگر بدعت
لا يكفر بها فامره بينه وبين الله تعالى اخف من امر الكافر لا محالة الا ان الانكار عليه اشد منه على الكافر لان شر
ایسی نہین ہے جو کافر کردے تو اوسکا معاملہ اللہ سے بہ نسبت کافر کی بہت سہل ہے مگر اتنا ہے کہ بدعتی سے متارکت بہ نسبت کافر کی زیادہ کرنی چاہئے اسلئے کہ کافر
الكافر غير متعد لان المسلمين لا يلتفتون اليه ولا يقبلون قوله لكونه كافرا واما المبتدع الذي يدعو الى بدعته و
کا کفر اور مین اثر نہین کرتا کیونکہ مسلمان ادہر متوجہ نہین ہوتی اور کافر سمجہہ کر نہ اوسکا کہا مانتے ہین اور رہا بدعتی جو اورونکو بدعت سکہاوے اور
يزعم ان ما يدعو اليه حق فهو سبب لغواية الخلق فشره متعد فالاستحباب في اظهار بغضه ومعاداته والانقطاع
کہے جو مین کہتا ہون حق ہے سو یہہ شخص خلقت کو گمراہ کر دیگا اسکی بدی بڑہنی والی ہے ایسے سے بغض اور عداوت ظاہر کرنی اور اوسکو ترک کرنا
عنه والتشنيع عليه ببدعته وتنفير الناس عنه وان سلم في ملا فترك الجواب اولى تنفيرا للناس عنه وتقبيحا لبدعته
اور بدعت مین اوسکی شناعت کرنی اور لوگون کو اوس سے متنفر کرنا مستحب ہے اور اگر مجمع مین سلام کرے تو جواب نہ دینا بہتر ہے تا لوگون کو نفرت اور بدعت کی برائی ظاہر ہو
لان جواب السلام وان كان واجبا لكن يسقط بادنى غرض وغرض الزجر عن البدعة اهم والثالث المبتدع العامي الذي
اسلئے کہ سلام کا جواب اگرچہ واجب ہے پر ادنی غرض سے ساقط ہو جاتا ہے اور بدعت کی ممانعت تو بڑی ضروری غرض ہے اور تیسرا اکیلا بدعتی جو
لا يقدر على الدعوة فالاولى ان لا يفاتح بالتغليظ والاهانة بل ينبغي ان يتلطف به في النصح لان قلوب العوام سريعة
اور کو نہین سکہا سکتا تو بہتر یہہ ہے کہ پہلی ہی اوسکی تغلیظ اور اہانت نکرین بلکہ یون چاہئے کہ اوسکو نرمی سے نصیحت کرین کیونکہ عوام کی دل جلد
التقلب فان لم ينفع النصح وكان في الاعراض عنه تقبيح لبدعته في عينه يتاكد الاستحباب في الاعراض عنه لان
پلٹ جاتی ہین پہر اگر نصیحت نمانے اور اوسکی نظر مین کم توجہی سے بدعت کی اہانت ہوتی ہو تو اب اودہر متوجہ ہونا زیادہ تر مستحب ہے اسواسطے

البدعة اذا لم يبالغ في تقبيحها بالتشنيع بين الخلق ويعم فسادها ولذلك قال الشيخ علاء الدين السمناني [illegible]

کہ بدعت کو اگر خوب برا نہ کہیں تو خلقت میں مروج اور اسکا فساد پھیل جاتا ہی اور اسیطرح شیخ علاء الدین سمنانی کہا ہی کہ مسلمان کو نہ چاہئی

اذا رای رجلا يتعاطی شيئا من الاهواء والبدع ويتهاون بشیء من السنن ان يهجره ويتبرأ منه ويتركه حيا وميتا ولا

کہ جب کسیکو دیکہے جو معاملہ ہوا و ہوس اور بدعت کا کرتا دیکہے یا کسی سنت میں سستی کرتا پاوے تو اوس سی الگ رہی اور بیزار ہوجاوے اور جیتا مرتا سب چہوڑ دے

يسلم عليه اذا لقيه ولا يجيبه اذا ابتدأ بالسلام عليه الی ان يترك بدعته ويرجع الی الحق وان مات لا يشيع جنازته

اور جب ملی تو سلام نکرے اور اگر وہ سلام کرے تو اوسکا جواب نہ دے یہان تک کہ بدعت سی باز آوے اور حق کی طرف متوجہ ہووے اور اگر وہ مرجاوے تو جنازہ کی

والنهي عن الهجران فوق ثلث ليال انما هو فيما يقع بين الرجلين من جهة التقصير في حقوق الصحبة والعشرة

اور ممانعت ہجران تین دن سی زیادہ کی جو آئی ہی تو اوس صورت مین ہی کہ دو شخصون مین بسبب کچھ ادائی حقوق ملاقات اور حق عشرت کی ہو جاوے

دون ما كان في حق الدين فان هجران اهل الاهواء والبدع دائم الی ان يتوبوا فقد مضت الصحابة والتابعون و

او سمین نہین جو واسطی حق دین کی ہو بیشک متارکت اہل ہوا اور بدعتیون کی ہمیشہ کو ہی یہان تک کہ توبہ کرین بیشک تمام صحابہ اور تابعین اور

اتباعهم وعلماء السنة علی هذا مجتمعين متفقين علی معاداة اهل البدعة وهجرانهم وعن سهل في تفسير قوله تعالی

تبع تابعین اور علماء اہل سنت اس حکم پر مجتمع اور متفق ہو چکی ہین کہ اہل بدعت سی دشمنی کرنی چاہئی اور انکو چہوڑنا چاہئی اور سہل سی اس آیت کی تفسیر مین

لا تجد قوما يؤمنون بالله واليوم الآخر يوادون من حاد الله ورسوله انه قال من صحح ايمانه واخلص توحيده فانه لا

آیا ہی تو نہ دیکہیگا کوئی لوگ جو یقین رکہتے ہون اللہ پر اور پچہلی دن پر پہر دوستی کرین ایسونسی جو مخالف ہوئی اللہ کی اور اوسکی رسول کی کہ کہا جسنی اپنا ایمان صحیح کیا اور

يجالس مبتدعا ولا يواكله بل يظهر له من نفسه العداوة والبغضاء ومن داهن مبتدعا سلب الله تعالی عنه

تو وہ بدعتی کی ساتہہ نہ بیٹہی اور نہ اوسکی ساتہہ کہاوے بلکہ اپنی طرف سی اوسکی حق مین دشمنی اور بغض ظاہر کرے اور جسنی بدعتی کی ساتہہ مداہنت کی تو اللہ تعالی اوس سی

حلاوة اليقين ومن جاء الی مبتدع لطلب العز والغنی في الدنيا اذله الله تعالی بذلك العز وافقره بذلك الغنی

حلاوت یقین کی لی لیتا ہی اور جسنی بدعتی کو واسطی تلاش عزت اور تونگری دنیا کی مقبول رکہا اللہ تعالی اوسکو اوس عزت مین خوار اور اوس تونگری مین مفلس کریگا

ومن ضحك في وجه مبتدع ينزع الله تعالی نور الايمان من قلبه وعن الثوری من سمع من مبتدع لم ينفعه الله تعالی

اور جو شخص بدعتی کو دیکہہ کر خوش ہوتا ہی تو اللہ تعالی ایمان کا نور اوسکی دل مین سی نکال لیتا ہی اور ثوری سی روایت ہی جسنی بدعتی کی بات سنی تو اللہ تعالی اوس بات سی

بما سمع ومن صافحه فقد نقض عروة الاسلام وعن فضيل من احب صاحب بدعة احبط الله تعالی عمله واخرج نور الاسلام

فائدہ نہین دیتا اور جو اوس سی مصافحہ کرتا ہی تو توڑ دیتا ہی نور اسلام کا اور فضیل سی روایت ہی جو بدعتی کو دوست رکہی اللہ تعالی اوسکی اعمال حبط کرتا ہی اور اسلام کا نور

من قلبه وعنه من جلس مع صاحب بدعة فاحذروه وعنه اذا رأيت مبتدعا في طريق فخذ طريقا آخر وقال الفضيل

اوسکی دل سی نکال دیتا ہی اور اوسی سی روایت ہی جو شخص بدعتی کا ہمنشین ہو تو اوس سی بچو اور اسیسی روایت ہی اگر تو بدعتی کو کسی راہ مین دیکہی تو تو اور راہ اختیار کر اور فضیل

من زار صاحب بدعة خرج نور الايمان من قلبه واما العاصی بفعله وعمله لا باعتقاده فهو الذي يفسق في نفسه بشرب

کہتی ہین جو شخص بدعتی سی ملنی گیا تو ایمان کا نور اوسکی دل مین سی نکل جاتا ہی اور گنہگار فعل اور عمل مین بدون اعتقاد کی سو وہ ہی جو آپ اپنی ذات سی بدکاری شراب

الخمر او ترك الواجب او مفارقة محظور يخصه ولا يتعدی منه الی غيره فانه ان صود في وقت مباشرته المنكر يجب منعه

پیکر یا کوئی واجب ترک کرکر یا امر محظور کو چہوڑ کر جو اوسکی ساتہہ خاص ہی اور وہ فسق اور مین اثر نکرتا ہو سو ایسی شخصکو اگر عین اوس عمل منکر مین پاوین تو اوسکی ممانعت واجب ہی

بما يمتنع منه ولو بالضرب او بالقتل عند القدرة لكون النهي عن المنكر واجبا ووجوبه لا يختص بالولاة بل يجوز

جسطور منع کیا جاوی اگرچہ مار پیٹ سی یا قتل سی اگر قدرت ہو کیونکہ ممانعت امر منکر کی واجب ہی اور منکر کی ممانعت کچہہ نری حاکم پر واجب نہین ہی بلکہ

لكل واحد من آحاد الرعية اقامته بالقول والفعل علی حسب استطاعته سواء كان حرا او عبدا او امرأة لكن ينبغي

عوام رعایا مین سی ہر ہر شخصکو ضرور ہی کہ ممانعت کرے زبان سی اور ہاتہہ سی موافق طاقت کی برابر ہی کہ حر ہو یا غلام یا عورت لیکن چاہئی

ان يكون بالتدريج من الاغلظ الى الاغلظ بحسب حال المنكر كما ذكر في المحيط ان من رای غيره مكشوف الركبة

کہ تدریج کی ساتھ ہو وی کا پہلی کچھ سختی پھر زیادہ سختی معصیت کی حال کی موافق چنانچہ محیط میں مذکور ہی کہ جسنی کسیکو کہ شا کہولی ہوئی دیکھا

ينكر عليه برفق ولا ينازعه ان لج وفي الفخذ ينكر عليه بعنف ولا يضربه ان لج وفي السوءة يضربه وان لج يقتله

تو نرمی سی منع کرے اور اوس سی جھگڑا نکری اگر وہ اصرار کری اور ران کہلی ہوئی میں سختی سی منع کری اور مارے نہیں اگر وہ درشتی کری اور شرمگاہ میں تو اوسکو مارے اور اگر درشتی کری تو قتل

وهكذا الحكم في سائر المنكرات عند الاستطاعة وعند عدم الاستطاعة ينبغي ان يكون حزينا مغتما اذ

اور تمام معاصی میں بروقت طاقت کی یہہ ہی حکم ہی اور بی طاقتی کی حالت میں چاہئی کہ دل سی بیزار اور غمناک ہووی اسلئی

قد ورد في الحديث انه عليه السلام قال ياتي على الناس زمان يذوب قلب المؤمن فيه كما يذوب الملح في الماء لكثرة ما

کہ حدیث میں آیا ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آنیوالا ہی کہ مؤمن کا دل ایسا گہل جاویگا جیسی نمک پانی میں گل جاتا ہی معاصی کی کثرت

يرى من المنكرات ولا يقدر على دفعها وروي عن ابي هريرة ان رجلا يتعلق برجل يوم القيمة وهو لا يعرفه فيقول له

جو دیکہیگا اور منع کرنی کی قدرت نہوگی اور ابوہریرہ سی روایت ہی کہ ایک شخص قیامت کی دن کسیکا دامن گیر ہوگا اور وہ اوسکو نہ پہچانتا ہوگا کہیگا تو

مالك تتعلق بي وما رايتك قط فيقول بلى قد رايتني يوما على منكر فلم تغيره فهذا امر خطر قلما يقع السلامة منه اذ يظهر

مجہسی کیوں لپٹتا ہی میں نی تجہکو کبہی نہیں دیکہا وہ کہیگا ہاں تو نی مجہکو ایکدن معصیت پر دیکہا پر منع نہیں کیا اب یہہ بات بڑی مشکل ہی اس سی نہیں بچا جاتا کیونکہ

في كل حين وزمان كثير من المنكرات فلا تغير بل يقع السكوت عنها لاستيناس النفوس بها ولهذا قال بعض العلماء والله

ہر وقت دمبدم بہتیری منکرات عمل میں آتی ہیں اور کچہہ روک نہیں بلکہ چپ رہنا پڑتا ہی کیونکہ معاصی دلوں میں مانوس ہوگئی ہیں اسلئی بعضی علما کا قول ہی

ما ابالي بكثرة المنكرات والبدع وانما ابالي واخاف من تانيس القلوب بها لان الاشياء اذا توالت مباشرتها انستها النفس

مجہکو منکرات اور بدعت کی کثرت کا کچہہ خوف نہیں مجہکو تو یہہ خوف یہہ ہی کہ دلیں محبوب نہوجاوین کیونکہ جو چیزیں بار بار عمل میں آتی ہیں تو نفس کو محبوب ہوجاتی

والنفس اذا انست شيئا قل ان تتاثر له ويوضحه الحديث الوارد في تغيير المنكر وهو ما روي عن ابي سعيد انه

اور نفس کو جو چیز محبوب ہوتی ہی تو کم چہوڑتا ہی اسکی تفصیل وہ حدیث ہی جو تغییر منکرات میں آئی ہی ابوسعید سی روایت ہی کہ نبی

عليه السلام قال من رای منكم منكرا فليغيره بيده فان لم يستطع فبلسانه فان لم يستطع فبقلبه وذلك

علیہ السلام نی فرمایا اگر کوئی تم میں سی منکر دیکہی تو لازم ہی کہ ہاتہہ سی روکی اور اگر طاقت نہو تو زبان سی اور اگر طاقت نہو تو دل سی اور یہہ

اضعف الايمان فانه عليه السلام اخبر في هذا الحديث ان التغيير بالقلب اضعف الايمان وهو ما يجده المؤمن

ضعیف ایمان ہی بیشک نبی علیہ السلام نی اس حدیث میں یہہ خبر دی ہی کہ دل سی بیزار ہونا ضعیف ایمان ہی یعنی مؤمن جو اپنی دل میں اوس کام کی

في قلبه من البغض لذلك الفعل المرئي وانزعاجه وقلعه وهو في الغالب مما يحصل فيما يندر وقوعه واما

مشاہدہ سی بغض اور اوسکا اوکہاڑنا اور دفع کرنا پاتا ہی وہ ایسی حالت دلی اغلب اوس کام میں ہوتی ہی جو گاہی گاہی ہوتا ہو اور

الاشياء التي تشاهد في كل حين وزمان فتستانسها النفس فلا يوجد في القلب القلق والانزعاج الذي هو اضعف

جو کام ہر وقت اور ہر لحظہ دیکہنی میں آتی ہیں سو نفس سی مانوس ہوجاتی ہیں پہر اوسکا کچہہ قلق اور دفعیہ کہ وہ اضعف الایمان ہی

الايمان واذا لم يوجد في القلب اضعف الايمان فماذا يرجى ان يوجد فيه ويزيده ايضاحا ما ذكر في قوت القلوب

وہ بہی دلمیں نہیں رہتا اور جب دلمیں اضعف الایمان بہی نہوا تو پہر کیا توقع باقی رہ گئی اور اسکی بڑی تفصیل تو وہ ہی جو قوت القلوب میں مذکور ہی

ان الحسن البصري قال اول بدعة رايت بلت الدم ثم بعد ذلك بلت اصفر ثم عاد الامر الى العادة فانه لقوة ايمانه

کہ حسن بصری نی کہا پہلی بہل بدعت جو میں نی دیکہی تو لہو موتا پہر اوسکی بعد زرد پیشاب آیا پہر اسکی عادت پڑگئی کیونکہ اونکو بسبب قوت ایمان

ورؤيته ما لم يعهده قوي انزعاجه حتى تغير مزاجه وظهر اثره في مائه فان مزاج الانسان اذا تغير يظهر اثره في مائه

بدعت خلاف عادت دیکہہ کر بہت غصہ آیا ایسا کہ اونکا مزاج متغیر ہوکر اوسکا اثر پیشاب میں ظاہر ہوگیا کیونکہ آدمی کا مزاج جب بدلتا ہی تو اوسکا اثر پیشاب

الا ترى ان الاطباء يستدلون على داء المريض من مائه فلما استمر تلك البدعة ولم يقدر على تغييرها تغير

کیا نہیں جانتا کہ طبیب لوگ دکہیا کی مرض پر پیشاب سے استدلال کرتے ہیں پہر جب بدعت قرار پکڑ گئی اور روک کی قدرت نہیں ہوئی

ذلك الانزعاج الاول لاستيناس النفس بها وبقي عنده من الانزعاج قدر ما يلزمه من التغيير بالقلب لان الانكار

تو پہلی مدافعت دلی بدل گئی کیونکہ نفس کو چنداں اجنبی نہ معلوم ہوئی اور دل میں اوسکی مدافعت کا خیال جتنا باقی رہگیا ویسا دل میں تغیر ہوا اسواسطے کہ دل کا

بالقلب لا يسقط بوجه من الوجوه اذ لا مانع يمنع منه ولا يقتصر عليه الا هو ضعيف الايمان سواء استطاع

انکار کسیطرح نہیں جاتا اسلیے کہ اسکا کوئی مانع نہیں ہوتا اور اتنی پر اکتفا وہ ہی کرتا ہے جو ضعیف الایمان ہووے برابر ہے کہ انکار

الانكار باليد واللسان اولم يستطع لكن عند عدم الاستطاعة يسقط عنه الاثم ويبقى مع ضعف الايمان

ہاتہ سے اور زبان سے کرسکتا ہو یا نکرسکتا ہو لیکن بیمقدوری کی حالت میں گناہ نہیں ہوتا ایمان میں ضعف بدستور رہتا ہے

فان المنكر اذا كثر ولم يقدر المؤمن على منعه وسكت ولم يتكلم بشيء لا ياثم لان التكليف بقدر الوسع لما قال

بیشک معصیت جب کثرت سے ہوئی لگین اور مؤمن کو مانعت پر قدرت نہو اور وہ چپ ہو کر کچہ نہ کہے تو گنہگار نہیں ہوتا اسلیے کہ تکلیف موافق طاقت

الله تعالى لا يكلف الله نفسا الا وسعها المجلس التاسع والثمانون في بيان متابعة الرسول في الامر

چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہے اللہ تکلیف نہیں دیتا کسی شخص کو مگر جو کچہ اوسکی طاقت ہو نواسی مجلس اس بیان میں کہ اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا امر اور نہی میں لازم ہے اسمین مخالفت

والنهي قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما نهيتكم عنه فاجتنبوه وما امرتكم به فافعلوا منه ما استطعتم

جایز نہیں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو تمکو میں منع کروں تو اوس سے پرہیز کرو اور جو تمکو حکم کروں تو اوسکو جہاں تک ہوسکے عمل میں لاؤ

فانما اهلك الذين من قبلكم كثرة مسائلهم واختلافهم على انبيائهم هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه

کیونکہ تمسے پہلی امتیں اسی لیے تباہ ہوگئیں کہ اپنی انبیاء سے پوچہ پوچہ کر خلاف کرتی رہیں یہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہے ابوہریرہ کی

ابو هريرة والخطاب فيه خطاب مشافهة والخطاب بالمشافهة مختص بالموجودين الحاضرين في ذلك الوقت وتناوله

روایت سے اور اسمیں خطاب جو ہے تو خطاب آمنے سامنے کا ہے اور آمنا سامنی کا خطاب اونپر ہوتا ہے جو اوسوقت میں موجود اور حاضر ہوتے ہیں

لغيرهم ممن كان غائبا ومن سيوجد بعدهم الى يوم القيامة ليس بطريق الحقيقة بل اما بطريق تغليب الفريق

اور اونکی حق میں جو اونکی سوای غائب ہوتے ہیں اور جو اونکی بعد قیامت تک پیدا ہونگی بطور حقیقت کی نہیں ہوتا بلکہ اونپر یا تو بطور تغلیب فریق

الاول على الثاني او بطريق تعميم حكمه له بدليل خارجي فان الاجماع منعقد على ان اخر هذه الامة مكلف

اول کی ثانی پر یا اوس حکم کو کسی دلیل خارجی سے عام کردینے سے ہوتا ہے کیونکہ اس امر پر اجماع ہو چکا ہے کہ اس امت کی آخر پر بہی وہ ہی حکم ہے

بما كلف به اولها كما يشير اليه قوله عليه السلام الحلال ما جرى على لساني الى يوم القيامة والحرام ما جرى على

جو اول پر تہا چنانچہ اسحدیث میں یہہ ہی اشارہ ہے قیامت تک حلال ہے جو میری زبان پر آچکا ہے اور قیامت تک حرام ہے جو میری زبان پر

لساني الى يوم القيامة ثم ان الحديث المذكور سابقا من جوامع الكلم التي اوتيها النبي عليه السلام وهو قاعدة عظيمة

آچکا ہے پہر وہ حدیث جو سابق میں مذکور ہوئی گویا جوامع الکلم ہے جو نبی علیہ السلام کو ملا ہے اور وہ اسلام کی قواعد میں سے

من قواعد الاسلام اذ عليه يدور جملة الاحكام التي هو الوجوب والندب والحرمة والكراهة والاباحة لان

بڑا قاعدہ ہے اسواسطے کہ جملہ احکام یعنی وجوب اور مستحب اور حرمت اور کراہت اور اباحت کا وہ ہی مدار ہے کیونکہ

النهي يتناول الحرمة والكراهة كما يتناول الامر ما عداهما فيكون الحديث موافقا لقوله تعالى فاتقوا الله ما

نہی میں حرمت اور کراہت داخل ہے جیسی امر میں ان دونوں کی سوا داخل ہیں سو یہہ حدیث موافق اس آیت کی ہے سو ڈرو اللہ سے

استطعتم لان التقوى وان كانت عبارة عن اجتناب جميع المنهيات واتيان جميع المامورات الا انها مقيدة

جہاں تک تمکو اسلیے کہ تقوی اگرچہ تمام منہیات سے اجتناب اور تمام مامورات پر عمل کرنیکو کہتی ہیں مگر اتنا ہے کہ استطاعت کی قید

بالاستطاعة واما قوله تعالى اتقوا الله حق تقاته فالصحيح الصواب الذي جزم به المحققون ان قوله تعالى فاتقوا الله
لگا دی ہی اور یہہ آیت ڈرتی رہو اسد سی جیسا چاہیی تو صحیح صواب جو مختار محقق لوگون کا ہی یہہ ہی کہ یہہ آیت سو ڈرو اسد سی

ما استطعتم مفسر له ومبين للمراد به لانه تعالى لم يكلف عباده الا بالمستطاع حتى قال لا يكلف الله نفسا الا وسعها
جہان تک ہوسکو اوسکی تفسیر ہی اور اوس ہی جو مراد ہی کہولدیتی ہی اسلئی کہ اسد تعالی نی اپنی بندون کو طاقت سی زیادہ کی تکلیف نہین دی ہی یہان تک کہ فرمادیا

وقال في اية اخرى وما جعل عليكم في الدين من حرج ثم ان النهي في قوله عليه السلام ما نهيتكم عنه فاجتنبوه
مگر جو اوسکی گنجایش ہو ۔ دوسری آیت مین فرمایا ہی اور نہین رکہی تمپر دین مین کچہہ مشکل پہر نہی جو اسحدیث مین ہی کہ جو مین تمکو منع کرون تو اوس سی پرہیز کرو

يقتضي ترك جميع ما نهي عنه مطلقا اذ لا يحصل الامتثال الا بذلك بخلاف الامر في قوله عليه السلام وما امرتكم
یہہ ہی تقاضا کرتی ہی کہ تمام منہیات مطلقا عمل مین نہ آوین کیونکہ بدون اسکی اطاعت نہین ہوتی برخلاف امر کی اسحدیث مین اور جو مین تمکو امر کرون

به فافعلوا منه ما استطعتم فانه لا يقتضي الا الاتيان بما يقدر عليه ثم ان من كان مريضا اذ لو يقدر على القيام في الصلوة
توجسقدر تمسی ہوسکی وہ کرو اس سی عمل کرنا بقدر استطاعت ہی کی لازم آتا ہی جیسی کوئی بیمار ہو اگر نماز مین کہڑا نہین ہوسکتا تو بیٹھہ کر پڑہ لی

يصلي قاعدا بركوع وسجود وان لم يقدر على الركوع والسجود يصلي بالايماء قاعدا ويجعل سجوده اخفض من ركوعه
رکوع اور سجود ادا کری اور اگر رکوع اور سجود ہی نہین ادا کرسکتا تو بیٹھہ کر اشارہ سی پڑہ لی اور سجدہ کو بہ نسبت رکوع کی زیادہ پست کری

ليتحقق الفرق بينهما وان لم يقدر على القعود يصلي بالايماء مضطجعا او مستلقيا وكذا اذا كان راكبا على الدابة
تاکہ دونون مین فرق رہی اور اگر بیٹھہ ہی نہین سکتا تو اشارہ سی ادا کری کروٹ پر پڑا ہوا یا چت اور ایسی ہی اگر چوپایہ پر سوار ہو

وخاف عند النزول على نفسه او دابته من سبع او لص او كان في مطر شديد او طين يغيب وجهه فيه ولا يجد مكانا
اور اوترنی مین اپنی جان کا یا اوس سواری کا خوف کرتا ہو درندہ سی یا چور سی یا مینہہ کی رو پڑتی ہو یا ایسا کیچڑ گارا ہو کہ جسمین منہہ دہنسجاوی اور کوئی

جافا او كان عاجزا عن النزول والركوب لكبر سنه او ضعف مزاجه او كان دابته جموحا لا يمكنه الركوب بلا معين
خشک جگہہ نملی یا سوار ایسی اوترنی مین عاجز ہو ماری بڑہاپی کی یا ناتوانی مزاج سی یا اوسکا کہوڑا بدکتا ہو کہ بدون مددگار کی نہین چڑہ سکتا

او كانت القافلة في البادية تسير ويخاف على نفسه وثيابه لو نزل فانه يصلي على الدابة بالايماء كيف ما يمكنه وكذا المرأة
یا قافلہ جنگل مین چلا جاتا ہو اور اگر اوتری تو خوف ہی جان کا یا کپڑون کا تو یہہ ہی سواری کی اوپر اشارہ سی جسطرح بن آوی پڑہ لی اور ایسی ہی عورت

اذا لم يكن لها محرم ولم تستطع النزول والركوب بنفسها تصلي على الدابة بالايماء فبذلك يحصل الامتثال في
جب اوسکی ساتہہ محرم نہو اور وہ اپنی آپ اوتر چڑہ نہ سکتی ہو تو دابہ کی اوپر اشارہ سی پڑہ لی ان تمام صورتون مین اتنی ہی مین امتثال

جميع ذلك وكذلك لو لم يجد من الثياب ما يستر به عورته ومن الماء ما يغسل به اعضاء وضوئه مرة واحدة
ہو جاویگا اور ایسی ہی اگر اتنا کپڑا میسر نہو کہ عورت ڈہک سکی اور اتنا پانی نہ ملی کہ اعضاء وضوء کی ایک ایک بار دہو لی

او عجز عن استعمال الماء في بعض اعضائه في الوضوء والغسل او عن اتيان بعض اركان الصلوة او بعض شروطها
یا وضوء مین یا غسل مین بعض اعضاء پر پانی نہ لگا سکی یا کوئی رکن یا کوئی شرط نماز کی ادا نہ کرسکی

فباتيان الممكن يحصل الامتثال وقوله عليه السلام فانما اهلك الذين من قبلكم كثرة مسائلهم مجاء مبينا
تو پہر جتنا ادا کرسکتا ہی وہ ہی پورا امتثال ہی اور یہہ ارشاد نبوی علیہ السلام کا کہ تمسی پہلون کو کثرت کی بوجہا پاچہی نی ہلاک کردیا مسلم مین

في كتاب مسلم عن ابي هريرة فانه قال خطبنا رسول الله عليه السلام فقال ايها الناس قد فرض الله عليكم الحج
ابو ہریرہ رضی سی روایت ہی وہ کہتی ہین کہ رسول اسد صلی اسد علیہ وسلم نی ہمکو خطبہ سنایا فرمایا ای لوگو بیشک اسد نی تمپر حج فرض کردیا ہی

فحجوا فقال رجل اكل عام فسكت النبي عليه السلام حتى قالها ثلاثا فقال النبي عليه السلام لو قلت نعم لوجبت ثم
اسی حج کیا کرو ایک شخص نی عرض کیا کیا ہر سال پہر نبی علیہ السلام چپ ہو رہی یہان تک کہ تین بار یہہ کہا پہر نبی علیہ السلام نی فرمایا اگر مین یہہ کہدیتا کہ ہان

قال النبي عليه السلام ذروني ما تركتكم فانما هلك من كان قبلكم بكثرة سؤالهم واختلافهم على انبيائهم فاذا امرتكم
نبی علیہ السلام نے فرمایا مجھکو اسی پر رہنے دو جسپر میں نے تمکو چھوڑ رکھا ہے تمسی پہلی جو لوگ ہلاک ہوئی ہیں تو بہت پوچھا پاچھی سے اور اپنے انبیاء کی خلاف کرنی سے اگر میں
بشيء فأتوا منه ما استطعتم واذا نهيتكم عن شيء فدعوه فانه عليه السلام صار كانه قال اتركوني في مدة تركي
سو جب میں تمکو کوئی بات کہا کرو تو اوسکو جتنا تمسی ہو سکی کیا کرو اور جب منع کیا کرو کسی بات سی تو وہ چھوڑ دیا کرو اب نبی علیہ السلام نے گویا یوں فرمایا یوں ہی رہنی دیا کرو
اياكم من الامر بالشيء او النهي عنه ولا تلحوا علي في السؤال ولا تبالغوا في الاستقصاء والا يشدد عليكم كما شدد على
جبتک میں تمکو کسی بات کی امر میں یا ممانعت میں چھوڑی رکھوں اور خواہ مخواہ مجھسی سوال مت کیا کرو اور نہ پورا کرنی میں حد سی بڑھا کرو اور نہیں تو تمپر ایسا تشدد ہوگا
بني اسرائيل حين وقع فيهم قتيل ولم يدروا من قتل وسألوا موسى النبي عليه السلام ان يبينه لهم فقال لهم موسى النبي ان
جیسی بنی اسرائیل پر تشدد ہوا تہا جب اونمیں ایک مردہ ملا اور اوسکا قاتل نہ معلوم ہوا پہر اونہوں نے نبی علیہ السلام سی پوچہا کہ ہمکو قاتل بتا دو سو موسی علیہ السلام نے
الله يامركم ان تذبحوا بقرة وتضربوه ببعضها فيحيى ويخبركم بقاتله فلما سمعوا منه هذا القول تعجبوا من بقرة
اونسی کہا کہ اللہ تعالی تمکو فرماتا ہی کہ ایک گای ذبح کرو اور اوسکا ایک ٹکڑا مردی سی لگا دو وہ زندہ ہوکر اپنا قاتل تمکو بتا دیگا جب اونہوں نے حضرت موسی سی یہہ بات سنی
ميتة يضرب ببعضها ميت فيحيى ويخبركم بقاتله فشرعوا في السؤال عن حالها صفتها وسنها ولونها حتى امروا بذبح بقرة على صفة
کہ مردہ گای کا ایک گوشت مردہ سی لگائیں تو مردہ زندہ ہوکر اپنا قاتل کا نام تمکو بتاویگا بس اب اونہوں نے گای کا حال اور قسم اور عمر اور رنگ پوچھنا شروع کیا آخر کو ایسی
لم توجد تلك الصفة الا في بقرة واحدة ولم يبعها صاحبها الا بملء جلدها ذهبا فاشتروها بذلك وذبحوها وضربوا
حکم ہوا کہ جیسی ایک ہی گای تہی اور اوسکی مالک نے بیچی تو اوسکا چمڑا سونی سی بہر والیا پہر اوسی قیمت کو مول لیکر ذبح کی اور گوشت کا کچھ مردہ سی لگایا
القتيل ببعضها فحيي وسمى لهم قاتله فانهم في ابتداء الامر لو ذبحوا بقرة اي بقرة كانت لكانوا ممتثلين لامر الله تعالى
پہر وہ زندہ ہوا اور قاتل کا نام بتایا اگر وہ پہلی حکم ہوتی ہی کوئی سی گای ذبح کر دیتی تو فرمان الٰہی ادا ہو جاتا پر وہ اپنی اوپر سختی لینی کو
لكنهم شددوا على انفسهم بالاستقصاء في السؤال شدد الله تعالى عليهم وقد اشار النبي عليه السلام الى ذلك
سوال کرتی گئی اللہ تعالی نے اونپر شدت کی اور بیشک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اودہر ہی اشارہ کیا ہی
بقوله فانما هلك من كان قبلكم بكثرة سؤالهم واختلافهم على انبيائهم وانما كان كثرة السؤال والاختلاف على الانبياء
کہ جو تمسی پہلی گذری ہیں بہت سوال کرنیسی اور انبیاء علیہم السلام کا خلاف کرنی سی ہلاک ہوئی اور کثرت سوال اور انبیاء کا خلاف کرکر
سببا للهلاك لان الله تعالى انما بعثهم ليعلموا الناس ما يحتاجون اليه في دينهم ودنياهم وما فيه مصالح دنياهم واخراهم
اسلئی ہلاک ہوگئی کہ اللہ تعالی نے انبیاء کو اسی لئی بہیجا ہی کہ لوگوں کو حاجت کی باتیں دین کی سکہاویں اور جس امر میں اونکی دنیا اور دین کا بھلا ہو جتلاویں
وجعل كلا منهم امينا على ما امنه ولا يجوز لهم ان يسكتوا عند الحاجة او يتكلموا على خلاف المصلحة وكثرة السؤال
اور اللہ تعالی نے ہر ایک نبی کو امت کی کاروبار کا امین پیدا کیا ہی اونکو جایز نہیں ہی کہ حاجت کی وقت چپکے رہیں یا برخلاف مصلحت کچھ کہہ اوٹھیں
على من كان شانه هذا والاختلاف عليه امارة عدم الثقة بقوله وعلامة سوء الظن به ولا شك ان سوء الظن
اور ایسی لوگوں سی بار بار سوال کرنا اور اونسی خلاف کرنا نشانی بی اعتمادی کی اونکی کہنی پر اور علامت بدگمانی کی ہی اور بلاشک نبی پر بدگمانی
بالنبي يوجب الهلاك وقد قال المشائخ من قال لاستاذه لم فهو لا يفلح ابدا فما ظنك بمن لا يتادب بين يدي الرسول
ہلاک کر دیتی ہی اور مشایخ کا قول ہی جو کوئی استاد کی سامنی کہی کیوں اوسکا کبہی بہلا نہیں ہوتا پہر تیرا کیا خیال ہی اوسکی حق میں جو رسول علیہ السلام کی
وتجاوز عن مقام التسليم والقبول ثم انه عليه السلام اشار بذكر كثرة السؤال الى ان بعض السؤال لا يضر وهو ما كان
ادب نکری اور تسلیم اور قبولیت کی مقام سی بڑھ جاوی پہر نبی علیہ السلام نے کثرت سوال کی ذکر کرنی میں یہہ اشارہ فرمایا ہی کہ بعضا سوال نقصان نہیں کرتا یعنی
بقدر الحاجة واما السؤال عما لا يعنيهم ولا يليق بهم فهو تضييع للعمر ودليل على التردد وقد يكون سببا للوقوع في

الزيغ والبدع لسوء الفهم وضعف البصيرة ومن اجل ذلك ضل من كان قبلهم من الامم السالفة واستوجبوا اللعن
بسبب نافہمی اور ضعف بصیرت کی کجی اور بدعتوں میں جا پہنچتا ہے اور اسی سبب سے تھی پہلی امتیں گمراہ ہوکر ملعون ہوگئیں اور اونکی
والمسخ وغير ذلك من البلايا والمحن وقوله عليه السلام واختلافهم معطوف على الكثرة لا على السؤال لان الاختلاف
صورتیں بدل گئیں اور سوا اسکی اور بہت بلائیں اور محنتیں بھگتیں اور حدیث کا لفظ واختلافهم کثرت پر معطوف ہے سوال پر معطوف نہیں اسلیے کہ انبیاء
على الانبياء غير جائز قليلا كان او كثيرا لانه تعالى لم يجعل احدا منهم مستعدا لنبوته وامينا لوحيه الا وقد تكفل
کی مخالفت اصلا جائز نہیں ہے تھوڑی نہ بہت اسلیے کہ اللہ تعالی نے اونکو لائق نبوت کی اور امین اپنی وحی کا تب کیا ہے کہ آپ اونکی صواب اندیشی کا ذمہ دار
له بالاصابة وايده بالهداية الى الاصلح والارشد فعلى كل واحد من امته ان يلقي سمعه اليه ويشهد بقلبه بين
ہولیا ہے اور امور اصلح اور ارشد میں ہدایت کی تائید کی ہے اب امت کی ہر ہر شخص کو لازم ہے کہ اونکی بات کان لگا کر سنے اور دل سے اونکے سامنے گواہی دے
يديه ويغتنم كلامه اذا تكلم وسكوته اذا سكت ويسد عنده باب الاختلاف ولا يفتح عليه باب الاعتراض بل يتبعه
اور اونکی کلام کو جب وہ کچھ فرماویں اور اونکی خاموشی کو جب چپ رہیں غنیمت سمجھے اور دروازہ اختلاف کا تیغہ کرے اور اعتراض کا باب کبھی نہ کھولے بلکہ اطاعت کرے
اذ في معنى نبينا محمد عليه السلام غيره من الانبياء وقد قال الله تعالى في حقه واتبعوه لعلكم تهتدون وعلم من دين
کیونکہ اور سب انبیاء اطاعت میں بمنزلہ ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں اور بیشک اللہ تعالی نے اونکے حق میں فرمایا ہے اور اوسکے تابع رہو شاید تم راہ پاؤ اور
الصحابة ضرورة انهم كانوا يتبعونه في جميع افعاله واقواله من غير توقف ولا تردد اصلا الا ما قام فيه دليل على
صحابہ کی معاملات دینی سے یقینی معلوم ہے کہ صحابہ تمام افعال اور اقوال میں اونکی اطاعت کرتے تھے اصلا توقف اور تردد نہیں ہوتا تھا ہاں اگر کوئی دلیل
اختصاصه به فانهم قد خلعوا نعالهم حين خلع نعله ونزعوا خواتيمهم حين نزع خاتمه وكانوا يبحثون بحثا عظيما
کسی کار کی کہ ذات نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے خاص ہے پیدا ہو جاتی بیشک صحابہ جوتیاں پانو سے نکالتے تھے جب نبی جوتی نکالتے اور انگوٹھیاں نکال ڈالتے جب نبی انگوٹھی نکالتے
عن هيئة جلوسه ونومه وكيفية اكله وشربه وغير ذلك ليقتدوا به وانهم حين ارادوا التبتل والانقطاع
اور آپ کی طرز نشست اور خواب اور طریقہ کھانے اور پینے وغیرہ کی آپس میں بہت بحث اور پوچھا پاچھ رکھتے تھے تاکہ اوسکی پیروی کریں اور جب صحابہ نے یہ عزم کیا
للعبادة ليلا ونهارا قال لهم اما انا فآكل واشرب وانام واتزوج النساء فمن رغب عن سنتي فليس مني فانظر كيف
رات دن صرف عبادت ہی کی ہو رہیں تو آپ نے فرمایا میں کھاتا ہوں اور پیتا ہوں اور سوتا ہوں اور عورتوں سے نکاح بھی کیا ہے پھر جو میری سنت سے پھر جاوے وہ میرا نہیں
ردهم بفعله عما قصدوه مع انه قبل التامل يرى انه من اكبر الطاعات وافضل العبادات ولذلك قال ابو بكر الصديق
اب دیکھیے تو نبی صلعم نے صحابہ کو اون ارادہ سے اپنا کام بتاکر کیونکر ہٹایا ہے باوجودیکہ تامل سے پہلے ظاہر یوں معلوم ہوتا ہے کہ بڑی ہی طاعت اور افضل عبادت ہے اور اسی لیے ابو بکر
ديننا مبني على المنقول لا على مناسبات العقول وقال الامام الغزالي في اصول الدين اياك ان تتصرف بعقلك
صدیق کہتے ہیں ہماری دین کی بنیاد منقول پر ہے مناسبات عقلی پر نہیں ہے اور امام غزالی اصول الدین میں کہتے ہیں بچیارہ عقلی تصرفات سے کر
وتقول ما كان خيرا ونافعا فهو كلما كان اكثر كان انفع فان عقلك لا يهتدي الى اسرار الامور الالهية وانما
تو یہ نہ کہنے لگے جو بات بہتر اور مفید ہے تو جتنی زیادہ ہوگی مفید تر ہوگی کیونکہ امور الہی کی اسرار کو تیری عقل کہاں پاسکتی ہے اون اسرار کو
يتلقاها قوة النبي عليه السلام فعليك بالاتباع فان خواص الامور لا تدرك بالقياس او ما ترى كيف نوديت الى
قوت نبوی ہی اوٹھا سکتی ہے سو تجھکو صرف اتباع ہی لازم ہے کیونکہ بعضی خاص امور قیاس سے معلوم نہیں ہوتی کیا تو نہیں جانتا کیونکر تجھکو واسطے نماز کے بلایا
الصلوة ونهيت عنها جميع النهار وامرت بتركها بعد الصبح وبعد العصر وعند الطلوع والغروب والزوال وذلك ينتهي الى
اور دن میں سے ہر وقت پڑھنے کی ممانعت کی اور بعد صبح کی اور بعد عصر کی اور عین طلوع اور غروب اور زوال پر حکم ترک نماز کا ہوا اور یہ تمام زمانہ
قدر ثلث النهار وكيف واثر الفساد ظاهر في قياسك هذا فانه كقولك الدواء نافع للمريض فكلما كان كان انفع ومن المعلوم
بقدر تہائی دن کی ہوتا ہے کیونکہ تیری اس قیاس میں تو فساد ظاہر معلوم ہوتا ہے یہ قیاس تو ایسا ہے جیسے دوا بیمار کو سود مند ہوتی ہے پھر جتنی زیادہ ہوگی

ان كثرة الدواء ربما يقتل وقال في الاحياء اعلم ان الطبيب الحاذق كما يطلع في المعالجات على اسرار يستبعدها
که دوا کی کثرت بعضی وقت مار ڈالتی ہی اور احیاء میں کہا ہی سمجھ تو طبیب حاذق جیسی معالجات میں ایسی ایسی اسرار جانتا ہی کہ ناواقف لوگ حیران ہوتی ہیں

من لا يعرفها فكذا الانبياء اطباء القلوب والعلماء باسباب الحيوة الاخروية فلا تتحكم على سنتهم بعقلك
ایسی انبیاء دلوں کی طبیب ہیں اور اخروی زندگی کی اسباب سی واقف ہیں سو تو اونکی وضع پر عقلی تکی مت لگا

فتهلك فكم من شخص يصيبه عارض في اصبعه فيقتضي عقله ان يطليه حتى ينبهه طبيب حاذق ان علاجه
تو ہلاک ہو رہی گا بہت شخص ہوتی ہیں کہ اونکی اونگلی دکھنی لگتی ہی اوسکی عقل میں آتا ہی کہ اسپر لیپ کرنا چاہیے یہان تک کہ طبیب حاذق تجویز کرتا ہی کہ اسکا علاج

ان يطلي الكتف من الجانب الآخر من البدن فيستبعد ذلك من حيث انه لا يعلم كيفية انشعاب الاعصاب فكذا
بدن کی دوسری طرف کی مونڈھی پر لیپ کرنا چاہیے پہر اسمین وہ حیران ہوتا ہی اسلیے کہ پٹھوں کی راہ اور کیفیت سی واقف نہین ہی ایسا ہی

الامر في طريق الآخرة ودقائق سنتهم ليس في وسع العقل الاحاطة بها كما ان في خواص الاحجار امورا غاب عنا
حال آخرت کی راہ کا ہی اسکی دقیقی عقل کی احاطہ مین نہین سما سکتی جیسی پتھرون مین بعضی ایسی خواص ہین کہ ہم نہین جانتی

علمها حتى لا نعرف السبب الذي به يجذب المقناطيس الحديد والعجائب في العقائد والاعمال اكثر مما في الادوية
یہانتک کہ ہمکو اسکا سبب معلوم نہین کہ مقناطیس لوہی کو یون کہینچ لیتا ہی اور عقاید و اعمال کی عجایب تو دوا دارو سی بہت زیادہ ہین

فكما ان العقول تقصر عن ادراك منافع الادوية مع ان التجربة سبيل اليها فكذلك العقول تقصر عن ادراك
تو جیسی عقلیں دوا دارو کی تاثیرات سی واقف نہین ہین باوجودیکہ تجربہ کو بہی ادہر راہ ہی ایسی ہی عقلیں حیات اخروی کی مفید شی کی سمجھ سی قاصر ہین

ما ينفع في الحيوة الآخرة مع ان التجربة غير متطرقة اليها وانما يكون ذلك لو رجع الينا بعض الاموات فاخبرونا
باوجودیکہ تجربہ کو بہی ادہر کوئی راہ نہین یہہ حال جب معلوم ہوتا اگر کوئی مردہ ہماری پاس چلا آتا پہر ہمکو بتا دیتا

عن الاعمال المقربة الى الله تعالى والمبعدة عنه وكذا العقائد وذلك مما لا مطمع فيه فيكفيك من منفعة العقل
کونسی اعمال اللہ تعالی سی نزدیک کر دیتی ہین اور کونسی دور ڈالدیتی ہین اور ایسی ہی عقاید اور اسکی تو کوئی امید نہین ہی اب عقل کا اتنا فائدہ ہی بہت ہی

ان يهديك الى صدق النبي عليه السلام ويفهمك موارد اشاراته ثم اعزله عن التصرف ولازم الاتباع فانك
کہ تجہکو واسطی تصدیق نبی علیہ السلام کی ہدایت کرتی ہی اور موارد اشارات سمجہا دیتی ہی پہر عقل کو تصرف سی بیکار رکہکر اتباع لازم کر لی تیری

لا تسلم الا به قال بعض العلماء العقل يوصلك الى صدق النبي عليه السلام ثم تتركه وتقتدي بالنبي عليه السلام
سلامتی اسیہی مین ہی بعضی علماء کہتی ہین عقل تجہکو نبی علیہ السلام کی تصدیق تک پہنچا دیتی ہی پہر تو اوسکو چہوڑ اور افعال اور ترک افعال مین نبی کی

في افعاله وتركه كالفرس في سفرك الظاهر فانه يوصلك الى البحر ثم تتركه وتركب في السفينة وتقتدي بالملاح في
پیروی لی جیسی گہوڑا ظاہری سفر مین دریا تک پہنچا دیتا ہی پہر تو اوسکو چہوڑ کر کشتی مین سوار ہو جا اور اوسکی چلانی اور ٹہرانی مین ملاح کی پیروی کر

تجريها وترسيها وقال الشيخ الكلاباذي ان الله تعالى لم يبن امور الدين على عقول العباد ولم يعد ولم يوعد
اور شیخ کلاباذی کہتا ہی کہ اللہ تعالی نی امور دینی کی بنیاد بندون کی عقلون پر نہین رکہی ہی اور نہ وعدہ کیا ہی اور نہ وعید

على ما يحتمله عقولهم ويدركونه بافهامهم او يقيسونه بارائهم بل وعد واوعد بمشيته وارادته وامر ونهى
موافق عقل احتمالات کی کہ اوسکو وہ اپنی فہم اور رای سی سمجہ لین اور جانچ لین بلکہ وعدہ اور وعید اپنی مشیت اور ارادہ کی موافق اور امر اور نہی

بحكمته وعلمه ولو كان كل ما لا يدركه العقول مردودا لكان اكثر الشرائع مستحيلا على موضوع عقول العباد و
اپنی حکمت اور علم کی مطابق کیا ہی اور اگر جو امر کہ عقل سی دریافت نہین ہو سکتا ہو مردود ہوتا تو اکثر احکام شرعی موافق موضوع عقول عباد کی محال ہو جاتی اور

ذلك ان الله تعالى اوجب الغسل بخروج المني الذي طاهر عند بعض الصحابة وكثير من فقهاء الامة واوجب غسل
وہ یہہ امور ہین کہ اللہ تعالی نی منی نکلنی سی جو کہ نزدیک بعضی صحابہ کی اور اکثر فقہاء امت کی پاک ہی نہانا واجب کیا ہی

الاطراف من خروج الغائط الذي لا خلاف بين الامة وسائر من يقوم به العقل من غيرها على نجاسته و
اور پاخانہ کی نکلنی سی صرف ہاتھ پاؤں وغیرہ اعضاء وضو کا دہونا واجب کیا جسکی نجاست اور پلیدی اور بدبو میں کسیکو اختلاف نہیں سی

قذارته ونتنه واوجب بخروج المني من موضع الحدث طاهرا وجيه بخروج الغائط الكثير الفاحش فباي عقل
درتمام عقلاء وبرادرات کو اصلا خلاف نہیں ہی اور موضع حدث سی ہوا کی نکلنی پر بہی وہ ہی واجب کیا جو پاخانہ کی نکلنی پر جو نہایت تفاحش ہی باہر آوی

نستقيم هذا وباي راي يجب مساواة ريح ليس لها عين قائمة لما يقوم عينه ويزيد على الريح نتنا وقذارة
سی یہ درست ہو سکتا ہی اور کونسی رای میں ہوا جسکو کچہ جسمیت قائم نہیں ہی برابر ہو سکتی ہی اوسکی ساتہہ جو جسم ہی اور ہوا پر باعتبار بدبو اور نجاست کی برتری

واوجب قطع يمين مؤمن بسرقة عشرة دراهم وعند البعض بثلثة دراهم او دون ذلك ثم يسوى بين هذا القدر
اور دس درہم چوری پر اور بعضوں کی نزدیک تین درہم کی چوری پا اسکی کمتر پر مؤمن کا داہنا ہاتہ کاٹنا واجب کیا ہی پہر اتنی مقدار مال سی بڑہ کر

من المال وبين مائة الف دينار ويكون القطع فيهما سواء واعطى الام من ولدها الثلث ثم ان كان للمتوفى اخوة
لاکہہ اشرفی تک وہ ہی داہنا ہاتہ کاٹنا برابر ہی اور ماں کو بیٹا بیٹی کی ترکہ میں سی تہائی دلایا ہی پہر اگر میت کی اوپنی دو بہائی بہن ہوں

جعل لها السدس من غير ان يرث الاخوة من ذلك الميت شيئا فباي عقل يدرك هذا الا تسليما وانقيادا ليسرنا
تو ماں کی لئی چہٹا حصہ ہی حالانکہ وہ بہائی بہن بہی میت کی کچہ وارث نہیں ہوتی اب یہہ کونسی عقل میں آسکتا ہی بجز تسلیم اور اطاعت کی الٰہی ہمکو

الله تعالى بلطفه وكرمه تسليما وانقيادا المجلس التسعون في بيان سبق رحمة الله وغلبتها على غضبه و ماهيتها
اپنی لطف وکرم سی تسلیم اور اطاعت آسان کر دی نوی مجلس رحمت الٰہی کی سبقت میں اور اوسکی غلبہ میں غضب پر اور دونو کی حقیقت میں

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لما قضى الله الخلق كتب كتابا فهو عنده فوق عرشه ان رحمتي سبقت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا جب اللہ تعالی خلقت کو پیدا کر چکا تو ایک حکم لکہا سو وہ عرش کی اوپر اوسکی پاس ہی بیشک میری رحمت میری غضب سی

غضبي وفي رواية ان رحمتي غلبت غضبي هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه ابو هريرة ومعناه ان الله تعالى
سابق ہی اور ایک روایت میں ہی بیشک میری رحمت میری غضب پر غالب ہی یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہی ابو ہریرہ کی روایت سی اسکی معنی یہہ ہیں کہ اللہ تعالی

لما خلق الخلق حكم حكما جازما ووعد وعدا لازما ان رحمته سبقت وغلبت غضبه فالرحمة عبارة عن
جب خلقت کو پیدا کر چکا تو حکم یقینی اور وعدہ ضروری دیا کہ اوسکی رحمت غضب پر سابق اور غالب ہی سو رحمت کیا ہی ارادہ ثواب دینی کا

ارادة الاثابة للمطيع والغضب عبارة عن ارادة الانتقام من العاصي فعلى هذا كان كل واحد منهما صفة من
مطیع کو اور غضب ارادہ بدلا لینی کا گنہگار سی اس بیان کی موافق رحمت اور غضب دونو

صفات الله تعالى راجعة الى الارادة ومن المعلوم قطعا ان صفاته تعالى كلها قديمة لا يوصف بعضها بكونه
اللہ تعالی کی صفات ہیں انجام انکا ارادہ ہی اور یقینی معلوم ہی کہ تمام صفات الٰہی قدیم ہیں کوئی کسی پر نہ سابق ہو سکتی ہی

سابقا او غالبا على الاخر فلزم ان يقال المقصود من هذا الكلام بيان سعة رحمة الله تعالى وشمولها على الخلق
اور نہ غالب ابلا چار قائل ہونا پڑا کہ اسی مقصود بیان کرنا وسعت رحمت الٰہی کا ہی اور اسکا عموم اور شمول خلق پر

لانها تتعلق بالمطيع والعاصي والصغير والكبير واما الغضب فلا يتعلق الا بالعاصي ثم ان قسط الخلق من الرحمة اكثر
کیونکہ رحمت مطیع اور گنہگار اور صغیر اور کبیر سب پر ہوتی ہی اور رہا غضب سو فقط عاصی ہی پر ہوتا ہی پہر بیشک رحمت میں سی حصہ خلقت کا زیادہ ہی

من قسطهم من الغضب لانهم ينالون الرحمة من غير استحقاق ولا ينالون الغضب الا باستحقاق فصارت الرحمة
بہ نسبت حصہ غضب کی کیونکہ وہ لوگ بدون استحقاق کی بہی رحمت پاتی ہیں اور غضب میں بدون استحقاق کی گرفتار نہیں ہوتی اب گویا رحمت

كانها السابقة الغالبة بالنسبة الى الغضب ثم ان الرحمة تقتضي دفع المضار عن الغير وايصال المنافع اليه وان
غضب سی سابق اور غالب ہی پہر بیشک رحمت غیر سی مضرت دور کرنیکا اور فائدہ پہنچانیکا تقاضا کرتی ہی اگرچہ

کرھتا

كرهتها نفسه وشقت عليها وهذه هي الرحمة الحقيقية الا ترى ان الاب كان من رحمته بولده ان يمنعه عن شهواته
اوسکا نفس پسند نکری اور اوسپر دشوار ہو تو مرتبہ حقیقی رحمت کا یہی ہی تو نہیں جانتا کہ باپ کی رحمت بیٹی کی حق میں یہہ ہی کہ اوسکو شہوات سی بند کری
ويكرهه على العلم والادب بالضرب وغيره ومتى اهمل ذلك من ولده كان ذلك من عدم رحمته به وان ظن انه من
اور علم و ادب مار مار کر سکہاوی اور یہہ طریقہ اگر بیٹی سی موقوف رکہی گا تو یہہ اوسپر نا رحمتی ہی اگرچہ جیتا ہیہ سمجھی
رحمته به فان هذه الرحمة مقرونة بالجهل كرحمة الام ولذلك كان من رحمة الله تعالى بعباده ان يبتليهم
کہ یہی رحمت ہی کیونکہ یہہ رحمت جہالت کی راہ سی ہی جیسی ماکی رحمت اسی ہی رحمت الٰہی بندوں پر یہہ ہی کہ اونکو اوامر اور نواہی میں
بالاوامر والنواهي لا لحاجة منه اليهم بما امرهم به ولا البخل منه عليهم بما نهاهم عنه بل ليهتدوا الى صراط مستقيم
آزماتا ہی مامور بہ میں اونسی اللہ تعالی کی کوئی غرض نہیں ہی اور نہ ممنوعات میں اونسی کچھ بخل ہی بلکہ اسلئی کہ سیدہی راہ چلیں
ويدخلوا في النعيم المقيم ومن رحمته ايضا انه نغص عليهم الدنيا وكدرها وسلط عليهم البلاء فيها حمية لهم عنها لئلا
اور دائمی عیش میں داخل ہوں اور یہہ بہی اوسکی رحمت ہی کہ دنیا کو اونپر کمتر اور مکدر اور بلا اونپر مسلط کر رکہی ہی کہ دنیا سی بچیں تا کہ دنیا میں
يطمئنوا بها وبالغوا محبتها وينقطعوا من منازل الاخرة فانه تعالى ساقهم الى تلك المنازل بسياط الابتلاء فتنعمهم
بالطمینان خاطر ہو کر غایت درجہ کی محبت نکریں اور منازل اخروی سی الگ نہ ہو رہیں بیشک اللہ تعالی نی اونکو اون منازل پر ابتلا کی تازیانی سی روانہ کیا ہی سو اونکو
ليعطيهم وابتلاهم ليعافيهم وامتاتهم ليحييهم فان العبد متى ابتلى يضعف سورة نفسه ويذهب صفات بشريته
بند کیا تا کہ عطا کری اور مبتلا کیا تا کہ درگذر کری اور موت دی تا کہ پہر زندہ کری کیونکہ بندہ جب مبتلا ہو جاتا ہی تو اوسکی نفس کی تیزی کٹ جاتی ہی اور صفات بشری جاتی رہتی ہی
وينقطع عنه مواد الهوى ولذة الدنيا ويتوجه عند كل سراء وضراء الى مولاه ويالف الاقبال عليه ويستوطن
اور مادہ ہوا و ہوس اور دنیا کی لذت منقطع ہو جاتی ہی اور ہر حال خوشی اور رنج میں اپنی مولی کیطرف متوجہ رہتا ہی اور اوسکی طرف توجہ سی الفت پکڑ کر اوسکی سامنی
بالصبر والرضى بين يديه الى ان يرفعه الى درجة الاولياء والاحباب لان البلاء يسبك العبد فكانه تعالى يسبك
صبر اور رضا کا وطن کر لیتا ہی یہاں تک کہ اوسکو اولیا اور احباب کی درجہ پر سر بلند کر دیتا ہی کیونکہ مصیبت بندہ کو سانچہ میں اوتارتی ہی
عبده المؤمن بنار المحنة والبلاء ليصفيه من كدرات اخلاق البشرية ليصلح لولايته ومحبته وهذا هو السعادة
گویا اللہ تعالی اپنی مؤمن بندہ کو بلا اور محنت کی آگ سی ڈالتا ہی تا کہ اخلاق بشری کی میل سی صاف ہو کر قابل ولایت اور محبت کی ہو جاوی اور سعادت عظمی
العظمى والكرامة الكبرى لكن وقع الجهل من بني ادم وطلبوا السعادة والكرامة بالدين الفاسد والدنيا الفانية وهما
اور کرامت کبری یہہ ہی ہی لیکن بنی آدم سی بڑی جہالت ہوی کہ اونہوں نی سعادت اور کرامت دین فاسد اور دنیا فانی کی وسیلہ سی طلب کی اور یہہ دونو
في الحقيقة ضد المطلوب ففاتهم مطلوبهم من حيث قصدوه ووقعوا في الالم من حيث اجتنبوه وذلك لان الاعمال التي
حقیقت میں مطلوب کی ضد میں سو اونکا مطلوب جس راہ سی طلب کیا تہا فوت ہو گیا اور بچتی ہوئی الم میں آپڑی اور یہہ اسواسطی کہ لوگ جو اعمال
يعملها الناس اما ان يتخذوها دينا اولا وما اتخذوها دينا اما ان يكون دينا حقا اولا فالنعيم المقيم لا يكون الا في الدين
کرتی ہیں یا تو اوسکو دین سمجہتی ہیں یا نہیں سمجہتی اور جسکو دین سمجہتی ہیں یا وہ دین حق ہوتا ہی یا دین حق نہیں ہوتا سو عیش دائمی تو صرف دین حق ہی میں ہوتی ہی
الحق فاهله هم اصحاب النعيم المقيم كما اخبر الله تعالى به في كتابه في مواضع عديدة من جملتها قوله تعالى في حق المتقين
اور اہل دین حق کی وہ ہی اصحاب عیش دائمی کی ہیں چنانچہ اللہ تعالی اپنی کتاب میں کئی جگہ اسکی خبر دیتا ہی انمیں سی ایک یہہ آیت ہی پرہیزگار ہدایت والوں کی حق میں
المهتدين اولئك على هدى من ربهم واولئك هم المفلحون وقوله تعالى فمن اتبع هداى فلا يضل ولا يشقى وقوله تعالى
اونہوں نی پائی ہی راہ اپنی رب کی اور وہ ہی مراد کو پہنچی اور یہہ آیت پہر جو چلا میری بتائی راہ سو نہ وہ بہکیگا نہ وہ تکلیف میں پڑیگا اور یہہ آیت
فمن تبع هداى فلا خوف عليهم ولا هم يحزنون وقوله تعالى ان الابرار لفي نعيم وان الفجار لفي جحيم والقرآن مملوء بوعد
تو جو کوئی چلا میری بتای پر نہ ڈر ہوگا اونکو اور نہ اونکو غم اور یہہ آیت بیشک نیک لوگ ہیں آرام میں اور بیشک گنہگار دوزخ میں ہیں اور قرآن اس وعدہ

النعيم المقيم لاهل الهداية والعمل الصالح في الآخرة وبوضد الجحيم لاهل الضلالة والعمل السيئ فيها وذلك مما

اور وعیدسی پر ہی کہ آخرت مین ہدایت اور نیک اعمال والون کی لئی عیش دائمی ہی اور گمراہون اور بدکارون کی واسطی دوزخ ہی اور اسی مضمون پر

اتفق عليه الرسل من اولهم الى آخرهم واما المصائب التي تصيبهم في الدنيا فان لم يكن لهم ذنب تكون تلك

تمام رسل اول سی آخر تک متفق ہین اور رہی وہ مصیبتین جو دنیا مین پڑجاتی ہین اگر بدون خطا کی ہین تو اون مصائب سی عقبی

المصائب لرفع الدرجات في العقبى على ما جاء في الحديث ان الرجل لتكون له عند الله منزلة فما يبلغها بعمله

مین رفع درجات ہوویگا چنانچہ حدیث مین آیا ہی کہ بعضی شخص کا اللہ کی ہان مرتبہ ہوتا ہی اور وہ بذریعہ عمل کی حاصل نہین کرسکتا

فما يزال الله تعالى يبتليه بما يكره حتى يبلغه اياها والاحاديث في هذا المعنى كثيرة وان كان لهم ذنب تكون

پہر اللہ تعالی ہمیشہ اوسکو مکروہات مین مبتلا رکہتا ہی آخر وہ درجہ لیلیتا ہی اور اس مضمون کی حدیثین بہت ہین اور اگر وہ لوگ خطاوار ہین تو وہ

تلك المصائب بسبب ذنوبهم كما قال الله تعالى وما اصابكم من مصيبة فبما كسبت ايديكم فتكون تلك

مصیبتین اونکی گناہون کا وبال ہی چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی اور جو پڑی تمپر کوئی سختی سو بدلا اوسکا جو کمایا تمہاری ہاتہون نی پہر وہ مصیبتین

المصائب كفارة لذنوبهم على ما روي عن ام المؤمنين عائشة انه عليه السلام قال اذا كثر ذنوب العبد

اونکی گناہ صاف کردیتی ہین موافق روایت ام المؤمنین عائشہ کی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جب آدمی کی گناہ بڑہ جاتی ہین

ولم يكن له ما يكفرها ابتلاه الله تعالى بالحزن ليكفرها وفي حديث آخر رواه ابو هريرة انه عليه السلام قال

اور کفارہ ہوتا نہین تو اللہ تعالی غم مین مبتلا کردیتا ہی تاکہ گناہون کو صاف کردی اور ایک اور حدیث مین ہی ابو ہریرہ کی روایت سی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا

لا يزال البلاء بالمؤمن والمؤمنة في نفسه وماله وولده حتى يلقى الله تعالى وما عليها من خطيئة الا ان البعض

ہمیشہ مؤمن مرد اور مؤمن عورت پر بلا نازل رہتی ہی جان پر اور مال پر اور اولاد پر یہان تک کہ اللہ تعالی کی ہان صاف ہوکر چلا جاتا ہی اوسکی ذمہ کوئی گناہ

منهم مع كونه متلوثا بالآثام يظن انه قائم على الدين الحق بالتمام ويتهم ربه لجهله ولا يعلم احسانه اليه

نہین ہوتا لیکن بعضی لوگ باوجودیکہ گناہون مین آلودہ ہوتی ہین پہر گمان پکاتی ہین کہ ہم دین حق پر خوب قایم ہین اور اپنی جہالت سی رب پر تہمت لیتی ہین یہہ نہین جانتی

ويقول اذا اصابه نوع من البلاء يا رب ما ذنبي حتى فعلت بي هذا ويعتقد ان السلامة والراحة في الدنيا للصالحين

کہ اوسکا کتنا احسان ہی اور جب اوسپر کسیطرح کی بلا آتی ہی تو کہتا ہی الہی میری کیا خطا ہی جو تو نی میری ساتہہ ایسا کیا اور یون سمجہتا ہی کہ دنیا مین سلامتی اور آرام

والمحنة والمشقة فيها للطالحين ويعتمد على ذلك الاعتقاد وذلك الاعتقاد فتنة عظيمة صدت كثيرا من الخلق

صلحاء کی لئی ہی اور محنت مشقت بدکارونکو ہی اور اسہی پر بہروسہ کئی ہوئی ہی اور ایسا اعتقاد بڑا ہی فتنہ ہی اس فتنہ نی بہت خلقت کو دین حق پر قایم رہنی سی

عن القيام على الدين الحق واصله الجهل بحقيقة الدين الحق ومن هذا الجهل يتولد الاعراض عن القيام على

بند کردیا ہی اور اصل مین یہہ جہالت ہی کہ دین حق کی حقیقت نہین جانتا اور اس جہالت سی بہت ایسی غفلتین پیدا ہوتی ہین جنکی مارے دین حق پر

الدين الحق حتى فسد بذلك الاعتقاد كثير من عابد جاهل لا بصيرة له في امور الدين وناسك منتسب الى

قایم نہین رہتا یہان تک کہ اس اعتقاد سی بہت جہال عابد بگڑگئی جنکو امور دین مین کچہہ سمجہہ نہ تہی اور بہت پرہیزگار نام کی عالم جنکو

العلم لا معرفة له بحقائق الدين اذ من المعلوم قطعا ان العبد وان كان مؤمنا بما جاء به النبي عليه السلام

حقایق دین سی کچہہ معرفت نہ تہی اسواسطی کہ اتنی بات یقینا معلوم ہی کہ آدمی اگرچہ احکام شرعی نبی کی لائی ہوئی پر ایمان لایا ہو

الا انه محتاج الى ما لا بد له منه من جلب النفع ودفع الضر واذا اعتقد ان القيام على الدين الحق ينافي ذلك ومن تمسك

مگر وہ اپنی ضروریات کا محتاج ہوتا ہی نفع اوٹہانا اور نقصان دفع کرنا اور جب یہہ اعتقاد کریگا کہ دین حق پر قایم ہونا اسکی برخلاف ہی اور جسنی دین حق کا

به يتعرض بما لا يقدر عليه من البلاء ويفوته حظوظه ومنافعه العاجلة ويلزم من ذلك اعراضه عن حال

تمسک کیا تو نشانہ ایسی بلا کا ہوگا جسکی طاقت نہو اور اوسکو منفعت حالی سی کچہہ بہرہ نہوگا تو اس سی لازم آتا ہی کہ وہ مقرب لوگ گذری ہوون کی حال پہ

السابقین المقربین بل عن حال المقتصدین اصحاب الیمین بل دخوله فی زمرة الظلمین بل فی زمرة المنافقین حتی
متوجہ نہو بلکہ راہ راست والون کی حال سے بہی جو داہنی ہاتہ والی ہین بلکہ لازم آتا ہی کہ ظالمون کی زمرہ مین داخل ہو بلکہ منافقون مین یہان تک

یسمع من بعضهم یقول اذا تبت الی الله تعالی وعملت عملا صالحا یضیق رزقی ویکدر معیشتی واذا رجعت الی
کہ سنا گیا ہی کہ بعضی یون کہتی ہین کہ جب مین اللہ کیطرف رجوع اور اعمال نیک کرتا ہون تو میری روزی تنگ اور عیش بی لذت ہوتا ہی اور اگر معصیت پر

المعصیة واعطیت نفسی مرادها یتسع رزقی ویحسن معیشتی وهذا من جهله بدین الله ووعده ووعیده وما
نفس کی مراد ہوا وہوس پوری کرتا ہون تو رزق فراخ اور معیشت درست ہوجاتی ہی اور یہہ اسلئی کہ اللہ کی دین کو اور اوسکی وعدہ اور وعید کو نہین جانتا بلکہ

معه من الدین الحق حیث یظن انه قائم علی الدین الحق ویفعل ما امر به ویترك ما نهی عنه مع انه کثیرا ما یترك
اور نہ اپنی دین کو جانتا ہی کیونکہ یہہ خیال کرتا ہی کہ مین دین حق پر قایم ہون اور مامور بہ پر عمل اور منہیات کو ترک کرتا ہون باوجودیکہ اکثر اوقات بہتیری ایسی

کثیرا من الامور الواجبة علیه لعدم علمه بها اولا بوجوبها فیکون من اهل التقصیر فی العلم بل کثیرا ما یترکها بعد العلم
امور جو اوسپر واجب ہوتی ہین بی علمی سطلق یہی یا غیر واجب سمجہہ کر ترک کردیتا ہی سو علم کی باب مین صاحب تقصیر ہوجاتا ہی بلکہ اکثر امور واجبہ جان بوجہ کر

بها وبوجوبها اما کسلا وتهاونا اولنوع من التاویل الباطل اولظنه انه مشتغل بما هو اهم منها اولغیر ذلك
ترک کرتا ہی یا تو ماری سستی اور کاہلی کی یا کوئی جہوٹا بہانہ کرکی یا اوس وہم سی کہ ہم اوس سی بہی ضروری کار مین لگ رہی ہین یا اور کسی وہم سی

بل کثیرا ما یتعبد الله تعالی بترك ما هو واجب علیه من الامر بالمعروف والنهی عن المنکر مع قدرته علیه ویزعم
بلکہ اکثر اوقات اللہ کی عبادت کرتا ہی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو جو اوسکی ذمہ واجب ہی قدرت ہوتی سواتی ترک کردیتا ہی اور کہتا یون ہی

انه متقرب الی الله تعالی بترك ما لا یعنیه ویظن انه قائم علی الدین الحق ولا یعلم انه من امقت الخلق الی
کہ ہم بیہودہ امور کو ترک کرکر قربت الٰہی پیدا کرتی ہین اور خیال یہہ کررہا ہی کہ دین حق پر قایم ہون اور یہہ خبر ہی نہین کہ خدا تعالی کا سب سی زیادہ مردود

الله تعالی وابغضهم له بل کثیرا ما یتعبد الله تعالی بما حرمه الله تعالی علیه ویعتقد انه طاعة وعبادة وحاله
اور سب سی زیادہ مبغوض ہی بلکہ اکثر اوقات حرام کو عمل مین لاکر خدا تعالی کی عبادت کرتا ہی اس اعتقاد پر کہ یہہ طاعت اور عبادت ہی اب اوسکا حال

فی ذلك شر من حال من یفعل ذلك ویعتقد انه معصیة وذنب کاصحاب التغنی الذین یتقربون الی الله تعالی
اوس شخص سی بدتر ہی جو حرام کو گناہ اور معصیت سمجہہ کر کرتا ہی جیسی صوفی پیرزادہ مزامیر سنکر خدا کی قربت چاہتی ہین

ویظنون انهم اولیاء الله تعالی واحباؤه وکثیر من الناس اذا غلب علیه عدوه وهو عند نفسه من الصالحین
اور گمان کررہی ہین کہ ہم خدا کی دوست اور محبوب ہین اور اکثر لوگ جب اونپر دشمن غالب ہوجاتا ہی اور وہ اپنی گمان مین صالح ہین

وعدوه من الفاسقین وفی ظنه انه من کل وجه محق ومظلوم وعدوه باطل وظلوم یقول ان اهل الحق فی
اور اونکا دشمن فاسق ہی اور اپنی گمان مین بہرحال حق پر ہین اور مظلوم ہین اور دشمن باطل پر ہی اور ظالم ہی تو کہتی ہین کہ حق والی دنیا مین

الدنیا مغلوب ومقهور واهل الباطل مرفوع ومنصور مع ان الامر فی الحقیقة لیس کذلك بل قد یکون معه
مغلوب اور مقہور رہی ہوتی ہین اور اہل باطل سربلند اور فتحیاب ہوتی ہین باوجودیکہ حقیقت مین حال یون نہین ہی بلکہ کبہی وہ خود ہی

نوع من الظلم والباطل ومع عدوه نوع من الحق والعدل الا ان الانسان لکونه مجبولا علی حب نفسه وعلی
کچہہ نہ کچہہ ظلم اور باطل پر اور اوسکا دشمن ایک طرح کی حق اور عدل پر ہوتا ہی لیکن آدمی اپنی محبت اور دشمن کی عداوت پیدایشی رکہتا ہی

بغض خصمه لا یری الا محاسن نفسه ومساوی خصمه بل قد یشتد حبه لنفسه حتی یری مساویها محاسن
پہر اسکو بجز اپنی خوبیون اور دشمن کی برائیون کی کچہہ نہین سوجہتا بلکہ بعضی دفعہ اپنی محبت اتنی بڑہ جاتی ہی کہ اپنی برائیون کو ہی حسنات سمجہتا ہی

ویشتد بغضه لخصمه حتی یری محاسنها مساوی وهذا من جهله المقرون بالظلم والهوی وبعجمه نحمه بوعد
اور دشمن کی عداوت اتنی ہوجاتی ہی کہ اوسکی خوبیون کو بہی برا جانتا ہی اور یہہ جہالت اوسکی ظلم اور ہوائی نفسانی کی ہی اور خدا کی وعدہ

الله تعالی ووعیده وما معه من الدین الحق فانه تعالی قد ضمن فی کتابه نصر دینه الحق والقائمین به علما
اور وعیدکا اور اپنی دین حق کا علم نہین ہی بیشک اللہ تعالی اپنی کتاب مین دین حق کی اور جو دین پر باعتبار علم اور عمل کی قایم ہین انکی امداد کا ضامن
وعملا ولم یضمن نصر الباطل ولو اعتقد صاحبه انه علی الحق وکذا کل من العزة والرفعة انما یکون لاهل
ہو لیا ہی اور باطل کا مددگار نہین ہی اگرچہ باطل والا اپنی تئین حق پر جانا کری اور ایسی ہی تمام عزت اور رفعت واسطی دینداروں کی ہی
الدین الذی به بعث الله رسله وانزل کتبه کما قال الله تعالی ولله العزة ولرسوله وللمؤمنین وقال
جسکی واسطی اللہ تعالی نی رسول بہیجی اور کتابین اوتارین چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی اور زور اللہ کا ہی اور اوسکی رسول کا اور ایمان والون کا اور فرمایا
الله تعالی وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین فللعبد من العزة والرفعة بحسب ما معه من الایمان وحقائقه
اللہ تعالی نی اور تم ہی غالب رہوگی اگر تم ایمان رکہتی ہو سو آدمی کی لئی عزت اور رفعت وتنی ہوتی ہی جتنا باعتبار علم اور عمل کی اوسکا ایمان
علما وعملا فاذا فاته حظ من العزة والرفعة ففی مقابلة ما فاته من حقایق الایمان علما وعملا وکذا النصر
اور ایمانی حقایق ہوتی ہین پہر اگر اوسکی عزت اور رفعت کچہہ کہٹ جاتی ہی سو تنی ہی جو اوسکی ایمان مین باعتبار علم اور عمل کی فرق آتا ہی اور ایسی ہی پوری
التام والتائید الکامل انما یکون لاهل الایمان الکامل وقد یقع الغلط فی کثیر من الناس ویعتقد انه تعالی
امداد اور کامل تائید اوسہی کی ہی کہ جسکا ایمان کامل ہی اور بیشک اکثر لوگون کو غلطی ہوجاتی ہی کہ یہہ اعتقاد کرتا ہی کہ اللہ تعالی
لا یؤید صاحب الدین الحق ولا ینصره ولا یجعل له العافیة فی الدنیا بوجه من الوجوه بل یعیش فیها طول
دین حق والی کی نہ تائید کرتا ہی اور نہ نصرت اور نہ اوسکو کسیطرحکا دنیا مین ارام دیتا ہی بلکہ دنیا مین تمام عمر
عمره مظلوما مقهورا مع امتثاله بما امره ظاهرا وباطنا وانتهائه عما نهی عنه ظاهرا وباطنا ویظن ان
مظلوم اور مغلوب رہتا ہی باوجودیکہ جو اسکی ظاہر وباطن مین اوسکی اطاعت کرتا ہی اور منہیات سی ظاہر اور باطن مین بچتا ہی اور یہہ خیال کرتا ہی
اهل الدین الحق یکونون فی الدنیا اذلاء مقهورین واذا ذکر بما وعده فی القران یقول هذا فی الاخرة فقط ولا یثق
کہ دین حق والی دنیا مین خوار اور مغلوب ہی ہوتی ہین اور جب اوسکی سامنی قرآن کا وعدہ بیان کرو تو کہنی لگی یہہ صرف آخرت ہی مین ہی اور اللہ کی وعدہ
بوعد الله تعالی بنصر دینه واهله فی الدنیا والاخرة وهذا من سوء الفهم لانه تعالی بین فی کتابه انه ینصر
پر یقین نہین کرتا کہ اپنی دین اور دینداروں کا دنیا اور آخرت دونوں مین مددگار ہی اور یہہ اوسکی نافہمی ہی کیونکہ اللہ تعالی نی اپنی کتاب مین بیان فرمایا ہی کہ
المؤمنین فی الدنیا والاخرة قال انا لننصر رسلنا والذین امنوا فی الحیوة الدنیا ویوم یقوم الاشهاد وقال تعالی
کہ مؤمنون کی دنیا اور آخرت مین مدد کریگی فرمایا ہم مدد کرتی ہین اپنی رسولون کی اور ایمان والون کی دنیا کی جیتی اور جب کہڑی ہونگی گواہ اور فرمایا اللہ تعالی نی
ولو قاتلکم الذین کفروا لولوا الادبار ثم لا یجدون ولیا ولا نصیرا سنة الله التی قد خلت من قبل ولن تجد
اور اگر لڑتی تمسی کافر تو پہیرتی پیٹہہ پہر نہ پاوینگی حمایتی نہ مددگار رسم پڑی اللہ کی جو چلی آتی ہی پہلی سی اور نہ تو دیکہیگا
لسنة الله تبدیلا وهذا خطاب للمؤمنین القائمین بحقائق الایمان ظاهرا وباطنا وقال الله تعالی
رسم اللہ کی بدلتی اور یہہ خطاب اون مؤمنون کو ہی جو حقایق ایمان پر ظاہر وباطن مین قایم ہین اور فرمایا اللہ تعالی نی
والعاقبة للمتقین والمراد بالعاقبة العافیة فی الدنیا قبل الاخرة لانه تعالی ذکر ذلک فی سورة الاعراف حکایة عما
اور آخر بہلا ہی ڈر والون کا اور مراد عاقبت سی دنیا کا انجام ہی آخرت سی پہلی اسلئی کہ اللہ تعالی نی اسکو سورۂ اعراف مین موسی نبی علیہ السلام کی
قال موسی النبی علیه السلام لقومه استعینوا بالله واصبروا ان الارض لله یورثها من یشاء من عباده
زبانی قوم کی لئی بیان فرمایا ہی مدد مانگو اللہ سی اور ثابت رہو زمین ہی اللہ کی اوسکا وارث کری جسکو چاہی اپنی بندون مین سی
والعاقبة للمتقین بل ذکر مثل ذلک فی سورة هود عقیب قصة نوح النبی علیه السلام ونصره علی قومه
اور آخر بہلا ہی ڈر والون کا بلکہ ایسا ہی سورۂ ہود مین بعد قصۂ نوح علیہ السلام کی اونکی قوم پر نصرت کرکر فرمایا ہی

فقال تلك من انباء الغيب نوحيها اليك ما كنت تعلمها انت ولا قومك من قبل هذا فاصبر ان العاقبة
یہہ بعضی چیزین ہین غیب کی کہ ہم بہیجتی ہین تیری طرف انکو جانتا نتہا تو اور نہ تیری قوم اسی پہلی سو تو ٹہرا رہ البتہ آخر بہلا ہی
للمتقين فيكون المعنى ان عاقبة النصر تكون لك ولمن تبعك كما كانت لنوح النبي عليه السلام ولمن تبعه و
ڈرنیوالون کا سو اب معنی یہہ ہونگی کہ آخر کو نصرت تیری اور تیری ساتہہ ہونگی لوگون کی جیسی نوح علیہ السلام کی اور اوسکی ساتہیون کی ہوئی تہی اور
قال تعالى وكان حقا علينا نصر المؤمنين وقال تعالى فايدنا الذين امنوا على عدوهم فاصبحوا ظاهرين فمن نقص
فرمایا اللہ تعالی نی اور حق ہی ہمپر مدد ایمان والون کی اور فرمایا اللہ تعالی نی پہر زور دیا ہمنی اونکو جو یقین لائی تہی اونکی دشمنون پہ پہر ہو رہی غالب پہر جسکی
عمله بمقتضى الايمان ينقص نصيبه من النصر والتائيد ولهذا قيل ما اصاب العبد من مصيبة في نفسه او
اعمال مقتضای ایمان سی کمتر ہوتی ہین اوسکا حصہ بہی نصر اور تائید کا کمتی ہوجاتا ہی اسیلیئی کہا گیا ہی کہ آدمی پر جو مصیبت آتی ہی جان پر یا
ماله او بغلبة العدو عليه فانما هو بذنوبه اما بترك واجب او فعل محرم ثم ان ههنا امورا لا بد من معرفتها
مال پر یا دشمن کی غلبہ سی تو یہہ سب گناہون کا وبال ہی یا تو واجب ترک ہوتا ہی یا حرام عمل مین آتا ہی پہر یہان کئی بات ہین سمجہنی چاہئین
الاول ان ما يصيب الانسان في بعض الازمان من غلبة العدو عليه وايذائه له فامر لازم للطبيعة البشرية
اول یہہ کہ آدمی پر بعضی وقت جو مصیبت آتی ہی دشمن کا غلبہ اور اوسکی ایذا دہی سو یہہ بات موافق ارادۂ الہی اور حکمت ربانی کی
والنشاة الانسانية بالارادة الالهية والحكمة الربانية كالحر الشديد والبرد القوي والامراض والهموم و
طبیعت بشری اور عادات انسانی کی لوازم سی ہی جیسی گرمی کی شدت اور جاڑی کی ٹہر اور بیماریان اور غم و غصہ
الغموم اللاحقة له حتى الاطفال والبهائم فلو تجرد الخير عن الشر والنفع عن الضر واللذة عن الالم لكان هذا
جو آدمی پر گذرتا ہی یہان تک کہ بچون اور جانورون پر پہر اگر خیر شر سی اور نفع ضرر سی اور لذت الم سی خالی اور صاف ہو کر ہی
العالم عالما اخر غير هذا العالم ونشأة اخرى غير هذه النشاة والثاني ان الانسان مدني بالطبع لا يمكنه ان
تو یہہ عالم اور ہی عالم ہوجاوی یہہ عالم نرہی اور پیدایش ہوجاوی سوا اس پیدایش کی اور دوسری بات یہہ ہی کہ آدمی ملن سار ہوتا ہی اکیلا
يعيش وحده بل لا بد له ان يعيش مع الناس وللناس ارادات واعتبارات يطلبون منه ان يوافقهم عليها
زندگی نہین کرسکتا بلکہ اوسکو ضرور ہی کہ آدمیون کی ساتہہ رہا کری اور اون لوگون کی کچہہ کچہہ ارادی اور اعتبارات ہوتی ہین کہ دہین دوسری کو اپنی موافق
وان لم يوافقهم يؤذونه ويعذبونه وان وافقهم وكان موافقته اياهم على باطل يحصل له العذاب والالم من
کیا کرتی ہین اور اگر موافق نہو تو ایذا دیتی ہین اور ستاتی ہین اور اگر اونکی موافق ہوا اور وہ موافقت باطل پہ ہوئی تو اوسکو اور طرح کا عذاب اور الم ہوویگا
وجه اخر ولا ريب ان الم المخالفة لهم في باطلهم اسهل من الالم المترتب على موافقتهم فالم يسير يعقبه لذة
اور اسمین کچہہ شک نہین ہی کہ باطل مین مخالفت کا الم اوس الم سی بہت سہل ہی کہ اونکی موافقت سی ہوویگا پس تہوڑا سا الم کہ اوسکی پیچہی بڑی لذت
عظيمة دائمة اولى بالاحتمال من لذة يسيرة يعقبها الم عظيم دائم والثالث ان البلاء الذي يصيب
دائمی ہووی اوٹہانا اولی ہی بہ نسبت ایسی تہوڑی سی لذت کی کہ اوسکی بعد بڑا الم دائمی ہووی تیسری بات جو بلا کہ آدمی پر حق کی راہ مین گذرتی ہی
الانسان في طريق الحق لا يخلو اما ان يكون في نفسه او ماله او عرضه او اهله واشد هذه الاقسام ما كان
اس حال سی خالی نہین ہی کہ اوسکی جان پر ہووی یا اوسکی مال پر یا آبرو پر یا اہل پر اور قسمون مین سی بڑی سخت وہ ہی
في نفسه وغايته ان يقتل ويكون شهيدا وهذا اشرف الموتات واسهلها لان الشهيد لا يجد من الالم الا
جو جان پر ہووی اور اوسکا انجام یہہ ہی کہ مارا جاوی اور شہید ہوجاوی اور یہہ موت سب موتون مین اشرف ہی اور سب سی سہل اسلیئی کہ شہید کو اتنا ہی الم ہوتا ہی
مثل القرصة وليس في قتل الشهيد الم زائد على ما هو المعتاد لبني ادم عند موتهم على فرشهم ولا موت مقدم على
کہ جیسی چیونٹی کاٹی یا چٹکی لو اور شہید کی قتل مین کوئی الم زائد اسکی نہین ہوتا جو ہی آدم کی بنی بستر پر مرتی ہوئی دکہہ ... اور کوئی موت حل مقرری پر مقدم ہوتی

اجله لان المسطور فی الکتب الکلامیة ان المیت مقتول باجله فمن فر من الموت او من القتل وظن انه
سی کہ عقائد کی کتابوں میں یہہ لکہا ہوا ہی کہ مقتول اپنی اجل پر مرتا ہی پہر جو شخص موت سی یا قتل سی بہاگی اس خیال پر کہ بہاگنی سی عمر دراز

بفراره یطول عمره ویتمتع بالعیش الکثیر فقد کذبه الله تعالی فی هذا الظن وقال قل لن ینفعکم الفرار ان فررتم
ہوگی اور خوب عیش اوڑاوں گا تو اللہ تعالی اوسکو اس خیال میں جہٹلاتا ہی تو کہہ ہرگز نہ فائدہ دیگا تمکو بہاگنا اگر بہاگوگی

من الموت او القتل واذا لا تمتعون الا قلیلا فانه تعالی بین فی هذه الایة ان الفرار من الموت او القتل لا ینفع
مرنی سی یا ماری جانی سی اور پہر بہی پہل نہ پاوگی مگر تہوڑی دنوں پس اللہ تعالی نی اس آیت میں بیان کردیا کہ موت یا قتل سی بہاگنا کچہ فائدہ نہیں دیتا

الا قلیلا اذ لا خلاص لاحد من الموت بل لا بد له منه فیفوته بهذا الفرار ما هو خیر له منه من الحیوة الابدیة
مگر کچہہ تہوڑا کیونکہ موت سی کسیکو مخلصی نہیں ہی بلکہ موت ضرور ہی سو اس بہاگنی میں جو موت بہتر ہی اوسہ سی جاتی رہتی ہی یعنی ہمیشہ کی زندگی

التی تحصل للشهید عند ربه فان من اختار فی الدنیا الراحة علی التعب فی سبیل الله اتعبه الله تعالی اضعاف
کہ رب کی یہاں شہید کو ملتی ہی بیشک جو شخص دنیا کا ارام پسند کرتا ہی اللہ کی رستی کی محنت پر تو اللہ تعالی اوسکو کئی گونہ زیادہ محنت دیتا ہی

ما ناله فی غیر سبیل الله تعالی الا تری ان ابلیس لما امتنع من السجود لادم النبی علیه السلام فرارا من الخضوع له
جو اوس رستہ میں اوٹہاتا ہی کیا نہیں دیکہتا کہ ابلیس نی جو آدم نبی علیہ السلام کی سجدہ سی ذلت سی بچنی کو باز رہا تو اللہ تعالی نی اوسکو

جعله الله تعالی اذل الاذلین وصیره خادما لفساق ذریته وفجارهم الی یوم الدین وکذلک کل من یمتنع
سب سی زیادہ خوار کرکر قیامت تک آدم کی ذریت میں سی فساق اور فجار کا خادم بنا دیا اور ایسی ہی جو شخص اپنی ذات کو

ان یذل نفسه لله تعالی ویتعب بدنه فی طاعته ومرضاته لا بد ان یذل لمن کان اظلم خلق الله تعالی
ذلیل کرنی سی واسطی اللہ کی اور بدن کو اللہ کی طاعت اور مرضی کی محنت اوٹہانی سی بچاوی تو ضرور ہی کہ وہ شخص ایسی کی سامنی ذلیل ہو کہ تمام خلق اللہ میں

وافسدهم ویتعب نفسه وبدنه فی طاعته ومرضاته عقوبة له من الله تعالی ولذلک قال بعض العارفین
ظالم اور مفسد ہو اور بسبب عقوبت الہی کی اوسکی جان اور بدن اوسہی کی طاعت او مرضی کی محنت میں مبتلا ہی اور اسہی لئی بعضی عارف کہتی ہیں جو شخص

من لم یعبد الحق اختیارا یعبد الخلق اضطرارا فینعزل عن خدمة الخالق الی خدمة المخلوق فعلی هذا کان
اپنی اختیار سی حق کی بندگی نہیں کرتا تو وہ لاچار ہوکر خلق کی بندگی کرتا ہی پس خالق کی خدمت سی معزول ہوکر مخلوق کی خدمت کرنی لگتا ہی اس بیان کی موافق

الواجب علی العبد ان یشتغل بعبادة الله تعالی وطاعته ویترک الاعتراض علیه ویرضی بقضائه فی کل ما
آدمی پر واجب ہی کہ اللہ تعالی کی عبادت اور طاعت کیا کری اور کسیطرحکا اعتراض نکری اور اوس حکم پر راضی رہی اوسکی یہاںسی جو

جاء من عنده من النفع والضر والصحة والمرض والمنع والعطاء والالم والاذی ویلاحظ قوله تعالی عسی ان تکرهوا
آوی نفع یا نقصان صحت یا مرض روک یا بخشش الم یا تکلیف اور اس آیت کا مضمون کو لحاظ کری شاید تمکو

شیئا وهو خیر لکم وعسی ان تحبوا شیئا وهو شر لکم والله یعلم وانتم لا تعلمون ویتیقن انه تعالی ارحم بعباده من
بری لگی ایک چیز اور وہ بہتر ہو تمکو اور شاید تمکو خوش لگی ایک چیز اور وہ بری ہو تمکو اور اللہ جانتا ہی اور تم نہیں جانتی اور یقین کرجانی کہ اللہ تعالی اپنی بندوں پر اس سی زیادہ

الوالدة بولدها وانه تعالی اعلم بمصلحته من نفسه ثم اذا ظهر عطاء یشکر الله تعالی واذا وقع بلاء یحاسب نفسه
رحمت والا ہی کہ ما اپنی اولاد پر اور اللہ تعالی اوسکی مصلحت کو اوس سی زیادہ جانتا ہی پہر اگر عطا ظاہر ہوئی تو اللہ کا شکر بجالاوی اور اگر بلا آوی تو اپنا حساب لیوی

فیما صدر منها حتی استحق ذلک اذ قال الله تعالی وما اصابکم من مصیبة فبما کسبت ایدیکم ویعفو عن کثیر
کہ ایسی کیا خطا ہوئی کہ جسمیں اس بلا کا سزاوار ہوا کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہی جو پڑتی تمپر کوئی سختی سو بدلا اوسکا جو کمایا تمہاری ہاتہوں نی اور معاف کردیتا ہی

فانه تعالی بین فی هذه الایة ان ما اصاب العبد من مصیبة ای مصیبة کانت فهی بسبب ذنوبه التی اکتسبها
بیشک اللہ تعالی نی اس آیت میں یہہ بیان فرمایا کہ آدمی پر جو مصیبت آتی ہی کوئی مصیبت ہو سو وہ گناہوں کا وبال ہی جو آپ کمائی ہیں

بنفسه

بنفسه والله تعالى يعفو عن كثير منها فلا يعاقب عليها في الدنيا واما في العقبى فهو في مشية الله تعالى
اور اللہ تعالی بہتیری گناہ معاف کر دیتا ہی سو اونپر دنیا مین عذاب نہین کرتا اور عقبی مین اگر توبہ نہین کی تو مشیت الہی مین ہی

ان لم يتب عنها فانه تعالى ان شاء يعفو عنه ويدخله الجنة بلا عذاب وان شاء يعذبه في جهنم
بیشک اللہ تعالی چاہی معاف کر کر بلا عذاب جنت مین داخل کر دی اور چاہی گناہون کی موافق دوزخ مین عذاب دی

بقدر ذنوبه ثم يخرجه منها ويدخله الجنة قال علي للمؤمن عند الله تعالى خمس نقمات فاولها المرض
پہر دوزخ سی نکال کر جنت مین داخل کری حضرت علی کہتی ہین مؤمن کی حق مین اللہ تعالی کی ان پانچ عقوبت مین پہلی تو دکہہ

ثم المصائب فان كانت ذنوبه اكثر من ذلك يعذب في قبره فان كانت اكثر من ذلك يحبس على الصراط وان
پہر مصیبتین پہر اگر اسکی گناہ اس سی بہی زیادہ ہوئی تو گور مین عذاب ہوگا پہر اگر اس سی بہی زیادہ ہین تو پلصراط پر رکیگا اور اگر

كان اكثر من ذلك يعذب في جهنم على قدر ذنوبه ثم يخرج منها بالتوحيد **المجلس الحادي والتسعون**
اس سی بہی زیادہ ہین تو گناہون کی موافق دوزخ مین رہ کر پہر توحید کی برکت سی نکلیگا **اکیانوین مجلس**

## في بيان ان الشيطان يجري من الانسان مجرى الدم

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
اس بیان مین کہ شیطان انسان کی اندر مثال خون کی پہرتا ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا

ان الشيطان يجري من الانسان مجرى الدم هذا الحديث من صحاح المصابيح رواته ام المؤمنين صفية
بیشک شیطان انسان کی اندر خون کی مثال پہرتا ہی یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی ام المؤمنین صفیہ کی روایت سی

والمراد بالشيطان ههنا وسوسته لا نفسه فح المجرى يحتمل ان يكون اسم مكان فيكون المعنى ان كيد
اور شیطان سی مراد اسکیہ شیطانی وسوسہ ہی عین شیطان نہین ہی پس اب لفظ مجری مین احتمال ہی کہ اسم ظرف ہووی اب معنی یون ہوجائینگی کہ

الشيطن ووسوسته يجري في الانسان جريان الدم فان الدم كما يجري في اعضاء الانسان من غير احساس الانسان
کہ شیطان کا مکر اور وسوسہ انسان مین لوہو کی طرح پہرتا ہی بیشک لوہو جیسی انسان کی اعضا مین پہرتا ہی اور آدمی کو اوسکی خبر نہین ہوتی

بجريانها فكذلك وسوسة الشيطن تجري في اعضاء الانسان من غير احساس الانسان بجريانها وقيل يجوز
ایسی ہی شیطانی وسوسہ انسان کی اعضا مین پہرتا ہی اور آدمی کو خبر نہین ہوتی اور کوئی کہتا ہی کہ جایز ہی

ان يراد بالشيطان نفسه لا وسوسته فانه لكونه غير كثيف لا يبعد ان يجري في عروق الانسان لان غير
کہ عین شیطان مراد لین وسوسہ نہ مراد لین اسلئی کہ شیطان مادی جو نہین ہی تو کیا تعجب ہی کہ انسان کی رگون مین پہرتا ہو اسلئی کہ غیر مادہ شئی

الكثيف يدخل في الكثيف كالهواء النافذ في البدن فح يجري الشيطن في الانسان مجرى الدم ويصادف نفسه
مادی مین گہس جاتی ہی جیسی ہوا بدن مین سو اب شیطان بہی انسان کی اندر خون کی طرح پہرتا ہی اور اوسکی جان کی پاس ہوکر

ويسئلها عما تحبه وتريده فاذا عرف مقصودها ومرادها يستعين بها على الانسان في اضلاله واخراجه
پوچہتا ہی تجہکو کیا پسند ہی تیرا کیا ارادہ ہی پہر اوسکا مقصود اور مراد پاکر راہ سی بچلانی مین اور طریق مستقیم سی نکالنی مین

عن الطريق المستقيم فانه يورده الموارد التي يتخيل اليه ان فيها منفعة ثم يصدره المصادر التي فيها عطبه
انسان کی مدد کرتا ہی پس وہ شیطان آدمی کو ایسی گہاٹ لگا دیتا ہی جہان یہہ خیال ہو کہ اسمین یہہ فائدہ ہی پہر ایسی جگہ پہنچاتا ہی جہان عطا نہ آوی

ثم يتبرأ منه ويسلمه ويقف يشمت به ويضحك منه فانه يأمره بالسرقة والزنا وقتل النفس ثم يدل عليه
پہر اوس سی الگ ہو کر اوسی کی حوالہ کر دیتا ہی اور آپ ٹہٹہا مارتا اور ہنستا ہی سو آدمی سی پہلی تو چوری اور زنا اور خون کرا دیتا ہی پہر ظاہر کر کر

ويفضحه كما فعل بالراهب الذي زنا بامرأة فلما ولدت امره بقتلها وقتل ولدها ثم دل عليه اهلها وكشف
فضیحت کر دیتا ہی جیسی ایک راہب کی ساتہہ کیا کہ اوسنی ایک عورت سی زنا کیا پہر وہ جنی تو اوسی اوسکو اور اوسکی بچہ کو قتل کرایا پہر عورت کی مالکون کو بتا دیا

لهم امره فلما ارادوا صلبه امرهم بالسجود له لينجيه فلما سجد له فرّ منه وتركه وفيه نزل قوله تعالى

اور اونکا سبب حال کہول دیا جب وہ لوگ اوسکو صولی دینی لگی تو اپنی تئین سجدہ کرایا کہ بچا دونگا جب سجدہ کیا تو اوسکو چہوڑ کر بہاگ گیا اسہی قصہ مین یہہ آیت اوتری

کمثل الشیطن اذ قال للانسان اکفر فلما کفر قال انی بریٔ منك انی اخاف الله رب العلمین ولا

جیسی کہاوت شیطان کی جب کہی انسان کو تو منکر ہو پہر جب وہ منکر ہوا کہی مین الگ ہون تجہسی مین ڈرتا ہون اللہ سی جو رب ساری جہان کا اور

یختص هذا بالذی ذکرت هذه القصة عنه بل هو عام فی کل من یطیع الشیطان فی امره بالکفر والعصیان

شیطان کا یہہ مکر کچہہ اوس سی خاص نہین ہی جسکا یہہ قصہ مذکور ہو بلکہ علی العموم ہر یک سی جو شیطان کا کفر اور معصیت مین مطیع ہی

لینصره ویقضی حاجته ثم یتبرأ منه ویسلمه کما یتبرأ من جملة اولیائه یوم القیمة ویقول

تاکہ وہ نصرت کری اور حاجت روا کری پہر اوسکو اوسہی پر ڈال کر الگ ہو جاتا ہی جیسی اپنی تمام دوستون سی قیامت کو الگ ہو جاویگا یہہ کہہ کر

لهم انی کفرت بما اشرکتمون من قبل فانه یوقعهم الموارد فی الدنیا ثم یتبرأ منه یوم القیمة فعلی هذا ینبغی للعاقل

مین نہین قبول رکہتا جو تمنی مجکو شریک ٹہرایا تہا پہلی بیشک یہہ شیطان اپنی دوستون کو دنیا مین ایک کہاٹ پر لگا دیتا ہی پہر اونسی قیامت کو الگ ہو جاویگا اس واسطی

ان یجتهد فی دفع وسوسته عن نفسه اذ لیس تسلطه علی الانسان بالقهر والالجاء بل تسلط علیه بالتزیین

عاقل کو لازم ہی کہ اپنی دلین سی اسکا وسوسہ جسطرح بنی دور کری اسلئی کہ انسان پر شیطان کا غلبہ بجبر قہر اور زور سی نہین ہی بلکہ معاصی کی زینت دینی اور

والاغواء لما روی انه علیه السلام قال خلق ابلیس مزیّنا ولیس الیه من الاضلال شیٔ فانه علیه السلام

بہکانی سی ہی کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا ابلیس زینت دینی کو پیدا ہوا ہی اور گمراہ کرنی کی کوئی بات اوسکی اختیار مین نہین ہی بیشک نبی علیہ السلام

بیّن فی هذا الحدیث ان الشیطن لیس بمسلط علی بنی ادم بحیث یامرهم بالمعصیة ویلجئهم علیها اذ لو کان

اس حدیث مین فرمایا کہ شیطان بنی آدم پر اسطور غالب نہین ہی کہ معصیت کا حکم کر کر گناہ پر لاچار کر دی اگر یہہ حال ہوتا

الامر کذلك لما نجا من شره احد بل شانه ان یوسوس فی صدورهم ویزیّن المعصیة الیهم ولیس بیده اکثر

تو اسکی بدی سی کوئی بہی نہ بچتا بلکہ اسکا یہہ طریق ہی کہ بنی آدم کی دلون مین وسوسہ پیدا کرتا ہی اور معصیت کو اونکی نظرون مین خوبصورت بنا دیتا ہی

من ذلك کما اخبر الله تعالی عنه انه یقول لاهل النار یوم القیمة وما کان لی علیکم من سلطن الا ان دعوتکم

اس سی زیادہ کچہہ مقدور نہین ہی چنانچہ اللہ تعالی اسکی خبر دیتا ہی کہ قیامت کی دن دوزخیون سی یون کہیگا اور تم پر مجکو حکومت نہ تہی مگر مین نی تمکو بلایا

فاستجبتم لی فلا تلومونی ولوموا انفسکم یعنی ان دعوتی ایاکم الی الباطل لم یکن بطریق القهر والالجاء ولا

پہر تم نی مان لیا سو مجہکو مت الزام دو اور الزام دو اپنی تئین مراد یہہ ہی کہ میرا بلانا تمکو باطل پہ کچہہ بطور قہر اور لاچار کر نہین تہا اور نہ

بحجة وبرهان یدل علی صدقی بل بمجرد تزیین وتسویل فاستجبتم لی لموافقة دعوتی اهواءکم واغراضکم

کسی حجت اور دلیل سی تہا کہ میری صدق پر دلالت کرتی ہو بلکہ صرف زینت اور آرایش سی تہا سو تمنی میرا کہا اپنی ہوا ہوس اور غرضون کی موافق دیکہہ کر مان لیا

ولم تستجیبوا لربکم الذی دعاکم الی الحق دعوة مقرونة بالحجج والبینات لعدم موافقة دعوته اهواءکم

اور اپنی رب کا کہا نہ مانا جسنی حق پر دلائل اور بینات کی ساتہہ بلایا تہا کیونکہ اللہ کی طلب تمہاری ہوا ہوس اور غرض کی

واغراضکم فان عدو الله تعالی لما امتنع عن السجود لادم النبی علیه السلام واخرج من زمرة الملئکة المقربین

مطابق نہ تہی بیشک شیطان نی جب آدم علیہ السلام کو سجدہ نکیا اور مقرب ملائک کی زمرہ سی یا جنت میں سی نکالا گیا

او من الجنة وسال ان ینظر الی یوم یبعث فیه ادم النبی علیه السلام وذریته للجزاء فانظر الی یوم الوقت

اور اسنی سوال کیا کہ اوس دن تک کہ آدم نبی عا او اوسکی اولاد جزا کی لئی اوٹہائی جاوین مہلت ملی پہر اوسکو اوسوقت

المعلوم الذی هو وقت النفخة الاولی التی علم الله تعالی ان من فی السموت ومن فی الارض یصعق عندها

معلوم تک مہلت ملی جو کہ وقت پہلی نفخہ کا ہی اللہ جانتا ہی کہ جو آسمان اور زمین مین ہین اوسوقت سب بیہوش ہو جاوینگی

الا من شاء الله تعالی قال رب بما اغویتنی لازینن لهم فی الارض ولاغوینهم اجمعین الا عبادک
مگر جنکو اللہ بچارکہی تو شیطان نی یہہ کہا ای رب جیسا تونی مجھکو راہ سی کہویا مین انکو بہار دکہلاؤنگا زمین مین اور راہ سی کہودونگا سبکو مگر جو تیری
منهم المخلصین واستثنی عباد الله الذین اخلصهم الله تعالی لطاعته وعبادته وطهرهم عن تاثیر
چنی بندی ہین اور اوسنی ان بندون کو جدا کیا جنکو اللہ تعالی نی واسطی اپنی طاعت اور عبادت کی خاص کیا ہی اور انکو اوسکی بہکاوی کی اثر سی
اغوائه فیهم فلما استثناهم وکان طریقهم مرضیا عند الله تعالی قال الله تعالی هذا صراط علی مستقیم
پاک کر کہا ہی پہر جب اونکو جدا کیا اور اونکا چلن اللہ تعالی کو پسند تہا تو اللہ تعالی نی فرمایا یہہ راہ ہی مجہہ تک سیدہی
ان عبادی لیس لک علیهم سلطن الا من اتبعک من الغاوین فانه تعالی قد اخبر فی هذه الایة ان عباده
جو میری بندی ہین تجھکو اونپر زور نہین مگر جو تیری راہ چلا خراب لوگون مین بیشک اللہ تعالی نی اس آیت مین خبر دی ہی کہ میری بندی
الذین اخلصهم لطاعته وعبادته لیس لعدوه علیهم سلطن بل سلطانه علی الذین اتبعوه من الغاوین واخبر
جو خالص طاعت اور عبادت کی لئی ہین اونپر میری دشمن کو غلبہ نہین ہی بلکہ اوسکا غلبہ اون لوگون پر ہی جو گمراہ اوسکی تابع ہین اور دوسری
فی ایة اخری ان عبادة المؤمنین المتوکلین لا سلطان له علیهم فقال انه لیس له سلطن علی الذین امنوا
آیت مین خبر دی ہی کہ بیشک میری بندی مؤمن اور متوکل اونپر شیطان کو غلبہ نہین ہی فرمایا اوسکا زور نہین چلتا اونپر جو یقین رکہتی ہین اور
علی ربهم یتوکلون انما سلطنه علی الذین یتولونه والذین هم به مشرکون وهذه الایة تضمنت امرین احدهما
اپنی رب پر بہروسہ کرتی ہین اوسکا زور اونہین پر ہی جو اوسکو رفیق سمجہتی ہین اور جو اوسکو شریک ٹہراتی ہین اور اس آیت مین دو باتین ہین ایک تو یہہ
نفی سلطانه علی اهل الایمان وعلی الذین یفوضون امرهم الی الله تعالی فی کل ما یاتون ویذرون فان وسوسته
کہ ایمان والون پر اور جو لوگ اپنی کاروبار اللہ پر حوالہ کر دیتی ہین تمام جو کرتی ہین یا نہین کرتی اون پر غلبہ نہین ہی بیشک شیطان کا وسوسہ
لا تؤثر فیهم ودعوته غیر مستجابة عندهم والثانی اثبات سلطانه علی اهل الشرک وعلی الذین یتخذونه ولیا
اونمین اثر نہین کرتا اور اوسکا بولاوا اونکو مقبول نہین ہی اور دوسری یہہ کہ مشرکون پر اور جو لوگ شیطان کو اپنا دوست رکہتی ہین
ویطیعون وسوسته ویستجیبون دعوته والمراد بسلطانه علیهم تسلطه علیهم بالوسوسة والدعوة المستتبعة
اور اوسکی وسوسہ کی مطیع ہین اور اوسکا بولاوا مانتی ہین اونپر غلبہ ثابت ہی اور اونپر غلبہ جو ہی تو اوس سی یہہ مراد ہی کہ تسلط وسوسہ سی اور بولانی سی ہی
للاستجابة لا بالقسر والالجاء لانه منتف من الکل لما سبق من قوله تعالی حکایة عنه وما کان لی علیکم من سلطن
کہ ترستمان ہی نہین کچہہ زور سی اور لاچار کر کر نہین ہی کیونکہ ایسا تسلط تو کسی پر بہی نہین ہی اسلئی کہ اوسکا قول بطور حکایت کی گذر چکا ہی اور مجھکو تمپر حکومت نہ تہی
الا ان دعوتکم فاستجبتم لی ولما علم عدو الله تعالی انه تعالی لا یسلطه علی عباده المخلصین قال فبعزتک
مگر مین نی تمکو بلایا پہر تمنی مان لیا اور جب شیطان کو یقین ہوا کہ اللہ تعالی اپنی خاص بندون پر غلبہ نہین دیتا بولا تو قسم ہی تیری عزت کی
لاغوینهم اجمعین الا عبادک منهم المخلصین وقد اخبر الله تعالی ان عدوه ابلیس حین وبخ بقوله تعالی
مین گمراہ کرونگا ان سبکو مگر جو بندی ہین انمین تیری چنی اور اللہ تعالی نی خبر دی تہا کہ جب شیطان کو یہہ جہڑکی ملی
ما منعک الا تسجد اذ امرتک قال فبما اغویتنی لاقعدن لهم صراطک المستقیم ثم لاتینهم من بین ایدیهم ومن خلفهم
اور تجھکو کیا مانع تہا کہ سجدہ نکیا جب مینی فرمایا بولا تو جیسی تونی مجھی گمراہ کیا ہی مین بیٹہونگا دیکہتا تاک مین تیری سیدہی راہ پہ پہر اونپر آؤنگا آگی سی اور پیچہی سی
وعن ایمانهم وعن شمائلهم ولا تجد اکثرهم شاکرین قال جمهور المفسرین والنحاة کلمة علی محذوفة ههنا ونصب صراطک
اور داہنی سی اور بائین سی اور نہ پاویگا تو اکثر اونمین شکرگذار تمام مفسر اور نحوی کہتی ہین کہ یہان سی لفظ علی کا محذوف ہی اور زبر صراط کا
علی نزع الخافض کانه قیل لاقعدن علی صراطک المستقیم ثم لاتینهم من جمیع جهاتهم وهذا تفصیل لما جمله
حرف جر دور کرنی سی ہی گویا عبارت یون ہی لاقعدن علی صراطک المستقیم پہر اون پاس سب طرفون سی آؤنگا اور یہہ تفصیل اوس اجمال کی ہی

فی قوله فبعزتك لاغوينهم اجمعين وتمثيل لوسوسته اليهم وتسويله عليهم ما امكنه وقدر عليه اذ ما من
جو اس عبارت میں ہی قسم تیری عزت کی میں سبکو گمراہ کرونگا اور تمثیل ہی اوسکے وسوسہ کی اور آرایش کی ہی جو اونپر آویگی اور جسپر قادر ہوگا کیونکہ جو
طریق خیر الا والشیطان قاعد علیه یقطعه علی السالکین فیه بانواع مکائده وغروره فانه یشام نفس الانسان
خیر کا رستہ ہی سو اوسپر شیطان بیٹھا ہوا چلنی والوں پر طرح طرح کی مکر اور فریب سی راہ مارتا ہی کیونکہ شیطان انسان کی نفس پر غور کرکر
لیعلم ای القوتین غالب علیها هل هی قوة الاقدام ام هی قوة الاحجام فان رای ان الغالب علیها قوة الاحجام یاخذ
معلوم کرتا ہی کہ دونو قوت میں سی اسپر کونسی غالب ہی آیا قوت عمل کی یا قوت باز رہنی کی پہر اگر دیکھتا ہی کہ اوسپر قوت باز رہنی کی غالب ہی تو اوسکی
فی تشبیطه واضعاف همته وارادته عن المامور به ویثقله علیه ویهون علیه ترکه حتی یترکه جملة
ہمت بیچ سستی کا بڑہانا اور مامور بہ سی ارادہ کا پہیرنا شروع کرتا ہی اور اوسپر عمل دشوار اور ترک کرنا آسان کردیتا ہی آخر وہ اوسکو سراسر ترک کرتا ہی
او یقتصر فیه ویتهاون به وان رای ان الغالب علیها قوة الاقدام یاخذ فی تقلیل المامور به عنده ویوهم انه
یا اوسمین قصور کرتا ہی یا اوسمین سستی کرتا ہی اور اگر دیکھتا ہی کہ اوسپر قوت عمل کی غالب ہی تو مامور بہ کو اوسکی نظر میں گہٹانا شروع کرتا ہی اور وہم میں ڈالتا ہی
لا یکفیه بل یحتاج الی مبالغة وزیادة ویقصر بالاول ویتجاوز بالثانی وقد قال بعض السلف ما امر الله بامر الا
کہ تجھکو کافی نہوگا بلکہ حاجت مبالغہ اور زیادت کی ہی اور اول میں تقصیر ہوتی ہی اور دوسری میں بڑہ جاتا ہی اور بعضی متقدمین کا قول ہی کہ اللہ تعالی جو
وللشیطان فیه نزغتان اما الی تفریط وتقصیر واما الی افراط وغلو ولا یبالی بایهما ظفر وقد قطع کثیرا من
حکم ہی سو اوسمین شیطان کی دو جہلکی ہین یا بطرف کوتاہی اور تقصیر کی یا بطرف زیادتی اور افزایش کی اور یہہ پروا نہین کرتا کسپر فتحیاب ہو اور اکثر
الناس فی هذین الوادیین وادی التفریط والتقصیر ووادی الافراط والتجاوز والثابت منهم علی الطریق
لوگون پر شیطان نی اون دونو میدان میں رہزنی کی ہی ایک میدان تفریط اور تقصیر کا اور ایک میدان افراط اور تجاوز کا اور ان لوگون میں سی اوس
الذی کان علیه رسول الله علیه السلام واصحابه قلیل جدا فمنهم الذین یبنون المساجد والمدارس
رستہ پر قایم جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اونکی اصحاب کا ہی بہت ہی کمتر ہین اسلئے کہ بعضی ایسی شخص ہین کہ مسجدین اور مدرسی
والقناطر والرباط من اموال جمعوها من الظلم بالغصب والنهب والرشوة والجهات المحظورة ویظنون انهم
اور پل اور خانقاہ ایسی مال سی بناتی ہین کہ جو ظلم سی اور چہین چہپٹ اور رشوت اور بیجا طریق سی جمع کیا ہی اور خیال باندہ رکہا ہی کہ ہم
استحقوا بذلك مغفرة من الله تعالی وثوابا کثیرا ولا یعرفون انهم تعرضوا لسخط الله تعالی فی جمعها وانفاقها
اسکی بدلہ میں اللہ کی طرف سی سزاوار مغفرت کی اور بڑی ثواب کی ہین اور یہہ نہین سمجہتی کہ وہ قابل غضب الہی کی ہین اس مال کی جمع کرنی میں بہی اور خرچ کرنی میں
اذ کان الواجب علیهم الامتناع عن جمعها علی هذا الوجه فلما عصوا الله تعالی بجمعها علی هذا الوجه کان الواجب
بہی اسواسطی کہ اونپر یہہ واجب تہا کہ اس وجہ سی مال جمع نکرتی پہر اگر اونہوں نی اس وجہ سی جمع کرنی میں نافرمانی کی تو اب اونپر یہہ واجب تہا
علیهم التوبة والرجوع الی الله تعالی وردها الی اصحابها ان امکن والا فالی ورثتهم ان وجدوا والا کان الواجب
کہ توبہ اور خدا کی طرف رجوع کرتی اور مال مالکون کو پہرا دیتی اگر ہو سکتا اور نہین تو اونکی وارثون کو اگر پاتی اور نہین تو یہہ واجب تہا
علیهم تفریقها علی الفقراء بنیة ان تکون ودیعة عند الله تعالی یوصلها الی اصحابها یوم القیمة وهم لعدم
کہ فقراء پر اس نیت سی تقسیم کرتی کہ اللہ تعالی کی پاس امانت رہی قیامت کی روز مالکون کو پہنچا دیوی اور وہ مال جو فقراء پر
تفریقها علی الفقراء بقیت علیهم وتوخذ من اعمالهم یوم القیمة ومنهم من یستغفر الله تعالی ویسبحه ویهلله
تقسیم نہوی تو اونکی ذمہ باقی رہی قیامت کی روز اونکی اعمال میں سی لی جاویگی اور بعضی لوگ خدا سی مغفرت مانگتی ہین اور زبان سی ہر روز سبحان
بلسانه فی الیوم مائة مرة ثم لا یزال یغتاب الناس ویشتمهم ویمزق اعراضهم ویتکلم بما لا یرضاه الله تعالی
سو سو مرتبہ پڑہتی ہین پہر متصل لوگون کی غیبت کرتی ہین گالیان سناتی ہین اور اونکی آبروئی کہوئی جاتی ہین اور برخلاف رضامندی خدا تعالی کی

۱۲ ۳ ۱۳۱۱

طول نهاره من غير حصر ولا عد ويظن ان حسناته اكثر من سيأته لعدم محاسبة نفسه وعدم تفقد معاصيه

تمام دن بی انتہا اور بی شمار باتین بکی جاتی ہین اور گمان یہہ رکہتی ہین کہ ہماری حسنات گناہون سی زیادہ ہین کیونکہ اپنی نفس کا محاسبہ اور گناہون کی تلاش نہین کرتی

ويكون نظره الى عدد تسبيحه وتهليله ويغفل عن هذيانه الذى لو كتب لكان مثل تسبيحه وتهليله مائة

اب اپنی تسبیح اور تہلیل کی گنتی پر تو نگاہ ہی اور بیہودہ باتون کا اگر لکہی جاوین تو تسبیح اور تہلیل کی برابر سو بار بلکہ ہزار بار ہو جاوین

مرة بل الف مرة وقد كتبه كرام الكاتبون ووعد الله تعالى على كل كلمة عقابا حيث قال ما يلفظ من قول الا لديه

کچہہ خیال نہین اور بیشک کرام الکاتبین اوسکو لکہہ چکی ہین اور اللہ تعالی ہر ہر کلمہ پر عقاب کا وعدہ کر چکا ہی چنانچہ فرمایا نہین بولتا ایک بات جو نہین ہوتا پاس

رقيب عتيد فهو ابدا يتامل فى فضائل التسبيحات والتهليلات ولا يلتفت الى ما ورد فى عقوبة المغتابين والنمامين

ایک راہ دیکہتا طیار سو وہ شخص ہردم تسبیحات اور تہلیلات کی فضایل تو سوچتا رہتا ہی اور ادہر خیال نہین کرتا کہ غیبت کرنیوالون اور سخن چینون

والكذابين وغير ذلك ممن لا يحترز من افات اللسان ولعمر الله لو كان الكرامون الكاتبون يطلبون منه اجرة لما

اور جہوٹون کی لئی کیا عقاب تجویز ہوا ہی اور سوا اسکی اور زبانی آفات جن سی احتراز نہین ہی اور قسم ہی اگر کرام کاتبین اوسی اجرت لیا کرتی کہ جو جو

يكتبونه من هذيانه الذى زاد على تسبيحه وتهليله الف مرة لكان يكف لسانه حتى عدة جملة من مهماته وكان يعد

اوسکی بیہودہ باتین کہ تسبیح اور تہلیل سی ہزار گونہ زیادہ ہوتی ہین اور وہ لکہتی ہین تو بیشک اپنی زبان بند رکہتا اور اوسکو اپنا ضروری کام سمجہتا اور بولنی کو

ما نطق به فى فتراته ويحسبه ويوازنه بتسبيحاته حتى لا يفضل عليه اجرة الكتابة فيا عجبا لمن يحاسب نفسه

اپنی لغزش مین گنتا حساب کرتا اور تسبیحات کی برابر رکہتا ایسا نہو کہ کتابت کی مزدوری زیادہ دینی آجاوی پہر بڑا تعجب ہی کہ اپنی نفس کا حساب

ويحتاط خوفا من ذهاب قيراط فى الاجرة ولا يحتاط خوفا من فوات فردوس الاعلى جنة الماوى فى الاخرة وليس هذه

اور احتیاط اس خوف کا مارا تو کری کہ کوئی کوڑی اجرت مین نہ جاتی رہی اور اس خوف کی احتیاط نکری کہ فردوس اعلی اور جنت الماوی آخرت مین ہاتہہ نہ آویگا اور یہہ

الغفلة الا مصيبة عظيمة لمن يتفكر فيها وقد وقعنا فى امر ان شككنا فيه نكون من الكفرة الجاحدين وان صدقنا

غفلت تو بڑی مصیبت ہی اسمین جو کوئی فکر کری اور ہم ایسی بلامین آگئی ہین کہ اگر اسمین شک کرین تو منکر کافر ہوتی ہین اور اسکی تصدیق کرین

به نكون من الجهلة المغرورين وليس هذا عمل من صدق بما جاء به القران ورسول رب العلمين المجلس الثانى و

تو جاہل مغرور ہین اور یہہ کام اوسکا نہین ہی جو احکام قرآن اور رسول رب العالمین کی تصدیق کرتا ہی بانوین مجلس

التسعون فى بيان عدم المواخذة بالوسوسة مالم تعمل بها او تتكلم قال رسول الله صلى الله عليه وسلم

اس بیان مین کہ وسوسہ پر کچہہ مواخذہ نہین ہی جبتک عمل مین نہ آدی اور یا زبان پر نگذری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا

ان الله تعالى تجاوز عن امتى ما توسوست به صدورها ما لم تعمل به او تتكلم هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه

بیشک اللہ تعالی نی میری امت کو معاف کیا ہی جو اونکی دلون مین خیالات آوین جبتک عمل نہ کرین یا زبان پر نہ لاوین یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی

ابو هريرة وفيه دليل على ان المرفوع عن هذه الامة لم يكن مرفوعا من الامم السالفة لان التخصيص بالذكر لا بد له

ابو ہریرہ کی روایت سی اور اسمین یہہ دلیل ہی کہ جو اس امت کو معاف ہی پہلی امتون کو معاف نتہا اسلئی کہ اس امت کی خاص مذکور ہونیکا کوئی فائدہ چاہئی

من فائدة والمعنى انه تعالى عفى عن هذه الامة ما يخطر فى قلوبهم من الخواطر المذمومة واحاديث النفس فان ما يقع فى

اور معنی یہہ ہین کہ اللہ تعالی نی اس امت کو خیالات بد اور نفسانی وہم جو اونکی دلون مین گذرتی ہین معاف کردئی ہین پہر دلمین جو خیالات نکمی

القلب من الخواطر الدنية المذمومة يسمى وسوسة وما يقع فيه من الخواطر المرضية الحسنة يسمى الهاما ثم الوسوسة

بدگذرتی ہین وسوسہ کہلاتی ہین اور دلمین جو خیال پسندیدہ نیک آتی ہین الہام کہلاتی ہین پہر کہ

اما ضرورية او اختيارية فالضرورية هى الخواطر التى تدخل فى القلب من غير اختيار وهذا معفو عن جميع الامم لكونه

یا تو ضروری ہوتا ہی یا باختیار پہر ضروری تو وہ خیالات ہین جو دلمین بی اختیار آجاتی ہین اور یہہ تو تمام امتون کو معاف ہوئی ہی اسواسطی

خارجا عن حد الاستطاعة والاختيار فهي الخواطر التي تدخل في القلب وتستجلبها الطبع وتتبعها النفس وترددها
کہ حد استطاعت سی باہر ہی اور اختیاری وہ خیالات ہیں جو دلمیں آتی ہیں اور طبیعت اونکو کہینچ لاتی ہی اور نفس اوسکی پیچہی لگا رہتا ہی اور بار بار لاتا

وتلتذ بها فتميل الى العمل او التكلم بها وهذا النوع هو الذي عفي عن هذه الامة دون سائر الامم تشريفا لنبينا وتفضيلا
ہی اور لذت اوٹھاتا ہی پہر اوسپر عمل کی یا بیان کی رغبت کرتا ہی اور یہہ ہی وہ قسم ہی جو اس امت سی علاوہ تمام امتونسی بسبب شرافت ہمارے نبی اور فضیلت اونکی امت کی

لامته واما العقائد الفاسدة ومساوي الاخلاق وما ينضم اليها من اعمال القلوب فهي بمعزل عن الدخول في جملة ما
معاف ہوا ہی اور رہی فاسد عقیدی اور عادات بد اور جو انمین ملی ہوئی ہیں یعنی اعمال قلوب سو یہہ وسوسہ دلی میں داخل ہونیسی الگ ہیں

وسوست به الصدور بل هي من اعمال القلوب التي يؤاخذ بها الانسان والحاصل ان ما يقع في القلب على خمس مراتب الاولى
بلکہ یہہ وہ اعمال قلوب ہیں جسمین انسان سی مواخذہ ہو ویگا اور حاصل یہہ ہی کہ دلکی خیالات پانچ درجہ پر ہین پہلا تو

الهاجس وهو ما يقع فيه ابتداء ثم الخاطر وهو جريان ما يقع فيه ثم حديث النفس وهو التردد فيما يقع فيه هل يفعل
ہاجس کہ وہ دلمین پہلی ہی آتا ہی پہر اوسکی بعد خاطر یعنی اوسکا جاری ہونا جو دلمین آیا ہی پہر حدیث النفس یعنی اوسمین تردد جو دلمین آیا ہی کہ کرون

ام لا ثم الهم وهو ترجيح جانب الفعل ثم العزم وهو القطع على الفعل والجزم به وهذه الخواطر ان كانت في المعاصي ففيها
یا نہین پہر ہم یعنی کرنی کی جانب کو غالب کرنا پہر عزم یعنی فعل پر ٹوٹ پڑنا اور جزم کرنا اور یہہ خیالات اگر گناہوں کی ہوتی ہین تو اسمین

تفصيل اما الهاجس فلا يؤاخذ به احد اجماعا لانه ليس من فعل العبد وانما هو شيء ورد عليه لا قدرة له على دفعه ولا
تفصیل ہی ہاجس سی تو متفق علیہ ہی کہ کسی کو مواخذہ نہین ہی کیونکہ یہہ بندہ کا کیا ہوا نہین ہی یہہ تو ایسی بات ہی کہ خود بخود آجاتی ہی کہ اوسکو مقدور نہین کہ دفع کردی یا

على منعه واما الخاطر الذي بعده فالعبد قادر على دفعه بصرف الهاجس اول وروده ومع هذا هو وما بعده من حديث
روکدی اور خاطر جو اسکی بعد ہی سو آدمی کو اسکی دفع پر قدرت ہوتی ہی کہ ہاجس کو آتی ہی پہیر دی تسپر بہی یہہ اور اسکی بعد کا یعنی حدیث النفس

النفس مرفوعات عن الامة بالحديث الصحيح الوارد في ارتفاع حديث النفس عن هذه الامة وهو قوله عليه السلام عفي عن امتي
اس امت کو سب معاف ہین بدلیل حدیث صحیح کی جو اس بات میں آئی ہی کہ حدیث النفس اس امت کو معاف ہی وہ حدیث یہہ ہی کہ میری امت کو معاف ہی

ما حدثت به نفوسهم فاذا ارتفع حديث النفس ارتفع ما قبله بالطريق الاولى وهذه الثلثة لو كانت في الحسنات لا
جو اونکی نفس حدیث کرتی ہین پہر جب حدیث النفس معاف ہوا تو اوسکی پہلی کی خیالات بطریق اولی معاف ہونگی اور یہہ تینون اگر حسنات مین ہین تو اسکا

يكتب له بها اجر لعدم القصد واما الهم فقد بين في الحديث الصحيح ان الهم بالحسنة يكتب حسنة وان لم تفعل لظهور
کچہہ ثواب نہین ہوتا کیونکہ قصد نہین ہی اور رہا ہم سو حدیث صحیح مین آیا ہی کہ نیک ہم کا ثواب ہوتا ہی اگرچہ بسبب کسی مانع کی عمل میں

مانع والهم بالسيئة لا يكتب سيئة بل ينتظر فان تركها العبد لله تعالى يكتب عليه حسنة وان فعلها يكتب عليه
نہ آوی اور بد ہم کا کچہہ گناہ نہین ہوتا بلکہ ملتوی رہتا ہی اگر آدمی نی اوسکو بعد ترک کیا تو اوسکو ثواب ہوتا ہی اور اگر کر بیٹہا تو نری عمل کا گناہ

اثم الفعل وحده لا اثم الهم لان الهم مرفوع عن هذه الامة واما العزم على السيئة فبعض العلماء وان جعله من الهم المرفوع
ہوتا ہی ہم کا کچہہ گناہ نہین ہوتا کیونکہ ہم اس امت کو معاف ہی اور رہا عزم بدی کا سو بعضی علماء نی اسکو اگرچہ اوس ہم مین داخل کیا ہی جو معاف ہی

الا ان المحققين على كون العبد مؤاخذا به لكن ان ندم على عزمه وترك الفعل خوفا من الله تعالى يكتب له حسنة
پر محقق اسپر ہین کہ اسمین بندہ سی مواخذہ ہو ویگا لیکن اگر اپنی عزم پر نادم ہوا اور اللہ کی خوف سی وہ کام نکیا تو اوسکو ثواب ہوتا ہی

لان عزمه على السيئة وان كان سيئة لكن امتناعه عنها حسنة فيكتب حسنة واما اذا فات عنه الفعل بعائق او
کیونکہ عزم گناہ کا اگرچہ گناہ ہی لیکن اوسی باز رہنا نیک عمل ہی سو ثواب ہوتا ہی اور جس صورت مین کہ وہ کام کسی مانع کی سبب یا

تركه بعذر لاحق لا خوفا من الله تعالى يكتب عليه سيئة لان عزمه فعل اختياري من افعال القلوب فيؤخذ به
کسی عذر کی مارے نہین ہوا کچہہ اوسکو خوف الہی سی نہین چہوڑا تو اب گناہ ہوتا ہی کیونکہ عزم افعال قلوب مین سی فعل اختیاری ہی سو عازم کی پکڑ ہوگی

صاحبه اذ قد روی انه علیه السلام قال یحشر الناس علی نیاتهم ولا شک ان من عزم فی اللیل ان یصبح ویقتل مؤمنا

اسلئے کہ روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا تمام لوگ اپنی اپنی نیتوں پر محشور ہونگے اور اسمیں کچھ شک نہیں ہے کہ جو شخص رات کو یہہ عزم کریگا کہ صبح ہوتے ہی کسی مسلم کو قتل

او یزنی بامرأة او یشرب خمرا او یرتکب غیر ذلک من الذنوب فمات اللیلة یموت عاصیا مصرا علی الذنب ویحشر علی

یا کسی عورت سے زنا کرونگا یا شراب پیونگا یا کوئی اور گناہ کرونگا پھر وہ اوسی شب میں مرگیا تو گناہ پر اڑا ہوا گنہگار مریگا اور اپنی نیت پر اوٹھیگا

نیته مع ان الواقع منه العزم علی المعصیة دون فعلها والدلیل الدال علیه ما روی انه علیه السلام قال اذا التقی

باوجودیکہ اوسکو صرف معصیت کا عزم ہی تھا کچھ عمل نہیں کیا اور دلیل اس مطلب پر یہہ روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جب دو مسلمان

المسلمان بسیفیهما فالقاتل والمقتول فی النار قیل یا رسول الله هذا القاتل فما بال المقتول قال لانه اراد قتل

تلوار لیکر مقابل ہوتے ہیں تو قاتل اور مقتول دونو جہنمی ہیں کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ بھلا یہہ تو قاتل تھا اب مقتول نے کیا کیا فرمایا اسلئے کہ یہہ بھی اپنی

صاحبه وهذا نص فی کون المقتول من اهل النار بمجرد الارادة مع انه قتل مظلوما فکیف لا یؤخذ العبد بالنیة

یار کے قتل کا ارادہ رکھتا تھا اور یہہ نص ہے کہ مقتول نرے ارادہ سے جہنمی ہے باوجودیکہ مظلوم قتل ہوا ہے پھر کیونکر آدمی سے نیت کا مواخذہ نہیں ہے

والعزم وکل ما یدخل تحت اختیاره فهو مؤاخذ به الا ان یکفره بحسنة ونقض العزم بالندم حسنة فلذلک یکتب

اور عزم اور جو جو آدمی کے اختیاری ہے سو اوسکا مواخذہ ہوتا ہے ہان اگر نیک کام سے اوسکا بدلا کردے تو خیر اور ندامت سے عزم کا توڑ دینا بھی نیک کام ہی اسی لئے

حسنة واما فوات المراد بعائق فلیس بحسنة فلذلک یکتب سیئة فیؤاخذ بها فکیف لا یؤاخذ العبد باعمال القلوب

ثواب ہوتا ہے اور رہی وہ صورت جو کسی مانع کے سبب سے عمل فوت ہو جاوے سو یہہ حسنہ نہیں ہے اسلئے گناہ ہوتا ہے پھر مواخذہ ہوگا اب کیونکر آدمی کا مواخذہ اعمال قلوب

والکبر والعجب والریاء والحسد والنفاق وجملة الخبائث من اعمال القلوب وقد قال الله تعالی ان السمع والبصر والفؤاد کل

اور کبر اور تکبر اور ریا اور حسد اور نفاق پر نہووےگا اور جتنی خباثتیں ہیں سو اعمال قلوب ہیں اور بیشک اللہ تعالی نے فرمایا ہے بیشک کان اور آنکھ اور دل ان سبکی

اولئک کان عنه مسئولا فانه تعالی قد بین فی هذه الآیة ان العبد بکل واحد من تلک الاعضاء یکون مسئولا فیما یدخل

اوس سے پوچھ ہے اب اللہ تعالی نے اس آیت میں بیان کیا کہ آدمی سے بعوض ہر ہر عضو کی پوچھ ہوگی جو جو کام اسکی اختیار میں ہیں

تحت اختیاره مثلا لو وقع بصره علی اجنبیة بغیر اختیار منه لا یؤاخذ بهذه النظرة فان اتبعها نظرة ثانیة یکون

مثلا اگر نامحرم عورت پر بطور عادت کے بے اختیار نگاہ پڑجاوے تو اس نگاہ کا کچھ مواخذہ نہیں ہے پھر اگر اوسپر دوبارہ نظر دوڑائے تو اس دوسری نظر کا

مؤاخذا بهذه النظرة الثانیة لکونه مختارا فیها کذلک خواطر القلوب تجری هذا المجری بل القلب اولی بالمؤاخذة لانه

مواخذہ ہوویگا کیونکہ اسمیں اختیار تھا ایسے ہی دل کے خیالات اسی کے قایم مقام ہیں بلکہ دل کا مواخذہ اولی ہے کیونکہ سبکی اصل ہے

الاصل فان من حکم قلبه بشیء وکان مخطئا فیه یصیر مجزیا به ان خیرا فخیر وان شرا فشر کمن ظن انه متطهر حضر

بیشک جسکا دل کسی بیجا بات پر حکم کرے تو ویسی ہی بدلا ملیگا اگر نیک ہے تو نیک اور اگر بد ہے تو بد جیسے کسی نے گمان کیا کہ میں باوضو ہوں اور

الجمعة وصلاها ثم تذکر انه کان غیر متطهر یکون مثابا بفعله وان ترکها ثم تذکر یکون معاقبا علی ترکه ومن وجد علی فراشه امرأة

جاکر جمعہ کی نماز ادا کی پھر یاد آیا کہ پاک نہیں ہے تو بھی اسکا ثواب ہوگا اور اگر جمعہ کو ترک کیا پھر یاد آیا تو اس ترک پر عقاب ہوگا اور جسنے اپنے بستر پر عورت پائی

فظنها زوجته فوطئها لا یکون عاصیا بوطئها وان کانت اجنبیة وان ظنها اجنبیة فوطئها بهذا الظن یکون عاصیا

اور گمان کیا کہ میری بی بی ہے پھر اوس سے جماع کیا تو اس جماع سے گنہگار نہیں ہوگا اگرچہ غیر عورت ہو اور اگر اوس عورت کو غیر سمجھا پھر اوسی خیال پہ جماع کیا تو اس جماع سے

بوطئها وان کانت زوجته کل ذلک بالنظر الی القلب دون الجوارح فان الوسوسة انما تکون مرفوعة عن هذه الامة اذا

گنہگار ہوگا اگرچہ اوسکی بی بی ہو یہہ تمام باعتبار دل کے ہے جوارح کا لحاظ نہیں ہے کیونکہ وسوسہ تو سراسر اس امت کو معاف ہی ہے جبتک

لم تبلغ رتبة العزم فاما اذا بلغت تلک المرتبة فلا تکون مرفوعة بل یؤاخذ به العبد فیلزم علیه نقضها بالندم والاستغفار

عزم کا مرتبہ نہ پاوے پھر اگر اوس درجہ تک جا پہنچے تو پھر معاف نہیں ہے بلکہ اسپر آدمی سے مواخذہ ہوتا ہے سو لازم ہے کہ اس عزم کو ندامت اور استغفار سے توڑ دے

حتى تنقلب حسنة لكن ينبغي ان يعلم ان الوسوسة قد تكون من جهة تلبيس ابليس فان الشيطان قد تلبس على

تاکہ پلٹ کر عمل نیک ہو جاوی لیکن سمجھنی کی بات ہی کہ وسوسہ بعضی وقت ابلیس کی فریب سی ہوتا ہی بیشک شیطان بعضی وقت انسان پر یہہ شبہ ڈالتا ہی

الانسان فيقول العمر طويل والصبر على ترك الشهوات طول العمر الم شديد فكيف تترك اللذات والشهوات فعند ذلك

کہتا ہی کہ عمر بہت درازہی اور ترک شہوات پر تمام عمر صبر کرنا بڑا ہی سخت عذاب ہی اب لذتیں اور شہوات کیونکر ترک کر دیجیئی اب ایسی وقت آدمی کو

يلزم للعبد ان يذكر عظيم ثواب الله تعالى واليم عقابه ووعده ووعيده ويجدد ايمانه ويقينه ويقول نعم الصبر عن

لازم ہی کہ اسد تعالی کا بڑا ثواب اور سخت عذاب اور اوسکی وعدی اور وعید یاد کری اور از سر نو ایمان اور یقین کو سنبھالی اور کہی البتہ صبر کرنا

الشهوات شديد لكن الصبر على النار اشد فلابد من اختيار اخفهما فاذا ذكر العبد ذلك يخنس الشيطان ويهرب اذ لا يستطيع

شہوات سی سخت ہی لیکن آگ پر صبر کرنا اوس سی بہت سخت ہی سو کمتر کو اختیار کرنا چاہیئی جب آدمی یہہ بات یاد کرتا ہی تو شیطان پس پشت بہاگ جاتا ہی کیونکہ شیطان کی

ان يقول ليس الصبر على النار اشد من الصبر على المعصية ولا يملك ان يقول المعصية لا تفضي الى النار لان

یہہ طاقت نہین ہی کہ کہوی آگ پر صبر کرنا معصیت پر صبر کرنی سی سخت نہین ہی اور نہ یہہ کہہ سکتا ہی کہ معصیت دوزخ مین نہ لیجاویگی اسواسطی کہ آدمی کا

ايمان العبد يدفعه وينقطع عنه وسوسته بنور الايمان فان العبد اذا كان ايمانه حقيقيا لا لسانيا بل

ایمان اسکو دفع کر دیتا ہی اور ایمان کی نور سی اوسکا وسوسہ کٹ جاتا ہی بیشک جب آدمی کا ایمان حقیقی ہوتا ہی نرا زبانی نہین ہوتا بلکہ

قلبيا يقينيا يدفع عن نفسه وسوسة الشيطان ويتخذه عدوا امتثالا لقوله تعالى ان الشيطان لكم عدو

دلی یقینی ہوتا ہی تو اپنی دلسی شیطانی وسوسہ دور کر دیتا ہی اور شیطان کو دشمن جانتا ہی اس آیت کی موافق تحقیق شیطان تمہارا دشمن ہی

فاتخذوه عدوا فانه تعالى بين في هذه الاية ان الشيطن عدو لبني ادم وامرهم ان يتخذوه عدوا لانه

سو تم سمجہ رکہو اوسکو دشمن اسد تعالی نی اس آیت مین بیان کیا کہ شیطان بنی آدم کا دشمن ہی اور یہہ حکم کیا کہ وہ بہی اوسکو دشمن سمجہین کیونکہ

يريد اضلالهم ليجرهم مع نفسه الى النار فعلى هذا ينبغي للعاقل ان يعرف عدوه ويجتهد في دفع وسوسته

اونکو گمراہ کیا چاہتا ہی تا کہ اپنی ساتہہ دوزخ مین کہینچ لیجاوی اس بیان کی موافق عاقل کو چاہیی کہ اپنا دشمن پہچان کر اوسکا وسوسہ بزور دفع کر دی

ولا يندفع وسوسته الا بمخالفة الهوى فمن منع نفسه عن الهوى يكون من عباد الله الذين لا يتسلط عليهم

اور بدون مخالفت ہوا ہوس کی اوسکا وسوسہ دفع نہین ہوتا پہر جسنی اپنی نفس کو ہوا سی روک رکہا تو وہ اون لوگون مین ہوتا ہی جن پر شیطان غالب نہین ہوتا

الشيطن على ما اخبر الله تعالى بذلك وقال ان عبادي ليس لك عليهم سلطن فدلت الاية على ان الشيطان

موافق مضمون اس آیت کی وہ میری بندی ہین اونپر نہین تیری حکومت یہہ آیت دلالت کرتی ہی کہ شیطان

لا يتسلط على من كان من عباد الله تعالى وانما يتسلط على من لم يكن من عباد الله تعالى فمن يتبع الهوى لا يكون

اونپر جو اسد کی عبادت کرنیوالی ہین غلبہ نہین کر سکتا اونہی پر غلبہ کرتا ہی جو اسد کی عابد نہین ہین پہر جو شخص اپنی ہوا کا تابع ہی وہ

من عباد الله تعالى بل يكون من عباد الهوى اذ قال الله تعالى ارءيت من اتخذ الهه هويه اشار الى كون

اسد تعالی کا عابد نہین ہی بلکہ ہوا کا پوجنی والا ہی اسلئی کہ اسد تعالی فرماتا ہی بہلا دیکہہ تو جسنی پوجنا پکڑا اپنی چاؤ کا یہہ اشارہ ہی کہ

الهوى الهه ومعبوده والى كونه من عباد الهوى لا من عباد الله تعالى فمن لم يكن من عباد الله تعالى بل كان

ہوا ہی اوسکا خدا اور معبود ہی اور وہ ہوا کا بندہ ہی اسد کا بندہ نہین ہی پہر جو شخص اسد کا بندہ نہووی بلکہ ہوا کا

من عباد الهوى يتسلط عليه الشيطان بواسطة الهوى الذي يتشعب منه الشهوات فكما ان الشهوات

بندہ ہووی تو اوسپر شیطان بوسیلہ ہوا کی جسمین سی شہوات کی شاخین نکلتی ہین غالب رہتا ہی سو جیسی شہوتین انسان کی

سارية في لحم الانسان ودمه كذلك سلطنة الشيطان سارية في لحم الانسان ودمه ومحيطة به من

گوشت پوست اور خون مین پہیلی ہوئی ہین ایسی ہی شیطان کی سلطنت آدمی کی اندر گوشت اور لہو مین سیر کرتی ہی اور ہر طرف سی گہیری ہوئی ہی

جميع جوانبه ولذلك قال النبي عليه السلام ان الشيطان ليجري من ابن ادم مجرى الدم فضيقوا مجاريه
اسیسی لئی نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ شیطان ابن آدم مین مثل خون کی پہرتاہی اسلئے اوسکی آمد کا رستہ بہوک سی بند کرو
بالجوع وانما امر النبي عليه السلام بتضييق مجاري الشيطان بالجوع لان تسلط الشيطان على الانسان ليس
اور نبی علیہ السلام نی شیطان کا رستہ بہوک سی بند کرنی کو اسلئی فرمایا ہی کہ شیطان کا غلبہ انسان پر بدون وسیلہ شہوت کی
الا بواسطة الشهوة والشهوة تنكسر بالجوع فمن يريد ان يسلم من تسلط الشيطان عليه فعليه الملازمة بالصوم حتى يسلم
نہین ہوسکتا اورشہوت بہوک سی ٹوٹ جاتی ہی پہر جو شخص چاہی کہ مین شیطان کی غلبہ سی سلامت رہون تو اوسکو روزی رکہنی چاہئین
من تسلط الشيطان عليه فان من يتبع مقتضى الشهوة المنشعبة عن الهوى يظهر تسلط الشيطان عليه بواسطة
تاکہ شیطان کی غلبہ سی سلامت رہی بیشک جو شخص شہوت کی پیچہی پڑا رہتا ہی جو ہوا کی شاخ ہی تو اوسپر بوسیلہ ہوا کی شیطان کا غلبہ ہوجاتا ہی
الهوى لان الهوى مرعى لشيطان ومرتعه ولما لم يكن احد خاليا عن الشهوة المنشعبة عن الهوى لم يوجد احد
کیونکہ ہوا ہوس شیطان کی بیٹہ اور چراگاہ ہی اور چونکہ کوئی شخص شہوت سی جو شاخ ہوا ہوس کی ہی خالی نہین ہی تو ایسا بہی کوئی نہین ہی
خاليا عن ان يكون للشيطان فيه تسلط ولذلك قال النبي عليه السلام في حديث رواه ابن مسعود ما منكم من
کہ اوسپر شیطان کا کچہہ بہی غلبہ نہو اور اسیی لئی نبی علیہ السلام نی فرمایا ہی حدیث مین جو ابن مسعود سی روایت ہی تم مین سی ایسا کوئی نہین کہ
احد الا وله شيطان قالوا وانت يا رسول الله قال عليه السلام وانا الا ان الله تعالى اعانني عليه فاسلم فلا يأمرني
اوسکا شیطان نہو عرض کیا اور تم یا رسول اللہ فرمایا اور مین بہی پر اتنا ہی کہ اللہ تعالی نی اوسپر میری مدد کی سو وہ مسلمان ہوگیا اب وہ سوا
الا بخير بيانه على ما ذكره الامام الغزالي في الاحياء ان الشيطان لا يتصرف في الانسان الا بواسطة الشهوة فمن
خیر کی کچہہ نہین کہتا اسکی تفصیل موافق بیان امام غزالی کی احیاء مین یہہ ہی کہ شیطان انسان مین بدون وسیلہ شہوت کی تصرف نہین کرسکتا پہر جسکی
اعانه الله تعالى على كسر شهوته حتى يصير لا ينبسط الا حيث ينبغي والى الحد الذي ينبغي فشهوته لا تدعوه
اللہ تعالی نی شہوت توڑنی پر امداد کی یہان تک کہ ایسا بن جاوی کہ ادہر متوجہ ہو کہ جہان چاہئی اور اس حد تک جو سزاوار ہی سو اوسکی شہوت شر کی طرف نہین بلاتی
الى الشر والشيطن المتدرع بها لا يأمر الا بالخير فعلم من هذا الحديث ان بني ادم لا يتصور ان ينفك الشيطان عنهم
اور شیطان جو شہوت کا لباس پہنی ہوئی ہی سوا خیر کی نہین کہتا اس حدیث سی معلوم ہوا کہ خیال مین نہین آتا کہ کوئی آدمی شیطان سی جدا ہو
وانما يتميز بعضهم عن بعض بموافقتهم اياه ومخالفتهم اياه فمن يغلب عليه مقتضيات الشهوة يجد الشيطان
اور آپسمین ایکو دوسری سی اتنا ہی فرق ہی کہ شیطان سی کتنا موافق ہی یا اوس سی کتنا مخالف ہی پہر جسپر مقتضیات شہوت کا غالب ہین اوسمین شیطان
فيه مجالا فيتسلط عليه ولاكتناف الشهوات للانسان من جوانبه قال ابليس على ما اخبر الله تعالى عنه لاقعدن
جہی قدرت پاتا ہی اور اوسپر تسلط کرلیتا ہی اور انسان کو جو شہوات نی ہر طرف سی گہیر رکہا ہی تو ابلیس کا یہہ قول ہی جیسا کہ اللہ تعالی خبر دیتا ہی مین بیٹہونگا
لهم صراطك المستقيم ثم لاتينهم من بين ايديهم ومن خلفهم وعن ايمانهم وعن شمائلهم ولا تجد اكثرهم
ونکی تاک مین تیری سیدہی راہ پر پہر اونپر آونگا آگی سی اور پیچہی سی اور داہنی سی اور بائین سی اور نہ پاویگا تو اونمین سی اکثر
شكرين فانه ياتي الانسان من جميع جهاته بانواع مكائده ويحبب اليه الفعل الذي يضره حتى يخيل اليه
شکر گذار پہر شیطان انسان کی ہر یک طرف سی طرح طرح کی مکر لاتا ہی اور وہ کام اوسکو پسند کرادیتا ہی جو مضر ہی یہان تک کہ وہ خیال کرتا ہی
انه من انفع الاشياء اليه ويكره اليه فعل الذي ينفعه حتى يخيل اليه انه من اضر الاشياء اليه وبهذا الطريق
کہ یہہ کام سب سی زیادہ مفید ہی اور وہ کام ناپسند کرادیتا ہی جو نافع ہو یہان تک کہ خیال کرتا ہی کہ یہہ کام سب سی زیادہ مضر ہی اور اس طریق سی
كاد كثيرا من الناس حتى القاهم في الاهواء المختلفة والاراء المتنوعة واوصلهم الى الكفر والضلال واوقعهم في الاثم
بہت لوگون کو فریب دیا ہی یہان تک کہ اونکو مختلف ہوا ہوس اور الگ الگ رائی مین لگا دیا ہی اور کفر اور گمراہی مین پہنچا دیا ہی اور گناہ اور وبال مین

والوبال ومع هذا يعدهم الفوز بالجنات مع الكفر والفسوق والعصيان ويخوف المومنين من جنده واوليائه

پہنسا دیا ہی اور تسپر اس کفر اور فسق اور عصیان پر دخول جنت کا وعدہ کرتا ہی اور مؤمنوں کو اپنی لشکر اور رفقا سے اتنا ڈراتا ہی

حتى لا يجاهدونهم ولا يامرونهم بالمعروف ولا ينهونهم عن المنكر وهذا من عظيم كيده لاهل الايمان وقد اخبر الله

کہ وہ اونپر جہاد نہیں کرتی اور نہ امر بالمعروف اور نہ نہی عن المنکر کرتی ہیں اور اہل ایمان کو یہہ بڑا ہی دم دی رکہا ہی اور اللہ تعالی

بذلك في كتابه فقال انما ذلكم الشيطن يخوف اولياءه فلا تخافوهم وخافون ان كنتم مؤمنين والمعنى عند جميع

اپنی کتاب میں فرماتا ہی یہہ جو ہی سو شیطان ہی کہ ڈراتا ہی اپنی دوستونسے سو تم اونسے مت ڈرو اور مجہسے ڈرو اگر ایمان رکہتی ہو اور تمام مفسروں کی

المفسرين انه يخوفكم باوليائه فلا تخافوهم قال قتادة يعظمهم في صدوركم ولهذا قال فلا تخافوهم وخافون ان كنتم

نزدیک یہہ معنی ہیں کہ شیطان تمکو اپنی رفیقوں سے ڈراتا ہی سو تم اونسے مت ڈرو قتادہ کہتی ہیں کہ اونکو بڑا اور بہاری کرکر دکہاتا ہی اسی واسطی کہا تم اونسے مت ڈرو اور مجہسے ڈرو اگر تم

مؤمنين فان ايمان المؤمنين كلما كان قويا يزول عنه خوف اولياء الشيطان فيامر بالمعروف وينهى عن المنكر

مؤمن ہو بیشک مؤمن کا ایمان جتنا قوی ہوتا ہی وتنا ہی شیطان کی رفیقوں کا خوف دور ہوتا ہی پہر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا شروع کرتا ہی

وكلما كان ضعيفا يقوى فيه خوف اولياء الشيطان فلا يامر بالمعروف ولا ينهى عن المنكر ومن كيده ايضا انه يخدع

اور جتنا ضعیف ہوتا ہی وتنا ہی اوسپر شیطان کی رفیقوں کا خوف قوی ہو جاتا ہی پہر نہ امر بالمعروف کری اور نہ نہی عن المنکر اور یہہ بہی اوسکا کید ہی کہ اونکو فریب دیتا ہی

الذين احكموا العلوم الشرعية العلمية والعملية حتى انهم كانوا يشتغلون بها ويتعمقون فيها لكنهم يهملون تفقد

جنہوں نی علوم شرعی علمی اور عملی خوب یاد کی ہیں یہاں تک کہ وہ اوس علم میں مشغول رہتی ہیں اور غور کئی جاتی ہیں پر اعضا بدن کو معاصی سے

الجوارح ولا يحفظونها عن المعاصي ولا يستعملونها في الطاعات ويظنون انهم بلغوا عند الله تعالى من العلم مرتبة

نہیں بچاتی اور نہ اونکو طاعات میں صرف کرتی ہیں اور گمان یہہ پکاتی ہیں کہ ہمکو اللہ تعالی کی ہاں وہ مرتبہ حاصل ہو گیا ہی

لا يعذبون ولا يطالبون بذنوبهم بل يقبل في الخلق شفاعتهم فانهم لو تاملوا لعلموا ان العلم علمان علم المعاملة

کہ عذاب نہیں ہوگا اور نہ گناہوں کی پرسش ہوگی بلکہ خلقت کی حق میں ہماری شفاعت منظور ہوگی یہہ لوگ اگر تامل کریں تو جان لیں کہ علم دو ہوتی ہیں ایک علم معاملہ

وعلم المكاشفة فاما علم المعاملة فهو معرفة الحلال والحرام ومعرفة الاخلاق المحمودة والمذمومة وهي علوم لا تراد

یعنی ظاہری اور علم مکاشفہ کا باطنی علم معاملہ کا تو یہہ ہی دریافت کرنا حلال اور حرام کا اور پہچاننا اخلاق نیک اور بد کا یہہ ایسی علم ہیں کہ انہیں عمل ہی

الا للعمل ولولا الحاجة الى العمل لم تكن هذه العلوم قيمة فكل علم يراد للعمل لا يكون له قيمة بدون العمل فمن احكم

مقصود ہی اور اگر عمل کی طرف حاجت نہوتی تو ان علوم کی کچہ قدر نہوتی اب جو علم کہ عمل کی لئی مقصود ہوتا ہی اوسکی قدر بدون عمل کی نہیں ہوتی پہر جسنی علم

علم الطاعات ولم يعمل بها واحكم علم المعاصي ولم يجتنبها واحكم علم الاخلاق المحمودة ولم يزين نفسه بها واحكم علم

طاعات کا خوب سیکہا اور طاعت نکی اور علم معاصی کا خوب سیکہا اور معاصی سے باز نآیا اور علم اخلاق محمودہ کا خوب یاد کیا اور اپنا اخلاق سے مزین نکیا اور علم

الاخلاق المذمومة ولم يطهر نفسه عنها فهو مغرور بكيد الشيطان اذ يقول له الشيطان مطلبك القرب

اخلاق ذمیمہ خوب یاد کیا اور اپنی آپکو اونسے پاک نکیا تو وہ شیطان کی فریب میں پہنسا ہوا ہی اسلئی کہ شیطان یوں سمجہاتا ہی کہ تیری غرض قرب الہی

من الله تعالى ونيل ثوابه والعلم يقربك من الله ويوصلك الى ثوابه ويتلو عليه الآيات والاخبار الواردة

اور ثواب حاصل کرنا سو یہ علم اللہ تعالی سے قریب اور ثواب حاصل کر دیتا ہی اور اسکی سند آیات اور احادیث جو علم کی فضایل میں آئی ہیں پڑہ سناتا ہی

في فضائل العلم فمن كان من اهل الهوى يريد ذلك موافقا لهواه فيطمئن اليه قلبه ويهمل العمل ومن كان

پہر جو شخص اہل ہوا ہی اوسکو تو مرضی کی موافق ہو آتی ہیں اوسکی تو دل جمعی ہوتی ہی کچہ کام نکیا اور جو عالم

من اهل التقوى يقول له الشيطان تذكر في ما ورد في فضائل العلم ولا تذكر ما ورد في العلماء التاركين للعمل

ڈرنی والی ہوتی ہیں تو شیطان سے کہتی ہیں تو وہ روایات تو یاد دلاتا ہی جو علم کی فضائل میں ہیں اور وہ یاد نہیں دلاتا جو علماء تارک عمل کی حق میں آئی ہیں

فار

فان الذی اخبر بفضیلة العلم هو الذی اخبر بعقوبة العلماء السوء فانه تعالی قال مثل الذین حملوا التوریة

بیشک جسنی فضیلت علم کی بتائی ہی اوسہی نی علماء بد کار کا عذاب بہی بتایا ہی بیشک اللہ تعالی فرماتا ہی کہ جو لوگ اوٹہوائی گئی توریت

ثم لم یحملوها کمثل الحمار یحمل اسفارا وقال الله تعالی فی اٰیة اخری فمثله کمثل الکلب فای خزی اعظم

پہر نہ اوٹہاتی اونہون نی جیسی کہاوت گدہی کی پیٹہ پر لدتی ہی کتابین اور ایک اور آیت مین فرمایا ہی تو اوسکا حال جیسی کتا گدہی اور کتی کی مشابہت سی

من التمثیل بالحمار والکلب وقال النبی علیه السلام اشد الناس عذابا یوم القیمة عالم لم ینفعه الله بعلمه وقال

کونسی رسوائی زیادہ ہی اور نبی علیہ السلام نی فرمایا سب سی زیادہ عذاب مین قیامت کی دن وہ عالم ہوگا جسکی علم سی اللہ نی اوسکو نفع نہ دیا اور نبی

علیه السلام فی حدیث اخر من ازداد علما ولم یزدد هدی لم یزدد من الله الا بعدا وبعد ورود امثال تلك

علیہ السلام نی ایک اور حدیث مین فرمایا جو شخص علم مین بڑہا اور ہدایت مین نہ بڑہا تو اللہ تعالی کی ان سوای دوری کی نہین بڑہیگا اور بعد وارد ہونی

التشدیدات مما لا یحصی فی حق العالم التارك للعمل کیف یعتقد انه علی خیر مع تأکد حجة الله تعالی علیه

ایسی ایسی شدتین بیشمار کی عالم تارک العمل کی حق مین کیونکر اعتقاد کرتا ہی کہ وہ نیک راہ پر ہی باوجودیکہ اوسپر حجت الہی خوب قایم ہی

واما علم المکاشفة فهو العلم بالله تعالی وصفاته واسمائه فمن احکم هذا العلم ثم اهمل العمل وضیع امر

اور علم مکاشفہ کا یعنی باطنی سو وہ علم معرفت الہی اور اوسکی صفات اور اسماء کا ہی سو جسنی یہہ علم خوب حاصل کیا پہر عمل نکیا اور امر الہی کو ضایع کیا

الله تعالی فهو مغرور ایضا فغروره یدل علی انه لم یحصل من معرفة الله الا الاسامی دون المعانی لانه لو

تو وہ بہی شیطان کی فریب مین ہی بس اوسکی فریب دلالت کرتی ہی کہ اوسکو معرفت الہی سی سوا نام کی کچہہ حاصل نہین ہوا معانی تک نہین پہنچا کیونکہ اگر

عرف الله تعالی حق معرفته لخشیه واتقاه کما قال الله تعالی انما یخشی الله من عباده العلماء نسأل الله تعالی

عارف باللہ ہوتا جو حق ہی تو اوسی ڈرتا اور تقوی کرتا چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی اللہ سی ڈرتی وہ ہی ہین اوسکی بندون مین جنکو سمجہہ ہی ہم سوال کرتی ہین

ان یجعلنا ممن یخشی الله تعالی المجلس الثالث والتسعون فی بیان ان للشیطن لمة بابن ادم و

کہ ہمکو اللہ سی ڈرنیوالا بنا دی ترانوین مجلس اس بیان مین کہ ابن آدم سی شیطان کو ایک قرب ہوتا ہی اور

للملك لمة قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان للشیطن لمة بابن ادم وللملك لمة فاما لمة الشیطن فایعاد

فرشتی کو ایک قرب ہوتا ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا بیشک ابن آدم سی شیطان کو ایک قرب ہوتا ہی اور فرشتہ کو ایک قرب ہوتا ہی پہر قرب شیطان کا تو

بالشر وتکذیب بالحق واما لمة الملك فایعاد بالخیر وتصدیق بالحق فمن وجد ذلك فلیعلم انه من الله تعالی

برائی کا خیال اور حق کی تکذیب اور فرشتہ کا قرب خیر کا الہام اور حق کی تصدیق ہی پہر جو شخص دلمین یہہ ہی پاوی تو جان لی کہ اللہ تعالی کی طرف سی ہی

فلیحمد الله تعالی ومن وجد الاخری فلیتعوذ بالله تعالی من الشیطن الرجیم هذا الحدیث من حسان المصابیح

اب اللہ کی حمد کری اور جسنی دوسرا پایا تو شیطان راندہ سی اللہ کی پناہ مانگی یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثون مین ہی

یرویه ابن مسعود واللمة المذکورة فیه من الالمام وهو القرب فان لکل واحد من الملك والشیطان بقرب

ابن مسعود کی روایت سی اور لفظ لمہ جو اس حدیث مین آیا ہی الہام سی مشتق ہی یعنی قرب بیشک ہر ایک فرشتہ اور شیطان انہین دونو کام کی

من الانسان لهذین الامرین وهما الایعاد بالخیر والایعاد بالشر والمراد بهما الالهامان اللذان یقع فی القلب احدهما

لئی انسان کی ساتہہ ہوتی ہین یعنی ایعاد بالخیر اور ایعاد بالشر اور ان دونو سی مراد وہی دو الہام ہین جو کسیکی دلمین آتی ہین ایک

بواسطة الملك والاخر بواسطة الشیطان فما یقع بواسطة الملك یسمی الهاما وما یقع فیه بواسطة الشیطان

فرشتہ کی واسطی سی اور دوسرا شیطان کی جہت سی اور جو فرشتہ کی واسطی سی ہوتا ہی الہام کہلاتا ہی اور شیطان کی جہت سی جو ہوتا ہی

یسمی وسوسة والقلب متجاذب بینهما لانه باصل فطرته یصلح لقبول اثار الملك واثار الشیاطین

وسوسہ کہلاتا ہی اور دل دونون مین جاذب کارزار ہوتا ہی اسلئی کہ باعتبار اصل پیدایش کی فرشتی کا اثر بہی لی سکتا ہی اور شیطان کا اثر بہی

صلاحا متساويا لا يرجح احدهما على الآخر الا باتباع الهوى والاكباب على الشهوات او بمخالفة الهوى والاعراض

برابر برابر کسی جانب کو دوسری پر غلبہ نہیں ہوتا مگر باعتبار پیروی ہوا کی اور شہوت پر اوندھا گرنے کی یا باعتبار مخالفت ہوا کی اور شہوات سی

عن الشهوات فان الانسان اذا اتبع مقتضى الشهوة والغضب يظهر تسلط الشيطان على قلبه بواسطة الهوى ويصير

منہہ پھیرنے کی بیشک انسان جب شہوت اور غضب کی پیروی کرتا ہی تو اوسکی دل پر شیطان کا غلبہ بوسیلہ ہوا کی ظاہر ہو جاتا ہی اور اسکا دل

قلبه عش الشيطان ومقره لكون الهوى مرعى الشيطان ومرتعه واذا جاهد نفسه ولم يتبع مقتضى الشهوة و

شیطان کا گھونسلا اور مقام ہو جاتا ہی کیونکہ ہوا ہوس شیطان کی چراگاہ اور بیٹھک ہی اور اگر اپنی نفس کو مارا اور لوازم شہوت اور

الغضب يكون قلبه مستقر الملئكة ومهبطهم لكن لما لم يكن قلب من القلوب خاليا عن الشهوة والغضب والحرص

غضب کی پیروی نکی تو اوسکا دل ملائک کا مقام اور گذرگاہ ہو جاتا ہی لیکن چونکہ کوئی دل کبھی شہوت اور غضب اور حرص

والطمع وغير ذلك من الصفات البشرية المنشعبة عن الهوى لم يتصور ان يوجد قلب خال من ان يكون فيه

اور طمع وغیرہ صفات بشری سی جو ہوا کی شاخین ہین خالی نہین ہوتا تو خیال مین نہین آتا کہ کوئی دل ایسا ہو کہ جہان شیطان کی وسوسہ

للشيطان جولان بالوسوسة ولا يزول وسوسته الا بذكر شئ سوى ما وسوس به فيه اذ عند حصول ذكر شئ

کا گذر ہوتا ہو اور اوسکا وسوسہ کبھی نہین جاتا بدون ذکر کسی اور بات بجز اوس وسوسہ کی اسواسطی کہ جب کسی اور چیز کا ذکر آتا ہی

فيه ينعدم ما كان فيه من قبل الا ان كل شئ سوى ذكر الله تعالى وما يتعلق به يجوز ان يكون مجالا للشيطان

تو پہلی بات جاتی رہتی ہی اتنا ہی کہ ہر ایک بات سوا ذکر الہی کی اور جو اسکی متعلق ہی گذرگاہ شیطان کا ہو سکتا ہی

فذكر الله تعالى هو الذي يؤمن جانبه ويعلم انه ليس مجالا للشيطان فان القلب مثاله مثال حصن له ابواب

سو ایسا تو ذکر الہی ہی کہ جسکی طرف سی خاطر جمع ہی اور معلوم ہی کہ گذرگاہ شیطان کا نہین ہی بیشک دلکی مثال ایسی ہی جیسی ایک قلعہ کئی دروازہ والا

كثيرة والشيطان يريد ان يدخل فيه من كل باب ويملكه ويستولي عليه فلا بد للعبد من حفظه ولا

اور شیطان چاہتا ہی کہ اوسمین ہر ایک دروازہ سی آکر مالک اور مستولی ہو جاوی اب آدمی کو اوسکی حفاظت کرنی چاہئی اور

يقدر على حفظه الا بحراسة ابوابه وسد مداخله ومواضع ثلمه وابوابه ومداخله الصفات المذمومة

اوسکی حفاظت بدون نگہبانی دروازون کی اور روکنی آمد کی راہ اور کہینی کی رخنہ کی نہین ہو سکتی اور قلعہ کی دروازہ اور آمد کی راہ صفات مذمومہ مین

فليس للآدمي صفة من صفات المذمومة الا وهي قوة من قوات الشيطان وسلاح من اسلحته وباب من

سو آدمی کی کوئی صفت صفات مذمومہ مین سی ایسی نہین ہی کہ وہ شیطان کا کوئی قوت اور اوسکی ہتیارون مین کا ایک ہتیار اور اوسکی دروازون

ابوابه ومدخل من مداخله وهذه الابواب والمداخل كثيرة بعضها ظاهرة وبعضها غامضة وكلها

مین سی ایک دروازہ اور اوسکی آمد کا راہ نہو اور یہہ دروازی اور آمد کی راہ بہت ہین بعضی ظاہر ہین اور بعضی پوشیدہ اور شیطان کی لئی سب

مفتوحة للشيطان وليس للملك فيه الا باب واحد وقد يلتبس ذلك الواحد بهذه الكثير فالعبد فيه مثاله

کہلی ہوئی ہین اور اونہین سی فرشتہ کی لئی ایک ہی دروازہ ہی اور کبھی وہ ایک ان سب مین ملجاتا ہی اسصورت مین آدمی کی کہاوت ایسی ہی

مثال المسافر الذي بقي في بادية كثيرة الطرق غامضة المسالك في ليلة مظلمة فلا يكاد يعلم الا بعين بصيرة وطلوع

جیسی مسافر تنہا جنگل مین جہان چارطرف باریک رستی جاتی ہون اندہیری رات مین سو یہہ مسافر بدون عین بصیرت اور روشنی چمکتی

شمس مشرقة والمراد بعين البصيرة ههنا هو القلب المصفى بالتقوى والمراد بالشمس المشرقة هو العلم المستفاد من

سورج کی نہین سنبہل سکتا اور عین بصیرت سی یہان تقوی سی صاف کیا ہوا دل مراد ہی اور آفتاب روشن سی وہ علم مراد ہی جو

كتاب الله تعالى وسنة رسوله اذ بهما يعلم غوامض طرقه وابوابه ومداخله التي يدخل منها في القلب الامراض

کتاب اللہ اور سنت رسول سی حاصل ہوا ہو کیونکہ انہی دونوسی باریک رستی اور اوسکی دروازی اور دلکا رستہ جسی بیماری علاج کی اوسکا

المحتاجة الى العلاج وعلاج الشئ لا يكون الا بضده وضد جميع الوساوس الشيطانية ذكر الله بالاستعاذة

محتاج دل مین اسکی سمائی ہو سکتی ہی اور ہر مرض کا علاج اوسکی ضد سی ہوتا ہی اور تمام وسوسہ شیطانی کی ضد اللہ کا ذکر ہی ساتھ اعوذ باللہ کی

والتبری من الحول والقوة بان يقال اعوذ بالله من الشيطن الرجيم لا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم

اور بری ہونا حول اور قوت سی اسطور سی پڑہی پناہ لیتا ہون اللہ کی شیطان مردود سی اور نہ پہرنا گناہ سی اور نہ قوت طاعت کی مگر اللہ بزرگ برتر سی

فان قيل هل يكفي في الدفع مجرد ذكر الله تعالى ام لا بد فيه من العلاج فما العلاج فيه فالجواب ان العلاج فيه سد

اگر کوئی پوچہی آیا دفع کی لئی صرف ذکر اللہ کافی ہی یا اسمین کچہہ علاج بہی چاہئی پہر اسمین علاج کیا ہی سو جواب یہہ ہی کہ اسمین علاج یہہ ہی

مداخله بتطهير القلب من الصفات المذمومة وتعميره بالتقوى حتى يتمكن الذكر فيه ولا يقدر على ذلك

کہ اوسکی آمد کی راہ دلکو صفات مذمومہ سی پاک اور تقوی سی آباد کرکر بند کردی تاکہ دل کی اندر ذکر قایم رہی اور اسپر سوا متقیون کی

الا المتقون الذين طهروا قلوبهم من الصفات المذمومة وعمروها بالتقوى وغلب عليهم ذكر الله تعالى فان

کسیکی قدرت نہین ہوتی جنہون نی اپنی دل صفات مذمومہ سی پاک اور تقوی کا سی آباد کر رکہی ہین اور اونپر یاد الہی غالب ہوگئی ہی بیشک ذکر الہی

الذكر لا يتمكن في القلب الا بعد عمارته بالتقوى وتطهيره من الصفات المذمومة فلا بد من تطهيره ليتمكن الذكر

دلمین جب ہی قایم رہتا ہی کہ تقوی سی آباد اور صفات مذمومہ سی پاک ہو چکی اب اوسکا پاک کرنا ضرور ہوا تاکہ اوسمین ذکر قایم رہی

فيه لان الذكر لو لم يتمكن فيه يصير حديث النفس فلا يدفع وسوسة الشيطن ولذلك قال الله تعالى ان الذين

اسلئی کہ اگر ذکر دلمین قایم نہ ہوا تو وہ حدیث النفس ہوگا پہر اس سی شیطانی وسوسہ دفع نہین ہو سکیگا اور اسہی لئی اللہ تعالی فرماتا ہی جو لوگ

اتقوا اذا مسهم طئف من الشيطن تذكروا فاذا هم مبصرون فانه تعالى قد خص ذلك بالمتقين فان القلب اذا

ڈر رکہتی ہین جہان پڑ گیا اونپر شیطان کا گذر چونک گئی پہر تبہی اونکو سوجہہ آگئی بیشک اللہ تعالی نی اس بات کو پرہیزگاروں سی خاص کیا ہی کیونکہ دل اگر

تطهر من الصفات المذمومة لا يكون للشيطان فيه استقرار بل انما يكون فيه اجتياز ويمنعه من الاجتياز

صفات مذمومہ سی پاک ہو جاتا ہی تو اوسمین شیطان کا قیام نہین ہوتا بلکہ یہہ ہی آمد رفت ہوتی ہی اور آمد رفت سی بہی اوسکو ذکر الہی بند کر دیتا ہی

ذكر الله تعالى فمثاله مثال كلب جايع يقرب منك فان لم يكن بين يديك شئ من الطعام ينزجر بقولك اخسأ فمجرد

سو اوسکی مثال ایسی ہی جیسی بہوکا کتا تیری پاس چلا آوی پہر اگر تیری سامنی کچہہ کہانا نہو تو اتنا ہی کہنی سی چلا جاتا ہی ادب پس صرف

الصوت يدفعه وان كان بين يديك شئ من الطعام هجم عليه ولا يندفع بمجرد الكلام فالقلب الخالي عن الهوى

دہتکار اوسکو دفع کر دیتی ہی اور اگر تیری سامنی کوئی کہانا موجود ہو تو حملہ کرتا ہی اور صرف دہتکار سی نہین جاتا سو جو دل ہوا سی خالی ہو

ينزجر الشيطان عنه بمجرد الذكر اذ لا يطرقه الشيطان الا عند غفلته وخلوه عن ذكر الله تعالى فاذا عاد الى الذكر

تو شیطان وہان سی صرف ذکر سی چلا جاتا ہی کیونکہ شیطان غفلت ہی کیوقت دلمین جب ذکر الہی سی خالی پائی تو جا سکتا ہی پہر جب وہ ذکر کرتا ہی تو

يخنس الشيطان فاما القلب المعلق بالهوى فلكون الهوى قوى الشيطان يستقر فيه الشيطان ولا يندفع بالذكر

پیچہلی پانو بہاگتا ہی اور جو دل ہوا مین لگا ہوا ہی تو ہوا ہوس جو شیطان کی قوت بازو ہی تو وہان شیطان جگہہ پکڑ لیتا ہی اور ذکر سی نہین ٹلتا

والحاصل ان القلب مهما غلب عليه مقتضيات الهوى يجد الشيطان مجالا فيوسوس فيه ومهما اشتغل بالذكر يرتحل

خلاصہ یہہ ہی کہ دل پر اگر لوازم ہوا کی غالب ہو جاتی ہین تو شیطان کا گذر ہو جاتا ہی پہر اوسمین وسوسہ پیدا کرتا ہی اور جب ذکر مین مشغول ہوتا ہی تو شیطان

عنه الشيطان ويقبل اليه الملك فيه ويلهم فيه والتطارد بين جندي الملك والشيطان في معركة القلب

وہان سی چلدیتا ہی اور فرشتہ وہان آکر الہام کرتا ہی اور قلب کی معرکہ مین درمیان دونو لشکر فرشتہ اور شیطان کی ہمیشہ جنگ دہکا پیل رہتی ہی

دائم الى ان ينفتح القلب لاحدهما فاكثر القلوب قد فتحها الشيطان وملكها فامتلأت بالوساوس الداعية الى ايثار

آخر کو کسی ایک کی فتح ہو جاتی ہی سو اکثر دل تو شیطان فتح کرکر مالک ہو گیا ہی پہر وہ ایسی وسوسون سی پر ہو گئی ہین جو کہ طرف اختیار کرنی دنیا

الدنیا والطراح الاخرة ومبدء امتلاءها اتباع الهوی ولا یمکن فتحها بعد ذلك الا بتخلیتها عن الهوی وتحلیتها بذکر
اور الک کرنی آخرت کی بلاتی ہین اور سبب وسوسہ ہونیکا ہوا کی پیروی ہی اب اوسکا فتح ہونا ممکن نہین ہی بدون اسکی کہ ہوا سی خالی کرکر ذکر آلہی سی رونق پاوی
الله تعالی وذلك لا یتیسر الا بمعرفة الخواطر الداخلة فیها فان الخواطر الداخلة فیها تنقسم الی ما یعلم قطعا انه داع
اور یہہ حالت میسر نہین ہوتی بدون دریافت خطرات کی جو دلون کی اندر ہوتی ہین کیونکہ اندر کی خطرات کی ایک تو یہہ قسم ہی کہ یقینی معلوم ہی کہ وہ خیر کی طرف بلاتی ہی
الی الخیر فلا یخفی فی کونه الهاما والی ما یعلم قطعا انه داع الی الشر فلا یخفی فی کونه وسوسة والی ما یتردد فیه فلا
اب وہ بلاشبہ الہام ہی دوسرا یہہ کہ یقینی معلوم ہی کہ بدی کیطرف بلاتی ہی پہر وہ بلاشبہ وسوسہ ہی تیسری تردد یعنی دودلی نہین
یدری انه من لمة الملك او من لمة الشیطان اذ من مکائد الشیطان ان یعرض الشر فی معرض الخیر وتمییز ذلك
معلوم کہ وہ فرشتہ کی اثر سی ہی یا شیطان کی اثر سی کیونکہ شیطان کا مکر یہہ بہی ہوتا ہی کہ بدی کو خوبی کی لباس مین پیش کردی اسکی تمیز بہت
غامض وبه یهلك کثیر من العباد والزهاد والعلماء والصلحاء والفقراء والاغنیاء وسائر اصناف الخلق ممن یکرهون
دشوار ہی اور اس مکر سی بہت لوگ عابد اور زاہد اور عالم اور صالح اور فقیر اور غنی اور تمام قسم کی خلقت ہلاک ہوگئی ہی جو جو لوگ
ظاهر الذنب ولا یرضون لانفسهم الخوض فی المعاصی الصریحة فان الشیطان لا یقدر ان یدعوهم الی الشر الصریح
کہ ظاہر گناہ کو ناپسند کرتی ہین اور اپنی لئی صریح گناہ مین خوض کرنی پر راضی نہین ہوتی تو شیطان کی طاقت نہین ہی کہ اونکو صریح گناہ پر بلاوی اب اوس گناہ کو
فیصوره بصورة الخیر وتلبیساته من هذا الجنس لا نهایة لها ومکائده فیما یتعلق بالعقائد والاعمال لا حصر لها فان
خیر کی صورت دیدیتا ہی اور اسطرح کی تلبیسات کی کوئی نہایت نہین ہی اور شیطان کی مکر جو عقاید اور اعمال سی علاقہ رکہتی ہین بیشمار ہین بیشک
تلبیسه فی الاعتقادات والعبادات قد انتشر فی البلاد وشاع بین العباد فینبغی للعبد ان یقف عند کل هم یخطر
شیطان کی مکر اعتقادات اور عبادات کی تمام شہرون مین منتشر اور تمام خلقت مین مشہور ہین اب انسان کو چاہئی کہ ہر ہر عزم جو اوسکی دلمین گذرتا ہی
بباله لیعلم انه من لمة الملك او من لمة الشیطان ویمعن النظر فیه بنور البصیرة لا بهوی الطبع لان الوسواس یجاذ
تامل کرکر سوچی تاکہ معلوم ہووی کہ فرشتہ کا اثر ہی یا شیطان کا اثر اور بصیرت کی نور سی اوسمین خوب غور کری ہوای طبیعی سی نہ سوچی اسلئی کہ وسوسہ دلکو کہینچکر
القلب وینازعه ویلهیه عن ذکر الله تعالی فلا بد من المجاهدة وهذه المجاهدة لا اخر لها الی الموت ولا یتخلص
جہکڑتا ہی اور الله کی ذکر سی بہلاکر بہولمین ڈالدیتا ہی سو اوسمین مجاہدہ ضرور چاہئی اور یہہ مجاہدہ موت تک پورا نہین ہوتا اور زندگی بہر شیطان سی کوئی
احد من الشیطان ما دام حیا فانه ما دام حیا فابواب القلب للشیطان منفتحة غیر منغلقة ومهما کان الباب
نہین چہوٹتا کیونکہ آدمی جبتک زندہ رہتا ہی تو شیطان کی واسطی دروازی دلکی کہلی رہتی ہین بند نہین ہوتی اور جب دروازا
مفتوحا والعدو غیر غافل لا یدفع الا بالحراسة والمجاهدة ولذلك لما قال رجل للحسن یا ابا سعید اینام ابلیس تبسم
چوپٹ اور دشمن چوکس ہوا تو بدون نگہبانی اور مجاہدہ کی دفع نہین ہوگا اسیلئی جب کسی شخص نی حسن سی پوچہا کہ ای ابو سعید کیا ابلیس سوتا ہی تو تبسم کرکر
وقال لو کان ینام لوجدنا راحة فان قیل هل یواخذ العبد بجمیع وساوس القلوب وخواطرها او لا یواخذ بجمیعها
کہا اگر ابلیس سویا کرتا تو ہم آرام پاتی رہتی اگر کوئی پوچہی کیا انسان سی تمام وسوسون دلی اور خواطر کا مواخذہ ہوویگا یا سبکا مواخذہ نہین ہی
بل ببعضها فالجواب ان ذلك غامض لا یوقف علیه ما لم یعلم تفصیل وساوس القلوب وخواطرها من مبدء وقوعها فیها
بلکہ کسی کسی کا ہی تو جواب یہہ ہی کہ یہہ امر بہت مشکل ہی معلوم نہین ہوسکتا جبتک تفصیل دلکی وسوسون اور خطرات کی ابتداء پیدا ہونی سی معلوم نہووی
الی ان یظهر فی الجوارح اثارها فان ما یقع فی قلب الانسان کما ذکره الامام الغزالی فی الاحیاء علی اربع مراتب الاولی
یہان تک کہ اعضاء پر کیا اثر ظاہر ہوا اسلئی کہ انسان کی دلی خطرات موافق ذکر امام غزالی کی احیاء مین چار مرتبہ پر ہین پہلا مرتبہ یہہ ہی
ان یرد علی قلبه ابتداء من غیر قصد وهو الخاطر ویسمی حدیث النفس کما لو خطر علی قلبه النظر الی امراة کانت
کہ اوسکی دل پر چہوٹتی ہی بی قصد خیال آوی اور اسکو حدیث النفس کہتی ہین جیسی آکی دلمین یہہ خیال آوی کہ عورت کو جو پس پشت

وراء ظهره في الطريق بحيث لو التفت اليها لراها والثانية هيجان الرغبة في قلبه الى الفعل الذي هو النظر اليها
راستہ مین ہی دیکھنا چاہئی ایسا کہ اگر منہہ پہیری تو البتہ دیکھ لی اور دوسرا مرتبہ دل مین اوس کام کی رغبت کا جوش کرنا یعنی رغبت اوس عورت کی دیکھنی کی

وهو حركة الشهوة التي تكون في الطبع وتتولد من الخاطر الاول ويسمى ميل الطبع والثالث حكمه بان هذا الفعل
اور یہہ شہوت کی حرکت ہی جو خود بخود طبیعت مین ہوتی ہی اور اوس پہلی خیال سی پیدا ہوتی ہی اسکو میل طبع کہتی ہین تیسری مرتبہ حکم کرنا کہ یہہ کام

الذي هو النظر اليها ينبغي ان يفعل وهو يتبع الخاطر والميل ويسمى اعتقادا والرابعة تصميم عزمه على الفعل الذي
یعنی اوس عورت کا دیکھنا ہی چاہئی اور یہہ مرتبہ خاطر اور میل دونو کی پیچھی ہوتا ہی اور اسکو اعتقاد کہتی ہین اور چوتہا مرتبہ اوس کام پر عزم کا مصمم مقرر کرنا

هو النظر اليها ويسمى هذا هما وقصدا ونية وهذا الهم قد يكون له مبدأ ضعيف لكن اذا اصغى القلب الخاطر حتى
یعنی عورت کی دیکھنی پر اور اسکو ہم اور قصد اور نیت کہتی ہین اور اس ہم کا مبدا کبہی ضعیف ہوتا ہی لیکن اگر دل خاطر کو صاف کرتا ہی یہان تک

طالت محادثته للنفس يتاكد هذا الهم ويصير ارادة مجزومة اذا ثبت هذا فالخاطر لا يؤاخذ به العبد لانه لا
کہ آپ مین بت کہو نفس کی دراز ہو جاوی تو ہم پکا ہوتا ہی اور ارادہ بالجزم ہو جاتا ہی جب یہہ معلوم ہو چکا تو خاطر پر بندہ سی مواخذہ نہین ہی کیونکہ یہہ خیال

يدخل تحت الاختيار وكذا الميل وهو هيجان الشهوة لا يؤاخذ به العبد لعدم دخوله تحت الاختيار وهو
اختیاری نہین ہی اور ایسی ہی میل یعنی جوش شہوت کا آدمی سی مواخذہ نہین ہی کیونکہ اختیار مین نہین ہی اور اسی حدیث مین یہہ ہی مراد ہی

المراد بقوله عليه السلام عفي عن امتي ما تحدثت به انفسها لان حديث النفس عبارة عن الخواطر التي يقع
میری امت سی حدیث النفس معاف ہوا ہی اسلئی کہ حدیث النفس خیالات ہوتی ہین جو دل مین بی قصد آجاتی ہین اور اونپر

في القلب ولا يتبعها عزم اذ لا يسمى الهم والعزم حديث النفس واما الثالث وهو اعتقاد وحكم القلب فمتردد بين ان
کچہہ عزم نہین ہوتا کیونکہ ہم اور عزم حدیث النفس نہین کہلاتا اور رہا تیسرا مرتبہ کہ وہ دلکا اعتقاد اور حکم ہی سو وہ دو حال سی زیادہ نہین ہی

يكون اختياريا او اضطراريا فالعبد يؤاخذ بالاختياري ولا يؤاخذ بالاضطراري واما الرابع وهو الهم فيؤاخذ
یا اختیاری ہوگا یا اضطراری سو اختیاری مین آدمی سی مواخذہ ہی اور اضطراری مین مواخذہ نہین ہی اور رہا چوتہا مرتبہ یعنی ہم سو اسمین

به العبد الا انه ان ندم على همه وترك الفعل خوفا من الله تعالى يكتب له حسنة لان همه وان كان
بندہ سی مواخذہ ہی اتنا ہی کہ اگر اپنی ہم پر نادم ہو کر اوس کام کو اللہ تعالی کی خوف سی ترک کیا تو ثواب ہوتا ہی اسواسطی کہ ہم انسان کا اگرچہ

سيئة لكن امتناعه ومجاهدة نفسه يكون من الحسنات التي يستحق بها صاحبها الثواب وان تعوق
بدی ہی پر اوس سی باز رہنا اور اوسپر نفس کا مجاہدہ حسنات مین ہی جسکی عوض مین انسان مستحق ثواب کا ہوتا ہی اور اگر وہ کام

الفعل بعائق وتركه لعذر لا خوفا من الله يكتب له سيئة لان همه فعل اختياري للقلب فيؤاخذ به صاحبه
کسی اور مانع کی سبب نہو سکا اور کسی عذر سی نکیا کچہہ خوف الہی سی نہین چہوڑا تو گناہ ہوتا ہی کیونکہ ہم تو دل کا فعل اختیاری ہی سو اسپر مواخذہ ہوتا ہی

فان من عزم على معصية وتعذر عليه فعلها بسبب او غفلة لا يكون تركه خوفا من الله تعالى فكيف يكتب
بیشک جسنی معصیت پر عزم کیا اور کسی سبب سی اوسپر عمل دشوار ہو گیا یا غفلت سی رہ گیا تو یہہ خوف الہی کی سبب سی باز نہین رہا اب اوسکو ثواب

له حسنة وقد روي انه عليه السلام قال يحشر الناس على نياتهم ولا شك ان من عزم في الليل ان يصبح ويقتل
کیسا ہووی اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا ہی کہ آدمی اپنی اپنی نیتون پر اوٹہینگی اور اسمین شک نہین ہی کہ اگر رات کو کسینی یہہ عزم کیا کہ صبح ہوتی فلانی مسلم کو

مسلما او يزني بامراة او يشرب الخمر او يفعل غير ذلك من الذنوب فمات تلك الليلة يموت عاصيا مصرا على الذنوب
قتل کر دونگا یا فلانی عورت سی زنا کرونگا یا شراب پیونگا یا کوئی اور گناہ کرونگا پہر اوسی رات مین مر گیا تو گنہگار گناہون پر ڈٹا ہوا مریگا

ويحشر على نيته مع ان الواقع منه العزم على المعصية دون فعلها والدليل عليه ما روي انه عليه السلام قال اذا
اور اپنی نیت پر اوٹہی گا باوجودیکہ اوسی صرف گناہ کا عزم واقع ہوا ہی کیا کچہہ ہی نہین ہی اور اسکی دلیل یہہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جب

التقی المسلمان بسیفهما فالقاتل والمقتول فی النار قیل یا رسول الله هذا القاتل فما بال المقتول قال لانه اراد
دو مسلمان تلوار لیکر مقابل ہوتی ہیں تو قاتل مقتول دونو جہنمی ہیں کسیني عرض کیا یا رسول اللہ یہہ تو قاتل تھا مقتول کی کیا خطا ہی فرمایا اسلئی کہ وہ بہی
ان یقتل صاحبه وهذا نص فی کون المقتول من اهل النار بمجرد الارادة مع انه قتل مظلوما فکیف لا یواخذ
تو یار کو قتل کیا چاہتا تہا اور یہہ صاف بیان ہی کہ صرف ارادہ ہی مقتول بہی دوزخی ہی باوجودیکہ مظلوم مارا گیا ہی اب بندہ سی نیت اور عزم پر کیونکر مواخذہ نہیں
العبد بالنیة والعزم وکل ما یدخل تحت اختیاره فهو مواخذ به الا ان یکفره بحسنة ونقض العزم بالندم حسنة
ہوگا اور جو بات اختیاری ہی سو اوسمیں مواخذہ ہی یا اوسکا عوض کسی حسنہ سی کردی اور عزم کا ندامت سی توڑنا ہی حسنہ ہوتا ہی
فلذلك یکتب حسنة واما فوت المراد بعائق فلیس بحسنة فلذلك یکتب سیئة فیواخذ بها العبد فکیف لا یواخذ
اسیلئی ثواب لکہا جاتا ہی اور اگر کام کا فوت ہونا کسی مانع سی سو یہہ حسنہ نہیں ہی اسی لئی گناہ لکہا جاتا ہی اور اوسپر آدمی سی مواخذہ ہی اب آدمی سی
العبد باعمال القلوب والکبر والعجب والریاء والحسد والنفاق وجملة الخبائث من اعمال القلوب وقد قال الله تعالی
افعال قلب یعنی کبر اور خودبینی اور ریا اور کینہ اور نفاق پر کیونکر مواخذہ نہو اور خباثت تمام اعمال قلوب سی ہیں اور اللہ تعالی فرماتا ہی
ان السمع والبصر والفؤاد کل اولئك کان عنه مسؤلا فانه تعالی اخبر فی هذه الایة ان العبد بکل واحد من
بیشک کان اور آنکہ اور دل ان سب کی اوسکی پوچہہ ہوگی بیشک اللہ تعالی نی اس آیت میں یہہ خبر دی ہی کہ آدمی سی بعوض ہر ہر عضو کی
تلك الاعضاء یکون مسؤلا عنه فیما یدخل تحت اختیاره مثلا لو وقع بصره علی محرم بغیر اختیاره لا یؤاخذ بهذه
جو باتیں اختیاری ہیں پوچہہ ہوگی مثلا اسکی نگاہ کسی حرام پر بی اختیار جا پڑی تو اس نظر کا کچہہ مواخذہ نہیں ہی پہر اگر اسکی بعد دوبارہ
النظرة فان اتبعها نظرة ثانیة یکون مؤاخذا بهذه النظرة الثانیة لکونه مختارا فیها وکذلك خواطر القلوب تجری
نگاہ کی تو اس نگاہ ثانی کا مواخذہ ہووی‌گا کیونکہ اسمیں اختیار تہا اور ایسی ہی دلی خطرات کا یہہ ہی
هذا المجری بل القلب اولی بالمواخذة لانه الاصل فان من حکم قلبه بشیء وکان مخطئا فیه یصیر مجزیا به ان خیرا
راہ ہی بلکہ دل پر مواخذہ اولی ہی کیونکہ سب کی اصل ہی بیشک جسکی دل نی کسی بیجا بات پر عزم کیا تو اوسکا عوض ہوتا ہی اگر نیک ہی تو نیک
فخیر وان شرا فشر کمن ظن انه متطهر وحضر الجمعة وصلاها ثم تذکر انه کان غیر متطهر یکون مثابا بفعله وان
اور اگر بد ہی تو بد جیسی کوئی خیال کری کہ میں پاک ہوں اور جاکر نماز جمعہ ادا کی پہر یاد آیا کہ میں پاک نہ تہا تو اس نماز کا ثواب ہوگا اور اگر نماز
ترکها ثم تذکر یکون معاقبا بترکه ومن وجد علی فراشه امرأة فظن انها امرأته فوطئها بهذا الظن لا یکون عاصیا بوطئها
یوں ہی ترک کی پہر یاد آیا تو نماز چہوڑنیکا عقاب ہوگا اور اگر کسینی اپنی بستر پر عورت دیکہی گان کیا کہ میری بی بی ہی پہر اسی خیال پر اوس سی جماع کیا تو اس جماع سی گنہگا
وان کانت اجنبیة وان ظن انها اجنبیة فوطئها بهذا الظن یکون عاصیا بوطئها وان کانت زوجته کل ذلك بالنظر
اگرچہ غیر عورت ہو اور اگر اسکو اجنبی خیال کیا پہر اسی خیال پر جماع کیا تو اس جماع پر گنہگار ہوگا اگرچہ اوسکی بی بی ہی ہوئی یہہ تمام باعتبار عزم
الی القلب دون الجوارح فان الوساوس انما تکون مرفوعة من هذه الامة اذا لم یبلغ مرتبة العزم فاما اذا بلغت تلك المرتبة
دل کی ہی جوارح پر نہیں ہی کیونکہ وسوسہ اس امت کو جبتک عزم کی درجہ کو نہ پہنچی معاف ہی اور اگر اوس درجہ کو جا پہنچا
فلا تکون مرفوعة بل یواخذ بها العبد فیجب علیه ان ینقضها بالندم والاستغفار حتی تنقلب حسنة والا یکون
تو پہر معاف نہیں ہی بلکہ آدمی سی اسپر مواخذہ ہی سو اوسکو واجب ہی کہ عزم کو ندامت سی توڑی اور استغفار کری تاکہ ثواب ملی اور نہیں تو
الشیطان مستولیا علی مملکة القلب وینجز اللعین وعده الذی حکاه الله تعالی عنه حیث قال لئن اخرتن الی
شیطان دلکی مملکت پر غالب ہوجاویگا اور لعین اپنا وعدہ پورا کریگا جسکی اللہ تعالی حکایت کرتا ہی چنانچہ فرمایا اگر تو مجہکو ڈہیل دی
یوم القیمة لاحتنکن ذریته الا قلیلا والمعنی انك ان اخرتنی حیا الی یوم القیمة لاقود هم حیث ما شئت و
قیامت کی دن تک تو اوسکی اولاد کو ڈہانٹی دیلوں مگر تہوڑی اور معنی یہہ ہیں کہ اگر تو مجہکو قیامت تک زندہ باقی رہنی دیگا تو البتہ میں اونکو جہاں چاہونگا کہینچ لیجاونگا

لاستولين عليهم استيلاء قويا الا قليلا منهم وهم المخلصون من عبادك الصالحين وهذا كقول اللعين لأزينن

اور پھر خوب قابو کر لونگا مگر کچھہ تھوڑون پر جو تیری بندی مخلص صلحاء ہونگی اور یہہ ایسا ہی ہی جیسی لعین کا یہہ قول ہی البتہ مین

لهم في الارض ولاغوينهم اجمعين وانما عرف اللعين حصول هذا المطلب له مع انه لا يعلم الغيب استدلالا بما رأى

اونکو بہار مین دکہاؤنگا زمین مین اور راہ سی کہو دونگا سبکو اور شیطان مردود اُس مطلب کا حصول باوجودیکہ غیب دان نہین ہی اس دلیل سی جان گیا

فيهم من كون مبدء الشر متعددا ومبدء الخير واحدا اذ في نفس الانسان قوة بهيمية شهوانية وقوة سبعية

کہ اونمین آثار بدی کی بہت پائی اور مبداء خیر کا ایک کیونکہ انسان کی نفس مین قوت بہیمی شہوانی ہوتی ہی اور قوت سبعی غضبی

غضبية وقوة وهمية شيطانية وهذه الثلثة مستولية عليه من اول الخلقة داعية له الى الشر وبعد هذه

اور قوت وہمی شیطانی اور یہہ تینون قوتین تو آدمی پر ابتداء پیدایش سی غالب ہوتی ہین شر کیطرف بلاتی ہین اور ان

الثلثة فيه قوة عقلية ملكية وهي وان كانت داعية الى الخير لكنها انما تكمل بعد استيلاء الثلثة الاولى على القلب

تین کی بعد قوت عقلیہ ملکی ہوتی ہی اور یہہ قوت اگرچہ خیر کی راہ بتاتی ہی پر کامل جب ہوتی ہی کہ یہہ تینون پہلی قوتین دل پر غالب ہوچکین

فلما رأى اللعين ذلك علم ان ما يريده يمكن حصوله فان الشهوة والغضب قد ينقادان للانسان انقيادا تاما

پہر جب لعین نی یہہ حال دیکہا تو جان گیا کہ میرا ارادہ ہوجانا ممکن ہی کیونکہ شہوت اور غضب بعضی دفعہ انسان کی خوب مطیع ہوکر

فيعينانه على طريقه الذي يسلكه ويحسنان مرافقته في سفره الذي هو بصدده وقد يستعصيان عليه استعصاء

جس راستہ وہ چلتا ہی اوسکی امداد کرتی ہین اور وہ جس سفر کی درپی ہوتا ہی اوسمین رفاقت خوب کرتی ہین اور کبہی اوسپر نہایت سرکشی بغاوت

وتمردا حتى يملكانه ويستعبدانه وفيه هلاكه وانقطاعه عن سفره الذي به وصوله الى سعادة الابد فينبغي له

اور تمردی کرتی ہین یہان تک کہ اوسکی مالک ہوکر اوسکو مطیع کرلیتی ہین اور اسمین انسان ہلاک ہو چکتا ہی اور اوس سفر سی جسمین سعادت ابدی وصول ہوتی رہ جاتا ہی

ان يستعين عليهما بالعقل وان ترك الاستعانة به وسلطهما على نفسه يهلك هلاكا بينا ويخسر خسرانا عظيما و

اب انسان کو یون تدبیر کرنی چاہیی کہ اونپر عقل سی مدد لیوی اور اگر عقل سی مدد نہ لی اور اپنی اوپر اونکو تسلط دیدیا تو ظاہر مارا گیا اور بڑا ہی ٹوٹا اوٹہایا اور

ذلك حال اكثر الخلق فان عقولهم صارت مسخرة لشهواتهم في استنباط الحيل لقضاء الشهوة وكان من حقهم ان يكون

اکثر خلق کا یہہ ہی حال ہی کیونکہ اونکی عقلین قضاء شہوت کی لئی حیلہ حوالی نکالنی کو شہوت کی مطیع ہوگئی ہین اور اونکو یون چاہیی تہا کہ

شهواتهم مسخرة لعقولهم فيما يفتقر اليه العقل فان المؤمن قد يقع في قلبه خاطر الهوى فيدعوه الى الشر فيلحقه

اونکی شہوات عقلون کی مطیع ہوتی جہان عقل کو حاجت ہی بیشک مومن کی دلمین کبہی خطرہ ہوا کا آکر بدی کی طرف بلاتا ہی تو پہر اوسکو

خاطر الايمان فيمنعه عن الشر ويدعوه الى الخير فينبعث الشيطان الى نصرة خاطر الشر فيقوي داعي الهوى ويحسن التمتع

خطرہ ایمانی بدیسی روک کر خیر کی طرف بلاتا ہی اب شیطان بد خطرہ کی قوت کو اوبہارتا ہی سو خواہش ہوا کی زور پکڑجاتی ہی اور دنیا کی لذتون سی

والتنعم بملاذ الدنيا فيميل النفس اليها فينبعث العقل الى نصرة خاطر الخير ويوبخ النفس ويقبح فعلها وينسبها الى الجهل و

عیش اور چین کو پسند کرتا ہی اب نفس کو اودہر رغبت ہوتی ہی پہر عقل اوسکی مدد کو اوٹہہ کر نیکی دلمین ڈالتی ہی اور نفس کو جہڑکتی ہی اور اوسکی فعل کو برا کہہ کر اور جہل کی

يشبهها بالبهائم في هجومها على الشر وعدم اكتراثها بالعواقب فيميل النفس الى نصح العقل فيحمل الشيطن على النفس حملة و

نسبت دیکر ڈنگرونمین ملاتی ہی کہ تجہکو برائی کی کثرت اور انجام سی بی پروائی ہی اب نفس کو عقل کی نصیحت پر رغبت ہوتی ہی پہر شیطان نفس پر یکبار حملہ کر کر سمجہاتا ہی

يقول لها مالك تمتنعين عن هواك وهل يوجد احد من اهل عصرك يخالف هواه اما ترين ان اكثر علماء زمانك لا

تجہکو کیا ہوا کہ اپنی عیش سی الگ ہوتا ہی تیری زمانہ مین کوئی ایسا ہی جو عیش سی الگ رہتا ہو دیکہتا نہین کہ تیری زمانہ کی اکثر علماء

يحترزون عن الهوى ولو كان شرا لامتنعوا عنه افتترك لهم ملاذ الدنيا يتمتعون بها وتبقى محروما متعبا يضحك عليك

عیش رانی سی پرہیز نہین کرتی اگر عیش و آرام برا ہوتا تو وہ بہی باز رہتی کیا عیش اور لذت دنیا کی اونکو دیتا ہی اور تو مشقت مین محروم رہی تجہپر تیری ہمسر

ے کہ وہ چین اور تمہین م

اهل وقتك فيميل النفس الى وسوسة الشيطان فيحمل العقل على النفس حملة ويقول لها اهل هلك الا من اتبع هواه ونسى
اب نفس کو وسوسہ شیطانی پر رغبت آنی لگتی ہی پہر عقل نفس پہ حملہ کرکر سمجہاتی ہی کہ وہ ہی خراب ہوا جو ہوا کی پیچہی لگا اور

الاخرة وحاد اه ارتقنعين بلذة يسيرة وتتركين لذة الجنة التى لا يتناهى نعيمها ابد الاباد ام تستحقين الم النار وتغترين
آخرت کی تہکانیکو بہول گیا کہ تو اس تہوڑی لذت پہ قناعت کرکر جنت کی لی انتہا لذت جو کبہی تمام نہووی چہوڑ دیتا ہی کیا سزاوار دوزخ کی عذابکا ہوا چاہتا ہی

بغفلة الناس واتباعهم اهواءهم مع ان عذاب النار لا يخفف عنك بمعصية غيرك افترى ان الناس كلهم لو وقفوا فى الشمس
اور لوگون کی غفلت سی کہ اپنی ہوا ہوس کی پیچہی لگ رہی ہین دہوکہ مین آتا ہی باوجودیکہ تجہسی دوزخ کا عذاب اور کی معصیت کی سبب ہلکا نہین ہوگا دیکہہ تو اگر تمام خلقت

يوم الصيف وكان لك بيت بارد اكنت تساعدهم على القيام فى الشمس ام تخالفهم وتذهب من الشمس الى ظل بيتك
دہوپ مین ہو اور تیری لئی سرد خانہ ہو تو کیا تو اونکی ساتہہ دہوپ مین کہڑا رہیگا یا اونکی برخلاف تو دہوپ مین سی گہر کی سایہ مین چلا جاویگا

فانك اذا كنت تخالفهم فرارا من حر الشمس فكيف لا تخالفهم فرارا من حر النار فعند ذلك تميل النفس الى راى العقل وهى لا تزال
پہر تو جب اونکی برخلاف آفتاب کی گرمی سی بہاگتا ہی پہر کیونکر اونکی برخلاف آگ کی گرمی سی نہین بہاگتا پہر اب اس فہمایش عقلی سی نفس عقل کی مشورہ پر متوجہ ہوتا ہی اور نفس

تتردد متجاذبة بين هذين الجدالين الى ان يغلب على قلب الانسان ما هو اولى به فان كان الغالب عليه الصفات الشيطانية
اسی رد و بدل مین کبہی ادہر کبہی اودہر تردد کئی جاتا ہی آخر انسان کی دل پر وہ ہی غالب آجاتا ہی جو اوسکی حال کی مناسب ہو اگر اوسپر صفات شیطانی غالب ہوئین

يميل الى الشر ويجرى على جوارحه بسابق القضاء ما هو سبب بعده من الله تعالى وان كان الغالب عليه الصفات الملكية
تو شر کی طرف متوجہ ہو اور اوسکی اعضا سی بسبب سابقہ تقدیر کی وہ ہی ہوتا ہی جو اسہ تعالی سی دور ڈالدی اور اگر اوسپر صفات ملکی غالب ہوئین

يميل الى الخير ويظهر على جوارحه بسابق القضاء ما هو سبب تقربه من الله تعالى وهذه الطاعات والمعاصى اذا ظهرت تكون
تو خیر کیطرف جہکتا ہی اور اوسکی جوارح سی بسبب سابقہ تقدیر کی وہ ہی عمل مین آتا ہی جس سی قرب الہی حاصل ہو اور یہہ طاعات اور معاصی جب ظاہر ہوتی ہین

علامات يعرف بها سوابق القضاء والقدر وهى انما تظهر من خزائن الغيب بواسطة خزائن القلب فانه خزائن الملكوت
تو یہہ نشانیان ہین کہ انسی قضا اور قدر کا حکم معلوم ہوجاتا ہی اور طاعات اور معاصی خزانہ غیب سی بواسطہ خزانہ دل کی ظاہر ہوا کرتی ہین کیونکہ دل خزانہ

فمن خلق للجنة يسرت له الطاعات واسبابها ومن خلق للنار يسرت لها المعاصى واسبابها فانه تعالى خلق الجنة وخلق
باطنی ہی پس جو شخص جنتی پیدا ہوا ہی اوسکو طاعات اور اسباب طاعات میسر ہوجاتی ہین اور جو شخص دوزخی پیدا ہوا ہی اوسکو معاصی اور اسباب معاصی سہل ہوجاتی ہین

لها اهلا فاستعملهم بالطاعات وخلق النار وخلق لها اهلا فاستعملهم بالمعاصى ثم عرف الخلق علامة اهل الجنة واهل النار
بیشک اسہ تعالی نی جنت پیدا کیا اور جنتی پیدا کرکر طاعات مین لگادئی ہین اور دوزخ پیدا کیا اور دوزخی پیدا کرکر معاصی مین لگادئی ہین پہر خلقت کو نشانی جنتی اور

فقال ان الابرار لفى نعيم وان الفجار لفى جحيم نسال الله تعالى ان يجعلنا من اهل الجنة ولا يجعلنا من اهل النار المجلس
دوزخی کی بتادی ہی فرمایا بیشک نیک لوگ آرام مین ہین اور بیشک گنہگار دوزخ مین ہین الہی ہمکو جنتی کرنا اور نہ گردان ہمکو اہل نار مجلس

## الرابع والتسعون فى بيان ظهر الاسلام غريبا وسيعود غريبا قال رسول الله صلى الله عليه وسلم بدأ
چورانوین اس بیان مین کہ اسلام غریب شروع ہوا تہا اور پہر ہوجاویگا جیسا ظاہر ہوا تہا رسول اسہ صلی اسہ علیہ وسلم نی فرمایا اسلام ابتدا مین

الاسلام غريبا وسيعود غريبا كما بدأ فطوبى للغرباء هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه ابو هريرة ومعناه ان
غریب شروع ہوا تہا پہر غریب ہوجاویگا جیسی شروع ہوا تہا اب غریبون کو خوشی ہووی یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی ابو ہریرہ کی روایت سی

الاسلام فى ابتدائه ظهر فى احاد من الناس وقلة منهم ثم انتشر وشاع وصار قويا وبعد ذلك سيلحقه النقص والاختلال
اسکی معنی یہہ ہین کہ اسلام ابتدا مین کسی کسی آدمی سی ظاہر ہوا اور بہت تہوڑا پہر پہیل گیا اور مشہور ہوا اور قوی ہوگیا اور بعد اسکی پہر اوسپر نقصان اور خلل آویگا

حتى لا يبقى الا فى احاد من الناس وقلة منهم وهم الغرباء وقد جاء تفسير الغرباء فى حديث اخر انهم النزاع من القبائل يعنى
یہانتک کہ نہین رہیگا مگر کسی کسی مین بہت تہوڑا یعنی غربا مین اور غربا کی تفسیر ایک اور حدیث مین یون آئی ہی کہ وہ تہوڑی ہین قبیلون مین سی یعنی

انهم الذین کانوا قلیلا فلا یوجد فی کل قبیلة منهم الا الواحد او الاثنان بل لا یوجد واحد منهم فی القبائل والبلدان
یہہ وہ لوگ ہین جو تہوڑی تہی سو ہر قبیلہ مین انمین سی سوا ایک یا دو کی نہین ہوتی بلکہ ایک بہی انمین کا قبیلون اور شہرونمین نہین ہوگا

کما کان کذلک فی اول الاسلام وفی حدیث اخر انهم الذین یصلحون اذا فسد الناس یعنی انهم قوم صالحون عاملون بالسنة
جیسی اول اسلام مین نہین تہی اور ایک اور حدیث مین ہی کہ یہہ وہ لوگ ہین جو بہلائی کرتی ہین جب لوگ بگڑ جاتی ہین مراد یہہ ہی کہ وہ اصلاح پر ہین سنت پر عمل کرتی ہین

فی زمن فساد الناس وفی حدیث اخر انهم الذین یصلحون ما افسده الناس بعدی من سنتی فهؤلاء هم الغرباء الممدوحون
جس زمانہ مین لوگ فساد کرتی ہین اور ایک اور حدیث مین ہی کہ یہہ وہ لوگ ہین جو درست کرینگی جو کہ اور لوگ میری بعد میری سنت کو بگاڑ ڈالینگی سو یہہ جماعت غربا کی ہی

المغبوطون ولقلتهم فی الناس جدا سموا غرباء وهم قسمان احدهما من یصلح نفسه عند فساد الناس والثانی من یصلح
جسکی مدح ہوئی اور اونکی سی مرتبہ کی آرزو ہوگی اور چونکہ یہہ لوگ بہت کمتر ہین تو انکا نام غربا ہوا انکی دو قسم ہین ایک تو وہ جو اپنا حال درست کرلی جب لوگ بگڑ جاوین دوسری قسم کی وہ

ما افسده الناس من السنة وهو اعلی القسمین وهم القائمون بوظیفة الامر بالمعروف والنهی عن المنکر فهؤلاء اقل الناس
جو اور لوگون کی بگاڑی ہوئی سنت کو درست کرین اور یہہ دونون مین اعلی درجہ کی ہین یہہ ہی لوگ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی وظیفہ پر قایم ہونگی سو یہہ لوگ بہی

فی اخر الزمان ولذلک وصفوا بالغربة لقلتهم کما جاء فی بعض الروایات انهم قوم صالحون قلیل فی قوم سوء کثیر من
آخر زمانہ مین بہت کمتر ہونگی اور اسہی لئی غربت انکا وصف ٹہرا ہی کیونکہ قلیل ہین چنانچہ بعضی روایات مین آیا ہی کہ وہ لوگ صالح ہین اور کمتر بری قوم کی اندر

یبغضهم اکثر ممن یطیعهم وفی هذا اشارة الی قلتهم وقلة المستجیبین لهم وکثرة المخالفین لهم والعاصین لامرهم وهذا
جو بہت ہون اونکی بدخواہ بہ نسبت اطاعت کرنیوالون کی بہت زیادہ اور اسمین اونکی اور انکی توابع کی قلت کا اور دشمنون کی اور نا فرمانون کی کثرت کا اشارہ ہی اور اس

الفضل العظیم الموعود لاهل الغربة انما هو لغربتهم بین الناس وتمسکهم بالسنة بین ظلم الاهواء فاذا رای المؤمن ما کان
فضل بزرگ کا جو اہل غربت کی لئی وعدہ ہوا ہی تو اسہی لئی کہ وہ لوگ سب لوگون مین غریب ہین اور ہوا ہوس کی تاریکی مین وہ سنت کو پکڑتی ہین پس جب کوئی مؤمن اس زمانہ کی لوگونکا

علیه الناس فی هذا الزمان من البدع والضلالات وعدولهم عن الصراط المستقیم الذی کان علیه رسول الله علیه السلام
حال دیکہی یعنی بدعتین اور بی راہیان اور سیدہی راہ سی الگ چلنا جسپر رسول الله صلی الله علیه وسلم

واصحابه ودعاهم الیه وقدح فیما هم علیه من المنکرات فهناک تقوم قیامتهم وینصبون له الحبائل ویجلبون
اور اوسکی اصحاب ہتی اور انکو اوس راہ مستقیم پر بلائی اور اونکی عمل منکرات کو توڑی پس اوس وقت اونمین قیامت برپا ہوگی اور اوس مؤمن کی لئی جال بچہاوینگی اور اوسپر

علیه بخیلهم ورجلهم فهو غریب فی دینه لفساد ادیانهم غریب فی تمسکه بالسنة لتمسکهم بالبدع غریب فی اعتقاده
اپنی سوار اور پیادی چڑہاوینگی اب وہ شخص اپنی دین مین غریب ہی کیونکہ اونکی دین سب فاسد ہین اور یہہ شخص سنت سی تمسک کرنیمین غریب ہی کیونکہ وہ سب لوگ بدعتون سی

لفساد عقائدهم غریب فی طریقه لفساد طرقهم غریب فی معاشرته معهم لانه لا یعاشرهم فیما تهوی نفوسهم وبالجملة
تمسک کرتی ہین اپنی اعتقاد مین غریب ہی کیونکہ اونکی عقائد فاسد ہین اپنی طریق مین غریب ہی کیونکہ اونکی سب طریق فاسد ہین اونکی ساتہ نہ گذران مین غریب ہی کیونکہ اونکی ساتہ نہین

فهو غریب فی امور دنیاه واخرته لا یجد مساعدا ولا معینا وقد قال الله تعالی تعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا
کہ وہ تمام امور دنیا مین اور اخروی مین غریب ہی نہ اوسکا کوئی مددگار ہی اور نہ کوئی معین اور بیشک الله تعالی فرماتا ہی آپسمین مدد کرو نیک کام پر اور پرہیزگاری پر اور مدد نکرو

علی الاثم والعدوان فهو عالم بدینه بین قوم جاهلین بدینهم صاحب سنة بین اهل بدع داع الی الله تعالی ورسوله
گناہ پر اور زیادتی پر پس وہ ہی ایک ایسی قوم مین جو اپنا دین نہین جانتی اپنی دین کا عالم ہی بدعتیون مین صاحب سنت ہی الله اور اوسکی رسول کی طرف

بین دعاة الی البدع والضلال امر بالمعروف ناه عن المنکر بین قوم المعروف عندهم منکر والمنکر معروف ولهذا قال النبی علیه السلام
بلاتا ہی اوس قوم مین جو بدعتون اور گمراہیون پر بلاتی ہین امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتا ہی اون لوگون مین کہ معروف اونکی عندیہ مین بدی اور بد اونکی عندیہ مین نیکی

یاتی علی الناس زمان الصابر فیهم علی دینه کالقابض علی الجمر فانه علیه السلام بین فی هذا الحدیث ان الذی یاخذ النار
لوگون پر ایک زمانہ آویگا کہ اونمین دین پر صبر کرنیوالا ایسا ہی جیسی ہاتہ مین چنگاری ہوئی بیشک نبی علیه السلام نی اس حدیث مین بیان فرمایا کہ جو شخص ہاتہ مین آگ لیوی

بالكف كما لا يمكنه الاخذ بالسهولة الا بالصبر الشديد فكذلك من يتمسك بالسنة ويعمل بها في اخر الزمان لا يمكنه المحافظة

جیسے اوسکو آگ کا لینا بدون سخت صبر کی سہل نہین ہی ایسی ہی وہ جو سنت سی تمسک کرتا ہی اور سنت پر عمل کرتا ہی آخر زمانہ مین اوسکو دین کی محافظت

على دينه بالسهولة الا بالصبر الشديد ولذلك كان اجره كثيرا كما قال النبي عليه السلام من تمسك بسنتي عند فساد

بدون بڑی صبر کی سہل نہین ہی اسہی واسطی اوسکا ثواب بہی بہت بڑا ہی چنانچہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جو شخص میری سنت کو اختیار کری جب میری امت

امتي فله اجر مائة شهيد وروي عن ابي امامة انه عليه السلام قال ان لكل شئ اقبالا وادبارا ومن اقبال الدين ما كنتم

فاسد ہو جاوی تو اوسکی لئی سو شہید کا ثواب ہی اور ابو امامہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا ہر شی کا اقبال ہوتا ہی اور ادبار اور بیشک دین کا اقبال یہہ ہی

عليه من العمى والجهالة وما بعثني الله به وان من اقبال الدين ان تفقه القبيلة باسرها حتى لا يوجد فيها الا الفاسق

کہ تم سب اندہی اور جاہل تہی مجھکو اللہ نی بہیجا اور اقبال دین کا یہہ ہی کہ تمام قبیلہ دانا ہو گیا یہان تک کہ اوسمین فاسق سوای ایک

والفاسقان فهما مقهوران ذليلان وان من ادبار الدين ان تجفو القبيلة باسرها حتى لا يرى فيها الا الفقيه والفقيهان

یا دو کی نہین ہی سو وی مغلوب اور خوار اور دین کا ادبار یہہ ہی کہ تمام قبیلہ مین ڈہونڈ پہرو تو اوسمین سوای ایک یا دو فقیہون کی نہ ملی

وهما مقهوران ذليلان لا يجدان على ذلك اعوانا ولا انصارا فانه عليه السلام وصف المؤمن العامل بالسنة الفقيه

اور وہ بہی مغلوب اور خوار اس حال پر نہ پاوینگی کوئی مددگار اور نہ کوئی یار پس نبی علیہ السلام نی مؤمن کا وصف جو سنت پر عمل کری دین کا فقیہ ہو

في الدين بانه يكون في اخر الزمان عند الناس مقهورا ذليلا لا يجد معينا ولا نصيرا ولذلك قال الثوري اذا رايت العالم

یہہ بیان کیا کہ وہ آخر زمانہ مین جب تمام لوگ فاسد ہو جاوینگی مغلوب ہوگا اور خوار نہ معین پاویگا اور نہ مددگار اور اسہی لئی ثوری نی کہا ہی جب تجہی دیکہی کہ عالم کی

كثير الاصدقاء فاعلم انه مخلط لانه ان نطق بالحق ابغضوه وعن كعب الاحبار انه قال لياتينكم زمان تكره فيه الموعظة

بہت دوست ہین تو سمجہ لی کہ وہ خالص نہین ہی کیونکہ اگر وہ حق بولتا تو اوسکی سب دشمن ہو جاتی اور کعب احبار سی روایت ہی کہ اونہون نی کہا البتہ تمپر ایک ایسا زمانہ آویگا

حتى يختفي المؤمن بايمانه كما يختفي الفاجر بفجوره ويعير المؤمن بايمانه كما يعير الفاجر بفجوره وانما يعظم ذل المؤمن في

یہان تک کہ مؤمن اپنا ایمان لیکر ایسی چہپتا پہریگا جیسی بدکار بدکاری لیکر چہپتا ہو اور مؤمن اپنی ایمان مین مطعون ہوگا جیسی کہ بدکار فجور سی مطعون ہوتا ہی اور مؤمن کی ذلت آخر

اخر الزمان لكثرة اهل الفسق والظلم والبدع ويكون بينهم غريبا كلهم يكرهونه ويؤذونه لمخالفة طريقه لطريقهم

زمانہ مین اسہی لئی بڑہ جاویگی کہ فاسق اور ظالم اور بدعتی بہت ہو جاوینگی اور وہ اونمین تنہا ہو ویگا سب کی سب اوسکی تحقیر کرکر ایذا دینگی کیونکہ اوسکا رستہ

ومباينة مقصوده لمقصودهم وعدم موافقته لهم فيما هم عليه لا سيما ان امرهم بمعروف ونهاهم عن منكر كما قال حذيفة

اونکی رستہ سی مخالف اور اوسکا مقصود اونکی مقصود سی الگ ہو ویگا اور اونکی چال چلن سی موافق نہین ہوگا خاص کر اوس وقت کہ معروف کا اونکو حکم اور بدی سی اونکو منع کری

اليماني ياتي على الناس زمان يكون فيهم جيفة حمار احب اليهم من مؤمن يامرهم بالمعروف وينهاهم عن المنكر وروي عن ابن عباس

بن الیمان نی کہا ہی کہ لوگون پر ایسا زمانہ آویگا کہ اونکو مردار گدہا زیادہ محبوب ہوویگا ایسی مؤمن سی کہ اونکو نیک بات بتاوی اور گناہ سی بند کری اور ابن عباس سی

انه عليه السلام قال ياتي على الناس زمان يذوب فيه قلب المؤمن كما يذوب الملح في الماء قيل بم ذلك يا رسول الله قال

روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ لوگون پر ایسا زمانہ آویگا کہ مؤمن کا دل ایسا گہل جاویگا جیسی پانی مین نمک گہل جاتا ہی کسینی عرض کیا کسلئی یارسول اللہ فرمایا

مما يرى من المنكر فلا يستطيع تغييره فان من السلف من راى منكرا فلم يقدر على ازالته فبال دما ومنهم من مرض

اسلئی کہ منکرات دیکہیگا اور بدل نہ سکیگا بیشک بعضی متقدمین نی منکر کو دیکہا اور ممانعت کی قدرت نہین ہوئی تو خون موتنی لگا اور بعضا مدتون

ايا ما وقد قال النبي عليه السلام اشد الناس بلاء الانبياء ثم الصالحون فكما ان الانبياء لم يخلو عن الابتلاء بالجاحدين

اور بیشک نبی علیہ السلام نی فرمایا تمام لوگون سی زیادہ بلاء مین انبیاء ہین پہر صلحاء سو جیسی انبیا منکرون کی ابتلاء سی خالی نہین ہوتی

كذلك لا يخلو العلماء والصلحاء والامرون بالمعروف والناهون عن المنكر عن الابتلاء بالمصرين على المعاصي فان من

ایسی ہی علماء اور صلحاء اور معروف کی امر کرنیوالی اور منکرات سی روکنی والی اون لوگون کی ابتلاء مین ہین جو معاصی پر اڑی ہوئی ہین بیشک جو شخص

امر بالمعروف ونهى عن المنكر في هذا الزمان يكون قائما بالركن الاعظم في الدين والمهم الذي بعث الله به جميع

اس زمانہ میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرے تو گویا دین کا بڑا ہی رکن سنبھال رکھا ہی اور بڑا ضروری کام جسکی لیے اللہ تعالی نے تمام مرسلین کو بھیجا ہی

المرسلين ولذلك قال النبي عليه السلام من امر بالمعروف ونهى عن المنكر فهو خليفة الله في ارضه وخليفة

اور اسی لیے نبی علیہ السلام نے فرمایا جسنے امر بالمعروف کیا اور منکر کی ممانعت کی تو وہ زمین میں اللہ کا خلیفہ اور اوسکی کتاب

كتابه ورسوله وانما كان كذلك لان الانبياء ما بعثوا الا للامر بالمعروف والنهي عن المنكر وذلك وظيفتهم التي

اور رسول کا خلیفہ ہی اور یہہ درجہ اسلیے ہی کہ انبیاء اسی واسطے بھیجے گئے ہیں کہ نیک بات بتادیں اور بدی سے منع کریں اور یہہ ہی اونکا وظیفہ ہی جو

جاءوا بها فمن تبعهم فيها وامر ونهى يكون نائبا عنهم في هذا الامر العظيم وتلي منزلته منزلتهم في هذا الخطب الجسيم

لیکر آئے ہیں پہر جو شخص اونکا تابع ہوا اس باب میں اور امر کیا اور نہی کی تو اس امر عظیم میں اونکا نائب ہوا اور اسکا مرتبہ اونکی مرتبے سے اس کار بزرگ میں قریب ہو جاویگا

كما اشير اليه في قوله تعالى ان الذين يكفرون بايت الله ويقتلون النبيين بغير حق ويقتلون الذين يامرون

چنانچہ اسکا اشارہ اس آیت میں ہے جو لوگ منکر ہیں اللہ کی آیتوں سے اور مار ڈالتے ہیں نبیوں کو ناحق اور مار ڈالتے ہیں جو کوئی کہی

بالقسط من الناس فبشرهم بعذاب اليم فانه تعالى ذكر الذين يامرون بالعدل بعد الانبياء في الترتيب وقد

انصاف کو لوگوں میں سے سو اونکو خوشخبری سنا دکھ والی مار کی سو اسنے اون لوگوں کا جو عدل کا حکم کرتے ہیں بعد انبیاء کی ترتیب سے ذکر کیا اور اس

ذكر في تفسير هذه الاية انه عليه السلام قال قتل بنو اسرائيل ثلثة واربعين نبيا في اول النهار في ساعة واحدة

آیت کی تفسیر میں مذکور ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ بنی اسرائیل نے تینتالیس نبی اول روز ایک ساعت میں قتل کیے تہے

فقام مائة واثنا عشر رجلا من عباد بني اسرائيل فامروهم بالمعروف ونهوهم عن المنكر فقتلوهم جميعا في اخر

ایک سو بارہ شخص بنی اسرائیل کی عابد مستعد ہوئی اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا شروع کیا سو آخر وقت اون سبکو قتل کیا

النهار وهم الذين ذكرهم الله تعالى في قوله ويقتلون الذين يامرون بالقسط من الناس فان اهل الدين من الامرين

یہہ وہ لوگ تہے جنکا ذکر اللہ تعالی نے اس آیت میں کیا اور مار ڈالتے ہیں جو کوئی کہی انصاف کو لوگوں میں سے بیشک دیندار امر بالمعروف

بالمعروف والناهين عن المنكر قلما ينفك عن ضروب الاذى وانواع البلاء بالاخراج من البلاد والسعاية

اور نہی عن المنکر کرنیوالے اقسام تکلیف سے اور انواع بلیات سے بہت کم بچتے ہیں شہر سے اونکا نکالا جانا ہی

الى السلاطين والحكام والشهادة عليهم بالكفر والخروج عن الدين ونسبتهم الى ما يوجب فسقهم من البدع والمعاصي

سلاطین اور حکام کی پاس اونکی چغلی کہاتی ہیں اور ساوان پر کفر کی اور دین سے نکل جانیکی گواہی دیتے ہیں اور ایسے امور کی نسبت کرتے ہیں جس سے اونکا فسق ہو جاوے

وغير ذلك مما هو خير لهم في الدنيا والاخرة فعلى هذا ينبغي للامر بالمعروف والناهي عن المنكرات يوطن نفسه على الصبر

جیسی بدعتیں اور معاصی وغیرہ جو کہ اونکی حق میں دنیا اور آخرت میں بہتر ہی سو اس بیان کی موافق جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرے ... ہمیشہ صبر کرنا لازم ہی

على ما يصيبه من اذى الخلق لانه تعالى قد ذكر الصبر في مواضع من كتابه وامر به في بعضها وقال يايها الذين

کہ خلقت کی ہاتھ سے جو تکلیف پہنچی اوسپر خوب صبر کری اسلیے کہ اللہ تعالی نے صبر کو اپنی کتاب میں کئی جگہہ ذکر کیا ہی اور بعضی جگہہ صبر کا حکم فرمایا اے ایمان والو

امنوا اصبروا وصابروا ورابطوا واتقوا الله لعلكم تفلحون وقال في اية اخرى واصبروا ان الله مع الصبرين

ثابت رہو اور مقابلہ میں مضبوطی کرو اور لگے رہو اور ڈرتے رہو اللہ سے شاید تم مراد کو پہنچو اور ایک اور آیت میں فرمایا اور ٹہرے رہو اللہ ساتھ ہی ٹہرنیوالوں کی

وقد جمع الله تعالى للصابرين من الاجور ما لم يجمعها لغيرهم وقال اولئك عليهم صلوت من ربهم ورحمة و

اور اللہ نے صبر کرنیوالوں کی لیے اتنا ثواب جمع کیا ہی جو اوروں کی لیے جمع نہیں کیا اور فرمایا ایسی لوگ اون ہی پر شاباشیں ہیں اپنی رب کی اور مہربانی اور

اولئك هم المهتدون قال العلماء كفى بالصبر اجرا ان الاعمال كلها تضاعف بعشر امثالها الى سبعمائة الا

وہ ہی ہیں راہ پر علماء کہتے ہیں صبر کا یہہ ہی اجر بہت ہی کہ تمام اعمال دس گونہ ہو جاتی ہیں سات سو تک سوا

الصبر فان اجره يوفى بغير حساب كما قال الله تعالى انما يوفى الصبرون اجرهم بغير حساب وقد جاء الامر
صبر کی کہ اوسکا ثواب بے حساب ہے چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہے صبر والوں ہی کو ملتا ہے اونکا نیگ ان گنت اور بیشک صبر کا حکم

بالصبر مقارنا بالامر بالمعروف والنهي عن المنكر مصرحا في قوله تعالى وأمر بالمعروف وانه عن المنكر واصبر على ما
امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی ساتھ اس آیت میں صاف ہوا ہے اور سکھلا بھلی بات اور منع کر برائی سے اور سہار جو

اصابك ان ذلك من عزم الامور وفي هذه الاية اشارة الى ان من يامر بالمعروف وينهى عن المنكر قد يوذى فاذا
تجھپر پڑی بیشک یہہ ہیں ہمت کی کام اور اس آیت میں یہہ اشارہ ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنیوالی کو تکلیف دیتی ہیں جب

اوذي يجب عليه ان يصبر ويعلم ان ما يجري عليه من اذى الخلق فهو بمشية الله تعالى وقضائه وقدره فيراه كالتاذي
اوسکو تکلیف دیں تو اوسکو واجب ہے کہ صبر کری اور سمجھی کہ جو اوسپر خلقت کیطرف سی تکلیف گذرتی ہے سو موافق مشیت اور قضا اور تقدیر الٰہی کی ہے سو اوسکو ایسا سمجھی جیسی

بالحر والبرد والمرض فاذا شاهد هذا يستريح ويتيقن ان ذلك كائن لا محالة لان ما شاء الله تعالى يكون ويجب وجوده
تکلیف گرمی جاڑی کی دکھہ بیماری کی جب یہہ سمجھیگا تو رنج نہو دیگا اور یقین کریگا کہ یہہ تکلیف بالضرور ہونی ہی تہی کیونکہ جو اللہ چاہتا ہے ہو کر رہتا ہے اوسکا ہونا ضروری

وما لم يشا لا يكون بل يمتنع وجوده فليس للجزع منه وجه بل لا بد له فيه من الصبر لان من لا يصبر على ما يصيبه
اور جو نہیں چاہتا ہرگز نہیں ہوتا بلکہ اوسکا ہونا محال ہے اب گہبراہٹ کی کوئی وجہ نہیں ہے بلکہ اسمیں صبر ضروری ہے اسلئی کہ جو شخص مصیبت پر بالاختیار صبر نہیں کرتا

اختيارا وهو محمود يصبر على اكثر منه اضطرارا وهو مذموم فينبغي له ان يصبر ويترك الانتقام لانه ان لم يترك
حال انکہ محمود ہے تو وہ اوس سی بڑی مصیبت پر لاچار ہو کر صبر کرتا ہے اور یہہ مذموم ہے سو اوسکو یہی چاہئی کہ صبر کرکر انتقام کی درپی نہو اسلئی کہ اگر انتقام معاف

الانتقام بل اشتغل به يعقبه الخوف والذل والندامة اذ يحصل بسببه العداوة والعاقل لا يامن من عدوه ولو كان
نکریگا بلکہ انتقام میں مصروف ہو دیگا تو اوسکی بعد خوف اور ذلت اور ندامت ہو دیگی اسلئی کہ عداوت پیدا ہو جاتی ہے اور مرد عاقل دشمن سی اگرچہ حقیر ہووی نڈر نہیں رہا کرتا

حقيرا فاذا غفر وعفى ولم يشتغل بالانتقام يامن من حصول العداوة ويتحرز من وقوع الندامة مع ان في العفو
اور اگر بخشدیگا اور معاف کردیگا اور انتقام پر متوجہ نہوگا تو عداوت سی کچھہ خوف نہوگا اور ندامت سی بہی بچیگا باوجودیکہ عفو میں

عزة اذ قد صح انه عليه السلام قال ما زاد الله عبدا بعفو الا عزا بل ينبغي له ان يقابله بالاحسان اليه لانه قد
بڑی عزت ہے اسلئی کہ ثابت ہے کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ اللہ تعالی معاف کرنیوالی بندہ کو عزت ہی دیتا ہے بلکہ اوسکو چاہئی کہ اوسپر کچھہ احسان کردی کیونکہ اوسنی

اهدى اليه حسناته ونقلها من صحيفته الى صحيفة نفسه ويرى ان اساءته اليه نعمة من الله تعالى عليه حيث
اپنی حسنات تحفہ دی ہیں اور اپنی نامہ اعمال میں سی اوسکی نامہ اعمال میں بدل دی ہیں اور یہہ سمجھی کہ میری ساتھہ اوسکی برائی میری حق میں اللہ کی نعمت ہے کیونکہ

جعله مظلوما يرتقب النصر في الدنيا والاجر في العقبى ولم يجعله ظالما يرتقب المقت في الدنيا والاخرة والعاقل لو
مجھکو مظلوم بنایا کہ دنیا میں اوسکی لئی نصرت ہے اور عقبی میں ثواب اور ظالم نہیں بنایا کہ دنیا اور آخرت میں ہلاکت ہوتی اور جس عاقل کو

خير بين هاتين الحالتين لاختار ان يكون مظلوما لان ما يصيبه من اذى الخلق تكون كفارة لخطاياه اذ لا يصيب
ان دونو حالت کا اختیار دیں تو البتہ مظلومیت کو پسند کری اسلئی کہ اوسکو جو تکلیف خلقت سی پہنچی ہی اوسکی گناہوں کا عوض ہو دیگا کیونکہ مومن کو

المؤمن هم ولا غم ولا اذى الا كفر الله تعالى به من خطاياه وذلك في الحقيقة دواء يستخرج به ادواء الخطايا لان ما
جو ہم یا غم یا کوئی تکلیف ہوتی ہے تو اللہ تعالی اوسکی بدلہ اوسکی گناہ اوتار دیتا ہے اور حقیقت میں یہہ اوسکی دوا ہے کہ اوسی گناہوں کی دکھہ نکلتی ہیں کیونکہ

يصيبه من اذى الخلق يكون له كالدواء المر الكريه فينبغي له ان لا ينظر الى مرارة الدواء وكراهته ولا الى من
اوسکو جسقدر خلقت سی تکلیف ہوگی گویا وہ بیمار دوا ہے سو یوں چاہئی کہ دوا کی تلخی اور بدمزگی پہ نظر نہ کری اور نہ اوسپر جسکی طرف سی آتی ہے

يصل اليه من جهته بل ينبغي له ان ينظر الى نفعه ووصوله اليه من جهة من ينفعه بمضرته المجلس الخامس
بلکہ یوں چاہئی کہ نفع پہ نگاہ کری اور جسکی طرف سی آئی وہ اپنی مضرت سی فائدہ دیتا ہے پچانویں مجلس

والتسعون فی بیان نعمة الصحة والفراغ وبیان مغبونیة صاحبهما قال رسول الله صلی الله علیه
اس بیان میں کہ تندرستی اور فراغت نعمت ہی اور اس بیان میں کہ صحت اور فراغت والیکو کیا غبن ہوتا ہی رسول الله صلی الله علیہ وسلم نی فرمایا!

وسلم نعمتان مغبون فیهما کثیر من الناس الصحة والفراغ هذا الحدیث من صحاح المصابیح رواه ابن عباس
دو نعمتیں ہیں کہ اونمیں اکثر لوگ خسارہ ہی اوٹھاتی ہیں تندرستی اور فراغت یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہی ابن عباس کی روایت سی

ومعناه ان الصحة والفراغ نعمتان عظیمتان لکن لا یعرف کثیر من الناس قدرهما ما داموا فیهما حیث لا یعملون
اسکی یہہ معنی ہیں کہ تندرستی اور فراغت دو بڑی نعمتیں ہیں پر اکثر لوگ انکی قدر نہیں جانتی جبتک تندرست اور فارغ رہتی ہیں کیونکہ نہ اعمال صالح

الصالحات ولا یتهیاؤن لیوم الممات فان الانسان فی حال صحته یقدر علی کسب الخیرات ببدنه وماله
کرتی ہیں اور نہ موت کی دن کا کچہہ سامان کیونکہ انسان تندرستی کی حالت میں اپنی بدن اور مال دونوں سی خیرات حاصل کرسکتا ہی

واذا مرض یضعف بدنه عن العمل ویقصر یده عن ماله فیما زاد علی الثلث فلا یقدر علی الطاعة ببدنه ولا علی
اور جب بیمار ہوا تو بدن تو عمل سی تہک رہتا ہی اور ساتہہ تہائی مال کی زیادہ سی کوتاہ ہوجاتا ہی اب نہ بدن کو طاعت پر قدرت ہوتی ہی اور نہ

التصرف فی ماله الا مقدار ثلثه فینبغی له ان یغتنم صحته ویجتهد فی اکتساب الخیرات ببدنه وماله وکذا فی
مال پر قابو سوای تہائی حصہ کی سو لایق یہہ ہی کہ اب صحت کو غنیمت جانکر بدن اور مال سی خیرات کرلی اور ایسی ہی

حال فراغ یقدر علی الطاعة بلا مانع فاذا ابدل الفراغ بالاشتغال یظهر الموانع فلا یقدر علی الطاعة فان
فراغت میں طاعت پر بلا روک ٹوک قدرت ہوتی ہی پہر اگر فراغت کی بعد دہندی میں لگ گیا تو موانع پیدا ہوجا وینگی پہر طاعت کا اختیار کہاں رہتا ہی کیونکہ

الانسان قد یکون صحیحا لکن لا یکون متفرغا بل یکون مشتغلا بامر المعاش وقد یکون مستغنیا لکن لا یکون
انسان کبہی بہلا چنگا ہوتا ہی لیکن فارغ نہیں ہوتا بلکہ کمائی کی کاربار میں لگا ہوتا ہی اور بعضی وقت تونگر ہوتا ہی پر تندرست نہیں ہوتا

صحیحا فاذا اجتمع فیه الصحة والفراغ فغلب علیه الکسل عن الطاعة فهو مغبون بیان ذلک ان الدنیا مزرعة
اور جب اسکو صحت اور فراغت دونو ہوں پہر سستی کی ماری طاعت نکری تو وہ ٹوٹی میں ہی اسکا بیان یہہ ہی کہ دنیا آخرت کی کہیتی

الاخرة وفیها التجارة التی یظهر ربحها فی الاخرة فمن استعمل فراغه وصحته فی طاعة الله تعالی فهو المضبوط لان
ہی اور دنیا میں ایسی تجارت ہوتی ہی جسکا فائدہ آخرت میں ملتا ہی پر جسنی اپنی فراغت اور تندرستی کو الله تعالی کی عبادت میں صرف کیا تو وہ ضبط والا ہی

الفراغ یعقبه الشغل والصحة یعقبها السقم ومن استرسل فی الصحة مع نفسه الامارة بالسوء الخالدة الی الراحة
کہ فراغت کی بعد کار بار لگجاتی ہیں اور تندرستی کی بعد بیماری لگی ہوئی ہی اور جو شخص صحت میں ہمراہ نفس امارہ کی جو ہمیشہ آرام طلب ہی بی مہار پہرتا رہا

فترک المحافظة علی الحدود والمواظبة علی الطاعات یکون مغبونا وکذلک اذا کان فارغا فان المشغول قد یکون
اور نگہبانی حدود پر اور مداومت طاعات پر نکی تو وہ خسارہ اوٹہاویگا اور ایسی ہی اگر فارغ ہووی کیونکہ کاروباری کو بعضی وقت

له معذرة بخلاف الفارغ اذ یرتفع عنه المعذرة ویقوم علیه الحجة فینبغی له ان یغتنم فراغه ویسعی فی
عذر ہوتا ہی برخلاف فارغ کی اسلئی کہ فارغ کو کوئی عذر نہیں ہوتا اوسپر حجت قایم ہوتی ہی اب لایق یوں ہی کہ فراغت کو غنیمت سمجہکر صالح اعمال میں

تحصیل الاعمال الصالحات ولا یضیع عمره فیما لا یعنیه فان کل نفس من انفاس العمر جوهرة نفیسة لا قیمة لها لانها
خوب سعی کری اور عمر کو بیہودہ برباد نکری کیونکہ عمر میں سی ہر ہر دم ایک نفیس بی بہا جواہر ہوتا ہی اسواسطی

صالحة لان توصله الی سعادة الابد وتنقذه من شقاوة السرمد فای جوهرة انفس من هذه الجوهرة فاذا ضیعها
کہ اوسکی وسیلہ سی سعادت ابدی میسر ہوسکتی ہی اور ہمیشہ کی بدبختی سی بچ سکتا ہی پہر اس جواہر سی کونسا جواہر بہتر ہوگا پہر اگر اسکو غفلت میں کہو دیا

فی الغفلة قد خسر خسرانا عظیما واذا صرفها الی المعصیة فقد هلک هلاکا مبینا فان عمر الانسان میدان الاعمال
تو بڑا ہی ٹوٹا اوٹہایا اور جب اسکو معصیت میں لگایا تو بیشک ظاہر مارا گیا کیونکہ آدمی کی زندگی صالح اعمال کی فراخ میدان ہی

الصالحة المقربة له من الله تعالى والموجبة له جزيل الثواب في يوم الحساب وهذه هي السعادة التي ليس

جو اللہ تعالی سے نزدیک اور قیامت کی دن بڑائی ثواب واجب کر دی اور یہی ہی وہ سعادت کہ انسان کی لئی

للانسان منها الا ما سعى كما قال الله تعالى وان ليس للانسان الا ما سعى فكل وقت يفوت من عمره خاليا من عمل صالح

اسمیں سے وہ نہیں ہوتا ہی جو کر چکی چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی اور یہ کہ آدمی کو وہ ہی ملتا ہی جو کمایا پھر جو دم زندگی کا عمل صالح سے خالی گذرتا ہی

يكون حسرة وندامة عليه يوم القيمة على ما جاء في الخبر ما من ساعة ياتي على العبد لا يذكر الله تعالى فيها الا كانت

وہ پھر قیامت کی روز افسوس اور ندامت ہوگی چنانچہ حدیث میں آیا ہی کہ جب آدمی پر ایسی ساعت گذرتی ہی کہ اوسمیں اللہ کی یاد نہیں کرتا وہ ہی اوسپر

عليه حسرة وروي عن ابي هريرة انه عليه السلام قال ما من احد يموت الا ندم قالوا وما ندامته يا رسول

حسرت ہوگی اور ابو ہریرہ سے روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جو آدمی مرتا ہی سو نادم ہووےگا عرض کیا یا رسول اللہ ندامت کیا ہوگی

الله قال ان كان محسنا ندم ان لا يكون ازداد وان كان مسيئا ندم ان يكون نزع وروي عن ابن عباس انه قال

فرمایا اگر وہ نیکوکار ہی تو یوں نادم ہوگا کہ زیادہ کیوں نکیا اور اگر بدکار ہی تو یہ ندامت ہوگی کہ کسی میں باز آتا اور ابن عباس سے روایت ہی

في تفسير النفس اللوامة ما من احد الا ويلوم نفسه يوم القيمة يلوم المحسن نفسه ان لا يكون ازداد احسانا والمسيء

کہ نفس اللوامہ کی تفسیر میں کہا ہی جو کوئی ہی سو قیامت کی دن اپنی آپکو ملامت کریگا محسن تو اپنی آپکو یہ ملامت کریگا کہ حسنات زیادہ کیوں نکئی اور بدکار

المسيء نفسه ان لا يكون رجع عن اساءته فيا ايها العاقل لا تضيع عمرك في الغفلة فاجتهد في تحصيل امتعة الاخرة قبل

اپنی آپکو یہ ملامت کریگا کہ بدی سے باز کیوں نہ آیا سو اے عاقل اپنی عمر غفلت میں مت کھو اور آخرت کا سامان حاصل کرنیمیں کوشش کر اوس وقت سے پہلی

ان يجيء يوم لا تقدر على تحصيلها في ذلك اليوم فانك عن قريب تعاين ذلك اليوم فتندم على ما فات من عمرك في غير طاعة

کہ ایسا دن آجاوے کہ تو اوس روز کچھ حاصل نہ کر سکیگا اور اب تو جلد اوس دن کو دیکھ لیگا اور گذری ہوئی عمر پر جو رب کی عبادت سے خالی گئی ہی

ربك ولا ينفعك الندم فان العبد اذا كان في شغل من اشغال الدنيا وكان شغله يمنعه من العمل واحال ذلك العمل على فراغه

ندامت اوٹھاویگا اور ندامت سے کچھ فائدہ نہوگا بیشک جب آدمی دنیا کی کسی دھندے میں لگا رہتا ہی اور وہ مشغلہ عمل سے روک رکھی اور اوس عمل کو فراغت کی وقت پر رکھے

وقال اذا فرغت عملت فذلك من حماقته من وجهين احدهما ايثار الدنيا على الاخرة وليس هذا من شان العقلاء

اور کہے کہ کبھی فرصت ہوگی تو کرونگا سو یہ اوسکی حماقت ہی دو وجہ سے ایک دنیا کا اختیار کرنا آخرت پر یہ عقلاء کی شان سے نہیں ہی

قال الله تعالى بل تؤثرون الحيوة الدنيا والاخرة خير وابقى وثانيهما تسويفه العمل الى اوان فراغه فانه قد لا يجد مهلة

اللہ تعالی فرماتا ہی کوئی نہیں تم آگے رکھتے ہو دنیا کا جینا اور پچھلا گھر بہتر ہی اور رہنے والا اور دوسری وجہ عمل کو فراغت کی وقت تک مہلت دینا کیونکہ بعضی وقت

بل يختطفه الموت قبل فراغه او يزداد شغله لان اشغال الدنيا يستلزم بعضها بعضا فيبقى بلا زاد ليوم المعاد

فرصت نہیں ملتی بلکہ موت فرصت سے پہلے اچک لیتی ہی اور دھندہ بڑھ جاتا ہی کیونکہ دنیا کی کاروبار آپسمیں ملی جلی مسلسل ہوتے ہیں پھر یہ شخص معاد کی لئی خالی ہاتھ رہ جاتا ہی

فالواجب على العبد ان يبادر الى الاعمال الصالحات على اي حال كان قبل وصول الموت وحصول الفوت لقوله تعالى

پس آدمی پر واجب ہی کہ اعمال صالحہ میں جلدی کرے کیسا ہی وقت ہووے موت سے پہلی اور فوت ہونی سے آگی کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہی

وسارعوا الى مغفرة من ربكم وجنة عرضها السموت والارض اعدت للمتقين فان من تعلق قلبه بالدنيا و

اور دوڑو بخشش پر اپنی رب کی اور جنت پر جسکا پھیلاؤ ہی آسمان اور زمین تیار ہوئی ہی واسطی پرہیزگاروں کی بیشک جسکا دل دنیا میں الجھتا ہی اور

اخذ منها القدر الزائد على حاجته من الطعام والشراب واللباس يكون مضرة عليه الا ان يستعين به على

دنیا میں سے حاجت سے زیادہ کھانا پینا لباس حاصل کر چکتا ہی تو اوسکی حق میں مضر ہوتی ہی ان اگر آدمی طاعت الہی کی استمداد لی

طاعة الله تعالى لان كل ما احبه الانسان وظفر به لا بد ان يفارقه فان كان احبه لغير الله تعالى يعذب

تو مضر نہیں کیونکہ جو چیز آدمی کو محبوب ہوتی ہی اور حاصل کر لیتا ہی تو بالضرور اوس سے جدا ہوویگا اگر اوسکی محبت سواء اللہ کی اور وجہ سے تھی تو اوسکا فوت ہونا

به بفواته اذ يحصل له من الالم قدر ما تعلق به قلبه فان من معه ما يكفيه فهو فارغ القلب فلو وجد مائة

بہی عذاب ہوویگا اسلئی کہ وتناہی الم ہوتاہی جتنا اوسکی دل کو لگاؤ ہوتاہی کیونکہ جسکی پاس سرمایہ بقدر کفایت ہوتاہی تو فارغ دل ہوتاہی پہر اگر سو

دينار ينبعث من قلبه عشر شهوات يحتاج كل شهوة منها الى مائة دينار فلا يكفيه ما وجده بل يحتاج

اشرفیاں اوسکو ہاتہ لگ جاوین تو اوسکی دلین شہوت کی دس شاخین ایسی پیدا ہوتی ہین کہ ہر شہوت مین سو سو دینار کی حاجت ہووی ایس جو ہاتہ آیا اتنا کافی نہین ہوا بلکہ

الى تسعمائة اخرى وقد كان قبل وجود المائة مستغنيا فالان وجدها وظن انه صار غنيا بها ولا يشعر انه

نو سو کی اور حاجت ہوتی ہی اور حال یون ہی کہ جب یہہ سو نہ تہی تو مستغنی تہا اب جو وہ پائی تو گمان کرتاہی کہ غنی ہوگیا اور یہہ نہین سمجہتا

صار محتاجا الى تسعمائة اخرى ليشتري دارا ويعمرها ويشتري جارية ولباسا فاخرا ولنفسه وكل منها

کہ نو سو کا اور محتاج ہوگیا تاکہ مکان خریدی یا چنوا دی اور لونڈی مول لیوی اور اوسکی اور اپنی لئی ستہری ستہری پوشاک بنلوا دے اور ہر ایک کی لئی

يستدعي ما يناسب ويليق به مما لا آخر له فيقع في هاوية اخرها قعر جهنم ولا اخر لها سواه وقد حكي ان واحدا

لوازم جو اوسکی مناسب اور لایق ہو بیشمار چاہین سو یہہ ایسی گڑہی مین گرتاہی جسکا انجام دوزخ کا گہراؤ ہی سوا اوسکی کوئی انتہا نہین ہی اور حکایت ہی کہ ایک

من الملوك حمل اليه قدح من فيروزج وكان ذلك القدح مرصعا بالجواهر ولم ير مثله ففرح به الملك فرحا شديدا

بادشاہ کی پاس فیروزہ کا پیالہ آیا اور اوسمین جواہرات جڑی ہوئی تہی اوسکی مثل دیکہی مین نہین آیا تہا بادشاہ اوسی بہت خوش ہوا

وكان عنده حكيم فقال له الملك كيف ترى ذلك قال اراه عليك مصيبة وفقرا قال كيف قال لان كل ما يملكه

اور اوسکی پاس ایک حکیم تہا بادشاہ نی فرمایا حکیم جی تم کہو کیسا ہی عرض کیا مجہکو تو تیری حق مین مصیبت اور فقر معلوم ہوتاہی کہا کیونکر عرض کیا اسلئی کہ انسان کی ملک

الانسان في الدنيا لا يدوم فهذا القدح ان ضاع او انكسر تصير محتاجا اليه ولا يوجد مثله ويكون عليك مصيبة

دنیا مین جو ہوتی ہی ہمیشہ نہین رہتی پہر یہہ پیالہ اگر جاتا رہا یا ٹوٹ گیا تو تمکو اوسکی حاجت ہوویگی اور ایسا نہین ملیگا تو تمپر ایسی مصیبت ہوویگی

لا حيلة لها وقد كنت قبل ان يحمل اليك في امن من المصيبة والفقر ثم في يوم من الايام قد اتفق ان القدح قد انكسر فعظمت

جسکا کچہہ علاج نہین ہی اور بیشک تم اس سی پہلی کہ یہہ پیالہ تمہاری پاس آوی مصیبت اور احتیاج سی امن مین تہی پہر ایک روز اتفاقا وہ پیالہ ٹوٹ گیا تو

فيه مصيبة الملك وقال ما قال الحكيم كان حقا ليته لم يحمل الي وامثال هذه المصيبة بل اعظم منها تنزل بكل

بادشاہ کو بڑا ہی رنج ہوا اور کہا حکیم جی سچ کہتی تہی کاشکی یہہ پیالہ میری پاس نہ آتا اور ایسا ہی رنج ہوتاہی بلکہ اس سی ہی بہت زیادہ جو شخص دنیا سی

من له علاقة بالدنيا فانهم معذبون بالحرص عليها والتعب العظيم في تحصيلها والحسرة الشديدة عند فواتها

علاقہ رکہتی ہین یہہ لوگ بہی اوسکی حرص مین جلا کرتی ہین اور اوسکی لئی سخت محنت اوٹہاتی ہین اور اوسکی حسرت مین تڑپا کرتی ہین جب جاتی رہتی ہی

ولهذا قال بعض السلف من احب الدنيا فليوطن نفسه على تحمل المصائب فان محبتها لا تنفك عن ثلث مصائب

اور اسہی لئی بعض متقدمین کا قول ہی کہ جسنی دنیا کو دوست کیا تو اپنی جان کو مصیبتون کی لئی تیار رکہی کیونکہ دنیا کا دوست تین مصیبتون سی خالی نہین ہوتا

هم لازم وتعب دائم وحسرة لا تنقضي فلو لم يكن لمحبها من العذاب العاجل الا هذا يكفي له مصيبة فكيف اذا حيل

فکر ہر وقت کا اور تعب دایمی اور حسرت بی انتہا اگر دنیا کی دوست کو حال کا عذاب سوا آیندہ کی کچہہ نہوتا تو یہہ ہی مصیبت کافی تہی پہر کیا حال ہوگا جب اوسمین

بينه وبين محبوباته ولذاته كلها بالموت وصار معذبا بنفس ما كان متلذذا به على قدر لذته التي شغلته عن

اور اوسکی تمام محبوبات اور لذات مین موت حایل ہوجاویگی اور عذاب دیکہیگا جتنی لذت اوٹہاتا تہا موافق اوسی لذت کی جسنی زاد اخروی کی سعی سی روک رکہا تہا

سعيه في طلب زاده ليوم معاده اذ لو كان لاحد الف محبوب ينزل به عند الموت في وقت واحد الف مصيبة لانه

اسلئی کہ اگر کسیکی ہزار محبوب ہوں تو مرتی وقت ایکدم مین اوسپر ہزار مصیبتین پڑ جاوینگی کیونکہ اوسکی سب

كان يحب جميعها ويسلب عنه في لحظة واحدة كلها ويبقى في حسرة وندامة بعد موته وهذا اول ما يلقاه عقيب

محبوب تہی اور ایک لحظہ بہر مین سب سی جدا ہوگیا اور موت کی بعد حسرت اور ندامت مین پڑا رہیگا اور یہہ تو وہ الم ہی جو مرتی ہی پیش آویگا

موته من الالم فضلا عما اعده الله تعالى من عذاب النار للذين استحبوا الحيوة الدنيا ورضوا بها والحاصل

علاوہ اوسی جو اللہ تعالی نی دوزخ کا عذاب تیار کر رکہا ہی اونکی لئی جو دنیا کی زندگی دوست رکہتی ہین اور پسند کرتی ہین غرض یہہ ہی

ان من احب شيئا سوى الله تعالى ولم يكن محبته له لله تعالى ولا لكونه معينا له على طاعة الله تعالى يحصل

کہ سوای اللہ کی جو کسی شئی کو محبوب رکہتا ہی اور اوسکی محبت واسطی اللہ کی نہو اور نہ اسلئی کہ وہ طاعت الہی پر امداد کرتی ہی تو اوسی ضرر حاصل ہوتا ہی

له به الضرر سواء ظفر به او لم يظفر فانه ان لم يظفر به يعيش بغصته ولا يستريح من التعب وان ظفر به

برابر ہی کہ وہ شئی حاصل ہو جاوی یا نہ حاصل ہو کیونکہ اگر نہ ہاتہ آئی تو غصہ مین رہتا ہی اور تعب سی آرام نہین پاتا اور اگر میسر آگئی

يكون ما حصل له من الالم قبل حصوله ومن الحسرة عليه بعد فواته اضعاف اضعاف ما حصل له من اللذة ولو نال

تو میسر آنیسی پہلی کا الم جو ہو چکا اور بعد اوسکی گم ہونی کی حسرت جو لذت سی چند در چند ہوگی اور اگر آدمی کو

العبد كل حظ من حظوظ الدنيا وكل لذة من لذاتها ومضى عمره عليها ولم يسع فى تحصيل سعادة الاخرة يصير

دنیا کی تمام عیش اور دنیا کی ساری لذتین میسر آئین اور عمر اسی مین تمام کر دی اور سعادت اخروی کی تحصیل مین سعی نکی تو مرتی ہی

عند الموت كانه لم يظفر بشئ من حظوظها ولذاتها وتعود تلك الحظوظ واللذات عذابا له ويصير معذبا

گویا کچہہ نہ تہا نہ کوئی عیش تہا اور نہ کچہہ لذت تہی اور وہ ہی عیش اور چین عذاب ہو جاوینگی اور دو وجہ سی عذاب

بنفس ما كان متنعما به من جهتين من جهة فوته مع شدة تعلق قلبه به ومن جهة عدم حصول ما هو انفع له

بہگتی گا جسکا آرام پاتا تہا اس جہت سی کہ وہ فوت ہوئی اور دلکو اوسی بڑا لگاؤ تہا اور اس جہت سی کہ جو بہت نافع

وادوم فالمحبوب الحاصل يفوت عنه والمحبوب الاعظم لا يحصل له فهذا اول ما يلحقه عقيب موته من

اور دوام کی لئی تہا حاصل نہوا سو محبوب البتہ آیا ہوا جاتا رہیگا اور بڑا محبوب حاصل نہوگا یہہ تو وہ عذاب ہی جو مرتی ہی دوزخ کی عذاب سی پہلی

العذاب قبل عذاب النار لان الموت ليس بعدم محض وفناء صرف بل هو مفارقة الدنيا وقدوم على الله تعالى و

بہگتی گا اسلئی کہ موت عدم محض اور صرف فناء نہین ہی بلکہ موت دنیا کی مفارقت ہی اور اللہ کی سامنی ہونا اور

لا يبقى مع العبد عند الموت الا شيئان العلم والعمل وهما للعبد من المنجيات والباقيات الصالحات ويوصلانه

آدمی کی ساتہہ مرتی دم دو ہی چیزین رہتی ہین علم اور عمل اور یہہ ہی آدمی کو نجات دیتی ہین اور نیک پس ماندہ ہین اور اللہ تعالی کی

الى الله تعالى والى لذة لقائه وهذه هي السعادة التي تتعجل له عقيب الموت ويصير قبره روضة من رياض

دیدار کی لذت تک پہنچا دیتی ہین اور یہہ ہی سعادت ہی کہ مرنی کی بعد جلدی سی حاصل ہوتی ہی اور اسکی گور ایک چمن بہشت کا بن جاتی ہی

الجنة الى ان يدخل اوان الروية فى الجنة والمراد بالعلم العلم بالله تعالى وصفاته وافعاله وملئكته وكتبه ورسله وسائر

یہان تک کہ وقت جنت مین کی دیدار کا آجاتا ہی اور علم سی مراد علم معرفت الہی کا ہی اور صفات کا اور افعال کا اور فرشتون کا اور کتابون کا اور رسولونکا

ما يجب العلم به من الاعتقاديات والعمليات والمراد بالعمل العبادة الخالصة لوجه الله تعالى الموافقة لكتاب

اور اور جو جو علم واجب ہین اعتقادیات اور عملیات کا اور عمل سی مراد عبادت ہی جو خالص للہ اور کتاب اللہ

الله تعالى وسنة رسوله ثم كل من العلم والعمل لا يحصل الا ببقاء البدن وصحته وبقاؤه وصحته لا يتيسر الا

اور سنت رسول کی موافق ہو پہر کوئی علم اور عمل حاصل نہین ہو سکتا بدون باقی رہنی بدن اور تندرستی کی اور بدن کی بقا اور تندرستی نہین میسر ہوتی

بالقوت واللباس والمسكن وكل منها يحتاج الى اسباب فالقدر الذى لا بد منه من هذه الثلثة ان اخذه

بدون کہانی پہنی اور گہر کی اور ان سبکی لئی اسباب چاہئی پہر وہ مقدار جو ان تینون کی لئی کافی ہو اگر آدمی نی دنیا مین سی

العبد من الدنيا للاخرة لا يكون من ابناء الدنيا بل يكون الدنيا فى حقه مزرعة الاخرة فان الدنيا والاخرة

آخرت کی لئی پیدا کئی تو یہہ شخص دنیا دارون مین نہین ہی بلکہ دنیا اسکی حق مین آخرت کی کہیتی ہی کیونکہ دنیا اور آخرت

عبارتان عن حالتين من احوال الانسان فالقريب الداني يسمى دنيا وهو كل ما ينقضي لذته قبل الموت والمتراخي
انسان کی دو حالتین ہوتی ہین. سو اول حالت نزدیک کی دنیا کہلاتی ہی یعنی جسکی لذت موت سی پہلی ہو اور پچھلی حالت

المتاخر يسمى آخرة وهو كل ما لا ينقضي لذته بعد الموت فعلى هذا ان جميع ما يكون للانسان اليه ميل ويكون له
دیر کی آخرت کہلاتی ہی یعنی جسکی لذت بعد موت کی تمام نہووی اس بیان کی موافق جو جو چیزین کہ آدمی کو ادھر رغبت ہوتی ہی اور اوسکا

حظ عاجل ليس بمذموم بل كل ما كان له فيه حظ عاجل قبل الموت ولا يبقى له ثمرة بعد الموت فهو من الدنيا في حقه
حظ ابھی ہی سب مذموم نہین ہین بلکہ جسمین کہ ابھی حظ ہووی موت سی پہلی اور اوسکا ثمرہ موت کی بعد نرہی وہ اسکی حق مین دنیا ہی

وكل ما يكون له فيه حظ عاجل قبل الموت ويبقى ثمرته بعد الموت كالطاعات والعبادات وما يكون له اعانة عليها فهو
اور جسکا حظ ابھی موت سی پہلی ہو اور اوسکا ثمرہ موت کی بعد بھی باقی رہی جیسی طاعات اور عبادات اور جو اسباب عبادت کی مددگار ہین سو وہ

ليس من الدنيا في حقه بل هو من الآخرة اذ روي انه عليه السلام قال حبب الي من دنياكم ثلث الطيب والنساء
اوسکی حق مین دنیا نہین ہین بلکہ آخرت مین داخل ہین اسواسطی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا مجھکو تمہاری دنیا مین سی تین چیزین محبوب ہین خوشبو اور عورتین

وقرة عيني في الصلوة فانه عليه السلام جعل الصلوة من جملة ملاذ الدنيا ولذلك اضافها اليها لان التلذذ بتحريك
اور ٹھنڈک میری آنکھوں کی نماز مین ہی اب نبی علیہ السلام نی نماز کو دنیا کی لذتون مین ٹھہرایا اسیلئے دنیا کی طرف نسبت کیا اسلئے کہ تلذذ ہاتھ پانو ہلانیکا

الجوارح في الركوع والسجود انما يكون في الدنيا وكل ما يدخل في الحس والمشاهدة فهو من عالم الشهادة فيكون من الدنيا
رکوع اور سجود مین دنیا ہی مین ہوتا ہی اور جو چیز محسوس اور مشاہد ہوتی ہی سو وہ عالم ظاہر کی ہی دنیا ہی کی ہوگی

لكن لا يعد منها بل يعد من الآخرة لبقاء ثمرته يسر الله تعالى المجلس السادس والتسعون في بيان من اكل
لیکن آخرت مین شمار ہوتی ہی کیونکہ اوسکا ثمرہ باقی رہتا ہی الہی ہمکو عمل موافق اپنی پسند کی آسان کر چھیانوین مجلس بیچ بیان ممانعت اوس شخص کی جو

ما فيه رائحة كريهة من دخول المسجد قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من اكل من هذه الشجرة المنتنة فلا يقربن
بودار چیز کہاوی مسجد مین آنی سی رسول الله صلی الله علیه وسلم نی فرمایا جو شخص اس درخت بدبو کی کہاوی تو ہماری مسجد کی نزدیک

مسجدنا فالملائكة تتاذى مما يتاذى منه الانس هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه ابو هريرة واسم الاشارة
ہرگز نہ آوی کیونکہ فرشتی ایذا پاتی ہین جس سی آدمیون کو ایذا ہوتی ہی یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی ابو ہریرہ کی روایت سی اور اسم اشارہ یعنی لفظ

الواقعة فيه اشارة الى جنس ما له رائحة كريهة والمعنى ان من اكل شيئا ما له رائحة كريهة فلا يقربن مسجدنا والظاهر من
ہذہ جو اس حدیث مین آیا ہی اشارہ ہی طرف جنس بو کی اور مراد اس سی یہہ ہی کہ جو شخص بودار چیز کہاوی تو ہرگز ہماری مسجد کی نزدیک نہ آوی اور اضافت سی

الاضافة ان يكون المراد من المسجد مسجد النبي عليه السلام لكن الجمهور قالوا هو عام لكل مسجد لقوله عليه السلام
ظاہر یہہ ہی کہ مسجد سی مراد مسجد نبوی کی ہی صلی الله علیه وسلم لیکن تمام علما کہتی ہین کہ یہہ سب مساجد کی حق مین عام ہی اسلئے کہ ایک اور

في حديث آخر فلا يقربن المساجد بل الحقوا به كل مجمع الخير كمجلس العلم ومصلى العيد والجنازة وغيرها لوجود العلة
حدیث مین یون آیا ہی وہ مسجدون کی نزدیک نہ آوی بلکہ علماء نی تمام انبوہ خیر کو جیسی مجلس علم کی اور عیدگاہ اور جنازہ وغیرہ کو مساجد مین داخل کیا ہی کیونکہ علت

التي هي تاذي الملائكة والناس فيها ثم ان هذا ليس نهيا عن دخول المسجد وحضور الجماعة لان الجماعة سنة مؤكدة تشبه
موجود ہی یعنی ملائکہ کی اور آدمیون کی تکلیف پہر یہہ مسجد مین آنی سی اور جماعت مین ملنی سی نہی نہین ہوئی ہی اسلئے کہ جماعت سنت موکدہ واجب سی ملتی ہوئی ہی

الواجب فلا ينبغي تركها باستعمال ما يمنع من حضورها بل هو نهي عن تناول ما يمنع من دخول المسجد وحضور الجماعة
سو جماعت کا ترک کرنا ایسی چیز کی استعمال سی جو جماعت سی بند رکہی لایق نہین ہی بلکہ یہہ نہی ہی ایسی چیز کی کہانی کی جو مسجد مین آنی اور حضور جماعت سی منع کری

وقد روي انه عليه السلام كان اذا وجد من رجل في المسجد ريح البصل او الثوم امر به فاخرج الى البقيع ولهذا قال
اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام اگر کسی شخص مین سی بو پیاز یا لہسن کی پاتی تو حکم کرتی کہ اوسکو بقیع مین نکال دیوی اسیلئی فقہاء کہتی ہین

الفقهاء كل من وجد فيه رائحة كريهة يتاذى به الانسان يلزم اخراجه من المسجد ولو بجره من يده اورجله
جسمین سی ایسی بو آتی ہو کہ آدمیوں کو تکلیف ہوتی ہو اوسکا مسجد مین سی نکالدینا لازم ہی اگرچہ ہاتہہ یا پاؤن کہینچکر

دون اللحية وشعر راسه فعلى هذا يلزم ان يمنع من قربات المسجد من يتناول الدخان الذى ظهر فى هذا الزمان
پر ڈاڑہی اور سر کی بال نہ کہینچی سو اس بیان کی موافق لازم ہی کہ مسجد مین آنی سی جو لوگ دہوان کہینچتی ہین یعنی حقہ نوش منع کئی جاوین کہ اس زمانہ مین

من قبل الكفرة العدوة لاهل الايمان وابتلى به كافة الانام من الخواص والعوام لكراهة رائحته اشد من كراهة
کفار کی طرف سی جو اہل ایمان کی دشمن ہین پیدا ہوا ہی اور تمام خلقت خاص اور عام اوسمین مبتلا ہوگئی ہین کیونکہ اسکی بو پیاز اور لہسن کی بوسی بدتر ہی

رائحة البصل والثوم بل يلزم اخراجه من المسجد ولو بجره من يده او رجله كما هو راى الفقهاء فى كل من يوجد
بلکہ اوسکا مسجد مین سی نکالدینا لازم ہی اگرچہ ہاتہہ یا پاؤن سی کہینچکر چنانچہ فقہاء کی یہہ ہی رای ہی ہر شخص مین کہ ایسی بو آتی ہو

فيه رائحة كريهة يتاذى به الخلق واما عند عدم اتيان المسجد فهل يحل استعماله كما يحل اكل البصل والثوم ام لا
کہ خلقت کو ایذا ہوئی اور جس صورت مین کہ مسجد مین نہ آوی تو آیا اوسکا استعمال حلال ہی یا نہین جیسی پیاز لہسن کہانا حلال ہی

لا شك انه ليس كالبصل والثوم لانهما من مصلحات الطعام ومما يكون للفقراء الغذاء والادام وهذه الدخان
اسمین کچہہ شک نہین کہ حقہ مثل پیاز اور لہسن کی نہین ہی کیونکہ پیاز لہسن سی تو کہانا سنورتا ہی اور فقراء کی لئی غذا اور سالن ہی اور حقہ مین ہرگز

لا يصلح لشئ من ذلك اصلا وقد كثر فيه الاقاويل والحق الذى عليه التعويل ان الفعل الاختيارى الصادر عن المكلف
کچہہ بہی نہین ہوسکتا اور اسمین گفتگو بہت ہی اور حق بات جسپر اعتماد ہی یہہ ہی کہ اختیاری کام جو آدمی عاقل بالغ سی عمل مین آوی

ان لم يترتب عليه فائدة دينية او دنيوية فهو دائر بين العبث واللعب واللهو وفى كتاب اللغة لم يفرق بين هذه الثلثة
اگر اوسمین کوئی فائدہ دینی یا دنیوی نہین ہوتا تو وہ یا عبث ہی یا لعب ہی یا لہو ہی اور لغت کی کتابون مین ان تینون مین کچہہ فرق نہین

لكن لا بد من الفرق لعطف بعضها على بعض فى القران وهو على ما ذكره بعض العلماء وكان حقيقا بالقبول ان العبث
بیان کیا لیکن فرق ضرور چاہیی کیونکہ قرآن مین ایک کو ایک پر عطف کیا ہی اور وہ فرق موافق ذکر بعضی علماء کی کہ قابل قبول کی ہی یہہ ہی کہ عبث وہ کام ہوتا ہی

الفعل الذى ليس فيه لذة ولا فائدة واما الذى فيه لذة بلا فائدة فهو لعب ومثله اللهو الا ان فيه زيادة حظ
جسمین نہ لذت ہوتی ہی اور نہ فائدہ اور جس کام مین لذت ہو بلا فائدہ وہ لعب کہلاتا ہی اور ایسا ہی لہو ہوتا ہی پر اسمین حظ نفس

النفس بحيث تشتغل به عما يهمها والكل حرام لانها لم تذكر فى القران الا على طريق الذم فلما علم حرمة اللعب واللهو
زیادہ ہوتا ہی ایسا کہ اسمین ضروری کام رہ جاتی ہین اور یہہ سب حرام ہین اسواسطی کہ جہان قرآن مین آئی ہین سو بطریق ہجو کی آئی ہین پہر جب لعب اور لہو

والعبث علم حرمة استعمال الدخان لدخوله اما فى اللعب او العبث او فى اللهو بل هو بالعبث انسب لخلوه
اور عبث کی حرمت معلوم ہوئی تو حقہ کی بہی حرمت معلوم ہوئی اسلئی کہ حقہ یا لعب ہی یا عبث ہی یا لہو ہی بلکہ وہ عبث سی زیادہ مناسب ہی کیونکہ اسمین

عن اللذة التى فى اللعب او اللهو اللهم الا ان يستلذه نفوس بعض المستعملين له بتسويل شيطان فحينئذ يدخل فى
لذت نہین ہی یا اتہی شاید کہ کسی حقہ پینی والی کو بسبب تسویل شیطانی کی کچہہ لذت آتی ہو اب لعب مین داخل ہوگا

اللعب او فى اللهو مع كونه عارية عن الفائدة الدينية وهو ظاهر وعن الفائدة الدنيوية ايضا لانه لا يصلح لشئ من
یا لہو مین باوجودیکہ فائدہ دینی سی خالی ہی یہہ تو ظاہر ہی اور فائدہ دنیاوی سی بہی کیونکہ ہرگز کچہہ نہین بن سکتا

الغذاء والدواء اصلا بل هو مضر لاتفاق الاطباء على ان مطلق الدخان مضر قال ابن سينا لولا الدخان والقتام
نہ غذا اور نہ دوا بلکہ مضر ہی اسواسطی کہ تمام طبیب متفق ہین کہ مطلق دہوان یعنی سب مضر ہین شیخ ابن سینا کہتا ہی اگر دہوان اور گرد غبار نہوتا

لعاش ابن ادم الف عام وقال جالينوس اجتنبوا ثلثة وعليكم باربعة ولا حاجة لكم الى الطبيب اجتنبوا الدخان والغبار والنتن
تو آدمی ہزار برس تک جیتا اور جالینوس کہتا ہی کہ تین چیز سی بچو اور چار چیز اپنی اوپر لازم کرلو اب تمکو طبیب کی حاجت نہوگی دہوین اور غبار اور بدبو سی بچو

وعليكم بالدسم والحلوى والطيب والحمام وذكر فى القانون ان جميع اصناف الدخان مجفف بجوهره الارضى وفيه
اور چکنا ہی اور میٹھا ہی اور خوشبو اور حمام لازم کرلو اور قانون مین مذکور ہی کہ تمام قسم کی دہوئین اجزاء ارضی کی تاثیر سے خشکی کرتی ہین اور اسمین
نارية يسيرة قال بعض الفضلاء فاذا كان جميع اصناف الدخان مجففا يكون هذا الدخان مجففا للرطوبات البدنية
کچہہ تہوڑی ناریۃ یعنی حرارت ہوتی ہی بعضی فضلاء کہتی ہین جب تمام قسم کا دہوان مجفف یعنی خشکی کرتا ہو تو حقہ رطوبات بدنیہ کو خشک کرتا ہوگا
فيكون موديا للحصول امراض كثيرة فلا يجوز استعماله لوجوب صيانة النفس عن لحوق الضرر وقد ذكر فى نصاب الاحتساب
پہر تو اسی بہت سی امراض پیدا ہونگی بس تو اسکا پینا جایز نہین ہی اسلئی کہ ضرر سے جان کا بچانا واجب ہی اور نصاب الاحتساب مین مذکور ہی
ان استعمال المضر حرام فان قيل بعض الاطباء قد يعالجون بعض الامراض ببعض اصناف الدخان ويشاهد نفعه
کہ مضر شی کا برتنا حرام ہی پہر اگر کوئی اعتراض کری کہ بعضی طبیب کبہی کبہی بعضی مرضون کا کسی قسم کی دہوین سی علاج کیا کرتی ہین اور اوسکا فائدہ ظاہر ہوکرتا
فكيف يعم المنع عن استعمال جميع اصنافه فالجواب انهم يعالجون لحظة يسيرة لا على الدوام حتى يحصل ما ذكر من التجفيف فان
پہر ممانعت تمام قسم کی دہوئین سی کیونکر درست ہی سو جواب یہہ ہی کہ وہ دم بہر کی لئی علاج کرتی ہین ہمیشہ کی لئی نہین کرتی تاکہ اوسمین خشکی پیدا ہوجاوی پہر اگر
قيل ما ذكر من التجفيف لا يضر فى البلغمى لكثرة رطوباته وانتفاعه بتجفيفها فما وجه المنع عن هذا الدخان فالجواب
کوئی کہی کہ خشکی بلغمی مزاج والی کو ضرر نہین کرتی کیونکہ رطوبت بہت ہوتی ہی اور خشکی سی نفع ہوتا ہی اب حقہ کی ممانعت کی کیا وجہ ہی تو جواب یہہ ہی
ان حد الانتفاع به مجهول فلا بد من معرفة ذلك من طبيب حاذق عارف بالامزجة والقدر الذى ينتفع به والا فالاقدام
کہ انتفاع کی حد معلوم نہین ہی سو اسکا معلوم کرنا ایسی طبیب حاذق سی جو مزاجون سی واقف ہو اور اوس مقدار کا معلوم کرنا جسمین نفع ہو ضرور چاہئی ورنہ تو پینا
عليه حرام مطلقا لوقوع التردد بين السلامة وعدمها فالعدول ممن كان يستعمله قد اختلفوا فيه فمنهم من يقول بضرره
مطلق حرام ہی کیونکہ سلامتی اور عدم سلامتی مین تردد ہی بیشک عادل اشخاص جو حقہ پیتی ہین اختلاف کرتی ہین بعض ضرر کا قایل ہی
ومنهم من يقول بعدم ضرره ومنهم من يشك فيه لكن الفريق الاغلب الذى جانب الحق اليه اقرب لمزيد ديانتهم يقول
اور کوئی کہتا ہی ضرر نہین کرتا اور کسیکو اسمین شک ہی لیکن فریق اغلب جنکی طرف باعتبار افزونی دیانت کی حق پایا جاتا ہی کہتا ہی
انه يحدث فى ابتداء قوة فى الجسم وحدة فى البصر ونشاطا فى الاعضاء وهضما فى الطعام فاذا حصلت المداومة يورث
کہ ابتدا مین تو جسم مین قوت اور بینائی مین تیزی اور اعضا مین نشاط اور طعام مین ہضم پیدا کرتا ہی اور جب عادت پڑجاتی ہی تو بینائی پر
غشاوة فى البصر وثقلا فى الاعضاء وامساكا فى الهاضمة وضعفا فى البدن لانه كما قال الاطباء يجفف مع نوع حرارة
پردہ سا اور اعضا مین بوجہہ اور ہاضمہ مین امساک اور بدن مین سستی آجاتی ہی اسلئی کہ موافق قول طبیبون کی حرارت کی ساتہہ خشکی کرتا ہی
فيفعل فى ابتدائه ما ذكروه اولا وفى انتهائه ما ذكروه اخرا على انه لو تحقق نفعه فبعد النفع يمنع من استعماله لانه حينئذ
سو اول اول تو وہی تاثیر ہوتی ہی جو اول بیان کیا اور انجام کو وہ ہی ہوتا ہی جو پہر بیان کیا علاوہ یہہ ہی اگر نفع ثابت بہی ہو تو بعد نفع کی پینا منع ہی اسلئی کہ اب
يكون دواء ولا يجوز استعمال الدواء بعد زوال المرض لانه اذا لم يجد مرضا يزيله ياخذ من البدن الا ترى ان الخمر المحرمة بالنص
دوا ہوگا اور دوا کا استعمال کرنا بعد زوال مرض کی جایز نہین ہی اسلئی کہ جب مرض نہین ہوتا جسی دور کری تو بدن مین اثر کرتی ہی دیکہو تو شراب قطعی حرام ہی اور قرآن
قد اخبر القران بنفعها كما قال الله تعالى يسئلونك عن الخمر والميسر قل فيهما اثم كبير ومنافع للناس واثمهما اكبر من نفعهما
سی اوسکا نفع ثابت ہی چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی تجہسی پوچہتی ہین حکم شراب اور جوئی کا تو کہہ انمین گناہ بڑا ہی اور فائدہ بہی لوگون کو اور انکا گناہ فائدی
لكن جانب النفع اذا قابله جانب الضرر يمحى جانب الضرر حتى قال الفقهاء لو كان فى شئ وجوه كثيرة توجب الحل والجواز ووجه
سی بڑا ہی لیکن نفع کی جانب جب ضرر کی مقابل پڑتی ہی تو ضرر کا لحاظ کیا کرتی ہین یہان تک کہ فقہاء کہتی ہین اگر ایک شی مین کئی وجہ حلت اور جواز کی ہون اور ایک
[illegible] يوجب الحرمة وعدم الجواز يرجح جانب الحرمة احتياطا ثم فى معرفة حرمة الاشياء واباحتها وجه حسن يرجع الى
[illegible] حرمت کی جانب کو [illegible] اور اباحت دریافت کرنی کی اچہی وجہہ [illegible]

الى الاصول وهو ان الحق فی الاشياء قبل البعثة ان لا يكون فيها حكم وبعد البعثة اختلف العلماء فيها على ثلثة اقوال

اصولوں کی طرف یعنی حق یون ہی کہ اشیاء مین نبوت سی پہلی پہلی کسیطرح کا خاص حکم نہو اور بعد نبوت کی علماء کی مختلف تین قول ہین قول اول یہہ ہی

الاول انها متصفة بالحرمة الا ما دل دليل الشرع على اباحته والثاني انها متصفة بالاباحة الا ما دل دليل الشرع على

اشیاء سب حرام ہین سوای اوسکی کہ شرعی دلیل اوسکی اباحت بیان کری دوسرا قول کہ تمام اشیاء مباح ہین سوا اوسکی کہ شرعی دلیل حرمت پر

حرمته والثالث وهو الصحيح ان يكون فيها تفصيل وهو ان المضار متصفة بالحرمة بمعنى ان الاصل فيها الاباحة لقوله تعالى

دلالت کری اور تیسرا قول جو صحیح ہی یہہ ہی کہ اشیاء مین تفصیل ہی کہ ضرر کی چیزین حرام ہین یعنی اصل اوسمین حرمت ہی، اباحت ہی بدلیل اللہ کی

هو الذي خلق لكم ما في الارض جميعا فانه تعالى ذكره في معرض الامتنان ولا يمتن الا بالحلال الجائز فكانه تعالى قال هو

وہ ہی ہی جسنی بنایا تمہاری واسطی جو کچھ زمین مین ہی سب کیونکہ اللہ تعالی اسکو امتنان کی جگہہ فرماتا ہی اور منت بدون حلال اور جایز کی نہین ہوتی سو اللہ تعالی گویا یہہ

الذي خلق لاجلكم جميع ما في الارض من المنافع لتنتفعوا بها وعلى هذا القول الثالث الصحيح يخرج حكم هذا الدخان ايضا فانه

فرماتا ہی کہ اللہ وہ ہی کہ تمام جو زمین مین منافع ہین تمہاری لئی پیدا کئی ہین تاکہ اون سی فائدہ لو اور اسی تیسری صحیح قول پر حقہ کا حکم بہی نکل آتا ہی کیونکہ حقہ

لو كان نافعا لكان الاصل فيه الاباحة لكن قد ثبت باخبار الحذاق من الاطباء انه مضر ولو في الاجل فيكون الاصل فيها الحرمة

اگر مفید ہوتا تو اصل اوسمین اباحت ہوتی لیکن حاذق طبیبون کی بیان سی ثابت ہوا ہی کہ وہ مضر ہی اگرچہ انجام مین سو اصل اسمین حرمت ہی ہوویگی

بل لو وقع الشك في امره تغلب جانب الحرمة كما هو القاعدة الشرعية فانه عليه السلام قال الحلال بين والحرام بين و

بلکہ اگر اسمین شک ہووی تو بہی حرمت کی جانب غالب ہوگی چنانچہ یہہ ہی قاعدہ شرعی ہی کیونکہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ حلال ظاہر ہی اور حرام ظاہر ہی اور

بينهما مشتبهات لا يعلمهن كثير من الناس فمن اتقى الشبهات فقد استبرأ لدينه وعرضه ومن وقع في الشبهات كان

انکی بیچ مین مشتبہات ہین اکثر لوگون کو معلوم نہین ہوتی پہر جو شخص شبہات سی بچتا رہا تو اوسنی اپنا دین اور عزت بچائی اور جو شخص شبہات مین پڑگیا تو

كالراعي يرعى حول الحمى يوشك ان يقع فيه واختلف العلماء في حكم هذه الشبهات فذهب بعضهم الى حرمتها لانه

ایسا ہی جیسی چروا ہا بیڑ کی گرد چراتا ہو ابہی بیڑ کی اندر جا گہسیگا اور علماء کو ان شبہات کی حکم مین اختلاف ہی سو بعضی تو حرمت کی طرف گئی ہین اسلئی کہ نبی

اخبر في هذا الحديث ان من ترك ما اشتبه عليه حكمه ولم ينكشف له حقيقة امره يكون دينه سالما مما يفسده

علیہ السلام نی اس حدیث مین خبر دی ہی کہ جسنی ترک کیا عمل جسکا حکم مشتبہ ہوا اور حقیقت حال اوسکی معلوم نہوئی ہو تو اوسکا دین مفسدہ اور نقصان سی

او ينقصه ونفسه ناجيا مما يعيبه ويلام عليه ومن لم يترك بل فعله يقع في الحرام وهذا الدخان مما اشتبه حكمه

سلامت اور اوسکا نفس عیب اور ملامت سی بچا ہوا ہی اور جسنی نچہوڑا بلکہ عمل کیا تو حرام مین مبتلا ہوگا اور حقہ کا حکم مشتبہ ہی

ولم ينكشف حقيقة امره فمن تركه ولم يستعمله يكون دينه سالما من الفساد والنقصان ونفسه ناجيا من العيب

اور اسکی حقیقت حال ظاہر نہین ہوئی پہر جسنی چہوڑا اور نہ پیا تو اوسکا دین فساد اور نقصان سی اور اوسکا نفس خلقت مین عیب اور ملامت سی

اللوم بين الانام ومن لم يتركه بل استعمله يكون واقعا في الحرام وذهب بعضهم الى كراهتها لما جاء في حديث اخر انه عليه السلام

بچا رہا اور جسنی نچہوڑا بلکہ پیا تو وہ حرام مین واقع ہوگا اور بعضی علماء کہتی ہین کیونکہ ایک اور حدیث مین آیا ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا

قال الامور ثلثة امر تبين لك رشده فاتبعه وامر تبين لك غيه فاجتنبه وامر اختلف فيه فدع ما يريبك الى ما لا يريبك

امور تین طرح کی ہین ایک وہ جسکی خوبی ظاہر ہی سو اوسکو اختیار کر اور ایک وہ جسکی کجی ظاہر ہو سو اوس سی بچتا رہ اور ایک وہ امر ہی جسمین اختلاف ہو سو چہوڑ شک مین ڈالنی کو

ولا شك ان امر الدخان مما اراب واوقع في الاضطراب فاقل مراتبه الكراهة ولا يظن انه ينتهي الى درجة الاباحة بتعلل

طرف اوسکی جو شک مین نہ ڈالی اور اسمین کچہہ شک نہین ہی کہ حقہ کا حکم مشکوک ہی اور اضطراب مین ڈال رکہا ہی اسکا حکم کم سی کم مرتبہ کراہت کا ہی اور یہہ گمان نہین ہی کہ اباحت کا درجہ لیلی

كثير مما يتعاطاه انه نافع ودواء لكل داء وانهم وجدوا في استعماله دواء لامراضهم لان ذلك من تلبيس ابليس عليهم وتزيينه

ان دلائل سی کہ اکثر بیان کرتی ہین کہ فائدہ کرتا ہی اور ہر دکہہ کی دوا ہی اور ہمنی پی کی اپنی امراض کو مفید پایا اسلئی کہ یہہ تقریرین شیطانی شبہات ہین اور ابلیس کی تزیینی

* الحرمة وان الثاني متصفة بالاباحة * مع ان الاصل فيها

* اور دوسرا ... [illegible]

لهم حتى تتولد من تكاثفه الادواء موضاعفة امره لان تكراره يؤذي ما يقابله فيتولد منه الحرارة فيكون في عاقبة امره داء
تاکہ آخرکو اوسکی کثافت سی بیماریان پیدا ہوجاوین کیونکہ اسکا تکرار اپنی مقابل کو ایذا دیتا ہی پھر اوس سی حرارت پیدا ہوجاتی ہی آخر کو مرض ہوجاتا ہی
لا دواء ثم يلزم على قولهم ان يكون الناس كلهم مرضى وان يكون مرضهم في جميع الفصول الاربعة من نوع واحد وان يكون
دوا نہیں ہوتا پھر اونکی قول کی موافق لازم آتا ہی کہ تمام لوگ بیمار ہون اور اونکا مرض بہی تمام چارون فصلون میں ایک ہی طرح کا ہووی اور اونکا
معالجتهم فيها بشيء واحد على جهة واحدة وبطلانه غير خفي على احد من العقلاء ثم فيه اضاعة المال لانه يشترى
علاج بہی تمام فصلون مین ایک ہی شی سی ایک ہی طرح پر ہووی اور اسکا بطلان کسی عاقل پر پوشیدہ نہیں ہی پھر اسمین مال ضایع ہوتا ہی کیونکہ خوب مہنگا
بثمن غال فيدخل في الاسراف المحرم وقد كتب بعض المالكية في الديار الحجازية جوابا عن سوال يتعلق بالدخان وهو ان
خریدتا ہی اب اسراف ہوتا ہی جو حرام ہی اور کسی مالکی مذہب والی نی دیار حجاز مین ایک سوال کا جواب لکہا ہی جو دہوئین کی باب مین ہی یعنی
استعمال الدخان حرام كاصله لان اصله الخشب والنار لكونه اجزاء من الخشب ممزوجة باجزاء من النار وهو من حيث اجزائه
دخان کا استعمال کرنا حرام ہی جیسی اوسکی اصل یعنی کہ اوسکی اصل لکڑی ہی اور آگ کیونکہ لکڑی ہی کی اجزا آگ کی اجزا مین ملی ہوتی ہین اور وہ باعتبار اجزا ناری کی
النارية التي فيه يحرم استعماله لقوله تعالى ان الذين ياكلون اموال اليتمى ظلما انما ياكلون في بطونهم نارا فدل النص
استعمال کرنا حرام ہی بدلیل اس آیت کی جو لوگ کہاتی ہین یتیمون کی مال ناحق وہ یہہ ہی کہاتی ہین اپنی پیٹ مین آگ اب اس نص سی
على حرمة النار فيحرم الدخان الحاصل منها وايضا انه تعالى جعله مما يعذب به حيث قال في حق قوم يونس عليه السلام
حرمت آگ کی معلوم ہوئی سو دہوان بہی حرام ہوا جو آگ سی نکلتا ہی اور یہہ بہی ہی کہ اللہ تعالی نی دہوئین کو عذاب کی اسباب مین مقرر کیا ہی چنانچہ یونس علیہ السلام کی
لما امنوا كشفنا عنهم عذاب الخزي في الحيوة الدنيا فان العذاب المكشوف عنهم كان دخانا وقال في اية اخرى فارتقب
قوم کی حق مین فرماتا ہی جب یقین لائی کہولدیا ہمنی اونپر سی ذلت کا عذاب دنیا کی جینی مین کیونکہ جو عذاب اونپر سی دفع ہوا تہا دہوان ہی تہا اور ایک اور آیت مین فرمایا ہی
يوم تاتي السماء بدخان مبين يغشى الناس هذا عذاب اليم والمراد بالدخان المذكور في هذه الاية معناه الحقيقي على قول
سو تو راہ دیکہہ جس دن کرلاوی آسمان دہوان صریح جو گہیر لی لوگون کو یہہ ہی دکہہ کی مار اور دخان سی اس آیت مین جو مذکور ہی ایک قول کی موافق حقیقی معنی مراد ہین
وعلى هذا القول يكون النظم الكريم صريحا في كون الدخان عذابا اليما وما به التعذيب يحرم استعماله فان الفقهاء
اور اس قول کی مطابق مضمون آیت کا صریح ہی کہ دخان سخت عذاب ہوتا ہی اور جس شی مین تعذیب واقع ہوئی ہی اوسکا استعمال حرام ہی کیونکہ تمام فقہاء
قد اتفقوا على وجوب الفرار من محل العذاب كبطن محسر فانه على لفظ اسم الفاعل من التحسير اسم واد اهلك الله تعالى
متفق ہین کہ محل عذاب سی بہاگنا چاہیی جیسی بطن محسر محسر اسم فاعل کی وزن پر تحسیر مین سی ایک جنگل کا نام ہی جہان اللہ تعالی نی اصحاب فیل کو
فيه اصحاب الفيل فاذا وجب الفرار من محل العذاب فوجوب الفرار مما به العذاب اولى ثم ان المستعملين له ترئيهم انه يخرج
ہلاک کیا تہا اور جب محل عذاب سی بہاگنا واجب ہوا تو جس شی سی عذاب ہوا ہو اولی تر بہاگنا واجب ہی پہر حقہ پینی والون کو تو دیکہتا ہی کہ اونکی حلق
من حلوقهم وانوفهم وفيه تشبيه باهل النار وبالذي يهلكون في اخر الزمان من الاشرار كما جاء في الخبر انه يكون في اخر
اور ناک سی دہوان نکلتا ہی اور اسمین دوزخیون کی مشابہت ہی اور اونکی مشابہت ہی جو آخر زمانہ مین شریر لوگ ہلاک ہونگی چنانچہ حدیث مین آیا ہی کہ آخر زمانہ مین
الزمان دخان يملاء الارض يقيم على الناس اربعين يوما اما المؤمن فيصيبه منه كهيئة الزكام واما الكافر فيخرج من انفه واذنيه
دہوان پیدا ہوکر تمام زمین کو بہر دیگا لوگون پر چالیس دن تک رہیگا مؤمن کو تو اوسکا اتنا اثر ہوگا جیسی زکام اور رہا کافر سو اوسکی ناک مین سی اور کانون مین
وعينيه حتى يصير راس احدهم كالراس الحنيذ اي المشوي فلا ينبغي للمؤمن ان يتشبه باهل العذاب ولا ان يستعمل
اور آنکہون مین سی دہوان نکلیگا یہان تک کہ ایک ایک کا سر بہنا سلسا ہوجاگا اب مؤمن کو لایق نہین ہی کہ عذاب والون کی مثل بنی اور نہ یہہ چاہیی کہ ایسی چیز برتی
ما هو من نوع العذاب ولا ما هو من ملابسات اهل العذاب وقد كره جمع من العلماء التختم بالحديد والنحاس لما ثبت في
جو عذاب کی ہو اور نہ وہ جو اہل عذاب کی مناسب ہو اور اکثر علماء لوہی اور تانبی کی انگوٹہی پہننا مکروہ کہتی ہین کیونکہ حدیث مین ثابت ہوچکا ہی

الحديث انهما حلية اهل النار وصح على ما ذكره البلالي في مختصر الاحياء انه عليه السلام كان يكره الطعام السخن
کہ یہہ دونو دوزخیوں کی زیور ہیں اور موافق بیان بلالی کی مختصر الاحیاء میں ثابت ہی کہ نبی علیہ السلام گرم کہانا مکروہ جانتی تہی

ويقول ان الله تعالى لم يطعمنا نارا وهذا الدخان اولى بالكراهة لانه مختلط باجزاء نارية كما مر فلو لم يكن في استعماله
اور فرماتی کہ اللہ تعالی نی ہمکو آگ کہانی نہیں بتائی اور یہہ دخان تو اولی تر مکروہ ہی اسلئی کہ اجزاء ناری سی ملا ہوا ہی چنانچہ گذر چکا ہی پہر اگر اسکی استعمال میں

الا احياء سنة الكفار الذين اخرجوه واظهروه في بلاد الاسلام توصلا الى اضرار اهل الايمان لكان باعثا للعاقل
کچہہ نہوتا سوا اور نو طریقہ کفار کی جنہوں نی ایجاد کر کر بلاد اسلام میں پہیلایا تاکہ ایمان والوں کا ضرر ہووی اتنا ہی عاقل کی واسطی اجتناب کرنیکو

على اجتنابه ومانعا عن ارتكابه بل لو لم يكن في استعماله الا تسويد الثياب والابدان وكراهة الريح والانتان لكان
بڑا باعث تہا اور اختیار کرنی سی بڑا مانع تہا بلکہ اسکی استعمال میں اگرچہ نہوتا سوا سیاہ ہونی کپڑوں اور بدن کی اور بو اور سڑاہند کی تو بہی

زاجرا للعاقل عن استعماله لكن اكثر اهل الزمان طبايعهم جامدة صعبة الانقياد مائلة دائما الى ما لا يعنيهم ان نصحوا
عاقل کو اسکی استعمال سی روکنیکو موجود تہا لیکن اس زمانہ کی طبیعتیں اکثر کند غیر مطیع ہیں ہمیشہ بیہودہ کام کی طرف متوجہ رہتی ہیں اگر بہلی بات کہو تو نہ مانی

لا يقبلوا وان علموا لم يتعلموا وان فهموا لم يفهموا وان فهموا لم يعملوا بما فهموا وهم من الذين ان يروا سبيل الرشد
اور اگر سکہاو تو نہ سیکہیں اور اگر سمجہاو تو نہ سمجہیں اور اگر سمجہیں تو اسکی موافق کبہی عمل نہ کریں یہہ اون لوگوں میں ہیں اگر دیکہیں راہ سنوار کی

لا يتخذوه سبيلا وان يروا سبيل الغي يتخذوه سبيلا يسرنا الله تعالى عملا موافقا لرضائه بلطفه وفضله وكرمه
وہ نہ ٹہراویں راہ اور اگر دیکہیں راہ اولٹی اسکو ٹہراویں راہ الہی ہمپر عمل موافق اپنی رضا کی اپنی لطف اور فضل اور کرم سی آسان کر

## المجلس السابع والتسعون في بيان لزوم ترك ما لا يعنيه من القول والفعل قال رسول الله صلى الله
ستانویں مجلس اس بیان میں کہ ترک بیہودہ کا لازم ہی بات ہو یا کام رسول اللہ صلی اللہ

عليه وسلم من حسن اسلام المرء تركه ما لا يعنيه هذا الحديث من حسان المصابيح رواه ابو هريرة ومعناه ان
علیہ وسلم نی فرمایا مرد کی اسلام کی خوبی ہی بیہودہ کا ترک کرنا یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثوں میں ہی ابو ہریرہ کی روایت سی اسکی معنی یہہ

اسلام الرجل لا يكون كاملا وحسنا الا اذا ترك من الاقوال والافعال ما لا منفعة له فيه اصلا لا في الدنيا ولا في الاخرة
ہیں کہ اسلام آدمی کا کامل اور خوب نہیں ہوتا مگر جب وہ اقوال اور افعال چہوڑ دی جنمیں اوسکا ہرگز کچہہ فائدہ نہووی نہ دنیا کا اور نہ آخرت کا

ومما لا منفعة له فيه اصلا الدخان الذي ظهر في هذا الزمان من قبل الكفرة العدوة لاهل الايمان وابتلى
اور جسمیں کچہ ہرگز کچہہ منفعت نہیں اونمیں حقہ بہی ہی جو اس زمانہ میں کفار کی طرف سی جو اہل ایمان کی دشمن ہیں پیدا ہوا ہی اور اوسکی

بمصه كافة الانام من الخواص والعوام فانه قد ظهر في اوائل القرن الحادي عشر وصار فتنة عظيمة على عامة البشر
پینی میں تمام خلق خاص و عام مبتلا ہوگئی ہی بیشک حقہ گیارہویں قرن کی اول میں نکلا اور تمام خلق پر بڑا ہی فتنہ ہوگیا ہی

اذ شاع تناوله في البلدان بين الرجال والنساء والصبيان فلزم على علماء الدين بيان حكمه للمسلمين هل يحل استعماله
اسواسطی کہ اسکا پینا شہروں کی اندر مردوں اور عورتوں اور بچوں میں پہیل گیا ہی سو علماء دین پر مسلمانوں کی لئی اسکا حکم بیان کرنا لازم ہی آیا اسکا پینا حلال ہی

ام يجب اجتنابه فاستمعوا يا اولي الالباب ما يقال لكم في هذا الباب قد كثر فيه الاقاويل والحق الذي عليه التعويل ان
یا اسکی اجتناب واجب ہی سو ای ہوش والو جو اس باب میں مذکور ہوتا ہی سنو اسمیں بہت سی گفتگو ہی اور حق جسپر اعتماد ہو سو یہہ ہی

الفعل الاختياري الصادر عن المكلف ان لم يترتب عليه فائدة دينية او دنيوية فهو دائر بين العبث واللعب
کہ فعل اختیاری جو عاقل بالغ سی صادر ہوتا ہی اگر اوسمیں کوئی فائدہ دین کا یا دنیا کا نہووی تو اسکی تفصیل پر ہی کہ عبث ہی یا لعب ہی یا

اللهو وفي كتب اللغة لم يفرق بين هذه الثلثة لكن لا بد من الفرق لعطف بعضها على بعض في القران وهو على ما ذكره
لہو اور لغت کی کتابوں میں ان تینوں میں کچہہ فرق نہیں بیان کیا پر فرق ضرور چاہئی کیونکہ قرآن میں ایک کو ایک پر عطف کیا ہی اور وہ فرق موافق بیان

بعض النحول لو كان حقيقا بالقبول ان العبث الفعل الذي ليس فيه لذة ولا فائدة واما الذي فيه لذة بلا فائدة

بعضی علماء کی جو قابل قبولیت کی ہی یہہ ہی کہ عبث وہ فعل ہوتا ہی جسمین نہ کچھ فائدہ ہو اور نہ لذت اور جس کام مین لذت ہووی بلا فائدہ

فهو لعب ومثله اللهو الا ان فيه زيادة حظ النفس بحيث تشتغل به عما يهمها والكل حرام لانها لم تذكر في القرآن

تو لعب ہوتا ہی اور ایسا ہی لہو اتنا ہی کہ اسمین نفس کو زیادہ حظ ہوتا ہی ایسا کہ اوسمین ضروری کار ہی رہ جاتی ہین اور یہہ سب حرام ہین اسلئی کہ انکا ذکر قرآن مین

الا على طريق الذم فلما علم حرمة هذه الثلثة علم حرمة استعمال الدخان لدخوله اما في اللعب او في اللهو او في

جہان آیا ہی سو بطور ہجو کی ہی پہر جب ان تینون کی حرمت معلوم ہوئی تو حقہ کی بہی حرمت معلوم ہوئی اسلئی کہ حقہ یا لعب ہی یا لہو ہی یا

العبث بل هو بالعبث انسب لخلوه عن اللذة التي في اللعب واللهو اللهم الا ان يستلذه نفوس بعض المستعملين له

عبث ہی بلکہ عبث سی زیادہ تر مناسب ہی کیونکہ حقہ مین وہ لذت نہین ہی جو لعب اور لہو مین ہوتی ہی یا اگر شاید کہ بعضی پینی والون کو شیطانی تسویل یعنی دہوکہ سی

بتسويل شيطاني فحينئذ يدخل في اللعب واللهو وعلى اي وجه كان فهو عار عن الفائدة الدينية وهو ظاهر وعن الفائدة

لذت حاصل ہوتی ہو وہ اب لعب یا لہو ہوگا اور بہر صورت فائدہ دینی سی تو خالی ہی یہہ بات تو ظاہر ہی اور دنیا کی فائدہ سی بہی

الدنيوية ايضا لانه لا يصلح لشيء من الغذاء والدواء اصلا بل هو مضر لاتفاق الاطباء على ان مطلق الدخان مضر

خالی ہی کیونکہ ہرگز کسی کام کا نہین ہی نہ غذا ہی اور نہ دوا ہی بلکہ وہ مضر ہی کیونکہ تمام طبیب اسپر متفق ہین کہ مطلق دہوان مضر ہوتا ہی

قال ابن سينا لولا الدخان والقتام لعاش ابن آدم الف عام وقال جالينوس اجتنبوا ثلثة وعليكم باربعة ولا حاجة

شیخ ابن سینا کہتا ہی کہ اگر دہوان اور گرد و غبار نہوتا تو البتہ آدمی ہزار برس جیتا اور جالینوس کہتا ہی تین چیزسی بچتی رہو اور چار چیز کو لازم کرلو پہر تمکو طبیب

لكم الى الطبيب اجتنبوا الدخان والغبار والنتن وعليكم بالدسم والحلوى والطيب والحمام وذكر في القانون ان جميع

کی کچہہ حاجت نہین ہی دہوین اور غبار اور بدبو سی بچتی رہو اور چکنائی اور مٹہائی اور خوشبو اور حمام لازم کرلو اور قانون مین مذکور ہی

اصناف الدخان مجفف بجوهره الارضي وفيه نارية يسيرة قال بعض الفضلاء فاذا كان جميع اصناف الدخان مجففا يكون

کہ دہوئین کی سب قسمین جوہر ارضی کی تاثیر سی خشکی کرتی ہین اور اسمین کچہہ ناریت یعنی حرارت ہوتی ہی بعضی فضلاء کہتی ہین جب صورت مین کہ دہوئین کی تمام اقسام خشکی کرتی ہین تو حقہ

هذا الدخان مجففا للرطوبات البدنية فيكون موديا الى حصول امراض كثيرة فلا يجوز استعماله لوجوب صيانة

بہی رطوبات کو خشک کرتا ہی اب اسمین بہت امراض پیدا ہوینگی سو اسکا پینا جایز نہین ہی کیونکہ مضرشی سی نفس کا بچانا واجب ہی

النفس عن لحوق الضرر وقد ذكر في نصاب الاحتساب ان استعمال المضر حرام فان قيل بعض الاطباء قد يعالجون بعض

اور نصاب الاحتساب مین مذکور ہی کہ مضر کا استعمال کرنا حرام ہی اگر کوئی کہی کہ بعضی طبیب کبہی کبہی بعضی

الامراض ببعض اصناف الدخان ويشاهدون نفعه فكيف يصح المنع عن استعمال جميع اصنافه فالجواب انهم يعالجون

بیماریون کا علاج کسی قسم کی دہوئین سی کیا کرتی ہین اور اوسکا نفع ظاہر ہوتا ہی اب ممانعت تمام قسم کی دخان کی کیونکر درست ہی سو جواب یہہ ہی کہ وہ دم بہر کی

به لحظة يسيرة لا على الدوام حتى يحصل ما ذكر من التجفيف فان قيل ما ذكر من التجفيف لا يضر في البلغمي لكثرة رطوباته

لئی علاج کرتی ہین مداومت کی بیچ نہین کرتی تاکہ اوس سی خشکی پیدا ہووی اگر کوئی کہی خشکی بلغمی مزاج والی کو ضرر نہین کرتی کیونکہ اوسمین رطوبات بہت ہوتی ہین

وانتفاعه بتجفيفها فما وجه المنع عن هذا الدخان فالجواب ان حد الانتفاع به مجهول فلا بد في معرفة ذلك من طبيب

اور خشکی سی فائدہ ہوتا ہی اب حقہ سی وجہ ممانعت کی کیا ہی سو جواب یہہ ہی کہ حد انتفاع کی معلوم نہین ہی اب اسکی معرفت کسی طبیب حاذق سی

حاذق عارف بالامزجة والقدر الذي ينتفع به والا فالاقدام عليه حرام مطلقا لوقوع التردد بين السلامة وعدمها فان

جو مزاجون کو جانتا ہو اور اوس مقدار کی معرفت جسمین فائدہ ہو ضرور چاہئی اور نہین تو اوسپر قدم رکہنا مطلق حرام ہی کیونکہ صحت اور مرض مین تردد ہی کیونکہ

العدول من مستعمليه قد اختلفوا فيه فمنهم من قال بضرره ومنهم من قال بعدم ضرره ومنهم من شك فيه لكن

عادل لوگ حقہ پینی والی اسمین اختلاف کرتی ہین بعضی تو اسکی ضرر کی قائل ہین اور بعضی کہتی ہین ضرر نہین کرتا اور بعضون کو اسمین شک ہی لیکن

الفريق الاغلب الذي جانب الحق اليه اقرب قال انه يحدث في ابتدائه قوة في الجسم وحدة في البصر ونشاطا في
فریق اغلب جنکی جانب قریب بحق ہی کہتی ہین کہ حقہ پہلی پہلی جسم مین قوت اور نظر مین تیزی اور اعضا مین نشاط

الاعضاء وهضما في الطعام فاذا حصلت المداومة يورث ضعفا في البدن وثقلا في الاعضاء وغشاوة في البصر
اور طعام مین ہضم پیدا کرتا ہی پہر جب مداومت ہو جاتی ہی تو بدن مین ناتوانی اور اعضا مین بوجہ اور نظر پر پردہ

وامساكا في الهاضمة وذلك لانه كما قال الاطباء مجفف مع نوع حرارة فيفعل في ابتدائه ما ذكرناه اولا وفي انتهائه
اور ہاضمہ مین امساک پیدا کر دیتا ہی اور یہہ ثابت ہی اسلئی کہ طبیب اسکو کچہہ حرارت کی ساتہہ مجفف کہتی ہین سو اول مین تو وہ ہی پیدا کرتا ہی جو اول بیان کیا اور انجام کو

ما ذكر اخرا على انه لو تحقق نفعه فبعد النفع يمنع من استعماله لانه حينئذ يكون دواء ولا يجوز استعمال الدواء بعد
جو پہر بیان کیا علاوہ یہہ ہی کہ اگر نفع ثابت بہی ہو گا تو بعد نفع کی پینا ممنوع ہی اسلئی کہ اب دوا ہو ویگا اور صحت مین دوا کا استعمال کرنا جایز نہین ہی

زوال المرض لانه اذا لم يجد مرضا يزيله ياخذ من البدن فيؤدي الى الضرر وما يؤدي الى الضرر يمنع من استعماله الا ترى ان
اسلئی کہ دوا جب بیماری کا کوئی نہین باقی کہ جسی دور کری تو بدن مین اثر کرتی ہی کا پہر ضرر ہو جاتا ہی اور جو چیز نقصان کرتی ہو اوسکا استعمال جایز نہین ہی دیکہہ تو

الخمر المحرمة بالنص قد اخبر القران بنفعها كما قال الله تعالى يسئلونك عن الخمر والميسر قل فيهما اثم كبير ومنافع للناس
شراب نص سی حرام ہی اور اوسکی نفع کی قرآن خبر دیتا ہی چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی تجہسی پوچہتی ہین حکم شراب اور جوئی کا تو کہہ انمین گناہ بڑا ہی اور فایدی ہین لوگون کو

لكن جانب النفع اذا قابله جانب الضرر يحمى جانب الضرر حتى قال الفقهاء لو كان في شيء وجوه كثيرة توجب الحل والجواز
لیکن نفع کی جانب اگر نقصان کی مقابل پڑتی ہی تو نقصان کا لحاظ کرتی ہین یہان تک کہ فقہا کہتی ہین اگر ایک شی کی حلت اور جواز کی وجہین لازم آتا ہو

ووجه واحد يوجب الحرمة وعدم الجواز يرجح جانب الحرمة احتياطا فان قيل ان المستعملين له يدعون انهم يجدون
اور ایک وجہہ سی حرمت اور عدم جواز تو حرمت کی جانب کو احتیاطا غلبہ دینگی اگر کوئی کہی کہ حقہ پینی والی کہتی ہین کہ ہم حقہ پی کر

عقيب استعماله خفة في البدن فكيف يصح القول بعدم النفع فيه فالجواب على ما ذكره بعض المتناولين له لتجربة نفعه
بدن مین خفت پاتی ہین اب بی فائدہ کہنا کیونکر صحیح ہی تو جواب موافق بیان حقہ پینی والون کی جو نفع ضرر کا تجربہ کر چکی ہین یہ ہی

وضرره ان المستعملين له يحصل لهم حال استعماله الم شديد وعند فراغهم عنه ينجون من ذلك الالم ويحصل لهم
کہ حقہ پینی والون کو حقہ پیتی ہوئی سخت الم ہوتا ہی اور جب پی چکتی ہین تو اوس الم سی نجات اور راحت ہوتی ہی

راحة فيظن هؤلاء المساكين ان تلك الراحة حصلت من استعماله ولا يدرون انها انما حصلت من خلاصهم عن استعماله
سو یہہ بیچاری ایسا سمجہتی ہین کہ یہہ راحت حقہ پینی سی ہوئی یہہ نہین سمجہتی کہ حقہ بند کرنی سی ہوئی ہی

ثم في معرفة حرمة الاشياء واباحتها وحسنها يرجع الى الاصول وهو ان الحق في الاشياء قبل البعثة ان لا يكون فيها حكم وبعد
پہر اشیاء کی حرمت اور اباحت دریافت کرنی کی خوب وجہ حسکا جی اصول کی یہہ ہی کہ حق یون ہی کہ نبوت سی پہلی اشیا مین کوئی حکم نہو اور نبوت کی بعد

البعثة اختلف العلماء فيها على ثلثة اقوال الاول انها متصفة بالحرمة الا ما دل دليل الشرع على اباحته والثاني انها متصفة
علما کی مختلف تین قول ہین قول اول یہہ کہ اشیا سب حرام ہین بجز اوسکی کہ دلیل شرعی سی مباح معلوم ہو جاوی اور دوسرا قول یہہ ہی

بالاباحة الا ما دل دليل الشرع على حرمته والثالث هو الصحيح ان يكون فيها تفصيل وهو ان المضار متصفة بالحرمة بمعنى ان
کہ سب اشیا مباح ہین بجز اوسکی جو دلیل شرعی سی حرام معلوم ہوئی تیسرا قول یہہ ہی اور یہہ ہی صحیح ہی کہ اشیا مین تفصیل ہو کہ نقصان کی چیزین سب حرام یعنی

الاصل فيها الحرمة وان المنافع متصفة بالاباحة بمعنى ان الاصل فيها الاباحة لقوله تعالى هو الذي خلق لكم ما في الارض
اصل اونمین حرمت ہی اور نفع کی چیزین سب مباح یعنی اصل اونمین اباحت ہی جو دلیل اس آیت کی وہ ہی جسنی بنایا تمہاری واسطی جو کچہہ زمین مین ہی

جميعا اذ انه تعالى ذكره في معرض الامتنان ولا يكون الامتنان الا بالنافع المباح فكانه تعالى قال هو الذي خلق لاجلكم
اسسبب ... اللہ تعالی نی ... احسان ... اور احسان جب ہی ہوتا ہی کہ نافع اور مباح ہو تو گویا اللہ تعالی کا یہ ارشاد ہی ...

جمیع ما فی الارض من المنافع لتنتفعوا بها وعلی هذا القول الثالث الصحیح یجری حکم هذا الدخان ایضا فانه لو کان

فائدہ کی لئی جو زمین میں ہی پیدا کیا تاکہ تم نفع اوٹھاؤ اور اسی تیسری صحیح قول پر حقہ کا حکم بھی نکلتا ہی کیونکہ حقہ اگر

نافعا لکان الاصل فیه الاباحة لکن قد ثبت باخبار الحذاق من الاطباء انه مضر ولو کان فی الاجل فیکون الاصل فیه

نافع ہوتا تو اصل اسمیں اباحت ہوتی لیکن حاذق طبیبوں کی بیان سی ثابت ہوا ہی کہ حقہ مضر ہی اگر چہ انجام کو ہو سو اصل اسمیں

الحرمة بل لو وقع الشك فی امره لغلب جانب الحرمة کما هو القاعدة الشرعیة اذ روی انه علیه السلام قال الحلال بین والحرام

حرمت ہی ہی بلکہ اگر اسمیں شک بھی ہو تو بھی حرمت کی جانب غالب ہو گی چنانچہ شرعی قاعدہ یہہ ہی اسواسطی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا حلال ظاہر ہی

بین وبینهما مشتبهات لا یعلمهن کثیر من الناس فمن اتقی الشبهات فقد استبرأ لدینه وعرضه ومن وقع فی الشبهات

اور حرام ظاہر ہی اور ان دونوں کی بیچ میں مشتبہات ہیں انکو اکثر لوگ نہیں جانتی پھر جو شخص مشتبہات سی بچا تو اوسنی اپنا دین اور عزت بچائی اور جو شبہات میں پڑ گیا

وقع فی الحرام کالراعی حول الحمی یوشك ان یقع فیه واختلف العلماء فی حکم هذه الشبهات فذهب بعضهم الی حرمتها لانه

حرام میں مبتلا ہوا جیسی چرواہا بیڑ کی گرد اپنی بیڑ کی اندر گھس جا دیگا اور علما کو ان مشتبہات کی حکم میں اختلاف ہی بعضی تو حرمت کی طرف گئی ہیں اسلئی کہ نبی

علیه السلام قد اخبر فی هذا الحدیث بان من ترك ما اشتبه علیه حکمه ولم ینکشف له حقیقة امره یکون دینه سالما

علیہ السلام نی اس حدیث میں خبر دی ہی کہ جسنی ترک کیا ایسی چیز کو جسکا حکم مشتبہ ہی اور حقیقت حال ظاہر نہیں ہی تو اسکا دین فساد اور نقصان سی

مما یفسده او ینقصه ونفسه ناجیا مما یعیبه ویلام علیه ومن لم یترکه بل فعله یقع فی الحرام وهذا الدخان مما اشتبه

اور اوسکی جان عیب اور ملامت سی سلامت بچی اور جسنی چھوڑا بلکہ عمل میں لایا تو وہ حرام میں واقع ہوا اور حقہ کا حکم بھی مشتبہ ہی

حکمه ولم ینکشف حقیقة امره فمن ترکه ولم یستعمله یکون دینه سالما من الفساد او النقصان ونفسه ناجیا من العیب

اسکی حقیقت حال ظاہر نہیں ہی تو اب جسنی اسکو ترک کیا اور نہ پیا تو اوسکا دین فساد اور نقصان سی پاک اور اوسکی جان خلقت میں عیب

واللوم بین الانام ومن لم یترك بل استعمله یکون واقعا فی الحرام وذهب بعضهم الی کراهتها لما جاء فی حدیث اخر

و ملامت سی صاف ہی اور جسنی چھوڑا بلکہ پینی لگا تو وہ حرام میں واقع ہوا اور بعضی اسکو مکروہ کہتی ہیں اسلئی کہ اور حدیث میں آیا ہی

انه علیه السلام قال الامور ثلثة امر تبین لك رشده فاتبعه وامر تبین لك غیه فاجتنبه وامر اختلف فیه

کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کام تین طرح پر ہوتی ہیں ایک وہ جسکی خوبی ظاہر ہو تو اوسکو اختیار کر اور ایک وہ جسکی برائی ظاہر ہی سو اوس سی پرہیز کر اور ایک وہ جسمیں اختلاف

فدع ما یریبك الی ما لا یریبك ولا شك ان امر الدخان مما ارتاب ووقع فی الاضطراب وادنی مرتبته الکراهة ولا یظن

ہو وی سو چھوڑ شک میں ڈالنی کو اور لی جو شک میں نہ ڈالی اور اسمیں شک نہیں ہی کہ حقہ بھی شک میں اور اضطراب میں ڈال رکھا ہی اور اسکا کم سی کم درجہ کراہت کا ہی

انه ینتهی الی مرتبة الاباحة بنقل کثیر ممن یتعاطاه انه نافع ودواء لکل داء وانهم وجدوا فی استعماله دواء لامراضهم

اور یہہ گمان نہیں ہوتا کہ اباحت کی مرتبہ کو پہنچ جاوی ان دلایل سی کہ حقہ نوش بیان کرتی ہیں کہ حقہ نافع ہی اور ہر مرض کی دوا ہی اور ہمیں حقہ پی کر اپنی بیماریوں کی لئی

لان ذلك من تلبیس ابلیس علیهم وتزیینه لهم حتی یتولد من کثافته فی عاقبة امره الادواء فان تکراره یسود ما یقابله

سمجھ پایا کیونکہ یہہ تمام شیطان کی شبہات اور تزیین ہی تاکہ اسکی کثافت سی آخر کو بیمار ہو جاوین اسلئی کہ اسکا بار بار پینا اپنی مقابل کو سیاہ کر دیتا ہی

فیتولد منه الحرارة فیکون فی عاقبة امره داء لا دواء ثم یلزم علی دعوهم ان یکون الناس کلهم مرضی وان یکون

پھر اس سی حرارت پیدا ہوتی ہی اور پھر آخر کو مرض ہو جاتا ہی دوا نہیں ہوتا پھر اونکی دعوی کی موافق یہہ لازم آتا ہی کہ تمام خلقت بیمار ہووی اور انکا

مرضهم فی جمیع الفصول الی الاربعة من نوع واحد وان یکون معالجتهم فیها بشئ واحد علی جهة واحدة وبطلانه

مرض بھی تمام چاروں فصلوں میں ایک ہی طرح کا ہو وی اور ہر فصل میں علاج اون کا ایک شی سی ایک ہی طرح پر ہو وی اور اسکا بطلان

[illegible] ثم [illegible] فیدخل فی الاسراف المحرم [illegible]

کسی عاقل پر پوشیدہ نہیں ہی پھر اسمیں مال ضایع ہوتا ہی کیونکہ [illegible] اب اسراف [illegible] ہوا باوجود یکہ اسکی بدبو

وأذيته للشامة الذين لا يستعملونه وقد جاء في الحديث كل موذٍ في النار وقال المكناسي الرائحة المنتنة

حقہ نہ پینے والوں کی دماغ کو تکلیف دیتی ہی اور حدیث میں آیا ہی کہ ایذا دینے والا دوزخی ہی اور مکناسی کہتا ہی کہ بدبو نتھنوں کو

تخرق الخياشيم وتصل الى الدماغ وتؤذي الانسان ولذلك قال النبي عليه السلام من اكل من هذه الشجرة

پہاڑکر دماغ میں گھس جاتی ہی اور آدمی کو ایذا دیتی ہی اور اسی لئی نبی علیہ السلام نی فرمایا جسنی اس درخت میں سی کہایا

فلا يقربن مسجدنا لانه يؤذينا بريحه والمراد من هذه الشجرة جنس ماله رائحة كريهة يتاذى بها الانسان

تو ہماری مسجد کی گرد نہ آوی کہ ہمکو اپنی بو سی ستاتا ہی اور مراد ہذہ الشجرہ سی جنس ہی جسمیں ایسی بدبو ہووی کہ آدمی ایذا پاویں

بدليل تعليله عليه السلام والمعنى ان من اكل شيئا ماله رائحة كريهة يتاذى به الانسان فلا يقربن مسجدنا

اس دلیل سی کہ نبی علیہ السلام نی بدبو کو علت ٹہرایا ہی اور مراد یہہ ہی کہ جسنی کہایا کچہ ایسی بدبو ہووی کہ آدمیوں کو تکلیف ہوتی ہو تو ہماری مسجد کی گرد نہ آوی

لانه يؤذينا برائحته الكريهة وقد ثبت في صحيح مسلم انه عليه السلام كان اذا وجد من رجل في المسجد ريح البصل او

اسلئی کہ ہمکو بدبو سی ستاتا ہی اور صحیح مسلم میں ثابت ہو چکا ہی کہ نبی علیہ السلام کو اگر مسجد کی اندر کسی شخص میں سی پیاز یا لہسن کی بو آتی

الثوم امر به فاخرج الى البقيع ولهذا قال الفقهاء كل من وجد فيه رائحة كريهة يتاذى بها الانسان يلزم اخراجه من

تو اوسکو بقیع کی طرف نکلوا دیتی اور اسیلئی فقہاء نی کہا ہی کہ جسمیں ایسی بدبو آتی ہو کہ آدمیوں کو تکلیف ہوتی ہو تو اوسکا مسجد میں سی نکال دینا لازم ہی

المسجد ولو بجره من يده او رجله دون لحيته وشعر راسه فعلى هذا يلزم اخراج كثير من الائمة والمؤذنين من المساجد

اگرچہ ہاتہہ یا نو سی کہینچکر داڑہی اور سر کی بال سی نہ کہینچی اس بدعت کی موافق بہیتری امام اور مؤذنوں کا مسجد

والجامع في هذا الزمان لوجود الرائحة الكريهة فيهم بسبب مداومتهم على استعمال الدخان الكريهة الرائحة بل انهم قد

اور جامع مسجد میں سی اس زمانہ میں نکالدینا لازم آتا ہی کیونکہ اونمیں بسبب مداومت بدبو حقہ نوشی کی بدبو موجود ہوتی ہی بلکہ یہہ لوگ

يستعملونه في داخل المسجد والجامع فيكون الكراهة في حقهم اشد واكثر وقد كتب بعض المالكية في الديار الحجازية

کبہی کبہی مسجد اور جامع کی اندر پیتی ہیں سو اونکی حق میں کراہت سخت تر اور زیادہ تر ہی اور کسی مالکی مذہب نی حجازی دیار میں

جوابا عن سؤال يتعلق بالدخان وهو ان استعمال الدخان حرام كاصله لان اصله الخشب والنار لكونه اجزاء

ایک سوال کا جواب لکہا ہی جو حقہ سی متعلق ہی اور وہ یہہ ہی کہ استعمال دخان کا حرام ہی جیسا اوسکی اصل کیونکہ اوسکی اصل لکڑی اور آگ ہی کیونکہ اوسکی اجزاء

من الخشب ممزوجة باجزاء من النار فهو من حيث اجزائه النارية التي فيه يحرم استعماله لقوله تعالى ان الذين ياكلون

لکڑی کی اجزاء ناریسی ملی ہوتی سو وہ باعتبار اجزاء ناری کی جو اوسمیں ملی ہیں استعمال کرنا حرام ہی بدلیل اس آیت کی جو لوگ کہاتی ہیں

اموال اليتمى ظلما انما ياكلون في بطونهم نارا فدل النص على حرمة النار فيحرم الدخان الحاصل منها وايضا انه تعالى

یتیموں کی مال ناحق وہ یہہ ہی کہاتی ہیں اپنی پیٹ میں آگ اس نص سی آگ کی حرمت معلوم ہوتی ہی سو دہواں بہی جو آگ سی پیدا ہوتا ہی حرام ہی اور اللہ تعالی نی

جعله مما يعذب به حيث قال في حق قوم يونس النبي عليه السلام لما امنوا كشفنا عنهم عذاب الخزي في الحيوة الدنيا

اسکو عذاب کی اسباب میں سی ٹہرایا ہی چنانچہ یونس نبی علیہ السلام کی قوم کی حق میں کہا ہی جب یقین لائی کہولدیا ہمنی اونپر سی ذلت کا عذاب دنیا کی جیتی

فان العذاب المكشوف عنهم كان دخانا وقال في اية اخرى فارتقب يوم تاتي السماء بدخان مبين يغشى الناس هذا

بیشک جو عذاب کہ اون پر سی موقوف ہوا تہا دہواں ہی تہا اور ایک اور آیت میں فرمایا ہی سو تو راہ دیکہہ جس دن کہ لاوی آسمان دہواں صریح گہیر لی لوگوں کو

عذاب اليم والمراد بالدخان المذكور في هذه الاية حقيقة الدخان على قول وعلى هذا القول يكون النظم الكريم صريحا

یہہ ہی دکہہ کی مار اور مراد دخان سی اس آیت میں معنی حقیقی دخان کی ہیں ایک قول پر اور اس قول پر مضمون آیت کریمہ کا اس باب میں صریح ہی

في كون الدخان عذابا اليما ومابه التعذيب يحرم استعماله فان الفقهاء قد اتفقوا على وجوب الفرار من محل العذاب كبطن

کہ دخان عذاب الیم ہی اور جس شی سی تعذیب واقع ہوئی ہی اوسکا استعمال کرنا حرام ہی کیونکہ فقہاء متفق ہیں کہ محل عذاب سی بہاگنا واجب ہی جیسی بطن

محسر فانه على لفظ اسم الفاعل من التحسير اسم واد اهلك الله تعالى فيه اصحاب الفيل فاذا وجب الفرار من
محسر اسم فاعل کی وزن پر تحسیر سی اوس وادی کا نام ہی جہان اللہ تعالی نی اصحاب فیل کو ہلاک کیا تہا جب محل عذاب سی بہاگنا واجب ہوا
محل العذاب فوجوب الفرار مما به العذاب اولى واحرى ثم ان المستعمل له ترى انه يخرج من انفهم وحلوقهم
تو عذاب کی چیز سی بہاگنا اولی اور لایق تر ہی پہر تو حقہ نوشون کو دیکہتا ہی کہ اونکی ناک مین سی اور حلق مین سی دہوان نکلتا ہی
وفيه تشبيه باهل النار وبالذين يهلكون في اخر الزمان من الاشرار كما جاء في الحديث انه يكون في اخر الزمان دخان
اور اسمین دوزخیون کی اور اونکی جو اخیر زمانہ مین شریر لوگ ہلاک ہونگی مشابہت ہی چنانچہ حدیث مین آیا ہی کہ آخر زمانہ مین ایسا دہوان
يملأ الارض يقيم على الناس اربعين يوما اما المؤمن فيصيبه منه كهيئة الزكام واما الكافر فيخرج من منخريه واذنيه
پیدا ہوویگا کہ زمین کو پر کر دیگا اور لوگون پر چالیس روز تک قایم رہی گا مؤمن کو تو اتنا اثر ہوویگا جیسی زکام اور ہر کافر اوسکی نتہنون مین سی اور کانون
وعينيه حتى يصير راس احدهم كالراس الحنيذ اى المشوى فلا ينبغي للمؤمن ان يتشبه باهل العذاب ولا ان يستعمل
مین سی اور آنکہون مین سی نکلیگا یہان تک ایک ایک کا سر ایسا ہوویگا جیسی سر جلا بہلسا سو مؤمن کو لایق نہین ہی کہ اہل عذاب سی مشابہت کری اور یہہ لایق
ما هو من نوع العذاب ولا ما هو من ملابسات اهل العذاب وقد كره جمع من العلماء التختم بالحديد والنحاس لما جاء في
ہی کہ عذاب کی چیز کو استعمال کری اور نہ جو چیز کہ اہل عذاب کی مناسب ہی اور تمام علما بالاتفاق لوہی اور تانبی کی انگہوٹی کو مکروہ کہتی ہین اسلیے کہ حدیث مین آیا ہی
الحديث انهما حلية اهل النار وصح على ما ذكره البلالي في مختصر الاحياء انه عليه السلام كان يكره الطعام السخن
کہ یہہ دوزخیون کا زیور ہی اور موافق بیان بلالی کی مختصر الاحیاء مین ثابت ہوا ہی کہ نبی علیہ السلام گرم کہانا مکروہ کہتی تہی
ويقول ان الله تعالى لم يطعمنا نارا فهذا الدخان اولى بالكراهة لانه مختلط باجزاء نارية كما مر فلو لم يكن في
اور فرماتی کہ اللہ تعالی نی ہمکو آگ کہانی نہین بتائی اب یہہ دہوان اولی تر مکروہ ہی کیونکہ اجزاء ناری سی ملا ہوا ہی جیسی گذر چکا اور اگر اسکی
استعماله الا تسويد الثياب والابدان وكراهة الريح والانتان لكفى زاجر العاقل عن استعماله بل لو لم يكن في استعماله
استعمال مین بجز سیاہی کپڑون اور بدن کی اور بوای بد بو اور سڑاہند کی کچہہ نہوتا تو بہی عاقل کی واسطی اسکی استعمال کا برا زاجر تہا بلکہ اگر اسکی استعمال مین
الا احياء سنة الكفار الذين اخرجوه واظهروه في بلاد الاسلام توصلا الى اضرار اهل الايمان لكفى باعثا للعاقل
کچہہ نہوتا سوا رونق طریقہ کفار کی جو اوسکو نکال لائی ہین اور واسطی ضرر دینی اہل اسلام کی بلاد اسلام مین رواج کر دیا ہی تو بہی عاقل کی لئی
على اجتنابه ومانعا عن ارتكابه لكن اكثر اهل الزمان طبايعهم جامدة صعبة الانقياد مائلة دائما الى ما لا يعنيهم
اسکی اجتناب کرنیکو کافی باعث اور اسکی اختیار کرنیکا برا مانع تہا لیکن اس زمانہ مین اکثر طبیعتین کند ہین اور بڑی نافرمان ہمیشہ بیہودگی کیطرف متوجہ
ان نصحوا لم يقبلوا وان علموا لم يتعلموا وان فهموا لم يفهموا وان فهموا لم يعملوا وهم من الذين ان يروا سبيل الرشد
اگر اونکو نصیحت کیجیی تو نہ مانین اور اگر سکہاؤ تو کبہی نہ سیکہین اور اگر سمجہاؤ تو کبہی نہ سمجہین اور اگر سمجہین تو کبہی عمل نہ کرین یہہ اون لوگون مین ہین اگر دیکہین
لا يتخذوه سبيلا وان يروا سبيل الغي يتخذوه سبيلا

## المجلس الثامن والتسعون في بيان الوصية

سیدہی راہ تو وہ نہ ٹہراوین راہ اور اگر دیکہین راہ الٹی اوسکو ٹہراوین راہ — اٹھانوین مجلس ۹۸ بیان وصیت کا
في حق النساء حال المعاشرة لهن قال رسول الله صلى الله عليه وسلم في خطبة حجة الوداع اتقوا الله
عورتون کی حق مین اونکی ساتہہ گذران کرتی ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی حجۃ الوداع کی خطبہ مین فرمایا اللہ سی ڈرو
في النساء فانكم اخذتموهن بامان الله واستحللتم فروجهن بكلمة الله ولكم عليهن ان لا يوطئن فرشكم احدا
عورتون کی حق مین تم نی انکو اللہ کی امن مین لیا ہی اور انکی فروج کو کلمۂ اللہ سی حلال کرلیا ہی اور تمہارا حق اونپر یہہ ہی کہ تمہاری بستر پر قدم نرکہنی دین جسکی
تكرهونه فان فعلن ذلك فاضربوهن ضربا غير مبرح ولهن عليكم رزقهن وكسوتهن بالمعروف وهذا الحديث من
تم بیزار ہو اور اگر وہ ایسا کرین تو اونکو اتنا مارو کہ ہڈی نہ ٹوٹی اور اونکا حق تمہاری اوپر کہانا اور پہنا موافق دستور کی یہہ حدیث

صحاح المصابیح رواہ جابر فکانہ علیہ السلام قال اتقوا اللہ فی امر النساء فلا تؤذوھن بالباطل بل عاشروھن
مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہی جابر کی روایت سی پس گویا نبی علیہ السلام نی فرمایا ڈرو اللہ سی عورتوں کی باب میں سو تم اونکو ناحق نہ ستاؤ بلکہ اونکی ساتھ

بالمعروف کما قال اللہ تعالی وعاشروھن بالمعروف فانکم اخذتموھن بعھد اللہ الذی عھد الیکم فیھن من الرفق بھن والشفقۃ
گذران کرو جیسی اللہ تعالی فرماتا ہی اور گذران کرو عورتوں کی ساتھ معقول کیونکہ تمنی اونکو اللہ کی عہد پر لیا ہی جو اونکی حق میں تمہاری ساتھ عہد ہوا ہی یعنی اونکی ساتھ

علیھن واستحللتم فروجھن بامر اللہ تعالی وحکمہ فان نقضتم عھدہ الذی عھد الیکم وخنتم فی امانتہ ینتقم
نرمی اور اونپر شفقت برتو اور تمنی اونکی فروج امر الہی اور اوسکی حکم سی حلال کرلین ہین اگر تمنی اوسکا عہد توڑ ڈالا جو تمہاری ساتھ ہو چکا ہی اور تمنی اوسکی امانت مین

منکم لھن وذلک لانھن اماء اللہ تعالی فاذا تزوجتموھن بامر اللہ تعالی وحکمہ یکن عندکم امانۃ وودیعۃ من
خیانت کی تو اونکی لئی تمسی انتقام لیگا اور یہہ اسلئی کہ عورتین اللہ تعالی کی لونڈیان ہین جب تمنی اونکو اللہ کی امر اور حکم سی اپنا جوڑا بنایا تو وہ تمہارے پاس امانت ہین اور

اللہ تعالی فاذا اذیتموھن بالباطل ولم تعاشروھن بالمعروف فکانکم نقضتم عھدہ تعالی وخنتم فی امانتہ فینتقم منکم
اللہ کی طرف سی سپرد ہین پھر اگر تمنی اونکو ناحق ستایا اور دستور کی موافق گذران نکی تو گویا تمنی اللہ تعالی کا عہد توڑ ڈالا اور اوسکی امانت مین خیانت کی سو اونکی لئی تمسی انتقام

لھن ولکم علیھن من الحق ان لا یاذن احدا ان یدخل بیوتکم بغیر اذنکم فان فعلن ذلک فاضربوھن ضربا غیر مبرح
لیویگا اور تمہارا حق اونکی اوپر یہہ ہی کہ کسیکو یہہ اجازت ندین کہ تمہاری گہرون مین تمہاری بی اجازت آسکی اور اگر وہ آنی دین تو اونکو اتنا مارو کہ ہڈی نہ ٹوٹی

بحیث یولمھن ولا یکسر عظمھن ولا یدمی جسمھن ولھن علیکم من الحق رزقھن وکسوتھن بالمعروف فعلم من ھذا
اسطور کہ دکہہ پہنچی اور ہڈی نہ ٹوٹی اور اونکا بدن لہولہان نہو جاوی اور تمپر اونکا حق کہانا اور پہنا دستور کی موافق اسی معلوم ہوا

ان بین الزوجین حقوقا یجب مراعاتھا اما ما کان علی الرجل من حقوق النساء فالانفاق علیھن بالمعروف اذ قد قال الفقہاء
کہ زوج زوجہ مین ایسی حقوق ہین کہ اونکی رعایت واجب ہی اور عورتوں کی حق جو مرد پر ہین تو انکا خرچ ہی دستور کی موافق اسلئی کہ فقہا کا قول ہی

یجب علی الرجل نفقۃ زوجتہ سواء دخل بھا او لم یدخل بھا وسواء کانت مسلمۃ او ذمیۃ او فقیرۃ او غنیۃ لان غناھا
کہ مرد پر نفقہ بی بی کا واجب ہی برابر ہی کہ اوس سی صحبت کی ہو یا نہ کی ہو اور برابر ہی کہ بی بی مسلمہ ہو یا ذمیہ یا کنگال ہو یا دولتمند اسلئی کہ اوسکی دولتمندی اوسکا حق نفقہ کا

لا یبطل حقھا فی النفقۃ علی زوجھا سواء کانت کبیرۃ او صغیرۃ قابلۃ للوطی وان لم تکن قابلۃ للوطی لا یجب علیہ نفقتھا
جو خاوند پر ہی باطل نہین کردیتی برابر ہی کہ کبیرہ ہو یا نابالغہ قابل وطی کی ہو اور اگر قابل وطی کی نہوگی تو اوسکا نفقہ واجب نہین ہی

والنفقۃ الواجبۃ علی ما روی ھشام عن محمد الطعام والکسوۃ والسکنی اما الطعام فالدقیق والماء والملح والدھن فان
اور نفقہ واجب موافق روایت ہشام کی امام محمد سی کہانا ہی اور کپڑا اور مکان رہنی کا کہانا تو آٹا اور پانی اور لکڑی اور نمک اور روغن پھر اگر

قالت المراۃ لا اطبخ ولا اخبز قال قاضیخان فی فتاواہ لا تجبر علی الطبخ والخبز وعلی الرجل ان یاتیھا بالطعام المھیا او یاتیھا
عورت کہی مین سالن نہین پکاتی اور نہ روٹی پکاؤن قاضی خان نی اپنی فتاوی مین کہا ہی کہ روٹی اور سالن پکانی پر زبردستی نہین چلتی مرد پر لازم ہی کہ اوسکو تیار کہانا

بمن یکفیھا عمل الطبخ والخبز ھذا فی القضاء واما فی الدیانۃ فیجب علیھا ان تفعل کل خدمۃ فی داخل الدار من الطبخ والخبز
لادی یا ایسا آدمی کہ سالن روٹی پکا دیا کری یہہ حکم تو قضا کا ہی اور دیانت مین عورت پر واجب ہی کہ جو کاروبار گہر کی اندر ہو دی جیسی سالن روٹی پکانا

وغسل الثیاب وغیرھا حتی لو لم تفعل شیئا منھا تکون اثمۃ وان لم یجبر علیھا وان کان لھا خادم یجب علی زوجھا نفقۃ
کپڑی دہونی اور سوا اسکی تمام کیا کری یہان تک کہ اگر کچہہ بہی نکریگی تو گنہگار ہوگی اگرچہ اوسپر زور نہین ہی اور اگر عورت کا کوئی خادم ہو دی تو خاوند پر اوسکی

خادمھا ان کان الخادم یطبخ ویخبز وان کان لا یطبخ ولا یخبز لا یجب علیہ نفقتہ لان نفقتہ فی مقابلۃ خدمتہ فاذا
خادم کا بہی خرچ واجب ہی جب وہ خادم سالن روٹی پکایا کری اور اگر وہ سالن روٹی نہ پکائی تو اوسکا خرچ واجب نہین ہی اسلئی کہ خادم کا خرچ خدمت کی بدلہ ہی

لم یطبخ ولم یخبز لا یجب علیہ نفقتہ بخلاف المراۃ فان نفقتھا لیست فی مقابلۃ الخدمۃ بل فی مقابلۃ الاحتباس
اور اگر وہ سالن روٹی نہین پکاتا تو اوسکا خرچ بہی واجب نہین ہی برخلاف بی بی کی کیونکہ اسکا خرچ خدمت کی بدلہ مین نہین ہی بلکہ اپنی گہر روک رکہنی کی بدلہ ہی

فقد حبست نفسها لحق زوجها فکانت نفقتها علی زوجها وینبغی له ان یوسع علیها فی النفقة اذا وسع الله علیه
سو وہ اپنی آپکو خاوند کی حوالہ کر چکی اب اوسکا خرچ خاوند پر لازم ہوویگا اور خاوند کو چاہیئے کہ خرچ مین بی بی پر فراخی کردی جب خدا اوسکو زیادہ عنایت

ویعتدل فیها من غیر تقتیر ولا اسراف کما قال الله تعالی کلوا واشربوا ولا تسرفوا واهم ما یجب علیه ان یطعمها
کری اور اوسمین اعتدال رکہی بدون کمی زیادتی کی چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی کہاؤ اور پیو اور مت اڑاؤ اور خاوند پر بڑا ضروری لازم ہی کہ اوسکو حلال

من الحلال ولا یدخل لاجلها مداخل السوء فان ذلک خیانة علیها لا رعایة لحقها وینبغی له ان یامرها بالتصدق
کہانا دیا کری اور اوسکی خاطر برا طریقہ چوری وغیرہ کا نہ اختیار کری کیونکہ یہہ بی بی کی حق تلفی ہی حق کی رعایت نہین ہی اور خاوند کو چاہیئے کہ اوسکو یہہ اجازت

ببقایا الطعام وما یفسد لو ترک واما الکسوة فقدرها محمد بدرعین وخمارین وملحفة فی کل سنة واراد بالدرعین
دی کہ بچا کہانا اور جو چیز رکہنی سی بگڑ جاوی خیرات کر دیا کری اور کپڑی کا اندازہ امام محمد نی یہہ کیا ہی دو درع اور دو اوڑہنی اور ایک لحاف ہر سال مین اور درعین

والخمارین صیفیا وشتویا فالصیفی ما یکون دقیقا یصلح لزمان الحر والشتوی ما یکون ثخینا یصلح
اور خمارین سی مراد گرمی جاڑی کی ہین سو گرمی کا کہ دونون کا باریک ہو جو گرمی کی لایق ہی اور جاڑیکا گاڑہ جو سردی کو دفع کری

لدفع البرد ولم یذکر الخف والکعب لان ذلک انما یحتاج الیه للخروج ولیس علی الزوج تهیئة اسباب الخروج
اور موزی اور جوتی کا ذکر نہین کیا کیونکہ انکی حاجت باہر نکلنی کی لیئی ہوتی ہی اور خاوند کا ذمہ باہر پہرنیکی سامان کا نہین ہی

ولم یذکر السراویل ایضا ولا بد منه فی الشتاء حتی قال قاضیخان فی فتاواه هذا فی عرفهم اما فی دیارنا فیجب السراویل
اور پائجامہ کا بہی ذکر نہین کیا اور جاڑون مین اسکی ضرورت ہوتی ہی یہان تک کہ قاضیخان نی اپنی فتاوی مین کہا ہی یہہ لباس انکی چلن کا ہی اور ہمارا ملک سو پائجامہ

وثیاب اخر کالجبة والفراش الذی ینام علیه واللحاف وما یدفع الحر والبرد ویجب لخادمها قمیص وازار وکساء وخف لانها
و اور اور کپڑی جیسی کرتہ اور بستر جسپر سوتی ہی اور لحاف اور جو چیز گرمی اور جاڑی کو دفع کری واجب ہی اور عورت کی خادم کی لیئی قمیص اور ازار اور چادر اور موزہ

تحتاج الخروج للمصالح الخارجة من الرسالة الی الابوین ونحو ذلک ولا یجب لها الخمار لان شعرها لیس بعورة واما السکنی فحقها
واجب ہی کیونکہ خادم کو کاروبار کی لیئی باہر جانا ضرور ہی کہ بی بی اپنی ماباپ کی پاس اور کسی کام کو بہیجی اور خادمہ کی لیئی اوڑہنی کی حاجت نہین اسلیئی کہ اوسکی بال عورت نہین ہین اور

فی الدار بیت علی حدة تامن علی متاعها ولا تستحی عن غیرها فی معاشرة زوجها فان کان للزوج احماء من والدة او اخت
مکان سکونت مین اوسکا حق احاطہ کی اندر علیحدہ کوٹہری چاہیئی جسمین اوسکا اسباب محفوظ رہی اور خاوند کی سات معاملہ مین غیر سی پردہ رہی اور اگر خاوند کا کوئی ہو یا ماں یا بہن

وولد من غیرها فقالت اجعلنی فی بیت علی حدة کان لها ذلک لانها لا تامن علی متاعها وتستحی عن المعاشرة مع زوجها
یا بہن اور دوسری بی بی سی اولاد اب بی بی کہی کہ مجہکو گہر علیحدہ تجویز کردی تو بی بی کا یہہ حق ہی اسلیئی کہ اسباب کی کم ہونیکا خوف ہی اور خاوند کی ساتہہ معاشرت مین شرم

ان کان البیت فی الدار واحدا وان کان متعددا فاعطاها بیتا یغلق ویفتح لم تکن لها ان تطلب بیتا اخر ان لم یکن
آویگی اگر احاطہ کی اندر ایک ہی کوٹہا ہووی اور اگر کئی کوٹہی ہون اور خاوند نی ایک کوٹہا اوسکو دیدیا کہ جب چاہی بند کری اور جب چاہی کہولی تو اب اوسکا یہہ حق نہین کہ اور

فی الدار من احماء الزوج من یوذیها الا ان یکون الزوج یضربها ویوذیها فشکت الی القاضی وسئلت ان یسکنها بین قوم
کوٹہا طلب کری اگر احاطہ کی اندر جیٹہہ دیور یعنی خاوند کی بہائی بند ستانی والی نہون مگر اوس صورت مین کہ خاوند اوسکو مارتا ہو اور ستاتا ہو اور وہ قاضی کی سامنی نالش کری اور کہی

صالحین یعرفون احسانه واساءته فالقاضی ان علم ان الامر کما قالت یزجره عن ذلک ویمنعه عن التعدی وان لم
کہ مجہکو ایسی صلحا قوم مین مکان دیوی کہ اسکی بہلی بری کو دیکہتی ہین سو قاضی کو اگر یقین ہو کہ عورت سچی ہی تو خاوند کو گہرک دیوی اور تعدی سی منع کردی اور اگر

یعلم ان الامر کما قالت ینظر فی جیران الدار ان کانوا قوما صالحین یسئلهم هل الامر کما قالت فان قالوا ان الامر کما قالت
یقین نہو کہ عورت سچی ہی تو اب اوس گہر کی ہمسایون کو دیکہی اگر وہ صلحا ہون تو اونسی دریافت کری کہ آیا یہہ عورت سچ ہی اگر وہ گواہی دین کہ عورت سچی ہی

یزجره عن ذلک ویمنعه عن التعدی وان قالوا لیس الامر کما قالت یترکها فی تلک الدار وان لم یکونوا قوما صالحین
تو اوسکو گہرک دی اور تعدی سی منع کردی اور اگر وہ کہین کہ عورت غلط کہتی ہی تو اوسکو اوسی گہر مین رہنی دی اور اگر ہمسایہ صلحا نہون

او كانوا يميلون اليه يأمره ان يسكنها بين قوم صالحين كي يعرفوا احواله في حقها ويخبروا عن ذلك عند الحاكم اذ لا
یا خاوند کی طرف دار ہوئے تو خاوند کو یہہ حکم دے کہ بی بی کو کسی صلحا قوم میں گہر تجویز کردے تا کہ خاوند کا معاملہ بی بی کی حق میں دیکہتے رہیں اور حاکم کو خبر کردیا کریں

يجوز للرجل ان يتعدى في حق النساء بل يلزمه حسن الخلق معهن واحتمال الاذى منهن وعدم الالتفات الى
اسواسطے کہ مرد کو جایز نہیں ہے کہ عورتوں کی حق میں تعدی کرے بلکہ مرد کو عورتوں کی ساتہہ خوش خلقی برتنی چاہیے اور اونکی ایذا کی برداشت کرے اور اونکی بعضی عیبوں پر

بعض معايبهن ما لم يكن اثما ترحما عليهن لقصور عقولهن بل ينبغي له ان يزيد على احتمال الاذى الملاعبة فيما
جبتک عیوب گناہ کی نہوں اونپر رحمت کی لیے توجہ نکرے کہ عورتیں بے وقوف ہوتی ہیں بلکہ مرد کو چاہیے کہ ایذا کی برداشت پر ملاعبت بڑہا دے پہر ایسی ملاعبت کیا کرے

بما لا اثم فيه فان ملاعبة الرجل مع نسائه ليست من اللهو الباطل الذي نهي عنه في الدين بل هي اللهو الجائز رخص
جسمیں گناہ نہو بیشک مرد کی ملاعبت بی بی کی ساتہہ لہو باطل کی قسم نہیں ہے جو دین کی اندر ممنوع ہے بلکہ یہہ لہو جایز ہے دین میں اسکی اجازت ہے

فيه في الدين فانه عليه السلام كان يمزح مع نسائه وينزل الى درجات عقولهن حتى روي انه عليه السلام كان
کیونکہ نبی علیہ السلام اپنی ازواج کی ساتہہ ہنسا کرتے تہے اور اونہوں کی وضع پر کلام کرتے تہے یہانتک کہ روایت ہے کہ نبی علیہ السلام عائشہ کی

يسابق مع عائشة في العدو وجاء في الخبر انه عليه السلام كان من افكه الناس مع نسائه اي من اطيبهم وامزحهم معهن
ساتہہ شرط کرکر دوڑتے اور حدیث میں آیا ہے کہ نبی علیہ السلام سب سے زیادہ ازواج کی ساتہہ ظرافت اور چہل کرتے یعنی بہت خوش مزاج اونسے ملے جلے رہتے

وروي انه عليه السلام قال اكمل المؤمنين ايمانا احسنهم خلقا والطفهم باهله وفي حديث اخر انه عليه السلام
اور روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ ایمان میں بڑا کامل مومن وہ ہے جو اپنی اہل سے خوش خلق اور لطف پر ہو اور ایک اور حدیث میں ہے کہ نبی علیہ السلام نے

قال خيركم خيركم لاهله لكن ينبغي له ان لا ينبسط معهن في حسن الخلق والملاعبة الى حد يفسد خلقهن ويسقط
فرمایا تم میں اچہا وہ ہے جو اپنی اہل سے اچہا ہو لیکن مرد کو یوں چاہیے کہ خوش خلقی میں اتنا انبساط اور ملاعبت ہی نکرے کہ عورتوں کی عادت بگڑ جاوے اور اونپر سے

بالكلية هيبته عندهن بل يراعي الاعتدال في ذلك فلا يدع الهيبة والانقباض مهما راى منكرا ولا يفتح باب المساعدة
ہیبت سراسر جاتی رہے بلکہ اس باب میں اعتدال کا لحاظ رکہے سو ہیبت اور دہمکی کو اوٹہا نہ دے جب بری بات دیکہے اور بری باتوں میں امداد کا دروازہ

في المنكرات البتة بل مهما راى منهن ما يخالف الشرع يتمر ويغضب لان الله تعالى جعله قواما عليهن حيث قال
ہرگز نہ کہولدے بلکہ اونسے جب کچہہ شرع کی خلاف دیکہے تو منع کردے اور غصہ کرے اسلیے کہ مرد کو اللہ تعالی نے عورتوں پر حاکم بنایا ہے چنانچہ فرمایا ہے

الرجال قوامون على النساء فيلزمه ان يقوم عليهن بالامر والنهي ولا يتغافل عن مبادي الامور التي يخشى غوائلها
مرد حاکم ہیں عورتوں پر سو مرد کو لازم ہے کہ بی بیوں پر امر اور نہی کرتا رہے اور ایسے کاموں میں غفلت نکرے جنکی انجام کا خوف ہووے

بل ينبغي له ان يكون صاحب غيرة لكن لا يبالغ في التعنت واساءة الظن وتجسس البواطن اذ روي انه عليه السلام نهى
بلکہ یوں چاہیے کہ صاحب غیرت رہے لیکن کمال درجہ کی عیب جوئی اور بدگمانی اور باطن کی تلاش ہی نکرے اسلیے کہ روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے

ان يتتبع عورات النساء وفي لفظ اخر ان يتعنت النساء فان غيرة الرجل على اهله من غير ريبة يبغضها الله تعالى
عورتوں کی عیب ڈہونڈہنے سے منع کیا ہے اور دوسری عبارت میں کہ عورتوں کی عیب کی تلاش سے منع کیا کیونکہ مرد کی غیرت اپنی اہل پر بدون شک کی اللہ تعالی کو

كما جاء في الحديث انه عليه السلام قال غيرة يبغضها الله تعالى وهي غيرة الرجل على اهله من غير ريبة لان ذلك من
ناپسند ہے چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا ایک ایسی غیرت ہے کہ اللہ تعالی کو ناپسند ہے یعنی مرد کی غیرت اپنی اہل پر بدون شک کی کیونکہ یہہ

سوء الظن الذي وقع النهي عنه فان بعض الظن اثم واما الغيرة في محلها فلا بد منها وهي محمودة لما روي انه عليه السلام
بدظنی ہے جسکی ممانعت آئی ہے اسلیے کہ بعضی گمان گناہ ہیں اور رہی وہ غیرت جو ٹہیک ہو وہ تو ضرور چاہیے اور محمود ہے اسواسطے کہ روایت ہے کہ نبی علیہ السلام

قال ان الله يغار وان المؤمن يغار وغيرة الله ان ياتي المؤمن ما حرم الله عليه وفي حديث اخر انه عليه السلام قال
نے فرمایا بیشک اللہ غیرت کرتا ہے اور بیشک مومن غیرت کرتا ہے اور اللہ کی غیرت یہہ ہے کہ مومن وہ عمل کرے جو اللہ نے اوسپر حرام کیا تہا اور ایک اور حدیث میں ہے کہ نبی علیہ السلام

الى لغنيمة منها امرة لا يغار الا منكوس القلب والطريق المغني عن الغيرة ان لا يدخل عليهن رجل ولا يخرجن الى

کمینہ بہت غیرت والا ہوں اور نہیں ہی کوئی جو غیرت نکری مگر اوندہی دل والا اور ہمین غیرتی سی بچنی کا رستہ یہ ہی کہ ان کی پاس کوئی مرد نہ آوی اور وہ رستوں پر نہ پہرین

الطرقات لان خروجهن يعد من عدم الغيرة فيلزم للرجل ان يمنع زوجته عن الخروج من البيت ولا ياذن لها

کیونکہ اونکا نکلنا بی غیرتی ہی　سو مرد کو لازم ہی کہ اپنی بی بی کو گہر مین سی نکلنی ندی　اور سوای کئی خاص جگہہ کی نکلنی کی اجازت ندی

بالخروج الا فی مواضع مخصوصة وهی ما قال صاحب الخلاصة نقلا عن مجموع النوازل يجوز للزوج ان ياذن لها

وہ جگہہ　جو خلاصہ والا　مجموع النوازل　سی نقل کرتا ہی　اور خاوند کو جایز ہی کہ اپنی بی بی کو

بالخروج الى سبعة مواضع زيارة الابوين وعيادتهما وتعزيتهما او احدهما وزيارة المحارم وبعد بيان هذه

سات جگہہ جانی کی اجازت دیوی　ماباپ کی ملاقات اور دونو کی بیمار پرسی اور دونو کی یا ایک کی تعزیت اور محرموں کی ملاقات اور یہہ سات جگہہ بیان

السبعة قال فان كانت قابلة او غسالة او كانت لها حق على اخر او لاخر عليها حق تخرج بالاذن وبغير الاذن

کرکر کہتا ہی　پہر وہ عورت اگر دائی یا مردہ شو ہوئی　یا اوسکا کسی پہ حق آتا ہو　یا اور کسیکا حق اسپر آتا ہو تو جایا کری اجازت سی اور بی اجازت

وفيما عدا ذلك من زيارة الاجانب وعيادتهم والوليمة لا ياذن لها ولو اذن وخرجت كانا عاصيين والاذن

اور انکی سوائی غیروں کی ملاقات کی جگہہ　یا غیر کی عیادت کو　یا ولیمہ مین جانی کی اجازت ندی اور اگر اسنی اجازت دی اور وہ گئی تو دونو گنہگار ہونگی اور اجازت

قد يكون بالسكوت وهو كالقول لان النهي عن المنكر فرض وان ارادت ان تخرج الى مجلس العلم بغير رضى الزوج ليس

کبہی چپ رہنی سی بہی ہوتی ہی اور سکوت مانند بولنی کی ہوتا ہی اسلئی کہ ممانعت بری بات کی فرض ہی اور اگر عورت علم کی مجلس مین بغیر خوشی خاوند کی جانا چاہی

لها ذلك الا ان تقع لها نازلة وامتنع الزوج من السوال لها فحينئذ يسعها الخروج من غير رضى الزوج لان طلب العلم

تو یہہ اختیار نہین ہی ہاں اگر عورت پر کوئی واقعہ گذری اور خاوند اوسکو نہ پوچہہ دیوی تو اب مضائقہ نہین ہی کہ بی مرضی خاوند کی چلی جاوی اسلئی کہ علم کی تلاش

فيما يحتاج اليه فرض على كل مسلم ومسلمة فيقدم على حق الزوج وان سئل الزوج من العالم واخبرها بذلك لا يسعها

حاجت کی وقت ہر مسلم مرد اور عورت پر فرض ہی سو یہہ تلاش خاوند کی حق پر مقدم ہی　اور اگر خاوند نی کسی عالم سی پوچہہ کر بتادیا تو اب نکلنی کا اختیار نہین ہی

الخروج وان لم يقع لها نازلة لكن ارادت ان تخرج الى مجلس العلم لتعلم مسئلة من مسائل الوضوء والصلوة ان

اور اگر عورت کو کوئی واقعہ تو پیش نہین آیا　پر مجلس علم مین اسلئی جانا چاہتی ہی کہ کچہہ مسئلہ وضوء　اور نماز　کی سیکہہ لی　اگر

كان الزوج يحفظ المسائل ويذكرها عندها فله ان يمنعها وان كان لا يحفظ فالاولى ان ياذن لها احيانا

اوسکا خاوند مسائل یاد رکہتا ہی　اور اوسکو بتادیتا ہی تو خاوند کو اختیار ہی کہ نجانی دی اور اگر اوسکو مسائل نہین آتی تو بہتر ہی کہ کبہی کبہی جانی　دیاکری

وان لم ياذن لا شئ عليه ولا يسعها الخروج ما لم يقع عليها نازلة وان خرجت من بيت زوجها بغير اذنه يلعنها

اور اگر نہ جانی دیوی تو اوسکو کچہہ گناہ نہین ہی اور نہ اوسکو جانیکا اختیار ہی جبتک کوئی واقعہ پیش نہ آوی اور اگر وہ خاوند کی گہر مین سی اوسکی بی اجازت چلی جاوی

كل ملك في السماء وكل شئ تمر عليه الا الانس والجن فخروجها من بيته بغير اذنه حرام عليها قال ابن الهمام وحيث

تو آسمان و زمین کی فرشتی اور ہر شئی جسپر گذرتی ہی　وہ لعنت کرتی ہین سوائی انسان اور جن کی سو عورت کا نکلنا خاوند کی گہر مین سی بی اجازت حرام ہی ابن ہمام کہتا ہی

ابيح لها الخروج فانما يباح بشرط عدم الزينة وتغيير الهيئة الى ما لا يكون داعيا الى نظر الرجال واستمالتهم قال الله تعالى

اور عورتکو جہان جانا مباح ہی تو بشرط نہونی زیب زینت کی ہی اور بدون ایسی صورت کی جس سی مردوں کو اودہر دیکہنی کی رغبت　اور چاؤ ہو　اسواسطی اللہ تعالی فرماتا

ولا تبرجن تبرج الجاهلية الاولى والتبرج على ما ذكره في الصحاح اظهار المرأة زينتها ومحاسنها للرجال فالمرأة كلما

اور دکہاتی نپہرو جیسی دیکہانا دستور تہا پہلی وقت نادانی کی اور تبرج موافق بیان صحاح کی عورت کا ظاہر کرنا اپنی زینت اور خوبی کو سامنی مردوں کی سو عورت جبتک

كانت مخفية من الرجال كان دينها اسلم لما روى انه عليه السلام قال لابنته فاطمة اى شئ خير للمرأة قالت ان

مردوں سی پوشیدہ ہی تو اوسکا دین سلامت ہی　اسلئی کہ نبی علیہ السلام نی اپنی بیٹی فاطمہ سی پوچہا عورت کی لئی کیا بات بہتر ہی عرض کیا

لا ترى رجلا ولا يراها رجل فاستحسن قولها وضمها اليه وقال ذرية بعضها من بعض وكان اصحاب

نہ وہ کسی مرد کو دیکھی اور نہ کوئی مرد اوسکو دیکھی اور آپنی اونکا قول پسند کر کر سینہ سی لگا لیا اور فرمایا اولاد ایک کی ایک سی ہی اور اصحاب

النبي صلى الله عليه وسلم يسدون الثقب والكوى في الحيطان لئلا تطلع النساء على الرجال ورأى معاذ امرأته

نبی علیہ السلام کی دیواروں کی سوراخ اور جہروکی بند کر دیا کرتی تہی تاکہ عورتیں مردوں کی سامنی نہ آوین اور معاذ نی اپنی بی بی کو دیکہا

تطلع في كوة فضربها فينبغي للرجل ان يفعل كذلك ويمنع امرأته عن مثل ذلك ثم ان كان في قلبها بدعة يزيلها

کہ سوراخ سی جہانکتی تہی سو اوسکو مارا اب مرد کو چاہی کہ ایسا ہی کیا کری اور اپنی بی بی کو ایسی حرکات سی منع کری پہر اگر عورت کی دل میں کوئی بدعت ہو دی تو دفع

ويلقنها اعتقاد اهل السنة والجماعة ويعلمها من احكام الصلوة والحيض والنفاس ما تحتاج اليه وان تساهلت

کر دی اور اوسکو عقیدہ اہل سنت اور جماعت کا بتادی اور احکام نماز کی اور حیض اور نفاس کی جتنی حاجت ہو سکہا دیوی اور اگر عورت دین کی

في امر الدين او كانت تاركة للصلوة يؤدبها لكن يتدرج في تاديبها فيقدم اولا الوعظ والتخويف بالله تعالى

باب مین سستی کری یا بی نماز ہو دی تو اوسکو ادب دیوی لیکن آہستہ آہستہ ادب دیوی پہلی سمجہا دی اور خدا سی ڈراوی

فان لم ينجع يولي اليها ظهره في المضجع او ينفرد عنها بالفراش ويهجرها الى ثلث ليال فان لم ينجع يضربها ضربا

اگر وہ نمانی تو سوتی ہوئی اوسکی طرف سی منہہ پہیر کر بیٹہ کر دی یا اوسی جدا سوئی اور تین رات تک چہوڑی رکہی پہر بی نہ مانی تو اوسکو اتنا ماری

غير مبرح ولا يضرب وجهها لورود النهي عنه فان لم ينجع يطلقها كما قال قاضيخان في فتاويه رجل له امرأة

کہ ہڈی نہ ٹوٹی اور چہرہ پر نماری اسکی ممانعت آئی ہی پہر بہی نمانی تو طلاق دیدیوی چنانچہ قاضیخان اپنی فتاوی مین کہتا ہی ایک مرد ہی کہ اوسکی بی بی

لا تصلي يطلقها وان لم يكن له مال يوفي مهرها وقال البزازي لان يلقى الله تعالى ومهرها في عنقه اولى من

بی نماز ہی طلاق دیدی اگرچہ اتنا مال نہو دی کہ اوسکا مہر پورا کر دی اور بزازی کہتا ہی اگر مہر گردن پر لیکر اللہ سی ملی تو اس سی بہتر ہی کہ بی نماز عورت سی وطی کری

ان يطئ امرأة لا تصلي وقد مدح الله تعالى اسمٰعيل النبي عليه السلام بقوله وكان يأمر اهله بالصلوة والزكوة

اور بیشک اللہ تعالی نی اسماعیل نبی علیہ السلام کی اس آیت مین مدح کی ہی اور حکم کرتا تہا اپنی گہر والوں کو نماز اور زکوۃ کا

وقالوا حمل اهل بيته على الصلوة سبب لافتتاح باب الرزق وقال صاحب الخلاصة للزوج ان يضرب المرأة على

اور کہتی ہین اپنی اہل بیت کو نماز پر قایم کرنا سبب کشادگی دروازۂ رزق کا ہی اور خلاصہ والا کہتا ہی خاوند کو اختیار ہی کہ بی بی کو چار عادتوں پر

اربع خصال وما هو في معنى الاربع احدها خروجها عن منزله بغير اذنه بعد ايفاء مهرها والثانية ترك الزينة

ماری یا کوئی اور بات ان چار کی مانند ہو ایک تو خاوند کی گہر سی بی اجازت باہر جانا بعد مہر لینی کی دوسری سنگار نہ کرنا

اذا اراد الزوج الزينة والثالثة ترك الاجابة اذا اراد الزوج الجماع وهي طاهرة والرابعة ترك الصلوة وبمنزلة

اگر خاوند کا دل سنگار کو چاہی تیسری کہا نہ ماننا جسوقت خاوند جماع کا ارادہ کری اور وہ عورت پاک ہو چوتہی نماز نہ پڑہنی اور قایم مقام

ترك الصلوة ترك الغسل عن الجنابة والحيض ثم انه ان اراد ان يتزوج باخرى وعلم انه يعدل بينهما يجوز له ذلك

ترک نماز کی ہی جنابت یا حیض سی غسل نہ کرنا پہر مرد اگر اور عورت سی نکاح کیا چاہی اور جانی کہ مین دونو مین عدالت کرونگا تو یہہ امر جایز ہی

لكن ان لم يفعل فهو ماجور لتركه ادخال الغم عليها لاسيما اذا كانت امرأة صالحة فان صلاحها وعفتها نعمة عظيمة

لیکن اگر نکری تو ثواب پاویگا کیونکہ اپنی بی بی کو غم نہین دیا خاص ایسی صورت مین کہ وہ بی بی صالحہ ہو بیشک عورت کی صلاحیت اور عفت بڑی نعمت ہی

لا يكافيها شكر وان خاف انه لا يعدل بينهما لا يجوز له ان يفعل ذلك لان الله تعالى وان جعل له ذلك حلالا حيث

اسکا شکر تو نہین ہو سکتا اور اگر یہہ خوف ہو دی کہ دونو مین عدالت نہو سکی گی تو دوسرا نکاح جایز نہین ہی اسلئی کہ اللہ تعالی نی اگرچہ حلال کر دیا ہی چنانچہ

قال فانكحوا ما طاب لكم من النساء مثنى وثلث وربع الا انه تعالى عقيب ذلك قال فان خفتم ان لا تعدلوا فو

فرمایا ہی تو نکاح کرو جو تمکو خوش آوین عورتین دو دو تین تین چار چار لیکن اسکی بعد فرماتا ہی پہر اگر ڈرو کہ برابر نرکہو گی تو ایک ہی بس ہی

فان

فان من كانت له امرأتان او اكثر يجب عليه ان يقسم ويعدل بينهن سواء كان صحيحا او مريضا فيكون عند
بیشک جسکی نکاح میں دو عورتیں یا زیادہ ہوں تو اوسپر واجب ہی کہ اونمیں وقت کی تقسیم اور عدالت کری برابر ہی کہ اچھی بچھی ہوں یا بیمار سو ہر ایک کی پاس
كل واحدة منهن يوما وليلة او ثلثة ايام ولياليها ولا يقيم عند احدٰهن اكثر من ذلك الا باذنهن والثيب
ایک دن رات یا تین دن رات رہا کری اور کسی کی پاس اس سی زیادہ نرہا کری مگر اوروں کی اجازت سی اور اس تقسیم وقت میں
البكر والمراهقة والبالغة والعاقلة والمجنونة والمسلمة والكتابية والصحيحة والمريضة سواء في القسم وكذا
رانڈ اور کواری اور قریب بجوانی اور جوان اور ہوشیار اور باؤلی اور مسلمہ اور کتابیہ اور اچھی بچھی اور بیمار سب برابر ہیں اور ایسی ہی
الجديدة والعتيقة سواء في القسم عندنا سواء كانت الجديدة بكرا او ثيبا فانه ان اقام عند الجديدة ثلثة ايام
نئی اور پرانی قسم میں ہماری نزدیک برابر ہیں برابر ہی کہ نئی باکرہ ہو یا رانڈ اگر چاہا کہ نئی کی پاس تین دن
او سبعة ايام يقيم عند العتيقة كذلك ولا يميل الى بعضهن لما روي انه عليه السلام قال من كانت له امرأتان
یا سات دن رہی تو پرانی کی پاس بہی وتنا ہی رہی اور کسی ایک کی طرف زیادہ میلان نرکہی کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جسکی نکاح میں دو جوروان
فمال الى احدٰهما دون الاخرى وفي رواية ولم يعدل بينهما جاء يوم القيمة واحد شقيه ساقط يعني ان احد جنبيه
ہوں پہر ایک طرف پیار رکہی سوا دوسری کی اور ایک روایت میں ہی اور دونوں میں برابری نکری تو قیامت کی دن آویگا اور اوسکی ایک کروٹ گری ہوئی ہوگی مراد یہہ ہی کہ ایک
يكون مجروحا ساقطا بحيث يراه اهل العرصات ليكون له هذا زيادة في التعذيب فان الافتضاح اشد العذاب
کروٹ زخمی ہوگی گری ہوئی ایسا کہ اوس میدان والی سب دیکہیں گی تاکہ یہہ اور زیادہ عذاب ہووی کیونکہ بیعزتی کا بڑا عذاب ہوتا ہی
لكن ينبغي ان يعلم ان القسم والعدل انما يجب في العطاء والمبيت دون الحب والوقاع لان الحب لا يدخل تحت الاختيار
لیکن جاننا چاہئی کہ تقسیم اور برابری خرچ دینی میں اور سونی میں واجب ہی محبت میں اور صحبت میں واجب نہیں ہی اسلئی کہ محبت اختیار سی نہیں ہوتی
والوقاع يبتني على النشاط فلا يقدر على التسوية فيهما لما روي انه عليه السلام كان يقسم بين نسائه فيعدل ثم
اور صحبت کرنا نشاط پر موقوف ہی سو ان دونوں میں برابری اختیار میں نہیں ہی اسلئی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام اپنی ازواج میں عدالت سی تقسیم کرتی تھی
يقول اللهم هذا قسمي فيما املك فلا تلمني فيما تملك ولا املك قيل اراد به الحب لان عائشة رض كانت احب نسائه
پہر فرماتی الہی یہہ میری تقسیم ہی جسمیں میں مختار ہوں سو مجھکو ملامت نکرنا جسکا تو مالک ہی اور میں مالک نہیں ہوں کہتی ہیں اس سی مراد ہی محبت اسلئی کہ عائشہ رض آپکو سب ازواج
اليه وكانت سائر نسائه يعرفن ذلك الا انه عليه السلام كان يقسم بينهن ويعدل في العطاء والبيتوتة حتى
سی زیادہ محبوب تہیں اور تمام ازواج اس حال سی آگاہ تہیں لیکن نبی علیہ السلام سب کو دینی میں اور سونی میں برابر برابر رکہتی تہی یہاں تک
في مرضه الذي توفي فيه اذ روي انه عليه السلام كان يطاف به محمولا في مرضه في كل يوم وليلة فيبيت عند كل
کہ اوس مرض میں بہی جسمیں وفات پائی اسلئی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام کو مرض کی اندر ہر روز و شب اوٹہائی پہرتی تہی پہر اونمیں سی ایک ایک کی پاس رات بسر ہوتی
واحدة منهن وكان يقول اين انا غدا ففعلت ازواجه انه يريد يوم عائشة فاذن له ان يكون حيث شاء فقال
تہی اور پوچہا کرتی کل کہاں کی باری ہی سو ازواج مطہرہ سمجہ گئیں کہ عائشہ کی باری پوچہتی ہیں پہر سب نی اجازت دیدی کہ جہاں چاہیں رہیں پہر آپنی
فقد رضيتن بذلك فقلن نعم قال حولوني الى بيت عائشة فكان في بيتها حتى مات عندها ومما يجب على الزوج من
پوچہا تم سب اسپر راضی ہو سب نی عرض کیا ہاں فرمایا مجہکو عائشہ کی گہر لی چلو سو عائشہ کی گہر رہی یہاں تک کہ اونکی پاس وفات کی صلی اللہ علیہ وسلم اور ایک حق بی بی کا خاوند پر
حقها ان يؤدي اليها مهرها كاملا ان كان قادرا على ادائه وان لم يكن قادرا على ادائه ينوي ان يؤدي اليها اذا قدر
یہہ ہی کہ اوسکا مہر پورا ادا کر دی اگر ادا کر سکتا ہی اور اگر ادا نہیں کر سکتا تو ادا کرنی کی نیت رکہی جب طاقت پاوی اسلئی کہ اللہ تعالی فرماتا ہی
لانه تعالى قال واتوا النساء صدقتهن نحلة اي فريضة من الله تعالى فان اعطاء النساء مهورهن مما فرضه الله تعالى
اور دی ڈالو عورتوں کو مہر اونکی خوشی سی یعنی اللہ کا فرض کیا ہوا ہی بیشک عورتوں کا مہر دیدینا اللہ تعالی نی ملت اور دین میں

في الملة والدين فمن نوى ان لا يؤدي اليها مهرها يجيء يوم القيمة زانيا لما روي انه عليه السلام قال ايما رجل تزوج
فرض کیا ہی پہر جسکی یہہ نیت ہووی کہ بی بی کا مہر ادا نکری تو قیامت کی دن زانیوں کی صورت مین آویگا اسلئی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ جو شخص عورت
امراة على اقل من المهر او اكثر ليس في نفسه ان يؤدي اليها حقها لقي الله تعالى يوم القيمة وهو زان ولا يطلب منها
سی نکاح کری مقدار مہر کی کمتر ہو یا اتنی زیادہ پر کہ اوسکا حق ادا کرنیکی قدرت نہو تو قیامت کی دن خدا کی سامنی ایسا ہو ویگا جیسا زانی اور بی بی سی ادا مہر کی
المهلة لاداء مهرها الا ان يكون فقيرا او توجله المرأة طوعا لا كرها ولا يكلفها ان تهب له مهرها لان الله تعالى بعدما
نئی مہلت نہ مانگی ہاں اگر کنگال ہو یا بی بی اپنی خوشی سی مہلت دیدی زوری سی نہین اور بی بی کو تکلیف نہ دی کہ بخشو الی اسواسطی کہ اللہ تعالی بعد اس آیت کی
قال وآتوا النساء صدقاتهن نحلة قال فان طبن لكم عن شيء منه نفسا فكلوه هنيئا مريا فمعناه على ما في التيسير وانوار
اور دی ڈالو عورتون کو مہر انکی خوشی سی فرماتا ہی پہر اگر وہ اوسمین سی کچہہ چہوڑ دین تمکو خوشی سی تو وہ کہاؤ رچتا پچتا سو اسکی معنی موافق تیسیر اور انوار
التنزيل انهن ان وهبنا لكم بعضا من الصداق عن غاية الرضا وطيب القلب بلا اكراه ولا افتداء من سوء العشرة فانتفعوا
التنزیل کی یہہ ہین کہ عورتین اگر تمکو کچہہ مہر مین سی اپنی عین رضامندی اور دل کی خوشی سی بی زور اور بی خوف بدمعاملگی کی بخشدین تو کہاؤ پیو
به بلا تبعة فعلم من هذا ان الاستكثار في الاستيهاب مكروه لانه تعالى كما جعل عقد النكاح بيد الزوج ان شاء
پیچہی نہ پڑو اس سی معلوم ہوا کہ بہت کہہ کہہ کر بخشوانا مکروہ ہی اسواسطی کہ اللہ تعالی جیسی عقد نکاح کو خاوند کی اختیار مین رکہا ہی چاہی
يمسكها وان شاء يرسلها بلا اختيار منها كذلك جعل حلقة سلسلة المهر في رقبته وذمته فعقد النكاح يجرها اليه
عورت کو رکہی اور چاہی چہوڑ دی عورت کو کچہہ اختیار نہین ایسی ہی حلقہ مہر کی زنجیر کا اوسکی گردن مین اور ذمہ پر رکہا ہی سو عقد نکاح سی عورت کو خاوند
وسلسلة المهر تجره اليها فاستيهاب كل المهر ابطال لحقها وابقاء لحقه وفيه ترك المعادلة وهو نوع من الظلم ولا يطلقها
کہینچتا ہی اور مہر کی زنجیر سی عورت خاوند کو کہینچتی ہی سو تمام مہر کا بخشوا لینا اوسکی حق تلفی اور اپنا حق باقی رکہنا ہی اور اسمین بی انصافی ہی اور یہہ طرح کا ظلم ہی اور بی ضرورت
بغير ضرورة الا ان تكون سيئة الخلق فاسدة الدين تاركة الصلوة لان الطلاق وان كان مباحا لكنه من ابغض
بی بی کو طلاق نہ دی ہاں اگر بدخو بددین بی نماز ہووی اسلئی کہ طلاق اگرچہ مباح ہی پر یہہ مباح اللہ کی ہان
المباحات عند الله تعالى لما فيه من ايذاء الغير ولا يباح ايذاء الغير من غير ضرورة الا بجناية من جانبها فاذا عزم
بہت ناپسند ہی اسلئی کہ اسمین غیر کی ایذا ہی اور بی ضرورت کسیکو ایذا دینی مباح نہین ہی ہان اگر اوسکی کچہہ خطا ہووی پہر اگر کسی
على تطليقها بسبب الضرورة ينبغي له ان يراعي عدة امور احدها ان يطلقها في طهر لم يجامعها فيه لان الطلاق في الحيض
ضرورت سی طلاق کا ارادہ کری تو لایق یون ہی کہ کئی باتون کا لحاظ رکہی ایک یہہ کہ اوسکو ایسی طہر مین طلاق دیوی جسمین جماع نکیا ہو اسلئی کہ طلاق حیض مین
والطهر الذي جامعها فيه حرام والثاني ان يقتصر على طلقة واحدة ولا يجمع الثلث لانه بدعي قبيح والطلقة الواحدة
اور جس طہر مین کہ جماع کیا ہو حرام ہی دوسری یہہ کہ ایک ہی طلاق پہ اکتفا کری تین طلاق نہ جمع کردی اسلئی کہ طلاق قبیح ہی اور ایک طلاق مین ہی
بعد انقضاء العدة تفيد المقصود مع انها ابعد من الندم لتمكنه من التدارك بالرجعة في العدة وتجديد النكاح بعد
بعد گذرجانی عدت کی مقصود حاصل ہوسکتا ہی باوجودیکہ ندامت سی بچ رہا کیونکہ عدت کی اندر رجعت سی اور بعد عدت کی از سر نو نکاح سی تدارک کا اختیار
العدة واما اذا طلقها ثلثا فربما يندم ولا يمكنه التدارك الا بالحلة وعقد الحلة منهي عنه ويكون هو الساعي فيه
باقی رہتا ہی اور اگر اوسکو تین طلاق دین تو بعضی وقت شرمسار ہوتا ہی اور اوسکا تدارک بدون حلالہ کی نہین ہوسکتا اور عقد حلالہ ممنوع ہی اور اس عقد کا یہہ ہی ساعی ہوتا ہی
ويحتاج الى الصبر مدة مع كون قلبه معلقا بزوجة الغير يرجو ان يطلقها حتى تعود اليه بعد انقضاء عدتها وكل
اور مدت تک صبر کرنا پڑتا ہی اس حال مین کہ اسکا دل بیگانی بی بی سی لگا رہتا ہی اس امید پر کہ طلاق دی تو بعد عدت کی میری پاس آوی یہہ تمام خرابی
ذلك ثمرة الجمع وفي الواحدة يحصل المقصود من غير محظور والثالث ان يتلطف في تطليقها من غير عنف ولا استخفاف
طلاق جمع کرنیکا پہل ہی اور ایک طلاق مین بلا کراہت مقصود حاصل ہوتا ہی اور تیسری یہہ کہ طلاق دینی مین لطف برتی خشونت اور حقارت نکری

ويطـ

ويطيب قلبها بان يعطيها شيئا زايدا على مهرها على سبيل المتعة وهي درع وخمار وملحفة عوضا عن ايحاشها
اور اوسکا دل خوش کردی اسطور کہ مہر سی زیادہ کچھہ جوڑہ وغیرہ بطور متعہ کی یعنی کرتا اور دوپٹہ اور چادرہ وحشت اور غم کی بدلہ مین دیدی

والرابع ان لا يفشي سرها ثم انه ان طلقها على مال وهو خلع يكره له ان ياخذ ذلك المال ان كان النشوز من
اور چوتھی یہہ کہ اوسکا بھید نہ ظاہر کری پھر اگر اپنی مال کی بدلہ طلاق دی جسی خلع کہتی ہین تو خاوند کو مکروہ ہی کہ اوس مال کو لیلی اگر بدخوئی ناسازکاری

جانبه لانه اوحشها بالارسال فلا يزيد في ايحاشها باخذ المال وقد قال الله تعالى وان اردتم استبدال زوج مكان
خاوند کی طرف سی ہی آئی کہ اوسکو چھوڑنی سی ایک تو رنج دیا پھر اوسکا مال لیکر وحشت نہ بڑہاوی اور اللہ تعالی فرماتا ہی اور اگر بدلا چاہو ایک عورت کی جگہ

زوج وآتيتم احداهن قنطارا فلا تاخذوا منه شيئا فانه تعالى نهى عن اخذ الشيء اليسير من القنطار الذي هو المال
دوسری عورت اور دی چکی ہو ایکو ڈھیر مال تو پھیر نہ لو اوسمین سی کچھہ بیشک اللہ تعالی نی قنطار مین سی جو بہت مال ہوتا ہی تھوڑا سا بھی لینی سی منع کیا ہی

الكثير فضلا عن الكثير وان كان النشوز من جانبها يكره له ان ياخذ الزائد على ما دفع اليه من المهر ثم انه ان
بہت لینی کا تو کیا ہی ٹہکانا اور اگر ناسازکاری عورت کی جانب سی ہی تو اوس سی زیادہ لینا جو مہر اوسکو دی چکا ہی مکروہ ہی پھر اگر مرد نی

اكرهها على الخلع والتزمت ان تعطيه مالا للخلاص منه واسقطت ما عليه من المهر ونحوه يقع الطلاق بلا لزوم
اوسپر خلع کی زبردستی کی اور عورت نی اپنا پلہ چھڑانی کو مال لیا کہ مال دونگی یا جو خاوند کی ذمہ مہر وغیرہ تھا ساقط کر دیا تو بدون لازم ہونی

ما التزمته من المال وبلا سقوط ما عليه من المهر ونحوه لان الرضا شرط في لزوم المال وسقوطه والاكراه يعدم
مال مانی ہوئی کی اور بدون ساقط ہونی مہر وغیرہ کی جو خاوند کی ذمہ تھا طلاق پڑجاوی گی اسلئی کہ مال لازم ہوجانی مین اور ساقط ہونی مین رضامندی شرط ہی اور

الرضا على ما بين في موضعه هذا الذي ذكر الى ههنا ما كان على الزوج من حقوق الزوجة واما ما كان على الزوجة
زبردستی مین رضامندی نہین ہوتی چنانچہ اپنی جگہ مین بیان ہوچکا ہی یہان تک وہ حقوق بیان ہوئی جو بی بی کی حق خاوند کی ذمہ ہین اور رہی خاوند کی حقوق

من حقوق الزوج فالقول الشافي فيه ان النكاح نوع رق والزوجة رقيقة الزوج كما قال النبي عليه السلام
جو بی بی کی ذمہ ہین سو قول شافی اوسمین یہہ ہی کہ نکاح غلامی کی قسم ہی اور زوجہ خاوند کی لونڈی ہوتی ہی چنانچہ نبی علیہ السلام نی فرمایا

النكاح رق فلينظر احدكم اين يضع كريمته فانه عليه السلام بين في هذا الحديث ان الاحتياط في حقها اهم
کہ نکاح غلامی ہی سو تم دیکھہ لو کہ اپنی پیاری بچی کو کہان دیتی ہو بیشک نبی علیہ السلام نی اس حدیث مین بیان فرمایا کہ عورت کی حق مین احتیاط ضرورتر ہی

لكونها رقيقة بالنكاح لا مخلص لها بوجه من الوجوه الا بتطليق الزوج واما الزوج فهو قادر على الخلاص منها
کیونکہ وہ نکاح کی سبب سی لونڈی ہوجاتی ہی بدون خاوند کی چھوڑنی کسیطرح نہین چھوٹ سکتی اور رہا خاوند سو طلاق دیکر عورت سی آپ چھوٹ سکتا ہی

بتطليقها فاذا كانت المرأة رقيقة الزوج يلزمها ان تصبر على غيرته وترجو على ذلك من الله الثواب فان ذلك
پھر جب عورت خاوند کی لونڈی ہوئی تو لازم ہی کہ خاوند کی غیرت پر صبر کری اور اسپر اللہ تعالی سی ثواب کی امیدوار رہی اور بیشک اوسکا یہہ ہی

جهادها لما ورد في الحديث ان جهاد المرأة حسن التبعل وهو حسن المعاشرة مع زوجها فعليها ان تطيعه في كل
جہاد ہی اسلئی کہ حدیث مین آیا ہی کہ عورت کا جہاد حسن تبعل ہی یعنی خاوند کی ساتھہ نیک گذران پس عورت کی ذمہ ہی کہ خاوند کی اطاعت کری

ما يامرها مما لا معصية فيه اذ قد ورد في عظيم حقه عليها اخبار كثيرة من جملتها ما روى انه عليه السلام قال
جو کہی جسمین گناہ نہو وی اسواسطی کہ حدیثین بہت وارد ہوئی ہین کہ خاوند کا بی بی پر بڑا حق ہی ازانجملہ وہ کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا

لو كنت امرا احدا ان يسجد لاحد لامرت المرأة ان تسجد لزوجها من عظم حقه عليها وقالت عائشة اتت فتاة
اگر مین کسیکو سجدہ کا حکم دیتا کسیکی لئی تو البتہ عورت کو حکم دیتا کہ خاوند کو سجدہ کیا کری کیونکہ خاوند کا بی بی پر بڑا حق ہی اور عائشہ رضہ کہتی ہین ایک جوان عورت

الى النبي صلى الله عليه وسلم فقالت يا نبي الله اني فتاة اخطب فما حق الزوج على الزوجة فقال النبي عليه السلام لو
نبی علیہ السلام کی پاس آئی عرض کیا کہ ای اللہ کی نبی مین جوان عورت ہون نکاح کیا چاہتی ہون سو خاوند کا بی بی پر کیا حق ہی پس نبی علیہ السلام نی فرمایا

كان من قرنه الى قدمه صديدا فلحسته ما ادت شكره وقال ابن عباس اتت امراة الى النبي صلى الله عليه وسلم
اگر خاوند کی سر سی پانوتک پیپ بہتی ہو پہر بی بی چاٹ لی تو بہی اوسکا شکر ادا نہین کیا اور ابن عباس کہتی ہین ایک عورت نبی علیہ السلام کی پاس آئی

وقالت یا نبی الله انی امراة ایم وانی اريد ان اتزوج فما حق الزوج على المراة فقال النبی علیه السلام من حق الزوج
عرض کیا یا نبی اللہ کی مین عورت بی خاوند ہون میرا ارادہ نکاح کا ہی سو خاوند کا بی بی پر کیا حق ہی . نبی علیہ السلام نی فرمایا ایک حق خاوند کا

على المراة اذا ارادها فی نفسها وهی على ظهر البعیر ان لا تمنعه ومن حقه ان لا تعطی شيئا من بيته الا باذنه
بی بی پر یہہ ہی کہ اگر خاوند اوسکی طرف رغبت کری اور وہ عورت اونٹ کی کمر پر ہو تو انکار نکری اور خاوند کا ایک یہہ حق ہی کہ اوسکی گہر مین سی اوسکی بی اجازت

فان فعلت كان الوزر عليها والاجر له ومن حقه ان لا تصوم تطوعا الا باذنه فان فعلت جاعت وعطشت
کچہہ نہ دی اگر دیگی تو وہ گنہگار ہو گی اور ثواب خاوند کو ہوگا اور اوسکا حق یہہ ہی کہ نفل روزہ اوسکی بی اجازت نرکہی اگر روزہ رکہی گی تو بہوکی پیاسی مریگی

ولم يقبل منها ومن حقه ان لا تخرج من بيته الا باذنه فان فعلت لعنتها الملئكة حتى ترجع الى بيتها وروی
اور قبول نہو گا اور اوسکا حق یہہ ہی کہ اوسکی گہر مین سی بی اجازت باہر نجاوی اگر جاویگی تو جبتک پہر کر آویگی اوسکو فرشتی لعنت کئی جاوینگی اور روایت ہی

انه علیه السلام قال انی رایت لیلة اسری بی امراة معلقة بلسانها فقلت یا جبرئیل ما شانها فقال انها
کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ معراج کی شب کو مین نی ایک عورت دیکہی کہ زبان کو لٹک رہی ہی مین نی پوچہا یا جبرئیل اسکی کیا خطا ہی عرض کیا یہہ عورت

نسخہ یا زبان سی لٹکائی ہوئی تہی

كانت تؤذی زوجها وجیرانها بلسانها ورایت امراة اخری معلقة بثدیها وهی التی ترضع بغیر اذن زوجها و
زبان سی اپنی خاوند اور ہمسایون کو ستاتی تہی اور ایک اور عورت دیکہی کہ اپنی پستان لٹکی ہوتی ہی وہ ایسی تہی کہ خاوند کی بی اجازت دودہ پلاتی تہی اور

نسخہ یا پستان سی لٹکائی ہوئی تہی

رایت اخری معلقة برجلیها وهی التی تخرج بغیر اذن زوجها ورایت اخری معلقة بیدیها وهی التی تفسد مال زوجها
ایک اور عورت دیکہی کہ اپنی پانو لٹک رہی تہی وہ خاوند کی بی اجازت گہر سی چلی جاتی تہی اور ایک اور دیکہی کہ اپنی ہاتہہ لٹکی ہوئی ہی وہ وہ تہی کہ خاوند کا مال خراب کرتی تہی

نسخہ یا پانو سی لٹکائی ہوئی تہی
یا ہاتہہ سی لٹکائی ہوئی تہی

وروی عن ابی هریرة انه علیه السلام قال اذا دعا الرجل امراته الى فراشه فابت فبات غضبان لعنتها الملئكة
اور ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جب کوئی مرد اپنی بی بی کو اپنی بستر پر بلاوی اور وہ نمانی پہر وہ مرد خفہ ہو کر سو رہی تو صبح تک فرشتی اوسپر لعنت

حتى تصبح وفی روایة انه علیه السلام قال والذی نفسی بیده ما من رجل یدعو امراته الى فراشه فتابى الا
کرتی ہین اور ایک روایت مین ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا قسم ہی اپنی مالک کی کہ جو مرد اپنی بی بی کو اپنی بستر پر بلاوی اور وہ نہ مانی تو

كان الذی فی السماء ساخطا عليها حتى يرضى عنها والحاصل ان اللازم لها ان تطلب رضاه ولا تمنع نفسها عنه
جو کہ آسمان مین ہی اوس سی بیزار ہو گا جبتک خاوند راضی ہو دی خلاصہ یہہ ہی کہ بی بی کو لازم ہی کہ خاوند کی رضا طلب کرتی رہی اور آپکو اوسکی حوالہ کر دی

ولا تتعلل بالحیض ولا تؤخر الاجابة بل تطیعه فور طلبه ان كانت طاهرة عن الحیض واما فی حال الحیض فتخبر
اور حیض کا بہانہ نہ کری اوسکی حکم پہیر پر نہ رکہی بلکہ ترت کہتی ہی اطاعت کری اگر حیض سی پاک ہو دی اور حیض کی حالت مین اپنا حال

عن حالها وتلبس اخلاق ثيابها تقليلا لميل الزوج اليها ويستحب لها اذا دخل وقت الصلوة ان تتوضأ وتجلس فی
جتاوی اور پرانی کپڑی پہن لی تاکہ خاوند کا دل اودہر نلو ہاوی اور حائضہ کو مستحب ہی کہ جب نماز کا وقت آوی تو وضو کر کر گہر مین

مسجد بيتها وتسبح وتهلل قدر اداء الصلوة كيلا يزول عنها عادة العبادة وقد روی انه علیه السلام قال اذا استغفرت
نماز کی چبوتری پر جتنی دیر نماز کو لگتی ہی سبحان اللہ اور لا الہ الا اللہ پڑہا کری تاکہ عبادت کی عادت نہ جاتی رہی اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جب حائضہ عورت

الحائض فی وقت كل صلوة سبعین مرة كتب له الف ركعة وغفر لها سبعون ذنبا ورفع لها درجة واعطی لها بكل
ہر نماز کی وقت ستر بار استغفار پڑہتی ہی تو اوسکو ہزار رکعت کا ثواب ہوتا ہی اور ستر گناہ معاف ہو جاتی ہین اور اوسکا درجہ بڑہ جاتا ہی اور استغفار کی

حرف من استغفارها نور وكتب بكل عرق فی جسدها حج وعمرة وفی غیر حال الحیض تلبس احسن ثیابها وتطهر
ہر ہر حرف کی بدلہ نور ملتا ہی اور بدن کی رگون کی شمار پر حج اور عمرہ لکہا جاتا ہی اور اگر پاک ہو تو اچہا لباس پہنا کری اور جہان تک بنی

الموَدّة الی زوجها ما استطاعت وتكون متعطرة متنظفة فی نفسها ومستعدة فی الاحوال كلها لاستمتاع الزوج
خاوند سے پیار ظاہر کیا کرے اور خوشبو اور پاکیزہ اور ہر وقت خاوند کی تمتع کے لیے جب وہ صحبت کرے تیار رہا کرے

بها متی شاء وتكون قاعدة فی قعر بیتها ملازمة لمغزلها من حین زفت الیه الی ان تزف الی القبر ولا تخرج من بیتها
اور گھر کے اندر تنہا بیٹھی رہا کرے اوس دن سے کہ خاوند کے ہاں گئی ہے یہاں تک کہ قبر میں جاوے اور گھر میں سے خاوند کی بے اجازت

الا باذن زوجها واذا خرجت باذنه تخرج مختفیة فی هیئة رثة وتطلب المواضع الخالیة دون الشوارع والاسواق
نہ جایا کرے اور اگر باجازت جاوے تو چھپ کر بری صورت بنا کر اور خالی اوجاڑ رستے کو جاوے سڑک اور بازاروں میں کو

ولا تخرج عطرة متبرجة ولا تتحدث مع رجل فی الطریق لما روی ان عمر رای امراة مع رجل یتحدثان فی الطریق
اور خوشبو لگا کر زیب زینت سے نہ جاوے اور رستہ میں کسی مرد سے بات نہ کرے کیونکہ روایت ہے کہ عمر رض نے ایک عورت کو مرد سے رستہ میں بات کرتی ہوئی دیکھا

فضربهما بالدرة فقال رجل یا امیر المؤمنین هی امراتی فقال له عمر لو كانت امراتك فلم لم تدخلها فی بیتك
سو دونو کو تعزیر دی اوس مرد نے عرض کیا یا امیر المؤمنین یہہ میری بی بی ہے عمر رض نے جواب دیا اگر تیری بی بی ہے تو اپنے گھر میں کیوں نہیں بیٹھاتا

حتی لا یتهمك احد فی الطریق ولا تخرج الی الحمام وان اذن لها زوجها لما روی عن عائشة انه علیه السلام قال الحمام
تا کہ رستہ میں تجہہ پر کوئی تہمت نہ لے اور حمام میں نہ جاوے اگرچہ خاوند اجازت دیدے کیونکہ عائشہ رض سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا حمام

حرام علی نساء امتی فان اقتضت الضرورة الی دخولها فی الحمام لعذر المرض والنفاس یشترط ان تدخل بمیزر ولا تكون
میری امت کی عورتوں پر حرام ہے اور اگر بسبب مرض یا نفاس کے حمام میں جانیکی ضرورت آگئی تو شرط یہہ ہے کہ ازار پہن کر جاوے اور حمام میں کوئی

فیه احد من النساء مكشوفة العورة ولا تخرج بزینة فاذا لم یوجد واحد من هذه الشروط لا یحل لها الخروج الی الحمام
عورت ننگی نہووے اور سنگار کر کر نہ نکلے اور ان شرطوں میں سے ایک بہی فوت ہووےگی تو حمام میں جانا حلال نہیں ہے

وكذا لا یحل لها الخروج الی المقابر لما ذكر فی نصاب الاحتساب ان القاضی سئل عن جواز خروج المراة الی المقابر فقال لا
اور ایسی ہی عورت کو گورستان میں جانا حلال نہیں کیونکہ نصاب الاحتساب میں مذکور ہے کہ قاضی سے کسینے پوچھا کیا عورت کو گورستان میں جانا جایز ہے جواب دیا

تسئل عن الجواز فی مثل هذا وانما تسئل عن مقدار ما یلحقها من اللعن فانها اذا نوت الخروج كانت فی لعنة الله تعالی
اس باب میں جواز کو کیا پوچھتا ہے یہہ پوچھہ اوسپر کتنی لعنت پڑتی ہے کیونکہ عورت جب جانیکا ارادہ کرتی ہے تو خدا کی اور فرشتوں کی

وملئكته واذا خرجت تحفها الشیاطین من كل جانب واذا اتت القبر یلعنها روح المیت واذا رجعت كانت فی
لعنت میں ہوتی ہے اور جب چلی تو ہر طرف سے شیطان اوسکی ساتھہ ہوتے ہیں اور جب قبر پر پہنچی تو مردہ کی روح لعنت کرتی ہے اور جب ہٹتی ہے تو

لعنة الله تعالی وملئكته حتی تعود الی منزلها وفی الخبر ایما امراة خرجت الی مقبرة یلعنها ملئكة السموات
اللہ تعالی کی اور فرشتوں کی لعنت میں ہوتی ہے جبتک اپنے گہر میں آئے اور حدیث میں ہے کہ جو عورت گورستان میں جاتی ہے تو اوسکو فرشتے ساتوں آسمان

والارضین السبع وتمشی فی لعنة الله تعالی وایما امراة دعت للمیت بخیر ولم تخرج من بیتها یعطیها الله تعالی
اور زمین کے لعنت کرتے ہیں اور خدا کی لعنت میں جاتی ہے اور جو عورت گہر میں بیٹھی ہوئی مردے کے حق میں دعاء خیر کرتی ہے تو اوسکو اللہ تعالی ثواب حج

ثواب حجة وعمرة وعن سلمان وابی هریرة انه علیه السلام ذات یوم خرج من المسجد فوقف علی باب داره واتت
اور عمرہ کا دیتا ہے اور سلمان اور ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام ایک روز مسجد سے نکل کر اپنے گہر کے دروازہ پر ٹہر گئے پہر حضرت فاطمہ رض آگئیں

فاطمة فقال لها من این جئت قالت خرجت من منزلة فلانة التی ماتت فقال علیه السلام هل ذهبت
آپ نے فرمایا تو کہاں سے آئی عرض کیا فلانی عورت جو مر گئی ہے اوسکے گھر سے آئی ہوں پہر نبی علیہ السلام نے پوچھا کیا اوسکی قبر بہی گئی ہے

قبرها قالت معاذ الله افعل بعد ما سمعت منك فقال علیه السلام لو زرت قبرها لم تریحی رائحة الجنة
عرض کیا خدا کی پناہ کیا آپسے سنکر جو سنا ہے ایسا کرتی پہر نبی علیہ السلام نے فرمایا اگر تو اوسکی قبر پر جاتی تو جنت کی بو نہ سونگہتی

وروی انه علیه السلام لما قدم المدینة خرج الی جنازة فرای النساء یتبعن الجنازة فقال لهن اتحملن مع من
اور روایت ہی کہ جب نبی علیہ السلام مدینہ میں آئی تو ایک جنازہ کی ساتھ چلی پہر عورتون کو دیکہا کہ جنازہ کی پیچھی آتی ہین آپ نی اونسی پوچھا کیا تم سب کی ساتھ

یحمل فقلن لا فقال علیه السلام اتصلین مع من یصلی فقلن لا فقال علیه السلام انصرفن مأزورات
جنازہ اوٹھاؤگی عرض کیا نہین پہر نبی علیہ السلام نی فرمایا کیا تم سب کی ساتھ نماز پڑہو گی عرض کیا نہین پہر آپنی فرمایا گنہگار ہوکر بی ثواب جاؤ

غیر ماجورات فدل ذلك علی ان المراة لا یباح لها الخروج الی المقبرة ولا تشییع الجنازة بل یلزمها ان یکون من همتها
اس سی معلوم ہوا کہ عورت کو گورستان مین جانا جایز نہین ہی اور نہ جنازہ کی ہمراہ جایا کری بلکہ عورت کو لازم ہی کہ تمام ہمت

اصلاح شانها وتدبیر منزلها ولا تدخل فی بیت زوجها من یکره دخوله فیه من الرجال والنساء وتقدم حقه علی
اپنا حال درست اور گہر کا کاربار کیا کری اور خاوند کی گہر مین کسی مرد یا عورت کو جسکا آنا خاوند ناپسند کرتا ہو نہ آنی دی اور اپنی اور تمام سکی سود ہروںکی

حق نفسها وسائر اقاربها ولا ترفع صوتها فوق صوته ولا تجهر له بالقول ولا تکون منفعتها عن کسبه اذا
حق پر خاوند کا حق مقدم رکہی اور اپنی آواز خاوند کی آواز پر بلند نہ کری اور خاوند کی پیچھی چیخ کر نہ لگی اور اپنا خرچ خاوند کی حرام کمائی مین سی نہ کری

کان حراما اذ قد کانت النساء فی السلف اذا خرج الرجل من منزله تقول له امراته وابنته ایاك وکسب الحرام فانا
کیونکہ سلف کی عورتین ایسی تہین کہ جب مرد گہر مین سی باہر جاتا تو اوسکی جورو بیٹی کہدیتیان حرام کمائی سی پرہیز کرنا ہمسی بوکہہ پر صبر ہوسکتا ہی آگ پر

نصبر علی الجوع ولا نصبر علی النار وتکون قانعة من زوجها بما رزقه الله تعالی ولا تکلفه ما لا یطیقه ولا تدخل
صبر نہین ہوسکتا اور جو خدا تعالی نی خاوند کو رزق دیا ہی اوسپر قناعت کری اور خاوندکو طاقت سی زیادہ تکلیف نہدی اپنی خرچ کا غم نڈالدی

غمها فی امر النفقة بل تکون صابرة متوکلة کما حکی ان رجلا من السلف هم بالسفر فکره جیرانه سفره فقالوا لزوجته
بلکہ صبر کی توکل پر رہی چنانچہ حکایت ہی کہ ایک شخص سلف مین سفر کا ارادہ کیا ہمسایون کو اوسکا سفر پسند نہ آیا ہمسایون نی اوسکی بی بی سی کہا

لم ترضین بسفره ولم یدع لك نفقة فقالت زوجی عرفته اکالا وما عرفته رزاقا ولی رزاق یذهب الاکال ویبقی
تو اوسکی سفر پر کیون راضی ہوگئی اور تجہہ تیری لئی خرچ نہین دئی جاتا اوسنی جواب دیا مین اسکو کہانی والا جانتی ہون رزاق نہین جانتی اور میری لئی رزاق اور ہی ہوا کھانی والا جاتا ہی

الرزاق ولا تتفاخر بجمالها بل تکون کما روی عن الاصمعی انه قال دخلت البادیة فرایت امراة من احسن الناس وجها
اور رزاق باقی ہی اور اپنی جمال پر ناز نکیا کری بلکہ ایسی ہی جیسی اصمعی سی روایت ہی کہ وہ کہتا ہی کہ مین جنگل مین گیا تو مینی ایک عورت نہایت خوبصورت پاس

تحت رجل قبیح الوجه فی الغایة فقلت یا عجبا مثلك تحت مثله فقالت یا هذا قد اخطات فی قولك لعله احسن
ایک مرد نہایت بدصورت کی دیکہی مین نی کہا کیا عجب ہی تجہسی پری ایسی دیو کی پاس ہی وہ بولی ای شخص تونی بیجا کہا شاید کہ اسنی اپنی خالق کی

فیما بینه وبین خالقه فجعلنی ثوابه ولعلی اسأت فیما بینی وبین خالقی فجعله عقوبتی افلا ارضی الله لی ومما
کوئی عبادت کی ہی سو مجہکو اسکی لئی اوس عبادت کا ثواب ٹھہرایا ہی اور شاید مجہسی اپنی خالق کی کوئی خطا ہوگئی ہی سو اسکو میری لئی عذاب مقرر کیا ہی پہر اللہ سی

یجب من حقه علیها دیانة ان تفعل کل خدمة فی داخل الدار من الطبخ والخبز وغسل الثیاب وغیرها حتی لو لم تفعل
کیون نہ پسند کرون اور جو حق خاوند کا بی بی پر از روی دیانت کی واجب ہی یہہ ہی کہ گہر مین تمام کاروبار جیسی سالن روٹی پکانا کپڑی دہونی وغیرہ کیا کری یہان تک کہ اگر کچہ

شیئا منها تکون آثمة وان لم تجبر علیها وتری تقصیرها فی خدمته ولا تسأل طلاق ضرتها لان لها ما قدر لها ولا
ہی نہ کری گی تو گنہگار ہوگی اگرچہ اسمین کچہہ اوسپر زور نہین ہی اور خاوند کی خدمت مین اپنی آپکو مقصر سمجہتی رہی اور اپنی سوکن کی طلاق کی خواہش نکری کیونکہ جو اسکی قسمت کا ہی

تمنعه عن نکاح ثلث سواها لانه تعالی جعل له ذلك حلالا بشرط العدل حیث قال فانکحوا ما طاب لکم من النساء
سو ملیگا اور خاوند کو اور تین نکاح سی منع نکری کیونکہ اللہ تعالی اوسکو یہہ اختیار دیا ہی بشرط عدالت حلال ہی چنانچہ فرمایا ہی تو نکاح کرو جو تمکو خوش آوین عورتین

مثنی وثلث وربع فان خفتم الا تعدلوا فواحدة وتصبر علی غیرة الضرائر راجیة من الله تعالی الثواب کما صبرت
دو دو تین تین چار چار پہر اگر ڈرو کہ برابر نرکہو گی تو ایک ہی اور سوکنون کی رشک پر صبر کری اللہ تعالی سی امیدوار ثواب کی رہی جیسی نبی علیہ السلام کی

ازواجه النبی علیه السلام حتی وهبت سودة نوبتها لعائشة حین یئست وعلمت محبته علیه السلام لعائشة ولا
ازواج نے صبر کیا یہانتک کہ سودہ نے بڑہاپی مین اپنی باری عائشہ رضی اللہ عنہا کو دیدی جب اوسکو عائشہ کی حق مین نبی علیہ السلام کی محبت معلوم ہوئی اور

تسال الطلاق من غیر باس وفاقة لما روی انه علیه السلام قال ایما امراة سالت زوجها الطلاق فحرام علیها
بیدون نا امیدی اور فاقہ کی طلاق نہ مانگی اسلئی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جو عورت اپنی خاوند سی طلاق مانگی تو اوسپر جنت کی بو حرام ہی

رائحة الجنة ولا تظهر زینتها لغیر زوجها ومحارمها لانه تعالی قال فی حق المؤمنات ولا یبدین زینتهن
اور سوائی اپنی خاوند اور محرمون کی اپنا سنگار نہ دکہاوی اسلئی کہ اللہ تعالی نی مؤمنات کی حق مین فرمایا ہی اور نہ کہولین اپنی سنگار

الا لبعولتهن او اٰبائهن او اٰباء بعولتهن او ابنائهن او ابناء بعولتهن او اخوانهن او بنی اخوانهن او بنی اخواتهن
مگر اپنی خاوند کی آگی یا اپنی باپ کی یا سسری یا اپنی بیٹی کی یا سوتیلی بیٹی کی یا اپنی بہائی کی یا اپنی بہتیجون کی یا اپنی بہانجون کی

او نسائهن والزینة ما تتزین به المراة من الثیاب والحلی وغیرهما وهی ظاهرة وباطنة فالظاهر فلا یجب
یا اپنی عورتون کی اور زینت وہ ہی جو عورت کپڑون اور زیور وغیرہ سی سنگار کرتی ہی اور زینت ایک ظاہر کی ہی اور ایک باطن کی ظاہر کی زینت کا چہپانا تو واجب نہین ہی

سترها ولا یحرم للاجنبی النظر الیها لقوله تعالی ولا یبدین زینتهن الا ما ظهر منها لکن اختلف فیها فقیل هی
اور اجنبی مرد کو اوسکا دیکہنا بہی حرام نہین ہی بدلیل اس آیت کی اور نہ دکہاوین اپنا سنگار مگر جو کہلی چیز ہی لیکن اسمین اختلاف ہی کوئی کہتا ہی کہ زینت

الثیاب وهذا قول ابن مسعود وقیل هی الکحل والخاتم وهذا قول ابن عباس وروی عن اصحابنا انه اراد بهما
ظاہری صرف کپڑی ہین یہہ قول ابن مسعود کا ہی اور کوئی کہتا ہی سرمہ اور انگوٹہی یہہ قول ابن عباس کا ہی اور ہماری علماء سی روایت ہی کہ ان دونوں سی مراد

الوجه والکفین لان الکحل من زینة الوجه والخاتم من زینة الکف فلما ابیح النظر الی زینة الوجه والکف کان
چہرہ اور دونو ہاتہہ ہین اسلئی کہ سرمہ چہرہ کی زینت ہی اور انگوٹہی ہاتہہ کی زینت ہی جب چہرہ اور ہاتہہ کی زینت کا دیکہنا مباح ہوا تو یہہ ہی

اباحة النظر الی الوجه والکف وهذا اذا کان النظر بغیر شهوة واما اذا کان بالشهوة فلا یجوز الا عند العذر وهو
اباحت چہرہ اور ہاتہہ دیکہنی کی ہی اور یہہ اباحت اوس صورت مین ہی کہ بغیر شہوت نظر کری اور اگر نگاہ شہوت سی ہووی تو جایز نہین ہی مگر عذر کی وقت اور وہ عذر

القضاء من القاضی والشهادة من الشاهد والعلاج من الطبیب وکذلک اذا اراد الرجل ان یتزوج امراة فیجوز
قضا قاضی کی ہی اور گواہی گواہ کی اور علاج طبیب کا اور ایسی ہی اگر کوئی مرد کسی عورت سی نکاح کا ارادہ کری تو اوسکو جایز ہی

له ان ینظر الیها لکن لا یجوز له ان ینظر الیها حاسرة ولا الی شئ ما هو عورة فی حقه بل انما یباح له ان ینظر الی وجهها
کہ اوس عورت کو دیکہہ لی پر یہہ جایز نہین ہی کہ ننگی کرکر دیکہی اور نہ ایسا عضو جو اوسکی حق مین عورت ہو بلکہ اتنا ہی مباح ہی کہ فقط چہرہ

وکفیها فقط لانها لیست بعورة فی حقه وذکر فی شرح الکرخی ان النظر الی وجه الاجنبیة لیس بحرام لکن یکره
اور دونو ہاتہہ دیکہہ لی کیونکہ اوسکی حق مین عورت نہین ہی اور شرح کرخی مین مذکور ہی کہ اجنبی عورت کا مہنہ دیکہنا حرام نہین ہی لیکن بی ضرورت مکروہ ہی

بغیر حاجة اذ لا یؤمن عن الشهوة وذکر فی نصاب الاحتساب ان الحرة تمنع من کشف الوجه والکف والقدم فیما
اسلئی کہ شہوت کا ڈر ہی اور نصاب الاحتساب مین مذکور ہی کہ حرہ کو مہنہ اور ہاتہہ پاؤن کہولنا جسپر اجنبی کی نظر پڑی ممنوع ہی

یقع علیه نظر الاجنبی لانها لا تامن عن شهوة بعض الناظرین الیها الا ان یکون عجوزا فحینئذ یجوز النظر الی وجهها
کیونکہ یہہ ڈر ہی کہ بعضی دیکہنی والی شہوت سی نظر کرینگی ہان اگر بڑہیا ہو تو اب اوسکا چہرہ دیکہنا جایز ہی

ویحل مصافحتها عند الامن عن الشهوة لکن لا تخلو برجل شابا او شیخا لان الخلوة بالاجنبیة وان کان معها غیرها
اور بی شہوت اوس سی مصافحہ کرنا بہی حلال ہی لیکن ہمراہ کسی مرد کی خلوت مین نہ جاوی جوان ہو یا بوڑہا اسلئی کہ خلوت اجنبی عورت کی ساتہہ اگر چہ اوسکی ساتہہ اور

من النساء مکروه کراهة تحریم لما روی عن ابن عباس [illegible] لا یخلون رجل بامراة الا مع ذی محرم
عورتین ہون مکروہ تحریمی ہی کیونکہ ابن عباس سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا [illegible] خلوت مین ہووی مگر [illegible]

واما الزينة الباطنة فهى القرط والقلادة والدملج والخلخال واختلف فى السوار فروى عن عائشة رض انها من

اور باطنی زینت بالی اور ہار اور بازوبند اور پازیب اور کنگن مین اختلاف ہی سو عائشہ رض سی روایت ہی کہ کنگن

الزينة الباطنة وهو الاشبه لمجاوزتها الكف وهذه الزينة الباطنة يحرم ان ينظر اليها الاجانب لا المحارم

باطنی زینت مین ہی اور یہہ ہی ٹہیک معلوم ہوتی ہی اسواسطی کہ کہنی سی دور ہوتا ہی اور اس زینت باطنی پر اجنبی مرد پر نظر کرنا حرام ہی محرم کو حرام نہین

لانه تعالى قد سوّى فى ذلك بين الزوج ومن ذكر معه فاقتضى ذلك اباحة النظر الى مواضع الزينة لهؤلاء المذكورين

اسواسطی کہ اللہ تعالی نی اس باب مین خاوند کو اور جو اوسکی ساتہہ آیت مین مذکور ہین سبکو برابر کردیا ہی یعنی ان لوگون کو موضع زینت پر نظر کرنی مباح ہی

كما صح للزوج والمراد من نسائهن المؤمنات قال ابن عباس رض ليس للمسلمة ان تتجرد بين نساء اهل الذمة ولا تبدى

جیسی خاوند کو جایز ہی اور مراد نسائہن سی مؤمنات ہین ابن عباس رض کہتی ہین مسلمہ کو جایز نہین ہی کہ اہل ذمہ کی عورتون مین کپڑی اوتاری اور کافر عورت کی

للكافرة الا ماتبدى للاجانب الا ان تكون امة لها ان تظهر زينتها الباطنة للاجانب فانها ان اظهرها لم لا يكون لها

سامنی وہی ظاہر کری جو اجنبی مرد کی لئی جایز ہی ہان اگر لونڈی ہو تو اوسکو جایز ہی کہ اپنی باطنی زینت اجنبی مرد سی ظاہر کردی لونڈی اگر باطنی زینت اجنبی مرد کو دکہاویگی تو حرام

حرمة كما روى عن ابى بكر الاعمش انه خرج الى بعض الرستاق وكانت النساء على شط النهر كاسفات الرءوس والذراع

نہین ہی چنانچہ ابوبکر اعمش سی روایت ہی کہ وہ کسی شہر مین گیا وہان عورتین نہر کی کنارہ پر سر ننگی اور باہین کہولی ہوئی تہین

وهو جعل يخالطهن ولا يتحاشى عن النظر اليهن فقيل له كيف فعلت هذا فقال لا حرمة لهن انما اشك فى ايمانهن

اور یہہ اونکی ساتہہ مل رہا تہا اور اونکی دیکہنی سی پرہیز نہین کرتا تہا کسینی اوس سی کہا تونی یہہ کیا کیا جواب دیا انکی حرمت نہین ہی مجہکو انکی ایمان مین شک ہی

كلهن حربيات وروى عن عمر انه هجم فى المدينة على نائحة وضربها بالدرة حتى سقط خمارها فقيل له يا امير المؤمنين

یہہ تمام حربی عورتین ہین اور عمر رضی سی منقول ہی کہ وہ مدینہ مین کسی نوحہ کر عورت کو جا پکڑا اور دورہ سی اتنا مارا کہ اوڑہنی اوترگئی کسینی کہا یا امیر المؤمنین

قد سقط خمارها فقال لا حرمة لها فى الشريعة فقوله لا حرمة لها فى الشريعة قيل معناه انها لما اشتغلت بما لا يحل

اسکی اوڑہنی اوتر پڑی ہی جواب دیا اسکی شریعت مین کچہہ حرمت نہین ہی پس اس عبارت سی کہتی ہین مراد یہہ ہی کہ جب اس عورت نی ایسا کام کیا جو

فى الشريعة اسقطت حرمة نفسها والتحقت بالاماء فلا يلزم الاحتراز عن النظر اليها المجلس التاسع والتسعون والمائة

شریعت مین حلال نہین ہی تو اسنی اپنی حرمت آپ کہودی لونڈیون مین مل گئی سو اسکی دیکہنی سی احتراز ضروری نہین ہی ننانوین مجلس اس حدیث کی بیان مین

فى بيان قوله عليه السلام استوصوا بالنساء الخ قال رسول الله صلى الله عليه وسلم استوصوا بالنساء خيرا

اچہی وصیت کرو عورتون کی حق مین آخر تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا عورتون کی باب مین اچہی وصیت پکڑو

فان المرأة خلقت من ضلع فان اعوج شئ فى الضلع اعلاه فان ذهبت تقيمه كسرته وان تركته لم يزل اعوج

کیونکہ عورت پسلی سی پیدا ہوئی ہی بیشک پسلی مین ٹیڑہی جگہہ اوپر کی ہی اگر تو اوسکو سیدہی کرتا ہی تو توڑ دیگا اور اگر اوسی حال پر رکہا تو ٹیڑہی رہیگی

هذا الحديث منه رواه ابو هريرة ومعنى الاستيصاء قبول الوصية فكانه عليه السلام قال انى اوصيكم بالنساء

یہہ حدیث بقیہ سی کا ہی ابوہریرہ کی روایت سی اور معنی استیصاء کی وصیت قبول کرنی سو گویا نبی علیہ السلام نی یہہ فرمایا مین تمکو عورتون کی باب مین

خيرا فاقبلوا وصيتى فيهن وافعلوا لهن خيرا ولا تغضبوا عليهن اذا فعلت فعلا غير مرضى عندكم ما لم تكن فيه

اچہی وصیت کرتا ہون انکی حق مین میری وصیت پوری کرو اور اونکی ساتہہ بہلائی کرو اور اگر تمہاری ناموافق کوئی کام کربیٹہین تو اونپر غصہ مت کرو جبتک اوس کام مین

اثم فانهن خلقن من شئ اعوج وهو الضلع ما ثبت فى الاخبار ان اول النساء وهى حوا خلقت من ضلع آدم النبى

گناہ نہو کیونکہ عورتین ٹیڑہی چیز سی پیدا ہوئی ہین یعنی پسلی سی کیونکہ حدیثون سی ثابت ہی کہ پہلی عورت یعنی حوا آدم نبی علیہ السلام کی پسلی سی پیدا ہوئی ہی

كما قال الله تعالى خلقكم من نفس واحدة وخلق منها زوجها فيكون فى هذا الحديث اشارة الى المرأة خلقت خلقا

چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی بنایا تمکو ایک جان سی اور اوسی سی بنایا اوسکا جوڑا سو اس حدیث مین یہہ اشارہ ہی کہ عورت کی ایسی پیدایش ہی

فيه اعوجاج لا يستطيع احد ان يقيمها او يغيرها عما خلقت عليه فلا ينكر اعوجاجها لانها من ابتداء خلقتها
کہ جسمین کجی ہی کسیکی بیہ طاقت نہین ہی کہ اوسکو سیدہا کردی یا اوسکی عادت بدلدی سو اوسکی کجی برا نہین ہی کیونکہ ابتداء پیدایش

واصل فطرتها ركب فيها الاعوجاج فلا يمكن الانتفاع بها الا بمداراتها والصبر على اعوجاجها اذ لو شرعت ان تقيمها
اور اصل فطرت سی عورت کی ذات مین کجی داخل ہی سو عورت سی منفعت حاصل کرنی بدون مدارات کی اور اوسکی کجی پر صبر کرنیکی نہین ہوسکتی اسلئی کہ تو اوسکو راست

وتجعلها مستقيمة في افعالها واقوالها لا يمكنك الانتفاع بها بل يؤدي الى كسرها وهو طلاقها فلما علم من هذا
درست کیا چاہی اور تمام افعال اور اقوال مین سیدہی بنادی تو ممکن نہین کہ تو اوس سی نفع لی سکی بلکہ آخر کو ٹوٹ جاویگی یعنی طلاق ہوگی پہر جب اس حدیث سی عورتون

الحديث حال النساء في ابتداء خلقتهن لزم للرجل حسن المعاملة معهن ورعاية حقوقهن والانفاق عليهن بالمعروف
کی ابتداء پیدایش کا حال معلوم ہوا تو مرد کو لازم ہی کہ انکی ساتہہ معاملہ نیک اور حقوق کی رعایت کیا کری اور انکا خرچ اچہی طرح او ٹہادی

اذ قال الفقهاء يجب على الرجل نفقة زوجته سواء دخل بها او لم يدخل بها وسواء مسلمة او ذمية او فقيرة او غنية
اسواسطی کہ فقہاء کہتی ہین کہ خاوند پر بی بی کا خرچ واجب ہی خواہ وطی کی ہو یا نہ کی ہو اور برابر ہی کہ وہ مسلمہ ہو یا ذمیہ ہو یا کنگال ہو یا تونگر

لان غناءها لا يبطل حقها في النفقة سواء كانت كبيرة او صغيرة قابلة للوطي وان لم تكن قابلة للوطي لا يجب عليه
اسلئی کہ تونگری سی اوسکا حق نفقہ کا باطل نہین ہوتا خواہ بالغہ ہو یا نابالغہ قابل وطی کی ہو اور اگر قابل وطی کی نہو تو خرچ واجب نہین

نفقتها والنفقة الواجبة الطعام والكسوة والسكنى على ما روي عن هشام انه قال سالت محمدا عن النفقة فقال هي الطعام
ہی اور نفقہ واجب کہانا ہی اور کپڑا اور رہنی کا گہر موافق روایت ہشام کی کہ وہ کہتا ہی مین نی محمد سی مقدار نفقہ کی پوچہی جواب دیا کہانا

والكسوة والسكنى اما الطعام فالدقيق والماء والحطب والملح والدهن فان قالت المرأة لا اطبخ ولا اخبز قال قاضيخان في
اور کپڑا اور رہنی کا گہر کہانی مین تو آٹا اور پانی اور ایندہن اور نمک اور روغن پہر اگر بی بی کہی کہ مین سالن روٹی نہین پکاتی تو قاضیخان اپنی

فتاواه لا تجبر على الطبخ والخبز بل على الرجل ان ياتيها بطعام مهيأ او ياتيها بمن يعمل لها عمل الطبخ والخبز هذا في القضاء و
فتاوی مین کہتی ہین سالن روٹی پکانی پر زبردستی نہ ہی بلکہ خاوند کا ذمہ ہی کہ پکا پکایا دیا کہانا حاضر کیا یا ایسا آدمی دی کہ اوسکی لئی سالن روٹی تیار کیا کری

اما الديانة فيجب عليها ان تفعل كل خدمة في داخل الدار من الطبخ والخبز وغسل الثياب وغيرها حتى لو لم تفعل شيئا
اور رہی دیانت سو عورت کو واجب ہی کہ گہر کی اندر کی تمام کاروبار سالن روٹی پکانا کپڑی دہونی وغیرہ سب کیا کری اگر کچہہ بہی نہ کیا کریگی

منها تكون آثمة وان لم تجبر عليها وان كان لها خادم يجب على زوجها نفقة خادمها ان كان الخادم يطبخ ويخبز لان نفقته
تو گنہگار ہوگی اگرچہ اوسپہ کچہہ زور نہین ہی اور اگر بی بی کی پاس کوئی خادم ہو تو خاوند پر اوس خادم کا خرچ ہی واجب ہی اگر وہ خادم سالن روٹی پکاتا ہو اسلئی کہ

في مقابلة خدمته واذا لم يطبخ ولم يخبز لا يجب عليه نفقته بخلاف المرأة فان نفقتها ليست في مقابلة الخدمة بل في
اسکا خرچ بعوض خدمت کی ہی اور اگر سالن روٹی نہ پکاوی تو اوسکا خرچ نہین برخلاف عورت کی کیونکہ بی بی کا خرچ بعوض خدمت کی بدلہ نہین ہی بلکہ

مقابلة الاحتباس فقد حبست نفسها لحق زوجها فكانت نفقتها على زوجها وينبغي ان يوسع عليها في النفقة اذا وسع الله
رک رہنی کی بدلہ ہی سو وہ اپنی تئین خاوند کو دی چکی اب اوسکا خرچ خاوند کی ذمہ ہی اور لایق ہی کہ جب اللہ تعالی خاوند کو وسعت دی تو عورت کا خرچ

تعالى عليه ويعتدل فيها بلا تقتير ولا اسراف اذ قال الله تعالى كلوا واشربوا ولا تسرفوا واهم ما يجب عليه ان يطعمها من
بہی کمی او بدن کی زیادتی کی اعتدال پر رکہی کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہی کہاؤ اور پیو اور مت اوڑاؤ اور ضروری خاوند پر یہہ ہی کہ اوسکو

الحلال ولا يدخل مداخل السوء لاجل نفقتها فان ذلك خيانة عليها لا رعاية لحقها وينبغي له ان يامرها بالتصدق
حلال کہانا کہلاوی اور اوسکی خرچ کی لئی برا طریقہ یعنی چوری چکاری نہ اختیار کری کیونکہ یہہ اوسکا حق تلفی ہی اوسکی حق کی رعایت نہین ہی اور خاوند کو چاہئی کہ

ببقايا الطعام وما يفسد لو ترك واما الكسوة فقدرها محمد بدرعين وخمارين وملحفة في كل سنة والمراد بالدرع
بچتا کہانا اور ایسی چیز جو رکہی رکہی بگڑ جاوی خیرات کر دیا کری اور کپڑی کا اندازہ امام محمد نی یہہ کیا ہی کہ دو کرتی اور دو اوڑہنی اور ایک چادر ہر سال اور مراد کرتہ

والخمار صيفيا وشتويا فالصيفي ما يكون رقيقا يصلح في زمان الحر والشتوي ما يكون ثخينا يصلح لدفع البرد ولم يذكر

اور دوا اوڑھنی سے گرمی جاڑے کی ہیں گرمی کا باریک ہو جو گرمیوں میں کام آوے اور جاڑے کا وہ جو گاڑھا ہو جسمیں سردی دور ہو اور موزی

الخف والكعب لان ذلك انما يحتاج اليه للخروج وليس على الزوج تهيئة اسباب الخروج ولم يذكر السراويل ولا بد منه في الشتاء

اور جوتی کا ذکر نہیں کیا اسلئے کہ اسکی حاجت باہر جانیکی لئے ہوتی ہے اور خاوند کی ذمہ نہیں ہے کہ باہر پھرنیکا سامان تیار کیا کرے اور ازار کا بھی ذکر نہیں کیا اور ازار جاڑے میں

حتى قال قاضيخان في فتاواه هذا في عرفهم واما في ديارنا فيجب السراويل وثياب اخر كالجبة والفراش الذي تنام عليه

ضرور چاہیے یہاں تک کہ قاضی خان نے اپنی فتاوی میں کہا ہے یہہ اونکا چلن ہے اور ہمارا ملک سو ازار بھی واجب ہے اور اور کپڑے جیسے جبہ اور بچھونا جسپر سووے

واللحاف وما يدفع الحر والبرد ويجب لخادمها قميص وازار وكسلة وخف لانها تحتاج الى الخروج للمصالح الخارجة من الرسالة

اور لحاف اور جس سے گرمی جاڑا دفع ہو اور خادم کی واسطے قمیص اور ازار اور چادر اور جوتی واجب ہے کیونکہ خادم کو باہر کی کاروبار کی واسطے باہر جانے کی حاجت ہے

الى الابوين ونحو ذلك ولا يجب لها الخمار لان شعرها ليس بعورة واما السكنى فحقها في الدار بيت على حدة تأمن على متاعها

جیسے بی بی کا ماں باپ کے پاس بھیجنا اور مانند اسکے اور اسکی لئے اوڑھنی واجب نہیں ہے کیونکہ اوسکی سر کی بال عورت نہیں ہیں اور رہنے کا گھر سو اوسکا حق احاطہ کی اندر الگ کوٹھا ہے اپنی چیز کا بے فکر رہے

ولا تستحي عن غيرها في معاشرة زوجها فان كان للزوج احماء من والدة او اخت او ولد من غيرها فقالت اجعلني في بيت على حدة

اور خاوند کی ساتھ رہنے میں غیر سے حیا نہ آوے پھر اگر خاوند کی اخیافی بھائی ہوں یا بہن ہو یا اور بی بی کی اولاد ہو اور بی بی کہے مجھکو اور گھر تجویز کر دے

كان لها ذلك لانها لا تأمن على متاعها وتستحي عن المعاشرة مع زوجها ان كان البيت في الدار واحدا وان كان متعددا

تو بی بی کا حق ہے اسلئے کہ چیز بست کا ڈر رہتا ہے اور خاوند کی ساتھ رہنے میں حیا آتی ہے اگر وہ کوٹھا احاطہ میں ایک ہی ہووے اور اگر کئی کوٹھے ہوں

فاعطاها بيتا يغلق ويفتح لم يكن لها ان تطلب بيتا آخر ان لم يكن في الدار من احماء الزوج من يؤذيها الا ان يكون

اور اسکو ایسا کوٹھا حوالہ کیا جسمیں کیونی بند کرنیکا بلا شرکت اختیار ہو تو اب اسکا حق نہیں کہ اور گھر مانگے اگر اوس احاطہ میں خاوند کی بھائی بند ستانیوالے نہوں مگر اوس صورت میں

الزوج يضربها ويؤذيها فشكت الى القاضي وسئلت ان يسكنها بين قوم صالحين يعرفون احسانه واساءته فالقاضي

کہ خاوند اوسکو مارتا اور ستاتا ہو اور وہ قاضی کی ہاں فریاد کر کر یہہ کہے کہ مجھکو بھی صالح قوم میں مکان دے کہ اسکی بھلائی برائی دیکھتے رہیں پھر قاضی کو

ان علم ان الامر كما قالت يزجره عن ذلك ويمنعه عن التعدي وان لم يعلم ان الامر كما قالت ينظر الى جيران الدار فان كانوا

اگر یقین ہو کہ عورت سچی ہے تو خاوند کو دھمکا دے اور تعدی سے منع کر دے اور اگر یقین نہو کہ عورت سچی ہے تو اوسکی گھر کی ہمسایوں کو دیکھے اگر وہ

قوما صالحين يسئلهم هل هذا الامر كما قالت فان قالوا ان الامر كما قالت يزجره عن ذلك ويمنعه عن التعدي وان قالوا

قوم صلحا ہوں تو اونسے یہہ حال جو عورت بیان کرتی ہے دریافت کرے پھر اگر وہ گواہی دیں کہ عورت سچی ہے تو خاوند کو دھمکا دے اور تعدی سے منع کر دے اور اگر وہ

ليس الامر كما قالت يتركها في تلك الدار وان لم يكونوا قوما صالحين او كانوا يميلون اليه يامره ان يسكنها بين قوم

ہمسایہ کہیں کہ عورت سچی نہیں ہے تو اوسی گھر میں رہنے دے اور اگر وہ ہمسایہ صلحا نہیں ہیں یا خاوند کی طرفدار ہوں تو اوسکو حکم دے کہ اس عورت کو صلحا میں

صالحين يخبرونه باحسانه واساءته اذ لا يجوز للرجل ان يتعدى في حق النساء لما روي انه عليه السلام قال الله

مکان بناوے کہ وہ بھلی بری کی خبر کیا کریں اسلئے کہ مرد کو جائز نہیں کہ عورتوں کی حق میں تعدی کرے اسلئے کہ روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا عورتوں کی باب میں

الله في النساء فانهن عوان عندكم اخذتموهن بعهد الله واستحللتم فروجهن بكلمة الله فانه عليه السلام حذر

اللہ سے ڈرو اللہ سے ڈرو بیشک عورتیں تمہاری مددگار ہیں تمنے اونکو اللہ کی عہد سے لیا ہے اور اللہ کی کلمہ سے اونکی فروج حلال کیں ہیں بیشک نبی علیہ السلام نے اسحدیث میں

امته في هذا الحديث عن سوء العشرة مع نسائهم لان قوله عليه السلام الله الله في النساء بمنزلة ان يقال اتقوا الله في

اپنی امت کو عورتوں کی ساتھ بدسلوکی سے ڈرایا ہے اسلئے کہ قول علیہ السلام الله الله فی النساء بمنزلہ اس قول کے ہے عورتوں کی باب میں اللہ سے ڈرو

امر النساء فلا تؤذوهن بالباطل لكونهن في ايديكم كالاسارى بل عاشروهن بالمعروف كما قال الله تعالى وعاشروهن

سو اونکو ناحق نہ ستاؤ کیونکہ وے تمہاری قابو میں قیدیوں کی مثال ہیں بلکہ اونکی ساتھ خوبی سے گذران کرو چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہے اور گذران کرو عورتوں

بالمعروف فإنكم أخذتموهن بعهد الله الذي عهد إليكم من الرفق بهن والشفقة عليهن واستحللتم فروجهن

معقول کیونکہ تمنی اونکو اللہ کی عہد پر لیا ہی جوکہ اللہ تعالی نی اونکی ساتہہ نرمی کا اور اون پر شفقت کا تمسی عہد کیا ہی اور تمنی اونکی فرج کو اللہ کی

بأمر الله تعالى وحكمه فإن نقضتم عهده الذي عهد إليكم في حقهن وخنتم في أمانته ينتقم منكم لهن

حکم سی حلال کیا ہی پہر اگر تمنی اللہ کا عہد توڑا جو تمہاری ساتہہ اونکی حق میں کیا ہی اور اوسکی امانت مین خیانت کی تو اللہ تمسی اونکا بدلہ لیگا

وذلك لأنهن إماء الله تعالى فمن تزوجهن بأمر الله تعالى وحكمه تكن عنده أمانة ووديعة من الله تعالى

اور یہہ اسلئی کہ عورتین اللہ کی لونڈیان ہین پہر جسنی اونکو اللہ تعالی کے حکم سی اپنا جوڑا بنایا تو وہ اوسکی پاس اللہ تعالی کی امانت اور سپردگی ہین

فإذا آذاهن بالباطل ولم يعاشرهن بالمعروف يصير كأنه نقض عهده تعالى وخان في أمانته فينتقم منه لهن

پہر جسنی اونکو ناحق ستایا اور خوبی سی گذران نکی تو گویا اوسنی اللہ کا عہد توڑ دیا اور اوسکی امانت مین خیانت کی سو اللہ اوس سی اونکا بدلہ لیگا

فعلى هذا يلزم للرجل حسن الخلق معهن واحتمال الأذى منهن وعدم الالتفات إلى بعض معايبهن ما لم يكن إثما

اس بیان کی موافق مردکو لازم ہی کہ اونکی ساتہہ نیک چلن برتی اور اونکی ایذا کی برداشت کری اور بعضی عیبون پر ترحم کی راہ سی جبتک گناہ نہون توجہ نکری

ترحما عليهن لقصور عقولهن وقد كان بعض العلماء يقول الاحتمال على أذى واحد من المرأة فهو في الحقيقة احتمال

کیونکہ کم عقل ہوتی ہین اور بعضی علماء کا قول ہی کہ عورت کی ایک ایذا پر برداشت کرنی حقیقت مین بہت سی ایذاؤن کی برداشت ہی

على أذية كثيرة إذ في ذلك الاحتمال الواحد نجاة الولد من اللطمة والقدر من الكسر والثوب من الخرق بل ينبغي له أن

کیونکہ ایک برداشت کرنی مین فرزند کی نجات طمانچہ کہانی سی اور ہانڈی کی نجات ٹوٹنی سی اور کپڑی کی نجات پہٹنی سی ہی بلکہ خاوند کو لازم ہی

يزيد على احتمال الأذى الملاعبة معهن فيلاعبهن بما لا إثم فيه فإن ملاعبة الرجل مع نسائه ليست من اللهو

کہ ایذا کی برداشت پر اونکی ساتہہ ملاعبت زیادہ کری سو اونکی ساتہہ وہ کہیل کیا کری جسمین گناہ نہو بیشک ملاعبت خاوند کی بی بی کی ساتہہ لہو باطل مین داخل

الباطل الذي نهي عنه في الدين بل هي من اللهو الجائز الذي رخص فيه في الدين فإنه عليه السلام كان يمزح مع

نہین ہی جسکی دین مین ممانعت ہی بلکہ یہہ لہو جائز ہی جسکی دین مین اجازت ہی بیشک نبی علیہ السلام ازواج کی ساتہہ خوش طبعی کیا کرتی تہی

نسائه وينزل إلى درجة عقولهن حتى روي أنه عليه السلام كان يسابق مع عائشة في العدو وجاء في الخبر أنه عليه السلام

اور اونکی ہی موافق بنجاتی تہی یہان تک روایت ہی کہ نبی علیہ السلام حضرت عائشہ کی ساتہہ شرط کرکر دوڑتی اور حدیث مین آیا ہی کہ نبی علیہ السلام

كان من أفكه الناس مع نسائه أي من أطيبهم وأمزحهم معهن وروي أنه عليه السلام قال خيركم خيركم لأهله

ازواج کی ساتہہ بہت زیادہ ظرافت کرتی یعنی اونکی ساتہہ بہت خوش خلقی اور بہت مزاح فرماتی اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا تم مین اچہا وہ ہی جو اپنی بی بی کا

وفي حديث آخر أنه عليه السلام قال أكمل المؤمنين إيمانا أحسنهم خلقا وألطفهم بأهله لكن لا ينبغي له أن ينبسط

اچہا ہو اور ایک اور حدیث مین ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا سب مومنون مین کامل ایمان والا وہ ہی جو اپنی اہل کی ساتہہ نیک خلق اور لطف برتی لیکن ایسا نچاہئی

معهن في حسن الخلق والملاعبة إلى حد يفسد خلقهن ويسقط بالكلية هيبته عندهن بل يراعي الاعتدال في

کہ اونکی ساتہہ اس درجہ کا حسن خلق اور ملاعبت برتی کہ اونکی عادت بگڑ جاوی اور اونپر سی سراسر ہیبت جاتی رہی بلکہ اس باب مین اعتدال کا لحاظ رکہی

ذلك فلا يدع الهيبة والانقباض مهما رأى منهن منكرا ولا يفتح باب المساعدة البتة بل مهما رأى منهن ما يخالف الشرع

سو ہیبت اور دبدبہ موقوف نکری اگر اونسی کچہہ بری بات دیکہی تو دروازہ امداد کا بالکل نکہولی بلکہ اونسی جب کوئی امر خلاف شرع دیکہی

يغضب لأن الله تعالى جعله قواما عليهن حيث قال الرجال قوامون على النساء فيلزمه أن يقوم عليهن بالأمر والنهي

تو غصہ کری کیونکہ اللہ تعالی نی مرد کو عورتون پر حاکم بنایا ہی چنانچہ فرمایا ہی مرد حاکم ہین عورتون پر سو مرد کو لازم ہی کہ اونپر حکومت کی ساتہہ قائم رہی

ولا يتغافل عن مبادي الأمور التي يخشى غوائلها بل ينبغي له أن يكون صاحب غيرة لكن لا يبالغ في التعنت وإساءة

اور ایسی کام کی مبادی سی غفلت نکری جسکی بد انجامی کا خوف ہو بلکہ یون چاہئی کہ غیرت کی ساتہہ رہی لیکن غایت درجہ کی عیب جوئی اور بدگمانی

الظن وتجسس البواطن اذ روی انه علیه السلام نهی ان تتبع عورات النساء وفی لفظ ان یتعنت النساء فان غیرة

اور باطن کی تلاش نکری اسواسطی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام سی کہ عورتون کی چہپی باتین تلاش نکیجاوین اور ایک روایت مین ہی کہ عورتون کی عیب جوئی نکرین

الرجل علی اهله من غیر ریبة یبغضها الله تعالی کما جاء فی الحدیث انه علیه السلام قال غیرة یبغضها الله تعالی

کیونکہ مرد کی غیرت بی بی پر بدون وقوع شبہ کی اللہ تعالی کو ناپسند ہی چنانچہ حدیث مین آیا ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا ایک غیرت ہی کہ اللہ تعالی کو ناپسند ہی

وهی غیرة الرجل علی اهله من غیر ریبة لان ذلك من سوء الظن الذی وقع النهی عنه فان بعض الظن اثم واما الغیرة

یعنی مرد کی غیرت بی بی پر بدون شبہ کی کیونکہ یہہ صرف بدگمانی ہی جسکی ممانعت واقع ہوئی ہی بیشک بعضی گمان گناہ ہین اور یہی وہ غیرت

فی محلها فلابد منها وهی محمودة لما روی انه علیه السلام قال ان الله یغار وان المؤمن یغار وغیرة الله ان یاتی

جو ٹہیک سر ہو وہ تو ضرور چاہئی اور محمود ہی اسلئی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا بیشک اللہ غیرت کرتا ہی اور مؤمن غیرت کرتا ہی اور اللہ کو غیرت اسپر آتی ہی

المؤمن ما حرمه الله علیه وفی حدیث اخر انه علیه السلام قال انی لغیور وما امرء لا یغار الا منکوس القلب والطریق

کہ مؤمن ہوکر حرام کام عمل مین لاوی اور ایک اور حدیث مین ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا مین بڑا غیرت والا ہون اور کون شخص ہی کہ غیرت نکری مگر اندہی دل اور وہ طریق

المغنی عن الغیرة ان لا یدخل علیهن رجل ولا یخرجن الی الطرقات بعد من عدم الغیرة فیلزم للرجل ان یمنع زوجته

کہ بیغیرتی سی بچا دی یہہ ہی کہ کوئی مرد انکی پاس نہ آنی پاوی اور عورتین باہر رستہ پر نجایا کرین کیونکہ عورتون کا رستہ پر جانا یہہ ہی بیغیرتی ہی سو مرد کو لازم ہی کہ

عن الخروج من البیت ولا یاذن لها بالخروج الا فی مواضع مخصوصة وهی ما قال صاحب الخلاصة نقلا عن مجموع النوازل

بی بی کو گہر مین سی نہ نکلنی دی اور سوا کئی جگہ کی نکلنی کی اجازت ندی وہ جگہہ ہین جو خلاصہ والی نی مجموع النوازل مین سی نقل کی ہین

یجوز للزوج ان یاذن لها بالخروج الی سبعة مواضع زیارة الابوین وعیادتهما وتعزیتهما او احدهما وزیارة المحارم

خاوند کو جایز ہی کہ بی بی کو سات جگہ جانی کی اجازت دی ماباپ کی ملاقات کو اور انکی بیمار پرسی کو اور دونو کی یا ایک کی تعزیت کو اور محرمون کی ملاقات کو

وبعد بیان هذه السبعة قال فان کانت قابلة او غسالة او کان لها حق علی اخر او لاخر علیها حق تخرج بالاذن وبغیر الاذن

اور یہہ سات جگہ بیان کرکر کہا پہر اگر وہ عورت دائی ہو یا مردہ شو یا اوسکا حق کسی پر یا کسیکا حق اسپر آتا ہو تو با جازت اور بلا اجازت چلی جایا کری

وفیما عدا ذلك من زیارة الاجانب وعیادتهم والولیمة لا یاذن لها ولو اذن وخرجت کانا عاصیین والاذن قد

اور ایسی موقع کی سوا جنبیون کی ملاقات اور بیمار پرسی کو اور ولیمہ مین اجازت ندیوی اور اگر خاوند نی اجازت دی اور وہ چلی گئی تو دونو گنہگار ہونگی اور اجازت بعضی

یکون بالسکوت وهو کالقول لان النهی عن المنکر فرض وان ارادت ان تخرج الی مجلس العلم بغیر رضی الزوج لیس لها

وقت خاموشی سی بہی ہو جاتی ہی اور یہہ خاموشی مانند بولنی کی ہوتی ہی اسلئی کہ ممانعت بری بات سی فرض ہی اور اگر عورت چاہی کہ علم کی مجلس مین بدون مرضی خاوند کی جاوی

ذلك الا ان یقع لها نازلة وامتنع الزوج من السوال لها فحینئذ یسعها الخروج من غیر رضی الزوج لان طلب العلم فیما

تو اوسکو اختیار نہین ہی ہان اوس صورت مین کہ کوئی واقعہ پیش آوی اور خاوند پوچہہ کر نہ بتاوی بس اب بی رضی خاوند کی جانی کی گنجایش ہی اسلئی کہ علم کی تلاش حاجت

یحتاج الیه فرض علی کل مسلم ومسلمة فیقدم علی حق الزوج وان سئل الزوج من العالم واخبرها بذلك لا یسعها الخروج وان

کی وقت ہر مسلم مرد اور مسلمہ عورت پر فرض ہی سو فرض خاوند کی حق پر مقدم ہی اور اگر خاوند نی عالم سی پوچہہ کر بتا دیا تو پہر باہر جانی کی گنجایش نہین رہی اور اگر

لم یقع لها نازلة لکن ارادت ان تخرج الی مجلس العلم لتعلم مسئلة من مسائل الوضوء والصلوة ان کان الزوج یحفظ المسائل

اوسکو کوئی واقعہ تو پیش نہین آیا پر دل چاہتا ہی کہ مجلس علم مین جاوی تا کہ مسائل وضو اور نماز کی سیکہہ لی اب اگر خاوند کو مسایل یاد ہین

ویذکرها عندها فله ان یمنعها وان کان لا یحفظ فالاولی ان یاذن لها احیانا وان لم یاذن لا شئ علیه ولا یسعها

اور اوسکو بتاتا رہتا ہی تو اوسکو منع کرنیکا اختیار ہی اور اگر خاوند کو مسایل نہین آتی تو اولی یہ ہی کبہی کبہی اجازت دیا کری اور اگر اجازت ندی تو اوسپر کچہہ الزام نہین ہی اور نہ وہ

الخروج ما لم یقع لها نازلة وان خرجت من بیت زوجها بغیر اذنه یلعنها کل ملك فی السماء وکل شئ تمر علیه الا الانس والجن

جا سکتی ہی جبتک کوئی واقعہ پیش نہ آوی اور اگر بی بی خاوند کی گہر مین سی بی اجازت چلی جاوی تو اوسپر تمام فرشتہ آسمان کی اور تمام شی جو رستہ مین آتی ہین لعنت کرتی

والحاصل

والحاصل ان خروجها من بيت زوجها بغير اذنه حرام عليها واذا خرجت باذنه تخرج غير متزينة بهيئة مستورة وتطلب
خلاصہ یہہ ہی کہ عورت کا خاوند کی گھر مین سی بی اجازت باہر نکلنا اوسپر حرام ہی اور اگر اجازت سی نکلی تو پردہ سی بری ہیئت بناکر نکلی اور ڈھونڈھی

المواضع الخالية دون المشارع والاسواق ولا تخرج عطرة متزينة ولا تتحدث مع رجل فى الطريق لما روى ان عمر رأى
رستہ سی جاوی شارع بازار اور جگہوں کو نہ جاوی اور خوشبو لگاکر بن ٹھن کر نجاوی اور رستہ مین کسی مرد سی نہ بولی کیونکہ روایت ہی کہ عمر رض نی ایک

امراة مع رجل يتحدثان فى الطريق فضربهما بالدرة فقال الرجل هى امراتى يا امير المؤمنين فقال له عمر لو كانت امراتك
عورت کو مرد سی رستہ مین بات کرتی دیکھا تو دونوں کو کوڑی ماری اوس مرد نی کہا یا امیر المؤمنین یہہ عورت میری بی بی ہی عمر رض نی جواب دیا اگر تیری بی بی تہی تو

فلم لم تدخلها فى بيتك حتى لا يتهمك احد فى الطريق ولا تخرج الى الحمام وان اذن لها زوجها لما روى عن عائشة انه عليه
گھر مین کیوں نہ بیٹھائی تاکہ رستہ مین کوئی تجہہ پر تہمت نہ لیتا اور عورت حمام مین نجاوی اگرچہ خاوند اجازت دیوی اسلئی کہ عائشہ رض سی روایت ہی کہ نبی علیہ

السلام قال الحمام حرام على نساء امتى فان اقتضت الضرورة الى دخولها فى الحمام لعذر المرض والنفاس يشترط ان تدخل
السلام نی فرمایا میری امت کی عورتوں پہ حمام حرام ہی پہر اگر حمام مین جانیکی کوئی ضرورت آلگی کسی مرض یا نفاس کی عذر سی تو یہہ شرط ہی کہ ننگی

بمیزر ولا يكون فيه احد من النساء مكشوف العورة ولا تخرج بزينة فاذا لم يوجد واحد من هذه الشروط لا يحل لها
نہ جاوی اور وہان کوئی عورت ننگی نہو اور سنگار کرکر نہ نکلی پہر اگر ایک بہی شرط فوت ہوویگی تو حمام مین جانا

الخروج الى الحمام وكذا لا يحل لها الخروج الى المقابر لما ذكر فى نصاب الاحتساب ان القاضى سئل عن جواز خروج المراة الى
حلال نہین ہی اور ایسی ہی عورت کو گورستان مین جانا حلال نہیں ہی اسلئی کہ نصاب الاحتساب مین مذکور ہی کہ کسینی قاضی سی پوچہا کہ عورت کو گورستان مین جانا

المقابر فقال لا تسئل عن الجواز فى مثل هذا وانما تسئل عن مقدار ما يلحقها من اللعن فانها لما نوت الخروج كانت فى
جایز ہی یا نہین جواب دیا ایسی مقام پر جواز کو کیا پوچہتا ہی یہہ پوچہہ کہ اوسپر کتنی لعنت برستی ہی کیونکہ وہ عورت جبہی جانیکا ارادہ کرتی ہی تو اللہ تعالی

لعنة الله تعالى وملئكته واذا خرجت تحفها الشياطين من كل جانب واذا اتت القبر يلعنها روح الميت واذا رجعت
اور اوسکی فرشتوں کی لعنت مین رہتی ہی اور جب نکلتی ہی تو ہر طرف سی شیاطین گہیر لیتی ہین اور جب قبر پر آتی ہی تو مردہ کی روح لعنت کرتی ہی اور جب پہرتی ہی

يكون فى لعنة الله تعالى وملئكته حتى تعود الى منزلها وفى الخبر ايما امراة خرجت الى مقبرة يلعنها ملئكة السموات
تو اللہ تعالی اور اوسکی فرشتوں کی لعنت مین ہوتی ہی جبتک اپنی گہر پہنچی اور ایک اور حدیث مین ہی جو عورت گورستان مین جاوی اوسپر ساتوں آسمان

السبع والارضين السبع وتمشى فى لعنة الله تعالى وايما امراة دعت للميت بخير ولم تخرج من بيتها يعطيها الله تعالى
اور ساتوں زمین کی فرشتہ لعنت کرتی ہین اور اللہ کی لعنت مین جاتی ہی اور جو عورت گہر مین بیٹھی ہوئی مردکی لئی دعاء خیر کرتی ہی تو اوسکو اللہ تعالی

ثواب حجة وعمرة وعن سلمان وابى هريرة انه عليه السلام ذات يوم خرج من المسجد فوقف على باب داره فاتت فاطمة
حج اور عمرہ کا ثواب دیتا ہی اور سلمان اور ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام ایک روز مسجد مین سی نکل کر اپنی گہر کی دروازہ پر ٹہر گئی وہین فاطمہ آگئین

فقال لها من اين جئت قالت خرجت الى منزلة فلانة التى ماتت فقال هل ذهبت قبرها قالت معاذ الله ان افعل
آپ نی پوچہا تو کہاں سی آئی عرض کیا مین فلانی عورت کی گہر گئی تہی وہ جو مرگئی ہی پہر آپنی پوچہا کیا اوسکی قبر پر گئی تہی عرض کیا خدا کی پناہ مین ایسا کرتی

شيئا بعد ما سمعت منك ما سمعت فقال لو زرت قبرها لم تريحى رائحة الجنة وروى انه عليه السلام لما قدم المدينة
بعد اسکی کہ آپ سی سن چکی ہوں جو سنا پہر فرمایا اگر تو اوسکی قبر پر جاتی تو جنت کی بو نہ سونگہ سکتی اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام جب مدینہ مین تشریف لائی

خرج الى جنازة فراى النساء يتبعن فقال لهن اتحملين مع من يحمل فقلن لا فقال عليه السلام اتصلين مع من يصلى
تو ایک جنازہ کی ساتہہ چلی دیکہا کہ عورتین پیچہی چلی آتی ہین آپ نی فرمایا کیا تم سب کی ساتہہ جنازہ اوٹہاؤگی عرض کیا نہین پہر آپ نی فرمایا کیا سب کی ساتہہ نماز

فقلن لا فقال انصرفن مازورات غير ماجورات فدل ذلك على ان المراة لا يباح لها تشييع الجنازة ولا الخروج الى المقبرة
پڑہوگی عرض کیا نہیں پہر آپنی فرمایا کہ ہٹو کی گنہگار۔ و کربی ثواب اسی معلوم ہوا کہ عورت کو جنازہ کی ساتہہ جانا مباح نہین ہی اور نہ قبرستان مین جانا

بل لا ينبغي لها ان تكون قاعدة في قعر بيتها ملازمة لمغزلها من حين تزف الى زوجها الى ان تزف الى قبرها ولا تخرج من

بلکہ عورت کو یہہ لازم ہی کہ گہر کی اندر بیٹہی ہوئی چرخہ کاتا کری جب سی کہ خاوند کی پاس آئی ہی جبتک گور مین جاویگی اور گہر سی باہر

بيتها بغير اذن زوجها قال ابن الهمام وحيث ابيح لها الخروج فانما يباح بشرط عدم الزينة وتغيير الهيئة الى ما لا يكون

بدون اجازت خاوند کی نہ نکلی ابن الہمام کہتی ہین عورت کو جہان جانا مباح ہی تو اس شرط سی کہ سنگار نہ کری اور ایسی ہیئت بنالی کہ اوسپر مرد کو

داعيا الى نظر الرجال واستمالتهم اذ قال الله تعالى ولا تبرجن تبرج الجاهلية الاولى والتبرج على ما ذكر في الصحاح اظهار

نظر کی رغبت اور میلان نہوئی اسلئی کہ اللہ تعالی فرماتا ہی اور دکہلاتی نہ پہرو جیسی دکہانا دستور تہا پہلی وقت نادانی کی اور تبرج کی معنی مطابق بیان صحاح

المرأة زينتها ومحاسنها للرجال وكان ذلك عادة نساء اهل الجاهلية الاولى وهي على ما قيل ما بين آدم ونوح عليهما السلام فنهى

دکہلانا عورت کا اپنا سنگہار اور خوبی مردون کو اور جاہلیت اولی مین عورتون کی یہہ عادت تہی اور جاہلیت اولی موافق ایک قول کی آدم علیہ السلام سی نوح علیہ

الله المومنات عن التشبه بهن وامرهن بالقرار في بيوتهن فان المرأة كلما كانت مخفية من الرجال يكون دينها اسلم لما

السلام تک ہی سو اللہ تعالی نی مومنہ عورتون کو اونکی مشابہت سی منع کیا اور انکو حکم دیا کہ اپنی گہرون مین بیٹہی رہو بیشک عورت جبتک مردون سی پوشیدہ رہیگی اوسکا دین

روي انه عليه السلام قال لابنته فاطمة اي شيء خير للمرأة قالت ان لا ترى رجلا ولا يراها رجل واستحسن قولها

سلامت رہیگا اسلئی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی اپنی بیٹی فاطمہ سی پوچہا عورت کی حق مین کیا بہتر ہی عرض کیا نہ وہ مرد کو دیکہی اور نہ مرد اوسکو دیکہی سو آپ نی اونکا قول

وضمها اليه وقال ذرية بعضها من بعض وكان اصحاب النبي عليه السلام يسدون الثقب والكوى في الحيطان لئلا

پسند کر کر سینہ سی لگالیا اور فرمایا اولاد ایک کی ایک سی ہی اور نبی علیہ السلام کی اصحاب دیوارون کی سوراخ اور روشندان بند کردیا کرتی تہی تاکہ

تطلع النساء على الرجال ورأى معاذ امرأته تطلع في كوة فضربها فينبغي للرجل ان يفعل كذلك ويمنع امرأته عن مثل ذلك

عورتین مردون کو نہ جہانکین اور معاذ نی اپنی بی بی کو روشندان سی جہانکتی ہوئی دیکہلیا تو اوسکو خوب مارا اب مرد کو بہی لازم ہی کہ ویسا ہی کیا کری اپنی بی بی

ثم انهم ان كان في قلبها بدعة يزيلها ويلقنها اعتقاد اهل السنة والجماعة ويعلمها من احكام الصلوة والحيض والنفاس

منع کری پہر اگر عورت کی دل مین کوئی بدعت ہو تو اوسکو دفع کری اور اوسکو عقیدہ اہل السنۃ والجماعۃ کا تلقین کری اور مسائل نماز کی اور حیض اور نفاس کی

ما تحتاج اليه وان تساهلت في امر الدين او كانت تاركة للصلوة يؤدبها لكن يتدرج في تاديبها فيقدم اولا الوعظ والتخويف

اور جو حاجت پڑتی ہو سب سکہادیوی اور اگر دین کی باب مین سستی کرتی ہو یا بی نماز ہو تو ادب دیوی لیکن اوسکی ادب دینی مین آہستگی برتی پہلی تو زبانی پندوی اور خدا سی

بالله تعالى وان لم ينجع يولي اليها ظهره في المضجع او ينفرد عنها بالفراش ويهجرها ثلث ليال وان لم ينجع يضربها ضربا

ڈرادی اگر باز نہ آوی تو سونی مین غصہ سی اوسکی طرف پشت کرلی یا اوس سی جدا سوئی اور تین رات تک اوس سی الگ رہی پہر بہی نہ باز آوی تو اتنا مار ی

غير مبرح بحيث يولمها ولا يكسر عظمها ولا يدمي جسمها ولا يضرب وجهها لورود النهي عنه فان لم ينجع يطلقها كما

کہ ہڈی نہ ٹوٹی ایسا کہ دکہہ تو ہو اور ہڈی نہ ٹوٹی اور اوسکا بدن بہی لہو لہان نہو جاوی اور مونہہ پر نہ ماری اسکی ممانعت آئی ہی اب بہی نمانی تو طلاق دیدی چنانچہ

قال قاضيخان في فتاواه رجل له امرأة لا تصلي يطلقها وان لم يكن له مال يدفع مهرها وقال البزازي لان يلقى الله

قاضیخان نی اپنی فتاوی مین کہا ہی ایک شخص کی بی بی بی نماز ہو اوسکو طلاق دیدی اگرچہ خاوند کی پاس اتنا مال نہو کہ مہر پورا کردی اور بزازی کہتا ہی اگر فرد مہر

ومهرها في عنقه اولى من ان يطأ امرأة لا تصلي وقد مدح الله تعالى اسماعيل النبي عليه السلام بقوله وكان يامر

گردن پر لیکر اللہ کی سامنی جاوی تو اس سی بہتر ہی کہ عورت بی نماز سی وطی کری اور بیشک اللہ تعالی نی اسماعیل نبی علیہ السلام کی اس آیت مین مدح کی ہی اور حکم کرتا تہا

اهله بالصلوة والزكوة وقالوا حمل اهل بيته على الصلوة سبب لانفتاح باب الرزق وقال صاحب الخلاصة للزوج ان

اپنی گہر والون کو نماز اور زکوۃ کا اور کہتی ہین کہ اہل بیت کو نماز پر مستعد کرنی سی دروازہ روزی کا کہلتا ہی اور خلاصہ والا کہتا ہی خاوند کو اختیار ہی کہ

يضرب المرأة على اربع احدها الخروج عن منزله بغير اذنه بعد ايفائها مهرها والثانية ترك الزينة اذا اراد الزوج

بی بی کو چار بات پر مارے ایک تو اوسکی بی اجازت گہر سی نکلنی پر جب کہ اپنا مہر لی چکی ہو اور دوسری سنگار نکرنی پر اگر خاوند کا دل سنگار کو چاہی

والثالثة ترك الاجابة اذا اراد الزوج الجماع وهي طاهرة والرابعة ترك الصلوة وبمنزلة ترك الصلوة ترك الغسل
اور تیسری کہا نہ ماننی پر جسوقت خاوند جماع کی رغبت کری اور وہ عورت پاک ہی ہو اور چوتہی نماز نہ پڑہنی پر اور جنابت اور حیض سی غسل نہ کرنا بہی قایم

عن الجنابة والحيض ثم انه ان اراد ان يتزوج اخرى وعلم انه يعدل بينهما يجوز له ذلك لكن ان لم يفعل فهو اجود
مقام ترک صلوة کی ہی پہر اگر خاوند دوسرا نکاح کیا چاہی اور یقین کرتا ہی کہ دونوں میں عدالت کریگا تو جایز ہی لیکن اگر نکاح نکریگا تو ثوب ہو دیگا

لترك ادخال الغم عليها لاسيما عند كونها امراة صالحة فان صلاحها نعمة عظيمة لا يكافيها شكر وان خاف ان لا يعدل
کیونکہ بی بی کو غم سی بچایا خاص اس صورت میں کہ بی بی صالحہ ہو کیونکہ اوسکا تقوی بڑی نعمت ہی اسکا شکر ادا نہیں ہو سکتا اور اگر یہہ خوف ہو کہ عدالت

بينهما لا يجوز ان يفعل ذلك لان الله تعالى وان جعل له ذلك حلالا بقوله فانكحوا ما طاب لكم من النساء مثنى وثلث
نہ کر سکونگا تو جایز نہیں کہ دوسرا نکاح کری اسلئی کہ اللہ تعالی نی اگر چہ اوسکو حلال تو کیا ہی اس آیت میں سو نکاح کرو جو تمکو خوش آوین عورتین دو دو اور تین تین

وربع الا انه تعالى عقيب ذلك قال فان خفتم الا تعدلوا فواحدة فان من كانت له امراتان او اكثر يجب عليه
اور چار چار پر اللہ تعالی نی اوسکی بعد فرمایا ہی پہر اگر تمکو ڈر ہو کہ عدالت نکرو تو بس ایک ہی بیشک جسکی پاس دو عورتین ہون یا زیادہ تو اوسپر واجب ہی

ان يقسم ويعدل بينهن سواء كان صحيحا او مريضا فيكون عند كل واحدة منهن يوما وليلة او ثلثة ايام ولياليها
کہ اونمین برابر قسم اور عدالت کری برابر ہی کہ بہلی چنگی ہو یا بیمار پہر اونمین سی ہر ایک کی پاس ایکدن رات یا تین دن تین رات رہا کری

ولا يقيم عند احديهن اكثر من ذلك الا باذنهن والثيب والبكر والمراهقة والبالغة والعاقلة والمجنونة والمسلمة
اور کسیکی پاس اس سی زیادہ نہ ٹہرا کری ہان اونکی اجازت سی مضائقہ نہیں اور رانڈ اور کواری اور قریب بلوغ اور بالغہ اور ہوشیار اور باولی اور مسلمہ

والكتابية والصحيحة والمريضة سواء كانت الجديدة بكرا او ثيبا فانه ان قام عند الجديدة ثلثة ايام او سبعة
اور کتابیہ اور تندرست اور بیمار سب برابر ہین اگرچہ نئی باکرہ ہو یا رانڈ بیشک اگر خاوند نئی کی پاس تین دن یا سات دن رہی

ايام يقيم عند العتيقة مثل ذلك ولا يميل الى بعضهن لما روى انه عليه السلام قال من كانت له امراتان فمال الى
تو قدیمی کی پاس بہی وتنا ہی رہی اور بعضی کی طرف زیادہ میلان نہ کری اسلئی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا ہی جسکی پاس دو عورتین ہون پہر ایک کی طرف

احديهما جاء يوم القيمة واحد شقيه ساقطة يعني ان احد جنبيه يكون مجروحا ساقطا بحيث يراه اهل العرصات
رغبت کری تو قیامت کی دن ایسی حالت میں آویگا کہ اوسکا ایک جانب گری ہوئی ہو گی یعنی اوسکی کروٹ ایسی زخمی گری ہوئی ہو گی کہ اہل عرصہ سب دیکہینگی

ليكون له هذا زيادة في التعذيب فان الافتضاح اشد العذاب لكن ينبغي ان يعلم ان القسم والعدل انما يجب
تاکہ یہہ رسوائی اور زیادہ عذاب ہووی کیونکہ رسوائی مین سخت تر عذاب ہوتا ہی لیکن یاد رکہنی کی بات ہی کہ قسم اور عدالت یہہ ہی خرچ دینی مین

في العطاء والمبيت دون الحب والوقاع لان الحب لا يدخل تحت الاختيار والوقاع يبتني على النشاط فلا يقدر على التسوية
اور سونی مین واجب ہی محبت مین اور جماع مین واجب نہیں اسلئی کہ محبت اختیاری نہیں ہوتی اور جماع نشاط دلی پر موقوف ہی انمین برابری کی قدرت نہین

فيهما لما روى انه عليه السلام كان يقسم بين نسائه ويعدل ثم يقول اللهم هذا قسمي فيما املك فلا تلمني فيما تملك
ہی اسواسطی کہ نبی علیہ السلام اپنی ازواج مین قسم اور عدالت کیا کرتی پہر کہتی یا الہی مجہسی یہہ ہو سکتا ہی جسکا مجہی اختیار ہی سو مجہکو ملامت مت کرنا

ولا املك قيل اراد به الحب لان عائشة كانت احب نسائه اليه وكانت سائر نسائه يعرفن ذلك الا انه عليه السلام
جسمین مین مختار ہی اور مین مختار نہین کہتی ہین کہ اس سی محبت مراد ہی اسلئی کہ عائشہ رض آپکو سب ازواج سی زیادہ تر محبوب تہین اور تمام ازواج کو یہہ حال معلوم تہا لیکن نبی علیہ السلام

كان يقسم ويعدل في العطاء والبيتوتة حتى في مرضه الذي توفي فيه اذ روى انه عليه السلام كان يطاف به
دینی مین اور رات کی رہنی مین قسم و عدالت کیا کرتی تہی یہانتک کہ مرض الموت مین بہی اسلئی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام کو مرض کی اندر پہر وایا اوٹہائی پہرا کرتی

محمولا في مرضه كل يوم وليلة فيبيت عند كل واحدة منهن وكان يقول اين انا غدا اين انا غدا ففطنت ازواجه انه يريد
تہی پہر شبکو ہر ایک کی ہان رہا کرتی اور پوچہا کرتی کل کہان کی باری ہی کل کہان کی باری ہی اس سی ازواج سمجہہ گئین کہ عائشہ کی باری

یوم عائشة فاذنّ له ان یکون حیث شاء فقال هل رضیتن بذلک فقلن نعم قال علیه السلام حولونی الی بیت عائشة

پوچھتی ہیں پھر سب بی بیوں نے اجازت دیدی کہ آپ جہاں چاہیں رہیں پھر آپ نے پوچھا تم سب اسپر راضی ہو عرض کیا ہاں علیہ السلام نے فرمایا مجھکو عائشہ کی گھر پہنچاؤ

فکان فی بیتها حتی مات عندها ومما یجب علی الزوج من حقها ان یؤدی الیها مهرها کمله ان کان قادرا علی ادائه وان لم

پھر عائشہ کی گھر رہے یہاں تک کہ اونکی پاس وفات کی صلی اللہ علیہ وسلم اور بی بی کا جو حق خاوند پر واجب ہے یہ ہے کہ اوسکا پورا مہر ادا کردے اگر قدرت ادا کی رکھتا ہو اور اگر

یکن قادرا علی ادائه ینوی ان یؤدیه اذا قدر اذ قال الله تعالی وآتوا النساء صدقاتهن نحلة ای فریضة من الله تعالی فان

ادا کی قدرت نہیں ہے تو ادا کی نیت رکھے جب قدرت پاوے اسلئے کہ اللہ تعالی فرماتا ہے دیدو عورتوں کو مہر اونکی خوشی سے یعنی اللہ تعالی کا فرض کیا ہوا بیشک

اعطاء النساء مهورهن مما فرض الله تعالی فی الملة والدین فمن نوی ان لا یؤدی الیها مهرها یجیٔ یوم القیامة زانیا لما

عورتوں کو مہر دیدینا دین وملت میں اللہ ہی کا فرض کیا ہوا ہے پھر جسکی یہ نیت ہو کہ بی بی کا مہر ادا نکریگا تو قیامت کی دن زانی ہوکر آویگا اسلئے

روی انه علیه السلام قال ایما رجل تزوج امرأة علی ما قل من المهر او کثر لیس فی نفسه ان یؤدی الیها حقها لقی الله تعالی

کہ روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جس شخص نے کسی عورت سے نکاح کیا مقدار مہر سے کمتر پر یا اسکی زیادہ پر کہ اوسکی ادا کرنی کی نیت نہیں تو اللہ کی پاس

وهو زان ولا یطلب منها المهلة لاداء مهرها الا ان یکون فقیرا ان توجله المرأة طوعا لا کرها ولا یکلفها ان تهب له مهرها

زانی ہوکر آویگا اور مہر ادا کرنیکی واسطے بی بی سے مہلت نہ مانگے ہاں اگر کنگال ہو تو بی بی اپنی خوشی سے مہلت دیدے کچھ زور نہیں ہے اور یہ دباؤ نہ ڈالے کہ

لانه تعالی بعدما قال وآتوا النساء صدقاتهن نحلة قال فان طبن لکم عن شیٔ منه نفسا فکلوه هنیئا مریئا فمعناه

مہر بخشدے اسلئے کہ اللہ تعالی اس آیت کی بعد اور دے ڈالو عورتوں کو اونکی مہر فرماتا ہے پھر وہ اگر اسمیں کا کچھ چھوڑ دیں تمکو دلکی خوشی سے تو وہ کھاؤ رچتا پچتا سو اس

علی ما فی التفسیر وانوار التنزیل ان وهبن لکم بعضا من الصداق عن غایة الرضاء وطیب القلب بلا اکراه ولا اقتداء

آیت کی معنی تفسیر انوار التنزیل میں یہ ہیں بیشک اگر عورتیں تمکو کچھ مہر میں سے بخشدیں عین رضا اور دلکی خوشی سے بی دباؤ اور نہ بدمعاملگی کرنیسے

من سوء العشرة فانتفعوا به بلا تبعة فعلم من هذا ان الاستکثار فی الاستیهاب مکروه لانه تعالی کما جعل عقد النکاح بید الزوج ان شاء

سو وہ کھاؤ پیو بدون بچھتاوے کی اس آیت سے معلوم ہوا کہ زیادہ خواہش کرنی مہر بخشوانے کی مکروہ ہے اسلئے کہ اللہ تعالی نے جیسے کہ عقد نکاح خاوند کی اختیار

یمسکها وان شاء یرسلها بلا اختیار منها کذلک جعل حلقة سلسلة المهر فی رقبته وذمته فعقد النکاح یجرها الیه وسلسلة

میں رکھا ہے اگر چاہے بی بی کو روک رکھے اور اگر چاہے اوسکو چھوڑ دے عورت کو کچھ اختیار نہیں ہے ایسی ہی مہر کی زنجیر خاوند کی گردن میں ڈالدی ہے سو عقد نکاح عورت کو خاوند کی

المهر یجره الیها فاستیهاب کل المهر ابطال لحقها وابقاء لحقه وفیه ترک المعادلة ونوع من الظلم ولا یطلقها بغیر ضرورة

خاوند کو عورت کی طرف کھینچتی ہے سو کل مہر بخشوانا عورت کی حق تلفی ہے اور اپنا حق باقی رکھنا ہے اور اسمیں بے انصافی اور ایک طرح کا ظلم ہے اور بی بی کو بے ضرورت

الا ان تکون سیئة الخلق فاسدة الدین تارکة الصلوة لان الطلاق وان کان مباحا لکنه من ابغض المباحات عند الله تعالی

طلاق نہ دیوے ہاں اگر بد خو بد مزاج بے دین بے نماز ہووے تو خیر اسلئے کہ طلاق اگرچہ مباح ہے پر مباحات میں سے اللہ تعالی کی نزدیک بہت ناپسند

لما فیها من الایذاء ولا یباح ایذاء الغیر من غیر ضرورة الا بجنایة من طرفها فاذا عزم علی تطلیقها بسبب الضرورة ینبغی له ان

ہے کیونکہ اسمیں ایذا دینی ہے اور بلا ضرورت کسیکو ایذا دینی مباح نہیں ہے مگر عورت کی خطا پر پھر جب کسی ضرورت میں طلاق دینی کا ارادہ کرے تو چاہیئے

یراعی عدة امور احدها ان یطلقها فی طهر لم یجامعها فیه لان الطلاق فی الحیض والطهر الذی جامعها فیه حرام والثانی

کہ کئی بات کا لحاظ رکھے ایک تو یہ کہ ایسی طہر میں طلاق دے جسمیں جماع نکیا ہو اسلئے کہ طلاق حیض میں اور ایسی طہر میں کہ جماع کرچکا ہو حرام ہے دوسری یہ

ان یقتصر علی طلقة واحدة ولا یجمع بین الثلث لانه بدعی قبیح والطلقة الواحدة بعد انقضاء العدة تفید المقصود مع انه

کہ ایک ہی طلاق پر اکتفا کرے تین طلاق اکٹھی نہ دے کیونکہ یہ بدعی قبیح ہے اور ایک طلاق سے ہی بعد گذر جانی عدت کی وہ ہی مقصود حاصل ہوتا ہے

ابعد من الندم لتمکنه من التدارک بالرجعة فی العدة وبتجدید النکاح بعد العدة واما اذا طلقها ثلثا فربما یندم ولا یمکنه التدارک

باوجود یکہ ندامت سے بہت الگ ہے کیونکہ اسکا تدارک کرسکتا ہے عدت میں تو رجعت سے اور بعد عدت کی نئے نکاح سے اور اگر اوسکو تین طلاق دیں تو بعضی دفعہ خاوند

الا بالحیلة وعقد الحلة منهی عنه ورد فیه اللعن ویکون هو الداعی فیه ویحتاج الی الصبر مدة مع کون قلبه متعلق
اوسکا تدارک نہیں ہوسکتا اور حلالہ کی ممانعت آئی ہی اسمیں لعنت وارد ہوئی ہی اور اسمیں یہہ ہی شخص باعث ٹہریگا اور مدت تک صبر کرنا پڑیگا ایسی حال
بزوجة الغیر فیرجو ان یطلقها حتی تعود الیه بعد انقضاء عدتها وکل ذلک ثمرة الجمع وفی الواحدة یحصل المقصود من
مین کہ دل بیگانی جورو کی طرف لگا رہیگا اس امید پر کہ وہ کب طلاق دی کہ بعد عدت کی میری پاس آوی یہہ سب خرابیان تین طلاق کی ثمرہ ہین اور ایک طلاق مین
غیر محذور والثالث ان یتلطف فی تطلیقها من غیر عنف ولا استخفاف ویطیب قلبها بان یعطیها شیئا زائدا علی مهرها علی
بی خطرہ مقصود حاصل ہوتا ہی اور تیسری یہہ کہ طلاق دینی مین لطف برتی زشتی اور تحقیر سی پیش نہ آوی اور اوسکا دل خوش کردی اسطور پر کہ مہر کی سوا کچہہ اور بہی
طریقة المتعة وهی درع وخمار وملحفة عوضا عن ایحاشها والرابع لا یفشی سرها ثم انه ان طلقها علی مال وهو الخلع یکره له
بطور امداد فائدہ کی     اوسکو دیدیگا یعنی کرتا اور اوڑہنا اور لحاف یہہ وحشت دینی کا عوض ہی اور چوتہی اوسکا بہید نہ ظاہر کری پہر اگر اوسکو مال پر طلاق دی جو خلع
ان یاخذ ذلک المال ان کان النشوز من جانبه لانه اوحشها بالارسال فلا تزید فی ایحاشها باخذ المال وقد قال الله
کہلاتا ہی تو مرد کو وہ مال لینا مکروہ ہی اگر خاوند کی طرف سی بد مزاجی ہوئی ہی اسلئی کہ ایک تو طلاق دیکر ستایا پہر مال لیکر زیادہ نہ ستاوی     اور بیشک اللہ تعالی فرماتا
وان اردتم استبدال زوج مکان زوج واتیتم احدهن قنطارا فلا تاخذوا منه شیئا فانه تعالی نهی عن اخذ شیء
ہی اور اگر بدلا چاہو ایک عورت کی جگہ دوسری عورت اور دی چکی ہو ایک کو ڈہیر مال تو پہیر نہ لو اوس میں سی کچہہ     کیونکہ اللہ تعالی تہوڑا لینی سی بہی منع کرتا ہی
یسیر من القنطار الذی هو المال الکثیر فضلا عن الکثیر وان کان النشوز من جانبها یکره ان یاخذ الزائد علی ما دفع
قنطار میں سی جو بہت مال ہوتا ہی بہت لینی کا تو کیا پوچہنا     اور اگر عورت کی طرف سی بد مزاجی ہو تو جتنا مہر ادا کیا ہی اوس سی زیادہ لینا مکروہ ہی
الیها من المهر ثم ان اکرهها علی الخلع والتزمت ان تعطیه مالا للخلاص منه او اسقطت ما علیه من المهر ونحوه لا لرضا
پہر اگر خاوند نی اوسپر خلع کی لئی زور کیا اور عورت نی اوس بنا تسلیم کیا تاکہ اوسکی پنجہ سی بچی یا مہر وغیرہ اوسکی ذمہ سی ساقط کردیا تو     اسلئی
شرط فی لزوم المال وسقوطه والاکراه عدم الرضا علی ما بین فی موضعه وان مات زوجها واراد ان تکون فی
کہ مال لازم ہوجانی مین اور ساقط ہونی مین رضامندی شرط ہی اور اکراہ مین رضامندی نہیں ہوتی چنانچہ اپنی جگہ مین بیان ہوچکا ہی اور اگر اوسکا خاوند مر جاوی اور
الاخرة زوجته ینبغی لها ان لا تتزوج زوجا اخر لان المراة تکون فی الاخرة لاخر ازواجها علی ما روی ان ابا سفیان خطب
بی بی یہہ آرزو کری کہ آخرت میں ہم خاوند کی بی بی ہوں تو اسپر ... کہ اور خاوند نہ کری اسلئی کہ عورت آخرت میں پچہلی خاوند کی جورو ہوگی جیسا کہ اس
ام الدرداء بعد وفات ابی الدرداء فابت وقالت سمعت ابا الدرداء یحدث عن النبی علیه السلام ان المراة لاخر
ام درداء سی بعد وفات ابو درداء کی نکاح کا پیغام بہیجا سو اوسنی نہ مانا اور جواب دیا کہ مینی ابو الدرداء سنا ہی کہ نبی علیہ السلام سی روایت کرتا تہا کہ عورت آخرت
ازواجها فی الاخرة وقال لی ان اردت ان تکونی زوجتی فی الاخرة فلا تتزوجی بعدی وقیل هی فی الاخرة لاحسن ازواجها
میں پچہلی خاوند کی بی بی ہوگی اور مجہکو وصیت کی ہی اگر تو چاہی کہ آخرت میں میری بی بی ہو تو میری بعد اور خاوند نکرنا اور کوئی کہتا ہی کہ عورت آخرت میں نیک
خلقا لما روی ان ام حبیبة زوجة النبی صلی الله علیه وسلم سالت النبی علیه السلام
خاوند کو ملی گی اسلئی کہ روایت ہی کہ ام حبیبہ     نبی علیہ السلام کی زوجہ نی     انبی علیہ السلام سی پوچہا
ان المراة تکون لها زوجان فلایهما تکون فی الاخرة فقال علیه السلام تخیر فتختار احسنهما خلقا منهما تمت
جس عورت کی دو خاوند ہوں     تو آخرت میں کسکو ملی گی     سونبی علیہ السلام نی فرمایا عورت کو اختیار ملیگا پس وہ اچہی کو پسند کریگی

خاتمة الطبع الحمد لله الذی هدانا لهذا وما کنا لنهتدی لولا ان هدانا الله والصلوة علی نبیه اشرف الکائنات
واکمل الموجودات محمد صلی الله علیه وسلم وعلی اله واصحابه اما بعد احقر العباد سبحان بخش عفی الله عنه ساکن قصبہ شکارپور ضلع مظفر نگر عرض کرتا ہی
کہ کتاب مجالس الابرار جسکی حال مین مولوی شاہ عبد العزیز صاحب قدس سرہ اپنی دست مبارک سی یہہ لکہتی ہین کتاب مجالس الابرار ومسالک الاخیار
فی علم الوعظ والنصیحة یتضمن فوائد کثیرة من باب اسرار الشرایع ومن باب الفقه ومن ابواب السلوک ومن ابواب رد البدع

والعادات الشنيعة لاعلم لنا بحال مصنفه الا ما يكشف عنه هذا التصنيف ومن تدينه وتورعه وتفننه فی العلوم الشرعية ولنعم ما قيل لا تنظر الی من قال واسمع الی ما قال فانما يعرف الرجال بالحق لا الحق بالرجال والله اعلم بالصواب واليه حسن العاقبة والمآل۔ تمّت۔ رد بدعتیں بی مثل اور فن نصایح اور وعظ میں بی نظیر اور تحقیق حقایق دینی میں بی مانند اور نحریر مسائل علمی میں لاثانی وبی سہیم سبحان اللہ جوبات مصنف کی قلم سی نکلتی ہی سو مدلل بآیات صریح اور جو مضمون اوسکی زبان پر آتا ہی سو مبرہن باحادیث و روایات صحیح کوئی مطلب ایسا نہیں جسکی سند آیت یا حدیث نہو کوئی ذکر ایسا نہیں کہ اوسکا حامی کسی بزرگ کا قول قدیم یا حدیث نہو نواب صاحب مستغنی عن الاوصاف جناب مولانا والمنا مولوی حاجی محمد قطب الدین خان صاحب کو واسطی افاضہ عام اور فیض تام کی اسکی ترجمہ کا خیال آیا کہ اس کتاب کی مضامین عام فہم ہوجاوین اور تمام صغیر و کبیر جو اُردو پڑھسکتا ہو سب فیض اوٹھاوین اور اپنی تئین کم فرصت دیکھکر اس ناکارہ ہیچمیرز کو ارشاد فرمایا مین نی باوجود بی سامانی کی بمقتضای الامور معذور ترجمہ لکہنا شروع کیا آخر تیسوین ربیع الثانی سنہ بارہ سو انچاس ۱۲۴۹ ہجری میں لکہکر تمام کیا فبحمد اللہ کما یروق النواظر ویسقی الغلیل ویشفی العلیل ویشحذ الاذہان ویحید للحواظر اور اسکا نام خزینۃ الاسرار فی ترجمۃ مجالس الابرار تجویز کرکر جناب موصوف کی خدمت میں پیش کیا مولانا صاحب نی ساری ترجمہ کو بالاستیعاب ملاحظہ فرمایا اور پسند کرکر اجازت طبع کی دی اب ناظرین با صفا و کاملین بی ریاسی امید ہی کہ بلحاظ اصلاح غور فرماکر دیکہیں اور بتعمق نظر مطالعہ کرین اور جہان سقم پاوین اصلاح دیکر درست کردین وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب ٥ **اشتہار** احقر العباد سبحان بخش مترجم مجالس الابرار کا صاحبان مطبع کی خدمت میں عرض کرتا ہی کہ میں نی حق ترجمہ کتاب اپنی کا شیخ محمد حسین ولد حاجی غلام حسین عطار دہلوی ہی لیکر اسکی طبع کا ہمیشہ کو مالک کردیا آیندہ کو کوئی صاحب بدون شیخ محمد حسین موصوف کی اجازت اور رضامندی کی اسکی چہاپنی کا ارادہ نکرین میری اجازت اور رضامندی اصلا معتبر نہیں آب میں محمد حسین چونکہ حق مترجم کا دی چکا اور یہہ ترجمہ بصدقہ رجسٹری ہلم میری ہوگیا کتاب کو حسب منشاء قانون بیاز دہم سنہ ۱۸۳۵ء بغیر اجازت میری کوئی نہ چہاپی نہیں تو بموجب اس قانون کی ثمرہ پاویگا فقط **صورۃ ما قرظہ الفقیر محمد حسین صانہ اللہ عن سوء وشین** سجود الاقدام بارض حرم موجبۃ لعز الجباہ وصفایح القلوب بنور ثنائہ مقتبسۃ لسباط العز والجاہ صنیعتہ البدیعۃ تقلب اللیل والنہار ورحمتہ العمیمۃ تنزل علی مجالس الابرار وتہدی الفجار الی التوبۃ والندامۃ والاستغفار والصلوۃ والسلام الاتمان من اللہ العزیز الرحمن علی من عرج منتہی القصر المعلی فاستوی ثم دنی فتدلی خاتم الانبیاء والمرسلین شفیع العصاۃ رحمۃ للعالمین منشورا فضائلہ الم نشرح لک صدرک مزین بخیام رفعنا لک ذکرک وعلی آلہ وصحبہ الباذلین فی سبیل اللہ واعلاء کلمۃ اللہ انفسہم واموالہم وعلی الذین اتبعوہم باحسان واحسنوا اعمالہم **وبعد** فیقول العبد الحقیر محمد حسین الفقیر الراجی الی رحمۃ الغفار عفا اللہ عما ہو مستخف باللیل وسارب بالنہار یوم تکون سرابیل المجرمین من قطران وتغشی وجوہہم النار ہذا در منثور یلیق ان یدرج فی حق الصدور سراج لمجامع المحسنین الاخیار مصباح لمجالس المتقین الابرار نذیر عریان للغافلین مذکر مبین للناس کلہم اجمعین انیس نفیس للواعظین ریاض ذات افنان وانہار للناصحین جواہر سنیۃ تصلح لاعناق عروس حفظ العلماء ویواقیت ثمینۃ تستاہل لترصیع تاج الوعاظ الاذکیاء اعنی تحفۃ الاخیار الکتاب المستطاب المسمی بمجالس الابرار رحم اللہ من صنفہ وجمعہ والفہ وجعل جنۃ الفردوس ماوٰنہ واوصلہ الی ما کان یتمناہ رضی اللہ عنہ وارضاہ ہو الذی فی فہمہ الانذار والتذکیر مغنی الواعظین وفی اداب الارشاد والترغیب والترہیب کاف للناصحین یا عجبا کتابہ ہذا وما احسن وما شاء اللہ اودع فیہ نادرات الرموز بجوالیدۃ من الافاق ویثبت السنۃ السنیۃ النبویۃ ویتمم حسن الاخلاق حوی من فوائد لطیفۃ خلت عنہ الاذہان والحرزکات رشیقۃ لم تنظرہ الاعیان لا یصنف مثلہ بمرور الدہور والزمن اذ فیہ ما تشتہیہ الانفس وتلذ الاعین اکب علیہ العلماء الفحول وکابر بعد کابر تلقاہ بالقبول لا مریۃ فی کونہ کافیا للواعظ ولا ریب فی ان استحضارہ مغنی الحافظ لعمری انہ لحری ان یرسم باقلام غصون الطوبی وجدیر بالکتابۃ علی ورق شمس الضحی لا بل علی خدود الحور باقلام النور ینبغی ان تکون خطوط الشعاع خیوط المسطر ویصرف فی مدادہ ماء السلسبیل والکوثر لکن لم یکن تیسیر للمستفیدین لقلۃ النسخ فی دیارنا الان لانہ ما کان عند احد لندرتہ یشار الیہ بالبنان فتوجہ عنان العنایۃ الحبر الادیب والفاضل الکامل الادیب العالم البارع ذو الباع الوسیع واقف اسرار المصنف کاشف اللثام عن وجوہ المشکلات مزین عرائس العربیۃ بالترجمۃ الہندیۃ المولوی المعنوی مولنا **سبحان بخش الشکارپوری** عظمہ الرحمن وادامہ بالفیضان ففتح مغلقاتہ بالترجمۃ الہندیۃ باحسن ما یکون وسہل مقاماتہ بحیث یغبطہ الناظرون اجاد غایۃ الاجادۃ فی ربطہا

وضبطہا علی حسب محاورات اہل اللسان وبرع بنہایۃ البراعۃ فی حل لغاتہ مع اختصارہا کالترجمۃ القادریۃ للقرآن ثم عمد الیہ عند کتابتہ للطبع بالنظر المکرر لان کل تکریر تقرر فبحمد اللہ المستعان کملت ہی الانفس وقلوب نوع الانسان بسط اللہ نور فیض ربنا علی المقتبسین مادام بقاء السموات والارضین فحقق المشتاقین بغیتہم وتیسر الطالبین منیتہم فبادروا الیہ ایہا المشتاقون لعلکم بعد ایام لا تجدون وقد زین عند طبعہ بکتابۃ کاتبہ **محمد منصور علی** الیوسفی البنیری البرکزوی الحنفی عفی اللہ عنہ المولی جعل اللہ الخلق منتفعا بہ انہ قریب مجیب وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب قطعہ تاریخ طبعہ جاءنا النور من جمال الطبع اعنی ہذا الکتاب بالاسرار ینبغی ان یکون فی الآفاق کالسراج لمنزل الاخیار عام ختم یلیقہ من ان اقرعہ شمع مجلس الابرار

مزیل الاغلاط کتاب مجالس الابرار

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح | ص | س | غ | ص | ص | س | غ | صحیح | صفحہ | س | غ | صحیح |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۴ | ۳ | سعادتمند | سعادتمندگے | ۴۳ | ۲۱ | جمیع | بجمیع | ۹۹ | ۲۰ | جاتی | جاتی ہی | ۱۴۰ | ۲۳ | مستیقضا | مستفیضا |
| ۷ | ۱۳ | احمق | احمق کا | ۴۴ | ۱۷ | لم یجز | لم یجبر | ۱۰۱ | ۳۲ | کی | کی ہی | ۱۴۱ | ۲۵ | تذکر | نذکر |
| ۱۰ | ۱۷ | الظلمات | الطاعات | ۴۹ | ۲۳ | نورہم | نورہ | ۱۰۲ | ۲۰ | سی والی | دینی والی | 〃 | ۲۹ | سولہتہ | توالبتہ |
| 〃 | ۲۰ | وصولہا | اصولہا | ۵۶ | ۳۲ | نہوگا | نہوگا | ۱۰۵ | ۶ | دریافت کی | دریافت کرلی | ۱۴۶ | ۱۷ | احدہا | احدہ |
| ۱۱ | ۴ | کی | سی | ۵۹ | ۱۶ | پہلی ہیں | پہلی ہی | ۱۰۶ | ۲۸ | علم | الم | ۱۴۹ | ۱۲ | پیدا ہو | پیدا ہوا |
| 〃 | ۲۹ | للاحکام | لاحکام | 〃 | 〃 | ہوگی | ہوگا | ۱۱۴ | ۲۷ | وجود | وجوب | ۱۵۰ | ۳۱ | الوقعۃ | الواقعہ |
| ۱۳ | ۲۸ | سزا | سزا کی | 〃 | ۱۸ | میں ہوتی | میں ہوتا | ۱۱۵ | ۱ | وما بالنفر | وما بالنظر | 〃 | ۲۹ | مشتغلۃ | مستقلہ |
| 〃 | ۳۲ | توجہ | توجہ | ۶۰ | ۶ | پہلی ہوگی | پہلی ہوگا | 〃 | ۶ | بکروشی | بکراوشی | ۱۵۱ | ۱۱ | الذین | الذی |
| ۱۴ | ۲ | چاہتی | ہو | ۶۳ | ۱۵ | اللہ | للہ | 〃 | ۱۹ | فقبا | فقہائے | ۱۵۳ | ۲۸ | معصیت | معصیت |
| 〃 | ۱۵ | الہام | الالہام | ۶۷ | ۸ | اسرار | اصرار | 〃 | ۳۱ | تنظیم | بعضیم | ۱۵۴ | ۲۶ | دنیا میں سی | دنیا کی |
| ۱۵ | ۲۴ | وصوبلہ سیکر | [illegible] | 〃 | ۱۸ | لاالہ الا اللہ | لاالہ الا اللہ | ۱۱۶ | ۴ | معجزہ | معجزی | ۱۵۵ | ۱۰ | وہ بہی | [illegible] |
| 〃 | ۳۰ | تکلیف | تکلف | ۶۹ | ۶ | علیہ | علیہ سلم | 〃 | ۱۵ | والسفی | والشقی | 〃 | ۳۰ | اورجاجی | [illegible] |
| ۱۶ | ۱۱ | زلا | اولا | 〃 | ۱۷ | اوما لا | وما لا | 〃 | ۳۱ | فیتحیل | فیتحول | 〃 | ۳۲ | شیاطین | [illegible] |
| ۱۷ | ۲۰ | ذکر دل | ذکر کا دل | ۷۱ | ۳۲ | اسنا | [illegible] | ۱۱۸ | ۱۲ | اورگناہو | یاگناہوں | ۱۵۸ | ۸ | مرحبین | [illegible] |
| ۱۹ | ۱ | ممن ادخل | ممن لم یدخل | ۷۲ | ۵ | [illegible] | [illegible] | ۱۱۹ | ۳ | یقربوا | تقربوا | 〃 | ۱۴ | پہرنت | پہرجیب |
| ۲۰ | ۲۲ | ہوتی | ہی | ۷۰ | ۶ | دشوار | ضروری | 〃 | ۱۹ | حتہ | [illegible] | 〃 | ۳۲ | کہڑا ہو | کہڑا ہو |
| ۲۳ | ۳۰ | شخص | شخص حج | ۷۸ | ۴ | [illegible] | [illegible] | 〃 | ۲۰ | اسلامیو | جاہل | ۱۶۰ | ۵ | فعل ای | فعل |
| ۲۴ | ۳۱ | لمرلفہ | لمزدلفہ | ۷۹ | ۳۲ | ثواب | ثواب | ۱۲۱ | ۳ | الموقف | الموافق | ۱۶۲ | ۱۴ | دوہراکرنگی | دوہرا |
| 〃 | 〃 | حکم | حکم ہی | ۸۰ | ۱۸ | کہ تبنول | کہ توبہ | ۱۲۶ | ۹ | زیادہتا | زیارتہا | 〃 | ۱۷ | سبیل | سبیلہ |
| ۲۶ | ۴ | طرف ہی | طرف سی ہی | ۸۴ | ۲۰ | دو محال | دونوں محال | ۱۳۰ | ۲۰ | لوگ کم | لوگ علم سی کم | ۱۶۴ | ۲۸ | کم بجل | کم بخیل |
| ۳۳ | ۹ | یقضی | یقتضی | ۹۳ | ۱۸ | کا یہ ہی | کی بہ | ۱۳۱ | ۱۰ | انکسا ہی | [illegible] | ۱۶۷ | ۸ | پڑہی | پڑہی سی |
| ۳۶ | ۱۶ | عقل | عقلی | 〃 | ۲۰ | ماضی ہی | ماضی ہی | ۱۳۲ | ۲۹ | ہریک | ہریک کی | ۱۶۸ | ۲۳ | بلعد | باخذ |
| ۴۰ | ۱۷ | ہم | لہ | 〃 | ۳۲ | کریگا | نکریگا | 〃 | ۳۱ | ان تترد | الاتعزاء | ۱۶۹ | ۲۷ | بیس بغض | بیس نفس |
| 〃 | ۲۹ | فما | فیما | ۹۴ | ۲۶ | آبیٹی | آئی | ۱۳۴ | ۱۱ | قولہ | قول | ۱۷۱ | ۱۸ | محرم | حرام |

صفحہ سطر غلط صحیح ص س غ ص ص س غلط ص صفحہ س غ ص صفحہ س غ ص ص س غلط صحیح ص س غ ص

۱۶۲ ۱۰ کسرہ تاپمی کسرہ تاپمی ۲۲۳ ۲۷ ذاتا ذاتا ۲۹۷ ۱۳ کرنگن کرنکن ۳۴۵ ۶ کی دوسر کی اور دوسرے ۴۱۱ ۱۶ اپنی آکی ۵۲۷ ۲۶ جو جو جو

۱۶۳ ۱۶ [illegible] ۲۹ حتہ حتہ ۲۵ البزدی البزدی ۳۰۱ ۳ بیتہ سرپکی ۴۱۳ ۲ لایا لایا ۵۳۴ ۹ فقالوا فقالا

〃 ۲۷ بین سطان بین سطان ۲۴۳ ۱۹ کرتبا کرتبا ۲۹۹ ۲۲ اختیار اختیار ۳۴۳ ۸ کرنگہرا کرنگہرا ۴۱۴ ۱۲ آتاہی آتاہے ۵۳۵ ۷ واقعہ واقعہ

۱۸۲ ۸ پچیس آدمیکا پچاس آدمیوں ۱۷ 〃 بانتیقع بانتیقع ۳۱۳ ۱۴ اولو القضاء ۲۵۵ ۱۳ صدروا صدروا ۴۱۸ ۸ کپکھی کپکھی ۵۳۷ ۵ یوثر توثر

۱۸۳ ۱۶ اوریہ دلیل اور دلیل ۲۲۴ ۲۴ دبو دہو 〃 ۱۳ الاقلب الاذان ۲۵۹ ۱۶ بریہ بریہ ۴۳۰ ۱۲ ملاز عزہ ملاوعزہ ۵۴۳ ۲ خوابکرن خوابکرن

〃 ۲۲ یہ حکم یہی حکم ۲۲۸ ۲۹ القطعا القطر ۲۳۵ ۱۰ اسیوا کی اسواک ۲۵۷ ۱۱ ہوسناہی جوسناہی 〃 ۲۷ الطار الطار ۵۴۹ ۴ اواخرو اوختلا

۱۸۹ ۳۲ عبادتوکی عبادتکا ۲۴۹ ۲ روزہ روز 〃 ۲۹ الاصل لان الاصل ۲۵۹ ۳ مذہب مذہب ۴۳۲ ۱۱ فتانیا فتانیا ۵۵۴ ۱۹ اوثق احق

۱۹۳ ۱۹ دلیا دلیل ۲۵۰ ۱۴ حدیثین حدیثین ۲۹ ۱ العاشتہ العاشتہ 〃 ۳۲ دعا دعا نماز جنازہ ۴۴۲ ۲۹ خیانت خیانت 〃 ۲۸ انجام ارام

〃 ۱۸ تمام مینہی ۲۵۵ ۱۵ النظم النظم 〃 ۵ متعدد متعدد ۳۶۲ ۱۶ اکہرتگی اکہرتگی ۴۴۳ ۲ صدق صدق ۵۵۶ ۸ جوبات جوبات

۱۹۸ ۲۶ فرمایا فرمایاہی ۲۵۶ ۲۲ بہانہ بہانہ ۳۱۶ ۳۲ عدہ عدہ ۳۶۴ ۸ اوس ہی اوس ہی ۴۴۴ ۳۰ لفظو لفظو ۵۵۸ ۸ ہیں ہیں

۲۰۰ ۱۱ یقتضر یقتضی ۲۵۸ ۱۳ یشتعبہ یشتبہ ۳۱۸ ۷ لایکو لایکون ۳۶۹ ۲۲ فاحشی فاحشی ۴۴۷ ۲۲ اوپنا اوپنا ۵۶۱ ۱۷ نکوں نکول

〃 ۳۰ مین سی مین سی ۲۹۵ ۲۰ سیر سیر ۳۱ ۲۸ مسافرہ مسافر ۳۷۰ ۲ طالب علمی طالب علمی ۴۴۸ ۲۹ کاذکر کاذکر ۵۶۴ ۱ تکبیس تلبیس

〃 ۲۸ کی مستعجب کی ہیچ مستعجب 〃 ۲۶ بابی کیا بابی کیا ۳۱۱ ۲ الحجاج الحاج ۳۷۱ ۹ اما دایا کہا ۴۵۲ ۲ اسی اس ۵۶۶ ۱۹ الان الاقام

۲۰۴ ۲ یہ ۲۹۸ ۱ تحویا تحویا ۳۱۳ ۱۹ فلیہ قلتہ ۳۷۴ ۱۸ اللتی اللتی ۴۶۴ ۹ الاصطلح الاصطلح ۵۶۸ ۱۹ مداخلہ مداخلہ

۲۰۷ ۳ تاکاصل تاکاصل ۲۹۹ ۲ اینڈکری اینڈکری 〃 ۲۹ کرتا کرتا ۳۷۵ ۲۲ بسب سبب ۴۷۰ ۷ البیع البیع ۵۶۹ ۲۸ گذر گذرگا

۲۰۸ ۱۰ حاصل ہوگی حاصل ہوگی ۲۷۲ ۶ اشجع اشجع ۳۱۹ ۱۱ مانم مانم ۳۷۷ ۳ حرکت حرکت 〃 ۱۷ العدد العدد ۵۷۰ ۲ سبب سبب

〃 〃 پہراوکا اورانسکا 〃 ۱۷ اسوسطی اسوسطی 〃 ۱۹ الرجا الرجا [illegible] ۴۸۰ ۱۳ الفک الملک ۵۷۰ ۱۱ بالفرقہ بالفرقہ

〃 ۲۴ تمام قسم اتمام قسم ۲۷۴ ۶-۸ [illegible] ۳۲۱ ۲۴ توبکی توبکی 〃 ۲۲ تواپسی توایسی ۴۸۱ ۲ جائز جائز ۵۸۰ ۲۴ بنایا بنایا

۲۱۳ ۱۴ ہیکو ہیکو ۳۲۳ ۲۸ جلسہ جلسہ ۳۲۸ ۱۳ فرح فرح ۴۸۳ ۲ بیجا ہو بیجا ہو ۵۸۲ ۲۲ پیدا کر پیدا کر

۲۱۴ ۳۳ کیسا باکسا ۳۲ جوالس جوالسی ۳۲۵ ۳۲ جوتعزیر تعزیر ۳۲۹ ۱۰ پستر پستر ۴۸۹ ۲۶ نفی نفی ۵۸۳ ۱۹ لیکن لیکن

〃 ۲۴ برنتی کو برتنی کو ۲۲۷ ۱۵ جمع جمع ۳۲۶ ۱۲ ابیقد ابیقدر ۳۷۹ ۲۷ بعد بعید ۴۹۳ ۱۹ پکڑا پکڑا ۵۹۷ ۲ مسئلہ مسئلہ

۲۱۶ ۱۸ لیکن جو اور جو 〃 ۲۹ صلی اللہ صلی اللہ ۳۳ ۹ ایک ایک ۳۸۹ ۱ ذوبکا ذوبکا 〃 ۲۲ غلام غلام ۶۰ ۱۶ ہیرا ہیرا

۲۱۷ ۲۶ لیستونی لیستوی ۳۲۸ ۴ بالخلفۃ بالخلفۃ 〃 ۱۳ والقتاد والقتاد ۳۹۱ ۴ ابن جبلی ابن جبلی ۴۹۹ ۲ تجویز تجویز 〃 ۲۱ بدعی بدعی

۲۲۹ ۱۳ بشادتہا بشہادتہا 〃 ۱۱ براعی براعی ۳۳۳ ۳۲ برکہ برکہ ۳۹۳ ۹ کیا ماکہا ۵۰۳ ۱۰ بزایہ برایہ 〃 ۲۲ کرطیق کرطیق

۲۳۱ ۲۹ المعاصی العاصی 〃 ۱۳ فمن من ۳۳۷ ۲ الحسنا الحسنا ۳۹۵ ۱۰ اللستا اللستا ۵۰۴ ۳ علامتہ علامتہ ۶۲ ۴ جاؤ جاؤ

۲۳۵ ۳۰ لارم لازم ۳۸۷ ۴ لیستی لیستی ۲۳ عنہ عند ۳۹۶ ۹ کنبکا کنہکار 〃 ۱۱ الضرب الضرب ۶۵ ۸ سترکی سترکی

۲۳۶ ۲۹ تفریح تفریح 〃 ۱۱ بحیلہ بحیلہ 〃 ۲۶ بتقلید بطور ۲۱ تحیت تحیۃ ۵۰۵ ۲۰ فسوخ فسوخ 〃 ۲۹ شیخا شیخ

۲۴۲ ۳۱ دہم فہم ۲۸۹ ۳۲ مشکوکی مشکوکی 〃 ۲۸ بانو بانو ۳۹۷ ۲۲ تازیسی تازیسی ۵۱۱ ۴ صوت صوت ۴۶ ۴ مردپر مردکو

۲۴۲ ۱۹ جزاؤ جزاؤ ۲۹ ۱۸ اخرکو اخرکو ۳۳۰ ۴ بسبب سبب ۳۹۸ ۷ تجوا تجوا ۵۲۱ ۲۲ حسن حسن 〃 ۶ لیعنی اسی

۲۴۳ ۱۰ ایام ایام ۲۹۷ ۱۳ بحفظہا بحفظہا ۲۲ جماد جماد ۴۰۴ ۸ ہوتاہی ہوتی ۵۲۲ ۲ سلام سلام 〃 〃 ہی ہوئی

〃 ۳۱ تجتہا تجتہا 〃 〃 الالرکی الالرکی ۳۴۴ ۱۲ ادنگیر ادنگیر ۴۰ ۱۴ بجوہین بجوہین ۵۲۳ ۱۰ کرسی کرسی 〃 ۱۶ کروہ کہ